UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226627

UNIVERSAL
LIBRARY

BROWN
BOOK ONLY

الجزء الحادی عشر من
الصحیح
تفسیر المجلد السابع

ترجمان القرآن

بلطائف البیان

باللغة الهندیة

طبع فی مطبع مفید عام
الکائن فی آگره
سنة ١٣١٤ھ

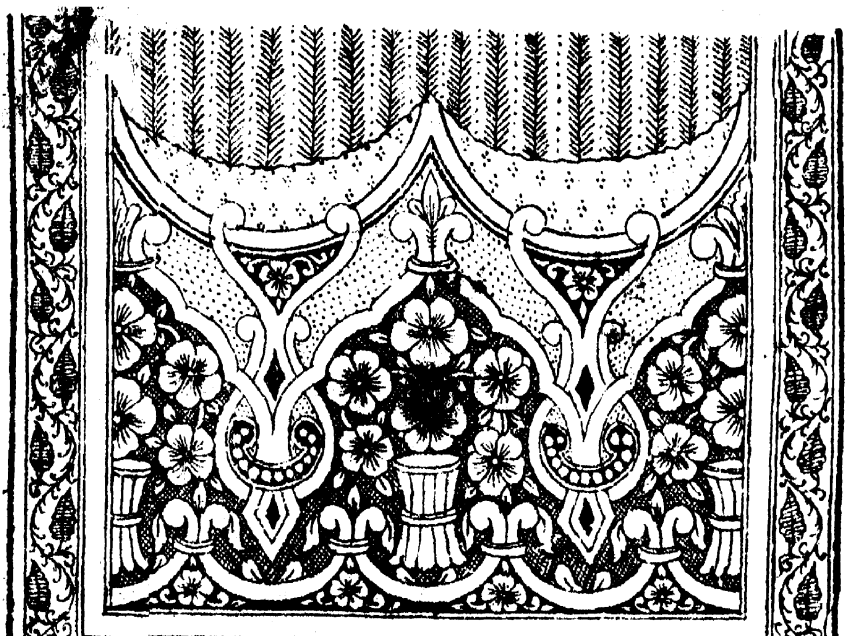

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر سورہ لقمان

اس سورت کی ۳۳ یا ۳۴ آیتین ہین اور ساری سورت مکی ہے مگر تین آیتین یعنی قولہ تعا
ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام تا سآیت قالہ ابن عباس فیما اخرجہ النحاس عنہ
ابن ضریس وابن مردویہ و بیہقی نی دلائل مین حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہی کہ یہ سورت
مکی ہی اور استثنا نہین کیا قرطبی نی قتادہ سی روایت کیا ہی کہ مکی ہے مگر دو آیتین نسائی
وابن ماجہ نی حضرت براء رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہا ہم نماز پڑہا کرتے تھے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ظہر کی تو ہم سنتے تھے آپ سی آیت کو بعد آیت کے سورۂ
لقمان و ذاریات سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓمّٓ ۝ تلک اٰیٰت الکتٰب الحکیم ۝ ھدی و رحمۃ للمحسنین ۝ الذین
یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم یوقنون ۝ اولٰئک
علی ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون ۝ یہ باتین ہین پکی کتاب
حکمت والی کی راہ دکہانا اور مہر نیکی والون کو جو کہڑی رکہتے ہین نماز اور دیتے ہین زکوٰۃ

...ہ ہین جو آخرت کو ...یقین کرتی ہین وہ ہین سو جہ پر اپنے رب کی طرف سی اور وہ
...ی جہ ...ا بھلا ہی انتہی ف جو شی اس سورت کے سرنامے کے ساتھہ متعلق ہی اوپر
...ری ...ر پر کلام اول سورۂ بقرہ مین گذر چکا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اس
...آن ...ک کو ہدایت و شفا و رحمت ٹہیرایا ہے واسطی نیک لوگون کے یہ وہ لوگ ہین جنہون
...نے ...ہا عمل کیا ہی اتباع شریعت مین پس کہڑی کی نماز فرض مع اوس کے حدود کے
...اوس کے وقتون مین اور جو نفلی نمازین راتبہ وغیر راتبہ فرض نماز کے تابع ہین اون کو بہی
...ہ ...ا اور جو زکوۃ اون پر فرض کی گئی ہے وہ اوس کے مستحقون کو دے اور اپنے
...ابت والون رشتہ دارون کے ساتھہ صلہ رحمی کی اور جزا کا یقین کیا دار آخرت مین
...ہ اس کی ثواب مین رغبت کی طرف اللہ کے اوس کی ساتھہ ریا نہین کی اور نہ لوگون سے
...ہ ...ر و شکر کا ارادہ کیا جو کچہ ہی نیک کام ایسی طرح کیے تو وہ اون لوگون مین سے ہے جن کے
...ق مین اللہ فرما دی ...شاد فرمایا ہی اولئك علی هدی من ربهم یعنی وہ لوگ بصیرت و بینہ
...منہج واضح و جلی پر ہین یعنی بینائی اور ظاہر واضح شاہراہ پر ہین طرف سے اپنے رب کے
...اولئك هم المفلحون یعنی اور وہی ہین جن کو دنیا و آخرت مین فلاح روزی ہوگی
...لذانی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ حکیم یا تو بمعنی مفعل ہے یا بمعنی فاعل
...یا بمعنی ذی حکمت یا یہ معنی ہین کہ اوس کتاب کا قائل حکیم ہے اور اضافت آیات کی طرف
...کتاب حکیم کے ہونے ہی ہدی و رحمۃ منصوب ہین بنا بر حال جمہور کی قرارت پر زجاج نے کہا
...معنی یہ ہین کہ یہ آیتین کتاب حکیم کی ہین حال ہدایت و رحمت مین حمزہ نے برفع پڑہا ہے
...اس بنا پر کہ دونون کلمی خبر ہین مبتدای محذوف کے ای ہو ہدی و رحمۃ یعنی وہ ہدایت و
...رحمت ہے واسطے محسنین کے یہ بہی جائز ہے کہ تلک کی خبر ہون محسن سے مراد عامل
...حسنات ہی یا وہ شخص ...ی عبادت کرتا ہے گویا اوسی دیکہہ رہا ہے جس طرح کہ صحیح مین
...حضور صلی اللہ علیہ وآ ...ی ثابت ہوا ہی جبکہ جبریل علیہ السلام نے آپ سی احسان کا پوچھا
...تو فرمایا یہ ہے کہ تو عبادت کری اللہ کی گویا تو اوسے دیکہہ رہا ہے پہر اگر تو اوسے نہین دیکہتا
...ہے تو وہ تو تجہے دیکہہ رہا ہے پہر اللہ پاک نے محسنین کا عمل بیان کیا کہ وہ کیا عمل کرتے ہین فرمایا

محسنین وہ لوگ ہین جو کہڑی رکھتے ہین نماز اور دیتے ہین زکوۃ اور وہ آخرت کا یقین رکھتے
ہین الذین اسم موصول محل جر مین صفت ہی محسنین کی یا محل رفع مین ہے یا نصب مین بنابر
مدح یا قطع ان تین عبادتون کو اس لیی خاص کیا کہ یہ عمدہ عبادات ہین ساری عبادتون کی جڑ
ہین اولئک علی ہدی الآیہ کی تفسیر سورۂ بقرہ کے اول مین گذر چکی ہے معنی یہ ہین کہ جو لوگ
متصف ہین ساتھہ احسان کے اور فعل طاعات کے جو کہ اصول عبادات ہین وہی ہین طریقہ
ہدایت پر اور وہی بہرہ مند ہونے والے ہین اپنے مطالب سی اور وہی ظفر مند ہونے والے
ہین دارین کی خیر و خوبی سی ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن
سبیل اللہ بغیر علم ق ھ ویتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین ن ل
اذا تتلی علیہ اٰیتنا ولی مستکبرا کان لم یسمعھا کان فی اذنیہ وقرا ج
فبشرہ بعذاب الیم ہ اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کہیل کی باتون کے تا بچلاوین
اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹھیراوین اوس کو ہنسی وہ جو ہین اون کو ذلت کی مار ہی اور جب
سنائی اوس کو ہماری آیتین پیٹھہ دیجاوی غرور سے گویا اون کو سنا ہی نہین گویا اوس کے
دو کان بہرے ہین سو خوشخبری دی اوس کو دکھہ والی مار کی ق ایک کو دیکھتا جس کو
دیکھتا کہ نرم دل ہوا اسلمانی کی طرف جھکا اوس کو اپنے گھر لیجاتا شراب پلاتا اور ناچ اور رنڈی
دیکھتا اس رنڈی کی مجلس سی ایمان کا اثر مٹ جاتا اوس کو یہ فرمایا انتہی ق جبکہ
اللہ پاک نی سعدا کا حال ذکر فرمایا یہ وہ لوگ ہین کہ اللہ کی کتاب سی راہ پاتے ہین اوس کے
سننے سے نفع لیتے ہین کما قال تعالی اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا
مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم
الی ذکر اللہ الآیہ تو بعد اس کی اشقیا کا حال ذکر کیا جنھون نی اس سی منہ موڑا کہ کلام
کے سننے سی نفع لین اور راگ باجون کے سننے پر متوجہ ہوے چہ حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ نے من یشتری الآیہ کی تفسیر مین فرمایا کہ واللہ یہ غنا یعنی راگ گانا ابن جریر
نے ابو الصہباء بکری سی روایت کیا ہے کہ اوس نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کو سنا
اور اون سی کوئی اس آیت کا پوچھہ رہا تھا ومن الناس الآیہ تو فرمایا غنا قسم ہے اوس

ھ اصل اوقاری
ہ بجاے کاسی کا ہے
ہ بن بھی وہ ہیں ان ہوئی
ہ ہال کہڑی ہیں اون
ہ کہیل ہیں اون کہیل
ہ کی جو ڈور ہیں اون
ہ جو ہیں اون کی
ہ کہیلین اور اون کے
ہ اللہ کی یاد سے
ہ دنیا اللہ کا اس طرح
ہ دنیا ہے جس کو جاے
ہ اور جس کو راہ سے
ہ اللہ اور اسکو کوئی نہین
سوے بانی والا ۱۲

ذات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر وہ تین بار اس کو بار بار کہہ رہے تھے **دوسری** روایت یہ ہی کہ خود ابو الصہبا نی حضرت ابن مسعود سی اس آیت کا پوچھا تو فرمایا کہ غنا ہی اسی طرح حضرت ابن عباس و جابر و عکرمہ و سعید بن جبیر و مجاہد و مکحول و عمرو بن شعیب و علی بن بذیمہ نے کہا ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت غنا و مزامیر مین نازل ہوئی ہے **قتادہ** نے کہا قولہ ومن الناس الآیہ ہے اللہ کی شاید وہ خرچ نہین کرتا ہی اوس مین مال لیکن خریدنا اوس کا استحباب اوس کا ہے یعنی اوس کو محبوب رکھنا پسند کرنا کافی ہے آدمی کو گمراہی سے یہ کہ اختیار کرے حدیث باطل کو حدیث حق پر اور اوس شی کو جو ضرر دیتی ہے اوس پر جو نفع دیتی ہے کسی نے کہا قولہ تعالی لیشتری لھو الحدیث سی مراد خریدنا ہی گانے والی لونڈیون کا **ابن ابی حاتم** نی حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ حلال نہین ہے بیع مغنیات کی اور خریدنا اون کا اور رکھنا اون کی قیمتون کا حرام ہے اور اونہین کے حق مین اللہ عزوجل نی یہ آیت نازل فرمائی ہی ومن الناس الایہ وھکذا رواہ الترمذی وابن جریر من حدیث عبید اللہ بن زحر بنحوہ ثم قال الترمذی ھذا حدیث غریب وضعف علی بن یزید المذکور حافظ ابن کثیر فرماتے ہین علی و شیخہ والراوی عنہ کلھم ضعفاء واللہ اعلم **ضحاک** نی لھو الحدیث کی تفسیر مین کہا ہے کہ مراد شرک ہے اسی کے قایل عبد الرحمن بن زید بن اسلم ہین **ابن جریر** کا مختار یہ قول ہی کہ لھو الحدیث ہر وہ کلام ہی جو اللہ کی آیتون سی اور اوس کی راہ کی پیروی کرنے سے روکتا ہے قولہ تعالے لیضل عن سبیل اللہ یعنی وہ جو یہ کام کرتا ہے سو واسطی مخالف ہونے اسلام و اہل اسلام کے بنا بر قرات فتح یای تحتیہ حرف لام لام عاقبت ہوگا یا واسطے تعلیل امر قدری کے یعنی وہ متعین کیے گئے ہین واسطی اس کام کے تاکہ وہ ایسی ہون قولہ تعالی ویتخذھا ھزوا مجاہد نے کہا ویتخذ سبیل اللہ ہزوا یستہزی بہا یعنی اور تاکہ ٹھیراوی اللہ کی راہ کو ہنسی اوس سے ٹھٹھا کری قتادہ نے کہا یعنی ویتخذ ایات اللہ ھزوا مطلب یہ ہے کہ ضمیر مفعول کی راجع ہے طرف آیات اللہ کے قول مجاہد کا اولی ہی یعنی اس لیی کہ سبیل اللہ نسبت آیات کے قریب تر ہے

ف یعنی فی السند عبید اللہ بن زحر بن ان ابن عبد الرحمن عن ابی امامۃ ۱۲ منہ

قولہ تعالی اولئک لھم عذاب مھین کا یہ مطلب ہی کہ جیسے اونھون نی اللہ کی آیتون
کی اور اوس کی راہ کی اہانت کی ویسی ہی قیامت کے دن عذاب دائم و مستمر مین اون کی اہانت
کی جائیگی پھر اللہ پاک نی فرمایا واذا تتلی علیہ الآیہ یعنی یہ شخص جو لھو و لعب طرب پر متوجہ
ہو رہا ہے جس وقت اوس پر آیات قرآنی پڑہے جائین تو اون سی تولیہ و اعراض و ادبار کرے
یعنی بہرا بن جاوی حالانکہ اوس مین بہرا پن نہین ہے گویا اون کو سناہی نہین کیونکہ وہ اون کے
سننے سے ایذا پاتا ہی اس لیی کہ اوس کو اون سی کسی طرح کا نفع لینا نہین ہے اور نہ اوس کو
اون مین کچھ حاجت ہی سو تو اوس کو خوشخبری دے عذاب الیم کی یعنی روز قیامت کو اوسی وہ عذاب
ہوگا جیسا کہ اللہ کی کتاب کے اور اوس کی آیتون کے سننے سے وہ درد مند ہوا کذا فی
ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہے کہ کلہ من موصولہ ہے یا موصوفہ
اور لفظ کی راہی مفرد ہے اور معنی کے رو سے جمع پس اوراق مین ضمیرون مین تو اوس کے لفظ
کی رعایت کی گئی ہے وہ یہ ہین یشتری و یضل و یتخذ پھر دو جگہہ اوس کی معنی کی رعایت کی
گئی وہ یہ ہین اولئک لھم پھر پانچ ضمیرون مین اوس کے لفظ کی پھر مراعات کی گئی وہ یہ ہین
واذا تتلی علیہ الخ ظاہر وجہ تو اوس کی یہ ہے کہ تفنن و تلون کے واسطے ایسا کیا ہی اور معنی کے
اعتبار سے شاید یہ وجہ ہو کہ یہ آیت شخص خاص کے حق مین نازل ہوئی ہے چنانچہ آئندہ
شان نزول اس کا مذکور ہوگا چونکہ واقع مین اوس نی یہ کام کیا تہا جس کا ذکر اللہ پاک نی فرمایا ہے
کہ اوس نی باطل حدیث خریدی بایں غرض کہ اللہ کی راہ یعنی اسلام و قرآن سے لوگون کو گمراہ
کرے بے سمجھے اور اوس کو ہنسی ٹھیرائی اس لیی یہ تین ضمیرین مفرد ذکر کی اور یہ کام اوس نے
صرف اپنی عزت اور اسلام و قرآن کی ذلت کے واسطے کیا چونکہ جزا جنس عمل سے ہونی چاہیے
اس واسطی اللہ پاک نے اوس کی جزا یہ ذکر فرمائی اولئک لھم عذاب مھین کذا یسلب
ابہام کے مفرد و جمع دونون پر بولا جاتا ہے اس جگہہ اوس کے معنی کا لحاظ کر کے اولئک صیغہ
جمع ذکر فرمایا غرض اس سی یہ ہی کہ جو کوئی اوس شخص کا سا فعل کرے اون سب کی یہی جزا ہے
کہ آخرت مین اون پر ایسا سخت عذاب ہو کہ جسپر وہ واقع ہو تو ذلیل و خوار ہو جاوے بعد اس وعید
سنانے کے اوس شخص کا یہ حال بیان کیا کہ جس وقت اوسپر قرآن شریف کی آیتین پڑہی

جاتی ہین تو نہایت درجی کا تکبر کرکے اون سی اعراض کرتا ہے گویا اون کو سنا ہی نہین جیسا
یہ حال خاص اوسی شخص کا ذکر کیا ہے اس لیی مفرد ضمیرین ذکر کین اور اوس کے جنس فعل کی
وعید سنائی فبشرہ بعذاب الیم فرمایا یعنی جس طرح وہ آیات قرآنی کے سننے سے ایذا پاتا درد مند
ہوتا تھا اسی طرح تو اوس کو خبر دی کہ اوس کے واسطے اس فعل شنیع کے بدلے مین ایسا عذاب
ہے جو درد و الم و ایذا دہی مین پرلے سرے کو پہنچا ہوا ہی مراد بشر سے آخبر ہے ذکر بشارت
کا بطور تہکم ہے **لھو** مصدر ہے لہا یلھو کا لہو کہتے ہین کھیلنے کو مراد لوس سی اس جگہہ اسم
فاعل ہے یعنی ہر باطل و بیکار شی جو انسان کو خیر و طاعت و ذکر رب اور سود مند شے سے
مشغول کرتی ہے باز رکہتی ہے جیسے غنا و ملاہی اور جہوٹی کہانیان اور ہنسی کی باتین اور
بے اصل کہاوتین اور خرافات اور بنائے ہوے قصے اور معازف و مزامیر اور ہر شے جو شرعاً
بری ہی اضافت لہو کی طرف حدیث کے بیانیہ بمعنی من ہے یعنی وہ لہو جو کائن ہی حدیث
سے کیونکہ لہو حدیث و غیر حدیث دونون ہوتا ہے پس یہ اضافت ایسی ہے جیسے ثوب خز مین
ہے یعنی کپڑا جو ریشم سے بنا ہوا ہے کرخی نی کہا یہ ابلغ ہے حذف مضاف سی لہو الحدیث
مین بہت قول ہین اونمین سے یہ ہین ۱ کسی نی کہا مراد لونڈی غلام گانے والون کا خریدنا
ہے اس صورت مین تقدیر یہ ہوگی من یشتری اہل لہو الحدیث یعنی جو کہ خریدتا ہی لہو حدیث
والون کو ۲ حضرت حسن نی فرمایا لہو الحدیث معازف و غنا ہے ۳ دوسرا قول اون سے
یہ مروی ہے کہ کفر و شرک ہے اس قول مین بعد ہی **قرطبی** نی کہا اولی اوس شی کا جو اس
باب مین کہی گئی ہے وہ تفسیر ہی لہو الحدیث کی ساتہہ غنا کے کہا اور یہ قول ہی صحابہ و تابعین
کا ۴ حضرت ابن عباس نی فرمایا لہو الحدیث باطل الحدیث ہے خریدنے والا اوس کا نضر بن
حارث بن علقمہ ہے اشتری احادیث الاعاجم و اخبار الاکاسرۃ و صنیعہم فی دہرہم یعنی عجمیون کے
قصے کہانیان اور اکاسرہ کی خبرین اور جو کچہہ اونہون نی اپنے وقت مین کام کیے تہے اوس نے
ان کو خریدا اور کتابین لکہا کرتا تہا حیرہ سے طرف شام کے اور قرآن کی تکذیب کرتا تہا اخرجہ
البیہقی فی الشعب عنہ ۵ دوسرا قول اون کا یہ ہی کہ باطل الحدیث اور وہ غنا و نحو ہے
سبیل اللہ کی تفسیر مین فرمایا قرارت قرآن و ذکر اللہ قریش کے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی ہی

قدس نی ایک گانے والی لونڈی خریدی تھی اخرجہ الفریابی وابن جریر وابن مردویہ عنہ
۶ تیسرا قول اون کا یہ ہے کہ وہ غنا واشباہ ہی اخرجہ البخاری فی الادب المفرد وابن ابی الدنیا
وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیہقی فی السنن عنہ ۷ چوتھا قول اون کا یہ ہے
الجواری الضاریات یعنی بجانی والی لونڈیان ۷ حضرت ابن مسعود نی فرمایا ہو واللہ الغنا
ابن جریر کا لفظ یہ ہے ہو الغناء واللہ الذی لا الہ الا ہو یرددہا ثلاث مرات ۸ ابو امامہ
رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی راوی ہین کہ آپ نے فرمایا مت بیچو
قینات کو یعنی گانے والیون کو اور مت خریدو اون کو اور نہین ہے کوئی خیر بیچ تجارت کے
اون مین اور ثمن اون کی حرام ہی اس کے مثل مین یہ آیت نازل کی گئی ہے ومن الناس
الآیہ اخرجہ سعید بن منصور واحمد والترمذی وابن ماجہ وابن ابی الدنیا وابن ابی حاتم والطبرانی
وابن مردویہ والبیہقی وفی اسنادہ عبید اللہ بن زحر عن علی بن زید عن القاسم بن عبد الرحمن
وفیہم ضعف ۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی مروی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ نے حرام کیا ہے قینہ کو اور اوس کی بیع کو اور اوس کے
ثمن کو اور اوس کی تعلیم کو اور اوس کی طرف کان لگانے کو پھر یہ آیت پڑہی ومن الناس
الآیہ اخرجہ ابن ابی الدنیا فی ذم الملاہی وابن مردویہ ۱۰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سی
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الغنا ینبت النفاق کما ینبت
الماء البقل یعنی راگ اوگاتا ہی نفاق کو جس طرح اگاتا ہے پانی روئیدگی کو اخرجہ ابن ابی الدنیا
والبیہقی فی السنن وابن مردویہ ورویاہ عنہ موقوفا ۱۱ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین بلند کی کسی نے اپنی
آواز ساتھ غنا کے مگر بھیجتا ہے اللہ طرف اوس کے دو شیطان بیٹھتے ہین اوس کے
دونون سونڈہون پر مارتے ہین اپنی ایڑیون سی اوس کے سینے پر یہان تک کہ وہ رک جاے
اخرجہ ابن ابی الدنیا وابن مردویہ واخرج الترمذی عنہ مرفوعا نحوہ ونحو الباب احادیث فی
کل حدیث منہا مقال ۱۲ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر مین فرمایا مرد خریدتا
ہے لونڈی کہ رات دن اوسی گانا سناتی ہی اخرجہ البیہقی فی الشعب ۱۳ حضرت ابن عمر

رضی اللہ عنہ نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ آپ اس آیت مین فرماتے ہین سوا
اس کے نہین کہ یہ خرید نا مرد کا ہے لعب و باطل کو اخرجہ ابن مردویہ ۱۴ نافع کہتے ہین مین
چلا جاتا تھا ہمراہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کسی راہ مین پس اونہون نی سنا زمارہ[1] کو تو اپنی
دو انگلیان اپنی دونون کانون مین رکھ لین پھر راہ سے مائل ہوئے پھر کہتے رہے اے
نافع کیا تو سنتا ہی مین نی کہا نہین تو اپنی انگلیان کانون سے نکال لین اور کہا اسی طرح مین نے
دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ نی کیا ہے اخرجہ ابن ابی الدنیا والبیہقی ۱۵
حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے مین جو ہون سو منع کیا گیا ہون دو احمق فاجر آوازون سی ایک آواز
وقت نغمہ لہو و مزامیر شیطان کی اور ایک آواز وقت مصیبت کے نوچنا مونہہ کا اور پھاڑنا
گریبانون کا اور رنہ شیطان اخرجہ ابن ابی الدنیا ۱۶ خازن نی نقل کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی
ہے حق مین نضر بن حارث بن کلدہ کے شخص تجارت کیا کرتا تھا سو حیرہ مین آتا اور عجم کے
اخبار خریدتا اور قریش کے روبرو اون کو بیان کرتا اور کہتا کہ محمد تو تم سی عاد و ثمود کا قصہ
بیان کرتے ہین اور مین تم سی رستم و اسفندیار کا قصہ بیان کرتا ہون پس قریش اوس کا قصہ
سنتے اور قرآن کا سننا چھوڑ دیتے تھے اسپر اللہ تعالی نی یہ آیت نازل فرمائی غرضکہ شان
نزول اور لہو الحدیث کے اقوال تو ذکر ہو چکے اب ہی یہ بات کہ اشتراء کے کیا معنی ہین سو
وہ یا تو ماخوذ ہی شرا یعنی خریدن سی جیسا کہ نضر کے قصے مین مروی ہے یا اشترا بمعنی
استبدال و اختیار ہے جیسا کہ اس آیت مین ہی اشتروا الکفر بالایمان یعنی ایمان کے
عوض مین کفر لیا اور کفر کو ایمان پر اختیار کیا اسی طرح یہان ہے کہ اختیار کرتے ہین حدیث
باطل کو حدیث حق پر کما قالہ النسفی جمہور نی لیضل عن سبیل اللہ کو بضم یای تحتیہ پڑہا ہے یعنی
تاکہ گمراہ کرے اپنے غیر کو راہ ہدایت سی اور شاہراہ حق سے اور جبکہ اپنے غیر کو گمراہ کیا
تو مقرر وہ خود گمراہ ہوا ابن کثیر و ابو عمرو و ابن محیصن و حمید و ورش و ابن ابی اسحاق نی بفتح یا پڑہا
یعنی تاکہ وہ خود گمراہ ہو زجاج نی کہا جس نی بضم یا پڑہا تو اوس کے یہ معنی ہین تاکہ وہ گمراہ
کرے اپنے غیر کو پھر جب اوس نی اپنی غیر کو گمراہ کیا تو مقرر وہ گمراہ ہوا اور جس نی بفتح یا پڑہا ہے

[1] یعنی نی جس کو بجانی تین
[2] خریدی کیا کفر
ایمان کے بدلے ۱۲

تو اوس کی یہ معنی ہین تاکہ انجام کار اوس کا ہو طرف گمراہی کے اگرچہ وہ نہین خریدتا ہی واسطے
گمراہی کے لیکن انجام کار اوس کا اسی طرف ہونا ہی پس اس تعلیل نے یہ فائدہ دیا کہ مستحق
ذم کا وہی شخص ہوتا ہے جو کہ لہو حدیث کو اس مقصد کے واسطے خریدتا ہی چنانچہ سبب نزول
مذکور اسی کی تائید کرتا ہے قولہ تعالی بغیر علم محل نصب مین ہی بنا بر حال یعنی وہ خریدتا ہی
لہو حدیث کو اس حال مین کہ جس کو خریدتا ہی اوس کے حال سی جاہل ہے یا اوس تجارت کے
حال سی جاہل ہے جو نفع دیگی اور ضرر پونہچائیگی سو اسی لیی خیر کے عوض مین وہ شی لی جو کہ
محض شر ہے و یتخذ ھا ھزوا جمہور نے برفع پڑہا ہی اس بنا پر کہ معطوف ہی یشتری پر
پس منجملہ صلہ ہوگا کسی نے کہا کہ رفع بنا بر استیناف ہی اور ضمیر منصوب راجع ہے طرف
آیات کی جن کا ذکر گذر چکا ہے لیکن قول اول اولی ہے حمزہ و کسائی و اعمش نی نصب پڑہا
ہے اس بنا پر کہ عطف ہے لیضل پر اور ضمیر منصوب راجع ہی طرف سبیل کے اس قرات
کی بنا پر منجملہ تعلیل ہوگا و اسطی تحریم کے معنی یہ ہین کہ خریدتا ہے لہو حدیث کو واسطی گمراہ کرنے
کے اللہ کی راہ سی اور واسطی ٹہیرانے راہ اللہ کے ہزوا ی مہزوا بہ یعنی راہ اللہ کو ہنسی ٹہیراتا
ہے مطلب یہ ہے کہ اوسے ایسی قرار دیتا ہے کہ اوس کے ساتہہ ہنسی کیجاوے کلمۂ سبیل
کلام عرب مین مذکر و مونث دونون طرح مستعمل ہوتا ہے قولہ تعالی واذا تتلی علیہ اٰیاتنا
ولی مستکبرا یعنی جس وقت پڑہی جائین قرآن کی آیتین اس ہنسی کرنے والے پر
تو اون سی اعراض کرے موڑہ موڑی اس حال مین کہ مبالغہ کرنے والا ہو تکبر مین بلند کرنے والا ہو
اپنی جان کو کان لگانے سے طرف قرآن شریف کے قولہ تعالی کان لم یسمعہا محل نصب
مین ہی بنا بر حال یعنی یہ معرض مستکبر اعراض کری قرآن کے سننے سی اس حال مین کہ گویا اوس کو
سنا ہی نہین باوجود اس کے کہ اوس کو سن لیا ہی لیکن اوس کا حال مشابہ ہے حال سے
اوس شخص کے جس نی سنا ہی نہین قولہ تعالی کان فی اذنیہ وقرا حال ثانی ہے یا
پہلے حال سے بدل ہی یا یسمعہا کی ضمیر سے حال ہی یہ بہی جائز ہے کہ جملۂ مستانفہ ہو
وقر بمعنی ثقل ہے اس کا بیان اول گذر چکا ہے اس جملے مین بیان ہی اوس معرض کے
اعراض کے مبالغے کا اول تو یون کہا کہ آیات قرآنی کے سننے سے اعراض کرتا ہی گویا انکو

سنا ہی نہین پہر فرمایا گویا اوس کی کانون مین روہہ ہے غرض یہ ہی کہ غایت درجے کا اعراض کرتا ہی کہ مافوق اوس سی کوئی اعراض متصور نہین ہے چونکہ اوس نے اپنے خیال مین نہایت اچہا کام کیا ہے اور جو کوئی اچہا کام کرتا ہے تو اوس کی جزا کی بشارت کا موقع ہوتا ہے اس لیے اللہ پاک نی اوس کی جزا کی خبر دینے کو بہ پرایۂ بشارت مین ادا کر کے ارشاد فرمایا فبشرہ بعذاب الیم یعنی جیسا اوس نی اعراض مین مبالغہ کیا ہے ویسے ہی غایت درجے کے عذاب دردناک کی تو اوس کو بشارت دی کیونکہ جزا جنس عمل سے ہونی چاہیے

طبری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ علمای امصار نی غنا کی کراہت و منع پر اجماع کیا ہے صرف ابراہیم بن سعد و عبداللہ عنبری نے جماعت سے مفارقت کی ہے **قاضی** ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ تعالی نی فرمایا ہے آدمی کو جائز ہے کہ اپنی لونڈی کا گانا سنے کیونکہ اوس کی کوئی شی اوسپر حرام نہین ہی نہ تو اوس کے ظاہر کی اور نہ اوس کے باطن کی پہر وہ کیون اوس کی آواز کے ساتہہ لذت لینے سے منع کیا جاہی علامۂ شوکانی رحمہ اللہ تعالے نے نیل الاوطار مین باب غنا مین جو اختلاف واقع ہوا ہے مع ادلہ کے اوس کو ذکر کیا ہی بعد اوس کی کہا ہی ناظر پر مخفی نہ ہے کہ محل نزاع جبکہ دائرۂ حرام سی خارج ہو گیا تو دائرۂ اشتباہ سی تو خارج نہین ہو سکتا ہی والمومنون وقافون عند الشبہات یعنی مومنین کی شان یہ ہے کہ شبہات کے پاس نہیر جاتے ہین اوس سی تجاوز نہین کرتے ہین چنانچہ حدیث صحیح اس کی تصریح فرماتی ہی ومن ترکہا فقد استبرأ لعرضہ ودینہ ومن حام حول الحمی یوشک ان یقع فیہ یعنی جس کسی نی شبہات کو چہوڑا تو بیشک اوسنے اپنی آبرو و دین کو بچا لیا اور جو کوئی چراگاہ کے گرد گہوما تو قریب ہے کہ اوس مین واقع ہو جائیگا ولاسیما اذا کان مشتملا علی ذکر القدود والخدود والجمال والدلال والہجر والوصال ومعاقرۃ العقار وخلع العذار والوقار فان سامع ماکان کذلک لایخلو عن بلیۃ وان کان من التصلب فی ذات اللہ علی حد یقصر عنہ الوصف وکم لہذہ الوسیلۃ الشیطانیۃ من قتیل دمہ مطلول واسیر بہموم غرامہ وہیامہ مکبول نسال اللہ السداد والثبات

علامۂ شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے یہ عبارت بغایت بلیغ ورقاص لکھی ہے اور مسئلۂ
سماع مین ایک رسالہ ابطال دعوی الاجماع علی تحریم مطلق السماع نام تالیف فرمایا ہی
غنا مین جو اقوال اہل علم کے ہین اون سب کو اوس مین جمع کیا ہے حلال وحرام
کہنے والون کی دلیلین ذکر کی ہین اور اس مسئلے کی خوب تحقیق کی ہے جو کوئی اوسے
دیکھے اور اوس کے معانی مین غور وفکر کرے تو ناظر غیر مناظر کو پھر دوسری کتاب کے
دیکھنے کی اس باب مین حاجت نہو اسی طرح سیدنا ومولانا حضرت ابوالوفا الصدیق صاحب
ترجمان القرآن رحمہ اللہ تعالی نے جواز وعدم جواز غنا کا بیان کتاب ہدایۃ السائل ودلیل الطالب
مین خوب تحریر فرمایا ہے جس کسی کو اس کی پوری تحقیق منظور ہو تو اوسے چاہیے کہ کتب
مذکور کی طرف رجوع فرمائے تلمیح صدر حاصل کرے وباللہ التوفیق عبارت عربی مذکور جو
شوکانی رحمہ اللہ تعالی کی لکھی گئی ہے حاصل اوس کا یہ ہے کہ راگ کے فتنے بے حساب
ہین خصوصًا جبکہ اشعار مین معشوقان طناز ومحبوبان بادادا ونازکے قدوخسار کا ذکر ہو اور
اون کے انواع واقسام کے اوصاف ہون اور حسن وجمال وغنج ودلال وناز وکرشمہ
وہجر ووصال کا بیان ہو چنانچہ کسی نے کہا ہے ؎

وہ وصل کی وعدی وہ شب ہجر کے صدمے	مرنے نہین دیتے مجھے جینے نہین دیتے

اور شراب وشراب خواری وبے باکی وبیحیائی وشہوت پرستی وبوسہ بازی وغیرہ وغیرہ کا
اوس مین ذکر ہو تو ضرور ایسے مضامین کا سننے والا فتنہ وبلا سے خالی نرہے گا گو وہ اللہ
پاک کی ذات مقدس کے شغل مین بغایت سخت ودرشت ہو اور ایسی حد پر ہو کہ بیان سے
باہر ہو مگر کچھ نہ کچھ اس فتنے کا اثر اوس کے قلب کو پہنچیگا بہت سی اس وسیلۂ شیطانی
کے مقتول ہین کہ اون کا خون رائگان گیا اور بہت سے اس کے قیدی ہین کہ عشق ومحبت
کے ہموم وافکار کی قید مین مقید ہین ہم اللہ پاک سی سوال کرتے ہین راستی ودرستی وثبات
کا کہ ہم کو جادۂ دین قویم وصراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور فتن وآفات ووساوس
وشبکات شیطان رجیم سی محفوظ ورکران رکھے آمین یہ جو فرمایا بیشک سچی بات ہے اسی
لئی صوفیہ کرام وعلمای باللہ عظام نی سماع کے شروط وآداب ذکر کیے ہین کہ اگر اون شروط

کی ساتھہ ہو تو خیر درست ہی ورنہ نادرست والمہدی من ہداہ اللہ سبحانہ بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے
اوس شخص کا حال بیان کیا جو کہ آیات قرآنی سی اعراض کرتا ہی تو بعد اس کی اوس شخص کا
حال ذکر کیا جو اون پر متوجہ ہوتا ہی اور کان لگاکر سنتا ہی اور اون پر عمل کرتا ہی اور آخرت
مین جو جزا اسپر اوس کو ملیگی اوسکا بھی بیان کیا پس ارشاد فرمایا ان الذین اٰمنوا و
عملوا الصلحت لھم جنّٰت النعیم ۝ خٰلدین فیھا ؕ وعد اللہ حقا ؕ وھو
العزیز الحکیم ۝ خلق السمٰوٰت بغیر عمد ترونھا والقی فی الارض
رواسی ان تمید بکم وبث فیھا من کل دآبۃ ؕ وانزلنا من السمآء مآء فانبتنا
فیھا من کل زوج کریم ۝ ھٰذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ ؕ
بل الظٰلمون فی ضلٰل مبین ع جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام اونکو ہین نعمت کے ع ۱۱
باغ رہا کرین اون مین وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست ہی حکمتون والا بنائے آسمان
بے ٹیکے اوسی نے کیے ہو اور ڈالی زمین پر بوجھہ کہ تم کو لیکر ڈھک نہ پڑے اور پکھیری اوس مین
سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سی پانی پھر اگائے زمین مین ہر قسم کے جوڑے
خاصے یہ کچھہ بنایا ہے اللہ کا اب دکھاؤ مجھکو کیا بنایا ہے اورون نے جو اوس کے سوا ہین
کوئی نہین پر بے انصاف صریح بہکے ہین انتہی ف سعد امین جو ابرار نیکوکار لوگ ہین
یہ اون کے انجام کار کا ذکر ہے آخرت مین وہ لوگ کہ اللہ پر ایمان لائے اور رسولون کی تصدیق
کی اور نیک کام کیے جو کہ شریعت کے تابع ہین اون کے واسطے نعمت کے باغ ہین یعنی انواع
و اقسام کی لذتون سزون خوشیون سی اون مین عیش و آرام کرین گے طرح طرح کی کھانے
پینے کی چیزین قسم قسم کے لباس نوع نوع کے مکان و محل طرح طرح کی سواریان اور عورتین اور
رونق و تازگی اور سماع و راگ جس کا خطرہ بھی کسی کے دل پر نہین گذرا اور وہ اس سب عیش
و آرام مین ہمیشہ ہمیشہ کو اون باغون مین رہنے بسنے والے ہین نہ کوچ کرین گے نہ وہان سے
نقل کرنا چاہین گے وعد اللہ حقا یعنی یہ سب ضرور ہونے والا ہی کیونکہ اللہ کے
وعدے سی ہے اور اللہ وعدے کا خلاف نہین کرتا ہے کیونکہ وہ تو کریم و منان ہے جو چاہتا
ہے کرتا ہے ہر شے پر قادر ہے اور وہ عزیز اور زبردست ہے جس نے ہر شے کو مقہور

کیا ہی اور ہر شی اوس کی مطیع و فرمانبردار ہے اپنی اقوال و افعال مین حکمتون والا ہے جسنی
قرآن کو مومنون کی واسطی ہدایت بتیرایا ہے قل ھو للذین امنوا ھدی و شفاء
والذین لا یومنون فی اذانھم وقر وھو علیھم عمی الایہ وقولہ تعالی و ننزل
من القرآن ما ھو شفاء و رحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا

پہر اللہ پاک اپنی قدرت عظیم کا ذکر کرتا ہی کہ اوس نی آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اور
جو کچھ اونمین ہی اور جو کچھ اون کے درمیان مین ہے اوس سب کو بنایا پس فرمایا
خلق السموات بغیر عمد حضرت حسن و قتادہ نی کہا کہ آسمانون کے ستون نہین ہین نہ
ایسی کہ دکہائی دین اور نہ ایسی کہ دکہائی ندین حضرت ابن عباس و عکرمہ نے کہا
اون کے ستون ہین تم اون کو نہین دیکہتے ہو اس مسئلے کی تقریر اول سورۂ رعد مین ایسے
طور پر گذر چکی ہے کہ اعادے سے مغنی ہے رواسی سے مراد پہاڑ ہین اونہون
نے زمین کو جما دیا ہی اور بوجہل کر دیا ہے تاکہ اپنی لوگون کو لیکر روے آب پر مضطرب
نہو اسی لیی یون فرمایا ہی ان تمید بکم یعنی تم کو لیکر جہک نہ پڑے قولہ تعالی و بث فیھا
من کل دابۃ یعنی زمین مین انواع و اقسام کے حیوان پیدا کیے ہین جنکی شکلون
اور رنگون کے شمار کو نہین جانتا ہے مگر وہی جس نی اون کو پیدا کیا ہے جب اللہ پاک
یہ بات ثابت کر چکا کہ خالق وہی ہے تو اس پر آگاہی بخشی کہ رازق بہی وہی ہے
فرمایا و انزلنا من السماء الآیہ من کل زوج کے یہ معنی ہین کہ ہر قسم کے جوڑے
روئیدگی سے اگائے کریم کے معنی ہین حسن المنظر خوش شکل خوبصورت شعبی نے کہا کہ
انسان بہی زمین کی روئیدگی سے ہین پس جو کوئی جنت مین داخل ہوا تو وہ کریم ہے اور
جو نار مین داخل ہوا تو وہ لئیم ہے قولہ تعالی ھذا خلق اللہ یعنی یہ پیدا کرنا آسمانون کا
اور زمین کا اور اوس شی کا جو اون کی درمیان مین ہے جس کا ذکر اللہ تعالی نے فرمایا صرف
ہے اللہ پاک کے فعل و خلق و تقدیر سے یہ سب اوسی وحدہٗ لاشریک لہ کا کام ہے
اس مین کوئی اوس کا شریک و انباد نہین ہی اسی لیی یہ فرمایا فاروني ماذا خلق الذین
من دونہ یعنی جن اصنام و انداد کو تم پوجتے ہو اور پکارتے ہو اونمین سی کس نی کیا پیدا کیا

سے کو کہ سے ایمان اور اون
سورہ ہی اور زمین کا فرق
اور جو کچھ نہین لاتی
اون کی کانون مین ہے
ہے اور یہ اون کو اونہا
اون کی کچھ ہی ہے
کی گئی ہی اور
زمین مین
جس کی رنگ چھ ہون
اور ہر ایمان اور اون کو اور
کہ کہا اون کو ہی
نقصان ۱۲

پس مجھی تم وہ دکھاؤ اس کا وہ کیا خاک جواب دینگی وہ خود مخلوق ہین کسی کو کیا پیدا کرین گے
اسی لیی اس سی اعراض کرکے یہ ارشاد فرمایا بل الظالمون فی ضلل مبین
یعنی جو لوگ اللہ پاک کی ساتھہ شریک کرتے ہین اور اوس کی ساتھہ اوس کے غیر کو پوجتی ہین
واضح وظاہر جہل و نابینائی مین پڑے ہوئے ہین جس مین کسی طرح کی پوشیدگی نہین ہے
کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ
پر اور اوس کی آیتون پر اور اون سے اعراض نہین کیا بلکہ اون کو قبول کیا اور اون پر عمل
کیا اون کے واسطے جنات النعیم ہے یعنی نعیم الجنات اصل مین اسی طرح ہی مبالغے کے
واسطی اس کا عکس کرکے جنات النعیم فرمایا یعنی اون کے واسطی نعمت کے باغ ٹہیرائے
جس طرح کہ فریق اول کی واسطی عذاب مہین ٹہیرایا خالدین کا نصب بنا بر حال ہی ہم کی ضمیر سی
یعنی در انحال کہ مقدر کیا گیا ہی اون کا خلود جنات نعیم مین جبکہ وہ اون مین داخل ہون گے
پس یہ حال مقدر ہی زید بن علی نی خالدون پر رفع پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ ان کی خبر ثانی ہے
وعد اللہ حقا دونون مصدر ہین اول مصدر تو موکد لنفسہ ہی یعنی وعد اللہ وعدا اور دوسرا
موکد لغیرہ ہے وہ ضمیر مضمون ہی جملہ اول کا تقدیر یہ ہے حق ذلک حقا یعنی اللہ کا یہ وعدہ کہ
اون کے واسطی جنات النعیم ہین ضرور ہونی والا ہی اوس مین کسی طرح کا خلاف نہین ہی اور
وہ ایسا غالب ہی کہ اوس پر کوئی غالب غلبہ نہین کرسکتا ہی اپنے اقوال و افعال مین حکیم ہے
پہر اللہ پاک نی اپنی عزت و حکمت کا یہ بیان فرمایا کہ خلق السموات بغیر عمد عمد جمع ہی عماد کی جیسے اہب
جمع ہی اہاب کی عماد وہ شی ہی جسپر دیوار ٹیک لگائی جاتی ہی محاورے مین بولتی ہین عمدت الحائط
اذا دعمتہ یعنی ٹیکا لگایا مین نی دیوار کو جبکہ تو اوس کو دعامہ پر رکھے مصباح مین کہا ہے دعامہ
بالکسر وہ شی ہی جس کے ساتھہ دیوار ٹیک لگائی جاتی ہے جبکہ وہ جہک جاوی وہ دعامہ
اوس کو گرپڑنے سی روکے وعمت الحائط دعما باب نفع سے ہے اس کی تقریر سورہ رعد
مین گذر چکی ہے ترونہا محل نصب مین ہی بنا بر حال اور ضمیر راجع ہی طرف سموات کے یعنی پیدا
کیا اللہ نی آسمانون کو بدون ستون کی اور حال یہ ہی کہ تم اون کو اسی طرح دیکھتے ہو بدون ستون
کے دوسری وجہ یہ ہے کہ محل جر مین ہی اس بنا پر کہ صفت ہے عمد کی یعنی پیدا کیا اون کو بغیر

ستونون کی ایسی ستون کہ دکھائی دین اس صورت مین ممکن ہے کہ وہان ستون ہون لیکن
دکھائی نہ دیتے ہون یا بالکل ستون ہی نہون نحاس نے کہا مین نی علی بن سلیمان کو سنا وہ کہتے
تھے اولی یہ ہی کہ جملہ مستانفہ ہو یعنی وہان بالکل ستون نہین ہین کسی نے کہا ہی کہ آسمان
مبسوط پیدا کیا گیا مثل مستوی برابر رکابی کے یہ قول ہی مفسرین کا اور آسمان فضا مین ہے یعنی
ایک میدان مین اور فضا کی کوئی نہایت نہین ہے اور آسمان کا بعض فضا مین ہونا بعض
مین نہونا یہ نہین ہی مگر قادر مختار کی قدرت سی بغیر عمد ترونہا سے اسی طرف اشارہ کیا ہے
یعنی اوس کے واسطے کوئی ایسی شی نہین ہے کہ اپنی جگہ سے ہٹنے سے اوس کو روکے حالانکہ
وہ ثابت ہین زائل نہین ہوتی ہین یہ نہین ہے مگر اللہ پاک کی قدرت تامہ سی والقی
فی الارض رواسی ان تمید بکم رواسی کا واحد راسیہ ہی جب کوئی شی ثابت ہوتی
ہے جم جاتی ہے تو محاورے مین بولتی ہین رسی الشی باب اس کا عدا و سما ہے رواسی بمعنے
روا سخ ہی مراد اونچے جمے ہوئے پہاڑ ہین منجملہ اوتاد ارض کے یہ سترہ پہاڑ ہین اون مین سے
کوہ قاف و ابوقبیس وجودی ولبنان وطور سینین وطور سنا دہین اخرجہ ابن جریر لیکن تخصیص
بلا وجہ ہے اولی عموم ہی زمین پر ان سی زیادہ پہاڑ ہین اور رسو کی صلاحیت رکھتے ہین ان تمید
بکم محل نصب مین ہی بنا بر علت ای کراہۃ ان تمید کو فیدین کی تقدیر لئلا تمید ہے یعنی ڈالے زمین
مین پہاڑ و اسطی کراہت اس بات کی کہ وہ تم کو لیکر جھک پڑے یا تاکہ نہ جھک پڑے مطلب یہ ہے
کہ اللہ پاک نی زمین کو پیدا کیا اور اوس کو مستقر و ثابت کیا کہ وہ ہلے نہین ساتھ پہاڑون کے
جن کو اوسپر بنایا اور اوس کی پشت پر اون کو جمایا وبث فیہا من کل دابۃ کلمہ من زائد
ہے یعنی نشر و تفریق کیے اور پھیلائے زمین مین ہر قسم قسام و دواب سی بث کی معنی اول گذر چکے
ہین چونکہ پانی کا نازل کرنا ایک عظیم الشان نعمت ہے اس لیے غیبت سی متکلم کی طرف التفات
کر کے فرمایا وانزلنا من السماء ماءً یعنی اوتارا ہم نی آسمان سے پانی پاک کرنے والا یہ
اللہ پاک کی انعام و فضل سی ہی اپنے بندون پر فانبتنا فیہا من کل زوج کریم یعنی پھر
اگایا ہم نے زمین مین بسبب اوتارنے پانی کے ہر صنف حسن سی مراد ہر قسم کی روئیدگی خوبصورت
ہے اوس کے حسن رنگ کثرت منافع کی جہت سی اوس کو موصوف بکریم کیا لھذا ابتدا ہے

خلق اللہ اوس کی خبر ہے یعنی یہ پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا اور جو امور معدود اون سے
متعلق ہین جن کا ذکر ہوا اللہ کی مخلوق ہین فارونی ماذا خلق الذین من دونہ استفہام
واسطی تقریع و توبیخ کے ہے اور امر واسطی قصد تعجیز و تبکیت کے یعنی تم مجھے دکھاؤ کیا پیدا
کیا اون لوگون نی جو اوس کے سوا ہین تمہارے معبودون سی جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا
مطلب یہ ہے کہ اونہون نی کیا شی پیدا کی جو اللہ کی خلق کے مشابہ و قریب ہے یہان تک
کہ تمہاری نزدیک وہ مستحق عبادت کے ہو گئے پھر اللہ پاک نے اون کی تبکیت سی اضراب
کر کے ضلال ظاہر کا اون پر حکم لگایا اور جس شی پر وہ جمے ہوئے ہین اوس کے باطل ہونے
کی خبر دی فرمایا بل الظالمون فی ضلل مبین اول اون کا ظلم ثابت کیا پھر اونکی گمراہی اور
گمراہی کو موصوف بوضوح و ظہور کیا پس جو شخص ایسا ہوتا ہی وہ نہ حجت کو سمجھتا ہے اور نہ حق
کی طرف راہ پاتا ہے ولقد اٰتینا لقمٰن الحکمۃ ان اشکر للہ ط ومن یشکر فانما
یشکر لنفسہ ج ومن کفر فان اللہ غنی حمید ۝ اور ہم نی دی ہی لقمان کو عقلمندی کہ
حق مان اللہ کا اور جو کوئی حق مانیگا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی منکر ہوگا تو اللہ بے پروا
ہے سب خوبیون سراہا **ف** لقمان غلام تھے حبشی حضرت داؤد کے وقت مین اللہ
نے اون کو حکمت دی یعنی عقل کی راہ سی وہ باتین کہو لین جو موافق ہون پیغمبرون کے حکم کے
انتہی **ف لقمان** کے مارے مین سلف نی اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ نبی تھے یا بندۂ
صالح بغیر نبوت کے یہ دو قول ہوئے اکثر قول ثانی پر ہین **سفیان** ثوری نی عن اشعث
عن عکرمہ عن ابن عباس روایت کیا ہی کہ لقمان غلام حبشی نجار تھے **قتادہ** نے عبد اللہ
بن زبیر سے روایت کیا ہے کہا مین نی جابر بن عبد اللہ سے کہا کہ لقمان کی حال سی تم کو
کیا پونہچا ہے کہا کان قصیرا افطس الانف من النوبۃ یعنی کوتاہ قد پہن بینی و قوم نوبہ سے تھے
یحیی بن سعید انصاری نے سعید بن مسیب سی روایت کیا ہی کہ لقمان سودان مصر سے
ذو مشافر تھے یعنی اون کے ہونٹھ بڑے بڑے تھے جیسے حبشیون کے ہوتی ہین اللہ نے
اون کو حکمت عطا کی تھی اور نبوت اون سی روک رکھی تھی **اوزاعی** رحمہ اللہ تعالی کہتے
ہین عبد الرحمن بن حرملہ نے مجھے حدیث کی کہ ایک شخص سیاہ فام سعید بن مسیب کی طرف آیا اونسے

کو لوہنون نے ایک دن کہا اور لقمان حکیم کا ذکر کیا تو کہا نہین ملا اوس کو جو کچھہ ملا گھر والون
کے حسب سی نہ مال کی وجہ سی نہ حسب کی طرف سی نہ کسی خصلتون کے سبب سی ولیکن وہ ایک
مرد تھا صمصامہ یعنی پکے عزم وارادے والا مثل شمشیر براں کی نہایت چپ رہنے والا لغایت
دراز تفکر کرنے والا نہایت گہری نظر والا کبھی دن کو نہ سویا اور کبھی کسی نی اوس کو نہین دیکھا
تھوکتے کھنکار پھینکتے پیشاب کرتے بگتے نہاتے عبث کرتے ہنستے اور دو ہرا تا نہین تھا
کسی بات کو جس کو بول چکا مگر یہ کہ کوئی حکمت ایسی کہے کہ کوئی شخص اوس کا دو ہرانا اوس سے
چاہے نکاح کر چکا تھا اور اوس کے اولاد ہوئی تھی پھر وہ مر گئی تو اون پر نہ رویا وکان یغشی
السلطان ویاتی الحکام یعنی بادشاہ کے پاس آمد ورفت رکھتا تھا حکام کے پاس آتا تھا
تاکہ نظر کرے اور فکر وغور کرے اور عبرت لیوی پس اس سبب سے اوس کو ملا جو کچھہ ملا

ایک اثر غریب وارد ہوا ہے ابن ابی حاتم نے قتادہ سی اوس کو روایت کیا ہے
قتادہ کہتے ہین اللہ تعالی نے لقمان حکیم کو مخیر کیا تھا درمیان نبوت وحکمت کے سو اوس نے
حکمت کو نبوت پر اختیار کیا کہا پھر اوس کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور وہ سوتا ہوا تھا تو
جبریل علیہ السلام نی اوس پر حکمت برسائی یا اوس پر حکمت چھڑک دی کہا پس صبح کو حکمت بولتا اوٹھا
سعید بن بشیر جو کہ قتادہ سی راوی ہین کہتے ہین پھر مین نی قتادہ سے سنا وہ کہتے تھے لقمان
سے کہا گیا تو نی حکمت کو نبوت پر کیون اختیار کیا حالانکہ تیرا رب تو تجھے مخیر کر چکا تھا پس
لقمان نی کہا اگر وہ نبوت لیکر قطعی طور پر میری طرف بھیجتا تو البتہ مین امید رکھتا اوس مین
بہرہ مندی کی اوس سی اور البتہ مین امید رکھتا اس کی کہ قیام کرونگا ساتھہ اوس کے ولیکن
اوس نی تو مجھے مخیر کیا تھا سو مین ڈرا کہ نبوت سے ضعیف ہو جاؤن تو حکمت محبوب تر ہوئی مجھکو
پس یہ قول سعید بن بشیر کی روایت سے ہے اور اس مین ضعف ہے لوگون نی اس کے
سبب سے اوس مین کلام کیا ہی واللہ اعلم اس آیت کی تفسیر مین سعید بن ابی عروبہ نے جو قتادہ
سے روایت کیا ہے وہ یہ ہے کہ مراد حکمت سے فقہ فی الاسلام ہے اور لقمان نبی نہ تھے
نہ اون کی طرف وحی کی گئی قولہ تعالی ولقد آتینا لقمان الحکمۃ یعنی البتہ مقرر دیا ہم نے
لقمان کو فہم وعلم وتعبیر ان اشکر للہ یعنی ہم نے اوس کو امر کیا اس بات کا کہ اللہ عزوجل کا

شکر کری اوس فضل پر جو اوس کو دیا عطا کیا بخشا جس کی ساتھہ اوس کو مخصوص کیا اوس کے
اپنای جنس سی اور اوس کی وقت کی لوگون سی پھر اللہ پاک نی فرمایا ومن یشکر فانما
یشکر لنفسہ یعنی اس شکر کا نفع وثواب جو عائد ہوگا سو شکر کرنے والون ہی پر ہوگا
اس لیی کہ اللہ پاک نی یون فرمایا ہی ومن عمل صالحا فلانفسہم یمھدون قولہ تعالے
ومن کفر فان اللہ غنی حمید یعنی اللہ پاک بندون سی بے نیاز ہے کفر سی اوس کا کچھہ
ضرر نہین ہوتا ہی اگر ساری زمین والی ایک ساتھہ کافر ہو جائین تو وہ اپنے ماسوا سے
غنی ہے فلا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان
خلاصہ یہ ہی کہ یہ جملہ مستانفہ ہی واسطی بیان بطلان شرک کے لایا گیا ہے لقمان کی لفظ مین
اختلاف ہے کہ عربی ہی مشتق ہے لقم سی یا عجمی ہے پس جس نی عجمی کہا ہے تو تعریف
وعجمہ کی وجہ سی اوس کو غیر منصرف بہیرایا ہے اور جس نی عربی کہا ہے تو بسبب تعریف مؤانث
ونون زیدتان کے اوس کو غیر منصرف قرار دیا ہے حضاوی نی عجمی ہونے کو اظہر کہا ہی
پھر اس مین اختلاف ہے کہ نبی تھے یا مرد صالح پس اکثر اہل علم تو اس طرف گئے ہین کہ نبی
نہ تھے واحدی نی عکرمہ وسدی وشعبی سے حکایت کیا ہے کہ وہ نبی تھے پہلا قول ارجح ہی
کسی نی کہا کہ اون کی نبوت کے قائل نہین ہین مگر فقط عکرمہ مع اس بات کے کہ اس کا
راوی عکرمہ سی جابر جعفی ہی اور شیخص سخت ضعیف ہی جس طرح کہ حافظ ابن کثیر اسی کے قائل ہین
نسب یہ ہے لقمان بن فاغور ابن ناخور بن تارخ تارخ آزر پدر ابراہیم علیہ السلام ہے کسی نی یون کہا
ہے لقمان بن عنقا بن مرون یہ نوبی تھی اہل ایلہ سے ذکر دہ سہیلی وہب نے کہا کہ لقمان
حضرت ایوب علیہ السلام کے بہانجے تھے مقاتل نے کہا اون کی خالہ کے بیٹے ایک ہزار
برس زندہ رہے ایوب علیہ السلام سے علم اخذ کیا قبل مبعث حضرت داود علیہ السلام کے
فتوی دیا کرتے تھے پھر جب وہ مبعوث ہوے تو فتوی قطع کر دیا کسی نے اس باب مین اون سے
کہا تو فرمایا الا اکتفی او کفیت یعنی کیا مین کفایت نہ کرون جبکہ مین کفایت کیا گیا کسی نے
کہا کہ خیاط تھے کسی نے کہا نجار کسی نے کہا راعی واقدی نے کہا کہ بنی اسرائیل مین قاضی
تھے ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

ف اور جو کرے سلامت کام سو اپنی راہ سنوارے تو ہین

علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی کیا تم جانتے ہو کیا تہا لقمان سحابہ نی عرض کیا کہ اللہ اور اوس کے رسول دانا تر ہین فرمایا حبشی تہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اتخذوا السودان یعنی رکھو سودان کو کیونکہ تین آدمی اونمین سی سردار ہین اہل جنت کے لقمان حکیم اور نجاشی اور بلال موذن اخرجہ الطبرانی و ابن حبان فی الضعفاء وابن عساکر قال الطبرانی ارادا لحبشۃ جو حکمت اللہ تعالی نی لقمان کو عطا فرمائی تہی وہ فقہ وعقل واصابت ہے قول مین اور جو شخص اون کی نبوت کا قائل ہے اوس نے حکمت کی تفسیر نبوت کی ساتہہ کی ہی ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے حکمت کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ مراد عقل وفہم وفطنت ہی غیر نبوت مین حضرت ابن عمر رضے اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا لقمان حکیم کہا کرتا تہا ان اللہ اذا استودع شیئا حفظہ یعنی بیشک جب کوئی شی اللہ کے پاس ودیعت رکہی جاتی ہے تو وہ اوس کو محفوظ رکہتا ہے اخرجہ احمد والحکیم الترمذی والحاکم فی الکنی والبیہقی فی الشعب اہل حدیث کی ایک جماعت نی روایتین ذکر کی ہین صحابہ و تابعین کی ایک جماعت سے وہ متضمن ہین کلمات کو مواعظ وحکم لقمان سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی اسمین کی کوئی شے صحیح نہین ہوئی ہے اور نہ اونمین کی کسی شی کا اسناد صحیح ثابت ہوا ہے لقمان تک کہ ہم اوس کو قبول کرلین لقمان نے جو مواعظ اپنے فرزند کو کہے ہین اونمین سی اللہ پاک نی جس کی حکایت فرمائی ہے وہ یہی ہی جو اس جگہہ نقل کیا ہی اوس مین کفایت ہے اور جو اس کے سوا ہے اوس قبیل سی جو صحیح نہین ہوا ہے سو اوس کے ذکر کرنے مین صرف خیر کا مشغول کرنا ہی اور وقت کا قطع کرنا اور وہ کوئی نبی نہ تہے کہ جو کچہہ اون سے منقول ہو تو منجملہ شرع من قبلنا کے ہیں سے اور نہ جو کلمات اون سے مروی ہین اون کی اسناد صحیح ہوئی ہے یہان تک کہ اون کا ذکر کرنا تدوین کلام حکمت سے ہو کون حکمت جو کہ ضالۂ مومن ہی قولہ تعالی ان اشکر للہ مین کلمۂ ان مفسرہ ہی اس لیے کہ اتیانا مین قول کے معنی ہین اس واسطی کہ قول تعلیم ہے یا وحی ہے کسی نے کہا تقدیر یہ ہے قلنا لہ ہذا القول زجاج نی کہا تقدیر یہ ہے لان اشکر کسی نی کہا بان اشکر یعنی ہم نی لقمان

سی یہ کہا کہ تو شکر کر واسطے اللہ کے پس اوس نی کیا تو بسبب اپنی شکر کے حکیم و دانشمند ہوگیا شکر للہ کے یہ معنی ہین کہ اللہ کی ثنا کرنا مقابلے مین نعمت کے اور اوس کی طاعت اوس شی مین جس کا اوس نی امر فرمایا ہے کسی نے کہا شکر یہ ہے کہ تو نافرمانی نکرے اللہ کی سات نعمتون اوس کی کے کسی نی کہا یہ ہے کہ نہ دیکھے ترا ساتھہ اوس کے کوئی شریک واسطے اوس کے اوس کی نعمتون مین کسی نے کہا شکر اقرار کرنا ہے عجز کا اور دیکھنا عجز کا کل مین دلیل ہے قبول کل کی ؎

از دست و زبان کہ برآید	کز عہدۂ شکرش بدر آید
بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش	عذر بدرگاہ خدا ے آورد

پہر اللہ پاک نی یہ بیان فرمایا کہ شکر سے شاکر ہی منتفع ہوتا ہے کیونکہ اس کا نفع و ثواب اوسی کی طرف رجوع کرتا ہے اوس کا فائدہ اوسی کو حاصل ہوتا ہے کیونکہ شکر کے سبب سے نعمت باقی رہتی ہی اور اوس کی زیادتی اللہ سے طلب کیجاتی ہے جملۂ ومن یشکر الخ مستانفہ ہے مقرر ہے مضمون ماقبل کا موجب ہے واسطے امثال امر کے ومن کفر الخ کا یہ مطلب ہے کہ جو کوئی شکر نعمت کی جگہہ مین ناشکری رکھے تو بیشک اللہ پاک اوس کے شکر سے غنی ہے اوس کا محتاج نہین ہی مستحق ہے حمد و ثنا کا اپنی خلق سی اس لیی کہ اوس نی ایسی نعمتون کا اون پر انعام فرمایا ہے جن کی قدر کا احاطہ نہین ہو سکتا ہے اور نہ اون کے شمار کا حصر گو اوس کی حمد کوئی نہ کرے پڑا نہ کرے اوس کی حمد کا تو ہر موجود بلسان حال ناطق ہے یحیی بن سلام نے کہا کہ غنی ہے اپنی خلق سے اور حمید ہے اپنے فعل مین ؎

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانی ست	کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانی ست

واذ قال لقمان لابنه وهو يعظه يبنى لا تشرك بالله ان الشرك لظلم عظيم ۝ ووصينا الانسان بوالديه ج حملته امه وهنا على وهن وفصله فى عامين ان اشكر لى ولوالديك ط الى المصير ۝ وان جاهداك على ان تشرك بى ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما فى الدنيا معروفا واتبع سبيل من اناب الى ثم الى مرجعكم فانبئكم بما كنتم تعملون ۝

الرکوع

وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور جب کہا لقمان نی اپنے بیٹے کو جب اوس کو سمجھانے لگا ای بیٹے شریک نہ ٹھیرائیو اللہ کا
بیشک شریک ٹھیرانا بڑی بی انصافی ہے اور ہم نی تعہد کیا انسان کو اوس کے ماں باپ
کے واسطی پیٹ مین رکھا اوس کو اوس کی ماں نی تہک تہک کر اور دودہ چھڑانا اوس کا
ہے دو برس مین کہ حق مان میرا اور اپنے مان باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے[1] اور اگر وہ دونون
اڑین اوپر کہ شریک ٹھیران میرا جو تجکو معلوم نہین تو اون کا کہا نہ مان اور ساتھہ دے اون کا
دنیا مین دستور سے اور راہ چل اوس کی جو رجوع ہوا میری طرف پھر میری طرف ہے تجکو
پھر آنا پھر مین جتا دونگا تم کو جو کچھہ تم کرتے تھے[2] **ف** یہ کلام بیچ مین اللہ صاحب
فرماتا ہے لقمان نی بیٹے کو ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی اللہ صاحب
نے شرک سے پیچھے اور نصیحتون سی پہلے ماں باپ کا حق فرمادیا کہ بعد اللہ کے حق کے
ماں باپ کا حق ہی باپ نی اللہ کا حق بتایا اللہ نے باپ کا اور رسول کا اور مرشد کا حق
اللہ کی طرف مین ہے کہ اوس کے نائب ہین[3] **ف** شریک ماں جو معلوم نہین یعنے
شبہے مین بہی نہ مان اور یقین سمجہکر تو کیون مانے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہین کہ لقمان نے جو اپنے فرزند کو وصیت کی ہے اللہ پاک اوس کی خبر دیتا ہے
لقمان کے والد کا نام عنقا بن سدون ہی سہیلی[4] نے جو قول نقل کیا ہے اوس مین والد کا
نام ثاران ہی اللہ پاک نے لقمان علیہ السلام کا ذکر بہترین ذکر فرمایا ہے اور اللہ تعالے
نے اون کو حکمت عطا فرمائی اور وہ اپنے فرزند دلبند کو وصیت کرتے ہین کون فرزند جس
سب لوگون سی بڑہکر مشفق ہین اور سب سی زیادہ اون کو محبوب ہی پس وہ مستحق ہی اس
بات کا کہ جس شی کو وہ جانتے پہچانتے ہین اوس مین کی بہتر سے بہتر بات اوسکو سکہائین
اسی لیے پہلے پہل اوس کو یہ وصیت کی کہ اللہ وحدہ کی عبادت کرے کسی شی کو اوس کے
ساتھہ شریک نکرے پہر اوس کو شرک سے تحذیر کی کہا کہ شرک بزرگترین ظلم ہے **بخاری**
نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہ جب آیۂ[5] الذین امنوا
ولم یلبسوا ایمانھم بظلم نازل ہوئی تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ بات
شاق ہوئی اور عرض کیا کہ ہم مین کا کون ہے جس نی اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھہ خلط نہین

[1] اصل مین یون ہے وہم ایہ ثاران فی قول حکاہ السہیلی مگر ایہ کا لفظ غلط معلوم ہوتا ہی بجای ابیہ ابنہ ہے یعنی لقمان کے فرزند کا نام ثاران ہے چنانچہ تفسیر خازن سی یہی بات معلوم ہوتی ہی واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] ع ۵ [3] لوگ یقین لاے اور ملائی نہین اپنے یقین مین کچہ تقصیر ۱۲

کیا ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہ لیس بذلک یعنی یہ وہ بات نہین ہے کیا تو سنتا نہین ہے قول لقمان کو یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم ورواہ مسلم من حدیث الاعمش بہ لقمان نے جو اپنے بیٹے کو اللہ وحدہ کی عبادت کرنے کی وصیت کی تو اللہ تعالی نے اس کے ساتھ بر والدین کا ذکر خود فرمایا جس طرح کہ اور جگہہ فرمایا ہے وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اللہ سبحانہ قرآن شریف مین اپنی عبادت کو اور بر والدین کو اکثر قرین بکدیگر ذکر فرمایا کیا ہے اس جگہہ یون فرمایا ہے ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن مجاہد نے کہا مشقۃ وہن الولد قتادہ نے کہا جہدا علی جہد عطا خراسانی نے کہا ضعفا علی ضعف حاصل سب کا ایک ہے بچا مان کے پیٹ مین جس قدر بڑہتا جاتا ہے اوسی قدر اوس کو کمزوری ومشقت بڑہتی جاتی ہے یہ بیان ہے مان کے زیادہ حق ہونے کا کہ دیکہو اوس نے کس مشقت وضعف سے بچے کو پیٹ مین رکہا اور اوسے لادے لادے پہری طرح طرح کی تکلیف واذیا اوٹہائی بچے کو چاہیے کہ ان ساری مشقتون کا لحاظ کرکے اوس کے ساتہہ احسان کرے جان سے مال سے اچہی برتاؤ سے خدمت گزاری سے میٹہی میٹہی باتین کرنے سے اور کسی طرح کی ایذا دہی کا روادار نہو قولہ تعالے وفصالہ فی عامین یعنی بعد جن دینے کے اوس کا پالنا پوسنا پرورش کرنا دودہ پلانا پہر دودہ چہڑانا دو برس مین کما قال تعالے والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ الایہ اسی جگہہ سے حضرت ابن عباس نے اور ان کی سوا ائمہ نے استنباط کیا ہے کہ کم سے کم مدت حمل کی چہہ مہینے ہین کیونکہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین یہ فرمایا ہے وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا اللہ پاک جو مان کی تربیت وپرورش کا اور اوس کی مشقت اور تکلیف کا ذکر کرتا ہے کہ رات دن جاگتی ہے ایذا اوٹہاتی ہی سو ہی نہی کہ جو اگلا احسان مان کا بیٹے پر گذر چکا ہے اوس کو یاد دلائے کما قال تعالی وقل رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا اسی لیے یون فرمایا ہے ان اشکرلی ولوالدیک الی المصیر یعنی تو شکر کر میرا اور اپنے مان باپ کا مجہی تک پہر آنا ہی ہے مین ضرور اسپر تجہکو بہرپور بدلا دونگا ابن ابی حاتم نے سعید بن وہب

۷

سی روایت کیا ہی کہ معاذ بن جبل ہمرہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کو بھیجا تھا
تو وہ کھڑے ہوے پہر اللہ کی حمد وثنا کی پہر کہا بیشک مین تمہارے ہون رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا طرف تمہارے کہ تم پوجو اللہ کو اور شریک نکرو اوس کے ساتھہ کسی شے کو
اور اطاعت کرو میری مین قصور نہ کرونگا کسی بھلائی کا تم سی اور پہر جانا ہی طرف اللہ کے اور
طرف جنت کے یا طرف نار کے رہ پڑنا ہی پہر کسی طرح کا کوچ کرنا نہین ہے اور خلود و
ہمیشگی ہے پہر موت نہین ہے قولہ تعالی **وان جاھداک** الآیہ یعنی اگر وہ تجہہ پر ہر طرح
کی جہد یا کرین اسپر کہ تو اون کی پیروی کرے اون کے دین پر تو تو اس بات کو اون سے
قبول مت کر اور یہ قبول نکرنا تجھکو اس سی نہ روکے کہ تو اون کا مصاحب رہے دنیا مین
دستور سے[1] وہ یہی ہی کہ تو اون سی احسان کرتا رہہ حسن سلوک کو مت چھوڑ **واتبع سبیل**
من اناب الیّ یعنی راہ چل اوس شخص کی جو میری طرف رجوع ہوا مراد مومنین ہین
سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہین وان جاہداک الآیہ میرے باب مین نازل
کی گئی ہے مین ایک شخص تہا احسان کرنے والا اپنی مان کے ساتھہ پہر جب مین مسلمان
ہوگیا تو اوس نے کہا ای سعد یہ کیا شے ہے جو مین دیکہہ رہی ہون کہ تو نے نئی نکالی
ہے البتہ تو چھوڑ دے اپنے اس دین کو یا مین نہ کہاؤن گی نہ پیونگی یہان تک کہ مین مرجاؤنگی
تو تجھے میرے سبب سے عار و ننگ دلایا جائیگا پہر تجھہ سے کہین گے یا قاتل امہ
یعنی ای مان مارو تو مین نے کہا امان تم ایسا مت کرو کیونکہ مین اپنے اس دین کو کسی چیز
کے سبب سے نہ چھوڑونگا پہر وہ ایک دن رات ٹہیرے رہے کہا یا نہین پہر وہ
صبح کو اوٹھے تو اوسے مشقت پونہچی تہی پہر ایک دن رات اور ٹہیری کہا یا نہین پہر
صبح کو اوٹھی تو اوسے تکلیف پونہچی تہی پہر ایک دن رات اور ٹہیری کہاتی نہ تہی پہر
صبح کو اوٹھی تو اوسے سخت مشقت پونہچی تہی پہر جب مین نے یہ دیکہا تو کہا امان تم
جانتے ہو واللہ اگر تمہاری سو جانین ہون پہر ایک ایک جان کرکے نکلے تو بہی مین
اپنے اس دین کو بسبب کسی شی کے نہین چھوڑونگا سو تم چاہو کہاؤ چاہو مت کہاؤ
پہر اوس نے کہا لیا **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ حملہ و اذ قال لقمان

[1] اصل مین یہ ہے وذالک ذلک من ان اقتضا جہاتی الدنیا معروفا ای محتملہا یعنی تو اون کا مصاحب رہ دنیا مین تو اتنا کام کہ تو احسان کر تو اون پر اون سی

لا بنہ معطوف ہی ماقبل پر تقدیر یہ ہے ولقد آتینا لقمان الحکمۃ حین جعلناہ شاکرا فی نفسہ و حین جعلناہ واعظا لغیرہ یعنی البتہ مقرر دی ہم نے لقمان کو حکمت جبکہ کیا ہم نے اوس کو شکر کرنے والا اپنے نفس مین اور جب کہ کیا ہم نے اوس کو نصیحت کرنے والا اپنے غیر کو زجاج نے کہا کلا اذ محل نصب مین ہے آتینا سے یعنی اوس کا ظرف ہے معنی یہ ہین ولقد آتینا لقمان الحکمۃ اذ قال الخ نحاس نی کہا مین اس قول کو غلط خیال کرتا ہون کیونکہ یہان عبارت مین واو ہے وہ اس معنی سی مانع ہے **سہیلی** نی کہا کہ لقمان کے فرزند کا نام ماران ہے ابن جریر و قتیبی کے قول مین کلبی نے کہا کہ مشکم ہے نقاش نے کہا انعم ہے کسی نی کہا ماثان ہے **قشیری** نے کہا کہ لقمان کا بیٹا اور اون کی بی بی دونون کافر تھے سو وہ اونکو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے یہان تک کہ دونون مسلمان ہو گئے اس بات پر قولہ لا تشرک باللہ الخ دال ہی و ھو یعظہ جملہ حالیہ ہے یعنی لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اس حال مین کہ وہ اوس سی ایسے مواعظ و نصائح کے ساتھہ خطاب کر رہے تھے جو کہ اوس کو توحید مین راغب کرین اور شرک سے اوسے باز رکھین بیٹی کو اس لیی وعظ کرتے تھے کہ برترین مراتب انسان یہ ہے کہ وہ خود فی نفسہ کامل ہو اور اپنے غیر کا کامل کرنے والا ہو اس واسطے اپنے بیٹے سے ابتدا کی جس کو سب سے بڑھکر آدمی سے قرب ہی چونکہ انسان کو اپنے بیٹے پر غایت درجے کی شفقت و محبت ہوتی ہی خصوصًا نصیحت کے وقت زیادہ تر اظہار شفقت کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ نصیحت کو قبول کرلے اس واسطی براہ اشفاق و محبت و قبول نصیحت ابن کی تصغیر کرکے یا بنی لا تشرک باللہ کہا یعنی اے میرے ننھے بیٹے شرک مت کر ساتھہ اللہ کے یہ نہی کرنا شرک سی اس دال ہے کہ وہ کافر تھا چنانچہ اول گذر چکا ہے خطیب و خازن نے کہا پھر وہ اپنے باپ کی طرف رجوع ہوا اور اسلام لایا کسی نے کہا کہ مسلمان تھا اس کی بنیاد پر شرک سی نہی کرنے کی یہ وجہ ہوگی کہ زمانہ آئندہ مین اوس سے شرک کا وقوع نہو جمہور نے بنی کو بکسر یای تحتیہ اور ابن کثیر نے باسکان یا اور حفص نے بفتح یا پڑہا ہے پھر شرک سے نہی کرنے کی یہ علت بیان کی کہ ان الشرک لظلم عظیم یعنی بی شک شرک بڑی ہی بے انصافی ہی کیونکہ شرک برابری کرنا ہے درمیان اوس شخص کے

کوئی نعمت نہین ہے مگر اوسی کی طرف سی اور اوس شخص کے جس کی اصلا کوئی نعمت نہین
ہے ایسی دو شخصون کے درمیان مین برابری کرنا اس سی بڑھکر اور کیا بے انصافی ہوگی
ابتدای وعظ مین شرک سے نہی کی اس واسطے کہ شرک سے منع کرنا سب سے زیادہ تر
اہم ہے اس جملے مین اختلاف ہے کہ کس کی طرف کا ہے سو کسی نے تو یہ کہا کہ منجملۂ کلام
لقمان ہے تو اس صورت مین ماقبل کی علت ہوگا کسی نے کہا کہ اللہ پاک کے کلام سے ہے
تو ماقبل سے منقطع ہوگا اس کی وہ بات تاکید کرتی ہے جو حدیث صحیح مین آئی ہے کہ جب آیۂ
ولم یلبسوا ایمانہم بظلم نازل ہوئی تو یہ بات صحابہ پر شاق گذری اور کہا کون ہم مین کا ہے جس نے
اپنی جان پر ظلم نہین کیا ہے اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی ان الشرک لظلم عظیم
پس صحابہ کے نفوس خوش ہو گئے قولہ تعالی و وصینا الانسان بوالدیہ الی قولہ بما کنتم
تعملون جملۂ معترضہ ہے بر طریق استطراد ماقبل مین جو شرک باللہ سے نہی گذر چکی ہے اوس کی
تاکید کی قصد سے لایا گیا ہے اور اس وصیت کی تفسیر قولہ تعالی ان اشکر لی ولوالدیک ہے
اور جو کچھ ان کے درمیان مین ہے وہ جملۂ معترضہ ہے درمیان مفسر و مفسر کے مان باپ کے
شکر کو جو اللہ کے شکر کے ساتھ ذکر کیا سو اس مین یہ بتانا ہے کہ دونون کا حق بزرگ و سخت تر
حقوق واجبہ سے ہے بیٹے پر معنی یہ ہین کہ ہم نے انسان کو امر کیا ہے اس بات کا کہ اون سے
احسان کرے قولہ تعالی حملتہ امہ وھنا علی وھن وہن کہتے ہین ضعف و مشقت
کو وہن باب وعد سے ہے وَہَنَہ غیرہ لازم و متعدی ہی اس سی باب افعال و تفعیل بھی آیا
ہے اوہنہ و وَہَّنہ تو ہنیا بولتے ہین وہن و موہن کے ایک معنی ہین نحو من نصف اللیل
جمہور نے وہنا دونون جگہہ بسکون ہا پڑہا ہے اور عیسی ثقفی نے بفتح ہا اور یہ روایت ہے
ابو عمرو سے سکون و فتح دونون دو لغت ہین معنی یہ ہین کہ اوٹہایا اوس کو اوس کی مان نے
اپنے پیٹ مین اس حال مین کہ بڑہاتی جاتی تہی ہر دن ضعف کو ضعف پر کیونکہ اوس کا شکم
ہمیشہ بڑہتا جاتا تہا حضرت ابن عباس نے فرمایا شدۃ بعد شدۃ وخلقا بعد خلق کسی نے کہا
معنی یہ ہین کہ عورت ضعیف الخلقت ہے پہر حمل اوس کو ضعیف کر دیتا ہے نصب وہنا کا بنا بر
مصدر ہے یعنی مفعول مطلق مؤکد ہے فعل کا اور وہ فعل حال ہی ای تہن وہنا اور علے وہن

ف۱ اس تاکید مین خفا
ہے کیونکہ ازالہ صریح
اوس باب مین نہین
جسپر استدلال معقود
ہے البتہ یہ قول
اوس شخص کا ہے جو
اس کو قول لقمان قرار
دیتا ہے کیونکہ حدیث
صحیح مرفوعہ مین صریح
اس قول کی طرف لقمان
کے وارد ہے کلام
مرفوعہ ابن کثیر رحم
۱۲ از مصححہ اللہ تعالی

صفت ہی مصدر کی ای وہنا کائنا علی وہن یعنی اوٹھاتی ہے وہ اوس کو اس حال مین
کہ کمزور ہوتی ہے کمزور ہونے کر ایسا کمزور ہونا کہ فوق ہے کمزوری پر کیونکہ اوس کی
کمزوری بڑہتی جاتی ہے نحاس نے کہا کہ وہنا مفعول ثانی ہے باسقاط حرف اسے
حملۃ بضعف علی ضعف زجاج نی کہا معنی یہ ہین کہ لازم ہوئی اوس کو بسبب اوس کے اوٹھانے
کے اوس کو یہ بات کہ ضعیف ہوتی ہی ایک بار بعد ایک بار کے کسی نی کہا کہ عورت جب حاملہ
ہوتی ہے تو پہلی دریی اوسپر کمزوری و مشقت آتی ہے کیونکہ حمل ایک ضعف ہی اور دردزہ ایک
ضعف ہے اور جننا ایک ضعف ہے اور دودہ پلانا ایک ضعف ہے کسی نے کہا کہ وہنا کا نصب
بنابر حال ہے امہ سے ای ذات وہن یعنی اوٹھاتی ہے اوس کو مان اوس کی اس حال مین
کہ صاحب ضعف ہے ضعف پر مطلب یہ ہے کہ ضعیف و کمزور ہو ہو کر اوس کو اوٹھاتی ہے
یہان تک کہ جننے کا وقت آتا ہے تو ادہر دردون کی تکلیف ادہر پیدا ہونے کی ایذا ادہر
خون نفاس کا جاری ہونا اس کا ضعف پہر دودہ پلانا یہ تو صحت کی صورت مین ہی پہر اگر اس حال
مین کوئی اور بیماری کہڑی ہوگئی تو ضعف کا کیا کہنا ہی ضعف ہی کی بہار ہے غرضکہ مان کے
ضعف و تکلیف کو اللہ ہی خوب جانتا ہے جو اوس کا خالق ہے اور خود مان جسپر یہ ساری
تکلیفین گذرتی ہین بنیا کیا جانے کہ اوسپر کیا کچہ گذری جب ان کی یہ صورت نظر آئی اب زور
و قوت کا وقت آیا تو لگے مان کو گہر کنے نیلی پیلی آنکہین دکہانے جورو کی دم مین گہسے گویا
مان سی کچہ علاقہ ہی نہین جو کچہ ہے جورو ہی جورو ہے اوسی کی پوجا ہے اوسی کی خوشی و
ناخوشی مین جنت و نار ہے اللھم وفقنا لصالح الاعمال واجرنا من الخزی والنکال
ولابویہ والدین فی جمیع الاحوال آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ و
صحبہ الی یوم الدین قولہ تعالی وفصالہ فی عامین فصال یعنی فطام ہے فطام
یہ ہے کہ بچا مان سی جدا کیا جاے یعنی اوس کا دودہ پلانا چہڑا دین محدری و قتادہ و ابو رجا
و حسن یعقوب نے فصلہ پڑہا ہے فصال و فصل دونون دو لغت ہین محاورے مین بولتے
ہین انفصل عن کذا یعنی فلان فلان شی سے متمیز ہوا اسی معنی سی جب اونٹ کا بچہ مان سے
جدا ہو جاتا ہے تو اوس کو فصیل کہتے ہین فصالہ مبتدا ہے اور فی عامین اوس کی خبر ہے

یعنی دودہ چہڑانا اوس کا ہی وقت پورے ہونے دو برس کی بیضاوی نے کہا اس مین دلیل
ہے اسپر کہ مدت رضاع دو برس ہی ان اشکر لی ولوالدیك زجاج نی کہا کہ یہ مصدریہ
ہے ای بان اشکر لی یعنی وصیت کی ہم نے اوس کو ساتھ شکر کرنے ہمارے کی اور شکر کرنی
اپنے مان باپ کے نحاس نی کہا اس سی اجود یہ ہے کہ ان مفسرہ ہے چنانچہ اول اس
طرف اشارہ ہوچکا ہے یعنی ہم نے اوس کو یہ وصیت کی کہ شکر کر میرا اور اپنے مان باپ
کا سفیان بن عیینہ نے کہا جس نے پانچون نمازین پڑہین تو مقرر اوس نے اللہ کا شکر
کیا اور جس نے دعا کی اپنے مان باپ کے لیے پیچھے پانچون نمازون کے تو مقرر اوس نے
شکر کیا والدین کا قولہ تعالی الی المصیر تعلیل ہے وجوب امتثال امر کی یعنی تم پر اس حکم
کی بجاآوری کرنا واجب ہی اس واسطی کہ پہر آنا میری ہی طرف ہے نہ طرف میرے غیر کے
کسی نی کہا یہ معنی ہین کہ جزا مجھپر ہے وقت پہر آنے کے طرف میری قولہ تعالی وان
جاھداك الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ اڑین اسپر کہ تو شریک کرے میرے ساتھ
اوس شی کو جس کی شرکت کا تجکو کچھہ علم نہین ہے الیس لك بہ علم کی قید موافق واقع کے ہے
اور اس کا کوئی مفہوم مخالف نہین ہے کیونکہ اللہ کے واسطے کوئی شریک نہین ہے کہ معلوم ہو
اس لیی کہ وہ محال ہے فلا تطعہما یعنی تو تو اس باب مین اون کی اطاعت مت کر کیونکہ خالق
کی معصیت مین مخلوق کی کچھہ طاعت نہین ہے مجمل بات اس باب مین یہ ہے کہ مان باپ
کی فرمانبرداری کسی گناہ کبیرہ کے ارتکاب مین یا کسی فریضہ کے ترک مین جو کہ فرض عین ہے
رعایت نہین کی جاتی ہے مباحات مین اون کی طاعت لازم ہے اس آیت کی تفسیر
وشان نزول سورۂ عنکبوت مین گذر چکی ہے ابو یعلی وطبرانی وابن مردویہ وابن عساکر
نے ابو عثمان نہدی سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت سعد بن ابی وقاص کے حق مین نازل
ہوئی ہے اسی طرح ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے اسی پر
ایک جماعت مفسرین کی ہی وصاحبہما فی الدنیا معروفا نصب معروفا کا اس
بنا پر ہے کہ مصدر محذوف کی صفت ہے ای وصاحبہما صحابا معروفا یعنی ساتھہ دے
اون کا ساتھہ دینا دستور کا کسی نے کہا کہ نبرع خافض منصوب ہے یعنی بمعروف

خطیب نی یہ کہا ہی ای فی امورھا التی لا تتعلق بالدین ما دمت حیا معروفا
بہما ان کانا علی دین یقران علیہ و معاملتھما بالحلم والاحتمال وبقتضیہ
مکارم الاخلاق و معالی الشیم یعنی تو اون کا ساتھہ دی دنیا کے کامون مین جو
دین سی متعلق نہین ہین جب تک کہ تو زندہ ہو ساتھہ دینا دستور کا باین طور کہ تو اون کے
ساتھہ احسان و نیکی کرے اگر وہ کسی دین پر قائم ہون کہ جسپر قرار پذیر رکھے گئے ہون اور
حلم و برداشت کا اون کے ساتھہ عاملہ رکھے اور جس شی کے مکارم اخلاق و خصائل
عالی مقتضی ہین اوس کا برتاؤ کرے واتبع سبیل من اناب الیّ یخطاب ہی ساری
مکلفون کو یعنی ای مکلف پیروی کر اوس شخص کے دین کی جو رجوع ہوا متوجہ ہوا طرف
میری طاعت کے میرے صالح بندون سی ساتھہ توبہ و اخلاص کے مراد نبی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم ہین اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کسی نے کہا مراد حضرت ابوبکر
صدیق ہین رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس نی فرمایا یہ جب ہوا کہ حضرت صدیق اسلام
لائے تو اون کے پاس حضرت عثمان و طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص و عبد الرحمن بن
عوف آئے اور اون سے کہا تو نے اس شخص کی تصدیق کر لی اور اوسپر ایمان لے آیا
کہا ہان بی شک وہ سچا ہے پس تم اوسپر ایمان لاؤ پھر اون کو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی
طرف اور بلا لائی یہان تک کہ وہ مسلمان ہو گئے پس ان لوگون کے واسطے سابقہ اسلام
سے ہے بارشاد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ثم الی مرجعکم پھر میری ہی طرف
تم سب کا پھر آنا ہے نہ طرف میرے غیر کے یعنی تیرا اور تیرے باپ کا اور اوس کا جو میری
طرف رجوع ہوا ثم انبئکم بما کنتم تعملون یعنی پھر جب تم میری طرف رجوع کر آؤ گے
تو تمکو ہر خیر یا شر کی خبر دونگا جو تم کرتے تھے پھر ہر عامل کو اوس کے عمل کی جزا دونگا کسی نے
کہا ہے کہ وصینا الانسان سے لیکر یہان تک لقمان کے کلام سے ہے اس صورت
مین جملہ معترضہ ہوگا لیکن اس قول مین بُعد ہے پکی بات یہی ہے کہ اللہ تعالے کے کلام
سے ہے پھر اللہ پاک نے بقیہ کلام لقمان کی حکایت شروع فرمائی جس کو وہ اپنے
بیٹے کے وعظ مین کہتے تھے پس ارشاد فرمایا یبنیّ انہا ان تک مثقال حبۃ من

خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بھا اللہ ان اللہ لطیف
خبیر ۝ یبنی اقم الصلوۃ وأمر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما
اصابک ان ذلک من عزم الامور ۝ ولا تصعر خدک للناس ولا تمش
فی الارض مرحا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور ۝ واقصد فی مشیک
واغضض من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر ۝ ای بیٹے اگر کوئی چیز

ع

ہووے برابر رائی کے دانے کے پھر رہے ہو کسی پتھر مین یا آسمانون مین یا زمین مین
لا حاضر کرے اوس کو اللہ بیشک اللہ چھپی جانتا ہے خبردار اے بیٹے کھڑی رکھہ نماز
اور سکھلا بھلی بات اور منع کر بُرائی سے اور سہار جو تجھپر پڑے بیشک یہ ہین ہمت کے کام
اور اپنے گال نہ پھلا لوگون کی طرف اور مت چل زمین پر اتراتا بیشک اللہ کو نہین بھاتا
کوئی اتراتا بڑائیان کرتا اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر آواز اپنی بیشک بُری سے بُری
آواز گدھون کی آواز ہے ف نماز کے ساتھہ زکوۃ نہین کہی ایسون کے پاس مال
کہان رہتا ہے ف گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھہ انتہی ف حافظ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ وصایای نافعہ ہین اللہ پاک نے لقمان حکیم سے ان کو نقل فرمایا
ہے تاکہ لوگ اون کا امتثال و اقتدا کرین پس کہا یا بنی انہا ان تک مثقال حبۃ
من خردل یعنی بیشک مظلمہ یا خطیئہ اگر ہووے برابر ایک دانے رائی کے بعض نی جائز رکھا ہے
کہ ضمیر انہا کی شان و قصہ کی ضمیر ہو اور اس کی بنا پر مثقال کا رفع جائز رکھا ہے لیکن قول
اول اولی ہے یات بھا اللہ یعنی اللہ اوس کو حاضر کریگا قیامت کے دن جبکہ عدل کی
ترازو رکھیگا اور اوسپر جزا دیگا خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر کما قال تعالی ونضع الموازین
القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا الایہ وقال تعالی فمن یعمل مثقال
ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ اگرچہ وہ ذرہ ہو محفوظ و محجوب اندر
کسی پتھر سخت کے یا غائب ذاہب ہو اطراف مین آسمانون کے اور زمین کے تو اللہ پاک
اوس کو لے آئیگا کیونکہ اوسپر نہ کوئی مخفی شی مخفی ہے نہ ذرے کی برابر آسمانون مین اور زمین مین
اوس سے غائب ہے اسی لیی یون فرمایا ہے ان اللہ لطیف خبیر یعنی بیشک اللہ

ع

سلہ اور رکھینگے ہم ترازوین انصاف کی قیامت کے دن پھر ظلم ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا برابر رائی کے دانے کے ہم لے آوین گے اور ہم کافی ہین حساب کرنیوالے ۱۲ سلہ سو جس نے کی ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھہ لیگا اور جس نے کی ذرہ بھر برائی وہ دیکھہ لیگا ۱۲

لطیف العلم ہے اوس کا علم بغایت باریک ہی اشیا اوسپر مخفی نہین رہتی ہین گو دقیق ولطیف
و متضاءل و باریک ہون اندہیری رات مین چیونٹی کی چال سے خبردار ہے بعض کا زعم
یہ ہے کہ مراد فتکن فی صخرۃ سے وہ پتھر ہے جو ساتون زمینون کے نیچے ہے وذکرہ السدی
باسنادہ ذلک المطرق عن ابن مسعود وابن عباس وجماعۃ من الصحابۃ ان
صح ذلک عطیہ عوفی وابو مالک وثوری ومنہال بن عمرو وغیرہم سے بھی یہ مروی ہی واللہ اعلم
گویا یہ اسرائیلیات سے اخذ کیا گیا ہے جن کی نہ تصدیق کیجاتی ہے نہ تکذیب ظاہر واللہ اعلم
ہے کہ مراد یہ ہے کہ یہ دانا اپنی حقارت مین اگرچہ کسی پتھر کے اندر ہی کیون نہو اللہ پاک اپنے
لطیف علم سے اوس کو ظاہر کردیگا جیسا کہ امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے وہ راوی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا
اگر ایک تمہارا عمل کرے کسی سخت پتھر مین جس کا نہ کوئی دروازہ ہو نہ کوئی سوراخ تو البتہ نکلیگا
اوس کا عمل واسطی لوگون کے کوئی سا عمل ہو پھر فرمایا یا بنی اقم الصلوۃ یعنی اے بیٹے
کھڑی رکھہ نماز مع اوس کے حدود و فروض و اوقات کے وامر بالمعروف وانہ عن المنکر
یعنی حکم کر نیک بات کا اور منع کر بری بات سے موافق اپنے جہد و طاقت کے واصبر علی
ما اصابک اور صبر کر اوسپر جو تجھے پونہچے اس سے معلوم ہوا کہ نیک بات کے حکم کرنے والے کو
اور بری بات سے روکنے والے کو ضرور ہے کہ لوگون کی طرف سے اوس کو کوئی ایذا پونہچے اس
لیے اوس کو صبر کا امر فرمایا ہے قولہ تعالی ان ذلک من عزم الامور یعنی لوگون کی ایذا پر
صبر کرنا ہمت کے کامون سے ہے ولا تصعر خدک للناس یعنی جبکہ تو لوگون سے
یا وہ تجھ سے باتین کرین تو اپنی طرف سے اون کو حقیر جانکر اور اون پر تکبر کر کے اپنے مونہہ کے
ساتھہ اون سے اعراض مت کر بلکہ اپنی جانب اون کے واسطے نرم کر اور اپنا چہرہ اون کی طرف
کشادہ کر مارے تکبر کے مونہہ موڑ کر اون سے بات چیت مت کر جیسا کہ حدیث شریف مین
آیا ہے وان تلقی اخاک وجهک الیه منبسط یعنی اگرچہ تو ملے اپنے بھائی سے
اس حال مین کہ تیرا چہرہ اوس کی طرف منبسط و کشادہ ہو اور پیچ تو لٹکانے سے ازار کے کیونکہ وہ
مخیلہ سے ہے اور مخیلہ کو اللہ دوست نہین رکھتا ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے

اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ تکبر مت کر تو تحقیر جانے اللہ کے بندون کو اور اون سے اعراض کرے ساتھہ اپنے چہرے کے جبکہ وہ تجھہ سے بات کرین اسی طرح عوفی و عکرمہ نے اون سے روایت کیا ہے **مالک** نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے مت کلام کر اس حال مین کہ تو اعراض کرنے والا ہو اسی طرح مجاہد و عکرمہ و یزید بن الاصم و ابو الجوزاء و سعید بن جبیر و ضحاک و ابن زید و غیرہم سے بھی مروی ہے **ابراہیم** نخعی نے کہا کہ مراد اس سے تشدیق فی الکلام ہے یعنی فصاحت سے بنا بنا کر باتین کرنا بے احتیاطی کے ساتھہ صواب قول اول ہے **ابن جریر** نے کہا اصل صعر کی یہ ہے کہ ایک بیماری اونٹون کو پکڑ لیتی ہے اون کی گردنون مین یا اون کے سرون مین یہان تک کہ اون کی گردنین اون کے سرون سے مڑ جاتی ہین مرد متکبر کی اس کے ساتھہ تشبیہ دی ہے گویا اس اونٹ کی طرح متکبر اپنے گال کو ٹیڑھا کرتا ہے مارے تکبر کے اسی باب سے عمرو بن حی تغلبی کا قول ہے

وکنا اذا الجبار صعر خده	اقمنا له من میله فتقوما

اور ابو طالب کے شعر مین واقع ہوا ہے ؎

ولنا قدیما لا تقر ظلامة	اذا ما ثنوا صعر الرؤس نقیمها

قولہ تعالی ولا تمش فی الارض مرحا ای خیلاء متکبرا جبارا عنیدا یعنی مت چل زمین مین اکڑتا اترتا تکبر کرتا سرکشی کرتا ایسا مت کر اللہ تجھے مبغوض رکھیگا اسی لیے یون کہا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور یعنی مختال معجب فی نفسہ فخور علی غیرہ یعنی بیشک اللہ دوست نہین رکھتا ہے ہر اکڑنے والے کو جو کہ اپنے جی مین عجب کرتا ہے اپنے غیر پر بڑائی مارتا ہے قال تعالی ولا تمش فی الارض مرحا انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا اسپر اول کلام گذر چکا ہے **حافظ ابو القاسم طبرانی** نے ثابت بن قیس بن شماس سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کبر کا ذکر کیا گیا تو آپ نے اس مین تشدید کی پھر فرمایا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور پس قوم مین سے ایک شخص نے عرض کیا واللہ یا رسول اللہ بیشک مین البتہ دوست رکھتا ہون اپنی کپڑون کو تو اون کی سپیدی مجھے بھلی لگتی ہے اور اپنے جوتے کا شراک[۵۲] اور اپنی کوڑے کا علاقہ[۵۳] مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے پس فرمایا

[۵۲] شراک بالکسر بزنوں از دوال [۵۳] علاقہ بالکسر مثل علاقہ کمان و تازیانہ علاقہ کیس وہ تازیانہ کہ کیس سی کیس کو باندھتے ہین ۱۲ منہ

لیس ذلك الکبر انما الکبر ان تسفه الحق و تغمط الناس یعنی یہ کبر نہین ہے کبر تو
یہ ہے کہ تو استخفاف کرے حق کا اوس کو خفیف سمجھے اور لوگون کو حقیر جانے ورواہ
من طریقة اخری بمثله وفیه قصة طویلة ومقتل ثابت ووصیته بعد موته
قوله تعالی واقصد فی مشیك ای امش مشیا مقتصدا لیس بالبطی المتثبط و
لا بالسریع المفرط بل عدلا وسطا بین بین یعنی وہ چال چل جو نہ تو غایت درجے
کی آہستہ ہو اور نہ نہایت درجے کی تیز بلکہ اس کے درمیان کی ہو قوله تعالی واغضض من
صوتك یعنی کلام مین مبالغہ مت کر مطلب یہ ہے کہ جس بات مین کسی طرح کا فائدہ نہین
ہے اوس مین اپنی آواز بلند مت کر اسی لیے فرمایا ان انکر الاصوات لصوت الحمیر
مجاہد وغیر واحد نے کہا ہے کہ اقبح الصوات البتہ گدہون کی آواز ہے یعنی جو شخص اپنی آواز بلند
کرتا ہی غایت اوس کا یہ ہے کہ وہ اپنے علو و رفع مین مشابہ ہوتا ہے گدہون سے اور
باوجود اس کی وہ مبغوض ہی اللہ پاک کو اس باب مین یہ تشبیہ ساتھہ گدہون کے مقتضی ہے
اوس کی تحریم کو اور اوس کی غایت ذم کو اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
یون فرمایا ہے لیس لنا مثل السوء العائد فی هبته کالکلب یقیء ثم یعود فی قیئه
یعنی ہماری واسطے بری مثل نہین ہی عود کرنے والا اپنی ہبہ مین مثل کتے کے ہے کہ قی کرتا ہے
پھر اپنی قے مین رجوع کرتا ہے نسائی نے اس آیت کی تفسیر مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا
جس وقت تم سنو چیخنا مرغ کا تو سوال کرو اللہ سے اوس کے فضل سے اور جب تم سنو
رینکنا گدہے کا تو پناہ مانگو ساتھہ اللہ کے شیطان سی کیونکہ اوس نی دیکھا کسی شیطان کو
وقد اخرجه بقیة الجماعة سوی ابن ماجه من طرق عن جعفر بن ربیعة
بهذا وفی بعض الالفاظ بالدلیل فالله اعلم پس یہ نہایت نافع وصایا ہین اور منجملہ
قصص قرآن عظیم ہین لقمان حکیم سے مروی ہین حکم و مواعظ سے بہت چیزین لقمان سے
مروی ہین پس چاہیے کہ اون مین سی بطور نمونہ و دستور کچھہ ذکر کرین ۱ امام احمد نے
حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو خبر دی

فرمایا کہ لقمان حکیم کہا کرتا تہا ان اللہ اذا استودع شیئا حفظہ اس کا ذکر اول ہو چکا ہے
۲ **ابن ابی حاتم** نے قاسم بن مخیمرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا ہے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اوسی وعظ کر رہا تہا یا بنی
ایاک والتقنع فانہ مخوفۃ باللیل ومذمۃ بالنہار ۳ **ابن ابی حاتم** نے بریہ بن
یحیی سے روایت کیا ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا ای بیٹے بیشک حکمت نے بٹہایا
مساکین کو ملوک کی مجلسون مین ۴ حون بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ لقمان نے اپنے
بیٹے سے کہا ای بیٹے جس وقت تو کسی قوم کی مجلس مین آئے تو اسلام کے تیر سے اون کو مار
یعنی اون پر سلام کر پہر اون کے ناحیہ مین بیٹہ جا پہر مت بول یہان تک کہ تو اون کو دیکہے کہ
وہ بولے پہر اگر وہ اللہ کے ذکر مین خوض کرین تو تو اپنے تبر کو جولانی دے ساتہہ اون کے
اور اگر وہ اس کے غیر مین خوض کرین تو تو اون سے نقل کر طرف اون کے غیر کے ۵ حفص بن
عمر سے روایت کیا ہے کہ ایک تیلی رائی کی رکہی طرف اپنی جانب کے اور اپنے بیٹے کو وعظ
کرنے لگے ایک نصیحت کرتے اور ایک دانہ رائی کا نکالتے تہے یہان تک کہ رائی تمام ہو گئی
پہر کہا اے بیٹے البتہ مقرر مین نے تجکو ایسا وعظ کیا کہ اگر وہ پہاڑ کو وعظ کیا جاتا تو پہٹ جاتا
کہا پہر اون کا بیٹا پہٹ پڑا ۶ **طبرانی** نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اتخذوا السودان الخ یہ اول
گذر چکی ہے **فصل** بیان مین خمول و تواضع کے یعنی گمنامی و فروتنی کے بیان مین
لقمان علیہ السلام نے جو اپنے بیٹے کو وصیت کی ہے یہ اوس سے متعلق ہے **حافظ** ابوبکر
ابن ابی الدنیا نے اس باب مین ایک مستقل کتاب جمع کی ہے ہم اوس مین سے اوس کے
مقاصد ذکر کرتے ہین ۱ حفص بن عبداللہ بن انس سے روایت کیا ہے وہ اپنے دادا انس
بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہین کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے
تہے رب اشعث فی طمرین یصفح عن ابواب الناس اذا اقسم علی اللہ لابرہ ثم
رواہ من حدیث جعفر بن سلیمان عن ثابت وعلی بن زید عن انس عن
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکرہ وزاد منہم البراء بن مالک

یعنی بہت سی پریشان بال والے ہین دو پرانی چادرون مین کہ رد کیے جاتے ہین لوگون
کے دروازون سی جس وقت قسم کہا بیٹھین اللہ پر تو وہ اون کو سچا کردے ۵

بر در میکدہ رندان قلندر باشند	کہ ستانند و دہند افسر شاہنشاہی

۲ ابو بکر بن سہل تمیمی نی حضرت عمر رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مسجد مین
داخل ہوے تو ناگاہ معاذ بن جبل سے ملے کہ وہ رو رہے ہین نزدیک قبر شریف رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر معاذ سے کہا ای معاذ تجکو کون چیز رولاتی ہے کہا ایک حدیث
ہے کہ مین نی اوس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے مین نی آپ کو سنا ہی کہ
فرماتے تھے ان الیسیر من الریاء شرک وان اللہ یحب الاتقیاء الاخفیاء الاثریاء
الذین اذا غابوا لم یفتقدوا واذا حضروا لم یعرفوا قلوبھم مصابیح الھدیٰ
یخرجون[۱] من کل غبراء مظلمۃ یعنی بی شک ذرا سی ریا شرک ہی اور بیشک اللہ دوست رکھتا
ہے متقی پرہیزگار لوگون کو جو کہ چھپے رہتے ہین لوگون سے کنارہ کیے ہوے ہین اون سے
مکان اون کا مخفی ہے غنی و بے نیاز ہین جب وہ غائب ہون تو کوئی اون کی خبر نہ پوچھے
اور جب حاضر ہون تو پہچانے نہ جائین دل اون کے چراغ ہین ہدایت کے نکلین گے ہر
زمین تاریک سی غبرا مظلمہ کنایہ ہے اون کے مساکن کی حقارت سے یعنی اون کے رہنے
بسنے کی جگہہ تاریک و غبار آلود ہے کیونکہ جو شے اوس کو روشن و صاف کرے وہ مفقود ہے
یہ لوگ سب سے علیحدہ ہو کر ایک گوشہ تاریک مین پڑے ہین عبادت رب مین مشغول ہین
زینت و آرایش سی بیزار ہین ۳ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نی فرمایا رب ذی طمرین لا یوبہ لہ لو
اقسم علی اللہ لابرّہ یعنی بہت سے دو پرانی چادرون والے ہین کہ اون کی پروا نہین
کی جاتی ہے اگر وہ قسم کہا بیٹھین اللہ پر تو البتہ اون کو سچا کردے اگر وہ کہین کہ الٰہی ہم تجھ سے
جنت مانگتے ہین تو البتہ اون کو جنت عطا کردے اور عطا نکرے اون کو دنیا سے کچھ
۴ سالم بن ابی الجعد سی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی
بیشک میری امت سے وہ شخص ہے کہ اگر وہ آئے دروازے پر ایک تمہارے کے اوس سے

[۱] اصل مین ای طرح ہے اور روایتون مین یخرجون ہے بجاے یخرج

دینار کا سوال کرے یا درہم کا یا چیسے کا تو وہ اوس کو نہ دے اور اگر وہ سوال کرے اللہ سے
جنت کا تو البتہ وہ اوس کو عطا کردے اور اگر وہ اوس سی دنیا کا سوال کرے تو وہ اوس کو
نہ دے اور دنیا کو اوس سی نہین روکا بسبب اوس کی ذلت کے اوسپر دو پرانی چادرون والا
ہے اوس کی پروا نہین کی جاتی ہے اگر قسم کہا بیٹھے اللہ پر تو البتہ اوس کو سچا کرے یہہ
حدیث اس وجہ سے مرسل ہی ۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت کے بادشاہون سے ہے ہر
پریشان بال والا غبار آلود دو پرانی چادرون والا اوس کی پروا نہین کی جاتی ہے وہ لوگ
ہین کہ جس وقت اذن مانگین اپنے سرون پر تو اون کے واسطے اذن نہ دیا جاے اور جب لوگون سے
نکاح کا پیام کرین تو اون سی نکاح نکرین اور جب وہ بات کہین تو اون کے واسطے انصاف
نہ کیا جاے اور حاجتین اون کے کی جھنجھناتی ہین اوس کے سینے مین اگر بانٹا جاے
نور اوس کا قیامت کے دن درمیان لوگون کے تو البتہ اون کو سما لے قال وانشدنی
عمر بن شبة عن ابن عائشة قال قال عبد الله بن المبارك رضی الله عنه ۹

الا رب ذی طمرین فی منزل عدن	ترا بیه مبثوثة وما رقه
قد اطرحت انواره حول قصره	واشرق والتفت علیه حدائقه

اس شعر مین اوس وقت کا سما باندہا ہے کہ جس وقت مومن تقی نقی خفی جنت کی عالی منزل
مین نازل ہوگا اور اوس مین عیش و آرام کریگا کہتے ہین سنتے ہو کتنے پرانی دو چادرون والے
اوس عمدہ منزل مین گئے جس کی مسندین بچھی ہوئی ہین اور تکیے صف باندہے ہوے ہین
اون کے نور اپنے محل کے گرداگرد چمک آرہے ہین اور وہ چمکا دمک رہا ہے اور اون کے
باغ اوسپر لپٹ رہے ہین مارے درختون کی کثرت کے ۶ حدیث عبید اللہ بن زحر سی
عن علی بن زید عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ مرفوعا مروی ہے قال اللہ من اغبط
اولیائی عندی مومن خفیف الحاذ ذو حظ من صلوة احسن عبادة ربه
واغبطه فی السر وکان غامضا فی الناس لا یشار الیه بالاصابع ان صبر علی
ذلك قال ثم انفض رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بیده وقال

عجلت منیته وقل تراثه وقلت بواکیه یعنی اصد پاک نی فرمایا زیادہ تر مستحق میرے دوستون سی نزدیک میرے اس بات کا کہ اوس کا غبطہ و رشک کیا جاوی اور اوس کے حال کی سے تمنا کی جاوی مومن خفیف الحال ہی کہ جس کی پشت بار عیال سے ہلکی ہے مطلب یہ ہے کہ نہ اوس کے اہل و عیال ہین نہ کثرت شغل سے بہرہ مند ہے نماز سے یعنی اوس کے ساتھ راحت پاتا ہے دنیا کی تکان و ایذا سے اور اپنے رب سی خوب دل لگا کر مناجات کرتا ہے اچھی کی عبادت اپنے رب کی اور اطاعت فرمانبرداری کی اوس کے پیچھے ہین مطلب یہ کہ خالص اوسی کے واسطے کی ریا و سمعہ سی صاف پاک اور رہا لوگون مین گمنام و ذلیل کہ اونگلیون سی اوس کی طرف اشارہ نہین کیا جاتا ہے اگر وہ اس سب پر صبر کرے یعنی قابل رشک جب ہی ہے کہ امور مذکورہ پر صابر و قائم و دائم ہو پھر آپ نے اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا جلدی کی گئی موت اوس کی اور قلیل[1] ہوئی میراث اوس کی اور قلیل ہوئے رونے والیان اوس کی غرضکہ دنیا سے کچھ تعلق نہ تھا آخرت ہی کا شوق و ذوق تھا نہ اہل و عیال تھے نہ مال تھا جلدی سے موت آگئی ہلکے ہلکے راحت و آرام سی چل دیے ؎

تورہ از کثرت اسباب بر خود تنگ میدارے	سبکرو جان چو بوی گل فرو بستند محملہا
چون بوی گل آمد بر باد سوار	در رز زمین چو قطرہ باران رفتند

کچھ مال نہ تھا کہ میراث بٹے جو روئے نہین کہ پایہ پکڑ کر روئے دھوئے کسی سی جان پہچان نہین کہ قبر پر آئے جاوے صرف خدا ہی سے واسطہ ہی جس نے پیدا کیا اپنا انس دیا ساتھ محبت سے سرشار فرمایا دگر ہیچ ؎

بر مزار ما غریبان نہ چراغے نہ گلے	نہ پر پروانہ باشد نہ صدای بلبلے
بغیر سبزہ نپوشد کسی مزار مرا	کہ جز پوش غریبان ہمین گیاہ بس ست

۶ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا احب عباد اللہ الی اللہ الغرباء یعنی محبوب ترین عباد اللہ کو غرباء ہین عرض کیا گیا کہ غرباء کیا ہین فرمایا بڑے بہاگنے والے اپنا دین لیکر جمع کیے جائین گے قیامت کے دن طرف حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام کے

۷ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ

[1] قلت کا اطلاق کثرت و مقابلی مین ہوتا ہے اور اوس کا مقابل کثرت ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب

اللہ تعالی قیامت کے دن بندے سے فرمائیگا کیا انعام نہین کیا مین نے تجھپر کیا
عطا نہین کیا مین نے تجھکو کیا ستر نہین کیا مین نے تیرا کیا نہین جمیل کیا مین نی تیرا ذکر پھر
حضرت فضیل نے فرمایا اگر تو اس کی طاقت رکھے کہ پہچانا نہ جاے تو کر اور کیا ہے تجھپر کہ
تیری ثنا نہ کیجاے کیا ہے تجھپر کہ تو لوگون کی نزدیک مذموم ہو اللہ کے نزدیک محمود ۸
ابن مجیر رحمہ اللہ تعالی فرمایا کرتے تھے اللھم انی اسالک ذکرا خاملا یعنی الٰہی
مین تجھ سی سوال کرتا ہون گمنامی کا ۹ خلیل بن احمد رحمہ اللہ تعالی فرمایا کرتے تھے اللھم
اجعلنی عندک من ارفع خلقک واجعلنی فی نفسی من اوضع خلقک و
عند الناس من اوسط خلقک الٰہی تو مجھکو کر اپنے نزدیک اپنی بلند تر خلق سے اور کر
مجھکو میرے جی مین اپنی پست تر خلق سی اور نزدیک لوگون کے اپنی اوسط خلق سے بعد
اس کے ابن ابی الدنیا نے کہا ہے **باب ماجاء فی الشہرۃ** پھر بسند خود حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ راوی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہ آپ نی فرمایا کافی ہے آدمی کو شر سے مگر جس کو اللہ بچاے یہ کہ اشارہ کرین لوگ
طرف اوس کے انگلیون سی اوس کے دین مین اور اوس کی دنیا مین اور بیشک اللہ
نہین دیکھتا ہے طرف تمہاری صورتون کے ولیکن طرف تمہارے دلون کے اور
عملون کے وروی مثلہ عن اسحاق بن البہلول عن ابن ابی فدیک عن محمد بن
عبد الواحد الاخنسی عن عبد الواحد بن ابی کثیر عن جابر بن عبد اللہ
مرفوعا مثلہ وروی عن الحسن مرسلا نحوہ پس اسپر حضرت حسن سی کسی نے
کہا کہ تمہاری طرف تو انگلیون سی اشارہ کیا جاتا ہے تو فرمایا کہ مراد جو ہے سو وہی شخص
ہے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اوس کے دین مین ساتھ بدعت کے اور اوس کی
دنیا مین ساتھ فسق کے ۲ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی عنہ سے مروی ہے فرمایا
لا تبدأ الان تشتھر ولا ترفع شخصک لتذکر وتعلم واکتم واصمت تسلم
تسترح الابرار وتحیظ الفجار یعنی ابتدا مت کر اس لیی کہ تو مشہور ہو اور مت بلند کر اپنے
شخص کو اس واسطے کہ تیرا ذکر کیا جاے اور علم سیکھ اور چھپا اور چپ رہ سلامت رہے گا

نیکون کو خوش کریگا اور بدون کو غیظ مین لائیگا یا نیک خوش ہون گے اور بد خفا ہونگے ۳ حضرت
ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ما صدق اللہ من احب الشہرۃ یعنی سچا نہ جانا اللہ کو جس نے
دوست رکھا شہرت کو ۴ ایوب نے فرمایا ما صدق اللہ عبدا الا سرہ ان لا یشعر بمکانہ
یعنی نہین سچا جانا اللہ کو کسی بندے نے مگر خوش کیا اوس کو اس بات نے کہ کوئی اوس کے
مکان کو نجانے ۵ محمد بن العلاء رحمہ اللہ تعالی نے کہا من احب اللہ احب ان لا یعرف الناس
یعنی جس نے دوست رکھا اللہ کو اوس نے دوست رکھا اس بات کو کہ لوگ اوسے نہ پہچانین ۶
سماک بن سلمہ رحمہ اللہ تعالی نے کہا ایاک وکثرۃ الاخلاء یعنی بچ تو دوستون کی کثرت
سے ۷ ابان بن عثمان رحمہ اللہ تعالی نے کہا ان احببت ان یسلم الیک دینک
فاقلل من المعارف یعنی اگر تو اس بات کو محبوب رکھتا ہے کہ سالم رہے طرف تیرے دین
تیرا تو کمی کر پہچان والون سی ۸ ابو العالیہ رحمہ اللہ تعالی کی عادت تھی کہ جس وقت تین آدمیون
سے زیادہ اون کی طرف بیٹھتے تو وہ اوٹھ کھڑے ہوتے اور اون کو چھوڑ جاتے اور کہا حدثنا
علی بن الجعد اخبرنا شعبۃ عن عوف عن ابی رجاء کہا طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو دیکھی کہ وہ اون کے
ساتھ چل رہے ہین تو فرمایا ذباب طمع وفراش النار یعنی مکھیان ہین طمع کی اور پتنگے ہین
آگ کے ۹ ابن ادریس نے کہا عن ہارون بن ابی عسرۃ عن سلیم بن حنظلۃ قال بینا نحن جول
ابی اذ علاہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بالدرۃ وقال انہا مدلۃ للتابع و
فتنۃ للمتبوع یعنی سلیم بن حنظلہ کہتے ہین کہ ہم لوگ گرد میرے باپ کے بیٹھے تھے مطلب یہ
کہ جیسے معظم شخص کے رو برو با ادب لوگ بیٹھا کرتے ہین اوسی طرح ہم لوگ میرے باپ کے گرد
بیٹھے تھے کہ ناگہان حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے باپ پر چڑہ آئے یعنی اون کے سر کے
پاس یکایک آکھڑے ہوئے ہاتھ مین درہ لیے ہوے اور فرمانے لگے کہ یہ بیٹھک سبب
ذلت تابع لوگون کا ہے اور سبب فتنہ متبوع کا ہے کیونکہ احتمال ہے کہ متبوع کے دل مین تعلی و تکبر
پیدا ہووے جیسے منقول ہے کہ ابراہیم نخعی درس کے وقت ستون سے ٹیک کر نہین بیٹھتے تھے
اور درہ لیکر آنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دلیل ہے انکار پر اس فعل کے گویا اونہون نے اس
فعل کو قابل تادیب سمجھا ۱۰ ابن عون نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نکلے تو کچھ لوگ اون کے پیچھے ہو گئے پس فرمایا واللہ لو تعلمون ما اغلق علیہ بابی ما اتبعنی منکم رجلان یعنی قسم ہے اللہ کی اگر تم جان لیتے اوس شی کو جس پر مین اپنا دروازہ بند کرتا ہون تو تم مین سے دو شخص بھی میرے پیچھے نہ چلتے ۱۱ حماد بن زید نے کہا کہ ہم جس وقت مجلس پر گذر کرتے اور ہمارے ساتھ ایوب ہوتے پھر وہ سلام کرتے سدد وارد اشد بدا یعنی مجلس کی لوگ خوب اچھی طرح سلام کا جواب دیتے سو یہ ایک نعمت تھی غرض یہ ہے کہ لوگ ایوب کو مدم معظم سمجھتے تھے اون کے سلام کا جواب سب ملکر بڑے اہتمام سے دیتے تھے ۱۲ عبد الرزاق نے معمر سے روایت کیا ہی کہ ایوب اپنا کرتا طویل رکھا کرتے تھے اس باب مین اون سے کسی نی کہا تو فرمایا کہ شہرت تو بزمانۂ ماضی طول قمیص مین تھی اور آج یعنی اس وقت مین اوس کی تشمیر مین ہے یعنی اوس سمیٹنے طول کم کرنے مین ہی یعنی اس لیی مین اوس کو طویل رکھتا ہون ایک بار نعلین بنوائین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین شریف کے اندازے پر پھر اون کو کئی دن پہنا پھر اون کو اوتار ڈالا اور کہا مین نہین دیکھتا ہون لوگون کو کہ اونہین پہنتے ہون ۱۳ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا مت پہن کپڑون سے وہ کپڑا جو فقہا مین مشہور ہے اور نہ وہ جس کے سبب سے سفہا تجھکو حقیر جانین ۱۴ ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا مکروہ رکھتے تھے[۵۱] کپڑون سے عمدہ کپڑون کو جن کے سبب سے آدمی مشتہر ہو جائے اور لوگ طرف اوس کے اون مین اپنی آنکھین اوٹھائین اور اون ردی کپڑون کو جنمین حقیر ہو اور اپنے دین کو ذلیل کرے ۱۵ وحدثنا خالد بن خداش حدثنا حماد عن ابی حسنۃ صاحب الزیادی کہا ہم نزدیک ابو قلابہ کے تھے کہ اوس وقت اون کے پاس ایک شخص آیا علیہ اکسیۃ[۵۲] یعنی اوسپر چادرین تھین تو ابو قلابہ نے فرمایا ایاکم وھذا الحمار النھاق یعنی تم بچو اس بڑے رینکنے والے گدھے سے ۱۶ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک قوم نے کبر کو ٹھیرایا ہے اپنے دلون مین اور تواضع کو اپنے کپڑون مین فصاحب الکساء[۵۳] بکسائہ اعظم من صاحب المطرق بمطرقہ ما لھم تفاقدوا ۱۷ بعض اخبار مین ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نی بنی اسرائیل سے فرمایا کیا ہے تم کو کہ تم میرے پاس آتے ہو

اس حال مین کہ تمپر کپڑے تو رہبان کے ہین اور تمہارے دل بہیڑیون کے دل ہنوا درندون
کے کپڑے اور نرم کردا اپنے دل ساتھ خشیت کے ؎

در عمل کوش و ہر چہ خواہی پوش	تاج بر سر نہ و علم بر دوش

فصل بیان مین حسن خلق کے ۱ ابو التیاح نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احسن الناس
خلقا یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوبترین مردم سے از راہ خلق غرض یہ ہے
کہ آپ کا حسن خلق سب سے بڑا ہوا تھا ۲ عطائی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ مومنین مین کا کون افضل ہے فرمایا خوبترا وُنکا از روے
خلق کے ۳ نوح بن عبادنے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے
بیشک بندہ البتہ پونہچتا ہے بسبب اپنے حسن خلق کے آخرت کے درجون کو اور شرف
منازل کو اور بیشک وہ البتہ ضعیف العبادت ہے اور بیشک البتہ پونہچتا ہے بسبب
اپنے بدخلق کے درک جہنم کو اور وہ عابد ہے ۴ سیار بن ہارون نے عن حمید عن انس
مرفوعًا روایت کیا ہے کہ لیگیا حسن خلق دنیا و آخرت کی خیر کو ۵ مطلب نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ بیشک بندہ البتہ پونہچتا ہے بسبب اپنے
حسن خلق کے قائم اللیل صائم النہار کے درجے کو ۶ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھے گئے اکثر
اوس شی سے جو داخل کریگی لوگون کو جنت مین تو فرمایا تقوی اللہ کا اور حسن خلق اور سوال
کیے گئے اکثر اوس چیز سے جو داخل کریگی لوگون کو نار مین تو فرمایا الاجوفان الفم والفرج
یعنی مونہہ اور شرمگاہ ۷ اسامہ بن شریک نے کہا کہ مین تہا نزدیک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پس آپ کے پاس ہر جگہ سے اعرابی آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ کیا
بہتر اوس شی کا جو انسان کو عطا کی گئی فرمایا حسن خلق ۸ یعلی بن سماک نے عن ام الدرداء
عن ابی الدرداء مرفوعًا روایت کیا ہے فرمایا نہین ہے کوئی شی زیادہ ترگران تر از وے مین
حسن خلق سے وکذا رواہ عطاء عن ام الدرداء ۹ مسروق نے حضرت عبداللہ بن عمرو

رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے ان من خیارکم احاسنکم اخلاقا یعنے
تمہارے بہترین لوگون مین سے وہ ہین جن کے خلق بہترین ہین ۱۰ حضرت امام حسن
بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
بیشک اللہ البتہ عطا کرتا ہے بندے کو ثواب سی حسن خلق پر جیسا کہ عطا کرتا ہے مجاہد
فی سبیل اللہ کو صبح کو آتا ہے اور سپر اجر اور شام کو آتا ہے ۱۱ مکحول نی ابو ثعلبہ سی مرفوعاً روایت
کیا ہے ان احبکم الیّ واقربکم منی مجلسا احاسنکم اخلاقا وان ابغضکم
الی وابعدکم منی منزلا فی الجنۃ مساویکم اخلاقا الثرثارون[۵۱] المتشدقون
المتیہقون یعنی بی شک محبوب تر تمہارے مجھکو اور قریب تر تمہارے مجھ سی ازروی مجلس کے
خوبتر تمہارے ہین ازروی اخلاق کے اور بیشک مبغوض تر تمہارے مجھکو اور دور تر تمہارے
مجھ سی ازروی منزل کے جنت مین تمہارے بداخلاق ہین جو کہ تکلف کرکے بہت سی باتین
کرتے ہین اور بے احتیاطی کی ساتھہ باتون مین وسعت کرتے ہین اور متکبر بنتے ہین ۱۲
ابو اویس نی عن محمد بن المنکدر عن جابر مرفوعاً روایت کیا ہے الا اخبرکم باکملکم ایمانا
احاسنکم اخلاقا الموطؤن[۵۲] اکنافا[۵۳] الذین یولفون ویالفون یعنی کیا خبر ندون
مین تم کو تم مین کی کاملتر ایمان والون کی وہ ہین جن کے تم مین سے بہترین اخلاق ہین جنکی
جانبین نرم ہین اون کے ساتھہ رہنے والا اون سے ایذا نہین پاتا ہے اون کے ساتھہ
رہ سکتا ہے جو کہ لوگون کو مالوف کر دیتے ہین اور خود آپ الفت کرتے ہین ۱۳ لیث نے
عن یزید بن عبد اللہ بن اسامہ عن بکر بن ابی الفرات روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ما حسن اللہ خلق رجل وخلقہ فتطعمہ النار یعنی نہین
حسین کی اللہ نے کسی شخص کی صورت وسیرت پھر اوسے آگ کہای مطلب یہ ہے کہ جس کی
صورت وشکل وخلق اچھا ہے اوسے آگ نہ کہائیگی مگر اس کے ساتھہ ایمان کا ہونا ضرور ہے
۱۴ عبد اللہ بن غالب حدانی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
دو خصلتین مومن مین جمع نہین ہوتی ہین بخل وسوء خلق ۱۵ میمون بن مہران نی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کیا ہے نہین ہے کوئی گناہ بزرگتر نزدیک اللہ کے

بدخلقی سی یہ اس لیے ہے کہ بدخلق نہین نکلتا ہی ایک کنا سی مگر پتا ہی دوسرے مین ۱۶ عبدالرحمن
بن اسحق سے روایت کیا ہی وہ قریش کے ایک شخص سے راوی ہین کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے کوئی گناہ بزرگتر نزد یک اللہ کے سو خلق سی بیشک خلق سی
البتہ پگھلا دیتا ہے گناہون کو جیسے کہ سورج پگھلا دیتا ہے برف کو اور خلق بدالبتہ فاسد کر دیتا
ہے عمل کو جیسے سرکہ فاسد کر دیتا ہے شہد کو ۱۷ عبداللہ بن ادریس عن ابیہ عن جدہ عن ابی ہریرہ
مرفوعا روایت کرتے ہین انکم لا تسعون الناس باموالکم ولکن یسعھم منکم بسط
وجوہ وحسن خلق یعنی بیشک تم سما نہین سکتے ہو لوگون کو اپنے مالون سی لیکن سما سکتے
اون کو تم سے کشادہ کرنا موہنہ کا اور حسن خلق ۱۸ محمد بن سیرین نے کہا حسن الخلق عون علی الدین
یعنی حسن خلق مدد ہے دین پر **فصل بیان مین ذم کبر کے** علقمہ نی حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے داخل نہوگا جنت مین وہ شخص جس کی دل مین دانہ برابر
کبر ہے اور داخل نہوگا آگ مین وہ شخص جس کے دل مین ذرہ برابر ایمان ہی ۲ ابراہیم بن
ابی عبلہ نے عن ابی سلمہ عن عبداللہ بن عمرو مرفوعا روایت کیا ہے وہ شخص جس کے دل مین ذرہ
برابر کبر ہے اوندہا ڈالیگا اوس کو اللہ اوس کے موہنہ کے بل جہنم مین ۳ ایاس بن سلمہ عن
ابیہ سی مرفوعا روایت کیا ہے ہمیشہ رہتا ہے آدمی پیچھے جاتا ہے اپنے نفس کو یہان تک
کہ لکھا جاتا ہے نزد یک اللہ کے جبارین سی پھر اوس کو وہ عذاب پونہچیگا جو اون کو پونہچیگا ۴
مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہین حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام ایک دن سوار
ہوئی بساط پر یعنی اوس فرش پر جس کو جنون نی اون کے واسطے بنایا تھا دو لاکھہ آدمیون مین
اور دو لاکھہ جنون مین پھر وہ اوپر کو اوٹھائے گئے یہان تک کہ اونہون نے فرشتون کی تسبیح
آسمان مین سنی پھر نیچے لائے گئے یہان تک کہ اون کے قدم نے دریا کے پانی کو چھوا پھر سب
نے ایک آواز سنی کہ اگر تمہارے صاحب کے دل مین ایک ذرے کے دانے برابر کبر ہو تو وہ
دہسا دیا جاوی اوس بلندی سی بھی دور تر جس پر وہ بلند کیا گیا ۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمکو خطبہ سنایا کرتے تو ابتدای پیدایش انسان
کا ذکر فرماتی یہان تک کہ ایک ہمارا البتہ گندہ جانتا اپنے نفس کو کہتا کہ مجرای بول سی دو بار نکلا ہے

۱۷ اصل مین ہی طرح ہے لیکن باموالکم معلوم ہوتا ہے تحریف ہے ۱۲ منہ
۱۸ روایت مین باموالکم ہے ۱۲ منہ
۱ اصل مین ہی طرح ہے لیکن ابوہریرہ معلوم ہوتا ہے تحریف ہے ۱۲ منہ
۲ اصل مین ہی طرح ہے لیکن ابوہریرہ معلوم ہوتا ہے تحریف ہے ۱۲ منہ
۳ اصل مین ہی طرح ہے لیکن ابوہریرہ معلوم ہوتا ہے تحریف ہے ۱۲ منہ
۴ اصل مین ہی طرح ہے لیکن ابوہریرہ معلوم ہوتا ہے تحریف ہے ۱۲ منہ
۵ اصل مین ہی طرح ہے لیکن ابوہریرہ معلوم ہوتا ہے تحریف ہے ۱۲ منہ

۵ شعبی نے فرمایا جس شخص نے دو آدمی مار ڈالے تو وہ جبار ہے پھر یہ آیت پڑھی ان تریدان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس ان تریدالا ان تکون جبارا فی الارض ۶ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا تعجب ہے ابن آدم کو کہ دعوتا ہے گو کہ اپنے ہاتھ سے دن میں دو بار پھر تکبر کرتا ہے معارضہ کرتا ہے جبار سموات سے ۷ ضحاک بن سفیان سے روایت کیا ہے پھر یہ حدیث ذکر کی کہ دنیا کی مثل بیان کی گئی ہے ساتھ اوس شے کے جو ابن آدم سے نکلتی ہے یعنی پاخانہ ۸ قال الحسن عن یحیی عن ابی قال ان مطعم ابن ادم ضرب مثلا للدنیا وان وقع فی ملحه ۹ محمد بن الحسین بن علی جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں فرماتے ہیں نہیں داخل ہوئی کسی شخص کے دل میں کوئی شے کبر سے مگر کم ہوا اوس کی عقل سے بقدر اوس کے ۱۰ یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ نہیں ہے ساتھ سجود کے کوئی کبر اور نہیں ہے ساتھ توحید کے کوئی نفاق الطاؤس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور وہ اپنی چال میں اکڑتے تھے یہ قصہ اون کے خلیفہ ہونے سے قبل کا ہے تو طاؤس نے اپنی انگلی سے اونکے پہلو میں چونگا مارا اور کہا یہ اوس شخص کی شان نہیں ہے جس کے پیٹ میں گوہ ہے پس عمر بن عبد العزیز نے کہا جیسے اون سے عذر کرتے ہیں اے میرے چچا میرا تو ہر عضو مارا گیا ہے اس چال پر یہانتک کہ میں نے اوس کو سیکھا ہے ابوبکر بن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ بنی امیہ اپنی اولاد کو مارا کرتے تھے یہانتک کہ اس چال کو سیکھیں **فصل بیان میں اختیال کے** یعنی تکبر سے چلنا ۱ ابن ابی لیلی نے عن ابن بریدہ عن ابیہ مرفوعاً روایت کیا ہے من جر ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یعنی جو شخص کھینچ کر چلے اپنے کپڑے کو تکبر کی راہ سے تو اللہ نظر نکرے گا طرف اوس کے درواہ عن اسحق بن اسمعیل عن سفیان عن زید بن اسلم عن ابن عمر مرفوعاً مثله ۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے نظر نکرے گا اللہ قیامت کے دن طرف اوس شخص کے جس نے کھینچی اپنی ازار اور ایک وقت ایک شخص تبختر کر رہا تھا اپنی دو چادروں میں عجب میں ڈالا تھا اوس کو اوس کے نفس نے تو اللہ نے اوسے زمین میں دھنسا دیا سو وہ اوس میں دھستا چلا جائے گا روز قیامت تک وروی الزہری عن سالم عن ابیه بنحوه رجل الخ ف نسخ البیان کا بیان فلح مع اتقان یہ ہے

کہ ضمیر انہا کی راجع ہے طرف خطیئہ کے اس لئے کہ مروی یون ہے کہ فرزند لقمان نے
لقمان سے کہا تھا کہ اے میرے باپ اگر مین گناہ کرون ایسی جگہہ کہ مجھے کوئی نہ دیکھے یا اوس کو
اللہ جان لیگا اوس کے جواب مین لقمان نے کہا یا بنی انہا ان تک مثقال حبۃ من خردل
جمہور نے تک بتائی فوقیہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ ضمیر راجع ہے طرف خطیئہ کے یا مسئلہ کے
یا خصلت کے یا قصہ کے اور مثقال کو نصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ تکن کی خبر ہے اور اسم
اوس کا مقدرات مذکورہ مین سے ایک ہے نافع نے برفع مثقال پڑہا ہے اس بنا پر کہ
تکن کا اسم ہے اور کان تامہ ہے رہی تانیث فعل کی سو اس لئے کہ اضافت مثقال کی مونث کی
طرف ہوئی ہے پس بلحاظ مضاف الیہ کے فعل کو مونث ذکر کر دیا ہے اور جملہ شرطیہ مفسر ہی انہا
کی ضمیر کا زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے ان التی سالتنی عنہا ان تک مثقال حبۃ من خردل کسی
نے کہا کہ انہا کی ضمیر راجع ہے طرف خصلت نیک و بد کے یعنی وہ خطیئہ و گناہ یا وہ خصلت
جس کا تو نے مجھ سے سوال کیا ہے یا وہ فعل نیک و بد اگر ہو برابر ایک ذرائی کے دانہ خردل
کے ساتھہ اسلئے تعبیر کی کہ رائی کا دانہ سب دانون سے زیادہ تر چھوٹا ہوتا ہے اور اوس کی
گرانی کا ادراک حس سے نہین ہو سکتا ہے اور نہ وہ ترازو کو بھاری کرتا ہے چونکہ اس جگہہ
علم الٰہی کی لطافت کا بیان منظور ہے اور رائی کا دانہ خفت و صغر مین ضرب المثل ہی سو اسطے
خاص کر کے اوسکا ذکر کیا پھر اس پر بھی قناعت نہ کی بلکہ باوجود اوسکی خفت و صغر کے اوس کے
بیان خفا مین اور زیادہ مبالغہ کیا پس فرمایا فتکن فی صخرۃ یعنی اول تو وہ فی نفسہ خفیف و صغیر ہے
پھر وہ ہو اندر کسی پتھر کے کیونکہ جب وہ پتھر مین ہوگا تو نہایت خفی جگہہ مین اور نہایت محفوظ مکان
مین ہوگا جمہور نے تکن بضم کاف پڑہا ہے کون سے اور حجدری بکسر کاف و تشدید نون ماخوذ
کنّ سے جس کے معنی شے مغطی و مستور کے ہین یعنی پھر وہ دانہ چھپا یا ہوا اندر کسی پتھر کے اس مین
بنسبت قرأت جمہور کے زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اوس مین تو صرف پتھر کے اندر ہونا ہے اور اسمین
پتھر کے اندر مستور و مغطی ہونا ہے سدی نے کہا یہ وہ صخرہ ہے جو نہ آسمانون مین ہے نہ زمین
مین حضرت ابن عباس نے فرمایا ایک صخرہ ہے نیچے ساتون زمینون کے یہ وہی ہے جس مین
اعمال فجار کے لکھے جاتے ہین یعنی سجین آسمان کی سبزی اوسی سے ہے اس کے سوا اور اقوال

ہین قولہ تعالی او فی السموات او فی الارض کا یہ مطلب ہی کہ وہ دانہ آسمان زمین کی طبقات
مین سی کسی جگہہ مین ہو محلی نے کہا ای فی اخفی مکان من ذلک یعنی وہ دانہ صخرہ و آسمان و زمین
کے کسی خفی تر جگہہ مین ہو حفناوی نے کہا پس صخرہ سے خفی تر مکان یہ ہے کہ اوس صخرہ
مین ہو جو ساتوان زمین کے نیچے ہے اور آسمانون سے خفی تر مکان یہ ہے کہ اون کے اعلے
مین ہو اور زمین سی خفی تر مکان یہ ہے کہ اوس کے اسفل مین ہو یات بها الله کا یہ مطلب
ہے کہ وہ خطیہ کتنا ہی خفیف ہو اور کہین ہو اللہ پاک قیامت کے دن اوس کو حاضر کر دیگا
اور اوس کے فاعل سے اوسپر حساب لیگا ان الله لطیف بیشک اللہ بڑا باریک علم والا
ہے اوس کے کمال لانی کا اوس کو خوب علم ہی اوس سی کوئی چھپی چیز مخفی نہین ہے بلکہ اوس کا
علم ہر خفی شی کی طرف پونہچتا ہے خبیر یعنی اوس کے مکان کی اور ہر شی کی اوسکو خوب
خبر ہے کوئی شی اوس سی غائب نہین ہوتی ہے مطلب آیت کریمہ کا یہ ہے کہ اللہ پاک چھوٹی
بڑی ساری شیا کو احاطہ کیے ہوے ہے پہر اللہ پاک نے لقمان سی نقل کیا کہ اوس نی اپنے
فرزند کو امر کیا کہ کہڑی رکہہ نماز اور نیک بات سکہلا اور بری بات سے منع کر اور صبر کر اوس اپنے
پر جو تجھے اللہ کی ذات مین پونہچی جبکہ تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے یہ یعنی ہین کہ جو
مصائب و محن تجھی پونہچین اوسپر صبر کر کیونکہ وہ منح و من و عطایا کے مورث ہوتی ہین وجہ تخصیص
ان طاعات کی یہ ہے کہ یہ اصول عبادات ہین اور ساری خیر و خوبی کے ستون ہین اسی لیے
یون فرمایا کہ ان ذلک یعنی یہ طاعات مذکورہ جن کی وصیت کی ہے من عزم الامور
یعنی اون امور سی ہین جن کو اللہ پاک نے عزیمت ٹہیرایا ہے اور اپنے عباد مکلفین پر اون کو
واجب کیا ہے اور اون کے ترک مین رخصت نہین دی ہی کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ حق امور
سے ہے یعنی ثابت و پختہ کامون مین سے ہین جن کو اللہ نے واجب فرمایا ہے عزم
ہو سکتا ہی کہ بمعنی معزوم ہو یعنی امور معزومہ و مقصودہ یا عرم بمعنی عازم ہو مثل قولہ تعالے
فاذا عزم الامر یعنی امور عازمہ ثابت و پختہ مبرد نے کہا کہ حرف عین حرف حا سے
بدلا جاتا ہے تو عرم و حزم بولتے ہین ابن جریج نے کہا احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ یہ امور مکارم اہل
اخلاق اور عزائم اہل حزم سی ہین جو کہ سالک راہ نجات ہین قرطبی نے اس قول کو صواب کہا ہے

(ہر جب تاکید ہو کلام کی ۱۲)

یہ دلیل ہی اسپر کہ یہ طاعات سائر امم مین مامور بہا تھے جمہور نے ولا تصعر خدك پڑہا ہے
اور ابن کثیر و ابن عامر و عاصم نے تصاعر معنی قریب یکدیگر ہین ان مین سے ہر ایک رسم خط
مصحف امام مین بلا الف ہے صعر بمعنی میل ہی جب کوئی شخص اپنے رخسار کو جھکائے تو اوس وقت
محاورۂ عرب مین بولتے ہین صعر خدہ و صاعر خدہ یعنی اوس نے اپنا چہرہ جھکایا اور تکبر کے مارے
اعراض کیا معنی یہ ہین کہ تو اعراض مت کر لوگون سے اون سے تکبر کرنیکو اسی باب سے قول شاعر کا ہے

وکنا اذا الجبار صعر خدہ	مشینا الیہ بالسیوف نعانقہ

یعنی ہماری یہ عادت تھی کہ جس وقت جبار سرکش متکبر اپنا گال موڑتا تھا اور ہم سے اعراض کرتا
تھا تو ہم اوسپر عتاب کرتے ہوئے تلوارین لیکر اوس کی طرف چلتے تھے ابن جریر نے اس شعر
کو یون روایت کیا ہے ؎

وکنا اذا الجبار صعر خدہ	اقمنا لہ من میلہ فتقوم

یعنی ہم اوس کے میل کو سیدہا کر دیتے تو وہ سیدہا ہو جاتا تھا ہروی نے کہا کہ لا تصاعر خدك
للناس کے یہ معنی ہین کہ تو اون سے اعراض مت کر تکبر کرنے کو جس وقت اونٹ کو کوئی بیماری پہنچے
جو اوس کی گردن کو موڑ دے تو اوس وقت محاورے مین کہتے ہین اصاب البعیر صعر کسی نے
کہا یہ معنی ہین کہ مت موڑ اپنی باچھ جبکہ تیرے پاس کسی آدمی کا ذکر کیا جائے گویا تو اوسے
حقیر جانے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کا پوچھا تو آپ نے فرمایا ای الشدق اخرجہ الطبرانی و
ابن عدی و ابن مردویہ ای کہتے ہین موڑنے کو اور شدق بالکسر معنی کنج دہان ہے یعنی
باچھ حضرت ابن عباس سے دو قول مروی ہین ایک یہ ہے لا تتکبر فتحقر عباد اللہ و تعرض عنہم اذ
کلموك دوسرا یہ ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس وقت اوسپر سلام کیا جائے تو اپنی گردن موڑ لے
مثل متکبر کے حاصل معنی یہ ہین کہ تو اپنے چہرے سے لوگون پر متوجہ ہو و اعطی تواضع و فروتنی
کے اور اپنے چہرے کی جانب و صفحہ کو اون کی طرف سے مت پھیر جس طرح کہ متکبر کیا کرتے ہین
بلکہ فقیر و غنی نزدیک تیرے برابر ہون پھر اترا کر چلنے سے منع کیا و لا تمش فی الارض مرحا
مرح مصدر ہے بمعنی خیلاء و فرح اور منصوب ہے بنا بر حال یعنی تکبر و تجبر کرتا ہوا اترا تا ہوا زمین مین مت

چل مختال و متکبر اپنی چال مین اترا تا اکڑ تا چلتا ہے اس کی تحقیق اول گذر چکی ہے پھر یہی مذکور
کی یہ علت ذکر کی کہ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور کیونکہ اختیال بمعنی مرح ہے یعنی اللہ
دوست نہین رکھتا ہی ہر مختال و فخور کو فخور وہ ہے جو اپنے مال و شرف یا قوت سے لوگون پر
فخر کرتا ہے یا اپنے مناقب و فضائل براہ تطاول شمار کرتا ہے یا اس کے سوا کچھ اور اور
خیال کرتا ہی کہ دنیاوی نعمتون کا اوس پر کامل کرنا اس جہت سے ہے کہ اللہ پاک کو اوس
سے محبت ہے حالانکہ یہ خیال منجملہ اوس کے جہل و نادانی کے ہے کیونکہ اللہ پاک نے تو
کافر منکر پر اپنی نعمتون کا اسباغ و اکمال فرمایا ہے پس عارف کو لائق یہ ہے کہ اللہ کے بندون پر
متکبر نہ رہا بیان نعم الٰہی کا بطور تکبر کے سو خود اوس نے اس کا امر فرمایا ہے و اما بنعمۃ ربک
فحدث پھر بیچ کی چال چلنے کا اوس کو امر کیا و اقصد فی مشیک یعنی اپنی چال مین توسط
و میانہ روی اختیار کر قصد درمیان ہے جو درمیان جلدی چلنے اور آہستہ چلنے کے ہے اور
عرب یون بولتے ہین قصد فلان فی مشیتہ اذا مشی مستویا لا یذب ذبیب
المتماوتین و لا یثب وثوب الشیاطین یعنی توسط کیا فلان نے اپنی چال مین جبکہ وہ
برابر سیدھی چال چلے نہ تو چیونٹی کی چال چلے مثل چلنے اون لوگون کے جو کہ مارے اظہار
زہد و عبادت کے کمزور بنتے ہین اور نہ جست کرے مثل جست کرنے شیطانون کے اور یہ بات
ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس وقت چلتے تو جلدی فرماتے پس ضرور
ہے کہ قصد اس جگہہ عمل کیا جائے اوس چال پر جو سرعت مین حد سے متجاوز ہو فتحین مین
اسی طرح ہی لیکن قصد کے یہ معنی ٹھیک نہین بنتے سکتے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ جب ذبیب
مذموم ٹھیری اور سرعت ثابت ہوئی تو ضرور ہوا کہ یہان قصد سے مراد یہ ہے کہ سرعت و
بطو مین حد سے متجاوز نہ ہو بلکہ بین بین ہو نہ غایت درجے کی سریع نہ نہایت درجے کی بطی
کما قیل خیر الامور اوساطہا و قصد الامور ذمیمہا مقاتل نے کہا معنی یہ ہین لا تختل فی مشیتک یعنی
اپنی چال مین تکبر مت کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کانوا ینہون عن خبب الیہود
و دبیب النصاری یعنی صحابہ منع کیے جاتے تھے تیز چلنے یہود سے اور آہستہ چلنے نصاری
سے ولیکن اس کے درمیان کی چال چلنا عطا نے کہا امش بالسکینۃ و الوقار یعنی چل

سلہ اور جو احسن ہے
ترے رب کا کہو بیان کر
سکہ حسن عبادت الجمل
اذا الحسن نفسہ الی غایۃ
و التصاقہ من الجادۃ
و الزم ۱۲ منہ

تسکین و بردباری سے کقولہ تعالیٰ یمشون علی الارض ھونا کسی نے کہا نظر کر جاتے
اپنے دونون قدمون کے تواضع و فروتنی کرتا ہوا نظر برفتار م جو صوفیۂ کرام کے یہان ہے
اسی باب سے ہے پھر آواز پست کرنے کا امر کیا کہ واغضض من صوتک یعنی کم کر اپنی آواز
سے اور اوس کو پست کر اور تکلف مت کر اوس کے بلند کرنے کا کیونکہ حاجت سی زیادہ جہر
سامع کو ایذا دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ اپنی آواز سے کہ پست کر جاہلیت کے لوگون کی آواز
بلند کرنے کے ساتھ مدح کی جاتی تھی کلمہ من تبعیضیہ ہے اور اخفش کے نزدیک زائدہ قولہ
تعالےٰ ان الذین یغضون اصواتھم اوس کا مؤید ہے پھر امر مذکور کی علت ذکر کی کہ ان
انکر الاصوات لصوت الحمیر یعنی اپنی آواز پست کر اس واسطے کہ وحشی تر اور قبیح تر آواز ونکی
البتہ آواز گدھون کی ہے یہ تعلیل امر مذکور کی ابلغ و آکد طور پر ہے قادہ نے کہا ہے کہ اقبح اصوات
صوت الحمیر ہے اول اوس کا ظرفیہ ہے یعنی آواز قوی اور آخر اوس کا شہیق ہے یعنی آواز ضعیف
یہ دونون آواز ین اہل نار کی ہین انکر کو کہا ہے کہ فعل مجہول سے بنایا گیا ہے مثل اشغل من
ذات النحیین اور یہ مختلف فیہ ہے مبرد نے کہا تاویل اس کی یہ ہے کہ جہر بصوت محمود نہین ہے
اور داخل ہے صوت منکر کے باب مین اور حرف لام واسطے تاکید کے ہے رہی یہ بات کہ صوت
کو مفرد ذکر کیا باوجود اس کے کہ مضاف ہے طرف جمع کے سو وجہ اس کی یہ ہے کہ صوت مصدر
ہے صفات لیصوت صوتا فہو صائت کا اور دال ہے کثرت پر کسی نے کہا وجہ مفرد لانے کی یہ ہے کہ
یہ مراد نہین ہے کہ اس جنس کے آحاد سے ہر واحد کا صوت ذکر کیا جائے یہان تک کہ اوسکی
جمع کیجائے بلکہ مراد یہ ہے کہ حیوان کی ہر جنس کا ایک آواز ہے اور انکر اصوات اس اجناس کا
صوت اس جنس کا ہے اس لیے اوس کا واحد لانا وجہ ہے ابو ثور رضی اللہ عنہ سے اس آیت
مین مروی ہے کہ صیاح کل شیٔ بتسبیح الا الحمار یعنی ہر شے کا چیخنا چلانا تسبیح ہے مگر گدھے کا کسی نے کہا کہ
مراد قبیح منکر جہنیک ہے ذکرہ الخازن والاول اولی اپنی آواز بلند کرنے والون کی تشبیہ دی
گدھون کے ساتھ اور اون کی آوازون کی تمثیل دی ساتھ نہاق حمیر کے سو اس مین آگاہ
کرنا ہے اس بات پر کہ آواز کا بلند کرنا غایت کراہت مین ہے **فائدہ** اس کی کیا وجہ ہے کہ
رفع صوت سی جو مانع ہے اوس کا تو ذکر کیا اور سرعت مشی سے جو مانع ہے اوس کا ذکر نہ کیا

سو اس کی یہ وجہ ہے کہ رفع صوت سامع کو ایذا دیتا ہے اور سوراخ گوش کو اپنی قوت سے
ٹھونکتا ہے اور کبھی پردۂ داخل گوش کو پھاڑ ڈالتا ہے رہی سرعت مشی سو وہ ایذا نہیں دیتی
ہے اور اگر ایذا دیتی ہے تو اوسی کو جو اوس کی راہ مین ہی اور آواز تو دائین بائین طرف والون
کو پہنچتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ مشی آلۂ مشی کو ایذا دیتی ہے یعنی پانون اور آواز ایذا
دیتی ہے آلۂ سمع کو یعنی کان اور آلۂ سمع دل کے دروازے پر ہے کیونکہ بات کان سے
دل کی طرف نقل کی جاتی ہے اور مشی ایسی نہین ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ قبیح قول قبیح تر
ہے قبیح فعل سے اور حسن القول احسن ہے حسن فعل سے کیونکہ زبان ترجمان قلب ہے چونکہ
رفع صوت حاجت سے زیادہ منکر ہے جس طرح کہ خفض صوت حاجت سے کم براہ تماوت
و تکبر منکر ہے اس سے منع کرنے کی طرف بکلمۂ من اشارہ کیا ہے سو یہ بات سمجھا دی کہ طرفین
مذموم ہین اس لیے اول سے نہی کرنے کی یہ علت ذکر کی کہ ان انکر الاصوات لصوت الحمیر یعنی افظع
و اشنع و اوحش اصوات کی ساتھ بلند کرنے انہین اصوات کے حاجت سے زیادہ البتہ آواز ہے
اس جنس کی اوس اسطے کہ اس کی آواز مین علو مفرط ہے بدون کسی حاجت کے کیونکہ ہر حیوان کی
آواز سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ وہ چیختا ہے بوجھ سے یا تکان سے جیسے اونٹ یا کسی اور
وجہ سے اور گدھا اگر بوجھ کے نیچے مر جائے تو نہ چیخے اور اگر قتل کیا جائے تو نہ چلائے اور بعض
اوقات عدم حاجت مین چیختا ہے اور رینکتا ہے ایسی آواز سے جس کا اول تو زفیر ہے اور
آخر شہیق ہے یہ دونون فعل اہل نار کے ہین صوت کو مفرد اس لیے ذکر کیا ہے کہ نص ہو جائے
ارادۂ جنس پر تاکہ یہ گمان نہ کیا جاوی کہ اس مین اجتماع شرط ہے رہا حاجت کے ساتھ آواز بلند
کرنا سو یہ مذموم نہین ہے کیونکہ نہ یہ منکر ہے نہ مکروہ ہے پھر اگر کوئی کہے کہ گدھے کی آواز
کیون انکر اصوات ذکر کی گئی باوجود اس کے کہ آرے کا کھینچنا اور تانبے کا لوہے سے کوٹنا
سخت تر ہوتا ہے آواز مین سو اس کے دو جواب ہین ایک یہ ہے کہ مراد انکر اصوات حیوانات
ہے دوسرا یہ کہ صوت شدید حاجت و مصلحت کے واسطے مکروہ نہین ہوتا ہے اور نہ اوس سے
ایذا ہوتی ہے جیسے آواز آرے کی بخلاف اوس آواز کے جو فائدے سے خالی ہے یہ آواز گدھے
کی ہے کذا ذکر الخطیب پھر جب اللہ پاک قصۂ لقمان علیہ السلام سے فارغ ہوا تو جو اس سے پہلے

مشرکین کی توبیخ وتبکیت کا ذکر تھا اوسی طرف رجوع کیا اور اون پر حجتین قایم کرنا شروع کیا پس ارشاد
فرمایا الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض واسبغ علیکم نعمہ
ظاہرۃ وباطنۃ ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا
کتب منیر واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما وجدنا
علیہ اٰباءنا اولو کان الشیطن یدعوھم الی عذاب السعیر کیا
تمنے نہین دیکھا کہ اللہ نے کام لگائے تمہارے جو کچھ ہین آسمان وزمین مین اور بہردین تمکو اپنی
نعمتین کھلین اور چھپین اور ایک آدمی وہ ہین جو جھگڑتے ہین اللہ کی بات مین نہ سمجھ رکھین
نہ سوجھ نہ کتاب چمکتی اور جب اون کو کہئی چلو اوس حکم پر جو اوتارا اللہ نے کہین نہین ہم تو
چلین گے اوس پر جسپر پایا ہمنے اپنے باپ دادون کو بھلا اور جو شیطان اون کو بلاتا ہو
دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی انتہی ف اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے خلق کو اپنی نعمتون
پر جن کا اوس نے اون پر انعام کیا ہے دنیا وآخرت مین باین طور کہ اون کے کام مین
لگا دیا ہے اون چیزون کو جو کہ آسمانون مین ہین مثلاً تارے ہین کہ اپنے رات دن مین اون
سے روشنی لیتے ہین اور ابر وباران اور برف اور اولے جو اون مین پیدا کئے ہین اور
آسمانون کو ایک محفوظ چھت بنا دیا ہے۔

ابر وباد ومہ وخورشید وفلک درکارند	تا تو نانے بکف آری وبہ غفلت نخوری

اور زمین مین جو کچھ اون کے واسطے پیدا کر دیا ہے اوسکو قرارگاہ بنایا ہے نہرین ندیان درخت
کھیتیان میوے پیدا کر دئے ہین اپنی ظاہر وباطن نعمتین اون پر پوری کر دی ہین وہ یہ ہین کہ
رسول بھیجے کتابین نازل کر دین شیخی اور علمیتین دور فرما دین پھر بھی باوجود اس سب انعام
واکرام کے سارے لوگ ایمان نہ لائے بلکہ اون مین سے وہ لوگ ہین جو کہ اللہ پاک کی
توحید مین اور اوس کے رسولون کے بھیجنے مین جھگڑتے ہین حالانکہ اون کا جھگڑنا اس باب مین
نہ کسی سمجھ بوجھ سے ہے نہ کسی حجت صحیح کی سند سے نہ کسی کتاب ماثور صحیح سے اسی لئے اللہ پاک
نے فرمایا ومن الناس من یجادل الا یہ کتاب منیر یعنی مبین مضیئی ہے یعنی ظاہر روشن اور جب
اون لوگون سے کہیے جو کہ اللہ پاک کی توحید مین جھگڑتے ہین کہ پیروی کرو شرایع مطہرہ کی

جن کو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا ہی تو کہین بلکہ ہم تو اوس کی پیروی کرین گے جس پہ
ہم نے اپنے باپ دادون کو پایا ہے مطلب یہ ہے کہ اون کے واسطے کوئی حجت نہین
مگر یہی پیروی اگلے باپ دادون کی فرمایا اللہ پاک نے اَوَلَوْ کَانَ اٰبَاؤُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ یعنی ای
حجت پکڑنے والو اپنے آبا کے کام سے پھر کیا تمہارا خیال ہے وہ تو تھے گمراہی پر اور تم
اون کے خلیفہ ہو اوس کام مین جس مین وہ تھے اسی لیے فرمایا اَوَلَوْ کَانَ الشَّیْطٰنُ الخ الایہ
کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان فائق مع اتقان یہ ہے زجاج نے کہا کہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ کا آدمیون کے واسطے مسخر کرنا اس کے یہ معنی ہین کہ اوس سے نفع لینا انتہی پس
آسمانون کی مخلوقات سے جو کہ بنی آدم کے لیے مسخر کی گئی ہین اللہ پاک کے حکم سے سورج
اور چاند اور تارے اور بادل وغیرہ ہین اور زمین کی مخلوقات مسخرہ سے پتھر اور معدنیات اور
مٹی کھیتی درخت میوے دریا نہرین حیوانات اور دواب ہین جن سے نفع لیتے ہین اور گھاس
جس مین اپنے جانورون کو چراتے ہین ان کے سوا اور اشیا ہین جن کی کثرت کا شمار نہین
ہو سکتا ہے پس مراد تسخیر سے کر دینا ہے اوس شی کا جو تسخیر کی گئی ہے اس طور پہ کہ جس کے
واسطے مسخر کی گئی ہے وہ اوس سے نفع لے سکے برابر ہے کہ اوس کے منقاد و مطیع اور اوس کے
زیر تصرف داخل ہو یا نہو سباغ کہتے ہین اتمام و اکمال کو جبکہ نعمت تمام و کامل ہوتی ہے تو
محاورہ مین بولتے ہین سبغت النعمۃ جبھو نے اسبغ بسین مہملہ پڑھا ہے اور حضرت ابن عباس و یحیی
بن عمارہ نے اصبغ بصاد مہملہ بجای سین سین کو صاد سے بدل لیا ہے یہ لغت ہے کلب کا
یہ لوگ ایسا کیا کرتے ہین ہر سین مین جو جمع ہو ساتھ غین و خاء و قاف کے جیسے صلخ و صقر
نعم جمع نعمت سے بنا بر قراءت نافع و ابو عمرو و حفص کے باقی قراء نے نعمۃ بسکون عین علی الافراد
و التنوین پڑھا ہے نعمت اسم جنس ہے مراد اس سے جمع ہے اس پر دلالت کیجاتی ہے کثرت
پر کقولہ تعالی وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا یہ قراءت ہے حضرت ابن عباس کے
نعمت کہتے ہین ہر نفع کو جس سے احسان قصد کیا جاتا ہے مراد نعم ظاہرہ سے وہ ہین جن کا
ادراک عقل سے کیا جاتا ہے یا حس سے اور پہچان لی اون کو جو کوئی اون کے پہچاننے کی
جستجو کرے اور باطنہ سے مراد وہ ہین جن کا ادراک نہین کیا جاتا ہے واسطے لوگون کے اور وہ

ف بہا اگرچہ اون کے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہون کچھ نہ راہ کی خبر ۱۲ سنہ لا یعقلون شیئا و لا یہتدون ۱۲ سنہ اور اگر گمراہ نہ تھے شیطان کی پیروی کرنے سے اون کو ۱۲ سنہ یعنی جو اس نعمت ظاہرہ ۱۲ منہ

اون پر مخفی ہین کسی نے کہا کہ ظاہرہ صحت و کمال خلق و بصر و سمع و زبان اور باقی ظاہر جوارح
و اعضا ہین اور باطنہ معرفت و عقل و قلب و فہم ہے اور جوان کے مشابہ ہین کسی نے کہا ظاہرہ
وہ نعمت ہے جو آنکھون سے دکھائی دیتی ہے جیسے مال و جاہ و جمال و فعل طاعات و عبادات
اور باطنہ وہ ہے جس کو آدمی اپنے جی مین پاتا ہے جیسے علم باللہ و حسن یقین اور وہ آفات
جن کو اللہ پاک اپنے بندے سے دفع کرتا ہے ماوردی نے اس مین نو قول ذکر کیے ہین
سب کے سب اسی طرف راجع ہین کسی نے کہا کہ ظاہرہ تو دنیا کی نعمتین ہین اور باطنہ آخرت
کی نعمتین کسی نے کہا کہ ظاہرہ اسلام و قرآن و جمال ہے اور باطنہ وہ اعمال سیئہ ہین جن کو
اللہ نے بندے پر مستور رکھا ہے کسی نے کہا کہ ظاہرہ تسویۂ اعضا و حسن صورت ہے اور
باطنا اعتقاد و تقلب ہے کسی نے کہا کہ ظاہرہ رزق ہے اور باطنہ حسن خلق ہے کسی نے کہا
کہ ظاہرہ تخفیف شرائع ہے اور باطنہ شفاعت ہے کسی نے کہا کہ ظاہرہ ظہور اسلام اور نصر و فتح مندی
ہے دشمنون پر اور باطنہ مدد کرنا ہے فرشتون سے کسی نے کہا کہ ظاہرہ اتباع ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور باطنہ آپ کی محبت ہے اور لفظ قرآنی اس سے بھی عام تر ہے عطاء
کہتے ہین مین نے حضرت ابن عباس سلی اس کا پوچھا تو فرمایا یہ تو میرے علم کے خزانون سے ہے
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا پوچھا تھا تو فرمایا اما الظاھرۃ فما
سوی من خلقك واما الباطنۃ فما ستر من عورتك ولو ابداھا لقلاك
اھلك فمن سواھم یعنی ظاہر نعمت تو وہ ہے جو اللہ نے تیری صورت راست و درست
کی اور سے ٹھیک بنائی اور باطنہ وہ ہے جو تیرے چھپے عیب ستر کیے اگر اون کو ظاہر کر دیتا
تو تیرے گھر والے تجھے مبغوض رکھتے پھر اور لوگ اون کے سوا اخرجہ البیہقی دوسرا لفظ حضرت ابن
عباس کا یہ ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کا پوچھا تو فرمایا
اما الظاھرۃ فالاسلام وما سوی من خلقك وما اسبغ علیك من رزقہ واما
الباطنۃ فما ستر من مساوی عملك اخرجہ ابن النجار والدیلمی والبیہقی تیسرا لفظ
اون کا یہ ہے کہ نعمت ظاہرہ اسلام ہے اور نعمت باطنہ ہر وہ شی ہے جس کا تم پر ستر کیا ذنوب
و عیوب و حدود سے اخرجہ ابن مردویہ چوتھا لفظ یہ ہے کہ اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ وہ لا الہ الا اللہ

ہے اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم قولہ تعالی ومن الناس
من یجادل الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ ایک وہ لوگ ہین جو جھگڑتے ہین اللہ پاک کی شان مین اُس
کی توحید وصفات مین مکابرہ وعناد ودشمنی کے راہ سے بعد اس کے کہ حق ظاہر ہوگیا اور حجت
اون پر قائم ہوگئی اسی لئے فرمایا بغیر علم یعنی بغیر علم کے جو کہ مستفاد ہے عقل ونقل سے ولا
ھدی اور بدون کسی ہدایت کے رسول کی جہت سے کہ جسکے سبب سے صواب کی راہ
پائین ولا کتاب منیر اور بدون کسی کتاب روشن وواضح کے جس کو اللہ پاک
نے نازل کیا ہے بلکہ مجرد تعنت وسرکشی اور محض عناد ودشمنی وتقلید آبا وضالین سے
جھگڑا کرتے ہین ایسی آیت کی تفسیر سورۂ بقرہ مین گذر چکی ہے کسی نے کہا کہ یہ آیت
نضر بن حارث وابی بن خلف وامیہ بن خلف وغیرہم کے باب مین نازل ہوئی ہے
یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ پاک کی شان مین اور اوس کے صفات مین بدون
علم کے جھگڑا کرتے تھے قولہ تعالی واذا قیل لھم الآیہ مین ضمیر جمع کی باعتبار معنی من کے ہے
یعنے جب ان جھگڑنے والون سے کہا جاے کہ اللہ نے جو کتاب اپنے رسول پر نازل کی
ہے اوس کی پیروی کرو تو مجرد تقلید بجہت سے تمسک کرین اور کہین کہ ہم تو اوسی کی پیروی
کرین گے جس پر ہم نے اپنے آبا کو پایا ہے سو ہم اونہین تبون کو پوجین گے جن کو وہ پوجا
کرتے تھے اور اپنے دین مین جس راہ پر وہ چلتے تھے اوسی پر ہم بھی چلین گے اس قسم
کی ذم تقلید آبا ودر دوسرا کی قرآن شریف مین بہت مذکور ہے **حافظ ابن قیم** رحمہ اللہ تعالی
فرماتے ہین علما نے اس آیت سے اور اس کی مثل کی اور آیتون سے حجت پکڑی ہے تقلید کی
ابطال مین اور اون لوگون کا کفر اون کو مانع نہوا حجت پکڑنے سے ساتھ ان آیتون کے
اس واسطے کہ تشبیہ ایک کی کفر اور دوسرے کی ایمان کی جہت سے واقع نہین ہوئی ہے
تشبیہ جو واقع ہوئی ہے سو درمیان مقلدین کے بدون حجت کے واسطے مقلد کے مثلاً
اگر ایک شخص کی تقلید کی پھر وہ کافر ہوگیا اور دوسرے کی تقلید کی پھر اوس نے گناہ کرلیا اور ایک
اور کی تقلید کی کسی مسئلے مین پھر اوس کی وجہ کو چوک گیا تو ہر ایک ملوم ہوگا تقلید پر بغیر حجت کے
اسواسطے کہ ہر تقلید بعض اوس کے مشابہ ہوتی ہے بعض سے گو اس مین گناہ مختلف ہین

تقلید کی تین قسمین ہین **ایک** یہ ہے کہ اعراض کرنا اوس شی سے جس کو اللہ پاک نے نازل کیا ہے اور آبا کی تقلید پر اکتفا کرکے اوس کی طرف التفات نکرنا **دوسری** یہ ہے کہ تقلید اوس شخص کی ہے کہ مقلد اس بات کو نہین جانتا ہے کہ وہ لائق اس کے ہے کہ اوس کا قول لیا جائے **تیسری** قسم تقلید ہے بعد قیام حجت کے اور ظہور دلیل کے خلاف قول مقلد پر فرق درمیان اس نوع کے اور نوع اول کے یہ ہے کہ اول تو تقلید کی قبل اس کے کہ علم وحجت کی اوسے قدرت ہو اور اس نے تقلید کی بعد اس کے کہ اس کے واسطے حجت ظاہر ہوگئی تو یہ زیادہ مستحق ہے ذم کا اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معصیت کا اللہ پاک نے اپنی کتاب مقدس مین کئی جگہہ ان تین قسمون کی تقلید کی ذم فرمائی ہے تقلید باتفاق اہل علم علم نہین ہے اور نہ مہتدی وراہ یاب نہین ہوتا ہے یہان تک کہ اتباع کرے اوس شے کا جس کو اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے پس اگر مقلد ما انزل اللہ علی رسولہ کو جانتا پہچانتا ہے تو تو مہتدی ہے اور مقلد نہین ہے اور اگر ما انزل اللہ کی معرفت نہین رکھتا ہے تو جاہل وضال ہے اپنے اقرار سے اپنے نفس پر پھر کہان سے جانے گا اس بات کو کہ وہ ہدایت پر ہے اپنی تقلید مین یہ جواب ہے ہر اوس سوال کا جو اس باب مین لوگ وارد کرتے ہین ائمہ رحمہم اللہ کا طریقہ اتباع حجت تھا اور نہی اپنی تقلید سے پس جو کوئی حجت کو ترک کرے اور جس بات سے ائمہ نے نہی کی اور اون سے پہلے اللہ ورسول نے اوس سے نہی فرمائی اوس کا مرتکب ہو تو وہ اون کے طریق پر نہین ہے بلکہ وہ تو اون کے مخالفون سے ہے اون کے طریق پر تو وہی ہوگا جس نے حجت کا اتباع کیا ہے اور دلیل کا منقاد ہوا ہے اور سوای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی معین شخص کو نہین پکڑا ہے باین طور کہ کتاب وسنت پر اوس کو مختار کرکے اون کو اوس کے قول پر عرض کرے اس سے اوس شخص کی فہم کا بطلان ظاہر ہوتا ہے جس نے تقلید کو اتباع بتایا ہے حالانکہ اللہ ورسول نے اور اہل علم نے درمیان اون کے فرق کر دیا ہے جس طرح کہ حقائق کے درمیان اون کی تفریق کی گئی ہے کیونکہ اتباع تو متبع کی راہ کا چلنا ہے اور ویسی شے کا لانا ہے جیسی وہ لایا اور جو لوگ سنت مین مصنف ہین اونہون نے جمع کیا ہے

درمیان فساد تقلید کے اور اوس کے ابطال کے اور بیان زلۃ عالم کے تاکہ اس سے تقلید
کا فساد بیان کرین اور یہ بات کہ عالم کبھی پھسل جاتا ہے اوس سے لغزش ہو جاتی ہے اور یہ ضرور
ہے کیونکہ وہ کچھ معصوم نہین ہے کہ اوس سے کبھی زلت ہی نہو پس جائز نہین ہے کہ جو کچھ
وہ کہے اوس سب کو قبول کرے اور اوس کے قول کو قول معصوم کی منزلت مین اوتارے
پس یہ وہ شی ہے کہ روی زمین پر جو عالم ہے اوس نے اس کی مذمت کی ہے اور اس کو
حرام کیا ہے اور اس کے لوگون کی ذم کی ہے اور یہ بلا، وفتنۂ مقلدین کی اصل ہے
کیونکہ وہ عالم کی تقلید کرتے ہین اوس بات مین جس مین اوس نے لغزش کی ہے اور
جس مین نہین کی ہے اس کے درمیان مین اون کو کسی طرح کی تمیز نہین ہے سو وہ
دین کو خطا کے ساتھ اخذ کرتے ہین اور ضرور ہوتی ہے تو حلال کرتے ہین ما حرم اللہ کو
اور حرام کرتے ہین ما احل اللہ کو اور مشروع کرتے ہین اوس شی کو جو مشروع نہین ہے اور
اس کا ضرر اون کو اتفاق پڑتا ہے کیونکہ جس کی اونہون نے تقلید کی ہے اوس سے
عصمت منتفی ہے پس خطا اوس سے واقع ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے انتہی تصرف فی العبارۃ
بالجملہ پھر اللہ پاک نے بر طریق استفہام و اسطی استبعاد و تکبیت و توبیخ کے ارشاد فرمایا اولو کان
الشیطان یدعوھم الی عذاب السعیر یعنی کیا پیروی کرین گے اپنے باپ دادون کی
جن کا اونہون نے اپنے دین مین اقتدا کیا ہے اوس شر مین جس پر وہ ہین اگرچہ شیطان
اون کے باپ دادون کو بلاتا ہو طرف عذاب دوزخ کے یہ معنی تو اس بنا پر ہین کہ ضمیر مفعول
یدعوھم کی راجع ہے طرف آبا، متبوعین کے یہ بھی جائز ہے کہ راجع ہو طرف اتباع کے یعنی
اگرچہ بلاتا ہو شیطان ان پیروی کرنے والون کو طرف عذاب دوزخ کے کیونکہ اوسی نے
ان کو اپنے باپ دادون کی پیروی کرنا اور اون کا دین قبول کرنا اچھا کر دکھایا ہے لیکن
قول اول اولی ہے اس واسطی کہ اتباع کے انکار و استبعاد کا مدار ہونا متبوعین کا ہے تابع
واسطے شیطان کے نہ خود اتباع کا ایسا ہونا یہ بھی جائز ہے کہ ضمیر راجع ہو طرف تابعین
و متبوعین کے یعنی اگرچہ شیطان بلاتا ہو ان سب تابعین و متبوعین کو طرف عذاب کے
شیطان کا متبوعین کو بلانا تو یون ہے کہ اون کو شرک اچھا کر دکھایا اور تابعین کا بلانا اس طرح ہے

کہ اون کو اپنی باپ دادون کا دین اچھا کر دکھایا جملہ اولو کان الشیطان الخ شرطیہ ہے
واسطے حال کے تقدیر یہ ہے ایتبعونہم ولو کان الشیطان یدعوہم الی عذاب السعیر
ایاہم الی العذاب اس صورت مین حاجت نہین ہے کہ جواب لو کا محذوف ہو یعنی
کیا پیروی کرین گے اون کی اس حال مین کہ شیطان اون کو بلاتا ہو طرف عذاب
کے بیضاوی نے یہ اختیار کیا ہے کہ حرف واو عطف کا ہے اور عطف انشا کا اخبار
پر لازم نہ آئیگا اس واسطے کہ استفہام انکاری ہے یعنی لائق نہین ہے کہ اون کا حال
ایسا ہو والاول اولی کما فی الکشاف قالہ الکرخی کسی نے کہا کہ جواب لو کا محذوف ہے ای
یدعوہم فیتبعونہ یعنی کیا اور جو بلائے اون کو شیطان طرف عذاب دوزخ کے تو اوس کی
پیروی کرین گے فتحین مین کہا ہے وما اقبح التقلید واکثر ضررہ علی صاحبہ
واوخم عاقبتہ واشأم حائق علی من وقع فیہ فان الداعی لہ الی ما انزل
اللہ علی رسولہ کمن یرید ان یذود الفراش عن لھب النار لئلا تحرق
فتابی ذلک وتتھافت فی نار الحریق وعذاب السعیر ومن یسلم وجھہ
الی اللہ وھو محسن فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ والی اللہ عاقبۃ الامور
ومن کفر فلا یحزنک کفرہ الینا مرجعھم فننبئھم بما عملوا ان اللہ علیم
بذات الصدور نمتعھم قلیلا ثم نضطرھم الی عذاب غلیظ و
لئن سألتھم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ قل الحمد للہ بل
اکثرھم لا یعلمون للہ ما فی السموات والارض ان اللہ ھو الغنی الحمید
اور جو کوئی تابع کرے اپنا مونہہ اللہ کی طرف اور وہ ہونیکی پر سو اوس نے گہا محکم کڑا اوٹ
اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا اور جو کوئی منکر ہوا تو تو غم نہ کہا اوس کے انکار سی ہماری
طرف پہر آنا ہے اون کو پہر ہم جتاوین گے اون کو جو اونہون نے کیا ہے مقرر اللہ جانتا
ہے جو بات ہے جیون مین کام چلاوین گے ہم اون کا تہوڑے دنون پہر پکڑ بلاوین گے
اون کو گاڑہی مار مین اور جو تو پوچہے اون سے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہین
اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ سمجہ نہین رکہتے اللہ کا ہے جو کچہہ ہے

آسمانون مین اور زمین مین بیشک اللہ ہے وہی بے پرواہ سب خوبیون سراہا انتہے

ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے اوس شخص کے جس نے اوس کے واسطے اخلاص عمل کیا اوس کے امر کا مطیع و منقاد ہوا اوس کی شرع کا اتباع کیا اسی لیے یہ فرمایا وہو محسن یعنی وہ اخلاص کرنے والا ہے اپنے عمل مین باین طور کہ جس شے کا اوس کو امر کیا گیا ہے اوس کی پیروی کرتا ہے اور جس شے سے منع کیا گیا ہے اوس کو چھوڑتا ہے فقد استمسك بالعروة الوثقی تو مقرر اوس نے ایک پکا سہارا لیا اللہ سے اس بات کا کہ وہ اوسے عذاب نکریگا ومن کفر فلا یحزنك کفرہ یعنی جو لوگ منکر ہوے تو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رنج مت کر اون پر اون کے انکار کرنے مین اللہ کا اور اوس کا جس کو تو لیکر آیا ہے کیونکہ اللہ کی قدر اون مین نافذ ہونے والی ہے اور اللہ کی طرف ہے اون کا پھر آنا سو وہ اون کو اوسپر بدلا دیگا بیشک وہ خوب جانتا ہے جو کچھ ہے جیون مین اوس سے کوئی مخفی شے پوشیدہ نہین ہے پھر فرمایا نمتعهم قليلا یعنی کام چلاوین گے ہم اون کا تھوڑے دنون دنیا مین پھر اون کو پکڑ بلاوین گے طرف عذاب فظیع وصعب ومشق علی النفوس کے یعنی وہ عذاب نہایت سخت وشاق ودشوار ہوگا نفوس پر کما قال تعالے ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعهم ثم نذیقهم العذاب الشدید بما کانوا یکفرون پھر اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے ان لوگون کے جو اوس کے ساتھ شریک کرتے ہین اس بات کی کہ وہ جانتے ہین کہ اللہ خالق سموات وارض وحدہ لاشریک لہ ہے اور باوجود اس کے اوس کے ساتھ ایسے شرکا کو پوجتے ہین جن کا اقرار کرتے ہین کہ وہ اللہ کی خلق وملک ہین اسی لیے فرمایا ہے ولئن سالتهم تا الحمد للہ یعنی سب خوبی اللہ کو ہے جبکہ قائم ہوگئی تم پر حجت تمہارے اقرار سے بل اکثرہم لا یعلمون پھر اللہ پاک نے فرمایا للہ ما فی السموات والارض الآیہ یعنی جو کچھ آسمانون مین ہے اور زمین مین وہ سب اللہ پاک کی خلق وملک ہے اور وہ بے نیاز ہے اپنے ماسوا سے اور ہر شی اوس کی محتاج ہے جو کچھ اوس نے پیدا کیا اوس سب مین وہ محمود ہے اوسی کے لیے حمد ہے آسمانون مین اور زمین مین اوس شے پر جو اوس نے پیدا کی اور شروع

ف جو لوگ باطل پر ہین اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہین اور بُرا بھلا دنیا مین پاتے ہین ہماری طرف سے اون کو پھر آنا پھر بتلاوین گے ہم اون کو بدلہ عذاب اپنے کفر کا وہ منکر ہوے تھے ۱۲

فرمائی اور وہی محمود ہے سارے امور مین **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے
کہ جو شخص اپنا کام اللہ کو سونپے اور اوس کے واسطے اوس کی عبادت خالص کرے اور بالکل
اوسی پر متوجہ ہو اس حال مین کہ وہ اپنے اعمال مین محسن ہو تو مقرر اوس نے چنگل مارا ساتھہ
وثیق تر و محکم تر عہد کے اور اوس سے متعلق ہو گیا کیونکہ جس عبادت مین احسان نہین ہوتا ہے
اور نہ اوس شی کی معرفت ہوتی ہے جس کی طرف اوس مین حاجت ہے تو وہ اوس موقع مین
واقع نہین ہوتی جس مین محسنین کی عبادت واقع ہوتی ہے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے ثابت ہو چکا ہے جبکہ جبریل علیہ السلام نے آپ سے احسان کا پوچھا تو آپ نے
فرمایا یہ ہے کہ عبادت کرے تو اللہ کی گویا تو اوسے دیکھہ رہا ہے پھر اگر تو اوسے نہین دیکھتا
ہے تو وہ تو تجھے دیکھہ رہا ہے بالجملہ استمساک بعروۂ وثقی تمثیل ہے اوس شخص کے حال کی
جس نے تابع کیا اپنا موہنہ طرف اللہ کے اوس شخص کے حال سے جس نے یہ ارادہ کیا کہ چڑھے
طرف بلند پہاڑ کے پھر وہ پکڑ لے محکم تر کڑے رسی کو جو اوس سے لٹک رہی ہے حضرت علی ابن
ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اور سلمی و عبد اللہ بن مسلم بن یسار نے یسلم بتشدید لام پڑہا ہے
نحاس نے کہا کہ اس مین تخفیف اعرف ہے کما قال عز وجل فقل اسلمت وجهي لله وإلى الله
ترجع الامور یعنی سارے امور کا مصیر و مرجع اللہ ہی کی طرف ہے نہ طرف اوس کے غیر کے
ومن کفر فلا یحزنك الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ منکر کے انکار کی وجہ سے تو رنجیدہ مت ہو
کیونکہ اوس کا انکار تجھے ضرر رسان نہو گا یحزنك بفتح تحتیہ وضم زای وبضم تحتیہ وکسر زای دونون طرح
پڑہا گیا ہے اور دونون سبعیہ ہین اول اللہ پاک نے مومنین کا حال بیان کیا بعد اوس کے کافرون
کا پھر اون کو یہ وعید سنائی الینا مرجعهم الخ یعنی اون کا پھر آنا ہماری ہی طرف ہے پھر ہم
اون کو اون کے بد اعمال کی خبر دین گے اور اون پر اون کو جزا دین گے کیونکہ اللہ پاک
خوب جانتا ہے اوس شی کو جس کو اون کے سینے چھپاتے ہین اسمین سے اوسپر کوئی پوشیدہ
بات مخفی نہین ہے کیونکہ اوس کے نزدیک تو سر مثل علانیہ کے ہے نمتعهم قليلا کا نصب اس
بنا پر ہے کہ صفت ہے مصدر محذوف کی یا زمان محذوف کی ای تمتیعا قلیلا او زمانا قلیلا یعنے
ہم اون کو برتوائین گے برتوانا تھوڑا یا تھوڑے دنون غرض یہ ہے کہ دنیا مین ایک مدت قلیل

سلمنا قولہ مین نے تابع
کیا اپنا موہنہ اللہ کے
ص ۱۲۱

اون کو باقی رکھین گے کہ اپنی اجل پوری ہونے تک اوس سے نفع اوٹھالین قلیل اس لیے
فرمایا کہ نعیم زائل کتنی ہی طویل طائل ہو پھر بھی نعیم دائم کی نسبت اقل قلیل ہے ثم نضطرھم
الی عذاب غلیظ یعنی پھر تو ہم اون کو مضطر کرین گے اور پھیر لیجائین گے طرف عذاب نار
کے آخرت مین جس سے وہ کوئی مفر نہ پائین گے مراد غلظت سے شدت و ثقل ہے
عذاب کا معذب پر کیونکہ جو کوئی اوس مین واقع ہوگا اور وہ اوسی لگیگا تو اوس پر اوس سی گران تر و سخت
کوئی شی نہوگی سو اس لیے عذاب کی شدت کے واسطے غلظ کا استعارہ کیا گیا ہی قولہ تعالی
ولئن سالتھم الایہ مین حرف لام قسم کا ہے یعنی قسم ہے اللہ کی اگر تو اون سے پوچھے کس نے
بنائے آسمان و زمین تو وہ اس کا اقرار کرین گے کہ خالق ان کا اللہ ہے کیونکہ اس باب مین
اون کے نزدیک ظاہر امر ہے یہ اون کی طرف سے اقرار ہے اوس شی کا جو توحید پر اور
بطلان شرک پر دال ہی اور اون کو الزام دینا ہے اون کے اقرار پر اسی لیی فرمایا ہی محمد تو کہہ
الحمد للہ یعنی اللہ کو حمد ہے تمہارے اقرار پر پھر کیون اوس کے غیر کو پوجتے ہو اور اوس کو شریک
اوس کا ٹھیراتے ہو یا یہ معنی ہین تو کہہ اللہ کو حمد ہے اسپر کہ اوس نی ہمکو دین کی ہدایت کی اور نہین
ہے کوئی حمد اوس کے غیر کو یا یہ معنی ہین کہ حمد ہے اللہ کو اسپر کہ اوسنے توحید کی دلیلین ایسے
طور پر قرار دین کہ مکابرین و جاحدین بھی اون کا انکار نہین کر سکتے ہین پھر اللہ پاک نے اس
سب سے اضراب کرکے فرمایا بل اکثرھم لا یعلمون یعنی بلکہ اکثر لوگ اون کے اس امر کو
نہین جانتے کہ یہ بات اون کو لازم آتی ہے اور جب اوسپر آگاہ کیے جاتے ہین تو ہوشیار
نہین ہوتے کسی نی کہا یعنی ہین کہ وہ نہ غور و فکر کرتے ہین نہ سوچتے سمجھتے ہین یہان تک کہ
اس بات کو جان لین کہ خالق ان اشیا کا وہی ہے جس کے واسطے عبادت واجب ہے
اور اوس کے غیر کے لیے کسی طرح کا جواز عبادت نہین ہے کیونکہ آسمانون مین اور زمین مین
جو کچھ ہے وہ سب اوسی کے ملک و خلق ہے اور اوس کے غلام و فرمان بردار ہین پھر
کس طرح غیر اللہ مستحق عبادت کا اونمین ہو سکتا ہے توحید عبادت کا جو خلق کو حکم دیا ہے سو
اس لیی ہے کہ اس کا مستحق خالق ہی ہی نہ اس لیے کہ اس سے کچھ اوس کو نفع ہے یا حاجت
ہے کیونکہ اللہ پاک تو اپنے غیر سے بے نیاز ہے اور بڑا بی پرواہ اوس کو کسی کی ذرہ بھر پروا

نہین ہی اور وہ مستحق و سزاوار ہے حمد و ستایش کا کوئی خلق اوس کی حمد نکرے یا حمید کے یعنی ہین کہ
محمود ہے اپنے بندون سی بلسان مقال یا بزبان حال پھر جب اللہ پاک نے یہ بیان فرمایا
کہ مافی السموات والارض اوسی کی خلق و ملک ہے تو بعد اس کے وہ بات ذکر کی جو دال ہے
اسپر کہ اوس کے واسطی تو اس کے ماورا ایسے اشیا ہین کہ نہ گنتی اون کا احاطہ کر سکتی ہے
نہ کسی حد سے اوس کا حصر کیا جا سکتا ہے پس ارشاد فرمایا ولو ان مافی الارض من
شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمت اللہ ط
ان اللہ عزیز حکیم ٥ ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ ط ان اللہ سمیع بصیر
اور اگر جتنی درخت ہین زمین مین قلم ہون اور سمندر ہو اوس کی سیاہی اوس کے پیچھے سات سمندر
اور بڑہین باتین اللہ کی بیشک اللہ زبردست ہے حکمتون والا تم سب کا بنانا اور مرے پر جلانا
وہ ہی جیسا ایک جی کا بیشک اللہ سنتا ہے دیکھتا انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہی اپنی عظمت و کبریا و جلال و اسمای حسنی و صفات علیا و کلمات تامہ کی
کہ جن کا کوئی احاطہ نہین کر سکتا ہی اور نہ کسی بشر کو اون کی کنہ و حقیقت و احصار و شمار پر کسی طرح کی
اطلاع ہی جس طرح کہ خاتم رسل و سید البشر صاحب قبر اطہر و اعطر نے ارشاد فرمایا ہی لا احصی
ثناء علیک کما اثنیت علی نفسک یعنی مین احصار و شمار نہین کرتا ہون ثنا کا تجھپر جیسی کہ
تو نی اپنے نفس پر ثنا کی ہی پس فرماتا ہے ولو ان مافی الارض الایہ یعنی اگر زمین کی سارے
درخت قلم بنائے جائین اور سمندر سیاہی بنایا جاوے اور سات سمندر اوس کے ساتھ
اوس کی مدد کرین پھر اون سی اللہ کی باتین لکھی جائین جو کہ اوس کی عظمت و صفات و جلال پر
دال ہین تو قلم ٹوٹ جائین اور دریاؤن کا پانی بڑھ جائی اگرچہ اون کے مثل اور دریا مدد کو آئین
سات کا ذکر تو بطور مبالغے کے کیا گیا ہے حصر مراد نہین ہے اور نہ یہ ہے کہ وہان سات دریا
موجود ہین اور عالم کو محیط ہین جیسا کہ وہ شخص کہتا ہے جسنے اسرائیلیات قصون سی اخذ کیا ہے
جن کی نہ تصدیق کی جاتی ہے نہ تکذیب بلکہ جو یہان ذکر کیا ہے ویسا ہے جیسا کہ اللہ پاک
نے دوسری آیت مین فرمایا ہے قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر
قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا پس بمثلہ سے مراد فقط اوس کے

ف کہتا ہون اگر دریا ہی ہو کر لکھے ہم سے رب کی باتین بیشک دریا ہی ہو کر لکھے ہم سے رب کی باتین اور اگر دوسرا ہی لاوین ہم ایسا اوسکی مدد کو ۱۲

مثل ایک اور نہین ہی بلکہ اوس کے مثل اور پھر اوس کے مثل اور پھر اوس کے مثل اور پھر اسی طرح اور گنتے چلے جاؤ کیونکہ اللہ پاک کے آیات و کلمات کا کچھ حصر تو ہے نہین کہ کسی حد تک انتہا ہو جائے وہ تو ایک بی حد و بی نہایت امر ہے ؎

درگہِ او بے نہایت درگہیست	ہر چہ بروی میرسی بروی مایست

حضرت **حسن** بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر زمین کے درخت قلم بنائے جائین اور دریا سیاہی اور اللہ پاک فرمائے اِنَّ من امری کذا و من امری کذا یعنی وہ اپنی باتین کہنا شروع کرے کہ میرے امر سے ایسا ہے میرے امر سے ایسا ہے تو البتہ دریاؤن کا پانی نبڑ جائے اور قلم ٹوٹ جائین **قتادہ** نی کہا شر کون نے کہا تھا کہ یہ تو ایک کلام ہے قریب ہے کہ نبڑ جائے اسپر اللہ پاک نے فرمایا ولو ان مافی الارض الآیہ یعنی اگر زمین کے درخت قلم ہون اور مع سمندر کے سات سمندر اور سیاہی ہون تو اللہ کے عجائب اور اوس کی حکمت و خلق و علم ایسے نہین ہین کہ نبڑ جائین **ربیع** بن انس نے کہا کہ مثل سارے بندون کے علم کی اللہ کی علم مین مثل ایک قطرے کے ہے سارے دریاؤن کے پانی سے اور مقرر اللہ نے یہ نازل کیا و لو ان الآیہ فرماتا ہے کہ اگر دریا سیاہی ہو واسطی کلمات اللہ کے اور درخت سارے قلم ہون تو قلم ٹوٹ جائین اور پانی دریا کا فنا ہو جائے اور باقی رہجائین کلمات اللہ قائم اون کو کوئی شی فنا نہین کرتی ہے اس لیی کہ کوئی طاقت نہین رکھتا ہے کہ اوس کی قدر کا اندازہ کرے اور نہ کما ینبغی اوسکی کوئی ثنا کر سکتا ہے یہان تک کہ خود وہی اپنے نفس پر ثنا کرتا ہے بی شک ہمارا رب ویسا ہے جیسا وہ کہتا ہے اور فوق ہے اوس کے جو ہم کہتے ہین مروی ہے کہ یہ آیت واسطی جواب یہود کے نازل ہوئی ہے **ابن اسحٰق** نی بسند خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہود کے احبار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا مدینے مین ای محمد تم ہم کو خبر دو اپنے اس قول کی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا تم اس سے ہم کو مراد لیتے ہو یا اپنی قوم کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کلًّا یعنی سب کو ہم کو اور تم کو اسپر وہ بولے کیا تم نہین پڑھتے ہو اوس شے مین جو تمہارے پاس آئی ہے کہ مقرر ہم کو تورات ملی ہے جس مین تبیان ہے ہر شے کا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ اور ہی پاکیزہ ہی ہے نہوڑی ہی ۱۲

نی فرمایا کہ وہ تو اللہ کے علم مین قلیل ہی اور تمہاری پاس اوسمین سی وہ ہے جو تمکو کفایت کرتا ہی
اللہ تعالی نی یہ آیت نازل کی اوس باب مین جس کا اونہون نے آپ سی سوال کیا تھا
ولو ان مافی الارض الآیہ اسی طرح عکرمہ وعطا بن یسار سے بھی مروی ہے یہ شان نزول
اس کا مقتضی ہے کہ یہ آیت مدنی ہی کی نہین ہے حالانکہ مشہور یہ ہے کہ مکی ہے واللہ سبحانہ
اعلم قولہ تعالی ان اللہ عزیز حکیم یعنی بی شک اللہ نی ہر شے کو مقہور ومغلوب کیا ہے پس
کوئی مانع نہین ہے اوس شی کو جس کا اوس نے ارادہ کیا اور نہ کوئی اوس کے حکم کا مخالف
ومعقب ہے حکیم ہے اپنے خلق وامر واقوال وافعال وشرع وجمیع شیون مین قولہ تعالی
ماخلقکم الا کنفس واحدۃ یعنی سارے لوگون کا پیدا کرنا اور مرنے پیچھے اون کا زندہ کرنا معاد کی دن
نہین ہی نسبت اوس کی قدرت کے مگر مثل نسبت ایک نفس کے اوسپر سب آسان ہی اوسکا
امر تو یہی ہے کہ جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہی تو اوس سے کہتا ہے ہوجا تو وہ اوسی دم ہوجاتی ہے
فرمایا ہے وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر یعنی امر نہین کرتا ہے کسی شی کا مگر ایک
بار پس وہ شی ہوجاتی ہے محتاج نہین ہوتی ہے تکرر وتوکید امر کی فانما ھی زجرۃ واحدۃ
فاذا ھم بالساھرۃ قولہ تعالی ان اللہ سمیع بصیر یعنی جس طرح وہ اون کے اقوال کا
سننے والا اون کے افعال کا دیکھنے والا ہے مثل اوس کے سننے اور دیکھنے کے نسبت
ایک نفس کے اسی طرح اوس کی قدرت ہے اونپر مثل اوس کی قدرت کے ایک نفس پر
اسی لیے یون فرمایا ہے ماخلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے
کہ مراد مافی الارض سی جمیع مافی الارض ہی شجرۃ بصیغۂ مفرد فرمایا شجر یا اشجار نہ کہا اسکی یہ وجہ
ہے کہ علم معانی مین ثابت ہوچکا ہے کہ استغراق مفرد کا مثل ہوتا ہی اور یہان استغراق مقصود ہے
کسی نے مفرد لانے کی یہ وجہ ذکر کی ہی کہ مراد تفصیل واستقصای شجر ہے پس گویا یون کہا
من کل شجرۃ شجرۃ یعنی ہر ایک ایک درخت یہان تک کہ درختون کی جنس سی ایک بھی باقی نرہے
مگر حال یہ ہے کہ وہ سب قلم بنائے جائین اگر مفرد نہ لایا جاتا تو اس معنی کا فائدہ نہ دیتا کیونکہ جمع
متحقق ہوتی ہے مافوق تین سے مگر یہ کہ اوسپر لام استغراق کا داخل ہو علما نے اسی طرح
تقریر کی ہے لیکن شہاب نے کہا ہے کہ اس مین بحث ہی کیونکہ یہ بات کہ مفرد تفضیل کا

ف اور ہمارا کام بھی ایک آدمی کی بات کی طرح ہے جب ہم کسی چیز کو چاہتے ہین کہ وہ ہوجائے تو ہمارے کہنے کی بس ایک بات ہوتی ہے ایک بار ہم نے جو کہا وہ ہوگیا ۱۲ رحمان

فائدہ دے بدون تکرار کے یا استغراق کا بغیر نفی کے محل نظر ہے اس لیے کہ یہ بات تو اس
قسم کی ترکیب مین معروف و معہود ہی جا رونی رجلا رجلا یعنی لوگ میرے پاس آئے ایک
ایک شخص کر کے و ما عندی تمرۃ نہین ہے میرے پاس کوئی کھجور غرض یہ ہے کہ مفرد تفصیل
یا استغراق کا فائدہ جب ہی دیتا ہے کہ تکرار ہو یا نفی حالانکہ یہان یہ دونون باتین نہین
ہین پھر کیونکر فائدہ مذکورہ دیگا ابوحیان نے کہا کہ یہ وقوع مفرد موقع جمع اور وقوع نکرہ موقع
معرفہ کے باب سے ہے مثل اس آیت کے ما ننسخ من اٰیۃ او ننسہا نات بخیر منہا
او مثلہا ہی یہ بات کہ اقلام بصیغۂ جمع فرمایا سو یہ واسطے قصد تکثیر کے ہے بحر سے مراد
بحر محیط ہے کیونکہ اوس کے معرفہ ذکر کرنے سے متبادر یہی ہی اس لیے کہ فرد کامل دریا کا
وہی ہے جمہور نے والبحر برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ مبتدا ہے اور بعدہ اوس کی خبر ہے اور
جملہ محل نصب مین ہی بنا بر حال یعنی حال یہ ہی کہ بحر محیط باوجود اپنی وسعت و فراخی کی مدد کرین
اوس کی بعد بڑہ جانے اوسکے کے سات سمندر ایسی مدد کہ منقطع نہو سیبویہ نے اسی طرح کہا ہے
مبرد نے کہا کہ البحر مرفوع ہے فعل مقدر سے تقدیر یہ ہے و لو ثبت البحر حال کونہ ممدودا من بعدہ
سبعۃ ابحر کسی نے کہا کہ مرفوع ہے اس بنا پر کہ معطوف ہے انّ پر اور جو اوس کی تحت مین ہے
غرضکہ قرات رفع کی توجیہ مین تین وجوہ مذکور ہین ابو عمرو و ابن ابی اسحاق نے البحر نصب
پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ معطوف ہے انّ کے اسم پر یا منصوب ہے فعل مضمر سے جسکی تفسیر
یمدہ کر رہا ہے ابن ہرمز و حسن نے یُمِدّہ بضم یاے تحتانی و کسر میم پڑہا ہے ماخوذ امدّ سے اور
جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما نے والبحر مداد ہ پڑہا ہے جواب لو کا ما نفدت کلمات اللہ ہے مراد
کلمات اللہ سے اللہ سبحانہ کے معلومات ہین کیونکہ اون کی نہایت نہین ہے ابو علی فارسی
نے کہا واللہ اعلم مراد کلمات سے وہ ہین جو مقدور و امکان مین ہین نہ وہ جو اوس سے
وجود و زمان کی طرف نکلے ہین قفال نے اوس کی موافقت کی ہے کہا معنی یہ ہین کہ درخت
اگر قلم ہو جائین اور دریا سیاہی پھر اون سے اللہ پاک کے عجائب صنع لکھے جائین جو کہ
اوس کی قدرت و وحدانیت پر دال ہین تو وہ عجائب تمام نہون قشیری نے کہا کہ قفال
کلمات کے معنی کو مقدورات کی طرف پھیر لے گئے حالانکہ آیت کا حمل کرنا کلام قدیم پر

سلہ جو موقوف کرتے ہین
ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے
ہین تو لے آتے ہین اوس
سے بہتر یا اوس کی برابر

اولی ہے مخلوق کے واسطے نہایت ضرور ہے اور جب نہایت کی نفی کی گئی تو یہ نفی
ہے نہایت کی اوس شی سے جس کی ایجاد پر مستقبل مین قدرت رکھتا ہی اب رہی وہ
شی جس کو وجود نی حصر وشمار کرلیا ہے سو اوس کا متناہی ہونا ضرور ہے اور قدیم کے
واسطے بنا بر تحقیق کوئی نہایت نہین ہے نحاس نے کہا مقرر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اس
جگہہ کلمات سی علم وحقائق اشیا مراد لیے جائین کیونکہ اللہ عزوجل قبل اس کے کہ خلق پیدا
کرے جان چکا تہا اوس شی کو جس کو وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانون مین اور زمین مین
اور جان چکا تہا اوزان ذرات کو جو اوس مین ہین اور ساری اجناس کو جان چکا تہا اور جو کچھہ
اون مین بال اور عضو ہین اور درختون مین جو پتے ہین اور جو کچھہ اون مین مستین خلق کی ہین
قرطبی نے کہا غرض جو ہے سو یہی خبر دیتا ہے کلمات اللہ کے کثرت معانی کی اور وہ اپنی ذات
مین غیر متناہی ہین صرف اون کی کثرت کو افہام بشر کی طرف قریب کردیا ہی یہ مراد نہین ہے
کہ ان قلمون ان دریاؤن سے اکثر کے ساتہہ تمام ہوجائین کے سیاق نزول آیت کا
اسپر دال ہے کہ مراد کلمات سے کلام[1] قدیم ہے حضرت ابن عباس نی فرمایا ہے سبب
نزول اس آیت کا یہ ہے کہ یہود نے کہا ای محمد ہم کیونکر مراد لیے گئے اس قول سی وما اوتیتم
من العلم الا قلیلا حالانکہ ہم کو تو تورات دی گئی ہے اوس مین اللہ کا کلام ہے اور اوس کے
احکام ہین اور تمہارے نزدیک وہ تبیان ہی ہر شے کی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اون سے فرمایا کہ تورات قلیل ہے کثیر سے اور یہ آیت نازل ہوئی اور آیت مدنی ہے
انتہی سدی نی کہا کہ قریش نی کہا تہا ما اکثر کلام محمد اسپر یہ آیت نازل ہوئی ابو عبیدہ نے کہا
کہ مراد بحر سی اس جگہہ آب شیرین ہے جو قلمین اگاتا ہے رہا کہاری پانی سو وہ اون کو نہین
اگاتا ہے شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا ما اسقط ہذا الکلام واقل جدواہ یعنی یہ بات کیا ساقط
وردی ہے اور کیا کم اسکا فائدہ ہی باجملہ اللہ پاک کے کلمات غیر متناہی ہین اون کی کچھہ
انتہا ہی نہین ہے اس واسطے کہ ان اللہ عزیز حکیم یعنی وہ ایسا غالب ہے کہ کوئی شی اوسکو
عاجز نہین کرتی ہے اور نہ اوس کی حکمت وعلم سے کوئی فرد افراد مخلوقات سے نکل سکتی ہے
جب وہ ایسا ہے تو اوس کے کلمے اور اوس کی حکمتین بہی نہین نبڑتی ہین قولہ تعالے

[1] کلام قدیم کلام نفسی ہے جو کہ اللہ پاک کی ذات مقدس کے ساتہہ قائم ہے کذا قیل ۱۲ منہ

ما خلقکم الا کنفس واحدۃ سی مراد کخلق نفس واحدۃ وبعثہا ہے نحاس نے کہا کہ نحویون نے
اسی طرح تقدیر کی ہے یعنی کخلق نفس مثل واسأل القریۃ کے غرض یہ ہے کہ مضاف
محذوف ہے زجاج نی کہا اللہ کی قدرت ساری خلق کی خلق وبعث پر ایسی ہے جیسی
اوس کی قدرت ہے ایک نفس کی خلق وبعث پر یعنی اوس کی قدرت مین قلیل وکثیر برابر
ہے ایک شان دوسری شان سی اوس کو مشغول نہین کرتی ہے ایک کام دوسرے کام
سے اوس کو باز نہین رکہتا ہے کیونکہ اوس کا کام تو کلمۂ کن سے ہوتا ہے کن کہتے ہی
فورًا ہوجاتا ہے غرضکہ جس ذات کی صفت عزیز حکیم ہے اوس کے نزدیک خلق وبعث کی
کیا ہستی ہی پہر یہ منکر لوگ جو بعث کو نہین مانتے ہین اور اللہ کے ساتہہ غیر اللہ کو پوجتے ہین سول و
قرآن کی شان مین بیہودہ باتین بکتے ہین اللہ ان کے اقوال وافعال کو سنتا دیکہتا ہے کیونکہ وہ
تو بڑا سننے والا ہے ہر اوس شی کو جو سنائی دیتی ہے اور بڑا دیکہنے والا ہے ہر اوس
شی کو جو دکہائی دیتی ہے بعث کے دن پوری پوری جزا اون کو دیگا الم تر ان اللہ
یولج اللیل فی النہار ویولج النہار فی اللیل وسخر الشمس والقمر کل
یجری الی اجل مسمی وان اللہ بما تعملون خبیر ذلک بان اللہ ہو الحق
وان ما یدعون من دونہ الباطل وان اللہ ہو العلی الکبیر ع تو نے نہین دیکہا کہ ع ۱۱ ۱۲
اللہ پیٹہاتا ہے رات کو دن مین اور پیٹہاتا ہے دن کو رات مین اور کام مین لگائے ہین
سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹہیرے وعدے تک اور یہ کہ اللہ خبر رکہتا ہے جو
کرتے ہو یہ اسپر کہی کہ اللہ وہی ٹہیک ہے اور جو پکارتے ہین اوس کے سوا سو ہی
جہوٹ ہے اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا ف ٹہیرایا وعدہ یا قیامت ہے یا
ہر ایک کا دورہ انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے اس بات کی کہ وہ داخل کرتا ہی رات کو دن
مین باین معنی کہ رات سے دن مین لیلیتا ہے تو دن لنبا ہوجاتا ہے اور رات چہوٹی
موسم گرما مین ایسا ہوا کرتا ہے دن انتہا کا بڑہجاتا ہے پہر کمی مین شروع کرتا ہے تو رات لنبی
ہوجاتی ہے اور دن چہوٹا ایسا موسم سرما مین ہوا کرتا ہی اجل مسمی کے یہ معنی ہین کہ ایک
غایت محدود تک یہ ایک قول ہی کسی نے کہا کہ روز قیامت تک دونون معنی صحیح ہین قول

اول کی شاہد حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ ہی جو صحیحین مین مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای ابوذر کیا تو جانتا ہے کہان جاتا ہے یہ سورج مین نے عرض کیا کہ اللہ اور اوس کے رسول دانا تر ہین فرمایا پس بیشک وہ جاتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے پھر اپنے رب سے اذن مانگتا ہی سو قریب ہے کہ اوس سے کہا جای پھر جا جہان سی تو آیا ہے **ابن ابی حاتم** نی حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرمایا کہ سورج بمنزلہ رسائقیہ[1] ہے چلتا ہے دن کو آسمان مین اندر اپنے فلک کے یعنی گھیرے مین پھر جب غروب ہوتا ہے تو کھینچا جاتا ہے رات کو اپنے گھیرے مین زمین کے نیچے یہان تک کہ طلوع کرتا ہے اپنے مشرق سے فرمایا اور اسی طرح چاند ہے اسناد اس کی صحیح ہے قولہ تعالی وان اللہ بما تعملون خبیر مثل اس آیت کے ہے الم[2] تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماء والارض اس کی یہ معنی ہین کہ اللہ پاک خالق وعالم ہے ساری اشیا کا کقولہ تعالی اللہ[3] الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن الایۃ قولہ تعالی ذلک بان اللہ ھو الحق وان مایدعون من دونہ الباطل یعنی اللہ پاک جو اپنی آیتون کو تمہاری واسطے ظاہر کرتا ہے سو اس لیے کہ تم اون سی استدلال کرو اسپر کہ وہ حق ہے یعنی موجود حق ہے خبردار بیشک وہ حق ہے اور بیشک کل ماسوا اوس کا باطل ہے کیونکہ وہ تو اپنے ماسوا سے غنی وبی نیاز ہے اور ہر شی اوس کی طرف محتاج ہے اس لیے کہ ہر وہ شے جو آسمانون مین اور زمین مین ہے سب کے سب اوس کی خلق اور غلام ہین اونمین سے کوئی قادر نہین ہے حرکت دینے پر کسی ذرے کی مگر اوس کے اذن سی اگر کل زمین والے جمع ہو جائین اسپر کہ ایک مکھی بنائین تو اس سی عاجز ہون اسی لیی فرمایا ذلک بان اللہ الایۃ وان اللہ ھو العلی الکبیر یعنی اللہ پاک ایسا برتر ہے کہ اوس سے برتر کوئی نہین ہی اور ایسا بزرگ ہے کہ ہر شے سے بزرگتر ہے پس بہ نسبت اوس کے ہر شے خاضع وعاجز وذلیل وحقیر ہے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ خطاب الم تر کا ہر ایک کو ہے جو اوس کی صلاحیت رکھتا ہے یا خطاب ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایلاج لیل ونہار کی تفسیر سورۂ حج ولقمان مین گذر چکی ہی جملۂ وسخر الشمس والقمر معطوف ہے ماقبل پر

[1] سائقیہ جو ی خرد سوق جمع کذا فی الصراح ۱۲ منہ

[2] کیا تجھکو معلوم نہین کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین ۱۲ منہ

[3] اللہ وہ ہے جس نے بنا ئے سات آسمان اور زمینین ہی اوتنی اوتنی اونکے حکم اونکے بیچ تو جانے تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اللہ کے علم مین سمائی ہے ہر چیز کی ۱۲

باوجود اختلاف ماضی ومضارع کے وجہ اختلاف کی یہ ہے کہ داخل کرنا رات دن مین سے
ایک کا دوسرے مین ہر وقت متجدد ہے رہی سورج وچاند کی تسخیر سو یہ ایک ایسا امر ہے
کہ اس مین کسی طرح کا تجدد و تعدد نہین ہے تعدد وتجدد جو ہے سو اوس کے آثار مین ہے
معنی اون کے تسخیر کے یہ ہین کہ واسطے اندازہ کرنے اجلون کے اور پورا کرنے منافع کی اون کو
مطیع ومنقاد کردیا ہے ساتھ طلوع وغروب کے **اجل مسمی** مین اختلاف ہے کہ اس سے
کیا مراد ہے سو کسی نے کہا کہ مراد روز قیامت ہے کسی نے کہا کہ وقت طلوع وغروب ہے
کسی نے کہا کہ سورج کی تو آخر سال تک ہے اور چاند کی آخر ماہ تک قول اول اولیٰ ہے
نکتہ یہان بحرف الی فرمایا اور سورۂ فاطر وزمر مین بحرف لام یعنی وہان لاجل مسمی فرمایا ہے
اس کی یہ وجہ ہے کہ اس جگہہ اس کا وقوع ہوا ہے درمیان دو آیتون کے جو دال ہین غایت
پر اوس شی کی جس کی طرف خلق منتہی ہوگی ایک آیت تو ما خلقکم الا یہ ہے دوسری
الا تقوا ربکم الآیہ اس لیے یہان حرف الی مناسب ہے جو کہ انتہا پر دال ہے اور فاطر وزمر
مین جو ہے وہ ذکر انتہا سے خالی ہے کیونکہ فاطر مین جو ہے اوس کا نہ ابتدای خلق کے
ساتھہ ذکر ہے نہ انتہای خلق کی اور زمر مین ابتدائے خلق کے ساتھہ مذکور ہے اس واسطے
ان دونو جگہہ مین حرف لام مناسب ہے معنی یہ ہین کہ ہر ایک سورج اور چاند چلتا ہے
واسطے پونہچنے اجل کے کذا قالہ الکرخی قولہ تعالی وان اللہ بما تعملون خبیر معطوف
ہے جملۂ ان اللہ یولج پر داخل ہے رویت کے تحت مین یعنی کیا تو نے نہ دیکھا
کہ بیشک اللہ کو خوب خبر ہے تمہارے اعمال کی جن کو تم کرتے ہو اونمین سے کوئی پوشیدہ
سے پوشیدہ بھی اوسپر مخفی نہین ہے کیونکہ جو ذات پاک ایسے امور عظیمہ پر قادر ہے تو جو کچھہ
اعمال وہ کر رہے ہین اوس کے علم پر بطریقۂ اولی اوس کی قدرت ہوگی ذلک بان اللہ
ھو الحق الآیہ یعنی یہ آیات کریمۂ مذکورہ جو کہ سعت علم وشمول قدرت وعجائب صنع پر اور
باری سبحانہ کے اون کے ساتھہ خاص ہونے پر مشتمل ہین اس سبب سے ہے کہ اللہ پاک
وہی حق ہے یعنی اوس کی الوہیت ثابت ہے غرض یہ ہے کہ حرف باو واسطی سببیت کے
ہے یا فعل محذوف سے متعلق ہی ای فعل ذلک لیعلموا انہ الحق یعنی یہ سب اوس نے اس لیے

کیا ہی کہ جان لین اس بات کو کہ مستحق عبادت کا وہی ہی اور اس کو کہ جو کچھہ وہ اوس کے ساتھہ
پکارتے ہین باطل ہے یعنی مستحق عبادت کا نہین ہے مجاہد نے کہا کہ مراد ما یدعون من دونہ
سے شیطان ہے کسی نے کہا وہ ہے جس کو اوس کی ساتھہ شریک کیا ہے بت ہو یا کچھہ
اور یہ قول اولی ہے قولہ تعالی وان اللہ ھو العلی الکبیر معطوف ہے جملہ ان اللہ ھو الحق
پر یعنی وہ عالی و بلند تر ہے اپنی مکانت و منزلت و مرتبہ مین صاحب کبریا و بزرگی ہے اپنی
ربوبیت و سلطان و غلبے مین حاصل معنی یہ ہے کہ یہ صنعت بدیع و کار عجیب و غریب جس کا
وصف آیات متقدمہ مین بیان ہو چکا ہے اس واسطے کیا ہے کہ اس سی استدلال کرین
اللہ پاک کی حقیت پر اور اوس کے ماسوا کے بطلان پر اور اوس کے علو و کبریا پر کہ وہ سارے
خلق پر عالی و برتر ہے اور سب سے بزرگتر ہے اوس کے لیے صفات علیا و اسمای حسنی ہین
وھو علی الذات سمی الصفات کبیر الشان جلیل القدر رفیع الذکر مطاع الامر
جلی البرھان سبحانہ ما اعظم شانہ پھر اللہ پاک نی اپنی عجیب صنع و بدیع قدرت
وغایت حکمت و شمول انعام سے ایک اور نوع ذکر کی پس ارشاد فرمایا الم تر ان الفلک
تجری فی البحر بنعمت اللہ لیریکم من ایتہ ان فی ذلک لایات لکل صبار
شکور ○ واذا غشیھم موج کالظل دعوا اللہ مخلصین لہ الدین فلما
نجیھم الی البر فمنھم مقتصد وما یجحد بایتنا الا کل ختار کفور ○
تو نے نہ دیکھا کہ جہاز چلتے ہین سمندر مین اللہ کی نعمت لیکر کہ دکھاوی تمکو کچھہ اپنی قدرتین البتہ
اس مین پتے ہین ہر ٹھیرنے والے حق بوجھنے والے کو اور جب سر پر آوے اون کی لہر
جیسے بدلیان پکارین اللہ کو نری کر کر اوسی کو بندگی پھر جب بچا دیا اون کو خشکل کی طرف تو
کوئی ہوتا ہے اون مین بیچ کی چال پر اور منکر وہی ہوتے ہین ہماری قدرتون سے جو قول
کے جھوٹے ہین حق نہ بوجھنے والے ف کوئی ہے بیچ کی چال پر یعنی وہ چال جو خوف
کے وقت تھی سو تو کسی کو نہین رہتی مگر نرا ہول ہی بچا دے ایسے ہی کم ہین نہین تو اکثر
منکر ہوتے ہین قدرت سے اپنی تدبیر پر رکھتے ہین یا کسی ارواح کی مدد پر انتہی ف
اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہی ہے جس نی دریا کو مسخر و مطیع کر دیا ہے تاکہ اوس مین جہاز چلین

اوس کو امر سی یعنی اوس کے لطف و مہر اور مسخر کرنے سے کیونکہ اگر وہ پانی مین وہ قوت نہ رکھتا
جس سی جہازون کو اوٹھاتا ہے تو وہ ہرگز نہ چلتے اسی لیی یہ فرمایا ہے لیریکم من آیاتہ یعنی
تاکہ وہ دکھادی تمکو اپنی قدرت سے کہ دیکھو کیا عظیم الشان قدرت والا ہے پانی کو کیسی قوت
عطا کی ہے کہ بڑے بڑے جہازون کو تنکے کی طرح اوٹھاے پھرتا ہے اور خود جہاز
اوس کی قدرت کا ایک بڑا نمونہ ہے کہ کس قدر آدمیون کو اور بارگران کو لیکر پشت آب پر
بآسانی چلتا ہے بیشک اس مین البتہ نشانیان ہین واسطے ہر اوس شخص کے جو تکلیف مین
بڑا صبر کرنے والا ہے اور راحت و آرام مین بڑا شکرگزار ہے پھر فرمایا واذا غشیھم موج کالظلل
الآیہ یعنی جس وقت اون کو ڈھانک لیتی ہے موج جیسے پہاڑ اور بدلیان تو پکارتے ہین اللہ کو
نری اوسی کی بندگی کرکے جس طرح کہ اور جگہہ فرمایا ہے واذا مسکم الضر فی البحر ضل من
تدعون الا ایاہ وقال تعالی فاذا رکبوا فی الفلک الایہ پھر فرمایا فلما نجاھم الی
البر فمنھم مقتصد مجاہد نے کہا کافر گویا اس جگہہ مقتصد کی تفسیر کی ہے ساتھہ جاحد و منکر
کے جیسا کہ فرمایا ہے فلما نجاھم الی البر اذا ھم یشرکون ابن زیدنی کہا کہ توسط
کرنے والا ہے عمل مین اور یہ جو ابن زید نے کہا سو یہ مراد ہے اس آیت مین فمنھم ظالم
لنفسہ ومنھم مقتصد الایہ پس مقصد اس جگہہ یہی نیچ کی چال اختیار کرنے والا ہے
عمل مین اور احتمال ہی کہ یہان بھی یہی معنی مراد ہون اور آیت انکار کے باب سے ہیر
اوس شخص پر جس نے دریا مین اون احوال و امور عظام و آیات باہرات کا مشاہدہ کیا ہے
پھر بعد اس کے کہ اللہ پاک نی اوسپر خلاصی کا انعام فرمایا تو اوس کو لائق یہ تہا کہ اوس کا مقابلہ
کرتا ساتھہ عمل تام و کامل کے اور ساتھہ دوام و استمرار کرنے کے عبادت مین اور ساتھہ مبادرت
کرنے کے طرف خیرات کے سو جس کسی نی بعد اس کے اقتصاد و توسط کیا تو وہ مقصر ہوگا اور
حالت یہ ہے یعنی ایسی بلای سخت سے نجات دی اور بڑا انعام کیا تو چاہیے تہا کہ اوس کے
شکر مین خوب پورا عمل خیر کرتا پس جب ایسا نہ کیا اور متوسط عمل کیا تو قاصر ہیرا اور اس کا مستحق ہوا
کہ اوسپر توسط عمل کا انکار کیا جای واللہ اعلم ختار بمعنی غدار ہے مجاہد و حسن و قتادہ و مالک نے
زید بن اسلم سے اس کو روایت کیا ہے یہ وہ شخص ہے کہ جب معاہدہ کرتا ہے اپنے عہد کو

سلہ اور جب موج پر لطیف
پوشش دریا مین ہو جیسی تہو
جن کو پکارتے تھے اوسکے
سوا ۱۲ سلہ پھر جب
سوا اوسکے کشتی مین چلانیوالی
کافر کو نری اوسی پر رکھکر
نجات پہر جب بچا لیا اونکو خشکی
کی طرف اوسی وقت تک
شریک پکڑتے تھے ۱۲ سلہ پھر کوئی
اونمین برا کرتا ہی اپنی جان کا
اور کوئی ہی اونمین بیچ کی
چال پر اور کوئی اونمین ہی
بڑھیا کر خوبیان سے اللہ کی
یہی ہی بڑی بزرگی ۱۲ سلہ یعنی
فمنھم ظالم لنفسہ الایہ ۱۲ سلہ یعنی
ثبت باب فلما نجاھم الی البر
فمنھم مقتصد ۱۲

اتورڈالتا ہے ختر اتم وابلغ غدر کو کہتے ہین یعنی کامل تر بدعہدی عمرو بن معدیکرب نے کہا ہی ؎

وانك لو رايت ابا عُمَيرٍ	ملأت يديك من غدر وختر

ابو عُمَیر کی مذمت کرتا ہے کہ اگر تو ابو عمیر کو دیکھے اوس سے ملے جلے تو تو بھر لیگا اپنے ہاتھون کو بدعہدی اور کامل تر بدعہدی سے غرض یہ ہے کہ وہ بڑا پکا غدار بدعہد ہے اوس سے تجھکو سوا اس کے اور کچھ حاصل نہوگا اوس کے پاس اس جنس کے سوا اور کچھ نہین ہے کفور کے یہ معنی ہین کہ بڑا منکر اور ناشکری کرنے والا نعمتون کا اون کا شکر نہین کرتا ہے بلکہ جان بوجھکر اون کو بھلاتا ہے اور اون کا ذکر نہین کرتا ہے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ فلک سے مراد کشتیان اور جہاز ہین نعمت اللہ سے مراد لطف ورحمت الٰہی ہے بندون پر یا مراد ہوا ہے کیونکہ ہوا بھی ایک نعمت ہے منجملہ نعمتہای حق سبحانہ و تعالی یعنی جہازون کا دریا مین چلنا اللہ پاک کی بزرگتر نعمتون سے ہے تم پر کیونکہ وہ خلاصی دیتے ہین تم کو ڈوبنے سے جس وقت کہ تم طلب روزی کے واسطے دریا مین سفر کرتی ہو ابن ہرمز نے بنعمات اللہ پڑہا ہے جمع نعمت کی حرف با واسطی صلہ و تعدیہ کے ہے یعنی کیا نہ دیکھا تو نے کہ جہاز چلاتی ہین دریا مین اللہ کی نعمت کو یا سببیت کا ہے یعنی چلتے ہین بسبب نعمت ولطف ورحمت اللہ کے یا واسطی حال و ملابست ومصاحبت کے ہے مع اپنے متعلق کے حال واقع ہوا ہے ای مصحوبۃ بنعمۃ اللہ یعنی چلتی ہین اس حال مین کہ اللہ کی نعمت کو لیے ہوے ہین لیریکم من آیاتہ حرف من تبعیض کا ہے یعنی تاکہ دکھاوے تمکو اپنی بعض نشانیان یحیی بن سلام نے کہا وہ چلنا ہے جہازون کا دریا مین ساتھہ ہوا کے آیین شجرہ نے کہا من آیاتہ سے مراد اللہ پاک کی قدرت ہے جس کا وہ مشاہدہ کرتے ہین نقاش نے کہا وہ رزق ہی جو اللہ تعالی دریا سے اون کو دیتا ہے جملہ ان فی ذلک الآیہ تعلیل ہے ماقبل کی یعنی دریا مین جہازون کے چلنے کو دیکھنا چاہیے اور ضرور اوس مین غور وفکر کرنی چاہیے اس لیے کہ بیشک اس مین البتہ آیات عظیم وعبرتہای فہیم ہین واسطی ہر اوس شخص کے جس کو صبر بلیغ وشکر کثیر ہے اللہ کے معاصی سے صبر کرتا ہی اپنے نفس کو اون کے ارتکاب سے روکتا ہے اور اوس کی نعمتون کا شکر کرتا ہے یہ دونون مومن کی صفتین ہین ایمان کے دو حصے ہین نصف ایمان

شکر ہے اور نصف صبر پس گویا یون فرمایا ہے کہ اس مین البتہ نشانیان ہین واسطے ہر مومن
کے باین طور کہ اپنی نفس کو برانگیختہ و آمادہ کرتا ہے غور و فکر کرنے پر اس بات مین کہ دیکھو
ڈوبا نہین بلاد دور دست کی طرف چلا اطراف بعید کا سیر کیا آنے جانے مین چلنا دونون
سے کبھی ایک ہی ہوا سے اللہ پاک نے ہمارے باپ نوح علیہ السلام کو نجات دی اور
اپنی خلق مین سے جس کو چاہا بچا لیا اور سارے زمین والون کو ڈبا دیا اس کے سوا اور اپنے
حالات و امور و افعال و صنائع مین سوچ کرتا ہے کا نظلل کے یہ معنی ہین کہ مثل پہاڑون کے
جو سایہ کرتے ہین اوسپر جو اون کے نیچے ہوتا ہے موج کی تشبیہ دی ہے بوجہ اوس کی
بڑائی کے ساتھہ اوس شی کے جو انسان پر سایہ کرتی ہے پہاڑ ہو یا بدلی یا ان کی سوا اور کہیہ
رہی یہ بات کہ موج کی تشبیہ دی ظلل سے حالانکہ موج واحد ہے اور ظلل جمع سو اسکی یہہ
وجہ ہے کہ موج چونکہ شیئاً فشیئاً آتی ہے ایک شے کے بعد شے اور ایک ایک پر چڑھتی ہے
باین معنی اوس مین جمعیت ہو گئی کسی نے کہا کہ موج جمع کے معنی مین ہے کیونکہ وہ مصدر
ہے اصل موج کی حرکت و ازدحام ہے اسی معنی سے یہ محاورہ ہے ماج البحر و ماج الناس
یعنی موج زن ہوا دریا اور موج زن ہوے لوگ جبکہ دریا مین موجون کی کثرت ہوتی ہے
اور لوگون کا ازدحام ہوتا ہے ایک دوسرے مین خلط ملط ہوتے ہین باہم کشمکش ہوتی
ہے اور گھمسان اور خچا خچ جس طرح کہ لڑائیون مین یا میلے ٹھیلے مین مشاہدہ ہوتا ہے
بالجملہ محمد بن الحنفیہ رضے اللہ عنہ نے کا نظلال پڑہا ہے جمع ظل کی مطلب یہ ہے کہ دریا مین
جس وقت اون کو موجین مثل پہاڑون کے یا بدلیون کے ڈہانک لیتی ہین تو اوس وقت
نرے اللہ وحدہ لاشریک لہ کو پکارتے ہین اپنی اخلاص مین اوس کے غیر پر اعتماد نہین
کرتے ہین کیونکہ وہ جانتے ہین کہ غیر اوس کا نہ ضرر پہنچاتا ہے نہ نفع دیتا ہے لیکن اون کی
طبیعتون پر عادات و تقلید اموات غالب ہو جاتے ہین پھر جب ایسی ہولناک حالت
مین پڑتے ہین تو اللہ پاک کی وحدانیت و یکتائی کا اعتراف کرتے ہین اور جس بلا و مصیبت
مین پڑ گئے ہین اوس سے خلاصی و سلامتی چاہنے کو اپنا دین خالص اللہ سبحانہ کے واسطے
کرتے ہین اس لیے کہ جو سختیان اون پر ناگہان آ پڑین اون کی وجہ سے خواہش و تقلید

آبای ضالین جو کہ فطرت ایمانی سے نزاع کیا کرتے تھے وہ زائل ہوگئی تو وہی فطرت عود کر آئی اب لگے خالص اللہ پاک کو پکارنے کہ ای ہمارے سچے پالن ہار ہم تجھی کو پوجین گے کسی کو تیرا شریک نکرین گے تو ہمکو اس آفت سے بچا لے چونکہ اللہ پاک اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے اور اخلاص و توحید پسند کافر بھی اخلاص سے دعا کرے تو قبول فرما لیتا ہے اس لیے اون کی دعا قبول کی اور اوس مصیبت سے نجات دی پھر جب اون کو دریا سے خشکی کی طرف بچا لایا تو دو قسم ہو گئے پس اونمین سے ایک قسم تو مقتصد ہوئے یعنی عادل وفا کرنے والے خشکی مین عہد اخلاص دین کے جسپر دریا مین اللہ پاک سے عہد کیا تھا اوس عہد پر باقی رہے بعد اس کے کہ اللہ سبحانہ نے دریا کے ہول سے اونکو نجات دی اور خشکی کی طرف صحیح وسالم اون کو نکال لایا حضرت حسن نے فرمایا مقتصد کے معنی ہین مومن لمتک کرنے والا ساہتہ توحید و طاعت کے مجاہد نے کہا کہ مقتصد قول مین اضمار کرنے والا واسطے کفر کے امام رازی نے کہا مقتصد توسط کرنے والا درمیان سابق بالخیرات کے اور ظالم لنفسہ کے یہ وہی ہے جس کی بدیان اور نیکیان برابر ہوئین کسی نے کہا کہ متوسط درمیان کفر و ایمان کے کیونکہ کچھ انزجار تو اوس کو ہو گیا اور بعض اونمین سے اپنے کفر پر باقی رہے اس لیے کہ اونمین کے بعض سخت تر تھے قول مین اور بزرگتر تھے افراد مین بعض سی اولیٰ وہی قول ہے جو اول ذکر ہو چکا ہے اور عبارت مین حذف ہوگا تقدیر یہ ہوگی فمنہم مقتصد ومنہم کافر اس محذوف پر یہ قول دال ہے وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَا اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کفور یعنی بعض اونمین سے وہ ہین کہ عہد کو پورا کیا اور بعض وہ ہین کہ جو عہد کیا تھا اوس کو وفا نہ کیا انکار نہین کرتا ہے ہماری آیتون کا مگر ہر ختار کفور کیونکہ اوس نے عہد فطری کو توڑ ڈالا اور جس بات پر دریا مین تھا اوس کو ترک کیا یہہ دو لفظ صبار شکور کے مقابلے مین فرمائے ہین ختار صبار کے مقابلے مین ہے جس طرح کہ کفور مقابلے مین شکور کے ہے ختر کہتے ہین بدتر و قبیح تر غدر کو اسی معنی سے اعشیٰ کا یہہ قول ہے ؎

بالاَبْلَقِ الفَرْدِ مِنْ تَیْمَاءَ مَنْزِلُہٗ	حِصْنٌ حَصِینٌ وَجَارٌ غَیْرُ خَتَّارِ

لہ ابلق ایک حصار کا نام ہے مثل مین ہے اعز من الابلق یہ دو قلعے ہین زباء ملکہ جزیرہ نے انکا قصد کیا تھا پھر جب اوسکو اون پر قدرت نہوئی تو اوس نے انکی تعمیر درست کی کہتے ہین اور ایک موضع کا نام ہے یعنی اوسکی منزل تیماء کی ایک فرد دیکھتا ہین وہ ایک محکم و استوار قلعہ ہے اور بڑی بلند عمارت ہے غرض یہ ہے کہ محبوب ایسی ایک محفوظ جگہ مین ہے کہ اوسکا فنا ہونا دشوار ہے ۱۲ منہ

جوہری نے کہا ختر بمعنی غدر ہے محاورے مین بولتے ہین ختره فهو ختّار ای غدّار ماوردی
نے کہا یہ قول ہے جمہور کا ابن عطیہ نے کہا کہ ختار بمعنی جاحد ہے یعنی منکر جحد آیات انکار
آیات ہے کفور عظیم الکفر بنعم اللہ سبحانہ یعنی بڑا ناشکری کرنے والا اللہ کی نعمتون کا حضرت
ابن عباس نے فرمایا ختّار بمعنی جحّاد یعنی بڑا منکر کہا ہے کہ یہ آیت حق مین عکرمہ بن ابی جہل
کے نازل ہوئی قصہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے سال مین وہ دریا کی طرف بھاگا پس اون کو ایک
باد تند آئی تو عکرمہ بولا البتہ اگر نجات دی ہمکو اللہ نے اس سی تو البتہ مین رجوع کرونگا طرف
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور البتہ رکھدونگا اپنا ہاتھہ اون کے ہاتھہ مین پس وہ ہوا
تہم گئی اور عکرمہ لوٹ آیا طرف مکے کے پھر مسلمان ہوا اور اوس کا اسلام اچھا ہوا ذکرہ
الخازن مراد مقتصد سے عکرمہ ہوا کیونکہ اوسنے عہد کو وفا کیا یا ایها الناس اتقوا ربکم
واخشوا یوما لا یجزی والد عن ولده ولا مولود هو جاز عن والده شیئا
ان وعد الله حق فلا تغرنکم الحیوة الدنیا ولا یغرنکم بالله الغرور
ای لوگو بچتے رہو اپنے رب سی اور ڈرو اوس دن سے کہ کام نہ آوے کوئی باپ اپنے
بیٹے کے اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آوے اپنے باپ کی جگہہ کچھہ بیشک اللہ کا وعدہ ٹھیک
ہے سو تمکو نہ بہکاوے دنیا کا جینا اور نہ دہوکا دے تمکو اللہ کے نام سے وہ دغاباز
ف یعنی شیطان دہوکا دے کہ اللہ غفور رحیم ہے اور دنیا کا جینا بہکاوے کہ جسکو
یہان بھلا ہے اوس کو وہان بھی بھلا ہے انتہی ف اللہ پاک روز معاد سے
لوگون کو ڈراتا ہے اور اپنے تقوے کا اور خود سے ڈرنے کا اور روز قیامت سے
خوف رکھنے کا اون کو امر فرماتا ہے جس جگہہ کہ کوئی اپنے بیٹے کے کام نہ آئیگا یعنی اگر
باپ چاہے کہ اپنی جان اوس کے بدلے مین دے تو یہ بات اوس سے مقبول نہوگی
اسی طرح اگر بیٹا چاہے کہ اپنی جان باپ کے عوض مین دے تو یہ امر اوس سی مانا نجائیگا
پھر اون کو وعظ کرنا شروع کیا کہ فلا تغرنکم الحیاة الدنیا یعنی دنیا کا جینا تمکو مشغول نکرے غفلت
مین نہ ڈالے کہ اوس مین مطمئن ہو کر آخرت سے غافل ہو جاؤ ولا یغرنکم بالله الغرور
یعنی شیطان یہ قول حضرت ابن عباس ومجاہد وضحاک وقتادہ کا ہے کیونکہ شیطان

ابن آدم کو وہوکا دیا کرتا ہے اور اوسے وعدے اور تمنائین دیتا ہے حالانکہ اسمین سے
کچھ بھی نہین ہے کما قال سبحانہ وتعالی یعدھم ویمنیھم وما یعدھم الشیطان
الا غرورا و **وہب بن منبہ** کہتے ہین عزیر علیہ السلام نے فرمایا جبکہ مین نے
اپنی قوم کی بلا دیکھی تو میرا حزن شدید ہوا اور میرا ہم یعنی غم کثیر ہوا اور میری نیند بیدار
ہوگئی یعنی جاتی رہی مارے رنج کے پھر مین نے اپنے رب سے تضرع وزاری
کی اور نماز پڑہی روزہ رکھا پس مین اوس تضرع مین رو رہا تہا کہ اوس وقت میرے
پاس فرشتہ آیا تو مین نے اوس سے کہا تو مجھے خبر دے کہ آیا مصدقین کی روحین
شفاعت کرینگی واسطے ظالمون کے یا باپ اپنے بیٹون کے واسطے وہ بولا بے شک
قیامت مین فصل قضا ہے اور ملک ظاہر ہے اوسمین حضت نہین ہے کلام نہ کرے گا
اوسمین کوئی مگر رحمن کے اذن سے اور نہ پکڑا جائیگا اوسمین باپ طرف سے اپنے بیٹے
کے اور نہ بیٹا طرف سے اپنے باپ کے اور نہ بہائی طرف سے اپنے بہائی کے اور نہ
غلام طرف سے اپنے مالک کے ولا یہتم احد بہم غیرہ ولا یحزن الحزنہ یعنی نہ غمگین ہوگا
کوئی اپنے غیر کے غم سے اور نہ رنجیدہ ہوگا اوس کے رنج سے اور نہ کوئی اوسپر رحم کریگا
ہر ایک مشفق وخائف ہوگا اپنے نفس پر اور نہ پکڑا جائیگا کوئی انسان طرف سے کسی انسان
کے کل یہمہ شانہ ویکی عولہ ویحمل وزرہ ولا یحمل وزرہ معہ غیرہ رواہ ابن ابی حاتم یعنی ہر ایک
کو اپنی فکر مہموم کریگی اور روئیگا اپنے بوجہہ کو اور اوٹہائیگا اپنے بار کو اور نہ اوٹہائیگا اوسکی
بوجہہ کو ساتہہ اوس کے غیر اوسکا روایت کیا اس کو ابن ابی حاتم نے کذا فی ابن کثیر **فتح**
البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ لا یجزی کے معنے لا یغنی ولا یقضی ہین یعنی
کفایت نکریگا اور ادا نکریگا کوئی باپ اپنے بیٹے سے کچھ اور نہ کسی وجہ سے منجملہ وجوہ
نفع کے اوس کو کچھ نفع پونہچائیگا کیونکہ وہ خود اپنے نفس کے ساتہہ مشغول ہوگا اوسے
اپنی پڑی ہوگی ولا مولود مبتدای اول ہے اور ہو مبتدای ثانی جازعن والدہ شیئا اسکی
خبر پھر یہ جملہ خبر ہے مولود کی چونکہ مولود نکرہ سیاق نفی مین واقع ہوا ہے اس لیے اوس کا
مبتدا ہونا جائز ہوا یا یون کہو کہ ولا مولود معطوف ہے والد پر اور جملہ ہو جاز صفت ہے

ف اون کو وعدہ دیتا ہے اور اون کو توقعین بناتا ہے اور جو توقع دیتا ہے اونکو شیطان سوا بہ دغلے ہے ۱۲

مولود کی کلمۂ شیئاً مین تجزی و جاز کا تنازع ہے ہر ایک کہتا ہے کہ وہ میرا مفعول ہو سو
اس کا فیصلہ یہ ہوگا کہ اوس کو جاز کا مفعول ٹہیرا دین گے اور یجزی کے واسطے ایک
شیئاً اور مقدر کر دین گے جیسا کہ محلی نے کیا ہے تو تنازع کا فیصلہ ہو چکا اب رہی یہ بات
کہ یہ دونون جملے کیا ہین ماقبل سے ان کو کیا رشتہ ہے سو رشتہ یہ ہے کہ کلمۂ یوما کی
صفت ہین اور کلمۂ فیہ دونون مین بعد ولد اور والدہ کے مقدر ہے طرز کلام یہ ہے
کہ یون ہوتا ولا ولد عن والدہ مگر یون نہ کہا اور کلام کے طور کو بدلکر کئی تاکید ون سے
اوس کو موکد کیا اول تو جملۂ اسمیہ کہ فعلیہ سے موکد تر ہے کیونکہ دوام و استمرار پر دلالت
کرتا ہے دوسرے کلمۂ ہو کا کہ ضمیر فصل ہے تیسرے کلمۂ مولود کا گویا اس جملے کو سراپا تاکید
کر دیا سو اس کا یہ سبب ہے کہ خطاب آیت مین مومنین کو ہے اور اون کے باپ دادے
کفر پر مر چکے تھے تو اونہون نے یہ طمع کی کہ آخرت مین شفاعت کر کے اون کو نفع پونہچا ئینگے
پس اللہ پاک نے چاہا کہ اس خیال سی بالکل اون کی طمع قطع کر دیجاے اس لیے بیٹے
کے باپ کے کام نہ آنے کو بڑے دھوم دھام سے ذکر فرمایا دوسری یہ ہے کہ جب باپ
باوجود فرط شفقت کے بیٹے کے کام نہ آئیگا تو بیٹا تو بطریق اولی کسی طرح بھی کام نہ آئیگا
کیونکہ اوس کو وہ شفقت و مہر باپ سے نہین ہے جو باپ کو بیٹے سے ہے لفظ مولود
مین جو تاکید ہے وہ یہ ہے کہ اگر اون مین کا کوئی شخص اپنے حقیقی و قریب باپ کے
واسطے شفاعت کریگا تو اوس کی شفاعت مقبول ہوگی پر دادا پر دادا وغیرہ کے
واسطے شفاعت کرنے کا کیا ذکر ہے کیونکہ ولد کا کلمہ بیٹے پر اور بیٹے کے بیٹے پر بولا
جاتا ہے بخلاف مولود کے کہ یہ وہی بیٹا ہے جو بطن سے پیدا ہوا ہے کذا فی الکشاف
غرضکہ اللہ پاک نے قرابات مین دو فرد دین ذکر فرمائی ہین یعنی باپ اور بیٹا انمین سے
ایک کو دوسرے پر غایت درجے کی شفقت و مہر ہوتی ہے جب یہی ایک دوسرے
کے کام نہ آئین گے تو ان کے سوا اور رشتہ دار بالاولی کام نہ آئین گے پھر اجنبی
لوگون کا تو کچھ ذکر ہی نہین ہے نیز اس آیت مین ایک بات یہ ہے کہ اعلے سے ادنی
پر اور ادنی سے اعلی پر تنبیہ کی ہے سو دنیا مین والد اپنے بیٹے کے کام آتا ہے

ماری کمال شفقت کے اور بیٹا باپ کے کام آتا ہے اس لیی کہ باپ کا بیٹے پر تربیت
وغیرہ کا حق ہے پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر انسان نفسی نفسی پکاریگا اوسکو نہ کسی
قریب کی فکر ہوگی نہ کسی بعید کا غم حضرت ابن عباس نے فرمایا کل امرئ تہمہ نفسہ یعنی ہر
آدمی کو اوس کا نفس ہی ہم و فکر مین ڈالیگا اللھم اجعلنا ممن لا یرجو سواک ولا یعول علے
غیرک آمین کسی نے لایجزی پڑہا ہے آجزی افا اغنی سے ان وعد اللہ حق
یعنی بے شک اللہ کا وعدہ بعث وغیرہ کا حق ہے خلاف نہوگا پس جس خیر کا اوس نے
وعدہ کیا ہے اور جس شر کی اوس نی وعید سنائی ہے تو وہ ضرور ہونے والا ہے
فلا تغرنکم الحیاۃ الدنیا الآیہ یعنی تم کو دہوکا ندے زندگی دنیا کی اور اوس کی
زینتین اسلام و اعمال صالح سی کیونکہ حیات دنیا اور اوس کی زینت و رونق زائل و
ذاہب و فانی ہونے والی ہے جمہور نے غرور بفتح غین پڑہا ہے مراد شیطان ہے
یعنی وہ تمکو یہ دہوکہ ندے کہ توبہ و مغفرت کی تم سے تاخیر کرادے پھر تمکو معاصی پر
دلیر کردے یہ اوسی کی شان ہے کہ خلق کو دہوکہ دیا کرتا ہے باطل باطل بیکار خالی آرزو
تمنائین اون کے جیون مین ڈالتا رہتا ہے آخرت سے غافل کرتا ہے راہ حق سی
اون کو روکتا ہے سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ معاصی کر رہا ہے اور مغفرت کی تمنا
کرتا ہے سماک بن حرب و ابو جیوہ و ابن سمیفع نے بضم غین پڑہا ہے مصدر غر غرا
کا یہ بھی جائز ہے کہ مصدر ہو اور شیطان کی صفت واقع ہو بطور مبالغہ کے باللہ کے
یہ معنی ہین کہ بسبب اللہ کے یا بسبب حلم و امہال اللہ کے ان اللہ عندہ علم الساعۃ
وینزل الغیث ج ویعلم ما فی الارحام ط وما تدری نفس ماذا تکسب
غدا ط وما تدری نفس بای ارض تموت ط ان اللہ علیم خبیر ۝ اللہ جو
ہے اوسی پاس ہے قیامت کی خبر اور اوتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ہے ماں کے
پیٹ مین اور کوئی جی نہین جانتا کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا کس زمین مین مریگا
تحقیق اللہ ہے سب جانتا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ مفاتیح
غیب ہین یعنی غیب کی کنجیان جن کی علم کے ساتھہ اللہ سبحانہ مستاثر ہے انکو کوئی نہین

جانتا ہے مگر بعد اسکی کہ اللہ تعالی اون کا اعلام کرے پس قیامت کے وقت کا ایسا
علم ہے کہ اوس کو نہ کوئی نبی مرسل جانتا ہے نہ کوئی ملک مقرب ظاہر نکریگا اوس کو اوس کے
وقت مین مگر وہی اسی طرح مینہ کا اوتارنا ہے کہ اوس کو نہین جانتا ہے مگر اللہ لیکن جس
وقت اوس کا امر فرماتا ہے تو جو فرشتے اوسپر مقرر ہین اوس کو جان لیتے ہین اور وہ
شخص جس کو اللہ چاہے اپنی خلق سے اسی طرح نہین جانتا ہے سوا اللہ کے کوئی اوس
شے کو جو رحمون مین ہے جس کے پیدا کرنے کا اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے لیکن جس وقت
اوس کے مذکر یا مونث یا شقی یا سعید ہونے کا امر فرماتا ہے تو جو فرشتے اوس پر
موکل و مقرر ہین اوس کو جان لیتے ہین اور وہ شخص جس کو اللہ چاہے اپنی خلق سے
اسی طرح کوئی نفس نہین جانتا ہے کہ کل کیا کریگا اپنی دنیا و آخرت مین اور نہین جانتا
ہے کوئی جی کہ کس زمین مین مریگا اپنے شہر مین یا اوس کے سوا کسی اور شہر مین اللہ کے
شہرون سے کسی کو اس کا علم نہین ہے یہ آیت کریمہ اس آیت کے مشابہ ہے وعندہ
مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو الآیہ ست مطہرہ مین ان پانچون باتون کا نام مفاتیح الغیب
وارد ہوا ہے **امام احمد** نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کیا ہے عبداللہ کہتے
ہین مین نے اپنے والد بریدہ کو سنا وہ کہتے تھے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے خمس لا یعلمہن الا اللہ عز وجل ان اللہ عندہ علم الساعۃ
الآیہ ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجوہ یعنی پانچ چیزین ہین کہ نہین
جانتا ہے مگر اللہ عزوجل **۲ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ** امام احمد نے
اون سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مفاتیح
الغیب خمس لا یعلمہن الا اللہ ان اللہ الآیہ انفرد باخراجہ البخاری فرواہ
فی کتاب الاستسقاء فی صحیحہ عن محمد بن یوسف الفریابی عن سفیان
بن سعید الثوری بہ ورواہ فی التفسیر من وجہ آخر بسندہ ان عبداللہ
بن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفاتیح الغیب خمس
ثم قرأ ان اللہ الآیہ انفرد بہ ایضا ورواہ الامام احمد عن ابن عمر

اور اوس کی پاس
سبان مین غیب کی اونکے
نہین جانتا اوس کے سوا
اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور
دریا مین اور نہین ہوتا
کوئی پات جو وہ نہین
جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین
کے اندھیرون مین اور نہ
ہرا یا سوکھا جو نہین کوئی
کتاب مین ۱۲

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اوتیت مفاتیح کل شیء الا الخمس
ان اللہ الایہ یعنی مجھی ہر چیز کی کنجیان دی گئی ہین مگر پانچ وکذا رواہ عن محمد بن
جعفر عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ بہ وزاد فی اٰخرہ قال قلت لہ انت سمعتہ
من عبد اللہ قال نعم کثر من خمسین مرۃ ورواہ ایضا عن وکیع عن
مسعر عن عمرو بن مرۃ بہ وھذا اسناد حسن علی شرط السنن ولم یخرجوہ

۳ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری نے اوسسے روایت
کیا ہی کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہونے والے تھے واسطے
لوگون کے اوس وقت ایک شخص چلتا ہوا آپ کے پاس آیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ
کیا ہے ایمان فرمایا ایمان یہ ہے کہ ایمان لائے تو اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر
اور اوس کی کتابون پر اور اوس کے رسولون پر اور اوس کے ملنے پر اور ایمان لائے تو
بعث آخر پر عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہے اسلام فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو پوجے اللہ کو
اور شریک نکرے تو ساتھ اوس کے کسی شی کو اور کھڑی رکھے تو نماز اور دیوے تو
زکوۃ مفروضہ اور روزے رکھے تو رمضان کے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہے احسان
فرمایا احسان یہ ہے کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اوسے دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اوسے
نہین دیکھتا ہے تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہے فرمایا
نہین ہے مسئول عنہ دانا تر سائل سے لیکن مین تجھ سے اوس کی نشانیان بیان کیے دیتا ہون
جس وقت کہ جنے لونڈی اپنے صاحب کو سو یہ اوس کی نشانیون سے ہے اور جس وقت
ننگے پانون ننگے بدن والے لوگون کے سردار ہون سو یہ اوس کی نشانیون سے ہے
پانچ چیزون مین جن کو جانتا نہین ہے مگر اللہ ان اللہ عندہ الایہ پھر وہ شخص چلا گیا
تو آپ نے فرمایا رُدُّوْہُ عَلَیَّ یعنی اوس کو میرے پاس پھیر لاؤ فَاَخَذُوْا لِیَرُدُّوْہُ یعنی لوگون نے
تلاش شروع کی تاکہ اوسے پھیر لائین سو کچھ نہ دیکھا پس آپ نے فرمایا یہ جبریل آیا تھا
تاکہ لوگون کو اون کا دین سکھائے ورواہ البخاری ایضا فی کتاب الایمان و
مسلم من طرق عن ابی حیان بہ وقد تکلمنا علیہ فی اول شرح البخاری و

ذکرنا تمحدیث امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ف
ذلک بطولہ وھو من افراد مسلم ۴ **حدیث حضرت ابن عباس**
رضی اللہ عنہما امام احمد نی اون سی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم ایک مجلس مین بیٹھے پس آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے بیٹھے اپنی دونون ہتیلیان رکھے ہوئے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنون پر پھر کہا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو تابع کرے اپنا موہنہ واسطے اللہ عزوجل کے اور گواہی
دیوے اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ وحدہ لاشریک لہ اور بی شک محمد
اوس کا بندہ ہے اور اوس کا رسول ہے کہا پھر جب مین نی یہ کرلیا تو مقرر مین اسلام لایا
فرمایا جس وقت تو نے یہ کرلیا تو بی شک تو مسلمان ہوگیا کہا یا رسول اللہ پھر آپ مجھ سی
بیان کرین کہ ایمان کیا ہے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور پچھلی دن پر اور
فرشتون پر اور کتاب پر اور نبیون پر اور ایمان لائے تو مرنے پر اور جینے پر بعد موت کے
اور ایمان لائے تو جنت و نار و حساب و میزان پر اور ایمان لائے تو قدر پر اوس کے کل پر
اوس کے خیر و شر پر کہا پھر جس وقت مین نے یہ کرلیا تو مین ایمان لے آیا فرمایا جس وقت
تو نے یہ کرلیا تو مقرر تو مومن ہوگیا کہا یا رسول اللہ آپ مجھ سی بیان کرین کہ احسان کیا
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو عمل کرے واسطے اللہ
کے گویا تو اوسی دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اوس کو نہین دیکھتا ہے تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے
کہا یا رسول اللہ پھر آپ مجھ سے بیان کرین کہ قیامت کب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پانچ مین نہین جانتا ہے اون کو مگر وہ ان اللہ عندہ الآیہ
ولکن ان شئت حدثتک بمعالم لہا ودون ذلک یعنی ولیکن اگر تو چاہے تو مین اوس کی کچھ
علامتین بیان کردون جو اوس کے ورے ہونگی اوس شخص نے کہا یا رسول اللہ فحدثنی
یعنی آپ کو اون کا علم ہے تو مجھ سی بیان کردیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا اذا رایت الامۃ ولدت ربتہا او ربتہا یعنی جس وقت دیکھے تو لونڈی کو کہ جنے

اپنی صاحب کو ورایت اصحاب البنیان یتطاولون فی البنیان ورایت
الحفاۃ الجیاع العالۃ رؤس الناس فذلک من معالم الساعۃ واشراطھا
قال یارسول اللہ ومن اصحاب البنیان الحفاۃ الجیاع العالۃ[۹] قال العریب[۹۲]
حدیث غریب ولم یخرجوہ **فائدہ** کاتب الحروف عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ رب کے
معنی لغت مین مالک وسید ومربی ومدبر ومتمم ومنعم کے ہین اللہ کے سوا غیر پر بیون اضافت
کے نہین بولا جاتا ہے مگر نادر مراد یہان مولی ومالک ہے یعنی بسبب کثرت سبی[۹۳] وظہور نعمت
کے لونڈیون کی کثرت ہوگی تو لونڈی اپنے مالک کے لیے بچا جنے گی پس وہ بچا
لونڈی کے لیے مثل مولی کے ہوگا کیونکہ حسب مین مثل اپنے باپ کے ہے یا یہ معنی ہین
کہ لونڈیان بادشاہون کو جنین گی تو مان منجملہ رعایا ہو جائیگی یا یہ کنایہ ہے فساد زمان سے
بسبب کثرت امہات اولاد کے پس اون کے مالک باہم اون کا نوبت بنوبت دور کرینگے
تو ایسا اتفاق پڑجائیگا کہ آدمی اپنی مان کو خرید لیگا اور اوسے خبر نہوگی یا یہ کنایہ ہے
اولاد کی نافرمانی سے کہ بیٹا اپنی مان سے ویسا معاملہ کریگا جیسا کہ مالک اپنی لونڈی سے
کیا کرتا ہے ذلیل کرنے مین اور گالی گلوچ دینے برا بھلا کہنے مین رتہا جو بتای تانیث
آیا ہے سو مراد اوس سی نسمۃ یعنی جان وروح ہے تاکہ مذکر ومونث دونون کو شامل ہو
کسی نے کہا کہ یہ اشارہ ہے طرف قوت اسلام کے اس جہت سے کہ سبی کی کثرت
ہوگی بیٹا مثل مالک کے ہوگا کیونکہ آدمی کا مال آخر کو اوس کے بیٹے ہی کا ہوتا ہے اور
فی الحال بہی باپ اوس کو اذن دے تو اوس کا ہو جاتا ہے سو یہ قیامت کی علامت
ہوا اس لیی کہ ہر کمال کے پیچھے زوال لگا ہوا ہے ؎

نہ بیٹھ پھولکی یون شاخ گل پہ ای بلبل	کہ دم کے پیچھے لگی ہے خزان بہار کی تہ

کسی نے کہا کہ بسبب فساد زمان کے ام ولد کی بیع بکثرت ہوگی تو اوس کا لوٹ پھیر مشرکون
کے ہاتھون مین بہت ہوگا یہان تک کہ مان کو اوس کا بیٹا خرید لیگا اور اوسے خبر نہوگی
بجای ربہا کے بعلہا بہی مروی ہے بعل کے معنی مالک کے ہین یا خاوند عورت کے
اس کے یہ معنی ہون گے کہ لونڈیون کی بیع بکثرت ہوگی یہان تک کہ آدمی اپنی مان سے

[۹] عالۃ جمع عائل یعنی فقیر ۱۲
[۹۲] صحیح معرب نہایہ
اصل پر لکہا ہے تو لا العریب
کنایا بالفتح الی یا پیدا و
حرر انہی معلوم ہوتا ہی
کہ عریب بفتحتین مجہول
یعنی مسافر دیہاتی خلاف
شہری ۱۲ [۹۳] یعنی قیدی
بہت ہونے سے فقر و
آسودگی بہت ہوگی ۱۲ منہ

نکاح کریگا ایک نشانی تو یہ ہوئی دوسری یہ ہے کہ دیکھے تو مکان والون کو کہ باہم فخر کرینگے
مکان کے طول و بلندی مین مثلاً ایک کہیگا کہ میرا مکان لنبا و بلند ہے دوسرا کہے گا کہ
میرا اوس سے اونچا اور بڑا ہے غرض یہ ہے کہ دنیا کی رونق و تازگی مین خوب غرقاب
ہوجائین گے مکانون کی لنبائی و اونچائی مین ایک دوسرے پر فخر کرین گے اور دیکھے
تو ننگے پانون والون بھوکون محتاجون کو سردار لوگون کے پس یہ ہے قیامت کی
علامتون سے کہا یا رسول اللہ کون ہین ننگے پانون والے بھوکے محتاج فرمایا غریب
مجمع مین بذیل شرح حدیث کہا ہے یعنی جنگل کے لوگ جن کے پاس نہ لباس تھا نہ حوتیان بلکہ
اونٹون کے بکریون کے چرانے والے تھے یہ لوگ شہرون مین توطن کرین گے اور اونچی
اونچے محل بنائین گے **۵ حدیث** ایک شخص کی بنی عامر سے عن ربعی بن حراش
امام احمد نے بنی عامر کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ اوسنی نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر اذن طلب کیا فقال استلج فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لخادمہ اخرجی الیہ فانہ لا یحسن الاستئذان فقولی لہ فلیقل السلام
علیکم ادخل یعنی پس اوس شخص نے کہا کیا مین داخل ہوؤن تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے اپنی خادمہ سے فرمایا تو اوس کی طرف نکل کیونکہ اچھی طرح اذن طلب کرنا نہین
جانتا ہے تو اوس سے کہہ کہ وہ یون کہے السلام علیکم کیا مین داخل ہوؤن وہ شخص کہتا ہے
کہ مین نے آپ کو سنا کہ یہ فرما رہے ہین تو مین نے کہدیا السلام علیکم کیا مین داخل ہوؤن
پس آپ نے اذن دیا تو مین داخل ہوگیا پھر مین نے عرض کیا کہ آپ ہمارے پاس کیا شی
لیکر آئے ہین فرمایا مین تمہاری پاس نہین لیکر آیا مگر خیر مین تمہارے پاس آیا ہون کہ تم یہ چو
اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کو اور چھوڑ دو لات و عزّیٰ کو اور پڑھو رات دن مین پانچ نمازین اور
روزے رکھو برس مین سے مہینا پھر کے اور حج کرو بیت اللہ کا اور لو تم زکوٰۃ کو مال سے
اپنے آسودہ لوگون کے پھر رد کرو اوسکو اپنے محتاجون پر راوی کہتا ہے پھر اوس شخص
نے کہا پس آیا باقی رہی علم سے کوئی شی جس کو تو نہین جانتا ہے فرمایا مقرر سکھائی ہے
مجھکو اللہ عزوجل نے خیر اور بیشک علم سے وہ شی جس کو جانتا نہین ہے مگر اللہ عزوجل

سلج صحیح مصری حدیث
اصل پر لکھا ہے قولہ
استلج کذا بالنسخ التی بایدینا
وفی نسخۃ صحیحۃ من
مسند احمد بن حنبل
کما فی النہایۃ
کذا فی نسخۃ
ہی تصحیف
فی الحقیقۃ من الاتلاج
بمعنی الدخول
کما توہم
اس کی شکل اسلج کی ہوگی
۱۲ منہ

پانچ چیزین ہین ان اللہ عندہ الآیہ باسناد صحیح ہی ۶ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت
کیا ہے کہ ایک شخص آیا اہل بادیہ سے تو اوس نے کہا میری عورت حاملہ ہے وہ کیا جنی گی
اور ہماری بلاد خشک و بی نبات ہین پس تو مجھے خبر دے کہ مینہہ کب نازل ہوگا اور مین
جان چکا ہون کہ کب پیدا ہوا ہون سو تو مجھے خبر دے کہ مین کب مرونگا اسپر اللہ عزوجل
نے یہ آیت نازل فرمائی ان اللہ عندہ الآیہ ۷ مجاہد نے کہا وہ مفاتیح غیب ہین جن کا اللہ پاک
نے فرمایا ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو الآیہ رواہ ابن ابی حاتم
وابن جریر ۸ شعبی نے عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت کیا ہے
فرمایا جو شخص تجھ سے یہ بیان کرے کہ وہ جانتا ہے اوس شی کو جو کل ہوگی تو مقرر اوس نے
جھوٹ کہا پھر یہ آیت پڑہی وما تدری نفس ماذا تکسب غدا قولہ تعالی وما تدری
نفس بای ارض تموت قتادہ نے کہا اشیا ہین یعنی یہ کئی چیزین ہین جن کے ساتھ
اللہ مستاثر ہوا ہے پس اون پر مطلع نہین کیا کسی مقرب فرشتے کو نہ کسی نبی مرسل کو
ان اللہ عندہ علم الساعۃ سو کوئی نہین جانتا ہے لوگون مین سے کہ قیامت کب قائم
ہوگی کون سے برس مین یا کون سے مہینے مین یا رات مین یا دن مین وینزل الغیث
سو کوئی نہین جانتا ہے کہ مینہہ کب نازل ہوگا رات کو یا دن کو ویعلم ما فی الارحام پس
کوئی نہین جانتا ہے کہ رحمون مین کیا ہے نر ہے یا مادہ سرخ ہے یا سیاہ اور وہ کیا ہی
وما تدری نفس ماذا تکسب غدا آیا خیر یا شر اور ای ابن آدم تو نہین جانتا ہے کہ کب مرگیا
شاید تو کل ہی مردہ ہو شاید تو کل مصاب ہو وما تدری نفس بای ارض تموت یعنی کوئی
لوگون مین سے نہین جانتا ہے کہ کہان اوس کا مضجع ہے یعنی خوابگاہ زمین سے یا
دریا مین یا جنگل مین یا نرم زمین مین یا پہاڑ مین حدیث شریف مین آیا ہے جس وقت
ارادہ کرتا ہے اللہ کسی بندے کے قبض کرنے کا کسی زمین مین تو کر دیتا ہے واسطے
اوس کے طرف اوس کے کوئی حاجت **حافظ ابو القاسم طبرانی** نی اپنی معجم کبیر مین
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی مسند مین اون سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ٹہیرایا اللہ نے مرنا کسی بندے کا کسی زمین

مین مگر کردی واسطے اوس کے اوس مین کوئی حاجت ۲ **عبد اللہ بن** امام احمد نے رحمہما اللہ تعالی مطر بن عکاش[1] رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اذا قضی اللہ میتۃ عبد بارض جعل لہ الیھا حاجۃ وھکذا رواہ الترمذی فی القدر من حدیث سفیان الثوری بہ ثم قال حسن غریب ولا یعرف لمطر عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر ھذا الحدیث وقد رواہ ابوداؤد فی المراسیل فاللہ اعلم ۳ **امام احمد** نے ابو عزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اذا اراد اللہ قبض روح عبد بارض جعل لہ فیھا او قال بھا حاجۃ وابو عزۃ ھذا ھو یسار بن عبید اللہ ویقال ابن عبد الھذلی ۴ ترمذی کا لفظ ابو عزہ ہذلی سے یہ ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اراد اللہ قبض عبد بارض جعل لہ الیھا حاجۃ فلم ینتہ حتی یقدمھا ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ عندہ الآیہ ۵ حافظ ابو بکر **بزار** نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اذا اراد اللہ قبض عبد بارض جعل لہ الیھا حاجۃ ثم قال البزار وھذا الحدیث لا نعلم احدا یرفعہ الا عمر بن علی المقدمی ۶ **ابن ابی الدنیا** نے کہا سلیمان بن ابی مسیح نے مجھے حدیث کی کہا کہ محمد بن الحکم نے اعشی ہمدان کے یہ شعر مجھے پڑھکر سنائے ؎

فما تزود مما کان یجمعہ	سوی حنوط غداۃ البین مع خرق
وغیر نفحۃ اعواد تشب لہ	وقل ذلک من زاد لمنطلق
لا تاسین علی شیء فکل فتی	الی منیتہ سیار[2] فی غسق
وکل من ظن ان الموت یخطئہ	معلل باعالیل من الحمق
یا بیما بلدۃ تغدو منیتہ	ان لا یسیر الیھا طائعا یسق

حافظ ابن عساکر ترجمۂ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن حارث مین ان شعرون کو لائے ہین

[1] اصل مین ابی ہی طرح ہے لیکن یہ کلام سے ہے بضم عین وفتح کاف وسین مہملہ جیسا کہ خلاصہ مین لکھا ہے مطر کی حجت مین اختلاف ہے ۱۲ منہ

[2] اصل مین ہی طرح ہی مگر صحیح مین ہی اگر قرب ہو تو موزون ہو جاتا ہی واللہ اعلم ہی ہی یا کوئی اور لفظ ہے ۱۲

عبدالرحمن ہمدان کا اعشیٰ ہے شعبی اس کی بہن کے خاوند تھے اور اس کا نکاح شعبی کی بہن
سے ہوا تھا یہ شخص اون لوگون مین سے تھا جنہون نے علم و تفقہ طلب کیا ہے پھر طرف
صناعت شعر کے مائل ہوا تو شعر کے ساتھہ مشہور و معروف ہو گیا اعشی ہمدان لقب پایا
حاصل معنی یہ ہے کہ آدمی جو کچھہ مال و متاع و ساز و سامان دنیا کا جمع کیا کرتا تھا سو اوسمین سے
ساتھہ نہ لیا سوا ان چیزون کے ایک تو حنوط جو خوشبوی مرکب کافور وغیرہ سے ہوتی ہے
دوسرے کفن کے پارچے تیسرے خوشبو عود کی لکڑیون کی جو اوس کے واسطے جلائی
جاتی ہین صبح فراق یعنی موت کے دن سوا ان چیزون کے اور کچھہ ساتھہ نہ لیا چلنے والے
کے واسطے یہ توشہ قلیل ہے تو رنج مت کر کسی شی پر پس ہر جوان اپنی موت کی طرف
تاریکی شب مین تیز چلنے والا ہے ہر شخص جس نے یہ خیال کیا کہ موت اوس سے چوک جائیگی
تو وہ حق و بی و قوی کے بہانون کے ساتھہ بہانہ کرنے والا ہے جس کسی شہر مین اوسکی
موت مقدر کی گئی ہے تو اگر وہ اوس کی طرف مطیع ہو کر نہ چلا یا جائیگا تو زبردستی اوس کو
گھسیٹ کر لیجائین گے ۷ **ابن ماجہ** نے احمد بن ثابت و عمر بن شبہ سے روایت کیا ہے
یہ دونون عمر بن عکرمہ سے مرفوعاً راوی ہین کہ جس وقت ہوتی ہے اجل ایک تمہارے
کی کسی زمین مین تو آتی ہے واسطے اوس کے طرف اوس کے کوئی حاجت پھر جس وقت
وہ پونہچتا ہے اپنے منتہای نقش قدم کو تو اللہ عزوجل اوس کو قبض فرمالیتا ہے پس
زمین کہیگی قیامت کے دن ای میرے رب یہ وہ شے ہے جو تو نے میرے پاس
ودیعت رکھی تھی ۸ **طبرانی** نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ما جعل اللہ منیۃ عبد بارض
الا جعل لہ الیہا حاجۃ آخر تفسیر سورۃ لقمان والحمد للہ رب العالمین و
حسبنا اللہ و نعم الوکیل **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ
کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک کے نزدیک ہے علم قیامت کے وقت کا جس مین وہ قائم
ہو گی فراء نے کہا کہ اس کلام کے معنی نفی ہین یعنی گو ظاہر مین اثبات ہے لیکن معنی
نفی کی طرف راجع ہین یعنی نہین جانتا ہے قیامت کے علم کو مگر اللہ عزوجل نحاس

نی کہا کہ اس مین جو نفی کے معنے ہو گئے ہین سو اس لیی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
یون وارد ہوا ہے کہ آپ نی قولہ تعالی وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا کی تفسیر مین فرمایا
ہے کہ وہ یہی ہین قولہ تعالی و ینزل الغیث کے یہ معنی ہین کہ اوتارتا ہے مینہ کو اون وقتون
مین اور اون مکانون مین جن کو اوس کے اوتارنے کے واسطے معین کر دیا ہے اس کو
سوا اوس کے کوئی نہین جانتا ہے ویعلم ما فی الارحام جانتا ہے اوس شی کو جو رحمون
مین ہے نر و مادہ و صلاح و فساد کو وما تدری نفس ماذا تکسب غدا یعنی نہین جانتا ہے
کوئی نفس منجملہ نفوس کے کوئی سا نفس ہو بدون فرق کے درمیان ملائکہ و انبیاء و جن
و انس کے کہ کل کیا کمائی کریگا دین کی کمائی یا دنیا کی خیر یا شر و ما تدری نفس بای ارض
تموت یعنی کوئی نفس نہین جانتا ہے کہ کس جگہہ مین اللہ اوسپر موت جاری کریگا زمین
مین یا جنگل مین یا دریا مین نرم زمین مین یا پہاڑ مین کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آدمی
کسی جگہہ اقامت کرتا ہے اور اپنی مخیین گاڑ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ مین اوس سے نہ ٹلونگا
پھر مرا مئی قدر آلہی وہان سے اوس کو اوکہاڑ کر پھینک دیتے ہین یہان تک کہ اوس
جگہہ مین مرتا ہے جس کا خطرہ بھی کبھی اوس کے دل مین نہین گذرا تھا **حکایت**
مروی ہے کہ ملک الموت علیہ السلام کا گذر سلیمان علیہ السلام پر ہوا تو وہ اون کے حلیسون
مین سے ایک شخص کی طرف دیکھنے لگے پھر اوس شخص نے کہا یہ کون ہے حضرت
سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ملک الموت ہے اوس شخص نے کہا گویا وہ میرا ارادہ کرتے
ہین اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے درخواست کی کہ اوسے ہوا پر سوار کر دین اور بلاد
ہند مین اوسے ڈالدین اونہون نے ایسا ہی کیا پھر ملک الموت علیہ السلام نے حضرت
سلیمان سے کہا کہ میرا دوام نظر طرف اوس کے واسطے تعجب کے تہا اوس سی کیونکہ مین
تو اس بات کا مامور تہا کہ اوس کی روح ہند مین قبض کرون اور وہ تہا تمہارے پاس
ذکرہ النسفی رحمہ اللہ تعالی **حکایت** منصور خلیفہ عباسی نے ملک الموت علیہ السلام
کی صورت خواب مین دیکھی اور اپنی مدت عمر اون سے پوچہی تو ملک الموت علیہ السلام
نے اپنی پانچون انگلیون سی اشارہ کر دیا پس معبر لوگون نے اس کی تعبیر پانچ برس

لہ یعنی ہاوف ۱۲

پانچ مہینے پانچ دن سے کی حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اشارہ ہے
طرف اس آیت کے کیونکہ ان پانچ علموں کو سوای اللہ پاک کے اور کوئی نہین جانتا ہے
نکتہ کرخی نے کہا کہ ان پانچون مین سے تین مین تو اللہ پاک نے علم کی اپنی طرف اضافت
کی اور دو اخیر مین علم کی نفی بندون سے کی حالانکہ پانچون اس بات مین برابر ہین کہ اللہ
پاک اون کے علم کے ساتھ مختص ہے اور بندون سی اون کا علم منتفی ہے سو اس کی
یہ وجہ ہے کہ اول کی تین باتون کا امر اعظم و افخم ہے یعنی بڑے بہاری ہین اس لیے
اون کی خاص کر کے اپنی طرف اضافت کی اور اخیر کی دو صفات عباد سے ہین اس واسطے
خاص کر کے اون کی اضافت عباد کی طرف کی باوجود اس کے کہ جب ان دو کا علم اون سے
منتفی ہوا تو اون کے ماسوا کا علم ان سے بطریقۂ اولی منتفی ہوگا جمہور نے ینزل کو تشدید
اور ابن کثیر و ابو عمرو و حمزہ و کسائی نے تخفیف پڑہا ہے یعنی باب تفعیل و افعال سی پڑہا گیا
ہے جمہور نے بای ارض اور حضرت ابی بن کعب و موسی اہوازی نے بای پڑہا ہے فراء
نے اس کو جائز کہا ہے اور یہ ایک ضعیف لغت ہے اخفش نے کہا جائز ہے کہ یون
بولا جائے مررت بجاریۃ ای جاریۃ ان اللہ علیم خبیر بیشک اللہ جاننے والا ہے
ان چیزون کو اور ان کے سوا اور غیب کی باتون کو خبیر ہے ساتھ اوس شی کے جو ہو چکی
ہے اور آئندہ ہوگی اور ساری اشیاء کے باطن سے باخبر ہے اوس کا علم تام فقط ظاہر ہی
کو محیط نہین ہے بلکہ اوس کے علم محیط مین ظاہر و باطن دونون برابر ہین زجاج نے کہا
جو کوئی اس کا دعوی کرے کہ وہ کسی شی کو ان پانچ چیزون سے جانتا ہے تو مقرر وہ کافر ہوا
قرآن کا کیونکہ اوس نے مخالفت کی اوس کی حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے یہ پانچ ہین
نہین جانتا ہے ان کو کوئی ملک مقرب نہ کوئی نبی مرسل پس جس نے دعوی کیا اس بات کا
کہ وہ جانتا ہے کسی شی کو ان مین سے تو مقرر اوس نے کفر کیا ساتھ قرآن کے انتہے
اس مین رد ہے منجم و کاہن پر جو کہ خبر دیتے ہین غیث و موت وغیرہ کے وقت کی
شان نزول اس کا بروایت مجاہد اول گذر چکا ہے عکرمہ سے بھی اوسی کے مثل مروی ہے
اتنا زیادہ کہا ہے کہ اوس بدوی نے یہ کہا کہ مین جان چکا ہون جو مین نے آج کمائی کی ہے

پھر کل مین کیا کمائی کرونگا اور یہ بھی زیادہ ہے کہ اوس نے قیام ساعت کا بھی سوال کیا
تھا کسی نے کہا کہ حارث بن عمرو بن حارثہ کے باب مین نازل ہوئی ہے یہ شخص اہل بادیہ
مین سے تھا زہری سے مروی ہے اکثروا قراءۃ سورۃ لقمان فان فیھا اعاجیب
واللہ اعلم یعنی سورۂ لقمان کو بہت پڑھا کرو کیونکہ اس مین عجیب عجیب باتین ہین الحمد للہ
والمنۃ کہ مواہب الرحمن فی تفسیر سورۃ لقمان من اجزاء ترجمان القرآن بتاریخ ۲۱- ماہ ذی حجہ
سنہ ۱۱۳۱ ہجری روز سہ شنبہ بعد مغرب محلۂ امیر گنج من محلات شاہجہان آباد بھوپال مین
تمام ہوئی اللہ سبحانہ اس کو قبول فرمائے اور اپنی ذات پاک کے واسطے ٹھہرائے اور
محبکو اور سب مومنین و مومنات کو اس سی نفع پونہچائے اور آئندہ لکھنے کی توفیق رفیق
فرمائے اور ہمارے دنیا و دین کے کام بنائی اپنے معاصی و افکار دنیا سے بچائے
اعمال صالحہ کی توفیق دے حسن خاتمہ روزی فرمائے بلیات و آفات سے محفوظ رکھے
آمین وانا العبد الراجی رحمۃ ربہ الباری ذوالفقار احمد بن علی السارنفوی
البوفالی غفر اللہ لھما ولحسن الیھما آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم الی یوم الدین الحمد للہ اولا وآخرا وظاھرا وباطنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ السجدہ

اس سورت کی اونتیس یا تیس آیتین ہین بنا بر اوس اختلاف کے جو آمین ہے کہ آخر آیت
فی خلق جدید ہے یا کافرون ہے پس اول کی بنا پر تو تیس ہونگی اور ثانی کی بنیاد پر اونتیس
یہ سورت مکی ہے جس طرح کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رواہ
ابن الضریس وابن مردویہ والبیھقی فی الدلائل عنہ ورواہ ابن مردویہ
عن ابن الزبیر رضی اللہ عنھما بخاری نے حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے کہ مکی ہے سوای تین آیتون کے کہ وہ مدینۂ منورہ مین نازل ہوئی ہین افمن
کان مومنا الی تمام الآیات الثلاث کلبی و مقاتل نے بھی اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا
مگر پانچ آیتین تجافی جنوبھم سی لیکر الذی کنتم بہ تکذبون تک اس سورت کے فضائل

مین حدیثین وارد ہوئی ہین اونمین سے یہ ہین ۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے
ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر مین الم تنزیل السجدہ اور ہل اتی علی الانسان
پڑہا کرتے تہے اخرجہ مسلم واھل السنن عنہ واخرجہ البخاری ومسلم
وغیرھما من حدیثہ ایضا ۲ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سوتے نہ تہے یہان تک کہ پڑہ لیتے الم تنزیل السجدہ اور تبارک الذی بیدہ الملک
اخرجہ ابوعبید فی فضائلہ واحمد وعبد بن حمید والدارمی والترمذی
والنسائی والحاکم وصححہ وابن مردویہ ان دونون حدیثون کو حافظ ابن کثیر
نے بہی ذکر کیا ہے ۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو
شخص چار رکعتین پڑہے بعد نماز عشای آخر کے پہلی دو رکعتون مین تو پڑہی قل یا ایہا
الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور اخیر کے دو مین تبارک الذی بیدہ الملک اور الم تنزیل
السجدہ تو لکہی جائینگے وہ واسطے اوس کے مثل چار رکعتون کے لیلۃ القدر
سے اخرجہ ابو نصر والطبرانی والبیہقی فی سننہ عنہ ۴ ابن مردویہ نے
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جو شخص پڑہے تبارک الذی بیدہ الملک اور الم تنزیل السجدہ درمیان مغرب وعشای
آخر کے تو گویا اوس نے قیام کیا لیلۃ القدر مین ۵ ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص پڑہی اپنی
رات مین الم تنزیل السجدہ اور یس اور اقتربت الساعۃ اور تبارک الذی بیدہ الملک تو ہونگی وہ واسطے
اوس کے نور اور بچاؤ شیطان سے اور بلندی کیجائیگی درجون مین روز قیامت تک ۶ ابن
ضریس نے مسیب بن رافع سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الم تنزیل
آئیگی اس حال مین کہ اوس کے واسطے بازو ہونگے قیامت کے دن سایہ کریگی اپنی صاحب پر
اور کہیگی لاسبیل علیہ لاسبیل علیہ یعنی اوسپر راہ نہین ہے اوس پر راہ نہین ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓمّٓ تنزیل الکتٰب لاریب فیہ من رب العٰلمین ۝ ام یقولون افتریٰہ

یل ھو الحق من ربک لتنذر قوما ما اتٰھم من نذیر من قبلک لعلھم
یھتدون ۝ اللہ الذی خلق السموات والارض وما بینھما فی ستۃ ایام
ثم استوی علی العرش ط ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع ط افلا تتذکرون ۝
یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف
سنۃ مما تعدون ۝ ذٰلک علم الغیب والشھادۃ العزیز الرحیم ۝ اوتار اکتاب
کا ہے اس مین کچھہ دہوکا نہین جہان کے صاحب سے کیا کہتے ہین یہ بندہ لایا کوئی
نہین وہ ٹہیک ہے تیرے رب کی طرف سے کہ تو ڈر سنادی ایک لوگون کو جن کو نہین
آیا کوئی ڈرانے والا تجھہ سے پہلے شاید وہ راہ پر آوین اللہ ہے جس نے بنائے آسمان و
زمین اور جو اون کے بیچ مین ہے چھہ دن مین پھر قائم ہوا عرش پر کوئی نہین تمہارا اوس کے
سوا حمایتی نہ سفارشی پھر کیا تم سوچ نہین کرتے تدبیر سے اوتارتا ہے کام آسمان سے
زمین تک پھر چڑہتا ہے اوس کی طرف ایک مدت مین جس کا مپانا ہزار برس مین ہے
تمہاری گنتی مین یہ ہے جاننے والا چھپے اور کہلے کا زبردست رحم والا ف بڑے
بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہوکر نیچے اوترتا ہے سب اسباب اوس کے آسمان و زمین
سے جمع ہوکر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اوٹھہ جاتا ہے اللہ کی طرف
دوسرا رنگ اوترتا ہے جیسے بڑے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنون تک رہا یا بڑی قوم مین سردار
جو عمرون چلے وہ ہزار برس اللہ کے ہان ایک دن ہے انتہی ف اول سورۂ بقرہ
مین حروف مقطعہ پر کلام گذر چکا ہے اوس کی تکرار کی ضرورت نہین ہے لاریب فیہ کا
یہ مطلب ہے کہ اس مین کسی طرح کا شک و شبہ نہین کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے
اوتاری گئی ہے افتراہ کے معنی ہین اختلقہ من تلقاء نفسہ یعنی کیا کافر کہتے ہین کہ اوسکو
اپنے جی سے بنا لیا ہے ہرگز نہین بلکہ وہ تو حق ہے طرف سے تیرے رب کے لتھدون
کے معنی ہین تتبعون الحق یعنی شاید وہ اتباع کرین حق کا پھر اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہ خالق
ہے اشیا کا سوا اوس کے آسمان و زمین و ما بینھما چھہ دن مین بنائے پھر قائم ہوا عرش پر
استوا علی العرش کی بحث اول گذر چکی ہے ما لکم من دونہ الآیہ کا یہ مطلب ہے بلکہ اللہ پاک ہی

مالک ہی ازمۂ امور کا ساری کامون کی باگین اوسی کے ہاتھہ مین ہین وہی خالق ہے ہر
شے کا وہی مدبر ہے ہر شے کا وہی قاہر ہے ہر شے پر سوا اوس کے سوا نہ کوئی اوس کی
خلق کا حمایتی ہے نہ سفارشی مگر بعد اوس کے اذن کے افلا تتذکرون یعنی ای
بوجھنے والو اوس کے غیر کے ای بہروسا کرنے والو اوس کے ماسوا پروہ تو متعالی و برتر
و متقدس و متنزہ و پاک و صاف ہی اس سی کہ کوئی اوس کا نظیر ہو یا شریک یا وزیر یا ہمسر و
مثل لا الہ الا اللہ و لا رب سواہ اوس کے سوا نہ کوئی معبود قابل پرستش ہی نہ کوئی رب و
پروردگار ہے **نسائی** نی اس جگہہ ایک حدیث بسند خود عن عطاء عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
وارد کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھہ پکڑا پھر فرمایا کہ اللہ نے پیدا کیا
آسمانون کو اور زمین کو اور ما بینہما کو چھہ دن مین پھر مستوی ہوا عرش پر سا توین دن پس
پیدا کیا مٹی کو سنیچر کے دن اور پہاڑون کو اتوار کے دن درختون کو پیر کے دن مکروہ کو
منگل کے دن نور کو بدھ کے دن جانورون کو جمعرات کے دن اور آدم کو جمعے کے دن
آخر گھڑی مین دن کی بعد عصر اور پیدا کیا اوس کو ادیم ارض سی یعنی روی زمین سے اوس کے
سرخ و سیاہ و طیب و خبیث سے اسی سبب سے اللہ نے کیا ہے بنی آدم سی طیب و خبیث
ھکذا اورد ھذا الحدیث اسنادا اور مسلم و نیز نسائی نی بسند دیگر عن عبد اللہ بن رافع عن ابی
ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے مثل روایت کیا ہے بخاری نے کتاب تاریخ
کبیر مین اس حدیث کو معلل کیا ہی کہا بعض نے کہا ہے ابو ہریرۃ عن کعب الاحبار یہ اصح ہے
اور اسی طرح حفاظ مین سی غیر واحد نے اس حدیث کو معلل کیا ہے واللہ اعلم قولہ تعالے
یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ یعنی تنزل ہوتا ہے امر اوس کا اعلے
سموات سے طرف اقصی تخوم ارض سابعہ کے کما قال تعالی اللہ الذی خلق سبع سموات
ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن الآیہ اور اٹھائے جاتے ہین اعمال طرف دیوان
اپنی کے اوپر سماے دنیا کے مسافت درمیان اوس کے اور زمین کے پانسو برس کی
راہ ہے اور دل آسمان کا پانسو برس کا ہے **مجاہد** و قتادہ و ضحاک نے کہا کہ نزول فرشتی کا
پانسو برس کی راہ مین ہی اور چڑہنا اوس کا پانسو برس کی راہ مین لیکن وہ اس مسافت کو

لہ اللہ وہ ہی جس نی بنائی سات آسمان اور زمینین بھی اوتنی اور تا حکم اون کے نازل ہوتا ہے تاکہ جانو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ کی خبر ہر چیز کی ہے ۱۲

ایک ماہ مین قطع کرلیتا ہے اسی لیی اللہ پاک نی فرمایا ہے فی یوم کان مقدارہ
الف سنۃ مما تعدون ذلک علم الغیب والشھادۃ یعنی یہ ہے مدبران کارون
کا جو کہ شہید ہے اعمال پر اپنے بندون کے اوٹھائے جاتی ہین طرف اوس کے جلیل و
حقیر وصغیر وکبیر امور ھو العزیز یعنی غالب وہی ہے کہ ہر شے پر غالب ہوا ہے پس
اوس کو مقہور ومغلوب کرلیا ہی اور عباد ورقاب سب اوس کے واسطے ذلیل ومطیع ہین
بڑا مہربان ہے اپنے مومن بندون پر پس وہ عزیز ہے اپنی رحمت مین رحیم ہے
اپنی عزت مین کذا فی ابن کثیر ف تنزیل الکتاب مین پانچ وجہین ہین ایک یہ ہے
کہ الم کی خبر ہے اس واسطے کہ الم سے مراد سورت اور بعض قرآن ہے تنزیل بمعنی منزل
ہے جملہ لاریب فیہ کتاب سی حال ہی اور عامل اوس مین تنزیل ہے اس لیی کہ مصدر ہے
اور من رب العالمین بھی تنزیل سے متعلق ہے یا فیہ کی ضمیر سے حال ہے اس واسطے
کہ فیہ خبر واقع ہوئی ہے اور عامل اوس مین ظرف ہے یا استقرار یعنی یہ سورت ایک کتاب
منزل ہے درانحال کہ اوس مین کسی طرح کا شک نہین ہے طرف سے رب العالمین کے
یا اوس مین کسی طرح کا شک کائن نہین ہے اس حال مین کہ طرف سے رب العالمین کے
ہے دوسری یہ ہے کہ تنزیل مبتدا اور لاریب فیہ اوسکی خبر اور من رب العالمین فیہ کی
ضمیر سے حال یعنی اوتارنا کتاب کا نہین ہے کسی طرح کا شک کاین اوسمین درانحال
کہ وہ طرف سے رب العالمین کے ہے اس صورت مین من رب العالمین تنزیل سے
متعلق نہوگا اس واسطے کہ وہ مصدر ہے اور مخبر عنہ ہوچکا اب وہ عامل نہوگا ہان تخصص
جار مین وسعت کرتا ہے اوس کو اس کی کچھ پرواہ نہین ہے تیسری یہ ہے کہ تنزیل بھی
مبتدا اور من رب العالمین اوس کی خبر اور لاریب فیہ حال یا جملہ معترضہ چوتھی یہ ہی کہ لاریب فیہ
اور من رب العالمین دونون خبرین ہین تنزیل کی پانچوین یہ ہے کہ تنزیل الکتاب
خبر ہے مبتدای محذوف کی یعنی ہو اسی طرح لاریب فیہ اور اسی طرح من رب العالمین
پس ہر ایک جملہ ہے خود مستقل اور جائز ہے کہ یہ دونون حال ہون تنزیل سے اور یہ بھی
کہ من رب حال ہو اور لاریب جملہ معترضہ یہ سب وجوہ مین نے ذکر کیی ہین مکی نی کہا احسن وجوہ

یہ ہی کہ لاریب فیہ موضع حال مین ہو اور من رب العالمین خبر معنی یہ ہین کہ اوتارنا ہے کتاب
کا کہ پڑہی جاتی ہے اوس مین کسی طرح کا شک و شبہ نہین ہے اور وہ اوتاری گئی ہے
طرف سی رب العالمین کے اور وہ نہ کذب ہے نہ سحر نہ کہانت نہ کہانیان ہین اگلون کی
پہر اس بات سے اضراب کر کے کفار کا اوس کے حق مین جو اعتقاد ہے اوس کو بیان کیا
پس فرمایا ام یقولون افتراہ کلمۂ ام منقطعہ بمعنی بل و ہمزۂ استفہام کے ہے غرض استفہام سی
توبیخ و تقریع ہے یعنی اون کو زجر کر کے فرماتا ہے بلکہ کیا وہ ایسی سچی پکی شی کو کہتے ہین کہ اوسکو
اپنی طرف سے بنالیا ہے افتراہ بمعنی افتعلہ و اختلقہ ہے پہر اون کے اس اعتقاد سی اضراب
کر کے کتاب اللہ کی شان مین جو بات حق ہے وہ بیان کی فرمایا بل ہو الحق من ربک
اگر اس کو صرف افتراہ کے واسطے اضراب ابطال کہین تو یہ کہنا ٹہیک ہوگا اور اسی کی
بنا پر یون کہہ سکتے ہین کہ جس قدر اضراب قرآن شریف مین ہین وہ انتقالی ہین یعنی ایک
مطلب بیان کیا پہر اوس سی اعراض کر کے دوسرا مطلب بیان کرنا شروع کیا مگر خاص یہہ
اضراب کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ اضراب ابطالی ہو اس واسطے کہ یہ ابطال ہے اون کے قول کا
یعنی قرآن شریف ویسا نہین ہے جیسا کہ وہ کہتے ہین کہ اپنی طرف سے بنالیا ہے بلکہ
وہ تو ٹہیک ہے طرف سے تیرے رب کے سو اللہ پاک نے دعوای افترا مین اونکی تکذیب
کر دی پہر وہ علت بیان کی جس کے واسطے تنزیل کتاب ہوئی ہے فرمایا لتنذر قوما ما اتاہم
من نذیر من قبلک مراد اس قوم سی عرب ہین یہ لوگ ایک امی امت تہے ان کے پاس کوئی
رسول نہین آیا تہا کسی نے کہا خاص قریش مراد ہین کسی نے کہا اہل فترت ہین جو درمیان
حضرت عیسی علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہے مفعول لتنذر کا محذوف
ہے تقدیر یہ ہے لتنذر قوما العقاب جملۂ ما اتاہم من نذیر محل نصب مین ہے بنا بر حال من قبلک
صفت ہے نذیر کی کلمۂ ما نافیہ ہے یعنی تنزیل کتاب کی اس واسطے ہوئی ہے کہ تو ڈراوے
ایک قوم کو عذاب سی درانحال کہ نہین آیا اون کے پاس کوئی نذیر ایسا نذیر کہ کائن ہو تجہ سی
پہلے ابوحیان نے جائز رکہا ہے کہ کلمۂ ما موصولہ ہو یعنی تاکہ ڈراوی تو ایک قوم کو اوس
عقاب سی جو اون کو آیا نذیر سے قبل تیرے یہ قول بغایت ضعیف ہی اس واسطی کہ مراد

تعلیل انزال کی ہی ساتھہ انذار کے واسطی اوس قوم کے جس کے پاس آپ سی پہلی کوئی نذیر
نہین آیا تعلیل انزال کی ساتھہ انذار کے اوس قوم کے لیے مراد نہین ہے جس کو پہلے سی
انذار ہوچکا ہے لعلھم یھتدون متعلق ہے لتنذر قوما سے اور ترجی معتبر ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جہت سے یعنی تاکہ تو اون کو ڈرائے اس حال مین کہ تو امید رکھنے والا ہو
اون کے راہ پانے کا یا واسطی امید اون کی راہ پانے کے قولہ تعالی الذی خلق الآیہ خلق
کے معنی ہین اوجد وابدع یعنی اللہ پاک نی ایجاد وابداع کیا سموات وارض وما بینہما کا چہہ
دن مین برابر اوس تقسیم کے جو اول گذر چکی ہے اور سورۂ فصلت مین آئیگی اس کی تفسیر اعراف
وغیرہ مین گذر چکی ہے اس جگہہ اوس کے ذکر سے مراد اون کو اپنی کمال قدرت وعظیم صنعت
کا معلوم کرانا ہے تاکہ قرآن شریف کو سنین اور اوس مین غور وفکر کرین حضرت حسن نے
فرمایا کہ ایام اس جگہہ دنیا کے ایام ہین کسی نی کہا کہ مقدار دن کا ہزار برس دنیا کی برسون سے
یہ قول ضحاک کا ہے اس قول کی بنا پر اس جگہہ ایام سے مراد آخرت کے ایام ہونگے نہ دنیا کے
ایام پس اس حساب سے چہہ ہزار برسین ہوئین چہہ دن کی اور کلمۂ ثم قولہ تعالی ثم استوی
علی العرش مین ترتیب کا نہین ہے بلکہ بمعنی واو ہے عرش لغت مین سریر ملک کو
کہتے ہین مراد اوس سی اس جگہہ وہ جسم نورانی ہے جو سارے عالم کو محیط ہے استوا کا ذکر قرآن
شریف مین سات جگہہ ہے اصل راجح اس باب مین یہ ہے کہ ہم اعتقاد کرین اوس شی کا جس کے
ساتھہ قرآن شریف وارد ہوا ہے اور اوس کی تاویل نہ کرین نہ اوسے اوس کی وجہ سے
پہیرین یہ نص وظاہر ہے اس مین کہ اللہ پاک فوق العرش بائن ہے اپنی خلق سے ساتھہ
اوس معنی کے جو اوس کی بارگاہ اقدس واعلی کے لائق ہین اور تاویل اوس کی اخراج
نص کا یا ظاہر کا ہے اوس کے معنی سے اور یہ قطعا جائز نہین ہے مگر وقت موجود ہونے
اوس شی کے جو اوس کے مساوی ہو یا اوسپر متقدم یا اوس کے معارض ہو ورنہ خرط القتاد
لوگون نی اس باب مین چودہ قول پر اختلاف کیا ہے اولی اقوال بصواب مذہب ہے
سلف وائمۂ امت کا کہ اللہ پاک مستوی ہی عرش پر بلا کیف مع اوس کی تنزیہ کے اوس شی
سے جو اوسپر جائز نہین ہے صریح آیتین صحیح حدیثین اس باب مین بہت ہین فتح البیان مین

ہر جگہہ اسپر خوب کلام کیا ہے یہان یہی کہہ لکھا ہے آخر کو شاہ ولی اللہ صاحب رضی اللہ عنہ
کا قول نقل فرمایا ہے وہ یہ ہے قال فی حجۃ اللہ البالغۃ واستطال ہولاء الخائضون علی
معشر اہل الحدیث وسموہم محسمۃ مشبہۃ وقالوا انہم المتسترون بالبلکفہ وقد وضح علی وضوحا بینا ان
استطالتہم ہذہ لیست بشئی وانہم مخطئون فی مقالتہم روایۃ ودرایۃ وخاطئون فی طعنہم ائمۃ الہدی
انتہی غرضکہ اللہ پاک نے اپنی قدرت تامہ بیان فرما کے اون کو دھمکی دی کہ مالکم
من دونہ من ولی ولا شفیع یعنی نہین ہے تمہارا ورے اللہ کے یا ورے اوسکی
عذاب کے کوئی حامی و مددگار و دوست کہ تمہاری حمایت و مدد کرے تمہارے
ساتھہ دوستی کا برتاؤ کرے اللہ کے عذاب کو تم سے دفع کردے نہ کوئی سفارشی ہے کہ
اوس کے پاس تمہاری سفارش کرے افلا تتفکرون پھر کیا تم سوچ نہین کرتے ہو سوچنا
تدبر و تفکر کا اور نہین سنتے ہو ان مواعظ و نصائح کو سننا سمجھنے بوجھنے والے کا کہ اون سے
نفع لو اور مومن ہو جاؤ پھر جب اللہ پاک نے سموات و ارض و ما بینہما کی خلق کا بیان کیا تو انکی
امور کی جو وہ تدبیر کرتا ہے اوس کا بیان فرمایا یدبر الامر من السماء الی الارض ثم
یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون جمہور نے یعرج
بصیغۂ معروف پڑہا ہے اور ابن ابی عبلہ نے بصیغۂ مجہول اصل مین یعرج یہ ہے پھر
جار حذف ہوا اور ضمیر مستتر ہوگئی اور تعدون کو جمہور نے بتای فوقیہ پڑہا ہے بنا بر خطاب
اور بیای تحتیہ بھی پڑہا گیا ہے[۱] اس آیت کے معنی مین بڑا اختلاف ہے علامہ نسفی نے
کہا تدبیر کرتا ہے دنیا کے کام کی آسمان سی طرف زمین کے یہان تک کہ قیامت قائم
ہو پھر چڑہے گا وہی سارا کام یعنی اوس کی طرف جائیگا تاکہ اوس مین حکم کرے اوس دن
مین جس کا مقدار ہزار برس کا ہے دنیا کے دنون سی جن کو تم گنتے ہو یہ دن ہی قیامت
کا انتہی ۱۲ دوسری وہ معنی ہین جو حافظ ابن کثیر نے لکھے ہین جو اول گذر چکے ہین ۱۲ یہ
معنی ہین کہ مراد امر سے مامور بہ ہے یعنی جن اعمال کا امر کیا گیا ہے اون کو نازل کرتا
ہے تدبیر کیے ہوے آسمان سے طرف زمین کے ۱۲ تدبیر کرتا ہے دنیا کے کام
کی آسمانی اسباب سے یعنی فرشتے وغیرہ اون کے احکام و آثار طرف زمین کے نازل

[۱] یہ قرأت حضرت حسن
و یحیی و ابن وثاب و اعمش
کی ہے ۱۲

ہوتی ہین ۵ اوتارتا ہے وحی کو ہمراہ جبریل علیہ السلام کے عمرو بن مرہ نے عبدالرحمن
بن سابط سے روایت کیا ہے کہ دنیا کے کام کی چار فرشتے تدبیر کرتے ہین جبریل و میکائیل
و ملک الموت و اسرافیل صلوات اللہ علیہم اجمعین سو جبریل علیہ السلام تو ریاح و جنود پر مقرر
کیے گئی ہین اور میکائیل علیہ السلام موکل ہین قطر و آب پر اور ملک الموت علیہ السلام موکل ہین
قبض ارواح پر اور اسرافیل علیہ السلام امر الہی کو لیکر اون پر نازل ہوتے ہین کہا گیا ہے
کہ عرش معلی جای تدبیر ہے جس طرح کہ مادون عرش موضع تفصیل ہے اللہ تعالی نی فرمایا ہے
ثم استوی علی العرش و سخر الشمس و القمر کل یجری لاجل مسمی یدبر الامر
یفصل الآیات اور مادون سموات موضع تصریف ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے ولقد
صرفناہ بینھم لیذکروا ذکرہ القرطبی رحمہ اللہ تعالی ۶ یدبر الامر ای امر الدنیا ای
شانہا و حالہا یعنی تدبیر کرتا ہے دنیا کی شان و حال کی اور اون امور کی جو اوس مین
واقع ہوتے ہین مراد تدبیر امر دنیا سی وہ قضای سابق ہے جو کہ ارادۂ ازلیہ مقتضیہ ہے
واسطی نظام موجودات کے ترتیب خاص پر قضا کو مبتدا ہیر ایا جانب آسمان سی اس لیے
کہ قضا آسمانی اسباب سے منوط ہے منتہی زمین کی طرف کیا اس واسطی کہ اون اسباب
کے آثار منتہی ہوتے ہین طرف زمین کے اور عروج امر دنیا کا طرف اللہ پاک کے مجاز
ہے ثبوت امر دنیا سے اللہ کے علم مین ذکر محی الدین شیخزادہ رضی اللہ عنہ پس کلمۂ الی متعلق
ہے یدبر سے باین وجہ کہ وہ متضمن ہے معنی نیزل کو اور کلمۂ من ابتدائیہ ہے اور الی
انتہائیہ پھر جب اللہ پاک نے تدبیر امر کا ذکر کیا تو اوس کے عروج کا یہ بیان فرمایا ثم یعرج
الیہ الآیہ یعنی پھر عائد و راجع ہوگا وہ امر و تدبیر و تصرف مخلوقات مین ساتھہ حشر و حساب
و وزن اعمال و تعذیب و تنعیم وغیرہ کے جو اوس دن واقع ہوگا طرف اللہ پاک کے
اوس دن مین جس کا مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی مین جو تم دنیا مین شمار کرتے ہو
مراد اس سی روز قیامت ہے کہ جس کی مقدار ایام دنیا سے ہزار برس ہے یہ اوس وقت
ہوگا کہ امر دنیا کا منقطع ہو جائیگا اور جو لوگ اوس مین ہین وہ مر جائین گے یہ وہی معنی
نسفی کے ہین جو اول گذر چکے ہین ۲ کسی نے کہا کہ رجوع کرتا ہے وہ امر اور عود کرتی ہے

۵ پھر قدم کو اوس نے عرش پر اور کام لگایا سورج کو اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھیری مدت تک تدبیر کرتا ہے کام کی ہوتا ہے نشانیان ۱۲ سنہ ۱۵ اور طرح طرح بتاتا ہے اوسکو تاکی یقین ہو ۱۲ فتح البیان مین اس جگہ موضع التصرف ہے ۱۲

وہ تدبیر طرف اللہ پاک کی ایک دن مین جس کی مقدار ہزار برس ہے یہ مسافت باعتبار
نزول کے ہے آسمان سے اور باعتبار چڑہنے کے زمین سی کیونکہ درمیان آسمان و زمین
کے پانسو برس کی راہ ہے پانسو اوترنے کے اور پانسو چڑہنے کے یہ پورے ہزار ہو گئے
۳ کسی نے کہا کہ مراد اہل زمین کے اخبار ہین جو کہ اللہ پاک کی طرف چڑہتے ہین ہمراہ اون
فرشتون کے جن کو زمین کی طرف بھیجتا ہے معنی یہ ہین کہ وہ اللہ کے پاس ثبت کیے
جاتی ہین اور زمین والون نی جو کچھ عمل کیا ہے وہ اوس کے فرشتون کے صحیفون مین لکھا جاتا
ہے ہر وقت اوقات مین سی یہان تک کہ دنیا کی مدت اپنے آخر کو پہونچ جاوے ۴
کسی نے کہا یعرج الیہ کے یہ معنی ہین کہ ثابت ہوتا ہے وہ امر اللہ کے علم مین در انحال
کہ وہ موجود بالفعل ہے ایک مدت دراز مین جس کی مقدار ہزار برس ہے مراد طول امتداد
ہے اوس زمانے کا جو درمیان تدبیر حوادث کے ہے اور اون کے حدوث کے ۵
کسی نے کہا کہ حوادث یومیہ کے امر کی تدبیر کرتا ہے ساتھ ثابت کرنے اونکے کے لوح
محفوظ مین پس فرشتے اون کو لیکر اوترتے ہین پہر چڑہتے ہین طرف اوسکے ایک زمانی مین
جو کہ مثل ہزار برس کے ہے ایام دنیا سے ۶ کسی نے کہا کہ ہزار برس کی قضا جاری
کرتا ہے پس فرشتے اوس کو لیکر اوترتے ہین پہر بعد ہزار کے دوسرے ہزار کے واسطے
چڑہتے ہین ۷ کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ وہ اعمال جو طاعات ہین اللہ پاک اون کی تدبیر
کرتا ہے اور اوس کے فرشتے اون کو لیکر اوترتے ہین پہر اون مین سی خالص اوس کی
طرف نہین چڑہتے ہین مگر بعد مدت دراز کے بسبب قلت عباد مخلصین کے ۸ کسی نے
کہا کہ یعرج کی ضمیر راجع ہے طرف فرشتہ کے اس لیے کہ سیاق سے مفہوم ہوتا ہے اگرچہ
عبارت مین اوس کا ذکر نہین ہوا قولہ تعالی تعرج الملائکۃ والروح الیہ مین صریحًا
اوس کا ذکر آچکا ہے اور الیہ کی ضمیر راجع ہے طرف سماء کے بنا بر اوس شخص کے لغت
کے جو اوس کو مذکر بولتا ہے کلام عرب مین سما کا استعمال مذکر و مونث دونون طرح ہوتا ہے
یا راجع ہے طرف مکان ملک کی جسکی طرف وہ رجوع کرتا ہے یہ وہی مکان ہے جسمین اللہ نی اوسکو قرار پذیر کیا ہے معنی یہ ہوے پہر
رجوع کرتا ہے فرشتہ طرف آسمان کی یا اپنی مکان کی جسمین اللہ نی اوسکو قرار پذیر کیا ہے ۹ کسی نی کہا کہ تدبیر کرتا ہے امر آفتاب کی

یعرج ہین کی واو کی طرف فرشتے اور رجوع ۱۲

طلوع وغروب مین اور اوس کی رجوع مین طرف اپنی جگہہ کے طلوع سے ایک دن
مین جس کی مقدار مسافت مین ہزار برس کی ہے ۱۰ کسی نے کہا کہ فرشتہ چڑہتا ہے
طرف اللہ کے ایک دن مین جس کی مقدار اگر غیر فرشتہ اوس کو چلے تو ایک ہزار برس ہو
کیونکہ درمیان آسمان وزمین کے جو فاصلہ ہے وہ پانسو برس کی مسافت ہے پس مسافت
نزول کی آسمان سے طرف زمین کے اور رجوع کی زمین سے طرف آسمان کے ہزار برس
ہے مفسرین کی ایک جماعت نے اس قول کو ترجیح دی ہے اونمین سے ابن جریر ہین
کسی نے کہا کہ مسافت نزول کی ہزار برس اور چڑہنے کی ہزار برس ہے یہ قول ضحاک سے
مروی ہے **یہ یوم** عبارت ہے ایک زمانے سے جس کا ہزار برس کے ساتہہ اندازہ
کیا جاتا ہے اوس سے مسمی یوم کا مراد نہین ہے جو کہ مدت دن کی ہے درمیان دو راتون کے
عرب لوگ کبھی مدت کو دن کے پیرایہ مین ادا کیا کرتے ہین چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہی ہے

یومان یوم مقامات وآنِدیۃ	ویوم سیر الی الاعداء تادیب

کیونکہ شاعر نے یومان سے دو دن مخصوص کا ارادہ نہین کیا ہے اوس کی مراد تو یہ ہے
کہ ممدوحین کا زمانہ دو حصے پر منقسم ہوتا ہے سو دو حصون مین سے ہر ایک کی تعبیر یوم سے کی
غرض یہ ہے کہ اون کا زمانہ دو ہی کامون مین صرف ہوتا ہے بزم ورزم یا بزم آرائی ہوتی
ہے دوست آشنا بیٹہے ہین لطائف وظرائف ہو رہے ہین شعرا شعار پڑہ رہے ہین یا
دشمنون کی طرف جا رہے ہین اون سے مقابلہ ہو رہا ہے داد شجاعت دے رہے ہین
اون کی تادیب کر رہے ہین تاکہ پھر سر نہ اوٹہائین **بیان ایک جماعت نے**
استشکال کیا ہی کہ اس آیت مین اور قولہ تعالی تعرج الملائکۃ والروح الیہ
فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ مین جمع کیونکر ہوگی اس لیے کہ اس
آیت مین تو ہزار برس کا دن ہے اور اوس مین پچاس ہزار برس کا ہے علما نے اس کے
کئی جواب دیے ہین ایک یہ ہے کہ روز قیامت کا مقدار ایک ہزار برس ہے دنیا
کے دنون سے لیکن باعتبار اپنی صعوبت وسختی کے اور شدت اہوال کے کفار پر مثل پچاس
ہزار برس کے ہوگا عرب لوگ سختی اور لڑائی کے دن کو اکثر موصوف بطول کیا کرتے ہین

یہ جو ہین کہ لوگون کی طرف فرشتے اور روح اوس دن مین جسکا مقدار پچاس ہزار برس کا ہے

جس طرح کہ سرور وخوشی کے دن کو موصوف بقصر کرتے ہین چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

ویوم کظل الرمح قصّر طولہ	دم الزق عنا واصطفاف المزاھر

کسی اور نے کہا ہے ع ویوم کابھام القطاۃ قطعتہ ۲ کسی نی کہا کہ روز قیامت مین ایام ہین اون مین سے کسی دن کا مقدار تو ہزار برس کا ہے اور کسی کا پچاس ہزار برس کا ۳ کسی نے کہا کہ اوقات مختلف ہین انواع عذاب مین سے ایک نوع کے ساتھہ ہزار برس کا کافر کو عذاب ہوگا پھر ایک اور قسم کی طرف نقل کیا جائیگا تو پچاس ہزار برس معذب ہوگا نعوذ باللہ من النار ومن احوال اہل النار اللھم اجرنا من النار بجاہ سیدنا المختار صلی اللہ علیہ وسلم وبارک وعلی آلہ الاطہار وصحبہ الاخیار آمین یا ارحم الراحمین ۴ کسی نی کہا کہ روز قیامت کے مواقف پچاس موقف ہین ہر موقف ہزار برس کا ہے پس معنے یعرج الیہ الآیہ کے یہ ہین کہ چڑہیگا طرف اوس کے ایک وقت مین اون وقتون سے یا ایک موقف مین اون مواقف سے یہ جواب اس بنا پر تھے کہ اس آیت مین مراد یوم سے روز قیامت ہے جس طرح کہ اقوال مذکورہ مین گذر چکا ہے ۵ مجاہد وقتادہ وضحاک سے مروی ہے کہ مراد اللہ پاک کی آیہ تعرج الملائکۃ والروح الآیہ مین وہ مسافت ہی جو زمین سے سدرۃ المنتہی تک ہی جہان کہ جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہے مراد یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اور جو فرشتے اون کے ہمراہ ہین چلتے ہین اوس مقام سے طرف زمین کے پچاس ہزار برس کی راہ ایک دن کی مقدار مین دنیا کے دنون سے اور فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مین مراد وہ مسافت ہے جو درمیان زمین وسمای دنیا کے ہے اور تنے چڑہنے دونون کے کیونکہ وہ ہزار برس کی مقدار کی ہے ایام دنیا سے ۶ کسی نی کہا یہ اشارہ ہی طرف امتداد ونفاذ امر کے اس لیی کہ جس شخص کا امر بغایت نفاذ ایک دن یا دو دن مین نافذ ہو اور منقطع ہو جاوے یہ شخص اوس شخص کے مثل نہین ہو سکتا ہے جس کا امر سالہای دراز مین نافذ رہتا ہے پس فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ سے یہ مراد ہے کہ وہ تدبیر کرتا ہے ایسے زمانے مین جس کا ایک دن ہزار برس کا ہے پھر اوس کا مہینا کتنا ہوگا اور سال کتنی ہوگی اس بنیاد پر اب کسی طرح کا فرق نہین ہے درمیان ہزار برس کے اور

پچاس ہزار برس کے اس کے سوا اور اقوال ہین حقیقت مین یہ آیتین متشکل ہین خود حضرت
ابن عباس جبر امت ترجمان القرآن نے توقف فرمایا جبکہ کسی نے اون سے اونکا سوال
کیا چنانچہ اونکا ذکر آتا ہے حضرت ابن عباس سے اس کی تفسیر مین کئی قول مروی
ہین ۱ یدبر الامر الآیہ کی تفسیر مین فرمایا یہ دنیا مین ہے چڑھتے ہین فرشتے ایک دن
مین جس کی مقدار ہزار برس ہے اخرجہ ابن جریر وابن المنذر عنہ ۲ فی یوم کان مقدارہ
الف سنۃ کی تفسیر مین فرمایا اون چھ دنون سے جن مین اللہ نے آسمان وزمین بنائے
اخرجہ الفریابی وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ عنہ ۳ کان مقدارہ الف سنۃ
کی تفسیر مین فرمایا دوپہر نہوگی مقدار ایک دن مین دنیا کے دنون سے اوس دن مین
یہان تک کہ فیصلہ کیا جائیگا درمیان بندون کے پس نازل ہونگے اہل جنت جنت مین
اور اہل نار نار مین اور اگر اوس کے غیر کی طرف ہوتا تو وہ پچاس ہزار برس مین بھی فارغ
نہوتا اخرجہ ابن ابی حاتم عنہ ۴ ثم یعرج الیہ کی تفسیر مین فرمایا ایک دن مین تمہارے
ان دنون سے اور مسافت مابین السماء والارض کی پانسو برس کی ہے اخرجہ ابن جریر
عنہ ۵ عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہین داخل ہوا مین عبداللہ بن عباس پر مین اور عبداللہ
بن فیروز مولای حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تو ابن فیروز نے اون سے کہا
ای ابو عباس قولہ یدبر الامر من السماء الآیہ پس گویا حضرت ابن عباس نے اوس کو متہم کیا
تو فرمایا کیا دن ہی جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے ابن فیروز بولا کہ مین نے تو آپ
سے پوچھا ہے تاکہ آپ مجھے خبر دین پس حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ دو دن ہین
اللہ نے اپنی کتاب مین اون کو ذکر فرمایا ہے اللہ ہی اون کو خوب جانتا ہے اور مین
مکروہ جانتا ہون کہ اللہ کی کتاب مین وہ بات کہون جس کو مین جانتا نہین ہون فضرب[1]
الدہر من ضربانہ یعنی پھر کچھ وقت گذرا یہان تک کہ مین بیٹھا طرف ابن مسیب کے سوا اونسے
ایک شخص نے انہین آیتون کا پوچھا تو ابن مسیب نے سائل کو خبر نہ دی نہ اون کو
معلوم ہوا پھر مین نے کہا کیا تجھے مین خبر نہ دون اوس بات کی جس کو مین حاضر ہوا ابن عباس
سے پھر مین نے ابن مسیب سے وہ قصہ کہدیا تو ابن مسیب نے سائل سے کہا یہ

[1] ضربہ دی من ضرب لہ
من مردہ وذہب
بعضہ کذا فی مجمع البحار ۱۲

ابن عباس ابھی انکار کر چکے ہین کہ اوس مین کچھ کہین حالانکہ وہ مجھ سے دانا تر ہین اخرجہ
عبدالرزاق وسعید بن منصور وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن الانباری فی المصاحف
والحاکم وصححہ ذلک کا اشارہ ہے طرف اللہ پاک کے باین اعتبار کہ متصف ہی ساتھ
اوصاف مذکورہ کے اور مبتدا ہے خبر اوس کی عالم الغیب والشہادۃ ہے یعنی یہ خالق
ومدبر جاننے والا ہے اوس شی کا جو خلق سے غائب ہے اور جو اون کو حاضر ہے اسمین
تہدید کے معنی ہین کیونکہ جس وقت اللہ پاک غائب و حاضر کو جان چکا ہے تو وہ ضرور
جزا دینے والا ہے ہر عامل کو اوس کے عمل کی یا یہ معنی ہین کہ وہ تدبیر کریگا کام کی ساتھ
اوس شے کے جس کو اوس کی حکمت مقتضی ہوگی العزیز الرحیم یعنی قاہر وغالب
ہے بڑا مہربان ہے اپنے بندون پر یہ سب خبرین ہین ذلک مبتدا کی اسی طرح الذی
احسن کل شیٔ اور خبر ہے اوسکی الذی احسن کل شیٔ خلقہ وبدا خلق الانسان
من طین ۝ ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین ۝ ثم سوٰہ ونفخ فیہ
من روحہ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ ۝ قلیلا ما تشکرون ۝
وقالوا ءاذا ضللنا فی الارض ءانا لفی خلق جدید ۝ بل ھم بلقاء ربھم
کفرون ۝ قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون ۝
جس نی خوب بنائی جو چیز بنائی اور شروع کی انسان کی پیدایش ایک گارے سے پھر
بنائی اوس کی اولاد نچڑے پانی بقدر سے پھر اوس کو برابر کیا اور پھونکی اوس مین اپنی
جان مین سے اور بنا دیے تم کو کان اور آنکھین اور دل تم تھوڑا شکر کرتے ہو اور کہتے
ہین کیا جب رل گئے زمین مین کیا ہم کو نیا بننا ہے کوئی نہین وہ اپنے رب کی ملاقات
سے منکر ہین تو کہہ بہر لیتا ہے تمکو فرشتہ موت کا جو تم پر تعین ہے پھر اپنے رب کی
طرف پھر جاؤ گے ف اپنی جان مین سے جو کافر ہے اوسی کا مال ہے مگر جس کو
عزت دی اوس کو اپنا کہا جیسے فرمایا ان عبادی سو انسان کی جان غیب سے آئی ہے
مٹی گارے سے نہین بنی اوس کو اپنی کہا اور یہ نہ سمجھے کہ اللہ کی جان جان ہو تو بدن
بھی ہو بدن ہو تو ترکیب بھی ہو ذات پاک کہان رہی ف یعنی تم آپ کو دہر سمجھتے ہو

کہ خاک مین مل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لیجاتا ہے فنا نہین ہو جاتی انتہی ف
اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اوس نے اشیا کی پیدایش کو خوب بنایا ہے اور اون کا احکام
و اتقان کیا ہے امام مالک نی زید بن اسلم سے روایت کیا ہی کہ احسن خلق کل شی یعنی
ہر شے کی پیدایش خوب بنائی گو یا زید نے مقدم و موخر کے باب سے اوس کو ٹہیرایا ہے
پھر جب اللہ پاک نی خلق سموات و ارض کا ذکر کیا تو خلق انسان کا ذکر شروع فرمایا
و بدا خلق الانسان من طین یعنی اللہ پاک نی ابو البشر آدم کو مٹی سے بنایا ثم جعل
نسلہ من سلالۃ من ماء مھین یعنی پھر بنی آدم کی نسل نطفے سے ہونے لگی جو کہ نکلتا ہی
درمیان سے مرد کی پشت کے اور عورت کے سینے کی ہڈیون کے ثم سواہ یعنی پھر جب
آدم کو مٹی سے پیدا کیا تو اوس کو برابر ٹہیک مستقیم سیدہا بنایا و نفخ فیہ من روحہ اور پھونکی
اوس مین اپنی جان سے وجعل لکم السمع والابصار والافئدہ یعنی عقول قلیلا
ما تشکرون یعنی یہ قوی جو اللہ عزوجل نے تم کو عطا کیے تم ان کا بہت ہی کم شکر کرتے ہو
پس سعید و نیک بخت وہ ہے جو اون کو اپنے رب عزوجل کی طاعت مین مستعمل کرے پھر
اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے مشرکون کے کہ اونہون نی معاد کو بعید سمجھا کہنے لگے کیا جس
وقت ہماری جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور زمین کے اجزا مین مل مل گئے اور جاتے رہے
کیا ہم بعد اس حال کے البتہ عود کرین گے معاد کو بعید سمجھتے ہین اور یہ جو بعید ہے سو بہ نسبت
اون کی عاجز قدرتون کے ہے بہ نسبت اوس ذات پاک کی قدرت کے کچھ بھی بعید ہے
جس نے اون کی ابتدا کی اور عدم سے اون کو پیدا کیا جس کا امر تو یہ ہے کہ جس وقت
کسی شی کا ارادہ کرے تو اوس سی کہتا ہے ہو جا تو اوسی دم فوراً ہو جاتی ہے اسی لیے
فرمایا بل ھم بلقاء ربھم کافرون پھر فرمایا قل یتوفاکم ملک الموت الذی
وکل بکم ظاہر اس آیت کریمہ سے یہ ہے کہ ملک الموت ایک شخص معین ہی فرشتون مین
سے جس طرح کہ حدیث براء سے متبادر ہوتا ہے جس کا ذکر سورۂ ابراہیم مین ہو چکا ہے بعض
آثار مین ملک الموت کا نام عزرائیل آیا ہی اور مشہور یہی ہے قالہ قتادۃ وغیرہ واحد اور اون کے
اعوان و مددگار ہین اسی طرح حدیث شریف مین آیا ہے کہ اون کے اعوان روحون کو سارے

جسم سے کھینچتے ہین یہان تک کہ جس وقت وہ حلقوم کو پونہچتی ہے تو ملک الموت اوس کو
لیلیتے ہین مجاہد نے کہا حویت لہ الارض فجعلت لہ مثل الطست یتناول
منہا حیث یشاء یعنی زمین اون کی واسطے گہیر دی گئی ہے پہر وہ اون کے لیے
طشت کی طرح کردیگئی ہے لیتے ہین اوس سے جہان چاہتے ہین ورواہ زہیر
بن محمد عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحوہ مرسلا وقال ابن عباس
رضی اللہ عنہما **ابن ابی حاتم** نے جعفر بن محمد سے روایت کیا ہے کہا مین نے اپنے
باپ کو سنا وہ کہتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر کی طرف ملک الموت
کے نزدیک سر ایک شخص کے انصار سے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے
فرمایا ای ملک الموت ارفق بصاحبی فانہ مومن یعنی تو میرے صاحب سے نرمی کر
کیونکہ وہ تو مومن ہی پس ملک الموت نے کہا یا محمد طب نفسا وقر عینا فانی
بکل مومن رفیق یعنی آپ اپنا جی خوش رکہین اور آنکہہ ٹہنڈی مین تو ہر مومن سے
نرمی کرنے والا ہون اور آپ جان رکہین کہ نہین ہے زمین مین کوئی گہر ڈہیلے کا اور
نہ بالون کا خشکی مین اور نہ دریا مین مگر حال یہ ہے کہ مین اون کے چہرون کو دیکہہ لیتا
ہون ہر دن مین پانچ بار یہان تک کہ مین زیادہ تر جاننے والا ہون اون کے چہوٹے
بڑے کا اون سے اپنی جانون کو قسم ہے اللہ کی ای محمد اگر مین ارادہ کرون کہ قبض
کرون ایک مچہر کی روح تو مین اوسپر قادر نہین ہون یہان تک کہ ہووے اللہ وہی امر
کرنے والا اوس کے قبض کرنے کا جعفر نے کہا مجہے یہ بات پونہچی ہے کہ وہ جو اون کے
چہرون کو دیکہتا ہے سو نزدیک مواقیت نماز کے ہر حس وقت وہ اون کے پاس
حاضر ہوگا وقت موت کے سوا گر وہ شخص ہے اون مین سے جو محافظت رکہتے ہین
نماز پر تو فرشتہ اوس سے قریب ہوگا اور شیطان کو اوس سے دفع کریگا اور فرشتہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کی اوس کو تلقین کریگا اوس حال عظیم مین **عبد الرزاق** نے مجاہد سے روایت
کیا ہے کہ نہین ہے زمین کی پشت پر کوئی گہر بالون کا یا ڈہیلون کا مگر حال یہ ہے کہ
ملک الموت اوس کا گشت کرتا ہے ہر دن مین دو بار **کعب احبار** رضی اللہ عنہ نے

کہا ستم ہے اللہ کی نہین ہے کوئی گھر جس مین کوئی ہے اہل دنیا سے مگر حال یہ ہے
کہ ملک الموت اوس کا گشت کرتا ہے ہر دن مین دو بار کھڑا ہوتا ہے اوس کے دروازے
پر ہر دن مین سات بار نظر کرتا ہے آیا اوس مین کوئی ہے کہ امر کیا گیا ہو کہ اوس کو
وفات دی رواہ ابن ابی حاتم قولہ تعالی ثم الی ربکم ترجعون یعنی پھر اپنے رب کی
طرف رجوع کیے جاؤ گے یعنی تمہاری روز معاد و قیام مین اپنی قبرون سے واسطے
تمہاری جزا کے کذا فی ابن کثیر **ف** جمہور نے خلقہ بفتح لام اور ابن کثیر و ابو عمرو و
ابن عامر نے باسکان لام پڑہا ہے پس اول کی بنا پر فعل ماضی صفت ہے شے کی
محل جر مین جمہور کی قراءت کو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار کیا ہے یہ بھی جائز ہے کہ صفت
ہو مضاف کی تو محل نصب مین ہوگا دوسری قراءت کی بنیاد پر اوس کے نصب مین پانچ
وجہین ہین اول یہ ہی کہ کل شئے سے بدل اشتمال ہے اور ضمیر راجع ہے طرف کل شئی کے
نحویون کے نزدیک وجہ مشہور یہی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ بدل الکل من الکل ہے اور ضمیر
راجع ہے طرف اللہ سبحانہ کے معنی احسن کے حسن ہین اس واسطے کہ نہین ہی کوئی
شئی مگر حال یہ ہے کہ وہ مخلوق ہوئی ہے اللہ پاک کی مقتضای حکمت پر پس ساری
مخلوقات حسن و خوب ہے تیسری یہ ہے کہ کل شئی مفعول اول ہے اور خلقہ مفعول
ثانی اس بنا پر کہ احسن متضمن ہے معنی اعطی کو معنی یہ ہین کہ عطا کی ہر شئے کو خلق اوسکی
جس کے ساتھ اوس کو خاص کیا ہے کسی نے کہا اس بنا پر کہ احسن متضمن ہے معنی
الہم کو فراء نے کہا الہام کیا اپنی خلق کو ہر اوس شئی کا جس کی طرف وہ محتاج ہوتی ہے
چوتھی وجہ یہ ہے کہ منصوب ہے اس بنا پر کہ مصدر مؤکد ہے واسطی مضمون جملہ کا ای
خلقہ خلقا مثل صنع اللہ کے یہ قول سیبویہ کا ہے اور ضمیر راجع ہے طرف اللہ سبحانہ کے
پانچوین وجہ یہ ہے کہ منصوب بنزع خافض ہے معنی یہ ہین احسن کل شئی فی خلقہ
یعنی خوب بنایا ہر شئی کو اپنی خلق مین معنی آیت کے یہ ہین کہ اللہ پاک نے اتقان و احکام
کیا اپنی مخلوقات کی خلق کا تو بعض مخلوقات گو فی نفسہ حسن و خوبصورت نہین ہے
لیکن متقن و محکم تو ضرور ہی ہے پس اس آیت کے یہ معنی ہونگے کہ عطا کی ہر شئے کو

خلق اوس کی یعنی انسان کو خلق بہیمہ پر پیدا نہین کیا اور نہ بہیمہ کو انسان کی خلق پر معنی
اتقان کے اول گذر چکے ہین اتقان یہی ہے کہ ہر شے کو ایسی بنائی جیسی چاہیے خوب
ہی ٹھیک سادہ کے بنائی کوئی بات جو اوس مین ضروری ہے اور مناسب ہے باقی
نہین چھوڑی کسی نے کہا کہ یہ لفظ مین عموم ہے اور معنی مین خصوص ہے یعنی خوبصورت
بنائی بخلق ہر شے خوبصورت کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ
یون پڑہتے تھے احسن کل شی خلقہ فرمایا کیا نہین دیکھا تو نے بندر کو کہ خوبصورت نہین
ہے لیکن احکام کیا ہے اوس کی خلق کو یعنی اوس کو خوب مضبوط و پختہ بنایا ہے اخرجہ
ابن ابی شیبۃ والحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وابن جریر وابن المنذر عنہ ابن ابی حاتم
کا لفظ اون سے یہ ہے خبردار بیشک است قردہ کی یعنی بندر کی در خوبصورت نہین
ہے ولکنہ احکم خلقہا یعنی لیکن اوس کی خلق کو خوب محکم و مضبوط بنایا ہے اور فرمایا خلقہ
صورتہ یعنی خلق شے سے مراد اوس کی صورت ہے وقال احسن کل شی البتیع والحسن العقار
والحیات وکل شی مما خلق وغیرہ لا یحسن شیئا من ذلک یعنی اللہ پاک نے اچہی طرح بنایا
ہر شی کو بدصورت کو اور خوبصورت کو اور بچھوؤن کو اور سانپون کو اور ہر شے کو اون
اشیا سے جن کو پیدا کیا اور غیر اوس کا اچہی طرح نہین بنا سکتا ہے کسی شی کو ان مین سے
طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا اس درمیان مین کہ ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ اوس وقت عمرو بن زرارہ انصاری ہم سے
ملے حلے مین درانحال کہ اوسے لٹکایا تہا پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکے کپڑے کے
کنارہ پکڑ لیا تو عمرو بولے یا رسول اللہ مین تو پتلی پنڈلیون والا ہون یعنی اون کے عیب
چہپانے کو مین نے تہمد لٹکا لیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای عمرو بن
زرارہ بیشک اللہ عزوجل نے مقرر اچہی طرح بنا دیا ہے ہر شے کو ای عمرو بیشک اللہ دوست
نہین رکہتا ہے کپڑا لٹکانے والون کو یعنی ٹخنے سے نیچے **امام احمد** و طبرانی نے
شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
شخص کو دیکہا کہ اوس نے اپنا تہمد لٹکا لیا تہا تو آپ نے فرمایا اونچا کر اپنا تہمد تو اوس نے

عرض کیا یارسول اللہ مین تو اخف ہون میرے دونون گھٹنے باہم لڑ جاتی ہین غرض
یہ ہے کہ میرے پانون ٹیڑھے ہین پس آپ نے فرمایا اونچا کرا پنا تہمد ہر خلق اللہ کی حسن
ہے قولہ تعالی وبدء خلق الانسان من طین یعنی اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو
مٹی سے پیدا کیا تو وہ ایک بدیع صورت اور بدیع وحسین شکل پر ہو گئے ثم جعل نسلہ
من سلالۃ من ماء مھین نسل سے مراد ذریت ہی سلالہ یعنی نطفہ ہے ذریت کا نام
سلالہ اس لیے کہا ہے کہ وہ نچتی ہے اور جدا ہوتی ہے اصل سے اور نطفے کو سلالہ اس واسطے
کہتے ہین کہ وہ آدمی کے سارے بدن سے کھینچا جاتا ہے ماء مہین کے یہ معنی ہین کہ
ایک پانی بے قدر جس کی لوگون کے نزدیک قدر نہین ہے مراد منی ہے زجاج نے کہا
ماء ضعیف اس کی تفسیر سورۂ مومنین مین گذر چکی ہے وہان تو آدم علیہ السلام کی صفت
مذکور ہے اور یہان ذریت آدم کی صفت ثم سوّاہ یعنی پھر برابر کی خلق اوس انسان
کی جس کی ابتدای پیدایش مٹی سے کی تھی یعنی آدم علیہ السلام یا ساری نوع اور ٹھیک
کی اوس کی شکل اور اوس کو سیدھا کیا اور جو چاہیے وہ تناسب کیا درمیان اوس کے
اعضا کے کقولہ تعالے فی احسن تقویم قولہ تعالی ونفخ فیہ من روحہ یعنی
کر دیا اوس کو زندہ حساس بعد اس کے کہ جاندار بیجان تھا اضافت روح کی جو اپنی طرف
کی سو یہ واسطے تشریف وتکریم کے ہے یہ اضافت اس بات کی مقوی ہے کہ گفتگو آدم علیہ السلام
مین ہے نہ اون کی اولاد مین گو اس کی توجیہ بہ نسبت سب کے ممکن ہے کسی نے کہا
کہ اضافت تخصیص کے لیے ہے یعنی پھونکا اوس مین اوس شی سے جس کے ساتھ
اور جس کے علم کے ساتھ اللہ پاک مختص ہے قول اول اولی ہے پھر اللہ پاک نے ساری
نوع انسان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا وجعل لکم السمع الآیۃ اسمین التفات ہے غیبت
سے طرف خطاب کے اس سی پہلے اون کو مخاطب نہین کیا اس لیے کہ خطاب تو زندے
کے ساتھ ہوتا ہے پس جب یون فرما دیا ونفخ فیہ من روحہ تو بعد اس کے اوس کو
مخاطب کیا اور فرمایا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ سمع بمعنی اسماع ہے اور افئدہ
بمعنی قلوب یعنی اور بنا دیے تم کو کان اور آنکھین اور دل یہ سب چیزین تمہارے

اخف وہ ہے جس کے دونون پانون پیٹ کی طرف باہم جاتے ہین ایسے کہ ٹھوڑی گھٹنون کو اور آدمی کو ہمیشہ مین کہتے ہین ۱۲ سگ خوب سے خوب انداز ہے ۱۲

واسطے پیدا کردین اس لیے کہ اپنی نعمت تمپر پوری کرے اور تمہاری خلق کی ٹھیک
بنانے کی تمیم فرمائے یہان تک کہ تمہارے واسطے یہ سب نعمتین جمع ہو جائین تو تم
ہر سننے کی شی کو سنو اور ہر دیکھنے کی چیز کو دیکھو اور ہر سمجھنے بوجھنے کی شے کو سمجھو بوجھو
سمع کے مفرد ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ سمع مصدر ہے قلیل وکثیر کو شامل ہے پھر
یہ بات کہ خاصکر کے سمع کو مصدر ذکر کیا اور بصر و فواد کو نہین سو اون کو باسم ذکر کیا اور اسی
لیے اون کی جمع کی گئی پس وجہ اس کی یہ ہے کہ سمع قوت واحد ہے اور اوس کا
ایک ہی محل ہے یعنی کان اور اوس کو اوس مین کچھ اختیار نہین ہے کیونکہ آواز اوسکی
طرف پہنچتی ہے اور نہ وہ اوس کے رد پر قدرت رکھتا ہے اور نہ سننے کی تخصیص پر کہ
بعض سننے کی چیزون کو سنے بعض کو نہ سنے بخلاف ابصار کے سو محل اون کا آنکھ ہے
اور اون کو اوس مین اختیار ہے کیونکہ وہ حرکت کرتی ہین طرف جانب مرئی کے نہ طرف
اوس کے غیر کے اور اپنے پپوٹون کو بند کر لیتی ہین جبکہ کسی شی کا دیکھنا نہین چاہتی
ہین اور اسی طرح دل ہے کہ اوس کو ایک نوع کا اختیار ہے اپنے ادراک مین سو اس کا
تعقل کرے اُس کا نکرے اس کو سمجھے اُس کو نہ سمجھے جمہور نے بدا ہمزہ اور زہری نے
بالف خالص بدون ہمزہ کے پڑہا ہے قلیلا ما تشکرون کا نصب اس بنا پر ہے کہ
مصدر محذوف کی صفت ہی یعنی شکرا قلیلا یا صفت ہے زمان محذوف کی یعنی زمانا
قلیلا اس مین بیان ہے اس بات کا کہ وہ اللہ پاک کی نعمتون کا کفران کرتے ہین
اور اون کے شکران کو چھوڑتے ہین مگر شاذ و نادر کسی حال مین وقالوا ءاذا ضللنا
فی الارض ءانا لفی خلق جدید ضلال کے معنی ہین غیبوبت جس وقت مردہ زمین
مین غائب و باطل ہو جاتا ہے رل مل جاتا ہے تو محاورے مین بولتے ہین ضل الماء
فی التراب یعنی مردہ مٹی مین غائب ہو گیا رل مل گیا اوس کا کچھ اتا پتا نہ رہا جبکہ کسی شے
پر کوئی شی یہان تک غالب ہو جاوے کہ اوس کا اثر و نشان چھپ جاوے تو ایسی شی کے
واسطے عرب لوگ یون بولتے ہین کہ قد ضل یعنی وہ بالکل غائب ہو گئی قطرب نے کہا
جبکہ ہم غائب ہو گئے زمین مین جمہور نے ضللنا پڑہا ہے بفتح ضاد معجمہ و لام مفتوحہ

معنی یہ ہین ذہبنا وضعنا وصرنا ترابا وغبنا عن الاعین یعنی جبکہ جاتے رہے ضائع
ہو گئے مٹی ہو گئے آنکھون سے غائب ہو گئے بسبب دفن ہونے کے زمین مین
یحیی بن یعمر وابن محیصن وابو رجا نے بکسر لام پڑہا ہے یہ لغت ہے عالیہ کا نجد
سے **جوہری** نے کہا اہل عالیہ کہتے ہین ضللت بکسر لام کہا واضلہ ابی اضاعہ و
اہلکہ یقال ضل المیت اذا دفن یعنی فلان نے ضائع کیا ہلاک کیا فلان شی کو جبکہ مردہ
دفن کر دیا جاتا ہے تو کہتے ہین ضل المیت حضرت امیر المومنین **علی** بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ ورضی عنہ نے اور حضرت حسن واعمش وابان بن سعید نے صللنا بصاد
مہملہ ولام مفتوحہ پڑہا ہے ای انتنا یعنی جبکہ ہم بدبو ہو گئے مراد سڑنا گلنا ہے **نحاس**
نے کہا کہ صللنا لغت مین معروف نہین ہی لیکن گوشت جس وقت بدبو ہو جاتا ہے
اُلبس جاتا ہے تو اوس وقت بولتے ہین صَلَّ اللحم **جوہری** نے کہا صَلَّ اللحم یصل
بالکسر صلولا اذا انتن مطبوخا کان او نیئا یعنی گوشت جب بو دار ہو جاتا ہے پکایا کچا تو اوس
وقت صَلَّ اللحم کہتے ہین رہا اختلاف قراء کا ان دونون ہمزون مین سو بیان اوسکا
اول گذر چکا ہے اور ہمزہ واسطے استنکار کے ہے عامل ذا کا محذوف ہے تقدیر
اوس کی نُبعث یا نخرج ہے وجہ حذف کی یہ ہے کہ اُنا لفی خلق جدید اوسپر دال ہے
جملہ وقالوا الخ مستانفہ ہے کفار کی واہیات باتون کے بیان کرنے کو لایا گیا ہی
بطور التفات کے خطاب سے طرف غیبت کے کیونکہ اس کے اول مین تشکرون
ہے تو چاہیے یون تہا کہ وقلتم ہوتا لیکن یہ نہ کہا اور قالوا بصیغۂ غائب فرمایا سو غرض اس
سے آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ نعمای الٰہی کی ناشکری جس کا مذکور ہوا وہ اس کی
موجب ہے کہ اون سے اعراض کیا جاوی یہ ناشکرے قابل خطاب کے نہین
ہین اور ان کی جبلتین شمار کیجائین گویا طرز کلام یون ہے کہ اون سے باتین کرتے
کرتے اون کی طرف سے منہ پہیر لیا واسطے اظہار غیظ وغضب کے اور دوسرے
لوگون سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو ہم نے انپر کیا کیا انعام کیے اور کیسی کیسی
نعمتین اون کو عطا کین اونہون نے نعمتون کا کچہ شکر نہ کیا بلکہ پوری پوری ناشکری

کی اور دیکھو یون کہا کیا جس وقت ہم رَل مل گئے زمین مین کیا ہم اوٹھائے جائین گے
اور زندہ ہو جائین گے یعنی یہ ہرگز ہونا نہین ہے یہ تو ایک بڑی اوپری بات ہے
یہ بھلا کہین ہو سکتا ہے غرضکہ اللہ پاک نے کفار منکرین بعث کا کفر جو بسبب انکار بعث
کے تہا اوس کو بیان کیا پہر اس سی اضراب کرکے ایک اور کفر جو اس سے بہی غایت
درجے کا بڑہا ہوا ہے اوس کا ذکر کیا یعنی کفر بلقاء اللہ پس ارشاد فرمایا بل هم بلقاء
ربهم كافرون یعنی بعث کا انکار کیا سو کیا بلکہ یہ تو مارے مکابرہ وعناد کے
اپنے رب کی ملاقات کے جاحد ومنکر ہین یہ انکار نرا عناد ہے کیونکہ اون کا یہ اعتراف
کر لینا کہ اللہ پاک خلق کی ابتدا کرنے والا ہے مستلزم ہے اون کے اعتراف کرنے کو
ساتہہ اس بات کے کہ وہ قادر ہے اعادے پر پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اون کے واسطے حق بیان کردین اور جس باطل کا اونہون نے
زعم کیا ہے اوس کو اونپر رد کرین پس فرمایا قل یتوفاکم ملک الموت الآیہ یعنی تو کہدے
کہ وفات دیتا ہے تمکو موت کا فرشتہ جو کہ تمہاری قبض ارواح پر تعین کیا گیا ہے
وقت حاضر ہونے تمہاری جلدون کے پہر بعد اس کے آخر کو اپنے ہی رب کی طرف
جاؤ گے زندہ ہو کر ساتہہ بعث ونشور کے نہ طرف اوس کے غیر کے پہر وہ تمکو تمہارے
اعمال کی جزا دیگا خیر ہین تو خیر اور شر ہین تو شر جس وقت اللہ پاک کسی کو اپنی طرف
قبض کرے تو محاورے مین بولین گے کہ توفاہ اللہ واستوفا روحہ تفعل واستفعال
کئی جگہہ ملاقی یکدیگر ہوتے ہین جیسے تقضیتہ واستقضیتہ وتعجلتہ واستعجلتہ ملک الموت
سے مراد حضرت عزرائیل علیہ السلام ہین نکتہ یہان توفی کی نسبت اون کی طرف
کی ہے اور انعام مین یون فرمایا ہے توفتہ رسلنا اور زمر مین اللہ یتوفی
الانفس حین موتها انمین کسی طرح کی منافات نہین ہی اس واسطے کہ حقیقۃً وفات
دینے والا اللہ پاک ہی ہے باین طور کہ موت کو خلق کرتا ہے اور وسائط کو نزع روح
کا امر فرماتا ہے یہ لوگ غیر ملک الموت کے اون کے اعوان ہین روح کو ناخنون سے
حلقوم تک کہینچتے ہین پس ساری اضافتین ٹہیک ہو گئین کہا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام

سنہ اور کہو ہم کہین ہمارے ہڈی اور ریزے ہو جانے پر ۱۲ سنہ اللہ کہینچ لیتا ہے جانین جب وقت ہو اوفی ہمزہ کا ۱۲

ارواح کو پکارتے ہین تو وہ اون کو جواب دیتی ہین پھر وہ اپنے اعوان کو اون کے
قبض کا امر کرتے ہین اور آمر اس کا اللہ پاک ہے ہی یہ وجہ ہے جمع کی درمیان آیتون
کے جیسا کہ گذر چکا ہے ولو ترٰی اذ المجرمون ناکسوا رؤسھم عند ربھم
ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون ○ ولو شئنا لاٰتینا
کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس
اجمعین ○ فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم ھذا انا نسینٰکم وذوقوا
عذاب الخلد بما کنتم تعملون ○ اور کبھی تو دیکھے جس وقت منکر سر ڈالے ہونگے
اپنے رب کے پاس ای رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمکو پھر بھیج ہم کرین بھلائی
ہمکو یقین آیا اور اگر ہم چاہتے تو دیتے ہر جی کو سوجھہ اوس کی راہ کی لیکن ٹھیک
پڑی میری کہی بات کہ بھرنی ہے دوزخ جنون سے اور آدمیون سے اکٹھے
سو اب چکھو مزہ جیسے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کا ملنا ہم نے بھلا دیا تمکو اور چکھو مار
سدا کی بدلا اپنے کیے کا انتہی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے مشرکون کے حال و
قال کی روز قیامت مین جبکہ وہ بعث کا معاینہ کرین گے اور اللہ عزوجل کے روبرو
حقیر و ذلیل سر ڈالے ہوے کھڑے ہون گے مارے شرم و خجالت کے کہین گے
ربنا ابصرنا وسمعنا یعنی اب ہم تیری بات کو سنتے ہین اور تیرے حکم کو مانتے ہین کما قال
تعالی اسمع بھم وابصر یوم یاتوننا اسی طرح جس وقت نار مین داخل ہونگے تو اپنی
جانون پر ملامت عائد کرین گے یون کہین گے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا
فی اصحاب السعیر اسی طرح یہ لوگ کہین گے ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا یعنی تو ہم کو
پھر بھیج طرف دنیا کے ہم بھلائی کرین گے ہم تو مقرر یقین و تحقق کر چکے اوس مین اس
بات کو کہ تیرا وعدہ سچا ہے اور تیرا المناحق ہے پروردگار پاک اون سے اس بات کو جان
چکا ہے کہ اگر اون کو پھر طرف دار دنیا کے بھیجے تو وہ ویسے ہی ہون جیسے اوس مین کافر و
منکر تھے اللہ کی آیتون کو جھٹلاتے اور اوس کے رسولون کی مخالفت کرتے تھے
کما قال تعالی ولو ترٰی اذ وقفوا علی النار فقالوا یا لیتنا نرد ولا نکذب بآیات

ف کی سختی دیکھی ہوگی
جسمہ ان آوینگے ہماری
پاس ۱۲ سنکے اور ایمان
سنتے یا دوزخ تھی ہوئی
دوزخ والون مین ۱۲
اور کبھی تو دیکھے جس
وقت اون کو پھیرا یا
آگ پر تو کہتے ہین ای کاش
ہمکو پھر بھیجین اور ہم نہ
جھٹلاوین اپنے رب کی
آیتین ۱۲

ربنا الایتین اس جگہہ یہ فرمایا و لو شئنا لآتینا کل نفس ہدٰہا جس طرح کہ فرمایا ہے و لو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین یعنی ان دونون صنف سے مین ضرور اوس کو بھرونگا پس گہراون کا نار ہے اون کو اوس سے کوئی مفر نہین ہے نعوذ باللہ و کلمۃ التامۃ من ذلک قولہ تعالی فذوقوا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ بطور تقریع و توبیخ کے اہل نار سے کہا جائیگا کہ چکہو اس عذاب کو اس سبب سے کہ تم اوس کو جھٹلاتے تہے اور اوس کے وقوع کو بعید سمجھتے تہے اور اوس کو بہلاتے تہے کیونکہ تم نے اوس سے اوس شخص کا سا معاملہ کیا جو کہ اوس کا بہولنے والا ہوا نانسیناکم یعنی ہم بہی تمہارے ساتہہ بہولنے والے کے مثل معاملہ کرین گے کیونکہ اللہ پاک تو نہ کسی شی کو بہولتا ہے نہ کوئی شے اوس سے غائب ہوتی ہے بلکہ یہ مقابلی کے باب سے ہے کما قال تعالی وقیل الیوم ننساکم کما نسیتم لقاء یومکم ھذا قولہ تعالی وذوقوا عذاب الخلد بما کنتم تعلون یعنی چکہو تم عذاب سدا کا بسبب تمہاری کفر و تکذیب کے جس طرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے لابثین وقون فیھا بردا ولا شرابا الا حمیما وغساقا الی قولہ فلن نزیدکم الا عذابا کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ کلمہ لو امتناعیہ ہے یعنی شرطیہ حرف امتناع ہے واسطے امتناع کے زمانۂ ماضی مین اس لیا پر اس کا جواب محذوف ہوگا یعنی لرایت امرا فظیعا وہولا ہائلا لایقادر قدرہ اور حرف اذ ماضی کے واسطے ہے اور اگر مضارع پر آتا ہے تو اوس کو بہی ماضی کی طرف پہیر لیجاتا ہے اسی طرح حرف لو بہی ماضی کے واسطے ہے یہان یہ دونو اس لیی آئے ہین کہ جو شئے اللہ پاک کے علم مین ثابت ہے وہ بمنزلۂ واقع ہی اگرچہ یہ معاملہ استقبال مین واقع ہوگا مگر اظہار تحقق وقوع کے واسطے یہ دونون کلمے ماضی کے لائے گئے ہین جس طرح کہ قال اللہ فرمایا ہے ابو البقاء نے اسکو ان مواضع سی شمیرایا ہے جن مین اذ موقع اذ مین واقع ہوا ہے حالانکہ اس کی کچہہ ضرورت نہین ہی اب رہی یہ بات کہ تری کا مفعول ہی یا نہین سو اس کی مفعول مقدر کرنے کی حاجت نہین ہے کیونکہ معنی

یہ ہین کہ اگر تجھ سے رویت ہو اس وقت مین یا جسپر کلمہ اذ کا مضاف الیہ دال ہی اوس کو
مقدر نکال لین گی یعنی اگر تو دیکھے مجرمون کو یا اون کے وقوف کو آگ پر یہ بھی جائز ہے
کہ کلمہ لو کا واسطی تمنی کے ہو اس صورت پر تقدیر جواب کی حاجت نہو گی خطاب تری
کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے زجاج نی کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب
وہ خطاب ہے آپکی امت کو معنی یہ ہین اگر تو دیکھے ای محمد منکرین بعث کو تو البتہ
دیکھے ایک امر عجیب کو اور ایک سخت ہول کو کہ جس کی شدت کا اندازہ نہین ہو سکتا ہی
یا خطاب ہے ہر اوس شخص کو جو رویت کی صلاحیت رکھتا ہے کوئی ہو کیونکہ غرض اس
سے بیان کرنا اس بات کا ہے کہ اون کی بدحالی پوری پوری ہے اور وہان تک
پونہچی ہے کہ اوس کا استغراب و استعظام کسی خاص دیکھنے والے کے ساتھ
خاص نہین رہا ہے اون لوگون مین سی جو کہ امور بدیع و بلایای شدید کے مشاہدے
کے خوگر ہین بلکہ اون کے حال کے ہول و شدت کی یہ نوبت پونہچی ہے کہ ہر کوئی
جس کو دیکھنے کی صلاحیت ہی اوس سی تعجب کرے مجرمون سی مراد اذا ضللنا فی الارض
کے کہنے والے ہین یہ بھی جائز ہے کہ مراد ہر مجرم و گنہگار ہو اور یہ کہنے والے
بدخول اولی اوس مین داخل ہونگے ناکسین رؤس سی مراد مطاطئین و خافضین رؤس
ہین یعنی اپنے سرون کو جھکانے والے پست کرنے والے مارے حیا و ندامت
کے شرک و عصیان پر جو دنیا مین اون سے صادر ہو چکا ہے عند ربھم کے
یہ معنی ہین کہ وقت حساب لینے اللہ پاک کے اون سی ربنا ابصرنا و سمعنا کے قبل
یقولون مقدر ہے اسی تقدیر کی وجہ سے ربھم پر وقف کیا جاتا ہے یعنی کہین گے
ای رب ہماری ہم ہو گئے اون لوگون مین سی جو دیکھتے ہین اور سنتے ہین اور ہم کو
استعداد و لیاقت حاصل ہو گئی اون آیتون کے ادراک کرنے کی جو دیکھی جاتی ہین
اور سنی جاتی ہین اور ہم اس سی پہلے اندھے بہرے تھے کسی شی کا ادراک نہین کرتے
تھے اب تو ہم کو پھر بھیجدے طرف دنیا کے کہ ہم عمل صالح کرین حسب مقتضا اون آیتون
کے انا موقنون ہم یقین کرنے والے ہین یہ ادعا ہی اون کی طرف سی دلون کی صحت کا

اور قادر ہونی کا سمجھنے پر معانی آیات کے اور عمل کرنے پر موافق اون کی جس طرح کہ اس
سے پہلے صفت بصر و سمع کی صحت کا ادعا کیا تھا گویا یون کہا کہ ہم نے یقین کیا اور
اس سے پہلے اصلا ہم کچھہ سمجھتے نہ تھے رہی یہ بات کہ اول جملہ فعلیہ کہا تھا اب بیان طرز
کلام بدل کر جملہ اسمیہ مؤکدہ بان کہا سو غرض اس سی ظاہر کرنا ہے اپنے ثبات کا ایقان پر
اور اپنی کمال رغبت کا اوس مین اور یہ سب واسطے سعی و کوشش کے ہے استدعا مین
باین طمع کہ رجعت کی جو درخواست کی ہے وہ کسی طرح قبول ہو جائے یا موقنون بمعنی
مصدقون ہے یا یہ معنی ہین کہ ہم تصدیق کرنے والے ہین اوس شی کی جس کو محمد
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لائے غرضکہ اس معنی کی بنا پر ابصرنا و سمعنا کے مفعول مقدر کرنیکی
حاجت نہین ہے یہ بھی جائز ہے کہ دونون فعلون کے مناسب مفعول مقدر کیے
جائین کیونکہ اوس وقت وہ لوگ کفر و معاصی کو بُری ہولناک صورتون پر مشاہدہ کرینگے
اور فرشتے اون کو خبر دین گے کہ پھر جانا اون کا طرف دوزخ کے ہے بالضرور پس معنی
یہ ہونگے کہ دیکھہ لیا ہم نے قبح اپنے اعمال کا حالانکہ ہم اون کو دنیا مین حسین دیکھتے تھے
اور سن لیا ہم نے اس بات کو کہ ہمارا پھرنا طرف نار کے ہے یہ معنی مناسب ہین وعدہ
عمل صالح سے جو اس کے بعد ہے یا یہ معنی ہین کہ اب دیکھہ لیا ہم نے اوس شی کو جس کی
ہم تکذیب کرتے تھے اور سن لیا اوس چیز کو جس کا ہم انکار کرتے تھے کسی نے کہا کہ دیکھا
ہم نے تیرے وعید کے صدق کو اور سن لی ہم نے تجھہ سے تصدیق تیرے رسولون کی
پس ان لوگون نی اوس وقت دیکھا کہ دیکھنے نے اون کو کچھہ نفع نہ دیا اور سنا اوس وقت
کہ سننے نے کچھہ نفع نہ دیا اللہ پاک سی تصدیق رسل سننے کے یہ معنی ہین کہ رسولون نے
جس وعد و وعید کی خبر دی تھی اللہ پاک نے اوس کے مدلول کو اوس وقت ظاہر کر دیا
یہ معنی نہین ہین کہ اللہ پاک نی اوس وقت یہ خبر دی کہ رسول سچے ہین یہان تک کہ کفار
اس کو سنین کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ ہم نے سنا قول رسولون کا یعنی ہم نے اوس کو سنا
سننا طاعت و اذعان کا کسی نے کہا کہ انا موقنون کے یہ معنی ہین کہ جو شکوک دنیا مین اون کو
خلط ملط ہوتے تھے وہ اون سے زائل ہو گئے جبکہ اونہون نے دیکھا جو کچھہ دیکھا اور

سنا جو کچھ سنا صالحا یا تو مفعول ہی فعل کا یا صفت ہی مصدر محذوف کی یعنی نعمل عملا صالحا
غرضکہ پھر جب اونہون نے رجعت طلب کی تو اللہ پاک نی اوپر یون رد فرمایا ولو شئنا لاٰتینا
کل نفس هداها یعنی اگر ہم چاہتے تو البتہ دیتے ہر نفس کو رشد اوس کا اور توفیق اوسکی
طرف ایمان کے دنیا مین یعنی وہ لطف جو ہماری پاس ہے کہ اگر اون سی اوس کا اختیار
ہوتا تو وہ سب راہ یاب ہو جاتے پھر کوئی اونمین سے کافر نہوتا لیکن وہ لطف ہم نے
اون کو عطا نہین کیا اس واسطے کہ ہم اون سے اختیار و اختیار کفر کا جان چکے تھے یہ
حجت ہے معتزلہ پر اس لیے کہ اون کے نزدیک اللہ نی یہ چاہا کہ ہر نفس کو وہ شی عطا کری
جس سی وہ راہ یاب ہو جاوی اور یہ شی اوس نی اوسکو عطا کی لیکن وہ راہ یاب نہوا اور
اس آیت کی مشیئت جبر کے ساتھ تاویل کی حالانکہ یہ تاویل فاسد ہے بوجہ اوس دلیل
کے جو تبصرۃ الادلہ مین پہچانی گئی ہے کذا قال النسفی رحمہ اللہ تعالی نحاس نے کہا اس کے
معنی مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ مراد اس سی ہدایت کا دینا ہے دنیا مین دوسرا
قول یہ ہے کہ مراد آخرت مین ہی یعنی اگر ہم چاہتے تو اونکو پھیر لاتے طرف دنیا کے ولکن
حق القول منی جملہ ولو شئنا کے اول مین قول مقدر ہے اور معطوف ہے اوس قول پر جو
الیصا و سمعنا سے قبل مقدر ہی یعنی وہ کہتے ہین ای رب ہمارے ہم نے اب دیکھ لیا
اور سن لیا الخ اور ہم کہتے ہین کہ اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اوس کی ہدایت عطا کرتے
لیکن میری قضاء و قدر نافذ و واجب ہوئی اور میرا کلمہ سابق ہوا اور میری وعید ثابت
ہوئی کہ البتہ مین بھرونگا دوزخ کو جن و انس سے اکٹھے یہ وہی قول ہے جو اللہ پاک کی
طرف سے واجب ہو چکا ہے اور اوس کے بندون پر ثابت ہوا ہے اور اوس مین
اوس کی قضا نافذ ہو چکی ہے پس اس قول کا یہ مقتضا ہوا کہ وہ ہر نفس کو اوس کی ہدایت
عطا نکرے اور یہ حکم جو اون پر جاری کہو چکا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ اللہ پاک اس بات
کو جان چکا تھا کہ وہ اہل شقاوت سے ہین اور وہ اونمین سے ہین جو کہ ہدایت کو گمراہی
پر اختیار کرتے ہین جن کو الش پر اس لیے مقدم کیا ہے کہ یہ مقام مقام تحقیر ہے دوسری
وجہ یہ ہے کہ جنمی جنون مین سے اکثر ہین بنا بر اوس قول کے جو اس باری مین کہا گیا ہے

کلمۂ اجمعین سی یہ بات لازم نہین آتی ہے کہ ساری انس وجن جہنم مین داخل ہون کیونکہ یہ
کلمہ اجمعین کا مفید ہے عموم انواع کا نہ عموم افراد کا تو معنی یہ ہونگے کہ اوس کو بہر دوگان ان
دونوع سے اکٹھے یہ بات بعض محققین نے کہی ہے اس قول کو کسی نے یون رد کیا ہی
کہ اگر مقصود عموم انواع ہوتا تو تثنیہ مناسب تہا نہ جمع باین طور کہ کلیہما کہتے پس جب یون
نہ کہا تو ظاہر یہ ہے کہ اجمعین واسطی عموم افراد کے ہے پہر جب عموم افراد کے لیے ٹہیرایا
تو معلوم ہوا کہ سب داخل ہونگے حالانکہ بات یون نہین ہے پس کہین گے الف ولام
جن وانس مین واسطی عہد خارجی کے ہے مراد جن وانس کے عاصے و گنہگار ہین
اس کی تائید وہ بات کرتی ہے جو دوسری آیت مین ابلیس کو مخاطب کرکے ارشاد فرمائی
ہے لاملئن جہنم منك وممن تبعك منهم اجمعين کذا قال الشہاب جن وانس کو
جو خاص کرکے ذکر فرمایا ہی سو اس مین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ اللہ پاک فی اپنی
فرشتون کو اوس عمل سی معصوم ومحفوظ رکہا ہے جس کی وجہ سے جہنم کے مستوجب ہون حرف
فا فذوقوا مین واسطی ترتیب امر بالذوق کے ہے ماقبل پر یعنی پہر جس وقت وہ نار مین
داخل ہو جائین گی تو جہنم کے خازن وداروغہ اون سی کہین گے کہ اب چکہو مزہ عذاب کا
جس طرح کہ مقاتل نے کہا ہے ذوق حقیقت مین کہانے کی شی کے چکہنے کو کہتے ہین لیکن
کلام عرب مین بطور مجاز ذوق کا استعارہ واسطی احساس کے ہوا کرتا ہے کبہی ایسا ہوتا ہے
کہ جو شی نفس پر طاری وعارض ہوتی ہے اوس کی تعبیر ذوق سے کیجاتی ہے گو وہ شے
کہانی کی نہو اس لیے کہ نفس اوس شی کا احساس کرتا ہے جس طرح کہ ذائقہ کہانے کی چیز
چکہنے سے احساس کرتا ہے امام لغوین جوہری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین ذقت ما عندہ
ای خبرتہ یعنی مین نے جانچ لیا اور تجربہ کرلیا اوس شے کا جو فلان کے پاس ہی وذقت القوس
یہ جب کہیگا کہ تو کمان کی تانت کو کہینچے تاکہ دیکہے کہ اوس کی سختی کیا ہے واذاقہ اللہ وبال امرہ
یعنی معلوم کرادیا اللہ نے فلان کو اوس کے کام کا وبال اور مجرب ومعلوم کام کو امر مستذاق
بولتے ہین حرف با بمانسیتم لقاء یومکم مین واسطی سببیت کے ہے یعنی اب چکہو تم عذاب
بسبب بہولنے تمہارے کے اپنے اس دن کے ملنے کو اس مین اس بات پر آگاہی

سلہ چکہو پہر تا دوزخ
پہر تمی اور جوان مین
تری راہ چلا اوس ہی
ساری ۱۲

بخشی ہے کہ اون کی تعذیب کچھ صرف سبق قول متقدم ہی کی جہت سے نہین ہے بلکہ
اوس کی جہت سے بھی ہے اور اس کی وجہ سے بھی غرض یہ ہے کہ تعذیب کا ایک ہی
سبب نہین ہے بلکہ اوس کے اور اسباب بھی ہین یہ نسیان جو یہان مذکور ہے اس مین
اختلاف ہے پس کسی نے کہا کہ مراد حقیقی نسیان ہے وہ یہ ہے کہ جب وہ آجاتا ہے
تو یاد جاتی رہتی ہے کسی نے کہا کہ مراد ترک ہی ہے یہ قول ضحاک و یحیی بن سلام کا ہے اول
قول کی بنا پر یہ معنی ہین کہ اونہون نے اوس دن کے واسطے عمل نہ کیا تو وہ ایسے ہو گئے
جیسے اوس کے بھولنے والے دوسرے قول کی بنیاد پر ضرور ہے کہ قبل لقاء کے مضاف
مقدر کیا جاوی ای فذوقوا بسبب ترککم لما امرتکم بہ عذاب لقاء یومکم ہذا یعنی اب چکھو تم بسبب
ترک کرنے تمہارے کے اوس شی کو جس کا مین نی تمکو حکم دیا اپنے اس دن کے ملنے
کے عذاب کو مبرد نے قول ثانی کو ترجیح دی ہے امام رازی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے
کہ ہذا کے اشارے مین تین احتمال ہین ایک یہ ہے کہ اشارہ ہو طرف لقا کے دوسرا یہ
ہے کہ اشارہ ہو طرف یوم کے تیسرا یہ ہے کہ اشارہ ہو طرف عذاب کے انا نسیناکم
یعنی ہم نے تمکو بالکل غیر ملتفت الیہ کر کے چھوڑ دیا جس طرح کہ بھولنے والا کیا کرتا ہی واسطے
قطع کرنے تمہاری امید کے یحیی بن سلام نے کہا معنے یہ ہین کہ بسبب اس کے کہ تم نے
ترک کیا ایمان کو بعث پر اس دن مین ترک کیا ہم نے تم کو خیر سے سدی نے بھی اسی
طرح کہا ہے مجاہد نے کہا کہ ترک کیا ہم نے تم کو عذاب مین وذوقوا عذاب الخلد
بما کنتم تعملون یعنی اور چکھو تم عذاب دائم جس کو کسی طرح کا انقطاع نہین ہے
بسبب کفر و معاصی و تکذیب کے جن کو تم دنیا مین کیا کرتے تھے اس کے مکرر ذکر کرنے
کی تین وجہین ہین ایک تو تاکید و تشدید دوسرے بیان کرنا ذوق کے مفعول مطوی
کا تیسرے خبر دینا اس بات کی کہ سبب ذوق عذاب کا مجرد نسیان ہی نہین ہے بلکہ اوس کے
اور اسباب بھی ہین اقسام و انواع کفر و معاصی سے جن پر وہ دنیا مین استمرار پذیر
تھے پھر اللہ پاک نے بجملہ مستانفہ یہ بات بیان کی کہ ایمان کی طرف ہدایت
کرنے کا کون مستحق ہے اور کون اوس کا مستحق نہین ہے پس ارشاد فرمایا

السجدة

انما یؤمن بآیتنا الذین اذا ذکروا بها خروا سجدا وسبحوا بحمد ربهم
وهم لا یستکبرون ۝ تتجافی جنوبهم عن المضاجع یدعون ربهم
خوفا وطمعا ومما رزقنٰهم ینفقون ۝ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من
قرة اعین ج جزآء بما کانوا یعملون ۝ ہماری باتون کو مانتے ہین وہ کہ جب اون کو
سمجھائیے اون سے گر پڑین سجدہ کر کر اور پاک ذات کو یاد کرین اپنے رب کی خوبیون
سے اور وہ بڑائی نہین کرتے الگ رہتی ہین اون کی کروٹین اپنے سونے کی جگہہ سے
پکارتے ہین اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے اور ہمارا دیا کچھہ خرچ کرتے ہین سو کسی
جی کو معلوم نہین جو چھپا دھرا ہے اوس کے واسطے جو ٹھنڈک ہے آنکھون کی بدلا
اوس کا جو کرتے تھے ف اللہ سے لالچ بری نہین اور نہ اوس سے ڈر اور
اسی واسطی بندگی کرے تو قبول ہی ڈر اور لالچ دنیا کا ہو یا آخرت کا اگر کسی اور کے
خوف ورجا سے بندگی کرے تو ریا ہے قبول نہین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
کہتے ہین کہ اللہ پاک کی آیتون کی وہی لوگ تصدیق کرتے ہین اور اون کو سچا جانتے ہین
کہ جس وقت اون سے اون کو وعظ ونصیحت کی جاتی ہے تو گر پڑتے ہین سجدہ کر کر
یعنی اون کو کان لگا کر سنتے ہین اور قول وفعل سے اون کی اطاعت کرتے ہین
اور اون کے اتباع سے اور اون کے واسطے مطیع ومنقاد ہونے سے تکبر نہین کرتے
ہین جس طرح کہ کافرون فاجرون مین کے جاہل لوگ تکبر کیا کرتے ہین اللہ پاک نے
فرمایا ہے ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرین
پھر اللہ پاک نے فرمایا تتجافی جنوبهم الایہ مراد اس سے قیام لیل ہے یعنی
تہجد کی نماز پڑہنا اور نیند کا چھوڑنا اور نرم بچھونون پر لیٹنے کو ترک کرنا مجاہد وحسن نے
اس کی تفسیر مین کہا ہے کہ مراد اس سی قیام لیل ہے حضرت انس وعکرمہ ومحمد بن منکدر
وابو حازم وقتادہ سے مروی ہے کہ یہ نماز ہے درمیان مغرب وعشا کے یعنی صلوٰۃ اوابین
حضرت انس سی یہ بھی مروی ہے کہ یہ انتظار ہے نماز عشا کا رواہ ابن جریر باسناد جید
ضحاک نے کہا کہ یہ نماز عشا ہے جماعت مین اور نماز صبح کی جماعت مین یدعون ربهم

لہ بیشک جو لوگ کہ ہماری باتون کو مانتے ہین ہم ہی بیشک ان کے اوپر بہشت کے دروازے بند کرنے والے ہین دوزخ مین ذلیل ہو کر ۱۲

خوفا وطمعا کے یعنی ہین کہ پکارتے ہین اپنے رب کو اوس کے وبال عقاب کے
خوف سی اور اوس کے جزیل ثواب مین طمع کرنے سے ومما رزقنٰھم ینفقون پس
جمع کرتے ہین درمیان فعل قربات لازمہ ومتعدیہ کے یعنی لازمی ومتعدی عبادتین ادا
کرتے ہین ان لوگون کے مقدم وسردار وفخر دنیا وآخرت مین سید المرسلین خاتم النبیین
شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضور پرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جیسا کہ حضرت
عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی مدح شریف مین عرض کیا ہی ؎

وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ	اذا انشق معروف من الفجر ساطع
یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ	اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع

یعنی ہم مین اللہ کے رسول ہین کہ اوس کی کتاب کو پڑہتے ہین جس وقت کہ پہٹتی ہے
فجر سے روشنی ظاہر وبلند غرض یہ ہے کہ وقت پہٹنے فجر کے قرآن شریف پڑہتے ہین
رات بسر کرتے ہین اس حال مین کہ الگ کرتے ہین اپنی کروٹ بچھونے سی جس وقت کہ بچھونے
بہاری ہوتے ہین مشرکون کو لیکر غرض یہ ہے کہ آخر رات کو گہری نیند کا وقت ہوتا ہے
اور مشرک لوگ خواب گران مین ہوتے ہین اوس وقت اوٹھنا نفس پر سخت گران گذرتا ہی
ایسے وقت مین آپ اپنے بچھونے سے کروٹ علیحدہ کرکے اور خواب شیرین کو چھوڑکر
یاد الٰہی مین مصروف ہوتے ہین **امام احمد** رحمہ اللہ تعالی نے حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے
فرمایا عجب ربنا من رجلین رجل ثار من وطائہ ولحافہ من بین حبہ و
اھلہ الی صلاتہ رغبۃ فیما عندی وشفقۃ مما عندی یعنی ہمارے رب
نے تعجب کیا دو آدمیون سی ایک وہ شخص کہ اوٹھا اپنے نرم بچھونے اور لحاف سی درمیان
سے اپنے محبوب اور بی بی کی طرف اپنی نماز کے واسطے رغبت کے اوس ثواب مین
جو میرے پاس ہے اور واسطے خوف کے اوس عقاب سے جو میرے نزدیک ہے اور
ایک وہ شخص ہے جس نے غزا کی اللہ تعالی کی راہ مین پھر لوگ منہزم ہوئے تو اوس نے
جانی وہ شی جو اوسپر ہے بہاگنے سے اور وہ شی جو اوس کے لیے ہے رجوع مین پس

وہ لوٹا یہان تک کہ اوس کا خون بہایا گیا واسطی رغبت کے اوس شی مین جو میری پاس ہے اور واسطی خوف کے اوس شی سے جو میرے پاس ہے پس اللہ عزوجل فرماتا ہی فرشتون سے کہ نظر کرو میرے بندے کی طرف کہ وہ لوٹ آیا واسطی رغبت کے اوس شے مین جو میری پاس ہی اور واسطی خوف کے اوس شی سے جو میرے پاس ہے یہانتک کہ اوس کا خون بہایا گیا وھکذا رواہ ابوداود فی الجھاد عن موسی بن اسمعیل عن حماد بن سلمۃ بنحوہ **امام احمد** نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین تہا ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سفر مین سو مین ایک دن آپ کے قریب ہو گیا اور ہم چل رہے تہے تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجہے خبر دین ایسے عمل کی کہ مجہی جنت مین داخل کری اور نار سے دور فرمایا البتہ مقرر تو نے سوال کیا ایک بڑی بات کا اور بی شک وہ البتہ آسان ہے اوس پر جسپر اللہ آسان کردی عبادت کری تو اللہ کی اور شریک نکرے تو ساتہہ اوس کے کسی شی کو اور کہڑی رکہے تو نماز اور دیوے تو زکوۃ اور روزے رکہے تو رمضان کے اور حج کرے تو بیت اللہ کا پہر فرمایا کیا رہنمائی نکرون مین تیری ابواب خیر پر روزہ ڈہال ہی اور صدقہ بجہاتا ہے خطیہ کو یعنی گناہ کو اور نماز مرد کی رات کے جوف[1] مین پہر یہ آیت پڑہی تتجافی جنوبہم یہان تک کہ پونہچے یعملون کو پہر فرمایا کیا خبر ندون مین تجہکو راس امر کی اور اوس کے ستون اور بلندی کوہان کی مین نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ تو فرمایا راس امر اسلام ہے اور ستون اوسکا نماز ہے اور بلندی اوس کے کوہان کی جہاد ہے اللہ کی راہ مین پہر فرمایا کیا مین خبر ندون تجہکو اس سب کے ملاک کے یعنی ایسی شی کی کہ جس سے ان سب کا قیام ہے مین نے عرض کیا ہان یا نبی اللہ تو آپ نے اپنی زبان پکڑی پہر فرمایا کہ روک اپنے اوپر اس کو پہر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اور ہم البتہ مواخذہ کیے جاوین گے بسبب اوس شے کے جس کے ساتہہ ہم بات چیت کرتی ہین تو فرمایا روندی تجہکو تیری مان ای معاذ وہل یکب الناس فی النار علی وجوہہم او قال علی مناخرہم الا حصائد السنتہم یعنی اوندہا نہ ڈالین گے لوگون کو آگ مین اون کے موہنہ کے بل یا فرمایا اون کے نتہنون کے بل مگر اونکی زبانون کی

---

[1] جوف کی راد وسط رات کا معلوم ہوتا ہی اور روایت مین یون ہے کہ بندی کو جوف لیل آخر مین زیادہ تر قرب ہوتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ رات کا درد ہوتا ہے اور ہم نیندی کا ایک جوف ہے وجوف یعنی وسط رات کا ہوا یعنی رات کے تیسرے حصون مین پانچوان حصہ ۱۲

کاٹی ہوئی باتین ورواہ الترمذی والنسائی وابن ماجۃ فی سننہم من طرق
عن معمر بہ وقال الترمذی حسن صحیح غرض یہ ہے کہ آدمی جو بے احتیاط ہو کر رات
دن چرچر کچھ کچھ بی فائدہ باتین کیا کرتا ہے سو حضور نے اس کی تشبیہ دی کاٹی ہوئی
گھاس سی جو درانتی سے کاٹتے ہین ذرا دیر مین کاٹ کر ایک ڈھیر کر دیتے ہین اسی طرح
یہ واہیات باتین جو زبان کا ہتھیار رات دن کاٹا کرتا ہے اور انبار کے انبار کاٹ کر
ڈالدیے ہین یہی باعث ہونگے دخول نار کے نعوذ باللہ ساری اعمال صالحہ کا ملاک
زبان کو اسی لیے ٹھیرایا ہے کہ اگر زبان محفوظ رہیگی تو اعمال جو کیے ہین وہ بھی محفوظ
رہین گے ورنہ خیر سلّا یہ تو اوس تقدیر پر ہے کہ نفس الامر مین اعمال صالحہ ہون اور جبکہ
اعمال صالحہ کا تو اتا پتا نہین اور زبان کی چرچر کچھ کچھ ڈھیر کے ڈھیر تو اب کہو کیا گت
ہوگی نعوذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ اللھم غفرا توفیقا **ابن جریر** کا لفظ حضرت معاذ سے
یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون سے فرمایا الا ادلک علی
ابواب الخیر الصوم جنۃ والصدقۃ تکفر الخطیئۃ وقیام العبد من
جوف اللیل وتلا ھذہ الآیۃ تتجافی الی ینفقون ورواہ ایضا من
حدیث الثوری عن منصور بن المعتمر عن الحکم عن میمون بن ابی شبیب
عن معاذ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحوہ ومن حدیث الاعمش
عن حبیب بن ابی ثابت والحکم عن میمون بن ابی شبیب عن معاذ مرفوعا
بنحوہ ومن حدیث حماد بن سلمۃ عن عاصم بن ابی النجود عن شہر عن
معاذ ایضا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قولہ تعالی تتجافی
جنوبھم عن المضاجع قال قیام العبد من اللیل **ابن ابی حاتم** کا لفظ
حضرت معاذ سے یہ ہے کہ مین تہا ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوۂ تبوک مین
تو آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو مین تجھے خبر دون ابواب خیر کی روزہ ڈہال ہے اور
صدقہ بجہاتا ہے خطیئہ کو اور قیام مرد کا رات کے جوف مین پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی تتجافی الآیہ **پہر** ابن ابی حاتم نے اسماء بنت یزید سے روایت

کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس وقت جمع کریگا اللہ اولین
وآخرین کو قیامت کے دن تو آئیگا ایک منادی پھر وہ ندا کریگا ایسی آواز سے کہ
خلائق کو سنا دیگا کہ اب جان لین گے اہل جمع آج کے دن کہ کون زیادہ تر مستحق ہے
کرم کا پھر رجوع کریگا تو ندا کریگا چاہیے کھڑے ہون وہ لوگ جن کی کروٹین الگ ہوتی
تھین بچھونون سے الآیہ تو وہ کھڑے ہو جائین گے اور وہ قلیل ہین بزار نی عن زید
بن اسلم عن ابیہ روایت کیا ہے کہا بلال نے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تتجافی جنوبہم الآیہ
تو ہم بیٹھتے تھے مجلس مین اور کہتے لوگ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
نماز پڑھتے تھے بعد مغرب کے عشا تک پس یہ آیت نازل ہوئی تتجافی الآیہ ثم قال
لا نعلم روی زید بن اسلم عن بلال سواہ ولیس لہ طریق عن بلال غیر
ھذہ الطریق قولہ تعالی فلا تعلم نفس الآیہ کے یہ معنی ہین پس کوئی نہین جانتا
ہے عظمت اوس شی کی جو اللہ پاک نے اون کے واسطے جنتون مین مخفی رکھی ہے
نعیم مقیم سے اور اون لذتون سے جن کے مثل پر کوئی مطلع نہین ہوا ہے جبکہ اونہون نے
اپنے اعمال کو مخفی کیا تو اوسی طرح اللہ نے اون کے ثواب کو مخفی کیا پورا بدلا کیونکہ جزا
جنس عمل سے ہوتی ہے حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ چھپایا ایک قوم نے عمل کو
تو اللہ نے چھپایا اون کے واسطے اوس شے کو جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی بشر
کے دل پر اوس کا خطرہ گذرا رواہ ابن ابی حاتم بخاری نے اس کی تفسیر مین
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا ہے اللہ تعالی نے فرمایا تیار کر رکھی مین نے واسطے اپنے صالح بندون
کے وہ شی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی بشر کے دل پر گذری
ابوہریرہ نے کہا پڑھو اگر تم چاہو فلا تعلم نفس ما اخفي لهم من قرة اعين
قال وحدثنا سفيان حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة قال
قال الله مثله قيل لسفيان رواية قال فاي شئ ورواه مسلم والترمذي
من حديث سفيان بن عيينة به وقال الترمذي حسن صحيح

پھر بخاری نی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے یقول اللہ تعالی اعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ذخرا من[1] بله ما اطلعتم عليه ثم قرأ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قال ابو معاویۃ عن الاعمش عن ابی صالح قرا ابو ہریرۃ قرات اعین انفرد بہ البخاری من ہذا الوجہ **امام احمد** نی ابو ہریرہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے ان اللہ تعالی قال اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر اخرجاہ فی الصحیحین من روایۃ عبد الرزاق قال ورواہ الترمذی فی التفسیر وابن جریر من حدیث عبد الرحیم بن سلیمان عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمثلہ ثم قال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح وقال حماد بن سلمۃ عن ثابت بن ابی رافع عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال حمادا حسبہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من یدخل الجنۃ ینعم لا یبأس لا تبلی ثیابہ ولا یفنی شبابہ فی الجنۃ ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر رواہ مسلم من حدیث حماد بن سلمۃ بہ یعنی جو شخص جنت مین داخل ہوگا تو وہ آسودہ رہیگا محتاج نہ ہوگا نہ اوس کے کپڑے پرانے پڑین گے اور نہ اوس کی جوانی فنا ہوگی جنت مین وہ شی ہے جو نہ کسی آنکھہ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی بشر کے دل پر گذری **امام احمد** نی ابو حازم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہین مین نے سہل بن سعد ساعدی کو سنا وہ کہتے تھے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اوس مجلس مین جس مین آپ نے جنت کا وصف فرمایا یہان تک کہ انتہا کو پونہچے پھر اپنی آخر حدیث مین فرمایا فیہا ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر پھر یہ آیت پڑھی تتجافی تا یعملون واخرجہ مسلم

[1] بل بفتح باء وفتحہا یعنی دع ہذا یا یعنی سوی الانفاق لنحن کما من بلی کی روایت پر ہے اور صواب استدراک کا ہے کہ من کا یعنی چھوڑ اوس شی کو جسپر تمکو اطلاع دیگئی ہے تم جنت کی اور وہ تین جن کو تم پہچان چکے ہو کیونکہ وہ تو بہت تھا کم ہین اوسکے مقابلے مین جو اونکے واسطے رکھی مخفی رکہا گیا ہے یا یعنی ہین کہ سوای اوس کے جسکا ذکر قرآن شریف مین کیا گیا ہے کہ ذخرا متعلق ہے اعددت کی ہے من

فی صحیحہ عن ھارون بن معروف وھارون بن سعید کلاھما عن
ابن وھب بہ ابن جریر نی عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
روایت کیا ہے آپ اپنے رب عزوجل سی راوی ہین فرمایا اعددت لعبادی
الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر الخبر جو
نیز مسلم نی اپنی صحیح مین شعبی سی روایت کیا ہے کہا مین نی مغیرہ بن شعبہ کو سنا منبر پر
وہ مرفوعاً کہہ رہے تھے کہ موسی علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سی سوال کیا کہ کیا ہی
ادنی اہل جنت کا منزلہ و رتبہ مین فرمایا وہ ایک شخص ہے کہ آئیگا بعد اس کے کہ جنت
والے جنت مین داخل ہو چکین گے تو اوس سے کہا جائیگا کہ داخل ہو جا جنت مین
پس وہ عرض کریگا یارب کیف وقد اخذ الناس منازلھم واخذوا اخذاتھم
یعنی ای رب میرے مین کیونکر داخل ہوؤن حالانکہ لوگ تو اپنے منازل لے چکے اور
اپنی رب کی کرامت حاصل کر چکے تو اوس سی کہا جائیگا کیا تو راضی ہوتا ہے اس سے
کہ تیرے واسطے ہو مثل ایک بادشاہ کے بادشاہان دنیا سے تو وہ عرض کریگا مین راضی
ہوا ای رب پھر اللہ فرمائیگا تیرے واسطے یہ ہے اور مثل اس کے اور مثل اس کے
اور مثل اس کے اور مثل اس کے تو وہ پانچوین بار مین کہیگا مین راضی ہوا ای رب
پھر فرمائیگا یہہ واسطی تیرے ہے اور دس گنا اوس کا اور تیرے لیے ہے وہ شی
جس کو تیرا جی چاہے اور تیری آنکھ مزہ لے تو وہ کہیگا راضی ہوا مین ای رب
حضرت موسی نے عرض کیا پھر اعلا اون کا منزلت مین فرمایا یہ وہ لوگ ہین جن کی کرامت
مین نے اپنے ہاتھ سے لگائی اور اوسپر مہر کی سو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان
نے سنی نہ کسی بشر کے دل پر گذری کہا اور مصداق اس کا اللہ عزوجل کی کتاب سے
یہ ہے فلا تعلم نفس الآیہ ورواہ الترمذی عن ابن ابی عمر وقال حسن
صحیح قال ورواہ بعضھم عن الشعبی عن المغیرۃ ولم یرفعہ والمرفوع
اصح ابن ابی حاتم نے عباس بن عبدالواحد سے روایت کیا ہے کہا مجھے یہہ
بات پونہچی ہے کہ مرد اہل جنت مین کا ستر برس اپنے مکان مین ٹہیرا رہیگا پھر

سلہ یفتح ہمزہ وخای یجمع وھو ما اخذوا من کرامۃ مولاہم وحصلوہ کذا فی مجمع البحار ۱۲ منہ سلہ اولئک الذین الخ ۱۲ منہ سلہ کرامتہم یعنی عرض کی ہین اوسکی نصب کرنی اور زمین مین طلب پر ہی کی اوسکی اجر و ثواب کو اور آخرت اسپر پاک کرنی اپنی دست قدرت سی نصب کرنی اور اسطرح اوسکی تنظیم و تکریم کرنی واللہ اعلم ۱۲ منہ

التفات کریگا تو ناگاہ ایک عورت سے زیادہ تر خوبصورت اوس سی جس مین وہ تھا
پس وہ عورت اوس سی کہیگی اب تیرے واسطے اس کا وقت آگیا کہ ہمارا تجھہ سے
حصہ ہو تو وہ کہے گا تو کون ہے وہ کہیگی مین مزید سے ہون پھر وہ اوس کے ساتھہ
ٹھہرا رہیگا ستر برس پھر التفات کریگا تو ناگاہ ایک عورت ہے اوس سی بھی بڑھکر خوبصورت
جس مین وہ تھا تو اوس سے کہیگی تیرے لیے اس کا وقت آگیا کہ ہمارا تجھہ سے حصہ ہو
وہ اوس سے کہیگا تو کون ہے تو وہ کہیگی مین وہ ہون جو اللہ نے کہا ہے فلا تعلم نفس
ما اخفی لہم من قرۃ اعین **ابن لہیعہ** نی کہا مجھے حدیث کی عطا بن دینار نے سعید بن
جبیر سے کہا داخل ہونگے اون پر فرشتے ہر دن کی مقدار مین دنیا کے دنون سی تین بار
اون کے ساتھہ تحفے ہون گے اللہ کی طرف سے جنات عدن کے جو کہ اون کی خبتون
مین نہین ہین اور یہ وہ قول ہی اللہ تعالی کا فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین اور خبر
دین گے کہ اللہ اون سے راضی ہے **ابن جریر** نی ابو الیمان فزاری سی یا اوس کے
غیر سے روایت کیا ہی کہا جنت سو درجے ہے اول اون کا چاندی کا درجہ ہی اور
زمین اوس کی چاندی ہے اور مساکن اون کے چاندی ہین اور مٹی اوس کی مشک
ہے اور دوسرا درجہ سونے کا ہے زمین اوس کی سونا ہے اور مساکن اوس کے سونا
ہین اور برتن اوس کے سونا ہین اور مٹی اوس کی مشک ہے **تیسرا** درجہ موتی کا ہے
زمین اوس کی موتی اور مساکن اوس کے موتی اور برتن اوس کے موتی اور مٹی اوس کی
مشک ہے اور بعد اس کے متفاوت درجے وہ ہین جو نہ کسی آنکھہ نے دیکھے نہ کسی کان
نے سنے نہ کسی بشر کے دل پر گذری پھر یہ آیت پڑھی فلا تعلم نفس الآیۃ **ابن جریر** نے
عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الروح الامین روایت کیا ہے کہا بندے
کی نیکیان بدیان لائی جائین گی بعض اون کا بعض سے کم کریگا پھر اگر ایک نیکی باقی
رہجائیگی تو فراخی کرے گا اللہ واسطے اوس کے جنت مین **رأوی** کہتا ہے پھر مین داخل ہوا
یزداد پر تو اوس نے مثل اس حدیث کے بیان کیا کہا پس مین نے کہا کہ پھر وہ نیکی
کہان گئی تو یزداد نے کہا اولئک الذین نتقبل عنہم احسن ما عملوا و نتجاوز

لہ ابن جریر کی پوری
سند یہ ہی حدثنی یعقوب
بن ابراہیم حدثنا معمر
بن سلیمان عن ابیہ
بن ابان عن الضحاک
بن مزاحم عن ابن
عباس اخذ الاعلم الاعلم
کہ وہ راوی اون کا جنتی
یزداد کی گفتگو کا ۱۲ سنت
وہ لوگ ہین جنکی ہم قبول
کرتے ہین برے کام جو کئے ہین
اور معاف کرتے ہین ہم برائیان
اونکی جنت کے لوگون مین ہی
وعدہ جو اونکو ملتا تھا ۱۲

عن سیئاتھم الایہ مین نے کہا قولہ تعالی فلا تعلم نفس الآیہ کہا کہ بندہ عمل کرتا ہی پوشیدہ
چھپاتا ہے اوس کو طرف اللہ کے لوگون نے اوس کو نہین جانا تو اللہ پوشیدہ کریگا
واسطے اوس کے قیامت کے دن آنکھہ کی ٹھنڈک **ف** فتح البیان کا بیان مع
اتقان یہ ہے کہ اللہ پاک کی آیتون کی وہی لوگ تصدیق کرتے ہین اور اون سے نفع
لیتے ہین کہ جب اون کو اون سے وعظ و نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت پذیر ہوتی ہین
نہ اون کے غیر جو کہ اون سے وعظ و نصیحت کیے جاتے ہین تو نصیحت پذیر ہوتے
ہین نہ اون پر ایمان لاتے ہین خروا سجدا کے یہ معنی ہین کہ اپنے مونہہ کے بل گر پڑتے
ہین سجدہ کرتے ہوے واسطے تعظیم آیات الہی کے اور مارے خوف کے اللہ پاک کے
دباؤ اور عذاب کے اور واسطے تواضع و خشوع و فروتنی کے اور واسطے ادا کرنے شکر کے
نعمت اسلام پر جو اللہ تعالی نے اون کو عطا کیا ہے وسبحوا بحمد ربہم کا یہ مطلب ہے کہ اللہ
پاک کی تنزیہ و پاکی کرتے ہین ہر اوس شی سے جو اوس کی بارگاہ عالی جاہ کے لائق نہین ہے
اس حال مین کہ اوس کی حمد کرتے ہوے ہوتے ہین اوس کی نعمتون پر جنمین سے بزرگتر
و کاملتر نعمت یہ ہے کہ آیتون پر ایمان لانے کی اون کو ہدایت فرمائی ہے حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت نماز پنجگانہ کی شان مین نازل ہوئی ہے معنی یہ ہین کہ
اپنی سجدے مین سبحان اللہ وبحمدہ یا سبحان ربی الاعلی وبحمدہ کہتے ہین سفیان نے کہا
معنی یہ ہین کہ نماز پڑہتے ہین واسطے حمد اپنے رب کے وہم لا یستکبرون جملہ حالیہ ہے
یعنی اس حال مین کہ اللہ پاک پر ایمان لانے اور اوس کے واسطے سجدہ کرنے سے تکبر نہین
کرتے ہین جس طرح کہ مکے والون نے سجدے سے تکبر کیا ہے یا یہ معنی ہین کہ اس حال مین
کہ خضوع و فروتنی و عاجزی کرنے والے ہین واسطے اللہ کے غیر متکبر ہین اوسپر حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ استکبار نہین کرتے ہین نماز کو آنے سے جماعتون مین کہا ہی
کہ یہ سجدہ عزائم سجود قرآن شریف سی ہے واسطے پڑہنے والے اور سننے والے کے سلیمان
جمل نے کہا کہ اس آیت مین اگر آیات سے مراد مطلق قرآن ہو اگرچہ اوس مین آیت
سجدہ نہو تو خروا سجدا مشکل ہوتا ہے کیونکہ تلاوت قرآن کے واسطے سجدہ مشروع نہین ہے

مگر جبھی کہ اوس مین کوئی آیت سجدہ ہو منجملہ آیات سجود معروفہ کے اور اگر آیات سے مراد
خصوص آیات سجدات ہون تو اذا ذکروا بھا مشکل ہوتا ہے باوجود اس کے کہ تذکیر کی تفسیر
وعظ کے ساتھہ کی ہے جس طرح کہ ذکر کیا ہے وجہ اشکال کی یہ ہے کہ اکثر سجدے کی
آیتین بلکہ کل انمین وعظ نہین ہے وعظ سے مراد یہی ڈرانا اور عواقب و انجام کا یاد دلانا
ہے کیونکہ وعظ کی حقیقت یہی ہے بلکہ غالب سجدے کی آیتین واسطی مدح ساجدین
کے ہین بتصریحًا اور واسطی ذم اون کے غیر کے تلویحًا واشارۃً جس طرح کہ یہ آیت ہی اور
کبھی اس کا عکس ہوتا ہے یعنی غیر ساجدین کی ذم بتصریحًا اور مدح ساجدین تلویحًا جس طرح
کہ آیت انشقاق ہی پس تامل کرنا چاہیے کیونکہ ہم نے مفسرون مین سے کسی کو نہین
دیکھا کہ اوس نی اس کا بیان کیا ہو یا اس کا متعرض ہوا ہو انتہی جملۃ تتجافی جنوبہم عن المضاجع
مستانفہ ہے یا حالیہ ہے معنی تتجافی کے ترتفع وتنبو وتنتحی ہین جبکہ کوئی شی کسی شے
سے لازم اور لگی ہوئی نہو اور اوس سی دور و علیحدہ ہو تو محاورے مین کہین گی جفی الشئ
عن الشئ وتجافی عنہ زجاج ورمانی نے کہا کہ تجافی وتجفی جہت فوق کی طرف ہوتی ہے
یعنی کسی شے کو کسی شی کے اوپر سے علیحدہ کرنے کو اور اوپر سے اوٹھا لینے کو کہتی
ہین اسی طرح سب وشتم وغیرہ مین کوئی شخص مخطی وخطاوار ہوا ہے اوس سی درگذر
کرنے مین بھی اس کا استعمال ہوتا ہے جنوب جمع ہے جنب کی جنب کہتے ہین پہلو
اور کروٹ کو مضاجع جمع مضجع کی مضجع وہ جگہہ ہے جس مین آدمی لیٹتا ہے حال کی
بنا پر یہ معنی ہین اس حال مین کہ مرتفع ہوتے ہین دور اور بلیسو ہوتی ہین کروٹین اونکی
اپنے سونے کی جگہون سے یہ لوگ تہجد کی نماز پڑہنے والے ہین رات کو نماز کے
واسطے بچھونون سے اوٹھتے ہین حضرت حسن ومجاہد وعطاء وجمہور اسی کے قائل ہین
مراد نماز سے نفلی نماز پڑہنا ہے رات کو بدون تقیید کے قتادہ وعکرمہ نے کہا کہ یہ
نفلی نماز پڑہنا ہے مابین مغرب وعشا کے ابو حازم ومحمد بن منکدر اس کی قائل ہین کسی نے
کہا صلوۃ اوابین ہی کسی نے کہا فقط نماز عشا کی ہے حضرت حسن وعطا سے بھی یہ
ایک روایت ہے ضحاک نے کہا نماز عشا وصبح ہے جماعت مین انمین سے بعض

قول اول گذر چکے ہین واسطی انسجام بیان کے تکرار کی گئی ہے کسی نے کہا ہے وہ
لوگ ہین جو کھڑے ہوتے ہین واسطی ذکر اللہ کے نماز مین ہو یا غیر نماز مین حضرت
انس بن مالک سے مروی ہے کہ یہ آیت نماز کے انتظار مین نازل ہوئی ہے جسکو
عتمہ کہتے ہین یعنی نماز عشا دوسرا لفظ اون کا یہ ہے کہ نماز عشا کے باری مین نازل ہوئی
ہے تیسرا لفظ یہ ہے کہ وہ سوتے نہ تھے یہان تک کہ نماز عشا کی پڑہ لین چوتھا لفظ یہ ہے
کہ ہم بچھونون سے بچتے تھے قبل نماز عشا کے پانچوان لفظ یہ ہے کہ مین نے نہین
دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوتے ہوے کبھی قبل عشا کے اور نہ باتین
کرتے ہوے بعد اوس کے کیونکہ یہ آیت اسی باب مین نازل ہوئی ہے حضرت ابن
عباس سی مروی ہے اس کی تفسیر مین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ وہ لوگ
ہین جو سوتے نہین ہین قبل نماز عشا کے یہ سو اللہ نے اون کی ثنا فرمائی ہے پھر جب یہ
ذکر کیا تو آدمی کنارہ کرنے لگا اپنے بچھونے سے باین خوف کہ اوسپر آنکھہ اوس کی
غلبہ کرے پس وقت عشا کا قبل اس کے ہے کہ جھوٹا سو جائی اور بڑے کو سستی
آئے اخرجہ ابن مردویہ نیز ابن مردویہ نی حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ
گذرتی نہ تھی اون پر کوئی رات مگر اوس سی لیتے تھے کعب سے مروی ہے کہ جس
وقت لوگ حشر کیے جائین گے تو ایک منادی ندا کریگا یہ دن ہے فصل کا کہان ہین وہ
لوگ جن کی کروٹین الگ ہوتی تھین بچھونون سے الحدیث رواہ عبد اللہ بن احمد نے
زوائد الزہد من طریق ابی عبد اللہ الجدلی عن عبادۃ بن الصامت عن کعب الخ ابن جریر
نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الگ ہوتی ہین کروٹین اون کی
واسطی ذکر اللہ کے جب کبھی بیدار ہوے تو اللہ کا ذکر کیا یا تو نماز مین یا قیام مین یا بیٹھے
ہوے یا اپنی کروٹون پر ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہین سب قولون سی مشہور تر
قول یہ ہے کہ مراد اس سے نماز شب ہی اسی کی ایک جماعت اہل علم قائل ہی قیام لیل
کی فضیلت مین اور اوسپر مستعد و آمادہ کرنے مین صحیح حدیثین وارد ہوئی ہین کتب سنت
مطہرہ مین معروف و مذکور ہین جملہ یدعون ربھم خوفا و طمعا حال ہی جنوبھم کی

ضمیر سے یا حال بعد حال ہوگا یہ بھی جائز ہی کہ اول جملہ مستانفہ ہو واسطی بیان ایک
نوع کے اون کے انواع طاعات سے اور خوفا وطمعا مفعول لہ ہین یعنی جدا ہوتی
ہین کروٹین اون کی اس حال مین کہ پکارتے ہین اپنے رب کو واسطی خوف کے اوس کے
عذاب سی اور واسطی طمع کے اوس کی رحمت مین دونون حال بھی ہو سکتے ہین یعنی
پکارتے ہین اس حال مین کہ خائفین وطامعین ہین یا دونون مصدر ہین فعل محذوف کی
یعنی یخافون خوفا ویطمعون طمعا حضرت ابن عباس نے فرمایا خوفا من النار وطمعا
فی الجنۃ یعنی پکارتے ہین اپنے رب کو نار سے ڈر کر اور جنت مین طمع کر کر اس مین
دلیل ہے اس بات پر کہ عبادت و دعا بسبب خوف وطمع کی صحیح ہی صاحب
فتح البیان رحمہ اللہ تعالی نے ہدایۃ السائل مین اس کی خوب تحقیق فرمائی ہے طالب
تفصیل اوس کی طرف رجوع کر سکتا ہی ومما رزقناھم ینفقون یعنی اوس روزی
سے جو ہم نے اون کو دی ہے یا اپنے رزق سے اللہ کی طاعت مین اور وجوہ خیر
مین خرچ کرتے ہین مراد صدقۂ فرض ہی یا صدقۂ نفل اولی حمل علی العموم ہے قولہ تعالی
فلا تعلم نفس الآیۃ نکرہ نفی کی تحت مین عموم کا فائدہ دیتا ہے یعنی نہین جانتا ہے
کوئی نفس نفوس سی کوئی سا نفس ہو اوس شی کو جو اللہ پاک نی ان لوگون کی واسطے
چھپا رکھی ہے جن کا ذکر ابھی ہوا ہی اوس قسم سے کہ جس سی اونکی آنکھین ٹھنڈی ہونگی
ابو السعود نی کہا کہ نہ کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی نبی مرسل پھر اوروں کسی کا کیا ذکر ہے
کسی نی کہا کہ مراد نفی علم سی علم تفصیلی کی نفی ہے ورنہ جو نعیم اللہ پاک نے مومنون کے
لیے تیار کر رکھی ہے ہم اوس کو اجمالا جانتے ہین باین طور کہ وہ بالاخانے ہین جنت
مین اور محل ہین اور درخت ہین اور نہرین ہین اور لباس ہین اور کھانے پینے کی
چیزین ہین وغیرہ وغیرہ جمہور نی قرۃ با فراد حضرت ابن مسعود وابو ہریرہ وابو الدرداء
نے قرات بجمع پڑھا ہے اور حمزہ نے ما اخفی بسکون یا اس بنا پر کہ فعل مضارع مسند
ہے طرف اللہ پاک کے اور باقی قراء نی بفتح یا بنا بر فعل ماضی مجہول پڑھا ہی حضرت
ابن مسعود نی نخفی بنون مضموم اور اعمش نی نخفی بیای تحتیہ مضموم زجاج نے قرات حمزہ

کے معنی مین کہا ہے کہ وہ شی جو اللہ پاک نی اون کے واسطی مخفی رکہی ہے یہی قرأت
محمد بن کعب کی بہی ہی کلہ ما موضع نصب مین ہی بنا بر مفعولیت حضرت ابن عباس نی فرمایا
ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تہا پہر اوس نے اپنی واسطی ایک جنت بنائی پہر اوس کے
سوا ایک اور بنائی پہر اون کو ایک موتی سے ڈہانک دیا پہر فرمایا وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ
خلق نے نہین جانا اوس شی کو جو اونمین ہے یہ وہی ہے جو اللہ نے فرمایا ہے
فلا تعلم نفس الآیہ آئیگا اون کے پاس اوسمین سی ہر روز ایک تحفہ اخرجہ ابن جریر وابن المنذر
وابن ابی حاتم وغیرہم یہ بہی اون سی مروی ہے کہ ہذا مما لا تفسیر لہ یعنی یہ اوس قسم سے
ہے جس کی کچہہ تفسیر نہین ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی بیشک
البتہ لکہا ہوا ہے تورات مین کہ البتہ مقرر تیار کر رکہی ہی اللہ نے واسطی اون لوگون کے
جن کی کروٹین الگ ہوتی ہین بچہونون سے وہ شی جو نہ کسی آنکہہ نے دیکہی نہ کسی کان
نے سنی نہ کسی بشر کے دل پر گذری اور نہ جانتا ہی کوئی ملک مقرب نہ کوئی نبی مرسل اور
بی شک وہ البتہ قرآن مین ہی فلا تعلم الآیہ آسن باب مین حدیثین ہین ایک جماعت صحابہ
سے کچہہ اول گذر چکی ہین غرض کہ اس آیت مین دلیل ہے اسپر کہ مراد تہجد کی نماز ہو ہم سی
صلوٰۃ فی جوف اللیل ہے تاکہ جزا پورم پور ہو کیونکہ جیسا اونہون نی اپنے عمل کو مخفی کیا تہا
ویسا ہی اللہ نے اون کے ثواب کو مخفی کیا پہر اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ یہہ جزا
بسبب اون کے اعمال صالح کے ہے فرمایا جزاءً بما کانوا یعملون یا تو مفعول لہ ہے
اخفی کا یعنی وہ شی مخفی رکہی گئی واسطی اون کے واسطے بدلا دینے کے ساتہہ
اوس شی کے جو وہ دنیا مین طاعات کیا کرتے تہے یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف
کا ای جوزوا جزاءً بذلک یعنی وہ بدلا دیے گئے بدلا دیے جانے کر ساتہہ اوس شے
کے جس کو وہ کیا کرتے تہے پہر اللہ پاک نی یہ بات بیان کی کہ جو شخص طاعت و ایمان
کی روشنی مین ہے وہ اوس شخص کے ساتہہ برابر نہو گا جو کہ کفر و عصیان کی تاریکی
مین گہرا ہوا ہے پس ارشاد فرمایا افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون
اما الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت فلهم جنت المأوی نزلا بما کانوا یعملون

ف اوراون دو باغون کی سوای اور دو باغ ہین

ف وقف عمل ان

واما الذین فسقوا فماوٰھم النار کلما اراد وا ان یخرجوا منھا اعیدوا
فیھا وقیل لھم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بہ تکذبون ۝ ولنذیقنھم
من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون ۝ ومن
اظلم ممن ذکر بایات ربہ ثم اعرض عنھا ط انا من المجرمین منتقمون ۝

پہلا ایک جو ہے ایمان پر برابر اوس کے جو بے حکم ہے نہین برابر ہوتی سو وہ جو یقین
لائے اور کیے کام بھلے تو اون کو باغ ہین رہنے کے مہمانی اسپر جو کرتے تھے اور وہ
جو بے حکم ہوئے سو اون کا گھر ہے آگ جب چاہین کہ نکل پڑین اوسمین سی الٹے جاوین
پھر اوس مین اور کہیے اون کو چکھو آگ کی مار جس کو تم جھٹلاتے تھے اور البتہ چکھاوین گے
ہم اون کو تھوڑا سا عذاب وری اوس بڑی عذاب سی کہ شاید وہ پھر آوین اور کون بی انصاف
اوس سی جس کو سمجھایا اوس کے رب کی باتون سی پھر اون سی مونہہ موڑ گیا مقرر ہمکو ان
گنہگارون سے بدلا لینا ہے **ف** یعنی دنیا مین لوٹ مار بندے دیکھ لین گے
انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک اپنی عدل و کرم کی خبر دیتا
ہے کہ وہ قیامت کے دن اپنی حکم مین برابر نہ کریگا اوس شخص کو جو کہ اوس کی آیتون پر
ایمان لانی والا ہے اوس کے رسولون کی پیروی کرنے والا ہے اوس شخص کی سمان
جو کہ اپنی رب کی طاعت سی نکلنے والا ہی اوس کے رسول جو اوس کی طرف بھیجے
گئے اون کی تکذیب کرنے والا ہے جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے ام
الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین اٰمنوا وعملوا الصالحات
سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون وقال تعالی ام نجعل الذین
اٰمنوا وعملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار
وقال تعالی لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ اصحاب الجنۃ
ھم الفائزون الایہ اسی لیی اس جگہہ یون فرمایا ہے افمن کان مومنا کمن کان
فاسقا الآیہ یعنی قیامت کے دن اللہ پاک کے نزدیک وہ برابر نہون گے **عطاء** بن
یسار و سدی وغیرہما نے کہا ہی کہ یہ آیت حق مین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے

ع ۱۱ ۱۵

۵۱ کیا خیال رکھتی ہین جنہون نے نافرمانی کی ہین برابر ان کے کہ ایمان لائے اور جنہون نے نیک کام کیے ہین برابر ان کے جو یقین لائے اور کیے بھلے کام ایک سا اونکا جینا اور مرنا بری دعوے ہین جو کرتے ہین ۱۲ ۵۲ کیا ہم کریں ایمان والون کو جو کرتے ہین بھلائی برابر ان کے جو فساد ڈالتے ہین ملک مین کیا ہم کرین ڈر والون کو برابر نڈر ہیشہ لوگون کی ۱۲ ۵۳ برابر نہین لوگ دوزخ کے اور لوگ بہشت کے بہشت کے لوگ وہی ہین مراد کو پہونچے ۱۲

اور عتبہ بن ابی معیط کے نازل ہوئی ہی اور اسی لیی اون کے حکم کی تفصیل فرمائی ہے
ما الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات یعنی جن لوگون کے دلون نی اللہ کی آیتون کو سچا
جانا اور اون کے مقتضا پر عمل کیا صالحات یہی ہین تو اون کے واسطی جنات ماوے
ہین یعنی وہ باغ جن مین رہنے بسنے کے مکانات ہین اور اونچے اونچے بالا خانے
ضیافت وکرامت اسپر جو وہ کرتے تہے اور وے لوگ جو طاعت سے نکل گئے تو
اون کا گہر ہے آگ جب چاہین کہ نکل پڑین اوسمین سے اولٹے جاوین پہر اوس مین جس طرح
کہ فرمایا ہے کلما ارادوا ان یخرجوا منہا من غم اعیدوا فیہا الایہ حضرت فضیل
بن عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ بی شک ہاتہہ تو البتہ کس کر بندہے ہوے ہین
اور پانون البتہ مقید ہین یعنی اون مین بیڑیان ڈالی گئی ہین اور آگ کی لہب یعنی اوس کا
شعلہ یا لپٹ اون کو اوپر اوٹہا رہی ہے اور فرشتے اون کو عمود سے مار رہے ہین یا
قہر کر رہے ہین اور اون سے کہا جاتا ہے چکہو آگ کا عذاب جس کو تم جہٹلاتے تہے
یعنی تقریع و توبیخ کے واسطے اون سے یہ کہا جائیگا حضرت ابن عباس نے فرمایا
کہ عذاب ادنی سی مراد دنیا کے مصائب و اسقام و آفات ہین اور وہ شی جو اہل دنیا
پر نازل ہوتی ہے منجملہ اون چیزون کے جن کے ساتہہ اللہ پاک اپنی بندون کو مبتلا کرتا
ہے تاکہ اوس کی طرف رجوع ہون حضرت ابی بن کعب و ابو العالیہ و حسن و ابراہیم نخعی
و ضحاک و علقمہ و عطیہ و مجاہد و قتادہ و عبد الکریم جزری و خصیف سے بہی مثل اس کے
مروی ہے حضرت ابن عباس سی ایک روایت مین یہ ہے کہ مراد قائم کرنا حدون کا ہی
اون پر براء بن عازب و مجاہد و ابو عبیدہ نے کہا کہ مراد اس سی عذاب قبر ہے نعوذ باللہ
منہ نسائی نی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ سالہا سے قحط ہین جو اون کو
پونہچی تہے عبد اللہ بن امام احمد نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ قرد و خان تو گذر چکے اور بطشتہ و لزام و رواہ مسلم من حدیث شعبۃ بہ
موقوفا نحوہ وعند البخاری عن ابن مسعود نحوہ نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود
سے ایک روایت مین یہ ہے کہ عذاب ادنی وہ قتل وسبی ہے جو بدر کے دن اون کو

ع جب چاہین کہ نکل پڑین اوسمین سے اولٹے جاوین پہر اوس مین جس طرح کہ فرمایا ہے کلما ارادوا ان یخرجوا منہا من غم اعیدوا فیہا الایہ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ بی شک ہاتہہ تو البتہ کس کر بندہے ہوے ہین اور پانون البتہ مقید ہین یعنی اون مین بیڑیان ڈالی گئی ہین اور آگ کی لہب یعنی اوس کا شعلہ یا لپٹ اون کو اوپر اوٹہا رہی ہے اور فرشتے اون کو عمود سے مار رہے ہین یا قہر کر رہے ہین اور اون سے کہا جاتا ہے چکہو آگ کا عذاب جس کو تم جہٹلاتے تہے یعنی تقریع و توبیخ کے واسطے اون سے یہ کہا جائیگا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ عذاب ادنی سی مراد دنیا کے مصائب و اسقام و آفات ہین اور وہ شی جو اہل دنیا پر نازل ہوتی ہے منجملہ اون چیزون کے جن کے ساتہہ اللہ پاک اپنی بندون کو مبتلا کرتا ہے تاکہ اوس کی طرف رجوع ہون حضرت ابی بن کعب و ابو العالیہ و حسن و ابراہیم نخعی و ضحاک و علقمہ و عطیہ و مجاہد و قتادہ و عبد الکریم جزری و خصیف سے بہی مثل اس کے مروی ہے حضرت ابن عباس سی ایک روایت مین یہ ہے کہ مراد قائم کرنا حدون کا ہی اون پر براء بن عازب و مجاہد و ابو عبیدہ نے کہا کہ مراد اس سی عذاب قبر ہے نعوذ باللہ منہ نسائی نی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ سالہا سے قحط ہین جو اون کو پونہچی تہے عبد اللہ بن امام احمد نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قرد و خان تو گذر چکے اور بطشتہ و لزام و رواہ مسلم من حدیث شعبۃ بہ موقوفا نحوہ وعند البخاری عن ابن مسعود نحوہ نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود سے ایک روایت مین یہ ہے کہ عذاب ادنی وہ قتل و سبی ہے جو بدر کے دن اون کو

پونہچایا تہا اسی طرح مالک نی زید بن اسلم سی روایت کیا ہے **سدی** وغیرونی کہا کہ مکے
مین کوئی گہر باقی نہین رہا مگر اوس مین رنج وغم داخل ہوا کسی اون کے مقتول پر یا کسی
قیدی پر سو اون کو مصیبت پونہچائی گئی یا اون کو نہر میت ہوئی اونمین سے کسی کے
واسطے دونون کام جمع ہوے قولہ تعالی ومن اظلم ممن ذکر الآیہ یعنی اوس سی بڑہکر
کوئی ظالم نہین جس کو اللہ پاک نی اپنی آیتون سے وعظ ونصیحت کی اور اوس کے واسطے
اون کو خوب ظاہر وواضح کرکے بیان کیا پہر بعد اس کے اوس نے اون کو چہوڑا اور
اون کا انکار کیا اور اون سے منہہ موڑا اور جان بوجہہ کر اون کو بہلایا گویا اون کو جانتا
پہچانتا ہی نہین ہے قتادہ نے کہا تم بچو اللہ کے ذکر کے اعراض کرنے سے کیونکہ جس نے
اوس کے ذکر سے اعراض کیا فقد اعتز اکبر العزہ واعوز اشد العوز وعظم من عظم الذنوب یعنی تو
مقرر وہ بڑا عزت دار بنا اور نہایت درجہ حاجتمند ہوا اور سب سے بڑا گناہ کیا اسی لیے
جس نے یہ کام کیا اللہ پاک اوس کو تہدید کرکے یون فرماتا ہے انا من المجرمین
منتقمون یعنی ہم اب سخت انتقام لونگا اوس شخص سے جس نے یہ کام کیا ہی ابن مردویہ
نے حضرت معاذ بن جبل سی روایت کیا ہی کہا مین نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کو فرماتی سنا ہے تین کام ہین کہ جس نی اون کو کیا تو مقرر اوس نے جرم کیا وہ شخص
جس نے جہنڈا عقد کیا غیر حق مین یا نافرمانی کی اپنے مان باپ کی یا چلا ہمراہ ظالم کے
کہ اوس کی مدد کرے تو مقرر اوس نے جرم کیا اللہ پاک فرماتا ہے انا من المجرمین منتقمون
یعنی ہم تو مجرمون سے انتقام لینے والے ہین ورواہ ابن ابی حاتم من حدیث
اسمعیل بن عیاش بہ[۱] وہذا حدیث غریب جدا **ف** فتح البیان کا
بیان مع اتقان یہ ہے کہ افمن کان مین استفہام انکاری بمعنی نفی ہے یعنی مومن
مثل فاسق کے نہین ہے جو تفاوت دنیا مین اون کے درمیان مین ہے وہ ظاہر ہوگیا
اسی لیے دون فرمایا لایستوون پس جس انکار کا استفہام نے فائدہ دیا ہی اور وہ انکار جس
شی کا مفید ہی اوس کی اس مین تصریح ہے ابلغ وآکد وجہ پر وہ شی یہی ہے کہ مومن و
فاسق مین بڑا تفاوت ہی اون مین کسی طرح کا علاقہ نہین ہی یہ تصریح اس شدو مد ومبالغی سی

[۱] وکذا اخرجہ ابن مندہ والطبرانی وغیرہما قال السیوطی لکنہ ضعیف کذا فی الاتقان ۱۲ منہ

اس لیی کی ہی کہ جو تفصیل آئندہ آتی ہی اوس کی بنا اسپر کیجاے زجاج نی کہا دو کو
جمع قرار دیا جب تو لایستوون بصیغۂ جمع فرمایا سو اس مین من کے معنی کا لحاظ کیا ہے
کسی نے کہا یہ وجہ ہے کہ اقل جمع دو ہین کسی نی کہا کہ مومن و فاسق سے مراد نہیں ہے
ایک مومن اور ایک فاسق مراد نہین ہے یہ قول اولی ہے اس واسطے کہ اعتبار عموم
لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا تمین نے ذکر کیا ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فاسقا پر مقصداً وقف کرتے اور لایستوون سی ابتدا فرماتی تھے معنی لایستوون کے یہ ہین کہ
مومن و فاسق مآل و انجام و قرارگاہ مین یا شرف و مثوبت و جزا مین برابر نہ ہون گے
ضمیر اس مین من کی طرف راجع ہے جو کہ فریقین پر واقع ہی اور اول مین اوس کے لفظ
کی رعایت کی ہے بعد اوس کے اس مین اوس کے معنی کی مراعات فرمائی ہے مراد
اس جگہ فسق سی فسق کامل ہی بقرینۂ مقابلۂ مومنین کے ورنہ مومن بھی کبھی فاسق ہوتا ہی
نظیر اس کی یہ دو آیتین ہین ا فنجعل المسلمین کالمجرمین و قولہ تعالی ام حسب الذین
اجترحوا السیئات الایہ کیونکہ ہر مجرم مسئ کافر نہین ہے حضرت ابن عباس سی مروی
ہے کہ ولید بن عقبہ نی حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے کہا انا احد منک
سنانا و ابسط منک لسانا و املأ للکتیبۃ منک فقال لہ علی اسکت فانما انت
فاسق فنزلت ھذہ الایۃ یعنی بالمومن علیا و بالفاسق الولید بن عقبۃ بن
ابی معیط اخرجہ ابو الفرج الاصبھانی فی کتاب الاغانی والواحدی و ابن عدی
و ابن مردویہ والخطیب و ابن عساکر من طرق عنہ و اخرج ابن مردویہ
والخطیب و ابن عساکر فی الایۃ نحوہ و روی نحو ھذا عن عطاء بن یسار
والسدی و عبد الرحمن بن ابی لیلی کرخی نی یون نقل کیا ہے کہ ولید بن عقبہ بن
ابی معیط حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا مان کی طرف سی اوس کے اور حضرت علی
کے باہم تنازع تھا تو ولید نے اون سی کہا اسکت فانک صبی و انا واللہ ابسط منک
لسانا و اشجع منک جنانا و املأ منک حشوا فی الکتیبۃ معنی یہ ہین کہ ولید نے
حضرت علی سی کہا چپ رہ یعنی تجھ سی کیا بات بنیگی کیونکہ تو تو بچہ ہی اور مین واللہ کشادہ تر ہون

لہ کیا ہم کافرون کو برابر
حکم دیتے ہین کہ ہم کافرون کو
کہنگاروں کے برابر کہنگار ٹھہرائینگے ۱۲ شہ کیا خیال
کرتے ہین جو مجرمون سے
کیا ہی ہمین برابر ہیں یا ہم
کیسا ہی دنیا مین برابر ہون گے
یعنی کافر اور مومن کبھی
کلام ایک سا نہ ہوگا جیسا
اور مرنا بھی دونون کا
جو رہتے ہین ۱۲

تجھ سی زبان مین اور شجاع تر ہون تجھ سے دل مین اور تیز تر ہون تجھ سے نیزے کی
بھال مین اور زیادہ تر پُر کرنے والا ہون لشکر کو تجھ سے یا زیادہ تر پر کرنے والا ہون تجھ سی
لشکر کی بھرتی مین غرض یہ ہی کہ زبان درازی و بہادری و قوت دل و نیزہ بازی مین
اور لشکر کی بھرتی مین تجھ سے بڑھکر ہون اور جوان قوی تجربہ کار جنگ آزمودہ ہون تو تجھ سی
کیا مقابلہ کر سکتا ہی پس حضرت علی نی اوس سی فرمایا چپ رہ یعنی تو کیا یہ بڑھ بڑھکر باتین بنا تا
ہی تو محض بی حقیقت ہے کیونکہ تو تو ایک فاسق آدمی ہی اسپر یہ آیت نازل ہوئی مراد
مومن سی حضرت علی ہین اور فاسق سی ولید بن عقبہ غرضکہ اول اللہ پاک نی فریقین کا
حال بیان کیا دنیا مین بعد اوس کے دونون کے مراتب کی تفصیل ذکر کی آخرت مین اور
مومنین سی ابتدا کی جس طرح کہ اول ہی اونہین کو مقدم ذکر کیا تھا پس ارشاد فرمایا اما الذین
امنوا وعملوا الصالحات فلھم جنات الماوی نزلا بما کانوا یعملون جمہور نے
جنات بجمع پڑہا ہے اور طلحہ بن مصرف نی جنۃ الماوی بافراد ماوی وہ بہشتی ہی جس کی
طرف ٹھکانا پکڑین گے جنات کی اضافت ماوی کی طرف کی اس لیی کہ ماوای حقیقی
وہی ہین کیونکہ مومنین کا اصلی گھر وہی ہے دنیا کا رہنا بسنا تو ایسا ہے جیسے کہ کوئی
مسافر کسی جگہہ جاتا ہے تو راہ مین منزل بمنزل اوترتا جاتا ہے جاتے جاتی منزل مقصود
کو پونہچ رہیگا کچھہ مسلن و ماوی نہین ہی ؎

زندگی ماندگی کا وقفہ ہے	یعنی آگے چلین گے دم لیکر

کسی نے کہا ماوی ایک جنت ہی منجملہ جنات کی جس کی طرف شہیدون کی روحین
بسیرا لیتی ہین کسی نے کہا ہے کہ وہ عرش معلی کی داہنی طرف واقع ہی اول اسپر
کلام گذر چکا ہی نزل بضمتین اصل مین وہ کہانا پینا ہے جو مہمان نازل کے واسطی تیار کیا
جاتا ہے اوس کے اکرام و تعظیم کے لیے جس طرح کہ اس کا بیان آل عمران مین گذر چکا ہی
ابو حیوہ نے اوس کو بسکون زا می معجمہ پڑہا ہے نصب اوس کا بنا بر حال ہی حرف با بما مین
واسطی سببیت کی ہے یعنی جو لوگ ایمان لائے اور بھلائیان کین تو اون کے واسطے
باغ ہین جن کی طرف وہ ٹھکانا پکڑین گی در ائحالیکہ وہ تیار کی گئی ہین واسطے اون کے

وقت اون کی نزول کی جس طرح کہ مہمان عزیز کے واسطے کہانے پینے کا سازو سامان
تیار کیا جاتا ہی اور یہ ساری آؤ بہگت اور تعظیم و تکریم جو کی گئی بسبب اون اعمال کے ہے
جن کو وہ دنیا مین کیا کرتے تھے اعمال کا سبب دخول جنت ہونا اس سی یہ مراد نہین
ہے کہ وہ سبب حقیقی ہین تا آنکہ اس حدیث شریف کی مخالفت لازم آئے کہ داخل نہوگا کوئی
تم مین کا جنت مین بسبب اپنے عمل کے بلکہ مراد وہ سبب ہی جو مفضی ہوگا طرف جنت کے
بمقتضای وعدہ آلہی کے پہر اللہ پاک نی فریق دیگر کا ذکر فرمایا واما الذین فسقوا فماواھم النار
یعنی اور وی لوگ جو خارج ہوے اللہ کی طاعت سی اور اوسپر اور اوس کے رسولون پر تمرد
کیا اور سرکشی کی کفر و تکذیب کرکے تو اون کی منزل جس کی طرف آخر کو جائین گے اور
اوس مین قرار پکڑین گے وہ نار ہے یہ بات سمجہ رکہنی چاہیے کہ عمل صالح کے واسطی مع
ایمان کے ایک بڑی تاثیر ہے سو اسی لیی یون فرمایا آمنوا وعملوا الصالحات رہا کفر سو
اوس کے ساتہہ اعمال کی طرف کسی طرح کا التفات نہین ہے اسی لیے وعملوا السیئات
نہین فرمایا کیونکہ فسقوا سے مراد کفر واہی اور اگر عقاب مقابلے مین کفر و عمل کے ٹہیرایا جاتا
تو یہ خیال کیا جاتا کہ مجرد کفر پر کچہہ عقاب نہین ہے جملہ کُلَّمَآ اَرَادُوْٓا الخ مستانفہ ہے
غرض اس سے بیان کرنا اس بات کا ہے کہ نار جو اون کا ماوی و مسکن ہوئی اوس کی
کیا کیفیت ہے ارشاد ہوتا ہی کہ جس وقت وہ اوس سی نکلنا چاہین گے تو خوار و ذلیل
ہوکر زبردستی اوسی مین عود کر دیے جائین گے کسی نی کہا کہ جس وقت شعلہ نار کی اوپر
کی جانب اون کو دہکائیگا تو پہر اپنی جگہہ کی طرف پہیر دیے جائین گے مروی ہے
کہ آگ اون کو مارگی تو اوس کے طبقات کی طرف اوپر اوٹہہ آئین گے یہان تک کہ جب
اوس کے دروازے سے قریب ہونگے اور چاہین گے کہ اوس سی نکل جائین تو اوسکا
شعلہ اون کو مارکیگا پہر اوس کی تہ کی طرف نیچے چلے جائین گے اسی طرح ہمیشہ اون کے
ساتہہ کیا جائیگا کلیرنی ہو اس بات پر آگاہی منظور ہے کہ وہ اوس مین قرار پذیر ہین رہا
اعادہ سو یہ اوس کے ایک طبقے سے دوسرے طبقے کی طرف ہی جملہ وقیل لہم الخ معطوف
ہے اعیدوا پر یعنی ایک تو یہ عذاب کہ آگ سی نکلنا چاہین تو نکلنا نصیب نہین اوسی مین

پھر کردی جائین اس پر طرہ یہ کہ اون کے غیظ مین لانی کو اور زجر و توبیخ کرنے کو آگ کے
خزانچی فرشتے یا خود اللہ عزوجل اون سے فرمائیگا ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بہ
تکذبون یعنی چکھو عذاب نار کا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے باوجود آگ مین ہونے کے کہ
جل بھن رہے ہین کباب کی طرح پک رہے ہین اس بات کا کہنا گویا نمک مرچ کا چھڑکنا
ہے اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ مراد فاسق سے کافر ہے کیونکہ تکذیب
ایمان کی مقابلے مین ہوتی ہے **نکتہ** الذی الخ صفت ہی عذاب کی ابوالبقاء نے جائز
رکھا ہی کہ نار کی صفت ہو یہ بات کہ نار مونث سماعی ہی اوس کی صفت الذی مذکر کیونکر
ہوسکتی ہے سو اس لیی کہا ہے کہ صفت کا مذکر لانا بتاویل معنی جحیم یا حریق کی ہی اللہ پاک
نے اس جگہہ تو الذی کنتم بہ فرمایا ہی اور سورۂ سبا مین التی کنتم بہا سو اس کی یہ وجہ ہے
کہ اس سورت مین مضاف کا لحاظ کرکے صفت اور ضمیر دونون کو مذکر ذکر کیا ہے مضاف
کلمۂ عذاب مذکر ہے اور وہان بلحاظ مضاف الیہ یعنی کلمۂ نار دونون کو مونث فرمایا ہے
اب رہی یہ بات کہ یہ دونون اعتبار یہان و وہان برابر ٹھیک ہوسکتے ہین پھر تخصیص کی
کیا وجہ ہی کہ یہان خاص کرکے مذکر کہا اور وہان مونث سو اس کی یہ وجہ ہے کہ اس
جگہہ کلمۂ نار اپنی ضمیر کے موقع مین واقع ہوا ہی اس لیی کہ اوس کا ذکر مقدم ہوچکا ہی اور
ضمیر موصوف ہوتی نہین ہی اس لیی یہان مناسب تذکیر ہے اور وہان نہ نار کا ذکر مقدم
ہوا ہی نہ اوس کی ضمیر کا اس واسطی وہان مناسب تانیث ہے کذا ذکرالکرخی واللہ سبحانہ
اعلم باسرار کتابہ **فکاتہ** عذاب ادنی سے مراد عذاب دنیا ہی یا مصائب و اسقام دنیا
قالہ الحسن وابوالعالیہ والضحاک والنخعی یا حدود یا قتل بسیف روز بدر مین یا سالہای گرسنگی
جبکہ مکے مین سات برس قحط پڑا تھا جس مین مردار اور ہڈیان اور کتے کھاگئے تھے یا
عذاب قبر نعوذ باللہ منہ یہ سب قول اول گذرچکی ہین ان سب قولون پر حمل کرنے سے
کوئی مانع نہین ہی اور عذاب اکبر سی مراد عذاب آخرت ہے لعلہم یرجعون کے یہ معنی ہین
کہ ہم اون کو چکھائین گے عذاب دنیا کا ورے عذاب آخرت کی کہ شاید وہ رجوع کرین
شرک و معاصی سی جس مین وہ گرفتار ہین طرف ایمان و طاعت کے اور توبہ کرین اوس

لہ ذوق حسی کو معنوی
دونون طرح کا ہوتا ہی
حسی تو آگ مین جلنا ہی
اور معنوی اس بات کا
سننا ہے ۱۲ منہ

حال سی جس مین مبتلا ہین بسبب اوس عذاب کے جو اون پر نازل ہو یہ علت جو عذاب
اونی چکھانی کی ذکر فرمائی ہی اس مین دلیل ہے ضعف قول پر اوس شخص کے جس نے
کہا ہے کہ عذاب ادنی سی مراد عذاب قبر ہے اس واسطی کہ اس کی وجہ سے رجوع نہین
ہو سکتا ہی کہ رجوع تو کہا ہی اگر کوئی کہے کہ اس ترجی مین کیا حکمت ہی حالانکہ ترجی تو اللہ پاک
پر محال ہے تو اس کے جواب مین دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ معنی اس کے یہ ہین کہ
چکھاوین گے ہم اون کو مثل چکھانی رجا و امید رکھنے والون کے جس طرح کہ انا نسیناکم فرمایا
ہے یعنی ہم نے تم کو ترک کیا جس طرح کہ بھولنے والا ترک کرتا ہی اس طور پر کہ اصلا اوسکی
طرف التفات نہین کرتا ہی سو اسی طرح یہان بھی ہے دوسری یہ ہے کہ ہم اون کو
ایسا چکھانا چکھائین گے کہ کہنے والا اس وقت اون کو دیکھے تو یون کہے کہ شاید وہ
اوس کے سبب سے رجوع کرین انتہی قولہ تعالی ومن اظلم مین استفہام انکاری ہے
یعنی اوس شخص سی بڑھکر کوئی ظالم نہین ہی جو کہ وعظ و نصیحت کیا گیا اپنے رب کی آیتون سے
کیونکہ آیات الہی سی اوس نے اوس شی کو سنا جو کہ ایمان و طاعت پر متوجہ ہونے کو واجب
کرتی ہے سو اوس نے بجای متوجہ ہونے کے موڑنے کو رکھا بھلا جس نے ایسا
کیا اوس سی بڑھکر اور کون ظالم و بی انصاف ہو سکتا ہے کلمہ ثم جو یہان ذکر فرمایا ہے سو
غرض اوس سی اس بات کا بتانا ہی کہ بعد تذکیر آیات الہی کے اون سی اعراض کرنا ایک
مستبعد امر ہے اور اس قبیل سے ہے جس کا ہونا چاہیے مطلب یہ ہے کہ جس کو آیات
رب العالمین سے تذکیر کیجائے پھر وہ اون سی اعراض کرے یہ بات بڑی ہی مستبعد
ہے ہو ہی نہین سکتی پھر جو کوئی ایسے مستبعد امر کا مرتکب ہو اور جو بات نہونی چاہیے
اوس کو کرے تو واقع مین اوس سی بڑھکر کوئی ظالم نہین ہے قولہ تعالی انا من المجرمین منتقمون
کا یہ مطلب ہے کہ ہم اہل اجرام سی علی العموم انتقام لینے والے ہین پس جس شخص نے
اللہ کی آیتون سی اعراض کیا ہی وہ تو اس مین بدخول اولی داخل ہوگا ابو السعود نے
کہا ہے ہر وہ شخص جس سی اجرام کا اتفاق ہوا ہے گو اوس کا جریمہ سہل و آسان ہو تو
اللہ پاک اوس سی انتقام لیگا بھلا یہ جو شخص ہر ظالم سے بڑھکر ظالم ہو اور ہر مجرم سی اوس کا

جرم سخت تر ہو اوس سی کیونکر انتقام نہ لیگا ولقد اٰتینا موسی الکتٰب فلا تکن
فی مریۃ من لقاٰیہ وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل ۵ وجعلنا منھم
ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا ط وکانوا بایٰتنا یوقنون ۰ ان ربک
ھو یفصل بینھم یوم القیٰمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون ۰ اور ہم نے دی ہے
موسی کو کتاب سو تو مت رہ دہوکے مین اوس کے ملنے سے اور وہ کی ہم نے سو جہہ
بنی اسرائیل کو اور کیے ہم نے اون مین سردار جو راہ چلاتے ہمارے حکم سے جب وہ ٹہیرے
رہے اور رہے ہماری باتون پر یقین کرتے تیرا رب جو ہے وہی چکاویگا اون مین
دن قیامت کے جس بات مین کہ وہ ہپوٹ رہے تہی **ف** دہوکا نکرا وس کے
ملنے مین یعنی کتاب کی یا موسی کی معراج کی رات مین اون سے ملے تھے اور بہی کئی
بار **ف** یعنی تم بہی ٹہیرے رہو تو تم مین بہی وہی چال ہو آخر ہوئی انتہی **ف**
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سی اپنے بندہ و رسول
موسی علیہ السلام کے کہ اون کو کتاب دی یعنی تورات شریف **قتادہ** نی کہا کہ من لقائہ
سے مراد شب معراج ہی یعنی شب معراج مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسے
علیہ السلام سے ملے تھے سو اللہ پاک فرماتا ہی کہ تو بی شک موسی سی ملا ہی اس مین
کسی طرح کا شک مت کر پہر قتادہ نی ابو العالیہ ریاحی سی روایت کیا ہے کہا مجہی حدیث
کی تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے نے یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دیکہا گیا مین اوس رات جس مین مجہی سیر کرایا گیا
موسی بن عمران کو ایک مرد گندم گون دراز قد گہونگرے بالون والا گویا وہ قبیلہ شنوءہ
کے مردون سے ہے اور دیکہا مین نی عیسی کو مربوع الخلق یعنی میانہ قد مائل طرف
سرخی و سپیدی کے سیدہے بالون والا اور دیکہا مین نی مالک داروغہ دوزخ کو اور دجال
کو منجملہ اون نشانیون کے جو اللہ پاک نی اون کو دکہائین پس تو مت رہ شک مین
اوس کے ملنے سے بیشک آپ نی موسی علیہ السلام کو دیکہا جس رات کہ آپکو سیر کرایا گیا
طبرانی نی عن قتادہ عن ابی العالیہ عن ابن عباس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وجعلناہ ہدی لبنی اسرائیل کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ کیا اللہ نے موسی کو ہدایت
واسطی بنی اسرائیل کی اور فلا تکن فی مریۃ من لقائہ کی تفسیر مین کہا کہ لقای موسی سی
یعنی اوس کے ملنے سے شک مین مت رہ قولہ وجعلناہ ای الکتاب
الذی آتیناہ ہدی لبنی اسرائیل یعنی کی ہم نے اوس کتاب کو جو موسی کو دی ہدایت
واسطی بنی اسرائیل کے یعنی اس بنا پر ہین کہ ضمیر جعلناہ کی راجع ہے طرف
کتاب کے جس طرح کہ سورۂ اسرا مین فرمایا ہے وآتینا موسی الکتاب وجعلناہ
ھدی لبنی اسرائیل ان لا تتخذوا من دونی وکیلا قولہ تعالی وجعلنا
منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون کا یہ
مطلب ہی کہ جب وہ لوگ صابر ہوے اللہ کے اوامر پر اور اوس کے زواجر و نواہی کے
چھوڑنے پر اور اوس کے رسولون کی تصدیق و اتباع پر اوس شی مین جس کو وہ
لیکر آئے تو ہوے اون مین سے امام و پیشوا جو راہ چلاتے ہین طرف حق کے اللہ
کے حکم سے اور بلاتے ہین طرف خیر کے اور حکم کرتے ہین نیک بات کا اور روکتے
ہین بری بات سی پھر جب اونہون نے تبدیل و تحریف و تاویل کی تو وہ مقام
اون سے سلب کر لیا گیا اور اون کے دل سخت پڑ گئے تحریف کرنے لگے کلمون کی
اون کی جگہون سے پھر نہ کوئی عمل صالح رہا نہ کوئی اعتقاد صحیح اسی لیے اللہ پاک نے
یون فرمایا ولقد آتینا بنی اسرائیل الکتاب **قتادہ** و سفیان نے کہا جبکہ
اونہون نے صبر کیا دنیا سے اور اسی طرح حسن بن صالح نے کہا ہے سفیان نی
کہا یہ لوگ اسی طرح کے تھے آدمی کو چاہیے کہ اوس کا کوئی امام ہو جس کی وہ
اقتدا کرے یہان تک کہ دنیا سے پرہیز کرے **وکیع** نی کہا سفیان نے کہا ہی
کہ دین کے واسطے علم ضروری جس طرح کہ جسم کے واسطی روٹی ضروری ہے **امام**
شافعی کے نواسے نے کہا کہ میرے باپ نے میرے چچا پر پڑھا یا میرے چچا نے
میرے باپ پر پڑھا کہ سفیان سے کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قول
کا پوچھا کہ الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد یعنی صبر کو ایمان سے وہ نسبت

۱؎ اور دی ہم نے موسی کو
کتاب اور وہ ہو ہدایت دی
بنی اسرائیل کو کہ نہ ٹھہراؤ
میری سوای کسی پر کام
۲؎ اور دی ہم نے بنی اسرائیل
کو کتاب ۱۲

۳؎ یہ آیت آیت ہا
ہین جلد سورہ ہا یشہ
کی آیت ہے ۱۲

ہی جو کہ سر کو جسم سے ہے کیا تو نے اللہ پاک کا قول نہین سنا ہے وجعلنا ہم
ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا تو کہا جبکہ اونہون نے راس امر کو پکڑ لیا تو سردار
ہو گئے اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے ولقد اٰتینا بنی اسرائیل
الکتاب والحکم والنبوۃ ورزقناھم من الطیبات وفضلناھم
علی العالمین واٰتیناھم بینات من الامر الایہ جس طرح کہ اس جگہہ یہہ
فرمایا ہے ان ربک یفصل تا قولہ تختلفون یعنی جن اعتقادات و اعمال مین وہ
اختلاف کر رہے ہین قیامت کے دن اللہ پاک اس کا فیصلہ کر دیگا ف
فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ مراد کتاب سے توریت شریف ہے
خاصکر حضرت موسی علیہ السلام کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اون کو نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے قرب ہے دوسری یہ ہے کہ جو لوگ اون کے دین پر ہین وہ آپ
کے وقت مین موجود تھے اون کے الزام دینے کو حضرت موسی کا ذکر فرمایا حضرت
عیسی علیہ السلام کو واسطی ذکر و استدلال کے اختیار نہ کیا اس کی یہہ وجہہ ہے کہ یہود
اون کی نبوت پر موافق نہ تھے رہے نصاری سو وہ موسی علیہ السلام کی نبوت
کا اقرار کرتے تھے سو جس کی نبوت پر یہود و نصاری دونون کا اجماع تھا ایسے
مجمع علیہ شخص کے ساتھہ اللہ پاک نے تشک کیا تاکہ کسی طرح گفتگو کی مجال نہ رہے
مرتیہ بمعنی شک و ریبت و شبہہ کے ہے لقاء کہتے ہین دیدار کرنے ملنے کو واحدی
نے کہا مفسرین نے کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ کیا تھا
کہ موسی علیہ السلام سے ملاقات کرین گے قبل وفات کے پھر آپ نے اون سے
ملاقات کی آسمان مین یا بیت المقدس مین جبکہ آپ کو سیر کرایا گیا یہ قول مجاہد و
کلبی و سدی کا ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ تو مت رہ شک مین موسی کے
ملنے سے قیامت مین اور تو عنقریب اوس سی ملیگا قیامت مین کسی نے
کہا یہ معنی ہین کہ تو مت رہ شک مین موسی کے کتاب ملنے سے یہ قول زجاج
کا ہے حضرت حسن نے کہا اس کے یہ معنی ہین البتہ مقرر ہم نے دی موسے کو

ف اور ہمنے دی بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور پیغمبری اور کھانے کو دین سہری چیزین اور برتری دی اونکو جہان پر اور دین اونکو کھلی باتین دین کی ۱۲
ف اصل کا لفظ ہے پڑ رہے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ف یعنی پہلے نبی قبل ان بعث ہونے پیغمبر ۱۲ ف یہ ترجمہ حضرت نے ترجمہ ایسم کو مفعول ماضی مروف ہے لیکن یا حال اس جگہہ ہے ف یعنی ذکر وعدہ فعل ماضی مجہول ہوا اور وقوعہ شاکر ہے ۱۲ ف یعنی صحیح سلمہ اللہ تعالی

کتاب تو اوس کی تکذیب کی گئی اور اوسے ایذا پونہچائی گئی پس مت رہ شک
مین اس بات سے کہ عنقریب تکذیب و ایذا تجھے پیش آئیگی جو کہ اوس کو
پیش آئی اس بنا پر لقائہ مین ضمیر راجع ہوگی طرف مخذوف کے معنی یہ ہین
من لقاء ما لاقی موسے یعنی شک مین مت رہ ملاقات کرنے اوس شے سی
جس نے ملاقات کی موسی کی نحاس نے کہا یہ قول غریب ہے کسی نے کہا
کہ اس عبارت مین تقدیم و تاخیر ہے معنی یہ ہین قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل
بکم فلا تکن فی مریۃ من لقائہ یعنی تو کہدی کہ وفات دیتا ہے تم کو فرشتہ موت کا
جو کہ تم پر تعین کیا گیا ہے پس تو مت رہ شک مین اوس کے ملنے سے پس جملہ
فلا تکن معترض ہوگیا ہے درمیان و لقد آتینا الخ کے اور وجعلناہ ہدی الخ کے
اور خود درمیان قل یتوفاکم کے اور فلا تکن کے کتنے جملے ہین یہ بھی عجیب قول ہی
کسی نے کہا من لقائہ کی ضمیر راجع ہے طرف کتاب کے جو کہ فرقان ہے دلیل
اس کی یہ ہے کہ قرآن شریف کے حق مین لقا کا اطلاق آیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے
وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم معنی یہ ہین کہ مقرر دی ہم نے
موسی کو کتاب مثل اوس کتاب کے جو ہم نے تجھے دی و لقینا ہ مثل ما لقیناک
من الوحی اور سکھائی ہم نے اوس کو وحی جیسی تجھکو سکھائی پس تو مت رہ شک مین
اس بات سے کہ تو اوس کا مثل و نظیر سکھایا گیا ہے یہ قول بھی بغایت بعید ہے
شاید اس قول کے قائل کو اس کے کہنے پر قولہ وجعلناہ ہدی لبنی اسرائیل
باعث ہوا ہو کیونکہ اس مین ضمیر راجع ہے طرف کتاب کے کسی نے کہا کہ من
لقائہ کی ضمیر راجع ہی طرف رجوع کے جو کہ ثم الی ربکم ترجعون سے سمجھا جاتا ہے
یعنی مت ہو تو شک مین رجوع کے ملنے سے یہ قول بھی نہایت بعید ہے سمین
نے جو یہ قول نقل کر کے پھر کہا ہے کہ یہ بعید اقوال ہین مین نے ان کو ذکر کیا ہے
اون کے ضعف پر آگاہ کرنے کو اظہر اقوال یہ ہے کہ ضمیر یا تو حضرت موسی کی طرف
راجع ہے یا طرف کتاب کے یعنی مت شک کر اس مین کہ موسے نے ملاقات

ف۱ اور بھیجو فرشتہ ہمارا سے ایک حکمت دار سے ۱۲ سہ یعنی تم کتاب کی طرف راجع ہے بنا بر حذف مضاف یعنی من لقائہ شک کتاب موسی کی ۱۲ منہ

کی کتاب کی اور وہ اوس پر اوتاری گئی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مروی ہے فلا تکن فی مریۃ من لقائہ کہا لقای موسی سے کسی نے کہا کیا آپ نے ملاقات کی موسی علیہ السلام سے کہا ہان کیا تو نہین دیکھتا ہے طرف قول اللہ پاک کے واسأل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ والضیاء فی المختارۃ بسند قال السیوطی صحیح غرض یہ ہے کہ سبب اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسل سابقین سے سوال کرنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ آپ اون سے ملے اگر نہ ملتے تو سوال کا حکم دینے کے پھر کیا معنی ہین **بخاری** نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین آیا موسی پر شب معراج مین نزدیک سرخ ٹیلے ریت کے اور وہ کھڑے ہوے نماز پڑہ رہے تھے اپنی قبر مین **حدیث** معراج مین یہ بات بہی صحیح ہوئی ہے کہ آپ نے موسی علیہ السلام کو دیکھا چھٹے آسمان مین پس جمع درمیان ان دو حدیثون کے جو خازن نے ذکر کی ہے یہ ہے کہ شاید دیکہنا موسے علیہ السلام کا قبر مین قبل آپ کے چڑہنے کے تہا طرف آسمان کے پھر آپ آسمان کی طرف چڑہے تو اون کو وہان پایا وہ آپ سے پہلے چلے گئے بسبب اوس امر کے جس کا اللہ پاک نے ارادہ کیا پھر جعلناہ کی ضمیر مین اختلاف ہے سو کسی نے کہا کہ کتاب کی طرف پھرتی ہے یہ قول حضرت حسن وغیرہ کا ہے قتادہ نے کہا کہ حضرت موسی کی طرف راجع ہے چنانچہ اول گذر چکا ہے کوفیون نی ائمۃ پڑہا ہے نحاس نے کہا یہ لحن ہے یعنی غلط نزدیک سارے نحویون کے کیونکہ دو ہمزون کا جمع کرنا ہے ایک کلمے مین ائمۃ قادہ ومقتدا وپیشوا ہین جن کا لوگ اقتدا کرتے ہین اپنے دین مین یہ وہ انبیا ہین جو بنی اسرائیل مین تھے کسی نے کہا کہ اتباع انبیا ہین کسی نے کہا علما اول قول قتادہ کا ہے یَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا کا یہ مطلب ہے کہ وہ بلاتے ہین اون کو طرف ہدایت کے ساتھ احکام ومواعظ تورات کے جن کا وہ القا کرتے ہین طرف اون کے بسبب

---

۱۲ یعنی دو قرائتین مین ایک تو تحقیق ہمزہ دوسری تخفیف ابدال حرف یا یہ ہمزہ کے سو یہ جائز ہے قرارت کی اور ہی شرح عقائد مین کہا ہے کہ اصل ائمۃ کی ۱۱ منہ ۱۳ یعنی کہا امام کی جمع ہے لیکن جبکہ دو حرف ایک جنس کے جمع ہوے یعنی دو میم تو پہلے کو دوسرے مین ادغام کر دیا اور اوسکی حرکت نقل کر کے ہمزہ کو دی ۱۴ یعنی اس سے کلام کے مرکب ہونے کا مرکب ناقص ہونا لازم آتا ہے کیونکہ ہمزہ کے بعد ہمزہ مکسورہ کا ہونا یا یہ مثل ی

اس سے کہ ہم نے اون کو اس کا امر کیا ہے یا واسطے ہمارے امر کے لما صبروا
مین کلمہ لما بمعنی حین ہے اور اوس مین جزا کے معنی ہین تقدیر ہے لما صبروا
جعلناہم ائمۃ یعنی جبکہ اون اماموں نے صبر کیا تو ہم نے اون کو پیشوا بنا دیا حمزہ و
کسائی و خلف و ورش عن نافع و یعقوب اور یحیی بن وثاب نے بکسر لام و تخفیف میم پڑہا
ہے ابو عبید نے اس قراءت کو حضرت ابن مسعود کی قراءت بما صبروا سے استدلال
کرکے اختیار کیا ہے یعنی ہم نے اون کو پیشوا کیا بسبب اون کے صبر کے اس
صبر سے مراد یہ ہے کہ تکلیف پر اور لوگون کی ہدایت کی مشقتون پر اونہون نے
صبر کیا کسی نے کہا کہ دنیا سے صبر کیا اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ صبر کا ثمرہ
امامت ہے لوگون کی یعنی صبر کرنے سے آدمی لوگون کا پیشوا ہو جاتا ہے
وکانوا بایاتنا یوقنون کے یہ معنی ہین کہ وہ تصدیق کرتے تھے ہماری تنزیلی
آیتون کی جو کہ کتاب کی پیچیدگیون مین ہین اور جانتے تھے کہ وہ حق ہین اور اللہ
کے پاس سے ہین اس لیے کہ وہ اون مین خوب تفکر و تدبر کرتے تھے اور
اچھی طرح اون کو سوچتے سمجھتے تھے یفصل بینھم کے یہ معنی ہین کہ فیصلہ کرے گا
درمیان اون کے اور حکم کریگا درمیان مومنین و کفار کے کسی نے کہا کہ فیصلہ
کریگا درمیان انبیا کے اور اون کی امتون کے اس قول کو نقاش نے حکایت
کیا ہے اولم یھد لھم کم اھلکنا من قبلھم من القرون یمشون
فی مسکنھم ان فی ذلک لایت افلا یسمعون ○ اولم یروا انا نسوق
الماء الی الارض الجرز فنخرج بہ زرعا تاکل منہ انعامھم و انفسھم
افلا یبصرون ○ ویقولون متی ھذا الفتح ان کنتم صدقین ○ قل
یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانھم ولا ھم ینظرون ○ فاعرض
عنھم وانتظر انھم منتظرون ○ کیا اون کو سوجھہ نہ آئی اس سے کہ کتنی کہپادین
ہم نے اون سے پہلے سنگتین بہرتے ہین اون کے گہرون مین اس مین بہت
سے ہین کیا وہ سنتے نہین کیا دیکہا نہین اونہون نے کہ ہم ہانک دیتے ہین پانی

آیات زمین جنبیل کو پس نکالتے ہین اوس سے کھیتی کہ کھاتے ہین اوس مین سے اون کے
چوپائے اور آپ پھر کیا دیکھتے نہین اور کہتے ہین کب ہے یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو تو کہہ
کہ دن فیصلے کے کام نہ آویگا منکرون کو اون کا ایمان لانا اور نہ اون کو ڈھیل ملیگی سو تو
خیال چھوڑ اون کا اور راہ دیکھ یہ وہ بھی راہ دیکھتے ہین انتہی ف اللہ پاک فرماتا
ہے کہ یہ رسولون کے جھٹلانے والے کیا ان کو سوجھہ نہ آئی اس سے کہ اگلی امتین
جو ان سے پہلے تھین اللہ نے اون کو ہلاک کر ڈالا اس سبب سے کہ رسول جو
اون کے پاس سیدھی راہ لیکر آئے تو اونھون نے اون کو جھٹلایا اور اوس مین
اون کی مخالفت کی پھر اون مین سے کوئی باقی نہ رہا بالکل ناس ہو گئے کچھ پتا
اون کا نہ رہا ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا اور اسی لیے یون فرمایا
یمشون فی مساکنھم یعنی یہ جھٹلانے والے اون جھٹلانے والون کے مکانات
مین پھرتے ہین تو جو لوگ اون مین رہتے سہتے تھے اون کو آباد رکھتے تھے اونمین
سے کسی کو نہین دیکھتے ہین وہان سے ایسے چلے گئے جیسے کبھی اون مین رہے
بسے ہی نہ تھے کما قال تعالے فتلک بیوتھم خاویۃ بما ظلموا وقال تعالی
وکاین من قریۃ اھلکنا ھا وھی ظالمۃ فھی خاویۃ علی عروشھا وبئر
معطلۃ وقصر مشید افلم یسیروا فی الارض الی قولہ ولکن تعمی القلوب
التی فی الصدور اور اسی لیے یہان یہہ فرمایا ہے ان فی ذلک لآیات
یعنی بے شک ان لوگون کے جانے اور ہلاک ہونے مین اور اوس عذاب کی نازل
ہونے مین جو بسبب تکذیب کے اون پر نازل ہوا اور اون کے نجات پانے مین
جو اون مین سے ایمان لائے تھے البتہ نشانیان ہین اور عبرتین اور مواعظ و نصائح
و دلائل متناظرہ ہین افلا یسمعون پھر کیا سنتے نہین ہین اگلون کی خبرین کہ اون کا
کیسا حال ہوا پھر جو اللہ پاک کا لطف و احسان ہے اپنی خلق پر پانی کے بھیجنے مین
اب اوس کا بیان فرماتا ہے اولم یروا انا نسوق الماء الایہ بھیجنا پانی کا یا تو
آسمان سے ہے یا سیح سے سیح وہ پانی ہے جس کو نہرین ندیان اوٹھاتی ہین ا

ف آپ پانی کی تو اون مین کسی کی یا سنتا ہے اونکی بھنک ۱۲ سو پیڑی مین اونکے گھر دھنسے ہوئی اونکے نکارے سے ۱۲ سو تنی بستیان کہی کھیتون اور روزہ گھنگا رہتین اسوہ ڈھہی پڑی ہین اپنی چھتونپر اور کنوے کنوے سے پڑی اور کتنی محل کی گرے کیا ہم سے نہین ملک مین جو انکو نزول ہوتے جن کی بو برتے یا کان ہوتے جن کی رسنے سوتیہ آنکھین اندھی نہین ہوتین پر اندھی ہوتے ہین دل جو سینون مین ہین ۱۲

پہاڑون سے اوترتا ہے طرف اون زمینون کے جو اوس کی محتاج ہین اپنے
اوقات مین آسی لیے الی الارض الجرز فرمایا ہے جرز وہ زمین ہے جس مین روئیدگی
نہین ہے کما قال تعالے وانا لجاعلون ما علیها صعیدا جرزا ای یبسا لا نبت
شیئا یعنی زمین خشک جو کسی شی کو اگاتی نہین ہے ارض جرز سے مراد کچھ فقط زمین
مصر ہی نہین ہے بلکہ بعض مقصود ہے اگرچہ بہت سے مفسرون نے اسی کی مثال
دی ہے سو وہ تنہا مقصود نہین ہے لیکن اس آیت سے قطعًا وہ مراد ہے اس
واسطے کہ مصر کی زمین اپنی ذات مین ارض رخوہ غلیظہ ہے یعنی مسترخی ڈھیلی سطح
زمین ہے کچھ پانی کی محتاج ہے اگر بارش کا پانی ہو کر اوسپر پڑے تو اوس کے
مکانات ڈہ جائین اس لیے اللہ پاک دریای نیل کو اوس کی طرف ہانک لاتا ہے
مع اوس زیادتی کے جو امطار بلاد حبشہ سے اوسی حاصل ہوئی ہے جس کو وہ اوٹھا لاتا
ہے اور اوس مین سرخ مٹی ہوتی ہے پھر وہ زمین مصر کو ڈہانک لیتا ہے یہ زمین شورہ ناک
رتیلی ہے اوس پانی کے اور اوس مٹی کی بھی محتاج ہے تاکہ اوس مین کھیتی اوگے
پس وہ ہر سال پیداواری آمدنی لیتے ہین نئے پانی پر جو اون کے غیر بلاد مین
برسایا گیا اور نئی مٹی پر جو اون کی غیر زمین کی ہے فسبحان الحکیم الکریم المنان المحمود ابدا
ابن لہیعہ قیس بن حجاج سے روایت کرتے ہین وہ اوس شخص سے جس نے
اون کو حدیث کی کہا جبکہ مصر فتح ہوا تو اہل مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
کے پاس آئے اوس وقت کہ ماہ بؤنہ مین داخل ہوا یہ ایک مہینے کا نام ہے عجم کے
مہینون سے تو کہا ای میر ہمارے اس نیل کی ایک رسم ہے کہ بغیر اوس کے بہتا
نہین ہے فرمایا وہ کیا ہے کہا جس وقت اس مہینے کی بارہ راتین گذر جاتی ہین تو
ہم قصد کرتے ہین طرف ایک باکرہ لڑکی کے جو کہ درمیان اپنے مان باپ کے ہوتی
ہے پھر ہم اوس کے مان باپ کو راضی کرتے ہین اور اوس کو بہتر سے بہتر زیور و لباس
پہناتے ہین پھر اوس کو اس نیل مین ڈال دیتے ہین حضرت عمرو نے اون سے فرمایا
کہ یہ کام اسلام مین ہرگز نہین ہوتا ہے اسلام تو ہدم کرتا ہے اوس شی کو جو اوس سے

ہمان ۱۲ قبطی ہم سے میان کرتے ہین

پہلے تھی پھر وہ بوٗند کے مینے پھر ٹھیرے رہے اور نیل بہتا نہ تھا یہان تک کہ اونہون
نے جلای وطن کا قصد کیا پس حضرت عمرو نے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ کو یہ قصہ لکھہ بھیجا حضرت عمر نے اون کو یہ جواب لکھا کہ انک قد اصبت
بالذی فعلت یعنی جو کام تو نے کیا خوب ہی کیا مین نے اپنے خط کے اندر ایک رقعہ
تیری طرف بھیجا ہے سو تو اوس کو نیل مین ڈالدینا پھر اون کا خط آیا تو حضرت عمرو
نے اوس کو لیا پھر اوس کو کھولا تو ناگاہ اوس مین یہ لکھا ہوا تھا من عبد اللہ عمر
امیر المومنین الی نیل اھل مصر اما بعد فانک ان کنت انما تجری
من قبلک فلا تجر وان کان اللہ الواحد القھار ھو الذی یجریک
فنسأل اللہ ان یجریک یعنی طرف سے بندۂ خدا عمر امیر المومنین کے اہل مصر کے
نیل کو اما بعد پس بیشک تو جو ہے سو اگر اپنی ہی طرف سے بہتا تھا تو تو مت بہ اور اگر اللہ
اکیلا زبردست ہی تجھکو بہاتا ہے تو ہم اللہ سے سوال کرتے ہین کہ وہ تجھے جاری
کردے کہا پس اوس رقعے کو نیل مین ڈالدیا تو شنبے کے دن صبح کو اوٹھے اس حال
مین کہ اللہ پاک نے ایک رات مین سولہ گز نیل کو جاری کردیا اور اللہ نے اہل مصر سے
وہ رسم قطع کردی آج کے دن تک رواہ الحافظ ابو القاسم اللالکائی الطبری
فی کتاب السنۃ لہ اور اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے اولم یروا انا نسوق الماء
الآیہ جیسا کہ فرمایا ہے فلینظر الانسان الی طعامہ انا صببنا الماء الآیہ اور اسی لیے
اس جگہہ فرمایا افلا یبصرون ابن ابی نجیح نے عن رجل عن ابن عباس رضی اللہ
عنہما ارض جرز کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ یہ وہ زمین ہے جسپر مینہہ برسایا
نہین جاتا ہے مگر اتنا جو اوس کو کافی نہین ہوتا ہے مگر وہ سیلین جو اوسپر آتی ہین
حضرت ابن عباس و مجاہد سے مروی ہے کہ یہ ایک زمین ہے یمن مین حضرت
حسن رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا دیہات ہین بابین یمن و شام کے عکرمہ و ضحاک و
قتادہ و سدی و ابن زید نے کہا کہ ارض جرز وہ ہے جس مین کسی طرح کی روئیدگی
نہین ہے اور وہ غبار دار ہے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین یہ مثل

ف۱ اب نگاہ کرے
آدمی اپنی کھانے کی چیز
کی طرف کہ کیونکر
ہم پانی اوپر سے لاتا
ہے پھر چیرا زمین پہاڑ کر پھر
اوگایا اوس مین اناج
اور انگور اور ترکاری
اور زیتون اور کھجورین
اور باغ گھنے اور میوہ اور
دوب کام چلانیکو تمہارے
اور چوپایون کے ۱۲

اس آیت کے ہے وآیۃ لھم الارض المیتۃ احییناھا الآیتین پھر اللہ پاک اس
بات کی خبر دیتا ہے کہ کافر لوگ مارے استبعاد و تکذیب وعناد کے اللہ سبحانہ کے
باس وعذاب وغضب ونقمت کے وقوع وحلول کی جلدی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
کب ہے یہ فتح یعنی ای محمد تو ہمپر کب مدد دیا جائیگا جس طرح کہ تو زعم کرتا ہے کہ تیری
لیے ایک وقت ہے جس مین تیری نصرت کی نوبت ہمپر ہوگی اور تیرے واسطے
ہم سے انتقام لیا جائیگا سو یہ کب ہوگا ہم تو تجھے اور تیرے اصحاب کو نہین دیکھتے
ہین مگر چھپے ڈرتے ذلیل اللہ پاک نے ارشاد فرمایا قل یوم الفتح لا ینفع الذین
کفروا ایمانھم ولا ھم ینظرون یعنی تو کہدے کہ فتح کے دن یعنی جس وقت تم پر
اللہ پاک کا باس وعذاب وسخط وغضب دنیا اور آخرت مین نازل ہوگا تو نفع نہ دیگا
اون لوگون کو جنہون نے کفر کیا ایمان اون کا اور نہ اون کو مہلت ملیگی جس طرح کہ
اللہ پاک نے فرمایا ہے فلما جاءتھم رسلھم بالبینات فرحوا بما عندھم من العلم الآیتین
اور جس شخص نے یہ زعم کیا کہ مراد اس فتح سے فتح مکہ ہے تو اوس نے ابعاد و تجعیہ کیا اور خطا
کی سو خطای فاحش کی کیونکہ فتح مکہ کے دن تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
طلقا کا اسلام قبول فرمایا یہ لوگ قریب دو ہزار نفر کے تھے اگر مراد فتح مکہ ہوتی تو آپ
اون کا اسلام قبول نہ فرماتے بسبب اس آیت کے کہ قل یوم الفتح لا ینفع الذین
کفروا ایمانھم الایہ اس فتح سے مراد صرف قضا وفصل ہے مثل اس کریمہ کے
فافتح بینی وبینھم فتحا الآیہ اور اس آیت کے قل یجمع بیننا ربنا ثم یفتح بیننا
بالحق الآیہ اور مثل اس آیت کے واستفتحوا وخاب کل جبار عنید اور اس آیت
کے وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا اور اس آیت کے ان تستفتحوا
فقد جاءکم الفتح پھر اللہ پاک نے فرمایا فاعرض عنھم وانتظر انھم منتظرون
یعنی تو ان مشرکون سے اعراض کر اور جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے طرف سے
تیرے رب کے اوس کو پہنچا دے کقولہ تعالے اتبع ما اوحی الیک من ربک
لا الہ الا ھو الآیہ اور انتظار کر کیونکہ اللہ نے جس بات کا تجھ سے وعدہ کیا ہی

عنقریب تیرے واسطے اوس کو پورا کردیگا اور تیرے مخالفون پر تجھکو مظفر و منصور
کردیگا کیونکہ بیشک وہ خلاف وعدہ نہین کرتا ہے قولہ تعالے انھم منتظرون
یعنی تو منتظر ہے اور وہ منتظر ہین انتظار کر رہے ہین نزول دوائر و حوادث کا تم پر
ام یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون اور عنقریب تو دیکھیگا انجام اپنے
صبر کرنے کا اون پر اور اللہ تعالی کی رسالت ادا کرنے پر اپنی نصرت و تائید
مین اور عنقریب وہ پالین گے اوس شی کی نذر کو جس کا وہ انتظار کر رہے ہین تیری
حق مین اور تیرے اصحاب کے حق مین یعنی نازل ہونا اللہ کا سخت عقاب و عذاب
اون پر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل آخر تفسیر سورۃ السجدہ و للہ الحمد والمنۃ کذا فی ابن کثیر ف
فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ ہمزہ واسطے استفہام انکاری کے ہے اور حرف
واو عطف کے لیے ہے فعل مقدر پر جس کا مقام مقتضی ہے اور یہدی بمعنی یتبین
ہے ای اغفلوا ولم یتبین لہم اور فاعل یہد کا وہ ہے جسپر کم اہلکنا دال ہے ای کثرۃ
اہلاکنا فراء نے کہا کم موضع رفع مین ہے یہد سے یعنی اوس کا فاعل ہے مبرد نے
کہا کہ فاعل مدلی ہے جسپر یہدی سے دلالت کی گئی ہے ای اولم یہد لہم الہدی من
قبلہم حال ہے من القرون سے اور من القرون بیان ہے کم کا مراد قرون سے اگلی
امتین ہین جیسے عاد و ثمود و قوم لوط وغیرہم زجاج نے کہا کم موضع نصب مین ہے اہلکنا
سے یعنی اوس کا مفعول ہے جمہور نے یہد بفتح یای تحتیہ پڑہا ہے اور سلمی و قتادہ و
ابو زید نے عن یعقوب بنون پڑہا ہے یہ قرات واضح ہے نحاس نے کہا کہ قرات
یای تحتیہ مین اشکال ہے کیونکہ کہتے ہین کہ فعل فاعل سے خالی نہین ہوتا ہے
پس یہد کا فاعل کہان ہے سو اس کا یہ جواب ہے کہ فاعل وہ ہے جس کا ہم ذکر
کر آئے ہین معنی یہ ہین کیا مکے والے غافل ہو گئے اور ظاہر نہین ہوا اون کو کثرت
سے ہلاک کرنا ہمارا امتون کو درانحال کہ وہ ان سے پہلے گذر چکی ہین یا یہ معنے ہین
کیا ظاہر نہین ہوا اون کو ہلاک کرنا ہمارا بہت سی امتون کو جو ان سے پہلے تھین
یا ظاہر نہین کر دیا ہم نے واسطے اون کے ہلاک کرنا ہمارا بہت سی امتون کو جو ان سے

ف کی کہی ہین یہ شاعر
ہمارا راہ دیکھتے ہین اوپر
گردش زمانہ کی ۱۲

قبل گذر چکی ہین جملۂ یمشون فی مساکنہم حال ہے لہم کی ضمیر سے یعنی کیا ظاہر نہین ہوا
اون کو حالانکہ وہ چلتے پہرتے ہین ہلاک کردہ شدہ لوگون کے مکانات مین اور
اون کا مشاہدہ کرتے ہین اور جو عبرتین اور عذاب کے آثار اون مین ہین اون کو دیکھتے
ہین اور اوس سے عبرت نہین پکڑتے کسی نے کہا کہ یمشون کی ضمیر راجع ہے طرف
ہلاک کردہ شدہ لوگون کے یعنی ہم نے اون کو ہلاک کیا اس حال مین کہ وہ اپنے
مکانون مین چل پہر رہے تھے لیکن قول اول اولیٰ ہے کسی نے کہا کہ یہ جملۂ مستانفہ
ہے وجہ ہدایت کے بیان کرنے کو لایا گیا ہے یعنی مکے والون کو اگلی امتون کا
ہلاک ہونا ضرور ظاہر ہو گیا ہے کیونکہ یہ جو تجارت کے واسطے سفر کیا کرتے ہین اوسمین
اون کے دیار و بلاد پر گذر کرتے ہین دیکھتے ہین کہ اوجڑے پڑے ہین کسی بستی کا
اون مین اتا پتا نہین ہے ان فی ذلک لآیات افلا یسمعون یعنی یہ کثرت سے
ہلاک کرنا ہمارا اگلی امتون کو جس کا مذکور ہوا بے شک اس مین البتہ بڑی نشانیان ہین
کیا پہر اون کو سنتے نہین ہین اور اون سے نصیحت پذیر نہین ہوتے چونکہ اہل مکہ
بعث کے منکر تھے اس لیے اللہ پاک نے اپنی ایک بڑی قدرت و منت بیان کی
جس مین ظاہر دلیل ہے بعث پر یہ خیال نکرین کہ اگلے لوگون نے جو تکذیب کی تو وہ
ہلاک ہو گئے بلا سے ہلاک ہو گئے ہو گئے بعث تو ہے نہین کہ اس کی کہیں پوچھ پاچھ
ہو اول تو عذاب آنا نہین ہے بالفرض اگر آیا بہی تو اگلون کی طرح ہم بہی ہلاک
ہو جائین گے مٹی مین مل مل جائین گے پہر کہیں کسی طرح کی پوچھ گچھ نہوگی اس واسطے
یون فرمایا ولم یروا انا نسوق الماء الی الارض الجرز الآیہ یعنی یہ خیال باطل ہے
اللہ سبحانہ بڑی قدرت والا ہے اور بڑا منعم و محسن ہے بعث ضرور ہونا ہے بعد
اوس کے حساب و کتاب ہوگا ہر ایک کو پوری پوری جزا سزا ملیگی تمکو تو چاہیے کہ
اوس کی نعمتون کا شکر کرکے اوس کی توحید کرو شرک سے باز آؤ بعث کے مقر ہو
فرماتا ہے کیا وہ منکر ہوے بعث سے اولا نہون نے ہماری اس بڑی قدرت و
منت کو نہین دیکہا کہ ہم ہانک لاتے ہین پانی کو طرف زمین بے نبات کے پہر

نکالتے ہین بسبب اوس پانی کے کہیتی جس سے کہاتے ہین اون کے چوپائے
جیسے گہانس اور قصل اور پتے اور بعض دانے جو مخصوص جانورون کے کہانے
کے ہین اور مثل اس کے اوس شے سے جس کو آدمی کہاتے ہین وانفسہم
یعنی اور وہ آپ کہاتے ہین دانون سے اور میوون سے اور اقوات سے جو کہ
کہیتی سے نکلتے ہین منجملہ اون اشیا کے جو اون کا قوت ہوتی ہین ارض جرز سے
مراد وہ زمین ہے جو اگاتی نہین ہے مگر پانی کہینچ لانے سے طرف اوس کے
کسی نے کہا کہ زمین یابس ہے اصل جرز کی جرز سے ہے جرز کہتے ہین قطع کو
یعنی وہ زمین جس کی روئیدگی بسبب پانی نہونے کے پارہ پارہ ہوگئی اور بالکل
زائل کردی گئی اور جرز اوس زمین کو نہین کہتے ہین جو اصلا اگاتی نہین ہے جیسے
سباخ یعنی شورہ ناک اس لیے کہ بعد کو اللہ پاک نے فرمایا ہے فنخرج بہ زرعا غرض یہ
ہے کہ پانی کے بعد اوس مین روئیدگی اگتی ہے اور شورہ زار مین اصلا روئیدگی
نہین اگتی ہے تو معلوم ہوا کہ شورہ زار مراد نہین ہے زمین شور کے بارے مین شیخ شیراز
علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

زمین شورہ سنبل بر نیارد	درو تخم عمل ضایع مگردان

حضرت ابن عباس کا ایک قول اول گذر چکا ہے ایک قول یہ ہے کہ وہ ایک زمین
ہے مین مین قرطبی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے کہ اسناد حضرت ابن عباس سے صحیح ہے
اوس مین کسی طرح کا مطعن نہین ہے کسی نے کہا کہ وہ ابین ہے کسی نے کہا
کہ زمین عدن ہے ضحاک نے کہا کہ وہ زمین عطشا ہے یعنی زمین تشنہ فراء نے کہا
وہ زمین ہے جس مین کچہ نبات نہین ہے اصمعی نے کہا وہ ہے جو کسی شی کو اگاتی
نہین ہے مبرد نے کہا یہ بعید ہے کہ جرز کسی معین زمین کے واسطے ہو بسبب دخول
الف ولام کے کسی نے کہا مشتق ہے عرب کے اس قول سے کہ رَجُلٌ جَرُوزٌ جبکہ باقی نہ چہوڑے
کسی شے کو مگر اوسے کہالے اسی طرح ناقۂ جروز ہے جبکہ کہالے ہر شے کو جس کو
پائے اسی معنی سے راجز کا قول ہے ؎

خبّ جروز واذا جاع بکی	ویاکل التمر ولا یلقی النوی

بخیل کا وصف کرتا ہے کہ بڑا بخیل دلیدر کہاؤ ہے کہ شی کو بالکل کہا لیتا ہے کچھ باقی نہین چھوڑتا اور جب بھوکا ہوتا ہے تو روتا ہے اور کھجورین کہاتا ہے اور گٹھلیان نہین ڈالتا ہے مجاہد نے کہا کہ نیل کی زمین ہے اس لیے کہ اوس مین تو ہر سال بانے آتا ہے جملۂ تاکل موضع نصب مین ہے بنا بر حال انعام کا ذکر مقدم کیا اس لیے کہ انعام کا نفع لینا مقصور ہے نبات پر دوسری وجہ یہ ہے کہ انعام کا کہانا نبات سے مقدم ہے کیونکہ وہ تو اوس کو کہاتے ہین قبل اوس کے پھل لانے اور خوشہ نکلنے کے افلا یبصرون یعنی کیا پھر دیکھتے نہین ہین ان نعمتون کو اور شکر نہین کرتے ہین منعم حقیقی کا اور اوس کی توحید نہین کرتے ہین اس لیے کہ ان ساری اشیا کا موجد تنہا وہی اکیلا ہے کوئی اوس کا شریک نہین ہے یہان فاصلہ یبصرون ٹھیرایا گیا اس واسطے کہ کہتی دکھائی دیتی ہے تو اوس کے مناسب دیکھنا ہے اور ما قبل مین یسمعون فرمایا اس لیے کہ اوس کے ما قبل شے مسموع کا ذکر ہے سو اوس کے مناسب سننا ہے یا واسطے ترقی کے طرف اعلی کے وعظ قبول کرنے مین بطور مبالغہ کے تذکیر مین اور دفع عذر مین ویقولون متی ھذا الفتح اس قول کے قائل علی العموم کفار ہین یا علی الخصوص کفار مکہ ہین یعنی واسطے تکذیب و استہزا کے بطور استعجال کہتے ہین کب ہے یہ فتح جس کا تو ہم کو وعدہ دیتا ہے مراد اون کی فتح سے قضا و فصل ہے درمیان بندون کے اور یہ روز بعث ہے جس مین اللہ فیصلہ کرے گا درمیان بندون کے قالہ مجاہد وغیرہ فراء و قتیبی نے کہا کہ مراد فتح مکہ ہے قتادہ نے کہا کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے کہا کہ ہمارے واسطے ایک دن ہے جس مین ہم تنعم کرین گے اور راحت و آرام پائین گے اور اللہ درمیان ہمارے اور تمہارے فیصلہ کریگا یعنی روز قیامت کو اسپر کفار نے کہا کہ یہ فتح کب ہے سدی نے کہا کہ مراد روز بدر ہے اس واسطے کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار سے کہا کرتے تھے کہ بیشک اللہ ہمارا ناصر ہے اور ہم کو غالب کرنے والا ہے

تم پر حضرت ابن عباس سی اس کی تفسیر مین مروی ہے کہ بدر کے دن نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے واسطے فتح دی گئی تو نفع نہ دیا اون لوگون کو جنہون نے کفر کیا
تہا اون کے ایمان نے بعد موت کے کلمۂ متی موضع رفع مین ہے یا موضع نصب
مین بنا بر ظرفیت ان کنتم صادقین کا یہ طلب ہے کہ اگر تم سچے ہو اوس بات مین
جس کا تم دعوے کرتے ہو کہ مومنین منصور ہون گے اور کافرون پر اون کا غلبہ
ہوگا تو یہ فتح کب ہوگی غرض اون کی اس سے استہزا ہے یعنی یہ ہونا نہین ہے صرف
بات ہی بات ہے پہر اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اونکو
یہ جواب دین قل یوم الفتح الآیہ اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ مراد
یوم الفتح سے روز قیامت ہے جو کہ فیصلے کا دن ہے درمیان مومنین کے اور
اون کے دشمنون کے اس لیے کہ روز فتح مکہ اور روز بدر دونون اوس قبیل سے
ہین جس مین ایمان نفع دیتا ہے فتح کے دن مکے والے مسلمان ہو گئے اور نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون سے اسلام قبول فرمایا چنانچہ اول گذر چکا ہے معنی
یہ ہین کہ اوس دن اون سے ایمان مقبول نہوگا رہی یہ بات کہ اون کے ظاہر
سوال پر جواب کی تعبیق نہ کی اوس سے اعراض کیا اور عدم نفع ایمان کا ذکر فرمایا
سو غرض اس سے آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ جو بات اونہون نے پوچہی ہے وہ
قابل پوچہنے کے نہین ہے کیونکہ وہ تو ظاہر امر ہے بیان کی محتاج الیہ بات تو یہی
ہے کہ اوس دن اون کا ایمان کچہہ نفع نہ دیگا گویا یون کہا کہ تم جلدی مت کرو پس
گویا مین ابہی تمہارے پاس موجود ہون کہ تم ایمان لے آئے سو تمہارے ایمان نے
تم کو نفع نہ دیا اور تم نے مہلت طلب کی تو تم کو مہلت نہ ملی اب یہ سمجہنا چاہیے کہ اگر یہ
آیت عام ہے غیر مستہزئین کو تو تعمیم بعد تخصیص ہوگی اور اگر اون کے ساتہہ خاص ہے
تو یون کہنا چاہیے تہا فلا یفہم ایمانہم سو یون نہ کہا بلکہ اضمار کی جگہہ مین اظہار کیا یعنی
الذین کفروا کہا اس کی یہ وجہ ہے کہ منظور تسجیل کرنا ہے کفر کی اون پر یعنی کفر کا مہر و سکہ
کرنا ہے اون پر اور عدم نفع و عدم امہال کی علت بیان کرنا ہے وہ علت یہی اون کا

کفر ہے حضرت محی الدین شیخ زادہ رضی اللہ عنہ کا بیان یہ ہے کہ قولہ لاینفع الذین
کفروا ایمانہم یہ اس تقدیر پر ظاہر ہے کہ یوم الفتح سے یوم القیامۃ مراد لیا جائے
کیونکہ ایمان مقبول وہی ہے جو دار دنیا مین ہوتا ہے اور اوس سے خارج ہونے
کے بعد مقبول نہین ہے ولاہم ینظرون اور نہ وہ مہلت دیے جائین گے ساتھہ
پھر لانے کے طرف دنیا کے تاکہ ایمان لائین اور جس نے یوم الفتح کو یوم فتح مکہ پر یا
روز بدر پر محمول کیا ہے تو اوس نے کہا ہے معنی یہ ہین کہ نفع نہ دیگا منکرون کو ایمان
اون کا جس وقت کہ اون پر عذاب آئے اور وہ قتل کیے جائین کیونکہ ایمان
اون کا حالت قتل مین ایمان ہے اضطرار کا ولاہم ینظرون اور نہ وہ مہلت دیے
جائین گے ساتھہ تاخیر عذاب کے اون سے اور جب مکہ فتح ہو گیا تو ایک قوم بنی
کنانہ کی بھاگی پس خالد بن ولید نے اون کو جا ملایا تو اونھون نے اسلام کا اظہار
کیا سو خالد نے اون سے اسلام قبول نہ کیا اور اون کو قتل کر ڈالا پس یہ وہ قول ہے
اللہ پاک کا لاینفع الآیہ انتہی یوم الفتح منصوب ہے بنا بر ظرفیت اور فراء نے رفع بھی
جائز کہا ہے قولہ تعالے فاعرض عنھم وانتظرانھم منتظرون یعنی تو اون کی
سفاہت وحماقت وسبکی عقل اور اون کی تکذیب سے اعراض کر اور اون کو جواب
مت دے مگر وہ جواب جس کا تجھکو حکم ہے اور انتظار کر روز فتح کا یعنی روز قیامت
کا یا اون کے روز ہلاک کا ساتھہ قتل کے اور میرے وعدے کا جو اون پر تیرے
منصور ہونے کا مین نے تجھہ سے کیا ہے بے شک وہ بھی منتظر ہین تمہارے ہلاک
کے ساتھہ حادثۂ موت کے یا قتل کے کہ تم سے راحت پا جائین یا یہ معنی ہین کہ تو
انتظار کر ہمارے عذاب کا اون کو پس وہ بھی اس کے منتظر ہین یہ آیت منسوخ ہے
آیت سیف سے اس قول کو خازن نے حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا
ہے کسی نے کہا کہ غیر منسوخ ہے اس لیے کہ اعراض کبھی مع امر بالقتال کے بھی واقع
ہوتا ہے ابن سمیفع نے منتظرون کو بفتح ظای معجمہ بصیغۂ مجہول پڑھا ہے یہ قراءت
مجاہد وابن محیصن سے بھی مروی ہے فراء نے کہا یہ صحیح نہین ہے مگر اضمار سے

یعنی منتظر بہم ابو حاتم نے کہا صحیح کسر ہے یعنی تو انتظار کر اون کے عذاب کا وہ منتظر
ہین تیرے ہلاک کے ہذا آخر تفسیر سورۃ السجدۃ الحمد للہ والمنۃ کہ یہ تفسیر مسمی بحسن الخجدہ
فی تفسیر سورۃ السجدہ بتاریخ بست و نہم ماہ ذی حجہ سنہ ۱۳۱۱ ہجری روز چہار شنبہ وقت
دو بجے شب سی ام ماہ ذی حجہ محلہ امیر گنج شاہجہان آباد مین ہاتھ پر خاکسار ذو الفقار
نقوی سارنغوری بہوپالی کے تمام ہوئی الٰہی سیدی مولائی جس طرح تو نے اپنے فضل
وکرم سے اتنی لکھوادی اسی طرح بعافیت تمام آئندہ لکھنے کی توفیق دے اور
اس کو خاص اپنی ذات کے واسطے بہتر اور مجھے اور سارے اولاد و احباب اور
مومنین و مومنات کو اس سے نفع دے اور ہمارے دینی دنیاوی سارے مطالب
اس کی برکت سے پورے کر اور توفیق حسن عمل کی دے اور اعدای دین و دنیا
کے شر سے محفوظ رکھ اور افکار دنیوی سے اور ادای دین سے سبکدوش کر اور
جس خیر مجسم کی ہمت والا نہمت سے یہ کام ہوتا ہے اوس کے جان و مال و اقبال
مین برکت دے اور ہمیشہ خوش و خرم و آباد رکھ مکارون کے مکر سے شریرون
کی شرارت سے محفوظ رکھ آمین آمین آمین اللھم اغفر لنا ولوالدینا و
لازواجنا وذرایتنا واحبابنا ولجمیع المومنین والمومنات والمسلمین
والمسلمات اللھم احسن عواقبنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی
الدنیا وعذاب البرزخ وعذاب الحشر وارحمنا وتب علینا واجعلنا
من المقربین لدیک والواصلین الیک ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ
وقنا عذاب النار یارحمن یارحیم یاکریم اللھم اغفر لصاحب ترجمان القرآن سیدنا
ومولانا ابی الوفا الصدیق الصدیق اعنی نواب سید صدیق حسن خان صاحب
مغفرۃ ظاھرۃ وباطنۃ لاتغادر ذنبا وارفع درجتہ فی الرفیق الاعلی آمین بجاہ النبی
الامین سیدنا ومولانا شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سید المرسلین اللھم صل
وسلم علیہ وبارک وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ واشیاعہ وذریاتہ عدد ما علمتہ و
زنۃ ما علمت وملاء ما علمت الی یوم الدین آمین والحمد للہ اولا واٰخرا وظاھرا وباطنا

تفسیر سورۃ الاحزاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ مبارک سورت مدنی ہے اس کی تہتر آیتین ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سورۂ احزاب مدینے مین نازل ہوئی ہے اخرجہ ابن الضریس والنحاس وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل من طرق عنہ واخرج ابن مردویہ عن ابن الزبیر مثلہ زرّ سے مروی ہے کہا کہ مجھ سے ابی بن کعب نے کہا تو کتنی پڑھتا ہے سورۂ احزاب کو یا کتنی شمار کرتا ہے تو اوس کو مین نے کہا تہتر آیتین پس ابی نے کہا قطّ یعنی کیا بس اتنی البتہ مقرر مین نے اوس کو دیکھا ہے اور بے شک وہ البتہ برابر ہوتی تھی سورۂ بقرہ کے یا اکثر سورۂ بقرہ سے اور البتہ مقرر ہم نے اوس مین پڑھا ہے الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم یعنی بیاہا ہوا مرد اور بیاہی ہوئی عورت جس وقت زنا کرین تو اون کو سنگسار کرو ضرور واسطے عذاب کے طرف سے اللہ کے اور اللہ زبردست ہے حکمتون والا فرفع فیما رفع یعنی پھر جن آیتون کے لفظ اوٹھا لیے گئے اون مین اس کے لفظ بھی اوٹھا لیے گئے اخرجہ عبد الرزاق فی المصنف والطیالسی وسعید بن منصور وعبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند وابن منیع والنسائی وابن المنذر وابن الانباری فی المصاحف والدارقطنی فی الافراد والحاکم وصححہ وابن مردویہ والضیاء فی المختارۃ عن زرّ **حافظ ابن کثیر** نے اس کو امام احمد کی تخریج سے عن عاصم بن بہدلہ عن زر ذکر کیا ہے پھر کہا ہے ورواہ النسائی من وجہ آخر عن عاصم وھو ابن ابی النجود وھو ابو بہدلۃ بہ وھذا اسناد حسن وھو یقتضی ان قد کان فیما قرآن ثم نسخ لفظہ وحکمہ ایضاً واللہ اعلم انتہی **بخاری ومسلم** وغیرہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے یعنی خطبہ پڑھنے کو

پہر اللہ کی حمد و ثنا کی پہر کہا اما بعد اے لوگو بیشک اللہ نے بھیجا محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو ساتھ حق کے اور اوتاری اون پر کتاب سو تھے اوس مین جو اونپر اوتارا
آیت رجم کی پس ہم نے اوس کو پڑہا اور اوس کو یاد رکہا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما
البتہ اور رجم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور رجم کیا ہم نے بعد اون کے
اب مین اس سے ڈرتا ہون کہ لوگون پر زمانہ دراز ہو جاوے تو کہے کوئی کہنے والا ہم
نہین پاتے ہین آیت رجم کی کتاب اللہ مین سو گمراہ ہو جائین بسبب چہوڑنے ایک
فریضہ کے جس کو اللہ نے نازل کیا ہے وقد روی عنہ نحو ھذا من طرق

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے
مجہہ سے فرمایا تم کتنی شمار کرتے ہو سورۂ احزاب کو مین نے کہا بہتر یا تہتر آیتین فرمایا
بیشک وہ البتہ قریب ہوتی تہی سورۂ بقرہ کے اور بے شک تہی اوس مین البتہ
آیت رجم کی اخرجہ ابن مردویہ **بخاری** نے اپنی تاریخ مین حضرت حذیفہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
سورۂ احزاب پڑہی پہر مین اوس مین سے ستر آیتین بہول گیا مین نے اون کو نہ پایا

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سورۂ احزاب
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین دو سو آیتون کی پڑہی جاتی تہی پہر جب حضرت
عثمان نے مصاحف لکہے تو قادر نہوئے اوس مین سے مگر اوسپر جو اب ہے
اخرجہ ابو عبید فی الفضائل وابن الانباری وابن مردویہ علامہ نسفی
رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین اور وہ بات جو نقل کیجاتی ہے کہ وہ زیادتی ایک صحیفے
مین تہی حضرت عائشہ رضے اللہ عنہا کے گہر مین پہر اوس کو گہر کی پلی بکری کہا گئی
سو یہ بات ملاحدہ و روافض کی تالیفات سے ہے انتہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا
حَکِیْمًا ۝ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝

وتوکل علی اللہ ط وکفیٰ باللہ وکیلاً ای نبی ڈر اللہ سے اور کہنا نہ مان منکرون کا
اور دغابازون کا مقرر اللہ ہے سب جانتا حکمتون والا اور چل اوسی پر جو حکم آوے
تجھکو تیرے رب سے مقرر اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے اور بھروسا کر اللہ پر
اور اللہ بس ہے کام بنانے والا **ف** کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا اور
منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانی اور پیغمبر کو اللہ پر بھروسا ہے اوس سے دانا
کون انتہیٰ **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ یہ تنبیہ ہے ساتھ
اعلے کے ادنے پر کیونکہ جب اللہ پاک اپنی بندہ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
تقوے کا امر فرمائے تو جو کوئی آپ سے رتبے مین کم ہے تو وہ تو بطریق اولی واخری
اس حکم کی بجاآوری کرے **طلق** بن حبیب نے کہا ہے تقوے یہ ہے کہ عمل
کرے ساتھ طاعت اللہ کے اوپر نور کے اللہ سے امید رکھے اللہ کے ثواب کی
اور یہ کہ ترک کرے اللہ کی معصیت کو اوپر نور کے اللہ سے واسطے اللہ کے خوف سی
اللہ کے عذاب کے قولہ تعالی ولا تطع الکافرین والمنافقین یعنی کافرون منافقون
کی بات مت سن اور نہ اون سے مشورہ لے ان اللہ کان علیما حکیما کا مطلب یہ
ہے کہ اللہ پاک بڑا مستحق ہے اس کا کہ تو اوس کے حکمون کی پیروی کرے اور اوس کا
مطیع ہو کیونکہ وہ تو عواقب امور کو خوب جانتا ہے اور اپنے اقوال و افعال مین
حکمتون والا ہے اسی لیے یہ فرمایا واتبع ما یوحیٰ الیک من ربک یعنی پیروی کر اوس
شے کی جو تیری طرف وحی کی گئی طرف سے تیرے رب کے مراد کتاب وسنت
ہے ان اللہ کان بما تعملون خبیرًا یعنی اللہ پاک کو تمہارے کامون کی خوب خبر
ہے کیونکہ اوس سے تو مخفی شی بھی کوئی پوشیدہ نہین ہے تم جو کتاب وسنت کے
موافق عمل کروگے تو اوس کو اس کی خوب خبر ہے تم کو اجر و ثواب دیگا وتوکل علی اللہ
وکفیٰ باللہ وکیلًا یعنی اپنے سارے کامون مین اور تمام احوال مین اللہ پر بھروسا
کر اللہ بس ہے کام بنانے والا و اعطی اوس شخص کے جو اوس پر بھروسا کرے اور اوسکی
طرف رجوع ہو غرض یہ ہے کہ تم تو کتاب وسنت پر چلو اور اللہ پر بھروسا کرو مخالفونکی

کچھہ نہ چلے گی اللہ تعالی تمہارے سب کام بناوے گا تم کو اون پر مظفر و منصور کردے گا

ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ نبی کہتے ہین اللہ کی طرف سے خبر دینے والے کو معنی یہ ہین کہ اسے خبر دینے والے ہماری طرف سے اور امین بنائے گئے ہمارے اسرار پر اور پہنچانے والے ہمارے خطاب کے ڈر اللہ سے یعنی لگو تقوے پر ہمیشگی کر اور زیادہ تقوی اختیار کر تقوی ایک ایسی وسیع و عریض شے ہے جس کی انتہا کا ادراک نہین ہو سکتا ہے اور نہ اوس کو کوئی پہونچ سکتا ہے اس کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ پاک نے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوس کا امر فرمایا اور آپ کو جو یا ایہا النبی فرما کر خطاب فرمایا اور یا محمد نہ کہا جیسا کہ یا آدم و یا موسی کہا ہے سو غرض اس سے آپ کی تشریف و تعظیم کا اظہار ہے اور آپ کے فضل پر آگاہ کرنا ہے اور ایک جگہہ آپ کے اسم مبارک کی تصریح کر کے محمد رسول اللہ فرمایا ہے سو اس سے مقصود لوگون کو اس بات کی تعلیم کرنا ہے کہ آپ رسول اللہ ہین تاکہ لوگ اس لقب سے آپ کو ملقب کرین اور پکارین غرضکہ اول آپ کو اپنے تقوے کا حکم دیا پھر فرمایا کہ کافرون کا کہا مت مان یعنی مکے والے اور جو لوگ مثل اون کے کفر پر ہین اون کا کہا مت مان اور منافقون کا یہ وہ ہین جو اسلام کو ظاہر کرتے ہین اور کفر کو چھپاتے ہین **واحدی** نے کہا اللہ پاک کی مراد کافرین سے ابو سفیان و عکرمہ و ابو الاعور سلمی ہین وجہ اس کی یہ ہے کہ انہین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ ہمارے معبودون کا ذکر چھوڑ دے اور یہ کہہ کہ ان کی شفاعت ہے واسطے ان کے عابدون کے کہا اور منافقین سے مراد عبد اللہ بن اُبَی اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ہین علیم و حکیم کے معنے ہین کثیر العلم و الحکمۃ و بلیغ العلم و الحکمۃ یعنی اللہ پاک کا علم و حکمت بے حد و حساب ہے نحاس نے کہا جملہ ان اللہ کان علیما حکیما سے یہ بات بتائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کی طرف مائل ہوتے تھے اس لیے کہ اسلام کی طرف اون کا بلانا چاہتے تھے معنی یہ ہین کہ اللہ عز و جل تیرے اون کی طرف جھکنے مین کچھہ منفعت جانتا تو تجھے اون سے منع نہ کرتا کیونکہ وہ تو بڑی حکمت والا ہے

لیکن یہ بات جو نحاس نے خیال کی ہے اس کا بعد مخفی نہین ہے یہ جملہ تو تعلیل ہے
جملہ امر بتقوی و نہی عن طاعۃ الکافرین والمنافقین کی یعنی اللہ نے جو تجھے تقوی
کا امر کیا اور کافرون منافقون کی طاعت سے نہی کی سو اس لیے کہ وہ تجھے امر
نہین کرتا ہے کسی شے کا مگر اوس کا جس مین کوئی صلاح جانتا ہے اور نہی نہین کرتا
ہے مگر اوس شے سے جس مین کوئی فساد جانتا ہے کیونکہ اوس کا علم کثیر ہے اور
اوس کی حکمت وسیع ہے پھر اتباع وحی کا امر فرمایا یعنی قرآن کا یعنی اپنے سارے
کامون مین وحی کا اتباع کر اور اوس کے سوا کافرون منافقون کے مشورون سے
کسی شے کی پیروی مت کر اور نہ رای بحت کی کیونکہ تیری طرف جس شی کی وحی کی گئی
ہے اوس مین اس سب سے کفایت ہے پھر امر اتباع وحی کے موجب کی تعلیل و
تاکید ذکر فرمائی ان اللہ کان بما تعملون خبیرا یعنی تو وحی کا اتباع کر اس واسطے
کہ اللہ کو تمہارے کامون کی خوب خبر ہے اور امر اتباع وحی کا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو فرمایا یہ بعینہ امر ہے آپ کی امت کو پس جیسے آپ مامور باتباع قرآن ہین ویسے
ہی آپ کی امت بھی مامور ہے اسی لیے اوس کا آپ کو خطاب کیا اور بما تعملون مین
بنا بر قرائت جمہور تای فوقیہ آپ کی امت کو خطاب فرمایا ابو عبید و ابو حاتم نے اسی
قرات کو اختیار کیا ہے ابو عمرو و سلمی و ابن ابی اسحق نے بیاے تحتیہ پڑہا ہے اسکی
بنا پر ضمیر راجع ہوگی طرف کفرہ و منافقین کے یعنی بے شک اللہ کو اون کے کیدون
مکرون کی خوب خبر ہے تو وہ اون کو تجھ سے دفع کردے گا پھر اللہ پاک نے توکل کا
امر فرمایا یعنی تو اوس پر اعتماد کر اور اپنے سارے کام اوس کے سپرد کردے وکفی
باللہ وکیلا کے یہ معنے ہین کہ اللہ بس ہے حفاظت کرنے والا جو کوئی اوس پر
بھروسا کرتا ہے تو وہ اوس کو محفوظ رکھتا ہے پھر جس وحی کے اتباع کا اللہ پاک
نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا ہے اوس مین سے بعد کو کچھ احکام قرآنی
بیان فرمائے گا سو اون کے واسطے بطور توطئہ و تمہید کے اول ایک مثل ذکر فرمائی
وہ یہ ہے ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ وما جعل ازواجکم الئ

تظهرون منهن امهتکم وما جعل ادعیاءکم ابناءکم ذلکم قولکم
بافواهکم واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۰ ادعوھم لابائھم
ھو اقسط عند اللہ فان لم تعلموا آباءھم فاخوانکم فی الدین ومواليكم
ولیس علیکم جناح فیما اخطأتم بہ ولکن ما تعمدت قلوبکم وکان اللہ
غفورا رحیما اللہ نے رکھے نہین کسی مرد کے دو دل اوس کے اندر اور نہین کیا
تمہاری جوروون کو جن کو مان کہہ بیٹھتے ہو سچ تمہاری مائین اور نہین کیا تمہارے
لے پالکون کو تمہارے بیٹے یہ تمہاری بات ہے اپنے مونہہ کی مقرر اللہ کہتا ہے
ٹھیک بات اور وہ ہی سجھاتا ہے راہ پکارو لے پالکون کو اون کے باپ کا کر کے یہ
پورا انصاف ہے اللہ کے یہان پھر اگر نہ جانتے ہو اون کے باپ کو تو تمہارے بھائی
ہین دین مین اور رفیق ہین اور گناہ نہین تم پر جس چیز مین چوک جاؤ پر وہ جو دل سے
ارادہ کیا اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۱ کفر کے وقت کوئی جورو کو مان
کہتا تو وہ ساری عمر اوس سے جدا ہوتی اور کسی کو بیٹا کر بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا اللہ
تعالے نے یہ دونون حکم بدل دیے جورو کو مان کہنا سورۂ قد سمع اللہ مین آوے گا
اور لے پالک کا حکم آگے بیان ہے ان دو کے ساتھہ تیسری بات یہ بھی سنا دی کہ
ایسی باتین کہنے کی بہتیری ہین ان پر عمل نہین ہو سکتا جیسے غیر مستقل مرد کو کہتے
ہین اوس کے دو دل ہین حالانکہ چیر کر دیکھو تو کسی کے دو دل نہین ف۲ یعنی
چوک کا گناہ تو کسی چیز مین نہین اور ارادے کا ہے اس مین بھی اللہ چاہے تو بخشے
چوک یہ کہ مونہہ سے نکل گیا فلانی کا بیٹا فلان انتے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
تعالے کہتے ہین اللہ تعالی قبل مقصود معنوی کے ایک امر معروف حسی کو بطور تمہید
کے بیان فرماتا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح ایک مرد کے دو دل نہین ہوتے ہین
اوس کے اندر اور نہ اوس کی جورو جس سے وہ انت علی کظہر امی کہکر ظہار کرتا ہے
اوس کی مان ہو جاتی ہے اسی طرح مونہہ بولا بیٹا اوس کا بیٹا نہین ہو جاتا ہے جبکہ
وہ اوس کو متبنّٰی کرتا ہے اور اپنا بیٹا کہکر اوس کو پکارتا ہے پس فرماتا ہے وما جعل اللہ الآیۃ

یہ آیت مثل اس کریمہ کے ہے ماھن امھاتھم ان امھاتھم الا اللائی
ولدنھم الایہ قولہ تعالی وما جعل ادعیاءکم ابناءکم مقصود نفی سے یہی
قول ہی کیونکہ یہ آیت شان مین زید بن حارثہ مولای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے نازل ہوئی ہے آپ نے قبل نبوت کے زید کو متبنی کیا تھا سو وہ زید بن محمد
کہلاتے تھے پھر اللہ پاک نے ارادہ کیا کہ اس الحاق کو اور اس نسبت کو قطع کرے سو
اس آیت کے وما جعل ادعیاءکم ابناءکم جس طرح کہ آشنای سورت مین فرمایا ہے
ما کان محمد ابا احد من رجالکم تا علیما اور اس جگہہ یون ارشاد فرمایا ذلکم قولکم
بافواھکم یعنی تمہارا بیٹا بنا لینا اون کو ایک مونہہ کی بات ہے اس کی مقتضی نہین ہے
کہ وہ حقیقی بیٹا ہو جائے کیونکہ وہ تو ایک اور مرد کی نسبت سے مخلوق ہوا ہے سو یہہ
ممکن نہین ہے کہ اوس کے دو باپ ہون جس طرح یہ ممکن نہین ہے کہ ایک بشر کے
دو دل ہون اللہ تعالی حق بات کہتا ہے اور وہی راہ بتاتا ہے **سعید** بن جبیر نے
کہا حق بمعنی عدل ہے قتادہ نے کہا سبیل سے مراد صراط مستقیم ہے **غیر** واحد نے
یون کہا ہے کہ یہ آیت قریش کے ایک شخص کے بارے مین نازل ہوئی ہے اوس کو
ذوالقلبین کہتے تھے اور وہ یہ زعم کیا کرتا تھا کہ اوس کے دو دل ہین اون مین سے
ہر ایک مین عقل وافر ہے اسپر اللہ پاک نی یہ آیت نازل فرمائی ہے اوس پر رد کرنیکو
اسی طرح عوفی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے اور مجاہد وعکرمہ وحسن وقتادہ
نے کہا ہے اور ابن جریر نے اس کو اختیار کیا ہے **امام احمد** نے قابوس بن ابی ظبیان
سے روایت کیا ہے ابوظبیان کہتے ہین مین نے حضرت ابن عباس سے کہا آپ
مجھے خبر دو اللہ کے اس قول کی ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ اس سے کیا مراد ہے
فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوے نماز پڑھ رہے تھے
سو آپ کو کوئی خطرہ گذرا تو منافقون نے کہا جو آپ کے ساتھہ نماز پڑھ رہے تھے کیا تم
نہین دیکھتے ہو کہ اوس کے دو دل ہین ایک دل تو تمہارے ساتھہ ہے اور ایک
دل اون کے ساتھہ ہے اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی وھکذا اسناد

ف دو دل نہین ہین مومن کے اندر
مومن وہی ہے جو خدا نے
اون کو جانا اور وہ بولے
مومن ایک ہے پیغمبر ہے اور
جھوٹ اور اللہ معاف کرے
ہے بخشنے والا ۱۲

الترمذی عن عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي عن صاعد الحراني
عن عبد بن حميد وعن احمد بن يونس كلاهما عن زهير وهو ابن معاوية
ثم قال وهذا حديث حسن وكذا رواه ابن جرير وابن ابی حاتم
من حديث زهير به **عبد الرزاق** نے کہا ہمکو خبر دی معمر نے زہری سے
اس کی تفسیر مین کہا ہم کو پہنچا ہے کہ یہ حق مین زید بن حارثہ کے تہا اوس کے واسطے
ایک مثل بیان کی گئی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ایک اور مرد کا بیٹا تیرا بیٹا نہین ہے
اور اسی طرح مجاہد وقتادہ وابن زید نے کہا ہے کہ یہ آیت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما
کے باب مین نازل ہوئی ہے یہ اوس تفسیر کے موافق ہے جو ہم اول ذکر کر آئے ہین
واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **قولہ** عزوجل ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله ابتدای اسلام
مین جو یہ امر جائز تہا کہ اجنبی بیٹون کو اپنے بیٹے کرکے پکارتے تہے سو یہ امر اوس کا
ناسخ ہے پس اللہ تبارک وتعالی نے یہ حکم دیا کہ حقیقت مین جو اون کے باپ ہین
اون کی طرف اون کے نسب کو پھیرو اور یہ بات عدل وقسط وبر ہے **بخاری** نے
حضرت عبد اللہ بن عمر رضے اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما
مولای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم نہین پکارتے تہے مگر زید بن محمد یہان تک
کہ قرآن نازل ہوا ادعوهم الآیۃ اخرجہ مسلم والترمذی والنسائی من طرق عن موسی بن
عقبۃ به متبنی بیٹون سے بیٹون کا معاملہ کیا کرتے تہے ہر وجہ سے محارم کے ساتھ
خلوت کرنے مین اور اس کے سوا اور امور مین اسی لیے سہلہ دختر سہیل ابو حذیفہ رضی اللہ
عنہ کی بی بی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو سالم کو بیٹا پکارا کرتے تہے اور اب
اللہ نے نازل کیا ہے جو کچہ کہ نازل کیا ہے اور وہ ہمپر داخل ہوا کرتا تہا اور مین ابو
حذیفہ کے جی مین اس سے کچہ پاتی ہون تو آپ نے فرمایا کہ تو اسے دودہ پلا دے
تو تو اوس پر حرام ہو جائیگی الحدیث اور اسی لیے جبکہ یہ حکم منسوخ ہو گیا تو اللہ تبارک و
تعالی نے متبنے کی بی بی مباح کردی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب
بنت جحش مطلقۂ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا اور اللہ عزوجل نے

فرمایا لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیاءھم اذا قضوا منھن وطرا وقال تعالی فی ایۃ التحریم وحلائل ابناءکم الذین من اصلابکم متبنی کی بی بی سے احتراز کرنے کو یہ فرمایا کیونکہ متبنی اوس کی صلب سے نہین ہے رہا رضاعی بیٹا سو وہ شرعاً قائم مقام صلبی بیٹے کے کیا گیا ہے دلیل اس کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک ہے صحیحین مین کہ حرموا من الرضاعۃ ما یحرم من النسب یعنی حرام سمجھو رضاعت سے اوس کو جو حرام ہوتا ہے نسب سے رہی یہ بات کہ غیر کو بطور تشریف وتکریم ومحبت کے بیٹا کرکے پکارنا سو یہ اوس قسم سے نہین ہے جس سے اس آیت مین نہی کی گئی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ **امام احمد** نے اور اہل سنن نے سوای ترمذی کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قال قدمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اغیلمۃ بنی عبد المطلب علی حمرات لنا من جمع فجعل یلطخ افخاذنا ویقول ابنیّ لا ترموا الجمرۃ حتی تطلع الشمس قال ابو عبیدۃ وغیرہ ابنی تصغیر ابنی وھذا ظاھر الدلالۃ فان ھذا فی حجۃ الوداع سنۃ عشر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بھیجا ہم لڑکون بنی عبد المطلب کو ہماری گدہیون پر مزدلفہ سے تو آپ اپنی ہتیلی سے ہماری رانون کو مارنے لگی اور فرمانے لگے میرے ننھے بیٹو کنکریان مت مارو یہان تک کہ سورج نکلے اس فرمانے سے حضور کی غرض یہ تھی کہ بچون کو رات کے وقت روانہ کیا تھا تو کہین وہ رات ہی کو رمی جمار کرنے لگین کیونکہ اوس کا وقت بعد طلوع سورج کے ہے پس اس حدیث شریف سے طاف ظاہر ہے کہ محبت کی راہ سے غیر کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہدینا درست ہے اسی طرح **صحیح مسلم** مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا یا بنیّ یعنی اے میرے ننھے بیٹے ورواہ ابو داود والترمذی

قولہ تعالی ادعوھم لآبائھم شان مین زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہے زید غزوۂ موتہ سن دس ہجری مین شہید ہوئے **قولہ تعالی** فان لم تعلموا آباءھم فاخوانکم

فی الدین و موالیکم اللہ پاک نے امر فرمایا کہ موہنہ بولے بیٹون کے نسب اون کے
حقیقی باپون کی طرف پہیرو اگر وہ معروف و معلوم ہون پہر اگر وہ معروف نہون تو وہ
تمہارے بہائی ہین دین مین اور تمہارے رفیق یعنی بعوض اس کے کہ نسب اون سے
فوت ہوگیا ہے اور اسی لیے جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے سے
نکلے عمرۂ قضا کے سال اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے چچا چچا پکارتے
اون کے پیچھے لگے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اوس کو لیلیا اور حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو لیلو تو اونہون نے اوس کو اوٹھالیا
پہر اوس کے بارے مین حضرت علی و حضرت زید و حضرت جعفر رضی اللہ عنہم جہگڑے
اس بات مین کہ ان مین سے کون اوس کا کفیل ہو پہر ہر ایک نے محبت پیش کی حضرت
علی نے تو فرمایا کہ مین زیادہ تر اوس کا مستحق ہون وہ میرے چچا کی بیٹی ہے حضرت
زید نے کہا کہ میرے بہائی کی بیٹی ہے حضرت جعفر بن ابی طالب نے کہا کہ میرے چچا
کی بیٹی ہے اور اوس کی خالہ میری تحت مین ہے یعنی اسما بنت عمیس پس نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا کہ اوس کو اوس کی خالہ کے حوالے کیا اور فرمایا کہ
خالہ بمنزلۂ ماں کے ہے اور حضرت علیؓ سے فرمایا اَنْتَ مِنِّی وَاَنَا مِنْکَ یعنی تو میرا ہے
اور مین تیرا ہون اور حضرت جعفر سے فرمایا اَشْبَہْتَ خَلْقِی وَخُلُقِی یعنی تو میری صورت
و سیرت مین مشابہ ہے اور زید سے فرمایا انت اخونا و مولانا یعنی تو ہمارا بہائی ہے اور
مولی ہے پس اس حدیث شریف مین بہت سے احکام ہین اون مین سے خوب تر
یہ ہے کہ آپ نے حق کے ساتھہ حکم فرمایا اور جہگڑنے والون مین سے ہر ایک کو راضی
فرما دیا اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہمارا بہائی ہے اور ہمارا مولی ہے جیسا کہ
اللہ تعالے نے فرمایا ہے فاخوانکم فی الدین و موالیکم **ابن جریر** نے ابن عیینہ بن
عبدالرحمن سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے راوی ہین ابوبکرہ رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ادعوہم الآیہ پس مین اون لوگون مین سے ہون
جن کے باپ پہچانے نہین جاتے ہین سو مین تمہارے بہائیون سے ہون دین

مین حضرت ابی نے کہا واللہ بے شک مین البتہ اوس کو گمان کرتا ہون کہ اگر وہ یہ
جانتا کہ اوس کا باپ گدھا تھا تو وہ اوس کی طرف منسوب ہو جاتا اور حال یہ ہے کہ حدیث
شریف مین آچکا ہے من[۵۱] ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلمہ الا کفر یعنی نہین
ہے کوئی شخص کہ دعوی کیا اوس نے طرف غیر باپ اپنے کے حالانکہ وہ اوس کو
جانتا ہے مگر وہ کافر ہوا یہ تشدید و تہدید و وعید اکید ہے برے ہونے نسب معلوم سے
اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ادعوھم الآیہ پھر اللہ پاک نے فرمایا و
لیس علیکم جناح فیما اخطأتم بہ یعنی جبکہ تم نے کسی کی نسبت کی طرف غیر باپ
اوس کے کے حقیقت مین بطور خطا کے بعد کوشش کرنے کے اور پوری طاقت صرف
کرنے کے تو مقرر اللہ تعالے نے خطا مین حرج دور کر دیا ہے اور اوس کے گناہ کو
اوٹھا دیا ہے چنانچہ اس آیت مین اس بات کی طرف ارشاد کر کے اپنے بندون کو
امر فرمایا ہے کہ یون کہین ربنا[۵۲] لا تواخذنا ان نسینا او اخطأنا اور صحیح مسلم
مین ثابت ہوا ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا قد فعلت **صحیح بخاری** مین حضرت عمرو
بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے جس وقت کہ حاکم اجتہاد کرے پھر صواب کو پہنچے تو اوس کے لیے
دو اجر ہین اور اگر اجتہاد کرے پھر چوک جائے تو اوس کے واسطے ایک اجر ہے **دوسرے**
حدیث شریف مین یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اوٹھا لیا ہے میری امت سے خطا و
نسیان کو اور اوس امر کو جس پر وہ زبردستی کیے جائین اور اللہ تبارک و تعالے نے
اس جگہ فرمایا ہے ولیس علیکم جناح الآیہ یعنی گناہ اوسی پر ہے جس نے باطل
کا قصد کیا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم[۵۳]
الآیہ اور حدیث متقدم مین ہے من ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلمہ الا کفر اور قرآن منسوخ
مین ہے فان کفروا بکم او ترغبوا عن آبائکم یعنی کفر سے ہے یہ بات کہ تم اعراض کرو
اپنے باپون سے **امام احمد** نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے
وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہین کہ اونہون نے فرمایا بیشک اللہ تعالی نے

---

[۵۱] حاشیہ اصل پر صحیح مسلم نے لکھا ہے قولہ من ادعی الخ کذا فی النسخ التی بایدینا و فی الروایۃ انتہی اغرض محشی ان یہ کہنا ان نفی نہین ہے لہذا کا لانا درست ہو تو ہمارا میاں حدیث شریف ہو تو ہمارا لفظ یہ ہے لیس من رجل ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلمہ الا کفر شاید اصل مین یہ لفظ لیس او رجل کا ساقط ہو گیا ہو ۱۲ منہ

[۵۲] ای رب ہمارے پروردگار ہم کو الزم ہو لین پاخ کین ۱۲ منہ

[۵۳] نہین پکڑتا تمھاری قسمون پر ناحق لیکن پکڑتا ہے اوس کا جو قرار کرتے ہین دل تمھارے اللہ بخشنے والا ہے حلیم ۱۲ منہ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ حق کے بھیجا اور اون کے ساتھ کتاب نازل کی پس
جو اون پر نازل کیا اوس مین رجم کی آیت تھی سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے رجم کیا اور ہم نے بعد اون کے رجم کیا پھر کہا مقرر ہم پڑھتے تھے ولا ترغبوا عن
اٰبائکم فانہ کفر بکم ان ترغبوا عن اٰبائکم یعنی تم اعراض مت کرو اپنے باپون
سے کیونکہ تم کو کفر لگتا ہے اس سے کہ اعراض کرو اپنے باپون سے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا تطرونی کما اطرت عیسی بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام
فانما انا عبد اللہ فقولوا عبدہ ورسولہ اور بہت بار معمر نے یون کہا کما اطرت النصاری
ابن مریم یعنی تم مبالغہ مت کرو میری تعریف مین جس طرح کہ مبالغہ کیے گئے عیسے بن مریم
علیہ السلام مین جو ہون سو اللہ کا بندہ ہون تو تم کہو اوس کا بندہ اوس کا رسول دوسری
حدیث مین یہہ روایت کیا ہے ثلاث من الناس کفر الطعن فی النسب والنیاحۃ
علی المیت والاستسقاء بالنجوم یعنی تین باتین لوگون سے کفر ہین طعن کرنا نسب
مین اور رونا میت پر بیان کرکے اور پانی مانگنا ستارون سے **ف** فتح البیان
کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ کسی نے کہا یہ ایک مثل ہے اللہ تعالی نے اظہار کرنے
والے کے واسطے بیان فرمائی ہے یعنی جس طرح کہ ایک مرد کے دو دل نہین ہوتے
ہین اسی طرح مظاہر کی جورو اوس کی مان نہین ہو جاتی ہے یہان تک کہ اوس کی
دو مائین ہون اور اسی طرح پکارا ہوا بیٹا مرد کا بیٹا نہین ہو جاتا ہے کسی نے کہا کہ
منافقون مین کا ایک شخص تھا وہ کہتا کہ میرے ایک دل ہے وہ تو مجھے اس بات کا
امر کرتا ہے اور ایک دل اس بات کا اسپر یہ آیت نازل ہوئی نفاق کے رد کرنے کو اور
یہ امر بیان کرنے کو کہ نفاق اسلام کے ساتھ جمع نہین ہوتا ہے جس طرح کہ دو دل جمع
نہین ہوتے ہین قلب ایک چھوٹا سا گوشت کا ٹکڑا ہے صنوبر کی شکل پر اللہ پاک نے
اوس کو پیدا کیا ہے اور اوس کو علم کا محل ٹھیرایا ہے حرف من زائد ہے مفعول مین اور
نے جوفہ اس لیے فرمایا ہے کہ قلب روح حیوانی کا معدن ہے جو کہ نفس انسانی سے
متعلق ہے اور سارے قوی کا منبع ہے سو اوس کا متعدد ہونا ممتنع ہے کیونکہ یہ موذی

ہوتا ہی تناقض کو وہ یہ ہے کہ ہر ایک اون مین سے اصل ہو واسطی کل قومی اور غیر اصل
ہو واسطی اون کے ایک لفظ حضرت ابن عباس کا اول گذر چکا ہے دوسرا یہ ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نماز پڑہی سو آپ کو اوس مین سہو ہو گیا تو اچانک
آپ سے کوئی کلمہ نکل گیا پس منافقون نے اوس کو سنا تو کہا کہ اوس کے دو دل ہین پس
یہ آیت نازل ہوئی تیسرا لفظ یہ ہے کہ ایک شخص قریش مین کا تہا اوس کی دانائی و
زیرکی کی وجہ سے اوس کا نام ذوالقلبین رکہتے تہے پس یہ آیت اوس کی شان
مین نازل ہوئی ہے کوفیون نے اللائی بیای ساکنہ بعد ہمزہ پڑہا ہے اور اسی طرح
ابن عامر نے اور ابو عمرو و بزی نے بیای ساکنہ بعد الف محضہ کے ابو عمرو بن العلا نے
کہا یہ وہ لغت قریش کا ہے جس کے پڑہنے کا لوگون کو حکم ہوا ہے قنبل نے اور
ورش نے ہمزۂ مکسورہ بدون یا و ابو عاصم نے تظاہرون بضم فوقیہ و کسر ہا بعد الف ظاہر
کا صیغہ مضارع اور ابن عامر نے بفتح فوقیہ و ہا و تشدید ظا تظاہر کا مضارع اصل اوس کی
تظاہرون ہے باقی قراء نے تظہرون بفتح تا و تشدید ظا بدون الف اصل مین تتظہرون
ہے ظہار مشتق ہے ظہر بمعنی پشت سے جیسا کہ لبی تلبیہ سے ماخوذ ہے حرف من کے
ساتہہ اس کو اس لیے متعدی کیا ہے کہ یہ متضمن ہے تباعد کے معنے کو گویا یون کہا گیا
کہ متباعدین من نسائکم بسبب الظہار جس طرح کہ سورۂ بقرہ مین تعدیت ایلاء کی حرف من
کے ساتہہ گذر چکی ہے اصل اس کی یہ ہے کہ مرد اپنی جورو سے کہے کہ تو مجہہ پر مثل پشت
میری ماں کے ہے معنی یہ ہین کہ نہین کیا اللہ نے تمہاری جوروون کو جن کے واسطے
تم یہ بات کہتے ہو مثل تمہاری ماؤن کے تحریم مین لیکن یہ ایک بری بات ہے اور
جہوٹہ ہے اور ایسا کہنے سے جو شی واجب ہوتی ہے سو وہ کفارہ ہے مع اوس کی
شرط کے وہ شرط عود ہے جس طرح کہ سورۂ مجادلہ مین یون فرمایا ہے والذین
یظاہرون من نسائہم ثم یعودون لما قالوا ای فیہ یعنی عود یہ ہے کہ اپنی بات
کی مخالفت کرین باین طور کہ جس عورت سے ظہار کیا ہے اوس کو آتنا زمانہ روک رکہین
جس مین اوس سے مفارقت کرنا ممکن ہو یا اوس سے مفارقت نکرے کیونکہ مقصود

مظاہر کا وصف کرنا عورت کا ہے ساتھہ تحریم کے اور اوس کا روک رکھنا اس کے
مخالف ہے کذا قال الکرخی **ادعیا** جمع ہے دعی کے دعی وہ ہے جو اپنے غیر
باپ کا بیٹا پکارا جاے فعیل کا وزن بمعنی مفعول ہے لیکن اس کی جمع ادعیا غیر قیاسی
ہے اس واسطے کہ افعلا جو فعیل کی جمع آتی ہے سو فعیل معتل اللام کے آتی ہے جبکہ
بمعنی فاعل ہو جیسے تقی کی جمع اتقیا اور غنی کی جمع اغنیا ودعی اگرچہ فعیل معتل اللام ہے
کیونکہ اصل مین دعیو ہے پھر ادغام ہوگیا ہے مگر اتنی بات ہے کہ بمعنی مفعول ہے پس
قیاس اس کی جمع کا یہ تھا کہ فعلے کے وزن پر آتی جس طرح کہ قتیل کی جمع قتلی جریح کی
جرحی مریض کی مرضے آئی ہے نظیر اس کی شذوذ مین اسیر و اسارے ہے قیاسی
جمع اسری ہے اس مین اصل یہی مسموع ہوئی ہے کذا قال السمین ذلکم کا اشارہ ہے
طرف ظہار و ادعا کے جس کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ مبتدا ہے خبر اس کی قولکم بافواھکم
ہے یعنی یہ ظہار کرنا اور غیر کے بیٹے کو اپنا کر کے پکارنا صرف ایک مونہہ کی بات ہے
خارج مین اس کی کچھہ تاثیر نہین ہے پس اس کہنے سے نہ تو جورو مان ہو جاتی ہے
اور نہ غیر کا بیٹا اپنا بیٹا ہو جاتا ہے اور نہ مان پن اور بیٹے پن کے حکمون سے کچھہ اس پر
مترتب ہوتا ہے اول تین امر ذکر ہوے ہین ایک تو دوسرے ہونا دوسرا اظہار تیسرا ادعا
سو یا تو ذلکم کا اشارہ تینون امر کی طرف ہے یا صرف اخیر کی طرف کیونکہ سیاق کلام سے
مقصود یہی ہے یعنی تمہارا یہ ادعا کہ غیر کے بیٹے تمہارے بیٹے ہین اس کی کچھہ
حقیقت نہین ہے مجرد مونہہ کی بات ہے کیونکہ بیٹا تو ولادت سے ہوتا ہے آیہ
نسخ ہے تبنی کا جاہلیت مین کوئی آدمی کسی کو بیٹا بنا لیتا تو اوس کو مثل ابن مولود کے
ٹھیراتا تھا لوگ اوس کو اوسی کی طرف منسوب کر کے پکارتے تھے اور وہی اوس کی
میراث کا وارث ہوتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارثہ کلبی کو آزاد کر کے
متبنے کر لیا تھا قبل وحی کے اور درمیان اوس کے اور حضرت حمزہ کے بھائی چارا
کر دیا تھا پھر جب آپ نے حضرت زینب سے نکاح کر لیا اور وہ زید کے تحت مین تھین
تو منافقون نے کہا کہ محمد نے اپنے بیٹے کی جورو سے نکاح کیا حالانکہ وہ لوگون کو

اس سے منع کرتا ہے اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس سے متبنے
بنانے کو منسوخ کر دیا نحاس نے کہا کہ یہ نسخ سنت سے ہے ساتھ قرآن کے قرطبی
نے کہا اہل تفسیر نے اجماع کیا ہے اسپر کہ یہ آیت زید بن حارثہ کے حق مین نازل ہوئی
ہے قولہ تعالے واللہ یقول الحق یعنی اللہ پاک وہ حق کہتا ہے جس کا اتباع
لائق ہے کیونکہ وہ فی نفسہ حق ہے باطل نہین ہے پس بیٹون کا اون کے باپون
کی طرف نسبت کر کے پکارنا اس کی تحت مین داخل ہے اور وہی وہ راہ بتاتا ہے جو
حق کی طرف پونہچا دیتی ہے اس مین بندون کو ارشاد ہے اس بات کا کہ حق بات
کہین باطل بات ترک کرین اور زور و کذب کو چھوڑین پھر بیٹون کو اون کے باپون کا
کہکر پکارنا جو کہ بندون پر واجب ہے اللہ پاک نے اس کی تصریح فرمائی کہ ادعوہم لآبائہم
یعنی جن باپون کی پشت سے وہ ہین اون کو اونہین کا کہکر پکارو اور اونہین کی
طرف اون کو منسوب کرو اون کے غیر کی طرف نسبت کر کے مت پکارو حملہ ھو اقسط
عند اللہ امر مذکور کی تعلیل ہے اور ضمیر ہو راجع ہے طرف مصدر ادعوہم کے جس طرح
کہ اعدلوا ھو اقرب للتقوی مین ضمیر ہو کی عدل کی طرف پھرتی ہے اور اقسط
کے معنے ہین اعدل افعل تفضیل ہے قسط بمعنی عدل سی مقصود اوس سے مطلق زیادتی
ہے یعنی اون کو پکارو اون کے حقیقی باپون کی طرف نسبت کر کے کیونکہ یہہ پکارنا بالغ
ہے عدل مین اللہ پاک کے حکم و قضا مین باپون کہو کہ عادل تر ہے ہر کلام کا جو اس سے
متعلق ہے پس عموم کے واسطے اضافت ترک کی گئی ہے جس طرح کہ اللہ اکبر مین ہے
کبھی مضاف الیہ خاص بھی مقدر کیا جاتا ہے یعنی یہ پکارنا عادل تر ہے تمہارے کہنے
سے کہ وہ فلان کا بیٹا ہے حالانکہ وہ اوس کے صلب کا نہین ہے اس کلام بلاغت
نظام کی فصاحت کی طرف نظر کرنا چاہیے کہ جعل طلبیہ کا وصل کیا پھر جملہ خبریہ کی اون سے
فصل کی اور درمیان اوسکی وصل کیا پھر جملہ انشائیہ کی اوس سے فصل کی اور درمیان اوسکی وصل کیا پھر جملہ طلبیہ کے
ساتھ فصل کی اول سے یہان تک سب جملون مین فکر کرو یہ سب کیفیت بخوبی ظاہر و باہر ہو جائیگی علامہ الشیخ
نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے پھر اللہ پاک نے بندون کے واسطے ارشاد کو

ا عدل کو وہی بات
ملتی ہے نفسہ ی ۱۲

تمام کرکے یون فرمایا فان لم تعلموا اٰباءھم فاخوانکم فی الدین ومواليكم
یعنی پہر اگر تم نہ جانو اون کے باپون کو کہ اون کی طرف اون کی نسبت کرو تو وہ تمہارے
بہائی ہین دین مین اور وہ تمہارے موالی ہین پس یون کہو کہ میرا بہائی اور میرا مولے
اور ابن فلان مت کہو جبکہ تم اون کے حقیقی باپون کو نہ جانو زجاج نے کہا اور جائز ہے
کہ یون ہو کہ موالی تمہارے اولیاء تمہارے دین مین کسی نے کہا یعنی ہین پہر اگر وہ آزاد
کیے ہوے ہون اور جو آزاد نہون تو موالی فلان کہو کسی نے موالی کی تفسیر بنی عم کی
ہے اس واسطے کہ مولی کا اطلاق اور معانی پر بہی ہوتا ہے جن مین سے ایک معنے
ابن العم کے بہی ہین یعنی پہر اگر تم کسی شخص کے باپ کو نہ پہچانتے ہو کہ اوس کی طرف
منسوب کرو اور اوس کا خطاب کرنا چاہو تو اوس سے کہو یا ابن عمی یعنی اے میرے
چچا کے بیٹے لیس علیکم جناح الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ تم پر کچہہ گناہ نہین ہے
اوس بات مین جو تم سے واقع ہو گئی ہو اوس مین سے بطور خطا بدون عمد کے قبل وارد
ہونے نہی کے سو تم نے اوس کو غیر باپ کی طرف منسوب کر دیا ولیکن گناہ وہ ہے جو
تم نے کہا بطریق عمد یعنی ابنا کی نسبت کی طرف اون کے غیر آباء کے باوجود تمہارے
علم کے بعد ورود نہی کے یا یہ معنی ہین کہ تم پر کچہہ گناہ نہین ہے جبکہ تم غیر کے بیٹے کو
کہدو ای میرے بیٹے بطور خطا کے اور سبقت زبانی کے ولیکن جبکہ تم اس کو کہو قصد
کرکے قتادہ نے کہا اگر تو کسی شخص کو پکارے اوس کے غیر باپ کی طرف نسبت کرکے
حالانکہ تو اوسے اوس کا باپ گمان کرتا ہے تو تجہہ پر کچہہ برائی نہین ہے برخلاف اس
حال کے ہے زید مین کیونکہ زید کے حق مین زید بن محمد کہنا جائز نہین ہے اس لیے کہ
اگر قصد کرکے اس کو کہے گا تو اپنے اس کہنے سے گنہگار ہوگا حضرت سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ سے اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا ہے جو شخص دعوے کرے طرف غیر باپ اپنے کے اور وہ یہ جانتا ہے کہ
وہ اوس کا غیر باپ ہے تو جنت اوسپر حرام ہے اخرجہ البخاری ومسلم وکان اللہ غفورا رحیما
کا یہ مطلب ہے کہ اللہ بخشتا ہے جو کہنے والے کو اور اوس پر رحم کرتا ہے اور اوس سے

درگذر فرماتا ہے یا بخشنے والا ہے گناہون کا مہربان ہے بندون پر اور اون کے
جملے سے جن کو بخشتا ہے اور اون پر رحم فرماتا ہے وہ شخص ہے جس نے کسی کو اوسکے
غیر باپ کی طرف نسبت کرکے پکارا چوک کر یا قبل نہی کے یا بطور سبق لسانی کے
پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ایک ایسی فرمت عظیم
اور خصوصیت جلیل ذکر فرمائی جس مین بندون مین سے کوئی آپ کا شریک نہین ہے
پس ارشاد فرمایا النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہتہم ط و
اولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمہجرین
الا ان تفعلوا الی اولیٰئکم معروفا کان ذلک فی الکتب مسطورا یعنی
نبی سے لگاؤ ہے ایمان والون کو زیادہ اپنی جان سے اور اوس کی عورتین اونکی
مائین ہین اور ناتے والے ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہین اللہ کے حکم مین
زیادہ سب ایمان والون اور وطن چھوڑنے والون سے مگر یہہ کہ کیا چاہو اپنے
رفیقون سے احسان یہہ ہے کتاب مین لکھا ف نبی نائب ہے خدا کا
اپنی جان و مال مین اپنا تصرف نہین جتنا نبی کا اپنی جان دیکھی آگ مین ڈالنی روا
نہین اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور اوس کی عورتین سب کی مائین حرمت مین
پردے مین نہین اور حضرت کے ساتھ جنہون نے وطن چھوڑا بھائی بندون سے
فرمائے اون کو حضرت نے آپس مین بھائی کر دیا تھا دو دو کو جیسے اون کے ناتے والے
مسلمان ہوئے فرمایا کہ اوس بھائی چارے سے ناتا مقدم ہے میراث ہے نا
ہی پر اور سب حکم مگر احسان و سلوک اس کا بھی کیے جاؤ یہ کتاب مین لکھا ہے یعنے
قرآن مین یہ حکم ہمیشہ کو جاری رہا یا توریت مین بھی یہی حکم ہوگا انتہی ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ تعالی نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی شفقت جان لی اون کی امت پر اور اون کی خیر خواہی واسطے امت
کے تو اپنے نبی کو زیادہ تر لگاؤ والا ٹھیرایا اون کے ساتھہ اون کی جانون سے اور
اوس کا حکم اون مین یہ قرار دیا کہ وہ مقدم ہے اون کے اختیار پر واسطے اپنی جانون کے

جیسا کہ فرمایا ہے فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما صحیح مین ہے قسم ہے اوس کی جس کی ہاتھہ مین میری جان ہے نہین ایمان لائیگا ایک تمہارا یہان تک کہ مین ہوؤن دوست تر طرف اوس کے جان اوس کی سے اور مال اوس کے سے اور لڑکے اوس کے سے اور سارے لوگون سے نیز صحیح مین ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ واللہ البتہ آپ محبوب ترہین مجھکو ہر شے سے مگر اپنی جان سے تو آپ نے فرمایا نہین ای عمر یہان تک کہ ہوؤن مین دوست تر تجھکو تیری جان سے پس حضرت عمر نے عرض کیا واللہ یا رسول اللہ البتہ آپ محبوب تر ہین مجھکو ہر شے سے یہان تک کہ اپنی جان سے تو آپ نے فرمایا اب اے عمر یعنی اب تیرا ایمان پورا ہوا اسی لیے اللہ پاک نے اس آیت مین یون فرمایا ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم الآیہ امام بخاری نے اس کی تفسیر مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے کوئی مومن مگر حال یہ ہے کہ مین سب لوگون سے بڑہکر لگاؤ والا ہون ساتھہ اوس کے دنیا و آخرت مین پڑہو اگر تم چاہو النبی اولی بالمومنین پس جس کسی مومن نے مال چہوڑا تو چاہیے کہ وارث ہون اوس کے عصبہ اوس کے کوئی ہون اور اگر اوس نے دین چہوڑا یا ضیاع یعنے چہوٹے بچے تو چاہیے کہ وہ میرے پاس آئے سو مین اوس کا مولی ہون تفرد بہ البخاری ورواہ ایضا فی الاستقراض وابن جریر وابن ابی حاتم من طرق عن فلیح بہ مثلہ ورواہ احمد من حدیث ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحوہ امام احمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تہے کہ مین زیادہ تر لگاؤ والا ہون ساتھہ ہر مومن کے اوس کی جان سے سو جو کوئی مرد مر گیا اور اوس نے دین چہوڑا تو میری طرف ہے اور جس نے مال چہوڑا تو وہ واسطے اوس کے

ملہ انکو ایمان نہ ہوگا جبتک کہ ہمکو کی ذات کو مصنف جانین جو جہڑا اور وسلم آپس مین ہے ہمنا دین ایک چکوڑنے سے اور قبول رکھین مان کر ۱۲

وارثون کے ہے ورواہ ابوداؤد عن احمد بن حنبل بہ بنحوہ قولہ تعالی
وازواجہ امہاتھم یعنی نبی کی بیبیان حرمت واحترام وتوقیر واکرام واعظام
مین مومنون کی مائین ہین لیکن اون کے ساتھہ خلوت جائز نہین ہے اور اونکی
بیٹیون بہنون کی طرف تحریم منتشر نہین ہوتی ہے بالاجماع گو بعض علمانے اون کی
بیٹیون کا نام خواہران مومنین رکھا ہے جس طرح کہ یہ بات امام شافعی رضی اللہ عنہ
سے منصوص ہے مختصر مین اور یہ امر اطلاق عبارت کے باب سے ہے اثبات
حکم نہین ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور ان کے امثال کو مومنون کے
ماموں کہنا چاہیے یا نہین اس مسئلے مین دو قول ہین علما رضی اللہ عنہم کے امام
شافعی رضے اللہ عنہ کے نص اسپر ہے کہ یہ کہا جائے اور یہ بات کہ نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کو مومنون کا باپ کہا جائے تو جمع مذکر سالم مین عورتین داخل ہو جائین سو اس
مین بھی دو قول ہین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح ہوا ہے کہ اونہون نے فرمایا
کہ یہ نہ کہا جائے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب مین یہ احد الوجہین ہے حضرت
ابی بن کعب وحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اونہون نے یون
پڑہا ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہا امہاتھم وھو
اب لھم اور یہ مروی ہے حضرت معاویہ ومجاہد وعکرمہ وحسن سے اور یہ
احد الوجہین ہے مذہب مین امام شافعی رضی اللہ عنہ کے بغوی وغیرہ نے اس کو
حکایت کیا ہے اور اس پر استیناس کیا ہے اوس حدیث شریف سے جس کو ابوداؤد
رحمہ اللہ تعالے نے حضرت ابوہریرہ رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین جو ہون سو تمہارے واسطے بمنزلہ والد کے
ہون تعلیم کرتا ہون مین تم کو پس جبکہ آئے ایک تمہارا پاخانے کو تو نہ قبلے کی طرف مونہہ
کرے اور نہ اوس کی طرف پیٹھہ کرے اور اپنے سیدہے ہاتھہ سے استنجا پاک نکرے
اور آپ حکم فرماتے تھے تین پتھرون کا اور منع فرماتے تھے روث اور رمہ سے واخرجہ
النسائی وابن ماجہ من حدیث ابن عجلان **دوسری وجہ** یہ ہے کہ یہ

سلہ رون کہتی ہین باجہ
دوات حاضر کو یعنی لاؤ
دلے جانورون کی لید اگنہ
کو اور رمہ وہ ہڈی کو اول کو تو
نجاست کی نجاست کی وجہ سے
فرمایا اور اس کی اس لئے
ایسمین بھی احتمال ہے کہ
پلید ہو یا اسلئے کہ جنین
کی دودی کو نام مشام پہنچ
سنہ

کہا جاے اس آیت سے احتجاج کیا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم
قولہ تعالی واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین
والمہاجرین یعنی ناتے والے بعض اون کے زیادہ تر لگاؤ والے ہین ساتھہ بعض
کے اللہ کے حکم مین مومنین و مہاجرین سے مطلب یہ ہے کہ قرابت والے اولی
ہین ساتھہ وارث ہونے کے مہاجرین و انصار سے اس سے پہلے جو توارث بسبب
حلف و مواخات کے اون کے آپس مین تہا یہ آیت اوس کی ناسخ ہے جیسا کہ حضرت
ابن عباس وغیرہ نے کہا ہے کہ مہاجری وارث ہوتا تہا انصاری کا اوس کی قرابت
والے اور ذوی الارحام وارث نہین ہوتے تہے بسبب بہائی چارے کے جس کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کی آپس مین کر دیا تہا اور اسی طرح سعید بن جبیر
نے اور سلف و خلف مین سے غیر واحد نے کہا ہے ابن ابی حاتم نے اس باب مین
ایک حدیث بروایت زبیر بن عوام وارد کی ہے زبیر کہتے ہین اللہ عزوجل فی اولوا الارحام
بعضہم اولی ببعض خاص ہمارے گروہ قریش و انصار کے حق مین نازل کی ہے قصہ
اس کا یہ ہے کہ ہم گروہ قریش جبکہ ہم مدینے مین آئے تو اس حال مین آئے کہ ہمارے
کوئی مال نہ تہے پس ہم نے انصار کو اچھے بہائی پائے تو ہم نے اون سے بہائی چارا
کیا اور باہم اون کے وارث ہوئے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو خارجہ بن زید
سے بہائی چارا کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فلان سے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے بنی زریق بن سعد زرقی مین کے ایک شخص سے بعض لوگ کہتے ہین کہ کوئی اور
تہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے کعب بن مالک سے بہائی چارا کیا
فجعلتہ خرفا فابتلعتہ فابتلعتہ فوجدت السلاح قد ثقلہ فیما یری فواللہ
یا بنی لو مات یومئذ عن الدنیا ما ورثہ غیری یہان تک کہ اللہ تعالے نے
خاص ہمارے گروہ قریش و انصار مین یہ آیت نازل فرمائی تو ہم رجوع ہوے طرف
اپنے مواریث کے قولہ تعالی الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفا یعنی میراث
گئی اور نصر و بر و صلہ و احسان و وصیت باقی رہی قولہ تعالی کان ذلک فی الکتاب

سلہ محمد باپ نہین کسی کا
تمہارے مردون مین سے ۱۲

سلہ بعضہم خصہ فی حاشیہ
اصل پر لکہا ہے قولہ فجعلتہ
خرفا بتلعتہ الخ کذا فی اصل
و در الروایۃ اتی بہ کذا فی
مجمع البحار مین اسی لفظ و ہیئت
کو ترجیب پاتا ہے لا اصل کتابت
سلہ قولہ معنی ظاہر ہوا یا
اللہ پاک الہام فرمائی اللہم
من لا تمنک علما بجاہ سیدنا
و مولانا النبی الامی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم و ارزقنی
التقوی حتی ترضی بحق
تعالی و نبیکم اللہم آمین
۱۲ منہ

مسطور یعنی یہ حکم کہ اولوالارحام بعضہم اولی ببعض ایک حکم مقدر و مکتوب تہا طرف
سے اللہ کے کتاب اول مین جو کہ تبدل و تغیر نہین کی حاتی ہے یہہ قول مجاہد و
غیر واحد کا ہے اگرچہ اللہ پاک نے اوس کے خلاف کو مشروع کیا ایک وقت مین
اس لیے کہ اوس مین اوس کی مصلحت بالغہ ہو اور حال یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ عنقریب
اوس کو منسوخ کریگا طرف اوس شے کے جو کہ اوس کی قدر ازلی و قضای قدری شرعی
مین جاری ہوئی ہے واللہ اعلم **ف** تمت البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر مستحق ہین مومنون کے اور زیادہ تر مہربانی و شفقت
کرنے والے ہین اون کی جانون سے ہر امر مین امور دین و دنیا کے جس کی طرف
وہ اون کو بلائین کیونکہ اون کے نفوس تو اون کو اوس شے کی طرف بلاتے ہین
جس مین اون کی ہلاکت ہے اور وہ براہ مہر و کرم اون کو اوس شے کی طرف
بلاتے ہین جس مین اون کی نجات ابدی ہے جب بات نفس الامر مین یہہ ٹہیری تو اوپر
واجب ہے کہ اون کے مالون مین سے جو مال وہ چاہین اوس کے ساتھ
اون کو سب پر اختیار کرین گو اوس کے حاجتمند ہی کیون نہون اور اون پر یہہ واجب
ہے کہ جس قدر وہ اپنی جانون کو محبوب رکہتے ہین اس سے بڑہکر آپ کو محبوب
رکہین اور یہ واجب ہے کہ جو وہ اپنی جانون کے واسطے حکم کرتے ہین اوس پر آپ
کے حکم کو اپنے اوپر مقدم کرین بالجملہ پس جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کو
بلائین واسطے کسی شے کے اور اون کے نفوس اون کو بلائین طرف اوس کے غیر
کے تو اون پر واجب ہے کہ آپ کی بلائی شی کو مقدم کرین اور اپنے جی کی بلائی شے کو
پیچہے ڈالدین اور اون پر یہ واجب ہے کہ جس قدر اپنے جی کی اطاعت کرتے ہین اوس
سے بڑہکر آپ کی اطاعت کرین اور جس طرف اون کے جی مائل ہوتے ہین اور جس
شے کو اون کے دل طلب کرتے ہین اس سب پر آپ کی طاعت کو مقدم کرین کسی نے
کہا کہ انفسہم سے مراد بعضہم ہے تو معنی یہ ہون گے کہ بعض مومنین جو بعض سے لگاؤ
رکہتے ہین اس سے بڑہکر نبی کا لگاؤ ہے مومنون سے کسی نے کہا یہ آیت خاص ہے

ساتھہ قضا کے یعنی نبی اولی ہے ساتھہ اون کے اون کی جانون سے اوس
فیصلے مین جو وہ درمیان اون کے کرے کسی نے کہا اولی ہے ساتھہ اون کے
جہاد کرنے مین کہ اوس کے آگے لڑین اور اوس کے ورے اپنی جان کو صرف کرین
کسی نے کہا کہ اولی بہم کے یہ معنی ہین کہ نبی سب سے بڑہکر رافت ورحم وعطوفت
کرنے والا ہے اون پر اور سب سے بڑہکر اون کا نفع رسان ہے جیسا کہ فرمایا ہے
بالمؤمنین رؤف رحیم والاول اولی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرارت مین
یون ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم وہو اب لہم مجاہد نے کہا ہر نبی اپنی امت کا
باپ ہے اسی لیے مومنین بہائی ہوئے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کے
باپ ہین دین مین بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مین نے حضرت علی رضی اللہ
عنہ کے ساتھہ یمن کا غزوہ کیا تو مین نے لون سے کچھہ سختی و درشتی دیکھی پھر جب
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا تو مین نے حضرت علیؓ کا
ذکر کیا تو مین نے اون کو گھٹایا پس مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ
مبارک کو دیکھا کہ متغیر ہو رہا ہے اور فرمایا ای بریدہ کیا مین نہین ہون اولی ساتھہ
مومنون کے اون کی جانون سے مین نے عرض کیا ہان یارسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی مین جس کا مولی ہون تو علی بھی
اوس کا مولی ہے **فائدہ** کاتب الحروف عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ مولے کے
بہت سے معنی ہین ۱ رب ۲ مالک ۳ سید ۴ منعم ۵ معتق ۶ ناصر محب
۸ تابع ۹ جار ۱۰ ابن العم ۱۱ حلیف وعقید ۱۲ صہر ۱۳ عبد ۱۴ معتق ۱۵ منعم علیہ
انمین کے اکثر معانی حدیث شریف مین آئے ہین جو کوئی شخص والی ہو کسی امر کا اور
اوس کے ساتھہ قائم ہو تو وہ مولی و ولی ہے مصادر اس کے مختلف آتے ہین
پس ولایت بالفتح تو نسب و نصرت وعتق مین ہے اور بالکسر امارت مین اور ولاء
معتق مین اور موالاۃ من والی القوم حدیث مذکور اکثر اسماء مذکورہ پر محمول ہے امام شافعی
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مراد ولاء اسلام ہے کقولہ تعالی ذلک بان اللہ مولی الذین امنوا

ولی ایمان والون کا رفیق رہتا مہربان ۱۲

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا اصبحت مولی کل مومن
کسی نے کہا سبب اس کا یہ تھا کہ اسامہ نے حضرت علی سے کہا کہ تم میرے مولی نہین
ہو میرے مولی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ع یعنی جو شخص مجھ سے دوستی
رکھے اور مجھے چاہے تو اوسے چاہیے کہ اوس سے بھی دوستی رکھے کذا فی مجمع البحار
بعض علمای شیعہ نے مولی بمعنی اولی مین ایک جلد لکھی ہے اقوال شاذہ و فاذکہ کتب
مختلف سے جمع کیے ہین غرض وہی خلافت کا جھگڑا ہے اگر غور سے دیکھو تو اس
بکھیڑے کی کچھ ضرورت نہین جب خود حضرت امیر نے شیخین کی بیعت کرلی تو سب
جھگڑے طے ہین ہمارا ایمان ہے کہ اونہون نے حق سمجھ کر بیعت کی اگر وہ حق نجانتے
تو ہرگز نہ کرتے ذوالفقار علی کمین میان مین رہ سکتی تھی دیکھو جب وقت آیا تو کس قدر
حرب وضرب سے پیش آئے اور حضرت معاویہ سے خوب لڑے کیونکہ وہ اوس وقت
اپنا حق سمجھتے تھے اور بے شک خلیفہ راشد اور امام برحق تھے وہ سب لڑائیون مین
حق پر تھے اور اون کے مخالف خطا پر گو خطای اجتہادی تھی دیکھو جب اپنا حق سمجھا
تو کیسی دھوم دھام سے لڑے بھڑے اور دلیرانہ مردانہ جنگ کی وہ ایسے فرد کامل بہادر
بلکہ شجاعون کے بادشاہ تھے اگر اوس وقت اپنا حق سمجھتے تو ایسے لڑتے کہ زمین بھی
یاد رکھتی کہ میری پشت پر بھی کوئی واقعہ ہوا ہے چنانچہ بعد کو اسی طرح لڑے بھالی لوگ
جو خلافت چہارم کو اون کے حق مین منقصت خیال کرتے ہین اگر غور کرکے دیکھین تو عین
منقبت ہے ہان اگر اول خلیفہ ہوتے تو نقصان تھا کیونکہ یہ بات خلاف مصلحت نبوت
ہوتی اس لیے کہ مخالفان اسلام کہتے کہ یہ سب کارخانہ دنیا کے واسطے تھا جب تو بعد
وفات نبوی اون کا بیٹا نہ تھا تو اون کا داماد اور فرزند عم خلیفہ ہوا جس طرح کہ ملوک کا
طریقہ ہے اس کے سوا اور بہت مصالح ہین جن کو اللہ پاک ہی خوب جانتا ہے
مفتی خیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مشاجرات صحابہ کے باب مین خوب فرمایا ہے ؎

قصہ اون کا اون پر چھوڑ	ہاتھ علی کے حق کی ڈور

اتنا کہکر سکوت کرے بعد اس کے اب مفت کی لڑائی ہے اس جھگڑے سے کیا

حاصل ہے اون کے سے کام کرو تو کچھ نجات کی امید بند ہے اللہ پاک ہم سب
کو اون کی محبت شرعی پوری پوری عطا فرمائے آمین **قولہ تعالی وازواجہ**
امھاتھم یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات برابر ہے کہ آپ نے
اون سے دخول فرمایا ہو یا نہین اور آپ نے اون کو چھوڑکر وفات فرمائی ہو یا اون کو
طلاق دی ہو یہ سب مومنون کی مثل ماؤن کے ہین حکم تحریم مین اور استحقاق تعظیم
مین قائم مقام اون کے ہین پس کسی کو حلال نہین ہے کہ اون مین سے کسی کے
ساتھہ نکاح کرے جس طرح یہ حلال نہین ہے کہ اپنی مان سے نکاح کرے یہ مان پن
اون کا مختص ہے ساتھہ تحریم نکاح کے تحریم مؤبد اون سے نکاح حرام ہے اور ساتھہ
اس کے کہ اون کی جناب فیض مآب مین تعظیم پیش آئین اون کی طرف نظر کرنے مین
اور اون کے ساتھہ خلوت کرنے مین نہین ہے کیونکہ یہ تو اون کے حق مین حرام ہے
جس طرح کہ ساری اجنبی عورتون کے حق مین حرام ہے تخصیص مومنین کی اس پر دال
ہے کہ وہ مومنین کی بیبیون کی مائین نہین ہین اور نہ اون کی بیٹیان مومنین کی بہنین
ہین اور نہ اون کے بھائی مومنین کے ماموں ہین **قرطبی** فرماتے ہین جو بات
مجھے ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ مومن مرد و عورتون کی مائین ہین واسطے تعظیم
اون کے حق کے مردون اور عورتون پر جس طرح کہ یہ آیت اسپر دال ہے النبی اولے
بالمومنین من انفسھم اور یہ رجال ونساء دونون کو ضرورۃً شامل ہے کہا پھر یہ بات
ہے کہ حضرت اُبَی بن کعب کے مصحف مین وازواجہ امھاتھم وھو اب لھم ہے اور حضرت
ابن عباس نے بعد لفظ انفسھم کے وھو اب لھم وازواجہ امھاتھم پڑھا ہے **حضرت**
عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اون سے کہا یا اُمّہ یعنی ای
مان تو فرمایا کہ مین مان ہون تمہارے مردون کی اور نہین ہون مان تمہاری عورتون
کی اخرجہ ابن سعد وابن المنذر والبیہقی فی سننہ **حضرت ام سلمہ** رضی اللہ عنہا سے
مروی ہے کہا مین مان ہون تم مین کے مردون اور عورتون کی اخرجہ ابن سعد
بجالہ سے مروی ہے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک لڑکی پر سے

گذرے اور وہ مصحف مین پڑھ رہا تھا واز واجہا تھم وھو ابطھم تو فرمایا ای لڑکے تو اس کو پھینک ڈال تو وہ بولا کہ یہ تو اُبیؓ کا مصحف ہے پس وہ حضرت ابیؓ کی طرف گئے تو اون سے پوچھا اونہون نے کہا کہ مجھے تو قرآن مشغول کرتا تھا اور تجھے مشغول کرتا تھا صفق بازارون مین یعنی خرید و فروخت کا معاملہ اخرجہ عبد الرزاق و سعید بن منصور و اسحق بن راہویہ و ابن المنذر و البیہقی فی دلائلہ **ارحام** جمع رحم ہے بمعنی قرابت اور اولی بمعنی احق ہے یعنی قرابت والے بعض بعض کے ساتھ احق ہین میراث مین اس آیت کی تفسیر آخر سورۂ انفال مین گذر چکی ہے ہجرت و موالات کے ساتھ جو توارث شروع اسلام مین تھا یہ آیت اوس کی ناسخ ہے قتادہ نے کہا جبکہ سورۂ انفال مین کی یہ آیت نازل ہوئی والذین اٰمنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شئ حتی یھاجروا تو مسلمان بسبب ہجرت کے متوارث ہوئے پھر یہ حکم اس آیت سے منسوخ ہو گیا اسی طرح غیر قتادہ نے کہا ہے یہ بھی احتمال ہے کہ انفال کی اس آیت سے منسوخ ہو واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ شہاب نے کہا یہ احتمال اولی ہے اسواسطے کہ سورۂ انفال نزول مین اس سورت پر متقدم ہے تو نسبت نسخ کی اوسی کی طرف اولی ہے اور یہ آیت اوس کی موکد ہو کسی نے کہا یہ آیت ناسخ ہے توارث بالحلف و مواخاۃ فی الدین کی کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ نہین ہے کوئی توارث درمیان مسلم و کافر کے اور نہ درمیان مہاجر و غیر مہاجر کے فی کتاب اللہ یا تو متعلق ہے اولی سے کیونکہ اسم تفضیل ظرف مین عمل کرتا ہے یہ بھی جائز ہے کہ محذوف سے متعلق ہو اور وہ حال ہو ضمیر سے ای کائنا فی کتاب اللہ اور مراد کتاب سے لوح محفوظ ہے یا قرآن شریف یا آیت مواریث یعنی یہ اولویت اور یہ استحقاق اللہ کی کتاب مین ہے یا در انحال کہ وہ کائن و ثابت ہے اللہ کی کتاب مین من المومنین والمھاجرین یا تو بیان ہے اولوا الارحام کا یعنی قرابت والے جو کہ مومنین و مہاجرین سے ہین بعض اون کا اولی ہے ساتھ بعض کے یہ بھی جائز ہے کہ اولی سے متعلق ہو معنی یہ ہین کہ قرابت والے بعض اون کے ساتھ بعض کے

ل جو ایمان لائے اور گھر نہین چھوڑا تمھاون کی رفاقت سے کچھ کام نہین جب تک گھر نہ چھوڑ دین ۱۲

ع اور نماز والی ایسے تھے اور زیادہ ہین ایک دوسرے کے اللہ کے حکم مین ۱۲

اولی ہین اون مومنون اور مہاجرون سے جوکہ اجنبی ہین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ
اولوالارحام بعض اون کے اولے ہین ساتھہ بعض کے مگر وہ بات جواز نواج نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے واسطے جائز ہے کہ وہ مثل ماؤن کے ہین بتحریم نکاح مین اس قول
مین جو ضعف ہے وہ مخفی نہین ہے قولہ تعالی الا ان تفعلوا الآیہ مین استثنا یا تو متصل
ہے اعم عام سے تقدیر یہ ہے کہ قرابت والے بعض اون کے اولی ہین ساتھہ بعض
کے ہر شے مین ارث وغیرہ سے مگر یہ کہ کرو تم اپنے اولیا کے ساتھہ کوئی نیکی یعنی صدقہ
وخیرات یا وصیت کیونکہ یہ جائز ہے قالہ قتادہ والحسن وعطاء ومحمد بن الحنفیہ محمد بن
حنفیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے وصیت کی اجازت مین
واسطے یہودی ونصرانی کے پس کافر ولی ہے نسب مین دین مین ولی نہین ہے
تو اوس کے واسطے وصیت جائز ہے استثنا منقطع بہی ہو سکتا ہے معنی یہ ہین لیکن
فعل معروف واسطی اولیاء کے لاباس بہ ہے معنی آیت کے یہ ہین کہ جب اللہ پاک
نے توارث بحلف اور اخاء وہجرت کو منسوخ کیا تو یہ امر مباح فرمایا کہ آدمی وصیت کرے
واسطے اوس شخص کے جس سے دوستی کی ہے جو چاہے اپنے ثلث مال سے مجاہد
نے کہا کہ معروف سے مراد نصرت وحفظ حرمت ہے بحق ایمان وہجرت رہی یہ بات
کہ تفعلوا کو حرف الی سے متعدی کیا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ تفعلوا کو معنے توصلوا یا
تشدوا کا متضمن کیا ہے یہ دونون بحرف الے متعدی ہوتے ہین کان ذلک
فی الکتاب مسطورا کا یہ مطلب ہے کہ نسخ میراث کا جو بسبب ہجرت ومخالفت ومعاقدت
کے ہوتی تہی اور رد کرنا اوس کا طرف قرابت والون کے لوح محفوظ مین یا توریت یا
قرآن مین لکہا ہوا تہا واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح و
ابراہیم وموسی وعیسی ابن مریم واخذنا منہم میثاقا غلیظا لیسئل
الصدقین عن صدقہم واعد للکفرین عذابا الیما اور جب لیا
ہم نے نبیون سے اون کا قرار اور تجھہ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسی
سے اور عیسی سے جو مریم کا بیٹا اور لیا ہم نے اون سے گاڑہا قرار تا پوچہے اللہ

ع ۱۷

سچون سے اون کا سچ اور رکھی ہے منکرون پر دکھہ کی مار ف اور پیغمبر کو
فرمایا کہ سب لوگون پر تصرف رکھتا ہے اون کی جان سے زیادہ یہان فرمایا
کہ یہ درجہ نبیون کو ملا کہ اون پر محنت بھی زیادہ ہے ساری خلق سے مقابل ہونا
اور کسی سے خوف و رجا نہ رکھنا ان پیغمبرون کو کہتے ہین اولوا العزم کہ ان کی ہدایت
کا اثر ہزارون برس رہا اور جب تک دنیا ہے اس کا اون مین پہلے نام فرمایا ہمارے
نبی کا ف یعنی ان کی زبانی اپنے حکم خلق کو پونہچاوے تب ہر ایک سے پوچھہ
کریگا اور منکرون کو سزا دیگا انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین
اللہ پاک خبر دیتا ہے پانچ نبیون اولوا العزم کی اور باقی نبیون کی کہ اوس نے اون سے
عہد و میثاق لیا قائم کرنے مین اللہ تعالے کے دین کے اور پونہچانے مین اوس کی
رسالت کے اور تعاون و تناصر و اتفاق مین جیسا کہ اور جگہہ فرمایا ہے واذ اخذ
اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق
لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری
قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین پس یہ عہد و میثاق اون سے
لیا گیا بعد اون کے ارسال کے اور اسی طرح یہ ہے جملہ انبیا مین سے ان پانچ پر نص
فرمائی یہ اولوا العزم نبی ہین عطف الخاص علی العام کے باب سے ہے انہین کے
ذکر کی اس آیت مین بھی تصریح فرمائی ہے اور اس آیت مین شرع لکم من الدین
ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسی و
عیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ پس طرفین کا ذکر کیا اور وسط فاتح و خاتم
کا اور اون کا جو اون کے درمیان مین ہین علی الترتیب یہ وہ وصیت ہے جس کا
اون پر عہد و میثاق لیا گیا ہے کما قال تعالی واذ اخذنا من النبیین میثاقھم
ومنک ومن نوح وابراھیم وموسی وعیسی بن مریم پس اس آیت کریمہ مین
حضرت ختمی پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابتدا فرمائی ہے بسبب آپ کے شرف
کے پھر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ترتیب وار ذکر کیا ہے موافق اون کے ظہور

ف اور جب لیا اللہ نے
قرار نبیون کا کہ جو کچھ تم مین
سے تم کو دیا کتاب اور علم
پیر آوے تم پاس کوئی
رسول کہ سچ بتاوے تمہارے
پاس والی کو تو ایمان لاؤ گے
اوس پر اور مدد کرو گے
فرمایا کیا تم نے قرار کیا اور اس
پر ذمہ لیا میرا ذمہ بولے ہم نے
اقرار کیا فرمایا تو گواہ رہو
اور مین بھی تمہارے ساتھ
گواہ ہون ۱۲ منہ راہ ڈالی
تم کو دین مین وہی جو حکم کیا تھا
نوح کو اور جو حکم بھیجا تیری
طرف اور وہ جو حکم کیا ابراہیم کو اور موسی کو اور عیسی کو
یہ کہ قائم رکھو دین اور
پھوٹ نہ ڈالو اوس مین ۱۲

وجود کے دنیا مین **ابن ابی حاتم** نی عن الحسن عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ مین اول نبیون کا ہون پیدایش
مین اور آخر اون کا مبعوث ہونے مین سو مجھ سے ابتدا کی قبل اون کے اس کی
اسناد مین سعید بن بشیر شاگرد قتادہ مین ضعف ہے وقد رواہ سعید بن ابی
عروبۃ عن قتادۃ مرسلا وھو اشبہ ورواہ بعضہم عن قتادۃ موقوفا
واللہ اعلم **ابو بکر بزار** نے عن ابی حازم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا
ہے بہترین اولاد آدم پانچ ہین حضرت نوح وحضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ وحضرت
عیسے اور حضرت محمد رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور بہترین اون کی حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین یہ حدیث موقوف ہے حمزہ زیات جو اس مین ہے
اوس مین ضعف ہے **کہا ہے کہ مراد اس میثاق** سے وہ ہے جو اون سے
لیا گیا جبکہ وہ نکالے گئے ذر کی صورت مین حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت
سے جیسا کہ **ابو جعفر** رازی نے عن الربیع بن انس عن ابی العالیہ عن ابی بن کعب
رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہا اور اوٹھایا اون کے باپ آدم کو تو اونہون
نے نظر کی طرف اون کے یعنی اپنی ذریت کے اور بے شک اون مین غنی تھا اور
فقیر اور خوبصورت اور سوا اس کے تو عرض کیا ای میرے رب کاش تو برابری فرماتا
درمیان اپنے بندون کے پس فرمایا بے شک مین نے محبوب رکھا یہ کہ مین شکر
کیا جاؤن اور دیکھا یا اون مین انبیا کو مثل چراغون کے کہ اون پر نور ہے اور وہ ایک
اور میثاق رسالت ونبوت کے ساتھہ خاص کیے گئے یہ وہی میثاق ہے جس کا ذکر
اس آیت مین فرماتا ہے واذ اخذنا من النبیین الآیہ یہ قول مجاہد کا بھی ہے حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ میثاق غلیظ عہد ہے **مجاہد** نے کہا کہ صادقین وہ لوگ
ہین جو پہنچانے والے ادا کرنے والے ہین طرف سے رسولون کے **کافرین**
سے مراد وہ لوگ ہین جو کہ انبیاء علیہم السلام کی امتون مین سے کافر ہوئے **عذاب**
الیم کے معنے ہین موجع یعنی عذاب درد دینے والا پس ہم گواہی دیتے ہین اس

بات کی کہ رسولون نے اپنے رب کی رسالتین پونہچادین اور امتون کی خیرخواہی کی
اور حق مبین دواضح وجلی کو اون کے واسطے ظاہر کردیا خوب کھول کھول کر اون سے
کہدیا کون حق مبین جس مین نہ کسی طرح کا دھوکا ہے نہ کوئی شک وشبہہ گو جاہلون معاندون
مارقون قاسطون مین سے جس نے اون کی تکذیب کی پس جس شی کو رسول لیکر آئی
وہی حق ودرست ہے اور جس نے اون کی مخالفت کی سو وہی ہے ضلال وگمراہی پر
ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ کلمہ اذ مین دو وجہین ہین ایک یہ
ہے کہ عامل اس مین اذکر محذوف ہے گویا یون فرمایا کہ ای نبی ذرا اللہ سے اور یاد کر
اس بات کو کہ اللہ نے میثاق لیا نبیون سے دوسری یہ ہے کہ معطوف ہے
فی الکتاب کے محل پر تو مسطورا اس مین عامل ہوگا یعنی تہا یہ حکم لکھا ہوا کتاب مین
اور اوس وقت مین کہ جس وقت ہم نے انبیا سے عہد لیا کذا قال السمین **قتادہ** نے کہا
کہ اللہ نے عہد لیا نبیون پر خصوصًا اس بات کا کہ بعض اون کا بعض کی تصدیق کرے
اور بعض بعض کی پیروی کرے اور مقاتل نے کہا عہد لیا اون کا اس بات پر کہ اللہ کو
پوجین اور اللہ کی عبادت کی طرف دعوت کرین اور اس پر کہ بعض اون کا بعض کی
تصدیق کرے اور اسپر کہ اپنی قوم کے واسطے خیرخواہی کرین غرض یہ ہے کہ لوگون کو
عبادت رب رحیم وصراط مستقیم ودین قویم کی طرف بلائین اور اپنے رب کی رسالتین
پونہچائین یہ عہد اوس وقت لیا کہ اون کو آدم علیہ السلام کی پشت سے مثل ذر کے نکالا
ذر جمع ہے ذرہ کی ذرہ کہتے ہین چھوٹی سی چھوٹی چیونٹی کو وہ ایسی ذراسی ہوتی
ہے کہ اون مین سے چالیس چیونٹیون کے قریب ایک مچھر کے پہ سے بہی چھوٹی ہوتی
ہین **میثاق** سے مراد یمین ہے یعنی قسم کسی نے کہا کہ اللہ کا اقرار اور وصیت وامر
والاول اولی اس کی تحقیق اول گذر چکی ہے پہر اللہ پاک نے خاصکر کے بعض نبیون کا
ذکر کیا بعد تعمیم کے جو اون کو اور اون کے غیر کو شامل وعام تہی پس ارشاد فرمایا ومنک
ومن نوح الآیہ یعنی اور خصوصًا تجہ سے اور نوح وغیرہ سے وجہ ان کے خاص کرنے کی
خبر دینا ہے اس بات کی کہ ان کے واسطے مزید شرف وفضل ہے کیونکہ شرائع مشہور

لہ جاہل بی علم نادان معاند
جان بوجہکر دشمنی کرنیوالا
مارق دین کی بات سے نکلنے والا
قاسط ظالم ۱۲ منہ

اولوالعزم رسولون کے جملے سے ہین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
اول ذکر کیا باوجود اس کے کہ آپ کا عہد مبارک متاخر ہے سو اس مین آپ کے واسطے
وہ تشریف وتعظیم ہے جو مخفی نہین ہے رہی یہ بات کہ حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر
جو آیۂ شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحًا الآیہ مین مقدم کیا ہے سو اس کی یہ وجہ
ہے کہ یہ آیت اس لیے ذکر کی گئی ہے کہ جس عہد قدیم کو لیکر حضرت نوح مبعوث ہوے
اور جس عہد جدید کو لیکر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوے اور جس
سے کہ ان کے درمیان کے انبیای مشاہیر لیکر مبعوث ہوئے اس کا وصف بیان
کرنا منظور ہے سو اس مین حضرت نوح علیہ السلام کے مقدم ذکر کرنے کو سخت تر
مناسبت ہے مقصود سے وہ مقصود یہی اصالت وقدم دین کا بیان کرنا ہے یہ
حاصل ہے کرخی کے بیان کا پھر جو عہد در میثاق انبیا علیہم السلام سے لیا اوس کو مکرر ذکر
کرکے اور اوس کو موصوف بغلظت فرما کے اوس کی تاکید کی پس ارشاد فرمایا واخذنا
منھم میثاقا غلیظا یعنی ہم نے اون سے نہایت سخت عہد لیا یعنی اس بات پر
کہ عبادت الٰہی کا اور اوس کی طرف بلانے کا بار جو اون پر رکھا گیا ہے اور جس شی کا
عہد اون سے اللہ نے لیا ہے اوس کو پورا پورا وفا کرین یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک
نے اون سے دو بار عہد لیا ہو پہلی بار مین تو مجرد میثاق بدون تغلیظ وتشدید کے پھر
دوبارہ مغلظ سخت عہد لیا ہو ابو مریم غسانی سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے
عرض کیا یا رسول اللہ کون شے آپ کی اول نبوت کی تھی فرمایا اللہ نے مجھ سے
میثاق لیا جیسا کہ نبیون سے اون کا میثاق لیا پھر یہ آیت پڑھی میثاقا غلیظا تک
اور دعا ابراہیم کی اونھون نے کہا تھا وابعث فیھم رسولا منھم اور خوشخبری
عیسی بن مریم علیہما السلام کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ نے اپنے
خواب مین دیکھا تھا کہ اون کے دونون پانون کے درمیان سے ایک چراغ نکلا
جس کے واسطے شام کے محل روشن ہو گئے اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ و
ابو نعیم فی الدلائل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کسی نے

ف ۱ راہ دی اللہ کی تمکو دین
جس دی جو کہ دیا تھا نوح کو
اور جس کی ہی ہم نے تری طرف
اور وہ جو کہ دیا ہم نے ابراہیم
کو اور موسی کو اور عیسی کو یہ
کہ قائم رکھو دین اور پھوٹ
نہ ڈالو اوس مین یہ بھاری پڑتا
ہے شریک والون کو جو صوف
تو بلاتا ہے اونکو اوس دین کی
ہے اپنی طرف جس کو چاہے
اور راہ دیتا ہے اپنی طرف
اوسکو جو رجوع لاوے ۱۲
ف ۲ اور اوٹھاوے گا ان پر
رسول او نمین سے کا ۱۲

عرض کیا یارسول اللہ کب لیا گیا آپ کا میثاق فرمایا کہ اوس حال مین کہ آدم درمیان
روح وجسد کے تھے دوسرا لفظ اون کا یہ ہے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ آپ
کب نبی تھے فرمایا اوس حال مین کہ آدم درمیان روح وجسد کے تھے اخرجہ البزار
والطبرانی اس باب مین اور حدیثین ہین جن مین سے بعض کی تصحیح کی گئی ہے
حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ میثاقہم عہدہم دوسرا لفظ یہ ہے کہ اللہ نے جو میثاق
نبیون کا لیا سو اون کی قوم پر حرف لام لیسأل الصادقین عن صدقہم مین لام کے
ہے یعنی تاکہ پوچھے سچون سے اون کا سچ رسالت کے پونہچانے مین طرف اپنی
قوم کے یہ سوال اون لوگون کے عاجز کرنے کو اور زجر وتوبیخ کرنے کو ہے جنہون نے
اون کا انکار کیا ہے اس مین وعید ہے واسطے غیر انبیا کے کیونکہ جب اون سے
اس کا سوال ہوگا تو اون کے غیر سے کیونکر نہوگا کسی نے کہا یہ معنی ہین تاکہ سوال
کرے انبیا سے اوس بات کا جس کے ساتھ اون کی قوم نے اون کو جواب دیا
جس طرح کہ اس آیت مین ہے فلنسألن الذین ارسل الیہم ولنسألن المرسلین
اور اس آیت مین یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم یہ بھی جائز ہے کہ لام
محذوف سے متعلق ہو یعنی فعل ذلک لیسأل الخ حاصل یہ ہے کہ یہان ایک امر تو یہ
ہے کہ یہ لام کس معنی مین ہے دوسرا یہ ہے کہ کس سی متعلق ہے تیسرا یہ ہی کہ صادقین
سے کون مراد ہین چوتھا یہ ہے کہ صدق کے کیا معنے ہین پس امر اول کا بیان تو
یہ ہے کہ لام بمعنی کے ہے جیسا کہ اول گذرا ہے یا صیرورت کا لام ہے یعنی اللہ
نے نبیون سے عہد لیا تاکہ امر اس طرف کو منتقل ہو جاوے کہ سوال کرے صادقون سے
اون کے صدق کا دوسرے کا بیان یہ ہے کہ اخذنا سے متعلق ہے اور کلام مین
التفات ہے متکلم سے طرف غائب کے یا محذوف سے متعلق ہے جیسا کہ گذر چکا ہے
تیسری کا بیان یہ ہے کہ مراد صادقین سے رسول ہین جس طرح کہ اول گذرا ہے یا مراد
مومنین ہین یعنی تاکہ پوچھے مومنین سے اون کا صدق اور کافرون سے اون کا
کذب چونکہ ثانی جملے کا مسبب مذکور ہے یعنی واعد للکافرین الخ اس لیے اس پر

سوال ہم کو پوچھنا
اون سے جن پاس رسول
بھیجے گئے اور ہمکو پوچھنا
ہمارے رسولون سے ۱۲
منہ جس دن اللہ جمع کریگا
رسول ہم کیا تمکو جواب
دیا ۱۲

کفایت کرکے اوس کو حذف کر دیا ہے چوتھے امر کا بیان یہ ہے کہ صدق کے معنی
راستی کے اور سچائی کے ہین یا بمعنی تصدیق ہے اس صورت مین اوس کا مفعول
محذوف ہے ای عن تصدیقہم الانبیاء یعنی تاکہ پوچھے مومنین سے تصدیق کرنا اونکا
نبیون کو اور کافرون سے اون کی تکذیب کا یا صدق کے معنی اخلاص کے ہین
یعنی تاکہ پوچھے مومنون سے اون کے اخلاص کا کہ اون کا عمل خالص اللہ عزوجل
کے واسطے ہے یا نہین کسی نے کہا یہ معنی ہین تاکہ پوچھے صادقین سے جو کہ اپنی
موہنہ سے سچے ہین اون کی سچائی کا جو اون کے دلون مین ہے اور کافرون سے
اون کی تکذیب کا قولہ تعالی واعد للکافرین عذابا الیما معطوف ہے اوس
شے پر جس پر لیسئال الصادقین دال ہی کیونکہ تقدیر یہ ہے فاثاب الصادقین واعد
للکافرین یعنی تاکہ پوچھے صادقین سے اون کا صدق جب اون کا صدق ظاہر ہوگیا
تو اون کو ثواب دیا اور تیار کی واسطے کافرون کے دکھہ کی مار یا معطوف ہی اخذنا پر
کیونکہ معنی یہ ہین کہ بے شک اللہ نے موکد کیا ہے نبیون پر بازا طرف اپنے دین کے
واسطے ثواب دینے مومنین کے اور تیار کیا ہے واسطے کافرون کے عذاب الیم کسی نے
کہا کہ ثانی سے وہ شی حذوف کی گئی ہے جس کا مقابل اول مین ثابت کیا گیا ہے
اور اول سے وہ شی محذوف ہوئی ہے جس کا مقابل ثانی مین ثابت کیا گیا ہے تقدیر
یہ ہے لیسئال الصادقین عن صدقہم فاثابہم ولیسئال الکافرین عما اجابوا بہ رسلہم واعد لہم
عذابا الیما یعنی تاکہ پوچھے سچون سے اون کا سچ پھر اون کو ثواب دیا اور پوچھے کافرون
سے اوس شے کا جس کے ساتھہ اونہون نے اپنے رسولون کو جواب دیا اور تیار
کیا واسطے اون کے عذاب الیم کذا ذکر السمین کسی نے کہا کہ معطوف ہے فعل مقدر پر
جو کہ عامل ہے لیسئال مین ای فعل ذلک لیسئال واعد جیسا کہ اول گذر چکا ہے کسی نے
کہا کہ عن صدقہم پر کلام پورا ہوگیا ہا واعد تا کافرین سو یہ مستقل جملہ مستانفہ ہے غرض
اس سے بیان کرنا اوس شے کا ہے جو کفار کے واسطے تیار کر رکھی ہے گویا جواب
ہے سوال مقدر کا مثلا کسی نے کہا کہ اللہ پاک سچون سے سچ کا پوچھکر جو سچ کی جزا ہے

وہ اون کو عطا فرمائیگا منکرین مکذبین کا تو کہو کہ ان کی کیا گت ہوگی سو یہ اوس کا جواب
ہے کہ اون کے واسطے دکھہ کی مار تیار کر رکھی ہے یا یھا الذین امنوا اذکروا
نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم
تروھا وکان اللہ بما تعملون بصیرا ۝ اذ جاءوکم من فوقکم ومن
اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون
باللہ الظنونا ۝ ای ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب آئین تمپر فوجین
پھر ہم نے بھیجی اون پر باؤ اور وہ فوجین جو تم نے نہین دیکھین اور ہے اللہ جو کچھ
کرتے ہو دیکھتا جب آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب ڈگنے لگین
آنکھین اور پہونچے دل گلون تک اور نکلنے لگے تم اللہ پر کئی کئی اٹکلین ف۱
ہجرت سے چھ برس یہود بنی نضیر جو مدینے سے نکالے گئے تھے سو وہ خیبر مین
آ رہے تھے پھر وہان سے اور قریش کو اور غطفان کو اور بنی قریظہ کہ جو مدینے کے
پاس تھے جمع کر کر حضرت پر چڑھ لائے بارہ ہزار آدمی مسلمان کم تھے تین ہزار مدینے
سے باہر لشکر پڑا گرد خندق کھودی جب فوجین آئین دور دور سے لڑتے رہے قریب
ایک مہینے تک پھر ایک رات اللہ نے پروا باؤ بھیجی تند کافرون کی آگین بجھ گئین
بھوکے مرے اور خیمے گر پڑے گھوڑے چھوٹ گئے سب لشکر برباد ہوا ناچار اوٹھکر
چلے گئے یہ جنگ احزاب کہلاتی ہی اور جنگ خندق بھی پہاڑے کے موسم مین اناج
کی تنگی لڑائی لڑنی اور خندق کھودنی اور گرد سب مخالف اس مین منافق دل کی باتین
بولنے لگے اور مومن ثابت رہے اس جنگ مین حضرت نے فرمایا اب سی ہم جاوین گے
کفار پر وہ ہم پر نہ آوین گے وہی ہوا ف۲ اوپر سے اور نیچے سے یعنی مدینے کی
شرقی طرف سے جو اونچی ہے اور غربی طرف سے جو نیچی ہے اور آنکھین ڈگنے لگین
یعنی تیور بدلنے لگے لوگون کے دوستی جتانے والے لگے آنکھین چرانے اور دل
پہونچے گلون تک دھڑک دھڑک کرتے ڈر سے اور کئی کئی اٹکلین مسلمانون نے سمجھا کہ
اب کے اور سخت آزمایش آئی اور کچے ایمان والون نے سمجھا کہ اب کے بار بچین گے انتہی

ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اپنی نعمت و فضل
و احسان کی جو اوس نے اپنے مومن بندون پر کیا اس باب مین کہ اوس نے
اون کے دشمنون کو پھیر دیا اور اون کو ہزیمت دی جس برس کہ عداوت و کینہ کے
وا سطے اون پر جمع ہو گئے اور جتھے بن گئے تھے یہ سال خندق کی تھی ماہ شوال سنہ ۵
ہجری مین بنا بر قول صحیح مشہور موسی بن عقبہ وغیرہ نے کہا کہ یہ واقعہ سنہ چار مین ہوا و جو ان
کے آنے کا یہ سبب تھا کہ ایک گروہ اشراف یہود بنی نضیر مین کا جن کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مدینے سے خیبر کی طرف جلای وطن کر دیا تھا ان مین سے سلام
بن ابی الحقیق و سلام بن مشکم و کنانہ بن ربیع تھے یہ لوگ مکے کی طرف نکلے تو اشراف
قریش سے ملے اور اون کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑائی پر جمع کیا اور اپنی طرف
سے اون کو نصر و اعانت کا وعدہ دیا تو اونہون نے یہ بات اون کی قبول کی پھر
غطفان کی طرف نکلے تو اون کی دعوت کی سو اونہون نے بھی قبول کیا اور قریش
نکلے اپنے احابیش و تابعین مین قائد یعنی سردار لشکر ان کا ابو سفیان صخر بن حرب
تھا اور غطفان پر عیینہ بن حصن بن بدر اور سب لوگ قریب دس ہزار آدمی کے تھے
پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے روانہ ہونے کی خبر سنی تو آپ
نے مدینے کے گرد خندق کھودنے کا مسلمانون کو حکم دیا اوس جانب سے جو شرقی
طرف سے متصل ہے یہ کام سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اشارے سے کیا
پس مسلمانون نے اوس مین کام کیا اور خوب سعی و کوشش کی اور خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اون کے ساتھ مٹی اوٹھائی اور کھودا اور آپ کے اس کھودنے
مین کھلی کھلی نشانیان اور واضح واضح دلیلین ہوئین مشرکین آئے تو مدینے کے
شرقی جانب مین قریب اُحد کے اوترے اور ایک گروہ اون مین کا زمین مدینہ
کی بلند جانب مین اوترا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے اذ جاؤکم من فوقکم ومن
اسفل منکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے اور مسلمان جو آپ کے ہمراہ تھے
یہ لوگ قریب تین ہزار کے تھے کسی نے کہا کہ سات سو پس اونہون نے اپنی پشت تو

ف احابیش کہتے ہین جماعات مجتمعہ کو متفرق قبیلون سے بجز بنی الہون کے جو بنی الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ کی شاخ ہے حبشی بالضم ایک پہاڑ ہے مکے کی پست جانب مین اسی سے احابیش قریش سے کہ کنانہ کے لوگون نے اللہ کی قسم کھائی تھی کہ وہ مین اون کے ساتھ ہو کر جنگ کرینگے جب تک رات تاریک ہو اور دن روشن ہو اور حبشی جماعتی لفظ یہ ہی نہم لید علی غیر قیاس واضح فتدبر

سلع[۱] پہاڑ کی طرف نکالی اور اپنے موہنہ کیے طرف دشمن کے اور خندق ایک چھوٹا
کرڑا تھا اوس مین کچھ پانی نہ تھا ان کے اور اون کے درمیان سوارون اور پیدلون کو
اس سے روکتا تھا کہ اون کی طرف پونہچین اور عورتون بچون کو آطام[۲] مدینہ مین
رکھدیا تھا بنی قریظہ ایک گروہ ہے یہود کا مدینے کی شرقی جانب مین ان کا ایک
قلعہ تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ان کے واسطے عہد و ذمہ تھا
یہ لوگ قریب آٹھ سو آدمی لڑنے والے کے تھے پس حیی بن اخطب نضری انکی
طرف گیا ان کو بھکایا بہلایا یہان تک کہ انہون نے عہد توڑ ڈالا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جہاں پڑین تو حادثہ عظیم ہوا سخت امر پیش آیا حالت تنگ ہو گئی
جس طرح کہ اللہ پاک نے ذکر فرمایا ہے ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا
اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اور آپ کے اصحاب کو ایک ماہ کے قریب تک گھیرے ہوے
پڑی رہین مگر وہ آپ تک پونہچتی نہ تھین اور نہ درمیان اون کے لڑائی واقع ہوئی مگر عمرو
بن عبد ودّ عامری کہ جاہلیت مین شجاع و مشہور سوارون سے تھا سوار ہوا اور اوس کے
ہمراہ اور کچھ سوار تھے سو یہ لوگ بی دھڑک خندق مین گرے اور طرف ناحیہ مسلمانون کے
پونہچ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسالہ سوار ان مسلمین کو اوس کی طرف
روانہ فرمایا کہتے ہین کہ اوس کے سامنے کوئی نہ آیا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کو حکم دیا سو وہ اوس کی طرف نکلے پھر گھڑی[۳] بھر دونون نے باہم آوجاؤ کیا پھر حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے اوس کو قتل کر ڈالا پس اس کا قتل نصر و ظفر کی نشانی ہیرا پھر اللہ
عزوجل نے اون فوجون پر ایک قوی زور دار سخت ہوا چلنے والی بھیجی یہان تک کہ
اون کا نہ کوئی خیمہ باقی رہا نہ کوئی اور شی نہ اون کی آگ جلی نہ اون کو کچھ قرار ہوا یہان تک
کہ خائب و خاسر ہوتے ہوے کوچ کر گئے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے یا ایہا الذین
آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیہم ریحا وجنودا لم تروہا
مجاہد نے کہا کہ ریح سے مراد باد صبا ہے اسی کی دوسری حدیث
مؤید ہے کہ نصرت بالصبا و اہلکت عاد بالدبور یعنی مجھے فتحمندی ہوئی باد صبا سے
اور عاد باد دبور سے ہلاک کیے گئے ۵

[۱] سلع بضم سین و بکون لام ایک پہاڑ کا نام ہے مدینہ مین ۱۲ منہ
[۲] آطام جمع ہے اطم کی بمعنی قلعہ ۱۲ منہ
[۳] گھڑی بضمتین اہل مدینہ کے قول مین پانچ پہر کی ہوتی ہے ۱۲ منہ
[۴] اصل کا لفظ فجاولا ساتھ ہے جولان بمعنی گردش کرنا من ہی بجاولوا فی الحرب کے یہ صحاح مین حال بضمتین عن بعض ۱۲ منہ

صبا کا کام ہے فتح و ظفر دنیا مسلمان کا	الٰہی تو ہی حامی ہے ہماری دین و ایمان کا

ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ جنوبی ہوا نے شمالی سے کہا احزاب کی رات کو چل ہم مدد کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو شمالی نے کہا کہ[1] حرہ رات کو نہین چلتی ہے کہا پھر وہ ہوا جو اون پر بھیجی گئی صبا تھی و رواہ ابن ابی حاتم بسندہ عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فذکرہ **نیز ابن جریر** نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا مجھے میرے ماموں عثمان بن مظعون نے بھیجا خندق کی رات کو سخت سردی و ہوا مین طرف مدینے کے تو کہا کہ کہا ہوا اور کہا خلاف ہمارے پاس سے آ کہا پھر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن مانگا تو آپ نے مجھے اذن دیدیا اور فرمایا کہ میرے اصحاب مین سے جن پر تو آئے تو اون کو حکم کر نا کہ وہ لوٹ جائین کہا پھر مین چلا اور حال یہ تھا کہ ہوا اور سردی تھی ہر شے کو پس مین نے شروع کیا کہ جس سے مین ملتا تو اوس کو حکم کرتا لوٹنے کا طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہا پھر اون مین سے کوئی نہین موڑتا تھا اپنی گردن کو کہا اور میرے پاس میری ڈھال نہی سو ہوا اوس کو مارتی نہی مجھ پر اور اوس مین لوہا تھا کہا پھر اوس کو ہوا نے مارا یہان تک کہ کچھ وہ لوہا میری ہتھیلی پر گر پڑا تو وہ اوس کو پار کر کے زمین کی طرف چلا گیا **قولہ تعالی** وجنود الم تروھا مراد فرشتے ہین انہون نے اون کو خوب جھنجھوڑا اور اون کے دلون مین رعب و خوف ڈالا پس ہر قبیلے کا سردار کہتا تھا ای بنی فلان میری طرف آؤ پھر وہ اوس کی طرف جمع ہوتے تو کہتا النجا النجا یعنی نجات طلب کرو بسبب اوس رعب کے جو اللہ عزوجل نے اون کے دلون مین ڈالدیا تھا **محمد بن اسحق** نی عن یزید بن زیاد عن محمد بن کعب قرظی روایت کیا ہے کہ کوئے والون مین سے ایک جوان نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہا ای ابو عبداللہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور اون کی صحبت مین رہے کہا ہان اے بھتیجے کہا اور تم کیونکر کرتے تھے فرمایا واللہ البتہ مقدور بھر مشقت کرتے تھے وہ جوان بولا واللہ اگر ہم اون کو پاتے تو اون کو نہ چھوڑتی

[1] ان حرہ کا لفظ ہائیل اصل مین ای حرۃ ہے یعنی آزاد عورت شریف عورت کی شان نہین ہی کہ رات کو پھرے پھرے کو یا باد شمال کی رات کے پھرنے کا یہ عذر کیا ایک بڑی عقل ان کی جس سے محروم ہی اللہ پاک نے جو خود باد صبا کو عنایت فرمائی ہے

کہ زمین پر چلیں اور البتہ ہم اون کو اپنی گردنون پر لاد لیتے کہا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بھتیجے واللہ اگر تو دیکھتا ہم کو ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خندق مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیر تک رات کو نماز پڑہی پھر التفات کیا تو فرمایا کون مرد ہے کہ کھڑا ہو پھر دیکھے واسطے ہمارے کہ قوم نے کیا کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرط کرتے تھے واسطے اوس کے کہ اگر وہ لوٹ آئیگا تو اللہ اوسکو جنت مین داخل کریگا کہا سو کوئی مرد کھڑا نہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی دیر تک رات کو پھر ہماری طرف التفات کیا تو ویسی ہی بات فرمائی سو ہم مین سے کوئی مرد کھڑا نہ ہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی دیر تک رات کو پھر ہماری طرف التفات کیا تو فرمایا کون مرد ہے کہ کھڑا ہو پھر دیکھے واسطے ہمارے کہ قوم نے کیا کیا پھر وہ لوٹ آئے شرط کرتا ہے واسطے اوس کے اللہ کا رسول لوٹ آنے کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سوال کرتا ہون اللہ سے اس بات کا کہ وہ ہو میرا رفیق جنت مین پھر کوئی مرد کھڑا نہوا قوم مین سے مارے شدت خوف کے اور شدت بھوک کے اور شدت سردی کے پھر جب کوئی کھڑا نہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا پس مجھے کوئی چارا نہوا کھڑے ہونے سے جبکہ آپ نے مجھے بلایا پس آپ نے فرمایا ای حذیفہ تو جا پھر داخل ہو قوم مین پھر دیکھ جو وہ کرتے ہین اور تو کوئی نئی شی نہ کرنا یہان تک کہ تو ہمارے پاس آئے کہا پھر مین گیا اور قوم مین داخل ہوا اور ہوا اور اللہ عزوجل کے لشکر اون کے ساتھ کر رہے تھے جو کچھ کر رہے تھے اون کو نہ کچھ قرار ہوتا تھا نہ آگ رہتی تھی نہ کوئی ڈیرا ٹھیرتا تھا پھر ابو سفیان کھڑا ہوا تو کہا ای گروہ قریش کے چاہیے[1] کہ نظر کرے ہر آدمی اپنے جلیس سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس مین نے اوس مرد کا ہاتھ پکڑا جو میرے پہلو کی طرف تھا تو مین نے کہا تو کون ہے وہ بولا مین فلان بن فلان ہون پھر ابو سفیان نے کہا ای گروہ قریش کے بیشک تم واللہ صبح نکروگے دار مقام مین البتہ مقرر ہلاک ہوگئے گھوڑے اور اونٹ اور بنی قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی اور ہم اون سے اوس شے کو

[1] لفظ کل امری من بعد ۱۲

پونہچے جس کو ہم ناخوش رکھتے ہین اور اس ہوا سے ہم کو وہ شے لاحق ہوئی جس کو
تم دیکھہ رہے ہو واللہ نہ تو ہماری دیگ جمتی ہے نہ ہماری آگ قائم رہ سکتی ہے
نہ کوئی ہمارا خیمہ تھم سکتا ہے سو تم کوچ کرو کیونکہ مین تو کوچ کرنے والا ہون پھر وہ
کھڑا ہوا طرف اپنے اونٹ کی اور وہ بندھا ہوا تھا سو اوس پر بیٹھہ گیا پھر اوس کو مارا تو وہ
اوس کو لیکر تین پانون پر کھڑا ہو گیا پھر اوس نے اوس کے پانون کا بندھن نہ کھولا مگر
اس حال مین کہ وہ کھڑا ہوا تھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد مجھہ سے پہلے نہ ہوتا
کہ تو کوئی نئی شی نہ کرنا یہان تک کہ تو میرے پاس آئے تو اگر مین چاہتا تو تیر سے اوسکو
قتل کر ڈالتا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین پھر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی طرف لوٹ آیا درانحال کہ آپ کھڑے نماز پڑھہ رہے تھے ایک مرط[1] مرحل مین
کسی اپنی بی بی کے سو جس وقت آپ نے مجھے دیکھا تو درمیان اپنے دونون پاؤن
کے مجھکو داخل کر لیا اور مرط کا کنارا مجھہ پر ڈالدیا پھر آپ نے رکوع و سجدہ کیا درانحال
کہ مین اون مین تھا پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو مین نے آپ سے خبر بیان کی
قریش نے جو کچھہ کام کیا اس کا غطفان نے سنا تو وہ بھی لوٹتے ہوئے اپنے بلاد
کی طرف چلدیے **مسلم** نے اپنی صحیح مین من حدیث الاعمش عن ابراہیم التیمی عن
ابیہ روایت کیا ہے کہا ہم تھے نزدیک حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سو اون سے
ایک شخص نے کہا کہ اگر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاتا تو آپ کے ساتھہ
ہو کر لڑتا اور خوب کام دیتا تو حضرت حذیفہ نے اوس سے فرمایا کہ تو یہ کام کرتا البتہ مقرر
ہم نے اپنے آپ کو دیکھا ہے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شب احزاب
کو سخت جاڑے کی رات مین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کیا نہین ہے کوئی مرد کہ قوم کی خبر لائے تو قیامت کے دن میرے ساتھہ ہو سو
ہم مین سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا پھر دوسری بار پھر تیسری بار ویسا ہی فرمایا
پھر فرمایا ای حذیفہ کھڑا ہو سو کوئی خبر لا ہمارے پاس قوم سے پس مین نے
کوئی چارہ نہ پایا جبکہ آپ نے میرا نام لیکر مجھکو پکارا اس سے کہ مین کھڑا ہوؤن پھر

[1] مرط بالکسر صوف کی چادر کو کہتے ہین اور مرحل جس پر کجاوہ کسا ہوا ہو دونون طرح روایت ہے اول کے یہ معنی ہین کہ اونٹ کی پیٹھہ پر کجاوہ کسا ہوا تھا دوسرے کے یہ معنی ہین کہ اونٹ کی پیٹھہ پر کجاوہ کسا ہوا تھا جس پر اون کی دیدہ زیب چادر پڑی ہوئی تھی دوسرے کے یہ معنی ہین کہ اونٹ کی پیٹھہ پر کجاوہ کسا ہوا تھا جس پر اون کی دیدہ زیب چادر پڑی ہوئی تھی

فرمایا ائتنی بخبر القوم ولا تذعرهم علیّ یعنی تو میرے پاس لا خبر قوم کی اور مت گھبرا تو اون کو اور نہ حرکت دے اون کو مجھپر حضرت حذیفہ کہتے ہین پھر مین چلا گویا مین حمام مین چل رہا ہون یہان تک کہ مین اون کے پاس آیا تو ناگاہ ابو سفیان اپنی پیٹھ آگ سے تاپ رہا ہے پس مین نے اپنی کمان کے بیچ مین ایک تیر رکھا اور چاہا کہ اوس کو ماروں پھر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول یاد کیا کہ لا تذعرہم علیّ اور اگر مین اوس کو مارتا تو البتہ نشانے پر تیر لگتا چوکتا نہین کہتا پھر مین لوٹا تو گویا مین چل رہا ہون حمام مین پس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آگیا پھر مجھے سردی لگی جبکہ مین فارغ ہو گیا اور جبین پکڑا پھر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی والبسنی من فضل هناة کانت علیه یصلی فیها یعنی جس کپڑے مین آپ نماز پڑھ رہے تھے اوس مین سے کچھ کپڑا ڈالدیا یعنی سردی کے خیال سے پھر مین سوتا رہا صبح تک پھر جب مین نے صبح کی یعنی سوتے سوتے صبح ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قم یا نومان یعنی اوٹھ کھڑا ہوا سو

یونس بن بکیر نے عن ہشام بن سعد عن زید بن اسلم اس کو یون روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا ہم شکوہ کرتے ہین طرف اللہ کے تمہاری صحبت کا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ تم نے تو اون کو پایا اور ہم نے اون کو نہ پایا اور تم نے تو اون کو دیکھا اور ہم نے اون کو نہ دیکھا تو حضرت حذیفہ نے فرمایا اور ہم شکوہ کرتے ہین طرف اللہ کے تمہارے ایمان لانے کا اون پر حالانکہ تم نے اون کو نہین دیکھا ستم ہے اللہ کی اسے بھتیجے تو نہین جانتا ہے کہ اگر تو اون کو پاتا تو کیسا ہوتا البتہ مقرر ہم نے اپنے آپ کو دیکھا ہے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شب خندق کو سرد پانی برستی رات مین پھر مثل ما تقدم کے مطوّلا ذکر کیا ہے **بلال بن یحیی** عبسی نے بھی حضرت حذیفہ سے مثل اس کے روایت کیا ہے **حاکم** و بیہقی فی الدلائل مین من حدیث عکرمہ بن عمار عن محمد بن عبد اللہ الدؤلی عن عبد العزیز ابن اخی حذیفہ روایت کیا ہے کہا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے

مشاہد صحابہ کا ذکر کیا ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اون کے ہمنشین لوگ
بولے سنتے ہو واللہ اگر ہم اون مین حاضر ہوتے تو البتہ ہم کرتے اور کرتے یعنے
خوب کام کرتے اور بخوبی لڑتے بھڑتے خوب سعی و کوشش بجا لاتے پس حضرت حذیفہ
نے فرمایا تم اس کی تمناست کرو البتہ مقرر ہم نے اپنے آپ کو دیکھا ہے احزاب کی
رات کو اسحال مین کہ ہم صف باندھے بیٹھے ہوئے ہین اور ابوسفیان اور جو لوگ
اوس کے ساتھ تھے احزاب سے ہمارے اوپر ہین اور یہود کے قریظہ ہمارے نیچے
ہم اون سے ڈر رہے ہین اپنی ذریات پر اور ہم پر کبھی کوئی رات نہین آئی کہ وہ سخت تر ہو
اندھاری اور ہوا مین اوس رات سے اوس کی ہوا کی آوازون مین مثل صواعق[۵۱] کے
تھی اور وہ ایسی تاریکی تھی کہ ایک ہمارا اپنی انگلی کو نہین دیکھتا تھا تو منافقون نے
شروع کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے گھر
کھلے پڑے ہین حالانکہ وہ کھلے نہین پڑے پس جس کسی نے اون مین سے اذن مانگا
اوس کو اذن دیا اور آپ اون کو اذن دیتے تو شک جاتے تھے اور ہم تین سو آدمی تھے
یا اس کے قریب جس وقت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سامنے آئے
ایک ایک شخص کر کے یہان تک کہ آپ مجھ پر آئے اس حال مین کہ مجھ پر کوئی بچاؤ کی شئی نہ تھی
نہ تو دشمنون سے اور نہ سردی سے مگر ایک صوف کی چادر میری بی بی کی جو کہ میرے
گھٹنون سے نیچے نہین آتی تھی کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس
آئے اس حال مین کہ مین اپنے گھٹنون کے بل بیٹھا تھا تو فرمایا یہ کون ہے مین نے
عرض کیا حذیفہ فرمایا حذیفہ فقاصرت[۵۲] الارض یعنی پھر مین بھج گیا زمین مین پھر مین نے
کہا ہان یا رسول اللہ واسطی کرامت اس بات کے کہ کھڑا ہوؤن[۵۳] پھر مین کھڑا ہوا تو
فرمایا انہ کائن فی القوم خبر فأتنی بخبر القوم یعنی ضرور قوم مین کوئی خبر ہونی والی ہے سو تو
میرے پاس قوم کی خبر لا کہا اور مین سب لوگون سے بڑھکر تھا خوف مین اور سردی
مین کہا پھر مین نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ دعا فرمائی اللھم احفظہ
من بین یدیہ ومن خلفہ وعن یمینہ وعن شمالہ ومن فوقہ ومن تحتہ

[۵۱] صواعق جمع صاعقہ وہ آگ ہے جو
گرتی ہے کڑکے کے ساتھ منہ
[۵۲] ابن کثیر مین ای طرح
ہے اور فتحین مین ای طرح
ہے ۱۲ منہ [۵۳] فتحین مین
ہون ہی قال فقمت مین فقال
ان کان فی القوم خبر فاتنی
بخبر القوم ۱۲ منہ

یعنی الٰہی تو اوسے محفوظ رکھ اوس کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائین طرف سے
اور بائین جانب سے اور اوپر سے اور نیچے سے کہا پھر قسم[۱] ہے اللہ کی نہین پیدا کیا
اللہ تعالی نے کسی ڈر کو اور نہ کسی سردی کو میرے جوف مین مگر وہ نکل گیا میرے جوف
سے تو مین اپنے اندر کسی شے کو نہین پاتا تھا کہا پھر جب مین پشت پھیر کر چلا تو حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای حذیفہ ہرگز قوم مین کوئی نئی شی نہ کرنا یہان تک کہ تو
میرے پاس آجائے کہا پھر مین نکلا یہان تک کہ جس وقت مین قوم کے لشکر سے
قریب ہوا تو اون کی آگ جو جل رہی تھی اوس کی روشنی مین مین نے نظر کی تو ناگاہ ایک
شخص سیاہ فام سطبر اپنے ہاتھہ سے آگ پر اشارہ کر رہا ہے اور اپنی کمر کو مسح کر رہا ہے
غرض یہ ہے کہ ہاتھہ کو آگ سے گرم کر کے اپنی کمر پر پھیرتا ہے اوس کو سینکتا ہے اور
کہہ رہا ہے الرحیل الرحیل یعنی کوچ کرو کوچ کرو اور مین اس سے پہلے ابو سفیان کو پہچانتا
نہ تھا پھر مین نے اپنے ترکش سے ایک تیر سفید پر والا نکالا سو مین اوس کو اپنی کمان
کے وسط مین رکھہ رہا تھا تاکہ اوس سے آگ کی روشنی مین اوس کو ماروں پھر مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول یاد کیا کہ تو اون مین کوئی نئی شی مت کرنا یہانتک
کہ میرے پاس آجائے کہا پھر مین رک گیا اور اپنا تیر ترکش مین واپس رکھہ لیا
پھر مین نے اپنے جی کو شجاع بنایا یہان تک کہ لشکر مین گھسا تو ناگاہ قریب تر لوگون
کے مجھہ سے بنی عامر تھے وہ کہہ رہے تھے ای آل عامر الرحیل الرحیل لا مقام لکم یعنی
کوچ کرو کوچ کرو تمہارے واسطے جای قیام نہین ہے اور ناگاہ وہ ہوا اون کے لشکر
مین ہے بالش بھر بھی اون کے لشکر سے آگے نہین بڑھتی ہے سو قسم ہے اللہ کی
بیشک[۲] البتہ مین سنتا تھا پتھرون کی آواز کو اون کے منازل مین اور اون کے بچھونون
مین وہ ہوا اون پتھرون سے اون کو مارتی تھی پھر نکلا مین طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پس جب نصف راہ مین پہنچا یا اس کے قریب تو ناگاہ بیس سوار ملے یا
قریب اس کے عمامے باندھے ہوئے تو کہا اپنے صاحب کو خبر کر دے اس بات کی
کہ اللہ تعالی نے اوس کی کفایت کر دی قوم سے پھر مین لوٹ آیا طرف رسول اللہ

[۱] فحلفت مین یون ہی ماحلف احد فرقا ولا قال فی جوفی فما اجد منہ شیئا
[۲] اصل کا لفظ یہ ہے فواللہ انی لاسمع صوت الحجارۃ فی رحالہم ورحلہم
الخ کا ترجمہ یہ ہوا اصل مین اسی طرح ہے درہم فخیم مین فرحلہم ہے صحیح یہی ہے
یعنی اونٹ کے بچھونون مین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حال مین کہ آپ شملہ[1] مین مشتمل ہوے نماز پڑہ رہے ہین
پس قسم ہے اللہ کی سوا اوس وقت کے کہ لوٹ کر آیا پھر سردی مجھپر لوٹ آئی اور مارے
سردی کے کانپنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھہ سے میری طرف
اشارہ فرمایا اور آپ نماز پڑہ رہے تھے تو مین آپ سے قریب ہوا پس آپ نے مجھپر
شملہ لٹکا دیا یعنی چادر تاکہ سردی کا بچاؤ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
عادت شریف تھی کہ جس وقت آپ کو کوئی امر پیش آتا تو نماز پڑہنے لگتے تھے پھر
مین نے آپ کو خبر دی قوم کی اور یہ خبر دی کہ مین اون کو کوچ کرتے ہوے چھوڑ کر
آیا ہون اور اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا
نعمۃ اللہ تابصیرا واخرج ابوداود فی سننہ منہ کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اذا حزبہ امر صلی من حدیث عکرمۃ بن عمار بہ
قولہ سبحانہ وتعالی اذجاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم یعنی احزاب
اول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے گذر چکا ہے کہ یہ بنی قریظہ ہین واذ زاغت الابصار
وبلغت القلوب الحناجر یعنی مارے شدت خوف اور گھبراہٹ کے وتظنون
باللہ الظنونا **ابن جریر** نے کہا کہ بعض لوگون نے جو ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے تھے یہ خیال کیا کہ دائرہ یعنی حادثہ وبلا مومنون پر ہے اور اللہ عنقریب
اس کو کریگا **محمد بن اسحق** نے اس کی تفسیر مین کہا ہے کہ مومنین نے گمان کیا
ہر ایک گمان اور نفاق ظاہر ہو گیا یہان تک کہ معتب بن قشیر اخو بنی عمرو بن عوف
نے کہا کہ محمد تو ہم کو یہ وعدہ دیا کرتے تھے کہ ہم کسری وقیصر کے خزانے کھائین گے
حالانکہ ایک ہمارا قدرت نہین رکھتا ہے اسپر کہ غائط[2] کی طرف جاے **حضرت حسن**
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مختلف ظنون منافقون نے تو یہ گمان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب جڑ سے اوکھاڑ دیے جائین گے اور مومنون نے یہ
یقین کیا کہ جو اللہ نے اور اوس کے رسول نے وعدہ کیا ہے وہ حق ہے اور وہ اون کو
سارے دین پر غالب کردیگا عنقریب گو مشرک بڑے برا مانین **ابن ابی حاتم** نے

[1] شملہ وہ چادر ہے جس کو اوڑہتے ہین اشتمال کہتے ہین چادر سے بدن پر لپیٹنے کو ۱۲ منہ

[2] اصل مین پست جگہ کو کہتے ہین ایسی جگہ مین عموماً پاخانے کو جایا کرتے ہین چونکہ مخاصمت کے مارے ہم مومنین جا سکتے تھے تعریضاً یون کہا ۱۲ منہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا ہم نے خندق کے دن
عرض کیا یا رسول اللہ آیا کوئی شے ہے کہ ہم کہین مقرر دل تو گلون تک پونہچ گئے تو
فرمایا ہان کہو اللھم استر عوراتنا وامن روعاتنا کہا پس اللہ نے آپ کے
دشمنون کے مونہہ کو ہوا سے مارا پھر اون کو ہوا سے ہزیمت دیدی اور اسی طرح امام احمد
بن حنبل نے ابو عامر عقدی سے روایت کیا ہے یعنی اے اللہ تو ہماری عیوب کو اور
شرم وحیا کی چیزون کو چھپا لے اور ہمارے خوف اور ڈر کو امن دے آمین **ف**
فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہے کہ قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا الآیہ تحقیق ہے
امر تقوے کی جس کا ذکر سابق ہو چکا ہے باین طور کہ تقوے کے ساتھہ کسی سے
خوف باقی نہین رہتا ہے کلمہ نعمۃ کو اگر مصدر ٹھیراؤ گے تو علیکم اوس سے متعلق ہو جائیگا
ورنہ محذوف سے متعلق ہو کر حال ہوگا نعمۃ سے یعنی کائنۃ علیکم کائنۃ اذ معنی حین ظرف
ہے نعمت کا یا کائنۃ کا جو کہ علیکم مین عامل ہے یا اذکر محذوف کا **جنود** سے مراد احزاب
کے لشکر ہین جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جمع ہو کر آئے تھے اور مدینہ منورہ
پر چڑھائی کی تھی اس کا نام غزوۂ خندق ہے غزوۂ احد سے سال بھر کے بعد ہوا تھا
یہ وہ لوگ ہین ابو سفیان بن حرب مع قریش کے اور الاحزاب یعنی اور وہ لوگ جو اون کے
ہم قسم اون کے ہمراہ تھے دوسرے عیینہ بن حصین فزاری اور وہ لوگ جو اوس کے
ہمراہ تھے اپنی قوم غطفان سے تیسرے بنی قریظہ و بنی نضیر ان سب نے آکر مسلمانونکو
سخت تنگ کیا تھا جس کا بیان اللہ پاک نے ان آیتون مین فرمایا ہے ابن اسحق
کا قول ماہ شوال سنہ پانچ ہجری مین اور ابن وہب و ابن قاسم نے امام مالک
سے سنہ چار ہجری کی روایت کی ہے اہل سیر نے اس واقعہ کو خوب بسط سے ذکر
کیا ہے حضرت ابن عباس کا لفظ اذ جاءتکم جنود کی تفسیر مین یہ ہے کہ کان یوم ابی
سفیان یوم الاحزاب کما اخرجہ ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل
عنہ قولہ تعالی فارسلنا علیہم ریحا معطوف ہے اذ جاءتکم پر مجاہد نے کہا
یہ ریح صبا ہے جو احزاب پر بھیجی گئی خندق کے دن یہان تک کہ اوس نے اون کی

تہذیبان گرادین اوراون کے خیمے اوکھاڑ ڈالے حفناوی نے کہا یہ ہوا جانب مشرق سے چلتی ہے سرد اور نہایت زور کی تھی تا آنکہ اون کے ڈیرے اوکھاڑ ڈالے اور اون کو تہرون سے کنکرون سے مارا اور اون کے موہنہ مین مٹی ڈالی اور باوجود اس زور اور شدت کے اون سے تجاوز نہین کیا حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب احزاب کی رات ہوئی تو باد شمال باد جنوبی کی طرف آئی تو کہا چل پس مدد کر اللہ کی اور اوس کے رسول کی تو جنوبی بولی کہ حرہ رات کو نہین چلتی ہے پس اللہ اوس پر خفا ہوا اور اوس کو عقیم کر دیا پھر اللہ نے اون پر صبا بھیجی تو اوس نے اون کی آگین بجھا دین اور اون کے خیمون کی طنابین کاٹ ڈالین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نُصرتُ بالصبا واہلکت عاد بالدبور سو یہ ہے قول اللہ تعالے کا فارسلنا علیہم ریحا الآیہ اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم فی الکنی وابو الشیخ وابن مردویہ وابو نعیم فی الدلائل کسی نے کہا کہ صبا ایک ہوا ہے اوس مین رَوح ہے یعنی راحت وآسایش نہین چلی کسی محزون پر مگر اوس کا حزن جاتا رہا شعرا کو باد صبا کے ساتھ تفنن کثیر ہے اپنے اشعار مین اکثر اوس کا ذکر کیا کرتے ہین انواع واقسام کے مضامین اوس مین نظم کرتے ہین جس کو اون کے دواوین سے فریفتگی ہے وہ اس بات کو خوب جانتا ہے قولہ تعالی وجنود الم تروھا سے مراد فرشتے ہین کہتے ہین کہ ایک ہزار تھے لڑے نہین صرف احزاب کے دلون مین رعب ڈالا مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ پاک نے اون پر فرشتے بھیجے تو اونہون نے میخین اوکھاڑ ڈالین خیمون کی طنابین کاٹ دین آگین بجھا دین ہنڈیان اوندھی کر دین گھوڑے کھل گئے بعض بعض مین جولان کرنے لگے اور اللہ نے اون پر رعب بھیجا مسلمانون کی تکبیر لشکر کی جانبون مین بکثرت ہوئی یہان تک کہ ہر قوم کا سردار اپنی قوم سے کہتا تھا ای بنی فلان میری طرف آؤ پھر جب وہ جمع ہو جاتے تو اون سے کہتا النجاء النجاء پھر وہ سب بدون قتال کے بھاگ گئے وکان اللہ بما تعملون بصیرا جمہور نے تاے فوقیہ پڑھا ہے یعنی ای مسلمانو تم جو لڑائی کی ترتیب کرتے اور خندق کھودتے اور

لہ اول کا ابن جریر کے روایت عکرمہ کی ذکر کیا جنوبی نے شمالی سے کہا واللہ اعلم ابن سے کون روایت بہتر ہے

اللہ تعالی سے مدد مانگتے اور اوس پر توکل کرتے تھے اللہ اس سب کو خوب دیکھتا ہے
ابو عمرو نے بای تحتیہ پڑہا ہے یعنی کافر لوگ جو اللہ و رسول کے واسطے عناد و دشمنی
کرتے تھے اور مسلمانون پر ہر جہت سے چڑھ بن کر جمع ہوئے اللہ پاک اس سب کو
خوب دیکھتا ہے **قولہ تعالی** اذ جاؤکم من فوقکم یہ اذ اور اس کا ما بعد دونون
بدل ہین اول اذ سے اور جو اوس مین عامل تھا وہی ان مین بھی عامل ہے کسی نے
کہا کہ اذکر محذوف کا ظرف ہے من فوقکم کے معنی ہین من اعلی الوادی یعنی وادی
کے بلند جانب یہ شرقی جہت مین تھے اس جہت سے جو آئے وہ یہ لوگ ہین ۱
غطفان سرداران کا عیینہ بن حصن تھا ۲ ہوازن سرداران کا عوف بن مالک تھا
۳ اہل نجد سرداران کا طلیحہ بن خویلد اسدی تھا اور عوف بن مالک ان کے ساتھ
مل گیا تھا ۴ بنی نضیر **قولہ تعالی** ومن اسفل منکم یعنی اسفل وادی جہت مغرب
ناحیۂ مکہ سے وہ یہ لوگ ہین ۱ قریش اور احابیش جو اون کے ہمراہ تھے سرداران کا
ابو سفیان بن حرب تھا ۲ ابو الاعور سلمی اور اس کے ساتھ حیی بن اخطب یہودی یہود
بنی قریظہ مین آیا روی خندق سے اور ان کے ساتھ عامر بن طفیل تھا **قولہ تعالی**
واذ زاغت الابصار معطوف ہے ماقبل پر داخل ہے حکم تذکیر مین یعنی یاد کرو اوس
وقت کو کہ جب آنکھین مائل ہوگئین ہر شے سے سوا دیکھنا مگر اپنے دشمن کو کہ ہر جانب
سے آرہا ہے کسی نے کہا کہ مارے دہشت کے اوپر کو چڑھ گئین فرط ہول و حیرت سے
وبلغت القلوب الحناجر جمع ہے حنجرہ کی حنجرہ کہتے ہین جوف حلقوم کو کسی نے کہا کہ
راس غلصمہ کو اور غلصمہ کہتے ہین راس حلقوم کو کسی نے کہا کہ منتہای حلقوم ہے اور حلقوم
مجرای طعام و شراب ہے کسی نے کہا کہ مجرای نفس اور مرئی مجرای طعام و شراب
ہے یہ حلقوم کے نیچے ہے راغب نے کہا کہ راس غلصمہ ہے خارج سے مغنی یہ ہین
کہ دل اپنی جگہہ سے اوپر کو چڑھ گئے اور مارے گھبراہٹ اور ڈر کے حناجر تک پہنچ گئے پس
اگر حلقوم اون سے تنگی نکرے اور حلقوم وہ ہے جس کی نہایت حنجرہ ہے تو وہ نکل جائین
قتادہ نے اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ بطور مبالغہ کے ہے جو کہ کلام عرب مین معہود و معروف

ہے اگرچہ دل اس جگہہ کی طرف مرتفع نہون اور نہ اپنی جگہہ سے نکلین لیکن مبالغے کے
واسطے اس طرح بولتے ہین دلون کے اضطراب و بیقراری و بزدلی مین یہ ایک مثل
ہے فراء نے کہا معنی یہ ہین کہ وہ بزدل ہوگئے اور اون کی گھبراہٹ بکثرت ہوئی بزدل
آدمی کا طریقہ یہ ہے کہ خوف جس وقت سخت ہوتا ہے تو اوس کا پھیپھڑا پھول جاتا ہے
پھر جب وہ پھولجاتا ہے تو دل حنجرے کی طرف چڑہ جاتا ہے اسی لیے جبان و بزدل
کے واسطے کہتے ہین کہ انتفخ سحرہ یعنی اوس کا پھیپھڑا پھول گیا **قولہ تعالی وتظنون**
باللہ الظنونا مراد ظنون سے مختلف گمان ہین پس بعض نے تو نصر و ظفر کا گمان
کیا اور فتح کی امید رکھی اور بعض نے اس کے خلاف کا گمان کیا حضرت حسن نے فرمایا
منافقون نے گمان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور آپ کے اصحاب کا
استیصال کیا جائیگا اور مومنون نے یہ گمان کیا کہ آپ منصور ہون گے کسی نے کہا کہ
یہ خطاب منافقون کو ہے اولی وہی ہے جو حضرت حسن نے فرمایا پس خطاب اون
لوگون کو ہوگا جنہون نے اسلام کا اظہار کیا علی الاطلاق عامتر اس سے کہ واقع مین وہ
مومن ہون یا منافق **الظنونا** کے الف مین قاریون نے اختلاف کیا ہے پس ایک
جماعت نے تو وصل و وقف مین اوس کو ثابت رکھا ہے اور تمسک کیا ہے خط مصحف
عثمانی سے اور سارے مصاحف کے خط سے جو کہ شہرون مین گئے اس لیے کہ اون
سب مین الف ثابت ہے ابو عبید نے اس قراءت کو اختیار کیا ہے مگر یہ کہا ہے قاری
کو لائق نہین ہے کہ درج کرے قراءت کو بعد ان[1] کے بلکہ ان پر وقف کرے اور نیز تمسک
کیا ہے اوس الف سے جو اس قسم کا اشعار عرب مین آیا ہے اور نیز یہ الف ہای سکتہ
کے مشابہ ہے واسطے بیان حرکت کے اور ہای سکتہ ثابت رکھی جاتی ہے حالت
وقف مین اس لیے کہ اوس کی طرف حاجت ہے اور کبھی وصل مین ثابت رکھی جاتی ہے
واسطے جاری کرنے وصل کے مجرای وقف مین **ابو عمرو** و حمزہ و بخدری و یعقوب
نے بحذف الف پڑہا ہے وصل و وقف دونون مین اور کہا ہے کہ یہ زیادات خط
سے ہے پس وہ اسی طرح لکھا گیا ہے اوس کے ساتھہ نطق لائق نہین ہے رہا شعر

[1] یعنی بعد ان الفون کے ۱۲ منہ

سو اوس مین ضرورت کے واسطے وہ شے جائز ہے جو اوس کے غیر مین جائز نہین
ہے اور یہ قول اون کا کہ فواصل مجرای قوافی مین جاری کیے گئے ہین غیر معتد بہ ہے
کیونکہ قوافی پر تو وقف غالبًا لازم ہوتا ہے اور فواصل مین لازم نہین ہے پس وہ قوافی
کے مشابہ نہین ہین **ابن کثیر** و کسائی و ابن محیصن نے باثبات الف وقف مین
اور بحذف الف وصل مین پڑہا ہے واسطی جاری کرنے فواصل کے مجرای قوافی کے
الف اطلاق کے ثبوت مین اور اس لیے کہ یہ مثل ہای سکتہ کے ہے اور وقف مین
اوس کا اثبات اور وصل مین حذف ہوتا ہے قالہ السمین یہ قراءت باعتبار لغت عربی کی
راجح ہے یہ وہی الف ہے جس کو نحوی الف اطلاق کہتے ہین اس مین جو گفتگو ہے وہ
علم نحو مین معروف و مشہور ہے اسی طرح اوس الف مین قرار کا اختلاف ہے جو کہ الرسولا اور
السبیلا مین ہے چنانچہ اس سورت کے آخر مین آئیگا ھنالک ابتلی المومنون و
زلزلوا زلزالا شدیدا ۝ واذ یقول المنفقون والذین فی قلوبھم مرض
مّا وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا ۝ واذ قالت طائفۃ منھم یا اھل
یثرب لا مقام لکم فارجعوا ج ویستأذن فریق منھم النبی یقولون
ان بیوتنا عورۃ ط وما ھی بعورۃ ج ان یریدون الا فرارا ۝ وہان جانچے
گئے ایمان والے اور جھڑجھڑائے گئے زور جھڑجھڑانا اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے
دلون مین روگ ہے جو وعدہ دیا تہا ہم کو اللہ نے اور اوس کے رسول نے سب فریب
تہا اور جب کہنے لگے ایک لوگ اون مین ای یثرب والو تم کو ٹہکانا نہین سو پہر چلو
اور رخصت مانگنے لگے ایک اون مین نبی سے کہنے لگے ہمارے گہر کہلے پڑے
ہین اور وہ کہلے نہین پڑے غرض اور نہین مگر بہاگنا ف۱ بعض منافق کہنے
لگے پیغمبر کہتا ہے کہ میرا دین پونہچیگا مشرق اور مغرب یہان جا ہی ضرور کو نکل نہین سکتے
مسلمانون کو چاہیے اب بہی ناامیدی کی وقت بے ایمانی کی باتین نہ بولین ف۲
یثرب نام تہا مدینے کا یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوے تو ہم کو رہنے کا ٹہکانا
کہان اس لشکر سے جدا ہو جاؤ اور حضرت لشکر کے ساتہہ باہر کہڑے تہے شہر مین

منع

محکم حویلیون کو نا کے بند کر کر زنانے اون مین رکھدیے تھے یہ بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے
گھر کھلے ہین اور وہ جھوٹ بات تھی انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اوس حال کی کہ جس وقت گرد مدینۂ منورہ کے فوجین
اوترین اور مسلمان گھرے ہوے غایت درجے کی تکلیف اور تنگی مین مبتلا تھے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کے درمیان مین موجود تھے وہ یہ ہے کہ مومنین
جانچے گئے اور اون کا امتحان لیا گیا اور خوب جھڑ جھڑائے گئے پس اوس وقت نفاق
ظاہر ہو گیا اور جن لوگون کے دلون مین مرض تھا تو جو بات اون کے جی مین تھی اوس کو
زبان پر لے آئے اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلون مین روگ ہے جو
وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور اوس کے رسول نے سب فریب تھا رہا منافق سو اوس کا
نفاق تو کھل گیا اور جس کے دل مین کوئی شبہہ تھا یا کوئی خار سبب اوس کے ضعف حال
کے تو جو وسواس اپنے جی مین پاتا تھا اوس کو زبان سے نکال دیا بوجہ اپنے ضعف
ایمان کے اور مارے شدت تنگی حال کے جس مین وہ مبتلا تھا اور ایک اور قوم نے ویسا
کہا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے واذ قالت طائفۃ منہم یا اہل یثرب
لا مقام لکم یثرب سے مراد مدینۂ طیبہ ہے جس طرح صحیح مین آیا ہے کہ مین دکھایا گیا
خواب مین دار ہجرت تمہارا ایک زمین ہی درمیان دو سنگستانون کے سو میرا خیال گیا کہ وہ
ہجر ہے پس ناگاہ یثرب تھا اور ایک لفظ مین بجاے یثرب کے مدینہ ہے اب
رہی وہ حدیث جس کو امام احمد نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص نام لے مدینے کا یثرب تو چاہیے
کہ اللہ تعالے سے استغفار کرے وہ جو ہے سو طابہ ہے وہ طابہ ہے تفرد بہ
الامام احمد وفی اسنادہ ضعف واللہ اعلم کہتے ہین کہ مدینہ منورہ کے یثرب نام
رکھنے کی اصل جو ہے سو وہ یہ ہے کہ ایک شخص عمالیق مین کا وہان اوترا تھا اوس کو کہتے
تھے یثرب بن عبید بن مہلائیل بن عوص بن عملاق بن لاذ بن آدم بن سام بن نوح
قالہ السہیلی کہا بعض سے مروی ہے کہ توریت مین اوس کے گیارہ نام ہین مدینہ وطابہ

وطیبہ[۵] وجلیلہ[۶] وجابرہ[۷] ومحبہ[۸] ومحبوبہ[۹] وقاصمہ[۱۰] ومجبورہ[۱۱] وعدراء[۱۲] ومرحومہ[۱۳] کعب احبار سے مروی ہے کہا ہم توریت مین پاتے ہین اللہ تعالی مدینہ سے فرماتا ہے یا طیبۃ ویا طابۃ ویا مسکینۃ لاتبتلی الکنوز ارفع اجاجرک[۱۴] علی اجاجر القریٰ قولہ تعالی لامقام لکم یعنی اس جگہہ مراد اون کی یہ ہے کہ نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام مرابطت مین فارجعوا یعنی لوٹ جاؤ طرف اپنے گھرون کے و یستاذن فریق منھم النبی عوفی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہی کہ یہ لوگ بنی حارثہ ہین انہون نے کہا تھا کہ ہم اپنے گھرون پر چوری سے ڈرتے ہین اور اسی طرح غیر واحد نے کہا ہے ابن اسحٰق نے ذکر کیا ہے کہ قائل اس کا اوس بن قیظی ہے یعنی اپنے گھرون کی طرف لوٹ جانے مین یہ عذر کیا کہ وہ عورۃ ہین یعنی اون کے در ے وہ شے نہین ہے جو اون کو دشمنون سے روکے سو وہ اون پر دشمنون سے ڈرتے ہین اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا وما ھی بعورۃ یعنی بات ویسی نہین ہے جیسی وہ کہتے ہین ان یریدون الا فرارا یعنی اس کہنے سے اون کی کوئی غرض نہین ہے مگر لڑائی سے بھاگنا ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ ہنا لک ظرف مکان ہے بعید مکان کے واسطے ہنا ک بولتے ہین جس طرح کہ قریب مکان کے لیے ہنا اور متوسط مکان کے واسطے ہنا ک اور کبھی ظرف زمان کے واسطے بھی آتا ہے اس جگہہ ظاہر وجہ یہ ہے کہ ظرف مکان بعید کے واسطے ہے جیسا کہ سمین نے کہا ہے یعنی وہ حاجی لغزان مراد خندق ہے ظرف زمان کا شاہد یہ شعر ہے ؎

واذا الامور تعاظمت وتشاکلت	فھناک یعترفون این المفزع

یعنی جس وقت امور بڑے اور مشکل ہوجائین تو اوس وقت اقرار کرین گے کہ جاے پناہ کہان ہے رہی یہ بات کہ اس کا عامل کون ہے اور یہ کس کا ظرف ہے سو یا تو ابتلی کا ہے یا تظنون کا ابن عطیہ نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے معنی یہ ہین کہ اوس جگہہ مین یا اوس وقت مین مومنین جانچے گئے ساتھہ خوف کے اور لڑنے کے اور بھوک کے اور روکنے

[۵] اجاجر بروزن قتال بالحاء بلغت شام وحجاز اجاجر جمع واجار دکذلک فی الصحاح ۱۲

کے اس کے سوا اور امور ایذا و تکلیف کے ساتھہ اون کا امتحان لیا گیا تا کہ مومن منافق سے ظاہر ہو جائے تسفی نے کہا کہ جانچے گئے مومنین ساتھہ صبر کرنے کے ایمان پر جمہور نے زُلزِلُوا بضم زای اولی و کسر ثانیہ پڑہا ہے بنا بر اصل کے جو کہ صیغہ مجہول مین ہے ابو عمرو سے کسر زای اولی کا مروی ہے زمخشری نے ابو عمرو سے یہ روایت کیا ہے کہ اونہون نے اوس کو باہتمام کسر پڑہا ہے جمہور نے زلزالا کو کسر زای اولی اور عاصم و حجدری و عیسی بن عمر نے بفتح زای پڑہا ہے یہ دونون دو لغت ہین زجاج نے کہا ہے کہ ہر مصدر مضاعف کا جو فعلال کے وزن پر ہے اوس مین کسرہ و فتحہ دونون جائز ہین جیسے قلقلۃ قلقالا و زلزلوا زلزالا اور کسر اجود و بہتر ہے کبھی مفتوح سے اسم فاعل مراد ہوتا ہے جیسے صلصال یعنی مصلصل ہے اور زرزال یعنی متزلزل ہے ابن سلام نے کہا کہ زلزلوا کے معنی حرکوا بالخوف تحریکا شدیدا بلیغا ہین یعنی خوف کے ساتھہ خوب حرکت دیے گئے اچھی طرح ہلائے ڈلائے گئے مطلب یہ ہے کہ نہایت خوف مین مبتلا ہوئے **ضحاک** نے کہا تحریک شدید دور کرنا اون کا ہے اپنی مکانون سے یہان تک کہ اون کے واسطے کوئی جگہہ نہین رہی مگر خندق کی جگہہ کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ مضطرب و بے قرار کیے گئے مختلف مضطرب کرنا پس اون مین سے کوئی تو اپنی جان مین مضطرب ہوا اور کوئی اپنے دین مین **قولہ سبحانہ و تعالی** واذ یقول المنافقون الآیہ معطوف ہے واذ زاغت الابصار پر مراد منافقون سے معتب بن قشیر ہے کسی نے کہا کہ عبد اللہ بن اُبَی اور اوس کے ساتھی اور الذین فی قلوبہم مرض سے مراد اہل شک و اضطراب و ریبت ہین کسی نے کہا یہ وہ قوم ہے جس کو دین مین کچھہ بصیرت نہ تھی منافق لوگ اون پر شبہہ ڈال کر اپنی طرف اون کو مائل کرتے تھے غرضکہ قائلین ما وعدنا اللہ و رسولہ الا غرورا کے ستر آدمی تھے نفاق و شک والون مین سے یعنی ہم کو جو اللہ و رسول نے نصر و ظفر یا فتح فارس و روم کا وعدہ دیا تھا سو یہ ایک باطل و بے اصل بات تھی یہہ بات جوان لوگون سے نقل کی گئی مثل تفسیر کے ہے واسطے ظنون مذکورہ کے یعنے ان لوگون کا

یثرب تھا جیسا کہ مومنین کا ظن نصر و اعلای کلمۃ اللہ تھا قولہ تعالی واذ قالت طائفۃ
منھم مقاتل نے کہا یہ لوگ بنی سالم ہین منافقون مین سے تھے کسی نے کہا کہ عبداللہ
بن ابی اور اوس کے یار ہین کسی نے کہا کہ اوس بن قیظی اور اوس کے ساتھی کلمہ
طائفہ واحد و مافوق پر واقع ہوتا ہے بالجملہ ان لوگون نے جو بات کہی وہ یہہ ہے
یا اھل یثرب لا مقام لکم یعنی ای یثرب والو تمہارے واسطے کوئی جگہہ اقامت
کی نہین ہے یا اس جگہہ لشکر مین تمہارے لیے ٹہیرنے کی جگہہ نہین ہے **ابو عبید**
نے کہا یثرب نام ہے زمین کا اور مدینہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس کے ایک
ناحیہ مین ہے سہیلی کا قول اول گذر چکا ہے کسی نے کہا کہ یثرب نام ہے نفس
مدینہ کا علمیت اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہے کیونکہ وزن اس کا
یضرب ہے **جمہور** نے مقام بفتح میم اور حفص و سلمی و مجدری و ابو حیوہ نے بضم میم
پڑہا ہے اس بنا پر کہ اقام یقیم کا مصدر ہے اور پہلے کی بنیاد پر اسم مکان ہے اور
دونون قراتین سبعیہ ہین **بخاری** و مسلم وغیرہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین
حکم کیا گیا ہون ایک قریہ کا یعنی بستی کا جو کہ کہائیگی بستیون کو اوس کو یثرب کہتے ہین
اور وہ مدینہ ہے نکالتی ہے وہ لوگون کو جس طرح کہ بہٹی نکالتی ہے لوہے کے
میل کو امام احمد و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے براء سے جو روایت کی ہے اور جو
اول گذر چکی ہے اوس مین طابہ کا لفظ تین[۵] بار ہے اور لفظ امام احمد کا انہا ہی طابہ ہے
اور اسناد اوس کی ضعیف ہے اس لفظ کو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکروہ رکھا
وجہ اس کی یہ ہے کہ اس مین تثریب ہے تثریب کہتے ہین تقریع و توبیخ کو جس طرح کہ
سورۂ یوسف مین ہے لا تثریب[۵۲] علیکم الیوم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
عادت شریف تہی کہ کسی کا نام برا ہوتا تو اوس کو بدل کر اچھا نام رکھدیتے تھے چنانچہ
حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کا نام اول حزن رکھا گیا تہا آپ نے بدل کر حسن و حسین
رکھدیا اسی طرح اور بعض صحابہ کے نام بہی بدل دیے آپ کو اچھے نام پسند آتے تھے

[۵] صحیح بخاری مین ابن نمیر سے سابق مذکور ہوئی اوس مین لفظ طابہ دو بار ہے تین بار نہین فلیتنبہ ۱۲ صحیح مسلم اللہ تعالی
[۵۲] الزام مومنین یثرب ۱۲

برے ناموں کو ناپسند فرماتے تھے بالجملہ جب مدینہ منورہ کا نام اگلی کتابوں میں طابہ
وطیبہ آچکا اور خود آپ نے اوس کا نام بکلیہ انا طابہ فرمادیا اب کیا ضرورت ہے
کہ باوجود اس کے پھر اوس کو یثرب کہیں پھر بھی اگر زبان سے نکل جائے تو حسب
فرمودۂ حضور اوس سے استغفار کرے تاکہ حضور کے حکم کی بجاآوری ہو جای فَارْجِعُوا
یعنی منافقوں نے لوگوں کو امر کیا بھاگنے کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر سے
صورت اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق کی سال مدینے
سے نکلے یہاں تک کہ اپنی پشت کی طرف سلع پہاڑ کے اور خندق درمیان مومنین
اور قوم کے تھی سو ان منافقوں نے کہا کہ اس جگہ جای اقامت نہیں ہے
اور لوگوں کو امر کیا لوٹنے کا طرف اپنے گھروں کے مدینے میں سلع ایک پہاڑ ہے
باہر مدینے کے اوس سے قریب درمیان اوس کے اور خندق کے کسی نے کہا
یہ معنی ہیں کہ پھر جاؤ ایمان سے طرف کفر کے کسی نے کہا کہ پھر جاؤ لڑائی سے قول
اول اولی قولہ تعالی ویستاذن فریق منھم النبیؐ معطوف ہے قالت طائفۃ
منھم پر یعنی اذن مانگتا ہے ایک گروہ اون میں کا نبیؐ سے رجوع ہونے میں طرف
اپنے گھروں کے یہ لوگ بنی حارثہ وبنی سلمہ ہیں حملہ یقولون ان بیوتنا عورۃ
بدل ہے یستاذن سے یا حال ہے اوس سے یا مستانفہ ہے جواب ہے سوال
مقدر کا گویا کسی نے کہا کیوں جی وہ کس طرح اذن مانگتے تھے سو یہ اوس کا
جواب ہے کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے گھر عورت ہیں یعنی ضایع بے بند پڑے
ہیں محفوظ اور مستحکم نہیں ہیں اور نہ دشمنوں سے باز رہنے والے ہیں حضرت ابن عباس
نے فرمایا مخلیۃ تخشی علیھا السرق حضرت جابر سے بھی اس کے مثل مروی ہے
مجاہد ومقاتل وحسن نے کہا ضایعۃ تخشی علیھا السراق یعنی خالی چھٹے پڑے ہیں ہمکو
اون پر چوروں کا خوف ہے قتادہ نے کہا کہ ہمارے گھر جانب متصل عدو سے
ہیں اور ہم اپنے گھر والوں پر بے خوف نہیں ہیں زجاج نے کہا محاورے
میں بولتے ہیں عور المکان یعور عورا وعورۃ وبیوت عورۃ وعوۃ عورت مصدر ہے

ہروی نے کہا ہر مکان جو ممنوع و مستور رہو تو وہ عورت ہے عورۃ اصل مین وہ خلل و رخنہ ہے جو بنا وغیرہ مین ہو اس طور پر کہ چور کا دخول اوس مین ممکن ہو پھر اوس کا اطلاق محتمل پر کیا گیا مراد ذوات عورۃ ہے **جوہری** نے کہا العورۃ کل خلل یخاف منہ فی ثغر او حرب یعنی ہر رخنہ جس سے خوف کیا جاوی ثغر مین ہو یا لڑائی مین اوسکو عورت کہتے ہین نحاس نے کہا اعور المکان بولتے ہین جبکہ اوس مین کوئے خلل ظاہر ہو اور اعور الفارس کہتے ہین جبکہ سوار سے جاوی خلل ظاہر ہو جاوے **حضرت** ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و ابو رجاء عطاردی نے عورۃ کو بکسر و او پڑھا ہے ای قصیرۃ الجدران یعنی ہمارے گھر چھوٹی چھوٹی دیوارون والے ہین بالجملہ اللہ پاک نے اون پر رد کیا اور جو بات اونہون نے ذکر کی تھی اوس مین اون کی تکذیب کرکے فرمایا وما ہی بعورۃ یعنی جو بات یہ کہتے ہین وہ نہین ہے پھر جو سبب تھا اون کے اذن مانگنے کا اور جو اوس سے اون کی غرض تھی وہ بیان فرمائی ان یریدون الا فرارا یعنی ان کی اور کچھ غرض نہین ہے مگر یہی بھاگنا لڑائی سے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ اون کا ارادہ اور کچھ نہین مگر بھاگنا دین سے

سلہ فقرار بند بیان دوجب جاسے ۲۲ ہے

واللہ اعلم ولو دخلت علیہم من اقطارہا ثم سئلوا الفتنۃ لاتوہا و
ما تلبثوا بہا الا یسیرا ۝ ولقد کانوا عاہدوا اللہ من قبل لا یولون
الادبار وکان عہد اللہ مسئولا ۝ قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم
من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا ۝ قل من ذا الذی یعصمکم
من اللہ ان اراد بکم سوءا او اراد بکم رحمۃ ولا یجدون لہم
من دون اللہ ولیا ولا نصیرا ۝ اور اگر شہر مین کوئی پیٹھ آوے کنارون سے
پھر اون سے چاہے دین سے بچلنا تو لیلین اور ڈھیل نکرین اوس مین مگر تھوڑے اور
اقرار کر چکے تھے اللہ سے آگے کہ نہ پھیرین گے پیٹھ اور اللہ کے قرار کی پوچھ ہوتی ہے
تو کہہ کام نہ آویگا تم کو بھاگنا اگر بھاگو گے مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی
پھل نہ پاؤگے مگر تھوڑے دنون تو کہہ کون ہے جو تم کو بچاوے اللہ سے اگر چاہے

تم پر برائی یا چاہے تم پر مہر اور نہ پاوین گے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور
نہ مددگار ۱۲ **ف** ۱ جنگ احد کے دن قرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی حرکت نکرین گے
ف ۲ یعنی جس کی قسمت مین موت ہے اوس کو بچاؤ نہو گا بھاگنے سے اور اگر
موت نہین تو بھاگ کر بچا کے دن **ف** ۳ عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو
اگر اللہ حکم دے تو مسلمان اب تم کو قتل کر ڈالین انتہی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے
ان لوگون کے حال کی جو کہتے ہین کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہین الخ کہ اگر مدینے کے
اقطار و جوانب کے ہر قطر و جانب سے اون پر دشمن داخل ہو جائین پھر اون سے
کفر مین داخل ہونے کا سوال کرین تو بہت جلد کافر ہو جائین اور ایمان پر محافظت
نہ کرین اور نہ ادنے خوف و فزع کے ساتھ اوس کو تھامین قتادہ و عبدالرحمن بن زید و
ابن جریر نے اسی طرح اس کی تفسیر کی ہے اور یہ غایت درجے کی اون کی ذمہ ہے
مطلب یہ ہے کہ بڑے ڈرپوک بزدل ہین کہ ذرا سے خوف سے ایمان سی نعمت
کے عوض مین کفر لینے کو تیار ہو جائین کچھ بھی اوس کا پاس و لحاظ نکرین پھر اللہ پاک
اون کو وہ عہد یاد دلاتا ہے جو قبل اس خوف کے اونہون نے اللہ سے کیا تھا کہ پیٹھ
نہ پھیرین گے اور لڑائی سے نہ بھاگین گے وکان عھد اللہ مسئولا کا یہ مطلب
ہے کہ عنقریب اللہ اون سے اس عہد کا پوچھیگا اور یہ سوال ضرور ہوگا پھر اللہ پاک
نے اون کو یہ خبر دی کہ اون کا یہ بھاگنا کچھ اون کی اجلون کو موخر نکریگا اور نہ اون کی
عمرون کو دراز کریگا بلکہ بسا اوقات یہی سبب ہو جائیگا اون کے جلد ناگہان پکڑ لینے
مین اسی لیے یون فرمایا واذا لا تمتعون الا قلیلا یعنی پھر بھی بعد تمہارے بھاگنے
گے پھل نہ پاؤ گے مگر تھوڑے دنون قل متاع الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقی
پھر اللہ پاک نے فرمایا قل من ذا الذی یعصمکم الآیہ یعنی نہین ہے واسطے اون کے
اور نہ اون کے غیر کے اللہ کے سوا کوئی پناہ دینے والا اور فریادرسی کرنے والا کذا فی
ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ دخلت کا نائب فاعل
اون کے گھر مین یا مدینہ اقطار یعنی نواحی جمع قطر یعنی جانب و ناحیہ ہے یعنی اگر

۱۲ فائدہ دنیا کا
تھوڑا ہے اور آخرت کا
بہتر ہے ایسے لوگون کو ۱۲

گھس آئین اون پر اون کے گھرون مین یا مدینے مین اوس کے سارے کنارون سے
نہ بعض سے یہ لشکر جتھے بندھے ہوے اور یہ سخت حادثہ اون پر نازل ہو اور
اون کے گھر مباح کیے جائین لوٹے جائین اور اون کی بی بیون کا اور گھرون کا تک
حرمت کیا جاے پھر کسی اور جہت سے وقت نازل ہونے اس حادثہ سخت کے
اون پر اون سے فتنے کا سوال کیا جاے تو البتہ اوس فتنے کو قبول کرین مراد فتنے
سے اس جگہ لڑنا ہے عصبیت مین جس طرح کہ ضحاک نے کہا ہے یا اللہ کے ساتھ
شرک کرنا ہے یا رجوع کرنا ہے طرف کفر کے جس کو وہ چھپاتے ہین اور اوس کا خلاف
ظاہر کرتے ہین جیسا کہ حضرت حسن نے فرمایا ہے جمہور نے آتوہا کو بمد پڑھا ہے یعنے
اعطوہا من انفسہم نافع و ابن کثیر نے بقصر پڑھا ہے یعنی لجاؤ ہا وما تلبثوا بہا الا یسیرا
کا یہ مطلب ہے کہ نہ ٹھیرین وہ مدینے مین بعد اس کے کہ سوال فتنہ کو قبول کرین یا اوسکو
آئین مگر تھیرنا تھوڑا یہان تک کہ ہلاک ہو جائین حضرت حسن و سدی و فراء نے اسی
طرح کہا ہے اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ معنی یہ ہین کہ فتنۂ شرک سے نہ رکین مگر تھوڑا
بلکہ وہ تو جلدی کرنے والے ہین طرف اوس کے رغبت کرنے والے ہین اوس مین
توقف نہین کرتے ہین اوس سے مگر صرف اتنا کہ وقوع سوال کا اون کے واسطے ہو
اور اس سوال کے قبول کرنے سے یہ بہانہ نہین کرتے ہین کہ اون کے گھر اس حالت
مین کھلے پڑے ہین باوجود اس کے کہ اب وہ حقیقۃ بے بند ہین جس طرح کہ رسول کی
بات ماننے سے اور اوس کے ساتھ ہو کر لڑنے سے یہ بہانہ کیا کہ اون کے گھر کھلے
پڑے ہین حالانکہ اوس وقت وہ کھلے نہین پڑے بیہقی نے دلائل مین حضرت
ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ تاویل و لو دخلت الآیہ کی بعد ساٹھ برس کے آئی
یعنی داخل کرنا بنی حارثہ کا اہل شام کو مدینے پر پھر اللہ پاک نے اون سے یہ بات نقل کی
کہ وہ اوس سے قبل اللہ و رسول سے عہد کر چکے ہین کہ لڑائی مین ثابت رہین گے اور اوس
سے نہ بھاگین گے پس فرمایا ولقد کانوا عاھدوا اللہ من قبل الآیہ یعنی قبل غزوۂ خندق
کے اور بعد غزوۂ بدر کے اونہون نے یہ قسم کھائی تھی کہ دشمنون سے بھاگ کر اپنی پشت

نہ پھیرین گی بلکہ قتال پر ثابت رہین گے یہان تک کہ شہید ہوکر مرجائین گے یہ وہ لوگ تھے جو وقعۂ بدر مین حاضر نہوئے قتادہ نے کہا یہ اس لیئے کہ وہ بدر سے غائب ہوئے اور اللہ پاک نے اہل بدر کو جو کرامت و نصر عطا فرمائی اوس کو اونہون نے دیکھا تو بولے قسم ہے اللہ کی البتہ اگر اللہ ہم کو حاضر کریگا کسی قتال مین تو ہم خوب لڑین گے یہ بنی حارثہ و بنی سلمہ ہین لا یولون الادبار کے یہ معنی ہین کہ پیٹھ نہ پھیرین گے یعنے بھاگین گے نہین اس کو بلفظ غائب فرمایا ہے بنا بر حکایت بالمعنی اور اگر لفظ کیے حکایت کی بنا پر ہوتا تو لا نولی فرمایا جاتا عہد الٰہی کے مسئول ہونے کے یہ معنی ہین کہ اوس کی پوچھہ ہوگی اور عہد والے سے اوس کی وفا طلب کی جائیگی اور اوس کے ترک وفا پر اوس کو سزا دی جائیگی قولہ تعالے قل لن ینفعکم الفرار الآیہ یعنی ہرگز نفع نہ دیگا تم کو بھاگنا اگر تم بھاگوگے موت سے یا قتل سے کیونکہ انسان کو مرنا ضرور ہے یا تو اپنی موت سے مریگا یا تلوار سے قتل ہوگا کسی وقت معین مین جس کے ساتھہ قضا سابق ہوچکی ہے اور اوسپر قلم چل چکا ہے پس جس شخص کی اجل حاضر ہوگئی ہے وہ مرے گا یا مارا جائیگا بھاگے یا نہ بھاگے واذا لا تمتعون الخ کا یہ مطلب ہے کہ مثلاً اگر بھاگنے نے تم کو نفع دیا پھر تم کو تاخیر سے نفع ملا تو یہ نفع پانا نہوگا مگر تھوڑا نفع پانا یا تھوڑے دنون بعد تمہارے بھاگنے کے یہان تک کہ تمہاری اجلین پوری ہون اور ہر شی آنے والی قریب ہوتی ہے جمہور نے تمتعون تباہی فوقیہ پڑہا ہے اور یعقوب حضرمی نے ساجی کی روایت مین جو اون سے ہے بیای تحتیہ اور بعض روایات مین لا تمتعوا بحذف نون اس بنا پر کہ اذاً کو نصب کا عمل دیا ہے سو اوس کی جہت سے نون کو حذف کردیا ہے اور جمہور کی قرأت پر وہ ملغی ہے یعنی اوس کو بے عمل چھوڑا ہے قل من ذا الذی الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کون پناہ دے گا اللہ سے اگر وہ تمہارا ہلاک کرنا چاہے یا ہزیمت کا یا اموال مین نقصان کا اور قحط و مرض کا ارادہ کرے او اراد بکم رحمۃ فعل سابق کا معمول نہین ہے یعنی یعصمکم کیونکہ اس صورت مین معنے ٹھیک نہین ہوتے ہین اسی لیے اس کے واسطے اور فعل نکالا ہے ای او یصیبکم بسوء ان اراد اللہ بکم رحمۃ یہ حکم ہوا یعنی

کون تم کو برائی پونہچائے اگر اللہ تمہارے ساتھہ رحمت کا ارادہ کرے ارزانی کا اور نصرت
مدد کا اور صحت وعافیت کا اور عمر دراز کرنے کا یہ ایسا ہے جیسا کہ علفتہا تبنا وماء باردا ہی
یعنی ماء کا عامل سقیتہا محذوف ہے معنی یہ ہین کہ چرایا مین نے اونٹنی کو گھاس اور پلایا اوسکو
سرد پانی سیبن نے یہان زمخشری کی عبارت نقل کی ہے کہ اگر تو کہے کہ رحمت کیونکر
قرینۂ سوء کی ٹہیرائی گئی عصمت مین حالانکہ عصمت جو موتی ہے سو شر سے تو مین کہون گا
کہ اوس کے یہ معنی ہین او یصیبکم بسوء ان ارادبکم رحمۃ پس عبارت کو مختصر کیا ہے اور قولہ
متقلدا سیفا ورمحا کے جاری مجری ٹہیرایا ہے یا یون کہین کہ ثانی اول پر اس لیے محمول ہے
کہ عصمت مین منع کے معنی ہین شیخ نے کہا کہ وجہ اول مین تو حذف جملے کا ہے بدون
کسی ضرورت کے جو حذف کی طرف داعی ہو اور وجہ جو ہے سو وہ دوسری ہے خصوصًا
جبکہ مضاف محذوف مقدر مانا جائے ای یمنعکم من مراد اللہ سیبن کہتے ہین واین الثانی
من الاول ولو کان معہ حذف جمل یعنی ثانی وجہ اول کو نہین پونہچ سکتی ہے گو اوس کے
ساتھہ جملون کا حذف ہی کیون نہو غرض یہ ہے کہ بہتر وجہ اول ہی ہے قولہ تعالے ولا
یجدون الآیہ یعنی اور نہ پائین گے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی دوست وحامی
کہ اون کے ساتھہ دوستی کرے اور اون کو نفع پونہچائے اور ضرر کو اون سے دور
کرے اور نہ کوئی مددگار کہ اللہ کے عذاب سے اون کی مدد کرے اور اون کو بچالے

قد یعلم اللہ المعوقین منکم والقآئلین لاخوانہم ھلم الینا ج ولا یاتون
الباس الا قلیلا ۱ اشحۃ علیکم ج فاذا جآء الخوف رایتہم ینظرون
الیک تدور اعینہم کالذی یغشی علیہ من الموت ج فاذا ذہب الخوف
سلقوکم بالسنۃ حداد اشحۃ علی الخیر ط اولئک لم یومنوا فاحبط اللہ
اعمالہم ط وکان ذلک علی اللہ یسیرا ۲ یحسبون الاحزاب لم یذہبوا ج
وان یات الاحزاب یودوا لو انہم بادون فی الاعراب یسالون عن انبائکم
ولو کانوا فیکم ما قتلوا الا قلیلا ۳ اللہ کو معلوم ہین جو اٹکاتے ہین تم مین اور کہتے ہین
اپنے بہائیون کو کہ چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی مین نہین آتے مگر کبہی دریغ رکہتے ہین

ع ۱۰

تمہاری طرف سے پھر جب آوے ڈر کا وقت تو تو دیکھے تکتے ہین تیری طرف ٹکر ٹکر
کرتی ہین آنکھین اون کی جیسے کسی پر آوے بیہوشی موت کی پھر جب جاتا رہے گا
ڈر کا وقت چڑھ چڑھ بولین تم پر تیز تیز زبانون سے ڈکے پڑتے ہین مال پر وہ لوگ
یقین نہین لائے پھر اکارت کر دیے اللہ نے اون کے کیے اور یہ ہے اللہ پر آسان
جانتے ہین فوجین نہین گئین اور اگر آجاوین فوجین تو آرزو کرین کسی طرح باہر گئے ہون
گاؤن مین پوچھا کرین تمہاری خبرین اور اگر ہووین تم مین لڑائی نہ کرین مگر تھوڑے
ف یعنی برے وقت رفاقت سے جی چراتے ہین اور ڈر کے مارے جان نکلتی
ہے اور فتح کے بعد مردانگی جتاتے ہین سب سے زیادہ اور غنیمت پر ڈکہتے ہین
فائدہ جہان حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا ہے یہ اللہ پر آسان ہے یعنی حکمت اللہ
کی کسی کی محنت ضایع کرنی تعجب لگتی ہے لیکن جب حبط کرنے پر آوے اوس عمل ہی
مین ایسا نقصان پکڑے جس سے وہ درست ہی نہین ہوا جیسے عمل بے ایمان کا کہ ایمان
شرط ہے عمل کی **ف** یعنی نامردی کے مارے یقین نہین آتا کہ فوجین پھر گئین
اور باتون مین تمہاری خیر خواہی جتاوین اور لڑائی مین کام نکرین انتہے **ف**
اللہ پاک خبر دیتا ہے اپنے احاطۂ علم کی کہ اوس کا علم تام احاطہ کیے ہوے ہے اون
لوگون کو جو اپنے غیر کو اٹکاتے ہین لڑائی مین حاضر ہونے سے اور اون لوگون کو جو اپنے
ساتھیون سے اور کنبے والون سے اور شریکون سے کہتے ہین کہ اس طرف آؤ
جس مین ہم ہین کہ سایون مین اور میوون مین اقامت کر رہے ہین اور باوجود اس کے
نہین آتے ہین لڑائی مین مگر کبھی اشحۃ علیکم کے یہ معنی ہین کہ مودت و محبت و شفقت کا
تم پر بخل کرنے والے ہین یعنی اپنی مہر و شفقت کو تم سے روک رکھتے ہین تمہارے
حال پر مشفق و مہربان نہین ہین اور کہنے کو جو کچھ کہو سو ہین سدی نے کہا کہ بخل کرنے
والے ہین تم پر غنیمتون مین فاذا جاء الخوف الآیہ یعنی پھر جب آوے خوف کا وقت
تو مارے اوس کی شدت خوف و گھبراہٹ کے ایسے ہو جاتے ہین جیسے کسی پر آوے
بیہوشی موت کی اسی طرح ان نامردون کا خوف ہے لڑائی سے پھر جب امن ہو جائے

توفصیح و بلیغ چڑہی چڑہی باتین کرین اور اپنے واسطے شجاعت و بہادری مین اونچے
اونچے مقامات کے مدعی ہون حالانکہ اس مین وہ جہوٹے ہین حضرت ابن عباس نے
فرمایا کہ سلقوکم کے معنے ہین استقبلوکم یعنی تیز تیز زبانون سے تمہارے سامنے آئین
قتادہ نے کہا کہ غنیمت کے وقت تو بخیل ترین قوم ہین اور بدترین قوم ہین از روے
مقاسمت کے ہم کو دو ہم تو مقرر تمہارے ساتہہ حاضر قتال ہوے رہا لڑائی کا
وقت سو اوس وقت نامرد ترین قوم ہین اور سب سے بڑہکر بے مدد چہوڑنے والے
حق کے اور وہ باوجود اس کے بڑے بخل کرنے والے خیر پر یعنی اون مین کوئی خیر
و بہلائی نہین ہے اونہون نے تو خود مین نامردی اور جہوٹ اور قلت خیر کو جمع کیا
ہے گویا ان بدترین اجزا کی معجون مرکب ہین جس طرح کہ کسی شاعر نے اس قسم کے
لوگون کے حق مین کہا ہے ؎

اذا السلم اعیار جفاء وغلظۃ	وفی الحرب امثال النساء العواتک

اعیار جمع عیر بمعنی خر ہے یعنی حالت مسالمت مین تو از راہ غلظت و شدت کی مثل گدہون
کے ہین اور لڑائی مین ایسے جیسے حیض والی عورتین اور اسی لیے اللہ پاک نے یون
فرمایا ہے اولئک لم یومنوا فاحبط اللہ اعمالہم وکان ذلک علی اللہ یسیرا
یعنی اللہ پاک کے نزدیک اون کے اعمال کا اکارت کردینا سہل و آسان ہے پہر جو
نامردی و ضعف و خوف اون کے صفات قبیحہ ہین اللہ پاک نے اون مین سے یہہ
صفت بیان فرمائی کہ یحسبون الاحزاب لم یذہبوا یعنی مارے خوف و نامردی
کے خیال کرتے ہین کہ فوجین نہین گئین بلکہ اون سے قریب ہین اور اون کو پہر ان کی
طرف آنا ہے اور جب فوجین آجائین تو دوست رکہین اس بات کو کہ تمہارے ساتہہ
مدینے مین حاضر نہون بلکہ گانون مین ہون پوچہا کرین تمہاری خبرین اور جو کچہہ
تمہارا حال ہو اپنے دشمنون کے ساتہہ اور اگر تمہارے درمیان مین ہون تو نہ لڑین
تمہارے ساتہہ مگر تہوڑا مارے کثرت نامردی و ذلت و ضعف یقین کے حالانکہ اللہ
سبحانہ و تعالے اون سے خوب واقف ہے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا

بیان یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی طرف کا ارادہ رکھتا ہو پھر کوئی اور اوس کو اوس طرف سے پھیر دے تو اوس وقت محاورۂ عرب مین یون بولتے ہین عاقہ واعتاقہ وعوّقہ ای صرفہ **واحدی** کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے کہ یہ معوقین وقائلین ایک قوم ہین منافقین کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار کو باز رکھا کرتے تھے اون سے کہتے کہ محمد اور اون کے اصحاب نہین ہین مگر کھانے والے ایک سری کے اور اگر وہ لحم ہوتی تو ابوسفیان اور اوس کا گروہ اون کو لقمہ کر لیتا غرض یہ ہے کہ وہ تو قلیل ذلیل ذرا سے لوگ ہین سو تم اون کو چھوڑ دو ہماری طرف آؤ کسی نے کہا کہ اس قول کے قائل یہود ہین **ہلم** بمعنی اقبل واحضر اسم فعل امر ہے حجاز والے اس مین درمیان واحد وجماعت و مذکر و مونث کے برابری کرتے ہین یعنی سب کے واسطے یہی ایک کلمہ بولتے ہین اور اہل حجاز کے سوا اور عرب جیسے بنی تمیم یہ لوگ واحد مذکر کے واسطے ہلم اور مونث کے لیے ہلمی اور تثنیہ کے واسطے ہلما اور جمع کے لیے ہلموا بولتے ہین سورۂ انعام مین اسپر کلام گذر چکا ہے معنی یہ ہین کہ تم ہماری طرف رجوع کرو اور محمد کو چھوڑ دو سو اون کے ساتھہ لڑائی مین حاضر مت ہو کیونکہ ہم تم پر ہلاکت سے ڈرتے ہین کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ تم ہماری طرف آؤ تاکہ راحت پاؤ یعنی مدینے کے یہود نے منافقون کو طلب کیا تاکہ وہ راحت پائین اور مومنون کو ڈرایا تاکہ وہ رجوع ہون **تنبیہ** ہلم اس جگہہ تو لازم ہے اور سورۂ انعام مین متعدی ہے اس لیے کہ اوس نے اپنے مفعول کو نصب دیا ہے وہ مفعول شہداکم ہے یعنی تم حاضر کرو اپنے شہدا کو اور یہان یہ معنی ہین کہ تم حاضر ہو اور آؤ زمخشری کا کلام اس جگہہ مشعر ہے اس بات کو کہ یہ ہلم بھی متعدی ہے اور اوس کا مفعول محذوف ہے کیونکہ اوس نے ہلم الینا کی یہ تفسیر کی ہے کہ قربوا انفسکم الینا یعنی تم اپنی جانون کو ہماری طرف قریب کرو **باس** کے معنی ہین حرب وقتال **قلیلا** صفت ہے مفعول مطلق محذوف کی ای اتیانا قلیلا یعنی نہین آتے ہین لڑائی مین مگر آتا تھوڑا سا مرے خوف کے موت سے اور آنا ذرا سا ٹھیرتے ہین جس سے اون کا حاضر ہونا دکھائی دے پھر چلے جاتے ہین کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ حاضر

نہین ہوتے ہین لڑائی مین مگر دکھانے سنانے کو بدون طلب اجر و ثواب کے اگر ہی
قلیل خاص اللہ پاک کے واسطے ہوتا تو کثیر ہو جاتا مگر کہان قلیل ہی اور وہ بھی
دکھانے کو اشحۃ علیکم کے یہ معنی ہین کہ بخل کرنے والے ہین تم پر تمہاری معاونت
نہین کرتے ہین ساتھہ کھودنے خندق کے اور ساتھہ خرچ کرنے کے اللہ کی راہ مین قالہ
مجاہد و قتادہ کسی نے کہا بخیل ہین ساتھہ لڑنے کے ہمراہ تمہارے کسی نے کہا ساتھہ
خرچ کرنے کے تمہارے فقیرون مسکینون پر کسی نے کہا ساتھہ غنیمتون کے جبکہ اون کو
پونہچین قالہ السدی کما مر عامہ کی قرارت نصب اشحۃ ہے اس مین دو وجہین ہین ایک
یہ ہے کہ منصوب ہے بنابر ذم دوسری بنابر حال ضمیر لایاتون سے یہ قول زجاج کا ہی
یا لکم الینا سے یہ قول طبری کا ہے یا معوقین سے فراء نے کہا ہے کہ اس کے نصب مین
چار وجہین جائز ہین اون مین سے ایک یہ ہے کہ فعل محذوف سے منصوب ہو ای یاتونہ
اشحۃ نحاس نے کہا کہ معوقین و قائلین کا اس مین عامل ہونا جائز نہین ہے تاکہ درمیان
صلہ و موصول کے تفریق نہ کی جاوے ابن ابی عبلہ نے اس کو برفع پڑہا ہے اس بنابر کہ مبتدا
محذوف کی خبر ہے یعنی ہم اشحۃ اشحۃ جمع ہے شحیح کی یہ جمع غیر قیاسی ہے اس لیے کہ
فعیل وصفی جس کا عین و لام ایک واو یا ی سے ہو اوس کی جمع بروزن افعلاء آتی ہے
جیسے خلیل کی اخلاء ظنین کی اظناء ضنین کی اضناء شحیح کی جمع اشحاء بھی سنی گئی ہے یہ
قیاسی ہے اور شح بمعنی بخل ہے آل عمران مین اس کا بیان گذر چکا ہے قالہ السمین قولہ
تعالی فاذا جاء الخوف الآیہ یعنی پھر جس وقت آجائے خوف دشمن کی جانب
سے جیسا کہ سدی نے کہا ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جیسا کہ ابن شجرہ نے
کہا ہے تو دیکھے تو اون کو کہ نظر کرتے ہین تیری طرف اوس حالت مین واسطے خوف
کے لڑائی سے بنابر قول اول اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنابر قول ثانی اس حال
مین کہ پھرتی ہین آنکھین اون کی دائین بائین طرف بسبب جاتی رہنے اون کے
عقلون کے یہان تک کہ کسی طرف اون کی نظر ٹھیک نہین ہوتی ہے کسی نے کہا کہ
مارے شدت اون کے خوف کے اس ڈر سے کہ اون کو قتل آجائے ہر طرف سے

ے یعنی ایک جس سے ہو ۱۲

طریقہ بزدل کا یہی ہے جبکہ وہ مشاہدہ کرتا ہے اوس شی کا جس سے ڈرتا ہی کالذی
کا حرف کاف صفت ہے مفعول مطلق محذوف کی ای تدورا عینہم دورانا مثل دوران
عین الذی الخ یعنی پھرتی ہین آنکھین اون کی پھرنے کر مثل پھرنے آنکھ اوس شخص کے
جوکہ موت سے قریب ہے یہ وہ ہے جسپر موت آ اوتری ہے اور اسباب موت نے
اوس کو ڈھانک لیا ہے سو اوس کی عقل و ہوش و حواس جاتے رہتے ہین اور اوس کی
نگاہ اوپر کو چڑھ جاتی ہے پھر وہ پلک نہین مارتا ہے اسی طرح یہ لوگ ہین کہ بسبب خوف
لاحق ہونے کے اون کی آنکھین اوپر کو چڑھ جاتی ہین جس وقت قریب الموت کی
نگاہ اوپر کو چڑھ جاتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین دارت عیناہ و دارت حمالیق[1] عینیہ

قولہ تعالی فاذا ذھب الخوف سلقوکم بالسنۃ حداد زبان حدید کہتے ہین
تیز زبان کو گویا وہ مثل تیز شے کے کام کرتی ہے جب کوئی شخص کسی کے واسطے جھڑکے
بات چیت مین درشتی و سختی کرے تو اوس وقت محاورے مین یون بولتے ہین کہ سلق
فلان فلانا بلسانہ فراء نے کہا معنی یہ ہین کہ پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو امن و بیخوفی مین
تم کو ایذا دیتے ہین ساتھ کلام کے السنۂ سلیطہ ذربہ سے یعنی تیز زبانون سے جب
کوئی خطیب بلیغ ہوتا ہے تو اوس کو مسلاق و مصلاق کہتے ہین قتیبی نے کہا معنے
یہ ہین کہ تم کو ایذا دیتے ہین ساتھ سخت کلام کے سلق کہتے ہین ایذا دینے کو خازن نے
حضرت ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے عضوکم وتناولوکم بالنقص والغیبۃ یعنی تمہاری
گھٹتی لیتے ہین اور تمہاری غیبت کرتے ہین قتادہ نے کہا معنی یہ ہین کہ اپنی زبانین
تمہارے حق مین کھولتے ہین وقت قسمت غنیمت کے کہتے ہین ہم کو دو کیونکہ ھم تو
تمہارے ساتھ حاضر ہوئے ہین پس وقت غنیمت کے اشح قوم ہین یعنی سب سے
بڑھکر ڈھکنے والے اور سب سے بڑھکر زبان کے کھولنے والے اور وقت لڑائی کے
سب سے بڑھکر ہیبتے اور ڈرپوک نحاس نے کہا یہ قول حسن ہے کہ معنی کی زیادتی ہے
اس لیے مکرر لکھدیا ہے ورنہ اول گذر چکا ہے اشحۃ علی الخیر منصوب ہے
بنابر حال سلقوکم کے فاعل سے یہ بھی جائز ہے کہ بنابر ذم منصوب ہو ابن ابی عبلہ نے

[1] لہ جمع حملاق بالکسر وھو باطن اجفان العین الذی یسودہ الکحل او ماحفتہ الاجفان من بیاض المقلۃ ۱۲ منہ

برنع پڑا ہے یعنی بڑے ڈرنے والے ہین غنیمت پر جھگڑتی ہین مسلمانون سے وقت
قسمت کے قالہ یحیی بن سلام کسی نے کہا کہ مال پر اس سے کہ اوس کو خرچ کرین اللہ کی
راہ مین قالہ السدی اور ممکن ہے کہ اس کے معنی یون کہین کہ وہ قلیل الخیر ہین بدون اس کے
کہ خیر کو انواع خیر سے کسی نوع کے ساتھ مقید کرین اولئک لم یومنوا فاحبط اللہ
اعمالھم یعنی یہ لوگ جو باوصاف مذکورہ موصوف ہین خالص ایمان نہین لائے
بلکہ یہ منافق ہین ایمان کو ظاہر کرتے ہین اور کفر کو چھپاتے ہین سو اللہ نے اون کے
اعمال باطل کر دیے بایں معنی کہ اون کے بطلان کو ظاہر کر دیا کیونکہ صحیح اعمال وہ ہے
کہ مقتضی ثواب کے ہون تا آنکہ اللہ اون کو باطل کرے اور وہ حبط کیے جائین
مقاتل نے کہا کہ اللہ نے اون کے جہاد کو باطل کر دیا کیونکہ وہ ایمان مین نہ تھا یا یہ
مراد ہے کہ اون کے تصنع و نفاق کو باطل کر دیا سو وہ اصلا کسی منفعت دنیوی کا
ساتھ لینے والا باقی نہ رہا اور یہ اکارت کرنا اون کے اعمال کا یا اون کا نفاق اللہ
پر سہل و آسان اوس کے ارادے مین قولہ تعالی یحسبون الاحزاب لم یذھبوا
الآیہ یعنی یہ منافق مارے اپنی نامردی و بزدلی کے خیال کرتے ہین کہ احزاب یعنی قریش
و غطفان و یہود باقی ہین اپنے لشکر گاہ مین ابھی اپنے شہرون کو نہین گئے اور نہ وہ
منہزم ہوئے پس منافق داخل مدینہ کی طرف بھاگ گئے یہ خیال اس لیے ہے کہ نامردی و
بزدلی و خوف غایت درجے کا اون پر نازل ہوا تھا اور اگر بعد اس بار کے اور حالت
رہنے کے فوجین بار دیگر آجائین تو تمنا کرین کاش وہ ہون جنگل مین بسبب اوس
خوف کے جو اون پر نازل ہوا اور پوچھتے رہین تمہاری خبرین اور جو کچھ تمہارا حال کار
ہوا اور جو ماجرا تمہارا گذرا ہر آنے والے سے جو تمہاری طرف سے اون کی طرف
جائے یا یہ کہ بعض اون کا بعض سے پوچھتا رہے جو خبرین اوس کو پہنچین منجملہ
اخبار احزاب و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلب یہ ہے کہ تمنا کرین اس
بات کی کہ تم سے دور ہون تمہاری خبرین پوچھتے رہین بدون اس کے کہ لڑائی کا
مشاہدہ کرین مارے فرط جبن اور ضعف نیات کے اور اگر وہ ہون تمہارے ساتھ

اس غزوے مین مشاہدہ کرنے والے لڑائی کے تو نہ لڑین تمہارے ساتھہ مگر لڑنا
تھوڑا واسطے خوف کے عار و ننگ سے اور واسطے حمیت کے دیار پر یا واسطے
ریا کے بدون نیت طلب اجر و ثواب کے بادی خلاف حاضر ہے یعنی حاضر شہر کا
رہنے والا اور بادی بادیہ کا رہنے والا جب کوئی شخص بادیہ کی طرف نکل جاتا ہی
اور وہان رہنا بستا ہے تو محاورے مین بولتے ہین بَدَا یَبْدُو بداوۃً مَنْ بَدَا فقد جفا
بھی اسی معنی سے ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن
کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا ۝ ولما رای المؤمنون
الاحزاب ۝ قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ
وما زادھم الا ایمانا وتسلیما ۝ من المؤمنین رجال صدقوا ما
عاھدوا اللہ علیہ ج فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر ص وما
بدلوا تبدیلا ۝ لیجزی اللہ الصدقین بصدقھم ویعذب المنفقین
ان شاء او یتوب علیھم ان اللہ کان غفورا رحیما ۝ تم کو بھلی ہی سیکھنی
رسول کی چال اوس کے لیے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا
ہے اللہ کو بہت اور جب دیکھین مسلمانون نے فوجین بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا
تھا ہم کو اللہ نے اور اوس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے اور اوس کے رسول
نے اور اون کو اور بڑہا یقین اور اطاعت ایمان والون مین کتنے مرد ہین کہ سچ کر
دکھایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے اون مین کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی
ہے اون مین راہ دیکھتا اور بدلا نہین ایک ذرہ تا بدلا دے اللہ سچون کو اون کے
سچ کا اور عذاب کرے منافقون کو اگر چاہے یا توبہ ڈالے اون کے دل پر بیشک اللہ
ہے بخشتا مہربان ف۱ یعنی رسول کو دیکھو ان سختیون مین کیا استقلال رکھتا ہے
سب سے زیادہ محنت اور اندیشہ اوس پر ہے ف۲ وعدہ اللہ کا ہے کہ فرمایا تھا
کہ تکلیف پاؤگے کافرون کے ہاتھہ سے آخر تم کو غلبہ ہے اور یہ بھی کہ رسول نے فرمایا
تھا آنہہ اوس دن مین تم پر فوجین آتی ہین ف۳ ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد ہی مین

جان دیچکا جیسے شہدای بدر و احد اور راہ دیکھتا یعنی اور اصحاب جو جہاد پر مستعد ہین
موت کی راہ دیکھتے ہین لیکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ اون مین سے ہے جو شہید ہو چکے
انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ آیت کریمہ ایک بڑی اصل
ہے اقتدا کرنے مین ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کے اقوال و افعال
و احوال مین اور اسی لیے اللہ تبارک و تعالی نے لوگون کو امر فرمایا ہے اقتدا کرنے کا
ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احزاب کے دن آپ کے صبر و مصابرت و مرابطت
و مجاہدہ و انتظار کرنے مین کشائش کے اپنے رب عزوجل سے صلوات اللہ و سلامہ علیہ
دائما الی یوم الدین اور اسی لیے جو لوگ احزاب کے دن اپنے حال مین بے چین و بے قرار
و متزلزل و مضطرب ہوئے اللہ تعالی نے اون سے یہ فرمایا کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ
اسوۃ حسنۃ یعنی کیون نہین تم نے اقتدا کیا اللہ کے رسول کا اور کیون نہین پیروی
کی اون کے شمائل و خصائل کی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اور اسی لیے یون فرمایا
لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا پھر اللہ پاک نے خبر دی
طرف سے اپنے مومن بندون کے جو کہ تصدیق کرنے والے ہین اللہ کے وعدے
کی اور اس کی کہ دنیا و آخرت مین اللہ پاک نے انجام نیک اون کے واسطے حاصل
رکھا ہے پس ارشاد فرمایا ولما رأی المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ
ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما و قتادہ نے کہا کہ
مراد اس سے قول اللہ پاک کا ہے سورۂ بقرہ مین ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ
ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستتہم الباساء والضراء و زلزلوا
حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب
یعنی یہ وہ ابتلا و اختبار و امتحان ہے جس کے عقب مین نصر قریب آئیگی اور جس کا
اللہ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور اسی لیے اللہ تعالے نے یون فرمایا ہے وصدق اللہ
ورسولہ **قولہ تعالی** وما زادھم الا ایمانا وتسلیما دلیل ہے ایمان کی زیادتی و قوت
پر ساتھہ نسبت کرنے کے طرف لوگون کے اور اون کے احوال کے جیسا کہ جمہور ائمہ نے

کہا ہے کہ بڑہتا ہے اور گھٹتا ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ ہم نے اول شرح صحیح بخاری مین اس کی تقریر کی ہے وللہ الحمد والمنۃ معنی اس آیت کریمہ کے یہ ہین کہ اس حال و تنگی و شدت و سختی نے نہین زیادہ کیا اون کو مگر انقیاد واسطے اوامر الٰہی کے اور طاعت و فرمان بری واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر جب اللہ عزوجل نے منافقون کی طرف سے یہ بات ذکر کی کہ اونہون نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تہا کہ پیٹہ نہ پہیرین گے اوس کو توڑ ڈالا تو مومنون کا یہ وصف بیان کیا کہ وہ اپنے عہد و میثاق پر مستمر رہے اور جس بات پر اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کیا تہا اوس کو سچا کیا فمنہم من قضی نحبہ بعض نے کہا کہ نحبہ کے معنی اصلہ[1] ہین امام بخاری نے کہا کہ عہدہ ہین یہ راجع ہے طرف اول کے ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا یعنی اللہ کے عہد کو نہ متغیر کیا اور نہ اوس کو توڑا اور نہ اوس کو بدلا **بخاری** نے خارجہ بن زید بن ثابت عن ابیہ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ ہم نے مصحف لکہا تو سورۂ احزاب سے ایک آیت مین نے گم پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مین سنا کرتا تہا کہ آپ اوس کو پڑہتے تہے مین نے اوس کو کسی کے پاس نہ پایا مگر خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس جس کی گواہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برابر دو مردون کی گواہی کے ٹہیرایا وہ یہ آیت ہے من المومنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ انفرد بہ البخاری دون مسلم واخرجہ احمد فی مسندہ والترمذی والنسائی فی التفسیر من سننہما من حدیث الزہری بہ وقال الترمذی حسن صحیح ۲ نیز **بخاری** نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا ہم دیکہتے ہین اس آیت کو کہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوئی ہے من المومنین رجال الآیہ انفرد بہ البخاری من ہذا الوجہ ولکن لہ شواہد من طرق اُخر ۳ **امام احمد** نے ثابت سے روایت کیا ہے کہا حضرت انس نے کہا کہ میرے چچا انس بن نضر جن کے نام پر میرا نام رکہا گیا وہ بدر کے دن ہمراہ

[1] اصل مین ایسی طرح ہے شاید اصل صحیح ہو یعنی کی رہن بعنی نحبہ کے معنی عہد آتے ہین پس نام شرط کرنے کو بولتے ہین یا یہ بعض نے کہا جو اصل بات اوسکو اصل کہدیا واللہ اعلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر نہین ہوے سو یہ اون پر شاق گذرا اور کہا کہ
اول مشہد یعنی جای حضور مراد لڑائی ہے جس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاضر ہوے مین اوس سے غائب رہا البتہ اگر اللہ تعالے مجھے کوئی مشہد دکھائی
مابعد مین ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو البتہ دیکھیگا اللہ عزوجل اوس
شے کو جو مین کرونگا کہا پھر ڈرے اس سے کہ سوا اس کلمے کے کہین[۱] پھر وہ اُحد
کے دن حاضر ہوے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو سعدؓ بن معاذ
اون کے سامنے آئے پس انس نے اون سے کہا ای ابو عمرو کدھر[۲] واھًا لریح الجنۃ
انی اجدہ دون احد یعنی واہ ہے جنت کی ہوا کو یا اوس کی خوشبو کو مین تو
ای عند احد ۱۲
اوس کو پا رہا ہون ورے احد کے کہا پھر وہ کفار سے لڑے یہان تک کہ مارے گئے
یعنی شہید ہوے رضی اللہ عنہ کہا پھر اون کے جسم مین کئی اوپر اسی تلوار کی ضربین اور
بھالے کے چونکے اور تیر کی مارین پائی گئین پس اون کی بہن میری پھوپھی ربیع نضر
کی بیٹی نے کہا کہ مین نے اپنے بھائی کو پہچانا نہین مگر اوس کی پورون سے کہا پھر
یہ آیت نازل ہوئی من المومنین الآیہ کہا پس وہ یعنی صحابہ گمان کرتے تھے کہ یہہ
آیت انس کے حق مین اور اون کے ساتھیون کے باب مین نازل ہوئی ہے و
رواہ مسلم والترمذی والنسائی من حدیث سلیمان بن المغیرۃ بہ
ورواہ النسائی ایضا وابن جریر من حدیث حماد بن سلمۃ عن ثابت
عن انس رضی اللہ عنہ بہ بخوٰہ ۴ **ابن ابی حاتم** نے حضرت انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ اون کے چچا یعنی انس بن نضر رضی اللہ عنہ
بدر کی لڑائی سے غائب رہے تو کہا کہ مین غائب رہا اول لڑائی سے کہ جس مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکون سے لڑے البتہ اگر اللہ عزوجل مجھے حاضر کری
کسی لڑائی مین مشرکون کی تو البتہ اللہ تعالے دیکھے گا اوس شی کو جو مین کرون گا کہا
پھر جب اُحد کا دن ہوا تو مسلمان منہزم ہوے پس انس نے کہا ای اللہ بے شک
مین عذر کرتا ہون طرف تیرے اوس شے سے جو اونہون نے کی مراد اون کی ہمراہی

---

[۱] یعنی ای کلمہ پر قسم کھایا یا ین فوت کہ اوس کے علاوہ نہ ہو جائین بعد عہد کے یا پہلے کلمہ کا برا ہو جای دیکھی اوس کی حول وقوت سے اللہ تعالے مجھے الخ ۱۲

[۲] دہان کا کلمہ کہا ہے کسی مکروہ شے پر جس مین اور کبھی آتا ہے کسی محبوب شے کے اور توجع کرنی اظہار درد مندی کے کسی نے کہا کہ توجع کرنی آتا ہے ہی بیان تو واہا کا کلمہ دعا ہے کسی عجائب کے ہی یعنی واہ ری جنت کی ہوا کیا خوب ہے ہی ۱۲ منہ

[۳] والحاصل آیت کریمہ من صدقوا الخ کے شان نزول مین بہت سی روایتین ہین ان مین سے بعض روایتون مین یہ لفظ ہین کہ ہم گمان کرتے تھے کہ یہہ آیت انس کے حق مین اور اون کے ساتھیون کے باب مین نازل ہوئی ہے اور بعض روایتون مین یہ لفظ ہین کہ فنشہد یوم احد فاستقبل سعد بن معاذ فقال یا ابا عمرو این تقال واہا لریح الجنۃ اجدہا دون احد فتقدم حتی قتل رضی اللہ عنہ غرض یہ ہے کہ اس کے معلوم ہونے کے ساتھ کہ انس بن نضر کے ساتھی سعد بن معاذ کی تو سعد نے انس کی کہا ای ابو عمرو کدھر جاتی ہو تو انس نے کہا واہ ہے ریح جنت کو مین اوس کو احد کے پرے پاتا ہون نزدیک احد کے پھر لڑتے لڑتے شہید ہوے اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ

ہین اور بیزار ہوتا ہون مین طرف تیرے اوس شے سے جس کو یہ لائے یعنی مشرکین
پھر آگے بڑھے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اون کو ملے نزدیک احد کے تو کہا
مین تیرے ساتھ ہون سعد رضی اللہ عنہ نے کہا پھر مین قادر نہوا کہ کرون وہ کام جو
اس نے کیا پھر جب انس مارے گئے تو کہا کہ پائی گئین اون مین کچھ اوپر اسی ضربین
تلوار کی اور چونکے نیزے کے اور مارین تیر کی اور لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کے اور
اوس کے اصحاب کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی ہے فمنهم من قضى نحبه
ومنهم من ينتظر واخرجه الترمذى فى التفسير عن عبد بن حميد و
النسائى فيه ايضا عن اسحق بن ابراهيم كلاهما عن يزيد بن هارون به
وقال الترمذى حسنٌ وقد رواه البخارى فى المغازى عن حسان
بن حسان عن محمد بن طلحة عن مصرف عن حميد عن انس رضى الله
عنه به ولم يذكر نزول الاية ورواه ابن جرير من حديث المعتمر
بن سليمان عن حميد عن انس رضى الله عنه به **۵ نیز ابن ابی حاتم**
نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم احد سے لوٹ کر تشریف لائے تو منبر پر چڑھے پھر اللہ تعالی کی حمد و ثنا
کی اور جو کچھ مسلمانون کو پہنچا اوس کی اون کو تعزیت و تسلی فرمائی اور جو اوس مین
اجر و ذخر ہے اوس کی اون کو خبر دی پھر یہ آیت پڑھی من المؤمنين الآية کہا
پس مسلمانون مین کا ایک شخص آپ کی طرف کھڑا ہوا پھر عرض کیا یا رسول اللہ یہ
کون لوگ ہین پھر مین سامنے آیا اور مجھپر دو کپڑے سبز حضرمی تھے تو آپ نے
فرمایا ای سائل یہ اون مین سے ہے وکذا رواه ابن جرير من حديث
سليمان بن ايوب الطلحى به واخرجه الترمذى فى التفسير والمناقب
ايضا وابن جرير من حديث يونس بن بكير عن طلحة بن يحيى عن موسى
وعيسى ابنى طلحة عن ابيهما رضى الله عنه به وقال حسن غريب لا
نعرفه الا من حديث يونس **۶ نیز** موسی بن طلحہ رضی اللہ عنہما سے روایت

ف۵ یہ کہانی حضرت
سے نہیں سنی اسی لیے
انکو تھی کہا واللہ اعلم
۱۲ منہ

کیا ہی کہا مین داخل ہوا معاویہ رضی اللہ عنہ پر پھر جب مین نکلا یعنی اون کے
پاس سی تو مجھی بلایا پھر کہا ای بھتیجے کیا مین نہ کہون تیرے پاس ایک حدیث
جس کو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے مین گواہی دیتا
ہون کہ البتہ مین نی سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے
کہ طلحہ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ سے ہے ۷ ابن جریر نے اس کو موسی بن طلحہ سی روایت
کیا ہے کہا کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے یعنی خطبہ پڑھنے کو
تو کہا بی شک مین نی سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے
طلحہ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ سے ہے اور اسی لیی **مجاہد** نی نحبہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ مراد عہدہ
ہے ومنہم مَنْ ینتظر یعنی اور اون مین سے وہ شخص ہے جو انتظار کر رہا ہے ایک
دن کا کہ جس مین لڑائی ہو تو سچا ہو لقا مین حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ مراد نحبہ سے موت ہے یعنی جس نی پورا کیا اپنا مرنا صدق و وفا پر اور کوئی اونمین
سے وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے مرنے کا اسی کے مثل پر اور اونمین سے وہ ہے
جس نے تبدیل نہ کی تبدیل کرنے کر اور اسی طرح قتادہ و ابن زید نے بھی کہا ہی
بعض نی کہا کہ نَحْبَہٗ کے معنی ہین نذرہ **قولہ سبحانہ و تعالی** وما بدلوا
تبدیلا یعنی اونھون نی تغیر نہین کیا اپنے عہد کو اور بدلا نہین وفا کو غدر سے بلکہ
مستمر رہے اوسپر جس پر اللہ تعالی سے عہد کیا تھا اور اوس کو توڑا نہین مثل فعل
منافقون کے جنھون نے کہا کہ ہمارے گھر بے بند پڑے ہین حالانکہ وہ بی بند
نہین پڑے اون کی اور غرض نہین مگر بھاگنا اور البتہ مقرر عہد کر چکے تھے اللہ
سے قبل اس کے کہ پیٹھ نہ پھیرین گے **قولہ سبحانہ و تعالی** لیجزی اللہ الصادقین
الآیہ یعنی اللہ تو یہی جانچتا ہے اپنی بندون کو ڈر سے اور جھڑجھڑانے سے تاکہ
پلید کو پاک سی جدا کر دے تو اس کا کام فعل سے ظاہر ہو جای اور اُس کا کام فعل
سی باوجود اس کے کہ اللہ تعالی تو شی کو جانتا ہے قبل اوس کے ہونے سے
لیکن اوس کا علم جو خلق مین ہے اوس سی اون کو عذاب نہین کرتا ہے یہان تک

وہ عمل کرلین اوس شی کا جس کو وہ اون سی جانتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ولنبلونکم
حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم پس یہ علم شی کا
ہے بعد اوس کے ہونے کے اگرچہ علم سابق حاصل تہا اوس کا قبل اوس کے
وجود سی اور اسی طرح اللہ پاک نی یہ فرمایا ہے ما کان اللہ لیذر المؤمنین
علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم
علی الغیب اور اسی لیی اس جگہہ یون فرمایا ہے لیجزی اللہ الصادقین
بصدقھم یعنی تاکہ بدلا دی سچون کو اون کے صبر کرنے کا اوس پر جسپر اونہون نے
اللہ سے عہد کیا ہے اور اون کے قائم رہنے کا ساتہہ اوس کے اور اون کی
محافظت کرنے کا اوسپر اور عذاب کرے منافقون کو اور یہ لوگ توڑنے والے
ہین اللہ کے عہد کے خلاف کرنے والے ہین اوس کے حکمون کے سو اس
وجہ سی اوس کے عقاب وعذاب کے مستحق ہوئے لیکن وہ دنیا مین اوس کے
زیر مشیت ہین اگر وہ چاہے تو اون کو مستمر رہنے دے اوس فعل پر جو کیا ہے
یہان تک کہ اوسی کو لیکر اوس سی ملین تو اوس پر اون کو عذاب کرے اور چاہی تو
اون پر رجوع ہو باین طور کہ اون کو اس طرف راہ بتائے کہ نفاق سے ایمان
کی طرف رجوع ہون اور بعد فسوق کے طرف عمل صالح کے اور چونکہ اللہ تبارک و
تعالی کی رحمت ورافت ہی غالب ہے اوس کے غضب پر جل جلالہ وعم نوالہ
اس لیی یون ارشاد فرمایا ہے ان اللہ کان غفورا رحیما یعنی بی شک اللہ پاک
توبڑا ہی بخشنی والا ہے اور بڑا ہی مہربان ہے اپنی بنائی خلق پر اللھما اغفر لنا
وتب علینا بحرمۃ سیدنا ومولانا وآلہ وصحبہ وصل وسلم وبارک
علیہ وعلیھم الی یوم الدین ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے
کہ اسوۃ حسنۃ یعنی قدوہ صالحہ ہی یعنی اچہی پیروی کرنا عرب کی بول چال مین
کہتے ہین لی فی فلان اسوۃ یعنی مجہکو فلان کا اقتدا ہے اسوۃ ماخوذ ہے ائتساء سی
جس طرح کہ قدوہ ماخوذ ہے اقتداء سے یہ ایک اسم ہے کہ بجای مصدر رکہا جاتا ہے

جب کوئی شخص کسی شخص کا اقتدا کرے تو محاورے مین یون بولین گی کہ ائتسی فلان بفلان یعنی فلان نے فلان کی پیروی کی **جوہری** نی کہا ہی کہ اُسوہ و اِسوہ بضم و کسر دونون طرح ہے جمع اوس کی اُسیً و اِسیً ہے **جمہور** نی بضم ہمزہ پڑہا ہے اور عاصم نے بکسر ہمزہ یہ دونون قرأتین سبعیہ ہین اور یہ دونون لغت بھی ہین جیسا کہ فراء وغیرہ نے کہا ہے اس آیت کریمہ مین عتاب ہے اون لوگون کو جو پیچھے رہنے والے ہین لڑائی سے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی تم کو اچھی پیروی کرنے تھی اللہ کے رسول کی جبکہ اونھون نے اپنی جان صرف کی واسطی لڑائی کے اور خندق کی طرف نکلے واسطی مدد کرنی اللہ کے دین کے مطلب یہ ہی تم اچھی پیروی کرو اللہ کے رسول کی وہ یہ ہے کہ اللہ کے دین کی نصرت کرو اور اوس کے رسول کی معاونت و مدد کرو اور اوس سے پیچھے نہ ہو اور جو کچھ ایذا و تکلیف تم کو پونہچی اوس پر صابر رہو جس طرح کہ خود اوس نے کیا جبکہ اوس کے اگلے دانت ٹوٹے اور زخمی ہوا اور سر مین زخم لگا اور اوس کا شکم گرسنہ رہا اور اوس کا چچا مارا گیا اور انواع و اقسام کی ایذا اوسی نے سہی سو اوس نے صبر کیا اور باوجود اس کی اوس نی اپنی جان سی تمہاری مواسات کی پس تم بھی اسی طرح کرو اور اوس کی چال چلو اس آیت شریف کا شان نزول گو خاص ہے لیکن یہ ہر شے مین عام ہے اسی کے مثل یہ آیت ہے وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا اور یہ آیت کریمہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہو کے رہنے کے باب مین ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے بہت سے مسئلون مین اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے اون مسئلون پر کتب سنت مشتمل ہین چونکہ وہ خارج ہین اوس بات سی جس کے ہم درپے ہین اس لیے اون کے ذکر کی یہان ضرورت نہین ہے ہان اس مین روشن دلالت ہی اتباع سنت پر اور ترک بدعت پر ہر سنت کا اتباع

موجب نور و رحمت ہے اور ہر بدعت کا ارتکاب باعث ظلمت و زحمت اللھم ارزقنا
اتباع کتابک و سنۃ نبیک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جنبنا عن الابتداع و اتباع الاھواء
واحینا علی اتباع السنۃ و امتنا علیھا آمین یا ارحم الراحمین اب رہی یہ بات کہ یہ اقتدا
بطور ایجاب ہے یا بطریق استحباب سو اس مین دو قول ہین قرطبی نی کہا احتمال ہے
کہ امور دین مین تو محمول ہو ایجاب پر اور امور دنیا مین استحباب پر حرف لام لمن
کان یرجو اللہ والیوم الآخر مین متعلق ہی حسنۃ سی یا محذوف سے جو کہ صفت ہے
حسنۃ کی ای حسنۃ کائنۃ لمن یرجو اللہ کسی نی کہا کہ یہ جملہ بدل ہے لکم کے کاف سے
لیکن ابو حیان نے اس کو یون رد کیا ہے کہ ضمیر مخاطب سے باعادۂ جار بدل نہین
ہوتا ہے کسی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ کوفیون نی اور اخفش نے اس کو جائز
رکھا ہے گو بصری اس کے مانع ہین مراد من کان سے مومنین ہین کیونکہ یہی لوگ
اللہ پاک سے رجا رکھتے ہین اور اوس کے عذاب سے ڈرتے ہین یعنی اللہ پاک
کے ثواب کی اور اوس سے ملنے کی اور اوس کی دیدار فائض الانوار سے مشرف
ہونے کی امید رکھتے ہین روز آخر کے امید رکھنے کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک کی
رحمت جو اوس دن ہوگی اوس کے امیدوار ہین یا یہ معنی ہین کہ اوس کے حصول
کی تصدیق کرتے ہین کہ وہ ہوگا اور ضرور ہوگا اول جملے سے تعمیم کی ہے بعد
اوس کے اس جملی سی تخصیص بعد تعمیم فرمائی ہے جملۂ وذکر اللہ کثیرا معطوف ہے
کان پر یعنی اللہ کے رسول کا اقتدای نیک واسطی اوس شخص کے ہے جس نے
اللہ کی امید رکھی اور پچھلے دن کی اور واسطی اوس کے ہے جسنے اپنی ساری
احوال مین اللہ کو بہت سا یاد کیا اور درمیان رجا اللہ اور ذکر اللہ کے جمع کیا کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اچھا اقتدا اس سی متحقق ہوتا ہے بالجملہ مومنین
مخلصین نی جس وقت فوجون کو دیکھا اور بحر زخار کی طرح اون لشکرون نی اون کا
احاطہ کیا اور اون کو آکر گھیر لیا تو اوس وقت اون سی جو بات صادر ہوئی اللہ پاک
اوس کا بیان فرماتا ہے ولما رأی المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما

وعدنا اللہ ورسولہ یعنی جب مومنون نے وہ فوجین دیکھین تو بولی یہ وہ شی ہی
جس کا ہم کو وعدہ دیا تہا اللہ نے اور اوس کے رسول نی ہذا کا اشارہ ہے طرف
اون لشکرون کے جن کو اونہون نی دیکہا یا طرف اوس جادۂ عظیم کے جو نازل ہوا تہا
وہ بلا جو ناگہان اون پر آپڑی غرضکہ اللہ نے اور اوس کے رسول نی جو ان لشکرون
کے آنے کا اون سے وعدہ کیا تہا اور اس کا کہ اون کے آنے کے عقب مین
نصر وظفر کا نزول ہوگا طرف سے اللہ کے سو اس وعدے کے حصول وفا سے
خوش ہو کر یہ بات کہی کلمۂ ما موصولہ ہے یا مصدریہ ہے بہر اوس بات کے بعد
یہ بات کہی وصدق اللہ ورسولہ یعنی اللہ اور اوس کے رسول کی خبر کا صدق
ظاہر ہوگیا اون ما وعدنا اللہ ورسولہ کہا تہا تو یہان صدقا کہدینا کافی تہا سو یون
نہ کہا بلکہ اسم شریف کا اور رسول کا اظہار کیا پس ایک وجہ تو یہ ہے کہ قصد
تعظیم کے واسطے ایسا کیا دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر صدقا کہتی تو اللہ و رسول کی ضمیرون کا
ایک لفظ مین جمع کرنا لازم آتا حالانکہ ایسی ضمیرون کے جمع کرنے سے نہی وارد ہوئی
ہے جیسا کہ بئس خطیب القوم انت کی حدیث شریف مین آیا ہے اوس نی یون کہا تہا
ومن یعصہما فقد غوی یعنی جو کوئی نافرمانی کرے اون دونون کی تو مقرر وہ گمراہ ہوا
چونکہ اوس خطیب نے اللہ و رسول کی ضمیرون کو ایک لفظ مین جمع کیا تہا اس لیے
آپ نی اوس سی فرمایا کہ تو تو قوم کا بُرا خطیب ہے غرض یہ ہے کہ اوس کو یون کہنا
چاہیے تہا کہ من یعص اللہ ورسولہ فقد غوی رہا خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول
مبارک کہ من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواہما آپ نی ما سواہما مین دونون ضمیرونکو
جمع فرمایا ہے سو اس کا یہ جواب ہے کہ آپ ہم سی بڑہکر اللہ پاک کی قدر مقدس کو
پہچاننی والی ہین ہم کو نہین پونہچتا ہے کہ ہم ویسا کہین جیسا آپ فرماتی ہین قالہ السہیلی
قولہ تعالی وما زادہم الا ایمانا وتسلیما فاعل زاد کا اجتماع احزاب ہے
اون پر اور آنا اون کا ہے طرف اون کے یعنی نہین بڑہایا اون کو فوجون کے
جمع ہونے نے مگر ایمان ساتہ اللہ کے اور ماننا اوس کے حکم کا فرانے کہا کہ

فاعل نظر ہے یعنی زیادہ نہین کیا اون کو نظر کرنے نے طرف فوجون کے مگر ایمان
وتسلیم علی بن سلیمان نے کہا کہ رای دال ہی رویت پر اور تانیث رویت کی
غیر حقیقی ہے مطلب یہ ہے کہ فاعل زاد کا رویت ہی یعنی زیادہ نہ کیا اون کو
دیکھنی نے مگر ایمان ساتھہ رب کے اور تسلیم واسطی قضا کی اور اگر زاد ضمیر تانیث
فعل فرماتا تو بہی جائز ہوتا کیونکہ مونث غیر حقیقی مین فعل کا مذکر و مونث لانا دونون
درست ہے حضرت ابن عباس سی اس کی تفسیر مین مروی ہے کہ اللہ پاک نے
سورۂ بقرہ مین مومنون سی یون فرمایا ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ
الایہ پس جب اون کو بلائی چہوا جس جگہہ کہ اونہون نے احزاب کی مرابطت کی
خندق مین یعنی فوجون کے مقابلے کو گہوڑے باندہے اور لڑائی کی تیاری کی اور
سرحد کی حفاظت تو کہا یہ وہ ہے جس کا ہم سے اللہ نے اور اوس کے رسول
نے وعدہ کیا ہے پس مومنون نی اوس آیت کی تاویل کی یعنی اوس حکم کی بجا آوری
کی سوا سنی اون کو نہ بڑہایا مگر ایمان وتسلیم **قولہ تعالی** من المومنین رجال
صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ صدقوا کی معنی ہین اتوا بالصدق یعنی صدق و
راستی لائے سچ بولے ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جب کوئی سچ کہتا ہے تو کہتے ہین
صدقنی یعنی اوس نے مجہہ سے سچ کہا محل ما عاہدوا کا نصب ہے بنا بر نزع خافض
ای وفوا بما عاہدوا یعنی مومنین مخلصین مین سے کچہہ لوگ ہین جنہون نے وفا کیا
اوس عہد کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تہا عقبہ کی رات کو کہ اون کے
ساتہہ ثابت رہین گے اور جو کوئی اون سی لڑیگا اوس سے لڑین گے بخلاف
اون لوگون کے جو اپنے عہد مین جہوٹے ہوئے اور اللہ کی اور اوس کے رسول
کی خیانت کی یہ لوگ منافقین ہین کسی نے کہا یہ وہ لوگ ہین جنہون نی یہ نذر مانی
تہی کہ جس وقت کسی لڑائی مین ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن سے
ملین گے تو آپ کے واسطی ثابت رہین گے اور نہ بہاگین گی **حضرت ابو ہریرہ**
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد

سی لوٹی تو آپ مصعب بن عمیر پر سے گذری اور وہ مقتول پڑے ہوئے تھی پس
آپ اون پر ٹھیرے اور اون کے واسطے دعا فرمائی پھر یہ آیت پڑھی من
المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ الآیہ پھر فرمایا مین گواہی دیتا
ہون اس بات کی کہ یہ لوگ شہید ہین نزدیک اللہ کے پس تم اون کے پاس آؤ اور
اون کی زیارت کرو قسم ہے اوس کی جس کے ہاتھہ مین میری جان ہے نہ سلام
کریگا اون پر کوئی روز قیامت تک مگر وہ اوسپر رد کرین گے یعنی اوس کے سلام
کا جواب دین گے اخرجہ الحاکم وصححہ والبیہقی فی الدلائل حاکم نی جو
اس حدیث کی تصحیح کی ہے سو ذہبی نی اس مین حاکم کا تعقب کیا ہے کما ذکر ذلک
السیوطی لیکن حاکم نے ایک اور حدیث کی تخریج کی ہے اور اوس کی تصحیح کی ہے
اور بیہقی نی بھی اوس کی تخریج کی ہے دلائل مین وہ حدیث شریف یہ ہے کہ
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فارغ ہوے احد کے دن تو آپ نے گذر کیا مصعب بن عمیر پر اس حال مین کہ
وہ مقتول پڑے ہوئے تھے آپ کی راہ پر پس آپ نے یہ آیت پڑھی من
المومنین رجال الآیہ واخرج ابن مردویہ من حدیث خباب مثلہ
یہ دونون حدیثین شہادت دیتی ہین واسطی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
کے جس کا ذکر اول ہو چکا ہے غرضکہ پھر جن لوگون نی اللہ پاک سے اور اوس کے
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچا وعدہ کیا تھا اللہ پاک نے اون کے حال کے
تفصیل کی اور اون کو دو قسم ٹھیرایا پس فرمایا فمنہم من قضی نحبہ یعنی اونمین سے
وہ شخص ہے جو اپنی نذر سے فارغ ہوا اور اپنا عہد وفا کیا اور جہاد پر صبر کیا یہانتک
کہ شہید ہو گیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس تصدیق و ایمان پر وہ
تھا اوسی پر مر گیا نحب وہ شے ہے جس کا انسان التزام کر لیتا ہے اور اوس کے
وفا کا معتقد ہوتا ہے اور اوس کو اپنے نفس پر واجب کر لیتا ہے اس کا اطلاق
نذر و قتل و موت پر ہوتا ہے ابن قتیبہ نے کہا قضی نحبہ کے معنی ہین قتل

یعنی مارا گیا اور اصل نحب کی نذر ہے بدر کے دن اونہون نے نذر کی تہی کہ اگر دشمن سے ملین تو لڑین گے یہان تک کہ مارے جائین یا اللہ اون کو فتح دے پھر وہ مارے گئے تو کہا گیا کہ فلان نے اپنا نحب پورا کیا یعنی مارا گیا نحب کے معنی حاجت کے اور آرزو پانے کے بھی ہین اون کا[1] کہنے والا یون کہتا ہی کہ مالی عندہم نحب یعنی میری اون کے پاس کوئی حاجت نہین ہے اور نحب کی معنی عہد کے بھی ہین یہ سب معانی عرب کے اشعار مین وارد ہوئے ہین آیت کے یہ معنی ہین کہ مومنین مین سی وہ مرد ہین جنہون نے اپنی آرزو پائی اور اپنی حاجت پوری کی اور اپنی نذر وفا کی پس لڑے یہان تک کہ مارے گئے یہ قصہ اُحد کے دن کا ہے جیسے حمزہ و مصعب بن عمیر و انس بن نضر رضی اللہ عنہم

و منہم من ینتظر یعنی اور اون مین سے وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے اپنی نذر کے پورے کرنے کا یہان تک کہ اوس کی اجل حاضر ہو جیسے حضرت عثمان حضرت طلحہ و حضرت زُبیر اور اون کے مثل اور لوگ رضی اللہ عنہم اجمعین کیونکہ یہ لوگ استمرار کرنی والے ہین وفا کرنے پر اوس عہد کے جس کا اللہ تعالی سے عہد کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ ثابت رہین گے اور اون کے دشمن سے لڑین گے اور انتظار کر رہے ہین اپنی حاجت پوری کرنے کا اور اپنی آرزو کے حاصل ہونے کا ساتھہ قتل کے اور شہادت کے واسطے فضیلت پانے کے جملہ وما بدلوا تبدیلا معطوف ہے صدقوا پر یعنی اور نہین بدلا اپنی عہد کو جو کہ اللہ سے اور اوس کے رسول سے کیا تہا جیسا کہ منافقون نی اپنے عہد کو بدل ڈالا بلکہ یہ لوگ اپنی عہد پر بثبوت مستمر ثابت ہین جو لوگ کہ اپنی نذر پوری کر چکے اون کا حال تو ظاہر ہے اور وہ لوگ جو اپنی قضای نحب کے منتظر ہین سو مقرر وہ اسپر مستمر رہے ہین یہان تک کہ دنیا سے مفارقت کی اور تغیر و تبدل نہین کیا **حضرت طلحہ** رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی جاہل سی کہا کہ تو اون سی مَن قضی نحبہ کا یوجہہ کہ وہ

[1] یعنی عرب کے محاورے مین

کون شخص ہے صحابہ حضرتؐ سے پوچھنے پر جرات نہین کرتے تھے آپ کی توقیر
کرتے تھے اور آپ ہی ڈرتے تھے پس اوس اعرابی نے آپ سے پوچھا تو اوس
سے اعراض فرمایا پھر اوس نی سوال کیا تو اوس سی اعراض فرمایا پھر مین نے
مسجد کے دروازے سے جھانکا تو آپ نی فرمایا مَن قضیٰ نحبہ کا سائل کہان ہے
اعرابی نے کہا مین ہون فرمایا یہ من قضیٰ نحبہ سے ہے اخرجہ الترمذی
وحسنہ وابویعلی وابن جریر وابن مردویہ واخرج ابن جریر
وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ من حدیثہ نحوہ **حضرت**
عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جس شخص کو خوش کری یہ بات کہ وہ نظر کرے طرف ایک مرد کے جو چل رہا ہے
زمین پر اپنی نذر پوری کرچکا ہے تو چاہیے نظر کرے طرف طلحہ کے اخرجہ سعید
بن منصور وابویعلی وابونعیم وابن المنذر وابن مردویہ واخرج
ابن مردویہ من حدیث جابر مثلہ واخرج ابن مندہ وابن
عساکر من حدیث اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نحوہ **حضرت**
علی کرم اللہ وجہہ رضی عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین
طلحہ کے اخرجہ ابوالشیخ وابن عساکر **سلیمان بن صُرد** رضی اللہ عنہ سی
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احزاب کے دن کہ اب ہم
اون پر چڑھائی کرین گے اور وہ ہم پر چڑھائی نہ کرین گے اخرجہ احمد
والبخاری وابن مردویہ **قولہ** سبحانہ وتعالی لیجزی اللہ الصادقین
بصدقھم ویعذب المنافقین ان شاء او یتوب علیھم حرف لام
جائز ہے کہ صدقھم سی متعلق ہو یا زادہم سے یا مبدلا سے یا محذوف سے گویا یون
کہا گیا کہ واقع ہوا یہ سب جو کچھ کہ واقع ہوا تاکہ بدلادے اللہ صادقین کو اون کے
عہد وفا کرنے کا اور عذاب کرے منافقون کو اگر چاہے بسبب اوس تغیر وتبدیل
کے جو اون سے صادر ہوئی ہے جبکہ وہ توبہ نکرین یا رجوع ہو اون پر اگر وہ توبہ

کرین منافقون کو ایسا ہٹیرا یا گویا اونہون نی قصد کیا انجام بد کا اور اوس کا ارادہ
کیا بسبب اپنی تبدیل وتغییر کے جس طرح کہ صادقون نے قصد کیا انجام صدق
کا بسبب پورا کرنے اپنے عہد کے پس ہر ایک دونون فریق مین سے ہا نکا گیا
طرف اپنے انجام کے ثواب وعقاب سے سو گویا اوس کی طلب مین اور اوس کے
حاصل کرنے کے واسطے سعی کرنے مین دونون برابر ہوئے ان شاء کا مفعول
وجواب دونون محذوف ہین یعنی اگر چاہے عذاب کرنا اون کا تو اون کو عذاب
کرے اور یہ جب ہے کہ وہ نفاق پر قائم رہین اور اوس کو ترک نکرین اور اوس سے
تائب نہون اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا لمن تاب منہم بقبول التوبۃ رحیما بمن اقلع
عما کان علیہ من النفاق بعفو الحوبۃ یعنی بی شک بڑا بخشنے والا ہے واسطے اوس کے
جو اون مین سے توبہ کرے ساتھہ قبول توبہ کے اور بڑا مہربان ہے اوس پر
جو باز رہا نفاق سے جس پر وہ تہا ساتھہ معاف کرنے گناہ کے پھر اللہ پاک نے
رجوع کیا طرف حکایت بقیۂ قصہ کے اور جس نعمت کا اپنے رسول پر اور مؤمنون پر
احسان کیا پس ارشاد فرمایا وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِغَیْظِہِمْ لَمْ
یَنَالُوْا خَیْرًا ط وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ط وَکَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ۝
وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاہَرُوْہُمْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْہِمْ وَ
قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ج
وَاَوْرَثَکُمْ اَرْضَہُمْ وَدِیَارَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْہَا ط وَ
کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ۝ اور پھیر دیا اللہ نے منکرون کو اپنے غصے مین ع ۳ ۱۹
بھرے ہاتھہ نہ لگی کچھہ بھلائی اور آپ اوہٹالی اللہ نے مسلمانون کی لڑائی اور ہے
اللہ زور آور زبردست اور اوتار دیا اون کو جو اون کے رفیق ہوئے تھے کتاب
والے اون کی گڑہیون سے اور ڈالی اون کے دل مین دہاک کتون کو تم جان
سے مارنے لگے اور کتون کو بندی کیا اور تم کو ملائی اون کی زمین اور اون کے
گہر اور اون کے مال اور ایک زمین کا جس پر نہین پہیرے تم نے اپنے قدم

اور ہے اللہ سب چیز کر سکتا **ف** یہ یہود تھے بنی قریظہ نزدیک رہتے مدینے
کے پہلے حضرتؐ سے صلح رکھتے تھے اس ہنگامے مین پھر گئے اس لڑائی سے
فارغ ہوے کہ جبریل حکم لائے جلدا اون کو جا گھیرا چھبیس دن تک گھر کر تھکے راضی
ہوے کہ ہم نکلتے ہین جو ہمارے حق مین سعد بن معاذ کہے سو قبول رکھو حضرت
نے قبول کیا سعد نے یہی حکم کیا کہ جوانون کو قتل کرنا اور عورتین لڑکے بندی
لینے خدا اور رسولؐ کی مرضی یہی تھی اور اون کی بدعہدی کی سزا ملی **ف**
یہ زمین جو مدینے کے نزدیک ہاتھ لگی حضرتؐ نے مہاجرین کو بانٹی ان کی گذران
کا ٹھکانا ہو گیا اور انصار پر سے ان کا خرچ ہلکا ہوا اور اس دوسری زمین سے
مراد ہے زمین خیبر کی دو برس کے پیچھے ان یہودیون سے وہ ہاتھ لگی اوس
سے حضرتؐ کے سب اصحاب آسودہ ہو گئے انتہی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے
احزاب کی جبکہ اون کو مدینے سے نکالا بسبب ہوا کے اور جنود الٰہیہ کے جو اون پر
بھیجے اور اگر اللہ پاک نی اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعالمین نہ کیا ہوتا
تو یہ ہوا سخت تر ہوتی اون پر ریح عقیم سے جو عاد پر بھیجی گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے وما[۱] کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم سو اون پر ایک ایسی
ہوا مسلط کی جس نی اون کی جماعت کو متفرق کر دیا جس طرح کہ ہوا ہے اون کے
اجتماع کا سبب ہوئی تھی یہ لوگ متفرق قبیلون کے ملے جلے تھے کئی جتھے
اور کئی رائین تھین پس مناسب ہوا کہ اون پر وہ ہوا بھیجے جو اون کی جماعت
کو متفرق کر ڈالے اللہ پاک نے اون کو اپنے غیظ و غضب مین خائب و خاسر
ہو کر پھیر دیا اون کو کوئی بھلائی نہ ملی نہ تو دنیا مین اون کو وہ ظفر و غنیمت حاصل
ہوئی جو اون کے جی مین تھی اور نہ آخرت مین بسبب اون گناہون کے جن کو
اونہون نے اپنے سر پر لادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھلم کھلا
عداوت کرنے مین اور اون کے قتل کے قصد مین اور اون کے لشکر کے استیصال
مین جو کوئی کسی شی کا قصد کرے اور اوس کے فعل مین اپنے قصد کو سچا کرے

[۱] اور اللہ ہم کو نہ عذاب کرتا اون کو جب تک تو تھا اون مین ۱۲

تو وہ حقیقت مین مثل فاعل اوس شی کے ہے قولہ تعالی وکفی اللہ المومنین القتال کے یہ معنی ہین کہ مومنین اون کے منازلہ ومبارزت کی طرف محتاج نہوے کہ گھوڑون پر سے اوتر کر میدان مین اون سے مقابلہ ومقاتلہ کرین یہانتک کہ اپنے بلاد سے اون کو نکالین بلکہ اللہ وحدہٗ نے کفایت فرمائی اور اپنے بندے کی مدد کی اور اپنے لشکر کو غالب کیا اور اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز جندہ وھزم الاحزاب وحدہ فلا شئ بعدہ اخرجاہ من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ صحیحین مین بحدیث اسمعیل بن ابی خالد عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احزاب پر دعا کی تو فرمایا اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اللھم اھزمھم وزلزلھم قولہ تعالی وکفی اللہ المومنین القتال مین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ درمیان مومنین وقریش کے لڑائی موقوف ہوئی اور اسی طرح بعد اس لڑائی کے واقع ہوا کہ مشرکون نی اون پر چڑہائی نہین کی بلکہ مسلمانون نے اون پر چڑہائی کی اون کے بلاد مین محمد بن اسحٰق نی کہا کہ جب خندق والے خندق سے چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوس حدیث مین جو ہم کو پونہچی ہے کہ ہرگز چڑہائی نہ کرین گے تم پر قریش بعد تمہارے اس سال کی ولیکن تم اون پر چڑہائی کروگے پہر بعد اس کے قریش نے چڑہائی نہین کی اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اون پر چڑہائی کرتے تھے بعد اس کے یہانتک کہ اللہ تعالے نے مکے کو آپ پر فتح کردیا یہ حدیث جو محمد بن اسحق نے ذکر کی ہے حدیث صحیح ہے جس طرح کہ امام احمد نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احزاب کے دن فرمایا الآن نغزوھم ولا یغزوننا وھکذا رواہ البخاری فی صحیحہ من

حدیث الثوری واسرائیل عن ابی اسحٰق بہٖ قولہ تعالٰی
وکان اللہ قویًّا عزیزًا کا یہ مطلب ہے کہ ہے اللہ زور آور زبردست کہ
اوس نے اپنے حول وقوت سے اون کو خائب وخاسر پھیر دیا کہ وہ نہ پہنچے
کسی خیر کو اور اللہ نے اسلام کو اور اہل اسلام کو غالب کیا اور اپنے وعدے کو سچ
فرمایا اور اپنے رسول و بندے کی مدد کی فلہ الحمد والمنۃ اوّل گذر چکا ہے کہ جب
احزاب کے لشکر آئے اور مدینے پر نازل ہوئے تو بنی قریظہ نے جو عہد
درمیان اون کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اوسکو توڑ ڈالا
اور یہ عہد شکنی حُیَی بن اخطب نضری لعنۃ اللہ کی سفارت سے ہوئی بنی قریظہ کے
قلعے کے اندر گیا اور اون کے سردار کعب بن اسد کو سمجھاتا بجھاتا رہا یہاں تک
کہ اوس نے عہد توڑ ڈالا حیی نے جو گفتگو کعب سی کی اوس مین یہ کہا خرابی ہو
تیری مین تو تیرے پاس زمانے کی عزت لے آیا ہون قریش کو لایا اور اوس کے
احابیش کو اور غطفان کو اور اوس کے اتباع کو اور وہ یہان پڑے رہین گے
یہان تک کہ استیصال کر دین محمد کا اور اون کے اصحاب کا اسپر کعب نے اوس
سے کہا بلکہ واللہ تو تو میرے پاس زمانے کی ذلت لے آیا ای حُیَی تیری خرابی
ہو تو بڑی شک منحوس ہے یعنی منحوس و نامبارک فدعنا منک یعنی تو ہم کو اپنی باتون سے
چھوڑ دے فلم ینزل یقتل فی الذروۃ والغارب حتی اجابہ یعنی پھر
حیی کعب کو اپنے مکر و فریب کے دام مین پھانستا رہا یہان تک کہ اوس نے اوس کا
کہا مان لیا اور حُیَی نے کعب کے واسطے یہ شرط کی کہ اگر فوجین چلی گئین اور اونکا
کام سے کچھ نہوا تو وہ داخل ہوگا ہمراہ اون کے گڑھے مین پھر وہ اون کا پیرو
ہوگا یعنی جو اون کا حال سو اوس کا حال پھر جب قریظہ نے عہد توڑ دیا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ کو یہ بات بری لگی اور آپ پر اور
مسلمانون پر نہایت شاق گذری پھر جب اللہ پاک نے آپ کی تائید و مدد
فرمائی اور دشمنون کو خوار و ذلیل کیا اور اون کو اخسر صفقہ لیکر خائب وخاسر پھیر دیا

لہ شاید یہ کسی تیسرے مقام کو بیان کرنے کا ارادہ تھا جو اس کو بیان نہ کر سکے اور اعلیٰ مراد حاصل نہ کر سکے جو شخص محنت سے کسی کام کو کرنا اور اسکو بنانا چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ دیکھ پھر اپنی اور اسکی غرض کو سمجھ کر اپنی اور اسکی پیشہ کو مٹا کر اوسی مانوس بنائی اور اسکی نکیل پکڑ کر پھر اوسی طرح ہوگی جب کوئی شخص کسی کو طاقت و زور کر کے اوسکی رائے سے پھیر کر اور اپنا مطیع و منقاد بنا کر اور اپنا ہم رائے کر لے تو اوس وقت اسکو بولا کرتے ہین ۱۲ منہ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤید و منصور ہو کر مدینے کی طرف لوٹے اور
لوگون نے ہتیار رکھدیے پھر اس اثنا مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اوس مرابطت کی مشقت سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین غسل فرما رہے
تھے کہ اوس وقت حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے واسطے ظاہر ہوے
استبرق کا عمامہ سر پر لپیٹے اوس کا پلو مونہہ پر ڈالے ہوے ایک خچر پر سوار جس پر
دیباج کا قطیفہ پس کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہتیار رکھدیے آپ نے فرمایا
ہان، کہا لیکن فرشتون نی تو ابھی اپنے ہتیار نہین رکھے ہین اور اس آن مین
میرا لوٹنا ہے طلب قوم سے پھر کہا کہ اللہ تبارک و تعالی تم کو امر کرتا ہے کہ تم
اوٹھو طرف بنی قریظہ کے اور ایک روایت مین یہ ہے فقال له على يراك
من يقاتل اوضعتم السلاح قال نعم قال لكنا لم نضع اسلحتنا
بعد تم چلو طرف ان لوگون کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہان
کہا کہ بنی قریظہ پس بی شک اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین اون پر زلزلہ
کرون پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسی دم روانہ ہوے اور لوگون کو
بنی قریظہ کی طرف چلنے کا امر فرمایا اور وہ تھے کئی میل پر مدینے سے اور یہ
بعد نماز ظہر کے ہوا اور آپ نے فرمایا ہرگز نماز نہ پڑھے کوئی تم مین سے عصر کی
نماز مگر بنی قریظہ مین پھر لوگ چلے تو نماز نے راہ مین اون کو پالیا سو بعض نے تو
راہ مین نماز پڑھ لی اور کہا کہ نہین ارادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی
ہم سے مگر جلدی چلنے کا اور دوسرے لوگ بولے کہ ہم تو اوس کو نہ پڑھین گے
مگر بنی قریظہ مین پھر آپ نے دونون فریق مین سے کسی پر ملامت نہین فرمائی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کے پیچھے چلے اور ابن ام مکتوم کو مدینے
پر خلیفہ بنایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نشان عطا فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اون سے منازلہ کیا یعنی لڑائی کے واسطے گڑھے سے اوترو
اور پچیس رات اون کا محاصرہ کیا پھر جب جلال اون پر دراز ہوا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

استبرق قطیفہ دیباج

سردار اوس کے حکم پر اوترے اس لیے کہ جاہلیت مین وہ اوس کے حلیف
تھے اور اس بات کا اعتقاد کیا کہ سعد اس باب مین اون پر احسان کرین گے
جیسا کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے اپنے موالی بنی قینقاع کے حق مین کیا
جبکہ اون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھڑایا سو ان لوگون نے یہ
خیال کیا کہ سعد اون کے حق مین ضرور ویسا کرین گے جیسا کہ ابن ابی نے
اون کے بارے مین کیا اور یہ نہ جانا کہ سعد کے ہفت اندام رگ مین برمانۂ
خندق ایک تیر لگا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کے ہفت اندام
مین داغ دیا تھا اور مسجد کے اندر ایک قبے مین اون کو اوتارا تھا تاکہ قریب سے
اون کی عیادت کرین اور سعد رضی اللہ عنہ نے جو دعا کی تھی اوس مین یون
کہا تھا اللھم ان کنت ابقیت من حرب قریش شیئا فابقنی لھا وان
کنت وضعت الحرب بیننا وبینھم فافجرھا ولا تمتنی حتی
تقر عینی من بنی قریظۃ یعنی الٰہی اگر قریش کی لڑائی سے تو نے کچھ باقی
رکھا ہے تو تو اوس کے واسطے مجھے باقی رکھنا اور اگر تو نے ہمارے اور
اون کے درمیان مین لڑائی موقوف کر دی ہے تو اوس رگ کو جاری کر دینا
اور تو مجھی موت مت دے یہان تک کہ میری آنکھون کو بنی قریظہ سے ٹھنڈا کر دی
پس اللہ نے اون کی دعا قبول کر لی تھی اور بنی قریظہ پر یہ بات مقدر کی تھی کہ
باختیار خود اپنی طرف سے جا کر سعد کے حکم پر اوترین سو اس وقت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کو مدینے سے بلایا تاکہ اون مین حکم کرین پھر جب
وہ آئے اور گدھے کے اوپر سوار تھے اوسپر نرم بچھونا اون کے واسطے بچھا دیا
تھا تو اوس اون کی پناہ لینی لگے اور کہنے لگے ای سعد یہ تو تیرے موالی ہین تو
ان مین احسان کر اور سعد کو اون پر نرم دل اور مہربان کرنے لگے اور سعد چپ
تھے اون کو کچھ جواب نہین دیتے تھے پھر جب سعد کے سامنے بہت کچھ باتین بنا مین
تو سعد رضی اللہ عنہ بولے کہ اب سعد کو اس بات کا وقت آگیا ہے کہ اللہ کے حق مین

کسی ملامت گر کی ملامت اوس کو نہ پکڑے اب اوس پہچان گئی کہ سعد بنی قریظہ کو
باقی چھوڑنے والا نہین ہے پھر جب سعد قریب ہوے اوس خیمے سے جس مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ طرف
اپنے سردار کے پس مسلمان اون کی طرف کھڑے ہو گئے تو اون کو اوتارا جو
آپ نے کھڑے ہونے کا فرمایا سو واسطے اعظام واکرام واحترام سعد کے تھا
اون کے محل ولایت مین تاکہ یہ اکرام واحترام سعد کے حکم کا زیادہ تر اون مین
نافذ ہونے والا ہو پھر جب سعد بیٹھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اون سی فرمایا کہ یہ لوگ اور اشارہ فرمایا طرف بنی قریظہ کے مقرر نازل ہوئے ہین
تیرے حکم پر پس تو ان مین حکم کر جو چاہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اور میرا حکم
ان پر نافذ ہے آپ نے فرمایا ہان سعد نے کہا اور اون پر جو اس خیمے مین ہین
آپ نے فرمایا ہان سعد نے کہا اور اون پر جو اس جگہہ ہین اور اشارہ کیا طرف
اوس جانب کے جس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور سعد واسطے
اجلال واکرام واعظام کے اپنا مونہہ پھیرنے والے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان پس سعد رضی اللہ عنہ
بولی مین تو یہ حکم کرتا ہون کہ ان کے لڑنے والے لوگ تو مارے جائین اور ان کی
ذریت یعنی عورتین بچے اور مال بندے بنائے جائین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے سعد سے فرمایا البتہ مقرر تو نے حکم کیا ساتھہ حکم اللہ تعالی کے سات
آسمانون کے اوپر سے ایک روایت مین یون ہے لقد حکمت بحکم الملک یعنی تو نے
بادشاہ کا حکم کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گڑھون کا حکم دیا تو وہ
زمین مین کھودے گئے اور اون کو مشکین بندھی ہوئی لائے پھر اونکی گردنین
مار دی گئین یہ لوگ درمیان سات سو کے آٹھہ سو تک تھے اور اونمین سے
جن کے موی زہار نہین اُگے تھے اون کو عورتون اور مالون کے ساتھہ بندی
بنا لیا یہ سارا قصہ مع ادلہ واحادیث وبسط کے کتاب السیرۃ[1] مین مقرر ومفصل ہے

[1] حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالی کی کتاب سیرۃ النبی مستقل ہی ۱۲ منہ

یہ کتاب ہم نی موجز و بسیط مستقل لکھی ہے و للہ الحمد والمنۃ اور اسی لیے اللہ پاک
نے یون فرمایا ہے وانزل الذین ظاھروھم یعنی اوتارا اون لوگون کو
گڑہے سے جنہون نی معاونت و مساعدت کی احزاب کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی لڑائی پر اہل کتاب مین سے یعنی بنی قریظہ یہودیون کی یہ لوگ
بعض اسباط بنی اسرائیل مین سے تہے ان کے باپ دادے بزمانۂ قدیم
حجاز مین اوترے تہے واسطی طمع کے نبی امی کے اتباع مین جس کو وہ لکھا ہوا
پاتے ہین اپنے نزدیک توریت و انجیل مین پہر جب آئی اون کے پاس وہ
شے جس کو پہچان لیا تو اوس کے منکر ہو گئے سو اونپر لعنت ہے اللہ کے
صیاصی سے مراد اون کے قلعے اور گڑہیان ہین یہ قول مجاہد و عکرمہ و عطاء
و قتادہ و سدی وغیرہم کا ہے اسی معنی سے بلون کے سینگون کا نام صیاصی
رکہا گیا ہے کیونکہ سینگ اون مین سب سے بڑی اونچی شی ہے **رعب**
سے مراد خوف ہے یعنی اللہ پاک نی بنی قریظہ کے دلون مین خوف ڈالدیا کیونکہ
انہین لوگون نے مشرکون کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑائی پر چہکایا تہا
اور جو شخص جانتا ہے وہ اوس کی برابر نہین ہے جو جانتا نہین ہے اور مسلمانونکو
ڈرایا اور اون کے قتل کا قصد کیا تاکہ احزاب کو دنیا مین عزت دین سو حال
اونہین برعکس ہوا اور لڑائی اونہین پر لوٹ پڑی مشرک لوگ کہنچے منقبض ہو گئی
تو اون کے ہاتہہ صفقۂ مغبون لگا ٹوٹے مین رہے کچہہ نفع نہوا پس جس طرح
انہون نے عزت کا قصد کیا تہا ذلیل ہوئے اور مسلمانون کا جڑ سے اوکہاڑنا
چاہا تہا سو خود ہی جڑ سے اوکہاڑ دیے گئے اور شقاوت آخرت کا اوس پر
اضافہ کیا گیا پس حاصل کلام یہ ہوا کہ صفقۂ خاسرہ یہی ہے اور اسی لیے اللہ پاک
نے یہ ارشاد فرمایا ہے فریقا تقتلون و تاسرون فریقا یعنی اس سی بڑہکر
اور کیا ٹوٹے کا معاملہ اون کے حق مین ہوگا کہ ایک فرقے کو تو جان سی مار رہے ہو
اور ایک فرقے کو بندی بنا رہے ہو سو جن کو قتل کیا وہ جوان لوگ لڑنے بہڑنیوالی

ہین اور اسیر چھوٹے بچے اور عورتین ہین امام احمد نی عطیۂ قرظی سے روایت
کیا ہے کہا مین قریظہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیا گیا تو لوگون
نے مجھہ مین شک کیا یعنی بالغ ہے یا نابالغ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے
بارے مین حکم دیا کہ نظر کرین آیا اوس کے اب تک موی زہار آگے ہین سو اونہون
نے مجھے دیکھا تو میرے سوے زہار آگے نہ پائے پس مجھی چھوڑ دیا اور بندیون
مین ملا دیا وکذا رواہ اھل السنن کلھم من طرق عن عبد الملک
بن عمیر بہ وقال الترمذی حسن صحیح ورواہ النسائی ایضا من
حدیث ابن جریج عن ابن ابی نجیح عن مجاھد عن عطیۃ بنحوہ
قولہ تعالی واورثکم ارضھم الآیۃ کے یہ معنی ہین کہ تم نے جو اون کو قتل
کیا اس سبب سے اون کی زمین اور گھر اور مال تمہارے کر دیے وارضا لم تطؤھا
سے مراد کسی نے کہا کہ خیبر ہے کسی نے کہا مکہ اس کو امام مالک نے زید بن اسلم
سے روایت کیا ہے کسی نے کہا کہ فارس و روم ابن جریر نی کہا جائز
ہے کہ یہ سب مراد ہون امام احمد نی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی روایت
کیا ہے کہا مین نکلی خندق کے دن لوگون کے پیچھے جاتی تھی پس مین نی اپنے
پیچھے وئیدا رض سنی یعنی سخت آواز زمین پر چلنے کی فاذا انا لسعد بن معاذ رضی اللہ
عنہ یعنی پس ناگاہ سعد بن معاذ آرہے ہین اور اون کے ہمراہ اون کے بھائی
حارث بن اوس کا فرزند ایک ڈہال اوٹھائے ہوے ہے فرمایا پھر مین زمین
کی طرف بیٹھہ گئی یعنی شرم کے مارے بچ گئی پھر سعد رضی اللہ عنہ گذرے اور اونپر
لوہے کی زرہ تھی اوس سے اون کی انگلیان نکلی ہوئی تھین تو مین سعد کی
انگلیون پر ڈرتی تھی فرمایا اور سعد رضی اللہ عنہ بزرگتر و درازتر آدمیون مین سے
تھے پھر وہ گذرے اور رجز پڑہتے اور یہ کہتے تھے ؎

لبث قلیلا یشھد الھیجا جمل		ما احسن الموت اذا حان الاجل	

یعنی کاش ذرا دیر حاضر ہو لڑائی مین سردار کیا خوب ہے موت جبکہ وقت

آپونچھا جل کا فرمایا پھر مین کھڑی ہوئی تو بے دھڑک ایک باغچہ مین گھس گئی تو ناگاہ
اوس مین ایک گروہ مسلمانون کا تھا اور ناگاہ اوس مین حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ تھے اور اون مین ایک شخص تھا اوسپر خود تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے فرمایا ما جاء بك لعمری و الله انك لجریئة و ما یؤمنك ان
یکون بلاء ان یکون تجئ[۱] ز یعنی تجھی کون چیز یہان لائی مجھے قسم ہے اپنے
خالق عمر کی قسم ہے اللہ کی تو تو بڑی دلیر ہے اور تجھے کون سی بے خوف کرتی ہے
اس سی کہ کوئی بلاء ہو کوئی تحوز ہو غرض یہ ہے کہ اون کو ایسے ہنگامے مین تنہا
دیکھکر خفا ہوئی کہ تیرا یہان آنے کا کیا کام تھا یہ لڑائی کا ہنگامہ ہے کوئی بلا پیش
ہو تو بھاگنا پڑے یا لڑائی کی مصلحت کے واسطے بظاہر بھاگ کر اپنی جماعت مین
آملیں ایسے بکھیڑے مین عورتون کا کیا کام ہے حضرت عائشہ فرماتی ہین پھر وہ
مجھے ملامت کرتے رہے یہان تک کہ مین نے یہ تمنا کی کہ اوس گھڑی زمین میرے
لیے پھٹ جائے تو اوس مین گھس جاؤن پھر اوس شخص نے اپنے موہنہ پر سے
خود اوٹھایا تو ناگاہ وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے سو وہ بولے ویحك[۲]
یا عمی انك قد اكثرت منذ الیوم واین الفحوز او الفرار الا الی الله
تعالی یعنی رحم ہو تجھپر ای عمر تو نے تو ابتدای دن سے بہت سی باتین کین اور
کہان ہے تحوز یا فرار یعنی نہین ہے مگر طرف اللہ تعالے کے فرمایا اور قریش مین
کا ایک شخص تھا اوس کو ابن العرقہ[۳] کہتے تھے وہ سعد رضی اللہ عنہ کو تیر مارنے لگا
اور اون سے کہا خذ ہا و انا ابن العرقة یعنی لی تو اوس کو اور مین عرقہ کا بیٹا ہون
سو وہ تیر اون کے ہفت اندام مین لگا تو اوس کو کاٹ ڈالا پھر سعد رضی اللہ عنہ
نے دعا کی تو یون کہا کہ الٰہی تو مجھے نہ مار یو یہان تک کہ ٹھنڈا کرے تو میرے
آنکھون کو بنی قریظہ سے فرمایا اور بنی قریظہ جاہلیت مین سعد کے حلفاء و موالی
تھے فرمایا پھر سعد کا زخم بہنے سے تھم گیا اور اللہ تعالے نے مشرکون پر ہوا بھیجی
اور کفایت کی اللہ نے مومنون سے لڑائی اور ہے اللہ زور آور زبردست

---

[۱] ای طرح یہان بھی ز ہے
[۲] ویحك علامہ کا فرمانا کہ یہ کلمہ ترحم کے واسطے
[۳] ابن العرقہ ابن کثیر مین ای طرح ہی اور نسخہ مین ابن العرقہ

پھر ابو سفیان اور وہ جو اوس کے ہمراہ تھے تہامہ مین حاملی اور عیینہ بن بدر اور
اوس کے ہمراہی نجد مین جا ملے اور بنی قریظہ لوٹے تو اپنی گڑہیون مین پناہ لی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے کی طرف لوٹ آئی اور ایک چمڑے کے
قبے کا حکم دیا تو وہ مسجد مین سعد رضی اللہ عنہ پر نصب کیا گیا فرمایا پھر جبریل علیہ السلام
آپ کے پاس آئے اس حال مین کہ اون[1] کے اگلے دانتون پر غبار کی گرد تھی تو
کہا کیا تم ہتھیار رکھ چکے قسم ہے اللہ کی فرشتون نے تو اب تک ہتھیار اوتارے
نہین ہین بنی قریظہ کی طرف نکلو سو اون سے لڑو فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے اپنے ہتھیار پہنے اور لوگون مین کوچ کا اذن دیا کہ نکلین پھر آپ نے
بنی تمیم پر گذر کیا یہ لوگ مسجد کے پڑوسی اوس کے آس پاس رہتے تھے تو فرمایا
تم پر سے کسی شخص نے گذر کیا وہ بولے ہم پر سے دحیۂ کلبی نے گذر کیا ہے
دحیۂ کلبی کی داڑہی اور دانت اور چہرہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ ہوتا
تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی قریظہ کے پاس آئے تو پچیس رات
اون کا محاصرہ فرمایا پھر جب اون کا حصار سخت ہوا اور بلا شدید ہوئی تو اون سے
کہا گیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر اترو تو اونہون نے ابو لبابہ
بن عبد المنذر سے مشورہ لیا تو اوس نی اون کو یہ مشورہ دیا کہ وہ حکم تو ذبح کا ہی
بنی قریظہ بولے کہ ہم تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اوترین گے پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم سعد بن معاذ کے حکم پر اترو تو وہ
اوترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے
طرف آدمی بہیجا تو اون کو گدہے پر سوار کر کے لائے جب پاس آگئے تہا لیف کا یعنی
درخت خرما کے پوست کا پالان تہا سعد کو اوسپر لادا تہا اور اون کی قوم اون کو
گہیرے ہوئے تہی پس بنی قریظہ بولے ای ابو عمرو تیرے حلیف ہین اور تیرے
موالی ہین اور اہل کتاب ہین اور وہ لوگ ہین جن کو تو جان چکا ہے فرمایا پس
سعد اون کو کچہ جواب نہین دیتے تہے نہ اون کی طرف التفات کرتے تہے

[1] ابن کثیر نے اس طرح ہی روایت کی ہے اور علی شاہ نفع الغبار اور فیض مین نقع الغبار ہی لکھا معلوم ہوتا ہے کہ نقع کے معنی خود غبار کے ہین پھر اضافت کیسی ہان اگر اضافت بیانی ہو تو غبار ہی کو نقع کہتے ہین واللہ اعلم ۱۲ منہ

یہان تک کہ جس وقت اون کی گہرون سے قریب ہوے تو اپنی قوم کی طرف
التفات کیا پھر کہا مقرر میرے واسطے اس بات کا وقت آگیا ہے کہ مین پر وا نکرون
اللہ کے حق مین کسی ملامت گر کی ملامت کی فرمایا ابو سعید نے کہا فلما طلع یعنی پھر
جب سعد سامنے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سے
ہو جاؤ طرف اپنے سردار کے پھر اون کو اوتارا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ سید[۵۱] ہمارا اللہ ہے فرمایا اوتارو اوس کو پھر اون کو اوتارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا تو انمین حکم کر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا پس مین تو انمین یہہ حکم
کرتا ہون کہ ان کے لڑنے والے تو قتل کیے جائین اور ان کے بی بی بچے
بندے بنائے جاوین اور ان کے مال بانٹے جائین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا البتہ مقرر حکم کیا تو نے اون مین ساتھہ حکم اللہ تعالی کے اور
ساتھہ حکم اوس کے رسول کے پھر سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی تو یون کہا الٰہی اگر
تو نے باقی رکھی ہے اپنی نبی پر قریش کی لڑائی سے کوئی شی تو تو اوس کے
واسطے مجھے باقی رکھہ اور اگر تو نے اون کے اور اون کے درمیان مین لڑائی
قطع کر دی ہے تو تو مجھے اپنی طرف قبض کر لے پھر اون کا زخم بہہ نکلا اور اوس سے
اچھا ہو چکا تھا مگر مثل خرص[۵۲] کے اور لوٹ آئے طرف اپنے قبے کے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون پر نصب کر دیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے سعد کے پاس اور حضرت
ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے حضرت عائشہ نے فرمایا پس قسم ہے
اوس کی جس کے ہاتھہ مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے بیشک مین پہچانتی
تھی رونا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا عمر رضی اللہ عنہ کے رونے سے اور مین اپنے
حجرے مین تھی اور یہ لوگ ایسے تھے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے رحماء بینہم
یعنی صحابہ ایک دوسرے پر آپس مین بڑے مہربان تھے علقمہ کہتے ہین پھر
مین نے کہا ای آمان پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکر کرتے تھے تو فرمایا

کہ آپ کی آنکھہ کسی پر نہین بہتی تہی ولیکن جس وقت آپ رنج فرماتے تو یہی کہ اپنی
ریش مبارک کو پکڑ لیتے تہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد اخرج البخاری ومسلم
من حدیث عبد اللہ بن نمیر عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ
رضی اللہ عنہا نحوا من ہذا ولکن اخصر منہ وفیہ دعا سعد
رضی اللہ عنہ ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ جملۂ ورد اللہ الآیہ
معطوف ہے فارسلنا علیہم ریحا پر یا معطوف ہے محذوف پر جو کہ لیجزی مین عامل
ہے گویا یون کہا گیا وقع ما وقع من الحوادث ورد الذین کفروا موصول سے مراد
احزاب ہین اور بغیظہم محل نصب مین ہے بنا بر حال اور حرف با واسطی مصاحبت
کے ہے ای حال کونہم متلبسین بغیظہم ومصاحبین لہ یہی جائز ہے کہ باسببیت
کا ہو جملۂ لم ینالوا خیرا بھی محل نصب مین ہے بنا بر حال موصول سی یا حال اول سی
بنا بر تعاقب یا تداخل معنی یہ ہین کہ واقع ہوئے جو حوادث کہ واقع ہوئے اور پھیر دیا
اللہ نے فوجون کو اس حال مین کہ وہ اپنے غیظ وغضب کو ساتھہ لیے ہوئے تہے
اون کے سینے صاف نہوئے اونہون نے شفا نہ پائی جیسے غصہ بھرے آئے
تہے ویسے ہی گئے درانحال کہ نہ پائی اونہون نے کوئی بھلائی جو اون کی اعتقاد
مین تہی یعنی مسلمانون پر فتحیاب ہونا یا اور کسی قسم کی خیر وخوبی بلکہ خائب وخاسر
ہوتے ہوے لوٹ گئے کوئی نفع نہ پایا مگر مشقت سفر کی اور چٹی خرچ کی اس کے
سوا اور حاصل نہوا مفت مین جاڑون مین اور لڑائی کے سامان وخوراک کا خسارا
سر پڑا جیسا کیا تہا ویسا پایا یا بھلا کیا سر پھرا تہا جو خدا سے اور اوس کے رسول سے
لڑنے کو آئے کوئی احمق سے احمق بھی ایسا کرتا ہے کہ اپنے خالق ورازق مالک
وپروردگار سے اور اوس کے بھیجے ہوئے سے لڑنے کا ارادہ کرے اور جو کوئے
کرتا ہے تو اوس کی یہی گت ہوتی ہے جو ان کی ہوئی قولہ تعالی وکفی اللہ
المومنین القتال کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک نے ہوا کو اور فرشتون کے
لشکرون کو بھیجکر مسلمانون سے لڑائی کی کفایت کردی اون کو لڑنا بھڑنا کچھہ نہ پڑا

ہوائی اور فرشتون نی خیمون کی طنابین کاٹ کر آگ بجھا کر دیگچیان اوندہی کر کے گھوڑون کو آپس مین لڑوا کر دلون مین رعب وخوف ڈالکر بھگا دیا وکان اللہ قویا عزیزا اور ہے اللہ بڑی قوت والا ہر اوس شی پر جس کا وہ ارادہ کرتا ہے وہ تو جس وقت کسی شے سے کہتا ہے ہو جا تو وہ اوسی دم بے درنگ ہو جاتی ہے قاہر وغالب ہے اوس کی خلق مین سی کوئی بھی اوسپر غلبہ نہین کر سکتا ہی اور نہ اوس کے سلطان وجبروت مین کوئی معارض اوس کا معارضہ کر سکتا ہے **مظاہرت** کی معنی ہین معاضدت ومعاونت یعنی باہم ایک دوسری کی مدد کرنا **صیاصی** سی مراد قلعی ہین جمع ہے صیصہ کی ہر شے جس کے ساتھہ تحصن و تحفظ کیا جائے وہ صیصہ ہے اسی معنی سی صیصۃ الدیک ہے یعنی مرغ کا خار جو اوس کے پانون مین ہوتا ہے اور صیاصی بقر وظباء یعنی بیلون اور ہرنون کے سینگون کو بھی صیاصی بولتے ہین اس لیی کہ وہ اون سے اپنی روک کرتے ہین اور جولاہے کا کانٹا جس سی وہ تانی بانے کو برابر کرتا ہے اوس کو بھی صیصہ کہتے ہین دُرَید بن صِمّہ نے خوب کہا ہے ؎

فجئت الیہ والرماح تنوشہ	کوقع الصیاصي فی النسیج الممدّد

یعنی پھر مین اوس کے پاس آیا اس حال مین کہ نیزے اوس کو پکڑ رہے تھی لگ رہی تھے لے رہے تھے نوچ کھسوٹ رہے تھے جس طرح کہ جولاہے کے کانٹے تنے ہوے بننے کے کپڑے مین واقع ہوتے ہین اور صیاصی بمعنی حصون اس شعر مین واقع ہے ؎

فاصبحت الثبران صرعی واصبحت	نساء تمیم یبتدرن الصیاصیا

یعنی پس صبح کی بیلون نے اس حال مین کہ پچھڑے پڑے ہوئے تھے اور صبح کی تمیم کی عورتون نے اس حال مین کہ جھپٹ کر بھاگی جاتی تھین طرف قلعون کے غرضکہ صیص کے مادے مین حفظ ومنع کے معنی ہین **رُعب** کے معنی ہین خوف شدید یعنی اون کے دلون مین سخت ڈر ڈالدیا یہان تک کہ اونہون نے اپنی

جانون کو واسطی قتل کے اور اپنی اولاد اور عورتون کو واسطی قیدی بنانے کے
سپرد کردیا اور یہ معنی ہین اس آیت کے فریقا تقتلون وتاسرون فریقا
جمہور نے دونون فعلون کو بتای فوقیہ پڑہا ہے بنابر خطاب ابن ذکوان نے
ایک روایت مین ہر دو فعل کو بیای تحتیہ اور یمانی نے اول کو بفوقیہ اور ثانی کو بتحتیہ
اور ابوحیوہ نے تاسرون بضم سین فراء نے سین کا کسرہ وضمہ نقل کیا ہے پس یہ
دونون دو لغت ہین فریق اول سی مراد مرد ہین اور فریق ثانی سے عورتین اور
بچے یہ جملہ مبین ومقرر ہے واسطی رعب ڈالنے کے اون کے دلون مین اول
مین تو مفعول کو مقدم کیا اور ثانی مین موخر اس کی یہ وجہ ہے کہ مرد چونکہ صاحب
شوکت ہین اور جو امر اون پر وارد ہوا وہ اشد الامرین ہی یعنی قتل اس لیے
اون کی تقدیم ذکر کے ساتھہ اہتمام کرنا مقام سے زیادہ تر مناسب ہی **مقتولین**
واسورین کے عدد مین اختلاف ہے سو کسی نے تو کہا کہ مقتول چھہ سو سے
سات سو تک تھے کسی نے کہا چھہ سو کسی نی کہا سات سو کسی نے کہا آٹھہ سو
کسی نی کہا نو سو اور اسو سات سو تھے کسی نے کہا سات سو پچاس کسی نے کہا نو سو
ارض سے مراد اون کی زمین اور کھجورون کے باغ ہین **دیار** سے مراد اون کے
گھر اور قلعے اور گڑہیان ہین **اموال** سی مراد زیور اور اثاث البیت گھر کا سامان وغیرہ
اور مواشی اور ہتیار اور روپیہ اشرفیان ونقود ومتعہ قولہ تعالی وارضا لم تطوعہا
جمہو نے ہمزہ مضمومہ پڑہا ہے پھر واو ساکن اور زید بن علی نی تطوہا بفتح طا وواو
ساکن جملہ لم تطوہا صفت ہے ارضا کی یعنی اور تم کو وارث کیا ایک ایسی زمین کا
جس کو تم نے ابھی تک واسطی قصد لڑائی کے نہین روندا ہے اس زمین کی تعیین مین
مفسرون کا اختلاف ہی پس یزید بن رومان وابن زید ومقاتل نے کہا کہ یہ زمین خیبر
ہے اوس وقت اونہون نی اوس کو پایا نہ تہا سو اللہ پاک نے اون سے اوس کا
وعدہ کیا سلیمان جمل نے کہا کہ خیبر بعد دو برس یا تین برس کے قریظہ سے لگی
اس واسطی کہ خیبر کا غزوہ ۷ ہجری محرم مین ہوا ہے خیبر ایک بڑا شہر ہے اوس مین

آٹھ قلعی ہین اور کھیت ہین اور بہت سے کھجور کے درخت درمیان اوس کے اور
مدینۂ منورہ کے چار منزل کی مسافت ہے انتہی پورا قصہ اس کا سیرت حلبی مین ہے
قتادہ نے کہا ہم یہ حدیث کیے جاتے تھے کہ وہ مکہ ہی حضرت حسن نی فرمایا کہ فارس
و روم ہے عکرمہ نے کہا وہ ہر زمین ہی جو روز قیامت تک مسلمانون پر مفتوح
ہوتی رہیگی رہی یہ بات کہ ماضی کا صیغہ جو فرمایا ہے سو یہ بوجہ اوس کے تحقق
وقوع کے ہے وکان اللہ علی کل شئ قدیرا یعنی اللہ پاک بڑی قدرت والا ہے
ہر خیر و شر و نعمت و نقمت پر جس کا اوس نی ارادہ فرمایا ہے اور پورا کرنے پر اوس شی
کے جس کا اوس نی وعدہ کیا ہے کہ مسلمانون کو فتح دیگا یا ایھا النبی قل
لازواجك ان كنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین
امتعكن واسرحكن سراحا جمیلا ۝ وان كنتن تردن اللہ ورسولہ
والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنت منكن اجرا عظیما ۝ یٰنساء
النبی من یات منكن بفاحشۃ مبینۃ یضٰعف لھا العذاب
ضعفین ؕ وكان ذلك علی اللہ یسیرا ۝ ومن یقنت منكن
للہ ورسولہ وتعمل صالحا نؤتھا اجرھا مرتین ۙ واعتدنا لھا
رزقا كریما ۝ اے نبی کہدی اپنی عورتون کو اگر ہو تم چاہتیان دنیا کا جینا اور
بہان کی رونق تو آؤ تو کچھ فائدہ دون تم کو اور رخصت کرون بھلی طرح سے رخصت
اور اگر ہو تم چاہتیان اللہ کو اور اوس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو اللہ نے رکھہ چھوڑا
ہے اون کو جو تم مین نیکی پر ہین نیگ بڑا اے نبی کی عورتو جو کوئی کرلاوے تم مین
کام بیحیائی کا صریح دونی ہو اوس کو مار دوہری اور ہے یہ اوپر اللہ کے آسان اور
جو کوئی تم مین اطاعت کرے اللہ کی اور اوس کے رسول کی اور کرے کام نیک
دین ہم اوس کو اوس کا نیگ دوبارا اور رکھی ہے ہم نے اوس کے واسطے روزی
عزت کی ف حضرت کے ازواج نی دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوئی چاہا کہ ہم بھی
آسودہ ہون بعضون نی بول چال کی حضرت نے قسم کہائی کہ ایک مہینے گھر مین نجائین

پھر مہینے کے بعد یہ آیت اوتری حضرتؐ گھر مین آئی اول حضرت عائشہؓ سے کہا اونہون
نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی پھر اسی طرح سب نی حضرتؐ کے یہان ہمیشہ
فقر و فاقہ تہا اپنی اختیار سے جو آتا تہا شتاب اوہٹا ڈالتے تہے پھر قرض لینا پڑتا یہ
جو فرمایا کہ جونیکی پرہین اون کو بڑا نیگ ہے حضرت کی ازواج سب نیک ہی ہین
الطیبات للطیبین مگر حق تعالی صاف خوشخبری کسی کو نہین دیتا تا نڈر رہو جاوی خاتمہ کا
ڈر لگا رہے **ف** یہ بڑی درجے کا لازم ہے نیکی کا ثواب دونا اور برائی کا عذاب
دونا پیغمبر کو بہی فرمایا ہے اذقناک ضعف الحیاۃ انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہین یہ ایک امر ہے طرف سی اللہ تبارک و تعالی کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو اس بات کا کہ اختیار دین اپنی بیبیون کو درمیان اس کے کہ اون سے
مفارقت کرین تو وہ چلی جائین طرف آپ کے غیر کے اون لوگون مین سے جن کے
پاس اون کو زندگی دنیا کی اور اوس کی رونق حاصل ہو اور درمیان اس کے کہ
جو تنگی حال آپ کے پاس ہی اوسپر صبر کرین اور اس مین اون کے واسطے اللہ کے
پاس ثواب جزیل ہو پس اونہون نی اللہ کو اور اوس کے رسول کو اور دار آخرت کو
اختیار کیا رضی اللہ عنہن و ارضاہن اسپر اللہ پاک نے بعد اس کے اون کے واسطے
دنیا کی خیر اور آخرت کی سعادت جمع فرمادی **بخاری** نی حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اون کے پاس آئے
جبکہ اللہ تعالی نے اون کو حکم دیا کہ اپنی بیبیون کو اختیار دیدین کہا پہر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجہہ سے ابتدا کی تو فرمایا مین تجہہ سے ایک امر ذکر کرنیوالا
ہون سو تجہپر کچہہ ضرر نہین ہے اس کا کہ تو جلدی نکرے یہان تک کہ اپنے مان
باپ سے مشورہ لیوے حالانکہ آپ یہ جان چکے تہے کہ وہ دونون آپ کے
فراق کا مجہے حکم نہ کرین گے کہا پہر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی یا
ایہا النبی قل لازواجك الی تمام الآیتین تو مین نی آپ سی عرض کیا کہ مین اس کی
کون سی بات مین اپنے مان باپ سے مشورہ لون مین تو چاہتی ہون اللہ کو اور

اوس کے رسول کو اور دار آخرت کو وکذا رواہ معلقا عن اللیث حدثنی یونس عن الزہری عن ابی سلمۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا فذکرہ وزاد قالت ثم فعل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل ما فعلت وقد حکی البخاری ان معمرا اضطرب فیہ فتارۃ رواہ عن الزہری عن ابی سلمۃ وتارۃ رواہ عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ۲ ابن جریر نے ابوسلمہ سی روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جبکہ خیار نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہہ سی فرمایا مین چاہتا ہون کہ تجہہ سے ایک امر کا ذکر کرون تو تو اوس مین اپنے حکم نکر سے یہان تک کہ اپنی مان باپ سی مشورہ لیوی حضرت عائشہ نے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہے قالت فردہ علیہا فقالت وما ہو یا رسول اللہ قالت فردہ علیہا فقالت وما ہو یا رسول اللہ قالت فقرأ صلی اللہ علیہ وسلم علیہا یا ایہا النبی الی آخر الآیۃ غرض یہ ہے کہ تین بار حضرت عائشہ نے اوس امر کا پوچہا تو دو بار مین نہ بتایا تیسری سوال مین آپ نے اون پر یہ آیت پڑہی فرماتے ہین پہر مین نے عرض کیا بلکہ ہم تو اختیار کرتے ہین اللہ کو اور اوس کے رسول کو اور دار آخرت کو فرمایا پس اس سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوئی ۳ دوسرا لفظ ابن جریر کا ابوسلمہ سے یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب آیت تخییر نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہہ سی ابتدا فرمائی پس فرمایا ای عائشہ مین تجہہ پر ایک امر پیش کرنے والا ہون سو تو اوس مین سبقت نکر سے یہان تک کہ پیش کری تو اوس کو اپنے باپ مان ابوبکر وام رومان پر رضی اللہ عنہما پہر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے یا ایہا النبی الآیہ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ مین تو چاہتی ہون اللہ کو اور اوس کے رسول کو اور دار آخرت کو اور مشورہ نہین کرتی ہون اس باب مین اپنے باپ مان ابوبکر وام رومان سی رضی اللہ عنہما اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے پہر

آپ نی استقرا کیا امہات مومنین کے حجرون کا یعنی ہر ایک بی بی کے حجرے مین آپ
تشریف فرما ہوے تو فرمایا کہ عائشہ نے ایسا ایسا کہا ہی تو وہ سب بیبیان بولین کہ ہم
بہی ویسا ہی کہتے ہین جیسا عائشہ نے کہا ہے رضی اللہ عنہن کلہن ورواہ ابن
ابی حاتم عن ابی سعید الا شج عن ابی اسامۃ عن محمد بن عمرو بہ
۴ ابن جریر نے عن عمرہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے قالت ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزل[1] الی نسائہ امرا ن یخیرھن
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجہپر داخل ہوے تو فرمایا مین ایک بہی تجہہ سے ایک
امر ذکر کرتا ہون سو تو جلدی نکری یہان تک کہ مشورہ لیوے اپنے باپ سے
پس مین نے عرض کیا وہ کیا ہے یارسول اللہ فرمایا مجہے یہ حکم ہوا ہے کہ مین تم کو
اختیار دیدون اور آیت تخییر آخر آیتین تک اون پر پڑہی کہا پس مین نی عرض
کیا وہ کیا شے ہے جو آپ فرماتے ہین کہ تو جلدی نکرے یہان تک کہ مشورہ لیوے
اپنی باپ سے کیونکہ مین تو اختیار کرتی ہون اللہ کو اور اوس کے رسول کو تو حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سی خوش ہوے اور آپ نے اپنی بیبیون پر پیش کیا پس
پے در پے اون سب نے یہی کیا پہر اللہ کو اور اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو اختیار کیا ۵ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سی
روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت تخییر نازل کی گئی
تو آپ نی اپنی بی بیون مین پہلے پہل مجہہ سی ابتدا کی سو فرمایا مین تجہہ سی ایک امر ذکر
کرنیوالا ہون تو تجہپر اس کا کچہہ ضرر نہین ہے کہ تو جلدی نکرے یہان تک کہ اپنے
مان باپ سے مشورہ لیوی کہا آپ اس بات کو جان چکی تہی کہ وہ نہین ہین کہ مجہے
آپ کے فراق کا امر کرین پہر آپ نے فرمایا کہ بی شک اللہ تبارک وتعالی نی فرمایا ہے
یاایہا النبی الآیتین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پہر مین نے عرض کیا کیا مین
اس بات مین اپنے مان باپ سی مشورہ لون کیونکہ مین تو چاہتی ہون اللہ کو اور اوسکی
رسول کو اور دار آخرت کو پہر آپ نے اپنی ساری بیبیون کو اختیار دیا تو اونہون نے

[1] یہان اصل مین بیاض ہے ۱۲

ویسا ہی کہا جیسا کہ حضرت عائشہ نے کہا تہا رضی اللہ عنہن واخرجہ البخاری
ومسلم جمیعا عن قتیبۃ عن اللیث عن الزہری عن عروۃ عن
عائشۃ رضی اللہ عنہا مثلہ ۶ امام احمد نی عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا تو ہم نے
آپ کو اختیار کیا پہر آپ نی اس کو ہم پر کچہہ شمار نہ فرمایا اخرجاہ من حدیث الاعمش
۷ امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اذن مانگتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اور لوگ آپ کے دروازے پر بیٹہے ہوے تہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جلوس فرماتے تہے تو اون کو اذن نہ ملا پہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اذن مانگا سو
اذن نہ ملا پہر دونون کو اذن ملا تو اندر گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوس فرماتہے
اور آپ کی بیبیان آپ کے گرد تہین اور آپ خاموش تہی پہر حضرت عمر نے کہا کہ میں
ضرور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرون شاید آپ ہنسین پہر حضرت عمر نے
بولے یا رسول اللہ اگر آپ دیکہین دختر زید زوجۂ عمر کو کہ اوس نے ابہی مجہہ سے نفقہ
کا سوال کیا تو میں نے اوس کی گردن کو مارا اسپر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہنس پڑے یہان تک کہ آپ کی کچلی کہل گئی اور فرمایا کہ یہ میرے گرد ہین مجہہ سے
نفقہ مانگ رہی ہین پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہڑے ہوے طرف حضرت
عائشہ کے تاکہ اون کو ماریں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہڑے ہوے طرف حضرت
حفصہ کے دونون کہنے لگے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگتی ہو اوس
شے کو جو اون کے پاس نہین ہے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون کو
منع فرمایا پس آپ کی بیبیان بولین قسم ہے اللہ کی ہم بعد اس مجلس کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ شی نہ مانگین گے جو آپ کے پاس نہین ہے کہا اور اللہ
عزوجل نے خیار نازل فرمایا تو آپ نی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابتدا کی پس
فرمایا میں تجہہ سے ایک ایسا امر ذکر کرتا ہون کہ محبوب نہین رکہتا ہون اس بات کو

کہ تو اوس مین جلدی کرے یہان تک کہ مشورہ لیوے اپنے مان باپ سے حضرت
عائشہ نے عرض کیا وہ کیا ہے کہا پھر آپ نے اون پر یہ آیت پڑہی یا ایہا النبی
الآیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولین کیا مین آپ کے باب مین اپنے مان باپ
سے مشورہ لون بلکہ مین تو اختیار کرتی ہون اللہ تعالی کو اور اوس کے رسول
کو اور مین آپ سے یہ سوال کرتی ہون کہ جو بات مین نے اختیار کی ہے آپ
اپنی بیبیون مین سے کسی بی بی سے اس کا ذکر نہ فرمائین اسپر آپ نے فرمایا کہ
بی شک اللہ تعالی نے مجہی سختی و درشتی کرنے والا نہین بہیجا ہے ولیکن اوس نے
تو مجہکو تعلیم کرنے والا آسان کرنے والا بہیجا ہے اونمین سے کوئی بی بی مجہہ سے
نہین پوچہیگی اوس بات کا جو تو نے اختیار کی ہی مگر مین اوس کو خبر دیدونگا انتہی
باخراجہ مسلم دون البخاری فرواہ ھو والنسائی من حدیث
ذکر بابن اسحق المکی بہ ۸ عبد اللہ بن امام احمد نے عن عثمان بن علی بن
الحسین عن ابیہ عن علی رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اپنی بیبیون کو اختیار دیا تہا دنیا و آخرت کا اور طلاق کا اون کو اختیار
نہین دیا تہا یہ حدیث منقطع ہے حضرت حسن و قتادہ وغیرہما سے بہی مثل اس کے
مروی ہے اور یہ خلاف ہے اوس بات کے جو آیت سے ظاہر ہے کیونکہ فرمایا اون
ہے فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا یعنی مین تم کو تمہاری حقوق دیدون اور
تمہاری سراح کا اطلاق کردون علماء کا اس مین اختلاف ہے کہ اگر آپ اون کو
طلاق دیدیتے تو کسی اور کا اون سے نکاح کرنا جائز ہوتا یا نہین سو اس مین دو
قول ہین اصح قول یہ ہے کہ ہان جائز ہوتا اگر طلاق واقع ہوتی تاکہ سراح سے
جو مقصود ہے وہ حاصل ہوجاوے واللہ اعلم عکرمہ نے کہا کہ اوس وقت آپ کے
تحت مین نو بیبیان تہین پانچ تو قریش کی حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت ام حبیبہ
حضرت سودہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہن اور آپ کے تحت مین یہ تہین حضرت
صفیہ بنت حیی نضریہ حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ حضرت زینب بنت جحش اسدیہ

حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہن وارضاہن اجمعین پھر اللہ
پاک وعظ ونصیحت فرماتا ہے آپ کی بیبیون کو جنہون نے اختیار کیا اللہ کو اور
اوس کے رسول کو اور دار آخرت کو اور جن کا امر زیر نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم قرار پذیر ہوا کہ اون کو اون کے حکم وتخصیص کی خبر دیجای سو اباقی عورتون کے
مابین طور کہ جو کوئی بی بی اونمین سے لائیگی فاحشۂ بینہ کو تو اوسی دوگنا عذاب ہوگا
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مراد نشوز[۱] وسوء خلق ہے اور ہر تقدیر
پر یہ ایک شرط ہے اور شرط مقتضے وقوع کی نہین ہوتی ہے جس طرح کہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے ولقد[۲] اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن
عملک اور فرمایا ہی ولو[۳] اشرکوا لحبط عنہم ما کانوا یعملون قل[۴] ان کان
للرحمن ولد فانا اول العابدین لو[۵] اراد اللہ ان یتخذ ولدا لاصطفی مما
یخلق ما یشاء سبحانہ ہو اللہ الواحد القہار پھر جب اون کا رتبہ عالی ورفیع
ہیر اتو مناسب ہوا کہ اون کا گناہ بہی بالفرض اگر اون سے واقع ہو تو مغلظ ہیرایا جائے
واسطی محفوظ رکھنے اون کے جناب[۶] علی وحجاب رفیع کے اور اسی لیے یہہ فرمایا
من یات منکن الآیہ **امام مالک** نی زید بن اسلم سی مضاعفت عذاب کی تفسیر
مین روایت کیا ہے کہ دنیا وآخرت مین ابن ابی نجیح نے بہی مجاہد سے اس کے
مثل روایت کیا ہے یسیرا کے معنی ہین سہلا ہینا یعنی آسان پھر اللہ پاک نے
اس آیت کریمہ مین اپنا عدل وفضل ذکر فرمایا ومن یقنت منکن للہ ورسولہ
یعنی جو کوئی تم مین سی اطاعت کرے اللہ کی اور اوس کی رسول کی اور اون کا کہا مانے
نؤتہا اجرہا مرتین واعتدنا لہا رزقا کریما تو اوس کو ہم دین گے
اجر اوس کا دوبار اور تیار رکہی ہے ہم نے اوس کے واسطے روزی عزت کی
جنت مین کیونکہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منازل مین ہونگے اعلے
علیین مین اور پر منازل ساری خلائق کے وسیلے مین جو کہ قریب تر منازل جنت ہے
طرف عرش معلی کے **ف** فیح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہے کہ اس

---

[۱] نشوز کا نشوز عورت کی طرف سے خاوند پر اور خاوند کا اوس کو ضرر دینا یہ ہے کہ اوس پر
بے اوسکی رضا کے اوسکو ضرر دینا چاہے [۲] اور البتہ وحی بھیجی گئی تیری طرف اور
طرف اون کے جو پہلے تہے تیرے کہ اگر شریک کرے تو البتہ اکارت ہوجاوے عمل تیرا
[۳] اور اگر وہ شریک کرتے اللہ کے تو البتہ اکارت ہوجاتا اون کا جو کچہ وہ کرتے تہے
[۴] کہدے اگر ہوتا رحمن کا بیٹا تو مین پوجنے والا ہوتا سب سے پہلا [۵] اگر چاہتا اللہ
کہ بیٹا کرے تو چن لیتا جو چاہتا اپنی مخلوق مین سے پاک ہے وہ اللہ اکیلا زبردست ۱۲
[۶] یعنی اون کے رتبہ عالی

آیت سی اول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذادہی سے منع گذر چکا ہے سو کسی نے
کہا کہ یہ آیت اوسی کے معنی سی متصل ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض ازواج
سی متاذی ہوئے تھے **واحدی** کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بیبیون نے اسباب وسامان دنیا مین سی کسی شے کا آپ سے سوال
کیا تھا اور نفقے مین زیادتی طلب کی تھی اور بعض نے بعض پر رشک کرکے آپ کو
ایذا دی تھی پس آپ نے مہینا بھر کی اون سی قسم کھالی تھی اللہ پاک نے یہ آیت
تخییر کی نازل فرمائی اوس وقت آپ کے نکاح مین نو بیبیان تھین جن کا ذکر اول
گذر چکا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی گنتی مین اور اون کی ترتیب
مین اور اس شمار مین کہ آپ سے قبل کتنی بی بیون نی وفات پائی اور آپ نے
کتنی چھوڑکر وفات فرمائی اور کتنی بی بیون سے دخول فرمایا اور کتنی سی نہین اور
کس کو پیغام بھیجا اور نکاح نہین کیا اور کس نی آپ پر اپنا نفس پیش کیا اس سب
مین اختلاف ہے جن سی آپ نے دخول فرمایا اس مین متفق علیہ یہ ہے کہ گیارہ بیبیان
ہین کذا فی المواہب اللدنیہ اس کے مقصد ثانی مین ان امور پر نہایت بسیط کلام کیا ہی
اگر اس کی تفصیل مرکوز خاطر عاطر ہو تو اوس کی مراجعت فرمائی اوس سی بہتر کسی کتاب
مین اس کی تفصیل نہین ہے **حیات دنیا وزینت دنیا** سے مراد اوس کے
سعت ونضارت ورفاہیت وکثرت اموال وتنعم ہے اوس مین تعالین فعل امر ہے
مبنی ہے سکون یا پر اور نون جمع اوس کا فاعل ہے اصل اس امر کی یہ ہے کہ امر
کرنے والا ہو بلند مکان مین اور جس کو امر کرتا ہے وہ ہو پست جگہہ مین پھر وہ اوس کو
بلائے کہ خود کو اوس کی طرف چڑھا لیجائی پھر اس کا استعمال کثرت سے ہوا یہان تک
کہ اس کے معنی اقبل کے ہوگئے یعنی پھر کچھہ بلندی وپستی کا لحاظ نہ رہا مطلق بیا کے
معنی مین مستعمل ہونی لگا اور یہان یہ کنایہ ہے اختیار وارادہ سی اسی لیی علامہ نسفی
نے کہا ہے کہ تعالین کے یہ معنی ہین کہ اقبلن بارادتکن واختیارکن لاحد الامرین یعنی
دو باتون مین سی ایک بات کو اختیار کرین یہ مراد نہین ہے کہ خود کو اوٹھا کر اون کی

طرف لیجائین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا یعنی اعطکن المتعۃ واطلقکن
دونون فعل مجزوم ہین اس بناپر کہ امر کا جواب ہین جمہور نے اسی طرح پڑہا ہے حمید
خزاز نے دونون فعلون کو برفع پڑہا ہے بنابر استیناف کسی نے کہا کہ جزم دونون کا
بنابر جواب شرط ہے اس بنیاد پر جملہ فتعالین معترضہ ہوگا درمیان شرط وجزا کے
سراح جمیل سے مراد وہ طلاق ہے جو بدون ضرر کے واقع ہو مقتضاے
سنت پر معنی یہ ہین اگر تم چاہتے ہو دنیا کی فراخی وتازگی ورونق وعیش وآرام
وکثرت مال ومنال تو تم دو امرون مین سے ایک کا ارادہ واختیار کرکے میرے
طرف آؤ مین تم کو فائدہ دون اور اچھی طلاق دیدون بدون ضرر رسانی کے اور
اگر تم چاہتے ہو اللہ کو اور اوس کے رسول کو اور جنت ونعیم جنت کو تو بی شک اللہ
نے تیار کر رکھا ہے واسطے اون بی بیون کے جنہون نے نیک کام کیے ہین تم مین
سے ایسا بڑا اجر وثواب جس کا وصف وبیان ممکن نہین ہے اور نہ اوس کی
قدر کا اندازہ ہوسکتا ہے یہ ثواب بسبب اون کے نیکی کرنے کے ہے اور اونکی
عمل صالح کے مقابلے مین ہے اللہ پاک کا پیارا نام جو یہان ذکر کیا ہے سو غرض
اس سی آگاہی بخشنا ہے اس بات پر کہ اللہ پاک کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا رتبہ جلیل وعظیم ہے آپ کا چاہنا اللہ سبحانہ کا چاہنا ہے **یہ اختیار** جو
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اپنی ازواج مطہرات کو دیا اس کی کیفیت مین علما
نے اختلاف کیا ہے دو قول پر **اول قول** یہ ہے کہ آپ نے اون کو اختیار
دیا اللہ پاک کے اذن سے باقی رہنے مین زوجیت پر یا طلاق سو اونہون نی
زوجیت پر باقی رہنے کو اختیار کیا حضرت عائشہ ومجاہد وعکرمہ وشعبی وزہری و
ربیعہ اس کے قائل ہین **قول ثانی** یہ ہے کہ آپ نی جو اون کو اختیار دیا
سو درمیان دنیا کے تو اون سی مفارقت کرین اور درمیان آخرت کے تو اون کو
روک رکھین طلاق مین اون کو اختیار نہین دیا تھا حضرت علی وحسن وقتادہ اسکی
قائل ہین فتحین مین کہا ہے کہ راجح قول اول ہی **پھر** جس عورت کو اختیار دیا ہے

اوس مین اختلاف کیا ہے کہ جب وہ اپنے خاوند کو اختیار کرلے تو آیا مجرد یہ اختیار دینا زوج پر طلاق شمار کیا جائیگا یا نہین سو سلف وخلف مین سی جمہور اس طرف گئے ہین کہ باوجود اختیار کرنے عورت کے اپنے خاوند کو یہ تخییر طلاق نہ ہوگی نہ ایک نہ زیادہ **حضرت علی** وزید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اگر عورت اپنی خاوند کو اختیار کرلیگی تو ایک طلاق بائن پڑیگی حضرت حسن ولیث بھی اس کے قائل ہین اور خطابی ونقاش نے امام مالک سے اس کو حکایت کیا ہے راجح قول اول ہے بسبب حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو کہ صحیحین مین ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا تو ہم نے آپکو اختیار کیا پھر اس کو کوئی طلاق شمار نہین کیا مجرد تخییر کو طلاق ٹھیرانا اس کی کوئی وجہ نہین ہے اور یہ دعوی کہ تخییر ایک کنایہ ہے کنایات طلاق سے سو یہ اس سے مدفوع ہے کہ اختیار دینے والے نے مجرد تخییر فرقت کا ارادہ نہین کیا ہے بلکہ اوس نے تو تفویض عورت کا ارادہ کیا ہے اور اوس کے امر کو اوس کے ہاتھ مین رکھدیا ہی سو اگر اوس نے بقا کو اختیار کیا تو وہ اوسی زوجیت پہ باقی رہیگی جیسا اول تھی اور اگر اوسنے فرقت اختیار کی تو مطلقہ ہوجائیگی **پھر** اوس کے اپنی جان کے اختیار کرنے مین اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ طلقۂ رجعیہ ہوگا یا بائنہ سو اول کے تو حضرت عمر وحضرت ابن مسعود وحضرت ابن عباس وابن ابی لیلی وثوری وامام شافعی رضی اللہ عنہم قائل ہین اور دوسری کے حضرت علی وحضرت امام ابوحنیفہ اور اون کے اصحاب رضی اللہ عنہم قائل ہین اور یہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے فتحین مین ہے کہ راجح قول اول ہی اس واسطے کہ یہ بات بغایت بعید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیبیون کو طلاق دین برخلاف اوس کے جس کا اللہ پاک نے آپ کو امر کیا ہے حالانکہ اللہ سبحانہ نے تو آپ کو یہ امر فرمایا ہے اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن **حضرت زید** بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ قول مروی ہے کہ جب وہ عورت اپنی نفس کو اختیار کرلے تو تین طلاقین ہین اس قول کی کوئی وجہ

سے طلاق دو عورتون کو تو اون کو طلاق دو اونکی عدت پر ۱۲

نہین ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی عنہ سے یہ مروی ہے کہ جب وہ
اپنی نفس کو اختیار کرے تو کچھ نہین ہے اور جب اپنے خاوند کو اختیار کرے تو
ایک طلاق رجعی ہے پھر جب آپ کی بیبیون نے آپ کو اختیار کیا تو اللہ پاک نے
اون کی تکریم کے لیے اور اون کے حق کی تعظیم کے واسطے اون کی شان مین
یہ آیتین نازل فرمائین یانساء النبی من یات منکن الا یہ کلمہ من بیانیہ ہے
اس واسطی کہ وہ تو سب کے سب محنات ہین یہان تبعیض کا کیا کام ہی فاحشہ سی
مراد معصیت ہے مبینہ سے مراد وہ معصیت ہی جس کا قبح و فحش ظاہر و واضح ہے
اللہ پاک نے اون کو اس سی محفوظ رکہا ہے اور اون کو مبرا و مطہر فرمایا ہے پس یہ ایسا
ہے جیسا کہ لئن اشرکت لیحبطن عملک فرمایا ہے چنانچہ اس کا بیان اول گذر چکا ہے
کسی نے کہا کہ مراد فاحشہ سی نشوز و سوء خلق ہے یہ بہی گذر چکا ہے ایک قوم نے
کہا کہ لفظ فاحشہ جب معرف وارد ہو تو وہ زنا و لواط ہوتا ہے اور جس وقت منکر
وارد ہو تو باقی معاصی مراد ہوتے ہین اور جب منعوت وارد ہو تو مراد عقوق زوج
اور اوس کا فساد عشرت مراد ہوتا ہے اور ایک فرقے نے کہا کہ قولہ تعالی بفاحشۃ
مبینۃ عام ہی ساری معاصی کو اور اسی طرح فاحشہ کسی طرح وارد ہو بالجملہ معنی یہ ہین
کہ ای بیبیو نبی کی جو کوئی لاوی تم مین کام بیحیائی کا صریح تو عذاب کریگا اوس کو
اللہ دو مثل عذاب اوس کے اور عورتون مین سے جبکہ وہ لاوین ویسا ہی کام
بیحیائی کا صریح یہ زیادتی عذاب کی بسبب اون کے شرف و بزرگی و علو درجہ و
ارتفاع منزلت کے ہے اور اس لیی کہ جو شی باقی عورتون سے قبیح ہے تو وہ
اون سی اقبح ہے پس زیادتی قبح معصیت کی تابع ہے زیادتی فضل کی کسی عورت
کے واسطے وہ فضیلت نہین ہی جو کہ ازواج مطہرات کے واسطی ہے اور اسی لیے
عاصی عالم کی ذم سخت تر ہے عاصی جاہل سی اس واسطی کہ معصیت عالم کی قبیح تر ہے
اور اسی لیی آزاد لوگون کی حد زیادہ کی گئی ہے غلامون کی حد سے اور اس
شریعت مطہرہ مین کئی جگہہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تضاعف شرف کا

اور ارتفاع درجات کا موجب ہوتا ہی تضاعف عقوبات کا واسطی اوس کی صاحب کے
جبکہ وہ معصیت کرے کسی نے خوب کہا ہے ع جن کے رتبے ہین سوا
اون کو سوا مشکل ہے ؎

نزدیکان را بیش بود حیرانی	ایشان دانند سیاست سلطانی

ابو عمرو نی یضعف پڑہا ہے بصیغۂ مجہول اور ابو عمرو اور **ابو عبید** نی فرق کیا ہے
درمیان یضاعف و یضعف کے کہا کہ یضاعف تو تین عذاب ہین اور یضعف
دو عذاب **نحاس** نی کہا یہ تفرقہ جو یہ دونون لائی ہین اہل لغت مین سے
اس کو کوئی نہین پہچانتا ہے معنی یضاعف و یضعف مین ایک ہین یعنی دو ضعیف
عذاب کیا جائیگا اسی طرح ابن جریر نے ان دونون کے قول کو ضعیف کہا ہے
ایک قوم نے کہا اگر اللہ مقدر کرے زنا کو کسی ایک بی بی سے حالانکہ اللہ پاک
نے اونکی دامن عصمت کو آلایش حرکت معاصی سی پناہ مین رکہا ہے تو اوس پر دو حدین
پڑینگی بسبب اوس کی عظمت قدر و منزلت کے جس طرح کہ آزاد عورت کی حد
زیادہ کیجاتی ہے لونڈی کی حد پر اور عذاب حد کے معنے مین آیا ہے جیسا کہ اللہ
پاک نی فرمایا ہے ولیشهد عذابهما طائفة من المومنین اس بنا پر
ضعفین کے معنی ہونگے مثلین یا مرتین مقاتل نے کہا کہ یہ تضعیف عذاب مین جو
ہے سو آخرت مین جس طرح کہ اجر کا دوبار دنیا آخرت مین ہے یہ قول حسن ہی اس واسطے
کہ حضور کی ازواج مطہرات کسی فاحشہ کو نہین لائین جو حد کی موجب ہو اور حضرت
ابن عباس نے فرمایا ہے کہ کبہی کسی نبی کی بی بی نے زنا نہین کیا اور دو نے خیانت کی
خیانت کی سو ایمان و طاعت مین خیانت کی تہی بعض مفسرین نے کہا ہے کہ وہ
عذاب جس کے ضعفین کی اون کو وعید سنائی گئی ہے وہ دنیا و آخرت کا عذاب
ہے اور اسی طرح اجر ابن عطیہ نے کہا یہ قول ضعیف ہے اللہم مگر یہ ہو کہ ازواج نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی حدود دنیا کی آخرت کے عذاب کو رفع کرین اوس بنا پر
جس پر لوگون کا حال ہی بحکم حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حالانکہ یہ ایک

سلہ اور دیکہین اون کی ہارنا کہ یہ لوگ مسلمان تہے
سلہ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی بی بی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بی بی

ایسا امر ہے کہ ازواج مطہرات کی حق مین مروی نہین ہوا اور نہ اس کا تقرر محفوظ ہی
قولہ تعالی وکان ذالک علی اللہ یسیرا یعنی یہ عذاب کا دوگنا کرنا اللہ پاک پر
سہل و آسان ہی کچھ اوس کے نزدیک بڑی شی نہین ہے اور نہ اوس پر دشوار ہے
پس تمہارا زیر نکاح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا اور جلیل و شریف ہونا اس قبیل
سے نہین ہے کہ اللہ پاک کے عذاب کو تم سے دفع کردے اللہ کا امر مثل امر
خلق کے نہین ہے یہان تک کہ اعزہ کا عذاب کرنا اوس پر مشکل ہو بسبب کثرت
اون کے اور یا رواعوان کے یا اون کے شفیعون اور اخوان کے چھوڑ دینے
یقنت بیای تحتیہ پڑہا ہے اور اسی طرح یاتِ منکن کو دونون جگہہ لفظ مَن پر محمول
کیا ہے اور حمیدی و یعقوب و ابن عامر نے ایک روایت مین اور ابو جعفر نے
تبای فوقیہ مَن کے معنی پر حمل کرکے پڑہا ہے اسی طرح مبینۃ مین قرا کا اختلاف ہے
سو کسی نے بالکسر اور کسی نے بفتح یا پڑہا ہے جیسا کہ سورۂ نسا مین ہے ابن کثیر و
ابن عامر نے نضعف بنون اور نصب عذاب پڑہا ہے اور کسی نے یضاعف بکسر
عین بصیغۂ معروف حمزہ و کسائی نے یُؤتہا و یعمل بیای تحتیہ اور باقی قرا نے تعمل بفوقیہ
اور نُؤتہا بنون پڑہا ہے قنوت کے معنی ہین طاعت کے یعنی اور جو کوئی تم مین
سے اطاعت کریگی اللہ کی اور اوس کی رسول کی اور کریگی نیک کام تو ہم اوسے
دین گے اجر اوس کا دوبار یعنی اون کے واسطے طاعت پر دوشل ہوگا اوس اجر کا
کہ جس کی اون کی سوا اور عورتین مستحق ہونگی جبکہ اوس طاعت کو بجا لائین گی **آیمن**
قوی دلیل ہے اس بات پر کہ یضاعف لہا العذاب ضعفین کے یہ معنی ہین کہ
عذاب دوبار ہوگا نہ تین بار کیونکہ مراد اون کے شرف و مرتبے کا ظاہر کرنا ہے
طاعت و معصیت مین اون کی نیکی مثل دو نیکیون کے ہوگی اور اون کی برائی مثل
دو برائیون کے اور اگر وہ تین برائیون کے مثل ہو تو اس کے مناسب نہین ہے
کہ اون کی نیکی مثل دو نیکیون کے ہو کیونکہ اللہ پاک عادل تر ہے اس سے کہ
عقوبت کی اوپر ایسی مضاعفت کرے کہ اون کے اجر کی مضاعفت پر بڑہا

کہا ہے کہ ایک نیکی کے عوض مین بیس نیکیان یہ تضعیف اون کے ثواب کی
بسبب اون کے رفع منزلت کے ہے اس مین اشارہ ہے طرف اس بات کے
کہ وہ ساری عالم کی عورتون سی اشرف و افضل ہین واعتدنا لھا رزقا کریما
کا یہ مطلب ہے کہ تیار رکھی ہے ہم نے واسطے اوس کے زیادہ دوبار اجر پر روزی
جلیل القدر مفسرین نی کہا ہے کہ رزق کریم نعیم جنت ہی نحاس نی اس کی اون سے
حکایت کی ہے پھر اللہ پاک نے اون کی فضیلت باقی عورتون پر تصریحا ظاہر
کی پس ارشاد فرمایا یٰنساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن
فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا
معروفا وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ
واقمن الصلوٰۃ واٰتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ
لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا واذکرن
ما یتلیٰ فی بیوتکن من اٰیٰت اللہ والحکمۃ ان اللہ کان لطیفا خبیرا ع ۱۷

ای نبی کی عورتو تم نہین ہو جیسے ہر کوئی عورتین اگر تم ڈرر کھو سو تم دب کر نہ کہو بات
پھر لالچ کرے کوئی جس کی دل مین روگ ہے اور کہو بات معقول اور قرار پکڑو اپنی
گھرون مین اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت نادانی کے اور کھڑی
رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور اطاعت مین رہو اللہ کی اور اوس کے رسول کی
اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتین اس گھر والون سے اور ستھرا
کرے تمکو ایک ستھرائی سے اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہین تمہاری گھرون مین اللہ
کی باتین اور عقلمندی مقرر اللہ ہے بھید جانتا خبردار **ف** ۱ یہ ایک ادب سکھایا
کہ کسی مرد سے بات کہو تو اس طرح کہو جیسے مان کہے بیٹے کو **ف** ۲ یعنی کفر
کے وقت بے پردہ پھرتی تھین عورتین **ف** ۳ یہ خطاب ہے ازواج کو اور
داخل ہین حضرت کے سب گھر والی انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
کہتے ہین یہ کئی ادب ہین اللہ پاک نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیون کو اونکا

امر فرمایا ہے اور امت کی عورتین اس باب مین اون کی تابع ہین پس اللہ پاک نے
آپ کی ازواج مطہرات کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ جس وقت وہ اللہ عزوجل
سے ڈر رکھین گے جیسا کہ اون کو امر کیا ہے تو عورتون مین سے کوئی عورت
اون کے مشابہ نہوگی اور نہ فضیلت و منزلت مین اون کے ساتھہ لاحق ہوگی پھر
اللہ پاک نے فرمایا فلا تخضعن بالقول **سدی** وغیرہ نے کہا ہے مراد اس سی نرم
کرنا بات کا ہے جبکہ مردون سی خطاب کرین اور اسی لیی اللہ پاک نے یہہ فرمایا
فیطمع الذی فی قلبہ مرض پھر طمع کری وہ شخص جس کے دل مین دغل ہے
یعنی فساد و تباہی **ابن زید** نے کہا کہ قول معروف سی مراد قول حسن جمیل معروف
خیر مین معنی اس کے یہ ہین کہ خطاب کرین اجنبی مردون سی ایسی بات کے ساتھہ
جس مین نرمی نہو یعنی عورت اجنبی مردون سے ایسا خطاب نکرے جیسا کہ اپنی
خاوند سے خطاب کرتی ہے قولہ تعالی وقرن فی بیوتکن کی یہ معنے
ہین کہ لازم پکڑو اپنے گھرون کو پس مت نکلو بدون کسی حاجت کے شرعی حاجتون
مین سے نماز ہے مسجدین مع اوس کی شرط کے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا ہی مت منع کرو اللہ کی لونڈیون کو اللہ کی مسجدون سی اور چاہیے کہ
وہ نکلین اس حال مین کہ ترک زینت کیے ہوے ہون یعنی بن ٹھن کے نہ نکلین
سیدھے سادھے طور پر جائین ایک روایت مین یہ ہے کہ اون کے گھر بہتر
ہین واسطی اون کے **حافظ ابو بکر بزار** نی عن ثابت البنانی عن انس رضی اللہ
عنہ روایت کیا ہے کہ عورتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئین
تو عرض کیا یا رسول اللہ مرد وئے تو لیگئے فضیلت و جہاد فی سبیل اللہ تعالے کو
پھر کیا ہماری واسطی کوئی عمل ہے جس سی ہم مجاہدین فی سبیل اللہ کا عمل پالین تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بیٹھے (یا کوئی کلمہ مثل اس کی) تم مین
سے اپنے گھر مین تو وہ پالیگی عمل مجاہدین فی سبیل اللہ کا پھر بزار نے کہا ہم نہین جانتے
ہین کہ اس حدیث کو روایت کیا ہو ثابت سے مگر روح ابن مسیب نے اور یہہ

مشہور شخص ہے بصرے والون مین کا ۲ نیز بزار نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان المراۃ عورۃ
فاذا خرجت استشرفہا الشیطان واقرب ما یکون بروحۃ ربہا
وھی فی قعر بیتہا یعنی عورت ایک ستر کی شی ہے اوس کی یہ شان ہی کہ مستور
ومحجوب رہے اوس کے کشف سے شرم کی جاتی ہے سو جب تک وہ اپنے
پردے مین ہے تو شیطان اوس مین طمع نہین کرتا ہے پھر جس وقت وہ باہر نکلے
تو شیطان اوس کو جھانکتا ہی اوس کی طرف نظر کرتا ہے اپنی نظر اوس کی طرف
بڑھاتا ہے تاکہ اوس کو بہکائی یا اوس مین کسی کو بہکائے کیونکہ عورتین شیطان کے
جال ہین اور سب اوقات سے بڑھکر قریب اپنے رب کی رحمت سی اوس حال مین
ہوتی ہے کہ اپنے گھر کی نہایت مستور جگہ مین ہو ورواہ الترمذی عن بندار
عن عمرو بن عاصم بہ نحوہ ۳ نیز بزار نی باسناد متقدم اور ابوداؤد نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نماز عورت کی اپنے مخدع مین
افضل ہے اوس کی نماز سے اپنے بیت مین اور نماز اوس کی اپنے بیت مین افضل
ہے اوس کی نماز سے اپنے حجرے مین بہ اسناد جید ہے قولہ تعالے
ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی امجاہدنی کہا کہ عورت نکلتی مردون کے
درمیان مین چلتی تھی سو یہ ہے تبرج جاہلیت کا ۲ قتادہ نی کہا اور تبرج مت
کرد تبرج جاہلیت اولی کا فرماتا ہے کہ جس وقت تم نکلو اپنے گھرون سی جاہلیت
مین عورتون کی ایک چال تھی اور تکسر وتغنج تھا یعنی لچک کر اور نازو ادا کر شمہ کرکے
چلتی تھین سو اللہ پاک نی اس سی منع فرمایا ۳ مقاتل بن حیان نے کہا
تبرج یہ ہے کہ عورت اپنے سر پر اوڑھنی ڈالے اور اوس کو نہ باندھی کہ گلو بندون
کو اور بالی وگردن کو چھپائے یہ سب چیزین اوس سے کھلی رہین تبرج یہ ہے پھر
مومنون کی عورتین عام ہوگئین تبرج مین ۴ ابن جریر نے عن عکرمہ عن ابن
عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ اونہون نے یہ آیت پڑھی فرمایا کہ

۱ مخدع بضم میم وفتح خا وتشدید دال مہملہ وفتح عین مہملہ بیت مین
کوٹھری کو کہتے ہین ۲ یعنی جس طرح جاہلیت کی عورتین نکلتی تھین
۳ یعنی جس طرح مسلمان عورتون کو نکلنا منع ہے ۴ یعنی جس طرح
ہون ویسی ہی ہوگئین

جاہلیت اولی حضرت نوح و حضرت ادریس علیہما السلام کے درمیان مین تہی وہ مدت
ہزار برس کی تہی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ایک بطن تو زمین نرم مین اور
دوسرا پہاڑ مین رہتا بستا تہا پہاڑ کے مرد خوبصورت ہوتے اور عورتون مین بدصورتی
اور نرم زمین کی عورتین خوبصورت ہوتین اور مردون مین بدصورتی نرم زمین والون مین
کے ایک مرد کے پاس ابلیس لعنۃ اللہ آیا ایک لڑکے کی صورت مین پہر خود کو اوس
شخص کا مزدور بنایا تو اوس کی خدمت کیا کرتا تہا پہر ابلیس نے ایک شی بنائی مثل
بانسلی کے جس کو چرواہے بجایا کرتے ہین پہر اوس مین ایک ایسی آواز لایا کہ لوگون
نے ویسی سنی نہ تہی پہر یہ آواز اوس کے آس پاس کے لوگون کو پہنچی تو وہ پی در پے
اون کے پاس آنے لگے اوس کی آواز سنتے تہے اور ایک عید مقرر کی سال بہر مین
وہان جمع ہوتے تہے تو مرد عورتون کے واسطے تبرج کرتے یعنی زینت کرتے بنتے
ٹہنتے تہے کہا اور مرد عورتون کے واسطے اوترتا تہا اور ایک مرد پہاڑ والون مین کا نرم
زمین والون پر اون کی اس عید مین ناگہان آگیا تو اوس نے عورتون کو دیکہا اور
اون کی خوبی و حسن کو پہر وہ اپنے ساتہیون کے پاس آیا تو اون کو اس کی خبر دی
پہر وہ لوگ ان عورتون کی طرف اونہہ آئے ان کے ساتہ اوترے غرض یہ ہے
کہ اسی جگہہ رہنے بسنے لگے اور فاحشہ ظاہر ہوئی اون عورتون مین پس اللہ تعالی
نے جو فرمایا ہے ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی یہ وہ ہے **قولہ تعالے**
واقمن الصلوۃ و اٰتین الزکوۃ واطعن اللہ و رسولہ اللہ پاک نے
اول تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کو برائی سے منع فرمایا پہر
اون کو بہلائی کا حکم دیا اول نماز کے قائم کرنے کا امر فرمایا نماز اللہ وحدہ لاشریک لہ
کی عبادت ہے اور زکوۃ دینے کا یہ احسان ہے طرف مخلوق خدا کے اور اطعن اللہ و
رسولہ باب عطف عام سے ہے خاص پر **قولہ تعالی** انما یرید اللہ الایۃ
نص ہے اس بات مین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات اہل بیت
مین داخل ہین اس جگہہ کیونکہ وہ اس آیت کے سبب نزول ہین اور سبب نزول اسمین

داخل ہی لانھن سبب نزول الآیۃ وسبب النزول داخل فیہ قولا واحدا اما وحدہ
علی قول او مع غیرہ علی الصحیح **ابن جریر** نی عکرمہ سی روایت کیا ہے کہ عکرمہ ندا
کرتے بازارمین کہ انما یرید اللہ الآیہ نازل ہوئی ہے خاصۃً نسا رنبی صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم کے حق مین **۲** اسی طرح **ابن ابی حاتم** نی عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
روایت کیا ہے کہ خاصۃً اونہین کے حق مین نازل ہوئی ہے عکرمہ نے کہا جو کوئی
چاہے تو مین اوس سی مباہلہ کرون اس پر کہ وہ نسای نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
شان مین نازل ہوئی ہے پس اگر مراد عکرمہ کی اس قول سے یہ ہے کہ سبب نزول
وہی ہین اون کے غیر نہین ہین تو یہ بات صحیح ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ اس آیت سے
فقط وہی مراد ہین اون کے غیر مراد نہین ہین تو اس قول مین نظر ہے اس واسطے
کہ حدیثین وارد ہوئی ہین وہ اس پر دال ہین کہ مراد اس آیت سے عام تر ہے
حدیث اول امام احمد نی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سی روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے دروازے
پر گذر کرتے چھ مہینے تک جبکہ نماز فجر کی طرف نکلتے تو فرماتی الصلوٰۃ یا اہل البیت
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا
ورواہ **الترمذی** عن عبد بن حمید عن عفان بہ وقال حسن
غریب **۲ ابن جریر** نی ابو الحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے
مرابطت کی مدینے مین سات مہینے یعنی اقامت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مین کہا مین نی دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ جس وقت فجر طلوع
ہوتی تو آپ حضرت علی وحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے دروازے کی طرف آتی
تو فرماتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ انما یرید اللہ الآیہ ابوداؤد اعمی جو کہ ابو الحمراء سے راوی ہے
اوس کا نام نفیع بن الحارث ہے اور کذاب ہی **۳ امام احمد** نی شداد بن عمار سی
روایت کیا ہے کہا مین واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا اس حال مین کہ اونکی
پاس ایک قوم تہی سو اوس نی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو اون کو گالیان دین

۱ یعنی حضرت کی ازواج اس مین داخل ہین اسی سبب کہ وہ اس آیت کی سبب نزول مین اور سبب نزول نزول مین داخل ہوتا ہے اسی سبب کہ اس آیت کے سبب نزول مین داخل ہونے سے کوئی قول کیا ہے کہ سبب نزول ہے اور کیا ہے کہ سبب نزول نہین ہے بنا بر قول صحیح

یعنی بُرا کہا تو شداد کہتے ہین مین نی بھی اون کے ساتھہ اون کو بُرا کہا پھر جب وہ قوم
اوٹھہ گئی تو واثلہ نے مجھہ سے کہا کہ کیون تو نے بھی اس شخص کو بُرا کہا یعنی حضرت
علی رضی اللہ عنہ کو مین نے کہا کہ اون لوگون نے اون کو گالیان دین تو مین نے
بھی اون کے ساتھہ اون کو بُرا کہا واثلہ بولی کیا مین تجھے خبر نہ دون اوس بات کی
جو مین نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیکھی ہے مین نی کہا ہان خبر دو واثلہ
نے کہا مین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اون سی حضرت علی رضی اللہ عنہ
کا پوچھتا تھا تو اونھون نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گئے ہین
پس مین بیٹھہ گیا اون کا انتظار کرنے لگا یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ حضرت علی و حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہم
تھے ہر ایک اون مین سے آپ کا دست مبارک پکڑے ہوے تھے یہان تک کہ آپ
اندر آئے پھر آپ نی حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو اپنے قریب بلایا اور
اون کو اپنی سامنے بٹھایا اور حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما سی ہر ایک کو
اپنی ران مبارک پر بٹھایا پھر اون پر اپنا کپڑا (یا کہا اپنی کملی) لپیٹی پھر آپ نی یہ آیت
پڑہی انما یرید اللہ الآیہ اور فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی و اھل بیتی احق
یعنی ای اللہ یہ میرے اہل بیت ہین اور میری اہل بیت زیادہ تر حقدار ہین وقد رواہ
ابو جعفر بن جریر عن عبد الکریم عن ابن ابی عمیر عن الولید
بن مسلم عن ابی عمرو الاوزاعی بسندہ نحوہ اس کی آخر مین اتنا زیادہ کیا ہے
کہ واثلہ رضی اللہ عنہ نی کہا پھر مین نی کہا اور مین یا رسول اللہ درود بھیجے اللہ آپ پر آپکی
اہل بیت سے ہون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور تو میرے اہل سے ہے
واثلہ نے کہا وانہا من ارجی ما ارتجی یعنی جن چیزون کی مین سب سی بڑہکر امید رکھتا
ہون یہ کلمہ حضور کا اونہین مین سی ہے ۴ پھر امام احمد نی اس حدیث کو باسناد دیگر
شداد بن ابی عمار سی روایت کیا ہے کہا مین واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس
بیٹھا ہوا تھا کہ اوس وقت لوگون نی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو اون کو

۱ شداد بن ابی عمار سی روایت کیا ہے کہا مین واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس

گالیان دین پہر جب وہ اوٹھہ گئے تو واثلہ نے کہا تو بیٹھہ جا یہان تک کہ مین تجھی خبر دون اوس شخص کی جس کو انہون نی گالیان دین ہین بی شک مین تزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہا کہ اوس وقت حضرت علی وحضرت فاطمہ وحضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہم آئے تو آپ نی اپنی کملی اون پر ڈالدی پہر فرمایا الٰہی یہ میری اہل بیت ہین الٰہی تو دور کر ان سی گندگی اور پاک کر ان کو پاک کرنا مین نے عرض کیا یارسول اللہ اور مین آپ نے فرمایا اور تو واثلہ نے کہا فواللہ انہا لاوثق عمل عندی یعنی قسم ہے اللہ کی بی شک آپ کا یہ کلمہ البتہ زیادہ تر وثوق واعتماد والا عمل ہے نزدیک میرے **۵ نیز** امام احمد نی حضرت **ام سلمہ** رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ ذکر کرتی تہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کے گہر مین تہی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئین ایک ہانڈی لیے ہوئے جس مین خزیرہ[1] تہا پہر وہ اوس کو لیے ہوے آپ کے پاس اندر آئین تو آپ نے اون سی فرمایا کہ اپنی خاوند کو اور دونون بیٹون کو بلا لا کہا پہر حضرت علی وحضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہم آئے تو آپ پر داخل ہوئے پہر بیٹھے اور اوس خزیرے سے کہانے لگے اور آپ اپنے سونے کے بستر پر تہے اور آپ کے نیچے ایک خیبری کملی تہی کہا اور مین اپنے حجرے مین نماز پڑہ رہی تہی پہر اللہ عزوجل نی یہ آیت نازل فرمائی انما یرید اللہ الآیہ نبی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین پہر آپ نے کملی کا فاصل پلو لیا پہر اوس سی ڈہانک لیا پہر اپنا دست مبارک نکالا تو اوس کو آسمان کی طرف اوٹھایا پہر فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی وحامتی[2] فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا یعنی الٰہی یہ میرے اہل بیت ہین اور میرے خاص قریب لوگ ہین پس تو دور کر ان سی گندگی اور پاک کر اون کو پاک کرنا پہر مین نے اپنا سر گہر مین داخل کیا تو عرض کیا اور مین تمہاری ساتہہ ہون یارسول اللہ پس آپ نے فرمایا انک الی خیر انک الی خیر فی اسنادہ من لم یسم وھو شیخ عطاء وبقیۃ رجالہ ثقات یعنی تو طرف خیر کے ہے **۶ طریق دیگر ابن جریر** نی عن ابن سیرین

[1] ایک کہانے کا نام ہی گوشت کو روٹی کا ٹکڑی کر کا دیمن بہت پانی ڈالتی ہین پہر جب وہ پک جاتا ہی تو اوس پر آٹا بکھیر دیتی ہین پہر اگر دیمن گوشت نہو تو اوسکو گھی شیرہ یا روغن تیل کسی چیز کا کہا دیتی ہی یعنی آٹا اور گوشت اور پانی اور تیل یا گھی یا روغن ہین اور اوسکو مرچ ہین کسی نی کہا کہ اگر آٹا کا ہی تو خزیرہ ہی اور اگر بھوسی کا ہی تو خزیرہ ہی کسی نی کہا کہ جو کا ہی تو خزیرہ ہی اور اگر بھوسی کا ہی تو ہیکہ ہی کسی نی کہا کہ گیہون کا ہی تو خزیرہ ہی اور اگر بھوسی کا ہی تو ہیک

عن ابی ہریرہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئین ایک اپنی ہانڈی لیے ہوی وسمین
عصیدہ پکایا تہا اوس کو ایک طباق پر اوٹہائے تہین پہر اوس کو آپ کے سامنے
رکہدی تو آپ نے فرمایا کہان ہے تیرے چچا کا بیٹا اور تیرے دونون بیٹے
پس بی بی فاطمہ نے عرض کیا کہ گہر مین ہین تو آپ نے فرمایا کہ اون کو بلا لا پہر وہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کی طرف گئین تو کہا اجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انت و
ابناک یعنی جواب دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم اور تمہارے دونون فرزند
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا پہر جب آپ نے اون کو آتے ہوی دیکہا تو
اپنا دست مبارک بڑہایا طرف کملی[۱] کی جو بستر خواب پر تہی پہر اوس کو کہینچا اور بچہایا
اور اون کو اوس پر بٹہایا پہر کملی کے چارون کونے پکڑے اپنے بائین ہاتہہ سی پہر
اوس کو اون کی سرون کے اوپر ملا دیا اور داہنے ہاتہہ سی اپنے رب کی طرف اشارہ
کیا پہر فرمایا الٰہی یہ لوگ میری اہل بیت ہین سو تو دور کر ان سی گندگی اور پاک کر ان کو پاک کرنا

۷ طریق دیگر نیز ابن جریر نے حکیم بن سعدی روایت کیا ہے کہا ہم نی حضرت
ام سلمہ کے پاس حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو وہ بولین کہ میرے
گہر مین انما یرید اللہ الآیہ نازل ہوئی ہے حضرت ام سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم میرے گہر کی طرف تشریف لائی تو فرمایا کہ کسی کو اون مت دینا پہر حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا آئین تو مجہہ سی نہ ہو سکا کہ مین اون کو اپنے باپ سی روکون پہر حضرت
حسن رضی اللہ عنہ آئے تو مجہہ سے نہ بنا کہ مین اون کو اپنے نانا اور مان سی روکون
پہر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے تو مجہے اس کی طاقت نہ ہوئی کہ مین اون کو روکون
پہر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو مجہی قدرت نہ ہوئی کہ اون کو روکون پہر یہ سب
جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کملی سے جو آپ پر تہی اون کو
ڈہانک لیا پہر فرمایا ہؤلاء اہل بیتی فاذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا پس یہ آیت نازل
ہوئی اوس وقت کہ وہ جمع ہو گئے بچہونے پر کہا پہر مین نے کہا یا رسول اللہ اور مین

[۱] ان روایتون مین کملی کا لفظ ہی کیا ہے کملی کے معنی کملی کے ہین کملی کے معنی کملی کے ہین کملی کے معنی کملی کے ہین

قالت فوالله ما انعم وقال انك الى خير یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کہتی ہین کیا بڑا انعام کیا آپ نی اور فرمایا بی شک تو طرف خیر کے ہے ۸ **طریق**
دیگر امام احمد نی عطیہ طفاوی عن ابیہ سی روایت کیا ہی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ
عنہا نے عطیہ کے باپ کو حدیث کی کہ اس اثنا مین کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے کہ اوس وقت خادمہ نے عرض کیا کہ
حضرت فاطمہ وحضرت علی رضی اللہ عنہما سدہ[۱] پر ہین تو آپ نے مجھ سے فرمایا تو کھڑی
ہو پس علیحدہ ہو جا میری اہل بیت سی کہا پھر مین کھڑی ہوئی تو گھر مین قریب یکسو
ہو گئی پھر حضرت علی وحضرت فاطمہ اندر آئے اور اون کے ساتھ حضرت حسن وحضرت
حسین رضی اللہ عنہم تھے اور یہ دونون چھوٹے بچے تھے پھر آپ نے دونون بچون کو
پکڑا تو اون کو اپنی گود مین رکھا اور اپنی ایک دست مبارک سی حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے اور دوسرے دست مبارک سی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سی معانقہ کیا پھر
حضرت فاطمہ کا بوسہ لیا اور حضرت علی کا بوسہ لیا اور خمیصہ[۲] سیاہ اون پر چھوڑ دی اور
فرمایا اللھم الیك لا الی النار انا واھل بیتی یعنی ای اللہ طرف تیرے نہ طرف
آگ کے مین اور میری اہل بیت کہا پھر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اور مین فرمایا اور تو
۹ **طریق دیگر ابن جریر** نی عن ابی سعید عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے
کہا یہ آیت میرے گھر مین نازل ہوئی ہے انما یرید اللہ الآیہ کہا اور مین بیٹھی ہوئی تھی
گھر کے دروازے پر تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مین نہین ہون اہل بیت
سے تو آپ نے فرمایا بی شک تو طرف خیر کے ہے اور تو ازواج نبی سے ہے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا اور گھر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی اور حضرت
علی اور حضرت فاطمہ وحضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہم ۱۰ **طریق دیگر**
رواہ ابن جریر ایضا عن ابی کریب عن وکیع عن عبد الحمید بن
بھرام عن شھر بن حوشب عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا بنحوہ ۱۱ **طریق**
دیگر ابن جریر نی عبد اللہ بن وہب بن زمعہ سی روایت کیا ہے کہا حضرت

[۱] سدہ بالضم دروازہ یعنی دروازے کی چوکھٹ کے پاس ہوئی
[۲] خمیصہ چادر سیاہ جو اکثر اوقات مین اوڑھتے تھے

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نی مجہی خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ
وحضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہم کو جمع کیا پہر اون کو اپنے کپڑے کے نیچے
داخل کیا ثم جاء الی اللہ عزوجل یعنی پہر اللہ عزوجل کی طرف آواز بلند کی
اور استغاثہ کیا پہر فرمایا یہ لوگ میرے اہل بیت ہین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
نے کہا پہر مین نی عرض کیا یا رسول اللہ داخل کرو مجہکو اون کے ساتہہ تو آپ نے
فرمایا تو میری اہل سی ہی ۱۲ **طریق دیگر** رواہا ابن جریر ایضا بسندہ
عن عمر بن ابی سلمۃ عن امہ رضی اللہ عنہا بنحو ذلک ۱۳ **حدیث**
دیگر ابن جریر نی حضرت **عائشہ** رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صبح کو نکلے اور آپ پر مرط مرحّل سیاہ بالون کی تہی پس
حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے تو اون کو اپنی ساتہہ داخل کرلیا پہر حضرت حسین
رضی اللہ عنہ آئی تو اون کو اپنی ساتہہ داخل کرلیا پہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
آئین تو اون کو اپنے ساتہہ داخل کرلیا پہر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو اون کو اپنی
ساتہہ داخل کرلیا پہر آپ نی فرمایا انما یرید اللہ الآیہ ورواہ **مسلم** عن ابی بکر بن
ابی شیبۃ عن **محمد** بن بشر بہ ۱۴ **طریق دیگر ابن ابی حاتم** نے عوام
بن حوشب سی روایت کیا ہے عوام اپنی چچا سی راوی ہین کہا مین اپنے باپ
کے ساتہہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو مین نے اون سی حضرت علی
رضی اللہ عنہ کا پوچہا تو فرمایا تو مجہہ سے اوس شخص کا پوچہتا ہے جو کہ محبوب لوگون
مین سے تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اون کے تحت مین آپ کی
صاحبزادی تہین اور محبوب تر لوگون کی تہین آپ کو البتہ تقرر مین نے دیکہا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ نی حضرت علی وحضرت فاطمہ وحضرت حسن و
حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا پہر اون پر ایک کپڑا ڈالا پہر فرمایا اللہم ہولاء اہل بیتے
فاذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا کہا پہر مین اون سی قریب ہوئی تو مین نے عرض کیا
یا رسول اللہ اور مین آپ کے اہل بیت سے ہون تو آپ نے فرمایا تو علیحدہ ہو جا

لہ یعنی کپڑے کی تہی جس مین
کہ اون کی صورتین بنی
ہوئی تہین یا اون سے
کہ اون کی کپڑے کی طرح
سنہ

پس بی شک تو خیر پر ہے **۱۵ حدیث دیگر ابن جریر** نی عن عطیہ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی یہ آیت پانچ کی شان مین اوتری ہی مجھ مین اور علی وحسن وحسین و فاطمہؓ مین انما یرید اللہ الآیہ **اول** گذر چکا ہے یعنی حدیث کی سند مین کہ فضیل بن مرزوق نے اس کو روایت کیا ہے عن عطیہ عن ابی سعید عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا کما تقدم اور ابن ابی حاتم نے من حدیث ہارون بن سعد العجلی عن عطیہ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ موقوفًا روایت کیا ہے واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **۱۶ حدیث دیگر ابن جریر** نے عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے سعد نے کہا جس وقت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ نی حضرت علی کو اور اون کے دونون فرزندون کو اور حضرت فاطمہ کو پکڑا رضی اللہ عنہم پھر اون کو اپنے کپڑے کے نیچے داخل کیا پھر فرمایا ہولاء اہلی واہل بیتی **۱۷ حدیث دیگر مسلم** نے اپنی صحیح مین یزید بن حیان سی روایت کیا ہے کہا مین اور حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلمہ ہم چلے طرف زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پھر جب ہم اون کے پاس بیٹھے تو حصین نے اون سی کہا ای زید البتہ مقرر تو تو خیر کثیر سے ملا تو نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور اون کی حدیث سنی اور اون کے ساتھہ غزا کی اور اون کے پیچھے نماز پڑہی ای زید البتہ مقرر تو تو خیر کثیر سے ملا ای زید تو ہم کو حدیث کرا وس شی کی جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سنی ہے زید نے کہا ای بہتیجے واللہ البتہ مقرر میری عمر بڑی ہوگئی اور میرا زمانہ پرانا ہوگیا اور جو کچھہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد رکہتا تہا بعض اوس کا بہول گیا سو جو کچھہ مین تم کو حدیث کرچکا ہون اوس کو قبول کرو اور جو نہین کی تو اوس مین تکلف مت کرو **پھر کہا** ایک دن کہڑے ہوی ہم مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑہنے والے ایک پانی پر جس کو خم کہتی ہین درمیان مکہ ومدینہ کے پس اللہ تعالی کی حمد وثنا کی اور وعظ ونصیحت فرمائی پھر فرمایا اما بعد الا ایہا الناس فانما

ان خدا وند فضل خاص مجھ
وشید پیغمبر کہ ایک جگہ ہے
درمیان مکہ ومدینہ کے وہان
ایک چشمہ ہے وہ اونچی گہاٹی
درمیان اونچی ہی مکہ کی مسجد ہے
علیہ وآلہ وسلم کی ایک غلط سے
کسی نے کہا ایک درخت خطمی
یعنی گلگاؤ درخت خطمی ہی
مین میل اوسکی ہین ایک
ہلاب ہے ۱۲ منہ

انا بشر یوشك ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارك فیکم ثقلین
اولهما کتاب الله تعالی فیه الهدی والنور فخذوا بکتاب الله
واستمسکوا به یعنی بعد حمد وثنا کی خبردار ہوای لوگو پس مین جو ہون سو ایک بشر
ہون قریب ہے کہ آئی میری پاس قاصد میرے رب کا تو مین اوس کی دعوت
قبول کرون اور مین تم مین چھوڑ جانے والا ہون ثقلین کو اول اون کا کتاب ہے
اللہ تعالی کی اس مین ہدایت اور روشنی ہے سو تم پکڑو اللہ کی کتاب کو اور خوب مضبوط
پکڑو اوس کو پس آپ نے اللہ عزوجل کی کتاب پر آمادہ کیا اور اوس مین رغبت
دلائی پھر فرمایا واهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی ثلاثا یعنی دوسرا ثقل
میرے اہل بیت ہین مین تمہین اللہ کو یاد دلاتا ہون اپنی اہل بیت کے حق
مین اس کلمے کو تین بار فرمایا پھر حصین نے زید سی کہا ای زید آپ کے اہل بیت
کون ہین کیا آپ کی بیبیان آپ کے اہل بیت سی نہین ہین زید نے کہا آپ کی
بیبیان آپ کی اہل بیت سی ہین ولیکن آپ کی اہل بیت وہ ہین جو آپ کے بعد
صدقہ سی محروم ہین حصین نی کہا وہ کون ہین زید نے کہا وہ آل علی آل عقیل آل جعفر
آل عباس ہین رضی اللہ عنہم حصین نی کہا کیا یہ سب بعد آپ کے صدقہ سے محروم
ہین زید نے کہا ہان پھر مسلم نے بسند دیگر زید بن ارقم سی بخو ما تقدم روایت کیا ہے
اس روایت مین اتنی زیادتی ہے کہ پھر مین نی زید سی کہا کہ آپ کے اہل بیت
کون ہین آپ کی بیبیان کہا نہین قسم ہے اللہ کی بتحقیق عورت ہوتی ہے مرد کے
ساتھہ ایک مدت زمانے سے پھر وہ اوسی طلاق دیدیتا ہی تو وہ لوٹ جاتی ہی
اپنے باپ اور قوم کی طرف آپ کی اہل بیت تو آپ کی اصل وعصبہ ہین جو کہ بعد آپ کے
صدقہ سی محروم ہین پس اس روایت مین اسی طرح واقع ہوا ہے پہلی روایت اولی ہی
اور اوس کا اخذ کرنا لائق تر ہی اور اس دوسری روایت مین دو احتمال ہین ایک یہہ
ہے کہ مراد تفسیر اہل ہی جن کا ذکر اوس حدیث مین کیا گیا ہے جس کو روایت
کی ہی کہ اون سی مراد وہی آپ کی آل ہین جو صدقہ سی محروم ہین دوسرا احتمال یہہ

یہ ہی کہ مراد اہل سی فقط ازواج نہین ہین بلکہ وہ مع آپ کی آل کی ہین یہ احتمال
راجح تر ہے واسطی جمع کرنے کے درمیان اس روایت کے اور روایت متقدم
کے اور نیز واسطی جمع کرنے کے درمیان قرآن شریف کی اور اگلی حدیثون کے
اگر وہ صحیح ہو جائین کیونکہ اون کی اسانید مین نظر ہی واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **پھر وہ**
بات جس مین شک نہین کرتا ہے وہ شخص جس نی قرآن شریف کو سمجھا وجہا
ہے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات انما یرید اللہ الآیہ مین
داخل ہین کیونکہ سیاق کلام اون کے ساتھہ ہے اور اسی لیی بعد اس سب کے اللہ
پاک نے یون فرمایا ہے واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ
یعنی تم عمل کرو اوس شی پر جس کو اللہ تعالی اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل
فرماتا ہے تمہارے گھرون مین یعنی کتاب وسنت یہ قول قتادہ وغیرہ واحد کا ہی
اور یاد کرو اس نعمت کو جس کے ساتھہ تم خاص کی گئی ہو لوگون کے درمیان سے
کہ وحی تمہاری گھرون مین نازل ہوتی ہے سوای باقی لوگون کے اور حضرت
عائشہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما سب سے بڑھکر اس نعمت کے مستحق ہین اور
سب سے زیادہ بہرہ مند ہین ساتھہ اس غنیمت کے اور خاص تر ہین ساتھہ اس
رحمت عمیم کے کیونکہ سوا ان کے کسی بی بی کے بچھونے مین آپ پر وحی نازل نہین
ہوئی چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات پر نص فرمائی ہی **بعض علما**
رحمہم اللہ تعالی نی اس کی یہ وجہ بیان فرمائی ہے کہ آپ نے سوا ان کے کسی باکرہ
عورت سے نکاح نہین کیا اور سوا آپ کے اون کے بچھونے مین کوئی مرد نہین
سویا اس لیی مناسب ہوا کہ اس مزیت وشرف کے ساتھہ وہی خاص کیی جائین اور
اس مرتبۂ علیہ کے ساتھہ وہی مستقل ہون ولیکن جب کہ ازواج مطہرات آپ کے
اہل بیت سے ہوئین تو آپ کی قرابت مستحق تر ہے تسمیہ اہل بیت کی جس طرح کہ
اول حدیث شریف مین گذر چکا ہی واہل بیتی احق **پھر** اوس بات کی مشابہ ہے جو
صحیح مسلم مین ثابت ہوئی ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نی اوس

مسجد کا پوچھا جس کی بنیاد تقوے پر رکھی گئی ہے اول دن سی تو آپ نے فرمایا
وہ یہ میری مسجد ہے پس یہ بات اسی قبیل سی ہے کیونکہ آیہ لمسجد اسس
علی التقوی الآیہ صرف مسجد قبا کے باری مین نازل ہوئی ہے جس طرح دوسری
حدیثون مین وارد ہوا ہے ولیکن جبکہ مسجد قبا کی بنا تقوی پر رکھی گئی اول دن
سی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف زیادہ تر مستحق ہے اس نام
رکھنے کی واللہ سبحانہ اعلم **ابن ابی حاتم** نی ابن جمیلہ سی روایت کیا ہی کہا کہ
حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما خلیفہ بنائے گئے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
قتل کیے گئے پس اس اثنا مین کہ حضرت حسن نماز پڑہ رہے تھے کہ اوس وقت
ایک شخص نے اون پر حربہ کی تو خبر سی اون کو جو چوکا مارا حصین جو ابن جمیلہ سی
راوی ہے اوس کا زعم یہ ہے کہ اوسی یہ بات پونہچی ہے کہ جس نے اون کو
چوکا مارا وہ ایک شخص تہا بنی اسد مین کا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سجدہ
کر رہی تہی کہا پس زعم کرتی ہین کہ وہ چوکا اون کے سرین مین پڑا تو وہ اوس سے
کئی مہینے بیمار رہے پہر اچہے ہو گئے تو منبر پر بیٹہے پہر فرمایا یا اہل العراق اتقوا اللہ
فینا فانا امراؤکم وضیفانکم وصنعاؤکم ونحن اہل البیت الذی
قال اللہ تعالی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و
یطہرکم تطہیرا یعنی ای عراق والو تم اللہ سے ڈرو ہماری حق مین پس بیشک
ہم تمہاری امیر ہین اور تمہاری مہمان ہین اور تمہاری احسان کرنے والی ہین
اور ہم وہ اہل بیت ہین جن کی حق مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے انما یرید اللہ الآیہ
پہر اس کو فرماتے رہے یہان تک کہ مسجد والون مین سے کوئی باقی نہ رہا مگر حال یہ
ہے کہ رو کر نوحہ کیا **سدی** نی ابو الدلیم سی روایت کیا ہی کہ حضرت علی بن
حسین رضی اللہ عنہما نی اہل شام کے ایک شخص سے فرمایا کیا تو نے سورہ احزاب
مین یہ نہین پڑہا انما یرید اللہ الآیہ کہا ہان اور البتہ تم وہ ہو فرمایا ہان قولہ تعالی ان اللہ
کان لطیفا خبیرا یعنی اللہ پاک کا لطف جو تمہاری ساتہہ ہے اوس کے

سبب سی تم اس مرتبے کو پونہچے ہو اور اوس کو تمہاری خبر ہے اور اس کی کہ تم اسکی
لائق ہو اس وجہ سی اوس نے تم کو یہہ رتبہ عطا کیا ہے اور تم کو اوس کے ساتھہ
مخصوص فرمایا ہے **ابن جریر** رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے یاد کرو اللہ کی نعمت
جو تم پر ہے کہ تم کو ایسی گھرون مین رکھا ہے جن مین اللہ کی آیتین پڑہی جاتی ہین
اور حکمت سو اس پر اللہ تعالی کا شکر و حمد کرو بی شک اللہ تعالی صاحب لطف ہے
تمپر جب تو تم کو اون گھرون مین رکھا ہی جن مین اللہ کی آیتین پڑہی جاتی ہین
اور حکمت یعنی سنت خبردار ہے تم سے جب تو تمکو اپنی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و
سلم کے واسطی بیان اسند کیا ہے قتادہ نی واذکرن الآیہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ
اللہ اون پر اس کی منت رکہتا ہے رواہ ابن جریر عطیہ عوفی نی ان اللہ الآیہ
کی تفسیر مین کہا ہے یعنی لطیفا باستخراجہا خبیرا بموضعہا رواہ ابن ابی حاتم ثم قال وکذا
روی عن الربیع بن انس عن قتادہ **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے
کہ **زجاج** نی کہا کہ کاحد من النساء فرمایا اور کواحدۃ نہ کہا اس واسطی کہ کلمہ احد
ایک لفظ عام ہے مذکر و مونث و واحد و جماعت کو عام ہے کبہی غیر آدمی پر بہی
بولا جاتا ہے جس طرح کہ کہتی ہین لیس فیہا احد لا شاۃ ولا بعیر یعنی گھر مین کوئی نہین
ہے نہ بکری نہ اونٹ معنی یہ ہین نہین ہو تم فضل و شرف مین مثل جماعت واحد
کے عورتون کی جماعتون سی حضرت ابن عباس نی فرمایا نہین ہے تمہاری قدر
میری نزدیک مثل قدر تمہاری غیر کے صالح عورتون سے تم مکرم تر ہو مجہپر اور تمہارا
ثواب بزرگتر ہے نزدیک میری پہر اللہ پاک نی اس شرف عظیم کو ایک قید کے ساتھہ
مقید کیا پس ارشاد فرمایا ان اتقیتن یعنی اگر تم ڈر رکھو اللہ کا پہر اوس کی طاعت
کرو کیونکہ اللہ سبحانہ کے نزدیک جو زیادہ متقی ہے وہی زیادہ تر کریم و شریف
ہے غرض یہ ہے کہ اون کو جو فضیلت نصیب ہوئی ہے صرف اس لیے کہ
تقوی کی ملازمت کی نہ مجرد اس واسطی کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی اتصال
رکہتی ہین الحمد للہ بی شک اون سی ظاہر ظہور تقوی اور ایمان خالص اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر چلنا وقوع مین آیا آپ کی حیات مین اور بعد آپ کی
وفات کے جواب شرط کا محذوف ہی اس لیی کہ ماقبل اوسپر دال ہے یعنی اگر
تم اللہ سے ڈروگے تو تم نہین ہو مثل ایک کے عورتون مین سے کسی نے کہا کہ
جواب فلا تخضعن بالقول ہے لیکن قول اول اولی ہے یعنی لوگون سی بات چیت
کرتے وقت نرم بات مت کرو جس طرح کہ عورتون مین سے شک وتہمت والی
عورتین کیا کرتی ہین اور رقیق ونرم کلام مت کرو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نی
فرمایا لاترخصن بالقول ولاتخضعن بالکلام یعنی نزاکت سے بات مت کرو اور دب کر
مت بولو دوسرا لفظ اون کا یہ ہے مقارنۃ الرجال فی القول حتی یطمع الذی فی قلبہ مرض
مراد مرض سی فجور وشہوت ہے یا شک وریبت وتہمت یا نفاق نرم نرم نازک نازک
باتین کرنے سے فساد عظیم پیدا ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ جس کے دل مین امور مذکورہ
ہوتے ہین تو وہ عورت مین طمع کرنے لگتا ہے یعنی تم ایسی بات مت کہو اور اس
طور پر مت بولو جس سی منافق وفاجر تم مین طمع کرنے کی طرف راہ پائی عورت کے
حق مین مستحب ہے اور اوس سی مطلوب ہی کہ جس وقت اجنبی مردون سے مخاطب ہو
تو سختی ودرشتی سے باتین کرے کردی بات کرک کرہی وٹہرک کہی تاکہ اون کے جی مین
اگر طمع ہو تو قطع ہو جای اور اظہار مرض کی مجال نہ ملے اور سمجھ لین کہ نیل مرام کی کوئی
صورت ممکن نہین ہی جمہور نی فطمع کو بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ جواب نہی کا مضارع
مع الفاء ہے **ابو حاتم** نی حکایت کی ہی کہ اعرج نی بضم یای تحتیہ وکسر میم پڑہا ہے
نحاس نی کہا مین اس کو غلط خیال کرتا ہون یہ قرارت ابو السمال وعیسی ابن عمر و
ابن محیصن سی بہی مروی ہی اور یہ بہی ان سے روایت کیا گیا ہے کہ انہون نے
فعل نہی کے محل پر اسکو عطف کرکے بجزم پڑہا ہے وقلن قولا معروفا کے یہ معنی ہین کہ
ایسی بات کہو جو لوگون کے نزدیک معروف ہو یعنی باوجود اوس کے سخت اور تہمت
سے دور ہونے کے اچہی نیک بات ہو طریقہ شرع پر کہ اوس کا سننے والا اوس سے
کسی شی کا انکار نکرے اوس کو برا نہ جانے اور نہ اوس کے سبب سے فسق وفجور

والی تم مین طمع کرین یا قول معروف یہ ہے کہ ایسی بات ہو جس کو اسلام و دین
واجب کرے وقت حاجت کے طرف اوس کے ساتھہ ایسی بیان کے کہ بدون
خضوع اور عاجزی اور دبنے کے ہو سکتی نے کہا کہ قول معروف اللہ پاک کا ذکر
ہے قول اول اولی ہے **قِرْنَ** جمہور نی بکسر قاف پڑہا ہے ماخوذ وقر یقر وقارًا
بمعنی سکن سی صیغہ امر کا واحد مذکر کے لیے قر بکسر قاف ہی اور جمع مونث کا قِرْنَ ہی
جیسے عدن وزنَّ **مُبَرِّد** نی کہا کہ قرار سی ہے وقار سے نہین ہی محاوری مین تو یون
کہیگا کہ قررت بالمکان بفتح را یعنی قرار پکڑا مین نی مکان مین اصل مین اُقْرِرْنَ
بکسر راء تہا پہر اول را حذف کی گئی واسطی تخفیف کے جس طرح کہ ظلمات مین
ظلت کہا ہے پہر اوس کی حرکت نقل کر کے قاف کو دی قاف کے متحرک
ہونے کی وجہ سی ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی **ابو علی فارسی** نی کہا کہ بوجہ
کراہت تضعیف کے اول را کو یای تحتیہ سی بدلا جس طرح کہ قیراط و دینار مین بدلی
گئی ہے اور یا کی واسطی اوس حرف کے حرکت ہو گئی جس سے وہ بدلی گئی ہے
تقدیر اقیرن ہی پہر حرکت یا کی قاف پر ڈالی اس کراہت سے کہ یا کو کسر کی حرکت
دیجای پہر بسبب اجتماع دو ساکن کی یا ساقط ہوئی اور ہمزۂ وصل بسبب تحریک مابعد
کے گر گیا تو قرن ہوا **نافع و عاصم** نی قَرْنَ بفتح قاف پڑہا ہے اصل اس کی
قررت بالمکان اذا اقمت فیہ اَقَرَّ بکسر را ای ماضی و فتح قاف مضارع ہے مثل حَمِدَ یحمد
یہ لغت ہے حجاز والون کا ابو عبید نے کسائی سے اس کو ذکر کیا ہے اور زجاج
وغیرہ نے بہی اس کا ذکر کیا ہی **فراء** نی کہا یہ ایسا ہے جیسا تو کہتا ہی ہَلْ حَسْتَ
صاحبک ای ہَلْ اَحْسَسْتَہ **ابو عُبَید** نی کہا ہماری اشیاخ اہل عربیت مین سی قراءت
بفتح قاف کا انکار کرتے تہی وجہ اس کی یہ ہی کہ قررتُ بالمکان اقر کو بہت سے
اہل عربیت جائز نہین رکہتے ہین صحیح قررت اَقِرُّ بالکسر ہے معنی اس کے یہ ہین کہ
آپ کے ازواج مطہرات کو امر ہے تو قر و سکون کا اپنے گہرون مین اور اس کا
کہ باہر نہ نکلین یہ قول مخالف ہے اوس قول کے جو ہم نے اس جگہہ عن ابی عُبَید

عن الکسائی ذکر کیا ہے کسائی اجل مشائخ ابو عبید سے ہین اور اس قرارت کی
انکار پر ابو حاتم نے بھی کسائی کی موافقت کی ہی کہا ہے کہ کلام عرب مین قرن
بفتح قاف کے واسطے کوئی مذہب نہین ہے **نحاس** نے کہا کہ ابو حاتم کے
اس قول مین خلاف کیا گیا ہے بلکہ اس مین دو مذہب ہین ایک کو تو کسائی نی
حکایت کیا ہی اور دوسرا مذہب علی بن سلیمان سے مروی ہے پس جس مذہب
کو کسائی نے حکایت کیا ہی سو وہ تو وہی ہی جس کو ہم بروایت ابو عبید عن الکسائی
اول ذکر کر چکے ہین رہا وہ مذہب جس کو علی بن سلیمان نی حکایت کیا ہی سو علی نی
یون کہا کہ وہ ماخوذ ہے قررت بہ عینا اقر سے معنی یہ ہین کہ تم ٹھنڈی کرو اون سے
آنکھہ اپنی گھرون مین **نحاس** نی کہا یہ وجہ حسن ہی فتحتین مین کہا ہے کہ یہ
حسن نہین ہے اور نہ یہ آیت کی معنی ہین اس واسطی کہ مراد آیت سی امر کرنا ہی
ازواج مطہرات کو سکون و استقرار کا اپنی گھرون مین اور یہ قرۃ العین سے نہین
ہے **ابن ابی عبلہ** نی اقرن بالف وصل و دور را اول مکسور بر اصل یعنی لازم
پکڑو اپنی گھرون کو **حضرت محمد بن سیرین** رضی اللہ عنہ سی مروی ہے کہا
مجھی خبر دی گئی اس بات کی کہ کسی نی حضرت سودہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے عرض کیا کہ آپ کو کیا ہی کہ آپ حج کرتی ہین نہ عمرہ جس طرح کہ آپ کی
بہنین کرتی ہین تو فرمایا کہ مین تو حج و عمرہ کر چکی اور مجھی اللہ نے یہ امر فرمایا ہے کہ مین
اپنی گھر مین قرار پکڑون پس قسم ہے اللہ کی کہ مین اپنے گھر سے نہ نکلونگی یہان تک
کہ مر جاؤن کہا پس قسم ہے اللہ کی کہ وہ اپنے حجرے کے دروازے سے نہ
نکلین یہان تک کہ اون کا جنازہ نکالا گیا مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کیا ہے کہ جس وقت وہ وقرن فی بیوتکن پڑہتین تو روتین یہان تک
کہ اپنی اوڑہنی کو تر کر دیتی ہتین رواہ ابن ابی شیبۃ وغیرہ **تبرج** یہ ہے کہ عورت اپنی
زینت و زیور اور بناؤ سنگار اور خوبیون سی وہ شی ظاہر کری جس کا چہپانا اوس پر واجب
ہے اوس شی سی کہ جس کے ساتھہ مرد شہوت و خواہش کو طلب کرتی ہین تبرج کی

معنی سورۂ نور مین گذر چکی ہین **مبرد** نے کہا کہ تبرج ماخوذ ہی سعہ سے جس کے دانت متفرق ہوتے ہین تو محاورے مین بولتی ہین فی اسنانہ بَرَجٌ یعنی اوس کے دانتون مین کشادگی و فراخی ہے مراد اظہار زینت کا اور ظاہر کرنا خوبیون کا ہے واسطی مردون کے کسی نے کہا تبرج تفتح و تبختر و تکسر ہے چال مین یعنی ناز و ادا کبر کرکے اور لچک کر چلنا یہ قول نہایت ضعیف ہے قول اول اولیٰ ہی **جاہلیت اولیٰ** مین اختلاف ہے کہ اس سی کیا مراد ہے (۱) کسی نی کہا وہ زمانہ ہے جو درمیان حضرت آدم و نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام کے تہا یا زمانہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام کے (۲) کسی نی کہا مابین حضرت نوح و ادریس علیہما الصلوٰۃ والسلام کے یہ قول حضرت ابن عباس کا ہی اور اول گذر چکا ہے یہ زمانہ ہزار برس کا تہا (۳) کسی نی کہا مابین حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے (۴) کسی نے کہا مابین حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے (۵) حضرت ابن عباس نی فرمایا جاہلیت وہ ہی جو درمیان حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اخرجہ ابن مردویہ (۶) ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نی حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نی اون سی پوچہا کہ تو مجہے خبر دے اللہ کے اس قول کی جو ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولىٰ کیا جاہلیت غیر واحدہ ہے یعنی کئی ہین کہ اولیٰ کہا ہے تو حضرت ابن عباس نی فرمایا مین نی کوئی اولی نہین دیکہا مگر اوس کے واسطی آخرہ ہے پس حضرت عمر نے اون سے فرمایا تو میری پاس وہ شی لا کتاب سی جو اس کی تصدیق کرے تو اونہون نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وجاهدوا في الله حق جهاده هو اجتباكم اول مرّة حضرت عمر نے فرمایا وہ کون ہین جن سی جہاد کرنے کا ہمکو حکم ہوا تو کہا کہ وہ مخزوم و عبد شمس ہین (۷) ابن ابی حاتم نی اس کی تفسیر مین اون سے یہ بہی روایت کیا ہی کہ ایک جاہلیت اخری ہوگی (۸) ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ

سی روایت کیا ہی کہ اونہون نے یہ آیت پڑہی تو فرمایا کہ جاہلیت اولی عہد ابراہیم علیہ السلام مین تہی **قرطبی** نی ذکر کیا ہے کہ جس وقت مین ہابیل[1] کی ولادت ہوئی تو یہ حال تہا کہ عورت موتیون کا کرتا پہنتی پہر بیچ راہ مین چلتی اپنی نفس کو مردون پر پیش کرتی ہوئی جاتی تہی **ابن العربی** رحمہ اللہ تعالی کا قول نقل کیا ہے حاصل اوس کا یہ ہے کہ مین کہہ اور پہر ارسبتیون مین گیا کہین ایسی پارسا عورتین نہین دیکہین جیسی کہ نابلس مین ہین یہ وہ بستی ہے جس مین حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے مین اس بستی مین تہیرا مین نے دن کو راہ مین کوئی عورت نہین دیکہی مگر جمعے کے دن وہ مسجد کی طرف آتین پہر مسجد اون سے بہر جاتی پہر جب نماز پوری ہو جاتی تو اپنے گہرون کو چلی جاتی تہین دوسرے جمعے تک اون مین سے کسی عورت پر میری آنکہہ نہین پڑی اور مسجد اقصی مین مین نے پارسا عورتین دیکہی ہین کہ اپنی جای اعتکاف سی نہ نکلین یہان تک کہ اوس مین شہید کی گئین (۹) کسی نے کہا کہ جاہلیت اولی ماقبل اسلام کے تہی اور جاہلیت اخری ایک قوم ہے کہ آخر زمانی مین اون کا سا فعل کرین گے (۱۰) یا جاہلیت اولی جاہلیت کفر ہے اور اخری جاہلیت فسوق و فجور ہے اسلام مین اللہ پاک نی اس کا ذکر آیۂ ولا یبدین زینتہن الآیہ مین فرمایا ہے (۱۱) کسی نی کہا کہ اولی کو ذکر کرتی ہین گو اوس کے واسطی اخری نہو **مبرد** نے کہا جاہلیت اولی ایسی ہی جیسے کہتے ہین جاہلیت جہلاء **۱۲ ابو العالیہ** نے کہا یہ زمانہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ہے اوس مین عورت موتیون کا کرتا پہنتی جس کی دونون جانبین سلی ہوئی نہین ہوتی تہین اور جس شی کا ظاہر کرنا قبیح ہے عورتین اوس کو ظاہر کیا کرتی تہین یہان تک کہ عورت اپنی خاوند اور یار کے ساتہہ بیٹہتی تہی تو اوس کا یار تو مافوق الازار کے ساتہہ منفرد ہوتا تہا اور اوس کا خاوند ما دون ازار کے ساتہہ نیچے تک اور کبہی ایک دوسرے سے اس کی بدلی کر لیتا تہا **۱۳ ابن عطیہ** کہتے ہین جو امر مجہی ظاہر ہوتا ہے وہ تہ ہے کہ یہ اشارہ کیا ہی طرف اوس جاہلیت کے جو اون کو لاحق ہوئی اور اوس کو

[1] یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۲

اونہون نی یا یا سواون کو امر کیا کہ جس سیرت مین وہ تہین اوس سے نقل کرین
یہ وہی کافرون کی سیرت ہی جو شرع سے پہلے تہی کہ اون کے نزدیک کسی طرح کی
غیرت نہ تہی عورتین بی پردہ رہتی تہین اور اس جاہلیت کو اولی قرار دیا بہ نسبت
اوس حال کی جسپر وہ تہین یہ معنی نہین ہین کہ وہان کوئی جاہلیت اخری بہی ہے
کذا قال یہ قول حسن ہے **یہ بہی** ممکن ہے کہ جاہلیت اخری سے مراد وہ تشبہ
ساتہہ جاہلیت کے قول یا فعل مین ہو جو اسلام مین واقع ہوگا پس معنی یہ ہونگے کہ ای
مسلمان عورتو تم اپنی اسلام کے بعد ویسا تبرج مت کرو جس پر تم نہین اور تم سے
پہلے کی عورتین تہین یعنی تم اپنے افعال و اقوال سی کوئی نئی جاہلیت مت نکالو جو اگلی
جاہلیت کے مشابہ ہو پہر اللہ پاک نی صلوٰۃ واجبہ و زکوٰۃ مفروضہ کے ادا کرنے کا حکم دیا
وجہ تخصیص ان دو کی یہ ہی کہ یہ اصل ہین طاعات بدنیہ و مالیہ کی اور اس لیی کہ جو کوئی
ان دو پر محافظت و مداومت کرتا ہی تو یہ اپنی سوا اور عبادتون کی طرف اوس کو
کہینچ لیجاتی ہین پہر عموماً اللہ و رسول کی اطاعت کا امر فرمایا ہر امر و نہی مین **قولہ سبحانہ**
و تعالی انما یرید اللہ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی نی جو تم کو تقوے کے
وصیت کی ہے اور دب کر بات نہ کرنے کی اور قول معروف کہنے کی اور گہرون مین
قرار پکڑنے کی اور تبرج نہ کرنے کی اور نماز و زکوٰۃ ادا کرنے کی اور شرع کے امر و نہی
ماننے کی سو اللہ یہی چاہتا ہے کہ رجس کو تم سے دور کرے مراد رجس سی اثم و
ذنب ہین جو کہ آبرو کو میلا کرتے ہین اور اللہ پاک کے امر کے ترک اور نہی کے
کرنے سے حاصل ہوتے ہین پس جس شی مین اللہ پاک کی رضا و خوشی نہین ہے
وہ سب اس مین داخل ہے کسی نی کہا کہ جس تک ہی کسی نے کہا سو کسی نے
کہا عمل شیطان عموم اولی ہی نصب اہل البیت کا بنا بر مدح ہی جیسا کہ زجاج نے
کہا ہی کہا اور اگر تو چاہے تو بنا بر بدل کہا اور رفع و خفض بہی جائز ہے نحاس نے
کہا کہ خفض بنا بر بدل ہی کاف و میم سی اس پر مبرد نے یہ اعتراض کیا کہ مخاطب سے
بدل جائز نہین ہی یا نصب اس کا بنا بر ندا ہی **ویطہرکم تطہیرا** یعنی اور پاک

اگری تم کو گندگی و میل کچیل سے پورا پاک کرنا جس کا تو معصیت کے واسطے استعارہ کیا اور بلفظ تطہیر اوس کی ترشیح فرمائی سو اس مین معصیت سے تنفیر بلیغ ہے اور اوس کے فاعل کو زجر شدید **اہل بیت** جن کا اس آیت کریمہ مین ذکر ہی اون مین اختلاف ہے ۱- **حضرت ابن عباس** وعکرمہ وعطا وکلبی ومقاتل و سعید بن جبیر نے کہا کہ یہ اہل بیت جن کا اس آیت مین ذکر ہے خاصۃً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات ہین کہا مراد بیت سی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر ہے اور آپ کی بیبیان اسکے مساکن اس لیی کہ اللہ تعالی نی یون فرمایا ہی واذکرن ما یتلی فی بیوتکن دوسری یہ وجہ ہی کہ سیاق آیت کا یا ایہا النبی سے لیکر لطیفا خبیرا تک زوجات کے حق مین ہے ۲- **ابو سعید** خدری ومجاہد وقتادہ نے کہا اور کلبی سی بہی مروی ہے کہ اہل بیت جو اس آیت مین مذکور ہین وہ خاصۃً حضرت علی وحضرت فاطمہ وحضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہم ہین ان کی دلیلون مین سے ایک یہ دلیل ہے کہ خطاب آیت مین اوس شی کی ساتھہ ہے جو ذکور و اناث دونون کی واسطے صلاحیت رکھتی ہے یعنی عنکم ویطہرکم اور اگر خطاب خاصۃً عورتون کو ہوتا تو عنکن ویطہرکن فرماتا اول لوگون نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ تذکیر باعتبار لفظ اہل کے ہے جس طرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہی اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت اور جس طرح کہ آدمی محاورہ مین اپنے دوست سے کہتا ہی کیف اہلک مراد اوس کی بی بی ہوتی ہے یا اوس کی بی بیان تو وہ اوس کے جواب مین کہتا ہے ہم بخیر یعنی وہ اچھی ہین اب ہم ہر فریق کے دلائل ذکر کرین جن کے ساتھہ اوس نے تمسک کیا ہے سو اول لوگون کی تو یہ دلیلین ہین (۱) سیاق کی ساتھہ تمسک کیا ہی کیونکہ وہ زوجات کے بارے مین ہی کما ذکرنا (۲) حضرت ابن عباس کا قول کہ خاصۃً ازواج مطہرات کے حق مین نازل ہوئی ہے (۳) عکرمہ کا اسپر مباہلہ کرنے کو مستعد ہونا یہ قول حضرت ابن عباس کا بچند طرق اون سی مروی ہے یہ قول اول گذر چکے ہین **فریق** ثانی کے

دلائل یہ ہین (۱) حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جو بچند طرق اول گذر چکی ہی
(۲) حدیث ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی یہ بھی گذر چکی ہے (۳) حدیث
عمر بن ابی سلمہ ربیب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بھی گذر چکی ہے (۴) حدیث
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی (۵) حدیث واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی
(۶) حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی (۷) حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی
(۸) حدیث ابو الحمرا کی یہ سب حدیثین اول گذر چکی ہین (۹) حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
اللہ نے خلق کو دو قسم کیا تو مجھکو اون مین کی بہتر قسم مین ٹھیرایا پس یہ وہ قول ہی اللہ
پاک کا واصحاب الیمین واصحاب الشمال سو مین اصحاب یمین سی ہون اور
اور بہتر ہون اصحاب یمین کا پھر اوس نی دو قسمون کو اثلاث کیا تو مجھکو اون کے
بہتر ثلث مین ٹھیرایا وہ یہ قول ہی اللہ کا واصحاب المیمنة واصحاب المشامة
والسابقون السابقون سو مین سابقین سی ہون اور مین بہتر ہون سابقین کا پھر
اثلاث کو قبائل کیا تو مجھکو اون کے بہترین قبیلے مین ٹھیرایا وہ یہ قول ہے وجعلناکم
شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور مین
متقی تر اولاد آدم کا ہون اور اکرم اون کا ہون اللہ پر اور کوئی فخر نہین ہے پھر
قبائل کو بیوت کیا تو مجھکو اون کے بہترین گھر مین کیا پس وہ یہ قول ہے اللہ کا
انما یرید اللہ الآیہ پس مین اور میرے اہل بیت مطہر ہین ذنوب سی اخرجہ
الحکیم الترمذی والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل اس باب مین
اور احادیث و آثار ہین ہم نے یہان وہی ذکر کیے ہین جو مسلک کی صلاحیت رکھتے
ہین نہ وہ جو اوس کے صالح نہین ہین **ایک تیسرا طائفہ** درمیان فریقین کی
متوسط ہوا تو اوس نے اس آیت کو شامل ٹھیرایا واسطی زوجات کے اور واسطی حضرت
علی و حضرت فاطمہ و حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے زوجات تو
اس لیے شامل ہین کہ ان آیتون کے سیاق مین وہ مراد ہین جیسی کہ اول گذر چکا ہے

اور اس لیی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیوت مین ساکن ہین اور آپ کی منازل مین نازل ہین حضرت ابن عباس وغیرہ سے جو بات مروی ہی وہ اس کی تائید کرتی ہی رہا داخل ہونا حضرت علی وحضرت فاطمہ وحضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہم کا سو اس لیی ہے کہ یہ لوگ آپ کی قرابت ہین اور آپ کے اہل بیت ہین نسب مین اس کی تائید وہ حدیثین کرتی ہین جو اس بات کی تصریح کر رہی ہین کہ سبب نزول آیت یہی حضرات بابرکات ہین پس جس کسی نے آیت کو احد الفریقین کی ساتھہ خاص ٹھیرایا تو اوس نی بعض ما یجب اعمالہ کا اعمال کیا اور ما لا یجب اہمالہ کو اہمال کیا محققین کی ایک جماعت نی اس قول کو ترجیح دی ہے انمین سے قرطبی وابن کثیر وغیرہما ہین **ایک جماعت** نی کہا کہ یہ لوگ بنی ہاشم ہین حدیث حضرت ابن عباس و قول زیدبن ارقم جو اول گذر چکا ہے اوس سی اس پر استدلال کیا ہے کہ آپ کی آل وہ ہین جو بعد آپ کے صدقے سی محروم ہین آل علی وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس رضی اللہ عنہم پس یہ لوگ اس طرف گئے کہ مراد بیت سے بیت نسب ہی **قولہ تعالی** وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ الآیہ یعنی تم یاد کرو موضع نعمت کو اس لیی کہ تم کو ایسے گھرون مین رکھا ہے جن مین اللہ کی آیتین پڑھی جاتی ہین اور حکمت یاد کرو آیتون کو اور اون مین فکر کرو تاکہ اللہ کے مواعظ و نصائح سے نصیحت پذیر ہو یا لوگون سی اون کو ذکر کرو تاکہ وہ اون سی نصیحت پذیر ہون اور اونکی ہدایت سے راہ یاب ہون یا اون کا ذکر کرو ساتھہ تلاوت کے تاکہ اون کو حفظ کرو اور کثرت سے تلاوت کرنے کو ترک مت کرو **قرطبی** نی کہا اہل تاویل نے کہا ہے کہ آیات اللہ سے مراد قرآن شریف ہے اور حکمت سے مراد سنت مقاتل نے کہا آیات وحکمت سی مراد اللہ پاک کا امر و نہی ہے قرآن مین کسی نے کہا کہ قرآن جامع ہے درمیان ان دو امر کے ایک تو آیات بینات جو دال ہین توحید و صدق نبوت پر دوسرا حکمت جو کہ مشتمل ہی فنون وانواع پر علوم و شرائع سے **ابن سعد** نی ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیبیون کے گھرون مین نوافل پڑہا کرتے تہی
رات اور دن مین ان اللہ کان لطیفا خبیرا بی شک اللہ پاک اپنے
دوستون سے بڑا لطف ومہر کرنے والا ہے اور اپنی ساری خلق کی خوب خبر رکہنی
والا ہے اور جو کچہ خیر وشر وطاعت ومعصیت اون سی صادر ہوتی ہی اس سب سے
خوب واقف ہی تو نیکی کرنے والے کو اوس کی نیکی کی جزا اور برائی کرنے والے کو
اوس کی برائی کی سزا پوری پوری دیگا نکتہ ماتیلی فی بیوتکن فرمایا مانیزل نہ کہا
باوجود اس کے کہ نزول زیادہ تر مناسب ہی کیونکہ اون کے گھر جاہی نزول وحی
ہین سو غرض اس سی عموم تلاوت کا ہے ساری آیتون کو اور وقوع آیتون کو کل
گھرون مین اور تکرر آیتون کو جو کہ موجب ہی اون کی متمکن ہونے کو ذکر وتذکیر سے
بخلاف نزول کے اور تلاوت کرنی والے کے معین نکرنے کی یہ وجہ ہی کہ تلاوت
شامل ہو جاہی حضرت جبریل علیہ السلام کی تلاوت کو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تلاوت کو اور ازواج مطہرات کی تلاوت کو اور اون کے غیر کی تلاوت کو واسطی تعلیم
وتعلم کے کذا فی ابو السعود ان المسلمین والمسلمٰت والمومنین والمومنات
والقٰنتین والقٰنتٰت والصٰدقین والصٰدقٰت والصٰبرین و
الصٰبرات والخٰشعین والخٰشعٰت والمتصدقین والمتصدقات
والصٰٓئمین والصٰٓئمٰت والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت والذٰکرین
اللہ کثیرا والذٰکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما تحقیق مسلمان
مرد اور مسلمان عورتین اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتین اور بندگی کرنے والے مرد
اور بندگی کرنے والی عورتین اور سچے مرد اور سچی عورتین اور محنت سہنے والے مرد
اور محنت سہنے والی عورتین اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنی والی عورتین اور
خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتین اور روزہ دار مرد اور روزہ دار
عورتین اور تہامنے والے مرد اپنی شہوت کی جگہہ اور تہامنے والی عورتین اور
یاد کرنے والے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنے والی عورتین رکہی ہے اللہ نے

اون کی واسطی معافی اور بخشش بڑا **ف** حضرت کی ایک بی بی نے کہا تھا کہ قرآن مین سب ذکر مردون کا ہے عورتون کا کہین نہین اوس پر یہ آیت اوتری تبھی عورتون کی خاطر کو نہین تو حکم جو مردون پر کہا سو عورتون پر بھی آیا ہر بار جدا کہنے کی حاجت نہین انتہی **ف امام احمد** رحمہ اللہ تعالی نی عبدالرحمن بن شیبہ سے روایت کیا ہے کہا مین نی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا وہ کہتی تھین مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا ہم کو کیا ہے کہ ہم قرآن مین ذکر نہین کیے جاتے ہین جیسی کہ مرد ذکر کیے جاتے ہین کہا پھر مجھی ایک دن حضرت کی طرف سی کسی شی نی نہین گھبرایا مگر آپ کی ندا نے منبر پر کہا اور مین اپنی بال کھول رہی تھی سو مین نے اپنے بال لپیٹ لیے پھر مین نکلی طرف اپنے حجرے کے اپنے گھر کے حجرے کے تو مین نے اپنا کان رکھا نزدیک جریدہ کے یعنی کھجور کی ٹہنیون کے تو ناگاہ آپ نزدیک منبر کے یہ فرما رہی ہین ای لوگو بی شک اللہ تعالی فرماتا ہے ان المسلمین الآیہ وھکذا رواہ النسائی وابن جریر من حدیث عبدالواحد بن زیاد بہ مثلہ (۲) **طریق دیگر نزد نسائی** نی ابوسلمہ سی روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا نبی اللہ مجھی کیا ہے کہ مین سنتی ہون مردون کو کہ وہ ذکر کیے جاتی ہین قرآن مین اور عورتین ذکر نہین کی جاتی ہین اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی ان المسلمین الآیہ (۳) **ابن جریر** نی عن عبدالرحمن بن حاطب عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہی کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مرد ذکر کیے جاتے ہین ہر شی مین اور ہم نہین ذکر کیے جاتے اس پر اللہ تعالی نی یہ آیت نازل فرمائی (۴) **طریق دیگر** سفیان ثوری نی عن ابن ابی نجیح عن مجاہد روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ مرد ذکر کیے جاتی ہین اور ہم نہین ذکر کیے جاتے اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی (۵) **حدیث دیگر ابن جریر** نی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

کہ عورتون نی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اوسے کیا ہے کہ مومنین کا ذکر کرتا ہے اور مومنات کا ذکر نہین کرتا ہے اسپر اللہ نے یہ آیت نازل کی (۶) **نیز قتادہ** سی روایت کیا ہے کہ عورتین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیون کے پاس آئین تو عرض کیا کہ تمہارا تو اللہ تعالی نے قرآن مین ذکر کیا ہے اور ہم کسی شے کے ساتھہ ذکر نہین کیے گئے کیا ہم مین وہ شی نہین ہے جو ذکر کیجائی اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ان المسلمین والمسلمات الآیہ پس یہ قول اللہ پاک کا کہ ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمومنات دلیل ہے اس پر کہ ایمان غیر اسلام ہے اور وہ اخص ہی اسلام سی دلیل اس کی یہ آیت ہی قالت[۵۱] الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم **صحیحین** مین ہی نہین زنا کرتا ہے زانی جبکہ زنا کرتا ہی اور وہ مومن ہو پس ایمان اوس سے سلب کیا جاتا ہے اور اس سی باجماع مسلمین اوس کا کفر لازم نہین آتا ہے سو اس نی اس پر دلالت کی کہ ایمان اخص ہے اسلام سے جس طرح کہ حافظ ابن کثیر نے اول شرح بخاری مین اس کی تقریر کی ہی **قنوت** طاعت ہی سکون مین قال اللہ تعالی امن[۵۲] ھو قانت اٰناء اللیل ساجدا وقائما یحذر الاٰخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ وقال تعالی ولہ[۵۳] من فی السموات والارض کل لہ قانتون و یا[۵۴] مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین و[۵۵] قوموا للہ قانتین پس اسلام کے بعد ایک مرتبہ ہے کہ اوس پر چڑہا جاتا ہی وہ ایمان ہے پہر ان دونون سے قنوت پیدا ہونے والا ہے **اور صدق** اقوال مین ہوتا ہے کیونکہ صدق ایک محمود خصلت ہے اور اسی لیی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم تھے کہ اون پر کسی جھوٹھ بات کا تجربہ نہین کیا گیا نہ تو جاہلیت مین اور نہ اسلام مین صدق ایک نشانی ہے ایمان پر جس طرح کہ کذب ایک علامت ہے نفاق پر اور جس کسی نے سچ بولا اوس نے نجات پائی تم لازم پکڑو صدق اور راستی کو کیونکہ صدق راہ بتاتا ہے طرف نیکی کی اور بر راہ بتاتا ہی طرف جنت کے اور بچو تم جھوٹ سے کیونکہ جھوٹ راہ بتاتا ہی طرف

فجور کے اور فجور راہ بتاتا ہے طرف نار کے اور ہمیشہ مرد سچ بولتا رہتا ہے اور سچ
کا قصد کرتا رہتا ہے یہان تک کہ لکھا جاتا ہے نزدیک اللہ کے صدیق یعنی بڑا
سچ بولنے والا اور ہمیشہ مرد جھوٹھ بولتا رہتا ہے اور جھوٹھ کا قصد کرتا رہتا ہی
یہان تک کہ لکھا جاتا ہے نزدیک اللہ کے کذاب یعنی بڑا جھوٹھا حدیثین اس باب
مین بغایت کثرت سے وارد ہوئی ہین **اور صبر** نتیجہ ہی اثبات کا یعنی صبر کرنا ہی مصائب
پر اور جاننا ہے اس بات کا کہ جو شی مقدر ہو چکی ہے اوس کا ہونا ضروری ہے
اور مقدر سی پیش آنا ہے ساتھہ صبر و ثبات کے اور صبر وہی ہے جو صدمۂ اولی
کے وقت ہوتا ہے یعنی صعب و سخت تر صبر کا اول وہلہ مین ہے پھر مابعد
اوس کی اوس ہی سہل تر ہی صبر صدق و ثبات سجیہ سجیہ کہتے ہین خو اور طبیعت کو
تو صبر گویا طبیعت کو ثابت و قائم و راست و درست رکھنا ہے وقت پیش آنی
مکروہ کے **خشوع** سی مراد سکون و طمانینت و تودہ و وقار و تواضع و فروتنی
ہے حامل و باعث اس پر خوف ہوتا ہے اللہ تعالی سے اور اوس کا مراقبہ
یعنی خشوع اللہ پاک کے خوف سی اور اوس کو اپنے اوپر نگاہبان سمجھنے سے پیدا
ہوتا ہے جب اوس کو اپنے اوپر حاضر و ناظر و نگہبان سمجھیگا تب کہین اوس سے
فروتنی کریگا اوس کے سامنے دبیگا حدیث شریف مین اس کا بیان یون آیا
ہے کہ تو عبادت کر اللہ کی گویا تو اوسی دیکھہ رہا ہے پھر اگر تو اوس کو نہین دیکھتا ہے
تو وہ تو تجھی دیکھہ رہا ہے **صدقہ** احسان کرنا ہی طرف حاجتمند کمزور لوگون کے کہ جن کے
واسطی نہ کوئی پیشہ ہی نہ کمائی نہ کوئی کمانی والا ایسے لوگون کو فضول اموال سے
اللہ کے واسطی طاعت جانکر اور اوس کی خلق پر احسان سمجھہ کر دین **صحیحین** مین
ثابت ہوا ہی کہ سات آدمی ہین اللہ اون کو اپنے سائے مین جگہہ دیگا جس دن
کہ کوئی سایہ نہوگا مگر اوس کا سایہ پھر اون مین سی ذکر کیا اور وہ شخص جس نے کوئی
صدقہ دیا پھر اوس کو چھپایا یہان تک کہ اوس کا بایان ہاتھہ نہین جانتا کہ اوس کا
سیدھا ہاتھہ کیا خرچ کرتا ہے **اور دوسری حدیث شریف** مین آیا ہی کہ صدقہ

بجھاتا ہی خطیئہ کو جس طرح کہ پانی بجھاتا ہے آگ کو حدیثین صدقے کی ترغیب مین
بغایت کثرت سے ہین اون کے واسطی ایک جای مستقل ہے **روزہ**
جس حدیث شریف کو **ابن ماجہ** نی روایت کیا ہی اوس مین یہہ ہے کہ روزہ
بدن کی زکوٰۃ ہی یعنی اخلاط ردی طبعًا و شرعًا جو ہین اون سے بدن کو صاف و
پاک و ستھرا کرتا ہے **سعید** بن جبیر نے کہا کہ جس کسی نے ماہ رمضان کے
روزے رکھے اور تین دن ہر ماہ سی تو وہ اس آیت مین داخل ہوا والصائمین والصائمات
چونکہ روزہ بزرگترین مددگارون سی ہے شہوت کے توڑنے پر جس طرح
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی ای گروہ جوانون کے جو کوئی
تم مین سی طاقت رکھے بارت کی یعنی نکاح کے خرچ برچ کی یا قوت نکاح کی تو اوسی
چاہیے کہ بیاہ کرے کیونکہ نکاح کرنا بڑا پست کرنیوالا ہی نگاہ کو اور بڑا محفوظ رکھنے والا ہے
شرمگاہ کو اور جو کوئی طاقت نہ رکھے تو وہ لازم کرے روزہ رکھنا کیونکہ بی شک وہ
اوس کے واسطے خصی کرنا ہے تو مناسب ہوا کہ بعد روزے کے والحافظین فروجہم
والحافظات کا ذکر کیا جای یعنی اور حفاظت مین رکھنے والی اپنی شرمگاہون کو اور
حفاظت مین رکھنے والی عورتین محارم و تائم سے مگر مباح سے جیسا کہ اللہ عزوجل
نے فرمایا ہے والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم
او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک
فاولئک ھم العادون **ذاکرین و ذاکرات ابن ابی حاتم** نی حضرت
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے جس وقت کہ جگاوی مرد اپنی بی بی کو رات سے پہر وہ پڑہین دو رکعت
نماز تو ہون گے وہ دونون اوس رات الذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات سے وقد
رواہ ابو داود والنسائی وابن ماجہ من حدیث الاعمش عن الاغر
ابی مسلم عن ابی سعید وابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنھما عن النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمثلہ ۲ **امام احمد** نی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

۲ اور حدیث ابی شیبہ کی جگہ
نہایت ہی عمدہ ہے اور ابی عوانہ نے
بھی اپنی صحیح مین اس کو روایت کیا ہے
اور ابن ابی شیبہ کی حدیث کی
روایت ابن حبان نے بھی اپنی صحیح مین
کی ہے ۱۲

سی روایت کیا ہی کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سی بندی افضل ہین
درجے مین نزدیک اللہ تعالی کے روز قیامت کو تو فرمایا یاد کرنے والے
اللہ کو بہت سا کہا مین نے عرض کیا اور غازی فی سبیل اللہ تعالی سے فرمایا اگر
وہ مارے اپنی تلوار سے کافرون اور مشرکون مین یہان تک کہ وہ ٹوٹ جاوی
اور وہ خون مین رنگ جاوی تو بھی اللہ کے یاد کرنے والے اوس سی افضل ہونگے
(۳) امام احمد نی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے کی راہ مین جا رہے تھے پھر آپ آئے جمدان[۱] پر تو فرمایا
یہ جمدان ہی چلو فقد سبق المفردون مفرد سبقت کر گئے مفردون صحابہ نے عرض کیا
مفردون کیا ہین فرمایا ذکر کرنے والے اللہ کو بہت سا پھر آپ نی فرمایا ای اللہ مغفرت
کرو اسطی سر مونڈانے والون کے صحابہ نے عرض کیا اور بال کترنے والون کے
فرمایا ای اللہ مغفرت کرو اسطی سر مونڈانی والون کے صحابہ نے عرض کیا اور بال کترنی
والون کے فرمایا اور بال کترنی والون کی تفرد بہ من ھذا الوجہ ورواہ مسلم
دون اخرہ (۴) امام احمد نی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین عمل کیا کسی آدمی نے
کوئی عمل کبھی کہ زیادہ تر نجات دینے والا ہو اوس کو اللہ تعالے کے عذاب سے
ذکر سے اللہ عزوجل کے اور معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے کیا خبر نہ دون مین تم کو تمہارے بہترین اعمال کی اور اونچے[۲]
پاک تر کی نزدیک تمہاری ملیک کے اور اون کے بلند تر کے تمہارے درجون مین
اور بہتر اسطی تمہارے سونے اور چاندی کے تعاطی[۳] سے اور اس سے کہ ملو تم
اپنی دشمن سے کل پھر تم اون کی گردنین مارو اور وہ تمہاری گردنین مارین صحابہ نے
کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا ذکر اللہ عزوجل کا (۵) امام احمد نی عن سہل بن معاذ بن
انس جہنی عن ابیہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے
کہ ایک شخص نے آپ سی پوچھا کون سا شخص مجاہدین کا بزرگتر ہے اجر مین یا رسول اللہ

[۱] جمدان ایک پہاڑ ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان
[۲] اونچے کا ماخذ ورفع درجاتکم ہے
[۳] تعاطی سے مراد ایک دوسرے کو دینا ہے

فرمایا اکثرہم اللہ تعالی ذکرا یعنی وہ ہے جو سب سی بڑہکر اللہ کا ذکر کرنے والا ہے
کہا پھر کون روزہ داروں مین کا اکثر ہے اجر مین فرمایا اکثرھم اللہ عز وجل ذکرا
پھر نماز و زکوۃ و حج و صدقہ کا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک مین
فرماتے تھے اکثرھم اللہ ذکرا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ذاکرین ہر خیر کو لیگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہان باقی حدیثین جو کثرت ذکر مین ہین ہم اون کو ان شاء اللہ تعالی اسی
سورت مین یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ الآیہ کی تفسیر کرتے وقت ذکر
کرین گے قولہ تعالی اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما خبر ہے ان سب لوگون
کی جن کا ذکر ہوا ہے یعنی بی شک اللہ تعالی نی مہیا کر رکھی ہے واسطے اون کے
مغفرت اپنی طرف سی اون کے گناہون کی اور اجر بڑا یعنی بہشت عنبر سرشت
کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ اللہ پاک نے
ذکر اسلام سے ابتدا فرمائی جو کہ مجرد دخول ہی دین مین اور دین کے واسطی مطیع و
منقاد ہونا ہے مع عمل کے جس طرح کہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ جب جبریل
علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا
وہ یہ ہے کہ گواہی دیوی تو اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور کھڑی رہی
تو نماز اور دیوے تو زکوۃ اور حج کرے بیت اللہ کا اور روزے رکھے تو رمضان
کے پھر مسلمین پر مسلمات کا عطف کیا واسطی اون کی تشریف ذکر کے اور اسی طرح
مابعد مین کیا ہے اگرچہ وہ لفظ مسلمین و مومنین وغیرہ مین داخل ہین اور تذکیر جو ہوتی
ہے سو واسطی تغلیب ذکور کے اناث پر چنانچہ کتاب عزیز مین جو اس باب سی وارد ہوا
ہے سب وہ ایسا ہی ہے پھر مومنین و مومنات کا ذکر کیا مومن وہ ہے جو ایمان لاتا ہے
اللہ پر اور اوس کے فرشتون اور کتابون پر اور رسولون پر اور تقدیر کے خیر و شر پر
چنانچہ یہ امر صحیح مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو چکا ہے **قانت**
وہ ہے جو اللہ پاک کا مطیع و عابد ہے اور اسی طرح قانتہ کسی نے کہا قانتین وہ ہین

جو عبادت و طاعت پر مداومت کرنے والی ہین **صادقین** و صادقات وہ ہین
جو سچ بولتے ہین اور جھوٹھ سے پرہیز کرتے ہین اور جس بات پر عہد کیا گیا ہے
اوس کو وفا کرتی ہین **صابرین** و صابرات وہ ہین جو اپنی نفوس کو شہوات سے
روکتے ہین اور مشاق تکلیف پر ثابت و قائم رکھتے ہین **خاشعین** و خاشعات وہ
ہین جو اللہ کے واسطی تواضع و فروتنی کرتے ہین اوس سی خائف رہتے ہین
اپنی عبادتون مین اللہ کے واسطی خضوع و عاجزی کرتے ہین **متصدقین** و متصدقات
وہ ہین جو اپنی مالون سی روزی خیرات کرتے ہین جس کو اللہ نے اونپر واجب کیا ہے
کسی نے کہا یہ عام ہی صدقہ فرض و نفل سی **صائمین** و صائمات وہ ہین جو
فرض روزی رکھتے ہین کسی نے کہا یہ بھی عام تر ہے فرض و نفل سی **حافظین**
فروج و حافظات وہ ہین جو تعفف و تنزہ و پارسائی کرکے اور حلال پر قصر کرکے
اپنی شرمگاہون کو حرام سی تھامتی ہین **ذاکرین اللہ کثیرا و ذاکرات**
وہ ہین جو اپنی ساری احوال مین اللہ پاک کا ذکر کرتے ہین کثرت کا جو یہان ذکر کیا
اس مین دلیل ہے اسپر کہ اللہ پاک کا ذکر دل اور زبان سی بکثرت کرنا مشروع ہے
اور مطلوب شرعی ہے چونکہ حافظین مین فروجہم ذکر کیا ہے اس لیی اوس پر اکتفا کرکے
حافظات مین نہ کیا اور اسی طرح ذاکرات مین بھی تقدیر یہ ہے و الحافظین فروجہم
و الحافظات فروجہن و الذاکرین اللہ کثیرا و الذاکرات اللہ کثیرا اکتفا ایک نوع ہی
بلاغت کی قرآن شریف مین بہت جگہہ اس کا برتاؤ کیا ہی اور کیون نہ کیا جاے
کلام پاک تو ابلغ نظام ہے ساری انواع بلاغت کا جامع ہی بلکہ جس قدر انواع بلاغت
علمای بلاغت نی استخراج کیے ہین وہ سب قرآن شریف کی بلاغت کے مقابلے
مین قطرۃ من البحر یا ذرۃ من البر سمجھنا چاہیے کلام پاک کی بلاغت کو تو اوس کا متکلم
ہی خوب جانتا ہی یا مخاطب صحیح جسپر وہ نازل ہوا یعنی حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
پھر ازواج مطہرات جن کے گھر مین نازل ہوا پھر اہل بیت نبوت جو حضور کے جگر گوشے
اور اوس خانۂ فیض کاشانہ کے سراج منیر ہین پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو رات دن کے

ہمنشین اور آشناس ہین پھر تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین پھر اولیاء و صالحین پھر مومنین صالحین علی قدر المراتب رضی اللہ عنہم اجمعین ؎

کلام پاک کی خوبی وہی سمجھتا ہے	جو حوض کوثر تقوی سے پانی پیتا ہی

اللھم اجعلنا ممن ائتمر بامرک العظیم واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ بجاہ سیدنا ومولانا سید المرسلین ورحمۃ للعالمین اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ الطاہرین وصحبہ المیامین الی یوم الدین ملأ ما علمت وزنۃ ما علمت وعدد ما علمت آمین آمین یا اللہ یا اللہ یا رب یا رب یا رب یا رحمن یا رحمن یا رحمن یا رحیم یا رحیم یا رحیم **قولہ تعالی** اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما خبر ہے ما تقدم کی یعنی یہ لوگ جن کا ذکر ہوا تیار کر رکھی ہے اللہ نے ان کے لیے مغفرت اون کے گناہون کی جو اونہون نے کیے ہین اور ثواب بڑا اون کی طاعتون پر جو اونہون نے کی ہین یعنی اسلام و ایمان و قنوت و صدق و صبر و خشوع و تصدق و صوم و عفاف و ذکر اللہ آخر کو موصوف بعظیم اس لیے کیا کہ یہ بات معلوم ہو جاوی کہ اوس کی عظمت غایت درجے کو پہنچی ہوئی ہے کوئی شے اوس اجر سے اعظم نہین ہے جو کہ جنت اور اوس کی نعیم دائم ہے جسکو انقطاع و نفاد کی ہوا تک نہین لگی بلکہ جس شی کی دائم و خالد کے ساتھ تعبیر کیجاتی ہے وہ یہی روضۂ رضوان ہے جو کہ مقام رضای رحمن ہے اللھم اغفر ذنوبنا و اعظم اجورنا آمین آیت کی شان نزول کی کئی حدیثین اول گذر چکین ایک یہ جدید ہے کہ **ام عمارہ** انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوئین تو عرض کیا مین نہین دیکھتی ہون ہر شے کو مگر واسطی مردون کے اور نہین دیکھتی ہون عورتون کو کہ وہ ذکر کیجائین ساتھ کسی شی کے اسپر یہ آیت نازل ہوئی اخرجہ عبد بن حمید والترمذی وحسنہ والطبرانی اور حضرت ابن عباس سی جو قول گذر چکا ہے فتحین مین اوسکی

آخر مین یون کہا ہے اخرجہ الطبرانی وابن جریر وابن مردویہ باسناد
قال السیوطی حسن وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ
امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ
فقد ضل ضلالا مبینا اور کام نہین کسی ایماندار مرد کا اور نہ عورت کا جب
ٹھیراوے اللہ اور اوس کا رسول کچھ کام اور اون کو رہے اختیار اپنے کام کا اور
جو کوئی بے حکم چلا اللہ کے اور اوس کے رسول کے سو راہ بھولا صریح چوک کر ف
حضرت زینب رسول خدا کی پھوپی کی بیٹی اور قوم مین اشراف حضرتؐ نے چاہا
کہ اون کا نکاح کردین زید بن حارثہ سے اور یہ زید اصل عرب تھے ظالم پکڑ لے گیا
لڑکپن مین شہر مکہ مین سے حضرتؐ نے مول لیا دس برس کی عمر مین ان کے باپ بھائی
خبر پاکر آئے مانگنے کو حضرتؐ دینے پر راضی ہوے یہ گھر جانے پر راضی نہوئے
حضرتؐ کی محبت سی پھر حضرتؐ نے ان کو بیٹا کرلیا اسلام سے پہلے اوس وقت کی
رواج کے موافق حضرت زینب اور اون کے بھائی راضی نہوئے اوس پر یہ آیت
اوتری پھر راضی ہوئے اور اون کا نکاح کردیا انتہی ف عوفی نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سی اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم چلے تاکہ پیام نکاح کرین اپنی جوان زید بن حارثہ پر رضی اللہ عنہ
پس داخل ہوئے زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا پر تو اون سے پیام کیا
وہ بولین کہ مین اوس سی نکاح کرنے والی نہین ہون اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ہان تو اوس سی نکاح کرلے کہا یا رسول اللہ مین اپنے جی مین مشورہ
کرونگی پھر اس اثنا مین کہ دونون بات چیت کر رہے تھے کہ اللہ تعالی نے یہ آیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی وما کان لمومن الآیہ بی بی زینب
بولین یا رسول اللہ مین نے اوس کو اپنے لیئے نکاح کی واسطی پسند کرلیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان بولین اب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نافرمانی نکرون گی مین نی اپنی نفس کا اوس سی نکاح کردیا ابن لہیعہ نی عن ابن

ابی عمرہ عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت جحش سے پیام نکاح کیا واسطی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
کے تو بی بی زینب نے اون سی ننگ کیا اور کہا مین حسب مین اوس سی بہتر ہون اور
یہ ایک ایسی بی بی نہین کہ ان مین تیزی تھی اسپر اللہ تعالی نی وما کان لمومن نازل
فرمائی الآیۃ کلہا اسی طرح مجاہد وقتادہ ومقاتل بن حیان نے کہا ہے کہ یہ آیت نازل
ہوئی حق مین زینب بنت جحش کے جبکہ اون سی پیام نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اپنی مولا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پر سو اونہون نے نہ مانا پھر مان لیا
۲ عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا
کے حق مین نازل ہوئی ہے عورتون مین پہلے پہل انہین نے ہجرت کی تھی یعنی
بعد صلح حدیبیہ کے تو انہون نی اپنا نفس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا آپ
نے فرمایا مین نی قبول کیا پھر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے اون کا نکاح کر دیا یعنی
واللہ اعلم بعد فراق زید کے زینب سے پھر ام کلثوم اور اون کے بھائی خفا ہوئے
اور بولی کہ ہم نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ کیا تھا سو اونہون نے ہم کو اپنی
غلام سے بیاہ دیا کہا اسپر قرآن نازل ہوا وما کان لمؤمن الآیہ کہا اور اس سے بھی
جامع تر امر آیا النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم کہا پس وہ تو خاص ہی اور یہ اجمع ہے
۳ امام احمد نی عن ثابت البنانی عن انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیام نکاح کیا جُلَیبِیب پر ایک عورت کا انصار سے
طرف اوس کے باپ کی تو وہ بولا یہان تک کہ مین مشورہ کر لون اوس کی مان سے
پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان ابھی کہا پھر وہ مرد چلا طرف اپنی عورت
کے تو اوس سی اس کا ذکر کیا سو وہ بولی لا ہا اللہ اذن ما وجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم الا جُلَیبِیبًا یعنی قسم ہے اللہ کی اب تو نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جلیبیب ہی کو پایا حالانکہ ہم تو اوس کو فلان فلان سے منع کر چکے ہین کہا اور وہ
لڑکی اپنے پردے مین یہ باتین سن رہی تھی کہا پھر وہ مرد چلا چاہتا تھا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر دی تو وہ لڑکی بولی کیا تم چاہتے ہو کہ رد کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اون کے حکم کو اگر وہ اوس کو تمہاری واسطی پسند کر چکے ہین تو تم اوس سی نکاح کرو دکھا فکانہا جلّت عن ابویہا اور دونون بولی کہ اوس نے سچ کہا پھر اوس کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گیا تو عرض کیا کہ اگر آپ اوس کو پسند فرما چکی ہین تو مقرر ہم نے اوس کو پسند کیا کہا پھر اوس کا نکاح کر دیا پھر مدینے والی گھبرائے یعنی کوئی دشمن چڑھائی کر آیا تو جلیبیب سوار ہوا پھر اوس کو پایا تو مارا گیا تھا اور اوس کے گرد کئی لوگ مشرکون مین کے تھے کہ اوس نے اون کو قتل کیا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین پھر البتہ مقرر مین نے اوس کو دیکھا اس حال مین کہ وہ البتہ زیادہ تر خرچ کرنے والے گھر سے تھے مدینے مین یعنی بڑے خراج تھی خوب خرچ کرتے تھے اوس سی بڑھکر خرچ کرنے والا کوئی گھر نہ تھا مدینے مین حاصل یہ ہے کہ حضور کا حکم ماننے سی اوس کے گھر مین بڑی برکت ہوئی (۴)

امام احمد نی حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جلیبیب ایک شخص تھا کہ عورتون پر داخل ہوتا اون کو نرم کرتا اون سے ملاعبہ کرتا تھا تو مین نے اپنی بی بی سے کہا کہ تو ہرگز جلیبیب کو اپنے اوپر داخل مت کرنا پس بی شک اگر وہ تم پر داخل ہوگا تو مین یہ کرونگا یہ کرونگا یعنی وعید سنائی ڈانٹا دھمکایا کہا اور انصار کے عادت تھی کہ جب کسی کی رانڈ ہوتی تو وہ اوس کو نہین بیاہتا یہان تک کہ جان لے اس بات کو کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوس مین حاجت ہے یا نہین پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے ایک شخص سے کہا کہ تو مجھے اپنی بیٹی بیاہ دی تو اوس نی عرض کیا نعم وکرامۃ یارسول اللہ ونعمۃ عین یعنی ہان مین نے حضور کا فرمانا سنا اور مانا اور مین آپ کے فرمانے کا اکرام کرونگا اور اپنی عزت سمجھونگا اور آپ کے حکم کو مان کر آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا کرونگا اور آپ کو مسرور کرونگا پھر آپ نی فرمایا کہ مین اپنی واسطی اوس کو نہین چاہتا ہون تو انصاری بولا پھر کس کے واسطی یا رسول اللہ فرمایا کہ جلیبیب کے واسطی تو اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ مین اوس کی مان سی مشورہ

۱۲ یعنی جلیبیب اوس کو پایا اور اوس کی مان سی مشورہ کر اوس کا نکاح جلیبیب سی کر دیا یعنی اوس کی مان نی جلیبیب کی صفت بیان کی اور اوس کو اوس کی بیٹی کے واسطی پسند کیا یعنی اوس کی بیٹی کو جلیبیب کے واسطی پسند کیا اور اوس کی مان نی اوس کی بیٹی کو جلیبیب کے واسطی پسند کیا تو اوس کی بیٹی نی بھی وہ اوس کو پسند کیا اور اپنی مان کی بیان کردی اور اپنی مان کی بیان کو قبول کیا اور اپنے باپ کو حضرت رسول صلعم کے پاس بھیجا یا رسول اللہ الخ

کرون پہر وہ اوس کی مان کے پاس آیا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری
بیٹی کا پیام فرماتے ہین تو وہ بولی نعم ونعمۃ عین پہر اوس نے کہا کہ وہ اپنی واسطے
اوس کا پیام نہین کرتے ہین وہ تو جلیبیب کے واسطی اوس کا پیام فرماتے ہین تو وہ
بولی اجلیبیب اِنَّہٗ اللہ لجلیبیب اَئِنَّہٗ لجلیبیب اِنَّہٗ لا لعمر اللہ لا
تُزَوِّجُہٗ یعنی کیا جلیبیب کیا وہ ایسا ہے کہ ہم اوسی بیٹی دین اللہ جلیبیب کے
واسطی پیام کرتے ہین کیا وہ ایسا ہے جلیبیب کے واسطی کیا وہ ایسا ہے نہین البتہ
قسم ہے اللہ کی ہم تو اپنی بیٹی اوس کو نہ بیاہین گے پہر جب انصاری نے چاہا کہ کہڑا ہو
تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو جو لڑکی کی مان نے کہا اوسکی
آپ کو خبر دی تو وہ لڑکی بولی کہ میرا پیام تم سے کس نے کیا ہے اوس کی مان نے
اوس سی کہدیا وہ بولی کیا تم رد کرتی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اون کے امر کو
تم تو مجھے اون کو دیدو کیونکہ وہ مجھی ہرگز ضائع نکرین گی پس اوس کا باپ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گیا پہر عرض کیا شانک بھا یعنی آپ کو اوس کا اختیار
ہے جو چاہین کرین پہر آپ نی جلیبیب سی اوس کا بیاہ کردیا کہا پہر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اپنے کسی غزوے مین نکلے سو جس وقت اللہ نے آپ کے ہاتہہ لگایا یعنی
فتح دی تو آپ نی اپنی اصحاب سی فرمایا کیا تم گم پاتے ہو کسی کو عرض کیا کہ ہم گم پاتے
ہین فلان کو اور فلان کو فرمایا نظر کرو آیا گم پاتے ہو کسی کو عرض کیا نہین فرمایا لیکن مین
گم پاتا ہون جلیبیب کو فرمایا تو اوس کو مقتولون مین تلاش کرو پہر اوس کو تلاش کیا تو سات
آدمیون کے پہلو مین اوسے پایا اون کو اوس نے قتل کیا تہا پہر اونہون نے اوس کو
مار ڈالا تہا پہر صحابہ نی عرض کیا یا رسول اللہ آپ خبردار رہین وہ یہ ہے سات آدمیون کے
پاس پڑا ہی جن کو اوس نے قتل کیا ہے پہر اونہون نے اوس کو مار ڈالا ہے پہر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس کے پاس تشریف لائی تو اوسپر کہڑے رہے پہر فرمایا کہ اوسنی
سات کو مار ڈالا اور اونہون نی اوس کو قتل کیا یہ میرا ہے اور مین اس کا ہون دو بار یا تین
بار یہ کلمہ فرمایا پہر آپ نی اوس کو اپنی دونون کلائیون پر رکہا اور اوس کی واسطی قبر کہودی

اوس کے واسطے کوئی پلنگ نہ تہا مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلائیان پہر آپنے
اوسی قبر مین رکہا (اور یہ نہین ذکر کیا گیا کہ اوس کو غسل دیا) رضی اللہ عنہ حضرت ثابت
رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہر انصار مین کوئی راند معورت ایسی نہ تہی کہ اوس سی بڑہکر
خرچ کرنے والی ہو **اسحٰق** بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے ثابت کو حدیث کی آیا تو جانتا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کے واسطے کیا دعا کی پس کہا کہ یون فرمایا
اللھم صُبَّ علیہا صَبًّا واجعل عیشہا کذا وکذا یعنی الٰہی ڈال اوس پر
ڈالنا اور کر گذران اوس کی ایسی ایسی مطلب یہ ہے کہ فراخی رزق کی اوسے دعا دی
کہا پہر نہ تہی انصار مین کوئی بیوہ اوس سی بڑہکر خرچ کرنے والی ہو ھکذا اورد ہ
الامام احمد بطولہ واخرج منہ مسلم والنسائی فی الفضائل قصۃ
قتلہ **حافظ ابوعمر بن عبدالبر** نی **استیعاب** مین ذکر کیا ہی کہ اوس لڑکی نی
جس وقت اپنے پردے مین کہا کیا تم رد کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر اون کے امر کو تو اوس وقت یہ آیت نازل ہوئی وما کان لمومن الآیہ **ابن جریج**
نے کہا مجہی خبر دی عامر بن مصعب نی طاؤس سی کہ طاؤس نے حضرت ابن عباس
سے بعد عصر کے دو رکعتون کا پوچہا تو اونہون نے اون کو منع کیا اور حضرت ابن عباس
نے یہ آیت پڑہی وما کان لمومن الآیہ پس یہ آیت عام ہے سارے امور مین جبکہ
اللہ پاک اور اوس کا رسول کسی شی کا حکم کرین تو کسی کے واسطے اوس کی مخالفت
نہین ہی اور نہ اس جگہہ کسی کو کچہہ اختیار ہے نہ کوئی رای ہے نہ کوئی قول ہے
جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک
فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما
اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہی قسم ہے اوس کی جس کے ہاتہہ مین میری جان
ہے ایمان نہ لائیگا ایک تمہارا یہان تک کہ ہوا اوس کی تابع ہو اوس شی کی جس کو مین لایا
ہون اور اسی لیے اس کے خلاف مین تشدید کی ہے پس یون فرمایا ہی ومن
یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا کقولہ تعالی فلیحذر الذین

یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ ما کان کے معنی ہین ماصح ولا استقام قرطبی نے کہا کہ لفظ ما کان اور ما ینبغی کا اور مثل اس کے ان کے معنی خطر و منع کے ہین شی سے اور ان سے خبر دینا ہوتا ہے کہ وہ شی شرعًا حلال نہین ہے کہ ہووے اور کبھی اوس شے کے واسطے ہوتی ہین جو عقلاً ممتنع ہے مثل قولہ تعالے[۱] ما کان لکمان تنبتوا شجرھا معنی یہ ہین حلال نہین ہے واسطی اوس شخص کے جو ایمان لاتا ہے اللہ پر جبکہ جاری کرے اللہ کوئی امر یہ کہ اختیار کرے اپنے نفس کے امر سے جو چاہے بلکہ اوس پر واجب یہ ہے کہ اذعان کرے قضا کا اوس کا مطیع و منقاد ہو اور اللہ پاک نے جس شی کا اوسپر حکم جاری کیا ہے اور اوس کے واسطے پسند فرمایا ہے اوس کے نیچے اپنے نفس کو کھڑا کرے اور اپنی رای کو اوس کی رای کے تابع کرے لھم اور من امرھم مین جو ضمیر جمع کی آئی ہے اس کی یہ وجہ ہے کہ مومن و مومنہ سیاق نفی مین واقع ہوئے ہین اس لیی وہ دونون عام ہین ہر مومن و مومنہ کو غرض یہ ہے کہ اس جمعیت کے اعتبار سے جمع آئی ہے ورنہ لفظ مومن و مومنہ مفرد ہی

[۱] ہمارا کام نہین کہ ہم کسی کو اللہ کی رحمت سے محروم کریں

کوفیون نے یکون بیای تحتیہ پڑہا ہے ابو عبید نے اس قراءت کو اختیار کیا ہے اس واسطی کہ درمیان فعل کے اور اوس کے فاعل مونث کے لھم کے ساتھ فصل کی گئی ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ مونث غیر حقیقی ہے باقی قراء نے بتای فوقیہ پڑہا ہے اس لیی کہ فعل مسند ہے طرف خیرۃ کے اور وہ مونث لفظی ہے خیرۃ مصدر ہے بمعنی اختیار ابن مقسم نے بسکون تحتیہ پڑہا ہے باقی قراء نے بفتح **آیت کریمہ** اسپر دال ہی کہ امر واسطی وجوب کے ہوتا ہے پھر اللہ پاک نے وعید سنائی اوس شخص کو جو اوس کی قضا و قدر کا اذعان[۲] نہین کرتا ہے پس ارشاد فرمایا

[۲] اعتقاد و تصدیق

ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا یعنی جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اوس کے رسول کی کسی امر مین امور سے اس مین عدم رضا بقضا بے داخل ہی تو مقرر وہ بہکا راہ حق سے ظاہر و واضح بہکنا جو کسی پر مخفی نہین ہے پھر

اگر عصیان رد و امتناع کا عصیان ہے قبول سی تو یہ ضلال کفر ہے اور اگر عصیان
فعل ہے مع قبول امر کے اور اعتقاد وجوب کے تو یہ ضلال خطا و فسق ہے شان نزول
کی حدیثین اول گذر چکی ہین اون مین ایک یہ حدیث تھی کہ ام کلثوم بنت عقبہ نے
اپنا نفس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا تو آپ نے اوس کا نکاح اپنے
غلام زید بن حارثہ سے کر دیا زید کا نکاح آٹھ برس پہلے ہجرت سے بی بی زینب
کے ساتھ ہوا تھا اور بعد اس کے کہ زید نے بی بی زینب کو طلاق دی آپ نے
زید کا نکاح ام کلثوم بنت عقبہ سے کر دیا اس سے پہلے زید کی بی بی ام ایمن تھین
اور ان کے بطن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے ولادت اسامہ کی تین برس بعد
بعثت سے ہوئی تھی کسی نی کہا پانچ برس شرح مواہب مین ہے کہ ام ایمن برکہ
حبشیہ بنت ثعلبہ ہے عبداللہ والد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کو آزاد کر دیا
تھا کسی نے کہا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کو آزاد فرمایا تھا کسی نے
کہا کہ ام ایمن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کی لونڈی تھی بزمانہ قدیم مسلمان
ہوئی اور دو ہجرتین کین اور پانچ مہینے بعد آپ کی وفات شریف سے انتقال کیا
کسی نے کہا چھ مہینے بعد **آیت شریفہ** دال ہے اسپر کہ قضای کتاب و سنت
کا اتباع لازم ہے اور تقلید بحت ورای صرف کی ذم ہے اور اللہ پاک اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نص کے مقابلے مین کسی کے امر کا اختیار نہین ہے
اگرچہ سبب نزول خاص ہے لیکن اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا
پھر جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بی بی زینب بنت جحش سے
زید کا نکاح کر دیا جیسا کہ گذر چکا ہے تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِذْ تَقُوْلُ

لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ
وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ
اَنْ تَخْشٰىهُ ۚ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ
عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ

وکان امر اللہ مفعولا ○ اور جب تو کہنی لگا اوس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا
اور تو نے احسان کیا رہنے دی اپنی پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا
اپنے دل مین ایک چیز جو اللہ اوس کو کھولا چاہتا ہے اور ڈرتا تھا تو لوگون سے اور
اللہ سے زیادہ چاہیے ڈرنا تجھکو پھر جب زید تمام کر چکا اوس عورت سے اپنے
غرض ہم نے وہ تیرے نکاح مین دی تا نہ رہے سب مسلمانون پر گناہ نکاح کر لینا
جورون اپنے لے پالکون کی جب وہ تمام کرین اون سی اپنی غرض اور ہے اللہ
کا حکم کرنا ف حضرت زینب زید کے نکاح مین آئین تو وہ اون کی آنکھون
مین حقیر لگتا مزاج کی موافقت نہوئی جب لڑائی ہوتی تو زید حضرتؐ سے آکر شکایت
کرتے اور کہتے مین اوسے چھوڑتا ہون حضرتؐ منع کرتے کہ میری خاطر سے اوس نے
تجھکو قبول کیا اب چھوڑ دنیا دوسری ذلت ہے جب بار بار قضیہ ہوا تو حضرتؐ کے
دل مین آیا کہ اگر ناچار زید چھوڑیگا تو زینب کی دلجوئی بغیر اس کے نہین کہ مین نکاح
کرون لیکن منافقون کی بدگوئی سے اندیشہ کیا کہ کہین گے کہ اپنے بیٹے کی جورو
اپنے گھر مین رکھی حالانکہ لے پالک کو حکم بیٹے کا نہین کسی بات مین اللہ تعالے نے
حضرت زینب کی خاطر رکھی بعد طلاق کے حضرتؐ کے نکاح مین دیدیا اللہ کے
فرمانی ہی سے نکاح بندہ گیا ظاہر مین نکاح کی حاجت نہوئی جیسے اب کوئی لونڈی
غلام کا نکاح باندہ دے غرض تمام کرے یعنی چھوڑ دے انتہی ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ اونہون نے اپنے مولی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے
کہا زید وہ شخص ہے جس پر اللہ تعالی نی اسلام و متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا انعام فرمایا اور جسپر تو نی انعام کیا یعنی غلامی کی حضیض سے آزادی کے
اوج پر پونہچایا یا زید ایک سردار کبیر الشان جلیل القدر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب
تھے ان کو حب کہتے تھے یعنی محبوب اور ان کے فرزند ارجمند اسامہ رضی اللہ عنہ کو
حب بن حب یعنی محبوب محبوب کے بیٹے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین نہین

بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید کو کسی لشکر مین مگر لشکر والون پر اوس کو
امیر کیا اور اگر وہ آپ کی بعد زندہ رہتا تو البتہ اوس کو خلیفہ بناتی رواہ **احمد**
عن سعید بن حمد الوراق و محمد بن عبید عن وائل بن
داؤد عن عبید اللہ الہبی عنہما **بزار** نی عن عمر بن ابی سلمہ عن ابیہ روایت
کیا ہی کہا مجھی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے حدیث کی کہ مین مسجد مین تہا پس حضرت
عباس و حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما میرے پاس آئی تو کہا ای اسامہ تو
ہماری واسطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی اذن مانگ کہا پہر مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو مین نی آپ کو اس کی خبر دی مین نی عرض کیا
کہ علی و عباس اذن مانگتے ہین فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ اون کی کیا حاجت ہی مین نے
عرض کیا نہین یارسول اللہ فرمایا لیکن مین جانتا ہون کہا پہر اون کو اذن دی دونون
نے عرض کیا یارسول اللہ ہم آپ کے پاس آئی ہین تاکہ آپ ہم کو خبر دین کہ آپ کے
گہر والون مین سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہی تو آپ نی فرمایا محبوب تر میرے اہل کی
مجھکو فاطمہؓ بنت محمد ہے عرض کیا یارسول اللہ ہم آپ سی فاطمہ کا نہین پوچہتے ہین فرمایا
تو پہر اسامہ بن زید بن حارثہ جسپر اللہ نے انعام کیا ہی اور مین نی اوس پر انعام کیا ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پہوپہی کی بیٹی زینب بنت جحش اسدیہ سے
زید کا نکاح کر دیا تہا زینب کی والدہ اُمیمہ عبد المطلب کی بیٹی تہین اور اون کا مہر دس
دینار ساٹہہ درہم کا باندہا تہا اور ایک اوڑہنی اور ملحفہ اور ایک درع یعنی کُرتا اور پچاس مُد
طعام اور دس مد کہجور یہ قول مقاتل بن حَیّان کا ہے پہر بی بی زینب سال بہر یا اس
سے زیادہ زید کے پاس ٹہیرین پہر اون کے آپس مین کچہہ جہگڑا واقع ہوا تو زید آئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اون کی شکایت کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور ڈر اللہ تعالی سے
اللہ تعالی نی فرمایا وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ الآیہ **ابن ابی حاتم** وابن جریر نے بعض سلف
رضی اللہ عنہم سے اس جگہہ آثار ذکر کیے ہین ہم نے دوست رکہا کہ اون سے درگذر کرین

بسبب اون کی عدم صحت کے اس لیی ہم اون کو نہین لاتی ہین **امام احمد** نی بہی
اس جگہہ بروایت حماد بن زید عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہی اوسمین
غرابت ہے ہم نے اوس کے سیاق کو بہی ترک کیا **اور بخاری** نی بہی بعض
اوس کا بطور اختصار روایت کیا ہے سویون کہا ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ
عنہ نے کہا ہے کہ یہ آیت وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ نازل ہوئی ہی شان مین زینب
بنت جحش وزید بن حارثہ کے رضی اللہ عنہما **ابن ابی حاتم** نی علی بن زید بن جُدعان
سے روایت کیا ہے کہا مجہہ سی علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے پوچہا کہ حسن کیا کہتے
ہین اس آیت مین وتخفی فی نفسک ما اللہ مُبدِیہِ تو مین نی اون سے ذکر
کیا پس وہ بولے نہین ولیکن اللہ تعالی نے اپنے نبی کو یہ بات بتائی کہ وہ عنقریب
اون کی بیبیون سی ہوگی قبل اس کے کہ وہ اوس سی نکاح کرین پہر جب زید رضی اللہ عنہ
آپ کے پاس آئے تاکہ بی بی زینب کی آپ سی شکایت کرین تو آپ نے فرمایا اللہ
سے ڈرا اور رہنے دی اپنی بی بی اپنی پاس پس فرمایا کہ مین تجہے یہ خبر دیچکا ہون کہ مین
تیرا نکاح کرنے والا ہون اوس سی اور تو چہپاتا ہے اپنے جی مین وہ شی جس کا اللہ
ظاہر کرنے والا ہے وھکذا روی عن السدی انہ قال نحو ذلک **ابن جریر**
نی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہا اگر چہپاتے محمد صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کسی شی کو اوس مین سے جو آپ کی طرف وحی کی گئی کتاب اللہ تعالی سے
تو البتہ چہپاتے یہ آیت وتخفی فی نفسک الآیہ **قولہ تعالی** فلما قضی زید منہا
وطرا زوجناکہا وطر کہتے ہین حاجت وارب کو یعنی جب زید فارغ ہوا اوس سے
اور مفارقت کی اوس سی تو نکاح کر دیا ہم نے تیرا اوس سی اور جو شخص نی بی زینب
کے نکاح کرانے کا حضرت سی والی ہوا وہ اللہ عزوجل ہے باین معنی کہ اللہ پاک نے
آپ کی طرف یہ وحی بہیجی کہ زینب پر داخل ہون بدون ولی کے بغیر عقد کے بلا مہر بدون
گواہون کے آدمیون سی **امام احمد** نی عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ روایت
کیا ہی کہ جب بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوچکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم

نی زید بن حارثہ سی فرمایا کہ تو جا سو اوس کو ذکر کر مجھپر پس زید چلے یہان تک کہ بی بی
زینب کے پاس آئے اور وہ اپنے آٹے کا خمیر کر رہی تہین زید نے کہا پھر جب
مین نی اون کو دیکہا تو وہ میرے سینے مین عظیم ہوگئین یہان تک کہ مین یہ طاقت
نہین رکہتا تہا کہ اون کی طرف نظر کرون اور کہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے اون کا ذکر فرمایا ہے تو مین نی اپنی پشت اون کی طرف پہیری اور اپنی
ایڑیون کے بل پیچہے ہٹا اور مین نے کہا ای زینب خوش ہو جاؤ مجھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہیجا ہے وہ تمہارا ذکر کرتے ہین وہ بولین مین تو کچھ
کرنے والی نہین ہون یہان تک کہ اپنے رب عزوجل سے مشورہ کرون پھر وہ
کہڑی ہوئین طرف اپنی نماز گاہ کے اور قرآن شریف نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو بغیر اذن کے اون پر داخل ہوئی اور البتہ مقرر ہم نے
اپنے آپ کو دیکہا ہے کہ جس وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر داخل
ہوئین تو آپ نی ہم کو اون کے ولیمے مین روٹی اور گوشت کہلایا پس لوگ نکلے اور
کچھ آدمی باقی رہگئے بعد کہانے کے گہر مین باتین کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نکلے اور مین آپ کے پیچھے ہولیا تو آپ نے اپنی بیبیون کے حجرون کا
تتبع کرنا شروع کیا یعنی ہر بی بی کے حجرے مین یکے بعد دیگرے تشریف لیگئے اونکو
سلام کرتے اور وہ کہتی تہین یا رسول اللہ آپ نے اپنے اہل کو کیسا پایا انس کہتے
ہین پہر مین نہین جانتا ہون کہ مین نے آپ کو یہ خبر دی کہ وہ لوگ نکل گئے یا کسی اور
نے خبر دی تو آپ چلے یہان تک کہ گہر مین داخل ہوئی پہر مین چلا کہ آپ کے ساتھہ
داخل ہوؤن تو آپ نے پردہ ڈالدیا درمیان میرے اور اپنے اور حجاب نازل ہوا اور
قوم کو وعظ و نصیحت کی گئی جس بات کی کہ کی گئی مت داخل ہو نبی کے گہرون مین مگر
یہ کہ تم کو اذن دیا جائی الآیۃ کلہا ورواہ مسلم والنسائی من طرق عن سلیمان
بن المغیرۃ **بخاری** رحمہ اللہ تعالی نی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہی کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

فخر کیا کرتی تہین تو فرماتین کہ تم کو تو تمہاری گھر والون نی بیاہا ہے اور مجھے تو اللہ عزوجل نی ساتون آسمانون کے اوپر سے بیاہا ہے **سورۂ نور** مین بروایت محمد بن عبداللہ بن محش ہم نے ذکر کیا ہی کہ حضرت زینب و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نی باہم فخر کیا تو بی بی زینب بولین مین وہ ہون کہ میری تزویج آسمان سے نازل ہوئی حضرت عائشہ نے فرمایا مین وہ ہون کہ میرا عذر آسمان سے نازل ہوا پس حضرت زینب نے اون کے واسطی اعتراف کیا یعنی اون کے فضل کو مانا **ابن جریر** نی عن المغیرہ عن الشعبی روایت کیا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کرتی تہین کہ مین البتہ ناز کرتی ہون آپ پر تین باتون کا آپ کی عورتون مین سے کوئی عورت ایسی نہین ہے کہ اون کا ناز کرے بی شک میرا دادا اور آپ کا دادا ایک ہی اور آسمان سے اللہ عزوجل نے میرا نکاح آپ ہی کیا اور سفیر یعنی وکیل جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام **قولہ تعالی** لکیلا یکون علی المومنین حرج الآیہ یعنی ہم نی جو تیرے واسطی نکاح کر لینا زینب کا مباح کیا اور یہ کام کر دیا سو اسی لیی کہ مومنون پر کوئی حرج و تنگی باقی نہ رہے نکاح کر لینے مین موہنہ بولے بیٹون کے طلاق دی ہوئی عورتون سے قصہ اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل نبوت کے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو متبنی کر لیا تھا تو زید کو زید بن محمد کہتے تھے پھر جب اللہ پاک نے آیہ وما جعل ادعیاءکم ابناءکم الآیہ نازل کر کے اس نسبت کو قطع کر دیا تو پھر اس کا بیان زیادہ کیا اور اس کی تاکید فرمائی یہان تک کہ جب زید بن حارثہ نی حضرت زینب کو طلاق دیدی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اون کا نکاح کر دیا تاکہ اس نکاح کے وقوع سے قطع نسبت متبنی کی خوب پختگی ہو جائی اور اسی لیی آیہ تحریم مین یون فرمایا وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم تاکہ موہنہ بولے بیٹے سے احتراز ہو جائی اس لیے کہ یہ اون مین بہت تھا **قولہ تعالی** وکان امر اللہ مفعولا یعنی یہ امر جو واقع ہوا اللہ پاک اس کو مقدر و محتوم و مقطوع کر چکا تھا اور یہ بات

لہ اور نہین کیا تمہارے
لی یا کون کو تمہاری بات ہو اپنے
مومنون کی اور اللہ کہتا ہے
زینب بات اور وحی سو وہ یا
لہ ۱۲ لہ اور نہین
تمہارے بیٹون کی جو
تمہاری بیٹیون کی مین ۱۲

اللہ کے علم مین ضرور ہونے والی تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات سے ہوجائین گی ما کان علی النبی من
حرج فیما فرض اللہ لہ ط سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ط وکان
امر اللہ قدرا مقدورا ۝ الذین یبلغون رسلت اللہ و یخشونہ
ولا یخشون احدا الا اللہ ط وکفی باللہ حسیبا ۝ نبی پر کچھ مضائقہ نہین اوس
بات مین جو ٹھیرادی اللہ نے اوس کے واسطے دستور رہا ہے اللہ کا اون
لوگون مین جو گذرے پہلے اور اللہ کا حکم مقرر ٹھیر چکا اور جو پہنچاتے ہین پیغام اللہ
کے اور ڈرتے ہین اوس سی اور نہین ڈرتے کسی سے سوا اللہ کے اور بس ہے
اللہ کفایت کرنے والا ف یعنی پیغمبر کو ایک کام کرنا جو شرع مین روا ہوگیا
مضائقہ نہین رکھتا ہے ہمیشہ پیغمبرون کو اوس کے سوا کسی کا ڈر نہین رہا یہ کہ
بعضی حکم ہمیشہ پیغمبرون کو خاص رہے ہین جیسے عورتون کی گنتی حضرت داؤد
کو سو عورتین تھین اور کوئی اپنی حد سے زیادہ کرے تو گناہ ہے اور جن کو روا
ہوا اون کو مضائقہ نہین اور اون کو خاص بعضے حکم اس سے ہین کہ خدا کے
خلاف حکم نہین کرتے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہین اللہ تعالی
فرماتا ہے کہ نہین ہے نبی پر کوئی حرج اوس شی مین جو اللہ نے اوس کے واسطے
حلال کی اور جس کا اوس کو حکم دیا یعنی بی بی زینب کے نکاح کر لینے مین جن کو
اون کے موہنہ بولے بیٹی زید بن حارثہ نی طلاق دیدی تھی رضی اللہ عنہ
قولہ تعالی سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل یعنی یہ حکم ہے اللہ تعالی کا
اگلے نبیون مین اللہ ایسا نہین ہے کہ اون کو کسی شی کا حکم کرے اور اوس مین
اون پر حرج ہو منافقون مین سی جس کسی نے یہ وہم کیا کہ حضرتؐ کے نکاح کر لینے
مین اپنے مولا اور موہنہ بولے بیٹے زید کی جورو سی جس کو آپ نے متبنّے کر لیا تھا
نقصان ہے سو یہ اوس پر رد ہے کہ اس مین کسی طرح کا نقصان نہین ہے
اوس کا وہم باطل ہی وکان امر اللہ قدرا مقدورا یعنی اللہ کا امر جس کو وہ

(اس کا اور ترجمہ فتح مین
ہے اور عبارت مطبوعہ مین بھی اور
ترجمہ سعدی مین بھی اور ہے
ہے بیان واقعی کو کہتے ہین اور
ضرورت نہین ہے کہ ہر دو امر
موصول اول موصول ثانی
صفت ہی ہر دو مولف مظلہ
عفی عنہ قدیم مطبوعہ مین بھی
لفظ اور نہین ہے اس کا
قاصر کرنا مناسب نہین
لفظ ترجمہ مطبوعہ قدیم کا
چون سہ رد جو ۱۲ از
مصحح سلمہ اللہ تعالی)

مقدر کرتا ہی وہ ضرور ہی واقع ہونیوالا ہے اوس سی نہ کسی طرح کا مفر ہے نہ مکیسو ہونا
پس جو کچھہ اوس نی چاہا وہ ہو گیا اور جو نہ چاہا نہوا الذین یبلغون رسالات اللہ
اللہ تبارک و تعالی مدح فرماتا ہے اون لوگون کی جو اوس کی رسالتون کو خلق کی
طرف پونہچاتے ہین اور رسالتون کی امانتون کو ادا کرتے ہین اور اوس سے ڈرتی
ہین اور اوس کے سوا کسی سے نہین ڈرتے پس کسی کا دباؤ اللہ پاک کی
رسالتون کے پونہچانے سے اون کو نہین روکتا ہے وکفی باللہ حسیبا
اور اللہ بس ہے مدد کرنے والا اور اعانت کرنی والا سب لوگون کے سردار اس
مقام مین بلکہ اور ہر مقام مین حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہین کیونکہ رسالت کے ادا و ابلاغ مین طرف اہل مشارق و مغارب سارے انواع
بنی آدم کے آپ نے قیام فرمایا اور اللہ پاک نے آپ کے کلمہ دین و شرع کو سارے
ادیان و شرائع پر غالب کیا یہ دعوت عام آپ ہی کا خاصہ ہے کیونکہ آپ سے
قبل جو کوئی نبی مبعوث ہوتا سو خاص طرف اپنی قوم کے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم جو ہین سو آپ ساری خلق عرب و عجم کے طرف مبعوث ہوئے ہین چنانچہ اللہ
پاک نی آپ کو یہ خطاب فرمایا ہے قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا
پھر آپ کی طرف سے آپ کی امت مرحومہ مقام بلاغ کی وارث ہوئی سو آپ کے
بعد جنہون نے اوس کے ساتھہ قیام کیا اون کے اعلی و افضل و برتر و بہتر آپ
کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہوئے اونہون نے آپ کی طرف سے
خلق کو پونہچایا جیسا کہ آپ نے اون کو امر فرمایا آپ کے رات اور دن حضر و سفر سر و
علانیہ ساری اقوال و افعال و احوال مین جو کچھہ تھا سب امت کو پونہچا دیا رضی اللہ عنہم
و ارضاہم پھر ہر خلف اپنے سلف سی اوس کا وارث ہوا ہمارے زمانے تک پس راہ
پانے والے اون کے نور کا اقتدا کرتے ہین اور جن کو اللہ پاک نے توفیق رفیق
فرمائی ہے وہ اونہین کے شاہراہ پر چلتے ہین فنسئال اللہ الکریم المنان ان یجعلنا
من خلفھم الصالحین آمین امام احمد نی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا یحقرن
احدکم نفسہ ان یری امر اللہ فیہ فقال ثم لا یقول لہ فیقول اللہ
ما یمنعک ان تقول منہ فیقول رب خشیت الناس فیقول
فانا احق ان یخشی ورواہ ایضا عن عبد الرزاق عن الثوری
عن زید عن عمرو بن مرۃ ورواہ ابن ماجہ عن ابی کریب عن
عبد اللہ بن نمیر وابی معاویۃ کلاھما عن الاعمش بہ **ف**

سلہ لفظ فقال بظاہر سہو ناسخ معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم ۱۲ مصححہ

فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہے کہ اذ تقول کا عامل اذکر محذوف ہے
یعنی یاد کر اوس وقت کو کہ جس وقت تو کہتا تھا اوس شخص سے کہ جس پر اللہ نے
انعام کیا اسلام کا اور تو نے انعام کیا غلامی سے آزاد کرنے کا مراد زید بن حارثہ
ہین یہ شخص قیدیان جاہلیت سے تھے آپ نے جاہلیت مین اون کو خریدا اور
آزاد کر کے متبنے کیا چنانچہ اول گذر چکا ہے مقولہ یہ ہے کہ تو اپنے جورو یعنے
زینب بنت جحش کو اپنے پاس رہنے دے اور ڈر اللہ سے اوس کے کام مین
اور جلدی مت کر اوس کی طلاق مین اور حال یہ ہے کہ تو چھپاتا ہے اپنے جی مین
وہ بات جس کو اللہ ظاہر کرنے والا ہے یعنی نکاح کر لینا زینب سی اگر زید اوس کو
طلاق دیدی کسی نے کہا مراد محبت حضرت زینب کی ہے اور تو ڈرتا ہی لوگون
سے یعنی اون سے حیا و شرم کرتا ہی یا خوف کرتا ہے اون کے عار دلانے سی
کہ کہین گے اپنی مولی کو اوس کی جورو کے طلاق دینے کا حکم دیا پھر اوس سے
نکاح کر لیا اور اللہ زیادہ مستحق ہے اس کا کہ تو اوس سے ڈرے ہر حال مین اور
اوس کا خوف رکھے اور اوس سی شرم کرے اور زید کو اس بات کا حکم نہ دے کہ وہ
اپنی جورو کو روک رکھی بعد اس کے کہ اللہ نے تجھے یہ بات بتا دی کہ وہ تیری بی بی
ہوگی پس اللہ پاک نی اسپر آپ کو عتاب فرمایا پھر جب زید اوس سے قضای وطر
کر چکا تو ہم نے اوس سی تیرا نکاح کر دیا قضای وطر لغت مین کہتے ہین پورا پہنچنے کو
اوس شی کے منتہی کو جو جی مین ہی محاورے مین بولتے ہین قضی وطرہ منہ جیکہ کوئی

شخص پونہچے اپنی حاجت کو اوس شی مین جس کا اوس نے ارادہ کیا ہی اس جگہہ
مراد قضای وطر سے یہ ہے کہ زیدنی اپنی حاجت زینب سے پوری کی ساتھہ
اوس کے نکاح کے اور اوس کے ساتھہ دخول کرنے سے اس طور پر کہ اب اوسمین
اوس کی کچھہ حاجت باقی نہین رہی اور اوس کی ہمت اوس سی کوتاہ ہوگئی اور
اوس کا جی اوس سی خوش ہوچکا کسی نے کہا کہ قضای وطر سے مراد طلاق ہے
کیونکہ مرد اپنی جورو کو اوسی وقت طلاق دیتا ہے کہ اوس کی کوئی حاجت اوسمین
باقی نہین رہتی **مبرد** نی کہا کہ وطر بمعنی شہوت ومحبت ہے ؎

وکیف ثوائی بالمدینة بعدما	قضی وطرا منها جمیل بن معمر

یعنی میری اقامت مدینے مین کیونکر ہوسکتی ہے بعد اس کے کہ جمیل بن معمر
اوس سے شہوت پوری کرچکا **ابو عبیدہ** نی کہا کہ وطر بمعنی اَرب وحاجت ہے
کما قال الفزاری ؎

وَدّعنا قبل ان نُوَدِّعه	لما قضی من شبابنا وطرا

یعنی اوس نے ہم کو رخصت کردیا قبل اس کی کہ ہم اوسی رخصت کرین جبکہ وہ ہماری
جوانی سے حاجت پوری کرچکا بالجملہ **جمہور** نے زوجناکھا پڑہا ہے اور
اہل بیت کی قرات زوجتکہا ہی یعنی **حضرت علی بن ابی طالب اور امام حسن**
اور امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین معنی یہ ہین کہ ہم نے تیری تشریف وتعظیم
کے واسطے تجھے اس بات کا نیازمند نہین کیا کہ خلق مین سے کوئی ولی ہو کہ تیرا
نکاح زینب سے منعقد کرے پس جب اللہ پاک نی آپ کو یہ اعلام کردیا تو آپ
حضرت زینب پر بدون اذن کے داخل ہوئی نہ عقد ہوا نہ مہر کی تقدیر ہوئی نہ اور
کوئی شی جو نکاح مین معتبر ہے حق مین امت کے یہ امر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خصوصیات سے ہے کہ جن مین کوئی آپ کا شریک نہین ہی باجماع مسلمین —
یہ نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سی ۵ ہجری مین ہوا کسی نے کہا ۳ سنہ مین
حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بعد آپ کی وفات شریف کے زوجات مطہرات

شرفیات مین سے اول دس برس بعد آپ کی وفات سی تین اوپر پچاس برس
کی عمر مین وفات پائی کسی نی کہا کہ زوجنا کہا کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے
آپ کو یہ امر فرمایا کہ حضرت زینب سے نکاح کرلین غرض یہ کہ مثل اور بی بیون کے
ان سی بھی نکاح ہوا یہ قول ٹھیک نہین ہے قول اول اولی ہے اسی باب مین
احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین چنانچہ اون کا ذکر ہوچکا ہے غرضکہ پھر اللہ پاک نی
اس نکاح کے کردینے کی یہ علت ذکر فرمائی لکیلا یکون علی المومنین حرج
فی ازواج ادعیائھم اذا قضوا منھن وطرا یعنی تاکہ نہ رہے مومنون پر کسی
طرح کی تنگی و مشقت نکاح کرلینے مین اون لوگون کی جوروون سی جن کو وہ اپنے
بیٹے بنا لیتے ہین جس طرح کہ عرب لوگ کیا کرتے تھے کیونکہ وہ جس کو چاہتے متبنے
کرلیتے تھے مومنین کے لفظ مین اس پر دلیل ہے کہ آپ کا حکم اور امت کا حکم
ایک ہے مگر جس حکم کو دلیل خاص کردے چنانچہ آپ کی بہت سی خصوصیات
ہین کہ امت اوس مین آپ کی شریک نہین ہے بالجملہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بھی زید کو متبنی کرلیا تھا اون کو زید بن محمد کہتے تھے یہان تک کہ ادعوھم لآبائھم آیہ
نازل ہوئی عرب لوگ اس بات کے معتقد تھے کہ متبنی بیٹون کی عورتین اون پر
حرام ہین جس طرح کہ اون کے حقیقی بیٹون کی جوروین حرام ہین ادعیا جمع ہے
دعی کی دعی وہ ہے جس کو بیٹا کہکر پکارتے ہین بدون اس کے کہ وہ حقیقی بیٹا ہو
پس اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ ادعیا کی جوروین اون کے واسطے حلال ہین جبکہ
وہ اون سے حاجت پوری کرلین یعنی صحبت کرکر اکے اون کو طلاق دیدین
تو مونہہ بولے بیٹون کی باپون کو اون سے نکاح کرلینا حلال ہے بخلاف حقیقی
بیٹے کے کہ اوس کی جورو اوس کے باپ پر نفس عقد سے حرام ہوجاتی ہے یعنی قبل
صحبت کے طلاق دیدے تو بھی اوس کے باپ پر حرام ہی وکان امر اللہ مفعولا
کے یہ معنی ہین کہ قضای الٰہی بی بی زینب کے بارے مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اون سے نکاح کرین گے ایک قضای ماضی موجب فی الخارج ضرور ہی ہونیوالی

تھی پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی کہ اس نکاح مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی حرج نہین ہے پس ارشاد فرمایا ما کان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ محاورہ مین بولتی ہین فرض لہ کذا یعنی فلان کے واسطے آنا مقدر کیا معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے جو بات اپنے نبی کے واسطے حلال کی اور اوس کے لیے مقدر و مقضی فرمائی اوس مین اوس پر کسی طرح کا حرج نہین ہے پھر اللہ پاک نے یہ ذکر فرمایا کہ اللہ جو شی اپنے نبی کے واسطے حلال کرے اوس مین اوس پر حرج نہین ہے یہ کوئی نئی بات نہین ہے بلکہ ایک طریقہ قدیم ہے فرمایا کہ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل اس کی نصب مین کئی وجہین ہین ایک یہ ہے کہ سُنّۃَ ایک اسم ہے کہ مصدر کی جگہہ مین رکھا گیا ہے جیسا کہ زمخشری نے کہا ہی دوسری یہ ہے کہ مصدر ہے یعنی مفعول مطلق مثل صنع اللہ و وعد اللہ کے یعنی سَنَّ اللہ ذلک سنۃً تیسری یہ ہے کہ منصوب علی الاغرار ہے ابو حیان نے اس کو یون رد کیا ہے کہ عامل اغرا کا محذوف نہین ہوتا ہے چوتھی یہ ہے کہ جعل کا مفعول ہے یعنی جعل اللہ ذلک سنۃً پانچوین یہ ہی کہ منصوب بنزع خافض ہے یعنی کسنۃ اللہ محلی نے اسی کو اختیار کیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ یہود نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت نساء کا عیب لگایا تھا تو اللہ پاک نے اون پر یون رد فرمایا سنۃ اللہ یعنی مثل سنت اللہ کے اون نبیون مین جو اس سے پہلے گذرے ہین مطلب یہ ہے کہ یہ وہی طریقہ قدیم ہے جو انبیاء اور اگلی امتون مین تھا کہ امر نکاح وغیرہ جو اللہ پاک نے اون پر وسعت و فراخی کرنے کے لیے اون کی واسطے حلال کیا تھا اوس کو اختیار کرین پس اون کی آزاد بیبیان تھین اور لونڈیان بھی کعب قرظی نے کہا مراد یہ ہے کہ نکاح کرین عورتون سے جو چاہین فرضیہ یہ ہے اور یہی اگلے نبیون کا طریقہ تھا حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام کی ہزار بیبیان تھین اون مین سے تین سو لونڈیان اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سو عورتین تھین ابن جریج نے کہا الذین خلوا سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام ہین اور وہ عورت جس سے اونہون نے

نکاح کیا اور اوس کا خاوند نام اوس عورت کا الیسیہ تہا پس یہ سنت ہی حق مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حضرت زینب کے **قدر مقدورا** کے معنی
ہین قضای مقضی وحکم مبتوت ومقطوع یعنی یقینی پکا حکم تاکید مین ایسا محاورہ بولا کرتے
ہین جس طرح کہ گھنے سایے کو ظل ظلیل اور نہایت اندہیری رات کو لیل الیل
اور نہایت تروتازہ ہرے بہرے باغ کو روض ریض بولتے ہین **قضا** کہتے
ہین ارادۂ ازلیہ کو جو اشیاء کے ساتھہ متعلق ہی اوس حال پر جس پر وہ نفس الامر مین
ہین **اور قدر** عبارت ہے اس سی کہ اون اشیا کو ایجاد کردینا اللہ کا مخصوص و
معین تقدیر پر لیکن ہر ایک قضا وقدر مین آی دوسرے کے معنی مین مستعمل ہوتی
ہے پس مراد وجود مین لانا اوس شی کا ہے جس کے ساتھہ ارادہ متعلق ہوچکا ہی
قالہ الشہاب الخفاجی **پہر** اللہ پاک نی اگلے نبیون کی مدح فرمائی الذین یبلغون الآیہ
یعنی اللہ سبحانہ نے جو شی دیکر اون کو بہیجا ہے اوسے اوس کے بندون کی طرف
پونہچاتے ہین اور ہر قول وفعل مین اوس سے ڈرتے ہین اور سوا اوس کے اور
کسی سے نہین ڈرتے اور نہ لوگون کے کہنے اور عار دلانے کی کچہہ پروا کرتے ہین
اوس بات مین جو اللہ نے اون کے واسطی حلال فرمائی ہی بلکہ اون کا خوف خشیت
مقصور ہے اللہ پاک پر موصول محل جر مین ہی اس بنا پر کہ الذین خلوا کی صفت ہے
یا منصوب ہے بنا بر مدح وکفی باللہ حسیبا کا یہ مطلب ہی کہ اللہ پاک بس ہے
حاضر ہونے والا ہر مکان مین نگاہ رکہنے والا اپنے خلق کے اعمال کا کفایت کرتا
ہے اپنی غلامون کی ہر اوس چیز سے جس سی وہ ڈرتے ہین یا یہ معنی ہین کہ محاسبہ
لینے والا ہے اون سے ہر شے مین **ف قرطبی** نے کہا ہی کہ اس آیت
کی تاویل مین اختلاف ہے پس قتادہ وابن زید اور ایک گروہ مفسرین کا جنمین سے
ابن جریر طبری وغیرہ ہین اس طرف گئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
استحسان زینب بنت جحش کا واقع ہوا اس حال مین کہ وہ زید کی عصمت نکاح مین
تہین اور آپ اس پر حریص تہے کہ زید اون کو طلاق دین تو آپ اون سی نکاح کرلین

پھر جب زید نی آپ کو یہ خبر دی کہ وہ اون کی طلاق کا ارادہ رکھتی ہین اور اون کی آپ
شکایت کی کہ وہ سخت باتین کرتے ہین اور حکم کی نافرمانی کرتی ہین اور زبان سے
ایذا دیتی ہین اور شرف کے جہت سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتی ہین تو آپ نی زید سے
فرمایا کہ تو جو اوس کی طرف سے کہتا ہے اس مین اللہ سی ڈر اور اپنی بی بی زینب
کو اپنے پاس رہنے دے حالانکہ زید کے طلاق دیدینے پر جو آپ کو حرص تھی
اس کو چھپاتے تھے یہ وہ بات ہے جس کو آپ اپنی جی مین اخفا فرماتے تھے لیکن
امر بالمعروف جو آپ پر واجب ہی اوس کو ادا فرمایا ہماری علماء رحمہم اللہ نے فرمایا ہے
کہ یہ قول بہترین اقوال ہی جو اس آیت مین کہے گئے ہین اور مفسرین و علمای راسخین
مین سے اہل تحقیق اسی قول پر ہین جیسے زہری و قاضی ابوبکر بن علاء قشیری و
قاضی ابوبکر بن العربی وغیرہم انتہی ماقالہ القرطبی ملخصا اور یہ جو اس آیت کی تفسیر مین
ذکر کیا ہے کہ بی بی زینب کی محبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل تقدس منزل
مین واقع ہوئی اور آپ نی زید کے طلاق دیدینے کا ارادہ فرمایا اس مین بڑے
سے بڑا حرج ہے اور وہ بات ہی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب کے
لائق نہین ہی اور ایک اقدام عظیم ہے طرف سی اس کے قائل کے اور قلت معرفت
سے ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق و فضل و شرف کی بھلا یہ کیونکر کہا جا سکتا ہی
کہ آپ نے بی بی زینب کو دیکھا اور وہ آپ کو پسند آگئین حالانکہ وہ تو آپ کی پھوپھی
کی صاحبزادی ہین اور آپ اون کو دیکھتے رہے ہین جب سے کہ وہ پیدا ہوئی ہین
اور نہ عورتین آپ سی پردہ کرتی تھین اور خود آپ نی اون کا نکاح زید سے کرایا پس
یہ بات کہ آپ زید کو بی بی زینب کے رہنے دینے کا حکم فرمائین اس حال مین کہ
آپ یہ امر محبوب رکھتے ہون کہ زید اون کو طلاق دیدین اس بات سے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منزہ کرنے مین کسی طرح کا شک نہین ہے اس باب مین
جو اقوال ہین صحیح تر اون مین کا حضرت علی بن الحسین امام زین العابدین رضی اللہ عنہما
کا قول ہی کہ اللہ پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اعلام فرما چکا تھا کہ بی بی زینب

مصحح سلمہ اللہ تعالی

عنقریب آپ کی بیبیون سے ہونگی اور زید عنقریب اون کو طلاق دینگی پھر جب زید
آئی اور عرض کیا مین چاہتا ہون کہ اون کو طلاق دیدون تو آپ نے اون سے فرمایا
اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ اسپر اللہ پاک نے آپ کو عتاب کیا اور فرمایا تو نے اپنے
علیک زوجک کیون کہا حالانکہ مین تو تجھے اعلام کر چکا تہا کہ عنقریب وہ تیری
بی بی ہوگی خطیب نے کہا کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حال خیر مآل سے
یہی قول اولیٰ و لایق ہے اور یہی تلاوت کے مطابق ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ
اعلام کیا کہ وہ ضرور ظاہر کریگا اوس شی کو جس کا اونہون نے اخفا کیا ہے یعنی کہ
اللہ پاک نے اور کچھ اظہار نہین کیا سوا اس کے کہ آپ کا نکاح بی بی زینب سے
کردیا پس ارشاد فرمایا زہری نے کہا پس جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اپنے جی مین اخفا کی تہی اگر وہ بی بی زینب کی محبت ہوتی یا اون کی طلاق
کا ارادہ تو ضرور اللہ پاک اوس کو ظاہر کردیتا کیونکہ یہ جایز نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ
خبر دے کہ اوس کو ظاہر کریگا پھر اوس کو چھپائے تو اوس کا اظہار نکرے پس یہ
بات دال ہی اسپر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو عتاب کیا گیا سو صرف اس
امر پر کہ اللہ پاک نے آپ کو اعلام کردیا تہا کہ وہ عنقریب آپ کی بی بی ہونگی آپ نے
اس کا اخفا فرمایا اور آپ نے جو اس کا اخفا کیا فقط اس شرم سے کہ زید کو یہ خبر دین
کہ جو عورت تیرے تحت مین اور تیرے نکاح مین ہی وہ عنقریب میری بی بی ہوگی
آپ نے اس کہنے سے حیا فرمائی کرخی نے کہا کہ منصور و معول علیہ قول
نزدیک جمہور کے یہی ہے بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اولیٰ یہی قول ہی
اگرچہ یہ دوسرا قول کہ آپ نے بی بی زینب کی محبت کا اخفا کیا یا اون کے نکاح کا اگر زید
اون کو طلاق دیدین انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حال مین قدح نہین کرتا ہے
اس واسطے کہ بندہ ملوم نہین ہوتا ہی اوس بات پر جو اوس کے دل مین پڑجاتی ہے
ایسی چیزون سے جن مین گناہ کا قصد نہین کیا جاتا ہے کیونکہ وُدّ و حُبّ اور نفس کا
میل بشر کی طبیعت سے ہی انتہی اور اسی لیے حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ

آپ کی قلب مبارک مین بی زینب کی حب تھی اور قتادہ نی کہا کہ آپ نی دوست رکھا اس بات کو کہ کاش زید اوس کو طلاق دیدی **خازن** نی کہا یہ قول حسن و مرضی ہے بہت سی ایسی چیزین ہین کہ انسان اون سے تحفظ کرتا ہے اور اون پر لوگون کے اطلاع پانی سے شرماتا ہے حالانکہ وہ فی نفسہا مباح ہوتے ہین اور اون مین وسعت و فراخی ہوتی ہی اور حلال مطلق نہ اون مین کوئی گفتگو ہوتی ہے نہ کوئی عیب نزدیک اللہ تعالی کے اور بسا اوقات اوس شی مباح مین داخل ہونا ایک زینہ ہوجاتا ہے ایسی واجبات کی حصول کا جن کا اثر دین مین عظیم ہوتا ہی چنانچہ اسی جگہہ دیکھہ لو کہ بی بی زینب کو زید کا طلاق دینا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اون سے نکاح کرنا صرف اسی لیی ٹھیرایا گیا کہ تبنی کی حرمت زائل کردیجاوی اور اوس کا طریقہ باطل قرار دیا جاوی کما قال تعالی لکیلا یکون علی المؤمنین حرج الآیہ **امام ابو القاسم عبد الرحمن سہیلی** رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ زید بن محمد کہا جاتا تھا یہان تک کہ ادعوہم لآبائہم نازل ہوئی تو کہا کہ مین زید بن حارثہ ہون اور انا زید بن محمد کہنا اون پر حرام ہوا پھر جب یہ شرف اور فخر زید سے کھینچ لیا گیا اور اللہ پاک نی اس سی زید کی وحشت معلوم کی تو اونکو ایک ایسے خصیصہ سی مشرف فرمایا جس کے ساتھہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سی کوئی بھی منفرد نہوا وہ یہ ہے کہ زید کا نام قرآن شریف کی اس آیت کریمہ مین لیا پس ذکر حکیم مین اللہ تعالی نی اون کا نام ذکر فرمایا یہان تک کہ اون کا نام مبارک قرآن ہوگیا جو کہ محرابون مین پڑہا جاتا ہے اور اس سی غایت درجی کا اون کو نیک نام و بلند آوازہ فرمایا سو اس مین حضرت زید کے واسطے تانیس ہے اور عوض ہے اوس فخر کے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ ہونے سی اون کو حاصل تھا کیا نہین دیکھتے ہو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قول کو جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون سی فرمایا کہ اللہ نے مجھے یہ امر فرمایا ہے کہ مین تجھہ پر فلان سورت پڑہون تو وہ رد دیے اور عرض کیا کیا مین وہان ذکر کیا گیا

یہ رونا اون کا خوشی کے مارے تہا اس جہت سی کہ اللہ پاک نی اون کا ذکر کیا یہ
خوشی تو صرف اس کی ہے کہ بارگاہ ذوالجلال والاکرام مین فقط اون کا ذکر آیا
پہر بہلا اوس شخص مبارک کی خوشی و شرف و فخر کا کیا ذکر ہے کہ جس کا نام قرآن
ہو گیا جو کہ ہمیشہ ہمیشہ کو پڑہا جائی بوسیدہ نہ پڑے دنیا والے جبکہ قرآن شریف
پڑہین تو اوس کی تلاوت کرین اور اسی طرح جنت والی ہمیشہ کو مومنون کی زبانو پر
جاری رہے جس طرح کہ علی الخصوص رب العالمین کے نزدیک ہمیشہ مذکور رہا ہے
کیونکہ قرآن شریف اللہ سبحانہ کا کلام قدیم ہے ہمیشہ باقی ہے فانی نہو گا پس حضرت
زید رضی اللہ عنہ کا نام مبارک صحف مکرمہ مرفوعہ مین ہے سفرۂ کرام برره اپنی تلاوت
مین اوس کا ذکر کرتے ہین یہ بات اسمای مومنین مین سے کسی اسم کے واسطے نہین ہے
مگر واسطی کسی نبی کے انبیا مین سی اور واسطی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے
یہ اللہ کی طرف سی اون کے لیے عوض ہی اوس چیز کے جو اون سی سلب کی گئی
اور آیت مین اس کے سوا اتنی اور زیادتی کی کہ یون فرمایا وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ
اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یعنی وہ شخص جس پر اللہ نے انعام کیا ساتہہ ایمان کے پس یہ اسپر دال
ہے کہ وہ اہل جنت سی ہین قبل مرنے کے یہ بات جان لی یہ ایک دوسری
فضیلت ہی رضی اللہ تعالی عنہ **غرضکہ** جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہو گیا تو لوگ کہنے لگے کہ اپنے بیٹی کی بی بی
سے نکاح کر لیا اس پر اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ما کان محمد
ابآ احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ط وکان اللہ
بکل شئ علیما ۝ نہین ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ کسی کا تمہارے مردون مین
لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیون پر اور ہے اللہ سب چیز جانتا **ف**
حضرتؐ کی اولاد یا لڑکے گذر گئے یا بیٹیان رہین کوئی مرد ہوا نہین یعنی کسی کو
اوس کا بیٹا نہ جانو مگر رسول اللہ کا ہی اس حساب سے سب اوس کے بیٹے ہین
اور پیغمبرون پر مہر ہے اوس کے بعد کوئی پیغمبر نہین یہ بڑائی اوس کو سب پر ہی انتہی

ع ۵ ۶ ۱۲

ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ نہی ہے اس سی کہ بعد اسکی زید بن محمد کہا جائی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید کے باپ نہین ہین گو آپ نی اون کو متبنی کرلیا تہا اس لیی کہ آپ کا کوئی لڑکا زندہ نہین رہا یہان تک کہ بلوغ کو پونہچے کیونکہ قاسم وطیب وطاہر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سی آپ کے فرزند پیدا ہوئی پہر وہ چہوٹے چہوٹے انتقال کر گئے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ماریۂ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے پہر وہ بہی شیر خوارگی کے حالت مین انتقال کر گئے حضرت خدیجہ سی آپ کی چار صاحبزادیان پیدا ہوئین حضرت زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہن سوتین تو آپ کی حیات مین وفات پاچکین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا باقی رہین سو اون کو آپ کی وفات کی مصیبت پونہچی چہ مہینے بعد آپ کی وفات شریف سی اونہون نے وفات پائی قولہ تعالی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما مثل اس آیت کریمہ کے ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ پس یہ آیت نص ہی اس باب مین کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہین ہی اور جبکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہین ہے تو بطریق اولی واحری کوئی رسول بہی نہین ہے اس لیے کہ مقام رسالت کا اخص ہے مقام نبوت سی کیونکہ ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہین ہے یعنی رسول ونبی مین عام خاص مطلق کی نسبت ہے اس باب مین صحابہ کی ایک جماعت سی احادیث متواترہ وارد ہوئی ہین امام احمد نے طفیل بن ابی بن کعب عن ابیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مثل میری نبیون مین مانند مثل اوس شخص کے ہے کہ اوس نے ایک گہر بنایا پہر اوس کو اچہا کیا اور کامل کیا اور اوس مین اینٹ بہر کی جگہہ چہوڑ دی اوس کو نہ رکہا پس لوگ اوس مکان کا گشت کرنے لگے اور اوس سے تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کاش اس اینٹ کی جگہہ تمام ہوتی سو مین نبیون مین اوس اینٹ کی جگہہ ہون ورواہ الترمذی عن بندار عن ابی عامر العقدی

لہ اللہ بہتر جانتا ہی جہان بہیجے اپنا پیام ۱۲

وقال حسن صحیح ۲ **حدیث دیگر امام احمد** نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بی شک رسالت ونبوت مقرر منقطع ہوچکی سو اب نہ کوئی رسول ہی بعد میرے نہ کوئی نبی کہا پس یہ بات لوگون پر شاق گذری تو آپ نے فرمایا ولیکن مبشرات صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہین فرمایا خواب مرد مسلمان کا اور یہ ایک جزء ہے اجزای نبوت سے وھکذا رواہ الترمذی عن الحسن بن محمد الزعفرانی عن عفان بن مسلم بہ وقال صحیح غریب من حدیث المختار بن فلفل ۳ **حدیث دیگر ابو داؤد** طیالسی نی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہاوت میری اور کہاوت نبیون کی مانند کہاوت ایک شخص کے ہے کہ اوس نے ایک گھر بنایا پھر اوس کو کامل کیا اور اچھا کیا مگر جگہہ ایک اینٹ کی پس تہا جو شخص اوس مین داخل ہوتا پھر اوس کی طرف نظر کرتا تو کہتا یہ کیا خوبصورت ہی مگر اس اینٹ کی جگہہ سو مین اوس اینٹ کی جگہہ ہون مہر لگائے گئے میرے ساتہہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام ورواہ البخاری ومسلم والترمذی من طرق عن سلیمن بن حیان بہ وقال الترمذی صحیح غریب من ھذا الوجہ ۴ **امام احمد** نی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مثل میری اور مثل نبیون کی مانند مثل ایک شخص کے ہے کہ اوس نے ایک گھر بنایا پھر اوس کو تمام کیا مگر ایک اینٹ پھر مین آیا تو مین نے وہ اینٹ تمام کردی انفرد باخراجہ مسلم من روایۃ الاعمش ۵ **حدیث دیگر امام احمد** نے ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی نہین ہی کوئی نبوت بعد میری مگر مبشرات کسی نے عرض کیا کیا ہین مبشرات یا رسول اللہ فرمایا الرؤیا الحسنۃ یا فرمایا الرؤیا الصالحۃ یعنی اچہی خواب ۶ **حدیث دیگر امام احمد** نے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک مثل میری اور مثل نبیون کی مجھ سے پہلے مانند مثل ایک شخص کے ہے کہ اوس نے گھر بنائے پھر اون کو کامل کیا اور حسین و جمیل کیا مگر جگہہ ایک اینٹ کی ایک گوشے سے اون کے گوشون سی پس لوگ گشت کرنے لگے اور بنیان اون کو تعجب مین ڈالنے لگی یعنی اون گھرون کی بنا اور دیوارین اور کہنے لگے کہ تو نے اس جگہہ ایک اینٹ کیون نہین رکھدی کہ تیرا بنیان پورا ہو جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سو مین ہون وہ اینٹ اخرجاہ من حدیث عبد الرزاق ۷ **حدیث دیگر مسلم** نی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی فضیلت دیا گیا مین نبیون پر ساتھہ چھہ باتون کے دیا گیا مین جوامع الکلم اور مدد دیا گیا مین ساتھہ رعب کے اور حلال کی گئین واسطے میرے غنیمتین اور ٹہرائی گئی زمین واسطے میرے مسجد و طہور اور بھیجا گیا مین طرف ساری خلق کے اور ختم کیے گئے میرے ساتھہ نبی ورواہ الترمذی وابن ماجہ من حدیث اسمعیل بن جعفر وقال الترمذی حسن صحیح ۸ **حدیث دیگر امام احمد** نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی دارا فاتمہا الا موضع لبنۃ واحدۃ فجئت انا فاتممت تلک اللبنۃ ورواہ مسلم عن ابی بکر بن ابی شیبۃ وابی کریب کلاہما عن ابی معاویۃ بہ ۹ **حدیث دیگر امام احمد** نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انی عند اللہ لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ یعنی بی شک مین نزدیک اللہ کے البتہ خاتم نبیین تہا اوس حال مین کہ بی شک آدم البتہ پڑے ہوے تہے زمین پر اپنی مٹی مین غرض یہ ہے کہ

لہ ای ملقی علی الارض ای وجہ الارض ع ای کون لوترا بالبصر وہو ان یکون مجمع الجبارا

ابھی تک مٹی ہی تھے صورت وخلق اون کی کچھ نہین ہوئی تھی ۰ **احدیث دیگر** زُہری نی کہا مجھی خبر دی محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنی باپ سے جُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بی شک میرے واسطی نام ہین مین محمد ہون اور مین احمد ہون اور مین ماحی ہون کہ میرے سبب سے اللہ تعالی کفر کو مٹاتا ہے اور مین حاشر ہون کہ میری قدمون پر لوگ حشر کیے جائین گے اور مین عاقب ہون کہ جس کے بعد کوئی نبی نہین ہے اخرجاہ فی الصحیحین ۱۱ **امام احمد** نی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر نکلے مثل رخصت کرنے والے کے تو فرمایا مین نبی امی ہون تین بار فرمایا اور نہین ہے کوئی نبی بعد میرے اور دیا گیا مین فواتح کلم اور جوامع اوس کے اور خواتم اوس کے اور مین نی جان لیا کہ کتنے ہین خازن نار کے اور عرش کے اوٹھانے والے وتجوزنی وعرفت وعرّفت امتی فاسمعوا واطیعوا مادمت فیکم فاذا ذھب بی فعلیکم بکتاب اللہ تعالی احلوا حلالہ وحرموا حرامہ تفرد بہ الامام احمد ورواہ الامام احمد ایضا عن یحیی بن اسحق عن ابن لھیعۃ عن عبداللہ بن ھبیرۃ عن عبداللہ بن شریح الخولانی عن ابی قبیس مولی عمرو بن العاص عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فذکرا مثلہ سواء والاحادیث فی ھذا کثیرۃ پس یہ اللہ پاک کی رحمت سی ہی بندون پر کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اون کی طرف بھیجا پھر جن امور کے ساتھہ آپ کو مشرف فرمایا اون مین سی ایک یہ ہے کہ آپ سی انبیاء ومرسلین کو ختم کیا اور آپ کی واسطے دین حنیف کو کامل فرمایا اللہ تبارک وتعالی نی اپنی کتاب مین اور اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنت متواترہ مین جو لون سے مروی ہے یہ خبر دی کہ اون کی بعد کوئی نبی نہین ہے تاکہ لوگ جان لین کہ جو کوئی اس مقام عالی کا

۸۱

بعد آپ کے دعوی کرے تو وہ کذاب وافاک وضال ومضل ہے گو وہ کتنا ہی
حرفت وشعبدہ کرے اور انواع واقسام کے سحر وطلسم ونیرنج لائی دانشمندون کے
نزدیک یہ سب چیزین محال وضلال ہین جس طرح کہ اللہ پاک نے اسود عنسی
کے ہاتھہ پر لمین مین اور مسیلمۂ کذاب کے ہاتھہ پر یمامہ مین احوال فاسد واقوال
باردسی وہ شی جاری کردی تہی جس سی ہر صاحب عقل وفہم نے یہ بات جان لی
تہی کہ وہ دونون جہوٹے گمراہ ہین لعنہما اللہ تعالی اور اسی طرح اس کا ہر مدعی
روز قیامت تک یہان تک کہ ان کذابین کا مسیح دجال پر خاتمہ ہوگا اللہ تعالی
اوس کے ساتہہ امور مین سے ایسے امر پیدا کریگا جن کی وجہ سے علما ومؤمنین
شہادت دین گے اوس شخص کے کذب کی جو اون کو لیکر آیا ہے اور یہ بات
اللہ تعالی کے لطف سے ہے اپنی خلق پر کیونکہ وہ لوگ بسبب ضرورت واقع
کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر نکرین گے مگر بطریق اتفاق کے یا اس لیے کہ
اوس مین اون کے مقاصد ہونگے طرف اوس کے غیر کے اور ہونگے غایت
درجے کے افک وفجور مین اپنی اقوال وافعال مین جیسا کہ اللہ پاک نی فرمایا ہی
هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم الایہ
اور یہ بخلاف حال انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے ہے کیونکہ وہ غایت درجے کے
بر وصدق ورشد واستقامت پر ہین اوس شی مین جس کو کہتے ہین اور کرتے ہین
اور جس کا امر کرتے ہین اور جس سی منع فرماتے ہین مع اون خوارق عادات وادلۂ
واضحات وبراہین باہرات کے کہ جن کے ساتہہ اون کی تائید کی جاتی ہے
صلوات اللہ وسلامہ علیہم دائما مستمرا مادامت الارض والسموات ف
فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید
کے حقیقی والد نہین ہین یہان تک کہ اون کی بی بی آپ پر حرام ہو اور نہ آپ باپ
ہین کسی ایک کے جس کی ولادت آپ سے نہین ہوئی ہی واحدی کہتے ہین
مفسرین نے کہا ہے کہ آپ کسی کی باپ نہین ہین جس کی ولادت آپ سے

هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم الایہ
اور شیاطین مین شیطان اور فرشتے
ہین جو سچے ہین اور جہوٹے ہین
ہین سچی باتیں اور جہوٹی باتیں
جہوٹے ہین ہین ۱۲

نہین ہوئی ہی اور ذکور مین سے آپ کے حضرت ابراہیم وحضرت قاسم وحضرت طیب وحضرت مطہر رضی اللہ عنہم پیدا ہوے **قرطبی** نی کہا لیکن آپ کا کوئی فرزند زندہ نہین رہا یہان تک کہ رجل ہو یعنی جوان مرد عاقل بالغ کہا اور حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما سو یہ دونون طفل تہی دو مرد معاصر آپ کے نہین ہوے **علامہ** نسفی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ ہر رسول اپنی امت کا باپ ہے اوس بات مین جو رجوع ہوتی ہی طرف وجوب توقیر وتعظیم کے اور وجوب شفقت ونصیحت کے نہ باقی احکام مین جو ثابت ہین درمیان آباء وابناء کے یعنی آپ امت کے باپ ہین اس بات مین کہ امت پر آپ کی تعظیم وتوقیر واجب ہے مثل باپ کے بلکہ اوس سے بہی بڑہکر اور آپ پر امت کی شفقت ونصیحت واجب ہے اور زید ایک رجل ہین تمہاری رجال سی جو کہ آپ کی حقیقۃً اولاد نہین ہین پس زید کا حکم مثل حکم اونہین رجال کے ہے اور تبنی اختصاص وتقریب کے باب سے ہے دگر ہیچ **اخفش** وفراء نی کہا ولکن کان رسول اللہ یعنی رسول اللہ منصوب ہے بنا بر خبر کان مقدر اور رفع بہی جائز رکہا ہے **ابن ابی عبلہ** نی اسی طرح پڑہا ہے برفع رسول وخاتم اس بنا پر کہ ہو مقدر کی خبر ہے یعنی لیکن وہ اللہ کے رسول ہین اور خاتم النبیین ہین **جمہور** نی تخفیف لکن اور نصب رسول وخاتم پڑہا ہے وجہ نصب کی وہی ہے کہ کان مقدر کی خبر ہے جیسا کہ گذر چکا ہے یہ بہی جائز ہی کہ ابا احد پر عطف ہو **ابو عمرو** سی ایک روایت مین بتشدید لکن ونصب رسول ہے اس بنا پر کہ لکن کا اسم ہے اور خبر اوس کی محذوف یعنی لکن رسول اللہ ہو **جمہور** نے خاتم بکسر تا اور عاصم نے بفتح تا پڑہا ہے پہلی کی یہ معنی ہین کہ آپ نی نبیون کو ختم کیا ہی یعنی اون کے آخر مین آئے ہین دوسری کے یہ معنی ہین کہ آپ واسطی نبیون کے مثل خاتم کے ہو گئے کہ جس سی وہ مہر لگائے جاتے ہین اور متزین ہوتے ہین ساتہہ آپ کے ہوتے کے اون مین سے کسی نے کہا کہ حرف تا کا کسرہ وفتحہ دو لغت ہین **ابو عبیدہ** نی کہا کہ الوجہ الکسر یعنی بہتر وجہ کسر ہے اس واسطی کہ تاویل یہ ہے کہ آپ نے

اون کو ختم کیا ہے تو آپ اون کے خاتم ہوئے اور خود آپ نی فرمایا ہے انا
خاتم النبیین اور خاتم شے آخر شے ہے اسی معنی سی یہ قول عرب ہی کہ خاتمہ المسک
حضرت حسن نی فرمایا الخاتم ہو الذی ختم بہ یعنی خاتم وہ شی ہے جس کے ساتھہ ختم
کیا جاتا ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے نبوت کو اون سے ختم کر دیا پس اون کے
بعد کوئی نبوت ہے نہ اون کی ساتھہ نبوت ہے حضرت ابن عباس نی فرمایا مراد
یہ ہے کہ اگر مین اوس سی نبیون کو ختم نہ کرتا تو اوس کے لیے کوئی بیٹا ٹھیراتا کہ اوسکی
بعد نبی ہو دوسرا قول اون کا یہ ہے کہ اللہ تعالی نی جب یہ حکم کیا کہ اون کے بعد
کوئی نبی نہین ہے تو اون کو کوئی ولد ذکر عطا نہین کیا کہ وہ رجل ہو جائی اور
حضرت عیسی علیہ السلام اون مین سے ہین جو آپ سے قبل نبی کیے گئے ہین
اور جس وقت نازل ہون گے تو حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت
پر عمل کرتے ہوے نازل ہونگے گویا وہ آپ کے بعض امت ہین وکان اللہ بکل
شیء علیما یعنی اللہ پاک کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کر لیا ہے منجملہ اوس کی معلومات
کے یہ احکام ہین جو مذکور ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بی بی زینب سی نکاح کیا تو لوگ بولی
کہ اپنے بیٹے کی جورو سی نکاح کر لیا اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی ما
کان محمد ابا احد من رجالکم الآیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید کو متبنی
کیا تھا اور وہ صغیر تھا پھر بڑا ہوا یہان تک کہ رجل ہو گیا یعنی جوان مرد اوس کو زید بن
محمد کہتے تھے اسپر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ادعوھم لآبائھم ھو اقسط
عند اللہ یعنی اعدل اخرجہ الترمذی وصححہ وابن جریر وابن المنذر
والطبرانی وغیرھم یا ایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا
وسبحوہ بکرۃ واصیلا ھو الذی یصلی علیکم وملئکتہ لیخرجکم
من الظلمت الی النور وکان بالمؤمنین رحیما تحیتھم یوم
یلقونہ سلم واعد لھم اجرا کریما ای ایمان والو یاد کرو اللہ کو

ایسا بعض مرد کو کہتے ہی یعنی اوس کی صفت
ایسے اسم سے بیان ۱۲

بہت اور پاکی بولو اوس کی صبح اور شام وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہی تمپر اور اوس کے
فرشتے کہ نکالے تم کو اندھیرون سے اُجالے مین اور ہے ایمان والون پر مہربان
دعا اون کی جس دن اوس سے ملین گے سلام ہے اور رکھا ہے اون کے واسطے
نیک عزت کا ف یعنی اللہ اون پر سلام بھیجیگا اور آپس مین بھی یہی دعا
ہے اور ہوگی انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ الرحیم القدیر کہتے ہین اللہ پاک
اپنی مومن بندون کو امر فرماتا ہے کہ اپنی پروردگار تبارک وتعالی کو بہت سا یاد کیا
کرین جس نی انواع نعمتون کا اور اصناف منتون کا اون پر انعام فرمایا ہے
اس لیے کہ کثرت سے یاد کرنے مین اون کے واسطے جزیل ثواب وجمیل مآب ہے
یعنی جیسا وہ بکثرت اوس کو یاد کرین گی ویسا ہی اون کو ثواب کثیر دیگا اور بہتر
جای بازگشت اون کو عطا فرمائیگا یعنی بہشت عنبر سرشت کہ جس مین سوای
راحت وآرام وعیش وعشرت کے اور کچھ نہوگا رنج وتعب کا نام تک بھی نہ سنین گے

۵	بہشت آنجا کہ آزاری نباشد	کسی را با کسے کاری نباشد	

وہ ہین اور حور وقصور وغلمان اور طرائف ہدایا وتحف ورضای رحمن اللھم ارزقنا
بکرمك الفسیح وفضلك الوسیع وبجاہ سیدنا النبی الامی
ذی القدر العلی والجاہ المنیع وصل وسلم وبارك علیہ وعلی آلہ
وصحبہ عدد معلوم مائك وملء مخلوقاتك یا حی یا قیوم یا
ذا الجلال والاکرام ویا ذا الفضل والکرم والانعام آمین امام احمد
نی عن ابی بحریۃ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیکم
وارفعھا فی درجاتکم وخیر لکم من اعطاء الذھب والورق وخیر
لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم
قالوا وما ھو یا رسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر اللہ
عز وجل وھکذا رواہ الترمذی وابن ماجہ من حدیث

عبد الله بن سعيد بن ابي عبيد عن زياد مولى ابن عياش عن
ابي بحرية واسمه عبد الله بن قيس الدراعي عن ابي الدرداء
رضي الله عنه به قال الترمذي ورواه بعضهم عنه فارسله قلت
وقد تقدم هذا الحديث عند قوله تعالى والذاكرين الله
كثيرا والذاكرات في مسند الامام احمد من حديث زياد بن ابي
زياد مولى عبد الله بن عياش انه بلغه عن معاذ بن جبل رضي الله
عنه عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بنحوه فالله اعلم
یہ حدیث شریف مع ترجمہ اول گذر چکی ہے ۲ امام احمد نی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہا ایک دعا ہی کہ مین نے اوس کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے مین اوسی نہ چھوڑونگا وہ دعا یہ ہے اللھم اجعلنی
اعظم شکرك واتبع نصیحتك واکثر ذکرك واحفظ وصیتك
یعنی الٰہی مجھے کردے کہ مین تیری شکر کی عظمت کرون اور تیری نصیحت کا پیرو
ہوؤن اور تیری یاد بہت سی کیا کرون اور تیری وصیت کو نگاہ رکھون ورواہ
الترمذی عن یحیی بن موسی عن وکیع عن ابی فضالة الفرج بن
فضالة عن ابی سعید الحمصی عن ابی هریرة رضی الله عنه فذکر
مثله وقال غریب وهکذا رواه الامام احمد ایضا عن ابی النضر
هشیم بن القاسم عن فرج بن فضالة عن ابی سعید المرثدی
عن ابی هریرة رضی الله عنه فذکره ۳ امام احمد نی حضرت عبد اللہ
بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ دو اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی طرف آئے تو ایک نی عرض کیا یا رسول اللہ کون سا آدمی بہتر ہے فرمایا
جس کی عمر دراز ہوئی اور اوس کا عمل اچھا ہوا دوسرے نے عرض کیا یا رسول اللہ
بیشک شرائع اسلام کے مقرر ہم پر بہت ہوگئے سو آپ مجھے ایک ایسے امر کا حکم
فرمائین کہ مین اوس کو خوب مضبوط پکڑون فرمایا کہ اللہ تعالی کے ذکر سے تیری زبان

ہمیشہ تر رہی وروی الترمذی وابن ماجہ الفصل الثانی
من حدیث معاویۃ بن صالح بہ وقال الترمذی حدیث حسن
غریب ۴ امام احمد نی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہی کہ بی شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالے
کی یاد بہت سی کرو یہان تک کہ لوگ مجنون کہین ۵ طبرانی نی عن ابی الجوزاء
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہی اذکروا اللہ ذکرا کثیرا یقول المنافقون یراؤن یعنی یاد کرو
اللہ کو یاد کرنا بہت منافق کہین کہ ریاکرتے ہین ۶ امام احمد نی حضرت عبداللہ
بن عمر ورضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے نہین ہے کوئی قوم کہ بیٹہین کسی مجلس مین ذکر نہ کرین اللہ تعالے کا
اوس مین مگر دیکہین گے اوس مجلس کو حسرت قیامت کی دن ۷ علی بن ابی طلحہ
نی حضرت ابن عباس سی اذکروا اللہ الآیہ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی
نے فرض نہین کیا اپنی بندون پر کوئی فریضہ مگر اوس کے واسطے ایک حد معلوم
ہیٹرائی پہر عذر کی حالت مین اوس اہل فریضہ کا عذر قبول کیا سوای ذکر کے کیونکہ
اس کے لیے اللہ پاک نے کوئی حد نہین ہیٹرائی کہ اوس کی طرف منتہی ہو اور
نہ کوئی اوس کے ترک مین معذور رکہا گیا مگر مغلوب اوس کے ترک پر پس ارشاد
فرمایا کہ ذکر کرو اللہ کا کہڑے اور بیٹہے اور اپنی کروٹون پر دن مین اور رات مین
خشکی و تری مین اور سفر و حضر مین اور غنا و فقر مین اور صحت و بیماری مین اور چہپے
اور کہلے مین اور ہر حال پر اور اللہ عزوجل نے فرمایا وسبحوہ بکرۃ واصیلا
یعنی پاکی بولو اوس کی صبح اور شام پہر جب تم یہ کرو گے تو درود بہیجے گا تم پر اللہ اور
اوس کے فرشتے آیات و احادیث و آثار ذکر اللہ پر آمادہ کرنے مین نہایت بہت ہین
اس آیت کریمہ مین کثرت سے ذکر اللہ کرنے پر آمادہ کیا ہے اور رغبت دلائی ہے
رات اور دن سے جو اذکار متعلق ہین سو اس باب مین لوگون نے کتابین مستقل

۱۵ اسکے بعد اصل مین بیاض ہی قرینہ اسکا مسقط ہے کہ صرف حی کا لفظ ساقط ہوگیا ہی یعنی اتنی کثرت سی ذکر اللہ کرو یہان تک کہ منافق کہنے لگین کہ تم ریا کرتے ہو ۱۲ منہ

۱۶ اسکی تفسیر اور تائید اس حدیث سی ہوتی ہی جو ابن ابی حاتم نی عطا سی روایت کی ہی کہ فرائض کی حد مقرر کی ہی اور عذر والے کا عذر قبول کیا ہی سوای ذکر کے اللہ تعالے نے کوئی حد نہین مقرر کی ہی کہ اوس پر موقوف ہو اور نہ کسی کا عذر قبول کیا ہی مگر مغلوب کا پس جو شخص عقل مغلوب ہو جاوی ہوش و حواس باقی نرہین اوسوقت وہ معذور ہے ۱۲ منہ

تصنیف کی ہین جیسے نسائی ومعمری وغیرہما کتب اذکار مین احسن کتب کتاب الاذکار ہے شیخ محی الدین نووی رحمہ اللہ تعالی کی قولہ سبحانہ وسجود بکرۃ واصیلا سے مراد صباح ومساء ہے جس طرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظہرون قولہ تعالی ھو الذي یصلی علیکم وملائکتہ مین برانگیختہ کرنا ہی ذکر یعنی اللہ پاک تمہارا ذکر کرتا ہے تو تم بھی اوس کا ذکر کرو جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلو علیکم اٰیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون فاذکروني اذکرکم واشکروا لي ولا تکفرون اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو کوئی یاد کرے مجھکو اپنے جی مین تو یاد کرون مین اوس کو اپنے جی مین اور جو کوئی یاد کرے مجھکو مجمع مین تو یاد کرون مین اوس کو مجمع مین بہتر اون سے صلوۃ طرف سی اللہ تعالی کے تعریف کرنا اوس کا ہے بندے پر نزدیک فرشتون کے اس قول کو بخاری نے ابو العالیہ سے حکایت کیا ہے اور ابو جعفر رازی نے عن الربیع بن انس عنہم اس کو روایت کیا ہی کسی اور نے کہا کہ صلوۃ اللہ عزوجل کی طرف سے رحمت ہے کہا ہے کہ ان دونون قولون مین کسی طرح کی منافات نہین ہے واللہ اعلم رہی صلوۃ فرشتون کی طرف سی سو اس کے یہ معنے ہین کہ لوگون کے واسطے دعا واستغفار کرتے ہین کقولہ تبارک وتعالی الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم ویؤمنون بہ ویستغفرون للذین اٰمنوا ربنا وسعت کل شئ رحمۃ وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم ربنا وادخلھم جنات عدن التي وعدتھم ومن صلح من اٰبائھم وازواجھم وذریاتھم انک انت العزیز الحکیم وقھم السیئات الایہ قولہ تعالی لیخرجکم

اور تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اوسکے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیرون سے اجالے کی طرف نکالے اور ایمان والون پر وہ مہربان ہے ۱۲ سورۂ احزاب کی ہے اور اوسکی آیت ۴۳ ہے ۱۲ سورۂ روم کی ہے اور اوسکی آیت ۱۷ ہے ۱۲ سورۂ مومن کی ہے اور اوسکی آیت ۷ ہے ۱۲ سورۂ بقر کی ہے اور اوسکی آیت ۱۵۱ ہے ۱۲ سورۂ بقر کی ہے اور اوسکی آیت ۱۵۲ ہے ۱۲ سورۂ بقر کی ہے اور اوسکی آیت ۱۵۳ ہے ۱۲ سورۂ احزاب کی ہے اور اوسکی آیت ۵۶ ہے ۱۲ سورۂ مومن کی ہے اور اوسکی آیت ۷ ہے ۱۲

من الظلمات الی النور یعنی تاکہ نکالے تم کو بسبب اپنی رحمت وثنا کے تم پر
اور بسبب دعا کرنے اوس کے فرشتون کے تمہاری واسطے جہل وضلال کی
اندھیریون سی طرف نور ہدایت ویقین کے وکان بالمومنین رحیما کی یہ معنے
ہین کہ اللہ پاک بڑا مہربان ہے مومنون پر دنیا وآخرت مین دنیا مین تو اس طرح
کہ حق کی طرف اون کو ہدایت کی کون حق کہ غیر اون کے اوس سے جاہل ہوئے
اور اون کو وہ راستہ دکھایا جس سی اون کے سوا کفر یا بدعت کی طرف بلانے والے
گمراہ ہوئے اور یہ رحمت ہی کہ کھانا اون کو خوشگوار کیا رہی آخرت مین اوس کی
رحمت اون پر سو وہ یہ ہی کہ بڑی گھبراہٹ سی اون کو امن دیا اور اپنے فرشتون کو
امر کیا کہ جنت کی فائز ہونے اور نار سے نجات پانے کی بشارت لیکر اون سے ملین
اور یہ سب اسی لیی ہے کہ اوس کو اون سی محبت ہے اور اون پر رافت ورحم ہے
امام احمد نی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ایک گروہ مین گذرے اور راہ مین ایک بچا تھا
پھر جب اوس کی مان نے لوگون کو دیکھا تو وہ اپنے بچے پر دڑی اس سی کہ اوس کو
روند ڈالین سو وہ دوڑتی اور کہتی آئی میرا بیٹا میرا بیٹا پھر اوس کو لیلیا پس قوم نے
عرض کیا یارسول اللہ ہمین ہی یہ عورت کہ ڈالدے اپنے بچے کو آگ مین کہا پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم کی آوازین پست فرمائین اور فرمایا لا واللہ
وہ اپنی حبیب کو آگ مین نہ ڈالیگا اسنادہ علی شرط الصحیحین ولم یخرجہ
احد من اصحاب الکتب الستۃ لیکن صحیح امام بخاری مین امیرالمومنین
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سی مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم نے قیدیون مین سی ایک عورت کو دیکھا کہ اوس نی اپنے بچے کو لیا پھر اوسکو
اپنی چھاتی سے چپکایا اور اوس کو دودھ پلایا تو آپ نے فرمایا کیا تم خیال کرتے ہو
اس کو کہ اپنے بچے کو آگ مین ڈال دیگی اور وہ اس پر قادر ہو صحابہ نے عرض کیا
نہین آپ نی فرمایا پس قسم ہے اللہ کی البتہ اللہ زیادہ تر رحیم ہے اپنے بندون پر

اس عورت سی اپنے بچے پر قولہ تعالی تحیتھم یوم یلقونہ سلام ظاہر یہ ہے کہ واللہ اعلم مراد تحیتہم سے یہ ہے کہ دعا اون کی طرف سی اللہ تعالے کے جس دن وہ اوس سی ملین گے سلام ہے یعنی جس دن اللہ اون پر سلام کرے گا جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے سلام قولا من رب رحیم[۱] قتادہ نی زعم کیا ہی کہ بعض اون کا بعض کو تحیتہ کریگا ساتھہ سلام کے جس دن کہ وہ ملین گے اللہ تعالے سے دار آخرت مین ابن جریر نے اس کو اختیار کیا ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ اس قول کے واسطی اس آیت کریمہ سے استدلال کیا جاتا ہی دعواھم فیھا سبحانک اللھم وتحیتھم فیھا سلام واٰخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین قولہ تعالی واعد لھم اجرا کریما مراد اجر کریم سے جنت ہے اور جو کچھہ اوس مین کہانے پینے پہننے کی چیزین ہین اور رہنے بسنے کے مکانات اور عورتین اور مزہ لینے کی چیزین اور دیکھنے کے اشیا جو نہ کسی آنکھہ نے دیکھے نہ کسی کان نے سنے نہ کسی بشر کے دل پر اون کا خطرہ گذرا ف فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے بندون کو امر فرمایا ہے کہ کثرت سی اوس کا ذکر کیا کرین ساتھہ تہلیل و تحمید و تسبیح و تکبیر کے اور ہر وہ شے جو ذکر ہے واسطی اللہ تعالی کے مجاہد نی کہا ذکر کثیر یہ ہے کہ اوس کو کبھی نہ بھولے انتہی یہ وہی آگاہی دائی ہی جو کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اصول مین ہی حسن قال و بہجت حال دوام ذکر ذوالجلال مین ہے اور وبال و نکال غفلت مین ہے حضرت قہار ذوالجلال سی دل کو قبضے مین لاؤ خیال اوسی کا لگا رہے اوس کی یاد سے غفلت ہو دل بیار دست بکار ؎

از درون سوآشنا واز برون بیگانہ وش	اینچنین زیبا روش کمتر بود اندر جہان

کلبی نی کہا کہتے ہین کہ ذکر کثیر ساتھہ پانچون نمازون کے ہے مقاتل نی کہا کہ تحمید و تہلیل و تکبیر ہے ہر حال پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اول گذر چکا ہے فضیلت ذکر اور اوس کی کثرت مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین چنانچہ

[۱] سلام بولتا ہی رب مہربان سے ۱۲ سر

اون کی دعا اس جگہ یہ کہ پاک ذات ہی تیری یا اسم اور طاقات اون کی سلام اور تمام اون کی دعا اور یہ کہ سب خوبی اللہ کو جو صاحب سارے جہان کا ہے ۱۲

بعض کا ذکر اول ہو چکا ہے فضیلت ذاکرین و فضیلت ذکر پر آیات قرآنی ناطق
ہین ائمۂ اہل سنت جنہون نی اذکار مین تصنیف فرمائی ہے اونمین سی امام نسائی
و امام نووی و جزری وغیرہم ہین صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ
نے بھی اس باب مین کتاب نزل الابرار نام تصنیف فرمائی ہی بغایت نفیس و
جامع کتاب ہی اسلامبول مطبع جوائب مین طبع ہو کر مطبوع خاص و عام ہو چکی ہی
فجزاہ اللہ خیرا اللہ سبحانہ قبول فرمائی آمین قولہ تعالی و سبحوہ بکرۃ و اصیلا
کا یہ مطلب ہے کہ تنزیہ کرو اوس کی اوس شی سے جو اوس کی بارگاہ عالی جاہ
کے سزاوار نہین ہے وقت بکرہ و اصیل مین یہ دونون وقت اول و آخر دن کے
ہین یعنی صبح و شام خاص کر کے ان کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ ان مین ثواب
تسبیح کا زیادہ ہے رہی یہ بات کہ اذکروا اللہ مین تسبیح داخل ہے کیونکہ ذکر عام
ہے تسبیح بھی اوس کی ایک فرد ہے سو غرض اس سے آگاہ کرنا ہی اس بات پر
کہ تسبیح کو اوراد اذکار پر زیادہ شرف ہے اور اوس کا ثواب بڑھکر ہے کسی نے
کہا کہ تسبیح بکرہ سے مراد نماز فجر ہے اور تسبیح اصیل سی مراد نماز مغرب ہی قتادہ و ابن
جریر نے کہا کہ مراد نماز فجر و نماز عصر ہے کلبی نے کہا کہ بکرہ تو نماز فجر ہے اور اصیل نماز
ظہر و عصر و مغرب و عشا ہے مبرد نے کہا اصیل بمعنی عشی ہی جمع اس کی اصائل ہی
خصوص فضل تسبیح مین حدیثین وارد ہوئی ہین صحیحین وغیرہما کتب حدیث شریف
مین ثابت ہین منجملہ اون کے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی کہے کسی دن مین سو بار
سبحان اللہ وبحمدہ تو اوتار دی جائین خطائین اوس کی اگرچہ وہ ہون مثل جھاگ
دریا کی امام احمد و مسلم و ترمذی وغیرہم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہا ہم تھے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو
آپ نے فرمایا کیا عاجز ہوتا ہے ایک تمہارا اس سی کہ کمائے ہر دن ہزار نیکیان
اسپر ایک شخص نی عرض کیا کیونکر کمائے ایک ہمارا ہزار نیکیان فرمایا کہ تسبیح کرے سو بار

تو لکھی جائین گی واسطی اوس کے ہزار نیکیان اور اوتاری جائین گے اوس سے
ہزار خطیئہ کسی تی کہا کہ سبحوہ کے یہ معنی ہین کہ کہو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ
واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ایک نسخے مین العلی العظیم زیادہ ہے پس تسبیح
کے ساتھہ اوس کے اخوات سے تعبیر کی ہے اور مراد کثیر اسے یہ کلمات ہین
کہ طاہر وجنب وحائض ومحدث ان کو کہی جملہ ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ
مستانفہ ہے ماقبل مین جو ذکر و تسبیح کا امر تہا اوس کے واسطی یہ جملہ مثل علت کے
ہے اللہ کی طرف سے صلوۃ بندون پر اوس کی رحمت ہے واسطی اون کے
اور اوس کی برکت ہے اون پر اور فرشتون کی طرف سی دعا و استغفار ہے
اون کے واسطی کما قال ویستغفرون للذین امنوا مقاتل بن سلیمان ومقاتل
بن حیان نے کہا معنی یہ ہین کہ حکم کرتا ہی اپنی فرشتون کو تمہاری واسطی استغفار
کرنے کا کسی نے کہا اللہ کی طرف سی صلوۃ بندے پر یہی شائع کرنا ذکر جمیل کا ہی
اپنی بندون مین کسی نے کہا اوس پر ثنا ہی ملائکہ کا عطف یصلی کی ضمیر مستکن پر
اس لیے ہوا ہے کہ علیکم درمیان مین فاصل واقع ہوگیا ہے اب ضمیر منفصل کے
ساتھہ تاکید کرنیکی کوئی ضرورت نرہی اس جگہہ صلوۃ سے مراد معنی مجازی ہین جو کہ
عام ہین صلوۃ اللہ بمعنی الرحمہ کو اور صلوۃ الملائکہ بمعنی دعا کو تاکہ ایک کلمے مین درمیان
حقیقت ومجاز کے جمع نہ ہوجاوے حرف لام لیخرجکم من الظلمات الی النور
مین متعلق ہے یصلی سی یعنی اللہ پاک اور اوس کے فرشتے تمہارے امور کا اعتنا
اہتمام کرتے ہین تاکہ تم کو نکالی معاصی کی تاریکیون سے طرف نور طاعات کے اور
گمراہی کی ظلمت سی طرف نور ہدایت کے معنی آیت کے ثابت رکھنا مومنون کا ہی
ہدایت پر اور دائم وقائم رکھنا ہے اون کا اوس پر کیونکہ وقت خطاب کی وہ ہدایت پر
تہے حضاوی نے کہا کہ اول کو بصیغہ جمع فرمایا اس لیے کہ انواع کفر کے متعدد ہین
اور ثانی کو مفرد ذکر کیا اس واسطی کہ ایمان ایک شی ہی اوس مین کسی طرح کا تعدد
نہین ہی جملہ وکان بالمومنین رحیما مین تقریر ہے مضمون ماقبل کی آیین

لہ یعنی مراد تسبیح کی
مجموع تسبیح اور اوس کے
اخوات ہین نہ صرف لفظ تسبیح
جس طرح کہ ظاہر لفظ تسبیح
دلالت کرتا ہی ۱۲ صحیح

مومنون کو انس دینے کو اور ثابت رکھنے کو اپنی رحمت کی خبر دی یعنی تم ایمان و اعمال
پر قائم و دائم رہو اللہ سبحانہ تم پر بڑا مہربان ہے خاطر جمع رکھو نیک کام کیے جاؤ پھر
اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ یہ رحمت کچھ اونہین لوگون کے ساتھہ خاص نہین
ہے جو خطاب کے وقت سننے والے ہین بلکہ یہ رحمت تو اون کو اور اون کی بعد
والون کو اور دار آخرت مین شامل و عام ہے پس ارشاد فرمایا تحیتہم یوم یلقونہ
سلام یعنی تحیت مومنون کی طرف سی اللہ پاک کے جس دن وہ اوس سی ملین گے
موت کے وقت یا بعث کے وقت یا دخول جنت کے وقت وہ تسلیم ہے اونہی
طرف سے اللہ عزوجل کے اللہ تبارک و تعالی فرمائیگا السلام علیکم کسی نے کہا
کہ مراد تحیت بعض کی ہی بعض کو جس دن کہ اپنی رب سے ملین گی سلام یہ تحیت
اون کی اس واسطی ہوگی کہ اللہ مومنون پر بڑا مہربان ہے پس جب اوسکی رحمت
اون کو شامل ہوئی اور اوس کے عقاب سے امن مین ہوئے تو سرور و استبشار
کے واسطی ایک نے دوسرے کو تحیت کی معنی یہ ہین کہ ہم کو سلامتی ہی عذاب
سے نار کے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ سلامت رکھیگا اون کو اللہ آفات سے
اور خوشخبری دیگا اون کو امن کی مخافات سی جس دن کہ وہ اوس سے ملین گی کسی نے
کہا کہ یلقونہ کی ضمیر راجع ہے طرف ملک الموت کے وہی اون کو تحیت کرین گے جیسا کہ
وارد ہوا ہے کہ وہ قبض نہین کرتے ہین روح مومن کی مگر اوس پر سلام کرتے ہین قالہ
البراء بن عازب رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت
ملک الموت علیہ السلام مومن کی روح قبض کرنے کو آتے ہین تو کہتے ہین رب تیرا تجھیر
سلام پڑھتا ہے مقاتل نے کہا یہ سلام کرنا فرشتون کا ہے اون پر جس دن کہ رب سے
ملین گے جس طرح کہ اس آیت کریمہ مین ہے والملائکۃ یدخلون علیہم
من کل باب سلام علیکم اول اللہ پاک نے اپنی اوس رحمت کے آثار کا ذکر
کیا جو کہ قبل دخول جنت کے مومنون کو پہنچی بعد اوس کے وہ آثار رحمت بیان کیے
جو بعد دخول جنت کے اون پر فائض ہونگے پس ارشاد فرمایا واعد لھم رزقا کریما

لہ اور فرشتے آتے ہین اون پاس ہر دروازے سے کہتے ہین سلامتی ہی تم پر ۱۳ رعد

یعنی تیار کر رکھی ہے واسطی اون کے روزی عزت کی جنت مین یا مہیا رکھا ہے
واسطی اون کے رزق حسن جنت مین کہ جس کو اون کے جی چاہین اور اونکی آنکھین
اوس سے مزہ پائین پھر اللہ پاک نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات
کا ذکر کیا جن کے واسطی اون کو بھیجا ہے کیونکہ مومنون کو جو جنت ملی اور ہمیشہ ہمیشہ
کی راحت وعشرت نصیب ہوئی اوس کے باعث وہی ہین پس ارشاد فرمایا
یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ
بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا
کَبِیْرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَدَعْ اَذٰىھُمْ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ
وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا ۝ ای نبی ہم نے تجھکو بھیجا بتانی والا اور خوشی سنانے والا اور
ڈرانی والا اور بلانی والا اللہ کی طرف اوس کے حکم سے اور چراغ چمکتا اور خوشی سنا
ایمان والون کو کہ اون کو ہے خدا کی طرف سے بڑی بزرگی یعنی سب امتون سے
برتر یہی امت ہے اور کہنا نہ مان منکرون کا اور دغابازون کا اور چھوڑدے اون کو
ستانا اور بھروسا کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا انتہی **ف** امام احمد
نے عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہا مین ملا عبداللہ بن عمرو بن العاص
رضی اللہ عنہما سے تو مین نے کہا تم مجھے خبر دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی صفت کی جو تورات مین ہی تو اونہون نے کہا ہان بی شک وہ البتہ صفت کیے
گئے ہین توراۃ مین ساتھ بعض صفت اون کی کے جو قرآن مین ہے یا ایھا النبی
انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا وحرزا للامیین فانت عبدی
ورسولی سمیتک المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق
ولا یدفع السیئۃ بالسیئۃ ولکن یعفو ویغفر ولن یقبضہ اللہ حتی
یقیم بہ الملۃ العوجاء بان یقولوا لا الٰہ الا اللہ فیفتح بھا اعینا عمیا
واذانا صما وقلوبا غلفا یعنی ای نبی ہم نے تجھکو بھیجا ہے گواہی دینی والا
اور خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور بچاؤ واسطی ان پڑھ لوگون کے پس تو میرا

حرزا للامیین بکسر حا ای محرزا لغیری موضع تحصین محفوظ واسطی غریب کی بجای پناہ واسطی اوکی خصائل شیطان سے بچانے کی صفت کی یا یہ معنی ہین کہ آنحضرت حفظ ہین اپنی قوم کے عذاب استیصال کی سے قتل کے یا مطلقا عذاب سے چنانچہ اللہ پاک نی فرمایا وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم الخ ۱۲ منہ ۵۲ یا دوسری آیت ہی کی روایت مین دوسری بیان صفت کی یا ہی کی تو کل کی یا سیمتک کی کاف اس صورت مین التفات ہوگا خطاب سے غیبت کی لفظ قول مین ہی کا محذوف ہوگا ۱۲ منہ ۵۳ سخاب بسین مہملہ وصاد مہملہ یعنی صیاح ہی ۱۲ منہ ۵۴ یعنی ملت ابراہیم علیہ السلام کو متذکر کرنے کی استقامت سے مشغول ہی تقویم ہی اس صیرورت کی معلوم ہوتا ہی کہ صفات مذکورہ قرآن شریف مین موجود ہین سدم صحیحین لا سواق الاسواق ہوتا ہی کہ ان کون من الساجدین کی مفہوم ہوا ہی کرامت

بان اکون من الساجدین لامن التاجرین الذین یصیحون فی الاسواق اسی طرح اسکی سوا اور اوصاف یا ضمنا مذکور ہین یا صریحا ۱۲ منہ

بندہ ہی اور میرا بھیجا ہوا ہی مین نی تیرا نام متوکل رکھا ہی درانحال کہ وہ سخت گو اور سخت
دل نہین ہے اور نہ چیخنے والا ہے بازارون مین اور نہ دفع کرتا ہی بدی کو بدی سی
لیکن معاف کرتا ہے اور بخشدیتا ہے اور ہرگز قبض نہ کریگا اوس کو اللہ یہان تک
کہ سیدہا کردی اوس سے ٹیڑہی ملت کو باین طور کہ کہین نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ
پس کہولدیگا بسبب کلمۂ توحید کے اندہی آنکہون کو اور بہرے کانون کو اور پردہ پڑے
دلون کو وقد رواہ **البخاری** فی البیوع عن محمد بن سنان عن فلیح
بن سلیمان عن ہلال بن علی بہ ورواہ فی التفسیر عن عبد اللہ قیل
ابن رجاء وقیل ابن صالح عن عبد العزیز بن ابی سلمۃ عن ہلال
عن عطاء بن یسار عن عبد اللہ بن عمرو بہ ورواہ **ابن ابی حاتم**
عن ابیہ عن عبد اللہ بن رجاء عن عبد العزیز بن ابی سلمۃ الماجشون
بہ وقال **البخاری** فی البیوع وقال سعید عن ہلال عن عطاء عن
عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ **وہب بن منبہ** رضی اللہ عنہ نی
کہا کہ اللہ تعالی نی وحی کی طرف ایک نبی کے انبیای بنی اسرائیل سی جن کو **شعیا**
کہتے تہے ان قم فی قومک بنی اسرائیل فانی منطق لسانک بوحیی
وابعث امیا من الامیین ابعثہ لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب
فی الاسواق لو یمر الی جنب سراج لم یطفئہ من سکینتہ ولو یمشی
علی القصب لم یسمع من تحت قدمیہ ابعثہ مبشرا ونذیرا لا
یقول الخنی افتح بہا اعینا کمہا واذانا صمہا وقلوبا اغلفا اسددہ
لکل امر جمیل واہب لہ کل خلق کریم واجعل السکینۃ لباسہ
والبر شعارہ والتقوی ضمیرہ والحکمۃ منطقہ والصدق والوفاء
طبیعتہ والعفو والمعروف خلقہ والحق شریعتہ والعدل سیرتہ
والہدی امامہ والاسلام ملتہ واحمد اسمہ اہدی بہ بعد
الضلال واعلم بہ بعد الجہالۃ وارفع بہ بعد الخمالۃ واعرف بہ

ع الخنا بالقصر الفحش فی القول ۱۲
ع۱ انکیۃ تانیث انکی واصلہ العیش ۱۲ منہ
ع۲ الاغلف الذی لا یختن ۱۲ منہ
ع۳ الشعار ما یلی الجسد من الثیاب یعنی ان البر یلازمہ ملازمۃ الشعار لجسد ۱۲ منہ
ع۴ بضم الخاء وفتحہا وتشدید الام مفتوحۃ ۱۲ منہ
ع۵ بفتح الجیم ہا ثل من الاشر وہو وفور الشیء وکثرتہ ۱۲ منہ

بعد النكرة واكثر به بعد القلة واغنى به بعد العيلة واجمع به
بعد الفرقة واؤلف به بين امم متفرقة وقلوب مختلفة واهواء
متشتة واستنقذ به رفئاما من الناس عظيمة من الهلكة واجعل
امته خير امة اخرجت للناس يامرون بالمعروف وينهون
عن المنكر موحدين مؤمنين مخلصين مصدقين لما جاءت به
رسلي الهمهم التسبيح والتحميد والثناء والتكبير والتوحيد في
مساجدهم ومجالسهم ومضاجعهم ومنقلبهم ومثواهم
يصلون لي قياما وقعودا ويقاتلون في سبيل الله صفوفا و
زحوفا ويخرجون من ديارهم ابتغاء مرضاتي الوفا يظهرون
الوجوه والاطراف ويشدون الثياب في الانصاف قربانا[٩٤] دماؤهم
واناجيلهم في صدورهم رهبان بالليل ليوث
بالنهار واجعل في اهل بيته وذريته السابقين والصديقين
والشهداء والصالحين امته من بعده يهدون بالحق وبه يعدلون
واعز من نصرهم واؤيد من دعاهم واجعل دائرة السوء على من
خالفهم او بغى عليهم او اراد ان ينتزع شيئا مما في ايديهم
اجعلهم ورثة لنبيهم والداعية الى ربهم يامرون بالمعروف
وينهون عن المنكر ويقيمون الصلوة ويؤتون الزكوة ويوفون
بعهدهم اختم بهم الخير الذي بدأته باولهم ذلك فضلي
اوتيه من اشاء وانا ذو الفضل العظيم هكذا رواه ابن ابي حاتم
عن وهب بن منبه اليماني رحمه الله تعالى يعني تو امرا ہوا ہي قوم
بني اسرائيل مين پس بي شك مين بلوانے والا ہون تيري زبان كو ساتھہ وحي كے
اور بهيجونگا مين ايك ان پڑھ كو ان پڑھون سے بهيجونگا مين اوس كو نہ ہوگا وہ سخت گو
اور نہ سخت دل اور نہ چيخنے والا بازارون مين اگر وہ گذريگا طرف پهلو كسي چراغ كے

[٩٤] قربانا مصدر ہے
قرب كا يعني يتقربون الي
بارا قربانا ہم في ابتداء دو
كان قربان الامم ان ناضيفة
فيخ البقر وكوه كذا في الجمل
منه

تو بھیجا ہے گا اوس کو ان اپنی سکینت سے کہ اوس کے ساتھ ہونگے فرشتے پر تو سنانی نہ دیگی آواز اوسکی
یا نون کے نیچے سے بھیجونگا مین اوسکو خوشی سنانی والا اور ڈرانی والا نہ کہیگا فحش بات
کو اونکا مین اوس سے اندہی آنکھون کو اور بہرے کانون کو اور پردہ پڑے دلون کو
راست اور درست کرونگا اوس کو واسطے ہر اچھے کام کے اور بخشونگا اوس کو ہر خوبی
شریف اور کرونگا سکینت کو اوس کا لباس اور نیکی و احسان کو اوس کا شعار اور تقوی
کو اوس کے دل کی سچی بات اور حکمت کو اوس کی بات اور صدق و راستی کو دوستی کو
اوس کی طبیعت اور عفو و درگذر و نیک بات کو اوس کی عادت اور حق کو اوس کی شریعت
اور عدل کو اوس کا طریقہ یعنی چال چلن اور ہدایت کو اوس کا پیشوا اور اسلام کو اوسکی
ملت اور احمد کو اوس کا نام ہدایت کرونگا مین اوس سی بعد گمراہی کے اور علم دونگا
مین اوس کے سبب سے بعد جہالت کی اور بلند نام کرونگا مین اوس کی وجہ سے
بعد گمنامی کے اور پہچنواونگا مین سبب اوس کے بعد نہ پہچاننے کے اور کثرت کرونگا
اوس کے سبب سے بعد کمی کے اور غنی کرونگا اوس سی بعد فقر کے اور جمع کرونگا
اوس کی وجہ سے بعد فرقت کے اور ملاپ کرونگا اوس سے درمیان متفرق امتون کے
اور مختلف دلون کی اور متفرق خواہشون کے اور چھڑاونگا بسبب اوس کے لوگون کے
برے گروہون کو ہلاکت سی اور کرونگا اوس کی امت کو بہتر امت جو نکالی گئی واسطے
لوگون کے حکم کرتے ہین نیک بات کا اور روکتے ہین بری بات سی توحید کرنے والے
ایمان لانے والے اخلاص کرنے والے تصدیق کرنے والے اوس چیز کے جس کو
میرے پیغمبر لائے الہام کرونگا مین اون کو تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر و توحید کا اون کی
مسجدون مین اور اون کی مجلسون مین اور اون کے بستروں مین اور اونکی جای رجوع
مین اور اونکی جای اقامت مین نماز پڑہین گے وہ واسطے میرے کھڑے ہوکر اور
بیٹھے اور لڑین گے اللہ کی راہ مین صفین باندہ کر اور چلکر اور نکلین گے اپنے گہرون
سے واسطے چاہنے میری خوشی کی ہزارون ظاہر کرین گے چہرون کو اور اونگلیون کو
اور باندہین گے کپڑون کو کمرون مین قربانی اون کی اون کے خون ہین اور انجیلین

۵ اور صادق مثنی کلمہ
توریت جو پیشین سے
معلوم ہوتا ہے ۱۲

اون کی اون کے سینے مین رات کو رہبان دن کو شیر ہین اور کرون گا مین اوسکی
اہل بیت و اولاد مین سابقین و صدیقین و شہدا و صالحین امت اوس کی
بعد اوس کے ہدایت کرین گے ساتھہ حق کے اور اوسی کے ساتھہ عدل کرین گے
اور عزت دونگا اوس کو جو اون کی مدد کریگا اور تائید کرونگا اوس کی جو اون کو
بلائیگا اور کرونگا دائرہ سو اوس پر جو اون کی مخالفت کریگا یا اون پر بغاوت
کریگا یا ارادہ کریگا اس کا کہ کچھہ چھین لے اوس شے سے جو اون کے ہاتھون مین
ہے کرون گا مین اون کو وارث اون کے نبی کا اور بلانے والے طرف اپنے
رب کے حکم کرین گے نیک بات کا اور منع کرین گے بری بات سے اور کھڑی
رکھین گے نماز اور دین گے زکوٰۃ اور وفا کرین گی اپنی عہد کو ختم کرونگا مین ساتھہ
اون کے اوس خیر کو جس کی مین نی ابتدا کی اون کے اول سے یہ میرا فضل ہے
دیتا ہون مین اوس کو جس کو چاہتا ہون اور مین صاحب ہون بڑے فضل کا پھر
ابن ابی حاتم نی عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہا
جبکہ یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا نازل ہوئی اور آپ حضرت علی و
معاذ رضی اللہ عنہما کو حکم دیچکے تھے کہ یمن کی طرف جائین تو فرمایا تم جاؤ پس
خوشی سناؤ اور نفرت مت دلاؤ اور آسانی کرو اور مشکل مت ڈالو بی شک مجھپر نازل
کیا گیا ہے یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا طبرانی نی باسناد خود مثل
اس حدیث کے روایت کیا ہی اور اوس کے آخر مین یون کہا ہے پس بی شک
مجھپر نازل کیا گیا ہے یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا علی امتک و مبشرا
بالجنۃ و نذیرا من النار و داعیا الی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ باذنہ و
سراجا منیرا بالقرآن پس شاہد کے یہ معنی ہین کہ گواہی دینے والا واسطے اللہ
کے ساتھہ وحدانیت کے اور ساتھہ اس بات کے کہ کوئی معبود نہین ہی سوا اوس کے
اور لوگون پر اون کے اعمال کے روز قیامت مین کما قال تعالی وجئنا بک علی
ھولاء شہیدا و کما قال سبحانہ و تعالی لتکونوا شہداء علی الناس و

اور بلانے والے کو بھیجو ان لوگون پر احوال بتانی والا ۱۲ کم تم ہو بتانی والے لوگون پر اور رسول ہو تم پر بتانی والا ۱۲

یکون الرسول علیکم شھیدا قولہ تعالی ومبشرا ونذیرا کے یہ معنے
ہین کہ خوشی سنانی والا مومنون کو جزیل ثواب کی اور ڈرانے والا کافرون کو وبیل عقاب
سے قولہ جلت عظمتہ وداعیا الی اللہ باذنہ کا یہ مطلب ہی کہ بلانی والا خلق کو طرف
عبادت اپنے رب کی اوس کے حکم سے جو اوس نے تجکو اوس کا امر فرمایا ہے
وسراجا منیرا یعنی تیرا کام ظاہر و باہر ہے اوس حق مین جس کو تو لیکر آیا ہے
جس طرح کہ سورج اپنی روشنی وچمک مین ظاہر ہے سوای معاند کے اور کوئی اوس کا
انکار نہین کرتا ہے قولہ جل وعلا ولا تطع الکافرین والمنافقین ودع اذنھم
یعنی جو کچھ وہ کہتی ہین اوس مین اون کا کہا مت مان اور اون سے درگذر کر اور
اون کا کام اللہ کو سونپ دے کیونکہ اس مین اون کے واسطی کفایت ہے
اور اسی لیی جل جلالہ نی یون فرمایا وتوکل علی اللہ وکفی باللہ وکیلا کذا
فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شاہد ہین اپنی امت پر جس کسی نی آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لایا تو اوس کے
واسطی اور جس نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کا منکر ہوا تو اوس پر گواہی دین گے
مجاہد نے کہا کہ اپنی امت پر تو اس بات کی گواہی دین گے کہ رسالت اون کو پونہچا
دے اور باقی امتون پر یہ شہادت دین گی کہ اون کے نبیون نی اون کو رسالتین
پونہچا دین اور خوشخبری دینے والے ہین مومنون کو اللہ کی رحمت کی اور جنت کی
اور اوس جزیل ثواب وعظیم اجر کی جو اون کی واسطی تیار کر رکھا ہے اور ڈرانے والے
ہین کافرون کو اور عاصیون کو نار سے اور اوس عقاب الیم سے جو اون کے لیے
مہیا کر رکھا ہے اور بلانی والی ہین طرف اللہ تعالی کے بلاتے ہین اللہ کے بندونکو
طرف توحید کے اور طرف ایمان لانے کے اوس شی پر جس کو آپ لائے ہین اور
طرف عمل کرنے کے اوس شی پر جو اون کے واسطے مشروع ہوئی ہے باذنہ کے
معنی ہین بامرہ بذلک وتقدیرہ کسی نی کہا بتیسیرہ قالہ الکرخی وغیرہ سراجا منیرا کا یہ مطلب
ہے کہ آپ ایک چمکتا چراغ ہین کہ گمراہی کی اندھیریون مین آپ سے روشنی

لیجاتی ہی جس طرح کہ اندھیرے مین چراغ سی روشنی لیتے ہین زجاج نی کہا کہ
آپ صاحب روشن چراغ ہین یعنی روشن کتاب مراد قرآن شریف ہے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشبیہ چراغ سے دی سورج سے نہ دی باوجود اس کے کہ
سورج کی روشنی تمامتر و کاملتر ہے سو وجہ اس کی یہ ہے کہ اس جگہہ مراد سراج سی
سورج ہی ہے کما قال تعالی وجعل الشمس سراجا یا سراج کی ساتھہ تشبیہ دنی
کی یہ وجہ ہو کہ سبب آپ کی ہدایت کی ساری علما آپ سی متفرع ہوی جس طرح
چراغ سی بی سا سے چراغ متفرع ہوتے ہین بخلاف سورج کے کہ یہ بات اوس مین
نہین ہی نصب شاہدا کا اور اوس کے مابعد کا بنا بر حال ہے قولہ تعالی وبشر المومنین
الآیہ یہ عطف ہی مقدر پر جس کا مقام مقتضی ہے گویا یون کہا فاشہدیا فبشر یا فراقب
احوال الناس وبشر یعنی پس تو گواہی دی یا سوچ یا مراقبہ کر لوگون کے احوال کا
اور خوشی سنا یا اس جملے کا عطف ہی جملہ سابقہ پر رہی یہ بات کہ جملہ سابق خبریہ ہے
اور یہ انشائیہ عطف کیونکر ہوگا سو یہ اختلاف عطف سی مانع نہین ہے اس لیے کہ
بشر کے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ اللہ نے آپ کو امر فرمایا اس بات کا کہ خوشخبری دین
اپنی امت کے مومنون کو اس بات کی کہ اون کے واسطے اللہ کی طرف سے
بڑا فضل ہے باقی امتون کے مومنون پر رتبہ و شرف مین اور زیادتی مین اون کے
اجور اعمال پر بطریق تفضل و احسان کی اللہ پاک نی اس کا بیان اس آیت مین فرمایا
ہے والذین آمنوا وعملوا الصالحات فی روضات الجنات لھم
ما یشاؤن عند ربھم ذلک ھو الفضل الکبیر بخاری و امام احمد
وغیرہمانی عن عطاء بن یسار عن عمرو بن العاص جو حدیث روایت کی ہی وہ اول
گذر چکی ہے پھر بخاری نی اسی حدیث کو کتاب البیوع مین یون ذکر کیا ہے قال
سعید عن ہلال عن عطاء عن عبداللہ بن سلام یہان عبداللہ بن عمرو کے بجائے
عبداللہ بن سلام کا ذکر کیا ہے یہ اولی ہے اس لیی کہ توراۃ کا سوال عبداللہ بن
سلام ہی سی ہوا کرتا تھا پھر جو کچھہ توریت مین ہوتا اوس کی خبر دیا کرتے تھے غرضکہ

سنا اور راکب سورج
چراغ ہوا ۱۲ منہ
اور جو یقین الی اور
یہ کہ یہ کلام یا قرآن
جن مین بشارت
اون کو ہی جو چاہتی
اپنی رب کی بشارتی
بڑی بزرگی کی بات
وجہ اولویت فرمایا
ہے کیونکہ حضرت یوسف
بن سلام رضی اللہ عنہ کی
بابتی مین موسوی ہی گا یہ
واقف توراۃ تھے گا اس سے
یہ لازم نہین آتا کہ کوئی
دوسرا واقف توراۃ نہو
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
واقف کلام توراۃ
کہان ہوے

پھر اللہ پاک نی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احدای دین کی طاعت سے نہی کی
پس ارشاد فرمایا اور مت کہا مان کافرون کا اور منافقون کا یعنی اوس بات مین
جس کا وہ تجھی مشورہ دیتے ہین کہ دین مین مداہنت کرو امر دعوت مین مدارات
برتو تبلیغ مین نرمی کا استعمال کرو اس آیت مین تعریض ہے آپ کی امت کو
کیونکہ آپ تو کفار وغیرہم کی طاعت سی معصوم ہین اس آیت کی تفسیر اول سورت
مین گذر چکی ہی ودع اذاھم کا یہ مطلب ہی کہ تو جو اپنی دین مین متصلب ہے
اور اپنی دشمنون پر شدید باین وجہ جو ایذا اون سے تیری طرف صادر ہوتی ہے
اوس کی کچھ پروا مت کر و اس معنی کی بنا پر اضافت مصدر کی طرف فاعل کے
ہوگی یا یہ معنی ہین کہ وہ جو تجھی ایذا دیتی ہین اس کے بدلے مین تو اون کو ایذا مت
دی اون کی ایذا دہی کو چھوڑ دی اس بنیاد پر اضافت مصدر کی مفعول کی طرف
ہوگی کسی نے کہا یہ آیت منسوخ ہی آیۂ سیف سی وتوکل علی اللہ یعنی اپنے سارے
احوال مین اللہ پر بھروسا کرو وکفی باللہ وکیلا اور اللہ بس ہی کام بنانی والا سارے
امور اوسی کو سونپے جاتے ہین سارے کام اوسی کی سپرد کیے جاتے ہین پس جس کوئی
اپنے کام اوس کے سپرد کر دیتا ہی تو وہ اوس کی کفایت کرتا ہے اور جو کوئی اپنی
احوال اوس کے حوالے کرتا ہے تو اوس کے غیر کی طرف حاجتمند نہین ہوتا ہے
جبکہ اللہ پاک نے حضرت زید کا قصہ اور بی بی زینب کو اون کے طلاق دینے
کا حال ذکر کیا اور وہ اون سے دخول کر چکے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے بعد عدت پوری ہونے کے اون سے پیام کیا جیسا کہ گذر چکا ہے تو اب
مومنون کو خطاب کیا اور اوس عورت کا حکم بیان فرمایا جبکہ قبل الدخول اوس کا
خاوند اوسے طلاق دیدے پس ارشاد فرمایا یا ایھا الذین اٰمنوا اذا نکحتم
المؤمنٰت ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن
من عدۃ تعتدونھا فمتعوھن وسرحوھن سراحا جمیلا
اے ایمان والو جب تم نکاح کرو مسلمان عورتون کو پھر اون کو چھوڑ دو پہلے اس سے

کہ ملاہۃ لگاؤ اون پر حق نہین تمہارا عدت مین بیٹھنا کہ گنتی پوری کرواؤ سو اون کو
دو کچھہ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سی ف بغیر صحبت ہوئے جو مرد چھوڑدے
عورت کو اگر اوس کا مہر بندہا تھا تو آدہا دی اگر نہ بندہا تھا تو کچھہ فائدہ دی یعنی ایک جوڑا
پوشاک اور اوسی وقت چاہیے تو اور نکاح کرلے عدت نہین اور اگر خلوت ہوئی گو
صحبت نہوئی تو مہر بھی پورا دینا اور عدت بھی بیٹھنا یہ مسئلہ بیان فرمایا حضرتؐ کی
ازواج کے ذکر مین شاید اس واسطے کہ حضرتؐ نے ایک عورت نکاح کی تھی جب
اوس کے نزدیک گئے کہنے لگے اللہ تجھہ سے پناہ دے حضرتؐ نے اوس کو جواب
دیا کہ تو نے بڑے کی پناہ پکڑی اسپر یہ حکم فرمایا ہو اور خطاب فرمایا ایمان والون کو تا
معلوم ہو کہ پیغمبر کا خاص حکم نہین سب مسلمانون پر یہی حکم ہے انتہی ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اس آیت کریمہ مین احکام کثیر ہین ایک اونمین
سے یہ ہے کہ تنہا عقد پر اطلاق نکاح کا آیا ہے قرآن شریف مین کوئی آیت
اس سی زیادہ صریح اس باب مین نہین ہی نکاح مین اختلاف کیا ہے کہ آیا تنہا
عقد مین حقیقت ہی یا وطی مین یا دونون مین یہ تین قول ہوئے اور قرآن شریف کا
جو استعمال ہی سو وہ عقد مین ہے بعد اوس کے وطی مین مگر اس آیت مین کیونکہ یہان
اوس کا استعمال تنہا عقد مین ہوا ہے اس لیی کہ اللہ تبارک و تعالی نی یون فرمایا ہے
اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن اس مین دلالت ہے اس پر کہ
عورت کو طلاق دینا مباح ہے قبل دخول کی اوس سی مؤمنات کا کلمہ خارج مخرج
غالب ہے کیونکہ اس بات مین بالاتفاق مومنہ و کتابیہ کے حکم مین کوئی فرق نہین
حضرت ابن عباس و سعید بن مسیب و حسن بصری و حضرت علی بن الحسین امام زین العابدین
رضی اللہ عنہم نے اور سلف کی ایک جماعت نی اس آیت سی اسپر استدلال کیا ہی
کہ طلاق واقع نہین ہوتی ہی مگر جبکہ اوس پر نکاح مقدم ہو چکا ہو کیونکہ اللہ تعالی نے
یون فرمایا ہی اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموہن پس نکاح کے عقب مین طلاق کا ذکر
کیا ہی تو اس سی معلوم ہوا کہ قبل نکاح کی طلاق صحیح نہین ہوتی ہی اور نہ واقع ہوتی ہی

یہ مذہب ہی امام شافعی و امام احمد بن حنبل کا اور ایک طائفہ کثیر کا سلف و خلف مین
سے رحمہم اللہ تعالی امام مالک و امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالی اس طرف گئے ہین
کہ طلاق قبل النکاح صحیح ہے اس صورت مین جبکہ کوئی کہے کہ اگر مین نکاح کرون
فلان عورت سی تو وہ طالق ہی پس ان کی نزدیک جب وہ اوس عورت سی نکاح
کریگا تو وہ اوس سی مطلقہ ہو جائیگی اور اس صورت مین دونون کا اختلاف ہی کہ جب
یون کہی ہر عورت جس سی مین نکاح کرون تو وہ طالق ہی پس امام مالک فرماتی
ہین وہ مطلقہ نہوگی یہان تک کہ عورت کا تعین کری اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ بعد اس کلام کی ہر عورت جس سی وہ نکاح کریگا اوس سی مطلقہ ہو جائیگی
رہے جمہور سو انہون نی عدم وقوع طلاق پر اس آیت سے حجت پکڑی ہے
ابن ابی حاتم نی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس روایت کیا ہے فرمایا جبکہ
یون کہی کہ ہر عورت جس سی مین نکاح کرون تو وہ طالق ہے فرمایا یہ کچھ نہین ہے
اسلیئے کہ اللہ تعالی یون فرماتا ہی یا ایہا الذین آمنوا اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموہن الآیہ **دوسرا**
لفظ ابن ابی حاتم کا عن الحسن بن مسلم بن یناق عن ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ
ہے اللہ عز و جل نی تو یہی فرمایا ہے اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموہن کیا تو نہین دیکھتا
ہے کہ طلاق بعد نکاح کے ہے اسی طرح **محمد بن اسحق** نی عن داؤد بن الحصین
عن عکرمہ عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہے اذا نکحتم المومنات
ثم طلقتموہن پس نہین ہے طلاق قبل نکاح کے اس باب مین حدیث شریف بہی
عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ وارد ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا ہے نہین ہی طلاق و اعتاق ابن آدم کے اوس شی مین جس کا مالک
نہین ہے رواہ احمد و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ و قال
الترمذی ھذا حدیث حسن و ھو احسن شئ روی فی ھذا الباب
اور اسی طرح **ابن ماجہ** نی حضرت علی و مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے طلاق قبل نکاح کے

قولہ عزوجل فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا یہ ایک امر مجمع علیہ ہے درمیان علما کے کہ عورت کو جس وقت طلاق دیجاوی قبل دخول کے تو اوس پر کسی طرح کی عدت نہین ہی پھر وہ چلی جاوی اوسی دم جس سی چاہی نکاح کرلے اس سی کوئی عورت مستثنیٰ نہین ہے مگر وہ عورت جس کا خاوند مرگیا ہے تو وہ چار مہینے دس دن اوس کی عدت کری گی اوس نی اوس سی دخول نہ کیا ہو یہہ بات بہی بالاجماع ہی قولہ تعالی فمتعوھن وسرحوھن سراحا جمیلا متعہ اس جگہہ عام ہی اس سی کہ مہر مسمی کا نصف ہو یا متعۂ خاص اگر اوس کے واسطی مہر مقرر نہین کیا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم وقال عزوجل لا جناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ ومتعوھن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعا بالمعروف حقا علی المحسنین صحیح بخاری مین حضرت سہل بن سعد والی اسید رضی اللہ عنہما سی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیمہ بنت شراحیل سی نکاح کیا پھر جب وہ اون پر داخل کی گئی تو آپ نی اپنا دست مبارک اوس کی طرف پھیلایا پھر گویا اوس نی اس کو مکروہ جانا تو آپ نی ابو اسید کو حکم دیا کہ اوس کی تیاری کردے اور دو کپڑے رازقی اوس کو پہنادے علی بن ابی طلحہ نی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ اگر اوس کے واسطی مہر مقرر کیا ہے تو اوس کے لیے نہین ہے مگر آدہا اور اگر مقرر نہین کیا ہے تو اوس کو متعہ دیدے بقدر اپنی تنگی و فراخی کے سراح جمیل یہی ہی ف فتح البیان کا بیان فالح مع اتقان یہ ہے کہ اذا نکحتم المؤمنات کی یہ معنی ہین کہ جس وقت تم عقد کرو مومن عورتون سی عقد نکاح کا یا کتابی عورتون سے مؤمنات کا ذکر خاص کرکے صرف اس لیی کیا ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہی اس بات پر کہ مومن کی شان سے یہ ہے کہ نکاح نکرے مگر مومن عورت سی واسطی تخییر لطفی کے لفظ نکاح کا کتاب اللہ سے

وارد نہین ہوا ہی مگر عقد کے معنی مین جیسا کہ صاحب کشاف و قرطبی وغیرہا نی
کہا ہی لفظ نکاح مین جو تین قول ہین وہ اول گذر چکے ہین زمخشری کا کلام اس
جگہہ اس بات کو مشعر ہے کہ نکاح وطی مین حقیقت ہے کیونکہ اوس نے یون کہا
ہے کہ النکاح الوطی عقد کا نام نکاح اس لیی رکہا ہے کہ عقد ملابس ہی نکاح کو
اس جہت سی کہ عقد طریق ہی طرف نکاح کے نظیر اس کی یہ ہے کہ شراب کا نام
اثم رکہا ہی اس لیی کہ شراب سبب ہی اکتساب اثم مین کلمہ ثم واسطی تراخی کے ہے
یہان تراخی مفید نہین ہی فائدہ تعبیر بہ ثم کا دور کرنا اس وہم کا ہے کہ تراخی طلاق کی
بقدر امکان اصابت کی جیسی نسب مین موثر ہوتی ہے ویسی ہی عدت مین موثر
ہو مسوہن کی معنی تجامعوہن ہین لفظ مس کنایہ ہی جماع سی آداب قرآن شریف سے
یہ ہے کہ لفظ ملامست و مماست و قربان و غشی و اتیان کے ساتہہ وطی سی کنایہ
ہوتا ہی جو لوگ اس کی قائل ہین کہ قبل نکاح کے طلاق نہین ہی اونہون نی اس
آیت کریمہ سی استدلال کیا ہی یہ لوگ جمہور ہین اور حضرت علی و ابن عباس و جابر و
معاذ و حضرت عائشہ اور سعید بن مسیب و عروہ و شریح و سعید بن جبیر و قاسم و طاؤس
و حسن و عکرمہ و عطاء و سلیمان بن یسار و مجاہد و شعبی و قتادہ و امام شافعی و اکثر اہل
علم اسی کے قائل ہین حضرت ابن مسعود و امام مالک و امام ابو حنیفہ و نخعی و اصحاب
رای اس کی قائل ہین کہ طلاق قبل النکاح صحیح ہی جبکہ مرد کہے کہ جس وقت
مین فلان عورت سی نکاح کرونگا تو وہ طالق ہی پس جب وہ اوس سی نکاح کریگا
تو مطلقہ ہو جائیگی ربیعہ و اوزاعی نی کہا اگر کسی عورت کو معین کریگا تو طلاق واقع
ہو جائیگی اور اگر عام کہیگا تو واقع نہوگی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا طلاق فیما لا تملک
ولا عتق فیما لا تملک ولا بیع فیما لا تملک اخرجہ ابو داؤد والترمذی
بمعناہ وعن ابن عباس قال جعل اللہ الطلاق بعد النکاح اخرجہ
البخاری قولہ تعالی تعتدونہا کی معنی تحصونہا بالاقراء والاشہر ہین یعنی کہ شمار

ا یعنی جب کہ عورت اس بات کا دعوی کرے کہ میرا خاوند مجہہ سی ہمبستر ہوا ہے اور وہ اوس سے انکار کرے تو قول کس کا معتبر ہوگا

کرو عدت کا ساتھہ حیض یا طہر کے اور مہینون کے یا یہ معنی ہین کہ تستوفون عدد ہا یعنی
استیفا کرو عدت کی گنتی کا ماخوذ ہے اس محاورے سی عددت الدراہم فانا اعتد ہا
نسبت عدت شمار کرنے کی مردون کی طرف کی اس لیی کہ یہ بات معلوم ہو جاے
کہ عدت مردون کا حق ہے چنانچہ فمالکم اس کو مفید ہے علمائی اجماع کیا ہے اس پر
کہ جس وقت طلاق قبل مسیس وخلوت کے ہو تو کچھہ عدت نہین ہی امام احمد اس طرف
گئے ہین کہ خلوت موجب ہے عدت وہرکا اس اجماع کو قرطبی وابن کثیر نے حکایت
کیا ہے **جمہور** نی تعتدونہا تشدید دال پڑہا ہے اور ابن کثیر نے ایک
روایت مین اور اہل مکہ نی تخفیف دال اس قراءت مین دو وجہین ہین ایک یہ ہے
کہ پہلے کے معنی مین ہو ماخوذ اعتداوسی یعنی تستوفون عدد ہا لیکن ان لوگون نے
تضعیف کو بقصد تخفیف ترک کیا ہے امام رازی نے کہا کہ اگر اعتداد سے ماخوذ ہو
جس کے معنی ظلم کے ہین تو ضعیف ہی اس لیی کہ اعتداء متعدی بعلی ہوتا ہے
کسی نی کہا کہ اعتداوسی ماخوذ ہے بحذف حرف جرای تعتدون علیہا یعنی تم ظلم کرو
عدت پر یہ بطور مجاز کے ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ معنی یہ ہین تعتدون فیہا یعنی
تم ظلم کرو اوس عدت مین یہ وہی اعتداء ہے جو اس آیت مین مذکور ہے ولا
تمسکوہن ضرارا لتعتدوا پس معنی آیت کی آخر قراءت کی بنا پر یہ ہین پس نہین
ہے واسطی تمہارے اون پر کوئی عدت کہ زیادتی کرو اون پر اوس مین ساتھہ
ضرر دینے کے ابن عطیہ نی ابن کثیر سے اس قراءت کے صحیح ہونے کا انکار کیا ہے
بزی نے کہا کہ ابن کثیر پر اس کو غلط کہدیا ہے **یہ آیت** مخصص ہے اس آیت کی
عموم کی والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلاثۃ قروء اور اس آیت کے عموم
کی واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتہن ثلاثۃ
اشہر قولہ تعالی فمتعوہن کی یہ معنی ہین کہ دو اون کو وہ شی جس سے وہ
نفع لین یہ متعہ جو یہان مذکور ہی سورۂ بقرہ مین اوس پر کلام گذر چکا ہے سعید بن جبیر
نے کہا کہ یہ متعہ جو اس جگہہ مذکور ہی سورۂ بقرہ کی آیت سے منسوخ ہے وہ آیت

سلہ اور مت بنو کرو اونکی ستانی کو تا زیادتی کرو ۱۲ سلہ اور طلاق والی عورتین انتظار کرین اپنی تین تین حیض تک ۱۲ سلہ اور جو عورتین ناامید ہو چکین حیض سی تمہاری عورتون مین اگر تم کو کچھہ شک ہو تو انکی عدت ہے تین مہینے ۱۲

یہ ہے وان طلقتمو ھن من قبل ان تمسو ھن الآیہ کسی نے کہا یہ متعہ عام
ہے اس سی کہ نصف مہر ہو یا متعۂ خاص اگر اوس کے واسطی مہر مقرر نہین کیا گیا ہی
پس اگر مہر مقرر ہو گیا ہے تو اس کے ساتھہ نصف مہر مقرر کی مستحق ہو گی قولہ تعالے
فنصف ما فرضتم پر عمل کر کے اور اگر مہر مقرر نہین ہوا ہے تو اس کے ساتھہ متعہ کی
مستحق ہو گی اس آیت پر عمل کر کے اس کی مؤید یہ آیت ہی ولا جناح علیکم
ان طلقتمو النسآء مالم تمسوھن تا قدرہ یہ جمع بین الآیتین ضروری ہے اور یہ
مقدم ہے ترجیح پر اور نسخ کے دعوے پر اس آیت سی وہ عورت مخصوص ہی جس کا
خاوند مر گیا ہے کیونکہ جس وقت بعد عقد نکاح کے اور قبل دخول کے مر گیا تو اوسکی
موت مثل دخول کے ہو گی پس چار ماہ دس دن عدت مین بیٹھی گی حافظ ابن کثیر
نے کہا بالاجماع پس مخصص اجماع ہو گیا وسرحوھن سراحا جمیلا یعنی جن عورتو نکو
تم نے قبل دخول کے طلاق دی ہے نکالو اون کو اپنے گھرون سے بدون ضرر دینے
کے اور بغیر روکنے حق کے کیونکہ تمہارے واسطی اون پر کچھہ عدت نہین ہی سراح
جمیل وہ ہے جس مین کسی طرح کا ضرر نہین ہے کسی نے کہا یہ ہے کہ جو کچھہ
اوس کو دیچکا ہے اوس کا اوس سے مطالبہ نکرے کسی نے کہا اس جگہہ سراح
جمیل کنایہ ہے طلاق سے یہ قول بعید ہے اس واسطی کہ طلاق کا ذکر تو اول
ہو چکا ہے اور تمتع کو اوس پر مرتب کیا ہے اور سراح جمیل کا اوس پر عطف کیا ہے
تو ضرور ہے کہ سراح جمیل سی معنی غیر طلاق مراد لیے جائین حضرت ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموھن منسوخ ہے منسوخ کیا اس کو
اوس آیت نے جو بقرہ مین ہے فنصف ما فرضتم سعید بن مسیب سی بھی اس کے
مثل مروی ہی حضرت حسن و ابو العالیہ کہتے ہین کہ منسوخ نہین ہے اوس کی واسطی
نصف مہر ہے اور اوس کے واسطی متاع ہی ابن جریج نے کہا کہ حضرت ابن عباس
کو یہ بات پہونچی کہ حضرت ابن مسعود یون کہتے ہین کہ اگر طلاق دی اوس کو جس سی نکاح
نہین کیا ہے تو یہ جائز ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اونہون نے اس مین

خطا کی بے شک اللہ فرماتا ہے اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن
اور یون نہین فرمایا اذا طلقتم المؤمنات ثم نکحتموہن اس باب مین حدیثین وارد
ہوئی ہین کہ طلاق نہین ہے مگر بعد نکاح کے یا ایہا النبی انا احللنا لک
ازواجک التی اٰتیت اجورہن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ
علیک وبنٰت عمک وبنٰت عمٰتک وبنٰت خالک وبنٰت خٰلٰتک
التی ہاجرن معک وامرأۃ مؤمنۃ ان وہبت نفسہا للنبی
ان اراد النبی ان یستنکحہا خالصۃ لک من دون المومنین
قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم وما ملکت ایمانہم لکیلا
یکون علیک حرج وکان اللہ غفورا رحیما اے نبی ہم نے حلال کیہین
تجھکو تیری عورتین جن کے مہر تو دیچکا اور جو مال ہو تیرے ہاتہہ کا جو ہاتہہ لگا دی تجھکو
اللہ اور تیری چچا کی بیٹیان اور پوپیون کی بیٹیان اور تیری ماموؤن کی بیٹیان اور
خالاؤن کی بیٹیان جنہون نے وطن چہوڑا تیرے ساتہہ اور کوئی عورت ہو مسلمان
اگر بخشے اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے کہ اوس کو نکاح مین لی یہ نبی ہے تجہی کو
سوای سب مسلمانون کے ہم کو معلوم ہے جو ٹہیرا دیا ہے ہم نے اون پر اون کی
عورتون مین اور اون کے ہاتہہ کے مال مین تا نہ رہے تجہپر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا
مہربان **ف** یعنی جو عورتین تیری ہین جن کا مہر دیا یعنی اب نکاح مین ہین
خواہ قریش سے ہون اور مہاجر ہون یا نہون یہ حلال ہین اور ماموں چچا کی بیٹیان
یعنی قریش مین کی بشرط ہجرت کے اگر ہجرت نہ کی تو حلال نہین اور جو بخشے نبی کو
اپنی جان یعنی بن مہر آپ کو نیاز کرے یہ خاص پیغمبر کو ہے اور مسلمانون پر وہے
حکم ہے ان تبتغوا باموالکم بن مہر نکاح نہین خواہ ذکر مین آیا خواہ پیچہے ٹہیرالیا خواہ
نہ ٹہیرایا تو جو دستور کا مہر ہے سو لازم آیا حضرتؐ کی بیبیان دس مشہور ہین حضرت خدیجہ
اول تہین اون کے بعد سب نکاح مین آئیان نو بیبیان رہین وفات کے بعد
حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت سودہ حضرت ام سلمہ حضرت ام حبیبہ حضرت زینب

حضرت جویریہ حضرت صفیہ حضرت میمونہ پچھلے تین قرشی نہین انتہی **ف** حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اللہ پاک اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب
کرکے فرماتا ہے کہ اوس نبی عورتون مین سی اون کے واسطی اون کی بیبیان حلال
رکھین جن کو اون کی مہر دیچکے اس جملہ جو رسی مراد ہی مہر ہین جیسا کہ مجاہد وغیرہ واحد
نے کہا ہے آپ کی بیبیون کا مہر بارہ اوقیہ اور نصف اوقیہ تہا سب کا مجموعہ پانسو درہم
ہوے مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابو سفیان کا مہر نجاشی رحمہ اللہ تعالی
نے آپ کی طرف سی چار سو دینار کا باندہا تہا اور سوای حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
کے کہ آپ نی قیدیان خیبر سے اون کو پسند کیا پہر اون کو آزاد کیا اور اون کا آزاد کرنا
اون کا مہر ہیرایا اور اسی طرح حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہا کی
طرف سی آپ نے اون کی کتابت کا روپیہ ثابت بن قیس بن شماس کو ادا کیا اور
اون سے نکاح کرلیا رضی اللہ عنہن اجمعین قولہ تعالی وما ملکت یمینك مما افاء اللہ
علیك یعنی اور مباح کیا واسطی تیرے لونڈیان رکہنا اون عورتون سے جو تونی
غنیمت سے لین آپ حضرت صفیہ اور حضرت جویریہ کے مالک ہوے پہر اون کو آزاد
کیا اور اون سے نکاح کرلیا اور ریحانہ بنت شمعون نضریہ کے اور ماریہ قبطیہ کے مالک
ہوے یہ والدہ ہین آپ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دونون بیبیان سراری
سے ہین رضی اللہ تعالی عنہما قولہ تعالی وبنات عمك وبنات عمّٰتك الایہ
مین جو بات فرمائی ہے یہ ایک طریقہ وسط ہے درمیان افراط و تفریط کے اس واسطے
کہ نصاری عورت سے بیاہ نہین کرتے ہین مگر جبکہ درمیان مرد کے اور اوس عورت
کے سات دادا ہون اور زیادہ اور یہود اپنے بہائی اور بہن کی بیٹیون سے بیاہ کرلیتے
ہین پس یہ کامل طاہر پاک شریعت آئی اس نی نصاری کی افراط کو ہدم کردیا چچا اور
پہوپہی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیون کو مباح کیا اور یہود جو بہتیجے بہانجے کو مباح سمجھتے
تہے اس تفریط کو حرام کردیا یہ بات نہایت درجہ مکروہ تہی اور لفظ مذکر کو مفرد فرمایا
واسطی شرف مذکر کے اور لفظ اناث کو جمع واسطے اون کے نقصان کے جیسا کہ ان

لفظ مذکر کا افراد بی شرف

آیتون مین فرمایا ہے عن[۱] الیمین والشمائل یخرجھم من الظلمات
الی النور وحجعل[۲] الظلمات والنور اس کے نظائر بہت ہین **قولہ سبحانہ و**
تعالی اللاتی ھاجرن معک **ابن ابی حاتم** نی حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھہ سے پیام نکاح کیا
تو مین نی عذر کیا سو آپ نے میرا عذر قبول فرمایا پھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی
انا احللنا لک الی قولہ اللاتی ھاجرن معک کہا پس مین آپ کے واسطے حلال نہ تھی
اون مین سے نہ تھی جنہون نے آپ کے ساتھہ ہجرت کی مین تو طلقا[۳] مین سے تھی
ورواہ ابن جریر عن ابی کریب عن عبید اللہ بن موسی بہ نحوہ واہ
ابن ابی حاتم من حدیث اسمعیل بن ابی خالد عن ابی صالح عنہا بنحوہ
ورواہ الترمذی فی جامعہ وھکذا قال ابو سرین وقتادۃ کہ مراد وہ
مین جنہون نے آپ کے ساتھہ ہجرت کی طرف مدینہ کے ایک روایت مین قتادہ
سی ہاجرن کی تفسیر مین اسمن ہی ضحاک نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے
واللاتی ہاجرن من معک پڑہا ہے **قولہ تعالی** وامرأۃ مؤمنۃ ان وھبت
نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا خالصۃ لک[۴] الایہ یعنی اور حلال
ہے واسطے تیرے ای نبی مومن عورت اگر وہ بخشے اپنی جان تجھکو کہ تو اوس سی نکاح
کرلے بغیر مہر کے اگر تو اس کو چاہے اس آیت مین دو شرطین پے در پے آئی ہین
جس طرح کہ اللہ پاک نی نوح علیہ السلام کی طرف سے خبر دی ہے کہ اونہون نی اپنی
قوم سے یون کہا ولا[۵] ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ
یرید ان یغویکم اور جیسا کہ موسی علیہ السلام نے فرمایا ہے یا قوم[۶] ان کنتم
آمنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین اور اس جگہہ اللہ پاک نی یون فرمایا
ہے وامرأۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا الآیہ امام احمد نی سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی تو
عرض کیا یا رسول اللہ مین بی شک مین مقر اپنی جان آپ کو بخش چکی پھر اوس نے قیام طویل کیا

[۱] داہنی سے اور بائین سے ۱۲ سہ
[۲] تاریکی سے اجالے مین ۱۲ سہ اور
[۳] تین طلاقین اور ایک طلاق ۱۲ سہ و
[۴] وہ جن کو مہر نکاح کی دون چھوڑ دیا ۱۲ سہ
[۵] اور نہ کام کرتی تجکو میری نصیحت جو مین چاہون کرون اگر اللہ چاہتا ہو گمراہ کرے تمکو بے راہ چلاوے
[۶] ای قوم اگر تم
یعنی لاالی ہو الیہ
تو وہی پر بھروسا کرو
اگر تم حکم بردار ہو ۱۲

دو شرطین پے در پے

یعنی دیر تک کھڑے رہے پھر ایک مرد کھڑا ہوا تو اوس نے عرض کیا یارسول اللہ
آپ اوس سی میرا نکاح کردین اگر آپ کو اوس مین کوئی حاجت نہو پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آیا تیرے پاس کوئی شی ہے جس کو تو اوسے
مہر مین دے تو اوس نے عرض کیا نہین ہے میرے پاس مگر میرا یہ تہمد آپ نے
فرمایا اگر تو اوس کو اپنا تہمد دیدیگا تو تو بیٹھے گا اس حال مین کہ تیرے واسطے کوئی تہمد
نہوگا پھر کوئی شی تلاش کر تو اوس نی کہا مین کوئی شی نہین پاتا ہون پس فرمایا تلاش
کر اگرچہ ایک انگوٹھی ہو لوہے کی پھر اوس نے تلاش کیا تو کوئی شی نہ پائی پھر نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے فرمایا آیا ہے تیرے پاس قرآن سے کوئی شی
عرض کیا ہان فلان فلان سورت کئی سورتون کا نام لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اوس سے فرمایا مین نے تیرا نکاح اوس سے کردیا بعوض اوس قرآن کے
جو تیرے پاس ہے اخرجاہ من حدیث مالک **۲ امام احمد** نی ثابت سی روایت
کیا ہے کہا مین انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اون کے پاس اون کے
بیٹے تھے تو انس نے کہا کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئی
پھر عرض کیا یا نبی اللہ آیا آپ کو مجھ مین کوئی حاجت ہے اسپر اون کے بیٹی نے
کہا کہ کس شی نے اوس کی حیا کو کم کردیا تھا تو انس بولے کہ وہ تجھ سے بہتر تھی
اوس نی نبی مین رغبت کی تو اوسنے اپنی جان پیش کی انفرد باخراجہ البخاری
من حدیث مرحوم بن عبد الغفار عن ثابت البنانی عن انس **۳ نیز امام احمد** نی عن الحضرمی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کیا
ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی تو عرض کیا یارسول اللہ
میری ایک بیٹی ایسی ایسی ہے اوس کا حسن وجمال ذکر کیا پس مین نی آپ کو
اوس کے ساتھ اختیار کیا آپ نے فرمایا مقرر مین نے اوس کو قبول کیا پھر وہ
اوس کی مدح کرتی رہی یہان تک کہ یہ ذکر کیا کہ کبھی اوس کو دردسر نہین ہوا اور نہ کبھی
کچھ بیمار ہوئی تو آپ نے فرمایا مجھے تیری بیٹی مین کچھ حاجت نہین ہے لم یخرجوہ

۴ ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی روایت کیا ہے کہ وہ
عورت جس نے اپنی جان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشی خولہ بنت حکیم ہے
ابن وہب نی عن سعید بن عبد الرحمن وابن ابی الزناد عن ہشام بن عروہ عن
ابیہ روایت کیا ہے کہ خولہ دختر حکیم بن اوقص بنی سلیم مین کی اون عورتون مین سے
ہے جنہون نے اپنی جانین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشی ہین ابن وہب
کی ایک روایت مین عن سعید بن عبد الرحمن عن ہشام عن ابیہ یہ ہے کہ ہم حدیث
کیے جاتے تھے کہ خولہ دختر حکیم نے اپنا نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو ہبہ کیا تھا اور یہ ایک صالح عورت تھی پس احتمال ہی کہ ام سلیم ہی خولہ بنت حکیم ہو
یا وہ کوئی اور عورت ہو ۵ ابن ابی حاتم نی بسند خود روایت کیا ہے کہ موسی
ابن عبیدہ نے محمد بن کعب وعمرو بن حاکم وعبد اللہ بن عبیدہ سے روایت کیا یہ
تینون کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ بیبیون سے نکاح کیا
جنمین تو قریش کی حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت ام حبیبہ حضرت سودہ
حضرت ام سلمہ اور تین بیبیان بنی عامر بن صعصعہ کی اور دو بنی ہلال بن عامر کے
میمونہ بنت حارث یہ وہی ہے جس نے اپنی جان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
ہبہ کی تھی اور حضرت زینب ام المساکین اور ایک عورت بنی ابی بکر بن کلاب کے
قرظات مین سے یہ وہی ہے جس نی دنیا اختیار کی اور ایک عورت بنی الجون کی
یہ وہی ہے جس نی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پناہ مانگی تھی اور حضرت زینب
بنت جحش اسدیہ اور دو عورتین قیدیون مین کی حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب
اور حضرت جویریہ بنت حارث بن عمرو بن المصطلق خزاعیہ **سعید بن عروبہ** نے
عن قتادہ عن ابن عباس روایت کیا ہے وامرأۃ مومنۃ ان وہبت نفسہا للنبی فرمایا
یہ میمونہ بنت حارث ہے اس مین انقطاع ہے اور یہ مرسل ہے مشہور یہ ہے کہ
حضرت زینب جن کو ام المساکین کہتے تھے وہ زینب بنت خزیمہ انصاریہ ہین نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ کی حیات مین مرین فاللہ اعلم غرض اس سے یہ ہے

کہ جن عورتون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جان بخشی وہ بہت ہین جیسا کہ
بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ مین غیرت
کرتی تہی اون عورتون سے جنہون نی اپنی جانین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
بخشین اور کہتی تہی کیا عورت اپنی جان بخشتی ہی پہر جب اللہ تعالی نے یہ آیت
نازل فرمائی ترجی من تشاء الآیہ تو مین نے عرض کیا مین نہین دیکہتی ہون
تیرے رب کو مگر دو سرعت کرتا ہی تیری خواہش مین ۶ **ابن ابی حاتم** نے
عن عکرمہ عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس نہ تہی کوئی عورت جس نے اپنی جان آپ کو بخشی **ابن جریر** نی اس کو
عن ابی کریب عن یونس بن بکیر روایت کیا ہے یعنی جن عورتون نے آپ کو اپنے
جانین بخشین آپ نے اون مین سی کسی کو قبول نہین فرمایا گو یہ بات آپکے واسطی
مباح اور آپ کے ساتہہ مخصوص تہی اس لیے کہ یہ امر آپ کی مشیت کی طرف رد کیا گیا
تہا جیسا کہ اللہ پاک نی فرمایا ہے ان اراد النبی ان یستنکحہا یعنی اگر وہ اس کو اختیار
کرے **قولہ تعالی** خالصۃ لک من دون المومنین **عکرمہ** نی کہا کہ موہوبہ تیرے
غیر کے واسطے حلال نہین ہے اور اگر کوئی عورت اپنی جان کسی مرد کو بخشے تو وہ اوسکے
واسطی حلال نہین ہے یہان تک کہ اوس کو کچہہ دیوی اور اسی طرح مجاہد و شعبی وغیرہما
نے کہا ہے یعنی وہ عورت جس وقت اپنی جان کسی مرد کو تفویض کرے تو وہ مرد
جب اوس سے دخول کریگا تو اوس پر اوس کے واسطے اوس کا مہر مثل واجب ہوگا
چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروع بنت واشق کے بارے مین یہی
حکم دیا جبکہ اوس نی تفویض کی تہی تو آپ نے اوس کے واسطی اوس کے مہر مثل کا حکم
فرمایا جس وقت کہ اوس کا خاوند مرگیا موت اور دخول تقریر مہر مین برابر ہین ثبوت
مہر مثل کا حق مین مفوضہ کے واسطی غیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اور آپ پر مفوضہ
کے واسطی کچہہ واجب نہین ہی گو آپ اوس سی دخول فرمائین کیونکہ یہ آپ ہی کو پونہچتا ہی
کہ بدون مہر و ولی و شہود کے نکاح کرین جیسا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

کی قصی مین واقع ہوا اور اسی لیی قتادہ نی خالصۃ لک من دون المومنین کی تفسیر مین
کہا ہی کسی عورت کے واسطی نہین ہے کہ وہ اپنی جان کسی مرد کو ہبہ کرے بدون
ولی و بغیر مہر کے مگر واسطی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **ابی بن کعب** و مجاہد و
حسن و قتادہ و ابن جریر نے قد علمنا ما فرضنا علیہم الآیہ کی تفسیر مین کہا ہی کہ امت کے
حق مین حصر ہے چار آزاد عورتون مین اور لونڈیون سی جو چاہین اور ولی و مہر و شہود
کی اون پر شرط ہے یعنی تیری واسطی ہم نے اس مین رخصت دی ہی اس مین سے
تجھپر کچھہ واجب نہین کیا تاکہ نہو تجھپر کچھہ تنگی **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح
تبیان یہ ہے کہ اللہ پاک نی اس آیت کریمہ مین نکاح کی قسمین ذکر فرمائی ہین جنکو
اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطی حلال کیا ہے ابتدا آپ کی اون بیبیون سے
کی جن کو آپ اون کے اجور دیچکے اجور سے مراد مہور ہین اس واسطی کہ مہور البضاع[۱]
کے اجور ہین اسی لیی کرخی نی کہا ہی کہ نکاح بلفظ اجارہ جائز ہے اہل رای کہتے
ہین کہ تابید شرط نکاح سی ہی اور تاقیت شرط اجارہ سے اور درمیان تابید و تاقیت
کے منافات ہی یعنی بہر نکاح بلفظ اجارہ کس طرح جائز ہو سکتا ہی و لکل[۲] وجہۃ ہو
مولیہا فاستبقوا الخیرات ۵

ہر قوم راست راہی دینی و قبلہ گاہی	من قبلہ راست کردم بر طرف کجکلاہی

ایتاء اجور یا تو معجل اون کا تسلیم کر دینا ہے یا اون کا فرض ہی یعنی مقرر کرنا مہر النیا
یا اون کا نام لینا ذکر کرنا ہے عقد مین **معنی آیہ** مین اختلاف کیا ہے پس ابن زید
و ضحاک نی کہا ہے کہ اللہ پاک نے آپ کے واسطی یہ بات حلال کر دی کہ نکاح کرین ہر
عورت سی جس کو اوس کا مہر دین اس معنی کی بنا پر آیت مباح کرنے والی ہوگی
ساری عورتون کو سوای ذوات[۳] محارم کے **جمہور** نے کہا مراد یہ ہے کہ حلال کی
ہم نے واسطی تیری تیری وہ بیبیان جو تیری پاس کائن و موجود ہین کیونکہ وہ تجھکو
اختیار کر چکی ہین دنیا پر اور اوس کی رونق پر ظاہر یہی قول ہے اس واسطی کہ احللنا
اور آتیت دونون ماضی کے صیغے ہین تقیید احلال کی ساتھہ ایتاء اجور کے کچھہ

[۱] ابضاع جمع ہے بضع کی بفتح و ضم کسر ہ بمعنی فرج ہین یہان مراد عورت
[۲] کل مبتدا ہے اور مولیہا اوس کا مضاف الیہ ہے اور فاستبقوا الخیرات اوس کی خبر ہے
[۳] ذوات مضاف ہے محذوف کا اور محارم اوس کا مضاف الیہ ہے

اس لیے نہین ہے کہ حل اوس پر موقوف ہے کیونکہ عقد تو بدون تسمیۂ مہر کے بھی
صحیح ہوتا ہے اور مہر وطی کے ساتھہ اور متعہ مع عدم وطی کے واجب ہوجاتا ہی پس گویا
یہ تقیید اس قصد سے ہے کہ جو بات افضل و بہتر ہے اوس کی طرف ارشاد فرمایا ہے
مالکت یمینک سی وہ لونڈیان مراد ہین جو آپ کی ملک مین داخل ہوئین بسبب غنیمت کے
مما افاء اللہ علیک کے یہ معنی ہین مما رد ہ اللہ علیک یعنی اون عورتون مین سے
جن کو پھیر لایا اللہ تجھہ پر کفار سے بسبب غنیمت کے جو کہ لی گئین ہین بطور قہر و غلبہ کے
جیسے حضرت صفیہ و جویریہ کہ آپ نی اون کو آزاد کیا اور اون سی نکاح فرمایا اور ماریہ
قبطیہ بھی آپ کی ملک یمین سے تھین جن سی حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے
مما افاء اللہ کی قید سی مراد اوس لونڈی کا نکالنا نہین ہی جس کے آپ مالک ہوئے
بغیر غنیمت کے کیونکہ خریدی ہوئی لونڈی یا ہبہ کی ہوئی اور مثل اس کے حلال ہے
لیکن یہ قید خارج مخرج غالب ہی اور اس سی اشارہ کیا ہی طرف اوس شے کے جو کہ
افضل و بہتر ہے جس طرح کہ اول قیدتھے جو اپنا ی اجور کی تصریح کرتے تھے اسی طرح
مہاجرت کی قید ہے اس آیت مین وبنات عمك وبنات عمٰتك یعنی نسای قریش
وبنات خالك وبنات خالاتك یعنی نسای بنی زہرہ اللاتی ہاجرن معك
کیونکہ یہ قید بھی اس واسطی ہے کہ اشارہ کیا ہے طرف اوس شی کے جو افضل و بہتر ہے
اور خبر دی ہے ہجرت کے شرف کی اور مہاجر کے شرف کی یعنی حلال کین ہم نے
واسطی تیرے یہ عورتین زیادہ اون عورتون پر جن کا تو مہر دیچکا ہے بنا بر قول جمہور کے
کیونکہ اگر اس سی یہ معنی مراد ہون کہ حلال کی ہم نے واسطی تیرے ہر عورت جس سے
تو نکاح کری اور اوس کا مہر دے تو بعد اس کے یہ نہ فرماتا وبنات عمك الآیہ کیونکہ یہ
عورتین ماتقدم مین داخل ہین مراد معیت سے اس جگہہ اشتراک ہجرت مین ہی ہجرت
کی صحبت مین اشتراک مراد نہین ہے علامۂ نسفی نے فرمایا ہے کہ کلمۂ مع قرآن کے واسطی
نہین ہی بلکہ واسطی وجود ہجرت کے ہے اور بس مثل قولہ تعالیٰ حکایۃً عن بلقیس
واسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین کہتی نے کہا کہ مہاجرت کی قید معتبر ہے

اور ان مین سی جس عورت نی ہجرت نہ کی وہ آپ کی واسطی حلال نہین ہی کما فی قولہ تعالے
والذین اٰمنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شئ حتی یھاجروا اس
قول کی مؤید حدیث ام ہانی رضی اللہ عنہا ہے جس کا ذکر اول ہو چکا ہی **وجہ** افراد عم
وخال اور جمع عمہ وخالہ کی جو قرطبی نی ذکر کی ہی وہ یہ ہی کہ عم وخال اطلاق مین اسم جنس
ہین مثل شاعر وراجز کے اور عمہ وخالہ ایسے نہین ہین کہا اور یہ ایک عرف لغوی ہے
پس کلام اس کی بنا پر آیا ہے ساتھہ غایت بیان کی اور اس کو ابن العربی سی حکایت
کیا ہے حافظ ابن کثیر نے جو وجہ ذکر کی ہی وہ اول گذر چکی ہی **نیشابوری** نے
کہا ہی کہ عم وخال کی جو جمع نہین کی سو اس لیی کہ اون کی جنسیت پر اکتفا کیا ہے مع
اس کے کہ جمع بنات کی اسپر دلالت کر رہی ہے واسطی ممتنع ہونے اجتماع دو بہنون کے
ایک مرد کے تحت مین اور یہ اختصار عمہ وخالہ مین حسین نہین ہی اس لیی کہ ممکن ہے کہ
وہم اس طرف چلا جاوی کہ حرف تا دونون مین واسطی وحدت کے ہے انتہی ان وجوہ
مین سی ہر وجہ احتمال رکھتی ہے کہ بنقض ومعارضہ اوس کا مناقشہ کیا جاوی جمع عمہ وخالہ
کی یہ تعلیل کہ وہم اس طرف چلا جاوے کہ حرف تا واسطی وحدت کے ہے بہترین وجوہ ہے
عم وخال مین وہ شی نہین ہے جس کی طرف یہ وہم جاوے کہ مراد اوس سی وحدت ہے
مگر مجرد صیغہ افراد کا اور یہ صیغہ اس کا مقتضی نہین ہے بعد اوس کی اضافت کے کیونکہ
اسمای اجناس مضاف کا عموم ثابت ہو چکا ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ یہ وجہ احسن بھی
شوب مناقشہ سے صاف وپاک نہین ہی **شہاب خفاجی** فرماتی ہین بہت
لوگون سے افراد عم وخال کی حکمت پوچھی گئی کیا وجہ ہے کہ ان کو مفرد کہا اور عمہ وخالہ کو
مفرد نہ کہا یہان تک کہ سبکی رحمہ اللہ تعالی نی اس مین ایک جزو تصنیف کیا اوس کا نام
بذل الھمہ فی افراد العم وجمع العمہ رکھا مین نی اوس مین لوگون کی کلمات
دیکھے سب کے سب ضعیف چنانچہ امام رازی کا قول ہے کہ عم وخال مصدر کے وزن
پر ہین اور مصدر مین مفرد وجمع برابر ہوتے ہین بخلاف عمہ وخالہ کے کسی کا یہ قول ہے
کہ عم وخال جب اضافت کیے جاتے ہین تو عام ہو جاتی ہین اور عمہ وخالہ عام نہین ہوتی

ہین بسبب تای وحدت کی انتہی **قولہ وامراۃ مؤمنۃ** کا یہ مطلب ہے اور حلال کی ہم نے تیری واسطی عورت مومنہ جو کہ تصدیق کرنی والی ہی توحید کی ان **وھبت نفسھا للنبی** یعنی اگر وہ مالک کردی تجھکو اپنی بضعہ کا کسی عبارت سے ہو بغیر صداق کی رہی وہ عورت جو مومن نہین ہی سو وہ بیجر دہبہ کرنے اپنے نفس کی تجھکو تیرے لیے حلال نہین ہی لیکن یہ مومنہ کا اپنی جان کو بھی ہبہ کردینا کچھ تجھپر ایسا واجب نہین ہی کہ بھی اوس کا قبول کرلینا لازم ہو بلکہ تیرے ارادے کے ساتھہ مقید ہے پس یہ جملہ شرطیہ ہے وقوع کو مستلزم نہین ہی اور اسی لیی یون فرمایا ہے **ان اراد النبی ان یستنکحھا** یعنی اگر نبی چاہے کہ اوس کو اپنی منکوحہ کرلے اور بدون مہر کے بوجہ اوس ہبہ کے اوس کے بضعہ کا مالک ہوجای محاورے مین نکح اور استنکح مثل عجل و استعجل وعجب و استعجب کے ایک معنی مین آتی ہین یہ بھی جائز ہے کہ استنکاح سے طلب نکاح کی معنی مراد لیے جائین یا طلب وطی کے قالہ القرطبی ابو السعود کا حاصل بیان یہ ہے کہ اگر وہ مومن عورت مالک کرے نبی کو اپنے بضع کا کسی عبارت سے ہو بدون مہر کے یعنی اگر اس کا اتفاق پڑجای چنانچہ تنکیر امراۃ کی اس اتفاق کی خبر دیتی ہے لیکن مطلقا نہین بلکہ وقت ارادہ نبی کے اوس کے استنکاح کا چنانچہ **ان اراد النبی ان یستنکحھا** اس بات پر ناطق ہی کیونکہ یہ ارادہ نبی کے طرف سی جاری مجرای قبول ہی اور چونکہ آیت اوس عورت کی تملیک ہونے مین بلفظ ہبہ کے نص نہین ہے اس لیی یہ آیت اس بات کی صالح نہوئی کہ مناط خلاف کی بہتیری نکاح کے منعقد ہونے مین بلفظ ہبہ کے دو وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بعنوان نبوت کیا بطریق التفات کے خطاب سے سو علت اس کی یہ ہے کہ مقصود جتا دینا ہے اس بات کی کہ نبوت مناط ہی واسطی ثبوت حکم کے پس یہ ہبہ نبی کی ساتھہ خاص ہی اس مین اور کوئی اون کا شریک نہین ہی چنانچہ **خالصۃ لک** اس پر ناطق ہے انتہی یہ تو اس کا ذکر ہوا کہ مومن عورت اپنی جان نبی کو بخشی اب رہی کافر عورت سو لفظ مؤمنہ اسپر دال ہے کہ کافرہ آپ کو حلال نہین ہی **امام الحرمین** رحمہ اللہ تعالے

فرماتی ہین کہ آپ پر آزاد کافر عورت کی تحریم مین اختلاف ہے **ابن العربی** رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین میرے نزدیک صحیح اوس کی تحریم ہے اور اسی وجہ سے آپ کو ہم پر تمیز حاصل ہوگا کیونکہ جو شی فضائل و کرامات کی جانب مین ہی اوس کا حصہ آپ مین اکثر ہے اور جو شی نقائص کی جانب سی ہی سو آپ کا دامن مقدس اوس سے طاہر تر و پاکتر ہے پس ہماری واسطی آزاد کتابی عورتون کا نکاح جائز رکھا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن عورتون پر مقصور فرمائے گئے اور اسی لیے کتابیہ کا فرہ آپ کے واسطی حلال نہین ہوئی بسبب اوس کے نقصان کے ساتھہ کفر کے انتہی من القرطبی رہا آپ کا کتابی لونڈی کو رکھنا سو اس بارے مین اصح حل ہی کیونکہ آپ نی اپنی ریحانہ نام لونڈی سی نفع لیا قبل اوس کے اسلام لانی سے جیسا کہ مواہب مین ہی یہ ریحانہ یہودیہ بنی قریظہ سے تھی **نیز** آپ کے خصوصیات سی یہ ہے کہ آپ پر نکاح لونڈی کا حرام ہی گو وہ مسلمہ ہو کیونکہ لونڈی سے نکاح کرنا بخوف عنت معتبر ہے حالانکہ آپ معصوم ہین اور بفقدان مہر حرہ حالانکہ آپ کا نکاح ابتداءً و انتہاءً مہر سے بے نیاز ہے اور برق[۱] ولد حالانکہ آپ کا منصب عالی اس سی منزہ ہے کذا فی الروض و شرحہ **نیز** آپ کے خصائص سے یہ ہے کہ آپ کی حق مین نکاح بمعنی ہبہ منعقد ہو جاتا ہے بدون ولی و مہر و شہود کے اور چار عورتون پر زیادہ اور وجوب تخییر نسا دا یک جماعت اسپر ہے اس مین اختلاف کیا ہی کہ حق مین امت کے انعقاد نکاح بلفظ ہبہ ہوتا ہی یا نہین سو اکثر اس طرف گئی ہین کہ منعقد نہین ہوتا ہی مگر لفظ نکاح و تزویج سے یہ قول سعید بن مسیب و زہری و مجاہد و عطا کا ہے ربیعہ و امام مالک و امام شافعی رضی اللہ عنہم بھی اسی کی قائل ہین ابراہیم نخعی و اہل کوفہ نے کہا کہ بلفظ تملیک و ہبہ منعقد ہو جاتا ہی قائلین قول اول نی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مین اختلاف کیا ہی سو ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ آپ کی حق مین بلفظ ہبہ منعقد ہو جاتا تھا دوسری قوم اس طرف گئی کہ منعقد نہین ہوتا ہی جس طرح کہ ساری امت کی حق مین ہی اختصاص آپ کا ترک مہر

[۱] برق بمعنی غلام ہونا ۱۲

وعدم لزوم مہر مین تنہا لفظ نکاح مین نہین پھر اس مین اختلاف کیا ہی کہ عقد بلفظ ہبہ
آپ کی واسطی بالفعل واقع ہوا یا نہین سو حضرت ابن عباس و مجاہد نے کہا کہ آپ کے
پاس کوئی عورت نہ تھی مگر بعقد نکاح یا بملک یمین دوسرون نے کہا کہ واقع ہوا پھر
اس مین اختلاف کیا کہ اس قسم کی کتنی عورتین تھین پس **قتادہ** نی کہا کہ آپ کے
پاس میمونہ بنت حارث تھین **شعبی** نی کہا کہ زینب بنت خزیمہ انصاریہ ام مساکین
حضرت **علی** بن الحسین رضی اللہ عنہما و ضحاک و مقاتل نی کہا کہ ام شریک بنت
جابر اسدیہ **عروہ** بن الزبیر رضی اللہ عنہما نی کہا کہ ام حکیم بنت الاوقص سلمیہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نی فرمایا کہ خولہ بنت حکیم کما رواہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ
و البیہقی فی السنن و اخرجہ البخاری و غیرہ عن عروۃ اور محمد بن کعب وغیرہ سے تیرہ
بیبیون کی تفصیل اول گذر چکی ہی **زمخشری** نی کہا کہتی ہین کہ موہوبات چار ہین میمونہ
و زینب و ام شریک و خولہ **جمہور** نی امرأۃ کو منصوب پڑہا ہے اس بنا پر کہ احللنا لک
کے مفعول پر معطوف ہے اور ابو حیوہ نے برفع بنا بر ابتدا اور جمہور نے ان وہبت کو
بکسر ان اور ابی و حسن و عیسی بن عمر نے بفتح ان اس بنا پر کہ امرأۃ سے بدل اشتمال ہے
یا بنا بر حذف لام علت یعنی لان وہبت **سمین** نی کہا کہ ان وہبت الآیۃ اعتراض
شرط علی الشرط کے باب سے ہے اور شرط ثانی شرط اول مین قید ہے اور اسی لیے
ترکیب مین اوس کو حال ٹہیرایا ہی کیونکہ حال قید ہوتا ہی اور اسی واسطی فقہا نے یہہ
شرط کی ہی کہ ثانی اول پر متقدم ہو وجود مین پس اگر کسی نے یون کہا ان اکلت
ان رکبت فانت طالق تو ضرور ہے کہ رکوب متقدم ہو اکل پر اور یہ اس لیے ہے
کہ حالیت و تقیید متحقق ہو جاوی جس طرح کہ مین نے ذکر کیا ہے کیونکہ اگر ثانی متقدم
نہوگا تو ایک جزء اکل ہی غیر مقید بر کوب خالی رہجائیگا سو اس لیی ہم نے تقدم ثانی
کی شرط لگائی ہے اور اس کی تحقیق گذر چکی اور یہ شرط ہے کہ وہان کوئی ایسا قرینہ نہو
جو تقدم ثانی سے اول پر منع کری جس طرح کہ یہ قول ہی ان تزوجتک ان طلقتک
فعبدی حر یہان تقدیم طلاق کی تزویج پر متصور نہین ہو سکتی ہی مگر مجہی ایک اشکال

عارض ہوا ہی فقہا کی قول پر اس آیت سی وہ یہ ہی کہ اس جگہہ شرط ثانی کا تقدم
وجود مین ممکن نہین ہے بہ نسبت اوس حکم کے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ
خاص ہے نہ یہ کہ عقلاً ممکن نہین ہے بیان اس کا یہ ہی کہ مفسرین نی ان ارادکی تفسیر
بمعنی قبل الھبۃ کی ہے کیونکہ آپ کے قبول کر لینے سے آپ کا نکاح تمام ہوگا اور اس کا
تقدم ہبہ پر متصور نہین ہو سکتا ہے کیونکہ قبول متاخر ہے اور نیز بہر صورت وہ تہا جو مین
نے ذکر کیا ہے کہ آپ کا ارادہ اوس عورت کے ہبہ سے متاخر ہی مین نی اس احتمال
کو ایک جماعت پر پیش کیا ہماری وقت کی اعیان سی سو اونہون نے اوس کا اقرار
کیا اور کوئی جواب ظاہر نہوا مگر وہی جو مین نی اول ذکر کیا ہی کہ وہان ایک قرینہ مانعہ
ہے اس ہی جس طرح کہ ابہی مثال مین بیان کر چکا ہون **قولہ تعالی** خالصۃ
لک من دون المؤمنین یعنی یہ احلال خالص خاص ہے تیرے ساتھہ نہ تیری
غیر کے لیے مومنون مین سی لفظ خالصۃً یا تو حال ہے امرأۃ سے کما قال الزجاج یا
حال ہی ہبت کے فاعل سی یعنی اگر ہبہ کرے وہ عورت درانحال کہ وہ خالص ہے
واسطی تیرے نہ تیرے غیر کے یا مصدر مؤکد ہے مثل وعد اللہ کے یعنی خلصت لک
خالصۃ مصدر فاعلۃ کے وزن پر آتا ہی جیسی عاقبۃ و کاذبۃ یا صفت ہی مصدر محذوف
کی یعنی ہبۃ خالصۃً ناصب اس کا وہبت ہی جمہور نے خالصۃً بنصب پڑہا ہی وجوہ نصب
وہی ہین جو مذکور ہوئین کسی نے رفع پڑہا ہی اس بنا پر کہ امرأۃ کی صفت ہی بنا بر
قرارت رفع امرأۃ **علمانی** اس پر اجماع کیا ہی کہ یہ خاص ہی ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اور آپ کے غیر کے واسطی جائز نہین ہی اور نہ عورت کے ہبہ کرنے سے
نکاح منعقد ہوتا ہی مگر وہ جو حضرت امام ابوحنیفہ اور اون کی صاحبین رضی اللہ عنہم سے
مروی ہے کہ نکاح صحیح ہو جاتا ہی جبکہ عورت ہبہ کری اور مرد اپنی نفس پر مہر کے
شہادت دے رہا بدون مہر کے سو اس مین کوئی خلاف نہین ہے کہ یہ خاص
ہے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اسی لیی یہ ارشاد فرمایا ہے **قد**
علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجھم یعنی اللہ پاک نی جو شرائط و حقوق عقد

مومنون پر بہٹیرا دی ہین حق مین اون کی عورتون کے سو وہ اون پر حق و مفروض
ہین اون کو حلال نہین ہے کہ اون مین خلل اندازی کرین اور نہ جو امر اپنے رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ خاص فرمایا ہی اون پر وسعت کرنے کو اور اونکی
تعظیم و تکریم کے لیے اوس مین اون کا اقتدا کرین پس نکاح نکرین مگر چار عورتون سے
ساتھہ مہر و ولی و گواہون کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مین
مروی ہے کہ اللہ نے اون پر یہ فرض کیا ہی کہ نکاح نہین ہے مگر ساتھہ ولی کے اور
دو گواہون کے حضرت ابن عباس سی بہی مثل اس کے مروی ہے اور مہر کا لفظ زیادہ
ہے وما ملکت ایمانھم یعنی اور جان لی ہم نے وہ شی جو اون پر فرض کی ہی
اون عورتون مین جن کے مالک ہوئے ہین داہنے ہاتھہ اون کی یعنی وہ اونمین
سے ہون جن کی سبی و حرب جائز ہے نہ اون مین سی جن کی سبی جائز نہین ہے
یا مسلمانون کی طرف سی اون کو عہد و ذمہ ہے محلی نے کہا وہ لونڈیان جن کے
اون کے داہنے ہاتھہ مالک ہوئی ساتھہ خرید نے وغیرہ کے باین طور کہ وہ اونمین
سے ہون جو اپنے مالک کے واسطے حلال ہون جیسے کتابیہ بخلاف مجوسیہ و
وثنیہ کے اور یہ کہ قبل وطی کے اون کے رحم کا استبرا کیا جاوی لکیلا یکون
علیک حرج مفسرین نے کہا ہے کہ یہ راجع ہی طرف اول آیت کی یعنی حلال
کیین ہم نے تیرے واسطے تیری بیبیان اور وہ جس کا تیرا داہنا ہاتھہ مالک ہوا اور
وہ عورت جو اپنا نفس نبی بخشنے والی ہی تاکہ نہو تجھہ پر کچھہ تنگی پس یہ حرف لام متعلق
ہے احللنا سی کسی نے کہا کہ خالصۃ سے متعلق ہی کما قالہ البیضاوی و ابو السعود
اور تعلق اس اعتبار سے ہے کہ اوس مین جو معنی ثبوت و حصول احلال کی ہین واسطی
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیکن قول اول اولی ہے حرج کہتے ہین ضیق و تنگی کو
یعنی ہم نی وسعت کی تجھہ پر تحلیل مین واسطی تیرے تاکہ تیرا سینہ تنگ نہو تو گمان کرے
کہ بعض منکوحات مین آثم ہو گیا وکان اللہ غفورا رحیما اور ہے اللہ بڑا بخشنے والا
بخشتا ہی گناہون کو اوس شی مین جس سی پرہیز کرنا مشکل ہوتا ہے اور بڑا مہربان ہے

مہربانی کرنا ہی بندون پر ساتھہ وسعت و فراخی کرنے کے اس باب مین اور اسی لیے اوس نی امر کو وسیع کردیا اور تنگ نہ کیا **جملہ** وقد علمنا الخ معترضہ ہی درمیان احللنا کے اور لکیلا کے مضمون ماقبل کی تقریر کے واسطی لایا گیا ہے ماقبل مین خلوص احلال کا ذکر تہا واسطی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مین یہ بیان کیا کہ اللہ پاک نے مومنون پر شرائط و حقوق عقد سی وہ چیزین فرض کی ہین جو اپنے نبیؐ پر فرض نہین کین واسطی اون کی تکریم و تعظیم کے اور اون پر وسعت کرنے کے ہذا حاصل فی السعود

ف علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالی نی آیت مذکور کا خوب بیان کیا ہی اگرچہ اس مین کا بعض مضمون اول گذر چکا ہے مگر انسجام بیان کا خوب ہے اس لیے اوس کا یہان ذکر کردینا انسب معلوم ہوا گو فی الجملہ بعض مضمون کی تکرار ہو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دیا پہر اونہون نے آپ کو اختیار کیا تو آپ پر اون کی سوا اور عورتون سی نکاح کرنا حرام ہوا اور اون کی عوض مین اور عورتون کا بدلنا واسطی مکافات کے اون کی فعل پر دلیل اس کی یہہ آیت ہے لا یحل لک النساء من بعد الآیہ اور آیا آپ کو یہ حلال ہی کہ بعد اس کے اونمین سی کسی کو طلاق دیدین سو کسی نے تو کہا کہ یہ آپ کو حلال نہین ہی واسطی اون کی جزا کے اسپر کہ اونہون نے آپ کو اختیار کیا کسی نے کہا کہ یہ آپ کو حلال ہے مثل آپ کی غیر کے لوگون مین سی لیکن اوس کے بدل سی نکاح نکرین پہر یہ تحریم منسوخ ہوئی اور آپ کے واسطی مباح ہوا کہ اون پر جس عورت سے چاہین نکاح کرلین اسپر یہ آیت دلیل ہی انا احللنا لک ازواجک وجہ استدلال یہ ہی کہ احلال مقتضی ہے تقدم حظر کو یعنی اول کوئی شی حرام و ممنوع ہوتی ہی تو یون کہتے ہین کہ ہم نے اوسکو حلال کی حالانکہ آپ کی بیبیان آپ کی حیات مین آپ پر محرم نہین تہین آپ پر جو حرام ہوا تہا سوا اجنبی عورتون سی نکاح کرنا حرام ہوا تہا تو یہ احلال اونہین کی طرف منصرف ہوا دوسری بات یہ ہی کہ سیاق آیت مین فرمایا ہی وبنات عمک وبنات عمتک الآیہ حالانکہ یہ معلوم ہے کہ آپ کے تحت مین بنات عم و بنات عمات و بنات خال

وبنات خالات مین سی کوئی عورت نہ تھی پس ثابت ہوا کہ اللہ پاک نی آپ کے
واسطی ان عورتون سی نکاح حلال فرمایا زیادہ اون بیبیون پر جو آپ کی عصمت
نکاح مین تھین یہ آیت اگرچہ تلاوت مین متقدم ہے لیکن نزول مین اوس آیت
سے متاخر ہے جو اس کے ساتھہ منسوخ کی گئی ہی جس طرح کہ آیت وفات ہے
سورۂ بقرہ مین قولہ تعالی انا احللنا لک ازواجک الآیہ مین لوگون نی اختلاف کیا ہی
سو کسی نے تو کہا کہ مراد اس سی یہ ہے کہ اللہ نی آپ کے واسطی یہ حلال کر دیا ہی
کہ نکاح کرین ہر عورت سی جس کو اوس کا مہر دین یہ قول ابن زید وضحاک کا ہے پس
اس قول کی بنا پر یہ آیت مباح کرنے والی ہوگی ساری عورتون کو سوای محارم کے
کسی نے کہا یہ مراد ہے کہ ہم نے حلال رکھین واسطی تیری تیری بیبیان یعنی وہ جو
تیری نزدیک کائن وموجود ہین کیونکہ اونہون نے تجھکو اختیار کر لیا ہے دنیا پر اور
آخرت کو یہ قول جمہور کا ہی علما مین سی اور یہی ظاہر ہے اس واسطی کہ قولہ تعالے
آیتیٰ ماضی ہی اور فعل ماضی استقبال کی معنی مین نہین ہوتا ہے مگر بشرط اور اس
تاویل کی بنا پر امر حل تنگ ہوگا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس تاویل کی وہ بات
تائید کرتی ہی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نی فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نکاح کرتے تھے جن لوگون مین چاہتے اور یہ امر آپ کی بیبیون پر شاق
گذرتا تھا پھر جب یہ آیت نازل ہوئی اور اس سی آپ پر عورتون کو حرام کر دیا مگر وہ
جن کا نام لیا تو آپ کی بیبیان اس سی خوش ہوگئین قرطبی فرماتے ہین قول اول
اصح ہی بسبب اوس وجہ کی جو ہم نے ذکر کی ہی اور نیز اس کی صحت پر وہ حدیث
دال ہی جو ترمذی نی عطا سی روایت کی ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا نہین انتقال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہان تک کہ اللہ نے
آپ کے واسطی عورتین حلال کر دین ترمذی نی کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی انتہی ا

ترجی من تشاء منھن وتؤی الیک من تشاء ط ومن ابتغیت ممن
عزلت فلا جناح علیک ط ذلک ادنی ان تقر اعینھن ولا یحزن و

یرضین بما اٰتیتھن کلھن ط واللہ یعلم ما فی قلوبکم ط وکان اللہ
علیما حلیما ۝ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من
ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ما ملکت یمینک ط وکان اللہ علی
کل شئ رقیبا ۝ ع پیچھے رکھدی تو جس کو چاہی اون مین اور جگہہ دی اپنی پاس ع ۱۲ ۳
جس کو چاہی اور جس کو جی چاہے تیرا اون مین سی جو کناری کردی تہین تو کچھہ
گناہ نہین پھر اس مین لگتا ہی کہ ٹہنڈی رہین آنکہین اون کی اور غم نہ کہاوین اور
راضی رہین اوس پہ جو تو نی دیا ساریان اور اللہ جانتا ہی جو تمہاری دلون مین ہے
اور ہی اللہ سب جانتا تحمل والا ۝ حلال نہین تجھکو عورتین اس پیچھے اور نہ یہ کہ ان کے
بدلے اور کرے عورتین اگرچہ خوش لگی تجھکو اون کی صورت مگر جو مال ہو تیرے
ہاتھہ کا اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان ف۱ کسی مرد کو جو کئی عورتین ہون اور سب پر
واجب ہی باری ی سب پاس رہنا برابر حضرتؐ پر یہ واجب نہ رکہا اس واسطی کہ
عورتین اپنا حق نہ سمجہین تو جو دین راضی ہو کر قبول کرین پر حضرتؐ نے فرق نہین کیا
سب کی باری برابر رکہی ہے ایک حضرت سودہ نی اپنی باری بخشدی تہی حضرت
عائشہ کو ف۲ یعنی جتنی تمکین کہدین اوس سی زیادہ حلال نہین اور جو ہین
ان کو بدلنا نہین حلال یہ ضرور رہین اور ماتہہ کا مال حضرتؐ کی دو حرم مشہور رہین یا
تین ایک ماریہ جن کی شکم سی فرزند ہوے ابراہیم ایک ریحانہ یا شمعونہ یاد دونون
حضرت عائشہ نے فرمایا یہ منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتین حلال ہوگئین
انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتی ہین امام احمد نی حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سی روایت کیا ہی کہ وہ اون عورتون کو عار دلایا کرتی تہین
جنہون نی اپنی جانین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشین کہتین کیا عورت
اس سی نہین شرماتی کہ اپنی جان کو بغیر مہر کے پیش کرے اسپر اللہ عزوجل نے یہہ
آیت نازل فرمائی ترجی من تشاء الآیہ حضرت عائشہ نے کہا مین دیکہتی ہون کہ تیرا
رب جلدی کرتا ہی واسطی تیرے تیری خواہش مین اول گذر چکا ہے کہ بخاری نے

اس کو حدیث اسامہ عن ہشام بن عروہ روایت کیا ہی پس یہ اس پر دال ہی کہ ترجی
سے مراد یہ ہے کہ پیچھے رکھدی تو جس کو چاہے اپنی جان بخشنی والی عورتون سے
اور جگہہ دی اپنی پاس جس کو چاہے یعنی جس عورت کو چاہے قبول کری اور جس کو
چاہے رد کری اور جس کو تو نی رد کیا ہے اوس مین بہی تجہکو اختیار ہے بعد اس کے
اگر تو چاہے تو اوس مین عود کری پہر اوس کو اپنے پاس جگہہ دیدے اور اسی لیے
یون فرمایا ہے ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیك **عامر شعبی**
نی اس آیت کی تفسیر مین کہا ہی کہ یہ عورتین تہین کہ اونہون نے اپنی جانین نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشی تہین سو آپ نے بعض سے دخول کیا اور بعض کو
پیچھے رکھدیا تو اونہون نے بعد آپ کے نکاح نہین کیا اون مین سی ام شریک ہین
وسرون نی کہا بلکہ ترجی من تشاء الآیہ سے یہ مراد ہے کہ پیچھے رکھدے تو
اپنی بیبیون سی جس کو چاہی بیچہ کچھہ حرج نہین ہی اس مین کہ تو ترک کری باری کی قسمت
کو واسطی اون کی ہم پر مقدم کری جس کو چاہی اور موخر کرے جس کو چاہے اور
جماع کرے جس سی چاہی اور ترک کری جس کو چاہی حضرت ابن عباس ومجاہد و
حسن وقتادہ وابی بن زید وعبد الرحمن بن زید بن اسلم وغیرہم سی اسی طرح مروی
ہے اور باوجود اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کی برابر باری کی قسمت
فرمایا کرتے تہے اور اسی لیی ایک گروہ فقہاء کا شافعیہ وغیرہم سے اس طرف
گیا ہی کہ قسمت باری کی آپ پر واجب نہ تہی اور اس آیت کریمہ سے حجت پکڑی
ہے **بخاری** نی عن معاذ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذن مانگتے تہے ہم مین کی عورت کے دن مین بعد اس کے
کہ یہ آیت نازل ہوئی ترجی من تشاء الآیہ معاذ کہتے ہین مین نے کہا کہ تم کیا کہتی تہین
تو فرمایا مین یہ کہتی تہی کہ اگر یہ میری طرف ہی تو مقرر مین نہین چاہتی ہون یا رسول اللہ
کہ اختیار کرون آپ پر کسی کو پس اون کی یہ حدیث اسپر دال ہی کہ مراد اس سی عدم
وجوب قسمت ہی اور اون کی اول حدیث اس کی مقتضی ہی کہ یہ آیت واہبات کے

باری مین نازل ہوئی ہی اسی جگہہ سی ابن جریر نی یہ بات اختیار کی ہے کہ آیت عام
ہے حق مین واہبات کے اور حق مین اون بیبیون کے جو آپ کے پاس تہین کہ آپکو
اون مین اختیار دیا گیا ہی اگر چاہین تو باری کی قسمت کرین چاہین نکرین یہ بات
جو ابن جریر نے اختیار کی حسن وجید وقوی ہی اور اس مین جمع ہے درمیان حدیثون
کے اور اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے ذلك ادنی ان تقر اعینهن ولا
یحزن الآیہ یعنی جب وہ اس بات کو جان لین گے کہ مقرر اللہ نے قسمت مین
حرج کو بہتہ سے رفع کر دیا ہی سو اگر تو چاہے قسمت کری چاہے نکری اسمین سی جو چاہے
کری بہتیر کسی طرح کا حرج نہین ہی پہر باوجود اس کے تو اون کے واسطی برابر باری کی
قسمت کریگا اپنی طرف سی اختیار کرکے نہ بطور وجوب کے تو اون کو اس سی سرور
وخوشی ہو گی اور اس مین تیرا بار احسان اپنے اوپر اوٹہائین گی اور تیری منت کے
معترف ہون گے جو اون پر ہو گی اس باب مین کہ تو اون کی لیے باری کی قسمت
کریگا اور درمیان اون کے برابری کریگا اور عدل وانصاف اون کے حق مین برتیگا
قولہ تعالی واللہ یعلم ما فی قلوبکم یعنی تمہاری دلون مین جو بعض عورتونکی
طرف میل ہی بعض کی طرف نہین ہی یہ امر اوس وادی سے ہی جس کا دفع ممکن
نہین ہی سو اللہ پاک اس کو جانتا ہے چنانچہ امام احمد نی حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باری کی قسمت
کرتی درمیان اپنی بیبیون کی تو عدل کرتے پہر فرماتی الٰہی یہ میرا فعل ہی اوس امر
مین جس کا مین مالک ہون پس تو مجھکو ملامت مت کر اوس بات مین جس کا تو
مالک ہی اور مین مالک نہین ہون ورواہ اہل السنن الاربعة من حدیث
حماد بن سلمة وزاد ابو داؤد بعد قولہ فلا تلمنی فیما تملك ولا املك
یعنی القلب واسنادہ صحیح ورجالہ کلهم ثقات اور اسی لیی اس کے
عقب مین یہ فرمایا ہے وکان اللہ علیما حلیما یعنی بی شک اللہ ضمائر سرائر کو خوب
جانتا ہی اور حلم کرتا ہی اور بخشتا ہی علما مین سی غیر واحد نے ذکر کیا ہے جیسے

حضرت ابن عباس ومجاہد وضحاک وقتادہ وابن زید وابن جریر وغیرہم کہ قولہ تعالی
لا یحل لک النساء من بعد الآیہ نازل ہوئی ہی واسطی مجازات ازواج نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور واسطی خوش ہونے کے اون سی اون کی حسن کارروائی
پر اون کی اختیار کرنے مین اللہ کو اور اوس کے رسول کو اور دار آخرت کو جبکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کو اختیار دیا جیسا کہ آیت مین گذر چکا ہی
پھر جب اونہون نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا تو اون کی جزا یہہ
ہوئی کہ اللہ تعالی نی آپ کو اون پر مقصور کیا اور اون کے غیر سی نکاح کرنا یا اون کے
عوض اور عورتین بدلنا آپ پر حرام فرمایا گو آپ کو اون کا حسن پسند آئی مگر اما ومملوکی
کہ ان مین آپ پر کسی طرح کا حرج نہین ہی **پھر اللہ پاک** نی اس باب مین حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی حرج رفع کر دیا اور اس آیت کے حکم کو منسوخ کیا اور آپ کے
واسطی نکاح کرنا مباح فرما دیا لیکن بعد اس کے آپ سی تزوج واقع نہین ہوا تاکہ آپکی
اون پر منت ہو **امام احمد** نی عن عطا عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے
قالت ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی احل اللہ لہ النساء
ورواہ ایضا من حدیث ابن جریج عن عطاء عن عبید بن عمیر عن
عائشۃ ورواہ الترمذی والنسائی فی سننہما یہ حدیث اول گذر چکی
ہے **ابن ابی حاتم** نی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال نہین فرمایا یہان تک کہ اللہ تعالی نے آپ کے
واسطی یہ بات حلال فرما دی کہ نکاح کرین عورتون سی جو چاہین مگر ذات محرم اور وہ
یہ قول ہی اللہ تعالی کا ترجی من تشاء منہن الآیہ پس حضرت ام سلمہ رضی نی اس آیت کو
ناسخ ٹہیرایا واسطی اوس آیت کی جو اس کی بعد ہی تلاوت مین مثل دو آیتون عدت
وفات کے جو کہ سورۂ بقرہ مین ہین پہلی ناسخ ہے اوس آیت کی جو اوس کی بعد ہے
واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **دوسرون** نی کہا بلکہ آیت کے معنی یہ ہین حلال نہین ہین
واسطی تیری عورتین بعد اس کی یعنی بعد اس کے جو ہم نے تیری لیی عورتون کی صفت

ذکر کی ہی جن کو ہم نے تیری واسطی حلال کیا ہے تیری عورتون سی جن کے مہر تو
دیچکا ہے اور وہ جس کا تیرا دہنا ہاتہ مالک ہوا ہے اور بیٹیان چچا کی اور پہوپہیون
کی اور ماموں کی اور خالاؤن کی اور اپنے نفس کی بخشنے والی اور ما سوا اس کی اقسام
عورتون سی سو تیری واسطی حلال نہین ہین یہ قول مروی ہی ابی بن کعب سی اور مجاہد
سے ایک روایت مین اور عکرمہ وضحاک سی ایک روایت مین اور ابو رزین سی ایک
روایت مین اور ابو صالح وحسن وقتادہ سی ایک روایت مین اور سدی وغیرہم سی
ابن جریر نی ایک انصاری زیاد نام سی روایت کیا ہی کہ مین نی ابی بن کعب سے
کہا تم مجہی خبر دو کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج وفات پاجائین تو کیا آپ کو
یہ نہین پونہچتا ہی کہ نکاح کرین تو ابی بولی آپ کو اس سی کون شی مانع ہے مین نی کہا
کہ اللہ کا یہ قول لایحل لک النساء من بعد پس حضرت ابی نی کہا کہ اللہ نے جو اون کے
واسطی حلال کی ہین سو ایک قسم عورتون مین سی ہیں فرمایا یا ایہا النبی انا احللنا لک
الی قولہ ان وہبت نفسہا للنبی پہر آپ سے یہ کہا گیا لایحل لک النساء
من بعد ورواہ عبد اللہ بن احمد عن طرق عن داؤد بہ ورواہ الترمذی
عن ابن عباس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع کیے گئے اصناف عورتون سی
مگر وہ جو ہو مؤمنات مہاجرات سی باین قول لایحل لک النساء الی قولہ ما ملکت یمینک
پس اللہ نے حلال کین تہاری فتیات مؤمنات اور مؤمن عورت اگر بخشدی اپنی
جان نبی کو اور حرام کردی ہر دین والی سوای اسلام کے پہر کہا ومن یکفر بالایمان
فقد حبط عملہ الایہ وقال تعالی انا احللنا لک ازواجک الی قولہ خالصۃ
لک من دون المومنین اور حرام کردین ما سوی اس کی اصناف عورتون سے
مجاہد نی کہا لایحل لک النساء من بعد یعنی بعد اوس کے جس کا تیری واسطی
نام لیا گیا یعنی مسلمہ اور نہ یہودیہ اور نہ نصرانیہ اور نہ کافرہ **ابو صالح** نی کہا لایحل
لک النساء من بعد اور نہین حکم کیے گئے اس کا کہ نکاح کرین کسی اعرابیہ سے یا غیر سے
سے اور نکاح کرین بعد اس کے تہامہ کی عورتون سی اور جو چاہین چچا اور پہوپہیون

ان اصناف سی اوس کی اوس کی
ضمائر سے مؤمنات اور مؤمن
مین وہ یا ان الوان مین سے

اور مامون خالا کی بیٹیون سی اگر چاہین تین سو عکرمہ نی کہا لا یحل لک النساء من بعد
یعنی بعد اوس کی جس کا نام لیا ابن جریر رحمہ اللہ تعالی نے یہ بات اختیار کی ہے
کہ آیت عام ہی اون اصناف نساء مین جن کا ذکر کیا گیا اور اون بیبیون مین جو
آپ کی عصمت مین تھین اور وہ نو تھین یہ بات جو ابن جریر نے کہی جید ہی اور شاید
یہی مراد ہی بہت سون کی سلف مین سی جن سی ہم نے حکایت کی ہی کیونکہ اونمین
کے بہت سون سی یہ قول اور یہ قول مروی ہے اور کچھ منافات نہین ہی واللہ اعلم
پھر خود ابن جریر نی اپنی اوپر یہ اعتراض وارد کیا ہی کہ یہ بات مروی ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی حضرت حفصہؓ کو طلاق دیا پھر اون سی رجوع کی اور حضرت
سودہ کے فراق پر عزم فرمایا یہان تک کہ اونہون نی اپنا دن حضرت عائشہؓ کو
ہبہ کر دیا پھر خود نی اس کا جواب دیا کہ قبل نزول اس آیت کے تھا لا یحل لک النساء
الآیہ اور یہ بات جو کہی کہ یہ قبل اس آیت کے تھا صحیح ہی لیکن اس کی طرف حاجت
نہین ہی کیونکہ آیت تو صرف اسبدال ہی کی جو عورتین آپ کی عصمت مین ہین اون کے
ماسوا سی نکاح نہ کرین اور اون سی اون کے غیر کو نہ بدلین اسبدال نہین ہی کہ اونمین
سے ایک کو بغیر استبدال کی طلاق نہ دین واللہ اعلم پس قضیہ حضرت سودہ کا صحیح
ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی مروی ہی اور وہی سبب نزول ہی اس
آیت کریمہ کا وان امرأۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا فلا جناح علیہما
ان یصلحا بینہما صلحا الآیہ رہا قضیہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا سو عن سعید
بن جبیر عن ابن عباس عن عمر رضی اللہ عنہم مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نی حضرت حفصہ کو طلاق دی پھر اون سے رجوع فرمائی رواہ ابو داؤد
والنسائی وابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ من طرق وھذا اسناد
قوی حافظ ابو یعلی نی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ حضرت عمر حضرت حفصہ پر داخل ہوئی اور وہ رو رہی تھین تو فرمایا تجھی کون چیز
رولاتی ہی شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے طلاق دیدی بی شک

اونھون نی ایک بار تجھی طلاق دی پھر میری خاطر سے تجھ سی رجوع فرمائی واللہ
البتہ اگر وہ دوسری بار تجھی طلاق دین گی تو مین کبھی تجھ سے بات نکرونگا حال
اس کے شرط صحیحین پر ہین قولہ تعالی ولا ان تبدل بھن من ازواج الآیہ اسمین
آپ کو نہی فرمائی ہی اس سی کہ اون پر زیادہ کرین یا اونھین سے ایک کو طلاق دین
اور اوس کی عوض مین اوس کے غیر کو بدلین الا ما ملکت یمینہ **حافظ ابوبکر بزار**
نی عن عطا ابن یسار عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہی کہ جاہلیت مین دل
یون تھا کہ ایک مرد دوسرے سے کہے کہ تو اپنی عورت کا مجھ سی مبادلہ کر اور مین
اپنی عورت کا تجھ سی مبادلہ کرون یعنی تو میری واسطی اپنی عورت سے اور ترے
اور مین تیری واسطی اپنی عورت سے اوترون پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل
فرمائی ولا ان تبدل بھن الآیہ کہا پھر عیینہ بن حصن فزاری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر داخل ہوا اور آپ کی پاس حضرت عائشہ تھین سودہ بغیر اذن داخل ہوگیا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اوس سی فرمایا پھر کہان ہی اذن مانگنا تو وہ
بولا یا رسول اللہ مین نی مضر کے کسی مرد پر اذن نہین مانگا ہی جب سے کہ مین
بالغ ہوا ہون پھر کہا یہ کون حمیرا ہی طرف آپ کے پہلو کے تو آپ نی فرمایا یہ عائشہ
ام المومنین ہی عرض کیا پھر کیا مین نہ اوترون آپ کی واسطی حسین تر خلق سی فرمایا
ای عیینہ بی شک اللہ نی مقرر اس کو حرام کردیا ہی پھر جب وہ نکل گیا تو حضرت عائشہ
نے عرض کیا یہ کون ہی فرمایا احمق مطاع وانہ علی ما ترین سید قومہ یعنی ایک احمق بی وقوف
ہی لوگ اوس کی اطاعت کرتی ہین اور بی شک وہ باوجود اوس حماقت کے
تمین کو تو دیکھتی ہی البتہ سردار ہی اپنی قوم کا پھر بزار نے کہا ہی کہ اسحاق بن عبداللہ
یعنی جو راوی ہی عن زید بن اسلم عن عطا لیعنی اسی بیٹ ہی جدا اور ہم نے جو اس حدیث
کو ذکر کیا صرف اس لیی کہ ہم نی اوس کو حفظ نہین کیا ہی مگر اس وجہ سے اور علت
بیان کردی جو اوس مین تھی **ف** فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہی
کہ **ترجی** کو مہموز وغیر مہموز دونون طرح پڑہا ہی یہ دونون دو لغت ہین ارجاء بمعنی

تاخیر ہی محاورہ مین بولتی ہین ارجأت الامر وارجیتہ جبکہ تو اوس امر کو موخر کردے
آواہ الیہ بالمد کے یہ معنی ہین کہ فلان نے فلان کو اپنی طرف ملالیا اوس کو
اپنے پاس جگہہ دی **اوی الیہ** بالقصر کے یہ معنی ہین کہ فلان فلان کی طرف
مل گیا اوس کے پاس ٹہکانا پکڑا تو وی الیک کے معنی ہین تضم الیک یعنی اللہ پاک
نے اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وسعت فرمائی اور اون کی عورتون مین
اون کو مختار رہیرایا پس اونمین سی جس کو چاہین موخر کرین اور اوس کی باری کو موخر
کرین اور اوسے چہوڑ دین اوس کے پاس نہ آئین بدون طلاق کے اور اونمین
سے جس کو چاہین اپنی طرف ملالین اپنے پاس جگہہ دین اور اوس کو اپنی پاس
لٹائین سلائین اور اوس کے پاس رات بسر کرین اول باری کی وقسمت آپ پر
واجب تہی یہان تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو وجوب اوٹہہ گیا اور اختیار آپ کے
سپرد ہوا جن بیبیون کو آپ نی اپنی پاس جگہہ دی اونمین سے یہ ہین حضرت عائشہ
حضرت حفصہ حضرت ام سلمہ حضرت زینب اور جن کی امر کو مؤخر فرمایا اونمین سی یہہ ہین
حضرت سودہ حضرت جویریہ حضرت ام حبیبہ حضرت میمونہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن
پس جن کو اپنی پاس جگہہ دی تہی اون کی باری کی قسمت مین آپ برابری فرماتے
تہے اور جن کے امر کو مؤخر کیا تہا اون کے واسطی قسمت کرتے تہے جو چاہتے یہہ
قول ہی جمہور مفسرین کا معنی مین اس آیت کی اور یہی مناسب ہی ماضی کو اور اسی
دلائل ثابتہ ہین صحیح وغیرہ مین **ابن العربی** رحمہ اللہ تعالی نی کہا یہ جو صحیح مین ثابت
ہوا ہی اس کے لائق ہی کہ اس پر اعتماد کیا جاوی لیکن آپ اپنی طرف سے نوبت
کی قسمت فرماتی تہے بدون اس کے کہ یہ آپ پر فرض ہو واسطی خوش کرنے ازواج کے
جی کی اور اون کے محفوظ رکہنے کو غیرت کی باتون سی جو ایسے امر کی طرف ۲ دی
ہوتی ہین جو لائق نہین ہی ۲ کسی نی کہا یہ آیت اون کے حق مین ہی جنہون نی
اپنی جان آپ کو بخشی نہ اون کی سوا اور بیبیون مین یہ قول شعبی وغیرہ کا ہی ۳
کسی نی کہا کہ معنی آیت کے طلاق مین ہین یعنی طلاق دیوے تو اون مین سے

جس کو چاہی اور روک رکھی جس کو چاہی ۴ حضرت حسن نی کہا معنی یہ ہین نکاح
کری تو جس سی چاہی اپنی امت کے عورتون سی اور چھوڑے تو جس کے نکاح کو چاہے
اونہین سی کہا گیا ہے کہ یہ آیت ناسخ ہی اس آیت کی لایحل لک النسا من بعد
حضرت ابن عباس سی ترجی کی تفسیر تو خرمروی ہی دوسرا قول اون کا یہ ہے
من شئت خلیت سبیلها منهن ومن احببت امسکت منهن ابوزرین
سی مروی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصد فرمایا کہ طلاق دین اپنے
بیبیون مین سی پس جب اونہون نی یہ دیکھا تو وہ آپ کے پاس آئین پھر عرض کیا
کہ آپ ہماری راہ مت چھوڑو یعنی ہم کو طلاق مت دو اور آپ حل مین ہین یعنی
معافی مین اوس باب مین جو ہماری اور آپ کی درمیان مین ہے آپ ہمارے
واسطی مقرر کردین اپنی جان ومال سی جو چاہین اسپر اللہ تعالی نی یہ آیت نازل
فرمائی ترجی من تشاء منهن فرماتا ہی تعزل من تشاء یعنی کنارے کرے تو جس کو
چاہی پس آپ نے کنارے کیا اون مین سی کئی عورتون کو اور جگہہ دی کئی کو من
ارجی مین سی تہین میمونہ وجویریہ وام حبیبہ وصفیہ وسودہ اور آپ قسمت کرتی درمیان
اون کے اپنے جان ومال سی جو چاہتے اور من آویٰ مین سی تہین حضرت عائشہ
وحفصہ وام سلمہ وزینب رضی اللہ عنهن پس آپ کی قسمت اپنی جان ومال سی درمیان
ان کے برابر تھی ابتغاء کی معنی ہین طلب اور عزل کی معنی ہین ازالہ یعنی اگر تو
چاہی کہ ملاوی طرف اپنے کسی عورت کو اون عورتون مین سی جن کو تو علیحدہ کر چکا
ہے نوبت سی اور اوس کو جگہہ دی اپنی پاس تو اس مین تجھپر کچھہ حرج نہین ہے حاصل
یہ ہے کہ اللہ پاک نے کام کو اپنے رسول کے سپرد کردیا اپنی بیبیون مین جو چاہین
کرین تقدیم وتاخیر وعزل وامساک وضم من ارجی وارجا ومن ضم الیہ اور جو کچھہ چاہین
اون کے کام مین کرین اللہ پاک نے یہ حکم دیا اون پر فراخی کرنے کو اور اون سے
حرج دور کرنے کو اصل جناح کی میل ہی جس وقت کشتی ادہر اودہر مائل ہوجاتی
ہے تو محاورہ عرب مین بولتے ہین جنحت السفینة معنی یہ ہین کہ جو کچھہ تو نے کیا

اوس مین تجھپر کسی طرح کا میل نہین ہی ساتھہ ملامت وعتاب کی یعنی اس کام
مین کوئی ملامت وعتاب تیری طرف مائل نہوگا **قولہ تعالی ذٰلک**
مبتداہی اور **ادنی ان تقر اعینھن** الآیہ اوس کی خبر ہی یعنی یہ تفویض طرف
تیری مشیت کے جو ہم نے تجھکو مفوض کی ہی قریب تر ہے طرف اون کی رضا
کے اور زیادہ تر خوش کرنے والی ہے اون کے جی کو کیونکہ وہ ہماری پاس سی ہے
قتادہ نی کہا یہ تخییر جس کا ہم نے تجھکو اختیار دیا ہی اون کی صحبت کے باری مین
قریب تر ہے طرف اون کی رضا کے اس لیی کہ ہماری پاس سے ہی کیونکہ جب وہ
اس بات کو جان لینگی کہ وہ اللہ پاک کی طرف سی ہے تو اون کی آنکھین ٹھنڈی
ہو جائین گی اور اون کے جی کو چین ملیگا اور آپس کی غیرت دور ہو جائیگی اور
رضا حاصل ہوگی **جمہور** نی تقر بصیغہ فعل مضارع معروف پڑہا ہی اعینھن کی طرف
مسند ہی ابن محیصن نی تقر بضم فوقیہ اقرار باب افعال سی پڑہا ہی فاعل اوس کا
ضمیر مخاطب ہی اور اعینھن اوس کا مفعول منصوب اور کسی نی بصیغہ مجہول پڑہا ہے
قرۃ العین کی معنی سورہ مریم مین گذر چکی ہین **ولا یحزن** کی یہ معنی ہین کہ اونکو
کسی طرح رنج وغم حاصل نہوگا اس سبب سی کہ بعض کو تو اختیار کریگا بعض کو نہ کریگا
ویرضین بما اٰتیتھن کلھن یعنی جو کچھہ تو اون کو عطا کریگا یعنی کسی کو قریب
کریگا کسی کو موخر وعلحدہ کسی کو اپنے پاس جگہہ دیگا ان سب کامون سے وہ
ساریان خوش رہین گی کسی طرح کا شکوہ وشکایت نہ کرین گی کیونکہ یہ حکم تو اللہ
پاک کی طرف سی ہی **جمہور** نی کلھن کو برفع پڑہا ہی واسطی تاکید فاعل یرضین کے
اور ابو ایاس نی بنصب پڑہا ہی واسطی تاکید ضمیر مفعول کے جو آتیتھن مین ہی حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان اون کی باری کے قسمت فرمایا کرتی تھی تا وفات
شریف اور جو کچھہ آپ کے لیی مباح کیا گیا تھا اوس مین سی آپ نی کسی شی کا برتاؤ
نہین فرمایا واسطی ضبط رکھنی اپنی نفس مقدس کے اور واسطی لینی افضل وبہتر امر
کے سوا حضرت سودہ کے کہ اونھون نی اپنی رات حضرت عائشہ کو ہبہ کردی تھی

رضی اللہ تعالی عنہما **واللہ یعلم ما فی قلوبکم** یعنی اللہ پاک جانتا ہی
ہر وہ شی جس کو تم چھپاتی ہو اس مین سی امور نساء ہین اور بعض کی طرف مائل ہونا
جن کو تم اپنی دلون مین چھپاتے ہو **وکان اللہ علیما حلیما** یعنی اللہ پاک خوب
جاننی والا ہے ہر شے کا اور اوس چیز کا جو تمہاری دلون مین ہی اوسپر کوئی پوشیدہ
شی پوشیدہ نہین رہتی ہی بڑا حلم کرنے والا ہے تم سی گناہگارون پر عقوبت
کی جلدی نہین کرتا ہی پس چاہیی کہ اوس کی محارم سی پرہیز کیا جای کیونکہ حلیم کا انتقام
وغضب ایک امر عظیم ہوتا ہے **لا یحل لک النساء من بعد** جمہور نے
بیای تحتیہ پڑہا ہی اس لیے کہ درمیان فعل کی اور فاعل مونث کے فصل واقع
ہوگئی ہے اور ابن کثیر نی تای فوقیہ یعنی حلال نہین ہین واسطی تیرے عورتین
بعد ان نو بیبیون کے جنہون نی تجھکو اختیار کرلیا ہے اور تیری عصمت مین جمع ہوگئی
ہین یہ وہ نو ہین جن کو چھوڑ کر آپ نی وفات فرمائی ہی یعنی حضرت عائشہ بنت
حضرت صدیق اکبر اور حضرت حفصہ دختر حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت ام حبیبہ
بنت ابو سفیان اور حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ اور حضرت
صفیہ بنت حیی بن اخطب خیبریہ اور حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ اور حضرت
زینب بنت جحش اسدیہ اور حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقیہ قالہ ابو السعود رضی اللہ
عنہم وعنہن اجمعین **اس آیت کریمہ** کی تفسیر مین اہل علم نی اختلاف کیا ہے
کئی قول پر **اول** یہ ہی کہ یہ آیت محکم ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام
کیا گیا ہی کہ اپنی بیبیون پر اور نکاح کرین واسطی مکافات اون کے فعل کے کہ
اونہون نی اللہ تعالی کو اور اوس کے رسول کو اور دار آخرت کو اختیار کیا جبکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اللہ کے حکم سی اون کو اس کا اختیار دیا یہ قول حضرت
ابن عباس کا اور مجاہد وضحاک وقتادہ وحسن وابن سیرین وابو بکر بن عبد الرحمن
بن حارث بن ہشام وابن زید وابن جریر کا ہے **ابو امامہ** بن سہل بن حنیف
نے کہا جبکہ اللہ پاک نے آپ کی بیبیون پر یہ حرام کیا کہ بعد آپ کے نکاح کرین تو

آپ پر یہ حرام کیا کہ آپ اون کی سوا اور عورتون سے نکاح فرمائین **حضرت ابی بن کعب** وعکرمہ وابو رزین نے کہا معنی یہ ہین حلال نہین ہین واسطی تیری عورتین بعد اون اصناف کی جن کا اللہ تعالی نے نام لیا ہی **قرطبی** نی کہا اور یہ قول اختیار ابن جریر ہی **کسی** نی کہا معنی یہ ہین حلال نہین ہین واسطی تیرے یہودی عورتین اور نہ نصرانی عورتین کیونکہ ان کا بابہات مومنین متصف ہونا صحیح نہین ہے اس قول مین بُعد ہے کیونکہ تقدیر عبارت کی یہ ہوگی حلال نہین ہین واسطے تیرے عورتین بعد مسلمات کے حالانکہ مسلمات کا ذکر نہین گذرا ہی **کسی** نی کہا یہ آیت منسوخ ہی سنت سی یعنی حدیث شریف سی اور اس آیت سی ترجی من تشاء الآیہ حضرت ام سلمہ وحضرت عائشہ وحضرت علی بن ابی طالب اور حضرت علی بن الحسین وغیرہم رضی اللہ عنہم اسی قول کی قائل ہین راجح قول یہی ہی دلائل ان قولون کی اول گذر چکی ہین **قولہ تعالی ولا ان تبدل بھن من ازواج** اصل تبدل کی تبدل ہی ایک حرف تا حذف کر دیا گیا ہی معنی یہ ہین جائز نہین ہی واسطی تیری کہ تو اونمین سے ایک کو یا زیادہ کو طلاق دیوی اور جس عورت کو اون مین سے طلاق دیا ہی اوس کے عوض مین اون کے سوا اور سی نکاح کری خازن نی کہا یہ معنی ہین کہ اور نہ یہ حلال ہے کہ بدلی تو بعوض مسلمان عورتون کے اون کے غیر کو کتابی عورتون سی کیونکہ الم المومنین یہودی عورت نہین ہوتی ہی اور نہ نصرانی عورت الا ما ملکت یمینک یعنی ملک یمین کتابی عورتون سی پس تو اون مین سی لونڈیان رکھے حرف من زیادہ ہی واسطی تاکید نفی کی فائدہ اس کا استغراق جنس ازواج کا ہے ساتھ تحریم کے غرض یہ ہے کہ تبدل سی مراد یا تو تبدل بطلاق ہی علامہ نسفی نی اسی کو اختیار کیا ہی یا دو شخص باہم اپنی بیبیون کا مبادلہ کرین جیسا کہ ابن زیدنی کہا ہی کہ یہ ایک ایسی شی ہی کہ عرب لوگ اس کو کیا کرتے تھے کہتے کہ تو میری بی بی لیلے اور مجھے اپنی بی بی دیدی ابن جریر ونحاس نی ابن زید کے قول کا انکار کیا ہی ابن جریر نے کہا کہ عرب نے یہ کام کبھی نہین کیا لیکن اس انکار کو وہ روایتین دفع کرتی ہین جو کہ مبادلے کے بارے مین حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی مروی ہین چنانچہ اول اون کا ذکر ہو چکا ہی **جملہ**
ولو اعجبك حسنهن محل نصب مین ہی بنا بر حال تبدل کے فاعل سی
معنی یہ ہین حلال نہین ہے کہ تبدل کرے تو بعوض اپنی بیبیون کے اس حال مین کہ
اگرچہ تجھے خوش کرے حسن اون کے غیر کا اون عورتون مین سی کہ خبین سے
تو نی بدل کرنے کا ارادہ کیا ہے یہ قول مثل اس قول کے ہے کہ اعطوا السائل ولو
علی فرس یعنی سائل کو ہر حال مین دو گو وہ اس حالت پر ہو جو کہ دینے کی منافی ہی
کرخی نی زمخشری سی نقل کیا ہی کہ ولو اعجبك حسنهن حال کی معنی مین ہی فاعل سے
وہ فاعل ضمیر مخاطب ہی تبدل مین مفعول سی حال نہین ہی یعنی من ازواج سی
اس لیی کہ یہ متوغل ہی تنکیر مین یعنی حرف من واسطی استغراق جنس کے زیادہ کر کے
اوس کی تنکیر مین غلو کیا ہی تقدیر یہ ہے مفروضا اعجابك بہن یعنی حلال نہین ہے
کہ اون کے بدلے اور کرے کوئی عورتین اس حال مین کہ فرض کیا گیا ہو تیرا اعجاب
ساتھہ اون کے کسی نی کہا کہ اسماء بنت عمیس منجملہ من اعجبہ حسنهن ہین چنانچہ خازن
نے حضرت ابن عباس سی نقل کیا ہی کہ مراد اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہین حضرت جعفر
بن ابی طالب کی بی بی جبکہ وہ شہید ہوے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارادہ فرمایا کہ اون سی نکاح کا پیام کرین پس آپ کو اس سی نہی فرمائی گئی یہ تبدل ہی
بنا بر قول راجح منجملہ اون چیزون کے ہے جن کو اللہ پاک نے اپنے رسول کے حق
مین منسوخ فرمایا ہی اور نسخ اس کا یا تو ساتھہ سنت کے ہی یا ساتھہ اس کریمہ کے
انا احللنا لك ازواجك ترتیب نزول کی ترتیب مصحف پر نہین ہے کذا قال النسفی
قولہ تعالی الا ما ملكت يمينك استثنا ہی نسا سی کیونکہ کلمہ نسا شامل
ہے آزاد عورتون کو اور لونڈیون کو کسی نی کہا منقطع ہے معنی یہ ہین لیکن حلال ہین
واسطی تیری لونڈیان سمین نی کہا اس مین دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ مستثنی ہے
نسا سی تو اب اس مین دو وجہین ہین ایک تو نصب بنا بر اصل استثنا دوسرے رفع
بنا بر بدل مختار یہی وجہ ہی دوسری وجہ استثنا ہی ازواج سی یہ قول ابو البقا کا ہی

اب اس مین جائز ہے کہ موضع نصب مین ہو بنا بر اصل استثنا اور یہ بھی جائز ہے کہ موضع جر مین بدل ہو ازواج سی بنا بر لفظ اور یہ بھی کہ موضع نصب مین ہو بدل ازواج سے بنا بر محل **علما** نی اختلاف کیا ہی کافر لونڈی کی تحلیل مین دو قول پر اول قول یہ ہے کہ وہ حلال ہے واسطی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بسبب عموم اس آیت کے مجاہد و سعید بن جبیر و عطا و حسن اس کے قائل ہین دوسرا قول یہ ہی کہ وہ آپ کو حلال نہین ہے واسطی تنزیہ حضور کے قدر شریف کے کافرہ کی مباشرت سے اول قول کی ترجیح اس آیت کے عموم سے ہوسکتی ہی رہی تعلیل منع کی جو تنزہ کی سا ہتہ کی ہی سو وہ ضعیف ہی جس شی کو اللہ سبحانہ نے حلال کیا اوس سے کچھ تنزہ نہین ہے وہ تو طیب ہے خبیث نہین ہی باعتبار اوس شے کے جو امور نکاح سی متعلق ہے نہ اس کے سوا اور اعتبار سے کیونکہ نص قرآنی مشرکین نجس ہین اور قول ثانی کی ترجیح اس آیت سے ہوسکتی ہے ولا تمسکوا بعصم الکوافر کیونکہ یہ نہی عام ہے وکان اللہ علی کل شیء رقیبا یعنی ہے اللہ ہر شی پر مراقب و حافظ و مہیمن یعنی نگاہبان و امین کوئی شی اوسپر مخفی نہین ہے اور نہ کوئی شے اوس سی فوت ہوتی ہی **ف** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ازواج مطہرات کے ماریہ قبطیہ کے مالک ہوئی ماہ ذی حجہ ۷ھ ہجری مین حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالی عنہ اون کے بطن سی پیدا ہوئی ستر دن کی عمر کسی نی کہا ایک برس دس مہینے کی عمر مین بزمانہ حیات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پائی ایک روایت مین ہی کہ خود حضرت نی نفس نفیس اون پر نماز جنازہ نہین پڑہی بلکہ صحابہ کو حکم دیا تو اونہون نے نماز پڑہی قالہ ابن حجر فی شرح الہمزیہ علی ما نقلہ سلیمان الجمل رحمہ اللہ تعالی یہ حضرت **ماریہ قبطیہ** رضی اللہ عنہا وہ ہین جن کو مقوقس ملک قبط نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین ہدیۃً بھیجا تھا قبط اہل مصر و اسکندریہ ہین یہ مقوقس صاحب اسکندریہ تھا ابن ماکولا نے کہا ہی کہ اس کا نام جریج بن روحیم اول مضموم ہی مسلمان نہین ہوا نصرانی رہا حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب

لہ اور نہ رکھو قبضہ مین ناموس کافر عورتون کی ۱۲

رضی اللہ عنہ کے عہد سعادت مہد مین مسلمانون نی اسی سی مصر کو فتح کیا
ابن مندہ و ابونعیم نی مقوقس کا ذکر کیا ہے حالانکہ اوس کے ذکر کرنے کی کوئی
وجہ نہین ہی اس لیی کہ وہ مسلمان نہین ہوا **باعث** ہدیہ بھیجنے کا یہ ہوا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ کی معرفت دعوت
اسلام کا نامۂ ہدایت شمامہ اوس کے پاس بھیجا وہ نامہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم
من محمد بن عبد اللہ الی المقوقس عظیم القبط سلام علی من
اتبع الھدی اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم
واسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فانما علیک اثم القبط و
یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الآیہ یعنی محمد بن عبد اللہ
سے طرف مقوقس امیر قبط کے سلامتی ہی اوس شخص پر جس نی اتباع کیا ہدایت کا
اما بعد پس بی شک مین بلاتا ہون تجھکو طرف ایک کلمے کے جو بلانے والا ہے طرف
اسلام کے تو مسلمان ہو جا سلامت رہیگا یعنی تیرا جان و مال اور اسلام لے آویگا
تجھکو اللہ تیرا اجر دوبار پھر اگر تو نے اعراض کیا تو سوا اس کے نہین کہ تجھپر گناہ ہے
قبطیون کا یعنی اس لیی کہ تو اون کا امیر ہی تو مسلمان ہوگا تو وہ بھی مسلمان ہونگے
تو نہوگا وہ بھی نہ ہونگے تو اون کے اسلام نہ لانے کا گناہ بھی تجھپر ہوگا اور اے
کتاب والو آؤ طرف ایک کلمی کی جو برابر ہے درمیان ہماری اور تمہارے وہ یہ ہے
کہ نہ پوجین ہم مگر اللہ کو الی آخر الآیہ پھر جب حضرت حاطب اس مبارک خط کو مقوقس
کی طرف لیگئے تو اوس کو اسکندریہ مین پایا پھر وہ اوس کو دیدیا تو اوس نی اوس کو
پڑھا پھر اوس کو ہاتھی دانت کے ڈبے مین رکھا اور اوس پر مہر لگائی اور اوس کو
لونڈی کے حوالے کیا پھر اوس کا یہ جواب لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم لمحمد بن
عبد اللہ من المقوقس عظیم القبط سلام علیک اما بعد فقد
قرات کتابک وفھمت ما ذکرت فیہ وما تدعو الیہ وعلمت ان
نبیا قد بقی وما کنت اظن انہ یخرج الا بالشام وقد اکرمت رسولک

ای فانہ قد دفع لہ مائۃ دینار وخمسۃ اثواب وبعثت لک بجاریتین لھما
مکان فی القبط عظیم ای وہما ماریۃ وسیرین وثیاب ای عشرین ثوبا
من قباطی مصر قال بعضھم وارسل لہ عمائم وقباطی وطیبا وعودا وندا ومسکا
مع الف مثقال من الذہب ومع قدح من قوارید وبغلۃ للرکوب والسلام علیک
یعنی طرف محمد بن عبد اللہ کے مقوقس عظیم قبط سی سلام ہو تجہپر اما بعد پس مقررمین نے
پڑہا تیری خط کو اور سمجہا اوس شی کو جو تو نے اوس مین ذکر کی ہی اور اوس شے کو
جس کی طرف تو بلاتا ہے اور مجہی معلوم ہے کہ مقرر ایک نبی باقی رہا ہے مین نہین
گمان کرتا تہا کہ وہ نکلیگا مگر شام مین اور مقررمین نے اکرام کیا تیری قاصد کا یعنے
اس لیی کہ اوس کو سوا شرفیان دین اور پانچ کپڑی اور مین نے تیرے واسطے ایسی
دو لونڈیان بہیجی ہین جن کے واسطے قبط مین ایک رتبۂ عظیم ہی یعنی وہ ماریہ اور
سیرین ہین اور کپڑے یعنی بیس عدد قباطی مصر سے بعض نے کہا کہ اوس نے
آپ کے واسطے عمامے بہیجے اور قباطی اور خوشبو اور عود وند ومشک مع ایک ہزار
مثقال سونے کے اور مع ایک پیالی کاچ کے اور ایک خچر واسطے سواری کے اور
سلام ہو تجہپر اوس نی اس پر اور کچہہ زیادہ نہین کیا اور اسلام نہین لایا اور علاوہ دو
لونڈیون کے ایک اور لونڈی بہیجی اور ایک خصی یعنی خواجہ سرا اس کو مابور کہتے تہی
اور بغلہ کا نام دلدل تہا رنگ اوس کا شہبا تہا اور ایک گہوڑا لزاز نام کیونکہ اوس نے
حاطب سے پوچہا تہا کہ تیرا صاحب گہوڑون مین کون سا گہوڑا محبوب رکہتا ہے تو
حاطب نی اوس سے کہا کہ اشقر اور مین ابہی اون کے پاس ایک گہوڑا چہوڑ کر آیا ہون
جس کو مرتجز کہتے ہین تو اوس نے آپ کے واسطے مصر کے خیل موصوفہ سی ایک گہوڑا
منتخب کیا پہر اوس کو زین ولگام سی درست کیا یہ گہوڑا آپ کا فرس میمون ہی اور بہنا
کے شہدی آپ کی طرف شہد ہدیہ بہیجا بہنا ایک دیہ ہے دیہات مصر سے کذا فی
سیرۃ الحلبی غرضکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کے حقوق جن کی
رعایت آپ پر واجب ہی جب اللہ پاک اون کا بیان کر چکا تو اون کے جن حقوق کی

رعایت لوگون پر واجب ہی اون کا بیان شروع کیا پس ارشاد فرمایا
یا ایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی ا
طعام غیر ناظرین انٰہ ولکن اذا دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم
فانتشروا ولا مستانسین لحدیث ط ان ذلکم کان یؤذی النبی
فیستحی منکم ز واللہ لا یستحی من الحق ط واذا سالتموھن متاعا
فسئلوھن من وراء حجاب ط ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن ط وما
کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ
ابدا ط ان ذلکم کان عند اللہ عظیما ہ ان تبدوا شیئا او تخفوہ
فان اللہ کان بکل شئ علیما ہ لا جناح علیھن فی اٰبائھن ولا
ولا اخوانھن ولا ابناء اخوانھن ولا ابناء اخواتھن ولا نسائھن ولا
ما ملکت ایمانھن ج واتقین اللہ ط ان اللہ کان علی کل شئ شھیدا ہ

ای ایمان والو مت جاؤ گھرون مین نبی کے مگر جو تم کو حکم ہو کہانے کے واسطی نہ راہ
دیکھتے اوس کے پکنے کی لیکن جب بلائی تب جاؤ پھر جب کہا چکو تو آپ آپ کو
چلے جاؤ اور نہ آپس مین جی لگاتے باتون مین اس بات سے تمہاری تکلیف تھی
پیغمبر کو پھر تم سے شرم کرتا اور اللہ شرم نہین کرتا ٹھیک بات بتانی مین اور جب
مانگنے جاؤ بیبیون سی کچھ چیز کام کی تو مانگ لو پردے کے باہر سے اس مین خوب
ستھرائی ہی تمہاری دل کو اور اون کے دل کو اور تمکو نہین پونہچتا کہ تکلیف دو اللہ کے
رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اوس کی عورتون کو اوس کے پیچھے کبھی البتہ یہ بات
تمہاری اللہ کے یہان بڑا گناہ ہی اگر کھول کر کہو تم کسی چیز کو یا اوس کو چھپاؤ سو اللہ
ہے ہر چیز جانتا گناہ نہین اون عورتون کو سامنے ہونے کا اپنے باپون سے اور
نہ اپنے بیٹون سی اور نہ اپنے بھائیون سے اور نہ اپنے بھائی کے بیٹون سے اور
نہ اپنی بہن کے بیٹون سی اور نہ اپنی عورتون سے اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے
اور ڈرتیان رہو اللہ سے بے شک اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ف یہ اللہ تعالی نے

ادب سکھائی مسلمانون کو کبھی کہانی کو حضرت کے گھر مین جمع ہوتے پیچھے باتین
کرنے لگ جاتی حضرتؐ کا مکان آرام کا وہی تہا شرم سے نہ فرماتے کہ اوٹھہ جاؤ
اون کی واسطی اللہ نے فرمایا اور اس آیت مین حکم ہوا پردے کا کہ مرد حضرتؐ
کی ازواج کی سامنے نہ جاوین سب مسلمانون کی عورتون پر یہ حکم واجب نہین
اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑون مین ڈہنکا تو گناہ نہین اور
اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے **ف** اپنی عورتون کا اور رہتہ کے مال کا
ذکر ہو چکا سورۂ نور مین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ
آیت حجاب ہی اس مین شرعی احکام و آداب ہین یہ آیت اون آیتون مین سی ہے
جن کا نزول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے قول کے موافق ہوا ہی چنانچہ
صحیحین مین ثابت ہوا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین موافق ہوا
اپنے رب عزوجل کا تین باتون مین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ ٹہیرائین
مقام ابراہیم سے مصلے یعنی نماز پڑہنے کی جگہہ اسپر اللہ تعالی نے اس آیہ کو نازل
فرمایا و اتخذوا من مقام ابراہیم مصلی اور مین نے عرض کیا یا رسول اللہ بی شک آپ کی
بیبیون پر داخل ہوتا ہی نیک و بد پس کاش آپ اون کا پردہ کرین اسپر اللہ نے
آیت حجاب نازل فرمائی اور مین نی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیون سے کہا
جبکہ اونہون نی ایک دوسرے کی مساعدت و معاونت کی اون پر غیرت مین
شاید رب اوس کا اگر وہ تم کو طلاق دیدی تو بدل دی اوس کو بیبیان بہتر تم سے
پس اسی طرح آیت نازل ہوئی **مسلم** کی ایک روایت مین قیدیان بدر کا ذکر ہے
یہ چوتہا قضیہ ہی **بخاری** نی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سی روایت کیا
ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نی عرض کیا یا رسول اللہ داخل ہوتا ہی آپ پر نیک و بد
پس کاش آپ حکم دین امہات مومنین کو پردی کا اسپر اللہ نے آیت حجاب
نازل فرمائی [illegible] وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس ہوا ہے حضرت
زینب سی اوس کی صبح مین اس آیت کا نزول ہوا ہی یہ حضرت زینب بنت جحش وہ

ہین جن کی نکاح کرنے کا خود اللہ تعالی متولی ہوا یہ نکاح ماہ ذی قعدہ ۵ھ ہجری
مین ہوا بقول قتادہ و واقدی وغیرہا **ابو عبید** معمر بن مثنی و خلیفہ بن خیاط کا یہ زعم
ہے کہ ۴ھ ہجری مین ہوا فاللہ تعالی اعلم **بخاری** نی حضرت انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی حضرت زینب
بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو قوم کو بلایا سو اونہون نی کہانا کہا یا پھر
بیٹھی باتین کرنے لگے پس ناگاہ آپ کھڑی ہونے کا تہیہ کرنی لگی تو بہی لوگ کھڑی
نہوئی پھر جب آپ نی یہ دیکہا یعنی آپ نی اوٹھنی کا تہیہ فرمایا سیر بہی لوگ اوٹھی
تو آپ کھڑے ہوگئے پھر جب آپ کھڑے ہوگئے تو جو کوئی کھڑا ہوگیا وہ ہوگیا اور
تین آدمی بیٹھے رہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائی تاکہ داخل ہون تو ناگاہ
وہ قوم بیٹھی ہوئی تہی پھر وہ کھڑے ہوگئے تو چلدیے انس کہتی ہین پھر مین آیا تو مین نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ وہ لوگ چلدیے پس آپ تشریف لائی یہانتک
کہ داخل ہوئی پھر مین چلا کہ داخل ہوؤن تو آپ نی درمیان میرے اور اپنے پردہ
ڈالدیا اسپر اللہ پاک نی یہ آیت نازل فرمائی یا ایہا الذین اٰمنوا لا تدخلوا الآیہ
وقد رواہ ایضا فی موضع اٰخر و مسلم والنسائی من طرق عن معتمر
بن سلیمان بہ ثم رواہ البخاری منفردا بہ من حدیث ایوب عن
ابی قلابۃ عن انس رضی اللہ عنہ بنحوہ پھر **بخاری** نی حضرت انس رضی اللہ عنہ
سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کے
ساتہہ بنا کیا ساتہہ نان و گوشت کے یعنی اپنے ولیمے مین گوشت اور روٹی کہلائی
پس مین کہانی پر بلانے والا بہیجا گیا تو ایک قوم آتی پھر کہاتی اور چلے جاتے تہے
پھر ایک قوم آتی تو کہاتی اور چلی جاتی پھر مین نی یہان تک بلایا کہ مین نہین پاتا تہا
کسی کو کہ اوسی بلاؤن تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ نہین پاتا ہون کسی کو کہ بلاؤن
فرمایا اوٹہاؤ اپنا کہانا اور تین رہط باقی رہگئے گہر مین باتین کرتے تہے تو نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نکلے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے گئے پس

فرمایا السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت عائشہ نے عرض کیا وعلیک السلام
ورحمۃ اللہ یارسول اللہ آپ نی اپنے اہل کو کیسا پایا اللہ آپ کے واسطی برکت
دی پہر آپ نے ایک کے بعد ایک اپنی ساری بیبیون کے حجرون کا استقرا
کیا اون سے فرماتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ سے فرمایا اور وہ آپ سے وہی
کہتی تہین جو حضرت عائشہ نے کہا پہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹے تو ناگاہ تین شخص
گہر مین باتین کر رہے تھے اور آپ نہایت سخت حیا والے تھے تو آپ نکلی چلتے ہوئے
طرف حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہر مین نہین جانتا ہون کہ مین نی آپ کو خبر دی
یا اور کسی نے کہ وہ تو تم نکل گئی یعنی وہ آدمی جو گہر مین بیٹھے باتین کر رہے تھے تو
آپ لوٹی یہان تک کہ جس وقت آپ نی اپنا پانون دروازے کی دہلیز مین رکھا
اس حال مین کہ وہ داخل ہونے والا تہا اور دوسرا خارج تو آپ نی پردہ چہوڑ دیا درمیان
میرے اور اپنے اور آیت حجاب نازل کی گئی انفرد بہ البخاری من بین اصحاب
الکتب الستۃ سوی النسائی فی الیوم واللیلۃ من حدیث عبد الوارث
ثم رواہ عن اسحاق ہو ابن منصور عن عبد اللہ بن بکر السہمی عن حمید
عن انس بنحو ذلک وقال رجلان انفرد بہ من ہذا الوجہ وقد تقدم
فی افراد مسلم من حدیث سلیمان بن المغیرۃ عن ثابت عن انس

ابن ابی حاتم نی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اپنی بعض بیبیون سی بیاہ کیا تو ام سلیم نے حیس[1]
بنایا پہر اوس کو ایک تور[2] مین رکہا پہر کہا تو اس کو لیجا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے اور میری طرف سی اون کو سلام عرض کر اور اون کو خبر دے کہ یہ ہماری
طرف سے اون کے واسطی ایک شی قلیل ہی حضرت انس نے کہا کہ اوس وقت
لوگ تکلیف مین تہی پہر مین اوس کو لیکر آیا تو مین نی عرض کیا یارسول اللہ ام سلیم نے
یہ آپ کی طرف بہیجا ہے اور وہ آپ کو سلام عرض کرتی ہی اور عرض کرتی ہے کہ تو
اون کو خبر دے کہ یہ ہماری طرف سی اون کی واسطی قلیل ہی پس آپ نی اوسکی طرف

نظر فرمائی پھر فرمایا اوس کو رکھدی تو مین نی اوس کو ناحیۂ بیت مین رکھدیا پھر فرمایا
جا تو فلان فلان کو میرے واسطی بلا لا آپ نی بہت سی آدمیون کا نام لیا اور فرمایا
اور جس کسی کو تو ملے مسلمانون مین سی پھر مین اون کو بلا لایا جن کا آپ نی فرمایا اور
اون کو جن سی مین ملا مسلمانون مین سے پھر مین آیا اس حال مین کہ گھر اور صُفّہ[1] اور حجرہ
آدمیون سے بھرا ہوا تھا جعفر راوی نے کہا کہ مین نی جعد ابو عثمان نیشکری سے
کہا جو کہ حضرت انس سی راوی ہین کہ ای ابو عثمان وہ لوگ کتنے تھے تو کہا کہ
قریب تین سو آدمیون کے حضرت انس نی کہا پھر مجھہ سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا تو اوس کو لا تو مین اوس کو آپ کی طرف آیا پھر آپ نی اپنا دست
مبارک اوسپر رکھا اور دعا فرمائی اور کہا جو کچھہ اللہ نے چاہا پھر فرمایا چاہیے کہ دس دس
آدمیون کے حلقے ہو جائین اور چاہیے کہ بسم اللہ کہین اور چاہیے کہ ہر آدمی اپنے
آگے سے کھائے پھر اونھون نی بسم اللہ کہنا اور کھانا شروع کیا یہان تک کہ سب کے
سب کھا چکے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھہ سی فرمایا کہ اوس کو اوٹھا کہا
پس مین آیا تو مین نی تو رکابی پھر اوس مین نظر کی تو مین نہین جانتا ہون کہ وہ جب
مین نے اوس کو رکھا نہا اکثر تھا یا جس وقت مین نی لیا یعنی اتنے لوگون نے کھا لیا
اور کھانا ویسا ہی رہا بلکہ اول سی زیادہ حضرت انس نے کہا کچھہ لوگ پیچھے رہ گئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین باتین کرتے رہے اور آپ کی بی بی جن سے
آپ نے دخول کیا تھا وہ اون کے ساتھہ اپنا موہنہ دیوار کی طرف پھیرے ہوئے
پھر اون لوگون نے بات کو طول دیا یعنی دیر تک باتین کرتے رہے تو وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاق ہوئی اور آپ سب لوگون سے بڑھکر حیا دار تھے اور
اگر اون لوگون کو اس کا اعلام کیا جاتا تو اون پر شاق ہوتا اس لیی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے پھر آپ نے اپنے حجرون پر اور اپنی بیبیون پر سلام کیا
پھر جب اون لوگون نے آپ کو دیکھا کہ آ گئے تو گمان کیا کہ وہ آپ پر گران ہوئی
دروازے کی طرف جھپٹے تو نکل گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے

[1] صفہ بفتح صاد و تشدید فا ایک سایہ دار جگہ ہے مسجد شریف مین
فقرا صحابہ اوس مین رہتے تھے آنحضرت

یہان تک کہ آپ نی پردہ چھوڑ دیا اور گھر مین داخل ہوگئی اور مین حجرے مین پہر آپ
اپنے گھر مین زیادہ ٹھیری اور اللہ تعالی نے آپ پر قرآن نازل فرمایا تو آپ نکلے
اور اس آیت کو پڑھتے تھے یا ایہا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوت النبی
الا یہ حضرت انس نی کہا فقراھن علی النساء نسخۃ قبل الناس فانا احدث
الناس بھن عہدا وقد رواہ مسلم والترمذی والنسائی جمیعا
عن قتیبۃ عن جعفر بن سلیمان بہ وقال الترمذی حسن صحیح و
علقہ البخاری فی کتاب النکاح فقال وقال ابراھیم بن طہمان عن الجعد
ابی عثمان عن انس فذکر نحوہ ورواہ مسلم ایضا عن محمد بن رافع
عن عبد الرزاق عن معمر عن الجعد بہ وقد روی ھذا الحدیث
عبد اللہ بن المبارک عن شریک عن بیان بن بشر عن انس بنحوہ و
رواہ البخاری والترمذی من طریقین اٰخرین عن بیان بن بشر ابی بشر
الاحمسی لکوفی عن انس بنحوہ ورواہ ابن ابی حاتم ایضا من حدیث
ابی نضرۃ العبدی عن انس بن مالک بنحو ذلک ولم یخرجوہ ورواہ
ابن جریر من حدیث عمرو بن سعید ومن حدیث الزھری عن انس
بنحو ذلک امام احمد نی عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے
کہا جبکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوچکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا تو جاہ ذکر کر اوس کو مجھپر کہا پس حضرت زید چلے
یہان تک کہ حضرت زینب کے پاس آئی کہا اور وہ اپنی آٹے کو خمیر کر رہی تہین پہر
جب مین نے اون کو دیکہا تو وہ میرے سینے مین عظیم ہوگئین اور پوری حدیث ذکر
کی جس طرح کہ قولہ تعالی فلما قضی زید منہا وطرا الآیۃ کی تفسیر مین ہم اوس کو ذکر کر آئے
ہین وزاد فی اٰخرہ بعد قولہ ووعظ القوم بما وعظوا بہ قال ھاشم
فی حدیثہ لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم الا یہ وقد اخرجہ
مسلم والنسائی من حدیث جعفر بن سلیمان بہ ابن جریر نے

عن الزہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان رات کو نکلا کرتی تہین جبکہ بَرَاز کو جاتین طرف مناصع[1] کے اور
یہ ایک فراخ زمین ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
عرض کیا کرتے تہے کہ آپ اپنی بیبیون کو پردہ کرائین سو آپ نہ تہی کہ یہ کام کرین
پس حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا آپ کی بی بی نکلین یعنی حسب عادت اور
یہ ایک عورت دراز قد تہین تو حضرت عمر نے اپنی بلند آواز سی اون کو پکارا کہ ای سودہ
ہم نے تم کو پہچان لیا غرض اس سے حرص تہی کہ پردے کا حکم نازل ہو جای حضرت
عائشہ نے فرمایا پہر اللہ نے پردہ نازل کیا **اس** روایت مین اسی طرح واقع ہوا ہے
اور **مشہور** یہ ہی کہ یہ قصہ بعد نزول حجاب کی ہوا جیسا کہ **امام احمد** و بخاری و مسلم
نے از حدیث ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہی کہ حضرت
سودہ نکلین بعد اس کے کہ پردہ مقرر کیا گیا واسطی اپنی حاجت کے اور یہ ایک عورت جسیم
تہین جو کوئی اون کو پہچانتا اوس پر مخفی نہین رہتی تہین پس حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے اون کو دیکہا تو کہا ای سودہ خبردار واللہ تو ہم پر مخفی نہین رہتی ہے
سو تو دیکہہ کیسی نکلتی ہی حضرت عائشہ کہتی ہین پہر وہ ویسی ہی لوٹی ہوئی چلی آئین
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گہر مین تہے اور بی شک آپ البتہ شام
کا کہانا کہا رہے تہے اور آپ کی دست مبارک مین ہڈی تہی پس بی بی سودہ اندر
آئین تو عرض کیا یا رسول اللہ مین تو اپنی بعض حاجت کے واسطی نکلی سو مجہہ سے عمر
نے ایسا ایسا کہا حضرت عائشہ نی فرمایا پس اللہ تعالی نے آپ کی طرف وحی بہیجی
پہر وہ حال آپ سی رفع ہوا اور حال یہ ہے کہ وہ ہڈی آپ کے دست مبارک
مین تہی آپ نی اوس کو رکہا نہ تہا پہر فرمایا بی شک مقرر اذن دیا گیا تمہاری واسطے
اس بات کا کہ تم نکلو واسطی اپنی حاجت کے یہ لفظ بخاری کا ہے پس قول اللہ تعالی کا
کہ لا تدخلوا بیوت النبی منع ہی مومنین پر اس بات سی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے گہرون مین بغیر اذن کے داخل ہون جس طرح کہ اس سی قبل اپنے گہرون مین

[1] مناصع وہ جگہ ہے جہان کہلے میدان مین عرب کے لوگ قضاء حاجت کے واسطے جایا کرتے تہے

کیا کرتی تھے زمانۂ جاہلیت مین اور ابتدای اسلام مین یہان تک کہ اللہ پاک نے
اس امت کے واسطی غیرت کی تو اون کو اس کا امر فرمایا یہ بات اللہ تعالے کے
اکرام سے ہے واسطی اس امت کے اور اسی لیی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ الحدیث یعنی بچو تم داخل ہونے سے عورتون پر
پھر اللہ پاک نی اس سی استثنا کیا تو یون فرمایا الا ان یوذن لکم الی طعام غیر
ناظرین انا ہ مجاہد وقتادہ وغیرہما نے کہا ای غیر منتظرین نضجہ واستواءہ یعنی مگر یہ
تم کو اذن دیا جای اس حال مین کہ تم وقت تاکنے والے نہو اوس کے پکنے اور تیار
ہونے کا یعنی کہانے کا انتظار مت کرو جبکہ وہ پکایا جای یہان تک کہ جب وہ
قریب پکنے کے ہو تو تم داخل ہونے کی واسطی تعرض کرو کیونکہ یہ بات اوس قسم سے
ہے جس کو اللہ تعالی ناخوش رکھتا ہے اور اوس کی ذم فرماتا ہے **یہ دلیل** ہی
تطفیل کی تحریم پر یہ وہ شی ہی جس کا نام عرب لوگ ضیفن رکھتے ہین **خطیب**
بغدادی رحمہ اللہ تعالی نی طفیلیون کی ذم مین ایک کتاب تصنیف فرمائی ہی
اون کے قصے لطیفے اوس مین ذکر کیے ہین اس جگہہ اون کے ذکر مین طول لاطائل
ہے اون کا محل کتب لطائف وظرائف ہین پھر اللہ پاک نی فرمایا ولکن اذا
دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا **صحیح مسلم** مین حضرت ابن عمر
رضی اللہ عنہما سی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی جس وقت
بلاوی ایک تمہارا اپنے بہائی کو تو چاہیے کہ وہ قبول کری عرس ہو یا غیر اوس کا یعنی
شادی بیاہ ہو یا اور کسی قسم کی دعوت جو خلاف شرع نہو اصل اس حدیث کے
صحیحین مین ہی **نیز صحیح** مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے
اگر مین بلایا جاؤن طرف ذراع کے تو البتہ مین قبول کرون اور اگر ہدیہ بہیجا جای
طرف میری کراع تو البتہ مین قبول کرون **غرضکہ** پھر جب تم فارغ ہو چکو کہانے
سے جس کی طرف تم بلائے گئے ہو تو تخفیف کرو گھر والون سے اور پھیل پڑو زمین
مین یعنی کہانا کہا کر جہان جس کو جانا ہے چلا جای میزبان کے گھر جم کر نہ بیٹھے اور

اسی لیی اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولا مستانسین لحدیث یعنی جس طرح کہ
ان تین آدمیون کو واقع ہوا جن کو بات چیت کرنے نے مطمئن و مانوس کیا اور اپنی
جانون کو بھول گئے یہان تک کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاق
گذری جس طرح کہ اللہ پاک نی فرمایا ہی ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحیی منکم
کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ تمہارا داخل ہونا اوس کے گھر مین بغیر اوس کے اذن کے
اوس پر شاق ہوتا تھا اور اوس سے ایذا پاتا تھا لیکن یہ مکروہ جانتا تھا کہ اس سے
اون کو منع کرے مارے اوس کی شدت حیا کے یہان تک کہ اللہ تعالی نی اوس پر
نہی نازل کی اس بات سی اسی لیے اللہ سبحانہ نے یہ فرمایا واللہ لا یستحیی من الحق
یعنی اسی واسطی تم کو اس سی منع و زجر کیا پھر اللہ سبحانہ نی فرمایا واذا سالتموھن
متاعا فاسالوھن من وراء حجاب یعنی جس طرح مین نی تم کو اون پر داخل ہونے
سے منع کیا ہی اسی طرح تم اون کی طرف بالکل نظر مت کرو اور اگر تم مین سی کسی کو
کوئی حاجت ہو جس کا لینا اون سے چاہتا ہے تو اون کی طرف نظر نکرے اور
نہ اون سے کوئی حاجت کی شی مانگے مگر پردے کے ورے سے ابن ابی
حاتم نی عن مجاہد عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہی کہا مین نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ جنیس کہا رہی تھی قعب[1] مین پھر حضرت عمر نے گذر کیا تو آپ
نے اون کو بلا لیا تو اونہون نے کہا یا پھر اون کی اونگلی سیری انگلی کو لگ گئی تو کہا
حس[2] یا کہا اوہ اگر وہ[3] اطاعت کرتے تمہارے بارے مین تو تم کو کوئی آنکھ نہ دیکھتی
اسپر پردہ نازل ہوا ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن یعنی یہ پردہ جس کا مین نے
تم کو امر کیا ہی اور اوس کو مشروع ٹھیرایا ہی واسطی تمہارے اطیب و اطہر ہے
قولہ سبحانہ وما کان لکم ان توذوا رسول اللہ الا یہ
ابن ابی حاتم نی عن عکرمہ عن ابن عباس روایت کیا ہی کہ یہ آیت ایک
شخص کے حق مین نازل ہوئی ہی اوس نی قصد کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی بعض بیبیون سے نکاح کری بعد آپ کے ایک شخص نے سفیان سے کہا کیا وہ

حضرت عائشہ ہین کہا مقرر اس کو ذکر کیا ہی اور اسی طرح مقاتل بن حیّان و عبدالرحمن
بن زید بن اسلم نے کہا ہے اور بسند خود سدی سی یہ ذکر کیا ہی کہ جس شخص نے اس پر
عزم کیا تہا وہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ ہین یہان تک کہ اوس کی تحریم
پر تنبیہ نازل ہوئی اور اسی لیی قاطبۃً علما نے اسپر اجماع کیا ہے کہ جن بیبیون کو چہوڑ کر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات فرمائی ہے بعد آپ کے غیر پر اون سے
نکاح کرنا حرام ہے کیونکہ وہ آپ کی بیبیان ہین دنیا و آخرت مین اور مومنون کی
مائین ہین چنانچہ اول گذر چکا ہے **اوس بی بی** مین اختلاف ہی جس سے
آپ نی دخول کیا پہر اوسی طلاق دیدی اپنی حیات شریف مین کہ آیا غیر کو اوس
سے نکاح کرنا حلال ہے یا نہین اس مین دو قول ہین ماخذ دونون کا یہ ہے کہ آیا
وہ عورت قولہ تعالی من بعدہ کے عموم مین داخل ہی یا نہین پہر وہ عورت جس سے
آپ نی نکاح کیا پہر قبل از دخول اوسی طلاق دیدی تو ہم اوس کے حلال ہونے
مین واسطی غیر کے نزاع نہین جانتی ہین حالانکہ حالت یہ ہے واللہ اعلم **ابن ابی**
حاتم نی عامر سی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف
ہوگئی اور آپ قتیلہ بنت اشعث بن قیس کے مالک ہو چکے تہے سو بعد اس کے
عکرمہ بن ابی جہل نی اوس سی نکاح کر لیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر یہ امر بغایت
شاق گذرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نی اون سی عرض کیا ای خلیفۂ رسول اللہ
وہ تو آپ کی بیبیون سی نہین ہی اوس کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اختیار نہین دیا اور نہ اوس کو پردہ کرایا اور مقرر اللہ نے اوس کو آپ سے بری کر دیا
بسبب اوس ردت کے جو وہ اپنی قوم کے ساتہہ مرتد ہوگئی کہا پہر حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ مطمئن و ساکن ہو گئے **مقرر اللہ** تبارک و تعالی نی اس امر کو ایک گناہ عظیم
ٹہیرایا اور اوس مین تشدید فرمائی اور اس قول سی وعید سنائی ان ذلکم کان
عند اللہ عظیما پہر فرمایا ان تبدوا شیئا الایۃ یعنی جس شی کو تمہاری ضمائر
چہپاتی ہین اور جسپر تمہاری دل منطوی ہین بی شک اللہ پاک اوس کو جانتا ہے کیونکہ

اوس سی کوئی مخفی شی پوشیدہ نہین ہے وہ تو آنکہہ کی خیانت کو جانتا ہی اور اوسکو
جسے سینے چھپاتے ہین جبکہ اللہ تبارک و تعالی نی عورتون کو اجنبی مردون
سے پردہ کرنے کا امر کیا تو اون رشتہ دارون کا بیان فرمایا جن سے پردہ واجب
نہین ہی پس ارشاد کیا ولا جناح علیھن الآیہ جس طرح کہ سورۂ نور مین اون کا استثنا
کیا ہی اس آیت مین ولا یبدین زینتھن تا عورات النساء اوس مین اس آیت
پر زیادتیان ہین وہان اس کی تفسیر و گفتگو اس طور پر گذر چکی ہی کہ اوس کی تکرار سی
غنا حاصل ہی بعض سلف نی سوال کیا کہ ان دونون آیتون مین عم و خال کا
ذکر کیون نہ کیا تو عکرمہ و شعبی نی اس کا یہ جواب دیا اس لیی کہ یہ دونون کبھی اپنے
بیٹون سی اوس کا وصف کرتی ہین ابن جریر نی داؤد سی روایت کیا ہی کہ داؤد
نے شعبی و عکرمہ سے کہا کہ اس آیت مین چچا اور ماموں کا کیا حال ہے کہ ذکر نہین کیے
گئے تو کہا اس لیی کہ وہ دونون اوس کا بیان کرتے ہین اپنے بیٹون سی اور ان دونون
نے مکروہ کہا ہی اس بات کو کہ وہ اپنی اوڑھنی اوتار سے نزدیک اپنے ماموں اور
چچا کے قولہ تعالی ولا نسائھن مراد اس سی پردہ نہ کرنا ہے مومن عورتون
سے وما ملکت ایمانھن مراد اس سی اون کے غلام لونڈی ہین مرد اور
عورت چنانچہ اسپر تنبیہ گذر چکی ہے اور اسی طرح وہ حدیث جو اس مین وارد ہوئی ہی
سعید بن مسیب نی کہا کہ اس سی جو مراد ہین سو فقط لونڈیان ہین رواہ ابن
ابی حاتم قولہ تعالی واتقین اللہ الآیہ یعنی تم اللہ سے ڈرتے رہو خلوت و
علانیہ مین کیونکہ وہ شہید ہے ہر شی پر کوئی پوشیدہ شی اوس پر مخفی نہین ہی پس تم
مراقبہ کرو رقیب و نگہبان کا اوس کا پاس و لحاظ رکھو ف فتح البیان کا بیان
مع اتقان یہ ہے کہ لا تدخلوا بیوت النبی نہی عام ہے ہر مومن کو اس سے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیوت مین داخل ہو مگر آپ کے اذن سی سبب نزول
وہی ہی جو اول گذر چکا ہی علاوہ روایات گذشتہ کے ایک یہ ہے کہ ابن سعد نے
حضرت انس رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی قال نزل الحجاب مبتنی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزینب بنت جحش وذلک سنۃ خمس
من الھجرۃ وحجب نساءہ من یومئذ وانا ابن خمس عشرۃ سنۃ یعنی پردہ
نازل ہوا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی مین جو آپ نی حضرت
زینب سے کی یہ قصہ ۵ھ ہجری مین ہوا اوس دن سے آپ نی اپنی بیبیون کو
پردہ کرایا اور مین پندرہ برس کی عمر کا تہا اور اسی طرح **ابن سعد** نی صالح بن کیسان
سے روایت کیا ہے کہا کہ پردہ نازل ہوا ہی آپ کی بیبیون پر ماہ ذی قعدہ ۵ھ
ہجری مین یہی قول قتادہ و واقدی کا ہے چنانچہ اول گذر چکا ہے اور ۳ سنہ کا قول
بہی مذکور ہو چکا ہے **بیوت النبی** مین اسپر دلیل ہی کہ گہر مرد کا ہوتا ہے اور
اوسی کے واسطے اوس کا حکم کیا جاتا ہی کیونکہ اللہ پاک نی بیت کی اضافت آپ کی
طرف اضافت ملک کی ہے رہی اضافت بیوت کی طرف ازواج کی اس آیت
مین ما تتلی فی بیوتکن سو یہ اضافت محل کی ہی بدلیل اس کے کہ بیوت مین اذن کو
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پہیرا یا ہی اور اذن جو ہوتا ہے سو مالک کی طرف
سے ہوتا ہی **علما** نی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیوت مین اختلاف کیا ہے
جن مین آپ کی بیبیان رہتی بستی تہین بعد آپ کی وفات شریف کی کہ وہ بیبیون
کی ملک ہین یا نہین اس مین دو قول ہین ایک گروہ نے تو کہا کہ وہ اون کی ملک
تہی دلیل اس کی یہ ہے کہ بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان اپنے
وفات تک اون مین رہین وجہ اس کی یہ ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی
حیات شریف مین وہ گہر اون کو ہبہ فرما دیے تہے دوسرا قول یہ ہی کہ اون کا رہنا
ایک بسا دینا تہا جس طرح کہ مرد اپنی بی بی کو بساتا ہی یہ ہبہ نہ تہا اور اون کی سکونت
اون مین ممتد ہوئی صحیح یہی قول ہی اسی کو ابو عمر بن عبد البر و ابن العربی وغیرہما نی
پسند کیا ہے اس لیی کہ اون کا گہرون مین بسانا منجملہ اوس مؤنت کے تہا جس کا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اون کے واسطے استثنا فرمایا تہا جس طرح کہ اون کے
نفقون کا اون کے لیے استثنا کیا جبکہ آپ نی فرمایا کہ تقسیم نہ کرینگے میرے وارث

دینار کو اور نہ درہم کو جو کچھ مین نی چھوڑا بعد نفقے میرے اہل کے اور مؤنت میرے
عامل کے تو وہ صدقہ ہے اہل علم نے اسی طرح کہا ہے کہا اور اسپر یہ بات دال ہی
کہ بیبیون کے وارث اون کی طرف سے اون کے گھرون کے وارث نہین ہوئے
کہا اور اون کے وارثون نی جو اون گھرون کو چھوڑا اس مین دلیل ہے اسپر کہ وہ
اون کی ملک نہ تھی صرف اون کی واسطی اپنی زندگی بھر کی سکونت تھی پھر جب وہ
وفات پاچکین تو اون کے گھر مسجد حرام[1] مین زیادہ کر دیے گئی جس کا نفع مسلمانون کو
عام ہوتا ہے جس طرح کہ اون کے نفقات جو اون کے واسطے تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ مین کر دیے گئے جبکہ اونہون نی اپنی راہ لی یعنی وفات پائی
تو وہ اصل مال مین بڑھا دیے گئے پھر منافع مسلمین کے واسطے صرف کیے گئے منجملہ
اون چیزون کے جن کا نفع سب کو عام ہوتا ہی واللہ الموفق کذا قالہ القرطبی علی ما نقلہ
الجمل **ف** جاننا چاہیے کہ قالون نی النبی کو مہموز پڑہا ہے جہان کہین واقع
ہوا ہے مگر اس سورت مین دو جگہہ ایک تو یہ آیت دوسری ان وہبت نفسہا للنبی
ہمزے کو حرف یا سی بدلا ہی وصل مین اور مہموز پڑہا ہے وقف مین جس طرح کہ حضرت
شاطبی رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا ہے اور اس ہمزے کی تسہیل نہین کی جس طرح کہ
اس کی غیر کی تسہیل کی ہی اس واسطی کہ اس جگہہ ابدال کو قیاس پر جاری دیکھا فرجحہ
لموافقتہ لغیرہ ولانہ افصح من التسہیل ولذلک انکر علی من قال یا نبیُ اللہ بالہمز وہذا مما لا
غبار علیہ فلتدر التنزیل وما فیہ من دقائق التاویل **قولہ تعالی الا ان یوذن لکم**
استثنای مفرغ ہے اعم احوال سی یعنی تم ست داخل ہوؤ اون گھرون مین کسی حال
مین احوال سی مگر اس حال مین کہ تم کو اذن دیا گیا ہو موضع نصب مین ہے بنا بر حال
ای الا مصحوبین بالاذن یا بنزع خافض ای الا بان یوذن لکم یا منصوب ہے
بنا بر ظرفیت ای الا وقت ان یوذن لکم **قولہ الی طعام** متعلق ہی یوذن سے
اس بنا پر کہ یوذن کو معنی دعا کا متضمن کیا ہے ای الا ان یوذن لکم مدعوین الی طعام
قولہ غیر ناظرین اناہ منصوب ہی بنا بر حال عامل اس مین یوذن ہی

[1] اصل مین اسی طرح ہے لیکن مناسب مسجد جرم ہی ہے کیونکہ مسجد حرام مین نہین ہی

یا مقدر ہی ای ادخلوا غیر ناظرین معنی ناظرین کی منتظرین ہین اناہ کے معنی ہین
نضجہ وادراکہ محاورے مین بولتے ہین انی یانی اناً اذا حان وادرک جمہور نی
غیر کو نصب پڑہا ہے اور ابن ابی عبلہ نے بجر اس بنا پر کہ طعام کی صفت ہے
نحویون نی اس قرارت کو ضعیف کہا ہی بسبب عدم بروز ضمیر کے کیونکہ جاری
ہوئی ہے غیر من ہولہ پر پس حق اوس کا یہ تہا کہ یون کہا جاتا غیر ناظرین اناہ انتم
امام رازی نی فرمایا کہ یا تو اسمین تقدیم وتاخیر ہے تقدیر اس کی یہ ہے ولا
تدخلوا الی طعام الا ان یوذن لکم یعنی داخل مت ہوؤ طرف کہانی کے مگر یہ کہ تم کو اذن
دیا جاوی پس غیر وقت طعام مین بغیر اذن داخل ہونے سے منع نہوگا یا اس مین
تقدیم وتاخیر نہین ہی تو اذن مشروط ہوگا ساتہہ اس کے کہ کہانے کی طرف ہو
پہر اگر کہانے کی طرف اذن ندیا جاویگا تو دخول جائز نہوگا پس اگر کسی ایک کو
دخول مین اذن دیا جاوی واسطی سننی کسی بات کے نہ واسطی کہانی کی تو جائز نہو
سو ہم کہتی ہین کہ مراد قول ثانی ہی ہے تاکہ نہی دخول سے عام ہو رہی یہ بات کہ دخول
جائز نہین ہی مگر ساتہہ اذن کے طرف کہانے کے سو اس کی یہ وجہ ہے کہ
سبب نزول مین یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ خطاب اون لوگون کے ساتہہ ہے جو کہ
کہانے کا وقت تاکتے اور بدون اذن کی داخل ہوتے تہے سو وہ منع کیے گئے
دخول سی اپنی وقت مین بغیر اذن کے **ابن عادل** نی کہا اولی یہ ہے کہ یون
کہا جاوی کہ مراد ثانی ہی ہے اس واسطی کہ تقدیم وتاخیر خلاف اصل ہے اور
قولہ تعالی الی طعام تخصیص بالذکر کے باب سے ہے سوا اپنے ماسوا کی نفی پر دال
نہین خاصکر جبکہ یہ معلوم ہے کہ غیر اوس کا مثل اوس کی ہی کیونکہ جس شخص کے گہر کا
داخل ہونا جائز ہے اوس کے اذن سے طرف اوس کے کہانے کے
تو جائز ہے داخل ہونا اوس کے گہر مین اوس کے اذن سے طرف
غیر طعام کے انتہے ابن عادل نے جس معنی کا ارادہ کیا ہے اوس کی ادا کرنے
مین اولی یہ ہے کہ یون کہین دلیلین اسپر دال ہین کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے گھرون مین داخل ہونا جایز ہے آپ کے اذن سے واسطی غیر طعام کے یہ
امر معلوم ہے اس مین کسی طرح کا شک نہین ہے صحابۂ کرام وغیرہم آپ سے
اذن مانگتے واسطی غیر طعام کے تو آپ اون کو اذن دیتے تھے یہ بات
اس کی موجب ہے کہ جس سبب مین اس آیت کا نزول ہوا ہی اوس پر قصر کیا جاوے
اور سبب نزول وہ لوگ ہین جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طعام کا وقت تاکتی
پہر داخل ہوتے اور اوس کے پکنے کا بیٹھے ہوے انتظار کرتے رہتے تھے اور
ان کے مثل اور لوگ پس یہ آیت دال نہین ہے منع پر دخول سے مع اذن کے
واسطی غیر طعام کے ورنہ کسی کو یہ جایز نہو کہ آپ کے گھرون مین داخل ہو آپ کے
اذن سے واسطی غیر طعام کے حالانکہ یہ لازم باطل ہی تو ملزوم بھی اوسی طرح باطل
ہے **ابن عطیہ** نی کہا قوم کی چال یہ تھی کہ جب اون کے واسطی ولیمے کا یا
اور کسی دعوت کا کہانا ہوتا تو جو لوگ چاہتے سویرے سے دعوت کی طرف
آجاتی کہانے کے پکنے اور تیار ہونے کا انتظار کرتے رہتے تھے اور اسی طرح
جب کہانے سے فارغ ہوجاتے تو ویسے ہی بیٹھے رہتے سو اللہ پاک نے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین مومنون کو اس سے منع فرمایا اور باقی مومنین
اس نہی مین داخل ہوگئے اللہ پاک نے اون کو منع فرمایا ہے داخل ہونے سے
مگر ساتھہ اذن کے وقت کہانے کے نہ کہانی سی قبل واسطی انتظار کہانا پکنے کے
اللہ پاک نے جو اس باب مین لوگون کو ادب سکھایا سو اونہون نے اوس کا التزام
کیا پہر جو بات اس باب خاص مین لائق وسزاوار ہے اللہ پاک نے اوس کا بیان کیا
پس ارشاد فرمایا **ولکن اذا دعیتم فادخلوا** یعنی ولیکن جس وقت تم بلائی جاؤ
اور تم کو اذن دیا جائی تو داخل ہو اس مین تاکید بلیغ ہی واسطے منع کے اور بیان ہے
اوس وقت کا کہ جس مین دخول ہو وہ وقت ہے اذن کا ابن العربی نی کہا تقدیر
کلام یہ ہی ولکن اذا دعیتم واذن لکم فادخلوا ورنہ نفس دعوت اذن کافی نہین ہوتی
ہے دخول مین کسی نے کہا کہ اس مین کہلی دلالت ہی اس پر کہ مراد اذن الی الطعام سی

دعوت الی الطعام ہی امام رازی نی فرمایا اس مین ایک لطیفہ ہی وہ یہ ہے
کہ عادت مین جو شخص کسی گہر مین داخل ہونے کا خوگر ہو رہا ہے بدون اذن کے
جس وقت اوس سی یون کہین کہ تو اوس مین مت داخل ہو نا بدون اذن کے تو وہ
ایذا پاتا ہی اور آنا قطع کر دیتا ہے اس طور پر کہ اوس مین کبھی داخل نہین ہوتا ہی
بلا نی سی بھی نہین آتا ہی سو اللہ پاک نی فرمایا کہ تم ایسا مت کرو جیسا متکبر لوگ تنگیالی
کرتے ہین بلکہ تم تو مطیع و فرمانبردار ہو جاؤ جس وقت تم سے کہین مت داخل ہو
تو مت داخل ہو اور جب تم سے کہین اندر آجاؤ تو اندر چلے جاؤ قولہ تعالی الا ان یوذن
لکم مفید جواز ہے اور قولہ ولکن اذا دعیتم فادخلوا مفید وجوب ہی تو یہ اول کی تاکید
نہین ہی بلکہ مفید فائدہ جدیدہ ہے پھر اللہ سبحانہ نے بعد کھانا کھانے کے منتشر
ہونے کا امر فرمایا فاذا طعمتم فانتشروا محاوری مین بولتے ہین طَعِمَ بکسر العین
یطعم بفتحہا طَعْمًا کفہم وطُعْمًا کقُفْل خطیب نے کہا یعنی پھر جس وقت تم کھانا کھا چکو یا پینا
پی چکو تو فی الحال جہان چاہو چلے جاؤ بعد کھانے پینے کے ٹہیرو مت مراد لازم کرنا
خروج کا ہی اوس مکان سی جس کی طرف دعوت واقع ہوئی ہی جبکہ کھانے پینے
سے جو مقصود ہے وہ پورا ہو جائی ولا مستانسین لحدیث جب کسی کا دل
کسی سے ساکن ہو چین پکڑے نفرت نہ کرے تو اوس وقت محاورہ عرب مین یون
بولتے ہین انستُ بہ اُنْسًا باب علم سی اور ایک لغت مین باب ضرب سے اور انس
اسم مصدر ہے واستانست بہ وتأنّستُ بہ یہ جملہ معطوف ہی غیر پر ای لا تدخلوھا
غیر ناظرین ولا مستانسین کسی نے کہا معطوف ہے حال مقدر پر ای لا تدخلوا
ملجمین ولا مستانسین یا مجرور و معطوف ہے ناظرین پر ای غیر ناظرین ولا مستانسین
اور حرف لام یا تو علت کا ہی ای مستانسین لاجل ان یحدث بعضکم بعضا یا تقویت
عامل کے لیے ہے اس واسطی کہ اسم فاعل عمل مین فرع ہے فعل کی ای ولا
مستانسین حدیث اہل البیت اوغیرہم حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک نے اون کو اس سے
نہی فرمائی ہے کہ کھانے کے بعد بیٹہین اور باتون مین جی لگائے ہوی ایک دوسری

باتین کیے جائین ان ذلکم کان یؤذی النبی فیستحی منکم
یعنی بی شک یہ انتظار اور ٹھیرنا اور باتون مین جی لگانا اللہ کے علم مین نبی کو ایذا
دیتا تہا پس وہ تم سے شرماتا ہے یعنی تم سے یون کہے کہ کہڑے ہوجاؤ یا نکل جاؤ
وہ لوگ آپ پر اور آپ کے اہل پر گہر کو تنگ کرتے تہے اور وہ باتین کرتے جو آپ
نہین چاہتے تہے زجاج نی کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براہ کرم اون کے طول
جلوس کی برداشت فرماتی تو ایذا پر صبر کرتے تہے پس اللہ پاک نے آپ کے حاضرین
کو ادب سکہایا تو وہ اون کے واسطے ادب ہوگیا اور اون کے بعد والون کے واسطے
ذلکم اسم اشارہ واحد ہے اور مشار الیہ دو پس اون کی تاویل بلفظ مذکور کرین گے
جس طرح کہ عوان بین ذلک مین ہی یعنی ذلک المذکور من الامرین واللہ لا یستحی
من الحق یعنی اللہ نہین چہوڑتا ہی اس بات کو کہ بیان کرے تمہارے واسطے
وہ شی جو حق ہے اور باز نہین رہتا ہے اوس کے بیان و اظہار سی رہا یہ امر کہ اس
مضمون کو جو بیرایۂ عدم استحیاء مین ادا فرمایا ہے سو واسطی مشاکلت کے ہی مشاکلت
ایک نوع ہے بلاغت کی قرآن شریف مین بہت جگہہ اس کا برتاؤ فرمایا ہی غرضکہ
یہ ایک ادب ہے اللہ سبحانہ نے ثقلا کو اوس کی تعلیم فرمائی ہے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کافی ہے تجہکو ثقلاء کے حق مین یہ بات کہ اللہ تعالی
نے اون کی برداشت نہ کی اور فرمایا اذا طعمتم فانتشروا جمہور نی یستحیی کو بدو یا پڑہا
ہے اور ابن کثیر سے بیک یا مروی ہے یہ لغت تمیم کا ہے وہ بولتے ہین استحی یستحی
جیسے استقی یستقی پہر اللہ سبحانہ نی ایک اور ادب ذکر کیا جو کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات سی متعلق ہی پس ارشاد فرمایا واذا سالتموھن
متاعا متاع سے مراد وہ شی ہی جس سی نفع لیا جاتا ہے ماعون وغیرہ یعنی
برتن جلنی وغیرہ رات دن کے برتاؤ کی چیزین متاع کا اطلاق ہر اوس شے پر
ہوتا ہے جس سی فائدہ اوٹہاتے ہین پس جس کسی نے یہ کہا کہ مراد اوس سی عاریت
ہے یا فتوی یا مصحف اوس کا قول بی وجہ ہے یعنی جس وقت تم مانگو آپ کی

بیبیون سے کوئی برتنے کی چیز تو مانگو اوس کو اون سے پردے کے ورے سے
جو درمیان تمہاری اور اون کے ہو پس بعد آیت حجاب کے کسی کو نہین پونہچتا ہی
کہ آپ کی بیبیون مین سی کسی بی بی کی طرف نظر کرے خواہ وہ نقاب ڈالے ہون
یا نہون **ذلکم اطہر لقلوبکم وقلوبہن** مبتدا و خبر ہین ذلکم کا اشارہ ہے
طرف سوال متاع من وراء الحجاب کے کسی نے کہا جو امور اس سی پہلے مذکور ہوئے
ہین اون سب کی طرف ہی لیکن قول اول اولی ہے اس لیی کہ قریب وہی ہے
یعنی سوال متاع کا پردے کے ورے سے پاک تر ہی واسطی تمہارے دلون کے
اور اون کے دلون کے شک و تہمت سی اور بری خطرون سے جو مردون کو عورتون
کے امر مین اور عورتون کو مردون کے امر مین پیش آیا کرتے ہین اور دور تر ہے واسطی
تہمت کی اور قوی تر ہے حمایت اور بچاؤ مین اس مین ادب ہے واسطی ہر مومن
کے اور اوس کو ڈرانا ہی اس سی کہ اپنے نفس پر بھروسا کری خلوت کرنے مین اوس
عورت کے ساتہہ جو اوس کو حلال نہین ہے اور بات کرنے مین بدون پردے
کے اوس عورت سی جو اوس پر حرام ہے کیونکہ ان سب سے کنارہ کرنا خوب تر ہے
اوس کے حال کو اور زیادہ تر محفوظ رکہنے والا ہے اوس کے نفس کو اور زیادہ تر
کامل کرنے والا ہی اوس کی عصمت کو **وما کان لکم ان توذوا رسول اللہ**
یعنی راست و درست نہین ہے تم کو یہ کہ ایذا دو اللہ کے رسول کو کسی شے کے ساتہہ
اشیا مین سی کوئی سی شی ہو کچہہ بہی ہو اسی جملے سے اون کے گہرون مین داخل
ہونا ہی بغیر اون کے اذن کے اور اون مین ٹہیرنا ہے برخلاف اوس طور کے
جس کو وہ چاہتے ہین اور اون کی بیبیون سے باتین کرنا بدون پردے کے
ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا یعنی اور نہ یہ راست و درست ہے
تمکو کہ نکاح کرو اوس کی بیبیون سے بعد اوس کی وفات کے یا بعد چہوڑ دینے اوسکی
کے کبہی کیونکہ وہ تو مومنون کی مائین ہین اور اولاد کو ماؤن سے نکاح کرنا حلال
نہین ہی **ان ذلکم کان عند اللہ عظیما** یعنی بی شک یہ نکاح کرنا اوسکی

بیبیون سی بعد اوس کے اللہ کے نزدیک ایک بڑا گناہ ہی اور ایک بغایت سخت
ہولناک امر ہے یہ بات جو اللہ پاک نے فرمائی اس سے یہ خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی اوس کے نزدیک بڑی تعظیم وتکریم ہے اور اون کی حرمت حیاً ومیتاً
واجب ہے اور اس امر کا خود اون کو اعلام کر دینا اس قسم سے ہے کہ اون کے جی
کو خوش اور اون کے دل کو مسرور اور اون کے شکر کا استفراغ کری کیونکہ لوگون مین
سے وہ شخص ہوتا ہی جس کی غیرت اپنی حرمت پر درجۂ افراط کو پونہچی ہوتی ہے
یہان تک کہ وہ اس بات کی تمنا کرتا ہی کہ اوس کی عورت اوس سے قبل مرجائے
تاکہ وہ اوس کے بعد کسی سی نکاح نکری **شان نزول** اس کا یہ ہی حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت حق مین ایک شخص کے نازل ہوئی ہی اوس نے
قصد کیا تہا کہ بعض نسای نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کرے بعد آپ کی
وفات کی سفیان نی ذکر کیا ہے کہ بعض نسا سی مراد حضرت عائشہ ہین **۲ سدی**
سی مروی ہے کہا ہم کو یہ بات پونہچی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا کیا پردہ کرائین گے
ہم کو محمد ہمارے چچا کی بیٹیون سی اور نکاح کرین گے بعد ہمارے ہماری عورتون سے
واللہ البتہ اگر حادث ہوا اون پر کوئی حادثہ تو البتہ ہم نکاح کرین گے اون کے
بیبیون سی بعد اون کے اس پر یہ آیت نازل ہوئی **۳ قتادہ** سے مروی
ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقبوض ہون گے تو
البتہ مین نکاح کرونگا عائشہ سے اسپر نازل ہوئی **۴ ابوبکر** بن محمد بن عمرو بن
حزم سے مروی ہے کہ طلحہ کے بارے مین نازل ہوئی کیونکہ اوس نے کہا تہا کہ
جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات دیے جائین گے تو مین عائشہ سی
نکاح کرونگا **ابن عطیہ** نی کہا یہ قول میرے نزدیک طلحہ پر صحیح نہین ہے
قرطبی فرماتے ہین ہماری شیخ امام ابوالعباس نی فرمایا یہ قول بعض فضلای
صحابہ سی حکایت کیا گیا ہے حالانکہ وہ ایسی بات سے پاک وصاف ہین کذب
جو ہے سو اس کی نقل مین ہے ایسا قول تو صرف منافقین جہال کو لائق ہے

۵ **حضرت** ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اصحاب سے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے کہا تہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرجائینگے
تو مین عائشہ وام سلمہ سی نکاح کرونگا ۶ **دوسرا لفظ** اون کا یہ ہی کہ ایک شخص
بعض ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو اون سے باتین کین یہ شخص
اون بی بی کے چچا کا بیٹا تہا پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہ کہڑا رہنا
اس مقام مین بعد اس دن تیرے کے تو اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو
میرے چچا کی بیٹی ہے واللہ مین نی اوس سے کوئی بری بات نہین کہی اور نہ
اوس نے مجہہ سی کہی آپ نی فرمایا مقرر مین نی یہ جان لیا بی شک نہین ہے
زیادہ تر غیرت دار اللہ سے اور بی شک نہین ہے کوئی زیادہ تر غیرت دار
مجہہ سے پس وہ چلا پہر کہا مجہی منع کرتا ہے بات کرنے سے میرے چچا کی بیٹی
کے البتہ مین اوس سے نکاح کرون گا بعد اوس کے اس پر اللہ نے یہہ آیت
نازل فرمائی تو اوس شخص نے ایک بردہ آزاد کیا اور دس اونٹون پر اللہ کی راہ
مین سوار کرایا اور پیادہ پا حج کیا واسطی توبہ کے اوس کلمے سی ۷ اسماء بنت
عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجہہ سے نکاح کا
پیام کیا پہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پونہچی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس آئین پہر عرض کیا کہ اسماء علی سی نکاح کرنے والی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اون سے فرمایا اوس کو لائق نہ تہا کہ وہ ایذا دے اللہ کو اور اوس کے
رسول کو **علامہ رملی** شرح منہاج مین جس بات پر چلے ہین وہ یہ ہے کہ
جس عورت پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقد کیا تو وہ آپ کے غیر پر حرام ہے
برابر ہے کہ اوس عورت سے آپ نے دخول کیا ہو یا نہین رہین آپ کی لونڈیان
سو اون مین سی جس لونڈی سے آپ نے دخول فرمایا تو وہ تو آپ کے غیر پر حرام
ہے ورنہ نہین **ان تبدوا شیئا او تخفوہ فان اللہ کان بکل شیء علیما**
یعنی اگر تم ظاہر کرو کسی شی کو اپنی زبانون پر یا اوس کو چہپاؤ اپنے سینون مین تو

بی شک اللہ جانتا ہی ہر شی کو اشیاد سے اسی جلی سی وہ شی ہے جس کو تم ظاہر
کرتے ہو شان مین ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور وہ شی جس کو
تم چھپاتے ہو اپنے سینون مین اس قول مین سخت وعید ہے اس واسطی کہ احاطہ
کرنیا اللہ پاک کا معلومات کو مستلزم ہوتا ہے جزا دینے کو اون کے خیر و شر پر
ابو امامہ بن سہل نی اس کی تفسیر مین کہا ہے کہ اگر تم کلام کرو ساتھ اوس کے
تو کہو کہ ہم نکاح کرین گے حضرتؐ کی فلان بی بی سے یا تم اس کو چھپاؤ تو اوس کو
زبان سے نہ نکالو اللہ تو اوس کو جانتا ہی **پھر اللہ سبحانہ** نی اون لوگون کا
بیان کیا جن سی پردہ لازم نہین ہی پس ارشاد فرمایا لاجناح علیھن الآیہ پس
یہ وہ لوگ ہین جن سے نہ حضرتؐ کی بیبیون پر پردہ واجب ہی نہ اون کے سوا اور
عورتون پر دیکھنے مین اور نہ بات کرنے مین **چچا اور مامون** کا ذکر نہین فرمایا
اس لیے کہ یہ دونون تو قائم مقام والدین کے ہین **زجاج** نی کہا کہ عم و خال
کبھی اپنے بیٹون سی اپنی بھتیجی اور بھانجی کا وصف بیان کرتے ہین اس لیے کہ
عورت اپنے چچا مامون کے بیٹون کے واسطے حلال ہی اس لیے ان دونون
کے واسطی دیکھنا مکروہ رکھا ہے یہ قول نہایت ضعیف ہی کیونکہ جن لوگون کو عورت
کی طرف نظر کرنا جائز ہے سوای چچا اور مامون کے اون سے بھی تجویز وصف
عورت کی واسطی اوس شخص کے جس کے لیے وہ عورت حلال ہے خصوصًا
بھائیون بھنون کے بیٹے حالانکہ لازم باطل ہی تو ملزوم بھی اوس کے مثل ہے
اسی طرح قول مذکور اس بات کو مستلزم ہی کہ اجنبی عورتون کو اوس کی طرف نظر کرنا
جائز نہو کیونکہ وہ اوس کا بیان کرین گے حالانکہ لازم باطل ہی تو ملزوم بھی اوسی کی
طرح باطل ہے اور اسی طرح شعبی و عکرمہ کا یہ قول بی وجہ ہے کہ عورت کو اپنے چچا
مامون کے پاس اوڑھنی اوتار رکھنا مکروہ ہے **اولے** یہ ہے کہ یون کہین کہ
اللہ پاک نی سورۂ نور مین جن محارم کا ذکر کیا ہی اس جگہ اون مین سے بعض پر
اقتصار فرمایا ہے ماقبل مین جو ذکر کیا ہے اوس پر اکتفا کیا ہے **قولہ تعالی**

لہ قولہ سورۂ نور مین الخ
فتح البیان مین اسی طرح
واقع ہوا ولیکن سورۂ نور
مین عم و خال کا ذکر نہین ہے
پس صحیح سورۂ نور ہی ہے
سورۂ نور ہی ۱۲ صحیح
سورۂ اللہ تعالی

اعتراض بہی وارد نہو گا جو کہا ہی کہ صلوۃ اللہ پاک کی طرف سی تو رحمت ہوتی ہی اور اوسکی
فرشتون کی طرف سی دعا تو پہر لفظ یصلون مین درمیان ان دو مختلف معنون کے کیونکر
جمع کیا جائیگا رہا **قول اول** سو اوس کی بنیاد پر یون کہین گی کہ یصلون ہی اپنی
معنی مجازی مراد ہین جو کہ دونون معنون کو شامل و عام ہین وہ یہ معنی ہین کہ مراد یصلون
سے یہتمون باظہار شرفہ اویعظمون شانہ اویعتنون بامرہ یعنی اللہ اور اوس کے فرشتے
اہتمام کرتی ہین آپ کے اظہار شرف کا یا تعظیم کرتے ہین آپ کی شان کی یا اعتنا کرتے
ہین آپ کے امر و حال کا پس اللہ پاک تو رحمت ہی کرتا ہی اور فرشتے دعا ہی ابو العالیہ
وسفیان ثوری وعطا وغیرہم کے اقوال باب صلوۃ مین اول گذر چکے ہین **واحدی** فی
مقاتل ہی حکایت کیا ہی کہ صلوۃ رب کی تو مغفرت ہی اور صلوۃ فرشتون کی استغفار اللہ پاک
نی اس آیت کریمہ ہی اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرف بخشا اون کی حیات و
موت مین اور اون کا پایہ بلند و رتبہ ارجمند جو اوسکی نزدیکی ہی اوسکا اظہار فرمایا اور
اونکی مرتبہ عالی کی اپنی بندون کو خبر دی کہ وہ اپنے فرشتون کے نزدیک اونپر ثنا کرتا
ہے اور فرشتے اونپر درود بہیجتے ہین پہر اپنی بندون کو امر کیا کہ اون کا اقتدا کرین اور
اونپر درود بہیجین پس فرمایا ای لوگو جو ایمان لائی درود بہیجو اوسپر یعنی اوسکے واسطے
رحمت کی دعا کرو اور کہو اللہم صل علی محمد یا صلی اللہ علی محمد کیونکہ تم اس کہنے کے زیادہ تر
مستحق ہو وسلموا تسلیما یعنی اور تحیت کرو اوسکے ساتھ تحیت سلام کی اور کہو اللہم سلم علی محمد
کسی نے کہا اسکے یہ معنی ہین کہ منقاد و مطیع ہو جاؤ اوس کی امر کے منقاد ہونی کر لیکن قول
اول اولی ہی حضرت ابن عباس سی مروی ہے کہ اونہون نی اس آیت کو یون پڑہا ہے
صلوا علیہ کما صلی اللہ علیہ وسلموا تسلیما اور اس کی تفسیر مین اونسے یہ مروی ہی کہ صلوۃ اللہ کی
نبی پر مغفرت ہی بیشک اللہ صلوۃ نہین کرتا ہی ولیکن وہ بخشتا ہی اور رہی صلوۃ لوگونکی
نبی پر سو وہ استغفار ہی واسطے اونکی **پہر اگر کوئی کہی** کہ جب اللہ پاک اور اوسکی فرشتے
آپ پر درود بہیجتے ہین پہر آپ کو ہماری صلوۃ کی کون حاجت ہی تو اسکے کہ آپ پر درود
بہیجنا کہ پہ اس لیی نہین ہی کہ آپ کو اس کی حاجت ہی ورنہ آپ کو تو فرشتون کی صلوۃ کی بہی

کہ یہہ حاجت نہین ہی مقصود صلوۃ سی صرف آپ کی تعظیم ہی اور اوس کا ثواب عظیم ہماری طرف رجوع
ہونا ہی اور آپ سی قرب حاصل ہونا چنانچہ حدیثون مین اسکی خوب تصریح ہی تسلیما مصدر مؤکد ہے
امام نی کہا کہ صلوۃ کی تاکید نہین کی گئی اس لیی کہ وہ تو ان اللہ الآیہ سی موکد ہی کسی نی کہا
کہ یہ احتباک کے باب سی ہی پس ایک جملی سی تو کلمہ علیہ حذف کیا گیا اور دوسرے جملے سی
مصدر بعض فضلا نی کہا کہ کسی نی اونسی خواب مین پوچھا کہ سلام کو مومنین کے ساتھہ کیون
خاص کیا اور اللہ تعالی اور ملائکہ کے ساتھہ اوس کا ذکر نہ کیا صرف اتنا کہا اور اس کا کوئی جواب
ذکر نہین کیا شہاب خفاجی رحمہ اللہ تعالی فرماتی ہین کہ مجھی اس مین ایک نکتہ شریف ظاہر ہوا ہے
وہ یہہ ہی کہ سلام سی مراد اونکا سالم رکھنا ہے اوس شی سی جو اونکو ایذا دی پھر جب یہ آیت
عقیب ذکر ما یؤذی النبی مین آئی اور اذیت جو ہوتی ہی سو بشر ہی سے ہوتی ہے تو تخصیص
سلام کی اور اوس کی تاکید بشر کے ساتھہ مناسب ہوئی اور اسکی طرف اشارہ ہی ساتھہ اوس
شے کے جو بعد اس کے مذکور ہوئی ہی **ابو السعود** نی کہا اس آیت کریمہ مین اسپر دلیل ہی
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ وسلام واجب ہی مطلقا یعنی بغیر تعرض کی واسطی وجوب
تکرار کے **قسطلانی** نی کہا مسالک الحنفا مین یون ہی کہ صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی مشروعیت مین اختلاف کیا گیا ہی دو قول پر کسی نے کہا کہ مستحب ہی کسی نی کہا کہ
واجب ہے قول ثانی کی بنا پر کسی نی کہا کہ ہر نماز کے تشہد اخیر مین واجب ہی اور اسپر
امام شافعی ہین اور یہی قول احدی الروایتین ہی امام احمد ہی کسی نے کہا کہ نماز مین
واجب ہی بدون اس کی کہ نماز مین اوس کی واسطے کوئی محل معین ہو کسی نی کہا کہ خارج
نماز مین واجب ہی کسی نے کہا جبکہ آپ کا ذکر کیا جائی کسی نے کہا ہر مجلس مین ایک بار
گو اوس مین آپ کا ذکر خیر مکرر ہو کسی نی کہا کہ عمر بھر مین ایک بار واجب ہی کسی نی کہا
فی الجملہ واجب ہی بغیر حصر کے کسی نے کہا کہ صلوۃ کی کثرت کرنا واجب ہی بدون تقیید
عدد کے انتہی **غرضکہ** صلوۃ مین اہل علم کا اختلاف ہی کہ واجب ہی یا مستحب بعد اون کے
اتفاق کی اس بات پر کہ عمر بھر مین ایک بار فرض ہی **قرطبی** رحمہ اللہ تعالی نی اپنی تفسیر
مین اس اجماع کو نقل کیا ہی پس اہل علم کی ایک قوم نی کہا کہ واجب ہی وقت آپ کے

ذکر شریف کی اور ایک قوم نی کہا کہ ہر مجلس مین ایک بار واجب ہی حدیثون مین تصریح
آئی ہی اوس شخص کی ذم کی جس نی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنا پھر اوس نی آپ
پر درود نہ پڑہا **علمانی** صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اختلاف کیا ہے کہ
نماز فرض کی تشہد مین واجب ہی یا نہین پس جمہور اس طرف گئی ہین کہ اوسمین سنت
موکدہ ہی واجب نہین ہی **ابن المنذر** نی کہا مستحب یہ ہی کہ کوئی سی نماز نہ پڑہے
کوئی مگر اوس مین درود بھیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ پھر اگر کسی تارک نے
اوس کو ترک کیا تو نماز اوس کی مجزی ہی مذہب مین امام مالک واہل مدینہ وسفیان
ثوری واہل کوفہ کے اہل رای وغیرہم ہی اور یہ قول ہی جمہور اہل علم کا اور امام شافعی
علیحدہ ہوے تو انہون نی اوس کے تارک پہ نماز کا دوہرانا واجب کیا مع تعمد اوس کے
ترک کے بدون نسیان یعنی اگر قصد کرکے جان بوجھکر ترک کیا ہے تو نماز کا دوہرانا
واجب ہی اور اگر بھول کر ترک کیا ہی تو کچھ نہین اس قول کو امام شافعی سی صرف حرملہ بن
یحیی نی روایت کیا ہی اوسی کی روایت سی یہ قول اون سی پایا جاتا ہی **طحاوی** نی
کہا اہل علم مین سوای امام شافعی کے کوئی اس کا قائل نہین ہے **خطابی** نی کہا اور یہ
شافعیہ مین سی ہین کہ صلوٰۃ نماز مین واجب نہین ہے کہا اور یہ قول ہی جماعت فقہا کا مگر
امام شافعی اور مین اون کے واسطی اس باب مین کوئی پیشوا نہین جانتا ہون انتہے
خطابی تو یہ فرماتی ہین اور حال یہ ہے کہ ایک جماعت اہل علم کی امام شافعی کے قول
کی قائل ہی اونمین سے شعبی ہین اور امام باقر ومقاتل بن حیان اور اخیر کو امام احمد بن
حنبل بھی اس طرف گئی ہین چنانچہ ابوزرعہ دمشقی نے اس کو نقل کیا ہی اور ابن راہویہ
بھی اس کے قائل ہین اور ابن الموازمالکیہ مین سی **علامہ** شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے
اس مسئلہ مین ایک مستقل رسالہ جمع کیا ہی وجوب والون کے دلائل اور جمہور کے جواب
اوس مین ذکر کیے ہین اور نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مین بھی مایکفی وشفی اس پر
بحث کی ہی **سیدنا ابوالوفا الصدیق** رحمہ اللہ تعالی نی ہدایۃ السائل مین اس مسئلی کو
خوب بسط سے تحریر فرمایا ہی انتہا درجے کی دلیل جس سی وجوب پر استدلال کرتے ہین وہ

یہ حدیث شریف ہی جو باین لفظ ثابت ہی کہ ان اللہ امرنا ان نصلی علیک فکیف نصلی علیک فی صلاتنا قال قولوا الحدیث کیونکہ یہ امر اس کی صلاحیت رکھتا ہی کہ اوس سی وجوب پر استدلال کیا جاوی رہا بطلان نماز کا بسبب ترک کی اور وجوب اوس کی دوہرانی کا سوا سپر اوس سی استدلال نہین ہو سکتا ہی اس واسطی کہ واجبات کا عدم مستلزم نہین ہوتا ہی عدم کو جس طرح کہ شروط و ارکان اس کی مستلزم ہوتی ہین **جاننا چاہیے** کہ درود شریف کی فضیلت مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین اگر وہ جمع کیجائین تو ایک مستقل کتاب بین آئین اگر اونمین سے نہون مگر یہی حدیثین جو صحیح مین ثابت ہین مثلاً من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا تو صرف یہی فضیلت جلیل و مکرمت نبیل کافی وافی شافی ہی رہی **صفت صلوۃ** کی سو اس مین بہت سی صفات وارد ہوئی ہین اون کی حدیثین صحیحین وغیرہما مین ثابت ہین اون مین سی بعض وہ ہین جو مقید بصفت صلوۃ ہین نماز مین اور بعض مطلق ہین یہ سب صیغے درود شریف کے کتب حدیث مین معروف ہین مطلق امر درود و سلام کا جو اس آیت کریمہ مین ہے اوس کا امتثال جس درود شریف سی حاصل ہوتا ہی وہ صرف اسی قدر ہے کہ کہنے والا یون کہے اللھم صل وسلم علی رسولک یا علی محمد یا علی النبی یا اللھم صل علی محمد وسلم اور جو کوئی یہ چاہے کہ جن صیغون کی تعلیم وارد ہوئی ہی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کا ارشاد فرمایا ہی اونمین سے کسی صفت و صیغہ کے ساتھہ آپ پر درود و سلام بھیجے تو یہ اکمل و افضل ہے یہ صفات بہت سے ہین کتب سنت مطہرہ اون پر مشتمل ہین چنانچہ کچھہ اول گذر چکے ہین **اب رہی یہہ بات** کہ اس آیت کریمہ مین جو صلوۃ و تسلیم کا امر فرمایا ہی سو ظاہر اوسکا یہ ہی کہ قائل یون کہے صلیت علیہ وسلمت علیہ یا الصلوۃ علیہ یا علیہ الصلوۃ والتسلیم کیونکہ اللہ پاک نے ہم کو ایقاع صلوۃ کا امر فرمایا ہی ہم سلی ون پر پس امتثال اس امر کا اوس طرح ہوگا جس طرح ہمنی ذکر کیا ہی پھر اللہ تعالی نے جو اوپر درود و سلام بھیجنے کا امر کیا ہی کہ ہم اون پر درود و سلام بھیجین سو اس کی مقابلے مین امتثال اس امر کا اس طرح کیونکر ہوگا کہ ہم یون کہین

محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید
مجید وکان عبد الرحمن بن ابی لیلی یقول وعلینا معهم ورواه
الترمذی بهذه الزیادة ومعنی قولهم اما السلام علیك فقد
عرفناه هو الذی فی التشهد الذی کان یعلمهم ایاه کما کان یعلمهم
السورة من القرآن وفیه السلام علیك ایها النبی ورحمة الله و
برکاته ۴ **حدیث دیگر بخاری** نی حضرت ابو سعید خدری رضی الله عنه
سے روایت کیا ہی کہا ہم نے عرض کیا یا رسول الله هذا السلام علیك
فکیف نصلی علیك یعنی یہ سلام آپ پر تو ہم جان چکی پھر ہم درود آپ پر
کیونکر بھیجین فرمایا کہو اللهم صل علی محمد عبدك ورسولك کما صلیت
علی آل ابراهیم وبارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی
آل ابراهیم **وو سر الفظ بخاری کا یہی** کما صلیت علی ابراهیم وبارك
علی محمد وآل محمد کما بارکت علی ابراهیم وآل ابراهیم واخرجه
النسائی وابن ماجه من حدیث ابن الهاد به ۵ **حدیث دیگر امام احمد**
نے **ابو حمید** ساعدی سی روایت کیا ہی کہ صحابہ نی عرض کیا یا رسول الله ہم
کیونکر درود بھیجین آپ پر فرمایا کہو اللهم صل علی محمد وازواجه وذریته
کما صلیت علی ابراهیم وبارك علی محمد وازواجه وذریته کما
بارکت علی آل ابراهیم انك حمید مجید وقد اخرجه بقیة
الجماعة سوی الترمذی من حدیث مالك به ۶ **حدیث**
دیگر مسلم نی **ابو مسعود انصاری** رضی الله عنه سے روایت کیا ہی کہا آئی
ہمارے پاس رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اور ہم سعد بن عبادہ کی مجلس مین
تھے تو بشیر بن سعد نے آپ سے عرض کیا کہ الله نے ہم کو امر فرمایا ہے کہ ہم آپ
پر درود بھیجین یا رسول الله سو ہم کیونکر آپ پر درود بھیجین کہا پس رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم نے سکوت فرمایا یہان تک کہ ہم نی یہ تمنا کی کہ بشیر آپ سے سوال نکرتا

سلمہ عن یزید بن الهاد
عن عبد الله بن خباب
عن ابی سعید ۱۲ منه

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہو اللھم صل علی محمد وعلی
آل محمد کما صلیت علی آل ابراھیم وبارک علی محمد وعلی آل
محمد کما بارکت علی آل ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید اور
سلام ویسا ہی جو تم جان چکے ہو وقد رواہ ابوداود والنسائی من حدیث
مالک بہ وقال الترمذی حسن صحیح ۷ - امام احمد وابوداؤد و
نسائی وابن خزیمہ وابن حبان وحاکم کا لفظ اپنی مستدرک مین ابو مسعود بدری سے
یہ ہے کہ اونہون نی یعنی صحابہ نی عرض کیا یا رسول اللہ ای پر سلام سو مقرر ہم
اوس کو پہچان چکے ہین پھر کیونکر درود بھیجین آپ پر جبکہ ہم درود بھیجین اپنی نماز
مین تو فرمایا کہو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وذکرہ ورواہ
الشافعی رحمہ اللہ فی مسندہ عن ابی ھریرۃ بمثلہ اسی جگہہ سی
امام شافعی رحمہ اللہ اس طرف گئے ہین کہ نماز پڑہنے والے پر واجب ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اخیر تشہد مین پھر اگر وہ اوس کو
چہوڑ دیگا تو اوس کی نماز صحیح نہوگی مالکیہ وغیرہم سی بعض متاخرین نی تشنیع
کرنا شروع کیا امام شافعی پر اس بات مین کہ اونہون نے نماز مین اس کی شرط کی ہی
اور یہ زعم کیا کہ وہ اس کے ساتہہ متفرد ہین اور ابو جعفر طبری وطحاوی وخطابی
وغیرہم نے اس کے خلاف پر اجماع کی حکایت کی ہی فیما نقلہ القاضی عیاض عنہم
حالانکہ یہ قائل جو امام شافعی پر رد کرتا ہی اس رد مین اوس نے تعسف کیا ہے
اور اس باب مین جو اوس نی اجماع کا دعوی کیا ہے اوس مین تکلف کیا ہے کیونکہ
ہم کو تو اس کے وجوب کی روایت کی گئی ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر درود بھیجنے کا نماز مین جس طرح کہ یہ ظاہر آیت سے ہے تفسیر کیا گیا ہے ساتہہ اس
حدیث کے صحابہ کی ایک جماعت سی منجملہ اون کے حضرت ابن مسعود وابو مسعود
بدری وجابر بن عبد اللہ ہین اور تابعین مین سے شعبی وحضرت ابو جعفر باقر
ومقاتل بن حیان ہین اور اسی طرف امام شافعی گئے ہین اس باب مین اون سے

کوئی خلاف مروی نہین ہے اور نہ درمیان اون کے اصحاب کے کسی طرح کا
خلاف ہے اور اسی طرف امام احمد گئے ہین اخیر کو فیما حکاہ عنہ ابو زرعۃ الدمشقی
یہ اور اسی کے قائل ہین اسحٰق بن راہویہ اور فقیہ امام محمد بن ابراہیم معروف بابن المواز
مالکی رحمہم اللہ تعالی یہان تک کہ بعض **ائمۂ حنابلہ** نی آپ پر درود بھیجنے مین
یہ واجب کیا ہے کہ ویسا کہا جائے جیسا آپ نے صحابہ کو کہنا تعلیم فرمایا ہے جبکہ
اونہون نے آپ سی سوال کیا تہا اور یہان تک کہ **ہماری بعض اصحاب** نے
آپ کی آل کرام پر درود بھیجنا واجب کیا ہے اور جن لوگون نی اس بات کی حکایت
کی ہی اون مین سے **بندنیجی وسلیم رازی** ہین اور سلیم کے صاحب
نضر بن ابراہیم مقدسی ہین اور **امام الحرمین** اور اون کی صاحب **غزالی**
نے اوس کو امام شافعی ہی ایک قول نقل کیا ہی صحیح یہ ہے کہ وہ ایک وجہ ہے
باوجود اس سب کے جمہور اوس کے خلاف پر ہین اور اوس کے خلاف پر اجماع نقل
کیا ہی حالانکہ اوس کی وجوب کا قائل ہونا ظہور ہی واسطی حدیث شریف کے
واللہ اعلم **غرض** اس بیان سی یہ ہی کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالے جو وجوب
صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز مین قائل ہین سو اون کے قول کے
واسطی سلف وخلف ہی جس طرح کہ گذر چکا ہی وللہ الحمد والمنۃ پس اس مسئلے مین
اون کے خلاف پر کوئی اجماع نہین ہی نہ قدیم اور نہ جدید واللہ اعلم **اس**
قول کے جو امور مؤید ہین اون مین سی ایک اور حدیث ہی جسکو **امام احمد**
وغیرہ نی فضالہ بن عُبَید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ وہ دعا مانگتا ہی اپنی نماز مین اوس نے نہ تمجید کی اللہ
کی اور نہ درود بھیجا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اس نی جلدی کی پہر اوس کو بلایا تو اوس سی فرمایا یا اوس کے غیر سے
کہ جس وقت نماز پڑہے ایک تمہارا تو چاہیے کہ شروع کری اللہ عزوجل کی تمجید کے
ساتہہ اور ساتہہ ثنا کے اوس پر پہر چاہیے کہ درود بھیجے نبی پر پہر چاہیے کہ دعا مانگے

بعد اس کے جو چاہے واخرجہ ابو داود وصححہ والنسائی وابن
خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیھما باسانید ھم اور اسی طرح وہ حدیث
تائید کرتی ہی جس کو **ابن ماجہ** نی عبد المہیمن بن عباس بن سہل بن سعد
ساعدی عن ابیہ عن جدہ کی حدیث سی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے نماز واسطی اوس شخص کے کہ جس کے
واسطی وضو نہین ہے اور نہین ہی وضو واسطی اوس شخص کے جسنے ذکر نہین کیا
اللہ کا نام اوس پر اور نہین ہے نماز واسطی اوس شخص کے جس نے درود نہ بھیجا
نبی پر اور نہین ہے نماز واسطی اوس شخص کی جس نی دوست نہ رکھا انصار کو لیکن
یہ عبد المہیمن راوی متروک ہے وقد رواہ الطبرانی من روایۃ اخیہ
ابی بن عباس ولکن فی ذلک نظر وانما یعرف من روایۃ عبد المھیمن
واللہ اعلم ۸ حدیث دیگر امام احمد نی **بُرَیدَہ** رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ مقرر ہم نے جان لیا کہ کس طرح
آپ پر سلام بھیجین پھر کیونکر درود بھیجین آپ پر فرمایا کہو اللھم اجعل
صلواتک ورحمتک وبرکاتک علی محمد وعلی ال محمد کما جعلتھا
علی ابراھیم وال ابراھیم انک حمید مجید **ابو داود** اعمی جو بُرَیدَہ
سے راوی ہی اوس کا نام نفیع بن حارث ہی یہ شخص متروک ہی ۹ حدیث دیگر
موقوف ہی ہم کو اوس کی روایت کی گئی ہی سعید بن منصور و یزید بن ہارون و
زید بن الحباب کے طریق سے یہ تینون راوی ہین نوح بن قیس سے نوح
کہتے ہین ہم کو حدیث کی سلامہ کندی نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگون کو
یہ دعا تعلیم فرماتے تھے ۔

اللھم داحی[۱] المدحوات وبارئ المسموکات وجبار القلوب
باسط المبسوطات وہی الارض ۱۲ خالق المرفوعات وہی السماء ۱۲ منہ
علی فطرتھا شقیھا وسعیدھا اجعل شرائف صلواتک

[۱] وروی الدحیات الدحو البسط والدحوات الارضون دحی یدحو دحیا ای بسط ووسع والمسموکات السموات السبع والسامک العالی المرتفع وسمکہ رفیعا والقلوب من جبر العظم الکسور قناہ اقام القلوب واشتھا علی ما فطرھا علیہ من معرفۃ والاقرار بہ ۱۲ منہ

وَنَوَامِي بَرَكَاتِكَ وَرَأْفَةَ تَحَنُّنِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ

جمع نامیہ ۱۲ ۱۲ لان الرأفۃ تحنن مہربانی نمودن ۱۲

رَسُولِكَ الْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ وَالْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْمُعْلِنِ الْحَقَّ

ای المتم لما سبق من النبوۃ ۱۲ ای بالقرآن ۱۲

بِالْحَقِّ وَالدَّامِغِ لِجَيْشَاتِ الْأَبَاطِيلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ

ای المہلک لجیشات الاباطیل من دمغہ ای اذا اصاب دماغہ فقتلہ ۱۲ مجہول التحمیل حمل ۱۲

بِأَمْرِكَ بِطَاعَتِكَ مُسْتَوْفِزًا فِي مَرْضَاتِكَ غَيْرَ نَكِلٍ فِي

ای قوی بہ ۱۲ استیفاز برسر پاشستن وتحیر ومضطر وغیر مطمئن نشستن وفزا بالتحریک والسکون نشاط ۱۲

فِي قَدَمٍ وَلَا وَهِنٍ فِي عَزْمٍ دَاعِيًا لِوَحْيِكَ حَافِظًا

الوہن الضعف ۱۲ کذا فی ابن کثیر بالدال المہملۃ وبالواو وفی الحرب الاعظم ولعلہ ہو الصحیح ای حافظا ۱۲ منہ

لِعَهْدِكَ مَاضِيًا عَلَى نَفَاذِ أَمْرِكَ حَتَّى أَوْرَى قَبَسَ الْقَابِسِ

ای مستمرا ۱۲ اوقد ۱۲ شعلۃ ۱۲ آخذ ۱۲

لَأَءِ اللَّهِ تَصْلُ بِأَهْلِهِ أَسْبَابُهُ بِهُدِيَتِ الْقُلُوبُ بَعْدَ

نفض ۱۲ والارتکاس ۱۲

خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَالْآثَامِ وَأَبْهَجِ مُوضَحَاتِ الْأَعْلَامِ

تنویرات من الہدایۃ بکاد زیتہا یضیء ولو لم تمسسہ نار ۱۲ ای فاتحۃ نفح الضاد ۱۲ الاعلام الفوز

وَنَائِرَاتِ الْأَحْكَامِ وَمُنِيرَاتِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ أَمِينُكَ

ہما بمعنی الواضحات من نار وانار لازم ومتعد ۱۲

الْمَأْمُونُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُونُ وَشَهِيدُكَ

یوم الدین وبعیثک نعمۃ ورسولک بالحق رحمۃ

اللَّهُمَّ افْسَحْ لَهُ فِي عَدْلِكَ وَاجْزِهِ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ

۱۰۳

ف ای غیر ضن وشح ۱۲ ای الظہور من ابق لطائرہ والقابس طالب النار ای بعد خوضات الفتن والاثم غمرات الفتن ووقوعہا فی تہاوی الآثام ۱۲

من فضلك مُهَنَّاتٍ له غير مكدرات من فورِ ثوابك
مسوغات ۱۲ ای مریئة صافیة غیر مکدرة ۱۲ بلا مشقة ۱۲
المحلول وجزيل عطائك المعلول اللهم اعل على
ای عطاء الله مضاعف یعمل به عباده مرة بعد اخری ۱۲
بناء الناس بناءَهُ وأكرِم مثواه لديك ونُزُلَه واتمم
عندک ۱۲
له نوره واجزه من ابتعاثك له مقبول الشهادة
رضی خطبة ۱۲
مَرضِيَّ المقالة ذا منطق عدل وخُطَّة فصل وحجة و
برهان عظيم یہ مشہور ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام سی ابن قتیبہ
نے شکل ای ریث مین اس پر کلام کیا ہی اور اسی طرح ابو الحسین احمد بن فارس
لغوی نے ایک جزء مین جس کو جمع کیا ہی فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین مگر اس کی اسناد مین نظری ہماری شیخ حافظ **ابو الحجاج مزی** نے
فرمایا ہی کہ یہ سلامہ کندی معروف نہین ہی اور نہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کو پایا ہے کذا قال وقد روی الحافظ **ابو القاسم الطبرانی** هذا الاثر
عن محمد بن علی الصائغ عن سعید بن منصور حدثنا نوح بن قیس
عن سلامة الکندی قال کان علی رضی الله عنه یعلمنا الصلوٰة
علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فیقول اللهم داحي المدحوات
وذکرہ موقوف۔ **احدیث دیگر ابن ماجہ** نی حضرت ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سی روایت کیا ہے فرمایا جس وقت تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
درود بھیجو تو اچھی طرح اون پر درود بھیجو کیونکہ تم کیا جانو شاید وہ آپ پر پیش کیجاوے
اسود بن یزید کہتے ہین اسپر لوگون نی اون سی عرض کیا کہ آپ ہم کو تعلیم کرو فرمایا
یون کہو اللهم اجعل صلواتك ورحمتك وبركتك على سيد المرسلين

ای خطبہ من یتو
جزیل عطائك المخزون فوك
الفضول من القضم وهو تحفظ
والمراد هنا الاز سوء ولا اختصا
والوفور الكثرة والمخزون المحفوظ
ومنه الناس كتراق الدلال
الاعظم براعی عباده
والمثوى المكان الذي ينزل الناس
القول وكذا منطق وخطة
بالضم وتشديد الطاء المهملة
اللام والقصة والطريق اي الفصل
يعني الفاصل كذلك حواشي
الخرب مرتين بخاء معجمة
كذا في ابن كثير ومعناه كذلك
جمع بالحا المنزل وكذا بالجاء المعجمة
وهنا الحي لا يتقدم منها وبقي
الاحتمال الثالث وهو ان يكون
بالجيم ماخوذا من الجبل ويكون
الاضداد ويكون للعظيم والصغير
فتعلم يعني العظيم

وامام المتقین وخاتم النبیین محمد عبدك ورسولك امام الخیر
وقائد الخیر ورسول الرحمة اللهما ابعثه مقاما محمودا یغبطه
به الاولون والاخرون اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد
کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید اللهم
بارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم وآل
ابراهیم انك حمید مجید وهذا موقوف وقد روی اسمعیل
القاضي عن عبد الله بن عمرو او عمر علی الشك من الراوی قریبا
من هذا **۱۱ حدیث دیگر ابن جریر** نی ابو اسرائیل سی روایت کیا ہے کہا
یونس بن خباب نے فارس مین ہم کو خطبہ سنایا تو کہا ان الله وملائکته یصلون
علی النبی یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما پھر کہا مجھی اوس
شخص نی خبر دی جس نی حضرت ابن عباس کو کہتے سنا کہ یہ قول اسی طرح نازل کیا
گیا تو ہم نے کہا یا اور لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ پر سلام بھیجنا جان لیا
پھر درود بھیجنا آپ پر کیونکر ہے فرمایا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد
کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید وارحم
محمدا وآل محمد کما رحمت آل ابراهیم انك حمید مجید وبارك
علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم انك حمید مجید
جو شخص اس طرف گیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ترحم جائز ہے وہ اسی
حدیث شریف سی استدلال کرتا ہی جس طرح کہ یہ قول ہے جمہور کا **اور مقوی** ہی
اس قول کی حدیث اعرابی کی جس نے یون کہا تھا اللهم ارحمنی ومحمدا
ولا ترحم معنا احدا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا لقد حجرت
واسعا یعنی مقرر تو نی ایک فراخ شی کو تنگ کر دیا **قاضی عیاض** نی جمہور
مالکیہ سے منع ترحم حکایت کیا ہی کہا اور ابو محمد بن ابی زید نے اوس کو جائز کہا ہے
۱۲ **حدیث دیگر امام احمد** نی حامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی

کہا مین نی سنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جو شخص بھیجے مجھپر کوئی درود
تو فرشتے اوس پر درود بھیجتے رہتے ہین جب تک کہ وہ مجھپر درود بھیجتا ہے پس
چاہیے کہ کم کرے بندہ اس سی یا چاہیے کہ بہت کرے **ورواہ ابن ماجۃ من**
حدیث شعبۃ بہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسی بلاغت سے کثرت
درود کا امر فرمایا ہے یون نہین فرمایا کہ تم کثرت سے مجھپر درود بھیجا کرو بلکہ اول اوسکی
فضیلت بیان فرمائی کہ جب تک درود بھیجنے والا مجھپر درود بھیجتا ہے تو فرشتے
اوس پر درود بھیجتے رہتے ہین پھر قلت وکثرت کو بصیغۂ امر اوس کے اختیار
مین رکھا طالب راغب بعد اس کے ہرگز کثرت درود شریف مین قصور نہ کریگا
بہا امکن اس دولت پائدار کے حاصل کرنی مین مشغول رہیگا اللھم وفقنا توفیقا
لامزید علیہ وصل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ وذریتہ وصحبہ
عدد معلوماتک الی یوم الدین وما تلذ ذالمتلذذون بوصال
الحور العین فی الغرفات آمنین وما تقر عیون المخلصین بالنظر الی
وجہ رب العالمین آمین یا ارحم الراحمین **۱۳ حدیث دیگر**
ابو عیسیٰ ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اولی الناس بی
یوم القیامۃ اکثرھم علی صلوۃ تفرد بروایتہ الترمذی رحمۃ اللہ
علیہ ثم قال ھذا حدیث حسن غرایب یعنی قریب تر لوگون کا مجھسے
قیامت کے دن اون مین کا کثرت سے درود بھیجنے والا ہے مجھپر **۱۴ حدیث**
دیگر اسمعیل قاضی نے کہا ہم کو حدیث کی علی بن عبد اللہ نے کہا ہم کو حدیث
کی سفیان نے یعقوب بن زید بن طلحہ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ آیا میری پاس ایک آنے والا طرف سے میرے رب کے پھر
اوس نے مجھ سے کہا نہین ہے کوئی بندہ کہ درود بھیجے تجھپر مگر درود بھیجے اللہ اوسپر
بعوض اوس کے دس بار پس ایک شخص آپ کی طرف کھڑا ہوا تو عرض کیا یا رسول اللہ

کیا مین نکرون اپنی آدہی دعا واسطے آپ کے فرمایا اگر تو چاہے عرض کیا کیا نہ کرون
مین اپنی دو تہائی دعا واسطے آپ کے فرمایا اگر تو چاہے عرض کیا کیا نہ کرون مین اپنی
ساری دعا واسطے آپ کے فرمایا اذن یکفیك الله هما الدنیا والاخرة
یعنی اب تو اللہ کفایت کردیگا تیری دنیا و آخرت کی فکر کو غرض یہ ہے کہ جب تو نے
اپنی ساری دعا درود ٹہیرادی تو اس کی برکت سے اللہ تیرے دنیا و آخرت
کے کام بنا دیگا پس ایک شیخ کے مین تہا اوس کو منیع کہتے تہے اوس نے سفیان سے
کہا کہ اس حدیث کو یعقوب نے کس شخص سے مسند کیا ہے تو سفیان بولے
مین نہین جانتا ہون **۱۵ حدیث دیگر اسمعیل قاضی** نی بسند خود عن طفیل
بن اُبیّ بن کعب عن ابیہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نکلتے تہے جوف اللیل مین یعنی آدہی رات مین تو فرماتے جاءت[1] الراجفة تتبعها
الرادفة جاء الموت بما فیہ حضرت ابی نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک مین نماز
پڑہتا ہون[2] رات کو سو کیا مین ٹہیراؤن واسطے آپ کے اپنی تہائی صلوة رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شطر یعنی آدہی عرض کیا پہر کیا مین ٹہیراؤن آپ کے
واسطے اپنی آدہی صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو تہائی عرض
کیا پہر کیا مین ٹہیراؤن آپ کے واسطے اپنی کل صلوة فرمایا اذن یغفر اللہ لک
ذنبک کلہ یعنی اب تو اللہ بخشدیگا واسطے تیرے سارے گناہ تیری **ف** مراد
صلوة سے اس جگہ دعا و ورد ہے یعنی رات کو میرا ایک وقت ہے کہ مین اوسمین
اپنے نفس کے واسطے دعا کیا کرتا ہون سو اوس وقت مین سے آپ کے واسطے
دعا کرنے مین کتنا وقت صرف کرون اور یہ جو کہا کہ مین اپنی کل صلوة آپ کی واسطے
ٹہیراؤن سو اس سے یہ مراد ہی کہ مین جو اپنی نفس کے واسطے دعا کرتا ہون اوس کے
بدلے مین آپ پر درود بہیجون اس سی یہ بات معلوم ہوئی کہ اپنے نفس کے واسطے
دعا کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بہیجنا افضل ہے کیونکہ اسمین ذکر اللہ
ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے اور جس شخص کو کہ ذکر اللہ مشغول کری

[1] اصل رجفت کی حرکت ناضطراب بی مراد اجفہ سے پہلا نفخہ ی جسکی سبب خلائق اجہائیگی اور ردفہ دوسرا نفخہ ی جسکی وجہ ی قیامت کی لوگ زندہ ہوجائینگی وہ بڑی عظیم الشان چیخ ہوگی اضطراب کی مثل پہلی کی اور یہ ہوگی وقت بہاڑون کے اور زمین کے جاوینگے کانپ اوہین گے حال الموت جو کچہ فیہ ہوگی ہین کری اور ی وقت سے اوہان قبر کے جدا ہوین ہین اور قیامت کی لڑائی ہوگی ہم سنہ

[2] مراد غازی واللہ اعلم عبادت سے تعلق ہی ۱۲ صحیح مسلم

اوس کی سوال و دعا سی تو اوس کو بہتر سی بہتر ملیگا اور جو شی اوس کو دارین مین فکر مین ڈالتی ہے اوس کی کفایت اس مین داخل ہے کذا فی المجمع **امام احمد** نی حدیث مذکور کو بنحوہ روایت کیا ہی کہ حضرت ابی بن کعب نی کہا کہ جس وقت دو تہائی رات چلی جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہڑے ہوتے تھے پہر فرماتے ای لوگو یاد کرو اللہ کو یاد کرو اللہ کو آیا راجفہ جس کے پیچھے ہے رادفہ آئی موت مع اوس کے جو اوس مین ہی حضرت ابی کہتی ہین مین نی عرض کیا یا رسول اللہ بی شک مین بکثرت آپ پر درود بہیجتا ہون سو کتنا ٹہیراؤن واسطی آپ کے اپنی صلوۃ سی فرمایا جو تو چاہے مین نے عرض کیا کہ چوتہائی فرمایا جو تو چاہے پہر اگر تو زیادہ کریگا تو وہ بہتر ہے تیرے واسطی مین نے عرض کیا تو نصف فرمایا جو تو چاہے پہر اگر زیادہ کریگا تو وہ بہتر ہے واسطے تیرے مین نے عرض کیا تو دو تہائی فرمایا جو تو چاہے پہر اگر تو زیادہ کریگا تو وہ بہتر ہے واسطی تیری مین نی عرض کیا مین ٹہیراؤنگا آپ کے واسطی اپنی کل صلوۃ فرمایا اب تو کفایت کیا جائیگا تو اپنے ہم کی اور بخشا جائیگا واسطے تیرے گناہ تیرا پہر ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے **امام احمد** نی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجہی خبر دین اگر مین ٹہیراؤن اپنی کل صلوۃ آپ پر فرمایا اذن یکفیك اللہ ما اهمك من دنیاك و اخرتك یعنی اب کفایت کریگا تجہکو اللہ اوس شے کی جو تجہے ہم و فکر مین ڈالتی ہے تیری دنیا و آخرت سے ۱۶۔ **حدیث دیگر** **امام احمد** نی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے تو مین آپ کے پیچھے ہو لیا یہان تک کہ آپ کہجورون مین داخل ہوے پس آپ نے سجدہ کیا تو دراز سجدہ کیا حتی خفت او خشیت ان یکون اللہ قد توفاہ او قبضہ یعنی یہان تک کہ مین اس سے ڈرا کہ اللہ نے آپ کو وفات دی ہو کہا پہر مین آیا کہ نظر کرون تو آپ نے اپنا سر اوٹہا لیا تہا پس فرمایا کیا ہی تجہی ای عبدالرحمن کہا پہر مین نے آپ سے وہ بات

اس کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا ہے

ذکر کی تو آپ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کیا میں تجھی خوشخبری نہ دوں بی شک اللہ عزوجل کہتا ہے کہ جو شخص درود بھیجے تجھپر تو میں درود بھیجوں اوسپر اور جو کوئی سلام بھیجے تجھپر تو میں سلام بھیجوں اوس پر **طریق دیگر امام احمد** نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے تو متوجہ ہوئے طرف اپنے صدقہ کے پھر داخل ہوئے تو موہنہ کیا طرف قبلے کے پھر گرے سجدہ کرتے ہوئے تو سجدہ دراز کیا یہاں تک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ مقرر اللہ نے آپ کی جان اوس میں قبض کرلی پس میں آپ سی قریب ہوا پھر میں بیٹھا تو آپ نے اپنا سر اوٹھایا پھر فرمایا یہ کون ہے میں نے عرض کیا عبدالرحمن فرمایا کیا حال ہی تیرا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نی ایسا سجدہ کیا کہ میں اس سی ڈرا کہ اللہ نے آپ کی روح اوس میں قبض کرلی پس فرمایا کہ بی شک جبریل میری پاس آیا تو مجھی یہ خوشخبری دی کہ اللہ عزوجل مجھ سے فرماتا ہے کہ جو کوئی درود بھیجے تجھپر تو میں درود بھیجوں اوس پر اور جو کوئی سلام بھیجے تجھپر تو میں سلام بھیجوں اوس پر پس میں نے سجدہ کیا واسطے اللہ عزوجل کے شکر کے لیے و رواہ اسمعیل بن اسحٰق القاضی فی کتابہ عن یحیی بن عبد الحمید عن الدراوردی عن عمرو بن عبد الواحد عن ابیہ عن عبد الرحمن بن عوف بہ و رواہ من وجہ اٰخر عن عبد الرحمن ۱۷ **حدیث دیگر ابو القاسم طبرانی** نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے واسطی حاجت کے تو آپ نے کسی کو نہ پایا کہ آپ کے پیچھے جائے پس حضرت عمر گھبرائے تو آپ کے پاس آئی مطہرہ[۱] لیکر آپ کے پیچھے سے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئی پایا مستر[۲] ہیں تو وہ آپ سی علیحدہ ہوگئے آپ کے پیچھے سے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک اوٹھایا تو فرمایا تو نی خوب کیا ای عمر جبکہ تو نی مجھی سجدہ کرتا ہوا پایا تو تو مجھ سی علیحدہ ہوگیا بیشک جبریل میری پاس

[۱] مطہرہ وہ چمڑا یا کپڑا ہے جسے بطہارت کرنیکا ارادہ کرنیوالا اپنے جسم کا بدن ہی کسی کی کہا ہے وہ بدن ہی جس کی طہارت کیجاتی ہی اور کم سے کم کا شہر ہے ۱۲ منہ

[۲] مستر پردہ جس کی پناہ لیجاتی ہی اور ہر وہ چیز جس کی پناہ لیجاتی ہو اور ہر وہ چیز جو کسی کو چھپا لے ایک ہو اس کو کہتے ہیں کہ کسی کو کپڑے کی آڑ میں لے کر یا پانی میں لیجا کر چھپا لے یہ مجمع البحار میں ہی ظاہر ہی مناسب مقام یہی معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم ۱۲ منہ

آیا تو کہا کہ جو کوئی درود بھیجے تجھپر تیری امت مین سے ایک بار تو بھیجے اللہ اوس پر
دس درود اور بلند کرے اوس کے دس درجے وقد اختار ھذا الحدیث
الحافظ الضیاء المقدسي فی کتابہ المستخرج علی الصحیحین وقد رواہ
اسمعیل القاضی عن القعنبی عن سلمۃ بن وردان عن انس عن
عمر بنحوہ ورواہ ایضا عن یعقوب بن حمید عن انس بن عیاض
عن سلمۃ بن وردان عن مالک بن اوس بن الحدثان عن عمر
بن الخطاب بنحوہ **۸ حدیث دیگر امام احمد** نے عن عبد اللہ بن ابی طلحہ
عن ابیہ روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ایک
دن اس حال مین کہ سرور آپ کی چہرۂ مبارک مین دکہائی دیتا تہا تو صحابہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ بی شک ہم البتہ دیکہتے ہین سرور کو آپ کے چہرے مین تو فرمایا بیشک
آیا میرے پاس فرشتہ تو کہا یا محمد کیا تجھی راضی نہین کرتی ہے یہ بات کہ تیرا
رب عزوجل فرماتا ہی بے شک درود نہ بھیجے تجھپر کوئی تیری امت سے مگر مین
درود بھیجون اوس پر دس بار اور سلام نہ بھیجے تجھپر کوئی تیری امت سی مگر مین سلام
بھیجون اوس پر دس بار فرمایا ہان یعنی مین راضی ہون ورواہ النسائی من
حدیث حماد بن سلمۃ بہ وقد رواہ اسمعیل القاضي عن اسمعیل
بن ابی اویس عن اخیہ عن سلیمان بن بلال عن عبید اللہ بن عمر عن
ثابت عن انس عن ابی طلحۃ بنحوہ **طریق دیگر امام احمد** نے ابو طلحہ انصاری
سے روایت کیا ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن صبح کو اوٹہی
اس حال مین کہ آپ کا جی خوش تہا آپ کے چہرۂ مبارک مین خوشی دکہائی دیتی تہی
صحابہ نی عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ نی صبح کی اس حال مین کہ آپ کا جی خوش
ہے خوشی آپ کی چہرۂ مبارک مین دکہائی دیتی ہے فرمایا ہان آیا میرے پاس
ایک آنی والا طرف سے میری رب عزوجل کے تو اوس نی کہا کہ جو کوئی درود بھیجی
تجھپر تیری امت سی ایک درود تو لکھے اللہ واسطی اوس کے بعوض اوس کے

دس نیکیان اور مٹا دی اوس سی دس بدیان اور بلند کری واسطی اوس کی دس درجے اور رد کری اوس پر مثل اوس کے وهذا ایضا اسناد جید ولم یخرجوہ

۱۹۔ حدیث دیگر مسلم وابو داؤد وترمذی ونسائی نی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی درود بھیجے مجھپر ایک بار تو درود بھیجی اللہ اوس پر بعوض اوس کے دس بار قال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح وفی الباب عن عبد الرحمن بن عوف وعامر بن ربیعة وعمار وابی طلحة وانس وابی بن کعب

امام احمد کا لفظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی یہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی درود بھیجو مجھپر پس بی شک وہ زکوۃ ہے واسطی تمہاری اور سوال کرو اللہ سے واسطی میری وسیلہ پس بی شک وہ ایک درجہ ہی اعلے جنت مین اور نہ پونہچیگا اوس کو مگر ایک مرد اور مین امید رکھتا ہون کہ مین ہی وہ ہؤن تفرد بہ احمد **بزار** نی بطریق مجاہد بنحوہ اوس کو یون روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے درود بھیجو مجھپر پس بی شک وہ زکوۃ ہی واسطی تمہارے اور سوال کرو اللہ سی واسطی میری درجہ وسیلہ کا جنت سی پس ہم نے آپ سے پوچھا یا آپ نے ہم کو خبر دی تو فرمایا وہ ایک درجہ ہی اعلی جنت مین اور وہ واسطے ایک مرد کے ہے اور مین امید رکھتا ہون اس کی کہ مین ہؤن وہ مرد فی اسنادہ بعض من تکلم فیه **ف** زکوۃ کے معنی لغت مین طہارت ونما وبرکت و مدح کے ہین اصل مین وسیلہ وہ شی ہے جس سی کسی شی کی طرف وسیلہ وتقرب کیا جاتا ہی یہان مراد وسیلہ سے اللہ تعالی سے قرب ہی کسی نے کہا کہ مراد شفاعت ہے قیامت کے دن کسی نے کہا کہ ایک منزلہ ہی منازل جنت سی کیونکہ اوس کے طرف پونہچنی والا اللہ تعالی سی قریب ہوگا آپ نی جو اپنی امت سے اپنی واسطے دعا طلب فرمائی سو یا تو اس واسطی کہ بطور کسر نفسی کے اپنا افتقار اللہ کی طرف ظاہر کیا یا اس لیے کہ اس دعا سے امت نفع حاصل کری اور اوس پر امت کو ثواب ملے

ف یعنی اللہ پاک پر اوپر درپای درود بھیجنے کے ۱۲ منہ

اور ارجو کا لفظ جو فرمایا سو یہ فرمانا قبل اس کے تھا کہ آپ کو اس کا علم ہو کہ صاحب
مقام محمود آپ ہی ہین اور باوجود اس کے اللہ پاک بسبب دعا امت کے آپ کو
رفعت زیادہ کریگا جس طرح کہ آپ پر درود بھیجنے کے وجہ سے امت کو رفعت
زیادہ فرمائیگا کذا فی المجمع ۲۰ - **حدیث دیگر امام احمد** نی حضرت عبداللہ بن
عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
ایک درود بھیجے تو درود بھیجے اللہ اوس پر اور اوس کے فرشتے بعوض اوس کے
ستر درود بھیجا چاہیے کہ کم کرے بندہ اوس سی یا چاہیے بہت کری ابوقیس مولائے
عمرو بن العاص کہتے ہین اور مین نے سنا عبداللہ بن عمرو کو وہ کہتے تھے نکلے ہمپر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن مثل رخصت کرنے والے کے تو
فرمایا مین محمد النبی الامی ہون اس کلمے کو تین بار فرمایا اور نہین ہے کوئی نبی بعد
میرے دیا گیا مین فواتح کلام اور خواتم اوس کے اور جوامع اوس کے اور جانا مین نے
کہ کتنے ہین خزانچی دوزخ کے اور اوٹھانے والے عرش کے وبحق ذلک و
عوافیت وعوفیت امنی پس تم سنو اور اطاعت کرو جب تک کہ مین تم مین
ہون پھر جب مجھی لیجائین تو لازم پکڑو تم اللہ کی کتاب کو حلال جانو اوس کے
حلال کو اور حرام جانو اوس کے حرام کو ۲۱ - **حدیث دیگر ابوداؤد طیالسی**
نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا ہی جو شخص کہ ذکر کیا گیا مین نزدیک اوس کے تو چاہیے کہ درود بھیجی
مجھپر اور جو کوئی درود بھیجے مجھپر ایک بار تو درود بھیجے اللہ اوس پر دس بار ورواہ
النسائی فی الیوم واللیلۃ من حدیث ابی داؤد الطیالسی عن
ابی سلمۃ وھو المغیرۃ بن سلمۃ الخراسانی عن ابی اسحاق عمرو
بن عبید اللہ السبیعی عن انس بہ ۲۲ - **حدیث دیگر امام احمد**
نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص بھیجے مجھپر ایک درود تو بھیجے اللہ اوس پر دس درودین

۵ یہ لفظ اصل مین
مشکوک ہی مسند امام احمد
مین دیکھا جاوے ۱۲
صحیح ہے واللہ تعالیٰ

اور گرادی اوس سی دس خطائین ۲۳- حدیث دیگر امام احمد نی عبداللہ
بن علی بن الحسین سی روایت کیا ہے عبداللہ اپنے والد ماجد امام زین العابدین
سے راوی ہین وہ اپنے پدر عالی گوہر امام حسین سی راوی ہین رضی اللہ عنہم اجمعین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البخیل من ذکرت عندہ
ثم لم یصل علی وقال ابو سعید[1] فلم یصل علیّ یعنی بڑا بخیل وہ شخص ہے کہ
ذکر کیا گیا مین نزدیک اوس کے پھر اوس نی مجھپر درود نہ بھیجا ورواہ الترمذی
من حدیث سلیمان بن بلال ثم قال ھذا حدیث حسن غریب
صحیح ومن الرواۃ من جعلہ من مسند الحسین بن علی ومنھم من
جعلہ من مسند علی نفسہ ۲۴- حدیث دیگر اسمعیل قاضی نی حضرت
ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہے بی شک بخیل ترین لوگون کا وہ شخص ہے کہ ذکر کیا گیا مین نزدیک اوس کے پس
اوس نے درود نہ بھیجا مجھپر ۲۵ حدیث دیگر مرسل اسمعیل نی جریر بن حازم سے
روایت کیا ہی کہ مین نی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بحسب امرئ من البخل ان اُذکر عندہ
فلا یصلی علیّ یعنی کافی ہے آدمی کو بخل سی یہ کہ مین ذکر کیا جاؤن نزدیک
اوس کے پس وہ درود نہ بھیجے مجھپر ۲۶- حدیث دیگر ترمذی نی حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی
فرمایا ہے خاک مین آلودہ ہو ناک اوس شخص کی جس کے نزدیک مین ذکر کیا گیا پس
اوس نے درود نہ بھیجا مجھپر اور خاک مین آلودہ ہو ناک اوس شخص کی جسپر داخل ہوا
مہینا رمضان کا پھر وہ منسلخ ہو گیا یعنی نکل گیا قبل اس کے کہ اوس کے واسطے بخشش
کیجائی اور خاک مین آلودہ ہو ناک اوس شخص کی جس کے ماں باپ نے یا یا بڑھاپے
کو پس اونہون نے داخل نہ کیا اوس کو جنت مین پھر ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
غریب ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین وقد رواہ البخاری فی الادب عن

[1] امام احمد کے اس حدیث مین دو راوی ہین ایک تو عبدالملک بن عمرو دوسرے ابو سعید ۱۲ منہ

محمد بن عبید اللہ حدثنا ابن ابی حازم عن کثیر بن زید عن الولید
بن رباح عن ابی ہریرۃ مرفوعا بنحوہ ورویناہ من حدیث محمد
بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ بہ قال الترمذی وفی الباب
عن جابر وانس قلت وابن عباس وکعب بن عجرۃ قد ذکرت طرفا
فی اول کتاب الصیام عند قولہ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او
کلاھما **یہ حدیث اور اس سی قبل کی حدیث** دونون دلیل ہین اسپر
کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا واجب ہے ہر بار جب آپ کا ذکر ہو اور
یہ مذہب ہے ایک گروہ کا علما سے منجملہ اون کے طحاوی وحلیمی ہین یہ قول ایک
اور حدیث سے بھی قوت پذیر ہوتا ہی جس کو **ابن ماجہ** نی حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص
بھول گیا درود کو مجھپر تو وہ چوک گیا جنت کو **جنادہ** شیخ ابن ماجہ ضعیف ہین
لیکن اسمعیل قاضی نی من غیر وجہ حضرت ابو جعفر محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی جو شخص بھول گیا
درود کو مجھپر تو وہ چوک گیا جنت کی راہ کو یہ حدیث مرسل ہی اول حدیث سے
قوت پذیر ہو جاتی ہے واللہ اعلم **دوسری لوگ** اس طرف گئے ہین کہ مجلس
مین ایک بار آپ پر درود بھیجنا واجب ہی پھر بقیہ مجلس مین واجب نہین ہے
بلکہ مستحب ہے ترمذی نے بعض سی اس کو نقل کیا ہے یہ قول اوس حدیث سی
تائید پذیر ہوتا ہے جس کو ترمذی نی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین بیٹھی کوئی قوم کسی مجلس مین
کہ جس مین ذکر نہ کیا اللہ کا اور نہ درود بھیجا اپنے نبی پر مگر وہ مجلس ہوگی اون پر حسرۃ
روز قیامت کو پھر اگر چاہے اون کو عذاب کرے اور اگر چاہے اون کے واسطے
مغفرت کرے تفرد بہ الترمذی من ھذا الوجہ ورواہ الامام احمد
عن حجاج ویزید بن ھارون کلاھما عن ابن ابی ذئب عن صالح

لہ فی اول کتاب الصیام عند قولہ اما یبلغن عندک الکبر الخ یہ عبارت محشی کی ہے کتاب الصیام کی اس آیت کو کیا تعلق ہے اس کا ۱۲ سکہ الاکان علیہ قرۃ یعنی قضا یا یتوقع ترقہ ہو فرض ہی رواہ سے جس کا ۱۲ سکہ ارفع ونصب دونون جائز ہین ابن ہیاج کے کان کی خبری اور راوہ سکہ کم مراد ترقی وقضان ہی یا یتوقع یعنی مرضہ یا بمعنی حرمت ہے کان کا کلہ دونون جملہ بتاویل وتذکیر مراد ہی ہے پس اس بنا پر کہ کانت ہو اور ترقہ مرفوع ہو تو ضمیر راجع ہو گی طرف معتدلہ اور ترقہ مبتدا اور خبر اوسکی علیہ مجلہ ہو اور ترقہ منصوب ہو تو ضمیر کان کی اور جملہ کان علیہ الخ ہو کی طرف راجع ہو گی اور ترقہ اوسکی خبر ہو گی کذا فی المجمع ۱۲ منہ

مولی التؤامۃ عن ابی ھریرۃ مرفوعا مثلہ ثم قال الترمذی ھذا
حدیث حسن وقد روی عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم من غیر وجہ وقد رواہ اسمٰعیل القاضی من حدیث شعبۃ
عن سلیمان عن ذکوان عن ابی سعید کہا نہین ہے کوئی قوم کہ بیٹھے پھر
کھڑے ہون اور درود نہ بھیجین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مگر ہوگا وہ بیٹھنا اونپر
قیامت کے دن حسرت گوہ داخل ہوجائین جنت مین بسبب اوس ثواب کے
جس کو وہ دیکھین گے **بعض** سی یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ عمر بھر مین ایک بار
درود بھیجنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب ہے واسطی بجا آوری امر آیت کریمہ
کے **پھر** درود شریف مستحب ہے ہر حال مین یہ وہی قول ہی جس کی قاضی عیاض
نے نصرت کی ہی بعد اس کے کہ اجماع کی حکایت کی ہی وجوب صلوٰۃ علی النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فی الجملہ کہا اور **طبری** نی حکایت کیا ہے کہ محل آیت کا
ندب پر ہے اور اس مین اجماع کا دعوی کیا ہے کہا اور شاید یہ اوس مین ہے جو
ایک بار پر زیادہ ہو اور واجب اس مین ایک بار ہے جس طرح کہ آپ کے واسطی
نبوت کی گواہی دینا ہے اور جو اسپر زیادہ ہے تو وہ مندوب ہی اور اوس مین
ترغیب دلائی گئی ہے منجملہ سنن اسلام و شعار اہل اسلام ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین
یہ قول غریب ہے کیونکہ آپ پر درود بھیجنے کا امر تو اوقات کثیرہ مین وارد ہوا ہی پھر
بعض اوس مین سے واجب ہی اور بعض مستحب چنانچہ ہم اوس کا بیان کرتے ہین
پس اوسمین سی **بعد اذان نماز** کے ہے بسبب اوس حدیث شریف
کے جس کو **امام احمد** نی عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے کہ اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے جس
وقت تم سنو مؤذن کو تو کہو مثل اوس کے جو وہ کہتا ہے پھر درود بھیجو مجھپر پس بی شک
جو کوئی درود بھیجے مجھپر تو درود بھیجے اللہ اوس پر بعوض اوس کے دس بار پھر تم سوال
کرو واسطی میرے وسیلے کا پس بی شک وہ ایک منزلہ ہے جنت مین سزاوار

نہین ہے مگر واسطی ایک بندے کے اللہ کے بندون سی اور مین امید رکھتا ہون
کہ مین ہوؤن وہ پس جو کوئی سوال کریگا واسطی میرے وسیلے کا حلت علیہ
الشفاعۃ یعنی تو نازل ہوگی اوس پر شفاعت واخرجہ مسلم وابو داؤد
والترمذی والنسائی من حدیث کعب بن علقمۃ طریق دیگر اسمعیل
قاضی نی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من سال اللہ لی الوسیلۃ حقت علیہ شفاعتی
یوم القیامۃ یعنی جو کوئی سوال کریگا اللہ سے واسطے میرے وسیلہ کا تو واجب
ولازم ہوگی اوس پر شفاعت میری روز قیامت کو حدیث دیگر اسمعیل قاضی
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے درود بھیجو مجھپر پس بی شک درود بھیجنا تمہارا مجھپر زکوۃ
ہے واسطی تمہاری اور سوال کرو اللہ سے واسطی میری وسیلہ کا کہا پھر یا آپ نے
ہم کو حدیث کی اور یا ہم نے آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ وسیلہ ایک اعلی درجہ
ہے جنت مین نہ پہونچیگا اوس کو مگر ایک مرد اور مین امید رکھتا ہون کہ مین ہوؤن وہ
مرد رواہ عن محمد بن ابی بکر عن معتمر عن لیث وھو ابن ابی سلیم
بہ اور اسی طرح حدیث دیگر ہے جس کو امام احمد نی رویفع بن ثابت انصاری
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو درود
بھیجے محمد پر اور کہے اللھم انزلہ المقعد المقرب عندک یوم القیامۃ تو واجب
ہو واسطی اوس کے شفاعت میری وھذا اسناد لا باس بہ ولم یخرجوہ
ایک اور اثر حسن ہی جس کو اسمعیل قاضی نی طاؤس سی روایت کیا ہے
کہا مین نے حضرت ابن عباس کو سنا کہ فرماتے تھے اللھم تقبل شفاعۃ محمد
الکبری وارفع درجتہ العلیا واعطہ سؤلہ فی الاخرۃ والاولی کما اتیت
ابراھیم وموسی علیہما السلام اسناد جید قوی صحیح اور اوسمین سے
ہے وقت داخل ہونی مسجد کے اور وقت نکلنے کے اوس سے

حلت (قبل ہی یعنی
غشیتہ وزلت بہ کذا
فی مجمع البحار ۱۲ منہ

سبب اوس حدیث کے جس کو امام احمد نے حضرت عبداللہ بن الحسن رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہی عبداللہ راوی ہین اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت الحسین سے
وہ راوی ہین اپنی دادی حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جس وقت داخل ہوتے مسجد مین تو درود بھیجتے محمد پر اور سلام بھیجتے فرماتے اللھم
اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور جس وقت نکلتے تو درود بھیجتے
محمد پر اور سلام بھیجتے فرماتے اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک
اسمعیل قاضی نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی
کہا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت تم گذر کر مسجد مین
تو درود بھیجو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رہا درود پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر نماز مین سو تشہد اخیر مین ہم اوس پر کلام کر آئے ہین اور امام شافعی رحمہ اللہ
تعالے کے ساتھہ علما مین سے جو لوگ اوس طرف گئے ہین اون کا ذکر بھی
اول کر چکے ہین اور تشہد اول مین ایک ہی قول ہے کہ واجب نہین ہے بھر آیا
مستحب ہے یا نہین سو اس مین امام شافعی کے دو قول ہین اور اوسمین بھی
درود بھیجنا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز جنازہ مین کیونکہ سنت یہ ہے
کہ اول تکبیر مین فاتحۃ الکتاب پڑھے اور دوسری مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
درود بھیجے اور تیسری مین میت کے واسطے دعا کرے اور چوتھی مین یہ کہی اللھم
لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ یعنی الٰہی محروم مت کر ہم کو اوس کے اجر سے
اور فتنے مین مت ڈال ہم کو بعد اوس کے امام شافعی نے فرمایا کہ ہم کو حدیث
کی مطرف بن مازن نے معمر سے معمر راوی ہین زہری سے زہری نے کہا ہم کو
خبر دی ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے ابوامامہ کو خبر دی ایک شخص نے اصحاب
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے اس بات کی کہ جنازے کی نماز مین سنت یہ
ہے کہ امام تکبیر کہے پھر بعد تکبیر پہلی کے فاتحۃ الکتاب پڑھے سرًّا اپنے جی مین پھر

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور میت کے واسطے اخلاص سے دعا کرے
تکبیروں[۱] میں اون میں سے کسی میں قرأت نکرے پھر سیدھا اپنے جی میں سلام پھیرے
ورواہ النسائی عن ابی امامۃ نفسہ انہ قال من السنۃ فذکرہ وھذا
من الصحابی[۲] فی حکم المرفوع علی الصحیح ورواہ اسمعیل القاضی عن
محمد بن المثنی عن عبد الاعلی عن معمر عن الزھری عن ابی امامۃ
بن سھل عن سعید بن المسیب انہ قال من السنۃ فی الصلوٰۃ علی
الجنازۃ فذکرہ وھکذا روی عن ابی ھریرۃ وابن عمر والشعبی

اور اوسمیں سے عید کی نماز میں ہے اسمٰعیل قاضی نے علقمہ سے روایت
کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود و ابو موسیٰ و حذیفہ رضی اللہ عنہم پر ولید بن عقبہ نکلا
کہ ایک دن عید کی نماز پڑھے تو اون سے کہا کہ یہ عید تو آپ نے کی اب اس میں تکبیر
کیونکر ہے تو حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ تو ابتدا کرے تو ایک تکبیر کہے جس سے
تو نماز کو شروع کرے اور اپنے رب کی حمد کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
درود بھیجے پھر دعا کرے اور تکبیر کہے اور مثل اس کے کرے پھر تکبیر کہے اور اسی طرح
کرے پھر تکبیر کہے اور اسی طرح کرے پھر تکبیر کہے اور اسی طرح کرے پھر قرأت پڑھے
پھر تکبیر کہے اور رکوع کرے پھر کھڑا ہو تو قرأت پڑھے اور اپنے رب کی حمد کرے
اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے پھر دعا کرے اور تکبیر کہے اور اسی طرح
کرے پھر رکوع کرے پس حضرت حذیفہ و ابو موسیٰ نے فرمایا کہ ابو عبد الرحمن نے
سچ کہا یہ اسناد صحیح ہے اور اوسمیں سے یہ ہے کہ دعا کا ختم کرنا درود شریف
کے ساتھ مستحب ہے ترمذی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ دعا ٹھیرائی جاتی ہے درمیان آسمان و زمین کے اوسمیں سے
کوئی شی نہیں چڑھتی ہے یہاں تک کہ تو درود بھیجے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم پر وھکذا رواہ ایوب بن موسیٰ عن سعید بن المسیب عن عمر
بن الخطاب قولہ ورواہ معاذ بن الحارث عن ابی قرۃ عن سعید بن المسیب

[۱] اصل کا لفظ یہ ہے ویخلص الدعاء للجنازۃ فی التکبیرات الاربع قرأ فی شیء منہا ۱۲ منہ لیکن یہ ابو امامہ صحابی ہیں جن کی حدیث کو حافظ ابن کثیر نے اس طرح علی الصحیح ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اوقری نہ پڑھے اعلم ۱۲ منہ

[۲] والصحابی

عن عمر مرفوعا وکذا رواہ رزین بن معاویۃ فی کتابہ مرفوعا
عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الدعاء موقوف بین السماء
والارض لا یصعد حتی یصلی علی فلا تجعلونی کغمر[1] الراکب صلوا
علی اول الدعاء واٰخرہٖ واوسطہٖ یعنی دعا موقوف ہوتی ہے درمیان
آسمان وزمین کے چڑھتی نہین ہے یہان تک کہ درود بھیجا جاوی مجھپر سو تم مت
کرو مجھکو مثل چھوٹے پیالے سوار کے یعنی وہ کچھہ اوس کا اہتمام نہین کرتا ہے اپنی
سواری کے آخر مین اوس کو لٹکا لیتا ہے درود بھیجو تم مجھپر دعا کے اول مین اور
اوس کے آخر مین اور اوس کے اوسط مین یہ زیادتی صرف بروایت جابر
بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مسند امام عبد بن حمید[2] مین مروی ہے
حضرت جابر کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا لا
تجعلونی کقدح الراکب اذا علق تعالیقہ اخذ قدحہ فملأہ من الماء
فان کان لہ حاجۃ فی الوضوء توضأ وان کان لہ حاجۃ فی الشرب
شرب والا اھراق ما فیہ اجعلونی فی اول الدعاء وفی وسط الدعاء
وفی اٰخر الدعاء وھذا حدیث غریب وموسی[2] بن عبیدۃ ضعیف الحدیث
یعنی مت ٹھیراؤ تم مجھکو مثل سوار کے پیالے کے کہ جب وہ اپنے لٹکانے کی
چیزون کو لٹکا چکتا ہے تو اپنے پیالے کو لیتا ہے پھر اوس کو پانی سے بھرتا ہے
پھر اگر اوس کو وضو کی حاجت ہے تو وضو کر لیتا ہے اور جو پینے کی حاجت ہے
تو پی لیتا ہے ورنہ جو کچھہ اوس مین ہے اوس کو گرا دیتا ہے تم تو مجھے ٹھیراؤ اول
دعا مین اور وسط دعا مین اور آخر دعا مین اس مین سے موکد تر
دعای قنوت ہے امام احمد واہل سنن وابن خزیمہ وابن حبان و
حاکم نے من حدیث ابی الجوزاء حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی کلمے مجھکو سکھائے کہ مین
اون کو وتر مین کہون اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت

[1] الغمر بضم الغین المعجمۃ وفتح المیم قدح صغیر اراد ان الراکب یحمل رحلہ وزوادہ وقربتہ فیتعلق قدحہ الی آخر رحلہ ثم یتعلقہ علی رضا کالعلاوۃ فلیس عندہم بہ فنہام ان یجعلوا الصلوۃ علیہ کالغمر الذی لا یقدم فی انہاء ویحمل بعا وسہم علی الصلوۃ اولہ ووسطہ وآخرہ کذا فی المجمع ۱۲ منہ

[2] یعنی عبید بن حمید کے اوستاد جعفر بن عون کا اوستاد ۱۲ منہ

وتولنی فیمن تولیت وبارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت فانک
تقضی ولا یقضی علیک انہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت
تبارکت ربنا وتعالیت **نسائی** نی اپنی سنن مین بعد اس کے اتنا زیادہ
کیا ہی وصلی اللہ علی النبی **اور اوسمین** سے یہ ہے کہ روز جمعہ
وشب جمعہ مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود شریف بھیجنا مستحب ہے
امام احمد نی اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے بہترین دنون مین سے جمعے کا دن ہی اسمین
آدم پیدا کیے گئے اور اسی مین قبض کیے گئے اور اسی مین نفخہ ہے اور اس مین صعقہ
ہے سو تم اس مین کثرت کرو درود کی مجھپر پس بی شک درود تمہارا پیش کیا گیا ہے
مجھپر صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ اور کیونکر پیش کیا جاتا ہے آپ پر درود ہمارا اوقد
ارمت یعنی وقد بلیت یعنی متفرق آپ تو بوسیدہ ہون گے فرمایا بی شک اللہ نے
حرام کیا ہے زمین پر یہ کہ کھائے نبیون کے جسمون کو رواہ ابوداود والنسائی
وابن ماجہ من حدیث حسین بن علی الجعفی وقد صحح ھذا الحدیث
ابن خزیمۃ وابن حبان والدارقطنی والنووی فی الاذکار **حدیث**
دیگر ابوعبداللہ ابن ماجہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کثرت کرو تم درود کی مجھپر
جمعے کے دن پس بی شک وہ حاضر کیا گیا ہے فرشتے اوس مین حاضر ہوتے ہین
اور بے شک کوئی نہین درود بھیجتا ہے مجھپر مگر پیش کیا جاتا ہے مجھپر درود اوس کا
یہان تک کہ وہ اوس سی فارغ ہو حضرت ابوالدرداء کہتے ہین مین نی عرض کیا اور بعد موت
کے فرمایا بتحقیق اللہ نی حرام کیا ہی زمین پر یہ کہ کھائے نبیون کے جسمون کو پس اللہ کا
نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہی **یہ حدیث شریف** غریب ہی اس وجہ سے اور
اس مین انقطاع ہے درمیان عبادہ بن نسی کے اور ابوالدرداء کے کیونکہ عبادہ نے
اون کو پایا نہین ہی واللہ اعلم **بیہقی** نی حضرت ابوامامہ وحضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما

کی حدیث سی روز جمعہ وشب جمعہ مین بکثرت درود بھیجنے کے امر مین نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے لیکن دونون کی اسناد مین ضعف ہی واللہ اعلم
اسمعیل قاضی نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین کہاتی ہی زمین جسم اوس شخص کا
جس سی روح القدس نے کلام کیا ہی یہ حدیث شریف مرسل حسن ہی **امام شافعی**
رحمہ اللہ تعالی نے صفوان بن سلیم سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہی جبکہ روز جمعہ وشب جمعہ ہو تو کثرت کرو مجھپر درود کی یہ حدیث
شریف مرسل ہی اور اسی طرح **خطیب** پر واجب ہی کہ جمعی کے دن منبر پر دونو
خطبون مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور وہ صحیح نہین ہین مگر ساتھہ اوسکی
کیونکہ ایک قوہ عبادت ہی اور ذکر اللہ اوس مین شرط ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ذکر اوس مین واجب ہوا مثل اذان ونماز کے یہ مذہب ہے **امام شافعی و**
امام احمد رحمہما اللہ تعالی کا **اور اوسمین سی** یہ ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی قبر اعطر وانور واقدس واطیب کی زیارت کے وقت آپ پر درود وسلام بھیجنا
مستحب ہے **ابو داؤد** نی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہی کوئی کہ سلام کرے مجھپر
مگر پھیر لاتا ہی اللہ مجھپر روح میری یہان تک کہ رد کرتا ہون مین اوسپر سلام یعنی اوس کی سلام
کا جواب دیتا ہون تفرد بہ ابو داؤد وصححہ النووی فی الاذکار **پھر ابو داؤد** نی حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہے
مت بھیڑاؤ تم اپنے گھرون کو قبرین اور مت[1] بھیڑاؤ تم میری قبر کو عید اور درود بھیجو مجھپر پس
بی شک تمہارا درود مجھی پونہچتا ہے جہان کہین تم ہو تفرد بہ ابو داؤد ایضا وقد
رواہ الامام احمد عن شریح عن عبد اللہ بن نافع وھو الصائغ وصححہ النووی ایضا
وقد روی من وجہ آخر عن علی رضی اللہ عنہ **قاضی اسمعیل** بن اسحق نی اپنی کتاب
فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کہا ہی کہ حدیث کی ہم کو اسمعیل بن ابو اویس نے

کہا حدیث کی ہم کو جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نی ایک
اور شخص سی منجملہ اپنی اہل بیت کے وہ شخص راوی ہی حضرت علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم
سی کہ ایک شخص صبح کو آیا کرتا تھا تو زیارت کرتا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی اور
درود بھیجتا آپ پر اور اس سی اس قدر کیا کرتا تھا کہ وہ مشتہر ہو گیا حضرت علی بن الحسین پر تو حضرت
علی بن الحسین نی اوس سی فرمایا کہ تجھی اسپر کون شی باعث ہوتی ہی اوسنی عرض کیا مین دوست
رکھتا ہون سلام کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو اونہون نی اوس سی فرمایا کیا تو دوست رکھتا
ہی اس بات کو کہ مین تجھہ سی ایک حدیث بیان کرون اپنے والد سی اوسنی کہا ہان تو حضرت علی بن الحسین
نی اوس سی فرمایا کہ خبر دی مجھکو میری والدہ نی میری دادا سی کہ میری دادا نی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی مت ٹہیراؤ تم میری قبر کو عید اور مت ٹہیراؤ تم اپنے گہرون کو قبرین اور
درود بھیجو مجھپر اور سلام بھیجو جہان کہین تم ہو پس پونہچتا ہی مجھکو درود تمہارا اور سلام تمہارا
اسکی اسناد مین ایک مبہم شخص ہی اوسکا نام نہین لیا گیا ہی یہ حدیث ایک اور وجہ سے
مرسلاً مروی ہی عبدالرزاق نی اپنی مصنف مین عن الثوری عن ابن عجلان عن رجل
قال لہ ہُدیل عن الحسن بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہم روایت کیا ہی ہدیل نی کہا کہ حضرت حسن
بن الحسن نی ایک قوم کو دیکہا نزدیک قبر شریف کے تو اونکو منع کیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نی فرمایا ہی مت ٹہیراؤ تم میری قبر کو عید اور مت ٹہیراؤ تم اپنی گہرونکو قبرین اور درود بھیجو مجھپر جہان
کہین تم ہو پس بیشک درود تمہارا مجھکو پونہچتا ہی **شاہد** حضرت حسن نی بی ادبی کرتے
اونکو دیکہا ہو باین طور کہ حاجت سی زیادہ اپنی آوازین بلند کرتے ہون اسلیی اونکو منع کیا
یہ بھی مروی ہی کہ اونہون نی ایک شخص کو دیکہا کہ قبر شریف کے پاس آمد و رفت رکھتا
ہی تو فرمایا ای شخص تو اور وہ شخص جو اندلس مین ہی نہین ہو تم اوسنی مگر برابر یعنی سب کی درود و
سلام اونکو ہمیشہ پونہچتی رہتی ہین روز قیامت تک **طبرانی** نی اپنی معجم کبیر مین حضرت حسن
بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم عن ابیہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہی درود بھیجو تم مجھپر جہان کہین تم ہو پس بی شک تمہارا درود مجھی پونہچتا ہی **پھر طبرانی**
نی حضرت امام انیس بنت الحسن بن علی عن ابیہا سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی

فرمایا ہی ارایت قول اللہ عز وجل ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی فقال ان
ھذا من المکتوم ولولا انکم سالتمونی عنہ ما اخبرتکم یعنی خبر دو مجہی اللہ عز وجل کی اس قول
کی کہ اللہ اور اوسکی فرشتے درود بہیجتے ہین نبی پر تو فرمایا کہ بیشک یہ بات علم مستور سی ہی اور اگر تم
مجہسے اوسکا سوال نکرتے تو مین تم کو نہ بتاتا بیشک اللہ نے دو فرشتے مجہپر تعین کیے ہین
نہین ذکر کیا جاتا ہون مین نزدیک کسی بندۂ مسلم کے پہر وہ مجہپر درود بہیجے مگر یہ دونون فرشتے
کہتے ہین غفر اللہ لک یعنی اللہ تیری مغفرت کرے اور اللہ اور اوسکے فرشتے ان دونون فرشتون کو
جواب دیتی ہین آمین اور نہین درود بہیجا ہی مجہپر کوئی مگر یہ دونون فرشتے کہتے ہین غفر اللہ لک
اور اللہ اور اوسکے فرشتے ان دونون فرشتون کو جواب دیتے ہین آمین غریب جدا او
باسناد ہ بہ ضعف شدید **امام احمد** نی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی بیشک اللہ کے واسطی فرشتے
ہین سیاحت کرنیوالی زمین مین پونہچاتے ہین مجکو میری امت کی طرف سی سلام وھکذا رواہ
النسائی عمن حدیث سفیان الثوری وسلیمان بن مہران الاعمش کلاھما عن عبد اللہ
بن السائب **اب ہی یہ دوسری حدیث شریف** کہ جو کوئی درود بہیجی مجہپر نزدیک
میری قبر کے تو مین اوسکو سنتا ہون اور جو کوئی درود بہیجے مجہپر دوری سی تو مین اوسکو پونہچایا جاتا
ہون سو اسکی اسناد مین نظر ہے تفرد بہ محمد بن مروان السدی الصغیر وھو
متروک عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ مرفوعا **ہماری اصحاب نے**
کہا ہی کہ محرم جسوقت لبیک کہے اور اپنے لبیک کہنے سی فارغ ہو تو اوسکی واسطی مستحب ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بہیجے **دلیل** اسکی یہ ہی کہ امام شافعی و دارقطنی نی بروایت
صالح بن محمد بن زائدہ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم سی روایت کیا ہی کہا
آدمی حکم کیا جاتا تہا جبکہ اپنی تلبیہ سی فارغ ہو اس بات کا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بہیجی
بہر حال **اسمعیل قاضی** نی وہب بن اجدع سی روایت کیا ہی کہا مین نی سنا حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کو کہ فرماتے تہے جبکہ تم آؤ تو طواف کرو بیت اللہ کا سات بار اور نزدیک مقام
ابراہیم کے دو رکعت نماز پڑہو پہر آؤ صفا پر تو کہڑی ہؤا اوسپر اسی جگہہ سی کہ بیت اللہ کو دیکہو پہر سات

بار تکبیر کہو مین حمد اللہ و ثنا علیہ و صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و مسئلہ لنفسک یعنی درمیان
اسکے اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجو اپنی جان کی واسطے
دعا مانگو اور اسی طرح مروہ پر کرو اسناد جید حسن اور کہا یعنی اصحاب نے کہ نبی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجنا مستحب ہے مع ذکر اللہ کے وقت ذبح کی قولہ تعالی و رفعنا لک ذکرک
سو اس بات کا استیناس کیا ہی بعض مفسرین نی کہا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی نہین ذکر کیا جاؤ
مین مگر تو ذکر کیا جای ساتھہ میری جمہور نی اس باب مین اونکی مخالفت کی ہی اور کہا ہے
کہ یہ ایک ایسی جگہہ ہی کہ اسمین تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہی جسطرح کہ وقت کہانیکی اور دخول و
وقاع کے اور انکے سوا اور امور مین درود پڑہنے کی حدیث وارد نہین ہوئی ہی حدیث دیگر
قاضی اسمعیل نی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے فرمایا ہی درود بھیجو اللہ کے نبیون پر اور اوسکی رسولون پر پس بتیک اللہ نی
اونکو بھیجا ہی جیسا کہ مجھی بھیجا ہی اس کی اسناد مین دو شخص ضعیف ہین ایک تو عمرو بن ہارون
اور دوسرے اونکے شیخ موسی بن عبیدہ واللہ اعلم و قد رواہ عبد الرزاق عن الثوری عن
موسی بن عبیدۃ الزبیدی بہ اور اوسمین یہ ہی کہ وقت طنین اذن کی نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم پر درود بھیجنا مستحب ہے اگر صحیح ہو جای وہ حدیث جو اس باب مین وارد ہوئی ہے
امام ابو بکر محمد بن اسحق بن خزیمہ نی اپنی صحیح مین حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سی
روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی اذا طننت اذن احدکم
فلیذکرنی ولیصل علی ولیقل ذکر اللہ من ذکرنی بخبر اسناد غریب و فی ثبوتہ نظر
واللہ اعلم یعنی جسوقت آواز کری کان ایک تمہاری کا تو چاہیے مجھے یاد کری اور چاہیے کہ
مجھپر درود بھیجی اور چاہیے کہ کہے ذکر کری اللہ اوس شخص کا جسنے میرا ذکر کیا ساتھہ میرے اسکی
اسناد غریب ہے اور اسکے ثبوت مین نظر ہی مسئلہ کتابت والون نی مستحب رکھا ہی اس بات کو
کہ کاتب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود شریف کی تکرار کری جبکہ آپ کی اسم مبارک کو لکھی یعنی
ہر بار درود لکھے حدیث مین من طریق کادح بن رحمۃ عن نہشل عن الضحاک عن ابن عباس
وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نی فرمایا ہی من صلی علی فی کتاب لم تزل الصلوۃ

جاریۃ لہا دام اسمی فی ذلک الکتاب یعنی جو کوئی درود بھیجے مجھپر کسی کتاب
مین تو وہ درود جاری رہیگا ہمیشہ واسطی اوسکی جبتک کہ میرا نام اوس کتاب مین ہوگا یہ
حدیث صحیح نہین ہی وجود کثیرہ ہی اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے
اور وہ بھی صحیح نہین ہی **حافظ ابو عبداللہ ذہبی** شیخنا نی کہا مین اس حدیث کو موضوع
خیال کرتا ہون وقد روی نحوہ عن ابی بکر وابن عباس ولا یصح من ذلک شیء
واللہ اعلم **خطیب بغدادی** نی اپنی کتاب **الجامع آداب الراوی والسامع**
مین ذکر کیا ہی کہا مین نی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی کی خط سی دیکھا ہی کہ بہت جگہ وہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسم مبارک کو لکھتے ہین بغیر اس کے کہ آپ پر ذکر صلوۃ کا کتابۃ کرین
کہا اور مجھی یہ بات پونہچی ہے کہ وہ لفظا آپ پر درود پڑہتے تھے **فصل** رہا یہ مسئلہ کہ غیر انبیا
علیہم الصلوۃ والسلام پر صلوۃ کا لفظ ذکر کرنا جائز ہے یا نہین سو اگر یہ بطور تبعیت کے ہی جسطرح
کہ اول حدیث مین گذر چکا ہی اللھم صل علی محمد وآلہ وازواجہ وذریتہ تو جائز ہی بالاجماع نزاع
جو واقع ہوا ہی سو اس صورت مین ہی کہ غیر انبیا علیہم السلام پر تنہا لفظ صلوۃ ذکر کیا جاوی یا
نہین پس ایک گروہ اس کا قائل ہی کہ یہ جائز ہی دلیلین اوسکی یہ ہین ۱ قولہ تعالی ھو الذی
یصلی علیکم وملائکتہ ۲ قولہ تعالی اولئک علیہم صلوات من ربہم ۳ قولہ تعالی
خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا وصل علیہم الایہ ۴ حدیث عبداللہ
بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتی ہین جس وقت کوئی قوم اپنا صدقہ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پاس آتی تو آپ فرمایا کرتے تھے اللھم صل علیہم پس میرا باپ اپنا صدقہ لیکر آپکی
پاس آیا تو فرمایا اللھم صل علی آل ابی اوفی اخرجاہ فی الصحیحین ۵ حدیث جابر رضی اللہ
عنہ انکی بی بی نی عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھپر اور میری خاوند پر درود بھیجین تو آپ نے
فرمایا صلی اللہ علیک وعلی زوجک **علما مین سی جمہور** کا قول یہ ہی کہ غیر انبیا علیہم السلام
پر تنہا لفظ صلوۃ کا ذکر کرنا جائز نہین ہی کیونکہ صلوۃ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا شعار ہوگیا ہی
جبکہ اوسکا ذکر کیا جاوی تو اونکے ساتھ لاحق نہ کیا جاوی پس یون نہ کہین کہ قال ابوبکر
صلی اللہ علیہ یا قال علی صلی اللہ علیہ گو معنی صحیح ہین جس طرح کہ یون نہین بولتی ہین قال محمد عزوجل

۱ وہی ہی جو درود بھیجتا ہی
۲ یعنی صحیح اور اوسکی اوسنے
۳ شعار انبیا مین یہ ہی کہ اونکو
۴ اور اونکی آل مین ہی وہ لفظ
۵ اور تنہا ہی اونکی آل پر
۶ اور اللہ تعالی ہی جانتا ہے

گو آپ عزیز جلیل ہین اس واسطی کہ یہ شعار ہی اللہ عزوجل کی ذکر کا اور قرآن وحدیث جو
اس باب مین وارد ہوا ہی اوسکو دعا پر محمول کیا ہی اور اسی لیی صلوٰۃ کا شعار ثابت
نہین ہوا واسطی آل نبی اولی کے اور نہ واسطی حضرت جابر کے اور نہ اونکی نبی نبی کے
یہ اچھا مسلک ہی دوسرون نی کہا اس لیی جائز نہین ہی کہ صلوٰۃ غیر انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام پر اہل اہواء کے شعار سی ہو گیا ہی وہ جن لوگون کے حق مین اعتقاد رکھتی ہین
اونپر لفظ صلوٰۃ ذکر کرتے ہین تو اس باب مین اونکا اقتدا نہ کیا جاوی واللہ تعالی اعلم
پھر جو لوگ اس سی مانع ہین اونہون نی اختلاف کیا ہی کہ آیا یہ تحریم کی باب سی ہے
یا کراہت تنزیہی سی ہے یا خلاف الاولی ہی تین قول ہوئی **شیخ ابوزکریا نووی**
رحمہ اللہ تعالی نی کتاب الاذکار مین اس اختلاف کا ذکر کیا ہی پھر کہا ہی کہ صحیح قول جسپر
اکثر ہین یہ ہی کہ مکروہ ہی بکراہت تنزیہ اس لیی کہ یہ شعار ہی اہل بدع کا اور ہم اونکے شعار
سے منع کیے گئے ہین اور مکروہ وہ ہی جس مین نہی مقصود وارد ہوئی ہو **ہماری اصحاب**
نے کہا ہی کہ اس باب مین معتمد قول یہ ہی کہ صلوٰۃ کا لفظ زبان سلف مین مخصوص ہو گیا ہے
ساتھہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جس طرح کہ قول ہمارا عزوجل مخصوص ہی ساتھہ اللہ تعالی
کے پس جس طرح کہ محمد عزوجل نہین کہتی ہین گو آپ عزیز جلیل ہین اسی طرح ابوبکر یا علی
رضی اللہ عنہ نہین بولتے ہین ہذا لفظہ بحروفہ **کہا** اور رہا سلام سو ہماری اصحاب
مین سی شیخ ابو محمد **جوینی** نی کہا ہی کہ صلوٰۃ کی معنی مین ہی پس غائب مین اسکا استعمال
نہ کیا جائی اور نہ غیر انبیا پر تنہا اسکا ذکر کیا جاوی تو یون نہ کہین کہ علی علیہ السلام اسمین
زندے اور مردے برابر ہین رہا حاضر سو وہ اسکے ساتھہ خطاب کیا جاوی پس یون کہین کہ
سلام علیک وسلام علیکم یا السلام علیک یا علیکم یہ امر مجمع علیہ ہی انتہی ماذکرہ حافظ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین بہت سی متاخرین کتب کی عبارت مین یہ بات غالب ہوئی ہی کہ تنہا
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر علیہ السلام کہتے ہین یا کرم اللہ وجہہ سوای باقی صحابہ
رضی اللہ عنہم کے اگرچہ اسکے معنی صحیح ہین لیکن چاہیی کہ اس باب مین درمیان صحابہ کے
برابری کیجائی کیونکہ یہ تعظیم وتکریم کی باب سی ہی تو شیخین یعنی حضرت امیر المومنین حضرت ابوبکر

صدیق وحضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب اور حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان اولی ہین
ساتھہ اس کے اونسی رضی اللہ عنہم اجمعین **قاضی اسمعیل** نی عن عکرمہ عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما روایت کیا ہی کہ صلوٰۃ صلاحیت نہین رکھتی ہی مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
لیکن مسلمین ومسلمات کی بہ اعطی مغفرت کی دعا کی جاوی **نیز** جعفر بن برقان سی روایت
کیا ہی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نی لکہا اما بعد فان ناسا من الناس قد
التمسوا الدنیا بعمل الاخرۃ وان ناسا من القصاص قد احدثوا فی الصلوٰۃ علی
خلفائہم وامرائہم عدل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاذا
جاءک کتابی ہذا فمرہم ان تکون صلوتہم علی النبیین ودعاؤہم
للمسلمین عامۃ ودع ما سوی ذلک اثر حسن یعنی بی شک کہہ لوگون نی
لوگون مین سی مقرر طلب کی دنیا بعوض عمل آخرت کی اور بیشک کہہ لوگون نی واعظون مین سی
مقرر نی بات نکالی ہی دعا کرنی مین اپنی خلفا وامرا پر برابر صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پس جب میرا یہ خط تیری پاس آئی تو تو اونکو حکم کر کہ اونکی صلوٰۃ تو انبیا پر ہوا اور اونکی دعا
واسطی عام مسلمانون کے اور جو کچہہ اسکی سوا ہی اوس کو ترک کرین یہ اثر حسن ہی **قاضی**
اسمعیل نی بنیہ بن وہب سی روایت کیا ہی کہ کعب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل
ہوئی تو لوگون نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا پس کعب نی کہا نہین ہی کوئی فجر کہ
طلوع ہو مگر نازل ہوتی ہین ستر ہزار فرشتی یہان تک کہ قبر شریف کو گہیر لیتے ہین اپنی پر مارتی
ہین اور درود بہیجتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ستر ہزار رات کو اور ستر ہزار دن کو
یہان تک کہ جس وقت آپ سی زمین شق ہوگی تو آپ نکلین گے ستر ہزار فرشتون مین
جلد لیجائین گی آپ کو **فرع** امام نووی رحمہ اللہ تعالی نی کہا ہے کہ جس وقت درود
بہیجی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو چاہیے کہ جمع کرے درمیان صلوٰۃ وتسلیم کے انمین سی
ایک پر قصر نکری پس نہ فقط صلی اللہ علیہ کہی اور نہ فقط علیہ السلام یہ بات جو اونہون نی کہی
متنزع ہے اس آیت کریمہ سی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما پس
اولی یہی کہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کہین قولہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ

لہ اصل کا لفظ یہ ہی
اگر تو نہ نزدیک بالکل نزدیک ہی
اخوذ ہوگا نہ فی نفسہ
اور اگر بالعرض
تو اخوذ ہوگا از الاہم فالاہم
الی آخرہ
سنہ واللہ اعلم ۱۲

لعنهم الله فی الدنیا والآخرة واعد لهم عذابا مهینا جن لوگون نی اللہ پاک
کے اوامر کی مخالفت کی اور اوسکی زواجر کا ارتکاب اور اسپر اصرار کیا اور اوسکی رسول کو ایذا
دی کوئی عیب لگا کر یا گھٹا کر یا ذابا للہ تعالی من ذلک سو اللہ پاک اونکو تہدید و وعید
سناتا ہی **عکرمہ** نی کہا کہ یہ آیت مصورون کی حق مین نازل ہوئی ہی **صحیحین** مین
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی اللہ عزوجل فرماتا ہی کہ ایذا دیتا ہی مجھکو ابن آدم گالی دیتا ہی دہر کو اور مین دہر
ہون لوٹتا پوٹتا ہون اوسکی رات کو اور اوسکی دن کو معنی اسکی یہ ہین کہ جاہلیت والی کہا
کرتے تہے یا خیبة الدہر فعل بنا کذا کذا یعنی زمانے کا برا ہو کہ اوس نی ہماری ساتھ ایسا
ایسا کیا پس اللہ تعالی کے افعال کو زمانے کی طرف نسبت کرتے اور اوسکو برا کہتے تہی
حالانکہ اس کا فاعل تو اللہ عزوجل ہی ہی پس اس سے نہی فرمائی امام شافعی و ابو عبید
وغیرہما رحمہما اللہ تعالی نی اسی طرح تقریر کی ہی **عوفی** نی حضرت ابن عباس سے
روایت کیا ہی کہ اون کی حق مین نازل ہوئی ہی جنہون نی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر طعن کی آپ کی نکاح کرنے مین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب سی **ظاہر** یہ ہی کہ
آیت عام ہی حق مین ہر اوس شخص کے جسنی آپ کو کچھ بہی ایذا دی اور جس نی آپ کو ایذا
دی تو مقرر اوس نی اللہ کو ایذا دی جس طرح یہ ہے کہ جس نی آپ کی اطاعت کی تو مقرر اوسنی
اللہ کی اطاعت کی جیسا کہ **امام احمد** نی عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سی روایت
کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا
بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم
فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ یوشک ان یاخذہ
یعنی ڈرو اللہ سی ڈرو اللہ سی حق مین میری اصحاب کے مت ٹہیراؤ اونکو نشانہ بعد میری پس
جسنی اون کو دوست رکہا تو بسبب میری محبت کی اون کو دوست رکہا اور جس نی اونکو مبغوض
رکہا تو بسبب میری بغض کی اون کو مبغوض رکہا اور جس نی اون کو ایذا دی تو مقرر اوسنی
مجہے ایذا دی اور جسنے مجہی ایذا دی تو مقرر اوسنی اللہ کو ایذا دی اور جسنے اللہ کو ایذا دی تو

قریب ہی کہ اللہ اوسی پکڑے وقد رواہ الترمذی من حدیث عبیدۃ بن ابی رائطۃ عن عبد الرحمن بن زیاد عن عبد اللہ بن المغفل بہ ثم قال ھذا حدیث غریب لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ **قولہ تعالی** والذین یوذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا یعنی جو لوگ نسبت کرتے ہین طرف مومنین و مومنات کی وہ شی جس سی وہ بری ہین اونہون نی اوس کو نہین کیا ہی تو مقرر اونہون نی اوٹہایا بہتان اور کہلا گناہ یہ وہی کہلا بہتان ہے کہ جو کام اونہون نی نہین کیا ہی وہ اونسی حکایت کری یا نقل کرے بطور عیب کے اور گہٹانے کے اکثر لوگ جو اوس عید مین داخل ہوتی ہین اونمین سی اللہ کے اور اوس کی رسول کی منکر لوگ ہین پہر رافضی لوگ جو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گہٹاتی ہین اور جس بات سے اللہ نے اون کو بری کیا ہی اوس کا اون کو عیب لگاتی ہین اور جس بات کی اللہ پاک نے اونسے خبر دی ہی اوسکی نقیض کے ساتہہ اونکا وصف کرتے ہین کیونکہ اللہ عزوجل نے تو یہ خبر دی ہی کہ مقرر وہ راضی ہوا مہاجرین و انصار سی اور اونکی مدح کی اور یہ جاہل غبی اونکو گالیان دیتے ہین اور اونکو گہٹاتی ہین اور اونکی طرف سی وہ بات ذکر کرتے ہین جو اونہون نے کہی نہین کی پس حقیقت مین ان لوگون کے دل اوندہے کر دیے گئے ہین کہ ممدوح لوگون کی تو ذم کرتے ہین اور مذموم لوگون کی مدح **ابو داؤد** نی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ غیبت کیا ہی فرمایا ذکر کرنا تیرا اپنے بہائی کو ساتہہ اوس شی کے جو اوسے بری لگتی ہے عرض کیا گیا کہ پہر آپ خبر دین اگر ہو میرے بہائی مین وہ شی جو مین کہتا ہون فرمایا اگر ہی اوسمین وہ شی جو تو کہتا ہی تو مقرر تو نے اوسکی غیبت کی اور اگر اوسمین نہین ہے وہ جو تو کہتا ہی تو مقرر تو نی اوسی بہتان لگایا وھکذا رواہ الترمذی عن قتیبۃ عن الدراوردی بہ ثم قال حسن صحیح **ابن ابی حاتم** نی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اپنے اصحاب سی فرمایا کون سا ربا زیادہ تر ہی نزدیک اللہ کی صحابہ نی عرض کیا کہ اللہ اور اوسکی رسول دانا تر ہین فرمایا کہ

اربی الربا نزدیک اللہ کے حلال جانا مرد مسلمان کی آبرو کا ہی پھر یہ آیت پڑہی والذین
یوذون الآیہ ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہی کہ جمہور نی بنصب ملائکتہ
پڑہا ہی اس بنا پر کہ معطوف ہی اسم ان پر اور حضرت ابن عباس نی برفع ملائکتہ اس بنیاد
پر کہ معطوف ہی اسم ان کے محل پر اور ضمیر یصلون کی راجع ہی طرف اللہ پاک کے اور
ملائکہ کے اونکی واسطی اسمین ایک تشریف عظیم ہی اس جہت سی کہ اونکو اور اللہ پاک کے
واسطی ایک ضمیر لائی گئی اب وہ اعتراض وارد ہوگا جو ذکر کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم سی ثابت ہوا ہی کہ جس وقت آپ نے خطیب کو یون کہتی سنا من یطع اللہ ورسولہ فقد
رشد ومن یعصہما فقد غوی تو آپ نی فرمایا بُرا خطیب قوم کا تو ہی یون کہہ ومن یعص اللہ و
رسولہ وجہ اس کی یہ ہی کہ کسی کو نہین پونہچتا ہے کہ وہ اللہ پاک کے ذکر کو اوسکی غیر کے
ساتہہ ایک ضمیر مین جمع کری یہ حدیث شریف صحیح مین ثابت ہی اور نسائی صحیح مین ثابت
ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن ایک منادی کو امر فرمایا کہ
یون ندا کری ان اللہ ورسولہ ینہیانکم عن لحوم الحمر الاھلیۃ یعنی بی شک اللہ
اور اوسکی رسول منع کرتے ہین تمکو کہانے سے خانگی گدہون کے گوشت کے ان
دونون حدیثون کے جمع کرنے مین درمیان اہل علم کے بحثین ہین یہ جگہہ اونکے ذکر کی
نہین ہی یہ آیت کریمہ مؤید ہی جواز کی اس لیی کہ اس مین اللہ پاک کی اور فرشتون کی
ایک ضمیر لائی گئی ہی اور اس کی جو یہ علت بیان کی ہی کہ فرشتون کی تشریف کی واسطے
اس طرح فرمایا ہی سو یہی علت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عظمت نشان مین
بہی بیان کیجائیگی رہا آپ کا ذم کرنا اوس خطیب کو جسنی درمیان ضمیرون کی جمع کی تہی سو
وہ اسپر محمول ہوگا کہ آپ نی اوس سی یہ سمجہا کہ خطیب نی برابری کا ارادہ کیا ہی درمیان اللہ
پاک کی اور اوسکی رسول کی پس منع ایسی محل کی ساتہہ خاص ہوگا جمع بین الحدیثین مین
جو اقوال ہین اون سب مین کا بہتر قول یہی ہی ایک گروہ نی کہا کہ اس آیت مین
حذف ہی تقدیر یہ ہی ان اللہ یصلی وملائکتہ یصلون اس قول کی بنا پر اب آیت اوس
قبیل سی نہوگی کہ جس مین اللہ کا ذکر اور اوسکی غیر کا ذکر ایک ضمیر مین جمع کیا گیا ہو اور وہ

اعتراض بھی وارد نہوگا جو کہا ہی کہ صلوۃ اللہ پاک کی طرف سی تو رحمت ہوتی ہی اور اوسکی
فرشتون کی طرف سی دعا تو پھر لفظ یصلون مین درمیان ان دو مختلف معنون کے کیونکر
جمع کیا جائیگا رہا **قول اول** سو اوس کی بنیاد پر یون کہین گی کہ یصلون سی ایسی
معنی مجازی مراد ہین جو کہ دونون معنون کو شامل و عام ہین وہ یہ معنی ہین کہ مراد یصلون
سے یہتمون باظہار شرفہ او یعظمون شانہ او یعتنون بامرہ یعنی اللہ اور اوس کے فرشتے
اہتمام کرتی ہین آپ کے اظہار شرف کا یا تعظیم کرتے ہین آپ کی شان کی یا اعتنا کرتے
ہین آپ کے امر و حال کا پس اللہ پاک تو رحمت ہی کرتا ہی اور فرشتے دعا ہی ابو العالیہ
و سفیان ثوری و عطا وغیرہم کے اقوال باب صلوۃ مین اول گذر چکے ہین **واحدی** نی
مقاتل سی حکایت کیا ہی کہ صلوۃ رب کی تو مغفرت ہی اور صلوۃ فرشتون کی استغفار **اللہ پاک**
نی اس آیت کریمہ سی اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرف بخشا اون کی حیات و
موت مین اور اون کا پایہ بلند و رتبہ ارجمند جو اوسکی نزدیک ہی اوسکا اظہار فرمایا اور
اونکی مرتبہ عالی کی اپنی بندون کو خبر دی کہ وہ اپنے فرشتون کے نزدیک اونپر ثنا کرتا
ہے اور فرشتے اونپر درود بھیجتے ہین پھر اپنی بندون کو امر کیا کہ اون کا اقتدا کرین اور
اونپر درود بھیجین پس فرمایا ای لوگو جو ایمان لائی درود بھیجو اوسپر یعنی اوسکے واسطے
رحمت کی دعا کرو اور کہو اللھم صل علی محمد یا صلی اللہ علی محمد کیونکہ تم اس کہنے کے زیادہ تر
مستحق ہو وسلموا تسلیما یعنی اور تحیت کرو اوسکے ساتھہ تحیت سلام کی اور کہو اللھم سلم علی محمد
کسی نے کہا اسکے یہ معنی ہین کہ منقاد و مطیع ہو جاؤ اوس کی امر کے منقاد ہونی کر لیکن قول
اول اولی ہی حضرت ابن عباس سی مروی ہے کہ اونہون نی اس آیت کو یون پڑہا ہے
صلوا علیہ کما صلی اللہ علیہ وسلموا تسلیما اور اس کی تفسیر مین اونسے یہ مروی ہی کہ صلوۃ اللہ کی
نبی پر مغفرت ہی بیشک اللہ صلوۃ نہین کرتا ہی ولیکن وہ بخشتا ہی اور رہی صلوۃ لوگونکی
نبی پر سو وہ استغفار ہی واسطی اونکی **پھر اگر کوئی کہی** کہ جب اللہ پاک اور اوسکی فرشتے
آپ پر درود بھیجتے ہین پھر آپ کو ہماری صلوۃ کی کون حاجت ہی تو **کہینگے** کہ آپ پر درود
بھیجنا کچھہ اس لیی نہین ہی کہ آپ کو اس کی حاجت ہی ورنہ آپ کو تو فرشتون کی صلوۃ کی بھی

کہ یہہ حاجت نہین ہی مقصود صلوٰۃ سی صرف آپ کی تعظیم ہی اور اوس کا ثواب عظیم ہماری طرف راجع
ہونا ہی اور آپ سی قرب حاصل ہونا چنانچہ حدیثون مین اسکی خوب تصریح ہی تسلیمًا مصدر مؤکد ہے
امام نی کہا کہ صلوٰۃ کی تاکید نہین کی گئی اس لیی کہ وہ تو ان اللہ الآیہ سی موکد ہی کسی نی کہا
کہ یہ احتباک کے باب سی ہی پس ایک جملی سی تو کلمہ علیہ حذف کیا گیا اور دوسرے جملے سی
مصدر بعض فضلائی کہا کہ کسی نی اونسی خواب مین پوچھا کہ سلام کو مومنین کے ساتھہ کیون
خاص کیا اور اللہ تعالی اور ملائکہ کے ساتھہ اوس کا ذکر نہ کیا صرف اتنا کہا اور اس کا کوئی جواب
ذکر نہین کیا شہاب خفاجی رحمہ اللہ تعالی فرماتی ہین کہ مجھی اس مین ایک نکتہ شریف ظاہر ہوا ہے
وہ یہ ہی کہ سلام سی مراد اونکا سالم رکھنا ہے اوس شی سی جو اونکو ایذا دی پھر جب یہ آیت
عقیب ذکر مایوذی النبی مین آئی اور اذیت جو ہوتی ہی سو بشر ہی سے ہوتی ہے تو تخصیص
سلام کی اور اوس کی تاکید بشر کے ساتھہ مناسب ہوئی اور اسکی طرف اشارہ ہی ساتھہ اوس
شے کے جو بعد اس کے مذکور ہوئی ہی **ابو السعود** نی کہا اس آیت کریمہ مین اسپر دلیل ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام واجب ہی مطلقًا یعنی بغیر تعرض کی واسطی وجوب
تکرار کے **قسطلانی** نی کہا مسالک الحنفا مین یون ہی کہ صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی مشروعیت مین اختلاف کیا گیا ہی دو قول پر کسی نے کہا کہ مستحب ہی کسی نی کہا کہ
واجب ہے قول ثانی کی بنا پر کسی نی کہا کہ ہر نماز کے تشہد اخیر مین واجب ہی اور اسپر
امام شافعی ہین اور یہی قول احدی الروایتین ہی امام احمد سی کسی نے کہا کہ نماز مین
واجب ہی بدون اس کی کہ نماز مین اوس کی واسطے کوئی محل معین ہو کسی نی کہا کہ خارج
نماز مین واجب ہی کسی نے کہا جبکہ آپ کا ذکر کیا جاوی کسی نے کہا ہر مجلس مین ایک بار
گو اوس مین آپ کا ذکر خیر مکرر ہو کسی نی کہا کہ عمر بھر مین ایک بار واجب ہی کسی نی کہا
فی الجملہ واجب ہی بغیر حصر کے کسی نے کہا کہ صلوٰۃ کی کثرت کرنا واجب ہی بدون تقیید
عدد کے انتہی **غرضکہ** صلوٰۃ مین اہل علم کا اختلاف ہی کہ واجب ہی یا مستحب بعد اون کے
اتفاق کی اس بات پر کہ عمر بھر مین ایک بار فرض ہی **قرطبی** رحمہ اللہ تعالی نی اپنی تفسیر
مین اس اجماع کو نقل کیا ہی پس اہل علم کی ایک قوم نی کہا کہ واجب ہی وقت آپ کے

ذکر شریف کی اور ایک قوم نی کہا کہ ہر مجلس مین ایک بار واجب ہی حدیثون مین تصریح
آئی ہی اوس شخص کی ذم کی جس نی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنا پھر اوس نی آپ
پر درود نہ پڑہا **علما** نی صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اختلاف کیا ہے کہ
نماز فرض کی تشہد مین واجب ہی یا نہین پس جمہور اس طرف گئی ہین کہ اوسمین سنت
موکدہ ہی واجب نہین ہی **ابن المنذر** نی کہا مستحب یہی ہی کہ کوئی سی نماز نہ پڑہے
کوئی مگر اوس مین درود بھیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ پھر اگر کسی تارک نے
اوس کو ترک کیا تو نماز اوس کی مجزی ہی مذہب مین امام مالک واہل مدینہ وسفیان
ثوری واہل کوفہ کے اہل رای وغیرہم سی اور یہ قول ہی جمہور اہل علم کا اور امام شافعی
علیحدہ ہوے تو انہون نی اوس کے تارک پہ نماز کا دوہرانا واجب کیا مع تعمد اوس کے
ترک کے بدون نسیان یعنی اگر قصد کرکے جان بوجھکر ترک کیا ہے تو نماز کا دوہرانا
واجب ہی اور اگر بہول کر ترک کیا ہی تو کچھ نہین اس قول کو امام شافعی سی صرف حرملہ بن
یحیی نی روایت کیا ہی اوسی کی روایت سی یہ قول اون سی پایا جاتا ہی **طحاوی** نی
کہا اہل علم مین سوای امام شافعی کے کوئی اس کا قائل نہین ہے **خطابی** نی کہا اور یہ
شافعیہ مین سی ہین کہ صلوۃ نماز مین واجب نہین ہے کہا اور یہ قول ہی جماعت فقہا کا مگر
امام شافعی اور مین اون کے واسطی اس باب مین کوئی پیشوا نہین جانتا ہون انتہے
خطابی تو یہ فرماتی ہین اور حال یہ ہے کہ ایک جماعت اہل علم کی امام شافعی کے قول
کی قائل ہی اونمین سے شعبی ہین اور امام باقر ومقاتل بن حیان اور اخیر کو امام احمد بن
حنبل بہی اس طرف گئی ہین چنانچہ ابوزرعہ دمشقی نے اس کو نقل کیا ہی اور ابن راہویہ
بہی اس کے قائل ہین اور ابن الموازمالکیہ مین سی **علامہ** شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے
اس مسئلہ مین ایک مستقل رسالہ جمع کیا ہی وجوب والون کے دلائل اور جمہور کے جواب
اوس مین ذکر کیے ہین اور نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مین بہی مایکفی وشفی اس پر
بحث کی ہی **سیدنا ابوالوفا الصدیق** رحمہ اللہ تعالی نی ہدایۃ السائل مین اس مسئلی کو
خوب بسط سے تحریر فرمایا ہی انتہا درجے کی دلیل جس سی وجوب پر استدلال کرتے ہین وہ

یہ حدیث شریف ہی جو باین لفظ ثابت ہی کہ ان اللہ امرنا ان نصلی علیک فکیف نصلی علیک
فی صلاتنا قال قولوا الحدیث کیونکہ یہ امر اس کی صلاحیت رکھتا ہی کہ اوس سی وجوب
پر استدلال کیا جاوی رہا بطلان نماز کا بسبب ترک کی اور وجوب اوس کی دوہرانی
کا سو اسپر اوس سی استدلال نہین ہو سکتا ہی اس واسطی کہ واجبات کا عدم مستلزم
نہین ہوتا ہی عدم کو جس طرح کہ شروط و ارکان اس کی مستلزم ہوتی ہین **جاننا چاہیے**
کہ درود شریف کی فضیلت مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین اگر وہ جمع کیجائین
تو ایک مستقل کتاب بین آئین اگر اونمین سے نہون مگر یہی حدیثین جو صحیح مین ثابت
ہین مثلاً من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا تو صرف یہی فضیلت جلیل و مکرمت
نبیل کافی وافی شافی ہی **رہی صفت صلوۃ** کی سو اس مین بہت سی صفات وارد
ہوئی ہین اون کی حدیثین صحیحین وغیرہما مین ثابت ہین اون مین سی بعض وہ
ہین جو مقید بصفت صلوۃ ہین نماز مین اور بعض مطلق ہین یہ سب صیغے درود شریف
کے کتب حدیث مین معروف ہین مطلق امر درود و سلام کا جو اس آیت کریمہ مین ہے
اوس کا امتثال جس درود شریف سی حاصل ہوتا ہی وہ صرف اسی قدر ہے
کہ کہنے والا یون کہے اللھم صل وسلم علی رسولک یا علی محمد یا علی النبی یا اللھم صل علی
محمد وسلم اور جو کوئی یہ چاہے کہ جن صیغون کی تعلیم وارد ہوئی ہی اور حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اون کا ارشاد فرمایا ہی اونمین سے کسی صفت و صیغہ کے ساتھہ
آپ پر درود و سلام بھیجے تو یہ اکمل و افضل ہے یہ صفات بہت سے ہین کتب سنت
مطہرہ اون پر مشتمل ہین چنانچہ کچھہ اول گذر چکے ہین **اب رہی یہہ بات** کہ اس
آیت کریمہ مین جو صلوۃ و تسلیم کا امر فرمایا ہی سو ظاہر اوسکا یہ ہی کہ قائل یون کہے
صلیت علیہ وسلمت علیہ یا الصلوۃ علیہ یا علیہ الصلوۃ والتسلیم کیونکہ اللہ پاک نے ہم کو
ایقاع صلوۃ کا امر فرمایا ہی ہم سی اون پر سی امتثال اس امر کا اوس طرح ہوگا جس طرح
ہمنی ذکر کیا ہی پھر اللہ تعالی نے جو اونپر درود و سلام بھیجنے کا امر کیا ہی کہ ہم اون پر درود
و سلام بھیجین سو اس کی مقابلے مین امتثال اس امر کا اس طرح کیونکر ہوگا کہ ہم یون کہین

اللھم صل وسلم علیہ اس شبہی کا یون جواب دیا ہی کہ یہ صلوٰۃ وتسلیم چونکہ ایک شعار عظیم تہا
واسطی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ایک تشریف کریم تو ہم نے اسکو اللہ عزوجل
کے سپرد کیا اور اوسی کی طرف اوسکو راجع کیا یہ جواب نہایت ضعیف ہی بہترین جواب
یہ ہے کہ یون کہین کہ صلوٰۃ وتسلیم جن کا اس آیت مین امر کیا گیا ہی وہ یہ ہین کہ ہم
یون کہین اللھم صل علیہ وسلم یا اس کے مثل اور لفظ جو اس کے معنی کی مؤدی ہون
جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو بیان فرمادیا ہی پس یہ بیان جو
بہت سی حدیثون مین ہی اس بات کا مقتضے ہی کہ صلوٰۃ شرعی یہی ہی **جاننا چاہیے**
کہ یہ صلوٰۃ طرف سے اللہ کے اپنی رسول پر گو اس کے معنی رحمت کے ہین سو مقرر
آپ کی واسطی ایک شعار ہوگئی آپ کے ساتہہ خاص ہوگئی بدون آپ کے غیر کے
تو ہم کو یہ جائز نہین ہی کہ آپ کی امت مین سی کسی اور پر درود بہیجین جس طرح کہ ہم کو
جائز ہے کہ ہم کہین اللھم ارحم فلانا یا رحمہ اللہ فلانا علما مین سی جمہور اسی کے قائل
ہین باوجود اون کے اختلاف کے کہ آپ کے غیر پر درود بہیجنا حرام ہی یا مکروہ
بکراہت شدید یا مکروہ بکراہت تنزیہ اس باب مین یہ تین قول ہین حضرت ابن عباس
سے ابن ابی شیبہ وبیہقی نے شعب مین روایت کیا ہی کہ صلوٰۃ صلاحیت نہین رکہتی
ہے کسی پر مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیکن مسلمین ومسلمات کے واسطی دعا کیجاے
ساتہہ استغفار کے **مواہب** مین کہا ہی یہ بات منقول نہین ہوئی کہ اگلی امتون پر
یہ واجب تہا کہ اپنے نبیون پر درود بہیجین انتہی **المنوذج** مین کہا ہی نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے خواص مین سی یہ ہی کہ نہین ہے قرآن مین اور نہ غیر قرآن مین
کوئی صلوٰۃ طرف سی اللہ تعالے کے آپ کے غیر پر پس صلوٰۃ ایک خصیصہ ہے کہ
اللہ پاک نے آپ کو اوس کی ساتہہ مختص فرمایا ہی سوای باقی انبیا کے ایک قوم نے
کہا کہ جائز ہی دلائل اس قول کے اول گذر چکے ہین جواب اونکا جمہور کی طرف سی یہ ہے
کہ یہ شعار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطی ثابت ہی آپ کو پونہچتا ہے کہ
آپ اوس کی ساتہہ جس کو چاہین خاص فرمائین ہم کو یہ نہین پونہچتا ہے کہ ہم آپ کے

غیر پر اوس کا اطلاق کرین رہا قولہ تعالی ہو الذی یصلی الخ و قولہ اولئک علیہم صلوات الآیۃ
سو اسمین صرف یہ ہی کہ اللہ پاک اپنی بندون مین سی کئی گروہ پر درود بہیجتا ہی جس طرح اوس
درود بہیجتا ہی اوس شخص پر جو کہ اوس کی رسول پر ایک بار درود بہیجتا ہی اسمین ہمکو امر
نہین کیا ہی اور نہ اوس کو ہماری حق مین مشروع فرمایا ہی بلکہ ہماری واسطی مشروع نہین
کیا ہی مگر صلوۃ و تسلیم کو اپنی رسول پر **اور جس طرح** لفظ صلوۃ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے واسطی شعار ہی سو اوسی طرح لفظ سلام کا ہی **اور اس امت** مرحومہ
کے جمہور و سواد اعظم کے سلف و خلف سی عادت جاری ہوئی ہی اس بات پر کہ صحابہ
کے لیی رضی اللہ عنہم کہتے ہین اور اون کے بعد کے لوگون پر رحمت بہیجتے ہین رحمۃ اللہ
علیہم یا رحمہم اللہ بولتے ہین اور اللہ پاک کی مغفرت و عفو کی اونکی واسطی دعا مانگتی ہین
جس طرح کہ اپنی اس قول سی ہم کو اس کی راہ بتائی ہی والذین جاؤا من بعدھم
یقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی
قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم **اور جو تعلیمات** حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سی وارد ہوئی ہین آپ پر درود بہیجنے مین وہ سب آپ کے ساتہہ آپکی
آل پر درود بہیجنے پر مشتمل ہین مگر نادر و یسیر حدیثین پس آپ پر درود بہیجنے والے کو
چاہیے کہ آپ کی آل کو آپ کے ساتہہ درود مین ملاوے ایک جماعت اس کی قائل ہی
امام الحرمین و امام غزالی رحمہما اللہ نے اس کو امام شافعی سی ایک قول نقل کیا ہی کما روا
عنہما الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ کما تقدم ایسی بات مین کسی قائل کے قول کے ساتہہ
تمسک کرنیکی طرف کوئی حاجت نہین ہی باوجود اس کی کہ صحیح حدیثین اس کی تصریح
کر رہی ہین اور جس شخص نی کہا ہی کہ یہ تعلیمات جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوئی
ہین صفت صلوۃ مین مقید ہین اوس درود کی ساتہہ جو نماز مین ہی سو یہ قول بی وجہ ہے
کیونکہ جو حدیثین مطلق ہین اون کو محمول کرین گے اون حدیثون پر جو اونمین سی اوس قید
کے ساتہہ مقید ہین اس واسطی کہ کعب بن عجرہ وغیرہ کی حدیث مین ہی کہ وہ سوال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی وقت نزول آیت کے تہا **پھر جب** اللہ پاک نے

ا اور درود بہیجنے والون کی جزا آپ
ب اور ہماری طرف سے بہی اچھی جزا دیوے
ج جو ہمسے آگے ایمان لیکر گذرے ہین
د اور ہمارے دلون مین ایمان والون کی طرف سے کینہ نہ ڈالدے
ہ اے ہمارے پروردگار تو بیشک بڑی شفقت والا مہربان ہی ۱۲

وہ تعظیم ذکر کی جو اوس کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطی واجب ہی تو جو لوگ
اون کو ایذا دیتے ہین اون کے واسطی وعید شدید ذکر فرمائی پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ
یُؤْذُوْنَ الآیہ کہا ہی کہ مراد ایذا سی اس جگہہ کرنا معاصی کا ہی جس کو اللہ و رسول ناخوش
رکھتے ہین تاکہ یہ قدر عام ہو جاوی ایذای حقیقی کو حق مین رسولؐ کے اور مجازی کو حق مین
اللہ تعالی کے اس لیی کہ حقیقت تاذی کی اللہ پاک پر محال ہی **واحدی** نی کہا مفسرین
نے کہا ہی کہ یہ لوگ مشرکین و یہود و نصاری ہین اللہ پاک کو موصوف بولد کیا کہا کہ عزیر
اللہ کا بٹیا ہی اور مسیح اللہ کے فرزند ہین اور فرشتے دختران خدا ہین اور اللہ کے رسول
کی تکذیب کی اون کے چہرۂ مبارک کو زخمی کیا اونکی دانت توڑی اور کہا کہ مجنون و شاعر
و کذاب و ساحر ہی حضرت ابن عباس اسی کے قائل ہین **قرطبی** نی کہا اور اسی کے
قائل جمہور علما ہین **علامہ** نی کہا اللہ پاک کو ایذا دینا ہی ساتہہ تصویر کے اور تعرض کرنے
کے واسطی کرنے اوس شی کی جس کو نہین کرتا ہی اللہ ساتہہ تراشنے صورتون وغیرہ کے
ایک جماعت نی کہا کہ آیت محمول ہی حذف مضاف پر تقدیر یہ ہی اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ
اَوْلِیَاءَ اللہِ یعنی جو ایذا دیتی ہین اللہ کے دوستون کو کسی نی کہا معنی اذیت کے الحاد ہی
اللہ پاک کے اسماء و صفات مین رہی اذیت اوسکی رسولؐ کی سو وہ ہر شی ہی جو اون کو
ایذا دیتی ہی اقوال و افعال سی **لعنت** کی معنی ہین اللہ پاک کی رحمت سی اون کو
ہنکالنا دور کرنا اور اس لعنت کو دنیا و آخرت مین ٹہیرایا تاکہ دونون جہان مین اس طور پر
اون کو لعنت شامل ہو کہ اون کے جینے مرنے کے اوقات مین سی کوئی وقت باقی نرہے
مگر حال یہ ہی کہ لعنت اونپر واقع ہو اونکے ساتہہ لگی ہوئی ہو اور باوجود ایسی لعنت کی تیار
کر رکہا ہے واسطی اون کے عذاب مہین کہ جس کی سبب سی وہ اہانت مین ہو جائینگے
دار آخرت مین اہلیی کہ معنی اعداد کی اسی بات کی مفید ہین کہ وہ عذاب دار آخرت مین ہوگا
حضرت ابن عباس سی ایک یہ قول مروی ہی کہ یہ اون لوگونکی حقمین نازل ہوئی ہی جنہون
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی تہی **پھر جب** اللہ پاک اون لوگونکی ذمہ سی
فارغ ہوا جنہون نی اللہ کو اور اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دی تو عباد

صالحین کے موذیون کا ذکر کیا پس فرمایا اور وہ لوگ جو ایذا دیتی ہین مومنین و مومنات
کو ساتھہ کسی وجہ کے وجوہ اذی سی قول سے یا فعل سی بدون کسی سبب کے جس کو
اونہون نی کیا ہو اور اون پر اذیت کو واجب کری اور اوس کی وجہ سی اوس کی مستحق
ہون کسی نے کہا کہ مراد یو ذون سی یہ ہی کہ اون کی غیبت کرتے ہین اور بغیر جرم کے
اون کو تہمت لگاتی ہین رہا ایذا دینا مومن و مومنہ کو بسبب اوس فعل کی جس کو اونہون نے
کیا ہی اوس قسم سی جو اوپر واجب کرتا ہی حد کو یا تعزیر کو یا مثل ان کے سو یہ ایک حق
ہے کہ شرع نی اوس کو ثابت کیا ہی اور ایک امر ہی کہ اللہ نی ہم کو اوسکا امر کیا ہی اور
اوسکی طرف بلایا ہی اسی طرح جب مومنین و مومنات سی ابتدا واقع ہو کسی مومن یا مومنہ
کے گالی دینے کی یا مارنے کی تو فاعل سی قصاص لینا اذیت محرمہ سی نہین ہی کسی وجہ
پر ہو جبتک کہ تجاوز نکری اوس شی سی جو اللہ تعالی نے مشروع فرمائی ہے **پھر** جو ان
موذیون کی واسطی معصیت و گناہ ہی اللہ پاک نے اوس کی خبر دی فرمایا مقرر اوٹھایا
اونہون نے بہتان اور گناہ ظاہر و واضح جس کی بہتان و اثم ہونی مین کسی طرح کا شک
و شبہہ نہین ہی بیان بہتان و اثم کی حقیقت کا اول گذر چکا ہی **کسی** نی کہا کہ حضرت
امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے باری مین نازل ہوئی ہے لوگ
اون کو ایذا دیا کرتے تہے **کسی** نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان
مین اوتری ہی **کسی** نی کہا کہ زانیون کی باب مین نازل ہوئی ہی مدینہ منورہ کے
رستون مین چلتے عورتون کے پیچہے پڑتے اور وہ ناخوش ہوتی تہین **حضرت**
فضیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہی بلی حلال نہین ہے کہ تو ایذا دے کسی کتے
کو یا کسی سوار کو بغیر حق کے پہر کیونکر حلال ہوگا ستانا مومنین و مومنات کا **جبکہ**
اللہ پاک نے مومنین و مومنات کے موذیون کا حال بیان کیا اور ایذا
سی اون کو زجر و توبیخ کی تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ ایذا پانے والی
عورتون کو حکم دین اوس بات کا جو فی الجملہ اون کی ایذا کو دفع کرے تستر و تمیز مواقع ایذا
سے اس قدر اختیار کرین کہ موذی لوگ اون کی ایذا سے باز رہین پس ارشاد فرمایا

بیان گھونگھٹ کا

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ
مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ○
مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ○ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا
مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ○ اے نبی کہدی اپنی عورتون کو اور اپنی
بیٹیون کو اور مسلمانون کی عورتون کو نیچے لٹکالین اپنی اوپر تھوڑی سی اپنی چادرین
اس مین لگتا ہی کہ پہچانی پڑین تو کوئی نہ ستاوے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان
کبھی باز نہ رہین گے منافق اور جن کی دل مین روگ ہی اور جھوٹ اوڑانی والے
مدینے مین تو ہم لگادین گے تجھکو اون کے پیچھے پھر نہ رہنے پاوینگے تیرے ساتھ
اس شہر مین مگر تھوڑے دنون پھٹکارے ہوے جہان پائے گئے پکڑے گئے اور
مارے گئے جان سی دستور پڑا ہوا ہی اللہ کا اون لوگون مین جو آگے ہو چکے ہین
اور تو نہ دیکھیگا اللہ کی چال بدلتی ف۱ پہچانی پڑین کہ لونڈی نہین بی بی ہین
صاحب ناموس باید ذات نہین نیکبخت ہے تو بدنیت لوگ اوس سے نہ اوجھین
گھونگھٹ اوس کا نشان رکھا یہ حکم بہتری کا ہے آگے فرما دیا اللہ بخشنی والا مہربان
ہے ف۲ جو لوگ بدنیت تھے مدینے مین عورتون کو چھیڑتے ٹوکتے اور
جھوٹی خبرین اوڑاتے مخالفون کی زور کی اور مسلمانون کی بیچ کی اون کو یہ فرمایا
اور توریت مین یہی تقید ہی مفسدون کو اپنے بیچ سی باہر کردو انتہی ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک حکم فرماتا ہی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو کہ وہ امر کرین مومن عورتون کو خاصکر اپنی بیبیون اور بیٹیون کو اس بات کا کہ نیچے
لٹکالین اپنی اوپر تھوڑی سی اپنی چادرین تاکہ زنان جاہلیت کی علامت سے اور
لونڈیون کی علامت سی جدا ہو جائین حضرت ابن مسعود و عبیدہ و حسن بصری و
سعید بن جبیر و ابراہیم نخعی و عطای خراسانی و غیر واحدی کہا ہی الجلباب ہوالرداء فوق الخمار

مع الربع ۱۲

یعنی جلباب سی مراد چادر ہے اوپر اوڑہنی کی اور وہ اس وقت مین بمنزلہ ازار کے ہی **جوہری** نی کہا جلباب بلفظہ ہی قبیلۂ ہذیل کی ایک عورت نی اپنی کسی مقتول کے مرثیہ مین کہا ہے ؎

تمشی النسور الیہ وھی لاھیۃ	تمشی العذاری علیھن الجلابیب

یعنی چلتی ہین گدھ طرف اوس مقتول کی اس حال مین کہ وہ کھیل رہی ہین چلنا کنواری عورتون کا جن پر چادرین ہین مطلب یہ ہی کہ گدہ آہستہ آہستہ اوسکی طرف ایسے آرہی ہین جیسی کنواری عورتین چادرین اوڑہے آرہی ہین **علی** بن ابی طلحہ نی حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہی کہ اللہ تعالی نے مومنون کی عورتون کو امر فرمایا ہی جبکہ وہ اپنی گھرون سی نکلین کسی حاجت مین اس بات کا کہ ڈہانک لین اپنے چہرون کو اپنی سرون کے اوپر سی ساتھ چادرون کی اور ایک آنکھہ کھول دین **محمد بن سیرین** رئیس المعبرین فرماتی ہین مین نی عبیدہ سلمانی سی آیت مذکور کا پوچہا تو اونہون نی اپنا چہرہ اور سر ڈہانک لیا اور اپنی بائین آنکھہ ظاہر کردی **عکرمہ** نی کہا تُعطی ثُغرۃ نحرھا بجلبابھا تدنیہ علیھا یعنی دیکھہ کی کوڑہانک لی اپنی چادر سی چادر کو اوسپر نیچے لٹکا لے **ابن ابی حاتم** نی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سی روایت کیا ہی کہ جس وقت یہ آیت اوتری تو انصار کی عورتین نکلین اس حال مین کہ گویا اون کے سرون پر کوے ہین سکینہ سی اور اونپر کالی کملیان تہین جن کو وہ پہنتی تہین **ابن ابی حاتم** نی یونس بن یزید سے روایت کیا ہی کہا ہم نے زہری سی پوچہا کہ آیا لونڈی پر اوڑہنی ہے بیاہی ہو یا بیاہی نہو تو کہا کہ اوسپر اوڑہنی ہی اگر وہ بیاہی ہو اور جلباب سی منع کیجائی کیونکہ لونڈیون کے واسطی یہ مکروہ ہی کہ آزاد بیاہی عورتون کے مشابہ بنین اللہ تعالے نے فرمایا ہی یاایہا النبی قل لازواجك الآیہ **سفیان توری** رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ زمانہ اہل ذمہ کی زینت کی طرف نظر کرنے کا کچہہ ذریعہ ہمارے اس سے جو نہی کی گئی ہے سو بسبب خوف فتنہ کے نہ بسبب اون کی حرمت کی قولہ تعالے ونساء المومنین سی اسپر استدلال کیا ہی **قولہ تعالی** ذلك ادنی ان یعرفن

فلا یوخین کا یہ مطلب ہی کہ جب وہ یہ کرینگی تو پہچانی جائین گی کہ وہ آزاد بیبیان ہین لونڈیان
نہین ہین اور نہ زانی بدکار عورتین ہین سدی نی یا ایہا النبی الآیہ کی تفسیر مین کہا ہی
کہ فساق اہل مدینہ مین سی کچھ لوگ تہی رات کو نکلتی جبکہ خوب تاریکی ہو جاتی طرف راہ مدینہ کے
دو عورتونکو چھیڑتے مدینے والون کے گھر تنگ تہی پس جب رات ہوتی تو عورتین راہون کی
طرف نکلتین کہ اپنی قضای حاجت کرین تو وہ فاسق لوگ اونسی وہ چاہتی پہر جب وہ دیکھتی
عورت کو کہ اوسپر چادری تو کہتے کہ یہ آزاد ہی پہر اوس سی باز رہتے اور جب عورت کو
دیکھتی کہ اوسپر چادر نہین ہی تو کہتے یہ لونڈی ہی پہر اوسپر دوڑ پڑتے مجاہد نی کہا کہ جب
اوڑہین تو یہ معلوم ہو جاہی کہ وہ آزاد عورتین ہین پہر کوئی فاسق ایذا و تہمت کے ساتھ
اونسی تعرض نکری قولہ تعالی وکان اللہ غفورا رحیما کا یہ مطلب ہی کہ زمانہ جاہلیت
مین جو کچھ گذر چکا ہی اللہ پاک اوسکا بخشنی والا ہی کیونکہ اوسوقت اونکے پاس اسکا کچھ علم
نہ تہا پہر اللہ پاک نی منافقون کو وعید سنائی یہ وہ لوگ ہین جو کہ ایمان کو ظاہر کرتی ہین
اور کفر کو چھپاتی ہین اور اونکو جنکی دلونمین روگ ہی عکرمہ وغیرہ نی کہا یہ لوگ اس جگہہ زانی
ہین والمرجفون فی المدینۃ مراد اسسے وہ لوگ ہین جو یون کہتی ہین کہ دشمن آگئے اور لڑائیان
آگئین حالانکہ یہ بات کذب و افترا ہی ایسی ہوتی خبرین اوڑانی سی غرض اونکی صرف مسلمانونکو
خوفناک کرنا ہی وہ وعید یہ ہی البتہ اگر وہ باز نہین ہونگی اس سی اور رجوع نکرینگی طرف حق کی لنغرینک
بہم علی بن ابی طلحہ نی حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہی ای لنسلطنک علیہم یعنی تو البتہ ہم
مسلط کرینگی تجکو اونپر قتادہ نی کہا لنحرشنک بہم یعنی ہم بہڑکائین گی تجکو اونپر سدی نے کہا
لنغلبنک بہم ثم لا یجاورونک فیہا الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا
یعنی پہر وہ نہ رہنے پائینگی تیری ساتہہ مدینے مین مگر ایک مدت قریب یعنی تہوڑی دنون درانحال
کہ اپنی مدت اقامت مدینہ مین مطرود و مبعد ہونگی یعنی ہنکالی دور کیے گئی پھٹکاری ہوئی جہان
پائے گئے پکڑے گئے مارے اونکی ذلت و قلت کے اور مارے گئے جان سی پہر اللہ پاک
نی فرمایا سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل یعنی یہ اللہ سبحانہ کا طریقہ و دستور ہی منافقون مین
کہ جسوقت اونہون نی اپنی نفاق و کفر پر تمرد کیا اور اوس حال سی نہ پہرے جسمین وہ ہین تو ایمان و

اونپر مسلط کیجاتی ہین اور اونکو مقہور کرتی ہین ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا یعنی اس باب مین
اللہ تعالی کا طریقہ تبدل و تغیر نہین کیا جاتا ہی **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح تبیان یہ ہے
کہ جلابیب جمع ہی جلباب بالکسر کی جلباب ایک کپڑا ہی خمار سی بڑا یعنی ملاءۃ جسکو عورت اوڑہتی
ہی کرتی اور اوڑہنی کی اوپر شہاب نی کہا ایک ازار واسع ہی جس کو اوڑہتی ہین کسی نی کہا قناع
ہی کسی نی کہا ہر وہ کپڑا ہی جو عورت کے ساری بدن کو چہپالیتا ہی کسا وغیرہ یعنی چادر ہو یا کملی
یا اور کوئی کپڑا اسطرح کہ صحیح مین حدیث ام عطیہ رضی اللہ عنہا سی ثابت ہوا ہی کہ اونہون نی عرض
کیا یا رسول اللہ ایک ہماری ہی کہ نہین ہوتی ہی واسطی اوسکی جلباب تو فرمایا چاہیے کہ پہنا لے
اوسکو بہن اوسکی اپنی جلباب سی اس سی معلوم ہوا کہ جلباب ایک ایسا فراخ کپڑا ہی کہ عورت کے
ساری بدن کو چہپالیتا ہی اور اوسمین اتنی گنجایش ہوتی ہی کہ دوسری عورت کو بہی اوس سے
چہپا سکتی ہی **و احادی** کہتی ہین مفسرین نی کہا ہی کہ ڈہانک لین اپنی چہرونکو اور سرون کو مگر
ایک آنکہہ تو یہ معلوم ہو کہ وہ آزاد عورتین ہین پہر ایذا کے ساتہہ اونسی تعرض نہ کیا جاوی یہی
قول حضرت ابن عباس کا ہی چنانچہ اول گذر چکا ہی حضرت حسن نی فرمایا کہ اپنی آدہی چہری کو
ڈہانک لی **قتادہ** نی کہا تو یہ فوق الجبین و تشدہ ثم تعطفہ علی الانف وان ظہرت عینا ہا لکنہ لیستر
الصدر و معظم الوجہ یعنی موڑے چادر کو جبین کی اوپر اور اوسکو مضبوط کسے پہر اوسکو موڑے ناک پر
گو اوسکی دونون آنکہین کہل جائین لیکن وہ چہپالی سینے کو اور چہرے کے بڑے حصے کو
مبرد نی کہا یرخینہا علیہن و یغطین بہا وجوہہن و اعطافہن یعنی لٹکالین چادرون کو
اپنی اوپر اور ڈہانک لین اونسی اپنی چہرے اور اپنی جانبین کلمہ من تبعیض کی واسطی ہی یعنی لٹکالے
اپنی بعض چادر اور اوسکا فضل اپنے چہری پر متقنع ڈال لی یعنی گہونگہٹ کرلے تاکہ لونڈی سی
متمیز ہو جاوی ذلک کا اشارہ ہی طرف ادناء جلابیب کے اور مبتدا ہی ادنی ان یعرفن اوسکی
خبر ہی یعنی یہ لٹکا لینا چادرون کا قریب تر ہی اسکی کہ وہ پہچانی جائین تو لونڈیون سی متمیز ہو جائین
اور لوگو نیپر یہ بات ظاہر ہو جاوی کہ وہ آزاد عورتین ہین فلا یؤذین تو شک و تہمت والونکی
جہت سی ایذا نہ دیجائین باین طور کہ اونکا اور اونکی گہر والونکا پاس و لحاظ کرکے اونسی تعرض نکرین
اور اونکو پہچانین یعرفن سی یہ مراد نہین ہی کہ اونمین سی عورت پہچانی جائی کہ فلان عورت ہی بلکہ مراد

یہ ہی کہ وہ پہچانی جاوین کہ آزاد عورتین ہین لونڈیان نہین ہین کیونکہ اونہون نی وہ پہنا ہے
جو کہ آزاد بیبیون کی ساتھہ خاص ہی وکان اللہ غفورا رحیما یعنی اس حکم سی پہلی جو چادر ونکا
نہ لینکا الونگی گذر چکا ہی سو اللہ پاک اوسکو بخشنے والا ہے اور اونپر مہربان ہی یا یہ معنی ہین کہ اللہ
پاک گناہگار ونکو گناہونکا بخشنے والا ہی اور اونپر مہربان ہی پس یہ عورتین آیین بدستور اول
داخل ہونگی بخاری و مسلم وغیرہمانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی روایت کیا ہی فرمایا کہ
بی بی سودہ کہین باہر پردہ مقرر ہونیکی واسطی اپنی حاجت کی اور یہ ایک جسیم بی بی تہین ہر کوئی
اونکو پہچانتا اور سر مخفی نہین ہوتی تہین سو اونکو حضرت عمر نے دیکہا تو کہا الی سودہ خبردار اللہ
تم ہمپر مخفی نہین رہتی ہو پس تم نظر کرو کیونکر نکلتی ہو حضرت عائشہ نی کہا پہر وہ ویسی ہی
لوٹی ہوئی چلی آئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گہر مین تشریف رکہتی تہی اور
بیشک آپ البتہ شام کا کہانا تناول فرمارہی تہی اور آپ کے دست مبارک مین ہڈی تہی تو وہ
اندر آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ مین نی اپنی بعض حاجت کے واسطی نکلی تہی سو عمر نے مجہہ سی
ایسا ایسا کہا پس آپ کی طرف وحی بہیجی گئی پہر وہ حالت آپ سی رفع کی گئی اور حال یہ کہ ہڈی
آپکے دست مبارک مین تہی آپنی اوسکو رکہا نہ تہا پس آپنی فرمایا بیشک شان یہ ہی کہ مقرر اذن
دیا گیا واسطی تمہاری اس بات کا کہ تم نکلو واسطی اپنی حاجت کی ابو مالک رضی اللہ عنہ سی مروی
ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان اپنی حاجت کی واسطی رات کو نکلا کرتی تہین اور کہہ لوگ
منافقون مین کی اونسی تعرض کرتے تہی تو وہ ایذا دیجاتی تہین سو منافقون سی اسکا کہا گیا تو وہ بولے
کہ ہم تو اس کو لونڈیون کی ساتھہ کرتے ہین اسپر یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا النبی الآیہ محمد بن
کعب قرظی سی مروی ہی کہ ایک شخص منافقون مین کا مومنین کی بیبیون سی تعرض کیا کرتا اونکو ایذا
دیا کرتا تہا پہر جب اوس سی کہا جاتا تو کہتا کہ مین تو اوس عورت کو لونڈی گمان کرتا تہا اسپر اللہ پاک نی
اونکو امر فرمایا کہ لونڈیون کی بہناوی کی مخالفت کرین اور لٹکالین اپنی اوپر اپنی چادرون سی ذلیل تک
اپنی چہری کو مگر ایک آنکہہ ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین فرماتا ہی کہ یہ لائق تر ہی اسکے کہ پہچانی جاوین
حضرت ابن عباس کا قول اول گذر چکا ہی پہر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ذکر کی کلمہ من السکینۃ
کے باری مین کہا ہی کہ روایت مین اسی طرح بلفظ من السکینۃ ہی اور اسکے کچہہ معنی نہین ہین سلیی کہ

مراد تو تشبیہ ہی سیاہ کملیون کی ساتھہ کووں کی اونکا وصف کرنا ساتھہ سکینت کی مراد نہین ہے
جس طرح کہ کہتے ہین گویا اونکی سرون پر پرندی ہین فتح البیان مین بہ تبعیت فتح القدیر اسی طرح ہے
لیکن کاتب الحروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہی کہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی گو ہمارے
شیوخ کی شیخ ہین اور یہ بات جو اونہون نی فرمائی بظاہر اسی طرح ہی مگر چونکہ لفظ روایت کا ہی
اوس کو بی معنی کہدینا خالی سوء ادبی سی نہین ہے اسلیی جہان تک ہو سکے محل حسن پر
اوسکا اوتارنا انسب ہی تسلیی بی معنی نہین ہی بلکہ اعلی درجے کی بلاغت مین واقع ہوا ہے
اس سی کون مانع ہی کہ اونکا وصف بسکینہ و وقار مراد نہو بلکہ مسجد کی طرف تو سکون و وقا
سے آنا مامور بہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تم لازم پکڑو سکینہ و وقار کو
جب مردون کو یہ حکم ہی تو عورتین تو زیادہ تر اسکی مستحق ہین پس ام المومنین حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کا مقصود بیان کرنا دو امر کا ہی ایک تو انصار کی عورتون کا سکون و وقار سے آنا
دوسرا امر یہ ہی کہ کالی کملیان اونکی سرون پر ایسی دکھائی دیتی تھین جیسے کوے بیٹھے ہین غربان
کا کلمہ اس جگہہ نہایت موقع حسین مین واقع ہوا ہی کیونکہ وسمین دونون باتین موجود ہین ایک تو
پرندہ دوسرے سیاہ مثل سیاہ کمل کی اب ذرا غور سی دیکھو اونکو دونون امرونکا ادا کرنا مقصود ہے
پس سکون و وقار کو تو من السکینۃ کہکر ادا کیا کیونکہ اگر صرف سیاہی کی تشبیہ مقصود ہوتی تو فقط کان
علی رؤسہم الغربان فرماکر سکوت فرماتین یعنی ایسی سکون و وقار سی آرہی تھین جیسے اون کے
سرون پر کوے بیٹھے ہین کہ کہین اوڑ نجائین جس طرح کہ عرب لوگ سکون و وقار کی ادا کرنی مین
کان علی رؤسہم الطیر بولتے ہین اب من السکینہ کہنے سی دوسری غرض یعنی سیاہی کی تشبیہ
فوت ہوگئی حالانکہ اوسکا بیان کرنا ہی مقصود ہی سو اس غرض کے اظہار کو وہین الکیتہ سود
بلبسنہا فرمادیا ورنہ بعد ذکر غربان و سکینہ کے اسکی کیا ضرورت تھی وہ ضرورت یہی کہ مقصود
اس تشبیہ سی ادا کرنا دونون امر کا ہی معنی یہ ہوئی کہ ماری سکون و وقار کے ایسی آہستہ آہستہ
آرہی تھین جیسے اونکے سرون پر پرندی ہین کہ کہین اوڑ نجائین اور کالی کملیان جو اونہون نے
ایک ہیئت خاص سی اپنی سرون پر ڈالی تھین وہ ایسی معلوم ہوتی تھین جیسے اونپر کوے بیٹھے
ہین اب ذرا انصاف کیجیے کہ ام المومنین نی من السکینہ کا لفظ کیسا با معنی فرمایا ہی اور غربان کا کلمہ

کیسی تجدد امثال کی بہار دکھا رہی ہی اور دو مضمون بیرایۂ دو تشبیہ مین باوجود اختصار کے
کس بلاغت و دلکشی و خوبی سی ادا ہو رہی ہین رضی اللہ تعالی عنہا و ارضاہا و نفعنا بہا آمین
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی مروی ہی فرمایا کہ اللہ رحم کری انصار کی عورتون پر جبکہ
یا ایہا النبی الآیہ نازل ہوئی تو اونہون نی اپنی صوف کی کملیان بہاڑین پہراونکے معجر[1] بنا کے
اپنی سرون پر ڈالی پہر نماز پڑہی پیچہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گویا اونکے سرون پر کوے
ہین و کہیو اس جگہہ مراد صرف اون کی کالی کملیون کی تشبیہ ہی ساتہہ کوون کی اسی لیی
فقط کان علی رؤسہن الغربان کہکر سکوت فرمایا **حضرت** ابن عباس سی مروی ہی کہ آزاد عورت
لونڈی کا لباس پہنا کرتی تہی پس اللہ تعالی نی مومن عورتونکو یہ امر فرمایا کہ لٹکا لین اپنی اوپر
اپنی چادرون سی ادنا جلباب یہ ہی کہ مقنع ڈال لی اور اوسکو کس کر باندہے اپنی جبین پر **حضرت**
انس فرماتی ہین کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر سی ایک لونڈی نی نقاب ڈالی ہوئی گذری
کیا تو اوسپر درہ لیکر چڑہے اور فرمایا ای لکاع کیا تو مشابہ بنتی ہی آزاد عورتون سی ڈالدی قناع
کو لکاع ایک کلمہ ہی کہ جس شخص کی حقارت کیجاتی ہی جیسے غلام لونڈی اور خامل و گمنام و قلیل العقل
تو اوسکو اسطی اس کو بولتی ہین جسطرح کہ تو کہتا ہی یا خسیس یعنی ای فرومایہ اور کمینے یہ قول خازن نے
بہی ذکر کیا ہی **علامہ** نسفی نی اس آیت کی دو معنی ذکر کیے ہین ایک معنی تو بعینہ وہی ہین جو
اول گذر چکے ہین دوسرے یہ ہین کہا یا مراد یہ ہی کہ اونکی چادرین جو ہین اونمین سی بعض کو اوڑہ لین
اور یہ ہی کہ عورت متبذل نہو ایک کرتی اور ایک اوڑہنی مین مثل لونڈی کی حالانکہ اوسکی گہر
مین دو اور دو سی زیادہ چادرین موجود ہین مطلب یہ ہی کہ آزاد عورت لونڈی کی طرح ایک کرتے
ایک اوڑہنی مین ترک زینت کیی ہوئی بے لحاظ ستری بیترے طور پر گہر سی نہ نکلی حالانکہ گہر مین
چادرین رکہی ہین مگر اوڑہتی نہین ہی ایسا نکری بلکہ اپنی کپڑون پر چادرون مین سی چوڑی چکلی چادر
اوڑہی اپنی ساری بدن کو اوس سی ڈہانک لی بہاری بہرکم بہلی مانس ہوکر نکلی کہ بدنیت اوباش
لوگونپر ہیبت پڑے سمجہہ لین کہ کوئی عزت دار پارسا بی بی ہی تو بہراونکو روک ٹوک کی جرات نہو
قصہ اسکا یہ ہی کہ ابتدای اسلام مین عورتین اپنی عادت پر جو جاہلیت مین تہی متبذلات تہین
عورت ایک کرتی ایک اوڑہنی مین باہر نکلتی تہی درمیان آزاد عورت کی اور لونڈی کی کسی طرح کی

[1] معجر ہاکسر ہ و سکون عین و فتح جیم و آخر راء مہملہ ثوبی کہ زنان اعراب بسر و صورت خود پیچند

فصل و تمیز نہ تھی اور جوان لوگ یعنی بدنیت بدمعاش اوباش لونڈیونسی تعرض کرتی اور اون کو
پھیرتی جبکہ وہ رات کو نکلتین واسطی قضای حوائج کی کھجورون مین اور گنجان درختونمین اور بعض
اوقات آزاد عورت کو لونڈی خیال کرکے اوسکو چھیڑتی تھی اسلیے مومن بیبیون کو یہ حکم ہوا کہ ملاحف
پہنکر اور سر اور چہری چھپاکر اپنا پہناوا لونڈیون کی پہناوی سی مخالف رکھین تو کوئی بدنیت طمع
کرنیوالا انکین طمع نکرے علامہ سبکی رحمہ اللہ تعالی نی طبقات کبری مین فرمایا ہی کہ ائمہ شافعیہ
مین سی احمد بن عیسی شارح تنبیہ نی اس آیت کریمہ سی استنباط کیا ہی کہ اسوقت کی عورتین اپنے
لباس مین آستینون کی اور عمامہ کی وسعت کرتی ہین اور طیلسان پہنتی ہین یہ خیال جاہلی
گواسکی سلف نی نہین کیا ہی اسلیے کہ اسمین انکی واسطی ایک تمیزی اور اس سی وہ پہچانی
جاتی ہین تو انکی فتاوی و اقوال کی طرف التفات کیا جاتا ہی انتہی اور اس سی یہ بات معلوم
ہوتی ہی کہ تمیز اشراف کا کسی علامت کی ساتھ نیز ایک مشروع امر ہی جناب توفیق سید
ابوالوفا الصدیق رحمہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی کہ یہ کیا بارد استنباط ہی اور کیا اسکا نفع ہی خاص
بعد اسکے کہ سنت مطہرہ مین نہی وارد ہو چکی ہی لباس مین اسراف و اطالت کرنی اور اس امت
مرحومہ کی سلف صالح اوس سی منع کر چکی ہین فاین ہذا من ذاک یعنی پھر اس استنباط کو اس
آیت سی کیا دور طعلق کہان وہ کہان ع تفاوت ہین مشرق و مغرب فیہ تو ایک بدعت
ہی کہ علماء سوء و مشائخ دنیانی اوسکو نکالا ہی اور اسی لیے علی قاری رحمہ اللہ تعالی نی اونکی
معرض ذم مین کیا خوب فقرہ فرمایا ہی لھم عمائم کالاباجح ولحی کالاتراجح یعنی
اونکی عمامی ہین جیسی بجح اور آستینین ہین جیسے خرجیان اور اوپر اسکا نہایت سخت انکار کیا
اور وہ جو ذکر کیا ہی کہ علماء و اشراف کا پہناوا ایک سنت ہی سوا ان احتجاج کی مدخل مین اسکو اون
رد کیا ہی کہ یہ مخالف ہی اونکی پہناوی کی جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عہد سعادت مہد
مین تھا اور زمان فیض نشان خلفای راشدین و من بعدہم من خیر القرون مین پھر اگر کوئی
کہی کہ وہ تو اوسی لباس سی پہچانی جاتی ہین تو کہین گی کہ اگر وہ زی اول پر باقی رہتی تو اوس سے
پہچانی جاتی کیونکہ وہ اوس زی کی مخالف ہی جسپر اونکی غیرت ہین اور اونکی قول کی انکار مین خوب
طول کیا ہی سیدنا المرحوم نی حجج الکرامہ فی آثار القیامہ مین اسپر کلام مبسوط کیا ہی طالب صادق

اوسکی طرف مراجعت فرمائی پھر اللہ پاک نی اہل نفاق و ارجاف و مریض القلب لوگونکو وعید
سنائی پس ارشاد فرمایا البتہ اگر باز نہ رہین گی منافق نفاق سی جسپر وہ قائم ہین اور وہ لوگ جن کے
دلونمین شک و شبہ ہی اوس اضطراب سی جسپر وہ ہین اور جھوٹی خبرین اوڑانیوالی مدینے مین
جھوٹی خبرین اوڑانی سی جسکا صدور اونسی ہوتا ہی باین طور کہ جھوٹی خبرین ذکر کرتی ہین جو کہ
متضمن ہوتی ہین توہین جانب مسلمین کو اور مشرکین کی غلبے کو اونپر **قرطبی** نی کہا اہل
تفسیر اسپر ہین کہ تینون وصف ایک شی کی ہین معنی یہ ہین کہ منافقون نی جمع کیا ہی درمیان
نفاق کی اور مرض قلوب کی اور جھوٹی خبرین اوڑانی کی مسلمانونپر اس قول کی بنا پر آیت
اس باب سی ہوگی ﴿ الی الملک القرم وابن الھمام ﴾ ولیث الکتیبۃ فی المزدحم
او حرف واو زائد ہی یعنی الی الملک القرم ابن الھمام لیث الکتیبۃ کسی نی کہا کہ موصوف
متغایر و متعدد ہی پس منافقون مین سی ایک قوم تو جھوٹی خبرین اوڑاتی تھی اور ایک قوم
قوم عورتونکے پیچھے پڑتی تھی واسطی تہمت کی **عکرمہ و شہر** بن حوشب نی کہا کہ الذین فی
قلوبہم مرض زانی لوگ ہین مرض سی مراد زنا ہی دلیل اسکی یہ آیت ہی فیطمع الذی فی
قلبہ مرض **ارجاف** لغت مین کہتی ہین کذب و باطل کی شائع کرنیکو جبکہ کوئی شخص کسی
کو کسی شی کی خبر دی اوسکی غیر حقیقت پر تو محاوری مین کہینگی فلان ارجف بکذا بی اصل خبر کو
ارجاف اہلی کہتی ہین کہ وہ متزلزل غیر ثابت ہوتی ہی ماخوذ ہی رجفہ سی رجفہ کہتی ہین زلزلہ
کو جسوقت زمین حرکت کرتی ہی متزلزل ہوتی کانپتی ہی تو اوسوقت بولتی ہین رجفت الارض
رجفان کہتی ہین اضطراب شدید کو دریا کو بسبب اوسکی مضطرب ہونیکی رجّاف بولتی ہین **ارجاف**
واحدی ارجیف کا ارجفوا فی الشی کی معنی ہین کہ لوگون نی اوس شی مین خوض کیا چونکہ یہ
مرجفین سرایای مسلمین کی طرف سی کبھی تو یہ خبر دیتی تھی کہ اونکو ہزیمت ہوئی کبھی یہ کہ ماری گئی
کبھی کہ مغلوب ہوئی اسکی مثل اور خبرین جن سی مسلمانون کی دل ٹوٹتی تھے اسلیے اللہ پاک نی اونکو
یہ وعید سنائی لنغرینک بھم یعنی البتہ ہم لگا دینگی تجھکو اونکے پیچھے اور مسلط کر دینگے تجھکو اونپر
پس تو اونکو جڑسی اوکھاڑ ڈالیگا باین طور کہ اونکو قتل کریگا اور بھگا دیگا بسبب حکم دینی ہماری کے
تجھکو اسکا مُمبّر دنی کہا کہ اللہ پاک نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونکے پیچھے لگا دیا بعد اسکی

اس آیت مین ملعونین الآیہ پس اسمین اون کی امر تقبل واخذ کے معنی ہین یعنی یہ اونکا حکم ہی
جبکہ وہ مقیم ہونگے نفاق وارجاف پر نحاس نی کہا کہ اس آیت مین جو کچھ کہا گیا ہی یہ قول اوس
سب مین سی بہتر ہے فتح القدیر وفتح البیان مین ہی کہ یہ قول نہ حسن ہی نہ احسن ہی اسلیے کہ
قولہ تعالی ملعونین الآیہ صرف واسطی مجرد بد دعا کرنیکی ہی اونپر یہ کچھ امر نہین ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو اونکی قتال کا اور نہ آپکا اونپر مسلط کرنا ہی اور یون کہا گیا ہی کہ بعد نزول اس
آیت کی وہ لوگ ارجاف سی باز رہی تو اللہ پاک نی آپکو اون کے پیچھے نہین لگایا اور جملہ لنغرینک
بہم جواب ہی قسم کا اور جملہ ثم لا یجاورونک الآیہ معطوف ہی جملہ جواب قسم پر کلمہ ثم کی ساتھہ صرف
اسلیے عطف کیا ہی کہ جو کچھ اون کو مصیبت پونہچی اوس سب سے جلای وطن اونپر زیادہ سخت
تہا تو اسکا حال معطوف علیہ کے حال سی متراخی ہوا مراد یہ ہی کہ ثم واسطی تفاوت رتبے کی
ہے اور یہ بات بتانی کو کہ مابعد اوسکا بعید تر ہی اوسکی ماقبل سی اور عظیم تر وسخت تر ہی نزدیک
اونکی معنی یہ ہین کہ وہ تیری ساتھہ نہ بسین گی مدینی مین مگر قلیل بسنا نہایتک کہ وہ نکالی جائینگی
یا ہلاک کیی جائینگے ملعونین منصوب ہی بنا بر حال جیسا کہ سیبویہ وغیرہ نی کہا ہی یعنی وہ بسین گے
تہوڑی دنون اس حال مین کہ مطرود ہون جہان کہین پائے جائین پکڑی جائین اور جان سی ماری جائین
یہ اونپر بد دعا ہی پکڑی جانیکی اور قتل کی قتلوا کی تشدید واسطی تکثیر کی ہی کسی نی کہا کہ یہ اونمین
حکم ہی بد دعا نہین ہی لیکن قول اول اولی ہی ملعونین کی حال ہونی مین کئی قول ہین محلی نی
کہا ہی کہ مقدر سی حال ہی ای تم نخیر جون ملعونین ابن عطیہ وزمخشری وابو البقا نی کہا ہی کہ
یجاورونک کے فاعل سی حال ہی ابن عطیہ نے کہا اسلیے کہ یتیقون منہا ملعونین کی معنی مین ہی زمخشری
نی کہا کہ حرف استثنا حال وظرف دونون پر معا داخل ہوا ہی جسطرح کہ قولہ تعالی الا ان یوذن لکم
الی طعام غیر ناظرین انا ہ مین گذر چکا ہی اور زمخشری نی جائز رکہا ہی کہ منصوب ہو بنا بر ذم
اور ابن عطیہ نی جائز رکہا ہی کہ قلیلا سی بدل ہو بنا بر حال جسطرح کہ اوسکی تقریر گذر چکی ہی یہ بہی جائز
ہی کہ ملعونین نعت ہو قلیلا کی اس بنا پر کہ منصوب ہو بنا بر استثنا یجاورونک کی واوسی جسطرح کہ اوسکی
تقریر گذر چکی ہی یعنی لا یجاورک منہم احدا الا قلیلا ملعونا اور یہ بہی جائز ہی کہ اخذوا سی منصوب ہو جو
جواب ہی شرط کا یہ کسائی وفراء کی نزدیک ہی کیونکہ یہ دونون تقدیم معمول جواب کی اداۃ شرط پر

جائز رکھتی ہین مثل خبر ان تانی نصب کذا قال السمین **بالجملہ** اس آیت مین دو قول ہین ایک یہ ہی
کہ بد دعا ہی اخذ و قتل کا حکم نہین ہی فتح البیان و فتح القدیر مین اسکو اولی کہا ہی دوسرا یہ ہے
کہ یہ اونمین حکم ہی بطور امر کے یعنی اونکو پکڑو اور قتل کرو جہان کہین اونکو پاؤ جبکہ وہ نفاق و
ارجاف پر قائم رہین آیت خبر ہی بمعنی امر اس قول کو نحاس نی احسن کہا ہی چنانچہ اول گذر چکا
ہی اور محلی و خازن نی اس کو اختیار کیا ہی **قرطبی** نی کہا حاصل یہ ہی کہ معنی آیت کی یہ ہین
کہ اگر وہ اصرار کرینگے نفاق پر تو اونکے واسطے مدینی مین مقام نہین ہی مگر اس حال مین کہ وہ مطرود
وملعون ہون نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کے ساتھہ یہ کیا کیونکہ جسوقت سورۂ برأت
نازل ہوئی تو وہ جمع کیے گئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ای فلان کھڑا ہو پس نکل بیشک
تو منافق ہی اور ای فلان تو کھڑا ہو پھر اونکی اخوان مسلمانو نمین سی کھڑی ہوئی اور مسجد سی اونکی نکالنی
کے متولی ہوئی **قولہ** تعالی سنۃ اللہ الآیہ منصوب ہی بنا بر مصدر ای سن اللہ ذلک فی الامم
الماضیۃ یعنی یہ دستور مقرر کیا ہی اللہ نی اگلی امتون مین وہ یہی لعنت کرنا ہی منافقون کو اور اونکا
پکڑنا اور مار ڈالنا اور اسی طرح مرجفین کا حکم ہی زجاج نی کہا طریقہ نکالا ہی اللہ نی اون لوگونمین
جو نفاق کرتی ہین انبیا سی اور اونکی جھوٹی خبرین اوڑاتی ہین یہ کہ ماری جائین جہان کہین پائی
جائین اور ہرگز نہ پائینگا تو واسطے طریقۂ الٰہی کی کوئی تحویل و تغییر یعنی وہ ایسی لوگونکی سلف و خلف
مین ثابت و دائم ہی ایک ہی مجرا مین اللہ اوسکو جاری کرتا ہی ساری امتونمین اسلیے کہ وہ مبتنی
ہی حکمت کی بنیاد پر کون حکمت جسپر تشریع کا چرخ چلکر کہاتا ہی خطیب نی کہا یہ سنت مثل اوس
حکم کے نہین ہی جو متبدل و منسوخ ہوتا ہی کیونکہ نسخ اوامر مین ہوتا ہی ہی افعال جبکہ وہ واقع
ہون اور اخبار سو وہ منسوخ نہین ہوتی ہین **یسئلک الناس عن الساعۃ** ط **قل انما علمہا عند اللہ**
ومایدریک لعل الساعۃ تکون قریبا ۵ **ان اللہ لعن الکفرین واعد لہم**
سعیرا ۵ **خلدین فیہا ابدا** ج **لا یجدون ولیا ولا نصیرا** ج **یوم تقلب وجوہہم**
فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا ۵ **وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا**
وکبراءنا فاضلونا السبیلا ۵ **ربنا اتہم ضعفین من العذاب والعنہم لعنا کبیرا** ۵ ع ۱۰ ۵
لوگ پوچھتے ہین تجھسے قیامت کو تو کہہ اوسکی خبر اللہ ہی پاس اور تو کیا جانی شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو

بی شک اللہ نی پھٹکارا ہی منکرون کو اور رکھی ہی اونکی واسطی دہکتی آگ ہاکرین اوسمین ہمیشہ نہ
پاوین کوئی حمایتی نہ مددگار جس دن اوندہی ڈالی جاوین اونکی مونہہ آگ مین کہین کسی طرح ہمنی
کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا اور کہین گی ای رب ہمنی کہا مانا اپنے سردارون کا اور
اپنی بڑونکا پھر اونہون نی چکادی ہمسی راہ ای رب اونکو دی دونی مار اور پھٹکارا اونکو بڑی پھٹکار
ف ۱ شاید یہہ بھی منافقون نی مسخہ اڑکیا ہوگا کہ جس چیز کا جواب نہین وہ ہی سوال کرین
بار بار اسپر بہان ذکر کردیا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتی ہین اللہ پاک اپنے
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دیتا ہی اس بات کی کہ اونکو قیامت کا علم نہین ہی اگرچہ لوگ
اوسی اوسکا سوال کرین اور اونکو یہہ ارشاد کیا کہ اوسکا علم اللہ عزوجل کو سپرد کرین جیسا کہ سورہ
اعراف مین اللہ پاک نی فرمایا ہی وہ سورت مکی ہی اور یہہ مدنی ہی پس جو ذات پاک اوسکو
قائم کریگا قیامت کا علم اوسکی طرف رد کرنیمین حال مستمر رہا لیکن اللہ پاک نی آپکو یہہ خبر دی کہ وہ
قریب ہی آنی اس قول سی ومایدریک لعل الساعۃ تکون قریبا چنانچہ فرمایا ہی اقترب
الساعۃ وانشق القمر وقال تعالی اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون
وقال اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ پھر فرمایا ان اللہ لعن الکافرین واعد لھم سعیرا
خالدین فیھا ابدا ولا یجدون ولیا ولا نصیرا یعنی بی شک اللہ نی دور کیا ہی کافرون کو
اپنی رحمت سی اور تیار رکھی ہی واسطی اونکی دہکتی آگ دار آخرت مین ہمیشہ استمرار اوسمین رہینگی
پھر اونکو اوس سی نکلنا نہوگا اور نہ اوس سی اونکو کسی طرح کا زوال اور نہ اونکی واسطی کوئی فریادرس
ہوگا نہ کوئی معین ومددگار کہ جس حال مین وہ ہین اوس سی اونکو چھڑائے پھر فرمایا یوم تقلب
وجوھھم الآیہ یعنی جس دن گھسیٹے جائینگی آگ مین اپنی مونہہ کی بل اور لوٹی پوٹی جائینگی اونکی
مونہہ جہنم پر تو وہ کہینگی تمنا کرکے اور حال یہہ ہوگا کاش وہ ہوتی دار دنیا مین اون لوگونمین سی
جنہون نی کہا مانا اللہ کا اور کہا مانا رسول کا جس طرح کہ اللہ پاک نی اونکی طرف سے خبر دی ہی
حال عرصات مین ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول
سبیلا یا ویلتا لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی
وکان الشیطان للانسان خذولا وقال تعالی ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین

ف ۱ یہہ آگلی دو آیتون کی طرف اشارہ ہی

اور اسی طرح اونکی طرف سی اونکی اس حالت مین یہ خبر دی ہی کہ وہ دوست رکھینگی اس بات کو
کہ کاش وہ کہا مانتے اللہ کا اور کہا مانتے رسول کا دنیا مین اور کہینگی ربنا انا اطعنا سادتنا
وکبراءنا فاضلونا السبیلا طاؤس نے کہا کہ سادتنا سے مراد اشراف ہین اور کبراءنا
سے مراد علماء ابن ابی حاتم نے اس کو روایت کیا ہی یعنی ہمنی پیروی کی سادہ کی مراد امرا
ہین اور کبراء کی مشیخہ مین سی اور ہمنی مخالفت کی رسولون کی اور یہ اعتقاد کیا کہ اونکی پاس
کوئی شی ہی اور وہ کسی شی پر ہین سو ناگاہ وہ کسی شی پر نہ تہی ربنا اتہم ضعفین من العذاب
یعنی ای رب ہماری دے اونکو دونی مار سبب اونکی کفر کے اور بسبب اونکی بہکانے کی ہمکو
والعنہم لعنا کبیرا بعض قراء نی بای موحدہ پڑہا ہی اور دوسرون نی ثای مثلثہ
دونون قریب المعنی ہین جس طرح کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث مین ہی کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نی عرض کیا یارسول اللہ آپ مجہی کوئی دعا سکہائین کہ مین اوسکو اپنی
نماز مین مانگا کرون فرمایا کہہ اللہم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا
انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم اخرجاہ
فی الصحیحین کثیرا وکبیرا دونون طرح مروی ہی اور دونونکی معنی صحیح ہین بعض نی یہ مستحب
رکہا ہی کہ دعا کرنیوالا اپنی دعا مین دونون لفظونکو جمع کری اس قول مین نظر ہی بلکہ اولی یون ہی
کہ کبہی یہہ کہی اور کبہی یہ جسطرح کہ قاری کو اختیار دیا گیا ہی درمیان دونون قراءتون کی اونمین
کی جونسی پڑہے اچہا ہی اور دونون مین جمع کرنا اوسکو نہین پونہچتا ہی واللہ اعلم ابوالقاسم طبرانی
نی ابورافع سی تسمیہ من شہد مع علی رضی اللہ عنہ مین روایت کیا ہی کہ حجاج بن عمرو ابن عمہ یہ وہ
شخص ہی جو کہ وقت ملاقات دشمن کے کہا کرتا تہا ای گروہ انصار کے کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ
ہماری رب سے کہو جس وقت کہ ہم اوس سی ملین گی ربنا انا اطعنا سادتنا الی کبیرا ف فتح البیان
کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہی کہ لوگ تجہسی قیامت کی حصول و وجود و قیام کا وقت پوچہتے ہین کہا ہی کہ
قیامت کی سائل وہی منافقین و مرجفین ہین جبکہ اونکو عذاب کی وعید سنائی تو بطور استبعاد و تکذیب
کے اوسکا سوال کیا خازن نی ذکر کیا ہی کہ یہودی بطور امتحان کی اوسکا پوچہا تہا اس لیی کہ اللہ پاک
نے تورات مین اوسکی علم کو مخفی رکہا ہی ابوالسعود مین ہی کہ مشرکون نی اوسکا سوال کیا تہا واسطی استعجال کے

۱۱۵

بطور استہزا کی اور یہودی نے اوسکا پوچھا تھا بطور امتحان کی اسواسطے کہ اللہ پاک نے توریت مین اور سارے
کتب مین اوسکی وقت کو مبہم کہا ہی پس ارشاد فرمایا تو کہدی کہ اوسکا علم تو اللہ ہی کی پاس ہے
یعنی اوسکی علم کی ساتھہ اللہ پاک مستاثر ہی اور سوا نہ کسی نبی مرسل کو مطلع فرمایا ہی نہ کسی ملک مقرب کو
اور ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون شی تجھی معلوم کراتی ہی اور خبر دیتی ہی شاید قیامت
ہو زمانہ قریب مین قریب کا نصب بنابر ظرفیت ہی اور تذکیر اس لیی ہی کہ یوم کے معنی مین ہے یا
وقت کی باوجود اسکی کہ تانیث حقیقی نہین ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لیی خطاب
کیا ہی کہ مقصود بیان کرنا اس بات کا ہی کہ جب وہ آپ سی محجوب و مستور ہے اور آپ اوسکا وقت نہین
جانتے ہین حالانکہ آپ اللہ کے رسول ہین تو لوگون نے تو اوسکی سوا اور کوئی کیونکر اوسکو جانیگا
جو لوگ اوسکی آنی کی عجلت چاہتی ہین اونکو واسطے اسمین ایک تہدید عظیم ہی اور اونکی واسطے جو کہ امتحان
کرتی ہین اور شر اونکی واسطے اور اوسکی لیے جو انبیاء و اولیا و صلحا وغیرہم کی واسطے علم غیب ثابت کرتا ہے
ان اللہ لعن الکافرین الایہ کا یہ مطلب ہی کہ اللہ پاک نے منکرونکو اپنی رحمت سی مطرود و دور
کیا ہی اور باوجود دنیا کی لعنت کی آخرت مین اونکی واسطے نہایت سخت دکھتی آگ تیار کر رکھی ہے
خالدین فیہا ابدا مین ضمیر راجع ہی طرف سعیر کے اسواسطے کہ سعیر مونث ہی یا اسلیی کہ جہنم کے معنی
مین ہی ابدا کے معنی ہین بلا انقطاع اور خالدین جس دوام کا مفید ہی ابدا اوسکی تاکید کے لیی ہے
غرض یہ ہی کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اوسمین رہینگی اونکا رہنا کبھی منقطع نہوگا نہ کسی ولی کو پائین گی کہ اون سے
موالات کری اور اوسکی عذاب سی اونکو محفوظ رکھی اور نہ کوئی مددگار کہ اونکی مدد کری اور اوس سی
اونکو چھڑائی یوم متعلق ہی لایجدون سی یا خالدین سی یا نصیرا سی یا اذکر محذوف سی جمہور نے تقلب
بضم تای فوقیہ و فتح لام بصیغہ مجہول پڑہا ہی اور عیسی ہمدانی و ابو حیوۃ نی بنون و کسر لام بصیغہ معروف
بایں معنی کہ تقلب السعیر وجوہہم ابو حیوہ و ابو جعفر و شیبہ نی بفتح تای فوقیہ و لام بایں معنی کہ تقلب
یہ تقلب جو اس آیت مین مذکور ہی اسکی یہ معنی ہین کہ کبھی تو اونکی موہنہ کو اونکی ایک جہت پر قلب
کرینگی کبھی دوسری جہت پر پشت کو شکم اور شکم کو پشت اسطرح اونکو لوٹ پوٹ کرینگی یا مراد اس تقلب
سی بدلنا اونکی رنگون کا ہی بسبب جلانی آگ کی سو کبھی تو اونکی چہرے سیاہ پڑجائینگی اور کبھی سبز یا مراد
بدلنا اونکی کہالون کا ہی دوسری کہالون سی خاصکر وجوہ کا ذکر اسلیی کیا ہی کہ انسان کی جسم مین چہرہ

سب بدن سی بڑہکر عزت کی جگہہ ہی یا چہرے سے مراد سارا بدن ہی غرضکہ جسوقت اونکی یہ
حالت ہوگی تو اوسوقت کہینگی یالیتنا اطعنا الآیہ یہ جملہ مستانفہ ہی جواب ہی سوال مقدر کا مثلاً کسی نے
کہا کہ پہر اونکا کیا حال ہوگا سو یہ اوسکا جواب ہی کہ وہ یون کہینگی حسرت وافسوس کرتی ہوئی اوس
شی پر جو اونسی فوت ہوگئی یا حال ہی وجوہم کی ضمیر سی یا نفس وجوہ سی غرض یہ ہی کہ اس بات کی
تمنا کرینگی کہ کاش کہا مانتی اللہ کا اور رسول کا اور جو شی وہ لیکر آیا اوسپر ایمان لاتی تو جس عذاب
مین مبتلا ہین اوس سی نجات پاتی جس طرح کہ مومنین نی نجات پائی **یہ الف** رسولا وسبیلا مین
وہ الف ہی جو کہ فاصلون مین واقع ہوتا ہی نحوی لوگ اسکو الف اطلاق بولتی ہین بسبب اطلاق
آواز کے مثل قوافی شعر کے فائدہ اسکا وقف ہی اور آگاہ کرنا ہی اس بات پر کہ کلام منقطع
ہوگیا اور مابعد اوسکا کلام مستانف ہی اسکا بیان ایسی سورت کی اول مین گذر چکا ہی **جملہ وقالوا**
ربنا الآیہ معطوف ہی جملہ اول پر مضارع سی ماضی کی طرف اسلیی عدول کیا کہ منظور آگاہی بخشنا ہے
اس بات پر کہ اونکا یہ قول کہنا استمرار نہین ہی جس طرح کہ اونکا قول سابق تہا بلکہ یہ تو ایک قسم کا
اعتذار ہی اونہون نی اس سی ایک نوع کی تشفی چاہی ہی یہ بات کہکر کہ جن لوگون نی اونکو اس ورطہ
ہلاکت مین ڈالا ہی اونکا دونا عذاب ہو **مرادسادہ** وکبرا سی سردار و پیشوا ہین جنکی حکم کی دنیا
مین بجاآوری کرتے تہی اور اونکی مقتدی و پیرو ہوتی تہی **مقاتل** نی کہا کہ یہ لوگ مطعمون ہین غزوہ
بدر مین لیکن قول اول اولی ہی کسی طائفہ معین کی ساتہہ تخصیص کرنیکی کوئی وجہ نہین ہی رہی یہ
بات کہ یہان جو بعنوان سیادت وکبرا اونسی تعبیر کی سو غرض اس سی اعتذار کو قوت دینا ہی
ورنہ اب تو وہ تحقیر واہانت کی مقام مین ہین اس آیت کریمہ مین زجر شدید ہی تقلید باطل
سے کتاب عزیز مین کتنی جگہہ اسپر تنبیہ ہی اور اس سی تحذیر و تنفیر وارد ہوئی ہی لیکن اوسکے
واسطی جو کتاب اللہ کے معنی فہم سلیم کو ساتہہ لیکر سمجہتا ہی اور اوسکا اقتدا کرتا ہی اور اپنی جان
سے انصاف کرتا ہی نہ اوسکی واسطی جو کہ سوء فہم و مزید بلادت و شدت تعصب مین جنس
انعام سی ہی اللھم غفرا و وفقنا لما تحب وترضی وارزقنا حلاوۃ رضوانک الاسنی
واتباع سنۃ نبیک الاھنی وجنبنا الابتداع فانہ اسوء ما جنی وارد أما اجتنی
امین **حضرت** حسن وابن عامر نی سادتنا بکسر تای فوقیہ جمع سادۃ پڑہا ہی پس یہ جمع الجمع ہی اور

سادہ علی غیر القیاس جمع ہی برابر ہی کہ سید کی جمع ثیرائی جاتی یا سائد کی فاضلونا السبیلا مراد
سبیل سی توحید ہی یعنی اونہون نی اللہ و رسول کا انکار ہمکو اچھا کر دکھایا اسکی سبب سی ہمکو توحید کے
راہ سی بہکا دیا پھر اوس موقف مین اونپر یہ بد دعا کی ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب یعنی
تو مثل ہماری عذاب کی دوبار اونکو عذاب کر سبب گمراہ ہونی کی اور گمراہ کرنیکی **قتادہ** نی کہا کہ عذاب
دنیا و آخرت کا کسی نی کہا کہ عذاب کفر کا اور عذاب اضلال کا والعنہم لعنا کبیرا اور لعنت
کر اونکو ایسی لعنت جو فی نفسہ بڑی اور اونپر شدید ہو اور ثقیل الموقع ہو بای موجدہ حضرت
ابن مسعود اور اونکی اصحاب اور یحیی بن وثاب و عاصم کی قراءت ہی جمہور نی بثای مثلثہ پڑہا ہی
یعنی ایسی لعنت جو کثیر العدد عظیم القدر شدید الموقع ہو ابو عبید و ابو حاتم و نحاس نی اسکو اختیار
کیا ہی یا یہا الذین اٰمنوا لا تکونوا کالذین اٰذوا موسی فبرأہ اللہ مما قالوا ط
وکان عند اللہ وجیہا ۔ ای ایمان والو تم مت ہوو ایسی جنہون نی ستایا موسی کو پھر بی عیب دکھایا
اوسکو اللہ نی اونکی کہنی سی اور تہا اللہ کی یہان آبرو رکہتا **ف** بعضی مفسد حضرت موسی کو تہمت
لگانی لگی کہ حضرت ہارون کو جنگل مین لیجا کر مار آئے تا شریک ریاست نرہین پھر اونکا جنازہ
آسمان سی نظر آیا اور اونکی آواز آئی کہ مین اپنی موت سی مرا ہون اور کتنون نی کہا کہ یہ جو چھپ کر
نہاتی ہین اون کی بدن مین کچھ عیب ہے بدن کی سفیدی یا خصیہ پھولا ایک روز حضرت موسی اکیلے
نہانی گئے کپڑے رکھے ایک پتھر پر وہ پتھر کپڑے لیکر بہاگا حضرت موسی عصا لیکر اوسکی پیچھے دوڑے
جہان سب لوگ دیکہتی تہی کھڑا ہو گیا سب نی ننگے دیکھ لیا بی عیب پھر اوس پتھر کو کئی عصا مارے
اوسمین نقش پڑ گیا انتہی **ف بخاری** نی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نی فرمایا ہی کہ موسی ایک شخص حیادار تہی و ذلک قولہ تعالی
یا یہا الذین اٰمنوا الایہ ھکذا اورد ھذا الحدیث ھہنا مختصرا جدا بخاری
نی احادیث انبیا مین بعینہ اسی سند کی ساتہہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم روایت کیا ہی کہ موسی علیہ السلام ایک مرد حیی ستیر تہے اونکی جلد سی کوئی شی
دکہائی نہین دیتی تہی واسطی حیا کرنیکے اونسی سوا ایذا دی اونکو جس کسی نے کہ ایذا دی اونکو
بنی اسرائیل مین سی پس کہا کہ یہ تستر نہین کرتی مین مگر کسی عیب سے اونکی جلد مین یا تو برص ہے یا

خصیہ پھولا ہوا ہی یا کوئی اور آفت ہی اور بیشک اللہ عزوجل نی چاہا کہ اونکو بری کری اون بات
سے جو اونہون نی موسی علیہ السلام سے کہی پس وہ ایک دن اکیلی تنہا ہوئی پہرا نے کپڑی ایک
پتھر پر اوتاری پھر غسل کیا پھر جب وہ فارغ ہوئی تو متوجہ ہوئی طرف اپنے کپڑون کی تاکہ اونکو لین
اور وہ پتھر اونکی کپڑی لیکر دوڑا پس موسی علیہ السلام نے اپنا عصا لیا اور پتھر کو طلب کیا پھر کہنی لگی
ثوبی حجر ثوبی حجر یعنی ای پتھر تو میرے کپڑے دی ای پتھر تو میرے کپڑے دے یہانتک کہ پہونچی
طرف ایک جماعت کے بنی اسرائیل مین سی تو اونہون نے حضرت موسی کو برہنہ دیکھہ لیا
زیادہ تر خوبصورت اوس شی سے جو اللہ نے پیدا کی اور بری تر اوسکی اوس شی سی جو وہ کہتی تھی
اور پتھر کھڑا ہو گیا تو اونہون نی اپنا کپڑا لیلیا پھر اوسکو پہنا اور پتھر کو اپنی عصا سی مارنا شروع کیا
پس قسم ہے اللہ کی کہ بی شک البتہ پتھر مین نقش تھی اوس اثر سی جس کو اونہون نی مارا
تین یا چار یا پانچ قال فذلک قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا الآیہ وہذا سیاق حسن مطول
وہذا الحدیث من افراد البخاری دون مسلم امام احمد نی عن الحسن عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم عن خلاس و محمد عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کی تفسیر مین
روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ موسی ایک مرد حیی وستیر تھے
قریب نہین ہوتے تھے اسکے کہ اونکی بابدی کوئی شی دکہائی دے مارے اونکی حیا کے
ثم ساق الحدیث کما رواہ البخاری مطولا ورواہ عبد فی تفسیرہ عن روح
عن عوف بہ ورواہ ابن جریر من حدیث الثوری عن جابر الجعفی عن عامر
الشعبی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحو ہذا او
ہکذا رواہ من حدیث سلیمان بن مہران الاعمش عن المنہال بن عمرو عن
سعید بن جبیر وعبد اللہ بن الحارث عن ابن عباس فی قولہ ولا تکونوا
کالذین آذوا موسی حضرت ابن عباس فرماتی ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام کی قوم
نے اون سی کہا کہ تو تو آدری یعنی تیرے خصیے پوے ہوے ہین پس وہ ایک دن نکلے
کہ غسل کرین تو اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکہدیے پس وہ پتھر نکلا اونکی کپڑی لیی ہوی دوڑنی لگا
اور وہ نکلے اوس کے پیچہے برہنہ جانے لگے یہانتک کہ وہ اونکو لی پونہچا بنی اسرائیل کی مجالس مین

کہا پھر اونکو دیکھہ لیا کہ وہ آدر نہ تھے پس وہ یہ قول ہی اللہ تعالی کا فبرأہ اللہ مما قالوا و
کان عند اللہ وجیہا اور واہ العوفی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سواء حافظ ابوبکر بزار نے عن
انس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہی کہ موسی علیہ السلام ایک مرد حیادار تھے
اور بیشک وہ آئے انس کہتی ہین مین گمان کرتا ہون حضرت کو کہ آپ نی فرمایا پانی پر تاکہ
غسل کرین تو اونہون نی اپنی کپڑے ایک پتھر پر رکھدیے اور وہ قریب نہین ہوتی تھا اسکی کہ اونکی
شرمگاہ کھلی پس بنی اسرائیل نی کہا کہ موسی آدر ہین یا اونمین کوئی آفت ہی مراد اونکی یہ ہی کہ وہ اپنی
کپڑے نہین اوتارتی ہین پھر وہ پتھر اون کے کپڑے اوٹھا لیگیا یہان تک کہ مجالس بنی اسرائیل
کی مقابلی مین ہوگیا تو اونہون نی موسی علیہ السلام کی طرف نظر کی مثل حسین تر مردون کی یا جیسا
فرمایا فذلک قولہ تعالی فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا ابن ابی حاتم نے
عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اسکی تفسیر مین روایت کیا ہی کہ
حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام پہاڑ پر چڑہی پھر ہارون علیہ السلام مرگئی تو بنی
اسرائیل نی موسی علیہ السلام سی کہا کہ تونی اوسکو مار ڈالا وہ ہماری واسطی زیادہ ترنرم تھا تجہ سی
اور سخت تر تھا حیا مین سو اونہون نی اس بات سے اونکو ایذا دی پس اللہ نے فرشتون کو حکم
دیا تو اونہون نی ہارون علیہ السلام کو اوٹھا لیا پھر اونکو لیکر مجالس بنی اسرائیل پر سے گذر کیا
پھر اونکی موت کی بات کی پس اونکی موضع قبر کو نہین پہچانا مگر رخم نے اور اللہ نے اوسکو پھر
گونگا کر دیا و ھکذا رواہ ابن جریر عن علی بن موسی الطوسی عن عباد بن العوام
پھر کہا ہی جائز ہی کہ اذی سی مراد یہی ہو اور جائز ہی کہ مراد قول اول ہو پس اللہ عزوجل کے
قول سے کوئی قول اولی نہین ہی حافظ ابن کثیر کہتے ہین احتمال ہی کہ کل مراد ہون اور یہ بھی
احتمال ہی کہ اوسکی ساتھہ غیر اوسکا ہو واللہ اعلم امام احمد نی عن شقیق عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن کچھہ بانٹا تو انصار مین کا ایک
شخص بولا کہ بیشک یہ البتہ ایک قسمت ہی کہ اللہ کی ذات اوس سی ارادہ نہین کی گئی کہا پس
مین نی کہا ای اللہ کے دشمن خبردار البتہ مین ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر کرونگا
اوس بات کی جو تونی کہی پھر مین نی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکا ذکر کیا تو اونکا چہرہ مبارک

لہ ای طبرانی فی الاوسط بسند صحیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعا
ولہ شاہد عند ابی یعلی فی کما بغیر ذکر
الحیاء ولہ شاہد عند ابن مردویہ فی کما بغیر ذکر
الحیاء وعند ابن ابی حاتم

سرخ ہوگیا پھر فرمایا رحمت اللہ کی موسیٰ پر البتہ مقرر دہ انداز دیا گیا اکثر اس سے پس صبر کیا
اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث سلیمان بن مہران الاعمش بہ طریق دیگر
عن زید بن زائد عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا نہ پہنچائے مجھکو کوئی میری اصحاب میں سے کسی کی طرف
سے کوئی شی پس بی شک میں دوست رکھتا ہوں کہ نکلوں طرف تمہارے اور میں سلیم الصدر
ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس مال آیا تو آپ نے اوسکو بانٹا کہا پھر میں نے
دو آدمیوں پر گذر کیا اس حال میں کہ انمیں کا ایک اپنے صاحب سے کہہ رہا تھا واللہ نہیں ارادہ
کیا محمد نے اپنی خدمت سے اللہ کی ذات کا اور نہ دار آخرت کا کہا پھر میں پھیر گیا یہاں تک
کہ جو انہوں نے کہا میں نے اوسکو سنا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آیا
تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اسپر تو ہم کو اندیشہ تھا کہ نہ پہنچائے کوئی مجھکو میری
طرف سے کوئی شی اور میں نے فلاں و فلاں پر گذر کیا اور وہ ایسا ایسا کہتے تھے پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور سرہات آپ پر شاق گذری پھر فرمایا دعنا منہ
یعنی تو چھوڑ ہم کو اپنی بات سے البتہ مقرر انداز دیے گئے موسیٰ اکثر اس سے پس صبر کیا وقد رواہ
ابو داود فی الادب عن محمد بن یحیی الذہلی عن محمد بن یوسف الفریابی
عن اسرائیل عن الولید بن ابی ہشام بہ مختصرا نہ پہنچائے مجھکو کوئی کسی کی
طرف سے کچھ میں دوست رکھتا ہوں یہ کہ نکلوں میں طرف تمہاری اور میں سلیم الصدر ہوں
وکذا رواہ الترمذی فی المناقب عن الذہلی سواء الا انہ قال زید بن زائدۃ
ورواہ ایضا عن محمد بن اسمعیل عن عبد اللہ بن محمد عن عبد اللہ بن
موسیٰ وحسین بن محمد کلاہما عن اسرائیل عن السدی عن الولید
بن ابی ہشام بہ مختصرا ایضا افزاد فی اسنادہ السدی ثم قال غریب من
ھذا الوجہ قولہ تعالیٰ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا یعنی اللہ کے نزدیک اونکو وجاہت
وجاہ والی اپنے رب عزوجل کے پس وجاہت والی حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک
مستجاب الدعوت تھے انکے سوا سلف میں سے اور لوگوں نے کہا کہ سوال نہیں کیا اللہ سے

کسی شی کا مگر وہ اونکو دی مگر رویت سی منع کیے گئے بسبب اوس شی کی جسکو اللہ عزوجل
چاہتا ہی بعض نی کہا کہ اونکی وجاہت عظیم سی نزدیک اللہ کے یہ ہی کہ اپنی بھائی ہارون کے
حق مین شفاعت کی کہ اونکو اونکی ساتھ بھیجے سو اللہ پاک نی اونکی سوال کو قبول کیا پس فرمایا
ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا **ف** فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان
یہ ہی کہ اس آیت کریمہ مین مومنون کو تادیب و زجر ہی اس بات سی کہ جو امور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتی ہین اونمین سی کسی امر مین داخل نہون **مقاتل** نی کہا کہ اللہ تعالی
نے مومنون کو وعظ کیا ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا نہ دین جسطرح کہ بنی اسرائیل
نے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کو ایذا دی اس ایذا کا بیان اول گذر چکا ہی اور کہیہ
یہ ہے کہ مراد ایذای موسی علیہ السلام سی وہ حدیث زانیہ ہی جس کو قارون نی چاہا تھا
کہ اپنی نفس کی ساتھ اونکو تہمت لگائی **ایک** یہ روایت کہ اللہ پاک نی حضرت موسی علیہ السلام
کی طرف وحی بھیجی کہ مین ہارون کو وفات دینی والا ہون سو تو اوسکو فلان فلان پہاڑ پر لیجا
پھر وہ دونون اوس پہاڑ کی طرف چلی تو ناگاہ اونکو ایک درخت ملا اور ایک گہر اوسمین ایک
تخت اوسپر فرش اور نہایت اچھی خوشبو پھر جب حضرت ہارون نی اوس پہاڑ اور گہر کی
طرف نظر کی اور جو شی اوسمین تہی تو اونکو پسند آیا کہا ای موسی مین دوست رکھتا ہون
اس تخت پر سوؤن حضرت موسی نے کہا کہ تو اوسپر سو وہ حضرت ہارون نی کہا کہ تو میرے
ساتھ سو پھر جب وہ دونون سوئی تو ہارون علیہ السلام کو موت نے پکڑا پھر جب وہ قبض
کیے گئی تو وہ گہر اوٹہایا گیا اور وہ درخت گیا اور وہ تخت آسمان کی طرف اوٹہایا گیا پھر جب
موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف لوٹے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ مارڈالا ہارون کو اور حسد
کیا اوسکا حب بنی اسرائیل نی حضرت ہارون اونسی زیادہ تر الفت و نرمی کرتی تہی اور حضرت
موسی مین کہ سختی تہی اونپر پھر جب حضرت موسی کو یہ بات پونہچی تو کہا خرابی ہو تمہاری وہ تو میرا
بھائی تہا پس کیا تم گمان کرتے ہو مجہکو کہ مین اوسے قتل کرونگا پھر جب بنی اسرائیل نے
اس بات کے کہنے کی اونپر کثرت کی تو کہڑی ہوئی پھر دو رکعت نماز پڑہی پھر اللہ سے دعا
کی پس وہ تخت اوترا یہانتک کہ بنی اسرائیل نی طرف اوسکے نظر کی درمیان آسمان و زمین کے

لہ اور ہبہ کی ہم نی اوسکو ہارون
سہ نبی ۱۲
سہ اصل کا نقطہ ہی
وحسد حب بنی اسرائیل
فاعل ہی لیکن باعتبار معنی
فاعل ہی اور حب بنی اسرائیل
کی نسبت حضرت موسی علیہ السلام
فاعل ہی اور ہارون کی طرف مفعول
علیہ السلام کی اور نسبت منصوب
بنزع خافض ہی ای
اسرائیل یا ہو اللہ تعالی
بالصواب ۱۲ صحیح

پس موسی علیہ السلام کی تصدیق کی اخرجہ الحاکم وصححہ عن ابن مسعود و
ناس من الصحابۃ رضی اللہ عنہم فقولہ تعالی فبرأہ اللہ مما قالوا ہین کلمہ ما یا تو
موصولہ ہی یا مصدریہ یعنی پاک کیا اللہ نے اونکو اور ظاہر کی اونکے واسطے براءت اونکی اوس
بات سی جو اونہون نی کہی یا اونکی قول سی غرضکہ کلمہ ما کوئی سا ہو مراد اونکی براءت ہی مضمون
و مؤدای قول سی اور وہ یہی امر عیب ہی یعنی اللہ پاک نے عیب لگانی والی بات سی اون کو
بری کیا کوئی بات ہو وکان عند اللہ وجیہا کی یہ معنی ہین کہ وہ اللہ کے نزدیک عظیم
صاحب وجاہت تھی وجیہ کے معنی ہین عظیم القدر رفیع المنزلت کسی نی وجاہت کی تفسیر ہین
کہا ہی کہ اللہ پاک نی اونسی باتین کین جمہور نی عند اللہ بالنون پڑہا ہی بنا بر ظرفیت مجازی
حضرت ابن مسعود و عمش و ابو حنیوہ نی عبد اللہ بباہی موحدہ پڑہا ہی عبودیت سی کرخی نے
کہا کہ یہ قرأت حسن ہی **اب** رہی یہ بات کہ جس شی سی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا
دی یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی سو اوسمین اختلاف واقع ہوا ہی پس نقاش نے
حکایت کیا ہی کہ آنحضرت کو اونکا ایذا دینا اونکا یہ قول ہی کہ زید بن محمد آبو وائل نے وہی
قسمت مال کا قول ذکر کیا ہے جو اول گذر چکا ہی کسی نے کہا کہ زید بن حارثہ و زینب بنت
جحش کے حق مین نازل ہوئی ہی اور جو آپ نے انکے حق مین لوگون کی گفتگو سنی

یا یہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا ۝ یصلح لکم اعمالکم و
یغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما ۝ اے ایمان والو
ڈرو اللہ سی اور کہو بات سیدہی کہ سنوار دی تمکو تمہاری کام اور بخشدے تمکو تمہاری گناہ اور جو کوئی
چلا اللہ کے اور اوسکی رسول کی اوسنی پائی بڑی مراد انتہی **ف** اللہ پاک امر فرماتا ہی اپنے
مومن بندون کو اپنی تقوی کا اور اسکا کہ اوسکو پوجین پوجنا اوس شخص کا گویا دہ اوسی دیکہہ رہا
ہے اور اسکا کہ سیدہی بات کہین جس مین کسی طرح کی کجی نہو اور نہ کوئی انحراف و میل ہو اور
اونسی وعدہ کیا کہ جب وہ یہ کرینگی تو اسپر اونکو ثواب دیگا باین طور کہ اونکو اونکی کام بنا دیگا یعنی
اعمال صالح کی اونکو توفیق دیگا اور بخشیگا اونکو اگلے گناہ اور وہ جو اونسے مستقبل مین کبھی واقع
ہو جائین گی اونسی توبہ کرنی کا اونکو الہام کریگا پھر فرمایا اور جو کوئی چلے اللہ کی اور اوسکی رسول کے

اوسنے بائی بڑی مراد وہ یہی کہ پناہ دیا جائیگا نار جہنم سی اور جائیگا طرف نعیم مقیم کی ابن ابی
حاتم نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑہائی پہر جب فارغ ہوے تو اپنی دست مبارک سے
ہماری طرف اشارہ کیا تو ہم بیٹہ گئے پہر فرمایا کہ بی شک اللہ تعالی نی مجہی امر فرمایا ہے
کہ مین تمکو امر کرون اسکا کہ تم ڈرو اللہ سی اور کہو بات سیدہی پہر آپ عورتون کی پاس تشریف
لائے تو فرمایا کہ بی شک اللہ تعالی نے مجہے امر فرمایا ہے کہ مین تم کو امر کرون اس کا
کہ تم ڈرو اللہ سے اور کہو بات سیدہی ابن ابی الدنیا نی کتاب التقوی
مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت کیا ہے کہا نہین
کہڑے ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر مگر مین نے سنا
آپ کو کہ فرماتے تہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا

قولہ سدیدا الآیۃ غریب جدا عبد الرحیم بن زید العمی نی عن ابیہ عن محمد بن
کعب عن ابن عباس موقوفا روایت کیا ہی جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ وہ اکرم مرد
ہو تو چاہیے کہ اللہ سی ڈری عکرمہ نی کہا کہ قول سدیدا لا الہ الا اللہ ہی غیر عکرمہ نی کہا کہ سدید
صدق ہی مجاہد نے کہا کہ سداد ہی غیر مجاہد نے کہا کہ صواب ہی اور کل قول حق ہین کذا
فی ابن کثیر ف فتح البیان مین ہی ای ایمان والو ڈرو اللہ سی ہر امر مین امور سے اور
کہو بات صواب وحق قتادہ و مقاتل نی کہا کہ سیدہی بات کہو شان مین حضرت زید
کی اور حضرت زینب کی رضی اللہ عنہما اور مت منسوب کرو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طرف
اوس شی کی جو حلال نہین ہی کسی نے کہا قول سدید یہ ہی کہ اوس کا ظاہر موافق ہو اوس کے
باطن سی کسی نے کہا وہ ہی جس سی اللہ کی ذات ارادہ کی گئی نہ اوس کی غیر کی کسی نے کہا
کہ اصلاح بین الناس ہی سدید ماخوذ ہی السدید سی تاکہ اوس سی ٹہیک نشانے پر
لگایا جاوی ظاہر آیت سی یہ ہی کہ اللہ پاک نی اونکو یہ امر فرمایا کہ جس شی کو کرتے ہین اور
جس کو چہوڑتے ہین اس سب مین قول سدید کہین پس یہ کسی ایک نوع کے ساتہہ
خاص نہین ہی اگرچہ لفظ مین وہ شی نہین ہی جو عموم کی مقتضی ہو لیکن مقام اس معنی کا مفید ہے

لہ سداد بالفتح در کسی
در اسی در کر داد و گفتہ ۱۲
ص
لہ صواب راست
منہ حفظا ۱۲ صراح
لہ یعنی تم کو سیدہا کرنا ۱۲
منہ

کیونکہ اللہ پاک نی اپنی بندون کو یہ ارشاد فرمایا کہ ایسی بات کہین جو قول اہل اذی کے
مخالف ہو پھر یہ لوگ جنہون نی تقوی و قول سدید کے امر کا امتثال کیا اونکی واسطی جو اجر و
ثواب ہی اللہ پاک نی اوسکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا کہ سنوار دی تمکو تمہاری کام یعنی تمہارے
کامون کو صالح کر دیگا نہ فاسد بسبب اوس شی کی جسکی طرف تمکو ہدایت کریگا اور اوسمین
تمکو توفیق دیگا یا یہ معنی ہین کہ تمہاری کامون کو قبول کر لیگا اور بخشدیگا تمکو تمہاری گناہ
یعنی اونکو مغفور و مغفور کر دیگا اور جو کوئی اطاعت کری اللہ کی اور اوس کے رسول کی
کرنے مین اوس کام کے جو کہ طاعت ہے اور بچنے مین اوس کام سے جو کہ معصیت ہے
تو مقرر وہ ظفریاب ہوا خیر کا ظفریاب ہونا بڑا اور پونہچا دنیا و آخرت کی خیر کو یہ جملہ مستانفہ
ہے مضمون ماقبل کا مقرر ہے پھر جب اللہ پاک فارغ ہوا بیان کرنے سے اوس خیر خوبی
کے جو کہ اہل طاعت کے واسطے ہی بعد بیان اوس عذاب کے جو کہ اہل معصیت کے
لیی ہے تو تکالیف شرعیہ کی عظمت شان اور اون کے امر کی صعوبت و شدت بیان
کی پس ارشاد فرمایا انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین
ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان ط انہ کان ظلوما جہولا ۝ لیعذب اللہ
المنفقین والمنفقت والمشرکین والمشرکت ویتوب اللہ علی المؤمنین
والمؤمنت ط وکان اللہ غفورا رحیما ۝ ہمنی دکہائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور
پہاڑون کو پھر سب نی قبول نہ کیا کہ اوس کو اوٹہاوین اور اوس سی ڈر گئی اور اوٹہالیا اوس کو
انسان نے یہ ہی بڑا بی ترس نادان تا عذاب کری اللہ منافق مردون کو اور عورتون کو
اور شرک والی مردون کو اور عورتون کو اور معاف کرے اللہ ایماندار مردون کو اور عورتونکو
اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف یعنی اپنی جان پر ترس نہ کہایا امانت کیا ہی پرائی
چیز کہنی اپنی خواہش روک کر آسمان و زمین مین اپنی خواہش نہین ہا ہے تو وہی ہی جسپر
قائم ہین آسمان کی خواہش پہر نا زمین کی خواہش ٹہیرنا انسان مین خواہش اور ہے اور
حکم خلاف اوس کی اس پرائی چیز کو برخلاف اپنے جی کے تہامنا بڑا زور چاہتا ہی اوسکا
انجام یہ کہ منکرون کو قصور پر پکڑنا اور ماننے والون کا قصور معاف کرنا اب بہی یہی حکم ہے کسیکی

ع ۹ ۵ ۶

امانت کوئی جانکر ضائع کرے تو بدلا ہی اور بی اختیار ضائع ہو تو بدلا نہیں انتہی ف
۱ عوفی نی حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہی کہ امانت سی مراد طاعت ہے
اللہ تعالی نی اوس کو اوپر پیش کیا قبل اس کے کہ اوس کو پیش کرے آدم پر پس اونہون نے
اوسکی طاقت نہ رکہی تو آدم سی فرمایا کہ مین نی مقرر پیش کی امانت آسمانون پر اور زمین پر
اور پہاڑون پر سو اونہون نی اوسکی طاقت نہ رکہی پہر کیا تو لینی والا ہی مع اوس کے جو
اوسمین ہی عرض کیا اوسمین کیا ہی فرمایا اگر تو اچہا کریگا تو جزا دیا جائیگا اور اگر برا کریگا تو عقاب
کیا جائیگا پس آدم نے اوس کو لیا پہر اوہی اوٹہا لیا فذلک قولہ تعالی وحملها الانسان
انہ کان ظلوما جهولا ۲ **علی** بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سی یہ ہی کہ امانت
فرائض ہین یا اللہ تعالی نی اونکو پیش کیا آسمانون پر اور زمین پر اور پہاڑون پر اگر وہ اونکو
ادا کرینگی تو اون کو ثواب دیگا اور اگر اون کو ضائع کرینگے تو اونکو عذاب کریگا پس اونہون نے
اس کو مکروہ رکہا اور ڈری بغیر معصیت کی ولیکن واسطی تعظیم دین اللہ کے اس سے کہ
قیام نکرین ساتہہ اون کی پہر اون کو پیش کیا آدم پر تو آدم نے اونکو قبول کیا مع اوس کے
جو اوسمین ہے وہو قولہ تعالی وحملها الانسان الآیہ یعنی غرابا بمر اللہ ۳ **ابن جریر**
کا لفظ اونسی یہ ہے کہ آدم پر پیش کی گئی تو فرمایا لی اوس کو مع اوسکے جو اوسمین ہے پہر اگر
تو اطاعت کریگا تو تیری مغفرت کرونگا اور اگر نافرمانی کریگا تو تجہی عذاب کرونگا آدم نے
عرض کیا کہ مین نی قبول کیا پہر نہین ہوا مگر مقدار اوس وقت کا جو درمیان عصر کے ہے
رات تک اوس دن ہی یہان تک کہ پہلی خطیئہ کرام **۴ ضحاک** نی حضرت ابن عباس سے
اسکے قریب روایت کیا ہی اور اسمین تفسر وانقطاع ہی درمیان ضحاک کے اور اون کے
واللہ اعلم اور اسی طرح **۵ مجاہد** و سعید بن جبیر و ضحاک و حسن بصری و غیر واحد نے کہا ہی
کہ امانت فرائض ہین اور لوگون نی کہا کہ امانت طاعت ہی **۶ اعمش** نی عن ابی الضحی
عن مسروق روایت کیا ہی کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نی کہا امانت سی یہ ہی کہ عورت
امین بنالی گئی ہے اپنی شرمگاہ پر **۷ قتادہ** نی کہا کہ امانت دین و فرائض و حدود
ہین **۸ بعض** نی کہا کہ امانت غسل کرنا ہی جنابت سی **۹ امام مالک** رحمہ اللہ تعالی نے

زید بن اسلم سی روایت کیا ہی کہ امانت تین کام ہین نماز و روزہ اور بنا خیانت سے
ان سب قولون کی درمیان مین کسی طرح کی تنافی نہین ہے بلکہ متفق ہین اور راجع
ہین طرف اس بات کے کہ امانت تکلیف ہی اور قبول کرنا اوامر و نواہی کا مع ان کی
شرطکی وہ شرط یہ ہی کہ اگر اونکی ساتھہ قیام کیا تو ثواب دیا جائیگا اور اگر اونکو ترک کیا تو عقاب
کیا جائیگا پس انسان نی اون کو قبول کیا باوجود اپنی ضعف و جہل و ظلم کی مگر وہ شخص جس کو
اللہ پاک توفیق دی و باللہ المستعان ۱۰ **ابن** ابی حاتم نی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ
سی روایت کیا ہی کہ اونہون نی یہ آیت پڑہی فرمایا امانت کو پیش کیا سبع طباق طرائق
پر یعنی ساتون آسمانون پر جو کہ زینت دی گئے ہین تارون سی اور حاملین عرش عظیم پر پہر
آسمانون سی کہا گیا کیا تم اوٹھاؤگے امانت کو اور جو کچہہ اوسمین ہی عرض کیا کہ اور اوسمین
کیا ہی راوی نے کہا کہ اونسے کہا گیا اگر تم احہا کروگے تو جزا دیے جاؤگی اور اگر برا کروگی
تو عقاب کیے جاؤگے عرض کیا نہین پہر اوسکو پیش کیا ارضین سبع شداد پر جو کہ جکڑی ہی
ہین ساتہہ میخون کے یعنی پہاڑون کی وذللت بالمہاد یعنی اور پست کی گئی ہین
ساتہہ بچہونے کے یعنی اونکو پست و نرم کرکے بچہونے کی طرح بنا دیا ہی کہ اونپر قرار پکڑین
راوی نی کہا پہر اونسی کہا گیا کیا تم اوٹھاتی ہو امانت کو اور جو کچہہ اوسمین ہی عرض کیا اور اوسمین
کیا ہی راوی نی کہا اون سی کہا گیا اگر تم احہا کروگے تو جزا دی جاؤگی اور اگر برا کروگے تو
عقاب کیے جاؤگے عرض کیا نہین پہر اوسکو پیش کیا جبال شم شوامخ صعاب صلاب
پر یعنی اونچی دشوار گذار سخت پہاڑون پر راوی نے کہا اونسی کہا گیا کیا تم اوٹھاؤگی امانت
کو اور جو کچہہ اوسمین ہی عرض کیا اور اوسمین کیا ہی راوی نے کہا اونسی کہا گیا اگر تم احہا کروگی
تو جزا دیے جاؤگے اور اگر برا کروگے تو عقاب کیے جاؤگے عرض کیا نہین ۱۱ **مقاتل**
بن حیان نے کہا بیشک اللہ تعالی نی جبکہ اپنی خلق کو پیدا کیا تو درمیان انس و جن و سموات
و ارض و جبال کی جمع کیا پہر آسمانونسی ابتدا کی تو امانت کو اونپر پیش کیا اور وہ طاعت ہے
پہر اونسی فرمایا کیا تم اوٹھاؤگے اس امانت کو و لیکن مجہہ پر فضل و کرامت و ثواب ہی جنت مین
تو آسمانون نی عرض کیا یارب ہم تو اس امر کی طاقت نہین رکہتی ہین اور ہمکو قوت نہین ہے

سلہ ابن کثیر مین
اسی طرح ہی ۱۲

ولیکن ہم تیری مطیع و فرمانبردار ہین پہر امانت کو پیش کیا زمینون پر تو اونسے فرمایا کیا تم اوٹھاتے
ہو اس امانت کو اور قبول کرتے ہو اوسکو مجھہ سی اور مین تم کو فضل و کرامت عطا کرونگا پس
اونہون نے عرض کیا یارب ہم کو اسپر کسی طرح کا صبر نہین ہے اور نہ ہم طاقت رکھتی ہین
ولیکن ہم تیرے حکم کے سننے والے ماننے والی ہین جس شی کا تو نی ہمکو امر فرمایا ہی ہم
اوس مین تیری نافرمانی نہین کرین گی پہر آدم کو قریب بلایا تو اونسے فرمایا کیا تو اوٹھائیگا
اس امانت کو اور رعایت کریگا اوسکی جیسا کہ حق ہی اوس کی رعایت کا پس اس وقت
آدم نے عرض کیا تیری نزدیک میری واسطی کیا ہے فرمایا ای آدم اگر تو اچھا کریگا اور اطاعت
کریگا اور امانت کی رعایت کریگا تو تیری واسطی میری پاس کرامت و فضل و حسن ثواب
ہے جنت مین اور اگر تو نافرمانی کریگا اور اوسکی رعایت نکریگا جیسا کہ حق ہی اوسکی رعایت
کا اور برا کریگا تو بی شک تجھکو عذاب کرنیوالا ہون اور تجھکو عقاب کرنیوالا ہون اور تو ناروںگا
مین تجھکو نا مین عرض کیا یارب مین راضی ہوا اور اوسکو اوٹھالیا پس اللہ عزوجل نی اوسوقت
فرمایا فقد حملتکھا یعنی مقرر مین نی اوسکو تجھپر لاد دیا فذلک قولہ تعالی وحملھا الانسان
رواہ ابن ابی حاتم ۱۲ مجاہد سی مروی ہے کہ اوسکو آسمانون پر پیش کیا تو وہ بولے
یارب تو نی مجھپر تارون کو اور آسمان کی بسنی والون کو اور ماذکر کو لادا ہی اور مین نہین چاہتا
ہون کوئی ثواب اور نہ اوٹھاتا ہون کوئی فریضہ کہا اور پیش کیا اوس کو زمین پر تو وہ بولے
یارب تو نی مجھہ مین درخت لگائے اور مجھہ مین نہرین جاری کین اور بسنی والی زمین کے
اور ماذکر اور مین نہین چاہتی ہون کوئی ثواب اور نہ اوٹھاتی ہون کوئی فریضہ اور پہاڑون
نے بہی مثل اس کی کہا اللہ تعالی نی فرمایا وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جہولا یعنی اپنی انجام
کار مین نادان ہی اور اسی طرح ابن جریج نے کہا ہی ۱۳ ابن اشوع سی مروی ہی
جبکہ اللہ تعالی نی امانت کا اوٹھانا اونپر پیش کیا تو اونہون نی تین دن تین رات اللہ تعالی
کی طرف شور و غل کیا اور عرض کیا ای رب ہماری ہم کو کسی طرح کی طاقت نہین ہی عمل کی
اور ہم نہین چاہتے ہین ثواب ۱۴ پہر ابن ابی حاتم نی زید بن اسلم سی اسکی تفسیر مین روایت
کیا ہی الانسان نی کہا درمیان میری دونون کانون کی اور دونون کندہون کی پس اللہ عزوجل

نی فرمایا بی شک مین تیری اعانت کرنیوالا ہون اوسپر بیشک مین تیری اعانت کرنیوالا ہون
تیری دونون آنکھون پر دو طبقون سی پھر جب وہ تجھسی جھگڑین طرف اوس شی کی جسکو مین مکروہ
رکھتا ہون تو تو بند کر اور مین تیری مدد کرنیوالا ہون تیری زبان پر دو طبقون سی پھر جس وقت وہ
تجھسی جھگڑا کری طرف اوس شی کی جسکو مین مکروہ رکھتا ہون تو تو بند کر اور مین مدد کرنیوالا
ہون تیری تیری شرمگاہ پر لباس سی پس تو اوسکو مت کھول طرف اوس شی کے جسکو
مین مکروہ رکھتا ہون تم روی عن ابی حازم نحو ہذا ۱۵ - ابن جریر نی ابن زید سی روایت
کیا ہی کہ اللہ تعالی نی اونپر امانت پیش کی یہ کہ فرض کری اونپر دین اور ثیراوی واسطی
اونکی ثواب وعقاب اور امین بنائی اونکو دین پر پس وہ بولی کہ ہم تو تیرے حکم کی مسخر ہین
ہم نہین چاہتے ہین کوئی ثواب اور نہ کوئی عقاب کہا اور اللہ تبارک وتعالی نے اوسکو پیش
کیا آدم پر تو آدم نی کہا درمیان میری دونون کانون کے اور دونون کاندہون کی ابن زید
نے کہا پس اللہ تعالی نی اوس سی فرمایا ای پر جبکہ تو نے اسکا تحمل کیا تو اب مین تیرے
اعانت کرونگا تیری بصر کے واسطی ایک پردہ بناؤنگا پھر جب تو ڈرے اس سی کہ نظر کرے
طرف اوس شی کے جو تجھے حلال نہین ہی تو تو اوسپر اوسکا پردہ چھوڑ دینا اور تیری زبان
کے واسطی ایک دروازہ اور ایک غلق بناؤنگا پھر جب تو ڈرے تو بند کر لینا اور تیری شرمگاہ
کے لیی ایک لباس بناؤنگا پس تو اوسکو مت کھولنا مگر اوس شی پر جسکو مین نے تیری واسطی
حلال کیا ۱۶ - ابن جریر نی حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی یہ شخص منجملہ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ امانت وفا نازل ہوئی ابن آدم پر ساتھہ نبیون کی سو وہ اوسکی ساتھہ بھیجے گئی پس اونمین
سے رسول ہی اور اونمین سی نبی رسول ہی اور قرآن نازل ہوا اور وہ کلام ہے اللہ کا اور
عجمیت وعربیت نازل کی گئی تو جانا قرآن سی اور جانا سُنن سی ساتھہ اپنی زبانون کے
اللہ تعالی نی نہین چھوڑی کوئی شی اپنے امر سی منجملہ اون چیزون کی جن کو کرین اور جن سے
بچین اور وہ اللہ کی حجتین ہین اونپر مگر اوسکو اونکے واسطے بیان کر دیا پس نہین ہین کوئی
زبان والی مگر حال یہ ہی کہ وہ پہچانتی ہین حسن وقبیح کو پھر امانت اول شی ہی جو اوٹھائی جائیگی

۱۵ یعنی بیشک اسکی خبر ابن زید سی اسی طرح مروی ہی
۱۶ یعنی یہ حدیث جس سی ابن جریر نی روایت کیا ہی

اور باقی رہیگا اوسکا اثر لوگون کی دلون کی جڑون مین پھر وفاء وعہد اور ذمّی اوٹھائے
جائین گے اور باقی رہجائین گی کتابین پس عالم عمل کریگا اور جاہل اونکو پہچانیگا اور اونکا
انکار کریگا اور اونکو اوٹھائیگا نہین یہان تک کہ پونہچی طرف میری اور طرف میری امت کے
اور ہلاک نہوگا اللہ پر مگر ہلاک ہونیوالا اور غفلت نکریگا اوس سی مگر تارک فالحذر ایہا الناس
وایاکم والوسواس الخناس فانما یبلوکم ایکم احسن عملا ہذا حدیث غریب جدا ولہ شواہد من وجوہ
آخر ۱۷ **ابہرابن جریر** نی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی پانچ چیزین ہین کہ جو کوئی اونکو قیامت کی دن لیکر آئیگا
مع ایمان کے تو وہ جنت مین داخل ہوگا جو کوئی محافظت کریگا پانچون نمازون پر اونکی
وضو پر اور اونکے رکوع پر اور اونکے سجود پر اور اونکی وقتون پر اور دیوی زکوۃ اپنی مال سی
اوس سی جی خوش ہوکر اور کہا کرتے تہے قسم ہے اللہ کی نہ کریگا اسکو مگر مؤمن اور ادا کریگا
امانت کو لوگون نی کہا ای ابوالدرداء امانت کیا ہی فرمایا نہانا جنابت سی کیونکہ اللہ تعالے
نی امین نہین کیا ہی ابن آدم کو کسی شی پر اوسکے دین سے سوا اوسکی وھکذا رواہ
ابوداؤد عن محمد بن عبد الرحمن العنبري عن ابی علی عبید اللہ بن عبد المجید
الحنفی عن ابی العوام عمران بن داؤد القطان بہ ۱۸ **انیزابن جریر** نے حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ قتل اللہ کی راہ مین کفارہ کرتا ہی ساری گناہون کا یا فرمایا کفارہ کرتا ہے ہر شے
کا مگر امانت صاحب امانت لایا جائیگا پھر اوس سی کہا جائیگا ادا کر اپنی امانت تو وہ عرض
کریگا کہان ہی ای رب اور مقرر دنیا جاچکی پھر اوس سی کہا جائیگا ادا کر اپنی امانت تو پھر
وہ یہی کہیگا پھر اوس سے کہا جائیگا کہ ادا کر اپنی امانت تو پھر وہ یہی کہیگا پس فرمائیگا کہ
لیجاؤ اسکو اسکی مان ہاویہ کی طرف پھر اوسی ہاویہ کی طرف لیجائین گی تو وہ اوسمین گریگا یہانتک
کہ اوسکی تہ تک پونہچیگا پھر اوس امانت کو وہان پائیگا مثل اوسکی ہیئت کی پس اوسی اوٹھائیگا
پھر اوسکو اپنے کاندہے پر رکہیگا پھر اوسکو لیکر چڑہیگا طرف کنارۂ جہنم کے یہانتک کہ جب
وہ یہ خیال کریگا کہ مقرر نکل آیا تو اوسکا قدم پہسل جائیگا پھر وہ اوسکے اندر گریگا ابدالآبدین

یعنی ہمیشہ اسی طرح ہوا کریگا کہا اور امانت نماز مین ہی اور امانت روزے مین ہے اور امانت
وضو مین ہی اور امانت حدیث مین ہی اور سخت تر ان سب کے ودائع ہین زاذان کہتے ہین
پھر مین ملا براء سی تو مین نی کہا کیا تم نہین سنتے ہو جو تمہاری بہائی عبداللہ کہتے ہین تو براء
بولے کہ عبداللہ نے سچ کہا وقال شریک یعنی الراوی عن الاعمش وحدثنا عیاش
العامری عن زاذان عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بنحوہ ولم یذکر الامانۃ فی الصلوٰۃ وفی کل شئ اسنادہ جید و
لم یخرجوہ ۱۹ منجملہ اون حدیثون کی جو امانت سی متعلق ہین وہ حدیث ہی جسکو امام احمد
نی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ہم سی دو حدیثین بیان فرمائین اونمین کی ایک تو مین نی دیکھہ لی اور دوسری کا مین انتظار
کر رہا ہون آپ نی ہم کو حدیث کی کہ امانت نازل ہوئی مردون کے دلون کی جڑ مین پھر قرآن
نازل ہوا تو جانا قرآن سی اور جانا سنت سی پھر آپ نی ہمکو حدیث کی امانت کی رفع ہونیکی
تو فرمایا کہ سوئیگا مرد ایک نیند پس قبض کی جائیگی امانت اوسکی دل سی تو ہو جائیگا اثر اوسکا
مثل اثر آبلہ کے جیسے انگارا کہ لڑکائے تو اوسکو اپنے پانون پر دیکھے تو اوسکو اوبھرا ہوا حالانکہ
اوسمین کوئی شی نہین ہی کہا پھر کنکریان لین تو اونکو لڑھکا یا اپنی پانون پر کہا پھر صبح کرین گے
لوگ خرید و فروخت کرینگے قریب نہوگا کوئی اسکے کہ ادا کری امانت کو یہان تک کہ کہا جائیگا
کہ بنی فلان مین ایک مرد امین ہی یہان تک کہ کہا جائیگا واسطی مرد کے کیا قوی ہی وہ اور کیا
ظریف ہی اور کیا عاقل ہی حالانکہ اوسکی دل مین ایمان سی ایک دانہ رائی کا نہوگا اور البتہ مقرر
آیا مجھپر ایک زمانہ اور مین پروا نہین کرتا ہون کہ تم مین کی جس کسی سے خرید و فروخت کرون
اگر وہ مسلمان ہی تو البتہ رد کریگا اوسکو مجھپر دین اوسکا اور اگر وہ نصرانی ہے یا یہودی تو البتہ
رد کریگا اوسکو مجھپر ساعی اوسکا یعنی والی و حاکم اوسکا پس ای پر آج کی دن سو مین نہین ہون
کہ خرید و فروخت کرون مگر فلان و فلان سی واخرجاہ فی الصحیحین من حدیث الاعمش بہ
۲۰ امام احمد نی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم نی فرمایا ہی چار خصلتین ہین کہ جسوقت وہ تجھہ مین ہون تو تجھپر کچھہ ضرر نہین ہی اوس شی کا جو تجھہ سی

فوت ہوئی دنیا سی حفظ امانت اور صدق حدیث اور حسن خلیقہ اور عفت طعمہ ھکذا رواہ الامام احمد فی مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما ۱۲ **طبرانی** فی مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنھما مین عن عبداللہ بن عمر روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی اربع اذا کن فیك فلا علیك ما فاتك من الدنیا حفظ امانۃ وصدق حدیث وحسن خلیقۃ وعفۃ طعمۃ پس اسمین دو باتین ہین ایک تو اسکی اسناد مین ابن لہیعہ کو زیادہ کیا ہی درمیان حارث بن یزید اور عبداللہ بن عمر کے دوسری یہ ہی کہ اسکو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مسند سے غیر لایا ہی **امانت کی ساتھہ ستم کہانی سے نہی** وارد ہوئی ہی **عبداللہ بن مبارک** رضی اللہ عنہ نی کتاب الزہد مین خناس بن سحیم یا جبلہ بن سحیم سی روایت کیا ہی کہا مین زیاد بن حدیر کی ہمراہ جا بیٹھی آیا تو مین نی اپنی کلام مین کہا لا والامانۃ تو زیاد نی شروع کیا کہ روتی تھی اور روتے تھے یعنی خوب روئے پس مین نی گمان کیا کہ مین نی کوئی امر عظیم کیا تو مین نی اوس سی کہا کیا یہ مکروہ ہے کہا ہان عمر بن الخطاب امانت کی ساتھہ ستم کہانی سی سخت نہی کرتی تھی اس باب مین ایک حدیث مرفوع بہی وارد ہوئی ہی **ابو داؤد** نی بریدہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی جس شخص نی ستم کہائی ساتھہ امانت کی تو وہ ہم سی نہین ہی تفرد بہ ابو داؤد رحمہ اللہ تعالی **قولہ** تعالی لیعذب اللہ المنافقین الآیہ یعنی ابن آدم نی جو امانت کو اوٹھایا اور وہ تکالیف شرعیہ ہین سو اسلیی کہ اللہ عذاب کری اونمین کی منافق مردون کو اور عورتونکو یہ وہ لوگ ہین کہ اہل ایمان سی ڈر کر ایمان کا اظہار کرتے ہین اور اہل کفر کی متابعت کے واسطی کفر کو چہپاتی ہین اور عذاب کری مشرک مردون کو اور عورتون کو یہ وہ لوگ ہین جنکا ظاہر و باطن شرک باللہ پر اور مخالفت رسل پر ہی ویتوب اللہ علی المؤمنین والمؤمنات کا یہ مطلب ہے تاکہ رحم کری اللہ اون لوگونپر جو کہ خلق مین سی اللہ پر اور اوسکی ملائکہ و رسل و کتب پر ایمان لاتی ہین اور اوسکی طاعت کے ساتھہ عمل کرتی ہین کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہی کہ آسمان و زمین اور پہاڑ امانت سی ڈرے کہ اوسکو ادا کرین تو اون کو عقاب لاحق ہو یا امانت مین خیانت کرنے سے ڈری یہ امانت جو یہان مذکور ہی اسمین اختلاف ہے

واحدی نی کہا اس جگہہ امانت کی معنی ساری مفسرون کی قول مین طاعت و فرائض ہین جنکی
ادا کرنی سی ثواب اور ضائع کرنی سی عقاب متعلق ہوتا ہی **قرطبی** نی کہا امانت عام ہی سارے
وظائف دین کو بنا بر قول صحیح جمہور کا قول یہی ہی بعض کی تفاصیل مین اختلاف ہی پس حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ امانت اموال کی امانت مین ہی جیسے ودائع وغیرہ دوسرا
قول اونسی یہ مروی ہی کہ کل فرائض مین ہی اور سخت تر اونکی امانت مال ہی حضرت ابی بن کعب
کا قول اول گذر چکا ہی اور اسی طرح حضرت ابو الدرداء کا قول حضرت **ابن عمر** رضی اللہ عنہما
فرماتی ہین کہ انسان سی اول جس شی کو اللہ نے پیدا کیا اوسکی شرمگاہ ہی اور فرمایا یہ امانت
ہے مین نی اوس کو تیری پاس ودیعت رکھا ہی سو تو اوسکو متلبس مت کرنا مگر ساتھہ حق
کے پس اگر تو نی اوسکو محفوظ رکھا تو مین بھی محفوظ رکھونگا پس فرج امانت ہی اور کان امانت
ہے اور آنکھہ امانت ہی اور زبان امانت ہی اور پیٹ امانت ہی اور ہاتھہ امانت ہی اور پانون
امانت ہی اور نہین ہی ایمان واسطے اوس شخص کے جسکے واسطے امانت نہین ہی سدی نے
کہا یہ امانت امین بنانا آدم علیہ السلام کا ہی اپنے فرزند قابیل کو اپنی فرزند ہابیل پر اور
خیانت کرنا قابیل کا ہی آدم علیہ السلام کو ہابیل کے قتل مین یہ کیا بعید قول ہی کاش مین
جان لیتا اوس شی کو جو سدی کو اسپر باعث ہوئی کہ اوسنے اس آیت کی تفسیر یہ کی پھر اگر یہ
کسی دلیل کی وجہ سی ہی جسنے اسپر دلالت کی تو کوئی دلیل نہین ہی اور نہ آیت عباد ماضین
کی حکایت ہی یہان تک کہ اوسکی واسطے امین کوئی متمسک ہو بعید تر ہر بعید سی اور ضعیف تر
مکڑی کی جالے سے اور اگر اوسکی یہ تفسیر اس بنا پر ہے کہ جس بات کا لغت عربی مقتضی ہے
اوسپر عمل کر کے یہ تفسیر کی ہی تو لغت عرب مین وہ شی نہین ہی جو اسکی مقتضی ہو اور اس بات
کی موجب ہو کہ اس امانت مطلق کو ایک ایسی شی پر حمل کرین جو اس عالم کے اول مین ہوئی ہی
اور اگر اوسکی یہ تفسیر رای محض سی ہی تو کتاب عزیز اس لائق نہین ہی کہ تلاعب آرای رجال کے
واسطے نشانہ بنائی جاوی اسی لیی اوس شخص پر وعید وارد ہوئی ہی جسنے قرآن کی تفسیر اپنی
رای سے کی پس طالب حق کو چاہیی کہ ایسی تفسیرون کی قبول کرنی سے حذر کری اور کتاب اللہ
کی تفسیر مین اوس شی کو اپنے ہاتھون سی خوب مضبوط پکڑے جس کا لغت عربی مقتضی ہے

کیونکہ کتاب اللہ قرآن عربی ہی جس طرح کہ اللہ پاک نی اوسکا وصف فرمایا ہی پھر اگر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیری پاس تفسیر آئے تو تو اوسکو لی اور اوسکی غیر کی طرف التفات
مت کر کما قیل واذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل اور اسی طرح وہ تفسیر ہی جو صحابہ رضی اللہ عنہم
سے آئی اس لیی کہ یہ لوگ منجملہ اعرب واہل لغت ہین اور اون لوگون سی ہین جنہون نی لغت
عربی کے ساتھہ اصطلاحات شرعی کی علم کو جمع کیا ہی ولیکن صحابہ نی جس شی کی ساتھہ
لفظ قرآنی کی تفسیر کی ہی جبکہ لغت عرب مین اوس لفظ کی معنی اون کی تفسیر سے زیادہ تر
وسیع ہون تو تجھپر لازم ہی کہ جو تفسیر اوس صحابی نی ذکر کی ہی اوسکی ساتھہ وہ معنی ضم کری
کہ لغت عرب اور اوس کی اسرار جس کی مقتضی ہین تو اس قاعدۂ کلیہ کو اخذ کر اس سی تو
نفع پائیگا اس تفسیر کی خطبی مین ہم وہ بات ذکر کر آئے جو تجھی اس امر کی طرف ارشاد کریگے
حضرت حسن نی فرمایا کہ امانت عرض کی گئی آسمانون پر اور زمین پر اور پہاڑون پر تو وہ
بولی اور اوسمین کیا ہی پس اونسی فرمایا ان احسنت اجرتك وان اسأت عذبتك
یعنی اگر تم اچھا کروگے تو تم کو اجر دونگا اور اگر برا کروگے تو تمکو عذاب کرونگا تو وہ بولی نہین
مجاہد نے کہا پھر جب اللہ تعالی نی آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اوسکو اونپر پیش کیا اور اونسی
یہ کہا گیا پس وہ بولی کہ مقرر مین نی اوسکو اوٹھالیا اسکے مثل غیر حسن ومجاہد سی بھی مروی ہے
نحاس نی کہا یہ وہی قول ہی جسپر اہل تفسیر ہین کسی نی کہا یہ امانت وہ دلیلین ہین
اللہ پاک کی ربوبیت پر جنکو اوسنی آسمانون اور زمین اور پہاڑ اور باقی مخلوقات مین ودیعت
رکھا ہی کہ اونکو ظاہر کرین سو ان سب نی تو اونکو ظاہر کیا مگر انسان کہ اسنی اون کو چھپایا اور اونکا
جحد وانکار کیا بعض متکلمین جنہون نی قرآن شریف کی تفسیر اپنی رای زائف وناسرہ سی کی ہی
اسی طرح کہا ہی پس اس قول کی بناپر عرضنا کی معنی اظہرنا ہونگے علما کی ایک جماعت
نے کہا ہی یہ بات معلوم ہے کہ جماد نہ تو سمجھتا ہی اور نہ جواب دیتا ہی تو تقدیر حیات کی اوسمین
ضرور ہے اور یہ عرض جو اس آیت مین ہی عرض تخییری ہی عرض الزام نہین ہی اگر اللہ پاک
اونپر الزام کرتا تو وہ اوسکی اوٹھانی سی باز نہ رہتے اور سارے جمادات اللہ عزوجل کی روبرو خاضع
وذلیل ولپست ہین اور اوسکی حکم وامر کے مطیع ومنقاد ہین اور اوسکو سجدہ کرتی ہین کسی نی کہا مراد

عرض سی عرض کرنا امانت کا ہی اہل سموات پر جو کہ فرشتی ہین خود آسمانون پر عرض کرنا
مراد نہین ہی **قفال** وغیرہ نی کہا کہ عرض اس آیت مین بیان کرنا ایک مثل کا ہی
یعنی آسمان وزمین اور پہاڑ باوجود بڑی ہونے اون کی جسمون کی اگر وہ ایسی ہوتے کہ
اونکا مکلف کرنا جائز ہوتا تو تقلد شرائع کا یعنی احکام شرعی کا اتباع کرنا اونپر ثقیل و
گران و دشوار ہوتا اس واسطی کہ اونمین ثواب وعقاب ہی مطلب یہ ہی کہ تکلیف ایک
ایسا امر عظیم ہی جس کا حق یہ ہی کہ آسمان وزمین اور پہاڑ اوس سے عاجز ہوتے ہین
اور اوس کے عہدہ برآ نہین ہوسکتی حالانکہ مقرر انسان اوسکا مکلف کیا گیا اور وہ ظلوم
جہول ہی اگر وہ عقل رکھتا سمجھتا بوجھتا یہ آیت مثل اس آیت کی ہی **لو** انزلنا ھذا القرآن
علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ الآیہ **کسی** نی کہا کہ عرضنا
بمعنی عارضنا ہی یعنی معارضہ کیا ہمنے امانت کا ساتھہ آسمانون کی اور زمین کی اور پہاڑون
کے سو یہ چیزین امانت سی ضعیف ہوگئین اور امانت اپنی ثقل وگرانی کی ساتھہ اونپر راجح ہوگئی
کسی نی کہا کہ عرض امانت کا سموات وارض وجبال پر جو ہوا تھا سو آدم علیہ السلام کی طرف
سی ہوا تھا اللہ پاک نی اونکو اس بات کا امر کیا تھا کہ اوسکو اونپر پیش کرین یہ قول ہی تحریف
ہے تفسیر نہین ہی **کسی** نی کہا کہ مراد امانت سی عقل ہی قول راجح وہی ہی جو اول ہم نی
جمہور سی نقل کیا ہی ماسوا اوسکی اور قول خالی ضعف سے نہین ہین کیونکہ اونکا ورود
نہ تو معنی عربی پر ہی اور نہ جس شی کی شرع مقتضی ہی اوسپر منطبق ہین اور نہ جس بات کی
تعریف الامانۃ مقتضی ہی اوسکی موافق ہین **حضرت** ابن عباس کی قول اول گذر چکے ہین
ایک روایت مین اوسی سی یہ مروی ہی کہ مراد امانت سی لوگون کی امانتین ہین اور عہود کا
وفا کرنا ہی پس حق ہی ہر مومن پر کہ غش وخیانت نکری کسی مومن کی اور نہ کسی معاہد و
ذمی کی کسی شی مین نہ قلیل مین اور نہ کثیر مین پس اللہ تعالی نی اس امانت کو پیش کیا اعیان
سموات وارض وجبال پر اور یہ قول ہی تابعین کی ایک جماعت کا اور اکثر سلف کا **قولہ تعالی**
فابین ان یحملنہا مین ضمیر مثل ضمیر امانت کی آئی اسکی یہ وجہ ہی کہ جمع تکسیر غیر عاقل
مین اس قسم کی ضمیر لانا جائز ہی گو وہ مذکر ہی کیون نہو یہ بات اس لیی ذکر کر دیگئی کہ کہین یہ

وہم ہو کہ مونث کی مذکر پر تغلیب کی گئی یعنی سموات کی جہاں پر کہ قال الکرخی یہ تو مانا کہ اس قسم کی ضمیر لانا جائز ہی لیکن اسکی تو کوئی وجہ چاہیی کہ غایت ان تحلمانہ فرمایا واللہ اعلم شاید اسکی یہ وجہ ہو کہ سموات وارض وجبال سی چونکہ معاملہ عقلا کا کیا گیا اور سوال وجواب مثل عقلا کی اون سی ہوا اس لیی عقلا کی ضمیر بھی اون کی واسطی ذکر فرمائی **اب یہ بات** جاننی چاہیی کہ سموات وغیرہ کا اباء مثل اباء ابلیس نہ تھا جس کا ذکر اس کریمہ مین ہے فابی ان یکون مع الساجدین کیونکہ وہان سجود فرض تھا اور یہان امانت عرض تھی اور وہان اباء استکبار تھا اور یہان استصغار یعنی امانت کی بارگران اوٹھانی سی خود کو صغیر و حقیر سمجھا اس لیی کہ اللہ پاک نی یون فرمایا ہی **واشفقن منها** یعنی وہ امانت سی ڈری کہ اوس کو ادا نہ کرین گی تو عذاب ہوگا پس دونون اباءین آسمان وزمین کا فرق ہی **قولہ تعالی وحملها الانسان** معطوف ہی مقدر پر ای فعرضناها علی الانسان وحملها یعنی پھر پیش کیا ہم نی اوسکو انسان پر اور اوسنی اوسکو اوٹھا لیا مراد آدم علیہ السلام ہین یعنی بعد پیش کرنے امانت کی اوسپر اوس نی التزام کیا اوس کی حق کا **کسی** نی کہا کہ جب شی کی اوٹھانے کی انسان کو تکلیف دی گئی وہ اپنی عظمت وبزرگی وثقل محل سی اس درجے کو پونہچی ہی کہ مخلوق الٰہی مین سی جو اجرام واجسام عظیم تر وقوی تر وشدید تر ہین اونپر پیش کی گئی کہ اوسی اوٹھائین اور اوس کی ساتھہ مشتغل ہون سو اونہون نی اوس کے اوٹھانی سی انکار کیا اور ڈری اور انسان نی باوجود اپنی ضعف کی اور ضعف قوت کے اوس کو اوٹھا لیا **زجاج** نی کہا کہ حملها کی معنی ہین خان فیها یعنی انسان نی اوس مین خیانت کی اور آیت کو کفار وفساق وعصاۃ مین ٹھیرایا **کسی** نی کہا حملها کی یہ معنی ہین کہ اوسکی تکلیف دیا گیا اور اوس کا الزام کیا گیا یا فطرت کی ساتھہ اوسکی واسطی مستعد ولائق ہو گیا یا یہ معنی ہین کہ اوس کو اوٹھایا وقت اوس کی پیش کرنی کی اوسپر عالم ذر مین وقت نکلنی ذریت آدم کی اوس کی پشت سی اور وقت لینی میثاق وعہد کی اون پر **انه کان ظلوما جهولا** یعنی بی شک وہ ہی اس اوٹھانی مین ظلوم واسطی اپنی نفس کی جہول واسطی اوس شی کی جو اوس کو لازم ہی یا جہول ہی واسطی قدر اوس شی کی جس مین داخل ہوا

ف نہ مانا کہ سب موجود کرنے والون سے ۱۲

جیسا کہ سعید بن جبیر نی کہا ہی یا جہول ہی با مر ربہ یعنی اپنے رب کی امر سی جیسا کہ حضرت حسن
نے فرمایا ہی کسی نے کہا ظلوم ہی جبکہ نافرمانی کی اپنے رب کی جہول ہی جانتا نہین ہے
کہ ترک امانت مین کیا عقاب ہی کسی نی کہا ظلوم جہول ہی اس جہت سی کہ امانت کو
اوٹھایا اور اوس کو وفا نہ کیا اور اوس کا ضامن ہوا اور اوس کی ضمان وفا نہ کی اس کے
مثل اور بہت کلام ہی زبان عرب مین اور قرآن نہین آیا ہی مگر اسالیب عرب پر قولہ
تعالی لیعذب اللہ الآیہ مین حرف لام متعلق ہی حملہا سی یعنی اوٹھایا انسان نی
امانت کو تاکہ عذاب کری اللہ عاصی کو اور ثواب دی مطیع کو اس بنا پر انہ کان ظلوما
جہولا کا جملہ معترضہ ہوگا درمیان جملہ کے اور اوس کی غایت کی فائدہ حملہ معترضہ
لانی کا یہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہی اس بات پر کہ جس بات کا وہ متحمل ہوا تہا اوسی وفا
نہ کیا مقاتل بن سلیمان و مقاتل بن حیان نے کہا تا عذاب کری اون کو بسبب اس کے
کہ خیانت کی امانت کی اور تکذیب کی رسل کی اور توڑا وہ میثاق جس کا اقرار کیا تہا
جبکہ پشت آدم علیہ السلام سی نکالی گئے تہے حضرت حسن و قتادہ نی کہا یہ معذب
لوگ وہ ہین جنہون نے امانت مین خیانت کی اور یہ لوگ جن پر اللہ رجوع فرمائیگا وہ ہین
جنہون نے امانت کو ادا کیا ابو السعود نی کہا اوٹھایا امانت کو انسان نی تاکہ عذاب
کری اللہ اوس کی بعض افراد کو جنہون نی اوس کی مراعات نہ کی اس بنا پر کہ حرف لام
واسطی عاقبت کی ہی کیونکہ تعذیب اگرچہ غرض باعث نہین ہی امانت کی تحمل پر لیکن جبکہ
تعذیب امانت کی تحمل پر ایسی مترتب ہوئی جیسی افعال معلل بالاغراض پر اغراض مترتب
ہوتے ہین اس لیی وہ معرض غرض مین ظاہر کی گئی یعنی انسان کی امانت اوٹھانی کا
یہ انجام ہوا کہ عذاب کرے اللہ انسان کی افراد مین سی اون لوگون کو جنہون نے اس
امانت کی ساتہہ قیام نہ کیا اور ثواب دے اون کو جو اوس کے ساتہہ قائم ہوی اول
اللہ پاک نے عرضنا فرمایا اور یہان لیعذب اللہ کہا متکلم سے طرف اسم جلیل کے التفات
کیا سو مقصود اس سے ہولناک کرنا امر کا ہی اور پیدا کرنا مہابت و خوف کا اور دوبارا
جو ویتوب اللہ الآیہ مین اسم شریف کو ذکر کیا اور اضمار کی جگہہ مین اظہار فرمایا سو منظور

اس سی امر مومنین کا مزید اعتنا و اہتمام ظاہر کرنا ہے تاکہ مقام وعید و وعد سے
ہر ایک کو اوس کا حق پورا پورا دیا جای واللہ اعلم انتہی معنی یہ ہین کہ ہدایت کرے
اللہ مومنین و مومنات کو اور اون پر رحم فرمائے اس سبب سی کہ اونہون نی امانت
ادا کی **ابن قتیبہ** نی کہا یعنی پیش کی ہم نے امانت تاکہ ظاہر ہو جای نفاق منافق
کا اور شرک مشرک کا تو اللہ اون کو عذاب کری اور ظاہر ہو جاے ایمان مومن کا تو
اوس پر رجوع کرے ساتھہ مغفرت و رحمت کے اگر بعض طاعات مین اوس سے
کوئی تقصیر حاصل ہو گئی ہے اسی لیی بلفظ توبہ ذکر کیا ہی پس یہ اس پر دال ہے کہ
کہ مومن عاصی عذاب سی نکلنے والا ہے وکان اللہ غفورا رحیما یعنی بندون
مین سی جو لوگ مومنین تائبین ہین اللہ پاک اون کے واسطی کثیر المغفرت ہے
جبکہ اونہون نے قصور کیا ہی کسی شی مین امانت وغیرہ امور مین سے جو اون پر واجب
تھے باین طور کہ اون کے فرطات و زلات سے درگذر فرمائے کثیر الرحمت ہی اون پر
باین طور کہ عفو فرما کر اون کی طاعت پر اون کو ثواب دیا اور انواع نعم و کرم سے
اون کا اکرام فرمایا اللھم عفوا و غفرا الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر سورۂ **احزاب**
وقت چار بجے شب جمعہ ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۳۱۲ ہجری کو محلۂ امیر گنج مین تمام ہوئی اللہ
سبحانہ قبول فرماے اور اپنے وجہ کریم کے لیے ٹھیرائے اور ہم سب کو اعمال صالحہ
کی توفیق دے اور حسن خاتمہ نصیب کرے اور آئندہ لکھنی کی توفیق خیر رفیق فرمای
اور مکروہات دارین سی بچائے اعدای ظاہری و باطنی سے محفوظ رکھے آمین
آمین آمین وصلی اللہ وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد
وعلی آلہ وصحبہ ملء ما علم وزنۃ ما علم وعدد ما علم الی یوم الدین
وانا العبد الراجی رحمۃ ربہ الباری ذو الفقار احمد النقوی
السارنفوری البوفالی عفا اللہ عنہ وعن والدیہ واقاربہ واحبابہ
واشیاعہ واشیاخہ ومن احسن الیہ واحبہ وابغضہ آمین والحمد
للہ اولا وآخرا وظاہرا وباطنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ سبا

اس سورۂ مبارک کی چون۵۴ یا پچپن۵۵ آیتین ہین اور یہ مکی ہی قرطبی نی کہا سب کے قول مین مگر ایک آیت مین اختلاف ہی وہ یہ ہی قولہ تعالی ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک ایک فرقے نے کہا کہ یہ مکی ہے اور ایک فرقے نے کہا مدنی ہی ان شاء اللہ تعالی اس آیت کی معنی مین اور جس کی حق مین نازل ہوئی ہے اختلاف کا ذکر ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورۂ سبا مکے مین نازل ہوئی ہی اخرجہ ابن الضریس والنحاس وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لہ ما فی السموات وما فی الارض ولہ الحمد فی الاخرۃ ط وھو الحکیم الخبیر۝ یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا ط وھو الرحیم الغفور۝ سب خوبی اللہ کی ہی جس کا ہی جو کچھ ہی آسمان وزمین مین اور اوسی کی تعریف ہی آخرت مین اور وہی ہے حکمتون والا سب جانتا جانتا ہی جو پیٹھتا ہی زمین مین اور جو نکلتا ہی اوس سی اور جو اوترتا ہی آسمان سے اور جو چڑہتا ہی اوس مین اور وہی ہی رحم والا بخشتا ف دنیا مین ظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہوتی ہی کہ وہ پروردہ ہی اللہ کے فضل کا آخرت مین پردہ نہین جو کچھ ہی سو اوسی کی طرف سے ف زمین مین پیٹھتے ہین جانور کیڑے اور مینہہ نکلتا ہے سبزہ کھیتی آسمان سی اوترتا ہے مینہہ قرآن تقدیر چڑہتا ہے عمل اور دعا اور روح مردے کی اور سب بستی اوسکی رحمت سے ہے انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہی اپنی نفس کریم کی کہ دنیا و آخرت مین حمد مطلق اوسی کے واسطے ہے کیونکہ دنیا و آخرت والون پر منعم ومتفضل اور مالک ان سب کا اور حاکم ان سب مین وہی ہے جیسا فرمایا ہی وھو اللہ لا الہ الا ھو لہ الحمد فی الاولی والاخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون اور اسی لیے اس جگہہ یون فرمایا الحمد للہ الآیہ یعنی ساری اوس کی ملک ہین اور اوسکی غلام ہین اور اوسکی زیر تصرف وقہر ہین جس طرح کہ فرمایا ہی وان لنا للاخرۃ

۵۴ اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہین اوسی کی سزاوار اوسی کی تعریف ہیلی مین اور آخرت مین اور اوسی کی ہے بادشاہی اوسی کی تعریف ہیلی مین اور آخرت مین اور وہی ہے حکمت والا خبردار ۱۲

والاولی پھر اللہ عزوجل نے فرمایا وللہ الحمد فی الاخرۃ پس ہمیشہ معبود وہی ہے
اور علی طول المدی و مر الدہر محمود وہی ہے وھو الحکیم الخبیر یعنی اپنی اقوال و
افعال و شرع و قدر مین بڑی حکمت والا ہی بڑا خبردار واقف کار ہی کہ جسپر کوئی مخفی شے
پوشیدہ نہین رہتی ہے اور نہ کوئی چیز اوس سی غائب ہوتی ہی امام مالک نی زہری سے
روایت کیا ہی کہ خبیر بخلقہ حکیم بامرہ یعنی اپنی خلق کی خوب خبر رکھتا ہے اپنے کام مین بڑا
حکیم ہی اسی لیی اللہ عزوجل نے یہ فرمایا یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا یعنے
اوسکی علم کی یہ شان ہی کہ جو پانی کے قطرے زمین کی اجزا مین نازل ہونیوالی ہین اور جو
دانے زمین مین بوئے ہوئے اور چھپے ہوئے ہین ان سب کی گنتی کو جانتا ہی اور جو کچھ
اوس سی نکلتا ہی اوسکی شمار و کیفیت و صفات کو جانتا ہی وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا
یعنی اور جو قطری اور رزق و روزی آسمان سی اوترتی ہی اور جو اعمال صالح وغیرہ اوسمین
چڑھتے ہین اس سب کو خوب جانتا ہی وھو الرحیم الغفور یعنی اور وہی بڑا مہربان ہے
اپنی بندون پر تو اونکی نافرمانون پر جلدی سی عقوبت نہین ڈالتا ہی اور جو بندی توبہ کرکے
اوسکی طرف رجوع ہونیوالی اور اوسپر بہروسا کرنیوالی ہین اونکی گناہ ہو لسی بڑا درگذر کرنیوالا ہے
کذا فی ابن کثیر ف الحمد للہ کے الف و لام مین دو احتمال ہین یا تو عہد خارجی کا ہی پس
معنی یہ ہونگی کہ وہ حمد جسکی ساتھہ اوسنی اپنی نفس مقدس کی حمد کی ہی اوسکی ساتھہ محمود ہے
یا استغراقی ہی تو یہ معنی ہونگی کہ اللہ پاک ساری افراد حمد کا مستحق ہی چنانچہ اسکی تحقیق تفسیر
فاتحۃ الکتاب مین مذکور ہی کسی نی کہا معنی یہ ہین کہ ہر نعمت اللہ کی طرف سی ہی تو وہی لائق
اسکی ہی کہ اوسکی حمد و ثنا کیجائی حرف لام مین دو احتمال ہین یا تو تملیک کا ہی یعنی ساری حمد
کسی حامدی ہو اللہ کی ملک ہی اس کی یہ وجہ ہی کہ اصل مین ناطق حمد کا خالق و مالک
وہی ہی تو بسبب مالک ہونی ناطق حمد کے مالک حمد کا اور مستحق تحمید کا وہی ہوا یا لام تخصیص
کا ہی معنی دونون کے قریب بکدیگر ہین یعنی کل محامد کی ساتھہ اختصاص اوسی کو ہی الذی
محل جر مین ہی اس بنا پر کہ اسم جلیل کی نعت ہی یا بدل یا محل نصب مین ہی بنا بر اختصاص
یا موضع رفع مین ہی بنا بر تقدیر مبتدا ای ہو الذی لہ ما فی السموات وما فی الارض

یعنی آسمان وزمین مین جو کچھہ ہے وہ سب اوسکی ملک ہین اور اوسکے زیر تصرف ہے
جو چاہتا ہے اوس کے ساتھہ کرتا ہی اور حکم کرتا ہے اوسمین جو چاہتا ہے پس ہر نعمت
جو پہنچنی والی ہی طرف بندے کے سو وہ اون چیزون مین سے ہے جنکو اوس کے
واسطی پیدا کیا ہی اور اونکا اوسپر احسان فرمایا ہے پس حمد اوس کی مافی السموات والارض
پر وہ حمد ہے اوسکی اون نعمتون پر جن کا اوسنی اپنی خلق پر انعام کیا ہی منجملہ اون چیزونکی
جو اوسکے لیے پیدا کی ہین پھر جب یہ بات بیان کی کہ حمد دنیوی اوسکے حامد بندون
سے اوس کے ساتھہ خاص ہی تو یہ بیان کیا کہ حمد اخروی بہی اسی طرح اوسکے ساتھہ مختص
ہے پس ارشاد فرمایا وله الحمد فی الآخرة یعنی اوسی کے واسطے ہے حمد آخرت
مین جس طرح کہ اوسی کی واسطی ہی دنیا مین اس لیی کہ دونون جہان مین ساری نعمتین اوسی
کی طرف سے ہین کلمہ له متعلق ہی نفس حمد سے یا جس سی الحمد کی خبر یعنی فی الآخرة متعلق
ہے اوسی سے یہ بہی متعلق ہے کیونکہ وہ خبر ایک متعلق عام سے متعلق ہے یعنی استقرار
یا مثل اوسکے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اوسکے بندے آخرت مین جس وقت جنت مین
داخل ہونگے اوس وقت اونکی حمد جو وہ کرینگے خاصکر یہ حمد اوسی کے واسطے ہے جسطرح
کہ ان آیتون مین ہے وقالوا[1] الحمد لله الذی صدقنا وعده وقوله تعالی
الحمد[2] لله الذی هدانا لهذا وقوله الحمد[3] لله الذی اذهب عنا الحزن وقوله
الحمد[4] لله الذی احلنا دار المقامة من فضله وقوله[5] وآخر دعواهم ان الحمد
لله رب العالمین پس اللہ پاک ہی آخرت مین محمود ہے جس طرح کہ دنیا مین وہی محمود
ہے اور وہی مالک ہی آخرت کا جس طرح کہ وہی مالک ہے دنیا کا مگر اتنی بات ہے کہ
دنیا مین حمد واجب ہی کیونکہ دنیا خانۂ تکلیف ہی اور وہان حمد واجب نہین ہی بسبب عدم
تکلیف کی اور اہل جنت جو اللہ کی حمد کرینگی سو یہ اونکا حمد کرنا نعیم جنت سی مسرور ہوکر ہوگا اور
جو اجر عظیم اونہون نے پایا ہی اوس سی لذت لینی کے واسطے ہوگا چنانچہ وارد ہوا ہے کہ
یلهمون التسبیح والحمد کما یلهمون النفس یعنی اہل جنت کو تسبیح وحمد الٰہی کا الہام کیا جائیگا جس طرح
کہ سانس لینے کا الہام اون کو کیا جائیگا مطلب یہ کہ جس طرح سانس لینی مین کلفت وتکان

[1] اور یہ بولینگے الحمد الله الذی صدقنا وعده ۱۲
[2] جس نے ہمکو یہان پہنچایا الحمد الله ۱۲
[3] جس نے ہمسے رنج دور کیا الحمد الله ۱۲
[4] جس نے ہمکو یہ گھر دیا اپنے فضل سے ۱۲
[5] اور انکا آخر دعوی یہ ہوگا الحمد الله رب العالمین ۱۲

نہین ہوتی ہی اسی طرح تسبیح وحمد کرنے مین اون کو کسی طرح کی کلفت نہوگی یہ کام اونکے واسطے
مثل سانس لینے کے لازم ہوجائیگا کسی نے اسکی تقریر یون کی ہے کہ درمیان دونون
حمدون کے یہ فرق ہی کہ دنیا مین تو حمد ایک عبادت ہی اور آخرت مین تلذذ وابتہاج
ہوگا کیونکہ تکلیف اوس مین منقطع ہوچکی ہے وھو الحکیم الحمید یعنی وہ ایسا حکیم ہے کہ
دارین کے کام کو اوسنی احکام واتقان بخشا ہے خبیر ہے اپنے خلق کے کام کا دونون مین
علامۂ نسفی نے کہا کہ حکیم ہے ما فی السماء والارض کی تدبیر مین خبیر ہے اوس شخص کی ضمیر کا
جو اوسکی حمد کرتا ہی واسطے روز جزا وعرض کے پھر جو امور آسمان وزمین کے خبکو اوسکا علم تام
احاطہ کیے ہوے ہے کون آسمان وزمین جن سے بندون کے دینی ودنیوی امور متعلق ہین
اللہ پاک نی اونمین سی بعض کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا یعلم ما یلج فی الارض یعنی
جانتا ہی اوس شی کو جو داخل ہوتی ہی اور رکھی جاتی ہے زمین مین مطر یا خزانہ دفینہ یا مردے
وما یخرج منھا اور اوس شی کو جو اوس سی نکلتی ہے یعنی کھیتی اور روئیدگی اور حیوان و
درخت اور چشمے اور کانین اور مردی جس وقت کہ مبعوث ہونگی وما ینزل من السماء
اور اوس شی کو جو اوترتی ہی آسمان سے یعنی قطرات باران اور برف اور اولے اور صاعقے
اور انواع واقسام کے برکات منجملہ انکے یہ ہی کہ اللہ کے فرشتے اور کتابین آسمان سے
نازل ہوتی ہین طرف اوسکے انبیاء کے جمہور نی ینزل بفتح یای تحتیہ وتخفیف زای معجمہ پڑہا ہے
اسکی ضمیر راجع ہی طرف کلمات کے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سلمی نی بضم تحتیہ
وتشدید زای ضمیر راجع ہے طرف اللہ پاک کے وما یعرج فیھا اور جانتا ہی اوس شے
کو جو آسمانون مین چڑہتی ہے یعنی فرشتے اور بندون کی اعمال اور دعائین چونکہ عروج مین
استقرار کے معنی متضمن کیے گئے ہین اس لیی اوس کو بکلمۂ فی متعدی کیا ہے نہ بکلمۂ الی
اور سما جہت علو ہی مطلقا کما قال الشہاب وھو الرحیم الغفور یعنی وہ بڑا مہربان ہی اپنے
بندون پر اور اون سی جو گناہ ہوے ہین اور اوسکی نعمتون کا شکر جو اونپر واجب ہی اوسکی
ادا کرنی مین اوسسے جو تفریط وکمی ہوئی ہی اس سب کا بخشنے والا ہے کذا فی فتح البیان

وقال الذین کفروا لا تاتینا الساعۃ ط قل بلی وربی لتاتینکم ق عالم الغیب ج لا یعزب

عنه مثقال ذرة فی السموٰت ولا فی الارض ولا اصغر من ذلك ولا اكبر
الا فی كتب مبین ۝ ليجزی الذين امنوا وعملوا الصلحت ط اولئك لهم
مغفرة ورزق كريم ۝ والذين سعوا فی اٰيتنا معجزين اولئك لهم
عذاب من رجز اليم ۝ ويری الذين اوتوا العلم الذی انزل اليك من ربك
هو الحق ۙ ويهدی الی صراط العزيز الحميد ۝ اور کہنے لگی منکر نہ آویگی ہمپر وہ گھڑی تو
کہہ کیون نہین قسم ہے میرے رب کی البتہ آویگی تمپر اوس چھپے جاننے والے کی غائب
نہین ہوسکتا اوس سی کچھہ ذرہ بھر آسمانون مین نہ زمین مین اور کوئی چیز نہین اس سے
چھوٹی نہ اس سے بڑی جو نہین کہلی کتاب مین تا بدلا دیوے اون کو جو یقین لائے اور
کیے بھلے کام وہ جو ہین اون کو ہے معافی اور روزی عزت کی یعنی قیامت اس واسطے
آنی ضرور ہے اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتون کی ہرانے کو اونکو بلا کی مار ہے دکھہ والے
اور دیکھہ لین جن کو ملی ہی سمجھہ کہ جو تجھپر اوترا تیرے رب سی وہی ٹھیک ہی اور سجھاتا ہی راہ اوس
زبردست خوبیون والی کی یعنی اس واسطے قیامت آنی ہی کہ جن کو یقین تھا وہ آنکھون سے
دیکھہ لین انتہی **ف** تین آیتین ہین جن کی چوتھی نہین ہے اس باب مین کہ اللہ پاک
نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا ہی کہ اپنی رب عظیم کی قسم کہائین وقوع معاد
پر جبکہ اہل کفر وعناد مین سی اوسکا انکار کیا جس نی انکار کیا سو اونمین کی ایک تو سورۂ یونس
علیہ السلام مین ہے وہ یہ ہے قولہ تعالی ويستنبئونك احق هو قل ای وربی انه لحق
وما انتم بمعجزين اور دوسری یہ ہی وقال الذين كفروا الاٰية اور تیسری سورۂ تغابن مین
ہے وہ یہی قولہ تعالی زعم الذين كفروا ان لن يبعثوا قل بلی وربی لتبعثن
ثم لتنبئن بما عملتم وذلك علی الله يسير پس اول تو اللہ پاک نی یون فرمایا قل بلی
وربی لتاتينكم پھر رب کا اوس شی کے ساتھہ وصف کیا جو قیامت کے آنے کی تقریر
وتاکید کرتی ہی پس فرمایا عالم الغيب الاٰية مجاہد وقتادہ نی کہا لا يعزب عنه لا يغيب عنه
یعنی ساری اشیا اوس کی علم کے تحت مین مندرج ہین کوئی شی اوسپر مخفی نہین ہی تو ہڈیان گو
متلاشی ومتفرق ومتمزق وریزہ ریزہ ہوگئین لیکن وہ اسکا عالم ہی کہ وہ کہان کہان گئین اور

۱۲۲

کہان کہان متفرق ہوئین پہر اونکا اعادہ کریگا جس طرح کہ اول بار اون کی ابتدا کی تہی کیونکہ
بیشک وہ ہر شی کو خوب جانتا ہی پہر جو اعادۂ ابدان و قیام ساعت مین اوسکی حکمت ہے
اوس کو اپنے اس قول سی بیان فرمایا لیجزی الذین اٰمنوا الآیہ قولہ تعالی والذین
سعوا فی اٰیاتنا الآیہ کا یہ مطلب ہی اور جو لوگ دوڑے اللہ تعالی کی راہ سی روکنے
مین اور اوس کے رسولون کے جہٹلانے مین اونکو بلا کی مار ہے دکہہ والی یعنی تاکہ عیش و
آرام عطا کری مومنون مین کے سعدا کو اور عذاب کری کافرون مین کے اشقیا کو کما قال عز و جل
لا یستوی اصحاب النار و اصحاب الجنۃ اصحاب الجنۃ ہم الفائزون وقال تعالی
ام نجعل الذین اٰمنوا و عملوا الصلحت کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین
کالفجار فی قولہ تعالی ویری الذین اوتوا العلم الآیہ ایک اور حکمت ہی ماقبل کی حکمت
پر معطوف ہی وہ حکمت یہ ہی کہ جو شی رسولون پر نازل کی گئی ہے اوسپر ایمان لانی والے
لوگ جس وقت قیام ساعت کا اور مجازاۃ ابرار و فجار کا مشاہدہ کرینگی ساتہہ اوس شے
کے جس کو وہ دنیا مین اللہ پاک کی کتابون سی جان چکے تہے تو اوس وقت وہ اوس کو
عین الیقین دیکہہ لینگے اور اوس دن یہ بہی کہین گی لقد جاءت رسل ربنا بالحق یعنی البتہ
مقرر ہماری رب کی رسول حق لائی اور یہ بہی کہا جائیگا ہذا ما وعد الرحمن وصدق
المرسلون یعنی یہ وہ شی ہی جس کا رحمن نی وعدہ کیا تہا اور سچ کہا رسولون نی لقد
لبثتم فی کتاب اللہ الی یوم البعث فہذا یوم البعث یعنی البتہ مقرر تم ٹہیرے اللہ
کی کتاب مین روز بعث تک سو یہ ہی بعث کا دن العزیز الحمید کی یہ معنی ہین کہ اللہ پاک
منیع الجناب ہی جسپر نہ کوئی غالب ہوسکتا ہی نہ کوئی اوس کی ممانعت کرسکتا ہی بلکہ
وہی نے ہر شے کو مقہور کیا ہی اور اوسپر غالب ہوا ہی اور اپنے ساری اقوال و افعال مین
حمید ہے اور وہی اس سب مین محمود ہی جل و علی سبحانہ و تعالی کذا فی ابن کثیر ف
نخبۃ البیان کا بیان مع اتقان یہ ہی کہ مراد ان لوگون سی جنس کفار ہین علی الاطلاق یا
کفار مکہ ہین علی الخصوص قول اول اولی ہی کیونکہ اطلاق تقیید سے بہتر ہے اور کفار مکہ
بدخول اولی اوس مین داخل ہین لاتاتینا الساعۃ کے یہ معنی ہین کہ کسی حال مین احوال سے

سبا ۴ ابراہیم ۱۰ لیکن ۱۲ ص ۲۸ کے اور لوگ بہشت کے لوگ دہی ہین مراد کو پہونچی ۱۲ کیا ہم کرینگے ایمان والونکو جو کہ زمین پہ نیکیان برابر اونکے جو خرابی ڈالین ملک مین کیا ہم کرینگے ڈرنے والونکو برابر (بقیہ ۱۲ کی)

قیامت نہ آئیگی منکرین بعث نی جو یہ بات کہی سو بالکل اوس کے وجود کا انکار کرنیکو کہی ہے
اونکی یہ غرض نہین ہی کہ صرف اپنی حالت تکلم مین اوس کے آنے کے منکر ہون یا اپنی حالت
حیات مین مع اسکی کہ مابعد مین اوسکی وجود کا تحقق و ثبوت ہو رہی یہ بات کہ اونہون نی جو
اوسکی وجود کے بالکلیہ انکار کو اس عبارت مین ادا کیا سو اسکی یہ وجہ ہی کہ اونکو اوسکی آنی کا
وعدہ دیا جاتا تہا تو اوسکی موافق اونہون نی یہ کہدیا کہ وہ ہم کو نہ آئیگی پس اللہ پاک نے
اونکی بات کو اونپر رد کر دیا اور جس کی اونہون نی نفی کی تہی اوسکا اثبات کر دیا اور اپنے
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اونسے کہدین بلیٰ یا بین معنی کہ امر نہین ہی مگر اوسکا آنا ہی
اور یہ قسم جو قولہ تعالیٰ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّکُمْ مین ہی واسطی تاکید اتیان کی ہے اتم و اکمل وجوہ
پر کیونکہ اول تو قسم واسطی تاکید کے ہوتی ہی دوسرے لام تاکید کا تیسرے نون تاکید غرضکہ
اونہون نی تو قیامت کی آنیکی نفی کی تہی اللہ پاک نے اوسکی آنے کو تین تاکیدون سی ثابت
کیا مطلب یہ کہ وہ ضرور ہی آنیوالی ہی بے آئے نرہیگی منکر لوگ بڑی انکار کیا کرین اون کے
انکار سی ہوتا ہی کیا ہی اگر ہوتا ہے تو خود اونہین کا برا ہوتا ہی جمہور نی بنای فوقیہ پڑہا ہے
ضمیر مونث راجع ہی طرف ساعت کی طلق معلم نے بیای تحتیہ باین معنی کہ ساعت کی
یوم یا وقت سی تاویل کی ہی طلق کہتے ہین مین نی اپنے اشیاخ کو سنا ہی کہ وہ بیای تحتیہ
پڑہتے تہے باین معنی گویا یون کہا لیا تینکم البعث او امرہ کما قال تعالیٰ هَلْ یَنْظُرُوْنَ
اِلَّا اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ یَاْتِیَ اَمْرُ رَبِّكَ قولہ تعالیٰ عالم الغیب الایہ تقویت ہی
واسطی تاکید کے کیونکہ قسم کے عقب مین مقسم بہ کی جلائل نعوت و صفات کو ذکر کرنا خبر دیتا ہی
شان مقسم علیہ کی فخامت کی اور اوسکی اثبات و صحت کی قوت کی اس واسطی کہ یہ حکم مین
شہادت لانے کے ہے امر پر نافع و ابن کثیر نی عالم الغیب کو برفع پڑہا ہی اس بنا پر کہ
مبتدا ہی اور خبر اوسکی لا یعزب ہی یا اس بنا پر کہ خبری مبتدای محذوف کی عاصم و ابو عمرو نے بجر
اس بنیاد پر کہ نعت ہی ربی کی حمزہ و کسائی نی علام بجر وصیغہ مبالغہ حضاوی نی کہا کہ
تینون قراءتین سبعیہ ہین لا یعزب عنہ جمہور نی بضم زای اور یحیی بن وثاب نے
بکسر زای پڑہا ہی فراء نی کہا کہ کسر مجکو زیادہ تر محبوب ہی اور یہ دونون دو لغت ہین جب

لا اب کہ راہ دیتا ہی تین
مگر ہی کہ اون اوپر آنی
یا وہ ہی ہم آنی اوپر آنی
لا اب کہا

کوئی شخص دور و غائب و خفی ہو جاتا ہی تو عرب اور سے مین بولتے ہین عزب یعزب بالضم
اور یعزب بالکسر مثقال ذرۃ کی معنی ہین مقدار چھوٹی سی چیونٹی کا اور وزن ایک
ذرے کا ولا اصغر من ذلك ولا اکبر جمہور نی دونون کو برفع پڑہا ہی بنا پر ابتدا اور خبر
الا فی کتاب مبین ہی یا اس بنا پر کہ معطوف ہی مثقال پر قتادہ و اعمش نی نصب
ہر دو پڑہا ہی ذرۃ پر عطف کیا ہی یا اس بنیاد پر کہ لا نفی جنس کا ہے معنی یہ ہین قسم ہی میرے
پالن ہار کی البتہ البتہ قیامت تم پر آئیگی ایسا میرا پالن ہار جو جاننے والا ہے چھپے کا جس سے
غائب نہین ہوتا ہی اور نہ اوس سے چھپتا ہی اور نہ اوس سی دور ہوتا ہی ذرہ بھر آسمانون مین
اور نہ زمین مین اور نہین ہی ذرہ بھر سے چھوٹا اور اوس سی بڑا مگر کھلی کتاب مین یعنی وہ
ثبت کیا ہوا ہی لوح محفوظ مین جو کہ اللہ پاک کے معلومات پر مشتمل ہی اور اوسمین لکھا ہوا ہے
پس یہ جملہ نفی عزوب کا موکد ہی قولہ تعالی ولا اصغر من ذلك مین اشارہ ہی طرف
اس بات کے کہ مثقال کا لفظ کچھ حد بیان کرنے کو مذکور نہین ہوا ہی کیونکہ اوس سی تو
مثقال ذرہ سی بھی چھوٹا غائب نہین ہوتا ہی اور اگر اصغر پر قصر کیا جاتا تو کوئی وہم کرنیوالا
یہ وہم کرتا کہ صغائر تو ثبت کیے جاتی ہین اسلیے کہ وہ محل ہین نسیان کی رہا اکبر سو اوسکا نسیان
نہین ہوتا ہی تو اوس کے اثبات کی کچھ حاجت نہین ہی پس اس وہم کے دور کرنے کو
ولا اکبر فرمادیا حرف لام قولہ تعالی لیجزی الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات مین واسطی تعلیل
لتاتینکم کے ہے یعنی فائدہ قیامت کی آنی کا جزا دینا مومنون کو ہی ساتھہ ثواب کے اور
کافرون کو ساتھہ عقاب کی اولئك لھم مغفرۃ ورزق کریم یعنی وہ لوگ جو ایمان
لائے اور بھلے کام کیے اونکی واسطی بخشش ہی اونکے گناہونکی اور رزق حسن ہی یعنی جنت
بسبب اونکی ایمان و عمل صالح کی مع تفضل و مہربانی کے اونپر طرف سی اللہ پاک کے پھر
فریق کفار کا ذکر کیا جنکو وقت آنی قیامت کی عقاب کیا جائیگا پس ارشاد فرمایا والذین سعوا
فی اٰیاتنا معاجزین اولئك لھم عذاب من رجز الیم یعنی وہ لوگ جنہون نی سعی کی
باطل کرنی مین ہماری آیتون کی جو کہ رسولون پر نازل کی گئین اور اونمین قدح کیا اور لوگون کو
اوسسی روکا اور اونکے رد مین سعی و کوشش کی باین طور کہ اونمین طعن کی اور شعر و سحر وغیرہ کی طرف

اونکو منسوب کیا اس واسطی کہ تکذیب کرنیوالا آیات بینات کا اخفا کرنیوالا ہی تو وہ محتاج ہوگا
طرف سعی عظیم وجد بلیغ کی تاکہ اپنے کذب کو رائج کری پس امید کہ شاید جو قرآن کی ساتھہ
تمسک کرنیوالا ہی اوسکو عاجز کردی جمہور نی معاجزین پڑہا ہی معاجزت سی مراد مسابقت ہے
کیونکہ دو متسابق کرنیوالون مین سے ہر ایک یہ چاہتا ہی کہ دوسری کو اپنے ساتھہ ملنے سی
عاجز کری معنی یہ ہین کہ جنہون نے ہماری آیتون کے باطل کرنی مین سعی کی اس حال مین
کہ وہ مسابقت کرنی والی ہین ہم سی خیال کرتے ہین کہ ہم سے فوت ہوجائینگی اور پائی
نہ جائینگی اور اونکا یہ خیال اس وجہ سی ہی کہ وہ اسکی معتقد ہین کہ مبعوث نہونگی مسابقت اللہ
پاک کی ساتھہ اگرچہ اس قسم سی ہی کہ متصور نہین ہوسکتی ہی مگر جبکہ آیات الٰہی کے جھٹلانے
والون نی اپنے جی مین یہ امر ٹہیرایا اور یہ طمع کی کہ اونکا کید و مکر اسلام کے حق مین اونکی
واسطی پورا ہوجائیگا تو اونکی تشبیہ اوس شخص کے ساتھہ دیگئی جو کہ اللہ سے مسابقت
کرتا ہی موافق اونکی زعم و خیال کی کما قال زادہ **ابن کثیر** و ابن محیصن و حمید و مجاہد و ابو عمرو
نی معجزین پڑہا ہی مجاوری مین بولتی ہین عاجزہ و اعجزہ اذا غالبہ و سبقہ اس سی معلوم ہوا کہ اس قراءت
کے معنی بہی مثل اول کی ہین محلی نی کہا ای مقدرین عجزنا یعنی اعتقاد کرنیوالی ہین ہماری عجز کو بیضاوی
نی کہا ای مثبطین عن الایمان من اراده یعنی مشغول کرنیوالی ہین ایمان سی اوس شخص کو جو اوس کا
ارادہ کرتا ہی اور آیتون پر ایمان لانی سی لوگونکو باز رکہتی ہین **رجز** بمعنی عذاب ہی تو حرف من
بیانیہ ہوگا کسی نی کہا کہ رجز بدتر سخت تر عذاب کو کہتی ہین قول اول اولی ہی اسی باب سے
یہ آیت ہی فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء ای عذابا اور الیم بمعنی شدید الالم ہی
جمہور نی الیم کو بالجر پڑہا ہی اس بنا پر کہ صفت ہی رجز کی ابن کثیر و حفص نی عاصم سے برفع
پڑہا ہی صفت ہی عذاب کی یعنی عذاب الیم من سیئ العذاب قتادہ نی کہا کہ رجز بمعنی سوء العذاب
ہی **حبیکہ** اللہ پاک نی اون لوگونکا ذکر کیا جنہون نی آیات الٰہی کی باطل کرنی مین سعی کی تو اونکا ذکر
کیا جو اوسپر ایمان لاتی ہین پس ارشاد فرمایا ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من
ربک هو الحق الذین اوتوا العلم فاعل ہی یری کا مراد اسسے صحابہ ہین یہ قول قتادہ کا ہی مقاتل نے
کہا کہ مومنین اہل کتاب ہین کسی نی کہا کہ ساری مسلمان ہین الذی انزل الیک مفعول اول ہی یری کا

لہ جمہور اور ابن کثیر نے الفاظ و غیر
عذاب آسمان سی ۱۲

اور الحق مفعول ثانی ہی اور کلمہ ہو ضمیر فصل ہی جمہور نی الحق کو نصب پڑہا ہی اور ابن ابی عبلہ
نی برفع اس بنا پر کہ خبر ہی ضمیر ہُو کی اور جملہ محل نصب مین ہی بنا بر مفعول ثانی یہ لغت ہی بنی تمیم کا
کیونکہ یہ لوگ ما بعد ضمیر فصل کو رفع دیتے ہین فراء کا یہ زعم ہی کہ رفع مختار ہی غیر فراء نے اونکی مخالفت
کی اور کہا کہ نصب اکثر ہی کسی نی کہا کہ ویری معطوف ہی لیجزی پر زجاج و فراء اسی کے
قائل ہین انپر یہ اعتراض کیا ہی کہ لیجزی متعلق ہی لتاتینکم الساعۃ سے پس معنی یہ ہونگی لتاتینکم
الساعۃ لیری الذین اوتوا العلم ان القرآن حق حالانکہ یون نہین کہا جاتا ہی اولی یہ ہی کہ قولہ تعالے
ویری الذین الآیہ کلام مستانف ہی الذین سعوا فی الآیات کی قول کی رفع کرنے کو لایا گیا ہی یعنی یہ
سعی و کوشش اون کی وبال ہی اونکی جہالت پر اس لیی کہ یہ لوگ اوس بات کی مخالف ہین جس کو
اہل علم جانتے ہین شان مین اوس کتاب کی جو تیری طرف اوتاری گئی ہی تیرے رب سے کیونکہ
اہل علم اوسکو حق و صدق جانتے ہین یعنی مقرر وہ اللہ کی پاس سے ہی ویھدی الی صراط العزیز الحمید
یہ جملہ معطوف ہی الحق پر عطف فعل کا ہی اسم پر کیونکہ اسم کی تاویل مین ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے
صافات ویقبضن ای وقابضات گویا یون کہا گیا وہادیا کسی نی کہا کہ جملہ مستانفہ ہی فاعل
اسکا ضمیر ہی انزل کی فاعل کی طرف راجع ہی یعنی قرآن معنی یہ ہین کہ ہدایت کرتا ہی قرآن طرف راہ
عزیز کے یعنی اوس ذات کی راہ بتاتا ہی جو کہ اپنی ملک مین غالب ہی اور اپنی خلق کی نزدیک محمود ہے
مراد یہ ہی کہ ہدایت کرتا ہی طرف دین اللہ کے جو کہ اسلام و توحید ہی پھر اللہ سبحانہ نی منکرین بعث
کے کلام مین سی ایک اور نوع ذکر کی پس ارشاد فرمایا وقال الذین کفروا ھل ندلکم علی
رجل ینبئکم اذا مزقتم کل ممزق انکم لفی خلق جدید افتری علی اللہ کذبا
ام بہ جنۃ بل الذین لا یومنون بالاخرۃ فی العذاب والضلل البعید افلم
یروا الی ما بین ایدیھم وما خلفھم من السماء والارض ان نشا نخسف بھم
الارض او نسقط علیھم کسفا من السماء ان فی ذلک لایۃ لکل عبد منیب
اور کہنی لگی منکر ہم بتاوین تمکو ایک مرد کہ تمکو خبر دیتا ہی جب تم پھٹ کر ہو جاؤ ٹکڑی ٹکڑی تمکو پھر نیا
بننا ہی کیا بنا لایا ہی اللہ پر جھوٹ یا اوسکو سودا ہی کوئی نہین پر جو یقین نہین رکھتے آخرت کا آفت
مین ہین اور دور پڑی غلطی مین کیا دیکھتے نہین جو کچھ اونکے آگی ہے اور پیچھے ہی آسمان و زمین اگر ہم

چاہین دھسا دین اونکو زمین مین یا گرادین اونپر ٹکڑا آسمان سے ایمین پتا ہی ہر بندے کو
جو رجوع رکھتا ہی انتہی ف اللہ عزوجل خبر دیتا ہی طرف سی کفرۂ ملحدین کے کہ وہ قیامت کے
قائم ہونیکو بعید سمجھتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اسکی خبر دیتے ہین ایمین اونسی
ٹھٹھا کرتی ہین یعنی منکر کہنے لگے ہم بتاوین تم کو ایک مرد جو تم کو خبر دیتا ہے کہ جب تمہاری جسم
زمین مین متفرق ہوگئی اور اوسمین ہر طرف چلے گئے اور بہت کر ٹکڑی ٹکڑی ہوگئی تم بعد اس حال کے
پھر عود کروگی زندہ ہوکر رزق دیجاؤگی بعد اسکی حالانکہ اوسکا حال اس خبر دینی مین دو قسم سی خالی
نہین ہی یا تو قصد کرکے اللہ تعالی پر یہ افترا کیا ہی کہ اوسنی طرف اوسکے یہ وحی کی ہے یا اوس نے
قصد نہین کیا ہی لیکن اوسپر شبہہ پڑگیا ہی جیسا کہ مجنون و دیوانہ پر شبہہ پڑجایا کرتا ہی اسی لیی اونہون
نے یون کہا افتری علی اللہ کذبا ام بہ جنۃ اللہ عزوجل نی اس بات کا اونپر یہ رد فرمایا
بل الذین لا یومنون الآیہ یعنی بات ویسی نہین ہی جیسی اونہون نی خیال کی ہی اور جس کے طرف
وہ گئی ہین بلکہ صادق و باور راشد حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہین جو کہ حق لیکر آئی ہین اور وہ لوگ
کاذب و جاہل و غی ہین فی العذاب والضلال البعید کا یہ مطلب ہی کہ وہ کفر مین ہین جو کہ
عذاب آہی کی طرف اونکو پہنچانیوالا ہی اور دنیا مین غایت درجی کی دور گمراہی مین پڑی ہوئی ہین
حق سی پھر اللہ پاک نی اونکو تنبیہ کی اپنی قدرت پر جو کہ آسمان و زمین کی پیدا کرنیوالا ہی پس فرمایا
افلم یروا الآیہ یعنی پھر کیا دیکھتی نہین جو کچھ اونکے آگے ہے اور پیچھے ہی آسمان و زمین کہ جہان
کہین متوجہ ہوتی ہین اور جاتی ہین تو آسمان اونپر سایہ کرنیوالا ہی اور زمین اونکی نیچے ہی جیسا کہ
اللہ عزوجل نی فرمایا ہی والسماء بنیناہا بایید وانا لموسعون والارض فرشناہا فنعم
الماہدون عبد بن حمید نی قتادہ سی روایت کیا ہی کہ بیشک اگر تو دیکھی اپنی دہنی طرف یا
بائین طرف یا اپنے آگے یا پیچھے تو تو دیکھے آسمان و زمین کو قولہ سبحانہ ان نشا نخسف
بھم الارض الآیہ یعنی اگر ہم چاہین تو دھسا دین اونکو زمین مین یا گرادین اونپر ٹکڑا آسمان سے
بسبب اونکے ظلم کی اور ہماری قدرت کی اونپر لیکن ہم بوجہ اپنی حلم و عفو کی اسکی تاخیر کرتے ہین
پھر اللہ پاک نی فرمایا ان فی ذلک لآیۃ لکل عبد منیب معمر نی قتادہ سی روایت کیا ہی
کہ منیب تائب ہی سفیان نی قتادہ سی روایت کیا ہی کہ منیب مقبل ہی طرف اللہ تعالی کی یعنی بیشک

نظر کرنی مین طرف پیدائش آسمان وزمین کی البتہ دلالت ہی واسطی ہر بندۂ فطن لبیب رجاع
الی اللہ تعالی کی اللہ تعالی کی قدرت پر بعث اجساد پر اور وقوع معاد پر یعنی جو بندہ زیرک ہوشیار
دانشمند غایت درجی کا رجوع ہونیوالا طرف اللہ کے آسمان وزمین کو دیکھتا ہی تو سمجھ لیتا ہے کہ
اللہ پاک دوبارا پیدا کرنی پر قادر ہی کیونکہ جو ذات پاک ان آسمانون کی پیدا کرنی پر قادر ہوا باوجود
اونکی اونچائی اور وسعت کے اور ان زمینون پر باوجود اونکی پستی وطول وعرض کے بدرجہ تمام وہ قادر
ہے اسپر کہ جسمون کو دوبارا پیدا کری اور کہوکھلی بوسیدہ ہڈیون کو منشور فرمای کما قال سبحانہ وتعالی
اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم بلی وھو الخلاق
العلیم وقال تعالی لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس ولکن اکثر الناس
لا یعلمون کذا فی ابن کثیر **ف رجل** سی مراد حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہین باوجود اسکی کہ آپ اونکی نزدیک اعرف المعارف تھے لیکن اونہون نی پیرایۂ نکرہ مین آپکا
ذکر کیا پس شہاب نی کہا کہ تجاہل کی باب سی ہی گویا اونہون نی آپ سی کسی شی کو نہ پہچانا مگر یہ کہ
آپ ایک مرد ہین حالانکہ آپ اونکی نزدیک آفتاب سی بھی زیادہ تر مشہور تھی قرطبی کا حاصل یہ
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش مین مشہور وعلم تھی اور آپ کا بعث کی خبر دینا اونکی
نزدیک شائع تھا پھر اسکے کیا معنی ہین کہ آپ کا اور بعث کا ایسی طور پر ذکر کیا جیسے کوئی کسی
مجہول آدمی کو کسی مجہول امر مین بتاتا ہو سو اسکی یہ وجہ ہی کہ مقصود اونکا اس سی سخریہ ہی تجاہل
کرکے اوس کو ایسے پیرایہ مین ادا کیا ہی جیسے بعض قصے کہانیان ہنسی دل لگی کے واسطے
بیان کی جاتی ہین **عامل** کلمہ اذا مین مقدر ہی تبعثون وتحشرون وقت تمزیقکم قولہ تعالی
انکم لفی خلق جدید اس مقدر پر دال ہی کلمہ ینبئکم عامل نہین ہوسکتا ہی اس واسطی کہ خبر دینا
اوس وقت مین واقع نہین ہوا ہی اسی طرح مزقتم بھی عامل نہین ہوسکتا ہی کیونکہ وہ اذا کا مضاف
الیہ ہی اور مضاف الیہ مضاف مین عمل نہین کرتا ہی آسیا ہی خلق جدید کا حال ہی اس لیی
کہ آن کا مابعد اوسکی ماقبل مین عامل نہین ہوتا ہی ہان جسنی ظرف مین وسعت کی ہی تو اوسنی
اسکو جائز رکھا ہی یہ جب ہی کہ ہم اذا کو ظرف محض ٹھیرائین پھر اگر ہم اوسکو شرط قرار دین تو اوسکا
جواب مقدر ہوگا یعنی تبعثون جمہور کی نزدیک عامل اذا مین یہی ہی شیخ نی کہا کہ جملہ اشرطیہ مین

لہ کما ہو حق ثنائہ وفی ہذا تعریض بالمشرکین الذین یعبدون غیرہ ممن لا یقدر علی خلق شیء ولا علی اعادتہ منہ
سے بنانیوالا ہی اور زمین کا اور وہ ہر چیز کا جاننیوالا ہی ۱۲ منہ
سے یعنی آسمان اور زمین کا پیدا کرنا ۱۲ منہ
سے اور لوگون کی اکثر جانتے نہین ۱۲ منہ
سے یعنی اونکی نزدیک ۱۲ منہ
سے کذا قال ۱۲ منہ
سے یعنی جبکہ ۱۲ منہ
سے کذا قال ۱۲ منہ
سے الخ ۱۲ منہ
سے کذا قال ۱۲ منہ

دو احتمال ہین ایک یہ ہی کہ ینبئکم کا معمول ہو کیونکہ وہ اس معنی مین ہی یقول لکم اذا مزقتم متبعوثون
یعنی وہ کہتا ہی جس وقت تم ٹکڑی ٹکڑی کیے جاؤگی تو اوٹھائی جاؤگی پھر انکم لفی خلق جدید سے
اوسکی تاکید کی دوسرا یہ ہی کہ انکم لفی خلق جدید معلق ہی ینبئکم کا قائم مقام دو مفعول کے ہی
اور اگر لام نہوتا تو ان مفتوح ہوتا اس بنیاد پر جملہ شرطیہ معترضہ ہوگا ایک قوم نی اعلم مین اور اوسکی
باب مین تعلیق کو منع کیا ہی اور صحیح اوسکا جواز ہی کذا فی الیمین **اصل مزق** کی خرق اشیا
ہے یعنی اشیا کے پھاڑنی کو خرق کہتی ہین پھٹے ہوی کپڑے کو ثوب ممزق و ممزق و متمزق و
ممزوق بولتی ہین **ممزق** بمعنی تمزیق ہی ممزق اسم مصدر ہی ہر فعل جو تین حرفون سی زیادہ
ہے تو اوسکا مصدر و ظرف زمان و مکان اوس کی اسم مفعول کی وزن پر آتا ہی یہ امر قیاسی
ہے یہ بھی جائز ہی کہ ممزق ظرف مکان ہو قالہ الزمخشری ای کل مکان تمزیق سن الصبور و
بطون الوحش والطیر یعنی جبکہ تم پھاڑی جاؤ ہر پھاڑنیکی جگہ مین مراد قبرین ہین اور وحشی جانورونکے
اور پرندون کی پیٹ **جدید** بصریون کی نزدیک فاعل کی معنی مین ہی محاوری مین بولتی ہین
جد الشئ فہو جاد و جدید اور کوفیون کے نزدیک مفعول کی معنی مین ہی ماخوذ جدد تہ بمعنی قطعتہ سے
معنی یہ ہین کہ منکرین بعث مین سی بعض نی بعض سی کہا کیا بتائین ہم تم کو ایک مرد جو خبر
دیتا ہی تم کو ایک امر عجیب اور قصہ غریب کی وہ یہ ہی کہ جس وقت تم متفرق کیی جاؤگے ہر
طرح کا متفرق کیا جانا اور ٹکڑی ٹکڑی کیے جاؤگی ہر طرح کا ٹکڑے کیے جانا اور ہو جاؤگے تم بعد
اپنی موت کی ریزہ ریزہ اور مٹی تو بیشک تم پیدا کیی جاؤگی اور اوٹھائی جاؤگے ایک نیا پیدا کرنا
اور اپنی قبرون سی زندہ ہو کر مبعوث ہوگی اور عود کروگی طرف اون صورتون کی جنپر تم تھی بعد
اسکی کہ تمہاری جسم ہر طرح سی پھٹ پھٹا گئے **قتادہ** سی مروی ہی کہ یہ بات مشرکین قریش نے
کہی کہ جس وقت تم کو زمین کہالیگی اور تم ریزہ ریزہ اور ہڈیان ہو جاؤگے اور درندے پرندے
تمہاری ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے تو تم زندہ و مبعوث ہوؤگی یہ بات اونہون نی آپ کی جھٹلانے کو
کہی **پھر** اللہ پاک نی ان کافرون سی یہ بات نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
اون کو بعث کا وعدہ دیا تھا سو اونہون نی آپ کی وعدے کے درمیان دو امر کی تردید کی
پس یون کہا کہ کیا وہ کاذب ہی اوس بات مین جو اوسنے کہی یا اوسکو جنون ہی باین طور کہ

جو کچھ کہتا ہی اوسکو سمجھتا نہین ہی **قتادہ** نی کہا یا تو یہ ہی کہ وہ جھوٹ بولتا ہی اللہ تعالی پر اور یا یہ
ہے کہ مجنون ہی **ہمزہ** افترئی مین ہمزۂ استفہام ہی اور اوسکی سبب سی ہمزۂ وصل حذف کیا گیا
ہی چنانچہ قولہ تعالی اطلع الغیب مین گذر چکا ہی **پھر** جو بات اونہون نی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے حق مین کہی تہی اللہ پاک نی اوسے یون رد فرمائی بل الذین الآیہ یعنی
امر ویسا نہین ہی جیسا اونہون نی خیال کیا ہی بلکہ وہی لوگ فہم وادراک حقائق سی گمراہ ہوئی تو آخرت
کا انکار کیا اور جس کو وہ لیکر آئے تہی اوسپر ایمان نہ لائی تو اسکے سبب سی عذاب دائم مین ہوگئی
آخرت مین اور وہ اس وقت غایت درجے کی دور گمراہی مین ہین حق سی **پھر** جو کفار نے
تکذیب پر جرات کی تہی اللہ پاک نی اوسکی سبب سی اونکو توبیخ کی یہ بات بیان کرکی کہ یہ امر ایسی
صادر نہین ہوا مگر اس لیی کہ خلق سماء وارض مین اونہون نی تفکر وتدبر نہین کیا اور اس بات
کو نہ سوچے کہ جو ذات پاک اس خلق عظیم پر قادر ہوا ہی اوس کو یہ امر عاجز نکریگا کہ اوسکی مخلوقات
مین سی جو اس سے کم درجے کی ہی اوسکو مبعوث کری اور جس ذات وصفات پر وہ تہے
اوسکی طرف اوسکا اعادہ کردی حرف فا افلم یروا مین واسطی عطف کی ہی مقدر پر جسکا مقام مقتضی
ہی ای عموا فلم یروا الآیہ یعنی کیا وہ اندہے ہوگئے تو نہ دیکہا طرف اوس شی کے جو اونکے آگی ہے
اور جو اونکے پیچہے ہے آسمان وزمین یہ بات معلوم ہی کہ جو شی بین یدی انسان ہی وہ ہر وہ
شی ہی جسپر اوسکی نظر پڑتی ہی بدون اسکی کہ اپنا سونہہ اوسکی طرف پہیری اور خلف اوسکا ہر وہ شی
ہے جسپر اوسکی نظر نہین پڑتی ہی یہانتک کہ اپنی نظر طرف اوسکے پہیری پس یہ کل جہات کو عام و
شامل ہوتا ہی مطلب یہ ہی کہ جسوقت وہ نظر کرین تو آسمان کو اپنے آگے پیچہے دیکہین گی اسی طرح
جب زمین کی طرف نظر کرین تو اوسکو اپنے آگے پیچہے دیکہین پس آسمان وزمین اونکا احاطہ
کیے ہوئی مین تو اللہ پاک اسپر قادر ہی کہ بسبب اونکی کفر وتکذیب رسول وانکار بعث کی جو
عذاب چاہی اونپر نازل کردی پس یہ آیت کریمہ دو امر پر مشتمل ہی ایک امر یہ ہی کہ یہ خلق آسمان و
زمین جسکو اللہ نی پیدا کیا ہی دال ہی کمال قدرت پر کہ بعث جو اس سی دون ہی اوسپر اوسکو پوری
قدرت حاصل ہی کما فی قولہ تعالی اولیس الذی خلق السموات الآیہ دوسرا امر اونکو تہدید کرنا ہے
باین طور کہ جسنی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہی اس ہیئت پر کہ جو مخلوقات اونمین ہی اوس سب کا احاطہ

کرلیا ہی وہ قادر ہی اسپر کہ اونپر جلد عذاب لی آئی جس طرح کہ یہ ارشاد فرمایا ہی ان نشا نخسف بھم الآیہ یعنی اگر ہم چاہین تو اونکو زمین مین دہسادین جس طرح کہ انسے اگلوں کو دہسا دیا ہی جیسے قارون یا گرادین اونپر ٹکڑے آسمان سی جسطرح کہ اصحاب ایکہ پر گرادیی پھر یہ کیونکر اس سی بی خوف رہتی ہین **قتادہ** نی کہا اگر وہ یہ چاہی کہ عذاب کری اپنی آسمان سے تو کری اور اگر یہ چاہی کہ عذاب کری اپنی زمین سی تو کرے اور کل خلق اوسکی واسطی اوسکی لشکر ہی **جمہور** نی تینون فعلون کو نبون جزمت پڑہا ہی اور حمزہ و کسائی نی تینون کو بیای تحتیہ تنہا کسائی نی نخسف بہم مین حرف فا کا ادغام کیا ہی یا مین **ابو علی** فارسی نی کہا یہ جائز نہین ہے اس واسطی کہ حرف فا کا مخرج باطن شفتِ سفلی اور اطراف ثنایای علیا سی ہی بخلاف حرف با کے **جمہور** نی کسفا بسکون سین پڑہا ہی اور حفص و سلمی نی بفتح سین ان فی ذلک لآیہ کا یہ مطلب ہی کہ یہ خلق آسمان و زمین کی جو دکہائی دیتی ہی اور جسکا ذکر ہوا یا بین طور کہ جمیع جوانب سے ناظرین کو احاطہ کیی ہوئی ہے اسمین البتہ آیت واضح و دلالت بین ہی واسطی ہر عبد منیب کے یعنی وہ بندہ جو توبہ و اخلاص کی ساتھہ اپنی رب کیطرف رجوع ہونیوالا ہی خاصکر منیب کا ذکر اسلیی کیا کہ تفکر سی نفع لینی والا وہی ہی **قتادہ** نی کہا کہ منیب سی مراد تائب مقبل الی اللہ ہی **نکتہ** یہان الآیہ بتوحید فرمایا اور اسکی مابعد مین لآیات بجمع اسکی یہ وجہ ہی کہ اس جگہہ اشارہ ہی طرف احیای موتی کے اسلیی یہان توحید مناسب ہے اور مابعد مین اشارہ ہی طرف سبا کی وہ ایک قبیلہ تہا بلاد مین متفرق ہوگیا تو وہ فرقے فرقے ہوگئے اسلیی یہان جمع مناسب ہوئی **پھر** جو بندی کہ اللہ پاک کی طرف رجوع ہونیوالی ہین اونمین سی حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا چنانچہ حضرت داؤد کے حق مین فرمایا ہی فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب اور حضرت سلیمان کی شان مین ارشاد کیا والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب پس فرمایا ولقد اٰتینا داؤد منا فضلا یٰجبال اوبی معہ والطیر والنا لہ الحدید ان اعمل سٰبغٰت وقدر فی السرد واعملوا صالحا انی بما تعملون بصیر اور ہمنی دی ہم داؤد کو اپنی طرف سی بڑائی اے پہاڑو رجوع ہی پڑہو اوسکی ساتھہ اور اوڑتی جانورو اور نرم کردیا ہمنے اوسکی آگی لوہا کہ بنا کشادہ زرہین اور اندازی سے جوڑ کڑیان اور کرو تم سب کام بھلا مین جو کرتی ہو دیکہتا ہون **ف** حضرت داؤد

۱۲ سبغٰت زرہین کا اور اور قدر اندازی سے جوڑ کڑیان اور ۱۲ سبغٰت زرہین کا اور اور قدر اندازی سے جوڑ کڑیان اور

چوتھی دن نکلتی جنگل مین اپنے گناہ پر روتی اور زبور پڑہتی خوش آواز اوسکی اثر سے پہاڑ بہی ساتھ پڑہتی اور روتی اور جانور پاس آبیٹہکر اوسی طرح آواز کرتی اوس مجلس مین لوگون کی بہت خبر سے نکلتے اور کڑیون کی زرہ پہلی اونہین سی نکلی کہ کشادہ رہی انتہیٰ **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہی اوس انعام کی جو اوسنی اپنی بندہ و رسول داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا کہ اونکو فضل مبین دیا نبوت و ملک اونکے واسطی جمع کیا یا قدرت سلطنت اونکو دی بہت سی لشکر ساز و سامان والی دی اور ایسی آواز عظیم و خوش عطا کی کہ جس وقت وہ اوس سی تسبیح کرتی تو بلند بلند جمع ہوئی سخت پہاڑ بہی اونکے ساتہہ تسبیح کرتے اور پرندی صبح و شام کے چہچہانے والی اونکی واسطی ٹہیر جاتی اور انواع و اقسام کی زبانون سی اونکا ساتہہ دیتی تہے **صحیح** مین مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز سنی وہ رات کو پڑہ رہی تہی تو آپ ٹہیر گئے پہر اونکی قرارت سنی پہر فرمایا لقد اوتی ھذا مزمارا من مزامیر آل داؤد یعنی البتہ مقرر دیا گیا مزمار مزامیر آل داؤد سی مزمار بالکسر وہ آلہ ہی جس کو بجاتی ہین یعنی بانسلی آپ نی اونکی آواز خوش اور حلاوت نغمہ کی تشبیہ دی صوت مزمار سی گویا اونکی حلق مین مزامیر ہین کہ اوسنی آواز کر رہی ہین آل کا کلمہ زائد ہی خود حضرت داؤد علیہ السلام مراد ہین قرارت کی حسن صوت مین وہ ضرب المثل ہین **ابو عثمان نہدی** کہتی ہین مین نی نہین سنی آواز کسی مہانج کی اور نہ کسی بربط کی اور نہ کسی تانت کی کہ وہ خوشتر ہو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز سی **اَوِّبِی** کے معنی سبحی ہین یہ قول حضرت ابن عباس و مجاہد وغیرہ واحد کا ہی یعنی اللہ پاک نی پہاڑون سی فرمایا کہ تم اوسکے ساتہہ تسبیح کرو **ابو میسرہ** کا یہ زعم ہی کہ اوبی بمعنی سبحی زبان حبشہ مین ہی لیکن اس قول مین نظر ہی کیونکہ تاویب لغت مین بمعنی ترجیع ہی سو پہاڑون کو اور پرندون کو یہ حکم ہوا کہ اپنی آوازون سی اونکی ساتہہ ترجیع کرین **ابو القاسم** عبد الرحمن بن اسحق زجاجی نی اپنی کتاب جمل کی باب ندا مین کہا ہی اسیری معہ باللہار کلہ والتادیب سیر النہار کلہ والسری سیر اللیل کلہ وہذا لفظہ حافظ ابن کثیر فرماتی ہین وہو غریب جدا لم اره لغیرہ یعنی یہ قول نہایت غریب ہی ابو القاسم کے سوا اور کسی کو مین نی نہین دیکہا کہ اوسکا ذکر کیا ہو اگرچہ لفظ کی حیثیت سی لغت مین اوسکی واسطی مساعدت ہی لیکن اس جگہہ آیت کی معنی مین بعید ہی صواب یہ ہی کہ اوبی معہ کی یہ معنی ہین کہ رجعی مسبحہ معہ چنانچہ

اول گذر چکا ہی واللہ اعلم **قولہ تعالی** والنا له الحدید حضرت حسن بصری و قتادہ و اعمش وغیرہم نی کہا ہی کہ اونکو اسکی حاجت نہین ہوتی تھی کہ لوہی کو آگ مین داخل کرین اور نہ اسکی کہ ہتوڑی سے اوسی پیٹین بلکہ وہ تو اوسکو تاگون کی طرح اپنے ہاتھہ سی مُتتے تھی اور اسی لیے اللہ پاک نی یون فرمایا ہی ان اعمل سابغات مراد سابغات سی زرہین ہین **قتادہ** نی کہا کہ پہلے پہل نہین نی کڑیون سی زرہین بنائی ہین انسے پہلے جو تھی سو صفائح تھے یعنے لوہے کے چوڑے چوڑے پتہرا اونکو بدن پر لگالیا کرتے تھی **ابن ابی حاتم** نی ابن شوذب سے روایت کیا ہی کان داؤد علیہ السلام یرفع فی کل یوم درعا یعنی حضرت داؤد علیہ السلام ہر دن مین ایک زرہ بناکر اوٹھالیتے تھی پھر اوسے چھہ ہزار درہم مین بیچتے دو ہزار تو اونکے اور اونکی گہر والون کی واسطی اور چار ہزار درہم کے میدے کی روٹی بنی اسرائیل کو کھلاتی تھے **قولہ تعالی** وقدر فی السرد اس قول مین اللہ پاک نی اپنی نبی داؤد علیہ السلام کو زرہین بنانے کی تعلیم فرمائی ہی **مجاہد** نی اسکی تفسیر مین کہا ہی باریک میخ مت بناکہ وہ مضطرب ہوکر کڑی مین اور نہ اوسکو موٹا بناکہ وہ کڑی کو توڑ ڈالی تو تو اوسکو ایک اندازی سی بنا **حکم** بن عیینہ نے کہا کہ اوسکو موٹا مت بناکہ توڑ ڈالی اور باریک مت کر کہ مضطرب ہو اسی طرح قتادہ وغیرہ واحد سے مروی ہی **علی** بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہی کہ سرد لوہے کی حلقی ہین **بعض** نی کہا کہ درع مسرودہ بولتی ہین جبکہ وہ مسمورۃ الحلق ہو یعنی جس زرہ کی کڑیون مین میخین لگی ہوتی ہین اوسکو درع مسرودہ کہتے ہین شاعر کے قول سی اسپر استشہاد کیا ہی ؎

وعلیہما مسرودتان مضاھما	داؤد او صنع السوابغ تبّع

حافظ ابن عساکر نی ترجمہ حضرت داؤد علیہ السلام مین اسحق بن بشر کے طریق سی ذکر کیا ہی اور اوسمین کلام ہی عن ابی الیاس عن وہب بن منبہ مضمون اوسکا یہ ہی کہ داؤد علیہ السلام صورت بدلکر نکلا کرتی تھی تو اپنا اور اپنی چال چلن کا حال قافلی والون سی پوچھتی سو جس کسی سے پوچھتے تو اونکی عبادت و سیرت و عدل مین وہ اونکی ثنای خیر ہی کرتا تھا وہب کہتے ہین یہانتک کہ اللہ تعالی نی ایک فرشتہ بھیجا صورت مین ایک مرد کی تو وہ داؤد علیہ السلام سی ملا پس جس طرح وہ اور لوگون سی پوچھا کرتے تھی اوسی طرح اوس سی بھی پوچھا تو اوسنی کہا کہ وہ بہترین مرد ہی وہ اسطی اپنی

ؔ ابن کثیر مین یہ شعر اسی طرح فتح القدیر مین اسکو ابو ذویب ہذلی کی طرف منسوب کیا ہی اور شوحطین لکھا ہی وعلیہما مسرودتان قضاہما داؤد او صنع السوابغ تبع ۱۲ منہ

اور اپنی امت کی مگر یہی کہ اوسمین ایک خصلت ہی اگر وہ اوسمین نہوتی تو کامل تہا پوچہا وہ
کیا ہی کہا وہ کہاتا ہی اور اپنی عیال کو کہلاتا ہی مال مسلمین سی یعنی بیت المال سی پس اوسوقت
داؤد علیہ السلام کہڑی ہوئی اپنی رب عزوجل کی طرف دعا کرنی مین اس بات کی کہ کوئی ایسا عمل
اونکی باتہہ سی اونکو سکہائی جس سی وہ مستغنی ہوجائین اور اپنی عیال کو غنی کرین اسپر اللہ عزوجل نے
اونکی واسطی لوہا نرم کردیا اور زرہین بنانا اونکو سکہایا تو اونہون نی زرہ بنائی پہلی پہل نہین
نے اوسکو بنایا پس اللہ پاک نی فرمایا ان اعمل سابغات وقدر فی السرد یعنی اندازی سی بناکر یونکی
میخین کہا وہ زرہ بنایا کرتی تہی پہر جب اونکی بنائی سی ایک زرہ اوتہکر تیار ہوجاتی تو اوسکو بیچتے
پہر اوسکا تہائی حصہ خیرات کرتی اور تہائی مین وہ شی خریدتی جو اونکو اور اونکی عیال کو کفایت
کری اور تہائی رکہہ چہوڑتی کہ اوسکو خیرات کرین دن مین بعوض دن کی یہانتک کہ اوسکی سوا
اور زرہ بنائین اور کہا کہ اللہ تعالی نی داؤد علیہ السلام کو ایک ایسی شی عطا کی تہی کہ اون کے
غیر کو عطا نہین کی حسن صوت سی بی شک جس وقت وہ زبور پڑہتی تہی تو وحشی جانور اونکی طرف
جمع ہوجاتی تہی یہان تک کہ اونکی گردنین پکڑلیجاتین اور وہ نفرت نہین کرتے تہی اور شیاطین
نے جو مزامیر و بربط و صنج بنائی ہین سو اونہین کی اصناف آواز پر بنائی ہین اور شدید الاجتہاد
تہی یعنی عبادت مین بہت سعی کرتے تہی اور جس وقت زبور کو قراءت سی شروع کرتی تو گویا مزامیر
مین پہونک رہی ہین اونکی حلق مین ستر مزمار اونکو عطا کی گئی تہین **قولہ تعالی** واعملوا صالحا
انی بما تعملون بصیر یعنی اللہ تعالی نی جو نعمتین تمکو عطا کی ہین اونمین بہلی کام کرو بیشک
مین تمہارا مراقبہ کرنیوالا ہون تمہاری اعمال و اقوال کو دیکہتا ہون انمین سی مجہپر کوئی شی مخفی
نہین ہی کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہی معنی دیا ہی داؤد کو بسبب اوسکی
انابت کی ہماری طرف سے فضل باقی نبیون پر **اس فضل** مین اختلاف ہی کہ وہ کیا ہی سو کسی
نے تو کہا کہ نبوت ہی کسی نی کہا زبور کسی نی کہا علم کسی نے کہا قوت جس طرح کہ اس آیت مین ہے
واذکر عبدنا داؤد ذا الایدی کسی نی کہا پہاڑون کی تسخیر جسطرح کہ یا جبال اوبی معہ مین ہے
کسی نی کہا تو یہ کسی نی کہا حکم بالعدل جیسا کہ اس آیت مین ہی یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ
فی الارض فاحکم بین الناس بالحق کسی نی کہا لوہی کا نرم کرنا ہی جیسا کہ والنا لہ الحدید

ف اصل لفظ ہی یعنی فہم شان ہی یعنی
الی ان یعمل فہم ہمکو شان ہی داؤد کی
مین کہ اس شان کی اندازی خیرات
قدر کی اس اندازی سی زرہ بنانی جانی
زرہ کی وہ ہی کڑیان کہ کڑیون سی
نکلتی ہین سی سے ہی
خان خیرات سی
واللہ تعالی اعلم
اور یاد کرو ہمارے
داؤد کو ہی
ای داؤد کو ہمنی
من سورۃ سبا ع ۱۲
انصاف سے ۱۲

مین ہی کسی نی کہا حسن صوت ہی **اولی** یہ ہی کہ یون کہا جائی کہ یہ فضل مذکور وہی ہی جس کا
اللہ پاک نی بعد کو ذکر فرمایا ہی اس قول مین **یا جبال اوبی معہ** الی آخر الآیہ یعنی ہمنی کہا ای پہاڑو
تسبیح کرو ساتھہ اوسکی جس طرح کہ اس آیت مین ہی انا سخرنا الجبال معہ یسبحن اوب یعنی
تسبیح ہی حضرت داؤد علیہ السلام جس وقت تسبیح کرتی تو پہاڑ اونکے ساتھہ تسبیح کرتی تہی پہاڑون کی
تسبیح کی یہ معنی ہین کہ اللہ تعالی اونکو اسپر قادر کر دیتا تہا یا اونمین تسبیح پیدا کر دیتا تہا واسطی معجزہ
داؤد علیہ السلام کی **جمہور** نی اوبی کو بفتح ہمزہ و تشدید واو بصیغہ امر پڑہا ہی تاوب سی جس کی معنی
ترجیع کی ہین یا تسبیح کے یا سیر کل نہار کے یا نوح کی حضرت **ابن عباس** وحسن وقتادہ وابن
ابی اسحق نی اوبی پڑہا بضم ہمزہ بصیغہ امر آب یؤب اذا رجع سی یعنی رجوع کرو تم ساتھہ اوسکی **جمہور**
نے **والطیر** کو منصوب پڑہا ہی فضلا پر عطف کیا ہی یا بین معنی وسخرنا له الطیر اسلیی کہ اللہ تعالی کا
داؤد علیہ السلام کو طیور دینا تسخیر طیور کی ہی واسطی اونکی یا معطوف ہے یا جبال کی محل پر کیونکہ وہ
تقدیرا منصوب ہی اس لیی کہ معنی یہ ہین نا دنیا الجبال والطیر **سیبویہ** وابو عمرو بن العلاء نی کہا کہ
نصب اسکا فعل مضمر سی ہی یا بین معنی وسخرنا له الطیر **زجاج** ونحاس نی کہا یہ بہی جائز ہی کہ مفعول معہ
ہو جیسی یہ مثال ہی استوی الماء والخشبة یعنی برابر ہوا پانی ساتھہ لکڑی کی **کسائی** نی کہا فضلا
پر معطوف ہی لیکن بر تقدیر مضاف محذوف یعنی آتیناہ فضلا وتسبیح الطیر **سلمی** واعرج و
یعقوب وابو نوفل وابن ابی اسحق نی اور نصر نی عاصم سی اور ابن ہرمز وسلمة بن عبد الملک نی برفع
پڑہا ہی لفظ جبال پر عطف کیا ہی یا اوبی کی ضمیر مستتر پر اسلیی کہ معطوف ومعطوف علیہ کی درمیان
فصل واقع ہو گئی ہی علامہ نسفی فرماتی ہین کہ اس نظم مین جو فخامت ہی وہ مخفی نہین ہی اس جہت سے
کہ جبال کو بمنزلہ عقلا ٹہیرایا کہ جب اونکو طاعت کا امر فرمائی تو اطاعت کرین اور جسوقت اونکو پکاری
تو جواب دین منظور اس سی اس بات پر آگاہ کرنا ہی کہ جو حیوان وجماد ہی اللہ پاک ہی کی مشیت کا
منقاد ومطیع ہی اگر یون فرماتا کہ آتینا داؤد منا فضلا تاوبی الجبال معه والطیر اوسمین یہ فخامت نہوتی
وألنا له الحدید معطوف ہی آتیناہ پر یعنی اور نرم کر دیا ہمنی واسطی اونکی لوہا تا کہ جو چاہی اوس
سی بنائی حضرت **حسن** نی فرمایا مثل موم کی بناتی اوسکو بدون آگ کی **سدی** نی کہا کہ لوہا اونکی
ہاتھہ مین مثل گیلی مٹی کی اور موم کی اور آٹی کی تہا تصرف کرتی اوسکو جس طرح چاہتی بدون آگ کی اور بغیر

سلمہ ہمنی ابن سلیمان بن عبد الملک ۱۲
سلمہ ابن ابی مسلمہ بن عبد الملک بن
مروان الاموی ابو سعید الامیر
اخو الخلفاء وقائد ابو یعش
ذو المواقف المشہورة من
عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ
قال خلیفات ستة ہی ۱۲
قول مبسوط عن سلمات
شیخ کبیر من اہل زوزہ روم من
ہا بیکا حال ہی ہی حضرت اسلام
سی کہا ہی اوس سی شرک معلوم
سلہ اللہ تعالی کی شرک وقت مین
ہی جس جیسا ہی ۱۲ منہ

مارنی کی ہتوڑی سی مقائل نی بہی اسی طرح کہا ہی اور دن کی بعض مین یعنی ایک حصی مین زرہ
کی بنانی سی فارغ ہو جاتی تہی ان اعمل سابغات کلہ ان یا تو مصدریہ ہی بنا بر حذف حرف جر
ای بان اعمل یا مفسرہ ہی واسطی النا کی قالہ الحوفی اسمین نظر ہی کیونکہ ان تفسیر کا نہین ہوتا ہی مگر بعد
قول کی یا معنی قول کی بعض نی اسمین ایک فعل مقدر نکالا ہی جسمین قول کی معنی ہین کہا تقدیر یہ ہی امرناہ
ان اعمل حالانکہ کوئی ضرورت اسکی طرف داعی نہین ہی سابغات صفت ہی موصوف مقدر کی یعنی
دروعا سابغات سوابغ بمعنی کوامل وواسعات ہی سبغ الدرع والثوب وغیرہما جب بولتی ہین
کہ زرہ اور کپڑا وغیرہ ڈہانک لی ہر اوس شی کو جو آدمی پر ہی اور اوس سی کچہہ فضلہ بچ رہی وقد سرد
فی السرد سرد کہتی ہین زرہون کی بنے کو اور سرد و زرد بولتی ہین جسطرح کہ سراد و زراد زرہ کے
بنانیوالی کو کہتی ہین سرد بمعنی خرز بہی آتا ہی خرز کہتی ہین موزی کی درز سینے کو محاوری مین بولتی ہین
سرد لیس راد اخرز اسی باب سی سرد الکلام ہی اذا جاء بہ متوالیا یعنی جسوقت کوئی شخص اس طور پر
باتین کرتا ہی کہ ایک کو دوسری کی بعد بتوالی وتتابع لاتا ہی تو اوسوقت کہتی ہین سرد الکلام اسی معنی
سی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث شریف ہی کہ لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسرد الحدیث
کسردکم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرد نہین کرتی تہی بات کو مثل تمہاری سرد کی باین طور کہ
بعض بات کو بعض کی بعد بتوالی وتتابع ذکر کرین کہ بات ملتبس ہو جاوی سامع کو شبہہ پڑی بلکہ آپ فصل
فرماتی تہی جدا جدا باتین کرتی باین طور کہ اگر سامع اونکا شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا **سیبویہ** نی کہا کہ اسی
معنی سی سرید یعنی جری ہی سرد و روع کی معنی ہین اونکا محکم ومضبوط بنانا اور یہ کہ اونکی کڑیان پی در پی
ہون مختلف نہون پرونا اونکا یکی بعد دیگری ہو اسی باب سی لبید کا قول ہی ؎

سرد الدروع مضاعفا اسداده	لینال طول العیش غیر مروم		

قتادہ نی کہا کہ داؤد علیہ السلام سی قبل زرہین ہلکی تہین سو اسی لیی خود اونکو تقدیر کا حکم کیا گیا اوس
شی مین جو جامع ہو خفت وحصانت کی یعنی اندازہ کر اوس شی کا کہ لیوی تو ان دونون معنون سی حصہ
اوسکا پس حصانت ہی کا قصد مت کر کہ وہ بہاری کر دی اور نہ خفت ہی کا کہ وہ بچاؤ اور روک کو
زائل کر دی غرض یہ کہ ایسی اندازہ سی بنا کہ مضبوط بہی ہو اور ہلکی بہی کہ اوسکا پہننے والا خوب کر و فر کر سکی
اور تلوار کی ضرب اور تیر کی مار سی بچی **ابن زید** نی کہا کہ جس تقدیر کا اونکو حکم ہوا وہ کڑی کی اندازی مین ہے

یعنی کڑی کو چھوٹی مت بنا کہ کمزور ہو اور زرہ دفع کرنی پر قوی نہو اور نہ اوسکو بڑا بنا کہ پہننے والی پر بھاری ہو **کسی** نے کہا کہ تقدیر میخ مین ہی یعنی زرہ کی میخ کو باریک مت کر کہ مضطرب ہو اور نہ موٹی کہ کڑیون کو توڑ ڈالی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تقدیر لوہی کی کڑیون مین ہی دوسرا لفظ اوسکا یہ ہی کہ باریک نکری تو میخون کو اور وسیع کری کڑیون کو کہ اونکو نرم اور ڈھیلا کردی اور موٹا نہ کری تو میخونکو اور تنگ کری کڑیون کو کہ وہ توڑ ڈالین اور بنا اوسکو ایک اندازی سی یعنی میخین نہ تو ایسی ہوئی بنا کہ کڑیون کو توڑ ڈالین اور نہ ایسی باریک کہ کڑیون مین حرکت کرین کسی نے کہا کہ ہر کڑی کو دوسری کڑی کی برابر بنا مع اسکی کہ وہ تنگ ہو تا کہ تیر اوس سی نفوذ نکری اور وہ کڑی اپنے موٹاپے مین ایسی ہونی چاہیے کہ نہ تو اوسکو تلوار کاٹی اور نہ زرہ پہننے والی پر بھاری ہو کہ اوسکو سکی تصرف و سرعت انتقال سی روکی کروفر مین اور طعن و ضرب مین خشکی و تری و سردی و گرمی مین **ظاہر** یہ ہی جیسا کہ **بقاعی** نے کہا ہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہون کی کڑیون مین میخین نہ تہین کیونکہ سبب نرم کرنے لوہے کی میخون کی کچھ حاجت نہ تہی ورنہ اونمین اور اونکی غیر مین کچھ فرق نہوتا اور نہ نرم کرنیکا کوئی بڑا فائدہ ہوتا بعض لوگ جنہون نے اوس زرہ کو دیکھا ہی جو داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب ہی تو اونہون نے یہ خبر دی کہ وہ بی میخون کی تہی **امام رازی** فرماتے ہین معنی یہ ہین کہ تمکو اسکا امر ایجابی نہین کیا گیا ہی یہ تو صرف ایک اکتساب ہی اور کسب بقدر حاجت ہوتا ہی اور باقی دن اور راتین واسطی عبادت کی ہین سو تو اس کام مین اندازہ کر اور اپنی ساری اوقات مین کسب کے ساتھہ مشغول مت ہو بلکہ اوسمین قوت حاصل کر لی پس بس کند ذکر الخطیب **پھر** اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اور اونکی گھر والون کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا **واعملوا صالحا** یعنی اور کرو عمل صالح جس طرح کہ اس آیت مین فرمایا ہی **اعملوا آل داؤد شکرا** پھر اس امر کی یہ علت ذکر فرمائی **انی بما تعملون بصیر** یعنی تمہاری کام سی کوئی شی مجہ پر مخفی نہین ہی تو مین تمکو اوسکا بدلا دونگا

کام کرو داؤد کے گھر والو حق مان کر ۱۲

ولسلیمان الریح غدوها شهر ورواحها شهر واسلنا له عین القطر ومن الجن من یعمل بین یدیه باذن ربه ومن یزغ منهم عن امرنا نذقه من عذاب السعیر یعملون له ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور رسیت اعملوا آل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور اور سلیمان کے آگے باد صبح کی

منزل اوسکی ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینا اور رہا دیا ہنی اوسکی واسطی چشمہ پگھلی
تانبے کا اور جنون مین سی کتنے لوگ جو محنت کرتی تہی اوسکی سامنی اوسکی رب کی حکم سی اور جو کوئی پھرے
اونمین ہمارے حکم سی چکہاوین ہم اوسکو آگ کی مار بناتی اوسکی واسطی جو چاہتا قلعے اور تصویرین
اور لگن جیسے تالاب اور دیگین چولہون پر جمین کام کرو داؤد کی گہر والو حق مانکر اور تہوڑی ہین میرے
بندونمین حق ماننے والی **ف** حضرت سلیمان کا تخت تہا جسپر سب لشکر چلتا باؤ اوسکو لیچلتی شام سی
یمن اور یمن سی شام اوسی دن مین لیپہنچتی اور پگہلے تانبے کا چشمہ اللہ نی نکالدیا یمن کی طرف اوسکو
سایخون مین ڈہالکر جن باسن بناتی بہت بڑی لشکر کی موافق اونمین کہانا پکتا اور بٹتا انتہی **ف**
اللہ پاک نی حضرت داود علیہ السلام پر جو انعام کیا تہا جب اوسکا ذکر کرچکا تو جو انعام اونکی فرزند ارجمند
حضرت سلیمان علیہ السلام پر کیا اوسکا ذکر فرمایا وہ یہ ہی کہ ہوا اونکی حکم مین کردی وہ اونکی بساط کو
لادلیتی اوسکی صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینا حضرت **حسن** بصری نے
فرمایا کہ وہ صبح کو اپنی بساط پر دمشق سی چلتی تو اصطخر مین اوترتی اوسمین صبح کا کہانا کہاتی اور شام کو اصطخر
سے چلتی تو کابل مین رات بسر کرتی تہی درمیان دمشق و اصطخر کی پوری ایک ماہ کی راہ ہی واسطی جلد
چلنی والی کے اور درمیان اصطخر و کابل کی کامل ایک ماہ کی راہ ہی واسطی تیز چلنے والی کی **حضرت**
ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و عطای خراسانی و قتادہ و سدی و مالک عن زید بن اسلم و عبدالرحمن بن
زید بن اسلم وغیرواحد نی کہا کہ قطر نحاس ہی یعنی تانبی کو قطر کہتی ہین **قتادہ** نی کہا کہ وہ تانبے کا چشمہ
یمن مین تہا پس ہر وہ شی جسکو لوگ بناتی ہین اوس شی سی ہی جسکو اللہ تعالی نی واسطی سلیمان علیہ السلام
کے نکالا تہا **سدی** نی کہا کہ صرف تین دن اونکی واسطی بہایا گیا تہا قولہ تعالی **ومن الجن**
من یعمل الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ ہمنی اوسکی واسطی جن مسخر کردی تہی وہ اوسکی آگی کام کرتی تہی حکم سی
اوسکی رب کے یعنی دیگین بناتی تہی اور مکانات وغیرہ جو کچہہ وہ چاہتے تہے اونکی واسطی بناتی تہی اللہ پاک
نے اپنی مشیت سی جنون کو اونکا فرمانبردار کردیا تہا **من یزغ منھم عن امرنا** کی یہ معنی ہین
کہ جو کوئی جنون مین کا عدول و خروج کری طاعت سی تو چکہائین ہم اوسکو عذاب سعیر سے سعیر
بمعنی حریق ہی یعنی جلن کا عذاب **ابن ابی حاتم** نی اس جگہہ ایک حدیث غریب ابو ثعلبہ خشنی
رضی اللہ عنہ سی ذکر کی ہی وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا کہ جن تین صنف پر ہین

ایک صنف کی تو بر ہین ہوا مین اوڑتی ہین اور ایک صنف سانپ اور کتے ہین اور ایک صنف نزول کرتی ہین اور کوچ کرتی ہین اس حدیث کا رفع نہایت غریب ہے **دوسرا لفظ** ابن ابی حاتم کا ابن انعم سے یہ ہے کہ تین صنف ہین ایک صنف کی واسطی ثواب ہی اور اونپر عقاب ہی اور ایک صنف اوڑنیوالی ہین درمیان آسمان وزمین کی اور ایک صنف سانپ اور کتی ہین بکیر بن مضر راوی نی کہا اور مین نہین جانتا ہون مگر یہ کہ محمد بن بحیر نے کہا کہ ابن انعم نی مجھی یہ حدیث کی کہ انس تین قسم ہین ایک صنف ہی کہ اللہ اونکو سایہ دیگا اپنے عرش کی سایہ مین روز قیامت کو اور ایک صنف مثل چوپایون کی ہی بلکہ وہ زیادہ تر گمراہ ہین از روی راہ کی اور ایک صنف آدمیونکی صورتون مین ہی شیطانونکی دلون پر **تیسرا لفظ** ابن ابی حاتم کا حضرت حسن سی یہ ہی کہ جن اولاد ابلیس کی ہین اور انس آدم کی اولاد ہین اور انمین سی مومن ہین اور اونمین سی مومن ہین اور وہ ثواب وعقاب مین اونکی شریک ہین اور جو کوئی انمین سی اور اونمین سی مومن ہی تو وہ اللہ تعالی کا ولی ہی اور جو کوئی انمین سی اور اونمین سی کافر ہی تو وہ شیطان ہی **قولہ تعالی** یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل محاریب تو بنای حسن ہی مکان مین جو جگہ شریف تر وصدر ہوتی ہی اوسکو محراب کہتی ہین **مجاہد** نی کہا کہ محاریب بنیان ہین دون قصور **ضحاک** نی کہا کہ مساجد ہین **قتادہ** نی کہا کہ قصور ومساجد ہین **ابن زید** نی کہا مساکن ہین **رہی تماثیل** سو علیہ عوفی وضحاک وسدی نی کہا کہ صورین ہین **مجاہد** نی کہا کہ وہ تانبی کی صورتین تہین **قتادہ** نی کہا کہ مٹی کی اور شیشے کی **قولہ تعالی** وجفان کالجواب وقدور راسیات **جواب** جمع ہی جابیہ کی جابیہ کی وہ حوض ہی جسمین پانی جمع کیا جاتا ہی جیسا کہ اعشی میمون بن قیس نی کہا ہی ؎

ترو ح علی ال المحلق جفنة	کجابیة الشیخ العراقی تفھق

علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سی یہ ہی کہ کالجوبۃ من الارض عوفی کا لفظ اون سی کالحیاض ہی اسی طرح مجاہد وحسن وقتادہ وضحاک وغیرہم نی کہا ہی **قدور راسیات** سے مراد بڑی بڑی دیگین ہین کہ ماری بڑائی کی اپنی جگہ مین جمی ہوئی ہین وہانسی ہلتی ڈلتی نہین ہین مجاہد وضحاک وغیرہانی بھی اسی طرح کہا ہی **عکرمہ** نی کہا کہ اثافیہا منہا یعنی اون دیگون کا چولہا اونہین مین سے ہی غرض یہ ہی کہ چولہی سمیت بنائی گئی ہین اونکی اوٹھانی دہرنیکی کچھ ضرورت نہین **قولہ تعالی**

اعملوا ال داود شکرا یعنی ہمنی کہا داود کی گہر والون سی کہ کام کرو حق مانکر یعنی اوس نعمت کا شکر ادا کرو جسکا تمپر انعام کیا ہی دین و دنیا مین شکرا مصدر ہی غیر فعل سی یا مفعول لہ ہی بنا بر دونون تقدیرونکی اسمین دلالت ہی اس بات پر کہ شکر فعل کی ساتھہ ہوتا ہی جس طرح کہ قول و نیت کے ساتھہ ہوتا ہی جیسا کہ شاعر نی کہا ہی ؎

افادتکم النعماء منی ثلثۃ		یدی ولسانی والضمیر المحجبا	

یعنی تم نی جو مجھکو نعمت دی سو تمہاری نعمت نی میری طرف سی تمکو تین چیزون کا فائدہ دیا میرا ہاتھہ اور میری زبان اور میرا دل جو مستور ہی مطلب یہ ہی کہ یہ تینون چیزین تمہاری نعمت کی شکر مین مصروف ہین ہاتھہ کا شکر منعم کی خدمت کرنا زبان کا شکر اوسکی مدح و تعریف و نعمت کا ذکر کرنا دل کا شکر یہ کہ دل مین اوسکی نعمت کو ماننا دل و زبان سی اوسکو دعا دینا **ابو عبد الرحمن سلمی** نی کہا کہ نماز شکر ہی روزہ شکر ہی اور ہر خیر جسکو تو اللہ عز و جل کی واسطی کرتا ہی شکر ہی اور افضل شکر حمد ہی ابن جریر نے اسکو روایت کیا ہی **ابن** جریر و **ابن** ابی حاتم نے محمد بن کعب قرظی سی روایت کیا ہی کہ شکر اللہ تعالی کا تقوی ہی اور عمل صالح ہی اور یہ اوس شخص کی واسطی کہا جاتا ہی جو کہ متلبس بفعل ہی حضرت داود علیہ السلام کی گہر والی اسی طرح کے تھی کہ قولا و فعلا اللہ پاک کی شکر کے ساتھہ قیام کرتی تھی **ابن** ابی حاتم نی ثابت بنانی سی روایت کیا ہی کہ حضرت داود علیہ السلام نی اپنی اہل و اولاد اور بیٹیون پر نماز تقسیم کردی تھی سو رات اور دن مین سی کوئی گہڑی اونپر نہین آتی تھی مگر حال یہ ہی کہ اونکی گہر والونمین سی آدمی کہڑا ہوا نماز پڑہتا ہوتا تھا پس اس آیت نی اونکو ڈہانک لیا تھا **صحیحین** مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی مروی ہی کہ آپنی فرمایا محبوب تر نماز اللہ تعالی کو نماز داؤد کی ہی آدہی رات سوتی تھی اور تہائی رات نماز پڑہتے تھی اور چہٹا حصہ رات کا سوتی تھی اور محبوب تر روزہ اللہ تعالی کو روزہ داؤد کا ہی ایک دن روزہ رکہتی اور ایک دن افطار کرتی اور بہاگتی نہ تھی جبکہ ملاقات کرتی یعنی دشمن سی **ابو عبد اللہ ابن ماجہ** نی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نی فرمایا ہی کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی والدہ نی اونسی کہا ای میری بیٹی تو رات کو بہت مت سویا کر پس بیشک رات کو نیند کی کثرت چہوڑیگی مرد کو فقیر قیامت کی دن **ابن ابی حاتم** نی حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام سی اس جگہہ ایک اثر نہایت

غریب ومطول ذکر کیا ہی اور نیز حضرت فضیل رضی اللہ عنہ سی اس آیت کی تفسیر مین روایت
کیا ہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نی عرض کیا یارب مین کیونکر تیرا شکر کرون حالانکہ شکر تو ایک نعمت
ہی تیری طرف سی تو اللہ تعالی نی فرمایا اب تو نی میرا شکر کیا جبکہ تو نی یہ جان لیا کہ نعمت میری طرف
سے ہی وقولہ تعالی وقلیل من عبادی الشکور یہ اخبار ہی واقع سی یعنی نفس الامر مین
اسی طرح ہی کہ حق ماننی والی بندی کم ہین کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع اتقان
یہ ہی کہ جمہور نی الریح کو بنصب پڑہا ہی بین تقدیر وسخرنا لسلیمان الریح جیسا کہ زجاج نی کہا ہی
یعنی مسخر کردی ہمنی واسطی سلیمان کی ہوا ابوبکر کی روایت مین عاصم سی برفع ہی بنا بر ابتداو خبر
بین تقدیر ولسلیمان الریح ثابتۃ اومسخرۃ یعنی ہوا ثابت ہی یا مسخر ہی واسطی سلیمان کی جمہور نے
الریح بافراد پڑہا ہی اور حضرت حسن وابوحیوہ وخالد بن الیاس نی الریاح بجمع غدو ہا شہر و
رواحہا شہر یعنی چلنا اوسکا غدوہ سی بین معنی کہ صباح سی زوال تک یعنی چلنا اوسکا اول
دن سی زوال تک ایک ماہ کی راہ ہی اور چلنا اوسکا زوال سی غروب تک ایک ماہ ہی یہ جملہ مستانفہ
ہے منظور اس سی بیان کرنا تسخیر ریح ہی یا حالیہ ہی ریح سے معنی یہ ہین کہ ایک دن مین دو ماہ
کی راہ چلتی تہی حضرت حسن نی فرمایا کہ صبح کو چلتے دمشق مین تو اصطخر مین قیلولہ کرتے درمیان
دونونکی ایک ماہ کی راہ ہی واسطی تیز چلنی والی کے پہر بعد زوال کے چلتی اصطخر سی تو رات بسر کرتی
کابل مین یا بابل مین درمیان اونکی ایک ماہ کی راہ ہی کسی نی کہا کہ ری مین صبح کا کہانا کہاتی اور
شام کا سمرقند مین واسلنا لہ عین القطر یعنی پگہلا دیا ہمنی واسطی اوسکی چشمہ پگہلی ہوئے تانبے کا
واحدی کہتی ہین مفسرون نی کہا ہی کہ بہایا گیا واسطی اونکی عین الصفر تین دن مع اونکی راتون کے
مثل بہتی پانی کی اور وہ زمین یمن مین تہا آج کی دن جو لوگ بناتی ہین سو وہ اوسی سی ہے جو
سلیمان علیہ السلام کو عطا ہوا تہا اور اگر وہ نہوتا تو تانبا ہرگز نرم نہین ہوتا کیونکہ حضرت سلیمان
سی پہلی وہ ہرگز نرم نہین ہوتا تہا نہ تو آگ سی نہ غیر آگ سی معنی یہ ہین کہ بہا دیا ہمنی اوسکی واسطی چشمہ
تانبی کا جسطرح کہ نرم کردیا ہمنے لوہا واسطی داؤد کی قتادہ نی کہا کہ بہا دیا اللہ نی واسطی اوس کے
ایک چشمہ کہ استعمال کری اوسکا جس شی مین چاہی حضرت ابن عباس نی فرمایا کہ قطر نحاس ہے
قادر نہین ہوا اوسپر کوئی بعد سلیمان علیہ السلام کی اور لوگ جو اونکی بعد عمل کرتی ہین سو وہ اوسی مین سے

لہ صفۃ بالمصدر والمراد بہ الکثرۃ ای کثیرۃ مثل عین الصفر ای نحاس کثیر
سمی بہ لانہ یسیل کالماء ای لانہ یشبہ الماء فی السیلان

جو سلیمان علیہ السلام کو عطا کیا گیا **مجاہد** نی کہا کہ **قطر** صفر ہے **قرطبی** نی کہا ظاہر یہ ہی کہ اللہ
تعالی نی نحاس کو اوسکی معدن مین ایک چشمہ بہتا ہوا کر دیا مثل پانی کی چشمون کی واسطی دلالت
کی اونکی نبوت پر بیضاوی مین ہی کہ بہایا اوسکو اللہ نی اوسکی معدن سی کہ اوبلتا ہی اوس سے مثل
اوبلنی پانی کی چشمی سی اور اسی لیی اوسکا نام چشمہ رکھا اور وہ یمن مین تہا ابو السعود مین ہی کسی نی کہا
کہ تین دن ایک بار بہایا گیا کسی نی کہا کہ ہر مہینی مین تین دن بہا کرتا تہا علامہ نسفی نے کہا
کہ عین القطر سی مراد معدن نحاس ہی پس قطر نحاس ہی اور وہ صفر ہی لیکن اوسکو بہا دیا مہینی
مین تین دن بہا کرتا تہا جس طرح کہ پانی بہتا ہی حضرت سلیمان سے پہلے وہ پگہلتا نہ تہا اور اوسکا
نام عین القطر رکہا باسم ما آل الیہ کی **ومن الجن** خبر مقدم ہی اور **من یعمل بین یدیہ** مبتدا
موخر ہی یا من یعمل محل نصب مین ہی مفعول بہ ہی فعل مقدر کا ای وسخر لہ من یعمل اور من الجن اسی
مقدر سی متعلق ہی یا حال و بیان ہی **باذن ربہ** اذن مصدر مضاف ہی طرف فاعل کی اور جار
و مجرور ملکر محل نصب مین ہی بنا بر حال ای مسخرا او مسیرا بامر ربہ **قولہ تعالی** ومن یزغ منھم
عن امرنا الآیہ کا یہ مطلب ہی جو کوئی جنون مین کا عدول کری ہماری حکم سی جسکا ہمنی اوسکو ام
کیا ہی تو چکہائین ہم اوسکو عذاب سعیر وہ حکم یہ ہی کہ سلیمان علیہ السلام کی اطاعت کرین **اکثر** مفسرین
نی کہا ہی کہ یہ عذاب آخرت مین ہی کسی نی کہا کہ دنیا مین **سدی** نی کہا کہ اللہ پاک نی جنون پر ایک
فرشتہ تعین کیا تہا اوسکی ہاتہ مین آگ کا کوڑا پس جسنی سلیمان علیہ السلام کے حکم سی عدول کیا تو اوسنی
اوسکو اوس کوڑی سی ایک ایسی ضرب لگائی کہ اوسکو جلا ڈالا **پہر** جن جو چیزین سلیمان علیہ السلام کے
واسطی بناتی تہی اللہ پاک نی اونکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا یعملون لہ ما یشاء الآیہ حرف من
بیانیہ ہی اور محاریب لغت مین ہر موضع مرتفع ہی مراد محاریب سی ابنیۂ رفیعہ و قصور عالیہ و مجالس
شریفہ جو کہ ابتذال سی مصون و محفوظ ہین اور مساکن و مکانات **مبرد** نی کہا محراب نہین ہوتی ہی
مگر یہ کہ اوسکی طرف زینی سی چڑہا جاتی ہی معنی سی وہ جگہ ہی جسمین نماز پڑہی جاتی ہی اوسکو محراب
کہتی ہین کیونکہ وہ مرفوع و معظم کی جاتی ہی **ابو عبیدہ** نی کہا کہ محراب اشرف بیوت دار ہی **ضحاک** و
قتادہ نی کہا مراد اس جگہ مساجد ہین اور جو اونکی واسطی بنائی تہین اونمین سی بیت المقدس ہے
تماثیل جمع ہی تمثال کی تمثال ہر وہ شی ہی جسکو تو مانند کری ساتہ کسی شی کی یعنی تو اوس کو

مصور کری اوسکی صورت کی ساتھہ تانبی کی ہو یا شیشے کی یا رنگ تیہر کی یا کسی اور کی کہا ہی کہ
یہ تماثیل انبیاء و ملائکہ و علماء و صلحا کی صورتین تہین مسجد و نمین اونکی صورتین بنایا کرتی تہی تاکہ
لوگ اونکو دیکہین تو عبادت و اجتہاد زیادہ کرین حدیث شریف مین ہی کہ وہ لوگ جسوقت اونمین
مرد صالح مرجاتا تو اوسکی قبر پر مسجد بناتی تہی اور اوسمین وہ صورت بناتی تاکہ لوگ اوسکی عبادت کو یاد
کرین تو عبادت مین اجتہاد و کوشش کرین کسی نی کہا کہ وہ تماثیل اون چیزونکی تہین جو کہ حیوان سے
نہین ہین کسی نی کہا کہ درندون پرندونکی صورتین تہین اس سی استدلال کیا ہی اس بات پر کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام کی شرع مین تصویر مباح تہی اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شرع
شریف سی وہ منسوخ ہوگئی حضرت ابن عباس سی مروی ہی کہ حضرت سلیمان نی تانبی کی تماثیل بنائین
پہر عرض کیا یارب تو اونمین روح پہونکدی کیونکہ وہ قوی ترہین خدمت پر تو اللہ پاک نی اونمین روح
پہونک دی پس وہ اونکی خدمت کیا کرتی تہین اسفند یار اونکی بقایا مین سی تہا اسپر حضرت داؤد
و حضرت سلیمان علیہما السلام سی یہ کہا گیا اعملوا آل داؤد الآیہ **جفان** جمع ہی جفنۃ کی جفنہ
کہتی ہین قصعۂ کبیرہ کو یعنی بڑا پیالہ **جواب** جمع ہی جابیہ کی جابیہ ایک گڑہا جہوٹا سا ہی مثل حوض
کے کسی نے کہا بڑا حوض ہی جو کہ پانی کو جمع کرتا ہی **واحدی** کہتی ہین مفسرین نی کہا ہی یعنی
پیالی بڑائی مین مثل حوضون اونٹون کی ایک پیالی پر ہزار مرد جمع ہوتی تہی اوس اسی کہاتی تہے
نحاس نی کہا اولیٰ اثبات حرف یا کا ہی کا لجوابی مین اور جسنی یا کو حذف کیا تو اوسنی کہا کہ طرح
الف و لام کا یہ ہی کہ نکرہ پر داخل ہوتا ہی تو اوسکو اوسکی حال سی متغیر نہین کرتا ہی پہر جب جواب
کہا جاتا تہا اور الف و لام اوسپر داخل ہوا تو اپنی حال پر برقرار رکہا گیا پس اس شخص نے یا کو حذف
کیا ہی **کسائی** نی کہا محاوری مین بولتی ہین جبیت الماء و جبوتہ فی الحوض یعنی مین نی حوض مین
پانی جمع کیا جابیہ وہ حوض ہی جسمین اونٹون کی واسطی پانی جمع کیا جاتا ہی **نحاس** نی کہا جابیہ
بڑی دیگ ہی اور حوض عظیم و کبیر جسمین شی جمع کیجاتی ہی اسی معنی سی جبیت الخراج ہی یعنی مین نے
خراج جمع کیا و جبیت الجراد فی الکساء یعنی مین نی چادر یا کملی مین ٹڈیان جمع کین **قدور راسیات**
قتادہ نی کہا تانبی کی دیگین ہین جو فارس مین ہوتی ہین **ضحاک** نی کہا وہ دیگین ہین جو
سخت پہاڑون سی تراشی جاتی ہین شیاطین نی اونکی واسطی بنائی تہین راسیات کی یہ معنی ہین کہ

کہ جمی ہوئی ہین نہ اوٹھائی جاتی ہین نہ حرکت کرتی ہین ہاری اپنی بڑائی کی سیر یہان لگاکر اونکی طرف
چڑہا جاتا ہی اور وہ یہن ہین نہین کسی نی کہا کہ وہ ابتک وہان باقی ہین **پہر اللہ پاک** نی حضرت
سلیمان کو اور اونکی گہر والون کو علی العموم عمل صالح کا امر کیا پس ارشاد فرمایا اعملوا ال داؤد شکرًا
یعنی ہمنی اونسی کہا ای آل داؤد عمل کرو ساتہہ طاعت اللہ کے واسطی اوس کی شکر کی اوس نعمت پر
جو تمکو عطا کی یا شکرا صفت ہی مصدر محذوف کی ای اعملوا عملا شکرا یا مفعول لہ ہی ای اعملوا للشکر یا حال ہے
ای شاکرین یا مفعول بہ ہی طاعت کا نام شکر اسلیی کہا کہ طاعت منجملہ انواع شکر ہی یا منصوب ہی بنا بر
مصدریت فعل اوسکی جنس سی مقدر ہی ای اشکروا شکرا **پہر** جب اونکو شکر کا امر کرچکا تو بعد اوسکی یہ
بیان کیا کہ اوسکی بندونمین سی اوسکا شکر کرنیوالی بہت نہین ہین پس فرمایا وقلیل من عبادی الشکور
یعنی میری طاعت کی ساتہہ عمل کرنیوالی میری نعمت کا شکر کرنیوالی کم ہین حضرت ابن عباس نی فرمایا قلیل ہے
میری موحد بندونسی توحید اونکی شکور وہ ہی جو توفیق کرنیوالا ہی ادای شکر پر صرف کرنیوالا ہی اپنی
طاقت کو اوسمین جسنی از روی اعتقاد و اعتراف و اقرار و کد و سعی کی اپنی دل و زبان و اعضا کو اوسمین
مشغول کر رکہا ہی حضرت ابن عباس سی یہ بہی مروی ہی کہ شکور وہ ہی جو اپنی ساری احوال پر شکر کرتا ہے
کسی نی کہا وہ ہی جو شکر پر شکر کرتا ہی اور وہ ہی جو شکر سی اپنا عجز دیکہتا ہی من عبادی صفت ہی قلیل
کی صفت و موصوف ملکر خبر مقدم ہی اور الشکور مبتدای موخر فلما قضینا علیہ الموت ما دلھم
علی موتہ الا دابۃ الارض تاکل منسأتہ ۚ فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا
یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المھین ۝ پہر جب تقدیر کی ہمنی اوسپر موت نہ جتایا
اونکو اوسکا مرنا مگر کیڑی نی گہن کی کہاتا رہا اوسکا عصا پہر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنون نی کہ اگر خبر
رکہتی ہوتی غیب کی نہ رہتی ذلت کی تکلیف مین **ف** حضرت سلیمان جنون کی ہاتہہ سی مسجد بیت المقدس
بنواتی تہی جب معلوم کیا کہ میری موت آپونہچی جنات کو مسجد کا نقشہ بناکر آپ شیشی کے مکان مین در
بند کر کر بندگی مین مشغول ہوئی بعد وفات کی برس دن تک جن بنائی گئی کہ پوری بن چکی جس عصا پر
ٹیک کر گہڑی تہی گہن کی کہانی سی گرتب سب پر وفات معلوم ہوئی اور جن جو آدمیون پاس دعوی کرتی
تہی علم غیب کا قائل ہوئی انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتی ہین کہ اللہ پاک حضرت سلیمان علیہ السلام کی
موت کی کیفیت ذکر فرماتا ہی اور کس طرح اونکی موت کو جنون پر مستور و مبہم رکہا کون جن جو کہ محنت و مشقت

کی کا مومنین اونکی واسطی مسخر کیگئی تھی کیونکہ وہ اپنی عصا پر تکیہ لگائی بیٹھی رہی منسأتہ سی مراد اونکا عصا ہی
جیسا کہ حضرت ابن عباس و مجاہد و حسن و قتادہ وغیرہ احدنی کہا ہی ایک مدت دراز سال بہر کی قریب
اوسی عصا پر ٹیک لگائی کھڑی رہی پھر جب دابۃ الارض اوسکو کہا چکا اور وہ ارضہ ہی یعنی کرمچوب خوار
تو وہ ضعیف ہو گیا زمین کی طرف گر پڑا اور معلوم ہوا کہ وہ تو ایک مدت دراز اس سی پہلے مر چکے تھی جنون
نے اور آدمیون نی بھی یہ بات جان کی کہ جن علم غیب نہین جانتی ہین جسطرح کہ وہ وہم کرتی اور لوگونکو
اسکا وہم ڈالتی تھی یہ بات ایک حدیث مرفوع غریب مین وارد ہوئی ہی اور اوسکی صحت مین نظر ہی ابن جریر
نی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہی کہ نبی اللہ سلیمان علیہ السلام جسوقت نماز پڑہتے
تو ایک درخت اگا ہوا اپنی سامنی دیکھتے تھے پھر اوس سی کہتی تیرا کیا نام ہی تو وہ کہتا فلان پھر کہتی تو کس شی کے
واسطی ہی پھر اگر وہ غرس کیا جاتا تھا تو غرس کیا جاتا اور اگر کسی دوا کی واسطی ہوتا تو لکھ لیا جاتا پس وہ اس اثنا
مین کہ ایک دن نماز پڑہ رہی تھی ایک درخت اپنی آگی دیکھا تو اوس سی کہا تیرا کیا نام ہی اوسنی کہا خروب کہا تو
کس شی کی واسطی ہی وہ بولا واسطی اوجاز فی اس گھر کی پس سلیمان علیہ السلام نی کہا ای اللہ تو مبہم کردی جنون پر
میری موت کو یہان تک کہ انس اس بات کو جان لین کہ جن غیب کو نہین جانتی ہین پھر اوس درخت کا عصا
تراشا پھر اوسپر تکیہ لگایا سال بھر مردہ ہو کر اور جن کام کرتی رہی پھر اوسکو گھن نی کہا لیا تو آدمیون نی یہ بات
معلوم کر لی کہ اگر جن جانتی ہوتی غیب کو تو نہ رہتی ذلت کی تکلیف مین سال بھر کہا یعنی سعید بن جبیر نی کہ حضرت
ابن عباس اس آیت کو اسی طرح پڑہا کرتی تھی یعنی مابثتوا حولا فی العذاب المہین کہا پھر جنون نی گھن کی کیڑی
کا شکر کیا تو اوسکو پانی لا دیا کرتی تھی وھکذا رواہ ابن ابی حاتم من حدیث ابراھیم بن طہمان
بہ وفی رفعہ غرابۃ و نکارۃ والاقرب ان یکون موقوفا وعطاء بن مسلم الخراسانی لہ غرابات
وفی بعض حدیثہ نکارۃ حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام بیت المقدس مین تخت کیا کرتی
تھی سال اور دو سال کا اور ماہ دو ماہ کا اوراس سی بستر اکثر کا پس وہ اوسمین داخل ہوتی اور اونکی ساتھہ اونکا کھانا پینا
ہوتا تھا سو اونھون نی اوسکو داخل کیا اوس بارمین جسمین اونکو وفات دیگئی پس ابتدا اسکی یہ تھی کہ کوئی دن
نہین ہوتا جسمین وہ صبح کرین مگر اللہ بیت المقدس مین ایک درخت اوگا دیتا تھا تو وہ اوسکی پاس آتی پھر
اوس سی پوچھتی تو کہتی کہ تیرا کیا نام ہی وہ درخت کہتا میرا فلان فلان نام ہی پھر اگر وہ نصب کیا ہوتا تو اوسی
نصب کر دیتی اور اگر وہ کسی دوا کی روئیدگی ہوتا تو کہتا فلان فلان دوا کی روئیدگی ہی پھر وہ اوسکو اسیطرح کرتی

یہانتک کہ ایک درخت اُگا جسکو خروبہ کہتی ہین تو اوس سی پوچہا تیرا کیا نام ہی کہا مین خروبہ ہون
کہا اور واسطی کس شی کی روئیدگی ہی وہ بولا ایک روئیدگی ہی واسطی اور جڑ تی اس مسجد کی حضرت سلیمان
علیہ السلام نے کہا اللہ ایسا نہین ہی کہ اوسی خراب کری اور مین زندہ ہوون تو ہی وہ ہی کہ تیری موت
پر میرا ملاک اور بیت المقدس کا خراب ہی پہر اوسکو اوکہاڑا اور اپنی کسی باغ مین لگا دیا پہر محراب
مین داخل ہوئی تو کہڑی ہوئی اپنی عصا پر تکیہ لگائی نماز پڑہتی تہی پہر اونکا انتقال ہوگیا شیاطین کو اسکا
علم نہوا اور وہ اسمین اونکی واسطی کام کرتے رہے اس سی ڈرتی تہی کہ وہ اوپر نکل آئین تو اونکو عذاب کرین
اور شیاطین محراب کی گرد جمع ہوتی تہی اور محراب کا ایک طاق تہا اونکی آگی اور پیچہے پس وہ شیطان جو یہ
ارادہ کرتا تہا کہ طاعت سی نکلی تو وہ کہتا کیا نہین ہون مین قوی اگر داخل ہون پہر اوس جانب سی نکل جاؤن
پس وہ داخل ہوتا یہانتک کہ دوسری جانب سی نکل جاتا تہا پہر اونمین سی ایک شیطان داخل ہوا تو
گذر کر گیا اور نہین تہا کوئی شیطان کہ نظر کری طرف سلیمان علیہ السلام کی محراب مین مگر وہ جلتا تہا شوگذر
کر گیا اور اوسنی اونکی آواز نہین سنی پہر لوٹا تو نہ سنی پہر لوٹا تو گہر مین گر پڑا اور جلا نہین اور سلیمان علیہ السلام
کی طرف نظر کی تو مرکر گر پڑی تہی پہر وہ نکلا تو اوسنی لوگون کو یہ خبر دی کہ سلیمان تو مر چکی پس لوگون نے
اوس پر سی دروازہ کہولا تو اونکو نکالا اور اونکی منسأہ کو پایا کہ گہن کی کیڑی نی اوسکو کہا لیا تہا حبشی زبان
مین عصا کو منسأہ بولتی ہین اونکو یہ نہین معلوم ہوا کہ وہ کب سی مری ہین تو اوس کیڑی کو عصا پر
رکہا سو اوسنی ایک دن رات مین اوس سی کہایا پہر اس طریق پر حساب کیا تو اونکو پایا کہ وہ سال پہر سے
مری ہین یہ کلمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت مین یون ہی فلمتوا یدرون لہ من بعد موتہ حولا کاملاً
یعنی پہر وہ رہی کہ فرمانبرداری کرتی تہی اونکی بعد اونکی مرنی کی پوری ایک برس پس اس وقت لوگون نے
یہ یقین کر لیا کہ جن اونسی جہوٹ کہتی تہی اور اگر وہ غیب پر مطلع ہوتی تو سلیمان علیہ السلام کی موت کو جان لیتے
اور نہ رہتی عذاب مین یہانتک کہ اونکی واسطی کام کرتی وہ یہ قول ہی اللہ عزوجل کا مادلہم علی موتہ الآیہ فرماتا ہی کہ لوگونپر
اونکا حال کہل گیا کہ وہ جہوٹ کہتی تہی پہر شیاطین نی گہن کی کیڑی سی کہا اگر تو کہانا کہاتا ہوتا تو ہم تیری پاس
اچہی سی اچہا کہانا لاتی اور اگر تو پیتا ہوتا تو ہم تجہی بہی اچہی بنی کی شی پلاتی لیکن ہم پانی و مٹی تیری طرف
اوٹہا لائینگی سو وہ اسکو اوسکی طرف اوٹہا لاتی ہین جہان کہین وہ ہو کہا کیا تو نی اوس مٹی کی طرف نہین دیکہا ہی
جو کہ لکڑی کی جوف مین ہوتی ہی پس وہی ہی جسکو شیاطین لاتے ہین واسطی اوس کے شکر کے

قاله السدی فی حدیث ذکرہ عن ابی مالک عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
وعن مرۃ الھمدانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ وعن ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم رضی اللہ تعالی عنہم وھذا لاثر واللہ اعلم انما ھو مما تلقی من علماء اھل الکتاب
وھی وقف لا یصدق منہ الا ما وافق الحق ولا یکذب منھا الا ما خالف الحق والباقی لا
یصدق ولا یکذب **ابن وہب** واصبغ بن الفرج فی عبد الرحمن بن زید بن اسلم سی روایت
کیا ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت ملک الموت علیہ السلام سی کہا کہ جسوقت تجھکو میرا امر کیا
جائی تو تو مجھی خبر کر دینا پھر وہ اونکی پاس آئی تو کہا ای سلیمان مقرر مجھکو تیرا امر کیا گیا تیری واسطی تو ایک
سُو بیعہ باقی رہی ہی یعنی ذرا سی ساعت پس سلیمان علیہ السلام نی شیاطین کو بلایا تو اونہون نے
شیشے کا ایک محل اونپر بنا دیا اور اوسکا کوئی دروازہ نہین پھر وہ کھڑی ہوے نماز پڑہنے لگے
تو اپنی عصا پر تکیہ لگایا کہا پھر ملک الموت علیہ السلام اونپر داخل ہوئی تو اونکی روح قبض کر لی اس
حال مین کہ وہ اپنی عصا پر ٹیک لگائی سوی تھی اور یہ کام کہیہ ملک الموت سی پہلی کبھی نہین کیا تھا کہا اور
جن اونکی سامنی کام کرتی تھی اور اونکی طرف دیکھتی یہ خیال کرتی تھی کہ وہ زندہ ہین کہا پھر اللہ عزوجل نے
دابۃ الارض کو بھیجا کہا اور وہ دابہ لکڑیون کو کہاتا ہی اوسکو قادح کہتی ہین کہا پھر وہ عصا مین گھس گیا
تو اوسکو کہاتا رہا یہانتک کہ جب عصا کی جوف کو کہا چکا تو وہ کمزور ہوگیا اور حضرت سلیمان کا اوسپر
بوجھ پڑا تو وہ مرے ہوے گر پڑی پھر جب جنون نی یہ دیکھا تو متفرق ہوگئی اور چلدی کہا سو وہ یہ قول
ہی اللہ تعالی کا ما دلھم علی موتہ الا دابۃ الارض نی کہا غیر عبد الرحمن سی مجھی یہ بات پونہچی ہی کہ وہ کیڑا سال بھر
قائم رہا عصا سی کہاتا رہا قبل اسکی کہ حضرت سلیمان گرین اور غیر واحد نی سلف مین سی مثل اسکی ذکر کیا ہی
واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہی کہ فلما قضینا علیہ الموت کی یہ معنی ہین کہ حکمنا
علی سلیمان بہ والزمناہ ایاہ یعنی جبکہ حکم کیا ہی سلیمان پر موت کا اور اوسکو اوسپر لازم کیا ما دلھم علی
موتہ الا دابۃ الارض تو آگاہ نہ کیا جنون کو اوسکی موت پر مگر دابۃ الارض نی یعنی یہانتک کہ
ارضہ نی اونکی عصا کو کہا لیا تو مری ہوئی گر پڑی دابۃ الارض ایک ذرا سا کیڑا ہی جسکو سرفہ کہتی ہین کسی نے
دابۃ الارض کو بفتح را پڑہا ہی ارض کہتی ہین اکل کو جبکہ جوب خوارہ کیڑا لکڑی کو کہا لی تو محاورہ عرب مین
یون بولتی ہین کہ اکلت الخشبۃ ارضا غرض یہ ہی کہ کیڑی نے کہا نیکو ارض کہتی ہین تاکل منسأتہ

اکی یہ معنی ہین کہ وہ کیڑا اونکی عصا کو کہا تا رہا جسپر وہ ٹیک لگائی ہوئی تہی **منساۃ** حبشی زبان مین بمعنی عصا ہی یا لفظ عربی ہی یا خود ہی نسأت الغنم سے یہ جب بولتی ہین کہ تو بکریون کو ہنکالی پس منساۃ ہنکانیکا آلہ ہوا **زجاج** نی کہا منساۃ وہ ہی جسکی ساتھہ ہنکالا جاتا ہی **جمہور** نی ہمزہ مفتوحہ پڑہا ہی اور ابن ذکوان نے ہمزہ ساکنہ اور نافع و ابو عمرو نے بالف محضہ **مبرد** نی کہا بعض عرب اوسکی ہمزہ سی الف کو بدلتی ہین اور اسکی سند مین یہ شعر پڑہا ہے ؎

واذا دببت علی المنساۃ من کبر	فقد تباعد عنک اللہو والغزل

یعنی جسوقت تو بڑہاپے کے مارے لاٹہی پر ٹیک لگا کی چیونٹی کی چال چلا تو لہو و لعب کرنا اور عورتونکی خوبیان بیان کرنا بہتسی دور ہوگیا جمہور کی قراءت کا شاہد یہ شعر ہے ؎

ضربنا بمنساۃٍ وجہہ	فصار بذاک مہینا ذلیلا

یعنی ہم نی مارا لاٹہی سے اوس کے موہنہ کو تو وہ اس سبب سے ذلیل و خوار ہوگیا ؎

امن اجل حبل لا ابالک ضربتہ	بمنساۃ قد جر حبلک احبلا

یعنی کیا ایک رسی کی واسطی تو نی اوس کو مارا لاٹہی سے تیرا باپ نہو - تیری رسی نی تو کئی رسیون کو کہینچا ابن ذکوان کی قراءت پر طرفہ کا قول دال ہی ؎

امون کالواح الاران نسأتہا	علی لاحب کانہ ظہر برجد

قولہ تعالی فلما خر تبینت الجن الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ جبہر جب سلیمان علیہ السلام گر پڑے تو جنون کو یہ بات ظاہر و منکشف ہوگئی یعنی جان لی کہ اگر وہ جانتی ہوتی غیب کو تو نہ رہتی عذاب مہین مین یعنی وہ جو یہ زعم کرتی ہین کہ وہ غیب کو جانتی ہین اگر یہ بات ٹہیک ہوتی تو وہ سلیمان علیہ السلام کی موت کو جان لیتی اور ایک مدت دراز عذاب مہین مین ٹہیری نرہتی مراد اس عذاب سی وہ کام ہی جسکا سلیمان علیہ السلام نی اونکو حکم دیا تہا اور وہ اونکی مری ہونیکی حالت مین اونکی مطیع ہوکر اوسی کرتی تہی **مقاتل** نی کہا عذاب مہین شقا و نصب ہی عمل مین یعنی کام مین محنت و مشقت اوٹہانا **واحدی** کہتی ہین مفسرین نی کہا ہی کہ حضرت سلیمان کی وقت مین لوگ کہتی تہی کہ جن غیب جانتی ہین پہر جب حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی عصا پر سال بہر مردہ کہڑی ہوئی ٹہیری رہی اور جن جو کام محنت و مشقت کی اونکی حیات مین کرتی تہی وہ کرتی رہی اونکی مرنیکی اونکو خبر نہوئی یہانتک کہ ارضہ نی

اونکی عصا کو کھالیا تو وہ مردہ گر پڑی تب جنون کو اونکی مرنی کا علم ہوا اور لوگون نی یہ بات جان لی کہ جن غیب نہین جانتی ہین غرضکہ تبینت الجن یا تو ماخوذ ہی تبینت الشی سی جسکا معنی ہی جان لی یعنی جنون نی یہ بات جان لی کہ ان لوکانوا الآیہ اور یہ بھی جائز ہی کہ اس سی ماخوذ ہو اور تبین بالشی بمعنی ظہر و تجلی سی ماخوذ ہو اور ان اور جو کچھ اوسکی تحت مین ہی وہ سب بدل اشتمال ہو مع تقدیر مضاف کی ای ظہر امر الجن للناس انہم لو کانوا الآیہ یعنی ظاہر ہو گیا حال جنون کا لوگونکو یہ کہ اگر وہ غیب جانتی ہوتی تو نہ رہتی عذاب مہین مین یا یہ معنی ہین کہ ظہر ان الجن لو کانوا الآیہ **جمہور** نی تبینت کو بصیغہ معروف پڑہا ہی اس بنا پر کہ مسند ہی طرف جن کی حضرت ابن عباس یعقوب نی بصیغہ مجہول معنی دونون قراءتون کے ما تقدم سی معلوم ہوتی ہین **حضرت ابن عباس** نی فرمایا ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک برس اپنی عصا پر ٹہیرے رہے بعد اسکے کہ مر چکے تھے پہر اس سال پر گھن نی جنون نی ایک عصا کیا مثل اونکی عصا کی اور ایک کیڑا مثل اونکی کیڑی کے پہرا اوسکو عصا پر چھوڑا تو اوسکو سال بہر مین کہایا حضرت ابن عباس اس آیت کو یون پڑہتی تھی فلما خر تبینت الانس **سفیان** رضی اللہ عنہ نی کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت مین یون ہی وہم یلبثون لہ حولا **دیلمی** نی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سی مرفوعا روایت کیا ہی اللہ فرماتا ہی مین نی تفضل کیا اپنی بندون پر ساتھہ تین چیزون کی ڈالا مین نی کیڑا دانے پر اگر یہ نہوتا البتہ بادشاہ اوسکا خزانہ رکھتی جس طرح کہ خزانہ رکھتی ہین سونے اور چاندی کا اور ڈالی مین نی بدبو جسم پر اور اگر یہ نہوتا تو دوست اپنی دوست کو دفن نکرتا اور جبین لیا مین نی حزن کو اور اگر یہ نہوتا تو البتہ نسل جاتی رہتی **تاریخ** والون نی ذکر کیا ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تیرہ برس کی عمر مین بادشاہ ہوئی اور چالیس برس بادشاہت مین باقی رہی اونکی بادشاہت سی چار برس گذرنی کی بعد بیت المقدس کا بنانا شروع کیا اور ترپن برس کی عمر مین وفات پائی کسی نی کہا ہی کہ حضرت داود علیہ السلام نی موضع منساط[۱] حضرت موسی علیہ السلام مین بنای بیت المقدس کی بنیاد رکھی تھی پہر قتل اوسکی تمام کرنی سی اونکا انتقال ہو گیا تو سلیمان علیہ السلام کو اسکی وصیت کی تھی سو اونہون نی شیاطین کو اوسکی تمام کرنیکا حکم دیا پہر جب اونکی عمر سی ایک سال باقی رہا تو اپنی رب سی یہ سوال کیا کہ اونکی موت کو شیاطین پر مبہم کردی یہانتک کہ وہ اوس سی فارغ ہو جائین اور تاکہ غیب پر اونکا دعوی باطل ہو جاوے **مروی** ہی کہ افریدون آیا تاکہ اونکی کرسی پر چڑہے پہر جب وہ

[۱] منساط

قریب آیا تو دو شیرون نے اوسکی پنڈلی کو مارا سو اوسکو توڑ ڈالا پھر بعد اوسکی کسی نے یہ جرات نہ کی کہ
اوس سی قریب ہو جبکہ اللہ پاک نے بعض شاکرین کا حال ذکر کیا جو کہ اوسکی نعمتون کا
شکر ادا کرتی ہین تو اوسکے بعد بعض جاحدین کا ذکر کیا جو کہ اوسکی نعمتون کا انکار کرتی ہین مقصود
اس قصی کی ذکر کرنی سی یہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم سی اوسکا ذکر کرین شاید
وہ نصیحت پذیر ہون اور اونکو انزجار و اعتبار ہو پس ارشاد فرمایا لقد کان لسبا فی
مسکنھم ایۃ ج جنتان عن یمین وشمال ط کلوا من رزق ربکم واشکروا
لہ ط بلدۃ طیبۃ ورب غفور ۝ فاعرضوا فارسلنا علیھم سیل العرم و
بدلنھم بجنتیھم جنتین ذواتی اکل خمط واثل وشیء من سدر قلیل ط
ذلک جزینھم بما کفروا ط وھل نجزی الا الکفور ۝ قوم سبا کو تھی اونکی بستی مین
نشانی دو باغ داہنے اور بانین کہاؤ روزی اپنے رب کی اور اوسکا شکر کرو دیس ہی پاکیزہ
اور رب ہی گناہ بخشتا پھر وہان مین نہ لائی پھر چھوڑ دیا منہ اونپر زور کا اور دیے اونکو
بدلی دو باغون کی دو اور باغ جنمین کہپہ ایک میوہ کسیلا اور جھاؤ اور کچھ بیر تھوڑے سے یہ
بدلا دیا منہ اونکو اسپر کہ ناشکری کی اور ہم بدلا اوسی کو دیتے ہین جو ناشکر ہو ف بلقیس جو
سبا کی بادشاہ تھی ملک یمن مین اپنی دیس کو خوب بسا گئی تھے پانی جھیلون کا سب سمیٹ کر ایک
جگہہ روکا اور پیچھے تین کھڑکیان رکھین اونچی اور نیچی زمینون کی واسطی ساری برس مینہہ کا
پانی موجود تھا جتنا چاہتے خرچ کرتی خوب سرسبز اور آباد ملک ہوا ف جب اللہ نے چاہا کہ عذاب
بھیجے گھونس پیدا ہوئی اوس پانی کی بند مین اوسکی جڑ کریدڈالی ایک بار پانی نے زور کیا بند کو
توڑ دیا وہ پانی عذاب کا تھا سرخ رنگ جس زمین پر پھر گیا کام سی جاتی رہی پیچھے وہ قوم ویران
ہو کر جدا جدا ہو گئی اور کچھ جو رہی اون باغون کے بدلے یہ چیزین پانی لگی انتہی ف
حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ سبا یمن کی ملوک اور اوسکی اہل تھی تبابعہ بھی انہین مین سی ہین بلقیس
صاحبہ حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام انہین کی جملہ سی تھی یہ لوگ اپنی شہرون مین بڑی ناز و
نعمت و عیش و آرام اور سرور راحت مین تھی رزق و روزی کی فراخی تھی کھیتیان اور میوی
بہت کچھ تھی بہت اچھی طرح گذرتی تھی اللہ تبارک و تعالی نے اونکی طرف رسول بھیجے کہ اونکو اس بات کا

حکم دین کہ اللہ کی رزق سی کہائین اور اوسکی توحید وعبادت کرکی اوسکا شکر ادا کرین سو وہ اسی طرحکی تھی
جبتک اللہ نی چاہا پھر جب بات کا اونکو حکم ہوا تہا اوس سی اونہون نی اعراض کیا تو اونکو یون عقاب
کیا گیا کہ اونپر سیل بہیج گئی اور بلاد مین متفرق کردی گئی چنانچہ اسکی تفصیل ان شاء اللہ تعالی آئندہ
عنقریب آئیگی **امام احمد** رحمہ اللہ تعالی نی عبدالرحمن بن وغلہ سی روایت کیا ہی کہا مین نی حضرت
ابن عباس کو سنا وہ فرماتی تہی کہ ایک شخص نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سبا کا پوچہا کہ وہ کیا ہی
کوئی مرد ہی یا کوئی عورت ہی یا کوئی زمین ہی آپ نی فرمایا بلکہ وہ ایک مرد ہی اوسکی دس لڑکی پیدا
ہوئی سو اونمین سی چہہ تو یمن مین بسی اور چار شام مین ساکن ہوئی پس یمن والی تو مذحج وکندہ وازد
واشعری وانمار وحمیر ہین رہے شام والی سو وہ لخم وجذام وعاملہ وغسان ہین ورواہ عبد
علی الحسن بن موسی عن ابن لهيعة به وهذا اسناد حسن ولم يخرجوه وقد رواه
الحافظ ابو عمر بن عبد البر في كتاب المقصد والامم بمعرفة اصول انساب العرب
والعجم من حديث ابن لهيعة عن علقمة بن وغلة عن ابن عباس رضي الله عنهما
فذكر نحوه وقد روي نحوه من وجه آخر ۲ نیز **امام احمد** و **عبد بن حمید** نی فروہ بن
مسیک رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو مین نی
عرض کیا یا رسول اللہ مین اپنی قوم کی مقبل کو لیکر اونکی مدبر سی لڑون آپ نی فرمایا ہان پس تو لڑ اپنی
قوم کی مقبل کی ساتہہ اونکی مدبر سی پھر جب مین نی پیٹہہ پھیری تو آپ نی مجہی بلایا پھر فرمایا کہ تو اونسی مت لڑ
یہانتک کہ تو اونکو بلائی طرف اسلام کی پھر مین نی عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجہی خبر دین سبا کی کیا وہ
کوئی وادی ہی یا کوئی پہاڑی یا وہ کیا ہی آپ نی فرمایا نہین بلکہ وہ ایک مرد ہی عرب کا اوسکی دس
لڑکی پیدا ہوئی سو چہہ تو یمن مین بسی اور چار شام مین یمن مین بسی ازد واشعری وحمیر وکندہ ومذحج وانمار
جنکو بجیلہ کہتی ہین اور خثعم اور شام مین بسی لخم وجذام وعاملہ وغسان وهذا ايضا اسناد حسن
وان كان فيه ابو جناب الكلبي وقد تكلموا فيه لیکن **ابن جریر** نی باسناد دیگر اسکو یون
روایت کیا ہی کہ فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئی پھر حدیث مذکور کی
ذکر کیا اس حدیث کا ایک اور **طریق** ہی **ابن ابی حاتم** نی توبہ بن نمیر سی روایت کیا ہی تو یہ عبدالعزیز
بن یحیی سی راوی ہین کہ عبدالعزیز نی توبہ کو یہ خبر دی کہ ہم اور یقیہ مین عبیدہ بن عبدالرحمن کی پاس تہے

سو عبیدہ نی ایک دن کہا کہ مین نہین گمان کرتا ہون کسی قوم کو کسی زمین مین مگر حال یہ ہی کہ وہ اوسکے
اہل سی مین اسپر علی بن رباح نی کہا ہرگز نہین مجہی تو فلان نی یہ حدیث کی ہی کہ فروہ بن مسیک
غطیفی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئی تو عرض کیا یا رسول اللہ بیشک سبا ایک قوم
ہی کہ جاہلیت مین اونکی واسطی ایک عورت تہی اور مین ڈرتا ہون کہ وہ اسلام سی پہر جائین سو کیا
مین اونسی لڑون تو آپ نی فرمایا کہ مین اب تک اونکے بارہ مین کچہہ نہین کیا گیا ہون اسپر یہ آیت نازل
ہوئی لقد کان لسبا الآیات پس ایک شخص نی آپ سی عرض کیا یا رسول اللہ سبا کیا ہی پہر ویسی حدیث
ذکر کی جو اس سی قبل ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسی نی سبا کا پوچہا کہ وہ کیا ہی کوئی شہر ہے
یا کوئی مرد ہی یا کوئی عورت ہی آپ نی فرمایا بلکہ ایک مرد ہی کہ اوسکی دس لڑکی پیدا ہوئی سو اونمین سی چہہ تو
یمن مین بسی اور چار شام مین یمن والی تو مذحج و کندہ و ازد و اشعری و انمار و حمیر غیر ما حلفا ہین اور شام
والی سو لخم و جذام و غسان و عاملہ ہین آمین غرابت ہی اس جہت سی کہ ذکر نزول آیت کا مدنی مین ہے
حالانکہ ساری سورت مکی ہی واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **طریق دیگر ابن جریر** نی فروہ بن مسیک
رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہا کہ ایک شخص نی عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجہی خبر دین سبا کی وہ کیا
ہی کوئی زمین ہی یا کوئی عورت ہی آپ نی فرمایا نہ کوئی زمین ہی اور نہ کوئی عورت ہی ولیکن وہ ایک مرد ہے
اوسکی دس لڑکی پیدا ہوئی سو چہہ تو یمن مین بسی اور چار شام مین پس جو شام مین بسی سو وہ لخم و جذام و عاملہ و
غسان ہین اور جو یمن مین بسی سو وہ کندہ و اشعری و ازد و مذحج و حمیر و انمار ہین پہر ایک شخص نی عرض کیا
انمار کیا ہین آپ نی فرمایا وہ ہین جنمین سی خثعم و بجیلہ ہین و رواہ الترمذی فی جامعہ عن ابی کریب
وعبد بن حمید قال حدثنا ابو اسامۃ فذکرہ ابسط من ہذا ثم قال ہذا حدیث حسن
غریب **ابو عمر بن عبد البر** نی تمیم داری رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ ایک شخص رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاس آیا پہر آپ سی سبا کا پوچہا پہر مثل حدیث مذکور کی ذکر کیا ابو عمر نی اس حدیث
کو قوت دی ہی اور اوسکی تحسین کی ہی **علمای نسب** نی کہا ہی منجملہ اونکی محمد بن اسحق ہین کہ سبا کا
نام عبد شمس بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہی یہ نام اوسکا صرف اسلیی رکہا گیا ہی کہ پہلی پہل عرب
مین بسی[۵۲] اوسی نی کی ہی اوس کو رائش کہتی تہی اس لیی کہ اوسی نی اول غزو مین غنیمت کی پہر اپنی
قوم کو دی سو اوس کا نام رائش رکہا گیا عرب لوگ مال کو رئش و ریاش کہتی ہین ذکر کیا ہی کہ سبا نے

[۵۱] نسخہ قاموسی مین رکہا ہی لفظ سی
[۵۲] نسخہ قاموسی مین رکہا ہی لفظ بسی

اپنی زمانۂ متقدم مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی ہی اور اس باب مین شعر کہی ہین ؎

سیملک بعدنا ملک عظیم	نبی لا یرخص فی الحرام
ویملک بعدہ منهم ملوک	یؤید ینوہ القیاد بکل دامی
ویملک بعدهم منا ملوک	یصیر الملک فینا بانقسام
ویملک بعد قحطان نبی	تقی مخبت خیر الانام
یسمی احمدا یالیت انی	اعمر بعد مبعثہ بعام
فاعضدہ واحبوہ بنصری	بکل مدجج وبکل رام
متی یظهر فکونوا ناصریہ	ومن یلقاہ یبلغہ سلامی

ہمدانی نی کتاب الاکلیل مین اسکا ذکر کیا ہی **قحطان** مین تین قول پر اختلاف کیا ہی **ایک قول** یہ ہی کہ وہ سلالۂ ارم بن سام بن نوح سی ہی ارم کی ساتھہ اوسکی نسب کی متصل ہونی کی کیفیت مین اختلاف کیا ہی تین طریق پر **دوسرا قول** یہ ہی کہ وہ سلالۂ عابر سی ہے عابر ہود علیہ السلام مین اس نسب کی اتصال کی کیفیت مین بہی تین طریق پر اختلاف کیا ہی **تیسرا** یہ ہی کہ سلالۂ اسمعیل بن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام سی ہی اس نسب کی کیفیت اتصال مین بہی تین طریق پر اختلاف کیا ہی امام حافظ **ابو عمر بن عبد البر نمری** رحمۃ اللہ علیہ نی اپنی کتاب **انباہ علی ذکر اصول القبائل الرواۃ** مین پوری طور پر اسکا ذکر کیا ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی جو فرمایا ہی کہ کان رجلا من العرب سو اس سی یہ مراد ہی کہ وہ عرب عاربہ سی تہا جو کہ حضرت خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سی قبل تہی سلالۂ سام بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سی اور تیسری قول کی بنا پر وہ سلالۂ خلیل علیہ السلام سی تہا یہ قول اونکی نزدیک مشہور نہین ہی واللہ اعلم لیکن **صحیح بخاری** مین یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلۂ اسلم کے ایک گروہ پر گذری وہ لوگ تیر اندازی کر رہے تہی تو آپ نی فرمایا تیر پہینکو ای اولاد اسمعیل پس بی شک تمہارا باپ تیر انداز تہا پس اسلم ایک قبیلہ ہی انصار کا اور انصار کے دونون قبیلی اوس وخزرج غسان عرب یمن کی ہین سبا سی یثرب مین آ اوتری جبکہ سبا بلاد مین متفرق ہوئی جس وقت کہ اللہ عزوجل نی سیل عرم اونپر بہیجی اور ایک گروہ اونمین کا شام مین اوترا غسان اونکو صرف اس لیی کہا گیا کہ وہ ایک پانی پر اوتری تہی کسی نے کہا

کہ وہ یمن مین ہی کسی نی کہا کہ قریب مثل کی ہی جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ؎

اَمَّا سالت فانا معشر نجب	الازد نسبتنا والماء غسان

یعنی تونی جو پوچھا سو بیشک ہم ایک شریف نجیب گروہ ہین ازد تو ہمارا نسب ہی اور پانی غسان ہے اور یہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا کہ اوسکی دس لڑکے عرب پیدا ہوئی سو اسکی یہ معنی ہین کہ اوسکی نسل سی یہ دس تھی جنکی طرف عرب مین کی اصول قبائل رجوع ہوتی ہین یہ مطلب نہین ہی کہ وہ اوسکی صلب سی پیدا ہوئی بلکہ اونمین سی وہ ہی جسکی اور اوسکی درمیان دو باپ ہین اور تین اور کم و زیادہ چنانچہ کتب نسب مین یہ بات اپنی جگہہ مقرر و مبین ہی اور یہ جو آپ نی فرمایا کہ جہپا اونمین سی مین یمن اور چار شام مین اسکی یہ معنی ہین کہ اللہ تعالی نی اونپر سیل عرم بھیجی اسکی اونمین سی وہ لوگ ہین جو اپنی بلاد مین مقیم رہی اور بعض اونمین سی اپنی غیر بلاد کی طرف نقل کر گئی سد یعنی بند کا قصہ یہ ہی کہ دو پہاڑ دنسی اونکو پانی آتا تہا اور بارش اور وادیون کی سیلین ہی اوسکی طرف جمع ہوتی تہین سو اونکی قدیم بادشاہون نی قصد کیا تو درمیان دونون پہاڑون کی ایک بند عظیم محکم بنایا یہان تک کہ پانی بلند ہو گیا پہر ان دونون پہاڑون کی کنارون پر حکم دیا تو درخت لگا دیے اور میوون کی پیداواری حاصل کی یہ درخت اور میوی غایت درجے کی کثرت و خوبی مین تہی جیسا کہ سلف کے بہت لوگون نی ذکر کیا ہی اونمین سی قتادہ ہین کہ عورت درختون کے نیچے چلتی تہی اور اوسکی سر پر مکتل یا زنبیل ہوتی یہ وہ ظرف ہی جسمین میوی توڑی جاتی ہین تو درختون سی اوسمین اتنی میوی گر پڑتی کہ اوسکو بہر دینی بدون کسی کلفت کی اور بغیر توڑنے کے مارے کثرت و پختگی کے خود بخود گرتے ہی تکلف زنبیل پر ہو جاتی یہ بند مارب مین تہا یہ ایک شہر ہی درمیان اوسکی اور صنعاء کے تین منزل کی مسافت ہی سد مارب کی نام سی مشہور و معروف ہی **دوسرون** نی ذکر کیا ہی کہ اونکی شہر مین ذباب ہے و بعوض و براغیث سی کچہہ نہ تہا اور نہ ہوام مین سی کچہہ تہا یہ سب اعتدال ہوا و صحت مزاج اور اللہ پاک کی عنایت کی وجہ سی تہا تاکہ اوسکی توحید و عبادت کرین جیسا کہ اللہ تبارک و تعالی نی فرمایا ہی لقد کان لسبا فی مسکنہم ایۃ پہر اپنی قول سی اوسکی یہ تفسیر فرمائی جنتان عن یمین و شمال یعنی دو باغ دو پہاڑون کی دونون کنارون سی اور شہر درمیان اون کے

کلوا من رزق ربکم واشکروا له بلدة طیبة ورب غفور یعنی کہاؤ اپنی رب کی روزی سی اور اوسکا حق مانو شہر پاکیزہ اور رب بخشنی والا اگر تم مستمر رہی توحید پر **قولہ تعالے** فاعرضوا یعنی پہر اونہون نی اللہ کی توحید وعبادت سی اعراض کیا اور جو انعام اونپر کیا تہا اوسپر شکر کرنی سے مونہہ موڑا اور اللہ پاک کو چہوڑکر سورج پوجنے کی طرف جہکی جیسا کہ ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰة والسلام سی آکر کہا وجئتك من سبا بنبأ یقین انی وجدت امرأة تملکهم واوتیت من کل شئ ولها عرش عظیم وجدتها وقومها یسجدون للشمس من دون الله وزین لهم الشیطان اعمالهم فصدهم عن السبیل فهم لا یهتدون **محمد بن اسحٰق** نی وہب بن منبہ سی روایت کیا ہی کہ اللہ تعالی نی اونکی طرف تیرہ نبی بہیجے **سدی** نی کہا کہ اللہ عزوجل نی اونکی طرف بارہ ہزار نبی بہیجے واللہ اعلم **قولہ تعالی** فارسلنا علیهم سیل العرم کسی نی کہا کہ مراد عرم سی میاہ ہین یعنی آہا کسی نی کہا وادی کسی نی کہا جرذ کسی نی کہا ماء غزیر یعنی آب کثیر اس صورت مین اضافت اسم کی ہوگی طرف اپنی صفت کی جیسی مسجد الجامع وسعید کرز سہیلی نی اسکو نقل کیا ہی غیر واحدنی ذکر کیا ہی جنمین سے حضرت ابن عباس ووہب بن منبہ وقتادہ وضحاک ہین کہ جب اللہ عزوجل نی چاہا کہ سیل عرم اونپر بہیجکے اونکو عذاب کری تو اوس بند پر ایک جانور زمین کا بہیجا جسکو جرذ کہتی ہین اوسنی سوراخ کردیا وہب بن منبہ نی کہا ہی کہ وہ لوگ اپنی کتابون مین پاتی تہے کہ اس بند کی خرابی کا سبب جرذ ہی ہے سو وہ ایک زمانہ دراز سی بند کے پاس پلوے تاک مین رکہا کرتی تہی پہر جب قدر آئی تو چوہے بلون پر غالب ہوئی اور بند کی طرف گہس گئے پہر اوسکو سوراخ دار کردیا پس وہ اونپر ڈہے پڑا **قتادہ** وغیرہ نی کہا ہی کہ جرذ خلد ہی اوسنی بند کے نیچے کی جانب کو سوراخ دار کردیا یہان تک کہ جب وہ کمزور پڑگئی اور سیلون کی دن آئی تو پانی نے بند کی بنا کو توڑ ڈالا تو وہ گر پڑا پہر پانی وادی کی اسفل مین بہ نکلا اور جو اوسکی سامنی مکانات ودرخت وغیرہ تہی اونکو خراب کرڈالا اور جو درخت دونون پہاڑون مین دہائین باین طرف تہی اونسی پانی خشک ہوگیا تو سوکہہ گئے اور ریزہ ریزہ ہوکر ٹوٹ گئی اور وہ درخت میوہ دار خوشمار تر وتازہ متبدل ہوگئی جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہی وبدلناهم بجنتیهم جنتین ذواتی اکل خمط حضرت ابن عباس ومجاہد

وعکرمہ وعطای خراسانی وحسن وقتادہ وسدی نی کہا ہوالادراک والکلۃ البصر وائل عوفی
نی حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہی کہ وہ طرفا ہی یعنی جہاؤ کسی اور نی کہا کہ وہ جہاؤ کے
مشابہ ایک درخت ہی کسی نی کہا کہ سمر ہی یعنی ببول واللہ اعلم قولہ تعالی وشیء من
سدر قلیل یہ درخت جو بدلی مین ملی چونکہ اونمین کا بہتر بیر کا درخت تہا اسلیی یون فرمایا وشیء من
سدر قلیل پس وہ دو باغ جنکی میوی پکے ہوئی دلکہنی مین خوشنما گہنا سایہ نہرین بہتی ہوئی
اونکی یہ گت ہوئی کہ اونکی بدلی مین یہ دو باغ ملی جنکی درخت جہاؤ اور بیلو اور کچہ بیر جنکی کانٹی بہت میوہ
تہوڑا یہ اس وجہ سی ہوا کہ اللہ کا کفر کیا اوسکی ساتہہ شرک کیا حق کو جہٹلایا اوس سی پہر کر باطل کی طرف
گئے اسی لیی اللہ پاک نی یہ فرمایا ذلک جزیناھم بما کفروا وھل نجازی الا الکفور یعنی
ہمنی اونکو عقاب کیا بسبب انکے کفر کی ہمجاہد نی کہا عقاب نہین کیا جاتا ہی مگر کفور حضرت حسن بصری نی
کہا اللہ عظیم نی بیچ فرمایا عقاب نہین کیا جاتا ہی ساتہہ مثل اوسکی فعل کی مگر کفور طاؤس نی کہا مناقشہ
نہین کیا جاتا ہی مگر کفور ابن ابی حاتم نی ابوہریرہ سی روایت کیا شیخص حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے اصحاب سی ہین کہا کہ جزا معصیت کی سستی ہی عبادت مین اور تنگی معیشت مین اور تعسر
لذت مین کسی نی پوچہا کہ لذت مین تعسر کیا ہی تو کہا نہین پاتا ہی کسی لذت کو کسی حال مین مگر آتا ہی
اوسکی پاس وہ شخص جو اوس لذت کو اوسپر منغص کر دیتا ہی ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ
ہے کہ مراد سبا سی وہ قبیلہ ہی جو کہ سبا کی اولاد ی ہی نسب اوسکا یہ ہی سبا بن یشجب بضم جیم بن یعرب
بن قحطان بن ہود جمہور نی لسبا بہ تنوین پڑہا ہی اس بنا پر کہ اسم ہی حی کا یعنی وہ حی جو کہ
سبا کی اولاد سی ہے ابن کثیر وابو عمرو نی لسبا پڑہا ہی بمنع صرف بتاویل قبیلہ ابو عبید نے
اس قراءت کو پسند کیا ہی شعرای عرب کی اشعار مین کلمہ سبا منصرف وغیر منصرف دونون طرح آیا ہے
قنبل وابو حیوہ ومجدری نی لسبا بسکون ہمزہ اور کسی نے ہمزے کو الف سی قلب کر کے
لسبا پڑہا ہی قراءت اولی کا مقوی قولہ تعالی فی مسکنھم ہی کیونکہ اگر سبا تاویل قبیلہ کے
بنا پر ہوتا تو مسکنہا فرمایا جاتا جمہور نی مساکنھم بصیغہ جمع پڑہا ہی ابو عبید وابو حاتم نی اسکو اختیار کیا ہے
وجہ اختیار کی یہ ہی کہ اونکی منازل ومکانات بہت سی تہے اس لیی لفظ جمع اوسکی مناسب ہی حمزہ وحفص
نے بافراد مع فتح کاف پڑہا ہی اور کسائی نی بافراد مع کسر کاف اور اسی طرح یحیی بن وثاب واعمش نے

سکنیہ جمع مین کہا ہی سبا سی
سبا وہ درخت اراک واللہ اعلم ۱۲
سبا ای بمعنی قبیلہ

وجہ افراد کی یہ ہی کہ مسکن بمصدر میمی ہی قلیل و کثیر کو شامل ہی یا اسم مکان ہی اور مراد اوس سی جمع ہی
یہ مکانات جو اونکے تہی اب اونکو مارب کہتی ہین درمیان اوسکی اور صنعا کی تین رات کی مسافت
ہی یہ شہر سب شہرون سی بڑہکر تر و تازہ اور ارزانی والا تہا آیۃ کی یہ معنی ہین کہ قوم سبا کو اونکی
بستی مین اوسکی اگلی حالت ملاحظہ کرکے ایک نشانی ہی کہ اللہ پاک کی کمال قدرت و بدیع صنع پر
دلالت کرتی ہی وہ حالت یہ ہی کہ تر و تازہ خوشنما تہی ہر طرح کی ارزانی تہی میوی کثرت سے تہی پہلی
حالت یہ ہوئی کہ اوسکی بدلی ہوگئی نہ پہل رہی نہ خوشنمائی پہر اللہ پاک نی خود اس آیت کا بیان فرمایا
جنتان عن یمین و شمال فراونی کہا کہ رفع جنتان کا بنا بر بدل ہی آیۃ ہی زجاج نی کہا کہ خبر ہے
مبتدای محذوف کی ایک قول یہ ہی کہ جنتان مبتدا ہی و عن یمین و شمال اوسکی خبر ہی ابن عطیہ نے
اسکو اختیار کیا ہی لیکن اسمین اتنی بات ہی کہ بدون مسوغ کی نکری کے ساتہہ ابتدا جائز نہین ہے
ابن ابی عبلہ نے جنتین نصب پڑہا ہی اس بنیاد پر کہ کان کی خبر ہی اور آیا و سکا اسم ہی بالجملہ مراد
جنتان سی باغون کی دو جماعتین ہین یعنی یہ باغ اونکی وادی کی دائین بائین جانب تہی اونہون نے
اوسکو دونون جہت سی گہیر لیا تہا اور اونکی مکانات وادی مین تہی مطلب یہ ہی کہ ایک ٹکڑا باغون کا دائین
طرف تہا اور ایک بائین طرف ہر ٹکڑا اونمین کا اپنی باہم قریب ہونی اور ایک دوسرے کی ساتہہ ملنی جلنی
گمان ہونی مین گویا ایک باغ تہا کسی نی کہا کہ مراد یمین و شمال اوس شخص کا ہی جو اون باغون مین آتا
تو ایک ٹکڑا باغون کا اوسکی داہنی طرف ہوتا اور ایک بائین طرف **قرطبی** نی قشیری سی نقل کیا ہی
کہ مراد دو باغ نہین ہین بلکہ مراد دو جہتین دائین بائین ہین ہر جہت مین بہت سی باغ اور درخت اور
میوی ہین کہ لوگون کو اپنی سایی مین چہپا لیتی ہین اونکی مسکن مین آیت ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ دونون
باغ ایسی کثرت سی میوی دار ہین کہ عورت خالی ٹوکرا سر پر رکہکر اونکی درمیان ہین چلتی تو انواع و اقسام
میوون سی جو کہ پک پک کر خود بخود گرتی تہی بہر جاتا اوسکو ہاتہہ لگانی کی بہی ضرورت نہین ہوتی تہی
عبد الرحمن بن زید بن اسلم نی کہا وہ آیت جو اہل سبا کو اونکی مساکن مین تہی یہ ہی کہ اونہون
نے اپنی گہرون مین نہ مچہر دیکہا نہ مکہی اور نہ پسو نہ جون نہ بچہو نہ سانپ نہ انکی سوا اور ہوام اور جس وقت
اونکے پاس رکب آتا اور اونکی کپڑون مین جوئین ہوتین تو وقت دیکہنی اونکے گہرون کی مرجاتین
غرضکہ جنکو ایسی خوش آب و ہوا جگہہ رہنی بسنی کو اور میوی کہانی کو دی گئی تہی اونسی یون کہا گیا کہ

کلوا من رزق ربکم واشکروا له یہ امر واسطی اذن واباحت کی ہی کسی نی کہا وہان کوئی
امر نہ تہا ولیکن مراد اونکو قادر کر دینا ہی نفع لینی پر ان نعمتون سی پہلا قول اظہر ہی کسی نی کہا کہ فرشتون
نے یہ بات اونسی کہی تہی کسی نی کہا کہ اونکی نبی کی زبان پر اسکا اونکو خطاب کیا گیا تہا مراد رزق
سے دونون باغونکے میوی ہین یعنی کہاؤ روزی سے اپنے پالن ہار کی اور شکر کرو اوس کا
ان بہر پور نعمتون پر جو تمکو عطا کی ہین اور عمل کرو اوسکی مطیع ہوکر اور بچو اوسکی نافرمانیون سے
جملہ بلدۃ طیبۃ مستانفہ ہی منظور اوس سی بیان ہے موجب شکر کا یعنی یہ شہر طیب ہی درخت
اوسکی کثرت سے ہین میوے اوسکے پختہ وعمدہ ہین کسی نے کہا طیب ہونیکے یہ معنی ہین کہ اوسکی
زمین شور نہین ہی کسی نے کہا کہ اوسمین ہوام نہین ہین یعنی موذی کیڑی مکوڑی زمین کی بسبب پاکیزہ
ہونی اوسکی آب وہوا کے مجاہد نے کہا کہ یہ شہر صنعا ہی کسی نے کہا کہ صنعا سی تین فرسخ پر ہے
مصباح مین کہا ہی کہ بلد وبلدۃ کا اطلاق زمین کی ہر موضع پر ہوتا ہی آباد ہو یا خالی ورب غفور
کے یہ معنی ہین کہ اوسپر انعام کرنیوالا ایسا رب ہی کہ اونکی گناہون کا بخشنی والا ہی پس اللہ پاک
نے اونکی واسطی یہ دونون امر جمع کر دی ایک تو مغفرت ذنوب دوسرے شہر کی پاکیزگی وعمدگی اور
اوسنی اپنی ساری خلق کی لیی یہ دو امر جمع نہین کیی تو اونپر واجب ہی کہ اس انعام خاص کا شکر
ادا کرین مقاتل نی کہا معنی یہ ہین تمہارا رب اگر تم نی اوسکی دی روزی مین شکر کیا تو وہ رب
غفور ہی واسطی گناہون کی کسی نی کہا کہ اونکی لیی جو یہ دو باتین جمع کین طیب بلدہ ومغفرت سو
منظور اشارہ کرنا ہے طرف اس بات کی کہ رزق مین کبہی کچہ حرام ہوتا ہی ورش نی بلدۃ اور ربا
بنصب پڑہا ہی بنا بر مدح یا بتقدیر اسکنوا بلدۃ واشکروا ربا یعنی بسو پاکیزہ شہر مین اور شکر کرو رب غفور کا
پہر اللہ پاک نی وہ بات ذکر کی جو بعد اس نعمت عظیم کی اونسی صادر ہوئی پس ارشاد فرمایا فاعرضوا
یعنی چاہیی تو یون تہا کہ اس عظیم الشان طویل الذیل وسیع النطاق نعمت کا شکر کرتی اللہ پاک اپنے
منعم کو پوجتے سو یون تو نہ کیا بلکہ شکر سی موہنہ موڑا اللہ کے منکر ہوئی اپنی نبیون کی تکذیب کی سدی
نے کہا کہ اللہ نے اہل سبا کی طرف تیرہ نبی بہیجے سو اونہون نی اونکو جہٹلایا اسی طرح وہب نی کہا ہے
اور اس قدر زیادہ کیا ہی اور کہا کہ ہم اللہ کی واسطی اپنے اوپر کوئی نعمت پہچانتی نہین ہین سو تم
اپنی رب سی کہو کہ وہ اس نعمت کو ہم سی روک کہی اگر اوسی طاقت ہو پس اعراض اون کا یہ ہے

ای یہ قول سدی کا ہی
نے ذکر کیا ہی اور دوسرے
نے ذکر کیا ہی اور اوسکا حافظ ابن کثیر
نی ہین اول اوسکا اعلم ہی واللہ اعلم

قرطبی مین یون ہی کہ اعراض کیا اللہ تعالی کی امر سی اور اوسکی رسولون کی پیروی سے
بعد اسکی کہ وہ مسلمان تہی پہر سدی کا قول مذکور ذکر کیا ہی پہر قشیری سے نقل کیا ہی کہ اونکا ایک
رئیس ملقب بحمار تہا یہ لوگ زمانۂ فترت مین تہی جو کہ درمیان حضرت عیسی علیہ السلام اور حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہا کسی نی کہا ہی کہ اوس حمار کا ایک لڑکا تہا پہر وہ مرگیا تو حمار نی اپنا سر
آسمان کی طرف اوٹہایا پہر تہوکا اور کافر ہوگیا پس یون بولتی ہین اکفر من حمار یعنی یہ ایک مثل
ہی کہ جب کسی کے کفر مین مبالغہ منظور ہوتا ہی تو کہتی ہین کہ فلان حمار سے بہی بڑہکر کافر ہی جوہری
نے کہا ہی کہ قول عرب کا اکفر من حمار یہ ایک شخص تہا قوم عاد سی اوسکی اولاد مرگئی تہی سو وہ
بکفر عظیم کافر ہوا تہا پس جو کوئی اوسکی زمین مین گذر کرتا تو اوسکو کفر کی طرف بلاتا پہر اگر اوسنی
اوسکا کہا مان لیا فبہا ورنہ اوسکو مار ڈالتا تہا غرضکہ کچہ بہی ہو پہر جب اونسی اعراض واقع ہوا شکر
نعمت سی تو اللہ پاک نی اونپر نقمت وعذاب بہیجا جسکی وجہ سی جو انعام اونپر کیا تہا اوسکو جہین لیا جیسی
فرمایا ہی فارسلنا علیہم سیل العرم قصہ اسکا یہ ہی کہ زمین سبا مین یمن کی وادیون سی پانی آیا کرتا تہا
سو اونہون نی درمیان دو پہاڑون کی ایک بند بنایا اور پانی کو روکا اور اوس بند مین تین دروازے
اوپر نیچے بنائے تہے اور اوپر کے دروازی سی پانی دیتی تہی پہر دوسرے سے پہر تیسری سی باین وجہ اونکو
خوب ارزانی ہوئی زمین ہمیشہ سیراب رہتی کہیتیان اور درخت خوب تر و تازہ رہتی میوہ بکثرت ہوتا
تہا اونکی مال کی خوب کثرت ہوئی اچہی طرح عیش و آرام سی بافراغت گذر ہوتی تہی پہر جب اونہون
نے اپنے رسولونکی تکذیب کی تو اللہ پاک نی اونپر گوسنین بہیجین سو اوس بند مین شگاف ڈالدیے
یہان تک کہ وہ ٹوٹ گیا تو پانی اونکی باغون مین گہسا پہر اونکو ڈبا دیا اور سیل نی اونکی گہرون کو دفن
کردیا پس وہ سیل عرم یہی ہی عرم جمع ہی عرمۃ کی عرم کہتی ہین بند کو جو کہ پانی کو روکتا ہی قتادہ وغیرہ
نے اسی طرح کہا ہی سدی نی کہا کہ عرم نام ہی اوس بند کا معنی یہ ہین کہ بہیجا ہمنے اونپر سد
عرم کی سیل کو عطا نی کہا کہ عرم نام ہی وادی کا زجاج نی کہا کہ عرم نام ہی اوس گہونس کا
جسنی اوس بند کو سوراخ دار کردیا اونپر یہ جرذ وہی ہی جسکو خلد کہتی ہین سو چونکہ سیل کے جاری
ہونیکی سبب وہی ہی اسلیے سیل کی نسبت اوسکی طرف کیگئی ابن اعرابی نی کہا کہ عرم چوہون کے
نام مین سی ہی مجاہد و ابن ابی نجیح نی کہا کہ عرم ایک سرخ پانی ہی کہ اللہ پاک نی اوسکو بند مین بہیجا تہا تو

اوسنی اوسکو بہا ڑ ڈالا اور گرادیا **کسی** نی کہا کہ عرم مطر شدید کا نام ہی **کسی** نی کہا کہ سیل شدید
کا نام ہی عرامۃ اصل مین شدت و شراست و صعوبت کو کہتی ہین یعنی درشتی و سختی و تندی جب
کوئی شخص تشدد و تصعب و درشتی و تندی و بدخوئی کرتا ہے تو محاورہ مین کہتی ہین عرم فلان
ابن اعرابی سی مروی ہی کہ عرم وہ سیل ہی جسکی طاقت نہین رکہی جاتی ہی یعنی
سیلاب سخت تند و درشت **مبرد** نی کہا عرم ہر شی حاجز ہی درمیان دو شی کی حضرت ابن عباس
سے دو قول مروی ہین ایک تو عرم بمعنی شدید دوسرا یہ ہی کہ ایک وادی تہا مین مین مکے
کی طرف بہتا تہا و بدلناہم بجنتیہم جنتین یعنی ہلاک کیا ہمنی اونکی دونون باغون کو
جو کہ مشتمل تہی فواکہ طیب و انواع حسن پر اور دیدی ہمنی اونکو اونکی بدلی مین دو باغ جنمین نہ کوئی خیر و
خوبی اور نہ جو مجہہ اونمین اوگی اوسمین اونکا کچہہ فائدہ انکا نام جو جنتین رکہا سو مقصود اس سی اونکی
ساتہہ ٹہٹہا کرنا ہی بطور مشاکلت کے اور اسی لیی اونکی یہ صفت بیان فرمائی ذواتی اکل خمط
یہ تثنیہ ہی ذوات مفرد کا بنا بر اصل کی کیونکہ ذوات کی اصل ذویۃ ہی سو واو تو عین کلمہ ہی اور یا
اوسکا لام کلمہ ہی کیونکہ یہ مونث ہی کلمہ ذو کا اور اصل ذو کی ذوی ہی پس یا متحرک ہوئی اور
ماقبل اوسکا مفتوح تو وہ الف سی بدلی گئی پس ذوات ہو گیا پہر واو تخفیف کی واسطی حذف کیا گیا
تو ذات رہگیا اب اسکی تثنیہ مین دو وجہین ہین کبہی تو نظر کرتے ہین اوسکے لفظ کی طرف جو
اب ہی تو ذواتان کہتے ہین اور کبہی اوسکی طرف نظر کرتے ہین قبل حذف واو کے تو ذوا تان
بولتی ہین **سیبویہ** نی کہا کہ ذات کے تثنیہ مین دو لغت ہین ایک تو ردی طرف اصل کی کیونکہ
اصل اوسکی ذویۃ ہی پس عین کلمہ واوی اور لام کلمہ یا ہی اس واسطی کہ وہ ذو کا مونث ہے
دوسرا لغت اوسکا تثنیہ ہی لفظ پر تو ذواتان کہتی ہین **جمہوری** نی یہ تنوین اکل پڑہا ہی اور خمط کی طرف
اوسکی اضافت نہین کی ہی اور **ابو عمرو** نی باضافت اول اولی ہی **خلیل** نی کہا کہ خمط
اراک کی ایک قسم ہی حضرت ابن عباس نی بہی یہی کہا ہی اور بہت سی مفسرین بہی اسی کی قائل
ہین یعنی خمط پیلو کو کہتی ہین **مختار** مین کہا ہی کہ خمط ایک قسم ہے پیلو کی اوسکے پہل ہوتی ہین
اونکو کہاتی ہین **ابو عبیدہ** نی کہا خمط ہر درخت کڑوا کانٹی والا ہی **زجاج** نی کہا ہر روئیدگی
جسمین تلخی ہو اور اوسکا کہانا ممکن نہو وہ خمط ہی **کسی** نی کہا خمط پہل ہین ایک درخت کی

لکین یہ عبارت اسکی مقتضی
ہی کہ عرم ایک وجہ سے جنتین
دو باغ جنمین ایک ہی طرح
کی ہون حالانکہ وصف مین
مختلف ہین ایک مین
ہمنی دو جنتین کہا اور
دوسرے مین ہمنی
جنتین کہا اور
جنتین کہا
ہی طرح
ہی

جس کو فسوۃ الضبع کہتی ہین خشخاش کی صورت پر یتفرک ولا ینتفع بہ **مبرد** نی کہا خمط ہر وہ شی ہی جو تغیر کیجائی طرف اوس کیفیت کی جسکو جی نہ چاہی اسی معنی سی جس وقت دودہ بگڑ جاتا ہی تو بولتی ہین خمط اللبن **جمل** نی کہا ہر شی سی جو کڑوی اور ترش ہو اوسکا نام خمط ہی قرارت جمہور کی یعنی بدون اضافت اولی ہی ابو عمرو کی قرارت سی اور خمط صفت ہوگی اکل کی یا اوس سی بدل کیونکہ اکل بعینہ وہ خمط ہی ہی **اخفش** نی کہا کہ اضافت کلام عرب مین احسن ہی جیسی کہتی ہین کثیر خیر و دار آجر یعنی کپڑا ریشم کا اور گھر اینٹون کا **حضاوی** نی کہا کہ اضافت کی بنا پر اضافت موصوف کی ہوگی طرف صفت کی اور کاف اکل کا فقط مضموم ہوگا اور بدون اضافت کی بنیاد پر خمط صفت ہوگی اکل کی اور کاف مین دو وجہ سکون اور ضمہ پس تین قراتین ہوئین اور تینون سبعیہ ہین فتحین مین کہا ہی کہ اولی تفسیر خمط کی ہے ساتھہ اوس معنی کی جو خلیل نی اور اوس کے ساتھہ والون نی ذکر کیے ہین وہ تفسیر یہی تھی کہ خمط بیلو ہی **واثل** معطوف ہی اکل پر یعنی وذواتی اثل یہ ایک درخت ہی طرفاء کے مشابہ قرار دغیرہ نی اسی طرح کہا ہی مگر طول مین طرفا سی بڑا ہوتا ہی اور پتی اوسکی مثل جہاؤ کی پتون کی ہوتی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر شریف اسی درخت سی بنایا گیا تھا واحد اوسکا اثلۃ اور جمع اثلات ہی حضرت حسن نے فرمایا کہ اثل خشب ہی یعنی چوب ابو عبیدہ نی کہا کہ وہ شجر نظا ہے قول اول اولی ہی درخت اثل کے پھل نہین ہوتی ہین وشیٔ من سدر قلیل سدر ایک درخت معروف ہی یعنی درخت کنار فرار نی کہا کہ وہ سمر ہی یعنی درخت طلح جیسے ببول وغیرہ خاردار درخت **ازہری** نی کہا کہ سدر درختون مین سی دو سدر ہین ایک تو جنگلی اوس سی نفع نہین لیا جاتا ہی اور نہ وہ غسول کی صلاحیت رکھتی ہی اور اوسکی پھل تندفرہ ہوتی ہین کھائی نہین جاتی ہین یہ وہ ہی جسکو ضمال کہتی ہین یعنی بیر جہاڑی دوسری وہ سدر ی جو پانی پر اوگتی ہی اوسکا پھل نبق ہی تیلی اوسکی غسول مین مشابہ درخت عناب کی **کسی** نی کہا کہ سدر کا وصف قلت کی ساتھہ اسلیے کیا کہ اونمین سی ایک قسم ہی کہ اوسکا کھانا اچھا معلوم ہوتا ہی یہ وہی نوع ہی جسکا ذکر ازہری نی کیا ہی اور اسی واسطے اوسکو باغونمین لگاتی ہین **قتادہ** نی کہا اس آیت مین کہ اونکی درخت بہترین درخت تھی کہ اللہ پاک نے اونکو بدترین درختون سی کر دی بسبب اونکی اعمال کی سو اوسنی اونکی میوہ دار درخت ہلاک کر ڈالے

۱۴۲

اور اونکی بدلی مین بیلو اور طرفا اور بیری کی درخت اُگائی یہ بھی احتمال ہی کہ قلیل کا کلمہ خمط و اثل
و سدر سب کی طرف راجع ہو ذلک جزیناھم بما کفروا یعنی یہ تبدیل یا یہ جزا بدلا دیا ہمنے
اونکو بسبب اسکی کہ اونہون نی کفران نعمت کیا باین طور کہ اوسکی شکر سی موہنہ موڑا جہو نے
وھل یجازی الا الکفور پڑہا ہی بضم تحتیہ و فتح زای معجمہ بصیغۂ مجہول اور حمزہ و کسائی
و یعقوب و حفص نی بضم نون و کسر زای بصیغۂ معروف اس بنا پر کہ فاعل اللہ پاک ہے
اول کی بنا پر الکفور مرفوع ہوگا اور ثانی کی بنیاد پر منصوب یعنی بدلا نہ دیا جائیگا یہ بدلا
سلب نعمت کرکی اور نعمت و عذاب اوسپر نازل ہوکر مگر وہی شخص جو شدید الکفر ہی اور خوب
اوسمین مبالغہ کرنیوالا ہی یا ہم جزا نہ دینگی مگر کفور کو ابو علی فارسی اور ابو حاتم نی ثانی کو اختیار
کیا ہی کہا اسلیی کہ اس سی اول جزیناہم ہی ظاہر آیت یہ ہی کہ جزا نہ دیا جائیگا مگر کفور مع اسکے کہ
اہل معاصی جزا دی جائینگی ایک قوم نی کہا معنی آیت کی یہ ہین کہ بدلا نہ دیا جائیگا یہ بدلا یعنی
اصطلام و اہلاک کا مگر جسنے کفر کیا وہی - مجاہد نی کہا کہ مومن کی سیئات کا تو اوسکی طرف سی کفارہ
کیا جائیگا اور کافر بدلا دیا جائیگا ساتھہ ہر عمل کی جو اوسنی کیا ہی طاؤس نی کہا کہ یہ مناقشہ ہی حساب
مین رہا مومن سو اوس سی مناقشہ نہین کیا جائیگا حضرت حسن نی فرمایا یعنی یہ ہین کہ کافر جزا دیا جائیگا
مثلا بمثل یعنی پوری پوری نحاس نی اس جواب کو راجح کہا ہی وجعلنا بینھم و بین القری
التی بٰرکنا فیھا قرًی ظاھرۃ وقدرنا فیھا السیر سیروا فیھا لیالی و ایاما امنین
فقالوا ربنا باعد بین اسفارنا وظلموا انفسھم فجعلنٰھم احادیث ومزقنٰھم
کل ممزق ان فی ذٰلک لاٰیٰت لکل صبار شکور ۝ اور کیں تہین ہمنی اونمین اور
اون بستیون مین جہان ہمنی برکت رکہی ہی بستیان راہ پر نظر آتین اور منزلین ہیڑا دین ہم نے
اونمین چلنی کی پہر وا ونمین راتون اور دنون امن سی پہر کہنی لگی ای رب فرق ڈال ہماری سفر
مین اور اپنا برا کیا پہر کر ڈالا ہمنی اونکو کہانیان اور چیر کر کر ڈالا تکڑی تکڑی کر تی ہین ہر ہیڑ نیوالی کو
جو حق سمجہی ف۱ برکت والی بستیان یعنی ملک شام انکی ملک سی شام تک راہ امن کی آباد
بستیان پاس پاس سفر تہا جیسے سیر ف۲ آرام مین مستی آئی لگی تکلیف مانگنی کہ جیسی اور
ملکونکی خبر سنتی ہین سفر ونمین پانی نہین ملتا آبادی نہین ملتی ویسا ہمکو بھی ہو یہ بڑی ناشکری ہوئی

جیسے کہ ذکر ہوی مگر ذرا الا یعنی متفرق ہوگئی کسی کسی ملک مین انتہی **ف** اللہ پاک اوس نعمت و
خوشحالی وعیش خوشگوار وفراخ وبا دسپندیدہ ومکانات باامن کا ذکر فرماتا ہی جنمین وہ بغایت راحت
وآرام سی بسر کرتی تہی گویا دن عید رات شب برات تہی بستیان پاس پاس ایک دوسری سی ملی جلی
مع اسکی کہ درخت کھیتیان میوی کثرت سی تہی یہان تک کہ اونکو مسافرکو کھانا پانی ساز وسامان سفر
کے لادنیکی ضرورت نہین ہوتی تہی بلکہ جہان کا قصد کیا بلا تکلف چلدیا جس جگہہ اترا پانی میوہ پایا
ایک گانون مین قیلولہ کرتا دوسری گانون مین شب باش ہوتا مقدار اوسکی جسکی طرف اپنی چلتی مین
محتاج ہوتی ہین ایسی لیی اللہ سبحانہ نے یون فرمایا ہی وجعلنا بینہم وبین القری التی بارکنا فیہا
وہب بن منبہ نی کہا یہ بستیان صنعا مین تہین ابو مالک نی بہی اسی طرح کہا ہی **مجاہد** وحسن
وسعید بن جبیر نی اور امام مالک نی زید بن اسلم سی اور قتادہ وضحاک وسدی وابن زید وغیرہم نے
کہا ہی یعنی قرای شام مراد اونکی یہ ہی کہ وہ لوگ مین سی شام تک جاتی تہی بستیون مین جو راہ پر نظر
آتین ایک دوسرے سے متصل تہین **عوفی** کا لفظ حضرت ابن عباس سی یہ ہی کہ القری التی بارکنا
فیہا بیت المقدس ہی دوسرا لفظ عوفی کا اوسی سی یہ ہی کہ یہ بستیان غربی بستیان ہین درمیان مدینہ
وشام کی قری ظاہرہ کا یہ مطلب ہی کہ وہ بستیان ظاہر وواضح تہین مسافر لوگ اونکو جانتی پہچانتے
تہے ایک مین قیلولہ کرتے دوسری مین رات بسر کرتی تہی اسی لیی اللہ پاک نی فرمایا ہی وقدرنا
فیہا السیر یعنی ہمنی اون بستیونکو موافق اوس مسافت کے ٹہیرایا جسکی طرف مسافر لوگ جا تمہند
ہوتی ہین قولہ تعالی سیروا فیہا لیالی وایاما آمنین کا یہ مطلب ہی کہ اونکو اپنی رات دن کے
چلنی مین امن حاصل تہا قولہ تعالی فقالوا ربنا باعد بین اسفارنا وظلموا انفسہم اور لوگون نے
بعد پڑہا ہی باب تفعیل سی وذلک انہم بطروا نعمۃ اللہ کما قالہ ابن عباس ومجاہد والحسن وغیرہ واحد یعنی
یہ بات اسلیی کہی کہ ماری کثرت نعمت وراحت کی اترا گئے اوسکی قدردانی نہ کی بجای شکر کفران نعمت
کیا سستی سوجہی تو کہنی لگے ای رب دوری کردی ہماری سفر مین جنگل اور بیابان دور دست کو دور دست
رکہا جنکے قطع کرنی مین کہانی پینی زاد وراحلہ کی حاجت ہو اور گرم ہوا اور لو اور خوفناک جگہون مین چلنی کی
ضرورت پڑی جسطرح کہ بنی اسرائیل نی حضرت موسی علیہ السلام سی درخواست کی تہی فاخرج لنا
مما تنبت الارض من بقلہا وقثائہا وفومہا وعدسہا وبصلہا باوجود اسکی کہ عیش واسع مین

سنہ بکال کی دوی کی جو اور اہ
زمین مین کا سکا
اور سکیون اور سو
اور بیابان

نہایت راحت سے بے کلفت بسر ہوتی تہی من وسکوی کہانے کو ملتا تہا اسی لیے
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوس کا یہ جواب دیا اتستبدلون الذی
ھو ادنی بالذی ھو خیر اھبطوا مصرا فان لکم ما سالتم وضربت علیھم الذلۃ
والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ وقال عز وجل وکم اھلکنا من قریۃ بطرت
معیشتھا وقال تعالی وضرب اللہ مثلا قریۃ کانت امنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغدا
من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا
یصنعون اوران لوگونکی حق مین فرمایا کہ اونہون نی کہا ای رب دوری کر ہماری سفر مین اور بُرا کیا
اونہون نی اپنی جانون کا یعنی بسبب اپنی کفر کی فجعلناھم احادیث ومزقناھم کل ممزق یعنی
ہمنی اونکو لوگونکی واسطی قصہ وکہانی کردیا کہ وہ آپسمین اونکا قصہ بیان کرتی ہین کہ اللہ نی اونکو اونکی مکر کی
کیسی خرابی اور اونکی جماعت کو متفرق کرڈالا بعد اسکی کہ ایک جگہہ مجتمع تہی باہم الفت واتحاد
رکہتی تہی عیش خوشگوار مین بسر کرتے تہی پہر یہان وہان شہرون شہرون متفرق ہوگئی اسی لیے جسوقت
قوم متفرق ہوجاتی ہی تو عرب لوگ اوسکی حق مین یون کہتی ہین تفرقوا ایدی سبا وایادی سبا
وتفرقوا شذر مذر اسکا غرض یہ ہی کہ متفرق وپریشان ہونیکو ان دوشلون کی پیرایمین ادا کرتی ہین
ابن ابی حاتم نی عکرمہ سی اہل سبا کی قصے مین روایت کیا ہی کہ اونمین کاہن لوگ تہی اور شیاطین
استراق سمع کیا کرتی تہی سو اونہون نی کاہنونکو کچہہ آسمان کی خبرین دی تہین پس اونمین ایک شخص
کاہن شریف کثیر المال تہا اوسکو یہ خبر ملگئی تہی کہ اونکی کام کا زوال قریب آلگا ہی اور عذاب اونپر
سایہ افگن ہوچکا ہی سو اوسنی نجانا کہ اب کیونکر کری کیونکہ راضی ہی اوسکا بہت مال تہا پس اوسنی اپنی بیٹیون
مین سی ایک بیٹی کو کہا اور یہ بیٹا اون سب سے عزیز تر تہا از روی ماموون کی ای میری بیٹی جب کل کاہن
ہوا اور مین تجہی کسی کام کا حکم دون تو تو اوسکو مت کرنا پہر جب مین تجہہ جہڑکون تو تو مجہکو جہڑکنا پہر جب
مین تجہی طمانچہ ماردون تو تو مجہی طمانچہ مارنا وہ بولا ای میری باپ تو یہ کام مت کر یہ تو ایک امر عظیم اور ایک
سخت کام ہی باپ نی کہا بیٹا ایک امر حادث ہوچکا ہی وہ ضرور ہی ہونیوالا ہی پہر باپ اوسکی پیچہے پڑا رہا
یہانتک کہ اوسنی اوس بات پر باپ کی موافقت کی پہر اونہون نی صبح کی اور لوگ جمع ہوئی تو باپ نی
کہا بیٹا ایسا ایسا کر تو اوسنی انکار کیا پہر اوسکی باپ نی اوسی جہڑکا تو اوسنی اوسکو جواب دیا پہر باہم اونکی یہ تکرار

یہان تک کہ اوسکی باپ نی اوسی لیا پہر اوسکو طمانچہ مارا تو وہ اپنی باپ پر دوڑ پڑا پہر اوسکو طمانچہ مارا
تو باپ بولا کہ میرا بٹیا مجہی طمانچہ ماری لاؤ چہری لوگ بولی تو چہری سی کیا کریگا کہا مین اوسی ذبح کرونگا
لوگ بولی تو اپنی بیٹے کو ذبح کرتا ہی تو اوسکو طمانچہ مارلی بلا اور جو بہتی ظاہر ہو وہ کرلی راوی نے کہا پہر
اوسنی نہ مانا کہا پہر اوسکی ماموں کی طرف آدمی بہیجا تو اونکو اسکی خبر کی پہر اوسکی ماموں آئی تو وہ بولے
کہ تو ہم سی لیلی جو بہتی ظاہر ہو پس اوسنی نہ مانا مگر یہی کہ اوسکو ذبح کری وہ بولی پہر تو ضرور مریگا پہلی اوسکی
کہ تو اوسی ذبح کر کے لے پہر جب بات یون ہی تو مین نہین دیکہتا ہون کہ اوس شہر مین اقامت
کرون جسمین درمیان میرے اور میرے بیٹے کے حیلولت کیجائی تم مجہی میرے گہر خریدلو میری
زمین خریدلو پہر وہ یہ کہتا رہا یہانتک کہ اوسنی اپنی گہر اور زمین بیچڈالی پس جب قیمت اوسکے
ہاتہہ مین آگئی اور اپنے قبضے مین کرلی تو کہا ای قوم عذاب نی تمپر سایہ کرلیا ہی اور تمہاری کامگاہ
زوال قریب آگیا ہی سو جو کوئی تم مین سی ارادہ کری دار جدید وحل شدید وسفر بعید کا تو چاہیے کہ
وہ عمان سی لاحق ہو اور جو کوئی تم مین سی چاہے خمر وخمیر وعصیر کا ابو سعید راوی کہتی ہین کہ ابراہیم
نے اور ایک کلمہ کہا ہی مین اوسی یاد نہین رکہتا ہون تو چاہیے کہ بصرے سے لاحق ہو اور
جو کوئی ارادہ کری راسخات فی الوحل المطمئات فی المحل المعمات فی العجل کا تو چاہیے کہ وہ یثرب ذات
نخل سی لاحق ہو کہا پہر اوسکی قوم نی اوسکی اطاعت کی سو عمان والے تو عمان کی طرف چلی گئی
اور غسان بصری کی طرف چلے گئے اور اوس وخزرج اور بنو غسان یثرب ذات نخل کی طرف
نکل آئی پہر وہ بطن مر پر آئی تو بنو غسان بولی کہ یہ مکان صالح ہی ہم اسکا بدل نہین چاہتی ہین سو وہ
اوسمین مقیم ہوئی پس اسوجہ سی اونکا نام خزاعہ رکہا گیا کیونکہ وہ اپنی ساتہیون سی پیچہے رہگئی اور اوس و
خزرج مستقیم رہی یہانتک کہ مدنی مین اوتری اور اہل عمان عمان کی طرف متوجہ ہوئی اور غسان بصرے
کی طرف یہ اثر عجیب وغریب ہی اور یہ کاہن عمرو بن عامر ہے یہ ایک شخص ہی رؤسای یمن اور
کبرا ودہقان سباسی **محمد بن اسحق** بن یسار نی جو قصہ عمرو بن عامر کا ہوا ہی اوسکو اول سیرت
مین ذکر کیا ہی پہلی پہل یہی شخص بلاد یمن سی نکلا ہی اس سبب سی کہ سیل عرم پہیلنی کا اوسی شعور ہو گیا تہا
محمد بن اسحق نی کہا کہ ابو درید انصاری نی جو مجہی حدیث کی اوسمین ہی کہ عمرو بن عامر کے یمن سی نکلنی کا یہ
سبب ہوا کہ اوسنی ایک گوہ نس دیکہی کہ وہ سد مارب کو کہود رہی ہی جو کہ اوسنی پانی کو روکتی تہی پہر

وہ اپنی زمین مین جہان چاہتی اوسی پہیر لیجاتی تہی سو اوسنی جان لیا کہ اسپر سد کی واسطی بقا نہین ہے
پس اوسنی یمن سی نقل کرنے پر قصد کرلیا اور اپنی قوم سی کید کیا اوسکی سب لڑکونسی جو چہوٹا لڑکا تہا
اوسکو حکم دیا کہ جسوقت وہ اوس سی سخت کلامی کری اور اوسکو طمانچہ ماری تو وہ اوسکی طرف کہڑا ہو پہر
اوسی طمانچہ ماری سو جو باپ نی بیٹی سے کہا تہا وہ بیٹے نی کیا تو عمرو بولا مین اوس شہر مین اقامت نکرونگا
جسمین میرا چہوٹا بیٹا میری مونہہ پر طمانچہ ماری اور اپنی اموال پیش کی یعنی بیع کرنیکو تو مین کی اشراف
مین سی کئی شریف بولی کہ عمرو کے غصے کو غنیمت جانو پہر اوس سی اوسکی مال خرید لیی اور وہ
اپنی بیٹون پوتون مین نقل کرگیا اسد بولی کہ ہم تو عمرو بن عامر سی بیہی نہین گی سو اونہون نی اپنے
مال بیچ ڈالی اور اوسکی ہمراہ نکلی پہر چلی یہان تک کہ گذرتی ہوئی بلاد عک مین اوتری شہرون کو
تلاش کرتے پہرتے تہی سو عک نی اونسی لڑائی کی اور اونکی لڑائی سجال ہوئی یعنی ایک بار وہ
غالب ہوئی اور ایک بار وہ عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ اسی باب مین فرماتی ہین

وعك بن عدنان الذين تغلبوا	بغسان حتى طرد وا كل مطرح

یہ بیت اونکی ایک قصیدی مین کی ہی کہا پہر اونہون نی عک سی کوچ کیا تو شہر ونمین متفرق ہوگئی
پہر آل جفنہ بن عمرو بن عامر تو شام مین متفرق ہوئی اور اوس وخزرج یثرب مین اوتری اور خزاعہ
مر مین نازل ہوئی اور ازد السراۃ سراۃ مین اور ازد عمان عمان مین پہر اللہ پاک نی سد پر سیل
بہیجی تو اوسنی اوسکو گرادیا اور اللہ عزوجل نی اس باری مین یہ آیتین نازل فرمائین وقد
ذکر السدی قصۃ عمرو بن عامر نحو ما ذکر محمد بن اسحق الا انہ قال فامر ابن
اخیہ مکان ابنہ الی قولہ فباع مالہ وارتحل باہلہ فنفر قوا رواہ ابن ابی حاتم
ابن جریر نی محمد بن اسحق سی روایت کیا ہی کہ زعم کرتی ہین کہ عمرو بن عامر اور یہ قوم کا چچا ہے
ایک کاہن آدمی تہا سو اوسنی اپنی کہانت مین یہ دیکہا کہ اوسکی قوم عنقریب چیر ڈالی جائینگے
اور درمیان اونکی سفر کی دوری کردیجائیگی تو اوسنی کہا بیشک مقرر مین نی جان لیا ہی کہ تم
عنقریب چیر ڈالی جاؤگی فمن کان منکم ذا ہم بعید وحمل شدید ومزاد حدید فلیجی
بکاس اوکرود قال فکانت وادعۃ بن عمرو ومن کان منکم ذا ہم مدن
وامرد عن فلیجی بارض شق فکانت عوف بن عمرو وہم الذین یقال لہم بارق

ا مزاد جمع مزادہ یعنی توشہ دان وزاد سفر ۲ مدن مکان قریب ۳ امرد عن دور ۴ شق ایک قبیلہ کی عبد القیس مین کا ۲ ص

ومن کان منکم یرید عیشا اینا وحرما امنا فلیلحق بالازد بن فکانت خزاعة
ومن کان منکم یرید الراسیات فی الوحل المطعمات فی المحل فلیلحق بیثرب
ذات النخل وکانت الاوس والخزرج وهما هذان الحیان من الانصار و
من کان منکم یرید خمرا وخمیرا وذهبا وحریرا وملکا وتامیرا فلیلحق بکوثی
وبصری فکانت غسان بنو جفنة ملوک الشام ومن کان منهم بالعراق
ابن اسحق نی کہا مین نی بعض اہل علم سی سنا ہی وہ کہتی تہی کہ یہ بات جو کہی سو طریفہ عمرو بن
عامر کی بی بی نے کہی وہ کاہنہ تہی سو اوسنی اپنی کہانت مین یہ دیکہا تہا فاللہ اعلم امی ذلک
کان سعید نی عن قتادہ عن الشعبی روایت کیا ہی کہ غسان تو لاحق ہوئی عمان مین پس
اللہ تعالی نی شام مین اونکو چیر کر ٹکڑے کر ڈالا ہی انصار سو وہ لاحق ہوئی یثرب مین اور خزاعہ جو
تہے سو وہ جا ملی تہامہ مین اور ازد لاحق ہوئی عمان مین پس اللہ تعالی نی اونکو چیر کر ٹکڑے کر ڈالا
رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم پہر محمد بن اسحق نی کہا مجہی ابو عبیدہ نی حدیث کی کہا کہ
اعشی نی کہا ہی یعنی اعشی بنی قیس بن ثعلبہ کا نام اوسکا میمون بن قیس ہی ؎

وفی ذاک للمؤتسی اسوة	ومارب قفی علیها العرم
رخام بنته لهم حمیر	اذا ما نأی ماؤهم لم یرم
فاروی الزروع واعنابها	علی ساعة ماؤهم اذ قسم
فصاروا ایادی ما یقدرو	ن منه علی شرب طفل فطم

قولہ تعالی ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور یعنی یہ نقمت وعذاب اور بدل دینا
نعمت کا اور عافیت کا عقوبت کر دینا جو ان لوگونپر نازل ہوا بسبب کفر و آثام کی جنکا اونہون نے
ارتکاب کیا ہی تک اس سب مین البتہ عبرت و دلالت ہی واسطی ہر بندی کی جو بڑا صبر کرنیوالا ہے
مصیبتون پر اور بڑا شکر کرنیوالا ہی نعمتون کا امام احمد نی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی تعجب کیا مین نی قضا سی اللہ تعالی
کی واسطی مومن کی اگر پہنچی اوسکو کوئی خیر تو اپنی رب کی حمد کرتا ہی اور شکر کرتا ہی اور اگر پہنچی اوسکو
کوئی مصیبت تو اپنی رب کی حمد کرتا ہی اور صبر کرتا ہی اجر دیا جاتا ہی مومن ہر شی مین یہان تک کہ

نعمی مین جسکو وہ اوٹھاتا ہی اپنی بی بی کی مونہہ کی طرف وقد رواہ النسائی فی الیوم واللیلۃ
من حدیث ابی اسحاق السبیعی بہ وھو حدیث عزیز من روایۃ عمرو بن سعد
عن ابیہ لیکن صحیحین مین حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی اسکا ایک شاہد ہی عجبا
للمؤمن لا یقضی اللہ تعالی لہ قضاء الا کان خیرا لہ ان اصابتہ سراء شکر فکان
خیرا لہ وان اصابتہ ضراء صبر فکان خیرا لہ ولیس ذلک لاحد الا للمؤمن
عبدنی قتادہ سی روایت کیا ہی کہ مطرف کہا کرتی تہی اچہا بندہ ہی صابر شکور کہ جب دیا
گیا تو شکر کیا اور جب مبتلا ہوا تو صبر کیا کذا فی ابن کثیر ف قولہ تعالی وجعلنا بینہم الآیۃ
معطوف ہی لقد کان لسبا الآیہ پر یعنی اور قصہ سبا سی یہ بات تہی کہ سیل عرم سی قبل ہم نے
کر دی تہی درمیان اونکی مساکن کی اور اون بستیونکی جنمین ہمنی برکت دی ہی پانی اور درختون سے
یعنی شام کی بستیان قرای ظاہرہ یعنی دیہات ایک دوسری سی متصل آباد و سرسبز و شاداب
اونکی زمین مارب سی لیکر شام تک اونکی تجارت گاہ تہی وہانسی شام تک تجارت کی واسطی جایا کرتی تہی
نہایت چین سی سفر ہوتا تہا ایک گانون مین رات بسر کرتی دوسری مین قیلولہ کرتی یہانتک کہ لوٹ
آتی تہی اپنی زمین سی شام تک زاد راہ الا اونکی اونکو حاجت نہین ہوتی تہی ہر منزل مین کہانا دانا
تیار ملتا تہا پس اللہ پاک نی جو اپنی انعام کی حکایت فرمائی ہی منجملہ اوسکی یہ بات بہی ہی حضرت حسن
نی فرمایا کہ یہ قرای ظاہرہ درمیان یمن و شام کی تہی کسی نی کہا کہ سبا سی شام تک چار ہزار بستی سے
گانون ایک دوسری سی متصل تہی کسی نی کہا کہ درمیان مدینہ و شام کی تہی مبرد نی کہا کہ ظاہرہ سے
مراد معروفہ ہین اونکو جو ظاہرہ کہا ہی سو صرف بوجہ اونکی ظہور کی کہ جسوقت تو اس گانون سی نکلا تو دوسرا
تجہی ظاہر ہو گیا پس وہ دیہات ظاہرہ تہی یعنی معروف محاوری مین بولتی ہین کہ یہ امر ظاہر ہی یعنی
معروف ہی کسی نی کہا کہ ناظرین کی آنکہونکی واسطی ظاہر تہی کسی نی کہا مسافرونکی واسطی اونکی راہون سے
دور نہ تہی کہ اونپر مخفی ہون وقدرنا فیہا السیر کا یہ مطلب ہی کہ ایک گانون سی دوسرے گانون تک
اور ایک منزل سی دوسری منزل تک چلنی کا ایک مقدار معین ہمنی ٹہیرا دیا تہا یعنی آدہا دن صبح و شام مین
پہر جب وہ آدہا دن چل چکتی تو ایک گانون تک پونہچ جاتی جسمین پانی اور درخت ہوتی پس مابین
یمن و شام کی اسیطرح تہا جیسا کہ مفسرین نی کہا ہی فرا نی کہا یعنی ٹہیرا دیا ہمنے درمیان ہر دو گانون کی

ف اصل مین سبا سی یہانتک لکہا ہی لیکن ناشر نی اسکو رفع کر دیا ہی کیونکہ یہ مضمون نہیں ہی کا نعام مفضل نہیں ہی

آدہا دن یہانتک کہ قبیلہ ایک گانون مین ہوا ور شب باشی دوسری مین یہانتک کہ مسافر شام تک
پہنچ جاہی اور آدمی جو چلنے مین مبالغہ کرتا ہی سو اہی لیی کہ آب و دانہ نہین ملتا ہی راہ کا خوف
ہوتا ہی پھر جب وہ توشہ و امن راہ پاتا ہی تو اپنے نفس پر مشقت نہین اوٹھاتا ہی بلکہ جہان چاہتا
ہی اوتر پڑتا ہی **حاصل** یہ ہی کہ اول اللہ پاک نی اپنی نعمتون کا اونپر شمار کیا پھر جو نقمت و عذاب
اونپر نازل ہوا اوسکا ذکر فرمایا پھر بقیہ انعام کی شمار کرنیکی طرف عود کیا یہ وہ انعام ہی جو اونکے
شہر سے خارج تہا کہ درمیان اون کے اور اوس جگہہ کی جسکی طرف سفر کا ارادہ کرتی تہی پاس پاس
گانون کر دی تہی تاکہ براحت و آرام سفر ہو پھر بعد اسکے یہ ذکر کیا کہ اونکو بدلکر بیابان اور جنگل کر دیی
چنانچہ آئندہ اسکا ذکر آتا ہی **قولہ تعالی سیروا فیہا** مین قول مقدر ہی یعنی ہمنی اونسی کہا کہ چلو پاس
پاس بستیون مین یہ امر تمکین کا ہی یعنی ہمنی اونکو قدرت دی اونمین چلنی کی جب چاہین **لفظ فی**
مین یہ بات بتائی ہی کہ وہ گانون غایت درجے کی ایک دوسری سی قریب تہی یہانتک کہ گویا وہ
نفس قری سی تہی نہین ہین اونہین مین چل رہی ہین حضرت ابن عباس نی اسکی تفسیر مین فرمایا ہی
یعنی جبکہ وہ کوچ کرین اپنی منازل سی طرف زمین مقدس شام کی **لیالی و ایاما** کا نصب بنا بر
ظرفیت ہی اور نصب **آمنین** کا بنا بر حال یعنی چلو اون بستیون مین راتون کو اور دنون کو بی خوف
ہو کر اوس شی سے جسکا تم کو خوف ہو **قتادہ** نی کہا کہ وہ چلتے تہے بے خوف ہو کر اور سیر و سیاحت
ہو کر چار مہینے کا راستہ چلتی تہی امن مین ایک دوسری کو حرکت نہین دیتا تہا اور اگر آدمی اپنے
باپ کے قاتل سی ملتا تو اوسکو حرکت نہین دیتا تہا مطلب یہ ہی کہ پورا پورا امن تہا کوئی کسی سے
تعرض نہین کرتا تہا کسی نے کہا کہ لیالی و ایاما کو بلفظ نکرہ ذکر کیا اسکی یہ وجہ ہی کہ منظور آگاہ کرنا ہے
اس بات پر کہ اونکی سفر قصیر تہی یعنی وہ طول سفر کی طرف محتاج نہین ہوتی تہی بسبب موجود ہونے
اون چیزون کی جو اونکی محتاج الیہ تہین **پھر اللہ پاک** نی یہ امر ذکر فرمایا کہ اونہون نی اوس
نعمت کا شکر نہ کیا بلکہ تعب و کد و محنت و مشقت طلب کی پھر بولی ای ربنا بعد دوری کر دی ہمارے
سفر مین یہ بات اونسی بطور بطر و طغیان و سرکشی کی صادر ہوئی جبکہ نعمت سی اگتا اوٹھی اور عافیت پر
صبر نہ کیا تو طول اسفار و تباعد بین الدیار کی تمنا کرنے لگی اللہ پاک سی سوال کیا کہ یہ پاس پاس گانون
جنمین پانی اور درخت بکثرت ہین اور امن و بیخوفی ہی انکی جگہہ مین درمیان ہماری اور شام کی مفاور و قفار

وبراي متباعد الاقطار کردي يعني بجاي آبادي کے دور دور جنگل ہوجائين تاکہ سفر کا کچھ مزہ آئي
الله پاک نے اونکي درخواست قبول فرمائي اون پاس پاس بستيون کو اوجاڑ کرديا اور جو خير وبرکت وآب
ودرخت اونمين تھي اونکو دور کرديا پس يہ دعا اونکي مثل دعاي بني اسرائيل تھي جبکہ کہا ادع لنا
ربك الآيہ اور جسطرح کہ نضر بن حارث نے کہا تھا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك
فامطر علينا حجارة من السماء الآيہ جمہور نے ربنا کو نصب پڑھا ہي اس بنا پر کہ منادي مضاف
ہي اور نيز باصد بصيغہ امر باب مفاعلہ سے ابن کثير وابو عمرو وابن محيصن وہشام نے ابن عامر سے
بعد بتشديد عين اور ابن سميفع نے بضم عين بصيغہ فعل ماضي اس قراءت کي بنياد پر معني يہ ہونگي کہ اونہون
نے بعد اسفار کا شکوہ کيا ابو صالح ومحمد بن حنفيہ وابو العاليہ ونصر بن عاصم ويعقوب نے ربنا کو
برفع اور باعد کو بفتح عين بصيغہ ماضي بنا بر ابتداء وخبر معني يہ ہين کہ ہماري رب نے دوري کردي درميان
ہماري اسفار کے يہ قراءت حضرت ابن عباس سے بھي مروي ہے اور ابو حاتم نے اسکو پسند کيا ہي اور کہا
اسواسطے کہ اونہون نے دور کرنا نہين طلب کيا اونہون نے تو يہي طلب کيا کہ اس قرب سے بھي زيادہ تر قرب
ہو وہ قرب جو درميان اونکي اور شام کي تھا ساتھہ قراي متواصلہ کے اور يہ طلب واسطے بطر واشر وکفر
نعمت کے تھي يحيى بن يعمر وعيسى بن عمر نے ربنا کو برفع اور باعد کو بفتح عين مشدد پڑھا ہي اسکي بنا پر
معني يہ ہونگي کہ اونہون نے يہ شکوہ کيا کہ اونکي رب نے دوري کردي درميان اونکي اسفار کے باوجود
اسکے کہ اونکي سفر بستيون اور پاني اور درختون سے متصل تھي پس شکوہ منجملہ اونکي بطر کے ہي حضرت حسن بصري
کي بھائي نے مثل قراءت ابن سميفع سابق کے پڑھا ہي مع رفع عين کے اس بنا پر کہ فاعل ہي جسطرح کہ لقد
تقطع بينكم مين کہا گيا ہي فراء وزجاج نے ايک قراءت روايت کي ہي مثل اس قراءت کے ليکن مع
نصب عين کي اس بنا پر کہ ظرف ہي بايں تقدير کہ بعد سيرنا بين اسفارنا نحاس نے کہا يہ قراءتين
جبکہ انکي معاني مختلف ہوں تو جائز نہين ہي کہ يون کہين کہ ايک اونکي اجود ہي دوسري سے جسطرح کہ
اخبار آحاد مين يہ نہين کہتے ہين جبکہ اونکي معاني مختلف ہون ليکن اونکي طرف سے يہ خبر دي ہي کہ
اونہون نے اپني رب سے دعا کي کہ دوري کردي درميان اونکي اسفار کي پھر اوسنے يہ کرديا تو شکوہ کيا اور
ضرر پذير ہوئي اور اسي ليے الله پاک نے يہ فرمايا وظلموا انفسھم يعني اونہون نے اپني جانون کا برا کيا
اس جہت سے کہ الله کي ساتھہ کفر کيا اور طغيان وسرکشي کي اور اوسکي نعمت کا بطر کيا اور اوس کي

نعمت وعذاب کی معترض ہوئی فجعلناهم احادیث پھر کردیا ہمنی اونکو کہانیان کہ لوگ اونکی
خبرین بیان کرتی ہین اور اونکو عبرت ٹھیرایا واسطی اون لوگونکی جو اونکی بعد ہین احادیث جمع حدیث
بمعنی خبر ہی جسطرح کہ قاموس مین ہی معنی یہ ہین کہ ہمنی اونکو کردیا اصحاب احادیث کہ اونکی بعد کے
لوگ اونکی فعل وحال سی تعجب کرین اور اونکی حال وانجام سی عبرت لیکر اونکی خبرین بیان کرتی ہین
ومزقناهم كل ممزق یعنی ہمنی اونکو بادکی ہر جہت مین پوری طور پر ایسا متفرق کردیا کہ بعد اوسکے
اتصال کے عود کی توقع نہین کیجاتی ہی یہ جملہ اونکی احادیث کریکا مبین ہی یہ یون ہوا کہ جب اللہ پاک
نے اونکی مکان کو غرق کردیا اور اونکی باغون کو فنا کردیا تو وہ شہر ونمین متفرق ہوگئی پس عرب لوگ
اونکی مثلین بیان کرنے لگی کہ تفرقوا ایدی سبا وذہبوا ایادی سبا ایدی سی مراد اس جگہہ اولاد ہے
کیونکہ لوگ اولاد سی قوی ہوتی ہین مفصل مین ہی کہ مراد ایدی سی نفس ہین یہ کنایہ ہی یا مجاز کشف مین
کہا ہی کہ یہ قول احسن ہی شعبی نی کہا پس انصار یعنی اوس وخزرج یثرب مین جا ملی اور غسان شام مین
اور ازد عمان مین اور خزاعہ تہامہ مین اور جو شخص اونمین کا مدینی مین آیا وہ عمر بن عامر تہا یہ انصار کا
جدی اور آل خزیمہ عراق مین جا ملی قولہ تعالی ان فی ذلك لآيات یعنی اونکا قصہ جو مذکور ہوا اور
جو کچہہ اللہ پاک نی اونکی ساتہہ کیا بیشک اسمین البتہ کہلی نشانیان اور ظاہر عبرتین اور واضح دلیلین
ہین واسطی ہر اوس شخص کی جو کثیر الصبر ہی معاصی سی اور کثیر الشکر ہی واسطی اللہ پاک کی اوس کی
نعمتون پر صبار وشکور کو خاصکر اسلیے ذکر کیا کہ مواعظ وآیات سے نفع پانیوالی یہی ہین کذا فی فتح البیان

ولقد صدق عليهم ابليس ظنه فاتبعوه الا فريقا من المؤمنين ٥ وما كان له
عليهم من سلطان الا لنعلم من يؤمن بالآخرة ممن هو منها في شك ط وربك على
كل شئ حفيظ ٥ اور سچ کردکہائی اونپر ابلیس نی اپنی اٹکل پھر اوسی کی راہ چلی مگر ایک تھوڑی ایماندار
اور اوسکا اونپر کچہہ زور نہ تہا مگر اتنی واسطی تا معلوم کرین ہم کون یقین لاتا ہی آخرت پر الگ اوس سے
جو رہتا ہی اوسکی طرف سی دہوکی مین اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہی ف پہلی دن ابلیس نی کہا تہا
لاحتنكن ذريته الا قليلا ویسی ہی نکلی انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتی ہین جبکہ اللہ پاک نے
سبا کا قصہ ذکر کیا اور جو اونکا حال ہوا بیروی کرنی مین خواہش نفس وشیطان کی تو اونکی طرف سے
اور اونکی مثل اور لوگونکی طرف سی خبر دی جنہون نی ہوا وابلیس کا اتباع کیا اور ارشاد وہدایت کی مخالفت

ع ٢ ١٢ ٨

کی پس ارشاد فرمایا ولقد صدق علیهم ابلیس ظنه حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
وغیرہ نی فرمایا ہی کہ یہ آیت مثل اس آیت کی ہی جسمین ابلیس کی طرف سی خبر دی ہی جبکہ آدمؑ کو واسطی سجدہ
کرنی سی باز رہا پھر کہا لأ اٰیتنك هذا الذی کرمت علی لئن اخرتنی الی یوم القیامة لأحتنکن
ذریته الا قلیلا اور کہا ثم لأٰتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم وعن ایمانهم
وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین ○ آتیمین اس باب مین بہت ہین حضرت
حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ اللہ تعالی نی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت
سے اوتارا اور اونکی ساتھہ حضرت حوا علیہا السلام کو تو ابلیس اوسکو اوتراخوش ہوتا ہوا اوس بات سی جسکو
وہ اون دونون سی پونہچا اور کہا جبکہ مین ابوین سی پونہچا اوس بات کو جس کو مین پونہچا تو ذریت
تو ضعیف تر و ضعیف تر ہی اور یہ ایک ظن تہا اوسکو ابلیس کے پس اللہ عزوجل نی یہ آیت نازل
کی ولقد صدق الآیہ تو ابلیس نی اوسوقت کہا کہ مین مفارقت نکرونگا ابن آدم سی جب تک کہ اوسمین
روح ہی وعدی دونگا مین اوسکو اور آرزوئین دلاؤنگا اوسکو اور فریب دونگا اوسکو اسپر اللہ تعالی
نے فرمایا قسم ہے میری عزت کی ہمیشہ اوسکو بخشونگا مین اوس سی توبہ کو جبتک کہ وہ غرغرہ نکری ساتھہ
موت کی اور نہ پکاریگا وہ مجھکو مگر مین اوسکو جواب دونگا اور نہ سوال کریگا وہ مجھسی مگر مین اوسکو دونگا
اور نہ مغفرت مانگیگا وہ مجھہ سی مگر مین اوسکو بخشونگا رواہ ابن ابی حاتم قولہ تعالی وما کان
له علیهم من سلطان حضرت ابن عباس نی فرمایا کہ مراد سلطان سی حجت ہی حضرت حسن بصری نے
فرمایا واللہ نہین مارا اوسنی اونکو لاٹھی سی اور نہ اکراہ کیا اونکو کسی شی پر نہین تہا مگر دہوکا اور آرزوئین
اوسنی اونکی طرف اونکو بلایا سو اونہون نی اوسکا کہانا قولہ تعالی الا لنعلم الآیہ یعنی ہمنی اوسکو اوسپر
اسی لیی مسلط کیا ہی تاکہ حال ظاہر ہوجاوے اوس شخص کا جو کہ آخرت کا اور اوسکے قائم ہونے کا اور
اوسمین حساب وجزا ہونی کا ایمان رکہتا ہی تو اپنی رب عزوجل کی اچھی طرح دنیا مین عبادت کری
اوس شخص سے جو کہ آخرت سی شک وشبہ مین ہی قولہ تعالی وربك علی کل شیء حفیظ
یعنی مع حفظ اللہ پاک کی گمراہ ہوا جو کوئی گمراہ ہوا اتباع ابلیس سی اور اوسی کی حفظ ونگہبانی سے
سالم رہا جو کوئی سالم رہا مومنین اتباع رسل سی علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ف فتح البیان کا بیان
مع اتقان یہ ہی کہ جمہور نی صدق کو تخفیف اور ابلیس کو مرفوع اور ظنہ کو منصوب پڑہا ہے

زجاج نی کہا نصب بنا بر مصدریت ہی ای صدق وظن ظنہ[۱] او صدق فی ظنہ یا بنا بر ظرفیت
معنی یہ ہین کہ ابلیس نی اونکے ساتھہ یہ گمان کیا کہ جسوقت وہ اونکو بہکائیگا تو وہ اوسکی پیروی
کرینگی سو اوسنی اونکو ایسا ہی پایا یہی جائز ہی کہ منصوب ہو بنا بر مفعولیت یا باسقاط خافض حمزہ
وکسائی ویحیی بن وثاب واعمش وعاصم نی بتشدید صدّق ونصب ظنہ بنا بر مفعولیت ابو علی
فارسی نی کہا یعنی تصدیق کی اوسنی اوس ظن کی جسکا اوسنی ظن کیا تہا مجاہد نی کہا کہ اوسنی ایک
ظن کیا تہا تو اپنی ظن کی تصدیق کی پس ویسا ہوا جو اوسنی گمان کیا تہا ابو جعفر رواسی وابو الہیاج
وزہری وزید بن علی نی صدق تخفیف اور ابلیس بنصب اور ظنہ برفع ابو حاتم نی کہا اس
قرارت کی میری نزدیک کوئی وجہ نہین ہی اور فراء نی اسکو جائز کہا اور زجاج نی اسکا ذکر کیا
اور ظنہ کو صدق کا فاعل اور ابلیس کو اوسکا مفعول ٹہیرایا معنی یہ ہین کہ زینت دی واسطی ابلیس
کے اوسکی ظن نی ایک شی کی اونمین پہر سچا ہوا اوسکا ظن گویا یون کہا کہ سچ ہوا اونپر ظن ابلیس کا
ابو عمرو سی دونون کا رفع مروی ہی مع تخفیف صدق کی اس بنا پر کہ ظنہ بدل اشتمال ہی ابلیس سے
کسی نی کہا یہ آیت خاص ہی ساتھہ اہل سبا کی معنی یہ ہین کہ اونہون نی تغییر وتبدیل کی بعد
اسکے کہ وہ ایمان لی آئی تہے اوس شی پر جسکو اونکی رسول لائی تہے کسی نی کہا عام ہی یعنی
تصدیق کی ابلیس نی اپنی گمان کی ساری لوگون پر مگر وہ جنہی اطاعت کی اسکی قالہ مجاہد والحسن
کلبی نی کہا کہ ابلیس نی یہ ظن کیا کہ اگر وہ اونکو اغوا کریگا تو وہ اوسکا کہا مانینگی اور اگر اونکو
گمراہ کریگا تو اوسکی اطاعت کرینگی سو اوسنی تصدیق کی اپنی گمان کی پس اونہون نی اوسکا اتباع
کیا حضرت حسن نی فرمایا کہ اوسنی اونکو نہ کوڑی سی مارا اور نہ لاٹہی ہی اور اوسنی تو صرف ایک ظن کیا تہا
سو ویسا ہوا جیسا کہ اوسنی ظن کیا بسبب اپنی وسوسہ کے حضرت ابن عباس سی مروی ہی ابلیس نے
کہا ان آدم خلق من تراب ومن طین ومن حمأ مسنون خلقا ضعیفا وانی خلقت من
نار والنار تحرق کل شیٔ لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا قال فصدق ظنہ علیہم
یعنی آدم تو بنایا گیا ہی خاک سی اور گیلی مٹی سی اور سنی ہوئی گارے سی ایک کمزور خلق اور میں بنایا گیا
ہون آگ سی اور آگ جلا ڈالتی ہی ہر شی کو البتہ میں ضرور اوسکی اولاد پر استیلا پاؤنگا مگر تہوڑی
کہا پہر تصدیق کی اوسنی اپنی گمان کی اونپر قولہ تعالی الا فریقا من المومنین نصب اس کا

[۱] کذا فی فتح البیان اور فتح العلیم ظنہ ای ظن ابلیس صدق علیہم ظنہ فتح ظنہ ماشیہ سیفاوی بن یہ کسی مفعول مطلق لفعل مقدر من لفظہ ای صدق ابلیس ظنہ ظنا او اکتفی بحالتین فاعل صدق تعلق بہما جمیعا وتنصب نفسک ۱۲ منہ

بنا بر استثنا ہی آہین دو وجہین ہین ایک یہ ہی کہ مراد بعض مومنین ہین کیونکہ بہت مومنین تو گناہ
کرتی ہین اور بعض معاصی مین ابلیس کی منقاد ہوجاتی ہین اوس سی سالم نہین رہا مگر ایک فریق یہ وہ ہین
جنکی حق مین اللہ پاک نی فرمایا ہی ان عبادی لیس لک علیہم سلطان کسی نی کہا کہ فریق من المومنین
سے کل مومنین مراد ہین کیونکہ اصل دین ہین اونہون نی اوسکا اتباع نہین کیا اس بنا پر کہ کلمہ
من بیانیہ ہی قرطبی نی حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہی کہ کل مومنین ہین قولہ تعالی وما
کان لہ علیہم من سلطان یعنی نہین تہا اوسکا اونپر کہہ تسلط مطلب یہ ہی کہ اوسنی اون کو
کفر پر مجبور و مقہور نہین کیا اوسکی طرف سی تو صرف بلانا وسوسہ ڈالنا اپہا کرنا کہانا تہا کسی نی کہا
کہ سلطان بمعنی قوت ہی کسی نی کہا بمعنی حجت ضمیر علیہم مین راجع ہی طرف من صدق علیہم ظن ابلیس
اور فریق مومنین کے جیسا کہ ضحاوی نی کہا ہی الا لنعلم الآیہ مین استثنا منقطع ہی معنی یہ ہین
کہ اوسکا اونپر کہہ تسلط نہین ہی ولیکن ہمنی اونکو آزمایا ہی اوسکی وسوسہ سی تاکہ ہم جان لین اوس کو
جو یقین لاتا ہی آخرت پر اوس سی جو کہ آخرت سی شک مین ہی فراء نی کہا تاکہ ہم جان لین اسکو نزدیک
تمہاری کسی نی کہا تاکہ تم جان لو کسی نی کہا تاکہ جان لین ہمارے اولیا اور فرشتی کسی نی کہا کہ استثنا
متصل و مفرغ ہی نہین تہا اوسکا اونپر کہہ تسلط کسی حال مین احوال سی اور نہ واسطی کسی علت کے
علتون سی مگر تاکہ اسکی تمیز ہوجاوی کہ کون ایمان لاتا ہی اور کون نہین لاتا ہی کیونکہ اللہ پاک تو
اسکو بعلم ازلی جان چکا ہی حمل علم کا اس جگہہ تمیز و اظہار پر اولی ہی چنانچہ مذکور ہوچکا کسی نے
کہا معنی یہ ہین تاکہ ہم جان لین موجود اوس شی کو جسکو ہم معدوم جان چکی ہین اور تغیر معلوم پر ہے
علم پر نہین ہی زہیر کوفی نی ایعلم بصیغہ مجہول پڑہا ہی وہو تعالی ولربک علی کل شی حفیظ
کا یہ جانب ہی کہ اللہ پاک ہر شی پر محافظ ہی پس حفظ کو مفہوم مین علم و قدرت داخل ہی کیونکہ جاہل
بالشی و عاجز عن الشی سوا اوسکا حفظ ممکن نہین ہی مقاتل نی کہا کہ اوسنی ہر شی کو ایمان و شک سے
جان لیا ہی قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات
ولا فی الارض وما لہم فیہما من شرک وما لہ منہم من ظہیر ولا تنفع الشفاعۃ
عندہ الا لمن اذن لہ حتی اذا فزع عن قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم قالوا
الحق ج وہو العلی الکبیر تو کہہ پکارو اونکو جنکو گمان کرتی ہو سوا اللہ کی وہ نہین مالک ایک

ذرہ بھر کی آسمانون مین نہ زمین مین اور نہ اونکا ان دونونمین ساجھا اور نہ اونمین کوئی اوسکا مددگار
اور کام نہین آتی سفارش اوسکی پاس مگر اوسکو جسکی واسطے حکم کر دیا یہانتک کہ جب گھبراہٹ اوٹھائی
جاوی اونکی دل سی کہین کیا فرمایا تمہاری رب نی وہ کہین جو واجبی ہی اور وہی ہی سب سی اوپر بڑا

ف یعنی اللہ کی پان سفارش عوام جاہتی ہین اولیا سی دوا نبیا سی وہ فرشتون سی فرشتون کا
یہ حال ہی جو فرمایا جب اوپر سی اللہ کا حکم اوترتا ہی آواز آتی ہی جیسے پتھر پر زنجیر فرشتے ڈر سے
پھڑپھڑاتی ہین جب شکین آئی اور کلام اوترچکا ایک دوسرے سے پوچھتی ہین کیا حکم ہوا اوپر والے
بتاتی ہین سچے کہدیون کو جو اللہ کی حکمت کی موافق ہی اور آگی سی فائدہ معلوم ہی وہی حکم ہوا آخری

ف اللہ تبارک وتعالی یہ بیان فرماتا ہی کہ بی شک وہ الہ واحد فرد صمد ہی یعنی ایک
معبود تنہا نراد ہاری جسکا نہ کوئی نظیر مثیل ہی نہ کوئی اوسکا شریک عدیل بلکہ وہی اکیلا مستقل بالا
ہی بدون کسی مشارک ومنازع ومعارض کی پس فرمایا تو کہہ پکارو اونکو جنکو گمان کرتی ہو سوا اللہ کے
یعنی وہ معبود جو اللہ کو چھوڑ پوجی گئی ہین مالک نہین ہین ذرہ بھر کے آسمانون مین اور نہ زمین مین
جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نی ارشاد فرمایا ہی والذین تدعون من دونہ ما یملکون من
قطمیر ق لہ تعالی وما لھم فیھما من شرک کا یہ مطلب ہی کہ وہ مالک نہین ہین آسمان
وزمین مین کسی شی کے نہ تو بطور استقلال کے اور نہ بطریق شرکت کی وما لہ منھم من ظھیر
کے یہ معنی ہین کہ ان انداد مین سی جنکو اللہ پاک کا ہمسر ٹھیرایا ہی کوئی اوسکا مددگار نہین ہی کہ وہ
اوس سی کا سونپین مدد لی بلکہ ساری خلق اوسی کی محتاج ونیازمند ہی اوسکی نزدیک غلام ومطیع
ہین قتادہ نی اسکی تفسیر مین کہا ہی کہ نہین ہی اوسکا اونمین سی کوئی عون یعنی معین ومددگار کہ
کسی شی کی ساتھہ اوسکی اعانت کری پھر اللہ پاک نی فرمایا ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا
لمن اذن لہ یعنی ماری اوسکی عظمت وجلال وکبریا کی کسی کو یہ جرات نہین ہوتی ہی کہ کسی شی مین
اوسکے نزدیک سفارش کری مگر بعد اسکی کہ وہ اوسی سفارش کرنی مین اذن دی کما قال سبحانہ وتعالی
من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ وقال عز وجل وعلا وکم من ملک فی السموات
لا تغنی شفاعتھم شیئا الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی وقال تعالی
ولا یشفعون الا لمن ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون اور اسی لیی بہت طرح سے

صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہی اور آپ سردار ہین اولاد آدم علیہ السلام
کے اور بزرگترین شفیع ہین نزدیک اللہ تعالی کی کہ جسوقت آپ مقام محمود مین کہڑے ہونگے تاکہ
ساری خلق مین شفاعت کرین تو آئیگا رب اونکا واسطے فصل قضا کی فرمایا پس مین سجدہ کرونگا واسطے
اللہ تعالی کی تو وہ مجہی چہوڑ رکہیگا جس قدر اللہ چاہیگا کہ مجہی چہوڑ رکہی اور کہولدیگا مجہپر حمدین جنکا
مین اب احصا نہین کرتا ہون پہر کہا جائیگا ای محمد اوٹہا سر اپنا اور کہہ تیری بات سنی جائیگی اور
مانگ تجہکو ملیگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوگی الحدیث بتمامہ قولہ تعالی حتی
اذا فزع عن قلوبھم الآیہ یہ بہی ایک مقام رفیع ہی عظمت مین وہ یہ ہی کہ اللہ تعالی جسوقت
کلام کرتا ہی ساتہہ وحی کی پہر آسمانون والی اوسکی کلام کو سنتی ہین تو ماری ہیبت کی کانپ اوٹہتی
ہین یہان تک کہ مثل غشی کی اونکو لاحق ہوجاتی ہی یہ قول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور
مسروق وغیرہما کا ہی قولہ تعالی حتی اذا فزع عن قلوبھم یعنی یہانتک کہ جب گہبراہٹ
اونکی دلون سی زائل ہوجاتی ہی حضرت ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم و ابو عبد الرحمن سلمی و شعبی
و ابراہیم نخعی و ضحاک و حسن و قتادہ نی اسکی تفسیر مین کہا ہی جلی عن قلوبھم بعض سلف نی اذا فزع
عن قلوبھم پڑہا ہی بعین معجمہ اور مرفوعا آیا ہی یہ قول راجع ہی طرف اول کی پہر جب ایسا ہوتا ہی
یعنی اونکی دل سی خوف دور ہوتا ہی تو بعض اونکا بعض سی پوچہتا ہی کیا فرمایا تمہارے رب نی
تو حاملان عرش اوسکی خبر دیتی ہین اون فرشتون کو جو اونسی متصل ہین پہر وہ جو اونکی متصل ہین
اونکو جو اونکی نیچی ہین یہانتک کہ وہ خبر سماء دنیا والونکی طرف پونہچتی ہی اور اسی لیی اللہ تعالی نی یون
فرمایا قالوا الحق یعنی خبر دیتی ہین اوس بات کی جو فرمائی بدون زیادت و نقصان کی وہو العلی
الکبیر اور لوگون نی کہا بلکہ مراد مشرکین ہین وقت احتضار کی اور روز قیامت مین جبکہ وہ
بیدار ہونگی اوس غفلت سی جسمین وہ تہی دنیا مین اور قیامت کی دن اونکی عقلین لوٹ آئینگی طرف
اونکی کہینگی کیا کہا تمہاری رب نی تو اونسی کہا جائیگا کہ حق اور اونکو خبر دیجائیگی اوس بات کی جس سی
وہ دنیا مین لاہی و غافل تہی ابن ابی نجیح نی مجاہد سی روایت کیا ہی کہ کشف عنہا الغطاء یوم القیامۃ
یعنی یہان تک کہ جسوقت کہولا جائیگا اونکی دلونسی پردہ قیامت کی دن حضرت حسن نی فرمایا یعنی ما فیہا من الشک
و التکذیب یعنی جسوقت دور کیا جائیگا شک و تکذیب جو اونکی دلونمین تہا عبد الرحمن بن زید

بن اسلم نے کہا مراد یہی کہ جسوقت دور کیا جائیگا وہ شک جو انکے دلونمین تہا کہا دور کیا جائیگا
شیطان اونکے دلونسی اور اونکی تاب وامانی سی اور جو کچہہ وہ اونکو گمراہ کیا کرتا تہا تو کہینگی کیا کہا تمہارے
رب نے کہینگی اوسنی حق کہا اور وہ علی کبیر ہی کہا اور یہ حق ہین بنی آدم کی ہی یہ وقت موت کی ہی اوار
کیا اوسوقت کہ اقرار اونکو نفع نہ دیگا **ابن جریر** نی قول اول کو اختیار کیا ہی کہ ضمیر راجع ہی طرف
ملائکہ کے حق یہی قول ہی جسمین کسی طرح کا شک نہین ہی اسلیے کہ اسمین صحیح احادیث و آثار وارد
ہوئی ہین ہم اونمین سی کچہہ یہان ذکر کرتی ہین جو اوسپر دال ہین **بخاری** نی اپنی صحیح مین زیر
تفسیر کریمہ ہذا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی اذا قضی اللہ تعالی الامر فی السماء ضربت الملائکۃ باجنحتہا خضعانا
لقولہ کانہ سلسلۃ علی صفوان فاذا فزع عن قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم
قالوا الذی قال الحق وہو العلی الکبیر فیسمعہا مسترق السمع ومسترق السمع ہکذا
بعضہ فوق بعض ووصف سفیان بیدہ فحرفہا ونشر بین اصابعہ فیسمع
الکلمۃ فیلقیہا الی من تحتہ ثم یلقیہا الاخر الی من تحتہ حتی یلقیہا علی
لسان الساحر او الکاہن فربما ادرکہ الشہاب قبل ان یلقیہا وربما القاہا
قبل ان یدرکہ فیکذب معہا مائۃ کذبۃ فیقال الیس قد قال لنا یوم کذا وکذا
کذا وکذا فیصدق بتلک الکلمۃ التی سمعت من السماء انفرد باخراجہ البخاری
دون مسلم من ہذا الوجہ وقد رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ من
حدیث سفیان بن عیینۃ بہ واللہ اعلم **ف** خضعان مصدر ہی خضع کا مثل غفران
کے اور بالکسر بہی مروی ہی جمع خاضع کی بہی ہوسکتی ہی اور خُضَّعا بہی مروی ہی یہ جمع ہی خاضع کی
جمع کی بنا پر تو حال ہوگا اور مصدر کی بنا پر مفعول مطلق اس لیی کہ ضرب اجنحہ مین خضوع کی معنی ہین
یا مفعول لہ ہی کیونکہ طائر کو جب کچہہ خوف معلوم ہوتا ہی تو اپنی دونون بازو کا نیچا ہوا لٹکا دیتا ہی
ضمیر کانہ کی قول کی طرف راجع ہی اور وہ اوسی حال ہی صفوان کہتی ہین چکنی متیر کو **للذی**
قال الحق کی یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نی جو بات بیان فرمائی فرشتی اوسکو کہتی ہین کہ اوسنی حق کہا
مطلب یہ ہی کہ اللہ پاک کی قول کی بلفظ حق تعبیر کرتی ہین جو اپنے والی ملائکہ مقربین ہین جیسی

ام اصل کا لفظ ابن ہی
وذکر ضمائر طرفا یل
علی غیر ما مر ع

حضرت جبرئیل علیہ السلام کلمۃ الحق بنصب ہی یعنی قال جبرئیل قال اللہ الحق لا الباطل یا برفع ہی
یعنی قولہ الحق مراد قول سی کلمۃ کن ہی یعنی حوادث یومیہ مثلاً مغفرت ذنب و تفریج کرب و رفع قوم و
خفض قوم دیگر و شفای بیمار و مرض صحیح یا مراد قول سی وہ ہی جو لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہی حق بمعنی
ثابت ہی رہی یہ بات کہ ملائکہ مقربین نی مجمل جواب دیا جن امور کا حکم جاری کیا گیا اونکی تصریح
نہ کی سو وجہ اسکی یہ ہی کہ غرض اونکی خوف کا دور کرنا ہی یعنی تم مت گھبراؤ کیونکہ یہ قول وہی ہے
جو تمکو ہر دن معلوم ہی کہ تقضای[1] شیون ہوتا ہی وہ نہین ہی جسکا تم گمان کرتی ہو قیامت کا قائم ہونا
معنی یہ ہین جسوقت جاری کرتا ہی اللہ تعالی حکم آسمان مین تو فرشتی اپنی پر مارتی ہین واسطی
فرد تنی کو اوسکی قول کی گویا وہ قول ایک زنجیر ہی چکنی پتھر پر پھر جب دور کیا جاتا ہی خوف اون کے
دلون سی تو کہتی ہین کیا کہا تمہاری رب نی ملائکہ مقربین کہتی ہین اوس بات کو جو اللہ پاک نے
فرمائی کہ اوسنی حق کہا اور وہ علی کبیری پس مسترق السمع اوس بات کو سن لیتی ہین اور مسترق السمع
اسطرح ہین بعض اونکی اوپر بعض کی سفیان نی اپنی ہاتھہ سی وصف کیا پھر اوسکو محرف کیا اور اپنی
اونگلیون کے درمیان فرق کیا پس مسترق السمع اوس کلمی کو سنتا ہی پھر اوسکو ڈالتا ہی طرف اوسکی
جو اوسکی نیچے ہی پھر دوسرا اوسکا القا کرتا ہی طرف اوسکی جو اوسکی نیچے ہی یہانتک کہ وہ اوسکا القا
کرتا ہی ساحر یا کاہن کی زبان پر پھر کبھی پالیتا ہی اوسکو شہاب قبل اسکی کہ وہ اوسکا القا کرے
اور کبھی اوسکا القا کرتا ہی پہلے اس سی کہ شہاب اوسکو پائی پھر وہ اوسکی ساتھہ سو جھوٹ بولتا ہی
پس کہا جاتا ہی کیا اوسنی ہمسی نہین کہا تھا فلان فلان دن ایسا ایسا سو اوسکی تصدیق کیجاتی
ہے بسبب اوس کلمی کے جو کہ آسمان سی سنا گیا امام احمد نی حضرت ابن عباس سی روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ایک گروہ مین اپنی اصحاب کی عبد الرزاق
نی کہا کہ انصار کی پس ایک تارا مارا گیا پھر وہ روشن ہوا تو آپ نی فرمایا تم کیا کہتی تھی جبکہ جاہلیت
مین ایسا ہوتا تھا صحابہ بولی ہم کہتی تھی کہ کوئی بڑا آدمی پیدا کیا جائیگا یا کوئی بڑا مریگا معمر شاگرد
زہری نی زہری سی پوچھا کیا جاہلیت مین تارے ماری جاتی تھی کہا ہان لیکن سخت[2] کیگئی جبکہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئی کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا کہ وہ تو نہین
ماری جاتی ہین واسطی کسی کی موت کی نہ واسطی اوسکی حیات کی ولیکن ہمارا رب تبارک و تعالی

[1] یعنی اوس امر کے ساتھہ جو اوسکی قضا مین ہی
[2] یعنی جب سی شخص کی پیدائش کی خبر آسمان والون کو دی گئی
[3] یعنی جب سی آنحضرت صلعم کی نبوت کی خبر دی گئی
[4] یعنی آسمان کی حفاظت زیادہ ہوگئی

جس وقت جاری کرتا ہی کوئی امر تو حاملان عرش تسبیح کرتے ہین پہر تسبیح کرتی ہین اوس
آسمان والی جو اوسی متصل ہین یہانتک کہ سماے دنیا کو تسبیح پہنچتی ہی پہر خبر پوچھتی ہین اوس
آسمان والی جو حاملان عرش سے متصل ہین پس کہتی ہین وہ جو حاملان عرش ہی متصل ہین
حاملان عرش سی کہ کیا کہا تمہاری رب نی تو وہ اونکو خبر دیتی ہین اور خبر دیتا ہی ہر اہل آسمان
آسمان یہانتک کہ خبر پہنچتی ہی اس آسمان تک اور جن سنتی کو جھپٹ لیتی ہین سو وہ ماری جاتی
ہین پس جس بات کو وہ لائی اوسکی طریقے پر تو وہ حق ہی ولیکن وہ فرق کرتی ہین اوسمین اور
بڑہاتی ہین ہکذا رواہ الامام احمد وقد اخرجہ مسلم فی صحیحہ بسندہ عن ابن
عباس رضی اللہ عنہما وکذا رواہ النسائی فی التفسیر والترمذی ابن ابی حاتم
نی نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کبھی جسوقت ارادہ کرتا ہی اللہ تبارک وتعالی اس بات کا کہ وحی کری اپنی امر کی تو تکلم فرماتا ہے
ساتھہ وحی کی پہر جب وہ تکلم فرماتا ہی تو پکڑتا ہی آسمانون کو اوس سی رجفہ یا کہا رعدہ شدیدہ یعنی
وہ سخت کانپ جاتی ہین خوف سی اللہ تعالی کے پہر جب اوسکو اہل سموات سنتی ہین تو
بیہوش ہو جاتی ہین اور گر پڑتے ہین واسطی اللہ کے سجدہ کرتے ہوئی پس اول جو اپنا سر
اوٹہاتا ہی وہ جبریل ہوتا ہی علیہ الصلوۃ والسلام پس کلام کرتا ہی اوس سی اللہ اپنی وحی سی جو
وہ ارادہ کرتا ہی پہر جبریل علیہ الصلوۃ والسلام اوسکو لیکر چلتے ہین ساری فرشتونپر ایک آسمان سے
طرف ایک آسمان کی پوچھتے ہین اونسی اوسکے فرشتے کیا فرمایا ہماری رب نی ای جبریل
تو وہ کہتی ہین کہ اونسی حق کہا اور وہ علی کبیر ہی پس وہ سب کہتی ہین جیسا کہ جبریل علیہ السلام
نے کہا پہر جبریل وحی لیکر پونہچتے ہین طرف اوس جگہہ کے جسکا اللہ تعالی نی اونکو امر فرمایا
آسمان وزمین سی وکذا رواہ ابن جریر وابن خزیمۃ ابن ابی حاتم نے کہا مین نی اپنے باپ
کو سنا وہ کہتی تہی کہ یہ حدیث تمام نہین ہی ولید بن مسلم رحمہ اللہ تعالی سی ابن ابی حاتم
نے بحدیث عوفی حضرت ابن عباس وقتادہ سی روایت کیا ہی کہ اونہون نی اس آیت کی
یہ تفسیر کی ہی کہ یہ ابتدای وحی مین ہی جو اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف
وحی کی بعد اوس فترت کی جو درمیان آپکے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے تہی حافظ ابن کثیر

کہتی ہین بی شک یہ اولی ہی اوس شی کا جو اس آیت مین داخل ہی ف قل ادعوا
کو بکسر لام پڑہا ہی بنا بر اس قاعدے کے کہ التقای ساکنین سے بچنے کو ساکن کو کسرہ دیتی
ہین اور عین کا اتباع کر کے بضم بھی پڑہا گیا ہی حرف دال بسبب سکون کی درمیان اونکی حاجز
غیر حصین ہی یہ دونون قراءتین سبعیہ ہین زعمتم کے دونون مفعول محذوف ہین اسلیی کہ سیاق
اونپر دال ہی یعنی زعمتموہم آلہۃ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی یعنی تو کفار مکہ یا عالی العموم
کفار سی کہدی کہ تم پکارو اونکو جن کو تم نی معبود گمان کیا ہی سوا اللہ کے مقاتل نی کہا معنی
یہ ہین کہ پکارو اونکو تا کہ دور کرین تم سے اوس ضرر کو جو تم پر نازل ہوا ہی سالہای گرسنگی
مین چونکہ یہ امر واسطی توبیخ و تقریع کی ہی اس لیی خود اللہ پاک نی اونکی طرف سی یہ جواب دیا کہ وہ
مالک نہین ہین ذرہ بھر کے آسمانون مین اور نہ زمین مین یعنی اونکو کسی طرح کی قدرت نہین
ہے خیر پر نہ شر پر اور نہ جلب نفع پر نہ دفع ضرر پر کسی امر مین امور سی کیونکہ وہ تو جماد محض ہین
سمرات و ارض کا ذکر اس لیی کیا کہ مقصود تعمیم ہے کیونکہ وہ ظرف ہین موجودات خارجیہ کے
وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ کا یہ مطلب ہی کہ اون معبودون کو آسمان و زمین مین کسی
طرح کی مشارکت نہین ہی نہ تو خلق مین نہ ملک مین اور نہ تصرف مین ومالہ منہم من ظہیر
یعنی اور نہ واسطی اللہ پاک کی اون معبودون مین سی کوئی معین و مددگار ہی کہ اوسکی اعانت
کری کسی شی پر امور سی سموات و ارض و من فیہما کے بلکہ متفرد بایجاد وہی ہی پس وہی پوجا
جاتا ہی اور اوسکے غیر کی عبادت محال ہی پھر وہ جو بتون کی حق مین کہا کرتی تہی کہ یہ ہمارے
سفارشی ہین نزدیک اللہ کے سو اللہ پاک نی اونکی اس قول کی یہ تکذیب فرمائی ولا تنفع
الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ استثنای مفرغ ہی اعم احوال سی یعنی شفاعت نفع
نہ دیگی کسی حال مین احوال سی مگر وہ شفاعت جو ہونیوالی ہی واسطی اوس شخص کے جس کے
واسطی وہ اذن دی کہ وہ شفاعت کری ملائکہ و انبیاء وغیرہم اہل علم و عمل سی اور یہ بات معلوم
ہی کہ یہ لوگ اوسی کے واسطی شفاعت کرینگی جو شفاعت کا مستحق ہے نہ واسطی کافرون کے
اور ہو سکتا ہی کہ یہ معنی ہون نفع نہ دیگی شفاعت شفعا سی جو قابل شفاعت کے ہین کسی
حال مین احوال سی مگر وہ شفاعت جو ہونیوالی ہے واسطی اوس شخص کی جسکے لیے اور اوسکی

حق مین اذن دی مستحقین شفاعت مین سی نہ اونکی سوا اور غیر مستحق شفاعت کی کسی نے کہا
کہ لاتنفع الشفاعۃ سی مراد یہ ہی کہ اصلا نہ پائی جائیگی مگر اوسکے لیے جسکے واسطی وہ اذن
دے اور نفی کو جو نفع شفاعت کی ساتھہ متعلق کیا ہی نہ اوسکے وقوع کی ساتھہ سو منظور
تصریح کرنا ہے اوس شی کی نفی کی جو اونکی غرض ہی اوسکی وقوع سی حرف لام لمن مین جائز
ہے کہ متعلق ہو نفس شفاعت سی ابو البقاء نی کہا جسطرح کہ تو کہتا ہی شفعت لہ یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ تنفع سی متعلق ہو اولی یہ ہی کہ مخذوف سی متعلق ہو یعنی کائنۃ لمن اذن لہ جمہور نی
اذن بفتح ہمزہ پڑہا ہی یعنی اذن لہ اللہ سبحانہ اس لیی کہ اللہ پاک کا اسم مبارک اس سی قبل مذکور ہی
ابو عمرو و حمزہ و کسائی نے بضم ہمزہ بصیغۂ مجہول آذن یعنی اذن دینی والا وہ اللہ پاک ہی
ہی پھر اللہ پاک نی ان شفعاء و مشفوع لہم کے خوف کی خبر دی فرمایا حتی اذا فزع عن قلوبھم
الآیہ جمہور نی فزع بصیغۂ مجہول پڑہا ہی فاعل اللہ پاک ہی اور جار و مجرور قائم مقام فاعل کی ہی
ابن عامر نے فزّع بصیغۂ معروف پڑہا ہی فاعل اوس کا ضمیر راجع ہی طرف اللہ پاک کے
دونون قراءتین مین تشدید زای معجمہ ہین فعّل تشدید کے معنی سلب ہین تفزیع فزع و خوف
کے دور کرنے کو کہتے ہین حضرت حسن نی تخفیف زای بصیغۂ مجہول پڑہا ہی اور حضرت ابن عمر
و قتادہ نی فزع برای مہملہ و فاء معجمہ فراغ سی یعنی اللہ تعالی نے اونکی دلون کو فارغ کر دیا
مطلب یہ ہی کہ خوف کو اونسی دور کر دیا اور حضرت ابن مسعود نی افزفع افزفاع سے بمعنی تفرق
قطرب نی کہا فزع عن قلوبھم کے یہ معنی ہین کہ فزع و خوف جو اون کے دلون مین تھا وہ
نکالدیا گیا معنی یہ ہین کہ ملائکہ و انبیاء و اصنام جو اللہ پاک کے سوا پوجی گئی ہین انمین سی
کسی سی شفاعت نہوگی کوئی ہو مگر یہ کہ اللہ پاک ملائکہ و انبیا و نحوہم کو شفاعت مین اذن دیگا
واسطی اوس شخص کے جو شفاعت کا مستحق ہوگا اور شفاعت کرنے والے غایت درجے
کے فزع و خوف مین ہونگے اللہ تعالی سی کما قال تعالی وھم من خشیتہ مشفقون
پھر جب اللہ پاک شفاعت مین اونکو اذن دیگا تو وہ گھبرا جائین گے بسبب اوس امر ہولناک
و خوف شدید کے جو اوس حالت کی ساتھہ مقترن ہوگا اس بات سی کہ جس شی مین اللہ پاک نے
اونکو اذن دیا ہی اوسکی جاری کرنے مین کوئی تقصیر واقع ہو جائے یا اقدار الٰہی سے کوئی

لہ اور وہ اوس کی ہیبت سی ڈرتے ہین

شی حادث ہوجائی پھر جب اونسی گھبراہٹ دور ہوجائیگی تو فرشتون سی کہین گے جو
اونکے اوپر ہین یہ وہ فرشتے ہین جو اذن کی وحی اونپر وارد کرتے ہین کہ کیا کہا تمہارے
رب نی یعنی اللہ نے کس شی کا امر کیا تو وہ کہینگے اونہنے کہ اوسنے قول حق کہا وہ قبول
ہے تمہاری شفاعت کا واسطی مستحقین شفاعت کی نہ اونکی غیر کی وہو العلی الکبیر پس اوسکو لائق
ہے کہ حکم کری اپنی بندون مین جو چاہے اور کرے جس شی کا ارادہ فرمائے نہین پونہچتا
ہے کسی فرشتے کو نہ کسی نبی کو کہ اوس دن کلام کری مگر اوسکے اذن سے اور یہ کہ شفاعت
کرے مگر اوسکے واسطے جسکو وہ پسند کری کسی نی کہا کہ یہ فزع فرشتون کو ہر امر مین ہوتا ہے
جسکا رب سبحانہ امر فرماتا ہے معنی یہ ہین کہ نفع نہ دیگی شفاعت مگر فرشتون سی جو کہ آج فزع
وخوف کرنیوالی ہین اللہ پاک کے مطیع وفرمانبردار ہین نہ جمادات وشیاطین کسی نی کہا کہ جو لوگ
ماذا قال ربکم کہین گی وہ مشفوع لہم ہین اور جنہون نے اونکو جواب دیا وہ شفعاء ہین ملائکہ وانبیاء
علیہم السلام سے کذا فی فتح البیان غرضکہ پھر اللہ پاک نی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو امر کیا کہ مشرکین کو تبکیت وتوبیخ کرین پس ارشاد فرمایا قل من یرزقکم من السموٰت
والارض ط قل اللہ ط وانا او ایاکم لعلی ھدی او فی ضلل مبین ○ قل لا تسئلون
عما اجرمنا ولا نسئل عما تعملون ○ قل یجمع بیننا ربنا ثم یفتح بیننا بالحق ط
وھو الفتاح العلیم ○ قل ارونی الذین الحقتم بہ شرکاء کلا ط بل ھو اللہ العزیز
الحکیم ○ تو کہہ کون روزی دیتا ہی تمکو آسمان سے اور زمین سی تبا کہ اللہ اور یا ہم یا تم
بیشک سوجہہ پر ہین یا پڑی ہین بہکاوی مین صریح تو کہہ تم سی نہ پوچھینگی جو ہمنی گناہ کیا
اور ہم سی نہ پوچھینگی جو تم کرتے ہو تو کہہ جمع کریگا ہم سب کو رب ہمارا پھر فیصلہ کریگا ہم مین
انصاف کا اور وہ ہی نیاؤ چکانی والا سب جانتا تو کہہ مجھکو دکھاؤ تو جنکو اوس سی ملاتے ہو
ساجھی ٹھیرا کر کوئی نہین وہی اللہ ہے زبردست حکمتون والا **ف** یعنی دونون فرقے
توحید نہین کہتے ایک مقرر سچا ہی ایک مقرر جھوٹا ہے تو لازم ہے کہ سوچو اور سچی بات پکڑو
اسمین اونکا جواب ہی سو اس زمانے مین بعضے لوگ کہتے ہین دونون فرقے ہمیشہ سی
چلے آئے ہین کیا ضرور ہے جھگڑنا انتہی **ف** اللہ پاک یہ بات ثابت فرماتا ہے کہ

خلق ورزق کی ساتھہ وہی متفرد ہی اور الٰہیت کی ساتھہ بہی وہی منفرد ہے پس وہ اسکا اقرار
کرتے تہی کہ آسمان وزمین سی اونکو روزی نہین دیتا ہے مگر اللہ یعنی بسبب اوس پانی کی
جسکو آسمان سی اوتارتا ہی اور زمین سی کہیتی اُگاتا ہی سو اسی طرح اس بات کو جان لین
کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اوسکی قولہ تعالی وانا او ایاکم الآیہ لف ونشر کے باب سی ہے
یعنی دونون فریق مین سی ایک فریق محق ہی اور دوسرا مبطل اس طرف کوئی راہ نہین ہے کہ
تم اور ہم ہدایت پر ہون یا ضلالت پر بلکہ ایک ہم مین سے مصیب ہی اور ہم توحید پر برہان
قائم کرچکے تو اس سی معلوم ہوا کہ جس شرک باللہ پر تم جمے ہوے ہو وہ باطل ہی اور اسی لیے
یون فرمایا وانا او ایاکم الآیہ **قتادہ** نی کہا کہ اصحاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی مشرکون
سے یہ بات کہی تہی واللہ ہم اور تم ایک امر پر نہین ہین بی شک احد الفریقین البتہ ہدایت
پر ہے **عکرمہ** وزیاد بن ابی مریم نے کہا کہ معنی اسکے یہ ہین کہ بی شک ہم البتہ ہدایت
پر ہین اور مقرر تم البتہ کہلی گمراہی مین ہو قولہ تعالی قل لا تسئلون الآیہ کے معنی اونسی بری
وبیزار ہوناہی یعنی نہ تم ہمارے نہ ہم تمہاری بلکہ ہم تمکو بلاتے ہین طرف اللہ تعالی کے اور
اوسکی توحید کے اور اسکے کہ تنہا اوسی کو پوجو پس اگر تم اس دعوت کو قبول کرو تو تم ہمارے
اور ہم تمہارے اور اگر تم نی تکذیب کی تو ہم تم سی بری اور تم ہم سی بری کما قال سبحانہ وتعالی
وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریء مما تعملون
وقال عز وجل قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما
اعبد ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عابدون ما اعبد لکم دینکم ولی دین
قولہ تعالی قل یجمع بیننا ربنا الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ اللہ پاک قیامت کی دن جمع کرے گا
درمیان خلائق کی ایک زمین مین پہر فیصلہ کریگا درمیان ہماری ساتھہ عدل کے پہر بدلا دیگا
ہر عامل کو اوسکے عمل کا اگر خیر ہے تو خیر اور شری تو شر اور اوس دن ضرور جان لوگی کہ عزت
ونصرت وسعادت ابدی کس کی واسطی ہی کما قال تعالی ویوم تقوم الساعۃ یومئذ
یتفرقون فاما الذین امنوا وعملوا الصالحات فہم فی روضۃ یحبرون و
اما الذین کفروا وکذبوا بآیاتنا ولقاء الاخرۃ فاولئک فی العذاب محضرون

اور اسی لیی اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہی وھو الفتاح العلیم یعنی وہ حاکم عادل عالم بحقائق الامور
ہی قولہ تبارک وتعالی قل ارونی الآیہ یعنی تم مجھی دکھاؤ یہ معبود جن کو تم نے انداد ٹھیرایا ہے
ورا ونکو اوسکی واسطی برابر کیا ہی ہرگز نہین اوسکا نہ کوئی نظیر ہی نہ مثل ہی اور نہ کوئی شریک
وعدیل ہی اور اسی لیی یون فرمایا بل ھو اللہ یعنی بلکہ وہ اللہ واحد احد ہی جسکا کوئی
شریک نہین ہی العزیز الحکیم یعنی وہ ایسی عزت والا ہی کہ جس ہی اوسنے ہر شی کو مقہور کیا ہے
ور ہر شی پر غالب ہوا ہی اپنی افعال واقوال وشرع وقدر مین حکیم ہی تبارک وتعالی وتقدس
عما یقولون علوا کبیرا واللہ اعلم کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہی تو کہہ
کون انعام کرتا ہی تمپر ان ارزاق کا جنسے تم نفع لے رہے ہو کیونکہ تمہاری معبود تو ذرہ بھر کے
مالک نہین ہین آسمان کا رزق تو پانی ہے اور سورج چاند ستاری جنسی نفع لیا جاتا ہی زمین
کا رزق نبات ومعدنیات ہین اور مثل انکے اور اشیا روی زمین کے چونکہ کفار اس استفہام
کے جواب پر قدرت نہین رکھتی تھی اور نہ اونکی عقلین اس بات کو قبول کرتی تھین کہ اس رزق کی
نسبت اپنی معبودونکی طرف کرین اور بسا اوقات اللہ پاک کی طرف اسکی نسبت کرنی مین توقف کرتی
تھی اس خوف سی کہ اونپر حجت قائم ہو جائی اس لیی اللہ پاک نی اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو حکم دیا کہ اسکا جواب دیدین قل اللہ یعنی تو کہدی کہ وہ اللہ ہی جو آسمان وزمین مین
سے تم کو رزق دیتا ہے پھر آپ کو یہ امر فرمایا کہ اونکو اس بات کی خبر دین کہ وہ گمراہی پر ہین لیکن
بر طریق انصاف کی حجت مین بعد اسکے کہ جو شخص ہدایت پر ہے اور جو کوئی گمراہی پر ہے
اسکی تقریر سابق ہو چکی پس ارشاد فرمایا وانا او ایاکم الآیہ یعنی جو لوگ اللہ خالق ورازق کی توحید
کرتی ہین اور عبادت کی ساتھہ اوسی کو خاص ٹھیراتی ہین اور وہ لوگ جو جمادات کو پوجتی ہین کون
جمادات جو نہ خلق پر قدرت رکھتی ہین نہ رزق پر اور نہ نفع وضرر پر انمین سی احد الفریقین
البتہ احد الامرین پر ہے ہدایت وضلالت سی اور یہ بات ہر عاقل کو معلوم ہی کہ جو شخص اوس
ذات پاک کو پوجتا ہی جو کہ پیدا کرتا ہی روزی دیتا ہی نافع وضار ہے وہی شخص ہدایت پر ہے
اور جو کوئی اوسکو پوجتا ہی جو قادر نہین ہی خلق پر نہ رزق پر اور نہ نفع وضرر پر وہی گمراہی پر ہے
پس یہ تقریر متضمن ہے بیان فریق ہدایت کو یعنی مسلمین اور فریق ضلالت کو یعنی مشرکین ایسی

وجہ پر جو کہ تصریح سی ابلغ ہی اور یہ تقریر اوس کلام منصف سی ہے کہ جو کوئی موافق و مخالف
اوسکو سنے تو سمجھکو اوسکے ساتھہ خطاب کیا گیا اوس سی کہے کہ قد انصفک صاحبک یعنی تیرے
صاحب نی تجھہ سی انصاف کی بات کہی **مبرد** نی کہا معنی اس کلام کی معنی ہین قول ستبصر
یعنی جو شخص حجت مین بصیرت پر ہی وہ اپنی صاحب سی یون کہی کہ ایک ہمارا کاذب ہے
حالانکہ وہ جان چکا ہے کہ صادق مصیب ہی ہی اور اوسکا صاحب کاذب مخطی ہی انتہی نکتہ
ہدی اور ضلال پر جو دو حرف جر داخل ہوئی اونمین مخالفت کی گئی ہدی پر علی آیا اور ضلال پر
فی وجہ اسکی یہ ہی کہ صاحب ہدایت تو گویا ایک عمدہ راہوار گھوڑے پر سوار ہی جہان چاہتا
ہے اوسکو دوڑاتا ہی اور صاحب ضلالت گویا تاریکی مین ڈوبا ہوا ہی دیکھتا نہین ہی کہ کہان
متوجہ ہو **مبرد** نے کہا کہ کلا او بصریون کے نزدیک اپنے باب پر ہی اور شک کی لیی نہین ہے
لیکن وہ اوس معنی کی بنا پر ہی جس کو عرب لوگ ایسی مقام مین استعمال کرتے ہین جبکہ مخبر ارادہ
نکرے اس بات کا کہ بیان کرے اور وہ عالم بمعنی ہو **ابو عبیدہ** و فراء نی کہا کہ او بمعنی واو ہے
تقدیر یہ ہی و انا علی ہدی و ایاکم فی ضلال مبین یعنی مقرر ہم ہدایت پر ہین اور تم البتہ کھلی
گمراہی مین ہو کسی نے کہا کہ او ایاکم معطوف ہی اسم ان پر اور خبر اوسکی وہی مذکور ہے اور ثانی
کی خبر حذف کی گئی اس لیی کہ مذکور اوسپر دال ہی ای انا لعلی ہدی او فی ضلال مبین او انکم لعلی
ہدی او فی ضلال مبین اور اسکا عکس بھی جایز ہی یعنی مذکور خبر ہو ثانی کی اور اول کی خبر محذوف
ہو جسطرح کہ اس آیت مین ہی واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ پھر اللہ پاک نی بعد اس کلام منصف
کے ایک اور کلام ذکر کیا جو کہ اوس سی ابلغ و ادخل ہی انصاف مین اور دور تر ہے جدل او
و مشاغبہ سی فرمایا قل لا تسئلون الآیہ یعنی مین تو تمکو بلاتا ہون طرف اوس شے کے
جسمین تمہاری واسطے خیر و نفع ہی اور تمہاری کفر سے اور میری ترک اجابت سی مجھکو کوئی
ضرر نہین پہنچتا ہی یہ مثل اس آیت کی ہے لکم دینکم ولی دین اسناد جرم کا تو مسلمانون کی طرف
کیا اور مطلق عمل کی نسبت مخاطبین کی طرف کی باوجود اسکے کہ مسلمانون کے عمل خالص نیکی
سے ہین اور محض طاعت سی اور کفار کے عمل کھلی معصیت اور اتم واضح سے سوا اسیا کرنے
مین وہ انصاف ہی جسکا اندازہ نہین ہو سکتا ہی مقصود مہادنت و متارکت ہی کسی نے کہا

کہ یہ آیت اور اسکے مثل اور آیتین آیت سیف سی منسوخ ہین پہر اللہ پاک نے آپ کو حکم دیا
کہ عذاب آخرت کی ساتھہ اونکو تہدید کرین لیکن ایسی وجہ پر جسمین تصریح نہو فرمایا قل یجمع
بیننا الآیہ یعنی تو کہہ کہ جمع کریگا درمیان ہماری رب ہمارا قیامت کی دن پہر حکم و قضا کرے گا
درمیان ہماری تو مطیع کو ثواب دیگا اور عاصی کو عقاب کریگا اور وہ حاکم بحق اور قاضی بصواب
ہے جو مصالح اوسکے حکم و قضا کے ساتھہ متعلق ہین اونکو خوب جانتا ہی کسی نی کہا کہ یہ آیت
بہی آیت سیف سی منسوخ ہی پہر اللہ پاک نے آپ کو حکم دیا کہ ایک اور حجت اونپر وارد کرین
تاکہ اوس سی وہ خطا ظاہر ہو جائی جسپر وہ جمے ہوئے ہین پس ارشاد فرمایا قل ارونی
الآیہ یعنی تو کہہ تم دکہاؤ مجہے وہ لوگ جن کو تم نے لاحق کیا ہی ساتھہ اللہ کے شرکا و اسطی
اوس کی سیدرویت قلبی ہی تو شرکا تمیز مفعول ہوگا کیونکہ ہمزے کے سبب سے فعل تین مفعول
کی طرف متعدی ہوا ہے اول حرف یا ہی دوسرا موصول تمیز شرکا اور عاید موصول کی محذوف
ہے یعنی الحقتموہم یہ بہی جائز ہے کہ رویت بصری ہو اور فعل بسبب ہمزے کے دو مفعول
کی طرف متعدی ہیری اول حرف یا دوسرا موصول اور شرکا منصوب ہونا بحال رہی یہ بات
کہ اونکی بت تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو تہی پہر اونکو بتون کی دکہانیکا امر کرنا سو
مراد اس سی اونکی خطا کا ظاہر کرنا ہی اور اونکی بطلان رای پر اونکو مطلع کرنا ہی یعنی تم مجہی اون کو
دکہاؤ تاکہ مین دیکہون کہ اونمین کون سی صفت ہی جو اسکی مقتضی ہوئی کہ استحقاق عبادت
مین اللہ تعالی کے ساتھہ اونکو ملحق کیا ہی اسمین اونکی واسطی مزید تبکیت و تجہیل ہی بعد اسکی کہ اونپر
الزام حجت کیا پہر جن شرکا کا وہ دعوی کرتی تہی اسکا اونپر رد کیا اور اوسکو باطل کیا فرمایا کلا
بل ھو اللہ العزیز الحکیم یعنی ہرگز نہین تم باز رہو مشارکت کے دعوی سے بلکہ منفرد
بالہیت وہ اللہ ہی عزیز ساتھہ قہر و غلبے کے حکیم ہی ساتھہ حکمت باہرہ کی وما ارسلناک
الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۰ ویقولون متی
ھذا الوعد ان کنتم صدقین ۰ قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ
ولا تستقدمون ۰ اور تہجکو جو ہمنی بہیجا سو ساری لوگون کی واسطی خوشی اور ڈرسنانی کو
لیکن بہت لوگ نہین سمجہتے اور کہتی ہین کب ہی یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ تمکو وعدہ ہی ایک دن کا

ع ۳ ۹ ۹ النصف

نہ دیر کروگی اوس سی ایک گھڑی اور نہ آگے بڑہوگے انتہی **ف** اللہ پاک اپنی بندہ و رسول حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہی وما ارسلناک الا کافۃ یعنی نہین بہیجا ہمنے تجکو مگر طرف ساری خلائق کے جو مکلفین سی ہین کقولہ تبارک وتعالی قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا و کقولہ تعالی تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا مطلب یہ ہی کہ جو کوئی تیری اطاعت کری اوسکو تو خوشی سنائی جنت کی اور جو کوئی تیری نافرمانی کری اوسکو ڈرائی دوزخ سی ولکن اکثر الناس لا یعلمون کقولہ عزوجل وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین وقولہ تعالی وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ **محمد بن کعب** نی کہا کہ کافۃ للناس سی مراد عامۃ الی الناس ہی **قتادہ** نی کہا کہ اللہ تعالی نے حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا طرف عرب وعجم کے پس اکرم و بزرگتر اونکا اللہ تبارک وتعالی پر زیادہ تر مطیع اونکا ہی واسطی اللہ عزوجل کے **حضرت ابن عباس** رضی اللہ عنہما فرماتی ہین بیشک اللہ تعالی نی فضیلت دی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان والون پر اور انبیا پر لوگون نی عرض کیا ای ابن عباس پہر کس سبب سی اللہ نے آپ کو فضیلت دی انبیا پر کہا کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واسطی یون فرمایا ہی وما ارسلناک الا کافۃ للناس پس اللہ تعالی نی آپکو جن وانس کی طرف بہیجا ہی اخرجہ ابن ابی حاتم یہ جو حضرت ابن عباس نی فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صحیحین مین مرفوعا ثابت ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین پانچ چیزین دیا گیا جن کو کوئی نہین دیا گیا نبیون سی قبل میری مدد دیا گیا مین ساتہہ رعب کے ایک ماہ کی راہ اور کی گئی واسطی میری زمین مسجد وطہور پس جو کوئی مرد میری امت سی پاوی اوسکو نماز تو چاہیی کہ نماز پڑہے اور حلال کی گئین واسطی میری غنیمتین اور حلال نہین ہوئین واسطی کسی کی مجہسی پہلے اور دیا گیا مین شفاعت اور نبی بہیجا جاتا تہا طرف اپنی قوم کے اور مبعوث ہوا مین طرف لوگون کی عامۃ نیز صحیح مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بہیجا گیا مین طرف اسود واحمر کے **مجاہد** نے کہا کہ مراد جن وانس ہین غیر مجاہد نے کہا کہ مراد عرب وعجم ہین یہ کل قول صحیح ہین پہر جو

کفار قیام ساعت کو بعید سمجھتے تھے اللہ پاک نے اوسکی خبر دی فرمایا ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین کقولہ عزوجل یستعجل بھا الذین لا یومنون بھا والذین امنوا مشفقون منھا ویعلمون انھا الحق الآیہ پھر اللہ پاک نے فرمایا قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ ولا تستقدمون تمہاری واسطے ایک میعاد مقرر ہے اجل معدود محرری نہ زیادہ ہوگی نہ کم پھر جب وہ آجائیگی تو گھڑی بھر نہ پیچھے ہوگی نہ آگے کما قال تعالی ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر لو کنتم تعلمون وما نؤخرہ الا لاجل معدود یوم یاتی لا تکلم نفس الا باذنہ فمنھم شقی وسعید کذا فی ابن کثیر **ف** کافۃ کے نصب میں کئی وجہیں ہیں کسی نے کہا کہ منصوب ہے بنا بر حال ارسلناک کی کاف سی زجاج نے کہا معنی یہ ہیں نہیں بھیجا ہمنے تجھکو مگر جامع واسطی لوگوں کی مبشر اور انذار و ابلاغ کے کافہ بمعنی جامع ہی اور حرف ہا اوسمیں واسطی مبالغے کے لیے ہے مثل علامۃ ابوحیان نے کہا کہ لغت اس قول کی مساعدت نہیں کرتا ہی کیونکہ کف کے معنی جمع کے نہیں ہیں بلکہ اوسکی معنی منع ہیں محاورے میں بولتے ہیں کف یکف ای منع منع اسی معنی سی تیلی کو کف کہتے ہیں کیونکہ جو شی اوسمیں ہوتی ہی اوسکو نکلنی سی منع کرتی ہے اس بنا پر معنی یہ ہیں الا منعا لھم من الکفر کسی نے کہا کہ منصوب ہی بنا بر مصدریت اور حرف ہا واسطی مبالغے کے ہے جیسے عاقبہ وعافیہ مراد یہ ہی کہ مصدر محذوف کی صفت ہی ای الا رسالۃ کافۃ کسی نے کہا کہ الناس سی حال ہی تقدیر یہ ہی وما ارسلناک الا للناس کافۃ اس قول کو یون رد کیا ہی کہ مجرور سی جو حال ہوتا ہی وہ اوسپر مقدم نہیں ہوتا ہی بنا نچہ علم اعراب میں یہ بات ثابت ہو چکی ہی اسکا یہ جواب دیا ہی کہ ابوعلی فارسی و ابن کیسان و ابن برہان و ابن ملکون نے اسکو جائز رکھا ہی جن لوگون نے اس کے مجرور سی حال ہونی کو ترجیح دی ہے اونمیں سی ابن عطیہ ہیں کہا کہ اہتمام و تقوے کے واسطے مقدم کیا گیا ہی شاہد تقدیم حال مجرور پر یہ قول ہی شاعر کا ؎

اذا المرء اعیتہ السیادۃ ناشئا	فطلبھا کھلا علیہ عسیر

حیوان ج ۱ ص ۱۲۱

کسی اور نے کہا ہے ؎

تسلیت طرا عنکم بعد بینکم	بذکراکم حتی کانکم عندی

کسی اور نی کہا ہی ؎ غافلا تعرض المنیۃ للمرء + فیدعی ولات حین اباء +
حال ذوالحال
زمخشری نی تقدیم حال کو مجرور پر رد کیا ہی اور کہا یہ خطا ہی لیکن جمل نی بعض علما سی نقل کیا ہی کہ یہ
خطا نہین ہی بلکہ مختلف فیہ ہی سو جمہور کے نزدیک ناجائز اور ابو علی وغیرہ کے نزدیک جائز اور
صحیح جوازی کسی نی کہا کہ معنی یہ ہین الا ذا کافۃ ای ذامنع مضاف کو حذف کر دیا ہی حرف لام
للناس مین بمعنی الی ہی یعنی نہین بھیجا ہم نی تجھکو طرف لوگونکی مگر جامع واسطی اونکے ساتھہ انذار
والبلاغ کے اور مانع اونکو کفر و معاصی سی نصب بشیر اور نذیر کا بنا بر حال ہی یعنی اس حال مین کہ تو
خوشی سنانے والا ہی اونکو جنت کی یا فضل کی اوسکو جسنے اقرار کیا اور ڈر انیوالا ہی اونکو نار سے یا
عدل کی اوسکو جسنے اصرار کیا لیکن اکثر لوگ نہین جانتی ہین اوس شی کو جو اللہ کے پاس ہی اور
اوس نفع کو جو اونکے واسطے ہے رسولون کے ارسال مین اس لیی اونکا جہل تیری مخالفت پر
اونکو باعث ہوتا ہی اور کہتی ہین کب ہوگا یہ وعدہ جسکا تم ہم کو وعدہ دیتی ہو یعنی قیامت قائم
ہونیکا تم ہم کو اوسکی خبر دو اگر تم سچے ہو یہ بات اونہون نی بطور استہزا الہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سی اور آپ کی ساتھہ والون سی پوچھا کیا پس اللہ پاک نی اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم
دیا کہ اونکی طرف سی یہ جواب دین لکم میعاد یوم یعنی تمہاری واسطی میقات ہی ایک دن کا
یعنی روز بعث کسی نی کہا وقت حضور موت کسی نی کہا کہ مراد روز بدر ہی اسلیے کہ وہ اونکی عذاب
کا دن تہا دنیا مین ہر تقدیر پر اضافت میعاد کی یوم کی طرف بیانی ہی اور میعاد مصدر ہے
بمعنی وعد یا اسم زمان ہی ابو عبیدہ نی کہا کہ وعد و وعید و میعاد کی ایک معنی ہین ابن ابی عبلہ
نی یہ تنوین و رفع میعاد و نصب یوم پڑہا ہی اس بنا پر کہ میعاد مبتدا اور یوما ظرف اور لکم خبر ہے
اور عیسی بن عمر نی رفع میعاد مع تنوین اور نصب یوم مضاف طرف جملہ ما بعد کی اور نحویون نی
جائز رکہا ہی کہ میعادٌ یومٌ برفع و تنوین ہر دو اس بنیاد پر کہ میعاد مبتدا اور یوم اوس سی بدل ہو اور
جملہ لا تستاخرون ساعۃ صفت اسکی میعاد کی یعنی یہ میعاد جو تمہاری واسطی مقرر کی گئی ہے
تم نہ اوس سی تاخیر کروگی مہلت چاہکر نہ اوسپر تقدم کروگی جلدی مانگ کر بلکہ وہ ضرور ہوگی اوسوقت مین
جسمین اللہ پاک نی اوسکی وقوع کو مقدر کیا ہی یہ جواب تہدید کا ہی مطابق اوس تعنت و سرکشی کی آیا ہے
جسکا اونہون نی اپنی سوال سی قصد کیا تہا پہر اللہ پاک نی قبائح کفار سی ایک قسم اور اونکی انواع کفر سی ایک

لہ کما قال تعالی لات حین مناص الآیۃ حرف نفی ہی حرف ناریادہ کردیا ہی الخ

نوع ذکر کی پس ارشاد فرمایا وقال الذین کفروا لن نؤمن بھذا القرآن ولا بالذی بین
یدیہ ولو تری اذ الظلمون موقوفون عند ربھم یرجع بعضھم الی بعض القول
یقول الذین استضعفوا للذین استکبروا لولا انتم لکنا مومنین ○ قال
الذین استکبروا للذین استضعفوا انحن صددناکم عن الھدی بعد اذ جاءکم
بل کنتم مجرمین ○ وقال الذین استضعفوا للذین استکبروا بل مکر الیل
والنھار اذ تامروننا ان نکفر باللہ ونجعل لہ اندادا واسروا الندامۃ لما
راوا العذاب وجعلنا الاغلل فی اعناق الذین کفروا ھل یجزون الا ما کانوا
یعملون ○ اور کہنی لگی منکر ہم ہرگز نہ مانین گی یہ قرآن اور نہ اس سی اگلا اور کبھی تو دیکھی جب گنہگار
کھڑے کیے گئے ہین اپنی رب کے پاس ایک دوسرے پر ڈالتا ہی بات کہتی ہین جنکو کمزور سمجھا تھا
بڑائی کرنیوالون کو اگر تم نہوتے تو ہم ایماندار ہوتی کہنے لگی بڑائی کرنیوالی کمزور گنی گیونکو کیا ہمنی روک رکھا
تمکو سوجھہ کی بات سی تمہاری پاس پونہچے پیچھے کوئی نہین تھین تہی گنہگار اور کہنے لگی کمزور گنے
گئے بڑائی کرنیوالون کو کوئی نہین پر فریب سے رات دن کی جب تم ہمکو حکم کرتی کہ ہم نہ مانین
اللہ کو اور ٹھیراوین اوسکے ساتھہ برابر کے اور چھپے چھپے پچتانی لگے جب دیکھا عذاب اور ہم نے
ڈالی ہین طوق گردنون مین منکرون کی وہی بدلا پاتے ہین جو کرتے تہی انتہی ف اللہ
پاک خبر دیتا ہی کہ کفار اپنے طغیان وسرکشی وعناد ودشمنی مین متمادی ہین اور قرآن کی ساتھہ
ایمان نہ لاوی پر مصر ہین اور قرآن نی جو امر معاد کی خبر دی ہی اوسکے نہ ماننے پر جمی ہوئی ہین اسی لیی
یہ فرمایا اور کہنے لگے منکر ہم ہرگز نہ مانین گی یہ قرآن اور اس سی اگلا اللہ عزوجل نی اونکو تہدید ووعید
سنائی اور اپنے لڑنے جھگڑنے کی حال مین جو اوسکی روبرو اونکی ذلت ورسوائی کے ٹھیرنے کی
جگہین ہونگی اونکی خبر دی کہ ایک دوسرے پر بات ڈالیگا تابع لوگ اپنی سردارون سی کہین گی کہ اگر تم
نہوتے تو ہم ایمان دار ہوتی مطلب یہ ہی کہ اگر تم ہمکو نروکتی تو ہم رسولونکی پیروی کرتی اور جو وہ لیکر
آئی تہی اوسپر ایمان لے آتی سردارون نی یہ جواب دیا کہ ہمنی تمہاری ساتھہ اس سی زیادہ نہین کیا کہ
ہمنی تمکو ملایا تو تم ہماری پیرو ہوگئی بدون دلیل وبرہان کی اور رسول جو دلائل وبراہین لیکر آئی تھی
اپنی خواہش واختیار سی اونکی مخالفت کی اسی لیی یون کہا کہ کوئی نہین تھین تہی گنہگار تابع لوگون نے

سرداروں سی کہا کوئی نہین رات دن تم ہماری ساتھہ مکر کرتی تھی اور برا گمنتہ کرتے تھی اور آرزو
کرتے تھی اور ہم کو خبر دیتے تھی کہ ہم کسی شی پر ہین سو ناگاہ یہ سب باطل و کذب و فریب نکلا
قتادہ و ابن زید نے کہا کہ مکر اللیل و النہار کے معنی یہ ہین مکر کم باللیل و النہار اسی طرح مالک
نے زید بن اسلم سی روایت کیا ہی یعنی بلکہ تمہارے رات دن کے مکر سی جبکہ تم ہمکو حکم کرتے
تھے کہ ہم نہ مانین اللہ کو اور ٹھیراوین اوسکی واسطی اندادیعنی نظیر و معبود اور قائم کرتے تھے تم
واسطے ہمارے شبہے اور خیال چیزین جنکی ساتھہ تم ہمکو گمراہ کرتے تھے واسروا الندامۃ
لما رأوا العذاب یعنی سردار و اتباع سب کے سب چپکے چپکے پچتانی لگے جبکہ عذاب
دیکھہ لیا ہر ایک نادم ہوا اوس بات پر جو اوس سی گذر چکی ہی اغلال سی مراد وہ زنجیرین ہین جو
اونکے ہاتھون کو گردنون کی ساتھہ جمع کر دینگی ھل یجزون الا ما کانوا یعملون یعنی ہم تمکو
تمہاری اعمال کا بدلا دینگے ہر ایک کو موافق اوسکے سردارون کو عذاب ہوگا موافق اونکے
اور اتباع کو موافق اونکی فرمایا اللہ پاک نی لکل ضعف ولکن لا تعلمون حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی بیشک جہنم جبکہ ہانکے
جائینگی طرف اوسکی اہل اوسکی تو سامنی آئیگی اونکے لہب اوسکی ثم لفحتہم لفحۃ یعنی پھر
وہ اونکو جلائیگی ذرا سا جلانا تو باقی نرہیگا کوئی گوشت مگر وہ گر پڑیگا عرقوب پر اخرجہ ابن ابی حاتم
نیز حسن بن یحیی خشنی سی روایت کیا ہی کہا نہین ہی جہنم مین کوئی گہر اور نہ کوئی مغار یعنی غار اور نہ
کوئی طوق اور نہ کوئی بیڑی اور نہ کوئی زنجیر مگر نام اوسکی صاحب کا اوسپر لکھا ہوا ہی کہا پھر مین نے
یہ حدیث ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ سی بیان کی تو وہ روئے پھر فرمایا خرابی ہو تیری پس
کیسا حال ہوگا اوسکا اگر یہ سب اوسپر جمع کیا جائی سو بیڑی تو اوسکی دونون پانون مین ڈالی جائے
اور طوق اوسکے ہاتھون مین اور زنجیر اوسکی گردن مین پھر آگ مین داخل کیا جائی اور مغار مین
داخل کیا جائی اللھم سلم آمین کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہی کہ الذین کفروا سے
مراد مشرکین عرب ہین بالذی بین یدیہ سے مراد کتب الٰہیہ ہین جو کہ قرآن شریف سے
اول نازل کی گئی ہین جیسے توریت و انجیل یا مراد قیامت ہی یا جنت و نار مطلب یہ ہی کہ
مشرکون نی اس بات کا انکار کیا کہ قرآن شریف اللہ پاک کی طرف سی ہو اور اسکا کہ وہ جو جزا کی واسطی

لہ ونون کو ونا ہی
ہ قرین جاتی ہی
ہ ہی اسکی کاوانش
ہ نصب عرقوب پا الضرب
ہ یعنی صحیح نا ہا احمد بن
اسکی فاعل نا ہا احمد بن
ہین جو راوی
ہین بن سکون ہین

اعادہ کرنی پر دال ہی اسکی کوئی حقیقت ہو پھر جو آخرت مین مشرکون کا حال ہوگا اللہ پاک نے
اوسکی خبر دی فرمایا ولو تری الآیہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی یا ہر اوس شخص کو
جو کہ خطاب کی صلاحیت رکھتا ہے اور جواب لو کا محذوف ہی یعنی اگر تو دیکھی جبکہ ظالم لوگ
روکے گئے ہونگے موقف حساب مین تو البتہ تو ایک امر عجیب اور حال فظیع دیکھے کہ ایک
دوسرے پر بات ڈالتی ہونگے باہم ملامت وعتاب کرتے ہونگی بعد اسکے کہ دنیا مین ایک
دوسرے کے ناصر و مددگار و دوست تھی پھر اللہ پاک نی اونکے باہم گفتگو کرنیکا یہ بیان کیا
فرمایا یقول الذین الآیہ یعنی اتباع رؤسای متبوعین سی کہین گے اگر تم ہمکو اللہ پر ایمان لانے اور
اوسکے رسول کی پیروی کرنے سی نہ روکتے تو البتہ ہم اللہ پر ایمان لانی والی اور اوسکے رسول و
کتاب کے ماننے والے ہوتی رؤسا نی اونکی بات کا انکار کرکے یہ جواب دیا کیا ہم نے تمکو
منع کیا ایمان سی بعد اس کے کہ ہدایت تمہاری پاس آچکی مطلب یہ ہی کہ اتباع نی جو ایمان سے
روکنی کا دعوی سردار و نپر کیا اور روکنے کی نسبت اونکی طرف کی سو اونہون نی اسکا انکار کیا
پھر اون سی یہ بیان کیا کہ روکنے والی اپنی جانون کو اور ہدایت سی باز رہنی والی بعد اوسکے
آنے کے خود وہی ہین پس کہا بلکہ تم تھے مجرمین یعنی اصرار کرنے والے کفر پر کثیر الاجرام
عظیم الآثام پھر اتباع نے سردارون کی بات کا رد کیا اور اونکے اضراب کو اپنی اضراب سے
یون دفع کیا بل مکر الیل والنہار گویا یون کہا بلکہ تمہارے مکر کی جہت سی ساتھہ ہمارے رات
اور دن **اصل** مکر کی کلام عرب مین خدیعت وحیلہ ہی جب کوئی شخص کسی سی خداع کرے
اوسے فریب دی اوس سی حیلہ گری کرے تو اوسوقت محاورہ مین بولتی ہین کہ مکر بہ معنی یہ
ہین بل مکرکم بنا باللیل والنہار یعنی بلکہ مکر تمہارا ساتھہ ہمارے رات مین اور دن مین مضاف الیہ
کو محذوف اور ظرف کو اوسکے قائم مقام کردیا اسا غا اخفش نے کہا اس تقدیر پر ہے ہذا
مکر اللیل والنہار نحاس نی کہا واللہ اعلم معنی یہ ہین بلکہ مکر تمہارا رات مین اور دن مین اور
بلانا تمہارا ہم کو طرف کفر کے اسی نی ہم کو آمادہ کیا اسپر سفیان ثوری نے کہا بلکہ عمل تمہارا
رات مین اور دن مین یہ بھی جائز ہے کہ لیل و نہار مکر کرنے والی ٹھیرائی جائین بطور اسناد
مجازی کے جسطرح کہ علم معانی مین ثابت ہوچکا ہی سیبویہ نے کہا جیسا کہ عرب لوگ بولتی ہین

نہارہ صائم ولیلہ قائم سیبن نی کہا کہ اضافت مکر کی لیل و نہار کی طرف یا تو بطور اسناد مجازی
کے ہی مثل اونکے اس قول کی لیل مکر تو اس صورت مین مصدر مضاف ہوگا اپنی مرفوع
کی طرف یا بطور استاع کے ہوگی ظرف مین تو مثل مفعول بہ کے ٹھیرایا جائیگا پس مضاف
ہوگا طرف اپنی منصوب کے یہ دونون قول بہتر ہین اوس شخص کے قول سی جسنے کہا ہی کہ اضافت
بمعنی فی ہی ای فی اللیل اس واسطی کہ یہ بات ثابت نہین ہوئی ہی غیر محل نزاع مین **قتادہ**
ویحیی بن یعمر نے برفع مکر منون ونصب لیل پڑہا ہی تقدیر یہ ہے بل مکر کائن فی اللیل والنہار
سعید بن جبیر و ابو رزین نی بفتح کاف وتشدید را مضاف لسوی لیل پڑہا ہی مکر بمعنی کرور
ہے ماخوذ کر یکر اذا جار و ذہب سی اس قرات کی بنا پر مکر مبتدا ہوگا اور خبر محذوف ای
مکر اللیل والنہار صدنا یعنی رات اور دن کی آنی جانی نے ہمکو روکا یا اس بنیاد پر مرفوع ہوگا کہ مبتدا
محذوف کی خبر ٹھیریگا جیسا کہ اخفش کا قول مذکور ہے اور طلحہ بن راشد نے مثل قرات سعید
بن جبیر کے لیکن مکر کو نصب دیا ہی بنا بر مصدریت ای بل یکرون الاغوا مکرا دائما لا یفترون عنہ
حسنی نے کہا کہ مکر طول سلامتی ہی دنیا مین اور طول امل ہی اوسمین نصب قولہ تعالی اذ تامرونا
کا اس بنا پر ہی کہ ظرف ہی مکر کا یعنی بلکہ مکر تمہارا ساتھ ہمارے وقت حکم کرنے تمہارے کے ہمکو
اس بات کا کہ ہم کفر کرین ساتھ اللہ کے اور ٹھیرائین واسطی اوسکے اندادا یعنی اشباہ و امثال
سیبویہ نے کہا ہی فلان ندّ فلانٍ فلانٌ کہتے ہین یعنی فلان فلان کا مثل ہی سردار کہتے تھے اتباع سے
کہ دین ہمارا حق ہی اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذاب وساحر ہین اسمین کفار
کو آگاہ کرنا ہی اس بات پر کہ وہ جو ایک دوسرے کی طاعت کرتے ہین دنیا مین سو یہ طاعت
آخرت مین اونکی عداوت کا سبب ہوجائیگی اسر وا الندامۃ ہ مین ضمیر راجع ہی طرف فریقین
کے یعنی اونہون نی جو کفر کیا اوسپر ندامت کو اپنے دلونمین پوشیدہ رکہینگی اور اپنے غیر سی اوسکو چہپائینگے
یا ہر ایک اونمین کا دوسرے سے چہپائیگا بخوف شماتت کسی نی کہا کہ اسر و ابمعنے اظہروا ہی اسلیی کہ اسرار
اضداد سی ہی کبھی تو بمعنی اخفا ہوتا ہی اور کبھی بمعنی اظہار کسی نی کہا معنی یہ ہین کہ ظاہر ہوگی ندامت
اونکی اسرۃ وجوہ مین اور جملہ مستانفہ ہی یا حال ہی الذین استضعفوا الذین استکبروا سی اغلال جمع
غل ہی محاوری مین بولتی ہین فی رقبتہ غل من حدید یعنی اوسکی گردن مین طوق ہے لوہے کی

مطلب یہ ہی کہ لوہی کی طوق ان لوگونکی گردنون مین ڈالی جائینگی اندر نار کے مراد الذین کفروا سے وہی ہین جن کا ذکر سابق ہوچکا ہے رہا اظہار مقام اضمار مین سو واسطی مزید ذم کے ہی یا مراد کفار علی العموم ہین تو وہ لوگ انمین بدرجہ اولی داخل ہونگی قولہ تعالی ھل یجزون الا ما کانوا یعملون ای جزاء ما کانوا یعنی جزا نہین دیے جاوینگی مگر جزا شرک باللہ وکفر باللہ اور معاصی کی جن کو وہ دنیا مین کیا کرتے تھی یا مراد بما کانوا یعملون ہی بنا بر حذف خافض جبکہ اللہ پاک نی عرب کے کفار کا حال بیان کیا تو بعد اوسکی وہ بات ذکر کی جسمین اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطی تسلی ہے اور بیان فرمایا کہ اگلی امتون کا کفر اپنی اپنی رسول کی ساتھہ برابر چلا آیا ہی پس ارشاد فرمایا وما ارسلنا فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا انا بما ارسلتم بہ کفرون ○ وقالوا نحن اکثر اموالا واولادا وما نحن بمعذبین ○ قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ولکن اکثر الناس لا یعلمون ○ وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی الا من اٰمن وعمل صالحا فاولئک لھم جزاء الضعف بما عملوا وھم فی الغرفٰت اٰمنون ○ والذین یسعون فی اٰیٰتنا معجزین اولئک فی العذاب محضرون ○ قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر لہ وما انفقتم من شیء فھو یخلفہ وھو خیر الرازقین ○ اور نہین بہیجا ہم نی کسی بستی مین کوئی ڈرانیوالا مگر کہنے لگے وہان کی آسودہ لوگ جو تمہارے ساتھہ بہیجا ہم نہین مانتے اور کہنے لگے ہم کو زیادہ ہین مال اور اولاد اور ہمپر آفت نہین آتی تو کہہ میرا رب ہی جو پہیلا دیتا ہی روزی جسکو چاہے اور ماپ کر دیتا ہی لیکن بہت لوگ سمجھہ نہین رکھتے اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد وہ نہین کہ نزدیک کر دین ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بہلا کام کیا سو اونکو ہی بدلا دونا اونکے کیے پر اور وہ جہروکو نہین بیٹہی ہین خاطر جمع سی اور جو لوگ دوڑتے ہین ہماری آیتون کی ہرانے کو وہ مار مین پکڑی آتی ہین تو کہہ میرا رب پہیلا دیتا ہی روزی کو جسکو چاہے اپنے بندون مین اور ماپ کر دیتا ہی اوسکو اور جو خرچ کرتے ہو کچھہ چیز وہ اوسکا عوض دیتا ہی اور وہ بہتر ہی روزی دینی والا انتہی ف اللہ پاک اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتا ہی اور حکم دیتا ہی کہ اگلی رسولون کا اقتدا کرین

اور خبر دیتا ہی کہ نہین بہیجا گیا کوئی نبی کسی بستی مین مگر اوسکے آسودہ لوگون نی اوسکو جہٹلایا
اور اوسکے ضعیف لوگون نی اوسکی پیروی کی جسطرح کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا
انؤمن لک واتبعک الارذلون وما نراک اتبعک الا الذین ھم اراذلنا
بادی الرای حضرت صالح علیہ السلام کی کہ برای قوم نی کہا ضعیف لوگونکو جو اونمین سی ایمان
لے آئے تہے اتعلمون ان صالحا مرسل من ربہ قالوا انا بما ارسل بہ مومنون
قال الذین استکبروا انا بالذی اٰمنتم بہ کافرون وقال عزوجل وکذلک
فتنا بعضھم ببعض لیقولوا اھٰؤلاء منّ اللہ علیھم من بیننا الیس اللہ باعلم
بالشاکرین وقال تعالی وکذلک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا لیمکروا فیھا
وقال جل وعلا واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق
علیھا القول فدمرناھا تدمیرا اور اس جگہہ یون فرمایا وما ارسلنا فی قریۃ
من نذیر مراد نذیر سی نبی یا رسول ہی مترفین سی مراد نعمت وحشمت و ثروت وریاست
والی لوگ ہین قتادہ نی کہا کہ اونکی جبابرہ وقادہ وسردار ہین شر مین کا فرون کی یہ معنی ہین کہ
ہم اوسکو نہین مانتی نہ اوسکی پیروی کرتے ہین ابن ابی حاتم نی ابورزین سی روایت کیا
ہے کہا دو شخص شریک تہی اونمین سی ایک تو ساحل کی طرف گیا اور دوسرا باقی رہا پہر جب نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئی تو اوسنی اپنی دوست کو لکہا اوس سی پوچہنا تہا کہ اوسنی کیا
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے تو اوسنے اوسکو یہ لکہا کہ قریش مین سی کسی نے
اوسکی پیروی نہین کی اوسکی جو پیروی کی ہے سو اراذل الناس و مساکین نی راوی نے
کہا کہ اوس ساحل والے نے اپنی تجارت چہوڑدی پہر وہ اپنے دوست کے پاس آیا تو کہا
کہ تو مجہی اوسکو بتا راوی نے کہا کہ شخص کتب یا بعض کتب پڑہتا تہا کہا پہر وہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو عرض کیا کہ آپ کس طرف بلاتی ہو آپ نی فرمایا مین اس اس طرف
بلاتا ہون اوسنی کہا مین گواہی دیتا ہون کہ بی شک آپ اللہ کی رسول ہین آپ نی فرمایا
ما علمک بذلک یعنی تجہی یہ بات کیونکر معلوم ہوئی تو اوسنی کہا نہین بہیجا گیا کوئی نبی مگر
پیروی کی اوسکی رذالۃ الناس نی اور اونکے مساکین نے راوی نی کہا پس یہ آیت نازل ہوئی

وما ارسلنا فی قریۃ الآیہ کہا پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو کہلا بہیجا کہ اللہ عزوجل نے
مقرر نازل کی تصدیق اوس بات کی جو تو نے کہی اسی طرح ہرقل نی ابوسفیان سی کہا
جبکہ اوس سی اون مسائل کا سوال کیا اونمین کہا اور مین نی تجہ سی پوچہا کہ ضعیف لوگون نے
اوسکی پیروی کی ہی یا اونکے اشراف نی تو تو نے کہا کہ اونکے ضعفا نی اور یہ لوگ اتباع رسل مین
قولہ تعالی وقالوا نحن اکثر اموالا واولادا الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ مترفین مکذبین نے
مال واولاد کی کثرت کے ساتہہ فخر کیا اور اعتقاد کر لیا کہ یہ دلیل ہی اسپر کہ اللہ تعالی کو اونسی
محبت ہی اور اونکے حال پر عنایت مبذول ہی اور اس بات کا کہ وہ ایسا نہین ہی کہ یہ دنیا مین
اونکو عطا فرماے پہر آخرت مین اون کو عذاب کری وہیہات لہم ذلک یعنی یہ خیال اونکا باطل
ہے اللہ پاک نی فرمایا ہی ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لہم
فی الخیرات بل لا یشعرون وقال تبارک وتعالی فلا تعجبک اموالہم ولا اولادہم
انما یرید اللہ لیعذبہم بہا فی الحیوۃ الدنیا وتزھق انفسہم وہم کافرون
وقال عزوجل ذرنی ومن خلقت وحیدا وجعلت لہ مالا ممدودا وبنین
شہودا ومہدت لہ تمہیدا ثم یطمع ان ازید کلا انہ کان لآیاتنا عنیدا سارہقہ
صعودا اللہ پاک نی ان دو باغون کی مالک کی طرف سی خبر دی ہی کہ وہ مال وثمر واولاد والا تہا
پہر اس سب نے اوسکو کچہہ نفع نہ دیا بلکہ اللہ پاک نی آخرت سے پہلے دنیا ہی مین یہ سب
اوس سی چہین لیا اسی لیی اللہ عزوجل نی اس جگہہ یون فرمایا ہی قل ان ربی یبسط الرزق
لمن یشاء ویقدر یعنی وہ مال عطا کرتا ہی اوسکو جسکو دوست رکہتا ہی اور اوسکو جسی دوست
نہین رکہتا ہی پس فقیر کرتا ہی جسکو چاہتا ہی اور آسودہ کرتا ہی جسکو چاہتا ہی حکمت تامہ بالغہ و
حجت قاطعہ دامغہ اوسی کی واسطی ہی لیکن اکثر لوگ نہین جانتے مین پہر فرمایا وما اموالکم
ولا اولادکم الآیہ یعنی یہ تمہاری مال واولاد اسپر دلیل نہین ہین کہ ہم کو تم سے محبت ہی اور ہمکو تمہارے حال پر
عنایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی بی شک اللہ تعالی نظر نہین کرتا ہی طرف تمہاری صورتونکے اور تمہارے مالونکے
ولیکن وہ جو نظر کرتا ہی سو طرف تمہاری دلونکی اور تمہاری اعمال کی اخرجہ الامام احمد ورواہ

مسلم وابن ماجہ من حدیث کثیر بن ہشام عن جعفر بن برقان بہ اور
اسی لیی اللہ تعالی نی یون فرمایاہی الا من امن وعمل صالحا یعنی جوشی ہماری پاس تہارا
درجہ نزدیک کریگی وہ ایمان وعمل صالح ہی ہے سواوسکی واسطی نیکی بڑہائی جائیگی دس گنی
سات سو گنی تک اور وہ جنت کی منازل عالیہ مین ہر خوف وایذا سی امن مین ہونگی اور ہر شر سے
جسکا خوف ہوتاہی بی خوف ہونگی ابن ابی حاتم نی حضرت علی رضی اللہ عنہ سی روایت
کیاہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایاہی بی شک جنت مین البتہ جہروکے ہین
اونکا ظہور اونکی بطون سی دکہائی دیتاہی اور اونکا بطون اونکی ظہور سی ایک اعرابی نی کہا وہ کس کے
واسطی ہین آپ نی فرمایا لمن طیب الکلام واطعم الطعام وادام الصیام وصلی باللیل
والناس نیام یعنی وہ اوسکی واسطی ہین جسنے میٹہی میٹہی باتین کین اور کہانا کہلایا اور ہمیشہ روزہ
رکہا اور رات کو نماز پڑہی حالانکہ لوگ سوتی ہین قولہ تعالی والذین یسعون الایہ یعنی جو لوگ
اللہ کی راہ سی روکنی اور اوسکی رسولون کی پیروی سی باز رکہنے اور اوسکی آیتون کی تصدیق سے
منع کرنی مین سعی وکوشش کرتی ہین تو وہ سب کے سب اپنے اعمال کی جزا دی جائینگی عذاب مین
موافق اپنی قولہ تعالی یبسط الرزق لمن یشاء الآیہ یعنی اللہ پاک کی جو حکمت اس فراخی و
تنگی مین ہی اوسکے موافق اس شخص پر مال کی بہت فراخی کرتاہی اور اسپر تنگی کرتاہی اور اسپر
بغایت تنگی کرتاہی اسمین اوسکی حکمت ہی جسکو اوسکی سوا کوئی نہین جانتاہے کما قال سبحانہ و
تعالی انظر کیف فضلنا بعضہم علی بعض وللاخرۃ اکبر درجات واکبر تفضیلا
یعنی جس طرح وہ دنیا مین متفاوت ہین کہ یہ شخص تو نہایت درجے کا فقیر ہے اور یہ غنی ہی
جسپر فراخی کی گئی ہی سو اسی طرح وہ لوگ آخرت مین ہونگی یہ تو غرفون مین اعلی درجون مین ہے
اور یہ گہری آگ اسفل کے درکے مین ہی اور خوشتر آدمیون کا دنیا مین جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایاہی کہ فلاح پائی اوس شخص نے جو اسلام لایا اور رزق دیا گیا کفاف اور
قناعت دی اللہ نی اوسکو ساتہہ اوس شی کے جو اوسی دی رواہ مسلم من حدیث
ابن عمر رضی اللہ عنہما قولہ تعالی وما انفقتم من شیء فہو یخلفہ یعنی جو کچہہ تم خرچ کروگے اوس
شی مین جس کا تم کو حکم کیاہی اور تمہاری واسطی اوسکو مباح فرمایاہی تو وہ اوسکا عوض کردیگا تم پر

ساتھہ بدل کو دنیا مین اور آخرت مین ساتھہ جزا و ثواب کی جسطرح کہ حدیث شریف مین ثابت ہواہی اللہ تعالی فرماتاہی اَنفِق اُنفِقْ عَلَیْكَ یعنی تو خرچ کر مین تجھپر خرچ کرونگا اور حدیث شریف مین ہی کہ دو فرشتے صبح کرتی ہین ہر روز ایک اونمین کا کہتاہی اللھم اعط ممسکا تلفاً یعنے الٰہی تو بخیل کو تلف عطا کر یعنی اوسکی مال کو ہلاک کردی اور دوسرا کہتا ہے اللھم اعط منفقا خلفاً یعنی الٰہی تو خرچ کرنیوالی کو بدل عطا کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایاہی انفق بلالا ولا تخش من ذی العرش اقلالا حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایاہے الا ان بعد زمانکم ھذا زمان عضوض یعض الموسر علی ما فی یدہ حذار الانفاق یعنی خبردار تمہاری اس زمانے کے بعد زمانہ عضوض ہی مالدار دانتون سی پکڑیگا اوس شی کو جو اوسکے ہاتھ مین ہی واسطی خوف کے خرچ کرنے سے پھر یہ آیت پڑہی وما انفقتم الایہ رواہ ابن ابی حاتم وکذا عبد الرزاق حدیث شریف مین ہی بدترین لوگونکی مبایعت کرتی ہین ہر مضطر سی خبردار بیشک بیع مضطرین کی حرام ہی خبردار بیشک بیع مضطرین کی حرام ہی مسلم بھائی ہی مسلم کا ظلم نکری اوسپر اور نہ اوسکو بے مدد چھوڑے اگر تیری پاس کوئی معروف ہی یعنی احسان کرنیکی شی تو تو اوسکو رجوع کرا اپنی بھائی پر ورنہ پس زیادہ نہ کر اوسکو ہلاک طرف اوسکے ہلاک کی یہ حدیث اس وجہ سی غریب ہے اور اسکی اسناد مین ضعف ہی مجاہد نی کہا تاویل نکری ایک تمہارا اس آیت کی وما انفقتم الآیہ جبکہ ہو نزدیک ایک تمہاری کے وہ شئے جو اوسکو قائم کری پس چاہیی کہ اوسمین میانہ روی کرے کیونکہ رزق معلوم ہی مطلب یہ ہی کہ اگر آدمی کی پاس مال ہو تو اوسمین بیچ کی چال اختیار کرے اسراف نکرے کذا فی ابن کثیر ف حملہ الاقال مترفوا اہل نصب مین ہی بنا بر حال قریہ سی اگرچہ نکرہ ہی لیکن نفی کے تحت مین واقع ہواہی مترفین سی مراد متنعمین و رؤساء و اغنیاء وجبابرہ و قائدین شر ہین مطلب یہ ہی کہ کسی بستی مین بستیون سی ہمنی کوئی ڈرانیوالا نہ بھیجا کہ اونکو ڈرائے اور عقاب الٰہی سی اونکو خوف دلائی مگر حال یہ ہی کہ اوسکی آسودہ و سردار لوگون نے اپنی رسولون سی یہی کہا کہ جس ایمان و توحید کو دیکر تم بھیجے گئی ہو ہم اوسکے منکر ہین پھر جو اونہون نے مال و اولاد کے ساتھہ فخر کیا اور اپنی دنیا کی حالت پر دار آخرت مین اپنی حال کا قیاس کیا

بر تقدیر صحت اوس شی کی جسکی ساتھہ رسولون نی اونکو ڈرایا سو اللہ پاک نی اونکا قول ذکر فرمایا و
قالوا نحن اکثر اموالا و اولادا یعنی اللہ تعالی نی دنیا مین مال و اولاد کے ساتھہ ہمکو تمپر
فضیلت دی ہی یہ اسپر دال ہی کہ جس پر ہم ہین اللہ نے اوسکو پسند کیا ہی اور آخرت مین ہم کو
عذاب نکریگا بعد اسکی کہ دنیا مین اوسنی ہمپر احسان کیا ہی اور ہم سی راضی ہوا ہی مراد اونکی یہ ہے
کہ وہ بزرگتر ہین اللہ پاس سی کہ اونکو عذاب کری بنظر اونکے احوال دنیا کی اور یہ خیال کیا کہ اگر اللہ
کے نزدیک اونکی عزت و قدر نہوتی تو وہ اونکو رزق نہ دیتا اور اگر مومنین اوسکی نزدیک بی قدر
نہوتی تو اونکو محروم نہ رکھتا پس اللہ پاک نی اونکی خیال کو باطل کیا اور اپنی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و
سلم کو امر فرمایا کہ اونکو جواب دین جس سی اونکا خیال رد ہوجاے اور اونکی طمع کا مادہ قطع ہو اور تحقیق
حق ہوجاے جسپر اترکا دین چار کہا رہا ہی اور فرمایا تو کہدی ان ربی الآیہ یعنی میرا رب فراخی کرتا ہی
رزق کی واسطی اوس شخص کی جسکے لیی اوسکا فراخ کرنا چاہتا ہی اور تنگ کرتا ہی اوس شخص پر جسپر
اوسکا تنگ کرنا چاہتا ہی پس اللہ پاک کبھی کافر و عاصی کو رزق دیتا ہی واسطی استدراج کے
اور کبھی مومن مطیع کا امتحان کرتا ہی ساتھہ روزی تنگ کرنیکی واسطی زیادہ کرنی اوسکی اجر کی مجرد روزی
کا فراخ کرنا اوسکی واسطی جسکی لیی فراخی لیگئی ہی اسپر دال نہین ہی کہ اللہ اوس سی راضی ہی اور اوسکی عمل کو
پسند کیا ہی اور نہ تنگی روزی کی اوس شخص پر جسپر تنگی کیگئی ہی اسپر دال ہی کہ اللہ اوس سی راضی نہین ہے
اور نہ اوسکی عمل کو پسند کیا ہی بلکہ یہ سب موافق اوسکے ہے جسکی اوسکی مشیت مقتضی ہی کون مشیت
جو کہ حکم بالغہ پر مبنی ہی پس دار آخرت کا قیاس دار دنیا پر ایسے امر مین غلط بین سی ہی یا مغالطہ واضح سی
ولیکن اکثر لوگ اسکو نہین جانتی ہین انہین اکثر کے جملے سی وہ ہی جسنی امر آخرت کا قیاس کیا ہی دنیا پر
پہر اللہ پاک نی اس جواب کی اور تائید و تاکید زیادہ کی پس ارشاد فرمایا وما اموالکم الآیہ یعنی
اول تو فراخی و تنگی رزق کی خوشی و ناخوشی کا باعث نہین ہی دوسرے تمہاری مال و اولاد جسکا تم فخر
کرتی ہو وہ نہین ہین کہ ہماری پاس تمہارا درجہ زیادہ کردین پس تمہارا یہ خیال کہ مدار فراخی رزق
کا شرف و کرامت ہی اور مدار تنگی رزق کا ذلت و خواری ہی محض باطل ہی بلکہ اکثر اول بطریق استدراج
ہوتا ہی اور ثانی بطور ابتلا و رفع درجات یہ جملہ مستانفہ طرف سی اللہ پاک کی ہی لوگونکو اوسکی ساتھہ خطاب
کیا ہی بطریق تلوین و التفات کی یعنی اول سب ضمیرین غائب کی ہین یہان غائب سی خطاب کی طرف

اتفات کیا کلام کے رنگ کو بدل دیا منظور اس سے تحقیق حق ہی اور باسبق کا ثابت کرنا ہی رہی یہ بات
کہ یہان اموال و اولاد دونوں مذکور ہین التی مفرد انکی صفت کیونکر ہوگی سو اسکی یہ وجہ ہی کہ التی
کا موصوف خصلت ہی یعنی تمہاری مال و اولاد وہ خصلت نہین ہین کہ تمہارا درجہ ہمارے نزدیک قریب
کردین یا اوسکا موصوف جماعت ہی یعنی تمہاری مال و اولاد کی جماعت وہ جماعت نہین ہی کہ
ہماری پاس تمہارا مرتبہ نزدیک کردی کیونکہ جمع تکسیر عاقل و غیر عاقل کی ساتھہ مؤنث واحد کا معاملہ
برتا جاتا ہی فراء نے کہا کہ التی اموال و اولاد کی معا صفت ہی صحیح قول یہی ہی زجاج نے کہا کہ معنی یہ
ہین وما اموالکم بالتی تقربکم عندنا زلفی ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی چونکہ ثانی کی خبر اول پر
دال تہی اس لیے اول کی خبر کو حذف کردیا جس طرح کہ اس شعر مین ہی ؎

نحن بما عندنا وانت بما	عندك راض والرای مختلف

یعنی نحن بما عندنا راضون کسی نے بالذی پڑہا ہی ای بالشئ الذی یقربکم اور غیر قرآن شریف
مین بالتین و باللاتی و باللواتی و بالذی جائز ہی واسطی اولاد کے خاصۃً مجاہد نے کہا کہ زلفی
بمعنی قربی ہی اور زلفۃ بمعنی قربۃ اخفش نے کہا کہ زلفی اسم مصدر ہی گویا یون کہا بالتی تقربکم عندنا
تقریبًا سمین نے کہا کہ زلفی مصدر ہی یعنی مفعول مطلق عامل کی معنی سی تقدیر یہ ہی تقربکم قربی ضحاک
نے زلفًا بفتح لام و تنوین پڑہا ہی اس بنا پر کہ جمع ہی زلفۃ کی جیسی قربۃ کی جمع قُرَب ہی جمع مصدر
کی بسبب اختلاف انواع کے ہی قولہ تعالی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ الآیہ یا تو استثنای منقطع ہے تو
محل نصب مین ہوگا یعنی لکن من آمن وعمل صالحًا وجہ انقطاع کی یہ ہی کہ خطاب کفار کو ہی مومنین
اوسمین داخل نہین ہین یا محل جر مین ہی بنا بر بدل اموالکم کی ضمیر سی زجاج نے اسی طرح کہا ہی نحاس
نے اس قول کو غلط کہا ہی اس لیے کہ کاف و میم مخاطب کی واسطی ہی بدل جائز نہین ہے اور
اگر یہ جائز ہوتا تو زیدا یہی جائز ہوتا اسکا یون جواب دیا ہی کہ اخفش و کوفیون نے اسکو
جائز رکہا ہی فراء نے بہی مثل قول زجاج کی کہا ہی اور فراء نے یہی جائز رکہا ہی کہ محل رفع مین ہو
بانیمعنی کہ ما ہو الا من آمن بنا بر ابتدا اور خبر فاولئک لہم جزاء الضعف کسی نے کہا کہ استثنا متصل ہی
اس بنا پر کہ خطاب کافرین و مومنین کو عام ٹہہرایا جاوی یا اس بنیاد پر کہ ابتدای کلام ہی اونکی
واسطی نہین کہا گیا ہی معنی یہ ہین نہین ہین اموال و اولاد کہ قریب کرین کسی کو مگر مومن صالح

جسنی اپنا مال اللہ کی راہ مین خرچ کیا اور اولاد کو تعلیم خیر کی اور صلاح پر اونکی تربیت کی فاولئک
اشارہ ہی طرف کلمہ من کی جمع باعتبار اوسکے معنے کے ہی جس طرح کہ آمن وعمل مین اوسکی لفظ کا
اعتبار کرکی مفرد کہا ہی یہ مبتدا ہی لھم جزاء الضعف مبتدا وخبر ل کر اوسکی خبر ہی یعنی جو لوگ
ایمان لائی اور نیک کام کیی سو وہی ہین جنکی واسطی جزای زیادت ہی مراد زیادت سی وہ ہی جس کا
ذکر اس آیت مین فرمایا ہی من جاء بالحسنة فله عشر امثالها اضافت جزا کی طرف
ضعف کی اضافت مصدر کی ہی طرف مفعول کی یعنی جزا تضعیف کی واسطی حسنات کی مطلب یہ کہ
اللہ تعالی اونکو جزا دیگا ضعف کی یا اضافت موصوف کی طرف صفت کی ہی یعنی اونکی لیے
جزای مضاعف ہی کسی نی کہا یہ معنی ہین کہ اونکی واسطی جزای اضعاف ہی اس لیی کہ ضعف
جمع کی معنی مین ہی مجاہد نے کہا کہ تضعیف حسنہ کی محمد بن کعب نی کہا جسکو مرد غنی تقی ہوگا تو اللہ تعالی
اوسکو اجر اوسکا دوبار دیگا اور یہ آیت پڑہی فاولئک لھم جزاء الضعف تک اور کہا کہ تضعیف حسنہ
بما عملوا مین حرف با سببیہ ہی یعنی اونکو جو جزای ضعف ملیگی سو بسبب اونکی اعمال صالحہ کے جو
اونہون نے کیے وھم فی الغرفات آمنون اور وہ جنت کی جہروکون مین ہرشی ہول مین
ڈالنی والی اور مشغول کرنیوالی سی اور ساری مکروہات سی امن مین ہونگی جمہور نی جزاء الضعف کو
باضافت پڑہا ہی اور زہری و یعقوب و نصر بن عاصم و قتادہ نی برفع ہر دو اس بنا پر کہ ضعف
بدل ہی جزا کی سی اور یعقوب سی جزاء منصوب و منون اور الضعف رفع مروی ہے بایں تقدیر
فاولئک لھم الضعف جزاء یعنی حال کون الضعف جزاء جمہور نی غرفات کو بجمع پڑہا ہی ابو عبید نے
اسکو اختیار کیا ہی اسلیی کہ قرآن شریف مین دوسری جگہ لنبوئنھم من الجنة غرفا آیا ہے
اعمش و یحیی بن وثاب و حمزہ و خلف نی فی الغرفة بافراد پڑہا ہی اسواسطی کہ دوسری جگہ
اولئک یجزون الغرفة آیا ہی اور مفرد کو جمع کی معنی مین لیا ہی الف و لام کو جنس پر محمول کیا ہی
یہ قراءت سبعیہ ہی پھر جب اللہ پاک مومنون کا حال ذکر کرچکا تو کافرونکا حال ذکر کیا ارشاد فرمایا
والذین یسعون فی آیاتنا الآیہ یعنی جو لوگ سعی کرتی ہین ہماری آیتون کی رد کرنی مین اور اونکی
باطل کرنی مین اور اون کی اندر طعن کرنی مین درانحال کہ مسابقت کرنیوالی ہین ہم سی زعم کرنی والی ہین
اس بات کا کہ وہ اپنی جانون کو لیکر ہمسی فوت ہو جائینگی ہماری ہاتھہ نہ آئینگے یا عناد و دشمنی کرنیوالی ہین

ہمسی ساتھہ اپنی کفر کی وہی لوگ جہنم کی عذاب مین حاضر کیے جائینگے زبانیہ فرشتگان عذاب
حاضر کرینگی اونکو طرف دوزخ کے اوس سی کوئی مفر نہ پائین گی فراخی وتنگی رزق کا ذکر جو اول
ہوچکا ہی پھر اللہ پاک نی واسطی قصد تاکید محبت کی اور واسطی رفع قول کفار کے مکرر اوسکا ذکر
کیا فرمایا قل ان ربی الآیہ یعنی جسکی واسطی چاہتا ہی فراخی کرتا ہی اور جسپر چاہتا ہی تنگی کرتا
ہی اسمین سعادت وشقاوت پر کوئی دلیل نہین ہی قاری نے کہا کہ یہ آیت ایک شخص کے
حق مین ہی باعتبار دو وقت کی یا مومن کے باری مین ہی اور سابق کی آیت دو شخصونکی حق مین ہے
یا کافر کے بارے مین اس معنی کی بنا پر کچھہ تکرار نہین ہی احسی کے مثل بیضاوی مین بھی ہے
شہاب نے کہا بلکہ اسمین تقریر ہے کیونکہ توسیع وتقتیر نہ تو کرامت کی واسطی ہین نہ ذلت کی لیی
اس لیی کہ اگر بات یون ہوتی تو ایک شخص اون دونون کی ساتھہ متصف نہوتا قولہ تعالی وما
انفقتم من شئی فھو یخلفہ کا یہ مطلب ہی جو خرچ کرتے ہو کچھہ چیز اپنی جانون پر یا اپنی عیال
پر یا جو خیرات کرتی ہو سو اللہ خلیفہ کرتا ہی اوسکا تمپر یعنی اوسکا عوض دیتا ہی جبکہ غیر اسراف مین
ہو جب کوئی شخص کسی کو اوسکا عوض وبدل دیتا ہی تو محاورہ مین بولتی ہین اخلف اللہ علیہ
اللہ پاک کا عوض دیتا یا تو دنیا مین ہی یا آخرت مین یا دونون مین معا یا جلدی دیتا ہے
یا اعطا کرکے یا قناعت عطا فرماتا ہی کون قناعت جو ایسا خزانہ ہی کہ نبرتا نہین ہی یا دیر کرتا
ہے آخرت مین ایسا ثواب دیگا کہ ہر عوض اوسکی مقابلے مین پست ہی مجاہد نے کہا کہ یہ مبل
دنیا و آخرت مین ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ہی نہین کم کیا صدقہ نی مال سی اور نہین زیادہ کیا اللہ نے کسی بندے کو
بسبب عفو کے مگر عزت اور نہین تواضع کی کسی نی واسطی اللہ کے مگر اللہ نے اوسکو بلند کیا اخرجہ
مسلم حضرت ابن عباس نے اسکی تفسیر مین فرمایا یعنی فی غیر اسراف ولا تقتیر مجاہد وحسن سے بھی
اسکے مثل مروی ہی حضرت جابر سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
ہر شے جو بندے نے خرچ کی نفقہ سی سو اللہ پر ہی اوسکا خلف یعنی عوض درانحال کہ وہ ضامن ہے
مگر نفقہ بنیان مین یا کسی معصیت مین اخرجہ الدارقطنی والبیھقی واخرج نحوہ ابن عدی
فی الکامل والبیھقی من وجہ آخر عنہ مرفوعا ما طول منہ مطلب یہ ہی کہ زاہد حاجت سے

مکان بنانی مین اور گناہ مین صرف کرنیکا اللہ پاک عوض نہین دیتا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے مروی ہی کہ مین نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتی تی کہ بیشک واسطی ہر
دن کی ایک نحس ہی سو تم دفع کرو اوس دن کی نحس کو ساتھہ صدقہ کے پھر فرمایا تم پڑھو مواضع
خلف کو پس بی شک مین نی سنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتی تھے وما
انفقتم من نفقۃ فھو یخلفہ جبکہ وہ خرچ کرینگی تو خلف کیونکر دیگا اخرجہ ابن مردویہ حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی ان
المعونۃ تنزل من السماء علی قدر المؤنۃ اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول
یعنی بقدر خرچ کی آسمان سی مدد نازل ہوتی ہی قولہ تعالی وھو خیر الرازقین یعنی اللہ
پاک بہتر روزی دینی والا ہی کیونکہ بندی جو ایک دوسرے کو روزی دیتی ہین سو یہ اللہ ہی کی تیسیر
و تقدیر سی ہی حقیقت مین وہ رازق نہین ہین بلکہ بطور مجاز جس طرح کہ مرد کے حق مین کہتی ہین
کہ وہ اپنی عیال کو رزق دیتا ہی اور امیر کے باری مین بولتی ہین کہ وہ اپنی لشکر کو روزی دیتا ہی
حالانکہ رازق امیر و مامور و کبیر و صغیر کا وہ اون سب کا خالق ہی ہی اور جس کسی نی بندونمین سے
اپنی غیر کو کوئی شی نکالکر دیدی تو یہ اوسی مین ہی ہی جو اللہ نے اوسکو رزق دیا ہی اور اوسکی ہاتھہ پر
جاری کیا ہی بعض نی کیا خوب کہا ہی الحمد للہ الذی اوجد نی وجعلنی ممن یشتھی
فکم من مشتہ لا یجد وکم من واجد لا یشتھی یعنی حمد ہی اوس اللہ کو جسنے مجھی آسودہ
کیا اور اون لوگون مین سی بیٹیرایا جو اوسکی نعمتون سی لذت لیتی ہین اور اونکی خواہش رکھتے ہین
پس کتنے ہین کہ خواہش رکھتی ہین اور خواہش کی شی نہین پاتی اور کتنے ہین کہ سب شی میسر ہے
مگر اشتہا نہین رکھتی ہین ویوم یحشرھم جمیعا ثم یقول للملئکۃ اھؤلاء ایاکم
کانوا یعبدون ○ قالوا سبحنک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون
الجن اکثرھم بھم مؤمنون ○ فالیوم لا یملک بعضکم لبعض نفعا ولا ضرا
ونقول للذین ظلموا ذوقوا عذاب النار التی کنتم بھا تکذبون ○ اور جس دن
جمع کرینگا ان سب کو پھر کہیگا فرشتون کو کیا یہ لوگ تمکو پوجتی تھے وہ بولی پاک ذات ہی تیری ہم
تیری طرف ہین نہ اونکی طرف نہین پر پوجتے تھے جنون کو یہ اکثر اونہین پر یقین رکھتی ہین سو

ای اصل من ای شی طرح ہی
کہ میسر ہی اور ال میسر ہی کہ یسر
یسر الشیء ای سھل
واللہ اعلم

آج تم مالک نہین ایک دوسرے کی بھلے کے نہ برے کی اور کہین گی ہم اون گنہگارون کو چکھو
تکلیف اوس آگ کی جسکو تم جھوٹ بتاتی تھی انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہی اس بات کی کہ
قیامت کی دن ساری خلق کی روبرو مشرکون کو زجر و توبیخ کریگا فرشتون سی پوچھیگا وہ فرشتے
جنکی حق مین مشرکین یہ زعم کیا کرتے تھے کہ وہ انداد کو پوجتے ہین جو کہ فرشتون کی صورتون پر ہین تاکہ
وہ اللہ کے پاس اونکا درجہ نزدیک کردین سو فرشتون سی فرمائیگا کیا یہ لوگ تم کو پوجتے تھے
یعنی تمنی ان کو اپنی عبادت کا امر کیا تھا جس طرح کہ اللہ پاک نی سورۂ فرقان مین فرمایا ہی ءانتم
اضللتم عبادي هؤلاء ام هم ضلوا السبيل اور جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام سی فرمائیگا
ءانت قلت للناس اتخذوني وامي الهين من دون الله قال سبحانك ما
يكون لي ان اقول ما ليس لي بحق اسی طرح فرشتے کہینگے سبحانک یعنی تو برتر و پاک
ہے اس سی کہ تیری ساتھہ کوئی معبود ہوا تھا انت ولينا من دونهم یعنی ہم تو تیرے بندے ہین
ہم سری ہوتی ہین طرف تیری ان لوگون سی بل كانوا يعبدون الجن مراد جن سی شیاطین
ہین کیونکہ انہین نی بتون کی عبادت اونکو اچھی کر دکھائی اور اونکو گمراہ کیا اكثرهم بهم مومنون
اکثر انکی اونہین پر یقین لانی والی ہین جیسا کہ اللہ تبارک و تعالی نی فرمایا ہے ان يدعون
من دونه الا اناثا وان يدعون الا شيطانا مريدا لعنه الله اللہ عز و جل نے فرمایا
فاليوم لا يملك لا ايه یعنی آج کی دن تمہاری واسطی کوئی نفع واقع نہوگا اون انداد و اوثان
سے جن کے نفع کی تم امید رکھا کرتی تھی اور اونکی عبادت کو اپنی سختیون کر تبون کی واسطی ذخیرہ
رکھہ چھوڑا تھا آج وہ تمہاری لیے نہ بھلے کی مالک ہین نہ برے کے ونقول للذين ظلموا
الآیۃ یعنی مشرکون سی واسطی تقریع و توبیخ کی یہ کہا جائیگا کہ ذوقوا الآیہ کذا فی ابن کثیر ف
قولہ تعالی ویوم يحشرهم جميعا الآیہ متصل ہی ولو ترى اذ الظالمون موقوفون سی یا کلمہ
یوم ظرف ہی اذکر محذوف کا یعنی اور نیز کبھی تو دیکھی اون کو جس دن اللہ تعالی جمع کریگا
اون سب کو واسطی حساب کی عابد و معبود و مستکبر و مستضعف کو اور مشرکین و عابدین غیر اللہ کے
توبیخ و تقریع کے واسطی فرشتون سی فرمائیگا کیا یہ لوگ تم کو پوجتے تھی جس طرح کہ حضرت عیسی
علیہ السلام سی فرمائیگا خاصکر کے فرشتون کا ذکر کیا باوجود اسکی کہ بعض نی اونکی سوا شیاطین

واصنام کو پوجا ہی سو وجہ اسکی یہ ہی کہ فرشتے اشرف معبودات مشرکین ہین نحاس نی کہا معنی
ہین کہ فرشتے جب اونکی تکذیب کرینگی تو اس تکذیب مین مشرکونکی واسطی تبکیت اور کافرون کی لیے
تقریع ہوگی جسطرح کہ اس مثل سائر مین ہی ایاک اعنی فاسمعی یا جارۃ جملہ قالوا سبحٰنک
الا یہ مستانفہ ہی جواب ہی سوال مقدر کا مثلا کسی نی کہا کہ فرشتون نی کیا جواب دیا سو یہ اوسکا
جواب ہی کہ اونہون نی یون کہا کہ تو پاک ذات ہی ہم تو تجہی کو دوست رکھتی ہین اور تیرے ہی
مطیع ہین اور تجہی کو پوجتی ہین ہم تیری ہی طرف ہین نہ اونکی طرف ہمنی اونکو اپنا عابد نہین
ٹہیرایا نہ ہم نے اونسے دوستی رکھی اور نہ تیرے سوا ہمارا کوئی ولی و دوست ہی پہر مشرکین
جسکو پوجتی تہی اوسکی تصریح کی پس کہا بلکہ وہ پوجتے تہے جنون کو مراد شیاطین ہین یعنی ابلیس اور
اوسکی لشکر اور گمان کرتے تہی کہ وہ اونکو دیکہتی ہین اور وہ فرشتی ہین اور وہ دختران جنداہین
کسی نے کہا کہ شیاطین تبون کی جوف مین گس جاتی اور اوسمین سی اونکے ساتہہ بات چیت
کیا کرتے تہی اکثر ہم بہم مومنون کا یہ مطلب ہی کہ اکثر مشرکین جنون پر یقین لاتی اور جو کچہہ وہ
اونسی کہتے اوسمین اونکی تصدیق کیا کرتی تہی کسی نے کہا کہ اکثر کل کے معنی مین ہی بعضکم سے
مراد معبودین اور بعض سی عابدین ہین نفع سی مراد شفاعت و نجات ہی اور ضر سی عذاب و ہلاک
یہ بات جو اونسی کہی کہ آج کی دن معبود لوگ عابدون کی واسطی کسی بہلے برے کے مالک نہین
ہین سو منظور اس سی اونکی عجز و قصور کا ظاہر کرنا ہی اور اونکی عابدون کی لیی سرزنش و نکوہش کا اظہار
ولا ضر امین مضاف محذوف ہی ای لا یملکون لہم دفع ضر حرف فا فالیوم مین اس لیی نہین ہے
کہ اوسکی مابعد کا حکم جواب ملائکہ پر مرتب ہی کیونکہ وہ تو محقق ہی وہ یہ جواب دین یا ندین بلکہ اوسکی
مابعد کی ترتیب اخبار کے لیے ہے اوسپر قولہ تعالی ونقول للذین ظلموا الآیہ معطوف
ہے یقول للملائکۃ پر یعنی اللہ پاک فرشتون سی تو قول مذکور فرمائیگا اور جن لوگون نے غیر اللہ کو
پوجکر اپنی جانونپر ظلم کیا ہی اونسی یون کہیگا کہ چکہو عذاب آگ کا جسکی تم دنیا مین تکذیب کیا
کرتے تہی کذا فی فتح البیان پہر اللہ پاک نی ایک اور نوع ذکر کی کفار کے انواع کفر سے فرمایا

واذا تتلی علیہم اٰیتنا بینٰت قالوا ما ہذا الا رجل یرید ان یصدکم عما
کان یعبد اٰباؤکم وقالوا ما ہذا الا افک مفتری وقال الذین کفروا

للحق لما جاءهم ان هذا الا سحر مبين ○ وما آتيناهم من كتب يدرسونها
وما ارسلنا اليهم قبلك من نذير ○ وكذب الذين من قبلهم وما بلغوا
معشار ما آتيناهم فكذبوا رسلي فكيف كان نكير ○ اور جب پڑہی جاوین اون
پاس ہماری آیتین کہلی کہین اور نہین مگر یہ ایک مرد ہی چاہتا ہے کہ روک دی تمکو اون سے
جو پوجتے رہے تمہاری باپ دادی اور کہین اور نہین یہ جھوٹ ہی باندہ لیا اور کہتی ہین منکر
ٹہیک بات کو جب پونہچی اون تک اور نہین یہ جادو ہی صریح اور ہمنی دی تہین اونکو کتابین
کہہ جن کو پڑہتے ہین اور بہیجا نہین اون پاس تجہ سی پہلے کوئی ڈرانیوالا یعنی چاہیے غنیمت
جانین اور جہٹلایا ہی اونسی اگلون نی اور یہ نہین پونہچے دسوین حصی کو جو ہمنے دیا تہا اونکو پہر
جہٹلایا میری بہیجون کر تو کیسا ہوا میرا انکار انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہی کہ کفار اوسکی
طرف سی مستحق ہین عقوبت و عذاب الیم کے اس لیے کہ جب پڑہی جاوین اونکے پاس اوسکی
کہلی آیتین اونکو سنتی ہین تر و تازہ زبان سی اوسکی رسول کی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو کہین
نہین ہی یہ مگر ایک مرد ہی چاہتا ہی کہ تمکو روکی اوس سی جسکو تمہاری باپ دادی پوجتی تہے
مراد یہ کہ دین حق اونکے باپ دادون ہی کا دین ہی اور جو رسول اونکی پاس لیکر آیا ہی وہ
باطل ہی علیہم و علی آبائہم لعائن اللہ تعالی اور کہا کہ نہین ہے یہ قرآن مگر جہوٹ باندہ لیا
قولہ تعالی وما آتیناہم الآیہ یعنی اللہ تعالی نے قرآن سی پہلے نہ کوئی کتاب عرب پر نازل
کی نہ حضو صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی قبل اونکی طرف کوئی نبی بہیجا اور وہ اسکو محبوب رکہتی تہے
اور یون کہتے تہی اگر کوئی نذیر ہماری پاس آتا یا کوئی کتاب ہمپر اوتاری جاتی تو ہم ہوتے
زیادہ تر راہ یاب ہماری غیر سے پہر جب اللہ پاک نی اسکا اونپر احسان کیا تو اوسکو جہٹلایا
اوسکی منکر ہوئے اوس سی عناد کیا حضرت ابن عباس نی فرمایا کہ ما آتیناہم سے مراد قوت
ہے دنیا مین اسی طرح قتادہ و سدی و ابن زید نے کہا ہی جیسا کہ اللہ پاک نی فرمایا ہے
ولقد مكناهم فيما ان مكناكم فيه وجعلنا لهم سمعا وابصارا وافئدة فما اغنى
عنهم سمعهم ولا ابصارهم ولا افئدتهم من شيء اذ كانوا يجحدون بايات الله
وحاق بهم ما كانوا به يستهزءون افلم يسيروا في الارض فينظروا كيف كان

ع ۱۱

له اور نہین پونہچے دسوین حصی کو جو ہمنے دیا تہا اونکو پہر جہٹلایا میری بہیجون کر تو کیسا ہوا میرا انکار انتہی
اونکو جو ہمنے دیا تہا اونکو پہر جہٹلایا میری بہیجون کر تو کیسا ہوا میرا انکار انتہی
اور اونکو دیا تہا ہمنے اونکو
اور دل اونکو ہمنے اونکو
کان اونکی اونکو
نزول اونکو کسی چیز مین
سے اور اونکی طرف
جب باندہ لیا
کیا ہی اونکو
ہلاک کر دیا ہی ہمنے اونکو
اور زور مین بہت

عاقبة الذين من قبلهم كانوا اكثر منهم واشد قوة يعني ان سب چيزون
نے الله کی عذاب کو اونسی دفع نہین کیا بلکہ دمر الله عليهم يعني الله عزوجل نے
اونکو ملیامیٹ کرڈالا جس طرح کہ اونہون نی اوسکی رسولون کی تکذیب کی اسی لیی یون
فرمایا فکذبوا رسلی فکیف کان نکیر یعني پھر کیسا ہوا میرا عقاب و نکال اور انتصار واسطی میرے
رسولون کی کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہی جب پڑہی جاوین اونپر ہماری
آیتین یعنی آیات قرآنی اس حال مین کہ اونکی دلالتین واضح ہین اور اونکے معانی ظاہر ہین
توحید پر کہین نہین ہی یہ یعنی اونکا پڑہنی والا مراد نبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم ہین مگر ایک مرد
ہے چاہتا ہی کہ روکی تمکو اون بتون سی جن کو تمہارے پرکھے پوجا کرتے تہی اور دوسری بار
یون کہا نہین ہی یعنے قرآن کریم مگر افک مفتری مراد افک سی یہ ہی کہ فی نفسہ جہوٹ ہی واقع
کے مطابق نہین ہی مفتری یہ کہ الله پر باندہ لیا گیا ہی باین طور کہ الله کی طرف اوسکی نسبت
کردی ہی اس معنی کی بنا پر مفتری تاسیس[1] ہی افک کی تاکید نہین ہی اور کہا اون لوگون نے
جو کافر ہوئے تیسری بار حق کو جبکہ وہ اونکے پاس آیا مراد حق سی امر دین ہی جسکو رسول الله
صلی الله علیہ وآلہ وسلم لیکر آئے کہ نہین ہی یہ مگر جادو ہی کہلا یہان فعل کی تکرار کی یعني قالوا
کو دو بار ذکر کیا اور تیسری بار پھر قال کہا اور الذین کفروا اوس کے فاعل کی تصریح فرمائی سو
اسمین انکار عظیم ہی فعل کا اور تعجیب بلیغ ہی اوس سی اور یہ انکار کفار کی طرف سی خاص ہے
ساتھہ توحید کے رہا انکار قرآن و معجزہ کا سو وہ درمیان اہل کتاب کے اور مشرکین کی متفق علیہ
تہا کسی نی کہا کہ کفار کا قول الا افک مفتری مراد اس سی قرآن کی معنی ہین اور الا سحر مبین سی
مراد اوسکی نظم معجز ہی کسی نی یون کہا ہی کہ اونمین سی کسی گروہ نی تو کہا کہ قرآن افک ہی اور
کسی گروہ نی کہا کہ سحر مبین ہی کسی نی کہا کہ اون سب نی کبہی تو افک کہا اور کبہی سحر والا اول
اولی قولہ تعالی وما آتيناهم الآیہ کا یہ مطلب ہی نہین اوتارین ہم نے عرب پر آسمانی کتابین
کہ دال ہون صحت اشراک پر وہ اونمین درس کرتی ہون اونکو پڑہتے ہون اور نہ بہیجا انہی طرف
اونکی کوئی نذیر کہ شرک کی طرف اونکو بلائی یا طرف حق کی اور ڈرائی اونکو ساتھہ عذاب کے جب
یہ نہین ہی تو وہ جو قرآن کی اور رسول کی تکذیب کرتی ہین اسکی واسطی کوئی وجہ نہین ہی اور نہ کوئی

[1] یعنی اوسی جدید

نہیں جس سی وہ تمسک کرین فرمایا نے کہا اونہون نے کہان سی تیری تکذیب کی حالانکہ اونکی
پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ کوئی نذیر آیا اس فعل کو لیکر جو اونہون نی کیا ہی یعنی بتون کا پوجنا پھر
اللہ پاک نی اونکو ڈرایا اور اونکی انجام کار کی اور اونسی اگلونکی عاقبت کی خبر دی فرمایا وکذب
الذین من قبلھم الآیہ یعنی اونسی اگلے کفار قرون ماضیہ نے تکذیب کی اور یہ مکی والے
مشرکین قریش وغیرہ عرب سی نہین پونہچے اوس قوت ونعمت وکثرت مال واولاد وطول عمر کے
دسوین حصے کو جو ہم نے اونسے اگلون کو عطا کی تہین پھر اللہ تعالی نے اونکو ہلاک کر ڈالا جیسی
عاد وثمود اور اونکے مثل اور کفار اونکی قوت نی اونکو کچھ نفع نہ دیا دفع کرنی مین ہلاک کی اون سے
جبکہ اونہون نی اپنی رسولون کو جھٹلایا تو یہ لوگ زیادہ تر مستحق ہین اسکے کہ انپر عذاب نازل ہو
بسبب تکذیب رسول کے **معشار** ایک لغت ہی عشر مین یعنی دونون کی معنی دسوین حصے
کے ہین جوہری نی کہا کہ معشار شی عشر شی ہی بحر مین کہا ہی کہ معشار مفعال کا وزن ہی عشر سی
الفاظ عدد مین سی سوی معشار ومرباع کے اس وزن پر اور لفظ نہین بنایا گیا معنی اونکی عشر
وربع کی ہین کسی نی کہا کہ معشار کی معنی عشر العشر ہین یعنی دسوین حصے کا دسوان حصہ قول اول
اول ہی کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ نہین پونہچے ان سی اگلے اون بینات وہدی کی دسوین حصی کو
جو ہمنی انکو عطا کی ہین کسی نی کہا کہ نہین پونہچے انسے اگلے تنکر کے دسوین حصے کو اوس شی
کی جو ہمنی اونکو عطا کی کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ عطا نہین کیا اللہ نی ان سی اگلون کو دسوان
حصہ اوس علم وبیان وحجت وبرہان کا جو انکو عطا کیا ہے والاول ولی کسی نی کہا کہ معشار
عشیر ہے اور عشیر عشر العشر کو کہتی ہین تو معشار ایک جزء ہوگا ہزار جزء سی ماوردی نی کہا
کہ یہ قول ظاہر ترہے اس واسطے کہ مراد معشار سی مبالغہ ہے تقلیل مین فتح البیان مین
کہا ہی کہ تقلیل مین مبالغے کی مراعات کرنیکی وجہ سی معنی عربی سی خروج جائز نہین ہی قولہ تعالی
فکذبوا رسلی معطوف ہی کذب الذین من قبلھم پر بطور تفسیر کی جس طرح کہ
اس آیت مین ہی کذبت قبلھم قوم نوح فکذبوا عبدنا الآیہ اولی یہ ہی کہ عطف خاص
علی العام کی باب سی ہو کیونکہ جب اول تکذیب سی متعلق تکذیب کا حذف کر دیا گیا تو اوسنی
عموم کا فائدہ دیا پس معنی اوسکی یہ ہین کہ تکذیب کی اونہون نی اوتاری ہوئی کتابون کی اور

بھیجی ہوئی رسولون کی اور واضح وظاہر معجزون کی اور تکذیب رسل کی اوس سی خاص تر ہی اگرچہ
اوسکو مستلزم ہی سو یہان دلالت لفظی کی رعایت کی گئی دلالت التزامی کی مراعات نہین
فرمائی گئی جملۂ ما لغوا الخ حال ہی یا معترضہ ہی درمیان معطوف ومعطوف علیہ کی بیضاوی نی کہا
تکرار نہین ہی اس واسطی کہ اول واسطی تکثیر کے ہی اور ثانی واسطی تکذیب کی اسی طرح کشاف
مین ہی اور ایسا ہی کرخی نے کہا ہی فکیف کان نکیر پھر کیسا ہوا میرا انکار واسطی اونکی
ساتھہ عذاب وعقوبت کی پس چاہیی کہ یہ لوگ ایسی بات سی حذر کرین ایسی نی کہا کہ یہان
عبارت مین حذف ہی تقدیر یہ ہی فالکنا ہم فکیف کان نکیری یعنی پھر ہمنی اونکو ہلاک کر ڈالا تو
کیسا ہوا میرا انکار نکیر اسم ہی بمعنی انکار پھر اللہ پاک نی اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
امر کیا کہ اونپر ایک ایسی حجت قائم کرین کہ اوسکی مقابلی مین اونسی کچھہ نہ بنی پس ارشاد فرمایا

قل انما اعظکم بواحدۃ ج ان تقوموا للہ مثنی وفرادی ثم تتفکروا ما
بصاحبکم من جنۃ ط ان ھو الا نذیر لکم بین یدی عذاب شدید ۝ تو کہہ مین تو
ایک ہی نصیحت کرتا ہون تمکو کہ اوٹھہ کھڑی ہوؤ واللہ کی کام پر دو دو اور ایک ایک پھر دہیان
کرو اس تمہاری رفیق کو کچھہ سود نہین یہ تو ایک ڈرانیوالا ہی تمکو آگی آگی ایک بڑی آفت کے
آتہی ف اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہی اے محمد ان کافرونسی جو یہ زعم کرتی ہین کہ تو مجنون ہے
مین تو تمکو ایک بات کی نصیحت کرتا ہون یعنی مین تو تمکو ایک بات کا امر کرتا ہون وہ یہ ہی کہ تم کھڑی
ہو جاؤ کھڑا ہونا خالص واسطی اللہ عزوجل کی بدون کسی خواہش وعصبیت کی پھر بعض تمہارا بعض سے
پوچھی کہ آیا محمد مین کوئی جنون ہی پھر نصیحت کری بعض تمہارا بعض کو یعنی ایک دوسرے کی خیر خواہی
کری سیدہی صاف بات کہدی ثم تتفکروا یعنی پھر نظر وغور کری مرد واسطی اپنی نفس کی محمد
کے حال مین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنی غیر سی اوسکا حال پوچھی اگر اوسپر مشکل ہو جائی اور اسمین فکر
کری اور اسی لیی اللہ پاک نی یون فرمایا ہی ان تقوموا للہ الآیہ یہ معنی ہین اوسکی جو مجاہد ومحمد
بن کعب وسدی وقتادہ وغیرہم نی ذکر کیا ہی اور یہی مراد ہی آیت سی رہی وہ حدیث جسکو ابن ابی حاتم
نی حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتی تہے
مین دیا گیا تین چیزین جنکو کوئی نہین دیا گیا مجھہ سی پہلی اور کچھہ فخر نہین ہی حلال کی گئین واسطی میرے

غنیمتین اور حلال نہین ہوئین واسطی اوسکی جو مجھسی پہلی تھا تھی مجھسی اگلی جمع کرتی اپنی غنائم کو پھر
اونکو جلادیتی تھی اور بھیجا گیا مین طرف ہر سرخ و سیاہ کے اور تھا ہر نبی بھیجا جاتا طرف اپنی قوم کے
خاصۃً اور کی گئی واسطی میری زمین مسجد و طہور تیمم کرتا ہون مین ساتھہ مئی کی اور نماز پڑہتا ہون
اوسمین جس جگہہ پایا مجھکو نماز نے فرمایا اللہ تعالی نی ان تقوموا للہ مثنی و فرادی اور مدد دیا گیا مین
ساتھہ رعب کی ایک مہینی کی راہ میری آگی سو یہ حدیث ضعیف الاسناد ہی تفسیر آیت کی ساتھہ قیام
کے نماز مین جماعت مین اور فرادی بعید ہی شاید ٹھونس دی گئی ہی طرف سی بعض راویون کے
کیونکہ صحاح و غیرہ مین اصل اسکی ثابت ہی واللہ اعلم قولہ تعالی ان ھو الا نذیر لکم الآیہ
بخاری نی اسکی تفسیر مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ایک دن کوہ صفا پر چڑہی پھر فرمایا یا صباحاہ تو قریش آپکی طرف جمع ہو گئی پس کہا کیا ہے
تجھکو آپ نی فرمایا تم مجھی بتاؤ اگر مین تمکو خبر دیتا اسکی کہ دشمن تمہارے پاس صبح کو آئیگا یا شام کو کیا
تم میری تصدیق نکرتی کہا ہان یعنی کرتی آپ نی فرمایا تو بیشک مین ڈرانیوالا ہون واسطی تمہارے
آگلے عذاب سخت کے ابولہب بولا تبا لک الہذا جمعتنا یعنی ہلاکی ہو تجھکو کیا اسی واسطی تو نی
ہمکو جمع کیا اسپر اللہ عزوجل نی یہ آیت نازل فرمائی تبت یدا ابی لھب وتب یہ حدیث
شریف **وانذر عشیرتک الاقربین** کی تفسیر مین گذر چکی ہی **امام احمد** نی بریدہ رضی اللہ
عنہ سی روایت کیا ہی کہ نکلی طرف ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن تو تین بار ندا
کی پھر فرمایا لوگو تم جانتے ہو کیا ہے مثل میری اور مثل تمہاری صحابہ نی عرض کیا اللہ تعالی اور
اوسکی رسول دانا تر ہین آپ نی فرمایا کہ میری مثل اور تمہاری مثل جو ہی سو مثل اوس قوم کی ہی کہ
ڈری وہ کسی دشمن سی کہ اونکے پاس آئی سو اونہون نی ایک شخص کو بھیجا کہ وہ دیکھی اونکی واسطی
پس اس درمیان مین کہ وہ ایسا ہی تھا یعنی دشمن کی تاک مین لگا تھا کہ اوسنی دشمن کو دیکھہ لیا
تو وہ متوجہ ہوا تاکہ قوم کو ڈرائے اور خوف کیا اس سی کہ دشمن اوسکو پالی قبل اسکی کہ وہ اپنی قوم کو
ڈرائی فاہوی بثوبہ ایہا الناس اوتیتم ایہا الناس اوتیتم ثلاث مرات یعنی تو اوسنی اپنے کپڑی
سی اشارہ کیا کہ لوگو دشمن تمہارے پاس آگیا اس کلمی کو تین بار کہا اسی اسناد سی یہ حدیث شریف
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی بعثت انا والساعۃ جمیعا ان کادت

لتسبقني تفرح بہ الامام احمد یعنی بھیجا گیا ہین اور قیامت ایک ساتھہ بیشک وہ قریب
تھی کہ مجھہ سے سابق ہوجاوی کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہی کہ مراد واحدہ سے
خصلت واحدہ ہی اور ان تقوموا مثنی وفرادی تفسیر ہی خصلت واحدہ کی یا اوس سے بدل ہی نصب
مثنی وفرادی کا بنا بر حال ہی یعنی مین تو تمکو خوف دلاتا ہون اور ڈراتا ہون اوس کام کی بدانجامی
سے جسمین تم غرق ہو رہے ہو اور ایک خصلت کی تمکو وصیت کرتا ہون وہ خصلت تمہارا کھڑا ہونا
اور مستعد وچست ہونا ہی طلب حق مین ساتھہ سچی فکر کے اس حال مین کہ تم متفرق ہو دو دو اور
ایک ایک کیونکہ مجتمع ہونا فکر کو مشوش کرتا ہی اور بصیرت کو اندہا بناتا ہی اور دیکھنے سے مانع ہوتا ہے
اور اوسمین انصاف قلیل اور جور واعتساف کثیر ہوتا ہی تعصب وحمیت کا غبار اوٹھتا ہی آدمی
سوای نصرت اپنی مذہب کی اور کچھہ نہین سنتا ہی اس جگہہ قیام سے مراد دونون پانون پر کھڑا
ہونا نہین ہی بلکہ مراد قائم ہونا ہی ساتھہ طلب حق کی اور اعتناء واہتمام واشتغال ہی ساتھہ تدبر و
تفکر کی اور اوسمین سچی فکر کرنا ہی جس طرح کہ محاورہ مین بولتے ہین قام فلان بامر کذا یعنی فلان نے
فلان کام کا اہتمام کیا کسی نے کہا کہ واحدہ سے مراد کلمہ لا الہ الا اللہ ہی مجاہد وسدی نے اسی طرح
کہا ہی کسی نے کہا کہ مراد قرآن شریف ہی اسواسطے کہ وہ ساری مواعظ کا جامع ہی والاولی ما ذکرناہ
اوّلا زجاج نے کہا کہ کلمہ ان موضع نصب مین ہی بایں معنی لان تقوموا سدی نے کہا مثنی و
فرادی کی یہ معنی ہین کہ اپنی رای کی ساتھہ منفرد وتنہا ہوکر اور اپنی غیر سے مشورہ لیکر قتیبی نے کہا
کہ اپنی اقربا کے ساتھہ مناظرہ کرکے اور اپنی جی مین سوچ سمجھکر کسی نے کہا کہ مثنی عمل رورے
اور فرادی عمل شب یہ قول ماوردی کا ہی یہ قول نہایت درجہ بارد ہی اور بنایت کم فائدہ
مثنی کو فرادی پر اسلیے مقدم کیا ہی کہ حقائق کا طلب کرنا دو آدمیون سے جو کہ نظر وغور مین ایک
دوسرے کی مدد ومعاون ہون زیادہ تر نافع ہی ایک فکر سے پھر اگر درمیان دونون کے حق ظاہر ہوجاوے
تو بعد اسکے ہر ایک اوسمین ہی فکر کرے سوچے سمجھے پھر اور بصیرت وبینائی زیادہ کرے گا
کسی شاعر نے خوب کہا ہی ؎

اذا اجتمعوا جاؤا بکل غریبۃ	فیزداد بعض القوم من بعضہم علما

کسی قوم کی مدح کرتا ہی کہ وہ جسوقت جمع ہوجاتی ہین تو ہر ایک طرح کی نادر بات لاتی ہین اسلیے کہ ایک دوسرے سے

علم کو زیادہ کرتا ہی ثم تتفکروا یعنی پھر تم فکر کرو نبی کی حال مین اور اوس کتاب کی باری مین
جسکو وہ لیکر آیا ہی تو بی شک تم اس وقت یہ بات جان لوگی کہ تمہاری صاحب کو کچھ جنون نہین
ہی یہ اسواسطی فرمایا کہ مشرکین یون کہا کرتی تہی کہ محمد مجنون ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسپر اللہ پاک
نے فرمایا کہ تو اونسی کہہ کہ تم میری حال کا اعتبار کرو اور اوسکو جانچو ساتھہ ایک بات کی وہ یہ ہی کہ تم
قائم ہوجاؤ واسطی اللہ کے اور اوسکی ذات مین جمع ہوکر پھر آدمی اپنے صاحب سی کبھی آؤ تو
ہم سچے طور پر غور کرین کہ آیا ہم نی اس شخص مین کچھ جنون دیکھا ہی اور اوسپر کسی جھوٹ کا تجربہ کیا
ہی پھر ہر ایک نی اپنی صاحب سی علحدہ ہو پھر فکر کری اور سوچی پس بیشک اسمین وہ شی ہی جو دال
ہے اسپر کہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہین اور بیشک وہ رسول ہین اللہ کے
پاس سی اور بی شک وہ کاذب نہین ہین اور نہ ساحر ہین اور نہ مجنون ہین کسی نی کہا کہ
جملہ مالبصاحبکم من جنۃ مستانفہ ہی طرف سی اللہ پاک کی منظور اوس سی آگاہی بخشنا ہے
طریقہ نظر و تامل پر باین طور کہ یہ امر عظیم اور دعوی کبیر اسکے واسطی سوای مجنون کی اور کوئی
اپنی نفس کو پیش نہین کرتا ہی کون مجنون جو پروا نہین کرتا ہی اوس بات کی جو اوسکی حق مین کہی
جاتی ہی اور اوس جھوٹ کی جو اوسکی طرف منسوب ہوتا ہی حالانکہ وہ لوگ اس بات کو جان
چکی تہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقل مین سب لوگون سی بڑہکر ہین ذہن مین سب سے
زیادہ تیز رای مین اونسی پسندیدہ تر بات مین اونسی زیادہ تر سچے نفس مین اونسی بڑہکر پاک و
صاف اور جن باتونپر مردون کی مدح و ثنا کیجاتی ہی اونکی اونسی بڑہکر جامع جب ان امور کو خوب
جانتی پہچانتی ہین تو واجب ہوا کہ اونکی دعوی مین اونکی تصدیق کرین خاصکر ان امور و کمالات
کے ساتھہ معجزہ واضح کا انضمام ہوا اور اون سب کا اجماع و اتفاق اس بات پر کہ وہ اونمین
سے نہین ہین جو جھوٹ بناتی ہین اور نہ اونکی مدت عمر مین اور اپنی مدت عمر مین کسی جھوٹ کا
اونپر تجربہ کیا باوجود اس سب کے اب کوئی وجہ انکار کی نہین ہی محمد بن کعب نی کہا یعنی قائم ہو
مرد ہمراہ دوسرے کے یا تنہا پھر فکر کری کیا ہی اوسکی صاحب کو کوئی جنون قتادہ نے کہا کہ وہ
مجنون نہین ہین کسی نے کہا جائز ہی کہ کلمہ ما استفہامیہ ہو یعنی کون شی ہی اوسمین آثار جنون
سی محمد بن کعب کی معنی شاید ایسی پر مبنی ہین **ابو حاتم** وابن انباری نی ثم تتفکروا پر

وقف اختیار کیا ہی اس بنیاد پر جابہ ما صاحبکم من جنۃ مستانفہ نہیں لگایا جیسا کہ گذر چکا ہے
کسی نی کہا وقف نہین ہی اس واسطی کہ معنی یہ ہین پھر تم فکر کرو کہ آیا تمنی اوسپر کسی کذب کا تجربہ
کیا ہی یا اوس سی کوئی جنون دیکھا ہی یا اوسکی احوال مین کوئی فساد ان ھو الا نذیر لکم
الایہ یعنی وہ تو یہی ہی ڈرانیوالا تم کو قیامت کے آگے آگے مراد عذاب شدید سی عذاب آخرت
ہی یہ آیت ایسی ہی جیسی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی بعثت بین یدی الساعۃ
پھر اللہ پاک نی آپ کو امر فرمایا کہ اونکو یہ خبر دین کہ مجھی دنیا مین کسی طرح کی غرض و رغبت نہین ہے
تاکہ اونکے شک قطع ہون اور شبہے دور ہو جائین پس ارشاد فرمایا قل ما سالتکم من اجر
فھو لکم ان اجری الا علی اللہ ع وھو علی کل شیء شھید ○ قل ان ربی یقذف
بالحق ع علام الغیوب ○ قل جاء الحق و ما یبدئ الباطل و ما یعید ○ قل ان
ضللت فانما اضل علی نفسی ع وان اھتدیت فبما یوحی الی ربی انہ سمیع قریب ○
تو کہہ جو مین نی مانگا تھا کہہ نیک سو تمھین کو پہنچی میرا نیک ہی اوسی اللہ پر اور اوسکی سامنی ہی ہر چیز
تو کہہ میرا رب پھینکتا جاتا ہی سچا دین وہ جاننی والا ہی چھپی چیزین تو کہہ آیا دین سچا اور جھوٹ کو نہ پہلا
وارنہ دوسرا تو کہہ اگر مین بہکا ہون تو یہی کہ بہکونگا اپنے برے کو اور اگر مین سوجھا ہون تو اس سبب
سے کہ وحی بھیجتا ہی مجھکو میرا رب وہ سنتا ہی نزدیک **ف** یعنی اوپر سی اوتارتا ہی انتہی
ف اللہ پاک فرماتا ہی اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ مشرکون سی یون کہین کہ مین
جو اللہ عزوجل کی رسالت تمکو پہنچاتا ہون اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہون اور اللہ کی عبادت
کا تمکو امر کرتا ہون سو اسپر مین تم سی نہ کچھہ مزدوری چاہتا ہون اور نہ کچھہ عطا و انعام مین جو اسکا
ثواب طلب کرتا ہون سو اللہ کے پاس ہی اور وہ ساری امور کا عالم ہی مین جس حال پر قائم
ہون کہ تمکو یہ خبر دیتا ہون کہ اوسنی مجھی تمہاری طرف بھیجا ہی اور جس حالت پر تم جمے ہوے ہو
اس سب کو وہ خوب جانتا ہے قولہ تعالی قل ربی یقذف بالحق الایہ مثل اس
ایت کے ہے یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ یعنی وہ بھیجتا ہی
فرشتے کو جسکی طرف چاہتا ہی اپنی بندون مین سی اور وہ جاننی والا ہی چھپی چیزونکا سوا اوس پر
نہ کوئی پوشیدہ ہستی آسمانون مین چھپی ہی نہ زمین مین قولہ تبارک و تعالی قل جاء الحق الایہ

۱۴۵

یعنی اللہ پاک کی طرف سی حق آیا اور شرع عظیم آئی اور باطل گیا اور نیست و نابود ہوا کقولہ تعالی
بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق اور اسی لیی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جس وقت مسجد الحرام مین داخل ہوئی محمی مکہ کی دن اور آپ نی وہ بت گرد کعبہ کے
نصب کیے ہوے پائے تو شروع کیا کہ اپنی کمان کی سیہ سی اونمین کے بت کو چوکا مارتے
تہی اور یہ آیت پڑہتے جاتی تہی وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
قل جاء الحق وما یبدئ الباطل وما یعید رواہ البخاری ومسلم والنسائی
والترمذی وحدہ عند ھذہ الآیۃ کلھم من حدیث الثوری عن ابن ابی نجیح
عن مجاھد عن ابی معمر عبد اللہ بن سخبرۃ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ یعنی باطل
فنا ہوا اوسکا نہ کوئی قول باقی رہا نہ کسی طرح کی ریاست نہ کوئی کلمہ قتادہ وسدی کا یہ زعم ہی کہ
اس جگہہ مراد باطل سی ابلیس ہی یعنی وہ نہ کسی کو پیدا کرتا ہی نہ اوسکا اعادہ کرتا ہی اور نہ اسپر قادر
ہوتا ہی یہ بات اگرچہ حق ہی لیکن اس جگہہ وہ مراد نہین ہی واللہ اعلم قولہ تعالی قل ان ضللت
الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ کل خیر اللہ پاک کی پاس سی ہی اور اوس وحی وحق مبین مین ہی جس کو
اللہ عزوجل نی نازل فرمایا ہی سو ہدایت و بیان و رشد اوسی کی سبب سی ہی اور جو کوئی بہکا سو وہ
اپنی ہی طرف سی بہکتا ہی جسطرح کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سی جبکہ اوس مسئلی کا مقوض
کی باب مین پوچہا تو یون فرمایا کہ مین اوسمین اپنی راے سی کہتا ہون سو اگر وہ صواب ہی تو اللہ
کی طرف سی ہی اور جو خطا ہی تو میری طرف سی اور شیطان کی جانب سی ہی اللہ اور اوس کے
رسول اوس سی بری ہین قولہ تعالی انہ سمیع قریب یعنی اللہ پاک سننی والا ہی اپنی بندونکی
باتونکو قریب ہی جواب دیتا ہی پکارنیوالے کی پکار کا جبکہ وہ اوسکو پکاری نسائی نی اس جگہہ
حدیث ابو موسی رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہی جو کہ صحیحین مین ہی کہ تم نہین پکارتی ہو بہرے
کو اور نہ غائب کو تم تو یہی پکارتی ہو سمیع قریب مجیب کو کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا
بیان یہ ہی کہ جو طلب کی مین نی تمسی کچہہ مزدوری کہ ٹہیراؤ تم اوسکو واسطی میری رسالت کے
مقابلی مین سو وہ تمہاری واسطی ہی اگر مین نی تمسی اوسکا سوال کیا مطلب یہ ہی کہ مین نی اسلام پر
تمسی کچہہ مزدوری نہین مانگی مراد نفی سوال کی ہی بالکل جسطرح کہ کہنی والا کہتا ہی جس شی کا مین

مالک ہون اس چیز مین تو مقرر مین نی وہ بھی ہبہ کردی غرض اوسکی اس قول سی یہ ہی کہ اصلا
اوسمین اوسکی ملک نہین ہی اس آیت کی مثل یہ آیت ہی قل لا اسالکم علیه اجرا الا المودة
فی القربی و کقوله تعالی ما اسالکم علیه من اجر الا من شاء ان یتخذ الی ربه سبیلا
پھر کہکر اوسنی بیان فرمادیا کہ میرا اجر تو اللہ ہی پر ہی نہ اوسکی غیر پر اور وہ ہر شی پر مطلع ہی اوس سے
کوئی شی غائب نہین ہوتی ہی سو وہ خوب جانتا ہی اس بات کو کہ مین جو تمکو نصیحت کرتا ہون اور
تمکو اوسکی طرف بلاتا ہون اسپر اجر طلب نہین کرتا ہون مگر اوس سی تحذف اصل مین رمی ہم
وصی و کلام ہی یعنی تیر اور کنکریون سی اور بات سی یا رنی کو قذف کہتی ہین کلبی نے کہا کہ معنی
یرمی کے یاتی یہ ہین یعنی میرا رب لاتا ہی حق کو مقاتل نے کہا کہ تکلم کرتا ہی ساتھ حق کے
حق سی مراد قرآن شریف و وحی ہی یعنی ڈالتا ہی اوسکو طرف اپنی نبیون کی قتادہ نی کہا
بالحق ای بالوحی معنی یہ ہین کہ اللہ پاک بیان فرماتا ہی حجت کو اور ظاہر کرتا ہی اوسکو واسطی لوگونکی
اپنے رسولونکی زبان پر کسی نی کہا کہ پھینکتا ہی باطل کو ساتھ حق کی تو وہ اوسکا سر توڑ دیتا ہی
جمہور نی علام الغیوب کو برفع پڑہا ہی اس بنا پر کہ ان کی خبر ثانی ہی یا مبتدای محذوف کی خبر ہی
یا بدل ہی یقذف کی ضمیر سی یا معطوف ہی اسمان کی محل پر زجاج نی کہا کہ رفع دو وجہ سے ہے
موضع پر اس واسطی کہ موضع رفع کا موضع ہی یا بنا بر بدل زید بن علی و عیسی بن عمر و ابن ابی
اسحاق نی بنصب پڑہا ہی اس بنیاد پر کہ اسمان کی نعت ہی یا اوس سی بدل یا نصب بنا بر
مدح فراء نے کہا کہ رفع ایسی محل مین اکثری ہی کقولہ تعالی ان ذلک لحق تخاصم اهل النار
غیوب کو بحرکات ثلثہ غین پڑہا ہی جمع ہی غیب کی غیب وہ امر ہی جو غائب ہوا اور بغایت
خفی ہوا قل جاء الحق مین حق سی مراد اسلام و توحید ہی قتادہ نی کہا قرآن نحاس نے کہا
تقدیر صاحب الحق ہی یعنی صاحب اوس کتاب کا جسمین برہانین بحجتین ہین صاحب فتح البیان
رحمہ اللہ فرماتی ہین کہ تقدیر مضاف کی کوئی وجہ نہین ہی کیونکہ قرآن آیا ہی جس طرح کہ اوسکی صاحب
آئی ہین و ما یبدئ الباطل و ما یعید کا یہ طلب ہی کہ باطل ایسا جاتا گیا کہ اوسکی واسطی نہ اقبال باقی
رہا نہ ادبار اور نہ ابداء و اعادہ یعنی بالکل جاتا رہا اوسکا کہنا بھی آتا پتا باقی نہ رہا جو شی بالکل ہلاک
و فنا ہو جائی اوسکی حق مین یہ قول مثل پھیرا گیا ہی ابداء کہتی ہین ابتداء شی کی کرنیکو اور اعادہ اوسکا

کرتا ہی چونکہ انسان جب تک زندہ ہی ان دو امر سی خالی نہین رہتا ہی کسی شی کی ابتدا کرتا ہی کسی کو
دوہراتا ہی اسلیی اس قول سی اوسکی حیات کا کنایہ کرتی ہین اور اسکی نفی سی اوسکی ہلاک و فنا کا پھر یہ
قول شائع ہوا ہر اوس شی مین جو جانی رہی اور اوسکا کچھہ اثر باقی نرہا اگرچہ وہ ذی روح نہو پس یہ
قول کنایہ بھی ہی یا مجاز متفرع کنایہ پر مطلب یہ ہی کہ اصل مین یہ کلام معنی ہلاک زندہ مین مستعمل تہا
پھر اصل سی لیلیا گیا اور باطل کی جانی مین استعمال کیا گیا ایسا جانا کہ اوسکا کچھہ اثر باقی نہ رہا اس
تقریر سی معلوم ہوا کہ یعید و یبدئ کا کوئی مفعول نہین ہی کیونکہ مراد یہ ہی کہ ان دونون فعلون کا
وقوع نہین ہوتا ہی کسی نی کہا کہ انکا مفعول محذوف ہی یعنی باطل اپنی اہل کی واسطی نہ ابتدا کرتا
ہے کسی خیر کی نہ اوسکا اعادہ کسی نی کہا جائز ہی کہ ما استفہامیہ ہو یعنی کون شی ابدا کرگی باطل
کا اور کون اوسکا اعادہ کریگی مطلب یہ کہ وہ بالکل فنا ہوگیا کسی نے کہا کہ باطل سی مراد اصنام
ہین والاول اولی چونکہ کفار نی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کہا تہا کہ تو نی اپنی باپ دادون کا
دین چھوڑ دیا سو تو گمراہ ہوگیا اسلیی اللہ پاک نی آپ کو حکم دیا کہ اونسی یون کہین کہ ان ضللت
فانما اضل علی نفسی الآیہ یعنی اگر مین بہک گیا حق و واضح راہ سی تو یہ ہی بہکنے کا گناہ
میری ہی جان پر ہوگا عمر بن سعد نی کہا کہ میری جنایت کا مواخذہ مجہی سی ہوگا اور اگر مین راہ پر لگا
تو بسبب اوس حکمت و موعظت و بیان بالقرآن کی ہی جسکی وحی کرتا ہی طرف میرے رب میرے کیونکہ
وہ سننی والا ہی قریب ہی مجہسی اور تمسی ہدایت و ضلالت کو جانتا ہی گراونکی اخفا مین مبالغہ کیا جاوی اور یہ آیت
ایک حکم عام ہی واسطی ہر مکلف کی اللہ پاک نی جو اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرمایا کہ اوسکی نسبت
اپنی نفس کی طرف کرین سو اسکی وجہ یہ ہی کہ جب رسول باوجود اپنی جلالت رتبہ و سداد طریقہ کی اوسکی تحت
مین داخل ہوئی تو اونکی غیر تو زیادہ تر اوسکی لائق ہین جمہور نی ضلت کو بفتح لام اولی پڑہا ہی یہ لغت ہے
نجد کا اور فصیح ہی اور حسن و یحیی بن وثاب نی بکسر لام یہ لغت ہی اہل عالیہ کا کلمہ ما فیہا مین مصدریہ ہے
یا موصولہ اور تقابل اس جگہہ معنی کی جہت سی ہی نہ لفظ کی وجہ سی کیونکہ لفظ کی اعتبار سی تقابل یون ہوتا کہ
اسطرح کہا جاتا وان اہتدیت فانما اہتدی علی نفسی یا ان ضللت فانما اضل بنفسی لیکن سو یہان مقابلہ
معنی کی وجہ سی ہی اس لیی کہ فانما اضل علی نفسی قوت مین فانما اضل بنفسی کی ہی **بالجملہ** پھر اللہ پاک
نے منجملہ احوال کفار ایک اور حال ذکر کیا ارشاد فرمایا **ولو ترٰی اذ فزعوا فلا فوت و**

واخذوا من مکان قریب ۝ وقالوا امنا بہ وانی لھم التناوش من مکان بعید ۝
وقد کفروا بہ من قبل ۝ ویقذفون بالغیب من مکان بعید ۝ وحیل بینھم وبین
ما یشتھون کما فعل باشیاعھم من قبل انھم کانوا فی شک مریب ۝
اور کبھی تو دیکھی جب یہ گھبرائی پھر بھاگی نہین بچتے اور پکڑی آئی نزدیک جگہہ سی اور کہنی لگے
ہم نی اوسکو یقین مانا اور اب کہان اونکا ہاتھہ پونہچ سکتا ہی دور جگہہ سی یعنی ایمان لائی کا وقت
نرہا اور اس سی منکر ہوے آگے سی اور پھینکتے رہے ہین دیکھے نشانے پر دور جگہہ سی اور انکا قو
پڑگیا اونمین اور جو اونکا جی چاہی اوسمین جیسا کیا گیا ہی اونکی راہ والون سی پہلی وہ لوگ تہی دہوکے
مین جو چین نہ لینی دیا انہی ف اللہ پاک فرماتا ہی کبھی تو دیکھی ای محمد جب یہ گھبرائے
جہلا نیوالی قیامت کی پھر نہ اونکی واسطی کوئی بھاگنی کی جگہہ ہے نہ کوئی جای پناہ اور پکڑی آئی
نزدیک جگہہ سی یعنی اونکو یہ قدرت نہ ہیگی کہ بھاگنی سی بچ جائین بلکہ پہلی ہی سی پکڑی آئین گے
حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جس وقت وہ اپنی قبر وتسی نکلینگی مجاہد وعطیہ عوفی وقتادہ نی کہا
کہ اپنی قدمونکی نیچے سی حضرت ابن عباس وضحاک نی کہا کہ مراد اونکا عذاب ہی دنیا مین عبد الرحمن بن
زید نے کہا کہ مراد اونکا قتل ہی بدر کے دن صحیح یہ ہی کہ مراد اس سی روز قیامت ہی قیامت کا دن
ایک طامۃ عظمی ہی یعنی ایک بڑی آفت جو ہر شی کو توڑ پھوڑ ڈالیگی اگرچہ ماذکر اس سی متصل ہی
ابن جریر نے بعض سی حکایت کیا ہی کہ مراد اس سی وہ لشکر ہی جو دہسا دیا جائیگا درمیان مکہ ومدینہ
کے ایام بنی عباس مین پھر ابن جریر اس باب مین ایک حدیث بالکل موضوع لائی ہین اور اسپر تنبیہ
نہین کی یہ مراد اونسی عجیب وغریب ہی یعنی اونکی عادت تو یہ ہی کہ حدیث مین کچھہ بھی خلل ہوتا ہی تو
اوسپر آگاہ کردیتی ہین حالانکہ یہ حدیث بالکل موضوع ذکر کی اور اوسپر تنبیہ نہ کی واقع مین بڑے
تعجب کی بات ہی قولہ تعالی وقالوا امنا بہ کا یہ مطلب ہی کہ قیامت کی دن وہ کہینگی کہ ہم
ایمان لائی اللہ پر اور اوسکی تمامتون پر اور اوسکی کتابون پر اور اوسکی رسولون پر کما قال تعالی ولو تری
اذ المجرمون ناکسوا رؤسھم عند ربھم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا
انا موقنون اور اسی لیی اللہ پاک نی یہان یون فرمایا ہی وانی لھم التناوش من مکان بعید
یعنی اب کیونکر اونکا ہاتھہ پونہچ سکتا ہی ایمان کی لینی کو حالانکہ اوسکی قبول ہونیکی جگہہ سی دور جا پڑے

اور دار آخرت کو پونہچ گئی اور وہ خانۂ جزا ہی نہ خانۂ ابتلا پس اگر وہ دنیا مین ایمان لاتی تو البتہ وہ اونکو نافع ہوتا لیکن بعد اونکی پونہچ جانی کے آخرت کو اب اونکی واسطی کوئی سبیل نہین ہی قبول ایمان کی جسطرح کہ اوس شخص کی لیی کوئی سبیل نہین ہی حصول شی کی جو اوسکو دوسری لیتا ہی مجاہد نی کہا التناول لذلک یعنی کہان ہی اونکی واسطی لینا ایمان کا زہری نی کہا کہ تناوش لینا اونکا ہی ایمان کو درانحال کہ وہ آخرت مین ہین اور دنیا اونسی منقطع ہو چکی حضرت حسن نی فرمایا اس سبب سی کہ اونہون نی امر کو طلب کیا یعنی ایمان کو ایسی جگہہ سی کہ اونکو نہ ملی لیا ایمان کو دور جگہہ سی حضرت ابن عباس نی فرمایا کہ اونہون نی دنیا کی طرف رجوع طلب کیا اور توبہ اوس شی سی جسمین وہ تھی حالانکہ وہ نہ رجعت کا وقت ہی نہ توبہ کا اسی طرح محمد بن کعب قرظی نی بھی کہا ہی قولہ تعالی وقد کفروا بہ من قبل کا یہ مطلب ہے کہ آخرت مین ایمان اونکو کیونکر حاصل ہوگا حالانکہ دنیا مین وہ حق کی منکر ہو چکی اور رسولون کی تکذیب کر چکی ویقذفون بالغیب من مکان بعید امام مالک نی زید بن اسلم سی روایت کیا ہی کہ بالغیب سی مراد بالظن ہی حافظ ابن کثیر کہتے ہین ہین کما قال تعالی رجما بالغیب سو کبھی کہتے کہ شاعر ہی کبھی کاہن کبھی ساحر کبھی مجنون اسکے سوا اور باطل باتین بکتی رہے اور بعث و نشور و معاد کو جھٹلاتی اور کہتے ان نظن الا ظنا وما نحن بمستیقنین قتادہ و مجاہد نی کہا یرجمون بالظن لا بعث ولا جنۃ ولا نار یعنی اپنی اٹکل سی بن دیکھی نشانی پر تیر پھینکتے رہی کہ نہ بعث ہی نہ جنت ہی نہ دوزخ ہی حضرت حسن بصری و ضحاک وغیرہما نی کہا کہ ما یشتہون سی مراد ایمان ہے سدی نی کہا کہ توبہ ہی یہ قول ابن جریر رحمہ اللہ تعالی کا مختار ہی مجاہد نے کہا کہ ما یشتہون سی مراد اس دنیا کا مال و زینت و تازگی اور گھر والی ہین اسی کی مثل حضرت ابن عمر و ابن عباس و ربیع بن انس رضی اللہ عنہم سی مروی ہی اور یہ قول ہی بخاری کا اور ایک جماعت کا صحیح یہ ہی کہ درمیان دونو قولونکی کچھہ منافات نہین ہی اسلیی کہ بیشک اٹکاؤ پڑ گیا درمیان اونکی اور اونکی خواہشون کی دنیا مین اور اوس شی کی جسکو اونہون نی طلب کیا دنیا مین سو وہ اوس سی روک دی گئی **ابن ابی حاتم نے اس جگہہ ایک عجیب و غریب اثر ذکر کیا ہی ہم** اوسکو بطولہ ذکر کرتی ہین وہ یہ ہے کہ بسند خود عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہی تفسیر مین وحیل بینہم الی آخر الآیۃ کی کہ بنی اسرائیل مین سی ایک شخص فاتح تھا اللہ تعالی نی اوسکی واسطی مال کی فتوح کی تھی پھر وہ مر گیا تو

رجما بالغیب سو کبھی کہتے کہ شاعر ہی کبھی کاہن کبھی ساحر کبھی مجنون اسکے سوا اور باطل باتین بکتی رہے

اوس مال کا ایک بیٹا فاسد اوسکا وارث ہوا سو اللہ کی مال مین اللہ عزوجل کی معاصی کی ساتھ
عمل کیا کرتا تہا جب اوسکی باپ کی بہائیون نی یہ دیکہا تو وہ اوس جوان کے پاس آئی اوسے
ملامت کی پس وہ جوان گہبرایا تنگدل ہوا تو اوسنی اپنی زمین و املاک بعوض صلامت کی بیچ ڈالی
یعنی اوسکی نقد روپیہ کر لیے پہر ایک نہایت روان جہتی پر آیا تو اپنی مال کو اوسمین گاڑ دیا اور ایک
محل بنایا پس اس اثنا مین کہ ایک دن وہ بیٹہا ہوا تہا اوسوقت ہوا ایک عورت کو اوسپر اوٹہالی
سب لوگون سے بڑہکر خوبصورت و خوشبو پہر اوسنی کہا ای اللہ کے بندے تو کون ہی کہا مین ایک مرد
ہون بنی اسرائیل سی اوسنی کہا کہ یہ محل اور یہ مال تیرا ہی جوان نی کہا ہان عورت نی کہا پہر کیا تیری کوئی
بی بی ہی کہا نہین عورت نی کہا پہر عیش تجہی کیونکر خوشگوار ہوتا ہی حالانکہ تیری کوئی بی بی نہین
ہے جوان نی کہا قدکان ذاک یعنی مقرر یہ بات تو ہی کہا پہر کیا تیرا کوئی خاوند ہی عورت بولی
نہین جوان نی کہا پہر کیا تجہی اسکی حاجت ہی کہ مین تجہسی بیاہ کرلون کہا مین ایک عورت ہون
تجہسے میل پہر کے راہ پر پس جب کل ہو تو تو دن پہر کا زاد راہ لیلی اور میری پاس آجا اور تو اگر
اپنی راہ مین کوئی ہول دیکہی تو وہ تجہی ہرگز ہولناک نکری مطلب یہ کہ تو مت ڈر نا پہر جب کل ہوا
تو اوسنی دن پہر کا توشہ لیا اور چلا پس ایک محل کی طرف پونہچا تو اوسکا دروازہ ٹہونکا اسکی
طرف ایک جوان نکلا سب سے زیادہ خوبصورت و خوشبو پہر اوس سی کہا ای اللہ کے بندی تو کون ہے
اوسنی کہا مین اسرائیلی ہون کہا پہر تیری حاجت کیا ہی اوسنی کہا کہ اس محل والی عورت نے مجہے
بلایا ہی طرف اپنی نفس کے وہ بولا کہ تو نی سچ کہا۔ کہا پہر کیا راہ مین تو نی کوئی ہول دیکہی کہا
ہان اور اگر وہ عورت مجہی یہ خبر نہ دیتی کہ مجہپر کچہہ خوف نہین ہی تو وہ شی مجہی ہول مین ڈالتی جو
مین نے دیکہی جوان خوبرو نی کہا تو نی کیا دیکہا کہا مین متوجہ ہوا یہان تک کہ جسوقت راہ مجہپر کشادہ
ہوئی تو ناگاہ ایک کیتا اپنا مونہہ کہولی ہوئی ملی پس مین گہبرگیا پہر مین نی حبت کی تو ناگاہ مین
اوسکی پیچہی تہا اور ناگاہ اوسکے پیٹ مین ہونکنے ہی مین جوان خوبرو بولا کہ تو اسکو
نہ پائیگا یہ تو آخر زمانی مین ہوگا لوڑہے لوگ غلام کو اپنی مجلس مین بہٹائین گی اور خوش کرینگی اونکو
اوسکی بات جیت کہا پہر مین متوجہ ہوا یہان تک کہ جسوقت راہ مجہپر کشادہ ہوئی تو ناگاہ سو بکریان
ہین دودہ سے تہن بہرے ہوے اور ناگاہ اونمین ایک بکری کا بچا ہی کہ اونکو چوستا ہی پہر جب وہ

اون سب پر آچکا اور یہ خیال کیا کہ اوسنی کچھ بھی نہ چھوڑا تو اوسنی اپنا موہنہ کھولا زیادہ چاہنی لگا پس
جوان خوبرونی کہا کہ تو اسکو نہ پائیگا یہ تو آخر زمانی مین ایک بادشاہ ہوگا ساری لوگون کا صامت
مال جمع کریگا یعنی سونا چاندی روپیہ اشرفی یہان تک کہ جب یہ خیال کریگا کہ اوسنی کچھ نہ چھوڑا
تو اپنا موہنہ کھولیگا زیادت چاہیگا کہا پھر مین متوجہ ہوا یہان تک کہ جب مجھپر راہ کشادہ ہوئی
تو ناگاہ مجھی درخت ملی پس مجھی اونمین سی کسی درخت کی ایک ٹہنی تر و تازہ ابھی لگی تو مین نے
اوسکا کاٹنا چاہا پس ایک اور درخت نے پکارا کہ ای اللہ کے بندی تو مجھسی لی یہان تک کہ
ساری درختون نی مجھپر ندا کی کہ ای بندۂ خدا تو مجھسی لی اسپر جوان خوبرونی کہا کہ تو اسکو نہ پائیگا یہ تو
آخر زمانی مین ہوگا مردون کی قلت اور عورتون کی کثرت ہوگی یہان تک کہ مرد پیامہ نکاح کریگا
عورت سی تو اوسکو دس بیس عورتین اپنی جانون کی طرف بلائینگی کہا پھر مین متوجہ ہوا یہانتک
کہ جسوقت راہ مجھپر کشادہ ہوئی تو ناگاہ مین ساتھہ ایک مرد کی تہا کہا کہ ایک چشمے پر وہ پھر رہا ہے
واسطی ہر آدمی کے پانی سی پھر جب لوگ اوس سی متفرق ہوگئی تو اوسنے اپنے گھڑے مین ڈالا سو
اوسکی گھڑے کو پانی سی کچھ نہ لگا جوان خوبرونی کہا کہ تو اسکو نہ پائیگا یہ تو آخر زمانی مین ہوگا واعظ
لوگونکو علم سکہائیگا پھر اونکی مخالفت کریگا طرف معاصی اللہ تعالی کے کہا پھر مین متوجہ ہوا
یہانتک کہ جسوقت کشادہ ہوا مجھپر راستہ تو ناگاہ مین ساتھہ ایک بکری کی ہون اور ناگاہ ایک
قوم ہے کہ اونہون نی اوسکی پانون پکڑی ہین اور ناگاہ ایک مردنی اوسکی دونو سینگ پکڑی
ہین اور ناگاہ ایک مردنی اوسکی دم پکڑی ہی اور ناگاہ ایک سوار ہی کہ اوسپر سوار ہوگیا ہی اور ناگاہ
ایک مرد اوسی دوہ رہا ہے اسپر جوان خوبرونی کہا کہ بکری تو دنیا ہی اور وہ لوگ جنہون نی اوسکی پانون
پکڑی ہین وہ اوسکی عیش سی باہم گرتے جاتی ہین اور جس نے اوسکی سینگ پکڑی سو وہ اوس کے
عیش سی تنگی اوٹھا رہا ہی اور جسنی اوسکی دم پکڑی سو مقرر اوسنی اوس سی موہنہ پھیر لیا ہے اور
جو شخص اوسپر سوار ہو لیا ہی سو بی تنگ اوسنی اوسکو چھوڑ دیا ہی اور جو اوسکو دوہ رہا ہی سو وہ اوہ
وہ اوسکو لیگیا ہی کہا پھر مین متوجہ ہوا یہان تک کہ جب مجھپر راہ کشادہ ہوئی تو ناگاہ مجھی ایک
آدمی ملا کہ کنوین پر کھڑا پانی بھر رہا ہی ہر بار جو اپنا ڈول نکالتا ہی تو اوسکو حوض مین ڈالتا ہے
پھر وہ پانی لوٹ کر اوسی کنوین کی طرف بہ جاتا ہی جوان خوبرونی کہا یہ وہ مرد ہے کہ اللہ نے

اوسکی صالح عمل کو اوسپر رد کر دیا پس اوسی قبول نہ کیا کہا پھر مین متوجہ ہوا یہان تک کہ جب راہ مجھپر
کشادہ ہوئی تو ناگاہ مجھی ایک مرد ملا کہ دیہیج بو رہا ہی پھر وہ اوسی کاٹتا ہی تو ناگاہ وہ عمدہ
گیہون ہین جو آن خوبرو نے کہا یہ وہ مرد ہے کہ اللہ نے اوسکا صالح عمل قبول کیا اور اوسکو
اوسکی واسطی بڑہایا کہا پھر مین متوجہ ہوا یہان تک کہ جب راہ مجھپر کشادہ ہوئی تو ناگاہ مجھی ایک مرد
ملا کہ وہ اپنی گدی کے بل لیٹا ہوا ہی کہا ای اللہ کے بندے تو مجھسی قریب ہو پھر میرا ہاتھہ
پکڑ اور مجھی ٹہکا دے پس قسم ہی اللہ کی کہ مین نہین بیٹہا ہون جب سی کہ اللہ تعالی نی مجھے
پیدا کیا ہی پھر مین نی اوسکا ہاتھہ پکڑا تو وہ کھڑا ہو گیا دوڑتا ہوا یہان تک کہ مین اوسی نہین
دیکھتا ہون اسپر جوان خوبرو نے کہا کہ یہ عمر البعد کی ہی وہ پوری ہو چکی اور مین ملک الموت
ہون اور مین ہی وہ عورت ہون جو تیرے پاس آیا تہا اللہ تعالی نی مجھی امر کیا ساتہہ قبض
کرنے روح البعد کے اس جگہہ مین پھر اوسکو پہنچا دون طرف نار جہنم کے کہا پس اس باب مین
نازل ہوئی یہ آیت وحیل بینہم وبین ما یشتہون الآیہ یہ اثر غریب ہی اور اسکی صحت مین
نظر ہی آیت کا اسپر اور نازل ہونا اور اسکے حق مین بایں معنی ہی کہ سارے کفار وفات دیے جاتے
ہین اس حال مین کہ اونکی روحین حیات دنیا سے متعلق ہوتی ہین جیسا کہ اس مغرور مفتون کے
واسطی گذرا چلا اپنی مراد کو طلب کرتا ہوا تو ناگاہ اوسکے پاس ملک الموت علیہ السلام آ گئے
اور اٹکاؤ پڑ گیا درمیان اوسکے اور اوس شی کی جس کو وہ چاہتا تہا قولہ تعالی کما فعل
باشیاعہم من قبل یعنی جیسا کہ گذشتہ امتون کی واسطی گذرا انہون نی رسولون کے
تکذیب کی جبکہ اونکی پاس اللہ کا عذاب آیا تو یہ تمنا کی کہ کاش وہ ایمان لاتی سو وہ اونسی مقبول
نہوا فلما راوا باسنا قالوا امنا باللہ وحدہ وکفرنا بما کنا بہ مشرکین فلم یک
ینفعہم ایمانہم لما راوا باسنا سنۃ اللہ التی قد خلت فی عبادہ وخسر ہنالک
الکافرون قولہ تبارک وتعالی انہم کانوا فی شک مریب یعنی وہ دنیا مین تہی شک و
ریبت مین سو اسی لیی وقت معاینۂ عذاب کی ایمان اونسی قبول نہین کیا گیا قتادہ نے کہا بجہ
تم شک وریبت سی پس بیشک جو کوئی مر شک پر تو وہ اوسی پر مبعوث ہوگا اور جو کوئی مر یقین
پر تو وہ اوسی پر مبعوث ہوگا آخر تفسیر سورۂ سبا واللہ سبحانہ وتعالی الموفق للصواب کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہی کہ خطاب ولوتری کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو ہی یا ہر اوس شخص کو جو خطاب کی صلاحیت رکھتا ہی کسی نی کہا کہ مراد اذ فزع اوسی گھبرانا اونکا ہی
وقت نزول موت کی اونپر یا موت کی سوا اور کوئی عذاب اللہ تعالی کا حضرت حسن نی کہا کہ اونکا
فزع ہی قبور مین صیحہ سی قتادہ نی کہا یہ اونکا فزع ہی جبکہ اپنی قبرون سی نکلینگی سدی نی کہا اونکا گھبرانا ہے
بدر کے دن جس وقت کہ فرشتون کی تلوارون سی اونکی گردنین ماری گئین تو نہ بھاگ سکی نہ توبہ
کی طرف رجوع کر سکے ابن مقفل نی کہا جبکہ معاینہ کرینگی اللہ کی عقاب کا قیامت کی دن سعید بن جبیر
نے کہا یہ فزع وہ خسف ہی کہ خسف کیی جائینگی بیداء مین پھر ایک مرد اونمین کا باقی رہیگا تو لوگون کو
خبر دیگا اوس حال کی جس کو اوسکی اصحاب بلی پس وہ گھبرائین گی جواب لو کا محذوف ہی ای لرائیت
امرا عظیما وحالا ہائلہ یعنی اگر تو دیکھی جبکہ وہ گھبرائین گی تو البتہ تو دیکھی ایک بڑی امر کو اور ایک
ہولناک حالت کو فلا فوت کی یہ معنی ہین کہ پھر فوت نہوگا مجھسی اونمین کا کوئی اور نہ اونمین کا
کوئی نجات پانیوالا نجات پائیگا مجاہد نی کہا فلا مفر یعنی پھر کوئی بھاگنی کی جگہ نہین ہی حضرت
ابن عباس نی فرمایا پھر کسی طرح کی نجات نہین ہی مکان قریب سی مراد پشت زمین ہی یا قبور قریبن
دنیا مین اونکی رہنی بسنی کی جگہون سی قریب ہین جیسا کہ ابوحیان نی کہا ہی یا یہ کہ مکان قریب
موقف حساب سی کسی نی کہا کہ قبض کیجائینگی اونکی روحین اونکی جگہون مین پھر اونکو موت سے
بھاگنا ممکن نہوگا یہ معنی مبنی ہین اوس شخص کے قول پر جو کہتا ہی کہ یہ فزع وقت نزع کے ہوگا
کسی نے کہا کہ پکڑی جائینگی جہنم سی پھر اوسمین ڈال دی جائینگی کسی نی کہا اوس جگہ سی جہان وہ ہے
پس وہ اللہ سی قریب ہین اوس سی دور نہین ہین اور نہ اوس سی فوت ہونگی حضرت ابن عباس
سے مروی ہی کہ اونکی قدمون کے نیچے سے یہ قول اور لوگون کا بھی ہی چنانچہ اول گذر چکا ہے
دوسرا قول اونکا یہ ہی کہ یہ آیت اسی ہزار کے باب مین نازل ہوئی ہے جو کہ آخر زمانے مین
کعبہ پر چڑھائی کرینگے تاکہ اوسکو خراب کرین پھر جب وہ بیداء مین داخل ہونگے تو دھسا دیے
جائینگی سو یہ ہی اخذ مکان قریب سی ذکرہ القرطبی حضرت حفصہ وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہما
کی حدیث سی صحیح مین ثابت ہوا ہی کہ ایک لشکر بیداء مین خسف کیا جائیگا اور خارج صحیح مین
حضرت ام سلمہ وحضرت صفیہ وابو ہریرہ وابن مسعود رضی اللہ عنہم کی حدیث سی اونمین کی کسی حدیث

مین یہ بات نہین ہی کہ یہ اس آیت کا سبب نزول ہی لیکن ابن جریر نی حضرت حذیفہ
بن الیمان کی حدیث سی یہ قصہ خسف کا مرفوعًا روایت کیا ہے اور اوسکی آخر مین یون کہا
ہے فذلک قولہ عزوجل فی سورۃ سبا ولو تری اذ فزعوا فلا فوت الآیہ کسی نی کہا جائز ہے
کہ یہ فزع وہ فزع ہو جو بمعنی اجابت ہی محاورہ مین بولتے ہین فزع الرجل یعنی جواب دیا اوس
مرد نی جبکہ وہ جواب دی اوس چلانے والے کو جو اوس سی فریاد رسی چاہتا ہی مثل فزع اہل مکہ
کے طرف لڑائی کے بدر کے دن وقالوا امنا بہ کی یہ معنی ہین کہ کہینگی وقت نزع کے
اور یہ وقت ہی اون پر عذاب نازل ہونی کا نزدیک موت کے کقولہ تعالی فلما راوا بأسنا
قالوا امنا باللہ وحدہ یا وقت بعث کی کیونکہ ساری کفار اوس وقت
ایمان لائین گے غرضکہ وہ یون کہینگے کہ ہم ایمان لائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
یہ قول قتادہ کا ہے یا قرآن پر مجاہد نی کہا اللہ عزوجل پر حضرت حسن نی فرمایا بعث پر پھر
اللہ پاک نے نفع ایمان کی اون سے نفی کی فرمایا وانی لہم التناوش
یعنی کہان سے اور کیونکر اون کے واسطے یہ ہوگا کہ وہ لیوین ایمان کو دور جگہہ سی
یعنی آخرت مین حالانکہ دنیا مین اونہون نے اوس کو ترک کیا من مکان بعید کے
یہی معنی ہین یہ تمثیل ہے اون کے حال کی طلب خلاص مین بعد اس کے
کہ خلاصی اونسی فوت ہوچکی اوس شخص کے حال کے ساتھہ جو یہ چاہتا ہی کہ لیوے شی کو
ایک غلوہ سے مثل لینی اوسکے کے ایک ہاتھہ سی محال ہونی مین تناوش تفاعل کا وزن ہے
نوش سی نوش کہتی ہین تناول کو صراح مین کہا ہے تناوش وانتیاش دست باویدن و
گرفتن چیزی را غرض یہ ہی کہ ہاتھہ کو خم دیکر بڑہاکر کسی شی کو لینا یہ تناوش ہے پس جو شے
ہاتھہ بھر کے فاصلے پر ہی اوس کو ہاتھہ بڑہاکر لی سکتا ہی اور جو شی مثلا ایک تیر کی مسافت پر
ہے یا اس سی زیادہ پر اوسکو ہاتھہ بڑہاکر کیونکر لی سکتا ہی آبن سکیت نی کہا یقال للرجل اذا
تناول رجلا لیاخذ برلہ اہلجیتہ ناشہ یوشہ نوشا ومنہ المناوشتہ فی القتال وذلک اذا
تدانی الفریقان کسی نی کہا کہ تناوش سی مراد رجعت ہی یعنی کہان ہی اونکی لیے رجوع ہونا طرف دنیا کے
تاکہ وہ ایمان لائین حضرت ابن عباس نی فرمایا کہ وہ سوال کرینگی رد کا طرف دنیا کی اور نہین ہے

لہ یہ جو جب کہی ہی اون کی
نسبت ہی جو کافر ہین اور
اللہ کی ساتھہ کفر کیا ہے پر
یہ غلوہ جس مین ایک
تیر ہی کی مسافت ہوتا ہی
صراح

وہ وقت رد کا اور فرمایا کہ تناوش تناول شی ہی اور نہین ہی وہ وقت اسکا سدی نے کہا کہ
مراد توبہ ہی یعنی اونہون نے توبہ طلب کی حالانکہ وہ بعید ہوگئی کیونکہ وہ تو دنیا مین مقبول ہوتی
ہے ابو عمرو و حمزہ و کسائی و اعمش نی تناؤش کو ہمزہ پڑہا ہی باقی قرا نے بواو ابو عبید و نحاس
نے پہلی قرارت کو مستبعد کہا ہی حالانکہ استبعاد کی کوئی وجہ نہین ہی عرب کی لغت و اشعار مین
وہ ثابت ہی فراء نی کہا کہ ہمزہ و ترک ہمزہ باہم قریب یکدیگر ہین جملہ وقد کفروا بہ من قبل
محل نصب مین ہی بنا بر حال یعنی حال یہ ہی کہ منکر ہو چکی اوس شی کے جسپر اب ایمان لائے
پہلے اس وقت سی یہ وہ وقت ہی کہ جس وقت وہ دنیا مین تہی کسی نی کہا کہ منکر ہوئی قرآن
شریف کی یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبل اسکے کہ معاینہ کرین عذاب کا اور قیامت
کے ہولون کا ویقذفون بالغیب یعنی پھینکتی ہین گمان اور وہ طعنین کرتی ہین حوا اونکو
ظاہر نہین ہوئین رسول مین یا عذاب مین کہ اوسکے نہونے پر یقین کرتے ہین کہتے ہین کہ
نہ بعث ہی نہ نشور ہی نہ جنت ہے نہ نار ہے من مکان بعید کا یہ مطلب ہی کہ دور جہت سی جسمین
اونکی واسطی اپنی ظن باطل کے کوئی سند نہین ہی یہ وہ شبہی ہین جو اونہون نی امر آخرت کے
بارے مین تکلف کرکے بنائے ہین چنانچہ اول اونکی حکایت کی ہی کسی نی کہا کہ قرآن شریف
کے حق مین باطل باتین بکتی ہین کہ وہ سحر ہی شعر ہی اساطیر الاولین ہی کسی نی کہا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی شان واضح البرہان مین کہتی ہین کہ ساحر شاعر کاہن مجنون ہین اسمین تشبیہ
ہے اونکے حال کی اوس شخص کی حال سی جو کہ مارتا ہی کسی شی کو جسے دیکہتا نہین ہی دور جگہہ سی
کہ وہم کو کسی طرح کی مجال نہین ہی اوسکی لحوق مین یہ استعارہ تمثیلیہ ہے اور جملہ یا تو معطوف ہے
وقد کفروا بہ پر اس بنیاد پر کہ وہ حکایت ہے حال ماضی کی اور استحضار ہے اوسکی صورت
کا یا مستانفہ ہی واسطی بیان تمثیل اونکی حال کی مجاہد و ابو صیوہ و محبوب نے ابو عمرو سی یقذفون
بصیغہ مجہول پڑہا ہی یعنی ماری جائینگی ساتہہ اوس شی کی جو اونکو بری لگیگی اونکی جزای اعمال سی
ایسی جگہہ سی جسکا اونکو خیال بہی نہوگا وحیل بینھم فعل مجہول ہی اور جب معروف بنائینگی
تو حال کہینگی یہ ایک فعل ہی کہ متعدی نہین ہوتا ہی نائب فاعل اسکا ضمیر مصدر ہی جو فعل سی سمجہا
جاتا ہی گویا یون کہا گیا وحیل ہو ای الحول بعض نی ظرف کو یعنی بینہم کو نائب فاعل ٹہیرایا ہے

اسپر یہ اعتراض کیا ہی کہ اس وقت چاہیے تہا کہ مرفوع ہوتا معنی یہ ہین کہ انکا ڈر گیا درمیان
اونکی اور اوس شی کے جس کو وہ چاہتی ہین یعنی عذاب سی نجات حالانکہ وہ اوس سی روک دی
گئی یا اونکی اموال و اہل جنکو وہ دنیا مین چاہتی تہی یا دنیا کی طرف پہر آنا کما فعل باشیاعھم
یعنی جیسا کہ کیا گیا اونکی امثال و نظرا کی ساتہہ امم ماضیہ کے کفار سی جو کہ انسے پہلے تہے دنیا مین
اور سابق تہی ان سی زمانی مین اشیاع جمع ہی شیع کی اور شیع جمع ہی شیعہ کی آدمی کی اتباع و
انصار کو اوسکا شیعہ کہتی ہین اور ہر قوم خبکا امر ایک ہو بعض بعض کی رای کا اتباع کرتی ہون
تو وہ شیع ہین پس اشیاع جمع الجمع ہی حملا بالمعنی کما نوافی شک مریب تعلیل ہی ماقبل کی یعنی
اونکی امثال کی ساتہہ جو معاملہ کیا گیا اوسکی علت یہ ہی کہ بتحقیق وہ تہی شک مریب مین یعنی ایسی
شک مین جو واقع کرنیوالا ارتہا ریت مین یا مریب بمعنی ذی ریبت ہی یعنی امر رسل و بعث و جنت
و نار سی وہ شک مین تہی یا توحید مین اور اوس دین مین جس کو رسول لیکر آئے یقال راب الرجل
اذا صار ذا ریبۃ فہو مریب کسی نے کہا کہ مریب ماخوذ ہی ریب سے جس کے معنی شک و
تہمت کی ہین تو شک مریب ایسا ہوا جیسے یون بولتے ہین عجب عجیب و شعر شاعر مطلب
یہ ہے کہ مراد مبالغہ ہی شک مین یعنی غایت درجے کے شک مین تہی اس آیت کریمہ مین
ردہی اوس شخص پر جو یہ زعم کرتا ہی کہ اللہ پاک شک پر عذاب نہین کرتا ہی و اللہ اعلم بالصواب و
الیہ المرجع والمآب الحمد للہ والمنۃ کہ یہ تفسیر وقت دو ساعت شب بستم ماہ رجب ۱۲۷۳ سنہ ہجری محلہ
امیر گنج مین تمام ہوئی اللہ سبحانہ قبول فرمائی اور آئندہ لکہنی کی توفیق دی لاحول ولا قوۃ
الا باللہ سبحانہ بندہ ہیچ ہی اور اوسی کی فضل و حول و قوت سی سب کام ہوتا ہی اوسط ربیع الاول
مین شروع ہوئی اور اوسط رجب مین تمام ہوئی اتنی مہینی مرض و ضعف مین گذری الٰہی سیدی
مولائی اس کام کو سہل و آسان کر اور عافیت دارین عطا فرما توبہ و انابت پوری دے
حسن عاقبت روزی فرما عمل صالح کی توفیق دی آمین اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا
ومولانا محمد النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ عدد ما علمت وزنۃ ما علمت وملأ ما علمت آمین
الی یوم الدین اللھم اغفر وارحم عبدک المذنب ذا الفقار احمد ووالدیہ وصاحب
الترجمان وجمیع المومنین والمومنات الاحیاء منھم والاموات آمین والحمد للہ اولا وآخرا وظاہرا وباطنا

بسم الله الرحمن الرحیم

تفسیر سورۂ فاطر

اس سورۂ مبارکہ کو سورۂ ملائکہ بھی کہتے ہین آیتین اسکی ۴۵ یا ۴۶ ہین یہ سورت مکی ہے قرطبی نے کہا سب کے قول مین **بخاری** و ابن ضریس و ابن مردویہ و بیہقی نے دلائل مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ فاطر مکے مین اوتاری گئی ہے **فائدہ** یہ سورت ختام ہے اون سورتون کا جو شروع کی گئی ہین ساتھہ حمد کے جنمین چار نعمتون کی تفصیل کی گئی ہے کون نعمتین جو کہ نعمتون کی اصول ہین جنکا مجموعہ سورۂ فاتحہ مین ہے وہ چار نعمتین یہ ہین ایجاد اول پھر ابقای اول پھر ایجاد ثانی جسکی طرف سورۂ سبا کی ساتھہ اشارہ کیا گیا ہے پھر ابقای ثانی یہ سب سے زیادہ تر خوشگوار و محکم تر ہے یہ وہ ختام ہے جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سورت سے جو کہ شروع کی گئی ہے ساتھہ ابتدا کے قالہ الخطیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ فاطر السموٰت والارض جاعل الملئکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنی و ثلث و رُبٰع یزید فی الخلق ما یشآء ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر ۝ سب خوبی اللہ کو ہے جسنے بنائکالی آسمان و زمین جسنے بھیرا فرشتے پیغام لانیوالی جنکی پر ہین دو دو اور تین تین اور چار چار بڑہاتا ہے پیدایش مین جو چاہے بیشک اللہ ہر چیز پر کرسکتا ہے **ف** بڑہاتا ہے یعنی چار سے زیادہ پر ہین بعضون کی جبریل علیہ السلام کے چھہ سو ہین انتہی **ف** مجاہد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرمایا مین نہین جانتا تہا کہ فاطر السموات والارض کیا ہے یہان تک کہ میرے پاس دو اعرابی ایک کنوین کے بارے مین جھگڑتی ہوئی تو اونمین کا ایک بولا انا فطرتہا ای بدأتہا یعنی مین نے اوسکی ابتدا کی ہے دوسرا قول اونکا یہ ہے ای بدیع السموات والارض یعنی نیا بنانیوالا ہے آسمانون کا اور زمین کا **ضحاک** نے کہا کہ ہر شی جو قرآن شریف مین فاطر السموات والارض ہے سو وہ خالق السموات والارض ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک مین ہر جگہہ فاطر کے معنی خالق ہین جاعل الملائکۃ رسلا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک بھیرانیوالا ہے فرشتون کو پیغام لانیوالی درمیان

اپنی اور اپنی نبیون کی پروی الی جن سی وہ اوڑتی ہین تاکہ جس شی کا اونکو حکم ہوا ہی اوسے جلد پہنچین
اونمین سی کسی کی دو پر ہین کسی کے تین کسی کے چار کسی کی اس سی زیادہ جیسا کہ حدیث شریف
مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا شب معراج
مین اس حال مین کہ اونکی چھہ سو پر تھے درمیان ہر دو پر کے اتنی مسافت جتنی درمیان مشرق و
مغرب کے ہے اسی لیی اللہ جل وعلا نے یون فرمایا ہی ویزید فی الخلق الآیہ **سدی** نے
کہا زیادہ کرتا ہی پرون مین اور اونکی خلق مین جو چاہتا ہے **زہری** و ابن جریج نے
اسکی تفسیر مین کہا ہی کہ مراد حسن صوت ہی رواہ عن السدی البخاری عن الزہری
فی الادب وابن ابی حاتم فی تفسیرہ قرارت شاذہ مین پڑہا گیا ہے یزید فی الخلق
ما یشاء بجای مہملہ واللہ اعلم کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ
فاطر سی یہ مراد ہی کہ اللہ پاک خالق و مبدع ہی آسمان و زمین کا غیر مثال پر جو سابق ہوئی
ہو اور غیر مادی پر مفسرین نے اسی طرح کہا ہے ظاہر یون ہی کہ یہ برا ہ لغت فطر کے معنی
سے نہین ہی مفسرین نی صرف معنی و سیاق کلام سی اوسکو لیا ہے اصل فطر کی لغت مین
شق عن الشی ہی مطلقا محاورہ مین بولتی ہین فطرتہ فانفطر یعنی فلان شی کو مین نے چیرا تو وہ
چر گئی فطر بمعنی شگافتن ہی اسی معنی سی فطر ناب البعیر ہے جبکہ اونٹ کا دانت نکلتا ہی اوس وقت
بولتی ہین اور اوس اونٹ کو بعیر فاطر کہتی ہین تفطر الشی بمعنی تشقق ہی کسی نی کہا کہ قطر طول مین جو
شق ہوا اوسکو بولتی ہین پس گویا معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نی عدم کو چیرا ساتھہ نکالنی آسمان و زمین
کے اوس سی باب فطر کا نصر ہی جیسا کہ مختار مین ہی فطر کے معنی ابتداء و اختراع کے بھی ہین
فتح مین کہا ہی کہ اس جگہہ یہی مراد ہین معنی یہ ہوئے کہ سب خوبی اللہ کو ہی جو کہ مبتدع و مخترع ہے
آسمانون کا اور زمین کا مقصود اس سی یہ ہی کہ جو ذات پاک قادر ہی اس خلق عظیم کی ابتداء پر تو
وہ قادر ہے اعادے پر اللہ پاک نی جو اپنی نفس مقدس کی اس وصف کی ساتھہ حمد فرمائی سو
مقصود اس سی اوسکی تعظیم ہی اور اپنی بندون کو کیفیت ثنا کی تعلیم ہی کہ بندی اوسکی ثنا یون کیا کرین
جمہور نی فاطر بصیغہ اسم فاعل پڑہا ہی زہری و ضحاک نی فطر بصیغہ ماضی پہلے کی بنا پر صفت
ہے اسم پاک اللہ سبحانہ کی اس لیی کہ اضافت فاطر کی محضہ یعنی معنوی ہی کیونکہ وہ ماضی کے

لہ ابداع غیر مثال سابق و اختراع غیر مثال سابق
و تقدیر یون آوردن و آفریدن
۱۲ صراح

معنی مین ہی اور اگر اضافت غیر محضہ ہوگی تو بدل نہیں ہیگا اسی کی مثل جاعل الملائکہ رسلا مین ہر دو
وجہ مذکور جائز ہین طیبی نے تصریح کی ہی کہ جاعل اس جگہہ واسطے استمرار کے ہی سو باین اعتبار کہ
ماضی پر دلالت کرتا ہی صلاحیت رکھتا ہی کہ معرفہ کی صفت ہو جاے اور اس اعتبار سی کہ حال و
استقبال پر دال ہی صالح ہی عمل کرنے کا نصب رسلا کا فعل مضمر سی ہے بنا بر وجہ اول یعنی جبکہ
جاعل صفت ہو اسم پاک کی کیونکہ اسم فاعل جبکہ بمعنی ماضی ہوتا ہی تو عمل نہین کرتا ہی اور کسائی
نے اوسکی عمل کو جائز رکھا ہی اور وجہ ثانی کی بنیاد پر یعنی جاعل بدل ہو تو منصوب ہوگا جاعل
سی فرشتون مین سی رسول یہ چار فرشتے ہین حضرت جبرئیل حضرت میکائیل حضرت اسرافیل حضرت
عزرائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام پس ملائکہ سی مراد بعض ملائکہ ہین کیونکہ وہ سب کے سب رسول نہین
ہین چنانچہ یہ بات معلوم ہی یحیی بن سلام نے کہا کہ اللہ پاک اونکو انبیاء علیہم السلام کی طرف
بھیجتا ہی کہ وہ اونکو اللہ پاک کی رسالتین پونہچاتی ہین ساتھہ وحی والہام و رؤیای صادقہ کے
سدی نے کہا کہ بندون کی طرف بھیجتا ہی ساتھہ نعمت یا نقمت و عذاب کی یا وہ اوسکی صنعت
کے آثار اون کی طرف پونہچاتی ہین حضرت حسن نے جاعل کو رفع پڑہا ہی اور خلیل بن نشیط
و یحیی بن یعمر نے جعل بصیغۂ ماضی اور حضرت حسن و حمید نے رسلا بسکون سین یہ لغت
ہی تمیم کا اولی بمعنی ذوی اسم جمع ہی ذو کا اجنحہ جمع ہی جناح کی اور اولی اجنحہ صفت ہی رسلا
کی یہ قول لفظ کی اعتبار سی جید ہی کیونکہ تنکیر مین صفت و موصوف دونون کا توافق ہی یا صفت
ہے ملائکہ کی یہ قول معنی کی لحاظ سی جید ہی اسواسطے کہ ساری فرشتون کی پر ہین پس یہ صفت
کاشفہ ہی رہی یہ بات کہ الملائکہ معرفہ ہی اولی اجنحہ نکرہ سو نکرہ معرفہ کی صفت کیونکر ہوگا سو اسکی یہ
وجہ ہی کہ الملائکہ مین الف و لام جنسی نہیں رہا گیا اس لیی صفت ہونا ٹھیک بن گیا مثنی و ثلاث و
رباع جملہ اولی صفات ہین مقصود اثنتی تکثیر اور اونکا اختلاف ہی پرون کی عدد مین حصر مراد نہین ہے
اور نہ اونمین کی بعض کے توجیہ سو پر ہین اور اس کے سوا یہ تینون کلمے غیر منصرف ہین
اس لیی کہ انمین تکرر عدل کا ہوا ہی کیونکہ الفاظ اعداد سے معدول ہوے ہین ایک طرح
کی صورتون سے طرف دوسری صورتون کی جس طرح کہ عمر عامر سے معدول ہی اور تکریر سے
طرف غیر تکریر کے پس تکرار عدل کی قائم مقام دو سبب کے ہوگئی کسی نے کہا کہ عدل و وصف

کی وجہ سے غیر منصرف ہین اعتماد اسی قول پر ہی سورۂ نسا مین اسکی تقریر گذر چکی ہی بالجملہ قتادہ
نے کہا کہ بعض کی تو دو پر ہین اور بعض کی تین شاید تیسرا پشت کی وسط مین ہو درمیان دو پرون کے
کہ وہ اونکو مدد دیتا ہو ساتھہ قوت کی اور بعض کی چار وہ فرشتی بسبب اون پرون کی آسمان سے زمین
کی اطرف اوترتی ہین اور زمین سے آسمان کی طرف چڑہتی ہین صاحب فتح البیان رحمہ اللہ
تعالی فرماتی ہین کہ اصل دو پر ہین اس لیی کہ وہ تبلیغ دو دست ہین پھر تیسرا اور چوتھا زیادہ ہے
اصل پر اور یہ زیادہ ترقوت دینے والا ہے واسطی اوڑنے کے اور اوسپر زیادہ تر معین ہے
غرضکہ ماقبل مین ہو تفاوت احوال ملائکہ ذکر کیا سو جملۂ مستانفہ یزید فی الخلق ما یشاء لاکر
اوسکی تقریر فرمائی اوسکو ثابت و پختہ کیا یعنی اللہ پاک زیادہ کرتا ہی فرشتون کی خلق مین اور پرون
مین جو چاہتا ہی یہ قول ہی اکثر مفسرین کا اور زجاج و فراء نے اسکو اختیار کیا ہی کہا کہ یہ زیادتی
خلق مین ملائکہ کے ساتھہ خاص نہین ہے پس زہری و ابن جریج نے کہا کہ وہ زیادت خوش آوازی
ہے قتادہ نے کہا کہ ملاحت آنکھون مین اور حسن ناک مین اور حلاوت دہان مین کسی نی کہا کہ
چہرۂ خوب کسی نی کہا خط خوب کسی نے کہا شعر جعد یعنی موی پر شکن کسی نی کہا عقل و تمیز کسی نی کہا
علوم و صنائع کسی نی کہا آواز خوش و نغمۂ دلکش وجودت عقل و متانت عقل اسکی کوئی وجہ
نہین ہی کہ زیادت کسی نوع خاص پر قصر کیجائی بلکہ ہر زیادت فی الخلق کو شامل ہی جیسی طول
قامت و اعتدال صورت و تمامی دراعضا اور قوت بطش مین حصافت عقل مین جزالت رای
مین جرات دل مین سماحت نفس مین لیاقت تکلم مین حسن تانی مزاولت امور مین ذلاقت
زبان مین محبت مومنین کو دلون مین ان کی مشابہ اور امور جو بیان سی باہر ہین زمخشری کہی
قائل ہین جملۂ ان اللہ علی کل شیء قدیر تعلیل ہی ماقبل کی یعنی جملۂ یزید فی الخلق ما یشاء کی

ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا ج وما یمسک ۙ فلا مرسل لہ من
بعدہ ط وھو العزیز الحکیم ۝ جو کھولدی اللہ لوگون پر کہہ مہر تو کوئی نہین اوسکو روکنی والا
اور جو روک رکہی تو کوئی نہین اوسکو بھیجنے والا اوسکی سوای اور وہی ہے زبردست حکمتون والا

انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہی کہ جو کچہہ اوسنی چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہوا اور کوئی
روکنی والا نہین ہی اوس شی کا جو اوسنی عطا کی اور نہ کوئی عطا کرنیوالا ہی اوس چیز کا جو اوسنی

روک رکھی وراد کاتب مغیرہ بن شعبہ سی مروی ہی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نی مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ
تو مجھی لکھ نہ بھیج جو تو نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سنا ہی پس مجھی مغیرہ نی بلایا تو مین نے
معاویہ کی طرف یہ لکھا بیشک مین نی سنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتی تہی
جبکہ نماز سے فارغ ہوتے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد
وھو علی کل شئ قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع
ذا الجد منک الجد اور مین نی سنا آپ کو کہ منع فرماتی تہی قیل وقال وکثرت سوال سی
اور مال کی ضائع کرنی سی اور بیٹیون کے زندہ گاڑدینی سی اور ماؤن کی نافرمانی سی اور منع وہات
سے اخرجہ الامام احمد واخرجاہ من طرق عن وراد بہ حضرت ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت اوٹھاتی تہی اپنا سر رکوع سے
تو فرماتی سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا لک الحمد ملء السماء والارض وملء ما شئت
من شئ بعد اللھم اھل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد
اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد
اخرجہ مسلم فی صحیحہ یہ آیت کریمہ مثل اس آیت کی ہے وان یمسسک اللہ بضر
فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ اس کی نظیر اور بہت آیتین
ہین **امام مالک** رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جس وقت
لوگ پانی برسانے جاتی تو فرماتی تھے مطرنا بنوء الفتح یعنی ہم پانی برسائی گئے
بسبب نہیر فتح کی پھر یہ آیت پڑہتی ما یفتح اللہ الآیہ رواہ ابن ابی حاتم عن یونس بن وھب
عنہ کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہی کہ تیرے واسطی امر سے
کچھ نہین ہی یعنی تیری قبضے مین کچھ نہین ہی پس جس شی کو اللہ تعالی بندون کی پاس لی آئے
بارش وروزی ونعمت وصحت وامن وعلم وحکمت سی انکی سوا اور امور جن کا احاطہ نہین ہوسکتا ہے
تو کوئی قادر نہین ہی کہ اوسکو روک رکھی اور جو شی وہ روک رکھی انمین سی تو کوئی قدرت نہین رکھتا ہی کہ اوسکو بھیجی بعد اوسکی
روکنی کی حضرت ابن عباس نی فرمایا جو کھولدی اللہ واسطی لوگونکی دروازہ توبہ کا تو کوئی نہین ہی روکنی والا اوسکا توبہ کرینگے
چاہین یا انکار کرین اور جو روک رکھا اوسنی باب توبہ کا تو کوئی اوسکا مرسل نہین ہی بعد اوسکی اور وہ توبہ نہ کرینگے

اطلاق وارسال رحمت کو جو استعارۃً پیرایہ فتح مین ادا فرمایا سو مقصود یہ بات بتانا ہی کہ رحمت نفیس ترخزانون کا ہی جنمین رغبت کرنیوالی رغبت کرتی ہین اور عزیز تراونکا ہی پونہچنی مین تنکیر رحمت کی واسطی اشاعت واہبام کی ہی گویا یون فرمایا کہ کوئی سی رحمت ہو آسمانی یا زمینی یہ عموم ما جو اسم شرط ہی اوس سی سمجھا جاتا ہے اور من رحمۃ اوس عام کا بیان ہی کسی قسم سی ہو جو جمع معرف کہ اسم شرط کے مطابق ہوتی ہی عموم مین اس جگہہ اوس سی نکرۂ مفرد لاکر کفایت کی گئی ہے تقدیر من الرحمات ہی کلمۂ من رحمۃ موضع حال مین ہی ای کائنا من رحمۃ کسی نی کہا معنی یہ ہین کہ رسول بہیجے گئے واسطے رحمت لوگون کے پس اونکی بہیجنے پر کوئی قادر نہین ہی سوا اللہ تعالے کے کسی نے کہا کہ مراد رحمت سی دعا ہی کسی نے کہا توبہ کسی نے کہا توفیق وہدایت اس تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہی بلکہ معنی یہ ہین کہ کل وہ شی جس کو اللہ پاک کہولدے واسطے لوگون کے اپنے خزائن رحمت سی پس یہ شامل ہو جائیگی ہر نعمت کو جسکا اللہ پاک اپنے بندون پر انعام فرماتا ہے اور اسی طرح امساک شامل ہی ہر اوس شی کو جسکو اللہ روک رکہتا ہے اپنی نعمتون سی پس اللہ پاک معطی ومانع وقابض وباسط ہی نہ کوئی معطی ہی اوسکے سوا نہ کوئی منعم ہے اور وہ زبردست حکمتون والا ہی ہر اوس شی مین جسکو روکا اور اوسمین جسکو بہیجا اپنی مقتضای حکمت پر پہر اللہ پاک نی اپنی بندون کو امر کیا کہ جن بی شمار نعمتون کا اونپر شب وروز فیضان ہو رہا ہے اونکو یاد کرین کما قال سبحانہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا پس ارشاد فرمایا

یا یھا الناس اذکروا نعمۃ اللہ علیکم ھل من خالق غیر اللہ یرزقکم من السماء والارض لا الہ الا ھو فانی تؤفکون ○ وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک والی اللہ ترجع الامور ○ لوگو یاد کرو احسان اللہ کا اپنی اوپر کوئی ہی بنانی والا اللہ کے سوای روزی دیتا تمکو آسمان اور زمین سی کوئی حاکم نہین مگر وہ پہر کہان سی اولٹی جاتی ہو اور اگر تمہکو جہٹلاوین تو جہٹلائی گئی کتنے رسول تجہ سی پہلی اور اللہ تک پونہچتے ہین سب کام انتہے

ف اللہ پاک اپنی بندون کو ہوشیار کرتا ہی اور اپنی توحید پر استدلال کرنے کی اون کو راہ بتاتا ہی اس بات مین کہ تنہا اوسی کی عبادت کرین جس طرح کہ خلق ورزق کی ساتہہ وہ مستقل ہی اوسکی سوا کوئی یہ کام نہین کرتا ہی تو اسی طرح چاہیے کہ اکیلے اوہی کی پوجا کیجائی

اصنام و انداد و اوثان جو کہ غیر اللہ ہین اوسکی ساتھہ شریک نہ کیجائین اسی لیے اللہ تعالی نے
فرمایا ہی لا الٰہ الا ھو فانی تؤفکون یعنی بعد اس بیان و توضیح برہان کی پھر تم کہان سے
ادلٹی جاتی ہو اور بعد اسکی تم انداد و اصنام کو پوجتی ہو واللہ اعلم قولہ تعالی وان یکذبوک الآیۃ
کا یہ مطلب ہی کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر یہ مشرک لوگ تیری تکذیب کرین اور جس
توحید کو تو اونکی پاس لیکر آیا ہی اوسمین تیری مخالفت ہون تو تجھی اگلی رسولون کی اقتدا کرنی چاہیے
کیونکہ وہ اسی طرح اپنی قومون کی پاس کھلی کھلی نشانیان لیکر آئی اور توحید کا اونکو امر کیا تو
اونکو جھٹلایا اور اون کی مخالفت کی والی اللہ ترجع الامور کا یہ مطلب ہی کہ ہم عنقریب
اونکو اسپر پوری پوری جزا دینگی کذا قال ابن کثیر ف کہا ہی کہ اذکروا کا خطاب اہل مکہ کو
ہے نعمت اللہ کی اونپر یہ ہی کہ اونکو حرم مین بسایا اور لوگون پر جو لوٹ کھسوٹ ہوا کرتی تھی
اوسکو اونسی روکا کسی نی کہا کہ خطاب سب لوگون کو ہی نعمت اللہ کی اونپر یہی ہی کہ زمین کو
بچھونے کی طرح بچھا دیا آسمان کو بدون ستون کے بلند کیا راہ بتانی کو رسول بھیجی کہ اللہ کی طرف
بلائین اوسکی پاس قرب حاصل ہو خلق مین زیادتی کی ابواب رزق کی کھولدیے یہ سب امور
گذر چکی ہین اللہ کی نعمت کی یاد کرنی کی یہ معنی ہین کہ اونکو شکر کا ارشاد کیا تاکہ وہ نعمتین دوام پذیر
ہون اور اونسی زیادہ کی طالب ہون فقط زبان سی اوسکا ذکر کرنا مراد نہین ہے لیکن مراد یہ
ہے کہ زبان و دل سی اونکو یاد کرین مطلب یہ ہی کہ تم اونکو مت بھولو نعمت اس جگہہ بمعنی انعام
ہی جلال محلی نی اسی طرح کہا ہی کسی نی کہا کہ نعمت بمعنی منعم بہ ہی پھر اللہ پاک نی اوس نعمت
پر آگاہ کیا جو کہ ساری نعمتون کا سر ہی یعنی اتحاد منعم کا پس فرمایا ھل من خالق غیر اللہ
الآیہ استفہام تقریر و انکار و توبیخ کا ہی کلمہ من زائدہ ہے واسطی تاکید کے خالق مبتدا ہی غیر اللہ
اوسکی صفت ہی زجاج نی کہا کہ رفع غیر کا اس معنی کی بنا پر ہے کہ ہل خالق غیر اللہ کیونکہ کلمہ
من زائدہ موکدہ ہی اور جبکی غیر کو زیر دیا ہی تو اوسکی لفظ پر اوسکو صفت ٹھیرایا ہی جمہور نے رفع
غیر پڑہا ہی اور حمزہ و کسائی نی بجر اور فضل بن ابراہیم نے نصب بنا بر استثنا جملہ یرزقکم
من السماء و الارض خبر ہی مبتدا کی یعنی ہی کوئی خالق اللہ کے سوا کہ تمکو روزی دیتا
ہے آسمان و زمین سی مطلب یہ ہی کہ کوئی خالق نہین ہی مگر اللہ پاک یا جملہ مستانفہ ہے یا

دوسری صفت ہی خالق کی اور خبر محذوف بالجملہ رزق آسمان سی تو ساتھ پانی کی ہے اور زمین
سے ساتھ نبات وغیرہ کے جملۂ لا الہ الا ہو مستانفہ ہی جو نفی استفہام سی مستفاد ہوتی ہی اوسکی تقریر و
تثبیت کی واسطی لایا گیا ہی فانّٰی تؤفکون یعنی جب توحید کی حجت قائم ہو چکے تو پھر تم کیونکر
پھیری جاتی ہو یہ ماخوذ ہی اَفک بالفتح سی افک کہتی ہین صرف کو محاورہ مین بولتی ہین ما افکک عن کذا
یعنی تجھی کس شی نے پھیر دیا اس چیز سے کسی نی کہا کہ افک بالکسر بمعنی کذب سی ماخوذ ہے
اس واسطی کہ کذب پھیر لگیا ہی صدق سی زجاج نی کہا یہ معنی ہین کہان سی واقع ہوتا ہی تمکو افک
و تکذیب ساتھ توحید اللہ کے اور بعث کی حالانکہ تم اسکا اقرار کرنیوالی ہو کہ اللہ نے تمکو پیدا کیا
ہے اور روزی دی ہی پھر اللہ پاک نی اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کی فرمایا
وان یکذبوک الآیۃ تاکہ اون سی پہلی جو نبی تھی اونکا اقتدا کرین اور کفار عرب جو اونکی تکذیب
کرتی ہین اوس سی اونکو تسلی ہو اور اسی لیی رُسُلًا کو نکرہ ذکر کیا ہی یعنی بہت سی رسول صاحب
آیات و معجزات بڑی لمبی عمر والی صاحب صبر و عزم کیونکہ اسمین آپ کے لیی زیادہ تر تسلی ہی
جواب شرط کا محذوف ہی ای فاصبر کما صبروا یعنی تو صبر کر جیسا اونہون نے صبر کیا اس جواب
محذوف پر فقد کذبت الخ دال ہی والی اللہ ترجع الامور کا یہ مقصود ہی کہ اللہ ہی کی طرف سارے
کام رجوع کرتی ہین نہ طرف اوسکی غیر کی پس وہ ہر ایک کو بدلا دیگا جس بدلے کا وہ مستحق ہوگا حضرت
حسن و اعرج و یعقوب و ابن عامر و ابو حیوہ و ابن محیصن و حمید و اعمش و یحیی بن وثاب و حمزہ
و کسائی نے ترجع بفتح تای فوقیہ پڑہا ہی بصیغۂ معروف اور باقی قراء نی بضم بصیغۂ مجہول کذا فی
فتح البیان یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ
بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَہٗ
لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝ لوگو بی[illegible] وعدہ ٹھیک ہی سو بہکاوے
تمکو دنیا کا جینا اور نہ دغادی تمکو اللہ کے نام سی وہ دغاباز تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم
سمجہہ رکھو اوسکو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطی کہ ہوون دوزخ والون مین جو سنگر
ہوئی اونکو سمت ماری اور جو یقین لائی اور کیی بھلی کام اونکو ہی معافی اور سنگ بڑا انتہی ف

ع ۱۳

وعد اللہ سی مراد معاد ہے یعنی اللہ پاک کا وعدۂ معاد ضرور ہونیوالا ہی سو نہ دہوکا دی تمکو
دنیا کا جینا یعنی یہ عیش دنی حقیر بہ نسبت اوس خیر عظیم کے جو اللہ نے واسطی اپنی دوستون کے
اور پیروان رسل کے تیار کر رکہی ہی پس کہین وہ فانی حیاۃ اس باقی حیٰی سے یہ فانی رونق
دکہاکر تم کو مشغول نکری ولا یغرنکم باللہ الغرور مراد غرور سی شیطان ہی یہ قول حضرت ابن عباس
کا ہی یعنی فتنے مین نہ ڈالی تمکو شیطان اور نہ پیروی تمکو اللہ کے رسولون کی پیروی کرنی سے
اور اوسکی باتون کی تصدیق کرنی سی کیونکہ بتحقیق وہ بڑا دغاباز کذاب آفاک ہی یہ آیت مثل اوس
آیت کی ہی جو آخر سورۂ لقمان مین ہی فلا تغرنکم الحیاۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور
امام مالک نی زید بن اسلم سی روایت کیا ہی کہ وہ شیطان ہی جیسا کہ مومنون نی منافقون سے
کہا ہی روز قیامت کو جبکہ درمیان اونکی ایک سور کہڑی کر دیجائیگی لہ باب باطنہ فیہ
الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب ینادونہم الم نکن معکم قالوا بلی ولکنکم
فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء امر اللہ وغرکم
باللہ الغرور پہر اللہ پاک نی عداوت ابلیس کی بیان کی واسطی ابن آدم کے فرمایا ان
الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا یعنی شیطان تم سی کہلم کہلا دشمنی کرنیوالا ہی تو تم بہی اوس سی سخت تر
دشمنی رکہو اور اوسکی مخالفت کرو اور جس شی کی ساتہہ تمکو دہوکا دیتا ہی اوسمین اوسکو جہٹلاؤ وہ
تو یہی تصد کرتا ہے کہ تم کو بہکائی یہان تک کہ تم اوسکی ساتہہ داخل ہو طرف عذاب سعیر کے
سو یہ وہی عدو مبین ہی ہم اللہ قوی عزیز سے یہ سوال کرتی ہین کہ ہم کو اعدای شیطان کرے
اور ہم کو اپنی کتاب کا اتباع اور اپنے رسول کی طریقے کی پیروی عطا فرمائی انہ علی ما یشاء قدیر
و بالاجابۃ جدیر یہ آیت مثل اس آیت کی ہی واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا
الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من
دونی وہم لکم عدو بئس للظالمین بدلا جبکہ اللہ پاک نی یہ ذکر کیا کہ ابلیس کی پیروی
کرنیوالون کا انجام کار طرف دوزخ کی ہی تو بعد اسکے یہ ذکر فرمایا کہ جن لوگون نے کفر کیا اونکی
واسطی سخت عذاب ہی کیونکہ اونہون نی شیطان کی اطاعت کی اور رحمن کی نافرمانی اور جو
لوگ ایمان لائی اللہ پر اور اوس کے رسولون پر اور کیے بہلے کام اونکے واسطی مغفرت ہے

اوس گناہ کی جواوسنی ہوا اور بڑا اجر ہی اوس خیر پر جو اونہون نی کی کذا فی ابن کثیر ف
فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہی کہ بی شک اللہ کا وعدہ ساتھہ بعث ونشور وحساب وعقاب و
جنت ونار کے حق ہی چنانچہ الی اللہ ترجع الامور سی اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہی فلا تغرنکم الحیاۃ
الدنیا کا یہ مطلب ہی کہ دنیا کی زندگی اپنی زینت ونعیم وعیش وآرام سی تمکو دہوکا نہ دی ظاہر مین
حیات دنیا کو نہی ہی لیکن مراد مخاطبین کو نہی ہی کہ تم اوس سی دہوکہامت کہاؤ جسطرح کہ عرب کے
اس قول مین ہی لعین ملالا ارنیک ہہنا یعنی کسی آنکہہ سی ہرگز مین تجھی اس جگہہ نہ دیکہون سعید بن
جبیر نے کہا کہ غرور حیات دنیا کا یہ ہی کہ آدمی بسبب اوسکی نعیم ولذات کی عمل آخرت سی مشغول
ہوجاوی یہان تک کہ یون کہی یالیتنی قدمت لحیاتی یعنی ای کاش مین آگی بہیجا واسطی
اپنی حیات کی معنی یہ ہین کہ دہوکا ندے تمکو دنیا اور اوسکی ساتھہ تمتع لینا اور اوسکے منافع سی
مزہ لینا غافل نہ کردی تمکو عمل سی واسطی آخرت کی اور طلب سی اوس شی کی جو اللہ پاک کے پاس ہے
جمہور نی غرور کو بفتح غین پڑہا ہی یعنی مبالغہ کرنے والا غرور مین ابن سکیت وابو حاتم نے کہا کہ وہ
شیطان ہی یہ بہی جائز ہی کہ مصدر ہو زجاج نی اسکو بعید سمجہا ہی اس لیے کہ غرر تہ متعدی ہی اور مصدر
متعدی کا جو ہوتا ہے سو وہ فعل کی وزن پر آتا ہی جیسے ضربتہ ضرباً مگر اشیای سیرہ مین جو کہ
معروف ہین اونپر قیاس نہین کیا جاتا ہی معنی یہ ہین کہ دہوکا ندے تمکو شیطان ساتھہ اللہ کے
یعنی بسبب اوسکے حلم واہمال کی تو تم سے کہے کہ اللہ تم سی درگذر کریگا اور تم کو بخشدیگا بسبب
اپنی فضل کی تمپر یا اس لیے کہ اوسکی رحمت تم کو سمالیگی ابو حیوہ وابو سماک ومحمد بن سمیفع نی بضم غین پڑہا
ہے غرور کہتے ہین باطل کو ابن سکیت نی کہا کہ غرور بضم ودنی ہی جو دہوکا دیتی ہی متاع دنیا سے
زجاج نی کہا جائز ہی کہ غرور بالضم جمع ہو غار کی جیسی قاعد وقعود کسی نی کہا کہ جائز ہی کہ مصدر ہو غرہ
کا جیسی لزوم ونہوک آمین وہی اسمتعاد ہی جو زجاج سی اول گذر چکا ہی پہر اللہ پاک نی اپنے بندون کو
شیطان ہی تحذیر کی ارشاد فرمایا ان الشیطان لکم عدو یعنی بی شک شیطان تم سب کے واسطی
کہلی عداوت والا دشمن ہی اوسنی تمہاری باپ کی ساتھہ کیا جو کچہہ کیا حالانکہ تم اوسکے ساتھہ اوس
شخص کا سا معاملہ کرتی ہو جسکو اوسکی احوال کا کچہہ علم نہین ہی تنکیر عدو مین تعظیم کی ہی یعنی بڑا دشمن
کیونکہ اوسکی عداوت عامہ قدیمہ ہی عموم تو کلمہ لکم سی سمجہا جاتا ہی باین وجہ کہ اوسکا دشمن ہونا خاص

نہین کیا گیا کہ بعض کا ہو بعض کا نہو بلکہ فرمایا لکم یعنی تم سب کا بڑا دشمن ہی اور دشمن قدیمی ہونا جملہ اسمیہ سی معلوم ہوتا ہی جو کہ دوام و استمرار بتا رہا ہی فاتخذوہ عدوا پس تم اللہ کی طاعت کر کے اوسکو دشمن رکھو اور اللہ پاک کی معاصی مین اوسکی اطاعت مت کرو اور صمیم قلب سی اپنی سارے احوال و افعال و عقائد مین اوس سی بچتے رہو اور جب کوئی فعل کرو تو اوسکے واسطے ہوشیار چوکنے ہو جاؤ کیونکہ ایسا اوقات وہ اوس فعل مین تمپر ریا کو داخل کریگا اور بُری باتین تم کو اچھی کر دکھائیگا **قشیری** نی کہا کہ صبر نہین کیا جاتا ہی اوسکی عداوت پر مگر ساتھہ استعانت برب کی کیونکہ وہ تو تمہاری عداوت سی غافل نہین ہوتا ہی پس تم اپنی مولی سی لحظہ بھر غافل نہو ذکرہ الخطیب پھر اللہ پاک نی اپنی بندون کی واسطے اوسکی عداوت کی کیفیت بیان کی اور اوسکی طاعت سی اونکو ڈرایا پس فرمایا انما یدعو حزبہ یعنی وہ تو اپنی گروہ اور پیروون و فرمانبردارونکو اللہ پاک کی معاصی کی طرف بلاتا ہی تاکہ وہ اہل ناری ہو جائین حرف لام تعلیل کا ہی موصول کا محل الذین کفروا مین رفع ہی بنا بر ابتدا اور لہم عذاب شدید اوسکی خبر ہی یا رفع بنا بر بدل ہی لیکونوا کی فاعل سی یا نصب ہی بنا بر بدل حزبہ سے یا جر ہی بنا بر بدل اصحاب سی اور رفع بنا بر ابتدا سب وجہون سی زیادہ ترقوی ہی اس لیی کہ اول اللہ پاک نی شیطان کی عداوت اور اوسکا بلانا اپنی گروہ کو ذکر کیا بعد اسکی فریقین کا حال ذکر کیا ایک گروہ تو اوسکا مطیع دوسرا اوسکا نافرمان سو اول گروہ کے حق مین یہ فرمایا کہ لہم عذاب شدید اور دوسری گروہ کی شان مین ارشاد کیا والذین آمنوا وعملوا الصالحات الآیہ یعنی اللہ پاک بسبب ایمان و عمل صالح کی اونکی مغفرت کر دیگا اور بڑا اجر اونکو عطا فرمائیگا و حجت ہے ابن جریج نی کہا کہ قرآن شریف مین جہان کہین لہم مغفرۃ و اجر کبیر و رزق کریم ہی سو مراد اوس سی جنت ہے

افمن زین لہ سوء عملہ فرآہ حسنا فان اللہ یضل من یشاء ویہدی من یشاء فلا تذہب نفسک علیہم حسرات ان اللہ علیم بما یصنعون ○

بھلا ایک شخص کہ بھلی سوجھائی اوسکو اوسکی کام کی برائی پھر دکھیا اوسنی اوسکو بھلا کیونکہ اللہ بہکاتا ہی جس کو چاہی اور سوجھاتا ہی جس کو چاہے سو تیرا جی نہ جاتا رہی اونپر پچتا پچتا کر اللہ کو معلوم ہے جو کرتے ہین **ف** کیا وہ شخص اوسکی برابر ہے جو بھلے بُرے کی تمیز رکھتا ہی انتہی **ف** یعنی جیسی کفار و فجار کہ وہ بُری کام کرتی ہین اور وہ اونمین اعتقاد کرتی ہین اور خیال کرتے ہین

کہ اچھا کام کر رہی ہین یعنی پھر جو شخص ایسا ہی جس کو اللہ نے گمراہ کیا ہی کیا ہی تیری واسطی اوسمین
حیلہ و تدبیر تیری لیے اوسکے حق مین کوئی حیلہ نہین ہے کیونکہ اللہ بہکاتا ہی جسکو چاہے اور راہ
پر لاتا ہی جسکو چاہے مطلب یہ ہے کہ ضلالت و ہدایت اوسکی قدرسی ہی سو تو اسپر افسوس
مت کر کیونکہ بیشک اللہ حکیم ہے اپنی قدر مین وہ تو گمراہ کرتا ہی جس کو گمراہ کرنا ہی اور ہدایت
کرتا ہی جس کو ہدایت کرتا ہی اس لیی کہ اسمین اوسکی حجت بالغہ و علم تام ہی **ابن ابی حاتم**
نے عبداللہ بن دیلمی سی روایت کیا ہی کہا مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی پاس آیا اور
وہ ایک باغ مین تہی طائف کی جسکو وہط کہتی ہین کہا مین نی سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و
سلم کو کہ فرماتی تہی بی شک اللہ نی پیدا کیا اپنی خلق کو تاریکی مین پھر اونپر ڈالا اپنے نور سے
پھر جسکو پونہچا اوسکی نور سی اوس وقت تو وہ راہ یاب ہوا اور جو کوئی چوک گیا اوس سی وہ گمراہ ہوا
اوسی لیی مین کہتا ہون جف القلم علی ما علم اللہ عزوجل **پھر** زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سی
روایت کیا ہی کہ نکلی ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو فرمایا الحمد للہ الذی یھدی
من الضلالۃ و یلبس الضلالۃ علی من احب و ھذا ایضا حدیث غریب جدا
کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک نی جو درمیان انجام کار
فریقین کی تفاوت ذکر فرمایا سو امن زین لہ الخ کی جملہ مستانفہ سلی اوس تفاوت کی تقریر فرمائی
اوسکو ثابت و پختہ کیا کلمہ من موضع رفع مین ہی بنا بر ابتدا اور خبر محذوف ہی کسائی نی کہا تقدیر
یہ ہی ذہبت نفسک علیہم حسرات کہا کہ فلا تذہب نفسک الخ اوس محذوف پر دال ہی اور کہا یہ
ایک کلام عربی ظریف ہی اسکو نہین جانتی ہین مگر تھوڑی زجاج نی کہا کہ تقدیر کمن ہداہ ہے
ان دو کے سوا اور نی یہ تقدیر کی ہی کمن لم یزین لہ یہ قول اولی ہی اس لیی کہ لفظ و معنی سے
موافق ہی صاحب کشاف نی وہم کیا تو کسائی کی قول کو زجاج سے نقل کیا نحاس نی کہا کہ آیت
مین جو کچھہ کہا گیا ہی بہترین اوسکا قول کسائی ہی بسبب اوس وجہ کی جو ذکر کی ہی کہ اوسمین محذوف
پر دلالت ہی کسی نے کہا تقدیر یہ ہی افمن زین لہ سوء عملہ الخ تردان تہدیہ یعنی کیا جس کو
اوسکی بری کام اچھی کر دکہائی گئے ہین تو چاہتا ہی کہ اوسکو ہدایت کری یہ تو اللہ ہی کی طرف ہے
تیری طرف نہین ہی تیری ذمی جو ہی سو پونہچا دینا ہی مطلب آیت کا یہ ہی کہ اللہ پاک نی اپنے نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سی منع فرمایا کہ اونپر سخت غم کرین جیسا کہ فرمایا ہی فلعلک[1] باخع نفسک قتادہ وحسن نی کہا شیطان نے زینت دی واسطی اون کی واللہ گمراہیونکی کسی نے کہا کہ اوسکی نفس امارہ وہوای قبیح نی سو عمامین اضافت صفت کی ہی طرف موصوف کی یعنی عملہ السیئی حضرت ابن عباس نی فرمایا کہ یہ آیت حق مین ابوجہل ومشرکین مکہ کی نازل ہوئی ہی کسی نی کہا کہ اصحاب اہواء وبدیع کے بارے مین اوتری ہی انہین مین سے خوارج ہین جو کہ حلال جانتی ہین مسلمانون کے خون ومال کو اصحاب کبائر ذنوب اونمین سے نہین ہین کیونکہ یہ لوگ تحریم کبائر کے معتقد ہین باوجود یکہ مرتکب اونکی ہوتی ہین حملہ فان اللہ یضل من یشاء الآیہ مقرر ہے ماقبل کا اور محقق ہی حق کا یہ بات بیان کری کہ کل اللہ پاک کی مشیت سی ہی یعنی وہ گمراہ کرتا ہی جس کو چاہتا ہی کہ اوسے گمراہ کرے اور ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہی کہ اوسی ہدایت کری یہ آیت کریمہ قدریہ کی قول کو اونپر رد کرتی ہی جو ہوتی مذہب کو بفتح تای فوقانیہ وہا پڑہا ہی فاعل اوسکا نفسک ہی اسکی بنا پر لا ارینک یہانکی باب سی ہوگا یعنی تو اسکی اسباب مین خوض مت کر ابوجعفر وشیبہ وابن محیصن واشہب نی بضم تا وکسر لام ونصب نفسک حسرات کا نصب بنا بر مفعول لہ ہی ای للحسرات وحسرات جمع لانیکی یہ ہی کہ آپ کی غمگین ہونے کی زیادتی معلوم ہوجای اونکی کثرت قبائح پر جو کہ موجب ہی اونپر حسرت وافسوس کرنے کا یہ بھی جائز ہی کہ حسرات منصوب ہو بنا بر حال گویا نفس کل کا کل حسرتین ہوگیا ماری فرط تحسر کے جیسا کہ سیبویہ سی مروی ہی مبرد نے کہا کہ تمیز ہی اور علیہم صلہ ہی تذہب کا جسطرح کہ محاورے مین بولتی ہین ہلک علیہ حبا ومات علیہ حزنا حسرت شدت حزن وہم نفس ہی اوس امر پر جو فوت ہوگیا اور اشد تلہف ہی شئی فائت پر تقول حسر علی الشئی من باب طرب وحسر ایضا فہو حسیر حملہ ان اللہ علیم الآیہ تعلیل ہی ماقبل کی مع وعید شدید کے جو اوسکی ضمن مین ہی یعنی اس لیی کہ اللہ پاک پر اونکے افعال واقوال سی کوئی پوشیدہ شئی مخفی نہین ہی پہر اللہ سبحانہ نی اپنی بدیع صنع وعظیم قدرت کی انواع سی ایک نوع کی خبر دی تاکہ اوسمین فکر کرین اور اوس سی عبرت لین پس فرمایا واللہ الذی

ارسل الریح فتثیر سحابا فسقنہ الی بلد میت فاحیینا بہ الارض بعد موتہا

کذلک النشور ٥ من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعا الیہ یصعد الکلم

[1] شاید تو گھوڈ تا ہے اپنی جان ۱۲

الطیب والعمل الصالح یرفعہٗ والذین یمکرون السیئات لھم عذاب شدید
ومکر اولٰئک ھو یبور ۝ واللہ خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم جعلکم ازواجا
وما تحمل من انثٰی ولا تضع الا بعلمہٖ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہٖ الا
فی کتٰب ان ذٰلک علی اللہ یسیر ۝ اور اللہ ہی جسنی چلائی ہین باوین پہر اوہا رتیان ہین
بدلی پہر ہانک لیگئی ہم اوسکو ایک مرگئے دیس کو پہر چلائی ہمنی اوس سی زمین اوسکے مرگئے پیچھے
اسی طرح سی جی اوٹھنا جسکو چاہیی عزت تو اللہ کی ہی عزت ساری اوسکی طرف چڑہتا ہے کلام
ستہرا اور کام نیک اوسکو اوٹھالیتا ہی اور جو لوگ داؤمین ہین برائیون کی اونکو سخت مار ہی اور
اونکا داؤ ہی ٹوٹی گا اور اللہ نے تمکو بنایا مٹی سی پہر بوند پانی سی پہر بنایا تمکو جوڑے جوڑے اور نہ
پیٹ رہتا ہی کسی مادہ کو اور نہ وہ جنتی ہی بن خبر اوسکی اور نہ عمر پاتا ہی کوئی بڑی عمر والا اور
نہ گہٹتی ہی کسی کی عمر مگر لکہا ہی کتاب مین یہ اللہ پر آسان ہی ف یعنی عزت اللہ کے
ہاتہہ ہے تمہاری ذکر اور بہلے کام چڑہتے جاتی ہین جب اپنی حد کو پونہچین گی تب بدی پر غلبہ
کرینگی اور کفر دفع ہوگا اسلام کو عزت ہوگی ف یعنی ہر ایک کام سمج سمج ہوتا ہی جیسے
آدمی کا بننا انتہی ف اللہ پاک اکثر استدلال فرماتا ہی زمین کی زندہ کرنی سی بعد اوس کے
مردہ ہونے کی معاد و حشر پر جسطرح کہ سورۂ حج کی اول مین ہی اپنی بندون کو اسپر آگاہ کرتا ہے
کہ اس سی اوسپر قیاس کرین کیونکہ زمین مردہ دبی پڑی ہوتی ہی اوسمین کسی طرح کی روئیدگی
نہین ہوتی پہر جب اوسکی طرف بدلی بہیجی پانی بہری اور اوسکو زمین پر نازل کیا تو وہ حرکت
کرتی اوبہرتی ہی اور ہر قسم کی بارونق روئیدگی اگاتی ہی اسیطرح جسمون کا حال ہی جسوقت
اللہ تعالی اونکی بعث و نشور کا ارادہ فرمائیگا تو عرش کی نیچی سی ایک باران اوتاریگا کہ وہ ساری
زمین کو عام ہوگا اور جسم اپنی قبرون مین اوگ اوٹہین گی جسطرح کہ زمین مین دانہ اگتا ہی اسی لیی
صحیح مین آیا ہی کہ سب کا سب ابن آدم بوسیدہ ہو جاتا ہی مگر عجب الذنب اوسی سی پیدا کیا گیا اور
اوسی سے مرکب کیا جائیگا اور اسی واسطی اللہ پاک نی فرمایا کذلک النشور سورۂ حج مین ابو رزین
کی حدیث گذر چکی ہی کہ مین نی عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح زندہ کریگا اللہ مردون کو اور کیا
نشانی ہی اسکی اوسکی خلق مین آپ نی فرمایا ای ابو رزین کیا تو نہین گذرا اپنی قوم کی وادی مین

اس حال مین کہ وہ خشک پڑی ہوئی ہو پھر تو اوس پر گذرا اس حال مین کہ وہ سبزی سی لہرا رہی ہی
مین نی عرض کیا ہان آپ نی فرمایا پس اسی طرح اللہ زندہ کریگا مردون کو قولہ تعالی من
کان یرید العزۃ الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ جو کوئی دوست رکھی اس بات کو کہ وہ عزیز ہو
دنیا و آخرت مین تو چاہیے کہ اللہ تعالی کی طاعت کو لازم پکڑی پس بیشک اوسی اپنا مقصود
حاصل ہو جائیگا کیونکہ اللہ پاک دنیا و آخرت کا مالک ہی اور ساری عزت اوسی کی ہی کما قال
تعالی الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ایبتغون عندھم العزۃ
فان العزۃ للہ جمیعا و قال عز وجل ولا یحزنک قولھم ان العزۃ للہ جمیعا و
قال جل جلالہ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون
مجاہد نے کہا جو شخص عزت چاہتا ہی بتون کی پوجنے سی تو بی شک عزت واسطی اللہ کی ہی
ساری قتادہ نی کہا پس چاہیی کہ متعزز ہو ساتھہ طاعت اللہ عزوجل کی کسی نی کہا جو شخص
چاہتا ہی علم عزت کا کہ وہ کس کی واسطی ہی تو بیشک عزت واسطی اللہ کے ہی ساری اس قول
کو ابن جریر نے حکایت کیا ہی کلم طیب سی مراد ذکر و تلاوت و دعا ہی یہ قول غیر واحد
کا ہی سلف مین سی ابن جریر نی مخارق بن سلیم سی روایت کیا ہی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ نے ہم سی فرمایا کہ جس وقت ہم تم سی کوئی حدیث بیان کرینگی تو ہم کتاب اللہ تعالی
سے اوسکی تصدیق تمہاری پاس لائین گی بیشک بندہ مسلم نی جس وقت کہا سبحان اللہ و
بحمدہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تبارک اللہ تو لیتا ہی ان کلمون کو ایک فرشتہ
پھر رکھتا ہی اونکو نیچے اپنے بازو کی پھر چڑہا لیجاتا ہی اونکو طرف آسمان کی پس نہین گذرتا ہی
اونکو لیکر فرشتون کی کسی جماعت پر مگر وہ استغفار کرتی ہین واسطی کہنی والی اونکی کے یہانتک
کہ لاتا ہی اونکو رب اللہ عزوجل کی پھر عبداللہ نی یہ آیت پڑہی الیہ یصعد الکلم الطیب
والعمل الصالح یرفعہ پھر ابن جریر نی عبداللہ بن شقیق سی روایت کیا ہی کہ کعب احبار نے کہا
کہ بیشک واسطی سبحان اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کی البتہ ایک بنبہناہٹ ہی گرد
عرش کی مثل بنبہناہٹ زنبور شہد کی ذکر کرتی ہین واسطی اپنی صاحب کی اور عمل صالح خالص
مین ہی یہ اسناد صحیح ہی کعب احبار رحمہ اللہ تک اور مرفوعا بھی مروی ہی امام احمد نے

ف ۱ وہ جو مسلمان ہو کر کافرون کی رفاقت مین رہتے ہین اونکا قول
ف ۲ یہ آیت مسلمان ہو کر کافرون کی رفاقت مین رہنے والون کے حق مین نازل ہوئی ہی
ف ۳ عزت سو عزت اللہ کی ہی اور رسول کی اور مسلمانون کی
ف ۴ ساری عزت اللہ کی اصل سب اوسی کی ہی اور رسول کی اور مسلمانون کی عزت اللہ کی عزت سی ہی
ف ۵ اور رسول اللہ کی اور مسلمانون کی عزت اللہ کی عزت سی ہی
ف ۶ اور ایمان والون کی
ف ۷ لیکن منافق نہین سمجھتے
ف ۸ یہ فرمانے سی ہی اوسی
ف ۹ طرح کہا ہی کہ نافی المنافقین

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی
وہ لوگ جو ذکر کرتی ہین اللہ کے جلال سی کوئی تسبیح اور کوئی تکبیر اور کوئی تحمید اور کوئی تہلیل تو وہ
ایک دوسرے پر مائل ہوتی ہین گرد عرش کی واسطی اونکی بھنبھناہٹ ہی مثل بھنبھناہٹ
زنبور شہد کے ذکر کرتی ہین ساتھہ اپنی صاحب کی کیا دوست نہین رکھتا ہی ایک تمہارا اسکو
کہ ہمیشہ رہی واسطی اوس کی نزدیک اللہ کے ایک شی جس کی ساتھہ وہ ذکر کیا جاوی ھکذا
رواہ ابن ماجہ عن النعمان بہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سی
مروی ہی کہ کلم طیب اللہ تعالی کا ذکر ہے اوسکو چڑہا لیجاتی ہین طرف اللہ عزوجل کی اور عمل
صالح ادای فریضہ ہی پس جس شخص نی اللہ تعالی کا ذکر کیا اوسکی ادای فرائض مین تو اوٹہا لیگا
عمل اوسکا اللہ تعالی کے ذکر کو چڑہا لیجائیگا اوسکو طرف اللہ عزوجل کی اور جسنی اللہ تعالی کا
ذکر کیا اور اوسکی فرائض ادا نہ کیی تو اوسکا کلام رد کیا جائیگا اوسکی عمل پر سو وہ اوسکا زیادہ تر
مستحق ہوگا اور اسی طرح مجاہد نی کہا ہی کہ عمل صالح اوٹہاتا ہی اوسکو کلام طیب اور اسی طرح ابو العالیہ
وعکرمہ وابراہیم نخعی وضحاک وسدی وربیع بن انس وشہر بن حوشب وغیرہ واحدنی کہا ہی ایاس بن
معاویہ قاضی نی کہا ہی کہ اگر نہوتا عمل صالح تو نہ اوٹہایا جاتا کلام حضرت حسن وقتادہ نے کہا
قبول نہین کیا جاتا ہی قول مگر ساتھہ عمل کی قولہ تعالی والذین یمکرون السیئات مجاہد و
سعید بن جبیر و شہر بن حوشب نی کہا یہ لوگ ریا کرنی والی ہین اپنی اعمال سی یعنی لوگون کی ساتھہ
مکر کرتی ہین وہم مین ڈالتی ہین اس بات کی کہ وہ اللہ تعالی کی طاعت مین ہین حالانکہ وہ مبغوض
ہین طرف اللہ عزوجل کی دکہاوا کرتی ہین اپنی اعمال سی اور ذکر نہین کرتے ہین اللہ کا مگر تہوڑا
عبد الرحمن بن زید بن اسلم نی کہا یہ لوگ مشرک ہین صحیح یہ ہی کہ آیت عام ہی اور مشرک بطریق اولی
اوسمین داخل ہین اسی لیی اللہ تعالی نی فرمایا ہی ولہم عذاب شدید ومکر اولئک
ھو یبور یعنی ان لوگون کا مکر فاسد و باطل ہو جائیگا اور اونکا کہوٹا پن ظاہر ہو جائیگا عقریب
واسطی بنیائی دانائی والون کی کیونکہ نہین پوشیدہ کیا کسی نی کوئی پوشیدہ کام مگر اللہ تعالی اوسکو
ظاہر کر دیتا ہی اوسکی صفحات رو پر اور فلتات زبان پر اور نہین پوشیدہ کیا کسی نی کوئی پوشیدہ
کام مگر پہناتا ہی اللہ اوسکو چادر اوسکی اگر خیر ہی تو خیر اور شر ہے تو شر پس ریاکار کا کام رواج

لہ صحیح خلقہ یعنی کلام طیب اور عمل صالح جو کہ اسکی فرائض ہین اوسکا ساتھی ہوگا اور اوسکو اوٹہا لیجائیگا

نہین پاتا ہی اور نہ چل جاتا ہی مگر غیب پر ہی مومنین فراست والی سو وہ اونپر رواج نہین پاتا ہی
بلکہ غیب اونپر کھل جاتا ہی اور عالم الغیب پر تو کوئی چھپی چیز چھپتی نہین ہی قولہ تبارک و تعالی
واللہ خلقکم من تراب الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ اللہ پاک نے تمہاری باپ آدم کی خلق
مٹی سی کی ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین پھر تمہاری جوڑے جوڑے بنائی یعنی نر و مادہ
اوس کی لطف و رحمت سی یہ ہی کہ تمہاری واسطے تمہاری جنس سی جوڑی بنائی تاکہ تم اون سی
چین پکڑو قولہ تعالی وما تحمل من انثی ۱ الآیہ یعنی نہین حاملہ ہوتی ہی کوئی مادہ اور نہ وہ
جنتی ہی مگر اوسکی علم سی مطلب یہ ہی کہ وہ عالم ہی اسکا اس سی اوسپر کچھ بھی مخفی نہین ہی بلکہ نہین
گرتا ہے کوئی پتا مگر وہ اوس کو جانتا ہی اور نہ کوئی دانہ زمین کی اندھیریون مین اور نہ کوئی گیلا
اور نہ سوکھا مگر وہ ہے کھلی کتاب مین اس آیت پر کلام گذر چکا ہی ۲ ان اللہ یعلم ما تحمل کل انثی
وما تغیض الارحام وما تزداد وکل شی عندہ بمقدار عالم الغیب والشھادۃ
الکبیر المتعال قولہ تعالی وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب یعنی بعض
بڈھون کو جو عمر طویل دیجاتی ہی وہ اوسکی علم سے ہے اور وہ اوسکی نزدیک ہی کتاب اول مین
ما ینقص من عمرہ کی ضمیر راجع ہی طرف جنس کے نہ طرف عین کی یعنی معین کی کیونکہ جو شخص طویل العمر
ہے کتاب مین اور اللہ تعالی کی علم مین اوسکی عمر سے کم نہین کیا جاتا ہی ضمیر جو عمرہ مین راجع
ہے سو جنس کی طرف ابن جریر نے کہا کہ یہ مثل اس قول عرب کے ہی کہ عندی ثوب ونصفہ ای و
نصف ثوب آخر یعنی میری پاس کپڑا ہی اور آدھا دوسری کپڑی کا مطلب یہ ہی کہ ضمیر نصفہ کی معین
ثوب کی طرف راجع نہین ہی بلکہ جنس ثوب کی طرف پھرتی ہی اسی طرح ضمیر من عمرہ کی معمر معین
کی طرف راجع نہین ہی بلکہ جنس کی طرف عائد ہوتی ہی بطریق عوفی حضرت ابن عباس سے
اسکی تفسیر مین مروی ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی نہین ہی کوئی کہ حکم کر چکا مین واسطی اوسکی ساتھہ
طول عمر و حیات کی مگر وہ پونہچنی والا ہی اوس عمر کو جو مین نی اوسکی لیی مقدر کی اور مقرر مین قضا کر چکا
اسکو واسطی اوسکی پس وہ اوسی کتاب تک پونہچیگا جو مین مقدر کر چکا ہون اوسپر زیادہ نہ کیجائیگی
اور نہین ہے کوئی کہ حکم کیا مین نی واسطی اوس کے اس بات کا کہ وہ قصیر العمر والحیات ہے
پونہچنی والا عمر کو لیکن وہ پونہچیگا اوس کتاب تک جو مین انی اوسکے واسطے لکھی پس یہ وہ قول ہی

۱ پھر بتائی اوسکی اولاد نر و مادہ پاسنے بے خبری ۱۲ سر ۱۲ اثر جانتا ہی جو پیٹ مین رکھتی ہی ہر مادہ اور جو سکڑتی ہین پیٹ اور بڑھتی ہین اور ہر چیز کو اوس پاس گنتی جاتی والا چھپا اور کھلی کا سب سے بڑا اور اوپر ۱۲

اللہ تعالی کا ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب ان ذلک علی اللہ یسیر فرماتا ہی کہ کل یہ
کتاب مین ہی نزدیک اوسکی اور اسی طرح ضحاک بن مزاحم نے کہا ہی عبد الرحمن بن زید بن اسلم
اپنے باپ سی راوی ہین کہ ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب وہ اوہورے بچے ہین جنکو رحمون نے
پہینکدیا ہی اور عبد الرحمن نی اسکی تفسیر مین یون کہا ہی کیا تو دیکہتا نہین ہی لوگون کو کہ ایک آدمی زندہ
رہتا ہی سو برس اور دوسرا پیدا ہوتے ہی مرجاتا ہی فہذا ہذا آقتادہ نی کہا وہ شخص جسکی عمر سے کم
کیا جاتا ہے پس وہ ہی جو ساٹہہ برس سی پہلی مرجاتا ہی مجاہد نے اسکی تفسیر مین کہا ہی کہ اوس کی
مان کے پیٹ مین یہ اوس کے واسطے لکہا جاتا ہی نہین پیدا کی گئی خلق ایک عمر پر بلکہ اسکے واسطے
ایک عمر ہے اور اسکے واسطی ایک عمر ہی کہ وہ اوسکی عمر سے کتر ہی اور وہ اوسکا جانا ہی ذرہ ذرہ کرکی
سب معلوم ہی اللہ تعالی کی نزدیک برس بعد برس کی اور مہینا بعد مہینے کے اور جمعہ بعد جمعہ کے
اور دن بعد دن کے اور ساعت بعد ساعت کی سب لکہا ہوا ہی نزدیک اللہ تعالی کی اوسکی
کتاب مین اسکو ابن جریر نے نقل کیا ہی ابو مالک سی اور اسی طرف سدی و عطای خراسانی گئی ہین
ابن جریر نے قول اول کو اختیار کیا ہی اور وہ ویسا ہی جیسا اوسنی کہا یعنی واقع مین وہ قابل اختیار
کے ہی نسائی نی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہا مین نی سنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہی جسکو خوش کری یہ بات کہ فراخی کیجائی واسطی اوسکی اوسکے
رزق مین اور تاخیر کیجائی اوسکی اثر مین یعنی عمر مین تو چاہیے کہ صلہ کری اپنی رحم کا وقد رواہ
البخاری و مسلم و ابو داؤد من حدیث یونس بن یزید الایلی بہ ابن ابی حاتم نی
حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہا ہمنی ذکر کیا[1] نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے تو آپنی فرمایا بیشک اللہ تاخیر نہین دیتا ہے کسی نفس کو جبکہ اوسکی اجل آجاتی ہی زیادتی
عمر کی جو ہی سو ساٹہہ ذریعہ صالحہ کی ہی جو بندی کو دیجاتی ہی تو وہ اوسکی واسطی دعا کرتی ہین بعد اوسکے
سو لاحق ہوتی ہی اوسکو دعا اونکی اوسکی قبر مین پس یہ ہی زیادت عمر قولہ تعالی ان ذلک علی اللہ یسیر
یعنی یہ اوسپر سہل ہی اسکا علم نزدیک اوسکی آسان ہی اور اسکی تفصیل اپنی ساری مخلوقات مین کیونکہ اوسکا علم
تو سب کو شامل ہی انمین سی اوسپر کچہہ بہی مخفی نہین ہی کذا فی ابن کثیر جمہور نی الریاح بصیغہ جمع پڑہا ہی اور ابن کثیر
و ابن محیصن و اعمش و یحیی و حمزہ و کسائی نی الریح بصیغہ مفرد اور یہ سبعیہ ہی اللہ پاک نی اول ارسل الریاح

[1] اصل مین ایسی طرح ہی مذکور کا ذکر نہین ہی واللہ اعلم ۱۲ منہ

بصیغۂ ماضی ذکر کیا بعد اوسکی تفسیر سحاب بصیغۂ مضارع فرمایا منظور اس سی اوس صورت بدیع کا استحضار ہی جو کہ کمال قدرت وحکمت پر دال ہی کیونکہ عبرت لینی والون کی عبرت لینی مین اسکو زیادہ تر دخل ہی معنی یہ ہین کہ ہوائین بدلی کو اوبہارتی حرکت دیتی جاتی ہین اوس جگہہ سی جہان وہ ہی پہر فسقناہ مین التفات ہی غیبت سی طرف متکلم کی ابوعبیدہ نی کہا طرز کلام یہ تہا کہ فسقتوہ ہوتا کیونکہ اول تفسیر سحاب فرمایا ہی کہا ہی کہ بعد مضارع کی دو ماضیون سی تعبیر کرنی مین نکتہ دلالت ہی تحقق پر **بلد میت** سی مراد وہ زمین ہی جسمین نہ کہیہ روئیدگی ہی نہ چراگاہ بلد مذکر ومؤنث دونو طرح مستعمل ہوتا ہی بلدہ وبلد کے ایک معنی ہین **مبرد** نی کہا کہ میت ومیّت ایک ہین اوکہا کہ یہ قول بصریون کا ہی اور اسکی سند مین یہ شعر پڑہا ہے

لیس من مات فاستراح بمیتٍ	انما المیت میت الاحیاء

یعنی جو شخص مرگیا پہر اوسنی راحت پائی وہ مردہ نہین ہی مردہ تو زندونکا مردہ ہی یعنی مسافر جو کہ سفر کے مصائب مین مبتلا یار ودیار واہل وعیال سی مہجور پڑا ہی بالجملہ فاحیینا بہ الارض مین ضمیر راجع ہی طرف مطر کی گو اول اوسکا ذکر نہین گذرا ہی لیکن سحاب تو اوسپر دال ہی یا سحاب کی طرف پہرتی ہی اسلیے کہ سحاب سبب ہی مطر کا یعنی پہر زندہ کیا ہمنی ساتہہ مطر کی جو کہ اوترنیوالا ہی بدلی سی زمین کو بعد اوسکی خشکی کی باین طور کہ اوسمین روئیدگی اگائی احیا کا استعارہ کیا واسطی نبات کی اور موت کا واسطے خشکی کے کذلک النشور یعنی اسی طرح اللہ زندہ کریگا بندونکو بعد اونکے مرنیکی جسطرح کہ زندہ کیا زمین کو بعد اوسکی خشکی کی نشور بمعنی بعث ہی ماخوذ نشر الانسان نشورا سی حرف کاف محل رفع مین ہی بنا بر خبریت یعنی صحت مقدوریت مین اور سہولت تحصیل مین زندہ کرنا مردون کا مثل زندہ کرنے مردہ زمین کی ہے کیونکہ درمیان دونونکی نہین ہی مگر اختلاف مادہ کا مقیس علیہ مین اور اسکو اوسمین کچہہ دخل نہین ہی پہر کیون تم اوسکا انکار کرتی ہو حالانکہ بارہا تم اوس شی کا مشاہدہ کرچکے ہو جو اوسکی شبیہ ومثل ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ ایک فرشتہ صور لیکر کہڑا ہوگا درمیان آسمان وزمین کی پہر اوسمین پہونکیگا تو باقی نرہیگی کوئی خلق واسطی اللہ کے آسمانون مین اور زمین مین مگر جس کو اللہ چاہی مگر وہ مرجائیگی پہر بہیجیگا اللہ عرش کے نیچے سے منی مثل منی مردون کی تو اوس پانی سی اونکی جسم اور گوشت اوگ اوٹہین گی جسطرح اگاتی ہی زمین تری سی پہر یہ آیت پڑہی اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم

سلہ اصل کا نفظ کما تنبت الارض من الثرٰی ہے ۱۲ منہ

قولہ تعالی من کان یرید العزۃ الآیہ قتادہ نی کہا جو شخص چاہتا ہی عزت تو چاہیی متعزز ہو ساتھہ
طاعت اللہ کے پس للہ العزۃ کی معنی ہیرائے بلا ناطرف طاعت کی اوس شخص کی جس کے
واسطی عزت ہی جسطرح محاوری مین بولتی ہین من اراد المال فالمال لفلان یعنی جو کوئی چاہے
مال تو مال واسطی فلان کی ہی مطلب یہ ہی کہ اوسکو چاہیی کہ اوسی طلب کری اوسکی پاس سے
زجاج نی کہا تقدیر یہ ہی جو چاہتا ہی ساتھہ عبادت اللہ کے عزت تو عزت واسطی اللہ پاک
کے ہی پس بی شک اللہ پاک اوسکو عزت دیگا دنیا و آخرت مین کسی نی کہا کہ مراد اس سے
مشرکین ہین کیونکہ وہ متعزز ہوتی تہی ساتھہ عبادت اصنام کی کما قال تعالی واتخذوا من
دون اللہ الھۃ لیکونوا لھم عزا **اظہر** معنی آیہ مین یہ ہی کہ جو شخص چاہتا ہی عزت اور
اوسکو طلب کرتا ہی تو چاہیے کہ طلب کری اوسکو اللہ عزوجل سی پس واسطی اللہ کے ہی عزت
ساری نہین ہی واسطی اوسکے غیر کے اوسمین سی کچھہ اب آیت شامل ہوجائیگی ہر اوس شخص
کو جسنی طلب کی عزت اور مقصود اوس سی آگاہ کرنا ہوگا اصحاب اقدار و ہمم کو اس بات پر کہ عزت
کہان سی ملتی ہی اور کہان سی اوسکا استحقاق ہوتا ہی اور کس جہت سی طلب کیجاتی ہی پس الف و لام
واسطی استغراق کی ہوگا اور اس سورت کی آیتون سی یہی سمجہا جاتا ہی **صعود** کہتی ہین حرکت
کرنی کو طرف فوق کی اور یہی عروج بہی ہی موضع ثواب کا فوق ہی اور موضع عذاب کا اسفل صعود
کلم طیب کا طرف اللہ تعالی کے اسکے معنی ہین قبول کرنا اوسکا اونکو یا فرشتون مین سے جو
اعمال لکہنی والی ہین اونکا چڑہنا ہی نامہای اعمال لیکر جن کو وہ لکہتی ہین خاصکر کلم طیب کا
ذکر اس لیی کیا کہ ثواب کی اونہین پر ہی کلم طیب شامل ہی ہر اوس کلام کو جو متصف ہوتا ہے
ساتھہ طیب ہونے کے ذکر اللہ و امر بمعروف و نہی عن المنکر و تلاوت قرآن شریف وغیرہ
اسکی کوئی وجہ نہین ہی کہ کلمہ توحید یا تمجید یا تمجید کے ساتھہ اوسکو خاص کرین کسی نے کہا کہ مراد
اونکی خیر ہنی سے چڑہنا اونکا ہی طرف سمای دنیا کی کسی نی کہا کہ طرف اوسکی آسمان کی اور اوس
محل کی جسمین سوا اوسکی اور کسی کا کوئی حکم جاری نہین ہوتا ہی فتح البیان مین ہی کہ اسمر دلیل
ہے اللہ تعالی کی علو پر فوق الخلق اور اسپر کہ وہ بذاتہ بائن ہے خلق سی جس طرح کہ اور آیتین
صریح اور احادیث مستفیضہ صحیحہ اسپر دال ہین کسی نی کہا کہ مراد اوسکی صعود سی علم اللہ پاک کا ہے

سلہ اور یہ اوسکی ہی کہ مومنون نی
اللہ کی سوای اور دون کا
پوجنا کیا وہ ہون ان کی مدد
۱۲

ساتھہ اوسکی والاولی ماذکرناہ آنفا قولہ تعالی والعمل الصالح یرفعہ کی یہ معنی ہین کہ عمل صالح اوٹھاتا
ہے کلم طیب کو جیسا کہ حضرت حسن وغیرہ نی کہا ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ کلم طیب مقبول نہین ہوتا
ہے مگر مع عمل صالح کی کسی نے کہا کہ فاعل یرفعہ کا کلم طیب ہی اور عمل صالح اوسکا مفعول ہے
وجہ اسکی یہ ہی کہ عمل صالح مقبول نہین ہوتا ہی مگر مع توحید وایمان کی کسی نی کہا کہ فاعل یرفعہ کا
وہ ضمیر ہے جو اللہ پاک کی طرف پھرتی ہی معنی یہ ہین کہ اللہ اوٹھاتا ہی عمل صالح کو کلم طیب پر اسواسطے
کہ عمل محقق کرتا ہی کلام کو کسی نی کہا کہ عمل صالح اوٹھاتا ہی اپنی صاحب کو یہ وہی شخص ہی جسنی عزت
کا ارادہ کیا ہی قتادہ نی کہا معنی یہ ہین کہ اللہ اوٹھاتا ہی عمل صالح کو واسطی اوسکی صاحب کے
یعنی اوس کو قبول فرماتا ہی اس بنیاد پر والعمل الصالح مبتدا ہوگا اور خبر اوسکی یرفعہ اور اسی طرح
اوسکی قول پر جسنی کہا ہی کہ یرفع صاحبہ **جمہور** نی یصعد پڑہا ہی صعد ثلاثی سی اور الکلم کو برفع
بنا بر فاعلیت اور حضرت علی وحضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے بضم حرف مضارع الصعد
ثلاثی مزید سی اور الکلم کو بنصب بنا بر مفعولیت اور ضحاک نی بصیغہ مجہول کلم قرات جمہور ہی اور ابو
عبدالرحمن نی الکلام پڑہا ہی اور والعمل الصالح کو جمہور نے برفع پڑہا ہی بنا بر عطف یا بنا بر ابتدا اور
ابن ابی عبلہ نی اور عیسی بن عمر نے بنصب بنا بر اشتغال **السیئات** یمکرون کا مفعول بہ نہین
ہے اس واسطی کہ مکر فعل لازم ہی پس نصب اوسکا اس بنا پر ہی کہ مصدر محذوف کی صفت
ہی ای یمکرون المکرات السیئات یہ بھی جائز ہی کہ یمکرون متضمن ہو یکسبون کی معنی کو تو
اب سیئات اوسکا مفعول بہ ہو جائیگا مجاہد وقتادہ نی کہا یہ لوگ اہل ریا ہین ابو العالیہ نے
کہا یہ وہ ہین جنہون نی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ مکر کیا جبکہ دار ندوہ مین جمع ہوئے
کلبی نے کہا وہ ہین جو دنیا مین سیئات کرتی ہین مقاتل نی کہا کہ مشرکین ہین غرضکہ اونکی سزا
یہ ذکر کی کہ لہم عذاب شدید یعنی اونکی واسطی وہ عذاب ہی جو شدت مین غایت درجے کو
پہنچی والا ہی ومکر اولئک ہو یبور یعنی مکر ان لوگونکا ہلاک وفاسد وباطل ہوگا اسی باب سی ہے
قولہ تعالی وکنتم قوما بورا بتیک اللہ پاک نی بسبب اونکی مکرون کی اونکو خوب ہی ہلاک
کیا جبکہ اونکو ملک سی نکالا اور اونکو قتل کیا اور چاہ بدر مین اونکا اثبات کیا سو اونکی تینون مکر جنمین
سی ایک کی ساتھہ آپ کی حق مین اکتفا کیا تہا اون سب کو اونہین پر جمع کر دیا مکر اصل مین خدیعت و

واحتیال ہی یعنی فریب وحیلہ گری کرنا اولئک کا اشارہ ہی طرف الذین یکرون السیئات کے
بنا بر اختلاف اقوال جو اونکی مکر کی تفسیر مین ہی جملہ ہو یہ خبر ہی مکر اولئک کی اولئک اسم اشارہ کو
جو بجای ضمیر ہم کے رکھا ہی سو مقصود اس سی آگاہ کرنا ہی اس بات پر کہ جس شر و فساد پر وہ جمے
ہوئی ہین بسبب اوسکی اونکو کمال تمیز حاصل ہوا ہی ساری مفسدون سی اور بغایت اوسکی ساتھہ
مشہور ہو رہی ہین گویا محسوس و مشاہد ہین پھر اللہ پاک نی صحت بعث و نشور پر ایک اور دلیل ذکر
کی پس ارشاد فرمایا واللہ خلقکم الآیہ یعنی اللہ نی پیدا کیا تم کو ابتداء تمہاری باپ آدم
کی ضمن خلق مین مٹی سی قتادہ نے کہا کہ مراد آدم علیہ السلام ہین تقدیر اس بنا پر یہ ہی کہ پیدا کیا
تمہاری اول باپ کو اور تمہاری اصل کو جسکی طرف تم رجوع کرتے ہو مٹی سی پھر نطفہ سی جس کو
تمہاری باپ کی پشت سی نکالا ثم جعلکم ازواجا کی یہ معنی ہین کہ جوڑا کیا بعض تمہاری کا بعض سے
پس زوج جوڑا ہی مادہ کا یا یہ معنی ہین کہ تم کو صنف صنف بنایا نر اور مادہ وما تحمل من انثی الایۃ
کا یہ مطلب ہی کہ نہین ہوتا ہی حمل اور جننا مگر حال یہ ہی کہ اللہ اوسکا عالم ہی اوسکی علم و تدبیر سی
کوئی شی خارج نہین ہوتی ہی کلمہ من زائدہ ہی وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ
الا فی کتاب جمہور نی ینقص بصیغہ مجہول پڑہا ہی اور من عمرہ بضم میم یعقوب و سلام نی ینقص بصیغہ
معروف اور ابو عمرو سی بھی مروی ہی اور حضرت حسن و اعرج و زہری نی من عمرہ بسکون میم معنی
یہ ہین نہین دراز ہوتی ہی عمر کسی کی اور نہین کم کیا جاتا ہی اوسکی عمر سی مگر یہ لوح محفوظ مین ہے
فراء نی کہا کہ من عمرہ کی ضمیر سی مراد دوسرا شخص ہی اول کا غیر سو اوس سی ضمیر کے ساتھہ کنایہ کیا ہی
گویا وہ اول ہی ہی کیونکہ اگر ثانی کا لفظ ظاہر ہوتا تو وہ مثل اول کی ہوتا گویا یون کہا ولا ینقص من
عمر معمر پس ضمیر من عمرہ کی پھرتی ہی طرف دوسرے کے جو کہ غیر اول ہی اسکے مثل تیرا یہ قول ہی
کہ عندی درہم ونصفہ یعنی میری پاس ایک درہم ہی اور نصف دوسرے درہم کا کہا ہی کہ ابتداء جو
معمر کا نام معمر رکھا سو اس اعتبار سی کہ آخر کو وہ اوسکی طرف منتقل ہوگا معنی یہ ہین کہ درازی نہین کیجاتی
ہی کسی کی عمر مین اور نہ کمی کیجاتی ہی کسی کی عمر سی لیکن اس معنی کی بنا پر کہ کمی نہین کیجاتی ہی اوسکی
عمر سی بعد اوسکے زائد ہونیکے بلکہ اس معنی کی بنیاد پر کہ نہین کیجاتی ہی ابتدا اسی ناقص مگر حال یہ ہے
کہ وہ کتاب مین ہی سعید بن جبیر نی کہا نہین عمر دیا جاتا ہی کوئی معمر مگر لکھی جاتی ہی اوسکی عمر کہ کتنی

سال ہی کتنی مہینے کتنے دن کتنی گھڑی پھر دوسری کتاب مین لکھا جاتا ہی کہ اوسکی عمر سی ایک گھڑی
کم ہوئی ایک دن کم ہوا ایک مہینا کم ہوا ایک سال کم ہوئی یہان تک کہ اپنی اجل کو پورا کر لیتا ہے
پس یہ نقصان ہی اور جس عمر کا استقبال کرتا ہی سو وہ ہی جو عمر دیا جاتا ہی نسفی کا حاصل یہ ہی کہ یہ
کلام اوس کلام کی قبیل سی ہی جسمین بتسامح کیا جاتا ہی واسطی اعتماد کرنے کی افہام سامعین پر اوسکی
تاویل مین اور واسطی بہروسا کرنے کی اونکے ٹہیک کرنی پر اوسکی معنی کو اپنی عقلون سی اور اسپر
کہ طول و قصر کا ایک شخص کی عمر مین محال ہونا اونپر ملتبس نہوگا اسی بنیاد پر لوگونکا یہ کلام ہے
جو کہتی ہین کہ لا تئیب اللہ عبدا ولا یعاقبہ لا لجی یعنی نہین ثواب دیتا ہی اللہ کسی بندے کو
اور نہ عقاب کرتا ہی دوسرے بندی کو مگر ساتھہ حق کے یا تاویل آیت کریمہ کی یہ ہی کہ صحیفے مین اوسکی
عمر لکھی جاتی ہی اتنی اتنی برس پھر اوسکی نیچے یہ لکھا جاتا ہی کہ ایک دن گیا دو دن گئی یہانتک
کہ آتا ہی اپنی آخر پر سو یہ ہی نقصان اوسکی عمر کا انتہی کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اللہ نے لکھی
عمر انسان کی اتنی اگر وہ اطاعت کری اور اوس سی کم اگر وہ نافرمانی کری پس وہین سی جسکو پہنچا
سو وہ ہی کتاب مین اس بنا پر ضمیر راجع ہوگی طرف معمر کے کسی نے کہا معنی یہ ہین نہین عمر دیا
جاتا ہی کوئی معمر بڑہاپی تک اور نہین کم کیا جاتا ہی دوسرا بڑہاپے کی عمر سی مگر اللہ کی کتاب مین ہے
یعنی اللہ کی قضا سی یہ قول ضحاک کا ہی نحاس نے اسکو اختیار کیا ہی کہا اور یہ قول سب قولون سے
زیادہ تر مشابہ ہی ساتھہ ظاہر تنزیل کی **اولی** یہ ہی یون کہا جائی کہ ظاہر نظم قرآنی یہ ہے
کہ تطویل و تقصیر عمر کی دونون اللہ پاک کی قضا و قدر سے ہین بوجہ کئی اسباب کی جو تطویل کے
مقتضی ہوتی ہین اور بسبب کئی اسباب کی جن کا مقتضا تقصیر ہوتا ہی پس اسباب تطویل عمر
مین سی وہ ہی جو صلۂ رحم کی باب مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی وارد ہوا ہی جسکا ذکر اول ہو چکا
ہی اور اسباب تقصیر سے اللہ پاک کے معاصی کی کثرت ہی پس وہ عمر جو آدمی کی واسطی مقرر کیگئی
ہے جبکہ ہو مثلاً ستر برس کی تو مقرر اللہ تعالے واسطی اوس کے اوسپر زیادتی فرماتا ہی جسوقت
کہ وہ زیادت کی اسباب کری اور کبھی اوس سی کم کر دیتا ہی جبکہ وہ اسباب نقصان کی کرے اور
کل کتاب مبین مین ہی اب کسی طرح کا تخالف نہین ہی درمیان اس آیت کی اور قولہ تعالی فاذا جاء
اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون اور قولہ تعالی یمحو اللہ ما یشاء ویثبت

اور جب جسکا ایک سال کی عمر دیا جاتا ہے اوسکی عمر سی ایک گھڑی کم ہوئی ایک دن کم ہوا ایک مہینا کم ہوا ایک سال کم ہوئی یہان تک کہ اپنی اجل کو پورا کر لیتا ہے

وعندہ ام الکتاب اسکا مؤید ہی اول ہم اسکی تفسیر مین وہ شی ذکر کرآئی ہین جو وضوح وبیان اور اسی پاس ہے اصل کرتاب ١٢
مین اس جگہہ کے ذکر سے زیادہ ہی ابو حذیفہ بن اسید غفاری کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی داخل ہوتا ہی فرشتہ نطفی پر بعد اسکے کہ قرار پکڑتا ہی رحم مین چالیس یا
پینتالیس رات پھر کہتا ہی ای رب کیا شقی ہی یا سعید کیا نر ہی یا مادہ پس اللہ فرماتا ہی اور
لکھی جاتی ہین یعنی یہ دو باتین پھر لکھا جاتا ہی عمل اوسکا اور رزق اوسکا اور اجل اوسکی اور اثر
اوسکا یعنی نقش قدم اور مصیبت اوسکی پھر لپیٹا جاتا ہی صحیفہ اوسکا سو نہ زیادہ کیا جای اوسمین اور
نہ کم کیا جای اوس سی اخرجہ احمد ومسلم وابو عوانہ وابن حبان والطبرانی وابن المنذر
وابن ابی حاتم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتی ہین قالت ام حبیبۃ اللھم امتعنی
بزوجی النبی وبابی ابی سفیان وباخی معاویۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انک سالت اللہ لاجال مضروبۃ وایام معدودۃ وارزاق مقسومۃ ولن یعجل اللہ
شیئا قبل حلہ او یؤخر شیئا ولو کنت سالت اللہ ان یعیذک من عذاب فی النار
او عذاب فی القبر کان خیرا وافضل اخرجہ ابن ابی شیبۃ ومسلم والنسائی وابو
ابو الشیخ وھذہ الاحادیث مخصصۃ بما ورد من قبول الدعاء وانہ یعتلج ھو
والقضاء وبما ورد فی صلۃ الرحم انھا تزید فی العمر فلا معارضۃ بین الادلۃ
کما قدمنا قولہ تعالی ان ذلک علی اللہ یسیر یعنی بی شک یہ خلق اور جو اوسکی بعد ذکر
ہوا ہی اللہ پر آسان ہی اوسمین سی اللہ پر کوئی شی مشکل نہین ہی اور اوس سی نہ کوئی کثیر غائب ہوتا ہی
نہ قلیل اور نہ کبیر وصغیر کذا فی فتح البیان پھر اللہ پاک نی اپنی بدیع صنع وعجیب قدرت سی ایک
اور نوع ذکر کی پس ارشاد فرمایا ومایستوی البحران ھذا عذب فرات سائغ
شرابہ وھذا ملح اجاج ومن کل تاکلون لحما طریا وتستخرجون حلیۃ تلبسونھا
وتری الفلک فیہ مواخر لتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون ۝ یولج اللیل
فی النھار ویولج النھار فی اللیل وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی ذلکم اللہ
ربکم لہ الملک والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ان تدعوھم
لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیامۃ یکفرون بشرککم

ع الثلثة ولا ينبئك مثل خبير ٥ اور برابر نہین دو دریا یہ میٹھا ہی پیاس بجھاتا ہی پینے مین رچتا اور
کھارا کڑوا اور دونون مین سی کھاتی ہو گوشت تازہ اور نکالتی ہو گہنا جس کو پہنتی ہو اور تو دیکھی جہاز
اوسمین چلتی ہین پھاڑتی تا تلاش کرو اوسکی فضل سی اور شاید تم حق مانو رات پیٹھاتا ہی دن مین اور
دن کو پیٹھاتا ہی رات مین اور کام لگایا سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہی ٹہیرائی وعدی پر یہ اللہ ہے
تمہارا رب اوسی کو لیی بادشاہی ہی اور جنکو تم پکارتی ہو اوسکی سوا مالک نہین ایک چھلکے کے اگر تم اونکو
پکارو سنین نہین تمہاری پکار اور اگر سنین تو نہین نہین تمہاری کام پر اور دن قیامت کی منکر
ہونگی تمہاری شریک ٹہیرانی سی اور کوئی نہ بتاویگا تجھکو جیسا بتاوی خبر رکھنی والا ف یعنی کفر
و اسلام برابر نہین خدا کفر کو مغلوب ہی کریگا اگرچہ تمکو دونون سی فائدہ ملیگا مسلمانون سی قوت اور
کافرون سے جزیہ خراج گوشت میٹھی کھاری دونون سی نکلتا ہی یعنی مچھلی اور گہنا یعنی موتی
مونگا اور جواہر اکثر کھاری سی اور کبھی میٹھی سی یہ جو فرمایا جو پہنتے ہو معلوم ہوا جواہر زنانہ پہننا مردونکو
حرام نہین ف یعنی رات دن کی طرح کبھی کفر غالب ہی کبھی اسلام اور سورج چاند کی طرح
ہر چیز کی مدت بندہی دیر سویر نہین ہوتی پھر اسمین سی اللہ کی وحدانیت نکلی قطمیر کہتے ہین
چھلکے کو جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتا ہی ف یعنی اللہ سی زیادہ احوال کون جانی وہی فرماتا ہی کہ
یہ شریک غلط ہین انتہی ف اللہ پاک نی جو اشیای مختلف پیدا کیی ہین سو اس پیدا کرنے
مین اپنی قدرت عظیم پر آگاہ فرماتا ہی کہ اوسنی دو دریا پیدا کیی ایک شیرین پیاس بجھاتا خوشگوار وہ
یہی ندیان ہین بڑی چھوٹی جو درمیان لوگون کی بہ رہی ہین موافق اوس حاجت کے جو اونکی
طرف ہی اقالیم و امصار مین اور آبادی و جنگل و بیابان مین یہ ندیان شیرین ہین انکا پانے
خوشگوار ہی واسطی اوسکی جو اسکا ارادہ کری و ہذا ملح اجاج یعنی اور یہ کھارا کڑوا ہی یہ وہی دریا
ساکن ہی جسمین بڑی بڑے جہاز چلتی ہین اور یہ جو ہی سو نہایت درجے کا کھارا کڑوا ہی اسی لیی
یون فرمایا ہی وھذا ملح اجاج ای مر یعنی کڑوا پھر اللہ پاک نی فرمایا ومن کل تاکلون لحما طری
یعنی مراد مچھلی ہی اور حلیہ سی مراد موتی مونگا کما قال تعالی یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان
فبای الاء ربکما تکذبان مواخر کے یہ معنی ہین کہ جہاز پھاڑتی ہین دریا کو اپنی خیزوم سے
یہ اوسکی آگی کی جانب سنا می شکل ہی جو مشابہ سینۂ طائر کے ہوتی ہی مجاہد نی کہا تخر الریح السفن

ولا یجری الیح من السفن الا العظام قولہ جل وعلا لتبتغوا من فضلہ یعنی تاکہ تم تلاش کرو اوس کے
فضل سی اپنی تجارت کی سفرون مین ایک قطر سے طرف دوسری قطر کے ایک اقلیم سی طرف
دوسری اقلیم کے ولعلکم تشکرون اور شاید شکر کرو اپنے رب کا اسپر کہ اوسنی تمہاری واسطے
اس خلق عظیم کو مسخر کردیا یعنی دریا جسمین تم تصرف کرتی ہو جسطرح چاہتی ہو اور چلے جاتی ہو جہان کا
ارادہ کرتی ہو اوسمین سی کوئی شی تم پر ممتنع نہین ہوتی ہی بلکہ اوسنی تو ما فی السموات والارض کو اپنی
قدرت سی تمہارا مسخر کردیا ہی یہ سب اوس کے فضل ورحمت سی ہے قولہ تعالی یولج اللیل فی النہار
الآیہ یہ ہی اللہ پاک کی قدرت تام وسلطان عظیم سی ہے کہ اوسنی رات کو مسخر کیا ہی مع اوسکی تاریکی کے
اور دن کو مع اوسکی روشنی کی اور لیتا ہے اسکی درازی سے تو اوسکو بڑہاتا ہی اسکی کوتاہی مین پس
وہ برابر ہوجاتی ہین پہر لیتا ہی اس سی اسمین تو یہ لمبا ہوجاتا ہی اور یہ گھٹ جاتا ہی پہر گرمی وسردی کے
موسم مین باہم ایک دوسرے کو کستر تی ہین اور مسخر کیا سورج چاند کو یعنی اور نجوم سیارہ کو اور ثوابت
باقی ہین مع اپنی روشنیون کی آسمانون کی جسمون مین سب کے سب چلتے ہین ساتہہ ایک مقدار معین
کے اور ایک راہ پر جو مقرر ومعین کی گئی ہی اندازہ کیا گیا ہے طرف سی عزیز علیم کی ایک مدت مقرر
تک یعنی روز قیامت تک ذلکم اللہ ربکم یعنی جسنی یہ سب کام کیے وہی رب عظیم ہے جسکی
سوا کوئی معبود نہین ہی اور جن اصنام واندادکو اوسکی سوا تم پکارتی ہو جن کو تم ملائکہ مقربین کی صورت
پر خیال کرتی ہو وہ مالک نہین ہین قطمیر کے حضرت ابن عباس ومجاہد وعکرمہ وعطا وعطیہ عوفی وحسن
وقتادہ وغیرہم نے کہا ہی قطمیر وہ لفافہ ہی جو کہجور کی گٹھلی پر ہوتا ہی یعنی وہ مالک نہین ہین سموات و
ارض سے کسی شی کی اور نہ بقدر اس قطمیر کے پہر اللہ پاک نے فرمایا اگر تم اونکو پکارو تو نہ سنین تمہاری
پکار کو یعنی جن معبودون کو تم پکارتی ہو اللہ کے سوا وہ تمہاری پکار کو سنتے نہین ہین اسواسطی کہ وہ تو
جماد ہین اونمین روحین نہین ہین اور اگر وہ سنین تو تمکو جواب نہ دین یعنی جو کچہہ تم اونسے طلب کرتی ہو
اوسمین سی کسی شی پر قدرت نہین رکہتی ہین ویوم القیامۃ یکفرون بشرککم کا یہ مطلب ہے
کہ قیامت کی دن وہ تم سی بیزار ہونگی جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہی ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ
من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وہم عن دعائہم غافلون واذا حشر الناس
کانوا لہم اعداء وکانوا بعبادتہم کافرین وقال تعالی واتخذوا من دون اللہ الہۃ

ل اور اوس کے سوا ی کہ پکارتی ہو
ک پکارنی اوسکی پکارکو دون
ف نہین سنتے اور اگر سنین
ا نہین دیتے اور جب قیا
ت کی دن وہ ہونگے ان کی
ع اور ہونگے اسکے ساتہہ جن کی
ے اور ہین یہ کافرون کا بیان
ے سوا ی اوروں کا بیان

لیکونوا لهم عزا کلا سیکفرون بعبادتهم ویکونون علیهم ضدا قولہ تعالی
ولا ینبئک مثل خبیر کی یہ معنی ہین کہ عواقب و مآل امور کی تجھی خبر نہ دیگا مثل اوس شخص
کی جو اونکی خوب خبر رکھتا ہی واقف کار ہی قتادہ نی کہا کہ مراد اللہ تعالی کی خبیر سی اوسکا نفس مقدس
ہی تبارک و تعالی کیونکہ واقع کی اوسنی کی خبر دی ہی اور جس شی کا بالضرور وقوع ہونیوالا ہے وہ
بتائی ہی کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہی ھذا عذب فرات یعنی
ایک اونمین کا نہایت درجہ شیرین ہی سائغ شرابہ پینا اوسکا رچتا ہی ماری اوسکی شیرینی
کے حلق مین اوترنا اوسکا سہل ہوتا ہی وھذا ملح اجاج یعنی دوسرا اونمین کا بغایت
کہارا ہی کسی نے کہا وہ ہے جو بوجہ اپنے کہاری پن کی حلق کو جلا دیتا ہی پس مراد بحرین سے
میٹھا اور کہاری دریا ہی عذب فرات تو دریای شیرین ہوا اور اُجاج کڑوا عیسی بن عمر نے سَیِّغ
بتشدید یای تحتانی پڑہا ہی اور اسکا سکون بھی مروی ہی طلحہ و ابو نہیک نی ملح کو بفتح میم پڑہا ہے
کسی نے کہا کہ مقصود آیت سی بیان کرنا مثل کا ہی اللہ پاک نی مومن و کافر کی مثل بیان فرمائی ہی
قولہ تعالی ومن کل تاکلون لحما طریا مراد لحم طری سی وہ حیوانات ماکول اللحم ہین جو میٹھے کہاری
دریا سے شکار کیے جاتی ہین یہ آیت اور اسکا مابعد یا تو استطراد ہی بحرین کی صفت مین اور جو نعمتین
اور منافع اونمین ہین یا تکملہ ہی تمثیل کا معنی یہ ہین کہ جس طرح دونون دریا اگرچہ مشترک ہین بعض فوائد
مین برابر نہین ہوتی ہین اس حیثیت سی کہ وہ متفاوت ہین اوس شی مین جو کہ مقصود بالذات ہے
پانی سی اسلیے کہ اونمین سی ایک مین وہ شی مل گئی ہی جسنی اوسکو فاسد کر دیا ہی اور اوسکی فطرت سی
اوسکو نکار ڈالا ہی اسی طرح کافر مومن سی برابر نہین ہوتا ہی اگرچہ کافر مومن کا شریک ہی بعض صفات
مین جیسی شجاعت و سخاوت اور مثل انکی اور صفات بسبب اونکی تباہین کی اوس شی مین جو کہ خاصیت
عظمی ہی اس لیی کہ اونمین سی ایک تو اپنی اصلی فطرت پر باقی ہی اور اپنے کمال لائق کا جامع ہے
دوسرا ایسا نہین ہی یا تفضیل ہی اجاج کی کافر پر اس جہت سی کہ کہاری دریا مشارک ہی شیرین کا
منافع کثیر مین اور کافر خالی ہی منافع سی بالکلیہ یہ تفضیل اس آیت کی طریقے پر ہے ثم قست قلوبکم
من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ الایہ قالہ ابو السعود حلیہ سی مراد لولو و
مرجان ہین مرجان چھوٹے موتیون کو کہتی ہین طرطوشی نی کہا مرجان سرخ عروق ہین دریا سے

نکلتی ہین مثل انگشتان کف کے اور اسی طرح ہم نی بہت مشاہدہ کیا ہی مغارب ارض مین انتہے
ظاہر یہ ہی کہ معنی یہ ہین کہ تم نکالتے ہو دونون دریا سے زیور **مبرد** نی کہا کہ حلیہ تو کہاری
ہی دریا سے نکالا جاتا ہی **زجاج** سی مروی ہی کہ حلیہ اونمین سے جب ہی نکالا جاتا ہی کہ
دونون مختلط ہون نہ اونمین کے ہر ایک سی تنہا نحاس نی مبرد کی قول کو ترجیح دی ہی معنی لبس حلیہ
کے یہ ہین کہ تم پہنتے ہو ہر شی کو اوسمین سی موافق اوسکی یعنی جو شی جس عضو کے مناسب ہے
اوسکو اوسی مین پہنتے ہو جیسی انگوٹھی کو اونگلی مین کنگن کو ملہتہ مین گلوبند کو گردن مین اور خلخال
کو پانون مین اور منجملہ اوس کے جو پہنا جاتا ہی حلیۂ سلاح ہی جو اوٹھایا جاتا ہی جیسی تلوار و زرہ
اور مثل ان کی **وتری الفلک فیہ** کے یہ معنی ہین کہ دیکھتا ہی تو جہازون کو ہر ایک مین
دونون دریا سی نحاس نے کہا کہ ضمیر فیہ کی خاصتہ راجع ہی طرف کہاری دریا کی اگر یہ بات نہوتی تو
اللہ پاک فیہما بضمیر تثنیہ فرماتا **مخر** کہتی ہین پہاڑنی کو محاورے مین بولتی ہین مخرت السفینۃ تمخر جبکہ وہ
دریا مین اپنی چلنی سے پانی کو پھاڑی معنی یہ ہین دیکھی تو جہازون کو دونون دریا مین پہاڑتی
ہوئی پانی کو بعض جہاز تو آگی آنیوالی ہین اور بعض پیچھے جانیوالی ایک ہوا سی سورۂ نمل مین اسپر
کلام گذر چکا ہی حرف لام **لتبتغوا** من فضلہ مین متعلق ہی اوس فعل سی جسپر کلام سابق دال
ہی ای فعل ذلک لتبتغوا یعنی اللہ پاک نی یہ کام کیا کہ جہازون کو دریا مین چلایا تاکہ تم تلاش کرو اوسکی
فضل سی مجاہد نی کہا کہ فضل کا تلاش کرنا تجارت ہی دریا مین طرف دور دور شہرون کی مدت
قریب مین جیسا کہ سورۂ بقرہ مین گذر چکا ہی **ولعلکم تشکرون** اور شاید تم شکر کرو اللہ کا اون
نعمتون پر جن کا اوسنی تم پر انعام فرمایا ہی نعمتہای مذکورہ ہی **یولج اللیل** الآیہ کا یہ مطلب ہے
کہ بعض اجزا دن رات کی ملا دیتا ہی طرف دوسرے کی تو بڑہا دیتا ہی اونکی ایک مین بسبب نقصان
کے دوسری مین اسکی تفسیر آل عمران مین اور کئی جگہہ قرآن مین گذر چکی ہی قولہ تعالی **وسخر الشمس**
الآیہ معطوف ہی **یولج** پر لیکن **یولج** مضارع اور **سخر** ماضی سو یہ اختلاف صیغہ کا اس لیی ہی کہ داخل
کرنا ایک کا دوسرے مین حینا فحینا متجدد ہوتا رہتا ہی اور سورج چاند کی تسخیر ایک ایسا امر ہے جسمین
کسی طرح کا تجدد و تعدد نہین ہی متعدد و متجدد جو ہین سو اوسکی آثار مین یا بجملہ سورج اور چاند چلتی
ہین اپنی فلک مین واسطی ایک مدت مقرر کے جسکو اللہ نے اونکی چلنے کے لیے مقدر فرمایا ہی

وہ قیامت کا دن ہی کسی نی کہا وہ مدت ہی جسمین قطع کرتے ہین فلک کو اور وہ ایک برس
ہے واسطی سورج کی اور ایک مہینا واسطی چاند کے کسی نے کہا کہ مراد اوس سی چلنا سورج کا ہے
دن مین اور چاند کا رات مین اسکی تفسیر سورۂ لقمان مین پوری طور پر گذر چکی ہی ذلکم مبتدا ہی
اللہ ربکم لہ الملک اوسکی خبر ہی یعنی فاعل ان افعال کا جن کا ذکر اول سورت سی
یہان تک گذر چکا ہی اور جسکی صنعت سی امور مذکورہ ہین وہ خالق مقدر اور قادر مقتدر مالک
عالم ہی اور اوسمین تصرف کرنیوالا ہی یہ بھی جائز ہی کہ لہ الملک جملۂ مستقلہ ہو مقابلی مین اس
آیت کی والذین تدعون من دونہ الآیہ یعنی جن کو تم پکارتی ہو اللہ کے سوا وہ قادر نہین ہین
قطمیر پر اور نہ اوسکی پیدا کرنی پر قطمیر وہ رقیق پوست ہی جو درمیان کھجور کے اور گٹھلی کے ہوتا ہے
اور اوسپر مثل لفافہ کے ہوجاتا ہی سمرد نے کہا کہ وہ شق نواۃ ہی قتادہ نے کہا وہ قمع ہے جو کہ
گٹھلی کی سر پر ہوتا ہی جوہری نے کہا اور کہتی ہین وہ نکتۂ سفید ہی جو گٹھلی کی پیٹھ مین ہوتا ہے
جس سی کھجور کا درخت اگتا ہی حضرت ابن عباس نی فرمایا قطمیر قشر ہی اور ایک لفظ مین یہ ہے وہ
جلد ہی جو گٹھلی کی پیٹھ پر ہوتی ہی یہ بات معلوم ہی کہ گٹھلی مین چار چیزین ہین جنکی ساتھ قلت
مین مثل بیان کی جاتی ہی فتیل یہ وہ ہی جو گٹھلی کی شگاف مین ہوتا ہی قطمیر لفافہ ہے تفروق
یہ وہ ہی جو درمیان قمع اور گٹھلی کی ہوتا ہی نقیر یہ وہ ہی جو اوسکی پشت مین ہوتا ہی پھر
اللہ پاک نی ان لوگون کا حال بیان کیا جنکو وہ پکارتی ہین اللہ کے سوا کہ وہ نہ نفع دیتی ہین
نہ ضرر پونہچاتی ہین ارشاد فرمایا ان تدعوھم الآیہ یعنی اگر تم اونسی فریاد رسی چاہو جواد
مین تو وہ نہ سنین تمہاری پکار کو کیونکہ وہ تو جمادات ہین مدرکات مین سی کسی شی کا ادراک
نہین کرتے ہین اور اگر بالفرض والتقدیر سن لین تو تمکو جواب نہ دین اس لیی کہ وہ اس سے
عاجز ہین قتادہ نی کہا معنی یہ ہین اگر وہ سن لین تو تمکو نفع نہ پونہچائین کسی نے کہا معنے یہ ہین
اگر ہم اونکی واسطی سماع وحیات کرتی پھر وہ تمہاری پکار کو سنتی تو البتہ وہ زیادہ تر مطیع ہوتے
واسطی اللہ کے تم سے اور جس کفر کی طرف تم نی اونکو بلایا اوسکی طرف تمہارے واسطی استجابت
نہ کرتے یعنی تمہارا کہا نہ مانتی قولہ تعالی ویوم القیامۃ الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ وہ بیزار ہونگی
تمہاری پوجنی سی اونکو اور کہینگی کہ نہین تھی تم ہمکو پوجتے یہ بھی جائز ہے کہ قولہ تعالے

ا قمع بالکسر مع سکون
وجمعہ وبالفتح الضا خلاف
خ ا اصراح مثلثہ عجیب
ز ا خ ا ح ا ص

والذین تدعون من دونہ اور ما بعد اوسکا راجع ہو طرف عقلای معبودین کفار کے یہ
لوگ ملائکہ وجن وشیاطین ہین یعنی یہ لوگ انکار کرینگی اس سی کہ جو کام تمنی کیا ہی وہ حق ہو اور
اوسکی منکر ہونگے کہ اونہون نی تم کو اپنی عبادت کا امر کیا جسطرح کہ اللہ پاک نی حضرت عیسے
علیہ السلام کی طرف سی خبر دی ہی کہ وہ یون کہینگی ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق
قرطبی نی کہا جائز ہی کہ اسمین اصنام بہی مندرج ہون یعنی اللہ سبحانہ اونکو زندہ کردی یہانتک کہ
خبر دین اس بات کی کہ وہ لائق عبادت کی نہین ہین ولا ینبئک مثل خبیر کی خطاب
مین دو وجہ ہین ایک یہ ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی دوسری یہ ہے کہ کسی کے ساتھہ
خاص نہین ہی یعنی مذکور ہوا جو کچھہ مذکور ہوا اور ای سامع کوئی ہو تجھی خبر نہ دیگا مثل خبیر کے یا
یہ یعنی ہین ای شخص تو اسباب خرور کی وجہ سی جو مفتون ہو رہا ہی تجھی خبر نہ دیگا مثل اوس شخص کے
جو کہ اشیا کی خوب خبر رکھتا ہی خبایای امور کا عالم ہے اور وہ اللہ پاک ہی کیونکہ اوس سی بڑہکر
اوسکی خلق کا اور اونکی اقوال واعمال کا کوئی باخبر نہین ہی اوسکو امور کے کُنہ وحقائق کی خوب
خبر ہی پہر اللہ پاک نی یہ بیان کیا کہ خلق کو اوسکی طرف افتقار ہے اور اوسکی فضل کی اونکو
بغایت حاجت ہی پس ارشاد فرمایا یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ہو الغنی
الحمید ۝ ان یشا یذہبکم ویات بخلق جدید ۝ وما ذلک علی اللہ بعزیز ۝
ولا تزر وازرۃ وزر اخری وان تدع مثقلۃ الی حملہا لا یحمل منہ
شئ ولو کان ذا قربی انما تنذر الذین یخشون ربہم بالغیب واقاموا
الصلوۃ ومن تزکی فانما یتزکی لنفسہ والی اللہ المصیر ۝ لوگو تم ہو محتاج اللہ کی
طرف اور وہی ہی بے پرواہ خوبیون سراہا اگر چاہی تمکو لیجاوی اور لے آوی ایک نئی خلقت
اور یہ اللہ پر مشکل نہین اور نہ اوٹہاویگا کوئی اوٹہانیوالا بوجہہ دوسری کا اور اگر پکارے کوئی بوجہون
مرتا اپنا بوجہہ بٹانی کو کوئی نہ اوٹہاوی اوسمین سی کچھہ اگر چہ ہونا تے والا تو تو ڈر سنا دیتا ہی اونکو
جو ڈرتے ہین اپنی رب سے بن دیکہی اور کہڑی رکہتی ہین نماز کو اور جو کوئی ستورہیگا سو یہی کہ ستورہیگا
اپنی بہلی کو اور اللہ کی طرف ہی پہر جانا انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہی کہ وہ اپنی ماسوا سے
بے نیاز ہے اور ساری مخلوقات اوسکی طرف محتاج ہی اور اوسکی سامنے ذلیل ومطیع ہے

فرماتا ہی لوگو تم محتاج ہو اللہ کی طرف مطلب یہ ہی کہ وہ سارے حرکات وسکنات مین اوس کے
محتاج ہین اور اللہ تعالی اونسی غنی بالذات ہی اسی لیی یون فرمایا ھو الغنی الحمید
یعنی وہی اکیلا غنی کے ساتھہ منفرد ہی اوسکا کوئی شریک نہین ہی اور اپنی ساری افعال و
اقوال و قدر و شرع مین محمود ہی وہ ایسی قدرت والا ہی کہ اگر وہ چاہتا تو لوگو تمکو لیجاتا اور تمہارے
سوا اور قوم کو لے آتا یہ اوسپر کچھہ دشوار و ممتنع نہین ہی اسی لیی یہ فرمایا وما ذلک علی اللہ بعزیز
قولہ تعالی ولا تزر وازرۃ الآیہ یعنی نہ اوٹھاویگا قیامت کی دن کوئی اوٹھانیوالا بوجھہ
دوسری کا اور اگر پکاری کوئی نفس بوجھون مرتا اپنی گناہون سی طرف اس بات کی کہ جو گناہ اوسپر
ہین اونکی اوٹھانی پر یا اونکی بعض پر اوسکی مساعدت و مدد کیجائی تو اوس سی کچھہ نہ اوٹھایا جائیگا
گو وہ اوسکا ناتے دار ہی کیون نہو یہان تک کہ گو اوسکا باپ یا بیٹا ہر کوئی اپنی نفس و حال مین
مشغول ہوگا عکرمہ نی وان تدع مثقلۃ الآیہ کی تفسیر مین کہا ہی کہ یہ پڑوسی ہی چیگا اپنی پڑوسی
سے قیامت کی دن پھر کہیگا یا رب تو اس سی پوچھہ کہ کیون اپنا دروازہ بند کرتا تھا میرے
ورے اور بیشک کافر البتہ چیگا مومن سی قیامت کی دن تو کہیگا اوس سی ای مومن بیشک
میرا تیری پاس ایک احسان ہی مقرر تو نی جانا ہی کہ مین تیری واسطی کیا تھا دنیا مین اور مقرر
آج مین تیری طرف محتاج ہوا ہون پس مومن ہمیشہ شفاعت کرتا رہیگا اوسکی واسطی نزدیک اپنی
رب کے یہان تک کہ پھیر لیجائیگا اوسکو طرف ایک منزل کی جو اوسکی منزل سی کم درجے کی
ہوگی اور وہ نار مین ہی اور بیشک والد البتہ چیگا اپنی بیٹے سی قیامت کی دن پھر کہیگا بیٹا مین کون
والد تھا تیری واسطی تو بیٹا ثنا کریگا خیر کی پھر باپ اوس سی کہیگا بیٹا بیشک مین محتاج ہوا ہون
طرف ذرہ بھر کے تیری نیکیون سی نجات پا لونگا بسبب اوسکی اوس سی جو تو دیکھہ رہا ہی تو اوسکا بیٹا
اوس سی کہیگا آبا کیا ذرا سی شی ہی جو تم نے مانگی لیکن مین ڈر رہا ہون مثل اوسکے جو تم ڈر رہی ہو
سو مین طاقت نہین رکھتا ہون کہ تمکو کچھہ دون پھر اپنی جورو سی چیگا تو کہیگا ای فلانہ یا ای
عورت کون خاوند تھا مین واسطی تیری تو وہ ثنا کریگی خیر کی پس اوس سے کہیگا مین تو طلب
کرتا ہون حاجتمند ہو کر طرف تیرے ایک نیکی کہ تو اوسکو ہبہ کردی واسطی میری شاید مین
نجات پا لون بسبب اوسکی اوس شی سی جس کو تو دیکھہ رہی ہی راوی نی کہا پھر وہ کہیگی کیا ذرا سی

شی ہی جو تو نی طلب کی لیکن مین طاقت نہین رکھتی ہون کہ تجھی کہہ دون مین تو ڈر رہی ہون مثل
اوسکی جو تو ڈر رہا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وان تدع مثقلۃ الی حملہا اور تبارک وتعالی فرماتا ہی لا یجزی
والد عن ولدہ ولا مولود ھو جاز عن والدہ شیئا اور فرماتا ہے یوم یفر المرء من
اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ لکل امرئ منھم یومئذ شان یغنیہ
رواہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ بسندہ پھر اللہ پاک نی فرمایا انما تنذر الآیہ یعنی جس
شی کو تو لیکر آیا ہی اوس سی وہی لوگ نصیحت پذیر ہوتی ہین جو دانائی بینائی عقل والی ہین اپنی رب سے
ڈرنے والی جس کام کا اونکو حکم دیا ہی اوسکی کرنیوالی ومن تزکی الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ جو کوئی
نیک کام کریگا تو اوسکا نفع اوسی کی طرف رجوع کریگا اور اللہ ہی کی طرف مرجع ومآب ہی اور وہ
جلد لینی والا ہی حساب کا ہر عامل کو اوسکی عمل کی جزا دیگا خیر ہی تو خیر اور شر ہے تو شر کذا فی ابن کثیر
فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہی کہ لوگ ساری امور دنیا ودین مین اللہ کی طرف محتاج ہین پس علی الاطلاق
محتاج اوسکی طرف وہی ہین اپنی جانون مین اور باقی امور مین جو اونکو عارض ہوتی ہین فقرا کو جو
معرف بالف ولام تعریف ذکر فرمایا سو مقصود اس سی مبالغہ ہی اونکی فقر مین گویا ساری اونکی شدت
افتقار وکثرت احتیاج کی وہی فقرا ہین اور باقی خلائق کا افتقار بہ نسبت اونکے فقر کی غیر معتد بہ ہی
اسی لیے اللہ پاک نی فرمایا ہی وخلق الانسان ضعیفا تحقیر کی واسطے اونکا نام فقرا نہین رکھا ہی بلکہ
واسطے تعریض کی ہی استغنا پر اسی لیے اپنی نفس مقدس کو موصوف بغنا کیا ہی جو کہ مطمع اغنیا ہوتی ہے
پس ارشاد فرمایا واللہ ھو الغنی الحمید یعنی غنی علی الاطلاق اللہ ہی ہی اور اپنی بندون سے
مستحق حمد وستایش کا وہی ہی اس لیے کہ اونسے اونپر احسان کیا ہی پھر جن امور کے واقع ہونے کے
وقت بندون کا افتقار اوسکی طرف اور اوسکا استغنا اونسی خوب ثابت ہوتا ہی اونکی انواع مین سے
ایک اور نوع ذکر کی ارشاد فرمایا ان یشأ یذھبکم الآیہ یعنی اگر وہ چاہی تو تم سب کو عدم کی
طرف لیجائی اور تمکو فنا کر ڈالی پھر استغنا کی بیان پر اور زیادتی کی فرمایا اور لے آوی تمہارے عوض
ایک نئی خلق کہ وہ اوسکی اطاعت کرین اور اوسکی نافرمانی نہ کرین یا لے آئے ایک نوع انواع
خلق سی اور ایک عالم عالمون سی غیر اوسکا جسکو تم پہچانتی ہو اور یہ تمہارا لیجانا اور دوسرون کا لی آنا
اللہ پر ممتنع نہین ہے اور نہ کچھ مشکل ہی اسمین کامل بلاغت ہی یعنی نہین ہی تمہارا لیجانا موقوف مگر

سلہ کسکا منہ آوی کوئی
اب اپنے بیٹے سے
بیٹا اور نہ بیٹا ہے
کچھ کام آوے اپنے باپ
کی جگہ بھی ۱۲ شرح جزن
ہاں مگر وہ اپنے نہال سے
اور اپنے ہان اپنے سے
اور اپنے ہاتھ والے کو
اور اپنے بیٹے سے پھر وہ
اوس دن ایک بات کا بھی
سکے جواب اسکو نہیں سکے ۱۲
سکے اور بنا ہے
انسان کمزور ۱۲

اوسکی مشیت پر اسکی تفسیر سورۂ ابراہیم مین گذر چکی ہی ولا تزر کی معنی ہین لا تحمل وازرۃ صفت
ہی نفس مخذوف کی اوسکو بسبب معلوم ہونے کے حذف کردیا ہی یعنی نہ اوٹھائیگا کوئی نفس گنہگار
گناہ نفس دوسری کا بلکہ ہر نفس اپنے گناہ کے بوجہ کو آپ ہی اوٹھائیگا قولہ تعالی ولیحملن
اثقالھم واثقالا مع اثقالھم اس آیت کی مخالف نہین ہی اس لیی کہ وہ اپنے اضلال
کے اثقال کو اوٹھائینگے مع اثقال انیی ضلال کی اور یہ سب اونہین کی اوزار سی ہی نہ اونکی غیر کے
اوزار سی اسی کے مثل یہ حدیث شریف ہی من سن سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر
من عمل بھا الی یوم القیامۃ یعنی جو کوئی نکالے کوئی بُرا طریقہ تو اوسپر اوسکا گناہ ہی اور گناہ اوس
شخص کا جو اوسپر عمل کرے روز قیامت تک کیونکہ جس شخص نے وہ برا طریقہ نکالا سو اوسنے انیی ہی
طریقۂ بد کا گناہ اوٹھایا اس آیت پر پورا کلام گذر چکا ہی فراء نے کہا مثقلہ سے مراد نفس مثقلہ
ہے یعنی وہ نفس جو انیی گناہون کی بوجہ سی بوجھون مرا ہی کہا اور یہ واقع ہوتا ہی واسطی مذکر
ومونث کے اخفش نے کہا یعنی اگر بلاوی کوئی نفس مثقلہ کسی انسان کو طرف انیی بوجہ کے
مراد اس سے اوسکے گناہ ہین تو نہ اوٹھایا جائیگا اوسکے بوجہ سے کہیہ حضرت ابن عباس نے
فرمایا اس لیی کہ اوسپر گناہ ہی نہین پاتا ہے کسی کو کہ اوٹھاوی اوسکی طرف سے اوسکے گناہ سے
کسی شی کو ولو کان ذا قربی یعنی اگرچہ ہو وہ شخص جسکو وہ نفس مثقلہ بلاتا ہی اوسکا ناتے والا نہ
اوٹھائیگا اوس کی بوجہ سی کہیہ معنی آیت کی یہ ہین اگر بلائے کوئی نفس جو کہ گناہون سی بہاری ہو رہا
ہے کسی دوسری نفس کو طرف اوٹھانی کسی شی کے اوسکے گناہون سی اوسکے ہمراہ تو جس کو
بلایا ہی وہ نہ اوٹھائیگا اون گناہون سی کہیہ گو وہ اوسکا قریب ہو نسب سی جیسے باپ مان بیٹا
بھائی بہر درمیان جس شخص کی اور بلانیوالی کے کہیہ قرابت نہین ہی وہ بھلا کیونکر اوٹھائیگا **حمل**
بالکسر وہ ہی جو ظہر ونحوہ پر اوٹھایا جاتا ہی جمع اسکی احمال وحمول ہی حملت المتاع حملا من باب ضرب
فانا حامل والاشی حاملۃ بالتاء لانہا صفۃ مشترکۃ ابن سکیت نے کہا حمل بالفتح وہ ہی جو پیٹ مین
ہے یا درخت کے سر پر اور حِمل بالکسر وہ ہے جو پیٹھ پر ہے یا سر پر ازہری نے کہا صواب یہی ہے
اور یہی قول ہی اصمعی کا اور کہا کہ عورت جب پیٹ سی ہو تو اوسکو امرأۃ حامل وحاملۃ کہتی ہین کسی
نے ذو قربی پڑہا ہی اس بنا پر کہ کان تامہ ہی جسطرح کہ اس آیت مین ہی وان کان ذو عسرۃ

له او الضمیر او الہاء یعنی
سکتہ بوجہ اوسکے
اپنے بوجہ سے
ساتھہ اپنے بوجہ کے

زمخشری نی کہا کہ نظم کلام خوتبری اور روی ملاءمت واسطی ناقصہ کی اسلیی کہ معنی یہ ہین کہ مشقلہ جسوقت
بلاوی کسی کو طرف اپنی بوجہہ کے تو ناوٹھا یا جاہی اوس سی اگرچہ ہو اوسکا بلایا ہوا صاحب قرابت
یہ کلام ملتہم ہی اور اگر تو یون کہی اگرچہ پایا جاہی ذو قربی تو کلام اپنے التہام سی کل جائیگا انتہے
عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع مین
فرمایا خبردار نہین جنایت کرتا ہی کوئی جنایت کرنیوالا مگر اپنی جان پر نہین جنایت کرتا ہی کوئی
والد اپنے ولد پر اور نہ کوئی مولود اپنے والد پر اخرجہ احمد والترمذی وصححہ والنسائی
وابن ماجہ **ابو رمثہ** کہتی ہین مین چلا ہمراہ اپنے باپ کے طرف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پہر جب مین نے آپ کو دیکھا تو میری باپ سی فرمایا تیرا بیٹا ہی یہ اوسنی کہا ہان قسم
ہے رب کعبہ کی فرمایا خبردار بیشک وہ نہین جنایت کرتا ہی تجہپر اور نہ تو جنایت کرتا ہی اوسپر پہر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی اخرجہ ابو داؤد والترمذی والنسائی
والبیہقی وغیرہم **حضرت** ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ملیگا باپ اور مان بیٹی
سے تو دونون اوس سی کہینگے ای میرے بیٹے تو اوٹھا ہم سے بعض گناہ ہماری تو وہ کہیگا مین
طاقت نہین رکہتا ہون بس ہی مجہکو وہ جو مجہپر ہے جملہ انما تنذر الخ مستانفہ ہی مقصود
اوس سے بیان کرنا اوس شخص کا ہے جو کہ انذار سے نصیحت پذیر ہوتا ہی یعنی تو تو اونہین کو ڈراتا
ہے جو ڈرتے ہین اپنی رب سی اس حال مین کہ غائب ہین اوسکے عذاب سے یا ڈرتے ہین
اوسکی عذاب سی اس حال مین کہ وہ عذاب اون سی غائب ہی یا ڈرتے ہین اوس سے خلوتون مین
لوگون سی تنہا ہوکر زجاج نے کہا تاویل اسکی یہ ہی کہ انذار تیرا اونہین کو نفع دیتا ہے جو اپنے رب سے
ڈرتے ہین سو گویا تو اونکو ڈراتا ہی نہ اونکے غیر کو اون لوگون مین سے جنکو انذار نفع نہین دیتا ہی
کقولہ تعالی انما انت منذر من یخشاہا وقولہ تعالی انما تنذر من اتبع الذکر وخشی
الرحمن بالغیب اقامت صلوۃ کی یہ معنی ہین کہ نماز کے کام کا اہتمام واعتنا کیا اوس سے کسی
شے کے ساتہہ مشغول نہوئے اون چیزون مین سی جو اونکو مشغول کرین اور اوسپر دوام کیا
تزکی سے مراد پاک ہونا ہی شرک وفواحش کے میل کچیل سی معنی یہ ہین جو شخص پاک ہوا معاصی
چہوڑکر اور عمل صالح کثرت سی کیی تو وہ جو پاک ہوتا ہی سو واسطی اپنے نفس کے کیونکہ اسکا نفع اوسی کے

ساتھہ خاص ہی جس طرح کہ گناہ اوس شخص کا جو چرک آلودہ ہوا نہوگا مگر اوسپر نہ اوسکے غیر پر چھپوتی
ومن تزکی فانما یتزکی پڑہا ہے اور ابو عمرو نے فانما یزکی ادغام تا کا زای مین کیا ہی حضرت
ابن مسعود وطلحہ نے ومن ازکی فانما یزکی اللہ پاک نے اولاً یہ ذکر کیا کہ کوئی کسی کا گناہ نہین
اوٹہاتا ہی پہر ثانیاً یہ ذکر کیا کہ گنہگار اگر اپنے غیر کو بلائے گا وہ اوسکے رشتہ دارون سی ہو طرف
اوٹہانے کسی شی کے اوسکے گناہون سی تو وہ اوسکو نہ اوٹہائیگا پہر ثالثاً یہ ذکر کیا کہ ثواب
طاعت کا اوسکے فاعل کی ساتھہ خاص ہی اوسکے غیر کے لیے اوسمین سی کچھہ نہین ہی پہر ایک
مثل بیان کی واسطی مومن و کافر کے پہر ثنائی بیان کی اولاً درمیان اونکی ذاتون کے اور
ثانیاً درمیان اونکی وصفون کی اور ثالثاً درمیان مستقر و دار دونون کے آخرت مین پس فرمایا
وما یستوی الاعمی والبصیر ۝ ولا الظلمت ولا النور ۝ ولا الظل ولا الحرور ۝
وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء ج وما انت بمسمع من
فی القبور ۝ ان انت الا نذیر ۝ انا ارسلنک بالحق بشیرا ونذیرا ط وان من امۃ
الا خلا فیہا نذیر ۝ وان یکذبوک فقد کذب الذین من قبلہم ط جاءتہم
رسلہم بالبینت وبالزبر وبالکتب المنیر ۝ ثم اخذت الذین کفروا فکیف
کان نکیر ۝ اور برابر نہین اندہا اور دیکہتا اور نہ اندہیرا اور نہ اوجالا اور نہ سایہ اور نہ لو اور برابر نہین
جیتے اور نہ مردے اللہ سناتا ہے جسکو چاہی اور تو نہین سنانیوالا قبر مین پڑون کو تو تو یہی ہی ڈر کی
خبر پہنچانیوالا ہم نے بہیجا ہے تجکو سچا دین دیکر خوشی اور ڈر سناتا اور کوئی فرقہ نہین جسمین نہین
ہو چکا کوئی ڈرانی والا اور اگر وہ تجکو جہٹلاوین تو آگے جہٹلا چکے ہین اون سی اگلے پہنچے اون پاس
رسول اون کے لیکر کہلی باتین اور ورق اور چمکتی کتاب پہر پکڑا مین نی منکرون کو تو کیسا ہوا انکا
میرا ف یعنی سب خلق برابر نہین جن کو ایمان دیناہی اونہین کو ملیگا تو بہتیری آرزو کرکی
تو کیا ہوتا ہے یہ جو فرمایا نہ اندہیرا نہ اوجالا یعنی نہ اندہیرا برابر اوجالے کے نہ اوجالا برابر اندہیرے
کے اور فرمایا تو نہین سناتا قبر مین پڑون کو اور حدیث مین ہی کہ مردون سی سلام علیک کرو وہ
سنتے ہین اور بہت جگہہ مردے کو خطاب کیا ہی اسکی حقیقت یہ کہ مردے کی روح سنتی ہے قبر مین
پڑا ہے دہڑ وہ نہین سن سکتا ف ڈرانے والا خواہ نبی ہو خواہ نبی کی راہ پر انتہی ف

ع ۳ ۱۲ ۵

اللہ پاک فرماتا ہی کہ جسطرح یہ تباین مختلف اشیا برابر نہین ہین جیسے اندہا اور دیکہنا کہ دونون برابر نہین ہین بلکہ باہم اونکے بڑا فرق ہی اور جسطرح کہ برابر نہین ہی اندہیرا اور نہ اُجالا اور نہ سایہ نہ لُو اسی طرح برابر نہین ہین زندے اور مردے یہ ایک مثل ہی کہ اللہ پاک نی اوسکو بیان فرمایا ہی واسطے مومنون کے یہ زندہ ہین اور واسطے کافرون کے یہ مُردہ ہین کقولہ تعالی اَوَمَن کان میتا فاحییناہ وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس کمن مثله فی الظلمات لیس بخارج منها وقال عز وجل مثل الفریقین کالاعمی والاصم والبصیر والسمیع هل یستویان مثلا پس مومن تو دیکہتا سنتا روشنی مین چلتا ہے سیدہی راہ پر دنیا و آخرت مین یہان تک کہ یہ حال قرار پذیر کردیگا اوسکو سایہ دار چشمے والے باغون مین اور کافر اندہا اور بہرا ہے اندہیرون مین چلتا ہے اوسکو اونسے نکلنا نہین ہی بلکہ وہ اپنے غی وضلال کے اندر دنیا و آخرت مین حیران سرمارتا پہرتا ہی یہان تک کہ یہ حال اوسکو پونہچا دیگا طرف حرور وسموم وحمیم کے اور سایے کے درہوئین سے کہ وہ نہ سرد ہے نہ عزت کا ہی قولہ تعالی ان الله یسمع من یشاء کا یہ مطلب ہے کہ بیشک اللہ جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہی اوسکو حجت کے سننے کی اور اوسکے قبول کی اور اوسکے مطیع ومنقاد ہونیکی وما انت بمسمع من فی القبور کی یہ معنی ہین کہ جس طرح مردے بعد موت کے اور قبرون کی طرف پونہچ جانیکی نفع نہین پاتے ہین ہدایت سی اور اوسکی طرف بلانی سے یہ لوگ کفار ہین اسی طرح یہ مشرک ہین جنپر شقاوت لکہا چکی ہے تیرے واسطے اونکے حق مین کوئی حیلہ وتدبیر نہین ہی نہ تو اونکی ہدایت کی طاقت رکہتا ہی ان انت الا نذیر یعنی تو جو ہے سو تیرے ذمے پر پونہچا دینا اور ڈرانا ہے اور اللہ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے انا ارسلناك بالحق بشیرا ونذیرا یعنی بیشک ہم نے تجکو بہیجا خوشی سنانیوالا واسطے مومنون کے اور ڈرانیوالا واسطے کافرون کی وان من امة الا خلا فیها نذیر یعنی نہین گذر چکی کوئی امت بنی آدم سے مگر حال یہ ہی کہ اللہ تعالی نی اونکی طرف ڈرانیوالی بہیجدیے اور اونکی علتین اور بہانے دور کردیے کما قال تعالی انما انت منذر ولکل قوم هاد وکما قال تعالی ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت فمنهم من هدی الله ومنهم من حقت علیه الضلالة الایة آیات اس باب مین

۱۵۷

---

۱۱ ورہ ۴ ۶ ۷ ۲ اپنے نزدیک

سلہ بہلا ایک شخص کو مردہ بنا پہر ہدی اوسکو زندہ کیا اور دی اوسکو روشنی کہ لیا پہر ہادی ہوگیا مومنین برابر اوسکی اور جسکا حال یہ ہے اندہیرون مین پڑا ہوا ہے نکل نہین سکتا ۱۲ سکہ

مثال دونون فریق کی جیسے ایک اندہا اور بہرا اور ایک دیکہتا اور سنتا کیا برابر ہے دونون کا حال ۱۲ سکہ

سکہ تو نہ ڈرانیوالا ہی اور ہر قوم کو ہوا ہی ڈرانیوالا ۱۲ سکہ

حرور وسموم باد گرم وحمیم آب گرم ۱۲ منہ

بہت ہین قولہ تبارک وتعالی وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک جاءوا بالبینات سی مراد معجزات باہرات اور ادلۂ قاطعات ہین اور زبر لتب ہین اور کتاب منیر کتاب واضح وبین یعنی باوجود اس سب کی اونہون نے اپنی رسولون کو جھٹلایا اوس شی مین جسکو وہ لیکر آئے پھر مین نی اونکو پکڑا ساتھہ عقاب و نکال کے سو کیسا دیکھا تو نے کہ میرا انکار اونپر عظیم و شدید و بلیغ ہوا واللہ اعلم کذا فی ابن کثیر ف استوی منجملہ اون افعال کی ہی جنمین ایک کافی نہین ہوتا ہے پس اگر یون کہو کہ استوی زید تو صحیح نہوگا سو اسی وجہ سے اس کے فاعل پر عطف لازم ہی یا تعدد فاعل کا اعمی وہ ہے جس سے حاسۂ بصر سلب کر لیا گیا ہی اور بصیر وہ ہے جسکے واسطے ملکہ بصر کا ہے تشبیہ دی کافر کی اعمی سے اور مومن کی بصیر سے کسی نے کہا کہ جاہل وعالم کی مثل ہی اور باطل کی تشبیہ دی ہی تاریکیون سے اور حق کی نور سے ظلمات کو جمع اور نور کو مفرد ذکر کیا ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ باطل کی اقسام متعدد ہین اور حق متحد ہے اخفش نے کہا ہے کہ کلمۂ لا قولہ تعالی ولا الظل ولا الحرور مین زائد ہے تقدیر یہ ہی وما تستوی الظلمات والنور ولا الظل والحرور کلمہ حرور بالفتح سورج کی سخت گرمی کو کہتے ہین یہ خلاف برد ہے محاورے مین بولتے ہین حرّ الیوم والطعام یحرّ من باب تعب وحرحرا وحرورا من باب ضرب وقعد لغۃ والاسم الحرارۃ فہو حارٌّ وحرّت النار تحرّ من باب تعب تو قدت واستعرت حرّہ بالفتح سیاہ پتھر والی زمین کو کہتی ہین جمع حرار ہے جیسے کلبۃ و کلاب اور حرور بروزن رسول گرم ہوا کو بولتے ہین اخفش نے کہا حرور نہین ہوتا ہے مگر ساتھہ آفتاب روز کے اور سموم ہوتی ہی رات کو کسی نے اسکا عکس کہا ہی رویہ بن عجاج نے کہا کہ حرور خاصۃ رات مین اور سموم خاصۃً دن مین ہوتی ہے فراء نے کہا کہ سموم نہین ہوتی ہی مگر دن مین اور حرور ہوتی ہی رات دن دونون مین نحاس نے کہا یہ قول اصح ہی قطرب نے کہا حرور حر ہے اور ظل برد معنی یہ ہین برابر نہین ہوتا ہے وہ سایہ جسمین گرمی نہین ہے اور نہ ایذا ہے اور وہ حر جو کہ ایذا دیتی ہی کسی نے کہا کہ مراد ثواب وعقاب ہی شدت حر مین مبالغہ کرنے کو حر کا نام حرور رکھا ہی کیونکہ بنا کی زیادتی دال ہوتی ہے معنی کی زیادتی پر کلبی نے کہا کہ مراد ظل سی جنت ہی اور حرور سے نار عطا نے کہا یعنی سایہ رات کا اور دھوپ دن کی پھر اللہ پاک نی مومن وکافر کی ایک اور تمثیل اول سی ابلغ ذکر کی فرمایا اور نہین برابر ہین زندی اور مردے

سو مومنون کے زندون سی اور کافرون کی مُردون سی تشبیہ دی اسمین اول سی اس لیی زیادہ تر
مبالغہ ہے کہ درمیان زندہ و مردہ کے کمال منافات ہی اسی لیی فعل کا اماده کیا گیا ہے اور
درمیان اعمیٰ و بصیر کے جو تنافی ہی سو وہ پوری نہین ہی کیونکہ بہت سی ادراکات مین دونون کا
اشتراک ممکن ہی ابن قتیبہ نے کہا کہ احیا عقلا ہین اور اموات جہال قتاده نی کہا یہ سب امثال ہین
یعنی جسطرح یہ اشیا برابر نہین ہوتے ہین اسی طرح کافر و مومن برابر نہین ہین تینون جگہہ مین کلمہ لا زیاده کیا گیا ہی
پانچ بار دو پہلے مین اور دو دوسرے مین اور ایک تیسرے مین اور سب کے سب واسطی تاکید
نفی استوا کی ہین پس زیادت شامل ہی واسطی اصل زیادت اونکی کی مثل اولی کے حملہ اولی
سے اور واسطی تکریر اوس کے کی ہی مثل ثانی کی اونمین سی قولہ تعالی ان اللہ یسمع من یشاء
یعنی بی شک اللہ سناتا ہے جس کا سنانا چاہتا ہی اپنی دوستون سی جنکو اوسنے اپنی جنت کے
واسطی پیدا کیا ہی اور اپنی طاعت کی واسطی اونکو توفیق دی ہی یہ شروع ہی نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تسلی مین انتہا اسکی فکیف کان نکیر پر ہے مراد یسمع سی یہ ہی کہ ہدایت کرتا ہے اور
پونہچا دیتا ہے جسکا پونہچانا اور ہدایت کرنا چاہتا ہی تو اوسکو قبر و نسی زنده کر دیتا ہی من فی القبور سی مراد
کفار ہین جن کی دلون کو کفر نے مرده کر دیا ہی یعنی جس طرح وہ نہین سنتا ہی جو مر گیا ہی اسیطرح
وہ نہین سنتا ہی جسکا دل مر گیا ہی جمہور نی یسمع کو تنوین و بقطع اضافت پڑہا ہی اور حضرت
حسن و عیسی ثقفی و عمرو بن میمون نی با ضافت ان انت الا نذیر کا یہ مطلب ہی کہ تو تو یہی
ایک پیغمبر ہے ڈرانیوالا کچھ بہی ڈرانا اور پونہچا دینا ہی ہدایت سی تیری واسطی کچھہ نہین ہے یعنی
ہدایت کا تیرا ذمہ نہین ہی ہدایت و ضلالت تو اللہ عز و جل ہی کے ہاتھہ مین ہی بالحق جار
ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر حال فاعل سی ای انا ارسلناک محقین یا مفعول سی ای محقا یا مصدر
محذوف کی صفت ہی ای ارسالا متلبسا بالحق ای بالهدی یا متعلق ہی بشیرا سے ای بشیرا بالوعد الحق
ونذیرا بالوعید الحق اولی یہ ہی کہ مصدر محذوف کی صفت ہو اور بشیرا و نذیرا کے یہ معنی ہین کہ خوشخبری
دینے والا اہل طاعت کو اور ڈرانیوالا اہل معصیت کو قولہ تعالی وان من امة الا خلا فیها
نذیر یعنی نہین ہی کوئی امت گذشتہ امتون سی مگر گذر چکا ہی اوسمین کوئی نذیر کہ اوسی ڈرائے
انبیا مین سی امت کہتی ہین جماعت کثیره کو اور ہر اہل عصر کو بولتی ہین مراد اس جگہہ اہل عصر ہین ذکر

نذیر پر قصر کیا بشیر کا ذکر نہین فرمایا اس واسطے کہ مقام سے ہی زیادہ تر چسپتا ہی پھر اگر کوئی کہی کہ
جو فترہ درمیان حضرت عیسی علیہ السلام کے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی اوسمین کتنی
امتین ہین جنمین کوئی نذیر نہین گذرا تو اسکا یہ جواب ہی جبکہ آثار نذارت کی باقی تہی تو نذیر سے
خالی نہ ہین مگر یہ کہ آثار نذارت مندرس ہو جاہین اور جس وقت عیسی علیہ السلام کے آثار
نذارت مندرس ہو گئے تو اللہ پاک نی حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین
افضل انبیا و رسل کو مبعوث فرمایا اور آپ کی نذارت کی آثار روز قیامت تک باقی ہین کیونکہ آپ کے
بعد کوئی نبی نہین ہی فہل من مدکر پھر ہی کوئی نصیحت پذیر یہ تقریر اس بات کی مقتضی ہی کہ اہل
فترت مکلف تہے اس لیی کہ آثار رسل متقدمین کی اونمین باقی تہی یہ بات اوس امر کے خلاف ہے
جو شرح ابن حجر علی الہمزیہ مین ہی اوسمین یون کہا ہی کہ اہل فترت اہل جنت سی ہین گو اونہون نے
تغییر و تبدیل کی اور غیر اللہ کو پوجا اس لیی کہ اونکی طرف کوئی رسول نہین بہیجا گیا کیونکہ اگلی رسولونکی
رسالت اونکی موت کی ساتھہ منتہی ہو گئی اسواسطے کہ بعد موت کی کسی رسول کی رسالت کا استمرار
معلوم نہین ہوا مگر ہماری حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس اہل فترت غیر مکلف ہین ساتھہ
اوس چیز کے جس کو وہ کرتی ہین گو وہ صورۃً معصیت ہو لیکن بعض اہل فترت کی تعذیب مین نص
وارد ہوئی ہی جیسے عمرو بن لحی تو اس نص کی تلقی کیجائی اور اعتقاد کیا جاہی تعذیب کا خاص
اونکے حق مین جنکی باری مین وارد ہوئی ہی نہ اس لیی کہ جو کچھہ اونہون نے کیا وہ کفر ہی بلکہ بسبب
کسی حکمت کی جسکو اللہ تعالی جانتا ہی اور ہم اوسپر مطلع نہین ہوئے انتہی ملخصاً پس ظاہر یہ ہے
کہ حاصل ہوگا اتصال درمیان آیت کی اور اوس تقریر کے جو بیان ہوئی مگر اس طور کہ التزام کیا
جاہی اس بات کا کہ جملہ عرب ایک امت ہین اور صادق آئی تقدم نذیر کا اوسمین ساتھہ تقدم
حضرت اسمعیل علیہ السلام کے اور بنی اسرائیل ایک امت ہین اور صادق آئی تقدم نذیر کا اونمین
ساتھہ تقدم حضرت عیسی علیہ السلام کی اور اونکی من قبل کی فتامل پھر اللہ پاک نے اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعزیت و تسلی کی ارشاد فرمایا وان یکذبوك الآیہ بینات سے
مراد معجزات واضحہ و دلالات ظاہرہ ہین اور زبر سے مراد کتب مکتوبہ جیسے صحف ابراہیم
علیہ السلام یہ تیس تہے اور جیسے صحف موسی علیہ السلام قبل توریت کے یہ دس تہے اور مثل صحف

شیث علیہ السلام کی یہ ساٹھ ہین پس جملہ صحیفے ایک سو ہوئی انکے ساتھہ چارون کتابین ملائی
جائین تو جملہ کتابین جو انبیا پر اوتاری گئین ایک سو چار ہوئین قالہ الخفناوی کتاب منیر جیسے توریت
و انجیل کسی نے کہا کہ کتاب منیر داخل ہی زبر و بینات کی تحت مین عطف و اسطی تغایر معنومات کے
ہے اگرچہ وہ صدق مین متحد ہین اولی التخصیص بینات کی ہی ساتھہ معجزات کے اور زبر کے
ساتھہ اون کتابون کی جنمین مواعظ ہین اور کتاب منیر کی ساتھہ اوس کتاب کی جسمین شرائع و
احکام ہین جواب شرط کا محذوف ہی اور مذکور اوسکی دلیل ہی اسی فاصبر کما صبر اولعینی پس تو
صبر کر جیسا اونہون نی صبر کیا ثم اخذتہم کی جگہہ اخذت الذین کفروا فرمایا ضمیر کے بجای اسم ظاہر
رکہا سو فائدہ اوسکا تصریح کرنا ہی اون کی ذم کی ساتھہ اوس شے کے جو صلہ کے تحت مین ہے
اور اخذ کی علت کا اشعار کرنا ہی یعنی اونکی پکڑنے کا سبب اونکا کفر تہا یہی کفر اونکی تعذیب کا باعث
ہوا استفہام فکیف کان نکیر کا تقریری ہی جیسا کہ کرخی نے کہا ہی خفناوی نی کہا کہ اسمین تامل کرنا چاہیے
یعنی پہر کیسا ہوا میرا انکار اونپر اور میری عقوبت اونکو مطلب یہ ہی کہ اپنے موقع مین واقع ہوا نکیر یعنی
انکار ہی انکار کہتی ہین تغییر منکر کو اسکا بیان عنقریب گذر چکا ہی کذا فی فتح البیان پہر اللہ پاک نے
اپنی انواع قدرت باہرہ سے ایک نوع ذکر کی اور اپنی مخلوقات بدیعہ سی ایک خلق عجیب بیان فرمائی
ارشاد کیا الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فاخرجنا بہ ثمرات مختلفا الوانہا
ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانہا وغرابیب سود ومن الناس
والدواب والانعام مختلف الوانہ کذلک انما یخشی اللہ من عبادہ العلمؤا
ان اللہ عزیز غفور تو نی نہ دیکہا کہ اللہ نی اوتارا آسمان سی پانی پہر ہمنی نکالی اوس سی میوی طرح
طرح اونکی رنگ اور پہاڑون مین گہاٹیان ہین سفید اور سرخ طرح طرح رنگ اونکے اور بہجنگ
کالے اور آدمیون مین اور کیڑون مین اور چوپایون مین کئی رنگ کے ہین اسی طرح اللہ سے ڈرتے
وہی ہین اوسکی بندون مین جنکو سمجہہ ہی تحقیق اللہ زبردست ہی بخشنے والا ف سفید بہی کئی
درجے اور سرخ بہی کئی درجے یہ سب بیان ہی قدرت رنگارنگ کا اسی طرح انسان مین ہر ایک
کی طرح جدا ہی اسی طرح مومن اور کافر ایک دوسرا سا ہو جاوی کب ہو سکے یہ تسلی ہی حضرت کو ف
یعنی سب آدمی ڈرنیوالی نہین ڈرنا اللہ سے سمجہہ والون کی صفت ہی اور اللہ کی معاملت بہی دو طرح سے

زبردست بہی ہے کہ ہر خطا پر پکڑی اور غفور بہی ہی کہ گنہگار کو بخشتے انتہے ف اللہ پاک
اپنے کمال قدرت پر آگاہ فرماتا ہے اس بات مین کہ اوسنی ایک شی سے قسم قسم کی مختلف چیزین
پیدا کین وہ شی پانی ہی جسکو آسمان سی اوتارتا ہے بسبب اوسکی نکالتا ہی میوے جن کے رنگ
مختلف ہین زرد و سرخ و سبز و سفید انکے سوا اور رنگ میوون کی یہ رنگ تو اصول ہین پہر انکو
ترکیب دیکر اور رنگ پیدا ہوتے ہین جس طرح کہ یہ بات میوونکی رنگ و مزہ و بو کے قسم قسم
ہونے سے مشاہد ہے ہر قسم کا رنگ و مزہ و بو جدا جدا ہے چنانچہ اللہ پاک نے دوسری
آیت مین ارشاد فرمایا ہی وفی الارض[۱] قطع متجاورات وجنات من اعناب و
زرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقی بماء واحد ونفضل بعضها علی
بعض فی الاکل ان فی ذلك لایات لقوم یعقلون قولہ تعالی ومن الجبال جدد
الآیہ کا مطلب یہ ہی کہ اللہ پاک نی اسی طرح پہاڑون کو بہی مختلف رنگ پیدا کیا ہی چنانچہ یہ امر
بہی مشاہد ہے کہ پہاڑ سفید و سرخ ہوتی ہین اور بعض مین راہین ہوتی ہین مختلف رنگ جدد یعنی
طرائق جمع ہی جدہ کی حضرت ابن عباس نی فرمایا کہ جدد طرائق ہین اسی طرح ابو مالک و حسن و
قتادہ و سدی نے کہا ہی عکرمہ نی کہا کہ غرابیب لغبی سیاہ پہاڑ ہین اسی طرح ابو مالک و
عطای خراسانی و قتادہ نے کہا ہی ابن جریر نے کہا کہ عرب لوگ جس وقت سیاہ کا کثرت سیاہی
سے وصف کرتی ہین تو اسود غرابیب بولتی ہین اسی لیی بعض مفسرین نی اس آیت مین کہا ہے کہ
یہ آیت مقدم و موخر کے باب سی ہی غرابیب سود یعنی سود غرابیب لیکن اس قول مین نظر ہے
قولہ تعالی ومن الناس والدواب والانعام الآیہ یعنی اسی طرح حیوانات کا حال ہے
آدمیون اور دواب سے کہ وہ بہی مختلف رنگ مین دابہ ہر وہ حیوان ہی جو دبیب[۵۲] کرتا ہے
قوائم پر اور انعام عطف خاص علی العام کی باب سی ہی کیونکہ انعام دواب مین داخل ہین غرضکہ
آدمیون مین سی بربر و حبوش و طاطم ہین غایت سیاہی مین اور صقالبہ و روم غایت درجے
کی سفیدی مین اور عرب درمیان انکی اور اہل ہند انسے کم اسی لیی اللہ تعالی نی دوسری آیت
مین فرمایا ہے واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلك لایات للعالمین[۵۳] اور اسی طرح
دواب و انعام مختلف الالوان ہین یہانتک کہ ایک جنس مین بلکہ ایک نوع اونمین کی مختلف رنگ ہے

[۱] اور زمین مین کئی ٹکڑے ہین ملی ہوئی اور باغ ہین انگور کے اور کھیتی اور کھجورین ایک جڑ سے اور کئی جڑ سے اور ان کو ایک پانی سے پلاتے ہین اور پھل مین ایک کو ایک سے زیادہ کرتے ہین ایک میوہ میٹھا ہوتا ہے ایک کھٹا ان مین نشانیان ہین اونکو جو سمجھتے ہین ۱۲

[۵۲] اور چہارپائے ہین انکی بولیان تہا رنگا رنگ کی ہین اونکو جو سمجھتے ہین ۱۲

[۵۳] دبیب نرم رفتن ۱۲

بلکہ ایک ہی حیوان کا ابلق رنگ کر دیا گیا ہی کہ اوسمین یہ رنگ بھی ہی وہ رنگ بھی ہی فتبارک اللہ
احسن الخالقین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ ایک شخص آیا طرف نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو عرض کیا کیا رنگتا ہے تیرا رب آپ نی فرمایا ہان ایسا رنگ جو کہ
نہین ہوتا ہے سرخ و زرد و سفید رواہ الحافظ ابو بکر البزار و روی مرسلا و موقوفا و اللہ اعلم اور
اسی لیی اللہ تعالی نی بعد اسکے یہ فرمایا ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اوس سی جو
ڈرتے ہین حق اوسکی ڈرنے کا سو وہ علمای عارفین ہین یعنی جن کو اوسکا علم و معرفت ہے
کیونکہ جب ہوگی معرفت واسطی عظیم قدیر علیم کے جو کہ موصوف ہی بصفت کمال اور منعوت ہے
باسمای حسنی اور جب ہوگی معرفت ساتھہ اوس کی تمامتر اور علم ساتھہ اوسکی کاملتر تو ہوگی خشیت
واسطی اوسکی اعظم و اکثر حضرت ابن عباس نی فرمایا علما وہ ہین جو یہ جانتے ہین کہ اللہ ہر شی پر
قادر ہے دوسری روایت مین اون سی یہ ہے کہ عالم رحمن اوسکی بندون سی وہ ہی جس نے
شریک نہ کیا ساتھہ اوس کی کسی شی کو اور حلال کیا اوسکے حلال کو اور حرام کیا اوسکے حرام کو اور
حفاظت کی اوسکی وصیت کی اور یقین کیا اسکا کہ وہ اوس سی ملنی والا ہے اور حساب لیا جائیگا اسنے
اپنے عمل کے سعید بن جبیر نے کہا خشیت وہ ہی جو حائل ہوتی ہی درمیان تیری اور اللہ عزوجل کی
معصیت کے حضرت حسن بصری نی فرمایا عالم وہ ہی جو ڈرا رحمن سی بن دیکھی اور رغبت کی
اوس شی مین جس کی طرف اللہ نے رغبت دلائی اور بے رغبتی کی اوس شی مین
جس مین اللہ نے خفگی کی پھر حضرت حسن نے یہ آیت پڑہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نی فرمایا نہین ہی علم کثرت حدیث سی ولیکن علم ہی کثرت خشیت سے
حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالی نی فرمایا کہ علم نہین ہی کثرت روایت سی علم تو ایک نور ہے جس کو
اللہ دل مین رکھدیتا ہی احمد بن صالح مصری نی کہا معنے اسکی یہ ہین کہ خشیت کا ادراک نہین کیا جاتا ہے
کثرت روایت سی اور وہ علم جو اللہ عزوجل نی فرض کیا ہی کہ اوسی کی پیروی کیجائی سو وہ یہی کتاب
وسنت ہی اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم سی آیا ہی اور جو اونکی بعد مسلمانونکی امام ہین اونسی آیا ہی پس اس کا
ادراک نہین کیا جاتا ہی مگر ساتھہ روایت کی اور اونکا یہ قول کہ وہ نور ہی سو اس سی اونکی مراد فہم علم ہے
اور معرفت اوسکی معانی کی سفیان ثوری نی عن ابی حیان تیمی عن رجل روایت کیا ہی کہا جاتا تھا

ف جو برای برکت السری
جو برای بترتیبانی والا ۱۲
ف جو کہ راوی ہین عن
ابن دینار عن مالک ۱۲

کہ علما تین ہین عالم باللہ عالم بامراللہ اور عالم باللہ جو عالم بامراللہ نہین ہی اور عالم بامراللہ جو عالم باللہ نہین ہی پس عالم باللہ و بامراللہ وہ ہی جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہی اور فرائض وحدود کو جانتا ہی اور عالم باللہ جو عالم بامراللہ نہین ہی وہ ہی جو اللہ سی ڈرتا ہی اور حدود و فرائض کو نہین جانتا ہی اور عالم بامراللہ جو عالم باللہ نہین ہی وہ ہی جو حدود و فرائض کو جانتا ہی اور اللہ عز وجل سے نہین ڈرتا ہی کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہی کہ خطاب الم ترکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی یا ہر اوس شخص کو جو اس خطاب کی صلاحیت رکھتا ہی اور یہ رویت قلبی یعنی علم ہی ماء سی مراد آب باران ہی یعنی کیا نہین جانا تو نی کہ اللہ نے اوتارا آسمان سی پانی اَنَّ مع اپنی اسم وخبر کے قائم مقام دو مفعول کی ہی واسطی الم ترکے تہرا اللہ پاک نی بجای فاخرج بہ کی فاخرجنا بہ فرمایا بطور التفات کی غائب سی طرف متکلم کے سو نکتہ اسکا یہ ہی کہ ظاہر کرنا کمال اعتناء و اہتمام کا ہی ساتھ فعل اخراج کی کیونکہ اس اخراج مین ایک صنعت بدیع ہی اور اسلیی کہ منت اخراج کی ابلغ ہی انزال ماء سے معنی یہ ہین بہر نکالی ہمنی اوس پانی سی میوی جنکی الوان مختلف ہین نصب مختلفا کا اس بنا پر ہے کہ ثمرات کی صفت ہی مراد الوان سی اجناس و اصناف ثمرات ہین مثلاً انار سیب انجیر انگور انکی سوا اور بہت میوے جنکا حصر بیان سی باہر ہی بامراد الوان سی اونکی ہیئتین شکلین ہین یعنی بعض سفید بعض سرخ بعض زرد بعض سبز بعض سیاہ حضرت ابن عباس نی فرمایا کہ سفید و سرخ و سیاہ جدد و جمع ہی جُدہ بالضم کی جدہ کہتی ہین طریق کو خفش نے کہا کہ اگر یہ جمع جدید کی ہوتی تو اللہ تعالی جدد فرماتا بضم جیم و دال جیسی سریر کی جمع سرر آتی ہی جمہور نی جُدَد بضم جیم و فتح دال پڑہا ہی اور زہری نی بضم جیم و دال جمع جدیدہ محاوری مین بولتی ہین جدیدہ و جُدد و جدائد ابو الفضل نی کہا معنی سکی آثار جدیدہ واضحۃ الالوان ہین زہری سے بفتح ہر دو بہی مروی ہی ابو حاتم نی نقل و معنی کی جہت سی اسکو رد کیا ہی اور غیر ابو حاتم نے اوسکو صحیح کہا ہی اور کہا کہ جدد بفتح ہر دو طریق واضح بین کو کہتی ہین کسی نی کہا کہ جُدد بمعنی قطع ہی ماخوذ جدد ت الشئی اذا قطعتہ سی ابن بحر نے اسکو حکایت کیا ہی جوہری نی کہا جُدَّہ وہ خطہ ہی جو گدہے کی پیٹھ مین ہوتا ہی مخالف اوسکی رنگ کی اور جُدہ طریقہ ہی جمع جُدد و جدائد ہی مبرد نی کہا جدد طرائق و خطوط ہین واحدی نے کہا اور مثل اسکی مفسرین نی جدد کی تفسیر مین کہا ہی فراء نی کہا وہ طرق ہین جو پہاڑون مین ہوتی ہین مثل عروق کی سفید و سیاہ و سرخ واحد اوسکا جُدّہ ہی معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نی طرائق جبال کی یا اون خطوط کی

ف فتح البیان

لہ یعنی خطاب خواہ کسی کو ہو لیکن اوسکا اخراج ۱۲ صراح

ع ۵ خطہ بالضم یعنی خطہ ہی جمع اسکی خطط ہے ۱۲

جوا دنمین ہوتی ہین خبر دی کہ بعض کا رنگ سفید ہی اور بعض کا سرخ یا یہ کہ شدت وضعف مین
اونکی رنگ مختلف ہین **غرابیب سود** غرابیب جمع ہے غربیب کی غربیب کہتے ہین
سخت سیاہ کو جسکا رنگ کوّے کے رنگ کے مشابہ ہوتا ہی جوہری نے کہا تو کہی کہ ہذا
اسود غربیب یعنی یہ شی سخت سیاہ ہی اور جب تو یون کہی کہ غرابیب سود تو سود کو غرابیب سے
بدل ٹھیرائیگا فراء نے کہا کہ کلام مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر وسود غرابیب ہی اسواسطے کہ اسود
غربیب بولتی ہین اور غربیب اسود بہت کم کہتی ہین کسی نی کہا کہ غربیب اسود کی تاکید ہے جیسی
احمر کی تاکید قانی سے ہوتی ہی حق تاکید سے یہ ہے کہ مؤکد کی تابع ہو یہان جواد سکو مقدم کردیا
ہے سود اسطی مبالغہ کے مختلف الوانہا صفت ہی جدد کی اور وَغَرَابِیبُ معطوف ہی جدد پر
باین معنی اور پہاڑون سی جدد بیض و حمر ہین اور پہاڑونسی غرابیب ہین ایک رنگ پر کہ وہ سیاہی
ہے یا معطوف ہے حمر پر باین معنی اور پہاڑون سی جدد بیض و حمر و سود ہین کسی نی کہا کہ بیض پر
معطوف ہی اور مضاف محذوف کی تقدیر ضرور ہی قبل جدد کے ای ومن الجبال ذو جدد اسواسطے
کہ جدد جو ہے سو وہ الوان مین بعض پہاڑونکی ہین قولہ تعالی ومن الناس والدواب الآیۃ
مختلف الوانہ صفت ہی موصوف محذوف کی ای ومنہم صنف او نوع او بعض مختلف الوانہ یعنی
آدمیون اور دواب وانعام سی ایک صنف یا ایک نوع یا بعض ایسی ہین جنکی رنگ مختلف ہین سرخی و
سیاہی وسفیدی وسبزی وزردی مین قراءنی کہا اونمین سی ایک خلق ایسی ہی کہ اوسکے مختلف رنگ
ہین مثل اختلاف میوون کی اور پہاڑون کی اللہ پاک نی جوان چیزون مین اختلاف رنگون کا ذکر فرمایا
سو اسی لیی کہ یہ اختلاف بزرگترین دلائل سی ہے اللہ سبحانہ کی بدیع قدرت اور عجیب صنعت پر رہبری
نے دواب کو تخفیف با پڑہا ہی اور ابن سمیفع نی الوانہا کذلک صفت ہی مصدر محذوف کی تقدیر
یہی مختلف الوانہ اختلافا کائنا کذلک یعنی مختلف ہین رنگ اوسکی مختلف ہونی کرایسا مختلف ہونا کہ
مثل اس اختلاف جبال و ثمار کے ہی کسی نی کہا کہ کذلک ما بعدی متعلق ہی معنی یہ ہین کہ مثل اس نظر و
اعتبار کے اللہ کی مخلوقات مین اور اونکی رنگون کی اختلاف مین ڈرتے ہین اللہ سی منجملہ اوسکی بندونکی
علماء اس قول کو ابن عطیہ نی اختیار کیا ہی لیکن مردود ہی باین طور کہ ما بعد انما کا اوسکے ماقبل مین عمل نہین
کرتا ہی راجح وجہ اول ہی اور کذلک پر وقف تام ہی پہر اللہ پاک نی استیناف کلام کیا اور یہ خبر دی انما یخشی اللہ

الآیہ یا یہ آیت انما تنذر الذین یخشون ربہم بالغیب کے تمہ ہی یا ین معنی کہ اللہ پاک ہی جو لوگ کہ
بن دیکھے ڈرتے ہین سو وہی ہین جو اوسکو جانتے ہین اور اوسکے صفات جلیلہ و افعال جمیلہ کو جو
اوسکی ذات پاک کی لائق ہین بر ہر تقدیر اللہ پاک نی اس آیت مین اپنے اہل خشیت کو معین کر دیا یہ لوگ
علما ہین جو اوسکو اور اوسکی عظیم قدرت کو جانتی ہین مجاہد نے کہا عالم وہی ہی جو اللہ عزوجل سے ڈرا
اسی کے مثل شعبی ہی سے مروی ہی مسروق نی کہا کفی بخشیۃ اللہ علما و کفی بالاغترار جہلا حضرت
ابن مسعود ہی بھی مثل اسکی مروی ہی پس جو شخص زیادہ تر اللہ پاک کا عالم ہوگا وہی اوسکی وساطی سب سے
زیادہ تر خشیت رکھتا ہوگا ربیع بن انس نے کہا جو شخص اللہ سے نہ ڈرا وہ عالم نہین ہی حضرت ابن
عباس نی فرمایا علما باللہ وہ ہین جو اوس سے ڈرتے ہین حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی
کافی ہی مومن کو علم سے یہ کہ اللہ سے خشیت رکھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی کوئی شی کی پھر آپنی اوسمین رخصت دی تو ایک قوم نی اوس سے تنزہ کیا یعنی وہ
کام نہ کیا پھر یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پونہچی تو آپ نی خطبہ پڑہا پس اللہ کی حمد کی پھر فرمایا کیا
حال ہی اقوام کا کہ تنزہ کرتی ہین شی سے جسکو مین کرتا ہون پس قسم ہی اللہ کی بیشک مین البتہ زیادہ تر عالم ہون
ساتھہ اللہ کے اور سخت تر اوسکا ہون واسطی اوسکی از روی خشیت کی اخرجہ البخاری و مسلم

نکتہ وجہ تقدیم مفعول کی یہ ہی کہ مقام حصر فاعلیت کا مقام ہی اور اگر مؤخر کیا جاتا تو امر منعکس ہو جاتا
حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نی یرفع اسم شریف و نصب العلما پڑہا ہی اور یہی قرارت حضرت
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کشاف مین کہا ہی خشیت اس قرارت مین استعارہ ہی والمعنی انہ
یجلہم و یعظمہم کما یجل الہیب المخشی من الرجال بین الناس یعنی اللہ اونکی تعظیم و اجلال وعوت کرتا ہی جسطرح کہ
درمیان لوگونکی مردونمین سے جو شخص ہیبت ناک خوفناک ہوتا ہی اوسکی تعظیم و تکریم کیجاتی ہی جملہ ان اللہ
عزیز غفور تعلیل ہی خشیت کی ہو اسطی کہ یہ جملہ اسپر دال ہی کہ اللہ پاک اپنی معصیت پر عقاب کرنیوالا
ہے اور جو بندہ اوسکی بندونمین سے توبہ کری تو اوسکی وساطی بخشنی والا ہی پس جس ذات پاک کی صفت یہ
تو اوس سے خوف و خشیت رکھنا واجب ہی ان الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا
مما رزقنہم سرا و علانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور لیوفیہم اجورہم و یزیدہم من فضلہ
انہ غفور شکور والذی اوحینا الیک من الکتاب ہو الحق مصدقا لما بین یدیہ ان اللہ بعبادہ

الخبیر بصیر ○ جو لوگ پڑہتے ہین کتاب اللہ کی اور سیدہی کرتی ہین نماز اور خرچ کرتی ہین کہہ ہمارا دیا چہپے اور کہلے امیدوار ہین ایک بیوپار کے جو کبہی نہ ٹوٹے تا پوری دی اونکو نیک اونکے اور بڑہتی دی اپنے فضل سی تحقیق وہ ہی بخشنی والا قبول کرتا اور جو ہمنی تجہپر اوتاری کتاب وہی ٹہیک ہی سچا کرتی آپ سے اگلی کو مقرر اللہ اپنی بندون سی خبر رکہتا ہی دیکہتا انتہی **ف** اللہ تعالی خبر دیتا ہی حال سی اپنی مومن بندونکی جو کہ اوسکی کتاب کو پڑہتی ہین اور اوسپر ایمان لاتے ہین اور جو کچہ اوسمین ہی اوسکی ساتہہ عمل کرتی ہین یعنی نماز کا قائم رکہنا مشروع اوقات مین رات اور دن کی اور اللہ پاک نی جو اونکو روزی دی ہی اوسمین سے خرچ کرنا چہپے اور کہلے امیدرکہتی ہین ثواب کی نزدیک اللہ کے اور اوسکے حصول سی کوئی مخلصی نہین ہی یعنی ضرور اونکو پاویگا چنانچہ اول تفسیر مین وقت ذکر فضائل قرآن کی ہم ذکر کرائی ہین کہ قرآن شریف اپنی صاحب سی کہیگا کہ ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچہے ہے اور بیشک تو آج کی دن ورا دل تجارت سی ہی اسی لیی اللہ پاک نی یہ فرمایا ہی لیوفیہم اجورہم الآیہ یعنی پورا دی اونکو ثواب اوس کام کا جو اونہون نی کیا ہی اور بڑہائیگا اوسکو واسطی اونکی ایسی زیادتیون سی جنکا خطرہ تک اونکی دل پر نہین گذرا انہ غفور شکور یعنی بیشک وہ بخشنی والا ہی اونکی گناہونکو اور قدردانی کرنیوالا ہی واسطی قلیل کی اونکی اعمال سی قتادہ نی کہا کہ مطرف رحمہ اللہ تعالی جسوقت یہ آیت پڑہتے تو کہتی کہ یہ آیۃ القراء ہی **ابوسعید** خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتی سنا کہ اللہ تعالی جسوقت راضی ہوتا ہی بندے سی تو ثنا کرتا ہی اوسپر ساتہہ سات اصناف کی خیر سے جبکہ اوسنی نہین کیا اور جس وقت خفا ہوتا ہی بندی پر تو ثنا کرتا ہی اوسپر ساتہہ سات اصناف کے شر سے جسکو اوسنی نہین کیا رواہ الامام احمد رحمہ اللہ تعالی یہ حدیث نہایت درجہ غریب ہی قولہ تعالی والذی وحینا الآیہ کتاب سی مراد قرآن شریف ہی اور مابین یدیہ سی اگلی کتابین جنکی قرآن تصدیق کرتا ہی جسطرح کہ وہ اوسکی واسطی شرف کی گواہی دیتی ہین اور اوسکی کہ وہ رب العالمین کی طرف سے اوتارا گیا ہی ان اللہ الخبیر بصیر کا یہ مطلب ہی کہ اللہ پاک اپنی بندونکی خوب خبر رکہتا ہی اور دیکہتا ہی اوس شخص کو جو مستحق ہی اوس شی کا جسکے ساتہہ اوسکو فضیلت دی ہی اوسکی ماسوا پر اور اسی لیے انبیاء و رسل کو ساری بشر پر فضیلت دی ہی اور بعض نبیون کو بعض پر فضیلت بخشی ہی اور بعض کی بلند درجے کیے ہین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منزلت و مرتبہ کو سب سی فوق کیا ہی صلوات اللہ وسلامہ

علیہم اجمعین کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہی کہ مراد کتاب سی قرآن شریف ہے اور یہ قول کہ مراد جنس کتب اللہ ہے بیوجہ ہے یعنی وہ لوگ جو استمرار و دوام کرتی ہین قرآن کی تلاوت پر اور ادا کرتی ہین نماز کو اوسکی وقتون مین مع پورا کرنی اوسکی ارکان و اذکار کے حضرت ابن عباس سی مروی ہی کہ ان الذین تیلون الآیہ حق مین حصین بن حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف کی نازل ہوئی ہی قولہ تعالی وانفقوا الآیہ مین رغبت دلانا ہی خرچ کرنی مین کسی طرح میسر ہو پھر اگر پوشیدہ کر کے میسر ہو تو افضل ہی ورنہ جہر علانیہ اور یہ گمان کہ ظاہر دینا ریا ہو جائیگا سو یہ خیال اوسکو دینے سے باز نہ رکھے کیونکہ اسکی خوف سی ترک خیر کا عین ریا ہی یہ بھی ممکن ہی کہ مراد سر سی صدقۂ مطلق ہو اور علانیہ سی زکوٰۃ تقریر مین اسکی طرف اشارہ کیا ہی ذکرہ الکرخی کسی نی کہا کہ سر تو مسنونہ مین ہی اور علانیہ مفروضہ مین پر جون تجارۃ لن تبور کا یہ مطلب ہی کہ وہ امیدوار ہین ثواب طاعت کے جو ہرگز کاسد و ہلاک نہوگا اللہ پاک کا یہ خبر دینا کہ وہ اپنی ثواب اعمال کی امیدوار ہین سو بمنزلہ وعدی کے ہے کہ اونکی امید حاصل ہوگی جملۂ پر جون الخ محل نصب مین ہی اس بنا پر کہ انّ کی خبر ہے جیسا کہ ثعلب وغیرہ نی کہا ہی حرف لام لیوفیہم مین متعلق ہی لن تبور سی بایں معنی کہ وہ تجارت ہرگز کاسد نہوگی اس لیی کہ ہم اونکو اونکے اعمال صالح کی اجر پورے دینگے اسکی مثل یہ آیت ہی فاما الذین امنوا وعملوا الصالحات فیوفیہم اجورھم ویزیدھم من فضلہ کسی نی کہا کہ حرف لام متعلق ہی محذوف سی جسپر سیاق کلام دال ہی ای فعلوا ذلک لیوفیہم یعنی کیا اونہون نی یہ کام تاکہ اونکو پوری پوری اجرا اونکے الخ ویزیدہم من فضلہ کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک اونپر تفضل و مہربانی فرمائیگا ساتھہ زیادتی کے اونکی اجرون پر جو کہ اونکی اعمال کی جزا ہی کسی نی کہا کہ یہ زیادتی یون ہوگی کہ اون کی قبرون کو فراخ کر دیگا یا اونکی سفارش قبول کریگا حق مین اوسکی جنسے اونپر احسان کیا ہی یا اونکی نیکیون کی تضعیف کر دیگا یا اپنی وعدۂ لقا کو محقق کر دیگا یعنی اپنی دیدار فائض الانوار سے اونکو مشرف فرمائیگا اللھم ارزقنا آمین جملۂ انہ غفور شکور تعلیل ہی ماقبل کی یعنی پوری اجر دینا اور زیادہ عطا کرنا اسوسطی ہی کہ وہ بخشنی والا ہی اونکی گناہ اور قبول کرنیوالا ہی اونکے طاعات کو کسی نے کہا کہ یہ جملہ خبر ہے ان کی اور جملۂ پر جون محل نصب مین ہی بنا بر حال لیکن قول اول اولی ہے کتاب سی مراد قرآن شریف ہی کسی نی کہا لوح محفوظ اس بنا پر کہ حرف من تبعیضیہ ہے یا

لہ پھر جو ایمان لائی ہین اور عمل کی نیک اونکو پورا دیگا اونکا ثواب اور زیادتی سی اپنے فضل سی ۱۲

ابتدائیہ ہوا حق خبر ہی موصول کی مصدقاً منصوب ہی بنا حال الی موافقا لما تقدمہ من الکتب یعنی جو وحی
کی ہمنی طرف تیرے قرآن سی یا لوح محفوظ سی وہ حق ہی وہ ان کتابون کی موافق ہے اگلی کتابون سی خبیر بصیر
کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک اپنی بندون کی سارے امور ظاہر و باطن کا احاطہ کرنے والا ہے
ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا ۚ فمنہم ظالم لنفسہ ۚ ومنہم مقتصد ۚ
ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ۭ ذلک ہو الفضل الکبیر ۝ جنت عدن
یدخلونہا یحلون فیہا من اساور من ذہب ولؤلؤا ۚ ولباسہم فیہا حریر ۝
وقالوا الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن ۭ ان ربنا لغفور شکور ۝ الذی احلنا
دار المقامۃ من فضلہ ۚ لا یمسنا فیہا نصب ولا یمسنا فیہا لغوب ۝ پہر ہم نے
وارث کیی کتاب کی وہ جو چنے ہم نی اپنی بندون مین سی پہر کوئی اونمین برا کرتا ہے اپنی جان کا اور
کوئی اونمین ہی بیچ کی حال پر اور کوئی اونمین ہی کہ آگے بڑہ گیا یہ خوبیان اللہ کے حکم سے ہی ہے
بڑی بزرگی باغ ہین ہمیشی کے جن مین جاوینگی وہان گہنا پہنائیگا اونکو کنگن سونے کے اور موتی
کے اور اونکی پوشاک وہان ریشمی ہی اور کہینگی شکر اللہ کا جن نے دور کیا ہم سے غم بیشک
ہمارا رب بخشتا ہی قبول کرتا جن نی اوتارا ہم کو رہنے کے گہر مین اپنی فضل سی نہ پونہچی ہمین ہم کو
مشقت اور نہ پونہچی ہمکو اوس مین تہکنا ف یعنی پیغمبر کے بعد کتاب کے وارث کیے
ایک اور چنے بندے یعنی یہ امت انمین تین درجے بتا دیے ایک گنہگار ایک میانہ ایک اعلیٰ
سب کو گنا چنے بندون مین امید ہے کہ آخر سب بہشتی ہون رسول نے فرمایا ہمارا گنہگار صاف
ہے اور میانہ سلامت ہی اور جو آگے بڑہے سو سب سے آگے بڑہے اللہ کریم ہے اوسکے یہان
کمی نہین ف ۲ سونا اور ریشم مسلمانون کو وہان ہی رسول نی فرمایا جو ریشمی پہنی دنیا مین نہ پہنی
آخرت مین ف ۳ غم دنیا کا دفع کیا بخشتا ہی گنہ قبول کرتا ہی طاعت ف ۴ رہنے کا
گہر اس سی پہلے کوئی نہ تہا ہر جگہہ چل چلاؤ اور روزی کا غم اور دشمنون کا ڈر اور رنج اور مشقت وہان
پونہچکر سب گئے انتہی ف اللہ پاک فرماتا ہی پہر ہم نے کیے قائم رکہنے والے کتاب
عظیم کے جو کہ تصدیق کرنیوالی ہی اگلی کتابون کی وہ لوگ جو چن لیے ہم نے اپنے بندون سے وہ
یا امت ہی پہر اونکی تین نوع پر تقسیم کی پس فرمایا فمنہم ظالم لنفسہ یعنی ایک نوع اونمین کی اپنی جان کا

برا کرنیوالا ہی یہ وہ ہے جو کبھی کرتا ہے بعض واجبات کے کرنے مین مرتکب ہوتا ہے بعض
محرمات کا ومنہم مقتصد یہ ادا کرنے والا ہی واجبات کا تارک ہی محرمات کا اور کبھی بعض مستحبات
کو ترک کر دیتا ہے اور بعض مکروہات کو کر لیتا ہے ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ یہ واجبات
ومستحبات کا کرنیوالا ہی محرمات ومکروہات وبعض مباحات کا تارک ہی حضرت ابن عباس نی فرمایا
یہ لوگ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہین وارث کیا اونکو اللہ تعالی نی ہر کتاب
کا جسکو نازل کیا سو ظالم اونکا مغفرت کیجائیگی واسطے اوسکے اور مقتصد اونکا محاسب ہوگا آسان
حساب سے اور سابق اونکا داخل ہوگا جنت مین بغیر حساب **ابو القاسم طبرانی** نی حضرت
ابن عباس سی مرفوعا روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ
شفاعت میری واسطی اہل کبائر کے ہے میری امت سی حضرت ابن عباس نی فرمایا کہ سابق
بالخیرات داخل ہوگا جنت مین بغیر حساب اور مقتصد داخل ہوگا جنت مین اللہ تعالی کی رحمت سے
اور ظالم لنفسہ اور اصحاب اعراف داخل ہونگی جنت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے
اور اسی طرح سلف مین سے غیر واحد سے مروی ہی کہ ظالم لنفسہ اس امت مین کا جینے ہوون مین سی ہی
باوجود اوس کی تقصیر کے جو اوسمین ہی **دوسرون** نی کہا بلکہ ظالم لنفسہ اس امت سے نہین
ہے اور نہ مصطفین واثرین کتاب سی ہے **ابن ابی حاتم** نی حضرت ابن عباس سے
روایت کیا ہی ومنہم ظالم لنفسہ فرمایا وہ کافر ہے اسی طرح عکرمہ نے اونسی روایت کیا ہی اور نیز
عکرمہ بھی اسی کی قائل ہین فیما رواہ ابن جریر مجاہد نے کہا یہ لوگ اصحاب مشامہ ہین امام مالک نے
زید بن اسلم وحسن وقتادہ سی روایت کیا ہی کہ یہ منافق ہی پھر حضرت ابن عباس وحسن وقتادہ
نے کہا ہی یہ اقسام ثلثہ مثل اوس اقسام ثلاثہ کے ہین جو سورۂ واقعہ کے اول وآخر مین مذکور ہین
صحیح یہ ہی کہ ظالم لنفسہ اس امت سی ہی اور یہ قول اختیار ابن جریر ہے جسطرح کہ ظاہر آیت یہی
ہے اور جس طرح کہ اسباب مین کئی حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آئی ہین ایسی
طریقون سی کہ بعض بعض کی تقویت کرتے ہین اور اونمین سی جو حدیثین میسر ہوئین ہم اونکو انشاء اللہ
تعالی لائین گے **حدیث اول** حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نی فرمایا اس آیت مین کہ یہ لوگ کلہم بمنزلۂ واحدہ ہین اور سب کے سب

جنت مین اخرجہ الامام احمد وھذا حدیث غریب من ھذا الوجہ وفی اسنادہ
من لم یسم وقد رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم من حدیث شعبۃ بہ نحوہ
منزلۂ واحدہ کے یہ معنی ہین کہ وہ ایک رتبے مین ہین اس بات مین کہ وہ سلامت سے ہین اور
وہ اہل جنت سے ہین اگرچہ درمیان اونکی منازل جنت مین فرق ہی **حدیث دوم** حضرت ابوالدرداء
رضی اللہ عنہ کہتی ہین مین نی سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے تھے اللہ تعالی نی فرمایا
ہے ثم اورثنا الکتاب الآیہ پس لیکن وہ لوگ جو سابق ہوے سو وہ وہ ہین جو داخل ہونگی جنت
مین بغیر حساب کے اور لیکن وہ جنہون نی اقتصاد کیا سو وہ وہ ہین جو محاسبہ کیی جائینگی حساب یسیر
اور لیکن وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا اپنی جانون پر سو وہ وہ ہین جو روکے جائینگی طول محشر مین پھر وہ
وہ ہین جن کی تلافی کی اللہ نے ساتھہ اپنی رحمت کی پس وہ وہی ہین جو کہینگی الحمد للہ الذی اذہب
عنا الحزن الآیہ اخرجہ الامام احمد **طریق دیگر** حضرت ابوالدرداء کہتی ہین مین نی سنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے ثم اورثنا الکتاب الآیہ فرمایا پس لیکن ظالم لنفسہ سو وہ روکا
جائیگا یہان تک کہ پونہچیگا اوسکو ہم وحزن پھر داخل ہوگا جنت مین رواہ ابن ابی حاتم ورواہ
ابن جریر من حدیث سفیان الثوری عن الاعمش اعمش نی کہا کہ ابو ثابت نی ذکر کیا
کہ وہ داخل ہوا مسجد مین پھر بیٹھا طرف پہلو ابوالدرداء کے پھر کہا اللھم انس وحشتی وارحم
غربتی ویسر لی جلیسا صالحا یعنی ای اللہ تو انس دی میری وحشت کو اور رحم کر میرے
غربت پر اور میسر کر واسطی میری کوئی نیک ہمنشین پس ابوالدرداء بولی البتہ اگر تو سچا ہے تو البتہ مین
زیادہ تر بہرہ مند ہون ساتھہ اوسکے تجھہ سی ابھی مین تجھہ سی بیان کرتا ہون ایک حدیث جس کو
مین نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سنا ہی نہین بیان کیا مین نی اوسکو جیسے کہ اوس کو آپ
سے سنا آپ نی یہ آیت ذکر کی ثم اورثنا الکتاب الآیہ پس لیکن سابق بالخیرات سو وہ داخل ہوگا
اوسمین بغیر حساب کی اور لیکن مقتصد سو وہ محاسبہ کیا جائیگا حساب یسیر اور لیکن ظالم لنفسہ سو
پونہچیگا اوسکو اوس جگہہ غم وحزن سی وذلک قولہ تعالی الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن
حدیث سوم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہین فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم
مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ الآیہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی

فرمایا ہی کل اونکی اس امت سی ہین اخرجہ الحافظ ابو القاسم الطبرانی **حدیث**
چہارم ابن ابی حاتم نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی وہ کہتی ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی میری امت تین ثلث ہی پس ایک ثلث تو جنت مین داخل
ہونگی بغیر حساب کی اور عذاب کی اور ایک ثلث حساب لیی جائینگی حساب یسیر پھر جنت مین داخل ہونگی
ثلث یحصون و یکیشفون پھر فرشتے آئین گے تو کہینگی پایا ہم نے اونکو کہتی ہین لا الہ الا اللہ وحدہ
اللہ تعالی فرمائیگا اونہون نے سچ کہا نہین ہی کوئی معبود مگر مین داخل کرو اونکو جنت مین بسبب
کہنے اونکے کے لا الہ الا اللہ وحدہ اور لاؤ اونکے خطایا کو اہل نار پر اور یہ وہی بات ہے جو
اللہ تعالی نی فرمائی ہی ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم اور تصدیق اوسکی اوسمین
ہی جسمین ذکر فرشتون کا ہی اللہ تعالی نی فرمایا ہے ثم اورثنا الکتاب الآیہ فمنھم
ثلاثۃ افواج وھم اصناف کلھم فمنھم ظالم لنفسہ فھذا الذی یمحص ویکشف
غریب جدا اثر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ **ابن جریر** نی حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ امت تین ثلث ہی روز قیامت مین ایک ثلث تو داخل
ہونگی جنت مین بغیر حساب اور ایک ثلث حساب لیی جائینگی حساب یسیر اور ایک ثلث آئینگی بڑی گناہ لیکر
یہان تک کہ اللہ عزوجل کہیگا کیا ہین یہ لوگ حالانکہ اللہ تبارک و تعالی دانا تر ہی پس فرشتے کہین گے
کہ یہ لوگ بڑی گناہ لیکر آئی ہین مگر اونہون نی شریک نہین کیا ساتھ تیرے کسی شی کو تو رب
عزوجل فرمائیگا داخل کرو انکو میری سعت رحمت مین اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نی یہ آیت
پڑہی ثم اورثنا الکتاب الآیہ **اثر دیگر** **ابو داؤد طیالسی** نی عقبہ بن صہبان ہنائی سی روایت
کیا ہی کہا مین نی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی اس آیت کا پوچہا تو اونہون نے فرمایا ای بیٹے
میرے یہ لوگ جنت مین ہین لیکن سابق بالخیرات سو وہ شخص ہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم کی عہد مین گذرا گواہی دی واسطے اوس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ جنت کے
اور لیکن مقتصد سو وہ ہے جسنے پیروی کی آپ کی اثر کی آپ کی اصحاب سی یہانتک کہ انسی جا ملا
اور لیکن ظالم لنفسہ سو مثل میری ہی اور مثل تمہاری راوی نی کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نی اپنی نفس کو ہماری ساتھ
ٹہیرایا یہ بات اونکی کسر نفسی و تواضع کی باب سی ہی ورنہ وہ تو بزرگترین سابقین بالخیرات سے ہین سو اسکی

لہ اور البتہ اوٹہاوینگے اپنی بوجہہ اور بوجہہ اپنے بوجہہ کے ۱۲ ساتھ اپنے بوجہہ کے ۱۲

اونکا فضل تو عورتون پر مثل فضل ثرید کے ہے باقی طعام پر **عبداللہ بن مبارک** رحمہ اللہ
تعالی کہتی ہین کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فمنہم ظالم لنفسہ کے
بارے مین فرمایا کہ وہ واسطی ہماری اہل بدد کے ہی اور مقتصد ہمارا ہمارے اہل حضر ہین اور
سابق ہمارا اہل جہاد ہین رواہ ابن ابی حاتم **عوف اعرابی** نے کہا ہمکو حدیث کی عبداللہ بن
حارث بن نوفل نی کہا ہمکو حدیث کی کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ظالم لنفسہ اس امت سے
ہے اور مقتصد وسابق بالخیرات کلہم جنت مین ہین کیا تو نی نہ دیکہا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ثم اورثنا
تا قولہ تعالی والذین کفروا لہم نار جہنم کہا پس یہ لوگ اہل نار ہین رواہ ابن جریر من طرق عن عوف
بہ پہر ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ اونہون نی کعب سے
ثم اورثنا الآیہ کا پوچہا تو کعب نی کہا تماست منا کہم ورب کعب ثم اعطوا الفضل
باعمالہم یعنی جنت مین سب کے سب ایک ساتہہ جائینگے ایک کا مونڈہا دوسری کی مونڈہی سے
چہوتا جائیگا قسم ہے رب کعب کی پہر اپنے اعمال کی موافق فضیلت پائیگی جیسا جسکا عمل ہوگا ویسا ہی
درجہ پائیگا **پہر** ابن جریر نی ابو اسحق سبیعی سی اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہی ابو اسحق نے کہا
ما ما سمعت من ذی ستین سنۃ فکلہم ناج **پہر** محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سی روایت
کیا ہی کہ بیشک یہ امت مرحومہ ہی ظالم مغفور لہ ہی اور مقتصد جنتون مین ہی نزدیک اللہ کے
اور سابق بالخیرات درجون مین ہی نزدیک اللہ کے ورواہ الثوری عن اسمعیل بن سمیع
عن رجل عن محمد بن الحنفیۃ بنحوہ **ابو الجارود** نی کہا مین نی محمد بن علی سی یعنی امام محمد باقر
رضی اللہ عنہما سی فمنہم ظالم لنفسہ کا پوچہا تو فرمایا یہ وہ ہی جنہی ملا یا عمل صالح کو اور دوسرا بد عمل پس
احادیث و آثار جو اس مقام سی متعلق ہین یہی سیر ہوے جن کا ذکر ہوا جب بات یہ ٹہیری تو
آیت عام ہے جمیع اقسام ثلثہ مین اس امت مین سے پس علما سب سی بڑہکر مغبوط ہین ساتہہ اس
نعمت کے اور زیادہ مستحق ہین اس رحمت کی کیونکہ وہ تو ایسے ہین جیسا کہ **امام احمد** نی قیس بن
کثیر سے روایت کیا ہی کہا ایک شخص آیا مدینہ سی طرف ابو الدرداء کی اور وہ دمشق مین تہے تو
اونہون نی کہا ای میری بہائی تجہکو کون چیز لائی اونسی کہا ایک حدیث مجہکو یہ بات پونہچی ہی کہ تم اوسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی بیان کرتی ہو ابو الدرداء نی کہا کیا تو نہین آیا واسطی کسی تجارت کی

کہا نہین کہا کیا تو نہین آیا واسطی کسی حاجت کی کہا نہین کہا کیا تو نہین آیا مگر طلب مین اس حدیث
کی کہا ہان حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نی فرمایا پس بی شک مین نی سنا ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتی تہی جو شخص چلا کسی راہ کو کہ طلب کرتا ہی اوسمین علم کو تو چلائیگا اللہ تعالی بسبب
اوسکی راہ طرف جنت کی اور بیشک فرشتے البتہ رکہتی ہین اپنی پر واسطی رضا طالب علم کے اور
بیشک شان یہ ہی کہ البتہ مغفرت مانگتا ہی واسطی عالم کی جو کوئی ہی آسمانون مین اور زمین مین یہانتک
کہ مچہلیان پانی مین اور فضل عالم کا عابد پر مثل فضل چاند کے ہی باقی تارون پر بیشک علماء وہی
ہین وارث انبیاء کی اور بیشک انبیا نی وارث نہین کیا کسی دینار کا نہ کسی درہم کا اور اونہون نی جو
وارث کیا ہی سو علم کا پس جس شخص نی اخذ کیا ساتہہ اوسکی تو اوسنی اخذ کیا ساتہہ حظ وافر کے یعنی اوسنی
بڑا حصہ لیا واخرجہ ابو داود والترمذی وابن ماجہ من حدیث کثیر بن قیس و
منہم من یقول قیس بن کثیر عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ حافظ ابن کثیر فرماتے ہین
وقد ذکرنا الفرقہ واختلاف الرواۃ فیہ فی شرح کتاب العلم من صحیح البخاری وللہ الحمد والمنۃ
اول سورۂ طہ مین حدیث ثعلبہ بن حکم رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی گذر چکی ہی
فرمایا کہ فرمائیگا اللہ تعالی قیامت کی دن علماء سی کہ مین نی نہین رکہا اپنا علم اور اپنی حکمت تم مین مگر
حال یہ ہی کہ مین ارادہ کرتا تہا اسکا کہ بخشون مین واسطی تمہاری اوس شی پر جو تم سی ہوئی اور مین پروا نہین
کرتا ہون قولہ تعالی جنات عدن الآیہ یعنی یہ لوگ جنکو اللہ پاک نی اپنی بندون مین سی چن لیا اور
اوس کتاب کا وارث کیا جو کہ رب العالمین کی طرف سی اوتاری گئی ہی اللہ سبحانہ خبر دیتا ہی کہ انکا ماوی و
مسکن جنات عدن ہی قیامت کی دن عدن سی مراد اقامت ہی یعنی باغ ہین رہنی بسنی کے روز معاد کی
دن اونمین داخل ہونگی اور اللہ عزوجل کی حضور مین حاضر ہونگی وہان اونکو سونی اور موتی کے کنگن پہنائینگی
چنانچہ صحیح مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی ثابت ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نی فرمایا ہی کہ پہنچیگا زیور مومن سی جہانتک پہنچتا ہی وضو اور پوشاک اونکی وہان حریر ہی اسی لیی دنیا
مین اونپر حرام کیا گیا تہا سو آخرت مین اللہ پاک نی اوسکو اونکی واسطی مباح فرما دیا **اور صحیح** مین ثابت ہوا ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی جس شخص نی پہنا حریر دنیا مین تو وہ اوسکو نہ پہنیگا آخرت
مین اور فرمایا کہ وہ اونکی واسطی ہی یعنی کفار کی دنیا مین اور واسطی تمہاری آخرت مین **ابن ابی حاتم** نی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نی لوگونکو حدیث کی اور اہل جنت کی زیور کا ذکر فرمایا تو ارشاد کیا کہ وہ کنگن پہنائی جائینگی سونے
چاندی کی جڑی ہوی موتیون سی اور اونپر تاج ہین موتی اور یاقوت کی متواصل اور اونپر ایک تاج ہی مثل تاج
بادشاہون کی جوان ہونگی بے داڑہی مونچہ کی سرمگین چشم اور کہینگی الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن
مراد حزن سی شی خوفناک سی ڈرنا ہی یعنی اللہ نی اوسکو ہم سی دور کردیا اور ہموم دنیا و آخرت جنسی ہم ڈرا کرتے
تہی اونسی ہم کو راحت دی **عبد الرحمن** بن زید بن اسلم نی اپنی باپ سی وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
سی روایت کرتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی نہین ہی لا الہ الا اللہ والونپر کوئی وحشت
اونکی قبر مین اور نہ اونکی نشور مین اور گویا مین لا الہ الا اللہ والون کی ساتھ ہون کہ وہ جہاڑ رہی ہین مٹی کو
اپنی سرون سی اور کہہ رہی ہین الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن رواہ ابن ابی حاتم من حدیثہ
طبرانی کا لفظ حضرت ابن عمر سی مرفوعًا یہ ہی کہ نہین ہی اہل لا الہ الا اللہ پر کوئی وحشت موت مین اور
نہ قبور مین اور نہ نشور مین اور گویا مین نظر کر رہا ہون طرف اونکی وقت صیحہ کے کہ وہ جہاڑ رہی ہین
اپنے سرون کو مٹی سی کہہ رہی ہین الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور حضرت ابن
عباس وغیرہ نی کہا ہی کہ بخشدیا واسطی اونکی کثیر کو سیئات سی اور شکر کیا واسطی اونکی یسیر کا حسنات
سی یعنی گناہون کی انبار کی انبار بخشدی اور ذرا سی نیکی قبول کرلی سبحان اللہ وہ ایسا ہی غفور شکور
ہے بغیر اسکے ہم جیسے گناہگارون کا کیا ٹھکانا لگ سکتا ہی اللھم تب علینا واغفر لنا آمین الذی
احلنا دار المقامۃ من فضلہ کہتی ہین کہ وہ ایسا غفور شکور ہی کہ اونسی اپنی فضل ومن ورحمت
سی ہمکو یہ منزلت ومقام عطا فرمایا ہماری اعمال اسکی مساوی نہ تہی جیسا کہ صحیح مین ثابت ہوا ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی ہرگز داخل نہ کریگا کسی کو تم مین سی عمل اوسکا جنت مین صحابہ نی عرض کیا اور
نہ آپ کو یا رسول اللہ فرمایا اور نہ مجھکو مگر یہ کہ ڈہانک لی مجھکو اللہ تعالی ساتھہ رحمت کی اپنی طرف سی اور
فضل کی لا یمسنا فیھا نصب ولا یمسنا فیھا لغوب کا یہ مطلب ہی کہ نہین چہوتا ہی ہمکو اوسمین
کوئی عنا رواعیاء نصب ولغوب مین سی ہر ایک کا تعب مین استعمال کیا جاتا ہی ان دونونکی جو اونسی نفی کی
سو گویا مراد یہ ہی کہ نہ اونکی بدنونپر کسی طرح کا تعب ہی نہ اونکی روحون پر واللہ اعلم پس وہ اسی وجہ سی اپنے
نفوس کو خوگر کیا کرتی تہی بیچ عبادت کی دنیا مین سو اب بسبب دخول جنت کی تکلیف اونسی ساقط ہوگئی اور

راحت دائمہ مستمرہ مین ہوگی اللہ تبارک و تعالی نی فرمایا ہی کلوا واشربوا هنیئا بما اسلفتم
فی الایام الخالیة کذا فی ابن کثیر ف اصل عبارت یون ہی تم اورثنا الذین اصطفینا من
عبادنا الکتاب یعنی وارث کیا ہمنی اون لوگون کو جنکو ہم نی چن لیا اپنی بندون مسی کتاب کا پس اول مفعول
الذین اصطفینا ہی اور دوسرا الکتاب سو دوسری کو اول پر صرف اس لیی مقدم کیا کہ مقصود تشریف و تعظیم
کتاب کی ہی مراد کتاب سی قرآن شریف ہی یعنی حکم کیا ہمنی اور مقدر کیا ہمنی اس بات کو کہ وارث کرینگی ہم
علما کو تیری امت سی ای محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کتاب کا جسکو نازل کیا ہمنی تجھپر مجاہد نی کہا کہ اورثنا
بمعنی اعطینا ہی اس بنیاد پر اسمین استعارہ تبعیہ ہوگا چونکہ اونکی طرف کتاب کی پہونچانی مین اونکو کسی
طرح کی محنت و مشقت نہین ہوئی اسلیی اونکو کتاب عطا کرنیکا نام ایراث رکھا غرض یہ ہی کہ جسطرح وارث
کو میراث بدون تعب و مشقت کی ملتی ہی اسی طرح اونکو کتاب عطا ہوئی من عبادنا مین کلمہ من بیانیہ ہی
یعنی وہ چنی ہوئی لوگ ہماری بندی ہین یا تبعیضیہ ہی یعنی وہ برگزیدہ لوگ ہماری بعض بندی ہین نہ کل
اونکی عباد برگزیدہ سی مراد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت اجابت ہی برابر ہی کہ اونہون نی اوس کتاب کا
حفظ کیا یا نہ کیا پس وہ عطیہ ہی واسطی اون سب کے حتی کہ جنسی اوسکا حفظ نہ کیا اوسکی لیی ہی کیونکہ وہ کتاب
اوسکا پیشوا ہی اور اوسمین اوسکی ہدایت و برکت ہی معنی اصطفاء عباد کی اونکا اختیار و اخلاص ہی بیشک
علما اس امت کی صحابہ و من بعدہم سی روز قیامت تک اللہ پاک نی اونکو شرف دیا ہی باقی بندون پر
اور اونکو امت وسط ٹہیرایا ہی اونکو عادل قرار دیا ہی تاکہ وہ گواہ ہون لوگون پر اور اس بات کی ساتھہ
اونکا اکرام کیا کہ امت سی خیر انبیا و سردار اولاد آدم کی ٹہیرایا علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بہترین کتب کے
اونہانی کے ساتھہ اونکو مخصوص فرمایا مقاتل نی کہا مراد یہ ہی کہ کیا ہمنی قرآن محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ
منتہی ہوتا ہی طرف اون لوگونکی جنکو ہمنی برگزیدہ کیا ہماری بندون مسی نی کہا معنی یہ ہین کہ وارث کیا ہمنی
اوسکو اگلی امتون سی یعنی ہمنی اوسکو اونسی موخر کیا اور عطا کیا اوسکو اون لوگونکو جنکو ہمنی چن لیا والاول
اولی پہر اللہ پاک نی ان لوگونکی تین قسمین بیان کین جنکو اپنی کتاب کا وارث کیا اور اپنی بندون مین سی اونکو
منتخب کیا پس ارشاد فرمایا فمنهم ظالم لنفسه الآیہ سابق بالخیرات کی بعد جو باذن اللہ فرمایا سو اسمین آگاہ کرنا ہے
اس بات پر کہ اس مرتبی کا ملنا صعب و دشوار ہی اللہ پاک کی تیسیر و توفیق سی نصیب ہوتا ہی یا یہ معنی ہین کہ
اللہ پاک کی امر و ارادہ یا اوسکی علم سی ذلک مبتدا ہی اور ہو الفضل الکبیر خبر ہی یعنی وارث کرنا کتاب کا اور برگزیدہ

ف کہا واو درمیان سے
ہٹا اور کہا جو آگے آیا ہے
نے پہلے دونون مین ۱۲

کرنا یا سبقت کرنا طرف خیرات کی والاول اولی وہ فضل کبیر ہی جسکا اندازہ نہین ہوسکتا ہی بہت سی اہل علم نی
اس آیت کی معنی کو مشکل شمار کیا ہی اسواسطی کہ اللہ پاک نی ظالم لنفسہ کی قسم کو عباد برگزیدہ مین سی ٹھیرایا
ہی بلا اللہ نی جس کو چن لیا وہ کیونکر ظالم لنفسہ ہوسکتا ہی پس اسکی جواب مین کسی نی تو یون کہا کہ تقسیم راجع ہے
طرف عباد کے یعنی ہماری بندونمین سی ایک ظالم لنفسہ ہی مراد اس سی کافر ہی اور یدخلونہا کی ضمیر راجع ہوگی
طرف مقتصد وسابق کی کسی نی کہا کہ مراد ظالم النفسہ سی وہ شخص ہی جو کتاب پر عمل کرنی مین تقصیر کرنیوالا ہے
یہ وہ ہی جو امر الٰہی کا موخر کرنیوالا ہی اور ضرورت وراثت کتاب سی اوسکی مراعات حق رعایت نہین ہے
اسلیے کہ اللہ تعالی نی یون فرمایا ہی فخلف من بعدھم خلف ورثوا الکتاب اس قول مین نظر ہے
اسواسطی کہ ظلم نفس اصطفا کی مناسب نہین ہی کسی نی کہا ظالم النفسہ وہ ہی جسنے صغائر گناہ کیے یہ قول حضرت
عمر وعثمان وابن مسعود وابوالدرداء وعائشہ سی مروی ہی یہی قول راجح ہی اسواسطی کہ عمل صغائر منافی
اصطفا نہین ہی اور نہ اس سی منع کرتا ہی کہ اوسکا صاحب داخل ہو ہمراہ اون لوگونکی جو جنت مین داخل
ہونگی اور اوسکی ظالم النفسہ ہونیکی یہ وجہ ہی کہ اوسنی اپنی نفس کو ناقص کیا تواب سی بسبب کرنی صغائر
کی جو اوسکی واسطی بخشے گئی کیونکہ اگر وہ بجای اون صغائر کے طاعات کرتا تو اوسکی نفس کی واسطی اونمین
تواب سی ایک حصہ عظیم ہوتا کسی نی کہا کہ ظالم صاحب کبائر ہی منشا اشکال کا اس جہت سی ہے کہ
وارثین کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی علما ہی کو ٹھیرایا اسلیے کہ اگر وراثت ساری امت کے
واسطی قرار دیجاتی تو اشکال دور ہوجاتا کیونکہ یہ امر قطعی یقینی ہی کہ اونمین سی ظالم النفسہ ہی اور اصطفا کو
منافی اسواسطی نہین ہی کہ وہ اور امتون پر فضیلت دیگئی ہی اس باب مین بہت کچھ وارد ہوا ہی چنانچہ یہ امر
مخفی نہین ہی اور اسکی تائید آخر بحث مین آئیگی ان شاء اللہ تعالی واللہ اعلم سابق ومقتصد کی تفسیر
مین سلف نی اختلاف کیا ہی پس عکرمہ وقتادہ وضحاک نی کہا کہ مقتصد مومن عاصی ہی اور سابق تقی علی الاطلاق
ہے فراء بھی اسی کی قائل ہین مجاہد نی کہا منہم ظالم لنفسہ اصحاب مشامہ ومنہم مقتصد اصحاب میمنہ ومنہم سابق
بالخیرات سابقین ہین سارے لوگون سی مبرد نی کہا مقتصد وہ ہی جو دنیا کو حق اوسکا اور آخرت
کو حق اوسکا حضرت حسن نی کہا ظالم وہ ہی جسکی بدیان راجح ہوئین اوسکی نیکیون پر اور مقتصد وہ ہے
جسکی نیکیان بدیان برابر ہوئین اور سابق وہ ہی جسکی نیکیان بدیون پر راجح ہوئین مقاتل نی کہا
ظالم النفسہ اصحاب کبائر ہین اہل توحید سی اور مقتصد وہ ہی جو کسی کبیرہ کو نہ پونہچا اور سابق وہ ہی جسنی سبقت

ف ۱ اصل کا لفظ ہے وہو الحری للمراد اسکے یعنی ابھی ہوسکتی ہین کہ وہ تقسیم کیا گیا ہی واسطی المراد کے یعنی اللہ کو اختیار ہی چاہے عذاب کری چاہی بخشدے واللہ اعلم ۱۲ منہ

ف ۲ پھر اونکے پیچھے آئی ناخلف وارث کتاب کی ۱۲

کی طرف اعمال صالحہ کی نحاس نی حکایت کیا ہی کہ ظالم صاحب کبائر ہی اور مقتصد وہ ہی جو جنت کا
مستحق ہو اہی بسبب زیادتی اوسکی نیکیون کی بدیون پر پس قولہ تعالی جنات عدن یدخلونہا واسطی
اونکی ہوگا جنہون نی سبقت کی ساتھہ خیرات کی اور بس اور یہ قول ہی ایک جماعت کا اہل نظر سی
اس واسطی کہ حقیقت نظر مین ضمیر اوس شی کی واسطی اولی ہی جو اوس سی متصل ہے ضحاک نی
کہا فمنہم ظالم لنفسہ یعنی اونکی ذریت سی ظالم لنفسہ ہی سہل بن عبد اللہ نی کہا کہ سابق عالم ہی
اور مقتصد متعلم اور ظالم لنفسہ جاہل ہی ذوالنون مصری نے فرمایا ظالم لنفسہ اللہ کا ذکر کرنیوالا ہے
فقط اپنی زبان سی اور مقتصد ذکر کرنیوالا ہی اپنی دل سی اور سابق وہ جو اوسکو بھولتا نہین ہے
انطاکی نی کہا کہ ظالم صاحب اقوال ہی اور مقتصد صاحب افعال اور سابق صاحب احوال ابن
عطا نی کہا ظالم وہ ہی جو اللہ کو دوست رکہتا ہی بسبب دنیا کی اور مقتصد وہ ہی جو اللہ کو دوست
رکہتا ہی بسبب عقبی کی اور سابق وہ ہی جسنی اپنی مراد کو ساقط کردیا ہی بسبب مراد حق کی کسی نی
کہا ظالم وہ ہی جو دوزخ سی ڈر کر اللہ کی عبادت کرتا ہی اور مقتصد وہ ہی جو جنت مین طمع کر کی اوس کو
پوجتا ہی اور سابق وہ ہی جو اوسکی عبادت کرتا ہی نہ واسطی کسی سبب کے کسی نی کہا ظالم
وہ ہی جو اپنی نفس کو دوست رکہتا ہی اور مقتصد وہ ہی جو اپنی دین کو دوست رکہتا ہی اور
سابق وہ ہی جو اپنی رب کو دوست رکہتا ہی کسی نی کہا الظالم الذی ینتصف ولا ینصف والمقتصد
الذی ینصف وینتصف والسابق الذی ینصف ولا ینتصف یعنی ظالم وہ ہی جو اپنی حق مین انصاف
کرتا دوسری کے حق مین نہین کرتا مقتصد وہ ہی جو اپنی اور غیر کے حق مین انصاف کرتا ہی سابق
وہ ہی جو دوسرے کے حق مین انصاف کرتا ہی اور اپنی حق مین نہین کرتا کسی نی کہا ظالم
وہ ہی جو تاخیر کیا گیا ہی واسطی امر اللہ کی اور مقتصد وہ ہی جسنی خلط کیا عمل صالح کو اور دوسرے
بد عمل کو نسفی نی کہا یہ تاویل تنزیل کی موافق ہی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی والسابقون[1]
الاولون من المہاجرین الایہ اور بعد اسکی فرمایا ہی واخرون[2] اعترفوا بذنوبہم الایہ اور
بعد اسکی فرمایا ہی واخرون[3] مرجون لامر اللہ انتہی ربیع بن انس نی کہا ظالم صاحب کبائر
ہے اور مقتصد صاحب صغائر اور سابق دونون سی بچنی والا ہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی
سی کسی نی ان آیت کا پوچہا تو فرمایا کلہم مومنین ہین رہی صفت کفار کی سو بعد اسکے ہے یعنی

[1] اور جو لوگ قدیم ہین ہیجرت کرنیمین اور مدد کرنیمین اور جو اونکی پیچہے نیکی کرتے ہین اللہ راضی ہوا اونسے اور وہ راضی ہوے اوس سی اور اوسنے اونکے واسطے باغ پیچہے بہتی نہرین رہا کرین اونمین ہمیشہ یہی بڑی مراد ہی ۱۲ [2] اور بعضی اور ہین اپنا گناہ مانا ایک کام نیک اور دوسرا بد شاید اللہ معاف کری اونکو بیشک اللہ بخشنی والا مہربان ہی ۱۲ [3] اور بعضی اور رہے ہین کہ اوسکا کام ڈہیل مین ہی ۱۲

والذین کفروا لهم نار جهنم الآیه اور لیکن تینون طبقی پس یه وهی هین جن کو الله نے چن لیا هی اپنے
بندون سی اور وه اهل ایمان هین جمهور اسی قول پر هین کسی نی کها ظالم وه هی جسکا ظاهر اوسکی
باطن سی بهتر هی اور مقتصد وه هی جسکا ظاهر و باطن برابر هی اور سابق وه هی جسکا باطن اوسکی ظاهر
سے بهتر هی کسی نی کها ظالم تلاوت کرنیوالا قرآن شریف کا هی اور اوسکا عالم اور اوسپر عامل
نهین هی اور مقتصد اوسکا تلاوت کرنیوالا اور اوسکا عالم اور اوسپر غیر عامل هی اور سابق اوس کا
تالی و عالم و عامل هے اوسپر ثعلبی وغیره نی بهت سی اقوال ذکر کیے هین اسمین کسی طرح کا
شک نهین هی که ظالم و مقتصد و سابق کی معانی لغوی معروف و مشهور هین اور ظلم للنفس بحر و
اسکی صادق آتا هی که اوسکو حظ و بهره سی محروم کری اور جو شی اوسکی واسطی بهتر هی اوسکو فوت
کری پس جو شخص تارک استکثار طاعات کا هی تو مقرر اوسنی اپنے نفس پر ظلم کیا باعتبار اوس ثواب
کے جو اوس سی فوت کیا گو اوس کام پر قائم هی جسکو الله تعالی نی اوسپر واجب کیا هی اور
اوس کام کا تارک هی جس سی اوسکو منع فرمایا هی سو وه اس حیثیت سی منجمله اون لوگونکی هی جن کو
الله سبحانه نی برگزیده کیا هی اور اهل جنت سی هی اب آیت مین کسی طرح کا اشکال نهین هی اور اسی
باب سی هی قول حضرت آدم علیه السلام کا ربنا ظلمنا انفسنا اور قول حضرت یونس علیه السلام کا انی
کنت من الظالمین اور مقتصد سی مراد وه شخص هی جو توسط کرتا هی امرین مین اور افراط و تفریط کی طرف
مائل نهین هوتا هی یه شخص اهل جنت سی هی رها سابق سو وه شخص هی جو امور دین مین اپنی غیر سے
سابق هوا هی یه شخص خیر الثلاثه هی پهر اسمین اشکال کیا هی که ظالم کو مقتصد پر اور دونونکو سابق
پر مقدم کیا باوجود اسکی که مقتصد ظالم لنفسه سی افضل هی اور سابق دونون سی بهتر هی سو اسکی جواب
مین کسی نی تو یه کها که تقدیم کچهه تشریف کی مقتضی نهین هوتی هی جسطرح که اس آیت مین هی لا یستوی
اصحاب النار و اصحاب الجنة اور اسکی مثل اور آیات قرآنی جسمین تقدیم اهل شر کی اهل خیر پر واقع هوئی
هی اور تقدیم مفضولین کی فاضلین پر آئی هی کسی نی کها اس جگهه وجه تقدیم کی یه هی که ظالمین
کثیر هین اور مقتصدین بنسبت اهل معاصی کی قلیل اور سابقین بنسبت فریقین کی اقل قلیل هین
پس اکثر کو اقل پر مقدم کیا لیکن قول اول اولی هی اسواسطی که نری کثرت کچهه تقدیم ذکر کی مقتضی
نهین هوتی هی ابن عطا نی کها که ظالم کو جو مقدم کیا هی سو اسی لیی که وه اوسکی فضل سی نا امید هوجاے

کسی نی کہا اسواسطی اوسکو مقدم کیا ہی کہ اوسی یہ بات معلوم کرائی کہ گناہ اوسکا اوسی دورنہ کریگا
اوسکی رب سی کسی نی کہا کہ اول احوال معصیت ہی پہر توبہ پہر استقامت حضرت امام **جعفر صادق**
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ظالمین سی ابتدا کی یہ بات بتانی کو کہ تعرب نہین کیا جاتا ہی طرف اوسکی مگر
ساتہہ اوسکی کرم کے اور ظلم نفس اثر نہین کرتا ہی اصطفا مین پہر ثانیا مقتصدین کا ذکر کیا اسواسطی
کہ وہ درمیان خوف و رجا کی ہین پہر سابقین کی ساتہہ ختم کیا تاکہ امن مین نہو کوئی اوسکے مکر سے
اور کلہم جنت مین ہین جو وجوہ تقدیم کے ہم نے ذکر کیے اونکے سوا اور وجوہ ذکر کیے ہین جنکی تطویل
کی طرف کوئی حاجت نہین ہی **فتح البیان** مین بعد اس سب کی حضرت ابن عباس کا قول
ہے پہر حضرت ابو سعید خدری کی حدیث اوسکی آخر مین فرمایا ہی کہ اسکی اسناد مین دو شخص مجہول
ہین پہر حضرت ابو الدرداء کی حدیث ہی بعد اوسکی بیہقی کا قول نقل فرمایا ہی اذا کثرت روایات
فی حدیث ظہران للحدیث اصلا انتہی پہر کہا ہے کہ امام احمد کی اسناد مین محمد بن اسحق ہین اور ابن
ابی حاتم کی اسناد مین ایک شخص مجہول ہی پہر عوف بن مالک کی حدیث ذکر کی ہی بعد اوس کے
حافظ ابن کثیر کا قول غریب جدا نقل کیا ہی بعد اوسکے فرمایا ہی کہ یہ احادیث بعض بعض کو قوت
دیتی ہین اور اونکی طرف جانا واجب ہی اور جس شخص نے ظالم لنفسہ کو کافر پر محمول کیا ہی اوسکا
قول ان حدیثون سی دفع کیا جاوی پہر حدیث اسامہ بن زید و عقبہ بن صہبان کو اون حدیثون کا
مؤید بتایا ہی پہر حضرت ابن مسعود و حضرت عمر و حضرت ابن عباس و حضرت عثمان و حضرت براء بن
عازب کی اقوال جو کہ ظالم کے جنتی ہونے پر مشتمل ہین ذکر کیے ہین پہر حضرت ابن عباس کا قول
جسمین ظالم لنفسہ کا کافر و ہالک ہونا مذکور ہی ذکر کیا ہی بعد اسکے فرمایا ہی کہ یہ قول جو اوسی مروی ہے
اوس بات کی مطابق نہین ہی جو نظم قرآنی سی ظاہر ہی اور نہ اون روایتونکی موافق ہی جو ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کر آئے ہین اور ایک جماعت صحابہ سی پہر حضرت ابن عباس کا
وہ قول نقل کیا جسمین اونہون نی کعب سی سوال کیا ہی پہر فرمایا کہ ہم اول حضرت ابن عباس سے
وہ قول نقل کر آئی ہین جو اسکا مفید ہی کہ ظالم لنفسہ ناجین سی ہے اب اونکی اقوال باہم متعارض
ہو گئی اور قولہ تعالی جنات عدن یدخلونہا مین ضمیر راجع ہی طرف اصناف ثلثہ کے پس کوئی
وجہ نہین ہی کہ اوسکو صنف اخیر پر قصر کرین یہ سب احادیث و اقوال دل مذکور ہو چکی ہین

جنات عدن مبتدا ہی **یدخلونہا** اوسکی خبر ہی **زرّبن حبیش** وغیرہ نی جنۃ با فراد اور جمعی نی جنات کو بنصب پڑہا ہی بنا بر اشتغال ابو البقا نی یہ بھی جائز رکہا ہی کہ جنات برفع خبر ثانی ہو اسم اشارہ کی ابو عمرو نے **یُدخَلونہا** بصیغۂ مجہول پڑہا ہی **یحلون فیہا** خبر ثانی ہے جنات عدن کی ماخوذ ہی حلیت المرأۃ فی حال سی اسمین اشارہ ہی طرف سرعت دخول کی کیونکہ جنت کی باہر اونکے زیور پہنانی مین تاخیر ہی دخول کی پس جب یحلون فیہا فرمایا تو اس طرف اشارہ کیا کہ اونکا دخول بطور سرعت ہی **من اساور من ذہب** مین اول حرف من تبعیضیہ ہی اور دوسرا بیانیہ یعنی پہنائی جائینگی بعض کنگن جو کہ کائن ہین سونی سی اساور جمع ہی اسورہ کی اسورہ جمع ہی سوار کی سوار کہتی ہین دست برنجن کو یعنی کنگن **ولؤلؤا** معطوف ہی من اساور کے محل پر کسی نی زیر سے پڑہا ہی ذہب پر عطف کیا اول کی معنی یہ ہین کہ پہنائینگے جائینگی کنگن سونی کے اور موتی ثانی کے یہ معنی ہین کہ پہنائینگے کنگن سونے اور موتی کی یعنے مرکب ہونگے سونے اور موتیون سی سونے مین موتی جڑے ہونگے اولی وہی ہی جو منقول ہی کہ پہنائی جائینگی کنگن سونی کے اور کنگن چاندی کی اور کنگن موتیون کی تذکرۂ قرطبی مین کہا ہی مفسرین نی فرمایا ہی نہین ہی کوئی اہل جنت سی مگر اوسکے ہاتہہ مین تین کنگن ہین ایک تو سونے کا اور ایک چاندی کا اور ایک موتی کا صحیح مین وارد ہوا ہی کہ پونہچیگا زیور مومن کا جہان تک پونہچتا ہی وضو چنانچہ اول گذر چکا ہی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کا قول جنات عدن الآیہ پڑہا پہر فرمایا بیشک اونپر تاج ہین اور بیشک ادنی موتی البتہ روشن کریگا مابین مشرق و مغرب کو اخرجہ الترمذی والحاکم وصححہ والبیہقی فی البعث **ولباسہم فیہا حریر** یعنی پوشاک اونکی وہان ریشمی کپڑا ہی اسلیے کہ اسمین لذت و زینت ہی اس آیت کی تفسیر سورۂ حج مین پوری طور پر گذر چکی ہی **وقالوا الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن** جمہور نی بفتح حا و زای اور جناح بن حبیش نی بضم حا و سکون زای پڑہا ہی صیغہ ماضی کا اس لیی کہا کہ تحقق پر دلالت کرے یعنی حسوقت وہ جنت مین داخل ہونگی تو یون کہینگے ساری خوبیان اللہ کو جسنے دور کیا ہمسی حزن قتادہ نی کہا کہ حزن موت کا عکرمہ نی کہا کہ حزن سیئات و ذنوب کا اور خوف رد طاعات کا حضرت ابن عباس نے

۱۵ یعنی اوسکی برن مین ۱۲

فرمایا کہ حزن نار کا قاسم نی کہا کہ حزن نعمتون کی زوال کا اور خوف عاقبت کا کسی نی کہا کہ حزن قیامت
کے ہولون کا کلبی نی کہا وہ شی جو اونکو دنیا مین غمگین کیا کرتی تہی امر روز قیامت سی سعید بن جبیر نے
کہا کہ فکر روٹی کا دنیا مین کسی نی کہا کہ ہم معیشت یعنی معاش کی فکر زجاج نی کہا اللہ نی اہل جنت
سے سارے رنج دور کر دیے جو اونمین سی واسطی معاش کی تہا یا معاد کی یہ قول ارجح الاقوال ہے
کیونکہ دنیا کی نعیم کو کسی درجے کو پہنچو تو بہی وہ شوائب و نوائب سی خالی نہین ہوتی ہی جنکی سبب
سے رنج و غم بکثرت ہوتی ہین خاصکر اہل ایمان سو یہ تو ہمیشہ اللہ کی عذاب و عقاب سی ڈرتے
رہتے ہین ہر وقت اونکی دل مضطرب و بیقرار رہتی ہین کہ آیا اونکے اعمال قبول ہوتے ہین یا رد
کیے جاتی ہین عاقبت بد اور خاتمہ شر سے ترسان و ہراسان ہوتی ہین پہر اونکی ہموم و احزان
ہمیشہ رہتی ہین یہان تک کہ جنت مین داخل ہو جائین رہے اہل عصیان سو اگرچہ اونکی گلی کی رسی
ذرا کشادہ کر دیگئی ہی زندگی دنیا مین جو کہ دہوکی کا گہر ہی اور دار قرار کو اونہون نی بہلا رکہا ہے
پس اونکی زمانی سی کسی نہ کسی دن ضرور ہی کہ اونکا خوف سخت ہو اور اونکی مصیبت عظیم ہو جبکہ
وہ پاس آلگینگی موت کی اور آخرت کی منزلون سی قریب ہونگی پہر جب اونکی روحین قبض کیجائینگی
اور اونکی اعمال کی جزا کہل جائیگی جو کہ اونکو بری لگیگی تو اونکا ہم و غم زیادہ ہو گا پہر اگر اللہ پاک
نی مغفرت کی ساتہہ اونپر تفضل فرمایا اور جنت مین اونکو داخل کر دیا تو بیشک اوسنی اونکی احزان و غموم
و ہموم دور کر دیے بالجملہ وہ کہین گی بیشک ہمارا رب غفور ہی کہ اوسنی ہماری واسطی عظیم کو بخشا
شکور ہے کہ ہمارے اعمال سی قلیل کو قبول کر لیا بڑا قدر دان ہی یا یہ معنی ہین کہ جنایات کو بخشتا
ہے اور طاعات کو قبول کرتا ہی کسی نی کہا غفور ہے واسطی اوس کے جسنے اوسکی نافرمانی کی
شکور ہی واسطی اوسکی جسنی اوسکی اطاعت کی الذی احلنا الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ اوسنی ہمکو اوتارا اقامت
کی گہر مین کہ جسمین ہمیشہ رہنا ہی اور اوس سی نکلنا نہین براہ تفضل و رحمت کی اپنی طرف سے نہین جیسا
ہی ہمکو جنت مین کوئی عناد نہ کوئی تعب نہ کوئی مشقت اور نہین چہوتا ہی ہمکو اوسمین کوئی اعیار تعب سے
اور نہ کوئی کلال نصب سے حضرت ابن عباس سی اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ وہ ایک قوم ہی دنیا مین کہ
اللہ سی ڈرتی ہین اور چہپی اور کہلی عبادت مین اوسکی واسطی سعی و کوشش کرتی ہین اور اونکی دلونمین اون گناہون کا
حزن ہی جو اونسی گذر چکی ہین سو وہ خائف ہین اس سی کہ یہ کوشش اونسی قبول نہو بسبب اون گناہون کے

جو گذر چکی ہین پس اوسوقت وہ کہینگی الحمد للہ الذی الآیۃ اخرجہ عبد بن حمید وابن المنذر
وابن ابی حاتم غرضکہ یہ جب اللہ پاک اپنی صالح بندونکی جزا کی ذکر سے فارغ ہوا تو اپنی ظالم بندونکی
جزا کا ذکر کیا ارشاد فرمایا والذین کفروا لھم نار جھنم لا یقضی علیھم فیموتوا ولا یخفف
عنھم من عذابھا کذلک نجزی کل کفور وھم یصطرخون فیھا ربنا
اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر
وجاءکم النذیر فذوقوا فما للظلمین من نصیر اور جو منکر ہین اونکو ہی آگ دوزخ کی
نہ اونپر تقدیر یہ پہنچتی ہی کہ مرجاوین اور نہ اونپر ہلکی ہوتی ہی وہان کی کچھہ کلفت یہ سزا دیتی ہین ہم
ہر ناشکر کو اور وہ چلاتی ہین اوسمین ای رب ہمکو نکال کہ ہم کچھہ بھلا کام کرین وہ نہین جو کرتے تھے
کیا ہمنی عمر نہ دی تھی تمکو جتنی مین سوچ لی جسکو سوچنا ہو اور پونہچا تمکو ڈر سنانیوالا اب چکھو کہ کوئی نہین
گنہگارون کا مددگار ف وہ نہین جو کرتی تھی یعنی اوسوقت تو اوسی کو بھلا سمجھتی تھی پر اب وہ
نہ کرینگی انتہی ف لا یقضی علیھم فیموتوا الآیۃ مثل اس آیت کی ہی لا یموت فیھا ولا یحیی صحیح مسلم
مین ثابت ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی لیکن اہل نار جو کہ اوسکی اہل ہین سو وہ
نہ مرینگی اوسمین اور نہ جیوینگی اور اللہ عزوجل نی فرمایا ہی ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک قال
انکم ماکثون پس وہ اپنی اس حالت مین موت کو اپنی واسطے راحت خیال کرینگی لیکن اسکی طرف کوئی
راہ نہوگی فرمایا اللہ تعالی نی لا یقضی علیھم فیموتوا الآیہ جیسا کہ فرمایا ہے ان المجرمین فی
عذاب جھنم خالدون لا یفتر عنھم وھم فیہ مبلسون اور فرمایا ہی کلما خبت زدنا ھم سعیرا
قذوقوا فلن نزیدکم الا عذابا پھر اللہ پاک نی فرمایا کذلک نجزی کل کفور یعنی یہ بدلا ہی اوس
شخص کا جسنے اپنی رب کی ساتھہ کفر کیا اور حق کی تکذیب کی قولہ تعالی وھم یصطرخون فیھا کی یہ معنی
ہین کہ دوزخ مین ندا کرتی ہین اللہ عزوجل کیطرف زاری کرتی ہین اپنی آواز و نسی کہ ربنا اخرجنا الآیہ یعنی دنیا
کی طرف رجوع کرنیکا سوال کرینگی تاکہ عمل کرین سوای عمل اول کی اور رب عزوجل جان چکا ہی کہ اگر اونکو پھر لیجا
طرف دار دنیا کی تو وہ رجوع کرین طرف اوس کام کی جس سی وہ منع کیگئی اور بیشک وہ البتہ جھوٹی ہین سو اسی لیے
وہ اونکی سوال کو نہ مانیگا جسطرح کہ اونکی طرف سی خبر دی ہی اونکی اس قول مین ھل الی مرد من سبیل
ذلکم بانہ اذا دعی اللہ وحدہ کفرتم وان یشرک بہ تؤمنوا یعنی وہ تمہارا کہنا نہ مانیگا کیونکہ تم ایسی ہی

سلہ یہ ترجمہ کا ۱۲ سلہ اور ہمکو نکال کہ ہم کچھہ بھلا کام کرین ۱۲ سلہ اے مالک کہین ہمکو فیصل کر چکی
ہم اب وہ کہینگی کہ ہمکو نکال ۱۲ سلہ ع ۱۱ ۱۶ سلہ الشہ جو گنہگار ہین دوزخ
کی مار مین ہین ہمیشہ رہینگی ۱۲ سلہ ہلکی ہوتی ہی اور اوسی
مین پڑی ہین نا امید ۱۲ سلہ
جب تک کہ جیتی رہینگی ۱۲ سلہ
ہم کو نکال ۱۲ سلہ اب چکھو کہ
برا ہی نہ جانیوالے تم پر ۱۲ سلہ
سلہ کی طرح پھر جانیکی ہی
قول را ۱۲ سلہ
اسواسطی کہ جب کسی نی پکارا
اللہ کو اکیلا تم نی کہا کہ
اور جب اوسکے ساتھہ شریک
پکارے تم نے یقین لا اور نا
۱۲

اور اگر پھیر دی جاؤ تو البتہ رجوع کرو طرف اوس شی کی جس سی تم منع کیی گئی اور اسی لیی اس جگہہ یہ فرمایا
اولم نعمرکم الآیہ یعنی کیا تم دنیا مین اتنی عمر زندہ نہین رہی کہ اگر تم اون لوگون مین سی ہوتی جو کہ
حق سی نفع لیتی ہین تو تم اوس سی اپنی عمر مین نفع لیتی **جو مقدار عمر** اس جگہہ مراد ہی مفسرین نی اوسمین
اختلاف کیا ہی پس حضرت علی بن الحسین امام زین العابدین رضی اللہ عنہا سی مروی ہی کہ **ستر برس**
کا مقدار ہی **قتادہ** نی کہا جان رکھو کہ طول عمر حجت ہی پس تو پناہ مانگ ساتھہ اللہ کی اس سی کہ تو
دہوکا کہائی ساتھہ طول عمر کے مقرر یہ آیت اولم نعمرکم الخ نازل ہوئی اور حال یہ ہی کہ اونمین البتہ اٹھہ
برس کی عمر کا تھا اسی طرح ابو غالب شیبانی نی بہی کہا ہی **وہب بن منبہ** سی اسکی تفسیر مین بیس
برسین مروی ہین اور حضرت حسن سی چالیس برس مسروق کہا کرتی تہی کہ جسوقت پونہچی ایک تہا
چالیس برس کو تو چاہیی اپنا حذر لی یعنی بچاؤ اللہ عزوجل سی مطلب یہ ہی کہ ہوشیار ہو جائی عمل صالح
مین مصروف ہو حضرت ابن عباس سی بہی ایک روایت مین یہی ہی جیسا کہ ابن جریر نی بروایت
مجاہد حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہی کہ وہ عذر جو اللہ تعالی نی قطع کر دیا ہی واسطی نبی آدم
کے اولم نعمرکم الآیہ وہ چالیس برس ہی یہ قول مختار ابن جریر ہے پہر ابن جریر نے بطریق دیگر
بروایت مجاہد حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہی کہ وہ عمر جسمین اللہ نی عذر قطع کیا ہی واسطی
ابن آدم کی اولم نعمرکم الآیہ مین ساٹھہ برس کی ہی پس یہ روایت صحیح تر ہی حضرت ابن عباس سی اور
نفس الامر مین بہی یہی صحیح ہی الوسطی کہ اسمین حدیث ثابت ہوئی ہی چنانچہ ہم اوسکو لائینگی بات ویسی
نہین ہی جو ابن جریر نے زعم کیا ہی کہ اس باب مین حدیث صحیح نہین ہوئی الوسطی کہ اوسکی اسناد مین وہ شخص
ہی جسکی امر مین تثبت واجب ہے اصبغ بن نباتہ نی حضرت علی رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ وہ عمر جسکے
ساتھہ اللہ نی اونکو عمر دی ہی اس قول مین اولم نعمرکم الآیہ ساٹھہ برس ہی **ابن ابی حاتم** نی حضرت
ابن عباس سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی جبکہ قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائیگا
کہان ہین ساٹھہ برس کی عمر والی اور یہ وہ عمر ہی جسمین اللہ تعالی نی فرمایا ہی اولم نعمرکم الآیہ وکذا رواہ ابن جریر
بسندہ یعنی عن علی بن شعیب عن اسمعیل بن ابی فدیک بہ وکذا رواہ الطبرانی من طریق ابن ابی فدیک بہ
وہذا الحدیث فیہ نظر لحال ابراہیم بن الفضل واللہ اعلم **حدیث دیگر** امام احمد نی حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی البتہ مقرر عذر قطع کر دیا اللہ نے

۵۱ یہ شخص ابراہیم بن ابی فدیک کے اوستاد ہین ۱۲ منہ

طرف بندی کی جسکو اوسنی زندہ رکھا یہان تک کہ وہ پونہچا ساٹھ یا ستر برس کو لہذا عذر اللہ تعالی الیہ
لہذا عذر اللہ تعالی الیہ اسی طرح **بخاری**[۱] نی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی عذر قطع کردیا اللہ عزوجل نی طرف اوس مرد کے
جسکی عمر کو تاخیر دی یہان تک کہ وہ پونہچا ساٹھ برس کو پہر بخاری نی کہا ہی تابعہ ابو حازم و
ابن عجلان عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم پس **متابعت ابو حازم** کا لفظ نزدیک ابن جریر کی یہ ہی جو شخص کہ عمر دی اوسکو
اللہ تعالی نی ساٹھ برس کی تو مقرر عذر قطع کردیا طرف اوسکی عمر مین وقد رواہ الامام احمد
والنسائی فی الرقاق جمیعا عن قتیبۃ عن یعقوب بن عبد الرحمن بہ **بزار کا لفظ**
یہ ہی وہ عمر جسمین اللہ تعالی نی عذر قطع کردیا ہی طرف ابن آدم کی ساٹھ برس ہی یعنی اولم نعمرکم الآیہ **اور**
متابعت ابن عجلان کا لفظ نزدیک ابن ابی حاتم کی یہ ہی وہ شخص کہ آئیں اوسپر ساٹھ برسین
تو مقرر عذر قطع کردیا اللہ عزوجل نی طرف اوسکی عمر مین وکذا رواہ الامام احمد عن ابی عبد الرحمن
ھو المقری بہ ورواہ احمد ایضا عن خلف عن ابی معشر عن ابی سعید المقبری[۲] **بطریق دیگر** حضرت ابوہریرہ سی مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی البتہ
مقرر عذر قطع کردیا اللہ عزوجل نی عمر مین طرف ساٹھ اور ستر والی کے اخرجہ ابن جریر **پس** یہ
حدیث ان طریقون سی صحیح ہوئی ہی پہر اگر کوئی طریق نہو سوا اوس طریق کے جسکو ابو عبد اللہ بخاری
شیخ صناعت حدیث نی پسند کیا ہی تو وہی کافی ہی اور یہ قول ابن جریر کا کہ اوسکی رجال مین بعض
وہ ہے جسکی امر مین تثبت واجب ہی سو باوجود تصحیح بخاری کی اوسکی طرف التفات نہین کیا جاتا ہی
واللہ اعلم **بعض** نی ذکر کیا ہی کہ عمر طبیعی انسان کی نزدیک اطبا کی ایک سو بیس برس کی ہی پس
انسان ساٹھ برس کی پوری ہونی تک ازدیاد مین رہتا ہے پہر بعد اسکی نقص و ہرم مین شروع
کرتا ہی جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

اذا بلغ الفتی ستین عاما	فقد ذھب المسرۃ والفتام

یعنی جس وقت جوان ساٹھ برس کو پونہچ گیا تو مقرر خوشی اور جوانی چلی گئی جبکہ یہ وہ عمر ہے
جس سی اللہ تعالی اپنی بندونکی طرف عذر قطع کرتا ہی اور بسبب اوسکی اونسی علتین بہانی دور کرتا ہی تو

[۱] اپنی صحیح کی کتاب الرقاق مین اس حدیث کی اسناد مین یون کہا ہی حدثنا قتیبۃ ثنا عبد السلام بن مطہر عن عمر بن علی عن معن بن محمد الغفاری عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ الخ منہ

[۲] اس طریق مین حضرت ابوہریرہ کی راوی محمد بن عبد الرحمن غفاری ہین جس کو ابن ابی حاتم نی اول طریقون مین بعد مقبری کہا ہے ۱۲ منہ

اس امت کی عمرون پر بھی عمر غالب ہوئی چنانچہ اس باب مین حدیث وارد ہوئی ہی **حسن بن عرفہ** نی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی عمر ین میری امت کی مابین ساٹھ کی ستر تک ہین اور کمتر اونکا وہ ہی جو اس سی تجاوز کری وھکذا رواہ الترمذی وابن ماجہ جمیعا فی کتاب الزھد عن الحسن بن عرفہ بہ ثم قال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ وھذا اعجب من الترمذی فانہ قد رواہ ابوبکر بن ابی الدنیا من وجہ اخر وطریق اخری عن ابی ھریرۃ حیث قال حدثنا سلیمان بن عمرو عن محمد بن ربیعۃ عن کامل بن ابی العلاء عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین و اقلھم من یجوز ذلک وقد رواہ الترمذی فی کتاب الزھد ایضا عن ابراھیم بن سعید الجوھری عن محمد بن ربیعۃ بہ ثم قال ھذا حدیث حسن غریب من حدیث ابی صالح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ وقد روی من غیر وجہ عنہ ھذا نصہ بحروفہ فی الموضعین واللہ اعلم **حافظ ابویعلی** کا لفظ عن المقبری عن ابی ہریرہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی معترک[1] منایا ما بین ساٹھ کی ہی ستر تک آسی سند سی ابوہریرہؓ سی مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی اقل امت میری ابنای سبعین ہین اسکی اسناد ضعیف ہی **اسی معنی** مین ایک اور حدیث ہی **حافظ ابوبکر بزار** نی اوسکو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمکو خبر دین اپنی امت کی عمرون کی آپ نی فرمایا مابین پچاس کی ساٹھ تک صحابہ نی عرض کیا یا رسول اللہ پھر ستر کی عمر والی فرمایا کم ہی وہ جو اوسکو پہنچی میری امت سی اللہ رحم کری ابنای سبعین کو اور اللہ رحم کری ابنای ثمانین کو پھر بزار نی کہا ہی کہ بایں لفظ مروی نہین ہی مگر اسی اسناد سے عثمان بن مطر راوی اہل بصرہ مین سی قوی نہین ہی صحیح مین ثابت ہو چکا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تریسٹھ برس زندہ رہی کسی نی کہا ساٹھ کسی نی کہا پینسٹھ مشہور قول اول ہی واللہ اعلم **حضرت** ابن عباس وعکرمہ وحضرت ابوجعفر باقر رضی اللہ عنہم سی مروی ہی کہ مراد نذیر سی شیب ہی یعنی بڑہاپا سفید بال ہو جانا سدی وعبدالرحمن بن زید بن اسلم نی کہا کہ مراد اوس سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ابن زیدنی یہ آیت پڑہی ھذا نذیر من النذر الاولی قتادہ سی بھی قول

[1] یعنی موضع قتال کا ترون کا مطلب یہ ہی کہ ساٹھ ستر کے درمیان بہت مرینگے یہ ایک رد شافی والا ہے پہلا شافی والون مین کا ۱۲

صحیح ہی شیبان نی اوسی روایت کیا ہی کہ اونہون نی یون کہا کہ اللہ تعالی نی اونپر حجت قائم کی ہی
ساتھہ عمر ورسل کی اور یہ قول مختار ابن جریر ہی اور یہی ظاہر تر ہی اسلیی کہ اللہ تعالی نی یون فرمایا ہی
ونادوا یامالک لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون لقد جئناکم بالحق ولکن اکثرکم
للحق کارھون یعنی البتہ مقرر بیان کردیا ہمنی واسطی تمہاری زبانون پر رسولونکی سو تمنی نہ مانا اور مخالفت
کی اللہ تعالی نی فرمایا ہی وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا اور فرمایا کلما القی فیھا فوج
سالھم خزنتھا الم یاتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شیء
ان انتم الا فی ضلال کبیر قولہ تعالی فذوقوا الایہ کا یہ مطلب ہی کہ تم نی جو اپنی عمر کی مدت
مین انبیا کی مخالفت کی سو اوسکی جزا یہ ہی کہ چکھو عذاب آگ کا اب تمہارا آجکی دن کوئی مددگار نہین ہے
کہ جس عذاب و نکال و اغلال مین تم پڑی ہو اوس سی تمکو چھڑا ئی ف جمہور نی
فیموتوا پڑہا ہی بنصب اس بنیاد پر کہ نفی کا جواب ہی اور عیسی بن عمر و حسن نی فیموتون باثبات نون
مازنی نی کہا اسکی بنا اسپر ہی کہ یقضی پر معطوف ہی ابن عطیہ نے کہا کہ یہ قراءت ضعیف ہی لیکن اسکی
ضعیف کرنیکی کوئی وجہ نہین ہی بلکہ یہ تو مثل اس آیت کی ہی ولا یوذن لھم فیعتذرون معنی یہ ہین
کہ منکرونکی واسطی دوزخ کی آگ ہی حکم نہین کیا جائیگا اونپر کہ مرجائین اور عذاب سی راحت پائین
اور نہ ہلکا کیا جائیگا اونسی اوسکی عذاب سی بلکہ جسوقت اونکی چمڑے پک جائینگی تو ہم اونکو اور چمڑی بدل دینگی
تاکہ چکھین عذاب اور جب بجھہ جائیگی آگ تو اوسکا دہکانا زیادہ کیا جائیگا مثل اس جزای سخت کی جزا
دیتی ہین ہم ہر اوس شخص کو جو کفر مین حد سی بڑہا ہوا ہی نہ جزا اخف و ادنی اوس سی ابو عمرو نے یجزی
بصیغہ مجہول پڑہا ہی اصطراخ ماخوذ ہی صراخ سی صراخ بمعنی صیاح ہی یعنی چیخنا چلانا صارخ
کہتی ہین مستغیث کو یعنی استغاثہ کرینگی آگ مین اپنی آوازین بلند کرتے ہوئی کہینگی ای رب ہمارے
یا درانحال کہ کہتی ہوئی ہونگی ربنا مقاتل نی کہا مذاکرینگی ربنا یعنی ای پروردگار ہمارے نکال لی ہمکو ہم
کرینگی عمل صالح سوای اوس شرک و معاصی کی جو ہم کیا کرتی تہی پس جس کفر پر ہم تہی اوسکی بدلی ایمان
ٹہیرائینگی اور طاعت کو عوض مین معصیت کی صالحا کا نصب یا تو اسلیی ہی کہ مفعول مطلق محذوف کی صفت
ای عملا صالحا یا صفت ہی موصوف محذوف کی ای نعمل شیئا صالحا کسی نی کہا کہ غیر الذی کنا نعمل کے
زیادہ کرنیکا یہ فائدہ ہی کہ جو غیر اعمال صالحہ اونہون نی کیی اوسپر حسرت و افسوس کرینگی مع اقرار اس بات کے

سلہ اور یہاں پر ای مالک
تین ہمکو فیصل کرچکا تم اب
دو اپنے قصور سے ہمارے
تمہارا پاس بچا رہا ہم لاچار ہین
بہت لوگہی یا سے ہیں
مانے ہو ۱۲ ۵۳ اور ہم بلا
ہین ڈالی جینگے ۱۲ ۵۴ جس
رسول ۱۲ ۵۵ جس پر
اونہین ایک دل پوچہا اونی
اوسکی مار دونون نی کہا
تمکو کونی ڈر سنا نی والا وہ بولی
کون نہین ہم پاس پونہچا
ڈرانیوالا پہر ہم نے جہٹلایا
اور کہا کونی نہین اوتاری
اللہ نے کچھ چیز
ہو
اور نہ اونکو حکم ہوا کہ توبہ کرین ۱۲

کہ اونکی اعمال دنیا مین غیر صالح تہی پس اللہ پاک نی اونکی بات کا یہ جواب دیا اولم نعمرکم الآیہ استفہام
واسطی دہمکانی سرزنش کرنیکی ہی اور حرف واو کا عطف ہی مقدر پر جسطرح کہ اسکی نظائر مین ہوتا ہی اور کلمہ
ما نکرہ موصوفہ ہی یعنی کیا اب وہ یون کہتی ہین اور نہی عمر نہین دی اونکو ایسی عمر کہ جسکو نصیحت لینا ہو وہ
اوسمین نصیحت لی اسکی اس عمر مین اختلاف ہی کسی نی کہا ساٹہہ برس کسی نی کہا چالیس کسی نی کہا اٹہارہ
برس اول قول کی ایک جماعت صحابہ قائل ہی منجملہ اونکی حضرت ابن عباس ہین دوسرے قول کی
حضرت حسن ومسروق وغیرہما قائل ہین تیسری کی عطاء وقتادہ تفصیل اسکی اول گذر چکی ہی ایک قول
حضرت ابن عباس سی جہیالیس برس کا مروی ہی **واحدی** نی کہا کہ جمہور مفسرین اسکی قائل ہین کہ
مراد نذیر سی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین عکرمہ وسفیان بن عیینہ ووکیع وحسن بن الفضل وفراء و
ابن جریر نے کہا کہ شیب ہی اس قول پر معنی یہ ہین کیا نہین عمر دی ہمنی تمکو یہانتک کہ بوڑہی ہوگئی
کسی نی کہا کہ مراد قرآن شریف ہی کسی نی کہا تب از ہری نے کہا معنی یہ ہین کہ تب قاصدی موت
کا گویا وہ موت کی آنیکا اشعار کرتی ہی اور اوسکی آنی سی ڈراتی ہی اور شیب بہی نذیر ہی کیونکہ میانہ سالی
مین سفید بال آتی ہین اور یہ نشانی ہی اسکی کہ سن صبانی مفارقت کی جو کہ لہو ولعب کا سن تہا کسی نے
کہا کہ مراد اہل واقارب کی موت ہی کسی نی کہا کمال عقل کسی نی کہا بلوغ فذوقوا فما للظالمین
من نصیر مین جو ذوق کا امر کیا سو اس امر کی ترتیب کی واسطی حرف فا ہی ماقبل پر جسمین عمر دینی کا
اور نذیر آنی کا ذکر ہی اور فای فما واسطی تعلیل کی ہی یعنی پس چکہو عذاب جہنم کا اسواسطی کہ تم نی نہ تو
عبرت لی اور نہ نصیحت پذیر ہوئی سو اب تمہاری واسطی کوئی ناصر نہین ہی کہ اللہ تعالی کی عذاب سی
تمکو روکی اور تمہاری اور اوسکی درمیان حائل ہوجای مقاتل نی کہا فذوقوا فما للمشرکین من مانع یمنعہم
کذا فی فتح البیان ان اللہ عالم غیب السموات والارض انہ علیم بذات الصدور
هو الذی جعلکم خلٰئف فی الارض فمن کفر فعلیه کفرہ ولا یزید الکفرین
کفرهم عند ربهم الا مقتا ولا یزید الکفرین کفرهم الا خسارا اللہ بہید جانی
والا ہی آسمانون کا اور زمین کا اوسکو خوب معلوم ہی جو بات ہی دلون مین وہی ہی جنہی کیا تمکو قائم مقام
زمین مین پہر جو کوئی ناشکری کری تو اوسپر پڑی اوسکی ناشکری اور منکرونکو نہ بڑہیگی اونکی انکار سی اونکی
رب کی آگی مگر بیزاری اور منکرونکو نہ بڑہیگا اونکی انکار سی مگر نقصان **ف** قائم مقام کیا زمین مین

یعنی رسولون کی پیچھی ریاست دی یا اگلی استون مین پیچھی اب اوسکا حق ادا کرو انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی خبر دیتا ہی کہ وہ آسمان و زمین کی غیب کو جانتا ہی اور اوس شی کو جسکو سرائر چھپاتی ہین اور جسپر ضمائر منطوی ہین اور وہ ضرور ہر عامل کو اوسکی عمل کا بدلا دیگا پھر اللہ عز و جل نی فرمایا ہُوَ الَّذِی جعلکم خلائف فی الارض یعنی وہی پاک ذات ہی جسنی تم کو خلیفہ کیا زمین مین کہ ایک قوم قائم مقام ہوتی ہی دوسرون کی جو اوس سی قبل ہین اور ایک گروہ اپنی سی اگلی گروہ کا جیسا کہ اللہ پاک نی فرمایا ہی وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَاءَ الْاَرْضِ پھر جو کوئی ناشکری کری تو اسکا وبال اوسی کی جان پر ہوگا نہ اوسکی غیر پر ولا یزید الکافرین الا یہ کا یہ مطلب ہی کہ جتنی وہ اپنی کفر پر چلتے رہینگی اوتنا ہی اللہ تعالی اونسی بغض رکھیگا اور جبتک وہ اوسمین مستمر رہینگی اپنا اور اپنی گھر والونکا نقصان کرینگی روز قیامت مین بخلاف مومنون کی کہ اونمین کی ایک کی جتنی عمر دراز ہوتی جائیگی اور اوسکا عمل اچھا ہوگا اوتنا ہی اوسکا درجہ و منزلہ جنت مین بلند ہوگا اور اوسکا اجر بڑھیگا اور اوسکا خالق و باری رب العالمین اوسی چاہیگا **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہی کہ جمہور نے عالم کو غیب کی طرف مضاف کیا ہی اور جناح بن حبیش نی یہ تنوین عالم و نصب غیب پڑہا ہی معنی یہ ہین کہ وہ ہر شی کو جاننی والا ہی اسی مین سی تمہاری اعمال ہین اوسپر کوئی مخفی شی پوشیدہ نہین رہتی ہی سو اگر وہ تمکو دنیا کی طرف پھیر دی تو تم عمل صالح نکروگی جیسا کہ فرمایا ہی وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ جملہ انہ علیم بذات الصدور تعلیل ہی ماقبل کی کیونکہ جب وہ سینونکی چھپی باتونکو جانتا ہی حالانکہ ہر شی سی زیادہ تر مخفی ہین تو اونکی مافوق کو تو بالاولی جانیگا کسی نی کہا کہ یہ جملہ مفسر ہی جملہ اولی کا کلمہ ذات تانیث ہی ذو بمعنی صاحب کی یعنی بالامور صاحبۃ الصدور مطلب یہ ہی کہ وہ امور سینون سی مصاحب اور لگی ہوئی رہتی ہین مصاحبت امور کی سینون سی اس جہت سی ہی کہ وہ اونمین چھپی ہوئی دبی ہوے رہتی ہین **خلائف** جمع ہی خلیفہ کی اور مستخلف کو خلیفہ بولتے ہین اور خلیف اول کی جمع خلائف اور دوسرے کی خلفاء آتی ہی یعنی تم کو کیا ایک امت قائم ہونیوالی واسطی اگلونکی قتادہ نی کہا خلفا بعد خلف و قرنا بعد قرن یعنی ایک گروہ کیا بعد اوسکی دوسرا آیا ایک قرن گذرا دوسرا آیا خلف سی مراد تالی ہی واسطی متقدم کی یعنی اگلی سے پیچھے جو آیا وہ خلف ہی کسی نے کہا کہ اللہ نی تمکو اپنا خلیفہ کیا اپنی زمین مین غرضکہ پھر جو کوئی تم مین سی اس نعمت کی ناشکری کریگا تو اوسکی ناشکری کا ضرر اوسی پر ہوگا اوسکی غیر کی

۱۲ اور کہا ہی تمکو نائب زمین پر ۱۲

۱۲ اور اگر ہم پھیر بھیجین تو پھر کرین وہی جس سی منع ہوے اوں کو ۱۲

طرف تجاوز نکریگا **مقت** کے معنی ہین غضب و بغض اور خسارکہتی ہین نقص و ہلاک کو معنی یہ ہین
کہ کفر اونکو اللہ کے پاس نفع نہ دیگا اس جہت سے کہ نہ بڑہائیگا اونکو مگر غضب و بغض اور نہ اونکی
حیانون کی حق مین اونکو نفع دیگا ایسی کہ نہ بڑہائیگا اونکو مگر نقص و ہلاک اس جگہہ تکرار واسطی زیادت
تقریر و تنبیہ کے ہی اس بات پر کہ یہ دونون امر ہولناک و قبیح انمین سی ہر ایک کو واسطی اقتضا کفر کا
بطریق استقلال و اصالت ہی پہر اللہ پاک نی آپکو حکم دیا کہ اونکو توبیخ و سرزنش کرین ارشاد فرمایا

قل ارءیتم شرکاءکم الذین تدعون من دون اللہ ارونی ماذا خلقوا
من الارض ام لہم شرک فی السموت ام اتینہم کتبا فہم علی بینت منہ
بل ان یعد الظلمون بعضہم بعضا الا غرورا ان اللہ یمسک السموت والارض
ان تزولا ولءین زالتا ان امسکہما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا

تو کہہ بہلا دیکہو اپنی شریک جنکو پکارتی ہو اللہ کی سوا دکہاؤ تو مجہکو کیا بنایا اونہون نی زمین مین یا کہہ
اونکا ساجہا ہی آسمانون مین یا ہمنی دی ہی اونکو کوئی کتاب سو یہ سند رکہتی ہین اوسکی کوئی نہین پر جو
وعدہ بتاتی ہین گنہگار ایک دوسرکو سب فریب ہی تحقیق اللہ تہام رہا ہی آسمانون کو اور زمین کو کہ
ٹل نجاوین اور اگر ٹل جاوین تو کوئی نہ تہام سکی اونکو اوسکی سوا وہ ہی تحمل والا بخشتا انتہی **ف**
اللہ تعالی اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتا ہی کہ مشرکون سی کہین بہلا دیکہو اپنی شریک
جنکو تم پکارتی ہو اللہ کے سوا یعنی اصنام و انداد دکہاؤ تو مجہکو اونہون نے کیا بنایا زمین مین یا
کہہ اونکا ساجہا ہی آسمانون مین یعنی اونکی واسطی آمین سے کہہ بہی نہین ہی وہ تو کہوسکی گٹہلی
کے چہلکے کی مالک نہین ہین قولہ تعالی ام آتینہم الآیہ کی یہ معنی ہین کیا ہمنی دی ہی اونکو کوئی کتاب
جسمین شرک و کفر ہے جسکی وہ قائل ہین ہرگز بات یون نہین ہی بلکہ اونہون نی تو اس باب
مین صرف پیروی کی ہی اپنی خواہشون اور رایون کی اور آرزوون کی جنکی اپنے واسطی تمنا
کی ہی اور وہ سب فریب و باطل ہی اور جہوٹ ہی پہر اللہ پاک نے اپنی قدرت عظیم کی خبر دی جسکی
وجہسی آسمان و زمین قائم رہتی ہین اور جو قوت اونکے تہامنے والی اونمین رکہی ہے پس فرمایا
ان اللہ یمسک السموت الآیہ یعنی اللہ تہامتا ہی آسمانون کو اور زمین کو کہ وہ اپنی جگہونسی
مضطرب نہو جائین کما قال عز وجل ویمسک[ل] السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ وقال تعالی

[ل] اور تہام رکہتا ہی آسمان کو اسسی کہ گر پڑی زمین پر مگر اوسکی حکم سے ۱۲

ومن[۱] ایاته ان تقوم السماء والارض بامره قولہ تعالی ولئن زالتا الایہ کا یہ مطلب ہے
کہ اونکی دوام پر اور اونکے باقی رکھنے پر کوئی قادر نہین ہی مگر وہی اور وہ باوجود اسکے حلیم غفور ہے
یعنی وہ دیکھ رہا ہی اپنے بندونکو اس حال مین کہ وہ اوسکی ساتھ کفر کر رہے ہین اور اوسکی نافرمانی کر رہے
ہین اور وہ حلم کرتا ہی سو تاخیر ومہلت دیتا ہی دیر لگاتا ہی جلدی نہین کرتا اور دوسرونکی پردہ پوشی
کرتا ہی اور بخشتا ہی اسی لیی یون فرمایا ہی انہ کان حلیما غفورا **ابن ابی حاتم** نی اس جگہہ ایک
حدیث غریب بلکہ منکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کی ہی کہا مین نی سنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام سی حکایت کرتی تھی منبر پر فرمایا کہ موسی علیہ السلام
کے جی مین واقع ہوا کہ آیا اللہ عزوجل سوتا ہی پس اللہ تعالی نی اونکی طرف ایک فرشتہ بھیجا
سو اوسنی اونکو تین بار جگایا اور اونکو دو شیشیان دی تھین ہر ہاتھہ مین ایک شیشی اور اونکو امر
کیا تھا کہ اونکو حفاظت سی رکھین فرمایا پھر وہ سونی لگی اور قریب تھا کہ اونکی دونون ہاتھہ ملجائین پھر
وہ جاگتی تو ایک کو دوسرے پر روک رکھتی یہان تک کہ ایسی نیند سوئے کہ اونکی دونون ہاتھہ لگ گئی
تو دونون شیشیان ٹوٹ گئین فرمایا کیہ[۲] تعالی نی اونکی واسطی ایک مثل بیان فرمائی کہ اللہ عزوجل
اگر سوتا تو آسمان وزمین نہ تھامی جاتی **ظاہر** یہ ہی کہ یہ حدیث مرفوع نہین ہی بلکہ منجملہ اسرائیلیات
منکر وہے کیونکہ حضرت موسی علیہ السلام اس سی برتر ہین کہ اللہ سبحانہ پر نیند کی تجویز کرین اور اللہ
عزوجل نی اپنی کتاب عزیز مین یہ خبر دی ہے[۳] **ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ**
ما فی السموات والارض اور صحیحین مین حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سی ثابت ہوا ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی بیشک اللہ تعالی سوتا نہین ہی اور نہ اوسی لائق
ہے کہ سوئے یخفض[۴] القسط ویرفعہ اوٹھایا جاتا ہی طرف اوسکی عمل رات کا قبل دن کے
اور عمل دن کا قبل رات کی حجاب اوسکا نور ہی یا نار اگر وہ اوس حجاب کو اوٹھا دی تو البتہ جلا ڈالین
چمکارے اوسکے مونہہ کی اوس شی کو کہ پہنچے طرف اوسکی بصر اوسکی خلق اوسکی سی **ابن جریر** نے
ابووائل سی روایت کیا ہی کہ ایک شخص آیا طرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تو فرمایا
تو کہان سی آیا اوسنی کہا شام سی فرمایا کس سی ملاقات کی کہا مین کعب سی ملا فرمایا تجھی کعب نی کیا
حدیث کی کہا مجھی یہ حدیث کی کہ آسمان جبکہ کہاتی ہین مونڈہے پر ایک فرشتے کے فرمایا پھر کیا تو نی

[۱] اور اوسکی نشانیون سی ہی کہ قائم رہتے ہین آسمان زمین اوسکے
حکم سی ۱۲ [۲] فتح البیان مین ہی
واخرج ابویعلی وابن جریر وابن
ابی حاتم والدارقطنی والبیہقی
فی الاسماء والصفات وغیرہم
وروی ذلک من طرق عن ابن سلام
وابن ابی ہریرۃ ۱۲ منہ [۳] یہ
جملہ اسی کا تتمہ ہی فتح البیان مین ہی
پھر اوسکی تعریف مین فرمایا لا تاخذہ
سنۃ ولا نوم الخ ۱۲ [۴] یعنی
آسمان اور زمین مین ہی ۱۲
ای العمل ویرفع فعلی ہذا
الی الارض مرۃ ویرفع فی
الیوم الی السماء مرۃ
طرف زمین کی ایک بار اور کبھی
اوس کو اوٹھاتا ہی ۱۲ منہ

اوسکی تصدیق کی یا تکذیب کہا مین نی نہ اوسکی تصدیق کی نہ تکذیب فرمایا البتہ دوست کہی
مین نی یہ بات کہ تو فدیہ کرتا اپنی سفر کرنی سی طرف اوسکی اپنی سواری کو اور اوسکی کجاوے کو
کعب نی جھوٹ کہا بیشک اللہ فرماتا ہی ان اللہ یمسک السموات الایہ یہ اسناد صحیح ہی کعب
تک اور حضرت ابن مسعود تک پہر ابن جریر نی بسند خود ابراہیم سی روایت کیا ہی کہا جذب بجلی
گئی طرف کعب کی شام مین پہر مثل روایت مذکور ذکر کیا حافظ ابن کثیر فرماتی ہین کہ فقیہ یحیی بن
ابراہیم بن مزین طلیطلی کے سیر الفقہا و نام کتاب مین مین نی دیکہا ہی کہ وہ اس اثر کو لائی ہین
عن محمد بن عیسی بن الطباع عن وکیع عن الاعمش بہ پہر بسند خود عن ابن وہب عن مالک روایت
کیا ہی کہ آسمان پہرتا نہین ہی اور اس آیت سی حجت پکڑی ہی اور اس حدیث سی کہ مغرب مین
ایک دروازہ ہی واسطی توبہ کے وہ ہمیشہ کہلا رہیگا یہانتک کہ سورج اوس سی طلوع کرے
حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ حدیث صحیح مین ہی واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **ف** فتح البیان کا حاصل
یہ ہے کہ تم مجہے خبر دو اپنی شرکا سی جنکو تم نے معبود ٹہیرایا ہی اور اونکو پوجا ہی اللہ کے سوا مراد
اصنام وغیرہ ہین جملہ ارونی ماذا خلقوا من الارض بدل اشتمال ہی ارایتم سی معنی یہ ہین خبر دو مجہکو
اپنی شرکا سی دکہاؤ مجہکو کون چیز اونہون نی پیدا کی زمین سی کسی نی کہا دونون فعل یعنی ارایتم
اور ارونی باب تنازع سی ہین اور دوسرے فعل کو عمل دیا گیا ہی بنا بر اختیار بصریون کی ام لہم
شرک فی السموات یعنی یا اونکی واسطی کوئی شرکت ہی ساتہہ اللہ کے آسمانون کی پیدا کرنی
مین یا اونکی ملک مین یا اونکی تصرف مین یہانتک کہ اوسکی وجہ سی وہ الہیت مین شرکت کے
مستحق ہون یا ہمنی اونپر کوئی کتاب نازل کی ہی ساتہہ شرکت کی سو وہ ظاہر واضح حجت پر ہین
اوس کتاب سی مقاتل نی کہا کیا ہم نے دی ہی کفار مکہ کو کوئی کتاب سو وہ اوسکی بیان پر ہین کہ
اللہ کے ساتہہ کوئی شریک ہی بہتر یہ ہے کہ ضمیر لہم کی اور آتیناہم کی راجع ہو طرف شرکا کی بسبب
مناسبت ضمیرون کی کسی نی کہا کہ مشرکین کی طرف پہرتی ہی اس صورت مین التفات ہوگا خطاب
سے طرف غیبت کی کلا بل دونون جگہہ منقطعہ بمعنی بل وہمزہ ہی بس اللہ پاک نی اول استفہام سی
اضراب کیا اور دوسری استفہام مین شروع فرمایا اور استفہام انکاری ہی بینہ کو ابن کثیر و ابو عمرو و
حمزہ و حفص نی عاصم سی بصیغہ مفرد پڑہا ہی اور باقی قراء نی بینات بجمع پہر اللہ پاک نے دونون

لہ یعنی سب عجز ین برابر
رئیس وارایک سی کی طرف
راجع ہون جیسے دونون کی
اوری ۱۲ شہ یعنی جیسے ضمیر ہم کی
کی ۱۲

استفہام سی اضراب کرکے ارشاد فرمایا بل ان یعد الظالمون الا یہ یعنی نہ یہ بات ہی کہ اونکی
بتون وغیرہ کو آسمانون مین کسی طرح کی شرکت ہی نہ ہمنی کوئی کتاب شرک کی باری مین اونپر
نازل کی بلکہ بات یہ ہی کہ وعدہ نہین دیتی ہین ظالم لوگ ایک دوسری کو جس طرح کہ سردار اپنی
اتباع کو وعدے دیتے ہین مگر فریب کہ اوس سی اونکو دہوکا دیتی ہین اور اوسکو اونکی واسطی
اچھا کرکہ دکہاتی ہین غرور وہ باطل وبی اصل باتین ہین جو دہوکا دین اور اونکی کچھہ حقیقت نہو مراد
اس سی یہ ہی کہ سردار اپنے اتباع سی کہتی تہی کہ یہ معبود اونکو نفع دینگی اور اللہ کی طرف اونکو قریب
کردینگی اور اوسکی پاس اونکی سفارش کرینگی کسی نی کہا کہ شیاطین مشرکون کو اسکا وعدہ دیتی ہین
کسی نے کہا کہ جو وعدہ ایک دوسری کو دیا کرتی ہین مراد اس سی یہ ہی کہ وہ مسلمانون پر مدد دینے
جائینگی اور اونپر غالب ہونگی غرضکہ اول اللہ پاک نی بتون کا ضعف بیان کیا اور اونکی عدم
قدرت کسی شی پر بعد اوسکی اپنی قدرت وبدیع صنعت بجملہ مستانفہ بیان فرمائی کہ ان اللہ
یمسک السموات الا یہ یعنی وہ اون دونون کو روکتا ہی زوال سی جیسا کہ زجاج نے کہا ہے[1]
یا روکتا ہی اونکو واسطی کراہت اس بات کی کہ وہ زائل ہوجائین یا تاکہ ٹل نہ جائین کسی نے
کہا معنی یہ ہین کہ شرک اونکا مقتضی ہی زوال سموات وارض کا جیسا کہ فرمایا ہی تکاد السموات[2]
یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ہدا ان دعوا للرحمن ولدا قولہ تعالے
ولئن زالتا الا یہ یعنی البتہ اگر وہ ٹل جائین تو نہ تہام سکی اونکو کوئی بعد اوسکے تہامنے کے
یا بعد اونکی ٹلجانے کے حملۂ ان امسکہما قائم مقام جواب قسم وشرط کی ہی پہلا حرف من زائد
ہے اور دوسرا ابتدائیہ فراء نے کہا اگر وہ ٹل جاتے تو نہ تہام سکتا اونکو کوئی کہا اور یہ اس
آیت کی مثل ہی[3] ولئن ارسلنا ریحا فرأوہ مصفرا لظلوا من بعدہ یکفرون کسی نی کہا
کہ مراد اونکا زائل ہونا ہی قیامت کی دن حملۂ انہ کان حلیما غفورا تعلیل ہی ماقبل کی یعنی اللہ
پاک تہامتا ہی آسمانون کو اور زمین کو اس واسطی کہ وہ تحمل والا ہی اور بڑا بخشنے والا ہے

واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءہم نذیر لیکونن اہدی من
احدی الامم فلما جاءہم نذیر ما زادہم الا نفورا ۱۲ استکبارا
فی الارض ومکر السیئ ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ فہل ینظرون

[1] اس قول مین تقدیر کی ضرورت نہین ہی ۱۲ سنہ
ابی آسمان پھٹ پڑنے اس
بات سی اور زمین پھوٹ جانے
اور پہاڑون پہاڑ ہوجانے
سی کہ اللہ پاک کا بیٹا ہی
[2] اور اگر ہم یہ کتاب
پہاڑ پر نازل کرتے تو
پرلی تو اس پہاڑ
کرنے ۱۲

الا سنت الاولین فلن تجد لسنت الله تبدیلا ولن تجد لسنت الله تحویلا
اور قسم کہاتے تھے اللہ کی تاکید کی قسمین اپنی اگر آئیگا اون پاس کوئی ڈر سنانیوالا البتہ بہتر راہ
چلینگی اور کسی امت سی پہر جب آیا اون پاس ڈر سنانیوالا اور زیادہ ہوا اونکا بدکنا غرور کرنا
ملک مین اور داؤ کرنا بُرے کام کا اور بُرائی کا داؤ اولٹیگا اونہین داؤ والون پر پہر اب وہی
راہ دیکھتے ہین اگلون کی دستور کی سو تو نہ پاویگا اللہ کا دستور بدلنا اور نہ پاویگا اللہ کا دستور
ف عرب لوگ جو سنتے یہود کی بی حکمیان اپنے نبی سی تو کہتے کبھی ہم مین ایک نبی آوی
تو ہم اوس سے بہتر رفاقت کرین سو منکرون نی اور عداوت کی انتہی **ف** اللہ پاک
خبر دیتا ہی طرف سی قریش و عرب کے کہ اونہون نی قسمین کہائین اللہ کی تاکید کی قسمین اپنی
قبل بھیجنے رسول کی طرف اونکی البتہ اگر آئیگا اونکی پاس کوئی ڈرانیوالا البتہ وہ بہتر راہ چلینگی
ساری امتون سی جنکی طرف رسول بھیجے گئی یہ قول ضحاک وغیرہ کا ہی یہ آیت مثل اس آیت کی
ہے ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستهم
لغافلین او تقولوا لو انا انزل علینا الکتاب لکنا اهدی منهم فقد جاءکم بینة
من ربکم وهدی ورحمة فمن اظلم ممن کذب بآیات الله وصدف عنها
ومثل قوله تعالی وان کانوا لیقولون لو ان عندنا ذکرا من الاولین لکنا عباد الله
المخلصین فکفروا به فسوف یعلمون اللہ تعالی نی فرمایا پہر جب آیا اونکی پاس نذیر یعنی
حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اوس کتاب عظیم و قرآن مبین کی جو اونکے ساتھ
اوتارا گیا تو نہ زیادہ کیا مگر کفر کو طرف اپنی کفر کے پہر اسکا بیان فرمایا اس قول سی کہ استکبارا
فی الارض یعنی اونہون نی تکبر کیا پیروی کرنے آیات آلہی و مکر السیئ اور مکر کیا لوگون
سے اپنے روکنے مین اونکو اللہ کی راہ سی ولا یحیق المکر السیئ الا باهله یعنی اوسکا
وبال نہین اولٹیگا مگر خود اونہین پر نہ اونکی غیر پر **ابو زکریا کوفی** ایک شخص سی راوی ہین
اوسنی اونکو یہ حدیث کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی بیچ تو داؤ کرنی سے
بُرے کام کے پس بیشک نہین اولٹیگا داؤ برائی کا مگر اونہین داؤ والون پر اور واسطی اونکی
اللہ سے طالب ہی رواہ ابن ابی حاتم **محمد بن کعب** قرظی نی کہا تین چیزین ہین

لہ اس واسطی کہ کبھی ایسا نہ ہو جو اوتری ہی سو دی فرقون پر ہم پہلی اور ہمکو اوسکے پڑہنے پڑھانے کی خبر نہ ہی یا کہو اگر ہم پر اوترتی کتاب تو ہم راہ چلتی اونسی بہتر سو بیشک تمکو تمہاری رب سے شاہدی اور ہدایت اور رحمت اب اوس سی بڑی انصاف کون جو جھٹلاوی اللہ کی آیتین اور اونسے کترا وی لہ اور یہ تو کہتی تی اگر ہم پاس احوال ہوتا پہلی لوگون کا تو ہم اللہ کے برگزیدہ بندے ہو گئی اب اگلی جان لینگی ۱۲

جسنی اونکو کیا تو اونسی نجات نہ پائی یہانتک کہ وہ اوسپر نازل ہون جسنی مکر کیا یا بغاوت کی یا
عہد شکنی کی اور تصدیق انکی کتاب اللہ مین ہی ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ قولہ تعالی فھل
ینظرون الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ پھر اب وہی راہ دیکھتے ہین اللہ کی عقوبت کی اسپر کہ
اونہون نی اللہ کے رسولون کی تکذیب کی اور اوسکے حکم کی مخالفت اور تو ہرگز نہ پائیگا واسطے
دستور اللہ کے کسی طرح کا تغیر اور نہ تبدل بلکہ وہ اسی طرح جاری ہی ہر جھٹلانے والے مین
ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا یعنی جسوقت اللہ پاک ارادہ کرتا ہی کسی قوم سے برائی کا
تو اوسکی واسطی کسی طرح کا رد نہین ہی اور نہ کوئی اوسکو اونسی کہولتا ہی نہ اوسکو اونسے نقل کرتا
ہی واللہ اعلم کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہی کہ مراد قریش ہین کہ اونہون نی
یہ قسم کہائی قبل اسکے کہ اللہ پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمائی جبکہ اونکو یہ بات
پونہچی کہ اہل کتاب نی اپنی رسولون کی تکذیب کی تو کہا لعنت کری اللہ یہود و نصاری کو کہ
اونکی پاس رسول آئی تو اونکو جھٹلایا اور اللہ کی قسم کہائی کہ اگر آئیگا ہماری پاس کوئی نذیر تو
البتہ ہم ہونگے زیادہ تر راہ پانی والی از روی دین کی اون سی پھر جب اللہ سبحانہ نے حضور
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اونکو جھٹلایا اسپر اللہ پاک نی یہ آیت
نازل فرمائی امم سی مراد وہ امتین ہین جنہون نی رسولون کی تکذیب کی اور نذیر سے مراد نبی
اور ہدایت سی مراد استقامت عرب یہ تمنا کیا کرتی تہی کہ اونمین سی کوئی رسول ہو جس طرح کہ
بنی اسرائیل مین رسول ہوئی احدی کی تانیث اس لیی ہی کہ امت مؤنث ہی جیسا کہ اخفش نی کہا
ہے کسی نی کہا معنی یہ ہین من احدی الامم علی العموم کسی نی کہا زیادہ تر راہ پانیوالی اوس امت سے
جسکو احدی الامم کہا جاتا ہی واسطی اوسکی تفضیل کی یعنی جو امت فضیلت مین یکتای روزگار
ہے ہم اوس سی بھی بڑہکر ہدایت یاب ہوتی فلما جاءھم نذیر الآیہ یعنی پھر جب آئی اونکی پاس وہ
شی جسکی تمنا کی تہی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ اشرف نذیر و اکرم رسل ہین اور وہ
اونہین مین کی تہی تو نہ بڑہایا اونکو اونکی آنی نے مگر نفور یعنی اونسی نفرت کی بدکے اور اونکی ماننے سے
دور ہوئی واسطی استکبار و سرکشی کی یا استکبار را بدل ہی نفور اسی یا حال ہی قالہ الاخفش مازادھم جواب
ہے لما کا اسمین دلیل ہی اس بات پر کہ لما حرف ہی ظرف نہین ہی اس لیی کہ ما بعد ما نافیہ کا

او سکی ماقبل مین عمل نہین کرتا ہی اسکے کئی نظائر گذر چکی ہین رہی یہ بات کہ نسبت زیادت
کی طرف نذیر کے کی سو یہ مجازی ہی اسلیی کہ نذیر سبب ہی زیادت مین مثل قولہ تعالی فزادتھم
رجسا الی رجسھم قولہ تعالی ومکر السیئ یعنی اونہون نی نفور کیا و اسطی استکبار کے
اور واسطی مکر عمل سیی کی یا اونہون نی مکر کیا مکر سیئ مکر موصوف ہی اور سیئ صفت موصوف کو
صفت کی طرف مضاف کر دیا ہی جسطرح کہ مسجد الجامع وصلوۃ الاولی مین ہی مکر کے معنی ہین
حیلہ وخداع وعمل قبیح جمہور نے مکر السیئ کو بخفض ہمزہ اور اعمش وحمزہ نی بسکون ہمزہ وصل مین
پڑہا ہی بہت سی نحویون نی اس قرادت کو غلط ٹہیرایا ہی اور اعمش کی تنزیہ کی ہی باوجود
اونکی جلالت کی اس سی کہ وہ اوسکو پڑہین کہا کہ وہ تو سکون کی ساتہہ صرف وقف کیا کرتی تہی
سو جسنی اونسی روایت کی اونسے غلطی کی کہ وہ وصل مین سکون کی ساتہہ پڑہتے تہی اس
قرادت کی توجیہ ممکن ہی باین طور کہ جسنی اوسکو پڑہا ہی تو وصل کو بجای وقف جاری کیا ہی
اسی کی مثل قرادت اوس شخص کی ہی جسنے مالشعرکم کو بسکون را پڑہا ہی اور مثل اسکے قرادت
ابو عمرو کی ہی الی بارئکم بسکون ہمزہ انکی سوا اور نظائر بہت ہین ابو علی فارسی نی کہا کہ یہ بنا بر
اجرای وصل ہی مجرای وقف کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نی مکر اسیئا پڑہا ہی قولہ تعالے
ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ کی یہ معنی ہین کہ نہین نازل ہوتا ہی انجام برائی کا مگر اوسپر جسنے برا کیا
کلبی نے کہا یحیق بمعنی یحیط ہی اور حوق احاطہ کو کہتی ہین عرب کی بول چال مین کہتی ہین حاق بہم
کذا ای احاطہ بہ عرب کی لغت مین معنی یحیق سی ظاہر ہی ہی لیکن قطرب نی اس جگہہ یحیق کی تفسیر
تنزل سی کی ہی قولہ تعالی فھل ینظرون الا سنۃ الاولین یعنی پس نہین انتظار کرتی ہین مگر اللہ
کے دستور کا اونمین باین طور کہ نازل ہوا نپر عذاب جیسا اونپر نازل ہوا حرف فافلن تجد لسنۃ اللہ
تبدیلا مین واسطی تعلیل کی ہی یہ حکم جو اونپر لگایا کہ وہ عذاب کی منتظر ہین اسکی یہ علت ہی یعنی وہ
اب صرف عذاب کا انتظار کر رہی ہین اسواسطی کہ کوئی اسپر قادر نہین ہی کہ اللہ پاک کی دستور
کو بدل دی جسکو اوسنی امم مکذبہ کی حق مین مقرر کیا ہی کہ اپنا عذاب اونپر نازل کرتا ہی کسی کی یہ مجال
نہین ہی کہ اوسکی جگہہ اوسکے بدلے مین اوسکی غیر کو رکہدی ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا
کا یہ مطلب ہی کہ جس عذاب پر اللہ پاک کا دستور جاری ہو چکا ہی کسی کی تاب نہین ہی کہ اوسکو

سلہ سواد نکو بڑہائی
گندگی پر گندگی ۱۲

نقل کردی پھیر دی کہ اوسکو اونسی دفع کرے اور اونکی غیر پر کہدے تبدیل وتحویل کی وجہ ان
کی نفی کنایہ ہی اونکے نفی وجود سی بطریق برہانی اونمین سی ہر ایک کی تخصیص ساتھہ نفی مستقل
کے واسطی تاکید اونکی استغنا کی ہی اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان
عاقبۃ الذین من قبلھم وکانوا اشد منھم قوۃ وما کان اللہ لیعجزہ من شئ
فی السموات ولا فی الارض انہ کان علیما قدیرا ولو یواخذ اللہ الناس بما
کسبوا ما ترک علی ظھرھا من دابۃ ولکن یؤخرھم الی اجل مسمی فاذا جاء
اجلھم فان اللہ کان بعبادہ بصیرا کیا پھری نہین ملک مین کہ دیکھین آخر کیسا ہوا
اونکا جو انسی پہلے تھی اور تھوان سی سخت زور مین اللہ وہ نہین جسکو تھکاوی کوئی چیز آسمانون
مین اور نہ زمین مین وہ ہی سب جانتا کرسکتا اور اگر پکڑ کری اللہ لوگونکو اونکی کمائی پر نہ چھوڑے
زمین کی پیٹھہ پر ایک چلنی والا پر اونکو ڈھیل دیتا ہی ایک ٹھیرے ہوی وعدے تک
پھر جب آیا اونکا وعدہ تو اللہ کی نگاہ مین ہین اوسکی سب بندے انتہی **ف** اللہ تعالی فرماتا ہی
کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان لوگون سی کہدی جو کہ تیری رسالت کی جھٹلانی والی ہین
جسکو تو اونکی پاس لیکر آیا ہی کہ تم پھرو ملک مین پھر دیکھو کیسا ہوا انجام اونکا جنھون نی رسولونکو
جھٹلایا کیسا اللہ نے اونکو ہلاک کرڈالا اور ویسا ہی منکرون کی واسطی ہوتا ہی اونکے منازل ومکانات
اونسی خالی ہوگئی اور جس عیش وآرام وناز ونعم مین وہ تھی سب اونسی سلب کرلیا گیا بعد اسکی کہ کمال
قوت مین اور کثرت ساز وسامان مین اور کثرت شمار مردم وکثرت اموال واولاد مین تھی سو یہ سب
اونکی کچھہ کام نہ آئی نہ اونسی اللہ کا عذاب کچھہ دفع کیا جبکہ تیری رب کا حکم آپہنچا کیونکہ اللہ پاک جب کسی
شے کا ہونا آسمانون مین اور زمین مین چاہتا ہی تو کوئی شی اوسکو نہین تھکاتی ہی بیشک وہ بڑا
جاننی والا ہی سب کچھہ کرسکتا ہی یعنی ساری کائنات کا اوسکو علم ہی اور مجموع کائنات پر قدرت
رکھنی والا ہی پھر اللہ پاک نی فرمایا ولو یواخذ اللہ الآیہ یعنی اگر اللہ پاک لوگون سی اونکی ساری گناہونکا
مواخذہ کرتا تو ساری آسمان وزمین والون کو اور دواب وارزاق کو جنکی وہ مالک ہین ہلاک
کرڈالتا **ابن ابی حاتم** نی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی فرمایا قریب ہے
اجل کہ عذاب کیا جای اپنی سوراخ مین بسبب گناہ ابن آدم کے پھر یہ آیت پڑہی ولو

ع ۵ ۱۷

اجل وہ شی ہے جو جانوران
آبی سیاہ کدانی الصراح
لیکن مناسبون ہی کہ اگر یہاں بمعنی
حیوان بر فرض کیا جای
واللہ اعلم بالصواب

یواخذ اللہ الآیہ سعید بن جبیر و سدی نی ما ترک علی ظہرہا من دابہ کی تفسیر مین کہا
ہے کہ البتہ نہ پلاتا اونکو مینہہ کا پانی تو ساری دواب مرجاتے لیکن وہ اونکو مہلت دیتا ہی
روز قیامت تک پہر اوس دن اونسی حساب لیگا اور پوری جزا دیگا ہر عامل کو اوسکے عمل
کی پس اہل طاعت کو تو جزا دیگا ساتہہ ثواب کی اور اہل معصیت کو ساتہہ عقاب کی اسی لیی یون
فرمایا ہی فاذا جاء اجلہم الآیہ کذا فی ابن کثیر۔ آخر تفسیر سورۃ فاطر و للہ الحمد و المنۃ

ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہی کہ اولم یسیروا الآیہ مین ہمزہ واسطی انکار کی ہی یا نفی
کی اور حرف واو واسطی عطف کی ہی مقدر پر جو کہ لائق مقام ہی اور جملہ ماقبل کی تقریر و تاکید کے
لیے لایا گیا ہے یعنی اللہ کا دستور بدلتا نہین ہی کیا یہ لوگ پہرے نہین زمین شام و مین و
عراق مین کہ دیکہین اوس عذاب کو جو یمنی نازل کیا ہی عاد و ثمود و مدین پر اور اونکی امثال پر
جبکہ اونہون نی رسولون کی تکذیب کی کیونکہ یہ عذاب نازل کرنا اللہ کی دستوری ہی حق مین
مکذبین کی کون دستور جو کہ تبدل و تحول نہین کیا جاتا ہی اللہ پاک نی جو کچہہ اونپر نازل کیا اوسکے
آثار اور اونکے عذاب کی نشانیان اونکی گہرون مین موجود و ظاہر ہین حالانکہ وہ انسی قوت
مین سخت تر عمرون مین دراز تر مالون مین اکثر بدنون مین قوی تر تہی سو نہ طول مدت نی اونکو
کچہہ نفع دیا نہ شدت قوت اونکی کچہہ کام آئی مطلب یہ ہی کہ یہ لوگ اپنی تجارت کی سفرون مین
اونکی گہرون مین گئی ہین عذاب کی آثار مشاہدہ کیی ہین مگر مارے عناد و سرکشی کی کچہہ اثر نہین ہوتا
برابر رسول و قرآن کی تکذیب کیی جاتے ہین غرضکہ اس آیت سی یہ بات سمجہی گئی کہ اللہ پاک
نے اگلی امتون کو جڑ پیڑ سی اوکہاڑ ڈالا ہلاک کر دیا پہر اس مضمون کی و ما کان اللہ الآیہ سی
تقریر و تاکید فرمائی یعنی اللہ وہ نہین ہی جس سی آسمان و زمین کی کوئی شی سبقت کر جائی
اور اوس سی فوت ہو جائی پہر اوس تقریر و تاکید کی یہ علت ذکر فرمائی کہ انہ کان علیما قدیرا
یعنی اس واسطی کہ وہ تو بڑی علم و قدرت والا ہی کوئی شی اوس سی مخفی نہین رہتی ہے نہ
کوئی امر اوسپر متشکل و دشوار ہوتا ہی پہر اگر یہ وہم ہو کہ جب وہ ایسی علم و قدرت والا ہی تو کفار کو
کیون نہین ہلاک کر ڈالتا ہی اونکو کیون چہوڑ رکہا ہی سو اس وہم کو اس آیت سی دور فرما دیا
و لو یؤاخذ اللہ الآیہ یعنی اگر اللہ مواخذہ کرتا لوگون سی اون گناہون کا جو اونہون نی کمائی

اون خطاؤن کا جو اونہون نی کین تو نہ چہوڑتا زمین کی پیٹہہ پر کوئی دابہ دواب مین سے جو
زمین پر پلتی چلتے ہین کوئی سے ہون بنی آدم کو تو بسبب اونکے گناہون کی اور اونکے غیر کو
بسبب شومی معاصی بنی آدم کے کسی نے کہا مراد یہ ہی کہ نہ چہوڑتا زمین کی پشت پر کوئی دابہ
جو چلتا ہی بنی آدم و جن سی اول کی حضرت ابن مسعود و قتادہ قائل ہین اور ثانی کے کلبی
ابن جریج و اخفش و حسین بن فضل نی کہا کہ اس جگہہ دابہ سی مراد فقط آدمی ہین نہ اون کی غیر
کہا ہی کہ درمیان شرط و جزا کی مناسبت یہ ہی کہ جس وقت اللہ مواخذہ کری لوگون سی اون
کامون کا جو اونہون نے کیی تو اون سی وہ نعمتین منقطع ہو جائین جنکے جملے سے مینہہ کا پانی
ہے پہر جب اون سے پانی منقطع ہو جای تو روئیدگی منقطع ہو جای پہر ساری حیوانات
مر جائین پس یہ ایک کنایہ ہی جس سی ملزوم مراد ہی علی ظہر ہا مین استعارہ مکنیہ ہی زمین کو تشبیہ
دی دابہ سی جسپر انسان سوار ہوتا ہی اس جہت سی کہ انسان کو زمین پر قدرت و تمکن حاصل
ہی پہر زمین کی واسطی وہ شی ثابت کی جو کہ مشبہ بہ یعنی دابہ کے لوازم سی ہی وہ لفظ ظہر ہے
یعنی پشت پہر اگر کوئی کہی کہ زمین سی جس جگہہ پر خلق رہتی بستی ہی اوسکو وجہ الارض و ظہر الارض
کیون کہتی ہین باوجود اسکی کہ ظہر تو مقابل وجہ ہی پس یہ اطلاق ضدین کی قبیل سی ہوا ایک
شی پر تو کہین گے کہ یہ ٹہیک ہوا دو اعتبار سی کیونکہ ظاہر زمین کو ظہر الارض بولتی ہین اس
جہت سی کہ زمین مثل پوجہا و ٹہانے والے جانور کے ہی اور وجہ الارض اوس کو اس لیے
کہتے ہین کہ اوسمین کا ظاہر مثل وجہ حیوان کے ہے گو غیر اوسکا مثل بطن کی ہی اور وہ اوسمین
کا باطن ہی بالجملہ قتادہ نی کہا کہ اللہ اس کو کر چکا زمانہ نوح علیہ السلام مین یحیی بن سلام نی کہا
یعنی روکدی اللہ مینہہ کا پانی تو ہر شی ہلاک ہو جائ قولہ تعالی ولکن یؤخرھم الآیہ یعنی
لیکن اللہ اون کو تاخیر دیتا ہی روز قیامت تک پہر جب آیا اون کا وعدہ تو اللہ کی نگاہ مین
ہین اوس کی سب بندے سے مطلب یہ ہی کہ وہ خوب جانتا ہی اوس کو جو اونمین سے مستحق
ثواب کا ہی اور اوس کو جو اون مین سی عقاب کے لائق ہی اس آیت مین مومنون کی واسطی
تسلی ہی اور کافرون کو وعید عامل کلمہ اذا مین جاء ہے بصیر اعامل نہین ہی واللہ اعلم بالصواب
الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر اس سورۂ مبارکہ کی وقت عشا دہم ماہ شعبان مکرم ۱۳۱۲ سنہ ہجری کو محلۂ

امیر گنج مین تمام ہوئی اللہ سبحانہ قبول فرمائی اور آئندہ لکھنی کی قوت دی کاتب حروف
خاکسار ذوالفقار کو چار ماہ سی بخار کی کشاکشی رہی ہشتم شوال سی لکھنا شروع کیا
تہا اس کی تمامی بہی ضعف و بخار مین ہوئی اللہ سبحانہ اپنے فضل و کرم سے مرض کو دور
کری اور اپنی مرضیات کی توفیق دی آمین اللھم اغفرلنا وارحمنا واسترعوراتنا
وامن روعاتنا ووفقنا لما تحب وترضی واحسن عواقبنا فی الامور کلها
واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرۃ وثبتنا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا
وفی الاخرۃ اللھم ارحم صاحب الترجمان رحمۃ واسعۃ لاتغادر ذنبا وبارک لمن هو فی هذا الامر باعث فی نفسها ومالها وجاهها وجمیع شیونها
وانصرہ علی اعدائها وشانیها آمین یارب العالمین بجاہ سیدنا ومولانا
محمد شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ و
علی آلہ وصحبہ واشیاعہ واتباعہ الی یوم الدین ملء ما علم وزنۃ ما علم و
عدد ما علم آمین والحمد للہ اولا واخرا وظاهرا وباطنا رزقنا اللہ الحسنی
واذاقنا حلاوۃ رضوانہ الاسنی آمین

فہرست جلد یازدہم ترجمان القرآن بلطائف البیان

صفحہ	سورت	صفحہ	سورت	صفحہ	سورت	صفحہ	سورت	صفحہ	سورت
۲	سورۂ لقمان	۹۰	سورۂ سجدہ	۱۵۷	سورۂ احزاب	۴۸۱	سورۂ سبا	۵۹۰	سورۂ فاطر

صحت نامہ جلد یازدھم

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۱۱	ڈ	ڈ	۳۶	۲۴ حاشیہ	صفحت فلانا	صفحت فلانا	۵۶	۲۲	وجہ	وجہ
۸	۴	الضاریات	الضاریات			واصفحت	واصفحتہ	۶۵	۲۳	تفصیل	تفصیل
۹	۱۰	رَتَّہٗ	رَتَّہٗ	۳۸	۱	سبیے	سبیے	۶۹	۹	الٓمٓ	الٓمٓ[۵۲]
۱۴	۵ حاشیہ	ون	اون	″	۹	انصاف	انصات	″	۱ حاشیہ	ہی	ہی
۱۶	۲۳	بکریم	بکریم	″	۹ حاشیہ	الفرص	الفرس	۷۴	۱۸	اخلاص	خلاص
۱۷	۱۵	مارے	بارے	۳۹	۳	سے	سِیْ	۸۰	۱ حاشیہ	اور	اور[۵۳]
″	۱۸	کہالہ	کہا	″	۱۴	قطرہ	قطرہای	″	۲ حاشیہ	نیان	کنجیان
۱۸	۱۲	خیت	خبیث	″	۱۷	دکر	دگر	۸۵	۱۶	ندری	تذری
۲۳	۱۹	لقمٰن	لقمٰن	″	۲۰	اذا اللہ الغرباء	الی اللہ الغرباء	سورۃ السجدہ			
۲۵	۷	لوالدیہ	بوالدیہ	۴۲	۳ حاشیہ	کسیہ	اکسیہ	۹۶	۱	قلیل	تعلیل
″	۲۵ حاشیہ	رہتا	رہنا	۴۴	۱۱ حاشیہ	بلوی	یلوی	۱۰۰	۱۰	غرب	عرب
۲۸	۲۳	دفن	وہن	۴۶	۱۲	چونگا	چونکا	۱۱۶	۲۰	کھوچکا	کرچکا
۲۹	۶	دربی	درپی	″	۲۰	آزار	اِزار	۱۲۱	۶	سلمۃ	سلمۃ بہ
″	۱۸	والدین	الوالدین	۴۷	۲	یاوس	آیاوس	۱۲۸	۷	ساجدین	ساجدین کی
۳۱	۱	امورھا	امورھما	″	۴	بتائی	بتای	۱۳۴	۲۰	دنیامین	وتباین
۳۲	۱ حاشیہ	رکھینگے	رکھیں گے	″	۱۸	بجدری	جحدری	۱۴۰	۱۸	شنودہ	شنودہ
″	۲۰	خبرا	خیرا	۴۹	۵	اون سی	اون پر	۱۴۷	۱۷	بوئہ	بوئہ مین
۳۲	۲۲	س	اس	۵۰	۱۵	تابت	ثابت	۱۴۹	۲۲ حاشیہ	نباؤ	نیاؤ
۳۶	۹	تبر	تیر	۵۱	۲۴ حاشیہ	جت کی	جست کی[۵۴]	۱۵۲	۱۰	سیاخ	سباخ
″	۲۱	اشعت	اشعث	۵۶	۷	آباد	آبای	۱۵۶	۲۳	باطنا	باطنہ

[۵۲] پھر اپنی مراد اوس کی پوری کی اور بہا گیا پیرو انصاری مسلمان ہوگیا اور جنگ بدر مین حاضر ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے فرمایا ای خوات کیونکر پہچانتا خریدتا اور تو اندھا تھا تب اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ قد رزقنی اللہ خیراً اعوذ باللہ من امور بصرا کنور (۱۲)

صفحہ	سطر	خطا	صواب
سورۃ الاحزاب			
۱۵۹	۸	اخری	احری
۱۶۰	۱	بناویگا	بنا دیگا
۱۶۴	۲	معاویۃ	معاویۃ بہ
۱۶۶	۷		اپنی چچا کی بیٹی[۵۱]
۱۷۰	۱۴	دودلے	دودل
۱۷۴	۷	مکر	مگر
۱۷۵	۱	نامون	مامون
۱۷۶	۱	مکہا	نہ کہا
۱۸۰	۸	مؤید	مؤبد
″	۱۳	مامون	مامون
۱۸۴	۴	بشبر	بشبر
۱۸۹	۲۳	ب	اب
۱۹۷	۱۶	نی	بنی
۱۹۹	۱۸	ہجری میں	ہجری ہے
۲۰۰	۲ حاشیہ	یہ گذر چکی	یہ گذر چکی ہی کہ
۲۰۶	۹	متزلزل	مزلزل
″	۱۸		ریبت[۵۲] یعنے شک و شبہ ۱۲
۲۰۸	۱۲	اولی	اولی ہے
۲۱۲	۶	لفظ کے	لفظ کی
۲۱۳	۲۲	ع ۱۲ ۱۸	ع ۲ ۱۲
۲۲۴	۱ حاشیہ	حضرموت	حضرموت کی
۲۲۵	۲	نہ کہون	نہ رکہون
۲۲۷	۳ حاشیہ	چھوڑر	چھوڑ
۲۳۲	۲۰	نخب	نحب

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۴۲	۵	آگے	اُگے
۲۴۴	۴ حاشیہ	توقع	لَوقُع
۲۴۵	۳	فرمایا ابوسعید	∴
۲۵۴	۸	آسان	آسانی
۲۶۵	۱۴	اونہہ	اوٹہہ
۲۶۶	۱۲	عنہ	عنہا
۲۶۸	۱۱	خزیرہ	خَزیرہ
۲۷۷	۱۸	ابوالسمال[۵۳]	
۲۸۰	۲۱	اول صرہ[۵۴]	
۲۸۶	۱۳	ابولسعو	ابی السعود
۲۸۹	۵	اثبات	ثبات
۲۹۹	۸	بیوہ	بیوہ کہ
۳۰۲	۲	اود	اور
۳۰۳	۳	حمل	محمل
۳۰۶	۵ حاشیہ	سوجہاتا	سوجہاتا ہی
۳۰۷	۱۸	فیل	قبل
۳۰۸	۱ حاشیہ	توکہہ	توکہہ[۵۵]
۳۲۰	۱۰	ساتہہ	ساتہہ
″	۳ حاشیہ	لعد	بَعد
۳۲۵		لفظ[۵۶] الخ	+
۳۲۹	۱۷	صبیب	حبیب
۳۳۰	۷	دعوام[۵۷]	دعواہم[۵۸]
۳۳۲	۴	اخوات	اخوات[۵۹]
۳۳۶	۱	اغنی	اُغنِیَ
۳۳۸	۳ حاشیہ	بنانی	بتانی

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۴۵	۲۳	تعتدونہا	تعتدونہا
۳۴۷	۱۵	وان ولا[۶۰]	وان ولا
۳۴۹	۱۵	علیہ السلام	رضی اللہ عنہ
۳۵۴	۲۰	رکہی	رکہین
۳۵۵	۲۱	قرآن	قرآن
۳۶۱	۱۷	تجہی	تجہی
″	۲۱	تو	تو تو
۳۶۵	۱۲	ہم پر	پر
″	۲۳	واہیات	واہیات
۳۷۸	۱۱	جو	جوکہ
۳۸۲	۹	رہے	رہے
۳۸۴	۸	طرف آیا	طرف لایا
۳۸۷	۶	نُصحہ	نَصحہ
۳۹۰	۴	ولا	لا
۳۹۳	۱۹	نہین ہے	نہین
۳۹۶	۲۰	متاعا	متاعا الآیہ
۴۰۳	۱۳ حاشیہ	بہرجانا ۱۲	بہرجانا
۴۰۶	۹	وَذُکرہٗ	وَذِکرہٗ
۴۱۴	۲	امام احمد	ترمذی
۴۱۷	۹	زکوۃ	زکوۃ یعنی پاک کنندہ
″	۱۳	مجہیر	مجہیر
۴۲۱	۱۹	العاض	العاص
۴۲۵	۶ حاشیہ	بہم	بہم
۴۲۸	۲۳	امام	اُمّ
۴۳۲	۲۲	منتزع	منتزع

[۵۱] حضرت حمزہ نسب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور آپ رضاعی بھائی بھی تھے اس اعتبار سے حضرت حمزہ کی دختر حضرت فاطمہ کے چچا کی بیٹی ہوئیں کما فی فتح الباری

[۵۲] اصل میں ابوالسمال معلوم ہوتا ہے اصلاح

[۵۳] ۱۲ بات صحیح ہے

[۵۴] ۱۲ بن ہے

[۵۵] ۱۲ بن ہے

[۵۶] ۱۲ بن ہے

[۵۷] ۱۲ بن ہے

[۵۸] ۱۲ بن ہے

[۵۹] ۱۲ بن ہے

[۶۰] ۱۲ بن ہے

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۳۴	۱۸	فیمبغضی	فیبغضی
۴۴۰	۲۱	یرئیس	پرئیس
۴۴۲	۱۲	الذین	للذین
۴۴۸	۱۰ حاشیہ	افگندن را	افگندن
۴۵۰	۲۲	اونبر	اونبر
۴۶۲	۸	با	یا
″	۱۸	نہنین	نہین
۴۶۳	۶	بانٹا	بانٹا
۴۶۴	۲	چاہتاہی	جانتاہی
۴۶۸	۵	اوس گے	اوس کے
سورۃ سبا			
۴۸۴	۲۳	یعزب	یعزب
۴۹۵	۴ حاشیہ	ہر پر	پر
″	۱۴	الآیہ	لآیۃ
۵۰۳	۵	نی	نے
۵۰۵	۱۳	دمشق مین	دمشق سے
۵۰۷	۱۴	اسی	سی
۵۰۸	۱۹	بناکر	بتاکر
۵۰۹	۵ حاشیہ	معنیٰ	معنی سے
۵۱۲	۱۲	تری	تیری
۵۱۵	۸	خمیر	خمیر
۵۱۶	۲۲	بسی	سبی
۵۲۰	۲۰	مسکنہم	مسکنہم
۵۲۴	۲۲	۵ حاشیہ	۵
۵۲۶	۲	دلك	ذلك
″	۱۱	جنی کفر کیا وہی	وہی جنی کفر کیا

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵۲۷	۱	ٹکڑی	+
″	۲۲	جگہو مین	جگہون مین
۵۲۸	۱	سکوئی	سلوئی
۵۳۰	۲۳	شق	شنّ
۵۳۱	۱۹	ستک	شک
۵۳۲	۲	عمرو	عمر
۵۳۹	۱۱	چھوڑ	چھوڑکر
۵۴۵	۸	بمعنی	یعنی
۵۴۷	۱۹ حاشیہ	منا	ملنا
۵۴۹	۱۶	متصف	منصف
۵۵۲	۷ حاشیہ	بہکتی	بہکی
″	۷ حاشیہ	آمدن	آمدند
۵۵۴	۷	یحزون	یجزون
۵۶۲	۲	اُنفِقُ	اُنفِقْ
۵۶۶	۱۶	دنیاو	دینا
″	۲۲	ینبان	بُنیان
۵۶۹	۱	معنی	معنی یہ
۵۷۰	۱	کتب	کُتُبِ
″	۷ حاشیہ	ہوئی	ہوتی
۵۷۶	۷	نی اپنی	اپنے
۵۷۷	۲	تحریہ	تجربہ
۵۷۸	۸	سخیرۃ	سَخْبَرۃ
۵۷۹	۱۳	یقذف	یقذف
۵۸۰	۱	کرناہے	کرناہی دونا
″	۳	جانی	جانی
۵۸۱	۳		

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵۱۲	۶	گو	گو
″	۱۱	ہین	+
سورۃ فاطر			
۵۹۱	۱۵	قطر	فطر
۵۹۲	۸	رسب	سب
۵۹۳	۱۶	لیاقت	لیاقت
۵۹۵	۱۸	نزجع	نزجع
۶۰۱	۱۰	اوسی	سواسی
۶۰۲	۵	یدع	بدع
۶۰۴	۸	اللمومنین	للمومنین
۶۰۶	۲۳	انی	نے
۶۱۴	۲۱	منہا	صنعہا
۶۲۴	۲۲	اور قبر	قبر
۶۲۷	۱۹	بالہدی	بالہدی
۶۳۰	۲۲	۵۳	۵۳
۶۳۳	۱۴	قرار	قرّار
۶۳۵	۱۶	جبکہ	جنکو
″	۱۸	اوجبنا	اوجبنا
۶۳۹	۱۷	جیسے	جب سی
۶۵۰	۱۲	آاگینگے	آالگین گے
۶۵۸	۱۳	ل	ٹل
۶۵۹	۱۶	والارض	ومافی الارض
۶۶۵	۱۴	ہوتاہی	ہوناہی
۶۶۶	۲۳	کمائی اور	کمائی

تمت

جلد دوازدهم

الجزء الثانی عشر من ترجمان القرآن

ترجمان القرآن
بلطائف البیان

طبع فی المطبعة المفیدیة
الکائنة فی اکره
سنة ۱۳۱۳ هـ

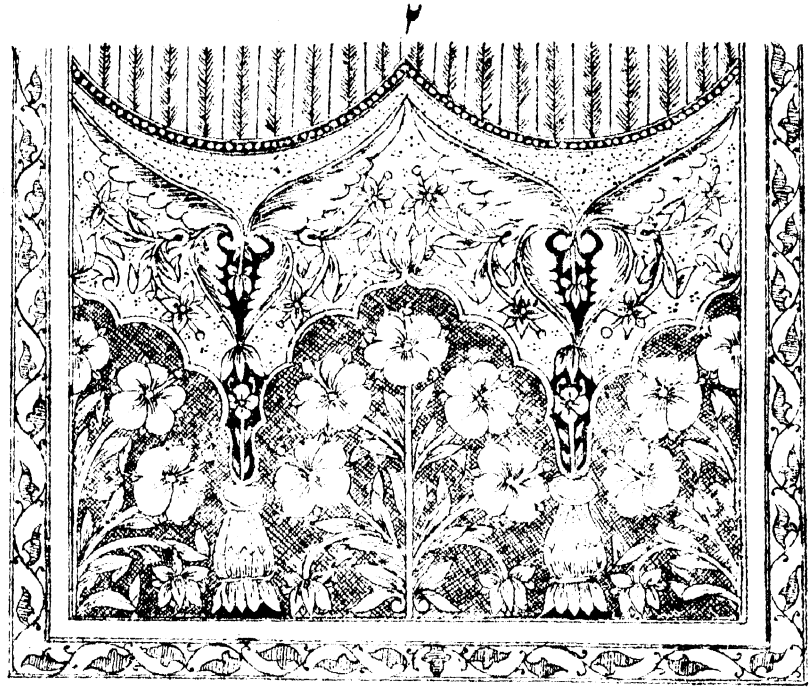

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر سورۃ یٰس

اس سورۂ مبارکہ کی بیاسی آیتین ہین محلی اسی کے قائل ہین انکے سوا اور مفسرین نے تراسی کہا ہے فتح البیان مین اس قول کو اوفی کہا ہے اس واسطے کہ اور مفسر اسی کے قائل ہین یہ سورت مکی ہے قرطبی نے کہا باجماع مگر ایک فرقے نے کہا ونکتب ما قدموا واثارھم نازل ہوئی حق مین انصار کے قبیلۂ بنی سلمہ مین جبکہ اونہون نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے گھرون کو چھوڑ دین اور مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار مین اوٹھ آئین اسکا بیان آیندہ آئیگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورۂ یٰس کے مین نازل ہوئی سرواہ ابن النضر یس واللحاس وابن مردویہ والبیھقی فی الدلائل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مثل اسکے مروی ہے سرواہ ابن مردویہ محلی نے کہا مکی ہے یا مگر قولہ تعالیٰ واذا قیل لھم انفقوا الایہ یا مدنی ہے انتہی جمل نے کہا ہمنے نہین دیکھا کہ انکے غیر نے مفسرین مین سے اس اختلاف کو ذکر کیا ہو انتہی **فضائل** (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک واسطے ہر شے کے ایک قلب ہی اور قلب قرآن کا یٰس ہے جو شخص پڑہے یٰس کو تو لکھی جائیگی واسطے اوسکے بسبب قرارت اوسکی کے قرارت قرآن کی

دس بار اخرجه الدارمی والترمذی ومحمد بن نصر والبیهقی فی الشعب قال الترمذی هذا حدیث غریب لانعرفه الامن حدیث حمید بن عبد الرحمن وفی اسنادها رون ابو محمد وهو شیخ مجهول اسی باب مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ صحیح نہین ہے بسبب اوسکے ضعف اسناد کے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہی مروی ہی وہ بہی منظور فیہ ہے حضرت صدیق کی حدیث کو تو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے اپنی کتاب نوادر الاصول مین اور ہی حدیث حضرت ابوہریرہ کی سوبزار نے بسند خود یون روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک ہر شے کے واسطے ایک دل ہے اور قرآن کا دل یٰس ہے ثم قال یعنی البزار لانعلم رواه الا زید بن الحباب عن حمید المکی مولی آل علقمة (۴) حافظ ابویعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص پڑہے یٰس کسی رات تو صبح کو اوٹھے گا اس حال مین کہ اوسکے واسطے مغفرت کی گئی ہوگی اور جو کوئی پڑہے حم کو جسمین دخان کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ صبح کو اوٹھیگا اس حال مین کہ اوسکے واسطے مغفرت کی گئی ہوگی حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ اسکی اسناد جید ہے (۳) دوسرا لفظ حضرت ابوہریرہ کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی پڑہے یٰس کو کسی رات واسطے چاہنے وجہ اللہ کے تو اوسکے واسطے مغفرت کی جائے گی اوس رات مین اخرجه الدارمی والطبرانی فی الاوسط وابن مردویه والبیهقی فی الشعب ۵۱ (۴) حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی پڑہے یٰس کو کسی رات واسطے چاہنے وجہ اللہ عزوجل کے تو مغفرت کیجائیگی واسطے اوسکے اخرجه ابن حبان فی صحیحه (۵) معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے البقرة سنام القرآن وذروته یعنی سورہ بقرہ کوہان ہے قرآن کا اور اوسکی بلندی ہے اوتری ساتھ ہر آیت کے اوس سے اسّی فرشتے اور نکالا گیا اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم عرش کے نیچے سے فوصلت بها او فوصلت بسورة البقرة یعنی وہ جوڑا گیا سورۂ بقرہ سے اور یٰس دل ہے قرآن کا نہین پڑہے گا اوسکو کوئی مرد کہ ارادہ کرتا ہوگا اللہ کا اور دار آخرت کا مگر مغفرت کیجائیگی واسطے اوسکے اور پڑہو تم اوسکو اپنے مردون پر اخرجه الامام احمد وکذا رواه النسائی فی الیوم واللیلة عن محمد بن عبد الاعلی عن معتمر بن سلیمان به (۶)

۵۱ صاحب فتح القدیر کا لفظ یہ ہے واخرج الدارمی وابو یعلی والطبرانی فی الاوسط وابن مردویه والبیهقی فی الشعب عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ لفظ حدیث ذکر کرکے کہا ہے قال ابن کثیر اسناده جید لکن الاکثر حافظ ابن کثیر نے صرف ابویعلی کی حدیث مرفوع ذکر کرکے اسنادہ جید کہا ہے جو پانچ اوسی کے موافق حدیث مرفوع علیحدہ ذکر کرکے لکھی ہے والله اعلم ۱۲ منہ

امام احمد کا دوسرا لفظ بسند دیگر معقل بن یسار سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے پڑھو تم اوسکو اپنے مردون پر یعنی یٰس ورواہ ابوداؤد والنسائی فی الیوم واللیلۃ وابن ماجہ من حدیث عبداللہ بن المبارک بہ الا ان فی روایۃ النسائی عن ابی عثمان عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ اسی لئے بعض علما نے کہا ہے کہ اس سورت کے خصائص سے ہے یہ کہ نہین پڑہی جائیگی وقت کسی امر مشکل کے مگر اللہ تعالی اوسکو آسان کردے گا اور اسکا پڑہنا میت کے پاس اسلئے ہے کہ رحمت و برکت نازل ہو اور نکلنا روح کا اوسپر آسان ہوجاوے واللہ تعالی اعلم امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے صفوان سے روایت کیا ہے مشیخہ کہا کرتے تھے کہ جسوقت پڑہی جائے یعنی یٰس نزدیک میت کے تو تخفیف کرتا ہے اللہ اوس سے بسبب اوسکے (۷) بزار نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ دوست رکھی مین نے یہ بات کہ وہ دل مین ہر انسان کے ہو میری امت سے یعنی یٰس کذا فی ابن کثیر (۸) حسان بن عطیہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے یٰس پڑہی تو گویا اوسنے قرآن پڑہا دس بار اخرجہ سعید بن منصور والبیہقی (۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی نے مداومت کی یٰس کے پڑہنے پر ہر رات پہر وہ مرا تو مرا شہید اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ قال السیوطی بسند ضعیف (۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین جو کوئی یٰس پڑہے جسوقت کہ صبح کرے تو وہ دیا جائیگا اسیر اپنے دن کا یعنی آسانی یہانتک کہ شام کرے اور جو کوئی اوسکو پڑہے اپنے رات کے شروع مین تو دیا جائیگا آسانی اپنے رات کی یہانتک کہ صبح کرے اخرجہ الدارمی۔

۷ امام احمد سے تین روایت معقل کی دو اسناد ذکر کیین ایک مین تو ایک شخص مجہول ہے اور دوسری مین ذکر کیا ہے عن ابی عثمان وقال لیس بالقوی عن ابیہ عن معقل کذا فی تفسیر القرطبین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰس ○ والقرآن الحکیم ○ انک لمن المرسلین ○ علی صراط مستقیم ○ تنزیل العزیز الرحیم ○ لتنذر قوما ما انذر اٰباؤھم فھم غٰفلون ○ لقد حق القول علی اکثرھم فھم لا یؤمنون ○ قسم ہے اوس پکے قرآن کی تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤن مین سے اوپر سیدہی راہ کے اوتارا زبردست رحم والے کا کہ تو ڈراوے ایک لوگون کو کہ ڈر نہین سنا اونکے باپ دادون نے سو وہ خبر نہین رکھتے ثابت ہوچکی ہے بات اون بہتون پر سو وہ نہ مانینگے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اول سورہ بقرہ مین حروف مقطعہ پر کلام گزر چکا ہے حضرت ابن عباس وعکرمہ وضحاک وحسن وسفیان

بن عینیہ سے مروی ہے کہ یٰس بمعنی یا انسان ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ وہ اسی طرح لغت حبشہ مین ہے
مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ ایک نام ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں سے **قرآن حکیم**
یعنی قرآن محکم مضبوط و پختہ و پُر کار کہ جسکے پاس نہ باطل اوسکے آگے سے آتا ہے نہ پیچھے سے انک
لمن المرسلین علی صراط مستقیم یعنی قسم ہے قرآن محکم کی کہ بیشک تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم البتہ رسولون سے ہے سیدہی راہ پر اور دین قویم و شرع مستقیم پر ہے تنزیل العزیز الرحیم یعنی یہ قرآن
و دین جسکو تو لیکر آیا ہے اوتارا ہے طرف سے رب العزت کے جو کہ اپنے بندون پر بڑا مہربان ہے کما قال
سبحانہ تعالیٰ وانک لتھدی الی صراط مستقیم صراط اللہ الذی لہ ما فی السموات
وما فی الارض الا الی اللہ تصیر الامور **قولہ تعالیٰ** لتنذر قوما الایہ سے مراد عرب ہین
کیونکہ آپ سے پہلے اونکے پاس کوئی ڈرانے والا نہین آیا صرف اونکا ذکر کرنا اونکے سوا اور لوگون کی نفی نہین
کرتا ہے جسطرح کہ بعض افراد کا ذکر عموم کی نفی نہین کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عموم بعثت مین جو آیات
واحادیث متواترہ آئی ہین اونکا ذکر زیر تفسیر ہے قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اول گزر چکا
ہے **قولہ تعالیٰ** لقد حق القول علی اکثرھم ابن جریر نے کہا البتہ مقرر واجب ہوا عذاب اونکے اکثر پر
اللہ تعالیٰ کے اون سے مقرر واجب کیگئی اور پیام الکتاب یعنی لوح محفوظ مین یہ بات کہ وہ ایمان نہ لائینگے سو وہ نہ اللہ پر ایمان
لائینگے نہ اوسکے رسولون کی تصدیق کرین گے **ف** جمہور نے یٰس کو بسکون نون ابن کثیر و ابو عمرو و حمزہ و حفص و
قالون و ورش نے باد غام نون واو مین جو اوسکے بعد ہے عیسیٰ بن عمر نے بفتح نون حضرت ابن عباس و ابن ابی
اسحق و نصر بن عاصم نے بکسر نون پس فتحہ تو بنا کی بنیاد پر ہے یا اس بنا پر کہ مفعول ہے فعل مقدر کا تقدیر اتل
یٰس ہے اور کسر بھی بنا پر بنا ہے مثل جیر کے کسی نے کہا کہ فتح و کسر التقاے ساکنین سے بچنے کو ہے رہی قرات
جمہور کی وجہ سو وہ یہ ہے کہ یٰس مسرود و مذکور ہے بطور تعدید و شمار کے اس لئے اوسکے واسطے کوئی اعراب
کا حصہ نہین ہے ہارون اعور و محمد بن سمیفع و کلبی نے بضم نون پڑہا ہے بنا کی بنیاد پر مثل منذ و حیث و قط
کے کسی نے کہا اس بنا پر ہے کہ مبتدا ے محذوف کی خبر ہے اے ہذہ یٰس بسبب علمیت و تانیث کے غیر
منصرف ہوا ہے اس لفظ کے معنی مین **اختلاف** ہے پس کسی نے کہا کہ اسکے معنی یا رجل یا یا انسان
ہین یعنی اے مرد یا اے انسان **ابن انباری** نے کہا کہ یٰس پر وقف حسن ہے نزدیک اوس شخص کے
جو اسکا قائل ہے کہ یٰس افتتاح ہے واسطے سورت کے اور جو اسکا قائل ہے کہ اوسکے معنی یا رجل ہین

۵ا

اور یہ آیہ سو جتانا ہے
سیدہی راہ اللہ کی
جسکے سوا کچھ ہے آسمانون
مین اور زمین مین سو شایستہ
اللہ ہی کے ہے پھیرنا
کاموں کی ۱۲ ۵۲ ذکر
اسے پہلے رسول ہون
اللہ کا قریب کی عاقبت

اوسنے وقف نہین کیا ہے سعید بن جبیر وغیرہ نے کہا کہ یٰسین ایک اسم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماے مبارک سے دلیل اسکی انک لمن المرسلین ہے اسی باب سے **قولہ تعالیٰ** سلام[۵۱] **علی** آل یاسین ہے اے آل محمد علی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسی باب سے یہ قول ہے سید حمیری کا ؎

یا نفس لا تحضی بالنصح جاھدۃً	علی المودۃ الا آل یاسینا[۵۲]

آل یاسین سے جو مراد ہے اسکا ذکر سورہ صافات مین آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ **واحدی** نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ اور مفسرین نے کہا ہے کہ مراد یٰسین انسان ہے یعنی حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ابوبکر** وراق نے کہا کہ معنی اسکے یا سید البشر ہین **مالک** رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ ایک نام ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں سے یہ قول اشہب نے اوسسے روایت کیا ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے حضرت **امام جعفر صادق** رضی اللہ عنہ سے حکایت کیا ہے کہ معنی اسکے یا سید ہین **کعب** نے کہا کہ یہ ایک قسم ہے اللہ تعالیٰ نے اوسکے ساتھہ قسم کھائی ہے **زجاج** نے اسکو ترجیح دی ہے کہ معنی اسکے یا محمد ہین **یٰسین اختلاف** کیا ہے کہ یٰسین عربی ہے یا غیر عربی ہے سو سعید بن جبیر و عکرمہ نے کہا کہ حبشی ہے کلبی نے کہا کہ سریانی ہے عرب نے اوسکے ساتھہ تکلم کیا سو وہ اونکی لغت سے ہوگیا **شعبی** نے کہا کہ وہ طے کے لغت مین ہے حضرت حسنؓ نے کہا کہ کلب کے لغت مین طٰہٰ و سورۂ بقرہ کے شروع مین وہ تقریر گزر چکی ہے جو اسجگہ کے تطویل سے مغنی ہے اولیٰ یہ ہے کہ یون کہین اللہ اعلم بمرادہ **والقرآن الحکیم** مجرور ہے اس بنا پر کہ مقسم بہ ابتدائی ہے کسی نے کہا کہ یٰسین پر معطوف ہے اس تقدیر پر کہ وہ مجرور بواضمار قسم ہو **نقاش** نے کہا کہ اللہ پاک نے اپنے نبیون مین سے کسی کے واسطے رسالت کے ساتھہ قسم نہین کھائی اپنی کتاب مین مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے آپ کی تعظیم و بزرگی کے لئے حکیم کے معنی ہین محکم یعنی آیین متناقض ہے نہ متخالف یا قرآن حکیم کے یہ معنی ہین کہ اوسکا قائل حکیم ہے یا بمعنی ذی حکمت ہے یا اسلئے اوسکو حکیم کہا کہ دلیل ناطق بحکمت ہے بطریق استعارہ یا متصف بحکمت ہو نیز متصف بحکمت بنا بر اسناد مجازی ہے **انک لمن المرسلین** جواب ہے قسم کا یعنی بیشک تو البتہ رسولون سے ہے جو کہ بھیجے گئے ہین طریقۂ مستقیم پر کفار نے جو لست مرسلا کہکر آپ کی رسالت کا انکار کیا سو یہ آیت اونپر رد ہے چونکہ اونکا انکار بڑا بیوا تھا اس لئے اللہ پاک نے انّ و حرف لام تاکید کا لاکر آپ کی رسالت کا اثبات فرمایا **علی صراط مستقیم** انّ کی دوسری خبر ہے یعنی بیشک تو سیدھی راہ پر ہے جو کہ پہونچانے والی ہے

---

۵۱ سلام ہے الیاس پر ۱۲

۵۲ یعنی اے نفس تو ناصح نصیحت دیکر فواہی مت کر مودت آل کے سوا کسی کی کہ تحقیق وہ کامیاب کرنے والا ہے دونون جہان مین آل یٰسین کی ۱۲

طرف مطلوب کے زجاج نے کہا یہ معنی ہین کہ تو اون نبیون کے طریقے پر ہے جو تجھسے پہلے گزر چکے ہین یہ بھی جایز ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر حال **تنزیل العزیز الرحیم** کو نافع وابن کثیر وابو عمرو وابو بکر نے برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ محذوف مبتدا کی خبر ہے اے ہو تنزیل یہی جایز ہے کہ یٰس کی خبر ہو جبکہ اسکو سورت کا نام ٹھیرایین باقی قرا نے نصب پڑہا ہے بنا بر مفعول مطلق ای نزّل اللہ ذلک تنزیل العزیز الرحیم یعنی اوتارا اوسکو اللہ نے اوتارنا عزیز رحیم کا مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف اوتارنا ہے عزیز رحیم کا کسی نے کہا معنی یہ ہین بیشک تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنزیل ہے عزیز رحیم کا والاول اولیٰ کسیںنے کہا کہ تنزیل منصوب ہے بنا بر مدح نصب کی قرارت پر اللہ پاک نے جو منزل کو یہ ایۂ مصدر مین ادا فرمایا سو واسطے مبالغے کے یہانتک کہ گویا قرآن شریف نفس تنزیل ہے ابو حیوہ وترمذی وابو جعفر شیبہ نے بجر پڑہا ہے اس بنا پر کہ قرآن کی صفت ہے یا اوس سے بدل ہے حرف لام لتنذر قوما انذر آباؤہم مین جایز ہے کہ تنزیل سے متعلق ہو یا فعل مضمر سے جسپر من المرسلین دال ہے ای ارسلناک لتنذر قوما یعنی بھیجا ہمنے تجھکو تاکہ ڈرائے ایک قوم کو قوم سے مراد عرب وغیرہم مین کلمۂ ما نافیہ ہے یعنی ایسی قوم کہ اونکے باپ دادے ڈرائے نہین گئے یہ بھی جایز ہے کہ موصولہ یا موصوفہ ہو ای لتنذر قوما الذی انذر آباؤہم او لتنذر ہم عذابا انذر آباؤہم یعنی تاکہ تو ڈرائے ایک قوم کو اوس شے سے جس سے اونکے باپ دادے ڈرائے گئے یا تاکہ تو اون کو ڈرائے اوس عذاب سے جس سے اونکے آبا ڈرائے گئے یا مصدریہ ہے ای انذارا آباؤہم یعنی تاکہ تو اونکو ڈرائے ڈرانا اونکے آبا کا بنا بر قول نافیہ یعنی یہ ہین تاکہ تو ڈرائے اوس قوم کو جنکے آبا نہین ڈرائے گئے ساتھہ رسول کے جو اونہین مین کا ہو یہ بھی جایز ہے کہ مراد یہ ہو کہ نہین ڈرائے گئے اونکے اقرب آبا بسبب دراز ہونے مدت فترت کے ورنہ اونکے آبا سے ابعد تو مقرر ڈرائے گئے ساتھہ حضرت اسمعیل اور حضرت عیسی علیہما الصلوۃ والسلام کے اور جو انبیا اونسے قبل گزرے ہین **فہم غافلون** متعلق ہے نفی انذار سے بنا بر وجہ اول یعنی نہین ڈرائے گئے اونکے آبا سو وہ اس سبب سے غافل ہین اور وجوہ اخیر کی بنا پر متعلق ہے لتنذر سے یعنی سو وہ غافل ہین اوس شے سے جسکے ساتھہ ہمنے اونکے باپ دادون کو ڈرایا محلی نے کہا کہ ضمیر فہم کی راجع ہے طرف قوم کے یعنی وہ قوم غافل ہین ایمان ورشد سے ابو السعود نے کہا کہ ضمیر فریقین کی طرف پھرتی ہے یعنی قوم اور اونکے آبا مطلب یہ ہے کہ وہ سب غافل ہین **اکثر مفسرین**

اس طرف گئے ہین کہ معنی نفی کی بنا پر ہین ظاہر نظم قرآنی سے یہی ہے بسبب ترتیب فہم غافلون کے اپنے ماقبل پر **لقد حق القول علی اکثرہم** مین حرف لام توطیۂ قسم کا ہے یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ مقرر ثابت متحقق و واجب ہوا حکم و قضاے ازلی یا عذاب اکثر اہل مکہ پر یا علے الاطلاق اکثر کفار پر یا اکثر کفار عرب پر یہ وہ لوگ ہین کہ کفر پر مرے اور اپنی مدت حیات مین کفر پر جمے رہے اس اعتبار سے **فہم لا یؤمنون** اپنے ماقبل پر متفرع ہوتا ہے اسواسطے کہ اللہ پاک اونسے اس بات کو جان چکا تھا کہ جس کفر مین وہ ہین اوسپر جمے رہین گے اور اوسی پر مرینگے کسی نے کہا کہ قول جو اسجگہ مذکور ہے مراد اوس سے یہ قول ہے اللہ پاک کا لاملان جہنم منک ومن تبعک منہم اجمعین کسی نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی حق مین ابوجہل کے اور اوسکے دو ساتھیون کے جو مخزومی تھے کذا فی فتح البیان انا جعلنا فی اعناقہم اغلٰلا فہی الی الاذقان فہم مقمحون ○ وجعلنا من بین ایدیہم سدا ومن خلفہم سدا فاغشینٰہم فہم لا یبصرون ○ وسواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون ○ انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب ج فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم ○ انا نحن نحی الموتی ونکتب ما قدموا واٰثارہم ط وکل شیء احصینٰہ فی امام مبین ○ ہمنے ڈالے ہین اونکی گردنون طوق سو وہ ہین ٹھوڑیون تک پہر اونکے سر اول رہے ہین اور بنائی ہمنے اونکے آگے دیوار اور اونکے پیچھے دیوار پہر اونپر سے ڈہانک دیا سو اونکو نہین سوجھتا اور برابر ہی تو نے اونکو ڈرایا یا نہ ڈرایا یقین نہین کرتے تو تو ڈر سناوے اوسکو جو چلے سمجھائے پر اور ڈرے رحمن سے بن دیکھے سو اوسکو دے خبر بخشش معافی کی اور عزت کے نیگ کی ہم مین جو جلاتے ہین مردے اور لکھتے ہین جو آگے بہیج چکے اور اونکے پیچھے نشان رہے اور ہر چیز گن لی ہے ہمنے ایک کھلی اصل مین **ف** جو آگے بہیج چکے یعنی اعمال اور پیچھے رہے نشان اولاد اور عمارت اور رسم ڈالی نیک یا بد انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے یہ لوگ بہ پیشگی شقاوت واجب ہو چکی ہے ہمنے اونکی نسبت طرف ہدایت نہ پہنچنے ہدایت کے ٹہیرائی ہے مثل نسبت اوس شخص کے جسکی گردن مین ایک طوق ڈالا گیا سو اوسکے دونون ہاتھ مع گردن کے نیچے ٹھوڑی کے اکٹھے کئے گئے تو اوسکا سر اونچا ہوا سو وہ مقمح ہو گیا اسی لئے فرمایا فہم مقمحون مقمح اپنے سر کو اوپر اوٹھانے والا ہے جیسا کہ امرء القیس نے اپنے کلام مین کہا ہے واشرب فالتقمح یعنی مین پیتی ہون تو سیراب ہو جاتی ہون اور اپنا سر اوٹھا لیتی ہون واسطے رچنے اور سیراب ہونے کے عنق مین

ع ۱۲ ۱۸

غل کا ذکر کرکے ہاتھون کے ذکر سے کفایت کی ہے گو وہ دونون ہی مراد ہین عرب لوگ ایسا کیا کرتے ہین جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

فما ادری اذا ما ایمت ارضا	اُرید الخیر ایہما یلینی
ا الخیر الذی انا ابتغیہ	ام الشر الذی لایا تلینی

اسمین ذکر خیر کے ساتھہ ذکر شر سے کفایت کی ہے اس لئے کہ کلام وسیاق اوسپر دال ہے اسی طرح یہ آیت ہے جبکہ غل اوسی مین معروف ہے کہ دونون ہاتھہ مع گردن کے جمع کئے جائین تو ذکر عنق کے ساتھہ ہاتھون سے کفایت کی گئی عوفی حضرت ابن عباس سے راوی ہین کہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک مراد اس سے یہ ہے کہ اونکے ہاتھہ بندہے ہوئے ہین طرف اونکی گردنون کے وہ اونکو خیر کے ساتھہ پہیلا نہین سکتے ہین مجاہد نے کہا کہ اوٹھانے والے ہین اپنے سرون کو اور اونکے ہاتھہ رکھے ہوئے ہین اونکے مونہہ پر سو وہ مغلول ہین ہر خیر سے **قولہ تعالیٰ** وجعلنا من بین ایدیہم سدا مجاہد نے کہا عن الحق ومن خلفہم سدا مجاہد نے کہا عن الحق فہم یترددون یعنی بنائی ہمنے اونکے آگے دیوار حق سے اور اونکے پیچھے دیوار حق سے سو وہ متردد ہو رہے ہین قتادہ نے کہا کہ گمراہیون مین **قولہ تعالیٰ** فاغشیناہم کا یہ مطلب ہے کہ ڈھانکدیا ہمنے اونکی آنکھون کو حق سے فہم لایبصرون سو وہ خیر سے منتفع نہین ہوتے ہین اور نہ اوسکی طرف راہ پاتے ہین **ابن جریر** نے کہا حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ فاعشیناہم پڑہتے تھے یعنی معملہ ماخوذ عشا سے عشا ایک بیماری ہے آنکھہ مین **عبد الرحمن** بن زید بن اسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیوار بنائی درمیان اونکے اور اسلام وایمان کے سو وہ اوسکی طرف نہین پہونچتے ہین اور یہ آیت پڑہی ان الذین حقت علیہم کلمۃ ربک لا یؤمنون ولو جاءتہم کل ایۃ حتی یروا العذاب الالیم پھر کہا کہ وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ منع کرے وہ طاقت نہین رکہتا ہے **عکرمہ** نے کہا کہ ابوجہل نے کہا البتہ اگر مین دیکہون محمد کو لافعلن ولافعلن یعنی تو البتہ ایسا کرون ایسا کرون اسپر یہ آیت نازل ہوئی انا جعلنا الی قولہ فہم لا یبصرون کہا پس لوگ کہتے تھے کہ یہ ہے محمد تو ابوجہل کہتا کہان ہے وہ کہان ہے وہ آپ کو نہین دیکہتا تہا رواہ ابن جریر محمد بن اسحق نے کہا مجہے حدیث کی یزید بن زیاد نے محمد بن کعب سے محمد نے کہا کہ ابوجہل نے کہا اور لوگ بیٹہے ہوئے تہے کہ محمد یہ زعم کرتا ہے کہ اگر تم اوسکی متابعت کرو تو تم بادشاہ ہوجاؤ گے پھر جب تم

۵ اصل مین اسی طرح ہے کلمہ زائد معلوم ہوتا ہے یہ مون مالک وزن درست ہوتا ہے واللہ اعلم معنی یہ ہین من یعنی چاہتا ہون جبکہ کسی قصد کی کسی زمین کا تعین ہو جس کا ارادہ کرتا ہون کہ آیا خیر مجھے ملیگا یا شر جسکو مین چاہتا ہون یا شر مجھے منتفی ہون ان دونون کی طرف یا صرف ہے حالانکہ شر کا ذکر اول نہین ہوا ہے لیکن کلام اوپر دال ہے ۱۲ منہ

۵۲ اور ذکر کیا اپنی ہاتھہ بندہا پای گردن کے ساتھہ ۱۲

۵۳ جن پر تیری آئی بات تیرے رب کی وہ نہ ایمان لائینگے اگرچہ پہونچین اونکو ساری نشانیان جبتک نہ دیکھین دکھ کی مار ۱۲

مرجاؤگے تو اوٹھائے جاؤگے بعد مرنے تمہارے کے اور ہونگے واسطے تمہارے باغ بہتر اُن کے
باغون سے اور بیشک تم اگر اوسکی مخالفت کروگے تو ہوگا واسطے تمہارے اوس سے ذبح پہ تم اوٹھائے
جاؤگے بعد مرنے تمہارے کے اور ہوگی واسطے تمہارے آگ کہ تم اوس سے عذاب کئے جاؤگے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسوقت اوپہ نکلے اور آپ کے ہاتھ مین ایک مٹی کا سر تھا مٹی کا
یعنی اوسمین مٹی بھری ہوئی تھی اور پکڑ لیا اللہ تعالی نے اونکی آنکھون پہ ورے آپ کے سو آپ اوس کو
بربرانے لگے اونکے سرون پر اور پڑھنے لگے یس والقرآن الحکیم یہانتک کہ آپ پہونچے لایبصرون تک
اور چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے اپنی حاجت کے اور اون لوگون نے رات بسر کی تاکتے
ہوئے آپکے دروازے پر یہانتک کہ نکلا اوپہ بعد اسکے کوئی نکلنے والا گھر سے تو اوسنے کہا تمکو
کیا ہے وہ بولے کہ ہم محمدؐ کا انتظار کر رہے ہین اوس شخص نے کہا کہ وہ تو نکل گئے تمپر اس پاقی نہین رہا
تم مین سے کوئی مرد مگر اونمون نے رکھی اوسکے سر پر مٹی پھر وہ چلے گئے واسطے اپنے حاجت کے پس
ہر مرد اونمین سے جھاڑنے لگا اوس مٹی کو جو اوسکے سر پہ تھی کہا اور مقرر ہو پہنچی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوجہل کی بات
تو آپنے فرمایا مین کہتا ہون یہ کہ بیشک واسطے اونکے مجھسے البتہ ذبح ہی اور بیشک مین البتہ اونکو پکڑونگا **قولہ تعالی** سواء
علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم لایؤمنون کا یہ مطلب ہے کہ مقرر اللہ نے اوپہ مہنگا دی ہے
ساتھ گمراہی کے سو نہ ڈرانا اونمین فائدہ دیتا ہے اور نہ وہ اوس سے اثر پزیر ہوتے ہین اسکی نظیر اول
سورۂ بقر مین گزر چکی ہے اور جسطرح کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے ان الذین حقت علیہم کلمۃ
ربک الایہ **انما تنذر من اتبع الذکر** یعنی تیرے ڈرانے سے تو مومنین ہی نفع لیتے ہین جو کہ
پیروی کرتے ہین ذکر کی مراد ذکر سے قرآن عظیم ہے **وخشی الرحمن بالغیب** یعنی اور ڈرا رحمن سے
ایسی جگہ مین کہ جہان اوسکو کوئی نہین دیکھتا ہے مگر اللہ تبارک وتعالی جانتا ہے کہ بیشک اللہ تعالی
اوسپر مطلع ہے اور جو کچھہ وہ کرتا ہے اوسکا عالم ہے **فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم** سو تو اوسکو خوشخبری
دے معافی کی واسطے اوسکے گناہون کے اور اجر کثیر و واسع وحسن وجمیل کی جیساکہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے ان الذین یخشون ربہم بالغیب لہم مغفرۃ واجر کبیر پھر اللہ عزوجل نے فرمایا
انا نحن نحیی الموتی یعنی ہم ہین جو جلاتے ہین مردے قیامت کے دن اور اسمین اس طرف اشارہ
ہے کہ اللہ تعالی زندہ کرتا ہے جس شخص کے دل کو چاہتا ہے کفار مین سے جنکے دل مرچکے ہین

ل ۱ تم نہیں کسی کی بات تم سے
بس کی وہ نماز پڑھتے ہیں ۱۲
ل ۲ جو لوگ دوزخ کے قابل
ایسے ہیں کہ ایمان نہ لاویں گے
اونکو معافی سے کیا اور ڈرنے سے
۱۲

ساتھ گمراہی کے پھیرا اونکو ہدایت کرتا ہے بعد اسکے طرف حق کے جسطرح کہ اللہ پاک نے بعد ذکر قسوت
قلوب کے یون فرمایا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا قد بینا لکم الایات لعلکم
تعقلون **قولہ تعالی ونکتب ما قدموا وآثارہم** یعنی لکھتے ہین ہم وہ اعمال جنکو وہ آگے بھیج چکے
ہین اور اونکے پیچھے نشان رہے **آثار** مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ ہم لکھتے ہین اونکے اعمال
جنکو خود اونہون نے اپنی ذات سے کیا ہے اور اونکے آثار جنکو اونہون نے اپنے بعد چھوڑا ہے
سو اسپر بھی اونکو جزا دیگا خیر مین تو خیر اور شر ہین تو شر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
جو کوئی نکالے اسلام مین کوئی اچھا طریقہ تو ہوگا واسطے اوسکے اجر اوسکا اور اجر اوس شخص کا جو اوسپر
عمل کریگا بعد اوسکے بغیر اسکے کہ کم کرے اونکے اجر سے کچھ اور جو شخص نکالے اسلام مین کوئی برا طریقہ
تو ہوگا اوسپر گناہ اوسکا اور گناہ اوس شخص کا جو اوسپر عمل کرے گا بعد اوسکے بغیر اسکے کہ کم کرے اونکے
گناہون سے کچھ رواہ مسلم عن جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ وفیہ فصہ
مجتابی النمار المضریین رواہ ابن ابی حاتم عن جریر بن عبد اللہ فذکر الحدیث بطولہ
ثم تلا ھذہ الایۃ ونکتب ما قدموا وآثارہم وقد رواہ مسلم من طریق اخری عن
جریر اسی طرح دوسری حدیث جو کہ صحیح مسلم مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت کہ مر گیا ابن آدم تو اوسکا عمل منقطع ہوا مگر تین سے علم سے
کہ اوسکے ساتھ نفع لیا جاتا ہے یا نیک لڑکا کہ اوسکے واسطے دعا کرتا ہے یا صدقہ جاریہ بعد اوسکے
مجاہد نے اسکی تفسیر مین کہا ہے ما اور توا من الضلالۃ یعنی مراد آثار سے وہ گمراہی ہے جسکے
وارث کر گئے **سعید** بن جبیر نے کہا کہ آثارہم سے مراد ماثر واہے یعنی وہ طریقہ جسکو نکال گئے
پھر اوسپر عمل کیا ایک قوم نے بعد اوسکے موت کے پس اگر وہ خیر ہے تو واسطے اوسکے مثل اونکے
اجور کے ہے کم نکریگا اجر سے اوس شخص کے جسنے اوسپر عمل کیا کسی شے کو اور اگر وہ شر ہے تو اوپر
مثل اونکے گناہون کے ہے اور کم نہ کرے گا گناہون سے اوس شخص کے جسنے اوسپر عمل کیا کسی
شے کو ذکرھما ابن ابی حاتم بغوی کا مختار یہی قول ہے **دوسرا قول** یہ ہے کہ مراد اس سے
نشان ہین اونکے قدمون کے طرف طاعت کے یا معصیت کے **مجاہد** نے کہا ما قدموا
اعمالھم وآثارھم قال خطاھم یا رجلھم اسی طرح حسن و قتادہ نے کہا ہے کہ مراد آثارہم سے

۵۱ جان رکھو کہ احیاء الارض بعد موتھا سے زمین کو دوبارہ سبزہ پیدا کرکے ہمکو نمونہ سنسار کا دکھلاتا ہے کہ ہم مرنے کے بعد پھر جیتے ہونگے

خطا ہم ہے یعنی اونکے قدمون کے نشان **قتادہ** نے کہا لو کان اللہ عزوجل مغفلا شیئا من شانک یا ابن آدم اغفل ما تعفو الریاح من ھذہ الآثار ولکن احصی علی ابن آدم اثرہ وعملہ کلہ حتی احصی ھذا الاثر فیما ھو من طاعۃ اللہ تعالی او من معصیتہ فمن استطاع منکم ان یکتب اثرہ فی طاعۃ اللہ فلیفعل یعنی اگر اللہ عزوجل بیکار چھوڑنے والا ہوتا کسی شے کو تیرے حال سے ای ابن آدم تو بیکار چھوڑ دیتا ان قدمون کے نقش کو جنکو ہوائین مٹا دیتی ہین لیکن اوسنے تو گن رکھا ہے ابن آدم پر اوسکے نشان قدم و عمل سب کو یہانتک کہ شمار کر رکھا ہے اس نشان قدم کو کہ وہ اللہ تعالی کی طاعت مین ہے یا اوسکی معصیت مین پس جو کوئی تم مین سے اسکی طاقت رکھے کہ اوسکا اثر لکھا جاے اللہ تعالی کی طاعت مین تو چاہیے کرے اس معنی مین کئی حدیثین وارد کی گئی ہین

حدیث اول حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ گرد اگرد مسجد نبوی کے قطعات زمین خالی ہوئی تو بنی سلمہ نے ارادہ کیا کہ قرب مسجد مین نقل کر آئین پس یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے اونسے فرمایا کہ بیشک مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ تم ارادہ کرتے ہو کہ قرب مسجد مین اوٹھہ آؤ انہون نے عرض کیا جی ہان یا رسول اللہ مقرر ہمنے اسکا ارادہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا یا بنی سلمۃ دیارکم تکتب اثارکم دیارکم تکتب اثارکم یعنی اے بنی سلمہ تم اپنے گھرون کو لازم پکڑے رہو تمہارے نقش قدم لکھے جائین گے رواہ احمد وھکذا رواہ مسلم عن جابر **حدیث دوم** حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بنی سلمہ مدینے کے ایک کنارے مین تھے سو اونہون نے چاہا کہ مسجد کے قریب اوٹھہ آئین اسپر یہ آیت نازل ہوئی انا نحن نحیی الموتی ونکتب ما قدموا واثارھم پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونسے فرمایا کہ تمہارے نقش قدم لکھے جاتے ہین تو اونہون نے نقل نہین کی اخرجہ ابن ابی حاتم تفرد باخراجہ الترمذی عند تفسیر ھذہ الایۃ عن محمد بن العلاء بہ ثم قال حسن غریب من حدیث الثوری ورواہ ابن جریر من طریق الثوری وقد رواہ من غیر طریق الثوری چنانچہ **حافظ ابوبکر بزار** نے بدون طریق ثوری کے دو طریق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے ایک یہ ہے عن ابی نضرۃ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ کہا کہ بنی سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکوہ کیا اپنے گھرون کی دوری کا مسجد سے اسپر یہ آیت نازل ہوئی ونکتب ما قدموا واثارھم پہر وہ اپنی جگہ ٹہیرے رہے

دوسرا طریق یہی عن ابی نضرہ عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل اسکے ہے اس حدیث مین غرابت ہے اس جہت سے کہ اس آیت کا شان نزول ذکر کیا ہے حالانکہ پوری سورت مکی ہے فاللہ اعلم

حدیث سوم حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ انصار کے گھر مسجد شریف سے دور تھے اور اونہون نے ارادہ کیا کہ مسجد کی طرف نقل کر آئین اسپر یہ آیت نازل ہوئی ونکتب ما قدموا وآثارہم پس وہ بولے کہ ہمارے آثار ثابت رہین گے اپنی جگہ مین رواہ ابن جریر ھکذا اسرواہ ولیس فیہ شیئ مرفوع یہ روایت تو بطریق عکرمہ تھی **طبرانی** کا لفظ بطریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ انصار کے گھر مسجد سے دور تھے تو اونہون نے ارادہ کیا کہ مسجد کی طرف اٹھ آئین اسپر آیت مذکور نازل ہوئی پس وہ اپنے گھرون مین ثابت رہے **حدیث چہارم** حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص مدینہ مین وفات دیا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر نماز پڑہی اور فرمایا اے کاش وہ قریہ اپنی پیدائش سے پیدائش مین اسپر لوگون مین سے ایک شخص نے عرض کیا کیون یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا بیشک وہ جسوقت وفات دیا جاتا ہے اپنی پیدائش سے پیدائش مین تو ناپا جاتا ہے واسطے اوسکے جہان پیدائش اوسکی سے اوسکے نقش قدم قطع ہونے کی جگہ تک جنت مین رواہ ابو الاسلام احمد ورواہ النسائی وابن ماجہ باسنادھما **ابن جریر** نے ثابت سے روایت کیا ہے کہا مین چلا ہمراہ انس رضی اللہ عنہ کے پس مین جلد چلا تو اونہون نے میرا ہاتھ پکڑ لیا پھر ہم آہستہ آہستہ چلے پھر جب ہم نماز پوری کر چکے تو حضرت انس نے فرمایا کہ مین چلا ہمراہ زید بن ثابت کے سو مین جلد چلا تو اونہون نے کہا ای انس کیا تو نے نہ جانا کہ آثار لکھے جاتے ہین **درمیان** اس قول کے اور اول کے کچھ منافات نہین ہے بلکہ اسمین تو بطریق اولی واحری تنبیہ ودلالت ہے اوسپر کیونکہ جب یہ آثار لکھے جاتے ہین تو اون آثار کا لکھے جانا تو بطریق اولی ہے جن مین اونکے ساتھ اقتدا ہے خیر یا شر سے واللہ اعلم **قولہ تعالی** وکل شیئ احصیناہ فی امام مبین یعنی ساری کائنات کتاب مبین مین لکھی ہوئی ہے لوح محفوظ مین مسطور ومضبوط ہے اسجگہ امام مبین سے مراد ام الکتاب ہے یہ قول مجاہد وقتادہ وعبدالرحمن بن زید بن اسلم کا ہے اور اسی طرح اس آیت مین ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم یعنی امام سے مراد اونکی کتاب اعمال ہے جو کہ اونپر گواہی دینے والی ہے اوس خیر وشر کی جو اونہون نے کیا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ووضع الکتاب وجیئ بالنبیین والشھداء وقال تعالی ووضع الکتاب فترى المجرمين مشفقين مما فيه

---

۵ جسمین تم جو اعمال کرتے ہو وہ لکھے جاتے ہین ۱۲ منہ

۵۱ فرشتون کے ساتھ اونکے سردار کے ۱۲

۵۲ اور لاد ہمارا دوزخ اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ ۱۲

۵۳ اور رکھی جاویگی کتاب پھر تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہین اوسسے جو لکھا ہے اوسمین پکارتے ہین ہائے ہماری کمبختی کیسی ہے یہ کتاب نہین چھوڑتی چھوٹی بات نہ بڑی مگر یاد کر لیا ہے اوسکو اور موجود پاویگے جو کیا ہے اوسنے پاس اور نہین ظلم کریگا تیرا رب کسی پر ۱۲ منہ

۵۴ یعنی خط اس آیت مین امام سے مراد نامہ اعمال ہے اسی طرح یہان ہی کتاب اعمال مراد ہے یہ دوسرا قول ہوا ۱۲ منہ

ویقولون یا ویلتنا مالھذا الکتب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا ووجدوا
ما عملوا حاضرا ولا یظلم ربك احدا ف جملہ انا جعلنا فی اعناقھم اغلالا تقریر
ہے ماقبل کی کیونکہ ماقبل کا مضمون یہی ہے کہ اونکے اکثر پر قضاے ازلی ثابت ہوچکی ہے سو وہ
ایمان نہ لائین گے اپنے کفر پر جمے رہین گے اس مضمون کی جملہ انا جعلنا الخ سے تقریر و تثبیت
فرمائی انکی حال کی تمثیل دی اون لوگونکی حال سے جنکی گردنون مین طوق ڈالے گئے ہین سو وہ طوق پہونچنے والے ہین طرف ٹھوڑیون
کے تو وہ قادر نہین ہین ادہر اودہر دیکھنے پر اور نہ گردنون کے موڑنے پر قدرت رکھتے ہین فہم مقمحون کے
یہی معنی ہین یعنی اوپر اوٹھانے والے ہین اپنے سرون کو اوپر پست کرنے والے ہین اپنی نگاہون کو
فراء و زجاج نے کہا ہے مقمح وہ ہے جو بعد اپنے سر اوٹھانے کے اپنی نگاہ کو پست کرنے والا ہے
اقماح کے معنی ہین اوٹھانا سر کا اور پست کرنا نگاہ کا جسوقت اونٹ اپنا سر اوپر اوٹھالیتا ہے اور
پانی نہین پیتا ہے تو محاورۂ عرب مین بولتے ہین اقمع البعیر و قمح ازہری نے کہا اللہ تعالی نے یہ ارادہ کیا ہے
کہ اونکے ہاتھ جبکہ مغلول و محبوس ہوئے نزدیک اونکی گردنون کے تو طوقین اوٹھائی گئین اونکی ٹھوڑیون
تک اور اونکے سر اوپر کو پہنچے ہوئے پس وہ مرفوع الرؤس ہین بسبب اوٹھانے طوقون کے اونکو
یعنی طوقون نے اونکے سرون کو اوپر اوٹھا دیا ہے قتادہ نے کہا کہ مقمحون کے معنی مغلولون ہین
لیکن قول اول اولی ہے ابوعبیدہ نے کہا کہ اونٹ جب اپنا سر حوض سے اوٹھالیتا ہے اور پانی نہین
پیتا تو کہتے ہین قمح البعیر دوسرا قول ابوعبیدہ سے یہ مروی ہے کہ یہ ایک مثل ہے اللہ تعالی نے
اونکے واسطے اوسکو بیان کیا ہے اونکے باز رہنے مین ہدایت سے مثل باز رہنے مغلول کے جسطرح
بولتے ہین کہ فلان حمار ہے یعنی ہدایت کو نہین دیکھتا ہے فراء نے کہا یہ ایک ضرب مثل ہے یعنی
ہمنے اونکو روکا ہے خرچ کرنے سے اللہ کی راہ مین یہ مثل اس آیت کی ہے ولا تجعل یدك
مغلولۃ الی عنقك ضحاک بھی اسی کے قائل ہین بیضاوی بھی تمثیل کے قائل ہین محلی کا حاصل یہ
ہے کہ ہمنے ڈالے ہین اونکی گردنون مین طوق باین طور کہ ملائے جائین طرف اون طوقون کے ہاتھ کیونکہ
طوق جمع کرتی ہے ہاتھ کو طرف گردن کے پس وہ ہاتھ جمع کئے گئے ہین طرف اذقان کے اذقان
جمع ہے ذقن کی ذقن وہ جگہ ہے جہان دونون جبڑے جمع ہوتے ہین فہم مقمحون پس وہ اوٹھانیوالے
ہین اپنے سرون کو اونکے پست کرنے کی طاقت نہین رکھتے ہین یہ ایک تمثیل ہے مراد یہ ہے کہ کفار

ع
اور نہ کر اپنا ہاتھ بندھا ہوا
گردن کے ساتھ ۱۲

اذعان نہین کرتے ہین واسطے ایمان کے اور نہ اپنے سر اوسکے لئے جھکاتے ہین بیضاوی نے فھی کی ضمیر اغلال کی طرف راجع کی ہے اور محلی نے ایدی کی طرف راجع کی ہے اگرچہ عبارت مین ایدی کا ذکر نہین ہوا لیکن غل کا لفظ اوسپر دال ہے کیونکہ غل جمع کرتا ہے ہاتھون کو مع گردنون کے چنانچہ اسکا بیان آیندہ بھی آئے گا بالجملہ ان اقوال سے معلوم ہوا کہ یہ آیت تمثیل ہے کسی نے کہا کہ آیت اپنی حقیقت پر ہے اشارہ ہے طرف اوس حال کے جو قیامت کے دن کئی قومون کے ساتھہ کیا جائیگا دوزخ مین کہ اونکی گردنون مین طوقین اور زنجیرین ڈالی جائین گی کما قال تعالے اذ الاغلال فی اعناقھم والسلاسل یسحبون تحقق وقوع کے بلفظ ماضی اس واقعہ کی خبر دی ہے اس قول کو قرطبی نے ذکر کیا ہے حضرت ابن عباس نے یون پڑہا ہے انا جعلنا فی ایمانھم اغلالا زجاج نے کہا کہ مراد ایمان سے ایدی ہین نحاس نے کہا کہ یہ قرارت تفسیر ہے جو شے مصحف کے مخالف ہے اوسکے ساتھہ قرارت نہین کی جاتی ہے کہا کہ بنا بر قرارت جماعت عبارت مین حذف ہے یعنی انا جعلنا فی اعناقھم وفی ایدیھم اغلالا فھی الی الاذقان پس لفظ ھی کنایہ ہے ایدی سے نہ اعناق سے یعنی ضمیر ھی کی راجع ہے طرف ایدی کے اعناق کی طرف راجع نہین ہے عرب لوگ ایسا حذف کیا کرتے ہین نظیر اسکی یہ آیت ہے سرابیل تقیکم الحر الی وسرابیل تقیکم البرد کیونکہ جو شے گرمی سے بچاتی ہے تو وہ سردی سے بھی بچاتی ہے ہوا طرف کرتون جبکہ گردن مین ہوئے تو ضرور ہے کہ ہاتھہ مین بھی ہو خصوصًا اس حال مین کہ اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے فھی الی الاذقان پس معلوم ہوا کہ مراد اوس سے ہاتھہ ہین فھم مقمحون یعنی پس وہ اوٹھانیوالے ہین اپنے سرون کو جھکا نہین سکتے ہین اسواسطے کہ بس شخص کے دونون ہاتھہ غلول ہوئے اوسکی ٹھوڑی تک تو اوس کا سر اونچا ہو گیا حضرت ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے کہ اونہون نے یون پڑہا ہے انا جعلنا فی ایدیھم اغلالا اور حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ اونہون نے یون پڑہا ہے انا جعلنا فی ایمانھم اغلالا جسطرح کہ حضرت ابن عباس سے سابقًا مذکور ہو چکا ہے ایک قول حضرت ابن عباس کا یہ ہے کہ الاغلال ما بین الصدر الی الذقن فھم مقمحون کما تقمح الدابۃ بالجام پھر اللہ پاک نے دوسری تمثیل بیان فرمائی وجعلنا من بین ایدیھم وسدا ومن خلفھم سدا یعنی ہمنے اونکو منع کیا ہے ایمان سے ساتھہ موانع کے سو وہ کفر سے ایمان کی طرف نکل نہین سکتے ہین مثل اوس شخص کے جسکے آگے اور پیچھے دیوارین بنا دی گئی ہین سد بضم وفتح سین دو لغت ہین

۱ جیسے طوق قیدی گردن مین اور ہتھکڑی ہاتھہ مین اور مقمحون ۱۲

۲ کہ اوسکے ہاتھہ گردن مین ہوئے ہین ۱۲

فاغشینا اھم فھم لا یبصرون یہان مضاف حذف ہے غطینا ابصارہم یعنی ہمنے اونکی آنکھون کو ڈہانکدیا ہے سو وہ اسکے سبب سے کسی شے کے دیکھنے پر قدرت نہین رکھتے ہین فرار نے کہا فالبسنا ابصارھم غشوۃ ای عمی فھم لا یبصرون سبیل الھدیٰ یعنی ہمنے اونکی آنکھون پر اندہاپن پہنادیا ہے سو وہ ہدایت کا رستہ نہین دیکھتے ہین اسی طرح قتادہ نے کہا ہے معنی یہ ہین کہ وہ ہدایت کو نہین دیکھتے ہین سدی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہین دیکھتے ہین جبکہ آپکے قتل پر مشورہ کیا تھا ضحاک نے کہا کہ اول سد سے مراد دنیا ہے اور دوسری سے آخرت فاغشینا ہم فھم لا یبصرون کا یہ مطلب ہے کہ وہ بعث سے اندہے ہوگئے اور شرائع کے قبول کرنے سے دنیا مین نابینا ہوگئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وقیضنا لھم قرناء فزینوا لھم ما بین ایدیھم وما خلفھم یعنی زینت دی واسطے اونکے دنیا اور بلایا اونکو طرف تکذیب آخرت کے اور اسی بنا پر یون کہا گیا ہے بین ایدیھم یعنی غور رسانتہ دنیا کے وما خلفھم یعنی تکذیب آخرت کی کسی نے کہا کہ ما بین ایدیہم سے مراد آخرت ہے اور وما خلفھم سے دنیا جمہور نے فاغشینا کو بغین معجمہ پڑہا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وعمر بن عبد العزیز وحسن ویحیی بن یعمر وابو رجا وعکرمہ نے بعین مہملہ ماخوذ عشا سے عشا کہتے ہین ضعف بصر کو اسی معنی سے یہ آیت ہے ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین بیضاوی نے کہا ہے کہ یہ ایک اور تمثیل ہے اون لوگون کے ساتھ جنکو دو دیوارون نے گھیر لیا ہے سو اونکی آنکھون کو ڈہانکدیا اس طور پر کہ وہ اپنے آگے پیچھے کو نہین دیکھتے ہین تمثیل اس بات مین ہے کہ کفار مطمورہ جہالت مین محبوس ہین آیات ودلائل مین نظر وغور کرنے سے روکے گئے ہین انتہی حضرت ابن عباس سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گزر کرتے تھے سو آپ کو دیکھتے نہ تھے دو سرا لفظ اونکا یہ ہے کہ قریش نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر جمع ہوئے آپکے نکلنے کا انتظار کرتے تھے تاکہ آپ کو ایذا پہونچائین سو یہ بات آپ پر شاق ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام سورہ یٰس لیکر آپکے پاس آئے اور آپ کو اون پر نکلنے کا امر کیا پس آپنے ایک مٹھی مٹی لی اور نکلے اور آپ اوسکو پڑہتے تھے اور اونکے سرون پر مٹی برساتے تھے سو اونہون نے آپ کو نہ دیکہا اور آپ گزر گئے پھر شروع کیا ایک اونکے نے کہ اپنے سر کو چھوتا تھا تو مٹی کو پاتا تھا اور کوئی اونمین کا آیا تو کہا کون چیز تمکو ٹہہراتی ہے وہ بولے کہ ہم محمد کا انتظار کر رہے ہین پس اوسنے کہا البتہ مقرر مین نے اوسکو دیکہا ہے اندر سے یہ کہکر تم اوٹھہ کہڑے ہو مقرر اوسنے تمپر سحر کردیا بالجملہ اللہ پاک نے

۵۱ اور نکلا ہے اون پر یقینا کہ ایمان نہین لاتے اونمین سے بہت کم کیا ۱۲ منہ

۵۲ اور یہ کوئی ایسا نہین ہے کہ رحمن کی یاد سے جم کر بیٹھ رہے یعنی ایک شیطان ۱۲ منہ

۵۳ مطمورہ قید خانہ ۱۲ منہ

اول تو کفار کا حال بطور تمثیل بیان کیا بعد اوسکے اونکا حال بطریق توبیخ بیان فرمایا پس ارشاد کیا وسواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم یعنی یہ اوڈرانا اونکو اور نہ ڈرانا دونون برابر ہین جملہ لا یؤمنون مستانفہ ہے ماقبل مین جو استواء ہے اوسکا بیان کرتا ہے یا حال موکدہ ہے یا بدل ہے اوس سے اس آیت کی شان نزول مین حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین پڑھ رہے تھے پس آپ نے جہر سے پڑہا یہانتک کہ قریش کے کچھ لوگون نے اوس سے ایذا پایا تا آنکہ وہ کھڑے ہو گئے تاکہ آپ کو پکڑین ناگاہ اونکے ہاتھ اونکی گردنون سے جمع کئے ہوئے تھے اور ناگاہ وہ انہ ہے تھے دیکھتے نہ تھے پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو عرض کیا اے محمد ہم تجھکو قسم دیتے ہین اللہ کی اور رحم کی کہا کوئی بطن بطون قریش سے نہ تھا مگر حال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونمین قرابت تھی پس آپ نے دعا فرمائی یہانتک کہ وہ حالت اونسے جاتی رہی اوسپر الی قولہ لا یؤمنون نازل ہوئی کہا پھر اوس گروہ مین سے کوئی ایمان نہ لایا شان نزول مین اسکے سوا کئی روایتین ہین یہ روایت اون سب سے احسن و اقرب ہے طرق صحت کے حضرت عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ اونہون نے یہ آیت غیلان قدری پر پڑہی تو وہ بولا کہ گویا مین نے اوسکو پڑہا ہی نہین تجھکو گواہ کرتا ہون کہ مین باب قدر مین اپنے قول سے تائب ہون تو اونہون نے فرمایا الٰہی اگر اوسنے سچ کہا تو تو اوسپر رجوع ہو یعنی اوسکی توبہ قبول کرلے اور اگر وہ جھوٹ بولا ہے تو تو اوسپر مسلط کر اوس شخص کو جو اوسپر رحم نکرے پھر ہشام بن عبد الملک نے اوسکو اونکے پاس سے پکڑ لیا پھر اوسکے دونون ہاتھ دونون پاؤن کاٹ ڈالے اور دمشق کے دروازے پر اوسکو سولی چڑہا دیا زجاج نے آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ جس شخص کو اللہ گمراہ کرے یہ گمراہ کرنا تو اوسکو ڈرانا نفع نہ دیگا ڈرانا تو اوسی شخص کو نفع دیگا جسکا ذکر اس آیت مین فرمایا ہی کہ انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمن بالغیب فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم بالغیب محل نصب مین ہے بنا بر حال فاعل سے یا مفعول سے اور حرف فا واسطے ترتیب بشارت یا امر بشارت کے ہے اتباع ذکر و خشیت پر یعنی تو تو اوسی کو ڈراوے جسنے پیروی کی قرآن کی اور ڈرا رحمن سے اس حال مین کہ وہ غائب ہے رحمن سے یا رحمن اوس سے غائب ہے دنیا مین پس تو خوشخبری دے اس شخص کو جسنے پیروی کی قرآن کی ایک عظیم مغفرت کی اور اجر حسن کی مراد جنت ہے پھر اللہ پاک نے خبر دی مُردون کے زندہ کرنیکی پس ارشاد فرمایا انا نحن نحیی الموتے یعنی بیشک ہم زندہ اوٹھا کھڑا کرین گے اونکو بعد موت کے

یہ بیان ہے ایک شان عظیم کا جو کہ باشتمال اجمالی مشتمل ہے انذار و تبشیر پر مطلب یہ ہے کہ انذار و تبشیر تو دنیا مین ہے اسکا ثمرہ قیامت کے دن معلوم ہوگا حسن و ضحاک نے کہا یعنی ہم انکو زندہ کرتے ہین ساتھ ایمان کے بعد جہل کے مطلب یہ ہے کہ نبی کا کام ڈرانا اور خوشخبری دینا ہے بعد جہل کے ایمان کے ساتھ اونکے دلون کا زندہ کردینا اللہ ہی کا کام ہے وہی جسکو چاہے ہدایت کرے اسمین کسی کا اختیار نہین ہے قول اول اولیٰ ہے پھر اللہ پاک نے اونکے آثار لکھنے کی وعید سنائی ارشاد فرمایا ونکتب ما قدموا و اٰثارھم یعنی ہم لکھتے ہین فرشتون کے صحیفون مین اونکے اچھے برے اعمال جنکو وہ آگے بھیج چکے ہین اور وہ حسنات جنکو باقی چھوڑ گئے ہین جنکا نفع بعد موت کے منقطع نہین ہوتا ہے مثلاً وہ شخص جو اچھا طریقہ نکال گیا ہے جیسے علم جسکو سکھا گیا ہے یا کوئی کتاب تصنیف کر گیا ہے یا کوئی وقف کر گیا ہے یا مسجد یا رباط یا پل یا مثل اسکے کوئی مکان عام نفع کا بنا گیا ہے یا وہ سنیات کہ جو بعد اپنے فاعل کے باقی رہتے ہین مثلاً وہ شخص جو کوئی برا طریقہ نکال گیا ہر جیسے کوئی وظیفہ جسکو بعض ظالمون نے مسلمانون پر مقرر کردیا یا کوئی سکہ نکالا جسمین اونکا نقصان ہے یا کوئی ایسی شے ایجاد کردے جسمین اللہ کے ذکر سے روکنا ہے مثلاً الحان و ملاہی و آلات لہو و لعب اور مثل اسکے مجاہد و ابن زید نے کہا کہ اس آیت کی نظیر یہ آیت ہے علمت نفس ما قدمت و اخرت و قولہ تعالیٰ ینبؤا الانسان یومئذ بما قدم و اخر کسی نے کہا کہ مراد اس آیت سے آثار ہین اون لوگون کے جو مساجد کی طرف چلنے والے ہین صحابہ و تابعین مین سے ایک جماعت اسکی قائل ہے نحاس نے کہا کہ جو کچھ اس آیت مین کہا گیا ہے یہ قول اس سب سے اولیٰ ہے کیونکہ اوسکا نزول اسی مین ہوا ہے چنانچہ احادیث اس باب کی اول گزر چکی ہین اسکا یون جواب دیا ہے کہ اعتبار عموم آیت کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب نزول کا عموم آیت اسکا مقتضی ہے کہ سارے آثار خیر و شر لکھے جائین اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے وکل شئے احصینٰہ فی امام مبین یعنی ہر شے کا اعمال عباد وغیرہا سے کوئی سی شے ہو شمار کر رکھا ہے ہمنے امام مبین مین یعنی ایسی کتاب مین کہ جسکا اقتدا کیا جاتا ہے اور وہ واضح کرنے والی ہے ہر شے کی مجاہد و قتادہ و ابن زید نے کہا کہ مراد لوح محفوظ ہے ایک فرقے نے کہا کہ مراد صحائف اعمال ہین اگر کوئی کہے کہ کتابت تو قبل احیا کے ہے پھر کیون ذکر مین اوسکو مؤخر کیا تو اسکا یہ جواب ہے کہ کتابت امر احیا کی معظم ہے کیونکہ اگر احیا حساب کے واسطے نہو تو کچھ عظیم نہین ہے اور اگر احیا ر و اعادہ نہو تو فی نفسہ کتابت کے واسطے اصلا کچھ اثر باقی نہ رہے معتبر احیا ہی ہے اور کتابت اوسکے امر کی مؤکد و معظم ہے اس لیے احیا کو کتابت پر مقدم کیا ہے کذا قالہ الکرخی

لہ
یحیا ابن یعمر جاوا ۱۲
نبہا اول پیچھے بھیجا ہو ط ۱۲
جو آگے بھیجا انسان کہ اوس
دن پاوے گا نبہا اول پیچھے
بھیجا ہو ط ۱۲

جمہور نے تکتب کو بصیغہ معروف پڑہا ہے اور زرّ دمسروق نے بصیغہ مجہول یعنی یکتب اور جمہور نے کل شے احصینا ہ منصب پڑہا ہے بنا بر اشتغال اور ابو السماک نے برفع بنا بر ابتدا کذا فی فتح البیان واضرب لہم مثلا اصحب القریۃ اذ جاءہا المرسلون ۝ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون ۝ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شیء ان انتم الا تکذبون ۝ قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون ۝ وما علینا الا البلغ المبین ۝

اور بیان کر اون کے واسطے ایک کہاوت اوس گانون کے لوگون کی جب آئے اوسمین بھیجے ہوئے جب بھیجے ہمنے اونکی طرف دو تو اونکو جھٹلایا پہر ہمنے زور دیا تیسرے سے تب کہا ہم تمہاری طرف آئے ہین بھیجے ہوئے تم تو یہی انسان ہو جیسے ہم اور رحمن نے کچھ نہین اوتارا تم سارے جھوٹ کہتے ہو کہا ہمارا رب جانتا ہے ہم بیشک تمہاری طرف بھیجے آئے ہین اور ہمارا ذمہ یہی ہے پہونچا دینا کھول کر ف یہ شہر تھا انطاکیہ حضرت عیسی کے دو یا رہ وہان پہونچے شہر والون نے ٹالدیا پہ تیسرے یا رہ پہونچے یہ تیسرے بڑے تھے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے اے محمد تو بیان کر واسطے اپنی قوم کے جنہون نے تجھے جھٹلایا ایک کہاوت اوس گانون والون کی جبکہ آئے اوسمین بھیجے ہوئے ابن اسحق کو حضرت ابن عباس وکعب احبار و وہب بن منبہ سے جو کچھ پہونچا ہے اوسمین یون ہے کہ یہ قریہ شہر انطاکیہ ہے اسمین ایک بادشاہ تھا اوسکو انطیخش بن انطیخش بن انطیخش کہتے تھے بتون کو پوجا کرتا تھا پس اللہ تعالی نے اوسکی طرف تین رسول بھیجے صادق وصدوق وشلوم سو اوسنے اونکو جھٹلایا اسی طرح بریدہ بن خصیب وعکرمہ وقتادہ وزہری سے بھی مروی ہے کہ وہ انطاکیہ ہے بعض ائمہ نے اوسکے انطاکیہ ہونے کو مشکل شمار کیا ہے بسبب اوس وجہ کے جسکو ہم بعد تمام ہونے قصہ کے ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالی قولہ تعالی اذ ارسلنا الیہم اثنین الآیہ یعنی جب بھیجے ہمنے اونکی طرف دو تو مبادرت کی اون کی ساتھ تکذیب کے یعنی جھٹ پٹ اونکو جھٹلا دیا پہر ہمنے اونکو قوت دی تیسرے رسول سے ابن جریر نے عن وہب بن سلیمان عن شعیب الجبائی روایت کیا ہے کہ اگلے دو رسولون کا نام شمعون و یوحنا تھا اور تیسرے کا بولص اور قریہ انطاکیہ ہے فقالوا انا الیکم مرسلون یعنی تب تینون نے اون گانون والون سے کہا کہ بیشک ہم تمہاری طرف آئے ہین بھیجے ہوئے طرف سے تمہارے رب کے جسنے تمکو پیدا کیا ہے وہ تمکو امر فرماتا ہے تنہا اپنی عبادت کا کوئی اوسکا شریک نہین ہے قالہ ابو العالیۃ قتادہ بن دعامہ نے زعم کیا ہے کہ یہ تینون حضرت مسیح علیہ السلام

ف یعنی بصیغہ نہ معروف کے ہے القم ۱۲ منہ

کے رسول تھے طرف انطاکیہ والون کے قالوا ما انتم الا بشر مثلنا یعنی وہ بولے پھر کیونکر وحی کیگئی
طرف تمہارے حالانکہ تم بشر ہو اور ہم بشر ہین پھر تمہارے نے مثل ہماری طرف کیون وحی نہ کی گئی اگر تم رسول
ہوتے تو البتہ فرشتے ہوتے جھٹلانے والے امتون سے بہت سونکا یہ ایک شبہہ ہے چنانچہ اللہ پاک نے
اونکی طرف سے یہ خبر دی ہے ذلک بانہ کانت تاتیہم رسلہم بالبینات فقالوا ابشر یھدوننا
یعنی بشر کے رسول ہونے سے اونہون نے تعجب کیا اور اوسکے منکر ہوئے وقال تعالیٰ قالوا ان
انتم الا بشر مثلنا تریدون ان تصدونا عما کان یعبد اٰباؤنا فاتونا بسلطان مبین
وقال تعالیٰ ولئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا لخاسرون وقال تعالیٰ وما منع الناس
ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدیٰ الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا اسی لئے ان کفار نے
یون کہا کہ تم تو یہی ہو بشر ہم جیسے اور نہین اوتارا رحمن نے کچھ نہین ہو تم مگر جھوٹ کہتے ہو تینون رسولون
نے اونکو یہ جواب دیا اللہ جانتا ہے کہ بیشک ہم اوسکے بھیجے آئے ہین طرف تمہارے اگر ہم اوسپہ جھوٹ
باندھنے والے ہوتے تو وہ ضرور ہمسے سخت انتقام لیتا لیکن وہ تو ہمکو ضرور عزت و نصرت دیگا تمپر اور تم آگے
جان لوگے کہ عاقبۃ الدار کس کے واسطے ہوگی کما قال سبحانہ وتعالیٰ قل کفی باللہ بینی وبینکم
شھیدا یعلم ما فی السموات والارض والذین امنوا بالباطل وکفروا باللہ اولئک ھم
الخاسرون قولہ تعالیٰ وما علینا الا البلاغ المبین یعنی ہمارا ذمہ تو یہی ہے کہ جو رسالت
دیکر ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہین اوسکو تمہین پہونچا دین پھر جب تم اطاعت کروگے تو دنیا و آخرت
مین تمہارے واسطے سعادت و بہرہ مندی ہوگی اور اگر تم نہ مانوگے تو بعد اسکے عنقریب تم جان لوگے
یعنی کیا کچھہ اسکی سزا تمکو ملے گی واللہ اعلم ف قولہ تعالیٰ واضرب لھم مثلا الآیہ کی نظیر پہ
سورۂ بقرہ و سورۂ نحل مین کلام گزر چکا ہے معنی یہ ہین کہ بیان کر واسطے اونکے مثل یا بیان کر واسطے اپنے
نفس کے اصحاب قریہ کی مثل یعنی تو اون کی مثال دے نزدیک اپنے نفس کے ساتھہ اصحاب قریہ کے
پہلے قول کی بنا پر معنی یہ ہون گے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا کہ انک لمن المرسلین اور فرمایا لتنذر قوما
تو فرمایا کہ تو اون سے کہدے کہ مین کوئی نیا نہین ہون رسولون سے کیونکہ ذرا مجھسے پہلے اصحاب قریہ کے
پاس رسول آئے اور اونکو ڈرایا ساتھہ اوس شے کے جسکے ساتھہ مین نے تمکو ڈرایا اور توحید کا ذکر کیا
اور قیامت سے خوف دلایا اور نعیم دار المقامہ کی خوشخبری سنائی دوسرے قول کی بنیاد پر یہ مطلب ہوگا

۵۱ یہ پیر کہ ہمنے تمکو دین یاس
اوسکے رسول شیطان پیر
کہے کیا آدمی ہمکو راہ پہونچا سکتے ہین
۵۲ اور کبھی ہم پر تمہارے کچھہ
ایک آدمی کے اپنی برابر کے
بیشک تم تب ہوئے ہو
اور وہ لوگون کو ہمکا یقین ہوا
اس سے کہ یقین لاوین جب
پہونچی اونکو راہ کی سو یہ کر
ی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے
پہونچا آدمی پیغام لیکر
۵۳ تو کہیں ہے اللہ پر
تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے
جو کچھہ ہے آسمان زمین مین
اور جو لوگ یقین لائے
باطل پر ہوئے اور منکر ہوئے
اللہ سے اونہین کا ٹوٹا ہوتا
ہے ۱۲

کہ جب یہ فرمایا کہ انذارا وس شخص کو نفع نہ دیگا جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اور اوسپر لکھدیا کہ وہ ایمان نہ لائیگا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ تو بیان کر واسطے اپنے نفس کے اور اپنی قوم کے ایک مثل یعنی مثال دے اونکے نزدیک اپنے نفس کی ساتھہ اصحاب قریہ کے اس جہت سے کہ اونکے پاس تین رسول آئے اور وہ ایمان نہ لائے اور رسلون نے ایذا پہ صبر کیا اور تو تو اونکی طرف ایک آیا ہے اور تیری قوم تینون کی قوم سے اکثر ہے کیونکہ وہ تو ایک بستی والون کی طرف آئے اور تجھکو مینے سارے لوگون کی طرف بھیجا ہے معنی یہ ہین کہ تو بیان کر واسطے اونکے مثل مثل اصحاب قریہ کی یعنی تو ذکر کر واسطے اونکے ایک قصہ عجیب قصہ اصحاب قریہ کا پس کلمہ مثل کو چھوڑ دیا ہے اور اصحاب قریہ کو اعراب مین اوسکے جگہہ رکھا ہے کسی نے کہا کہ کلمہ مثل کے مقدر ماننے کی کچھہ حاجت نہین ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ ٹھیرا اصحاب قریہ کو واسطے اونکے مثل اس بنا پر کہ مثلاً واصحاب قریہ دو مفعول ہون اضرب کے یا اصحاب القریہ بدل ہو مثلاً سے وقد قدمنا الکلام علی المفعول الاول من ہذین المفعولین ہل ہو مثلاً او اصحاب القریۃ کہا ہے کہ کبھی تو ضرب مثل کا اس بات مین استعمال کیا جاتا ہے کہ ایک حالت غریب کی اوسی کے مثل اور حالت سے تطبیق دیجائے جسطرح کہ اس آیت مین ہے ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرأۃ نوح وامرأۃ لوط اور کبھی اسمین استعمال کیا جاتا ہے کہ ایک حالت غریب ذکر کی جاوے اور لوگون کے واسطے اوسکا بیان ہو بدون اسکے کہ اوسکی نظیر کے ساتھہ اوسکی تطبیق کا قصد کیا جاوے جسطرح کہ اس آیت مین ہے وضربنا لکم الامثال یعنی ہمنے تمہارے واسطے بدیع غریب ونادر احوال بیان کئے کہ وہ غرابت وندرت مین مثلون کے مانند ہین پس یہان جو اللہ پاک نے واضرب لہم مثلاً فرمایا ہے سو اسمین دونون امر کا اعتبار ٹھیک ہو سکتا ہے قرطبی نے کہا ہے کہ سارے مفسرون کے قول مین یہ قریہ انطاکیہ ہے حضرت ابن عباس وبریدہ بھی اسی کے قائل ہین چنانچہ اول گزر چکا ہے اس قریہ مین چشمے ہین اسکی فصیل پتھرون کی ہے اندر اوسکے پانچ پھاٹک ہین دور اوسکا بارہ میل ہے عواصم کی بلاد مین انطاکیہ اونکا قصبہ ہے اور وہ ارض روم مین ہے قولہ اذ جاءہا المرسلون بدل اشتمال ہے اصحاب القریہ سے اور مرسلون اصحاب عیسی علیہ السلام ہین انطاکیہ والون کی طرف اونکو بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اونکو بلائین وہ لوگ بت پرست تھے اذ ارسلنا الیہم اثنین مین جو اللہ پاک نے اونکا بھیجنا اپنی ذات مقدس کی طرف منسوب فرمایا سو اس لئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اللہ سبحانہ کے امر سے اونکو بھیجا تھا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

۵ اللہ نے بتائی ایک کہانی مشرکون کے واسطے عبرت قوم کی اور عبرت لوط کی ۱۲

بعد رفع عیسی علیہ السلام کے طرف آسمان کے اللہ تعالی نے بغیر واسطہ اون رسولون کو اونکی طرف بھیجا ہو
فکذبوھما کے یہ معنی ہین کہ اونکی تکذیب کی کسی نے کہا کہ اونکو مارا اور قید کیا کسی نے کہا ہے کہ اول دو
رسولون کے نام یوحنا و شمعون ہین کسی نے کہا کہ تینون کے نام صادق و مصدوق و شلوم ہین قالہ ابن جریر
وغیرہ کسی نے کہا کہ شمعان و یحنی و یونس و وہب نے کہا کہ یحیی و بولس کعب نے کہا کہ صادق و صدوق کسینے
کہا کہ تیسرے کا نام شمعون تھا کسی نے کچھہ اور کہا جمہور نے عزز نا کو بتشدید پڑہا ہے اور ابوبکر نے عاصم سے
بتخفیف زاے جوہری نے کہا تخفف و یشدد اے قوینا و شددونا پس اس معنی کی بنا پر دونون قراتین بیک
معنی ہین کسی نے کہا کہ مخفف بمعنی غلبنا و قہرنا ہے اسی معنی سے یہ آیت ہے فعزنی فی الخطاب اور مشدد ۵۱
بمعنی قوینا و کثرنا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ درمیان حضرت موسی بن عمران اور
حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام کے ایک ہزار نو سو برس تھے درمیان دونون کے فترت نہ تھی درمیان
اونکے بنی اسرائیل مین سے ایک ہزار نبی بھیجے گئے سواے اونکے جو اونکے غیر سے بھیجے گئے درمیان میلاد
حضرت عیسی علیہ السلام کے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانسو اونہتر برس تھے اُنکے اول مین تین نبی
مبعوث ہوئے جنکا ذکر اس آیت مین ہے اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث جس نبی
کے ساتھہ قوت دی گئی وہ شمعون ہین یہ حواریون مین سے تھے جس فترت مین اللہ تعالی نے کوئی رسول مبعوث
نہین کیا وہ چار سو پینتیس برس ہین اخرجہ ابن سعد و ابن عساکر غرض کہ یہ تینون رسولون نے ملکر کہا انا الیکم مرسلون
یعنی بیشک ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہین اپنے کلام کو مؤکد اس لئے کیا کہ دو کی تکذیب سابق
ہو چکی تھی اور دو کی تکذیب تیسرے کی تکذیب ہے اس لئے کہ وہ سب ایک ہی شے کے ساتھہ بھیجے گئے
تھے وہ بھی بلانا ہے طرف اللہ عزوجل کے یہ جملہ مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ
جب تیرے رسول کے ساتھہ اونکو قوت دی تو اونہون نے کیا کہا سو یہ اوسکا جواب ہے اسی طرح جملہ قالوا
ما انتم الا بشر مثلنا مستانفہ ہے گویا کسی نے کہا کہ اہل انطاکیہ نے رسولون سے کیا کہا سو یہ اوسکا جواب ہے
کہ اونہون نے یہ کہا کہ نہین ہو تم مگر بشر مثل ہمارے یعنی تم تو بشریت مین ہمارے شریک ہو سو تمکو ہمپر کوئی فضیلت
و شرف نہین ہے جسکے ساتھہ تم مختص ہو یہ خطاب تینون کو ہے پھر انطاکیہ والون نے کتب سماوی کے نازل
کرنے کا بتصریح انکار کیا تو یون بولے وما انزل الرحمن من شیء یعنی جس بات کا تم دعوی کرتے ہو اور ہمارے
سوا اور رسول تمسے اگلے اور اونکے اتباع جسکے مدعی ہین رحمن نے اوسمین سے کچھہ نہین نازل کیا چونکہ اہل انطاکیہ

۵۱ اور یہ زیادتی کا تاکید کے بات ہین ۱۲

سے تکرار انکار کی ہوئی اسلیے رسولون نے بتاکید بلیغ کلام کو مؤکد کرکے اپنی رسالت کے اثبات کا یہ جواب دیا
کہ ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون یعنی رب ہمارا جانتا ہے کہ بیشک ہم تمہاری طرف البتہ بھیجے آئے ہین اس
جواب مین تین تاکید ین ہین ایک تو قسم جو کہ ربنا یعلم سے سمجھی جاتی ہے دوسری کلمۂ ان حرف تحقیق کا تیسری
لام تاکید زمخشری نے کہا وجہ تکرار کی یہ ہے کہ اول ابتدا اخبار ہے اور ثانی جواب ہے انکار کا انتہی یہ قول
اوسکے مخالف ہے جو مفتاح مین ہے کہ اونہون نے اول بار مین کلام کو مؤکد کیا اس لئے کہ تکذیب
دو کی تکذیب ہے تیسرے کی بسبب اتحاد مقالہ کے پھر جب اونہون نے اپنی تکذیب مین مبالغہ کیا تو رسولون
نے تاکید زیادہ کی زمخشری جس طرف گئے ہین وہ اس نظر کرکے ہے کہ مجموعہ ثلاثہ سے نہ اخبار سابق ہوا
ہے نہ اونکے پہلے بار مین تکذیب ہوئی ہے پس پہلی بار مین تاکید واسطے اعتنا و اہتمام خبر کے ہے
کذا قال الشہاب **قولہ تعالیٰ** وما علینا الا البلاغ المبین یعنی ہمارے رب کی طرف سے ہمپر واجب
نہین ہے مگر پہونچا دینا اوسکی رسالت کا ظہور و وضوح کے طور پر ساتھہ کھلی کھلی دلیلون کے یہ دلیلین بھی اچھا
کرنا ہے مادر زاد اندھے کا اور کوڑھی کا اور بیمار کا اور زندہ کر دینا مردے کا اسکے سوا اور کچھہ ہمارے ذمے
نہین ہے کذا فی فتح البیان قالوا انا تطیرنا بکم ج لئن لم تنتہوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب
الیم ○ قالوا طائرکم معکم ط ائن ذکرتم ط بل انتم قوم مسرفون ○ وجاء من اقصا المدینۃ
رجل یسعیٰ قال یٰقوم اتبعوا المرسلین ○ اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون ○
ومالی لا اعبد الذی فطرنی والیہ ترجعون ○ ءاتخذ من دونہ الھۃ ان یردن الرحمٰن
بضر لا تغن عنی شفاعتھم شیئا ولا ینقذون ○ انی اذا لفی ضلل مبین ○ انی اٰمنت
بربکم فاسمعون ○ بولے ہمنے تا مبارک دیکھا تمکو اگر تم نہ چھوڑوگے ہم تمکو سنگسار کرینگے اور تمکو
لگے گی ہماری طرف سے دکھہ کی مار کہنے لگے تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھہ ہے کیا اس سے
کہ تمکو سمجھایا کوئی نہین پر تم لوگ ہو کہ حد پر نہین رہتے اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا
اسنے کہا قوم چلو رسولون کی پیروی کرو پیروی کرو اون کی جو تم سے نیگ نہین مانگتے اور راہ سوجھے ہین اور
مجھکو کیا ہے کہ مین بندگی نکرون اوس کی جسنے مجھکو بنایا اور اوسکی طرف پھیر جاؤنگے بھلا مین پکڑون اوسکے
سوائے اورون کو پوجنا کہ اگر مجھپر چاہے رحمن تکلیف کچھہ کام نہ آئی مجھکو اونکی سفارش اور نہ وہ مجھکو
چھوڑا وینگے تو تو مین بھٹکا رہون صریح مین یقین لایا تمہارے رب پر مجھسے سن لو **قولہ** شاید کفر کی

الجزء الثالث والعشرون ۲۳

شامت سے قحط ہوا ہوگا اوسکو نامبارکی سمجھے یا آپسمین اختلاف ہوا ہو کسی نے مانا کسی نے نہ مانا روسکو
کہا ہے طرح شامت انہین کی ہے ف آگے نقل کرتے ہین کہ قوم نے اوسکو شہید کیا اور بعضے کہتے
ہین اللہ نے جیتا اوٹھا لیا انتہی ف جب رسولون نے بتا کیا بلیغ اپنی رسالت کا اثبات کیا تو اہل انطاکیہ
نے کہا انا تطیرنا بکم یعنی ہمنے تمہارے چہرون پر کوئی خیر نہین دیکھی اپنے عیش مین قتادہ نے کہا وہ کہتے ہین کہ اگر ہمکو کوئی
شر پہونچے تو وہ نہین ہے مگر تمہارے سبب سے مجاہد نے کہا وہ کہتے ہین کہ نہین داخل ہوا تم جیسا کسی بستی کی طرف مگر
اوسکے لوگ عذاب کئے گئے لئن لم تنتھوا لنرجمنکم یعنی البتہ اگر باز نہ آؤگے تو البتہ ہم تمکو رجم کرینگے قتادہ نے کہا پتھرون سے مجاہد نے
کہا شتم سے یعنی ہم تمکو گالیان دینگے عذاب الیم سے مراد عقوبت شدید ہے پس اونکے رسولون نے اونسے کہا طائرکم معکم
یعنی تمہاری نامبارکی تمہین پر مردود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم فرعون کے حق مین فرمایا ہے
فاذا جاءتھم الحسنۃ قالوا لنا ھذہ وان تصبھم سیئۃ یطیروا بموسی ومن معہ
الا انما طائرھم عند اللہ اور قوم صالح علیہ السلام کے حق مین فرمایا ہے اطیرنا بک وبمن
معک قال طائرکم عند اللہ قتادہ ووہب نے اسکی تفسیر مین کہا ہے اعمالکم معکم یعنی تمہارے
اعمال تمہارے ساتھ ہین وقال تعالیٰ وان تصبھم حسنۃ یقولوا ھذہ من عند اللہ وان
تصبھم سیئۃ یقولوا ھذہ من عندک قل کل من عند اللہ فمالھؤلاء القوم لایکادون
یفقھون حدیثا قولہ تعالیٰ ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون یعنی اس سبب سے کہ ہمنے تمکو
نصیحت کی اور سمجھایا اور اللہ کی توحید کا اور اوسکے واسطے خالص عبادت کرنے کا تمکو امر کیا تمنے اس
بات سے ہمارا مقابلہ کیا اور ہمکو وعید سنائی اور ہمکو تہدید کی کوئی نہین بلکہ تم ایک قوم ہو حد سے بڑھنے
والے قتادہ نے کہا ای انا ذکرناکم باللہ تطیرتم منا بل انتم قوم مسرفون یعنی اس سبب سے کہ ہمنے
تمکو تذکیر کی ساتھ اللہ کے تمنے ہمسے بدشگونی لی بلکہ تم ایک قوم مسرف ہو قولہ تعالیٰ وجاء من
اقصی المدینۃ رجل یسعی حضرت ابن عباس وکعب احبار ووہب بن منبہ سے ابن اسحٰق
کو جو کچھ پہونچا ہے اوسمین یہ ہے کہ اہل قریہ نے اپنے رسولون کے قتل کا قصد کیا تو ایک شخص شہر کے
پرلے سرے سے آیا دوڑتا یعنی اس لئے کہ اپنی قوم سے اونکی مدد کرے کہا کہ یہ شخص حبیب ہے ریسان
بنایا کرتا تھا اور بیمار آدمی تھا جذام نے اوسمین سرعت کی تھی صدقہ بہت دیا کرتا تھا اپنی آدھی کمائی خیرات
کر دیتا تھا مستقیم الفطرت تھا ابن اسحٰق نے عن رجل سماعن الحکم عن مقسم یا عن مجاہد عن ابن عباس

۵۱ اور یہ رسول پہلی اونکو بھلائی کہنے لگے یہ ہے ہمارے واسطے اور اگر پہونچے ان کو کوئی خوفی بتانے لگے تیری کی اور اوسکے ساتھ والون کی من وتشوئی فال الہی کے بدلے ۱۲

۵۲ ہمنے یہ قوم دیکھا تمکو اور تیرے ساتھ والون کو کہا تمہاری بری قسمت اللہ کے پاس ہے ۱۲

۵۳ اور اگر پہونچے ان کو کچھ بھلائی کہین یہ اللہ کی طرف سے اور اگر اونکو پہونچے کچھ برائی کہین یہ تیری طرف سے کہہ سب اللہ کی طرف سے ہے سو کیا حال ہے ان لوگون کا کہ نہین لگتے بات کو سمجھین ایک بات ۱۲

روایت کیا ہے کہ صاحب یس کا نام حبیب ہے بذام نے اوسمین سرعت کی تھی **ثوری** نے عن عاصم الاحول
عن ابی مجلز روایت کیا ہے کہ اوسکا نام حبیب بن مری تھا **شیبب** بن بشر نے عن عکرمہ عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ صاحب یس کا نام حبیب نجار تھا پس اوسکو اوسکی قوم نے مار ڈالا **اسدی**
نے کہا کہ دھوبی تھا **عمر** بن الحکم نے کہا کہ قشر دوز تھا **قتادہ** نے کہا کہ وہان ایک غار مین عبادت کیا
کرتا تھا قال یا قوم اتبعوا المرسلین یعنی اوسنے کہا اے میری قوم پیروی کرو رسولون کی اپنی قوم کو رغبت
دلاتا ہے رسولون کے اتباع کی جو اونکے پاس آئے تھے اتبعوا من لا یسالکم اجرا وھم مھتدون
یعنی پیروی کرو اوس شخص کی جو کہ رسالت کے پہونچانے پر تمسے اُجرت نہین مانگتا ہے اور اللہ وحدہ لاشریک لہ
کی عبادت کی طرف جو وہ تمکو بلاتے ہین اوسمین وہ راہ پائے ہوئے ہین **وما لی لا اعبد الذی**
فطرنی والیہ ترجعون یعنی کون چیز مجھے منع کرتی ہے خالص عبادت کرنے سے واسطے اوس وحدہ
لاشریک لہ کے جسنے مجھکو پیدا کیا اور معاد کے دن اوسی کی طرف پھیر جاؤگے پھر وہ تمکو تمہارے اعمال پر
جزا دیگا خیر مین تو خیر اور شر مین تو شر **اتخذ من دونہ الھۃ الآیہ** استفہام انکار و توبیخ و تقریع کا ہے
یعنی کیا مین پکڑون اوسکے سوا اور معبود کہ اگر چاہے رحمن مجھپر تکلیف کچھہ کام نہ آئے مجھکو اونکی سفارش اور نہ وہ
مجھکو چھڑائین یعنی یہ معبود جنکو تم اوسکے سوا پوجتے ہو مالک نہین ہین کام سے کسی شے کے اس لئے کہ اللہ تعالے
اگر کسی برائی کا مجھسے ارادہ کرے تو اوسکا کوئی دور کرنے والا نہین ہے مگر وہی اور یہ بت اوسکے دفع و منع
کے مالک نہین ہین اور نہ وہ مجھے چھڑائینگے اوس شے سے جسمین ہون **انی اذا لفی ضلال مبین**
یعنی بیشک مین اب البتہ کھلی گمراہی مین ہون اگر مین اونکو معبود پکڑون اللہ کے سوا **انی آمنت بربکم فاسمعون**
ابن اسحق کو جو حضرت ابن عباس و کعب و وہب سے پہونچا ہے اوسمین یہ ہے کہ وہ اپنی قوم سے کہتا
ہے بیشک مین ایمان لایا تمہارے رب پر جسکے تم منکر ہوئے سو تم میری بات سن لو یہ بھی احتمال ہے کہ
یہ خطاب اوسنے رسولون کو کیا کہ مین ایمان لایا تمہارے رب پر جسنے تمکو بھیجا ہے سو تم اوسکے نزدیک
میرے واسطے اسکی گواہی دو اس قول کو ابن جریر نے حکایت کیا ہے یون کہا وقال آخرون بل خاطب
بذلک المرسل یعنی دوسرون نے کہا بلکہ اوسنے اسکا خطاب رسولون کو کیا اور اون سے کہا کہ تم
میری بات سن لو تا کہ تم میرے واسطے گواہی دو اوس بات کی جو مین تمسے کہتا ہون نزدیک میرے رب کے
کہ مین ایمان لایا تمہارے رب پر اور تمہاری پیروی کی یہ قول جو ابن جریر نے ان لوگون سے حکایت کیا ہے

معنی مین ظاہر ترہے واللہ اعلم ابن اسحٰق کو جو حضرت ابن عباس وکعب و وہب سے پہونچا ہے اوسمین یہ ہے کہ پہر جب اوسنے یہ کہا تو قوم نے اوسپر حملہ کر دیا ایک مرد کے پہر اوسکو مار ڈالا اوسکے واسطے کوئی نہ تھا کہ اوس سے منع کرے قتادہ نے کہا کہ وہ اوسکو پتھرون سے مارتے تھے اور وہ کہتا تھا اللھم اہد قومی فانھم لا یعلمون پہر وہ اوسکو مارتے رہے یہانتک کہ علی الفور اوسی جگہہ اوسکو مار ڈالا اور وہ اسی طرح کہتا تھا فقتلوہ رحمہ اللہ تعالی کذا فی ابن کثیر ف جملہ ربنا یعلم الخ مستانفہ ہے اسی طرح جملہ قالوا انا تطیرنا بکم الخ مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ قوم نے رسولون کو کیا جواب دیا سو یہ اوسکا جواب ہے کہ قوم نے اونسے کہا ہمنے نامبارک دیکھا تمکو اس لئے کہ بارش ہمسے منقطع ہوگئی تمہارے سبب سے اونہون نے سوا اس جواب کے اور کوئی جواب نہ پایا کہ رسولون کو دین یہ ایسا جواب ہے جسکی بنا جہل وغوایت پر ہے اور خبر دیتا ہے اونکی غباوت عظیم سے اور اس سے کہ اونہون نے کوئی ایسی حجت و دلیل نہ پائی جس سے رسولون کو دفع کرین جاہلون کی عادت ہوتی ہے کہ ہر شے جسکی طرف وہ مائل ہوتے ہین اور اونکی طبیعت اوسکو قبول کرتی ہے تو اوس سے مبارک لیتے ہین اور جس شے سے نفرت کرتے ہین اور اوسکو مکروہ سمجھتے ہین تو اوس سے نامبارک لیتے ہین پس اگر اونکو کوئی بلا یا نعمت پہونچتی ہے تو کہتے ہین کہ فلان شے کی شومی ونحوست سے یہ بلا پہونچی اور فلان شے کی برکت سے یہ نعمت ملی مقاتل نے کہا کہ تین برس بارش اونسے روکدی گئی تھی تو اونہون نے رسولون سے کہا کہ تمہاری شومی سے روکی گئی کسی نے کہا کہ رسول دس برس ٹہیرے اونکو ڈراتے رہے کسی نے کہا کہ اونہون نے صرف اس لئے نامبارک سمجھا کہ اونکو یہ بات پہونچی کہ جس نبی نے جسوقت اپنی قوم کو دعوت کی پہر اونہون نے اوسکی دعوت قبول نہ کی تو انجام اونکا ہلاک ہوا اصل تطیر کی فال لینا ہے طیر سے کیونکہ وہ یہ زعم کیا کرتے تھے کہ سانح خیر کا سبب ہوتا ہے اور بارح سبب شر کا پہر تطیر کا ہر اوس شے مین استعمال کیا گیا جس سے بدفالی لی جاتی ہے پہر جب اونکے سینے تنگ ہوئے اور علتون بہانون نے اونکو تھکا دیا عاجز کر دیا تو تجبر و تکبر کیطرف رجوع ہوکر یون بولے لئن تنتھوا لنرجمنکم حرف لام توطیۂ قسم کا ہے یعنی واللہ البتہ اگر تم اس دعوی کو نہ چھوڑوگے اور اس بات سے اعراض نہ کروگے تو البتہ ہم تمکو رجم کرینگے پتھرون سے فرار نے کہا عامۃ قرآن شریف مین جو رجم ہے مراد اوس سے قتل ہے قتادہ نے کہا کہ رجم اپنے باپ پر ہے یعنی پتھرون سے رجم کرنا ولیمسنکم منا عذاب الیم یعنی البتہ چھوئے گا تمکو ہماری

۵۱ یعنی سب نے ملکر کیا گیا حملہ کیا ۱۲ منہ

۵۲ سانح وہ شکار ہے جو کہ یمین کی طرف سے آتی ہے اور بارح وہ ہے جو یسار کی طرف سے صیاد کے یا بائین جانب کو جاتی ہے جب لوگ بائین سے یمین کو اور سانح سے بارح کو شگون لیتے ہین چونکہ یہ ہے کہ صید کو ممکن ہین ہے کہ شگون کرنیوالے کو نہ ملے یہانتک کہ خوف ہو ۱۲ منہ

طرف سے عذاب الیم مراد اس سے عذاب شدید فقطیع ہے یعنی نہایت درجے کا سخت عذاب کسینے کہا معنی اسکی آگ سے جلانا ہے یا قتل ہی کسینے کہا کالیان دینا کسینے کہا تعذیب درد دینے والی بدون تقیید کے ساتھ کسی نوع خاص کے ظاہر یہی قول ہے غرضکہ رسولون کو خوب ڈرایا دھمکایا قتل وعذاب الیم کی وعید سنائی لیکن وہ اپنی اس قسم مین حانث ہوئے کیونکہ اوسکے پورا کرنے کی اونکو قدرت نہوئی اسواسطے کہ اللہ پاک نے اونکو ہلاک کرڈالا پھر جو رسولون سے بدشگونی لینے کا اونہون نے زعم کیا تھا رسولون نے اوسکے دفع کرنے کو اونکو یہ جواب دیا طائرکم معکم یعنی تمہاری شومی تمہارے ساتھ ہے خود تمہاری طرف سے ہے تمہاری گردنون مین لازم ہے وہ ہماری شومی سے نہین ہے فرانے کہا طائر سے مراد رزق وقدر وعمل ہے قتادہ کا بھی یہی قول ہے مختار مین ہے طائر الانسان عملہ الذی قلدہ یعنی آدمی کا طائر اوسکا عمل ہے جسکا پٹا اوسکے گلے مین ڈالا گیا ہے اور طیر بھی اسم ہے تطیر سے اسی باب سے ہے لا طیر الا طیرک ولا تطیروا من الشئی وبا شئے اور اسم طیرہ بروزن عنبہ ہے قولہ تعالیٰ قالوا اطیرنا بک کی اصل تطیرنا ہے پر اسمین ادغام کیا گیا ہے جمہور نے طائرکم بصیغہ اسم فاعل پڑہا ہے ای ما طائرکم من الخیر والشر حضرت حسن نے اطیرکم پڑہا ہے اسے تطیر کم قولہ تعالیٰ ائن ذکرتم کو جمہور نے سبعہ وغیرہم سے بہمزۂ استفہام پڑہا ہے بعد اوسکے ان شرطیہ ہمزہ اوس اختلاف کے جو درمیان اونکے ہے تسہیل وتخفیف مین اور الف کے داخل کرنے مین درمیان ہمزتین کے اور عدم ادخال الف ابو جعفر وزر بن حبیش وابن سمیفع وطلحہ نے بدو ہمزۂ مفتوحہ پڑہا ہے اور اعمش وعیسیٰ بن عمر وحسن نے ائن بصیغہ ظرف بفتح ہمزہ وسکون یاے تحتیہ سیبویہ ویونس کا اختلاف ہے کہ جب استفہام وشرط دونون جمع ہون تو جواب کس کا دیا جاے سو سیبویہ اس طرف گئے ہین کہ استفہام کا جواب دیا جاے اور یونس نے کہا کہ شرط کا پس دونون قولون کی بنا پر جواب اسجگہ محذوف ہے اے ائن ذکرتم وعظتم ونوفتم فتطیرتم جواب کو اس لئے حذف کیا ہے کہ ماقبل اوسپر دال ہے ما حشون نے ان ذکرتم ہمزۂ مفتوحہ پڑہا ہے ای لان ذکرتم یہ ساری قراتین سبعیہ ہین غرضکہ وعظ ونصیحت کرنا سبب شومی کا ہو یا وعید سنانے کا درست کرنے والا ہو جسکے استفہام وشرط مقتضی ہین رسولون نے اس سے اضراب کرکے یون کہا بل انتم قوم مسرفون یعنی بات یون نہین ہے کہ وعظ ونصیحت شومی کی سبب ہوا اور وعید سنانے کی موجب ہو بلکہ شومی ونحوست کا سبب یہ ہے کہ تم ایک ایسی

لہ بعضے نسخہ پر قوم دیکھا ہے تحکموا ۱۲ سے ۱۲ کہا کہ سیبویہ کے نزدیک تقدیر یہ ہے ان ذکرتم تطیرتم اور یونس کے نزدیک تطیروا ہے جو قوم ۱۲ منہ ع یعنی فی سورۃ الملک ۱۲ منہ

قوم ہو کہ تمہاری علت اسراف ہے معصیت مین سو اس سبب سے تمکو شومی آئی ہے تمہاری طرف سے ہے
اللہ کے رسولون کی جانب سے نہین ہے نہ اونکے وعظ و نصیحت کرنے کی جہت سے ہے قتادہ نے
کہا بلکہ تم مسرف ہو اپنی بدفالی لینے مین یحیی بن سلام نے کہا تم مسرف ہو اپنے کفر مین ابن بحر نے کہا کہ
سرف سے مراد اسجگہ فساد ہے اصل مین اسراف کہتے ہین حد سے بڑہنے کو مخالفت حق مین یعنی تم حد سے
بڑہنے والے ہو بسبب اپنے شرک کے کرخی نے کہا یہ اسکو منافی نہین ہے کہ اہل انطاکیہ اول مومنین
ہون حضرت عیسی علیہ السلام کے رسولون پر کیونکہ بادشاہ اور اوسکی قوم ایمان لے آئے اور حبیب کے
قاتلون کا ہلاک مستلزم نہین ہے اہل انطاکیہ کے ہلاک کو انتہی **مدینہ** سے مراد وہی قریہ ہے جسکا ذکر سابق
ہو چکا ہے اوسکی بڑائی اور وسعت کی طرف اشارہ کرنے کو اسجگہ اوسکی تعبیر مدینہ سے کی ہے **رجل** کی تفسیر
مین کئی قول اول گزر چکے ہین اونکے سوا ایک یہ ہے کہ اوسکا نام حبیب بن مری تھا مجاہد و مقاتل نے کہا
کہ حبیب بن اسرائیل بخار اور بت تراشا کرتا تھا یہ شخص حضرت عیسی علیہ السلام کے رسولون پر ایمان لے آیا تھا
ابو حیان نے ذکر کیا ہے کہ اسکے ایمان لانے کا یہ سبب ہوا کہ یہ مجذوم تھا اس نے اپنی بیماری دور
ہونے کے واسطے ستر برس بتون کو پوجا سو وہ دور نہوئی پھر جب رسولون نے اللہ کے پوجنے کی طرف
اوسکو بلایا تو اونسے کہا ہے کوئی نشانی اونہون نے اوس سے کہا کہ ہم اپنے رب قادر سے دعا کرینگے
تو جو بیماری تجھے ہے اوسکو تجھسے دور کردیگا اوسنے کہا بیشک یہ عجیب ہے کہ مین نے ان بتون کو ستر
برس پوجا سو وہ اوسکو دور نہ کرسکے پھر کیا تمہارا رب ایک صبح مین اوسکو دور کرسکتا ہے رسول بولے ہان
ربنا علی ما یشاء قدیر یعنی ہمارا رب جس شے کو چاہتا ہے اوسپر قادر ہے پس اونہون نے اپنے رب سے
دعا کی تو جو بیماری اوسے تہی وہ دور کردی پھر وہ ایمان لے آیا **قرطبی** نے کہا ہے کہ یہ شخص اونمین سے ہے
جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہین درمیان اونکے چھ سو برس کی مدت تہی جیسا کہ تبع اکبر اور ورقہ
بن نوفل وغیرہما آپ پر ایمان لائے سوائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے کوئی کسی نبی پر ایمان نہین لایا مگر
بعد اوسکے ظہور کے اور ہمارے نبی سوا و پیش قبل اونکے ظہور کے بہت سے ایمان لائے انتہی بعض نے
اس قول کو بعید و ضعیف کہا ہے غرضکہ حبیب بخار کا گھر شہر کے پرلے سرے تہا جب اوسنے سنا کہ قوم نے
رسولون کی تکذیب کی تو وہان سے دوڑتا آیا قوم سے کہا یا قوم اتبعوا المرسلین یہ جملہ مستانفہ ہی ہوا ہے
سوال مقدر کا گویا کسی نے پوچھا کہ اوسنے اپنی آنے کے وقت قوم سے کیا کہا سو یہ اوسکا جواب ہے

کہا اوسنے یون کہا اے میری قوم پیروی کرو ان لوگون کی جو تمہاری طرف رسول بھیجے آئے ہین اس لئے
کہ وہ حق لائے ہین پھر اس بات کی تاکید و تکرار کرکے یون کہا اتبعوا من لا یسالکم اجرا یہ جملہ بدل ہے
مرسلین سے باعادۂ عامل یا اوسکا تابع ہے یعنی پیروی کرو اونکی جو مانگتے نہین ہین تمسے مزدوری اوس
ہدایت پر جسکو وہ تمہارے پاس لیکر آئے ہین وھم مھتدون اور وہ راہ پائے ہوئے ہین اگر وہ تم
بعدم صدق ہوتے تو تم سے مال کا سوال کرتے پس جیسے وہ راہ پائے ہوئے ہین ویسے تم بھی اونکی
پیروی کرکے راہ پاؤ پھر اوسنے اپنے نفس کی نصیحت کے پیرایہ مین قوم کی نصیحت کرنا شروع کیا پس کہا
ومالی لا اعبد الذی فطرنی یعنی میری طرف سے کون مانع ہے جو مجھے منع کرے پوجنے سے
اوس ذات کے جسنے مجھے پیدا کیا ہے پھر قوم کی طرف خطاب رجوع کیا یہ بات بیان کرنے کو کہ مین نے
جو تقریر کی اس سے مراد میرا نفس نہین ہے بلکہ مراد تم ہو پس کہا والیہ ترجعون یعنی اور اوسی کی طرف
تم پھر جاؤ گے فطرت کی نسبت اپنے نفس کی طرف کی اور رجوع کی نسبت قوم کی طرف اس لئے کہ فطرت
اثر ہے نعمت کا اور وہ اوسپر ظاہر تر تھا اور رجوع مین زجر کے معنی ہین سو یہ قوم کے ساتھ زیادہ تر لایق تھا اور
اسی لئے اوسنے الیہ ارجع نہ کہا ترجعون مین مبالغہ ہے تہدید مین یہ طریقہ جو مذکور ہوا احسن ہے اس سے
کہ یہان التفات کا ادعا کیا جاے پھر واسطے قصد تاکید و مزید الیضاح کے اسلوب اول کی طرف رجوع
کیا یعنی ارشاد و نصیحت مین تلطف و لینت کا لحاظ کرکے اپنے نفس کے پیرایہ مین اونکی نصیحت شروع کی
پس کہا ءاتخذ من دونہ الھۃ الآیہ انکار کو اپنے نفس کی طرف متوجہ کیا اور مراد اوس سے قوم ہے
یعنی کیا مین پکڑون اللہ کے سوا اور معبود اور اونکو پوجون اور جو مستحق عبادت کا ہے اور اوسنے مجھے پیدا کیا
ہے اوسکی عبادت چھوڑ دون ہرگز ایسا نہ کرونگا مطلب یہ ہے کہ تم ایسا مت کرو پھر اوپر انکار کرنے کو اور
اونکی عقول و ادراک کی گمراہی و قصور بیان کرنے کو ان بتون کا حال بیان کیا جنکو وہ اللہ پاک کے سوا پوجتے
ہین پس کہا ان یردن الرحمن بضر یہ شرط ہے جواب اسکا یہ ہے لا تغن عنی شفاعتھم شیئا و
لا ینقذون یہ جملہ شرطیہ صفت ہے آلہہ کی یا مستانفہ ہے عدم نفع و دفع مین بتون کا حال بیان
کرنے کو لایا گیا ہے یعنی جن بتون کو وہ پوجتے ہین اونکا حال و صفت یہ کسی و بے بسی مین یہ ہے کہ اگر
رحمن کسی بدی و مکروہ کا مجھپر ارادہ کرے تو نفع نہ دے مجھکو اونکی سفارش کسی طرح کا نفع مطلب یہ ہے کہ
اونکے واسطے کسی طرح کی سفارش نہین ہے کہ وہ مجھے نفع دے اور نہ وہ مجھے اوس برائی سے چھڑا لینگے

جسکا رحمن نے میرے ساتھہ ارادہ کیا ہے طلحہ بن مصرف نے ان یرون کو بفتح یا سے تحتیہ پڑہا ہے
انی اذا لفی ضلال مبین یعنی جسوقت مین پکڑون اللہ کے سوا اور معبود اور غیر اللہ کو پوجون تو
بیشک مین ظاہر و واضح گمراہی مین ہون کیونکہ جو شے کسی طور پر نہ نفع دے نہ کسی ضرر کو دفع کرے
ایسی شے کا اوس ذات پاک پر اختیار کرنا جو کہ خالق ہے اور نفع و ضرر پر پوری قدرت رکہتا ہے
اور اوسکو اوسکے ساتھہ شریک کرنا ایسی کہلی گمراہی ہے کہ کسی عاقل پر مخفی نہین ہے یہ قول تعریض
ہے قوم پر جیسا کہ اول گزر چکا ہے ضلال سے مراد خسران و زیان ہے پہر اوسنے بعد وعظ و نصیحت
کے اپنے ایمان کی ایسی صاف تصریح کی کہ جسکے بعد کسی طرح کا شک باقی نرہے پس کہا انی آمنت
بربکم فاسمعون بکسر نون یہ نون وقایہ ہے نعت عالیہ یہی ہے کسی نے بفتح نون پڑہا ہے اور یہ غلط
ہے مفسرین نے کہا ہے کہ قوم نے اوسکے قتل کا ارادہ کیا تو وہ مرسلین پر متوجہ ہوا پہر کہا اے رسولو
بیشک مین ایمان لایا تمہارے رب پر سو تم سن لو میرے ایمان کو اور میرے واسطے اوسکی گواہی دو
کسی نے کہا کہ اوسنے اس کلام سے اپنی قوم کو خطاب کیا جبکہ اونہون نے اوسکے قتل کا ارادہ کیا
غرض اس سے اظہار سختی کا ہے دین مین اور شدت کا حق مین اور پروا نہ کرنا قتل کی پہر جب اوسنے یہ بات
کہی اور ایمان کی تصریح کی تو وہ اوسپر دوڑ پڑے پہر اوسے قتل کر ڈالا کسی نے کہا کہ اپنے پاؤن سے اوسے
روند ڈالا حضرت حسن نے کہا کہ جلا ڈالا اور سدی کی تفسیر مین اوسکو لٹکا دیا قبر اوسکی انطاکیہ کی فصیل
مین ہے ثعلبی نے اس قول کو حکایت کیا ہے کسی نے کہا کہ اوسکے واسطے ایک گڑہا کہودا اور اوسکو
اوسمین ڈالدیا کسی نے کہا کہ اوسکو قتل نہین کیا بلکہ اللہ تعالی نے اوسکو آسمان کی طرف اوٹہا لیا اور وہ
جنت مین ہے حضرت حسن اسی کے قائل ہین کسی نے کہا کہ اوسکو آری سے چیرا یہانتک کہ وہ اوسکے
دونون پاؤن کے درمیان سے نکل گیا پس قسم ہے اللہ کی کہ اوسکی روح نہ نکلی مگر جنت مین سو وہ اوسمین

داخل ہوا پس وہ یہ قول ہے اللہ پاک کا قیل ادخل الجنۃ ط قال یلیت
قومی یعلمون ۝ بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین ۝ وما
انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا
منزلین ۝ ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون ۝
حکم ہوا کہ جا بہشت مین بولا کسی طرح میری قوم معلوم کرین کہ بخشا مجہکو میری رب نے اور کیا مجہکو

عزت والون سے اور اوتاری نہین ہمنے اوسکی قوم پر اوسکے پیچھے کوئی فوج آسمان سے اور ہم
اوتارا نہین کرتے تھی ایک چنگھاڑ پھر تب ہی سب بجھ رہے **ف** قوم نے اوس سے
دشمنی کی کہ مار ڈالا اوسکو بہشت مین بہی قوم کی خیرخواہی رہی کہ اگر معلوم کرین میرا حال تو سب ایمان لاوین
انتہی **ف** حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونہون نے اوسکو اپنے پاؤن
سے روند ڈالا یہانتک کہ اوسکی آنتین اوسکے دبر سے نکل گئین اور اللہ نے اوس سے کہا کہ چلا جا
بہشت مین سو وہ اوسمین چلا گیا پس وہ وہان رزق دیا جاتا ہے اللہ نے دنیا کی بیماری وحزن وتکلیف
اوس سے دور کردی قالہ محمد بن اسحق عن بعض اصحابہ مجاہد نے کہا کہ حبیب نجار سے کہا گیا کہ تو جنت مین داخل
ہوجا یہ اس لیے کہ وہ قتل کیا گیا سو وہ اوسکے واسطے واجب ہوگئی پھر جب اوسنے ثواب دیکھا تو کہا
یالیت قومی یعلمون **قتادہ** نے کہا نہ ملیگا تو مؤمن سے مگر اس حال مین کہ وہ ناصح وخیرخواہ ہوگا نہ ملیگا
تو اوس سے اس حالمین کہ وہ غالش ہو یعنی دہوکا دینے والا جب اوسنے معائنہ کیا اوس شی کا کہ جسکا معائنہ کیا اللہ تعالیٰ
کی کرامت سے تو کہا یالیت قومی یعلمون الآیہ اوسنے تمنا کی واللہ اس بات کی کہ معلوم کرین اوسکی قوم اوس
شے کو جسکا اوسنے معاینہ کیا اللہ کی کرامت سے اور اوس شے کو جسنے اوسپر ہجوم کیا یعنی جو عزت و
کرامت اوسکو ناگہان ملگئی حضرت **ابن عباس** نے فرمایا کہ اوسنے اپنی قوم کی خیرخواہی کی اپنی زندگی
مین یہ بات کہکر کہ یا قوم اتبعوا المرسلین اور بعد اپنے مرنے کے اس قول مین کہ یالیت قومی یعلمون الآیہ
رواہ ابن ابی حاتم **سفیان** ثوری نے عن عاصم الاحول عن ابی مجلز روایت کیا ہی بما غفرلی ربی
وجعلنی من المکرمین یعنی کہ بخشا مجھکو میرے رب نے اور کیا مجھکو عزت والون سے بسبب ایمان لانے
میرے کے اپنے رب پر اور تصدیق کرنے میرے کے رسولون کو مقصود اوسکا یہ ہے کہ اگر وہ اطلاع
پائین اوس شے پر جو مجھے حاصل ہوئی ہے اس ثواب وجزا و نعیم مقیم سے تو البتہ یہ اونکو کھینچ لیجائے
ف پیروی کرنے رسولون کے پس اللہ اوسپر رحم کرے اور اوس سے راضی ہو پس البتہ مقرر وہ
حریص تہا اپنی قوم کی ہدایت پر **عبد الملک بن عمیر** کہتے ہین کہ عروہؓ بن مسعود ثقفی نے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے بہیجین طرف میری قوم کے کہ مین اونکو بلاؤن طرف اسلام کے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین ڈرتا ہون کہ وہ تجھے مار ڈالین پس عروہ نے عرض کیا
اگر وہ مجھکو سوتا پائین تو مجھے نہ جگائین تو آپ نے فرمایا چلا جا پھر وہ چلا تو لات وعزیٰ پر گزرا تو کہا البتہ کل

۲۷ مطلب یہ ہے کہ اوسنے قتل کیا خوف نہین ہے وہ تو پہنچ گیا مطلع ہین ہوا

مین صبح کو آؤنگا تیرے پاس وہ شے لیکر جو تجھے بُری لگے گی اسپر ثقیف خفا ہوئے تو عروہ نے کہا اے گروہ ثقیف بیشک لات نہین ہے کوئی لات اور بیشک عزی نہین ہے کوئی عزی اسلام لاؤ تو سلامت رہوگے اے گروہ احلاف ان العزی لاعزی وان اللات لااللات اسلموا تسلموا یہ بات تین بار کہی پس ایک شخص نے اوسپر تیر مارا تو اوسکے ہفت اندام رگ مین لگا سو اوسکو قتل کر ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہونچی تو آپنے فرمایا یہ شخص مثل اسکی مانند مثل صاحب یٰس کے ہے قال یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین اخرجه ابن ابی حاتم محمد بن اسحق نے بسند خود کعب سے روایت کیا ہے کہ کعب سے حبیب بن زید بن عاصم برادر بنی مازن بن نجار کا ذکر کیا گیا جسکو مسیلمۂ کذاب نے یمامہ مین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جسوقت کہ مسیلمہ حبیب سے پوچھنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سو اوس سے کہنے لگا کیا تو گواہی دیتا ہے اسکی کہ محمد اللہ کے رسول ہین تو حبیب کہتا ہان پھر کہتا کیا تو گواہی دیتا ہے اسکی کہ مین اللہ کا رسول ہون تو حبیب کہتا مین سنتا نہین ہون پس مسیلمہ لعنۃ اللہ اوس سے کہتا کیا تو اسکو سنتا ہے اور اوسکو نہین سنتا تو حبیب کہتا ہان پھر وہ ایک ایک عضو کر کے اوسکے ٹکڑے کرنے لگا جب مسیلمہ حبیب سے پوچھتا تو وہ اسپر اور کچھ زیادہ نہ کہتا تھا یہانتک کہ اوسکے ہاتھون مین مر گیا پس کعب نے کہا جبکہ اوس سے کہا گیا نام اوسکا حبیب تھا اور تھا والد صاحب پس نام اوسکا حبیب قوله تعالیٰ وما انزلنا علی قومه الآیه اللہ پاک خبر دیتا ہے اس بات کی کہ بعد قتل کرنے قوم کے حبیب کو اوسنے خفا ہو کر اوسکی قوم سے انتقام لیا اس لئے کہ اونہون نے اوسکے رسولون کو جھٹلایا اوسکے ولی کو قتل کیا اور اللہ عزوجل ذکر فرماتا ہے کہ اوسنے اونپر کوئی لشکر فرشتون کا آسمان سے نازل نہین کیا اور نہ اونکے ہلاک کرنے مین اوسکو اسکی احتیاج ہوئی بلکہ کام اس سے زیادہ تر آسان تھا قاله ابن مسعود فیما رواه ابن اسحق عن بعض اصحابه انه قال فی قوله تعالیٰ وما انزلنا علی قومه الآیه ای ما کانت نزلنا هم بالجموع الامر کان الیه علینا من ذلك ان کانت الا صیحة واحدة فاذا هم خامدون حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اوس بادشاہ کو اور اہل انطاکیہ کو ہلاک کیا سو وہ روے زمین سے ہلاک ہو گئے پھر اونمین سے کوئی باقی نہ بچا کسی نے کہا کہ وما کنا منزلین کے یہ معنی ہین نہین ہین ہم کہ اوتارین فرشتون کو امتون پر جبکہ ہم اونکو ہلاک کرین بلکہ ہم بھیجتے ہین

اونپر عذاب وہ اونکو ہلاک کردیتا ہے کسی نے کہا من جند من السماء کے معنی ہین من رسالۃ اخری
الیہم قالہ مجاہد وقتادۃ قتادہ نے کہا فلا والدما عاتب اللہ قومہ بعد قتلہ ان کانت الا صیحۃ واحدۃ
فاذا ہم خامدون ابن جریر نے کہا کہ قول اول اصح ہے اسواسطے کہ رسالت کا نام جند نہین رکہا جاتا
ہے مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے جبریل علیہ الصلوۃ والسلام کو اونکی طرف بہیجا تو
اونہون نے اونکے دروازۂ شہر کے دونون بازو پکڑے پہر اونپر ایک چنگہاڑ لگائی تب یہی وہ
سب کے سب بجہہ رہے اونمین کوئی روح باقی نرہی کہ جہم مین آئے جائے **اول** بہتیری سلف سے
یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ قریہ انطاکیہ ہے اور یہ تینون رسول حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس سے
بہیجے ہوئے آئے تھے چنانچہ قتادہ وغیرہ نے اسپر نص کی ہے اور یہ وہ بات ہے کہ سوائے
قتادہ کے اور کسی سے منجملہ مفسرین متاخرین کے ذکر نہین کی گئی اسمین کئی وجہ سے نظر ہے **ایک وجہ**
یہ ہے کہ ظاہر قصہ اس پر دال ہے کہ یہ لوگ اللہ عزوجل کے رسول تھے حضرت مسیح علیہ السلام کی
طرف سے نہ تھے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث فقالوا
انا الیکم مرسلون الی ان قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین اگر یہ لوگ حواریون
سے ہوتے تو کوئی ایسی عبارت کہتے جو اسکے مناسب ہوتی کہ وہ مسیح علیہ السلام کے پاس سے
ہین واللہ تعالی اعلم یہ اگر وہ مسیح علیہ السلام کے رسول ہوتے تو قوم اونسے یہ نہ کہتی کہ ان انتم
الا البشر مثلنا **دوسری وجہ** یہ ہے کہ انطاکیہ والے حضرت مسیح علیہ السلام کے رسولون پر ایمان
لائے ہین یہ پہلا شہر ہے جو مسیح علیہ السلام پر ایمان لایا اور اسی لئے نصاری کے نزدیک انطاکیہ
ایک شہر ہے اون چار شہرون سے جنمین بتارکہ ہین وہ یہ ہین قدس اسواسطے کہ یہ مسیح علیہ السلام کا
شہر ہے اور انطاکیہ اس لئے کہ یہ اول شہر ہے جو مسیح علیہ السلام پر ایمان لایا اوسکے سارے شہر والے
اور اسکندریہ اس واسطے کہ اسمین صلح ہے اتخاذ بتارکہ وہ مظارقہ واساقفہ وقسا قسہ وشماسہ ورہابین
پرہیزگار وہ ہے اس لئے کہ یہ قسطنطین بادشاہ کا شہر ہے جسنے اونکے دین کی مدد کی اور اوسکو محکم و
استوار کیا ہے اور جب اوسنے قسطنطینیہ بنایا تو برک کو رومیہ سے نقل کرکے اوسکی طرف لیگئے
کما ذکرہ غیر واحد ممن ذکر تواریخہم کسعد بن بطریق وغیرہ من اہل الکتاب والمسلمین پس جب یہ بات
ثابت ہوگئی کہ انطاکیہ اول شہر ہے جو ایمان لایا تو اس اہل قریہ کا اللہ تعالی نے یہ ذکر کیا ہے کہ

اونہون نے اوسکے رسولون کی تکذیب کی اور اوسنے اونکو صیحۃ واحدہ سے ہلاک کیا جیسے اونکو
پکڑا واللہ اعلم **تیسری وجہ** یہ ہے کہ قصہ انطاکیہ کا حوارین اصحاب مسیح علیہ السلام کے سات
سے بعد نزول توریت کے حالانکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور غیر واحد نے سلف
مین سے یہ بات ذکر کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بعد نازل کرنے توراۃ کے کسی امت کو
استون سے پورا ہلاک نہین کیا کسی عذاب سے کہ اونپہ بھیجے بلکہ بعد اسکے مومنین کو شہ کہین کے
قتال کا امر فرمایا ہی یہ بات کو اس آیت کی تفسیر مین ذکر کیا ہے ولقد اٰتینا موسی الکتاب من بعد
ما اھلکنا القرون الاولی پس اس بنا پر یہ بات متعین ہوگئی کہ یہ قریہ جو قرآن شریف مین مذکور
ہے کوئی اور قریہ ہے سوائے انطاکیہ کے کما اطلق ذلک غیر واحد من السلف ایضاً اگر لفظ
انطاکیہ کا اس شعر مین محفوظ ہو اور یہ انطاکیہ کوئی اور شہر ہے سوا اس مشہور و معروف شہر کے کیونکہ
اسمین یہ امر معروف نہین ہے کہ وہ ہلاک کیا گیا نہ تو ملت نصرانیہ مین اور نہ اوس سے قبل واللہ
سبحانہ تعالےٰ اعلم رہی وہ حدیث جسکو ابوالقاسم طبرانی نے عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم روایت کیا ہے کہ سبق ثلثۃ رہ پس سابق طرف موسی علیہ السلام کے یوشع بن نون ہین اور
سابق طرف عیسی علیہ السلام کے صاحب یس ہے اور سابق طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
علی بن ابی طالب ہین رضی اللہ عنہ سو یہ حدیث منکر ہے معروف نہین ہے مگر حسین اشقر کے طریق
سے یہ شخص شیعی متروک ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب کذا فی ابن کثیر **ف** اول گزر چکا ہے
کہ حبیب نجار کے باب مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ قتل کیا گیا دوسرا یہ ہے کہ قتل نہین ہوا
آسمان کی طرف اوٹھا لیا گیا پس اول قول کی بنا پر قیل ادخل الجنۃ کے یہ معنی ہین کہ بعد قتل کے دخول
جنت کے ساتھ اوسکا اکرام کرنے کو اوس سے کہا گیا کہ جنت مین داخل ہو جا چنانچہ یہ اللہ پاک
کا طریقہ ہے اپنے شہداء سبیل مین نظم آیت کریمہ مین لفظ اللہ کا مذکور نہین ہوا اسکی یہ وجہ ہے کہ
غرض بیان قول سے مقول لہ کا بیان غرض نہین ہے اسواسطے کہ وہ تو معلوم ہے اور قول ثانی
کی بنا پر یہ معنی ہونگے کہ جب قوم نے اوسکے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ پاک نے قتل سے اوسے
نجات دی اور اوس سے کہا گیا کہ جنت مین داخل ہو جا آمین دلیل ہے اس بات پر کہ جنت اب مخلوق
وموجود ہے جب تو اوس سے کہا کہ ادخل الجنۃ اسکی بنا پر امر دخول کا امر تکوینی ہے اور امتثال نہین ہے

جسطرح کہ ان یقول لہ کن فیکون مین اور تکوین سے پہلے ثابت نہین کہ اللہ پاک نے اوسکو بہشت
عنبر سرشت مین جلد داخل کردیا پھر جب وہ داخل ہوا اور اوسکے نعیم بیمثل و راحت کا مشاہدہ کیا
تو کہا یالیت قومی یعلمون الآیہ جملہ مستانفہ ہے جواب سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ جب اوس سے
ادخل الجنۃ کہا گیا اور وہ بہشت مین داخل ہوا تو بعد اوسکے اوسنے کیا کہا سو یہ اوسکا جواب ہے کہ اوسنے
یون کہا یالیت الخ قوم سے مراد وہی لوگ ہین جنہون نے اوسکو قتل کیا یا اوسکے قتل کا ارادہ کیا
بنا بر ہر دو قول مذکور سوا سے حیات و ممات دونون مین اوسکی خیرخواہی کی ابن ابی لیلی نے کہا ہی
کہ سابق الامم تین ہین جنہون نے طرفۃ العین اللہ کے ساتھ کفر نہین کیا علی بن ابی طالب اور یہ اونکے
افضل ہین اور مومن آل فرعون اور صاحب یٰس اور یہ لوگ صدیق ہین زمخشری نے اسکو موقوفا
ذکر کیا ہے لیکن اسی مضمون کی ایک حدیث بروایت طبرانی و ابن مردویہ و ابن کثیر نے ذکر کی ہے چنانچہ
اول گزر چکی ہے اور اوسکا حدیث مسند کہلاتا ہے دوسرے صاحب یٰس کے ایمان کا قصہ اول
گزر چکا ہے کہ اوسنے ستر رسولون کو جو باہر سے رسولون پر ایمان لایا اگر یہ قصہ صحیح طور پر مروی ہے تو
طرفۃ العین کفر نہ کرنے کے کیا معنی ہین واللہ اعلم کلمہ ما غفرلی ربی مین مصدریہ ہے کسی نے
کہا موصولہ ای بالذی غفر لی ربی [illegible] محذوف ہے ای غفران ربی
اس قول کو ضعیف شمار کیا ہے اوسنے کہا کہ اوسکا یہ تمنا کرنا کہ اوسکی قوم اوسکے ذنوب مغفورہ کو معلوم
کرین اسکے کچھ معنی نہین ہین مراد تو صرف اوسکی قوم سے ہے کہ اوسکی قوم اس بات کو جان لین کہ اللہ نے
اوسے بخشدیا تقریر مین اسطرف اشارہ کیا ہے قوی قول یہی ہے کہ ما مصدریہ ہے ای بغفران
ربہ لہ فراء نے کہا کہ ما استفہامیہ ہے اصل پر بمعنی تعجب آیا ہے اور حرف باصلہ ہے غفر کا گویا
یون کہا بای شے غفر لی ربی یعنی کا [illegible] قوم جان لین کہ کس عجیب شے کے سبب سے مجھے میرے
رب نے بخشدیا مراد اوس شے سے اونکے دین سے بدلائی اختیار کرنا اور اونکی ایذا پر صبر کرنا ہے کسائی
نے کہا اگر یہ قول صحیح ہوتا تو اللہ تعالی یسبب بدون الف فرماتا اسکا یہ جواب دیا ہے کہ لغت عرب مین
اثبات الف کا وارد ہونا گو بسبب حذف الف کے قلیل ہے اوسکی تمنا مین دو قول ہین ایک
یہ ہے کہ اوسنے یہ تمنا کی کہ اوسکے حال کو جان لین تاکہ اوسکا حسن مآل و عاقبت محمود معلوم کرین غرض
اس سے اوسکا تعلیل کرنا ہے دوسرا یہ ہے کہ اوسنے یہ تمنا کی کہ اوسکے حال کو معلوم کرین تاکہ ایمان

لے آئین مثل اوسکے ایمان کے تو آخر کو اونکا حال بھی مثل اوسکے حال کے ہو جائے غرضکہ
جب قوم سے حبیب نجار کے ساتھ واقع ہوا جو کچھ واقع ہوا تو اللہ پاک نے اوسکے واسطے غصہ
کیا اور اونکے واسطے عقوبت کی جلدی کی اور صیحہ سے اونکو ہلاک کر ڈالا چنانچہ ارشاد فرمایا وما
انزلنا علی قومہ الایۃ یعنی نہین اوتارا ہمنے حبیب نجار کی قوم پر بعد اسکے کہ اونہون نے
اوسکو قتل کیا یا بعد اسکے کہ اللہ نے اوسکو آسمان کی طرف اوٹھا لیا بنا بر اختلاف سابق کوئی لشکر
آسمان سے اونکے ہلاک کرنے کو اور اون سے انتقام لینے کو مطلب یہ ہے کہ اونکے ہلاک
کرنے کے واسطے ہم اسکے محتاج نہین ہوئے کہ آسمان سے لشکر بھیجین جیسا کہ بدر کے دن نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اسکا وقوع ہوا کہ اونکی نصرت کے لئے اور اونکے دشمنون
سے لڑنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیجے یہ اس لئے ہے کہ اللہ سبحانہ نے ہر قوم
کا ہلاک بعض وجوہ پر جاری کیا ہے نہ بعض پر بسبب کسی حکمت کے جو اسکی مقتضی ہوئی ہے مطلب یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امم کفار کو انواع و اقسام کے عذاب سے ہلاک کیا ہے کسی کو کسی عذاب
سے کسی کو کسی آفت سے اسکی حکمت وہی خوب جانتا ہے واللہ سبحانہ الحکمۃ البالغۃ لا یسئال عما
یفعل وہم یسئلون حضرت ابن مسعود کا لفظ اسکی تفسیر مین یہ ہے ما کا بدناہم بالجموع الامم
الیسیر اعلینا من ذلک وما کنا منزلین یعنی ہماری قضا و حکمت مین یہ بات ٹھیک نہین
ہوئی کہ ہم اونکے ہلاک کرنے کو کوئی لشکر اوتارین اس لئے کہ ہماری قضا و قدر یون سابق ہو چکی
تھی کہ اونکا ہلاک کرنا چنگھاڑ سے ہے لشکر نازل کرنے سے نہین ہے قتادہ و مجاہد و حسن نے
کہا نہین اوتاری ہمنے اونپر کوئی رسالت آسمان سے اور نہ کوئی نبی بعد اوسکے قتل کے حضرت
حسن سے یہ بھی مروی ہے کہ مراد جند سے وہ فرشتے ہین جو وحی لیکر نبیون پر نازل ہوتے ہین ظاہر
یہ ہے کہ نظم قرآنی کے معنی حقیر کرنا اونکی شان کا اور صغیر و ذلیل کرنا اونکے کام کا ہے یعنی وہ اس
لائق نہین ہین کہ ہم اونکے ہلاک کرنے کو کوئی لشکر آسمان سے نازل کرین بلکہ ہمنے تو اونکو ایک
چنگھاڑ سے ہلاک کر ڈالا جسطرح کہ قولہ تعالیٰ ان کانت الا صیحۃ واحدۃ اس بات
کا مفید ہے یعنی نہین تھی وہ عقوبت یا نقمت یا اخذۃ یعنی پکڑ مگر ایک چنگھاڑ جسکو جبریل نے
چیخ دیا تھا سو اونکو ہلاک کر ڈالا فاذا ہم خامدون یعنی تھی وہ مردہ ہو رہے اونکی کوئی

جس سنائی نہین دیتی جیسے آگ جبکہ وہ بجھ جاے اونکے مرنے کی تشبیہ دی ہے آگ سے جبکہ وہ بجھ
جاے اس لئے کہ حیات مثل آگ ساطع کے ہے حرکت والتہاب مین اور موت مثل اوسکے بجھنے
کے ہے جمہور نے صیحۃ کو نصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ کان ناقصہ ہے اسم اوسکا ضمیر ہے جو پہرتی
ہے طرف اوس شے کے جو سیاق سے سمجھی جاتی ہے یعنی عقوبت وغیرہ چنانچہ اوسکے مرجع کی
طرف ترجمہ مین اشارہ ہوچکا ہے ابوجعفر وشیبہ واعرج ومعاذ قاری نے برفع پڑہا ہے بنا بر کان تامہ ای
وقع وحدث ابوحاتم نے اور بہت سے نحویون نے اسکا انکار کیا ہے بسبب تانیث کے جو ان کانت مین
ہے ابوحاتم نے کہا کہ اگر ویسا ہوتا جیسا ابوجعفر نے پڑہا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کان الا صیحۃ فرماتا زجاج نے
اس قرات کی یہ تقدیر کی ہے ان کانت علیہم صیحۃ الا صیحۃ واحدۃ اور غیر زجاج نے یہ تقدیر کی ہے ما وقعت
علیہم الا صیحۃ واحدۃ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کانت الا زقیۃ واحدۃ پڑہا ہے زقیۃ
بمعنی صیحہ ہے نحاس نے کہا کہ یہ مصحف کے مخالف ہے اور نیز لغت معروف زقایزقو اذا صاح ہے اسی
باب سے یمثل ہے الثقل من الزواقی پس اس بنا پر یہ واجب تہا کہ زقوۃ ہوتا اسکا جواب اوس بات سے دیا
ہے جو جوہری نے ذکر کی ہے کہ الزقو والزقی مصدر وقد زقا الصدا نیز قوزقا ای صاح وکل صائح زاق والزقیۃ الصیحۃ
کذا فی فتح البیان یٰحسرۃً علی العباد ج ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون ○

الم یروا کم اہلکنا قبلہم من القرون انہم الیہم لا یرجعون ○ وان کل لما جمیع لدینا
محضرون ○ کیا افسوس ہے بندون پر کوئی رسول نہین آیا اون پاس جس سے ٹھٹھا نہین کرتے
کیا نہین دیکہتے کتنی کہپا چکے اونسے پہلے سنگیتن کہ وہ اون پاس پہر نہین آتے اور سارون مین کوئی
نہین جو اکہٹے نہ آوین ہمارے پاس پکڑے انتہی ف علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے
یا حسرۃ علی العباد کی تفسیر مین یا ویل العباد ہے یعنی کیا خرابی ہے بندون کی قتادہ کا لفظ یا حسرۃ العباد
علی انفسہم علی ما ضیعت من امر اللہ وفرطت فی جنب اللہ ہے یعنی کیا حسرت ہے بندون کی اپنی جانون پر
اوس شے پر جسکو ضائع کیا اللہ کے امر سے اور کمی کی اللہ کے امر مین یا قرب وجوار مین بعض قرآت مین
یا حسرۃ العباد علی انفسہا ہے معنی اسکے یہ ہین کیا حسرت ہے اونکی اور ندامت اونکی قیامت کے دن جبکہ معاینہ
کرینگے عذاب کا کہ کیونکر جہٹلایا اللہ کے رسولون کو اور مخالفت کی اللہ کے امر کی پس بیشک وہ تھے دار دنیا
مین جہٹلانے والے اونمین کے نہین آیا اونکے پاس کوئی رسول مگر اوس سے ٹھٹھا کرتے تھے یعنی اوسکو

ع ۲ ۱۰

جھٹلاتے اور اوس سے ٹھٹھا کرتے اور انکار کرتے اوس حق کا جسکے ساتھہ وہ بھیجا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم یروا کم اہلکنا الآیہ یعنی کیا نصیحت پزیر نہین ہوئے رسولون کے جھٹلانے والون سے جنکو اللہ نے ان سے قبل ہلاک کر ڈالا ہے کہ کسطرح نہین ہوا اونکے واسطے اوٹنا طرف اس دنیا کے بات ویسی نہین ہے جو اون مین کے بہت سے جاہلون فاجرون نے کہی ہے کہ ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیی یہ وہی لوگ ہین دہریہ مین سے جو دور کے قائل ہین اور یہی لوگ اپنی جہالت سے یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ پھر آئین گے طرف دنیا کے جیسے کہ اوسمین تھے پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اون کے قول باطل کو اوپر رد فرمایا یون ارشاد کیا الم یروا کم اہلکنا قبلہم الآیہ قولہ تعالے وان کل لما جمیع لدینا محضرون یعنی ساری امتین گزشتہ اور آیندہ آنے والی عنقریب حاضر ہون گی واسطے حساب کے قیامت کے دن روبرو اللہ عزوجل کے پھر وہ اونکے سارے اعمال خیر وشر کی اونکو جزا دیگا اس آیت کے معنی مثل اس آیت کے ہین وان کلا لما لیوفینہم ربک اعمالہم قرار نے اس حرف کے اوامین اختلاف کیا ہے سو اونمین سے کسینے تو وان کلا لما کو تحقیق پڑھا ہے نزدیک ان واسطے اثبات کے ہے اور کسی نے لما کو مشدد پڑھا ہے اور ان کو نافیہ اور لما کو بمعنی الا قرار دیا ہے تقدیر یہ ہے وما کل الا جمیع لدینا محضرون کذا فی ابن کثیر ف جمہور نے یا حسرۃً نصب پڑھا ہے اس بنا پر کہ منادی مشتق ہے گویا حسرت کو پکارا اور اوس سے کہا اے حسرت یہ تیرا وقت ہے سو تو حاضر ہو کسینے کہا کہ منصوب ہے بنا بر مصدریت اور منادی محذوف ہے تقدیر یہ ہے یا ہولاء تحسروا حسرۃً یعنی اے لوگو حسرت کرو حسرت کرنے کر قتادہ نے یا حسرۃ بالضم پڑھا ہے بنا بر ندا اور یحییٰ اعمش سے ایک روایت مین ہی قرار نے اسکی توجیہ مین کہا ہے کہ اختیار نصب ہے اور اگر نکرہ رفع دیا جاے تو صواب ہے اور کئی اشیا سے استشہاد کیا ہی جنکو عرب سے نقل کیا ہی منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ عرب یون مسموع ہوا ہے یا مھتم بامرنا لا تھتم اور یہ مصرع پڑھا ہے ع یا دار عفّرھا البلا تغییرا ابو نحاس نے کہا کہ اسمین باطل کرنا ہے باب ندا کا یا اوسکے اکثر کا کہا کہ قرار نے جو ذکر کیا ہے اوسکی تقدیر یہ ہے یا ایھا المھتم بامرنا لا تھتم اور تقدیر مصرع کی یہ ہے یا ایتھا الدار حقیقت حسرۃ کی یہ ہے کہ انسان کو ندامت سے وہ شے لاحق ہو کہ جسکے سبب سے حسرت ہو جاے یعنی ماندہ و دریغ خوردہ ابن جریر

۵۱ اوپر کچھہ یقین کی بحث ہے تو یہان دنیا کا ذکر ہے یہ کلام ربط سے خالی نہین ۱۲

۵۲ اور پھر جیتے ہونگے دین جب وقت آیا پروردیگار تو اونکو اور اونکے کئے کو ۱۲

۵۳ یعنی الفاظ دین ۱۲ صدیقی

۵۴ یعنی جایز ہے ۱۲

نے کہا معنی یہ ہین اے حسرت بندون سے اونکی جانون پر اور ندامت وافسوس اونکے ٹھٹھا کرنے مین
ساتھہ اللہ کے رسولون کے اس معنی کے موید حضرت ابن عباس وعلی بن الحسین رضی اللہ عنہم کی قرارت
ہے یا حسرۃ العباد وبنا بر اضافت حضرت ابی سے بھی یہ قرارت مروی ہے حاصل یہ ہے کہ حسرت کا
صدور بندون سے ہے خدا سے نہین ہے ضحاک نے کہا کہ یہ حسرت فرشتون کی حسرت ہے کفار پر جبکہ
اونہون نے رسولون کو جھٹلایا کسی نے کہا یہ اوس شخص کے قول سے ہے جو کہ شہر کے پرلے سرے
سے آیا تھا کسی نے کہا کہ یا حسرۃ علی العباد کے قائل کفار مکذبین ہین اور عباد سے مراد رسول ہین یہ یون
ہے کہ جسوقت کفار نے عذاب دیکھا تو رسولون کے قتل پر حسرت کی اور ایمان کے متمنی ہوئے یہ قول
ابو العالیہ ومجاہد کا ہے کسی نے کہا کہ اونپر حسرت کرنا طرف سے اللہ عزوجل کے ہے بطریق استعارہ مقصود
اس سے تعظیم ہے اوس شے کی جو اونہون نے حق میں کی یعنی اونکا جرم بڑا بھاری ہے کہ اللہ عزوجل بطور
استعارہ اونپر حسرت کرتا ہے ابن ہبیرہ ومسلم بن یسار وعکرمہ وابو العالیہ نے یا حسرۃ بسکون ہا پڑہا ہے
اس لئے کہ وصل کو مجرا سے وقف مین جاری کیا ہے کسی نے یا حسرتا پڑہا ہے چنانچہ سورہ زمر مین بھی
اسی طرح پڑہا گیا ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے اے یا ویلا للعباد دوسرا لفظ انکا یہ ہے
الندامۃ علی العباد یوم القیامۃ محلی نے العباد کی تفسیر مین کہا ہے ہولاء ونحوہم من کذبوا الرسل فاہلکوا الخ
نے کہا اسمین اشارہ ہے اس طرف کہ الف ولام العباد مین واسطے تعریف جنس کے ہے یعنی جنس کفار
مکذبین اور یہ تحسر ملائکہ کی طرف سے ہے یا مومنین کی جانب سے یا اللہ پاک کی جہت سے بطور استعارہ
واسطے تعظیم اونکے جرم کے اس صورت مین حسرت کا لفظ منجملہ اون کلمات کے ہوگا جو کہ اللہ کے
حق مین وارد ہوئے ہین جیسے ضحک ونسیان وسخریہ وتعجب وتمنی انتہی جملۃ مایاتیہم من رسول الآیہ مستانفہ ہے
مقصود اس سے بیان کرنا ہے تکذیب رسل کا اور اونسے استہزا کرنے کا جسپر وہ قایم تھے اور یہی اونپر حسرت
کرنے کا سبب ہے پھر اللہ پاک نے اونکے حال سے تعجب دلایا اس لئے کہ اونہون نے اپنی مثل اگلی
امتون کے حال سے عبرت نہ لی پس ارشاد فرمایا الم یروا کم اہلکنا الآیہ یعنی کیا اونہون نے نہ جانی کثرت
اون لوگون کی جنکو ہم ہلاک کر چکے ہین اونسے پہلی گزشتہ امتون سے مطلب یہ ہے کہ بڑے تعجب کی بات ہے
انکو علم ہے اس بات کا کہ اللہ تعالی نے بہت سی امتون کو بسبب تکذیب رسل کے ہلاک کر ڈالا ہے
باوجود اسکے پھر بھی تکذیب رسول کی کئے جاتے ہین اور اوس سے باز نہین آتے قولہ تعالی انہم الیہم لا یرجعون بدل

سے ہے کم اہلکنا سے بنا بر معنی کیونکہ معنی یہ ہین کہ وہ یہ بات جان چکے ہین کہ ہمنے ہلاک کیا ہے
بہت سون کو انکی امتون سے یعنی یہ جان چکے ہین کہ وہ انکی طرف لوٹ کر نہین آتے ہین سیبویہ نے کہا کہ انہم
بدل ہے کم سے اور وہ خبریہ بمعنی کثیر ہے پس اسی لیئے غیر استفہام کا اوس سے بدل پڑنا جایز ہوا
معنی یہ ہین کیا انہون نے نہ جانا کہ انکی امتین جنکو ہمنے ہلاک کیا ہے وہ انکی طرف لوٹ کر نہین آتی
ہین فرا نے کہا کہ کم موضع نصب مین ہے دو وجہ سے ایک تو یہ وا سے دوسری وجہ یہ ہے کہ اہلکنا سی
نحاس نے کہا کہ وجہ اول محال ہی اس لیئے کہ کم مین اوسکا ما قبل عمل نہین کرتا ہے کیونکہ کم استفہام ہے
اور یہ محال ہے کہ استفہام اپنے ما قبل کے تحت مین داخل ہو اور اسی طرح کم کا حکم ہے جبکہ خبریہ ہو گو سیبویہ
نے کچھہ اسکی طرف اشارہ کیا ہے کہ انہم کو کم سے بدل ٹھیرایا ہے مبرد نے خوب انکار کیا ہے محلی
نے الم یروا کے استفہام کو تقریری کہا ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے الم نشرح لك صدرك بالجملہ
اول اللہ پاک نے یہ بیان کیا کہ جو لوگ ہلاک ہو گئے ہین وہ دنیا کی طرف رجوع نہ کرینگے بعد اسکے
یہ بیان کیا کہ سب کے سب محشر کی طرف رجوع کرینگے پس ارشاد فرمایا وان کل لما جمیع لدینا محضرون
یعنی سب کے سب حاضر کیئے جائینگے ہمارے پاس قیامت کے دن واسطے حساب کے کسی نے کہا
کہ محضرون بمعنی معذبون ہے اولی یہ ہے کہ محضرون اپنے حقیقی معنی پر ہے یعنی حاضر کرنا واسطے حساب
وجزا کے ابن عامر و عاصم و حمزہ نے لما کو بتشدید پڑہا ہے اور باقی قرا نے تخفیف فرا نے کہا کہ جس نے
مشدد پڑہا ہے تو اوسنے لما کو بمعنی الا اور ان کو بمعنی ما ٹھیرایا ہے اے ما کل الا جمیع لدینا محضرون اور
معنی جمیع کے مجموعون ہین پس فعیل بمعنی مفعول اور لدینا اوسکا ظرف ہے دوسری وجہ اس تفسیر کی یہ ہے
کہ کلمہ جمیع کا مہ کل کے ساتھہ مستدرک نہین ہے کیونکہ اوسکے ساتھہ استدراک نہین کیا جاتا مگر جبکہ مستعمل
ہو بطور تاکید کے حاصل یہ ہے کہ کل کے ساتھہ تو اشارہ کیا گیا ہی واسطے استغراق شمول افراد کے اور جمیع سے
اشارہ کیا گیا ہے واسطے اجتماع کل کے ایک جگہہ مین کہ وہ حشر ہے غرضکہ کلمہ جمیع تاکید نہین ہے تاسیس ہے
کذا قالہ الحفناوی اور تخفیف کی بنا پر ان مخففہ ہے مثقلہ سے اور ما بعد اوسکا مرفوع یا بتدا ہے اور تنوین کل کے
عوض ہے مضاف الیہ سے اسے کل الخلایق اور ما بعد اوسکی خبر ہے اور حرف لام وہی ہے جو فارق ہوتا ہے
درمیان مخففہ و نافیہ کے ابو عبیدہ نے کہا کہ کلمہ ما اس قرات کی بنا پر زائدہ ہے تقدیر اوسکے نزدیک یہ ہے
وان کل لجمیع پھر اللہ پاک نے توحید و حشر پر برہان ذکر کی اور اوسکے ساتھہ ہی اپنی نعمتون کا شمار کیا

۵۱ ع ۳ ف ۱۲ کبیر ۱۲

اور اوسکو یاد دلایا تاکہ بندے اپنے منعم کی توحید کے قائل ہون اور حشر و نشر کا اقرار کرین پس فرمایا و ایۃ
لھم الارض المیتۃ ج احییناھا واخرجنا منھا حبا فمنہ یاکلون ○ وجعلنا فیھا جنت
من نخیل واعناب وفجرنا فیھا من العیون ○ لیاکلوا من ثمرہ ط وما عملتہ ایدیھم
افلا یشکرون ○ سبحن الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم
ومما لا یعلمون ○ اور ایک نشانی ہے اونکو زمین مردہ اوسکو ہمنے جلایا اور نکالا اوسمین سے
اناج سو اوسی مین سے کھاتے ہین اور بنائے ہمنے اوسمین باغ کھجور کے اور انگور کے اور بہائے
اوسمین بعض چشمے کہ کھاوین اوسکے میوون سے اور وہ بنایا نہین اونکے ہاتھون نے پھر کیون شکر نہین
کرتے پاکی ذات ہے جسنے بنائے جوڑے سب چیز کے اوس قسم سے جو اوگتا ہے زمین مین اور آپ
اونمین اور جن چیزون مین کہ اونکو خبر نہین انتہی ف اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے وآیۃ لھم الارض المیتۃ
یعنی اونکے واسطے ایک دلالت ہے صانع کے وجود پر اور اوسکی قدرت تامہ پر جو اوسکے زندہ کرنے پر
مردون کو زمین مردہ یعنی جبکہ وہ مری دبی پڑی ہوتی ہے روئیدگی سے اوسمین کچھ بھی نہین ہوتا ہے پھر
جسوقت اللہ پاک اوسپر پانی نازل کرتا ہے تو وہ ہلتی ہے اور ابھرتی ہے اور ہر قسم کی بارونق روئیدگی اوگاتی
ہے اسی لئے اللہ سبحانہ نے یون فرمایا ہے احییناھا واخرجنا منھا الآیۃ یعنی زندہ کیا ہمنے اوسکو اور نکالا
ہمنے اوسمین سے اناج سو اوسی مین سے کھاتے ہین یعنی ہمنے اوسکو اونکا اور اونکے چوپایون کا رزق کیا
وجعلنا فیھا من العیون یعنی بنائین ہمنے اوسمین نہرین ندیان جاری ہونے والی جنگلون مین جنکی طرف اونکو
حاجت ہوتی ہے لیاکلوا من ثمرہ یعنی تاکہ کھائین اوسکے میوون سے جبکہ اللہ پاک نے اپنی خلق پر کھیتیان
پیدا کرنے کی منت رکھی تو عطف کیا ساتھہ ذکر ثمار کے اور اونکے انواع واقسام کے وما عملتہ ایدیھم یعنی یہ
سب نہین ہے مگر اللہ پاک کی رحمت سے اور پیدا اونکی سعی وکد سے اور نہ اونکی حول وقوت سے یہ قول
حضرت ابن عباس وقتادہ کا ہے اسی لئے یہ فرمایا افلا یشکرون یعنی پھر وہ کیون نہین شکر کرتے اون
بے حد و بے حساب نعمتون کا جنکا اوسنے اونپر انعام کیا ہے ابن جریر نے اختیار کیا ہے بلکہ اوسکے ساتھہ
جزم کیا ہے اور سوا اوسکے حکایت نہین کیا مگر بطور احتمال کے کہ کلمہ ما و ما عملتہ مین بمعنی الذی ہے تقدیر
یہ ہے لیاکلوا من ثمرہ ومما عملتہ ایدیھم اسے غرسوہ ونصبوہ یعنی تاکہ کھائین اوسکے میوے سے اور اوس
شے سے جسکو اونہون نے لگایا ہے اور نصب کیا ہے کہا اور یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

قرارت مین اسی طرح ہے کہ لیاکلوا من ثمرہ وما عملتہ ایدیہم افلا یشکرون پہر اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا
سبحان الذی خلق الازواج کلہا مما تنبت الارض یعنی پاکذات ہے جسنے بنائے جوڑے سب چیز کے
اوس قسم سے جسکو اوگاتی ہے زمین یعنی کھیتیان اور میوے اور روئیدگی ومن انفسہم یعنی اور خود
اونسے پس اونکو کیا نر ومادہ ومما لا یعلمون اور اوس مختلف مخلوقات سے جنکو وہ پہچانتے نہین ہین
جیساکہ اللہ جلت عظمتہ نے فرمایا ہے ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون کذا فی
ابن کثیر ف آیۃ خبر مقدم ہے اور اوسکی تنکیر واسطے تفخیم کے ہے اور لہم اوسکی صفت ہے یا متعلق
ہے آیۃ سے اس واسطے کہ آیت بمعنی علامتہ ہے اور الارض المیتۃ مع موصوف وصفت مبتدا ہے
یعنی زمین مردہ ایک بڑی عظیم الشان نشانی ہے ابعث وتوحید پر ایسی نشانی کہ کائن ہے واسطے اونکے
یہ بھی جایز ہے کہ آیۃ مبتدا ہو کیونکہ صفت کے ساتھ اوسکی تخصیص ہوگئی اور ما بعد اوسکا خبر ہے اہل مدینہ
نے میتۃ کو بتشدید پڑہا ہے اور باقی قرا نے بتخفیف جملہ احییناہا مستانفہ ہے ارض میتہ کی آیت ہونے
کی کیفیت کا مبین ہی یعنی زمین مردہ کا بعث وتوحید پر علامت ہونا یہ ہے کہ ہمنے اوسکو پانی سے زندہ کیا کسیسنے کہا کہ
ارض کی صفت ہے یعنی ایسی زمین مردہ کہ ہمنے اوسکو زندہ کیا پس اللہ پاک نے زمین مردہ کے زندہ کرنے سے مردون
کے زندہ کرنے پر آگاہی بخشی اور بندون کو اپنی نعمتین اور اپنی کمال قدرت یاد دلائی اس لئے کہ اوس
نے اپنی کمال قدرت سے زمین کو روئیدگی اگا کر زندہ کردیا اور اوس سے دانے نکالے جنکو کہاتے
ہین اور اونسے غذا کرتے ہین قولہ تعالے واخرجنا منہا حبا فمنہ یاکلون کے یہی معنی
ہین حب وہ دانے ہین جنکو قوت کرتے ہین کلمہ منہ کو مقدم کیا تاکہ یہ بات معلوم ہوجاے
کہ بڑی شے جو کہائی جاتی ہے اور جس سے اکثر قیام معاش وگزران کا ہوتا ہے وہ اناج ہے پہر
فواکہ کا ذکر کیا اور فرمایا وجعلنا فیہا جنات من نخیل واعناب یعنی ہمنے بنائے زمین مین
باغ انواع خرما وانگور کے ان دونون کو خاصکر کے اس لئے ذکر کیا کہ یہ سب میوون سے اعلی ونفع
ہین واسطے بندون کے کلمہ نخل ونخیل کے ایک معنی ہین واحد انکا نخلۃ ہے مصباح مین کہا ہے
کہ نخل اسم جمع ہے اور واحد نخلۃ ہے جس جمع کے درمیان اور اوسکے واحد کے حرف تا سے
فرق کیا جاتا ہے تو حجاز والے اوسکو مونث استعمال کرتے ہین اور نجد وتمیم والے اوسکو مذکر
مستعمل کرتے ہین ابن ابی حاتم نے کہا کہ اس باب مین کچھ اختلاف نہین ہے اعناب

۵ اور ہمنے اس چیز کے بنانے سے جسکو ہاتھون نے بنایا ہے یعنی
۱۲ اور اوس چیز کے بنانے سے جسکو ہاتھون نے بنایا ہے یعنی

جمع ہے عنب کی اور عنبہ واحد ہے عنب کا پھر اور نعمت ذکر کی جس سے میوے پیدا ہوتے ہین فرمایا وفجرنا فیہا من العیون کلمہ من تبعیض کا ہے ای بعضا من العیون موصوف حذف کیا اور صفت کو اوسکی جگہہ مین رکھا یعنی بہائے ہمنے زمین مین بعض ایسے بعض کہ کائن ہین چشمون سے یا حرف من زائد ہے اوس شخص کی راے پر جو کہ من کی زیادتی کو اثبات مین جایز رکھتا ہے یعنی اخفش اور اوسکے موافق لوگ اور العیون مفعول ہے مراد عیون سے پانی کے چشمے ہین جمہور نے فجرنا کو بتشدید پڑہا ہے اور حماد بن حبیش نے بتخفیف فجر و بتغییر[۵۱] لفظ و معنی مین مثل فتح و تفتیح کے ہین حرف لام لیا کلوا من ثمرہ مین متعلق ہے جعلنا سے اور ثمرہ کی ضمیر راجع ہے طرف لفظ مذکور کے جو کہ شامل ہے نخیل و اعناب کو ورنہ من ثمرہا چاہیے تہا یعنی ہمنے زمین مین باغ بنائے کہجور و انگور کے تاکہ کہائین اونکے میوون سے کسی نے کہا کہ ضمیر راجع ہے طرف ما عیون کے یعنی تاکہ کہائین ما عیون کے میوون سے کیونکہ میوے اوس سے ہوتے ہین یہ قول جرجانی کا ہے جمہور نے ثمرہ کو بفتح مثلثہ و میم پڑہا ہے اور حمزہ و کسائی نے بضم ہر دو اور اعمش نے بضم مثلثہ و اسکان میم سورۂ انعام مین اس باب مین کلام گزر چکا ہے وما عملتہ ایدیہم کلمہ ما موصولہ ہے یعنی تاکہ کہائین اوسکے میوون سے اور اوس شے سے جسکو اونکے ہاتہون نے بنایا جیسے عصیر و دبس اور مثل انکے اور اشیا جو کہجور و انگور سے بناتے ہین اور اسی طرح وہ درخت جو بندون نے اپنے ہاتہون سے نصب کئے اور کنوین وغیرہ جنکو اونہون نے اپنی محنت و مشقت سے کہودے اس معنی کی بنا پر اسمین مجاز ہے کیونکہ حقیقت مین ان اشیا کا بہی خالق و فاعل اللہ ہی ہے کسی نے کہا کہ کلمہ ما نافیہ ہے معنی یہ ہین کہ بندون نے اوسکو نہین بنایا بلکہ بنانے والا اوسکا اللہ عزوجل ہے یعنی اونہون نے اشیاے مذکورہ کو بنا ہوا پایا یا اونکی اونمین کچہہ صنعت و کاری گری نہین ہے یہ قول ضحاک و مقاتل کا ہے کسی نے کہا کہ ما نکرہ موصوفہ ہے یعنی شے کلام اسمین مثل ماے موصولہ کے ہے کسی نے کہا کہ ماے مصدریہ ہے ای عمل ایدیہم مصدر موقع مفعول بہ مین واقع ہے پس معنی راجع ہونگے طرف معنی موصولہ یا موصوفہ کے حضرت ابن عباس سے اسکی تفسیر مین مروی ہے کہ وجدوہا معمولۃ لم تعملہا ایدیہم یعنی الفرات و دجلہ و نہر بلخ و اشباہہا مراد چشمے اور نہرین ہین جنکو مخلوق کے ہاتہ نے نہین بنایا جمہور نے عملتہ پڑہا ہے اور کوفیون نے عملت بحذف ضمیر **قولہ تعالے** افلا یشکرون مین استفہام تقریع و

[۵۱] فجرنا رباعی یقال فجرہ فانفجر و فجرہ فتفجر للمبالغۃ فجر ۱۲ صراح

[۵۲] حصیر افشم و انگور و میوہ بالکسر و شراب ۱۲ ص

توبیخ کا ہے اور حرف فا واسطے عطف کے مقدر پر جسکا مقام مقتضی ہے ای ایرون ہذہ النعم اوتینعمون بہا فلا یشکرونہا یعنی مقصود اس استفہام سے اونکو سرزنش کرنا ہے اسپر کہ وہ ان نعمتون کا شکر نہین کرتے ہین جنکا شمار کیا گیا معنی یہ ہین کیا وہ دیکھتے ہین ان نعمتون کو یا کیا خود لیتے ہین اونسے پہر اونکا شکر نہین کرتے **قولہ تعالے** سبحان الذی خلق الازواج کلہا جملہ مستانفہ ہے مقصود اس سے اللہ پاک کا منزہ کرنا ہے اوس شے سے جو اونسے واقع ہوئی کہ اونہون نے اوس کی نعم مذکورہ کا ترک شکر کیا اور تعجب ہی اس سے کہ اونکے شکر کرنے مین اونہون نے خلل انداز ہی کی حقیقت مین یہ امر ہے بندون کو کہ جو بات اوسکی بارگاہ عالیجاہ کے لایق نہین ہے اوس سے اوسکی تنزیہ کرین سبحان کے معنی مین پورے طور پر کلام گزر چکا ہے ازواج سے مراد انواع و اصناف ہین پس ہر زوج ایک صنف ہی اسواسطے کہ رنگ و مزہ و شکل و خردی و بزرگی مین وہ مختلف ہوتی ہے سو اختلاف اونکا وہی اونکا ازدواج ہے مما تنبت الارض بیان ہے ازواج کا مراد کل اشیا سے مذکورہ و غیر ہا ہین جو اوسمین اوگتی ہین اسلئے کہ وہ اصناف ہین ومن انفسہم یعنی اور پیدا کئے جوڑے خود اون سے مراد ذکور و اناث ہین اور مما لا یعلمون سے مراد اصناف خلق الٰہی ہے خشکی و دریا مین اور آسمان و زمین مین پس جنگلون مین اور دریاؤن مین ایسی چیزین ہین کہ لوگ اونکو جانتے نہین ہین اور نہ اللہ پاک نے اونکو اونپر مطلع کیا ہے اور نہ اونکی معرفت کی طرف اونکو وصول ہوا ہے وجہ استدلال کی اس آیت مین یہ ہے کہ جب اللہ پاک منفرد ہے ساتھہ خلق کے تو لایق نہین ہے کہ اوسکے ساتھہ شرک کیا جاے کذا فی فتح البیان **پہر اللہ سبحانہ** نے ایک اور نشانی ذکر کی جو کہ دال ہے اوسکی توحید و قدرت و وجوب الہیت پر پس فرمایا وایۃ لہم الیل نسلخ منہ النہار فاذا ہم مظلمون ○ والشمس تجری لمستقر لہا ط ذالک تقدیر العزیز العلیم ○ والقمر قدرنٰہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم ○ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا الیل سابق النہار ط وکل فی فلک یسبحون ○ اور ایک نشانی ہے اونکو رات اوسمین ہیڑ لیتے ہین ہم اوس سے دن کو پہر تبھی رہجاتے ہین اندہیرے مین اور سورج چلا جاتا ہے اپنی ٹھیری راہ پر یہ ساد ہا ہے اوس زبردست باخبر کا اور چاند کو ہمنے بانٹ دی ہین منزلین یہانتک کہ پہر آرہا جیسے ٹھنی پرانی نہ سورج کو پہونچے کہ پکڑ لے چاند کو اور نہ رات آگے بڑہے دن سے اور ہر کوئی ایک ایک گھیر مین

پہرتے ہین ف چاند اور سورج ملتے ہین مہینے کے آخر تو چاند چھپ گیا جب آگے بڑہا تو نظر آیا پہر
منزل منزل بڑہتا چلا جبتک پہر اسی طرح آپہونچا ٹہنی سا نظر آیا پہر ٹہنی سا ہوکر چھپا بیچ مین بڑہکر پورا ہوا اور
گہٹا منزلین ہین اٹہائیس ف سورج چاند ملتے ہین تو چاند پکڑتا ہے سورج کو سورج نہین پکڑتا چاند
کو اور رات دن مین کوئی آگے بڑہے یہ کہ دن پر دوسرا دن آوے بن بیچ رات آئے اور ہر ستارہ
ایک ایک گہیرا رکہتا ہے اوسی راہ پر پہرتا ہے معلوم ہوا ستارے آپ چلتے ہین یہ نہین کہ آسمان
مین گڑے ہین اور آسمان چلتا ہی نہین تو پہر نا نہ فرماتی انتہی ف اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اونکے
واسطے دلالت ہے اوسکی قدرت عظیم پر پیدا کرنا رات کا اور دن کا رات تو اپنے اندہیرے سے
اوسکی قدرت کو بتاتی ہے اور دن اپنی روشنی سے اوسکے کامل اقتدار کو بتاتا ہے اوسنے دونون
کو بنایا ہے اس طور پر کہ ایک دوسرے کے پیچہے لگا رہتا ہے رات آتی ہے تو دن جاتا ہے اور
دن آتا ہے تو رات جاتی ہے کما قال تعالی یغشی اللیل النہار یطلبہ حثیثا
اور اسی لئے اللہ عزوجل نے یہان یون فرمایا ہے وآیۃ لہم اللیل نسلخ منہ النہار یعنی
ایک نشانی ہے اونکو رات قطع کرلیتے ہین ہم اوس سے دن کو تو وہ چلا جاتا ہے پہر رات آتی ہے
اسی لئے یون فرمایا ہے فاذا ہم مظلمون چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے اذا اقبل اللیل
من ہہنا وادبر النہار من ہہنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم یعنی
جسوقت معلوم کرے رات مشرق سے اور پیٹہہ دیوے دن مغرب سے اور سورج ڈوب جاوے
تو مقرر افطار کرلے روزہ دار آیت سے جو معنی ظاہر ہین وہ یہی ہین قتادہ کا یہ زعم ہے کہ یہ آیت
مثل اس آیت کے ہے یولج اللیل فی النہار ویولج النہار فی اللیل ابن جریر
نے قتادہ کے قول کو اسلئے ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ ایلاج کے معنی تو یہی ہین کہ لینا رات سے دن مین
اور دن سے رات مین حالانکہ اس آیت مین یہ مراد نہین ہے یہ بات جو ابن جریر نے کہی حق ہے
لمستقر لہا کے معنی مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ سورج کا مستقر مکانی مراد ہے اور وہ عرش
کے نیچے ہے اوس جانب سے جو کہ زمین کے متصل ہے اور وہ کہین ہو عرش کے نیچے ہی ہے وہ
اور ساری مخلوقات کا سقف ہے عرش کرہ نہین ہے جیسا کہ ہیئت والون مین سے بہت سون
کا زعم ہے وہ تو ایک قبہ ہے پایون والا فرشتے اوسکو اوٹہائے ہوئے ہین اور وہ فوق العالم ہے

ف رات کا پہرنا ہے رات دن کے پیچہے لگا رہنا ہے
ف چاند کے منزل منزل پہرنے کا
ف دن کا پہرنا ہے دن رات کے پیچہے لگا رہنا ہے
ف سورج کا پہرنا ہے سال بہر مین
ف دن اور رات مین کوئی آگے نہین بڑہتا

اوس جانب سے بوجہ متصل سر ہاے مردم ہے پس سورج جسوقت قبۂ فلک مین ہوتا ہے دوپہر کے وقت
توسب اوقات سے بڑہکر عرش کی طرف قریب ہوتا ہے پھر جب وہ مستدیر ہوتا ہے اپنے فلک رابع
مین طرف مقابل اس مقام کے یہ وقت ہے آدہی رات کا توسب وقتون سے بڑہکر دور ہوتا ہے
عرش سے سو وہ اس وقت سجدہ کرتا ہے اور اذن مانگتا ہے طلوع ہونے مین چنانچہ اسباب مین
حدیثین آئی ہین **بخاری** نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین ساتھ تہا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسجد مین وقت غروب شمس کے تو آپنے فرمایا اے ابوذر کیا تو جانتا ہے
کہان ڈوبتا ہے سورج مین نے عرض کیا کہ اللہ اور اوسکے رسول دانا ترہین آپنے فرمایا پس بیشک
وہ جاتا ہے یہانتک کہ سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے سو وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا والشمس تجری
لمستقر لہا الآیہ **دوسرا لفظ** بخاری کا حضرت ابوذر سے یہ ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کا پوچہا تو آپنے فرمایا کہ مستقر اوسکا زیر عرش ہے ھکذا اورد ھھنا
وقد اخرجہ فی اماکن متعددۃ وروالہ بقیۃ الجماعۃ الا ابن ماجہ من طرق
عن الاعمش بہ **امام احمد** کا لفظ حضرت ابوذر سے یہ ہے کہا مین تہا ساتھ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسجد مین جبکہ ڈوبا سورج تو آپنے فرمایا اے ابوذر تو جانتا ہے کہان جاتا ہے
سورج مین نے عرض کیا اللہ اور اوسکے رسول دانا ترہین آپنے فرمایا پس بیشک وہ جاتا ہے یہانتک
کہ سجدہ کرتا ہے روبرو اپنے رب عزوجل کے پہر وہ اذن مانگتا ہے رجوع مین سو اذن دیا جاتا ہے اور
گویا مقرر اوس سے کہا گیا کہ لوٹ جا جہان سے تو آیا ہے سو وہ رجوع کرتا ہے طرف اپنے مطلع کے اور
یہ اوسکا مستقر ہے پہر آپنے پڑہا والشمس تجری الآیہ **سفیان ثوری** نے بسند خود حضرت ابوذر رضی
اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر سے فرمایا جبکہ سورج ڈوبا
کیا تو جانتا ہے وہ کہان جاتا ہے مین نے عرض کیا اللہ اور اوسکے رسول دانا ترہین آپنے فرمایا پس
بیشک وہ جاتا ہے یہانتک کہ سجدہ کرتا ہے نیچے عرش کے پہر اذن مانگتا ہے تو اوسکو اذن دیا جاتا ہے
اور قریب ہے یہ کہ وہ سجدہ کرے تو اوس سے قبول نہ کیا جاے اور اذن مانگے تو اوسے اذن نہ دیا جاے اور اوس سے کہا جاے
لوٹ جا جہان سے تو آیا ہے تو وہ طلوع کرے اپنے مغرب سے پس وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا والشمس
تجری الآیہ **عبدالرزاق** کا لفظ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ ہے کہ سورج طلوع

کرتا ہے تو بنی آدم کے گناہ اوسکو رد کرتے ہین یہانتک کہ جسوقت وہ ڈوبتا ہے تو سلام کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے اور اذن مانگتا ہے تو اوسے اذن دیا جاتا ہے یہانتک کہ جسوقت ہوگا ایک دن تو وہ ڈوبیگا پھر سلام کریگا اور سجدہ کریگا اور اذن مانگے گا تو اوسے اذن نہ ملے گا پھر وہ کہیگا بیشک رستہ دور ہے اور مجھے اذن نہین دیا جاتا ہے مین نہ پہونچون گا پھر وہ رد کیا جائیگا جسقدر اللہ اوسکا کرنا چاہے گا پھر اوس سے کہا جائیگا تو طلوع کر جہان سے تو غروب ہوا ہے کہا بیشک پھر اوسدن سے روز قیامت تک نفع نہ دیگا کسی نفس کو ایمان اوسکا جو ایمان نہ لایا تھا اس سے قبل یا کمائے اپنے ایمان مین کوئی خیر کسی نے کہا کہ مراد مستقر سے اوسکا انتہاے سیر ہے اور وہ غایت ارتفاع اوسکا ہے آسمان مین موسم گرما مین اور یہ اوسکی اوج ہے پھر غایت انخفاض اوسکا ہے موسم سرما مین یہ اوسکی حضیض ہے **قول ثانی** یہ ہے کہ مراد اوسکی مستقر سے اوسکا منتہاے سیر ہے یہ روز قیامت ہے اوسکا سیر باطل ہوجائے گا اور اوسکی حرکت ساکن ہوجائیگی اور وہ بے نور کردیا جائے گا اور یہ عالم اپنی غایت کیطرف منتہی ہوگا یہ اوسکا مستقر زمانی ہے **قتادہ** نے کہا لمستقر لھا اے لوقتھا ولاجل لا تعدوہ یعنی سورج چلا جاتا ہے اپنے وقت پر اور اپنی مدت پر اوس سے آگے نہین بڑہتا ہے **کسینے** کہا مراد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے مطالع صیفی مین منتقل ہوتا رہتا ہے ایک مدت تک اوسپر نہین بڑہتا ہے پھر انتقال کرتا ہے مطالع شتائی مین ایک مدت تک اوسپر نہین بڑہتا ہے یہ قول حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضرت **ابن مسعود** و حضرت **ابن عباس** رضی اللہ عنہم نے یون پڑہا ہے والشمس تجری لا مستقر لھا یعنی سورج چلتا ہے اوسکو کوئی قرار و سکون نہین ہے بلکہ رات دن چلتا ہے نہ سست ہوتا ہے نہ ٹہیرتا ہے کما قال تبارک وتعالیٰ وسخر لکم الشمس والقمر دائبین یعنی سورج و چاند سست نہین ہوتے ہین اور نہ ٹہیرتے ہین روز قیامت تک **ذلک تقدیر العزیز العلیم** یعنی یہ سادہا ہے اوس زبردست کا جسکی نہ کوئی مخالفت کرتا ہے نہ ممانعت اور اوس باخبر کا جو ساری حرکات و سکنات کو جانتا ہے اوسنے اسکا اندازہ کیا ہے اور اوسکو مقرر کیا ہے ایسے طرز پر جسمین نہ کسی طرح کا اختلاف ہے نہ تعاکس کما قال عزوجل فالق الاصباح وجعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا ذلک تقدیر العزیز العلیم اور اسیطرح سورۂ حم سجدہ کو

۵۱ اور کامل ہین اپنے اوقات سے اور نہین بڑہتے اور نہ گھٹتے اپنے مدار سے

۵۲ اور چاند ایک دستور پر چلتا ہے نہ ٹہیرتا ہے نہ سست ہوتا ہے

۵۳ والاصبح کہتے ہین رات کو دن سے جدا کرنیوالا اور ہوا کو پانی سے جدا کرنیوالا اور چاند کو سورج سے جدا کرنیوالا

۵۴ یہ سب ایک ایک دائرہ مین چلتے ہین

اس آیت سے ختم کیا ہے ذلک تقدیر العزیز العلیم یہہ اللہ جل وعلا نے فرمایا والقمر قدرناہ منازل یعنی بنایا ہمنے چاند کہ چلتا ہے ایک اور چال جس سے مہینون کے گزرنے پر استدلال کیا جاتا ہے جسطرح کہ سورج سے رات اور دن پہچانا جاتا ہے کما قال عزوجل یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج وقال تعالٰی ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب الآیہ وقال تبارک وتعالے وجعلنا اللیل والنہار ایتین فمحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ لتبتغوا فضلا من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب وکل شیء فصلناہ تفصیلا پس اللہ پاک نے سورج کے واسطے ایک ایسا نور بنایا ہے جو اوسکے ساتھ خاص ہے اور چاند کے لئے ایک ایسا نور ٹہیرایا ہے جو اوسکے ساتھ مخصوص ہے اور دونون کی چالون کے درمیان تفاوت رکھا ہے پس سورج تو ہر روز طلوع کرتا ہے اور اوسکے آخر مین ڈوبتا ہے ایک روشنی پر لیکن اپنے طلوع وغروب کی جگہون مین گرمی وسردی مین منتقل ہوتا رہتا ہے اسکے سبب سے دن بڑہتا ہے رات گہٹتی ہے پہر رات لمبی ہوتی ہے اور دن چہوٹا ہوتا ہے اور اوسکا تسلط دن مین رکہا ہے پس وہ کوکب نہاری ہے رہا چاند سو اوسکی منزلین مقرر کی ہین مہینے کی اول رات مین سکڑا ہوا کم نور طلوع ہوتا ہے پہر دوسری رات مین اوسکا نور زیادہ ہوتا ہے اور اوسکے منزل مرتفع ہوتی ہے پہر جتنی وہ مرتفع ہوتی جاتی ہے اوتنا ہی اوسکا نور بڑہتا جاتا ہے اگرچہ اوسکی روشنی سورج سے مقتبس ہے ع کہ از مہر پرتو بود ماہ را۔ یہانتک کہ چودہوین رات مین اوسکا نور پورا ہوجاتا ہے پہر کمی مین شروع کرتا ہے آخر ماہ تک یہانتک کہ مثل پرانی ٹہنی کے ہوجاتا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ عرجون اصل عذق ہے مجاہد نے کہا کہ عرجون قدیم یعنی عذق یا پس مراد حضرت ابن عباس کی یہ ہے کہ اصل عنقود کی رطب سے جبکہ وہ پرانی اور خشک ہوجاوے اور منحنی ہوجاوے اسیطرح انکے سوا اورون نے کہا ہے پہر اللہ پاک بعد اسکے اسکو جدید کرکے ظاہر کرتا ہے دوسرے ماہ کے اول مین عرب لوگ مہینے کی ہر تین راتون کا ایک نام رکہتے ہین باعتبار چاند کے پس اول کی تین راتون کو غرر کہتے ہین اور اونکی بعد کی راتون کو نفل اور اونکی مابعد کو تسع اسواسطے کہ انکے آخر کی رات نوین ہے پہر انکے مابعد کو عشر اسواسطے کہ انکے اول کی رات دسوین ہے اور انکے مابعد کو بیض اسلئے کہ انمین چاند کی روشنی ہوتی ہے

انکے آخر تک اور انکے مابعد کو دُرع بولتے ہین یہ جمع ہے دُرعاء کی اسواسطے کہ انکا اول سیاہ ہوتا ہے بسبب تاخر قمر کے انکے اول مین شاۃ دُرعاء وہ بکری ہے جسکا سر سیاہ ہوتا ہے بعد انکے تین راتین ظلم ہین پہر تین حنادس ہین اور تین دراری اور تین محاق اس لئے کہ انمین چاند یا مہینا بے نور ہوتا ہے ابو عبیدہ تسع وعشر کا انکار کرتے تھے کتاب غریب المصنف مین اسی طرح کہا ہے

کاتب حروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ علامہ میر عبد الجلیل بلگرامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان نامون کو کیا خوب نظم فرمایا ہے ؎

غُرّ نقل تسع است وعشر بود بابیض		دُرع ظلم چو حنادس دراری ست ومحاق	

قولہ تعالیٰ **لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر** مجاہد نے کہا کہ سورج اور چاند مین سے ہر ایک کے واسطے ایک حد ہے کہ وہ اوس سے تجاوز نہین کرتا ہے اور نہ اوسکے درپے قادر ہوتا ہے جب اسکا سلطان آیا تو یہ چلا گیا اور جب یہ چلا گیا تو اسکا سلطان آیا حضرت حسن نے فرمایا کہ یہ شب ہلال ہے ابن ابی حاتم نے اسجگہ عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہوا کے واسطے ایک بازو ہے اور چاند اُسکا پکڑا ہوا ہے طرف ایک غلاف کے پانی سے ثوری نے بسند خود ابو صالح سے روایت کیا ہے کہ نہین پاتا ہے یہ اسکی روشنی کو اور نہ یہ اسکی روشنی کو عکرمہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہے مراد یہ ہے کہ انمین سے ہر ایک کے واسطے ایک سلطان ہے سو سورج کو لایق نہین ہے کہ رات مین طلوع ہو **قولہ تعالیٰ ولا اللیل سابق النہار** کا یہ مطلب ہے کہ جسوقت رات ہو تو یہ لایق نہین ہے کہ اور رات ہو جاوے یہانتک کہ دن ہو پس سلطان سورج کا تو دن مین ہے اور سلطان چاند کا رات مین ضحاک نے کہا نہین جاتی ہے رات اسجگہ سے یہانتک کہ آتا ہے دن اسجگہ سے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ دونون طلب کرتے ہین تیز اور دھیرا جاتا ہے ایک اونکا دوسرے سے مراد اسمین یہ ہے کہ درمیان رات اور دن کے کوئی فترت ومہلت نہین ہے بلکہ ہر ایک اونمین کا دوسرے کے عقب مین آتا ہے بدون مہلت وتراخی کے کیونکہ وہ دونون مسخر کئے گئے ہین دائمین باہم ایک دوسرے کو طلب کرتے ہین طلب کرنا تیز **قولہ تعالیٰ کل فی فلک یسبحون** یعنی رات اور دن اور سورج اور چاند سب کے سب دور کرتے ہین فلک سما مین قالہ ابن عباس وعکرمۃ والضحاک

والحسن وقتادہ وعطا الخراسانی عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا فی فلک بین السماء والارض یعنی دور
کرتے ہین ایک گھیرے مین درمیان آسمان وزمین کے رواہ ابن ابی حاتم وہو غریب جدا بل منکر حضرت
ابن عباس وغیرواحد نے سلف مین سے کہا ہے فی فلکۃ کفلکۃ المغزل یعنی دور کرتے ہین ایک گھیرے
مین مثل گھیرے تکلے کے فلکہ مغزل کا ڈھرکا ہے جسمین نکا لگا ہوتا ہے مجاہد نے کہا الفلک کحدیدۃ
الرحی او کفلکۃ المغزل لایدورالمغزل الابہا ولاتدور الابہ یعنی فلک مثل لوہے چکی کے ہے یا مثل ڈھرکے
تکلے کے تکا انہین پہرتا ہے مگر ساتھ ڈھرکے کے اور ڈھرکا نہین پہرتا ہے مگر ساتھ تکلے کے کذا فی
ابن کثیر **فسلخ** کشط ونزع کو کہتے ہین محاورہ مین بولتے ہین سلخت الدمن بدنہ یعنی پوست اوتارے
الدا اوسکا اوسکے بدن سے پہر سلخ کا استعمال کیا جاتا ہے اخراج کے معنی مین پس الدیا کے روشنی
کے جانے کو اور تاریکی کے آنے کو مثل سلخ کے ٹہیرایا شی سے اور یہ استعارہ بلیغہ ہے **فاذا ہم مظلمون**
کلمۂ اذا مفاجات کا ہے اور اظلام کہتے ہین اندہیرے مین داخل ہونے کو محاورے مین بولتے ہین
اظلمنا یعنی ہم داخل ہوئے رات کی تاریکی مین اسی طرح اظہرنا واصبحنا ہے یعنی ہم داخل ہوئے
ظہر کے وقت مین اور داخل ہوئے شام مین اور صبح مین کسی نے کہا منہ بمعنی عنہ ہے معنی یہ ہین کہ ہم
کھینچتے ہین رات سے دن کی روشنی کو تو اوسی دم وہ تاریکی مین داخل ہوتے ہین اس لئے کہ دن کی روشنی
ہوا مین متداخل ہوتی ہے تو وہ روشن ہوجاتی ہے پہر وہ روشنی جب اوس سے نکلتی ہے تو تاریک
ہوجاتی ہے فراء نے کہا یرمی بالنہار علی اللیل فیاتی بالظلمۃ وجہ اسکی یہ ہے کہ ظلمت اصل ہے اور دن
داخل ہے رات پر پہر جب سورج ڈوب گیا تو سلخ کیا گیا دن رات سے یعنی کھینچ گیا اور زائل کیا گیا پس
ظلمت ظاہر ہوجاتی ہے محلی نے نسلخ کے معنی نفصل لکھے ہین کرخی نے کہا یعنی ہم زائل کرتے ہین اوس
سے دن کو ظاہر اسکا اس بات کو شعر ہے کہ دن طاری ہے رات پر **مزروقی** نے کہا آیت اسپر دال ہے
کہ رات دن سے قبل ہے کیونکہ مسلوخ منہ قبل مسلوخ کے ہوتا ہے جسطرح کہ مغطی قبل غطا کے ہوتا ہے
لیکن کلام اوسکا سورۂ رعد مین اسکا موذن ہے کہ درمیان رات اور دن کے توالج وتداخل ہے **قال**
اللہ تعالیٰ یکور اللیل علی النہار ویکور النہار علی اللیل **قولہ تعالیٰ والشمس** الآیہ
مین یہ احتمال ہے کہ حرف واو واسطے عطف کے ہے اللیل پر تقدیر یہ ہے وآیۃ لہم الشمس یعنی اور ایک
نشانی ہے واسطے اونکے سورج یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حرف واو ابتدائیہ ہو اور الشمس مبتدا اور

مابعد اوسکے خیر اس صورت مین یہ جملہ مستانفہ مشتمل ہوگا ایک مستقل آیت کے ذکر پر کسی نے کہا کہ کلام مین
حذف ہے تقدیر یہ ہے تجری لمجری مستقر لہا اس صورت مین حرف لام علت کا ہوگا یعنی وہ منتہی
ہوتا ہی اپنے چلنے مین واسطے ایک مجری کے جو اوسکا مستقر ہے کسینے کہا کہ حرف لام بمعنی الی ہی اور کسینے اسی طرح پڑہا ہی ہے
کسینے کہا کہ مراد مستقر سے روز قیامت ہے سو وہ اوسوقت ٹہیر جاے گا اوسکی حرکت باقی نرہے گی
کسی نے کہا کہ مستقر اوسکا وہ دور ترجگہہ ہے جسکی طرف وہ منتہی ہوتا ہے اور اوس سے آگے نہین
بڑہتا ہے کسی نے کہا کہ نہایت ارتفاع اوسکا ہے صیف مین اور نہایت ہبوط اوسکا ہے شتا
مین کسی نے کہا مستقر اوسکا زیر عرش ہے کیونکہ وہ وہان جاتا ہے پہر سجدہ کرتا ہے پہر رجوع مین
اذن مانگتا ہے تو اوسے اذن دیا جاتا ہے راجح قول یہی ہے حضرت حسن نے کہا کہ سورج کے
واسطے برس مین تین سو ساٹہہ مطلع ہین ہر روز ایک مطلع مین نزول کرتا ہے پہر وہ برس تک نزول نہین
کرتا ہے سو اون منزلون مین چلتا ہے یہی اوسکا مستقر ہے کسی نے کہا کہ سورج رات مین چلتا ہے
اور طلوع کرتا ہے ایک اور عالم اہل زمین سے اگرچہ ہم اوسکو دیکھتے نہین ہین اس قول کی وہ بات
تائید کرتی ہے جو فقہا نے باب مواقیت مین کہی ہے جیسے شمس رملی کہ پانچون وقت بسبب اختلاف
جہات وتواحی کے مختلف ہوتے ہین پس مغرب ہمارے نزدیک عصر ہوتا ہے نزدیک دوسرون
کے اور ظہر صبح ہوتی ہے نزدیک اورون کے اور اسی طرح اور اوقات انکے سوا اور اقوال بہی
ہین قول راجح یہی ہے کہ مستقر اوسکا زیر عرش ہے چنانچہ حدیثین اس باب کی اول گزر چکی ہین **امام
محی الدین نووی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مفسرین نے اسمین اختلاف کیا ہے پس ایک جماعت
ظاہر حدیث کی قائل ہوئی **واحدی** نے کہا کہ اس قول کی بنا پر جسوقت سورج ڈوبتا ہے ہر روز تو
عرش کے نیچے ٹہیرتا ہے یہانتک کہ طلوع ہو کسی نے کہا کہ چلتا ہے طرف ایک مستقر کے جو
اوسکے واسطے ہے اور ایک اصل کے جس سے تجاوز نہین کرتا ہے اس قول کی بنا پر مستقر اوسکا انتہاے
سیر اوسکا ہے نزدیک پورے ہونے دنیا کے رہا سجود شمس کا سو وہ ایک تمیز وادراک ہے کہ
اللہ تعالی اوسمین پیدا کر دیتا ہے واللہ سبحانہ اعلم انتہی حضرت ابن مسعود حضرت ابن عباس وعکرمہ اور حضرت
امام زین العابدین اور اونکے فرزند امام محمد باقر اور اونکے فرزند امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم نے لا
مستقر لہا پڑہا ہے بلاے نفی جنس وبناے مستقر پر فتح اور ابن ابی عبلہ نے لا مستقر لہا بالاضافۃ پڑہا ہے یٰسٓ

۵۱

یہ وجہ ہے کہ پہلے چاند اس علم کی تلاش کو مسلمان
کسی کے بتانے کا محتاج نہین ہوا یہ بات کسی تاریخ کی
سیکھی ہے اہل کتاب کو جب
اس کے بتانے چاہا اسلیے
اسکو دیکھا اور نہ کہا
یہ مطلع فرمادیا ۔ ۱۲ منہ

اور مستقر اوسکا اسم اور لہا اوسکی خبر **ذٰلِكَ** کا اشارہ ہے طرف جری شمس کے جو کہ تجری سے
مفہوم ہوتی ہے یعنی یہ چلنا سورج کا اس حساب پر جسکے استخراج سے نظر بند ہوئی جاتی ہے اور اوسکے
استنباط سے افہام متحیر رہجاتی ہین **تقدیر العزیز العلیم** سا دہا ہے اوس ذات پاک کا جو کہ غالب
وقاہر ہے اپنی قدرت سے ہر مقدور پر اور جسکا علم محیط ہے ہر شے کو یہی احتمال ہے کہ ذلک کا
اشارہ راجع ہو طرف مستقر کے یعنی یہ مستقر اللہ کی تقدیر ہے اوسکا اندازہ کیا ہوا ہے **فائدہ**
کاتب حروف عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ جو کہ سجدہ شمس کے بارے مین
اول مذکور ہو چکی ہے اوسکے متعلق کسی کتاب مین ایک فائدہ لکھا دیکھا تہا اوسکو لکھہ رکھا تہا
کتاب کا نام یاد نہین ہے چونکہ یہ جگہہ اوسکے مناسب ہے اور بات نفیس ہے اس لئے
یہان لکھدی گئی وہ یہ ہے کہ اس روایت کی دوسری حدیث مین یون تفصیل کی گئی ہے کہ سورج
جسوقت غروب ہوتا ہے تو چلتا رہتا ہے یہانتک کہ عرش کے نیچے پہونچتا ہے تو اللہ کے
واسطے سجدہ کرتا ہے اور اذن مانگتا ہے اسنے طلوع مین کل کو اہل دنیا پر تو اوسے اذن دیا جاتا ہے
اور ایک حلہ ملہاے نور سے اوسکو پہنایا جاتا ہے پہر وہ دنیا کی طرف آتا ہے اور اپنے نور
واشراق سے اوسنے طلوع ہوتا ہے اور حضرت ابن عباس سے اس حدیث کے واسطے ہیئت عالم
کی ایسی وجہ پر عروی ہے کہ ذکر اوسکا مقتضی طول ہے اس مقام مین تحقیق اس روایت کی ہمارے
نزدیک یہ ہے کہ سورج جسوقت پہونچتا ہے طرف دائرہ نصف النہار کے زیر زمین تو وہ ہماری
طرف نسبت کرکے غایت درجے کے انحطاط مین ہوتا ہے اگرچہ وہ فی نفسہ زمین کے اوپر ہے
اپنے آسمان مین اور اوسکا آسمان زیر عرش ہے وہ کسی جگہہ ہو لیکن اس مقام مین نظر اوسکی طرف
بہ نسبت ہمارے ہے اور بہ نسبت اوس معنی کے جسکا فیضان اوس سے ہیہر ہوتا ہے اور بلاشک
اہل تنجیم کے واسطے معانی مختلفہ وکیفیات متنوعہ ہین اس بات مین کہ سورج وغیرہ ستارون سے
اونکا فیضان ہوتا ہے موافق اونکے اوضاع کے بیوت دوازدہ گانہ مین پس یہ مقام یعنی سورج
کی غایت انحطاط کا مقام اس سے تعبیر کیجاتی ہے ساتھہ سجود کے اور شرع شریف کی معلومات
سے یہ بات ہے کہ سب اوقات سے بڑہکر قریب ہوتا ہے بندہ طرف اپنے رب کے اس حال
مین کہ وہ ساجد ہو اور یہ امر بہی معلوم ہے کہ وہ سجود مین بعید ہوتا ہے آسمان سے اکثر اوس کے

بعد سے حالت قیام مین پس اسطرح سورج کو ایک قرب معنوی حاصل ہوتا ہے طرف حق کے اتم
واکثر اوس قرب سے ہوا وسکو غایت ارتفاع مین ہوتا ہے اور اوسکے سوا اور اوضاع مین ہر وقت
وہ مرتفع ہوا طلوع کرتا ہوا تو مثل شخص قاعد کے ہوا پھر جب مرتفع ہوا غایت ارتفاع تک تو مثل
شخص قائم کے ہوگیا پھر جب پست ہوا طرف افق غربی کے تو مثل شخص راکع کے ہوا پس اوسکا
دورہ اوسکی نماز ہے جسطرح کہ شیخ فارابی نے اپنی کتاب فصوص مین کہا ہے فصل صلات
السماء بدورانها والارض برجحانها والماء بسیلانه والمطر بهطلانه وانت قد
تصلے ولا تشعر ولذکر الله اکبر پس نبی صلی علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے اس احوال کی خبر دی ہے
اور اوسکے حرکت کی صلوٰۃ سے تشبیہ دی ہے کہ وہ سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے اور بمدد
روحانی اضافات واشراق کی قوت اوسے عطا کیجاتی ہے اور اسی طرح وہ دنیا کی طرف رجوع کرتا
ہے یہ بات موافق اون معانی روحانیہ کو کیسے ہے جبکا انطباع آپکے نفس شریف وکریم و
صافی مین ہوا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واسلم قولہ تعالیٰ **والقمر قدرناہ منازل** نافع وابن
کثیر وابوعمرو نے برفع قمر پڑہا ہے بنا بر ابتدا اور باقی قراء نے بنصب بنا بر اشتغال نصب منازل کا
اس بنیاد پر ہے کہ مفعول ہے اس لئے کہ قدرنا بمعنی حیث نا ہے یعنی کردیا ہے اوسکو منزلین یہ بھی
جائز ہے کہ منصوب ہو بنا بر حال یعنی مقدر کی ہمنے اوسکی چال اس حال مین کہ وہ ذو منازل ہے
یہ بھی جائز ہے کہ بنا بر ظرفیت منصوب ہو یعنی مقدر کی ہمنے اوسکی چال منزلون مین **ابوعبید** نے
القمر مین نصب کو اختیار کیا ہی کہا اسواسطے کہ اوسکے قبل فعل ہے یعنی نسلخ اور اوسکے بعد فعل ہی یعنی قدرنا **نحاس** نے
کہا میرے علم مین سارے اہل عربیت برخلاف قول ابوعبید مین منجملہ اونکے فراء ہین کہا کہ مجھے
رفع زیادہ تر پسند ہے کہا کہ اہل عربیت کے نزدیک جو صرف رفع اولی ہوا سواس لئے کہ وہ معطوف
ہے اپنے ماقبل پر یعنی اوسکے یہ مین وآیۃ لہم القمر **ابوحاتم** نے کہا کہ رفع اولی ہے اسواسطے کہ
تو نے اوس سے فعل کو مشغول کردیا ہے ساتھ ضمیر کے سوا وسکو دوسرے باعتبار ہی **منازل قمر**
اٹھائیس ہین اونمین سے ایک مین ہر رات نزول کرتا ہے نہ اوس سے آگے بڑہتا ہے نہ اوس سے
قاصر رہتا ہے ایک برابر اندازے پر اون منزلون مین چلتا ہے چاند رات سے اٹھائیسوین تک
پہر دو رات یا ایک رات چھپ جاتا ہے جبکہ مہینا ناقص ہوتا ہے پھر جب چاند اونکے آخر مین

ہوتا ہے تو اونکے اول کی طرف عود کرتا ہے پس اٹھائیس راتون مین فلک کو قطع کرتا ہے
پھر دو رات چھپ رہتا ہے پھر ہلال ہوکر طلوع ہوتا ہے پس ان منزلون کے قطع کرنے مین فلک
سے مثل عرجون کے عود کرتا ہے یہ منزلین معروف ہین چنانچہ خطیب نے **کتاب النجوم**
مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اٹھائیس منزلین ہین جنمین چاند ہر ماہ
نزول کرتا ہے اونمین کی چودہ تو شامی ہین اور چودہ یمانی ہین پس اول اونکی شرطین و بطین و ثریا و دبران
و ہقعہ و ہنعہ و ذراع و نثرہ و طرف و جبہہ و زبرہ و صرفہ و عوا و سماک یہ آخر شامیہ ہے اور غفر و زبانی
و اکلیل و قلب و شولہ و نعائم و بلدہ و سعد الذابح و سعد بلع و سعد السعود و سعد الاخبیہ و مقدم الدلو
و مؤخر الدلو و حوت یہ آخر یمانیہ ہے پھر جب ان اٹھائیس منزلون کو چل لیتا ہے تو عود کرتا ہے مثل
عرجون قدیم کے جیسا کہ اول ماہ مین تھا **فائدہ** رملی سے کسی نے پوچھا کہ آیا قمر موجود ہر ماہ مین
وہی موجود ہے دوسرے ماہ مین یا اوسکا غیر ہے تو اونہون نے یہ جواب دیا کہ ہر ماہ مین قمر جدید ہے
انتہی یہ قول تجدد امثال کی صحت پر دال ہے اگر شارع کی نص سے ثابت ہوا اور اسی طرح سورج مین
بھی ممکن ہے لیکن اس سب پر کوئی دلیل نہین ہے دوسرے حضرت ابن عباس کا قول مذکور رملی
کے قول کو دفع کرتا ہے فلیتامل **بالجملہ** چاند اپنی منزلون مین چلتا رہتا ہے **حتی عاد کالعرجون**
القدیم یعنی یہانتک کہ عود کرتا ہے اپنی آخر منازل مین آنکھ کے دیکھنے مین مثل پرانی ٹہنی کے عرجون
بالضم شمراخ کی لکڑی ہے جبکہ خشک ہوجائے اور ٹیڑھی پڑجائے قدیم وہ ہی جسپر سال بھر گزرجائے حضرت ابن عباس
نے فرمایا عرجون قدیم اصل عذق عتیق ہے زجاج نے کہا کہ عرجون وہ عود عذق ہے جنمین شمراخ ہوتی
ہین وزن اسکا فُعلون ہے ماخوذ الغراج سے الغراج کہتے ہین الغطاف کو یعنی مڑنا مطلب یہ ہے
کہ اپنی منازل مین چلتا ہے یہانتک کہ جسوقت اپنی آخر منازل مین ہوتا ہے تو باریک و کمان و
صغیر ہوجاتا ہے یہانتک کہ مثل عرجون قدیم کے ہوجاتا ہے اس قول کی بنا پر نون زائد ہوگا قتادہ
نے کہا کہ عرجون عذق یابس سنحی ہے نخلہ سے ثعلب نے کہا عرجون وہ ہے جو نخلہ مین باقی رہتا
ہے جبکہ وہ قطع کیجاتی ہے اور قدیم بمعنی بالی ہے یعنی بوسیدہ اور پرانی خلیل نے کہا عرجون اصل
عذق ہے اور وہ زرد عریض ہے ہلال اوس سے تشبیہ دیا جاتا ہے جبکہ منحنی ہوجاتا ہے اور
اسی طرح جوہری نے کہا ہے کہ عرجون وہ اصل عذق ہے جو ٹیڑھی ہوجاتی ہے اور شمراخ اوس سے

کاٹ لیجاتی ہین تو وہ نخل پر خشک باقی رہ جاتا ہے اور عرجون کے یہ معنی ہین کہ ماہ اوسکا عرجون سے
اس بنا پر نون اصلی ہوگا **جمہور** نے بضم عین وجیم پڑہا ہے اور سلیمان تیمی نے بکسہ عین وفتح جیم یہ
دونون دو لغت ہین **شہاب** نے کہا کہ وجہ شبہ ہلال مین اور عرجون قدیم مین مرکب سے
یعنی زردی و باریکی وکجی **سمین** نے کہا کہ یہ تشبیہ بدیع ہے قمر کے عرجون قدیم کے ساتھ تشبیہ ہی سے
تین چیزون مین ایک تو اوسکا باریک ہونا دوسرے کہان کیطرح کجی ہونا تیسرے زرد ہونا **قولہ تعالیٰ**
لا الشمس الآیہ فوجہ اسکا بظاہر یہی ہے بسبب عدم حصول لام کے معرفہ مین یعنی درست ممکن و درست و سہل نہین ہی سورج
کو یہ کہ پاوے چاند کو سرعت سیر مین اور اوس منزل مین نزول کرے جسمین چاند ہی اور اوسکے ساتھ جمع ہو ایک وقت
مین اور داخلت کرے اوسکی سلطان مین تو اوسکا نور مٹا دے واسطے کمیت محل ہر دو مین نبات کرا و تعیش حیوان
کو اور اس لئے کہ اون مین سے ہر ایک کے واسطے ایک سلطان مستقل ہے پس ایک اونکا قادر نہین ہوتا ہی کہ دوسرے
پر داخل ہو تو اوسکے سلطان کو لیجاوے یہانتک کہ اللہ پاک اون دے قیامت کا تو سورج اپنے
مغرب سے طلوع ہوا اس آیت سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ حرکت سورج کے ساتھ تسخیر کے ہے
اوسکے ارادے سے نہین ہے اللہ پاک نے ادراک کی نفی شمس سے کی اسکا عکس نہ کیا اس
واسطے کہ چاند کی چال زیادہ تر سریع ہے کیونکہ وہ تو مہینا بھر مین اپنے فلک کو قطع کر لیتا ہے
اور سورج اپنے فلک کو قطع نہین کرتا ہے مگر سال بھر مین پس سورج مستحق ہوا اسبات کا کہ اوس کا
وصف کیا جاوے ساتھ نفی ادراک کے بسبب بطی ہونے اوسکی سیر کے اور قمر اسکے لایق ہوا کہ اوسکا
وصف کیا جاوے ساتھ نفی سبق کے بسبب سریع ہونے اوسکی سیر کے جسطرح کہ آیندہ اسکا ذکر
آتا ہے ضحاک نے کہا معنی اسکے یہ ہین کہ بسوقت سورج طلوع ہوتا ہے تو چاند کے واسطے
روشنی نہین ہوتی ہے اور جب چاند طلوع ہوتا ہے تو سورج کے واسطے روشنی نہین ہوتی مجاہد
نے کہا کہ ایک کی روشنی دوسرے کی روشنی کے مشابہ نہین ہوتی ہے حضرت حسن نے فرمایا کہ
شب ہلال کو دونون خاصۃً آسمان مین جمع نہین ہوتے ہین اسی طرح یحیی بن سلام نے بھی کہا ہے
کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ بسوقت دونون آسمان مین جمع ہوتے ہین تو ایک اونکا دوسرے کے
آگے ہوتا ہے ایک منزل مین کہ جسمین دونون شریک نہین ہوتے ہین کسی نے کہا کہ چاند سماے
دنیا مین ہے اور سورج چوتھے آسمان مین اسکو نحاس و مہدوی نے ذکر کیا ہے نحاس نے کہا کہ

احسن وابین اقوال جو اسکے معنی مین کہا گیا ہے یہ ہے کہ چاند کی چال سریع ہے اور سورج اوسکو نہین پاتا ہے چلنے مین رہی یہ آیت وجمع الشمس والقمر سو یہ اوسوقت ہوگا کہ سورج طلوع سے روکا جاے گا چنانچہ اسکا بیان انعام مین گزر چکا ہے اور سورۂ قیامہ مین بھی آئیگا سورج اور چاند کا جمع ہونا نشانی ہے دنیا کے منقضی ہونے کی اور قیام قیامت کی **بالجملہ** پھر اللہ پاک نے دوسری قدرت بیان فرمائی **ولا اللیل سابق النہار** یعنی اور نہ رات سبقت کرتی ہے دن سے کہ اوسکو فوت کرے لیکن اوسکے پیچھے لگی آتی ہے اور دونین سے ہر ایک اپنے اپنے وقت مین آتا ہے اور اپنے صاحب سے سبقت نہین کرتا کسی نے کہا مراد لیل ونہار سے اونکی دو نشانیان ہین یعنی سورج اور چاند اس قول کی بنا پر یہ عکس ہوگا لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر کا یعنی چاند سبقت نہین کرتا ہے سورج سے اور سبق کا ادراک کی جگہ مین لانا بسبب سرعت سیر قمر کے ہے یہ دونون نیرین انکا حال اسی ترتیب پر ہمیشہ رہیگا یہانتک کہ قیامت قائم ہو پھر اللہ پاک درمیان شمس وقمر کے جمع کریگا اور سورج اپنے مغرب سے طلوع ہوگا یہ بات اسکو منافی نہین ہے کہ لیل بجملتہ سابق ہے وجود مین نہار پر بجملتہ یہ ایک قول ہے دو قولون مین کا بعض نے اس آیت سے اسپر استدلال کیا ہے کہ نہار مخلوق ہے قبل لیل کے اوائل خلق مین اوس سے سابق نہین ہوئی ہے وجہ استدلال کی یہ ہے کہ معنی یہ ہین کہ لیس اللیل سابق النہار یعنی بلکہ نہار ہی سابق ہے یہ بات ناظر ہے طرف مقابلہ جملہ لیل کے ساتھ جملۂ نہار کے اور آیت دونون قولون مین سے ہر ایک کی محتمل ہے **قولہ تعالیٰ وکل فی فلک یسبحون** تنوین کل مین عوض ہے مضاف الیہ سے اے وکل واحد منہما فلک جسم مستدیر ہے یا سطح مستدیر ہے یا دائرہ ہے **عماد ابن کثیر نے کتاب البدایۃ والنہایہ** مین کہا ہے کہ ابن حزم وابن جوزی وغیر واحد نے اجماع حکایت کیا ہے اس بات پر کہ سموات کرۂ مستدیر ہین اور اسپر اس آیت سے استدلال کیا ہے حضرت حسن نے فرمایا یدورون اور حضرت ابن عباس نے فرمایا فی فلکۃ مثل فلکۃ المغزل لوگون نے کہا کہ اسپر یہ بات دال ہے کہ سورج غروب ہوتا ہے مغرب سے پھر طلوع ہوتا ہے اوسکے آخر مین مشرق سے ابن حجر نے کہا کہ ایک جماعت نے اسپر اجماع حکایت کیا ہے کہ سموات مستدیر ہین اور اسپر دلائل قائم کئے ہین اور اہل جدل کے تھوڑے فرقون نے اسمین

مخالفت کی ہے ابن العربی نے کہا کہ سموات ساکن ہین اونمین کچھہ حرکت نہین ہے اللہ پاک نے اونکو ثابت و مستقر بنایا ہے وہ ہمارے واسطے ایسے ہین جیسے گھر کے واسطے سقف ہوتا ہے اور اسی لیے اونکا نام سقف مرفوع رکھا ہے اہل بدیع نے کل فی فلک سے صنعت قلب نکالی ہے اور اسی کے مثل قولہ تعالیٰ وکل فی فلک یسبحون ہے سبح وہ سیر ہے جو بانبساط و سہولت ہو یہ بیچون کو بصیغہ جمع فرمایا باعتبار اختلاف مطالع شمس و قمر کے پس گویا وہ دونون بسبب تعدد مطالع کے متعدد ہین یا مراد شمس و قمر و کواکب ہین پھر جن نعمتون کی اللہ پاک نے اپنے بندون پر منت رکھی ہے اونمین سے ایک اور نوع ذکر کی ارشاد فرمایا وایۃ لھم انا حملنا ذریتھم فی الفلک المشحون ○ وخلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون ○ وان نشا نغرقھم فلا صریخ لھم ولا ھم ینقذون ○ الا رحمۃ منا ومتاعا الی حین ○ اور ایک نشانی ہے اونکو کہ ہمنے اوٹھائی اونکی نسل اوس بھری کشتی مین اور بنا دی ہمنے اونکو اس طرح کی جسپر چڑھتے ہین اور اگر ہم چاہین تو اونکو ڈبا دین پھر کوئی نہ پہونچے اونکی فریاد کو اور نہ وہ خلاص کیے جاوینگے مگر ہم اپنی مہر سے اور کام چلانے کو ایک وقت تک ف یعنی حضرت نوح کے وقت نہین تو انسان کا تخم نہ رہتا انتہی ف اللہ پاک فرماتا ہے کہ اوسکی قدرت پر اونکے واسطے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اوسنے دریا کو مسخر کر دیا ہے تاکہ کشتیون کو اوٹھائے سوا اونمین سے بلکہ سب سے اول نوح علیہ السلام کی کشتی ہے جسمین اللہ پاک نے اونکو اور اونکے ساتھہ کے مومنون کو نجات دی جنکے سوا آدم علیہ السلام کی اولاد سے روے زمین پر کوئی باقی نہ رہا اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا وایۃ لھم انا حملنا ذریتھم فی الفلک المشحون یعنی اور ایک نشانی ہے اونکے واسطے یہ کہ اوٹھایا ہمنے اونکے باپ دادون کو اوس کشتی مین جو کہ سامان و اسباب و حیوانات سے بھری ہوئی تھی وہ حیوان جنکے ہر زوجین سے دو کے لاد لینے کا اوسمین اونکو حکم دیا تھا حضرت ابن عباس نے فرمایا مشحون کے معنی ہین موقر یعنی بوجھل سعید بن جبیر و شعبی و قتادہ و سدی نے بھی اسی طرح کہا ہے ضحاک و قتادہ و ابن زید نے کہا کہ یہ کشتی ہے نوح علیہ السلام کی وخلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون عوفی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مراد اس سے اونٹ ہین اسواسطے کہ وہ کشتیان ہین خشکی کی اون پر بوجھ لادتے ہین اور اونپر سوار ہوتے ہین اسی طرح عکرمہ و مجاہد و حسن نے اور قتادہ نے ایک روایت مین

ف سقف مرفوع ہونے سے یہ بات لازم نہین آتی ہے کہ وہ متحرک نہون اس سے کہون مانع ہے

ف اور سقف مرفوع بھی ہون اور اللہ علم

ف اور اسنے سب کی برائی بیان کی ۱۲

اور عبد اللہ بن شداد وغیرہم نے کہا ہے سدی نے ایک روایت مین کہا ہے کہ انعام ہین یعنی چوپائے
ابن جریر نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے
فرمایا تم جانتے ہو کیا ہے **قولہ تعالیٰ** وخلقنا لہم من مثلہ ما یرکبون ہمنے کہا نہین فرمایا یہ وہ کشتیان ہین
جو بعد سفینۂ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوسکے نمونے پر بنائی گئین اسی طرح ابو مالک وضحاک وقتادہ
وابو صالح وسدی نے بھی کہا ہے کہ مراد اس سے کشتیان ہین **قولہ تعالیٰ** انا لما طغی الماء
حملناکم فی الجاریۃ لنجعلہا لکم تذکرۃ وتعیہا اذن واعیۃ معنی مین اس مذہب کا مقوی
ہے **قولہ تعالیٰ** وان نشا نغرقہم فلا صریخ لہم ولا ہم ینقذون یعنی اگر ہم چاہین تو ڈبا دین اون لوگون
کو جو کشتیون مین ہین پھر کوئی اونکا فریادرس نہو اُس بلا سے جسمین وہ ہین اور نہ وہ خلاصی دیئے جائین
اوس آفت سے جو اونکو پہونچی **الا رحمۃ منا** مین استثنا منقطع ہے تقدیر یہ ہے ولکن برحمتنا یعنی لیکن
ہم اپنی رحمت سے تمکو سیر کراتے ہین خشکی و دریا مین اور سلامت رکھتے ہین تمکو ایک مدت مقرر تک
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومتاعا الی حین یعنی اور کام چلانے کو ایک وقت تک جو کہ معلوم ومقرر
ہے نزدیک اللہ عزوجل کے کذا فی ابن کثیر **ف** آیۃ الہم مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر مقدم ہے
اور مبتدا انا حملنا ہے یا اسکا عکس مراد آیت سے دلالت وعلامت ہے کسی نے کہا یہان آیت
کے معنی عبرت ہین کسی نے کہا نعمت کسی نے کہا نذارت یعنی ڈرانا انا حملنا ذریتہم کے معنی مین اختلاف
ہے اور ضمیر کس کی طرف پھرتی ہے کیونکہ آیۃ لہم کی ضمیر راجع ہے طرف اہل مکہ کے یا کفار عرب کے
یا مطلق کفار کے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد سعادت مہد مین تھے پس کسی نے یہ
کہا ہے کہ ضمیر راجع ہے طرف قرون ماضیہ کے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اوٹھایا قرون ماضیہ
کی ذریت کو فلک مشحون مین اس قول کی بنیاد پر دونون ضمیرین مختلف ہین نحاس نے اس قول کو
اخفش سے روایت کیا ہے کسی نے کہا کہ دونون ضمیرین راجع ہین طرف کفار مکہ کے اور مثل
اونکے معنی یہ ہین کہ اللہ نے اوٹھایا اونکی ذریات کو اونکی اولاد وضعفا سے کشتی پر پس اللہ پاک نے
اونپر اسکی منت رکھی یعنی جسوقت وہ سفر کرتے ہین یا بھیجتے ہین اپنی اولاد کو واسطے تجارت کے رہی
یہ بات کہ اونکی ذریت کا ذکر کیا خود اونکا ذکر نہ کیا سو اس لئے کہ یہ ابلغ ہے اونپر منت رکھنے مین اور ابلغ
ہے تعجب مین اوسکی قدرت سے کسی نے کہا کہ ذریت سے مراد اونکے آبا واجداد ہین اور

ف ۱ یعنی جسوقت پانی کا طوفان ہوا
ف ۲ یعنی کوئی اونکو نہین بچا سکتا
ف ۳ یعنی اوسکو کوئی نہین روک سکتا
ف ۴ یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے کہ اونسے
کشتیان بنائین جنمین
بچا کر لے جائین جنکو
چلنے کی طاقت نہین ہے
سوار ہوتے ہین اس
صورت مین دونون ضمیرین
متفق ہونگی اہل مکہ کی طرف
جنس ہونگی ذراری القرطبی
ف ۵

فلک سے مراد سفینۂ نوح علیہ السلام ہے یعنی اللہ پاک نے ان لوگون کے باپ دادون کو نوح کی کشتی مین اوٹھایا واحدی نے کہا کہ ذریت کا لفظ واقع ہوتا ہے آبا پر جسطرح کہ واقع ہوتا ہے اولاد پر ابو عثمان نے کہا وسمی الآبا ذریۃ لان منہم ذرالابنا یعنی آبا کا نام ذریت اس لئے رکھا ہے کہ اون سے ابنا کو پیدا کیا ہے کسی نے کہا کہ ذریت سے مراد نطفے ہین جو کہ عورتون کی شکم مین ہوتے ہین اور شکم کی تشبیہ دی فلک مشحون سے قالہ سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ورضی عنہ ذکرہ الماوردی راجح دوسرا قول ہے پہر پہلا پہر تیسرا اور چوتھا غایت بُعد و نکارت مین ہے سورۂ بقرہ مین ذریت اور اوسکے اشتقاق کے باب مین پورے طور پر کلام گزر چکا ہے کسی نے کہا کہ ہم کی ضمیر پہر قریش کی طرف عباد کے جنکا ذکر یا حسرۃ علی العباد مین ہوا ہے اس لئے کہ اوسکے بعد یون کہا ہے وآیۃ لہم الارض المیتۃ اور فرمایا وآیۃ لہم اللیل پھر فرمایا وآیۃ لہم انا حملنا ذریتہم تو گویا یون فرمایا وآیۃ للعباد انا حملنا ذریات العباد اور یہ لازم نہین ہے کہ ایک ضمیر سے مراد وہی لوگ ہون جنکے بعض ہون اور دوسری ضمیر سے بعض دیگر یہ قول حسن ہے **فلک** کا اطلاق واحد و جمع دونون پر ہوتا ہے جیسا کہ سورہ یونس مین گزر چکا ہے اور مذکر و مونث مستعمل ہوتا ہے **وخلقنا لہم من مثلہ ما یرکبون** مین کلمہ من تبعیضیہ ہے یا زائدہ بر ہر تقدیر مدخول اوسکا محل نصب مین ہے بنا بر حال مفعول مؤخر سے یعنی ما یرکبون قالہ الحفناوی اور کلمۂ ما موصولہ ہے **قرطبی** نے کہا ہے کہ مثل کے معنی مین تین قول ہین مذہب مجاہد و قتادہ کا اور ایک جماعت کا مفسرین سے اور حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے یہ ہے کہ معنی اوسکے اونٹ ہین اللہ پاک نے سواری کے لئے اونکو اونکے واسطے پیدا کیا ہے خشکی مین مثل کشتیون کے جنپر دریا مین سواری کیجاتی ہے عرب لوگ اونٹون کی کشتیون سے تشبیہ دیا کرتے ہین غرض یہ ہے کہ مثل سے مراد خاص اونٹ ہین دوسرا قول یہ ہے کہ مثل سے مراد اونٹ اور دواب ہین اور ہر وہ شے جس پر سوار ہوتے ہین تیسرا قول یہ ہے کہ مراد کشتیان ہین نحاس نے کہا کہ یہ سب سے صحیح تر ہے اسواسطے کہ حضرت ابن عباس سے متصل الاسناد ہے اونہون نے فرمایا ہے کہ خلق لہم سفنا امثال ما یرکبون فیہا یعنی اللہ پاک نے پیدا کین واسطے اونکے کشتیان مثل کشتی نوح کے کہ اونمین سوار ہوتے ہین یہی قول حضرت حسن و ضحاک و ابو مالک سے بھی مروی ہے چوتھا قول یہ ہے ابو مالک نے کہا کہ چھوٹی کشتیان ہین مثل بڑی کشتیون کے اونکو پیدا کیا ہے یہ قول حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے اور حضرت حسن

۲ جعل سے تخلیقی ہے کہ اس قول فعل کیا ہے کہ اس قول سے ابو عثمان کا ضمیر لایا ہے

۳ والمراد علی ہذا القول یعنی ہذا قول ہین یعنی اصل یعنی تین قول ہین

وقتادہ سے ضحاک وغیرہ نے کہا وہ کشتیان ہین جو بعد سفینۂ نوح علیہ السلام کے بنائی گئی ہین ایک پانچوان قول بھی ہے وہ یہ ہے کہ عورتین پیدا کی گئی ہین واسطے سوار ہونے خاوندون کے قرطبی نے اس قول کے بارے مین کہا ہے لم ارہ لمکیا فتح البیان مین فرمایا ہے کہ عموم اولی ہے تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہے پس من مثلہ شامل ہے ہر اوس شئی کو جسپر سواری کی جاے حیوان ہو یا جماد ہوان ہو یا ہوا جیسے اسوقت مین ریل ایجاد ہوئی ہے یا غبارہ اسکے سوا زمانۂ آیندہ مین فکر وغور کے زور سے اور کوئی سواری ایجاد ہو رہی یہ بات کہ جسوقت من مثلہ سے کشتیان مراد ہون تو خلق کی نسبت اونکی طرف کسطرح ٹھیک ہوگی حالانکہ وہ تو بندون کی صنعت سے ہین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ اونکی اصل سفینہ نوح علیہ السلام چونکہ اللہ پاک کے الہام وتعلیم سے ہوئی اس لئے سب کی طرف خلق کا نسبت کرنا ٹھیک ہوا

۹۷ منہ بالتعریک جمع بانع مراد خویش واقارب و نزدیکان ہین ۱۲

قولہ تعالیٰ وان نشانغرقہم الآیۃ تمہ آیت سے ہے جسکی اللہ پاک نے بندون پر منت رکھی ہے وجہ منت رکھنے کی یہ ہے کہ دریاؤن کی گہرائیون مین اونکو ڈبا یا نہین باوجود اسکے کہ اللہ پاک اسپر قادر ہے **صریخ** بمعنی مصرخ ہے مُصرِخ کہتے ہین مغیث یعنی فریادرس کو کسی نے کہا بمعنی منقذ ہے شہاب نے کہا کہ جسطرح صریخ کا اطلاق مغیث پر کیا جاتا ہے اسی طرح صارخ پر بھی بولا جاتا ہے صارخ کہتے ہین مستغیث کو پس یہ اضداد مین سے ہے جسطرح کہ اہل لغت نے اس کی تصریح کی ہے اور صریخ بمعنی اغاثہ مصدر بھی ہوتا ہے اسواسطے کہ اصل مین بمعنی صراخ ہے صراخ ایک آواز مخصوص ہے اسجگہ اونمین سے ہر ایک صحیح ہے زادہ نے کہا ہے یہ بات منقول نہین ہوئی کہ صریخ مصدر ہی اصراخ سے بمعنی اصراخ واغاثہ ضمیر نغرقہم کی راجع ہے طرف اصحاب ذریت کے یا ذریت کے یا سب کے بنا بر اختلاف اقوال **انقاذ** کہتے ہین خلاصی ونجات دینے کو جسوقت کوئی شخص کسی شخص کو کسی مکروہ سے خلاصی دیتا ہے تو اوسوقت محاورہ عرب مین یون بولتے ہین کہ انقذہ واستنقذہ یعنی اوسنے اوسکو خلاصی دی **الا رحمۃ منا** کا نصب بنا بر مفعول لہ ہے اور استثنا مفرغ ہے اعم علل سے یعنی اگر ہم چاہین تو اونکو ڈبا دین پھر نہ کوئی اونکا فریادرس ہو اور نہ وہ خلاصی دیئے جائین واسطے کسی شے کے اشیا سے مگر واسطے رحمت کے ہماری طرف سے کسائی وزجاج وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ استثنا منقطع ہے یعنی لیکن واسطے رحمت کے ہماری طرف سے کسی نے کہا کہ منصوب ہے بنا بر مصدریت فعل مقدر سے ای نرحمہم رحمۃ یعنی ہم اونپر رحم کرتے ہین

رحم کرنے کر و متاعا الی حین معطوف ہے رحمۃ پر یعنی اور واسطے برتنے کے یا برتواسے تہین
ہم اونکو ساتھہ زندگی دنیا کے ایک وقت تک قتادہ نے کہا کہ مراد حین سے موت ہے یحیی بن
سلام نے کہا کہ قیامت ہے فائدہ حرف فا فلا صریخ لہم مین رابطہ ہے اس جملے کو ماقبل
سے ربط دیتی ہے پس لہم کی ضمیر راجع ہے طرف مغرقین کے ابن عطیہ نے اس وجہ کو جائز
رکھا ہے اور ایک اور وجہ کو اور اوسکو اس سے احسن ٹہیرایا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جملہ مستانفہ
ہے دریا کے مسافرون کی خبر دی ہے وہ ناجین ہون یا مغرقین اونکی یہی حالت ہے کہ اونکے
واسطے کسی طرح کی نجات نہین ہے مگر اللہ سبحانہ کی رحمت سے اور فلا صریخ لہم مغرقین سے مربوط
نہین ہے زادہ نے کہا معنی آیت کے یہ ہین کہ پہر کوئی فریادرس نہین اونکے واسطے کہ اونسے
غرق کو روکے اور نہ وہ خلاصی دیئے جائین جبکہ اونکو غرق پائے کیونکہ خلاصی عذاب سے
کبھی بدفع عذاب ہوتی ہے اوسکی اصل سے اور کبھی بدفع عذاب ہوتی ہے بعد اوسکے وقوع
کے سو اللہ پاک نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ خلاص کے دونون طریقے اونسے متفی ہین اول
کی انتفا کی طرف تو فلا صریخ لہم سے اشارہ کیا یعنی اونکا کوئی فریادرس نہین ہے کہ غرق کو اونسے
دفع کرے اور ثانی کی طرف اشارہ کیا ہے ولا ہم ینقذون سے یعنی اور نہ وہ نجات دیئے جائین
بعد عذاب مین واقع ہونے کے اور اگر یہ بات مسلم کی جاے کہ بسبب عدم غرق کے موت سے
اونکو خلاصی ملتی ہے لیکن موت سے اصلا اونکو مفر نہین ہے جبکہ مدت مقرر پوری ہوجاے
جسکو اللہ پاک نے اونکے واسطے مقدر کر رکہا ہے واذا قیل لہم اتقوا ما بین ایدیکم وما خلفکم
لعلکم ترحمون ○ وما تاتیہم من ایۃ من ایت ربہم الا کانوا عنہا معرضین ○ و
اذا قیل لہم انفقوا مما رزقکم اللہ قال الذین کفروا للذین امنوا انطعم من لو یشاء اللہ
اطعمہ ان انتم الا فی ضلل مبین ○ اور جب کہے اونکو جو اپنے سامنے آئے سے
اور اپنے پیچہے چہوڑے سے شاید تمپر رحم ہو اور کوئی حکم نہین پہونچتا اونکو اپنے رب کے حکمون
سے جسکو نہین ٹالا اور جب کہے اونکو خرچ کرو کچہہ اللہ کا دیا کہتے ہین منکر ایمان والون کو ہم کیون
کہلاوین ایسے کو کہ اللہ چاہتا تو اوسکو کہلاتا تم لوگ تو نرے بہک رہے ہو صریح ف
سامنے آتا ہے جزا کا دن پیچہے چہوڑے اپنے اموال ف یہی گمراہی ہے نیک

کام مین تقدیر کا والہ اور اپنے مرنے مین لاچ پر دوڑنا انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ
مشرک لوگ اپنی غی وضلال وگمراہی مین اور اپنے اگلے گناہون سے بے پروائی کرنے مین
اور جو شے اونکے آگے آئے گی قیامت کے دن اوس سے اعراض کرنے مین ہٹادی ہین
ان سب امور پر جمے ہوئے ہین اتقوا ما بین ایدیکم وما خلفکم یعنی تم بچو اون آفات و
نوازل سے جو تمہارے آگے اور پیچھے ہین کیونکہ وہ تمہارا احاطہ کئے ہوئے ہین قتادہ نے
کہا بچو اون وقائع سے جو تمسے اگلی امتون مین واقع ہو چکے ہین اور وہ جو تمہارے پیچھے ہین
آخرت مین سعید بن جبیر و مجاہد نے کہا ما بین ایدیکم وہ گناہ ہین جو گزر چکے اور ما خلفکم وہ دنیا مین جو اونمین
سے باقی ہین کسی نے اسکے بالعکس کہا ہے سفیان نے کہا کہ ما بین ایدیکم دنیا ہے اور ما خلفکم
آخرت ہے ثعلبی نے اس قول کا عکس حضرت ابن عباس سے حکایت کیا ہے کسی نے کہا
ما بین ایدیکم وہ شے ہے جو تمہارے واسطے ظاہر ہوئی اور ما خلفکم وہ شے ہے جو تمسے مخفی رہی
جواب اذا کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے اذا قیل لہم ذلک اعرضوا چنانچہ قولہ تعالی الا کانوا عنہا معرضین
اوس پر دال ہے لعلکم ترحمون علت ہے اتقوا کی یا اوسکے واو سے حال ہے ای رجاء
ان ترحموا اوکی ترحموا اور اجیبن ان ترحموا مطلب یہ ہے کہ جب اونسے کہا جاتا ہے کہ تم بچو اون آفات
سے جو تمسے اگلی امتون پر بسبب تکذیب رسل کے واقع ہو چکی ہین کہین ویسی ہی تمپر بھی واقع ہون
اور اوس عذاب سے جو آخرت مین تمہارے واسطے طیار کیا گیا ہے واسطے امید اس بات کے
کہ تم رحم کئے جاؤ یا تاکہ تم رحم کئے جاؤ یا اس حال مین کہ امید کرنے والے ہو اسکے کہ تم رحم کئے جاؤ
یعنی شاید اللہ پاک اس بچنے کے سبب سے تمپر رحم کرے اور اپنے عذاب سے تمکو امن دے
کیونکہ تم جان چکے ہو کہ مناط نجات کا نہین ہے مگر اللہ تعالی کی رحمت تو وہ اس بات کا کچھ جواب
نہین دیتے ہین بلکہ اوس سے اعراض کرتے ہین غرضکہ جب اللہ پاک یہ بیان کر چکا کہ وہ لوگ
آفاقی آیتون سے مونہہ موڑتے ہین جنکا مشاہدہ کرتے تھے اور اونمین غور و تامل نہین کرتے
ہین تو بعد اوسکے یہ بیان کیا کہ تنزیلی آیتون سے بھی اعراض کرتے ہین پس فرمایا وما تاتیہم من
اٰیۃ من اٰیات ربہم الآیہ کلمہ ما نافیہ ہے اور پہلا من زائد ہے واسطے تاکید کے اور دوسرا
ہن تبعیض کا ہے صیغہ مضارع کا اس لیے ہے کہ تجدد معلوم ہو یعنی نہین آتی جاتی ہے

اپنے رب کی آیتون سے کوئی سی آیت اونکے پاس جو دلالت کرتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی صدق و نبوت پر اور توحید کی صحت پر جسکی طرف وہ بلاتے ہین کسی حال مین احوال
سے مگر ہوئے اوس سے اعراض کرنے والے مراد اعراض سے یہ ہے کہ نہ اوسکی طرف
التفات کیا نہ اوسمین نظر صحیح کی نہ اوسکو سوچا سمجھا نہ اوسے قبول کیا نہ اوس سے منتفع ہوئے
کسی نے کہا کہ ظاہر آیت شامل ہے تنزیلی و تکوینی آیتون کو کسی نے کہا کہ یہ آیت متعلق ہے
قولہ تعالی یا حسرۃ علی العباد مایاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن سے جبکہ اونکے پاس رسول آئے
تو اونکی تکذیب کی اور جب آیتین لائے تو اونسے اعراض کیا بالجملہ کفار نے سارے تکالیف
شرعیہ مین خلل اندازی کی کیونکہ جملہ تکالیف دو امر کی طرف راجع ہین ایک تو تعظیم جانب الٰہی کے
دوسرے شفقت و مہر خلق اللہ پر سو اول کا بیان تو ہو چکا کہ اللہ کے رسولون کی تکذیب کی اور
اوسکی آیتون سے اعراض کیا دوسرے امر کا بیان یہ ہے واذا قیل لہم انفقوا الآیہ یعنی جب
کہا جاتا ہے اونسے کہ خیرات کرو فقرا پر اوس مال سے جو اللہ نے تمکو عطا کیا ہے اور جسکا تمپر
انعام فرمایا ہے حضرت حسن نے فرمایا کہ مراد یہود ہین اونکو فقرا کے کھلانے کا امر کیا گیا تھا مقاتل
نے کہا کہ مومنین نے کفار قریش سے کہا کہ تم خرچ کرو مساکین پر اپنی اموال جرث و انعام سے
جسکا تمنے زعم کیا ہے کہ وہ اللہ کے واسطے ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے وجعلوا للہ
مما ذرأ من الحرث والانعام نصیبا پس اونکا یہ جواب ہوا جو اللہ پاک نے اونکی طرف سے
اپنے اس قول مین نقل فرمایا ہے قال الذین کفروا الآیہ یعنی کہا منکرون نے ایمان والون
کو اونکی بات کا ٹھٹھا کر کے کیا ہم کھلاوین ایسے کو کہ اگر اللہ چاہتا تو اوسکو کھلاتا یعنی وہ شخص کہ
اگر اللہ چاہتا تو اوسے رزق دیتا مسلمانون کو یہ بات کہتے سن چکے تھے کہ رازق اللہ ہی
ہے اور وہی غنی کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور فقیر کرتا ہے جسکو چاہتا ہے سو گویا اس بات
سے مسلمانون کے الزام دینے کا قصد کیا اور کہا کہ ہم تو مشیت الٰہی کی موافقت کرتے ہین تو ہم
نہین کھلاتے ہین اوس شخص کو جسے اللہ نے نہین کھلایا حالانکہ یہ اونکی طرف سے غلط و مکابرہ
و مجادلہ بالباطل ہے کیونکہ اللہ پاک نے واسطے ابتلا و امتحان کے اپنی بعض خلق کو غنی اور
بعض کو فقیر کیا ہے سو بوجہ بخل کے فقیر سے دنیا کو نہین روکا اور نہ از راہ استحقاق کے غنی کو دنیا

عطا کی ہے اور غنی کو امر فرمایا ہے کہ فقیر کو کہلاے اور اوسکو فقیر سے مبتلا کیا ہے اوس صدقے
مین جسکو اوسکے مال سے فقیر کے واسطے فرض کیا ہے کسی کا اعتراض نہین ہے اللہ کی مشیت
وحکمت مین جو اوسنے اپنی خلق مین رکھی ہے اور مومن اللہ پاک کے حکم کی موافقت کرتا ہے اور
کفار کی یہ بات کہ من لو یشاء اللہ اطعمہ اگرچہ فی نفسہ ٹھیک ہے لیکن چونکہ اونہون نے اوس سے
اللہ تعالی کی قدرت کا انکار اور جواز امر باتفاق کا انکار باوجود قدرت اللہ کے قصد کیا ہے اسلیئے
باین جہت اونکا حجت پکڑنا باطل ٹھیرا **قولہ تعالی** ان انتم الا فی ضلال مبین تمہ کلام کفار سے
ہے یعنی اے مسلمانو تمہارا ہمکو یہ کہنا باوجود تمہارے اس اعتقاد کے او فقرا کے واسطے مال کا
سوال کرنا اور ہمکو فقرا کے کہلانے کا امر کرنا ان سب امور مین نہین ہو تم مگر ایسی کھلی گمراہی مین کہ جس کا
وضوح وظہور غایت درجے کا ہے کسی نے کہا کہ یہ کلام اللہ پاک کے کلام سے ہے کفار
نے جو بات کہی تھی اللہ تعالی نے اوسکا جواب دیا ہے ابن جریر نے کہا ہے احتمال ہے کہ یہ
اللہ عزوجل کے کلام سے ہو واسطے کفار کے جیکہ اونہون نے مسلمانون سے مناظرہ کیا اور
اونپر رد کیا تو اللہ تعالی نے اون سے فرمایا ان انتم الا فی ضلال مبین حافظ ابن کثیر نے کہا کہ اسمین
نظر ہے واللہ اعلم کسی نے کہا کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے ہے اونہون نے
یہ بات کفار سے کہی **قشیری** وماوردی نے کہا کہ یہ آیت حق مین ایک قوم کے نازل ہوئی ہے
زنادقہ سے کفار قریش اور انکے سوا باقی عربون مین ایک قوم زندیق تھی صانع پر ایمان نہین لاتی تھی
سو اونہون نے یہ بات مسلمانون سے استہزا ومناقضہ کرکے کہی قرطبی نے بمثل اس قول کے
حضرت ابن عباس سے حکایت کیا ہے اور اسی لیئے قال الذین کفروا کہا ہے اضمار کی جگہہ اظہار
کیا ہے کسی نے کہا کہ عاص بن وائل سہمی سے جب مسکین سوال کرتا تو اوس سے کہتا تو جا اپنے
رب کی طرف سے وہ اولی ہے مجھسے ساتھہ تیرے اور کہتا کہ اللہ نے تو اوسکو منع کیا کیا پھر مین اوسکو
کھلاؤن کذا فی فتح البیان وابن کثیر **قرطبی** مین ہے کسی نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
مساکین مسلمین کو کھانا کھلایا کرتے تھے پس ابوجہل اون سے ملا تو کہا اے ابوبکر کیا تو یہ زعم کرتا ہے
کہ اللہ قادر ہے ان لوگون کے کھلانے پر کہا ہان ابوجہل بولا پھر کیا حال ہے اوسکا کہ اوسنے اونکو
نہین کھلایا فرمایا کہ اوسنے ایک قوم کو مبتلا کیا ہے ساتھہ فقر کے اور ایک قوم کو ساتھہ غنا کے

اور فقر کو امر کیا ہے صبر کا اور اغنیا کو عطا کرنے کا ابوجہل بولا والدا سے ابوبکر نہین ہے تو مگر کیا ہی
مین کیا تو یہ زعم کرتا ہے کہ اللہ قادر ہے ان لوگون کے کہلانے پر حالانکہ وہ تو اونکو نہین کہاتا ہی
پھر تو اونکو کہلاتا ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ آیت فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی
فسنیسرہ للیسری الآیتین انتہی **حقانوی** نے کہا کہ یہان دو نوع مختلف کفار کا ذکر ہے
قال الذین کفروا سے مراد کفار زنادقہ ہین جو کہ وجود صانع مختار کے منکر ہین اسی لئے یہان قال نہ کہا
بلکہ اظہار کیا اور قولہ تعالی الم یروا الآیہ سے مراد کفار قریش ہین جو کہ اللہ پاک کے وجود کے معترف
تھے باوجود اسکے کہ بتون کو پوجتے تھے تاکہ وہ اونکو اللہ کی طرف قریب کردین پھر اللہ پاک نے اونمین
کفار قریش کے ساتھہ کلام رجوع کیا جو کہ اللہ کے وجود کے مقر ہین پس ارشاد فرمایا ویقولون متی

هذا الوعد ان کنتم صدقین ○ ما ینظرون الا صیحة واحدة تاخذهم وهم
یخصمون ○ فلا یستطیعون توصیة ولا الی اهلهم یرجعون ○ اور کہتے ہین کہ
یہ وعدہ اگر تم سچے ہو یہی راہ دیکھتے ہین ایک چنگھاڑ کی جو اونکو پکڑے گی جب آپسمین جھگڑ رہے ہونگے
پھر نہ سکین گے کہ کچھہ کہہ مرین اور نہ اپنے گھر کو پھر جاوینگے **ف** یعنی قیامت ناگہان آویگی
اور وہ اپنے معاملات مین غرق ہون گے انتہی **ف** اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ کفار قیامت
کے قایم ہونے کو بعید سمجھتے ہین کہتے ہین کہ کب ہوگا یہ وعدہ جلدی مانگتے ہین اوسکو وہ لوگ
جواب پر ایمان نہین لاتے ہین اللہ عزوجل نے فرمایا کہ نہین انتظار کرتے ہین مگر ایک چنگھاڑ کا واللہ
اعلم یہ صیحہ نفخہ فزع ہے صور مین نفخہ فزع پھونکا جائے گا اور لوگ حسب عادت اپنے بازار مین
وکام کاج کی جگہون مین جھگڑتے ہونگے پس وہ اس حال مین ہونگے کہ اللہ عزوجل اسرافیل علیہ
السلام کو حکم دیگا تو وہ صور مین ایک پھونک پھونکین گے اوسکو طول دینگے کھینچین گے پھر کوئی
روے زمین پر باقی نرہے گا مگر وہ صفحہ گردن کو جھکائے گا اور اوٹھائے گا تکلف کرکے آواز کو
آسمان کی جانب سے سنے گا پھر ہنکائے جائینگے وہ لوگ جو موجود ہونگے طرف محشر قیامت
کے ساتھہ آگے وہ اونکو اونکی جوانب سے احاطہ کرلیگی اسی لئے اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے
فلا یستطیعون توصیة یعنی پھر وہ نہ سکین گے کہ وصیت کرجائین اوس شے پر جسکے وہ مالک ہین
کام اس سے زیادہ تر مہم ہے یعنی ایسی سخت ہولناک حالت ہوگی کہ وصیت کرنے کی بھی مہلت

نہ ملیگی اور نہ وہ اپنے گھر کی طرف پہنچ جاوینگے اسجگہہ آثار و احادیث وارد ہوئی ہین جنمین اونکو
اور جگہہ ذکر کیا ہے پہر بعد اسکے نفخۂ صعق ہوگا جسمین سارے زندے مرجائینگے سوائے جن قیوم
کے پہر بعد اسکے نفخۂ بعث ہوگا کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ کفار کہتے
ہین کب ہے یہ وعدہ بعث و عذاب و قیامت کا اور جنت یا نار کی طرف جانے کا جسکا تم ہمکو وعدہ
دیتے ہو اگر تم سچے ہو اوس بات مین جو تم کہتے ہو اور جسکا ہمکو وعدہ دیتے ہو یہ بات اونہون نے
مومنین سے ٹھٹھا کرنے کو کہی مقصود اونکا امور مذکورہ کا بالکل انکار کرنا ہے اور نفی ہے اونکے
تحقق کی اور انکار ہے اونکے وقوع کا پس اللہ پاک نے اونکو اس بات کا یہ جواب دیا کہ وہ انتظار
نہین کرتے ہین مگر ایک صیحہ کا اللہ پاک نے جو اونکو منتظر ٹہیرایا حالانکہ وہ منتظر نہ تھے سو اسکی یہ وجہ ہے
کہ اونہون نے متی ہذا الوعد کہا بنظر اسکے اونکو منتظر قرار دیا کیونکہ جو کوئی یون کہے کہ فلان شے کب
واقع ہوگی تو اوسکے کلام سے یہ بات سمجہی جاتی ہے کہ وہ اوسکے وقوع کا انتظار کرتا ہے صیحہ سے
مراد نفخۂ اسرافیل علیہ السلام ہے صور مین یہ ہی نفخۂ اولی ہے اور یہی نفخۂ صعق ہے جس سے جو کوئی
روے زمین پر ہوگا وہ مرجائے گا تا تنبیہم وہم یخصمون یعنی وہ اونکو آپکڑے گی اس حال مین کہ وہ خرید
و فروخت وغیرہ امور دنیا مین باہم لڑتے جہگڑتے ہونگے اور بازارون مجلسون مین اور کام کاج کرنے
کے مقامات مین بات چیت کرتے ہون گے کہ نہایت درجہ غفلت کی حالت مین قیامت اونپر
آجائیگی فلا یستطیعون توصیۃ یعنی یہ طاقت نرکہینگے اونکا اسکی کہ وصیت کرے طرف بعض کے
اوس حق کی جو اوسکا کسی پر ہے یا اوسپر کسی کا ہے یا یہ معنی ہین کہ طاقت نرکہینگے اسکی کہ وہ مرے
کو وصیت کرجاے توبہ کی اور معاصی سے باز رہنے کی بلکہ اپنے بازارون مین اور جگہون مین مرجائینگے
ولا الی اہلہم یرجعون یعنی اور نہ رجوع کرینگے طرف اپنے گہرون کے جنکے باہر وہ مرے ہین بلکہ جس جگہہ
چنگہاڑینگے اوسی جگہہ مرکر رہجائین گے کیونکہ قیامت اونکو کچہہ مہلت نہ دیگی کسی نے کہا معنی یہ ہین لا یرجعون
الی اہلہم قولا یعنی ایسے ہولناک ہونگے کہ اپنے گھر والون سے کوئی بات نہ کرسکین گے قرا نے
یخصمون مین اختلاف کیا ہے پس حمزہ نے تو بسکون خا و تخفیف صاد پڑہا ہے خصم یخصم سے معنی
یہ ہین یخصم بعضہم بعضا مفعول محذوف ہے ابو عمرو نے اور قالون نے باخفاے فتحہ خا و تشدید صاد
اور نافع و ابن کثیر و ہشام نے اسی طرح مگر فتحہ خا کا ادغام کیا ہے یعنی باظہار فتحۂ خا باقی قرا نے بکسر خا

وتشدید صاد اصل تینون قرارتون مین یختصمون سے ہے یہ یخصمون ہے کہ صاد مین ادغام کیا ہے سو نافع وابن کثیر
وہشام نے تو فتحہ تا کو ساکن ماقبل کی طرف بنقل کامل نقل کیا ہے اور ابو عمرو وقالون نے اوسکی حرکت
کا اختلاس کیا ہے اس بات پر آگاہ کرنے کو کہ اصل حرف خا کا سکون ہے اور باقی قرارنے اوسکی حرکت
کو حذف کیا ہے پھر دو ساکن ملے تو اول کو کسرہ دیدیا ابو عمرو وقالون سے یہ بھی مروی ہے کہ بتسکین خا
وتشدید صاد پڑہا ہے یہ قرارت مشکل ہے اس لئے کہ اس مین دو ساکن جمع ہوگئے ہین حضرت اُبی
نے یختصمون پڑہا ہے بنا بر اصل قیامت کے ناگہان آنے مین آثار واحادیث آئی ہین منجملہ اونکے یہ ہین
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فلا یستطیعون توصیۃ کی تفسیر مین مروی ہے کہ قایم ہوگی قیامت
اور لوگ اپنے بازارون مین خرید وفروخت کرتے ہونگے اور کپڑے ناپتے ہونگے اور اطمینان
دہتے ہونگے اور اپنی حاجتون مین ہونگے فلا یستطیعون الآیہ اخرجہ عبد الرزاق
والفریابی وغیرہما **زبیر بن العوام** کہتے ہین کہ قیامت قائم ہوگی اور مرد ناپتا ہوگا کپڑا اور مرد
دوہتا ہوگا اونٹنی پہر آیت مذکورہ پڑہی اخرجہ عبد بن حمید وعبد اللہ بن احمد وغیرہما
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ قائم ہوگی قیامت
اور مقرر پہیلایا دو مردون نے اپنا کپڑا پہ وہ اوسکو خرید وفروخت نکر سکینگے اور نہ اوسکو لپیٹین گے اور
البتہ قائم ہوگی قیامت اور وہ درست کر رہا ہوگا اپنے حوض کو پہر نہ پلائیگا اوسمین اور البتہ قائم ہوگی
قیامت اور مقرر لوٹا مرد اپنی اونٹنی کا دودھ لیکر پہر نہ کہائے گا اوسکو اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور
مقرر اوٹھایا اوسنے اپنا لقمہ طرف اپنے مونہہ کے پہر نہ کہائیگا اوسکو اخرجہ البخاری ومسلم
وغیرہما **بالجملہ** یہ حال تو پہلے نفخ کے وقت کا ہے پہر اللہ پاک نے اوس حال کی خبر دی جو کہ
دوسرے نفخے کے وقت ہوگا پس فرمایا ونفخ فی الصور فاذا ہم من الاجداث الی ربہم

ینسلون ○ قالوا یٰویلنا من بعثنا من مرقدنا ھذا ما وعد الرحمن وصدق
المرسلون ○ ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم جمیع لدینا محضرون ○
فالیوم لا تظلم نفس شیئا ولا تجزون الا ما کنتم تعملون ○ اور پہونکا جاویگا نرسنگا
پہر تب ہی وہ قبرون سے اپنے رب کی طرف پہیل پڑین گے کہین گے اے خرابی ہماری کسنے
اوٹہا دیا ہمکو ہماری نیند کی جگہہ سے یہ وہ ہے جو وعدہ دیا تہا رحمن نے اور سچ کہا تہا بہیجے ہوؤن نے

وقفا ینظرون وقفا یخصمون وقفا الی ربہم

یہی ہوگی ایک چنگھاڑ پہر تب ہی وہ سارے ہمارے پاس پکڑے آئے پہر آج کے دن ظلم نہوگا کسی
جی پر کچھ اور وہی بدلا پاؤگے جو کرتے تھے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ تیسرا نفخہ ہے
اور یہی نفخۂ بعث ونشور ہے واسطے قیام کے قبرون سے اور اسی لئے اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے
فاذا ہم من الاجداث الی ربہم ینسلون نسلان کہتے ہین جلدی چلنے کو کما قال تعالی یوم یخرجون
من الاجداث سراعا کانہم الی نصب یوفضون مرقد سے مراد اونکی قبرین ہین جیسے نہ اوٹھنے
کا دنیا مین اعتقاد کیا کرتے تھے پر جس شے کی تکذیب کر چکے تھے اب اپنے محشر مین اوسکا معائنہ
کیا تو بولے اے خرابی ہماری کس نے اوٹھایا ہمکو ہماری نیند کی جگہہ سے یہ بات قبرون مین اونکے
عذاب ہونے کی نفی نہین کرتی ہے کیونکہ قبر کا عذاب بہ نسبت اوسکے مابعد کے شدت مین مثل نیند
کے ہے حضرت ابی بن کعب ومجاہد وحسن وقتادہ کہتے ہین کہ قبل بعث کے وہ ایک نیند سوئین گے
قتادہ نے کہا کہ یہ نیند درمیان دو نفخون کے ہوگی سو اسی لئے وہ یون کہین گے من بعثنا من مرقدنا
پہر جب وہ یہ کہین گے تو مومنین اونکو جواب دین گے ہذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون قالہ غیر واحد من
السلف حضرت حسن نے فرمایا کہ یہ جواب تو اونکو فرشتے دین گے ان دونون مین کسی طرح کی منافاۃ
نہین ہے کیونکہ جمع ممکن ہے واللہ سبحانہ وتعالی اعلم یعنی ہوسکتا ہے کہ مومنین وفرشتے دونون جواب
دین عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ جمیع یعنی یا ویلنا تصدق المرسلون سب کا سب قول کفار سے
ہے ابن جریر نے اسکو نقل کیا ہے اور قول اول کو پسند فرمایا ہے اور وہ اصح ہے اور وہ مثل اس آیت
کے ہے جو سورۂ صافات مین مذکور ہے وقالوا یا ویلنا ہذا یوم الدین ہذا یوم الفصل الذی
کنتم بہ تکذبون اور فرمایا اللہ عزوجل نے ویوم تقوم الساعۃ یقسم المجرمون ما لبثوا غیر
ساعۃ کذلک کانوا یؤفکون وقال الذین اوتوا العلم والایمان لقد لبثتم فی کتاب اللہ
الی یوم البعث فہذا یوم البعث ولکنکم کنتم لا تعلمون قولہ تعالی ان کانت الا صیحۃ
الآیۃ مثل اس آیت کے ہے فانما ہی زجرۃ واحدۃ فاذا ہم بالساہرۃ وقال تعالی
وما امر الساعۃ الا کلمح البصر او ہو اقرب وقال تعالی یوم یدعوکم فتستجیبون بحمدہ
وتظنون ان لبثتم الا قلیلا یعنی ہم تو اونکو صرف ایک امر کرین گے پہر تب ہی وہ سب کے سب
حاضر ہونگے قولہ تعالی فالیوم لا تظلم نفس شیئا یعنی پہر آج کے دن ظلم نہ کیا جاے گا کوئی جی اپنے

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ تیسرا نفخہ ہے

عمل سے کسی شے کا **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ یہ وہی نفخہ ہے جسکے باعث وہ اپنی قبرون سے مبعوث ہونگے مابین دونون نفخون کے چالیس برس ہین بخاری ومسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مابین نفختین کے اربعون ہین لوگون نے کہا اے ابوہریرہ چالیس دن کہا مین باز رہتا ہون کہا چالیس مہینے کہا مین باز رہتا ہون کہا چالیس برس کہا مین باز رہتا ہون پھر نازل کرے گا آسمان سے پانی تو وہ اوگینگے جیسے اوگتی ہے ترکاری اور نہین ہے انسان سے کوئی شے مگر وہ بوسیدہ ہوجاتی ہے مگر ایک ہڈی اور وہ عجب الذنب ہے اور اوسی سے ترکیب دیجائیگی خلق قیامت کے دن **نفخ** مین مستقبل کو بہ ایۂ ماضی مین ادا فرمایا اس لئے کہ منظور اس سے آگاہی بخشنا ہے اوسکے تحقق وقوع پر نفخ صور گو زمانۂ آیندہ مین ہوگا مگر اوسکا ہونا ایسا یقینی ہے کہ گویا اوسکا وقوع ہوچکا جیسا کہ اہل بیان نے ذکر کیا ہے اور اس آیت کو اوسکے مثال ٹھیرایا ہے **صور** باسکان واو وہ قرن ہے یعنی نرسنگا جسمین اسرافیل علیہ السلام پھونکین گے جسطرح کہ اس باب مین حدیث شریف وارد ہوئی ہے صور کا اطلاق قرن پر لغت عرب مین معروف ہے اور اسکا بیان تام سورۂ انعام مین گزر چکا ہے **قتادہ** نے کہا کہ صور بفتح واو جمع ہے صورۃ کی یعنی پھونکی جائین گی صورتون مین روحین **اجداث** جمع ہے جدث بمعنی قبر کے کسی نے اجداف بفا پڑہا ہے یہ بھی ایک لغت ہے فصیح لغت بنا سے مثلثہ ہے **ینسلون** کے معنی ہین یسرعون ویعدون یعنی قبرون سے زندہ ہوکر نکلین گے جلدی کرتے دوڑتے ہوئے جائینگے بطریق جبر وقہر کے نہ بطور اختیار کے نسل ونسلان کہتے ہین جلدی کرنے کو چلنے مین محاورے مین بولتے ہین نسل الذئب نسیل جیسے ضرب یضرب اور نسُل بضم بھی کہتے ہین غرضکہ جسوقت بسبب نفخہ صور کے اپنی قبرون سے مبعوث ہونگے تو کہینگے یا ویلنا اپنی ویل وخرابی کو پکارین گے گویا اوس سے کہین گے کہ اے خرابی تو کہان ہے حاضر ہو یہ تو تیری حاضری کا وقت ہے **ویل** مصدر ہے بمعنی ہلاک ہے اسکا فعل اسکے لفظ سے نہین ہے بلکہ اوسکے معنی سے ہے یعنی ہلک قائل اس ویل کے کفار ہین **ابن انباری** کہتے ہین کہ وقف یا ویلنا پر وقف حسن ہے پھر من بعثنا من مرقدنا سے ابتدا سے کلام ہوتی ہے جمہور نے یا ویلنا پڑہا ہے اور ابن ابی لیلی نے یا ویلتنا بزیادت حرف تا اور جمہور نے من بعثنا کو بفتح میم بنا بر استفہام اور بعثنا کو بصیغہ ماضی پڑہا ہے حضرت ابن عباس وضحاک وابونہیک نے

بکسر میم بنا بر حرف جر اور بعثنا بصیغہ مصدر یہ قرات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اسکی بنا پر حرف من متعلق ہوگا ویل سے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قرات مین من اسبنا ہے ماخوذ ہبّ من نومہ اذا انتبہ سے جب کوئی شخص اپنی نیند سے جاگتا ہے تو کہتے ہین ہبّ من نومہ **مرقدنا** کہتے ہین مضجع کو مضجع کہتے ہین لیٹنے سونے کی جگہہ کو یعنی کس نے اوٹھایا ہمکو ہماری خوابگاہ سے چونکہ بسبب مشاہدہ ہول وفزع کے اونکی عقلین خلط ملط ہوگئین اس لئے خیال کیا کہ وہ سوتے تھے کسی نے کہا یہ اوسوقت کہین گے کہ جہنم کا معائنہ کرینگے ابو صالح نے کہا کہ جسوقت پہلا نفخہ پھونکا جائے گا تو اہل قبور سے عذاب اوٹھالیا جائے گا اور دوسرے نفخہ تک ایک نیند سوئینگے مجاہد سے مروی ہے کہ وہ راحت پائینگے عذاب سے ذرا پہلے دوسرے نفخہ سے اونکو نیند کا مزہ چکھین گے کسی نے کہا کہ درمیان دونون نفخون کے اللہ پاک اونسے عذاب رفع کردے گا تو وہ سوجائینگے پھر دوسرے نفخے مین جب مبعوث ہونگے تو ہول قیامت کا معاینہ کرینگے اور ویل پکارینگے ان قولون کی بنا پر اون کا قول من مرقدنا حقیقت ٹھیرے گا کیونکہ مرقد حقیقت خوابگاہ کو کہتے ہین قولہ تعالی **ھذا ما وعد الرحمن** آلایہ جواب ہے اونکو فرشتون کی طرف سے یا مومنین متقیین کی جہت سے کسی نے کہا کہ مجلہ کلام کفار ہے ایک دوسرے کو یہ جواب دینگے اول کے قائل ہین اور دوسرے کے مجاہد قتادہ نے کہا کہ یہ اللہ پاک کے قول سے ہے کلمہ ما موصولہ ہے اور ضمیر اوسکی محذوف ای ہذا الذی وعدہ الرحمن وصدق فیہ المرسلون قد حق علیکم ونزل بکم یعنی یہ جسکا رحمن نے وعدہ کیا اور رسول اوسمین سچے ہوئے تمپر ثابت ونازل ہوا وعدہ وصدق کے دونون مفعول محذوف ہین ای وعدکموہ الرحمن وصدقکموہ المرسلون اصل وعدکم بہ وصدقکم فیہ ہے یا وعدناہ الرحمن وصدقناہ المرسلون ہے اس بنا پر کہ یہ مومنین کے قول سے یا کفار کے قول سے ٹھیرے ایسے وقت مین اقرار کیا کہ اقرار اونکو نفع نہین دیتا ہے پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت ذکر فرمائی **ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم جمیع لدینا محضرون** یعنی نہین ہوگا یہ نفخہ ثانیہ جسکا ذکر ابھی گزرا ہے مگر ایک چنگھاڑ جسکو اسرافیل پھینکے گا اپنے ہونٹ کنکنے سے صور مین پھر تب ہی وہ جلدی سے ہمارے پاس جمع کئے حاضر ہوئے ہونگے وسطے حساب وعقاب کے **قرطبی** نے کہا یعنی اونکا اوٹھانا اور زندہ کرنا ہوگا ایک صیحہ سے وہ یہ قول ہے اسرافیل علیہ السلام کا ایتہا العظام النخرۃ والاوصال المتقطعۃ والعظام المتفرقہ

والشعور المتمزقة ان الله یامرکن ان تجتمعن لفصل القضاء یعنی اوکو کری ہڈیوا ورکڑے
ٹکڑے ہوئے جوڑو اور جدا جدا پڑی ہوئی ہڈیوا ور ریزہ ریزہ ہوئی بالو بیشک اللہ تمکو امر فرماتا ہے
کہ تم فیصلے کے واسطے اکھٹے ہوجاؤ اور یہ معنی ہین اس آیت کے یوم یسمعون الصیحة بالحق
ذلك یوم الخروج قولہ تعالیٰ فاذا ہم جمیع مبتدا وخبر ہے جمیع نکرہ ہے حضرون اسکی صفت ہے
محضرون کے معنی ہین مجموعون موقف حساب مین حاضر کئے جائینگے غرضکہ جو عذاب اونکے واسطے
تیار کیا گیا ہے جسوقت وہ اوسکو دیکھین گے توحق کے ثابت کرنے کو اور اونکی سرزنش کرنے کو جو بات
اونسے کہی جائیگی اللہ پاک نے اوسکی حکایت فرمائی **فالیوم لاتظلم نفس شیئا** الآیہ یعنی پھر آج کے
دن ظلم نہ کیا جاسے گا کوئی نفس نفوس مین سے کچھ اوس شے سے جسکا وہ مستحق ہے مطلب یہ ہے
کہ اوسکے ثواب عمل سے کچھ بھی کمی نہ کیجائیگی اور نہ وہ اوسپر ظلم کیا جائے گا ساتھ کسی نوع کے انواع ظلم سے
اور نہ جزا دئے جاؤ گے تم مگر جزا اوس شے کی جسکو تم کرتے تھے دنیا مین یا مگر بسبب اوس شے کے جسکو
تم کرتے تھے یا اوسکے مقابلہ مین **زادہ** نے کہا کہ فالیوم منصوب ہے لاتظلم سے اور شیئا مفعول لہ
ہے یا مصدر اسے شیئا من الظلم پس لاتظلم نفس تو واسطے امان مومن کے ہے اور لاتجزون واسطے
یاس کافر کے کسی نے کہا اسمین کیا فائدہ ہے کہ جب یاس مجرم کی طرف اشارہ کیا تو طریق خطاب کو اختیار
فرمایا اور امان مومن کی طرف اشارہ کرتے وقت خطاب سے عدول کیا سو اسکا یہ جواب ہے کہ لاتظلم نفس
شیئا عموم کا فائدہ دیتا ہے اور اس مقام مین مقصود یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہ کریگا مومن ہو
یا کافر ہاں لاتجزون سو یہ خاص ہے ساتھ کافر کے اس لئے کہ اللہ پاک جزا دیگا مومن کو ساتھ اوس
شے کے جو اوسنے نہین کی وراثت کی جہت سے اور اختصاص الہی کی جہت سے وہ خاص کرتا ہے
اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہے جسطرح کہ اوسکو جزا دیگا اعمال کی جہت سے پس اس لئے اول مین
خطاب کو ترک کیا اور ثانی مین خطاب لایا **بالجملہ** جب اللہ پاک نے کافرون کا حال ذکر کیا تو بعد اوسکے
اپنے نیک بندون کے حال کی حکایت فرمائی اور اسکو منجملہ اون باتون کے ٹھیرایا جو اوسدن کفار سے
کہی جائینگی اونکی حسرت و ندامت بڑہانے کو اور اونکی جزع و فزع کے کامل کرنے کو اور جو بلا اونپر نازل
ہوئی اور جس شقاوت و بدبختی کا اونہون نے مشاہدہ کیا اوسکے پورا کرنے کو پھر جو عذاب اللہ پاک نے اونکے
لئے تیار کر رکھا ہے اور جو انواع و اقسام کے عیش و آرام اپنے دوستون کے واسطے مہیا کئے ہین

جب وہ اسکو دیکھینگے تو اونکے دلون مین بغایت ایذا ہوپہنچے گی اور اونکے سینون مین اتنی تنگی ہوگی جسکا اندازہ غیر ممکن ہے پس ارشاد فرمایا ان اصحاب الجنۃ الیوم فی شغل فٰکھون ج ○ ھم وازواجھم فی ظلٰل علی الارائک متکئون ج ○ لھم فیھا فاکھۃ ولھم مایدعون ج ○ سلم قولا من رب رحیم ○ تحقیق بہشت کے لوگ آج ایک دہندے مین ہین باتین کرتے وہ اور اون کی عورتین سایون مین تختون پر بیٹھی ہین تکیے لگائے اونکو دہان ہے میوہ اور اونکو ہے جو مانگ لین سلام بولنا ہے رب مہربان سے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے اہل جنت کے کہ قیامت کے دن جسوقت وہ عرصات سے کوچ کرینگے تو جنتون کے چمنون مین نازل ہون گے اس بات کے کہ وہ شغل مین ہین اپنے غیر سے بسبب اوس نعیم مقیم وفوز عظیم کے جسمین وہ ہین حضرت حسن بصری واسمعیل بن خالد نے کہا کہ وہ شغل مین ہین اوس عذاب سے جسمین اہل نار ہین مجاہد نے کہا فی شغل فاکھون اسے فی نعیم معجبون اسے بہ اسی طرح قتادہ نے کہا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا فاکھون اسے فرحون حضرت عبداللہ بن مسعود وحضرت ابن عباس وسعید بن مسیب وعکرمہ وحسن وقتادہ واعمش وسلیمان تیمی واوزاعی نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ شغل اونکا افتضاض ابکار ہے یعنی کنواری عورتون کا بکر توڑنا ایک روایت مین حضرت ابن عباس سے بسماع الاوتار ہے یعنی باجون کے سننے سے وہ خوش ہوتے ہونگے ابوحاتم نے کہا شاید یہ سننے والے کی غلطی ہے وہ تو یہی افتضاض الابکار ہے **قولہ تعالی وہم ازواجہم** مجاہد نے کہا وقرائنہم فی ظلال اسے فی ظلال الاشجار یعنی وہ اور اونکی بیبیان درختون کے سایون مین ہین **علی الارائک متکئون** حضرت ابن عباس ومجاہد وعکرمہ ومحمد بن کعب وحسن وقتادہ وسدی وخصیف نے کہا الارائک ہے الاسرۃ تحت الحجال یعنی ارائک سے مراد تخت ہین نیچے چھپر کھٹون کے حافظ ابن کثیر کہتے ہین نظیرہ فی الدنیا ہذہ التخوت تحت البشاخین واللہ سبحانہ وتعالی اعلم یعنی نظیر ارائک کی دنیا مین یہی تخت ہین جو بشاخین کے نیچے ہوتے ہین شاید مراد بشاخین سے سرہانے اور چھپر کھٹ ہین **لھم فیھا فاکھۃ** یعنی واسطے اونکے جنت مین میوے کے سارے اقسام ہین **ولھم مایدعون** یعنی جو چیز طلب کرینگے پائینگے جمیع اصناف ملاذ سے غرض یہ ہے کہ لذت ومزے کی چیزون سے جو کچھ مانگینگے وہ پائینگے **ابن ابی حاتم** نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

۷۲ مجال جمع حجلۃ بفتحتین یعنی خانہ کہ وی مانند

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو الاھل مشمرا الی الجنۃ فان الجنۃ لاخطر لھا ھی ورب الکعبۃ نور یتلألأ وریحانۃ تھتز وقصر مشید ونھر مطرد وثمرۃ نضیجۃ وزوجۃ حسناء جمیلۃ وحلل کثیرۃ ومقام فی ابد فی دار سلامۃ وفاکھۃ خضرۃ وخیرۃ ونعمۃ ومحلۃ عالیۃ بھیۃ قالوا یا رسول اللہ نحن المشمرون لھا قال صلے اللہ علیہ والہ وسلم قولوا ان شاء اللہ فقال القوم ان شاء اللہ وکذا رواہ ابن ماجہ فی کتاب الزھد من سننہ

یعنی خبردار ہے کوئی سعی وکوشش کرنے والا طرف جنت کے پس بیشک جنت کے واسطے کوئی عوض ومثل نہین ہے وہ قسم ہے رب کعبہ کی ایک نور ہے سب کے سب جھل جھلا رہا ہے اور ایک ریحانہ ہے کہ لہرا رہا ہے اور ایک محل ہے پکا اور ایک نہر ہے بہتی اور ایک میوہ ہے پختہ اور ایک بی بی ہے حسین جمیل اور جوڑے ہین بہت سے اور قیام گاہ ہے ہمیشگی مین گھر مین سلامتی کے اور ایک میوہ ہے سبز تر وتازہ اور خیر ونعمت ہے اور ایک محل ہے بلند روشن صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ہین سعی وکوشش کرنے والے واسطے اوسکے آپنے فرمایا کہو ان شاء اللہ پس قوم نے کہا ان شاء اللہ

ابن جریج نے کہا قال ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالی سلام قولا من رب رحیم فان اللہ تعالی نفسہ سلام علی اہل الجنۃ یہ جو حضرت ابن عباس نے فرمایا مثل اس آیت کے ہے تحیتھم یوم یلقونہ سلام ابن ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اس درمیان مین کہ اہل جنت اپنی نعیم مین ہونگے کہ ایک نور اونپر ساطع ہوگا تو وہ اپنے سر اوٹھائینگے پس ناگاہ رب تعالی نے مقرر اونپر جھانکا اونکے اوپر سے پھر کہا السلام علیکم یا اہل الجنۃ پس وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا سلام قولا من رب رحیم کہا پس وہ اونکی طرف نظر کریگا اور وہ اوسکی طرف نظر کرینگے پھر وہ التفات نہ کرینگے طرف کسی شے کے نعیم سے جبتک کہ اوسکی طرف نظر کرینگے یہانتک کہ وہ حجاب کریگا اونسے اور اوسکا نور وبرکت اونپر اور اونکے گھرون مین باقی رہجائیگا ورواہ ابن ماجۃ فی کتاب السنۃ من سننہ ابن جریر نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا اللہ تعالی جسوقت فارغ ہوگا اہل جنت ونار سے تو متوجہ ہوگا سایون مین اربعہ فرشتون کے کہا پھر وہ سلام کریگا اہل جنت پر تو وہ اوسکو سلام کا جواب دینگے محمد بن کعب قرظی نے کہا جو کہ عمر سے راوی ہین اور یہ اللہ تعالی کی کتاب مین ہے سلام قولا من رب رحیم پھر اللہ عزوجل فرمائے گا

مجھسے مانگو تو وہ کہینگے اے رب ہم تجھسے کیا مانگین فرمائے گا ہان مجھسے مانگو کہین گے اے
رب ہم تجھسے تیری رضا مانگتے ہین فرمائے گا کہ میری رضا نے تو تمکو میری دار کرامت مین نازل کیا ہے
کہین گے یارب یہ وہ کیا شے ہے جسکو ہم تجھسے مانگین پس قسم ہے تیری عزت وجلال وارتفاع مکان
کی اگر تو قسمت کرتا ہمپر رزق ثقلین کا تو البتہ ہم اونکو کہلاتے اور پلاتے اور پہناتے اور اونکو خدمتی
دیتے یہ سب ہمارا کچھہ کم نہ کرتا اللہ تعالی فرمائیگا بیشک میرے پاس مزید ہے قال ففیعل ذلک بہم
فی دہیم حتی یستوی فی مجلسہ کہا پہر آئینگے اونکے پاس تحفے طرف سے اللہ عزوجل کے اوٹھائے
ہوئے اونکو طرف اونکے فرشتے ثم ذکر نحوہ وہذا خبر غریب اور وہ ابن جریر من طرق واللہ اعلم ف
کونین وابن عامر نے شغل کو بضمتین پڑہا ہے اور باقی قرا نے بضم شین وسکون غین یہ دونو دو لغت
ہین جیسا کہ فراء نے کہا ہے مجاہد وفراء وابو السماک نے بفتحتین اور زید نحوی وابن مُبہرہ نے بفتح شین و
سکون غین شغل وہ شان وحال ہے جو روکتا ہے اور مشغول کرتا ہے آدمی کو اپنے سوا اوسکے سب
حالات سے اس لئے کہ وہ حال اوسکے نزدیک سارے حالات سے زیادہ تر مہم ہوتا ہے یا اوسکے سوا
کہ موجب کمال مسرت وبہجت کا ہوتا ہے یا کمال برائی اور غم کا یہان مراد اول ہے تنکیر وابہام شغل سے
یہ بات بتاتا ہے کہ وہ ایسا عالی درجہ شغل ہے کہ رتبۂ بیان سے بڑہا ہوا ہے اب رہی یہ بات کہ وہ کیا
شغل ہے سو اسمین اقوال ہین ایک قول یہ ہے جو اول گزر چکا ہے کہ کنواری عورتون کی بکارت توڑنے
مین مشغول ہون گے حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ مومن ہر بار جب اپنی بی بی کا ارادہ کریگا تو اوسکو کنواری
پائیگا اسکی مثل مرفوعاً بھی مروی ہے وکیع نے کہا کہ شغل اونکا سماع مین ہوگا ابن کیسان نے کہا کہ ایک
دوسرے کی زیارت وملاقات مین مشغول ہون گے کسی نے کہا کہ اوسدن اللہ جبار کی ضیافت مین
مشغول ہون گے کسی نے کہا کہ اہل نار جس حال مین ہین علی الاطلاق اس سے اونکو شغل ہوگا یا اونکے
گھر والے جو نار مین ہین اون سے مشغول ہونگے اونکی حال کی اونکو کچھہ فکر نہوگی اور اونکی کچھہ پروا نہ کرین گے تاکہ
اونکے عیش وآرام مین اوپر کسی طرح کا تنغص داخل نہو اولی یہ ہے کہ کسی شے معین کے ساتھہ شغل
کی تخصیص نہ کیجاے مراد یہ ہے کہ وہ ایسے انواع واقسام کی لذتون مین ہین جو اپنے ماسوا سے
بالکل اونکو مشغول کرتے ہین کیونکہ وہان تو وہ چیزین ہین جو نہ کسی آنکھ نے دیکھین اور نہ کسی کان نے
سنین اور نہ کسی کے دل پر اونکا خطرہ گزرا ہی یہ بات کہ اکابر سلف سے جو تفسیر شغل مین خاص خاص

اقوال مروی ہین جنکا ذکر اول ہوچکا ہے مثلاً کسی نے کہا کہ مراد اوس سے افتضاض ابکار ہے یا سماع ہے یا عرب اوتار ہے یا تزاور ہے یا ضیافت جبار سو مراد اونکی اس سے حصر شغل کا نہین ہے امور مذکورہ مین فقط بلکہ بیان ہے اس بات کا کہ یہ امور منجملہ اونکے اشغال کے ہین اور اونمین سے ہر ایک نے جو ان امور مین سے ہر ایک کو خاص کرکے ذکر کیا سو یہ اسپر محمول ہے کہ مقام بیان اوس کا مقتضی ہو **فاکھون** جمہور نے برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے ان کی اور فی شغل اوس سے متعلق ہے یا محل نصب مین ہے بنا بر حال یہ بھی جایز ہے کہ مرفوع ہو بنا بر خبر ان اور فاکھون خبر ثانی اعمش وطلحہ بن مصرف نے فاکہین پڑہا ہے بنصب بنا بر حال اور فی شغل خبر حضرت حسن وابو جعفر وابو حیوہ وابو رجا وشیبہ وقتادہ ومجاہد نے فکہون قرار نے کہا یہ دونون دو لغت ہین جیسے فارہ وفرہ اور حاذر وحذر کسائی وابو عبیدہ نے کہا کہ فاکہ ذو الفاکہہ ہے جیسے تامر ولابن بمعنی ذو التمر وذو اللبن اور فکہ بمعنی متفکہ ومتنعم ہے ابو زید نے کہا محاورے مین بولتے ہین رجل فکہ جبکہ وہ طیب النفس ضحوک ہو یعنی خوش طبع ہنسوڑ قتادہ نے کہا یعجبون مجاہد وضحاک نے مثل قول قتادہ کے کہا ہے اور سدی نے مثل قول کسائی کے کسی نے کہا ناعمون متلذذون فی النعمۃ ماخوذ ہے فکاہۃ سے فکاہہ کے معنی ہین تمتع وتلذذ ماخوذ فاکہہ سے یعنی وہ نعمت مین لذت لیتے ہین فرے اوڈھاتے ہین زادہ نے اسکی تفسیر طیب عیش ونشاط کی ہے یعنی وہ اچھے عیش ونشاط مین ہین جملہ **ہم وازواجہم** الآیہ مستانفہ ہے مقصود اس سے بیان کرنا ہے اونکے شغل وتفکہ کا اور انکا کامل کرنا ایسی شے کے ساتھ جو انکے سرور وبہجت کو بڑہائے وہ یہ ہے کہ اونکی ہمسایان اونکے ساتھ ہین اس صفت پر کہ سایون کے نیچے تختون پر تکیے لگائے بیٹھے ہین ضمیر ہم کی مبتدا ہے اور وازواجہم اوسپر معطوف ہے اور متکئون خبر ہے یہ بھی جایز ہے کہ ہم تاکید ہو اوس ضمیر کی جو فاکھون مین ہے اور وازواجہم اوس ضمیر پر معطوف ہو اور متکئون کا رفع اس بنا پر ہو کہ مبتدا ے محذوف کی خبر ہے اور فی ظلال اوس سے متعلق ہو یا حال ہو اور اسی طرح علی الارائک ابو البقا نے یہ جایز رکھا ہے کہ فی ظلال خبر ہے اور علی الارائک کلام مستانف ہے جمہور نے ظلال بکسر ظا والف پڑہا ہے یہ جمع ہے ظل بمعنی سایہ کے حضرت ابن مسعود وعبید بن عمیر واعمش ویحیی وحمزہ وکسائی وخلف نے ظلل بضم ظا بدون الف پڑہا ہے ظلل جمع ہے ظلہ کی دونون قراتون کی بنا پر

مراد فرش وستور ہین جو اونپر سایہ کرتے ہین جیسے خیمے اور جسپر کٹ ظل وہ جگہہ ہے جسپر دہوپ نہین پڑتی ہے اور ظلہ وہ شے ہے جو تجھے دہوپ سے ستر کرتی ہے **ارائک** جمع ہے اریکہ کی جیسے سفائن جمع ہے سفینہ کی مراد اوس سے وہ تخت ہین جو حجلون مین ہوتے ہین احمد بن یحیی ثعلب نے کہا ہے کہ اریکہ نہین ہوتا ہے مگر تخت قبی مین مقاتل نے کہا کہ مراد ظلال سے اکنان قصور ہین یعنی محلون کی چھت[۱] جنسے دہوپ وغیرہ کا بچاؤ ہوتا ہے **جملہ لہم فیہا فاکہۃ** سے مقصود بیان کرنا ہے کہانے پینے کی چیزون کا اور جسمانی روحانی لذتون کا جنسے وہ جنت مین تمتع اوٹہائین گے اور مزہ لین گے بعد بیان اسکے کہ وہان اونکے واسطے مجالس انس ومحافل قدس ہین یعنی انواع فواکہ کے ہر نوع سے اونکے لئے بہت سا میوہ ہے **ولہم ما یدعون** کا یدعون صلہ ہے اور عائد محذوف ای ما یدعونہ یا موصوفہ ہے یا مصدریہ یدعون مضارع ہے ادعی کا اصل اسکی یدتعیون ہے بروزن یفتعلون ضمہ یا پر ثقیل تہا نقل کرکے ماقبل کو دیا پہر التقاء ساکنین کی وجہ سے حرف یا حذف کیا گیا تو یدتعون ہوا پہر تا کو دال سے بدلا اور دال کو دال مین ادغام کیا تو یدعون ہوگیا غرضکہ باب افتعال ہے دعا یدعو سے اور تمنا کے معنی اسکو پلائے گئے ہین ابو عبیدہ نے کہا کہ یدعون بمعنی تیمنون ہے عرب بولتے ہین ادّع علی ماشئت ای تمن یعنی تمنا کر مجہپر جس شے کی تو چاہے وفلان فی خیر ما یدعی ای تیمنی مطلب یہ ہے کہ جنت مین اونکے لئے وہ شے ہے جسکی وہ تمنا کرینگے زجاج نے کہا کہ دعا سے ہے ای ما یدعونہ اہل الجنۃ یا تیم من دعوت غلامی یعنی اہل جنت جس شے کو بلائین گے وہ اونکے پاس آئے گی پس افتعال بمعنی فعل ہوگا جیسے اجتمال بمعنی جمل[۲] اور ارتحال بمعنی رحل کسی نے کہا کہ افتعل بمعنی تفاعل ہے ای ما یتداعونہ[۳] کقولہم ارتمواوتراموا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جو کوئی اونمین سے دعوی کرے گا کسی شے کا تو وہ اوسکے واسطے ہوگی کیونکہ اللہ پاک نے اونکو مطبوع ومخلوق کیا ہے اسپر کہ کوئی اونمین کا دعوی نکرے کسی شے کا مگر اس حال مین کہ اوسکا دعوی کرنا اوسکو حسین و جمیل ہے کسی نے یدعون تخفیف پڑہا ہے معنی اسکے واضح ہین ما یدعون مبتدا ہے اور لہم خبر اور جملہ معطوف ہے ماقبل پر ابن انباری نے کہا کہ یدعون پر وقف حسن ہے پہر سلام سے ابتدائے کلام ہے باین معنی کہ لہم سلام کسی نے کہا کہ سلام خبر ہے ما کی اے مسلم خالص اوذ وسلامۃ اور لہم سلام سے متعلق ہے باین معنی کہ ما یدعونہ سلام خالص لہم لا ینازعہم فیہ منازع یعنی جس شے کی وہ تمنا کرینگے وہ سالم وخالص ہوگی

[۱] اس بنا پر اریکہ ہونے کی کیا ضرورت ہے اہل جنت صرف پلنگون کے نیچے سایون جنون کے نیچے بیٹہکے ہین تخت ہون یا پلنگ ہون سب برابر ہے

[۲] ۱۲ منہ

[۳] جہان چیز کی تمنا کرینگے وہان حاضر ہوجائیگی

[۱] یعنی ان محلون کی چھت

[۲] اصل میں جمل ہے فتحتین کے ساتھ

[۳] اصل میں یتداعونہ ہے

اونکے واسطے کوئی نزاع کرنے والا اوسمین اونسے نزاع نکریگا رفع سلام کی ایک وجہ یہ ہوئی دوسری
وجہ یہ ہے کہ سلام بدل ہے ما سے ای ولہم سلام ای ان یسلم اللہ علیہم یعنی جنت والون کے واسطے
یہ ہے کہ اللہ پاک اونپر سلام کریگا اور یہ اونکی تمنا و مراد ہے یہ قول زجاج کا ہے اور زمخشری نے بھی
یہی کہا ہے اسمین یہ خلل ہے کہ جب بدل ہوگا تو ما یدعون خاص ہوجائے گا حالانکہ ظاہر اولی یہ ہے کہ لہم
ما یدعون عموم پر محمول ہو اور یہ سلام بدخول اولی اوسکے تحت مین داخل ہو ما یدعون کو کسی نوع خاص پر مقصور
کرنا بے وجہ ہے گو سلام اوسکی اشرف انواع ہے عموم پر محمول کرنے سے غرض تحقیق ہے معنی عام
کے اور رعایت ہے اوس شے کی جسکی نظم قرآنی مقتضی ہے اور جب عموم ہوگا تو اوس سے بدل نہ ٹہریگا
تیسری وجہ یہ ہے کہ سلام صفت ہے ما کی اس بنا پر کہ ما موصوفہ بمعنی شے ہے یدعون صفت اول اور
سلام صفت ثانی موصولہ و مصدریہ کی صورت مین بسبب اختلاف تعریف و تنکیر کی صفت ہونا متعذر ہوگا
چوتھی وجہ یہ ہے کہ سلام خبر ہے مبتدا محذوف کی ای ہو او ذلک سلام پانچوین یہ ہے کہ سلام مبتدا
ہے اور خبر اوسکی وہ فعل ہے جو ناصب ہے قولا کا اے سلام یقال لہم قولا کسی نے کہا کہ تقدیر سلام
علیکم ہے چھٹی یہ ہے کہ سلام مبتدا ہے اور خبر اوسکی من رب رحیم ہے اور قولا مصدر مؤکد ہے واسطے
مضمون جملہ کے اور یہ مصدر مع اپنی عامل کے جملہ معترضہ ہے درمیان مبتدا و خبر کے یہ سب وجود توقرات
جمہور کی بنا پر تھے جو کہ برفع سلام ہے حضرت اُبَی و حضرت ابن مسعود و عیسی رضی اللہ عنہم نے سلاما نصب
پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا ای سلم اللہ علیہم فی الجنۃ سلاما یعنی اللہ پاک اونپر
سلام کرے گا جنت مین سلام کرنے کر واسطے اونکی تعظیم و اکرام کے یا منصوب ہے بنا بر حال بمعنی خالصا
ای لہم ولہم خالصا یعنی واسطے اونکے مراد اونکی ہے درآن حال کہ وہ سالم و خالص ہے کوئی منازع
اون سے اوسمین نزاع نکریگا سلام یا تو تحیت سے ہے یا سلامت سے محمد بن کعب قرظی نے سلم پڑہا
ہے گویا یون کہا کہ ما یدعون سلم لہم لانتیازعون فیہ نصب قولا کا اس بنا پر ہے کہ مفعول مطلق ہے فعل
محذوف کا اے قال اللہ لہم ذلک قولا او یقول لہم قولا او یقال لہم قولا من رب رحیم ای من جہۃ کہا ہے
کہ اللہ پاک اونکی طرف سلام بھیجے گا مقاتل نے کہا کہ فرشتے اہل جنت پر داخل ہونگے ہر دروازے
سے کہین گے سلام علیکم یا اہل الجنۃ من رب رحیم حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ان اللہ ہو یسلم علیہم یعنی
خود اللہ پاک اونپر سلام کرے گا اور اسی طرح حدیث جابر رضی اللہ عنہ مین اول گزر چکا ہے کہ اللہ پاک

فرمائیگا السلام علیکم یا اہل الجنۃ صرف محلی نے کہا ہے کہ سلام مبتدا ہے اور قولا نزع خافض منصوب ہے
اے یقال اور من رب رحیم اوسکی خبر ہے غرضکہ جو بات مؤمنین سے کہی جائے گی جب الہدہاک
اسکا ذکر کر چکا تو جو کچھ مجرمین سے کہا جائے گا اوسکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا وامتازوا الیوم ایھا
المجرمون ○ الم اعھد الیکم یٰبنی اٰدم ان لا تعبدوا الشیطٰن ج انہ لکم عدو مبین
وان اعبدونی ط ھذا صراط مستقیم ○ ولقد اضل منکم جبلا کثیرا ط افلم تکونوا
تعقلون ○ اور تم الگ ہوجاؤ آج اے گنہگار مومنین نے نہ کہہ رکھا تھا تمکو اے آدم کی اولاد کہ
نہ پوجو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھکو یہ راہ ہے سیدھی اور وہ بہکا لے گیا
تمہین سے بہت خلق کو پھر کیا تمکو بوجھ نہ تھی انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین
اللہ پاک خبر دیتا ہے اوس شے کی جسکی طرف کفار کا حال رجوع کریگا قیامت کے دن وہ
یہ ہے کہ اونکو حکم دیگا کہ مؤمنین سے اپنے موقف مین الگ ہوجائین کما قال تعالے
ویوم نحشرھم جمیعا ثم نقول للذین اشرکوا مکانکم انتم وشرکاؤکم فزیلنا بینھم
وقال عزوجل ویوم تقوم الساعۃ یومئذ یتفرقون یومئذ یصدعون یعنی وہ دو صدع دو
فرقے ہوجائینگے احشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانوا یعبدون من دون
اللہ فاھدوھم الی صراط الجحیم قولہ تعالی الم اعھد الیکم الآیہ تقریع وسرزنش ہے
طرف سے اللہ پاک کی کفار بنی آدم کو جنہون نے شیطان کی اطاعت کی حالانکہ وہ اونکا کھلا دشمن ہے
اور رحمن کی نافرمانی کی اور اسی نے اونکو پیدا کیا اور رزق دیا اسی لئے یون فرمایا ان اعبدونی الآیہ
یعنی مین نے تمکو دار دنیا مین امر کیا تھا شیطان کے عصیان کا اور اپنی عبادت کا تمکو حکم دیا تھا اور یہ وہی
سیدھی راہ ہے سو تم اسکے سوا چلے اور جس بات کا مین نے تمکو امر کیا تھا تمنے اوسمین شیطان کی
پیروی کر لی اسی لئے یہ فرمایا ولقد اضل منکم جبلا کثیرا جبلا کو بکسر جیم وتشدید لام بولتے ہین
اور بضم جیم وباء وتخفیف لام بھی اور بعض حرف باء کو ساکن کرتے ہین مراد اس سے خلق کثیر ہے یہ قول مجاہد
وقتادہ وسدی وسفیان بن عیینہ کا ہے قولہ تعالی افلم تکونوا تعقلون یعنی کیا پھر تمکو عقل نہ تھی اس بات
مین کہ تمنے اپنے رب کی مخالفت کی اوس امر مین جسکا تمکو حکم دیا کہ اوسی وحدہ لاشریک لہ کو پوجو اور تمنے
اتباع شیطان کی طرف میل کیا ابن جریر نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جبکہ قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ امر فرمائیگا تو نکلی گی اوس سے
ایک عُنق ساطع مظلم کہے گی الم اعہد الیکم تا تعقلون ہذہ جہنم التی کنتم توعدون وامتازوا الیوم ایہا المجرمون
پس لوگ جدا ہو جائینگے اور گھٹنوں کے بل بیٹھین گے اور یہ وہی ہے جو اللہ عزوجل فرماتا ہے وتری
کل امۃ جاثیۃ کل امۃ تدعی الی کتابہا الیوم تجزون ما کنتم تعملون ف یہان بھی قول
مقدر ہے ای ویقال للمجرمین امتازوا ای اعتزلوا ماخوذ ہے مازہ یمیزہ سے جب تو کسی شے کو کسی شے
سے الگ کرے گا تو حسب محاورۂ عرب یون کہے گا مزت الشیء من الشیء معنی یہ ہین کہ مجرمون سے
کہا جائے گا الگ ہو جاؤ مقاتل نے کہا معنی یہ ہین اعتزلوا الیوم یعنی فی الآخرۃ من الصالحین یعنی تم الگ
ہو جاؤ آخرت مین صالحین سے سدی نے کہا علحدہ ہو جاؤ زجاج نے کہا انفردوا عن المؤمنین یعنی
تنہا ہو جاؤ مومنین سے یہ اوسوقت ہوگا کہ مومنین جمع کیے جائینگے اور اونکو جنت کی طرف لیجائین گے
کسی نے کہا کہ ہر کافر کے واسطے نار مین ایک گھر ہے سو وہ اوس گھر مین داخل کیا جائے گا اور اوسکا
دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اوسمین ہوگا نہ وہ کسی کو دیکھے گا نہ اوسے کوئی دیکھے گا پس
اس قول کی بنا پر خود مجرمین ایک دوسرے سے الگ الگ ہونگے قتادہ نے کہا کہ وہ ہر خیر سے علیحدہ
کیے گئے ضحاک نے کہا کہ مجرمین بعض بعض سے جدا ہونگے پس یہود ایک فرقہ جدا ہوگا اور نصاریٰ ایک
فرقہ اور مجوس ایک فرقہ اور صابئین ایک فرقہ اور بت پرست ایک فرقہ داؤد بن جراح نے کہا کہ مسلمین
مجرمین سے جدا ہون گے مگر اصحاب اہواء سو وہ مجرمون کے ساتھ ہون گے پھر اللہ پاک نے اونکو توبیخ
و تقریع کی ارشاد فرمایا الم اعہد الیکم الآیہ یہ بھی منجملہ اوسکے ہے جو اونسے کہا جائے گا عہد یعنی وصیت ہے
اور پہلے سے کہدینا کسی امر کا جسمین خیر و منفعت ہے یہان مراد وہ اوامر و نواہی ہین جنکے ساتھ اللہ پاک
نے رسولون کی زبانون پر اونکو مکلف کیا یعنی کیا مین نے تمکو وصیت نہین کی تھی اور اپنے رسولون کی
زبانی یہ بات تمکو نہین پہونچا دی تھی کہ عبادت مت کرو شیطان کی یعنی اوسکی اطاعت مت کرو زجاج نے
کہا معنی یہ ہین الم اقدم الیکم علی لسان الرسل یا بنی آدم یعنی کیا مین نے پہلے سے نہین پہونچا دیا تھا
ف تمہارے رسولون کی زبان پر اے بنی آدم مقاتل نے کہا یعنی الذین امروا بالاعتزال مطلب یہ ہے
کہ مخاطب اسکے وہی لوگ ہین جنکو جدا ہونے کا امر ہوا کسی نے کہا مراد اس عہد سے یہان وہ میثاق ہے
جو اون پر لیا گیا جبکہ آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالے گئے تھے کسی نے کہا مراد وہ دلائل عقلی ہین

ف مراد عنق سے ایک طائفہ ہے یعنی ایک طائفہ ایک جگہ جمع ہوگا اور اونکو جہنم کی طرف لیجائینگے ف اور اونسے کہا جائے گا ف یہ وقف لازم ہے یعنی ہمارا تم سے کچھ علاقہ نہین ہے اپنے اپنے فرقہ کے ساتھ جاؤ جنکی تم دنیا مین پیروی کرتے تھے ف جب تم کفر کرتے تھے ف اور اونکو توبیخ کے طور پر کہا جائے گا ف ہو ہی ہے جسکی وہ پیروی کرتے تھے ف اور اونکی مخالفت کرتے تھے ف ہمارے نفس اور اونکی خواہش ف ہمارے اور اونکے درمیان ف یہ وقف لازم ہے ف اور اونکو ہدایت کی جائے گی

جوالد پاکنے اونکے واسطے نصب کیے اور اونمین مرکوز فرمائے اپنے آسمان وزمین مین اور وہ
نقلی دلائل جو اون پر نازل کیے **عبادت** شیطان سے مراد اوسکی طاعت ہے اوس شے
مین جسکا وسوسہ اونکی طرف پہونچاتا ہے اور اوسکو اونکے واسطے اچھا کرکے دکھاتا ہے اس طاعت کو
جو یہ آیہ عبادت مین امر فرمایا سو مقصود اس سے زیادت تحذیر و تنفیر ہے طاعت شیطان سے گویا اوسکا کہا ماننا اوسکا پوجنا
ہے غرضکہ طاعت شیطان سے اور اوسکے وسوسے قبول کرنے سے جو نہی کی اوسکی یہ تعلیل ذکر فرمائی کہ انہ لکم عدو مبین یعنی تم اوسکا
کہا مت مانو اور اوسکے وسوسے قبول مت کرو اسواسطے کہ وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے پھر بعد اسکے اپنی عبادت
کا امر فرمایا واں اعبدون کلمۂ ان دونون جگہہ مفسرہ ہے عہد کا جسمین قول کے معنی ہین یعنی وہ عہد
یہ ہے کہ شیطان کو مت پوجو اور مجھے پوجو یہ بھی جایز ہے کہ دونو جگہہ مصدریہ ہو ای الم اعہد الیکم بان
لاتعبدوا و بان اعبدونی یا فی ترک عبادۃ الشیطان و فی عبادتی نہی کو امر پر مقدم کیا سو اسکے دو فائدے
ہین ایک یہ ہے کہ تخلیہ مقدم ہوتا ہے تحلیہ پر یعنی نفس کا رذائل سے خالی کرنا مقدم ہے اوسکے
آراستہ کرنے پر ساتھہ فضائل کے جسطرح کہ کلمۂ توحید مین نفی مقدم ہے اثبات پر دوسرا یہ ہے کہ ھذا
صراط مستقیم اوس سے متصل ہوجائے کیونکہ یہ اشارہ ہے طرف عبادت اللہ تعالی کے جو کہ
عبارت ہے توحید و اسلام سے یعنی یہ توحید و اسلام نہایت درجے کا سیدہا رستہ ہے اس سے بڑھکر
اور کوئی سیدہی راہ نہین ہے پھر اللہ پاک نے واسطے تشدید تقریع کے اور تاکید توبیخ کے جملۂ مستانفہ
سے شیطان کی عداوت بنی آدم سے ذکر کی پس فرمایا ولقد اضل منکم جبلا کثیرا حرف لام
توطئیہ قسم کا ہے یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ مقرر اوسنے بہکایا ہے تم مین سے خلق کثیر کو جیسا کہ مجاہد نے
کہا ہے یا جموع کثیرہ کو جیسا کہ قتادہ نے کہا ہے یا امم کثیرہ کو جیسا کہ کلبی نے کہا ہے **نافع** و عاصم
نے بکسر جیم و با و تشدید لام اور ابو عمرو ابن عامر نے بضم جیم و سکون با اور باقی قراء نے بضمتین مع تخفیف
لام پڑہا ہے ابن ابی اسحق و زہری و ابن ہرمز نے بضمتین مع تشدید لام اور اسی طرح حضرت حسن و عیسی بن
عمر و نضر بن انس نے اور ابو حیوہ و حماد بن سلمہ و اشہب عقیلی نے بکسر جیم و اسکان با و تخفیف لام نحاس نے
کہا کہ ابین ان سب کے پہلے قرات ہے دلیل اسپر یہ ہے کہ والجبلۃ الاولین کو سب نے بکسر جیم و با و تشدید
لام پڑہا ہے پس جبلا جمع جبلہ کی ہوگی اور اشتقاق سب کا جبل اللہ الخلق سے ہے ای خلقہم تعلبی نے
کہا کہ سارے قراء تین بمعنی خلق ہین **کسیبویہ** جیلا بجیم و یاے تحتیہ پڑہا ہے ضحاک نے کہا کہ

جیل واحد دس ہزار کا ہوتا ہے اور کثیر کا شمار نہین کرسکتا ہے مگر اللہ عزوجل یہ قرارت حضرت علی بن
ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے بھی مروی ہے **افلم تکونوا تعقلون** کو جمہور نے تباے خطاب پڑہا
ہے اور طلحہ وعیسی نے بیاے غیبت ہمزہ واسطے تقریع وتوبیخ کے ہے اور حرف فا واسطے عطف
کے مقدر پر جسکا مقام مقتضی ہے چنانچہ اسکے نظائر مین گزر چکا ہے اے اتشاہدون آثار العقوبات
فلم تکونوا تعقلون یعنی کیا تم مشاہدہ کرتے ہو عقوبتون کے نشانون کا پہر تم نہین بوجہتے ہو یا یہ معنی ہین کیا پہر
تم نہین بوجہتے ہو شیطان کی عداوت کو واسطے تمہارے یا کیا پہر تم نہین بوجہتے ہو اصلا کسی شے کو
کذا فی فتح البیان **پھر** جبوقت وہ دوزخ سے قریب ہونگے تو اونسے یہ کہا جائیگا **ھٰذہ جھنم**
التی کنتم توعدون ○ **اصلوھا الیوم بما کنتم تکفرون** ○ **الیوم نختم علی افواھھم**
وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون ○ **ولو نشاء لطمسنا علی**
اعینھم فاستبقوا الصراط فانی یبصرون ○ **ولو نشاء لمسخنٰھم علی مکانتھم فما**
استطاعوا مضیا ولا یرجعون ع ○ یہ دوزخ ہے جسکا تمکو وعدہ تہا بیٹہو اوسمین آج کردن بدلا اپنے
کفر کا آج ہم مہر کردینگے اونکے مونہہ پر اور بولین گے ہم سے اونکے ہاتہہ اور بتاوینگے اونکے پاؤن جو کچہہ
وہ کماتے تھے اور اگر ہم چاہین مٹادین اونکی آنکہین پہر دوڑین راہ لینے کو پہر کہانسے سوجہی اور اگر ہم
چاہین صورت بدل دین اونکی جہان کی تہان پہر نہ سکین آگے چلنا نہ وہ اولٹے پہرین انتہی **ف**
حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ قیامت کے دن بنی آدم کے کفار سے واسطے تقریع وتوبیخ کے کہا جائیگا اس
حال مین کہ جہنم اونکے سامنے لائی گئی ہوگی **ھٰذہ جھنم التی کنتم توعدون** یعنی یہ وہ جہنم ہے
جس سے تمکو رسولون نے ڈرایا سو تمنے اونکی تکذیب کی **اصلوھا الیوم بما کنتم تکفرون** کما
قال تعالی **یوم یدعون الی نار جھنم دعا ھٰذہ النار التی کنتم بھا تکذبون افسحر ھذا ام انتم لا تبصرون** قولہ تعالی **الیوم نختم علی افواھھم** الآیہ یہ حال ہے
کفار ومنافقین کا قیامت کے دن جبکہ انکار کرین گے اوس جرم کا جسکو دنیا مین کرچکے ہین اور قسم
کہا ئینگے کہ اوسکو نہین کیا تو اللہ پاک اونکے مونہہ پر مہر کردے گا اور اونکے اعضا کو بلوائے گا ساتہہ
اون کامون کے جو اونہون نے کئے ہین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہین ہم تھے نزدیک
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس آپ ہنسے یہانتک کہ آپ کی کچلیان کہل گئین پہر فرمایا کیا تم جانتے ہو

ع ۱۷ ۳

ل
جسمین بیان ہے کہ جو ہاتہہ پاؤن وغیرہ
کہ دوزخ مین جانے کے وقت اونکے
جسکے ذریعہ سے وہ گناہ کرتے تھے
اب اہل جہنم دوزخ مین ہونگے
سو جبتک وہ

مین کس شے سے ہنسا ہمنے عرض کیا کہ اللہ اور اوسکے رسول دانا تر ہین فرمایا کہ جھگڑنے سے بندے کے اپنے رب سے قیامت کے دن کہیگا رب میرے کیا تو نے مجھے پناہ نہین دی ظلم سے تو فرمائے گا ہان پس کہے گا مین جایز نہین رکھتا ہون اپنے اوپر کوئی گواہ مگر میرے نفس سے تو فرمائیگا کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا و بالکرام الکاتبین شہودا یعنی کافی ہے تیرا نفس آج کے دن تجھپر حساب لینے والا اور کرام کاتبین گواہ پھر اوسکے مونہہ پر مہر کردی جائے گی اور اوسکے اعضا سے کہا جائے گا بولو تو وہ بولین گے اوسکے عمل کو پھر تخلیہ کیا جائے گا درمیان اوسکے اور بات کرنے کے تو کہے گا بعدا لکن وسحقا فعنکن کنت اناضل یعنی تمکو دوری ہو مین تو تمہارے ہی طرف سے جھگڑتا تھا رواہ ابن ابی حاتم وقد رواہ مسلم والنسائی کلاھما عن ابی بکر بن ابی النضر عن ابی النضر عن عبید اللہ بن عبد الرحمن الاشجعی عن سفیان ھو الثوری یہ ثم قال النسائی لا اعلم احدا روی ھذا الحدیث عن سفیان غیر الاشجعی وھو حدیث غریب واللہ تعالی اعلم کذا قال وقد تقدم من روایۃ ابی عامر عن عبد الملک بن عمرو الاسدی وھو العقدی عن سفیان **عبد الرزاق** نے کہا ہمکو خبر دی معمر نے عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپنے فرمایا انکم تدعون مقدما علی افواھکم بالفدام فاول ما یسأل عن احدکم فخذہ وکفاہ رواہ النسائی عن محمد بن رافع عن عبد الرزاق بہ یعنی تم بلائے جاؤگے اس حال مین کہ تمہارے مونہہ دہان بند سے بند ہے ہونگے مطلب یہ ہے کہ بات کرنے سے ممنوع ہونگے مونہہ سے نہ بول سکین گے پس اول شے جو سوال کیجائیگی ایک تمہاری سی اوسکی ان ہے اور دونون ہتیلیان سفیان بن عیینہ نے عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث طویل قیامت مین روایت کیا ہے اوسمین کہا ہے پھر ملاقات کرے گا تیرے رب سے پھر فرمائیگا کیا ہے تو وہ عرض کریگا مین تیرا بندہ ہون مین ایمان لایا تجھپر اور تیرے نبی پر اور تیری کتاب پر اور روزے رکھے اور نماز پڑہی اور صدقہ دیا اور ثنا کرے گا ساتھہ بہتا اوس شے کے جسکی طاقت رکھے گا کہا پھر اوس سے کہا جائے گا کیا نہ اوٹھائین ہم تجھپر گواہ ہمارا کہا پھر وہ اپنے جی مین فکر کرے گا وہ کون ہے جو اوسپر گواہی دے گا پس اوسکے مونہہ پر مہر کردی جائیگی اور اوسکی ران سے کہا جائیگا بول کہا پھر بولی گی اوسکی ران اور اوسکا گوشت اور اوسکی ہڈیان ساتھہ اوس شے کے جو وہ کرتا تھا

اور یہ منافق ہے اور یہ اس لئے ہے کہ عذر قطع کردے اوسکے نفس سے اور یہ وہ ہے جسپر اللہ تعالیٰ
خفا ہوگا ورواہ مسلم ابوداؤد من حدیث سفیان بن عیینۃ بہ بطولہ پھر ابن ابی حاتم
نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اونہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو کہ فرماتے تھے بیشک اول ہڈی انسان کی جو کلام کرے گی جسدن کہ مونہہ پر مہر کی جائیگی اوسکی ران
ہے بائین پاؤن کی ورواہ ابن جریر عن محمد بن عوف عن عبد اللہ بن المبارک عن اسمعیل
بن عیاش بہ مثلہ امام احمد نے اسکی اسناد کو جید کہا ہے لفظ حدیث شریف کے یہ ہین ان اول
عظم من الانسان یتکلم یوم نختم علی الافواہ فخذہ من الرجل الشمال ابن جریر
نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بلایا جائیگا مومن واسطے حساب
کے قیامت کے دن پس پیش کریگا اوسپر رب اوسکا عمل اوسکے کو اوس شے مین جو درمیان اوسکے اور
اوسکے ہے تو وہ اقرار کریگا پس کہے گا ہان اے میرے رب عمل کیا مین نے
عمل کیا مین نے کہا پس بخشدے گا اللہ تعالیٰ واسطے اوسکے گناہ اوسکے اور ستر کرے گا اوسکو اونسے
کہا پس نہین ہے زمین پر کوئی خلق کہ دیکھے اون گناہون سے کسی شے کو اور اوسکی نیکیان ظاہر ہونگی
تو دوست رکھے گا کہ سارے لوگ اونکو دیکھین اور بلایا جائیگا کافر و منافق واسطے حساب کے تو پیش
کرے گا اوسپر رب اوسکا اوسکے عمل کو تو وہ انکار کرے گا اور کہے گا اے رب قسم ہے تیری عزت
کی البتہ مقرر لکھ لیا ہے مجھپر اس فرشتے نے اوس شے کو جو مین نے نہین کی تو فرشتہ اوس سے
کہے گا کیا تو نے نہین کیا ایسا فلان دن فلان مکان مین تو وہ کہے گا نہین قسم ہے تیری عزت کی اے
رب مین نے اوسکو نہین کیا پس جب وہ یہ کریگا تو اللہ تعالیٰ اوسکے مونہہ پر مہر کردیگا حضرت ابوموسیٰ
فرماتے ہین پس مین گمان کرتا ہون کہ اول شے جو اوسکی بولے گی سیدہی ران ہے پھر یہ آیت پڑھی الیوم
نختم الآیۃ قولہ تعالیٰ ولو نشاء لطمسنا علی اعینہم الآیۃ علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس
سے یہ ہے اگر ہم چاہتے تو البتہ گمراہ کردیتے اونکو ہدایت سے پھر وہ کیونکر راہ پاتے اور ایکبار کہا اگر ہم
چاہتے تو اونکو اندہا کردیتے حضرت حسن بصری نے فرمایا اگر اللہ چاہتا تو اونکی آنکھین مٹادیتا تو اونکو کردیتا
اندہے تردد کرتے سدی نے کہا اگر ہم چاہتے تو اونکی آنکھون کو اندہا کردیتے مجاہد و ابوصالح و قتادہ
و سدی نے کہا کہ مراد صراط سے طریق ہے ابن زید نے کہا اسجگہ مراد صراط سے حق ہے پھر وہ کہانسی

دیکھتے حالانکہ ہمنے اونکی آنکھین مٹادین عوفی کا لفظ حضرت ابن عباس سے فانی یبصرون کی تفسیر مین لایبصرون لکھا ہے **قولہ تعالیٰ ولو نشاء لمسخناھم علی مکانتھم الآیہ** عوفی کا لفظ حضرت ابن عباس سے اہلکناہم ہے سدی نے کہا یعنی لغیرنا خلقھم یعنی البتہ ہم بدل دیتے اونکی خلق کو ابو صالح نے کہا البتہ کردیتے ہم اونکو پتھر حضرت حسن بصری و قتادہ نے کہا البتہ بٹھا دیتا اونکو اونکے پاؤن پر اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے فما استطاعوا مضیا ولا یرجعون یعنی پھر وہ نہ سکتے چلنا آگے کی طرف اور نہ وہ لوٹتے پیچھے کی طرف بلکہ لازم پکڑتے ایک حال کو نہ آگے بڑھتے نہ پیچھے ہٹتے

ف جملہ ہذہ جہنم التی کنتم توعدون ستانفہ ہے بعد تمام توبیخ کے اسکے ساتھ اونکو خطاب کیا جائے گا جبکہ کنارۂ جہنم پر پہونچین گے یعنی فرشتے اونسے کہین گے یہ وہ جہنم ہے جسکا تمکو وعدہ دیا جاتا تھا دنیا مین رسولون کی زبان پر پھر اونسے کہین گے **اصلوھا الیوم بما کنتم تکفرون** یہ امر سرزنش و اہانت کا ہے جس طرح کہ اوسنے جگہ فرمایا ہے ذق انک انت العزیز الکریم یعنی تم اوس مین گھسو آج کے دن اور اوسکی گرمی کھینچو اور انواع و اقسام کا عذاب اوسمین چکھو اس سبب سے کہ دنیا مین تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے تھے اور شیطان کی طاعت کرتے تھے اور بتون کو پوجتے تھے **الیوم نختم علی افواھھم** الآیہ مرتبط ہے اصلوھا الخ سے مروی ہے کہ جب یہ اونسے کہا جائیگا تو اوس شے کا انکار کرینگے جو دنیا مین اونسے صادر ہوچکی ہے یعنی شرک و تکذیب رسل پس جھگڑین گے تو اونکے پڑوسی اور گھر والے اور کنبے والے اونپر گواہی دینگے پس قسم کہا جائین گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین اور کہین گے ہم جایز نہین رکھتے ہین اپنے اوپر گواہ مگر اپنی جانون سے پس اللہ پاک اونکے مونہہ پر ایسی مہر کردے گا کہ اوسکے ساتھ بات کرنے پر قادر نہونگے اور اونکے اعضا سے کہا جائیگا کہ بولو تو اونکے ہاتھ بولین گے جو کچھ وہ کرتے تھے اور اونکے پاؤن اون پر گواہی دینگے اوس کام کی جو کرتے تھے یہان جو خطاب سے غیبت کی طرف التفات کیا سو نکتہ اسکا یہ ہے کہ منظور بتانا ہے اس بات کا کہ اونکے افعال قبیحہ اسکی مستدعی ہین کہ اونکے خطاب سے اعراض کیا جائے کسی نے کہا ہے کہ اونکے مونہہ پر مہر کرنیکا یہ سبب ہے کہ موقف والے اونکو پہچان لین کسی نے کہا یہ ہے کہ اونکے اعضا سے اقرار ہوجائے اس لئے کہ شہادت غیر ناطق کی حجت مین ابلغ ہے ناطق کی شہادت سے کیونکہ یہ اوسکے خارج ہے مخرج اعجاز مین کسی نے کہا یہ ہے کہ وہ اس بات کو جان لین کہ اونکے اعضا جو اونکے مددگار تھے

معاصی الٰہی مین وہی اونپر گواہ ہوگئے رہا یہ امر کہ جس بات کے ساتھہ اونکے ہاتھون نے نطق کیا اوس کو
تو کلام و اقرار ٹھیرایا اور جسکے ساتھہ پاؤن نے نطق کیا اوسکو شہادت قرار دیا سو اسکی حکمت یہ ہے کہ اکثر معاصی
کے مباشر ہاتھہ ہوتے ہین اور کلام فاعل کا اقرار ہوتا ہے اپنے نفس پر ساتھہ اوس فعل کے جو اوسنے
کیا ہے اور پاؤن ہر معصیت کے وقت حاضر ہوتے ہین اور کلام حاضر کا شہادت ہوتی ہے اوس کام کی
جو اوسنے دیکھا یہ وجہ باعتبار غالب کے ہے ورنہ کبھی خود پاؤن معصیت کے مباشر ہوتے ہین مثل ہاتھون کے
کرخی مین ہے امام نے کہا کہ اللہ پاک نے ختم کی نسبت تو اپنی طرف کی اور کلام و شہادت کو ہاتھون
پاؤن کی طرف منسوب کیا تاکہ اسمین یہ احتمال نہو کہ یہ کام اونسے جبراً یا قہراً ہوا حالانکہ اقرار مع اجبار کے غیر مقبول
ہے پس فرمایا نتکلمنا ایدیہم و تشہد ارجلہم یعنی اونکے ہاتھہ ہمسے بات کرینگے اور اونکے پاؤن گواہی دینگے
اپنے اختیار سے بعد اسکے کہ اللہ تعالی بات کرنے پر اونکو قادر کردے گا تاکہ یہ زیادہ تر وبال ہو اونسے گناہ
صادر ہونے پر الیوم ظرف ہے نختم کا اور کسی نے یختم بصیغہ مجہول پڑہا ہے نائب فاعل اسکا علی افواہہم ہے
پھر اگر کوئی یہ خیال کرین کہ اعضا کا بولنا کیونکر ہو سکتا ہے سو اوسپر اونکو تہدید کی اور ارشاد فرمایا و
لو نشاء الآیہ یعنی اوسکی قدرت کے سامنے اسکی کیا ہستی ہے وہ تو ہر شے پر قادر ہے وہ اگر چاہے تو دنیا
مین اونکو اندہا کردے اور اونکی صورت بدل ڈالے یا پتھر کردے جو اسپر قادر ہے وہ اسپر بھی قادر ہے
کہ اونکے ہاتھہ پاؤن کو ناطق کردے کسائی نے کہا طمس لطیس و لطیس اور طمیس و طموس اہل لغت کے نزدیک
وہ شخص ہے جسکی دونون آنکھون مین شق نہو مفعول نشاء کا محذوف ہے ای لو نشاء ان نطمس علی اعینہم
لطمسنا فاستبقوا معطوف ہے لطمسنا پر و صراط بنزع خافض منصوب ہے ای فاستبقوا الیہ ای تبادروا
الی الطریق لیجوزوہ و یمضوا فیہ فانی یبصرون ای فکیف یبصرون الطریق و یحسبون سلوکہ و لو ابصارہم یعنی مین
اگر ہم چاہین اس بات کو کہ مٹادین اونکی آنکھین تو مٹادین یعنی اونکی آنکھون کو لیجائین اور اونکو ایسا کردین کہ نہ
اونکے واسطے شق ظاہر ہو نہ جفن یعنی پپوٹا مطلب یہ ہے کہ بالکل برابر کردین جسطرح کہ اس آیت مین
ہے و لو شاء اللہ لذہب بسمعہم و ابصارہم پھر وہ دوڑین طرف راستی کے تاکہ اوسکو قطع
کرین اور اوسمین چلین پھر وہ کیونکر دیکھین رستے کو اور اچھی طرح اوسکو چلین حالانکہ اونکی آنکھین نہین ہین اس
معنی کی بنا پر صراط سے مراد دنیا کی طریق محسوس ہے اس آیت مین کئی قول ہین ایک قول تو یہی ہوا شیخ ابو علی
نے کہا یعنی ہمنے اونکے دلون کو اندہا کردیا اور اگر ہم چاہین تو لیجائین اونکی ظاہر آنکھون کو اس طور پر کہ اونکا جفن

نابینا ہوا اور نہ شق پیروی ایسے ہوجائین کہ اگر دوڑین رستے کو تاکہ اوسپر چلین واسطے اپنے بعض مقاصد
کے تو وہ اسپر قادر نہون پھر کیونکر دیکھین حالانکہ ہمنے اونکی آنکھین اندہی کردین معنی اوسکے یہ ہین کہ ہم
اسپر قدرت رکھتے ہین کہ دنیا مین یہ کام اونکے ساتھہ کردین جسطرح کہ عقبی مین اونکے اعضا کو ناطق
کردیا اور وہ بسبب اپنے کفر کے اس بات کے مستحق ہوچکے ہین لیکن ہمنے اون پر عقوبت کی جلدی
نہین کی تاکہ توبہ کرین اور میری نعمت جو اونپر ہے اوسکا شکر ادا کرین بعد اسکے کہا کہ یہ قول حسن و سدی
کا ہے دوسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس و مقاتل و قتادہ و عطا نے کہا معنی یہ ہین اگر ہم
چاہین تو اونکی گمراہی کی آنکھون کو پھوڑ ڈالین پھر اونکی گمراہی سے اونکو اندہا کردین اور اونکی ابصار کو گمراہی
سے ہدایت کی طرف پھیردین پھر وہ دوڑین رستے کو تو راہ پائین طرف راہ حق کے اور اوسکو دیکھ لین فانی
یبصرون یعنی پھر وہ کیونکر دیکھین لیکن جبکہ ہمنے یہ نچاہا تو اونکے ساتھہ یہ نکیا انتہی اس قول کی بنا پر صراط سے
مراد راہ محسوس نہین ہے بلکہ راہ حق مراد ہے فتح القدیر مین حضرت حسن و سدی کا یہ قول نقل
کیا ہے لتکنا ہم عمیا تیردون لایبصرون طریق الہدی و اختار ہذا ابن جریر انتہی اسمین ذرا غور کرو معنی بالعکس
ہین معلوم ہوتا ہے کہ لتکنا ہم سہو کاتب ہے صحیح ترکنا ہم ہے اور یہ بعینہ دوسرے قول کا حاصل
ہے جو مذکور ہوا یعنی جبکہ ہمنے یہ نہ چاہا تو اونکے ساتھہ یہ نہ کیا حاصل اسکا یہ ہوا کہ ہمنے اونکو اندہے
چھوڑ رکھے ہین راہ ہدایت کو نہین دیکھتے ہین لو اب معنی ٹھیک ہوگئے ولہ الحمد والمنہ سبحانہ اعلم اونکے
اندے کا قصور ہے قابل ہدایت کے نہین ہے ورنہ ع اونسے کیا ضد تھی اگر وہ کسی قابل ہوتی +
ولہ سبحانہ الحکمۃ البالغۃ والحجۃ التامۃ فی کل ما فعل ولا یسئال عما یفعل وہم یسئالون وقد قال تعالی و
لو نشاء لطمسنا علی اعینہم فاستبقوا الصراط فانی یبصرون ۶۷ لو نشاء لمسخناہم علی مکانتہم فما استطاعوا مضیا ولا یرجعون
اجمعین عبد کا کام عبدیت ہے معبود کا کام وہ خود جانے ع چہ دانی تو اے بندہ کار خدائی + پھر فتح القدیر مین عطا و مقاتل و قتادہ کا قول باین لفظ ذکر کیا ہے المعنی لو نشاء لفقأنا
اعینہم واعمیناہم عن غیہم وحولنا ابصارہم من الضلالۃ الی الہدی فابصروا رشدہم واہتدوا وتبادروا الی
طریق الآخرۃ حضرت ابن عباس کا اسمین نام نہین لیا بلکہ اونکا یہ قول نقل کیا ہے اعمیناہم واضللنا
ہم عن الہدے فانی یبصرون فکیف یہتدون اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی الاسماء
والصفات یہ قول بھی حاصل ہے قول دوم مذکور کا یعنی ہمنے اونکو اندہا کیا اور گمراہ کیا ہدایت سے
پھر وہ کیونکر راہ پائین ابن کثیر مین قول مذکور باین لفظ ہے ولو نشاء لاضللناہم عن الہدی فکیف یہتدون

۶۷ اور وہ چاہے تو
راہ دے مرنے کو پھر

وقال مرۃ اعمینا ہم اسمین بھی وہی خلل ہے صحیح وہی لفظ ہے جو اول مذکور ہوا وقال الحسن البصری لو شاء اللہ لطمس علی اعینہم فجعلہم عمیا یتردون وقال السدی یقول ولو نشاء اعمینا ابصارہم انتہی فتح البیان مین بھی تین قول ذکر کئے ہین حقیقت مین دو ہی قول ہین **غرضکہ** قول اول کی بنا پر اللہ پاک کی قدرت و لنعمت کا اظہار ہے اور کفار کو تہدید و توبیخ ہے اور در پردہ وہی لطف و کرم سے توحید و اتباع رسول کی طرف دعوت اور دوسرے قول کی بنیاد پر بیان نفس الامری ہے اون کفار کا جو کہ بوجہ قصور مادہ و شقاوت ازلی کے کفر ہی پر قائم رہین گے اور درکات دوزخ مین جلین گے اعاذنا اللہ تعالی منہا **پھر** اللہ پاک نے دوسری تہدید سنائی پس ارشاد فرمایا **ولو نشاء لمسخناہم علی مکانتہم** مسخ کہتے ہین تبدیل خلقت کو یعنی صورت کا بدلدینا اور قوی کا باطل کر دینا مثلاً بندر یا کوئی اور جماد کر دینا یا چوپایہ بنا دینا مکانۃ بمعنی مکان ہے کسی نے کہا کہ مکانۃ اخص ہے مکان سے مثل مقامہ و مقام کے جمہور نے بافراد پڑہا ہے اور حضرت حسن و زر بن حبیش و ابو بکر نے عاصم سے مکاناتہم بجمع پڑہا ہے معنی یہ ہین اگر ہم چاہین تو اونکی خلق کو بدلدین اوس مکان پر جسمین وہ ہین کسی نے کہا کہ ہم اونکو مسخ کر دین اوس مکان مین جسمین اونہون نے معصیت کی ہے حضرت ابن عباس نے کہا ہم اونکو ہلاک کر دین اونکے مساکن مین **فما استطاعوا مضیا ولا یرجعون** یعنی پہر وہ قادر نہون جانے پر اور نہ آنے پر حضرت حسن نے فرمایا کہ ہم اونکو ٹہہرا دین پہر وہ طاقت نرکہین اسکی کہ وہ اپنے آگے جائین اور نہ اسکی کہ اپنے پیچہے پہرین جماد ایسا ہی ہوتا ہے کہ نہ آگے بڑہے نہ پیچہے ہٹے جمہور نے مضیا بضم میم اور ابو حیوہ نے بفتح تمیم انسے بکسر میم بھی مروی ہے اور کسائی سے بھی روایت کی گئی ہے جسوقت کوئی زمین مین جائے تو محاورے مین بولتے ہین مضی یمضی مضیا اور جسوقت عود کرے جہان سے آیا ہے تو کہتے ہین رجع یرجع رجوعا کسی نے کہا کہ معنی ولا یستطیعون رجوعا ہین فعل کو مصدر کی جگہہ مین رکہدیا ہے واسطے مراعات فاصلہ کے حاصل یہ ہے کہ اگر اللہ پاک اونکا عذاب کرنا چاہتا باین طور کہ اونکی آنکہین مٹا دیتا اور اونکو مسخ کر دیتا جسطرح کہ اونکے گناہ اسی کے مقتضی ہین لیکن اوسنے طریقہ رحمت و حکمت پر لحاظ کر کے اسکو نچا یا ہے دونون اسکو چاہتے ہین کہ اونکو مہلت دیجائے **یحیی بن سلام** نے کہا ہذا کلہ یوم القیامۃ یعنی یہ طمس و مسخ قیامت کے دن ہوگا قرطبی مین ہے کہ عبد اللہ بن سلام سے اس آیت مین غیر ما تقدم مروی ہے اونہون نے اسکی تاویل اسپر کی ہے کہ یہ روز قیامت مین ہے اور کہا ہے کہ جسوقت قیامت کا دن ہوگا اور پل صراط دراز کیا جائے گا تو ایک

منادی ندا کرے گا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کڈی ہون اور اونکی امت پس آپکے نیک و بد کہڑے ہون گے آپ کے پیچھے ہون گے تاکہ پل صراط پر سے گزرین پہر جسوقت وہ اوپر ہوجاوینگے تو اللہ تعالے اونکے فجار کی آنکھون کو مٹادے گا پہر وہ دوڑین گے پل صراط کو تو اوسکو کہان سے دیکھین گے تاآنکہ اوسکے پار ہون پہر اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کو اور باقی انبیا علیہم السلام کو ندا ہوگی ذکرہ النحاس و قد ذکرناہ فی التذکرۃ انتہی لیکن اس قول سے صرف طمس کا معلوم ہوا مسخ کا ذکر نہین ہے پہر اللہ پاک نے بعث پر اور طمس و مسخ پر ایک دلیل ذکر کی ارشاد فرمایا ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق

افلا یعقلون ○ وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ ط ان ھو الا ذکر وقرآن مبین ○

لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکفرین ○ اور جسکو ہم بوڑہا کرین اوندہا کرین خلقت مین پہر کیا بوجہہ نہین رکھتے اور سمجھتے نہین سکہایا اوسکو شعر کہنا اور یہ اوسکے لایق نہین یہ تو نری سمجھوتی ہے اور قرآن ہے صاف تاڑ سناوے اوسکو جسمین جان ہو اور ثابت ہو بات منکرون پر **ف** یعنی جیسا لڑکا سست تہا بوڑہا پہر ویسا ہی ہوا یہ نشان ہے پہر پیدا ہونے **کا ف** جسمین جان ہو یعنی نیک اثر پکڑتا ہو اوسکے فائدے کو اور منکرون پر الزام اوتارنے کو انتہی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے ابن آدم کے حال کی کہ جون جون اوسکی عمر بڑہتی جاتی ہے دون دون بعد قوت و نشاط کے ضعف و عجز کی طرف پہرتا جاتا ہے کما قال تبارک وتعالی سبحان ربی الا علی اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ یخلق ما یشآء وھو العلیم القدیر وقال عزوجل ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا واللہ اعلم اور اس سے خبر دینا ہے اس گہر کی کہ یہ گہر زوال و انتقال کا گہر ہے دوام و استقرار کا گہر نہین ہے اسی لیئے یون فرمایا ہے افلا یعقلون یعنی کیا یہ وہ فکر نہین کرتے ہین اپنی عقلون سے اپنی ابتدای پیدایش مین کہ آدمی پیدا ہوتے وقت کیسا ضعیف و کمزور ہوتا ہے پہر قوت آتے آتے جوان قوی ہوتا ہے پہر بوڑہا ہوتے کے آثار ظاہر ہوتے ہین بال سفید ہوجاتے ہین پہر انتہا کے بڑہاپے کو پہونچتا ہے تاکہ یہ جان لین کہ وہ ایک اور گہر کے واسطے پیدا کیئے گئے ہین جسکو نہ کسی طرح کا زوال ہے نہ اوس سے انتقال و مفر ہے یہ وہی دار آخرت ہے **قولہ تعالی** وما علمناہ الشعر الآیہ اللہ پاک اپنے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ اوسنے اوسکو شعر کہنا نہین سکہایا اور نہ وہ

اونکے لائق ہے یعنی اونکی طبیعت مین نہین ہے سو وہ نہ اوسکو اچھی طرح کہہ سکتے ہین نہ اوسے دوست رکھتے ہین اور نہ اونکی جبلت اوسکی مقتضی ہے اسی لئے وارد ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وزن منتظم پر ایک بیت بھی یاد نہین رکھتے تھے بلکہ اگر آپ اوسکو پڑہتے تو اوسے ناموزون کردیتے یا اوسکو پورا نہ فرماتے تھے **شعبی** نے کہا ما ولد عبد المطلب ذکرا ولا انثی الا یقول الشعر الا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی عبد المطلب کے جو لڑکا لڑکی پیدا ہوا تو وہ شعر کہتا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپنے شعر نہین کہا ابن عساکر نے عتبہ بن ابی لہب کے ترجمہ مین اسکو ذکر کیا ہے جسکو زرقار مین شیر نے کہا لیا تھا حضرت حسن **بصری** کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بیت کے ساتھہ تمثل فرمایا کرتے تھے ع کفی بالاسلام والشیب ناھیا ۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیا یعنی بڑہاپا اور اسلام کافی ہے مرد کو مناہی سے منع کرنیوالا حضرت ابوبکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہین اللہ تعالے فرماتا ہے وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ اخرجہ ابن ابی حاتم اور اسی طرح **بیہقی** نے دلائل مین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو قائل ہے ؎

اتجعل نہبی ونہب العبید		بین الاقرع وعیینۃ	

تو عباس نے عرض کیا وہ تو یون ہے بین عینیۃ والاقرع آپ نے فرمایا کہ سب برابر ہے یعنی معنی مین صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ واللہ اعلم **سہیلی** رضی اللہ عنہ نے **الروض الانف** مین ذکر کیا ہے کہ اس تقدیم وتاخیر کے واسطے جو کہ آپکے کلام پاک مین واقع ہوئی بیچ اس بیت کی ایک مناسبت ہے کہ آپنے اسمین غرابت فرمائی ہے حاصل اوسکا یہ ہے کہ اقرع بن حابس کو آپنے عیینہ بن بدر فزاری پر شرف دیا کیونکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت مین یہ شخص مرتد ہوگیا بخلاف اوسکے واللہ اعلم اسی طرح **ارموی** نے اپنے مغازی مین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلنے لگے درمیان مقتولون کے بدر کے دن اور آپ یون فرماتے تھے نفلق ھاما تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیت کے تمام کرنے کو یون کہتے تھے

من رجال اعزۃ علینا وھم کانوا اعق واظلما یہ شعر بعض شعرائے عرب کا ہے
اپنے قصیدے مین یہ قصیدہ حماسہ مین ہے یعنی ہم چیرتے ہین کھوپڑیان مردون کی جو کہ ہمپر عزیز
ہین اور وہ تھے نافرمان تر اور ظالم تر شعبی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت شک کرتے خبر کا تو اس باب مین طرفہ کی بیت کے ساتھ
تمثل فرمایا کرتے تھے ع ویاتیک بالاخبار من لم تزود یعنی تیرے پاس خبرین لے آئیگا
وہ شخص جسکو تو نے زاد راہ نہین دیا ہے اخرجہ الامام احمد وھکذا رواہ النسائی
فی الیوم واللیلۃ من طریق ابراھیم بن مھاجر عن الشعبی عنھا ورواہ الترمذی
والنسائی ایضا من حدیث المقدام بن شریح بن ھانئ عن ابیہ عن عائشۃ رضی
اللہ تعالیٰ عنھا کذلک ثم قال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح حافظ ابوبکر بزار
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تمثیل فرمایا کرتے تھے اشعار سے ویاتیک بالاخبار من لم تزود یہ طرفہ بن العبد کے شعر مین
اوسکے معلقہ مشہور مین ہے اور یہ مصرع مذکور اوسکی بیت کا آخر ہے اول اوسکا یہ ہے ستبدی لک الایام مالک
جاہلا ویاتیک بالاخبار من لم تزود ویاتیک بالاخبار من لم تبع لہ بتاتا ولم تضرب لہ وقت موعد
سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ سے
کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمثل کرتے تھے ساتھ کسی شے کے شعر سے تو فرمایا
کان ابغض الحدیث الیہ یعنی شعر آپ کو سب باتون سے زیادہ تر مبغوض تھا سوا اسکے کہ اخی بن قیس
کے بیت کے ساتھ آپ تمثل کرتے تو اوسکے اول کو آخر اور آخر کو اول کر دیتے تھے پس ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ یون نہین ہے تو آپ نے فرمایا مین والد نہین ہون
شاعر اور نہ وہ مجھے لایق ہے رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر وھذا لفظہ معمر نے قتادہ
سے روایت کیا ہے کہا مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے
پوچھا آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمثیل فرماتے تھے ساتھ کسی شے کے شعر سے تو فرمایا
نہین مگر طرفہ کی بیت ستبدی لک الایام الخ پس آپ کہنے لگے من لم تزود بالاخبار تو ابوبکر رضی
اللہ عنہ نے کہا یہ یون نہین ہے تو آپ نے فرمایا مین شاعر نہین ہون اور نہ مجھے لایق ہے

حافظ ابو بکر بیہقی نے عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے کہا جمع نہین کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت شعر کو کبھی مگر ایک بیت کو ؎

تفاءل بما تھوی یکن فلقلما		یقال لشیءٍ کان الا تحققا	

حافظ ابن کثیر کہتے ہین مین نے اپنے شیخ حافظ ابو الحجاج مزی سے اس حدیث کا پوچھا تو فرمایا ہو منکر و لم یعرف شیخ الحاکم و لا الضریر صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودنے کے دن عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ابیات کے ساتھ تمثل فرمایا لیکن اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے قول کی پیروی کر کے کیونکہ وہ خندق کھودنے کے حال مین رجز پڑہتے جاتے تھے پس یون کہتے تھے ؎

اللھم لو لا انت ما اھتدینا		ولا تصدقنا ولا صلینا	
فانزلن سکینۃ علینا		وثبت الاقدام ان لاقینا	
ان الاولی قد بغوا علینا		اذا ارادوا فتنۃ ابینا	

آپ اپنی آواز کو ابینا کہنے کے ساتھ بلند کرتے اور اس کلمے کو کھینچتے تھے اور یہ صحیحین مین بھی زحاف کے ساتھ مروی ہے اور اسی طرح ثابت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا حنین کے دن اور آپ خچر پر سوار تھے اوسکو دشمنون کے مقابلے مین بڑہاتے تھے ؎

انا النبی لا کذب		انا ابن عبد المطلب	

لیکن کہا ہے کہ یہ اتفاقاً واقع ہو گیا بغیر قصد وزن شعر کے بلکہ بدون قصد کے زبان پر جاری ہو گیا اسی طرح وہ ہے جو جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہا ہم تھے ہمراہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غار مین فنکبت اصبعہ یعنی آپ کی انگشت مبارک کو پتھر لگ گئے تو آپ نے فرمایا ؎

ھل انت الا اصبع دمیت		وفی سبیل اللہ ما لقیت	

یعنی تو تو یہی ایک انگلی ہے کہ خون آلود ہو گئی اور اللہ کی راہ مین ہے جس شے سے تو ملے اور آیندہ زیر تفسیر قولہ تعالی الا اللمم اس شعر کا پڑہنا آئیگا ؎

ان تغفر اللھم تغفر جما		واے عبد لک ما الما	

یعنی تیری شان سے تو بہت بڑے بڑے گناہون کا بخشنا ہے رہے چھوٹے چھوٹے
گناہ سو اونکی تیری طرف نسبت نہین کیجاتی ہے کیونکہ اونسے تو کوئی خالی نہین رہتا ہے
اور بسبب بچپنے کبائر کے وہ مٹا دیے جاتے ہین غرضکہ یہ سب جو مذکور ہوا اسکو منافی نہین
ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر نہین سکھایا گیا اور نہ وہ اونکے لایق ہے کیونکہ اللہ
پاک نے تو آپ کو صرف قرآن عظیم سکھایا ہے جسکے نہ آگے سے باطل آتا ہے نہ پیچھے سے
اوتارا ہے طرف سے حکیم حمید کے اور وہ شعر نہین ہے جیساکہ کفار قریش کے جاہلون مین
کے ایک گروہ نے زعم کیا ہے اور نہ وہ کہانت ہے نہ بنایا ہوا ہے اور نہ سحر منقول
ہے جسطرح کہ گمراہون جاہلون کے اقوال وآرا اونمین طرح طرح کے واقع ہوئے ہین آپکی طبیعت
صناعت شعر سے طبعاً وشرعاً نفرت کرتی تھی چنانچہ ابو داؤد نے حضرت عبداللہ بن
عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو کہ فرماتے تھے ما أبالی ما اوتیت ان انا شربت تریاقا او تعلقت تمیمة او قلت
الشعر من قبل نفسی تفرد به ابو داؤد امام احمد نے ابو نوفل سے روایت کیا ہے
کہا مین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
نزدیک شعر جایز تھا تو فرمایا قد کان ابغض الحدیث الیه اور یہی اونسے روایت کیا کہ
کان رسول اللہ صلے اللہ علیه وآله وسلم یعجبه الجوامع من الدعاء ویدع
ما بین ذلك ابو داؤد نے عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے البتہ
یہ کہ بھرے جوف ایک تمہارے کا پیپ سے بہتر ہے واسطے اوسکے اس سے کہ بھرے
شعر سے انفرد به من هذا الوجه واسناده علے شرط الشیخین ولم یخرجاه
امام احمد نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من قرض بیت شعر بعد العشاء الاخرة لم تقبل له
صلوٰة تلك اللیلة یعنی جو کوئی کہے بیت شعر بعد عشا کے تو مقبول نہوگی واسطے
اوسکے نماز اوس رات کی یہ حدیث شریف اسوجہ سے غریب ہے کتب ستہ والون
مین سے کسی نے اسکی تخریج نہین کی ہے مراد اس سے شعر کا نظم کرنا ہے پڑہنا نہین ہے

علاوہ اسکے یہ بات ہے کہ شعر مین بعض قسم مشروع ہے یعنی مشرکون کی ہجو سکو شعرا سے اسلام کیا کرتے تھے جیسے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ و کعب بن مالک و عبد اللہ بن رواحہ انکے مثل اور شعرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک قسم شعر وہ ہے جسمین حکمت کی باتین اور نصایح و پند و آداب ہوتے ہین جسطرح کہ جاہلیت کی ایک جماعت کے شعر مین پائی جاتی ہین انمین سے اُمیہ بن صلت ہے جسکے بارے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے آمن شعرہ و کفر قلبہ یعنی اُسکا شعر ایمان لایا اور اوسکے دل نے کفر کیا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سو بیتین پڑہین آپ ہر بیت کے عقب مین فرماتے تھے ہیہ یعنی اوس سے زیادت طلب فرماتے تھے تو وہ منجملہ ابیات زیادہ سناتا تھا ابو داؤد نے حدیث ابی بن کعب و بریدہ بن حصیب و عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان من البیان سحرا و ان من الشعر حکما یعنی بعض بیان سحر کا سا اثر کرتا ہے اور بعض اشعار حکمت آمیز ہوتے ہین اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وما علمناہ الشعر یعنی اللہ تعالے نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر نہین سکہایا وما ینبغی لہ ای ما یصلح لہ یعنی شعر آپکے واسطے لایق نہین ہے ان ھو الا ذکر و قرآن مبین یعنی یہ شے جو ہمنے اوسکو سکہائی ہی نہین ہے وہ مگر ذکر اور قرآن بین و واضح و جلی واسطے اوس شخص کے جو اوسکو سوچے سمجھے اسی لیے یون فرمایا لینذر من کان حیا یعنی تاکہ ڈراوے یہ قرآن مبین ہر زندہ کو جو روے زمین پر ہے مثل قولہ تعالے لانذرکم بہ ومن بلغ وقال جل وعلا ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ قرآن کے ڈرانے سے وہی نفع لیتا ہے جو کہ زندہ دل و نور البصیرت ہے جیسا کہ قتادہ نے کہا ہے حی القلب حی البصر ضحاک نے کہا یعنی عاقل و یحق القول علے الکافرین یعنی قرآن رحمت ہے واسطے مومنون کے اور حجت ہے کافرون پر کذا فی ابن کثیر ف جمہور نے ننکسہ بفتح نون اولی و سکون نون ثانی و ضم کاف مخففہ پڑہا ہے اور عاصم و حمزہ نے بضم نون اولی و فتح ثانی و کسر کاف مشددہ اور یعقلون کو جمہور نے بیاے تحتیہ اور نافع و ابن ذکوان نے بتاے خطاب اس آیت کے مثل یہ آیت ہے ثم رددناہ اسفل سافلین معنی یہ ہین کہ جس شخص کی عمر ہم دراز کرتے ہین تو اوسکی خلق کو متغیر کر دیتے ہین اور جس قوت

وزور وطراوت وتازگی پر اول تھا اوسکے برعکس اوسکو کر ڈالتے ہین کیا پھر وہ اپنی عقلون سے
اس بات کو نہین جانتے ہین کہ جو ذات پاک اسپر قادر ہے وہی بعث ونشور پر بھی قادر ہے
غرضکہ جب کفار مکّہ نے قرآن شریف کو شعر کہا جو کہ مشتمل ہے اثبات بعث وتوحید پر اور حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اوسکو لیکر آئے اونکو شاعر کہا تو اللہ پاک نے آیۂ وما علمناہ الشعر نازل
کرکے کفار کے قول کو رد فرمایا اول قرآن کے شعر ہونے کی نفی کی کہ ہمنے اوسکو شعر نہین سکھایا
ہے کیونکہ شعر تو ایک ایسا کلام ہے کہ تکلف کرکے اوسکو بناتے ہین اور ایک فرخرف وفرین
قول ہے کہ وزن وقافیہ کے طرز پر اوسکو درست کرتے ہین اوسکی بنا واہی خیالات واوہام پر
ہوتی ہے پھر بھلا شعر کہان اور تنزیل جلیل کہان جو کہ کلام بشر کے مماثلت سے منزہ ومبرا حکمتہاے
گوناگون اور احکام ظاہرہ وباہرہ سے مشحون اور سعادت دنیا وآخرت کی طرف موصل ہے پھر نبی
کے شاعر ہونے کی نفی کی فرمایا وما ینبغی لہ یعنی شعر اوسکے لیے ٹھیک نہین ہے نہ وہ اوس سے
بن سکتا ہے نہ اوسپر سہل وآسان ہوتا ہے اگر وہ اوسکو چاہے اور اوسکے کہنے کا ارادہ
کرے اوسکی طبیعت وجبلت وفطرت اسکی مقتضی نہین ہے جیسا کہ ہمنے اوسکو امی کیا ہے خط
وکتابت کی طرف راہ نہین پاتا ہے تاکہ حجت ثابت تر ہو اور شبہہ زائل تر بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جبکہ ارادہ کرتے کہ کسی شاعر کی بیت تمثل کرکے پڑہین تو اوسکے وزن کو توڑ دیتے تھے کیونکہ جب
آپنے طرفہ کے شعر کو پڑہا تو یون پڑہا ویاتیک من لم تزود بالاخبار اسکے سوا اور اشعار جو
آپنے پڑہے ہین جنکا ذکر اول ہوچکا ہے آپسے ایسا بہت واقع ہوا ہے رہا وہ کلام
موزون جو آپسے صادر ہوا جسکا ذکر اول ہوا ہے سو وہ اتفاق سے ہے کہ بدون قصد کے
اوسکا ورود ہوگیا چنانچہ قرآن شریف مین بعض آیتین موزون واقع ہوئین ہین حالانکہ وہ شعر نہین ہین
اور نہ شعراون سے مراد ہے بلکہ اتفاقاً اونکا اتفاق ہوگیا ہے جسطرح کہ لوگون کی بہت سی
باتون مین اسکا وقوع ہوجاتا ہے کیونکہ کبھی وہ ایسا کلام بولتے ہین کہ اگر کوئی معتبر اوسکا اعتبار
کرے تو شعر کے وزن پر ٹھیک ہوجاے حالانکہ اوسکو شعر شمار نہین کرتے ہین قرآن شریف مین
جیسے یہ آیت کریمہ ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون وقولہ تعالی وجفان کالجواب
وقدور راسیات علاوہ یہ ہے کہ اخفش کہہ چکا ہے کہ النبی لاکذب الخ شعر نہین ہے

خلیل نے کتاب العین مین کہا ہے کہ جو بسجع دو جزء پر آیا ہے وہ شعر نہین ہوتا ہے ابن العربی نے کہا ظاہر تر آپکے حال سے یہ ہے کہ آپنے برفع بائے لاکذب او بخفض بائے عبد المطلب فرمایا نحاس نے کہا بعض نے کہا ہے کہ روایت جو ہے سو باعراب ہی ہے اور جب باعراب ہوئی تو شعر نہوا کیونکہ جسوقت کذب کے حرف باکو فتح دیا یا ضمہ یا اوسکو منون کیا اور ثانی کی باکو کسرہ دیا تو شعر کے وزن سے نکل گیا کسی نے اس جھگڑے کا لحاظ کر کے کہا ہے کہ لہ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے یعنی لایق نہین ہے واسطے قرآن کے کہ وہ شعر ہو لیکن حضرت عائشہ کی حدیث جو اول گزر چکی ہے اوسمین ہے والله ما انا بشاعر ولا ینبغی لی یہ حدیث قول مذکور کو رد کرتی ہے بیضاوی و خازن نے کہا کہ علماء نے فرمایا ہے کہ متمرن نہین ہوتی تھی واسطے آپکے بیت شعر اور اگر آپ تمثل فرماتے ساتھ کسی بیت شعر کے تو آپ کی زبان مبارک پر مکسر جایے ہوتے تھے اور اگر آپ اون لوگون مین سے ہوتے جو کہ شعر کہتے ہین تو عقلا تمت راہ پاتے اسبات مین کہ جو کچھ آپ لیکر آئے وہ خود اونکے پاس سے ہے اور اسی لیے فرمایا ویحق القول الخ کیونکہ اب باقی نہین رہا مگر عناد جو کہ موجب ہلاک ہے **قرطبی** نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعض احیان مین بدون کاٹھیک ہونا اس بات کا موجب نہین ہے کہ آپ شعر جانین کقولہ انا النبی لاکذب الخ اسکے مان لینے پر کہ یہ شعر ہے معول علیہ الفصال مین یہ بات ہے کہ تمثل کرنا ساتھ بیت کے اسکو واجب نہین کرتا ہے کہ اوسکا قائل عالم بالشعر ہے اور نہ اسکو کہ اوسکا نام شاعر رکھا جاے باتفاق علماء بسطرح کہ کسی نے اتفاقاً سے لیا تو وہ خیاط نہین ہوتا ہے زجاج نے کہا اسی ما جعلناہ شاعر الیعنی ہمنے اوسکو شاعر نہین کیا ہے یہ اسکو منافی نہین ہے کہ وہ کوئی شعر انشا کرین بغیر قصد اوسکے شعر ہونے کے نحاس نے کہا کہ جو کچھ اس باب مین کہا گیا ہے یہ قول اوس سب سے بہتر ہے کسی نے کہا کہ اللہ عزوجل نے صرف یہ خبر دی ہے کہ اوسنے اونکو شعر نہین سکھایا یہ خبر نہین دی کہ وہ شعر انشا نہین کرتے ہین حالانکہ لوگون نے یون کہا ہے ہر وہ شخص جو کوئی قول موزون کہے اوس سے شعر کا قصد نکرے تو وہ شاعر نہین ہوتا ہے سوا اسکے نہین کہ وہ شعر کے موافق ہو یا ہی پس جو موزون کلام زبان پر جاری ہو جاتا ہے وہ شعر شمار نہین کیا جاتا ہے شعر سے تو وہی معدود ہوتا ہے جو وزن شعر پر جاری ہو مع قصد کے خلیل نے کہا ہے کہ کان الشعر احب الی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم من کثیر الکلام ولکن لا تیاتی منہ انتہی یعنی شعر آپ کو بہت سے کلام سے محبوب تر تھا مگر آپ سے بن نہین آتا تھا محبوب ہونے کی تائید اوس حدیث سے ہوسکتی ہے جس مین ذکر ہے کہ آپنے سو شعر سُنے محبوب وہی شعر ہے جسمین کفار کی ہجو ہے یا اللہ کی حمد و ثنا اور حضور کی نعت ہے یا کوئی حکمت و پند ہے اور نہ موم وہ ہے جسمین مسلمانون کی ہجو یا ہزلیات و اہیات باتین ہین قول فیصل یہ ہے کہ الشعر کلام حسنہ حسن و قبیحہ قبیح سید آزاد رحمہ اللہ تعالی نے تسلیۃ الفواد مین اسکی خوب تنقیح کی ہے اور سیدنا ابو الوفا صاحب ترجمان رحمہ اللہ تعالی نے دلیل الطالب وغیرہ مین بالجملہ جسکو قرآن کی جنس شعر سے ہونے کی نفی کی تو جو وہ حقیقت مین ہے اوسکا ذکر فرمایا ان ہو الا ذکر و قرآن یعنی نہین ہے قرآن مگر ایک ذکر ہے اذکار سے اور ایک موعظہ ہے مواعظ سے کہ جن و انس اوسکے ساتھ وعظ کئے جاتے ہین اور ایک کتاب ہے اللہ کی آسمانی کتابون سے مشتمل ہے احکام شرعیہ پر پڑھا جاتا ہے محرابون مین تلاوت کیا جاتا ہے عبادتخانون مین اوسکی تلاوت سے اور اوسپر عمل کرنے سے فوز دارین حاصل کیجاتی ہے اور درجے ملتے ہین پر ہبلا ہمین اور شعر مین کتنا بڑا فرق ہے کہان قرآن جو کہ کلام رب العالمین ہے اور کہان شعر جو کہ ہمزات شیاطین و اقاویل شعرائے کاذبین سے ہے جمہور نے لینذر بیائے تحتیہ پڑہا ہے اور نافع و ابن عامر نے تباے فوقیہ اول کی بنا پر ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے اور ثانی کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے معنی یہ ہین تاکہ ڈراوے قرآن یا تو اوس شخص کو جو کہ زندہ ہے سمجھتا ہے اوس شے کو جسکے ساتھ خطاب کیا جاتا ہے یعنی مومن جسکا دل صحیح و سالم ہے حق کو مانتا ہے باطل کا انکار کرتا ہے کیونکہ کافر تو مثل مردے کے ہے نہ سوچتا ہے نہ سمجھتا ہے اور تاکہ واجب ہو کلمۂ عذاب کا کافرون پر جو کہ اصرار کرنے والے ہین کفر پر باز رہنے والے ہین ایمان لانے سے اللہ پر اور اوسکے رسول پر کفار کا من کان حیا کے مقابلے مین لانا اشعار ہے اسبات کا کہ وہ بسبب اونکے خالی ہونے کے آثار حیات سے جو کہ معرفت ہے فی الحقیقت مردے ہین پہر اللہ پاک نے اپنی قدرت عظیم ذکر کی اور اپنا انعام جو اوسکے بندون پر ہے اور انکار کرنا کافرون کا اوسکی نعمت کو پس ارشاد فرمایا اولم یروا انا خلقنا لھم مما عملت ایدینا انعاما فھم لھا مالکون ○ وذللنھا لھم فمنھا رکوبھم ومنھا یاکلون ○ ولھم فیھا منافع ومشارب افلا یشکرون ○ کیا اور

نہین دیکھتے وہ کہ ہمنے بنا دیے اونکو اپنے ہاتھون بنائے سے چوپائے پھر وہ اونکے
مالک ہین اور عاجز کر دیا اونکو اونکے آگے پھر اونمین کوئی ہے اونکی سواری اور کسی کو کہاتے
ہین اور اونکو اونمین فائدے ہین اور پینے کے گھاٹ پھر کیون شکر نہین کرتے انتہی ف
قتادہ نے کہا کہ مالکون کے معنی مطیقون ہین یعنی اللہ پاک نے اپنی خلق کو چوپایون پر قاہر کر دیا
وہ اونکے آگے عاجز و مطیع ہین اون سے سرتابی نہین کرتے ہین بلکہ اگر چھوٹا بچا اونٹ کی طرف
آئے تو اوسکو ٹہلا دے اور اگر چاہے تو اوٹھا دے اور ہانک لیجاے اور وہ اوسکے ہمراہ عاجز
و مطیع ہوتا ہے اسی طرح اگر سو اونٹ کی قطار ہو یا اکثر کے تو بچے کے چلانے سے سب کے سب
چلتے ہین پھر اونمین سے بعض پر سوار ہوتے ہین اپنے سفرون مین اور اونپر بوجھ لاد کر ملکون ملکون
پھرتے ہین اور کسی کو اون مین سے کہاتے ہین جب چاہتے ہین نحر کر لیتے ہین اور اونکے واسطے
انمین فائدے ہین صوف و وبر و اشعار اونکے اپنے کام مین لیتے ہین یہ سب اشیا اثاث و متاع
ہین ایک وقت تک مشارب کے یہ معنی ہین کہ اونکے دودھ پیتے ہین اور دوا کے واسطے اونکی
پیشاب کام مین لاتے ہین اسکی مثل اور فائدے ہین افلا یشکرون کے یہ معنی ہین کہ جوان اشیا کا
پیدا کرنے والا اور مطیع کرنے والا ہے اوسکی توحید کیون نہین کرتے کہ اوسکو ایک جانین اوسکی
نعمتون کا شکر کرین اور اوسکے ساتھ کسی کو شریک نکرین کذا فی ابن کثیر ف اولم یرد امین ہمزہ داسطے
انکار و تعجیب کے ہے اونکے حال سے اور حرف واو واسطی عطف کے ہے مقدر پر جسطرح کہ
اسکی نظائر مین ہوتا ہے اور رویت قلبی بمعنی علم ہے ای الم تفکروا ولم یعلموا الخ کے معنی ہین لاجلہم
وانتفاعہم کلمہ ما موصولہ ہے اور عائد کو بسبب طول صلہ کے حذف کر دیا ہے یہ بھی جایز ہے
کہ مصدریہ ہو انعاما مفعول ہے خلقنا کا انعام جمع ہے نعم کی نعم کہتے ہین گاؤ و بز و شتر کو ان کا
خاصکر کے ذکر کیا گو ساری اشیا اللہ کے خلق و ایجاد سے ہین اس لیئے کہ اکثر اموال عرب کے یہی
ہین اور نفع انکے ساتھ عامتر ہے انعام کی تحقیق مین کلام گزر چکا ہے معنی یہ ہین کیا اونہون نے
غور و فکر نہین کی اور نہ جانا تفکر و اعتبار سے اس بات کو کہ پیدا کئے ہمنے اونکے لئے اور اونکے
نفع لینے کے واسطے اون اشیا مین سے جنکو ہمارے ہاتھون نے بنایا یعنی ہمنے اونکو ایجاد
کیا اور بنایا بغیر واسطہ و شرکت کے چوپایے نسبت عمل کی ہاتھون کی طرف کی واسطے

مبالغے کے اختصاص وتفرد بالخلق مین جسطرح کہ ہم مین کا ایک یون کہتا ہے کہ مین نے فلان شی کو
اپنے ہاتھون سے بنایا غرض اس سے یہ بات بتانا ہے کہ مین او سکے بنانے کے ساتھہ متفرد ہون
او سمین کسی کی شرکت نہین ہے خلقنا کے بعد جو مما عملت ایدینا فرمایا سو او سمین اشارہ ہے طرف
اس بات کے کہ ان نعم کا پیدا کرنا اللہ تعالی مین محصور ہے اور وہی اونکے ساتھہ مستقل ہے
پس یہ کنایہ عرفی ہے کسی نے کہا تمثیلی ہے یعنی اون اشیا مین سے جنکے احداث وایجاد کے
ہم متولی ہوئے ہین اور اونکی ایجاد پر غیر ہمارا قادر نہین ہے پھر اللہ پاک نے وہ منافع ذکر کیے جو کہ
خلق انعام پر مترتب ہین فرمایا فہم لہا مالکون یعنی وہ اونکے ضابط وقاہر ہین اونمین تصرف کرتے ہین
جسطرح چاہتے ہین اگر ہم اونکو وحشی پیدا کرتے تو اونسے نفرت کرتے اور وہ اونکے ضبط پر قادر
نہوتے یا یہ مراد ہے کہ وہ اونکی املاک مین ہوگئے اور جو اموال اونکی طرف بنسبت ملک منسوب
ہین منجملہ اونکے معدود ہوگئے یہ قول ظاہر تر ہے تاکہ قولہ تعالی وذللناہا لہم ایک مستقل نعمت کے
واسطے تاسیس ہوجاے اور ماقبل کا تتمہ نہ ٹھیرے یعنی ہمنے اونکو واسطے اونکے مسخر کردیا ہے
سرتابی نہین کرتے ہین اون منافع سے جنکا اون سے ارادہ کرتے ہین یہانتک کہ ذبح اور ایک
بچا اونکو کھینچ لیجاتا ہے تو او سکے مطیع ومنقاد ہوجاتے ہین اور اونکو زجر کرتا ہے تو منزجر ہوجاتے
ہین حرف فا فمنہا رکوبہم مین واسطے تفریع احکام تذلیل کے ہے اوپر یعنی سوا اونمین سے مرکوب
اونکا ہے جسپر سوار ہوتے ہین سوار ہونے کا ذکر اس لیے کیا کہ معظم منافع اونکا رکوب سے ہے
اور بوجھ لادنے سے تعرض نکیا اسواسطے کہ یہ تتمہ رکوب سے ہے جمہور نے رکوبہم بفتح را پڑہا ہے
رکوب بمعنی مرکوب آتا ہے جسطرح کہ ناقۃ حلوب بمعنی محلوبۃ بولتے ہین اعمش وحسن وابن سمیفع نے
بضم را پڑہا ہے بنا بر مصدر اور حضرت اُبی وحضرت عائشہ نے رکوبتہم رکوب ورکوبۃ کے ایک معنی
ہین جیسے حلوب وحلوبۃ وجمول وجمولۃ ابو عبیدہ نے کہا کہ رکوبہ واحد وجماعت کے واسطے ہوتا ہے
اور رکوب نہین ہوتا ہے مگر واسطے جماعت کے ابو حاتم کا زعم یہ ہے کہ رکوبہم بضم را جایز نہین ہے
اس لیے کہ یہ مصدر ہے اور رکوب وہ ہے جسپر سواری کیجاتی ہے فرا نے اسکو جایز کہا ہے
جسطرح کہ یون بولتے ہین فمنہا اکلہم وشربہم اکل وشرب بمعنی ماکول ومشروب ہے ومنہا یاکلون
حرف من تبعیض کا ہے ای مایاکلونہ من لحمہا یعنی اور اون مین سے وہ ہے جسکو وہ کہاتے ہین

اوسکے گوشت سے اسجگہہ اسلوب کلام کو صرف اس لیے بدلا ہے کہ اکل عام ہے سارے
انعام کو بخلاف رکوب کے کہ وہ اونمین سے خاص ہے ساتھ اونٹ کے ولہم فیہا منافع کا یہ مطلب
ہے کہ واسطے اونکے انعام مین مع اوسکے دونون قسمون کے فائدے ہین سوائے سوار ہونے
اور کہانے کے یہ وہی فائدے ہین کہ اونکے صوف و وبر و شعر سے نفع لیتے ہین اور اونکی چربی
سے دہن بناتے ہین اور اسی طرح اونپر بوجھہ لادتا ہے اور اونسے کشتکاری کرتا ہے اور اونکے
چمڑون سے اور نسل سے نفع لیتا ہے ومشارب یعنی اور واسطے اونکے اونمین مشارب ہین اونکے
دودہ سے جو حاصل ہوتا ہے مشارب جمع ہے مشرب کی مشرب جاے شرب ہے یا شراب
ظاہر یہ ہے کہ مراد اس سے اونکے تھن ہین افلا یشکرون یعنی کیا پھر شکر نہین کرتے ہین اللہ پاک کا
ان نعمتون پر اور اوسکی توحید نہین کرتے ہین اور عبادت کے ساتھ اوسکو خاص نہین ٹھیراتے ہین
مطلب یہ ہے کہ ضرور ایسا کرنا چاہیے کیونکہ وہ منعم ہے اور منعم کا شکر واجب کذا فی فتح البیان
پھر اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ وہ جاہل و مغرور ہین بجاے شکر نعمت کے کفران نعمت
کرتے ہین خالق و رازق و منعم کو چھوڑکر غیر کو پوجتے ہین پس ارشاد فرمایا واتخذوا من دون اللہ
الھۃ لعلھم ینصرون ○ لا یستطیعون نصرھم وھم لھم جند محضرون ○
فلا یحزنک قولھم انا نعلم ما یسرون وما یعلنون ○ اور پکڑے ہین اللہ کے
سوا اور حاکم کہ شاید اون کو مدد پہونچے نہ سکین گے اونکی مدد کرنی اور یہ اونکی فوج ہوکر پکڑے
آوینگے اب تو غم نکھا اونکی بات سے ہم جانتے ہین جو چھپاتے ہین اور جو کہولتے ہین انتہی ف
اللہ پاک انکار کرتا ہے مشرکون پر اس بات مین کہ اونہون نے اللہ کے ساتھ انداد کو معبود ٹھیرایا
ہے اس سے یہ چاہتے ہین کہ وہ معبود اونکی مدد کرینگے اور اونکو روزی دینگے اور اللہ کے
پاس اونکا درجہ قرب کردینگے اللہ تعالی نے فرمایا وہ نہ سکین گے انکی مدد کرنی یعنی معبود اپنے
عابدون کی مدد پر قدرت نہین رکھتے ہین بلکہ وہ تو اس سے ضعیف تر و قلیل تر و حقیر تر و مدحور تر
ہین بلکہ اپنی جانون کے واسطے بدلا لینے پر قادر نہین ہین اوس شخص سے جو اونکے ساتھ کسی برائی
کا ارادہ کرے کیونکہ وہ تو جماد ہین نہ سنتے ہین نہ عقل رکھتے ہین وھم لھم جند محضرون مجاہد
نے کہا یعنی حساب کے وقت یہ بت محشور مجموع ہونگے قیامت کے دن وقت حساب اونکے

وقف لازم

عابدون کے تاکہ یہ اونکے حزن مین ابلغ ہو اور اوّل تر ہوا و نہ اونکے اوپر حجت قایم کرنے مین قتادہ نے کہا کہ طاقت نرکھین گے معبود اونکی مدد کی اور حال یہ ہے کہ یہ مشرک غصہ کرتے ہین واسطے معبودون کے دنیا مین اور وہ نہ کوئی بھلائی اونکی طرف کھینچ لاتے ہین نہ کوئی برائی اونسے دفع کرتے ہین وہ تو یہی بت ہین اور اسی طرح حضرت حسن بصری نے فرمایا ہے یہ قول خوب ہے ابن جریر رحمہ اللہ تعالی کا مختار یہی ہے فلا یحزنک قولھم کے یہ معنی ہین کہ اونکا جھٹلانا تجھکو اور کفر کرنا اونکا ساتھ اللہ کے تجھے غمگین نکرے انا نعلم ما یسرون وما یعلنون یعنی جس حال مین وہ ہین ہم اوس سب کو جانتے ہین اور ہم اونکو اونکی اس وصف و بیان کا بدلا دینگے اور اونسے معاملہ کرینگے جسمین کہ وہ گم نہ پائینگے اپنے اعمال سے کسی جلیل وحقیر کو اور نہ کسی صغیر وکبیر کو بلکہ نئے پرانے اعمال جو کچھہ وہ کرتے تھے وہ سب اونپر پیش کیے جائینگے کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے پکڑے اونہون نے اللہ کے سوا اور معبود بتون وغیرہ سے اونکو پوجتے ہین حالانکہ اونکو کسی شے پر کچھہ قدرت نہین ہے اور نہ اونسے اونکو کوئی فایدہ حاصل ہوا نہ کوئی نفع اونکے پوجنے سے اونکو ملا لعلھم ینصرون یعنی واسطے امید اس بات کے کہ اونکو اونکی طرف سے مدد ملیگی اگر کوئی عذاب اونپر نازل ہو یا کوئی امر امور سے اونکو آوبائی لا یستطیعون نصرھم جملہ مستانفہ ہے اللہ پاک نے اس جملے سے صاف بیان کر دیا کہ جس نفع کی اونہون نے اونسے امید رکھی وہ باطل ہے اور اونکی تدبیر منعکس ہے وہ ہرگز اونکی مدد نہ کرسکینگے بتون کے واسطے بوا دونون عقلا کی جمع ذکر فرمائی بنا بر زعم مشرکون کے کہ وہ نافع وضار ہین اور عقل رکھتے ہین وہم لھم جند محضرون یعنی حال یہ ہے کہ کفار ایک لشکر ہین واسطے بتون کے دنیا مین اونکے پاس حاضر ہوتے ہین زجاج نے کہا کہ بدلا لیتے ہین واسطے بتون کے اور وہ اونکی مدد نہین کرسکتے ہین حضرت حسن نے فرمایا کہ اونسے منع کرتے ہین اور اونسے دفع کرتے ہین قتادہ نے کہا کہ اونکے لئے غصہ کرتے ہین دنیا مین یعنی دنیا مین اگر کوئی بتون سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو مشرک لوگ اوسکی طرف سے غصہ کرکے اونکا بدلا لیتے ہین اور اونکی مدد کرتے ہین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ کفار بتون کو پوجتے ہین اور اونکی خدمت کرتے ہین سو یہ اونکے واسطے بمنزلہ لشکر ہین یہ سب قول اس بنیاد پر ہین کہ ضمیر ہم کی طرف کفار کے اولہم کی ضمیر آلہہ کی طرف راجع ہو کسی نے کہا

کہ ہم کی ضمیر آلہہ کی طرف اور لہم کی مشرکون کی طرف پھرتی ہے یعنی بُت واسطے مشرکون کے
ایک لشکر ہین کہ تیار کئے گئے ہین اور حاضر کئے گئے ہین سالہ اونکی آگ مین پس بعض اونکا بعض سے دفع نکریگا کسینے
کہا معنی یہ ہین کہ یہ بُت ان کافرون کے واسطے اللہ کے لشکر ہین اونپر جہنم مین کیونکہ وہ اونپر لعنت
کرینگے اور اون سے بیزار ہونگے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ کفار یہ اعتقاد کرتے ہین کہ بت اونکے
واسطے ایک لشکر ہین قیامت کے دن اونکی اعانت کے واسطے حاضر ہونگے پھر اللہ پاک
نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی فرمائی فلا یحزنک قولہم حرف فا واسطے ترتیب
نہی کے ہے ماقبل پر کیونکہ بالضرور اوس سے یہ مراد ہے کہ جس شے کے ساتھ اونہون نے
خالی طمعین متعلق کی تہین اوس سے غائب وخاسر ومحروم ہوئے اور اونکی بیکار طمع اونپر اولٹی
ہوگئی باین طور کہ جس شے کو اونہون نے واسطے امید خیر کے مرتب کیا تہا اوسپر شر کو مرتب کردیا
تو یہ بات اس قسم سے ہے کہ کام کو آسان کردے اور تسلی کی موجب ہو سو تو تسلی رکھ اون کی
بات تجھے غمگین نکرے یہ نہی گو بحسب ظاہر اونکے قول کی طرف متوجہ ہے لیکن حقیقت مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب متوجہ ہے قول سے مراد وہی بات ہے جو واتخذوا من دون اللہ
الآیہ سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ لابد یہ کہین گے کہ یہ لوگ ہمارے معبود ہین اور معبودیت مین
اللہ کے شریک ہین اور اسکی مثل اور خرافات باتین کہا ہے کہ یہ نہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو ان باتون کے ساتھ اثر پزیر ہونے سے بطریق کنایہ بروجہ ابلغ وآکد کسینے کہا یہ نہی ہے کفار
کو اون اسباب سے جو آپ کو حزین کرین اور آپ کو نہی ہے اثر پزیر ہونے سے واسطے اون
باتون کے جو کفار سے صادر ہوتی ہین یہ نہی لاارینک ہھنا کے باب سے ہے کیونکہ مراد متکلم کی اس سے
نہی کرنا مخاطب کا ہے اوسکے پاس حاضر ہونے سے خود متکلم اپنے نفس کو رویت سے نہی نہین
کرتا ہے یہ قول بعید ہے اولی قول اول ہے اور کلام تسی کے باب سے ہے جیسا کہ مذکور ہوچکا
ہے یہ بہی جایز ہے کہ مراد قول مذکور سے کفار کا یہ قول ہو کہ وہ ساحر ہے شاعر ہے مجنون ہے
قولہ تعالی انا نعلم مایسرون ومایعلنون تعلیل ہے نہی مذکور کی کیونکہ اللہ پاک کا جاننا اونکے چھپے
کہلے کامون کو مستلزم ہے اسکا کہ وہ اونکو اسکی جزا دے گا اور جو کچھ اونسے صادر ہوتا ہے وہ
سب اوس سے غائب نہین ہے خواہ وہ چھپا ہو یا کہلا اسرار کو اعلان پر مقدم کیا واسطے مبالغے

کے اس بات مین کہ اللہ پاک کا علم ساری معلومات کو شامل ہے کانہ انا کو مکسور و مفتوح پڑہا ہے
نسفی نے کہا کہ جس شخص نے یہ زعم کیا کہ جسنے انا لغلم کو بفتح پڑہا تو اوسکی نماز فاسد ہوگئی اور اگر اوسکے
معنی کا اعتقاد کیا تو کافر ہوگیا سواوسنے خطا کیا کیونکہ فتح کا حمل کرنا حذف لام تعلیل پر ممکن ہے
اور یہ حذف کثیر ہے قرآن مین اور شعر مین اور ہر کلام مین اور اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا تلبیہ ہے ان الحمد والنعمۃ لک امام ابوحنیفہ نے مکسور پڑہا ہے اور امام شافعی نے
مفتوح رضی اللہ عنہما اور دونون تعلیل ہین کما تقدم اولم یر الانسان انا خلقنہ من نطفۃ فاذا
ھو خصیم مبین ○ وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ ط قال من یحی العظام و
ھی رمیم ○ قل یحییہا الذی انشاھا اول مرۃ ط وھو بکل خلق علیم ○
الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا فاذا انتم منہ توقدون ○ کیا دیکھتا نہین
آدمی کہ ہمنے اوسکو بنایا ایک بوند سے پہر وہ ہوگیا جھگڑتا بولتا اور بٹہاتا ہے
ہمپر کہاوت اور بہولگیا اپنی پیدایش کہنے لگا کون جلا دیگا ہڈیان جب کہوکری ہوگئین تو کہہ
اونکو جلاوے گا جسنے بنایا اونکو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے جسنے بنادی تمکو سبز درخت
سے آگ پہر اب تم اوس سے سلگاتے ہو ف یعنی پتہر سے نکالتے ہین یا بعضے درخت
سے سبز ٹہنیان اوسکی آپسمین رگڑتے ہین تو آگ نکلتی ہے جیسے بانس یا مرخ یا عفار انتہی ف
حافظ ابن کثیر کہتے ہین مجاہد وعکرمہ وعروہ بن زبیر وسدی وقتادہ نے کہا ہے کہ اُبَیّ بن خلف
لعنہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آیا اور اوسکے ہاتھ مین ایک بوسیدہ ہڈی
تھی اور وہ اوسکو ریزہ ریزہ کرتا تہا اور اوسے ہوا مین اوڑاتا تہا اور کہتا تہا اے محمد کیا تو زعم
کرتا ہے کہ اللہ اسکو اوٹہائے گا آپ نے فرمایا ہان اللہ تعالیٰ تجھے مارے گا پہر تجھے مبعوث
کریگا پہر تجھے حشر کرے گا طرف آگ کے اور نازل ہوئین یہ آیتین آخر یس کی اولم یر الانسان
الی آخر ہن ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا کہ
عاص بن وائل نے ایک ہڈی لی بطحا سے پہر اوسکو اپنے ہاتھ سے ریزہ ریزہ کیا پہر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کیا اللہ اسکو زندہ کریگا بعد اوس شے کے جسکو مین دیکھ رہا
ہون پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان اللہ تجھے مارے گا پہر تجھکو زندہ کریگا

پھر تجھے جہنم مین داخل کرے گا کہا اور نازل ہوئین آیتین آخر یس کی اس روایت مین عن سعید بن جبیر
عن ابن عباس ہے ابن جریر نے اسکو سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے حضرت ابن عباس کا
ذکر نہین کیا اور بطریق عوفی حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ عبد الدر بن ابی ایک ہڈی لایا پھر
اوسکو پارہ پارہ کیا اور مثل روایت مذکور کے ذکر کیا یہ حدیث منکر ہے اسواسطے کہ سورت کی ہے
اور عبد الدر بن ابی جو تھا سو مدینے مین برہر تقدیر برابر ہے کہ یہ آیتین ابی بن خلف کے باب مین نازل
ہوئی ہون یا عاص بن وائل کے بارے مین یا دونون کے حق مین کچھ بھی ہو آیات مذکورہ عام ہین
حق مین ہر منکر بعث کے الف و لام الانسان مین جنسے ہے عام ہے ہر منکر بعث کو انا خلقناہ
من نطفۃ الآیہ کا یہ مطلب ہے کیا منکر بعث نے استدلال نہین کیا ساتھ بدء کے اعادی پر
کیونکہ اللہ پاک نے ابتدا کی ہے پیدایش انسان کی من سلالۃ من ماء مہین یعنی خلاصی سے ایک
بے قدر پانی سے پس اوسکو بنایا ہے ایک حقیر ضعیف بے قدر شے سے جیسا کہ اللہ عزوجل
نے فرمایا ہے الم نخلقکم من ماء مہین فجعلناہ فی قرار مکین الی قدر معلوم وقال تعالے
انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج یعنی ہمنے بنایا انسان متفرق خلطون کی ایک
بوند سے پس جس ذات پاک نے اوسکو اس ضعیف نطفے سے بنایا کیا وہ قادر نہین ہے
اوسکے اعادی پر بعد موت کے جیسا کہ امام احمد نے بشر بن جحاش سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنی ہتیلی مین تھوکا پھر اوسپر اپنی انگلی
رکھی پھر آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ای ابن آدم کیا تو مجھے عاجز کریگا حالانکہ مین نے تجھکو
بنایا ہے اسکی مثل سے یہانتک کہ جسوقت مین نے تجکو ٹھیک بنایا اور برابر کیا تو چلا درمیان اپنی
دو چادرون کے حالانکہ واسطے زمین کے تجھسے وئید ہے پھر تو نے جمع کیا اور منع کیا یہانتک کہ
جسوقت جان پہونچی ہانس کو تو تو نے کہا مین صدقہ کرتا ہون اور کہان ہے وقت صدقے کا
ابن ماجہ نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور اسی لئے اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے وضرب
لنا مثلا ونسی خلقہ الآیہ یعنی وبعید سمجھا اس بات کو کہ اللہ تعالی جسمون کو اور بوسیدہ ہڈیون کو دوبارا
پیدا کرے گا وہ اللہ جو بڑی قدرت والا ہے جسنے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا ہے اور بھول گیا
اپنی جان کو اور اسکو کہ اللہ نے اوسکو پیدا کیا ہے عدم سے طرف وجود کے پس وہ جان چکا ہے

ف۱ یعنی نہین بنایا تھکو ایک بے قدر پانی سے پھر کیا بنایا تو نے اوسکو ایک بڑا آدمی
ف۲ ایک وعدہ تک
ف۳ یعنی بنایا آدمی ایک بوند سے پھر کیا تو نے
ف۴ شدہ صوت الوطی
ف۵ علی الارض یعنی زمین پر
ف۶ یعنی کی تو نے اور کیا تو نے
ف۷ یعنی نہین ہے

اپنے نفس سے اوس شے کو جو کہ عظیم تر ہے اوس شے سے جسکو بعید سمجھا ہے اور اوسکا
انکار کیا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے قل یحییھا الذی انشأھا اول مرۃ
یعنی اونکو جلاوے گا وہی جسنے اونکو بنایا پہلی بار وھو بکل خلق علیم یعنی وہ جانتا ہے ہڈیون
کو ساری اطراف واکناف زمین مین جہان وہ گئین اور جہان متفرق وریزہ ریزہ ہوئین امام احمد
نے ربعی سے روایت کیا ہے کہ عقبہ بن عمرو نے حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہا تو ہمکو کیون نہین
حدیث کرتا اوس شے کی جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے تو حذیفہ بولے
مین نے آپ کو سنا کہ فرماتے تھے ایک شخص کو موت حاضر ہوئی سو جب وہ زندگی سے ناامید
ہوا تو اوسنے اپنے گھر والون کو وصیت کی کہ جب مین مرجاؤن تو میرے واسطے بہت سی موٹی پکی
لکڑیان جمع کیجو پہر اونمین آگ جلائیو یہانتک کہ جب وہ میرا گوشت کھالے اور میری ہڈی کو پہونچے
پہر مین کوئلا ہوجاؤن تو اونکو لیجیو پہر باریک کوٹیو پہر اونکو دریا مین بُربُرا دیجیو پس اوسکے گھر والون نے
ایسا ہی کیا پس اللہ تعالیٰ نے اوسکو اپنی طرف جمع کیا پہر اوس سے فرمایا کہ تو نے یہ کیون کیا
وہ بولا تیرے ڈر سے اسپر اللہ عزوجل نے اوسکو بخشدیا پس عقبہ بن عمرو نے کہا مین نے
بھی آپ کو سنا کہ یہ فرماتے تھے اور آپ پیدل چل رہے تھے صحیحین مین بھی اسکی تخریج کی ہے
عبدالملک بن عُمیر کی حدیث سے جو کہ ربعی سے راوی ہے بہت سے الفاظ سے بجملہ اونکے
ایک لفظ یہ ہے کہ اوسنے اپنے بیٹون کو امر کیا کہ اوسے جلاڈالین پہر اوسکو پیسین پہر آدہا اوسکا
تو جنگل مین اڑادین اور آدہا دریا مین جسدن کہ بہت ہوا چلتی ہو سو اونہون نے یہی کیا پہر اللہ تعالیٰ نے دریا
کو حکم دیا تو جو کچھ اوسمین تھا اوسنے اوسکو جمع کردیا اور جنگل کو حکم دیا تو جو کچھ اوسمین تھا اوسنے اوسکو اکٹھا کردیا پہر اوس سے
کہا ہوجا تبھی وہ ایک مرد کھڑا ہوا ہوگیا پہر اوس سے فرمایا کون شی تجھے باعث ہوئی اسپر تو نے کیا بولا تیرا
خوف اور تو دانا تر ہے فما تلافاہ ان غفر لہ یعنی پہر جس شے کے ساتھہ اوسکے تلافی کی
وہ یہ ہے کہ اوسکو بخشدیا قولہ تعالیٰ الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا الآیہ یعنی
جس ذات پاک نے ابتدا کی اس درخت کی پیدائش کی پانی سے یہانتک وہ سبز وتر وتازہ
ہوگیا پہر وہ بار ور ہوا اور پکا پہر اوسکو عود کیا طرف اسکے کہ سوکھی لکڑی ہوگیا جس سے آگ
جلائی جاتی ہے اسی طرح وہ بڑا کرنے والا ہے جس شے کو چاہتا ہے قادر ہے

لہ وصولہ سبحانہ الی
فما تلافاہ الخ یعنی
تلافی کا مفعول ہے
اور الذی الخ تلافی کا
مفعول ہے اسی فما تلافاہ
سے اور فاعل تلافی کا
ضمیر ہے جو راجع ہے
طرف عبد کے جو کہ
ربعی الایان غفر لہ عائد

اوس شے پر جسکا ارادہ کرتا ہے کوئی شے اوسکو منع نہین کرتی ہے قتادہ نے اسکی تفسیر
مین کہا ہے کہ جس ذات نے یہ آگ نکالی اس درخت سے وہ قادر ہے اسپر کہ اوسکو مبعوث
کرے کسی نے کہا کہ مراد اس شجر سے مرخ وعفار کا درخت ہے زمین حجاز مین اوگتا ہے
پس آتا ہے جو شخص کہ آگ نکالنا چاہتا ہے اور اوسکے پاس حقماق نہین ہوتی تو اس درخت
سے دو سبز ٹھنیان لیتا ہے اور ایک کو دوسری سے رگڑتا ہے تو اونکے درمیان سے
آگ پیدا ہوجاتی ہے مثل حقماق کے یہ قول حضرت ابن عباس سے مروی ہے مثل مین بولتے
ہین لکل شجر نار واستمجد المرخ والعفار اور حکمانے کہا ہے کہ ہر درخت مین آگ ہے مگر عناب ف
جملہ اولم یر الانسان الخ مستانفہ ہے مقصود اس سے بیان ہے حجت قایم کرنے کا منکر بعث
پر اور تعجب دلانا ہے اوسکی جہل سے اسواسطے کہ خود بنی آدم کا پیدا کرنا اس صفت پر بدایت سے
نہایت تک اسکا مشاہدہ مستلزم ہے اس بات کو کہ قادر حکیم کی قدرت کا اقرار کرین اوس شے پر
جو اس سے کم ہے یعنی اجسام کا مبعوث کرنا اور پہر اونکو ویسا ہی کر دینا جیسے وہ اول تھے اس
آیت مین جو الانسان مذکور ہے مراد اوس سے جنس انسان ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے
اولا یذکر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئا اسکی کوئی وجہ نہین ہے کہ انسان
معین کے ساتھ اسکی تخصیص کیجاے جسطرح کہ بعض نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن ابی ہے یہ اُس
سے کہا گیا جبکہ اوسنے بعث کا انکار کیا حضرت حسن نے فرمایا کہ اُمیہ بن خلف ہے سعید بن
جبیر نے کہا کہ عاص بن وائل سہمی ہے قتادہ ومجاہد نے کہا کہ ابی بن خلف جمحی ہے حضرت ابن
عباس سے مروی ہے کہ ابوجہل ہے اکثر قول انمین کے اول گزر چکے ہین کیونکہ اگرچہ ان لوگون
مین سے کوئی سبب نزول ہے آیت کا لیکن مراد آیت سے خطاب ہے مطلق انسان کو نہ
انسان معین کو اور جو شخص سبب نزول ہے وہ جنس انسان کے تحت مین بدخول اولی داخل ہے
جملہ فاذا ہو خصیم مبین معطوف ہے جملہ منفیہ پر جو اس سے قبل ہی داخل ہے اوسکے ساتھ انکار کے
تحت مین جو کہ استفہام سے سمجھا جاتا ہے کلمہ اذا فجائیہ یعنی ناگاہ ہے معنی یہ ہین کیا دیکھتا نہین آدمی
کہ اللہ پاک نے اوسکو پیدا کیا ایک ذرا سے پانی گندے حقیر وضعیف سے جو کہ نکلنے والا ہے
سوراخ ذکر سے جو کہ نلکی ہے نجاست کی پہر تبھی وہ ہوگیا ہے جھگڑتا اوس امر مین جسمین اللہ تعالی

کی حجتین براہین اوسپر قائم ہوچکین اور جسکی صحت وتحقق کی اوسکی سبد فطرت نے کھلی گواہی دی مطلب
یہ ہے کہ تعجب ہے اس جھگڑنے والے کی جہالت سے کہ باوجود اپنی ذلت اصل وحقارت
اول کے کیونکر پیشید ستی کرتا ہے واسطے مخاصمہ جبار کے اور ظاہر ہوتا ہے اوسکے مجادلے
کو انکار بعث مین اور اپنی ابتدائے خلق مین فکر نہین کرتا ہے اور اسمین کہ وہ ایک ذرا سے
گندے پانی سے ہے حالانکہ یہ غایت درجے کا رکابرہ ہے خصیم کہتے ہین شدید الخصومت
کثیر الجدال کو یعنی سخت جھگڑالو مبین کے معنی یہ ہین کہ جس بات کو کہتا ہے اوسکو ظاہر کرتا ہے
اپنے زخسار کی قوت اور زبان کی تیزی سے اوسکو واضح کرنیوالا ہے یعنی بڑی تڑاق پڑاق
سے اپنی حجت کو خوب کھول کھولکر بیان کرتا ہے جملہ وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ معطوف
ہے جملہ منفیہ پر داخل ہے انکار کے تحت مین جو کہ استفہام سے مفہوم ہے پس یہ تکمیل ہے
واسطے تعجب دلانے کے انسان کے حال سے اور بیان ہے اسکا کہ وہ حقایق سے
جاہل ہے اور اوسنے اپنے نفس مین فکر کرنے کو چھوڑ رکھا ہے باقی مخلوقات الٰہی مین
فکر کرنے کا کیا ذکر ہے یہ بھی جایز ہے کہ جملہ فاذا ہو خصیم مبین معطوف ہو خلقنا پر اور یہ جملہ اوسپر
معطوف ہو یعنی اوسنے وارد کیا ہماری شان مین ایک قصۂ عجیب نفس الامر مین مانند مثل کے
غرابت مین وہ قصہ اوسکا انکار کرتا ہے ہمارے زندہ کرنے کو واسطے ہڈیون کے یا وہ قصۂ
عجیب ہے اوسکے زعم مین اور اُسکو بعید سمجھا ہے اور مثل کے قبیل سے اوسکو شمار کیا ہے
اور اوسکا سخت منکر ہوا ہے وہ قصہ یہی ہمارا زندہ کرنا ہے ہڈیون کو یا یہ معنی ہین کہ اوسنے ہمارے
واسطے ایک مثل ونظیر ٹھیرائی ہے خلق سے اور ہماری قدرت کا اونکی قدرت پر قیاس کیا
ہے اور نفی کل کی علی العموم پس مثل بنا بر قول اول انکار ہے اللہ کے زندہ کرنے کا ہڈیون کو کیونکہ
نفس الامر مین ایک امر عجیب ہے بسبب اپنی غرابت کے اور عقول سے دور ہونے کے
اس لایق ہے کہ مثل شمار کیا جاوے واسطے ضرورت اس بات کے کہ عقول جزم کرتے ہین بطلان
انکار کا اور منکر کے وقوع کا کیونکہ وہ مثل انشا کے ہے بلکہ وہ تو قیاس عقل مین انشا سے بھی
زیادہ تر آسان ہے دوسرے قول کی بنیاد پر مثل زندہ کرنا اللہ تعالی کا ہے ہڈیون کو کیونکہ یہ ایک
امر عجیب ہے اوسکے زعم مین اوسنے اسکو بعید سمجھا ہے اور قبیل مثل سے شمار کیا ہے باوجود اسکے

کہ قریب ترشے ہے وقوع سے کیونکہ مثل انشا کے ہے یا اوس سے بھی زیادہ سہل ہے اور
تیسرے قول کی بنا پر کچھ فرق نہین ہے درمیان اسکے کہ مثل انکار ہو یا منکر ونسی خلقہ کا یہ مطلب ہے
کہ بھول گیا اس بات کو کہ ہمنے اوسکو پیدا کیا منی سے جو کہ دال ہے بطلان پر اوس مثل کے جو اوسنے
بیان کی وراوس سے غافل ہوگیا اور اوسکا ذکر چھوڑ دیا بر طریق خصومت ومکابرہ کے پس منی سے
پیدا کرنا غریب تر ہے ہڈی کے زندہ کرنے سے یہ جملہ معطوف ہے ضرب پر یا محل نصب مین ہے
بنا بر حال بتقدیر قد اور جملہ قال من یحی العظام وھی رمیم مستانفہ ہی جواب ہے سوال مقدر کا
گویا کسی نے کہا وہ کیا مثل ہے جو اوسنے بیان کی سو اوسکا یہ جواب ہے کہ اوسنے یون کہا کون
زندہ کرے گا ہڈیون کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہین یہ استفہام انکار کا ہے کیونکہ اوسنے اللہ پاک کی
قدرت کا قیاس کیا بندے کی قدرت پر سو اسکا انکار کیا کہ اللہ تعالی بوسیدہ ہڈیون کو زندہ کرے
اس لئے کہ یہ بات مقدور بشر مین نہین ہے **رمیم** کہتے ہین پرانے بوسیدہ کو ہڈی جب
بوسیدہ ہوجاتی ہے تو محاورے مین یون بولتے ہین رم العظم یرم رما فھو رمیم ورمام اور رمیم فرمایا
رمیۃ نفرمایا باوجود اسکے کہ یہ خبر ہے مونث کی سو اس لئے کہ رمیم اسم ہے بوسیدہ ہڈیون کا صفت نہین
ہے جیسے رمہ ورفات کسی نے کہا یہ وجہ ہے کہ رمیم معدول ہے فاعلۃ سے اور ہر معدول جو
اپنی وجہ سے ہے وہ مصروف ہوتا ہے اپنے اعراب سے جسطرح کہ اس آیت مین ہے وما
کانت امك بغیا کیونکہ یہ مصروف ہے باغیۃ سے بغوی وقرطبی نے اسی طرح کہا ہے اور
اول قول کے صاحب کشاف قائل ہین اولی یہ ہے یون کہین کہ رمیم بروزن فعیل بمعنی فاعل ہے
رم الشی سے بسبب غلبہ کے اسم ہوگیا ہے یا بمعنی مفعول ہے اور فعیل بمعنی مفعول مین مذکر
ومونث برابر ہوتے ہین جسطرح کہ جریح وصبور مین کہتے ہین **مسئلہ** جو شخص ہڈیون مین حیات
کو ثابت کرتا ہے اور مردار کی ہڈیون کو نجس کہتا ہے اس لئے
کہ موت اوسمین اثر کرتی ہے بوجہ اسکے کہ حیات اوسمین حلول کرتی ہے وہ اس آیت سے
حجت پکڑتا ہے اور وہ حنفیہ کے نزدیک طاہر ہین اور اسی طرح بال اور پٹے کیونکہ حیات اوسمین
حلول نہین کرتی ہے تو موت بھی اوسمین موثر نہین ہوتی ہے اور مراد ہڈیون کی زندہ کرنے سے
اس آیت مین پھیر دینا اونکا ہے اُس حال پر جسپر وہ اول تھین تر وتازہ حی وحساس بدنمین حضرت امام

۷۹ اور نہ تھی تیری ماں بدکار

ابو حنیفہ اور بعض اصحاب امام شافعی رضی اللہ عنہم نے اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا ہے
کہ ہڈیان اوس قسم سے ہین جسمین حیات حلول کرتی ہے ۱ امام شافعی فرماتے ہین کہ حیات اونمین
حلول نہین کرتی ہے اور مراد من یحیی العظام سے من یحیی اصحاب العظام ہے بر تقدیر مضاف
محذوف اس قول کا یون رد کیا ہے ۲ کہ یہ تقدیر خلاف ظاہر ہے پھر اللہ پاک نے اوس مثل
بیان کرنے والے کا جواب دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کیا کہ تو یون کہدے
یحییہا الذی انشأھا اول مرۃ یعنی اوسکو زجر و سرزنش کرا ور وہ جو اپنی فطرت کو بھولگیا
ہے جو کہ حقیقت حال پر دال ہے وہ اوسکو یاد دلا اور کہا اونکو وہی زندہ کرے گا جس نے
اونکی ابتدا کی ہے اور پہلی بار بغیر کسی شے کے اونکو بنایا ہے اور جو ذات پاک اول پیدائش
پر قادر ہوا ہے وہی دوسری بار بھی قادر ہے وھو بکل شی علیم یعنی اوسپر کوئی پوشیدہ شے
مخفی نہین ہے اور نہ اوسکے علم سے کوئی شے خارج ہے کوئی سی شے ہو مطلب یہ ہے کہ وہ
اپنے علم سے مخلوقات کی تفاصیل کو جانتا ہے اور اونکے خلق کی کیفیت سے واقف ہے
پس جو جسم کہ پارہ پارہ متفرق ہو چکے ہین اونکے اصول و فصول کے اجزا کو اور اونکے گرنے
کی جگہون کو اور اونکے تمیز کو اور بعض کو بعض کی طرف جوڑنے کو سابق طرز پر اور اعراض و قوی
کے اعادی کو جو اونمین تھے یا اونکے مثل نئے پیدا کرنے کو جانتا ہے کرخی نے کہا کہ وہ ہر خلق کو
مجملاً و مفصلاً جانتا ہے یعنی قبل اوسکے پیدا کرنے کے اور بعد اوسکے پیدا کرنے کے یہ آیت
حجت ہے اوس شخص پر جو اوسکا منکر ہے کہ اللہ پاک جزئیات کو جانتا ہے نظیر اس آیت کی یہ آیت
ہے ۳ وان اللہ قد احاط بکل شئ علما پھر اللہ پاک نے رجوع کیا طرف تقریر ما تقدم کے
یعنی کفار جو بعث کو بعید سمجھتے تھے پھر اوسکا دفع کرنا شروع کیا ارشاد فرمایا الذی جعل لکم من
الشجر الاخضر نارا پس اللہ پاک نے تنبیہ کی اپنی وحدانیت پر اور آگاہی بخشی اپنی قدرت
پر کہ وہ مردون کو زندہ کر سکتا ہے ساتھ اوس شے کے جسکا وہ مشاہدہ کر رہے ہین کہ اوس نے
جلانے والی آگ سبز و تازہ لکڑی سے نکالی یہ وہی مرخ و عفار کا درخت ہے جسکا ذکر اول
ہو چکا ہے حکما نے کہا ہے کہ ہر درخت مین آگ ہے مگر عناب کہ کپڑے کو مٹنے کی مصلحت
سے اسمین آگ نہین رکھی گئی اسی لئے دھوبیون کے سونٹے کپڑے کو مٹنے کے درخت عناب سے

۱ بیان نتیجہ الیان ہے
دونون قسمین سے بعض حیوانات مین حیات حلول کرتی ہے
کی نسبت طرف
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
کے اور عدم حلول حیات
کی نسبت طرف امام شافعی
کے اور یہ خلاف ہے
جو اسکی خلاف ہے
۲ بعض اصحاب امام شافعی سے
نسبت حیات کی قرآن مجید
من شانہ ہے قال اللہ تعالیٰ
یحیی الارض بعد موتہا

بنائے جاتے ہین باالجملہ اللہ پاک کے بدایع خلق سے یہ ہے کہ ہرے بھرے درخت سے
آگ نکل آتی ہے باوجود اسکے کہ آگ اور پانی مین باہم بیر ہے آگ پانی سے بجھ جاتی ہے پس جو قادر
حکیم ہرے درخت مین پانی اور آگ کے جمع کرنے پر قادر ہے وہی اسپر بھی قادر ہے کہ درمیان
موت و حیات کے بشر مین معاقبہ کرے ایک کو دوسرے کے عقب مین لائے ایک ضد کا
دوسری ضد پر تعقیب جاری کرنا عقل مین اس سے زیادہ تر سہل ہے کہ دونون ضدون کو ملا
ترتیب جمع کرے رہی یہ بات کہ اخضر فرمایا خضر نکہا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ لفظ شجر کا اعتبار کیا کسی نے
شجر کے معنی کا اعتبار کر کے خضر پڑہا ہے یہ بات بجاے خود ثابت ہو چکی ہے کہ اسم جنس کی
تذکیر و تانیث دونون جایز ہین چنانچہ قرآن شریف مین تذکیر و تانیث دونون آئی ہین اللہ پاک نے
فرمایا ہے نخل منقعر و نخل خاویۃ پس نبی تمیم تو اسم جنس کا مذکر استعمال کرتے ہین اور اہل حجاز
مونث مگر نادر موصول ثانی یعنی الذی جعل الخ بدل سے موصول اول سے فاذا انتم منہ توقدون
کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک کی کتنی کھلی قدرت ہے کہ جب تمنے مرخ و عفار کی دو سبز ٹہنیان تر و تازہ
پانی ٹپکتی آپس مین رگڑین تو اوسی دم اوسمین سے آگ نکل پڑی بالکلفت حضرت سعدی کا ترجمہ یہ ہے
پس ناگہان شما ازان درخت آتش می افروزید حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ ہے پس آن ہنگام
شما از وی افروزید حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کا یہ ہے پس اوسوقت تم اوسمین سے روشن
کرتے ہو ۔ ان ترجمون مین غور کرو ہر گلے را رنگ و بوے دیگر ست کو خوب سمجھو محلی نے خوب
کہا ہے کہ یہ دال ہے قدرت علی البعث پر کیونکہ اللہ پاک نے اس درخت مین درمیان پانی اور
آگ اور لکڑی کے جمع کیا ہے سو نہ تو پانی آگ کو بجہاتا ہے نہ آگ لکڑی کو جلاتی ہے سبحانہ ما
اقدرہ پھر اللہ پاک نے وہ شے ذکر کی جو کہ خلق مین انسان سے نہایت درجہ بڑی ہے پس ارشاد
فرمایا اولیس الذی خلق السمٰوٰت والارض بقٰدر علٰی ان یخلق مثلھم ط بلٰی وھو الخلّٰق
العلیم ○ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون ○ فسبحٰن الذی
بیدہ ملکوت کل شیء والیہ ترجعون ○ کیا جسنے بنائے آسمان اور زمین نہین سکتا کہ بناوے
ویسے اور کیون نہین اور وہ ہی اصل بنانے والا جاننے والا اوسکا حکم یہی ہے جب چاہے کسی چیز کو
کہ کہے اوسکو ہو پس ہو جاتی ہے سو پاک ہے وہ ذات جسکے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور طرف

ع ۵ ۱۶ ۴

اور طرف اوسی کے پھر جاؤگے انتہیٰ ف اللہ پاک اپنی قدرت عظیم پر آگاہ فرماتا ہے کہ اوسنے
ساتون آسمان بنائے مع کواکب سیارہ وثوابت کے جو اونمین ہین اور ساتون زمینین بنائین اور
جو کچھ اونمین ہی پہاڑ اور ریت اور دریا اور جنگل وغیرہ اور پیدا کیا جو کچھ کہ درمیان آسمان وزمین کے ہے
اور راہ بتاتا ہے اسکی کہ ان بڑی بڑی چیزون کے پیدا کرنے سے اعادہ اجساد پر استدلال کرین
کما قال تعالے لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس اور اسجگہ فرمایا ہے اولیس
الذی خلق السموات الآیۃ مثلہم کے معنی ہین مثل البشر یعنی کیا جسنے ایسی بڑی بڑی چیزین بنائین وہ قادر
نہین ہے کہ مثل بشر کے بنائے پھر اونکا اعادہ کرے جسطرح کہ اونکو اول بنایا یہ قول ابن جریر
کا ہے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض
ولم یعی بخلقھن بقادر علے ان یحیی الموتی بلے انہ علے کل شیئ قدیر اور اسجگہ یون فرمایا
بلی وہو الخلاق العلیم انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یعنی وہ تو شے کو صرف ایک امر کرتا ہے
تکرار وتاکید کا محتاج نہین ہے

اذا ما اراد اللہ امرا فانما	یقول لہ قولہ کن فیکون

یعنی اللہ پاک جسوقت کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو یہی اوسکو کن کہدیتا ہے پس وہ ہو جاتا ہے
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہے اے میرے بندو تم سب کے سب گنہگار ہو مگر جسکو مین عافیت دون سو تم مجھسے
مغفرت مانگو مین تمکو بخشونگا اور تم سب محتاج ہو مگر جسکو مین غنی کرون بیشک مین جواد ماجد واجد
ہون کرتا ہون جو چاہتا ہون عطا میری کلام ہے اور عذاب میرا کلام ہے جب مین ارادہ کرتا ہون
کسی شے کا تو یہی اوس سے کہدیتا ہون کہ ہو سو ہو جاتی ہے اخرجہ الامام احمد رحمہ
اللہ تعالی قولہ تعالی فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیئ والیہ ترجعون یعنی تنزیہ وتقدین وتبرئہ ہے برائی سے
واسطے حی قیوم کے یعنی حی قیوم کو منزہ ومقدس ومبرا وپاک کرنا ہے ہر برائی سے جسکے ہاتھ مین
ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی اور اوسی کی طرف سارے کام رجوع ہوتے ہین اور اوسی کا ہے
خلق وامر اور اوسی کی طرف معاد کے دن بندے رجوع کرینگے پھر وہ ہر عامل کو اوسکے عمل کا بدلا
دیگا اور وہ عادل ومنعم ومتفضل ہے قولہ تعالی فسبحان الذی الآیہ کے معنی مثل اس آیت کے ہین

ف انتہیٰ کہ کرکہتا ہون کہ آسمانون کو اور زمین کو اور اسکے درمیان کی چیزون کے بنانے سے اعادہ کے کیا نہین دیکھتے

ف کیا وہ اللہ جسنے بنائے آسمان اور زمین اور اونکے اوندھنے بنائے وہ اوسکی مانند نہین وہ اوسکی جلالت سے کہ پیدا کرے مثل انکے وہ ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے کسی شے کا تو یہی اوسسے کہدیتا ہے

قل من بیدہ ملکوت کل شیئ اور مثل اس آیت کے تبارک الذی بیدہ الملک
پس ملک و ملکوت بمعنی مین ایک ہین جیسے رحمۃ و رحموت و رہبۃ و رہبوت و جبر و جبروت
لوگون مین سے کسی کا یہ زعم ہے کہ ملک تو عالم اجسام ہے اور ملکوت عالم ارواح ہے صحیح
قول اول ہے اور اوسی پر جمہور مفسرین وغیرہم ہین حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین مین
کھڑا ہوا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک رات سو آپ نے سات رکعتون مین
سبع طوال سورتین پڑہین اور آپ جسوقت رکوع سے اپنا سر اوٹھاتے تو فرماتے تسمع اللہ لمن حمدہ
پھر فرماتے الحمد للہ ذی الملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ اور رکوع آپکا مثل
آپکے قیام کے تہا اور سجود آپ کا مثل آپکے رکوع کے پھر آپ فارغ ہوئے اور میرے
دونون پاؤن ٹوٹنے کے قریب ہو گئے تھے اخرجہ الامام احمد لفظ ابو داؤد و نسائی
کا شمائل مین اور نسائی کا حضرت حذیفہ سے یہ ہے کہ اونہون نے دیکہا رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو کہ نماز پڑہ رہے ہین رات کو اور آپ فرماتے تھے اللہ اکبر تین بار ذی الملکوت والجبروت
والکبریاء والعظمۃ پھر آپنے شروع کیا تو سورہ بقر پڑہی پھر رکوع کیا سو آپ کا رکوع قریب تہا آپکے
قیام سے اور آپ فرماتے تھے اپنے رکوع مین سبحان ربی العظیم پھر آپنے اپنا سر اوٹھایا رکوع
سے تو آپ کا قیام قریب تہا آپکے قیام سے فرماتے تھے لربی الحمد پھر آپنے سجدہ کیا تو آپکا
سجود قریب تہا آپکے قیام سے اور اپنے سجدے مین فرماتے تھے سبحان ربی الاعلی پھر آپنے
اپنا سر اوٹھایا سجود سے اور درمیان دونون سجدون کے بیٹھتے تھے قریب اپنے سجود سے
اور فرماتے تھے رب اغفرلی رب اغفرلی پس آپنے چار رکعتین پڑہین سوا ونمین بقرہ و آل عمران
و نساء و مائدہ یا انعام پڑہین شعبہ نے شک کیا ہے یہ لفظ ابو داؤد کی ہین ابو داؤد نے عوف
بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین کھڑا ہوا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ایک رات سو آپ کھڑے ہوئے پھر آپ نے سورہ بقر پڑہی نہین گزرتے تھے کسی
آیت رحمت پر مگر ٹھیرتے اور سوال کرتے اور نہین گزرتے کسی آیت عذاب پر مگر ٹھیرتے
اور پناہ مانگتے کہا پھر آپنے رکوع کیا بقدر اپنے قیام کے اپنے رکوع مین فرماتے تھے سبحان
ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ پھر آپنے سجدہ کیا بقدر اپنے قیام کے پھر آپنے اپنے

۱ تو ہر کسی کے ہاتھ مین ہے
۲ حکومت ہر چیز کی ہے
۳ یہ بڑی برکت ہے
۴ اوسکی جسکے ہاتھ مین ہے
۵ رفع ۱۲
۶ شعبہ عن عوف بن مرثد عن
ابیہ عن عوف رضی اللہ عنہ
رجل من بنی یحیی عن حذیفہ
وقال النسائی ابو جحیفۃ وہذا
طلحۃ بن یزید وہو الرجل شک
ان یکون ہذا کذا وقال والاشبہ
ان یکون ابو جحیفۃ عن حذیفہ
کما تقدم فی روایۃ الامام
احمد واللہ اعلم وما روایۃ
صلۃ بن زفر عن حذیفہ
فی صحیح مسلم ولکن لیس فیہا
ذکر الملکوت والجبروت
والکبریاء والعظمۃ کذا فی
ابن کثیر ۱۲ منہ
۷ اول قیام سے بعد رکوع کے
اور ثانی قیام سے اور قرأت کا
قیام سے ۱۲ منہ

سے ہیں مثل اسکے کہا پھر آپ کھڑے ہوئے تو آل عمران پڑہی پھر ایک ایک سورت پڑہی
ورواہ الترمذی فی الشمائل والنسائی من حدیث معاویۃ بن صالح بہ آخر تفسیر سورۂ یٰسین
ولہ الحمد والمنۃ کذا فی ابن کثیر ف اولیس الذی خلق الآیہ جملہ مستانفہ ہے طرف سے اللہ پاک کے
واسطے تحقیق جواب کے جسکا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ کفار کو مخاطب کرکے دین اور
ہمزہ انکار و نفی کا ہے اور حرف واو واسطے عطف کے ہے مقدر پر جسکا مقام مقتضی ہے جسطرح کہ
اسکے نظائر مین ہوا کرتا ہے اے الیس الذی انشاہا اول مرۃ ولیس الذی جعل لکم من الشجر الاخضر
نارا ولیس الذی خلق السموات والارض الآیہ یعنی کیا نہین ہے وہ جسنے ہڈیون کو اول بار بنایا
اور نہین ہے وہ جسنے تمہارے لیے ہرے درخت سے آگ بنائی اور نہین ہے وہ جسنے
آسمان و زمین بنائے قادر اسپر کہ پیدا کرے مثل ان آدمیون کے جو کہ مر گئے مراد وہ اور اونکے
امثال ہین بطور تقدیم و تاخیر کے یا مراد وہی ہین بر طریق کنایہ جسطرح کہ مثلک لفعل کذا مین ہے کہ مراد
مثل سے خود مخاطب ہے کذا قال الشہاب مطلب یہ ہے کہ جو ذات پاک قادر ہے بنانے پر
آسمانون کے اور زمین کے حالانکہ یہ دونون نہایت درجہ بڑے ہین اور انکے اجزا بڑے بڑے
ہین وہی قادر ہے اعادہ خلق بشر پر جو کہ صغیر الشکل ضعیف القوت ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا
ہے کہ البتہ پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا اکبر ہے لوگون کے پیدا کرنے سے جمہور نے بقادر بصیغہ
اسم فاعل پڑہا ہے اور حمیدی وغیرہ نے یقدر صیغہ فعل مضارع پھر اللہ پاک نے انکار تقریری کا
جو کہ استفہام سے معلوم ہوتا ہے خود جواب دیا فرمایا بلی یعنی ہان وہ اسپر قادر ہے وھو الخلاق
العلیم یعنی وہ خلق و علم مین اکمل و اتم وجہ پر بڑے مبالغہ والا ہے مطلب یہ ہے کہ کثیر الخلق ہے
اور ہر شے کو جانتا ہے کسی نے خالق بھی پڑہا ہے پھر اللہ پاک نے وہ بات ذکر کی جو دال
ہے اوسکی کمال قدرت پر اور اسپر کہ اول پیدا کرنا اور دوبارا بنانا اوسپر سہل و آسان ہے پس فرمایا
انما امرہ الآیہ یعنی اوسکی شان تو یہ ہے کہ جسوقت اوسکا ارادہ کسی شے کے ساتھ متعلق
ہوتا ہے کوئی سی شے ہو تو اوس سے کہدیتا ہے حادث ہو جا تو وہ حادث ہو جاتی ہے
بدون توقف کے کسی دوسری شے پر اصلا کسی طرح کی دیر نہین ہوتی ہے اسکی تفسیر سورۂ نحل
وسورۂ بقرہ مین گزر چکی ہے جمہور نے فیکون کو برفع پڑہا ہے بنا بر استیناف اور کسائی نے

منصب یقول پر معطوف کیا ہے پھر اللہ پاک نے اپنی ذات کی تنزیہ فرمائی اس سے کہ غیر قدرت
کے ساتھ اوسکا وصف کیا جائے پس ارشاد فرمایا فسبحان الذی الآیہ یہ تنزیہ ہے اللہ تعالی کی
اوس شے سے جسکے ساتھ کفار نے اوسکا وصف کیا اور تعجب دلاتا ہے اون باتون سے
جو اونہون نے اوسکی شان مین کہین کلام عرب مین ملکوت مبالغی کا لفظ ہے ملک مین جسطرح کہ
جبروت و رحموت ہے گویا یون کہا پس پاک ہے وہ ذات جسکی ہاتھ مین مالکیت اشیاے کلیہ
ہے قتادہ نے کہا ملکوت ہر شے مفاتح ہر شے ہے جمہور نے ملکوت پڑہا ہے اور اعمش
وطلحہ وابراہیم تیمی نے ملکہ بروزن شجرۃ اور کسی نے مملکۃ بروزن مفعلۃ اور کسی نے ملک لیکن
ملکوت سب سے ابلغ ہے جمہور نے ترجعون کو بناے خطاب بصیغہ مجہول اور سلمی وزر بن حبیش
واصحاب حضرت ابن مسعود نے بیاے تحتیہ بصیغہ مجہول اور زید بن علی نے بصیغہ معروف پڑہا ہے
معنی یہ ہین کہ تم اوسکی طرف رجوع کیے جاؤگے نہ طرف اوسکی غیر کے اور پھیرے جاؤگے اور عود
کیے جاؤگے بلا فوت یہ دار آخرت مین ہوگا بعد بعث کے کذا فی فتح البیان فاضل طیبی نے کہا
ہے کہ یہ سورت اپنے فاتحہ سے خاتمہ تک امہات علم اصول وجمیع مسائل معتبرہ کی تقریر مین ہے
جنکو علما اپنی مصنفات مین لائے ہین ان سب کی تقریر اسمین بابلغ واتم وجہ ہے پھر اسکی وجہ مفصل
بیان کی ہے یہانتک کہا ہے کہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون مثل فذلکہ ہے واسطے
مذکورات کے اور فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شے والیہ ترجعون مثل خاتمہ کے ہے جو کہ مشتمل
ہے اسرار عجیبہ پر پس اسمین افہام متحیر ہوتی ہین اور زبان وقلم اسکی شرح سے کند ہوتی ہین اسی لیے
جرامت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ سورۂ یٰسٓ کی فضیلت مین جو کچھ مروی ہے
وہ اسی آیت کی وجہ سے ہے کسی نے کہا کہ یٰسٓ جو قلب قرآن یعنی اصل ولب قرآن ٹہیرائی گئی ہے
سو اسی لیے کہ مقصود اہم انزال کتب سے بیان ہے اسکا کہ لوگ حشر کیے جائینگے اور سب کے
سب اوسکے پاس حاضر ہونگے اور مطیع لوگ جزا دیے جائینگے ساتھ احسن اوس عمل کے جو وہ
کرتے تھے اور مجرم لوگ اون سے جدا ہونگے یہ سب امور اس سورت مین بابلغ واکمل وجہ تقریر
کیے گئے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا پڑہو سورہ یٰسٓ اپنے
مُردون پر امام نے کہا اسکی یہ وجہ ہے کہ مرتے وقت زبان ضعیف القوۃ ہوتی ہے اور اسی طرح

اعضا لیکن قلب بالکل اللہ پاک پر متوجہ ہوتا ہے پھر جب یہ سورۂ کریمہ پڑھی جاتی ہے تو اوسکے دل کی قوت بڑھتی ہے اور اصول دین کے ساتھ اوسکی تصدیق سخت ہوتی ہے تو اوسکے دل کا اشراق نور ایمان سے اور بڑھتا ہے اور لوامع عرفان کے ساتھ اوسکی بصیرت قوت پکڑتی ہے کذا فی شیخزادہ رحمہ اللہ تعالیٰ الحمد للہ والمنۃ کہ یہ سورت تمام ہوئی وقت یک ساعت شب بست ودوم ماہ شوال ۱۳۱۲ ہجری محلہ امیر گنج مین اللہ پاک قبول فرمائے اور آگے لکھنے کی حول وقوت دے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم القوی العزیز اللھم انی ضعیف فقونی فی رضاک اللھم اشرح لی صدری ویسری امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی وارزقنی طی القلم وسرعۃ الکتابۃ مع الادراک التام بالضبط والاتقان علی التمام اللھم اغفرلنا وارحمنا وعافنا وارزقنا واجرنا واسترنا واحسن عواقبنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرۃ آمین بجاہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین الی یوم الدین آمین فقط

سورۃ الصافات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سورۂ مبارکہ کی ایک سو بیاسی آیتین ہین اور مکی ہے قرطبی نے کہا ہے کے قول مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مکے مین نازل ہوئی ہے اخرجہ ابن الضریس وابن النحاس وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر فرماتے تھے ہمکو تخفیف کا اور امامت کرتے تھے ہماری ساتھہ صافات کے اخرجہ النسائی والبیہقی فی سننہ وقال ابن کثیر تفرد بہ النسائی حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی پڑھے یس وصافات جمعے کے دن پھر سوال کرے اللہ سے تو وہ اوسکو اوسکا سوال دے اخرجہ ابن ابی داؤد فی فضائل القرآن وابن النجار قی تاریخہ نیز حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جبکہ ملوک حضرموت نے سوال کیا

وقت اونکے آنے کے آپکے پاس کہ اونپر پڑین کچھ اوس شے سے جو آپ کی طرف
نازل کی گئی تو آپنے پڑہا والصافات صفا یہانتک کہ پہونچی رب المشارق کو الحدیث اخرجہ
ابو نعیم فی الدلائل والسلفی فی الطیوریات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجزء السادس

والصّٰفّٰت صفًّا ۝ فالزاجرات زجرًا ۝ فالتّٰليٰت ذكرًا ۝ ان الٰهكم لواحد ۝
رب السمٰوٰت والارض وما بينهما ورب المشارق ۝ قسم ہے صف
باندہنے والون کی قطار ہوکر پہڑ ڈانٹنے والون کی جھڑک کر پہر پڑہنے والون کی یاد کر بیشک حاکم
تمہارا ایک ہے رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو اونکے بیچ ہے اور رب مشرقون کا ف
فرشتے کہڑے ہوتے ہین قطار ہوکر سننے کو حکم اللہ کا پہر جہڑکتے ہین شیطانون کو جو سننے کو جا لگتے
ہین پہر جب اوتر چکا اوسکو پڑہتے ہین ایک دوسرے کے بتانے کو ف شمال سے جنوب
تک ایک طرف مشرقین ہین سورج کو ہر روز جدا اور ہر ستارے کو جدا اور دوسری طرف اتنی ہی
مغربین انتہی ف حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا والصافات صفا فرشتے
ہین فالزاجرات زجرا فرشتے ہین فالتالیات ذکرا فرشتے ہین رواہ سفیان عن الاعمش عن ابی الضحی
عن مسروق عنہ اسی طرح حضرت ابن عباس ومسروق وسعید بن جبیر وعکرمہ ومجاہد وسدی وقتادہ وربیع بن
انس نے بھی کہا ہے قتادہ نے کہا کہ فرشتے صفین ہین آسمان مین مسلم نے حضرت حذیفہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے فضیلت
دیے گئے ہم لوگون پر ساتھ تین باتون کے ٹہیرائی گئین صفین ہماری مثل صفون فرشتون کے اور ٹہیرائی
گئی واسطے ہمارے زمین سب کی سب مسجد اور ٹہیرائی گئی خاک اوسکی پاک کرنیوالی جبکہ ہم نہ پائین
پانی نیز مسلم وابو داؤد ونسائی وابن ماجہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم کیون نہین صف باندہتے
جیسے فرشتے صف باندہتے ہین نزدیک اپنے رب کے ہمنے عرض کیا اور کیونکر صف باندہتے
ہین فرشتے نزدیک اپنے رب کے فرمایا پورا کرتے ہین اگلی صفون کو اور ملکر کہڑے ہوتے ہین صف مین

سدی وغیرہ نے کہا فالزاجرات زجرا کے یہ معنی ہین کہ فرشتے ڈانٹتے ہین بادل کو ربیع بن انس نے کہا فالزاجرات زجرا وہ شے ہے جس سے اللہ تعالی نے قرآن مین زجر فرمایا ہے اسی طرح امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے قالتالیات ذکرا سدی نے کہا کہ فرشتے لاتے ہین کتاب وقرآن کو اللہ کے پاس سے طرف لوگون کے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے فالملقیات ذکرا عذرا او نذرا قولہ تعالی ان الہکم لواحد الآیہ جسپر قسم کھائی ہے وہ یہی ہے کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالی رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو مخلوقات اونکی درمیان مین ہے ورب المشارق یعنی مالک ومتصرف خلق مین وہی ہے باین طور کہ جو کچھہ اوسمین ثوابت وسیارے تارے ہین اونکو مسخر کیا ہے مشرق سے ظاہر ہوتے ہین اور مغرب سے ڈوبتے ہین مشارق کے ذکر کے ساتھ مغارب سے اکتفا کیا ہے کیونکہ مشارق مغارب پر دال ہے اس آیت مین مغارب کی تصریح فرمائی ہے فلا اقسم برب المشارق والمغارب انا لقادرون اور دوسری آیت مین یون فرمایا ہے رب المشرقین ورب المغربین مراد سردی وگرمی کے دو مشرق ومغرب ہین واسطے سورج اور چاند کے کذا فی ابن کثیر ف ابوعمرو وحمزہ نے کسینے کہا فقط حمزہ نے یون پڑہا ہے کہ صافات کے تا کا صفا کے صاد مین اور زاجرات کے تا کا زجرا کے زاے مین اور ذاکرات کے تا کا ذکرا کی ذال مین ادغام کیا ہے امام احمد بن حنبل نے جب اس قرارت کو سنا تو اسکا انکار کیا نحاس نے کہا کہ عربیت مین تین وجہ سے یہ بعید ہے پہلی یہ ہے کہ حرف تا صاد کے مخرج سے نہین ہے اور نہ زاے وذال کے مخرج سے اور نہ انکے اخوات سی دوسری یہ ہے کہ حرف تا ایک کلمے مین ہے اور مابعد اوسکا دوسرے کلمے مین تیسری یہ ہے کہ جب تمنے ادغام کیا تو دو کلمون کے دو ساکنون مین جمع کیا ایسے موقع مین درمیان دو ساکن کے جمع کرنا اوسی وقت جایز ہے کہ دونون ایک کلمے مین ہون واحدی نے کہا کہ ادغام تا کا صاد مین اچھا ہے بسبب مقارنت دونون حرفون کے کیا تم دیکھتے نہین کہ دونون کنارہ زبان سے نکلتے ہین باقی قرار نے سب حرفون کے اظہار سے پڑہا ہے صف کہتے ہین ترتیب جماعت کو ایک خط مستقیم پر جسطرح کہ نماز مین صف باندہی جاتی ہے

ف فرشتے اور انسے والون کی بھولی ازبر اور انسے کو یاد رکھنے اور انسے کو ۱۲ منہ سورہ ہین قسم کہانا ہون شرقون اور مغربون کے مالک کی ہم کہتے ہین ۱۲ منہ مالک دو مشرق کا اور مالک دو مغرب کا ۱۲ منہ

صافات مین کئی قول ہین ایک یہ ہے کہ مراد وہ فرشتے ہین جو آسمان مین صف باندہتے ہین مثل صفوف خلق کے دنیا مین یہ قول حضرت ابن مسعود وابن عباس وعکرمہ وسعید بن جبیر ومجاہد وقتادہ کا ہے کسی نے کہا کہ اپنے پرون کی صف باندہتے ہین ہوا مین اوسمین ٹھیرے رہتے ہین یہانتک کہ اللہ پاک اونکو امر فرماے جس شے کا چاہے یعنی چڑہنے اوترنے وغیرہ کا حضرت حسن نے فرمایا صف باندہنے والے ہین صف باندہکر مثل اپنے صفون کے نزدیک اپنے رب کے اپنی نماز مین دوسرا قول یہ ہے کہ مراد طیور ہین جسطرح کہ اس آیت مین ہے اولم یروا الی الطیر فوقہم صافات تیسرا یہ ہے کہ مراد مومن لوگون کی جماعت ہے جبکہ وہ کھڑے ہوتے ہین نماز مین اور لڑائی مین اسکو قشیری نے ذکر کیا ہے اولی قول اول ہے اسیطرح **زاجرات** مین کئی قول ہین زجر اصل مین قوت سے دفع کرنے کو کہتے ہین یہان مراد قوت تصویت ہے یعنی زور سے آواز کرنا اسی معنی سے زجرت الابل والغنم ہے جبکہ تو اپنی آواز سے اونٹون کو اور بکریون کو ڈراے ایک قول یہ ہے کہ مراد زجر کرنیوالے فرشتے ہین یا تو اس لئے زاجرات اونکو کہتے ہین کہ وہ بادلون کو زجر کرتے ہین جیسا کہ سدی نے کہا ہے یا اس لئے کہ بمواعظ ونصائح معاصی سے زجر کرتے ہین دوسرا قول یہ ہے کہ مراد زواجر قرآنی ہین یعنی ہر وہ حکم جو کہ بری بات سے نہی وزجر کرتا ہے تیسرا یہ ہے کہ مراد علما ہین کیونکہ یہی لوگ اہل معاصی کو معاصی سے زجر کرتے ہین قول اول اولی ہے اسی طرح **تالیات** مین کئی قول ہین ایک یہ ہے کہ مراد وہ فرشتے ہین جو کہ قرآن کی تلاوت کرتے ہین جیسا کہ حضرت ابن مسعود وابن عباس وحسن ومجاہد وابن جبیر وسدی نے کہا ہے دوسرا یہ ہے کہ تنہا جبریل علیہ السلام مراد ہین اونکی تعظیم کے واسطے جمع کا لفظ ذکر کیا ہے اسکے ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ اونکے تابع فرشتون سے وہ خالی نہین رہتے ہین تیسرا یہ ہے کہ مراد ہر وہ شخص ہے جو کہ ذکر اللہ وکتب الٰہیہ کی تلاوت کرتا ہے قالہ قتادہ چوتھا یہ ہے کہ مراد آیات قرآن شریف ہین اونکو موصوف بتلاوت کیا اگرچہ وہ متلو ہین جسطرح کہ اس آیت مین ہے ان ہذا القراٰن یقص علی بنی اسرائیل کسی نے کہا آیات کو تالیات اس لیے کہا کہ ایک آیت دوسری آیت کے پیچھے لگی رہتی ہے پانچوان یہ ہے کہ مراد انبیا علیہم السلام ہین ذکر کو اپنی امتون پر تلاوت

کرتے ہین ذکرہ الماوردی **نصب** صفا وزجرا کا نبا بر مفعول مطلق ہے صافات وزاجرات کی تاکید کے واسطے آئے ہین اور ذکرا کا نصب نبا بر مفعول بہ ہے یہی جایز ہے کہ مثل صفا وزجرا کے مفعول مطلق ہو تالیات کے معنی سے کیونکہ وہ ذاکرات کے معنی مین ہے یہ وجہ ماقبل کے ساتھ زیادہ تر موافق ہے **حرف** واو تینون جگہہ قسم کا ہے مقسم بہ مین دو قول ہین ایک قول یہ ہے کہ مقسم بہ ان اشیا کا خالق ہے اس لیے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر اللہ کی قسم کہانے سے منع فرمایا ہے دوسرے یہ ہے کہ ایسی جگہہ مین قسم محلوف بہ کی تعظیم کے واسطے ہوتی ہے اور ایسی تعظیم سوائے اللہ پاک کے اور کسی کو لایق نہین ہے اس لئے تقدیر عبارت یہ ہے ورب الصافات والزاجرات والتالیات دوسرا قول جسپر اکثر ہین یہ ہے کہ مقسم بہ یہی چیزین ہین بسبب ظاہر لفظ کے پس اوس سے عدول کرنا خلاف دلیل ہے رہی غیر اللہ کی قسم کہانے سے نہی سو وہ مخلوق کو نہی ہے کہ غیر اللہ کی قسم نکہائین اور خالق جل جالالہ اس سے مستثنی ہے وہ اپنی بعض مخلوقات کی قسم کہاتا ہے واسطے ظاہر کرنے اونکی تعظیم کے جیسے والشمس واللیل والضحی والطور والنجم والتین والزیتون وغیرہ **حرف** فا قولہ تعالی فالزاجرات فالتالیات مین یا تو خود صفات کی ترتب کے واسطے ہے وجود مین یا واسطے ترتب اونکے موصوفات کے ہے فضل مین اور ان دونون قولون مین نظر ہے تفصیل اسکی شیخزادہ وغیرہ مین خوب لکہی ہے **بالجملہ** اللہ پاک نے صافات وغیرہ کی قسم کہاکے فرمایا **ان الھکم لواحد** یعنی بیشک معبود تمہارا البتہ ایک ہے اوسکا کوئی شریک نہین ہے یہ جواب ہے قسم کا جواب قسم مین ان مکسور آتا ہے کسائی نے ایسے ان کا فتح بھی جایز رکہا ہے اشیاے مذکورہ کے ساتھ قسم کہانے کے کئی فائدے ہین ایک یہ ہے کہ ان چیزون کی شرف ذات وکمال مراتب پر آگاہ کرنا ہے دوسرا یہ ہے کہ عابدین اصنام کے قول کا رد کرنا ہے وہ کہتے تھے کہ یہ معبود ہین تیسرا یہ ہے کہ منظور تاکید ہے ماتقدم کی کیونکہ اللہ پاک نے اکثر سورتون مین توحید وصحت بعث وقیامت کو یقینی دلیلون سے ثابت کیا ہے چنانچہ سورۂ یس کے آخر مین ابھی گزر چکا ہے پس جبکہ اون دلیلون کا ذکر سابق ہو لیا ہے تو ماتقدم کی تاکید کے واسطے ساتھ ذکر قسم کے اونکا ثابت کرنا کچھہ بعید نہین ہے خاصکر قرآن شریف تو لغت عرب مین اوتارا گیا ہے اور قسم سے مطالب کا ثابت کرنا اونکے نزدیک ایک طریقۂ مالوف ہے تیسرا یہ ہے کہ جب

ف ذکر قسم اور قرآن شریف وقسم وجواب قسم

اللہ پاک نے اشیاے مذکورہ کی قسم کہائی ایک معبود ہونے پر تو بعد اسکے دلیل یقینی ذکر فرمائی یعنی رب السموات الآیہ یعنی وہ رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور اوس مخلوقات و کائنات کا جو انکے درمیان مین ہے اور رب ہے مشرقون کا مطلب یہ ہے کہ وجود اس مخلوقات کا ایسی شکل بدیع و نادر پر واضح ترین دلائل سے ہے صانع قادر کے وجود و قدرت پر اور اسپر کہ وہ اس سب کا خالق و مالک ہے رب السموات خبر ثانی ہے ان کی یا بدل ہے لواحد سے جیسا کہ نحاس نے کہا ہے یا خبر ہے مبتداے محذوف کی جیسا کہ ابن انباری نے کہا ہے کہ لواحد پر وقف حسن ہے اور رب السموات سے ابتداے کلام ہے باین معنی کہ ہو رب السموات والارض کلمہ رب دوبارہ ذکر فرمایا اس لیے کہ مشارق مین آثار ربوبیت کا ظہور بغایت ہے اور وہ ہر دن نئے نئے ہوتے رہتے ہین اللہ پاک نے سورج کے واسطے ہر دن کا ایک مشرق و مغرب پیدا فرمایا ہے موافق عدد ایام سال کے ہر روز ایک مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور ایک مغرب مین ڈوبتا ہے ابن انباری و ابن عبدالبر نے اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ مراد مشارق کو اکب مین ظاہر یہ ہے کہ مراد مشارق آفتاب ہین مشارق پر قمر کیا واسطے اکتفا کے جسطرح کہ سراپیل تقیکم الحر مین اکتفا کیا ہے یعنی والبرد اور خود مشارق مغارب پر دال ہے رہی یہ بات کہ اسکا عکس کیون نہ کیا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ شروق شمس سابق ہے اوسکے غروب پر دوسری یہ بات ہے کہ شروق ابلغ ہے نعمت مین اور اکثر ہے نفع مین غروب سے پس مشرق کا ذکر کیا اس بات پر آگاہ کرنے کو کہ اللہ پاک کا احسان اپنے بندون پر بکثرت ہے اور اسی دقیقہ کے واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرق کے ساتھ استدلال کیا تو یون فرمایا ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب یہان تو مشارق بصیغہ جمع فرمایا اور اس کے مقابل کو حذف کیا اور سورۂ رحمن مین رب المشرقین و رب المغربین بتثنیہ اور سورۂ معارج مین رب المشارق والمغارب بجمع اور سورۂ مزمل مین رب المشرق والمغرب بافراد اور تینون جگہہ مقابل کو ذکر کیا پس اسکی وجہ یہ ہے کہ قرآن شریف کلام عرب کے اسالیب و فنون پر نازل ہوا ہے جو اونکے نزدیک معہود و معلوم ہین سو منجملہ اونکے اجمال و تفصیل و ذکر و حذف و تثنیہ و جمع و افراد ہے باعتبارات مختلف پس مزمل مین تو افراد و اجمال کیا مراد مشرق و مغرب گرما و سرما ہے سورۂ معارج مین جمع و تفصیل کی مراد سال کے سارے مشارق و مغارب ہین یہ سب سات سو سے زیادہ ہین سورۂ رحمن مین تثنیہ و تفصیل کی مراد گرما

وسرما کے دو مشرق و مغرب ہین اور اسجگہہ جمع وحذف کیا مراد سال کے سارے مشارق ہین انپر قصر اس لیے کیا کہ محذوف پر دال ہین چنانچہ اول اس طرف اشارہ ہوچکا ہے اسجگہہ جمع کا صیغہ اس لیے خاص کیا کہ اول سورت کی جمع کے ساتھ موافق ہو کیونکہ وہ سب جمع کے صیغے ہین اور حذف کو زینت کی مناسبت کے واسطے مخصوص کیا کیونکہ زینت غالبًا ضیاء و نور ہی سے ہوتی ہے اور یہ دونون مشرق سے پیدا ہوتے ہین نہ مغرب سے اور رحمن مین جو تثنیہ کو خاص کیا سو واسطے موافقت یسجدان و فیاے آلاء ربکما تکذبان کے اور مقابلین کا ذکر کیا واسطے موافقت بسط صفات و انعامات اللہ تعالی کے پھر معارج مین جمع کو خاص کیا واسطے موافقت جمع قبل و بعد کے اور مقابلین کا ذکر کیا واسطے موافقت کثرت تاکید کے قسم و جواب قسم مین اور مرسل مین افراد کو خاص کیا واسطے موافقت ماقبل کے کہ اوسکے پہلے افراد ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اوسکے بعد افراد ذکر اللہ تعالی ہے اور مقابلین کا ذکر کیا واسطے موافقت حصر کے جو کہ لا الہ الا ہو مین ہے اور اس لیے کہ وہان بسط ہے اوامر الہی کا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کذا قال الکرخی واللہ اعلم انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکب ۝ وحفظا من کل شیطٰن مارد ۝ لا یسمعون الی الملاء الاعلی ویقذفون من کل جانب ۝ دحورا ولھم عذاب واصب ۝ الا من خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب ۝ ہمنے رونق دی ورے آسمان کو ایک رونق جو تارے ہین اور بچاؤ بنایا ہر شیطان سرکش سے سن نہین سکتے اوپر کی مجلس تک اور پھینکے جاتے ہین ہر طرف سے ہانکے گئے اور اونکو مارہے ہمیشہ مگر جو کوئی اوچک لایا جھپ سے پھر پیچھے لگا اوسکے انگارا چمکتا ف معلوم ہوتا ہے تارے سب ورے آسمان مین ہین اگرچہ پھیر پھیر ایک کا اوپر ہو یا نیچے ہو ف انہین تارون کی روشنی سے آگ نکلتی ہے جس سے شیطانون کو مار پڑتی ہے جیسے سورج اور آتشی شیشے سے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ اوسنے رونق دی سماے دنیا کو واسطے زمین والون کے جو اوسکی طرف نظر کرنے والے ہین ایک رونق جو تارے ہین زینت کو باضافت و تنوین دونون طرح پڑھا ہے اور تنوین کی بنا پر کواکب کو زینت کا بدل ٹھیرایا ہے دونون کے ایک معنی ہین پس کواکب سیارہ و ثوابت کی روشنی آسمان شفاف کے جرم کو پھاڑتی ہے تو وہ چمکتے ہین واسطے اہل زمین کے

جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناھا رجوما للشیاطین واعتدنا لھم عذاب السعیر وقال تعالی ولقد جعلنا فی السماء بروجا وزیناھا للناظرین وحفظناھا من کل شیطان الرجیم الا من استرق السمع فاتبعہ شہاب مبین پس اس جگہہ جو اللہ پاک نے فرمایا ہے وحفظا من کل شیطان مارد تقدیر اسکی یہ ہے وحفظنا ہا حفظا یعنی محفوظ رکہا ہے ہمنے اوسکو محفوظ رکہنے کر ہر شیطان متمرد وعاتی وسرکش سے جبکہ وہ ارادہ کرتا ہے چہپکر سننے کا تو آتا ہے اوسکو انگارا چمکتا تو اوسکو جلا دیتا ہے اسی لیے یون فرمایا لا یسمعون الی الملا الاعلی یعنی تاکہ وہ نہ پہونچین ملا اعلی تک وہ آسمان ہین اور فرشتے جو اونمین ہین جبکہ وہ بات چیت کرتے ہین اوس شے کی جسکی اللہ تعالی وحی کرتا ہے اپنے شرع وقدر سے جسطرح کہ اسکا بیان اون حدیثون مین گزر چکا ہے جنکو ہمنے تفسیر حتی اذا فزع عن قلوبہم الآیہ مین وارد کیا ہے اسی لیے یون فرمایا ہے ویقذفون من کل جانب دحورا یعنی پہینکے جاتے ہین ہر طرف سے جس سے آسمان کا قصد کرتے ہین پہینکنے کر جس سے ہانکے جاتے ہین اور زجر ومنع کئے جاتے ہین وہان تک پہونچنے سے اور رجم کئے جاتے ہین ولہم عذاب واصب یعنی دار آخرت مین اونکے واسطے عذاب دائم ومستمر ودردہندہ ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے واعتدنا لہم عذاب السعیر قولہ تعالی الا من خطف الخطفۃ مگر جو کوئی اوچک لایا شیطانون مین سے خطفہ کو مراد وہ کلمہ ہے جسکو آسمان سے سن لیتا ہے پہر اوسکو ڈالدیتا ہے طرف اوس شیطان کے جو اوسکے نیچے ہے اور وہ اپنے ماتحت کی طرف اوسکا القا کرتا ہے پہر کبہی تو انگارا اوسکو پالیتا ہے قبل اسکے کہ اوسکو ڈالے اور کبہی اوسکو ڈالدیتا ہے اللہ تعالی کی قدر سے قبل اسکے کہ اوسکو انگارا آلے تو اوسے جلائے پہر وہ دوسرا اوسکو لیجاتا ہے طرف کاہن کے چنانچہ حدیث شریف مین گزر چکا ہے اور اسی لیے یون فرمایا ہے الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب اسی مستنیر یعنی انگارا روشن ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آسمان مین شیطانون کی بیٹہکین تہین فرمایا پس شیاطین کان رکہتے تہے وحی سننے کو فرمایا اور تارے چلتے نہ تہے اور شیاطین مارے نہ جاتے تہے فرمایا پہر جب وہ وحی سنتے

۱۲ اور ہمنے ہر آسمان دنیا کو ستارون سے آراستہ کیا اور ہمنے ستارون کو آسمان سے گرنے کی اور اون سے شیطانون کو پہینکنے کی جگہہ بنایا اور ہمنے ستارون کو شیطانون کے واسطے آگ کی مار بنایا ہے اور ہمنے شیطانون کو آسمان مین جانے اور وہان تک پہونچنے سے روکدیا ہے اور ہمنے شیطانون کے واسطے دوزخ مین جلنے کی سزا تیار کی ہے اور اوسکو شیطانون مردود سے آگ کی مار سے محفوظ رکہا ہے جو چوری سے سننے کے واسطے جاتا ہے اور اوسکے پیچہے انگارا چمکتا ہے ۱۲

تو زمین کی طرف اوترتے سپر پڑہا تے کلمے مین تو یعنی ایک کلمہ تو آسمانی ہوتا تو کلمے اور زیادہ کردیتے
تھے فرمایا پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو جسوقت بیٹھنے لگا
شیطان اپنی بیٹھک مین تو آیا اوسکو انگارا پہروہ اوس سے چوکتا نہ تہا یہانتک کہ اوسے
جلاڈالتا فرمایا پہروہ اسکی شکایت لیگئے طرف ابلیس لعنۃ اللہ کے تو وہ بولا یہ نہین ہے
مگر کسی امر سے جو نیا ہوا ہے فرمایا پہر اوسنے اپنے لشکرون کو پھیلایا تو کیا دیکھتے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے نماز پڑہ رہے ہین درمیان جبلی نخلہ کے فرمایا پہر وہ لوٹے
طرف ابلیس کے تو اوسے خبر دی پس اوسنے کہا یہ وہ ہے جو حادث ہوا ہے اس
باب مین جو حدیثین وارد ہوئی ہین مع آثار تفسیر سورۂ جن زیر آیۂ وانا لمسنا السماء الآیہ مذکور ہین ف
مراد سماے دنیا سے وہ آسمان ہے جو زمین سے متصل ہے ماخوذ ہے دنو سے دنو بمعنی قرب
ہے پس یہ آسمان سب آسمانون سے بڑہکر قریب ہے طرف زمین کے جمہور نے زینت کو کواکب
کی طرف مضاف کیا ہے یعنی یہ ہین کہ زینت دی ہمنے سماے دنیا کو ساتھ زینت دینے کواکب کے
یعنی ساتھ حسن کواکب کے سروق وغیرہ نے بتنوین زینت وحفص کواکب پڑہا ہے بنا بر بدل
زینت سے اس بنیاد پر کہ مراد زینت سے اسم ہے مصدر نہین ہے تقدیر بعد طرح مبدل منہ کی
یہ ہے انا زینا السماء الدنیا بالکواکب یعنی زینت دی ہمنے سماے دنیا کو ساتھ ستارون کے
کیونکہ خود تارے ایک زینت عظیم ہین اس لئے کہ اندہیری رات مین دیکھنے والون کی آنکھون مین ایسے
دکھائی دیتے ہین جیسے کہ نیلگون سطح پر جواہر آبدار چمک دمک رہے ہین عاصم نے ابوبکر کی روایت
مین بتنوین زینت ونصب کواکب پڑہا ہے اس بنا پر کہ زینت مصدر ہے اور فاعل اوسکا محذوف
تقدیر یہ ہے بان اللہ زین الکواکب بکونہا مضیئۃ حسنۃ فی انفسہا یعنی زینت دی ہمنے سماے
دنیا کو باین طور کہ اللہ نے زینت دی کواکب کو ساتھ ہونے اونکے کے فی نفسہ روشن وخوبصورت
یا کواکب منصوب ہے باضمار اعنی یا بدل ہے سما سے بدل اشتمال کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ زینت
دی ہمنے سماے دنیا کو ساتھ ضوء کواکب کے کیونکہ ضوء ونور احسن واکمل صفات سے ہین اگر
یہ تارے آسمان مین موجود نہوتے تو وقت غروب آفتاب کے سخت تاریک ہوتا کسی نے
کہا کہ مراد زینت کواکب سے اونکے اشکال متناسب ومختلف ہین شکل مین جیسے شکل جوزا وبنات النعش

وغیرہ کی اسکے سوا اور اقوال بھی ہین **وحفظا** منصوب ہے اس بنا پر کہ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے ای حفظنا ہا حفظا یا مفعول لہ ہے ای زینا ہا بالکواکب للحفظ یا معطوف ہے بزینۃ کے محل پر گویا یون کہا کہ انا خلقنا الکواکب زینۃ للسماء وحفظا **مارد** کے معنی ہین عاتی متمرد سرکش طاعت سے نکلنے والا اس قسم کے شیطان کو تارون سے اور انگارون سے مارتے ہین جملہ **لایسمعون الی الملأ الاعلی** مستانفہ ہے مقصود اس سے بیان ہے شیاطین کے مآل کا بعد حفظ آسمان کے کسی نے کہا جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ بعد حفظ آسمان کے اونکا کیا حال ہوا سو یہ جملہ اوسکا جواب ہے کسی نے کہا کہ یہ جملہ صفت ہے کل شیطان کی ابو حاتم نے کہا کہ لایسمعون کے معنی لئلا یسمعوا ہین[ف۱] پھر کلمۂ لام وان حذف کیا گیا تو فعل مرفوع ہوگیا اسی طرح کلبی نے بھی کہا ہے نسفی نے کہا کہ اس قول مین تعسف ہے ایسے تعسف سے قرآن شریف کا بچانا واجب ہے کیونکہ لام اور اَن کا الگ الگ حذف کرنا مروہ نہین ہے لیکن یکبارگی دونون کا حذف کردینا منکر ہے اور درمیان سمعت فلانا یتحدث وسمعت الیہ یتحدث وسمعت حدیثہ والی حدیثہ کے فرق ہے جو خود متعدی ہوتا ہے وہ تو ادراک کا فائدہ دیتا ہے اور جو کلمۂ الی کے ساتھ متعدی ہوتا ہے وہ اصغاء کا مفید ہے مع ادراک کے انتہی غرضکہ جملۂ مذکورہ مین کئی قول ہین ایک تو استیناف بیانی دوسرا جواب سوال مقدر تیسرا صفت شیطان چوتھا یہ کہ اوس سے حال ہے پانچوان یہ کہ بتقدیر لئلا یسمعوا علت ہے حفظ کی سمین نے ان سب قولون کو فاسد کہا ہے اور فساد کو بیان کیا ہے مختار قول یہ لکھا ہے کہ یہ جملہ ماقبل سے منقطع ہے اعراب مین **ملأ اعلی** سے مراد اہل سماے دنیا ہین اور اس سے اوپر کے آسمانون کے لوگ اونمین سے کل کا نام اعلی رکھا بنسبت ملأ ارض کے کیونکہ وہ لوگ سکان آسمان ہین ضمیر لایسمعون کی راجع ہے طرف شیاطین کے جمہور نے بسکون سین و تخفیف میم پڑہا ہے اور حمزہ و کسائی نے اور عاصم نے حفص کی روایت مین بتشدید سین و میم اصل تیسمعون ہے حذف تا کو سین مین ادغام کردیا ہے پس پہلی قرارت تو دال ہے انتفاے سماع شیاطین پر نہ استماع پر اور دوسری دال ہے سماع و استماع دونون کی انتفا پر پہلی کے معنی مین یہ آیت ہے انہم عن السمع لمعزولون مجاہد نے کہا کہ وہ بتکلف سننے کو کان لگانے

[ف۱] یعنی اصل اسکی لئلا یسمعوا ہے پس لام محذوف ہے اول لایسمعوا باقی ہوا تو ان لایسمعوا باقی رہا پھر ان حذف ہوا اور اوسکا عمل باطل ہوگیا اور فعل مرفوع ہوگیا پھر ہوگیا تو فعل مرفوع ہوگیا اور ان کو نون تو ساکن ہے کسی جگہ سے کسر دیا ہے ۱۲

لیکن سنتے نہ تھے ابو عبید نے دوسری قرأت پسند کی ہے اسواسطے کہ عرب لوگ سمعت الیہ نہین کہتے ہین
اور سمعت الیہ بولتے ہین حضرت ابن عباس تخفیف پڑہتے تھے اور فرماتے کہ وہ تسمع کرتے تھے لیکن سنتے نہ تھے
قولہ ویقذفون من کل جانب دحورا مجاوری مین بولتے ہین وحرة وحرا ودحورا طردتہ پس دحور معنی طرد
ہے نصب اسکا یا تو اس بنا پر ہے کہ مفعول لہ ہے یا حال ہے بمعنی مدحورین یا مفعول مطلق
ہے فعل مقدر کا اے یدحرون دحورا یا منصوب بنزع خافض ہے اصل بدحور ہے پہ حرف
یا کو حذف کر دیا تو منصوب ہو گیا جیسا کہ فرا نے کہا ہے کہ معنی یہ ہین یقذفون بما یدحرہم اسے
بدحور جمہور نے دحورا بضم دال پڑہا ہے اور علی و سلمی و یعقوب حضرمی و ابن ابی عبلہ نے بفتح دال
کسی نے کہا کہ دحور جمع ہے داحر کی جیسے قاعد کی جمع قعود ہے اس صورت مین حال ہو گا
ابو عمرو سے یقذفون بصیغہ معروف مروی ہے یہ قرأت غیر مطابق ہے اوس شے سے جو کہ
نظم قرانی سے مراد ہے معنی یہ ہین کہ پھینکے جاتے ہین آسمان کی جوانب و نواحی و جہات کی ہر جانب سے سائد انگارون کے
واسطے ہانکنے کے یا اس حال مین کہ وہ ہانکے گئے ہین جب کہ ارادہ کرتے ہین چڑہنے کا واسطے
چھپکر سننے کے اسمین اختلاف ہے کہ آیا انگارون سے اونکو مارنا قبل بعثت کے تہا یا بعد
بعثت کے سو ایک گروہ تو اول کا قائل ہے اور دوسرا دوسرے کا اور ایک گروہ نے جمع
بین القولین کیا ہے کہ شیاطین قبل بعثت کے ایسا مارنا نہین مارے جاتے تھے کہ سننے
سے اونکو قطع کر دے لیکن ایک وقت مارے جاتے اور دوسرے وقت نہین اور ایک
جانب سے مارے جاتے دوسری سے نہین یہ بعد بعثت کے ہر وقت مین اور ہر جانب سے
مارے گئے یہانتک کہ ایسے ہو گئے کہ کسی شے کے سننے پر قدرت نہین رکہتے ہین **عذاب**
واصب بمعنی دائم غیر منقطع ہے مراد اس سے آخرت کا عذاب ہے سوائے اوس عذاب کے
جو دنیا مین انگارے مارنے سے ہوتا ہے قاتل نے کہا یعنی دائما الی النفخة الاولی یعنی یہ رمی
شہب کا عذاب اونکے واسطے دائم رہے گا پہلے نفخے تک لیکن قول اول اولی ہے جمہور
مفسرین اس طرف گئے ہین کہ واصب بمعنی دائم ہے سدی و ابو صالح و کلبی نے کہا واصب
وہ عذاب درد دہندہ ہے جسکا درد قلب کی طرف پہونچتا ہے ماخوذ ہے وصب یا وصوب
بمعنی مرض سے کسی نے کہا بمعنی شدید ہے **الا من خطف الخطفة** مین استثنا یا تو لا یسمعون سے

ہے یا قذفون سے کسی نے کہا یہ استثنا راجع ہے طرف غیر وحی کے کیونکہ اللہ پاک نے
یون فرمایا ہے وانہم عن السمع لمعزولون یعنی شیاطین سننے سے کنارے کر دیئے گئے ہین
بلکہ اونمین کا ایک اوچک لیتا ہے کوئی کلمہ اون باتون سے جنمین فرشتے گفتگو کرتے ہین اور
درمیان اونکے دائر ہوتے ہین منجملہ اون امور کے جو آیندہ عالم مین ہونگے قبل اسکے کہ زمین والے
اونکو جانین کسی نے کہا یہ استثنا منقطع ہے خطف کہتے ہین چوری سے جھپٹ لینے کو اور جلدی
سے کسی شے کے لیلینے کو جمہور نے خطف کو بفتح خا و کسر طا مخففہ پڑہا ہے اور قتادہ
وحسن نے بکسر ہر دو و تشدید طا یہ لغت تمیم بن مُرّ و بکر بن وائل کا ہے اور عیسی بن عمر نے بفتح خا
و کسر طاے مشددہ اور حضرت ابن عباس نے بکسر ہر دو مع تخفیف طا **فاتبعہ شہاب**
ثاقب یعنی پیر لاحق ہوتا ہے اوسکو اور پیچھے لگتا ہے اوسکے شہاب ثاقب یعنی نجم مضیئی
یا مستوقد پیر اوسی جلا دیتا ہے یا مار ڈالتا ہے یا مجنون کر دیتا ہے اور کبھی اوسکو ایسا نہین کرتا ہے
تو جو بات اوچک لایا ہے اوسکو اپنے اخوان کی طرف ڈال دیتا ہے یہ شہب جنسے شیطانون کو
مارتے ہین ثوابت تارون سے نہین ہین بلکہ غیر ثوابت سے ہین اصل ثقوب کی اضارت ہے
کسائی نے کہا جسوقت آگ روشن ہوتی ہے تو بولتے ہین ثقبت النار ثقب ثقابۃً حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ جسوقت شہاب پھینکا جاتا ہے تو وہ خطا نہین کرتا اوس سے جسکو وہ مارا
گیا اور یہ آیت پڑہی فاتبعہ شہاب ثاقب اور فرمایا کہ وہ قتل نہین کئے جاتے ہین شہاب سے اور
نہ وہ مرتے ہین لیکن وہ جلاتا ہے اور مجنون کرتا ہے اور زخمی کرتا ہے بدون قتل کے
کہا ہے کہ مراد یہ نہین ہے کہ وہ اجرام کواکب سے مارے جاتے ہین بلکہ جائز ہے کہ تارون
سے کوئی شعلہ جدا ہو جس سے شیطان مارا جاے اور تارے اپنے حال پر باقی رہین یہ مثل اوس
قبس[۱] کی ہے جو کہ آگ سے لیا جاتا ہے اور وہ اپنے حال پر رہتی ہے رہی یہ بات کہ شیطان
جانتا ہے کہ شہاب اوسے لگے گا اور اپنے مقصود کو نہ پہونچے گا باوجود اسکے دوبارا کیون
جاتا ہے سو اس کی یہ وجہ ہے کہ نیل مطلوب کے امید اور سلامتی کی طمع کر کے
جاتا ہے جیسے دریا پر سوار ہونے والا کہ کبھی غرق کا مشاہدہ کر لیتا ہے لیکن باامید سلامتی و نیل مقصود
پر سوار ہوتا ہے جمل نے خازن سے اسی طرح نقل کیا ہے کذا فی فتح البیان فاستفتہم الخ

[۱] قبس یا تو شہاب ہے یا وہ شعلہ جو تارے سے جدا ہو کر گرتا ہے

اشد خلقا ام من خلقنا ۱ انا خلقنهم من طين لازب ○ بل عجبت و
يسخرون ○ وإذا ذكروا لا يذكرون ○ وإذا رأوا آية يستسخرون ○
وقالوا إن هذا إلا سحر مبين ○ ءإذا متنا وكنا ترابا وعظاما ءانا لمبعوثون ○
أو آباؤنا الأولون ○ قل نعم وأنتم داخرون ○ فإنما هي زجرة واحدة
فإذا هم ينظرون ○ وقالوا يويلنا هذا يوم الدين ○ هذا يوم الفصل
الذي كنتم به تكذبون ○ احشروا الذين ظلموا وأزواجهم وما كانوا يعبدون ○
من دون الله فاهدوهم إلى صراط الجحيم ○ اب پوچھا ون سے یہ مشکل ہین بنانے
یا جتنی خلقت ہمنے بنائی ہم ہی نے اُنکو بنایا ہے ایک گارے چپکتے سے بلکہ تو رہتا ہے
اچنبے مین اور وہ کرتے ہین ٹھٹھے اور جب سمجھائے نہین سوچتے اور جب دیکھین کوئی نشانی
ہنسی مین ڈال دیتے ہین اور کہتے ہین اور کچھ نہین یہ جادو ہے کھلا کیا جب ہم مرگئے اور ہوگئے
مٹی اور ہڈیان کیا ہمکو پھر اوٹھانا ہے کیا اور ہمارے باپ دادون اگلے کو تو کہہ ہان اور تم ذلیل
ہوگے سو وہ تو یہی ہے ایک جھڑکی پھر تہی یہ لگین گے دیکھنے اور کہین گے اے خرابی ہماری
یہ آیا دن جزا کا یہ ہے دن فیصلے کا جسکو تم جھٹلاتے تھے جمع کرو گنہگارون کو اور اونکے جوڑون
کو اور جو کچھ پوجتے تھے اللہ کے سوائے پھر چلاؤ اونکو راہ پر دوزخ کی ف یعنی تجھکو اون سے
تعجب آتا ہے کہ کیون ایمان نہین لاتے اور اونکو تجھسے ٹھٹھا ف یہ حکم ہوگا فرشتون کو
اونکے جوڑے یا تو جوروؤن کو کہا یا ایک قسم کے گنہگار جو اکھٹے ہین اونکو کہا انتہی ف
حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے تو ان بعث کے منکرون سے کہہ کہ کون سخت تر ہے
خلق مین پیدا آسمان و زمین اور جو اونکے درمیان مین ہے فرشتے اور شیاطین اور مخلوقات عظیم
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ام من عددنا پڑہا ہے یعنی یا وہ لوگ جنکا ہمنے شمار
کیا ہے کیونکہ وہ اسکا اقرار کرینگے کہ یہ مخلوقات سخت تر ہے اون سے خلق مین اور جب بات
ایسی ہے تو پھر کیون بعث کا انکار کرتے ہین حالانکہ وہ مشاہدہ کر رہے ہین اوس شے کا جو کہ نہایت
درجہ بڑی ہے اوس شے سے جسکا انکار کیا ہے کما قال تعالی لخلق السموات والارض
اکبر من خلق الناس ولکن اکثر الناس لا یعلمون پھر یہ بات بیان کی کہ وہ تو ایک ضعیف

ع ۱۲ ۱۵ الربع

الف یہ کہنا کافرون کا مسلمانون کا اور زمین کے رہنے والون سے آسمان کے رہنے والون کا یا جنکے پاس رسول آیا اونسے اونکے پاس نہین آیا یا جنکے پاس کتاب آئی اونسے اونکے پاس نہین آئی یا جنکے پاس کتاب آئی اونسے اونکے پاس نہین آئی

شے سے پیدا کیے گئے ہین پس فرمایا انا خلقناھم من طین لازب مجاہد وسعید
بن جبیر وضحاک نے کہا یہ وہ عمدہ گارا ہے جسکا بعض بعض سے چپکتا ہے حضرت ابن عباس
وعکرمہ نے کہا ہو اللزج الجید یعنی عمدہ چپکتا گارا قتادہ نے کہا وہ ہے جو ہاتھ سے چپکتا ہے
قولہ تعالیٰ بل عجبت ویسخرون کا یہ مطلب ہے بلکہ ای محمد تو نے تعجب کیا ان منکرین بعث
کی تکذیب سے اور جس امر عجیب کی اللہ تعالیٰ نے تجھے خبر دی ہے تو اوسپر یقین لانے والا
اور اوسکی تصدیق کرنے والا ہے یعنی جسمون کا اعادہ کرنا بعد اونکے فنا ہونے کے اور یہ
لوگ برخلاف تیرے امر کے مارے اپنی شدت تکذیب کے ہنستے ہین اوس شے سے
جو تو اونکو کہتا ہے قتادہ نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو تعجب کیا اور مگر انہان
بنی آدم نے ہنسی کی واذا راوا ایۃ یستسخرون یعنی جسوقت دیکھین کوئی واضح دلالت
اسپر تو ہنسی مین ڈالدیتے ہین مجاہد وقتادہ نے کہا یستسخرون کے معنی ہین یستہزؤن وقالوا
ان ھذا الا سحر یعنی اور کہتے ہین نہین ہے یہ شے جسکو تو لیکر آیا ہے مگر کھلا جادو ہے
ائذا متنا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ بعث کو بعید سمجھتے ہین اور اوسکی تکذیب کرتے ہین قل نعم وانتم
داخرون یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اونسے کہدے ہان تم اوٹھائے جاؤ گے قیامت
کے دن بعد اسکے کہ تم ہو جاؤ گے مٹی اور ہڈیان اور تم ذلیل وحقیر ہوگے زیر قدرت عظیم
کے کما قال تبارک وتعالیٰ وکل اتوہ داخرین وقال تعالیٰ ان الذین یستکبرون
عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین پھر فرمایا فانما ھی زجرۃ واحدۃ الآیہ
یعنی وہ تو صرف ایک امر ہی طرف سے اللہ عزوجل کی کہ اونکو ایک پکار پیدا ہوگی کہ وہ زمین سے نکلین تو وہ اوسی دم
اوسکے روبرو کھڑے ہوئے قیامت کے ہولون کو دیکھتے ہون گے وقالوا یا ویلنا الآیہ
کا یہ مطلب ہے کہ کفار قیامت کے دن ملامت کرنے کو اپنی جانون پر لوٹ پڑینگے اور اقرار
کرینگے اسبات کا کہ وہی اپنے جانون پر ظلم کرتے تھے وارد دنیا مین پھر جب قیامت کے
ہولون کا معائنہ کرینگے تو نہایت درجہ پشیمان ہون گے ایسی جگہہ کہ اونکو پشیمانی کچھ نفع نہ دیگی
اور کہین گے اے خرابی ہماری یہ ہے دن جزا کا تو فرشتے اور مومنین اونسے کہین گے
یہ فیصلے کا دن ہے جسکو تم جھٹلاتے تھے یہ بات بطور تقریع وتوبیخ اونسے کہی جاے گی

اور اللہ پاک فرشتون کو حکم دیگا کہ کافرون کو مومنین سے جدا کردین موقف مین اونکے محشر و منشر
مین اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے احشروا الذین ظلموا و ازواجھم نعمان بن بشیر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مراد ازواجہم سے اونکے اشباہ و امثال ہین اسی طرح حضرت ابن عباس و
سعید بن جبیر و عکرمہ و مجاہد و سدی و ابو صالح و ابو العالیہ و زید بن اسلم نے بھی کہا ہے سفیان ثوری
نے عن سماک عن النعمان بن بشیر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے فرمایا کہ اخوانھم اور شریک
نے عن سماک عن النعمان روایت کیا ہے کہا مین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ اسکی تفسیر
مین فرماتے تھے اشباہھم فرمایا کہ زنا والے زنا والون کے ساتھ آئین گے اور سود والے سود والون
کے ہمراہ اور شراب والے شراب والون کے ساتھ حصیف نے عن مقسم عن ابن عباس روایت
کیا ہے کہ ازواجہم قرناءہم یعنی ازواج سے مراد اونکی عورتین ہین یہ قول غریب ہے معروف و مشہور
قول اونسے قول اول ہے جیسا کہ مجاہد و سعید بن جبیر نے اونسے روایت کیا ہے کہ ازواجہم
قرناءہم و ما کانوا یعبدون من دون اللہ یعنی اصنام و انداد اونکے ساتھ حشر کیئے جائین گے اونکی
جگہون مین قولہ تعالیٰ فاھدوھم الی صراط الجحیم یعنی اونکو راہ بتاؤ جہنم کی یہ آیت مثل
اس آیت کے ہے ونحشرھم یوم القیامۃ علی وجوھھم عمیا و بکما و صما ماواھم جھنم
کلما خبت زدناھم سعیرا ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اب تو کفار منکرین
بعث سے پوچھ کیا وہ سخت ترہین خلق مین اور قوی ترہین جسمون مین اور بزرگ ترہین اعضا مین اور محکم تر
ترہین بنیہ مین اور زیادہ ترشقت والے ہین ایجاد مین اور مشکل ترہین بنانے مین یا وہ جنکو ہمنے بنایا
آسمان و زمین و پہاڑ و ملائکہ وغیرہ زجاج نے کہا معنی یہ ہین تو اونسے پوچھ پوچھنا تقریر کیا وہ
محکم ترہین صنعت مین یا وہ اگلی امتین جنکو ہمنے انسے قبل بنایا مراد یہ ہے کہ یہ لوگ محکم ترہین ہین خلق
مین اپنی سوا اور امتون سے حالانکہ بسبب تکذیب کے ہمنے اونکو ہلاک کر ڈالا ہے پھر وہ کون شے
ہے جو انکو عذاب سے بخوف کر رہی ہے جمہور نے ام من مشدد میم پڑہا ہے یہ ام متصلہ ہے
اسمین من کا عطف کیا ہے ضمیر ہم پر اور اعمش نے ام من تخفیف میم پڑہا ہے انکی قرات پر یہ دوسرا
استفہام ہے کلمہ من مبتدا ہے خبر اسکی محذوف ہے ای الذین خلقناھم اشد یعنی کیا وہ لوگ
جنکو ہمنے پیدا کیا ہے سخت ترہین پس یہ دونون جملے مستقل ہین عاقل کو غیر عاقل پر غلبہ دیا ہے

اسی لئے کلمہ من کا ذکر کیا ہے کذا قال اسمین کلمہ ام کا اسجگہ کلمہ من سے جدا لکہا جاتا ہے پہر اللہ پاک نے خلق انسان کا ذکر کیا فرمایا انا خلقناھم من طین لازب یعنی ہمنے اونکے باپ آدم کی ضمن خلق مین اونکو پیدا کیا ہے چپکنے گارے سے لازب بمعنی لاصق ہے جب کوئی شے کسی شے سے چپکتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین لزب یلزب لزوبا باب اسکا دخل ہے قتادہ وابن زید نے کہا لازب لاصق ہے عکرمہ نے کہا لزج سعید بن جبیر نے کہا الجید الذی یلصق بالید یعنی عمدہ گارہ جو ہاتہہ سے چپکتا ہے مجاہد نے کہا لازم عرب لوگ طین لازب ولازم دونون طرح بولتے ہین حرف باکو میم سے بدل لیتے ہین لازم بمعنی ثابت ہے جسطرح کہ محاورے مین بولتے ہین صار الشئے ضرۃ لازب یعنی فلان شئے ثابت ہوگئی اسی معنی سے نابغہ کا قول ہے

لا تحسبون الخیر لا شر بعدہ	ولا تحسبون الشر ضربۃ لازب

فرا نے عرب سے طین لاتب حکایت کیا ہے بمعنی لازم اور لاتب بمعنی ثابت ہے اصمعی نے کہا لاتب لاصق ہے مثل لازب کے مجاہد وضحاک نے کہا ہے کہ لازب بمعنی منتن ہے یعنی بدبودار کہا ہے کہ لازم ولاتب پڑہا گیا ہے مگر معلوم نہین کس نے یون پڑہا ہے حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ لازب ملتصق دوسرا زج جید تیسرا یہ ہے کہ لازب وحمأ طین ایک ہین اول اوسکا تو خاک تہا پہر سیاہ بدبودار ہوا پہر چپکتا گارا ہوگیا پہر اللہ تعالی نے اوس سے آدم کو بنایا معنی یہ ہین کہ یہ لوگ کس طرح بعید جانتے ہین معاد کو حالانکہ یہ تو اس ضعیف خلق سے بنائے گئے ہین اور جو ان سے خلق مین اقوی واعظم واکمل واتم ہے اوسنے اوسکا انکار نہین کیا یہ آیت اونپر ضعف کی شہادت دیتی ہے کیونکہ جو شے گارے سے بنائی جاتی ہے وہ موصوف بصلابت و قوت نہین ہوتی ہے یا اونپر حجت ہے باین طور کہ جو طین لازب جس سے وہ بنائی گئی تراب ہے پہر اوسی کے مثل تراب سے پیدا کیے جانے کو کہان سے اوپر سمجہا جبکہ یون کہا انذا کنا ترابا الآیہ اس معنی کی تائید اونکا انکار بعث کرتا ہے جسکا ذکر بعد مین آتا ہے غرض اس سیاق سے اثبات معاد ہے اور اوسکے محال ہونے کا جو وہ دعوی کرتے ہین آیت اونپر رد ہے پہر اللہ پاک نے کلام سابق سے اضراب کرکے ارشاد فرمایا بل عجبت ویسخرون یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ تو نے تو تعجب کیا اللہ کی قدرت سے یا اونکے جہٹلانے سے تجہکو اور

یہ لوگ مارے اپنے جہل کے اوس سے ہنسی کرتے ہین حرف واو حالیہ ہے یا استیناف
کا معنی یہ ہین وہ تجھسے ہنسی کرتے ہین بسبب تیرے تعجب کے یا بسبب اثبات معاد کے
جسکو تو کہتا ہے جمہور نے بفتح تا سے عجبت پڑہا ہے اس بنا پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خطاب ہے اور حمزہ و کسائی نے بضم تا بصیغہ متکلم یہ قرارت حضرت علی و ابن مسعود و ابن
عباس رضی اللہ عنہم سے بہی مروی ہے اور اسی کو ابو عبید و فراء نے اختیار کیا ہے فراء نے
کہا کہ لوگون نے اسکو بفتح و ضم پڑہا ہے اور بضم مجھکو زیادہ تر محبوب ہے کیونکہ اصحاب مذکورین
سے مروی ہے کہا عجب کی نسبت اگر اللہ پاک کی طرف کیجائے تو اوسکے معنی اللہ
کی طرف سے ویسے نہین ہوتے جیسے کہ اوسکے معنی بندون کی طرف سے ہوتے
ہین ہروی نے کہا بعض ائمہ نے کہا ہے معنی بل عجبت کے بل جازیتہم علی عجبہم ہین کیونکہ اللہ
پاک نے کئی جگہہ اونکی طرف سے تعجب کی خبر دی ہے چنانچہ فرمایا ہے وعجبوا ان جاءھم
منذر منہم اور فرمایا ہے وقالوا ان ھذا لشئ عجاب اور فرمایا اکان للناس
عجبا ان اوحینا الی رجل منہم پس معنی یہ ہوئے کہ کفار نے جو امور مذکورہ سے تعجب
کیا ہین اس تعجب کا اونکو بدلا دونگا علی بن سلیمان نے کہا دونون قراتون کے ایک معنی ہین
تقدیر یہ ہے قل یا محمد بل عجبت کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کے ساتھہ مخاطب ہین نحاس
نے کہا یہ قول خوب ہے اور قول کی تقدیر بہت ہوتی ہے کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے جو خود
اپنی طرف سے تعجب کی خبر دی اسکے یہ معنی ہین کہ اوسکے امر و سخط سے اوسکے منکرون پر وہ
شے ظاہر ہوئی جو کہ قائم مقام عجب کے ہے مخلوق کی طرف سے ہروی نے کہا کہتے ہین
کہ عجب ربکم کے یہ معنی ہین رضی ربکم واثاب یعنی تمہارا رب راضی ہوا اور ثواب دیا پس اسکا نام
عجب رکھدیا ہے حالانکہ حقیقت مین عجب نہین ہے پس عجبت کے معنی اسجگہہ یہ ہین کہ عظم
فعلہم عندی یعنی میرے نزدیک اونکا فعل بڑا ہوا نقاش نے حکایت کیا ہے کہ معنی بل عجبت
کے بل انکرت ہین حسن بن فضل نے کہا کہ تعجب اللہ کی طرف سے انکار و تعظیم شے ہے اور یہ
عرب کا لغت ہے کسی نے کہا کہ معنی اسکے انکار و ذم ہین حضرت جنید رضی اللہ عنہ سے
کسی نے اس آیت کا پوچہا تو فرمایا کہ اللہ تعالی کسی شے سے تعجب نہین کرتا ہے لیکن اوسنے

۱ اور اخفش کہا ہے کہ ۲ سے ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲

اپنے رسول کی موافقت کی اور جب اوسکے رسول نے تعجب کیا تو فرمایا وان ۵۷ تعجب
فعجب قولہم یعنی وہ ویسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے کسی نے کہا اسکے یہ معنی ہین کہ اللہ
پاک اپنی کمال قدرت وکثرت مخلوقات مین وہانتک پہونچا کہ اوس سے تعجب کیا اور یہ لوگ
مارے اپنی نادانی کے اوس سے ہنسی کرتے ہین واذا ذکروا لا یذکرون یعنی جسوقت
مواعظ الٰہی یا مواعظ رسالت پناہی مین سے کسی موعظت کے ساتھہ وعظ کئے جاتے ہین
تو اوس سے نصیحت پذیر نہین ہوتے اور نہ جو کچھہ اوسمین ہے اوس سے نفع لیتے ہین سعید
بن مسیب نے کہا کہ اگلے مکذبین پر جو بلا نازل ہوئی ہے جب اوسکا ذکر اون سے کیا جاتا
ہے تو اوس سے اعراض کرتے ہین اور سوچتے نہین واذا رأوا آیۃ یستسخرون کے
یہ معنی ہین کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات مین سے کوئی معجزہ دیکھتے ہین جیسے
انشقاق قمر تو ہنسی مین مبالغہ کرتے ہین قتادہ نے کہا یسخرون یعنی ہنستے ہین اور کہتے ہین کہ یہ
ایک سخریہ ہے محاورے مین سخر واستسخر بیک معنی آتا ہے جیسے قر واستقر وعجب واستعجب
لیکن قول اول اولی ہے یعنی بمنسبت سخر کے استسخر مین مبالغہ سخریہ کا ہے کیونکہ زیادتی
بنا کی دال ہوتی ہے معنی کی زیادتی پر کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ اپنے غیر سے سخریہ کے طالب
ہوتے ہین مجاہد نے کہا بمعنی یستہزؤن ہے وقالوا ان ھذا الا سحر مبین یعنی نہین ہے
یہ جسکو تو ہمارے پاس لاتا ہے مگر جادو ہے واضح وظاہر ائذا کنا ترابا وعظاما ائنا
لمبعوثون استفہام انکار کا ہے ای انبعث اذا متنا یعنی کیا ہم اوٹھلائے جائین گے جبکہ
مر چکے عامل کلمۂ اذا مین انبعث ہے جسپر ائنا لمبعوثون دال ہے خود مبعوثون عامل نہین ہے
اس لئے کہ درمیان مین وہ شے آگئی ہے جو اوسکو منع کرتی ہے اذا مین عمل کرنے سے کفار
نے جملۂ فعلیہ کو اسمیہ سے بدلا اور ظرف کو مقدم کیا اور ہمزہ کو مکرر لائے انکار مین مبالغہ کرنے کو
اور یہ بات بتانے کو کہ بعث فی نفسہ ایک اوپری بات ہے اور اس حالت مین تو نہایت درجہ
اوپری شے ہے یہ انکار بعث کا جو اونسے صادر ہوا یعنی وہ سبب ہے جسکی وجہ سے اونہون
نے رسولون کو جھٹلایا اور جو کچھہ بلا اونپر نازل ہوئی اور جو معجزے وہ لائے اونسے ٹھٹھا کیا کئی
جگہہ اس آیت کے معنی کی تفسیر گذر چکی ہے او اباؤنا الاولون مبتدا ہے خبر اسکی محذوف ہے

۹۷ اور آگے اونکے اعتراض کی بات ہے جو اونہون نے کہی

اے مبعوثون یعنی کیا اور ہمارے باپ دادے اوٹھائے جائینگے مطلب یہ کہ وہ تو بڑے پرانے ہین سو اونکا اوٹھانا تو اور بہی زیادہ تر بعید و باطل ہے کسی نے کہا کہ ان او او سکے اسم پر معطوف ہے کسی نے کہا کہ مبعوثون مین جو ضمیر ہے اوسپر معطوف ہے اس لیے کہ درمیان اونکے فصل واقع ہوگئی ہے اور ہمزہ انکار کا ہے حرف عطف پر داخل ہوا ہے اسی واسطے جمہور نے بفتح واو پڑہا ہے اور نافع وابن عامر و قالون نے بسکون واو اس بنا پر کہ او عاطفہ ہے اور ہمزہ استفہام کا نہین ہے پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اونکے ڈانٹنے کو یہ جواب دین قل نعم وانتم داخرون یہ جملہ حال ہے مبعوثون کے نائب فاعل سے جسپر نعم دال ہے واحدی نے کہا کہ دخو سخت تر ذلت کو کہتے ہین اور خطاب اونکو اور اونکے آبا کو ہے بطریق تغلیب کے یعنی ہان تم سب کے سب اوٹھائے جاؤ گے اس حال مین کہ تم نہایت درجہ ذلیل وحقیر ہوگے پہر اللہ پاک نے ذکر کیا کہ اونکا اوٹھانا تو زجرۃ واحدہ سے واقع ہوگا پس فرمایا فانما ھی زجرۃ واحدۃ یہ جملہ جواب ہے شرط مقدر کا یا علت ہے نہی مقدر کی اور ضمیر قصہ کی ہے یا راجع ہے طرف بعثت کے جو ماقبل سے معلوم ہوتی ہے یعنی جب امر ایسا ہوگا تو قصہ بعث کا یا البعثت صرف ایک جہڑکی ہوگی یا تم بعث کو مشکل مت سمجہو اس لیے کہ وہ تو صرف ایک چیخ ہوگی اسرافیل کی کہ بعث کے وقت صور مین پہونک دیگا حضرت حسن نے فرمایا کہ مراد نفخہ ثانیہ ہے صیحہ کا نام زجرہ اسواسطے رکہا ہے کہ مقصود اوس سے زجر ہے ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جسوقت چرواہا اونٹون پر یا بکریون پر چیختا ہے تو اوسوقت یون بولتے ہین کہ زجر الراعی الابل او الغنم فاذا ھم ینظرون یعنی جب بعث کا زجرہ ہوگا تو اوسی دم وہ زندہ اور دیکہتے ہون گے اپنے بد اعمال کو نظر کرتے ہون گے کسی نے کہا ینظرون بمعنی منتظرون ہے یعنی انتظار کرتے ہون گے اوس معاملے کا جو اونکے ساتھ کیا جاے گا یعنی عذاب کا لیکن قول اول اولی ہے اور یہ مبعوثین جب بعث کا معائنہ کرینگے جسکی دنیا مین تکذیب کیا کرتے تھے تو کہینگے یا ویلنا یعنی اپنی جانون پر ویل پکارینگے زجاج نے کہا ویل ایک کلمہ ہے جسکو کہنے والا وقت ہلاکت کے کہتا ہے فراء نے کہا اصل اسکی یا وی لنا ہے وے بمعنی حزن ہے گویا یون کہا یا حزن لنا یعنی اے رنج وغم واسطے ہمارے

نحاس نے کہا اگر ولیسا ہوتا جیسا کہ فراء نے کہا تو وہ منفصل ہوتا حالانکہ مصحف مین متصل ہے
ہم نہین جانتے ہین کہ کوئی اوسکو لکھے مگر متصل اور وقف اسجگہہ تام ہے اس لیے کہ مابعد
اوسکا کلام مستقل ہے جیسا کہ محلی نے اسطرف اشارہ کیا ہے کہ فرشتے اون سے کہینگے
ھذا یوم الدین یا یہ جملہ تعلیل ہے اونکے ویل پکارنے کی اور دین بمعنی جزا ہے گویا اونہون
نے کہا اے خرابی ہماری تو آیہ تیرا وقت ہے اسواسطے کہ یہ وہ دن ہے جسمین ہم اپنے اعمال
کفر و تکذیب رسل کی جزا دیئے جائینگے پس فرشتے اونکو جواب دینگے کہ ھذا یوم الفصل
الذی کنتم بہ تکذبون یہ بھی جایز ہے کہ کفار کے قول سے ہو بعض بعض سے کہینگے
فصل بمعنی حکم و قضا ہے اسواسطے کہ اوسمین فیصلہ کیا جاے گا درمیان نیک و بد کے احشروا
الذین ظلموا و ازواجہم یہ امر ہے اللہ پاک کی طرف سے فرشتون کو کہ جمع کرین مشرکون کو
اور اونکے ازواج کو یا خود فرشتے ایک دوسرے کو خطاب کرینگے ظالمون کے جمع کرنے کا
اونکے مقام سے طرف موقف کے کسی نے کہا موقف سے طرف جہنم کے چنانچہ حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ یہ بات فرشتے کہینگے زبانیہ سے مراد ازواج سے اونکے مشابہ و امثال
ہین شرک مین اور اونکے تابع کفر مین اور اونکے پیرو تکذیب رسل مین قتادہ و ابو العالیہ نے اسی
طرح کہا ہے حضرت حسن و مجاہد نے کہا کہ مراد ازواج سے اونکی مشرک جورو مین ہین جو کہ ظلم
و کفر پر اونکے موافق تھین ضحاک نے کہا کہ مراد اونکی قرین ہین شیطانون مین سے ہر کافر اپنے
شیطان کے ساتھ حشر کیا جاے گا مقاتل بھی اسی کے قائل ہین یہ تین قول ہوئے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مثل قول اول کے مروی ہے فرمایا کہ اونکے امثال جو کہ اونکے مثل
ہین آئینگے اصحاب ربا ہمراہ اصحاب ربا کے اور اصحاب زنا ساتھ اصحاب زنا کے اور اصحاب
خمر ساتھ اصحاب خمر کے ازواج ہین جنت مین اور ازواج ہین نار مین حضرت ابن عباس کا لفظ
اشباہہم ہے دوسرا لفظ نظراؤہم یعنی اونکی نظیر گنہگارون مین سے بت پرست ہمراہ بت پرستون
کے اور ستارہ پرست ہمراہ ستارہ پرستون کے کقولہ تعالی وکنتم ازواجا ثلثۃ اس سے
کوئی مانع نہین ہے کہ آیت سب قولون پر محمول ہو وما کانوا یعبدون من دون اللہ
یعنی اور جمع کرو اوس شے کو جسکو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بتون اور شیطانون وغیرہ سے

یہ عموم جو بات سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ مراد معبودین عابدین نہین ہین جیسا کہ کہا گیا ہے
مخصوص ہے اس لیے کہ کفار کے طائفون مین سے کسی نے تو حضرت مسیح علیہ السلام کو پوجا
ہے اور کسی نے فرشتون کو سو یہ لوگ اس عموم سے بسبب اس آیت کے خارج ہون گے
ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون بتون کے حشر کرنے کیوجہ
باوجود اسکے کہ وہ جماد ہین عقل نہین رکھتے ہین یہ ہے کہ منظور توبیخ ہے اونکے عابدون کی اور
اونکو خجل کرنا ہے اور ظاہر کرنا ہے اس بات کا کہ وہ نہ نفع دیتے ہین نہ ضرر کسی نے کہا کہ موصول
عبارت ہے مشرکون سے خاصۃً اوسکو لائے ہین واسطے تعلیل حکم کے ساتھ اوس شی کے جو اوسکے
صلہ کے تحت مین ہے پس نہ عموم ہے نہ تخصیص ہے فاھدوھم الی صراط الجحیم یعنی
بتاؤ ان محشورین کو رستہ آگ کا اور ہانکو اونکو طرف اوسکے محاورے مین بولتے ہین ہدیۃ الطریق وھدیۃ
الیھا اسی وللۃ علیھا آمین اونکے ساتھ تہکم ہے حضرت ابن عباس کا لفظ یہ ہے وجہوھم وولوھم
الی طریق النار یعنی اونکو متوجہ کرو اور راہ بتاؤ اونکو آگ کی وقفوھم انھم مسئولون ○ مالکم
لا تناصرون ○ بل ھم الیوم مستسلمون ○ واقبل بعضھم علی بعض
یتساءلون ○ قالوا انکم کنتم تاتوننا عن الیمین ○ قالوا بل لم تکونوا مؤمنین ○
وما کان لنا علیکم من سلطن ط بل کنتم قوما طغین ○ فحق علینا قول ربنا ق
انا لذآئقون ○ فاغویناکم انا کنا غوین ○ فانھم یومئذ فی العذاب
مشترکون ○ انا کذلک نفعل بالمجرمین ○ انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا
اللہ یستکبرون ○ ویقولون اینا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون ○ بل جآء
بالحق وصدق المرسلین ○ اور کھڑا کرو اونکو اون سے پوچھنا ہے کیا ہوا
تمکو ایک دوسرے کی مدد نہین کرتے کوئی نہین وہ آج آپکو پکڑواتے ہین اور متوجہ ہوا بعضون
نے بعضون کی طرف لگے پوچھنے بولے تم ہی تھے کہ آتے تھے ہمپر داہنے سے وہ بولے
کوئی نہین پر تم ہی نہ تھے یقین لانے والے اور ہمارا تمپر کچھ زور نہ تھا پر تم ہی تھے لوگ بیحد
چلنے والے سو ثابت ہوئی ہمپر بات ہمارے رب کی ہمکو مزہ چکھنا ہے پہر ہمنے تمکو گمراہ کیا ہم تھے
آپ گمراہ سو وہ اوس دن تکلیف مین شریک ہین ہم ایسا کچھ کرتے ہین گنہگارون کے

حق مین وہ تھے کہ اونسے جب کوئی کہتا کسی کی بندگی نہین سواے اللہ کے تو غرور کرتے اور کہتے کیا ہم چھوڑ دینگے اپنے ٹھاکرون کو کہے سے ایک شاعر دیوانے کے کوئی نہین وہ لایا ہے سچا دین اور سچ مانا ہے سب رسولون کو ف حکم کے بعد ٹھیرا کر آپسمین اڑوادینگے ف یعنی ہمپر پڑتے ہے آتے تھے بہکانے کو زور سے اور رعب سے دہنا ہاتھ زور کا ہے ف بات رب کی وہی لاملئن جہنم منک الآیہ انتہی ف قولہ تعالی وقفوھم انھم مسئولون یعنی اونکو ٹھیراؤ یہانتک کہ وہ پوچھے جائین اپنے اقوال و اعمال سے جو دنیا مین اون سے صادر ہوئے ہین جیسا کہ ضحاک نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے اسی امیسئولون عما اخذ محاسبون یعنی اونکو روکو اون سے حساب لیا جاے گا ابن ابی حاتم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی بلانے والا کہ اوسنے بلایا طرف کسی شے کے ہوگا ٹھیرایا ہوا ساتھ اوسکے قیامت کے دن نہ وہ اوسے چھوڑے گا اور نہ اوس سے مفارقت کریگا اگرچہ بلایا ہو ایک مرد نے ایک مرد کو پھر آیت مذکورہ پڑھی ترمذی نے اسکو حدیث لیث بن ابی سلیم سے روایت کیا ہے اور ابن جریر نے عن جمیل عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعا عبداللہ بن مبارک نے کہا مین نے عثمان بن زائدہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ اول جس شے سے مرد پوچھا جاے گا وہ اوسکے ہمنشین ہین پھر بطور تقریع و توبیخ کے اونسے کہا جاے گا مالکم لا تناصرون یعنی جیسا تمنے زعم کیا تھا کہ تم جمیع منتصر ہو بل ھم الیوم مستسلمون یعنی بلکہ وہ آج کے دن مطیع و منقاد ہین واسطے امر اللہ تعالی کے نہ اوسکی مخالفت کرینگے نہ اوس سے بھاگینگے واللہ اعلم واقبل بعضھم علی بعض یتساءلون اللہ پاک ذکر فرماتا ہے کہ کفار عرصات قیامت مین ایک دوسرے کو ملامت کرینگے جسطرح کہ درکات نار مین جھگڑینگے فیقول الضعفاء للذین استکبروا انا کنا لکم تبعا فھل انتم مغنون عنا نصیبا من النار قال الذین استکبروا انا کل فیھا ان اللہ قد حکم بین العباد وقال تعالی ولو ترے اذ الظالمون موقوفون عند ربھم یرجع بعضھم الی بعض القول یقول الذین استضعفوا للذین استکبروا لولا انتم لکنا مؤمنین قال الذین استکبروا

الذین استضعفوا الخ صددناکم عن الھدی بعد اذ جاءکم بل کنتم مجرمین وقال الذین استضعفوا للذین استکبروا بل مکر اللیل والنھار اذ تامروننا ان نکفر باللہ ونجعل لہ اندادا واسروا الندامۃ لما راوا العذاب وجعلنا الاغلال فی اعناق الذین کفروا ھل یجزون الا ما کانوا یعملون اسیطرح یہان بہی ضعفا نے مستکبرون سے یہ کہا انکم کنتم تاتوننا عن الیمین ضحاک نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ضعفا کہتے ہین کہ تم ہمکو اپنی قدرت سے دباتے تھے جو تم کو ہمپر حاصل تہی کیونکہ ہم تو ذلیل اور دبے ہوئے تھے اور تم عزیز و غالب مجاہد نے کہا یعنی عن الحق والکفار تقولہ للشیاطین مطلب یہ ہے کہ کافر شیاطین سے کہتے ہین کہ تم ہمکو حق سے مانع آتے تھے قتادہ نے کہا کہ آدمیون نے جنون سے کہا کہ تم ہمارے پاس خیر کی جانب سے آتے تھے سو ہمکو اوس سے روکتے تھے اور سست کرتے تھے سدی نے کہا کہ تم حق کی جانب سے آتے تھے اور باطل کو ہمارے واسطے اچہا کرکے دکہاتے تھے اور حق سے ہمکو باز رکہتے تھے حضرت حسن نے فرمایا ای والدیاتیہ عند کل خیر یریدہ فیصدہ عنہ ابن زید نے کہا معنی یہ ہین کہ تم حائل ہوتے تھے درمیان ہمارے اور خیر کے اور تمنے ہمکو اسلام سے اور ایمان سے اور خیر کے ساتھ عمل کرنے سے پہیرا جسکا ہمکو حکم کیا گیا تہا یزید رشک نے کہا من قبل لا الہ الا اللہ یعنی تم لا الہ الا اللہ کی طرف سے آتے تھے مطلب یہ ہے کہ اوس سے ہمکو روکتے تھے خصیف نے کہا من قبل میامنھم عکرمہ نے کہا ایسی جگہہ سے کہ ہم تمکو امین جانتے تھے قالوا بل لم تکونوا مومنین کا یہ مطلب ہے کہ جن وانس کے سردار اپنے فرمان بردون سے کہین گے کہ بات ویسی نہین ہے جو تم خیال کرتے ہو بلکہ تمہارے ہی دل ایمان کے منکر اور کفر و عصیان کے قابل تھے وما کان لنا علیکم من سلطان یعنی ہمارے تمپر کوئی حجت نہ تہی اوس شے کی صحت پر جسکی طرف ہمنے تمکو بلایا بل کنتم قوما طاغین یعنی بلکہ تمہین مین طغیان و سرکشی اور حق سے تجاوز کرنا تہا سو اسی لیے تمنے ہمارا کہا مان لیا اور اوس حق کو چہوڑ دیا جسکو انبیا تمہارے پاس لاے اور اوسکی صحت پر تمہارے واسطے حجتین قائم کین پہر تمنے اونکی مخالفت کی فحق علینا قول ربنا انا لذائقون کبر ضعفا سے کہتے ہین کہ ثابت ہوئی ہمپر اللہ کی بات کہ ہم بدبختون سے ہین جو کہ چکہنے والے عذاب کے ہین قیامت کے دن

فاغوینا کم یعنی پہر ہمنے تمکو بلایا طرف گمراہی کے انا کنا غاوین یعنی پہر ہمنے بلایا طرف
اوس شے کے جسمین ہم تھے سو تمنے ہمارا کہا مان لیا اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا فانہم یومئذ
فی العذاب مشترکون یعنی وہ سب کے سب آگ مین ہین پہر کوئی اپنے موافق انا کذلک
نفعل بالمجرمین ہم ایسا ہی کیا کرتے ہین مجرمون سے انہم کانوا اذا قیل لہم لا الہ الا اللہ
یستکبرون یعنی جب اون سے دنیا مین لا الہ الا اللہ کہنے کا کہا جاتا تو اوسکے کہنے سے
تکبر کرتے جسطرح کہ مومنین اوسے کہتے تھے ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین حکم کیا گیا ہون اس بات
کا کہ لڑون لوگون سے یہانتک کہ وہ کہین لا الہ الا اللہ پس جس شخص نے کہا لا الہ الا اللہ تو مقرر
اوسنے بچالیا مجھسے اپنا مال وجان مگر ساتھ اوسکے حق کے اور حساب اوسکا اللہ عزوجل پر ہے
اور نازل کیا اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین اور ذکر کیا اوس قوم کا جنہون نے تکبر کیا پس فرمایا انہم
کانوا اذا قیل لہم آیہ نیز ابن ابی حاتم نے ابو العلاء سے روایت کیا ہے کہا لائے جائین گے
یہود قیامت کے دن پہر اون سے کہا جائیگا تم کیا پوجتے تھے تو کہین گے اللہ کو اور عزیر کو پس
اون سے کہا جاے گا تو بائین جانب پہر نصاری لائے جائینگے تو اون سے کہا جائے گا
تم کیا پوجتے تھے سو وہ کہین گے کہ ہم پوجتے تہے اللہ کو اور مسیح کو پس اون سے کہا جاے گا
تو بائین طرف پہر مشرک لائے جائینگے پس اون سے کہا جاے گا لا الہ الا اللہ تو وہ تکبر کرینگے
پہر اونسے کہا جاے گا لا الہ الا اللہ تو وہ تکبر کرینگے پہر اونسے کہا جاے گا لا الہ الا اللہ تو وہ تکبر کرینگے
پس اونسے کہا جاے گا تو بائین جانب ابو نضرہ نے کہا پہر وہ پرندون سے بھی بڑھکر تیز چلین گے
ابو العلاء نے کہا پہر مسلمان لائے جائینگے تو اون سے کہا جائیگا تم کیا پوجتے تھے تو وہ کہینگے
ہم پوجتے تھے اللہ تعالی کو پہر اون سے کہا جاے گا کیا تم اوسے پہچانتے ہو گے جبکہ اوسے دیکھو گے
تو کہین گے ہان پہر اونسے کہا جاے گا پس کیونکر تم اوسے پہچانو گے حالانکہ تمنے اوسے دیکھا نہین
ہے تو وہ کہین گے یہ ہم خوب جانتے ہین کہ اوسکا کوئی عدل نہین ہے یعنی مثل ونظیر کہا پس اللہ
تبارک وتعالی وتقدس اونکے واسطے جان پہچان کا ہو جاے گا اور اللہ مومنون کو نجات دیگا
قولہ تعالی ویقولون ائنا لتارکو الہتنا لشاعر مجنون یعنی کیا ہم چھوڑ دین پوجنا ہمارے معبودونکا

اور ہمارے باپ دادون کے معبودون کا کہنے سے اس شاعر مجنون کے مراد اونکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہین اللہ تعالی نے اونکے جھٹلانے کو اور اونپر رد کرنے کو فرمایا بل جاء بالحق یعنی وہ شاعر و مجنون نہین ہے بلکہ اللہ کا رسول ہے حق لیکر آیا ہے سارے اخبار و طلب ہین جسکو اللہ تعالی نے اوسکے واسطے شرع ٹہیرایا ہے و صدق المرسلین یعنی جن صفات حمیدہ کی اور مناہج سدیدہ کی رسولون نے خبر دی ہے اونہین اونکی تصدیق کی ہے اور اللہ تعالی کی طرف سے اوسکی شرع و قدر ہین خبر دی جیسی اونہون نے خبر دی ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک الایہ کذا فی ابن کثیر

ف محاورے مین بولتے ہین وقفت الدابۃ اقفہا وقفا فوقفت ہی وقوفا یعنی ٹہیرایا مین نے سواری کو تو وہ ٹہیر گئی مطلب یہ ہے کہ وقوف لازم و متعدی دونون طرح آتا ہے تفہیم مین متعدی ہے فرشتون کو حکم ہوگا کہ اونکو روکو موقف مین یہ روکنا اونکا جہنم کی طرف ہانکنے سے قبل ہوگا یعنی حساب کے واسطے اونکو ٹہیراؤ پہر بعد اسکے جہنم کی طرف ہانکیو گویا فرشتون کو جو جہنم کی طرف اونکے ہانکنے کا حکم ہوا تہا سو اونہون نے اس حکم کی طرف سرعت کی اس لیے اونکو یہ فرمایا کہ اونکو ٹہیراؤ انہم مسئولون التفصیل ہے اول جملے کی یعنی اس لیے کہ اونسے پوچہنا ہے مطلب یہ ہے کہ یہ ٹہیرانا کچہہ اسواسطے نہین ہے کہ اونسے عفو و درگزر کیجاے نہ اس لیے کہ فی الجملہ تاخیر عذاب سے آرام پائین بلکہ اس واسطے ہے کہ اون سے پوچہا جاے لیکن اس سوال سے مراد اونکے عقائد و اعمال کا سوال نہین ہے جیسا کہ بعض نے کہا ہے کیونکہ یہ تو جہنم کی طرف حکم ہونے سے قبل واقع ہو چکا ہے بلکہ یہ سوال اوس شے سے ہے جسپر مالکم لا تناصرون ناطق ہے بطور سخریہ و توبیخ کے یعنی تمکو کیا ہوا ہے کہ بعض تمہارا بعض کی مدد نہین کرتا ہے جیسے کہ تم دنیا مین تہے اس سوال کی تاخیر اسوقت تک اس لیے کی کہ یہ وقت تبخیر عذاب کا ہے اور سخت حاجت کا موقع ہے طرف مدد کے اور اوس سے بالکل امید ٹوٹنے کی حالت ہے سو ایسے وقت مین توبیخ نہایت درجہ پر تاثیر ہوتی ہے یہ حاصل ہے ابو السعود کا بیضاوی نے اس سوال کو عقائد و اعمال کا سوال ٹہیرایا ہے اور تقدیم و تاخیر کا یہ جواب دیا ہے کہ حذف و ترتیب کا فائدہ نہین دیتا ہے دوسرے یہ بہی جایز ہے کہ سبب وقف کا اس موقف مین یہی سوال ہو اور اوسکی جگہ جہنم ہو

پوری تقریر شیخزادے مین ہے کسی نے کہا کہ مالکم کا اشارہ ہے طرف قول ابوجہل کے
جو اوسنے بدر کے دن کہا تھا نحن جمیع منتصر کلبی نے کہا کہ اپنی اعمال و اقوال و افعال سے پوچھے
جائینگے یعنی سب سے ضحاک نے کہا اپنی خطایا سے کسی نے کہا لا الہ الا اللہ سے کسی نے
کہا ظلم عباد سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نے فرمایا ہے زائل نہون گے دونون قدم بندے کے قیامت کے دن یہانتک کہ پوچھا
جائیگا چار چیزون سے اوسکی عمر سے کہ کس شے مین اوسکو فنا کیا اور اوسکے علم سے کہ اوسپر کیا
عمل کیا اور اوسکے مال سے کہ کہان سے اوسکو کمایا اور کس شے مین اوسے اوٹھایا اور اوسکے
جسم سے کہ کس شے مین اوسکو بوسیدہ کیا اور ایک روایت مین یہ ہے اور اوسکی جوانی سے
کہ کس شے مین پرانی کی اخرجہ الترمذی جمہور نے انہم کو بکسر ہمزہ اور عیسی بن عمر نے
بفتح ہمزہ پڑہا ہے کسائی نے کہا ای لانہم او یانہم اصل تناصرون کی تتناصرون ہی ایک تا کو تخفیف کے
واسطے گرادیا ہے پھر اللہ پاک نے ماقبل کے مضمون سے اضراب کرکے وہ حالت
بیان کی جسپر وہ وہان ہونگے پس فرمایا بل ھم الیوم مستسلمون یعنی بلکہ وہ آج مطیع و منقاد ہین
اس لیے کہ حیلہ و تدبیر سے عاجز ہین قتادہ نے کہا کہ خاضع ہین اللہ کے عذاب مین اخفش نے
کہا ڈالنے والے ہین اپنے ہاتھون سے جب کوئی شخص کسی شے کے واسطے منقاد و خاضع
ہوتا ہے تو بولتے ہین استسلم للشیء و اقبل بعضھم علی بعض یتساءلون یعنی
متوجہ ہونگے بعض کفار بعض پر باہم ایک دوسرے کو ملامت کرینگے اور آپسمین جھگڑین گے
کہا ہے کہ یہ لوگ اتباع و رؤسا ہین ایک دوسرے سے سوال کرینگے سوال توبیخ و تقریع و مخاصمت
کا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اوسوقت ہوگا جبکہ اوٹھائے جائین گے دوسرے نفخے
مین مجاہد نے کہا کہ یہ قول کفار کا ہے شیاطین کو قتادہ نے کہا کہ انسانون کا ہے جنون کو
لیکن قول اول اولی ہے اس لیے کہ یہ قول انکم تاتوننا عن الیمین اتباع کا ہے رؤسا کو
یعنی تم آتے تھے ہمارے پاس حق و دین و طاعت کی جہت سے اور ہمکو اونسے روکتے تھے
زجاج نے کہا کہ دین کی طرف سے سو تم ہمارے خیال مین یہ بات ڈالتے تھے کہ دین و حق
وہی شے ہے جسکے ساتھ تم ہمکو بہکاتے ہو یمین عبارت ہے حق سے یہ مثل اس قول کے ہے

جسکی خبر اللہ تعالی نے ابلیس کی طرف سے دی ہے ثم لآتینہم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وآحادی نے کہا اہل معانی نے کہا ہے کہ رُوسا نے ان اتباع کے واسطے قسم کھائی تھی کہ جس شے کی طرف وہ اونکو بلاتے ہین حق وہی ہے سو اونہون نے اونکی قسمون پر اعتماد کیا پس تاتوننا عن الیمین کے یہ معنی ہین کہ تم ہمارے پاس آتے تھے قسمون کی طرف سے جنکو تم کہاتے تھے سو ہمنے اونپر وثوق کیا کہا اور مفسرین قول اول پر ہین کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ تم آتے تھے دہنے طرف سے جسکو ہم دوست رکھتے ہین اور اوس سے نیک فال لیتے ہین تاکہ تم اسکے ساتھہ ہمکو دہوکا دو نصح وخیرخواہی کی جہت سے جو شے دہنی جانب سے آتی ہے عرب لوگ اوس سے نیک فال لیتے ہین اور اوسکا نام سانح رکھتے ہین کسیںنے کہا کہ یمین بمعنی قوت ہے یعنی تم ہمکو منع کرتے تھے ساتھہ قوت وغلبہ وقہر کے جسطرح کہ اس آیت مین ہے فراغ علیھم ضربا بالیمین یعنی بقوت جملۂ مذکور ستانفہ ہی جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے پوچھا کہ اتباع نے رُوسا سے کیا کہا سو یہ جواب ہے کہ اونہون نے کہا کنتم تاتوننا الآیہ اسیطرح جملہ قالوا بل لم تکونوا مومنین مستانفہ ہے گویا کسی نے کہا کہ رُوسا نے اونکو کیا جواب دیا سو یہ اوسکا جواب ہے کہ رؤسا نے اتباع سے کہا یا شیاطین نے کہا بلکہ تم مومن نہ تھے اور ہمنے تمکو ایمان سے نہین روکا مطلب یہ ہے کہ تم کبھی مومن ہی نہ تھے یہانتک کہ ہم تمکو ایمان سے کفر کی طرف نقل کرین بلکہ تم تو اصل سے کفر پر تھے سو اوسی پر جمے رہے غرضکہ رؤسا نے یا شیاطین نے پانچ جواب دیے ایک تو یہ ہو لیا دوسرا یہ ہے وما کان لنا الآیہ یعنی ہمکو تمپر کوئی قوت وقدرت وتسلط نہ تھا ساتھہ قہر وغلبے کے یہانتک کہ ہم تمکو کفر مین داخل کرین اور ایمان سے نکالین تیسرا جواب یہ ہے بل کنتم قوما طاغین یعنی تم خود کفر وضلال مین حد سے بڑہنے والے تھے چوتھا یہ ہے فحق علینا قول ربنا الآیہ یعنی واجب ولازم ہوا ہمپر اور تمپر قول ہمارے رب کا مراد یہ قول ہے لاملئن جھنم منک وممن تبعک منھم اجمعین کہ ہم سب البتہ چکھنے والے ہین اوس عذاب کو جسکی وعید وارد ہوئی زجاج نے کہا یعنی گمراہ کرنے والا اور گمراہ آگ مین ہین پانچوان یہ ہے فاغویناکم الآیہ یعنی ہمنے تمکو بہکایا راہ ہدایت سے اور تمکو بلایا طرف اوس گمراہی کے

ع
پھر اونپر آونگا اونکے داہنے سے اور
اور بائیں سے
داہنے سے
بعض کہتے ہین کہ یہ
ہاتھہ سے
تیسرا جواب
اور چوتھا جواب
جملے اوس سے پہلے

جسمین ہم تھے اور جس کفر پر تم تھے ہمنے اوسکو تمہارے واسطے اچھا کر دکھایا پس
تمنے ہمارا کہا مانا اپنے اختیار سے اور اپنے محبوب رکھنے سے گمراہی کو ہدایت پر ہم خود بھٹکنے
والے تھے پس ہمپر کسی طرح کا عتاب نہین ہے امین کہ ہمنے تمہارے اغوا کا تعرض کیا ساتھ
اوس بلانے کے کیونکہ ہمنے چاہا کہ تم بھی گمراہی مین ہم جیسے ہو جاؤ معنی آیت کے یہ ہین کہ
ہمنے اقدام کیا تمہارے گمراہ کرنے پر کیونکہ ہم خود موصوف بہ گمراہی تھے پس یہان یہ اقرار کیا
کہ وہ اونکے گمراہ کرنے کے سبب ہوئے لیکن نہ بطور قہر و غلبے کے اور سابق مین اپنے
نفوس سے قہر و غلبے کی نفی کی تھی یون کہا ماکان لنا علیکم من سلطان پھر اللہ پاک
نے تابعین و متبوعین کی طرف سے یہ خبر دی فانھم یومئذ فی العذاب مشترکون
یعنی جسدن وہ آپسمین سوال کرینگے اور لڑین جھگڑین گے اوس تقریر سے جسکا ذکر ہو چکا بکر
سب عذاب مین شریک ہونگے جسطرح کہ گمراہی مین شریک تھے انا کذلک نفعل بالمجرمین
یعنی ہم ایسا ہی کیا کرتے ہین جرم والون سے مراد مجرمین سے مشرکین ہین جسطرح کہ اس آیت سے
معلوم ہوتا ہے کہ انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون یعنی جب اونسے
کہا جاتا کہ لا الہ الا اللہ کہو تو اسکے قبول سے تکبر کرتے تھے فتح البیان مین حدیث ابو ہریرہ
مین جو مذکور ہو چکی ہے بعد یستکبرون کے اتنا زیادہ ہے وقال اذ جعل الذین کفروا
فی قلوبھم الحمیۃ حمیۃ الجاھلیۃ فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین
والزمھم کلمۃ التقوی وکانوا احق بھا واھلھا وکانہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے
مشرکون نے اوس سنہ تکبر کیا دن حدیبیہ کے جسدن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونسے مکاتبہ کیا
قضیۂ مدت پر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جسوقت شرک نکیا جاتا ساتھ اللہ کے تو استنکاف کرتے تھے حق
سے مراد قرآن شریف ہی جو کہ مشتمل ہی توحید و وعد و وعید پر صدق المرسلین کا یہ مطلب ہی کہ جس توحید و وعد و وعید
و اثبات دار آخرت کو رسول لیکر آئے اون مین اونکی تصدیق کی اور اون کی مخالفت نہین کی
اور وہ شے نہین لائے جسکو اونسے قبل کے رسول نہین لائے کذا فی فتح البیان انکم
لذآئقوا العذاب الالیم ۝ وما تجزون الا ما کنتم تعملون ۝ الا عباد اللہ
المخلصین ۝ اولئک لھم رزق معلوم ۝ فواکہ ج وھم مکرمون ۝

ایسکے بعد بعض نسخ مین یہ زیادہ ہے
مین سے بعض نسخون مین اس
کے بعد یہ زیادہ ہے اور
کان بعضی نسخون مین ہے
جب یہ کہا تو اونکے دل مین بچنا ڈالا
اللہ نے
اپنی طرف کا یعنی اپنے
رسول اور مسلمانون پر
اور یہ لگے کہنا اونکو اور
اس بات پر اور یہی تھے
اسکے لائق اور اس کے
ہے ۱۲ منہ

فی جنت النعیم ۝ علی سرر متقبلین ۝ یطاف علیهم بکاس من معین ۝
بیضاء لذة للشربین ۝ لا فیها غول ولا هم عنها ینزفون ۝ وعندهم
قصرات الطرف عین ۝ کانهن بیض مکنون ۝ بیشک تمکو چکھنی دکھہ والی مار
اور وہی بدلا پاؤ گے جو کچھہ تم کرتے تھے مگر جو بندے اللہ کے ہین چنے ہوئے وہ جو ہین
اونکو روزی ہے مقرر میوے اور اونکی عزت ہے باغون مین نعمت کے تختون پر ایک دوسرے
کے سامنے لوگ لیے پھرتے ہین اونکے پاس پیالہ شراب نتھری کا سفید رنگ مزہ دیتی
پینے والون کو نہ اوسمین سر پھرتا ہے اور نہ اوس سے بکتے ہین اور اونکے پاس ہین عورتین
نیچے نگاہ رکھتیان بڑی آنکھون والیان گویا وہ انڈے ہین چھپے دھرے ف یعنی
اونکے گناہ ہونکے بدلے معاف نہین ہوئے ف بعضے کہتے ہین مراد ہین شتر مرغ کے
انڈے کہ بہت خوشرنگ ہوتے ہین انتہی ف اللہ پاک لوگون سے مخاطب ہوکر فرماتا
ہے بیشک تم البتہ چکھنے والے ہو عذاب الیم کے اور بدلا نہ دئے جاؤ گے مگر وہی جو تم
کرتے تھے پھر اس سے اپنے مخلص بندون کو نکالا فرمایا الا عباد اللہ المخلصین جسطرح کہ فرمایا
ہے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات اور
فرمایا وان منکم الا واردها کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا
ونذر الظالمین فیها جثیا اور فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم
رددناه اسفل سافلین الا الذین امنوا وعملوا الصالحات اور فرمایا کل نفس بما
کسبت رهینة الا اصحاب الیمین اسی لیے آجکہہ یون فرمایا الا عباد اللہ المخلصین
یعنی اللہ کے مخلص بندے عذاب الیم نہ چکھین گے اور نہ حساب مین اونسے باریکی کیجائیگی
بلکہ اونکے گناہون سے تجاوز کیا جائے گا اگر اونکے گناہ ہونگے اور نیکی کا دس گنا بدلا
دیے جائینگے سات سو گنے تک بہت سے گنون تک جتنے گنے تک اللہ چاہے گا
اولئك لهم رزق معلوم قتادہ وسدی نے کہا کہ رزق معلوم سے مراد جنت ہے
پھر خود اپنے قول سے اوسکی تفسیر کی فرمایا فواکہ یعنی میوے ہین انواع واقسام کے وهم
مکرمون فی جنات النعیم یعنی خدمت کے واسطے اونکو خادم ملینگے اور رفاہیت

ونعمت وعیش وآرام ملے گا نعمت کے باغون مین علے سرر متقابلین تختون پر ایک دوسرے کے سامنے ہونگے مجاہد نے کہا ایک دوسرے کی گدی کی طرف نظر کریگا مطلب یہ ہے کہ تختون پر سب آمنے سامنے بیٹھین گے ایک کا مونہہ دوسرے کے مقابل ہوگا ابن ابی حاتم نے زید بن ابی اوفی سے روایت کیا ہے کہا نکلے ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر آپنے یہ آیت پڑہی علی سرر متقابلین نظر کریگا بعض اونکا طرف بعض کے حدیث غریب ہے قولہ تعالی یطاف علیھم بکاس من معین الآیہ جیسا کہ اللہ عزوجل نے دوسری آیت مین فرمایا ہے یطوف علیھم ولدان مخلدون باکواب و اباریق وکاس من معین لایصدعون عنھا ولا ینزفون اللہ پاک نے جنت کی شراب کو اون آفتون سے بری کیا جو کہ دنیا کی شراب مین ہوتی ہین درد سر و دردشکم غول یہی ہے اور عقل کو بالکل لیجاتی ہے یہ باتین وہان کی شراب مین نہین ہین پس فرمایا کہ لوگ لیے پھرتے ہین اونپر پیالہ معین کا یعنی شراب کا بہتی نہرون سے کہ جنکے ہوچکنے کا خوف نکرینگے امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بہتی ہوئی شراب سفید یعنی رنگ اوسکا چمکتا حسین بارونق ہوگا دیکھنے مین مثل شراب دنیا کے نہوگی جیسی وہ مکروہ زردی و سرخی یا سیاہی یا زردی یا کدورت لیے ہوتی ہے انکے سوا اور امور جنسے طبع سلیم نفرت کرتی ہے وہ ان سب باتون سے پاک ہوگی لذۃ للشاربین یعنی جیسی خوشرنگ ہوگی ویسی ہی خوشمزہ ہوگی اور اوسکا خوشمزہ ہونا دلیل ہے خوشبو ہونے پر بخلاف شراب دنیا کے ان سب امور مین لافیھا غول یعنی اثر نکریگی اونمین غول کا غول کہتے ہین دردشکم کو یہ قول حضرت ابن عباس ومجاہد وقتادہ وابن زید کا ہے جسطرح کہ دنیا کی شراب مارے کثرت مائیت کے قولنج وغیرہ پیدا کرتی ہے کسی نے کہا غول سے یہان مراد دردسر ہے یہ قول حضرت ابن عباس سے بھی عربی ہے قتادہ نے کہا کہ غول دردسر و دردشکم ہے قتادہ وسدی سے مروی ہے کہ لاتغتال عقولھم یعنی اونکی عقلون کو نہ لیجائینگی جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

فما زالت الکاس تغتالنا		وتذھب بالاول الاول	

یعنی ہر پیالہ شراب ہمکو مدہوش کرتا رہا اور لیجاتا رہا اول اول کو یعنی جو جو کوئی پیتا رہا اوسکی عقل جاتی رہی

۹۷ لیے پھرتے ہین اون پاس لیکر آنیوالے اور خوبصورت اور خوشنما اون اور پیالہ شراب کا سے خوشی شراب جس سے اور خوبصورت ہو ۱۲

سعید بن جبیر نے کہا کہ اوسمین نہ کسی طرح کا مکروہ ہے نہ کوئی ایذا قول صحیح مجاہد کا ہے کہ غول دردِ شکم ہے ولاھم عنھا ینزفون مجاہد نے کہا کہ اونکی عقلین نہ جائین گی اسی طرح حضرت ابن عباس و محمد بن کعب حسن و عطا ابن ابی مسلم خراسانی و سدی وغیرہم نے بھی کہا ہے ضحاک نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ شراب مین چار خصلتین ہین نشا و دردسر و قے و پیشاب پس اللہ پاک نے شراب جنت کا ذکر فرمایا سو اوسکو ان خصلتون سے منزہ کیا جسطرح کہ سورۂ صافات مین ذکر کیا ہے وعندھم قاصرات الطرف یعنی اونکے پاس ہین عورتین عفیف و پارسا اپنے خاوندون کے سوا غیر کی طرف نظر نہین کرتی ہین حضرت ابن عباس و مجاہد و زید بن اسلم و قتادہ و سدی وغیرہم نے اسی طرح کہا ہے عین یعنی حسین آنکھون والیان کسی نے کہا بڑی بڑی آنکھون والیان یہ قول اول کی طرف راجع ہے یعنی بخلاء عینا یعنی فراخ و بزرگ چشم پس اللہ پاک نے ان عورتون کی آنکھون کا حسن و عفت کے ساتھ وصف کیا جیسا کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حق مین کہا جبکہ اونکو سنوارا اور اون عورتون پر نکالا پہر اونکو عظیم و کبیر سمجھا اور خیال کیا کہ وہ ایک فرشتے ہین فرشتون مین سے بسبب اونکے حسن اور رونق چہرہ کے تو کہا فذلکن الذی لمتننی فیہ ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم یعنی وہ باوجود اس حسن و جمال کے عفیف و تقی و نقی ہے اسی طرح حور عین خیرات حسان ہین اور اسی لئے اللہ عزوجل نے فرمایا وعندھم قاصرات الطرف عین کانھن بیض مکنون یعنی وہ نازک بدن ہین اونکا رنگ بہترین الوان سے ہے گویا انڈے ہین چھپے دہرے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کانھن بیض مکنون یعنی اللؤلؤ المکنون یعنی گویا موتی ہین چھپے دہرے اور اسجگہ ابو دہبل شاعر کی بیت پڑہتے تھے یہ بیت اوسکی ایک قصیدہ مین کی ہے ؎

وھی زھراء مثل لؤلؤۃ	الغواص میزت من جوھر مکنون

کسی عورت کے حسن و جمال کا وصف کرتا ہے کہ وہ ایسی گوری چمکتی بارونق ہے جیسے غواص کا موتی کہ چھپے ہوئے جواہر سے جدا کیا گیا حضرت حسن نے فرمایا یعنی محصون لم تمسہ الایدی یعنی گویا وہ انڈے ہین محفوظ جنکو ہاتھون نے نہین چھوا سدی نے کہا البیض

فی عشہ مکنون یعنی انڈے اپنے گھونسلے مین محفوظ ہین سعید بن جبیر نے کہا یعنی بطن البیض مطلب یہ ہی کہ بیض مکنون سے مراد انڈونکا شکم ہے کیونکہ وہ اندرسی منسبت باہر کے زیادہ صاف وشفاف ہوتے ہین عطاے خراسانی نے کہا وہ جھلی ہے جو درمیان اوپر کے پوست کے اور سفیدی وزردی انڈے کی ہوتی ہے سدی نے کہا بیاض البیض حین ینزع قشرہ یعنی انڈون کی سپیدی جبکہ اونکا پوست کھینچا جاتا ہے ابن جریر نے بسبب لفظ مکنون کے اس قول کو اختیار کیا ہے کہا اور اوپر کے پوست کو پرندون کے پر اور گھونسلا چھوتا ہے اور اوسے ہاتھ لگتے ہین بخلاف اندرونی پوست کے یعنی وہ ان امور سے محفوظ رہتا ہے واللہ اعلم ابن جریر نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے خبر دین قول اللہ عزوجل کی کہ حور عین ہے فرمایا العین ضخام العیون شفر الحور امثل جناح النسر یعنی عین بڑی بڑی آنکھون والیان ہین بلکہ عین حور کی مثل پر گدکے ہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے خبر دین قول اللہ عزوجل کی کہ کانہن بیض مکنون ہے فرمایا رقتہن کرقۃ الجلدۃ التی راسہا فی داخل البیضۃ التی تلی القشر وہی الفرقی یعنی اونکی جلد کی باریکی وزرات مثل باریکی اوس جلد کے ہے جسکا سر انڈے کے اندر ہوتا ہے جو کہ چھلکے سے لگی ہوتی ہے اوس جلد کو فرقی کہتے ہین ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین اول لوگون کا ہون از روے نکلنے کے جبکہ وہ مبعوث ہونگے اور مین اونکا خطیب ہون جبکہ وہ آئین گے اور مین اون کا خوشخبری دینے والا ہون جبکہ غمگین ہونگے اور مین اونکا شفیع ہون جبکہ وہ درد کے جانینگے نشان حمد کا اوسدن میرے ہاتھ مین ہوگا اور مین بزرگتر ولد آدم کا ہون اللہ عزوجل پر اور کچھ فخر نہین ہے پھرینگے مجھپر ہزار خادم گویا وہ بیض مکنون ہین یا لولو مکنون واللہ تعالی اعلم بالصواب کذا فی ابن کثیر

ف جمہور نے لذائقو العذاب بحذف نون وخفض العذاب پڑہا ہے اور آبان بن تغلب نے عاصم سے اور ابو السماک نے بحذف نون ونصب عذاب سیبویہ نے اس جیسی قرارت مین شاعر کا قول پڑہا ہے ؎

فالفیتہ غیر مستعتبٍ		ولا ذاکر اللہ الا قلیلا	

ف اسکا اطلاق مذکر ومونث دونون پر ہوتا ہے جیسا کہ یہان مکنون ہے فرمایا ہوا ہے

یعنی مین نے اوسکو اس حال مین پایا کہ نہ تو وہ رضامندی چاہنے والا تھا اور نہ ذکر کرنیوالا
اللہ کا مگر تھوڑا اور اسی توجیہ کی بنا پر سیبویہ نے والمقیمی الصلوۃ کو بھی بنصب صلوۃ جایز کہا ہے
کسی نے باثبات نون و نصب عذاب پڑہا ہے بنا بر اصل اس آیت مین اللہ پاک نے واسطے
اظہار غضب کے غیبت سے خطاب کی طرف التفات فرمایا یعنی لوگو بیشک تم بسبب اپنے شرک
و تکذیب کے البتہ چکھنے والے ہو عذاب سخت پہ یہ بیان کیا کہ جس عذاب کو اونہون نے
چکھا وہ نہین ہے مگر بسبب اونکے اعمال کے پس فرمایا وہ انتجزون الا ما کنتم تعملون
یعنی تم بدلا دئے جاؤ گے مگر بسبب اوس کفر و معاصی کے جسکو تم کیا کرتے تھے یا مگر بدلا
اوس کفر و معاصی کا جسکو تم کرتے تھے غرض یہ ہے کہ اصل مین جزاء ما کنتم ہے یا ما کنتم پر
مومنین کا استثنا کر کے فرمایا الا عباد اللہ المخلصین اہل مدینہ و کوفہ نے بفتح لام پڑہا ہے
یعنی وہ لوگ جنکو اللہ پاک نے اپنی طاعت و توحید کے واسطے خالص کر لیا ہے باقی قراء نے
بکسر لام پڑہا ہے یعنی وہ لوگ جنہون نے اخلاص عبادت و توحید کیا واسطے اللہ کے استثنا
یا تو متصل ہے اس تقدیر پر کہ تجزون مین خطاب سارے مکلفین کو عام ہو یا منقطع ہے بایں
تقدیر کہ خطاب کفار کو ہو خاصۃ یعنی لیکن اللہ کے مخلص بندے عذاب نہ چکھین گے اولئک کا
اشارہ ہے مخلصین کی طرف اور مبتدا ہے خبر اوسکی لھم رزق معلوم ہے یعنی مخلص لوگ
انکے واسطے ہے رزق جو اللہ اونکو عطا فرماے گا ایسا رزق کہ اپنی خوبی شکل و پاکیزگی و لذت
و رائحہ و مزہ و عدم انقطاع مین معلوم ہے کسی نے کہا کہ اوسکا وقت معلوم ہے وہ وقت یہ ہے
کہ صبح و شام اوسمین سے اونکو ملے گا جسطرح کہ اس آیت مین فرمایا ہے ولھم رزقھم
فیھا بکرۃ و عشیا اور نفس کو اس طرف زیادہ تر سکون ہوتا ہے کہ معلوم الوقت ہو کسیںنے
کہا کہ اوسکے خصائص معلوم ہین کہ وہ ہمیشہ رہیگا اور اوسکی لذت خالص ہوگی کسی نے کہا کہ
معلوم القدر ہے جسکے وہ مستحق ہونگے بسبب اپنے اعمال کے اللہ پاک کے ثواب سے کسی نے
کہا رزق معلوم یہی ہے جسکا ذکر بعد اوسکے کیا گیا ہے یعنی فواکہ کیونکہ یہ بدل ہے رزق
سے یا خبر ہے مبتدا محذوف کی ای ہو فواکہ ظاہر بھی ہے فواکہ جمع ہے فاکہہ کی فاکہہ
سارے تر و خشک میووں کو کہتے ہین خاصکر کے فواکہ کا ذکر اس لیے کیا کہ ارزاق اہل جنت

سب کے سب فواکہ ہین اسی طرح کہا گیا ہے اولیٰ یہ ہے یون کہین کہ فواکہ کا ذکر اسواسطے کیا کہ یہ خوشترین اشیا ہے جنکو وہ کہائین گے اور لذیذ تر ہے اون چیزون کا جنکو اونکے جی چاہین گے کسی نے کہا کہ فواکہ اتباع سائر اطعمہ سے ہین پس انکا ذکر مغنی ہے انکے غیر کے ذکر سے جملۂ وھم مکرمون حالیہ ہے یعنی حال یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے اونکے واسطے اکرام عظیم ہے باین طور کہ اوسکے پاس اونکے درجے بلند ہونگے اور اوسکا کلام سنین گے اور اوس سے ملاقات کرینگے جنت مین یا مکرمون ہین ثواب کے پانے مین جو اونکی طرف پہونچے گا بدون تعب وسوال کے برخلاف رزق دنیا کے کہ اسمین تعب وسوال ہوتا ہے جمہور نے مکرمون تخفیف را پڑہا ہے اور ابوقسم نے بتشدید فی جنات النعیم یا تو متعلق ہے مکرمون سے یا خبر ثانی ہے یا حال ہے علی سرر مین بھی احتمال ہے کہ حال ہو یا خبر ثالث متقابلین حال ہے مکرمون کی ضمیر سے یا علی سرر کے متعلق کی ضمیر سے عکرمہ ومجاہد نے کہا کہ تقابل کے یعنی ہین کہ مواصلت ومحبت باہمی کی راہ سے بعض اونکا نظر نہ کرے گا طرف قفا بعض کے کسی نے کہا کہ تخت اونکو لیکر چکر کہائین گے جسطرح وہ چاہین گے تو بعض اونکا بعض کی قفا کو نہ دیکہے گا جمہور نے سر بضم را پڑہا ہے اور ابوالسماک نے بفتح را یہ لغت ہے بعض تمیم کا کہا ہے کہ جنتی موتی یا قوت وزبرجد سے جڑے ہوئے تختون پر ہونگے اور تخت اتنا بڑا ہوگا کہ جتنا فاصلہ ہے درمیان صنعا وجابیہ کے اور درمیان عدن وایلہ کے کسی نے کہا کہ تخت ایک گہر والون کو لیکر دور کرینگے واللہ اعلم ذکرہ القرطبی پہر اللہ پاک نے اہل جنت کی اور صفت ذکر فرمائی یطاف علیھم بکاس ہوسکتا ہے کہ یہ جملۂ مستانفہ ہو جواب سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ وہان شراب بہی ہوگی یا نہین سو اوسکا جواب ہے کہ ہان لوگ اونپر شراب کے پیالے لیے پہرتے ہونگے یہ بہی جایز ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر حال متقابلین کی ضمیر سے کاس اہل لغت کے نزدیک وہ ہے جو شیشے سے ہو اور یہ ایک اسم شامل ہے واسطے ہر برتن کے جسمین شراب ہوتی ہے پہر اگر وہ خالی ہو تو کاس نہین ہے کبھی ہو شراب کا نام کاس رکہتے ہین بطور تسمیہ شی باسم محل کما قال الشاعر

وکاسا شربت علی لذۃ		واخری تداویت منہا بہا	

ضحاک وسدی نے کہا کل کاس فی القرآن فھی الخمر یعنی ہر جگہہ قرآن شریف مین کاس بمعنی خمر ہے نحاس نے کہا اہل لغت مین سے جس شخص پر وثوق کیا جاتا ہے اوس نے یہ حکایت کیا ہے کہ عرب لوگ قدح کو کاس بولتے ہین جبکہ اوسمین شراب ہو پھر جب اوسمین شراب نہو تو وہ قدح ہے جسطرح کہ خوان کو مائدہ کہتے ہین جبکہ اوسمین کھانا ہو پھر جب اوسپر کھانا نہو تو اوسکو مائدہ نہین کہتے من معین محذوف سے متعلق ہوکر کاس کی صفت ہے زجاج نے کہا یعنی پیالہ شراب سے جو کہ بہتی ہے جسطرح کہ چشمے رودے زمین پر بہتے ہین ظاہر جنکو آنکھین دیکھتی ہین اور معین کہتے ہین بہتے پانی کو بیضاء لذۃ للشاربین دونون صفتین ہین کاس کی زجاج نے کہا کہ لذت بمعنی ذات لذۃ ہے مضاف محذوف ہے یعنی وہ لذت والی ہے واسطے پینے والون کے یہ بھی جایز ہے کہ اوسکی لذت ہونے مین بقصد مبالغہ مصدر کے ساتھ موصوف ہو یعنی ایسی لذیذ مزے دار ہے کہ مارے لذت کے خود لذت ہوگئی ہے اس صورت مین حذف مضاف کی حاجت نہین ہے حضرت حسن نے فرمایا کہ جنت کی شراب دودہ سے بھی زیادہ تر سفید ہے اور اوسکی لذت لذیذ ہے یعنی نہایت درجہ مزہ دار جسطرح کہ محاورے مین لذیذ شراب کو شراب لذ ولذیذ بولتے ہین جیسے تر وتازہ رویدگی کو نبات غض وغضیض کہتے ہین لذیذ ہر شے مستطاب ہے اسی معنی سے شاعر کا قول ہے ؎

یجد بھا اللذ الذی لو کلمت	اسد الفلاۃ بہ لکانین سراعا

معشوق کی مزے دار باتونکا وصف کرتا ہے کہ اگر وہ اپنی مزیدار باتون سے جنگل کے شیرون سے بات کرے تو وہ دوڑتے چلے آئین کسی نے کہا بیضاء وہ شراب ہے جسکو آدمیون نے نہین نچوڑا پھر اللہ پاک نے اس شراب کے پیالے کا اور وصف کیا فرمایا لا فیھا غول یعنی اسمین وہ وصف نہین ہے جو دنیا کی شراب مین ہوتا ہے کہ عقلون کو کھو دیتی ہے یہ اونکی عقلون کو نہ کھوئے گی نہ اس سے اونکو مرض لگے گا نہ درد سر ہوگا فراء نے کہا عرب لوگ بولتے ہین لیس فیھا غیابۃ ولا غائلۃ وغول یہ سب برابر ہین ابو عبیدہ نے کہا الغول ان تغتال عقولھم یعنی غول یہ ہے کہ اونکی عقلون کو کھو دے واحدی نے کہا غول کی حقیقت اہلاک ہے جب کوئی کسی کو ہلاک کر ڈالے تو بولتے ہین غالہ غولا واغتالہ

اسی اہلکہ اور غول ہر وہ شے ہے جو تجھے ہلاک کرے اسی معنی سے غول بالضم ہے جو ایک شے ہے کہ عرب نے اوسکا توہم کرلیا ہے اور اس باب مین اونکے اشعار مین مثل عنقائے دوسرا وصف اوسکا یہ ہے ولا ھم عنھا ینزفون یعنی اور نہ وہ اوس سے مست ہونگے جسوقت کوئی مست ہوتا ہے تو بولتے ہین نزف الشارب فھو منزوف ونزیف جمہور نے ینزفون بضم یا وفتح زاے بصیغۂ مجہول پڑہا ہے اور حمزہ وکسائی نے بضم یا وکسر زاے ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جب آدمی کی عقل جاتی رہتی ہے نشے سے تو بولتے ہین انزف الرجل فھو نزیف ومنزوف ونزف جسطرح کہ جب کھیتی کے کٹنے کا وقت آجاتا ہے تو کہتے ہین احصد الزرع اور جب انگور توڑنے کا وقت آجاتا ہے تو بولتے ہین اقطف الکرم فراء نے کہا کہ جنسنے کسر زاے پڑہا ہے تو اوسکے دو معنی ہین ایک یہ ہین کہ جب آدمی کی شراب فنا ہوجاتی ہے تو کہتے ہین انزف الرجل دوسرے یہ ہین کہ جب اوسکی عقل جاتی رہتے ہے نشے سے تب بھی بولتے ہین انزف الرجل یہ قرارت اس معنی پر حمل کیجائے گی کہ اونکی شراب فنا نہوگی کیونکہ اس معنی مین فائدہ زیادہ ہے نحاس نے کہا کہ پہلی قرارت واضح تر اور صحیح تر ہے معنی مین کیونکہ معنی نیزفون کے نزدیک جمہور مفسرین کے یہ ہین کہ اونکی عقلین نہ جائین گی پس اللہ عزوجل نے جنت کی شراب سے اون آفتون کی نفی کی جو کہ دنیا مین اوسکی شراب سے لاحق ہوتی ہین جیسے دردسر اور سکر زجاج و ابو علی فارسی نے کہا کہ معنی لا ینزفون بالکسر کے لا یسکرون ہین یعنی وہ مست نہون گے مہدوی نے کہا کہ ینزفون کے معنی یسکرون نہین ہوتے ہین کیونکہ اس سے قبل لا فیھا غول ہے اسکے معنی یہ ہین کہ اونکی عقلون کو نہ کہوئیگی پس اوسکے اور اسکے ایک معنی ہوئے تو تکرار ہوگی یہ بات قتادہ کے قول کو قوت دیتی ہے کہ غول دردشکم ہے اور اسیطرح ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے اور حضرت حسن نے فرمایا کہ غول دردسر ہے ہی کے حضرت ابن عباس بھی قائل ہین ابن کیسان نے کہا کہ غول مغص ہے پس معنی آیت کے یہ ہون گے کہ اونمین کوئی نوع انواع فساد سے نہوگی جو کہ دنیا مین شرب خمر کے ساتھ لگی رہتی ہین مغص یا دردشکم یا دردسر یا بدمستی یا لغو یا تاثیم وگناہ اور نہ وہ اوس سے مست ہونگے اس معنی کی یہ بات تائید کرتی ہے کہ اصل غول کی وہ فساد ہے جو خفا مین لاحق ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی کا کام خفیہ مین فاسد

کردیتا ہے تو محاورے مین بولتے ہین اغتالہ اغتیالاً اور اسی معنی سے غول وغیلہ خفیہ مار ڈالنے کو کہتے ہین ابن ابی اسحاق نے تیزفون بفتح یا وکسر زاے اور طلحہ بن مصرف نے بفتح یا وضم زاے پڑہا ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ شراب مین چار خصال ہین سکرو دردسر وقے وبول پس اللہ تعالے نے خمر جنت کو اونسے منزہ کیا پس فرمایا لافیہا غول یعنی وہ اونکی عقل کو نہ کھوئیگی سکر سے ولاہم عنہا ینزفون فرمایا وہ اوس سے قے نکرینگے جسطرح کہ دنیا کی شراب والا اوس سے قے کرتا ہے یہ بھی اونسے مروی ہے کہ وہ شراب ہے جسمین درد شکم نہین ہے خضر مین کہا ہے کہ اللہ پاک نے اول تو رزق کا ذکر کیا رزق وہ شے ہے جس سے جسم لذت لیتے ہین پہر اکرام کا ذکر فرمایا اس سے نفوس مزہ لیتے ہین پہر اوس محل کا ذکر کیا جسمین وہ ہین یعنی جنات نعیم پہر اشرف محل کا ذکر فرمایا یہ تحفہ ہوئے پہر تانس کی لذت کا ذکر کیا کہ بعض اونکا بعض کے مقابل ہوگا یہ تمامتر ومونس ترسرور ہے پہر پینے کی شے کا ذکر کیا اور یہ کہ وہ اپنی ذات سے اوسکو نہ لین گے بلکہ لوگ شراب کے پیالے لیے اونپر پہرتے ہونگے پہر اوس شراب کا وصف کیا جسکو اونپر لیے پہرین گے کہ وہ پاک صاف لذیذ وخوشگوار مفاسد سے منزہ ہوگی پہر پوری جسمانی نعمت کا ذکر فرمایا اور اوس سے خاتمہ کیا جسطرح کہ رزق سے ابتدا کی تہی جو کہ لذت جسمانی ہے وہ پوری جسمانی لذت سب لذتون سے نہایت درجہ بڑہی ہوئی ہے یعنی تانس عورتون سے پس ارشاد فرمایا وعندھم قاصرات الطرف یعنی اونکے پاس عورتین ہین آنکھین روکنے والے پست کرنیوالی جنھون نے اپنی نگاہ اپنے خاوندون پر روکی ہے سوا اونکے غیر کو نہین چاہتے ہین قصر کہتے ہین جس کو کسی نے کہا کہ قاصرات محبوسات ہین اپنے ازواج پر لیکن قول اول اولی ہے اسواسطے کہ قاصرات الطرف فرمایا ہے مقصورات نہین کہا ہے امرئ القیس نے نزاکت ولطافت جسم کی صفت مین کیا خوب کہا ہے ؎

من القاصرات الطرف لو دب محول	من الذر فوق الاتب منہا لاثرا

یعنی وہ محبوبہ نازک بدن لطیف تن اون نگاہ روکنے والیون سے ہے کہ اگر ذرا سی چیونٹی اوسکی کرتی پر چلے تو اوسکے جسم لطیف پر نشان ڈالدے شاعر فارسی نے اس سے بہی بڑہکر مبالغہ کیا ہے ؎

محول چیونٹی چیونٹی
رورزنگ کرتا ہو

نزاکت آنچنان میرزد از جسم لطیف او	کہ در حمام می آرد خیال سیر مہتابش

قولہ تعالی عین یعنی بڑی بڑی آنکھون والیان یہ جمع ہے عینا کی عینا کہتے ہین زن فراخ چشم کو اور مرد کو اعین زجاج نے کہا عین کے معنی ہین کبار الاعین حسانہا یعنی بڑی بڑی خوب صورت آنکھون والیان مجاہد نے کہا حسان العیون یعنی حسین آنکھون والیان عظام المقلۃ کسینے کہا بخل العیون بضم نون جمع ہے بخلا کی بخلا وہ عورت ہے جسکی آنکھہ کی پہاڑ فراخ ہو مگر بفراخی مفرط نہین حضرت حسن نے فرمایا وہ ہین جنکی آنکھون کی سپیدی وسیاہی شدید ہے والاول اولی کانہن بیض مکنون بیض جمع ہے بیضہ کی مکنون بمعنی مصون ومستور ہے ماخوذ کنتہ سے اذا جعلتہ فی کن جب توکسی شے کو مستور جگہہ مین رکھے گا تو کہے گا کننتہ یعنی مین نے اوسکو محفوظ مستور جگہہ مین رکھا حضرت حسن وابن زید نے کہا کہ اونکی تشبیہ دی ہے شتر مرغ کے انڈون سے شتر مرغ اونکو پرون کے ساتھ ہوا وغبار سے محفوظ ومستور رکھتا ہے تو اونکا رنگ سپید زردی مائل ہوتا ہے عرب کے نزدیک یہ رنگ حسین ترین الوان نسار ہے ورنہ عجم وروم کے نزدیک احسن الوان سپید مائل بسرخی ہے سعید بن جبیر وسدی نے کہا کہ اونکی تشبیہ دی ہے بطن بیض سے قبل اسکے کہ اونکا چہلکا نکالا جاے اور اونکو ہاتھ چھوئین ابن جریر اسی کے قائل ہین مبرد نے کہا کہ عرب لوگ جب شے کا حسن ونظافت کے ساتھ وصف کرتے ہین تو کہتے ہین گویا وہ انڈے ہین شتر مرغ کے جو کہ پرون سے ڈھکے ہوتے ہین کسی نے کہا مکنون کے یہ معنی ہین کہ وہ محفوظ ہین کسر سے یعنی وہ کنواریان ہین کسی نے کہا کہ بیض سے مراد لولو ہین جسطرح اس آیت مین ہے وحور عین کامثال اللؤلؤ المکنون لیکن قول اول اولی ہے حضرت ابن عباس سے اسکی تفسیر من اللولو المکنون مروی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ بیاض بیضہ کے کہینچا جاے اوس سے پوست اوسکا اور جھلی اوسکی رہی یہ بات کہ بیض کی صفت مین مکنون کہا مکنونات نہ فرمایا سو اس لیے کہ وصف بیض کا کیا ہے باعتبار لفظ کے کذا فی

۲۱ مقابلہ سپید رون چشم ہراہل
۲۲ رو گروہ یان
سپیدی آنکھون والیان
بہ بیضہ پوشیدہ در پرہا

فتح البیان فاقبل بعضهم علی بعض یتساءلون ○ قال قائل منهم انی
کان لی قرین ○ یقول أئنك لمن المصدقین ○ ءاذا متنا وکنا ترابا
وعظاما ءانا لمدینون ○ قال هل انتم مطلعون ○ فاطلع فرآه

فی سواء الجحیم ○ قال تالله ان کدت لترد ین ○ ولولا نعمة ربی لکنت
من المحضرین ○ افما نحن بمیتین ○ الا موتتنا الاولی وما نحن بمعذبین ○
ان هذا لهو الفوز العظیم ○ لمثل هذا فلیعمل العملون ○ پھر موڑ منہ
کیا ایک نے دوسرے کی طرف لگے پوچھنے بولا ایک بولنے والا انمین کا مجھکو تھا ایک
ساتھی کہتا کیا تو یقین کرتا ہے کیا جب ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی اور ہڈیان کیا ہمکو بدلا ملنا
ہے کہنے لگا بھلا تم جھانک کر دیکھو گے پھر جھانکا تو اوسکو دیکھا بیچون بیچ دوزخ کے بولا
قسم اللہ کی تو تو لگا تھا کہ مجھکو گڑھے مین ڈالے اور اگر نہوتا میرے رب کا فضل تو مین ہی
ہوتا انمین جو پکڑے آئے کیا اب ہمکو نہین مرنا مگر جو پہلی بار مرچکے اور ہمکو تکلیف نہین پہونچنی
بیشک یہی ہے بڑی مراد ملنی ایسی چیزون کے واسطے محنت کرین محنت کرنے والے ف
یعنی وہ ساتھی پڑا ہے دوزخ مین اوسکو جھانک کر دیکھین کس حال مین ہے ف یہ کہیگا
اپنی خوشی سے انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے اہل جنت کے حال کی کہ ایک دوسرے
پر متوجہ ہونگے باہم سوال کرینگے اپنے احوال کا کہ دنیا مین کیونکر تھے اور انمین کیا کیا
محنت ومشقت اوٹھاتے تھے یہ جب ہوگا کہ اپنی مجلسون مین جمع ہونگے شراب پر باہم مناد مت
ومعاشرت کرینگے آپسمین بات چیت کرینگے تختون پر جلوس فرما ہونگے خادم اونکے روبرو
دوڑتے ہونگے ہر خیر عظیم کھانے پینے پہننے وغیرہ کی چیزین لا رہے ہونگے جو نہ کسی
آنکھ نے دیکھین نہ کسی کان نے سنین نہ کسی بشر کے دل پر اونکا خطرہ گزرا ایسے عیش وعشرت
کے وقت دنیا مین جو حال گزرا ہے اوسکا ذکر کرینگے چنانچہ اونمین کا ایک کہنے والا یون کہیگا
انی کان لی قرین مجاہد نے کہا کہ قرین سے مراد شیطان ہے عوفی نے حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہے کہ یہ مرد مشرک ہے کہ اوسکا کوئی ساتھی ہو اہل ایمان سے دنیا مین
مجاہد و حضرت ابن عباس کے کلام مین کوئی تنافی نہین ہے اس لیے کہ شیطان جنون
سے ہوتا ہے تو نفس مین وسوسہ ڈالتا ہے اور انسانون سے ہوتا ہے تو ایسی بات کہتا
ہے جسکو کان سنتے ہین اور دونون ملکر ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہین فرمایا اللہ پاک نے
یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا اور انمین سے ہر ایک وسوسہ ڈالتا ہے

ف
سکے ساتھی مین ایک
دوسرے کی بہتری ہے
فرمانبرداری کی ۱۲

جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس اسی لئے اویس کے قائل نے یہ کہا کہ انی کان لی قرین یقول أئنک لمن المصدقین یعنی میرا ایک ساتھی تھا کہتا کیا تو یقین کرتا ہے بعث ونشور وحساب وجزا کا یعنی یہ بات بطور تعجب وتکذیب واستبعاد وکفر وعناد کے کہتا تھا کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم البتہ مدینون ہیں مجاہد و سدی نے کہا محاسبون یعنی کیا ہم سے محاسبہ ہوگا حضرت ابن عباس ومحمد بن کعب قرظی نے کہا لمجزیون باعمالنا یعنی کیا ہم اپنے اعمال کی جزا دیے جائیں گے دونوں قول صحیح ہیں مومن اپنے اصحاب وجلسا سے کہیگا جو کہ اہل جنت سے ہیں هل انتم مطلعون ای مشرفون یعنی بہلا تم جھانک کر دیکھو گے پھر جھانکا تو دیکھا اسکو سواء جحیم میں حضرت ابن عباس وسعید بن جبیر وخلید عصری وقتادہ وسدی وعطاء خراسانی نے کہا کہ مراد وسط جحیم ہے حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ وسط جحیم میں گویا وہ ایک انگارا ہے کہ دہک رہا ہے قتادہ نے کہا ہمسے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اوسنے جھانکا تو دیکھا کہ قوم کی کھوپریاں جوش کھا رہی ہیں اور ہمسے ذکر کیا گیا ہے کہ کعب احبار نے کہا جنت میں طاق ہیں جسوقت جنت والوں میں سے کوئی چاہے گا کہ اپنے دشمن کی طرف نظر کرے دوزخ میں تو اوسمیں جھانکے گا پس زیادہ شکر کرے گا مومن کافر سے مخاطب ہوکر کہے گا تاللہ ان کدت لتردین یعنی واللہ تو تو لگا ہی تھا کہ مجھے ہلاک کر ڈالے اگر میں تیری اطاعت کر لیتا ولولا نعمۃ ربی لکنت من المحضرین یعنی اگر نہوتا اللہ کا فضل مجھپر تو البتہ میں ہوتا مثل تیرے بیچون بیچ دوزخ میں جسجگہ تو ہے حاضر کیا گیا تیرے ساتھ عذاب میں لیکن اوسنے مجھپر تفضل ورحم کیا سو اوسنے مجھے ہدایت کی ایمان کی اور راہ بتائی طرف اپنی توحید کے وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله قولہ تعالی افما نحن بمیتین الا موتتنا الاولی وما نحن بمعذبین تتمۂ کلام مومن سے ہے اللہ پاک نے جو جنت میں اوسکو خلود عطا کیا اور دار کرامت میں بدون موت وعذاب کے اقامت روزی فرمائی اس کا اپنی جان پر غبطہ کر کے کہتا ہے کیا پھر ہم نہیں ہیں مرنے والے مگر ہماری اگلی موت اور نہیں ہیں ہم عذاب کئے گئے اسی لئے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا

ق ۱ ہمسے اوسکی جو ہمسے اوسنے جھانکا سے وہ جو خیال جاوے اوسکو اوسکے ساتھی کے دل میں جیسون میں ۱۲ ق ۲ اور ہمسے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اوسنے جھانکا تو دیکھا کہ قوم کی کھوپریاں جوش کھا رہی ہیں اور ہمسے ذکر کیا گیا ہے کہ کعب احبار نے کہا جنت میں طاق ہیں جسوقت جنت والوں میں سے کوئی چاہے گا کہ اپنے دشمن کی طرف نظر کرے دوزخ میں تو اوسمیں جھانکے گا پس زیادہ شکر کرے گا مومن کافر سے مخاطب ہوکر کہے گا تاللہ ان کدت لتردین یعنی واللہ تو تو لگا ہی تھا کہ مجھے ہلاک کر ڈالے اگر میں تیری اطاعت کر لیتا ولولا نعمۃ ربی لکنت من المحضرین یعنی اگر نہوتا اللہ کا فضل مجھپر تو البتہ میں ہوتا مثل تیرے بیچون بیچ دوزخ میں جسجگہ تو ہے حاضر کیا گیا تیرے ساتھ عذاب میں لیکن اوسنے مجھپر تفضل ورحم کیا سو اوسنے مجھے ہدایت کی ایمان کی اور راہ بتائی طرف اپنی توحید کے وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله قولہ تعالی افما نحن بمیتین الا موتتنا الاولی وما نحن بمعذبین تتمۂ کلام مومن سے ہے اللہ پاک نے جو جنت میں اوسکو خلود عطا کیا اور دار کرامت میں بدون موت وعذاب کے اقامت روزی فرمائی اس کا اپنی جان پر غبطہ کر کے کہتا ہے کیا پھر ہم نہیں ہیں مرنے والے مگر ہماری اگلی موت اور نہیں ہیں ہم عذاب کئے گئے اسی لئے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا

ان ہذا لھو الفوز العظیم یعنی بیشک البتہ یہی ہے بڑی مراد ملنی ابن ابی حاتم نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اللہ تعالے اہل جنت سے فرماے گا کلوا واشربوا ھنیئا بما کنتم تعملون فرمایا ہنیا سے یہ مراد ہے کہ وہ جنت مین نہ مرینگے پس اسوقت اونہون نے کہا افما نحن بمیتین الآیہ حضرت حسن بصری نے فرمایا علموا ان کل نعیم فان الموت یقطعہ یعنی اونہون نے جانا کہ کوئی سی نعیم ہو موت اوسکو قطع کرتی ہے تو کہا افما نحن بمیتین الآیہ کہا گیا نہین تو وہ بولے ان ہذا لھو الفوز العظیم قولہ تعالی لمثل ہذا فلیعمل العاملون قتادہ نے کہا کہ یہ اہل جنت کے کلام سے ہے ابن جریر نے کہا کہ اللہ تعالی کے کلام سے ہے معنی یہ ہین کہ ایسے نعیم اور ایسے فوز کے واسطے پس چاہیے عمل کرین عمل کرنے والے دنیا مین تاکہ وہ اوسکی طرف جائین آخرت مین دو مردون کا قصہ ذکر کیا ہے کہ وہ شریک تھے بنی اسرائیل مین سو وہ داخل ہے ضمن مین عموم اس آیت کریمہ کے ابو جعفر ابن جریر نے فرات بن ثعلبہ نرانی سے تفسیر مین ابی کنان بی قرین کے روایت کیا ہے کہا کہ دو مرد شریک تھے سو جمع ہوئے واسطے اونکے اٹھ ہزار دینار اور اون مین سے ایک کے واسطے حرفہ تھا اور دوسری کے واسطے کوئی حرفہ نہ تھا تو جسکے واسطے حرفہ تھا اوسنے دوسرے سے کہا کہ تیرے پاس کوئی حرفہ نہین ہے مین نہین خیال کرتا ہون اپنے آپ کو مگر تجھسے مفارقت کرنے والا اور مقاسمہ کرنے والا پھر اوسنے اوس سے مقاسمہ کیا اور مفارقت کی پھر اوس مرد نے ہزار دینار مین ایک گھر خریدا کسی بادشاہ کا تھا وہ مر گیا تھا پھر اوسنے اپنے یار کو بلایا تو اوسکو دکھایا پھر کہا اس گھر کو تو کیسا دیکھتا ہے مین نے اسکو ہزار دینار مین خریدا ہے وہ بولا کیا خوب ہے پھر جب وہ نکلا تو کہا الٰہی میرے اس یار نے یہ گھر ہزار دینار کو خریدا ہے اور مین تجھسے ایک گھر مانگتا ہون جنت کے گھرون سے پس ہزار دینار خیرات کر دیے پھر ٹھیرا رہا جتنا اللہ تعالی نے چاہا کہ ٹھیرے پھر اوس مرد نے ہزار دینار مین ایک عورت سے بیاہ کیا پھر اوسکو بلایا اور اوسکے واسطے کھانا تیار کیا پھر جب وہ اوسکے پاس آیا تو کہا مین نے اس عورت سے ہزار دینار مین بیاہ کیا ہے تو وہ بولا یہ کیا خوب ہے پس جب لوٹا تو کہا یا رب

میرے یارنے ہزار دینار مین ایک عورت سے بیاہ کیا ہے اور مین تجھسے سوال کرتا ہون
ایک عورت کا حور عین سے پس اوسنے ہزار دینار خیرات کر دیے پھر وہ ٹھیرا رہا جسقدر
اللہ تعالی نے چاہا کہ ٹھیرے پھر اوسنے دو ہزار دینار مین دو باغ خریدے پھر اوسکو بلایا تو وہ باغ دکھائے
پھر کہا کہ مینے دو ہزار دینار کو یہ دو باغ خریدے ہین اوسنے کہا کیا خوب ہین یہ پھر جب وہ نکلا تو کہا یارب
میرے یارنے دو باغ دو ہزار دینار مین خریدے ہین اور مین تجھسے دو باغ مانگتا ہون جنت مین پس
دو ہزار دینار خیرات کر دیے پھر ان دونون کے پاس فرشتہ آیا تو اوسنے اونکو وفات دی پھر اس خیرات کرنیوالے کو چلا
تو اوسکو ایک گھر مین داخل کیا جو اوسکو تعجب مین ڈالتا ہے اور ناگاہ ایک عورت جہانک رہی ہے
روشن ہو رہا ہے باتحت اوسکا اوسکے حسن سے پھر اوسکو داخل کیا دو باغون مین اور
ایسی شے مین جسکو اللہ خوب جانتا ہے پس اسوقت اوسنے کہا کیا خوب مشابہ ہے یہ
اوس شخص کے ساتھ کہ جسکے حال سے ایسا ایسا تھا فرشتہ بولا کہ یہ وہی ہے اور یہ مکان
اور دو باغ اور عورت تیرے واسطے ہین اوسنے کہا پس بیشک میرا ایک ساتھی تھا کہتا کیا
تو یقین لانے والون سے ہے اوس شخص سے کہا گیا کہ وہ تو دوزخ مین ہے کہا کیا تم جہانکنے
والے ہو پھر جہانکا تو اوسکو دیکھا بیچون بیچ دوزخ مین پس اوسوقت اوسنے کہا تو تو لگا تھا کہ مجھے
گرادے گڑھے مین اور اگر نہوتی نعمت میرے رب کی تو البتہ مین ہوتا حضرین سے الآیات
ابن جریر نے کہا کہ یہ قصہ قوت دیتا ہے اوس شخص کی قرارت کو جسنے لمن المصدقین کو بتشدید
پڑہا ہے یعنی اس لیے کہ اسمین صدقہ وخیرات کا ذکر ہے کیونکہ مصدقین بتشدید صاد تصدق
سے ہے **ابن ابی حاتم** نے ابوحفص سے روایت کیا ہے کہا مین نے اسمعیل سدی
سے اس آیت کا پوچھا قال قائل منہم انی کان لی قرین الآیہ ابوحفص نے کہا کہ سدی نے
مجھسے کہا کہ یہ بات تجھے کس شے نے یاد دلائی مین نے کہا کہ مین نے اوسکو ابھی پڑہا
سو مین نے محبوب رکھی یہ بات کہ تم سے اوس کا پوچھون پس سدی نے
کہا اما فاحفظ یعنی تو نے جو اوسکا پوچھا سو یاد رکھنا دو شریک تھے بنی اسرائیل مین ایک تو اونمین
کا مومن تھا اور دوسرا کافر پھر وہ چھ ہزار دینار پر جدا ہوئے ہر ایک کو تین تین ہزار دینار ملے
پھر وہ ٹھیرے رہے جسقدر اللہ تعالی نے چاہا کہ ٹھیرین پھر وہ ملے تو کافر نے مومن سے کہا

کہ تو نے اپنے مال مین کیا کیا کیا تو نے اوس سے کسی شے کو مارا[۵۱] اوس سے کسی شے
مین تجارت کی مومن نے اوس سے کہا نہین پھر تو نے کیا کیا تو اوسنے کہا کہ مین نے
اوس سے زمین اور کھجور کے درخت اور میوے اور نہرین خرید کین ہزار دینار مین کہا پس مومن
نے اوس سے کہا کیا تو نے کیا ہے وہ بولا ہان کہا پھر مومن لوٹ آیا یہانتک کہ جب رات
ہوئی تو نماز پڑہی جسقدر اللہ تعالی نے چاہا کہ پڑہے پھر جب فارغ ہوا تو ہزار دینار لیے پھر
اونکو اپنے سامنے رکہے پھر کہا الٰہی بیشک فلان یعنی اوسکے شریک کافر نے زمین اور کھجور
کے درخت اور میوے اور نہرین ہزار دینار مین خریدی ہین پھر وہ کل مریگا اور اونکو چہوڑ جائیگا
الٰہی مین نے بعوض اس ہزار دینار کے زمین اور کھجور کے درخت اور میوے اور نہرین تجھسے
خریدین جنت مین پھر صبح کو اوٹھا تو مساکین مین اونکو تقسیم کر دیا کہا پھر وہ ٹھیرے
رہے جسقدر اللہ تعالی نے چاہا کہ ٹھیرین پھر وہ ملے تو کافر نے مومن سے کہا تو نے اپنے
مال مین کیا کیا مارا تو نے اوس سے کسی شے مین تجارت کی تو نے اوس سے کسی چیز مین
مومن نے کہا نہین کہا پھر تو نے کیا کیا کہا کہ میری زمین کی محنت ومشقت مجھپر سخت گزری تہی تو
مین نے ہزار دینار کے غلام خریدے کہ وہ میرے واسطے اوسمین کام کاج کرین مومن نے
کہا کیا تو نے کیا ہے کہا ہان کہا پھر مومن لوٹ آیا یہانتک کہ جب رات ہوئی تو نماز پڑہی جسقدر
اللہ تعالی نے چاہا کہ پڑہے پھر جب فارغ ہوا تو ہزار دینار لیے پھر اونکو اپنے روبرو رکہا
پھر کہا الٰہی بیشک فلان یعنی اوسکے شریک کافر نے غلام خریدے ہین دنیا کے غلامون سے
ہزار دینار مین وہ کل مرے گا تو اونکو چہوڑ جائیگا یا وہ مرینگے تو اوسے چہوڑ جائین گے الٰہی اور
مین نے بعوض ان ہزار دینار کے تجھسے غلام خریدے جنت مین کہا پھر وہ صبح کو اوٹھا تو اونکو
مساکین مین تقسیم کر دیا کہا پھر وہ ٹھیرے رہے جسقدر اللہ تعالی نے چاہا کہ ٹھیرین
پھر وہ ملے تو کافر نے مومن سے کہا کہ تو نے اپنے مال مین کیا کیا کیا تو نے اوس سے
مارا کسی شے مین تجارت کی تو نے اوس سی کسی چیز مین مومن نے کہا نہین پھر تو نے کیا کیا کہا کہ میرا سب کام تو پورا ہو چکا تہا مگر ایک
شے فلان عورت کا خاوند مر گیا تہا سو مین نے ہزار دینار مہر اوسکو دیا پھر وہ عورت وہ ہزار دینار
اور اوسکے ساتہ اوتنے ہی اور لیکر میرے پاس آگئی مومن نے اوس سے کہا کیا تو نے کیا ہی

۵۱ اصل کا لفظ یہ ہے اضرب بہا شیئا یعنی اضرب بہا شیئا من التجارۃ اسکے والد علمہ مین یہ کہا کہ کیا تو نے اسکو کسی شے مین تجارت کی ہے کہا نہین کہا پھر تو نے کیا کیا کہا کہ میرا سب کام تو پورا ہو چکا تہا مگر ایک شے فلان عورت کا خاوند مر گیا تہا سو مین نے ہزار دینار مہر اوسکو دیا پھر وہ عورت وہ ہزار دینار اور اوسکے ساتہ اوتنے ہی اور لیکر میرے پاس آگئی مومن نے اوس سے کہا کیا تو نے کیا ہی

واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ الآیۃ وجہ سے اصطلاح نقدا مین ایک قسم کی تجارت کو مضاربت کہتے ہین ۱۲ منہ صحیح مسلم اللہ الموفق

کہا ہان کہا پھر مومن لوٹ آیا یہانتک کہ جب رات ہوئی تو نماز پڑہی جسقدر اللہ تعالی نے چاہا
کہ پڑہے پھر جب فارغ ہوا تو ہزار دینار باقی لیے پھر اونکو اپنے روبرو رکہا اور کہا الٰہی بیشک فلان یعنی
اوسکے کافر شریک نے ایک بی بی بیاہی ہے دنیا کی بیبیون سے ہزار دینار مین پھر وہ کل مریگا تو اوسکو
چھوڑ جائیگا یا وہ کل مرے گی تو اوسی چھوڑ جائیگی الٰہی اور مین تیری طرف پیام نکاح بہیجتا ہون بعوض اس
ہزار دینار کے ایک حور بڑی آنکھون والی کا جنت مین کہا پھر وہ صبح کو اوٹھا تو درمیان مساکین کے
اونکو بانٹ دیا کہا پس مومن رہگیا کہ کوئی شے اوسکے پاس نہین کہا پھر اوسنے
ایک کرتا روئی کا پہنا اور ایک کملی صوف کی پھر اوسنے ایک مضبوط رسی لی تو اوسکو اپنی گردن پر
رکہا کہ کوئی شے بنائی اور کوئی شے اپنی قوت سے کمودی کہا پھر اوسکے پاس ایک
شخص آیا تو کہا اے اللہ کے بندے کیا تو اپنے جان کو میرا مزدور کرتا ہے ماہ بماہ کے
ماہوار پر کہ تو میرے جانورون کی خدمت کرے اونکو چارہ کہلائے اور اونکا لید و گوبر صاف
کرے کہا مین کرتا ہون کہا پھر اوسنے ماہ بماہ کی ماہوار پر اپنی جان کو اوسکا مزدور بنایا کہ اوسکے
جانورون کی خدمت کیا کرے کہا اور جانورون کا مالک ہر روز صبح کو آتا اپنے جانورون
کو دیکہتا تہا پھر جب اونمین سے کسی جانور کو دبلا دیکہتا تو اوسکا سر پکڑتا پھر اوس کی گردن کو مارتا
پھر اوس سے کہتا کہ آج کی رات کے جو تو نے چرا لیے کہا پھر جب مومن نے یہ شدت
دیکہی تو کہا کہ البتہ مین جاؤنگا اپنے شریک کافر کے پاس تو اوسکی زمین مین کام کرونگا پس وہ
روز بروز یہ ٹکڑا مجھے کہلائیگا اور یہ دو کپڑے مجھے پہنائے گا جبکہ پرانے پڑ جائینگے
کہا پھر وہ چلا اوسکا ارادہ کرتا ہوا تو اوسکے دروازے تک پہونچا اس حال مین کہ شام ہوگئی
تہی تو کیا دیکہتا ہے کہ ایک محل چونہ گچ سے آسمان مین یعنی بلند اور اوسکے گرد دربان ہین پس اوسنے
کہا کہ تم میرے واسطے اذن مانگو اس محل کے مالک سے بیشک جب تم یہ کام کروگے تو یہ بات
اوسے خوش کرے گی اونہون نے اوس سے کہا تو چلا جا اگر تو سچا ہے پس کسی کونے مین
سورہ پھر جب تو صبح کو اوٹھے تو اوسکے سامنے آنا کہا پھر مومن چلا تو اوسنے اپنی دہی
کملی تو نیچے اور آدہی اپنے اوپر ڈالی پڑ رہا پس جب صبح کو اوٹھا تو اپنے شریک کے پاس آیا
تو اوس سے تعرض کیا تو اوسکا شریک کافر نکلا اور وہ سوار تہا پھر جب اسکو دیکہا تو پہچان لیا

اسپر آکھڑا ہوا اور سلام و مصافحہ کیا پھر اس سے کہا کیا تو نے مال سے نہین لیا مثل اوسکے جو مین نے لیا کہا ہان کہا اور یہ میرا حال ہے اور یہ تیرا حال ہے کہا ہان کہا تو مجھے بتا تو نے اپنے مال مین کیا کیا کہا تو مجھسے اسکا مت پوچھ کہا پھر تجھے کون شے لائی کہا مین آیا کہ تیری اس زمین مین کام کرون تو تو مجھے یہ ٹکڑا کھلائے روز بروز اور یہ دو کپڑے مجھے پہنائے جبکہ پرانے ہو جائین کہا نہین ولیکن مین تو تیرے واسطے وہ شے کرونگا جو اس سے بہتر ہوگی لیکن تو مجھسے کوئی خیر نہ دیکھے گا یہانتک کہ تو مجھے خبر دے کہ تو نے اپنے مال مین کیا کیا کہا مین نے اوسے قرض دیدیا ہے کہا کس کو کہا ملی و فی کو یعنی ایسے کو قرض دیا ہے جو بڑا غنی اور بڑا قرض ادا کرنے والا ہے کہا وہ کون ہے کہا وہ اللہ ہے میرا رب کہا اور وہ اوس سے مصافحہ کر رہا تھا سو اپنا ہاتھ اوسکے ہاتھ سے کھینچ لیا پھر کہا اِنَّکَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ اَئِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا اَئِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ سدی نے کہا محاسبون کہا پھر وہ کافر چلا اور اوسکو چھوڑ دیا کہا پھر جب مومن نے اوسے دیکھا اس حال مین کہ وہ اوسپر رجوع نہین ہوتا ہے تو ٹوٹ آیا اور اوسکو چھوڑ دیا مومن تو زمانے کی سختی مین گزران کرتا ہے اور کافر زمانے کی فراخی مین زندگانی بسر کرتا ہے کہا پھر جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالی مومن کو جنت مین داخل کرے گا وہ گزرے گا تو کیا دیکھے گا کہ وہ زمین و نخل و اثمار و انہار مین ہے پس کہے گا یہ کسکے واسطے ہی تو کہا جائیگا یہ تیرے لیے ہے پس کہیگا اے سبحان اللہ کیا پہونچا ہی میرے فضل عمل سے یہ کہ مین ایسا ثواب دیا جاؤن کہا پھر وہ گزر کرے گا تو کیا دیکھے گا کہ وہ غلامون مین سے ہے جنکا شمار نہین ہوسکتا ہے کہے گا یہ کسکے واسطے ہین تو کہا جاے گا یہ تیرے لیے ہین پس کہے گا اے سبحان اللہ کیا پہونچا ہے میرے فضل عمل سے یہ کہ مین ایسا ثواب دیا جاؤن کہا پھر گزر کریگا تو کیا دیکھے گا کہ ایک قبہ سرخ یاقوت مجوف کا ہے جسمین ایک حور بڑی آنکھون والی ہے کہے گا یہ کسکے لیے ہے تو کہا جائیگا یہ تیرے واسطے ہے پس کہیگا اے سبحان اللہ کیا پہونچا میرے فضل عمل سے یہ کہ مین ایسا ثواب دیا جاؤن کہا پھر وہ مومن اپنے شریک کافر کو یاد کرے گا تو کہے گا انی کان لی قرین الآیہ کہا پس جنت تو عالیہ ہے اور نار ہاویہ کہا پھر اللہ تعالی اوسے دکھاے گا اوسکے شریک کو وسط

جحیم مین درمیان سے اہل نار کے پھر جب مومن سے اوسے دیکھیگا تو پہچان لیگا پس کہیگا تا اللہ ان کدت لتردین الی قولہ تعالی لمثل ہذا فلیعمل العاملون یعنی واسطے ویسی شے کے جسکا اوسپر احسان کیا پس چاہیے عمل کرین عمل کرنے والے کہ سا پھر مومن یاد کرے گا اوس شدت کو جو دنیا مین اوسپر گزر چکی ہے تو یاد نہ کرے گا اوس شدت سے جو دنیا مین اوسپر گزری کہ اشد ہوا وسپر موت سے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ فاقبل الآیہ معطوف ہے یتساءلون پر تقدیر یہ ہے فیقبل بعضہم علی بعض مستقبل کو پیرایۂ ماضی مین صرف اس لیے ادا کیا ہے کہ تاکید ہو اور اوسکے تحقق وقوع پر دلالت کرے معنی یہ ہین کہ جنت مین اہل جنت پر لوگ شراب کے پیالے لیے پھرین گے پھر وہ شراب پینے کی حالت مین ایک دوسرے پر متوجہ ہونگے دنیا مین جو حالات اونپر گزر چکے ہین اور جو کام کیے ہین بعض بعض سے اونکا سوال کرے گا یا اوس سے پوچھے گا اور وہ اس سے کہ کیون جی فلان کا کام کیسا ہوا تھا اور فلان قصہ کیسا گزرا تھا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ شراب پئین گے اور شراب پر بات چیت کرینگے جسطرح کہ شراب پینے والون کی عادت ہوتی ہے کہ بات چیت کیا کرتے ہین جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

فما بقیت من اللذات الا		احادیث الکرام علی المدام	

یعنی فساد زمان کی وجہ سے ساری لذتین جاتی رہین اب کوئی لذت باقی نہین رہی مگر یہی کہ مدام کے قصے کہانیان شراب پینے کی حالت مین کہ شراب پیتے جاتے ہین اور سخی مردون کی سخاوت کے قصے بیان کرکے لذت لیتے ہین غرضکہ جنت مین شراب پینے کے وقت دنیا کے احوال کا ذکر کرنا تتمۂ نعیم جنت سے ہے کیونکہ تکلیف کی حالت کا راحت ابدی مین یاد کرنا موجب تمام سرور ہوتا ہے اسی لیے جنت والے جسوقت بعض بعض پر بات چیت کرنے مین متوجہ ہونگے اور ایک دوسرے سے سوال کرینگے تو اونمین سے ایک کہنے والا یہ کہے گا کہ میرا ایک قرین تھا یعنی دنیا مین میرا ایک یار ملازم بعث کا منکر و کافر تھا چنانچہ ائنک لمن المصدقین اسپر دال ہے کسی نے کہا کہ قرین سے مراد شیطان ہے کسی نے کہا یہ دو بھائی تھے کسی نے کہا دو شریک تھے ایک تو کافر قطروس نام اور دوسرا مومن یہوذا نام یہ وہی دونون ہین جنکی خبر اللہ پاک نے

سورۂ کہف نے دی ہے واضرب لہم مثلا رجلین الآیہ غرضکہ کوئی بھی ہو مومن کہیگا
کہ دنیا مین میرا ایک یار تہا جسنے یون کہتا تہا کیا تو بعث وجزا کے یقین کرنے والون مین سے
ہے یہ استفہام قرین کی طرف سے واسطے زجر و توبیخ اوس مومن کے ہے اسپر کہ اللہ پاک
نے جو بعث کا وعدہ دیا اوسنے اوسکو مانا اور اوسکی تصدیق کی جمہور نے مصدقین تخفیف صاد پڑہا
ہے تصدیق سے ای لمن المصدقین بالبعث اور کسی نے بتشدید صاد پڑہا ہے لیکن معلوم
نہین کہ اسطرح کسنے پڑہا ہے یعنی اسکے بعید ہین کیونکہ یہ تصدق سے ہے تصدیق سے
نہین ہے اسکی تاویل یون ممکن ہے کہ مومن نے جو اپنا مال واسطے طلب ثواب کے خیرات
کیا قرین نے اس کا اوسپر انکار کیا اور اسکی یہ علت بیان کی کہ بعث تو مستبعد ہے پس یون کہا
کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیان کیا ہم جزا دیے جائینگے یعنی کیا ہم کو ہمارے اعمال کا
بدلا ملے گا اور اوپنہ ہمسے حساب لیا جاے گا بعد اسکے کہ ہم مٹی اور ہڈیان ہو گئے کسی نے
کہا کہ مدینون کے معنی مسوسون بین یقال دانہ اذا اساسہ یعنی کیا بعد مٹی ہو جانے کے ہماری
سیاست کیجائیگی یہ تین استفہام جو آیت مین ہین قرا نے انمین اختلاف کیا ہے پس نافع نے تو
اول اور دوسرے کو بیک ہمزۂ استفہام پڑہا ہے اور تیسرے کو بکسر الف بدون استفہام کسائی
بھی اونکے موافق ہین مگر تیسرے کو بدو ہمزۂ استفہام پڑہتے ہین اور ابن عامر نے اول اور
تیسرے کو دو ہمزون سے اور دوسرے کو بکسہ الف بدون استفہام اور باقی قرا نے سب
مین باستفہام پڑہا ہے پہر اختلاف کیا ہے سو ابن کثیر تو بہمزۂ واحدہ غیر ممطولہ استفہام کرتے
ہین اور بعد اوسکے ہمزہ ساکنہ خفیفہ اور ابو عمرو ممطولہ اور عاصم وحمزہ نے بدو ہمزہ بالجملہ جب مومن
اپنی جنت کے ہمنشینون سے وہ قول حکایت کر چکا جو دنیا مین اوسکے یار نے اوس سے
کہا تہا تو بعد اسکے اونسے کہا ھل انتم مطلعون یعنی اے میرے بہائیو کیا تم جہانکر
دیکھنے والے ہو تا فرا اہل نار کے تاکہ مین تمکو دکہاؤن وہ قرین جسنے قول مذکور کہا تہا کہ اوسکی
کیا گت ہے نار مین پس جنت والے کہین گے کہ تو اوسکو ہمسے خوب پہچانتا ہے ابن اعرابی
کہا کہ استفہام بمعنی امر ہے ای اطلعوا یعنی تم جہانکو کسی نے کہا کہ قائل اس قول کا اللہ پاک ہے
کسی نے کہا فرشتے ہین لیکن قول اول اولی ہے فاطلع فرآہ فی سواء الجحیم یعنی پہر

اوس مومن نے جہانتکا آگ پر تو دیکھا اپنے قرین کو وسط دوزخ مین زجاج نے کہا سوا ہر شے
وسط ہر شے ہے جمہور نے مطلعون بتشدید طاے مفتوحہ وفتح نون اور فاطلع بصیغہ ماضی معروف
طلوع سے پڑہا ہے اور حضرت ابن عباس نے بسکون طا وفتح نون اور فاطلع بقطع ہمزہ مضموم
وکسر لام بصیغۂ ماضی مجہول یہی قرات ابو عمرو سے بہی مروی ہے نحاس نے کہا کہ فاطلع مین اس
قرات کی بنا پر دو قول ہین ایک یہ ہے کہ فعل مضارع متکلم ہوا ور بنا بر جواب استفہام منصوب
ہو دوسرا یہ ہے کہ فعل ماضی ہو حماد بن ابی عمار نے مطلعون کو تخفیف طا وکسر نون اور فاطلع
بصیغۂ مجہول پڑہا ہے ابو حاتم وغیرہ نے اسکا انکار کیا ہے نحاس نے کہا یہ لحن ہے اسلئے
کہ نون واضافت کا جمع کرنا جائز نہین ہے اگر مضاف ہوتا تو یون کہتا ہل انتم مطلعی کو سیبویہ وفرا
نے اوسکی مثل حکایت کیا ہے لیکن شاذ ہے اور کلام عرب سے خارج غرضکہ جب مومن نے
اپنے قرین کو جہانتکا اور اوسکو آگ مین دیکھا تو کہا تالله ان کدت لترديني جو قسم حرف تا سے
ہوتی ہے اوسمین تعجب کے معنی ہوتے ہین یعنی اوسنے تعجب کی قسم کہا کر کہا قسم ہے اللہ کی
بیشک تو قریب تہا کہ مجھے ہلاک کر ڈالے بہکا کر کسائی نے کہا کہ لترديني کے معنی تہلکني ہین
ردی یعنی ہلاک ہے مبرد نے کہا اگر لترديني لتوقعني في النار کہا جاتا تو بہی جایز ہوتا مطلب یہ ہے
کہ ارداء بمعنی ایقاع آتا ہے مقاتل نے کہا معنی یہ ہین والله البتہ مقدر تو قریب ہوا تہا اسکے کہ مجھے
اغوا کرے تو مین اوتارا جاؤن تیری جگہہ مین بمعنی قریب یکدیگر ہین پس جس شخص نے کسی انسانکو
بہکایا تو مقرر اوسنے اوسکو ہلاک کیا بالجملہ پہر اوس مومن نے کہا ولولا نعمة ربي لكنت من
المحضرين یعنی اگر نہوتی میرے رب کی رحمت والنعام مجہپر ساتہہ اسلام کے اور ہدایت اوسکی کے
مجہکو طرف حق کے اور بچانا اوسکا مجہکو گمراہی سے تو البتہ مین ہوتا حاضر کئے گیون سے ساتہہ
تیرے آگ مین فراء نے کہا البتہ مین ہوتا ساتہہ تیرے آگ مین حاضر کیا گیا ماوردی نے کہا کہ احضر
مستعمل نہین ہوتا ہے مگر شر مین پہر جب مومن اپنی بات پوری کر چکا اوس قرین کے
ساتہہ جو کہ نار مین ہے تو اپنے جنتی ہمنشینون کی طرف مخاطب ہو کر کہا افما نحن بميتين ہمزۂ
استفہام تقریری کا ہے اور اسمین تعجیب کے معنی ہین حرف فا واسطے عطف کے ہے جیسا کہ
اسکے نظائر مین ہوا کرتا ہے ای انحن مخلدون منعمون فما نحن بميتين الا موتتنا الاولى یعنی کیا ہم

ہمیشہ عیش وعشرت مین رہنے والے ہین پہر ہم نہین ہین مرنے والے مگر ہماری اگلی موت
جوکہ دنیا مین ہوچکی یہ بات اوسنے اس طور پر کہی کہ اللہ پاک نے جو جنت والون پر ایسی نعیم جنت
کا انعام فرمایا جوکہ منقطع نہوگی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ وہان رہین گے کبھی نہ مرینگے سو اوسنے
اوس سے مسرور ہوکر یہ کہا کسی نے کہا کہ جنت والے یہ سوال فرشتون سے کرینگے جبکہ
موت ذبح کیجائیگی کسی نے کہا کہ یہ بات اہل جنت کفار کی زجر وتوبیخ کیواسطے کہین گے کیونکہ
کفار بعث کا انکار کیا کرتے تھے اور کہتے کہ صرف دنیا کا مرنا ہے لیکن قول اول اولی ہے
نصب الا موتتنا کا بنا بر مصدریت ہے اور استثنا مفرغ ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ منقطع ہو بمعنی
لکن زید بن علی نے بمائتین پڑہا ہے وما نحن بمعذبین تتمۂ کلام مومن سے ہے یعنی ہمکو
عذاب نہوگا جسطرح کہ کفار معذب ہونگے پہر جس عیش وآرام مین کہ اہل جنت ہین مومن
نے اوسکی طرف اشارہ کرکے یون کہا ان ھذا لھو الفوز العظیم یعنی بیشک یہ امر عظیم ونعیم
مقیم وخلود دائم جسمین ہم ہین البتہ یہ وہ فوز عظیم ہے جسکا نہ اندازہ ہوسکتا ہے نہ اوسکے وصف
کا احاطہ ممکن ہے قولہ تعالی لمثل ھذا فلیعمل العاملون تتمۂ کلام مومن سے ہے یعنی
واسطے پانے ایسے عطاے جسیم وفضل عظیم کے پس چاہیے کہ عمل کرین عمل کرنے والے
کیونکہ تجارت رابحہ یہی ہے وہ عمل ہین جوکہ دنیاے زائل کیواسطے ہوتا ہے اور اوسکے
خطوظ وبہرہ مندیان جو آلام وافکار سے ملی ہوتی ہین اور جلد تمام ہوجاتی ہین کیونکہ یہ
صفقۂ خاسرہ ہے اسکی نعیم وخیر منقطع وزائل ہوتی ہے اور اسکا صاحب عنقریب اس سے
کوچ کرجاتا ہے سب ٹہاٹہ پڑا رہجاتا ہے اور بنجارہ چلدیتا ہے کسی نے کہا کہ ان ہذا الخ
اللہ پاک کے قول سے ہے قالہ ابن عباس کسی نے کہا فرشتون کے قول سے والاول اولی
ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین چلا جاتا
تہا ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کا دست مبارک میرے ہاتھ مین تہا پس آپنے
ایک جنازہ دیکہا تو جلد چلے یہانتک کہ قبر پر آئے پہر اپنے دونون گھٹنون پر بیٹہے پہر آپ
رونے لگے یہانتک کہ خاک نمناک کو تر کیا پہر فرمایا لمثل ہذا فلیعمل العاملون **نیز**
ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین داخل ہوا ہمراہ نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک مریض پر اس حال مین کہ اوسکی جان کنی ہو رہی تھی تو آپنے
فرمایا لمثل ہذا فلیعمل العاملون اذٰلک خیر نزلا ام شجرۃ الزقوم ○ انا جعلنٰھا فتنۃ
للظٰلمین ○ انھا شجرۃ تخرج فی اصل الجحیم ○ طلعھا کانہ رءوس
الشیٰطین ○ فانھم لاٰکلون منھا فمالؤن منھا البطون ○ ثم ان لھم
علیھا لشوبا من حمیم ○ ثم ان مرجعھم لاالی الجحیم ○ انھم الفوا اٰباءھم
ضالین ○ فھم علٰی اٰثرھم یھرعون ○ بھلا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت
سینھڑ کا ہمنے اوسکو کہا ہے خراب کرنا ظالمون کا وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ
کی جڑ مین اوسکا شگوفہ جیسے سر شیطانون کے سو وہ کہاوینگے اوسمین سے پھر بھرینگے
اوس سے پیٹ پھر اونکو اوسکے اوپر ملونی جلتے پانی کی پھر اونکو لیجانا آگ کے ڈھیر مین اونھون
نے پائے اپنے باپ دادے بہکے ہوئے سو وہ اونھین کے قدمون پر دوڑتے
ہین ف یعنی آخرت مین اوسکو کہاوینگے اور گلے مین پھنسے گا ایک عذاب یہ بھی
ہوگا یا خراب کرنا دنیا مین یہ کہ سنکر گمراہ ہوتے ہین کہ سبز درخت دوزخ مین کیونکر اوگا ف
بدنما شیطان کہا سانپون کو ف یعنی بہت بھوکے ہونگے تو آگ سے ہٹا کر یہ کھانا
پانی کھلا پلا کر پھر آگ مین ڈالینگے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے
کیا یہ نعیم جنت جسکا ذکر کیا اور وہ کھانے پینے نکاح وغیرہ لذت کی چیزین جو اوسمین ہین بہترین
ضیافت وعطا ہے یا درخت زقوم کا یعنی وہ جو جہنم مین ہے احتمال ہے کہ مراد اس درخت سے
ایک درخت معین ہو جیسا کہ بعض نے کہا ہے کہ وہ ایک درخت ہے اوسکی شاخین جہنم
کی ساری جگہون کی طرف دراز ہونگی جسطرح کہ درخت طوبی ہے کہ جنت مین کوئی گھر نہین ہے
مگر اوسمین اوسکی ایک ٹہنی ہے یہ بھی احتمال ہے کہ مراد اس سے جنس شجر ہو جسکو زقوم کہتے
ہین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وشجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدھن
وصبغ للاٰکلین مراد زیتونہ ہے اور اسی کی مؤید یہ آیت ہے ثم انکم ایھا الضالون
المکذبون لاٰکلون من شجر من زقوم قولہ تعالی انا جعلنٰھا فتنۃ للظالمین قتادہ
نے کہا کہ شجرۂ زقوم کا ذکر کیا گیا تو اوس سے اہل ضلالت فتنے مین پڑے اور بولے

اور وہ درخت جو نکلتا ہے
سینا پہاڑ سے اوگا
جس مین روغن زیتون ہوتا ہے
کھانیوالون کو
پھر اونکو اوسکے اوپر سے ملونی ہوا پانی گرم
ایک
درخت سینھڑ کا

کہ تمہارا صاحب تمکو یہ خبر دیتا ہے کہ آگ مین ایک درخت ہے حالانکہ آگ تو درختون کو
کہا جاتی ہے اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی انھا شجرۃ تخرج فی اصل الجحیم
وہ درخت آگ سے غذا دیا گیا اور اوسی سے مخلوق ہوا مجاہد سے مروی ہے کہ ابوجہل لعنۃ اللہ
نے کہا کہ زقوم تو یہی خرما و مسکہ ہے مین اوسکے خوب لقمے مارون گا اور خوب کہاؤنگا
حافظ ابن کثیر کہتے ہین معنی آیت کے یہ ہین کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمنے جو تجھے
شجرۂ زقوم کی خبر دی ہے سو جانچنے کو کہ ہم اوس سے لوگون کو جانچین دیکھین اونمین
سے کون مانتا ہے کون نہین مانتا کقولہ تعالی وما جعلنا الرؤیا التی اریناک
الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن ونخوفھم فما یزیدھم الا طغیانا
کبیرا قولہ تعالی انھا شجرۃ تخرج فی اصل الجحیم یعنی اصل اوسکی اوگنے کی جگہہ آگ کی
تہ مین ہے طلعھا کانہ رؤس الشیاطین سے مراد اوسکی برائی کرنا ہے اور اوسکے
ذکر کی کراہت دلانا ہے وہب بن منبہ نے کہا کہ شیطانون کے بال آسمان کی طرف
کھڑے ہوتے ہین درخت زقوم کی تشبیہ جو رؤس شیاطین سے دی گو وہ نزدیک مخاطب
لوگون کے معروف نہین ہین سو صرف اس لئے کہ نفوس مین یہ بات جمی ہوئی ہے کہ
شیاطین مکروہ شکل ہوتے ہین کسی نے کہا مراد اس سے ایک قسم کے سانپ ہین اونکے
سر بدصورت ہوتے ہین کسی نے کہا ایک جنس ہے نبات سے اوسکا خوشہ بغایت بدہیت
ہوتا ہے ان دونون احتمالون مین نظر ہے اور ابن جریر نے انکو ذکر کیا ہے قول اول اقوی و
اولی ہے واللہ اعلم قولہ تعالی فانھم لاکلون الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ وہ اس درخت سے
کھائین گے کہ جس سے بڑھ کر بدصورت و بدشکل کوئی درخت نہین ہے مع اوس بدمزہ و بدبو و بدطبع
کے جسپر وہ مخلوق ہوا ہے سو البتہ وہ مضطر ہون گے طرف کھانے کے اوس سے کیونکہ
وہ نپائین گے گرسنہی اور جو اوسکی مثل ہے کما قال تعالی لیس لھم طعام الا من ضریع لا
یسمن ولا یغنی من جوع ابن ابی حاتم نے عن مجاہد عن ابن عباس روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی اتقوا اللہ حق تقاتہ پس اگر ایک قطرہ زقوم
کا ٹپکایا جاوے دنیا کے دریاؤن مین تو البتہ فاسد کردے زمین والون پر اونکی معایش کو پھر

۱ اور وہ درخت جسکو تم جانچتے ہو سو ہمنے جانچنے کو کہا ہے اور وہ درخت جسکو لوگون نے آگ سے اوگا ہوا بتلایا ہے سو ہمنے اوسکو قرآن مین اور ہم اونکو ڈراتے ہین تو اونکو زیادہ ہوئی سرکشی بڑی ۱۲ شرارت ۱۲ سر جیسا انہین اون پاس کہا انہین اون پاس سے جہنم کا شجرہ ملعونہ ہونا سنکر ۱۲ ۲ ڈرتے ہوئے اوس سے جیسا جاہیے اوس سے ۱۲

۱ ۲

اوسکا حال کیسا ہوگا جسکا وہ کھانا ہوگا ورواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ من
حدیث شعبۃ وقال الترمذی حسن صحیح قولہ تعالی ثم ان لھم لشوبا من حمیم
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مراد پینا حمیم کا ہے زقوم پر اونسے ایک روایت
مین مزجا من حمیم ہے انکے غیر نے کہا مراد یہ ہے کہ ملایا جاے گا واسطے اونکے ساتھ صدید
وغسّاق کے اوس شے سے جو بہی گی اونکی شرمگاہون اور آنکھون سے ابن ابی حاتم نے
عن ابی امامۃ باہلی رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے
تھے قریب کیا جاے گا یعنی طرف اہل نار کے پانی تو وہ اوس سے کراہت کرے گا
پھر جب اوس سے نزدیک کیا جاے گا تو اوس کے مونہہ کو
بھون دیگا اور اوسکے سر کا چمڑا اوسمین گر پڑے گا پھر جب اوس کو پیے گا تو اوسکی آنتون کو
ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا یہانتک کہ وہ اوسکی دُبر سے نکل جائینگے نیز ابن ابی حاتم
نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ جسوقت اہل نار بہوکے ہونگے تو استغاثہ کرینگے
پس اونکی فریاد رسی کیجائیگی درخت زقوم سے پھر وہ اوس سے کہائینگے تو وہ اوچک لیگا
اونکے چہرون کے چمڑون کو پس اگر کوئی گزرنے والا اونپر سے گزرے گا جو اونکو پہچانتا ہوگا
تو البتہ اونکو پہچان لیگا اونکے چہرون سے جو اون چمڑون مین ہین پھر اونپر پیاس ڈالی جائیگی
تو فریاد رسی چاہین گے پس اونکی فریاد رسی کیجائیگی اوس پانی سے جو مثل مُہل کے ہوگا مہل
وہ پگلا تانبا ہے جسکی گرمی انتہا کو پہونچی ہوگی پھر جب اوسکو اونکے مونہہ سے قریب کرینگے
تو اوسکی گرمی سے اونکے چہرون کے چمڑے بہن جائین گے کون چہرے جنسے چمڑے
گر پڑے ہونگے اور گلا ڈالے گا اوس شے کو جو اونکے پیٹ مین ہوگی فیمسون امعاءھم
اور اونکے چمڑے گر پڑینگے پھر لوہے کی موگریون سے اونکو ماریگے تو ہر ضو اپنے مقابل پر
گر پڑے گا ثبور و ہلاک کو پکارین گے ثم ان مرجعھم لالی الجحیم یعنی پھر اونکا پھرنا ہے
بعد اس قصے کے البتہ طرف آگ کے جو شعلہ مارتی ہوگی او جحیم کی جو جل رہا ہوگا اور سعیر کی
جو لپٹ مارتا ہوگا سو کبھی تو اوسمین اور کبھی اوسمین کما قال تعالی یطوفون بینھا وبین حمیم ان
قتادہ نے وقت تفسیر اس آیت کے یہ آیت اسی طرح پڑہی ہے یہ تفسیر حسن وقوی ہے

سدی نے کہا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرارت مین یون ہے ثم ان مقیلھم لالی الجحیم حضرت عبداللہ فرماتے تھے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے دوپہر نہوگی قیامت کے دن یہانتک کہ قیلولہ کرینگے اہل جنت جنت مین اور اہل نار نار مین پھر یہ آیت پڑہی اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا ثوری کا لفظ حضرت عبداللہ سے یہ ہے لاینتصف النہار یوم القیامۃ حتی یقیل ھؤلاء و یقیل ھؤلاء قال سفیان اراہ ثم قرأ اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا ثم ان مقیلھم لالی الجحیم حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ اس تفسیر کی بنیاد پر حرف ثم عاطفہ ہوگا واسطے خبر کے خبر پر قولہ تعالی انھم الفوا اٰباءھم ضالین کا مطلب یہ ہے کہ ہمنے جو اونکو یہ جزا دی سو اسی لئے کہ اونہون نے اپنے باپ دادون کو پایا گمراہی پر تو اونہون نے بجرد اس پانے کے اوسمین اونکی پیروی کی بغیر کسی دلیل و برہان کے اسی لئے یون فرمایا فھم علی اثارھم یھرعون مجاہد نے کہا شبہہ بالہرولۃ سعید بن جبیر نے کہا یسفھون ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف نعیم جنت کے جسکا ذکر کیا ہے اور یہ مبتدا ہے خبر اوسکی خبر ہے اور نزلا تمیز ہے نزل اصل لغت مین فضل وریع کو کہتے ہین پھر اوسکا استعارہ کیا گیا واسطے اوس شے کے جو کسی شے سے حاصل ہوتی ہے اور وہ رزق جو اسکی صلاحیت رکھتا ہے کہ اوسکے ساتھہ نزول کرین اور اوسمین مقیم ہون اور رہن یہ سین خیریت بنسبت اوس شے کے ہے جسکو کفار نے اوسکے غیر پر اختیار کیا معنی یہ ہین کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی قوم سے بطور زجر و توبیخ و سخریہ یون کہدے کیا وہ رزق معلوم جسکا حاصل لذت و سروری بہتر ہے از روے مہمانی کے یا درخت زقوم جسکا حاصل غم و الم ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کیا وہ بہتر ہے باب انزال مین جنکے سبب سے باقی رہتے ہین از روے نزل کے یا نزل اہل نار کا یعنی زقوم زقوم وہ شے ہے جس کے تناول کو مکروہ رکھتے ہین مشتق ہے تزقم سے تزقم کہتے ہین مشقت سے نگلنے کو بسبب کراہت و بدبو زقوم کے اوسکو تزقم سے بنالیا ہے زقوم مین اختلاف ہے کہ آیا وہ اون درختون مین سے ہے جنکو عرب لوگ جانتے پہچانتے ہین یا نہین اسمین دو قول ہین ایک یہ ہے

۱ بہشت سے کہ لوگ اور سدن خوب رہینگے
۲ فضل یعنی نعمتون و خوبی
۳ نزلون سے کہ ہمنے اونکو دی
۴ نزلون جمع نزل

کہ وہ ایک معروف درخت ہے دنیا کے درختون سے پس قطرب نے کہا وہ ایک
درخت تلخ کریہ الرایحہ ہے تہامہ مین ہوتا ہے خبیث تر درختون سے ہے غیر قطرب نے کہا
بلکہ وہ ایک قاتل روئیدگی ہے کسی نے کہا کہ ایک مسموم درخت ہے جب وہ کسی کے
بدن سے چھو جاے تو ورم کر آئے پھر مر جاے اضافت شجرہ کی طرف زقوم کے اضافت
مسمی سے ہے طرف اسم کے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ دنیا کے درختون مین غیر معروف ہے
کسی نے کہا کہ ابن زبعریٰ نے سرداران قریش سے کہا تہا کہ محمد ہمکو زقوم سے ڈراتا ہے
حالانکہ وہ تو زبان بربر مین مسکہ و خرما ہے کسی نے کہا کہ یمن کے لغت مین قتادہ نے کہا جبکہ
اللہ تعالی نے اس درخت کا ذکر فرمایا تو ظالم لوگ اوسکے سبب سے فتنے مین پڑے بولے
کیونکر نار مین کوئی درخت ہوگا اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی انا جعلناھا فتنۃ
للظالمین زجاج نے کہا یعنی جبکہ وہ اوسکی وجہ سے فتنے مین پڑے اور اوسکے وجود
کی تکذیب کی اور یہ نجانا کہ جو ذات پاک حیوان کے پیدا کرنے پر قادر ہے یعنی سمندر جو کہ آگ مین
جیتا ہے اور اوس سے لذت لیتا ہے وہی اسپر بھی قادر ہے کہ آگ مین درخت پیدا کرے
اور اوسکو اگر اوس سے محفوظ رکھے کسی نے کہا کہ ظالمون کے واسطے زقوم کے فتنہ کرنیکے
یہ معنی ہین کہ وہ اونکے واسطے محنت ہے اس لئے کہ وہ اوس سے عذاب کیے جائینگے
ظالمین سے مراد اسجگہ کفار ہین یا وہ اہل معاصی جو کہ موجب نار ہین پھر اللہ پاک نے
اوسکے منکرون پر رد کرنے کو اوسکے اوصاف بیان کئے ارشاد فرمایا انھا شجرۃ تخرج فی
اصل الجحیم یعنی وہ تو ایک درخت ہے کہ اوگتا ہے جحیم کے قعر و اسفل مین حضرت حسن نے
فرمایا کہ اوسکے جڑ تو جہنم کے قعر مین ہے اور اوسکی ٹہنیان بلند ہوتی ہین طرف اوسکی درکات
کے ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ ابوجہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے گزر کیا اور آپ بیٹھے ہوئے تھے پھر
جب وہ دور ہوا تو آپنے فرمایا اولی لک فاولی ثم اولی لک فاولی یعنی تیری خرابی ہو تیرا برا ہو پھر جب
ابوجہل نے سنا تو کہا اے محمد تو کسکو وعید سناتا ہے آپ نے فرمایا تجھکو کہا تو کس شے
کے ساتھ مجھے وعید سناتا ہے فرمایا او عدک بالعزیز الکریم تو ابوجہل بولا کیا مین نہین ہون

عزیز کریم اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم الی قولہ ذق انک انت العزیز الکریم پھر جب ابوجہل کو وہ بات پہونچی جو اوسکے بارے مین نازل ہوئی تو اوسنے اپنے یارون کو جمع کیا پھر اونکی طرف مسکہ و خرما نکالا پھر کہا تزقموا من ہذا فواللہ ما یزقوم عدکم محمد الا ہذا یعنی تم امین سے خوب کہا و پس قسم ہے اللہ کی محمد تمکو وعید نہین سناتا ہے مگر اسکی اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی انہا شجرۃ تخرج الآیہ پھر اللہ پاک نے زقوم کا دوسرا وصف بیان کیا ارشاد فرمایا طلعہا کانہ رؤس الشیاطین طلع حقیقۃً نام ہے ثمر نخل کا جو کہ پہلے پہل نکلتا ہے سو اس درخت کے ثمر پر اطلاق اوسکا مجازاً ہے اور اسکے معنی یہ ہین کہ زقوم کا ثمر اور وہ شے جسکا وہ حامل ہے گویا اپنے قبح و ہول و بدشکلی مین سر ہین شیطانون کے پس محسوس شے کی تشبیہ دی ہے متخیل شے سے گو وہ دکھائی نہین دیتی ہے منظور بتانا اس بات کا ہے کہ قبح و بدصورتی مین غایت کو پہونچا ہوا ہے جیسے جس شخص کی برائی بیان کرتے ہین تو اوسکی تشبیہ مین کہتے ہین گویا وہ شیطان ہے اور جسکی خوبی بیان کرتے ہین تو اوسکی تشبیہ مین بولتے ہین گویا وہ فرشتہ ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے ما ہذا الا بشرا ان ہذا الا ملک کریم اسی باب سے امرئ القیس کا یہ شعر ہے

اقتلنی والمشرفی مضاجعی	ومسنونۃ زرق کانیاب اغوال

یعنی کیا تو مجھے قتل کریگا اس حال مین کہ مشرفی تلوار میرے ہم بستر ہو اور نیزے باڑھ رکھے ہوئے کبود رنگ مثل دانتون غولون کے حکایت نزہۃ الالبا فی طبقات الادبا مین ذکر کیا ہے کہ ابو عبیدہ معمر بن مثنی سے فضل بن ربیع کی مجلس مین کسی نے پوچھا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے طلعہا کانہ رؤس الشیاطین حالانکہ وعدہ و وعید اوسی شے کے ساتھہ واقع ہوتی ہے جسکا مثل معروف ہو اور یہ معروف نہین ہے تو ابو عبیدہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے جو عرب سے بات کی ہے سو اونہین کے کلام کے انداز پر کی ہے کیا تو نے امرئ القیس کا قول نہین سنا اقتلنی الخ حالانکہ عرب نے کبھی غول کو نہین دیکھا ہے لیکن چونکہ غول کا حال اونکو ہولناک کرتا تھا اس لیے اوسکے ساتھہ وعید کیے گئے فضل نے اوسائل نے

اس بات کی تعریف کی پورا قصہ اس کا کتاب مذکور مین مسطور ہے زجاج و فراء نے کہا کہ شیاطین
ہولناک سانپ ہین اونکے سر اور اعراف[۵۱] ہوتے ہین یہ سانپ سب سے بڑکر قبیح و خبیث و خفیف
ہوتے ہین جسم مین کسی نے کہا کہ رؤس شیاطین نام ہے ایک قبیح روئیدگی کا جو کہ یمن مین معروف
ہے اور اوسکو اسطن و شیطان کہتے ہین نحاس نے کہا کہ یہ عرب کے نزدیک معروف نہین ہے
کسی نے کہا کہ خشن و بدبو و تلخ و بدصورت درخت ہین اونکے پھلون کو رؤس الشیاطین بولتے
ہین کسی نے کہا وہ درخت ہین جنکو صرم کہتے ہین اس بنیاد پر عرب کو خطاب ہوا اوس شے
کے ساتھ جسکو وہ جانتے ہین اور یہ درخت موجود ہے پس کلام حقیقت ہوگا کسی نے کہا کہ اونکو
استعارات سے خطاب کیا جنکے وہ خوگر ہو رہے تھے بالجملہ پھر اگر یہ خیال ہو کہ ایسی بدبو اور بدشکل
درخت کی طرف دیکھین گے کہا مین گے نہین خیر شامہ و باصرہ ہی کو ایذا ہوگی کھانا تو نہ پڑے گا پس فرمایا
فانہم لاکلون منہا یعنی وہ تو اوس سے کھانے والے ہین بالضرور کھائین گے مارے
شدت بھوک کے یا اوسکے کھانے پر اونکو زبردستی کرینگے ضمیر منہا کی شجرہ کی طرف راجع ہے
یا طرف طلع کے چونکہ وہ مضاف ہے طرف شجرہ کے اس لیے طلع نے اوس سے تانیث
حاصل کرلی ہے پھر اگر یہ وہم ہو کہ ایسے بُرے درخت سے کھانا پڑے گا تو خیر زبردستی
کچھ چکھ لیا جائیگا اس لیے فرمایا فمالئون منہا البطون یعنی چکھنا کیسا اوس سے تو اونکو پیٹ بھرنا
ہوگا اسلیے کہ وہ تو اوسکے کھانے پر زبردستی کیے جائین گے یہانتک کہ اونکے پیٹ بھر جائین گے
سو یہ اونکا طعام و میوہ ہے بعوض رزق اہل جنت کے جب کھانا اور میوہ کھا چکے تو پانی چاہیے
پس ارشاد فرمایا ثم ان لہم علیہا لشوبا من حمیم یعنی پھر ضرور اونکے واسطے ہے اوس درخت
پر بعد کھانیکے اوس سے البتہ ملونی گرم پانی کی شوب بمعنی خلط ہے یعنی ملانا فراء نے کہا محاورے
مین بولتے ہین شاب طعامہ و شرابہ اذا خلطہما بشئ یشوبہما شوبا و شیابۃ جمہور نے شوبا بالفتح شین
پڑہا ہے اور یہ مصدر ہے اور شیبان نحوی نے بالضم زجاج نے کہا کہ مفتوح تو مصدر ہے
اور مضموم اسم ہے بمعنی مشوب جیسے نقض بمعنی منقوض بالجملہ اللہ پاک نے خبر دی کہ اونکا کھانا
اوس درخت سے ملایا جائیگا واسطے اونکے ساتھ گرم پانی کے تاکہ شدید تر ہو واسطے اونکے
عذاب کے اور سخت تر ہو واسطے اونکے حال کے جسطرح کہ اس آیت مین ہے وسقوا ماء حمیما[۵۲]

[۵۱] اعراف جمع عرف بالضم کی سی عرف کو تشبیہ دی ہے سر کیساتھ من وجہ مشابہت کے عرف سر کے ساتھ ہوتا ہے بال و دم کے ساتھ نہین ہوتا پھر اونکو بال و دم کے ساتھ تشبیہ دینا کیونکر صحیح ہوا

[۵۲] یہ جملہ معترضہ ہے

فقطع امعاءھم پھر اگر یہ خیال ہو کہ بعد کھانے زقوم کے اور پینے حمیم کے کچھ چھٹی ملجاے گی سو ایسا نہو گا فرمایا ثم ان مرجعھم لالی الجحیم یعنی بعد اسکے اونکا پھرنا ہے طرف جحیم کے یہ یون ہے کہ حمیم خارج ہے جحیم سے اوسکے پینے کو اوسپر وارد کیے جائین گے جسطرح اونٹ وارد کیے جاتے ہین پھر اونکو جحیم کی طرف پھیر لیے جائینگے جسطرح کہ اس آیت مین ہے یطوفون بینھا وبین حمیم آن یہ قول اقل کا ہے جمہور اسپر ہین کہ جحیم داخل جحیم ہے اور وہ اوس سے کبھی نہ نکلین گے کسی نے کہا کہ زقوم وحمیم وہ نزل ہے جو قبل اوسکے دخول سے اونکے سامنے لایا جائیگا ابو عبیدہ نے کہا کہ ثم بمعنی واو ہے جملہ انھم الفوا اٰباءھم ضالین تعلیل ہے ماقبل کی یعنی وہ جو زقوم وحمیم وجحیم کے مستحق ہوئے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اونھون نے اپنے باپ دادون کو دنیا مین گمراہ پایا پھر تقلید وضلالت کی راہ سے اونکی پیروی کی نہ بسبب کسی حجت ودلیل کے اصلا ابو السعود نے کہا بسبب تقلید اونکے آبا کے بغیر اسکے کہ اونکے لیے یا اونکے آبا کے واسطے کوئی ایسی شے ہو جس سے تمسک کیا جائے ہرگز نہین فھم علی اٰثارھم یھرعون سو وہ اونکے قدمون پر دوڑتے ہین بدون اسکے کہ سوچین اس بات کو کہ وہ حق پر ہین یا نہین باوجود اسکے کہ ادنی تامل سے اونکا باطل پر ہونا ظاہر ہو جاتا ہے اہراع بمعنی اسراع شدید ہے یعنی تیز دوڑنا فراء نے کہا اسراع بر عدہ ہے ابو عبیدہ نے کہا یہرعون یستحثون من خلفھم جسوقت سردی کسی کو تیز دوڑاتے ہوئے لائے طرف آگ کے تو اوس وقت محاورے مین بولتے ہین جاء فلان یھرع الی النار مفضل نے کہا یزعجون من شدۃ الاسراع زجاج نے کہا ہرع واہرع اذا استحث وانزعج معنی یہ ہین کہ پیروی کرتے ہین اپنے آبا کی سرعت مین گویا وہ برانگیختہ کیے جاتے ہین طرف اتباع اپنے آبا کے ولقد ضل قبلھم اکثر الاولین ○ ولقد ارسلنا فیھم منذرین ○ فانظر کیف کان عاقبۃ المنذرین ○ الا عباد اللہ المخلصین ○ اور بہک چکے ہین اونسے آگے بہت لوگ پہلے اور ہمنے بھیجے ہین اونمین ڈر سنانے والے اب دیکھ کیسا ہوا آخر ڈرائے ہوؤن کا مگر جو بندے اللہ کے ہین چنے ہوئے ف ڈر سبھی کو سناتے ہین اونمین نیک بچتے ہین اور بد کہپتے ہین انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے اگلی امتون کی کہ اکثر اونمین کے

ع ۵۳ ۲ ۶

گمراہ تھے اللہ کے ساتھہ اور معبود ٹھیراتے تھے اور یہ ذکر کیا کہ اوسنے اونمین ڈرانیوالے
بھیجے کہ اللہ کے باس وسطوت سے ڈرائین کہ جو کوئی اوسکا منکر ہوگا اور اوسکے سوا غیر کو
پوجے گا تو اوپر عذاب الٰہی نازل ہوگا اور اونہون نے اپنی رسولون کی مخالفت و تکذیب پر اصرار
کیا پہر اوسنے جھٹلانے والون کو ہلاک کر ڈالا اور مومنون کو بچا لیا اور اونکو منصور و مظفر کیا اسی لیے
یون فرمایا فانظر کیف کان عاقبۃ المنذرین الا عباد اللہ المخلصین کذا فی ابن کثیر فتح البیان مین ہے
کہ قبل ان لوگون کے جنکا ذکر ہوا اگلے گذشتہ امتون مین سے گمراہ ہوئے باین طور کہ آبائے
ضالین کی تقلید کی دلیل کو چھوڑا نظر کو ترک کیا تاویل اختیار کی اور اللہ پاک نے ان اگلی امتون مین
رسول بھیجے جنہون نے اونکو عذاب سے ڈرایا اور تقلید کی انجام بد سے اونکو خوف دلایا اور
حق اونسے بیان کیا پہر اس نے اونمین کچھہ اثر نہ کیا خطاب فانظر کیف کان عاقبۃ المنذرین کا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے یا ہر اوس شخص کو جسکو اونکے آثار کے مشاہدہ کرنے کی قدرت
حاصل ہے یعنی اب دیکھہ کیسا ہوا انجام اون لوگون کا جنکو رسولون نے ڈرایا کیونکہ وہ نار کی طرف
گئے مقاتل نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ اونکا انجام عذاب ہوا کفار مکہ کو خوف دلاتا ہے پہر
اللہ پاک نے اونمین سے اپنے مومن بندون کو نکال لیا فرمایا الا عباد اللہ المخلصین یعنی مگر وہ
لوگ جنکو اللہ تعالی نے خالص کر لیا باین طور کہ ایمان و توحید و اختیار دلیل و ترک تقلید کی
اونکو توفیق دے کسی نے مخلصین کو بکسر لام پڑہا ہے یعنی وہ لوگ جنہون نے اپنی طاعت
خالص کی واسطے اللہ کے اور جو چیزین اوسکو تغیر کرتی ہین اون مین سے کسی شے کے
ساتھہ اوسکو نہین ملایا پہر جبکہ اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ اوسنے اگلی امتون مین ڈرانیوالے
بھیجے تو اس اجمال کی کچھہ تفصیل کی ارشاد فرمایا ولقد نادانا نوح فلنعم المجیبون ○ زصلے
ونجیناہ واھلہ من الکرب العظیم ○ زصلے وجعلنا ذریتہ ھم البقین ○ زصلے
وترکنا علیہ فی الاٰخرین ○ زصلے سلم علی نوح فی العلمین ○ انا کذلک نجزی
المحسنین ○ انہ من عبادنا المؤمنین ○ ثم اغرقنا الاٰخرین ○ اور ہمکو
پکارا تہا نوح نے سو کیا خوب ہم پہونچنے والے ہین پکارنے پر اور بچا دیا اوسکو اور اوسکے گہر کو اوس
بڑی گہبراہٹ سے اور رکہی اوسکی اولاد وہی رہجانیوالی اور باقی رکہا اوسپر پچہلی خلق مین کہ سلام ہے

نوح پر سارے جہان والون مین ہم یون بدلا دیتے ہین نیکی والون کو وہ ہے ہمارے بندون
ایمان دار مین پھر ڈبو دیا ہمنے دوسرون کو ف کشتی مین اسّی یا تراسّی آدمی بچے تھے اونکی
اولاد نہین چلی انہین کے تین بیٹون سے چلے سام بسبب بیچ زمین کے عرب اور توران اور
ایران پیدا ہوئے یافث بسبب شمال کو ترک اور خلج اور یاجوج و ماجوج پیدا ہوئے حام بسبب
جنوب کو ہند اور حبش پیدا ہوئے ف یعنی ہمیشہ خلق اونپر سلام بھیجتی ہین سارا جہان
ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین جبکہ اللہ تعالی نے اکثر الاولین کا یہ حال ذکر
کیا کہ وہ راہ نجات سے بھٹک گئے تو اسکا مفصل بیان کرنا شروع فرمایا پس حضرت نوح علیہ
الصلوۃ والسلام کا ذکر کیا اور جس تکذیب کے وہ اپنی قوم سے ملاقی ہوئے اور باوجود طول مدت
کے اونمین سے ایمان نہ لائے مگر تھوڑے پچاس کم ایک ہزار برس اونمین رہے پھر جب
اونپر بہ زمانہ دراز ہوا اور قوم کی تکذیب اونپر سخت گزری اور جسقدر اونہون نے اونکی دعوت
کی اوسی قدر اونکی نفرت اور بڑہی تو اونہون نے اپنے رب کو پکارا کہ مین مغلوب ہون سو تو
بدلا لے پس اللہ پاک خفا ہوا بسبب اونکی خفگی کے قوم پر اسی لیے یون فرمایا ولقد
نادانا نوح فلنعم المجیبون الآیہ یعنی ہمکو پکارا تھا نوح نے سو کیا خوب ہم پہونچنے والے
ہین پکار پر واسطے اوسکے اور بچا دیا ہمنے اوسکو اور اوسکے گھر کو کرب عظیم سے مراد تکذیب
وایذا ہے وجعلنا ذریتہ ھم الباقین کی تفسیر مین علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس
سے یہ ہے کہ باقی نرہی مگر ذریت نوح علیہ السلام کی سعید بن ابی عروبہ کا لفظ قتادہ
سے یہ ہے کہ سارے لوگ نوح علیہ السلام کی ذریت سے ہین ترمذی و ابن جریر و ابن ابی حاتم
نے بحدیث سعید بن بشیر عن قتادہ عن الحسن عن سمرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
روایت کیا ہے فرمایا کہ سام و حام و یافث ہین امام احمد کا لفظ سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سام عرب کے باپ ہین اور حام حبش کے باپ
اور یافث روم کے باپ ہین ورواہ الترمذی عن بشر بن معاذ العقدی عن یزید
بن زریع عن سعید وھو الحافظ ابو عمر بن عبد البر وقد روی عن عمران بن
حصین رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ مراد روم سے

اسجگہہ روم اول ہین یعنی یونان جو کہ منتسب ہین طرف رومی بن لیطی بن یونان بن یافث بن نوح
علیہ السلام کے سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے ہوئے سام
ویافث وحام پہران تین ہین سے ہر ایک کے تین تین بیٹے ہوئے پس سام کے عرب وفارس
وروم پیدا ہوئے اور یافث کے ترک وصقالبہ ویاجوج وماجوج اور حام کے قبط وسودان وبربر
وہب بن منبہ سے بہی مثل اسکے مروی ہے واللہ اعلم قولہ تعالے وترکنا علیہ فی الاٰخرین
حضرت ابن عباس نے فرمایا یذکر بخیر یعنی اونکا ذکر بہلائی سے کیا جاتا ہے مجاہد نے کہا
یعنی لسان صدق للانبیاء کلہم قتادہ وسدی نے کہا کہ اللہ نے باقی رکہی اونپر ثنائے حسن آخرین
مین ضحاک نے کہا کہ سلام وثنائے حسن قولہ تعالے سلام علے نوح فی العالمین تفسیر ہے
اوس ذکر جمیل وثنائے حسن کی جو اللہ نے اونپر باقی رکہی کہ جمیع طوائف واہم مین اونپر سلام
بہیجا جاتا ہے انا کذلک نجزی المحسنین یعنی ہم یون بدلا دیتے ہین اوس شخص کو
جو کہ بندون مین سے اللہ تعالی کی طاعت مین احسان کرتا ہے اوسکے واسطے لسان صدق
کرتے ہین جس سے وہ اپنے بعد ذکر کیا جاتا ہے موافق اپنے مرتبہ کے جو اوسکو اس باب
مین ہے پہر فرمایا انہ من عبادنا المؤمنین یعنی بیشک وہ ہے ہمارے بندون مین سے
جو کہ تصدیق وتوحید ویقین کرتے ہین ثم اغرقنا الاٰخرین یعنی ہمنے دوسرون کو ہلاک
کر ڈالا پہر نہ اونمین سے کوئی پلک مارتی آنکہہ باقی رہی نہ ذکر رہا نہ عین واثر اور اونکو نہین پہچانتے
ہین مگر اسی قبیح صفت سے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ حرف لام لقد مین توطیۂ
قسم کا ہے مراد نادانا سے یہ ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے اپنی قوم پر بددعا
کی جبکہ قوم نے اونکی نافرمانی کی تو اللہ پاک نے اونکی دعا قبول فرمائی اور اونکی قوم کو طوفان سے
ہلاک کر ڈالا پس ندا اسجگہہ ندائے دعا واستغاثہ ہے کقولہ تعالی رب لا تذر علے الارض
من الکافرین دیارا وقولہ تعالی انی مغلوب فانتصر قولہ فلنعم المجیبون مین حرف لام توطیۂ
قسم کا ہے ای واللہ فلنعم المجیبون لہ نحن کسائی نے کہا ای فلنعم المجیبون لہ کنا اور حرف واو واسطے
تعظیم کے ہے مطلب یہ ہے کہ اوسنے ہمکو پکارا تو ہمنے اوسکی پکار سن لی اور اوسکی قوم کو ہلاک
کر ڈالا اور نجات دی اوسکو اور اوسکے اہل کو مراد اہل سے اونکے اہل دین ہین یہ وہ لوگ ہین

جو اون پر ایمان لے آئے تھے اسّی آدمی تھے یا مراد اونکی بی بی اور اولاد ہین تین بیٹے
اور اونکی تین بیبیان کرب عظیم سے مراد غرق ہے یا تکذیب اونکی قوم کی اور انواع و اقسام
کی ایذا جو اونسے صادر ہوتی تھی وجعلنا ذریتہ ہم الباقین کا مطلب یہ ہے کہ تنہا اونہین کی اولاد
کو باقی رکھا نہ اونکے سوا اور کسی کو چنانچہ ضمیر فصل اسی بات کی مشعر ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ اللہ
پاک نے اونکی دعا سے کافرون کو ہلاک کر ڈالا اون مین سے کسی کو باقی نہ چھوڑا اور جو مومنین اونکے
ساتھ تھے کشتی مین وہ مر گئے جیسا کہ کہا گیا ہے اور باقی نر ہے مگر اولاد حضرت نوح علیہ السلام
کی سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت نوح کے تین بیٹے تھے اور سارے لوگ اونکی اولاد سے
ہین پس سام تو باپ ہے عرب و فارس و روم و یہود و نصاری کا اور حام باپ ہے سودان کا
مشرق سے مغرب تک سند و ہند و نوب و زنج و حبشہ و قبط و بربر وغیرہم اور یافث باپ ہے
صقالب و ترک و خزر و یاجوج و ماجوج وغیرہم کا کسی نے کہا کہ جو لوگ حضرت نوح کے ہمراہ
تھے اونکی یہی ذریت تھی چنانچہ یہ دو آیتین اسپر دال ہین ذریتہ من حملنا مع نوح دوسری
یہ آیت قیل یانوح اھبط بسلام منا وبرکات علیک وعلی امم ممن معک وامم
سنمتعھم ثم یمسھم منا عذاب الیم پس اس بنا پر معنی آیت کے یہ ہون گے کہ اللہ پاک نے
اونکی ذریت کو اور اونکے ہمراہیون کی ذریت کو باقی رکھا نہ اونکی ذریت کو جو کافر ہوئے کیونکہ
اونکو تو اللہ پاک نے ڈبو دیا پھر اونکے واسطے کوئی ذریت باقی نہ رہی لیکن قول اول اولی ہے
اخرج الترمذی وحسنہ وابن جریر وابن ابی حاتم عن سمرۃ بن جندب عن النبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الآیۃ قال حام وسام ویافث واخرج احمد وابن
سعد والترمذی وحسنہ وابو یعلے وابن المنذر والطبرانی والحاکم وصححہ عن سمرۃ
ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سام ابو العرب وحام ابو الحبش ویافث
ابو الروم والحدیثان ھما من سماع الحسن عن سمرۃ وفی سماعہ منہ مقال معروف
وقد قیل انہ لم یسمع منہ الا حدیث العقیقۃ فقط وما عداہ فبواسطۃ قال
ابن عبد البر وقد روی عن عمران بن حصین عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مثلہ واخرج البزار وابن ابی حاتم والخطیب فی تالی التلخیص عن ابی ھریرۃ

وقال رسول الله صلے الله علیه واله وسلم ولد نوح ثلاثة سام وحام ویافث فولد سام العرب وفارس والروم والخیر فیهم وولد یافث یاجوج وماجوج والترك والصقالبة والاخیر فیهم وولد حام القبط والبربر والسودان وهو من حدیث اسمعیل بن عیاش عن یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب عنه

بیان عموم طوفان

سیدنا **ابوالوفا الصدیق** صاحب فتح البیان رحمه الله تعالی فرماتے ہین آیت مین دلیل ہے اسپر کہ طوفان عام ہوا کل بلاد کو اور شامل ہوا جمیع عباد کو آدمیون مین سے کوئی باقی نرہا سوا اُن لوگون کے جو اونکے ساتھ تھے کشتی مین فرس وسائر مجوس اور کافہ اہل بابل وہند واہل چین واصناف امم مشرقیہ طوفان کا انکار کرتے ہین بعض فرس نے اقرار کیا ہے لیکن یون کہا ہے کہ طوفان نہین ہوا سوائے شام ومغرب کے اور کل عمران کو عام نہین ہوا اور نہین ڈبایا مگر بعض لوگون کو عقبۂ حلوان سے اوسنے تجاوز نہین کیا اور ممالک مشرق کی طرف نہین پہونچا کہا اور واقع ہوا زمانۂ طہمورث مین اور اہل مغرب کو جب اونکے حکیمون نے طوفان سے ڈرایا تو اونہون نے بڑے بڑے مکان بنائے جیسے کہ مصر مین ہرمن ہین اور مثل اونکے تاکہ جب طوفان ہو تو اونمین داخل ہوجائین جبکہ ایک سو اکتیس برس قبل طوفان سے طہمورث کو طوفان کا انذار پہونچا تو اوسنے حکم دیا کہ اوسکی مملکت مین ایسی جگہین اختیار کرین جنکی ہوا اور مٹی صحیح ہو تو ایسی جگہین اصبہان مین پائین پس اوسنے حکم دیا کہ علوم کی تجلید کرین اور وہان اسلم مواضع مین دفن کرین اس بات کی یہ امر شہادت دیتا ہے کہ بعد تین سو سن ہجری کے شہر اصفہان کے کسی قبیلے مین ٹیلے پائے گئے جو کہ شق ہوگئے تھے اونمین کئی گھر نکلے جو کہ بہت سے گٹھون سے بھرے ہوئے تھے اونمین اون درختون کے پوست بھرے تھے جنکو کمانون پر لپیٹا کرتے ہین اونکو تور کہتے ہین وہ ایک ایسے خط سے لکھے ہوئے تھے جسکو کوئی جانتا نہ تھا مقریزی نے خطط مین اسکا ذکر کیا ہے ہمنود کے بعض محققین نے کہا ہے کہ سری کشن ہندی نے اپنے مرنے سے سات دن پہلے یہ خبر دی تھی کہ شہر دوارکا عنقریب ڈوب جاوے گا زمین ہند مین طوفان ہونے کی طرف

اشارہ کیا حق وہی ہے جسپر یہ آیت اور اسکے سوا اور آیتین دال ہین کہ عموم غرق وشمول طوفان ساری زمین وآبادی ونوع انسان کو ہوا جس کسی نے طوفان کا انکار کیا یا تاویل کی یا اوسکو بعض امکنہ کے ساتھہ خاص کیا اوسکا قول قابل التفات نہین ہے کیونکہ اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل والعلم والعلم وانتم لاتعلمون قولہ تعالی وترکنا علیہ فی الاٰخرین یعنی چھوڑ رکھا ہمنے نوح پر اون امتون مین جو اوسکے بعد آئین گی روز قیامت تک یہ کلام یعنی سلام علی نوح فی العالمین یعنی بعینہ یہ کلام ہمنے اوسپر چھوڑ رکھا رفع سلام کا بنا بر حکایت ہے سلام سے مراد ثناے حسن ہے یعنی پچھلی امتین اونپر ثناے حسن کرین گی اور اونکے واسطے دعا کرین گی اور اونپر رحمت بھیجین گی زجاج نے کہا چھوڑ رکھا ہمنے اوسپر ذکر جمیل روز قیامت تک وہ ذکر ہی سلام علی نوح ہے کسائی نے کہا کہ سلام کے رفع مین دو وجہین ہین ایک یہ ہے وترکنا علیہ فی الاخرین یقال سلام دوسری یہ ہے کہ معنی یہ ہین وابقینا علیہ اور کلام پورا ہوگیا پھر ابتدا کی تو کہا سلام علی نوح یعنی سلامتی ہے اوسکو اس سے کہ آخر کے لوگون مین برائی سے ذکر کیا جاے مبرد نے کہا اسے ترکنا علیہ ہذہ الکلمۃ باقیۃ یعنی لوگ اونپر سلام بھیجتے ہین اور اونکے واسطے دعا کرتے ہین اور یہ منجملہ کلام محکی ہے کقولہ تعالی سورۃ انزلناھا کسی نے کہا کہ ترکنا متضمن ہے معنی قلنا کو کوفیون نے کہا کہ جملہ سلام علی نوح فی العالمین محل نصب مین مفعول ہے ترکنا کا اس لیے کہ وہ متضمن ہے معنی قلنا کو کسائی نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات مین سلاما منصوب ہے ای ترکنا علیہ ثنا حسنا کسی نے کہا کہ آخرین سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے فی العالمین متعلق ہے اوس سے جس سے علی نوح متعلق ہے جو کہ خبر واقع ہوا ہے ای سلام ثابت او مستمر او مستقر علی نوح فی العالمین من الملائکۃ والجن والانس یہ اسپر دال ہے کہ اسکا اختصاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ساتھہ نہین ہے جیسا کہ کہا گیا ہے جملہ انا کذلک نجزی المحسنین تعلیل ہے ماقبل کی یعنی یہ تعظیم وتکریم جو نوح علیہ السلام کی کی گئی کہ اونکی دعا قبول کی اور ثنا اونپر باقی رکھی اور اونکی ذریت کو بقا بخشا اس لیے ہے کہ ہم اسی طرح جزا دیتے ہین اوس شخص کو جو اپنے اقوال وافعال مین محسن احسان مین راسخ

یہ معقل جو ہمارے بعض نسخون مین ایک نہ ہے اور بعضون مین ایک نہ ہے اور بعضون مین ایک نہ ہے

ومعروف ہوتا ہے حرف کاف کذلک مین صفت ہے مصدر محذوف کی ای نجزی جزاء مثل ذلک الجزاء قولہ تعالیٰ انہ من عبادنا المؤمنین بیان ہے اسکا کہ نوح علیہ السلام منجملہ محسنین ہین اور اسکی یہ علت ہے کہ وہ عبد مومن مخلص تھے واسطے اللہ پاک کے اسمین اجلال وشرف ہے شان ایمان کا اور ترغیب ہے اسمین کہ اسکو قائل کرین اور اوسپہ ثابت رہین اور اوسکو بڑہائین جیساکہ اللہ پاک نے ابراہیم علیہ السلام کی مدح مین فرمایا ہے وانہ فی الاخرۃ لمن الصالحین اسمین جو ایمان وصلاح کی جلالت قدر پر دلالت ہے وہ مخفی نہین ہے اب یہ بات وارد نہوگی کہ رسول کی اس بات کے ساتھ کیون مدح کی باوجود اسکے کہ رسل کا مرتبہ فوق ہے مرتبہ مومنین سے ثم اغرقنا الاخرین یعنی بہڑدیا ہمنے اون کافرون کو جو اللہ پر ایمان نہ لائے اور نہ نوح علیہ السلام کی تصدیق کی یہ جملہ معطوف ہے بنجینا ہ پر اور ترتیب حقیقی ہے کیونکہ اونکی نجات ساتھ سوار ہونے کشتی کے حاصل ہوئی قبل غرق باقین کے شہاب نے یہ سمجھا کہ معطوف ہے وجعلنا ذریتہ پر پس ترتیب کو اخباری ٹھیرایا اس لیے کہ اغراق آخرین کا اس سے قبل تھا کہ اونکی ذریت کو باقی رکھین اللہ پاک نے اس سورت مین سات قصے ذکر فرمائے ہین اول قصہ نوح علیہ السلام کا چنانچہ اسکا ذکر تو ہوچکا دوسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تیسرا حضرت اسمعیل علیہ السلام کا چوتھا حضرت موسی وہارون علیہما السلام کا پانچوان حضرت الیاس علیہ السلام کا چھٹا حضرت لوط علیہ السلام کا ساتوان حضرت یونس علیہ السلام کا پہر اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا اور یہ بات بیان کی کہ وہ اونمین سے ہین جنہون نے حضرت نوح علیہ السلام کی مشایعت وموافقت کی پس ارشاد فرمایا۔ وان من شیعتہ لابرھیم ○ اذ جاء ربہ بقلب سلیم ○ اذ قال لابیہ وقومہ ماذا تعبدون ○ أئفکا الھۃ دون اللہ تریدون ○ فما ظنکم برب العلمین ○ اور اوسی کی راہ والون مین سے ابراہیم جب آیا اپنے رب پاس لیکر دل نرہ گا جب کہا اپنے باپ کو اور اوسکی قوم کو تم کیا پوجتے ہو کیون جہوٹ بنائے حاکمون کو اللہ کے سوا چاہتے ہو پہر کیا خیال کیا ہے تمنے جہان کے صاحب کو ف دل نرہ گا یعنی گمراہی وعیب سے پاک انتہی ف علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت

ابن عباس سے من شیعتہ کی تفسیر مین من اہل دینہ ہے یعنی حضرت ابراہیم حضرت نوح کے اہل
دین سے ہین مجاہد کا لفظ علی منہاجہ وسنتہ ہے یعنی حضرت نوح کے طریق پر ہین قلب سلیم کی
تفسیر مین حضرت ابن عباس نے فرمایا یعنی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ ہے مراد یہ ہے کہ قلب سلیم
وہ ہے جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے ابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے
کہا وہ ہے جو یہ جانتا ہے کہ اللہ حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اوسمین کسی طرح کا
شک نہین ہے اور اللہ اوٹھائے گا اون لوگون کو جو قبرون مین ہین حضرت حسن نے فرمایا سلیم
من الشرک یعنی شرک سے صحیح وسالم ہو عروہ نے کہا کہ لعلان ہو قولہ تعالی اذ قال لابیہ الآیہ کا
یہ مطلب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم پر اصنام واندادکی عبادت کا انکار کیا اسی
لیے اللہ عزوجل نے فرمایا افکا آلہۃ دون اللہ تریدون فما ظنکم برب العالمین قتادہ نے کہا
کیا خیال ہے تمہارا اس بات کو کہ وہ تمہارے ساتھ کرنے والا ہے جسوقت تم اوس سے
ملوگے اس حال مین کہ تمنے اوسکے ساتھ اوسکے غیر کو پوجا ہے کذا فی ابن کثیر فتح البیان
مین فرمایا ہے بیشک نوح کے اہل دین سے اور اون لوگون مین سے جنہون نے اوس کی
مشایعت وموافقت کی ہے بلانے پر طرف اللہ کے اور اوسکی توحید کے اور اوسپر ایمان لانے
کے البتہ ابراہیم ہے اصمعی نے کہا ہے کہ شیعہ بمعنی اعوان ہے ماخوذ ہے شیاع سے
شیاع وہ ذرا ذرا سی لکڑیان ہین جو بڑی لکڑیون کے ساتھ جلائی جاتی ہین یہانتک کہ وہ جلنے
لگتی ہین درمیان حضرت نوح وحضرت ابراہیم کے دو ہزار چھ سو چالیس برس کی مدت ہے
اور انکے درمیان مین صرف دو نبی ہوئے حضرت ہود وحضرت صالح علیہما السلام اور
حضرت نوح سے قبل تین نبی ہوئے حضرت ادریس وحضرت شیث وحضرت آدم علیہم السلام
پس حضرت ابراہیم سے قبل جملہ چھ نبی ہوئے معنی یہ ہین کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے
اتباع سے تھے اصل دین مین گو اونکے شرائع کے فروع مختلف ہوئین یا درمیان دونون
کی شریعت کے اتفاق کلی تھا یا اکثری اگرچہ زمانہ دراز گزرا فراء نے کہا معنی یہ ہین کہ وان من
شیعۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابراہیم پس اس معنی کی بنا پر ضمیر شیعۃ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی طرف راجع ہے اور اسی طرح کلبی نے کہا ہے لیکن جو ضعف ومخالفت سیاق اس

قول مین ہے وہ مخفی نہین ہے قلب سلیم کے یہ معنی ہین کہ شرک وشک سے خالص کیا ہوا
یا آفات قلوب سے کسی نے کہا نصیحت کرنے والا واسطے اللہ کے اوسکی خلق مین اپنے
رب کی طرف آنے کے معنی مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ اپنے رب کی طرف آئے
قلب سلیم لیکر وقت اونکے بلانے کے طرف اوسکی توحید وطاعت کے دوسرا یہ ہے کہ
وقت اون کے ڈالنے کے آگ مین جار استعارۂ تصریحیہ تبعیہ ہے اونہون نے جو
اپنے دل کو خالص کیا اس خالص کرنے کی تشبیہ دی اونکے تحفہ لانے سے گویا وہ
دل کو تحفہ لائے اپنے پاس سے اس بات مین کہ اون کو وہ شے مل گئی
جس سے رب کی رضا وخوشی حاصل کی جاتی ہے ناصب کلمۂ اذ کا فعل محذوف
ہے یعنی اذکر کسی نے کہا معنی متابعت کے ہین جو کہ لفظ شیعہ مین ہین ابوحیان نے کہا
یہ جایز نہین ہے کیونکہ اسمین فصل ہوتی ہے درمیان عامل ومعمول کے ساتھ اجنبی کے
یعنی کلمۂ ابراہیم اولی یہ ہے کہ یون کہین کہ لام ابتدا کا منع کرتا ہے اپنے ماقبل کو عمل کرنے
سے مابعد مین قولہ تعالیٰ اذ قال لابیہ وقومہ ماذا تعبدون بدل ہے جملۂ اول
سے یا ظرف ہے سلیم کا یا ظرف ہے جار کا یعنی وہ آیا اپنے رب کے پاس قلب سلیم لیکر
اوسوقت کہ کہا اپنے باپ آزر اور اوسکی قوم کفار سے تم کیا شے پوجتے ہو نصب افکا کا
بنا بر مفعول لہ ہے اور الہۃ کا اس بنا پر کہ تریدون کا مفعول ہے تقدیر یہ ہے اتریدون الہۃ
من دون اللہ للافک یعنی کیا تم چاہتے اور معبود اللہ کے سوا واسطے جھوٹ بنانے کے
معمولات فعل کو فعل پر مقدم کردیا ہے واسطے اہتمام کے کسی نے کہا کہ افکا مفعول ہے
تریدون کا اور الہۃ اوس سے بدل ہے مبالغہ کے لیے اوسکو نفس افک قرار دیا ہے
یہ وجہ اول وجہ سے اولی ہے کسی نے کہا کہ افکا کا نصب بنا بر حال ہے فاعل تریدون
سے ای اتریدون الہۃ آفکین او ذوی افک مبرد نے کہا کہ افک بدترین کذب ہے یعنی
وہ کذب جو ثابت نہین ہوتا ہے اور مضطرب ہوتا ہے اسی معنی سے ائتفکت بہم الارض
ہے یعنی زمین اونکو لیکر جھک پڑی فما ظنکم برب العالمین یعنی پھر کیا خیال کیا ہے تمنے
رب العالمین کو جبکہ تم اوس سے ملوگے حالانکہ تمنے تو اوسکے غیر کو پوجا ہے اور کیا گمان

کرتے ہو اوسکو کہ وہ تمسے کیا کرے گا یہ اونکو ڈرانا ہے مثل اس آیت کے ما غرک بربك الکریم کسی نے کہا یہ معنی ہین کیا شے ہے جسکا تمنے اللہ کے ساتھہ وہم کیا ہے یہانتک کہ تمنے اوسکے ساتھہ شریک کیا اوسکے غیر کو فنظر نظرۃ فی النجوم ○ فقال انی سقیم ○ فتولوا عنہ مدبرین ○ فراغ الی الھتھم فقال الا تاکلون ○ مالکم لا تنطقون ○ فراغ علیھم ضربا بالیمین ○ فاقبلوا الیہ یزفون ○ قال اتعبدون ما تنحتون ○ واللہ خلقکم وما تعملون ○ قالوا ابنوا لہ بنیانا فالقوہ فی الجحیم ○ فاراد وا بہ کیدا فجعلنھم الاسفلین ○ پہر نگاہ کی ایک بار تارون مین پہر کہا مین بیمار ہون پہر اونسے لٹے گئے اوس سے پیٹھہ دیکر پہر جا گھسا اونکے بتون مین پہر بولا تم کیون نہین کہاتے تمکو کیا ہے کہ نہین بولتے پہر گھسا اونپر مارتا داہنے ہاتھہ سے پہر لوگ آئے اوسپر دوڑتے گھبراتے بولا کیون پوجتے ہو جو آپ تراشتے ہو اور اللہ نے بنایا تمکو اور جو تم بناتے ہو بولے چنوا اسکے واسطے ایک چنائی پہر ڈالو اسکو آگ کے ڈہیر مین پہر چاہنے لگے اوسپر برا داؤ پہر ڈالا ہمنے اونہین کو نیچے ف وہ لوگ نجومی تھے اونکے دکہانیکو تارون کی طرف دیکہکر کہا مین بیمار ہون یعنی ہوا چاہتا ہون وہ شہر سے باہر نکلتے تھے ایک عید کو اور بت پوجنے کو اونکو چہوڑ چلے گئے یہ ایک جہوٹ ہے اللہ کی راہ مین عذاب نہین ثواب ہے ف اونکے آگے کہانے رکہہ گئے تھے ف یعنی زور سے مار مار کر توڑا ف یعنی الزام دینے لگے جب ثابت ہو چکا انتہی ف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو انی سقیم کہا سو صرف اس لیے کہ شہر مین مقیم رہین جبکہ وہ لوگ اپنی عید کی طرف جائین کیونکہ اونکی عید کی طرف نکلنے کا وقت قریب آگیا تھا سو اونہون نے یہ بات محبوب رکہی کہ اونکے بتون مین تنہا رہین تاکہ اونکو توڑ ڈالین پس اونسے ایک ایسی بات کہی جو کہ نفس الامر مین ہی تھی جس سے اونہون نے اپنے اعتقاد کے مقتضا پر یہ سمجہہ لیا کہ وہ ہمارے مین پہر وہ اولٹے گئے اونسے پیٹھہ دیکر قتادہ نے کہا کہ جو شخص فکر کرتا ہے اوسکے واسطے عرب لوگ کہتے ہین کہ نظر فی النجوم مراد قتادہ کی یہ ہے

کہ حضرت ابراہیم نے آسمان کی طرف نظر کی اس حال مین کہ وہ فکر کرنے والے تھے
اوس شے مین جس سے اونکو بہلا دین تو بولے انی سقیم یعنی مین ضعیف ہون اب رہی
وہ حدیث جسکو ابن جریر نے اس جگہہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین جھوٹ بولا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام
نے سوائے تین جھوٹ کے دو اللہ کی ذات مین قولہ انی سقیم و قولہ بل فعلہ کبیرہم ہذا اور قول
اونکا بی سارہ کے حق مین کہ وہ میری بہن ہے سو یہ حدیث صحاح وسنن مین کئی طریقون
سے تخریج کی گئی ہے لیکن یہ کذب حقیقی کے باب سے نہین ہے جسکے فاعل کی ذم کی جاتی
ہے حاشا وکلا ولما اسپر جو اطلاق کذب کا ہوا ہے سو صرف مجازاً ہے یہ تو منجملہ معاریض
ہے کلام مین واسطے شرعی دینی مقصد کے جیساکہ حدیث شریف مین آیا ہے ان
فی المعاریض لمندوحۃ عن الکذب یعنی بیشک معاریض مین البتہ گنجایش ہے
ہے کذب سے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام
کے تین کلمون مین جو اونہون نے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین
ہے اونمین سے کوئی کلمہ مگر بکر کیا ساتھہ اوسکے اللہ تعالی کے دین سے پس کہا کہ مین
بیمار ہون اور کہا بلکہ کیا اوسکو اونکے اس بڑے نے اور بادشاہ سے کہا جبکہ اوسنے
اونکی بی بی کا ارادہ کیا کہ وہ میری بہن ہے اخرجہ ابن ابی حاتم سفیان نے کہا کہ
سقیم سے مراد طعین ہے یعنی وہ آدمی جسکو طاعون کی بیماری ہو وہ لوگ طعون سے بہاگتے تھے
سو اونہون نے چاہا کہ اونکے معبودون مین تنہا رہین اسی طرح عوفی نے حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہے کہ قوم نے اونسے کہا اور وہ اونکے بتخانے مین تھے کہ نکل تو وہ
بولے کہ مین تو مطعون ہون پھر وہ طاعون کے خوف سے اونکو چھوڑ گئے قتادہ نے
سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے ایک تارا دیکھا کہ طلوع ہوا تو کہا انی سقیم
کا یعنی اللہ عن دینہ فقال انی سقیم یعنی نبی اللہ نے اپنے دین کی طرف سے کید کیا تو
کہدیا کہ مین بیمار ہون دوسرے لوگون نے کہا کہ انی سقیم بنسبت زمانہ آیندہ کہا مراد مرض موت
ہے کسی نے کہا اونکی مراد یہ ہے کہ تم جو اللہ کو چھوڑ کر بتون کو پوجتے ہو اس پوجنے سے

مین مریض القلب ہون حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم اپنی عید
کی طرف نکلی تو قوم نے چاہا کہ وہ بھی نکلین سو وہ اپنی پشت پر لیٹ گئے اور کہا مین بیمار ہون اور
آسمان مین نظر کرنے لگے پھر جب قوم نکل گئی تو وہ اونکے بتون کی طرف آئے پھر اونکو توڑ ڈالا
رواہ ابن ابی حاتم اسی لیے اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے فتولوا عنہ مدبرین یعنی
پھر وہ اولٹے گئے پشت دیکر طرف اپنی عید کے فراغ الی الھتھم یعنی پھر وہ گیا جلدی چھپتا
ہوا طرف اونکے بتون کے بعد اسکے کہ وہ نکل گئے تھے فقال الا تاکلون کیون جی تم
کھاتے نہین ہو یہ اس لیے کہا کہ وہ بتون کے روبرو کھانا رکھہ گئے تھے واسطے تقرب
چاہنے کے تاکہ وہ اوسمین اونکے واسطے برکت کردین سدی نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ
السلام بتخانے کی طرف داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ وہ ایک بہو عظیم مین ہین اور دروازۂ
بہو کے سامنے ایک بڑا بت ہے اوسکے پہلو کی طرف اوس سے چھوٹا بت بعض بت
بعض کے پہلو سے لگے ہوئے ہین ہر بت پچھلا پہلے سے چھوٹا ہے یہان تک کہ وہ
دروازۂ بہو کو پہونچے ہین اونہون نے کھانا تیار کیا اور اوسکو بتون کے روبرو رکھا تھا اور کہا تھا
کہ جسوقت ہم لوٹ کر آئین گے اور بتون نے ہمارے کھانے مین برکت کردی ہوگی تو ہم
اوسے کھائین گے پس جب حضرت ابراہیم نے وہ کھانا اونکے روبرو دیکھا تو کہا کیون جی
تم کھاتے نہین ہو تمکو کیا ہوا تم بولتے نہین ہو فراغ علیھم ضربًا بالیمین فرار نے کہا
معنی یہ ہین پھر جھکے اون پر مارنے کو سیدھے ہاتھہ سے قتادہ و جوہری نے کہا فاقبل
علیھم ضربًا بالیمین سیدھے ہاتھہ سے اونکو صرف اس لیے مارا کہ سیدھا ہاتھہ زیادہ تر سخت
و قوی و زوردار ہوتا ہے اور خوب زخم لگاتا ہے اور اسی لیے اونکو ریزہ ریزہ کر چھوڑا
مگر اونکا بڑا شاید وہ اوسکی طرف رجوع کرین جسطرح کہ اسکی تفسیر سورۂ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام
مین گزر چکی ہے اور یہان اللہ پاک نے یون فرمایا ہے فاقبلوا الیہ یزفون مجاہد وغیرہ واحد نے
کہا یسرعون یعنی وہ لوگ آئے طرف اوسکی دوڑتے ہوئے یہ قصہ اسجگہہ مختصر ہے اور
سورۂ انبیا مین مبسوط ہے کیونکہ جب وہ لوٹ کر آئے تو پہلے پہل اونہون نے نہ جانا کہ یہ
کام کس نے کیا یہانتک کہ اسکی تلاش کی اور علم حاصل کیا تو پہچان گئے کہ یہ کام ابراہیم ہی نے

ع
بہو خانۂ بتان کہ بتخانہ ہم گویند

کیا ہے پھر جب قوم آئے کہ انکو عتاب کرے تو وہ لگے اونکی سرزنش وعیب کرنے
ہین پس بولے اتعبدون ما تنحتون یعنی کیا تم پوجتے ہو اللہ کے سوا بتون کو جنکو تم
آپ تراشتے ہو اور اپنے ہاتھون سے بناتے ہو واللہ خلقکم وما تعملون احتمال
ہے کہ کلمہ ما مصدریہ ہو تو تقدیر یہ ہوگی خلقکم وعملکم یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا ہے اور تمہارے
عمل کو اور احتمال ہے کہ بمعنی الذی ہو تقدیر یہ ہے واللہ خلقکم والذی تعملونہ یعنی اللہ نے
تمکو بنایا اور اوس شے کو جسے تم کرتے ہو دونون قول باہم متلازم ہین لیکن قول اول
ظاہر تر ہے اس لیے کہ بخاری نے کتاب افعال العباد مین حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے
مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ان اللہ تعالی یصنع کل صانع وصنعتہ یعنی اللہ بناتا ہے ہر کاریگر کو اور اوسکی کاریگری کو
پس اسوقت جبکہ اونپر حجت قایم ہو چکی تو اس طرف مائل ہوئے کہ اونپر ہاتھ چلائین اور اونکو
مقہور کرین پس بولے ابنوا لہ الآیہ اور وہ قصہ ہوا جسکا ذکر سورہ انبیا مین گزر چکا ہے اللہ تعالی
نے اونکو آگ سے نجات دی اور اونکو قوم پر غالب کیا اور اونکی حجت بلند فرمائی اور اوسکی
مدد کی اسے لیے یون فرمایا وارادوا بہ کیداً الآیہ کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان
فاتح یہ ہے واحدی نے کہا مفسرین نے کہا ہے کہ وہ لوگ علم نجوم کا استعمال کیا کرتے
تھے سو حضرت ابراہیم نے بھی اوسکے ساتھ اونسے معاملہ کیا تاکہ وہ اونپر انکار نہ کرین وجہ
اسکی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے ارادہ کیا کہ اونکے بتون کے بارے مین اونسے کید کرین
تاکہ اونکو حجت لازم ہو جاے اس بات مین کہ بت معبود نہین ہین کل اونکی عید کا دن تھا جسکی
طرف وہ نکلا کرتے تھے حضرت ابراہیم نے چاہا کہ اونکے پیچھے رہجائین تو بیماری کا بہانہ
کیا قوم نے اونکو تکلیف دی تھی کہ اونکے ساتھ عید کی طرف نکلین پس اونہون نے نظر کی
طرف نجوم کے یعنی نجوم کے علم مین یا اوسکی کتابون مین اونکو دیکھا تے تھے کہ وہ اپنے
حال پر نجوم سے استدلال کرنے والے ہین پھر جب نجوم کی طرف نظر کی تو کہا مین
بیمار ہون یعنی آیندہ ہونگا۔ حضرت حسن نے فرمایا جب قوم نے اونکو اپنے ساتھ نکلنے
کی تکلیف دی تو اونہون نے فکر کی اوس شے مین جسکو کرین پس اس بنا پر معنی یہ ہین کہ اونہون
نے نظر کی اوس راے مین جو اونکو ظاہر ہوئی تو جانا کہ ہر شے سقیم ہوتی ہے پس کہدیا کہ

مین سقیم ہون خلیل و مبرد نے کہا یقال للرجل اذا فکر فی الشیء یدبرہ نظر فی النجوم ہی قول
بروایت قتادہ اول گزر چکا ہے کسی نے کہا جس ساعت مین اپنے ہمراہ جانے کی
طرف اونکو بلایا تہا یہ وہ ساعت تہی جسمین اونکو تپ آنے کی عادت تہی ضحاک نے کہا انی
سقیم کے معنی یہ ہین کہ عنقریب مین بیمار ہونگا بیماری موت کی کیونکہ جس شخص پر موت لکہی گئی
وہ سقیم ہوتا ہے غالب مین پہر مرجاتا ہے یہ ایک توریہ و تعریض ہے جیسا کہ بادشاہ سے
کہا تہا جبکہ اوسنے بی بی سارہ کا اونسے پوچہا کہ وہ میری بہن ہے مراد دینی اخوت ہے
راغ جب کوئی مائل ہوتا ہے تو محاورے مین بولتے ہین راغ یروغ روغا و روغانا اسی
معنی سے راہ مائل کو طریق رایغ کہتے ہین سدی نے کہا راغ الی الہتہم کے معنی ہین ذہب
الیہم ابو مالک نے کہا جا الیہم کلبی نے کہا اقبل علیہم یہ سب معنی قریب یکدیگر ہین **اونکے**
بت پتہر لکڑی سونے چاندی تانبی لوہے سیسے کے بہتر تہے اور سب سے بڑا
بت سونے کا تہا جواہر سے جڑا ہوا غرض کہ حضرت ابراہیم نے براہ استہزا و سخریہ اون بتون
سے کہا الا تاکلون یعنی کیون نہین کہاتے اوس کہانے سے جسکو وہ اونکے واسطے
تیار کیا کرتے تہے بتون کو عقلا کا خطاب اس لیے کیا کہ قوم نے اونکو عقلا کے مرتبے
مین نازل کیا اسی طرح مالکم لا تنطقون کا خطاب بہی عقلا کا ہے او ر استفہام واسطے
استہزا کے ہے کیونکہ وہ خوب جانتے تہے کہ وہ جمادات ہین بولتے نہین ہین کسینے
کہا کہ وہ لوگ بتون کے پاس اپنا کہانا چہوڑ گئے تہے تاکہ وہ اونسے متبرک ہوجاے
اور جب اپنی عید سے لوٹ کر آئین تو اوسے کہائین کسی نے کہا کہ بتون کے خادمون کے
واسطے چہوڑ گئے تہے کسی نے کہا کہ خود حضرت ابراہیم نے بتون کی طرف کہانا قریب
کیا تہا اونسے استہزا کر کے فراغ علیہم ضربا بالیمین ای فمالی علیہم یضربہم ضربا یعنی پہر
حضرت ابراہیم جہک پڑے بتون پر مارتے تہے اونکو مارنے کرسید ہے ہاتہہ سے
اس معنی کی بنا پر ضربا مصدر مؤکد ہے فعل محذوف کا یا مصدر ہے راغ کا اس لیے کہ راغ
بمعنی ضرب ہے **واحدی** نے کہا مفسرین نے کہا ہے یعنی اپنے سیدہے ہاتہہ سے
بتون کو مارتے تہے سدی نے کہا کہ قوت و قدرت سے اس لیے کہ سیدہا ہاتہہ دونون

فتح الشین بالفظ کرنے والے سے ۱۲

ہاتھون مین زیادہ ترقوی ہوتا ہے فراء و ثعلب نے کہا کہ بالیمین ای بالقوۃ یمین
بمعنی قوت ہے ضحاک و ربیع بن انس نے کہا کہ مراد یمین سے وہ قسم ہے جو اونہون نے
کہائی تہی جبکہ کہا تہا وتاللہ لاکیدن اصنامکم کسی نے کہا کہ بیجگہہ مراد یمین سے عدل
ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ
بالیمین ای بالعدل یمین کنایہ ہے عدل سے جیسے شمال کنایہ ہے جور سے اول
قول اولی الاقوال ہے فاقبلوا الیہ یزفون یعنی پہر آئے طرف ابراہیم علیہ السلام کے
پوجنے والے اون بتون کے جلدی کرتے ہوئے جبکہ اونہون نے جانا اوس کام
کو جو حضرت ابراہیم نے اونکے بتون کے ساتہہ کیا تو کہا کہ ہم تو اونکو پوجتے ہین اور تو
اونکو توڑتا ہے یزفون محل نصب مین ہے بنا بر حال اقبلوا کے فاعل سے جمہور نے
یزفون کو بفتح یاے تحتیہ پڑہا ہے ماخوذ اس محاورے سے کہ زفّ الظلیم یزف اذا عدا بسرعۃ
یعنی جسوقت شتر مرغ نر جلدی سے دوڑتا ہے تو اوسوقت بولتے ہین زف الظلیم
حمزہ نے بضم یا پڑہا ہے ماخوذ ازف یزف سے ای دخل فی الزفیف زفیف کہتے ہین
شتابی کو ازف کے یہ معنی ہوئے کہ داخل ہوا شتابی مین یا یہ معنی ہین کہ وہ آمادہ کرتے تہے
اپنے غیر کو زفیف پر اصمعی نے کہا ازففت الابل کے یہ معنی ہین کہ آمادہ کیا مین نے
اونٹون کو جلدی چلنے پر کسی نے کہا کہ زف وازفاف دو لغت ہین یعنی ایک معنی مین محاورے
مین بولتے ہین زف القوم وازفوا یعنی قوم نے جلدی کی وزفت العروس وازففتہا یعنی
بہیجی گئی دولہن دولہ کے پاس اور بہیجا مین نے اوسکو یہ قول خلیل سے حکایت کیا گیا ہے
نحاس نے کہا ابو حاتم نے زعم کیا ہے کہ یہ لغت معروف نہین ہے یعنی
یزفون بضم یا اور علما کی ایک جماعت نے اوسکو پہچانا ہے منجملہ اونکے فراء ہین اور اسکی تشبیہ
دی ہے عرب کے اس قول سے اطردت الرجل ای صیرتہ الی ذلک یعنی صیرتہ طریدا مبرد نے
کہا زفیف بمعنی اسراع ہے زجاج نے کہا زفیف اول عدو ونعام ہے یعنی اول دوڑ
شتر مرغ کی قتادہ وسدی نے کہا یزفون بمعنی یمشون ہے ضحاک نے کہا یسعون یحیی بن
سلام نے کہا یرعدون غضبا یعنی غصے کے مارے کانپتے ہوئے آئے مجاہد نے کہا

یختالون ای یمشون مشے الخیلا یعنی اکڑکر چلتے ہوئے آئے جیسے تکبر والے چلتے ہین کسی نے کہا تیسلملون تسللا بین المشی والعدو یعنی درمیانی چال چلتے آئے اولی تفسیر یزفون کی یسرعون کے ساتھہ ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے یزفون یخرجون کسی نے یزفون بصیغہ مجہول پڑہا ہے اور کسی نے یزفون بروزن یرمون ثعلبی نے حضرت حسن ومجاہد وابن سمیفع سے حکایت کیا ہے کہ ان لوگون نے یرفون برائے مہملہ پڑہا ہے رف بمعنی رکض ہے درمیان مشے وعدو کے بالجملہ جب قوم نے حضرت ابراہیم پر انکار کیا اوس فعل کا جو اونہون نے بتون کے ساتھہ کیا تو اونہون نے قوم کے واسطے وہ دلیل ذکر کی جو کہ فساد عبادت اصنام پر دلالت کرتی ہے اور اونکو عاجز کرکے اور اونپر انکار کرکے یون کہا اتعبدون ما تنحتون یعنی کیا تم پوجتے ہو بتون کو جنکو تم خود تراشتے ہو نحت بمعنی نجر وبری ہے یعنی تراشنا نحتہ ینحتہ بالکسر نحتا ای براہ اور نحاتہ بمعنی براید ہے یعنی تراشہ وچہ زجر وتوبیخ کی ظاہر ہے یعنی لکڑی اور پتھر قبیل نحت واصلاح کے بالکل معبود نہ تہا پہر جب اوسکو تراشا اور ایک وجہ مخصوص پر اوسکی شکل بنائی تو اوسمین صرف یہی کچھہ آثار حادث ہوئے جو کہ اوسکو اپنی ہیئت سے پھیر دیتے ہین پس اگر وہ اسوقت اونکا معبود ہوگیا تو یہ بات لازم آئیگی کہ بوشے معبود نہ تہی جبکہ اوسمین آثار حاصل ہوئے تو وہ معبود ہوگئی حالانکہ اس بات کا فساد ظاہر ہے جملہ واللہ خلقکم وما تعملون محل نصب مین ہے بنا بر حال تعبدون کے فاعل ہی یا جملہ مستانفہ ہے اور کلمہ ما موصولہ ہے یعنی کیا تم پوجتے ہو اوس شے کو جسے تم خود تراشتے ہو حالانکہ اللہ نے تمکو پیدا کیا ہے اور اوس شے کو جسے تم بناتے ہو علی العموم اور جن بتون کو وہ تراشتے تہے وہ اسمین بدخول اولی داخل ہین اور معنی عمل کے اسجگہ صورت بنانے اور تراشنے کے ہے اور مثل اسکے جیسے کہتے ہین عمل الصائغ السوار ای صاغہ یعنی گڑہا سونار نے کنگن ما سے موصولہ کا مرجع ما تنحتون ہے کیونکہ اسمین موصولہ ہے ای التعبدون الذی تنحتونہ یہ بھی جایز ہے کہ ما تعملون مین ما سے مصدریہ ہو یعنی خلقکم وخلق عملکم اسکے اول قول پر یون ترجیح دی ہے کہ اسمین حذف نہین ہے اشعریہ نے اسکو دلیل ٹہیرایا ہے اسپر کہ افعال عباد اللہ تعالی کی مخلوق ہین اور یہی مذہب حق ہے کیونکہ

بندون کا فعل ساتھہ خلق اللہ پاک کے ہے اونمین تو اونکا مفعول جو کہ متوقف ہے اونکے
فعل پر وہ زیادہ تر اسکا مستحق ہے کہ اللہ کا مخلوق ہو یہ بھی جایز ہے کہ کلمہ ما استفہامیہ ہو
ای ایّ شیٔ تعملون یعنی اور تم کیا شے کرتے ہو یعنی استفہام کے توبیخ و تقریع ہین یہی
جایز ہے کہ نافیہ ہو یعنی عمل حقیقت مین تمہارے واسطے نہین ہے پس تم نہین کرتے
ہو کسی شے کو جو شخص مصدریہ کا قایل ہے صاحب کشاف نے اوسکے رد مین طول
دیا ہے لیکن ایسا رد ہے کہ اوسمین کوئی فایدہ نہین ہے اور موصولہ کو اولی بمقام موافق
بسیاق الکلام ٹھیرایا ہے جملۂ قالوا ابنوا الخ مستانفہ ہی جواب ہے سوال مقدر کا حضرت ابراہیم علیہ
السلام نے جو حجت واضحہ اونپر وارد کی جبکہ اوسکے جواب سے عاجز ہوئے تو یہ کہا اور
باہم شورہ کیا کہ اونکے واسطے ایک دیوار پتھرون کی بنائین اور اوسے لکڑیون سے بھرین
اور اونکو جلائین پھر اونکو اوسمین ڈالدین جحیم کہتے ہین نہایت کی جلتی آگ کو زجاج نے کہا ہر
آگ جسکا بعض بعض کے اوپر ہو وہ جحیم ہے الجحیم مین حرف لام عوض ہے مضاف الیہ
سے ای فی جحیم ذلک البنیان یعنی اوس چنائی کی آگ مین پھر جب حضرت خلیل جلیل
علیہ السلام کو اوسمین ڈالا تو اللہ پاک نے اوس سے اونکو نجات دی اور اوسکو اونپر برد و سلام
کر دیا یہی معنی ہین اس قول کے فاراد وا به کیدا فجعلناهم الاسفلین یعنی قوم
نے اونکے ساتھہ مکر و حیلہ چاہا اونکے ہلاک کرنے کی تدبیر کی تو اللہ پاک نے قوم ہی کو
مقہور و مغلوب کر دیا باین طور کہ اونکے کید و مکر کو باطل کیا اور اوسکو ایک برہان روشن ٹھیرایا
حضرت ابراہیم کی علو شان پر کیونکہ اس سے اونپر وہ حجت قایم ہوگئی جسکے دفع پر نہ اونکو
قدرت ہے نہ اوسکا انکار اونکو ممکن ہے کیونکہ نہایت درجے کی بڑی دیکھنی آگ جسکے
انگارے تہ برتہ جب وہ برد و سلام ہوگئی بعد اونکے ڈالنے کے اوسمین اور اوسنے
کچھہ اونمین تاثیر نہ کی تو یہ حجت کی ایسے مرتبے مین ہے کہ ہر عاقل اسکو سمجھہ جاتا ہے اور
اسکا منکر سافل و پست و ساقط الحجت ظاہر التعسف واضح التعصب ہو گیا فسبحان من یجعل
الحمد لمن یدعوا الی دینہ منحا دیسوق الیہم الخیر بما ہو من صور الضیر پھر جب یہ واقعہ ہو چکا
اور آنکھون والون کے واسطے صبح روشن ہوگئی اور اللہ پاک کی حجت حضرت خلیل کیواسطے

ظاہر ہوئی اور اون کی نبوت کی براہین قایم ہوچکی اور اونکے معجزات کے انوار چمکے تو یون
کہا وقال انی ذاھب الی ربی سیھدین ○ رب ھب لی من
الصالحین ○ فبشرنہ بغلم حلیم ○ فلما بلغ معہ السعی قال یبنی انی
اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری ط قال یابت افعل ما تومر ز
ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین ○ فلما اسلما وتلہ للجبین ج ○ و
نادینہ ان یابراھیم ○ قد صدقت الرءیا ج انا کذلک نجزی المحسنین ○
ان ھذا لھو البلؤا المبین ○ وفدینہ بذبح عظیم ○ وترکنا علیہ
فی الاخرین ○ سلم علی ابراھیم ○ کذلک نجزی المحسنین ○ انہ
من عبادنا المومنین ○ وبشرنہ باسحق نبیا من الصلحین ○ وبرکنا
علیہ وعلی اسحق ط ومن ذریتھما محسن وظالم لنفسہ مبین ○ ع ۳ ۹

اور بولا میں جاتا ہون اپنے رب کی طرف وہ مجھکو راہ دیگا اے رب بخش مجھکو کوئی نیک
بیٹا پھر خوشخبری دی ہمنے اوسکو ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا پھر جب پہونچا اوسکے ساتھ
دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہون خواب میں کہ تجھکو ذبح کرتا ہون پھر دیکھہ تو تو
کیا دیکھتا ہے بولا اے باپ کر ڈال جو تجھکو حکم ہوتا ہے تو مجھکو پاوے گا اگر اللہ
نے چاہا صبر کرنیوالا پھر جب دونون نے حکم مانا اور پچھاڑا اوسکے ماتھے کے بل اور
ہمنے اوسکو پکارا یون کہ اے ابراہیم تو نے سچ کر دکھایا خواب ہم یون بدلا دیتے ہین نیکی
کرنے والون کو بیشک یہی ہے صریح جانچنا اور اوسکا بدلا دیا ہمنے ایک جانور ذبح کو
بڑا اور باقی رکھا ہمنے اوسپر پچھلی خلق مین کہ سلام ہے ابراہیم پر ہم یون بدلا دیتے ہین نیکی
کرنے والون کو وہ ہے ہمارے بندون ایماندارمین اور خوشخبری دی ہمنے اوسکو
اسحق کی جو نبی ہوگا نیک بختون مین اور برکت دی ہمنے اوسپر اور اسحق پر اور دونون کی
اولاد مین نیکی والے ہین اور بدکار بھی ہین اپنے حق مین صریح ف جب باپ نے گھر
سے نکالا بادشاہ کی خاطر سے ف اس سے بڑا تحمل کیا کہ آپ کو ذبح کروایا ف
کہتے ہین آٹھوین شب ذیحجہ کے خواب دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہون کل کو فکر مین رہے کہ

اسکی تعبیر کیا پھر نوین شب دیکھا ذبح کرتے تو پہچانا کہ ذبح ہی کرنا ہے پھر رہے تدبیر مین
پھر دسوین شب دیکھا وہی خواب تب بیٹے پاس کہا اونہون نے بھی شتاب قبول کرلیا نہایت
رحمت اس باپ پر اور بیٹے پر ف تا مونہہ سامنے نظر نہ آوے بیٹے کا کہ محبت جوش
کرے کہتے ہین یہ بات بیٹے نے سکھائی آگے اللہ نے نہین فرمایا کہ کیا گزرا
یعنی کہنے مین نہین آتا جو حال گزرا اسکے دل پر اور فرشتون پر ف یعنی ایسے مشکل حکم
کرکر آزماتے ہین پھر اونکو قایم رکھتے ہین تب درجے بلند دیتے ہین ف یعنی بڑے
درجے کا بہشت سے آیا ایک دنبہ حضرت ابراہیم نے اپنی آنکھین پٹی سے باندھکر چھری چلائی
زور سے اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا جبریل علیہ السلام نے بیٹے کو سرکا دیا اور ایک دنبہ
رکھدیا آنکھین کھولین تو دنبہ ذبح پڑا تھا ف معلوم ہوا کہ پہلی خوشخبری اسمعیل کی تھی اور سارا
قصہ ذبح کا انہین پر تھا یہود کہتے ہین ذبح کیا اسحق کو لیکن خلاف ہے اسحق کی خوشخبری کے
ساتھہ خبر تھی یعقوب کی بھی سورۂ ہود مین ہو چکا اور خبر تھی نبی ہونے کی یہ سنکر حضرت
ابراہیم پوچھتے کہ ابھی دونون باتین ظہور مین نہین آئین ذبح کیونکر ہوگا ف یہ دونون
کہا دونون بیٹون کو دونون سے بہت اولاد پہلی اسحق کی اولاد مین نبی گزرے بنی اسرائیل
کے اور اسمعیل کی اولاد مین عرب جنمین ہمارے پیغمبر ہوئے انتہی ف اللہ تعالی
خبر دیتا ہے طرف سے اپنے خلیل جلیل کے کہ جب اللہ پاک نے اونکو اونکی قوم پر نصرت
دی اور وہ اونکے ایمان سے ناامید ہوئے باوجود مشاہدۂ آیات عظیمۂ کے تو بعد اس کے
اپنی قوم کے درمیان سے ہجرت کی اور کہا مین جاتا ہون اپنے رب کی طرف وہ مجھے
راہ دیگا رب ھب لی من الصالحین سے مراد مطیع و فرمانبردار اولاد ہے کہ وہ اونکی
قوم اور کنبے سے عوض ہو جاوے جنسے اونہون نے مفارقت کی اللہ تعالی نے فرمایا
پھر ہمنے اوسکو خوشخبری دی ایک فرزند حلیم کی یہ فرزند حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین کیونکہ
پہلے پہل جس فرزند کی حضرت ابراہیم کو بشارت دی گئی وہ یہی ہین اور باتفاق اہل اسلام و
اہل کتاب یہ بڑے ہین حضرت اسحق علیہ السلام سے بلکہ اونکی کتاب مین یہ ہے کہ حضرت
اسمعیل پیدا ہوئے اس حال مین کہ حضرت ابراہیم چھیاسی برس کے تھے اور حضرت اسحق

پیدا ہوئے اس حال مین کہ اونکی عمر ننانوے برس کی تھی **اور اون کے نزدیک**
یہ بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو یہ امر کیا کہ ذبح کرین اپنے ابن کو اپنے
وحید کو دوسرے نسخے مین بکرہ ہے یعنی اپنے پہلے پہل کے بیٹے کو پھر اہل کتاب
نے اسجگہ کلمہ اسحق کو ٹھونسدیا براہ کذب وبہتان اور یہ جایز نہین ہے اس لئے کہ اونکی
کتاب کی نص کے مخالف ہے کلمۂ اسحق کو صرف اس لئے ٹھونسا کہ وہ اونکے باپ ہین اور
حضرت اسمعیل عرب کے باپ سو اہل کتاب نے عرب پر حسد کیا اس لیے اسکو زیادہ کردیا
اور وحیدک کی تحریف کی باین معنی کہ وہ لڑکا کہ نہین ہے تیرے پاس غیر اوسکا کیونکہ حضرت
اسمعیل کو اور اونکی والدہ کو مکے کی طرف لیگئے تھے حالانکہ یہ تاویل وتحریف باطل ہے
اس لئے کہ وحیدک نہین کہتے ہین مگر واسطے اوس شخص کے جسکے لیے اوسکا غیر
نہو **ونیز** اسواسطے کہ آدمی اپنے پہلے پہل کے بیٹے کو جتنا عزیز رکھتا ہے
اوتنا اوسکے بعد کی اولاد کو عزیز نہین رکھتا ہے پس پہلے بیٹے کے ذبح کرنے کا
امر کرنا ابلغ ہے ابتلاء واختبار وامتحان مین **اہل علم** کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے
کہ ذبیح حضرت اسحق علیہ السلام ہین یہ قول سلف کے ایک طائفہ سے حکایت کیا گیا ہے
یہانتک کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہوا ہے اور اس باب مین نہ کتاب ہے
نہ سنت میرا گمان یہی ہے کہ یہ قول احبار اہل کتاب سے سیکھ لیا گیا اور بدون حجت کے
تسلیم لے لیا گیا ہے دیکھو یہ کتاب اللہ شاہد ومرشد ہے اس طرف کہ وہ اسمعیل علیہ السلام
ہین کیونکہ غلام حلیم کی بشارت کا ذکر کیا اور یہ ذکر کیا کہ وہ ذبیح ہے پھر بعد اسکے فرمایا و
بشرناہ باسحٰق نبیًا من الصالحین اور جب فرشتون نے حضرت ابراہیم کو حضرت
اسحق کی بشارت دی تو کہا انا نبشرك بغلام علیم اور فرمایا اللہ پاک نے فبشرناها
باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب یعنی اوسکے واسطے پیدا کیا جاے گا دونون
کی حیات مین ایک لڑکا جسکا نام یعقوب رکھا جاے گا پھر اوسکی ذریت سے عقب ونسل
ہوگی ہم وہان ذکر کر آئے ہین کہ بعد اسکے یہ جایز نہین ہے کہ حضرت ابراہیم کو اسحق کے
ذبح کا امر کیا جاے اور وہ صغیر السن ہون کیونکہ اللہ پاک نے دونون سے یہ وعدہ کیا کہ

آیندہ اوسکی عقب و نسل ہوگی پہر بعد اسکے یہ کیونکر ممکن ہے کہ حالت صغر مین حضرت اسحق کے
ذبح کا اونکو امر ہو حضرت اسمعیل علیہ السلام کو اسجگہہ موصوف بحلیم کیا اس لیے کہ یہ اس مقام کے
مناسب ہے فلما بلغ معہ السعی یعنی پہر جب بڑا ہوا اور جوان ہوا اور اپنے باپ کے ساتھہ
جانے اور چلنے لگا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر وقت جاتے اپنے لڑکے اور اوسکی
مان کی خبر لیتے تہے بلاد فاران مین اور اونکے حال مین نظر کرتے ذکر کیا ہے کہ براق پر
سوار ہوتے وہانتک جلد پہونچتے تہے واللہ اعلم حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و سعید
بن جبیر و عطاے خراسانی و زید بن اسلم وغیرہم سے مروی ہے کہ جوان ہوا مرد بنا اور جس
سعی و عمل کو اوسکا باپ کرتا تہا اوسکی طاقت رکہی پہر جب پہونچا اوسکے ساتہہ سعی کو تو کہا یا
نبی انی اری فی المنام الآیہ عبید بن عمیر نے کہا کہ انبیا کے خواب وحی ہے پہر آیت مذکور
پڑہی ابن ابی حاتم نے عن عکرمہ عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے رویا انبیا کا خواب مین وحی ہے لیس ھو فی شئ من الکتب الستۃ
من ھذا الوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو اپنے فرزند ارجمند کو ذبح کا اعلام کیا
سو اس لیے کہ ذبح اونپر سہل و آسان ہو جاے اور اونکی صبر و استی و جستی و عزم کو جانچین کہ اللہ تعالے
کی طاعت پر اور اپنے باپ کی طاعت پر حالت صغر مین کسقدر ہے حضرت اسمعیل علیہ السلام
بولے یا ابت افعل ما تؤمر یعنی اے باپ اللہ تعالی نے جو تجہکو میرے ذبح کا امر فرمایا
ہے سو تو اس کام کو کر ڈال ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین یعنی مین صبر کرونگا
اور اللہ تعالی کے پاس اسکا اجر و ثواب طلب کرونگا اس وعدے مین حضرت اسمعیل علیہ
السلام سچے ہوئے اسی لیے اللہ پاک نے اونکی تعریف مین یون فرمایا ہے واذکر
فی الکتاب اسمعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا وکان یامر اھلہ
بالصلوۃ والزکوۃ وکان عند ربہ مرضیا قولہ تعالی فلما اسلما ای فلما تشہدا
وذکر اللہ تعالی ابراہیم علی الذبح والولد شہادۃ الموت یعنی شہادت دی دونون نے اور
ذکر کیا اللہ تعالی کا حضرت ابراہیم نے تو ذبح پر اور فرزند نے شہادت موت کا کسی نے کہا
کہ اسلما بمعنی استسلما و انقادا ہے حضرت ابراہیم نے تو اللہ تعالی کے امر کا امتثال کیا

۹۷ اور بیٹہ کو پچھاڑ کر کاٹنے کے لیے اور بیٹہ کا ماتہا زمین سے لگا دیا اور ہم نے اسکو ندا کی اے ابراہیم تو نے خواب سچا کر دکہایا ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہین ۱۲

اور حضرت اسمعیل نے واسطے طاعت اللہ کے اور اپنے باپ کے قالہ مجاہد وعکرمۃ وقتادۃ والسدی وابن اسحاق وغیرہم وتلہ للجبین کے یہ معنی ہین کہ پچھاڑا اوسکو اوسکے مونہہ کے بل تاکہ اوسے ذبح کرے اوسکی گدی کی طرف سے اور اوسکے ذبح کرتے وقت اوسکے چہرہ کا مشاہدہ نہ کرے تاکہ اوسپر زیادہ تر آسان ہو حضرت ابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر وضحاک وقتادہ نے کہا اکبہ علی وجہہ یعنی اوندہا ڈالا اوسکو اوسکے مونہہ کے بل امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مناسک کا حکم ہوا تو شیطان اونکے واسطے ظاہر ہوا وقت سعی کے پہر اون کے ساتھہ دوڑا آگے ہونے کو تو حضرت ابراہیم اوس سے آگے بڑہ گئے پہر جبرئیل علیہ السلام اونکو لیگئے طرف جمرۂ عقبہ کے پہر شیطان اونکے واسطے ظاہر ہوا تو اوسکو سات کنکریان مارین یہانتک کہ چلدیا پہر جمرۂ وسطے کے نزدیک اونکے واسطے ظاہر ہوا تو اوسکو سات کنکریان مارین ثم تلہ للجبین یعنی پہر پچھاڑا اوسکو ماتھے کے بل حضرت اسمعیل علیہ السلام پر ایک سفید کرتا تھا تو اونہون نے اپنے باپ سے کہا ابا میرے پاس اسکے سوا کوئی کپڑا نہین ہے جسمین آپ مجھے کفنائین گے سو آپ اسکو اوتارلین تاکہ آپ اوسمین مجھے کفنادین فعالجہ لیخلصہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اوسکو اوتارنے لگے تاکہ اوسے جدا کردین پس اونکے پیچھے سے یہ ندا کی گئی ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا اونہون نے پہر کر دیکہا تو ناگہان ایک کبش ابیض اقرن امین ہے یعنی ایک دنبہ سپید بڑے بڑے سینگون اور آنکہون والا حضرت ابن عباس نے فرمایا لقد رایتنا نتتبع ذلک الضرب من الکباش یعنی مقرر ہمنے اپنے آپ کو دیکہا ہے کہ ہم اوس قسم کے دنبے کی تلاش کرتے تھے وذکر ھشام الحدیث فی المناسک بطولہ ثم رواہ احمد بطولہ عن یونس عن حماد بن سلمۃ عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فذکرہ الا انہ قال اسحٰق پس حضرت ابن عباس سے تسمیۂ ذبیح مین دو روایتین ہین ظاہر تر روایت اونسے یہ ہے کہ ذبیح حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین بسبب اوس وجہ کے جسکا بیان آیندہ آئیگا انشاء اللہ تعالی محمد بن اسحاق کا لفظ بسند خود عن حفص

بن ایاس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما **وفدیناہ بذبح عظیم** کی تفسیر مین یہ ہے قال خرج
علیہ کبش من الجنۃ قد رعی قبل ذلک اربعین خریفا فارسل ابراھیم
علیہ الصلوٰۃ والسلام ابنہ واتبع الکبش فاخرجہ الی الجمرۃ الاولے
فرماہ بسبع حصیات ثم افلتہ عندھا فجاء الی الجمرۃ الوسطے فاخرجہ
عندھا فرماہ بسبع حصیات ثم افلتہ فادرکہ عند الجمرۃ الکبری
فرماہ بسبع حصیات فاخرجہ عندھا ثم اخذہ فاتی بہ المنحر من منی
فذبحہ فوالذی نفس ابن عباس بیدہ لقد کان اول الاسلام وان راس
الکبش لمعلق بقرنیہ فی میزاب الکعبۃ حتی وحش یعنی یبس **عبد الرزاق** نے
بسند خود قاسم سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور کعب جمع ہوئے
سو ابوہریرہ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث کرنے لگے اور کعب نے کتابون سے
حدیث کرنا شروع کیا پس ابوہریرہ بولے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
بیشک واسطے ہر نبی کے ایک دعاے مستجاب ہے اور بیشک مین نے رکھ چھوڑی
ہے اپنی دعا اپنی شفاعت واسطے اپنی امت کے روز قیامت مین اسپر کعب نے اونسے
کہا تو نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہا ہان کعب بولے میرے
ماں باپ تجھپر سے قربان ہون یا اونپر سے قربان ہون کیا پھر مین تجھے خبر ندون ابراہیم
علیہ السلام کی کہ جب وہ خواب مین اپنے فرزند اسحٰق کا ذبح کرنا دکھائے گئے تو شیطان بولا
کہ اگر مین ان لوگون کو اس حالت کے وقت فتنے مین نہ ڈالون تو اونکو کبھی فتنے مین نہ ڈالونگا
پھر حضرت ابراہیم اپنے بیٹے کو لیکر نکلے تاکہ اوسے ذبح کرین پس شیطان چلا تو حضرت سارہ
پر داخل ہوا پھر کہا ابراہیم تیرے بیٹے کو کہان لیگیا ہے وہ بولین کہ اپنے کسی کام کیواسطے
اوسکو صبح لیگئے ہین شیطان نے کہا کہ وہ اوسے کسی کام کے لئے صبح نہین لیگیا ہے
وہ تو اوسکو اسی لیے لیگیا ہے کہ ذبح کرے وہ بولین اوسے کیون ذبح کرتے ہین شیطان
بولا اوسکا زعم یہ ہے کہ اوسکے رب نے اوسے اسکا امر کیا ہے وہ بولین تو مقرر اوسنے
خوب کیا کہ اپنے رب کی اطاعت کرتا ہے پھر شیطان باپ بیٹے کے پیچھے چلا تو بیٹے سے

کہا کہ تیرا باپ تجھے کہان لیے جاتا ہے اوسنے کہا کہ اپنے کسی کام کو شیطان نے کہا
وہ تجھے کسی کام کو نہین لیے جاتا ہے لیکن وہ تو تجھے اس لیے لیجاتا ہے کہ ذبح
کرے اوسنے کہا وہ مجھے کیون ذبح کرتا ہے شیطان نے کہا وہ یہ زعم کرتا ہے کہ اوسکی
رب نے اوسے اسکا امر کیا ہے لڑکے نے کہا تو واللہ البتہ اگر اللہ ہی نے اسکا اوسے
امر کیا ہے تو وہ ضرور ہی کریگا راوی نے کہا پھر شیطان اوس سے ناامید ہوا تو اوسے
چھوڑ دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملا پھر کہا کہ تو اپنے بیٹے کو صبح کہان لایا ہے
وہ بولے کسی کام کو شیطان بولا تو تو اوسے کسی کام کو صبح نہین لایا ہے اوسکو تو تو اسی لئے لایا
ہے کہ ذبح کرے فرمایا مین اوسے کیون ذبح کرتا ہون کہا تو یہ زعم کرتا ہے کہ تیرے رب نے
تجھے اسکا امر کیا ہے فرمایا تو قسم ہے اللہ کی اگر اللہ ہی نے مجھے اسکا امر کیا ہے تو مین ضرور
ہی کرونگا کہا پھر اونکو چھوڑ دیا اور اس سے ناامید ہوا کہ اوسکی بات مانی جاے ابن جریر نے
بھی اسکو بسند خود بطولہ ذکر کیا ہے اور اسکے آخر مین یہ کہا ہے کہ اللہ تعالی نے اسحٰق علیہ السلام
کی طرف یہ وحی بھیجی کہ مین نے تجھے ایک دعا عطا کی مین اوسکو تیرے واسطے قبول کرونگا
حضرت اسحٰق نے کہا اللھم انی ادعوك ان تستجیب لی ایما عبد لقیك من
الاولین والاٰخرین لا یشرك بك شیئا فادخلہ الجنۃ یعنی الٰہی مین تجھے
پکارتا ہون کہ تو میرے واسطے قبول کرے کوئی بندہ جو تجھسے ملے اگلون اور پچھلون
مین سے جو تیرے ساتھہ شریک نکرتا ہو کسی شے کو تو تو اوسے جنت مین داخل کرنا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تبارک وتعالی نے مجھے اختیار دیا
درمیان اسکے کہ بخشدے میری آدہی امت کو اور اسکے کہ قبول کرے میری شفاعت
سو مین نے اختیار کیا اپنی شفاعت کو اور امید کی اس بات کی کہ وہ عام تر ہو واسطے میری
امت کے اور اگر نہوتی وہ شے جسکی طرف سبقت کی بندۂ صالح نے تو البتہ مین جلدی کرتا
اوسمین اپنی دعا کو بیشک اللہ تعالی نے جبکہ کشایش کی اسحٰق سے کرب ذبح کی تو اونسے کہا گیا
اے اسحٰق مانگ تجھے دیا جائیگا تو کہا خبردار قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھہ مین میری

جان سے ہے البتہ مین جلدی کرونگا اوسکے قبل نزغات شیطان کے الٰہی جو کوئی مرا اس حال
مین کہ شریک نہین کرتا ہے تیرے ساتھہ کسی شے کو تو تو اوسکو بخشدے اور داخل کر اوسکو
جنت مین یہ حدیث غریب منکر ہے عبد الرحمن بن زید بن اسلم ضعیف الحدیث ہے حافظ ابن
کثیر کہتے ہین مین ڈرتا ہون اس سے کہ حدیث مین زیادت مدرجہ ہو یعنی ان اللہ تعالے
لما فرج عن اسحق الخ واللہ اعلم پس یہ اگر محفوظ ہے تو اشبہ یہ ہے کہ سیاق حضرت اسمعیل علیہ
السلام ہی کی طرف سے ہے اہل کتاب نے مارے حسد کے اسمعیل کی اسحٰق کے ساتھہ
تحریف کر دی ہے چنانچہ اول گزر چکا ہے ورنہ مناسک و ذبائح کا محل جو ہے سو زمین مکہ
کی موضع منی مین ہے جہان حضرت اسمعیل تھے بخلاف حضرت اسحٰق علیہ السلام کے کہ وہ بلاد
کنعان مین تھے جو کہ زمین شام سے ہین **قولہ تعالی** وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت
الرؤيا کا مطلب یہ ہے کہ تو نے جو اپنے بیٹے کو ذبح کیواسطے لٹا دیا اس سے جو مقصود
تیرے خواب سے تھا وہ حاصل ہو چکا **سدی** وغیرہ نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم نے
حضرت اسمعیل کی گردن پر چھری چلائی سو اوسنے کچھہ نہ کاٹا بلکہ چھری کے اور اونکے درمیان ایک
تختی تانبی کی حائل ہو گئی اور اوسوقت حضرت ابراہیم کو یہ ندا کی گئی کہ قد صدقت الرؤیا **قولہ تعالی**
انا كذلك نجزي المحسنين یعنی جسطرح ہمنے انسے بلا دور کر دی اسی طرح ہم دور کرتے ہین
مکارہ و شدائد کو اوس شخص سے جسنے ہماری اطاعت کی اور اوسکے واسطے ہم کشایش راہ
کر دیتے ہین کقولہ تعالی ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب
ومن يتوكل على الله فهو حسبه ان الله بالغ امره قد جعل الله لكل شيء قدرا
علماے اصول کی ایک جماعت نے اس آیت و قصہ سے اسپر استدلال کیا ہے
کہ فعل پر قادر ہونے سے پہلے نسخ صحیح ہے معتزلہ کے ایک گروہ کا اسمین خلاف ہے حالانکہ
دلالت صحت نسخ پر اس آیت سے ظاہر ہے کیونکہ اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کیواسطے اونکے فرزند کا ذبح کرنا مشروع فرمایا پھر اس حکم کو اوسنے نسخ کیا اور اوسکو فدیہ کی طرف
پھیر دیا اول جو ذبح کو مشروع کیا سو مقصود اوس سے صرف ثواب دینا تھا خلیل کو اسپر کہ اپنے
بیٹے کے ذبح پر صبر و عزم کیا اسی لیے یون فرمایا ان هذا لهو البلاء المبين یعنی بیشک

۱۲

یہ آزمانا البتہ واضح وجلی آزمانا یہی ہے اسی لیے کہ اونکو اپنے فرزند کے ذبح کا حکم ہوا تو
اونہون نے اللہ پاک کے امر وطاعت کے مطیع ومنقاد ہوکر اوسکی طرف جلدی کی اسلیے
اللہ تعالی نے فرمایا ہے وابراھیم الذی وفی قولہ تعالی وفدیناہ بذبح عظیم
کی تفسیر مین سفیان کا لفظ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ وہ ایک سفید دنبہ بڑی آنکھون
والا بڑے سینگون والا یمول کے درخت سے بندہا ہوا تھا ابو الطفیل نے کہا جو کہ حضرت
علی سے راوی ہین کہ اوسکو بندہا ہوا پایا یمول کے درخت سے جو ثبیر پہاڑ مین تھا ثوری کا
لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ ایک دنبہ جو کہ جنت مین چالیس برس چرچکا تھا
ابن ابی حاتم نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے
فرمایا وہ پتھر جو منی مین ثبیر کی جڑ مین ہے یہ وہی پتھر ہے جسپر حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند
حضرت اسحق کے فدیہ کو ذبح کیا ثبیر پہاڑ سے ایک دنبہ بڑی آنکھون والا بڑے سینگون والا
اونپر اوترا تھا اوسکے واسطے آواز تھی سو اونہون نے اوسکو ذبح کردیا یہ وہی دنبہ ہے جسکی
حضرت آدم کے بیٹے نے قربانی کی تھی پھر وہ اوس سے قبول ہوا تھا سو وہ رکہ چھوڑا گیا
تھا یہانتک کہ حضرت اسحاق کا اوس سے فدیہ ہوا یہ بھی سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ وہ
دنبہ جنت مین چرتا تھا یہانتک کہ ثبیر پہاڑ اوس سے شق ہوا اور اوسپر سرخ اون تھی حضرت
حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دنبے کا نام جریر تھا
ابن جریج کہتے ہین عبید بن عمیر نے کہا کہ اوسکو مقام منی مین ذبح کیا مجاہد نے کہا کہ
اوسکو ذبح کیا منی مین نزدیک نحر کے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباس سے مروی
ہے کہ اونہون نے فتوی دیا تھا اوس شخص کو جسنے اپنے ذمہ پر یہ ٹھیرایا تھا کہ خود کو نحر کرے
سو اوسکو سو اونٹون کا حکم دیا پھر بعد اسکے فرمایا کہ اگر مین اوسکو ایک دنبے کا فتوی دیتا تو اوسے
کافی ہوتا کہ ایک دنبہ ذبح کردے اس لئے کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین فرمایا ہے
وفدیناہ بذبح عظیم صحیح قول جسپر اکثر ہین یہ ہے کہ دنبہ کا فدیہ دے ثوری کا لفظ حضرت
ابن عباس سے بذبح عظیم کی تفسیر مین دعل ہے یعنی پہاڑی بکرا محمد بن اسحق
کا لفظ حضرت حسن سے یہ ہے ما فدی اسمعیل علیہ السلام الا بتیس من الاروی

ثبیر پہاڑ کی جڑ مین ہے

اھبط علیہ من ثبیر یعنی حضرت اسمعیل کا فدیہ نہین کیا گیا مگر ساتھہ ایک نر کے پہاڑی
بکرون سے ثبیر پہاڑ سے اونپر اوتارا گیا تہا امام احمد نے صفیہ بنت شیبہ سے
روایت کیا ہے کہا بنی سلیم کی ایک عورت نے خبر دی جسنے ہمارے عامہ اہل دار کو جنا تہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بہیجا ایک بار اوس
عورت نے یون کہا کہ خود اوسنے عثمان سے پوچہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے کیون
بلایا تو عثمان نے کہا آپ نے مجھسے یہ فرمایا کہ میں نے دنبے کے دو سینگ دیکہے تہے جبکہ میں بیت
میں داخل ہوا سو میں بہول گیا کہ تجھے یہ حکم دون کہ تو انکو ڈہانک دے اب تو انکو ڈہانک دے
کیونکہ یہ لائق نہین ہے کہ بیت اللہ میں ایسی شے ہو جو کہ نماز پڑہنے والے کو مشغول کرے سفیان
امام احمد کے اوستاد کہتے ہین کہ اوس دنبے کے دونون سینگ بیت اللہ میں لٹکے رہے یہانتک
کہ بیت اللہ جلا تو وہ بہی جل گیے یہ ایک مستقل دلیل ہے اسپر کہ ذبیح حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین
کیونکہ جس دنبے کے ساتھہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فدیہ کیا تہا اوسکے سینگون کے قریش
باہم ایک دوسرے کے وارث ہوتے چلے آئے خلف سلف سے اور ایک گروہ بعد دوسرے
کے یہانتک کہ اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا واللہ اعلم **فصل**
اس مین ذکر ہے اون آثار کا جو سلف سے وارد ہوے ہین اس باب مین کہ ذبیح کون ہے **فکر**
اون لوگون کا جو اوسکے قائل ہین کہ ذبیح حضرت اسحق علیہ السّلام ہین (۱) حسن و زیات نے
ابو میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ
فرمایا اوسکے مواجہہ مین تو یہ رغبت کرتا ہے کہ میرے ساتھہ کہا ہے حالانکہ میں واللہ
یوسف بن یعقوب نبی اللہ بن اسحق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ ہون (۲) ثوری نے
عن ابی سنان عن ابی الہذیل روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے
اسیطرح کہا (۳) سفیان ثوری نے عن زید بن اسلم عن عبد اللہ بن عبید
بن عمیر عن ابیہ روایت کیا ہے قال قال موسے علیہ الصلوٰۃ
والسلام یارب یقولون بالہ ابراھیم و اسحق و یعقوب
فیم قالوا ذلک قال ان ابراھیم لم یعدل فی شئ قط الا اختار

علیہ وان اسحق جادلی بالذبح وھو یغیر ذلک اجود وان یعقوب کلما
ولد له بلاء زاد نی حسن ظن (۴) ربیعہ نی عن ابی اسحق عن ابی الاحوص روایت کیا ہے کہ ایک
شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس فخر کیا تو کہا کہ مین فلان بن فلان بن
اشیاء کرام ہون پس حضرت ابن مسعود نے فرمایا یہ تو یوسف بن یعقوب بن اسحق ذبیح اللہ
بن ابراہیم خلیل اللہ ہین یہ قول حضرت ابن مسعود سے صحیح ہے (۵) اسی طرح عکرمہ نے
حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت اسحق علیہ السلام ہین (۶) اور اونکے
والد ماجد حضرت عباس اور (۷) حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مثل اسکے مروی ہے اور
اسی طرح (۸) عکرمہ و (۹) سعید بن جبیر و (۱۰) مجاہد و (۱۱) شعبی و (۱۲) زید بن اسلم و
(۱۳) عبد اللہ بن شقیق و (۱۴) زہری و (۱۵) قاسم بن ابی بزہ و (۱۶) مکحول و (۱۷)
عثمان بن ابی حاضر و (۱۸) سدی و (۱۹) حسن و (۲۰) قتادہ و (۲۱) ابن سابط نے
کہا ہے یہ قول اختیار ابن جریر ہے اور انکی روایت کعب احبار سے گزر چکی ہے کہ ذبیح
حضرت اسحق علیہ السلام ہین اور اسی طرح ابن اسحق نے بسند خود عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
عن کعب الاحبار روایت کیا ہے کہا کہ وہ حضرت اسحق علیہ السلام ہین یہ اقوال سارے
واللہ اعلم کعب احبار سے ماخوذ ہین کیونکہ کعب جب دولت عمری مین مسلمان ہوئے تو حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی کتب قدیم سے حدیث کرنے لگے بسا اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے کعب کی باتون کو سنا اسپر کعب کے پاس جو اقوال تھے اونکے سننے مین لوگون نے
رخصت سمجھی اور جو باتین کعب کے پاس تھین غث و سمین اونکو اونسے نقل کیا حالانکہ کعب
کی باتون مین سے ایک حرف کی طرف بھی واللہ اعلم اس امت کو کوئی حاجت نہین ہے
یہ قول کہ ذبیح حضرت اسحق ہین **بغوی** نے اسکو حضرت عمر و حضرت علی و حضرت ابن مسعود
و حضرت عباس رضی اللہ عنہم سے حکایت کیا ہے اور منجملہ تابعین کعب احبار و سعید بن
جبیر و قتادہ و مسروق و عکرمہ و عطاء و مقاتل و زہری و سدی سے کہا یہ قول احدی الروایتین
ہے حضرت ابن عباس سے اور اس باب مین ایک حدیث وارد ہوئی ہے
اگر وہ ثابت ہوتی تو ہم بسر و چشم اوسکے قائل ہوتے لیکن اوسکی سند صحیح نہین ہوئی

ابن جریر نے بسند خود عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حدیث[۹۵] مین جسکو ذکر کیا ہے کہا ہے کہ وہ اسحق ہین پس اسکی اسناد مین دو شخص ضعیف ہین ایک تو حسن بن دینار بصری متروک دوسرے علی بن زید بن جُدعان منکر الحدیث وقد رواہ ابن ابی حاتم عن ابیہ عن مسلم بن ابراھیم عن حماد بن سلمۃ عن علی بن زید ابن جدعان بہ مرفوعا ثم قال قد رواہ مبارک بن فضالۃ عن الحسن عن الاحنف عن العباس رضی اللہ عنہ قولہ وھذا اشبہ واصح واللہ اعلم **ذکر اون آثار کا** جو اس باب مین وارد ہوئی ہین کہ ذبیح حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین یہی قول صحیح مقطوع ہے حضرت ابن عباس سے روایت اول گزر چکی ہے کہ وہ حضرت اسحق علیہ السلام ہین واللہ اعلم (۱) سعید بن جُبیر و عامر شعبی و یوسف بن مہران و مجاہد و عطا و غیر واحد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام ہین **ابن جریر** نے عن عطا بن ابی رباح عن ابن عباس روایت کیا ہے فرمایا کہ جسکا فدیہ دیا گیا وہ حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین اور یہود نے زعم کیا کہ وہ حضرت اسحق علیہ السلام ہین اور یہود نے جھوٹ کہا (۲) اسرائیل نے عن ثور عن مجاہد عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے فرمایا کہ ذبیح حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین (۳) ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین اور اسی طرح (۴) یوسف بن مہران نے کہا ہے (۵) شعبی نے کہا کہ وہ حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین اور مقرین نے اوس دنبے کے سینگون کو کعبہ مین دیکھا ہے (۶) محمد بن اسحق نے عن الحسن بن دینار و عمرو بن عبید عن الحسن البصری روایت کیا ہے کہ وہ اسمین شک نہین کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹون مین سے جسکے ذبح کا حکم کیا گیا وہ حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین (۷) ابن اسحق نے کہا اور مین نے سنا محمد بن کعب قرظی کو اس حال مین کہ وہ کہتے تھے بیشک وہ جسکے ذبح کا اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کو امر فرمایا اونکے دو بیٹون مین سے اسمعیل علیہ السلام ہین اور بیشک ہم البتہ اسکو پاتے ہین اللہ تعالی کی کتاب مین اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی جب فارغ ہوا اوس شخص کے قصے سے جو ذبح کیا گیا حضرت ابراہیم کے دو بیٹون مین سے

[۹۵] یہ حدیث مسند عن العباس بن عبد المطلب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال نبح اللہ اسمٰعیل وانا ابن اثنتین او ثلاث وانا اعقل وانا اسمع الناس یقولون لیعقوب انا ابراہیم ویحکی ویحکی یعقوب فاجعلنی الفداء قال ان ابراہیم الذی فدی ان اسحٰق فصعد جبریل وان اسحٰق جاء فداہ فنحر وذلک بمکۃ عند یعقوب وذلک بمکۃ عند الجمرۃ الوسطی رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم وابن مردویہ وفی اسنادہ الحسن بن دینار البصری وھو متروک وعلی بن زید بن جدعان وھو ضعیف واخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری مرفوعا نحوہ کذا فی فتح البیان

تو یون فرمایا وبشرناہ باسحق نبیا من الصالحین اور اللہ تعالی فرماتا ہے فبشرناھا باسحق ومن وراء اسحق یعقوب فرماتا ہے کہ ہمنے اوسکو خوشخبری دی بیٹے کی اور بیٹے کے بیٹے کی سو وہ ایسا نہین ہے کہ اونکو امر فرمایے اسحق کے ذبح کا حالانکہ اوسکے واسطے اللہ تعالی کی طرف سے وعدہ دیا گیا ہے اوس شے کا کہ جسکا اوسکو وعدہ دیا ہے اور نہین ہی وہ جسکے ذبح کا اوسکو امر فرمایا مگر اسمعیل علیہ السلام ابن اسحق نے کہا کہ مین نے محمد بن کعب کو سنا کہ وہ اوسکو بہت کہتے تھے (۸) ابن اسحق بُریدہ بن سفیان بن بُردہ اسلمی سے راوی ہین اور بُریدہ محمد بن کعب قرظی سے روایت کرتے ہین کہ محمد نے لوگون کو یہ حدیث کی کہ اوسنے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے اسکا ذکر کیا اس حال مین کہ وہ خلیفہ تھے جبکہ محمد اونکے ہمراہ شام مین تھے تو عمر نے محمد سے کہا کہ بیشک یہ البتہ ایک ایسی شے ہے کہ مین اسمین نظر وغور نہین کرتا تھا اور بیشک مین البتہ اوسکو ویسا خیال کرتا ہون جیسا تو نے کہا پھر عمر نے آدمی بھیجا طرف ایک شخص کے جو کہ اونکے نزدیک شام مین تھا یہ شخص یہودی تھا پھر اسلام لے آیا تھا اور اوسکا اسلام اچھا ہوا تھا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ اونکے علما مین سے ہے پس عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اوس سے اسکا پوچھا محمد بن کعب نے کہا اور اوسنے ہمکو خبر دی نزدیک عمر بن عبد العزیز کے پس عمر نے اوس سے کہا کہ حضرت ابراہیم کے دونون بیٹون مین سے کون سے کے ذبح کا امر کیا گیا تو اوسنے کہا اسمعیل کا واللہ یا امیر المومنین اور بیشک یہود البتہ اسکو جانتے ہین لیکن اے گروہ عرب وہ تمہارا حسد کرتے ہین اسپر کہ وہ تمہارا باپ ہو کون باپ جسکے حق مین اللہ کا وہ امر وفضل ہوا جسکا اللہ تعالے نے اوسکی طرف سے ذکر کیا ہے بسبب اوسکے صبر کے واسطے اوس شے کے جسکا اوسکو امر ہوا سو وہ جان بوجھ کر اسکا انکار کرتے ہین اور یہ عم کرتے ہین کہ وہ اسحق علیہ السلام ہین اس لیے کہ وہ اونکے باپ ہین اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اون مین کا کون فرزند تھا اور ہر ایک طاہر طیب اور مطیع تھا واسطے اللہ عزوجل کے (۹) عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی نے کتاب الزہد مین ذکر کیا ہے کہ مین نے اپنے والد سے ذبیح کا پوچھا کہ آیا وہ حضرت اسمعیل ہین یا حضرت اسحق تو کہا کہ حضرت اسمعیل ہین (۱۰) ابن ابی حاتم نے کہا اور مجھ سے اپنے

والد کو سنا وہ کہتے تھے صحیح یہ ہے کہ ذبیح حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین کہا (۱۱) اور حضرت علی و (۱۲) حضرت ابن عمر و (۱۳) حضرت ابوہریرہ و (۱۴) ابوالطفیل و (۱۵) سعید بن مسیب و (۱۶) سعید بن جبیر و (۱۷) حسن و (۱۸) مجاہد و (۱۹) شعبی و (۲۰) محمد بن کعب قرظی و (۲۱) ابوجعفر محمد بن علی و (۲۲) ابوصالح رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ان سب نے کہا کہ ذبیح حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین **بغوی** نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر و سعید بن مسیب و سدی و حسن بصری و مجاہد و ربیع بن انس و محمد بن کعب قرظی و کلبی اسی طرف گئے ہین اور یہی ایک روایت ہے حضرت ابن عباس سے اور ابو عمرو بن العلاء سے بھی اسکو حکایت کیا ہے **ابن جریر** نے اس باب مین ایک حدیث غریب صنابحی سے روایت کی ہے کہا ہم تھے نزدیک حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پس لوگون نے ذکر کیا کہ ذبیح حضرت اسمعیل ہین یا حضرت اسحق علیہما السلام تو حضرت معاویہ نے فرمایا علی الخبیر سقطتم یعنی تم خبردار واقف کار پر آگرے ہم تھے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا تو اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ عد علی مما افاء اللہ علیک یا ابن الذبیحین یعنی اے فرزند دو ذبیح کے آپ کو جو اللہ نے عطا کیا ہے اوسمین سے آپ مجھے دین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنسدیا پہ حضرت معاویہ سے کہا گیا اے امیرالمومنین دو ذبیح کیا ہین تو کہا عبدالمطلب نے جبکہ چاہ زمزم کے کھودنے کا حکم دیا تو اللہ کے واسطے یہ نذر کی کہ اگر اللہ اوسکا کام اوس پر آسان کردے گا تو البتہ اپنے ایک بیٹے کو ذبح کرے گا کہا پس عبداللہ پر سہم نکلا تو اونکے مامون نے اونکو روکا اور کہا کہ تو اپنی بیٹے کے فدیہ مین سو اونٹ قربان کر ڈال پس عبدالمطلب نے عبداللہ کے فدیہ مین سو اونٹ دیے اور دوسرے ذبیح حضرت اسمعیل ہین **هذا** احدیث غریب جدا وقد رواہ الازرقی فی مغازیہ حدثنا بعض اصحابنا اخبرنا اسمعیل بن عبید بن ابی کریمۃ حدثنا عمرو بن عبدالرحمن القرشی حدثنا عبیداللہ بن محمد العتبی من ولد عتبۃ بن ابی سفیان حدثنا عبداللہ بن یزید حدثنا الصنابحی قال حضرنا مجلس معاویۃ رضی اللہ عنہ فذاکر القوم الذبیح اسمعیل او اسحق وذکرہ کذا کتبتہ من نسخۃ مغلوطۃ

ابن جریر نے جو یہ اختیار کیا ہے کہ ذبیح حضرت اسحق علیہ السلام ہین سو اس باب
مین اس آیت پر اعتماد کیا ہے فبشرناہ بغلام حلیم پس اس بشارت کو وہی بشارت
حضرت اسحق کی ٹھیرائی ہے جو اس آیت مین مذکور ہے وبشرناہ بغلام علیم اور یعقوب
علیہ السلام کی بشارت کا یون جواب دیا ہے کہ وہ پہونچا ساتھ اوسکے سعی کو یعنی عمل کو
اور یہ ممکن ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے ساتھ اون کی اور اولاد بھی ہوئی ہو کہا اور وہ دو
سینگ جو کعبے مین لٹکے ہوئے تھے سو ہو سکتا ہے کہ وہ بلاد کنعان سے نقل کیے
گئے ہون کہا اور اول یہ گزر چکا ہے کہ لوگون مین سے وہ ہین جو اسطرف گئے ہین کہ
حضرت ابراہیم نے حضرت اسحق کو وہان ذبح کیا یہ وہ بات ہے جسپر ابن جریر نے اپنی
تفسیر مین اعتماد کیا ہے اور جسطرف وہ گئے ہین نہ وہ مذہب ہے نہ لازم ہے بلکہ وہ نہایت
بعید ہے اور محمد بن کعب قرظی نے جس بات کے ساتھ اسپر استدلال کیا ہے کہ وہ
حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین اصح واثبت واقوی ہے واللہ اعلم **قولہ تعالی** وبشرناہ
باسحق نبیا من الصالحین جبکہ ذبیح کی بشارت یعنی حضرت اسمعیل کی اول گزر چکی
تو اونکے بھائی حضرت اسحق علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ عطف کیا اور یہ بشارت
سورۂ ہود و حجر مین گزر چکی ہے نبیا حال مقدرہ ہے یعنی عنقریب اوس سے نبی صالح ہوگا
ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ذبیح اسحق
علیہ السلام ہین کہا اور قولہ تعالی وبشرناہ باسحق نبیا من الصالحین کہا کہ اونکی نبوت کی بشارت
دی کہا قولہ تعالی ووہبنا لہ من رحمتنا اخاہ ہارون نبیا کہا کہ حضرت ہارون حضرت موسی
سے بڑے تھے ولیکن مراد یہ ہے کہ بخشی واسطے اوسکے نبوت اوسکی عن عکرمہ عن ابن
عباس اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے قال انما بشرہ بنبیا من الصالحین قال انما
بشرہ بنبیا حین فداہ اللہ عزوجل من الذبح اونکے پیدا ہونے کے وقت نبوت کی بشارت
نہ تھی **ابن ابی حاتم** نے عن عکرمہ عن ابن عباس یون روایت کیا ہے قال
بشرہ حین ولد وحین نبی یعنی اونکی ولادت ونبوت کے وقت بشارت دی سعید بن ابی عروبہ
نے قتادہ سے روایت کیا ہے قال بعد ما کان من امرہ لما جاد اللہ تعالی بنفسہ وقال اللہ عزوجل

وبارکنا علیہ وعلی اسحٰق قولہ تعالی وبارکنا علیہ الخ کقولہ تعالی قیل یانوح اھبط بسلام منا وبرکات علیک وعلی امم ممن معک وامم سنمتعھم ثم یمسھم منا عذاب الیم کذافی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا مین جانے والا ہون طرف اپنے رب کے یعنی مین اپنی مولد اور اپنی قوم کے شہر سے ہجرت کرنے والا ہون کون قوم جنہون نے اپنے بتون کے واسطے تعصب کرکے اور اللہ پاک کے کافر ومنکر ہوکر اور اوسکے رسولون کو جھٹلا کر کیا جو کچھ کیا طرف اوسجگہ کے جسکی طرف ہجرت کرنے کا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے یا طرف اوسجگہ کے جہان مین اوسکی عبادت کرنے پر قدرت پاؤنگا کسی نے کہا ہے کہ اللہ پاک نے زمین سام کیطرف جانیکا اونکو امر کیا تھا کسینے کہا ذاہب الی ربی کے یعنی ہن کہ مین اپنی عمل وعبادت وقلب ونیت کے ساتھہ جانیوالا ہون اس قول کی بنا پر اون کا جانا عمل کے ساتھہ ہے اور قول اول کی بنا پر بدن کے ساتھہ جانا ہے ظاہر تر یہی قول ہے یہ آیت باب ہجرت وعزلت مین اصل ہے پہلے پہل یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا جبکہ اللہ پاک نے آگ سے اونکو خلاصی دی اس ہجرت کا بیان پورے طور پر سورۂ کہف مین گزر چکا ہے سیہدین کا یہ مطلب ہے کہ جس کام کی مین نے نیت کی ہے اوسمین میرا رب مجھے راہ بتائیگا طرف اوسجگہ کے جسکی طرف جانے کا مجھے امر کیا ہے یا میرے مقصود ومطلب کی طرف مجھے راہ بتائیگا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ بات جب کہی کہ اونہون نے ہجرت کی مقاتل نے کہا پھر جب وہ ارض مقدس مین آئے تو اپنے رب سے لڑکے کا سوال کیا بارگاہ الٰہی مین یون عرض کیا کہ رب ھب لی من الصالحین یعنی اے میرے رب تو مجھے بخش ایک نیک لڑکا نیکون مین سے جو کہ تیری طاعت پر میری اعانت کرے اور غربت وسفر مین مجھے انس دے مفسرین نے اسی طرح کہا ہے اور اسکی علت یہ بیان کی ہے کہ ہبہ کے معنی ولد مین غالب ہوئے ہین پس جب مطلق ہبہ بولا جائے گا تو ولد پر محمول ہوگا اور جب مقید وارد ہوگا تو اوسی شے پر محمول ہوگا جسکے ساتھہ مقید کیا گیا ہے جسطرح اس آیت مین ہے وو ھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا اور اگر یہ فرض کرلیا جاے کہ ہبہ طلب ولد مین غالب نہین ہے تو بھی قولہ تعالی

ف اور برکت دی مجھہ اوپر اور اوپر اسحاق کے ۱۲

حکم ہوا اے نوح اوتر سلامتی کے ساتھہ ہماری طرف سے اور برکتون کے ساتھہ مجھہ اوپر اور اوپر ساتھہ تجھہ اور اوپر کتنے فرقون پر تیرے ساتھہ والون مین اور کتنے فرقون کو فائدہ دینگے ہم پھر چھوئینگے اونکو ہماری طرف سے دکھ کی مار ۱۲

ف اور بخشا ہم نے اوسکو اوسکی مہربانی سے اپنی اوسکے بھائی ہارون نبی کو ۱۲

فبشرناہ بغلام حلیم اسپر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد رب
ہب لی من الصالحین سے ولد ہی ہے معنی یہ ہین کہ ہمنے اوسکو بشارت دی غلام حلیم
کی زبان پر فرشتون کے جو کہ مہمانون کی صورت مین اوسکے واسطے آئے تھے پھر وہ اونکی بستی
سے لوط علیہ السلام کی بستی کی طرف نقل کر گئے جیسا کہ سورۂ ہود مین گزر چکا ہے اور سورۂ
ذاریات مین آئے گا حلیم کے معنی یہ ہین کہ وہ لڑکا حلیم ہوگا وقت بڑے ہونے اپنے کے
گویا اوس لڑکے کے باقی رہنے کی بشارت دی یہانتک کہ وہ بڑا ہوگا اور حلیم ہو جائیگا
کیونکہ صغیر موصوف بحلم نہین ہوتا ہے زجاج نے کہا یہ بشارت اسپر دال ہے کہ اونکو
ولد مذکر کی بشارت دی گئی اور اسکی کہ وہ باقی رہیگا یہانتک کہ سن مین پہونچے گا اور موصوف
بحلم ہوگا فلما بلغ معہ السعی مین عبارت محذوف ہے چنانچہ یہ فاے فصیحہ اوسکا اشعار
کر رہی ہے تقدیر کلام یہ ہے فوہبنا لہ الغلام فنشا حتی صار الی السن التی یسعی فیہا مع ابیہ
فی امور دنیاہ معینا لہ علی اعمالہ یعنی پھر بخشا ہمنے اوسکو وہ لڑکا پھر وہ بڑہا اوسنے پرورش
پائی یہانتک کہ اوس سن کو پہونچا جسمین اپنے باپ کے ساتھ سعی کرے اوسکے دنیاوی
امور مین اوسکا معین و مددگار ہوکر اوسکے کامون پر مجاہد نے کہا جبکہ وہ جوان ہوا اور اوسکی
سعی نے سعی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جوان ہوا یہانتک
کہ اوسکی سعی اپنے باپ کی سعی کو پہونچی کام مین مقاتل نے کہا جبکہ چلا اوسکے ساتھ فرار نے
کہا کہ اوسوقت اونکی عمر تیرہ برس کی تھی حضرت حسن نے کہا کہ یہ سعی عقل کی سعی ہے جسکے ساتھ
حجت قائم ہوتی ہے ابن زید نے کہا کہ مراد سعی فی العبادت ہے کسی نے کہا کہ مراد احتلام ہے
یعنی جب بالغ ہوا قال یابنی انی اری فی المنام انی اذبحک بنی کو بفتح و کسر یاے تحتیہ
پڑہا ہے اور دونون سبعیہ مین یعنی جب وہ لڑکا اس عمر کو پہونچا کہ کام کاج مین اپنے باپ کی اعانت
کرے تو حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے بیشک مین دیکھتا ہون
خواب مین یہ کہ مین ذبح کرتا ہون تجھکو اذبحک مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ بمعنی افعل الذبح ہے
یا امر یہ یعنی مین فعل ذبح کر رہا ہون یا مین امر کیا جاتا ہون ذبح کا پہلے احتمال کی طرف تو فد صدقت
الرویا اشارہ کرتا ہے اور دوسرے کی طرف افعل ما تومر کچھ بھی ہو مطلب یہ ہے کہ مین نے

خواب مین یہ رویا دیکھا ہے مقاتل نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین رات پے در پے
یہ خواب دیکھی قتادہ نے کہا رویا انبیا کا حق ہے جسوقت کہ وہ کسی شے کو دیکھتے ہین تو اوسے
کر ڈالتے ہین فانظر ماذا تری حمزہ و کسائی نے بضم تا سے فوقیہ و کسر را پڑہا ہے اور
دونون مفعول محذوف ہین اے انظر ماذا تریني ایاہ من صبر ک واحتمالک یعنی دیکھہ تو کیا شے
ہے کہ دکھاتا ہے تو مجھے اوسکو اپنے صبر و برداشت سے اور ساتون مین کے باقی
قاریون نے بفتح تا اور پڑہا ہے رای سے یہ مضارع ہے رایتُ کا اور ضحاک و اعمش
نے تُرَیٰ بضم تا و فتح را بصیغہ مجہول ای ماذا یخیل الیک ویسنح لخاطرک یعنی کیا شے تیرے
خیال مین ڈالی جاتی ہے اور ظاہر ہوتی ہے تیرے دل مین فراء نے پہلی قرارت کے
بیان معنی مین یون کہا ہے انظر ماذا تُرِی من صبرک وجزعک یعنی دیکھہ کیا شے تو دکھاتا
ہے اپنے صبر و بے صبری سے زجاج نے کہا کہ فراء کے سوا کسی نے یہ بات نہین
کہی ہے اور علما نے جو کہا ہے وہ یہی ہے کہ تو کیا مشورہ دیتا ہے یعنی تیرا جی تجھے
کیا رائے دکھاتا ہے ابو عبید نے کہا کہ یہ جو ہوتا ہے سو خاصۃً رویت عین سے ہوتا
ہے اسی طرح ابو حاتم نے بھی کہا ہے نحاس نے ان دونون کے قول کو غلط کہا ہے
اور کہا کہ یہ رویت عین اور غیر رویت عین دونون سے ہوتا ہے دوسری قرارت کے معنی
ظاہر و واضح ہین غرضکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے صرف اس لیے مشورہ
لیا کہ اوسکے صبر کو جان لین واسطے امر الٰہی کے ورنہ انبیا علیہم السلام کے خواب تو وحی
ہوتے ہین اور اونکا امتثال اونکو لازم اور اونپر واجب ہوتا ہے قال یا ابت افعل
ما تومر ای ما تومر بہ حرف ما موصولہ ہے یعنی بیٹے نے کہا اے میرے باپ تو کر ڈال
اوس شے کو جسکا تجھے امر کیا جاتا ہے یعنی میرا ذبح کرنا جسکی تیری طرف وحی کی گئی ہے کسینے کہا کہ ما مصدریہ
ہے باین معنی کہ افعل امرک اور مصدر مضاف الی [illegible] طرف مفعول کے اور ما موربہ کا امر نام
رکھدیا ہے لیکن قول اول اولیٰ ہے اس لیے کہ [illegible] نہین ہے جو امین ہے بالجملہ بیٹے نے اپنے باپ کی تسلی کو یون کہا ستجدني ان شاء الله من الصابرین یعنی عنقریب
تو مجھے پائیگا اگر چاہا اللہ نے صبر کرنے والا سے اوس ذبح پر جسکے سامنہ میرا امتحان

کیا ہے اپنی بات کو جو اللہ پاک کی مشیت کے ساتھ متعلق کیا سو یہ واسطے تبرک کے ہے
فلما اسلما ای استسلما لامر اللہ واطاعاہ وانقادا لہ وخضعا یعنی پھر جب باپ بیٹے دونون
مطیع ومنقاد ہوئے اور تواضع وفروتنی کی واسطے امر الٰہی کے جمہور نے اسلما پڑہا ہے
اور حضرت علی وحضرت ابن مسعود وحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے سلّما یعنی تفویض
کیا دونون نے اپنے کام کو طرف اللہ کے حضرت ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے
کہ اونہون نے استسلما پڑہا ہے قتادہ نے کہا اسلم احدہما نفسہ للہ واسلم الآخر ابنہ یعنی
اونمین کے ایک نے تو سونپ دیا اپنے نفس کو واسطے اللہ کے اور دوسرے نے
سونپ دیا اپنے بیٹے کو سلم لامر اللہ واسلم واستسلم ایک معنی مین بولتے ہین **لما کے جواب**
مین اختلاف ہے کہ وہ کیا ہے سو کسی نے تو کہا کہ محذوف ہے تقدیر یہ ہے ظہر صبرہما یا
اجزلنا لہما اجرہما یا فدیناہ وبکبش بصریون نے اسی طرح کہا ہے یعنی جب باپ بیٹے امر الٰہی کے
مطیع ہوئے تو اونکا صبر ظاہر ہوگیا یا ہمنے اونکو ثواب جزیل دیا یا فدیہ کیا ہمنے اوسکا ساتھ
دینے کے **کوفی** کہتے ہین کہ جواب وناديناہ ہے اور حرف واو زائد ہے نحاس نے
اپنرلون اعتراض کیا ہے کہ حرف واو حروف معانی مین سے ہے یہ جایز نہین ہے
کہ وہ زیادہ کیا جاے اخفش کہتے ہین کہ جواب وتلہ للجبین ہے اور حرف واو زائد ہے
کوفیون سے بھی یہ قول مروی ہے وہی نحاس کا اعتراض اسپر بھی وارد ہوتا ہے جیسا کہ
اول پر وارد ہوچکا ہے **وتلہ للجبین** یعنی پچھاڑا اور گرادیا اوسکو اوسکے پہلو پر کسینے
کہا ہے کہ تل کہتے ہین قوت سے پھینکنے کو اصل اسکی رماہ علی التل سے ہے تل کہتے ہین
بلند جگہہ کو یا ماخوذ ہے تلیل سے تلیل بولتے ہین گردن کو یعنی پھینکدیا اوسکو اوسکی گردن
کے بل پھر تل بولا گیا واسطے ہر اسقاط کے گونہ تل پر ہو نہ گردن پر قاموس مین ہے تلہ تلا
من باب قتل فہو متلول وتلیل صرعہ والقاہ علی عنقہ وخدہ یعنی ڈالدیا اوسکو اوسکی گردن و
رخسار پر محاورے مین بولتے ہین تللت الرجل اذا القیتہ اور تل بمعنی صرع ودفع آتا ہے مراد
یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible] بیٹے کو لٹایا اوسکی جبین کے بل زمین
پر **جبین** وہ ہے جو کہ منکشف ہے جبہہ سے قالہ اسمین **مصباح** مین کہا ہے کہ جبین ناحیہ

۹۱ سمرقندی اعتراض نحاس کا جو
قوی اعتراض نہین ہے
یہ خاصہ مکان منتفی ہے
کہ جو حرف معروف
سے کوفیون کی زیادہ
معانی سے ہو وہ بھی زائد
نہو والعلم عند اللہ تعالیٰ
صحیح

جبہہ ہے زیر ناف کے محاذات سے صدغ تک جبہہ کے راست و چپ سے دو جبین ہین
قالہ الازہری و ابن فارس وغیرہما پس جبہہ درمیان دو جبین کے ہے جمع جبین کی جبن
بضمتین ہے جیسے برید و بُرد اور اجبنہ جیسے اسلحہ کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اوس کو
اوندہا ڈالا اوسکے مونہہ کے بل تاکہ اوس سے وہ شے نہ دیکہین جو کہ اونکے دل کی رقت
کے موثر ہو اوس جگہہ مین اختلاف ہے جہان اوسکے ذبح کا ارادہ کیا پس کسی نے کہا کہ وہ
جگہہ مکہ مکرمہ ہے مقام مین کسی نے کہا کہ منیٰ کی منحر مین نزدیک جمار کے کسی نے کہا اوس
پتہر پر جو ثبیر پہاڑ کی جڑ مین ہے کسی نے کہا شام مین مفسرین نے کہا ہے کہ جب حضرت
ابراہیم نے اپنے بیٹے کو ذبح کیواسطے لٹایا تو پہاڑ کی طرف سے اونکو یہ ندا کی گئی یا ابراہیم
قد صدقت الرؤیا یعنی جو بات تو نے خواب مین دیکہی اوسکے کرنے پر تو نے عزم
کر لیا بمجرد عزم کے جو اونکو مُصدّق ٹہیرایا اگرچہ بیٹے کو ذبح نہین کیا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ جو کام
اونکے امکان مین تہا وہ اونہون نے کر دیا اور مقصود دونون کا انقاد ہوتا تہا واسطے
امر الٰہی کے اور وہ اسکو کر چکے قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین علماے اہل سنت
نے فرمایا ہے کہ نفس ذبح واقع نہین ہوا اور اگر واقع ہو جاتا تو اوسکا رفع متصور نہوتا پس
یہ نسخ قبل الفعل کے باب سے تہا کیونکہ اگر امر بذبح کے امتثال سے فراغ حاصل ہو جاتا تو فدیہ
کا تحقق نہوتا کہا اور صدقت الرویا کے یہ معنی ہین کہ جو کام تیری امکان مین تہا وہ تو نے کر دیا
پہر تو رک گیا جبکہ ہمنے تجھے روک دیا اس باب مین جو کچہہ کہا گیا ہے یہ قول اوس سب سے
زیادہ تر صحیح ہے ایک گروہ نے یون کہا کہ یہ اوس قبیل سے نہین ہے جو کسی طرح منسوخ
ہو کیونکہ ذبحت الشی کے یہ معنی ہین کہ مین نے اوس شے کو قطع کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
چہری لیتے تہے پہر اوسے اپنے بیٹے کے گلے پر چلاتے تو وہ لوٹ جاتی تہی جیسا کہ
مجاہد نے کہا ہے بعض نے کہا جب وہ کسی جز کو قطع کرتے تبہی وہ لج جاتا تہا ایک گروہ
نے یہ کہا منجملہ اوسکے سُدی ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اونکے بیٹے کی گردن پر ایک صفحہ تانبے کا
لگا دیا تہا پس حضرت ابراہیم نے کاٹنا شروع کیا حالانکہ وہ کسی شے کو نہین کاٹتے تہے
قدرت الٰہیہ مین یہ سب کچہہ جائز ہے لیکن یہ بات نقل صحیح کی محتاج ہے کیونکہ یہ ایک ایسا

امر ہے کہ نظر سے اسکا ادراک نہین کیا جاتا ہے اسکا طریقہ تو خبر ہی ہوتی ہے اور اگر یہ
بات گزری ہوتی تو اللہ پاک واسطے تعظیم رتبۂ حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل علیہما السلام کے
ضرور اوسکو بیان فرما دیتا اور اسکا بیان فدا کے بیان سے اولی ہوتا بعض نے یہ کہا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو ذبح حقیقی کا امر نہین ہوا تھا جو کہ گردن کی رگون کا کاٹنا اور خون بہانا ہے
اونہون نے تو صرف یہ دیکھا تھا کہ اپنے بیٹے کو موجع کے واسطے لٹایا ہے سو یہ تو ہم
کیا کہ اونکو ذبح حقیقی کا امر ہوا ہے پھر جس لٹانے کا اونکو امر ہوا تھا جب اوسکو کر چکے تو اونسے
کہا گیا قد صدقت الرؤیا یہ سب مفہوم آیت سے خارج ہے حضرت خلیل و ذبیح علیہما السلام
کے ساتھ یہ گمان نہین کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس امر سے وہ بات سمجھین جسکے واسطے کوئی
حقیقت نہو یہانتک کہ اونسے توہم صادر ہو **ونیز** اگر یہ چیزین صحیح ہوتین تو فدیہ کی طرف حاجت
نہوتی انا کذلک نجزی المحسنین یعنی جیسی ہمنے تجھے جزا دی ویسی ہی جزا دیتے ہین محسنین
کو بسبب امتثال حکم کے باین طور کہ سختیون سے اونکو خلاصی دیتے ہین اور محنتون سے
اونکو صحیح و سالم رکھتے ہین پس یہ جملہ مثل تعلیل کے ہے واسطے ماقبل کے مقاتل کے
قول کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ پاک کی طاعت مین احسان و
اخلاص کیا تو اوسنے اونکو یہ جزا دی کہ اونکے بیٹے کے ذبح کرنے سے عفو فرمایا ان ھذا
لھو البلاء المبین ابتلا و بلا کے معنی ہین اختبار و امتحان یعنی آزمانا جانچنا معنی یہ ہین کہ بیشک
البتہ یہی ہے کھلا ہوا جانچنا اس لیئے کہ اللہ پاک نے اپنی طاعت مین اونکو آزمایا سانہہ ذبح کرنے
اونکے فرزند ارجمند کے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ بیشک البتہ یہی ہے ظاہر نعمت کیونکہ اللہ تعالے
نے اونکے فرزند کو ذبح سے سالم رکھا اور دنبے کے ساتھہ اوسکا فدیہ کیا جو وقت
اللہ پاک کسی پر انعام کرتا ہے تو محاورۂ عرب مین یون کہتے ہین کہ ابلاہ اللہ ابلاء و بلاء لیکن قول
اول اولی ہے اگرچہ ابتلا خیر و شر کے ساتھہ آزمانے مین مستعمل ہوتا ہے اسی باب سے یہ آیت
کریمہ ہے ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ لیکن مناسب مقام معنی اول ہین ابو زید نے کہا یہ
اوس بلا کے بارے مین ہے جو اوپر نازل ہوئی تھی اسمین کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرین کہا اور
یہ منجملہ بلاے مکروہ ہے وفدیناہ بذبح عظیم ذبح بالکسر اسم ہے مذبوح کا جیسے طحن اسم ہے

ف
اور ہم نے جسکو جانچا تھا ان ہین
سے اوسکو بلائی
سے آزمانیکو

مطعون کا جمع اسکی ذبوح ہے اور بالفتح مصدر ہے عظیم کے معنی عظیم القدر ہین عظیم الحبثہ مراد نہین ہے اوسکی قدر اس لیے عظیم ہوئی کہ اوسکے ساتھہ ذبیح کا فدیہ کیا گیا یا اس لیے کہ وہ مقبول ہے نحاس نے کہا کہ عظیم لغت مین واسطے کبیر کے اور واسطے شریف کے آتا ہے اہل تفسیر اسجگہہ اسپر ہین کہ واسطے شریف کے ہے یعنی قبول کیا ہوا مطلب یہ ہے کہ مقبولیت کی شرافت جو اوسے حاصل ہوئی اس لیے اوسکو عظیم کہا یا اسواسطے کہ وہ دنبہ چالیس برس جنت مین چر چکا تھا چنانچہ حضرت ابن عباس کا قول اول گزر چکا ہے اکثر مفسرین کا قول یہی ہے اور قول اول گزر چکے ہین منجملہ معلوم و مقرر یہ بات ہے کہ ہر شے جو جنت کی ہے آگ اوسمین اثر نہین کرتی ہے پس اوس دنبے کا گوشت پکایا نہین گیا بلکہ درندون پرندون نے اوسکو کہالیا فتامل یعنی یہ ہین کہ کر دیا ہمنے اوس ذبح عظیم کو فدیہ واسطے اوسکے اور خلاصی دی ہمنے اوسکو بسبب اوسکے ذبح سے ابو السعود نے کہا جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اوس دنبے کو ذبح کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر پھر ذبیح نے کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پھر ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر و للہ الحمد پس یہ سنت باقی رہی انتہی حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا مین نے نذر مانی کہ البتہ مین اپنے نفس کو ذبح کرونگا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی البتہ مقرر ہے واسطے تمہارے اللہ کے رسول مین اقتدا اے نیک پھر یہ آیت پڑہی وفدیناہ بذبح عظیم پس اوسکو امر فرمایا ایک دنبے کا تو اوسنے اوسکو ذبح کر دیا اخرجہ عبد الرزاق وابن جریر وابن المنذر والطبرانی وابن مردویہ عنہ وأخرج الطبرانی من طریق اخری عنہ نحوہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استشہاد فرمایا ہے اوس شخص کے حق مین جسنے اپنے بیٹے کے ذبح کی نذر مانی کہ اوسکو ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے انتہی بیضاوی نے بعد نقل اس قول کے یہ کہا ولیس فیہ ما یدل علیہ انتہی یعنی آیت مین وہ شے نہین ہے جو قول مذکور پر دال ہو حضرت محی الدین شیخزادہ رضی اللہ عنہ نے اسپر کہا ہے کہ یہ اشارہ ہے طرف اوس اعتراض کے جو صاحب تقریب نے اس استدلال پر وارد کیا ہے باین قول کہ فیہ نظر اس لیے کہ آیت مین نہ تو نذر کا ذکر ہے نہ لزوم ذبح کا بلکہ اللہ تعالی نے اوسپر تفضل بفدا فرمایا اور نیز یہ شرع من قبلنا ہے انتہی شارح بیہقی نے

۵۳

اسکا یہ جواب دیا ہے مروی ہے کہ فرشتون نے جب حضرت خلیل کو غلام حلیم کی بشارت
دی تو فرمایا کہ وہ اب اللہ کے واسطے ذبیح ہے اور یہ نذر بذبیح ولد ہے اسی لیے جسوقت
وہ لڑکا اونکے ساتھ حد سعی کو پہونچا تو اونسے کہا گیا کہ اپنی نذر کو وفا کر پس اپنے بیٹے
سے کہا انی اری فی المنام انی اذبحک باین معنی کہ مین دیکھتا ہون خواب مین وہ شے جسکی
تعبیر تیرا ذبح ہے رہا لزوم ذبح کا سو اس لیے ہے کہ اگر وہ لازم نہ آتا تو فدیہ کی طرف
حاجت نہوتی اور شرع من قبلنا جبکہ منسوخ نہ ہو تو ہم اوسکے ساتھ مکلف ہین علی حسب الخلاف
انتہی قولہ تعالی وترکنا علیہ فی الاخرین پر وقف نہین ہے اسواسطے کہ قولہ سلام
علی ابراھیم مفعول ہے ترکنا کا سلام سے مراد ثنائے جمیل ہے یعنی چھوڑ رکھا ہمنے
اوسپر پچھلی امتون مین جو اوسکے بعد آئین گی اس قول کو کہ سلام علی ابراہیم مطلب یہ ہے
کہ پچھلے لوگ اونکا ذکر خیر سے کرین گے اونکی ثنا وصفت کرین گے عکرمہ نے کہا کہ سلام
ہماری طرف سے کسی نے کہا کہ سلامتی آفات سے اسمین ویسا ہی کلام ہے جیسا کہ
سلام علی نوح فی العالمین مین ہے اسی سورت مین اوسکے معنی واعراب کا بیان گزر چکا ہے
کذلک نجزی المحسنین یعنی مثل اس جزاے عظیم کے جزا دیتے ہین ہم اوس شخص کو
جو اللہ تعالی کے امر کے واسطے مطیع ومنقاد ہوتا ہے یہان انا کذلک نہین فرمایا جیسا
کہ اسکے غیر مین کہا ہے اس لیے کہ اسی قصے مین سابق ہو چکا ہے پاس خفت ایکبار
کے ذکر پر اکتفا فرمایا انہ من عبادنا المؤمنین یعنی بیشک وہ ہمارے اون بندون مین
سے ہے جنہون نے عبودیت کو اوسکا حق دیا ہے اور اللہ پر ایمان لانے مین اور اوسکے
یکتا سمجھنے مین راسخ دم اور ثابت قدم ہین وبشرناہ باسحق نبیا من الصالحین یعنی بشارت
دی ہمنے ابراہیم کو ایک لڑکے کی جو اوسکے واسطے پیدا کیا جاے گا اور نبی بنے گا
بعد اسکے کہ اوس عمر کو پہونچے گا جسمین اوسکے لایق ہوگا نبیا منصوب ہے بنا بر حال
اور یہ حال مقدرہ ہے زجاج نے کہا اگر ذبیح حضرت اسحق علیہ السلام ہون تو حال کا
مقدرہ ہونا ظاہر ہے اولی یہ ہے یون کہین کہ جسنے ذبیح کی تفسیر حضرت اسحق کے
ساتھ کی ہے تو اوسنے بشارت کو اسجملہ اونکی نبوت کے ساتھ خاص ٹھیرایا ہے اور

ذکر صلاح مین بعد نبوت کے تعظیم ہے شان صلاح کی اور وقت بشارت کے وجود مبشر بہ کی حاجت نہین ہے کیونکہ ذوالحال کا وجود کچھ شرط نہین ہے شرط جو ہے سو وہ مقارنت ہے واسطے فعل کے من الصالحین جسطرح یہ جایز ہے کہ نبیا کی صفت ہو اسی طرح یہ بھی جایز ہے کہ او سمین کی ضمیر مستتر سے حال ہو تو اب متداخل حال ہو جائین گے وبارکنا علیہ و علی اسحٰق یعنی برکت دی ہمنے ابراہیم پر اور اسحق پر باین طور کہ ہم نے اپنی نعمتین پے در پے اونکو عطا کین کسی نے کہا کہ ہمنے اونکی اولاد بڑہائی کسی نے کہا کہ علیہ کی ضمیر حضرت اسمعیل کی طرف پھرتی ہے لیکن یہ قول بعید ہے کسی نے کہا کہ اسجگہ مبارکہ سے مراد ثنائے حسن ہے اونپر روز قیامت تک کسی نے کہا کہ ہمنے اوسکی پشت سے ہزار نبی نکالے اول اونکے تو حضرت یعقوب ہین اور اونکے آخر حضرت عیسی ہین علیہم الصلوٰۃ والسلام یہ قول گویا کثرت اولاد کی تفصیل ہے ومن ذریتہما محسن وظالم لنفسہ مبین یعنی اونکی اولاد دو قسم کی ہے ایک تو وہ ہے جو ایمان لاکر توحید اختیار کر کے اپنے عمل مین احسان و اخلاص کرنے والا ہے دوسرا وہ ہے جو کہ کفر و معاصی کر کے اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے جبکہ اللہ پاک نے ذریت مین برکت و کثرت کا ذکر کیا تو یہ بھی بیان فرمادیا کہ اس عنصر شریف و اصل مبارک سے ذریت کا ہونا کچھ اونکو نافع نہین ہے اور نہ پلیدی و پاکی کا امر عرق و عنصر پر جاری ہوتا ہے کیونکہ کبھی نیک کے بد پیدا ہوتا ہے اور بد کے نیک یہ بات اوس قبیل سے ہے جو کہ طبایع و عناصر کی بنا کو منہدم کرتی ہے بلکہ وہ جو نفع یاب ہونگے سو اپنے اعمال سے نہ اپنے باپ دادون سے کیونکہ یہود و نصاری اگرچہ حضرت اسحق علیہ السلام کی اولاد سے ہین پر جس گھلی گمراہی کی طرف وہ گئے سو گئے اور عرب گو حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اصل ثابت کی فرع ثابت ہین پر شرک پر مرے مگر جسکو اللہ پاک نے بسبب اسلام کے بچا لیا ؎

حسن زبصرہ بلال از حبش صہیب ز روم		زخاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبیست	

اسمین ایک تنبیہ عظیم ہے اسپر کہ ظلم جو اونکی اولاد مین ہے وہ اونپر کوئی عیب و نقصان عائد نہین کرتا ہے اور آدمی کا جو عیب کیا جاتا ہے سو بسبب اوسی کے بفعل کے اور اوسی کام پر

عقاب کیا جاتا ہے جسکو اوسکے ہاتھون نے کمایا نہ اوس شے پر جو اوسکی اصل و فرع سے
وجود مین آئے وکا تذہ اور اسرا تا دنہ سرا خری اس مضمون کی دلیل روشن ہے

ف فتح البیان مین ذبیح کے باب مین جو دو قول ہین جنکا ذکر ہو چکا ہے اونکو مع دلائل
ہر قول کے ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر ایک قول کی دلیل کا جواب ممکن ہے اور اوسکی
واسطے مناقشہ ہو سکتا ہے یہ مسئلہ اون عقائد مین سے نہین ہے جنکی معرفت کے ہم مکلف
ہین پس قیامت کے دن ہمسے اوسکا سوال نہوگا تو اس قبیل سے ٹہیرا کہ نہ اوسکا علم نافع ہے
نہ اوسکا جہل مضر پھر کہا ہے کہ ہمنے جو اختلاف بیان کیا اور اختلاف والون کے دلائل ذکر
کئے اوس سے تم جانتے ہو کہ اس مقام مین وہ شے نہین ہے جو موجب قطع ہو یا تعین
ظاہر اوسکا رجحان متعین ہو محققین مصنفین مین سے ایک گروہ نے ہر قول کو ترجیح دی ہے جیسے
ابن جریر کہ اونہون نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ ذبیح حضرت اسحق علیہ السلام ہین لیکن اس پر
بعض اقوال سے استدلال کیا ہے اون قولون مین سے جنکو ہمنے یہان بیان کیا ہے
اور جیسے ابن کثیر کہ اونہون نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ وہ حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین اور
اسپر دلائل کو اقوی و اصح ٹہیرایا ہے حالانکہ بات ویسی نہین ہے جو اونہون نے ذکر کی کیونکہ
یہ دلائل اگر کم رتبے کے نہین ہین اون لوگونکی دلیلون سے جو قائل اسکے ہین کہ ذبیح حضرت
اسحق ہین تو اونسے فوق بہی نہین اور نہ اونسے ارجح ہین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس
باب مین کوئی شے صحیح نہین ہوئی ہے اور جو آپ سے مروی ہے سو وہ یا تو موضوع ہے
یا سخت ضعیف اب باقی نہ رہی مگر مجرد استنباطات قرآن شریف سے چنانچہ سابق مین ہمنے
اس طرف اشارہ کیا ہے اور وہ محتمل ہین اور محتمل سے حجت قایم نہین ہوتی ہے پس جس بات
سے کہ آگے بڑہنا نہ چاہیے اور جسمین ترجیح بلا مرجح اور استدلال بمحتمل سے سلامتی حاصل
ہوتی ہے وہ بات وقف ہے چنانچہ زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ اعلم ایہما الذبیح
یعنی اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ دونون بیٹون مین سے ذبیح کون ہے یہ تیسرا مذہب ہے
یعنی احد القولین کے ساتھہ جزم کرنے سے توقف کرنا اور اسکے علم کو اللہ سبحانہ کے سپرد کرنا
واقع مین وقت تعارض ادلہ کے یہ طریقہ بغایت اسلم ہے یا الجملہ جب اللہ پاک یہ بیان کر چکا

ف
اور نداؤنہا اونکا
سو کوئی اونہا نیوالا پایا
دوسرے کہا ۱۲
کہ احتمال احتمال نفس احتمال علی کا
کہ احتمال سے وجود ہونا ثابت
نہین ہوتا اور نہ ہونا
کہ اون سب سے وہ ذبیح مین
استدلال باطل ہوجاتا ہے
حالانکہ ایسا نہین ہے
کہ احتمال سے احتمال
اور کہ مراد احتمال
مساوی ہے تو دونون
موجود ہونے مین ہے کہ الفاظ
قرآن کی دلالت حضرت
اسمعیل کے ذبیح ہونے
خوب و نسخ سے اونپر دلیل
اونکا معانی دیگر
سیاق و سباق بعض سے
واللہ اعلم ۱۲ رجح مصحح اللہ

اوسنے ذبیح کو ذبیح سے نجات دی اور بعد اوسکے اونپر نبوت کا احسان کیا تو جو منت و احسان
اوسنے حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام پر کیا تہا اوسکا ذکر فرمایا پس ارشاد کیا۔ ج
ولقد منا علی موسی وھارون ۚ ○ ونجینھما وقومھما من الکرب العظیم ۚ
ونصرنھم فکانوا ھم الغلبین ○ ۚ واتینھما الکتب المستبین ۚ ○ وھدینھما
الصراط المستقیم ۚ ○ وترکنا علیھما فی الاخرین ○ سلم علی موسی و
ھرون ○ انا کذلک نجزی المحسنین ○ انھما من عبادنا المومنین ○
اور ہمنے احسان کیا موسی اور ہارون پر اور بچا دیا ہمنے اونکو اور اونکی قوم کو اوس بڑی گھبراہٹ
سے اور اونکی مدد کی تو وہی رہی زبردست ہمنے اونکو کتاب واضح اور سچائی اونکو سیدہی راہ
اور باقی رکہا اونپر پچھلی خلق مین کہ سلام ہے موسی اور ہارون پر ہم یون دیتے ہین بدلا نیکی کرنیوالون
کو وہ دونون ہمارے بندون ایماندارون مین ہین انتہی ف اللہ پاک اوس انعام کا ذکر
فرماتا ہے جو اوسنے حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام پر کیا وہ یہ ہے کہ دونون کو
نبوت عطا فرمائی اور فرعون اور اوسکی قوم جو بنی اسرائیل پر قہر و زبردستی کرتے تہے اور اونکے
حق مین بڑی برائی کا قصد کیا کرتے تہے کہ اونکے بیٹون کو مار ڈالتے اور عورتون کو زندہ چہوڑتے
اور ذلیل سے ذلیل کامون مین اونکو لگاتے تہے اللہ پاک نے اون دونون کو اور اونکو جو
اونپر ایمان لائے تہے اس بلا سے نجات دی اور اس سب کے بعد انکو اونپر مظفر و منصور
کیا اور انکی آنکہون کو اونکے ہلاک ہونے سے ٹہنڈا کیا سو یہ اون پر غالب ہوئے اور اونکے
زمین و مال اور جو کچہ اپنی مدت عمر مین جمع کیا تہا یہ سب لیلیا پہر اللہ عزوجل نے حضرت موسی
علیہ السلام پر کتاب عظیم واضح و جلی و ظاہر نازل فرمائی یعنی توریت شریف کما قال تعالی ولقد
اٰتینا موسی وھرون الفرقان وضیاء اور آنجگہ یون ارشاد فرمایا واتینا ہما الکتاب
المستبین وہدینا ہما الصراط المستقیم یعنی ہمنے اونکو وہی کتاب کہلی اور بتائی ہمنے اونکو راہ سیدہی
اقوال و افعال مین وترکنا علیھما فی الاخرین یعنی باقی رکہا ہمنے واسطے اونکے بعد اونکے ذکر جمیل
و ثنا سے حسن پہر اسکی تفسیر فرمائی اپنے اس قول سے سلام علی موسی وھارون
الآیہ کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ منت و احسان سے مراد نبوت وغیرہ

ع ۱۱ اور ہمنے دی تہی موسی اور ہارون کو کچہ نشانی اور روشنی ۱۲

منتہائے عظیم ہین جنکا اللہ پاک نے اوپر انعام فرمایا تہا قوم سے مراد مومنین بنی اسرائیل ہین
کرب عظیم سے مراد فرعون کا اونکو غلام بنالینا ہے جسمین وہ مبتلا تہے اور وہ بلا و ایذا
جو اوسکی طرف سے اونکو پہونچتی تہی کسی نے کہا مراد غرق ہے جسنے فرعون کو اور اوسکی
قوم کو ہلاک کردیا قول اول اولی ہے کیونکہ وہ عام ہے یہ بہی اوسمین داخل ہے نصرنا ہم مین
ضمیر جمع کی ذکر فرمائی فرا نے کہا کہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون اور اونکی قوم کی طرف
پہونچی ہے اس لیے کہ اس سے قبل وبجینا ہما و قومہما ہے کسی نے کہا کہ حضرت موسیٰ و
حضرت ہارون دونون کی طرف راجع ہے ضمیر جمع اونکی تعظیم کے واسطے ہے قول اول
اولی ہے اسواسطے کہ ماقبل مین قرینہ اوسکا موجود ہے نصر سے مراد تائید ہے واسطے اونکے
دشمنون پر یعنی پہر وہ ہو گئے بسبب ہماری تائید و نصر کے وہی غالب اپنے قبطی دشمنون پر
بعد اسکے کہ اونکے قید و قہر کے تحت مین تہے ضمیر ہم تاکید کی ہے یا بدل ہے یا ضمیر فصل
ہے ظاہر تر یہی ہے کتاب مستبین سے مراد توریت شریف ہے یعنی جن حدود و احکام کو وہ لائی
ہے اونمین ظاہر و واضح ہے محاورے مین بولتے ہین استبان کذا ای صار بینا یعنی فلان شے
ظاہر و واضح ہوگئی صراط مستقیم وہ سیدہی راہ ہے جسمین کسی طرح کی کجی نہو مراد دین اسلام ہے
کیونکہ یہ وہ راہ ہے جو حق و صواب کہ عقلاً و سمعاً ہے اوسکی طرف پہونچا دیتی ہے یا مطلوب
کی طرف ایصال کردیتی ہے جو کہ جنت ہے انا کذلک نجزی المحسنین یعنی جسطرح ہمنے اونکو
جزا دی اسی طرح ہم جزا دیتے ہین احسان کرنے والون کو پہر اس احسان کی یہ علت بیان کی کہ انہا
من عبادنا المومنین یعنی وہ محسنین اسواسطے ہوئے کہ ہمارے ایماندار بندون مین سے تہے اسمین
ایمان کی جلالت قدر و اصالت امر کا اظہار ہے یعنی ایمان ایسی جلیل القدر و اصل شے ہے
کہ محسنین کا درجہ ایمان ہی سے ملتا ہے پہر اللہ پاک نے حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر

فرمایا وان الیاس لمن المرسلین ۝ اذ قال لقومہ الا تتقون ○ اتدعون بعلا
وتذرون احسن الخالقین ۝ اللہ ربکم ورب اٰبائکم الاولین ○ فکذبوہ
فانہم لمحضرون ۝ الا عباد اللہ المخلصین ○ وترکنا علیہ فی الاٰخرین
سلم علی اٰل یاسین ○ انا کذلک نجزی المحسنین ○ انہ من عبادنا المومنین ○

اور تحقیق الیاس ہے رسولون مین جب کہا اپنی قوم کو کیا تمکو ڈر نہین کیا تم پکارتے ہو بعل
کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ
دادون کا پھر اوسکو جھٹلایا سو وہ پکڑے آتے ہین مگر جو بندے ہین اللہ کے چنے اور
باقی رکھا ہمنے اوپر پچھلی خلق مین کہ سلام ہے الیاس پر ہم ایسون کو بدلا دیتے ہین نیکی کرنیوالون کو
وہ ہے ہمارے بندون ایماندارون مین ف حضرت الیاس اولاد مین حضرت ہارون کے
ہین شہر بعلبک کی طرف اونکو اللہ نے بھیجا وہ پوجتے تھے بت اوسکا نام بعل تھا ف
الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہین جیسے طور سینا اور طور سینین اور آل یاسین بھی پڑھا ہے
کسی نے تو یاسین اونکے باپ کا نام ہے انتہی ف قتادہ و ابن اسحاق نے کہا
کہتے ہین کہ الیاس وہی ادریس علیہ السلام ہین ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ الیاس وہی ادریس علیہ السلام ہین اسی طرح ضحاک نے بھی کہا ہے
وہب بن منبہ نے کہا کہ یہ الیاس بن یسی بن فنحاص بن العیزار بن ہارون بن عمران علیہم السلام
ہین اللہ تعالی نے بنی اسرائیل مین اونکو بھیجا بعد حزقیل علیہما السلام کے اونہون نے ایک
بت کو پوجا تھا جسکو بعل کہتے تھے پس الیاس علیہ السلام نے اونکو اللہ تعالی کی طرف
بلایا اور ماسوے اللہ کے پوجنے سے اونکو منع کیا اونکا بادشاہ حضرت الیاس پر ایمان
لے آیا تھا پھر وہ لوگ مرتد ہو گئے اور اپنی گمراہی پر مستمر رہے اور اونمین سے کوئی اوپر
ایمان نہ لایا پھر حضرت الیاس نے اوپر بد دعا کی تو تین برس اونسے بارش روکی گئی پھر اونسے
یہ درخواست کی کہ یہ بلا اونسے دور کیجاے اور اوپر ایمان لانے کا اونسے وعدہ کیا اگر اوپر
پانی برسے پس حضرت الیاس نے اونکے لئے دعا کی تو پانی برسا پھر وہ اوسی خبیث ترین
کفر پر مستمر رہے جسپر وہ پہلے قایم تھے پس حضرت الیاس نے اللہ تعالی سے یہ سوال
کیا کہ اونکو اپنی طرف قبض کرے اور یسع بن اخطوب نے حضرت الیاس کے ہاتھون پر
پرورش پائی تھی سو یسع نے حضرت الیاس کو اعلام کیا کہ فلان فلان مکان کی طرف جائین پھر
جو شے اونکے پاس آئے تو اوسپر سوار ہو لین سو اونکے پاس ایک گھوڑا آیا آگ کا تو وہ سوار
ہو گئے اللہ تعالی نے اونکو نور پہنایا اور اونکو پر لگائے فرشتون کے ساتھ اوڑتے تھے

ملک انسی سماوی ارضی ہوکر وہب نے اسکو اہل کتاب سے اسی طرح حکایت کیا ہے واللہ اعلم
بصحتہ اذ قال لقومہ الا تتقون یعنی جب کہا اپنی قوم کو کیا تم نہین ڈرتے ہو اللہ عزوجل
سے اس بات مین کہ تم اوسکے غیر کو پوجتے ہو حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و قتادہ و
سدی نے کہا بعلا یعنی ربا عکرمہ و قتادہ نے کہا یہ لغت ہے اہل یمن کا یعنی رب کو بعل
کہتے ہین قتادہ سے ایک روایت مین ہے کہ یہ لغت ہے ازد شنوءہ کا ابن اسحق
نے کہا مجھے بعض اہل علم نے خبر دی کہ وہ لوگ ایک عورت کو پوجا کرتے تھے جسکا نام
بعل تھا عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ وہ ایک بت کا نام ہے
اوسکو وہ شہر والے پوجا کرتے تھے جسکا بعلبک کہتے ہین جو کہ دمشق کے غربی جانب
مین ہے ضحاک نے کہا وہ ایک بت ہے جسکو وہ پوجتے تھے اتدعون بعلا یعنی کیا تم
پوجتے ہو ایک بت کو وتذرون احسن الخالقین اللہ ربکم و رب اٰبائکم الاولین یعنی اور چھوڑتے
ہو بہتر پیدا کرنے والے کو جو کہ اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ
دادون کا یعنی مستحق عبادت کا وہی وحدہ لاشریک لہ ہے فرمایا اللہ پاک نے فکذبوہ فانھم
لمحضرون یعنی پہر قوم نے اوسکو جھٹلایا سو بیشک البتہ وہی حاضر کیے جائین گے واسطے
عذاب کے روز حساب مین الا عباد اللہ المخلصین یعنی مگر وہ اللہ کے چنے بندے
جو اونمین سے موحد ہین یہ استثنا منقطع ہے کلام مثبت سے الیاسین الیاسی
جیسا کہ اسمعیل مین اسمعین کہتے ہین یہ لغت ہے بنی اسد کا بعض بنی تمیم نے گوہ مین جسکو اوسنی
شکار کیا تھا یہ شعر پڑہا ہے ؎

یقول سراب السوق لما جئتنا		ھذا و سراب البیت اسرائینا	

اور میکال و میکائیل و میکائین و ابراہیم و ابراہام و اسرائیل و اسرائین و طور سینا و طور سینین بولتے
ہین یہ ایک موضع ہے اور یہ سب جایز ہے دوسرون نے سلام علی آل یاسین پڑہا
ہے یہ قرات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے اور لوگون نے کہا ہے سلام علی آل
یاسین یعنی آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واللہ اعلم کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان
یہ ہے کہ مفسرین نے فرمایا ہے حضرت الیاس ایک نبی ہین انبیاے بنی اسرائیل سے

انکا قصہ جو اپنی قوم کے ساتھہ گزرا وہ مشہور ہے کسی نے کہا یہ الیاس بن یاسین ہین حضرت ہارون برادر حضرت موسی علیہما السلام کے سبط سے ابن اسحق وغیرہ نے کہا ہے کہ بعد یوشع علیہ السلام کے یہی حضرت الیاس بنی اسرائیل کے کام کے قیم تھے کسی نے کہا کہ الیاس برادر عم زاد یسع علیہ السلام کے ہین قول اول اولی ہے حضرت ابن عباس کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الخضر ہو الیاس یعنی خضر ہی الیاس ہین اخرجہ ابن مردویہ کسی نے کہا کہ الیاس ہی خضر ہین کسی نے کہا نہین بلکہ خضر ہی یسع ہین ایک قوم نے یہ توہم کیا کہ یسع ہی الیاس ہین حالانکہ بات یون نہین ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے ہر ایک کا ذکر علحدہ کیا ہے وہب نے کہا کہ یسع صاحب الیاس ہین یہ دونون حضرت زکریا ویحیی وحضرت عیسی علیہم السلام سے قبل تھے کسی نے کہا کہ الیاس ہی ادریس ہین یہ قول صحیح نہین ہے کیونکہ حضرت ادریس حضرت نوح علیہ السلام کے دادا ہین اور حضرت الیاس انکی ذریت سے ہین حضرت الیاس وحضرت خضر علیہما السلام کے حق مین کہا گیا ہے کہ یہ دونون زندہ ہین کسی نے کہا کہ حضرت الیاس تو یہ یا بانون پر مقرر کیے گیے ہین جسطرح کہ حضرت خضر دریاؤن پر موکل ہین امام سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے اتقان مین فرمایا ہے وہب نے کہا کہ حضرت الیاس عمر دیے گیے ہین جسطرح کہ حضرت خضر کو عمر دی گئی ہے اور وہ آخر دنیا تک باقی رہینگے ؎

مرنے جو عشق کے عاشق کبھو بیان کرتے		مسیح وخضر ہی مرنے کی آرزو کرتے	

حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ دونون یعنی حضرت الیاس وحضرت خضر مرچکے اور ہم نہین کہتے ہین جیسا کہ لوگ کہتے ہین کہ وہ زندہ ہین ادلّہ مین نظر کرکے یہی قول راجح ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم پھر اسمین اختلاف ہے کہ حضرت خضر نبی مرسل تھے یا فقط نبی یا منجملہ اولیا کرام تھے رہے حضرت الیاس سو وہ باتفاق نبی مرسل ہین ثعلبی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت الیاس حضرت موسی علیہ السلام کی صفت پر تھے غضب وقوت مین اونہون نے اپنی طرح نشو ونما پایا تھا اللہ تعالی کی عبادت کرتے تھے اللہ پاک نے اونکو نبی رسول کیا اور اونکو نشانیان عطا کین اور پہاڑ اور شیر وغیرہ اونکے لیے سخر کردیے جمہور نے الیاس کو ہمزہ مکسورہ مقطوعہ پڑہا ہے اور ابن ذکوان نے بوصل ہمزہ یہ دونون سبعیہ ہین آخیر کی ابن عامر سے مروی ہے

توجیہ دونون کی یہ ہے کہ الیاس اسم عجمی ہے عرب نے اوسکے ساتھ تلاعب کیا سو کبھی تو اوسکے
ہمزہ کو قطع کیا اور کبھی وصلی حضرت ابن مسعود و اعمش و یحیی بن وثاب نے وان ادریس لمن المرسلین
پڑھا ہے حضرت ابی نے الیسین پڑھا ہے **کلمہ اذ** ظرف ہے لمن المرسلین کا یا متعلق ہے
محذوف سے ای اذکر یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ قال لقومہ الا تتقون یعنی ای محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تو یاد کر اوس وقت کو جبکہ الیاس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم نہین ڈرتے ہو اللہ
کے عذاب سے پھر اوسپر انکار کر کے یون کہا اتدعون بعلا یعنی کیا تم پکارتے ہو بت کو اور
طلب کرتے ہو اوس سے خیر کو **ثعلب** نے کہا لوگون نے بعل مین اختلاف کیا ہے
سو ایک گروہ نے کہا کہ بعل آجکا بت ہے شیطان اوسکے جوف مین گھس جاتا اور گمراہی کے ساتھ
تکلم کرتا خادم لوگ اوسکو یاد کر لیتے اور لوگون کو سکھاتے تھے طول اوسکا بیس گز کا تھا اور
اوسکے چار مونہہ تھے پس وہ اوسکا اعتناء و اہتمام و تعظیم کرتے تھے اور اوسکی خدمت مین
چار سو خادم رکھے تھے اور اونکو اوسکے بیٹے قرار دیے تھے اوسکے موضع کو بک کہتے
تھے پھر دونون اسم مرکب کیے گیے اور بعلبک ہوگیا یہ شہر بلاد شام سے ہے ایک جماعت نے
کہا بعل سے مراد یہان بادشاہ ہے ابن اسحق نے کہا وہ ایک عورت تھی اوسکی پوجا کیا
کرتے تھے واحدی نے کہا مفسرین کہتے ہین کہ بعل بمعنی رب ہے لغت یمن مین سید و رب
کو بعل کہتے ہین نحاس نے کہا دونون قول صحیح ہین یعنی کیا تم پکارتے ہو بت کو جسکو تمنے
رب بنایا ہے قولہ تعالیٰ وتذرون احسن الخالقین جملہ حالیہ ہے یا معطوف ہے تدعون
پر اور انکار کے تحت مین داخل ہے جیسا کہ سمین نے کہا ہے یعنی کیا تم پکارتے ہو بعل کو
اس حال مین کہ چھوڑتے ہو احسن الخالقین کی عبادت کو یا یہ معنی ہین کیا تم پکارتے ہو بعل کو
اور کیا چھوڑتے ہو احسن الخالقین کی عبادت کو مطلب یہ ہے کہ تم دونون کام بُرے
کرتے ہو نہ تو تمکو یہ پہونچتا ہے کہ بعل کو پکارو اور نہ یہ کہ احسن الخالقین کی عبادت کو چھوڑو بلکہ
یون چاہیے کہ بعل کے پکارنے پوجنے کو ترک کرو اور احسن الخالقین ہی کو پوجو احسن الخالقین
سے مراد احسن المقدرین ہے اسواسطے کہ خلق اختراع اشیا مین حقیقت سے اور کبھی بمعنی تقدیر
بھی مستعمل ہوتا ہے یہان یہی مراد ہے اب وہ وہم دور ہوگیا کہ ثبوت خلق کا واسطے غیر اللہ کے

لازم آتا ہے کیونکہ افعل تفضیل بعض ہوتا ہے اوس شے کا جسکی طرف اوسکی اضافت
کی جاتی ہے جیسے زید افضل القوم کہ زید بعض ہے قوم سے اور بہترین قوم ہے اسیطرح
یہان ہے کہ اللہ کے سوا اور خالق ہین اور اللہ اونمین کا بہتر خالق ہے حالانکہ خالق اللہ ہی
ہے اور ماسوے اوسکا ہرگز کوئی خالق نہین ہے اور جب یون کہو کہ اللہ پاک بہتر ہے
سب اندازہ کرنے والون کا کیونکہ جیسا اللہ کا اندازہ ٹھیک ہوتا ہے ویسا کسی کا اندازہ
درست و راست نہین ہوتا تو اب ثبوت خلق کا غیر اللہ کے واسطے نہوگا یا یون کہو کہ اضافت
خلق کی اللہ تعالی کی طرف بمعنی ایجاد ہوتی ہے اور بندون کی طرف بمعنی کسب کیونکہ مراد یہ
ہے کہ اللہ تعالی احسن ہے اوسکا جسپر خالق کا اطلاق کیا جاتا ہے کسی معنی کے ساتھ ہو جیسا
کہ آمدی نے کہا ہے اور معتزلہ کے قول پر خود ظاہر ہے اس لیے کہ اونکے نزدیک خود بندے
اپنے افعال کے خالق ہین اور اللہ تعالی احسن الخالقین ہے سابق مین اسکی بحث گزر چکی ہے

۹۷ یعنی سبائی و زبیر بن
ضحیک بن قیس اکبر صوف
حبیب بن ثواب و عاصم
و ابو جعفر و یعقوب

حمزہ وغیرہ[۹۱] نے اللہ ربکم و رب اٰبائکم الاولین کو منصب اسماے ثلاثہ پڑہا ہے یہ نصب
بنا بر بدل ہے احسن سے کسینے کہا بنا بر مدح کسی نے کہا بنا بر عطف بیان ابو عبیدہ نے اسکا
نصب بنا بر نعت حکایت کیا ہے نحاس نے کہا یہ غلط ہے یہ جو ہے سو بدل ہے اور نعت
جایز نہین ہے اس لیے کہ یہ تخلیہ نہین ہے یعنی اسم مبارک اللہ اسم ذات ہے ہمیشہ موصوف
ہوا کرتا ہے یہ کسی کی صفت نہین پڑتا ہے قرارت نصب کو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار کیا ہے
ابن کثیر وغیرہ[۹۲] نے برفع پڑہا ہے نحاس نے کہا بایں معنی کہ ہو اللہ ربکم یعنی اسم شریف خبر ہے
مبتداے محذوف کی نحاس نے کہا اولی قول یہ ہے کہ اللہ مبتدا ہے اور ربکم خبر بدون اضمار
و حذف کے اخفش سے حکایت کیا گیا ہے کہ رفع اولی و احسن ہے ابن انباری نے
کہا کہ جسنے برفع پڑہا ہے یا منصب تو اوسنے احسن الخالقین پر جہت تمام وقف نہین کیا ہے
اس لیے کہ اسم شریف اللہ مترجم ہے احسن الخالقین سے یعنی اوسکا مبین ہے دونون وجہون
کی بنیاد پر معنی یہ ہین کہ اللہ پاک تمہارا خالق ہے اور تمہارے اگلون کا خالق ہے سو وہی
ہے جسکے واسطے عبادت لائق ہے فکذبوہ فانہم لمحضرون کا مطلب یہ ہے
کہ پھر قوم نے حضرت الیاس کی تکذیب کی سو بیشک وہ بسبب اونکی تکذیب کے البتہ حاضر

کیے جائین گے عذاب مین یا نار مین اول گزر چکا ہے کہ احضار مطلق مخصوص ہے ساتھ شر کے
الا عباد اللہ المخلصین یعنی مگر وہ بندے اللہ کے جو حضرت الیاس پر ایمان لانیوالے
تھے اونکی قوم سے استثنا سے متصل ہے اسمین دلیل ہے اسپر کہ اونکی قوم مین وہ لوگ بھی
تھے جنھون نے اونکی تکذیب نہین کی پس اسی لیے اونکا استثنا کیا مخلصین کو بکسر و فتح لام
پڑھا ہے کسر کی بنا پر یہ معنی ہین کہ اونھون نے اخلاص کیا واسطے اللہ تعالی کے فتح کی بنیاد
پر یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے اپنے بندون مین سے اونکو برگزیدہ کیا و ترکنا علیہ فی الاخرین
کی تفسیر اول گزر چکی ہے سلام علی الیاسین نافع وابن عامر واعرج وشیبہ نے باضافت
آل پڑھا ہے طرف یاسین کے بمعنی اہل یاسین باقی قرا نے بکسر ہمزہ وسکون لام جو کہ یاسین
سے ملا ہوا ہے مگر حضرت حسن کہ انھون نے الیاسین پڑھا ہے آلہ تعریف کو یاسین پر داخل
کیا ہے کہا ہے کہ مراد ان کل قرا تون پر الیاس ہین اور انھین پر تسلیم واقع ہوئی ہے لیکن یہ
ایک اسم اعجمی ہے عرب لوگ عجمی ناموں مین اضطراب کیا کرتے ہین اور بکثرت اونکو تغیر دیتے
ہین ابن جنی نے کہا کہ عرب لوگ عجمی ناموں کے ساتھ خوب تلاعب کرتے ہین پس یاسین
والیاس والیاسین ایک شے ہے اخفش نے کہا کہ عرب لوگ ایسا کیا کرتے ہین کہ قوم مین
سے جو جلیل القدر مرد ہوتا ہے اوسکے نام کے ساتھ اوس قوم کا نام رکھدیتے ہین پس مہالبہ
بولتے ہین اس بنا پر کہ اون مین سے ہر شخص کا نام مہلب رکھدیا کہا
پس اس بنا پر اون مین سے ہر شخص کا نام الیاسین رکھدیا فرا نے
کہا ہم الیاسین کو اسطرف لیجاتے ہین کہ اوسے جمع ٹھیراتے ہین پھر اوسکے نام مین اوسکے
اصحاب کو اوسکے ساتھ داخل کرتے ہین ابو علی فارسی نے کہا تقدیر اوسکی الیاسیون ہے
مگر ہر دو یا سے نسبت حذف کردی گئین جسطرح کہ اشعرین واعجمین مین محذوف ہوئی ہین فرا
وابو عبیدہ نے جمہور کی قرات کو ترجیح دی ہے کہا اس لیے کہ سورتون مین سے کسی
شے مین آل فلان نہین فرمایا ہے اسم ہی کا ذکر کیا ہے اسی طرح الیاسین ہے کیونکہ یہ
جو ہے سو بمعنی الیاس ہے یا بمعنی الیاس واتباع الیاس کلبی نے کہا کہ آل یاسین سے
مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے واحدی نے کہا یہ قول بعید ہے اس لیے کہ اسکے

والد اعلم اسمین خلیل
معلوم ہوتا ہے کہ یہ
شخص کا نام الیاسین
کس طرح کیا گیا بعض
نون یاسین کی توجیہ
کرتا ہے وہ یہ ہے
کہ الیاسین جمع ہے
الیاس کی جو شخص کا
نام الیاس کیا جاتا ہے
اوسکی جمع الیاسین
بنائی جیسے مہلب
ایک جلیل القدر کا
نام مہلب کیا جاتا ہے
جمع مہالبہ بنائی اور
اصل مین الیاسین
کی تضعیف کو تخفیف
سے حذف کیا جاتا ہے
دو یا سے نسبت سے
ایک کو حذف کیا جاتا ہے
اوسکی جمع سالم بنائی
تو دو یا سکا جمع ہوئے
ایک یا سے نسبت اور
ایک جمع تو اول کو
یا سے جمع سے بدل دیا

ف الاقتصاد سے یاسین حذف کرو یا الیاس کو جو ہو یاسین سے کم کیونکہ اول اقل اصل ہے

مابعد و ماقبل جو کلام ہے وہ اسپر دلالت نہین کرتا ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے
کہ ہم آل محمد آل یاسین ہین کسی نے کہا کہ آل قرآن اس لیے کہ یاسین بمنزلہ اسماے قرآن شریف
ہے آمین بعید بعید ہے انا کذلک نجزی المحسنین کے یہ معنی ہین کہ جسطرح ہمنے الیاس کو جزا دی
باین طور کہ اوسکی سیرت حسنہ کو پچھلون مین باقی رکھا اسی طرح ہم جزا دیتے ہین محسنین کو پھر اللہ پاک نے
حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا وان لوطا لمن المرسلین ○ اذ نجیناہ واھلہ اجمعین ○
الا عجوزا فی الغبرین ○ ثم دمرنا الاٰخرین ○ وانکم لتمرون علیھم مصبحین ○
وبالیل ط افلا تعقلون ○ اور تحقیق لوط ہے رسولون مین سے جب بچا دیا ہمنے اوسکو اور
اوسکے گھر والون کو سارے مگر ایک بڑہیا رہگئی رہنے والون مین پہر اوکو مار ڈالا ہمنے دوسرون کو
اور تم گزرتے ہو اونپر صبح کے وقت اور رات کو پھر کیا نہین ہو سمجھتے ف قوم لوط کی بستیان
اولٹی ہوئین نظر آتی ہین شام کی راہ مین انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے اپنے
بندہ و رسول لوط علیہ السلام کے کہ اوسنے اونکو بھیجا طرف اونکی قوم کے پھر قوم نے اونکی تکذیب
کی تو اللہ پاک نے قوم کے درمیان سے اونکو اور اونکے گھر والون کو بچا لیا مگر اونکی عورت
کہ وہ ہلاک ہوئی اون لوگون کے ساتھہ جو اوسکی قوم سے ہلاک ہوئے اللہ پاک نے طرح طرح
کی عقوبت سے اونکو ہلاک کیا اور جس زمین مین اونکی بستی تھی اوسکی جگہہ ایک چھوٹا دریا بدبودار شکل
کر دیا اور اوسکو رہگزر بنا دیا کہ مسافر لوگ رات دن اوسپر سے گزر کرتے ہین اسی لیے یون فرمایا وانکم
لتمرون علیھم مصبحین وبالیل افلا تعقلون یعنی کیا پھر تم اونسے عبرت نہین لیتے ہو کہ اللہ تعالی
نے اونکو کیسا ہلاک کر ڈالا اور کیا جانتے نہین ہو کہ کافرون کے واسطے ایسا ہی قصہ ہوتا
ہے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ اول پورے
طور پر گزر چکا ہے کلمہ اذ متعلق ہے اذکر محذوف سے مرسلین کے ساتھہ اوسکا متعلق ہونا
ٹھیک نہین ہے اس لیے کہ وہ رسول نہین بنائے گئے ہین اونکی نجات دینے کے وقت
بلکہ وہ اس سے پہلے رسول تھے ایک مدت قوم کو وعظ کیا جب اونکے وعظ نے
کچھہ اثر نہ کیا تب قوم پر عذاب آیا اور اونکو نجات ملی اول گزر چکا ہے کہ غابر بمعنی ماضی
ہوتا ہے اور کبھی بمعنی باقی آتا ہے پس الا عجوزا فی الغابرین کے یہ معنی ہین مگر بڑہیا کہ عذاب مین

باقی رہنے والون کے ساتھ رہی یا اون گزرنے والون مین رہی جو کہ ہلاک
ہوئے دمرنا الاخرین یعنی ہمنے ہلاک کرڈالا دوسرون کو ساتھ عقوبت کے یہ بات کہ حضرت
لوط کو اور اونکے سارے گھر والون کو نجات دی مگر ایک بڑہیا اور اونکی قوم کے باقی لوگون
کو ہلاک کیا جو اونپر ایمان نہ لائے تھے اسمین ایک روشن دلالت ہے اسپر کہ وہ مرسلین مین
سے تھے جب تو اللہ پاک نے اونکے نہ ماننے پر قوم کو ہلاک کیا اور اونکو بچایا اسی قسم کا معاملہ
اور رسولون کے ساتھ بھی ہوا ہے انکم لتمرون الآیہ کا خطاب عرب کو ہے یا علی الخصوص
مکے والون کو یعنی قوم لوط کے منازل و مکانات جنمین آثار عذاب کے وجود ہین تم اونپر سے
گزرتے ہو اس حال مین کہ تم داخل ہونے والے ہوتے ہو وقت صبح مین مصبحین اصبح تامہ کے
باب سے ہے و باللیل کے یہ معنی ہین کہ تم گزر کرتے ہو اونکے منازل پر رات دن اپنے جانے
آنے مین ملک شام کی طرف واسطے تجارت کے حرف با واسطے ملابستہ کے ہے یعنی
تم اپنے گزرنے مین متلبس ہوتے ہو ساتھ رات کے باللیل پر وقف مطلق ہے افلا تعقلون
کا یہ مطلب ہے کیا پھر تم نہین سمجھتے ہو اللہ پاک کی عقوبت کے آثار کو جنکا تم مشاہدہ کرتے ہو
اونکے گھرون مین کیونکہ اسمین ایک بڑی عبرت ہے واسطے عبرت لینے والون کے اور
ایک نصیحت عظیم ہے واسطے سمجھنے سوچنے والون کے رہی یہ بات کہ حضرت لوط نے حضرت
یونس کے قصون کو سلام کے ساتھ ختم نہ کیا جسطرح کہ انسے قبل کے قصون کو اوسکے
ساتھ ختم کیا ہے سو اسکی یہ وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے آخر سورت مین جمیع مرسلین پر
سلام بھیجا ہے پس اس سے ہر ایک پر علحدہ سلام بھیجنے سے اکتفا فرمایا پھر اللہ پاک نے

حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ ذکر فرمایا وان یونس لمن المرسلین ○ اذ ابق الی الفلک
المشحون ○ فساھم فکان من المدحضین ○ فالتقمہ الحوت وھو ملیم ○
فلولا انہ کان من المسبحین ○ للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون ○ فنبذناہ
بالعراء وھو سقیم ○ وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین ○ وارسلناہ
الی مائۃ الف او یزیدون ○ فامنوا فمتعناھم الی حین ○ اور تحقیق یونس ہے
رسولون مین سے جب بھاگ کر پہونچا اوس بھری کشتی پر پس قرعہ ڈالدیا تو ہوگیا الزام کہا یا

پہر لقمہ کیا اوسکو مچھلی نے اور وہ اولہنا کہایا ہوا تہا پہر اگر نہ ہوتا کہ وہ تہایا کرتا پاکذات
کو تو رہتا اوسکے پیٹ مین جسدن مردے جیوین پہر ڈالدیا ہمنے اوسکو پٹپر میدان مین
اور وہ بیمار تہا اور اوگایا ہمنے اوسپر ایک درخت بیل کا اور بھیجا اوسکو لاکہہ آدمیون پر یا
زیادہ پہر وہ یقین لائے پہر ہمنے اونکو برتنے دیا ایک وقت تک ف کشتی دریا مین
چلکر کہانے لگی لوگون نے کہا اسمین کوئی غلام ہے اپنے مالک سے بہاگا ہوا پہر ایک کے
نام پر قرعہ ڈالا انکا نام نکلا ف کہتے ہین وہ کدو کی بیل تہی ف یعنی اگر عاقل بالغ گنئے
تو لاکہہ تہے اور اگر سب کو شامل گنیے تو زیادہ تہے یہ اللہ کو شک نہین ف وہی قوم جسنے
بہاگے تہے اون پر ایمان لارہی تہی ڈہونڈہتی تہی کہ یہ جا پہونچے اونکو بڑی خوشی
ہوئی انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ سورہ انبیا مین
گزر چکا ہے صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
لایق نہین ہے واسطے کسی بندے کے کہ کہے مین بہتر ہون یونس بن متی سے اور آپنے
منسوب کیا یونس کو طرف اونکی مان کے ایک روایت مین طرف اونکے باپ کے حضرت
ابن عباس نے فرمایا مشحون بمعنی مُوقر ہے یعنی کشتی بہری ہوئی اسمتہ سے یعنی سامان سے
فساہم اے قارع یعنی قرعہ ڈالا مدحضین بمعنی مغلوبین سے یہ یون ہوا کہ ہر جانب
سے کشتی مین موجین پہونچین اور کشتی والے قریب ہوئے ڈوبنے کے تو قرعہ ڈالا
جسپر قرعہ پڑے وہی دریا مین ڈالدیا جاے تاکہ کشتی اوپر ہلکی ہو پس تین بار نبی اللہ یونس
علیہ السلام پر قرعہ پڑا اور کشتی والے نجل کرتے تہے اس سے کہ وہ اونکے درمیان سے
ڈالے جائین تو وہ خود اپنے کپڑون سے برہنہ ہو گئے تاکہ خود کو ڈالین اور کشتی والے
اسکا اونپہ انکار کرتے تہے اور اللہ تعالی نے بحر اخضر کی ایک مچھلی کو حکم دیا کہ دریاؤن کو پہاڑ
اور یونس علیہ السلام کو لقمہ کرلے پہر نہ اونکا گوشت توڑے نہ اونکی کوئی ہڈی پس وہ مچھلی آئی
اور حضرت یونس نے خود کو ڈالا تو وہ اونکو لقمہ کرگئی اور اونکو لیگئی پہر اونکو لیکر سارے
دریاؤن مین پہری اور جب حضرت یونس نے مچھلی کے پیٹ مین قرار پکڑا تو خیال کیا
کہ بیشک مرگئے پہر اپنا سر اور دونون پاؤن اور اطراف ہلائے تو ناگاہ وہ زندہ تہے

پہ کھڑے ہوئے تو مچھلی کے پیٹ مین نماز پڑہی اور منجملہ اونکی دعا کے یہ کلمے تھے یارب مین نے تیرے واسطے مسجد بنائی ایسی جگہ مین جسکو لوگون مین سے کوئی نہ پہونچا اس مین اختلاف ہے کہ مچھلی کے پیٹ مین کتنے ٹہیرے سو قتادہ نے کہا تین دن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سات دن ابو مالک رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا چالیس دن مجاہد نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ چاشت کے وقت اونکو التقمہ کیا اور عشیہ کو انہین پہینکدیا یعنی بعد زوال کے واللہ اعلم بمقدار ذلک امیہ بن ابی الصلت کے شعر مین ہے ؎

وانت بفضل منك نجيت يونسا	وقد بات في اضعاف حوت ليالیا

یعنی تو نے اپنے فضل سے نجات دی یونس کو اسحال مین کہ او سنے کئی راتین بسر کین مچھلی کی پیچیدگیون مین قولہ تعالی فلولا انہ کان من المسبحین الآیہ یعنی اگر نہوتا وہ عمل جو اوسکے واسطے گزر چکا ہے راحت مین تو البتہ وہ ٹہیرتا اوسکے پیٹ مین اوس دن تک کہ مرکر جی اوٹہین یہ قول ضحاک بن قیس وابو العالیہ و وہب بن منبہ و قتادہ وغیرہ واحد کا ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور جس حدیث کو ہم آگے لائین گے انشاء اللہ تعالی اوسمین وہ شے وارد ہوئی ہے جو اس قول پر دال ہے اگر وہ صحیح ہو جاے حضرت ابن عباس کی حدیث مین ہے تعرف الی اللہ فی الرخاء یعرفك فی الشدۃ یعنی تو پہچان کر طرف اللہ تعالی کے راحت و آرام مین تو وہ تجہے پہچانے گا شدت و تکلیف مین حضرت ابن عباس و سعید بن جبیر و ضحاک و عطا بن سائب و سدی و حسن و قتادہ سے مروی ہے کہ مسبحین سے مراد مصلین ہے بعض نے یہ تصریح کی ہے کہ وہ مصلین سے تھے قبل اسکے بعض نے کہا کہ وہ مصلین سے تھے حوت کے شکم مین کسی نے کہا فلولا انہ کان من المسبحین سے مراد یہ آیت ہے فنادی فی الظلمات ان لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم وکذلك ننجی المؤمنین یہ قول سعید بن جبیر وغیرہ کا ہے ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ یونس نبی علیہ السلام جبکہ اونکو یہ بات ظاہر ہوئی کہ ان کلمون کے ساتہہ دعا کرین اور وہ مچھلی کے پیٹ مین تھے پس کہا اللہم لا الہ

الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین تو یہ دعا آئی اس حال مین کہ آواز کرتے تھے نزدیک عرش کے فرشتے بولے یارب یہ ایک آواز ضعیف معروف ہے بلاد بعیدہ غریبہ سے تو اللہ تعالی نے فرمایا کیا تم پہچانتے نہین ہو اسکو عرض کیا یارب یہ کون ہے اللہ عزوجل نے فرمایا میرا بندہ یونس ہے عرض کیا یہ وہ بندہ یونس جسکے واسطے ہمیشہ عمل متقبل و دعوت مستجابہ اوٹھائے جاتے تھے عرض کیا یارب کیا تو رحم نہین کرتا ہے اوسپر جسکو وہ کیا کرتا رخامین یعنی راحت مین کہ تو اوسکو نجات دے بلا سے فرمایا ہان پھر مچھلی کو حکم دیا تو اوسنے اونکو ڈالدیا چٹیل میدان مین دسرا واہ ابن جریر عن یونس عن ابن وھب بہ ابن ابی حاتم نے اتنا زیادہ کیا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہ ڈالدیا چٹیل میدان مین اور اللہ عزوجل نے اوگا دیا یقطینہ کو ہمنے کہا اے ابوہریرہ یقطینہ کیا ہی کہا شجرۃ الدبا یعنی کدو کا درخت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور میسر کردی اللہ تعالی نے اونکے واسطے ایک پہاڑی وحشی بکری جو کہ کہاتی تھی حشاش ارض یا کہا ہشاش ارض سے یعنی زمین کی گھاس یا پتی کہاتی تھی کہا پھر وہ اپنے پاؤن اون پر کشادہ کرتی پھر ہر صبح و شام اپنے دودھ سے اونکو سیراب کردیا کرتی تھی امیہ بن ابی الصلت نے اس باب مین ایک بیت کہی ہے ؎

فانبتّ یقطینًا علیہ برحمۃ		من اللہ لولا اللہ ألقی ضاحیا	

یعنی اوگایا اوپر کدو کا درخت بسبب رحمت کے طرف سے اللہ کے اگر اللہ نہ اوگاتا تو وہ دھوپ کہاتے ہوئے پڑے رہتے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مسنداً مرفوعاً سورۂ انبیا کی تفسیر مین گزر چکی ہے اور اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا ہے فنبذناہ بالعراء یعنی ڈالدیا ہمنے اوسکو عرا مین حضرت ابن عباس وغیرہ نے فرمایا عرا وہ زمین ہے جسمین نہ روئیدگی ہو نہ کوئی بنا کسی نے کہا کہ دجلہ کی جانب پر کسی نے کہا زمین یمن مین فاللہ اعلم سقیم سے مراد ضعیف البدن ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا مثل ہیئت چوزے کے جسپر پر نہون سدی نے کہا مثل ہیئت بچے کے جسوقت کہ وہ پیدا ہوتا ہے اور اوسکو منفوس کہتے ہین یہ قول حضرت ابن عباس و ابن زید کا بھی ہے حضرت ابن عباس

ل اصل کا لفظ فاقبلت الیہ وھی تعدو نحن بالعرش ہے

وحضرت ابن مسعود ومجاہد وعکرمہ وسعید بن جبیر ووہب بن منبہ وہلال بن یساف وعبد اللہ بن
طاؤس وسدی وقتادہ وضحاک وعطاے خراسانی وغیرواحد ان سب نے کہا کہ یقطین
قرع ہے یعنی درخت کدو سعید بن جبیر سے مروی ہے ہر درخت جسکی ساق یعنی تنہ نہو تو
وہ منجملہ یقطین ہے سعید کی ایک روایت مین یہ ہے کہ ہر درخت جو اپنے اوس برس مین
ہلاک ہوجاے تو وہ یقطین سے ہے بعض نے قرع مین فائدے ذکر کیے ہین
اون مین سے یہ ہے کہ جلد اوگ آتا ہے اور اوسکے پتے سایہ کرتے ہین لکبرہ
ونعومتہ اور مکھیان اوسکے قریب نہین جاتی ہین اور اوسکے پہلون کا تغذیہ جید ہوتا ہے
اور کچا پکا مع اوسکے لب وقشر کے بھی کھاتے ہین اور ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کدو کو محبوب رکھتے تھے اور رکابی کی اطراف سے اوسکو ڈھونڈھتے تھے
قولہ تعالی وارسلناہ الی مائۃ الف اویزیدون شہر بن حوشب نے حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہے فرمایا حضرت یونس علیہ السلام کی رسالت نہ تھی مگر بعد اسکے کہ مچھلی
نے اونکو ڈالا رواہ ابن جریر حدثنی الحارث حدثنا ابو ھلال عن شہر بہ
ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یونس علیہ السلام اونکی طرف بھیجے گیے
قبل اسکے کہ مچھلی اونکو لقمہ کرے حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اس سے کوئی مانع نہین
ہے کہ جنکی طرف وہ اول بھیجے گئے تھے اونہین کی طرف پھر رجوع کرنے کا اونکو حکم
ہوا بعد اسکے کہ مچھلی سے نکلے پھر اون سب نے اونکی تصدیق کی اور اونپر ایمان لائے
بغوی نے حکایت کیا ہے کہ بعد نکلنے کے مچھلی سے ایک اور امت کی طرف
بھیجے گیے اور وہ ایک لاکھ تھے یا زیادہ تھے ایک روایت مین حضرت ابن عباس
سے اویزیدون کی تفسیر مین بل یزیدون ہے یعنی کلمہ او بمعنی بل ہے اور وہ ایک
لاکھ تیس ہزار تھے اور اونکی ایک روایت مین یون ہے کہ ایک لاکھ اور کچھ اوپر بیس ہزار
تھے اور ایک روایت مین ایک لاکھ اور کچھ اوپر چالیس ہزار تھے واللہ اعلم سعید بن
جبیر نے کہا کہ ستر ہزار زیادہ تھے مکحول نے کہا ایک لاکھ دس ہزار رواہ ابن ابی حاتم
ابن جریر نے محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ محمد نے رسول اللہ

یعنی [illegible]

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کا پوچھا تو آپ نے فرمایا یزیدون عشرین الفا یعنی بیس ہزار زیادہ تھی ترمذی نے اسکو عن علی بن حجر عن الولید بن مسلم عن زہیر عن رجل عن ابی العالیہ عن ابی بن کعب یہ روایت کیا ہے ورواہ ابن ابی حاتم من حدیث زہیر بہ ابن جریر نے کہا بعض اہل عربیت اہل بصرہ مین سے اسکے بارے مین کہتے تھے یعنی اسکے یہ ہین کہ ایک لاکھ تک یا وہ زیادہ ہوتے تھے نزدیک تمہارے کہتا ہے کہ وہ اسی طرح تھے نزدیک تمہارے اسی لیے ابن جریر اس جگہہ وہ چال چلے ہین جو کہ اس آیت کی تفسیر مین چلے ہین ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ اور اس آیت مین اذا فریق منھم یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ اور اس آیت مین فکان قاب قوسین او ادنی مراد یہ ہے کہ اس سے کم نہین بلکہ زیادہ قولہ تعالی فامنوا فمتعنا ھم الی حین کے یعنی ہین کہ پھر یہ سارے لوگ ایمان لے آئے جنکی طرف یونس علیہ السلام بھیجے گئے تھے پھر ہمنے اونکو برتنے دیا اونکے وقت آجال تک کقولہ تعالی فلولا کانت قریۃ امنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما امنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیاۃ الدنیا ومتعناھم الی حین ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ حضرت یونس بن متی وہی ذوالنون ہین مفسرین نے کہا ہے کہ اونہون نے قوم سے عذاب کا وعدہ کیا پھر جب عذاب اونسے متاخر ہوا تو اونکے پاس سے نکلے دریا کا قصد کیا اور کشتی مین سوار ہوئے پس وہ بسبب اونکے جانے کے طرف دریا کے ایسے ہوئے جیسے غلام اپنے مالک سے بھاگتا ہے اسی لیے اونکو موصوف باباق کیا یہی معنی ہین اذ ابق الی الفلک المشحون کی اصل اباق کی بھاگنا ہے سید سے یعنی غلام کے بھاگنے کو اپنے مالک کے پاس سے اباق کہتے ہین لیکن چونکہ اونکا بھاگنا اپنی قوم سے بغیر اذن کے اپنے رب سے تھا اسواسطے اونکو موصوف باباق کیا پس یہ استعارہ تصریحیہ ہے یا مجاز مرسل کہ مقید کا استعمال مطلق مین کیا مبرد نے کہا تاویل ابق کی تباعد ہے یعنی کشتی کی طرف گیے اسی معنی سے قول عرب عبد آبق ہے اصل مساہمۃ کی مغالبہ ہے مساہمہ کے معنی ہین اقتراع اقتراع یہ ہے کہ سہم اوس شخص پر نکلے جو کہ غالب ہو مبرد نے کہا فساہم

۱۲ جو کہ اس آیت کی تفسیر مین چلے ہین ۱۲ سو وہ جیسے پتھر یا اونسے بھی سخت ۱۲ یعنی وقت اونہین ایک اور وقت اونسے لگی جماعت ۱۲ اونہون سے جیسا کہ ہوتا ہے اسکے پاس سے زیادہ ۱۲ جیسا کہ ہوتا ہے قرن دوم کسان کا سانڈ پاس سے بن نزدیک ۱۲ سو کوئی ہو کوئی نہ ہو ۱۲ یعنی اونکو ایمان لانا اونکے عذاب کے دور ہونے کا سبب ہوا ۱۲ یعنی اونکے ایمان لانے کے وقت عذاب کے دور ہونے کا سبب ہوا ۱۲ دنیا کے جینے اور آرام پانے کا ایک وقت تک ۱۲

معنی ہین فقارع یعنی کشتی والون سے مقارعہ کیا کہا اصل اسکی اُن سہام سے ہے جو جوا ن
دیے جاتے ہین فکان من المدحضین کے معنی ہین فصار من المغلوبین محاورے مین بولتے
ہین وحضت حجتہ واوخصہا اللہ یعنی اوسکی حجت لغزش کہا گئی اور اللہ نے اوسکو لغزش
دیدی اصل دحض کی زلق ہے مقام ظفر سے یعنی فتحمندی کے مقام سے پھسل جانا
حاصل الزام کہانا ہارنا ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے اقترع فکان من المقروعین
یہ بھی اونسے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے یونس علیہ السلام کو اون کی بستی والون کی طرف
بھیجا تو جو شے وہ لیکر آئے تھے اوسکو اونپر رد کیا اوس سے باز رہے اوسکو نہ مانا
پھر جب قوم نے یہ کیا تو اللہ پاک نے حضرت یونس کی طرف وحی بھیجی کہ مین فلان فلان دن
اونپر عذاب بھیجنے والا ہون سو تو اونکے درمیان سے نکل جا پس اللہ نے جو قوم کے
عذاب کا وعدہ کیا تھا حضرت یونس نے قوم کو اسکا اعلام کر دیا پھر قوم نے کہا کہ اسکا انتظار
کرو اسکو تاکتے رہو پس اگر یہ تمہارے درمیان سے نکل جاے تو جس شے کا اوسنے
تمسے وعدہ کیا ہے واللہ وہ ہونے والی ہے پھر جب وہ رات ہوئی جسکی صبح مین
اونکو عذاب کا وعدہ دیا گیا تھا تو حضرت یونس اول رات مین نکلے پس قوم نے اونکو دیکھ لیا
تو وہ ڈر گئے پھر بستی سے نکلے طرف ایک میدان کے اپنی زمین سے اور جدائی کر دی
درمیان ہر جانور کے اور اوسکے بچے کے پھر اللہ کی طرف فریاد کی پیچھے چلاّئے اور
رجوع ہوئے اور درگزر چاہی پس اللہ نے اونسے درگزر فرمائی اور حضرت یونس بستی اور
بستی والون کی خبر کا انتظار کرتے رہے یہانتک کہ ایک گزرنے والا اونپر گزرا تو اونہون
نے کہا کہ بستی والون نے کیا کیا یعنی اونکی کیا خبر ہے اوسنے کہا کہ جب اونکا نبی اونکے
درمیان سے نکل گیا تو پہچان گئے کہ عذاب کا وعدہ جو اوسنے اونکو دیا تھا وہ اوسنے سچ کہا
تو وہ بستی سے اپنی زمین کے ایک میدان کی طرف نکلے پھر جدائی کی درمیان ہر بچے والے
کے اور اوسکے بچے کے پھر اللہ کیطرف چلائے اور توبہ کی تو اللہ نے اونسے قبول فرمائی اور
عذاب کو اون سے موخر کر دیا پس حضرت یونس علیہ السلام نے اسوقت کہا کہ مین جھوٹا ہو کر
اونکی طرف کبھی لوٹ کر نہ جاؤنگا اور سیدھے چلدیے اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم معنی اوس

مساہمت کے یہ ہین کہ حضرت یونس جبکہ کشتی مین سوار ہوئے تو وہ بک گئی ملاح بولے کہ یہان کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہے یہ کشتی کا قاعدہ ہے کہ جب اوسمین کوئی بھاگا ہوتا ہے تو وہ چلتی نہین ہے پھر اونہون نے قرعہ ڈالا تو حضرت یونس پر قرعہ پڑا وہ بولے کہ مین ہون بھاگنے والا اور خود کو پانی مین ڈالدیا فالتقمہ الحوت یعنی پس لقمہ کرلیا اونکو مچھلی نے سعید بن جبیر کہتے ہین جب اونہون نے قرعہ ڈالا تو ایک مچھلی آئی طرف کشتی کے اپنا مونہہ کھولے ہوئے انتظار کرتی تھی اپنے رب کے حکم کا یہانتک کہ جب حضرت یونس نے خود کو پانی مین ڈالا تب ہی اوسنے اونکو لیلیا یعنی اونکو نگل گئی جب تم لقمے کو نگل جاؤ تو اوسوقت محاورے مین یون کہوگے کہ التقمت اللقمۃ والتقمتہا وہو ملیم کے یہ معنی ہین کہ مچھلی اونکو نگل گئی اس حال مین کہ وہ مستحق تھے واسطے لوم کے محاورہ عرب مین رجل ملیم جب بولتے ہین کہ وہ شخص ایسا کام کرے جسپر اوسے ملامت کیجاے رہا ملوم سو وہ وہ شخص ہے جو ملامت کیا جاے برابر ہے کہ وہ ایسا کام کرے جسپر ملامت کا مستحق ہو یا نکرے کسی نے کہا ملیم بمعنی معیب ہے الام الرجل بولتے ہین جبکہ وہ شخص ایسی شے کرے جسکے سبب سے معیب ہوجاے کسینے کہا داخل فی الملامۃ حضرت ابن عباس نے فرمایا ملیم بمعنی مسی ہے یعنی گنہگار **فلولا انہ کان من المسبحین** الآیہ کے یہ معنی ہین پھر اگر نہوتی یہ بات کہ وہ تھا اللہ کے ذکر کرنے والون مین سے یا اوسکے واسطے نماز پڑھنے والون سے یا لا الہ الا انت الآیہ کے کہنے والون مین سے یا عابدین مین سے تو البتہ ٹھیرا رہتا اوسکے پیٹ مین اوس دن تک کہ لوگ زندہ ہوکر اوٹھین یعنی البتہ ہوجاتا مچھلی کا پیٹ اوسکے واسطے قبر روز بعث تک کسی نے کہا البتہ وہ ٹھیرے رہتے اوسکے پیٹ مین زندہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کل تسبیح فی القرآن فہو صلوۃ یعنی قرآن شریف مین ہر جگہہ تسبیح بمعنی نماز ہے حضرت حسن نے فرمایا کہ ماہی کے شکم مین اونکے واسطے کوئی نماز نہ تھی لیکن وہ عمل صالح آگے بھیج چکے تھے سو اللہ تعالی نے اونکی طاعت قدیم کی اونکے لئے قدردانی فرمائی اس آیت کریمہ مین ذکر اللہ کی رغبت دلائی ہے اور ذکر کرنیوالون کو خوشی سنائی ہے کہ دیکھو ذکر اللہ کیسی نفیس شے ہے کہ اوسکی برکت سے کیسی کیسی

مشکلین آسان ہوجاتی ہین سچ ہے ولنہ کرالہ اکبر ہی یہ بات کہ شکم ماہی مین کسقدر رہے سواس مین کئی قول ہین چنانچہ اول گزر چکے ہین ایک قول یہ ہے کہ گھڑی بھر رہے تین دن کے قائلون مین سے مقاتل بن حیان ہین اور سات دن والون مین سے عطا اور بیس دن والون مین سے ضحاک اور چالیس دن والون مین سے سدی وکلبی ومقاتل بن سلیمان ہین **نبذ** بمعنی طرح ہے یعنی ڈالدینا **عرا** بمعنی صحرا ہے یہ قول ابن الاعرابی کا ہے اخفش نے کہا فضا یعنی میدان ابوعبیدہ نے کہا الواسع من الارض یعنی زمین فراخ فراء نے کہا مکان خالی ابوعبیدہ سے یہی مروی ہے کہ عرا وجہ الارض ہے یعنی روے زمین کسی نے کہا زمین خالی درخت ونبات سے حضرت ابن عباس نے فرمایا ساحل یعنی کنارۂ دریا معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے اونکو ڈالدیا مچھلی کے پیٹ سے صحراے فراخ مین جسمین کسی طرح کی روئیدگی نہ تھی یا یہ معنی ہین کہ ہمنے مچھلی کو حکم دیا اوسکے ڈالنے کا رہی یہ بات کہ اللہ پاک نے ڈالنے کی نسبت اپنی ذات مقدس کی طرف فرمائی اگرچہ ڈالنے والی مچھلی ہے سواس لیے کہ اعمال بندون کے مخلوق الٰہی ہین **وہو سقیم** کے یہ معنی ہین کہ یونس علیہ السلام وقت ڈالنے مچھلی کے ضعیف وکمزور تھے بسبب اوس ضرر کے جو کہ شکم ماہی مین اونکو پہونچا تھا کہا ہے کہ اونکا بدن ایسا ہوگیا تھا جیسا کہ بچے کا بدن ہوتا ہے وقت ولادت کے کسی نے کہا کہ اونکا گوشت بوسیدہ ہوگیا تھا اور ہڈیان باریک ہوگئین تھین کسی طرح کی قوت اونمین باقی نرہی تھی **بعض** مفسرین نے استشکال کیا ہے کہ یہان تو فنبذناہ بالعراء وہو سقیم فرمایا ہے اور دوسری جگہ یون ہے لولا ان تداراکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وھو مذموم اول مین تو یہ ذکر ہے کہ وہ عرا پر ڈالے گئے اور یہ اسپر دال ہے کہ عرا پر نہین ڈالے گئے ان دونون مین جمع کیونکر ہوگی نحاس وغیرہ نے یہ جواب دیا ہے کہ اللہ پاک نے اسجگہ یہ خبر دی ہے کہ وہ عرا مین ڈالے گئے اس حال مین کہ وہ غیر مذموم تھے اور دوسری آیت کے یہ معنی ہین کہ اگر اللہ عزوجل کی رحمت نہوتی تو وہ عرا پر ڈالے جاتے اس حال مین کہ وہ مذموم ہوتے **وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین** علیہ کے معنی ہین فوقہ یعنی اوگا دیا ہمنے اوسکے اوپر ایک درخت

یقطین کا کہ اوسپر سایہ کرے کسی نے کہا علیہ یعنی عندہ ہے یعنی اوسکے پاس کسی نے
کہا یعنی لہ ہے یعنی سایہ کرنے والا ہو واسطے اوسکے مبرد نے کہا یقطین ہر اوس
درخت کو کہتے ہین جسکے ساق نہو یعنی تنہ بلکہ وہ بڑھتا ہو روے زمین پر جیسے درخت کدو
وخربوزہ واندرایں ہر اگر اوسکے واسطے ساق ہو جو کہ اوسے اوٹھائے تو اوسکو فقط
شجرہ کہتے ہین یہ قول حضرت حسن ومقاتل وغیرہما کا ہے سعید بن جبیر نے کہا یقطین
ہر وہ شے ہے جو اوگتی ہے پر اوسی برس مرجاتی ہے دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ ہر وہ
شے ہے جو روے زمین پر جاتی ہے جوہری نے کہا ہے یقطین وہ ہے جسکے
واسطے ساق نہین ہے دختون مین سے جیسے درخت کدو اور مثل اسکے زجاج نے
کہا اشتقاق یقطین کا قطن بالمکان اسے اقام بہ سے ہے پس یفعیل کا وزن ہے
کسی نے کہا کہ اسم اعجمی ہے کسی نے کہا کہ یقطین انجیر کا درخت ہے کسی نے کہا کیلے
کا حضرت ابن عباس نے فرمایا یقطین القرع یعنی کدو کی بیل جمہور اسی قول پر ہین فائدہ اسکے
یہ ہے کہ مکھیان اسکے پاس جمع نہین ہوتی ہین اور یہ سب درختون سے زیادہ تر سریع ہی
اوگنے مین اور بڑہنے مین اور بلند ہونے مین ابن جزی نے کہا کہ اللہ پاک نے درخت
کدو کو اس لیے خاص کیا کہ وہ جامع ہے برد ظل ولین ملمس اور کبر ورق کو یعنی اسکا سایہ
سرد ہوتا ہے اور چھونے مین نرم ہے اور بڑے بڑے پتے ہوتے ہین
اور مکھیان اوسکے پاس نہین جاتی ہین اسواسطے کہ حضرت یونس علیہ السلام کا جسم شریف
جبکہ وہ ڈالے گئے مکھیون کا تحمل نہین ہوتا تھا مفسرین نے کہا ہے کہ سورج سے
اوس درخت کا سایہ لیتے تھے اور اللہ پاک نے ایک پہاڑی وحشی بکری اون کے
واسطے مقرر فرمادی تھی صبح وشام اونکے پاس آتی سو وہ اوسکا دودہ پیا کرتے تھے
یہانتک کہ اونکا گوشت سخت ہوگیا اور بال اوگ آئے پھر بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے
اونکو بھیجا سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ یونس علیہ السلام کی رسالت جو تھی سو بعد اسکے
کہ مچھلی نے اونکو ڈالا یعنی ہین اس آیت کے وارسلناہ الی مائۃ الف او
یزیدون یہ لوگ وہی اونکی قوم ہے جنسے دریا کی طرف بھاگے تھے اور بعد اون کے

بھاگنے کے جو ماجرا گزرا سو گزرا جیسا کہ اس سورت مین اللہ پاک نے ہمسے اوسکا قصہ بیان کیا ہے
یہ لوگ اہل نینوی ہین قتادہ نے کہا وہ بھیجے گئے طرف اہل نینوی کے جو کہ زمین موصل
سے ہے قبل پہونچنے اوس بلا کے جو اونکو پہونچی کلمہ او قولہ او یزیدون مین کہا ہے
کہ بمعنی واو ہے یعنی ویزیدون ہین حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما نے اسی طرح بدون الف
شک کے پڑہا ہے فراء نے کہا کہ او انجگہہ بمعنی بل ہے مقاتل و کلبی و ابو عبیدہ کا یہی قول
ہے مبرد و زجاج و اخفش نے کہا کہ او یہان اپنی اصل پر ہے بمعنی یہ ہین یا وہ زیادہ ہوتے تمہاری
تقدیر و تخمین مین جسکہ دیکھنے والا اونکو دیکھے تو کہے یہ لوگ ایک لاکھ ہین یا زیادہ پس شک
جو داخل ہوا ہے سو صرف قول مخلوق کی حکایت پر داخل ہوا ہے سمین نے کہا کہ شک
بنسبت مخاطبین کے ہے اور ابہام اس نسبت کر کے ہے کہ اور اللہ پاک نے اونکے
حال کا ابہام رکہا ہے اور اباحت بنسبت ناظر کے ہے اور اسی طرح تخییر یعنی ناظر مخیر ہے
درمیان ارسکے کہ وہ اونکا اندازہ کرے اتنا یا اتنا سمین اختلاف ہے کہ زیادہ کتنے تھے
سو اس باب کے اقوال اول گزر چکے ہین درمیان مفسرین کے بیر اسمین خلاف واقع ہوا ہے
کہ حضرت یونس علیہ السلام کا یہ بھیجنا وہی ہے جو قبل اسکے تہا کہ مچھلی نے اونکو نگل لیا
او حرف واو دو ارسلنا مین واسطے مجرد جمع کے ہو درمیان اوس واقعہ کے جو مچھلی
نے ساتھ اونکو پیش آیا او درمیان اونکے ارسال کی طرف اونکی قوم کے بغیر اعتبار تقدیم اوس
شے کے جو سیاق مین مقدم ہوئی ہے او تاخیر اوس شے کی جو متاخر ہوئی ہے یا یہ
ارسال بعد واقعۂ حوت کے ہے یہ دو قول ہین راجح قول یہی ہے کہ وہ رسول تھے
قبل اسکے کہ دریا کیطرف جائین چنانچہ جو امر اسپر دال ہی اوسکو ہم سورۂ یونس مین ذکر کر آئے ہین اور وہ اوسی رسالت
پر مستمر باقی رہی او یہ ارسال جو یہان مذکور ہے یہ بعد تقدم اونکی نبوت و رسالت کے ہی سعید بن جبیر کا قول اول گزر چکا
ہے کہ اونکی رسالت بعد ڈالنی مچھلی کے تھی پہر آیت مذکورہ تا یزیدون پڑہی حالانکہ ابھی وہ بات گزر چکی ہی جو اس پر
دال ہے کہ اونکی رسالت قبل واقعۂ حوت تہی اور آیت مین وہ بات نہین ہے جو
سعید کے قول مذکور پر دال ہو کسی نے کہا جایز ہے کہ اونکا ارسال اور قوم کی طرف ہو
سوائے اول قوم کے لیکن اس قول مین بعد ہے **بالجملہ** جسکہ قریش اور کیے قبیلے

عرب کے یہ زعم کرتے تھے کہ فرشتے دختران خدا ہین تو اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ بطور تقریع وتوبیخ کے اسکا اونسے پوچھین پس ارشاد فرمایا فاستفتھم
الربك البنات ولھم البنون ○ ام خلقنا الملئكة اناثا وھم شاھدون ○
الا انھم من افكھم ليقولون ○ ولد الله وانھم لكذبون ○ اصطفى البنات
على البنين ○ مالكم كيف تحكمون ○ افلا تذكرون ○ ام لكم سلطن
مبين ○ فاتوا بكتبكم ان كنتم صدقين ○ وجعلوا بينه وبين الجنة
نسبا ولقد علمت الجنة انھم لمحضرون ○ سبحن الله عما يصفون ○
الا عباد الله المخلصين ○ فانكم وما تعبدون ○ ما انتم عليه
بفاتنين ○ الا من ھو صال الجحيم ○ اب اونسے پوچھ کیا تیرے رب کے
یہان بیٹیان اور اونکے یہان بیٹے یا تمنے بنایا فرشتون کو عورت اور وہ دیکھتے
تھے سنتا ہے وہ اپنا جھوٹ بنایا کہتے ہین کہ اللہ کے اولاد ہوئی اور یہ بیشک جھوٹے
ہین کیا پسند کین بیٹیان بیٹون سے کیا ہوا ہے تمکو کیسا انصاف کرتے ہو کیا تم دھیان
نہین کرتے ہو یا تم پاس کوئی سند ہے کھلی تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم سچے اور ٹھیرایا
ہے اوسمین اور جنون مین ناتا اور جنون کو معلوم ہے کہ وہ پکڑے آتے ہین اللہ ترا لا ہے
ان باتون سے جو بتاتے ہین مگر جو بندے ہین اللہ کے چنے ہوئے تم اور جنکو تم پوجتے ہو اوسکے ہاتھ
سے بہکا نہین لے سکتے مگر اوسی کو جو پیٹھنے والا ہے آگ مین ف یعنی تم انسان
اور تمہارے شیطان پیر بھی اللہ کے گمراہ نہین کر سکتے گمراہ وہی ہوگا جسنے اوسکو دوزخی
کیا انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ مشرک لوگ جو اللہ پاک کے واسطے بیٹیان ٹھیراتے
ہین اللہ سبحانہ اسبات مین اونپر انکار فرماتا ہے ولھم ما یشتھون یعنی اونکے واسطے وہ ہو
جسکو وہ چاہتے ہین یعنی بیٹے مطلب یہ ہے کہ اپنے لیے اچھی شے کو محبوب رکھتے
ہین واذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھه مسودا وھو كظيم یعنی اونمین سے
کسی کو بیٹی کی خوشخبری دیجاتی ہے تو یہ بات اوسکو بری لگتی ہے اور اپنے واسطے اختیار
نہین کرتا ہے مگر بیٹون کو اللہ عزوجل فرماتا ہے پھر کیونکر اللہ تعالی کی طرف اوس قسم کی نسبت کی

جیسکو وہ اپنے واسطے پسند نہین کرتے ہین اسی لیے یون فرمایا کہ اب تو بطور انکار اونسے
پوچھہ کیا تیرے رب کے یہان بیٹیان اور اونکے یہان بیٹے کقولہ سبحانہ ألکم الذکر ولہ
الانثی تلک اذا قسمۃ ضیزی قولہ تعالی ام خلقنا الملائکۃ اناثا وھم شاھدون
یعنی اونہون نے فرشتون پر کیونکر یہ حکم لگایا کہ وہ عورتین ہین حالانکہ اونکے پیدا کرنے کا مشاہدہ
نہین کیا ہے کقولہ جل وعلا وجعلوا الملائکۃ الذین ھم عباد الرحمن اناثا اشھدوا
خلقھم ستکتب شھادتھم ویسئلون یعنی قیامت کے دن اونسے اسکی پوچھہ ہوگی
قولہ جلت عظمۃ الا انھم من افکھم الآیہ کا یہ مطلب ہے سنتا ہے بیشک وہ اپنے جھوٹ
سے البتہ کہتے ہین کہ اللہ سے اولاد صادر ہوئی ہے اور بیشک وہ البتہ اس بات مین
جھوٹے ہین پس اللہ پاک نے کفار کی طرف سے ملائکہ کے حق مین تین باتین ذکر فرمائی
ہین جو کہ نہایت درجہ کفر و کذب مین ہین سو اول یہ ہے کہ اونہون نے فرشتون کو دختران خدا
ٹھیرایا تو اللہ کے واسطے اولاد قرار دی تعالی وتقدس دوسرے یہ ہے کہ اوس اولاد کو
مؤنث ٹھیرایا تیسرے یہ ہے کہ پھر اونکو پوجا اللہ کے سوا تعالی وتقدس انمین سے ہر بات کافی
ہے اسکو کہ نار جہنم مین اونکو خلود ہو پھر اللہ پاک نے اونپر انکار کر کے یہ ارشاد فرمایا اصطفی
البنات علی البنین یعنی اللہ پاک کو کون شے باعث ہوئی اس پر کہ اونسے بیٹیان اختیار
کین سوائے بیٹون کے کقولہ تعالے افاصفاکم ربکم بالبنین واتخذ من الملائکۃ
اناثا انکم لتقولون قولا عظیما اسی لیے یون فرمایا مالکم کیف تحکمون یعنی کیا تمہارے
نہین ہین جسنے تم اوس بات کو سوچا جسے کہتے ہو کیا تم دہیان نہین کرتے ہو ام لکم سلطان
مبین الآیہ کا مطلب یہ ہے کیا تمہارے پاس کوئی روشن حجت ہے اوس بات پر کہ جس کو
کہتے ہو سو لے آؤ کوئی دلیل اسپر جو کہ مستند ہو طرف کتاب آسمانی کے جسکو اللہ تعالی نے
آسمان سے نازل کیا ہو کہ اوسنے ٹھہرایا ہے جو تم کہتے ہو کیونکہ جو کچھہ تم کہتے ہو اوسکا
استناد عقل کی طرف ممکن نہین ہے بلکہ عقل اوسکو بالکل جایز نہین رکھتی ہے قولہ تعالی و
جعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبا مجاہد کہتے ہین مشرکون نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیان
ہین پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر اونکی مائین کون ہین تو کہا کہ دختران سرداران جن ہین اسطرح

۲۲ سر کیا تیرے رب کو بیٹے اور اونکو بیٹیان تو تم یہ بات بولتے ہو ۱۲ اور فرشتون کو جو ہین بندے رحمان کے عورتین کیا وہ حاضر تھے اونکا پیدا کرنا کہتے ہین اب لکھا جاویگا اونکی گواہی اور اونسے پوچھا جاویگا ۱۲ سر کیا بیٹے تمہارے لیے اور اپنے لیے بیٹیان تم کہتے ہو جھوٹی بات ۱۲

قتادہ واین زید نے کہا ہی اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ولقد علمت الجنۃ انھم لمحضرون یعنی البتہ مقرر جنون نے جان لیا ہے جنکی طرف اس بات کی نسبت کی ہے کہ جن لوگون نے یہ بات کہی ہے وہ البتہ بروز حساب عذاب مین حاضر کیے جائینگے اس لیے کہ اونہون نے اس باب مین کذب واقرار کیا ہے اور بلا علم قول باطل کہا ہے عوفی نے حضرت ابن عباس سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اعداء اللہ نے یہ زعم کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور ابلیس دونون بھائی ہین تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اس قول کو ابن جریر نے حکایت کیا ہے قولہ تعالی سبحان اللہ عما یصفون یعنی اللہ متعالی ومتقدس ومنزہ ہے اس سے کہ اوسکے واسطے اولاد ہو اور اوس سے جسکے ساتھ ظالم وملحد لوگ اوسکا وصف کرتے ہین قولہ تعالی الا عباد اللہ المخلصین استثناے منقطع کا ہے مثبت سے ہے مگر یہ کہ عما یصفون کی ضمیر سارے لوگون کی طرف راجع ہو پھر اونسے مخلصین کا استثنا کیا جاے مخلصین سے وہ لوگ مراد ہین جو پیروی کرنے والے ہین اوس حق کی جو ہر نبی ورسول پر اوتارا گیا ہے ابن جریر نے اس استثنا کو انھم لمحضرون سے ٹھیرایا ہے یہ جو ابن جریر نے کہا اسمین نظر ہے واللہ سبحانہ وتعالی اعلم بالصواب ف پھر اللہ پاک مشرکون سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے فانکم وما تعبدون الآیہ یعنی جو بات تم کہتے ہو اور جس گمراہی وعبادت باطل پر تم جمے ہوئے ہو اسکا مطیع ومنقاد وہی شخص ہوگا جو تم سے بھی زیادہ تر گمراہ ہے منجملہ اون لوگون کے جو آگ کے واسطے پیدا کیے گئے ہین اونکے دل ہین جنسے بوجھتے نہین ہین اور کان ہین جنسے سنتے نہین ہین اور آنکھین ہین جنسے دیکھتے نہین ہین یہ لوگ مثل چوپایون کے ہین بلکہ یہ اونسے بھی زیادہ تر گمراہ ہین یہ لوگ وہی ہین غافل پس یہ قسم لوگون مین سے وہی قسم ہے جو دین کفر وشرک وضلالت کی منقاد ہوتی ہے کما قال تعالی انکم لفی قول مختلف یوفک عنہ من افک یعنی اس سے وہی گمراہ ہوتا ہے جو مافوک ومبطل ہے ف فتح البیان کا بیان یہ ہے ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اونسے خبر پوچھ کیا واسطے تیرے رب کی بیٹیان ہین اور اونکے لئے بیٹے یعنی بر تقدیر صدق اوس کذب کے جسکا اونہون نے زعم کیا ہے وہ کس طرح ٹھیراتے ہین واسطے اللہ کے عورتین جو کہ دونون جنسون مین سے

ف یہ ترجمہ ہے سورۂ ہود کی آیت کا جسکے ایک ٹکڑے کی بات اوپر ہے مین اوس سے بازیہ ہے وہی جو پھیرا گیا ہے یعنی ٹکڑا ہے

خسیس تر و ذلیل تر ہین اور اپنے واسطے مذکر جو کہ اعلی وارفع قسم ہے یہ نہین ہے مگر ظلم قسمت
مین بسبب اپنی ضعف عقول وسوء ادراک کے پھر اللہ پاک نے اونکی توبیخ وسرزنش مین اور
زیادتی کی یون ارشاد فرمایا بنایا ہے فرشتون کو عورت اور وہ دیکھتے تھے انکے کلام سے
اضراب کیا طرف اوس کلام کے جو اوس سے بھی سخت تر ہے اونکی سرزنش کرنے مین
اور اونکے ساتھ ٹھٹھا کرنے مین یعنی فرشتون کو اونہون نے کیونکر عورتین ٹھیرایا حالانکہ جسوقت
ہمنے اونکو بنایا یہ اوسوقت حاضر نہ تھے پھر کس طرح جانا کہ وہ عورتین ہین پس اللہ پاک نے
بیان فرمایا کہ ایسی بات تو شاہد سے ہی معلوم ہوتی ہے اور وہ حاضر نہین ہوئے
اور نہ کوئی سمعی دلیل اونکے قول پر دال ہے اور نہ وہ اُس قسم سے ہے جسکا ادراک
عقل سے کیا جاتا ہے تا آنکہ اوسکی ادراک کی نسبت اپنی عقول کی طرف کرین پھر اللہ پاک نے
اونکے کذب کی خبر دی کہ سنتا ہے بیشک وہ اپنے جھوٹ بنانے سے البتہ کہتے ہین
کہ اللہ کے اولاد ہوئی اور بیشک وہ البتہ جھوٹے ہین یہ جملہ مستانفہ ہے طرف سے اللہ پاک
کے امر یا استفتا کے تحت مین داخل نہین ہے اونکے مذہب فاسد کے باطل کرنے
کو لایا گیا ہے یہ بات بیان کرکے کہ اونکے قول کا مبنی نہین ہے مگر افک صریح وافترا قبیح
بدون کسی دلیل کے اور بغیر کسی شبہۂ دلیل کے کیونکہ وہ تو وہ پاک ذات ہے کہ نہ اوس نے
کسی کو جنا ہے نہ اوسکو کسی نے جنا جمہور نے ولد اللہ کو بصیغۂ ماضی پڑہا ہے فاعل ولد کا
اللہ پاک ہے کسی نے یون پڑہا ہے کہ ولد کی اضافت اللہ کی طرف کی ہے اس بنیاد پر کہ خبر
ہے مبتدا محذوف کی ای یقولون الملائکۃ ولد اللہ یعنی کہتے ہین کہ فرشتے اللہ کی اولاد
ہین کلمۂ ولد بمعنی مفعول ہے یعنی مولود مفرد ومثنی وجمع ومذکر ومونث اسمین برابر ہے پھر
اللہ پاک نے اونکی توبیخ وتقریع مکرر ذکر فرمائی اصطفی البنات علی البنین یعنی پسند کین بیٹیان بیٹون
سے جمہور نے بفتح ہمزہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ ہمزہ استفہام انکاری کا ہے اور اوسکے
ساتھ ہمزہ وصل حذف کردیا گیا ہے اس لیے کہ بسبب ہمزۂ استفہام کے ہمزۂ وصل سے
استغنا حاصل ہے اور نافع نے ایک روایت مین اور ابو جعفر وشیبہ واعمش نے ہمزۂ
وصل پڑہا ہے ابتدا مین تو ثابت رکہا جاتا ہے اور درج مین ساقط ہوجاتا ہے اور استفہام

منوی ہوتا ہے یہ قول فرار کا ہے حرف استفہام کا حذف کیا گیا اس لیے کہ مقام سے معلوم ہوتا ہے یا اس بنا پر کہ اصطفے او بو سکا مابعد جملہ محکیہ بالقول سے بدل ہے اور بر تقدیر عدم استفہام و بدل محققین کی ایک جماعت سے جسمین سے فراء ہین نقل کیا گیا ہے کہ توبیخ استفہام و بغیر استفہام دونون سے ہوتی ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا کسی نے کہا کہ اضمار قول کی بنا پر ہے اصطفا کہتے ہین صفوۂ شے کے لینے کو یعنی شے کا خلاصہ لینا اصطفا ہے مالکم کیف تحکمون یہ دونون جملے استفہامی ہین اعراب کی حیثیت سے ایک کو دوسرے سے کچھ تعلق نہین ہے اول اونسے باستفہام انکاری اوس شے کا پوچھا جو اونکے واسطے ثابت و مستقر ہوئی اور دوبالا اونسے باستفہام تعجب اس حکم کا پوچھا جسکے ساتھ اونہون نے حکم کیا معنی یہ ہین کون شے ثابت ہوئی واسطے تمہارے کیونکر حکم کرتے ہو واسطے اللہ کے بیٹیون کا حالانکہ یہ وہ قسم ہے جسکو تم مکروہ سمجھتے ہو اور اپنے واسطے بیٹون کا اور یہ وہ قسم ہے جسکو تم محبوب رکھتے ہو افلا تذکرون اصل مین تتذکرون ہے ایک حرف تا کو حذف کر دیا ہے یعنی کیا تم عبرت نہین لیتے ہو اور فکر و سوچ نہین کرتے ہو تو یاد کرو اپنی قول کے بطلان کو پھر اللہ پاک نے اضراب کیا ایک توبیخ سے طرف دوسرے توبیخ کے اور ایک تقریع سے طرف اور تقریع کے ارشاد فرمایا ام لکم سلطان مبین یعنی یا ہے واسطے تمہارے کوئی سند کھلی یعنی کوئی واضح و ظاہر حجت و دلیل اس بات پر جسکو تم کہتے ہو کیونکہ یہ بات ضروری ہے کہ اس امر کے حکم لگانے کے واسطے ضرور ہے کہ کوئی سند ہو حسی یا عقلی اور جب یہ دونون منتفی ہین تو کوئی نقلی سند ضرور ہے فاتوا بکتابکم ان کنتم صادقین یعنی تو لاؤ اپنی کتاب جو کہ تمہارے واسطے ناطق بحجت ہو اور دلیل نقلی پر مشتمل ہو یا کتاب سے مراد حجت واضح ہے جسطرح کہ سلطان مبین سے یہی مراد ہے اگر تم سچے ہو اپنی بات مین وجعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبا اسمین التفات ہے خطاب سے طرف غیبت کے منظور اس سے آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ وہ بسبب اپنی حماقت کے درجۂ خطاب سے ساقط ہین اور اونکے بدحالی اسکے مقتضی ہے کہ اونسے اعراض کیا جاے اور اونکی جنایتین اور برائیان دوسرون سے نقل کیجائین اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ الجنۃ سے مراد فرشتے ہین اونکو جنہ اس لئے کہتے ہین

کہ وہ دکھائی نہین دیتے ہین مجاہد نے کہا جنہ ایک بطن ہین بطون ملائکہ سے اونکو جنہ کہتے ہین
ابومالک نے کہا اونکو جنہ صرف اس لیے کہتے ہین کہ وہ خازن اور داروغہ ہین جنتون پر نسب
بمعنی صہر ہے یعنی سسرال کا رشتہ قتادہ و کلبی نے کہا ہے خدا اونپر لعنت کرے
یہ کہا کہ اللہ نے جنون سے مصاہرت کی تو فرشتے اونکی اولاد سے ہوئے دونون نے کہا کہ
قائل اس قول کے یہود ہین مجاہد و سدی و مقاتل نے کہا کہ قائل اسکے کنانہ و خزاعہ ہین کہا کہ اللہ تعالے
نے سرداران جن سے پیام نکاح کیا تو اونہون نے اپنی سردار بیٹیون سے اوسکا بیاہ کر دیا پس فرشتے
دختران خدا ہین جنون کے سردار بیٹیون سے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا حضرت حسن نے
فرمایا کہ اونہون نے اللہ پاک کی عبادت مین شیطان کو شریک کیا سو یہی وہ نسب ہے جسکو
اونہون نے ٹھیرایا پھر اللہ پاک نے اسبات کا اونپر رد کیا فرمایا ولقد علمت الجنۃ انہم لمحضرون
یعنی جن اسبات کو جان چکے ہین کہ یہ کفار جنہون نے یہ بات کہی ہے حاضر کیے جائین گے
تا ہمین اور اوسمین عذاب کیے جائین گے بسبب اسکے کہ اونہون نے اس بات مین جھوٹ
بولا ہے مراد اس سے مبالغہ ہے تکذیب مین یہ بات بیان کر کے کہ ان کافرون نے
جن لوگون کے واسطے اس نسبت کا دعوی کیا ہے وہ جانتے ہین کہ اونکو حقیقت حال کی
اونسے بڑھکر خبر ہے وہ اونکی تکذیب کرتے ہین اسبات مین اور حکم ابدی لگاتے ہین اس بات کا
کہ وہ معذب ہونگے بسبب اس قول کے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ جن یہ بات جان چکے ہین کہ وہ
خود حساب کے واسطے حاضر کیے جائین گے لیکن قول اول اولی ہے اس لیے کہ احضار
جب مطلق بولا جاتا ہے تو اوس سے مراد عذاب ہوتا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین البتہ مقرر
جان لیا ہے جنون نے یہ کہ وہ حاضر کیے جائین گے طرف جنت کے پھر اللہ پاک نے
بعد نقل اقوال مشرکین کے اپنی ذات کریم کی تنزیہ فرمائی سبحن اللہ عما یصفون یعنی اللہ پاک
ہے ان باتون سے جو بتاتے ہین یا یہ حکایت ہے تنزیہ ملائکہ کی واسطے اللہ عزوجل کے اوس
شے سے جسکے ساتھ مشرکون نے اللہ سبحانہ کا وصف کیا ہے یہ قول عمادی نے ذکر کیا ہے
اور ابوالسعود نے اوسکی طرف اشارہ کیا ہے الا عباد اللہ المخلصین مین استثنا منقطع ہے
تقدیر یہ ہے لیکن اللہ کے چنے بندے بری ہین اس سے کہ منجملہ ان باتون کے کسی بات کے ساتھ

ل
ابن کثیر مین اسی طرح
لفظ جنت واقع ہوا ہے
لیکن باعتبار سیاق کے
محل نامل ہے ۱۲ از
مصحح سلمہ اللہ تعالے

اللہ پاک کا وصف کرین مخلصین کو بفتح و کسر لام پڑہا ہے یعنی اوسکے وہی ہین جسکو ہم عنقریب
بیان کرآئے ہین کسی نے کہا کہ استثنا محضرین سے ہے یعنی وہ حاضر کیے جائینگے نار مین
مگر وہ جسنے اخلاص کیا تو اب استثنا متصل ہوگا نہ منقطع قالہ ابو البقا اس قول کی بنیاد پر جملہ تسبیح متضمن
ٹہیرے گا پہر اللہ پاک نے علی العموم کفار کو مخاطب کیا یا علی الخصوص کفار مکہ کو پس ارشاد
فرمایا فانکم وما تعبدون ما انتم علیہ بفاتنین یعنی پس تم اور تمہارے معبود جنکو تم اللہ
کے سوا پوجتے ہو نہین ہو تم کہ بہکا سکو اللہ پر اوسکے بندون کو فاسد و گمراہ کرکے کلمہ علی متعلق
ہے فاتنین سے اور حرف واو و ما تعبدون مین یا تو واسطے عطف کے ہے اسم ان پر یا بمعنی
مع ہے ما موصولہ ہے یا مصدریہ اسے فانکم والذی تعبدون او و عباد تکم فاتنین کے معنی ہین
مضلین محاورے مین بولتے ہین فتنت الرجل و افتنتہ اور کہتے ہین فتنہ علی الشیء و بالشیء جسطرح
یون کہتے ہین اضلہ علی الشیء و اضلہ یہ فراء نے کہا کہ اہل حجاز تو کہتے ہین فتنتہ اور اہل نجد افتنتہ اور
جب کوئی شخص کسی کی بی بی کو اوسپر فاسد کردے تو اوسوقت بولتے ہین فتن فلان علی فلان امرأتہ
پس فتنہ اسجگہ بمعنی اضلال و افساد ہے مقاتل نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے نہین ہو تم بہکانیوالے
کسی کو اپنے معبودون سے مگر اوسکو جسکے واسطے اللہ تعالی نے یہ مقدر کیا ہے کہ وہ دوزخ
مین پہنچے ما کا کلمہ ما انتم مین نافیہ ہے اور انتم کا خطاب اونکو ہے اور اوسکو جسے وہ پوجتے ہین بنا بر
تغلیب زجاج نے کہا میرے علم مین اہل تفسیر کا اجماع ہے اسپر کہ معنی یہ ہین نہین ہو تم گمراہ کرنیوالے
کسی کو مگر اوسکو جسپر اللہ عزوجل نے یہ مقدر کردیا ہے کہ وہ گمراہ ہوگا یہ جملہ تعلیل و تحقیق ہے واسطے
برات مخلصین کے یہ بات بیان کرکے کہ وہ اونکے اغوا و اضلال سے عاجز ہین غیبت سے
جو خطاب کی طرف التفات فرمایا ہے سو منظور اس سے ظاہر کرنا ہے کمال اعتناد اہتمام
کا ساتہ تحقیق مضمون کلام کے الا من ہو صال الجحیم یعنی مگر وہ شخص جسکے واسطے اللہ تعالی
کے علم مین شقاوت سابق ہوچکی ہے اور یہ کہ وہ نار مین داخل ہوگا استثنا مفرغ ہے قالہ الیمین
اور یہ لفظ کے اعتبار سے ہے رہی معنی کی حیثیت سو وہ استثنا ہے مفعول مقدر سے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے بیشک تم اے گروہ
مشرکین کے اور وہ جسکو تم پوجتے ہو یعنی آلہہ نہین ہو تم اوسپر گمراہ کرنے والے مگر وہ جو سابق

ہو چکا ہے میرے علم مین یہ کہ وہ پیٹھے گا جحیم مین دوسرے لفظ اونکا یہ ہے مفتون نہ کروگے تم مگر اوس شخص کو کہ وہ پیٹھنے والا ہے جحیم مین تیسرے لفظ اونکا یہ ہے بیشک تم گمراہ کروگے اور نہ مین گمراہ کرونگا تم مین سے مگر اوس شخص کو جسپر مین قضا کر چکا ہون یہ کہ وہ پیٹھنے والا ہے جحیم مین جمہور نے صال کو بکسر لام پڑہا ہے اس لیے کہ مقصور مضاف ہے بسبب التقای ساکنین حرف یا حذف کر دیا گیا ہے اور بلحاظ لفظ من مفرد لایا گیا ہے جسطرح کہ کلمہ ہو مفرد آیا ہے حضرت حسن و ابن ابی عبلہ نے بضم لام مع واو کے پڑہا ہے یعنی صالون یہی مروی ہے کہ ان دونون نے بضم لام بدون واو کے پڑہا ہے پس حرف واو کی ساتھ اس بنا پر ہے کہ من کے معنی کا لحاظ کر کے جمع سالم پڑہا ہے اور بسبب اضافت کے نون جمع کو حذف کر دیا ہے اب رہا بدون واو کے سو یہ احتمال ہے کہ جمع ہو اور حرف واو کو خطاً حذف کر دیا ہے جسطرح کہ لفظاً محذوف ہے یہ بھی احتمال ہے کہ مفرد ہو لیکن اس بنا پر حق اوسکا کسر لام ہے خاص و جماعت اہل تفسیر نے کہا ہے کہ یہ لحن ہے یعنی خطا ہے کیونکہ ہذا قاض المدینۃ بضم ضاد کہنا جایز نہین ہے بالجملہ معنی یہ ہین کہ کفار اور وہ جسکو کفار پوجتے ہین قادر نہین ہین گمراہ کرنے پر کسی کے اللہ کے بندون مین سے مگر وہ لوگ جو کہ اہل نار سے ہین اور یہ لوگ اصرار کرنے والے ہین اور کفر پر وہی اصرار کرتا ہے جسپر قضا سابق ہو چکی ہے ساتھ شقاوت کے اور اسکے کہ وہ اونمین سے ہے جو کہ نار مین داخل ہون گے پھر فرشتون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی جسطرح کہ اللہ پاک نے اونکی طرف سے حکایت فرمائی ۔ وما منا الا لہ مقام معلوم ○ وانا لنحن الصافون ○ وانا لنحن المسبحون ○ وان کانوا لیقولون ○ لو ان عندنا ذکرا من الاولین ○ لکنا عباد اللہ المخلصین ○ فکفروا بہ فسوف یعلمون ○ اور ہم مین جو ہے اوسکو ایک ٹہکانا ہے مقرر اور ہم ہین قطار باندہنے والے اور ہم ہی ہین پاکی بولنے والے اور یہ تو کہتے تہے اگر ہم پاس احوال ہوتا پہلے لوگون کا تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے سو اوس سے منکر ہو گئے اب آگے جان لینگے ف فرمایا جیسی وعائین فرمائی ہین آدمی کی زبان سے ٹہکانا مقرر یعنی اپنی حد ہے اوس سے آگے بڑہنا نہین یہ اوسپر فرمایا کہ کافر کہتے تہے فرشتے اللہ کے بیٹیان ہین جنون کی عورتون سے

پیدا ہوتیان سو جنون کو اپنا معلوم ہے اور فرشتے یون کہتے ہین ف ۲ یعنی اپنی اپنی حد پر
ہر کوئی کھڑا رہتا ہے ف ۳ یہان تک ہو چکا فرشتون کا کلام ف ۴ عرب لوگ انبیا کا
نام سنتے تھے اونکے علم سے خبردار تھے تو یہ کہتے تھے اب جو اپنے اندر نبی پیدا ہوا تو
پھر گئے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ تبارک وتعالی فرشتون کی برات
فرماتا ہے اوس کفر و کذب سے جسکو مشرکون نے اونکی طرف منسوب کیا کہ وہ دختران خدا ہین
یعنی یہ خدا کے دشمن تو اونکے حق مین یہ افترا پردازی کرتے ہین اور وہ اپنی بندگی اور عاجزی یون
بیان کرتے ہین وما منا الا لہ مقام معلوم یعنی نہین ہے ہم مین سے کوئی مگر اوسکے واسطے ایک
جاے مخصوص ہے آسمانون مین اور مقامات عبادت مین کہ وہ اوس سے تجاوز نہین کرتا ہے
نہ اوس سے آگے بڑہتا ہے ابن عساکر نے ترجمہ محمد بن خالد مین بسند خود تا عبد الرحمن بن العلاء
بن سعد عن ابیہ روایت کیا ہے یہ علا منجملہ اونکے تھے جنہون نے بروز فتح بیعت کی ہے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنے ہمنشینون سے فرمایا چرچرایا آسمان
اور اوسی لائق ہے کہ چرچرائے نہین ہے اوسمین کوئی جگہ قدم کی مگر اوسپر ایک فرشتہ ہے
رکوع کرنے والا یا سجدہ کرنے والا پھر آپنے یہ آیت پڑہی وما منا الا لہ مقام معلوم الآیہ ضحاک
نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے تھے کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے سماے دنیا سے کوئی جگہ مگر اوسپر
کوئی فرشتہ ہے ساجد یا قایم سو وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا وما منا الا لہ مقام معلوم امام اعمش
نے عن ابی اسحق عن مسروق عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ بیشک آسمانون مین البتہ
ایک آسمان ہی نہین ہے اوسمین ایک بالشت کی جگہ مگر اوسپر پیشانی ہے کسی فرشتے کی یا اوسکے
دو قدم ہین پھر حضرت عبد اللہ نے آیت مذکور پڑہی اسی طرح سعید بن جبیر نے بھی کہا ہے قتادہ
نے کہا کہ مرد اور عورتین اکٹھے نماز پڑہا کرتے تھے یہان تک کہ یہ آیت نازل ہوئی وما منا الا لہ
مقام معلوم پس مرد آگے بڑہے اور عورتین پیچھے ہٹین وانا لنحن الصافون کا یہ مطلب ہے
کہ ہم کھڑے ہوتے ہین صفین باندہکر طاعت مین جسطرح کہ والصافات صفا کی تفسیر مین گزر چکا ہے
ابو نضرہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جسوقت نماز کھڑی کیجاتی تو اپنے چہرہ مبارک سے

۷۵ گزرا اخرج ابن مردویہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ فی فتح البیان ۲ منہ

لوگون پر متوجہ ہوتے تھے پھر فرماتے اقیموا صفوفکم استقیموا اقیموا صفوفکم استقیموا اقیموا صفوفکم ہدی الملائکۃ پھر فرماتے وانا لنحن الصافون تقدم یا فلان تاخر یا فلان پھر آگے بڑھتے تو تکبیر کہتے رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر صحیح مسلم مین حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہم فضیلت دیے گئے لوگون پر ساتھ تین باتون کے کی گئین ہماری صفین مثل صفوف فرشتون کے اور کی گئی واسطے ہمارے زمین مسجد اور خاک اوسکی طہور الحدیث قولہ تعالی وانا لنحن المسبحون یعنی ہم صف باندھتے ہین پھر تسبیح کرتے ہین رب کی اور اوسکی تمجید کرتے ہین اور اوسکی تقدیس کرتے ہین اور اوسکی تنزیہ کرتے ہین نقائص سے پس ہم اوسکی غلام ہین اوسکی طرف محتاج ہین اوسکے سامنے ذلیل ہین حضرت ابن عباس ومجاہد نے کہا کہ وما منا الا لہ مقام معلوم فرشتے ہین وانا لنحن الصافون فرشتے ہین وانا لنحن المسبحون فرشتے ہین تسبیح کرتے ہین اللہ عزوجل کی قتادہ نے کہا مسبحون سے مراد مصلون ہے ثابت رہتے ہین اپنے مکان مین عبادت سے کما قال تبارک وتعالی وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یشفعون الا لمن ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون ومن یقل منھم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جھنم کذلک نجزی الظالمین قولہ تعالی وان کانوا لیقولون الآیہ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے وہ یہ تمنا کرتے تھے کہ تو اونکے پاس آئے کاش اونکے پاس وہ شخص ہوتا جو اونکو اللہ کا امر یاد دلاتا اور اگلی امتون کا جو حال گزرا ہے اوسکا اونسے ذکر کرتا اور اونکے پاس کتاب لاتا کما قال جل جلالہ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءھم نذیر لیکونن اھدی من احدی الامم فلما جاءھم نذیر ما زادھم الا نفورا وقال تعالی ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستھم لغافلین او تقولوا لو انا انزل علینا الکتاب لکنا اھدی منھم فقد جاءکم بینۃ من ربکم وھدی ورحمۃ فمن اظلم ممن کذب بایات اللہ وصدف عنھا سنجزی الذین یصدفون عن ایاتنا سوء العذاب بما کانوا یصدفون اسی لیے اسجگہ یون فرمایا ہے فکفروا بہ فسوف یعلمون

یہ ایک وعید اکید و تہدید شدید ہے اسپر کہ اونہون نے اپنے رب کا انکار کیا اور اوسکے
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ کلام مین حذف ہے
تقدیر یہ ہے وما منا احد یا وما منا ملک الا لہ مقام معلوم فی عبادۃ اللہ تعالی یعنی نہین ہے ہم مین سے کوئی
یا نہین ہے ہم سے کوئی فرشتہ مگر اوسکے واسطے ایک جگہہ مقرر ہے اللہ کی عبادت مین
کسی نے کہا تقدیر یہ ہے وما منا الا من لہ مقام معلوم یعنی نہین ہے ہم مین سے مگر وہ شخص
کہ اوسکے واسطے ایک مقام معلوم ہے بصریون نے اول تقدیر کو اور کوفیون نے دوسرے
کو ترجیح دی ہے زجاج کہتے ہین یہ قول فرشتون کا ہے اور آیمین کلام مضمر ہے معنی یہ ہین
نہین ہے ہم مین سے کوئی فرشتہ مگر اوسکے لیے ایک مقام معلوم ہے کہ اوسمین اپنے
رب کی عبادت کرتا ہے اوس سے تجاوز نہین کرتا ہے کسی نے کہا کہ مقام معلوم ہے قرب
و مشاہدہ مین کسی نے کہا کہ عبادت کرتا ہے مقامات مختلف پر جیسے خوف و رجاء و محبت و رضا
قول اول اولی ہے کسی نے کہا کہ یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کے قول سے
ہے یعنی نہین ہے ہم مین سے کوئی مگر اوسکے واسطے ایک مقام معلوم ہے جنت مین یا روبرو
اللہ عزوجل کے روز قیامت مین اس قول مین بُعد ہے پھر فرشتون نے کہا وانا لنحن الصافون
یعنی ہم صف باندھنے والے ہین مواقف طاعت مین یا گرد عرش معلی کے اس حال مین کہ دعا
کرنے والے ہین واسطے مومنون کے قتادہ نے کہا یہ فرشتے ہین کہ انہون نے اپنے
قدمون کی صف باندھی ہے یعنی عبادت مین اپنے قدمون پر کھڑے ہین کلبی نے کہا کہ فرشتون
کی صفین آسمان مین مثل صفوف اہل دنیا کے ہین زمین مین یا یہ معنی ہین کہ ہم صف باندھنے والے
ہین واسطے اوسکے نماز مین یہ معنی بنا بر قول ثانی کے ہین کہ وہ مومنین ہین لیکن قول اول اظہر ہے پھر کہا وانا لنحن
المسبحون یعنی ہم تنزیہ کرنیوالے ہین اور تقدیس کرنیوالے ہین واسطے اللہ پاک کے اوس شی سے جسکی مشرکون نے اوسکی طرف
نسبت کی ہے کسی نے کہا کہ مسبحون سے مراد مصلون ہے کسی نے کہا کہ مراد مجموع تسبیح
ہے ساتھہ زبان کے اور ساتھہ نماز کے مقصود یہ ہے کہ یہ صفات ملائکہ کی صفات ہین وہ ویسے
نہین ہین جیسے کفار نے اونکا وصف کیا ہے کہ وہ دختران خدا ہین حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک مین دیکھتا ہون وہ شے

جو تم نہین دیکھتے ہو اور سنتا ہون وہ شے جو تم نہین سنتے ہو ان السماء اطت وحق لہا ان تئط
یعنی چرچرایا آسمان اور اوسی لایق ہے کہ چرچرائے نہین ہے اوسمین چار انگل جگہ مگر حال
یہ ہے کہ فرشتہ رکھنے والا ہے اپنی پیشانی سجدہ کرنے والا ہے واسطے اللہ
کے اخرجہ الترمذی وحسنہ وابن جریر وابن مردویہ کہا ہے کہ اطیط پالان
کے اصوات کو کہتے ہین کسی نے کہا کہ اونٹون کی آواز جنمین ہے صحیح وغیرہ مین ثابت ہوا
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو امر فرمایا کہ صف باندہین جیسے فرشتے
صف باندہتے ہین نزدیک اپنے رب کے تو صحابہ نے عرض کیا اور کیونکر صف باندہتے
ہین فرشتے نزدیک اپنے رب کے فرمایا کہ قائم کرتے ہین اگلی صفون کو اور ملتے ہین صف مین
یعنی خوب ملکر کھڑے ہوتے ہین درارنہین چھوڑتے قرطبی کہتے ہین مقاتل نے کہا ہے
کہ یہ تین آیتین نازل ہوئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزدیک سدرۃ المنتہی کے
تھے تو حضرت جبریل علیہ السلام پیچھے ہٹ گئے پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کیا تو اسجگہ مجھسے مفارقت کرتا ہے تو حضرت جبریل بولے مین طاقت نہین رکھتا ہون کہ اپنی
اسجگہ سے آگے بڑہون اور اللہ تعالی نے فرشتون کے قول کی حکایت کرکے یہ آیت
نازل فرمائی وما منا الا لہ مقام معلوم الی آخرہا اسی مضمون کو حضرت سعدی شیرازی نے ادا کیا ہے

اگر یک سر موے برتر پرم	فروغ تجلی بسوزد پرم

پھر اللہ پاک نے اقوال مشرکین کی خبر دینے کی طرف رجوع کیا ارشاد فرمایا وان کانوا لیقولون
الآیہ کلمہ ان مخففہ ہے مثقلہ سے اور ضمیر شان کی محذوف ہے اور حرف لام فارق ہے
درمیان اوسکے اور نافیہ کے یعنی بیشک شان یہ ہے کہ کفار عرب قبل بعثت محمدی کے
جبکہ جہل ونادانی کا اونکو عار دلایا جاتا تو البتہ یون کہتے تھے کہ ہمارے پاس کوئی کتاب اگلون
کی کتابون مین سے ہوتی جیسے توریت وانجیل تو البتہ ہم ہوتے اللہ کے مخلص بندے یعنی
ہم اوسکے واسطے اخلاص عبادت کرتے اور اوسکے منکر نہوتے جیسے وہ منکر ہوئے
پھر اونکے پاس وہ ذکر آیا جو کہ سید الاذکار ہے اور وہ کتاب جو کہ کتابون مین سے معجز کتاب ہے
فکفروا بہ تو اوسکا انکار کیا حضرت ابن عباس نے فرمایا جبکہ اہل مکہ کے مشرکون کے پاس

ذکر اولین اور علم آخرین آیا تو کتاب کے منکر ہوئے حرف فا فصیحہ ہے جو کہ دلالت کرتی ہے
اسپر کہ کلام مین محذوف مقدر ہے فراء نے کہا تقدیر یہ ہے فجاءہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بالذکر فکفروا یعنی پہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے پاس ذکر لیکر آئے تو اونہون نے
یہ بات بطریق تعجب کے کہی ہے اونسے نظیر اسکی سورۂ فاطر مین یہ آیت ہے واقسموا باللہ جہد
ایمانہم لائن جاءہم نذیر سے مراد رسول ہے اور اسجگہ بھی کہا ہے کہ ذکر سے مراد رسول
ہے فسوف یعلمون یعنی اب وہ عنقریب جان لینگے عاقبت اپنے کفر کی اور انجام اپنے
تکذیب کا اور جو انتقام اونپر نازل ہوگا اسمین اونکے واسطے تہدید شدید ہے ولقد

سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ج صلے ○ انہم لہم المنصورون ○ وان جندنا
لہم الغلبون ○ فتول عنہم حتی حین ○ وابصرہم فسوف یبصرون ○
افبعذابنا یستعجلون ○ فاذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین ○
وتول عنہم حتی حین ○ وابصر فسوف یبصرون ○ سبحن ربک رب العزۃ

عما یصفون ج ○ وسلم علی المرسلین ج ○ والحمد للہ رب العلمین ع ○

اور پہلے ہوچکا ہمارا حکم اپنے بندون کے حق مین جو رسول ہین بیشک اونہین کو مدد ہوتی
ہے اور ہمارا لشکر جو ہے وہی زبردست ہے سو تو اونسے پہر آ ایک وقت تک اور اونکو دیکہتا رہ
کہ آگے دیکہ لینگے کیا ہماری آفت شتاب مانگتے ہین پہر جب اوترینگی اونکے میدان مین
تو بری صبح ہوگی ڈرائے گیون کی اور پہر آ اونسے ایک وقت تک اور دیکہتا رہ اب آگے
دیکہ لینگے پاکذات ہے تیرے رب کی وہ عزت کا صاحب پاک ہے ان باتون سے
جو کرتے ہین اور سلام ہے رسولون پر اور سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے
جہان کا ف یہ ہوا فتح مکہ کے دن ف شاید پہلا وعدہ دنیا کے عذاب کا اور پچہلا
آخرت کا انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین کتاب اول مین یہ امر پہلے ہوچکا ہے کہ دنیا
و آخرت مین انجام نیک واسطے رسولون کے اور اونکے اتباع کے ہے کما قال تعالی
کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز وقال عز وجل انا لننصر
رسلنا والذین امنوا فی الحیاۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد اسی لیے اللہ عزوجل نے

یون فرمایا ہے ولقد سبقت کلمتنا الآیہ یعنی دنیا و آخرت مین رسول ہی منصور و مظفر ہوتے ہین
جیساکہ اسکا بیان گزر چکا ہے کہ اونکی قوم مین سے جسنے اونکی تکذیب و مخالفت کی اوسپر اونکو
نصرت ہوئی کیسا اللہ نے کافرون کو ہلاک کیا اور اپنے مومن بندون کو نجات دی وان جندنا
لہم الغالبون کا یہ مطلب ہے کہ انجام نیک خاص اللہ کے لشکر کے واسطے ہوتا ہے
فتول عنہم حتی حین کے یہ معنی ہین کہ وہ لوگ جو تجھے ایذا دیتے ہین تو اسپہ صبر کر اور ایک وقت
تک انتظار کر جسکی مدت مقرر کی گئی ہے اس لیے کہ ہم عنقریب تیرے واسطے انجام نیک
و نصرت و ظفر کر دینگے اسی لیے بعض نے کہا ہے کہ روز بدر تک اسکی تاخیر کی اسکے
مابعد کی آیت بھی اسی کے معنی مین ہے قولہ تعالیٰ وابصرہم فسوف یبصرون یعنی تو اونکو مہلت
دے اور انتظار کر کہ کیا کچھ عذاب و نکال اونپر نازل ہوگا بسبب تیری مخالفت و تکذیب کے
اسی لیے بطور تہدید و وعید کے یون فرمایا ہے فسوف یبصرون یعنی وہ عنقریب اپنے کیے کا
بدلا دیکھ لین گے قولہ تعالیٰ افبعذابنا یستعجلون یعنی وہ جو عذاب کو جلد مانگتے ہین سو یہ اسی لیے
ہے کہ تجھے جھٹلاتے ہین اور تیرا انکار کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اونپر خفا ہو بسبب اس تکذیب
و کفر کے اور جلدی سے اونپر عقوبت لاڈالے اور باوجود اسکے بھی اپنے کفر و عناد سے عذاب
و عقوبت کی جلدی چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین
یعنی یہ جسوقت عذاب نازل ہوگا اونکی جگہہ مین تو برا ہے وہ دن دن اونکا بسبب اونکے ہلاک
کرنے کے سدی نے کہا کہ بساحتہم سے مراد اونکا دار ہے فساء صباح المنذرین ای فبئس
ما یصبحون یعنی بری ہے صبح صبح اونکی اسی لیے صحیحین مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت
ہوا ہے کہ صبح کو آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیبر مین پھر جب خیبر والے اپنی فؤس و مساحی لیکر
نکلے اور لشکر دیکھا تو وہ لوٹ گئے اور وہ کہتے تھے محمد و اللہ محمد و الخمیس یعنی قسم ہے اللہ
کی کہ محمد اور لشکر آگیا پس نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ
قوم فساء صباح المنذرین و رواہ البخاری من حدیث مالک عن حمید عن انس رضی اللہ عنہ **امام احمد**
نے عن انس بن مالک عن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہا جبکہ صبح کو آئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیبر مین اور اون لوگون نے اپنے مساحی لیے اور صبح کو گئے

۱۲ قولہ من صبح فاس یعنی
جب وہ صبح کو آئے
وہی الجوفۃ من الصبح
وہ بیلچہ ہے
وہو الکشف والازالۃ
اور یہ کشف و ازالہ کے
معنی مین ہے
آخرین و کلمہ ہے
یعنی کہ اول و فیہ ہے جب
کہ دوسرے مین ہے

اپنی کھیتیون زمینون کی طرف پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹے پیٹھ پھیرتے ہوئے پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انا اذا نزلنا الآیہ لم یخرجوہ من ھذا الوجہ وھو صحیح علی شرط الشیخین قولہ تعالیٰ وتولوا عنہم تاکید ہے ماتقدم کی واللہ سبحانہ اعلم قولہ تعالیٰ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نفس کریم کی تنزیہ وتقدیس وتبریہ فرماتا ہے اون باتون سے جنکو ظالم ومکذب لوگ اور حد سے بڑہنے والے کہتے ہین اللہ تعالیٰ اونکے قول سے بالکل مبرا وپاک ہے اسی لیے یون فرمایا ہے سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون یعنی پاک ہے تیرا رب صاحب عزت کا کون عزت جسکا قصد نہین کیا جاتا ہے اور مبرا ہے ان معتدی مفتری لوگون کی بات سے وسلام علی المرسلین یعنی سلام ہے اللہ کا رسولون پر دنیا وآخرت مین اس لیے کہ جو بات اونہون نے اپنے رب کے حق مین کہی ہے وہ سالم وصحیح وحق ہے والحمد للہ رب العالمین یعنی اوسکے واسطے حمد ہے اولی واخری مین ہر حال مین چونکہ تسبیح متضمن تھی تنزیہ وتبریہ کو ہر نقص سے بدلالت مطابقی اور مستلزم تھی اثبات کمال کو جسطرح کہ حمد دال ہے اثبات صفات کمال پر بدلالت مطابقی اور مستلزم ہے تنزیہ کو نقص سے اسی لیے درمیان اونکے قران کیا اور دونون کو ساتھ ذکر فرمایا یہان اور بہت جگہہ قرآن شریف مین اور اسی لیے یہان یون فرمایا سبحان ربک الآیہ سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت تم سلام بھیجو مجھپر تو سلام بھیجو مرسلین پر کیونکہ نہین جو بن سوا ایک رسول ہون مرسلین سے کہذا رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم من حدیث سعید عنہ کذلک ابن ابی حاتم نے بسند خود اسکو مسند کیا ہے قتادہ سے یون روایت کیا ہے کہا ہمکو حدیث کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اذا سلمتم علی فسلموا علی المرسلین حافظ ابو یعلی نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ جب ارادہ کرتے کہ سلام پھیرین یعنی نماز سے تو فرماتے سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین پھر سلام پھیرتے اسناد اسکی ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے

شعبی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کو یہ بات خوش آئی کہ وہ ماپکر لیوے ساتھ بھرپور پیمانے کے اجر سے قیامت کے دن تو چاہیئے کہ کہے اپنی آخر مجلس مین جبکہ ارادہ کرے یہ کہ کھڑا ہووے سبحان ربک رب العزۃ الآیہ ومن وجہا خر متصل موقوف علی علی رضی اللہ عنہ ابو محمد بغوی نے اپنی تفسیر مین بسند خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا جو شخص دوست رکھے یہ کہ ماپکر لیوے ساتھ بھرپور پیمانے کے اجر سے قیامت کے دن تو چاہیئے کہ ہو آخر کلام اوسکا اپنی مجلس مین سبحان ربک رب العزۃ الآیہ طبرانی نے عن عبد اللہ بن زید بن ارقم عن ابیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا کہ جس شخص نے کہا بعد ہر نماز کے سبحان ربک الآیہ تین بار تو مقرر اوسنے ماپکر لیا ساتھ حریب اوفی کے اجر سے کفارہ مجلس مین عیدین وارد ہوئی ہین سبحانک اللھم وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک حافظ ابن کثیر فرماتے ہین وقد افردت لہا جزءا علحدۃ فلیکتب ہہنا ان شاء اللہ تعالی آخر تفسیر سورۃ والصافات واللہ اعلم ف

فتح البیان کا بیان فاتحیہ ہے کہ جملہ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین مستانفہ ہے وعید کی تقریر وتثبیت کرتا ہے قسم کے ساتھ اوسکو اس لیے شروع کیا ہے کہ اوسکے مضمون کی تحقیق کے ساتھ غایت درجے کا اعتنا ہے تقدیر یہ ہے وباللہ لقد الآیہ یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ مقرر سابق ہو چکا ہے ہمارا کلمہ واسطے ہمارے بندون کے جو کہ رسول ہین مراد کلمہ سے وہ نصر وظفر ہے کفار پر جسکا رسولون سے وعدہ کیا ہے مقاتل نے کہا مراد کلمہ سے یہ آیت ہے لاغلبن انا ورسلی فراء نے کہا سابق ہو چکا ہے کلمہ ہمارا ساتھ سعادت کے واسطے اونکے یعنی ہم حکم دے چکے ہین کہ بہرہ مندی وکامیابی اونہین کو ہوگی اولی یہ ہے کہ اس کلمے کی تفسیر اوس جملے سے کیجاے جو یہان مذکور ہے کیونکہ اللہ پاک نے یون فرمایا ہے انہم لہم المنصورون الآیہ پس یہ وہی کلمہ ہے جسکا ذکر سابقا ہوا ہے اور یہ جملہ اوسکی تفسیر ہے رہی یہ بات کہ اسکا نام کلمہ رکھا حالانکہ یہ تو کئی کلمے ہین سو اسکے یہ وجہ ہے کہ جب وہ ایک معنی مین منتظم ہوئے تو ایک کلمے کے حکم مین ہو گئے پس یہ مجاز ہے اطلاق جزء بر کل کے باب سے مراد جند سے اللہ پاک کا گروہ ہے یہ گروہ رسول ہین اور اونکے پیرو جند بمعنی

ف جریب بمعنی مقدار یعنی من الارض بمقدار مساحۃ اوفی بمعنی کالمتبرع ف کما فی حدیث ابن زید بن ثابت ف اومعنی رسول

انصار واعوان ہے جمع اسکی اجناد وجنود آتی ہے اور واحد کو جندی کہتے ہین پس حرف
یا واسطے وحدت کے ہے جیسے روم وروی ہے اور جند بفتحتین ایک شہر ہے ملک یمن
مین شیبانی نے کہا کہ لہم الغالبون مین جمع کا اسناد جند کی طرف اس لیے کیا کہ سر ہے آیت کا
یہ وعدہ نصر وغلبہ کا واسطے رسولون کے اسکو یہ منافی نہین ہے کہ بعض جگہہ وہ منہزم ہوئی اور غلبہ کفار
کا اوپر ہوگیا اسواسطے کہ غالبًا ہر جگہہ دشمنون پر وہی غالب ومنصور ہوے پس یہ کلام مخرج غالب
مین خارج ہوا ہے علاوہ اسکے یہ بات ہے کہ ہر حال پر اور ہر جگہہ عاقبت محمودہ اونہین کے
واسطے ہے کما قال سبحانہ والعاقبۃ للمتقین یعنی انجام نیک خاص واسطے متقی لوگون کے ہے
فرد کامل انکے یہی گروہ باشکوہ انبیا علیہم السلام کا ہے حاصل یہ ہے کہ اونکے امر کا قاعدہ و
اساس ظفر ونصرت ہے اگرچہ اسکی پیچیدگیون مین کچھہ ملونی ابتلا ومحنت کی واقع ہوگئی پس اعتبار
غالب کا ہے اور اکثر کو کل کا حکم دیا جاتا ہے اور قلیل ملحق بعدم ہوتا ہے یا مراد اونکی وعدۂ علو
سے علو اونکا ہے دشمنون پر مقام حجاج وملاحم قتال مین دنیا کے اندر اور علو اونکا ہے اوپر
آخرت مین حضرت ابن عباس سے مروی ہے ان لم ینصروا فی الدنیا نصروا فی الآخرۃ یعنی اگر وہ دنیا مین منصور
نہون تو آخرت مین منصور ہون گے مطلب یہ ہے کہ بالفرض اگر دنیا مین اونکو نصرت نہوئی تو آخرت
مین تو ضرور ہی نصرت ہوگی پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اونسے
اعراض کرین اور جو جہالتین ضلالتین اونسے صادر ہوتی ہین اونسے چشمپوشی کرین پس فرمایا فتول
عنہم حتی حین یعنی تو اونسے اعراض کر ایک مدت تک جو کہ اللہ سبحانہ کے نزدیک معلوم ومقرر
ہے یہ وہی قتال سے باز رہنے کی مدت ہے سدی ومجاہد نے کہا یہانتک کہ ہم تجھے
قتال کا حکم دین قتادہ نے کہا تا موت کسی نے کہا تا روز بدر کسی نے کہا تا روز فتح مکہ
کسی نے کہا یہ آیت آیت سیف سے منسوخ ہے والاول اولی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اول امر مین اس بات کے ساتھہ مامور تھے کہ تبلیغ کرین ڈرائین کفار کی ایذا پر صبر کرین واسطے
اونکے مالوف کرنے کے پھر ۲ ہجری مین جہاد کا حکم ہوا ابن جریر رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
کہ آپ کے غزوات ستائیس ہین اونمین سے آٹھہ مین تو آپنے بنفس نفیس قتال فرمایا بدر واحد
ومصطلق وخندق وقریظہ وخیبر وحنین وطائف وابصرھم فسوف یبصرون یعنی دیکھہ اونکو

جبکہ اونپر عذاب نازل ہوگا ساتھہ قتل وقید کے اور جو کچھہ ہمنے اونکے واسطے تیار کیا ہے
اب وہ عنقریب اسکو دیکھہ لین گے جبکہ اونکو دیکھنا نفع نہ دیگا کلمہ سوف اسجگہہ واسطے وعید
کے ہے تبعید کیلئے نہین ہے کیونکہ یہ مقام تبعید کا مقام نہین ہے جسطرح کہ تم سوف انتقم منک
کہتے ہو اس حال مین کہ انتقام کے واسطے تیار ہوتے ہو قالہ الکرخی اور اسی لیے قرب
امر کے ابصار کے ساتھہ تعبیر کی ہے گویا وہ اوسکے روبرو حاضر ہے اوسکا مشاہدہ کر رہا
ہے خصوصًا جبکہ یہ کہا جاے کہ امر واسطے فور کے ہوتا ہے کسی نے کہا کہ قیامت
کے دن عذاب کو دیکھین گے پھر اللہ پاک نے اونکو تہدید کی ارشاد فرمایا افبعذابنا
یستعجلون وہ لوگ اپنی فرط تکذیب سے یون کہتے تھے یہ عذاب کب ہوگا تو اللہ تعالے
نے اونکو بھکی دیکر فرمایا کیا ہمارے عذاب کی جلدی چاہتے ہین پھر جسوقت اونکی واسطے عذاب
اللہ کا نازل ہوگا اونکے میدان مین تو بری ہوگی صبح اون لوگون کی جو کہ عذاب کے ساتھہ ڈرائے
گئے زجاج نے کہا کہ عذاب اونکا قتل سے ہوا کسی نے کہا کہ مراد اس سے اوترنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اونکے میدان مین فتح مکے کے دن عذاب کی تشبیہ دی اوس
لشکر سے جو کہ ناگہان اونپر آگیا پھر اونکے میدان مین بغتتہً اونٹ بٹھا دیے اور وہ اپنے
گھرون مین ہین پس ضمیر مستتر نزل مین استعارہ بالکنایہ ہے اور نزول تخییل ہے ساحت
گھر کا میدان واسع ہے جو کہ مکانون سے خالی ہوتا ہے جمع اسکی سوح آتی ہے فراء نے
کہا نزل بہم ونزل بساحتہم برابر ہے جمہور نے نزل بصیغہ معروف پڑہا ہے اور حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بصیغہ مجہول اور بساحتہم جار ومجرور قایم مقام فاعل ہے
ساء فعل ذم بمعنی بئس ہے ای بئس صباح المنذرین اور مخصوص بالذم محذوف ہے ای صباحہم
صباح کا ذکر خاص کرکے اس لیے کیا کہ اوسمین اونپر عذاب آتا تہا گو اور کسی وقت مین بہی واقع
ہوا بیان واضح یہ ہے کہ واسطے وقت نزول عذاب کے صباح کا استعارہ کیا ہے صباح
جیش سے جو کہ شب خون مارنے والا ہے چونکہ صبح کے وقت ہجوم وغارات بکثرت
اونمین ہوا ہے اس لیے غارت کا نام صباح رکھدیا گو وہ اور وقت مین واقع ہو مقتضاے
ظاہر یہ تہا کہ صباحہم ہوتا کیونکہ اونکا ذکر اول ہوگیا ہے تو ضمیر لانا کافی تہا لیکن بجاے

ضمیر کے متذکرین اسم ظاہر کہا تاکہ عذاب کی علت معلوم ہوجاے یعنی اونپر عذاب اس لیے
آیا کہ اونکو ڈرایا گیا مگر اونہون نے نہ مانا تو عذاب نے اونکو آلیا کہا ہے کہ الف ولام عہدی
ہے کرخی نے کہا کہ الف ولام جنسی ہے اس لیے کہ افعال مدح وذم مقتضی شیوع کے
ہین بسبب ابہام وتفصیل کے پس یہ جایز نہین ہے کہ بئس الرجل ہذا ونعم الرجل ہذا کہو جبکہ کسی
مرد معین کا ارادہ کرو تو اب یہ جایز نہین ہے کہ الف ولام عہدی ہو پھر اللہ پاک نے
واسطے تاکید وعدۂ عذاب کے ماسبق کی تکرار کی اور تسلی پر تسلی فرمائی پس ارشاد فرمایا وقول عنہم
حتی حین وابصر فسوف یبصرون یہان ابصر کا مفعول حذف کیا اور اول مین ذکر فرمایا
یا تو اس لیے کہ اول اسپر دال ہے تو اختصار کے لیے یہان اوسکو متروک کردیا یا واسطے
قصد تعمیم کے یہ امر بتانے کو کہ اونکے انواع عذاب سے بس شے کو وہ دیکھے گا وصف
وبیان اوسکا احاطہ نہین کرتا ہے کسی نے کہا کہ اس جملے سے مراد احوال قیامت ہین اور
اول جملے سے مراد اونکا عذاب دنیا مین ہے اس قول کی بنا پر باب تاکید سے نہوگا
بلکہ قبیل تاسیس سے ٹھیرے گا پھر اللہ پاک نے اپنی ذات مقدس کو اونکی قبیح باتون سے
منزہ کیا جو اونسے صادر ہوتی ہین پس ارشاد فرمایا سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون
مراد تنزیہ ہے اللہ پاک کی ہر اوس شے سے جسکے ساتھ مشرک لوگ اوسکا وصف کرتے
ہین منجملہ اون امور کے جو اللہ پاک کی درگاہ عالیجاہ کے لائق نہین ہین رب العزۃ بدل ہے
ربک سے رب کی اضافت عزت کی طرف اس لیے کی ہے کہ وہ اوسکے ساتھ مختص
ہے گویا ذی العزۃ کہا گیا جسطرح کہ صاحب صدق بولتے ہو اس لیے کہ وہ اوسکے ساتھ
مختص ہے کسی نے کہا کہ مراد عزت مخلوقہ ہے جو کہ کائن ہے درمیان اوسکی مخلوق کے
پس قول اول کی بنا پر تو اوس سے قسم منعقد ہوجائے گی کیونکہ وہ ایک صفت ہے صفات
رب سے بخلاف قول ثانی کے کہ اس سے قسم منعقد نہوگی قالہ السمین پھر وہ شے ذکر کی جو
دال ہے رسولون کی تشریف وتکریم پر ارشاد فرمایا وسلام علی المرسلین یعنی سلام ہے
اون لوگون پر جنکو اوسنے اپنے بندون کی طرف بھیجا اور اونہون نے اوسکی رسالتین پہونچائین
یہ سلام اوس سلام سے ہے جو بمعنی تحیت ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اونکے واسطے

سلامتی وامن ہے مکروہات سے اس صورت مین اول بعض رسل کو سلام کے ساتھہ خاص کیا
پھر علی العموم یہان سب پر سلام بھیجا اس لیے کہ ہر ایک کو سلام کے ساتھہ خاص کرنے مین
تطویل ہے قولہ تعالیٰ والحمد للہ رب العالمین اللہ پاک نے اسمین ارشاد فرمایا
ہے اپنے بندون کو کہ اوسکی حمد کرین اس نعمت پر کہ اوسنے اپنے فضل ورحمت سے اونکی
طرف رسول بھیجے خوشخبری سناتے اور ڈراتے اور اونکو تعلیم کی ہے اسکی کہ جب وہ اونپر
انعام فرمائے تو کیا کرین اور اوسپر اوسکی تعریف وثنا کیونکر کرین کسی نے کہا کہ یہ حمد ہے اس پر
کہ مشرکین ہلاک ہوئے اور رسولون کو اونپر منظفر ومنصور کیا اولی یہ ہے کہ یہ حمد ہے واسطے
اللہ پاک کے ہر اوس شے پر جسکے ساتھہ اوسنے اپنی ساری خلق پر انعام فرمایا ہے
جسطرح کہ حذف محمود علیہ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ اوسکا حذف شعر تعمیم ہے
چنانچہ علم معانی مین ثابت ہوچکا ہے حمد کہتے ہین ثنا جمیل کو واسطے قصد تعظیم کے
حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت ارادہ فرماتے
تھے کہ سلام پھیرین اپنی نماز سے تو فرماتے سبحان ربک رب العزۃ الآیہ اخرجہ سعید
بن منصور وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابو یعلے وابن مردویہ طبرانی نے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہم پہچانتے تھے فارغ ہونا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز سے آپکے اس کہنے سے سبحان ربک رب
العزۃ الآیہ واخرجہ الخطیب نحوہ من حدیث ابی سعید نسفی رحمۃ اللہ تعالے
نے فرمایا ہے کہ یہ سورت مشتمل ہے ذکر پر اوس شے کی جسکو مشرکون نے اللہ پاک
کے حق مین کہا اور اوسکی طرف اوسکی نسبت کی اون باتون مین سے جنسے وہ منزہ ومبرا ہے
اور ذکر پر اوس محنت ومشقت کے جو رسولون نے مشرکون کی طرف سے اوٹھائی اور اوس
نصرت ومدد کی جو انجام کار مین اونپر اونکو عطا کی گئی پس اوسکو ختم کیا ساتھہ اون کلمون کے
جو کہ ان سب امور کے جامع ہین وہ یہی ہین کہ اپنی ذات پاک کی تنزیہ کی اوس شے سے
جسکے ساتھہ مشرکون نے اوسکا وصف کیا اور مرسلین پر سلام بھیجا اور اپنی حمد وثنا کی
اسپر کہ نیک انجام اونکے لیے متعین کیا۔

الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر سورۂ والصافات بتاریخ ۲ ماہ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ ہجری روز چہارشنبہ وقت نیم شب محلہ امیر گنج مین ہاتھہ پر ضعیف البنیان راسجے عفو وغفران خاکسار ذوالفقار کے تمام ہوئی الٰہی سیدی مولائی تو اسکو قبول کر سہو ونسیان سے تجاوز فرما لاحول ولاقوۃ الا بک اللھم انی ضعیف فقونی فی رضاک ویسری تحریر تفسیر بقیۃ الکتاب واشرح لی صدری بالادراک التام والبیان الواضح حتی یفقھوا قولی فانک میسر لکل عسیر وبالاجابۃ جدیر اللھم فصل وسلم وبارک علی سیدنا وسید المرسلین شفیع المذنبین محمد وعلی آلہ الطیبین وصحبہ الطاہرین واحسن عواقبنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرۃ آمین والحمد للہ اولا وآخرا وظاہرا وباطنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر سورۃ ص

اس سورۂ مبارک کی چھیاسی یا پچاسی یا اٹھاسی آیتین ہین اور کی ہے قرطبی نے کہا سب کے قول مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورۂ ص مکے مین نازل ہوئی ہے اخرجہ ابن الضریس والنحاس وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل دوسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ جب ابوطالب بیمار ہوئے تو ایک گروہ قریش کا اونپر داخل ہوا جسمین ابوجہل تھا پس ابوجہل نے کہا کہ تیرا بھتیجا ہمارے معبودون کو گالیان دیتا ہے اور یہ کام کرتا ہے وہ کام کرتا ہے یہ کہتا ہے وہ کہتا ہے سو کاش تو کسی کو اوسکی طرف بھیجتا پھر اوسے منع کر دیتا پس ابوطالب نے آدمی بھیجا طرف آپکے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے پھر اندر آئے درمیان لوگون کے اور ابوطالب کے پاس بقدر بیٹھنے ایک شخص کے جگہہ تھی سو ابوجہل اس سے ڈرا کہ کہین آپ ابوطالب کی طرف جلوس فرمائین اور اوسپر زیادہ تر چڑھے ہوئے ہون پس اوسنے جست کی تو اوسجگہہ جا بیٹھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا کے قرب مین کوئی جگہہ نشست کی نپائی تو آپ دروازے کے نزدیک بیٹھہ گئے پھر ابوطالب نے آپسے کہا اے میرے بھتیجے کیا حال ہے تیری قوم کا کہ وہ تیری شکایت کرتے ہین یہ زعم کرتے ہین

کہ تو او نکے معبودون کو گالیان دیتا ہے اور یہ کہتا ہے وہ کہتا ہے راوی نے کہا کہ آپ پر اونھون نے اور بہت باتین بنائین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلام کیا تو فرمایا اے میرے چچا مین تو اونکا ارادہ کرتا ہون ایک ایسے کلمے پر کہ وہ او سے کہدین تو او سکے سبب سے عرب او نکے مطیع ہوجائین اور عجم او سکی وجہ سے جزیہ اونکی طرف ادا کرین پس آپ کے کلمۂ وقول کے سبب سے وہ لوگ گھبرائے پھر قوم نے کہا ایک کلمہ ہان قسم ہے تیرے باپ کی ہم دس کلمے کہین گے کہا پھر وہ کیا کلمہ ہے آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ پس وہ کھڑے ہوئے گھبراتے ہوئے اپنے کپڑون کو جھاڑتے اور یہ کہتے اجعل الاٰلھۃ الھا واحدا ان ھذا الشئ عجاب اسپر او نکے باب مین یہ آیت نازل ہوئی ص والقراٰن ذی الذکر تا قولہ تعالی بل لما یذوقوا عذاب اخرجہ الترمذی و صححہ والنسائی واحمد وابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل وابن جریر وابن المنذر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ص والقراٰن ذی الذکر ۝ بل الذین کفروا فی عزۃ وشقاق ○ قسم ہے اس قرآن سمجھانے والے کی بلکہ جو لوگ منکر ہین غرور مین ہین اور مقابلے مین انتہی ف حروف مقطعات کی تقریر سورۂ بقرہ مین ایسے طور پر گزر چکی ہے کہ اسجگہ او سکی تکرار سے غنا حاصل ہے والقراٰن ذی الذکر کے یہ معنی ہین قسم ہے اوس قرآن کی جو کہ مشتمل ہے اوس شے پر جسمین بندون کے واسطے ذکر ہے یعنی سمجھانا ہے اور معاش ومعاد مین او نکے لیے نفع ہے ضحاک نے کہا یہ آیت مثل اس آیت کے ہے لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم ای تذکیرکم یعنی ذکر سے مراد سمجھانا وعظ ونصیحت کرنا ہے قتادہ نے بھی اسی طرح کہا ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے حضرت ابن عباس وسعید بن جبیر واسمعیل بن ابی خالد و ابن عیینہ وابو حصین وابو صالح وسدی نے کہا ہے کہ ذی الذکر بمعنی ذی الشرف ہے

یعنی قسم ہے اوس قرآنکی جوکہ شان اور مرتبے والا ہے ان دونون قولون مین کچھ منافات
نہین ہے کیونکہ قرآن ایک ایسی شریف کتاب ہے جو کہ مشتمل ہے تذکیر و اعذار و انذار پر اس قسم
کے جواب مین اختلاف کیا ہے سو بعض نے تو یہ کہا کہ جواب اسکا ان کل الا کذب الرسل فحق
عقاب ہے کسی نے کہا ان ذلک لحق تخاصم اہل النار ہے ان دونون کو ابن جریر نے حکایت
کیا ہے اس ثانی مین بڑا بعد ہے ابن جریر نے اسکو ضعیف کہا ہے قتادہ نے کہا جواب قسم
بل الذین کفروا فی عزۃ وشقاق ہے ابن جریر نے اسکو اختیار کیا ہے پھر ابن جریر نے بعض اہل
عربیت سے یہ حکایت کیا ہے کہ جواب اوسکا ص ہے اوسکو باین معنی ٹھیرایا ہے کہ صدق
حق والقرآن ذی الذکر کسی نے کہا جواب اوسکا وہ شے ہے جسکو پوری سورت کا سیاق
متضمن ہے واللہ اعلم قولہ تعالیٰ بل الذین کفروا فی عزۃ وشقاق کا یہ مطلب ہے کہ
بیشک اس قرآن مین البتہ نصیحت ہے واسطے اوس شخص کے جو نصیحت پزیر ہو اور عبرت
ہے اوس کے لیے جو عبرت لے اور کافرون نے جو اس سے نفع نہ لیا سو صرف اسی لیے
کہ وہ عزت مین ہین یعنی اوس سے تکبر و حمیت کرتے ہین اور شقاق مین ہین یعنی اوسکے مخالف
و معاند و مفارق ہین کذا فی ابن کثیر مطلب یہ ہے کہ مارے تکبر و حمیت و ننگ و عار و مخالفت کے
اوسمین غور نہین کرتے ہین اگر ان باتون کو چھوڑ کر اوسکو سمجھتے تو بیشک نفع پاتے کیونکہ وہ تو لفظ اور
معنی مین محض ہدایت و نفع ہے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ جمہور نے صاد بسکون
دال پڑہا ہے جیسے سارے حروف تہجی جو سورتون کے اول مین واقع ہوئے ہین کیونکہ
وہ سب بنا بر وقف ساکنۃ الاواخر ہین حضرت ابی وغیرہ نے صادِ بکسر دال بدون تنوین بسبب
التقاے ساکنین کے یہ وجہ کسر کی اقرب ہے کسی نے کہا وجہ کسر یہ ہے کہ صادی ایصادی اذا
عارض سے ماخوذ ہی صاد القرآن بعملک یعنی اپنے عمل کے ساتھ قرآن کا معارضہ و مقابلہ کر
پس اوسپر عمل کر اسکو نحاس نے حضرت حسن بصری سے حکایت کیا ہے اور کہا کہ حضرت حسن
نے اپنی اس قرارت کی تفسیر اسی قول کے ساتھ کی ہے اور اوسی سے مروی ہے کہ معنی یہ ہین
اتلہ وتعرض لقراءتہ یعنی تو قرآن کو پڑہ اور اوسکی قرارت کے واسطے متعرض ہو عیسی بن عمر نے
صادَ بفتح دال یہ فتحہ بسبب التقاے ساکنین کے ہے کسی نے کہا کہ منصوب ہے بنا بر اغرا

کسی نے کہا یہ معنی ہین صاد محمد قلوب الخلق واستمالها حتی آمنوا بہ یعنی شکار کرلیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلق کے دلون کو اور اونکو مائل یہانتک کہ وہ اونپر ایمان لے آئے یہ قرارت ابو عمرو سے بھی مروی ہے نیز ابن ابی اسحق سے صادٍ بکسر و تنوین مروی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ اس حرف کی تشبیہ دی ہے اوسکے ساتھہ جو کہ غیر متمکن ہے اصوات سے ہارون اعور و ابن سمیفع نے صادُ بضم بدون تنوین پڑہا ہے بنا بر بنا جیسے منذ و حیثُ جسطرح کہ ق اور ن مین اسکے ساتھہ پڑہا گیا ہے سمین نے اس سب کی توجیہ پر کلام بسیط کیا ہے حفناوی نے کہا ہے کہ سکون دال کا جایز ہے بنا بر حکایت اور فتح بسبب غیر منصرف ہونے کے بوجہ علمیت و تانیث کے باین اعتبار کہ یہ اسم علم ہے سورت کا اور جبکہ تنوین باین نظر کہ سورت قرآن ہے یعنی چونکہ قرآن و کتاب و تنزیل منصرف ہین اور سورت بھی یہی اشیا ہین اس لیے اوسکو منصرف کیا خازن نے کہا ہے کہ اس سورت کو سورۂ داؤد علیہ السلام بھی کہتے ہین یعنی اس لیے کہ اسمین اونکا قصہ مذکور ہے ص کے معنی مین اختلاف کیا ہے ضحاک نے کہا صدق اللہ عطاء نے کہا صدق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعید بن جبیر نے کہا ص ایک دریا ہے کہ درمیان دو نفخون کے اللہ تعالی اوس سے مردون کو زندہ کریگا محمد بن کعب نے کہا ص مفتاح اسم اللہ ہے قتادہ نے کہا ایک اسم ہے اسماے الٰہیہ سے دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ ایک اسم ہے اسماے رحمن سے مجاہد نے کہا کہ فاتحۂ سورت ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کسی نے کہا ص اوس قبیل سے ہے جسکے علم کا اللہ تعالی مستاثر ہے یعنی اسکا علم سوا خدا کے اور کسی کو نہین ہے حق یہی قول ہے چنانچہ فاتحہ سورۂ بقرہ مین ہم اسکو بیان کر آئے ہین کہا ہے کہ ص اسم ہے حرف کا بطور سرد و بطرز تعدید یا اسم ہے سورت کا یا خبر ہے مبتداے محذوف کی یا منصوب ہے باضمار اذکر یا اقرأ حرف واو والقرآن مین واو قسم ہے قرآن شریف کے ساتھہ قسم کھانے مین اگاہی بخشنا ہے اوسکے شرف قدر و علو محل پر ذی الذکر کے یعنی ہین کہ وہ مشتمل ہے اوس ذکر پر جسمین بیان ہے ہر شے کا مقاتل نے کہا ذی البیان حضرت ابن عباس نے فرمایا ذی الشرف ضحاک نے کہا ذی الشرف والعظمۃ کما قال تعالی لقد انزلنا الیکم

کتاب بلفیہ ذکرکم ای شرفکم یا بمعنی ذی الشہرت ہے کسی نے کہا ذی الموعظہ کسی نے کہا
کہ اسمین ذکر ہے اوس شے کا جسکی طرف امر دین مین حاجت ہوتی ہے کسی نے کہا کہ اسمین
ذکر ہے اللہ تعالی کے اسما کا اور اوسکی تمجید ہے کسی نے کہا کہ اسمین ذکر ہے عقائد و شرایع
و مواعید کا اس قسم کے جواب مین اختلاف ہے زجاج و کسائی اور کوفیون نے سوار فرار کے
کہا ہے کہ جواب ان ذلک لحق ہے فرار نے کہا ہم اسکو مستقیم نہین پاتے ہین اس لیے
کہ والقران سے یہ بغایت متاخر ہے فرار و ثعلب نے اسکو ترجیح دی ہے کہ جواب کم اہلکنا
ہے اخفش نے کہا کہ ان کل الا کذب الرسل جواب ہے کسی نے کہا کہ جواب ص ہے اسلیے
کہ اوسکے معنی حق ہین سو یہ جواب ہے والقران کا جیسے تم کہتے ہو حقا واللہ یعنی وجب واللہ
اس قول کو ابن انباری نے ذکر کیا ہے ثعلب و فرار سے یہ بھی مروی ہے کہ بنا اس قول
کی اسپر ہے کہ جواب قسم کا مقدم کرنا جایز ہے حالانکہ یہ قول ضعیف ہے کسی نے کہا جواب
محذوف ہے تقدیر یہ ہے والقران ذی الذکر لتبعثن اور مثل اسکے حوفی نے کہا تقدیر یہ ہے
لقد جاءکم الحق اور مثل اسکے زمخشری نے کہا انہ لمعجز ہے محلی نے کہا انک لمن المرسلین ہے
ابن عطیہ نے کہا تقدیر یہ ہے ما الامر کما یزعم الکفار من تعدد الالہۃ یعنی بات ویسی نہین ہے جیسی
کفار خیال کرتے ہین کہ متعدد معبود ہین حذف جواب کا قائل ہونا اولی ہے کسی نے کہا کہ مقسم
بہ ص ہے بنا بر اس قول کے حرف واو والقران مین واسطے عطف کے ہوگا ص پر چونکہ قران
کی قسم کھانا دال تھا اوسکی صدق پر اور اسپر کہ وہ حق ہے اور شک و شبہہ کا محل نہین ہے اس لیے
اللہ پاک نے فرمایا بل الذین کفروا فی عزۃ و شقاق پس اوس سے اضراب کیا اور گویا یون فرمایا کہ
قطعا اوسمین کسی طرح کا شک نہین ہے اور مشرکون کا اوسکو قبول نکرنا اس لیے نہین ہے
کہ اوسمین کچھ شک ہے بلکہ وہ قبول حق سے تکبر و تجبر مین ہین اور باز رہنے مین ہین حق کے ماننے
سے بلکہ اس کے نہ ماننے پر دلیل اونکو باعث نہین ہوئی ہے مجرد حمیت اور محض خصام اور
صرف تقلید آبا ہے **عزت** عرب کے نزدیک بمعنی قہر و غلبہ ہے محاورے مین بولتے
ہین من عز بز یعنی جو شخص غالب ہوا اوسنے مقتول کا لباس و سلاح و سامان لیا اسی معنی سے
یہ آیت ہے **وعزنی** فی الخطاب یعنی بات کرنے مین وہ مجھپر غالب ہوگیا ہے **شقاق**

ماخوذ ہے شق سے یعنی خلاف وعداوت بیان اسکا اول گزر چکا ہے عزت وشقاق کو جو نکرہ ذکر کیا ہے سو مقصود اس سے یہ بات بتانا ہے کہ یہ دونون شدید وکثیر ہین گویا یہ تنوین واسطے تعظیم کے ہے کسی نے فی غرہ بغین معجمہ پڑہا ہے غرۃ بمعنی غفلت ہے یعنی جو نظر وغور اور اتباع حق اونپر واجب ہے اوس سے بڑی غفلت مین پڑے ہوئے ہین قول اول اولی ہے پھر جو انسے پہلے کے کافرون نے انکار وتکذیب حق کی اور اسکی اونکو سزا ملی اللہ پاک نے اس سے ان کافرون کی تہدید وتخویف فرمائی یون ارشاد کیا کم اھلکنا من قبلھم من قرن فنادوا ولات حین مناص ○ بہت کہپا دین ہمنے اونسے پہلے سنگتین پھر لگے پکارنے اور وقت نرہا تہا خلاصی کا انتہی ف یعنی بہت سی امتین انسے پہلے جنہون نے رسولون کی مخالفت کی اور آسمانی کتابون کو جہٹلایا اللہ نے اونکو ہلاک کردیا جسوقت اونپر عذاب آیا تو اللہ پاک سے استغاثہ کیا چیخے چلائے حالانکہ یہ اونکے کچہہ کام نہ آیا عذاب کو اونسے دفع نہ کیا کما قال عزوجل فلما احسوا باسنا اذا ھم منھا یرکضون لا ترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیہ ومساکنکم لعلکم تسئلون ابو واؤد وطیالسی نے تمیمی سے روایت کیا ہے کہا مین نے حضرت ابن عباس سے فنادوا ولات حین مناص کا پوچہا تو فرمایا لیس بحین نزول وفرار یعنی نہین ہے وقت بہاگنے کا علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے لیس بحین مغاث یعنی نہین ہے وقت فریادرسی کا عکرمہ کا لفظ اونسے یہ ہے نادوا النداء حین لا ینفعھم اور یہ پڑہا ع تذکر لیلے لات حین تذکر ○ یعنی اونہون نے اوسوقت ندا کی کہ اونکو نفع نہین دیتی ہے محمد بن کعب نے کہا کہ اونہون نے ندا کی ساتھہ توحید کے جبکہ دنیا نے اونسے پیٹہہ دی اور خلاصی چاہی واسطے توبہ کے جبکہ دنیا نے اونسے اعراض کیا قتادہ نے کہا لمار اوا العذاب اراد والتوبۃ عن حین النداء مجاہد نے کہا لیس بحین فرار ولا اجابۃ یعنی نہین ہے وقت بہاگنے کا اور نہ توبہ قبول کرنے کا اسی کے مثل عکرمہ وسعید بن جبیر وابو مالک وضحاک وزید بن اسلم وحسن وقتادہ سے بھی مروی ہے امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے ولا نداء فی غیر حین النداء یعنی نہین ہے ندا غیر وقت ندا مین کلمہ لات سے نفی ہے حرف تا اوسکے ساتھہ زیادہ کردیا گیا ہے جسطرح کہ ثم وربت مین

زیادہ کرتے ہین اور تمت وربت کہتے ہین اور لات جدا لکہا جاتا ہے اور اسپر وقف ہوتا ہے بعض قرار نے مصحف امام سے حکایت کیا ہے کہ لات حین کے ساتھہ متصل ہے ولا تحین مناص مشہور قول اول ہے ابن جریر نے اسکو ذکر کیا ہے پہر جمہور نے بنصب حین پڑہا ہے تقدیر یہ ہے ولیس الحین حین مناص یعنی نہین ہے وقت وقت خلاصی کا بعض نے خود لات سے نصب کو جایز رکہا ہے اور اسکی سند مین یہ شعر پڑہا ہے ؎

تذکر حب لیلے لات حینا		واضحی الشیب قد قطع القرینا	

اور بعض نے اس سے جر کو جایز رکہا ہے اور یہ شعر پیش کیا ہے ؎

طلبوا صلحنا ولات اوان		فاجبنا ان لیس حین بقاء	

بعض نے اسکی سند مین یہ مصرع گزرانا ہے ع ولات ساعۃ مندم ۔ بجر ساعت اہل لغت کہتے ہین کہ نوص تاخر ہے اور بوص تقدم ہے اسی لیے اللہ سبحانہ نے یون فرمایا ہے ولات حین مناص یعنی نہین ہے وقت وقت بہاگنے کا اور نہ وقت جانیکا واللہ اعلم الموفق للصواب کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ کم خبریہ ہے جو کہ تکثیر پر دال ہے اور محل نصب مین ہے اہلکنا کا مفعول یہ ہے کہ من قرن اوسکا تمیز اور من قبلہم کا کلمۂ من واسطے ابتدا سے غایت کے ہے مراد قرن سے اگلی امتین ہین جو کہ بسبب تکذیب رسل کے ہلاک کردی گئین یعنی ہمنے ان سے پہلے بہت سی امتون کو ہلاک کر ڈالا ہے جو کہ منعت وشوکت وقوت وکثرت مال مین ان لوگون سے نہایت درجہ بڑہکر تہین مراد ندا سے اسجگہ ندائے استغاثہ ہے یعنی وقت نزول عذاب کے اونہون نے استغاثہ کیا حالانکہ وہ وقت خلاصی کا وقت نہ تہا حضرت حسن نے فرمایا کہ اونہون نے توبہ کے ساتھہ ندا کی حالانکہ وہ وقت توبہ کا نہ تہا اور نہ اسکا کہ عمل نفع دے مناص مصدر ہے ناص ینوص نوصا ومناصا کا نوص بمعنی فوت وتاخر ہے لات اہل یمن کی لغت مین بمعنی لیس ہے فراء نے کہا نوص بمعنی تاخر ہے اور امرئ القیس کا شعر اسکی سند مین پڑہا ؎

امن تذکر لیلے اذ ناتک تنوص		فتقصرت عنہا خطوتک وتبوص	

کہا کہ محاورے مین یون بولتے ہین ناص عن قرنہ ینوص نوصا ومناصا ای فر وراع فراء نے کہا

کہ جسوقت کوئی متقدم ہوا گے بڑہجاے تو اوسوقت بولتے ہین ناص ینوص اسیطرح نحاس نے بہی کہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نوص ینون بمعنی تاخر و تقدم دونون طرح آتا ہے تو بمجمایہ اضداد ٹہیرا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ بعض نے بعض سے کہا مناص یعنی تم فرار و ہزیمت کو لازم پکڑو پس جب اونپر عذاب آیا تو کہا مناص پس اللہ پاک نے فرمایا ولات حین مناص سیبویہ و خلیل نے کہا کہ لات مشابہ لیس ہے اسم اسمین ضمیر مضمر ہے ای لیس حینا حین مناص یعنی نہین ہے وقت ہمارا وقت بہاگنے کا زجاج نے کہا لیس اوا ننا تقدیر ہے ابن کیسان نے کہا قول سیبویہ ہی کا قول ہے کسائی کے نزدیک لات پر وقف بہا ہے مبرد و اخفش ہی اسی کے قائل ہین اخفش نے کہا کہ لات لاے نافیہ ہے واسطے جنس کے حرف تا اوسپر زیادہ کیا گیا ہے اور نفی اسیان کے ساتھ مخصوص ہے کسائی و فراء و خلیل و سیبویہ و اخفش کہتے ہین کہ حرف تا حین سے منقطع لکہا جاتا ہے اور اسی طرح مصاحف مین ہی ابو عبید نے کہا کہ حین سے متصل لکہا جاتا ہے تو لاتحین بولتے ہین اور کبہی تحین بولتے ہین اور کبہی حین کے ساتہ مضاف الیہ سے استغنا کرتے ہین اور لات حینا کہتے ہین ابو عبید کہتے ہین ہمنے عرب کو نہین پایا کہ وہ اس حرف تا کو زیادہ کرتے ہون مگر لفظ حین واو ان و الآن مین فتح البیان مین ہے کہ کبہی اوسکو ان الفاظ کے سوا اور مین بہی زیادہ کرتے ہین ایک روایت مین حضرت ابن عباس سے یہ ہے لیس ہا حین زوال دوسرا لفظ یہ ہے لا حین فرا جمہور نے بفتح تا پڑہا ہے اور کسی نے لات بکسر تا مثل جیر کے جملہ لات حین مناص محل نصب مین ہے بنا بر حال نادوا کی ضمیر سے پہر اللہ پاک نے کفار کے انواع کفر مین سے ایک نوع بجملہ مستانفہ ذکر فرمائی وعجبوا ان جاءھم منذر منھم وقال الکفرون ھذا ساحر کذاب ○ اجعل الاٰلھۃ الھا واحدا ان ھذا لشیء عجاب ○ وانطلق الملأ منھم ان امشوا واصبروا علی الھتکم ان ھذا لشیء یراد ○ ما سمعنا بھذا فی الملۃ الاٰخرۃ ان ھذا الا اختلاق ○ اور اچنبہا کرنے لگے اوسپر کہ آیا اونکو ایک ڈر سنانے والا اونہین مین سے اور کہنے لگے منکر یہ جادوگر ہے جہوٹا کیا اوسنے کردی اتنون کی بندگی کے بدل ایک ہی کی بندگی یہ ہے بڑے تعجب کی بات اور چل کہڑے ہوے

کتنے مخ اونمین سے کہ چلو اور ٹہیرے رہو اپنے ٹہاکرون پر بیشک اس بات مین کچہہ غرض ہے
یہ نہین سنا ہمنے اس پچہلے دین مین اور کچہہ نہین یہ بنائی بات ہے ف پچہلا دین کہتے تہے
اپنے باپ دادون کو یعنی آگے تو سنتے ہین کہ اگلے لوگ ایسی باتین کہتے تہے ہمارے
بزرگ تو یون نہین کہہ گئے انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اوسنے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بہیجا مشرکون نے اس سے تعجب کیا کما قال عزوجل
اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منهم ان انذر الناس وبشر الذین امنوا
ان لهم قدم صدق عند ربهم قال الکافرون ان هذا لساحر مبین اور بیان
یون فرمایا وعجبوا ان جاءهم منذر منهم یعنی تعجب کیا اس سے کہ اونکے پاس ایک ڈرانے والا
آیا یعنی ایک بشر مثل اونکے اجعل الالهة الها واحدا یعنی کیا اوسنے یہ زعم کیا ہے کہ معبود
ایک ہے لا الہ الا ہو مشرکون نے اسکا انکار کیا اللہ اونکا برا کرے اور شرک باللہ کے
ترک سے تعجب کیا اس لیے کہ وہ تو اپنے باپ دادون سے بتون کی پوجا سیکہ چکے تہے
اور اونکی پوجا اونکے دلون مین پلا دی گئی تہی پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو
اس طرف بلایا کہ اوسکو اپنے دلون سے دور کردین اور اکیلے اللہ پاک کو پوجین
تو اونہون نے اسبات کو بڑا سمجہا اور تعجب کیا اور کہا اجعل الآلهة الایہ ملا سے مراد ہین اونکے سردار
و پیشوا یعنی اونمین کے بڑے لوگ یہ کہتے ہوئے چلے کہ اپنے دین پر مستمر رہو اور اپنے
معبودون پر جمے رہو اور جس توحید کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمکو بلاتے ہین اوسکو مت مانو
ان هذا لشیء یراد ابن جریر نے کہا معنی یہ ہین کہ یہ توحید جسکی طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہمکو بلاتے ہین البتہ ایک شے ہے کہ اوسکے سبب سے تمہیں شرف و علو چاہتے ہین اور
یہ کہ اونکے واسطے تم مین سے پیرو ہو جائین حالانکہ ہم اونکی اس بات کو قبول نکرین گے
سبب نزول ان آیتون کا یہ ہے سدی نے کہا کہ کچہہ لوگ قریش کے جمع ہوئے
اونمین یہ لوگ تہے ابوجہل بن ہشام عاص بن وائل اسود بن عبد المطلب اسود بن عبد یغوث یہ لوگ آئے
مشیخۂ قریش کے ایک گروہ مین پس بعض نے بعض سے کہا ہمارے ساتھ چلو
طرف ابوطالب کے تو اوسکے بھتیجے کے باب مین اوس سے گفتگو کرین سو وہ اوس سے

ہمارا انصاف کرے تو وہ ہمارے معبودون کی گالیان دینے سے باز آجاے اور
ہم اوسکو اور اوسکے معبود کو چھوڑ دین جسکی وہ پوجا کرتا ہے کیونکہ ہم اس سے ڈرتے
ہین کہ یہ شیخ یعنی ابوطالب مرجاے پھر ہمسے اوسکے حق مین کوئی بات صادر ہو تو قریش کہینگے
کہ اوسکو چھوڑ رکھا یہانتک کہ جب ابوطالب اوسکو چھوڑکر مرگیا تب اوسکو ایذا پہونچایا پھر ان لوگون
نے اپنے آدمیون مین سے ایک شخص مطلب نام کو بھیجا تو اوسنے اونکے واسطے ابوطالب
سے اذن طلب کیا سو یون کہا کہ یہ لوگ تیری قوم کے شیخ و سردار تجھسے اذن مانگتے ہین
ابوطالب نے کہا تو اونکو اندر لے آ پھر جب وہ اوسکے پاس اندر آئے تو بولے اے
ابوطالب تو ہمارا بڑا اور سردار ہے سو اپنے بھتیجے سے ہمارا فیصلہ کر لیں تو اوسکو حکم دے کہ
وہ ہمارے معبودون کی گالیان دینے سے باز رہے اور ہم اوسکو اور اوسکے معبود کو
چھوڑ دین راوی نے کہا پھر ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آدمی
بھیجا پھر جب آپ ابوطالب پر داخل ہوئے تو کہا اے میرے بھتیجے یہ لوگ تیری قوم کے
مشیخہ و سردار ہین اور اونہون نے تجھسے یہ درخواست کی ہے کہ تو اونکے معبودون کی گالیان
دینے سے باز رہے اور وہ تجھے اور تیرے معبود کو چھوڑ دین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اے میرے چچا کیا ہے مین اونکو نہ بلاؤن طرف اوس شے کے جو اونکے واسطے
بہتر ہے ابوطالب نے کہا تو اونکو کس طرف بلاتا ہے آپنے فرمایا مین اونکو اس طرف
بلاتا ہون کہ وہ ایک کلمہ کہدین جسکے سبب سے عرب اونکے مطیع ہوجائین اور اوسکی وجہ سے
عجم کے مالک بنجائین تو قوم مین سے ابوجہل لعنہ اللہ بولا وہ کیا کلمہ ہے قسم ہے تیرے
باپ کی البتہ ہم وہ تجھے عطا کرینگے اور اوسکے دس مثل اور یعنی ہم اوس کلمے کو کہدین گے
آپنے فرمایا تم کہو گے لا الہ الا اللہ پس وہ نفرت کر گئے اور کہا تو اوسکے سوا ہمسے اور کا
سوال کر آپنے فرمایا اگر تم میرے پاس سورج لے آتے یہانتک کہ اوسکو میرے ہاتھ مین
رکھدیتے تو بھی مین اوسکے غیر کا تمسے سوال نکرتا پھر وہ آپکے پاس سے خفا ہوتے ہوئے
اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہا واللہ البتہ ہم تجھے گالیان دین گے اور تیرے معبود کو جسنے
تجھے اسکا امر کیا ہے وانطلق الملأ منھم تا یہ را دابن ابی حاتم وابن جریر نے بھی اسکو روایت کیا ہے

اور اتنا زیادہ کہا پھر جب وہ لوگ نکل گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا کو بلایا
طرف کہنے لا الہ الا اللہ کے تو اوسنے انکار کیا اور کہا بلکہ دین اشیاخ پر اور یہ آیت نازل ہوئی
انک لا تھدی من احببت بعد اسکے حافظ ابن کثیر نے بروایت حضرت ابن عباس
قصۂ مرض ابوطالب ابن جریر سے نقل کیا ہے جسکا ذکر اول سورت مین ہوچکا ہے بعد نقل
قصۂ مذکور کے کہا ہے قال ونزلت من ہذا الوضع الی قولہ بل لما یذوقوا عذاب لفظ ابی کریب
وہکذا رواہ احمد والنسائی من حدیث محمد بن عبید اللہ بن تمیم کلاہما عن ابی اسامۃ عن الاعمش عن
عباد غیر منسوب بہ نحوہ ورواہ الترمذی والنسائی وابن ابی حاتم وابن جریر ایضا کلہم فی تفاسیرہم
من حدیث سفیان الثوری عن الاعمش عن یحیی بن عمارۃ الکوفی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی
اللہ عنہما فذکر نحوہ وقال الترمذی حسن قولہم ما سمعنا بھذا یعنی نہین سنا ہمنے اس توحید کو
جسکی طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو بلاتے ہین فی الملۃ الاخرۃ یعنی پچھلے دین مین مجاہد
وقتادہ وابوزید نے کہا کہ مراد دین قریش ہے محمد بن کعب وسدی نے کہا کہ مراد نصرانیت
ہے عوفی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مراد نصرانیت ہے کفار نے
کہا کہ اگر یہ قرآن حق ہوتا تو نصاری ہمکو اوسکی خبر دیتے ان ھذا الا اختلاق مجاہد نے کہا کذب
اسی طرح قتادہ نے بھی کہا حضرت ابن عباس نے فرمایا تخرص یعنی نہین ہے یہ قرآن مگر جھوٹ
یا اٹکل پچو مطلب یہ ہے کہ خود بنالیا ہے اللہ کی طرف سے نہین ہے کذا فی ابن کثیر فتح
فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ کلمۂ ان مع اپنے ماتحت کے محل نصب مین ہے بنا بر نزع خافض
اسے من ان جاءہم یعنی جن کافرون کا اللہ پاک نے یہ وصف کیا کہ وہ عزت وشقاق مین ہین
اونہون نے تعجب کیا اس سے کہ آیا اونکے پاس ایک رسول اونہین مین کا جو کہ اونکو ڈراتا ہے
عذاب سے اگر وہ مستمر رہین کفر پر اور جب مشاہدہ کیا اون معجزون کا جو کہ قدرت بشر سے خارج ہین
تو کہا کہ یہ مدعی رسالت کا اون معجزون مین جنکو ظاہر کرتا ہے جادوگر ہے اور اس دعوی مین کہ
کہ اللہ نے اوسکو بھیجا ہے جھوٹا ہے نکتہ اول عجب فرمایا پھر قال الکافرون کہا بجاے
ضمیر اسم ظاہر کہا مقصود اس سے ظاہر کرنا غضب کا ہے اونپر اور اس بات کا کہ یہ بات
اونہون نے کہی ایسی بات پر وہی جرات کرتے ہین جو کہ کفر مین غلو کرنے والے اور گمراہی مین

ف ۱ نورالدین پنجابی الاصل کا
چاچا ۱۲ ف ۲
یعنی ابوطالب اور ابن جریر
دونون کا استاد ابن عیینہ
ابن عیینہ ۱۲

منہمک ہوتے ہین کیونکہ اس سے بڑہکر سخت کوئی کفر نہین ہے کہ جسکو اللہ تعالے نے
سچا کیا اوسکا نام کاذب ساحر رکہین اور توحید سے تعجب کرین حالانکہ توحید حق روشن ہے
اور شرک سے تعجب نہ کرین حالانکہ شرک ایک باطل تاریک ہے پھر جس توحید کو حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر تشریف لائے اور اللہ تعالے کے واسطے شرکا ہونے کی نفی
کی کفار نے اسکا انکار کیا پس یون بولے کیا کر ڈالا معبودون کو ایک معبود نے اللہ پاک سے
پرانکو مقصور کر دیا بیشک یہ البتہ ایک ایسا امر ہے کہ تعجب مین غایت درجے کو پہونچنے والا ہے
کفار نے اس قصر جنس سے تعجب کیا اور کہا کہ ساری خلق کو ایک معبود کیونکر سما سکتا ہے
یعنی ایک سے اتنی خلق کثیر کا کس طرح انتظام ہو سکتا ہے منشا اسکا یہ ہے کہ یہ لوگ نظر
واستدلال والے نہ تھے بلکہ انکے اوہام محسوسات کے تابع تھے پس جب شاہد مین انہون
نے یہ پایا کہ فاعل واحد کی قدرت اور اوسکا علم حفظ خلایق کے ساتھ وفا نہین کرتا ہے تو غایب
کا شاہد پر قیاس کر بیٹھے اور یہ کہ اونکے پرکھے باوجود اونکی کثرت وقوت عقول کے سب کے
سب شرک پر متفق تھے تو یہ وہم کر لیا کہ اونکا اس حال پر ہونا محال ہے کہ وہ امین باطل پر ہون
اور ایک آدمی حق پر ہو پس قسم ہے کہ اگر تقلید حق ہوتی تو یہ شبہ لازم ہوتا قالہ الکرخی جوہری نے کہا
کہ عجیب وہ امر ہے جس سے تعجب کیا جاتا ہے اور اسی طرح عجاب بالضم اور عجاب بتشدید
اوس سے اکثر ہے یعنی اسمین مبالغہ زیادہ ہے جمہور نے عجاب بتخفیف پڑہا ہے اور علی وغیرہ نے
بتشدید مقاتل نے کہا کہ عجاب بتخفیف ازدشنوءہ کا لغت ہے کسی نے کہا کہ عجاب بتخفیف
وتشدید اسپر دال ہے کہ تعجب مین کبھی حد سے تجاوز کیا جاتا ہے جسطرح کہ طویل اوسکو کہتے
ہین جسمین طول ہو اور طوال اوسکو بولتے ہین جو کہ طول کی حد سے تجاوز کر گیا ہو اور جوہری کا کلام
اس بات کا مفید ہے کہ اختصاص مبالغہ کا عجاب بتشدد کے ساتھ ہے مخفف کے ساتھ
نہین ہے قولہ تعالی وانطلق الملأ منہم مراد ملاء سے اشراف ہین چنانچہ تفسیر کتاب
عزیز مین بہت جگہہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت
اوسوقت نازل ہوئی کہ اشراف قریش ابوطالب کی طرف چلے پہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
باب مین اوس سے گفتگو کی ان امشوا واصبروا علی الہتکم یعنی چلے اوس مجلس سے

یعنی جلسی وعیسی ابن عمر
ابن مقسم ص ۱۲

جسمین ابوطالب کے پاس تھے جیسا کہ گزر چکا ہے ایک دوسرے سے یہ بات کہتے ہوئے کہ چلو اُس شے پر جسپر تم ہو اور اوسکے دین مین داخل مت ہو اور ثابت رہو اپنے معبودون کی عبادت پر کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اونمین کے اشراف چلے تو عوام سے کہا کہ چلو اور اپنے معبودون پر جمے رہو کلمۂ اَنِ مفسرہ ہے قول مقدر کا ای وانطلق الملأ منھم قائلین ان امشوا یا مفسر ہے انطلق کا اس لیے کہ اسمین قول کے معنی کی تضمین کی گئی ہے یہ بھی جایز ہے کہ ان مصدریہ ہو معمول ہو مقدر کا یا مذکور کا ای بان امشوا کسی نے کہا کہ مراد انطلاق سے اندفاع فی القول ہے یعنی باتون مین خوض کرنا مشغول ہونا اور امشوا ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جب عورت کی ولادت بکثرت ہوتی ہے تو مشت المرأۃ بولتے ہین ای اجتمعوا واکثروا یعنی جمع ہو جاؤ اور بہت ہو جاؤ یہ قول نہایت بعید ہے اور خلاف ہے اوس شے کے جسپر انطلاق وشی اپنی حقیقت کے ساتھ دال ہین اور خلاف ہے اوس بات کے جو شان نزول مین گزر چکی ہے جملۂ ان ھذا لشئ یراد تعلیل ہے امر بالصبر کی یعنی تم اپنے معبودون پر جمے رہو اسواسطے کہ بیشک یہ البتہ ایک شے ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اور ہمارے معبودون کے ساتھ اوس کا ارادہ کرتے ہین اور اُس کا پورا ہونا محبوب رکھتے ہین بغیر کسی پہنچنے والے کے کہ اونکو اس ارادے سے پھیر دے تاکہ اونکو ہمپر علو ہو اور ہم اونکے تابع ہو جائین تو جس چیز کے ساتھ چاہین ہم مین تحکم کرین اس معنی کی بنیاد پر غرض اونکی اس کلام سے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قوم کو ڈراتے ہین اور نفرت دلاتے ہین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ یہ ایک امر ہے کہ اللہ پاک اوسکا ارادہ کرتا ہے اور جس شے کا وہ ارادہ کرتا ہے اور اوسکے جاری کرنے کا حکم دیتا ہے تو وہ ضروری ہوتی ہے اور اوسمین سوائے صبر کے اور کچھ نفع نہین دیتا ہے تو تم صبر کرو اپنے معبودون کی عبادت پر کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ تمہارا دین ایک شے ہے کہ طلب کیجاتی ہے تاکہ تم سے لیلی جائے اور تم اوسپر مغلوب ہو یا یہ معنی ہین کہ یہ امر ایک شے ہے حوادث روزگار سے ہمارے ساتھ اوسکا ارادہ کیا جاتا ہے پس ہم کو اوس سے کسی طرح کا چھٹکارہ نہین ہے یا ایک امر ہے کہ زمین والون کے ساتھ ارادہ کیا جاتا ہے والاول اولیٰ ما سمعنا بھذا الآ

یعنی ہمنے نہین سُنی یہ توحید جسکو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہین ملت نصرانیت مین اسکو آخر ملت اس لیے کہا کہ قبل ملت اسلام کے آخر الملل یہی ہے حضرت حسن نے فرمایا یعنی یہ ہین ہم نے نہین سنا کہ یہ ہوگا آخر زمان مین کسی نے کہا ہم نے نہین سنا یہود و نصاری سے کہ محمد اللہ کے رسول ہین پھر کفار اس امر کو نیا سمجھے کہ اللہ تعالی اپنے رسول کو شرف نبوت کے ساتھ خاص کرے اور اونکو نہ کرے پس یون کہا أَؤُنزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّن ذِكْرِي ۚ بَل لَّمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ ۖ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۝ أَمْ لَهُم مُّلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۝ جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ لْئَيْكَةِ ۖ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ۝ إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ کیا اوسی پر اوتری سمجھوتی ہم سب مین سے کوئی نہین اونکو دھوکا ہے میری نصیحت مین کوئی نہین ابھی چکھی نہین میری مار کیا اونکے پاس ہین خزانے تیرے رب کی مہر کے جو زبردست ہے بخشنے والا یا اونکی حکومت ہے آسمانون مین اور زمین مین اور جو اونکے بیچ ہے تو چاہیے چڑھ جاوین رسیان تانکر ایک لشکر یہی وہان تباہ ہوا اون سب لشکرون مین جھٹلا چکے ہین انسے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون میخون والا اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ کے لوگ وہ فوجین یہ جتنے تھے سب نے یہی جھٹلایا رسولون کو پھر ثابت ہوئی میری طرف سے سزا ف وہ جو کہتے تھے کہ ہمپر کیون نہ اوتری ف یعنی اگلی قومین برباد ہوئین اگر چڑھ جاوین تو اونمین ایک یہ بھی برباد ہون ف وہ ظالم آدمی کو چوبیخا کر مارتا تھا اوسکا یہ نام پڑگیا ہے بعضے کہتے ہین لشکر کے گھوڑون کی میخین رکھتا تھا سونے اور روپے کی انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یعنی کافر بعید جانتے ہین اس بات کو کہ اللہ پاک نے انزال قرآن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اون سب مین سے خاص کیا جسطرح کہ اس آیت مین ہے لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ اللہ تعالی نے فرمایا أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ

ل
کیون نہ اوتری قرآن کسی بڑے آدمی پر دونون بستیون کے ۱۲ کیا وہ بانٹتے ہین تیرے رب کی رحمت ہم نے بانٹی ہے انکی روزی ع ۱۴ دنیا کے جیتے مین اور اونچا کیا ایک کو ایک پر درجے

اسی لیے جبکہ اونہون نے یہ بات کہی جو کہ اونکی جہل و قلت عقل پر دال ہے اس باب مین کہ
اونہون نے قرآن کے نازل کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اون سب مین سے
بعید سمجھا تو اللہ پاک نے فرمایا بل لما یذوقوا عذاب یعنی یہ بات جو وہ کہتے ہین سو صرف اس لیے
کہ اس بات کے کہنے تک اللہ تعالی کا عذاب و نقمت نہین چکھا ہے اب عنقریب جان لین گے
بعد کو وہ بات جو کہی اور وہ شے جسکی تکذیب کی یوم یدعون الی نار جہنم دعا پہر اللہ پاک
نے یہ بیان کیا کہ وہی ہے تصرف کرنے والا اپنے ملک مین کرنے والا ہے اوس شے کو
جسکو چاہتا ہی دیتا ہے جسکو چاہتا ہی جو چاہتا ہی عزت دیتا ہی جسکو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہی جسے چاہتا ہے ہدایت
کرتا ہے جسکو چاہتا ہی گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے نازل کرتا ہے روح کو اپنے امر سے جسپہ چاہتا
ہے اپنے بندون مین سے جسکے دل پر چاہتا ہے مہر کر دیتا ہے پہر بعد اللہ کے اوسکو کوئی
ہدایت کرنے والا نہین ہے اور بندے مالک نہین ہین کسی شے کے امر سے اور نہ ملک مین
اونکو کسی طرح کا تصرف ہے اور نہ برابر ذرے کے اور نہ وہ مالک ہین قطمیر کے اسی لیے اللہ پاک
نے اونپر انکار کر کے فرمایا کیا اونکے پاس خزانے ہین تیرے رب کی رحمت کے جو کہ غیر وہاب
ہے عزیز کے یہ معنی ہین کہ اوسکی بارگاہ عالیجاہ کا کوئی قصد نہین کر سکتا ہے وہاب کا یہ مطلب ہے
کہ عطا کرتا ہے جسکو چاہتا ہے جو چاہتا ہے یہ آیت اس آیت کریمہ کے مشابہ ہے ام لھم
نصیب من الملک فاذا لا یؤتون الناس نقیرا ام یحسدون الناس علی ما
اتاھم اللہ من فضلہ فقد اتینا ال ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما
فمنھم من اٰمن بہ ومنھم من صد عنہ وکفی بجھنم سعیرا وقولہ تعالی قل لو انتم تملکون
خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق وکان الانسان قتورا یہ بعد اسکے
فرمایا ہے کہ کفار سے بعثت رسول بشری کا انکار نقل کیا ہے اور جسطرح کہ صالح علیہ السلام کی
قوم سے خبر دی ہے جبکہ اونہون نے کہا ءالقی الذکر علیہ من بیننا بل ھو کذاب
اشر سیعلمون غدا من الکذاب الاشر قولہ تعالی ام لھم ملک السموات
والارض الآیہ یعنی اگر اونکے واسطے آسمان و زمین و ما بینہما کا ملک ہے تو چاہیے کہ چڑھ
جائین اس باب مین حضرت ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و قتادہ وغیرہم نے کہا کہ

۵۱ جس دن وہ دوزخ پر پیش کیے جائین گے ۱۲
۵۲ یہ بات تعجب سے کہی ہے ۱۲ منہ
۵۳ یہ تنبیہ ہے کہ اونکو ایک قسم کی بڑائی حاصل ہے جسکے سبب سے وہ ایمان نہین لاتے ۱۲
۵۴ یہ تنبیہ ہے کہ اونکو اللہ نے اپنے فضل سے کچھ نہین دیا ہے کہ اونکو دے کر اونکی بڑائی ظاہر ہو ۱۲
۵۵ کیا اونکی ایسی بیجا خواہش ہے ۱۲ منہ

مراد اس باب سے آسمان کے رستے ہین ضحاک نے کہا چاہیے کہ چڑہ جائین طرف سماوتین آسمان کے پھر اللہ عزوجل نے فرمایا جند ما هنالك مهزوم من الاحزاب یعنی یہ لشکر جھٹلانے والے جو کہ عزت وشقاق مین ہین عنقریب ہزیمت خوردہ ومغلوب وذلیل وخوار ہونگے جسطرح کہ ان کے پہلے کے لشکر مکذب ذلیل وخوار ہوئے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے ام یقولون نحن جمیع منتصر سیهزم الجمع ویولون الدبر یہ قصہ بدر کے دن ہوا بل الساعة موعدهم والساعة ادهی وامر قولہ تعالی کذبت قبلهم قوم نوح الآیہ اللہ پاک خبر دیتا ہی اگلی امتون کی اور اوس عذاب ونکال ونقمات کی جو کہ رسولون کی مخالفت مین اور نبیون کی تکذیب مین اونپر نازل ہوا علیہم الصلوة والسلام اونکے قصے پورے طور پر متعدد جگہہ گزر چکے ہین اولئك الاحزاب کا یہ مطلب ہے کہ اے مکے والو یہ امتین کثرت وقوت واموال واولاد مین تم سے کہین بڑہ کر تہین سو اس سب نے اونسے اللہ کے عذاب کو کچہہ بہی دفع نہ کیا جبکہ اعرب آگیا اسی لیے اللہ عزوجل نے یون فرمایا ان کل الا کذب الرسل فحق عقاب پس اونکے ہلاک کرنے کی یہ علت ٹہیرائی کہ اونہون نے رسولون کی تکذیب کی تو اب مخاطب لوگون کو چاہیے کہ غایت درجے کا اس سے حذر کرین ورنہ انکی گت بہی وہی ہونے والی ہے جو اگلون کی ہوئی ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ انزل مین استفہام انکاری ہے یعنی یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ہم سب مین سے قرآن اوسی پر اوتارا جائے حالانکہ ہم تو رؤسا واشراف ہین زجاج نے کہا کفار بولے کہ کیونکر اوتارا گیا قرآن محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ہم سب مین سے حالانکہ ہم سن مین بزرگتر ہین اور شرف مین عظیم تر ہین اوس سے پس اسکا انکار کیا کہ اللہ پاک تفضل فرمائے جس شخص پر چاہے اپنے بندون مین سے جس چیز کے ساتھ چاہے جبکہ اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ کفار نے قرآن کے نازل ہونے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اونکو چہوڑ کر ایک نئی بات سمجہا تو وہ سبب بیان کیا جسکی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق ترک کی اوس شے مین جسکو وہ لیکر آئے پس فرمایا بل ہم فی شك من ذکری یعنی بلکہ وہ شک مین ہین قرآن سے یا وحی سے اس لیے کہ جو نظر اوسکی تصدیق کے موجب ہے اوس سے اعراض کرتے ہین اور جو دلائل کہ اوسکے حق ومنزل من عند اللہ ہونے پر دال ہین اونکو چہوڑ رکہا ہی

کیا کہتے ہین ہم عرب کا جیل ہے بولا لینے والا ہے عزت کہا کہ کا جیل اور بہا ہے گیا ہے ۱۲

اونمین ذرا بھی غور و فکر نہین کرتے کہ اوسکی حقیت معلوم ہوجاے پہر اس سبب سے اضراب کرکے
اور سبب بیان فرمایا بل لما یذوقوا عذاب یعنی بلکہ سبب یہ ہے کہ اونہون نے ابھی میرا عذاب
نہین چکھا ہے سو بسبب طول مہلت کے مغرور ہورہے ہین اور جس شرک و شک پر وہ جمے
ہوئے ہین اگر اوسپر میرا عذاب چکھہ لیتے تو جس قرآن کو تو یکایک آیا ہے البتہ اوسکی تصدیق کرلیتے اور
اوسمین شک نہ کرتے اور اونکا چکھنا عذاب کو متوقع ہے پس جب چکھہ لینگے تو شک اونسے زائل
ہوجاے گا اور تصدیق کرلین گے حالانکہ اونکی تصدیق اوسوقت اونکو نفع نہ دیگی کیونکر مضطر ہو کر تصدیق
کی پس قولہ تعالی بل لما یذوقوا عذاب اضراب ہے اضراب اول سے بخلاف اوسکے جو کشاف
سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسکا تعلق قبل کے دونون کلام سے ہے کلمہ ام منقطعہ ہے جو کہ بہ
بل و ہمزہ مقدر ہوتا ہے ای بل اعندہم الآیہ یعنی بلکہ کیا اونکے پاس تیرے رب کی رحمت کی کنجیان
ہین مراد رحمت سے نبوت ہے اور وہ نعمتین جو اوس سے کم درجے کی ہین یہانتک کہ وہ اونکو
عطا کرین جسے چاہین ہرگز یون نہین ہے پہر اونسے اور اوس شے کے انکار سے کیا واسطہ کیا
تعلق جسکے ساتھہ اللہ پاک نے اس نبی پر تفضل فرمایا ہے اور اوسکو اوسکے واسطے پسند کیا
ہے اور اوسکو اپنی رسالت کے واسطے چن لیا ہے معنی یہ ہین کہ منصب نبوت ایک عطیہ ہے
طرف سے اللہ کے تفضل کرتا ہے اوسکا جسپر چاہتا ہے اپنے بندون مین سے اوس کو
کوئی منع کرنے والا نہین ہے کیونکہ وہ تو عزیز ہے یعنی وہ غالب و قاہر ہے کہ مغلوب نہین ہوتا
ہے وہ وہاب و معطی ہے کہ اوسے یہ پہونچتا ہے کہ بخشے ہر وہ شے جو چاہے جس کسی کو چاہے
پہر اس مضمون کی ترشیح و تزیین کی یون ارشاد فرمایا ام لھم ملک السموات الآیہ یعنی بلکہ کیا اونکے
واسطے ان اشیاء کا ملک ہے یہانتک کہ جسکو چاہین دین جسے چاہین نہ دین اور اللہ پاک کے
دینے پر اعتراض کرین معنی یہ ہین کہ اس عالم جسمانی کے کام مین جو کہ اوسکے خزانون مین سے
ایک ذرا سا ٹکڑا ہے اونکو کسی طرح کا دخل نہین ہے پہر اونکو کہانسے یہ پہونچتا ہے کہ اون
اشیا مین تصرف کرین قولہ تعالی فلیرتقوا فی الاسباب جواب ہے شرط محذوف کا یعنی اگر
اونکے واسطے یہ ہے تو چاہیے چڑہ جائین اس باب مین یعنی زینے راہین رستے جو کہ اونکو
آسمان تک یا عرش تک پہونچا وین یہانتک کہ اوپر مستوی و مستولی ہوجائین عطا و منع کا حکم کرین

جو چاہین اور عالم کے کام کے سب خواہش تدبیر کرین یا یہ معنی ہین پس چاہیئے کہ چڑہ جائین
اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی لیکر اوترنے سے فرشتون کو منع کرین اسباب آسمانون کے
دروازے ہین جنسے فرشتے اوترتے ہین قالہ مجاہد وقتادۃ اسی معنی سے قول زہیر کا ہے
ع ولو سرام اسباب السماء بسلم ۔ ربیع بن انس نے کہا کہ اسباب باریک تر ہین بان سے
اونچے تر ہین او ہے سے لیکن دکہائی نہین دیتے ہین سدی نے کہا اسباب سے مراد فضل
و دین ہے کسی نے کہا پس چاہیے کہ عمل کرین اسباب قوت مین اگر وہ یہ گمان کرین کہ وہ
مانع ہین یہ قول ابو عبیدہ کا ہے کسی نے کہا اسباب رسیان ہین یعنی اگر وہ رسیان پائین جنمین
چڑہین طرف آسمان کے تو ایسا کرین اسباب اہل لغت کے نزدیک ہر وہ شے ہے جس سے
توصل کیا جاتا ہے طرف مطلوب کے کوئی سی شے ہو اس کلام مین اونکے ساتھ ٹہٹہا کرنا ہے
اور اونکو عاجز کر دیتا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اسباب آسمان ہے یعنی اس لیے
کہ وہ اسباب ہے حوادث سفلیہ کا قولہ تعالی جند ما هنالك مهزوم من الاحزاب
یہ وعدہ ہے طرف سے اللہ پاک کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسبات کا کہ وہ
اونکو کفار پر منصور و مظفر کرے گا کلمہ جند مرفوع ہے اس بنیاد پر کہ خبر ہے مبتدا
محذوف کی ای ہم جند حقیر یعنی یہ کافر ایک بے حقیقت ذلیل و خوار گروہ ہے عنقریب منہزم
و مکسور ہو جاے گا پس تو اونکی کچہ پرواہ مت کر اور نہ خیال کر کہ وہ پہونچین گے طرف کسی شے کے
مکر سے جسکو اپنے جی مین پوشیدہ رکہتے ہین کہ تیرے ساتھ کرین ما هنالك مین کلمہ ما صفت
ہے جند کے واسطے افادۂ تعظیم کی ای جند ای جند یعنی بڑا لشکر یا واسطے تحقیر کے یعنی ایک حقیر گروہ
کسی نے کہا ما زائدہ ہے ہزم بمعنی شکستن ہے محاورے مین بولتے ہین ہزمت الجیش ای
کسرتہ یعنی توڑ پہوڑ ڈالا مین نے لشکر کو و تہزمت القربۃ یعنی مشک پہٹ پہٹا گئی یا الجملہ یہ کلام
ماقبل سے متصل ہے تقدیر یہ ہے بل الذین کفروا فی عزۃ و شقاق و ہم جند من الاحزاب
مہزومون یعنی بلکہ وہ لوگ جو منکر ہوے عزت و شقاق مین ہین اور وہ ایک گروہ ہین فوجون
سے ہزیمت دیے گئے پس تو اونکی عزت و شقاق کے سبب سے رنج مت کر کیونکہ مین اونکی
عزت چہین لونگا اور اونکی جماعت کو ہزیمت دیدونگا الحمد للہ یہ وعدہ بدر کے دن پورا ہوا اور

اوسکے بعد اور لڑائیون مین قبل وقوع واقعہ کے جو اسکی خبر دی تو یہ اخبار بالغیب ہوا کسی نے
کہا کہ اس آیت سے اشارہ کیا گیا ہے طرف نصرت اسلام کے کسی نے کہا طرف کہود نے
خندق کے یعنی اوسکے ارکان کی طرف امام رازی فرماتے ہین صحیح تر میرے نزدیک حمل کرنا اسکا
روز فتح مکہ پر ہے کیونکہ معنی یہ ہین کہ وہ ایک لشکر ہین کہ عنقریب ہزیمت دیے جائین گے
اوس جگہہ جسمین اونہون نے یہ کلمات ذکر کیے ہین اور وہ جگہہ مکہ ہے اور یہ نہین ہوا مگر فتح
کے دن جبکہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمعصر کفار کا احوال ذکر کیا تو جو
انسے قبل کفار تھے اور انہین کے مثل کفر و تکذیب کیا کرتے تھے اونکا حال بیان کیا ارشاد
فرمایا کذبت قبلھم قوم نوح الآیہ یہ کلام استیناف ہے ماقبل کا مقرر و مثبت ہے ای کذبوا
رسولھم نوحا یعنی قوم نوح نے جھٹلایا اپنے رسول نوح کو اسی طرح اسکے مابعد مین بھی تقدیر کیجائیگی
قوم کے واسطے کذبت صیغہ مونث کا کہا باعتبار معنی کے کیونکہ قوم بمعنی امت و طائفہ و جماعت
ہے مفسرین نے کہا ہے کہ فرعون میخون سے لوگون کو عذاب کیا کرتا تھا جب کسی پر خفا ہوتا
تو اوسکے دونون ہاتھ اور پانون اور سر کو زمین پر میخون سے ٹھونک دیتا تھا اس لیے اوسکا نام
ذوالاوتاد ہوا کسی نے کہا کہ اوسکے روبرو میخون اور رسیون سے کھیلتے تھے یہ قول
نہایت درجہ بارد ہے کسی نے کہا کہ ذوالاوتاد کے معنی ہین قوت اور دباؤ والا کسی نے
کہا کہ اوتاد سے مراد جموع و جنود کثیرہ ہین یعنی بہت سے گروہ اور لشکرون والا یہ لوگ اوسکے
کام کو قوت دیتے تھے اور اوسکی سلطنت کو قوی و محکم کرتے تھے جسطرح کہ میخین قوی کرتے
ہین جس شے پر وہ ٹھونکی جاتی ہین پس اس قول کی بنا پر کلام کو پیرایہ استعارہ مین ادا
کیا ہے ابن قتیبہ نے کہا کہ عرب لوگ یون کہتے ہین ہم فی غزاوفی ملک ثابت الاوتاد یعنی
وہ لوگ عزت یا ملک مین ہین جسکی میخین جمی ہوئی ہین اور مراد اونکی اس سے یہ ہوتی ہے کہ وہ ملک
دایم و شدید مین ہین اصل اسکی یہ ہے کہ بالون کا خیمہ میخون ہی سے ثابت و قائم رہتا ہے
کسی نے کہا اسجگہہ مراد اوتاد سے بنائے محکم ہے یعنی فرعون محکم و مضبوط مکانون والا
ضحاک نے کہا کہ بنیان کا نام اوتاد رکھتے ہین اوتاد جمع ہے وَتِد کی افصح لغت بفتح واو
و کسرتا ہے اسکے سوا اور لغت بھی ہین دوسرا وتد بفتح واؤ و تا ہے تیسرا وَدّ بادغام تا دال مین

۱۲ رمضان ۱۳۰۷ ھ

چوتھا وَدَتْ اَصمعی نے کہا وتد واتد بولتے ہین جیسے شغل شاغل کہتے ہین ایکہ معنی غیضہ
ہے یعنی مجمع اور گنجان درخت اسکی تفسیر مع اختلاف قرارت سورۂ شعرا مین گزر چکی ہے اولئک
الاحزاب کے یہ معنی ہین کہ قوت اور کثرت کے ساتھہ موصوف وہی لوگ ہین جیسے عرب کا
قول ہے کہ فلان ہوالرجل یعنی مرد وہی ہے مطلب یہ ہے کہ موصوف بکمال رجولیت ہے
اور قریش اگرچہ حزب ہین جیسا کہ اللہ تعالی نے سابق مین فرمایا ہے جندما ہنالک مہزوم
من الاحزاب لیکن یہ اگلی امتین جنکا قصہ اللہ تعالی نے ہم سے بیان فرمایا ہے یہ قریش
سے گنتی مین بڑہکر اور بدنون مین قوی تر اور مالون مین وسیع تر اور عمرون مین دراز تر تھین کسی نے
کہا معنی یہ ہین کہ مشرکین قریش اونہین احزاب سے ہین اور یہ وہی ہین اور اونسے تکذیب پائی گئی
ہے یہ جملہ جایز ہے کہ مستانفہ ہو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خبر ہو اور عاد مبتدا ابوالبقاء نے اسی طرح
کہا ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ عاد اور اوسکا مابعد قوم نوح پر معطوف
ہے اور اولی یہ ہے کہ یہ جملہ خبر ہے مبتدا ے محذوف کی یا بدل ہے امم مذکورہ سے
ان کل الا کذب الرسل مین کلمۂ ان نافیہ ہے معنی یہ ہین نہین ہے ہر ایک گروہ ان گروہون
سے مگر اوسنے رسولون کی تکذیب کی اسواسطے کہ تکذیب ایک گروہ کی اپنے رسول کو جو اوسکی
طرف بھیجا گیا تکذیب ہے سارے رسولون کی کیونکہ دعوت اونکی وہی ایک توحید ہے یا
مقابلۂ جمع بجمع کے باب سے ہے اور مراد تکذیب ہر گروہ کی ہے اپنے اپنے رسول کو استثنا
مفرغ ہے اعم احوال سے یعنی نہین تھا کوئی احزاب مین سے اپنے سارے حالات مین
مگر اوس سے تکذیب رسل کی واقع ہوئی یہان کئی امور کا برتاؤ کیا ایک یہ کہ تکذیب کی تکرار کی
اور اوسکا ابہام کیا پہر اوسکی توضیح کی دوسرا یہ کہ اوسکے مکرر لانے مین تہویل کی باین طور
کہ اول اوسکو بجملۂ خبریہ ذکر کیا پہر دوبارہ بجملۂ استثنائیہ تیسرا استثنائیہ مین جو وضع بروجہ
تاکید ہے سو اس سب مین کئی قسم کا مبالغہ ہے کون سا مبالغہ جو کہ اشد وابلغ عقاب کے
استحقاق کی اوپر سختگی کرتا ہے پہر فرمایا فحق عقاب حق بمعنی ثبت و وجب ہے یعنی پس ثابت
و واجب ہوا اونپر عقاب میرا بسبب اونکی تکذیب کے اگرچہ وہ متاخر ہو تو گویا اونپر واقع
ہونے والا ہے اور ہر شے جو آنی والی ہے وہ قریب ہے اس آیت مین سامعین کو زجر

۱۲ منہ

وتخویف ہے یعقوب نے عقابی باثبات یا پڑھا ہے اور باقی قرار نے واسطے مطابقت
رؤس آیات کے حرف یا کو حذف کیا ہے بالجملہ جب اللہ پاک کفار مکہ کے امثال واشباہ
کے عقاب کا ذکر کر چکا تو اب مکے والون کے عقاب کا بیان شروع کیا ارشاد فرمایا وما ینظر
هؤلاء الا صيحة واحدة ما لها من فواق ○ وقالوا ربنا عجل لنا قطنا
قبل يوم الحساب ○ اصبر على ما يقولون واذكر عبدنا داود ذا الايد
انه اواب ○ اور راہ نہین دیکھتے یہ لوگ مگر یہی ایک چنگھاڑ کی جو بیچ مین دم نہ لیگی اور
کہتے ہین اے رب شتاب دے ہمکو چھٹی ہمارے پہلے حساب کے دن سے تو سہتا رہ
اوسپر جو کہتے ہین اور یاد کر ہمارے بندے داؤد کو ہاتھ کے بل والا وہ تہا رجوع نہنے والا
ف یعنی صور کی آواز ف جب وعدہ قیامت کا سنتے تو کہتے ہمارا حصہ ابہی
ہمکو دے یہ تو ٹھٹھے تھے اونکے ف اسلئے اونکو یاد دلوایا کہ اونہون نے بہی طالوت
کی حکومت مین بہت صبر کیا آخر حکومت اونکو ملی اور مخالفون کو جہاد سے زیر کیا یہی نقشہ ہوا
ہمارے پیغمبر کا ہاتھ کے بل والا یعنی قوت سلطنت یا لوہا زرہ کرنے والا ہاتھ کا بل یہ کہ
سلطنت کا مال نہ کہاتے تھے اپنے ہاتھ کا کسب کرکہاتے انتہی ف حافظ
ابن کثیر کہتے ہین یعنی فہل ینظرون الا الساعة ان تاتیهم بغتة فقد جاء اشراطها
ای فقد اقتربت ودنت وازفت یعنی قیامت قریب آگئی مراد صیحہ سے نفخہ فزع ہے جسکے
طویل کرنے کا اللہ تعالی اسرافیل علیہ السلام کو امر فرمائیگا پہر باقی نہ رہیگا آسمان والون اور
زمین والون سے کوئی مگر وہ گہبرا جائیگا مگر وہ جسکا اللہ عزوجل نے استثنا کر لیا ہے
مالک نے زید بن اسلم سے مالها من فواق کی تفسیر مین روایت کیا ہے ای لیس لها مثنویة
قولہ تعالی ربنا عجل لنا قطنا الآیہ یہ انکار ہے طرف سے اللہ پاک کے مشرکون پر اسبات
مین کہ وہ اپنی جانون پر تعجیل عذاب کی دعا کرتے ہین کیونکہ قط بمعنی کتاب ہے کسی نے
کہا حظہ ونصیب یعنی بہرہ وحصہ حضرت ابن عباس ومجاہد وضحاک وحسن وغیرہ واحد نے کہا
کہ اونہون نے تعجیل عذاب کا سوال کیا قتادہ نے اتنا زیادہ کیا جیسا کہ اونہون نے
یون کہا اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة

۵۱ اسکی راہ دیکھتے ہین اون
کی گرج کی ایک چیخ ہوگی پہر
کسی کو دم لینے کی مہلت نہ
ملیگی ۱۲
۵۲ یا اللہ اگر یہی دین وشریعت
تیرے پاس سے ہے تو ہمپر
آسمان سے پتہر برسا کر ہلاک
کر ۱۲

من السماء او ائتنا بعذاب الیم کسی نے کہا سوال کیا اپنے حصے کی تعجیل کا جو کہ جنت سے ہے اگر وہ موجود ہوتا کہ اوس سے ملین دنیا مین یہ بات جو اونسے صادر ہوئی سو صرف بطور استہزاء و تکذیب کے تھی ابن جریر نے کہا سوال کیا اوس شے کی تعجیل کا جسکے وہ مستحق ہین خیر و شر سے دنیا مین یہ بات جو ابن جریر نے کہی جید ہے اور اسی پر ضحاک و اسمعیل بن ابی خالد کا کلام دلالت کرتا ہے واللہ اعلم چونکہ یہ بات اونکی طرف سے بطور استہزا و استبعاد تھی اس لئے اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا امر فرمایا کہ تم اونکی ایذا پر صبر کرو اور آپ کے صبر پر انجام نیک اور نصر و ظفر کی خوشخبری دی اید سے مراد قوت ہے علم و عمل مین حضرت ابن عباس و سدی و ابن زید نے کہا کہ اید قوت ہے اور ابن زید نے یہ آیت پڑہی والسماء بنیناھا بایید وانا لموسعون مجاہد نے کہا کہ اید قوت ہے طاعت مین قتادہ نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو قوت عطا کی گئی تھی عبادت مین اور فقہ اسلام مین تحریر یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ قیام کرتے تھے تہائی رات اور روزہ رکھتے تھے آدہی سال کا یہ بات صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپنے فرمایا محبوب ترنماز اللہ تعالی کو نماز داؤد کی ہے اور محبوب تر روزہ اللہ تعالی کو روزہ داؤد کا ہے آدہی رات سوتے اور تہائی رات قیام کرتے اور چھٹا حصہ سوتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایکدن افطار کرتے تھے اور بھاگتے نہ تھے جبکہ ملاقات کرتے یعنی دشمن سے اور رواب تھے یعنی بڑے رجوع ہونے والے تھے طرف اللہ عزوجل کے اپنے سارے کامون مین ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ نہین انتظار کرتے ہین یہ کفار مکہ مگر ایک نفخہ کا جو کہ ہونے والا ہے نزدیک قیام ساعت کے کسی نے کہا کہ مراد صیحہ سے نفخہ ثانیہ ہے پہلے قول کی بنا پر وہ کفار مراد ہین جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمعصر تھے اور دوسرے قول کی بنیاد پر کفار امم مذکورہ مراد ہونگے یعنی نہین ہے درمیان اونکے اور عذاب نار کے جسکو اللہ تعالی نے اونکے واسطے تیار کر رکھا ہے مگر یہ کہ صور مین دوسرا نفخہ پھونکا جاے کسی نے کہا مراد صیحہ سے وہ عذاب ہے جو دنیا مین ناگاہ اونپر آجاے صیحہ کا اطلاق عذاب دنیوی پر کلام عرب مین آیا ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

ل اور اسکا نشان بنیا ہے جو حضرت کے ل سے اوپر لکھا ہوا ہے

	صاح الزمان بآل برمک صیحۃً		خروا لشدتہا علی الاذقان

جملۂ مالہا من فواق محل نصب مین ہے صفت ہے صیحۃ کی زجاج نے کہا فواق بفتح و ضم فا دو لغت ایک معنی مین ہین فواق وہ زمانہ ہے جو درمیان دو دوہنے دوہنے والے کے ہوتا ہے اور درمیان دو دوہ پینے والے کے دو پینے کے مختار ہین کہا ہے فواق وہ زمانہ ہے جو درمیان دو دوہنے کے ہوتا ہے اس لیے کہ اونٹنی کو دوہتے مین پہ گھڑی بھر اوسے چھوڑ دیتے ہین اوسکا بچہ دودہ پیتا ہے تاکہ اوسکا دودہ اوترے پہر اوسے دوہتے ہین پس معنی یہ ہوئے کہ وہ ایسا صیحہ ہے کہ اتنی ذراسی مدت بھی نہ ٹھیرے گا بلکہ برابر چیختا رہے گا فواق مشتق ہے افاقہ بمعنی رجوع سے محاورے مین بولتے ہین افاق المریض جبکہ صحت کی طرف رجوع کرتا ہے اور افاقت الناقۃ تفیق افاقۃً جبکہ وہ رجوع ہوا دودہ کی طرف اوسکے تھن مین جمع ہوجاے فیقہ وہ دودہ ہے جو درمیان دو دوہنے کے اوسکے تھنون مین جمع ہوجاتا ہے جمع اسکی فیق و افواق اور جمع الجمع افاویق آتی ہے پس فواق کو فواق اس لیے کہتے ہین کہ درمیان دو دوہنے کے زمانے مین دودہ رجوع کرآتا ہے اسی لیے حضرت ابن عباس نے من فواق کی تفسیر من رجعۃ اور مجاہد و مقاتل نے من رجوع کی ہے سدی نے کہا من افاقۃ کسیتے کہا من مرد ہوہری نے کہا من نظرۃ و راحۃ و افاقۃ فراء و سدی و ابو عبیدہ و ابن زید و سدی نے کہا کہ فواق بفتح فا راحت و افاقہ ہے یعنی افاقہ نہین پاوینگے اوس صیحہ مین جیسے افاقہ پاتا ہے مریض اور وہ شخص جسپر غشی کی گئی ہے اور بالضم بمعنی انتظار ہے حمزہ و کسائی نے بالضم پڑہا ہے اور باقی قراء نے بالفتح معنی آیۃ یہ ہین کہ وہ صیحہ اونکے عذاب کی میعاد ہے پس جب وہ آئیگا تو نہ رجوع ہوگا نہ اونسے رد کیا جاے گا اور نہ اونسے پہیرا جاے گا اور نہ توقف کریگا مقدار فواق ناقہ کی یہ آیت معنی مین مثل اس آیت کے ہے فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون پہر جب عذاب کا سنا جسکی اللہ تعالی نے اونکو وعید سنائی تو استہزا و سخریہ کرکے یون کہا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب قطّ لغت مین بمعنی نصیب ہے ماخوذ قط سے قط بمعنی قطع ہے قتادہ و سعید بن جبیر اسی کے قائل ہین فراء نے کہا کہ قط کلام عرب مین حظ و نصیب ہے اسی معنی سے صک کو قط کہتے ہین ابو عبیدہ

وکسائی نے کہا کہ قط کتاب[۱] بالجوائز ہے جمع اسکی قطوط ہے جسطرح کہ اعشی کے شعر مین واقع ہوئی ہے اصل اسکی قط الشئے بمعنی قطعہ سے ہے اسی معنی سے قط القلم ہے معنی آیہ یہ ہین کہ اونہون نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ اونکے عذاب کا نصیب وحصہ اونکے واسطے جلد دیدے یہ مثل اس آیت کے ہے ویستعجلونک[۲] بالعذاب سدی نے کہا اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ اونکے مکانات جنت کے اونکے لیے مقرر کردے تاکہ جس شے کا اونکو وعدہ دیا جاتا ہے اوسکی حقیقت کو جان لین اسمعیل بن ابی خالد نے کہا معنی یہ ہین عجل لنا ارزاقنا یعنی ہمارے رزق ہمکو جلد دیدے سعید بن جبیر و سدی نے بھی اسکو کہا ہے ابو العالیہ وکلبی و مقاتل نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی واما من اوتی کتابہ بشمالہ تو قریش بولے اے محمد تو نے یہ زعم کیا ہے کہ ہمکو ہماری کتاب بائین ہاتھ مین ملے گی پس تو جلدی کر واسطے ہمارے ہمارے قط کے پہلے روز حساب سے پھر اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ کفار کی باطل باتین جنکو وہ سنتے ہین جنمین سے وہ بات ہے جسکا ذکر ہوا اس پر صبر کرین اصبر علی مایقولون یعنی تو صبر کر اونکی باتون پر اور اپنے نفس کو بچا اس سے کہ تو پہسل جاے اونکی باتون پر صبر کرنے مین جسکی تجھے تکلیف دی گئی ہے اور اونکی ایذا کی برداشت کر کسی نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے کسی نے کہا محکم ہے یہ قول صحیح ہے جبکہ اللہ پاک قرون ضلالت واہم کفر و تکذیب کا ذکر کر چکا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کی باتین سن کر صبر کرنے کا حکم دیا تو حضرت داؤد کا قصہ اور اونکے مابعد کے قصے ذکر کر کے آپ کی تسلی و تشفی مین زیادتی فرمائی ارشاد فرمایا واذکر عبدنا داؤد ذا الاید یعنی یاد کر قصہ داؤد علیہ السلام کا کیونکہ تو اسمین وہ شے پائیگا جس سے تیری تسلی ہو جاے گی اید بمعنی قوت ہے کما قال ابن عباس اسی معنی سے قوی آدمی کو رجل اید کہتے ہین اور تاید الشئے بمعنی تقوی ہے کلمہ اید مفرد ہے بروزن بیع اور مصدر ہے ید کی جمع نہین ہے جب کوئی شخص قوی و سخت وزور آور ہوتا ہے تو محاورے مین بولتے ہین ادرالرجل یئید ایدا وایادا بالکسر فہو ایید مثل سید وہین اسی معنی سے یہ قول ہے ایدک اللہ تائید اجملہ انہ اواب تعلیل ہے اونکے قوی ہونے کی اواب وہ ہے جو رجوع کرنیوالا ہو ہر اوس شے سے جسکو اللہ مکروہ رکھتا ہے طرف اوس شے کے جسکو وہ محبوب رکھتا ہے

[۱] یعنی تھی ہوگا کہ صلہ وعطا کی امر ایک کلمہ ہے کہ قرآن کو اسقدر وسعت دینا ۱۲ منہ

[۲] اور یہ کہتے جلدی مانگتے ہین عذاب ۱۲

اس کام کی وہی طاقت رکھتا ہے جو کہ اپنے دین مین بڑا قوی ہوتا ہے کسی نے کہا اواب وہ ہے جب کبھی اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے تو اوس سے استغفار و توبہ کرتا ہے یہ معنی اول معنی کے تحت مین داخل ہین آب ایوب اذا رجع حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اواب مسبح ہے لغت حبشہ مین دوسرا لفظ اونکا یہ ہے الاواب الموقن دیلمی نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہا مین نے حضرت ابن عمر سے اواب کا پوچھا تو کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اوسکا سوال کیا تو فرمایا اواب وہ ہے جو یاد کرتا ہے اپنے گناہون کو تنہائی مین پھر مغفرت مانگتا ہے اللہ سے اول اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کی مدح کی پھر جو نعمتین اونکو عطا کین اونکا ذکر فرمایا انا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی والاشراق ○ والطیر محشورۃ ط کل لہ اواب ○ وشددنا ملکہ واتینہ الحکمۃ وفصل الخطاب

ہمنے تابع کیے پہاڑ اوسکے ساتھ پاکی بولتے شام کو اور صبح کو اور اوڑتے جانور جمع ہوکر سب تھے اوسکے آگے رجوع رہتے اور زور دیا ہمنے اوسکی سلطنت کو اور دی اوسکو تدبیر اور فیصلہ بات کا انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک نے پہاڑون کو مسخر کر دیا تھا حضرت داؤد کے ساتھ تسبیح کرتے تھے وقت نکلنے سورج کے اور آخر دن مین کما قال تعالی یا جبال اوبی معہ والطیر اسی طرح اونکی تسبیح کی ساتھ پرندے تسبیح کرتے اور اونکی ترجیع کے ساتھ ترجیع کرتے تھے جسوقت پرندے اوپر گزرتے اور وہ ہوا مین پیرتے ہوتے پھر وہ حضرت داؤد کو سنتے اس حال مین کہ قرات زبور کے ساتھ ترنم کرتے ہوتے تو وہ طاقت نہ رکھتے تھے جانے کی بلکہ ہوا مین ٹھیر جاتے اور اونکے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور اونچے اونچے پہاڑ اونکو جواب دیتے اونکے ساتھ ترجیع کرتے اور تسبیح کرتے اونکے تابع ہوکر ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اونکو یہ بات پہونچی کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فتح مکہ کے دن آٹھ رکعت نماز ضحی کی پڑھی پس حضرت ابن عباس نے فرمایا مقرر مین نے گمان کیا کہ بیشک اس گھڑی کے لیے ایک نماز ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یسبحن بالعشی والاشراق پھر ابن جریر نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کیا ہے

کہ حضرت ابن عباس ضحی کی نماز نہین پڑہتے تہے عبد الصمد نے کہا پس مین نے اونکو ام ہانی پر
داخل کیا پہر مینے کہا تم ان کو خبر دو اوس شے کی جسکی تمنے مجہے خبر دی ہے تو حضرت ام ہانی
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح کے دن مجہپر داخل ہوئے میرے گہر مین پہر
آپنے پانی کا حکم دیا وہوا ایک پیالے مین ڈالا گیا پہر آپنے کپڑے کا امر فرمایا تو وہ میرے
اور آپکے درمیان مین پکڑا گیا یعنی پردہ ہوا پہر آپ نہائے پہر گہر کے کونے کو پانی سے
چھڑکا پہر آپنے آٹہ رکعت نماز پڑہی یہ وقت ضحی کا تہا ان رکعتون کا قیام و رکوع و سجود و جلوس
برابر قریب یکدیگر تہا پہر حضرت ابن عباس نکلے اور یہ کہتے تہے البتہ مقرر مین نے پڑہا اوس
شے کو جو درمیان دو لوح کے ہے نہین پہچانی مین نے نماز ضحی کی مگر اسوقت یسبحن بالعشے
والاشراق مین کہتا تہا کہ کہان ہے نماز اشراق اور بعد اسکے صلاۃ الاشراق کہتے تہے اور
اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا ہے والطیر محشورہ یعنی اور پرندے رکے ہوئے ہوا مین
کل لہ اواب یعنی سب کے سب اونکے مطیع تہے اونکے تابع ہوکر تسبیح کرتے تہے سعید بن جبیر
وقتادہ و مالک عن زید بن اسلم وابن زید نے کہا کہ اواب کے معنی مطیع ہین قولہ تعالی و
شددنا ملکہ یعنی کردیا ہمنے واسطے اوسکے ملک کامل ساری چیزون سے جنکی طرف
بادشاہون کو حاجت ہوتی ہے ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کان اشد
اہل الدنیا سلطانا یعنی ساری دنیا والون سے اونکی سلطنت بڑہکر قوی تہی سدی نے
کہا کہ ہر دن چار ہزار اونکی حراست کرتے تہے بعض سلف نے کہا مجہے یہ بات پہونچی ہے
کہ ہر رات تینتیس ہزار اونکی حراست کرتے تہے اونپر باری دورنہ کرتے سال آیندہ
تک کسی اور نے کہا کہ چالیس ہزار سلاح بند حراست کرتے تہے حضرت ابن عباس سے
مروی ہے کہ بنی اسرائیل کے دو شخص تہے اونمین کا ایک دوسرے پر نالش لایا طرف
داؤد علیہ السلام کی اس بات کی کہ اوسنے اوسکا بیل غصب کرلیا ہے اور مدعی کے
واسطے گواہ نہ تہے تو حضرت داؤد نے اونکے کام کو موخر کیا پہر جب رات ہوئی تو حضرت
داؤد علیہ السلام کو خواب مین مدعی کے قتل کا حکم ہوا پہر جب دن ہوا تو اونہون نے دونون
کو طلب کیا اور مدعی کے قتل کا حکم دیا اوسنے کہا یا نبی اللہ آپ کس بات پر مجہے قتل کرتے ہین

حالانکہ اس شخص نے مجھسے میری بیل غصب کرلیا ہے اونہون نے اوس سے فرمایا
کہ اللہ نے مجھے تیرے قتل کا حکم دیا ہے سو مین تجھے ضرور قتل کرنیوالا ہون وہ بولا
واللہ یا نبی اللہ اللہ نے آپ کو میرے قتل کا اس امر کے سبب سے امر نہین کیا ہے
جسکا مین نے اوسپر دعوی کیا ہے اور بیشک مین البتہ سچا ہون اوس بات مین جسکا دعوی
کیا ہے ولیکن مین نے اسکے باپ کے ساتھ دہوکا کیا تھا اور اوسکو مار ڈالا تھا اور کسی کو اسکی
خبر نہ ہوئی پھر حضرت داؤد نے اوسکو حکم دیا تو وہ مار ڈالا گیا حضرت ابن عباس نے فرمایا
پھر اونکی ہیبت بنی اسرائیل مین شدید ہوگئی یہ وہی ہے جو اللہ عزوجل فرماتا ہے وشددنا
ملکہ ذکرہ ابن جریر وابن ابی حاتم من روایۃ علیاء بن احمر عن عکرمۃ عنہ
مجاہد نے کہا کہ **حکمت** سے مراد فہم وعقل وفطنت ہے یعنی زیرکی ودانائی ایکبار یون
کہا کہ حکمت عدل ہے ایکبار یہ کہا کہ صواب یعنی ضد خطا قتادہ نے کہا کہ کتاب اللہ ہے
اور اتباع اوس شے کا جو اوسمین ہے سدی نے کہا کہ حکمت نبوت ہے قاضی شریح و
شعبی نے کہا کہ **فصل الخطاب** شہود وایمان ہین قتادہ نے کہا کہ دو گواہ مدعی پر یا قسم
مدعی علیہ کی یہ وہ فصل خطاب ہے جسکے ساتھ انبیا ورسل یا کہا مومنین وصالحین نے
فیصلہ کیا ہے یہ اس امت کی قضا ہے روز قیامت تک اسی طرح ابو عبد الرحمن سلمی نے
بھی کہا ہے مجاہد وسدی نے کہا کہ اصابت قضا وفہم قضا ہے نیز مجاہد نے کہا کہ فصل
ہے کلام مین اور حکم مین یہ قول اس سب کو شامل ہے اور یہی مراد ہے ابن جریر نے اسکو
اختیار کیا ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اول
جس شخص نے اما بعد کہا وہ داؤد علیہ السلام ہین اور یہ فصل الخطاب ہے اسی طرح شعبی نے بھی
کہا ہے کہ فصل الخطاب اما بعد ہے **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ انا سخرنا الجبال
کلام مستانف ہے مقصود اس سے تعلیل ہے دو امر کی ایک یہ ہے کہ وہ دین مین قوی تھے
دوسرا یہ ہے کہ بڑے رجوع ہونیوالے تھے طرف رضاے الٰہی کے کلمۂ معہ متعلق ہے
سخرنا سے یہان کلمہ مع کو لام پر اختیار کیا لہ نہ فرمایا سو وجہ اسکی وہ ہے جسکی طرف سورہ انبیا
مین اشارہ کیا گیا ہے کہ تسخیر جبال کے باین طور نہ تھی کہ تصرف کلی اونمین اونکو مفوض

ولکن الاخبار الی الذی الفتح ۱۲ منہ
اخرج سعید بن منصور عن الشعبی ادرج زیاد بن ابیہ قول فصل الخطاب الذی اوتیہ داؤد اما بعد کذا فی فتح البیان ۱۲ منہ

ہوا ہو جسطرح کہ تسخیر ہوا وغیرہ کی حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے تھی بلکہ بطریق تبعیت واقتدا
کے تھی کسی نے کہا کہ تسخیر جبال کی یہ تھی کہ وہ اونکے ساتھ چلتے جبکہ وہ اونکے چلنے کا ارادہ
کرتے جہان چاہتے جملۂ یسبحن محل نصب مین ہے بنا بر حال جبال سے مسبحات نہ فرمایا
بلکہ جملۂ فعلیہ کہا تاکہ دال ہو اسبات پر کہ حدوث تسبیح کا جبال سے شیئاً فشیئاً وحالاً بعد
حال ہوتا تھا معنی یہ ہین کہ ہمنے تابع کیا پہاڑون کو ساتھ اوسکے اس حال مین کہ وہ تسبیح و
تقدیس وتنزیہ کرتے تھے اللہ پاک کی اوس شے سے جو اوسکے لایق نہین ہے یہ
بیان ہے اوس برہان ومعجزے کا جو اللہ تعالیٰ نے اونکو عطا کیا تھا کہ پہاڑ اونکے ساتھ
تسبیح کرتے تھے مقاتل نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام جسوقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے
تو پہاڑ بھی اونکے ساتھ ذکر کرتے تھے اور وہ جبال کی تسبیح کو سمجھتے تھے محمد بن اسحق نے
کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو خوش آوازی سے وہ شے ملی تھی جسکے واسطے پہاڑون
مین ایک دوی حسن ہوتی تھی یعنی گونج سو تسبیح جبال کے یہ معنی ہین لیکن قول اول اولی ہے
کسی نے کہا کہ یسبحن کے معنی یصلین ہین بالعشے سے مراد وقت نماز عشا ہے اور والاشراق
سے مراد وقت نماز ضحی ہے ضحی یہ ہے کہ سورج روشن ہو اور اوسکی روشنی پوری ہو معنی یہ ہین کہ حضرت
داؤد علیہ السلام اپنی نماز کے بعد تسبیح کرتے تھے وقت طلوع وغروب شمس کے کلبی نے
کہا غدوۃ وعشیۃ یعنی صبح وشام محاورے مین بولتے ہین اشرقت الشمس اذا اضاءت اور یہ
وقت ضحی کا ہے اور شروق شمس طلوع ہونا سورج کا ہے زجاج نے کہا شرقت الشمس کہتے
ہین جبکہ سورج طلوع ہوتا ہے واشرقت اذا اضاءت یعنی اشرقت جب بولتے ہین کہ وہ خوب
روشن ہو عطاے خراسانی حضرت ابن عباس سے راوی ہین فرمایا ہمیشہ رہا میری جی مین
نماز ضحی سے یعنی شبہہ یہانتک کہ مین نے یہ آیت پڑہی دوسرا لفظ اونکا یہ ہے البتہ مقرر
آیا مجھپر ایک زمانہ اور مین اس آیت کی وجہ نہ جانتا تھا یہانتک کہ دیکھا مین نے لوگون کو ضحی
پڑہتے ہوئے اخرجہ ابن المنذر وابن مردویہ تیسرا لفظ اونکا یہ ہے مین اس آیت پر گزرتا تھا
پس نہین جانتا تھا یہ کیا ہے یہانتک کہ حدیث کی مجھکو ام ہانی بنت ابی طالب نے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسپر داخل ہوئے فتح کے دن پہر آپنے وضو کا پانی منگایا پہر وضو کیا

یہ ضحی کی نماز پڑھی پھر فرمایا اے ام ہانی یہ صلوۃ الاشراق ہے صلوۃ ضحی مین بہت سی حدیثین ہین شوکانی
رحمہ اللہ تعالی نے شرح منتقی مین اونکو ذکر کیا ہے والطیر معطوف ہے جبال پر اور محشورۃ منصوبہ
ہے بنا بر حال طیر سے ای وسخرنا الطیر حال کونہا محشورۃ ای مجموعۃ الیہ یعنی مسخر کیے ہمنے واسطے
اوسکے پرندے اس حال مین کہ وہ جمع کیے ہوتے طرف اوسکے ہر طرف سے تسبیح کرتے
اللہ کی اوسکے ساتھہ کہا ہے کہ فرشتے اونکو جمع کر دیتے تھے کسی نے کہا ہوا جمع کرتی
تھی کل لہ اواب تنوین کل کی عوض ہے مضاف الیہ ہی ای کل من واحد داؤد والجبال والطیر
یعنی ہر ایک داؤد اور پہاڑون اور پرندون سے رجوع کرنے والا ہے طرف طاعت وامر
الٰہی کی ضمیر لہ کی راجع ہے طرف اللہ سبحانہ کے کسی نے کہا کہ حضرت داود علیہ السلام
کی طرف راجع ہے یعنی ہر ایک واسطے تسبیح داؤد کے تسبیح کرنے والا ہے پس اواب
مسبح کی جگہہ مین رکھا گیا ہے قول اول اولی ہے ہم اول کہہ آئے ہین کہ اواب کے یہ
معنی ہین کہ کثیر الرجوع طرف اللہ پاک کے وشددنا ملکہ کا یہ مطلب ہے کہ قوی وثابت
کیا ہمنے اوسکے ملک کو باین طور کہ لڑائی کے معرکون مین ہمنے اوسکو دشمنون پر مظفر ومنصور
کیا اور اوسکی طرف سے اونکے دلون مین رعب ڈالدیا کسی نے کہا کہ لشکرون کی کثرت
سے ہمنے اوسکو قوت دی ہر رات تینتیس یا چونتیس ہزار آدمی اونکی محراب کے گرد رات کو
رہتے اونکی حراست کیا کرتے تھے بادشاہان دنیا سے بادشاہت مین بڑھے ہوئے
تھے بنی اسرائیل کے دو آدمیون کا قصہ جو بروایت حضرت ابن عباس اول گزر چکا ہے یہان
بھی عبد بن حمید کی تخریج سے ذکر کیا ہے لیکن فی الجملہ الفاظ وعبارت کا تفاوت ہے **حکمت**
سے مراد نبوت ہے اور معرفت ہے اوس شے کی جسکے ساتھہ حکم کیا جاتا ہے مقاتل
نے کہا فہم وعلم کسی نے کہا زبور وعلم شرائع کسی نے کہا اصابت امور مین کسی نے کہا ہر
کلام جو حق کے موافق ہو وہ حکمت ہے مجاہد نے کہا عدل ابو العالیہ نے کہا علم بکتاب
اللہ شریح نے کہا سنت بعض اقوال اول گزر چکے ہین ان سب معانی پر آیت کے محمول کرنے
سے کوئی مانع نہین ہے **فصل خطاب** سے مراد فصل فی القضا ہے حضرت حسن و
کلبی ومقاتل اسی کے قائل ہین واحدی نے اکثر سے حکایت کیا ہے کہ فصل خطاب

شہود و ایمان ہین اس لیے کہ خصومت انہین سے منقطع ہوتی ہے ابی بن کعب بھی اسی
کے قائل ہین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گواہ مدعی پر اور قسم اوس شخص
پر جسنے انکار کیا کسی نے کہا کہ فصل ہے درمیان حق و باطل کے شریح و شعبی و قتادہ نے
بھی اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ مراد ایجاز ہے ایجاز کہتے ہین لفظ قلیل مین معنی کثیر کے
ادا کرنے کو کسی نے کہا کہ بیان کلام ہے کسی نے کہا کہ علم حکم ہے اور تبصر ہے ساتھ قضا
کے یہ سب معانی باہم قریب یکدیگر ہین جبکہ اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کی
باوصاف مذکورہ مدح فرمائی تو بعد اوسکے ایک قصہ بیان کیا جو کہ اونکو واقع ہوا اس لیے
کہ اوسمین اخبار عجیبہ ہین پس ارشاد فرمایا وھل اتاک نبؤا الخصم اذ تسوروا المحراب ○ وقف لازم
اذ دخلوا علی داؤد ففزع منھم قالوا لا تخف ج خصمٰن بغی بعضنا علی
بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط واھدنا الی سواء الصراط ○ ان ھذا
اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ فقال اکفلنیھا وعزنی فی الخطاب
قال لقد ظلمک بسؤال نعجتک الی نعاجہ ط وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضھم
علی بعض الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت وقلیل ما ھم ط وظن داؤد انما فتنٰہ
فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب ○ فغفرنا لہ ذٰلک ط وان لہ عندنا لزلفٰی وقف لازم
وحسن مآب ○ یٰداؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس
بالحق ولا تتبع الھوٰی فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ
لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب ○ اور پہونچی ہے تجھکو خبر دعوی والون ع ۲ ۱۲ ۱۱
کی جب دیوار کود کر آئے عبادتخانے مین جب پیٹھ آئے داؤد پاس تو ڈرسے گھبرایا
وہ بولے مت گھبرا ہم دو بھگڑتے ہین زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو فیصلہ کر دے
ہم مین انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتا دے ہمکو سیدھی راہ یہ جو بھائی ہے میرا اوسکے
یہان ننانوے دنبیان اور میرے یہان ایک دنبی پھر کہتا ہے حوالے کر دے مجھکو وہ
اور زبردستی کرتا ہے مجھسے بات مین بولا وہ بے انصافی کرتا ہے تجھپر کہ مانگتا ہے تیری
دنبی ملانے کو اپنی دنبیون مین اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہین ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے

اور کام کئے اچھے اور تھوڑے لوگ ہین ویسے اوخیال مین آیا داود کے کہ ہمنے اوسکو جانچا
پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور گرا جھک کر اور رجوع ہوا پھر ہمنے معاف کر دیا اوسکو
وہ کام اور اوس کو ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا اے داود ہمنے کیا تجھکو نائب
ملک مین سو تو حکومت کر لوگون مین انصاف سے اور نہ چل جی کی چاہ پر پھر تجھکو بچلا دے اللہ
کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلتے ہین اللہ کی راہ سے اونکو سخت عذاب اسپر کہ بھلا دیا حساب

ف حضرت داؤد نے باری رکھی تھی تین دن کی ایک دن دربار کا ایک دن اپنی عورتون
پاس ایک دن عبادت کا اوسدن خلوت مین رہتے تھے دربان کسی کو آنے نہ دیتے کئی
شخص دیوار کود کر اونکے پاس آئے ف یہ جھگڑنے والے فرشتے تھے پردے مین
اونکو سنا گئے اونہین کا ماجرا اونکے گھر مین ننانوے عورتین تھین ایک ہمسایہ کی عورت نظر پڑگئی
چاہا کہ اوسکو اپنے گھر مین رکھین اوسکا خاوند موجود تھا اونکے لشکر مین اوسکو تعین کیا تابوت
سکینہ سے آگے جہان بڑے مردانے لوگ لڑائی مین بڑھتے تھے وہ شہید ہوا پیچھے
اوسکے عورت کو نکاح کیا اونمین کسی کا خوف نہین کیا بے نامو سی نہین کی مگر کسی کی پیر لیلی تدبیر سے
پیغمبرون کی ستھرائی کو اتنا داغ بھی عیب تھا اسپر جانچ ہوئی انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین
مفسرین نے اسجگہ ایک قصہ ذکر کیا ہے جسکا اکثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے اس قصہ
کے بارے مین حضرت معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی ہے جسکا
اتباع واجب ہو لیکن ابن ابی حاتم نے اسجگہ ایک حدیث روایت کی ہے جسکی سند صحیح نہین
ہے کیونکہ وہ بروایت یزید رقاشی عن انس رضی اللہ عنہ ہے یزید گو منجملہ صالحین ہین لیکن ائمہ
کے نزدیک ضعیف الحدیث ہین پس اولی یہ ہے کہ اس قصے کی مجرد تلاوت پر اقتصار کیا جاے
اور اوسکا علم اللہ عزوجل کے حوالے کرین اس لیے کہ قرآن شریف حق ہے اور جس شے کو وہ متضمن
ہے وہ بھی حق ہے قولہ تعالی ففزع منھم یعنی حضرت داؤد علیہ السلام آنے والون سے
گھبرائے وجہ گھبرانے کی یہ ہے کہ وہ اپنی محراب مین تھے یہ سمجھا اونکے گھر مین شریف نہ تھا
اور وہ حکم دے چکے تھے کہ اوسدن اونپر کوئی داخل نہو پہرا اونکو خبر نہوئی مگر یہ کہ دو شخص دیوار کود کر
محراب مین اونکے پاس آگئے اپنے قضیہ کا حکم اونسے پوچھنے لگے عرفی فی الخطاب کے یہ معنی ہین

کہ بات مین وہ مجھپر غالب ہوا جب کوئی شخص کسی رفیق پر غالب ہو تو محاورے مین بولتے ہین بخعنز
علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے فتناہ کی تفسیر مین اختبرناہ ہے یعنی ہمنے اوسکو
جانچا قولہ تعالی وخر راکعا ای ساجدا یعنی وہ سجدہ کرتے ہوے گرے مطلب یہ کہ رکوع
بمعنی سجدہ ہے یہ بھی احتمال ہے کہ اول رکوع کیا پھر بعد اسکے سجدہ کیا یہ بات ذکر کی یعنی
کہ وہ سجدہ کرتے رہے چالیس صبح فغفرنا لہ ذلک یعنی پھر بخشدی ہمنے اوسکو وہ بات
جو اوس سے ہوگئی منجملہ اون امور کے جنکے بارے مین کہا جاتا ہے ان حسنات الابرار سیئات
المقربین ائمہ نے سجدہ ص مین اختلاف کیا ہے کہ آیا عزائم سجود سے ہے یا نہین ہے
اس مین دو قول ہین امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب سے قول جدید یہ ہے کہ عزائم سجود
سے نہین ہے بلکہ سجدہ شکر ہے دلیل اسکی وہ قول ہے جو امام احمد نے عن عکرمہ عن ابن
عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ اونہون نے سجدہ ص کے بارے مین کہا کہ عزائم
سجود سے نہین ہے اور مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اوس مین
سجدہ کرتے تھے ورواہ البخاری وابو داؤد والترمذی والنسائی فی تفسیرہ من
حدیث ایوب بہ وقال الترمذی حسن صحیح نیز نسائی نے اس آیت کی تفسیر
مین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ص مین
سجدہ کیا اور فرمایا کہ داؤد علیہ الصلوۃ والسلام نے اوسکا سجدہ کیا ازرونے توبہ کے اور ہم
اوسکا سجدہ کرتے ہین ازروے شکر کے تفرد بہ روایتہ النسائی ورجال اسنادہ
کلھم ثقات حافظ ابن کثیر نے اپنی شیخ حافظ ابو الحجاج جو فرزند ہین یوسف بن عبد الرحمن بن محمد بن عبید اللہ بن ابی یزید روایت
کیا ہے حسن نے کہا کہ ابن جریج نے مجھسے کہا اے حسن تیرے دادا عبید اللہ بن ابی یزید نے
حضرت ابن عباس سے مجھسے یہ حدیث کی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف
آیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ انی رایت فیما یری النائم یعنی مین نے خواب مین دیکھا گویا مین نماز پڑھ
رہا ہون پیچھے ایک درخت کے پھر مین نے سجدہ پڑھا پھر مین نے سجدہ کیا تو اوس درخت نے
سجدہ کیا بسبب میرے سجود کے پھر مین نے اوسکو سنا کہ وہ سجدہ کرنے مین یہ کہتا تھا۔
اللھم اکتب بھا عندک اجرا واجعلھا لی عندک ذخرا وضع بھا عنی وزرا

واقبلها معی کما قبلتها من عبدك داؤد حضرت ابن عباس نے کہا پھر مین نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے پھر سجدہ پڑہا پھر سجدہ کیا پھر مین نے آپ کو سنا
کہ حالت سجدے مین ویسا کہتے تھے جیسا کہ اوس شخص نے اوس دختر کے قول کی حکایت
کی تھی رواہ الترمذی عن قتیبة وابن ماجه عن ابی بکر بن خلاد کلاهما عن محمد بن
یزید بن خنیس نحوه وقال الترمذی غریب لانعرفه الا من هذا الوجه نیز
بخاری نے اسکی تفسیر مین عوام سے روایت کیا ہے کہا مین نے مجاہد سے سجدۂ ص کا
پوچھا تو کہا مین نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ تمنے کہان سے سجدہ کیا یعنی اس سجدے
کی دلیل کیا ہے فرمایا کیا تو یہ آیت نہین پڑہتا ہے ومن ذریته داؤد وسلیمان اولئك
الذین هدی الله فبهداهم اقتده پس حضرت داؤد علیہ السلام اون لوگون مین
مین سے ہین جنکے ساتھہ اقتدا کرنے کا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا ہے
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سجدہ کیا ہے امام احمد نے بکر بن عبد اللہ مزنی
سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ وہ سورۂ ص
لکھ رہے ہین پھر جب اوس آیت تک پہونچے جسمین سجدہ کیا جاتا ہے تو دوات وقلم اور ہر
شے جو اونکے روبرو ہے وہ اوندہی گری سجدہ کرتے ہوئے کہا پھر یہ خواب نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے بعد اسکے ہمیشہ اوسمین سجدہ کرتے رہے تفرد به
احمد ابو داؤد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ ص پڑہی اور آپ منبر پر تھے پھر جب سجدہ کو پہونچے تو اوتر کے
پھر سجدہ کیا اور لوگون نے آپکے ساتھہ سجدہ کیا پھر جب اور دن ہوا تو آپنے اوسکو پڑہا
پھر جب سجدہ کو پہونچے تو لوگ سجدہ کے واسطے منتظر و متوقع ہوئے تو آپنے فرمایا وہ تو صرف
ایک نبی کی توبہ ہے لیکن مین نے تمکو دیکھا کہ تم منتظر ہوئے پھر آپ اوترے اور سجدہ کیا تفرد
به ابو داؤد اسناده علی شرط الصحیح قوله تعالی وان له عندنا لزلفی وحسن مآب
یعنی بیشک اوسکے واسطے قیامت کے دن البتہ ایک قربت و مرتبہ ہے کہ قریب کرے گا
اوسکو اللہ عزوجل بسبب اوسکی اور حسن مرجع ہے یعنی عالی درجے جنت مین بسبب اوسکے

نبوت وعدل تام کے جو اوس نے اپنے ملک مین کیا جیسا کہ صحیح
مین آیا ہے کہ عدل کرنے والے نور کے منبرون پر ہونگے
رحمن کی سیدہی طرف اور اوسکے دونون ہاتھ سیدھے ہین وہ لوگ جو عدل کرتے ہین اپنے
گھر والون مین اور اوسمین جسکے وہ والی ہوئے امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک محبوب
لوگون کا نزدیک اللہ تعالی کے قیامت کے دن اور قریب تر اونکا اوس سے مجلس مین امام
عادل ہے اور بیشک مبغوض تر لوگون کا نزدیک اللہ عزوجل کے قیامت کے دن اور سخت تر
اونکا عذاب مین امام جائر ہے یعنی حاکم ظالم وسرواہ الترمذی من حدیث فضیل وھو
ابن مرزوق الاغر عن عطیۃ بہ وقال لانعرفہ مرفوعا الا من ھذا الوجہ
ابن ابی حاتم نے جعفر بن سلیمان سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا مالک بن دینار
کو کہ آیت مذکور کی تفسیر مین یون کہتے تھے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کھڑے کیے
جائین گے قیامت کے دن نزدیک ساق عرش کے پس اللہ پاک فرماے گا اے داؤد تو آج
میری تمجید کر اوس حسین وزیبا آواز سے جس سے تو دنیا مین میری تمجید کرتا تھا تو حضرت داؤد عرض
کرینگے کیونکر وہ آواز تو مجھسے سلب کرلی گئی ہے پس اللہ عزوجل فرماے گا مین آج وہ آواز تجھپر رد کرونگا کہا پھر حضرت داؤد وہ آواز اوٹھائینگے جس سے نعیم اہل جنان کو فارغ کرلین گے یعنی
سارے جنت والے اوس آواز کے سننے مین ایسے مصروف ہونگے کہ اوسوقت جنت کی
اور نعمتون کا کچھ خیال نرہے گا قولہ تعالی یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ الآیہ یہ ایک وصیت
ہے طرف سے اللہ عزوجل کے والیان امور کو کہ درمیان لوگون کے اوس حق کے ساتھ حکم
کرین جو کہ اللہ تبارک وتعالی کے پاس سے اوتارا گیا ہے اور اوس سے مائل نہون کہ اللہ کی
راہ سے بہک جائین اور جو شخص کہ اللہ پاک کی راہ سے بہکا اوسکے حساب کے دن کو بھلایا اللہ پاک
نے اوسکو وعید اکیدہ وعذاب شدید کی وعید سنائی ہے ابن ابی حاتم نے مروان بن جناح
سے روایت کیا ہے کہا مجھے ابراہیم ابو زرعہ نے حدیث کی اور مقرر اونہون نے کتاب پڑہی
تھی اسبات کی کہ ولید بن عبد الملک نے اونسے کہا کیا خلق سے حساب لیا جائیگا کیونکہ تو مقر کتاب

اول پڑہ چکا ہے اور تو نے قرآن پڑہا ہے اوسمجہا ہے تو مین نے کہا یا امیر المومنین مین کہون کہا تو کہہ تو امن مین ہے مین نے کہا اے امیر المومنین تمہاری زیادہ عزت ہے اللہ کے نزدیک یا داؤد علیہ السلام کی اللہ تعالی نے تو اونکے واسطے نبوت وخلافت دونون جمع کردی تہین پہر اونکو اپنی کتاب مین وعید سنائی پس فرمایا یا داؤد الآیہ عکرمہ نے کہا لہم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب مقدم ومؤخر کے باب سے ہے اصل یون ہے لہم عذاب شدید یوم الحساب بما نسوا سدی نے کہا لہم عذاب شدید بما ترکوا ان یعملوا الیوم الحساب یعنی اونکے لیے عذاب سخت ہے بسبب اسکے کہ ترک کیا اونہون نے یہ کہ عمل کرین واسطے روز حساب کے یہ قول زیادہ تر چلتا ہے ظاہر آیت پر واللہ سبحانہ وتعالی الموفق للصواب

ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے ہل اتاک نبا الخصم اسجگہہ استفہام کے معنی تعجب ہین اور شوق دلانا ہے طرف اوس شے کے جو اوسکے بعد آتی ہے کیونکہ وہ ایک امر غریب ہے جسطرح تم اپنے مخاطب سے کہتے ہو کیا تو جانتا ہے جو آج واقع ہوا یا جو واقع ہوا ہے اوسکا اوس سے ذکر کرو مقاتل نے کہا کہ اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف دو فرشتے بھیجے حضرت جبریل وحضرت میکائیل علیہما السلام تاکہ توبہ پر اونکو آگاہ کرین پس وہ دونون اونکے پاس آئے اور وہ اپنی محراب مین تھے نحاس نے کہا درمیان اہل تفسیر کے اس بات مین کسی طرح کا اختلاف نہین ہے کہ اس جگہہ مراد خصم سے دو فرشتے ہین خصم مصدر ہے واحد وتثنیہ وجمع پر واقع ہوتا ہے اذ تسوروا المحراب کے یہ معنی ہین کہ وہ فرشتے اونکے پاس آئے اونکی دیوار کے اوپر سے اور اونکی طرف اوترے سور حائط مرتفع ہے یعنی اونچی دیوار تسوروا مین جو لفظ جمع کا آیا باوجود اسکے کہ وہ دو تھے سو بنظر جمع کے ہے کہ لفظ خصم جسکا محتمل ہے محراب سے مراد غرفہ ہے یعنی بالاخانہ اس لیے کہ وہ فرشتے اونچے چڑہ آئے اور وہ اوسمین تھے یحیی بن سلام نے اسی طرح کہا ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ محراب صدر مجلس ہے اسی معنی سے محراب مسجد ہے کسی نے کہا ہے کہ وہ دونون انسان تھے فرشتے نہ تھے کلمہ اذ کے متعلق مین کئی قول ہین ایک یہ ہے کہ عامل اسمین بنا ہے اے ہل اتاک الخبر الواقع فی وقت تسورہم ابن عطیہ وملکی وابو البقا اسی کے قائل ہین

دوسرا یہ ہے کہ عامل اسمین اتاک ہے تیسرا یہ ہے کہ خصم کا معمول ہے چوتھا یہ ہے کہ مخدوف
کا معمول ہے ای ہل اتاک نبأ تحاکم الخصم زمخشری نے اتاک اور نبا کے ساتھ متعلق ہونے
کو ناجایز کہا ہے اور مخدوف کے ساتھ متعلق ہونے کو اختیار کیا ہے اور اذ دخلوا کا اذ
اول اذ سے بدل ہے یا معمول ہے تسور کا قراء نے کہا کہ ظرفین مذکورین مین سے
ایک بمعنی لما ہے بالجملہ جب وہ فرشتے حضرت داؤد پر داخل ہوئے تو وہ گھبرائے گھبرانے
کی یہ وجہ ہے کہ وہ رات کو آئے وہ وقت خصوم کے آنے کا نہ تھا دوسرے یہ ہے کہ اونکے
بغیر اذن آگئے تیسرے یہ ہے کہ اوس دروازے سے نہ آئے جس سے لوگ آتے تھے
ابن الاعرابی نے کہا کان محراب داؤد من الامتناع بالارتفاع بحیث لا یرتقی الیہ آدمی بحیلۃ یعنی حضرت
داود کا عبادتخانہ محفوظ تھا بسبب اوسکے بلند ہونے کے اتنا بلند تھا کہ کوئی آدمی کسی حیلہ
وتدبیر سے اوسکی طرف چڑھ نہین سکتا تھا جب ایسی محفوظ جگہ مین وہ شخص رات کو آگئے تو یہ
سبب ہوا اونکے گھبرانے کا جملہ قالوا لا تخف مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا
گویا کسی نے کہا کہ جب داؤد علیہ السلام فرشتون سے ڈرے تو فرشتون نے اونسے
کیا کہا سو یہ اوسکا جواب ہے کہ اونہون نے اونسے یہ کہا کہ تو مت ڈر خصمان خبر ہے
مبتدا محذوف کی ای نحن خصمان یعنی ہم دو جھگڑنے والے ہین اول خصم کی طرف ضمیر
جمع کی راجع کی تسوروا اور دخلوا کہا تھا اور یہان خصمان بلفظ تثنیہ آیا سو اسکی وہی وجہ مذکور ہے
کہ لفظ خصم مفرد و تثنیہ و جمع کا احتمال رکھتا ہے پس ان سب مین اوسکا استعمال جایز ہے
خلیل نے اسکی یہ توجیہ کی ہے کہ یہ ایسا ہے جیسے تم کہتے ہو نحن فعلنا کذا جبکہ تم دو ہوتے ہو
مطلب یہ ہے کہ استعمال عرب مین دو پر جمع کا اطلاق کرتے ہین کسائی نے کہا کہ خصم کے
ساتھ جمع کا برتاؤ کیا گیا جبکہ خبر تہی پھر جب خبر پوری ہو چکی اور مخاطبہ آیا تو دو نے اپنی طرف سے
خبر دی پس خصمان کہا بغی بعضنا علی بعض یہ قول بطور فرض و تقدیر کے ہے یا بر طریق تعریض
کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ فرشتے بغی و زیادتی نہین کرتے ہین پھر دونون نے حضرت داؤد
سے یہ بات چاہی کہ درمیان اونکے حق کے ساتھ حکم کرین اور جور سے اونکو منع کیا پس یون کہا
فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط یعنی تو حکم کر درمیان ہمارے ساتھ حق کے اور اپنے حکم مین

جور و ظلم ست کرجب کوئی شخص اپنے حکم مین جور کرتا ہے اور حد سے بڑہ جاتا ہے تو
محاورۂ عرب مین یون بولتے ہین کہ شط الرجل و اشط شططا و اشطاطا ابو عبید نے کہا کہ شططت علیہ و اشططت
فیہ کے معنی ہین جرت یعنی مین نے ظلم کیا پس یہ اوس قسم سے ہے جسمین فعل و افعل متفق ہین
کسی نے کہا لاتشططا کے معنی لاتسرف مین کسی نے کہا لاتفرط کسی نے کہا لاتمل یہ سب معانی
قریب بیکدیگر ہین اصل اسمین بعد ہے ماخوذ شطت الدار اذا بعدت سے ابو عمرو نے کہا شطط
مجاوزت قدر ہے ہر شے مین واھدنا الی سواء الصراط سواء صراط یعنی وسط صراط سے
اور میانہ راہ یعنی عدل و صواب یعنی یہ ہین راہ بتا ہمکو طرف حق کے اور آمادہ کر ہمکو اوسپر پھر جب
دونون نے حضرت داؤد کو بالاجمال خصومت کی خبر دی تو اب اوسکی تفصیل و شرح شروع کی
یون کہا ان ھذا اخی الآیہ جسجگہ مراد اخوۃ سے اخوۃ دین کی ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ
عنہ نے کہا ہے یا اخوۃ صحبت و الفت کی ہے یا اخوۃ شرکت و خلطت کی نعجہ بیٹی کی مادہ کو کہتے
ہین اور کبھی گاؤ وحشی کو نعجہ بولتے ہین عورت سے نعجہ کے ساتھ تعبیر کیجاتی ہے بسبب سکون
و عجز و ضعف جانب کے جسپر وہ مخلوق ہوئی ہے اور کبھی عورت سے بقرہ و حجر و ناقہ کے
ساتھ کنایہ کیا جاتا ہے اس لیے کہ ان سب پر سواری کیجاتی ہے داؤدی نے کہا کہ نعجہ گاؤ
وحشی ہے عرب لوگ اسکے ساتھ عورت سے کنایہ کرتے ہین او نعاج کے ساتھ عورتون کو
تشبیہ دیتے ہین جمہور نے تسع و تسعون کو بکسر قوقیہ پڑہا ہے اور حسن و زید بن علی نے بفتح تا
نخاس نے کہا کہ یہ شاذ لغت ہے مراد اس سے حضرت داؤد ہین اس لیے کہ اوسکی ننانوے بیبیان تھین
اور ولی نعجہ واحدہ سے مراد اوریا خاوند اوس عورت کا ہے جس سے حضرت داؤد نے نکاح کا ارادہ
کیا تھا اکفلنیھا کا یہ طلب ہے کہ تو اوسکو میری طرف لادے اور میرے واسطے تو اوس سے نازل
ہو یہانتک کہ مین اوسکا کفیل ہوؤن اور خاوند بن جاؤن ابن کیسان نے کہا کہ تو اوسکو میرا کفیل
و نصیب کردے یعنی مجھے دیدے و عزنی فی الخطاب کے یہ معنی ہین کہ بات چیت کرنے مین
وہ مجھپر غالب ہوا ہے جب کوئی شخص کسی پر غالب ہوتا ہے تو بولتے ہین عزہ یعزہ عز اعرب کی مثل
ہین کہتے ہین من عز بز اے من غلب اخذ السلب یعنی جو شخص غالب ہوتا ہے تو مغلوب کا سامان
و سامان و سلاح وہی لیتا ہے عزۃ اسم مصدر ہے اور عزہ بمعنی قوت ہے عطا نے کہا معنی یہ ہین

۵۱ ثعلبی نے کہا ہے الکفلنیھا کے معنی ہین ملکنیھا
۵۲ نخاس کا کہنا ہے ۱۲ منہ
۵۳ یعنی بقرہ و حجر و ناقہ کے ۱۲

اگر وہ بات کرے تو مجھسے زیادہ تر فصیح ہوگا اور اگر لڑے تو مجھسے بڑھکر دباؤ ڈالنے والا ہوگا اس لیے
کہ اوسکو ملک کی قوت ہے پس مجھپر اوسکا غلبہ ہے اس لیے کہ مین اوسکے ہاتھ مین ضعیف و کمزور
ہون اگرچہ حق میرے ساتھ ہے یہ سب باتین بطور تمثیل کے ہین حضرت ابن مسعود و عُبید بن عمیر نے
عازنی پڑھا ہے یعنی غالبنی ماخوذ معازہ یعنی مغالبہ سے قال لقد ظلمك الآیہ کے یہ معنی ہین کہ
البتہ مقرر اوسنے ظلم کیا ہے تجھپر ساتھ مانگنے اوسکے کے تیرے دنبی کو تاکہ اوسکو ملائے
طرف اپنی ننانوے دنبیون کے اگر اس بات کی بنا اوس شے پر ہے جو تو کہتا ہے حرف لام لتضمین
توطیہ قسم کا ہے اور یہ مع اپنی مابعد کے جواب ہے قسم مقدر کا ای واللہ لقد الخ حضرت داؤد جو اپنے
کلام مین قسم لائے سو غرض اس سے مبالغہ ہے اوس شے کے انکار مین جسکو اونہون نے سنا
کہ ننانوے دنبیون والا اس بات کا طالب ہے کہ اوس ایک دنبے کو اپنی طرف ملا لیوے جو کہ اوسکے
صاحب کے پاس ہے اور اوسکے پاس اوسکے سوا اور نہین ہے یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات جو
اونہون نے کہی سو بعد اسکے کہی کہ دوسرے سے اقرار سن لیا تحاس نے کہا کہتے ہین کہ حضرت
داؤد کا خطبہ افتکا یہی کہنا ہے لقد ظلمك کیونکہ اونہون نے قبل تثبت و پختگی کے یہ بات کہدی یعنی
مجرد دعوی مدعی پر قولہ وان کثیرا من الخلطاء الآیہ یعنی شرکا واحد خلطا کا خلیط ہے خلیط وہ ہی
جو مال مین مخالط و مشارک ہوتا ہی حرف لام لیبغی مین لام تاکید ہے ان کی خبر مین واقع ہوا ہے
یعنی بیشک بہت سے شریک ہین البتہ ایک دوسرے پر تعدی و ظلم کرتے ہین اور اوسکے حق
کی رعایت نہین کرتے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیکیان کین کیونکہ وہ اس سے بچتے ہین اور خلیط
پر ظلم نہین کرتے ہین اور نہ اوسکے غیر پر یہان استثنا متصل ہے و قلیل ما ہم مین کلمہ ما زائد ہے واسطے
تاکید قلت کے اور تعجب کے یعنی قلیل ہم کسی نے کہا ما موصولہ ہے اور ہم مبتدا اور قلیل اوسکی خبر حضرت
ابن عباس سے اسکی تفسیر مین مروی ہے ای قلیل الذی ہم فیہ وظن داؤد انما فتناہ ابو عمرو و ذار نے
کہا کہ ظن یعنی الیقن ہے اور فتناہ کے معنی اختبرناہ ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا اختبرناہ یعنی جبکہ خصمین حضرت
داؤد کی طرف جھگڑا لائے اور اونہون نے کہا جو کچھ کہا تو اس وقت اونہون نے یقین کر لیا کہ خود وہی مراد ہین
اور مقصود دونون خصم کا تعریض کرنا ہے اونکے ساتھ اور اونکے صاحب کے ساتھ جس سے
یہ چاہا کہ وہ اونکی لیے اپنی عورت سے نازل ہو واحدی کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے پھر جب

حضرت داود نے درمیان اونکے فیصلہ کیا تو خصمین مین سے ایک نے دوسرے کی طرف نظر کی پھر سیا
تو اوسوقت اونہون نے اونکی مراد جان لی جمہور نے فتناہ کو تخفیف تا و تشدید نون پڑہا ہے
اور حضرت عمر بن خطاب و حسن و ابو رجا نے بتشدید ہر دو اس قرارت مین مبالغہ ہے فتنہ مین
ضحاک نے افتناہ اور قتادہ و عبید بن عمیر و ابن سمیفع نے فتناہ تخفیف ہر دو امین فعل کی نسبت
ملکین کی طرف کی ہے یہ قرارت ابو عمرو سے بھی مروی ہے فاستغفر ربہ و خر راکعا
یعنی پھر بخشش مانگی اپنے رب سے واسطے اپنے گناہ کے اور گرا سجدہ کرتا ہوا ایمان رکوع کے ساتھہ
سجدے سے تعبیر کی اسواسطے کہ انمین سے ہر ایک مین انحنا ہے یعنی جھکنا کسی نے کہا معنی
یہ ہین کہ گرے سجدہ کرتے ہوئے بعد اسکے کہ راکع تھے ابن العربی نے کہا کہ اسمین علما کا کچھہ
خلاف نہین ہے کہ یہان رکوع سے مراد سجدہ ہے کیونکہ سجود تو ذلیل ہے اور رکوع انحنا ہے
اور ایک دوسرے مین داخل ہوتا ہے لیکن ہر ایک انمین سے ایک ہیت کے ساتھہ خاص
ہوتا ہے پھر یہ اس بنا پر آیا کہ ایک کا دوسرے کے ساتھہ نام رکھدیا کسی نے کہا معنی یہ ہین
خر للسجود راکعا ای مصلیا یعنی گرے واسطے سجدے کے رکوع کرتے ہوئے یعنی نماز پڑہتے ہوئے
کسی نے کہا بلکہ اون لوگون کا رکوع سجدہ تہا کسی نے کہا بلکہ اونکا سجود رکوع تہا واللہ اعلم وانا ب
کے یہ معنی ہین کہ رجوع ہوئے طرف اللہ تعالی کے ساتھہ توبہ کرنے کے اپنے گناہ سے اللہ پاک
نے فرمایا فغفرنا لہ ذلک یعنی بخشدیا ہمنے واسطے اوسکے وہ گناہ جس سے اوسنے مغفرت
مانگی مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے چالیس دن سجدہ کیا اپنا سر نہین اوٹہاتے
تہے مگر واسطے حاجت کے یا وقت نماز فرض کے پھر سجدہ کرنے لگتے تہے چالیس دن پورے
ہونے تک اسی طرح کیا نہ کہاتے نہ پیتے اور روتے تہے یہانتک کہ اونکے سر کے گرد گھاس
اوگ آئی اور وہ اپنے رب عزوجل کو پکارتے اور اوس سے توبہ کا سوال کرتے رہے پھر اللہ
پاک نے اونکے واسطے توبہ و مغفرت نازل فرمائی ابن انباری نے کہا کہ ذلک پر وقف تام
ہے پھر قولہ تعالی وان لہ عندنا لزلفی وحسن ماب سے کلام کی ابتدا ہوتی ہے زلفی سے
مراد وہ قربت و کرامت ہے جو بعد مغفرت ذنب کے ہے مجاہد نے کہا کہ زلفی قریب ہونا ہے
اللہ عزوجل سے قیامت کے دن اور حسن ماب سے مراد حسن مرجع ہے یعنی جنت حضرت عمر بن الخطاب

لہ عطای خراسانی نے وخر کا لفظ ہے
ان داود ظن انما فتناہ ای ابتلیناہ فاستغفر ربہ
یعنی داؤد نے گمان کیا کہ ہمنے اونکو آزمایا
کذا فی الفتح ۱۲ منہ

رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپنے قیامت کا ذکر کیا پہر اوس کی
شان و شدت کی عظمت بیان فرمائی فرمایا اور رحمن عزوجل داؤد علیہ السلام سے فرمائیگا کہ میرے
روبرو تو حضرت داؤد عرض کرینگے یارب مین ڈرتا ہون اس سے کہ میرا خطیہ مجھے پہسلا دے
پس فرمائیگا پکڑ لے میرا قدم پہر وہ اللہ عزوجل کا قدم پکڑ لینگے تو گر جائینگے فرمایا پس یہ وہ زلفی ہے
جسکا اللہ نے فرمایا ہے وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب اخرجہ ابن مردویہ ذکر ابتلاء
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے جی سے
بات کی کہ جسوقت وہ مبتلا ہون گے تو بچین گے پہر اونسے کہا گیا کہ بیشک تو عنقریب مبتلا ہوگا اور
عنقریب جان لیگا اوس شے کو جسمین تو مبتلا ہوگا پس تو اپنا بچاؤ لے پہر اونسے کہا گیا یہ وہ دن ہے
جسمین تو مبتلا ہوگا پس اونہون نے زبور لی اور عبادتخانے مین داخل ہوئے اور اوسکا دروازہ
بند کر دیا زبور اپنی گود مین لی اور ایک خادم دروازے پر بٹہایا اور کہا تو آج کسی کو مجھپر اذن مت دینا
پس اس اثنا مین کہ وہ زبور پڑہ رہے تھے کہ ناگاہ ایک سنہرے پرندہ آیا مثل حسین ترین پرندون
کے اوسمین ہر قسم کا رنگ تہا پہر وہ اونکے روبرو پہرنے لگا پہر وہ اونکے قریب آیا تو اونکو اوسکے
پکڑنے کی قدرت ہوئی سو اوسکو اپنے ہاتہ سے لیا تاکہ اوسے پکڑ لین پس وہ اونکے پیچہے سے جلد
نکل گیا پہر تو اونہون نے زبور بند کر دی اور اوسکی طرف اوٹہ کہڑے ہوئے تاکہ اوسے پکڑ لین وہ
اوڑا تو محراب کے طاق پر جا پڑا پہر وہ اوس سے قریب ہوئے تو فضا کی طرف نکل گیا ایک چھپر پر جا پڑا
پہر اوسکو جہانکا تاکہ دیکہین کہان گرا تو کیا دیکہتے ہین کہ ناگاہ ایک عورت ہے اپنے حوض کے پاس غسل حیض
کر رہی ہے پہر جب اوس عورت نے انکا سایہ دیکہا تو اپنے سر کو حرکت دی پہر اپنے سارے جسم کو
اپنے بالون سے ڈہانک لیا اس عورت کا خاوند غازی فی سبیل اللہ تہا پس غازیون کے سردار کو یہ
لکہہ بہیجا کہ تو اوریا کو دیکہہ پہر اوسکو تابوت اوٹہانیوالون مین تعین کر دے اور حاملین تابوت کا یہ حال تہا
کہ یا تو اونپر فتح کیجاتی یا وہ مارے جاتے پس اوس سردار نے اوریا کو حاملین تابوت مین آگے
بہیجا پہر وہ مارا گیا پس جب اوس عورت کی عدت پوری ہو چکی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اوس سے
نکاح کا پیام کیا سو اوسنے اونسے یہ شرط کی کہ اگر وہ لڑکا جنے تو اونکے بعد وہی خلیفہ ہو اور اس شرط
پر بنی اسرائیل کے پچاس آدمیون کو گواہ کیا اور خود پر اس شرط کا ایک خط لکہا پہر حضرت داؤد کو اپنے

ل اصل کا لفظ ہے تعلم
ک یعنی خود پر بہاری ہوگا
لوگ پہر رہے ہین ۱۲
ل اصل کا لفظ ہے شخصت علیہ
حسین ترین پرندون
بینگ کیا ہے الزجاج
کہتے ہین کہ تابوت
کے مطابق ہو جاتا ہے ۱۲

فتنہ کا شعور نہوا کہ وہ مفتون ہوئے یہانتک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہو گئے اور جوان ہوئے
پھر دو فرشتے محراب مین دیوار چڑھکر اونپر آئے اور اونکا وہ حال تہا جسکا قصہ اللہ تعالی نے اپنی
کتاب مین بیان فرمایا ہے اور حضرت داؤد گرے سجدہ کرتے ہوئے پھر اللہ نے اونکی مغفرت کی
اور اونپر رجوع ہوا اخرجه ابن ابی شیبة فی المصنف وابن ابی حاتم واخرج الحاکم وصححه
والبیهقی فی الشعب کہا نہین پہونچا حضرت داؤد کو جو کچھہ پہونچا بعد قدر کے مگر عجب سے اونہون نے
اپنے نفس کے ساتھہ عجب کیا یہ یون ہوا کہ اونہون نے کہا یا رب نہین ہے کوئی گہڑی رات
سے اور نہ دن سے مگر حال یہ ہے کہ کوئی عابد آل داؤد سے تیری عبادت کرتا ہے تیرے واسطے
نماز پڑہتا ہے یا تسبیح کرتا ہے یا تکبیر کہتا ہے اور کئی چیزون کا ذکر کیا پس اللہ پاک نے اس بات
کو مکروہ رکہا تو فرمایا اے داؤد بیشک یہ نہین ہوا مگر میرے سبب سے اور اگر میری مدد نہوتی تو تو اوسپر
قوی نہوتا مجھے قسم ہے اپنے عزت وجلال کی البتہ مین سونپ دونگا تجھکو طرف تیرے
نفس کے ایک دن عرض کیا یا رب پھر تو مجھے اوسکی خبر کردی پس اونکو خبر کردی تو وسوسہ
اونکو فتنہ پہونچا واخرج اصل القصة الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وابن جریر
وابن ابی حاتم عن انس مرفوعاً باسناد ضعیف واخرجها ابن جریر من وجه اٰخر
عن ابن عباس مطولة واخرجها جماعة عن جماعة من التابعین **تضعیف قصۂ مذکور** دیکہو عبد الرزاق
وعبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے خود حضرت ابن عباس سے اکفلنیها کی تفسیر مین
اس قصے کے مخالف روایت کیا ہے کہا نہین زیادہ کیا داؤد علیہ السلام نے اسپر کہ فرمایا تحول لی
عنها یعنی تو میرے واسطے اوس عورت سے نقل کر یعنی اوسے چہوڑ دے اسی کی تفسیر مین عبد الرزاق
وفریابی وامام احمد نے زہد مین اور ابن جریر وطبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے
کہا نہین زیادہ کیا داؤد علیہ السلام نے اسپر کہ فرمایا اکفلنیها یعنی تو مجھے اوسکا کفیل کردے **صاحب**
کشاف نے بعد ذکر قصۂ مذکور کے کہا ہے کہ یہ اور مثل اسکی اوس قسم سے ہے کہ قبیح ہے یہ کہ
اوسکی حدیث کی جاے بعض متسمین بصلاح سے جو کہ افنا مسلمین سے ہین فضلاً عن بعض اعلام الانبیاء
انتہی **قاضی عیاض** رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین جایز نہین ہے کہ التفات کیا جاے طرف اوس شے
کے جسکو اہل کتاب کے اخباریون نے لکہا ہے جنہون نے تبدیل کی ہے اور تغییر کیا ہے

نقال قوی افنا المناس اعلام
یعنی قوی ہو گئے افنا مسلمین سے بہت سے مشہور
نامور بڑے بڑے کتابون کے مصنف

اور اوسکو بعض مفسرین نے نقل کیا ہے اور اللہ پاک نے اسمین سے کسی شے پر نص نہین فرمائی
اور نہ کسی صحیح حدیث مین وارد ہوا اور جس بات پر اللہ تعالی نے نص فرمائی حضرت داؤد علیہ السلام
کے قصے مین وہ یہ ہے وظن داؤد انما فتناہ حضرت داؤد اور اوریا کے قصے مین کوئی خبر ثابت
نہین ہے یہ وہی شے ہے کہ چاہیے اوسپر اعتماد کیا جاے داؤد علیہ السلام کے امر سے
امام رازی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین حاصل قصے کا رجوع کرتا ہے طرف سعی کے قتل مین ایک
مرد مسلمان کے بغیر حق اور طرف طمع کے اوسکی جورو مین حالانکہ یہ دونون ایک منکر عظیم ہے پس کسی
عاقل کو لائق نہین ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ یہ گمان کرے انکے
سوا اوکسی نے کہا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کی ثنا و صفت فرمائی ہے
اس قصے کے قبل و بعد اسپر دال ہے کہ جو قصہ لوگون نے نقل کیا ہے وہ محال ہے پس
کوئی عاقل کیونکر یہ وہم کریگا کہ درمیان دو مدح کے ذم واقع ہوا اگر ایسی بات بعض لوگون سے صادر ہوتی
تو عقلا اوسکو مستہجن و مکروہ سمجھتے اور کہتے کہ تو تو ایک شخص کی مدح مین ہے تیری مدح کرنیکے اثنا مین کسکی
ذم کو کس طرح جاری کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالی اس قسم کی بات سے اپنی کتاب قدیم مین منزہ و مبرا ہے
سعید بن مسیب و حارث اعور نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
فرمایا جو شخص تمسے حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ بیان کرے اوس طور پر جسکو قصاص روایت کرتے
ہین تو مین اوسکو ایک سو ساٹھ درے مارونگا یہ حد ہے انبیا پر بہتان لگانے کی مروی ہے
کہ کسی شخص نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کیا اور اونکے پاس اہل حق
مین کا ایک شخص تھا تو اوسنے اوسکے بیان کرنے والے کی تکذیب کی اور کہا اگر قصہ اوس طور پر ہے
جو کہ کتاب اللہ مین ہے تو نچا ہیے کہ اوسکا خلاف ڈھونڈا جاے اور نہایت بڑی بات ہے
کہ اوسکے سوا اور کہا جاے اور اگر اوس طور پر ہے جو تو نے ذکر کیا اور اللہ اوس سے بازرہا
اپنے نبی پر ستر کرنے کو تو اوسکا اونپر ظاہر کرنا نہ چاہیے پس حضرت عمر بن عبد العزیز نے سماعی ہذا
الکلام احب الی مما طلعت علیہ الشمس یعنی میرا سننا اس بات کو محبوب تر ہے مجھے اوس شے
سے جسپر سورج نکلا مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا سے یہ بات مجھے زیادہ تر محبوب ہے علامہ نسفی
رحمہ اللہ تعالی کے قول کا حاصل یہ ہے کہ وہ بات جسپر مثل دال ہے کون مثل جسکو اللہ تعالی

نے قصہ داؤد علیہ السلام کے ساتھہ بیان فرمائی ہے وہ نہین ہے مگر طلب اونکی ہے
طرف خاوند اوس عورت کے اس بات کی کہ وہ اونکے واسطے اوس سے نازل ہو پس اوس
یہ قصہ جو آیا ہے سو صرف بطریق تمثیل و تعریض نہ بطور تصریح کے اس لیے کہ یہ دونون توبیخ مین
ابلغ ہوتے ہین اس جہت سے کہ جس شے کے ساتھہ تعریض کی گئی ہے جسوقت اوسکے
شعور کی طرف تامل اونکو موجود ہوگا تو وہ اون کے جی مین اوقع ہوگی اور اونکے دل مین خوب
جم جائیگی اور اوسمین بڑی موثر ہوگی مع مراعات حسن ادب کے باین طور کہ مجاہرت کو ترک کیا یعنی
اور اثر اوس سے بڑھکر ہوا ابو السعود کا حاصل یہ ہے کہ وہ بات جو ذکر کرتے ہین کہ حضرت
داؤد علیہ السلام نے اوریا کی بی بی سے نکاح کیا سو یہ ایک افک مبتدع و مکروہ اور منکر مخترع ہے
جسکو کان پھینکتے ہین اور طبیعتین اوس سے نفرت کرتی ہین خرابی ہو اوسکی جسنے یہ نئی بات نکالی
اور اوسکی اشاعت کی اور ہلاک ہو وہ جسنے اوسکا اختراع کیا اور اوسے پھیلایا غرضکہ ان سب لوگون
نے قصۂ مذکور کو بے اصل ٹھیرایا اب رہا وہ ذنب جس سے حضرت داؤد علیہ السلام نے استغفار
و توبہ کی سو اسمین مفسرین نے اختلاف کیا ہے کئی قول پہلا قول یہ ہے کہ اونہون نے
نظر کی طرف اوس شخص کی عورت کے جسکا چاہا کہ وہ اونکی بی بی ہو سعید بن جبیر وغیرہ نے اسیطرح
کہا ہے زجاج نے کہا کہ حضرت داؤد نے نظر کا قصد نہین کیا طرف اوس عورت کے لیکن اوسکی
طرف نظر کی معاودت کی پہلی نگاہ تو اونکے واسطے ہوئی اور دوسری اونپر دوسرا یہ ہے
کہ اونہون نے اوسکے خاوند کو غازیون کے جملے مین بھیجا تیسرا یہ ہے کہ اونہون نے
یہ نیت کی کہ اگر وہ مرجائیگا تو اوسکی عورت سے نکاح کرلین گے چوتھا یہ ہے کہ اوریا بن حنان نے
اوس عورت سے پیام نکاح کیا تھا پھر جب وہ غائب ہوگیا تو حضرت داؤد نے اوسکا پیام نکاح
کیا پھر وہ بسبب اونکی جلالت و بزرگی کے اونسے بیاہ دی گئی تو اوریا اس سے غمگین ہوا پس
اللہ پاک نے اونپر عتاب فرمایا اس جہت سے کہ اونہون نے اوسکو اوسکے پیام کرنیوالے
کیواسطے چھوڑ نہ رکھا پانچوان یہ ہے کہ اوریا کے قتل پر اونہون نے جزع نہ کیا جیسا کہ اوس
شخص پر جزع کرتے تھے جو لشکر مین سے مرجاتا تھا پھر اوسکی عورت سے نکاح کرلیا پس اللہ پاک نے اوسپر
اونکو عتاب کیا اس لیے کہ انبیا کے ذنوب گو صغیر ہون پر وہ عظیم ہوتے ہین بسبب اونکی

قربت منزلت کے ۵

نزدیکان رامیش بود حیرانی	ایشان دانند سیاست سلطانی

چھٹا یہ ہے کہ اونہون نے احد الخصمین کیواسطے حکم کیا قبل اسکے کہ دوسرے سے سنین چنانچہ یہ قول اول گزر چکا ہے صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ جو خصومت درمیان دو فرشتون کے واقع ہوئی واسطے تعریض داؤد علیہ السلام کے اوس سے یہ بات ظاہر ہے کہ اونہون نے ایک عورت کے خاوند سے یہ چاہا کہ وہ اونکے واسطے اوس سے نازل ہو اور اسکو اپنی بیبیون کے ساتھ ملالین یہ امر اوس عصمت کو منافی نہین ہے جو انبیا علیہم السلام کے واسطے ہوتی ہے کیونکہ اللہ پاک نے اسپر اونکو تنبیہ کی اور اپنے فرشتے اونکی طرف بھیجکر اون کے واسطے تعریض فرمائی تاکہ وہ اونکی مثل قصہ مین جھگڑین یہانتک کہ وہ اپنی ذنب کے واسطے مغفرت مانگین اور اوس سے توبہ کرین پس اونہون نے مغفرت چاہی اور اوس سے تائب ہوئے اللہ تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کے حق مین فرمایا ہے وعصے آدم ربہ فغوی حالانکہ وہ ابوالبشر و اول انبیا ہین اور اونکے سوا اور انبیا کے واسطے جو واقع ہوا ہے اللہ پاک نے اپنی کتاب مین اوسکا قصہ ہم سے بیان فرمایا ہے اس آیت مین وہ شے ہے جو دال ہے اسپر کہ صدور ذنب کا اونسے ہوا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا وظن داؤد انما فتناہ اور فرمایا فاستغفر ربہ اور فرمایا واناب اور فرمایا فغفرنا لہ ذلک اور اسکا یہ جواب کہ حسنات الابرار سیئات المقربین کہتا بنتی نہین ہے اولی وہ ہے جو ہم ذکر کر آئے ہین واللہ اعلم پھر جب اللہ پاک حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ پورا فرما چکا تو یہ بیان کیا کہ زمین کی خلافت اونکو تفویض کی ارشاد فرمایا یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض یہ جملہ مقولہ ہے قول مقدر کا اور معطوف ہے غفرنا پر ای فغفرنا لہ ذلک وقلنا لہ یا داؤد الخ یعنی اور ہمنے اوس سے کہا اے داؤد ہمنے تجھکو خلیفہ بنایا زمین پر یا خلیفہ کیا واسطے اون نبیون کے جو تجھسے پہلے تھے تاکہ تو نیک بات کا امر کرے اور بری بات سے روکے اور لوگون کے کام کی تدبیر کرے اسمین دلیل ہے اسپر کہ اونکا حال بعد توبہ کے اوسی حالت پر باقی رہا جسپر اول تھا ہرگز اونمین کچھ تغیر نہین ہوا فاحکم بین الناس بالحق یعنی پس تو حکم کر درمیان لوگون کے اوس عدل کے ساتھ جو کہ اللہ کا حکم ہے درمیان اوسکے بندون کے اس لیے کہ احکام حسب وقت

شریعت حقہ آلہیہ کے مطابق ہونگے تو صلاح عالم کا انتظام ہوگا اور ابواب خیرات کی وسعت ہوگی
اور جب احکام موافق ہوا ون کے اور حسب تحصیل مقاصد نفس کے ہونگے تو یہ بات تخریب عالم
کو مؤدی ہوگی اور اسمین قتل واقع ہوگا اور خلق کے کامون مین خلط ملط ہوگا اور یہ امور اوس حاکم
کے ہلاک کی طرف پہونچا دینگے وہ لاتتبع الھوی اور ست پیروی کر ہوائے نفس کی حکم بین العباد
مین اسمین حضرت داود علیہ السلام کو تنبیہ ہے اسپر کہ بس بات پر اونکو عتاب کیا گیا وہ عدل نہ تھی
اور اسمین شائبہ تھا اتباع ہوائے نفس کا فیضلك عن سبیل اللہ منصب ہے اس بنا پر کہ نہی کا
جواب ہے اور فاعل ہوی ہے یہ بھی جائز ہے کہ فعل مجزوم ہو اس بنیاد پر کہ نہی پر معطوف ہو متحرک
جو ہوا سے سو بسبب التقاے ساکنین کے پس وجہ اول پر تو منتہی عنہ جمع کرنا ہوگا درمیان دو لون
امر کے اور دوسری وجہ پر ہوا حد سے علحدہ نہی ہوگی سبیل اللہ سے مراد طریق حق ہے یا طریق جنت
یا اللہ تعالی کی دلائل تشریعی و تکوینی جنکو اوسنے حق پر قائم کیا ہے پھر جو اتباع ہوا سے اور
گمراہی مین واقع ہونے سے نہی کی سو اوسکی یہ علت ذکر فرمائی کہ ان الذین یضلون الآیہ حرف
با بمعنی اسمین سببیہ ہے یعنی اسواسطے کہ جو لوگ بہکتے ہین اللہ کی راہ سے اونکے لیے سخت عذاب ہے
بسبب اسکے کہ وہ بھولے حساب کے دن کو رواج نہ دیا یعنی بسبب ترک کرنے اونکے عمل کو
واسطے اوس دن کے مشغول ہونے والون کے ہوگئے اگرچہ وہ دیکھتے ہین اور ذکر کرتے ہین اور اگر وہ روز
حساب کا یقین رکھتے تو دنیا مین ایمان لاتے بالجملہ جبکہ یہان بعث و حساب کا ذکر آگیا تو اس مضمون
کی یون تقریر و تاکید فرمائی وما خلقنا السمآء والارض وما بینھما باطلا ط ذلك ظن الذین
کفروا ج فویل للذین کفروا من النار ○ ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصلحت کا
المفسدین فی الارض ط ام نجعل المتقین کالفجار ○ کتب انزلنہ الیك مبرك
لیدبروا آیتہ ولیتذکر اولوا الالباب ○ اور ہمنے نہین بنایا آسمان و زمین کو اور جو
اونکے بیچ ہے نکما یہ خیال ہے اونکا جو منکر ہین سو خرابی ہے منکرون کو آگ سے کیا ہم کرین گے
ایمان والون کو جو کرتے ہین نیکیان برابر اون کے جو خرابی ڈالین ملک مین کیا ہم کرین گے ڈر والون کو
برابر ڈھیٹ لوگون کے ایک کتاب ہے جو اوتاری ہمنے تیری طرف برکت والی تا دہیان کرین لوگ اوسکی
باتین اور تا سمجھین عقل والے ف نکما یعنی جسکا اثر کچھہ نہ نکلے بلکہ اس دنیا کا اثر ہے آخرت مین انتہی

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اوسنے خلق کو عبث و بے فائدہ
نہین بنایا ہے اونکو تو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ اوسکو پوجین اور اوسکی توحید کرین پھر روز جمع مین اونکو
جمع کریگا پھر مطیع و فرمان بردار کو ثواب دیگا اور کافر کو عذاب کریگا اسی لیے یون فرمایا کہ ہمنے نہین بنایا
آسمان کو اور زمین کو اور جو اونکے درمیان ہے نکما یہ خیال انکا ہے جو قائل نہین ہین بعث و معاد کے
وہ فقط اسی گہکا اعتقاد رکھتے ہین پس خرابی ہے اونکو جو منکر ہین اونکے معاد و نشور کے دن اوس
آگ سے جو اونکے واسطے تیار رکہی ہے پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ وہ اپنے عدل و حکمت
سے مومنون اور کافرون مین برابری نہ کریگا پس فرمایا کیا ہم کرینگے ایمان والون کو والی آخرہ یعنی ہم یہ
نہ کرینگے اور وہ اللہ کے نزدیک برابر نہون گے اور جب بات یون ٹہیری تو ضرور ہے کہ ایک اوگہر
ہو جسمین یہ مطیع تو ثواب دیا جاے اور اس فاجر کو اوسمین عقاب ہو جو عقلین سلیمہ ہین اور جو فطرتین مستقیم
ہین یہ ارشاد اللہ پاک کا اونکو اسبات کی راہ بتاتا ہے کہ معاد و جزا کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اس دنیا
فانی مین ہم دیکہتے ہین کہ ظالم باغی کی اولاد و دولت و نعیم و راحت بڑہتی ہے اور اسی طرح مطیع
اور مطیع مظلوم کو دیکہتے ہین کہ وہ اپنے رنج و غم مین مرتا ہے پس حکیم و علیم و عادل کی حکمت نہین ہے کہ
ذرہ برابر ظلم نہین کرتا ہے ضرور ہے کہ اسکا انصاف اس سے کرے اور جب یہ انصاف دیان
واقع ہوا تو یہ بات متعین ہو گئی کہ اس جزا و مواسات کے واسطے وہان کوئی اور گہر ہے اور جبکہ قرآن شریف
مقاصد صحیحہ و ماخذ عقلیہ صریحہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو یون فرمایا کتاب انزلناہ الیک مبارک
الآیہ الباب جمع ہے لب کی اور لب بمعنی عقل ہے یعنی یہ ایک کتاب ہے کہ ہمنے اوسکو اوتارا ہے
طرف تیری برکت والی تاکہ سوچین اوسکی آیتون کو اور تاکہ دہیان کرین عقل والے حضرت حسن بصری نے
فرمایا واللہ نہین ہے تدبر اوسکا سا تہہ یاد کرنے اوسکے حروف کے اور ضایع کرنے اوسکی حدود کے یہانتک
کہ ایک اونکا البتہ کہتا ہے کہ مین نے سارا قرآن پڑہا نہین دیکہا جاتا ہے واسطے اوسکے قرآن کسی
خلق مین اور نہ کسی عمل مین ابن جریر نے اسکو روایت کیا ہے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ
ہے کہ جملہ ما خلقنا الخ مستانفہ ہے ماقبل مین جو ذکر بعث و حساب کا ہے اوسکے تقریر کرتا ہے یعنی ہمنے
نہین پیدا کیا ان چیزون کو پیدا کرتا باطل کہ حکمت باہرہ سے خارج ہو بلکہ ہمنے اونکو اس لیے بنایا ہے
کہ ہماری قدرت پر دلالت کرین نصب باطلا کا اس بنا پر ہے کہ مفعول مطلق محذوف کی صفت ہے

یا بنا بر حال یا بنا بر مفعول لہ ذلک کا اشارہ طرف اوس شے کے ہے جسکی نفی کی گئی ہے اور مبتدا ہے
خبر اوسکی ظن الذین کفروا ہے ظن بمعنی مظنون ہے یعنی آسمان و زمین وغیرہ کا بیکار بنانا کفار کا مظنون
ہے کیونکہ اونکا یہ ظن ہے کہ یہ چیزین کسی غرض کیواسطے نہین بنائی گئی ہین اور کہتے ہین کہ نہ قیامت ہے
نہ بعث و حساب یہ اسکو مستلزم ہے کہ اس مخلوقات کی خلق باطل ہو فویل للذین کفروا الآیہ
حرف فا اس لیے ہے کہ اونکی ظن باطل پر ثبوت ویل کی ترتب کا فائدہ دے یعنی پس ویل ثابت
ہے واسطے اونکے بسبب نار کے جو مترتب ہے اونکے ظن و کفر پر جسطرح کہ موصول کو بجاے
ضمیر ہم کے یہ بات بتانے کو کہا ہے کہ صلہ علت ہے اونکے استحقاق ویل کا پھر اونکو تو بیخ و تبکیت
کی تو یون ارشاد فرمایا ام نجعل الذین امنوا الآیہ مقاتل کہتے ہین کفار قریش نے مومنون سے
کہا کہ ہم آخرت مین دیے جائین گے جسطرح تم دیے جاؤگے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کلمہ ام
منقطعہ بمعنی بل و ہمزہ ہے واسطے اضراب انتقالی کے یعنی اول امر بعث و حساب و جزا کو یون
ثابت کیا کہ خلق عالم کے حکم و مصالح سے خالی نہین ہے پھر اس سے اضراب کیا طرف اوسکی تقریر
و تحقیق کے ساتھ ہمزہ انکار کے کہ جسمین انکار ہے برابری کا درمیان فریقین کے اور اس برابری کی ابلغ
و اکد وجہ پر نفی کی یعنی بلکہ کیا ہم کرینگے اونکو جو اللہ پر ایمان لائے اور اوسکے رسولون کی تصدیق کی
اور اوسکے فرائض پر عمل کیا مثل اونکے جو کہ معاصی کر کے زمین کی اطراف مین فساد کرتے ہین حضرت
ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ الذین آمنوا تو حضرت علی و حضرت حمزہ و عبیدہ بن حارث
ہین اور مفسدین فی الارض عتبہ و شیبہ و ولید ہین پھر اللہ پاک نے اوراضراب و انتقال کیا
اول سے طرف اوس شے کے جو کہ محال ہونے مین اوس سے بھی ظاہر تر ہے پس فرمایا ام نجعل
المتقین کالفجار یعنی بلکہ کیا ہم کرینگے اتقیاے مومنین کو مثل اشقیاے کافرین و منافقین کے
اور فجار کا عمل کرنا مسلمانون مین سے اون لوگون پر جو کہ اللہ پاک کی معاصی مین منہمک ہین اوس
قبیل سے ہے کہ مقام اوسکی مساعدت نہین کرتا ہے کہا ہے کہ ہمجگہ فجار خاص ہین ساتھ کافرون
کے کسی نے کہا کہ مراد متقین سے صحابہ ہین حالانکہ تخصیص بغیر مخصص بلا وجہ ہے اور اعتبار عموم
لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا اور جائز ہے کہ ان دو فریق سے بعینہ وہی اول کے دو فریق
مراد لیے جائین اور تکرار باعتبار اور دو وصفون کے ہو اول کے دو وصف سے انکار برابری مین

ان دو وصف کو زیادہ تر دخل ہے کتاب مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور انزلناہ
الیک اوسکی صفت ہے اور مبارک خبر ثانی ہے اور یہ ناجایز ہے کہ کتاب کی دوسری صفت ہو
کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تاخیر وصف صریح کی غیر صریح سے جایز نہین ہے بعض نحویون نے
اسکو جایز رکھا ہے تقدیر یہ ہے کہ القرآن کتاب انزلناہ الیک یا محمد کثیر الخیر والبرکۃ یعنی قرآن ایک
ایسی کتاب ہے کہ ہمنے اوسکو اوتارا ہے طرف تیری بڑی خیر و برکت والی ہے کسی نے مبارکا منصوب
پڑہا ہے بنا بر حال لیدبروا اصل مین لیتدبروا ہے حرف تا کو دال مین ادغام کر دیا ہے حرف لام کا
تعلق انزلناہ سے ہے یعنی ہمنے اوسکو نازل کیا ہے تاکہ سوچین اوسکی آیتون کو جنمین سے یہ آیتین ہین
جو کہ تکوین و تشریع کے اسرار کا اظہار کرتی ہین اس آیت کریمہ مین اسپر دلیل ہے کہ اللہ پاک نے
قرآن شریف کو اسی واسطے نازل کیا ہے کہ اوسکے معانی مین تفکر و تدبر کرین نہ اس لیے کہ بدون
تدبر کے فقط اوسکی تلاوت کرین حضرت حسن نے فرمایا ہے قسم ہے پڑہا اس قرآن کو غلامون نے اور
بچون نے اوسکی تاویل کا اونکو کچھہ علم نہین ہے اوسکے حرفون کو حفظ کیا اور اوسکی حدود کو ضایع
کیا جمہور نے لیدبروا بالادغام پڑہا ہے اور ابو جعفر نے لتدبروا بتاے فوقیہ بنا بر خطاب یہ قرارت
عاصم و کسائی سے بھی مروی ہے اور یہ قرارت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اصل مین لتتدبروا
بدو تا ہے ایک کو تخفیف کے واسطے حذف کر دیا ہے ولیتذکر اولوا الالباب ای لیتعظ
اہل العقول یعنی اور تاکہ نصیحت پزیر ہون عقل والے بالجملہ اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام
کو نعمتین عطا کین منجملہ اونکے ایک نعمت ہے کہ اونکو حضرت سلیمان علیہ السلام سا جلیل القدر رفیع الشان
فرزند ارجمند بخشا چنانچہ یون ارشاد فرمایا و وھبنا لداؤد سلیمن ط نعم العبد ط انہ اواب ط
اذ عرض علیہ بالعشی الصفنت الجیاد ۝ فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر
ربی حتی توارت بالحجاب وقفہ ردوھا علی ط فطفق مسحا بالسوق والاعناق
اور دیا ہمنے داؤد کو سلیمان بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا جب دکھانے کو آئے
اوسکے سامنے شام کو گھوڑے خاصے تو بولا مین نے چاہی محبت مال کی اپنے رب کی یاد سے
یہانتک کہ چھپ گیا اوٹ مین پھیرلاؤ اونکو میرے پاس پھر لگا جھاڑنے پنڈلیان اور گردنین ف
حضرت سلیمان نے سنا کہ سمندر کے کنارے پر دریائی گھوڑے نکلتے ہین خاصی گھوڑیان وہان

باندہ رکھین وہ اونسے جفت ہوئے بچے ہوئے تحفہ اونکا قدم جیسے پیرنا ودتیا ہوکر آئے
دیکھنے ٹین یہ بیخبر ہوگئے وظیفہ کا وقت جاتا رہا عصر کا سورج اوٹ مین آگیا پھر غصے ہوئے اون
گھوڑون کو منگا کر کاٹ ڈالا یہ اللہ کی محبت کا جوش تہا اونکی تعریف فرمائی انتہی ف حافظ ابن کثیر
کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اونسے حضرت داؤد علیہ السلام کو سلیمان بخشا یعنی نبی جیسا کہ اللہ
عزوجل نے فرمایا ہے وورث سلیمان داؤد یعنی وارث ہوئے سلیمان داؤد کی نبوت مین ورنہ
حضرت داؤد کے اور بیٹے تہے حضرت سلیمان کے سوا کیونکہ اونکے پاس سو آزاد عورتین تہین نعم
العبد انہ اواب کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک حضرت سلیمان کی ثنا کرتا ہے کہ وہ بڑی طاعت و
عبادت وانابت والے تہے اللہ عزوجل کی طرف بڑے رجوع رہنے والے تہے ابن
ابی حاتم نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ
السلام عطا کیا تو حضرت داؤد نے اونسے کہا اے بیٹے میرے کیا شے حسین تر ہے تو اونہون
نے کہا اللہ کی سکینت اور ایمان کہا پھر کیا شے قبیح تر ہے کہا کفر بعد ایمان کے کہا پھر کیا شے
شیرین تر ہے کہا روح اللہ درمیان اوسکے بندون کے کہا پھر کیا شے سرد تر ہے کہا اللہ کا عفو لوگونسے اور عفو
لوگون کا بعض کا بعض سے داؤد علیہ السلام نے فرمایا پس تو نبی ہے قولہ تعالے اذ عرض
علیہ الآیہ یعنی جبکہ پیش کیے گئے حضرت سلیمان علیہ السلام پر اونکی مملکت و سلطنت کے حال
مین خیل صافنات مجاہد نے کہا صافنات وہ گھوڑے ہین جو تین پانون اور چوتے پانون کی ٹاپ
کی نوک پر کھڑے رہتے ہین اور جیاد سے مراد سراع ہین یعنی تیز چلنے والے اور اسی طرح سلف
مین سے غیر واحد نے کہا ہے ابن جریر نے ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے کہ وہ بیس
گھوڑے پر والے تہے ابن جریر نے اسی طرح روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم کا لفظ ابراہیم
تیمی سے یہ ہے کہ جن گھوڑون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو مشغول کیا وہ بیس ہزار تہے پہر اونہون
نے اونکی کونچین کاٹ ڈالین یہ قول اشبہ ہے واللہ اعلم ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک یا خیبر سے تشریف لائے
اور اونکے سہوہ ۵ مین پردہ تہا پس ہوا چلی تو اونسے حضرت عائشہ کے کہیلنے کی گڑیون سے پردے
کا کنارہ کہولدیا پس آپنے فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے عرض کیا کہ میری بنات ہین یعنی گڑیان

۵ سہوہ ایندھنے کی طاق یا طاقچہ کذا فی الصراح یعنی طاق یا طاقچہ ۱۲ منہ

اور آپنے اونمین ایک گھوڑا دیکھا کہ اوسکے دو پر ہین کپڑے کے ٹکڑون کے تو آپنے فرمایا یہ کیا ہے جسکو مین دیکھ رہا ہون اونکے وسط مین حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ گھوڑا ہے آپنے فرمایا یہ کیا ہے جو اوسکے اوپر ہے عرض کیا کہ دو پر ہین آپنے فرمایا کہ گھوڑا اوسکے دو پر عرض کیا آپ نے کیا نہین سنا کہ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے تھے جنکے پر تھے حضرت عائشہ فرماتی ہین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہانتک کہ مین نے آپ کی کچلیان دیکھین قولہ تعالے فقال انی احببت الآیہ سلف ومفسرین مین سے غیر واحد نے ذکر کیا ہے کہ وہ اونکے عرض کرنے مین مشغول ہوئے یہانتک کہ وقت عصر کی نماز کا فوت ہوگیا اور جس بات کے ساتھہ قطع ویقین کیا جاتا ہے یہ ہے کہ اونہون نے اوسکو عمداً ترک نہین کیا بلکہ نسیاناً جسطرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق کے دن نماز عصر سے مشغول ہوگئے تھے یہانتک کہ آپنے اوسکو بعد غروب کے پڑہا یہ بات صحیحین مین کئی وجہ سے ثابت ہے اوس مین سے ایک یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خندق کے دن آئے بعد اسکے کہ سورج ڈوب گیا تھا تو کفار قریش کو برا کہنا شروع کیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ واللہ مین قریب نہوا کہ عصر پڑہون یہانتک کہ سورج قریب ہوا کہ ڈوبے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا واللہ مین نے بھی اوسکو نہین پڑہا ہے کہا پھر ہم کھڑے ہوئے طرف بطحان[۱] کے پھر آپنے وضو کیا واسطے نماز کے اور ہمنے بھی اوسکے لیے وضو کیا پھر عصر پڑہی بعد اسکے کہ سورج غروب ہوگیا تھا پھر بعد اوسکے مغرب کی نماز پڑہی یہ بھی احتمال ہے کہ اونکی ملت مین تاخیر نماز کی بسبب عذر غزو وقتال کے جایز ہو اور گھوڑے قتال کی غرض سے رکھے جاتے ہین علما مین سے ایک گروہ نے دعوی کیا ہے کہ یہ مشروع تھا پھر صلاۃ خوف سے یہ منسوخ ہوگیا اور اونمین سے وہ ہے جو اسطرف گیا ہے اوس حال مین کہ دونون طرف سے باہم تلوار چلتی ہو اور گھمسان ہو یہانتک کہ نہ نماز کا امکان ہو نہ رکوع کا اور نہ سجود کا جیسا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے فتح تستر مین کیا یہ قول مکحول واوزاعی وغیرہما سے منقول ہے اور پہلا قول اقرب ہے کیونکہ بعد اوسکے یون کہا ہے ردوھا علی فطفق مسحاً بالسوق والاعناق حضرت حسن بصری نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا لا واللہ لاتشغلنی عن عبادۃ ربی آخر ما علیک پھر اونکو حکم دیا تو اونکی کونچین کاٹی گئین اسی طرح قتادہ نے بھی کہا ہے

[۱] بطحان جگہ کا نام ہے جہان بہتا ہے پانی اوسکو بطحان کہتے ہین ۱۲ منہ

سدی نے کہا کہ اونکی گردنین اور کونچین تلوارون سے ماری گئین علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ گھوڑون کی ایال کو اور اونکی کونچون کو چھونے لگے واسطے اونکی حب کے اس قول کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے کہا اسواسطے کہ وہ ایسے نہ تھے کہ کسی حیوان کو کونچ کاٹنے کے ساتھہ عذاب کرین اور اپنے مال سے کسی مال کو بلاسبب ہلاک کردین سوا اسکے کہ وہ اپنی نماز سے مشغول ہوگئے بسبب اونکی طرف نظر کرنے کے اور گھوڑون کا کچھہ گناہ نہین ہے یہ قول جسکو ابن جریر نے ترجیح دی ہے اسمین نظر ہے اس لیے کہ اونکے شرع مین کبھی ایسی بات کا جواز ہو خصوصاً جبکہ خاص اللہ تعالی کے واسطے غصہ کرکے ہو بسبب اسکے کہ اونکی وجہ سے وہ مشغول ہوئے یہانتک کہ نماز کا وقت نکل گیا اور اسی لیے جبکہ وہ اونسے اللہ تعالی کیواسطے نکلے تو اللہ عزوجل نے اونکے عوض مین اونکو وہ شے عطا فرمائی جو اونسے بہتر و برتر ہے یعنی ہوا جسکے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے تجری بامرہ رخاء حیث اصاب اور فرمایا ہے غدوھا شھر ورواحھا شھر پس یہ ہوا گھوڑون سے سریع تر و نیکو تر ہے امام احمد نے ابو قتادہ و ابو الدحداح سے روایت کیا ہے یہ دونون بیت اللہ کی طرف سفر حج کیا کرتے تھے دونون کہتے ہین ہم آئے ایک شخص پر جو کہ جنگل والون مین سے تھا تو ہمسے اوس بدوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھہ پکڑا پھر مجھے سکھانے لگے اوس شے مین سے جو اللہ عزوجل نے اونکو سکھائی اور فرمایا انک لا تدع شیئا اتقاء اللہ تعالی الا اعطاک اللہ عزوجل خیرا منہ یعنی بیشک تو نہ چھوڑے گا کوئی شے اللہ تعالی سے ڈرکر مگر عطا کرے گا تجھکو اللہ عزوجل بہتر اوس سے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام بخشا پھر حضرت سلیمان کی مدح کی فرمایا نعم العبد یعنی سلیمان یعنی اچھا بندہ سلیمان ہے مخصوص بالمدح محذوف ہے کسی نے کہا کہ نعم العبد ایجگہ حضرت داؤد علیہ السلام کی مدح ہے لیکن قول اول اولی ہے جملہ انہ اواب تعلیل ہے مدح کی یعنی سلیمان اچھا بندہ ہے اس لیے کہ بڑا رجوع ہونے والا ہے طرف اللہ کے ساتھہ توبہ کے کلمہ اذ متعلق ہے اذکر محذوف سے یعنی یاد کر اوس شے کو جو اوس سے صادر ہوئی جس وقت کہ پیش کئے گئے اوسپر صافنات جیاد شام کیوقت کسی نے کہا کہ نعم سے متعلق ہے حالانکہ نعم باوجود اسکے کہ غیر متصرف ہے کوئی وجہ نہین ہے واسطے مقید کرنے اوسکے کے

ساتھہ اوسوقت کے کسی نے کہا اواب سے متعلق ہے حالانکہ اوسوقت کے ساتھہ اونکی
اواب ہونے کی تقیید کیواسطے کوئی وجہ نہین ہے عشی ظہر یا عصر سے آخر دن تک ہے
صافنات جمع ہے صافن کی اسکے معنی مین اہل لغت نے اختلاف کیا ہے قتیبی وفراء
نے کہا صافن کلام عرب مین واقف کو کہتے ہین گھوڑون سے ہو یا غیر گھوڑون سے قتادہ بھی
اسی کے قائل ہین اسی معنی سے یہ حدیث شریف ہے من احب ان یتمثل له الناس صفونا
فلیتبوء مقعدہ من النار ای یدیمون القیام له زجاج نے کہا وہ ہے جو وقوف کرتا ہے اگلے
دو پانون مین سے ایک پر اور اوٹھاتا ہے دوسرے کو اور رکھتا ہے زمین پر اوسکے سم کے
کنارے کو یہانتک کہ گویا ٹھہرا رہتا ہے تین پانون پر دو پچھلے پانون اور ایک اگلا اور کبھی پچھلے دو
مین سے ایک کے ساتھہ یہ کرتا ہے یہ نشانی ہے فراہت کی ابو عبیدہ نے کہا صافن وہ ہے جو
جمع کرتا ہو اپنے اگلے دو پانون کو اور اونکو برابر رکھتا ہے رہا وہ گھوڑا جو وقوف کرتا ہے اپنے سم
پر سو اوسکا نام متخیم ہے جیاد جمع ہے جواد کی گھوڑا جبکہ خوب دوڑنے والا ہو تو اوسکو جواد بولتے
ہین نر ہو یا مادہ کسی نے کہا کہ جیاد لمبی گردن والے گھوڑون کو کہتے ہین ماخوذ ہے جید سے بمعنی گردن
ہے کسی نے کہا الذی یجود فی الرکض یعنی جواد وہ گھوڑا ہے جو خوب دوڑتا ہے کہا ہے کہ یہ گھوڑے
سوتھے اور دو قول اول گزر چکے ہین کسی نے کہا کہ وہ دریا سے اونکے واسطے نکلے تھے اور اونکے
پر نتھے کسی نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل دمشق ونصیبین پر چڑھائی کی تھی سو اونکو ہزار گھوڑے
ملے تھے کسی نے کہا کہ اپنے والد سے اونکے وارث ہوئے تھے اور اونکے والد نے عمالقہ
سے پائے تھے حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے الصافنات الجیاد خیل خلقت علی ماشاء یعنی وہ
گھوڑے اوس صفت پر مخلوق ہوئے تھے جو اونہون نے چاہی مجاہد سے مروی ہے کہ صفون
فرس اوٹھانا ایک پانون کا ہے اگلے دو پانون سے یہانتک کہ سم کے اطراف پر ہو جاے
اور جیاد بمعنی سراع ہے لانہ یجود بارکض یعنی اس لیے کہ دوڑنے کے ساتھہ جود کرتا ہے خیل کا
وصف صفون کے ساتھہ اس لیے کیا ہے کہ یہ ہیجان مین نہین ہوتا ہے اور یہ ہوتا ہے سو عرب مین یعنی عربی
گھوڑون مین کسی نے کہا کہ خیل کا وصف صفون وجودت کے ساتھہ کیا تاکہ اونکے واسطے جمع
کیا جاے درمیان دو وصف محمود کے اس حال مین کہ وہ کھڑے ہونے والے ہون اور چلنے والے

۵۲ فراہت یزدانی ۱۲ رقیۃ التفسیرین ابو عبیدہ سے ۱۲ منہ

ہون یعنی جب وہ ٹہیرین تو اپنے ٹہیرنے کی جگہون مین ساکن و مطمئن ہون اور جب وقت وہ چلین
تو اپنے چلنے مین سریع و خفیف ہون قولہ تعالی فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی
نصب حب کا اس بنا پر ہے کہ احببت کا مفعول ہے بعد اسکے کہ اثرت کے معنی کا اوسکو
متضمن کیا ہے فراء نے کہا اثرت حب الخیر یعنی مین نے اختیار کیا حب خیر کو اور ہر وہ شخص جسنے
کسی شے کو محبوب کیا تو تحقیق اوسنے اوسکو اختیار کیا کسی نے کہا کہ نصب حب کا بنا بر مفعول
مطلق ہے بجہت زوال اور ناصب اوسکا احببت ہے کسی نے کہا کہ یہ تشبیہی ہے اے حبا
مثل حب الخیر والاول ہو الصحیح مراد الخیل ہے یعنی گھوڑے یہ قول زجاج کا ہے
فراء نے کہا کہ خیل و خیل کلام عرب مین ایک معنی مین ہین اور عرب لوگ درمیان راء و لام کے
تعاقب کرتے ہین پس انہلت العین و انہرت و ختلت و ختترت بولتے ہین خلیل نے کہا وہ جو
شریف مین ہے الخیل معقود فی نواصیہا الخیر یعنی گھوڑون کی پیشانیون مین خیر باندہی
گئی ہے پس گویا گھوڑون کا نام خیر اسی وجہ سے رکہا گیا ہے کسی نے کہا اونکا نام خیر اسواسطے
رکہا گیا ہے کہ اونمین منافع ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا خیر مال ہے کسی نے کہا کہ احببت
بمعنی لزمت ہے کسی نے کہا بمعنی اردت کسی نے کہا بمعنی قعدت ماخوذ احب البعیر سے
جبکہ اونٹ گر پڑتا ہے اور بیٹہ جاتا ہے بسبب تہکنے کے تو اوسوقت بولتے ہین احب البعیر یعنی
اونٹ بیٹہ گیا کلمہ عن بمعنی علی ہے اے اثرت حب الخیر علی ذکر ربی یعنی اختیار کی مین نے
حب خیر اپنے رب کی یاد پر اور ذکر سے مراد نماز عصر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی کے قائل ہین حضرت
ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے مارے اونکی تعظیم کے کوئی بات
نہین کر سکتا تہا پس البتہ مقرر نماز عصر کی اونسے فوت ہوگئی اور کسی نے یہ طاقت نرکہی کہ اونسے بات
کرے حتی توارت بالحجاب مین ضمیر راجع ہے طرف سورج کے اول اوسکا ذکر نہین گزرا ہے
لیکن مقام اوسپر دلالت کرتا ہے زجاج نے کہا اضمار اوسی وقت جایز ہوتا ہے کہ ذکر شے کا
گزرا ہو یا دلیل ذکر کی ہو اور یہان دلیل گزر چکی ہے وہ دلیل کلمہ بالعشی ہے کسی نے کہا کہ ضمیر راجع
ہے طرف خیل کے یعنی یہانتک کہ چہپ گئے گھوڑے مسابقت مین آنکہون سے قول اول اولی
ہے توارت کہتے ہین آنکہون سے چہپنے کو حجاب وہ شے ہے جو اوسکو آنکہون سے چہپا دے

قتادہ وکعب نے کہا حجاب سبز پہاڑ ہے جو کہ خلائق کو محیط ہے اور وہ جبل قاف ہے لیل کو حجاب اس لیے کہتے ہین کہ جو کچھ اوسمین ہوتا ہے اوسے چھپا لیتی ہے کسی نے کہا کہ حجاب ایک پہاڑ ہے ورے قاف کے سال بھر کی مسافت پر سورج اوسکے ورے غروب ہوتا ہے یہ قول بعید و بارد ہے حضرت ابن مسعود سے مروی ہے توارت من دراریا قوتہ خضرا منحضرۃ السمار منہایہ قول بھی مثل قول قتادہ کے ہے ردوھا علی ہنہ کلام سلیمان علیہ السلام سے ہے یعنی عود کرو اونکی عرض مجھپر دوبارہ حضرت حسن نے فرمایا جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو عرض خیل نے مشغول کیا یہانتک کہ نماز عصر اونسے فوت ہوگئی تو اللہ کے واسطے خفا ہوئے اور کہا ردوھا علی ای اعیدوھا یعنی پھر اونکو مجھپر پیش کرو حضرت ابن عباس نے فرمایا ردوھا ای الخیل یعنی ضمیر راجع ہے طرف گھوڑون کے کسی نے کہا کہ ضمیر ردوھا کی راجع ہے طرف سورج کے اور سورج کا پھیرلانا اونکا معجزہ ہے بعد غروب شمس کے اوسکے پھیرنے کا اسی لیے امر کیا کہ عصر کی نماز پڑھ لین قول اول اولی ہے فطفق مسحا بالسوق والاعناق مین حرف فا فصیحہ ہے جو کہ اسپر دال ہے کہ کلام مین محذوف ہے تقدیر یہ ہے فردوھا فطفق الخ ابو عبیدہ نے کہا کہ طفق بفعل مثل مازال الفعل کے ہے اور مثل ظل وبات کے ہے نصب مسحا کا بنا بر مفعول مطلق ہے فعل مقدر سے ای یمسح مسحا سوا سطے کہ طفق کی خبر نہین ہوتی ہے مگر فعل مضارع کسی نے کہا کہ مسحا مصدر ہے موضع حال مین ای ماسحا والاول اولی سوق جمع ساق ہے ساق کہتے ہین پنڈلی کو اعناق جمع عنق بمعنی گردن ہے معنی یہ ہین کہ حضرت سلیمان نے لوگون کو حکم دیا کہ گھوڑون کو پھیرلاؤ پھر وہ پھیر کر لائے تو اونہون نے شروع کیا کہ مارتے تھے اونکی گردنون کو اور پنڈلیون کو ساتھ تلوار کے محاورے مین بولتے ہین مسح علاوتہ یعنی مارا اوسکی گردن کو فراء نے کہا کہ مسح بمعنی قطع ہے کہا معنی یہ ہین کہ وہ متوجہ ہوئے مارتے تھے اونکی سوق واعناق کو اسلیے کہ وہ سبب ہوئی اونکے نماز کے فوت کے اسی طرح ابو عبیدہ نے بھی کہا ہے زجاج نے کہا وہ ایسے نہ تھے کہ یہ کام کرین مگر اس حال مین کہ اللہ نے اونکے واسطے اوسکو مباح کردیا ہو اور یہ جایز ہے کہ حضرت سلیمان کے واسطے مباح ہوا اور اس وقت مین ممنوع اس آیت کے معنی مین مفسرین نے اختلاف کیا ہے پس ایک قوم نے کہا کہ مسح کے وہی معنی ہین جو اول مذکور ہوئے اور لوگون نے

جنمین سے زہری وقتادہ مین یہ کہا ہے کہ مراد مسح سے ہاتھہ پھیرنا ہے اونکی سوق واعناق پر واسطے
غبار دور کرنے کے بسبب اونکی محبت کے قول اول اولی ہے ساتھہ سیاق کلام کے کیونکہ حضرت
سلیمان نے اپنا حال یون ذکر کیا کہ اونہون نے اونکو اختیار کیا اپنے رب کے ذکر پر یہانتک کہ
نماز عصر کی اونسے فوت ہوگئی پھر لوگون کو حکم دیا کہ گھوڑون کو اونپر پھیر لائین تاکہ اپنے نفس کو عقاب
کرین ساتھہ بگاڑ ڈالنے اوس شے کے جسنے اونکو ذکر الٰہی سے باز رکھا اور اپنے رب کی عبادت
سے اونکو روکا اور جس شے کو اللہ تعالے نے اونپر فرض کیا تھا اوسکے ساتھہ قایم ہونے سے
اونکو مشغول کیا یہ سب امور اس بات کے مناسب نہین ہین کہ گھوڑون کے پھیر لانے سے
یہ غرض ہو کہ اونکے سوق واعناق سے غبار دور کرین باین طور کہ اپنے ہاتھہ سے یا اپنے کپڑے
سے اونکو پونچھین اور جس کسی نے یہ کہا ہے کہ افساد مال نبی سے صادر نہین ہوتا ہے اوسکے
واسطے کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ یہ مجرد استبعاد ہے باعتبار اوس شے کے جو ہمارے شرع مین
ثابت ہے باوجود جواز اس بات کے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے شرع مین ایسی بات مباح ہو
علاوہ یہ ہے کہ مال کا فاسد کرنا جس سے ہمارے شرع مین نہی کی گئی ہے وہ یہی ہے کہ مجرد
اوسکا ضایع کرنا ہو واسطے غیر غرض صحیح کے رہا غرض صحیح کے لیے ضایع کرنا سو ایسا ہمارے
شرع مین جایز ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقع ہوا ہے کہ جو ہانڈیان غنیمت کے
مال سے قبل قسمت کے پکائی گئی تھین آپنے اونکے اوندہا کرنے کا حکم دیا اس شریعت غرا مین
اسکی اور نظائر بہت ہین اسی باب سے وہ ہے جو صحابہ سے واقع ہوا کہ طعام محتکر کو جلا دیا حضرت
ابن عباس ترجمان قرآن جبر امت رسول انس وجان نے فرمایا ہے مسحا عقرا بالسیف یعنی قطع کرنا
اونکی سوق واعناق کا تلوار سے امام رازی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ تفسیر حق جو مطابق الفاظ
قرآن سے ہے یہ ہے کہ یون کہو کہ گھوڑون کا باندہنا اونکے دین مین مندوب الیہ تھا جسطرح کہ ہمارے
دین مین بھی ایسا ہی ہے پھر یہ بات ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام حاجتمند ہوئے طرف چڑہائی کرنے
کے تو وہ بیٹھے اور گھوڑے حاضر کرنے کا اور اونکے دوڑانے کا حکم دیا اور یہ ذکر کیا کہ مین اونکو
دوست نہین رکھتا ہون واسطے دنیا کے اور حظ نفس کے اور مین جو اونکو دوست رکھتا ہون
سو صرف واسطے امر اللہ تعالی کے اور اوسکے دین کی تقویت کے اور یہی مراد ہے اونکی قول عن ذکر

محتکرہ ہے ہو غلہ رکھنے والا ۱۲

ذکر ربی سے پھیرو نکے دوڑانے کا حکم دیا یہانتک کہ وہ چھپ گئے بجا سپاہیون پھیرا فرمایا کہ گھوڑون
کو اونکی طرف پھیر کر لائین پھر جب وہ اونکی طرف لوٹکر آئے تو اونپر ہاتھ پھیرنے لگے غرض اس مسح
سے کئی امر ہین ایک تو گھوڑون کی تشریف اس لیے کہ وہ بزرگترین مددگارون سے ہین دشمن کے
دفع کرنے مین دوسرا یہ ہے کہ اونہون نے اس بات کا ظاہر کرنا چاہا کہ وہ قیطار سیاست و ملکت
مین اس حد کو پہونچے ہین کہ خود کام کرتے ہین تیسرا یہ ہے کہ وہ گھوڑونکے احوال و امراض و عیوب
کو اپنے غیر سے بڑھکر جانتے تھے سو وہ ہاتھ پھیرتے تھے تاکہ معلوم کرین کہ آیا اونمین وہ شے ہے
جو مرض پر دال ہوتی ہے پس تفسیر جو ہمنے ذکر کی لفظ قرآن کا سیاق اسپر مطبق ہوتا ہے اور اون منکرات
و محظورات سے ہمپر کوئی شے لازم نہین آتی ہے انتہی فتح البیان مین فرمایا ہے کہ یہ تفسیر امام رازی
کی کیا ابرد ہے اور کیا ابعد ہے نظم قرآنی سے حق وہی ہے جو ہم ذکر کر آئے ہین کیونکہ لغت شہادت
دیتا ہے ضرب سوق و اعناق کی حضرات انبیا علیہم السلام کی عصمت پر بنا کر کے ایک تاویل
رکیک و توجیہ بعید کی طرف اوس سے عدول کرنے کیواسطے کوئی وجہ نہین ہے بالجملہ جب
اللہ پاک حضرت سلیمان علیہ السلام کی مدح کر چکا تو ایک ابتلا کا ذکر کیا جو اونکو پیش آیا تھا پس ارشاد فرمایا

ولقد فتنا سلیمن والقینا علی کرسیه جسدا ثم اناب ○ قال رب اغفر لی
وهب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی ج انک انت الوهاب ○ فسخرنا له الریح
تجری بامره رخاء حیث اصاب ○ والشیاطین کل بناء وغواص ○ واخرین
مقرنین فی الاصفاد ○ هذا عطاؤنا فامنن او امسک بغیر حساب ○ وان له
عندنا لزلفی وحسن مآب ○ ج

اور ہمنے جانچا سلیمان کو اور ڈالدیا اوسکے تخت پر ایک
دھڑ پھر وہ رجوع ہوا بولا اے رب میرے معاف کر مجھکو اور بخش مجھکو وہ بادشاہی کہ نچا ہے
کسی کو میرے پیچھے بیشک تو ہے بخشنے والا پھر ہمنے تابع کی اوسکے باؤ چلتی اوسکے حکم سے
نرم نرم جہان پہونچا چاہتا اور تابع کیے شیطان سارے عمارت کرنیوالے اور غوطہ لگانیوالے
اور کتنے اور بندھی ہوئے بیڑیون مین یہ ہے بخشش ہماری اب تو احسان کر یا کر چھوڑ کچھ نہین حساب
اور اوسکو ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا ف حضرت سلیمان استنجی کو جاتے تھے تو انگشتری
ایک خادمہ کو سپرد کر جاتے اوسمین لکھا تھا اسم اعظم ایک جن تھا صخر نام اوس خادمہ کو بہکا کر انگشتری لیگیا

ع ۳ ۱۴ ۱۲

اپنی صورت بنائی سلیمان کی سی تخت پر بیٹھکر لگا حکم کرنے حضرت سلیمان یہ معلوم کرکر نکل گئے کہ
مجھکو مروانہ ڈالے ایک گاؤن مین چھپکر رہے چھ مہینے کے بعد ضحر تھا شراب کی مستی مین انگشتری
دریا مین گرپڑی ایک مچھلی نگل گئی وہ شکار ہوئی حضرت سلیمان کے ہاتھ پیٹ مین سے انگشتری نکلی
پھر آئے اپنے تخت سلطنت پر یہ جانچ ہوئی اسپر کہ اونکے گھر مین ایک عورت تھی اپنے باپ مرگئی کو
یاد کرکر رویا کرتی تھی اوسکو بنا دی جنون نے تصویر اوسکے مان باپ کی کہ چین پکڑے وہ لگی پوجنے
اونہون نے خبر نہ لی یا خبر پاکر تغافل کیا بعضے کہتے ہین جانچ یہ کہ اپنے امیرون سے خفا ہوئے
جہاد مین کمی کرتے تھے چاہا کہ ایک رات جاوین اپنی ستر عورتون پاس ہر ایک سے ایک ایک بیٹا
ہو وہ خاطر خواہ جہاد کرین فرشتے نے دل مین ڈالا انشاالله اونہون نے تغافل کیا ستر عورتون مین
ایک کو حمل ہوا وقت پر جنی آدہا آدمی وہ لاکر اونکے تخت پر کہدیا یہ نادم ہوئے انشاالله نہ کہنے پر ف
یعنی کسی کا حوصلہ نہوگا کہ وہ لے سکے ف ساری دنیا مین جہان معلوم کرتے کہ کوئی جن ستاتا ہے
آدمیون کو اوسکو قید کرلیتے یا دریا مین ڈالدیا بند کرکر یا زمین مین گاڑدیا بعضے اب تک بند ہین ف
اور مہربانی کہ اتنی دنیا دی اور مختار کردیا حساب معاف کرکر لیکن وہ کہاتے تھے اپنے ہاتھ کی محنت
سے ٹوکری بناکر انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین الله پاک فرماتا ہے کہ ہمنے جانچا سلیمان کو
باین طور کہ ملک اوس سے سلب کرلیا اور ڈالدیا اوسکی کرسی پر ایک جسد حضرت ابن عباس و مجاہد و سعید
بن جبیر و حسن و قتادہ وغیرہم نے کہا کہ مراد جسد سے شیطان ہے ثم اناب کا یہ مطلب ہے کہ پھر رجوع
ہوا طرف اپنے ملک و سلطان و ابہت کے ابن جریر نے کہا کہ اوس شیطان کا نام صخر تھا یہ قول حضرت
ابن عباس و قتادہ کا ہی کسینے کہا آصف قالہ مجاہد کسینے کہا صردقالہ مجاہد ایضاً کسینے کہا حقیق قالہ السدی اس قصے
کو مفسرین نے مبسوط و مختصر دونون طرح ذکر کیا ہے سعید بن عروبہ نے قتادہ سے روایت کیا ہے
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بیت المقدس کے بنانے کا حکم ہوا تو اونسے کہا گیا کہ تو اوسکو بنا اور
اوسمین لوہے کی آواز سنائی نہ دی کہا پس اُنہون نے اس امر کی طلب کی تو اسپر اونکو قدرت نہوئی
پھر اونسے کہا گیا کہ دریا مین ایک شیطان ہے اوسکو صخر کہتے ہین مشابہ مارد کے کہا پھر اوسکو طلب کیا
اور دریا مین ایک چشمہ تھا ہر ہفتے مین وہ اوسپر ایکبار وارد ہوتا تھا پس اوسکا پانی کھینچا گیا اور اوسمین
شراب بھردی گئی پھر وہ اپنے وارد ہونے کے دن آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اوسمین شراب ہے پس کہا

انک لشراب طیب الا انک تصبین الحلیم وتزیدین الجاہل جہلا یعنی بیشک تو البتہ ایک اچھی پینے کی شے ہے مگر اتنی بات ہے کہ تو بردبار دانشمند آدمی کو صبی بنا دیتی ہے اور جاہل کی جہل کو اور بڑہا دیتی ہے کہا پہر وہ لوٹ گیا یہانتک کہ خوب پیا سا ہوا پہر اوسپر آیا پہر وہی بات کہی کہا پہر اوسکو پی لیا یہانتک کہ اوسکی عقل پر غالب ہوگئی کہا پہر اوسکو خاتم دکہائی یا اوس سے درمیان اوسکے دونون مونڈہون کے مہر کردی پہر وہ تابع ہوگیا کہا اور ملک حضرت سلیمان کا اونکی انگشتری مین تہا پہر صخر کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لائے تو فرمایا کہ مقرر ہمکو اس گہر کے بنانے کا حکم ہوا ہے اور ہمسے کہا گیا ہے کہ آمین لوہے کی آواز پر گز نہ سنائی جاے کہا پس صخر ہدہد کے انڈے لایا پہر اوپر شیشہ لگا دیا پس ہدہد آیا تو اون کے آس پاس پہرا اپنے انڈون کو دیکہنے لگا اور اوپر قادر نہین ہوتا تہا پہر وہ الماس لایا تو شیشے پر اوسکو رکہا پہر اوس سے اوسکو کاٹا یہانتک کہ اپنے انڈون کی طرف پہونچ گیا پہر وہ الماس لیلیا پس اوس سے پتہرون کو کاٹتے تہے حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت الخلا مین یا حمام مین داخل ہونا چاہتے تو انگشتری لیکر داخل نہین ہوتے تہے پہر ایک دن وہ حمام کی طرف چلے اور یہ صخر شیطان اون کے ہمراہ تہا اور یہ اوسوقت تہا کہ اونہون نے اپنی بعض بیبیون سے صحبت کی تہی پہر وہ حمام کے اندر گئے اور اپنی انگشتری اوس شیطان کو دی تو اوسنے دریا مین ڈالدی پہر ایک مچہلی اوسے لقمہ کرگئی اور حضرت سلیمان کا ملک اونسے چہین لیا گیا اور اوس شیطان نے حضرت سلیمان کا شبہہ ڈالا گیا کہا پہر وہ آیا تو اونکی کرسی و تخت پر بیٹہا اور اون کے سارے ملک پر مسلط کیا گیا سوا اونکی بیبیون کے کہا پہر اوسنے لوگون مین حکم جاری کرنا شروع کیا اور لوگ اوس سے کئی چیزون کا انکار کرنے لگے اونمین ایک مرد تہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتہہ قوت مین اوسکو تشبیہ دیتے تہے تو اوسنے کہا واللہ مین ضرور اوسکا تجربہ کرونگا کہا پہر اوسنے کہا یا نبی اللہ اور وہ خیال نہین کرتا تہا مگر یہ کہ وہ اللہ کا نبی ہے ہم مین کی ایک کو سر دراے مین جنابت پہونچتی ہے تو وہ غسل کو عمداً چہوڑے یہانتک کہ سورج نکل آئے کیا تو اوسپر کوئی باس دیکہتا ہے یعنی اوسپر کچہہ حرج ہے اوسنے کہا نہین پہر وہ اس اثنا مین کہ چالیس رات اسی حال مین رہا کہ ناگاہ نبی اللہ نے اپنی انگوٹہی ایک مچہلی کے پیٹ مین پائی پہر وہ متوجہ ہوئے تو نہین سامنے آتا تہا اونکی کوئی جن اور نہ پرندہ مگر اون کے واسطے سجدہ کرنے لگا یہانتک کہ لوگون کی طرف پہونچے

والقینا علی کرسیہ جسدا کہا یہ وہی شیطان صخر ہے سدی نے کہا ولقد فتنا سلیمان الآیہ یعنی مبتلا کیا ہمنے سلیمان کو اور ڈالدیا اوسکی کرسی پر ایک شیطان وہ اونکے تخت پر چالیس دن بیٹھا کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سو عورتین تہین اونمین سے ایک عورت تھی اوسکو جرادہ کہتے تھے یہ عورت سب عورتون سے بڑہکر اونکے نزدیک مختار و پسندیدہ و امانت دار تہی اور جسوقت وہ جنب ہوتی یا حاجت کو آتی تو اپنی انگوٹھی اوتار لیتے تہے اور لوگون مین سے کسی کو سوا اوسکے اوسپر امین نکرتے تہے سو ایک دن اپنی انگوٹھی اوسے دیدی اور بیت الخلا کے اندر گئے پہر شیطان اونکی صورت مین نکلا تو کہا لا انگوٹھی سو اوسنے اوسکو دیدی پہر آیا یہانتک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس پر بیٹھا اور حضرت سلیمان بعد کو نکلے تو اوس سے سوال کیا کہ اونکی انگوٹھی اونہین دیدے سو وہ بولی کیا اس سے قبل تو اوسکو نہین لے چکا اونہون نے کہا نہین اور وہ نکلے اس حال مین کہ گویا وہ حیران ہین اور شیطان ٹہیرا رہا چالیس دن لوگون مین حکومت کرتا رہا کہا پہر لوگون نے اوسکے احکام کو اوپر اسمجہا تو بنی اسرائیل کے قراء و علما جمع ہوئے پہر وہ آئے یہانتک کہ حضرت سلیمان کی عورتون پر داخل ہوئے تو اونسے کہا کہ ہمنے مقرر اسکو اوپر اسمجہا ہے پہر اگر یہ سلیمان ہے تو مقرر اسکی عقل جاتی رہی ہے اور ہمنے اوسکے حکمون کو اوپر اسمجہا ہے کہا پہر اسوقت عورتین رئین کہا پہر وہ لوگ چلتے ہوئے آئے یہانتک کہ اوسکے پاس پہونچے تو اوسکو گیر کر بیٹھے پہر وہ تورات کہولکر پڑہنے لگے کہا پس وہ اونکے درمیان سے اوڑا یہانتک کہ ایک کنگرے پر جا پڑا اور انگوٹھی اوسکے پاس تھی پہر اوڑا یہانتک کہ دریا کی طرف چلا پہر انگوٹھی اوس سے دریا مین گر پڑی تو دریا کی مچہلیون سے ایک مچہلی اوسکو نگل گئی کہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام متوجہ ہوئے اپنے اوسی حال مین جسمین تھے یہانتک کہ صیادین دریا مین سے ایک صیاد کی طرف پہونچے اور وہ بہوکے تھے اور اونکو سخت بہوک لگی تہی تو صیادون کی شکار مین سے اونہون نے سوال کیا اور کہا مین سلیمان ہون پس اونمین سے کوئی صیاد اونکی طرف کہڑا ہوا تو اپنی لاٹہی سے اونکو مارا اونکے سر کو زخمی کیا سو وہ اپنے خون کو دہونے لگے اس حال مین کہ کنارۂ دریا پر تھے پہر صیادون نے اپنے یار کو ملامت کی جسنے اونکو مارا تہا پس کہا کہ تو نے بڑا کام کیا کہ اوسکو مارا وہ بولا کہ اوسنے تو یہ زعم کیا کہ وہ سلیمان ہے کہا پہر اونکو دو مچہلیان دین اونمین سے جو اونکے پاس تہین حضرت سلیمان کو جو مار پڑی تہی سو اوسنے اونکو مشغول نہ کیا یعنی اوسکا

کچھہ خیال نہ کیا یہانتک کہ کنارۂ دریا کی طرف کھڑے ہوئے تو دونون مچھلیون کا پیٹ پھاڑنا پسند
دہونے لگے تو اونمین سے ایک مچھلی کے پیٹ مین اپنی انگوٹھی پائی پس اوسکو لیکر پہن لیا پھر اللہ پاک نے
اونکی رونق وملک کو اونپر پھیر دیا پس پرندے آئے یہانتک کہ اونپر گھر گئے تو قوم نے پہچان لیا کہ وہ
حضرت سلیمان علیہ السلام ہین پھر جو قوم نے اونکے ساتھہ کیا تھا کھڑے ہوکر اوس سے
عذر کرنے لگے تو حضرت سلیمان نے فرمایا مین تمہارے عذر کرنے پر نہ تمہاری تعریف کرتا ہون اور
نہ تمکو ملامت کرتا ہون اوس کام پر جو تمسے ہوگیا اس امر کا ہونا تو ضروری تھا کہا پھر آئے یہانتک کہ اپنے
ملک پر آئے اور اوس شیطان کی طرف لوگ بھیجے تو وہ اونکے پاس لایا گیا پھر اوسکو حکم دیا تو لوہے
کے ایک صندوق مین اوسکو رکھا پھر اوسے بند کیا اور اوسپر قفل لگایا اور اوسپر اپنی مہر لگائی پھر اوسکو
حکم دیا تو دریا مین ڈالدیا گیا سو وہ اوسمین ہے یہانتک کہ قیامت قایم ہو اوسکا نام حقیق تھا کہا اور
اللہ پاک نے اونکے واسطے ہوا مسخر کی اس سے پہلے اونکے لئے مسخر نہین کی گئی تھی وہ یہ قول
ہے اللہ سبحانہ کا وہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوہاب ابن ابی نجیح نے مجاہد
سے روایت کیا ہے کہ جسد سے مراد شیطان ہے اوسکو آصف کہتے تھے پس حضرت سلیمان نے
اوس سے فرمایا تم کس طرح لوگون کو فتنے مین ڈالتے ہو اوسنے کہا تم مجھے اپنی انگوٹھی دکھاؤ تو مین بتاؤن
پھر جب اوسکو دیدی تو آصف نے اوسکو دریا مین ڈالدیا پس سلیمان علیہ السلام نے سیاحت کی اور
اونکا ملک جاتا رہا اور آصف اونکے تخت پر بیٹھہ گیا اللہ تبارک وتعالی نے حضرت سلیمان کی عورتون
سے اوسکو منع کیا سو نہ وہ اونسے قریب ہوا اور نہ وہ اوس سے قریب ہوئین اور اوسکو اوپرا سمجھا
کہا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کہانا مانگتے تو کہتے تھے کیا تم مجھے پہچانتی ہو مجھے کہانا دومین سلیمان
ہون پس وہ اونکو جھٹلاتے یہانتک کہ اونکی بی بی نے اونکو ایک دن مچھلی دی تو اونہون نے
اوسکا پیٹ کشادہ کیا سو اوسکے پیٹ مین اپنی انگوٹھی پائی پھر اونکا ملک اونکی طرف رجوع کر آیا اور آصف
بھاگا تو دریا مین گھس گیا حافظ ابن کثیر فرماتے ہین مین خیال کرتا ہون کہ یہ سب قصے اسرائیلی قصون
سے ہین اور ان سب سے بڑکر منکر قصہ وہ ہے جسکو ابن ابی حاتم نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ بیت الخلا مین داخل
ہون تو جزادہ کو اپنی انگوٹھی دی یہ عورت اونکی بی بی تھی اور سب عورتون سے بڑھکر اونکو محبوب تھی

پہر حضرت سلیمان کی صورت مین شیطان آیا تو اوس سے کہا لا میری انگوٹھی سو اوسنے اوسکو دیدی پہر
جب اوسنے اوسکو پہنا تو جن وانس وشیاطین اوسکے تابع ہوگئے پہر جب سلیمان علیہ السلام بیت الخلا
سے نکلے تو اوس سے کہا لا میری انگوٹھی وہ بولی کہ مین تو وہ سلیمان کو دے چکی فرمایا مین سلیمان
ہون اوسنے کہا تو جھوٹا ہے تو سلیمان نہین ہے پہر اونہون نے شروع کیا کہ نہین آتے کسی کے
پاس اوس سے کہتے کہ مین سلیمان ہون مگر وہ اونکو جھٹلاتا یہانتک کہ لڑکے پتھرون سے اونکو مارنیلگے
پہر جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ معاملہ دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ اللہ عزوجل کے حکم سے ہے
اور شیطان قایم ہوا حکم کرنے لگا درمیان لوگون کے پہر اللہ سبحانہ نے چاہا کہ حضرت سلیمان پر اونکی سلطنت
کو پھیرے تو لوگون کے دلون مین اوس شیطان کا انکار ڈالدیا کہا پہر لوگون نے اونکی عورتون کی طرف آدمی بھیجا
پس اونسے کہا تم اوپر اسمجھتی ہو سلیمان سے کسی شے کو وہ بولین ہان وہ ہمارے پاس آتا ہے
اس حال مین کہ ہم حائض ہوتی ہین اور وہ اس سے پہلے ہمارے پاس نہین آتا تھا پہر جب شیطان
نے دیکھا کہ لوگ اوسکو پہچان گئے تو خیال کیا کہ اوسکا کام منقطع ہو چکا پہر شیاطین نے کتابین لکھین
اونمین سحر و کفر تھا پہر اونکو تخت سلیمان کے نیچے دفن کر دیا پہر اونکو او کہاڑا اور لوگون پر پڑہا اور کہا
کہ سلیمان اسکی وجہ سے لوگون پر غالب ہوتا تھا پس لوگون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کفر کی
طرف منسوب کیا پس اون کی تکفیر کرتے رہے اور اوس شیطان نے
انگوٹھی بیچی تو اوسکو دریا مین ڈالدیا پس ایک مچھلی اوسکے سامنے آئی تو اوسکو لیلیا اور حضرت سلیمان
علیہ السلام دریا کے کنارے پر بیٹھین اوٹھایا کرتے تھے پس ایک شخص آیا تو اوسنے مچھلیان
خریدین اونمین وہ مچھلی تھی جسکے پیٹ مین انگوٹھی تھی سو اوس شخص نے حضرت سلیمان کو بلایا پہر کہا تو میرے
لیے یہ مچھلیان اوٹھا لیچلتا ہے اونہون نے کہا ہان اوسنے کہا کتنے اجرت پر اونہون کہا ایک
مچھلی پر ان مچھلیون مین سے کہا پہر حضرت سلیمان نے وہ مچھلیان اوٹھائین پہر اونکو لیکر
اوسکے گہر کی طرف چلے پہر جب وہ اپنے دروازے تک پہونچا تو وہ مچھلی جسکے پیٹ مین انگوٹھی
تھی اونکو دی سو حضرت سلیمان نے وہ مچھلی لیلی پہر اوسکا پیٹ چاک کیا تو ناگاہ اوسکے پیٹ مین
انگوٹھی تھی سو اوسکو لیا پہر اوسکو پہنا کہا پس جب اوسکو پہن لیا تو جن وانس وشیاطین اونکے تابع ہو گئے
اور اپنے حال کی طرف رجوع کر آئے اور وہ شیطان بہاگا یہانتک کہ بمقام جزائر بحر کسی جزیرے مین جا

پہر حضرت سلیمان نے اوسکی طلب مین لوگ بہیجے اور وہ ایک سرکش شیطان تہا سو لوگ
اوسکو ڈہونڈہنے لگے اور اوسپر قابو نہین پاتے تہے یہانتک کہ اوسکو ایکدن سوتا پایا تو آئے پہر اوپر
سیسے کا ایک مکان بنا دیا پہر وہ جاگا تو اوسنے جست کی پس اوسنے شروع کیا کہ نہین جست
کرتا تہا اوس گہر کے کسی جگہہ مین الا انماط معہ من الرصاص کہا پہر اوسکو پکڑا پہر اوسکو جکڑ کر بند کیا
اور اوسکو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لائے پس اوسکو حکم دیا تو اوسکے واسطے ایک تخت
نرم پتہر کا لوا گیا پہر اوسکے جوف مین داخل کیا گیا پہر تانبے سے مضبوط کیا گیا پہر اوسکو حکم دیا تو دریا مین
ڈالدیا گیا پس وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا ولقد فتنا الآیہ کہا جسد اسسے مراد وہ شیطان ہے
جو اوپر مسلط کیا گیا تہا اسناد اسکی حضرت ابن عباس تک قوی ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اگر یہ اثر اونسے
صحیح ہے تو اونہون نے اسکو اہل کتاب ہی سے اخذ کیا ہے اونمین ایک گروہ ہے کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام کی نبوت کا اعتقاد نہین رکہتا ہے پس ظاہر یہ ہے کہ وہ اونپر جہوٹ بناتے ہین
اسی لیے اس سیاق مین کئی منکرات ہین اونمین سے سخت تر ذکر نسا ہے کیونکہ مجاہد وغیرہ واحد ائمۂ
سلف سے مشہور یہ ہے کہ وہ شیطان حضرت سلیمان علیہ السلام کی عورتون پر مسلط نہین کیا گیا تہا
بلکہ اللہ پاک نے اپنے نبی کی تعظیم و تکریم کے واسطے اونکو اوس سے محفوظ رکہا یہ قصہ سلف
کی ایک جماعت سے مطول روایت کیا گیا ہے جیسے سعید بن مسیب و زید بن اسلم اور ایک اور
جماعت اور یہ سب قصے اہل کتاب کے قصون سے لیے گئے ہین واللہ سبحانہ و تعالی اعلم بالصواب
یحیی بن عروہ شیبانی نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹہی عسقلان مین پائی فمشی فی جزیرۃ
الی بیت المقدس تواضعا للہ عز وجل یعنی پہر وہ پیدل چلے اپنی نعمت و عیش فراخ مین طرف
بیت المقدس کے واسطے تواضع و فروتنی کے رواہ ابن ابی حاتم ابن ابی حاتم نے کعب احبار
سے حضرت سلیمان کی صفت مین ایک عجیب خبر روایت کی ہے ابو اسحق مصری کہتے ہین کہ جب
کعب احبار حدیث ارم ذات العماد سے فارغ ہوئے تو حضرت معاویہ نے اونسے فرمایا اے
ابو اسحق تو مجہی خبر دے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی کرسی کی اور اوس حال کی جسپر وہ تہی اور کس شی کی تہی تو کعب
نے کہا کہ ہاتہی دانت کی تہی کو ہر و یاقوت و زبرجد جڑی ہوئی اور اوسکا زینہ بہی ہاتہی دانت کا بنایا تہا دُر و یاقوت
و زبرجد سے جڑا ہوا پہر کرسی کو حکم دیا تو وہ اپنی دونون جانب سے کہجور کے درختون کے ساتہہ گہیری گئی

---

۵۱ ابن کثیر مین اسی طرح ہے اور
فتح البیان و فتح القدیر مین الا
انماط معہ الرصاص ہے یعنی
بہی زور شان و دور کردن
و رفتن و دفع کردن و امثال
اور یہ بہی بہی بر آمدن آب از
زمین و چاہ واللہ اعلم ۱۲ منہ

۵۲ ابن کثیر مین جزیرۃ ہے
کے لفظ جزم مرسلہ ہوتا ہے
جزم بالفتحہ یعنی نصبت و سعت
ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

مطلب یہ ہے کہ اوسکے گرد دو طرف کھجور کے درخت لگائے یہ درخت سونے کے تھے اونکی ٹہنیان یاقوت وزبرجد وگوہر کی اور جو درخت کھجور کے کرسی کے داہنی طرف تھے اونکے سرون پر سونے کے مور بنائے تھے پہر اوسکے بائین جانب کے درختون کے سرون پر سونے کے گدہ بنائے مقابل مین موروں کے اور درجہ اول کے سیدہی جانب پر سونے کے دو درخت صنوبر اور اوسکے بائین جانب دو شیر سونے کے اور شیرون کے سرون پر دو ستون زبرجد کے اور کرسی کے دونون جانب سونیکے دو درخت انگور کے جو کہ کرسی پر سایہ کئے ہوئے تھے اور اونکے خوشے دُر و یاقوت سُرخ کے پہر اوپر زینے کرسی کے دو بڑے شیر مجوف سونے کے بنائے گئے جنمین مشک وعنبر بہرا ہوا پہر جسوقت حضرت سلیمان علیہ السلام ارادہ کرتے کہ اپنی کرسی پر چڑہین تو وہ دونون شیر گھڑی بہر چنگھاڑتے پہر گرجتے تو جو مشک وعنبر اونکے جوف مین تہا اوسکو حضرت سلیمان کی کرسی کے آس پاس چھڑک دیتے تھے پہر دو منبر سونے کے رکھے جاتے ایک تو واسطے اونکے خلیفہ کے اور دوسرا واسطے رئیس احبار بنی اسرائیل کے جو اوسوقت مین تہا پہر کرسی کے آگے ستر منبر سونے کے رکھے جاتے اونپر ستر قاضی وعلما واہل شرف وطول بنی اسرائیل کے بیٹھتے اور اون سب منبرون کے پیچھے پینتیس منبر سونے کے اونپر کوئی نہ ہوتا پس جب حضرت سلیمان علیہ السلام ارادہ کرتے کہ اپنے کرسی پر چڑہین تو اپنے دونون قدم نیچے کے زینے پر رکھتے پہر ساری کرسی چکر کھاتی مع اوس شے کے جو اوسمین اور اوس پر تہی اور شیر اپنا سیدہا ہاتہہ بچہاتا اور گدہ اپنے بائین بازو کو پہیلاتا پہر حضرت سلیمان دوسرے درجہ پر چڑہتے تو شیر اپنا بایان ہاتہہ بچہاتا اور گدہ اپنا سیدہا بازو پہیلاتا پہر جب دوسرے درجہ پر مستوی ہوتے اور اپنی کرسی پر بیٹہہ جاتے تو اون گدون مین سے بڑا گدہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تاج لیتا پہر اوسکو اونکے سر پر رکہتا پہر جب وہ اوسکو اونکے سر پر رکہدیتا تو کرسی چکر کہاتی مع اوس شے کے جو اوسمین تہی جسطرح کہ تیر چکی چکر کہاتی ہے پس حضرت معاویہ نے فرمایا ای ابو اسحق اوسکو کون شے چکر دیتی تہی کہا ایک اژدہا تہا سونے کا اوسپر وہ کرسی تہی اور یہ ایک بڑی شے تہی اون چیزون مین سے جنکو منجر جنی نے بنایا تہا پہر جب وہ شیر اور گدہ اور مور جو کہ کرسی کے نیچے تہے اوسکے چکر کہانے کی آہٹ پاتے تو وہ اوسکے اعلی کی طرف چکر کہاتے پہر جب وہ ٹہیر تی تو وہ سب ٹہیر جاتے اس حال مین کہ اپنے سر جہکائے ہوتے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر اور وہ بیٹہے ہوئے ہوتے پہر وہ سب حضرت سلیمان کے سر پر

مشک وعنبر چپڑے کتے جواونکے جوف مین تھا پھر ایک کبوتری سونے کی جو کہ جوہر کے ستون پر ٹھیری
ہوئی تھی وہ تو اڑکر لیگئی پھر اوسے حضرت سلیمان کے ہاتھ مین رکھتی پھر وہ اوسکو لوگون پر پڑھتے
وذکر تمام الخبر وھو غریب جدا قولہ تعالیٰ رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد
من بعدی الآیۃ بعض نے کہا اسکے یہ معنی ہین کہ تو مجھے ایسا ملک بخش کہ صلاحیت نرکھے واسطے
کسی کے اس بات کی کہ اوسکو مجھسے سلب کرے بعد میرے جسطرح کہ جسد کا قصہ ہوا جو اونکی کرسی
پر ڈالا گیا تھا یہ نہین کہ وہ مجبور و ممنوع ہوا اونکے بعد کے لوگون پر صحیح یہ ہے کہ اونہون نے اللہ تعالیٰ
سے ایسے ملک کا سوال کیا کہ ویسا اونکے بعد کسی بشر کے واسطے نہو آیت سے ظاہر سیاق یہی ہے
اور اسی باب مین صحیح حدیثین بچند طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوئی ہین بخاری نے
زیر تفسیر آیۂ مذکور عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے آپنے فرمایا کہ ایک
عفریت جن سے چھٹ آیا مجھپر آج کی رات یا کوئی کلمہ اسکی مثل فرمایا تاکہ قطع کرے مجھپر نماز کو پس قدرت
دی مجھکو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اوس سے اور مین نے ارادہ کیا کہ اوسکو باندہ دون طرف ایک ستون
کے مسجد کے ستونون سے یہانتک کہ تم صبح کرو اور تم سب اوسکو دیکھو پھر مین نے اخی سلیمان علیہ السلام
کا قول یاد کیا رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی روح راوی نے کہا فردّہ خاسئا یعنی پھر
اوسکو رد کر دیا اللہ نے ہوا دکذا اسرواہ مسلم والنسائی من حدیث شعبۃ بہ مسلم نے اپنی صحیح
مین حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے
ہوئے نماز پڑھتے تھے پس ہمنے آپ کو سنا کہ فرماتے تھے پناہ مانگتا ہون مین ساتھ اللہ کے
تجھسے پھر فرمایا لعنت کرتا ہون مین تجھکو ساتھ لعنت اللہ کے تین بار فرمایا اور آپنے اپنا دست مبارک
پھیلایا گویا کسی شے کو لیتے ہین پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ مقرر
ہمنے آپ کو سنا کہ آپ کہتے تھے نماز مین ایک ایسی شے کہ ہمنے نہین سنا آپ کو کہ آپ اوسکو کہتے
ہون قبل اسکے اور ہمنے آپ کو دیکھا کہ آپنے اپنا ہاتھ پھیلایا فرمایا بیشک اللہ کا دشمن ابلیس ایک
شعلہ لایا آگ کا تاکہ اوسکو میرے مونہہ مین ڈالے تو مین نے کہا اعوذ باللہ منک تین بار پھر مین نے
کہا العنک بلعنۃ اللہ التامۃ تین بار سو وہ پیچھے نہ ہٹا پھر مین نے ارادہ کیا کہ اوسکو پکڑلون واللہ اگر ہمارے
بھائی سلیمان کی دعا نہوتی تو البتہ وہ صبح کرتا بندھا ہوا مدینے والون کے لڑکے اوس سے کھیلتے

امام احمد نے ابو عبید حاجب سلیمان سے روایت کیا ہے کہا مین نے دیکھا عطا ابن یزید لیثی کو
کھڑا ہوا نماز پڑہتا تہا پس مین چلا گزر کرتا تہا آگے اوسکے تو اوسنے مجہے رد کیا پہر کہا مجہے حدیث کی
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہڑے ہوئے صبح کی نماز پڑہتے
تہے اور ابو سعید آپکے پیچہے تو آپنے پڑہا پس قرارت آپ پر ملتبس ہوگئی پہر جب آپ اپنی نماز سے
فارغ ہوئے تو فرمایا اگر تم دیکہتے مجہکو اور ابلیس کو پس مین نے اپنا ہاتہہ جہکایا پہر مین اوسکا گلا گہونٹتا رہا
یہانتک کہ مین نے اوسکے لعاب کی سردی پائی درمیان اپنی ان دو انگلیون کے انگوٹہا اور جو اوسکے
پاس ہے اور اگر نہوتی دعا اخی سلیمان کی البتہ وہ صبح کرتا بندہا ہوا ساتہہ ایک ستون کے مسجد کے
ستونون سے مدینے کے بچے اوس سے کہیلتے ہوتے پس جو شخص طاقت رکہے تم مین سے
اسکی کہ حائل نہو درمیان اوسکے اور قبلے کے کوئی تو چاہیے کرے وقد روی ابو داؤد منه
من استطاع منکم ان لا یحول بینه وبین القبلة احد فلیفعل عن احمد بن ابی شریح
عن ابی احمد الزبیری به امام احمد نے ربیعہ بن یزید بن عبد اللہ دیلمی سے روایت کیا ہے
کہا مین داخل ہوا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما پر اور وہ اپنے ایک باغ مین تہے جو کہ طائف مین تہا
اوسکو رہط کہتے تہے اور وہ رہ کہنے والے تہے ایک جوان کو قریش کے جو کہ زنا کرتا ہے اور
شراب پیتا ہے پس مین نے کہا مجہی تیسے ایک حدیث پہونچی ہے کہ جس شخص نے پیا ایک گہونٹ
شراب کا تو قبول نہ کرے گا اللہ عزوجل واسطے اوسکے توبہ چالیس صبح اور بیشک شقی وہ ہے جو شقی ہوا
اپنی مان کے پیٹ مین اور بیشک جو شخص آیا بیت المقدس مین حرکت نہین دیتی ہے اوسکو مگر نماز اوس مین
تو نکلا وہ اپنے خطیئہ سے مثل اوس دن کے کہ جنا اوسکو اوسکی مان نے پہر جب اوس جوان نے
شراب کا ذکر سنا تو اپنا ہاتہہ کہینچا اونکے ہاتہہ سے پہر چلا گیا پس عبد اللہ بن عمرو نے کہا بیشک مین
حلال نہین کرتا ہون واسطے کسی کے یہ کہ وہ کہے مجہپر وہ شے جو مین نے نہین کہی سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے جس شخص نے پیا شراب سے ایک گہونٹ تو قبول
نہ کیجائیگی واسطے اوسکے نماز چالیس دن پہر اگر اوسنے توبہ کی تو رجوع کریگا اوسپر اللہ پہر اگر اوسنے عود کیا
تو قبول نہ کیجائیگی واسطے اوسکے چالیس صباح پہر اگر اوسنے توبہ کی تو رجوع کریگا اللہ اوسپر کہا پس
مین نہین جانتا ہون کہ تیسری یا مین یا چوتہی یا مین فرمایا پہر اگر اوسنے عود کیا تو حق ہے اللہ پر کہ اوسے

پلائے طینۃ الخبال سے قیامت کے دن کہا اور مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو کہ فرماتے تھے بیشک اللہ عزوجل نے پیدا کیا اپنی خلق کو تاریکی مین پھر ڈالا اونپر اپنے نور سے
پس جسشخص کہ پونہچا اوسکو اوسکے نور سے اوسدن تو اوسنے راہ پائی اور جسشخص کہ چوک گیا اوسکو تو
وہ گمراہ ہوا پس اسی لیے مین کہتا ہون کہ خشک ہوگیا قلم علم پر اللہ عزوجل کے کہا اور سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بیشک سلیمان علیہ السلام نے سوال کیا اللہ تعالی
سے تین خصلتون کا سو دو اونکو عطا کین اور ہم امید رکھتے ہین کہ ہو ہمارے واسطے تیسری
سوال کیا اوس سے حکم کا کہ موافق ہو اوسکے حکم کے سو یہ اونکو عطا کیا اور سوال کیا اوس سے ایسے ملک کا کہ لائق
نہین ہو واسطے کسی کے بعد اونکے سو یہ اونکو عطا کیا اور سوال کیا اوس سے کہ جو کوئی مرد نکلے اپنے گھر سے
نہین کرتا ہے ارادہ مگر نماز کا اس مسجد مین تو وہ نکلے اپنے خطیئہ سے مثل اوسدن کے کہ جنا اوسکو اوسکی ان نے پس ہم امید رکھتے
ہین اسکی کہ ہووے اللہ عزوجل کہ مقرر عطا کرے ہمکو وہ وقد روی ھذا الفصل الاخیر
من ھذا الحدیث النسائی وابن ماجہ من طرق عن عبد اللہ بن فیروز الدیلمی
عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ان سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام لما بنی بیت المقدس سال ربہ عزوجل خلالا
ثلاثا وذکرہ وقد روی من حدیث رافع بن عمیر رضی اللہ عنہ باسناد وسیاق
غریبین طبرانی نے رافع بن عمیر سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے فرمایا اللہ عزوجل نے حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ
بنا واسطے میرے ایک گھر زمین مین پس بنایا حضرت داؤد نے ایک گھر واسطے اپنے قبل اوس
گھر کے جسکا اونکو امر ہوا پس اللہ نے اونکی طرف وحی کی اسے داؤد نصبت بیتک قبل بیتی یعنی کھڑا
کیا تو نے اپنا گھر قبل میرے گھر کے حضرت داؤد نے عرض کیا یارب ہکذا قضیت من ملک استاثر
پھر لگے بنانے مسجد مین پس جب دیوار تمام ہوئی تو تہائی حصہ اوسکا گر پڑا تو اسکی شکایت کی طرف اللہ عزوجل
کے پس فرمایا اسے داؤد بیشک تو صلاحیت نہین رکھتا ہے اسکی کہ میرے واسطے گھر بنائے
عرض کیا یارب کیون فرمایا بسبب اون خونون کے جو تیرے ہاتھون پر جاری ہوئے عرض کیا
یارب کیا نہ تہا یہ تیری ہوا محبت مین فرمایا ہان ولیکن وہ میرے بندے ہین اور مین اونپر رحم کرتا ہون

پس یہ بات اونپر شاق ہوئی تو اللہ نے اونکی طرف وحی کی کہ تو بیخ مت کر پس مین عنقریب اوسکی بنا
جاری کرونگا تیرے بیٹے سلیمان کے ہاتھون پر پھر جب حضرت داؤد علیہ السلام نے وفات پائی تو
حضرت سلیمان علیہ السلام نے اوسکی بنا مین شروع کیا پھر جب تمام ہوگئی تو قربین قربان کیے ذبائح
ذبح کیے اور بنی اسرائیل کو جمع کیا پس اللہ نے اونکی طرف وحی کی کہ مقربین دیکھتا ہون تیرا سرور
بسبب بنانے میرے گھر کے سو تو مجھسے مانگ مین تجھے دونگا عرض کیا مین تجھسے مانگتا ہون
تین خصلتین حکم جو موافق ہو تیرے حکم کے اور ملک جو لائق نہو واسطے کسی کے میرے بعد اور
جو شخص آئے اس گھر مین کہ ارادہ نہین کرتا ہے مگر نماز کا اوسمین تو نکلے اپنے گناہون سے مثل
اوسدن کے کہ جنا اوسکو اوسکی مان نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو خصلتین
تو مقرر اونکو عطا کی گئین اور مین امید رکھتا ہون اسکی کہ ہووے کہ مقربین دیا جاؤن تیسری امام احمد
نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا نہین سنا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو کہ آپنے دعا کی مگر اوسکو یون شروع فرمایا سبحان اللہ ربی العلی الاعلی الوہاب ابو عبید نے
صالح بن ہمارے سے روایت کیا ہے کہا جبکہ نبی اللہ داؤد علیہ السلام نے وفات پائی تو اللہ تبارک و تعالیٰ
نے اونکے فرزند سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تو مجھسے اپنی حاجت مانگ اونہون نے
عرض کیا مین تجھسے یہ مانگتا ہون کہ تو کرے واسطے میرے دل جو تجھسے ڈرے جیسا کہ میرے
باپ کا دل تھا اور یہ کہ کرے تو میرے دل کو کہ تجھے دوست رکھے جیسا کہ میرے باپ کا دل تھا
پس فرمایا اللہ عزوجل نے کہ بیجا مین نے اپنے بندے کی طرف اور سوال کیا مین نے اوس سے
اوسکی حاجت کا تو اوسکی حاجت یہ ہوئی کہ مین کردون اوسکے دل کو کہ مجھسے ڈرے اور یہ کہ کردون اوسکے دل کو کہ مجھی دوست رکھے البتہ مین
بخشون گا اوسکو ایسا ملک کہ لائق نہین ہے واسطے کسی کے بعد اوسکے اللہ جلت عظمتہ نے
فرمایا فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب اور وہ آیت جو اسکے بعد ہے کہا پس
عطا کیا اونکو جو کچھ عطا کیا اور آخرت مین اونپر کچھ حساب نہین ہے ھکذا اورد ہ ابو القاسم ابن عساکر
فی ترجمۃ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام فی تاریخہ بعض سلف سے مروی ہے
کہا مجھے داؤد علیہ السلام سے یہ بات پہونچی ہے کہ اونہون نے عرض کیا الٰہی تو ہو جا واسطے
سلیمان کے جیسا کہ تو تھا واسطے میرے پس اللہ عزوجل نے اونکی طرف وحی کی کہ تو کہدے

سلیمان سے کہ ہوجاے واسطے میرے جیساکہ تو تہا واسطے میرے مین ہوجاؤن گا واسطے
اوس کے جیساکہ مین تہا واسطے تیرے حضرت حسن بصری نے فسخر نالہ الریح الآیہ
کی تفسیر مین فرمایا ہے جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے واسطے خفا ہوکر
گھوڑون کی کونچین کاٹ ڈالین تو اللہ تعالیٰ نے اونکے عوض مین اونکو وہ شے دی جو کہ
گھوڑون سے بہتر ہے اور تیز تر ہے یعنی ہوا جسکا صبح کو جانا ایک ماہ کی راہ ہے اور شام کو جانا
ایک ماہ کی راہ حیث اصاب کے یہ معنی ہین کہ جس شہر کا ارادہ
کرتے شہرون سے قولہ تعالیٰ والشیاطین کل بناء وغواص کا یہ مطلب ہے کہ اونمین سے
بعض تو وہ تھے جنسے بڑے بڑے ہولناک مکانون کے بنانے کا کام لیا جاتا تہا جیساکہ فرمایا
ہے من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات انکے سوا اور شقت
کے کام اونسے لیے جاتے تھے جنپر بشر کو قدرت نہین ہے اور ایک گروہ اونمین سے دریا مین
غوطہ لگانے والا تہا دریاؤن مین جو موتی جواہر اور نفیس چیزین جو سوا اونکے کہین نہین ملتی ہین
اونکو نکالتے تھے واخرین مقرنین فی الاصفاد کا یہ مطلب ہے کہ دوسرے وہ شیاطین تھے
جو طوقون بیڑیون مین جکڑ بند کیے گئے تھے یہ وہ ہین جنہون نے تمرد وسرکشی ونافرمانی کی اور کام کرنے
سے باز رہے یا اپنے کام مین برائی کی اور حد سے بڑہے قولہ تعالیٰ ھذا عطاؤنا فامنن او
امسک بغیر حساب یعنی یہ پورا ملک اور کامل سلطنت جو ہمنے تجھے عطا کی جیسی کہ تو نے
ہمسے مانگی سو تو عطا کر جسکو چاہے اور محروم رکھ جسکو چاہے تجھپر حساب نہین ہے یعنی جو چاہے
تو کرے تجھے جایز ہے جو چاہے حکم کر وہ صواب ہے صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اختیار دیا درمیان اسکے کہ آپ عبد رسول ہون وہ یہ ہے کہ جس بات کا
اوسے حکم دیا جاے وہ کرے وہ یہی ایک قاسم ہے کہ بانٹے درمیان لوگون کے جیساکہ
اللہ تعالیٰ نے اوسکو امر کیا ساتہ اوسکے اور درمیان اسکے کہ آپ نبی ملک ہون عطا کرین جسکو
چاہین منع کرین جسکو چاہین بغیر کسی حساب وگناہ کے تو آپنے اول مرتبے کو اختیار فرمایا بعد اسکے
کہ حضرت جبریل علیہ السلام سے مشورہ لیا تو اونہون نے آپسے کہا کہ تواضع کر واپس آپنے
اول مرتبے کو اختیار کیا اس لیے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک وہ بلند تر ہے قدر مین اور عالی تر مرتبہ مین

۱۲ قولہ اور تصویرین اونمین گن بیڑ تالاب اور دیگ پیتل کے اونپر ۱۲ ج

معاد مین گو وہ سوا مرتبہ یعنی نبوت مع ملک بھی عظیم ہے دنیا و اخرت مین اور اسی لیے جبکہ اللہ تعالے نے ذکر کیا اوس شے کا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو دنیا مین عطا کی تھی تو اسبات پر اگاہی بخشی کہ وہ صاحب بہرۂ عظیم ہین نزدیک اللہ تعالی کے قیامت کے دن بھی پس فرمایا وان لہ عندنا لزلفی وحسن ماب یعنی دار اخرت مین **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اللہ پاک نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانچا ساتھہ سلب کرنے اونکے ملک کے **واحدی** کہتے ہین اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان نے دختران ملوک مین سے ایک عورت کے ساتھہ نکاح کیا تو اوسنے اونکے گھر مین بت پوجا اور اونکو اسکی خبر نہوئی سو بسبب اس غفلت کے اونکی جانچ ہوئی کسی نے کہا سبب فتنے کا یہ ہے کہ اونہون نے ایک عورت سے بیاہ کیا جسکو جرادہ کہتے تھے اور وہ اوسکو بغایت محبوب رکھتے تھے پھر دو فریق اونکے پاس جھگڑا لائے ایک فریق اونمین کا جرادہ کے گھر والون مین کا تھا سو اونہون نے یہ بات دوست رکھی کہ قضا اونکے واسطے ہو پھر درمیان اونکے حق کے ساتھہ فیصلہ کیا کسی نے کہا سبب یہ ہے کہ اونہون نے تین دن لوگون سے حجاب کیا درمیان کسی کے فیصلہ نہین کرتے تھے کسی نے کہا کہ اونہون نے اسی جرادہ سے نکاح کیا حالانکہ وہ مشرک تھی کیونکہ اونہون نے اوسپر اسلام پیش کیا تو وہ بولی تم مجھے مار ڈالوگے مین مسلمان نہونگی کعب احبار نے کہا جبکہ اونہون نے قتل کے ساتھہ گھوڑون پر ظلم کیا تو اونکا ملک سلب کیا گیا حضرت حسن نے کہا کہ اونہون نے اپنی بعض عورتون سے قربت کی کسی شے مین حیض سے یا اوسکے غیر سے کسی نے کہا اونکو یہ حکم کیا گیا تھا کہ کسی عورت سے نکاح نکرین مگر بنی اسرائیل کی عورت سے سو اونہون نے کسی عورت کے ساتھہ نکاح کیا جو کہ اونکے غیر سے تھی کسی نے کہا سبب فتنے کا وہ ہے جو صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہے کہ اونہون نے کہا البتہ مین طواف کرونگا آج کی رات نوّے عورتون پر ہر ایک لائے گی ایک سوار جو کہ اللہ کی راہ مین لڑے گا اور ان شاء اللہ نہ کہا اسکے سوا اور قول ہین حدیث شریف کی طرف جانا متعین ہے علامہ نسفی کہتے ہین کہ یہ جو قصۂ خاتم و شیطان و عبادت بت گھر مین سلیمان علیہ السلام کے روایت کیا جاتا ہے سو منجملہ اباطیل یہود سے ہے انتہی صاحب فتح البیان رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ حدیث خاتم کو نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور بیہقی

رحمہ اللہ تعالی نے اوسکو قوی کہا ہے پس اباطیل یہود سے اوسکا ہونا علی ماینبغی نہین ہے
چنانچہ اسکا بیان آیندہ آتا ہے بالجملہ یہ اللہ پاک نے وہ شے بیان کی جسکے ساتھہ حضرت
سلیمان علیہ السلام کو مبتلا کیا پس ارشاد فرمایا والقینا علی کرسیہ جسدا نصب جسدا کا اس بنا پر ہے
کہ القینا کا مفعول ہے کسی نے کہا نصب بنا بر حال ہے بایں طور کہ اوسکی تاویل مشتق کے ساتھہ
کرین گے اے ضعیفا او فارغا والاول اولی اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ جسد جسکو اللہ پاک
نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی پر ڈالا وہ صخر نام شیطان تہا اور وہ اونسے متمرد و سرکش تہا اور
اونکی طاعت مین داخل نہ تہا اللہ تعالی نے اوسپر حضرت سلیمان علیہ السلام کا شبہہ ڈالدیا وہ ہمیشہ
حیلہ گری کرتا رہا یہانتک کہ اونکی انگوٹھی پر قبضہ کرلیا جبکہ وہ بیت الخلا مین داخل ہوئے اس لیے کہ
جسوقت وہ اوسمین داخل ہوتے تو اوسے اوتار ڈالتے تہے پس صخر حضرت سلیمان کی صورت
مین آیا تو اونکی ایک بی بی سے انگوٹھی لیلی پہر تخت سلیمانی پر بیٹھا اور چالیس دن اونکے ملک پر قایم رہا
اور وہ بہاگے پہرتے تہے اونکا ملک اوسکے پہننے پر مرتب تہا پس جب اوسکو پہن لیتے
تو جن وانس وہوا وغیرہا اونکی مسخر ہوتی اور جب اوسے اوتار لیتے تو ملک اونسے زائل ہوجاتا تہا کہتے ہین
کہ اونکی خاتم جنت سے تہی حضرت آدم علیہ السلام اوسکو لیکر اوترے تہے جسطرح کہ عصاے
موسی علیہ السلام اور حجر اسود وعود بخور واوراق انجیر کو لیکر نازل ہوئے تہے بعض نے ان پانچون
کو اپنے شعر مین نظم کیا ہے ؎

وادم معه انزل العود والعصا	لموسی من الاس النبات المکرم
واوراق تین والیمین بمکة	وخاتم سلیمان النبی المعظم

لیکن یہ بات اسکی نیازمند ہے کہ اخبار مرفوعہ صحیحہ سے کوئی دلیل اسپر دلالت کرے حضرت ابن
عباس سے فتنۂ وجسد کی تفسیر مین مروی ہے وہ شیطان ہے جو اونکی کرسی پر فیصلہ کرتا تہا
درمیان لوگونکے چالیس دن اور حضرت سلیمان کی ایک بی بی تہی اوسکو جرادہ کہتے تہے درمیان اوسکے بعض اہل
کے اور ایک قوم کی خصومت تہی تو حضرت سلیمان نے درمیان اونکے حق کے ساتھہ فیصلہ کیا
مگر اتنا ہوا کہ اونہون نے یہ دوست رکہا کہ حق واسطے اہل جرادہ کے ہوتا اسپر اللہ تعالی نے
اونکی طرف وحی کی کہ عنقریب تجھے ایک بلا پہونچے گی پس وہ نہ جانتے تہے کہ آیا اونکو آسمان سے

آئیگی یا زمین سے اخرجہ الحاکم وصححہ والفریابی والحکیم الترمذی عنہ واخرج
النسائی وابن جریر وابن ابی حاتم بسند قال السیوطی قوی عن ابن عباس فرمایا کہ حضرت
سلیمان نے ارادہ کیا کہ بیت الخلا مین داخل ہون تو اپنی خاتم جراوہ کو دی الخ یہ قصہ اول پورا گزر چکا ہے
اول چونکہ اسکا حوالہ دیا تہا اس لیے اوسکی طرف اسقدر اشارہ کر دیا لیکن یہ وہی قصہ ہے جسکو حافظ
ابن کثیر نے اشد منکر کہا ہے قولہ تعالیٰ ثم اناب مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ بعد چالیس دن
کے اپنے ملک کی طرف رجوع ہوئے دوسرا یہ ہے کہ رجوع ہوئے طرف اللہ کے ساتہ توبہ کے
اپنے گناہ سے صواب یہی قول ہے اور جملہ قال رب اغفر لی بدل ہوگا ثم اناب سے
اور اوسکی تفسیر ٹہیریگا یعنی حضرت سلیمان نے عرض کیا اے رب میرے تو بخشدے واسطے میرے
وہ گناہ جو مجھسے صادر ہوا اور جسکی وجہ سے تو نے مجھے مبتلا کیا طلب کرنا مغفرت کا انبیا و صلحا کا
واسطے ہے واسطے کسر نفس کے اور اظہار ذل و خشوع کے اور واسطے طلب ترقی کے مقامات
مین پہر جب توبہ و استغفار کی تقدیم کی تو اسکو وسیلہ ٹہیرایا اپنے طلب کے قبول ہونیکا پس یون کہا
وھب لی ملکا الآیہ ابو عبیدہ نے کہا اسکے یہ معنی ہین لا یکون لاحد من بعدی یعنی تو مجھے ایسا
ملک بخش کہ نہو واسطے کسی کے بعد میرے یا یہ معنی ہین کہ صحیح نہو واسطے کسی کے بعد میرے
بسبب اوسکی عظمت کے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس سوال سے کچہ حب دنیا و ملک دنیا و شرف
و بزرگی درمیان اوسکے اہل کے منظور نظر انور نہی بلکہ ملک مانگنے سے مراد اونکی یہ تہی کہ اونکی
وجہ سے اللہ پاک کے حکم جاری کرنے پر قادر ہون اور اللہ کے بندے جن و انس مین سے
جو متمرد و سرکش ہین اونکو بندگان خدا کی ایذا رسانی سے باز رکہین اس سوال کے جو امور مقتضی ہین
اگر اونمین سے اور کوئی امر نہوتا مگر صرف وہی احکام شیطانی جو اللہ کے بندون مین جاری ہوئے
جنکو اونہون نے دیکہا جبکہ شیطان اونکے تخت پر بیٹہا تو البتہ کافی ہوتا جملہ انک انت الوھاب
تعلیل ہے ماقبل کی اول دو امر مذکور ہین ایک تو طلب مغفرت دوسرا طلب ملک سو یہ جملہ
دونون کی علت ہے یہ نہین کہ فقط اخیر کی ہو کیونکہ مغفرت بہی منجملہ احکام وصف وہابیت ہے قطعاً کما
قالہ ابو السعود یعنی مین تجھسے طالب مغفرت وسائل ملک اس لیے ہون کہ تو تو بڑا بخشنے والا اور بڑا
داتا ہے تیری کثیر ہبات و عظیم موہوبات کے رو برو اس طلب کی کیا ہستی ہے پہر اللہ پاک نے ذکر کیا

کہا اوسنے اونکی دعا قبول کی اور اونکا مطلوب اونکو عطا کیا ارشاد فرمایا فسخرنا الریح یعنی پھر ہمنے
ہوا اوسکے حکم کی مطیع و منقاد کردی پھر اوسکے تابع کرنے کی یہ کیفیت بیان فرمائی کہ تجری بامرہ رخاء
یعنی وہ چلتی تھی اوسکے حکم سے نرم نرم سخت و تیز نہ تھی رخاء ماخوذ ہے رخاوۃ سے مطلب
یہ ہے کہ وہ ایسی نرم ہوا تھی کہ نہ تو درخت اوکھاڑتی تھی اور نہ تندی کرتی تھی باوجود اسکے کہ اسپنے
چلنے مین قوی و سریع تھی دوسری جگہہ فرمایا ہے ولسلیمان الریح عاصفۃ تجری بامرہ ان
دونون مین کچھہ منافات نہین ہے کیونکہ مراد یہ ہے کہ وہ عاصف کی قوت مین تھی اور تندی
نہین کرتی تھی کسی نے کہا کہ کبھی تو وہ نرم چلتی اور کبھی تند حسب ارادہ و خواہش حضرت سلیمان
علیہ السلام کی جمع بین الآیتین مین یہ قول اولیٰ ہے زجاج نے کہا کہ اہل لغت و مفسرین کا اسپر اجماع
ہے کہ حیث اصاب کے معنی ہین حیث اراد اور حقیقت اسکی حیث قصد ہے اصمعی و ابن الاعرابی
نے کہا عرب بولتے ہین اصاب الصواب و اخطأ الجواب کسی نے کہا کہ معنی اصاب حمیر
کے لغت مین ارادہ ہین اور یہ لغت عرب سے نہین ہے کسی نے کہا کہ ہجر کی زبان مین والاول
اولی اور اصاب ماخوذ ہے اصابۃ السہم للغرض سے قولہ تعالیٰ والشیاطین معطوف ہے الریح
پر یعنی اور مسخر کیا ہمنے واسطے اوسکے شیاطین کو اور کل بناء و غواص بدل ہے شیاطین سے
یعنی مسخر کیا ہمنے واسطے اوسکے ہر بنانے والے کو اونمین سے اور ہر غوطہ لگانے والے کو
اونمین سے بناتے تھے واسطے اونکے وہ مکانات جو وہ چاہتے اور غوطہ لگاتے دریا مین
پھر اونمین سے اونکے لیے موتی نکالتے تھے پھلے پہل جسنے دریا سے موتی نکالے وہ حضرت
سلیمان علیہ السلام ہین و آخرین مقرنین فی الاصفاد معطوف ہے کل پر داخل ہے حکم بدل مین یہ
جن و شیاطین کے سرکش لوگ ہین اونکے واسطے مسخر کی گئی تھی یہانتک کہ اصفاد
مین اونکو قرین کیا تھا کہتے ہین کہ رسیون مین اونکو قرین کیا تھا اس لیے کہ وہ ایک جماعت
کثیر تھی اصفاد بمعنی اغلال ہے جمع ہے صفد کی زجاج نے کہا کہ اصفاد سے مراد سلاسل ہین یعنی
زنجیرین پس جس شے کو تمنے لوہے وغیرہ سے خوب مضبوط باندہا تو مقرر تمنے اوسکا صفد کیا
یعنی اوسکو جکڑ بند کیا ابو عبیدہ کہتے ہین صفدت الرجل فہو مصفود و صفدتہ فہو مصفد یحیی بن سلام
نے کہا کہ مقرنین فی الاصفاد اونہین کو کہتے تھے جو کہ اونمین سے کافر ہوتے پھر جب وہ ایمان

۵۱ اور سلیمان کے تابع کی ہوا پر تصرف کی طاقت اور اسکا

لے آتے تو اونکو چھوڑ دیتے تھے اور اونکو مسخر کرتے قولہ تعالی ہذا عطاءنا الآیہ کا یہ خطاب ہے
کہ ہمنے اوس سے کہا کہ یہ تسخیر ریح و شیاطین یا ملک و مال و فراخی جسکا ذکر ہوا ہماری عطا ہے
جو ہمنے تجھے دی یعنی ملک عظیم جو تو نے طلب کیا سو تو دے جسکو چاہے اور روک
جس سے چاہے یہ قول حضرت حسن و ضحاک وغیرہما کا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا آزاد کر جنون
مین سے جسکو چاہے اور روک اونمین سے جسکو چاہے بغیر حساب یعنی اس دینے اور روکنے
مین تجھپر کسی طرح کا حساب نہین ہے یا یہ معنی ہین کہ عطا ہمارے واسطے تیرے بغیر حساب ہے بسبب
اوسکی کثرت و عظمت کے قتادہ نے کہا کہ ہذا عطاءنا اشارہ ہے طرف قوت جماع کے جو اونکو عطا
کی گئی تھی اسکی کوئی وجہ نہین ہے کہ آیت کو اسپر مقصور کرین اگر ہم فرض کرلین کہ اسکا ذکر متحمد نہ کورات گزر چکا ہے
پہر باوجود اوسکے عدم ذکر کے یہ دعوی کیونکر ہو سکتا ہے کہ آیت اوسکے ساتھہ خاص ہے وان لہ عندنا
الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ بیشک واسطے اوسکے ہمارے پاس البتہ قرب ہے آخرت مین اور حسن مرجع ہے

یعنی جنت واذکر عبدنا ایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الشیطن بنصب وعذاب ○
ارکض برجلك ج ھذا مغتسل بارد وشراب ○ ووھبنا لہ اھلہ ومثلھم
معھم رحمۃ منا وذکری لاولی الالباب ○ وخذ بیدك ضغثا فاضرب بہ ولا
تحنث ط انا وجدنہ صابرا ط نعم العبد ط انہ اواب ○ اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو
جب پکارا اپنے رب کو کہ مجھکو لگا دی شیطان نے ایذا اور تکلیف لات مارا اپنے پاؤن سے
یہ چشمہ نکلا نہانیکو ٹھنڈا اور پینے کو اور دیئے ہمنے اوسکو اوسکے گھر والے اور اونکی برابر اونکے
ساتھہ اپنے طرف کی مہر سے اور یاد رہنے کو عقل والون کی اور پکڑ اپنے ہاتھہ مین سینکون کا مٹھا
پہر اوس سے مارے اور قسم مین جھوٹا نہوے ہمنے اوسکو پایا سہارنیوالا بہت خوب بندہ وہ ہے
رجوع رہنے والا ف جب اللہ نے چاہا کہ اونکو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا اونکے لات
مارنے سے اوسی سے نہایا کرتے اور پیتے وہی اونکی شفا ہوئی اور اونکے بیٹے بیٹیان پھت
کے نیچے دب مرے تھے اونکو جلایا اور اتنی ہی اولاد اور دی ف مرض مین خفا ہو کر قسم
کہائی تھی کہ اپنی عورت کو سو لکڑیان ماریں اگر چنگے ہون وہ بی بی اوس حال کی رفیق تھی اور بے تقصیر
اللہ تعالی نے قسم اسطرح سچی کروادی ف اللہ پاک ذکر فرماتا ہے اپنے بندہ و رسول

حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور اوس ایذا و تکلیف کا جسکے ساتھ اونکو جانچا اونکے جسم
و مال و اولاد مین یہانتک کہ اونکے جسم مین سوئی گڑانے کی جگہہ بھی سالم باقی نرہی تھی سوائے
اونکے دل کے اور دنیا سے اونکے واسطے کوئی شے باقی نہ رہی تھی کہ جس سے اپنے مرض
مین اور جس حال مین وہ تھے اوسمین مدد لین سوا اسکے کہ اونکی بی بی نے اونکی دوستی نگاہ رکھی اس لئے
کہ اللہ تعالیٰ پر اور اوسکے رسول پر ایمان لائی تھی سو وہ باجرت لوگون کی خدمت کرتی تھی اور اونکو کھلاتی
اور اونکی خدمت کرتی رہی اٹھارہ برس اس سے پہلے حضرت ایوب علیہ السلام دنیا کی کثرت
مال و اولاد مین اور بڑی آسودگی مین تھے پھر یہ سب اونسے چھین لیا گیا یہانتک اونکا انجام ہوا کہ اس
پوری مدت تک شہر کے گھورون مین سے ایک گھورے پر ڈالدیے گئے قریب و بعید سب نے
اونکو چھوڑ دیا سوا اونکی بی بی کے اللہ پاک اوس سے راضی ہو کہ وہ صبح و شام اونسے جدا نہوتی
تھی مگر بسبب کام کاج لوگون کے پھر جلد اونکے پاس لوٹ آتی تھی پس جب مدت دراز گزری اور حالت
سخت ہوئی اور قدر کا انتہا ہوا اور اجل مقدر تمام ہوئی تو جو ذات پاک کہ رب العالمین و معبود مرسلین ہے
اوس سے اونہون نے تضرع و زاری کی پس کہا انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین اور
اس آیت کریمہ مین یون فرمایا رب انی مسنی الشیطان بنصب و عذاب یعنی لگادی شیطان نے
مجھکو نصب میرے بدن مین اور عذاب میرے مال و اولاد مین پس اسوقت ارحم الرحمین نے
اونکی دعا قبول کی اور اونکو یہ حکم دیا کہ اپنی جگہہ سے اوٹھین اور اپنے پاؤن سے زمین کو لات
مارین تو اونہون نے ایسا کیا پس اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ نکالدیا اور اونکو امر کیا کہ اوس سے
نہائین نہائے تو اونکے بدن مین جو کچھہ ایذا تھی وہ سب اوسنے دور کردی پھر اونکو حکم دیا تو اور
جگہہ مین زمین کو لات ماری پھر اونکے واسطے ایک اور چشمہ نکالا اور اونکو حکم دیا کہ اوس سے پیین تو جو کچھہ
برائی اونکے باطن مین تھی اوسنے اوس سب کو دور کردیا اور ظاہر و باطن مین پوری عافیت ہوگئی
اور اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے یون فرمایا ہے ارکض برجلک الآیہ ابن جریر و ابن ابی حاتم
نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے نبی اللہ ایوب علیہ السلام کی بلا اٹھارہ برس اونکے ساتھہ ٹھیری رہی تو قریب و بعید
نے اونکو چھوڑ دیا مگر دو شخص اونکے اخص اخوان سے تھے وہ صبح و شام اونکے پاس آتی تھے

پس اونمین کے ایکنے اپنے یار سے کہا تو جانتا ہے واللہ البتہ مقرر ایوب نے کوئی ایسا گناہ
کیا ہے کہ جہان مین سے کسی نے اوسکو نہین کیا اوسکے یار نے اوس سے کہا یہ کیا ہے وہ
بولا کہ اٹھارہ برس سے اللہ نے اوسپر رحم نہین کیا کہ جو تکلیف اوسکو ہے اوسے دور کردے
پھر جب وہ دونون شام کو اونکے پاس آئے تو اوس شخص نے صبر نہ کیا یہانتک کہ اونسے اسکا ذکر
کیا پس ایوب علیہ السلام بولے مین نہین جانتا ہون جو تو کہتا ہے سوا اسکے کہ اللہ عزوجل جانتا
ہے کہ مین گزرتا تھا دو شخصون پر وہ باہم جھگڑتے پھر وہ اللہ تعالی کا ذکر کرتے تو مین اپنے گھر
لوٹ آتا پھر مین اونکی طرف سے کفارہ دیتا واسطے کراہت اس بات کے کہ اللہ تعالی کا ذکر کیا جاوے
مگر حق مین کہا اور وہ نکلتے تھے طرف اپنی حاجت کے پھر جب اوسکو پورا کر چکتے تو اونکی بی بی اونکا
ہاتھ پکڑ تین یہانتک کہ پہنچتے پھر جب ایک دن ہوا تو اونمون نے اپنی بی بی پر دیر لگائی پس اللہ تعالے
نے اونکی طرف یہ وحی کی ارکض برجلک الآیہ پھر اونکی بی بی نے اونکے آنے مین دیر سمجھی تو پھر
دیکھنے لگین پس وہ بی بی پر متوجہ ہوئے اس حال مین کہ جو بلا اونمین تھی اللہ نے اوسکو دور کردیا تھا
اور وہ پہلے سے بھی زیادہ تر حسین صورت پر تھے پھر جب بی بی نے اونکو دیکھا تو کہا اے
شخص اللہ تجھمین برکت دے آیا تو نے دیکھا ہے اللہ کے نبی کو اس مبتلی کو پس قسم ہے اللہ کی
اسپر کہ نہین دیکھا مین نے کسی مرد کو کہ زیادہ تر مشابہ ہو ساتھہ اوسکے تجھسے جبکہ وہ تندرست تھا
حضرت ایوب بولے پس بیشک مین وہی ہون کہا اور اونکے واسطے دو خرمن تھے ایک خرمن
گیہون کا اور ایک جو کا پس اللہ تعالی نے دو بادل بھیجے پھر جب ایک اونمین کا گیہون کے
خرمن پر آیا تو اوسنے اوسمین سونا ڈالا یہانتک کہ وہ بھر گیا اور دوسرے بادل نے ڈالا جو کے
خرمن مین یہانتک کہ وہ بھر گیا ھذا الفظ ابن جریر رحمہ اللہ تعالے امام احمد
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اس اثنا مین کہ ایوب غسل کر رہے تھے برہنہ ہو کر کہ اونپر سونے کی ٹڈیان گرین
تو ایوب علیہ السلام اپنے کپڑے مین لپ بھر کر ڈالنے لگے پس اونکے رب عزوجل نے
اونکو ندا کی اے ایوب کیا مین نے تجھکو غنی نہین کیا اوس سے جو تو دیکھتا ہے وہ بولے
کیون نہین یارب ولیکن نہین ہے غنا مجھکو تیری برکت سے الفرد باخراجہ البخاری سے

من حدیث عبد الرزاق بہ اور اسی لیے اللہ تبارک وتعالی نے یون فرمایا ہے وہبنا لہ
اہلہ الآیہ حضرت حسن وقتادہ کہتے ہین اللہ تعالی نے اونکے گھر والون کو بعینہ اونکے واسطے
زندہ کر دیا اور اونکے ساتھ اونکے مثل اور اونکو زیادہ دیئے قولہ تعالی رحمۃ منا ای بہ یعنی
یہ سب کچھ اوسکو دیا واسطے رحمت کے ہماری طرف سے اوپر اس لئے کہ اوسنے صبر کیا
اور ثابت رہا اور رجوع ہوا اور تواضع وعاجزی کی وذکری لاولی الالباب یعنی اور یاد ہنے کو
واسطے عقل والون کے تاکہ وہ یہ جان لین کہ انجام صبر کا کشایش ہے تنگی سے اور نکلنا ہے سختی سے
اور راحت پیرام ہے قولہ تعالی وخذ بیدک ضغثا الآیہ کا یہ طلب ہے کہ حضرت ایوب
علیہ السلام اپنی بی بی پر خفا ہوئے تھے کسی کام مین جو اوسنے کیا تھا کہا ہے کہ اوسنے اپنی چوٹی
فروخت کی تھی بعوض روٹی کے پہ وہ روٹی اونکو کہلائی تھی سو اوپر اونون نے اوسکو ملامت
کی اور قسم کہائی کہ اگر اللہ تعالی اونکو شفا دے تو البتہ اوسکو مارین گے سو چوٹ قیمی کی کسی نے
کہا اسکے سوا اور کوئی سبب تھا پہ اللہ عزوجل نے اونکو شفا دی اور عافیت عطا کی تو اوسکا بدلا
باوجود اس پوری خدمت اور رحمت وشفقت واحسان کے یہ نہ تھا کہ اوسکا مقابلہ ضرب کے
ساتھ کیا جاے پس اللہ عزوجل نے اونکو یہ فتوی دیا کہ ایک ضغث لین ضغث کہتے ہین شمراخ
کو کہ اوسمین سو ٹہنیان ہون پہر اوسکو ایک ضرب لگا دین اور اونکی قسم سچی ہوگئی اور اوسکے توڑنے
سے نکلی اور اپنی نذر پوری کی یہ کشایش اور نکاسی اوس شخص کے واسطے ہے جو اللہ تعالی سے ڈرا اور
اوسکی طرف رجوع ہوا اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب
اونکی یہ مدح وثنا کی کہ وہ اچھا بندہ ہے بڑا رجوع ہونے والا ہے اور اسی واسطے اللہ جل جلالہ
نے یون فرمایا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل
علی اللہ فہو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شی قدرا فقہاین سے
بہت سون نے اس آیت کریمہ کے ساتھ استدلال کیا ہے کئی مسئلون پر باب ایمان وغیرہ
مین اور اوسکے مقتضا کے ساتھ اونکو اخذ کیا ہے واللہ اعلم بالصواب کذا فی ابن کثیر ف
فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ واذکر عبدنا معطوف ہے واذکر عبدنا داود پر حضرت سلیمان کے
قصے کو اس طرز پر شروع نہ کیا اس لئے کہ درمیان اونکے اور حضرت داود کے کمال اتصال ہے

ف اور یہ کہنا ذرا بعید ہے کہ وہ ذکر ہے کہ اوپر گذرا ہے اور اوسکو بحال رہنا اور رجوع کرنا ہے اور اوسکو کشایش ہونا اور رجوع کرنا ہے اور اوسکو نکلنا ہے سختی سے اور راحت پیرام ہے اور اوسکو ثابت رہن

یہانتک کہ دونون کا قصہ ایک ہی قصہ ہے کانہ ایوب عطف بیان ہے عبدنا کا اور اذ نادی ربہ بدل اشتمال ہے عبدنا سے حضرت ایوب فرزند ہین عیصو بن اسحق علیہ السلام کے انی مسنی الشیطان کو بعضون نے بفتح ہمزہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ حکایت ہے اونکے کلام کی جسکے ساتھ اونہون نے اپنے رب کو پکارا اور اگر اللہ پاک اوسکی حکایت نہ کرتا تو یون فرماتا انہ مسہ عیسیٰ بن عمر نے بکسر ہمزہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ قول مقدر ہے یعنی قال انی الخ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصے کے ذکر کرنے مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہے اس بات کا کہ تکلیفون پر صبر کرنے مین اونکا اقتدا فرمائین جمہور نے نصب کو بضم نون وسکون صاد پڑہا ہے کہا ہے کہ یہ جمع ہے نصب کی جیسے اسد کی جمع اُسد ہے کسیئے کہا کہ یہ ایک لغت ہے نَصب مین جیسے رَشد و رُشد ابو جعفر وغیرہ نے بضمتین اور یہ حضرت حسن سے بھی مروی ہے اور ابو حیوہ وغیرہ نے بفتح وسکون یہ سب قراتین ایک معنی مین ہین مختلف جو ہوئی ہین سو بسبب اختلاف لغات کے ابو عبیدہ نے کہا کہ نصب بفتحتین بمعنی تعب واعیا ہے یعنی تھکنا اور باقی قراتون پر بمعنی شر و بلا ہے عذاب بمعنی الم ہے یعنی درد قتادہ و مقاتل نے کہا کہ نصب جسم مین اور عذاب مال مین نحاس نے کہا اسمین بعد ہے اوسنے اسی طرح کہا ہے اور اول تفسیر نصب کی ہے بمعنی لغوی کے ساتھ یعنی تعب واعیا اور تفسیر عذاب کے ساتھ اوس شے کی جسپر مسمی عذاب کا صادق آتا ہے یعنی الم اور یہ دونون راجع ہین طرف بدن کے امام احمد نے زہد مین اور ابن ابی حاتم و ابن حسا کر نے حضرت ابن عباس سے ایک خبر طویل حضرت ایوب کے قصہ مین روایت کی ہے جسکا اول یہ ہے کہ شیطان آسمان کیطرف چڑہا پہر عرض کیا یارب تو مجھے ایوب پر مسلط کردے اللہ پاک نے فرمایا البتہ مقرر مین نے تجھکو مسلط کردیا اوسکے مال و اولاد پر اور اوسکے جسم پر تجھکو مسلط نہین کیا الحدیث بطولہ اس حدیث مین نکارت شدید ہے اسواسطے کہ اللہ پاک اپنے انبیا مین سے کسی نبی پر ایسا قابو اور تسلط عظیم شیطان کو نہین دیتا ہے جس کی نسبت جو شیطان کی طرف کی باوجود اسکے کہ نصب و عذاب کا مس کرنے والا اللہ پاک ہی ہے سو یا تو اس لیے نسبت کی کہ جب ایوب علیہ السلام نے شیطان کے وسوسے پر عمل کیا تو اس پر اونکو عقاب کیا گیا ساتھ اوس نصب و عذاب کے پس کسی نے تو یہ کہا کہ اونہون نے اپنی کثرت مال کے ساتھ عجب کیا تہا کسی نے کہا کہ کسی مظلوم نے اونسے فریاد رسی چاہی تہی

۵ یعنی ابو جعفر یزید بن القعقاع و شیبہ جعفی و ناقع فی روایۃ عنہ ۱۲ منہ

۵۲ یعنی یعقوب و جعفی فی روایۃ عنہ ۱۲ منہ

سواوسکی فریادرسی نہ کی کسینے کہا کہ بطریقہ ادب شیطان کی طرف مس کے نسبت کی کسینے کہا کہ شیطان نے اونکی اتباع کے دلمین وسوسہ ڈالا تو اونہون نے اونکو چھوڑا اور اپنے گھرون سے اونکو نکال دیا اس لیے اوسکی طرف نسبت کی کسی نے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ شیطان اونکی حالت مرض و ابتلا مین مصیبت پر صبر نہ کرنے کی اور بے صبری کرنے کی خوبی کا اون کے دل مین وسوسہ ڈالتا تھا ان کے سوا اور قول ہین قولہ تعالی ارکض برجلک سے اول قول مقدر ہے اسی قلنا لہ ارکض کسائی نے اسی طرح کہا ہی یعنی ہمنے اوس سے کہا کہ لات مار اپنے پاؤن سے رکض کہتے ہین پانون سے دفع کرنے کو جب کوئی اپنے پانون سے سواری کے جانور کو مارتا ہی تو محاورۂ عرب مین یون بولتے ہین رکض الدابۃ مبرد نے کہا کہ رکض بمعنی تحریک ہی اصمعی نے کہا کہ رکضت الدابۃ بولتے ہین اور رکضت ہی نہین کہتے ہین اس واسطے کہ رکض ہوے سو حرکت دینا سوار کا ہے اپنے دونون پانون کو سواری کا اسمین کوئی فعل نہین ہے سیبویہ نے یہ حکایت کیا ہے کہ رکضت الدابۃ فرکضت یعنی مین نے سواری کو حرکت دی تو اوسنے حرکت کی جیسے یون بولتے ہین کہ جبرت العظم فجبر یعنی مین نے ہڈی کو جوڑا تو وہ جڑ گئی قولہ تعالی ھذا مغتسل بارد و شراب ہی قول مقدر کا مقولہ ہے تقدیر یہ ہے فرکض برجلہ فنبعت عین فقلنا لہ ہذا مغتسل الخ مغتسل وہ پانی ہے جس سے غسل کیا جاتا ہے اور شراب وہ پانی ہے جس سے پیا جاتا ہے کسی نے کہا مغتسل وہ مکان ہے جسمین نہاتے ہین ظاہر نظم کریم یہ ہے کہ نہانا اور پینا ایک چشمے سے تھا قتادہ نے کہا وہ دو چشمے ہین زمین شام کی ایک زمین مین جسکو جابیہ کہتے ہین پس حضرت ایوب ایک چشمے سے نہائے تو اللہ تعالی نے اونکی ظاہری بیماری دور کردی اور دوسرے چشمے سے پیا تو اللہ تعالی نے اونکے باطن کی بیماری دفع کردی اسی طرح حضرت حسن نے بھی کہا ہی مقاتل نے کہا کہ ایک بہتا چشمہ پھوٹ نکلا تو اوسمین نہائے پس صحیح تندرست نکل آئے پھر دوسرا چشمہ پھوٹ نکلا تو اوس سے شیرین سرد پانی پیا قولہ تعالی ووھبنا لہ معطوف ہے مقدر پر گویا یون کہا گیا فاغتسل وشرب فکشفنا عنہ بذلک ما بہ من ضر ووھبنا لہ اہلہ حاصل معنی یہ ہی کہ ہمنے اوس سے کہا کہ اپنے پانون سے لات مار پھر اوسنے لات ماری تو ایک چشمہ پھوٹ نکلا پھر ہمنے اوس سے کہا یہ نہانے کا سرد پانی ہے اور پینے کا پھر اوس نے غسل کیا اور پیا تو جو ضرر اوسمین تھا وہ سب ہمنے اوس سے دور کر دیا اور بخشا ہمنے اوسکو گھر و آل اوسکی کہا ہے کہ اللہ پاک نے اونکو زندہ کر دیا بعد اسکے کہ اونکو مار ڈالا تھا

کسی نے کہا کہ اونکو جمع کر دیا بعد اونکے متفرق ہونے کے کسی نے کہا کہ اونکی غیر مثل اونکی
پہراون کے ساتھ اونکی مثل اور دیے یہی معنی ہین اس قول کے ومثلہم معہم پس اونکے
گھر والے جو ابتلا سے پہلے تھے اب اون کے دوگنے ہوگئے رحمۃ منا وذکری
لاولی الالباب مفعول لہ ہے وہبنا کا یعنی ہمنے اوسکے گھر والے اوسے بخشے
اور اوتنے ہی اونکے ساتھ اور واسطے رحم کرنے ہمارے کے اوسکو اور اس لیے
کہ عقل والے وسکے حال سے نصیحت پزیر ہون تو سختیون پر صبر کرین جیسا اوسنے صبر کیا
اور پناہ پکڑین طرف اللہ تعالی کے جیسی اوسنے پناہ پکڑی تاکہ وہ انکا نیک انجام کرے جیسا کہ اوسکا کیا اسکی تفسیر پہلے طور پر اور مذہبی مین
گزر چکی ہے دوبارہ اُسکے ذکر کی ضرورت نہین ہے قولہ تعالی وخذ بیدک ضغثا الآیہ
معطوف ہے اکفل پر یا وہبنا پر یا تقدیر یہ ہے وقلنا لہ خذ الخ ضغث عثکال نخل ہے مع اوسکی
شماریخ کے کسی نے کہا کہ ایک مٹھا ہے گھاس کا گیلا سوکھا ملا ہوا کسی نے کہا ایک بڑا گٹھا
ٹہنیون کا اصل مادہ ض غ ث ہے جمع مختلطات پر یعنی جس کلمے مین ض غ ث ہون گے تو اوس مین
جمع مختلط کے معنی ہونگے واحدی فرماتے ہین الضغث ملء الکف من الشجر والحشیش والشماریخ
حضرت ابن عباس کے اسمین تین لفظ ہین ایک یہ ہے کہ الضغث ہوالاسل دوسرا یہ ہے القبضۃ
من المرعی الرطب تیسرا یہ ہے الخرمۃ حنث بمعنی اثم ہے اسکا اطلاق اوس شے کے
کرنے پر ہوتا ہی جسکے ترک پر قسم کہائی گئی ہی یا ترک پر اوس شے کے جسکے فعل پر قسم کہائی گئی ہے اس لیے کہ یہ دونون
اثم مین سبب ہوتی ہین معنی یہ ہین اور ہمنے کہا ایوب سے لے اپنے ہاتھ مین ایک مٹھا کھجور کی ٹہنیون کا یا گھاس کا پھر
اوس سے مارلے اور مت حانث ہو اپنی قسم مین اونہون نے اپنے مرض مین قسم کہائی تہی کہ اپنی
بی بی کو سو مارین گے اس کے سبب مین اختلاف ہے پس سعید بن مسیب نے کہا سبب قسم کا
یہ ہے کہ اون کی بی بی جو روٹی اون کے پاس لایا کرتی تہین اوس سے زیادہ لائین تو وہ اونکی
خیانت سے ڈری اسپر قسم کہائی کہ اونکو مارین گے یحیی بن سلام وغیرہ نے کہا کہ شیطان نے
اونکی بی بی کو یہ اغوا کیا کہ وہ ایوب علیہ السلام کو اسپر آمادہ کرے کہ وہ ایک بکری کا بچا ذبح کرین واسطے
قربت چاہنے کے طرف شیطان کے کیونکہ جب وہ یہ کام کرینگے تو اچھے ہوجائینگے اسپر قسم کہائی
کہ اوسکو مارین گے سو مارجبکہ اونکو عافیت ملیگی کسی نے کہا کہ اونکی بی بی نے اپنا گیسو فروخت کیا تہا

۵۱ عثکال بالکسر خوشہ خرما
۵۲ شماریخ بالکسر خوشہ خرما
۵۳ یعنی مٹھی بھر درختون سے
گھاس سے
۵۴ بفتحتین اصل درخت
۵۵ القبضۃ بالضم یعنی بقدر مٹھی
۵۶ بالفتح وسکون یعنی بقدر مٹھی

بعوض دو روٹی کے جبکہ اوسنے کوئی شے نہ پائی اور حضرت ایوب اوس گیہوں سے لپٹتے تھے
جبکہ کہڑے ہونے کا ارادہ کرتے سو اس لیے قسم کہائی کہ اوسے مارین گے امام احمد نے
زہد مین حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ابلیس راہ پر بیٹھا اور ایک صندوق لیا کہ لوگون
کی دوا کرتا ہے پس حضرت ایوب علیہ السلام کی بی بی نے کہا اے اللہ کے بندے یہان ایک
مبتلا ہے سو کیا تجھے اس کی حاجت ہے کہ تو اوسکی دوا کرے اوسنے کہا ہان بشرط اسکے
کہ اگر مین اوسکو شفا دیدون تو وہ یون کہے کہ تو نے ہی مجھے شفا دی اسکے سوا اور اُجرت مین اوس سے
نہین چاہتا ہون پھر وہ حضرت ایوب کے پاس آئین اونسے اسکا ذکر کیا تو وہ بولے تیری خرابی ہو
یہ تو شیطان ہے واسطے اللہ کے مجھپر یہ ہے کہ اگر اللہ مجھے شفا دے تو مین تجھے سو مارون
مارون گا پھر جب اللہ نے اونکو شفا دی تو اونکو اوام کیا کہ ایک مٹھا لیون پھر اوس سے اوسکو مارین
پس اونھون نے ایک خوشہ کھجور کا لیا اوس مین سو ٹہنیان تہین پھر اوس سے اوسکو مارا ایک
ضرب امام احمد و طبرانی نے ابو اُمامہ بن سہل بن حنیف سے روایت کیا ہے کہا کہ بنی ساعدہ
مین ایک لونڈی زنا سے حاملہ ہوئی تو اوس سے کہا گیا کہ تیرا حمل کس سے ہے وہ بولی کہ فلان
مُقعد سے پھر مُقعد سے پوچھا تو بولا کہ اوسنے سچ کہا پس یہ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی طرف پہونچایا گیا تو آپنے فرمایا کہ کھجور کا ایک خوشہ جسمین سو ٹہنیان ہون پھر اوسکو ایک
ضرب لگاؤ اس حدیث کے اور طریق بھی ہین علما رحمہم اللہ تعالی نے اختلاف کیا ہے
کہ آیا یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھہ خاص ہے یا سب لوگون کے واسطے عام ہے
اور جو شخص قسم کہائے تو ایسا کرکے اپنی قسم سے خارج ہوجاے امام شافعی رحمہ اللہ تعالے
فرماتے ہین جسوقت کوئی شخص یون قسم کہاے کہ لیضربن فلانا مائۃ جلدۃ او ضربا او ضربا شدیدا
نہ کہے اور نہ اپنے دل مین نیت کرے تو اوسکو ایسی ضرب کافی ہے جو اس آیت مین مذکور
ہے ابن منذر نے اون سے اور ابو ثور و اصحاب الرای سے اسکو حکایت کیا ہے عطا
کہتے ہین کہ یہ خاص ہے ساتھہ ایوب علیہ السلام کے اور ابن قاسم نے امام مالک سے اس کو
روایت کیا ہے پھر اللہ پاک نے حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف کی یون ارشاد فرمایا
انا وجدناہ صابرا یعنی بیشک ہمنے اوسکو جانا صبر کرنیوالا اوس بلا پر جسکے ساتھہ ہمنے

اوسکو مبتلا کیا کیونکہ وہ مبتلا کیے گئے تھے ساتھ مرض عظیم کے اوسنکے جسد مین اور اونکے مال و
اولاد واہل کے جانے مین پر اونھون نے صبر کیا ہی یہ بات کہ اونھون نے بجز الہ کی طرف
شکایت کی جیسے عافیت کی تمنا اور تلب شفا سو یہ صبر مین خلل انداز نہین ہے اس لیے کہ یہ
جزع و بے صبری نہین ہے شکایت مذموم وہی ہوتی ہے جبکہ مخلوق سے ہو حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ایوب راس الصابرین یوم القیامۃ یعنی حضرت ایوب علیہ السلام قیامت
کے دن صابرون کے سردار ہونگے نعم العبد انہ اواب یعنی اچھا بندہ ہے ایوب
اس لیے کہ بڑا رجوع ہونے والا ہے طرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ استغفار و توبہ کے بالجملہ
جب اللہ پاک حضرت ایوب کے صبر کا ذکر کر چکا تو حضرت ابراہیم و حضرت اسحق و حضرت
یعقوب علیہم السلام کے صبر کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا واذکر عبدنا ابراھیم واسحٰق و
یعقوب اولی الایدی والابصار ○ انا اخلصنٰھم بخالصۃ ذکری الدار ○
وانھم عندنا لمن المصطفین الاخیار ○ واذکر اسمٰعیل والیسع وذا الکفل
وکل من الاخیار ○ ھٰذا ذکر وان للمتقین لحسن مآب ○ جنٰت عدن
مفتحۃ لھم الابواب ○ متکئین یدعون فیھا بفاکھۃ کثیرۃ وشراب ○ وعندھم
قٰصرٰت الطرف اتراب ○ ھٰذا ما توعدون لیوم الحساب ○ ان
ھٰذا لرزقنا ما لہ من نفاد ○ ھٰذا اور یاد کرو ہمارے بندون کو ابراہیم اور اسحق
اور یعقوب ہاتھون والے اور آنکھون والے ہمنے امتیاز دیا اونکو ایک چنی بات کا وہ یاد
اوس گھر کی اور وہ سب ہمارے پاس ہین چنے نیک لوگون مین اور یاد کرو اسمٰعیل کو اور الیسع کو اور
ذوالکفل کو اور یہ ایک تہا خوبی والا ہے ایک مذکور ہو چکا اور تحقیق ڈر والون کو ہے اچھا ٹھکانا باغ
عدن بسنے کے کھول رکھے اونکے واسطے دروازے تکیہ لگائے بیٹھے اونمین منگواتے
ہین اون مین میوے بہت اور شراب اور اون کے پاس عورتین ہین نیچی نگاہ والیان ایک
عمر کی یہ وہ ہے جو تمکو وعدہ ملتا ہے حساب کے دن پر یہی روزی دی ہماری اوسکو نہین ٹوٹنا

یہ سن چکے ف۱ یعنی ہاتھون سے بندگی کرتے اور آنکھون سے قدرتین دیکھکر یقین زیادہ
کرتے ف۲ الیسع خلیفہ تھے حضرت الیاس کے نبی ہوئے ف۳ بہشت مین داخل ہونگے

ہر کوئی بن بتائے اپنے گھر مین چلا جاوے گا انتہی وقت اللہ پاک اپنے عباد مرسلین وانبیاے عابدین کے فضائل کی خبر دیتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرماتا ہے کہ یاد کر ہمارے بندون کو ابراہیم واسحق ویعقوب کو جو کہ ہاتھون والے تھے مراد اس سے عمل صالح وعلم نافع ہے اور قوت سے عبادت مین اور بصیرت نافذہ علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ اولی الایدی سے مراد اولی القوۃ ہے اور ابصار سے مراد فقہ دین مین مجاہد نے کہا اولی الایدی یعنی صاحب قوت اللہ کی طاعت مین اور ابصار یعنی صاحب بصر وبینائی حق مین قتادہ وسدی نے کہا کہ وہ دیے گئے قوت عبادت مین اور بصر دین مین قولہ تعالی انا اخلصنا ہم بخالصۃ ذکری الدار مجاہد نے کہا یعنی ہمنے اونکو کر دیا تھا کہ وہ عمل کرتے تھے واسطے آخرت کے اوس کے سوا اور کوئی ہم وفکر اون کو نہ تھا ؎

غم دین خور کہ غم غم دین ست	ہمہ غمہا فرود ترزین ست

اسی طرح سدی نے بھی کہا ہے کہ ذکر اونکا واسطے آخرت کے اور عمل اونکا اوسکے لیے تب مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالی نے دنیا کی حب وذکر کو اون کے دلون سے کھینچ لیا تھا اور آخرت کے حب وذکر کے ساتھ اون کو خالص کر لیا تھا اسی طرح عطا سے خراسانی نے بھی کہا ہے یہ مالک بڑے زاہد وعابد ہین انکا زہد ضرب المثل ہے چنانچہ حضرت سعدی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ؎

ترا کہ مالک دینار نیستی سعدی	علاج نیست بجز زہد مالک دینار

سعید بن جبیر نے کہا کہ مراد دار سے جنت ہے فرماتا ہے کہ ہمنے اوسکو خالص کیا ہے واسطے اونکے بسبب اون کے ذکر کرنے کے اوسکو دوسری روایت مین ہے کہ ذکری الدار سے مراد عقبی الدار ہے قتادہ نے کہا کہ وہ دیا جاتا تھا لوگون کو دار آخرت اور اوسکے واسطے عمل کرنا ابن زید نے کہا جعل لہم خالصۃ افضل شے فی الدار الاخرۃ یعنی اللہ تعالی نے اون کے واسطے خاص بہترین شے رکھی ہے دار آخرت مین قولہ تعالی وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار یعنی بیشک وہ ہمارے پاس البتہ منتخب وبرگزیدہ نیکون سے ہین پس وہ اخیار وپسندیدہ ہین ھذا ذکر یعنی یہ فضل ہے واسطے اوس شخص کے کہ جسمین وہ ہو ذکر ہے واسطے اوس کے

ص کا لفظ یہ ہے ای یا صاد افصل لین قرئت کرین ہم کہ غالبا یہ ہے یا صاد بصاد ہے کہ فصل واقع ہوا ہے واللہ تعالی اعلم ۱۲ منہ تصحیح سلمہ اللہ تعالی

جوکہ نصیحت پزیر ہو سدی نے کہا کہ ذکر سے مراد قرآن عظیم ہے اللہ پاک اپنے مومن سعید نیکبخت بندون کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ اون کے واسطے دار آخرت مین حسن مآب ہے مآب بمعنی مرجع و منقلب ہے یعنی اچھی جگہہ رجوع ہونے کی پہر اوسکی یہ تفسیر فرمائی جنات عدن مفتحۃ لھم الابواب الف و لام عوض ہے مضاف الیہ سے اے ابوابہا یعنی باغ ہین اقامت کے ہمیشہ بسنے کی جسوقت وہ اونکے پاس آئینگی تو اونکے واسطے اونکے دروازے کہولے جائین گے ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین ایک محل ہے اوسکو عدن کہتے ہین گرداوس کے بروج[۵۱] و مروج ہین اوس کے پانچ ہزار دروازے ہین نزدیک ہر دروازے کے پانچ ہزار حجرہ ہین داخل نہوگا اوسمین یا ساکن نہوگا اوس مین مگر نبی یا صدیق یا شہید یا امام عدل ابواب جنت ثمانیہ کے ذکر ہین بہت سی حدیثین بوجود عدیدہ وارد ہوئین ہین قولہ تعالی متکئین فیہا کہا ہے کہ چار زانو چہہ کہٹکے ہین بیٹہے ہونگے یدعون فیہا بفاکہۃ کثیرۃ یعنی منگواتے ہین میوے بہت مطلب یہ ہے کہ جب طلب کرینگے تو پائین گے اور جب ارادہ کرین گے تو حاضر کیے جائین گے و شراب کا یہ مطلب ہے کہ شراب کی قسمون سے جس قسم کو چاہین گے خادم لوگ آبخورہ ہین اور تہیون مین اوسکو لیکر اون کے پاس حاضر ہون گے و کاس من معین او پیالہ نتھری شراب کا قولہ تعالی و عندہم قاصرات الطرف یعنی اون کے پاس عورتین ہین جو کہ اپنے خاوندون کے سوا غیر سے اپنی نگاہ کو روکنے والیان ہین خاوندون کے سوا کسی کی طرف التفات نہین کرتی ہین اتراب یعنی سن و عمر مین برابر ہین یہ معنی ہین حضرت ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و محمد بن کعب و سدی کے قول کے ہذا ما توعدون لیوم الحساب یعنی یہ صفت جنت کی جس کا ذکر ہوا وہی ہے جسکا اللہ تعالی نے اپنے متقی بندون سے وعدہ کیا ہے جسکی طرف وہ جائین گے بعد نشور و قیام کے قبرون سے اور بعد سلامتی کے نار سے پہر اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ جنت مین ہمیشہ رہینگے اوسکو نہ کسی طرح کا زوال ہے نہ انقضاء و انتہا ہے فرمایا ان ہذا لرزقنا مالہ من نفاد کما قال عز و جل[۵۲] ما عندکم ینفد و ما عند اللہ باق و کقولہ جل و علا[۵۳] عطاء غیر مجذوذ و کقولہ تعالی لہم اجر[۵۴] غیر ممنون یعنی غیر مقطوع و کقولہ تعالی اکلہا[۵۵] دائم و ظلہا

---

۵۱ بروج کہ تین بلند مکان ہوتے ہین مکانون کو اور مروج ہم مزار روشن اور چہرہ یا دار نقش و مخطط ہے واللہ اعلم

۵۲ یعنی پاس ہے تم کو اور کہتے ہین کہ اور تو اللہ پاس ہے تم کو

۵۳ بخشش ہے

۵۴ اونچا نہ ہونیوالا

۵۵ ہمیشہ اور کایم رہنیوالا ہے

۵۶ یہ ترجمہ ہے اوپر ناقابل انقطاع کے

تلك عقبى الذين اتقوا وعقبى الكافرين النار اس باب مين بهت سے آيتين هين كذا في
ابن كثير وفتح البيان كا بيان فاتح يه هے كه ابراهيم واسحق ويعقوب سے بهت سے انبيا هوے هين
پهر اونكو پهونچين تو اونكي عمر كيا ذكر اولاد اونكي بيروي كر جمهور نے سبا دنا الخ پڑها هے اور حضرت
ابن عباس وغيره نے[ك] عبدنا بافراد جمهور كي قرارت پر ابراهيم واسحاق ويعقوب عطف بيان هونگے
عباد نا كا اور ثانى كى بنياد پر ابراهيم عطف بيان هونگا اور مابعد اوسكا مبطوف هوگا عبدنا پر ابراهيم
پر كبهى يون كها جاتا هے كه جب عبدنا سے مراد جنس هو تو جمع كا اوس سے بدل كرنا جايز هے
كسى نے كها كه ابراهيم اور مابعد اوسكا بدل هے يا نصب باضمار اعنى هے ليكن عطف بيان ظاهر
تر هے اور جمهور كى قرارت واضح تر ابو حاتم وابو عبيد نے اوسكو اختيار كيا هے ايدى يا تو جمع
هے يه بمعنى دست كے هاتهه سے اعمال كا كنايه كيا هے اس ليے كه اكثر اعمال كے هاتهه هى
سے مزاولت كيجاتى هے كسى نے كها كه جمع هے يه بمعنى قوت وقدرت كے قتاده نے
كها كه اونكو عبادت مين قوت اور بصيرت دين مين عطا كى گئى تهى واحاق كهتے هين كه مجاهد سے
بصيرت مين دين وعلم مين رها ايدى سو اسكى تاويل مين اختلاف هے پس اهل تفسير تو يه كهتے هين
كه مراد اوس سے قوت هے دين مين اور ايك قوم يه كهتى هے كه ايدى جمع هے يد بمعنى نعمت كى يعنى
وه اصحاب نعم هين جنهه الله عز وجل نے انعام فرمايا هے كسى نے كها كه وه اصحاب نعم هين
لوگون پر اور اصحاب احسان هين طرف اوسكے اس ليے كه اونهون نے احسان كيا هے اور ذخيره
آسكو بهى هے ابن جرير نے اسكو اختيار كيا هے جمهور نے الايدى باثبات حرف يا پڑها هے
اور حضرت ابن مسعود وغيره[ك] نے بغير يا پس كها هے كه معنى اس كے وهى پهلى قرارت كے معنى هين
حرف يا حرف اس ليے محذوف كيا هے كه كسره او پر دال هے كسى نے كها كه ايد بمعنى قوت هے
مگر مخشرى نے كها وتفسيره بالايد من التاييد قلق غير ممكن اتهى يعنى ايد كو تائيد سے ليكر ايك تفسير
مضطرب هے جمهى نهين هے گويا مخشرى كے نزديك قلق صرف اس ليے هے كه الابصار كا
عطف ايد پر هے سو الابصار اوس ايد كے مناسب نهين هے جو كه تائيد سے ماخوذ هے
ليكن يه شبهه يون دور هو سكتا هے كه ايد والابصار سے حقيقت جوارح مراد نهين هے كيونكه

ك يعنى بجاے عبدنا قرات عبادنا
بجاے الف ١٢ منه
ك٢ يعنى ابن مسعود وابن وثاب
وابن ابى عبلة ١٢ منه

ہاتھون والا اور آنکھون والا تو ہر کوئی ہے پھر اس مین مدح کیا ہوئی بلکہ مراد یہی ہے کہ ایدی کنایہ ہے
عمل صالح سے اور ابصار کنایہ ہے اس سے کہ اپنی بصیرت سے غور و فکر کرے اللہ پاک کی
قدرتون کو سوچے سمجھے سو اب کسی طرح کا قلق و اضطراب نہین ہے گویا یون کہا کہ اولی القوۃ والتفکر
بالبصیرۃ زمخشری بھی اس سے قبل کچھ اسی طرف مائل ہوئے ہین یہ حاصل ہے تبیین کا کسی نے
کہا معنی یہ ہین کہ صاحب اعمال جلیلہ و علوم شریفہ ہین پس اعمال کی تو ایدی کے ساتھ تعبیر کی اس
واسطے کہ اکثر کام ہاتھون ہی سے ہوتے ہین اور معارف کی ابصار سے کیونکہ ابصار اقوی
مبادی ہین معارف سے حضرت ابن عباس کا ایک لفظ یہ ہے کہ القوۃ فی العبادۃ والابصار الفقہ
فی الدین دوسرا لفظ یہ ہے کہ الایدی النعمۃ غرضکہ جب اونکا یہ وصف ہوا کہ شرف عبودیت و علو رتبہ علم
و عمل مین اونکو حاصل ہے تو اسکی یہ علت ذکر فرمائی انا اخلصناھم بخالصۃ ذکری الدار
یعنی علم و عمل مین شرف عبودیت و علو رتبہ اس لیے اونکو حاصل ہوا تھا کہ اللہ پاک نے اونکو امتیاز
بخشا تھا ساتھ ایک چنی بات کے وہ یہی یاد ہے دار آخرت کی بیشک جو کوئی دار آخرت کی یاد کے
ساتھ مخصوص ہوگا اوسی کو علم و عمل مین علو رتبہ نصیب ہوگا جمہور نے بخالصۃ کو تنوین بدون
اضافت پڑہا ہے اس بنا پر کہ مصدر بمعنی اخلاص ہے پس ذکری اوس سے منصوب ہوگا
یا بمعنی خلوص ہے تو اب اوس سے مرفوع ہوگا یا خالصۃ اسم فاعل اپنے باب پر ہے اور
ذکری اوس کا بدل ہے یا بیان یا منصوب ہے باضمار اعنی یا مرفوع ہے باضمار مبتدا اور دار یا تو مفعول اتے
ہے ذکری کا یا ظرف ہے بنا بر اتساع یا بنا بر اسقاط خافض بر ہر تقدیر خالصۃ صفت ہے موصوف
محذوف کی اور حرف با سببیہ ہے یعنی بسبب خصلت کے ایسی خصلت کہ خالص ہے اوسمین
کسی طرح کی ملونی نہین ہے نافع و شیبہ و ابو جعفر و ہشام نے ابن عامر سے باضافت خالصہ
طرف ذکری کے اس بنا پر کہ اضافت واسطے بیان کے ہے اس لیے کہ خالصہ ذکری ہوتا ہے
اور کبھی غیر ذکری جس طرح کہ شہاب قبس مین ہے اس لیے کہ شہاب قبس و غیر قبس ہوتا ہے
یا اس بنا پر کہ خالصہ مصدر مضاف ہے طرف اپنے مفعول کے اور فاعل محذوف ہے
اے بان اخلصوا ذکر الدار و تناسوا عند ذکرہا ذکر الدنیا یعنی بامیطور کہ خالص کیا اونہون نے
ذکر دار کا اور بہلا دیا وقت اوسکے ذکر کے ذکر دنیا کا یا مصدر بمعنی خلوص مضاف ہے

طرف اپنے فاعل کے مجاہد نے کہا معنی آیت کے یہ ہین استصفیناہم بذکر الاخرۃ
فاخلصناہم بذکرہا قتادہ نے کہا کہ وہ بلاتے تھے طرف آخرت کے اور طرف اللہ کے
سدی نے کہا کہ وہ خالص کیے گیے ساتھ خوف آخرت کے واحدی نے کہا
پس جس شخص نے خالصۃ کو بتنوین پڑہا ہے تو معنی یہ ہون گے کہ کیا ہمنے اونکو واسطے
ہمارے خالص باین طور کہ خالص ہوا واسطے اون کے ذکر دار کا اور خالصۃ مصدر بمعنی خلوص
ہے اور ذکری بمعنی تذکیر یعنی خالص ہوا واسطے اونکے تذکر دار کا اور وہ یہ ہے کہ وہ ذکر
کرتے ہین اوس کے واسطے تیار ہونے کا اور دنیا مین بے رغبتی کرتے ہین اور یہ
امر انبیا علیہم السلام کی شان سے ہے رہا وہ شخص جس نے خالصۃ کو ذکری الدار کی طرف
مضاف کیا ہے سو اوسکے نزدیک یہ معنی ہین کہ ہمنے اونکو خالص کیا باین طور کہ خالص
ہو گئی اون کے واسطے یاد اوس گھر کی اور خالصۃ مصدر مضاف ہے طرف فاعل کے
اور ذکری اس معنی کی بنا پر بمعنی ذکر ہے کسی نے کہا کہ ذکری الدار سے مراد ثنائے جمیل ہے
دنیا مین اور یہ ایک ایسی شے ہے کہ اللہ پاک نے اوسکے ساتھ اونکو خالص کیا ہے
پس اونکا غیر دنیا مین ذکر نہین کیا جاتا ہے مانند اوس شے کے جسکے ساتھ وہ ذکر کیے
جاتے ہین اسکے مقوی یہ آیت ہے وجعلنا لہم لسان صدق علیا قالہ النسفی لیکن
اس قول مین بعد ہے ابن جریر نے کہا کہ اخلصناہم کے معنی ہین جعلناہم خالصین لنا
یا خصصناہم دون غیرہم اور خالصۃ صفت ہے موصوف محذوف کی ای بخصلۃ خالصۃ رہا حرف با سو
اول کی بنا پر تو واسطے تعلیل کے ہے اور ثانی کی بنیاد پر واسطے تعدیت فعل کے ہے
پھر اللہ پاک نے اونکا اور وصف بیان فرمایا وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار
اصطفا بمعنی اختیار ہے یعنی برگزیدہ کرنا اخیار جمع ہے خیر تشدید کی اور خیر تخفیف کی
جسطرح کہ امواۃ جمع ہے میت مشدد و مخفف کی معنی یہ ہین انہم عندنا لمن المختارین من ابناء جنسہم
من الاخیار یعنی اون کی ابناء جنس جو نیک لوگ ہین اونمین سے وہ چنے ہوئے ہین نزدیک
ہمارے اول اللہ پاک نے حضرت اسمعیل کے والد کا اور اون کے بھائی کا اور اون کے
برادر زادہ کا ذکر کیا بعد اوس کے علحدہ کر کے اونکا ذکر کیا یون فرمایا واذکر اسمعیل سو اسکی یہ وجہ ہے

لہ
فرمایا ہمنے واسطے
پچاول اوپر قاف ۱۲ منہ

کہ منظور آگاہی بخشنا ہے اس امر پر کہ جس صبر کا اسجگہ یاد دلانا مقصود ہے اوسمین وہ انتہا کے
درجے کو پہونچے ہوئے ہین اس لیے خاصکر کے اونکا ذکر عمدہ کیا الیسع ابن اخطوب
بن عجوز ہین حضرت الیاس نے انکو بنی اسرائیل پر خلیفہ کیا پھر نبی ہوئے ذوالکفل کی نبوت
ولقب مین اختلاف ہے یہ الیسع کے برادر عم زادہین یا حضرت ایوب کے فرزند ہین اللہ تعالیٰ
نے بعد اون کے والد کے اون کو مبعوث کیا اور اونکا نام ذوالکفل رکھا شام مین مقیم رہے
یہانتک کہ انتقال کیا عمر اونکی پچہتر برس کی تھی ذکر الیسع کا سورۂ انعام مین اور ذکر ذوالکفل کا سورۂ
انبیا مین گزر چکا ہے ان لوگون کے ذکر سے یہ مراد ہے کہ یہ اون نبیون مین سے ہین جنہون نے
صبر کیا اور اللہ تعالے کے دین مین سختیون کی برداشت کی اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اونکو یاد کرین تاکہ صبر وتحمل مین اون کی راہ چلین قولہ تعالیٰ وکل من الاخیار
یعنی حضرت داؤد علیہ السلام سے لیکر یہانتک جنکا ذکر گزرا یہ سب اون نیک بندون سے
ہین جنکو اللہ تعالی نے اپنی نبوت کیواسطے پسند کیا اور اپنی خلق سے اونکو برگزیدہ فرمایا پھر جو
اوصاف کہ اون کی خوبیون پر ناطق ہین جنکا ذکر گزر چکا ہے اللہ پاک نے اونکی طرف اشارہ
کر کے فرمایا ھذا ذکر یعنی یہ اونکا ذکر جمیل وشرف وبزرگی ہے دنیا مین جسکے ساتھ وہ ہمیشہ
ذکر کیے جاتے ہین مقصود اس جملے کے لانے سے یہ بات بتانا ہے کہ قصہ پورا ہو چکا اور دوسرا
قصہ شروع ہوا یہ تو اونکی مدح وثنا کا ذکر دنیا مین تھا اب اون کے اجر جزیل کا بیان شروع کیا جو کہ
آخرت مین اون کے واسطے ہے پس ارشاد فرمایا وان للمتقین لحسن مآب یعنی اور بیشک
واسطے پرہیزگارون کے مع اس ذکر جمیل وثنائے حسن کے البتہ حسن مرجع ہے
آخرت مین مطلب یہ ہے کہ آخرت مین وہ رجوع کرینگے طرف اللہ پاک کے مغفرت ورضوان و
نعیم جنت کے پھر حسن مرجع کا بیان کیا کہ وہ یہ ہے جنات عدن مفتحۃ لھم
الابواب اصل مین عدن بمعنی اقامت ہے جب کوئی شخص مکان مین مقیم ہو تو محاورے مین یون
بولتے ہین کہ عدن بالمکان یعنی باغ مین رہنے بسنے کے جنکے دروازے اون کے واسطے
کھلے ہوئے ہین کسیسنے کہا کہ عدن ایک محل کا نام ہے جنت مین حضرت حسن نے فرمایا کہ
دروازون سے کہا جاے گا کہ کھل جاؤ تو وہ کھل جائین گے بند ہو جاؤ تو بند ہو جائین گے

کسی نے کہا کہ فرشتے اون کے واسطے دروازے کہولین گے جمہور نے جنات کو
منصب پڑہا ہے اس بناپر کہ حسن مآب سے بدل ہے برابر ہے کہ جنات عدن معرفہ ہو یا
نکرہ کیونکہ معرفہ نکرہ سے اور نکرہ معرفہ سے بدل پڑتا ہے یہ بھی جائز ہے کہ جنات عطف
بیان ہو اگر وہ نکرہ ہو اور اگر وہ معرفہ ہو تو جائز نہین ہے مذہب پر جمہور نحاۃ کے اور بعض نے
اسکو جائز کہا ہے یہ بھی جائز ہے کہ نصب جنات کا باضمار فعل ہو کسی نے جنات کو برفع پڑہا ہے
اس بنیاد پر کہ مبتدا ہے اور خبر اوسکی مفتحۃ ہے یا اس بناپر کہ جنات عدن خبر ہے مبتدا ے
محذوف کی اے ہے جنات عدن قولہ تعالی مفتحۃ لہم الابواب حال ہے جنات سے
اور عامل اوس مین معنی فعل کے ہین جو کہ متقین مین ہین اور الابواب نائب فاعل ہے مفتحۃ کا جسطرح
کہ اس آیت مین ہے وفتحت ابوابہا اور رابط درمیان حال و ذوالحال کے ضمیر مقدر ہے
یعنی منہا یا الف ولام رابط ہے اس لیے کہ وہ قائم مقام ضمیر کے ہوتا ہے کیونکہ اصل یہ
ہے مفتحۃ لہم ابوابہا کسی نے کہا کہ رفع ابواب کا بنا بر بدل ہے مفتحۃ کی ضمیر سے جو کہ جنات
کی طرف راجع ہے ابوعلی فارسی اسی کے قائل ہین اے مفتحۃ ہی الابواب فراء نے
کہا معنی یہ ہین مفتحۃ لہم ابوابہا عرب لوگ الف ولام کو اضافت کا خلیفہ کرتے ہین زجاج نے
کہا معنی یہ ہین مفتحۃ لہم الابواب منہا قولہ تعالی متکئین فیہا منصوب ہے بنا بر حال لہم کے
ضمیر سے اور عامل اوسمین مفتحۃ ہے کسی نے کہا حال ہے یدعون سے عامل پر اوسکو
مقدم کردیا ہے یدعون فیہا بفاکھۃ کثیرۃ یعنی منگائین گے جنتون مین اس حال مین کہ وہ تکیہ
لگائے ہون گے اون مین میوے بہت یعنی میوے کے بہت سے انواع و اقسام
و شراب اے و شراب کثیر لفظ کثیر کو یہان سے حذف کردیا ہے اس لیے کہ اول سے
معلوم ہوتا ہے یعنی اور منگوائین گے بہت سی شراب یہان میوے منگانے پر قصر کیا مقصود
اس سے یہ بات بتانا ہے کہ جنت والون کے کہانے کی چیزین محض تفکہ و تلذذ کیواسطے
ہین نہ اس لیے کہ اونکو غذا بنائین جبکہ متکئین کو لہم کی ضمیر سے حال ٹہیرائین اور مفتحۃ کو اوسمین
عامل کہین تو اس صورت مین جملہ یدعون کا مستانفہ ٹہیرے گا واسطے بیان اون کے حال کے
کسی نے کہا کہ جملہ یدعون متکئین کی ضمیر سے حال ہے یا الجملہ جبکہ اللہ پاک نے

اور کہے گے اوس سے
دروازے ۱۲

اہل جنت کے تفکہ و شراب کا ذکر کیا تو بعد او سکے اوس شے کا بیان کیا جو کہ مایۂ عیش اور راس لذت ہے یعنی نسوان حسین و ازواج پر تمکین پس ارشاد فرمایا وعندھم قاصرات الطرف یعنی اون کے پاس ایسی عورتین ہین جو کہ نگاہ کو اپنے خاوندون پر روکنے والی ہین اون کے سوا غیر کی طرف نظر نہین کرتی ہین اسکا بیان سورۂ صافات مین ہو چکا ہے پھر فرمایا اتراب یعنی وہ سب سن و شباب مین یا حسن و جمال مین برابر ہونگی مجاہد نے کہا متواخیات یعنی باہم اون کے ایسا برتاؤ ہوگا جیسا بہنون مین ہوتا ہے ایسمین بغض و غیرت و حسد نہ کرینگی تینتیس برس کی عمر والیان ہونگی کسی نے کہا لداات لہم یعنی مرد و نکے ہمعمر ہونگی اسواسطے کہ ہمسرون مین محبت زیادہ تر ثابت ہوتی ہے یا آدہی عمر کی ہونگی اون مین نہ کوئی بڑھیا ہوگی نہ کم سن بچی اتراب جمع ہے ترب کی اشتقاق اسکا تراب سے ہے اس لیے کہ بسبب اتحاد اونکی مولد کے ایک وقت مین اون کو مٹی چھوتی ہے ھذا ما توعدون لیوم الحساب یعنی یہ جزا جسکو تمکو وعدہ دیا گیا واسطے روز حساب کے ہے کیونکہ حساب علت ہے جزا کی طرف پہونچنے کے معنی فی یوم الحساب ہین جمہور نے توعدون بتاے خطاب پڑہا ہے بنا بر التفات اور ابن کثیر وغیرہ نے بیاے تحتیہ بنا بر خبر اسکو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار کیا ہے بسبب وان للمتقین کے اس لیے کہ یہ خبر ہے ان ھذا لرزقنا مالہ من نفاد یعنی یہ نعمتین کرامتین جنتین اور اونکے اوصاف جنکا ذکر ہوا البتہ ہمارا رزق ہے جسکا ہمنے تمپر انعام کیا اور تمکو عطا فرمایا وہ کبھی منقطع و فنا نہوگا سبحان اللہ بہشت عنبر سرشت کیا خوب شے ہے جو کہ اپنی اہل سے منقطع نہوگی اللھم ارزقنا بفضلک و کرمک وان لم نکن لہا اہلا بأعمالنا ولکنک یا سیدنا و مولانا انت لہا اہل فانک اہل التقوی و اہل المغفرہ قولہ تعالی ھذا زجاج نے کہا خبر ہے مبتدا محذوف کی ای الامر ہذا یعنی بات یہ ہے یا ہذا ابتدا ہے اور اوسکی خبر محذوف ای ہذا کما ذکر یا ہذا ذکر پس ہذا پر وقف کیا جائیگا ابن انباری نے کہا یہ وقف حسن ہے پھر وان للطاغین سے ابتداے کلام ہوگی یا بالجملہ اول اللہ پاک نے اہل خیر کی جزا کا ذکر کیا بعد او سکے اہل شر کی جزا کا ذکر فرمایا وان للطغین لشر مآب ○ جھنم ج یصلونھا ج فبئس المھاد ○ ھذا الا فلیذوقوہ حمیم وغساق ○ واخر من شکلہ ازواج ○ ھذا افوج

لہ یعنی ابو عمرو و ابن کثیر و یعقوب ۱۲ منہ ۲ بیضاوی و ابو السعود یعنی لہوا فی ابتدا کما ہے و ہو ظاہر و ہا ہنا غیر ظاہر ۱۲ منہ

مقتحم معکم ج لا مرحبا بهم ط انهم صالوا النار ○ قالوا بل انتم لا مرحبا بکم ط انتم
قدمتموه لنا ج فبئس القرار ○ قالوا ربنا من قدم لنا هذا فزده عذابا
ضعفا فی النار ○ وقالوا مالنا لا نری رجالا کنا نعدهم من الاشرار ○
اتخذنهم سخریا ام زاغت عنهم الابصار ○ ان ذلک لحق تخاصم
اهل النار ○ اور تحقیق شریرون کے واسطے ہے برا ٹھکانا دوزخ ہے جسمین
پیٹھین گے سو کیا بری تیاری ہے یہ ہے اب اسکو چکھین گرم پانی اور پیپ اور کچھ اور
اسی شکل کی طرح طرح کی چیزین یہ ایک فوج ہے دھستی آتی ہے تمہارے ساتھ جگہہ نہ ملیو انکو
ہین پیٹھنے والے آگ مین وہ بولے بلکہ تم ہی ہو کہ جگہہ نہ ملیو تمکو تم ہی پیش لائے ہمارے
یہ بلا سو کیا برا ٹھہراؤ ہے وہ بولے اے رب ہمارے جو کوئی ہمارے پیش لایا یہ سو بڑھتی
دی اوسکو مار دوہری آگ مین اور کہین گے کیا ہوا کہ ہم نہین دیکھتے کتنے مردون کو کہ ہم اونکو
گنتے تھے برے لوگون مین کیا ہمنے اونکو ٹھٹھے مین پکڑا یا چوک گئین اون سے آنکھین یہ بات
البتہ ٹھیک ہوتی ہے جھگڑا اہل دوزخیون کا ف دوزخ کے کنارے پر دوزخیون
کو فرشتے لاکر جمع کرتے ہین اوس تنگی اور بیقراری مین اگلے پیٹھے پچھلون کو کوسنے لگے
اور اگلے وہ تھے جو دنیا مین سردار تھے پچھلے وہ جو ادنے تھے اہل دوزخ مین یہ پٹکار لو لینگے
ف وہان دیکھین گے سب پہچانے لوگ ادنی اور اعلی دوزخ کے واسطے جمع ہوتے
ہین اور جن مسلمانون کو پہچانتے تھے اور سب سے برا جانتے تھے وہ نظر نہین آتے تو حیران
ہو کر کہین گے کہ ہمنے اون کو غلط پکڑا تھا ٹھٹھے مین وہ اس قابل نہ تھے کہ آج دوزخ کے
نزدیک نہین یا اسجگہہ مین پر ہماری آنکھین چوک گئی ہین ہمارے دیکھنے مین نہین آتے انتہی
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین جبکہ اللہ تبارک وتعالی نے سعدا کے مآل وانجام کا ذکر کیا
تو بعد اوسکے اشقیا کا حال ومآل ومرجع کا ذکر کیا جو کہ دار معاد وحساب مین ہوگا پس فرمایا یہ
سن چکے اور واسطے طاغین کے البتہ بری جگہہ ہے پہر جانے کی طاغین وہ ہین جو اللہ عزوجل
کی طاعت سے نکلنے والے اور اوسکے رسولون کے مخالف ہین علیہم الصلوۃ والسلام
پہر شروع کی یہ تفسیر فرمائی کہ وہ جہنم ہے جسمین داخل ہونگے پہر وہ سب طرف سے اونکو ڈھانک لیگا

سو کیا بُری تیاری ہے یہ ہے اب اسکو چکھین حمیم اور غساق حمیم وہ گرم پانی ہے جسکی گرمی انتہا کو پہونچی ہوئی ہو اور غساق اوسکی ضد ہے یعنی وہ سرد جسکی طاقت نہ رکہی جاسے مارے اوسکی شدت سردی کے اور درد دہندہ ہو اور اسی لیے اللہ عزوجل نے یون فرمایا ہے واٰخر من شکلہ ازواج یعنی اور اسی قبیل کے اور چیزین شے اور اوسکی ضد اونسے اونکو عذاب کیا جاسے گا امام احمد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اگر ایک ڈول غساق کا دنیا مین ڈالدیا جاسے تو دنیا والے بدبودار ہوجائین وسرواہ الترمذی باسنادہ ثم قال لانعرفہ الا من حدیث رشدین کذا قال وقد تقدم من غیر حدیثہ وسرواہ ابن جریر عن یونس بن عبد الاعلیٰ عن ابن وھب عن عمرو بن الحارث ابن کعب احبار کہتے ہین غساق ایک چشمہ ہے جہنم مین جسکی طرف ہر زہریلے سانپ بچھو وغیرہ کا زہر بہکر آتا ہے پہر وہ جمع کیا جاتا ہے پس آدمی کو لائین گے تو اوسمین ایک ڈوب دینگے پہر وہ نکلے گا اس حال مین کہ اوسکی کہال اور گوشت ہڈیون سے گرپڑا ہوگا اور اوسکی کہال اور گوشت اوسکے دونون ٹخنون مین اور ایڑیون مین لٹک پڑا ہوگا اور وہ اپنی سارے گوشت کو کہینچتا ہوگا جسطرح کہ آدمی اپنے کپڑے کو کہینچتا ہے سرواہ ابن ابی حاتم حضرت حسن بصری نے ازواج کی تفسیر مین فرمایا ہے الوان من العذاب یعنی انواع واقسام کے عذاب ہون گے اون کے غیر نے کہا جیسے زمہریر یعنی نہایت کی سردی اور سموم یعنی باد گرم اور پینا گرم پانی کا اور کہانا زقوم کا اور صعود ہوئی یعنی بلندی پر چڑہنا اور وہان سے نیچے گرنا ان کے سوا اور مختلف و متضاد چیزین یہ سب اوس قبیل سے ہین جسکے ساتہہ عذاب کیے جائین گے اور اوسکے سبب سے اونکی اہانت کیجائیگی قولہ تعالےٰ ھٰذا فوج مقتحم معکم الایہ اللہ پاک اہل نار کی باتون کی خبر دیتا ہے جو ایک دوسرے سے کرینگے کما قال تعالےٰ کلما دخلت امۃ لعنت اختہا یعنی سلام کے بدلے ایک دوسرے کو لعنت کرینگے اور ایک کی دوسرا تکذیب کریگا اور بعض بعض کے منکر ہون گے پس وہ گروہ جو دوسرے سے قبل داخل ہوگا جبکہ اوسکے بعد کا گروہ دوزخ کے داروغون کے ساتہہ آئے گا جو کہ فرشتگان زبانیہ سے ہین تو اول

ف قتیبہ لیان جن اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اسکے مخرج سے کہ بیان اخرجہ الترمذی واحمد وابن جریر وابن ابی حاتم وابن حبان والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی البعث لیس کو کما ہے وہ شین فیہ مقال معروف ۱۲ منہ

ف جہان دوزخ پر ۱۲

ایک امت لعنت کرے گی

دوسرے کو ۱۲

ف اگر اس تقریر کا مفہوم یہ ہے کہ یہ تہامت مالک کے قول کی ہے اور اوسکے کلام سے دو قول نکلتے ہین اور قول اول کو ترجیح دیتے ہین اور قول ثانی کو ضعیف کہتے ہین اور قول غیر کے کلام کا ہے ۱۲ از مجمع سلمہ اللہ تعالیٰ

گروہ پچھلے سے کہیگا ہذا فوج مقتحم یعنی یہ گروہ ہے کہ تمہارے ساتھہ داخل ہونے والا ہی جگہہ
نہ ملیو انکو بیشک یہ پیٹھنے والے ہین آگ مین یعنی اس لیے کہ یہ دوزخیون سے ہین تو پچھلے
کہین گے بلکہ تمکو جگہہ نہ ملیو انتم قدمتموہ لنا یعنی تمہین نے ہمکو اوس شے کی طرف
بلایا جسنے ہمکو اس جگہہ پہونچایا فبئس القرار یعنی سو کیا بُرا مستقر و مصیر و منزل ہے
بولے اے رب ہمارے جسنے پیش کیا ہمارے واسطے یہ پس تو زیادہ کر اوسکو عذاب
دوگنا آگ مین کما قال عزوجل قالت اخراھم لاولاھم ربنا ھؤلاء اضلونا فاٰتھم
عذابا ضعفا من النار قال لکل ضعف ولاکن لاتعلمون یعنی واسطے ہر ایک
کے تم مین سے عذاب ہے موافق اوسکے قولہ تعالی وقالوا مالنا لانری رجالا الآیہ الدپاک
خبر دیتا ہے طرف سے کفار کے کہ وہ نار مین گم پائین گے کتنے مردون کو جنکو اعتقاد کرتے
تھے کہ وہ گمراہی پر ہین یہ لوگ مومنین ہین کفار کے زعم مین کہا ہمکو کیا ہے کہ ہم اونکو ہمارے
ساتھہ آگ مین نہین دیکھتے ہین مجاہد نے کہا کہ یہ قول ابوجہل کا ہے وہ کہتا ہے کیا ہے
مجھے کہ مین نہین دیکھتا ہون بلال و عمار و صہیب و فلان و فلان کو یہ ایک مثل ہے ورنہ سارے
کفار کا یہی حال ہی وہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ مومنین آگ مین داخل ہونگے پھر جب کفار نار مین داخل ہونگے تو مومنین کو تلاش
کرینگے پھر اونکو نہ پائین گے تو کہین گے مالنا لانری رجالا کنا نعدھم من الاشرار اتخذناھم
سخریا ام زاغت عنھم الابصار اپنے نفوس کو محال کے ساتھہ تسلی دینگے کہین گے یا شاید
وہ ہمارے ساتھہ ہین جہنم مین لیکن ہماری نظر اونپہ نہ پڑی پس اسوقت جان لین گے کہ وہ تو
عالی عالی درجون مین ہین وہ یہ قول ہے الدپاک کا ونادی اصحاب الجنۃ اصحاب
النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا
قالوا نعم فاذن موذن بینھم ان لعنۃ اللہ علی الظالمین الی قولہ ادخلوا الجنۃ
لاخوف علیکم ولا انتم تحزنون قولہ تعالی ان ذلک لحق تخاصم اھل النار یعنی
اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خبر جو ہمنے تجھے دی کہ دوزخی آپسمین جھگڑین گے ایک
دوسرے کو لعنت کرینگے البتہ حق ہے اسمین کوئی شک و شبہہ نہین ہے ف فتح البیان
کا بیان واضح یہ ہے کہ واسطے اون لوگون کے جنہون نے طغیان و سرکشی کی اللہ تعالی

۵۲ کہا پچھلون نے پہلون کو
اے رب ہمارے ہمکو اونہون
نے گمراہ کیا سو دیتے اونکو
دوگنا عذاب آگ کا فرمایا کہ
دوگنا کو دوگنا ہے ۱۲ فتح
۵۳ اور پکارا
جنت والون نے آگ والون
کو کہ ہم پاچکے جو ہمکو وعدہ دیا تھا
ہمارے رب نے تحقیق سچ تم نے
بھی پایا جو تمہارے رب نے وعدہ
دیا تھا تحقیق بولے ہان پھر پکارا
ایک پکارنے والا اون کے
بیچ مین کہ لعنت ہے اللہ کی ظالمون کے
۱۲

اور اوسکے رسولون کو جھٹلایا البتہ بُری جگہ ہے رجوع ہونے کی جسکی طرف وہ رجوع ہونگے
پھر اوسکا بیان کیا فرمایا جہنم اسکا نصب بنا بر بدل ہے شراب سے یا منصوب ہے
اعنی مقدر سے یا عطف بیان ہے بنا بر قول بعض یا منصوب ہے بنا بر اشتغال ای یصلون
جہنم یصلونہا یہ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی اس حال مین کہ وہ داخل ہون گے جہنم مین
فبئس المہاد کے یہ معنی ہین کہ پس بُری ہے وہ شے جسکو اونہون نے اپنے واسطے
تیار کی ہے مہاد بمعنی فراش ہے یعنی بستر ماخوذ ہے مہد صبی سے یا مراد مہاد سے
موضع ہے اور مخصوص بالذم محذوف ہے ای بئس المہاد ہی یعنی بُرا بچھونا جہنم ہے جیسا کہ اس
آیت مین فرمایا ہے لہم من جھنم مہاد اونکے نیچے جو جہنم کی آگ ہے اللہ پاک نے
اوسکے بچھونے سے تشبیہ دی ہے ھذا موضع رفع مین ہے بنا بر ابتدا اور خبر اوسکی
حمیم وغساق ہے بنا بر تقدیم وتاخیر اصل عبارت یون ہے ہذا حمیم وغساق فلیذوقوہ
فراء وزجاج نے اسی طرح تقدیر کی ہے یعنی اوسدن اونسے یون کہا جائیگا کہ یہ حمیم
وغساق ہے پس چاہیئے کہ اوسکو چکھین حمیم وہ آب گرم ہے جسکی حرارت انتہا کو پہونچی ہو
اور غساق وہ پیپ ولہو ہے جو کہ دوزخیون کے چمڑون سے بہے گا ماخوذ ہے
عرب کے اس قول سے کہ غسقت عینہ اذا انصبت اور غسقان بمعنی انصباب ہے نحاس
نے کہا یہ بھی جائز ہے کہ معنی یہ ہون الامر ہذا یعنی بات یہ ہے جسکا ذکر ہوا اور حمیم وغساق
کا رفع اس بنا پر ہو کہ دونون خبر ہون مبتدا ے محذوف کی ای ہو حمیم وغساق یہ بھی جائز ہے
کہ ہذا کو موضع نصب مین کہین باضمار فعل جسکی تفسیر مابعد کا فعل کر رہا ہے ای لیذوقوہ ہذا فلیذوقوہ یہ بھی جایز
ہے کہ حمیم وغساق کو مرفوع بالابتدا کہین اور خبر اونسے قبل مقدر نکالین ای منہ حمیم ومنہ غساق
یعنی اوس عذاب مین سے ایک تو حمیم ہے اور اوسمین سے غساق ہے کسی نے کہا
غساق وہ شے ہے جو اپنی سردی سے قتل کرے اسی معنی سے رات کو غاسق کہتے ہین
اس لیے کہ وہ دن سے زیادہ تر سرد ہوتی ہے کسی نے کہا کہ غساق زمہریر ہے کسینے
کہا منتن یعنی بدبو قتادہ نے کہا وہ ہے جو بدکار عورتون کی شرمگاہ سے اور کافرون کے
گوشت اور چمڑے سے بدبودار پیپ خون بہے گا محمد بن کعب نے کہا وہ نچوڑ ہے دوزخیون کا

۵۱ اونکو دوزخ کے فرش ہین ۱۲
۵۲ یعنی اوسکی انتہا مین نہایت
آب گرم اور غسلان کے معنی ہین
نہایت سرد اور آب جلانے والے ۱۲

سدی نے کہا اہل نار کے آنسو ہین جو بہین گے گرم پانی کے ساتھہ اونکو پلائین گے
ابن زید نے بہی اسی طرح کہا ہے مجاہد و مقاتل نے کہا کہ وہ سرد برف ہے جسکی سردی
انتہا کو پہونچی ہو گی تفسیر غساق کی بارد کے ساتھہ زیادہ تر مناسب ہے ساتھہ اوس شے
کے جسکا لغت عرب مقتضی ہے اور نیز زیادہ تر مناسب ہے ساتھہ مقابلہ حمیم کے
اہل مدینہ و اہل بصرہ و بعض کوفیون نے غساق کو بتخفیف سین پڑہا ہے اور یحیی و اعمش
و حمزہ نے بتشدید یہ دو لغت ہین ایک معنی مین جیسا کہ اخفش نے کہا ہے کسی نے کہا کہ
دونون کے معنی مختلف ہین پس مخفف تو ایک اسم ہے جیسے عذاب و جواب و صواب
اور مشدد اسم فاعل ہے واسطے مبالغے کے جیسے ضراب و قتال جمہور نے اُخر کو مفرد
مذکر پڑہا ہے اور ابو عمرو نے اُخَرُ بضم ہمزہ بنا بر جمع اور جمہور کی قرارت کا انکار کیا ہے اسلئے
کہ او سکے بعد ازواج فرمایا ہے عاصم جحدری نے ابو عمرو کی قرارت کا انکار کیا ہے
اور کہا اگر ویسا ہوتا جیسا ابو عمرو نے پڑہا ہے تو اللہ پاک من شکلہا فرماتا بالجملہ رفع
و آخر کا بنا بر مبتدا ہے اور خبر او سکی ازواج ہے یہ بہی جائز ہے کہ من شکلہ خبر مقدم ہو اور
ازواج مبتدا ے مؤخر اور جملہ ملکر خبر ہو آخر کی یہ بہی جائز ہے کہ آخر کی خبر مقدر ہو اے ولہم
آخر اور جملہ من شکلہ ازواج جملہ مستقل ٹہیرے پہلی قرارت کی بنا پر معنی آیت کے یہ ہین و عذاب آخر
او مذوق آخر او نوع آخر من شکل ذلک العذاب او المذوق او النوع الاول شکل کے معنی مثل ہین
دوسرے کی بنیاد پر یہ معنی ہین و مذوقات اُخَر او انواع اُخر من شکل ذلک المذوق او النوع المتقدم
شکلہ مین جو ضمیر مفرد آئی سو بنا بر تاویل مذکور کے ہے یعنی من شکل المذکور ازواج کے معنی ہین
اجناس و انواع و اشباہ حاصل معنی آیہ یہ ہے کہ واسطے دوزخ والون کے حمیم و غساق ہے
اور کہی قسمین ہین عذاب کی جو کہ حمیم و غساق کی مثل ہین واحدی کہتے ہین کہ مفسرین نے
کہا ہے کہ وہ زمہریر ہے یہ بات جو واحدی نے کہی تمام نہو گی مگر اس تقدیر پر کہ
زمہریر کے انواع مختلف اور اجناس متفاوت ہون تاکہ ازواج کے معنی سے مطابق ہو جاے
یا اس تقدیر پر کہ معنی یون ہون کہ واسطے ہر فرد کے اہل نار سے ایک زمہریر ہے ہذا
فوج مقتحم معکم یہ حکایت ہے قول ملائکہ کی جو کہ دوزخ کے داروغہ ہین مطلب یہ ہے

۵۷ واحدی پر ۱۰۴۶ تا ۱۰۴۷ تو جب داروغہ جہنم کو فرمایا کہ وہ آخر کن شکلہ ازواج کی تقسیم فرمایا ہو اور جب غساق کی تقسیم فرمائی مین کہا ہے تو ازواج کی تقسیم فرمائی ہے مین ہے اصل عبارت واحدی کی دیکھنی چاہیے والسلام ۱۲ منہ

کہ جسوقت کفار کے سردار و پیشوا دوزخ مین داخل ہون گے اور بعد اون کے داخل ہونگے
اون کے اتباع تو اوسوقت دوزخ کے خزانچی اتباع کی طرف اشارہ کرکے سردارون سے
کہین گے یہ ایک گروہ ہے کہ داخل ہونے والا ہے تمہارے ساتھہ طرف نار کے
ساتھہ شدت و سختی کے اقتحام کہتے ہین کسی شے کے ڈالنے کو کسی شے مین ساتھہ سختی
کے اس لیے کہ فرشتے لوہے کی موگریون سے مارین گے یہانتک کہ اون موگریون کے
خوف کے مارے وہ خود اپنے آپ کو آگ مین گھسا دینگے کسی نے کہا کہ اقتحام کہتے ہین
رکوب شدت کو اور شدت مین داخل ہونے کو مختار مین ہے قحم فی الامر یعنی اوسنے اپنی جان
کو اوس امر مین پھینکدیا بدون فکر کے یعنی بے دھڑک اوسمین ڈالدیا باب اسکا خضع ہے
اقحم فرسہ النہر فانقحم کے یہ معنی ہین کہ فلان نے اپنا گھوڑا نہر مین داخل کیا تو وہ داخل ہوگیا و اقتحم الفرس النہر یعنی گھوڑا نہر مین داخل
ہوگیا بالجملہ جب فرشتے سردارون سے قول مذکور کہین گے تو سردار اوس کا یہ جواب دینگے
لا مرحبا بھم یعنی اپنے اتباع کو بددعا دینگے کہ اون کے منازل آگ مین فراخ نہون
رحب بمعنی فراخی ہے معنی یہ ہین کہ اون کی کچھہ تعظیم و تکریم نہو مقصود الدی پاک کا اس بیان
سے خبر دینا ہے اس بات کی کہ کافرون مین باہم محبت و دوستی منقطع ہوجاے گی اور جو دوستی
اونمین تہی وہ عداوت و دشمنی بنجائے گی جملۂ لا مرحبا بہم دعائیہ ہے اسکا کوئی محل اعرابی نہین
ہے سمین نے کہا کہ مرحبا مین دو وجہین ہین دونون مین سے ظاہر تر یہ ہے کہ فعل بمقدر کا
مفعول ہے ای لا اتیتم مرحبا یا لا سمعتم مرحبا یعنی تم نہ آؤ جاے فراخ کو یا نہ سنو تم مرحبا کو دوسری
یہ ہے کہ منصوب ہے بنا بر مصدر ابو البقا نے کہا ای لا رحبتکم دارکم مرحبا بل ضیقا یعنی فراخ نہو
تمکو تمہارا گھر فراخ ہونے کر بلکہ تنگ ہو جملۂ منفیہ یا تو مستانفہ ہے تنگی مکان کی بددعا کرنے کیواسطے
لایا گیا ہے اور بہم کا کلمہ بیان ہے اونکا جن پر بددعا کی گئی یا حالیہ ہے اسپر یہ اعتراض کیا ہے
کہ یہ تو دعا ہے حالانکہ دعا حال نہین پڑتی ہے اسکا یون جواب دیا کہ یہان قول مقدر ہے
ای مقولا فی حقھم لا مرحبا بہم کسی نے کہا کہ تتمہ کلام خازنین سے ہے لیکن قول اول اولی ہے
جسطرح کہ کلام اتباع جو آیندہ آتا ہے اوسپر دال ہے غرضکہ سردارون نے جو اتباع کے
حق مین لا مرحبا بہم کہا اوسکی یہ علت ذکر کی کہ انھم صالوا النار یعنی اونکو مرحبا نہو اسواسطے کہ

اونکو تو آگ مین ضرور ہی پیٹھنا ہے جسطرح کہ ہم اوسمین پیٹھے اور وہ اوسکے مستحق ہین جیسے
ہم اوسکے مستحق ہوئے پھر مثلاً کسی نے کہا کہ جب سردارون نے قول مذکور کہا تو
اتباع نے اونکو کیا جواب دیا سو قالوا بل انتم لا مرحبا بکم جملہ مستانفہ اوس سوال کا جواب
ہے یعنی جبکہ اتباع نے رؤسا کی بات سنی تو اونسے یہ کہا بلکہ تمہین زیادہ تر مستحق ہو اوس بات
کے جو تمنے ہمسے کہی پھر اسکی یہ علت بیان کی کہ انتم قدمتموہ لنا یعنی تمکو مرحبا نہو اسلیے
کہ تمہین نے تو پیش کیا عذاب کو یا نارین پیٹھنے کو واسطے ہمارے اور تمہین نے ہمکو
اوسمین ڈالا اور ہمکو اوسکی طرف بلایا اس لیے کہ تم ہمسے یہ کہتے تھے کہ حق وہی ہے جسپر
تم قایم ہو اور انبیا جس شے کو لیکر آئے ہین وہ اوسمین سچے نہین ہین فبئس القرار یعنی
پس برا اقرارگاہ جہنم ہے واسطے ہمارے اور تمہارے پھر اللہ پاک نے اتباع کی طرف سے
حکایت کی کہ اونہون نے بعد قول مذکور کے ایک اور بات کہی وہ یہ ہے قالوا ربنا من
قدم لنا ھذا الآیہ یعنی بولے اے رب ہمارے جسنے ہمکو اسکی طرف بلایا اور اسکو
ہمارے واسطے جائز کہا فرا نے کہا معنی یہ ہین جسنے ہمارے واسطے اسکو جائز کہا اور
اسکا طریقہ نکالا کسی نے کہا یہ معنی ہین جسنے پیش کیا ہمارے لیے اس عذاب کو بسبب اوسکی
بلانے کے ہمکو طرف کفر کے تو تو زیادہ کر اوسکو عذاب ضعف نارین یعنی ایک عذاب
تو بسبب اوسکے کفر کے اور ایک عذاب بوجہ اسکے کہ اوسنے ہمکو بلایا طرف کفر کے
اب یہ عذاب ضعف ہوگیا اسی کی مثل یہ آیت ہے ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب
ضعف یہ ہے کہ ایک شے پر اوسکا مثل زیادہ ہو جاوے عذاب ضعف کے یہ معنی ہین کہ
عذاب صاحب ضعف کسی نے کہا کہ اسجگہ مراد ضعف سے سانپ بچھو ہین حضرت ابن مسعود
نے فرمایا ای افاعی وحیات قولہ تعالیٰ وقالوا مالنا لا نرٰی رجالا الآیہ منجملہ قول
رؤسا کفار ہے یا منجملہ قول طاغین جنکا ذکر ہو چکا ہے یعنی کفار مکہ جیسے
ابوجہل وامیہ بن خلف واصحاب قلیب بدر کہین گے اس حال مین کہ وہ دوزخ مین ہونگے
کیا ہے ہمکو کہ ہم نہین دیکھتے ہین کتنے مردون کو جنکو ہم شمار کرتے تھے رذیلون مین سے کہ
جنکے واسطے نہ کوئی خیر وخوبی ہے نہ کسی طرح کا نفع مومنین کا نام اشرار اس لیے رکھا کہ

۱۲ اے بسا ابلیس آدم روی ہست

وہ اونکے دین کے خلاف پر تھے کلبی نے کہا کہ وہ نارمین نظر کرینگے تو مومنین کو جو اونکے
مخالف تھے اپنے ساتھ نہ دیکھینگے اوسوقت یہ بات کہینگے کسی نے کہا کہ اونکی مراد
رجال سے فقرار مومنین ہین جیسے عمار وخباب وصہیب وبلال وسالم وسلمان کسی نے کہا
کہ اصحاب کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی العموم مراد ہین اتخذناھم سخریا ام زاغت
عنھم الابصار مجاہد نے کہا معنی یہ ہین کیا ہمنے پکڑا اونکو ٹھٹھے مین اندر دنیا کے سو
ہمنے خطا کی یا چوک گئین اونسے آنکھین سو ہمنے اونکی جگہہ بخانی یہ انکار جو استفہام سے سمجھا
جاتا ہے متوجہ ہے طرف ہر ایک کے ان دو امر سے حضرت حسن نے فرمایا ہر ایک امر
اونمون نے کیا پکڑا اونکو ٹھٹھے مین اور چوک گئین اونسے آنکھین اونکی فرار نے کہا استفہام سمجگہہ
بمعنی توبیخ وتعجب ہے ابو عمرو[۵۱] وغیرہ نے بحذف ہمزۂ اتخذناھم پڑہا ہے وصل مین اس قرارت
مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ کلام خبر محض ہو اور جملہ محل نصب مین صفت ثانیہ ٹھیری رجالا
کی دوسرا یہ ہے کہ مراد استفہام ہو اور اوسکا ہمزہ حذف کیا گیا اس لیے کہ کلمہ ام اوسپر دال
ہے پس ام پہلی وجہ پر تو منقطعہ بمعنی بل وہمزہ ہوگا یعنی بلکہ کیا چوک گئین اونسے آنکھین یا ین معنی
کہ وہ اپنی جانون کو توبیخ کرتے ہین ٹھٹھا کرنے پر پہر اس سے اضراب وانتقال کیا اس طرف
کہ اپنی جانون کو سرزنش کرتے ہین اونکے حقیر جاننے پر اور دوسری وجہ پر ام متصلہ ہوگا باقی قرار
نے بہمزۂ استفہام پڑہا ہے اوسکی وجہ سے ہمزہ وصل کا گر گیا ہے اس صورت مین جملہ کا کوئی
محل اعرابی نہین ہے اور امین وہ توبیخ کرتے ہین اپنی جانون کو دونون امر پر ایک ساتھہ کیونکہ
ام اس قرارت کی بنا پر واسطے تسویہ کے ہے ابو جعفر[۵۲] وغیرہ نے سخریا بالضم سین پڑہا ہے
اور باقی قرار نے بکسر سین ابو عبیدہ نے کہا کہ جسنے مکسور پڑہا ہے تو اوسنے اوسکو ہزسے
ٹھیرایا ہے اور جسنے مضموم پڑہا ہے اوسنے اوسکو تسخیر سے قرار دیا ہے ان ذلک
لحق تخاصم اھل النار یعنی یہ حکایت اونکے حال کی جسکا ذکر ہوا البتہ واقع وثابت
ہے دار آخرت مین ہرگز مختلف نہوگی تخاصم اہل النار خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور جملہ
بیان ہے ذلک کا یا بیان ہے حق کا یا بدل ہے اوس سے یا بدل ہے ذلک کے
محل سے یہ بھی جائز ہے کہ خبر بعد خبر ہو یہ سب تقریر جمہور کی قرارت پر ہے جو کہ بضم تخاصم ہے

[۵۱] یعنی حمزہ وکسائی وابن عامر وابن کثیر وابو بکر
[۵۲] یعنی نافع وحمزہ
وحفص وابن عامر وابو بکر
وابن کثیر وابو جعفر
وابن وثاب
وطلحہ وحمزہ وکسائی

یعنی یہ امر جسکی اللہ تعالیٰ نے اونکی طرف سے حکایت کی ہے البتہ حق ہے ضرور ہے یہ کہ وہ اوسکے ساتھ کلام کرینگے اور وہ جھگڑتا ہے اہل نار کا نارمین اور جوبات رُوسا کہینگے اتباع سے اور جوبات اتباع کہینگے رُوسا سے مطلب توصیف اتنا ہے کہ تخاصم اہل نار کا حق ہے لیکن اس مضمون کو یون ادا کیا کہ اول ابہام کیا ذلک بحق فرمایا پہر دوبارا اوسکا بیان کیا کہ تخاصم اہل النار سو آسمین زیادت تقریر ہے تخاصم کی ابن ابی عیلہ نے بنصب تخاصم پڑہا ہے اس بنا پر کہ بدل ہے ذلک سے یا اعنی مقدر کا مفعول ہے ابن سمیفع نے تخاصم بصیغۂ فعل ماضی پڑہا ہے اس بنیاد پر جملۂ مستانفہ ہوگا اب رہی یہ بات کہ رُوسا واتباع کے باہم جو تقریر ہے اوسکا نام تخاصم رکہا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ رُوسا کا اتباع سے لامرحبا بہم کہنا اور اتباع کا رُوسا سے بل انتم لامرحبا بکم کہنا باب خصومت سے ہے بالجملہ یہ اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امر کیا کہ ایک ایسی بات کہدین جو کہ جامع ہو درمیان تخویف کے اور ارشاد کے طرف توحید کے پس فرمایا قل انما انا منذر ۚ وما من الہ الا اللہ الواحد القہار ۝ رب السمٰوٰت والارض وما بینہما العزیز الغفار ۝ قل ہو نبؤا عظیم ۝ انتم عنہ معرضون ۝ ما کان لی من علم بالملا الاعلیٰ اذ یختصمون ۝ ان یوحیٰ الی الا انما انا نذیر مبین ۝ تو کہہ مین تو یہی ہون ڈر سنانے والا اور حاکم کوئی نہین مگر اللہ اکیلا دبا ؤ والا رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو اونکے بیچ ہے زبردست گناہ بخشنے والا تو کہہ یہ ایک بڑی خبر ہے کہ تم اوسکو دہیان مین نہین لاتے مجہکو کچہہ خبر نہ تہی اوپر کے مجلس کی جب آپسمین تکرار کرتے ہین مجہکو تو یہی حکم آتا ہے کہ اونہین مین ڈر سنانے والا ہون کہولکر ف یعنی قیامت کے احوال یا اس دین کا نازل ہونا ف یعنی اعلی فرشتے جو تدبیرین کرتے ہین مجہکو کیا خبر تہی کہ تم پاس بیان کرتا اللہ کی وحی سے کہتا ہون اوس مجلس مین جھگڑا نہین مگر یہ کوئی اپنے کام کی تکرار کرتا ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ جو لوگ اوسکے منکر ہین اوسکے ساتھ شرک کرنے والے ہین اوسکے رسول کو جھٹلانے والے ہین اونسے کہدین کہ مین تو یہی ہون

ڈرسنانے والا ویسا نہین ہون جیسا تم خیال کرتے ہو اور نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ واحد
قہار یعنی اوسی اکیلے نے ہر شے کو مقہور و مغلوب کیا ہے رب ہے آسمانون کا اور
زمین کا اور اوس شے کا جو اونکے بیچ ہے یعنی وہ اس سب کا مالک ہے اور اسمین تصرف
کرنے والا ہے عزیز غفار ہے یعنی بڑا بخشنے والا ہے باوجود اپنی عظمت و عزت کے
قل ہو نبأ عظیم تو کہدے یہ ایک خبر عظیم و شان بلیغ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا مجھکو بھیجنا طرف
تمہارے پھر تم اوس سے معرض ہو یعنی غافل ہو مجاہد و قاضی شریح و سدی نے کہا کہ نبأ
عظیم سے مراد قرآن شریف ہے قولہ تعالیٰ ماکان لی من علم بالملأ الاعلی اذ یختصمون
کا یہ مطلب ہے کہ اگر وحی نہوتی تو مین کہان سے جانتا اختلاف ملأ اعلیٰ کا شان مین آدم
علیہ السلام کے اور باز رہنا ابلیس کا اونکے واسطے سجدہ کرنے سے اور جھگڑنا اوس کا
اپنے رب سے اون کے فضیلت دینے مین اوسپر اب رہی وہ حدیث جسکو امام احمد نے
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم رہے ہمپر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایک صبح نماز صبح سے یہانتک کہ ہم قریب ہوئے تھے اسکے کہ کنارہ سورج
کا دیکھلین پھر آپ جلدی کرتے نکلے تو نماز کی تکبیر کہی گئی پھر آپنے نماز پڑہی اور اپنی نماز مین
اختصار فرمایا پھر جب سلام پھیرا تو فرمایا کما انتم یعنی جیسے بیٹھے ہو ویسے ہی بیٹھے رہو پھر ہماری
طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا بیشک مین کٹھرا ہوا رات کو تو مین نے نماز پڑہی جسقدر میرے
لیے مقدر کی گئی تھی پھر مین اونگھ گیا اپنی نماز مین یہانتک کہ مین بیدار ہوا تو ناگاہ میرا رب عزوجل
ہے خوبترین صورت مین پس فرمایا اے محمد کیا تو جانتا ہے کہ کس بات مین جھگڑتے ہین
ملأ اعلیٰ مین نے عرض کیا یا رب مین نہین جانتا ہون تین بار اسکا اعادہ کیا پھر مین نے اوسے
دیکھا کہ رکھدی اوسنے اپنی ہتیلی درمیان میرے دونون شانون کے یہانتک کہ پائی مین نے
اوسکے پیرون کی خنکی درمیان اپنے سینے کے پس ظاہر ہوگئی واسطے میرے ہر شے
اور مین نے پہچان لیا پھر فرمایا اے محمد کس شے مین جھگڑتے ہین ملأ اعلیٰ مین نے عرض کیا کہ
کفارات مین فرمایا اور کیا ہین کفارات مین نے عرض کیا کہ اوٹھانا قدمون کا طرف جماعتون کے
اور بیٹھنا مسجدون مین بعد نمازون کے اور کامل کرنا وضو کا وقت کریہات کے فرمایا اور

ل یعنی وقت ناخوشی کے

کیا ہین درجات مین نے عرض کیا کہلانا کھانے کا اور نرم کرنا بات کا اور نماز اس حال مین کہ لوگ سوتے ہون فرمایا سوال کر مین نے عرض کیا اللھم انی اسالك فعل الخیرات وترك المنکرات وحب المساکین وان تغفرلی وترحمنی واذا اردت فتنة بقوم فتوفنی غیر مفتون واسالك حبك وحب من یحبك وحب عمل یقربنی الی حبك اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک یہ حق ہے سو تم اسکا درس کرو اور اسکو سیکھو پس یہ حدیث منام مشہور ہے اور جسنے اسکو بیداری مین ٹھیرایا اوسنے مقرر غلطی کی اور یہ حدیث سنن مین کئی طریق سے ہے وھذا الحدیث بعینه قد رواہ الترمذی من حدیث جھضم بن عبد اللہ الیمامی به وقال حسن صحیح یہ اختصام وہ اختصام نہین ہے جو قرآن شریف مین مذکور ہے کیونکہ اسکی تو تفسیر کی گئی ہے رہا وہ اختصام جو قرآن شریف مین ہے سو اوسکی بعد کو تفسیر فرمائی گئی ہے وہ تفسیر یہ ہے اذ قال ربك للملائکة الآیه ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے تو کہدے کہ مین تو یہی ہون ڈرانے والا تمکو اللہ کے عذاب وعقاب سے ساحر وشاعر نہین ہون جیسا تمنے دعوی کیا ہے اور خوشخبری سنانے والا ہون انذار پر صرف اس لیے قصر کیا کہ آپ کی گفتگو کفار کے ساتھ ہے اور اونکو یہی انذار مناسب ہے اور نہین ہے کوئی معبود جو کہ عبادت کا مستحق ہو مگر اللہ ایک جسکا کوئی شریک نہین ہے قہار ہے ہر شے کا جو اوسکے سوا ہے رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور جو مخلوقات اون کے درمیان مین ہے عزیز ہے کہ کوئی غلبہ کرنے والا اوسپر غلبہ نہین کرسکتا ہے بڑا بخشنے والا ہے اوسکو جو اوسکی اطاعت کرتا ہے کسی نے کہا معنی عزیز کے منیع ہین یعنی وہ ایسا ہے کہ اوسکا کوئی مثل نہین ہے غفار کے یہ معنی ہین کہ اپنی خلق کے گناہون کا بڑا چھپانے والا ہے پھر اللہ پاک نے آپ کو امر کیا کہ اون کے ڈرانے مین مبالغہ کرین اور اونکے واسطے امر کی عظمت وجلالت بیان کرین یون کہین کہ ہو نبأ عظیم یعنی جس عقاب سے مین نے تمکو ڈرایا اور جو توحید مین نے تمہارے واسطے کہولکر بیان کردی یہ ایک خبر عظیم وخبر جلیل ہے جسکی شان سے یہ ہے کہ اوسکی تعظیم وتکریم اور اہتمام واعتنا کیا جاے اوسکے امر کرنے مین اور اوسکے امر کی بجاآوری مین اور اوسکو

فتح البیان مین فرمایا واخرج الترمذی وحسنه وابن خزیمة والحاکم وصححه والبیهقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم اتانی اللیلة ربی فی احسن صورة الحدیث وقال فی آخره قال یا محمد ھل تدری فیم یختصم الملاء الاعلی قلت لا الحدیث وفیه وھذا الحدیث بعینه قد رواہ الترمذی من حدیث جھضم بن عبد اللہ الیمامی به وقال حسن صحیح یہ اختصام وہ اختصام نہین ہے جو قرآن شریف مین مذکور ہے کیونکہ اسکی تو تفسیر کی گئی ہے رہا وہ اختصام جو قرآن شریف مین ہے سو اوسکی بعد کو تفسیر فرمائی گئی ہے وہ تفسیر یہ ہے اذ قال ربك للملائکة الآیه ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے تو کہدے کہ مین تو یہی ہون ڈرانے والا تمکو اللہ کے عذاب وعقاب سے ساحر وشاعر نہین ہون جیسا تمنے دعوی کیا ہے اور خوشخبری سنانے والا ہون انذار پر صرف اس لیے قصر کیا کہ آپ کی گفتگو کفار کے ساتھ ہے اور اونکو یہی انذار مناسب ہے اور نہین ہے کوئی معبود جو کہ عبادت کا مستحق ہو مگر اللہ ایک جسکا کوئی شریک نہین ہے قہار ہے ہر شے کا جو اوسکے سوا ہے رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور جو مخلوقات اون کے درمیان مین ہے عزیز ہے کہ کوئی غلبہ کرنے والا اوسپر غلبہ نہین کرسکتا ہے بڑا بخشنے والا ہے اوسکو جو اوسکی اطاعت کرتا ہے کسی نے کہا معنی عزیز کے منیع ہین یعنی وہ ایسا ہے کہ اوسکا کوئی مثل نہین ہے غفار کے یہ معنی ہین کہ اپنی خلق کے گناہون کا بڑا چھپانے والا ہے پھر اللہ پاک نے آپ کو امر کیا کہ اون کے ڈرانے مین مبالغہ کرین اور اونکے واسطے امر کی عظمت وجلالت بیان کرین یون کہین کہ ہو نبأ عظیم یعنی جس عقاب سے مین نے تمکو ڈرایا اور جو توحید مین نے تمہارے واسطے کہولکر بیان کردی یہ ایک خبر عظیم وخبر جلیل ہے جسکی شان سے یہ ہے کہ اوسکی تعظیم وتکریم اور اہتمام واعتنا کیا جاے اوسکے امر کرنے مین اور اوسکے امر کی بجاآوری مین اور اوسکو

ع

سو جابر سے جو مرفوعا اخرجه ابن خزیمة والحاکم وصححه والبیهقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم اتانی اللیلة ربی فی احسن صورة الحدیث وقال فی آخره قال یا محمد ھل تدری فیم یختصم الملاء الاعلی قلت لا الحدیث وفیه وھذا الحدیث بعینه قد رواہ الترمذی من حدیث جھضم بن عبد اللہ الیمامی به وقال حسن صحیح یہ اختصام وہ اختصام نہین ہے جو قرآن شریف مین مذکور ہے کیونکہ اسکی تو تفسیر کی گئی ہے رہا وہ اختصام جو قرآن شریف مین ہے سو اوسکی بعد کو تفسیر فرمائی گئی ہے وہ تفسیر یہ ہے اذ قال ربك للملائکة الآیه ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے تو کہدے کہ مین تو یہی ہون ڈرانے والا تمکو اللہ کے عذاب وعقاب سے ساحر وشاعر نہین ہون جیسا تمنے دعوی کیا ہے اور خوشخبری سنانے والا ہون انذار پر صرف اس لیے قصر کیا کہ آپ کی گفتگو کفار کے ساتھ ہے اور اونکو یہی انذار مناسب ہے اور نہین ہے کوئی معبود جو کہ عبادت کا مستحق ہو مگر اللہ ایک جسکا کوئی شریک نہین ہے قہار ہے ہر شے کا جو اوسکے سوا ہے رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور جو مخلوقات اون کے درمیان مین ہے عزیز ہے کہ کوئی غلبہ کرنے والا اوسپر غلبہ نہین کرسکتا ہے بڑا بخشنے والا ہے اوسکو جو اوسکی اطاعت کرتا ہے کسی نے کہا معنی عزیز کے منیع ہین یعنی وہ ایسا ہے کہ اوسکا کوئی مثل نہین ہے غفار کے یہ معنی ہین کہ اپنی خلق کے گناہون کا بڑا چھپانے والا ہے پھر اللہ پاک نے آپ کو امر کیا کہ اون کے ڈرانے مین مبالغہ کرین اور اونکے واسطے امر کی عظمت وجلالت بیان کرین یون کہین کہ ہو نبأ عظیم یعنی جس عقاب سے مین نے تمکو ڈرایا اور جو توحید مین نے تمہارے واسطے کہولکر بیان کردی یہ ایک خبر عظیم وخبر جلیل ہے جسکی شان سے یہ ہے کہ اوسکی تعظیم وتکریم اور اہتمام واعتنا کیا جاے اوسکے امر کرنے مین اور اوسکے امر کی بجاآوری مین اور اوسکو

خفیف وسبک نہ سمجھا جاے اسی کے مثل یہ آیت کریمہ ہے عم یتساءلون عن النباء العظیم مجاہد وقتادہ نے کہا کہ نبا عظیم قرآن کریم ہے کیونکہ یہ ایک بڑی خبر ہے اسواسطے کہ اللہ عزوجل کا کلام ہے زجاج نے کہا تو کہہ کہ وہ خبر جسکی مین نے تمکو خبر دی ایک خبر عظیم ہے مراد اگلون کے قصے ہین جنکی آپنے اونکو خبر دی یہ دلیل ہے آپکے صدق ونبوت پر کیونکہ آپنے اسکو نہین جانا مگر اللہ تعالیٰ کی وحی سے جملہ انتم عنہ معرضون صفت ثانی ہے نبا کی یعنی ایسی خبر عظیم ہے کہ اوس سے تم اعراض کرنے والے ہو یا جملہ مستانفہ ہے یہ جملہ کفار کی توبیخ وسرزنش کے واسطے ہے کیونکہ اونہون نے اوس سے اعراض کیا اور اوسمین فکر وغور نہ کی کہ اوسکے صدق وراستی کو جانین اور جس بعث کا انکار کیا ہی اوسپر اوس سے استدلال کرین جملہ ماکان لی الآیہ استیناف ہے اس بات کے ثابت کرنے کو لایا گیا کہ وہ نبا عظیم ہی وارد ہے طرف سے اللہ پاک کے اپنے اخبار سے ایک خبر تفصیل سے ذکر فرماتا ہے بغیر اسکے کہ اوسکے ساتھہ کوئی سابقہ معرفت کا ہو یا کوئی سبب معرفت کے اسباب عادی سے ہو جسکی مباشرت کی ہو اس لیے کہ یہ ایک کھلی حجت دال ہے اسپر کہ یہ بطریق وحی کے ہے پاس سے اللہ تعالیٰ کے اور اوسکے باقی اخبار بھی ایسے ہی ہین حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اصلا غیب نہین جانتے ہین مگر وہ شے جسکی اللہ پاک کی جہت سے اونکی طرف وحی کیجاتی ہے ملأ اعلیٰ سے مراد فرشتے ہین ابو السعود نے اتنا زیادہ کہا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس علیہ لعنۃ الملک العلام بالملأ الاعلیٰ متعلق ہے علم سے اس بنا پر کہ علم کو معنی احاطہ کا متضمن کیا ہے اذ متعلق ہے محذوف سے اور ضمیر یختصمون مین راجع ہے طرف ملأ اعلیٰ کے اے ماکان لی فیما سبق علم بوجہ من الوجوہ بحال الملأ الاعلیٰ وقت اختصامہم یعنی نہین تھا مجھکو زمانہ سابق مین کسی طرح کا علم ملأ اعلیٰ کا وقت اون کے جھگڑنے کے اور جو خصومت اونکے آپس مین ہوئی وہ حضرت آدم علیہ السلام کے باب مین تھی حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ جسوقت فرشتون سے حضرت آدم کی پیدایش مین مشورہ لیا گیا تو اونہون جھگڑے اور کہا زمین مین کوئی خلیفہ مت بنا دو سر الفظ یہ ہے کہ یہ خصومت شان مین آدم علیہ السلام کے تھی جبکہ بولے کیا تو کرتا ہے اوسمین اوس شخص کو جو فساد کرے گا اوسمین کسی نے کہا

ل
کیا بات ہے پیچھے چین لوگ
آپس مین ۱۲ ہ ۱۲ ہ ۱۲ ہ ۱۲

کہ یختصمون مین ضمیر راجع ہے طرف قریش کے یعنی قریش جھگڑتے ہین فرشتون مین بعض تو
کہتے ہین کہ وہ دختران خدا ہین اور بعض کچھ اور کہتے ہین لیکن قول اول اولیٰ ہے جملۂ ان یوحی
الی الا انما انا نذیر مبین معترضہ ہے درمیان اختصام محل ملأ اعلی کے اور اوسکی تفصیل کے جو اس قول
مین ہے اذ قال ربک الآیہ فراء نے کہا معنی یہ ہین نہین وحی کیجاتی ہے طرف میرے
مگر یہ کہ مین ایک ڈرانے والا ہون مبین بیان کرتا ہون مین واسطے تمہارے وہ فرائض وسنن
جنکو تم کرو اور وہ حرام ومعصیت جسکو تم چھوڑو کہا گویا تمنے یون کہا کہ نہین وحی کیجاتی ہے طرف
میرے مگر ڈرانا جمہور نے بفتح ہمزۂ انما پڑہا ہے اس بنا پر کہ وہ اور جو اوسکے تحت مین ہے
محل رفع مین ہے اس لیے کہ نائب فاعل ہے ای مایوحی الی الا الانذار یا الا کونی نذیرا مبینا
یا محل نصب مین ہے یا جر مین بعد اسقاط لام علت کے اور نائب فاعل اس بنا پر جار ومجرور ہے
ابو جعفر نے بکسر ہمزہ پڑہا ہے اسواسطے کہ وحی مین معنی قول کے ہین اور وہ قائم مقام فاعل
کے ہے بطریق حکایت گویا یون کہا گیا مایوحی الی الا ہذہ الجملۃ المتضمنۃ لہذا الاخبار وہو ان اقول
لکم انما انا نذیر مبین قصر اسجگہ اضافی ہے یعنی نہ ساحر ہون اور نہ کاذب ہون جیسا تم نے زعم
کیا ہے انذار کو خاص کرکے اس لیے ذکر کیا ہے کہ کلام مشرکون کے ساتھ ہے اور آپ کا
حال اونکے ساتھ مقصور ہے انذار پر چنانچہ اول گزر چکا ہے بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے سابق
مین جھگڑنا فرشتون کا اجمالاً ذکر کیا تو بیان اوسکی تفصیل ذکر فرمائی اذ قال ربک للملئکۃ
انی خالق بشرا من طین ○ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ
سجدین ○ فسجد الملئکۃ کلہم اجمعون ○ الا ابلیس ط استکبر وکان من
الکفرین ○ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ط استکبرت
ام کنت من العالین ○ قال انا خیر منہ ط خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ○
قال فاخرج منہا فانک رجیم ○ وان علیک لعنتی الی یوم الدین ○ قال
رب فانظرنی الی یوم یبعثون ○ قال فانک من المنظرین ○ الی یوم الوقت
المعلوم ○ قال فبعزتک لاغوینہم اجمعین ○ الا عبادک منہم المخلصین ○
قال فالحق ز والحق اقول ج ○ لاملئن جہنم منک ومن تبعک منہم اجمعین ○

۵۱ معنی یہ ہین کہ نہین تا بحکم علم ساتھ فرشتون کے جبکہ جھگڑتے تھے اونمین وقوع ۱۲ منہ ۵۲ یہان معنی مایوحی الی الا انما انا نذیر مبین قال الناس ۱۲ منہ

جب کہا تیرے رب نے فرشتون کو مین بناتا ہون ایک انسان مٹی کا پھر جب ٹھیک بنا چکون
اور پھوکون اوسمین ایک اپنی جان تو تم گر پڑو اوسکے آگے سجدے مین پھر سجدہ کیا فرشتون
نے سارے اکہٹے مگر ابلیس نے غرور کیا اور تھا وہ منکرون مین فرمایا اے ابلیس تجھکو کیا
اٹکا ہوا کہ سجدہ کرے اوس چیز کو جو مین نے بنائی اپنے دونون ہاتھ سے یہ تو نے
غرور کیا یا تو بڑا تھا درجے مین بولا مین بہتر ہون اوس سے مجھکو بنایا تو نے آگ سے اور اوسکو
بنایا مٹی سے فرمایا تو تو نکل یہان سے کہ تو مردود ہوا اور تجھپر میری پھٹکار ہے اوس جزا کے
دن تک بولا اے رب مجھکو ڈھیل دے جسدن تک مردے جیوین فرمایا تجھکو ڈھیل ہے
اوسی وقت کے دن تک جو معلوم ہے بولا تو قسم ہے تیری عزت کی مین گمراہ کرونگا ان سبکو
مگر جو بندے ہین تیرے اونمین چنے فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے اور مین ٹھیک ہی کہتا ہون
مجھکو بھر نا دوزخ تجھسے اور جو اونمین تیری راہ چلے اون سے سارے ف ایک یہی فرشتون
کی تکرار تھی جو بیان فرمایا ف اپنی ایک جان یعنی آب وخاک کی نہین نبی غیب سے آئی ف
یہ جن تھا وہ اکثر خدا کے حکم سے منکر تھے لیکن اب رہنے لگا تھا فرشتون مین ف دونون
ہاتھون سے یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور روح کو غیب کے ہاتھ سے اللہ غیب کی
چیزین بناتا ہے ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزین ایک طرح کی قدرت سے انسان مین
دونون طرح کی قدرت خرچ کی ف آگ گرم ہے پر جوش مٹی سرد ہے خاموش اوسنے اوسکو
خوب سمجھا اللہ نے اسکو پسند کیا ف یعنی تب تک پھٹکار پڑتی جاویگی تیرے اعمال سے
یہان سے نکل یعنی بہشت سے فرشتون کی صحبت مین جاتا تھا اب نکالا گیا انتہی ف
حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تبارک وتعالی نے اس قصے کو سورۂ بقرہ واول سورہ اعراف
وسورۂ حجر وسبحان وکہف مین اور یہان ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے قبل خلق آدم
علیہ السلام کے فرشتون کو اس بات کا اعلام کیا کہ وہ ایک بشر پیدا کریگا کہنا تے سنے
ہوئے گارے سے جسوقت کہ اوسکے پیدا کرنے اور ٹھیک بنانے سے فارغ ہو چکے تو چاہیے
کہ واسطے اکرام واعظام واحترام کے اوسکو سجدہ کرین اور واسطے امتثال امر اللہ عزوجل کے
سو سارے فرشتون نے تو اس حکم کا امتثال کیا سوائے ابلیس کے اور وہ اونکی جنس سے

نہ تھا جن مین سے، تھا پس اوسکی طبیعت وجبلت نے اوسکی خیانت کی اسحال مین کہ سب حالتون
سے بڑہکر اوسکی طرف محتاج تھا سو اوسنے آدم کے سجدہ کرنے سے عار کیا اور اون کے
باب مین اپنے رب عزوجل سے جھگڑا اور دعوی کیا کہ آدم سے بہتر ہے کیونکہ وہ تو بنایا گیا آگ
سے اور آدم بنائے گئے مٹی سے اور آگ بہتر ہے مٹی سے اوسکے زعم مین حالانکہ اوسنے
اسمین خطا کی اور اللہ تعالی کے امر کا مخالف ومنکر ہوا پس اللہ عزوجل نے اوسکو دور کیا اور
اوسکی ناک کو خاک مین آلودہ فرمایا اور اپنے باب رحمت ومحل انس وحضرت قدس سے نکالدیا
اور اوسکا نام ابلیس رکہا یہ بات بتانے کو کہ وہ رحمت سے ناامید کیا گیا اور آسمان سے اوسکو
مذموم ومدحور کرکے زمین کی طرف اوتار دیا پہر اوسنے روز بعث تک مہلت کا سوال کیا تو حلیم
نے اوسکو مہلت دی کون حلیم جو کہ اپنے عاصی پر جلدی نہین کرتا ہے پہر جب وہ روز قیامت
تک ہلاک سے بخوف ہوا تو تمرد وسرکشی کی اور کہا فبعزتك الآیہ کما قال تعالی ارایتك
هذا الذی کرمت علی لئن اخرتنی الی یوم القیامة لاحتنکن ذریته الا قلیلا
یہ قلیل وہی ہین جنکا اس آیت مین استثنا کیا ہے ان عبادی لیس لك علیهم سلطان
وکفی بربك وکیلا قولہ تعالی قال فالحق والحق اقول الآیہ ایک جماعت نے جنمین سے
مجاہد ہین حق اول کو برفع پڑہا ہے اور مجاہد نے اوسکی یہ تفسیر کی ہے کہ انا الحق والحق اقول یعنی
مین حق ہون اور حق کہتا ہون ایک روایت مین اونسے یہ ہے الحق منی واقول الحق یعنی حق مجھسے
ہے اور مین حق کہتا ہون دوسرون نے بنصب ہر دو حق پڑہا ہے سدی نے کہا یہ ایک قسم
ہے کہ اللہ پاک نے اوسکے ساتہ قسم کہائی ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ آیت مثل اس
آیت کے ہے ولکن حق القول منی لاملأن جهنم من الجنة والناس اجمعین
وکقولہ تعالی اذهب فمن تبعك منهم فان جهنم جزاؤکم جزاء موفورا۔ قل

ما اسئلکم علیه من اجر وما انا من المتکلفین ○ ان هو الا ذکر للعلمین ○
ولتعلمن نبأه بعد حین ○ تو کہدے مین مانگتا نہین تمسے اسپر کچہہ نیگ اور مین نہین آپ کو
بنانے والا یہ تو ایک سمجہوتی ہے سارے جہان والون کو اور معلوم کرلوگے اسکا احوال
تہوڑی دیر کے پیچہے انتہی ف اللہ تعالی فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ع ۵ ۱۲۴

ف ۱ بہلا یہ کہ تو میرا کہا نہین مانتا دوسرے یہ کہ تو نے مجھے بڑہایا اگر تو مجھکو ڈہیل دے
قیامت کے دن تک تو مین اوسکی اولاد کو گمراہ کرڈالونگا تیسرے یہ کہ تو نے مجھکو ذلیل کیا
ف ۲ یہ تو ہمیشہ سے تیرا مذہب ہے تو نے ہمیشہ ہمین ذلیل جانا ف ۳ لیکن تیری حکومت اور
تیرا فریب بس ہے کام نہین دیگا ف ۴ لیکن تیری بڑی میری کی بات کو مجھکو بہتا دوزخ
جنون سے اور آدمیون سے اکٹہے ف ۵ جو کوئی ساتہہ ہوا تجہمین سے سو
دوزخ ہے ہم سبکا پورا بدلا

توان مشرکون سے کہدے کہ مین اس رسالت کے پہونچانے پر اور اس خیرخواہی پر تمسے
مزدوری نہین مانگتا ہون کہ تم دنیا کے سامان و اسباب سے مجھے دوا دو مین نہین ہون
متکلفین سے یعنی اور مین زیادہ نہین کرتا ہون اوس شے پر جسکے ساتھ اللہ تعالی نے
مجھے بھیجا ہے اور نہ مین اوسپر زیادتی چاہتا ہون بلکہ جس شے کا مجھے حکم دیا گیا مین نے
اوسکو ادا کر دیا مین نہ اوسپر زیادہ کرتا ہون نہ اوس سے کم مین تو اوس سے صرف اللہ عزوجل کی
ذات کو چاہتا ہون اور دار آخرت کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین اے لوگو جو کوئی جانے
کسی شے کو تو چاہیئے اوسے کہے اور جو کوئی نہ جانے تو چاہیئے کہدے اللہ اعلم اسلیے
کہ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یون فرمایا ہے قل ما اسالکم علیہ من
اجر و ما انا من المتکلفین قالہ سفیان الثوری عن الاعمش و منصور عن ابی الضحی عن مسروق اخرجاہ من
حدیث الاعمش بہ قولہ تعالی ان ھو الا ذکر للعالمین یعنی قرآن شریف ایک نصیحت ہے
واسطے سارے مکلفین کے جن و انس مین سے قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ابن ابی حاتم
نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ عالمین سے مراد جن و انس ہین یہ آیت
مثل اس آیت کے ہے لانذرکم بہ ومن بلغ وکقولہ تعالی ومن یکفر بہ من الاحزاب
فالنار موعدہ قولہ تعالی ولتعلمن نبأہ بعد حین یعنی اور البتہ جان لوگے اوسکی خبر و
راستی عنقریب قتادہ نے کہا کہ بعد موت کے عکرمہ نے کہا یعنی قیامت کے دن ان دونون
قولون مین کچھ مناقات نہین ہے کیونکہ جو کوئی مرا تو مقررہ وہ قیامت کے حکم مین داخل ہوا قتادہ
نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ اے ابن آدم وقت موت کے خبر یقین تجھکو آئیگی آخر تفسیر سورۂ
ص وللہ الحمد والمنۃ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم کذا فی ابن کثیر **فتح البیان** کا بیان فاتح یہ ہے
کہ کلمۂ اذ بدل ہے اذ یختصمون سے کیونکہ جو قصہ اسکے تحت مین ہے وہ مشتمل ہے خصومت
پر کسی نے کہا کہ اذکر محذوف کا ظرف ہے قول اول اولی ہے جبکہ خصومت فرشتون کی
اوس شخص کی شان مین ٹھیری جو کہ زمین مین خلیفہ بنایا جائیگا اور جب خصومت اوسکی غیر مین ہو منجملہ ان
اقوال کے جنکا ذکر ہو چکا ہے تو قول ثانی اولی ہوگا انی خالق بشرا کا یہ مطلب ہے کہ مین
پیدا کرنے والا ہون زمانۂ آیندہ مین ایک بشر یعنی ایک جسم جنس بشر سے مراد حضرت آدم علیہ السلام

ہین بشر ماخوذ ہے مباشرت سے حضرت آدم کو بشر اس لیے کہا کہ زمین سے اونکو مباشرت ہے
رہنا بسنا سب کچھ اوسی مین ہے یا اس لیے کہ اونکا بشرہ ظاہر ہے یعنی اونکا جسم بالون سے
صاف پاک ہے اور حیوانات کے جلد بالون سے چھپی ہوتی ہے من طین متعلق ہے
محذوف سے جو کہ صفت ہے بشر کی یعنی ایسا بشر کہ ہونے والا ہے مٹی سے یا متعلق
ہے خالق سے یعنی مین بنانے والا ہون مٹی سے فاذا سویتہ کا یہ مطلب ہے کہ پھر جب
مین اوسکی صورت بناؤن بشر کی صورت پر اور اوسکے اجزا برابر ہو جائین اور مین اوسکو پورا کر دون
ونفخت فیہ من روحی اور جاری کرون مین اوسمین اوس روح سے جسکا مین مالک ہون
اور میرا غیر اوسکا مالک نہین ہے کسینے کہا کہ نفخ روح تمثیل ہے نہ کوئی نفخ اور نہ کوئی منفوخ فیہ مراد یہ ہے
کہ اوسکو زندہ کر دیا بعد اسکے کہ جماد تھا اوسمین کسی طرح کی حیات نہ تھی اس معنی سے ظاہر نظم
کریم انکار کرتا ہے پس قول اول اولی ہے سورۂ نسا مین اس بات پر گفتگو گزر چکی ہے
فی الجملہ بیان نفخ روح کا یہ ہے کہ نفخ روح جاری کرنا روح کا ہے طرف اوس جسم کے جو
اوسکی امساک کا صالح وقابل ہے اللہ پاک نے روح کی اضافت اپنی طرف فرمائی واسطے
تشریف وتکریم حضرت آدم علیہ السلام کے روح ایک جسم لطیف ہے جس سے انسان زندہ
ہو جاتا ہے بسبب اوسکے نفوذ کے اوسمین جمہور متکلمین اسی کے قائل ہین کما ذکرہ الکرخی
امام نووی رضی اللہ عنہ نے شرح مسلم شریف مین فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک
صحیح یہی قول ہے روح بدن مین مشتبک ہوتی ہے جسطرح کہ پانی سبز لکڑی مین مشتبک ہوتا ہے
مطلب یہ ہے کہ اوسکے ہر جزو مین ساری ہوتا ہے اونمین سے بہت نے یہ کہا ہے کہ روح
عرض ہے اور یہ وہی حیات ہے جسکے وجود سے بدن زندہ ہو جاتا ہے فلاسفہ اور بہت
سے صوفیہ کرام یہ کہتے ہین کہ نہ وہ جسم ہے نہ عرض ہے بلکہ ایک جوہر مجرد قائم بنفسہ غیر متحیز بدن
سے متعلق ہے واسطے تدبیر کے اور تحریک کے اوسمین نہ داخل ہے نہ اوس سے خارج ہے
امام غزالی وراغب رحمہما اللہ تعالی نے اسپر اونکی موافقت کی ہے اول قول والون
کی یہ دلیل ہے کہ اخبار مین روح کا یہ وصف آیا ہے کہ وہ اوترتی ہے چڑھتی ہے عالم
برزخ مین تردد کرتی ہے انتہی یعنی آمد ورفت کرتی ہے اور یہ اوصاف جسم کے ہین کسینے کہا

کہ ایک جوہر شریف قدسی ہے انسان کے بدن مین سرایت کرتا ہے جسطرح کہ روشنی میدان
مین سرایت کرتی ہے یا جسطرح کہ آگ کوئلے مین سرایت کرتی ہے ذکرہ الخازن صاحب فتح البیان
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ روح کا علم اون اشیا مین سے ہے جنکے علم کے ساتھ اللہ پاک
مستاثر[۵۱] ہے اوسکی خلق مین سے کوئی اوسکو نہین جانتا ہے اوسکی معرفت مین خوض کرنا فضول
اعمال ولغو کلام سے ہے اللہ پاک نے خود فرمادیا ہے قل[۵۲] الروح من امر ربی وما
اوتیتم من العلم الا قلیلا سیدنا ابو الوفا صاحب فتح البیان مرحوم نے ثمار التنکیت شرح ابیات
اور دیگر لغات مین اور خاکسار عفا اللہ عنہ نے طے الفراسخ مین اقوال روح کے ذکر کیے ہین
قولہ تعالیٰ فقعوا لہ ساجدین امر ہے وقع یقع سے سجود سے مراد اسجگہ سجود تحیت ہے سجود
عبادت مراد نہین ہے اسمین دلیل ہے اسپر کہ فرشتون کو جس بات کا حکم ہوا تھا وہ صرف انحنا[۵۳] نہین
ہے جیسا کہ کہا گیا ہے یعنی یہ ہین کہ گر پڑیو واسطے اوسکے سجدہ کرتے ہوئے اسکی تحقیق سورۂ
بقرہ مین گزر چکی ہے فسجد الملائکۃ مین عبارت محذوف ہے جسپر فاے فصیحہ دلالت
کرتی ہے ای فخلقہ فسواہ ونفخ فیہ من روحہ فسجد لہ الملائکۃ یعنی پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام
کو بنایا پھر اونکو ٹھیک کیا اور اونمین روح پھونکی پھر اون کے واسطے فرشتون نے سجدہ کیا
کلھم کا لفظ یہ فائدہ دیتا ہے کہ اون سب نے سجدہ کیا اونمین سے کوئی باقی نہین رہا اور اجمعون
کا کلمہ یہ فائدہ دیتا ہے کہ ایک وقت مین اون سب نے جمع ہوکر سجدہ کیا پس کلھم تو واسطے
قصد احاطہ کے ہے اور اجمعون واسطے قصد اجتماع کے **کشاف** مین کہا ہے کہ دونون
کلمون نے معًا یہ فائدہ دیا کہ اون سب نے سجدہ کیا نہین باقی رہا اونمین سے کوئی فرشتہ
مگر اوسنے سجدہ کیا سب نے اکٹھا ہوکر ایک وقت مین سجدہ کیا نہ متفرق ہوکر کئی وقتون مین کسی نے
کہا کہ دو تاکید کے ساتھ تاکید کے واسطے مبالغے کی تعمیم مین اب رہی یہ بات کہ یہ سجدہ قبل
دخول آدم علیہ السلام کے جنت مین تھا یا بعد دخول کے سو اسمین دو قول ہین الا ابلیس استثنای متصل ہے
اس تقدیر پر کہ ابلیس متصف بصفات ملائکہ تھا اون کے شمار مین داخل تھا پس فرشتون کو اوسپر
تغلیب دی گئی یا منقطع ہے بنا بر اسکے کہ ظاہر یہی ہے کہ وہ اونمین داخل نہین ہے یعنی ابلیس
نے عار کیا سجدے سے جاہل ہوکر اس بات سے کہ وہ طاعت ہے واسطے اللہ پاک کے

۵۱ یعنی تو دوسرے علم کے ساتھ مستقل ہے کسی کیواسطے اوسکا علم نہین ہے ۱۲ ۵۲ یعنی روح ہے ہمارے رب کے امر سے اور تمکو تھوڑی ہی ہے ۱۲ ۵۳ یعنی تھکنا

اور اوسکا استکبار کفر کا استکبار تھا پس اسلیئے وہ ہوگیا کافرون مین سے اس واسطے کہ اللہ تعالی کے امر کی
اوسنے مخالفت کی اور اوسکی طاعت سے تکبر کیا یا یہ معنی ہین کہ وہ کافرون سے تھا اللہ پاک کے
علم مین سورۂ بقرہ و اعراف و بنی اسرائیل و کہف و طہ مین اسکا بیان پوری طور پر گزر چکا ہے پھر
جس سجدہ کا اوسکو امر کیا تھا اللہ پاک نے اوسکے ترک کرنے کا سبب اوس سے پوچھا فرمایا
یا ابلیس ما منعك ان تسجد لما خلقت بیدی یعنی اے ابلیس کس شے نے
تجھے پھیرا اور روکا سجدہ کرنے سے واسطے اوس شے کے جسکے پیدا کرنے کا مین خود
متولی ہوا بغیر واسطۂ پدر و مادر کے اللہ پاک نے حضرت آدم کے پیدا کرنے کی نسبت
اپنی ذات مقدس کی طرف فرمائی واسطے اونکی تکریم و تشریف کے باوجود اسکے کہ وہ تو ہر شے کا
خالق ہے جسطرح کہ روح کی اور بیت اللہ اور ناقۃ اللہ کی اور مساجد اللہ کی اپنی طرف نسبت
کی ہے مجاہد نے کہا کہ ید ہاہنا بمعنی تاکید وصلہ کے ہے مجازا کقولہ تعالی وتبقی وجہ
ربك کسی نے کہا کہ مراد ید سے قدرت ہے محاورۂ عرب مین بولتے ہین مالی بہذا الامر یدٌ
و مالی بہ یدان اسے قدرۃ یعنی مجھکو اس کام کی قدرت نہین ہے کسی نے کہا کہ یدٌ ہاہنا بصیغۂ تثنیہ
فرمایا مقصود اس سے یہ بات بتانا ہے کہ ید بمعنی قوت و قدرت نہین ہے بلکہ اس لیے
کہ دال ہو اسپر کہ یدان دو صفتین ہین بمنجملہ صفات ذات اللہ سبحانہ و ہو الاولی کسی نے کہا کہ ذکر تثنیہ
واسطے ظاہر کرنے کمال اعتنا و اہتمام کے ہے ساتھ پیدا کرنے آدم علیہ السلام کے جو کہ
اون کے اجلال و تعظیم کا مستدعی ہے واسطے قصد تاکید انکار و تشدید توبیخ کے مطلب
یہ ہے کہ شیطان کو سخت سرزنش کرنا اور اوسکے انکار کی تاکید کرنا منظور ہے کہ جس شے کو مین نے
اپنے دونون ہاتھون سے بنایا تو نے اوسکے واسطے سجدہ کرنے سے کیون انکار کیا
کلمۂ مالما خلقت مین مصدریہ ہے یا موصولہ نحدری نے لما بتشدید میم مع فتح لام پڑہا ہے
اس بنا پر کہ ظرف ہے بمعنی حین جیسا کہ ابو علی فارسی نے کہا ہے کسی نے بیدی کو بافزا خارج پڑہا ہے
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے چار چیزون کو اپنے ہاتھ
سے پیدا کیا عرش معلی و جنت عدن و قلم و آدم اخرجہ ابن جریر و ابو الشیخ فی العظمۃ و البیہقی
حضرت عبد اللہ بن حارث سے مروی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ اللہ تعالی نے تین چیزین اپنے ہاتھ سے پیدا فرمائین پیدا کیا آدم کو اپنے ہاتھ سے اور لکھا
تورات کو اپنے ہاتھ سے اور لگایا فردوس کو اپنے ہاتھ سے اخرجہ ابن ابی الدنیا
فی صفۃ الجنۃ وابو الشیخ فی العظمۃ والبیہقی فی الاسماء والصفات جمہور نے
استکبرت کو بہمزۂ استفہام پڑہا ہے اور یہ استفہام واسطے توبیخ و تقریع کے ہے پس کلمۂ
ام ام کنت من العالین مین متصلہ ہوگا یعنی کیا ترک کیا تو نے سجدے کو واسطے تیرے
استکبار کے جو کہ قدیم و مستمر ہے اور ابن کثیر نے بالف وصل پڑہا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ استفہام
مراد ہو تو اب اول قرارت کے موافق ہو جائیگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ خبر محض ہو بدون ارادۂ استفہام
کے تو اب کلمۂ ام منقطعہ ہوگا معنی یہ ہین کہ تو نے استکبار کیا اوس سجود سے جسکا تجھے امر کیا گیا
بلکہ کیا تو تہا عالین سے یعنی اونمین سے جو کہ مستحق ہین واسطے ترفع کے اللہ کے امر کی طاعت
سے اور بڑا سمجھنے والے ہین اپنے نفس کو اوس سے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ تکبر کیا تو نے
سجدے سے اسوقت یا تو ہمیشہ رہا اوس قوم سے جو کہ تکبر کرتی ہے اس سے جملۂ انا خیر منہ
مستانفہ ہی جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ شیطان نے اللہ پاک کو کیا جواب دیا
سو یہ اوسکا جواب ہے کہ اوسنے یہ جواب دیا کہ مین اوس سے بہتر ہون یعنی نے اپنے نفس کے
لیے یہ دعوی کیا کہ وہ آدم علیہ السلام سے بہتر ہے یعنی اگر مین شرف مین اوسکے مساوی ہوتا تو
بھی یہ بات قبیح ہوتی کہ مین اوسے سجدہ کرون پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین اوسکو سجدہ کرون حالانکہ
مین اوس سے بہتر ہون اوسکے اس کلام کے ضمن مین یہ بات ہے کہ سجدہ فاضل کا واسطے
مفضول کے خوب نہین ہے پھر اپنے دعوی کی یہ علت پیش کی کہ بنایا تو نے مجھکو آگ سے اور
اوسکو بنایا مٹی سے یعنی کے زعم مین یہ بات تہی کہ آگ کا عنصر مٹی کے عنصر سے اشرف و افضل ہے
کیونکہ اجرام فلکیہ اشرف ہین اجرام عنصریہ سے اور نار اقرب عناصر ہے فلک سے اور زمین اوس سے
ابعد عناصر ہے دوسرے یہ ہے کہ نار نورانی لطیف ہے اور زمین کثیف و ظلمانی ہے اور لطافت
و نورانیت بہتر ہین کثافت و ظلمت سے یعنی کے خیال سے یہ بات جاتی رہی کہ نار جو ہے سو
بمنزلہ خادم ہے واسطے عنصر طین کے اگر آگ کی طرف حاجت ہوئی تو بلا لی گئی جیسے خادم
بلا لیا جاتا ہے اور اگر اوس سے استغنا ہوا تو بجھا دی گئی اور نیز مٹی نار پر غالب ہوتی ہے

اوسکو بجھا دیتی ہے اور نیز آگ پائی نہین جاتی ہے مگر اوسی شے مین جسکی اصل عنصر زمین سے
ہے اور نار آگ کا طرف رکھہ کے ہوتا ہے کہ جس سے نفع نہین لیا جاتا ہے اور مٹی اصل
ہے ہر اوس شے کی جو کہ نامی و نابت ہے جیسے انسان و درخت اور یہ بات معلوم ہے کہ انسان
اور درخت میوہ دار رکھہ سے بہتر و افضل ہین پر ہر حال آدم کو ایسے شرف و کرم کے ساتھہ شرافت
و کرامت دی گئی ہے کہ شرف عناصر مین سے کوئی شے اوسکی برابری نہین کرتی ہے کیونکہ اللہ پاک
نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دونون ہاتھون سے بنایا اور اونمین اپنی روح سے پھونکا
اور اونکے واسطے سجدہ کرنیکا امر فرمایا جواہر اپنی ذات مین باہم ایک دوسرے کے ہمجنس ہین اور
شرف جو اونکو حاصل ہوتا ہے سو بسبب کسی عارض کے اون کے عوارض مین سے جملۂ قال
فاخرج منھا مستانفہ ہے مثل اول کے مثلاً کسی نے کہا کہ بعد جواب دینے شیطان کے
اللہ تعالی نے اوس سے کیا فرمایا سو یہ اوسکا جواب ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اب تو نکل جا
جنت سے یا زمرۂ ملائکہ سے یا اوس خلقت سے جسپر تو تھا کیونکہ وہ اپنی خلقت کے ساتھہ فخر کیا کرتا
تھا پس اللہ پاک نے اوسکی خلقت کو متغیر کر دیا اور سیاہ پڑ گیا بعد اسکے کہ سپید تھا اور بدصورت
ہو گیا بعد اسکے کہ خوبصورت تھا اور تاریک ہو گیا بعد اسکے کہ نورانی تھا یہ اسپر دال ہے کہ وہ
کافر نہ تھا جبکہ فرشتون کے درمیان مین تھا اور اس لیے کہ اللہ تعالی نے اوس سے نقل نہین
کیا ہے مگر استکبار سجود سے سو یہ اسپر دلیل ہے کہ وہ کافر ہو گیا جبکہ اوسنے سجدہ نہ کیا ذکرہ
الطیبی پھر اللہ پاک نے اوسکے نکلنے کی یہ علت ذکر فرمائی کہ فانک رجیم یعنی تو نکل اسلیے
کہ تو مارا گیا ہے ساتھہ تارون کے اور مطرود ہے ہر خیر و خوبی سے ملعون ہے بسبب ترک
کرنے امر کے وان علیک لعنتی الی یوم الدین یعنی اور بیشک دور کرنا میرا ہے تجھکو
رحمت سے روز جزا تک پس اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ یہ لعنت مستمر و دایم رہیگی اوسپر جبتک کہ دنیا
ہے پھر آخرت مین انواع عذاب و عقوبت و سخط و غضب الٰہی مین سے اوس شے کو ملے گا
جو اوسکے لایق ہے یہ مراد نہین ہے کہ آخرت مین لعنت اوس سے دور ہو جائیگی بلکہ وہ
تو ہمیشہ ملعون ہے لیکن چونکہ آخرت مین اوسکے واسطے وہ عذاب و عقوبت ہی جسکے
سامنے لعنت کو بھول جائیگا اور اوسمین پڑنے کے وقت اوس سے غافل ہو گا تو اوسکے

مقابلے مین گویا وہ نہین ہے جملۂ قال رب فانظرنی ستا نفہ ہے مثل سابق کے یعنی اے رب میرے تو مجھے مہلت وتاخیر دے اور مجھپر جلدی مت کر الی یوم یبعثون یعنی اوس دن تک کہ آدم اور اوسکی ذریت واسطے جزا کے اوٹھائی جائین بعد اونکے فنا ہونے کے اس سے مراد لعین کی یہ ہے کہ اونکے اغوا کرنے کی گنجایش پائی اور اوسنے اپنا بدلا لیوے اللہ پاک نے فرمایا فانك من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم یعنی بیشک تو مہلت دیے گیون سے ہے وقت معلوم کے دن تک یعنی وہ دن جسکو اللہ تعالی نے واسطے فناے خلایق کے مقدر فرمایا ہے یہ دن ہے نزدیک نفخۂ آخرہ کے کسی نے کہا کہ نفخۂ اولی کہا ہے کہ ابلیس نے جو روز بعث تک مہلت طلب کی سو صرف اس لیے کہ موت سے خلاصی پاجاے کیونکہ جب اوسے روز بعث تک مہلت ملی تو قبل بعث کے نہ مرے گا اور وقت آنے روز بعث کے بھی نہ مرے گا تو اب موت سے چھٹی پالے گا پس اوسے وہ جواب ملا جو اوسکی مراد کو باطل کرتا ہے اور اوسکے مقصد کو اوسپر توڑتا ہے وہ یہی مہلت دینا ہے روز وقت معلوم تک اور وقت معلوم وہی ہے جسکو اللہ پاک جانتا ہے اور اوسکا غیر اوسے نہین جانتا ہے پھر جب لعین نے سنا کہ اللہ تعالی نے اوسے وقت تک اوسے مہلت دی تو بولا فبعزتك لاغوینهم اجمعین پس لعین نے اللہ پاک کی عزت کی قسم کہا کر کہا کہ وہ بنی آدم کو بہکائیگا باین طور کہ خواہشون کو اور معاصی کو اونکے واسطے پیرایۂ حسین وجمیل مین جلوہ گر کرے گا اور شبہے اونپر داخل کریگا یہانتک کہ وہ سب گمراہ ہو جائینگے قولہ تعالی فبما اغویتنی اس قول کو منافی نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے کا اوسکو اغوا کرنا ایک اثر ہے آثار قدرت وعزت اللہ تعالی سے اور ایک حکم ہے اوسکے احکام قہر وسلطنت سے پس اغوا وعزت کے ساتھہ قسم کہانے کا مآل ایک ہے شاید لعین نے ان دونون کے ساتھہ قسم کہائی ہے سو کبھی تو اوسکی قسم باغوا حکایت کی ہے اور کبھی قسم بعزت نقل فرمائی ہے پھر جب لعین نے یہ بات معلوم کی کہ اوسکا کید ومکر مؤثر نہوگا مگر اوسکے اتباع واحزاب مین جو کہ اہل کفر ومعاصی ہین تو اون لوگون کا استثنا کیا جنکے گمراہ کرنے پر قادر نہوگا اور اون کے اغوا کی طرف راہ نپائیگا پس خود کہدیا الا عبادك منهم المخلصین یعنی گر تیرے بندے اونمین سے جنکو تو نے اپنی طاعت کے واسطے خالص کیا ہے اور مجھسے اونکو معصوم ومحفوظ رکھا ہے

ان آیتون کی تفسیر سورۂ حجر وغیرہ مین گزر چکی ہے جملۂ قال فالحق والحق اقول مستانفہ ہے
مثل جملہاے ماتقدم کے جمہور نے دونون الحق کو بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ قسم یہ ہے
حرف قسم اوس سے حذف کیا گیا ہے تو دونون منصوب ہو گئے یا دونون منصوب ہین
بنا بر اغرا اے الزموا الحق یا دونون مصدر ہو کر ہین جملۂ لاملأن جہنم کے مضمون کے
حضرت ابن عباس وغیرہ نے برفع اول و نصب ثانی پڑہا ہے اس بنا پر کہ اول مبتدا ہے
اور خبر اوسکی مقدر ہے اے فالحق منی یا فالحق انا یا خبر اوسکی لاملأن ہے یا خبر ہے مبتدا ے
محذوف کی اور نصب ثانی کا فعل مابعد سے ہے ای وانا اقول الحق فراء و ابو عبید نے جائز کہا
ہے کہ منصوب ہو بمعنی حقا ہو کر لاملأن سے ان دونون پر کسی نے یون اعتراض کیا ہے کہ مابعد
لام کا ماقبل سے مقطوع ہوتا ہے فراء و سیبویہ سے یہی مروی ہے کہ معنی یہ ہین فالحق ان
املأ جہنم حضرت ابن عباس و مجاہد سے یہی مروی ہے کہ برفع ہر دو پڑہا ہے رفع اول تو بنا بر
وجہ مذکور اور ثانی کا رفع بنا بر ابتدا اور خبر اوسکی جملۂ مذکورہ جو اوسکے بعد ہے اور عائد محذوف ہے
ابن سمیفع و طلحہ بن مصرف نے دونون کو بجر پڑہا ہے بنا بر تقدیر حرف قسم فراء نے کہا جیسے تم
بولتے ہو اللہ عزوجل لافعلن کذا ابو العباس ثعلب نے اسکو غلط کہا ہے اور کہا کہ حذف مضمر سے
خفض جائز نہین ہے جملۂ لاملأن جہنم جمہور کی قرات پر جواب ہے قسم کا اور جملۂ والحق اقول معترضہ
ہے درمیان قسم کے اور اوسکے جواب کے منك و ممن تبعك منہم کے یہ معنی ہین کہ البتہ
مین بہرونگا جہنم کو تیری جنس سے جو کہ شیاطین ہین اور اوس سے جسنے تیری پیروی کی اولاد آدم
سے کہ جنہون نے تیری اطاعت کی جبکہ تو نے ضلال و غوایت کی طرف اونکو بلایا کلہم اجمعین
تاکید ہے معطوف و معطوف علیہ کے یعنی مین اوسکو بہرونگا شیاطین سے اور اون کے اتباع
سے سبسے زمخشری نے جائز کہا ہے کہ خاص ضمیر منہم کی تاکید ہو یعنی البتہ مین بہرونگا جہنم کو
شیاطین سے اور اوس سے جو اونکا تابع ہوا سارے لوگون سے کسی طرح کا تفاوت نہین ہے
اسمین درمیان ناس و ناس کے زمخشری کی غرض اس سے وہی اپنے مذہب باطل کی تائید ہے
کہ مرتکب کبیرہ کافر ہے پس بہتر وہی وجہ اول ہے کہ اجمعین تاکید ہے معطوف و معطوف علیہ
کی پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ اونکو یہ خبر دین کہ مراد اللہ کی طرف

لہ یعنی نجاہد ۱۲ عرش و عاصم ۱۲ منہ

بلانے سے صرف امتثال امر آلہی ہے دنیاے فانی کا ساز و سامان نہین ہے قل ما
اسالکم علیہ من اجر ضمیر علیہ کی راجع ہے طرف تبلیغ وحی کے حالانکہ اول اوسکا ذکر نہین گزرا
ہے لیکن سیاق سے مفہوم ہوتی ہے کسی نے کہا کہ قولہ تعالی ان ھو الا ذکر مبین
کی طرف راجع ہے جسکا ذکر اول ہو چکا ہے کسی نے کہا کہ قرآن شریف کی طرف راجع ہے
کسی نے کہا کہ دعا الی اللہ کی طرف علی العموم پس قرآن وغیرہ وحی کو شامل ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کو معنی یہ ہین کہ مین طلب نہین کرتا ہون تمسے کچھ مزدوری کہ تم اوسپر
مجھے دو حضرت ابن عباس نے فرمایا قل یا محمد ما اسالکم علی ما ادعوکم الیہ من اجر عرض دنیا قولہ تعالی
وما انا من المتکلفین یعنی مین نہین ہون تکلف کرنے والون سے یہانتک کہ کہون وہ شی
جسکو جانتا نہین ہون یا بلاؤن تمکو طرف غیر اوس شے کے جسکی طرف بلانے کا اللہ نے
مجھے امر فرمایا ہے تکلف کہتے ہین تصنع کو یعنی مین اونمین سے نہین ہون جو کہ بناوٹ کرتے
ہین اوس شے کے ساتھہ جسکے وہ اہل نہین ہین یہانتک کہ نبوت کو اپنے اوپر بندہ لون اور قرآن
کو اپنی طرف سے بنالون بخاری و مسلم وغیرہما مین مسروق سے مروی ہے کہا
اس اثنا مین کہ ایک شخص مسجد مین باتین کر رہا تھا سو اوسنے اپنی باتون مین کہا یوم تاتی السماء بدخان
مبین کہا کہ ایک دہوان ہوگا قیامت کے دن پکڑیگا منافقون کے کانون کو اور آنکھون کو اور
پکڑے گا مومنون کو مثل ہیئت زکام کے کہا ہم کہڑے ہوئے یہانتک کہ عبد اللہ پر داخل
ہوئے اور وہ اپنے گھر مین تھے اور تکیہ لگائے ہوئے تھے سو بیٹھکر سید ہے ہو گئے
پھر فرمایا لوگو جو کوئی جانے تم مین سے کوئی علم تو چاہیے اوسے کہے اور جو نہ جانے تو چاہیے
کہے اللہ اعلم پس بیشک علم سے ہے یہ کہ عالم جس شے کو نہ جانے تو کہے اللہ اعلم اللہ تعالی
نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے قل ما اسالکم الآیہ بخاری نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہم منع کیے گئے ہین تکلف سے حضرت
سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو منع کیا ہے کہ ہم تکلف
کرین واسطے مہمان کے اخرجہ الطبرانی والحاکم والبیہقی قولہ تعالی ان ھو الا ذکر
للعالمین یعنی نہین ہے یہ قرآن یا وحی یا وہ شے جسکی طرف مین تمکو بلاتا ہون مگر ذکر ہے

طرف سے اللہ عزوجل کے واسطے جن وانس کے جو کہ عقلا ہین ملائکہ نہین کیونکہ مراد ذکر سے موعظت وتخویف وتذکیر عواقب ہے اور یہ امور مکلفین ہی کے مناسب ہین یہ لوگ فقط جن و انس ہین تامل ولتعلمن نبأہ بعد حین یعنی اے کافرو تم جان لوگے وعدہ ووعید وغیرہ کی خبر جسکی خبر دی ہے یا دعا الی اللہ کی خبر اور خبر اوسکی توحید کی اور ترغیب جنت کی اور نار سے تحذیر کی بعد ایک مدت کے قتادہ وزجاج وفراء نے کہا بعد موت کے عکرمہ وابن زید نے کہا روز قیامت کو کلبی نے کہا کہ جو کوئی باقی رہیگا تو اوسکو جان لیگا جسکہ اوس کا امر غالب وعالی ہوگا اور جو مرجائیگا تو بعد موت کے اوسکو جان لیگا سدی نے کہا کہ بدر کے دن کسینے کہا کہ وقت ظاہر ہونے اسلام کے اور اوسکے پھیلنے کے اس آیت مین جو تہدید ہے وہ مخفی نہین ہے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم والحمد للہ تفسیر اس سورت کی وقت ظہر روز شنبہ ۴ ماہ صفر اخیر سنہ ۱۳۱۱ ہجری کو محلہ امیر گنج مین تمام ہوئی اللہ سبحانہ قبول فرماے اور آیندہ لکھنے کی توفیق دے اور ظاہری باطنی صحت وعافیت عطا فرماے بلیات ظاہری وباطنی کو دفع کرے مریضون کو شفا دے اسلام کا بول بالا کرے حسن عواقب روزی فرماے اللھم انا نسالك العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا واغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ واشیاعہ الی یوم الدین آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ظاہرا وباطنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الزمر

اسکو سورۃ الغرف بھی کہتے ہین اسکی بہتر یا پچھتر آیتین ہین حضرت حسن وعکرمہ وجابر بن زید کے قول مین یہ سورت مکی ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ سورۃ الزمر مکے مین نازل کی گئی اخرجہ ابن الضریس وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل نحاس نے اپنی ناسخ مین حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سورۂ زمر مکے مین نازل ہوئی سوا تین آیتونکے کہ وہ مدینے مین اوترین باب مین وحشی قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کے یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم

الثلاث الآیات دوسرون نے کہا مگر سات آیتین قل یا عبادی سے لیکر سات آیتون تک نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہا کہ روزہ رکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہانتک کہ ہم کہتے ارادہ نہین کرتے ہین افطار کا اور افطار کرتے یہانتک کہ ہم کہتے کہ ارادہ نہین رکھتے ہین روزہ رکھنے کا اور آپ ہر رات پڑہتے تھے بنی اسرائیل وزمر ترمذی کا لفظ حضرت عائشہ سے یہ ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینام حتی یقرا الزمر وبنی اسرائیل یعنی آپ آرام نہ فرماتے یہانتک کہ پڑہ لیتے زمر وبنی اسرائیل کو کذا فی فتح البیان وفتح القدیر حافظ ابن کثیر نے صرف نسائی کی روایت ذکر کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تنزیل الکتب من اللہ العزیز الحکیم ○ انا انزلنا الیک الکتب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین ○ الا للہ الدین الخالص ط والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی ط ان اللہ یحکم بینھم فی ما ھم فیہ یختلفون ط ان اللہ لا یھدی من ھو کذب کفار ○ لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا لاصطفی مما یخلق ما یشاء ط سبحنہ ط ھو اللہ الواحد القھار ○ اوتارا ہے کتاب کا اللہ سے جو زبردست ہے حکمتون والا ہمنے اوتاری ہے تیری طرف کتاب ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی نری کر کر اوسکے واسطے بندگی سنتا ہے اللہ ہی کو ہے بندگی نری اور جنہون نے پکڑے ہین اوس سے ورے حمایتی کہ ہم اونکو پوجتے ہین اسواسطے کہ ہمکو پہونچادین اللہ کی طرف پاس کے درجے بیشک اللہ حکم کریگا اونمین جس چیز مین جھگڑرہے ہین البتہ اللہ راہ نہین دیتا اوسکو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کرلے تو چن لیتا اپنی خلق مین جو چاہتا وہ پاک ہے وہی ہے اللہ اکیلا دباؤ والا ف بیٹیان کیون لیتا جنی چیز لیتا بیٹے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ اوتارنا اس کتاب کا یعنی قرآن عظیم کا اللہ تبارک وتعالی کے پاس سے ہے سو یہ وہ حق ہے

جسمین کسی طرح کا شک وشبہ نہین ہے کما قال عزوجل وانہ لتنزیل رب العالمین نزل
بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین وقال تعالے
وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم
حمید اور اسمجگہہ اللہ جل وعلا نے یون فرمایا ہے تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم یعنی
اوتارنا اس کتاب کا طرف سے اللہ کے ہے ایسا اللہ کہ منیع الجناب ہے یعنی اوسکی بارگاہ
عالیجاہ ہے وہان تک کسی کی گزر نہین اور حکمت والا ہے اپنے اقوال وافعال وشرع
وقدر مین فرماتا ہے انا انزلنا الیک الکتاب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین اسکا یہ مطلب ہے
کہ تو عبادت کر اوسی اکیلے کی جسکا کوئی شریک نہین ہے اور اسی طرف خلق کو بلا اور اُنکو اعلام
کر دے کہ عبادت لایق نہین ہے مگر واسطے اوسی اکیلے کے اور اوس کا نہ کوئی شریک
ہے اور نہ مثل وضد اسی لیے یون فرمایا الا للہ الدین الخالص یعنی وہ نہین قبول کرتا ہی
اعمال مین سے مگر اوس عمل کو جسمین اوسکے عامل نے اللہ وحدہ لاشریک لہ کیواسطے
اخلاص کیا ہے قتادہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہے گواہی دینا ہے لاالہ الا اللہ کی پھر
اللہ عزوجل نے عابدین اصنام کی طرف سے خبر دی جو کہ مشرکون مین سے ہین کہ وہ یون کہتے
ہین ہم نہین پوجتے ہین اونکو مگر اسواسطے کہ پہونچاوین ہمکو اللہ کی طرف پاس کے درجے یعنی
بتون کے پوجنے پر اونکو یہی بات باعث ہوتی ہے کہ اونہون نے قصد کیا طرف بتونکے
اونکو ملائکہ مقربین کی صورتون پر بنایا اپنے خیال مین پہر اون صورتون کو پوجا اس لیے کہ اس
پوجنے کو قائم مقام اسکے ٹہیرایا کہ وہ فرشتون کو پوجتے ہین تاکہ وہ اونکے واسطے سفارش
کرین اللہ کے پاس اونکی مدد کرنے مین اور روزی دینے مین اور دنیا کے کامون مین جو اونکو
پیش آتے ہین رہا معاد سو اوسکے تو وہ جاحد ومنکر تھے قتادہ وسدی ومالک نے زید بن اسلم وابن زید
سے الا لیقربونا الی اللہ زلفی کی تفسیر مین روایت کیا ہے تاکہ وہ سفارش کرین واسطے ہمارے
اور قریب کردین ہمکو اوس کے پاس درجے مین اسی لیے وہ اپنے لبیک پکارنے مین جبکہ
حج کرتے جاہلیت مین تو یون کہا کرتے تھے لبیک لاشریک لک الا شریکا ہو لک تملکہ
وملک یہ وہی شبہہ ہے جسپر مشرکون نے قدیم وجدید زمانے مین اعتماد کیا ہے اور اللہ کے

۵۱ یہ قرآن ہے اوتارا ہوا جہان کے صاحب کا اسکو اتارا ہے اوسکو فرشتہ بہتر ہے اوتارنے مین جبکہ اوسکی طرف سے نازل ہوا تو پورا پورا سنانیوالا کھلی عربی زبان سے ۱۲ ۵۲ اور یہ کتاب ہے نکو اوس پر جھوٹ کا دخل نہین آسکے سے اور نہ پیچھے سے اتاری ہے حکمتون والے صاحب تعریفون کی ۱۲ ہے ۱۲

رسول علیہم الصلوۃ والسلام اوسکا رد لیکر آئے اور اوس سے نہی کی اور اس طرف دعوت فرمائی
کہ عبادت تنہا واسطے اللہ وحدہ لاشریک لہ کے کی جاوے اور یہ ایک ایسی شے ہے
کہ مشرکون نے اپنے جی سے اوسکو نکالا ہے اللہ تعالی نے نہ تو اوسمین اذن دیا ہے
نہ اوس سے راضی ہے بلکہ اوس کو مبغوض رکھا ہے اور اوس سے نہی فرمائی ہے ولقد ۵۱
بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت ۵۲ وما ارسلنا من
قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون اور یہ خبر دی ہے کہ جو
فرشتے آسمانون مین مقربین وغیر مقربین ہین وہ سب کے سب غلام ہین اللہ پاک کے واسطے خضوع
وعاجزی کرتے ہین اوسکے پاس سفارش نہین کرتے مگر اوسکے اذن سے واسطے اوس شخص
کے جسکو اوسنے پسند کیا اور وہ اللہ سبحانہ کے پاس ایسے نہین ہین جیسے امیر لوگ اپنے
بادشاہون کے پاس ہوتے ہین کہ اونکے پاس سفارش کرتے ہین بغیر اون کے اذن کے
اوس بات مین جسکو بادشاہ محبوب رکھین اور جسکا وہ انکار کرین پس تم اللہ کے واسطے مثلین مت
بیان کرو اللہ سبحانہ ان باتون سے نہایت درجہ عالی و برتر ہے کہان وہ اور کہان یہ کہا تو مین
قولہ تعالی ان اللہ یحکم بینہم فیما ہم فیہ یختلفون یعنی اللہ پاک قیامت کے دن فیصلہ
کریگا درمیان خلائق کے جسدن کہ وہ رجوع ہوکر اوسکے پاس جائینگے اور ہر عامل کو
اوسکے عمل کا بدلا دیگا قال تعالی ویوم ۵۳ یحشرہم جمیعا ثم یقول للملائکۃ اہؤلاء ایاکم
کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون الجن اکثرہم
بہم مؤمنون قولہ عزوجل ان اللہ لا یہدی من ہو کاذب کفار یعنی اللہ پاک راہ نہین
بتاتا ہے طرف ہدایت کے اوس شخص کو جسکا قصد کذب وافترا ہے اللہ تعالی پر اور اوسکا دل
کافر ہے اوسکی آیتون حجتون برہانون کا پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی کہ اوسکے
واسطے اولاد نہین ہے جیسا کہ جاہلین مشرکین ملائکہ مین اور یہود و نصاری کے معاندین
حق مین حضرت عزیر و حضرت عیسی علیہما السلام کے دعوی کرتے ہین پس ارشاد فرمایا لو اراد اللہ
الآیہ یعنی اگر اللہ پاک اسکا ارادہ فرماتا تو بات برخلاف اونکے زعم و دعوی کے ہوتی یہ ایک
شرط ہے کہ جسکا نہ وقوع لازم آتا ہے نہ اوسکا جواز بلکہ وہ تو محال ہے مقصود اس سے

۵۱ اور بھیجا ہم نے اوسکے دلون مین ہر امت مین رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو سرکش سے ۱۲
۵۲ اور نہین بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول کہ اوسکی طرف نہ بھیجی کہ بات یہ ہے کہ کوئی معبود نہین سوا میرے سو میری بندگی کرو ۱۲
۵۳ اور جسدن جمع کریگا اون سب کو پھر کہیگا فرشتون کو کیا یہ لوگ تمہاری پوجا کرتے تھے وہ کہینگے پاکی ہے تیری ہم تو تیری طرف ہین نہ انکی طرف بلکہ یہ پوجتے تھے جنون کو یعنی اکثر ان مین یقین رکھتے ہین ۱۲

صرف اونکا جاہل بنانا ہے اونکے زعم و دعوی مین کما قال عزوجل لو اراد نا ان نتخذ
لھوا لاتخذ ناہ من لدنا ان کنا فاعلین قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین
یہ سب باب شرط سے ہے اور تعلیق شرط کی تحیل پر جائز ہے واسطے مقصد متکلم کے قولہ تعالے
سبحانہ ھو اللہ الواحد القھار یعنی اللہ تعالی متعالی و منزہ و متقدس ہے اس سے
کہ اوسکے واسطے اولاد ہو کیونکہ وہ تو واحد واحد و فرد و صمد ہے جسکے روبرو ہر شے غلام ہے
اور اوسکی نیازمند ہے اور وہ اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے جسنے کہ اشیا کو مقہور کیا ہے
تو وہ اوسکے واسطے مطیع و منقاد و ذلیل و خاضع و متواضع ہوئین تبارک و تعالی عما یقول الظالمون
والجاحدون علوا کبیرا ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ تنزیل الکتاب مرفوع ہے
اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی جو کہ اسم اشارہ ہے ای ہذا تنزیل الکتاب ابوحیان
نے کہا کہ مبتدا مقدر لفظ ھو ہے تاکہ راجع ہو طرف ان ہو الا ذکر للعالمین کے گویا کسیسنے
کہا کہ یہ ذکر کیا شے ہے تو اسکا یہ جواب دیا کہ ہو تنزیل الکتاب الخ کسیسنے کہا کہ تنزیل مبتدا ہے
اور خبر اوسکی جار و مجرور ہے جو کہ اوسکے بعد ہے ای تنزیل الکتاب کائن من اللہ العزیز زجاج و
فراء اسی طرف گئے ہین فراء و کسائی نے یہ بھی جائز کہا ہے کہ منصوب ہو بنا بر مفعول بہ واسطے
فعل مقدر کے ای اتبعوا او اقرؤا تنزیل الکتاب یعنی پیروی کرو تنزیل الکتاب کی یا اوسکو پڑھو فراء
نے کہا نصب بنا بر اغرا بھی جائز ہے ای الزموا یعنی لازم پکڑو تنزیل کتاب کو کتاب سے مراد
قرآن شریف ہے من اللہ العزیز الحکیم وجہ اول کی بنیاد پر صلہ ہے تنزیل کا یا خبر بعد خبر ہے
یا خبر ہے مبتدا محذوف کی یا متعلق ہے محذوف سے اس بنا پر کہ وہ حال ہے اسم اشارہ
مقدر سے اوسمین عمل کیا ہے ای ہذا تنزیل الکتاب کائنا من اللہ الآیہ یعنی یہ اوتارنا ہے کتاب
کا در آنحال کہ ہونے والا ہے طرف سے اللہ کے جو کہ عزیز حکیم ہے انا انزلنا الیک الکتاب
بالحق حرف با سببیہ ہی متعلق ہے انزال سے یعنی اوتاری ہمنے طرف تیرے کتاب بسبب
حق کے اور اثبات و اظہار حق کے یا بسبب داعیہ و اقتضاے حق کے واسطے انزال
کے یا متعلق ہے محذوف سے جو کہ حال ہے فاعل سے ای متلبسین بالحق یا حال ہے
مفعول سے ای متلبسا بالحق مراد حق سے ہر وہ شے ہے جو کتاب مین ہی یعنی اثبات توحید

۵ اگر چاہے کہ فرزند بنائے تو اپنے حکم کے موافق
جسکو چاہے اپنے پاس سے
اگر چاہے تو نہ بناوے ۱۲
۵ یہ کلمہ اگر تو ہمن کو اولاد دیوے
تو ہمارے حکم سے دیوے ۱۲
۵ فراء نبی اسکو جائز کہا ہے
۱۲ منہ

ونبوت ومعاد وانواع تکالیف مقاتل نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے لم تنزلہ باطلا لغیر شے
یعنی ہمنے اوسکو نہین اوتارا ہے بیکار وبیفائدہ بلکہ اوسمین دین ودنیا کے فوائد بے شمار ہین
اب رہی یہ بات کہ کتاب نازل کرنے کے مضمون کو دو جملون مین ادا کیا اور کتاب کو دوبار
ذکر کیا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ اول تو کتاب منزل کی شان بیان کی کہ وہ اللہ پاک کی طرف سے
اوتاری گئی ہے جو کہ اپنے ملک مین عزت وغلبے والا ہے اور اپنے کام مین حکیم ہے
بعد اسکے اوس شخص کا بیان کیا جسپر وہ اوتاری گئی اور اوس شے کا جو اوسپر واجب ہے یا یون
کہو کہ اول تو مثل عنوان کے ہے واسطے کتاب کے اور ثانی واسطے بیان اوس شے
کے ہے جو کتاب مین ہے تو اب کچھہ تکرار نہین ہے یا یون کہو کہ مراد کتاب ثانی سے
بعینہ وہی کتاب اول ہے بجاے ضمیر کے جو اظہار کیا سو منظور اس سے کتاب کی تعظیم
ہے اور اوسکی شان کا مزید اعتنا واہتمام تمامہ سمین نے یون کہا ہے کہ انا انزلنا الیک الکتاب مین
تکریر تعظیم ہے بسبب اسکے کہ اوسکو ایک اور جملے مین ظاہر کیا ہے اوسکے انزال کی نسبت
کرکے طرف اوس ذات کے جو اپنے نفس کی تعظیم کرنیوالا ہے حرف فا قولہ تعالی فاعبد اللہ
مخلصا لہ الدین مین واسطے ترتیب مابعد ... کے ہے ماقبل پر اور نصب مخلصا کا بنا بر حال ہے
فاعل اعبد سے اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے اللہ پاک کی ذات کا قصد کرے
دین یعنی عبادت وطاعت ہے اور سر عبادت کا اللہ کی توحید ہے اور یہ کہ اوسکا کوئی شریک
نہین ہے یعنی جبکہ کتاب اللہ عزیز حکیم کی طرف سے حق کے ساتھہ تیرے اوپر اوتاری گئی ہے
کون حق جو کہ اثبات توحید ہے تو تو اللہ کی عبادت کر اس حال مین کہ تو خالص ومحض کرنیوالا ہو
عبادت کو شرک دریا سے ساتھہ توحید کے اور صاف پاک کرنے سر کے آیت کریمہ
مین دلیل ہے وجوب نیت پر اور اوسکے خالص کرنے پر ملونیون سے کیونکہ اخلاص امر قلبی
سے ہے جو کہ نہین ہوتے ہین مگر ساتھہ اعمال قلب کے سنت صحیحہ مین آیا ہے کہ ملاک امر یعنی اصل
کام کے اقوال وافعال مین نیت ہے جسطرح کہ اس حدیث شریف مین ہے کہ انما الاعمال بالنیات
اور اس حدیث پاک مین کہ لا قول ولا عمل الا بالنیۃ جمہور نے الدین کو بنصب پڑہا ہے اس بنیاد
پر کہ مخلصا کا مفعول ہے اور ابن ابی عبلہ نے اوسکے رفع سے اس بنا پر کہ مخلصا دین کیطرف

۵۱ قبر کی تاریکی اور حشر کی ہولناکی سے بچنے کا ایک ہم نسخہ ۱۲

مسند ہے بطریق مجاز کسی نے کہا کہ ابن ابی عبلہ پر یہ بات لازم تھی کہ مخلصا کو بفتح لام پڑھتے جملہ الا اللہ
الدین الخالص مستانفہ ہے اپنی ماقبل کی تقریر و تاکید کرتا ہے ماقبل مین یہی امر باخلاص کا ذکر
ہے یعنی جو دین کہ شرک وغیرہ کی ملونی سے خالص ہے وہ اللہ پاک کے واسطے ہے
اور اوسکے ماسوے جو دین ہین وہ اللہ کے دین خالص نہین ہین جسکا اوسنے امر فرمایا ہے
یزید رقاشی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے مال دیتے
ہین واسطے التماس ذکر کے سو کیا ہمارے واسطے اسمین کچھ اجر ہے تو آپنے فرمایا کہ اللہ
قبول نہین کرتا ہے مگر اوس شے کو جو خالص کی گئی واسطے اوسکے پھر یہ آیت پڑھی اخرجہ
ابن مردویہ حضرت حسن نے فرمایا کہ دین اسلام ہی جسکہ اللہ پاک نے اپنی عبادت کا امر فرمایا
بروجہ اخلاص اور دین خالص اوسکے واسطے ہے نہ اوسکے غیر کے تو شرک کا بطلان بیان
کیا جو کہ اخلاص کے مخالف ہے پس ارشاد فرمایا والذین اتخذوا من دونہ اولیاء
موصول سے مراد مشرکین ہین اور محل اوسکا رفع ہے بنا بر ابتدا خبر اوسکی ان اللہ یحکم بینہم ہے اور
جملہ ما نعبدھم لیقربونا الی اللہ زلفی محل نصب مین ہے بنا بر حال بتقدیر قول اور
استثنا مفرغ ہے اعم علل سے یعنی یہ ہین کہ وہ شرک جنہون نے واسطے اللہ کے عبادت
خالص نہین کی بلکہ اوسکو ملایا ساتھ عبادت اوسکی غیر کی اس حال مین کہ وہ کہنے والے ہین ہم نہین پوجتے
ہین اونکو واسطے کسی شے کے اشیا سے مگر اس لیے کہ وہ قریب کردین ہمکو طرف اللہ کے
قریب کرنے کر پس زلفی اسم ہے قائم کیا گیا ہے مقام مصدر مین نعبدہم مین ضمیر راجع ہے
طرف اون چیزون کے جنکو وہ پوجا کرتے تھے یعنی ملائکہ و حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر اور بت
اولیا سے یہی مراد ہین **زلفی** سے مراد شفاعت ہی جیسا کہ واحدی نے مفسرین سے نقل کیا
ہے قتادہ نے کہا جسوقت اونسے کہا جاتا کہ کون ہے تمہارا رب و خالق اوکس نے
پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور کس نے اوتارا آسمان سے پانی تو وہ کہتے کہ اللہ نے پھر اونسے
کہا جاتا کہ تم جو بتون کو پوجتے ہو اسکے کیا معنی ہین تو کہتے تاکہ وہ قریب کردین ہمکو طرف اللہ کے
قریب کرنے کر اور اوسکے پاس ہمارے واسطے شفاعت کرین کلبی نے کہا کہ جواب اس کلام
کا سورۂ احقاف مین ہے فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا الھۃ

لہ
پھر کون مدد کرتا ہے انکی جنکو پوجتے تھے اللہ کے سوا قربانی کر کے
یا واسطے پوجنے کے تاکہ وہ نزدیک کردین ۱۲

حضرت ابن مسعود و ابن عباس و مجاہد رضی اللہ عنہم کی قرارت مین قالوا ما نعبدہم ہے قولہ تعالے ان اللہ یحکم بینہم فیما ہم فیہ یختلفون یعنی بیشک اللہ فیصلہ کریگا درمیان اہل ادیان کے قیامت کے دن اوس دین مین کہ جسمین وہ اختلاف کر رہے ہین ساتھہ توحید و شرک کے کیونکہ ہر گروہ دعوی کرتا ہے کہ حق اوسکے ساتھہ ہے پہر جزا دیگا ہر ایک کو جس جزا کا وہ مستحق ہے پس مومنون کو تو جنت مین داخل کریگا اور کافرون کو نار مین کسی نے کہا کہ بینہم کے یہ معنی ہین کہ فیصلہ کریگا درمیان دین خالص کرنے والون کے اور اونکے جنہون نے خالص نہین کیا اول کو اسلیے حذف کیا کہ حال اوسپر دال ہے کسی نے کہا کہ درمیان متنازعین کے فریقین سے ان اللہ لا یہدی من ہو کاذب کفار یعنی اللہ راہ نہین بتاتا ہے اپنے دین کی اور نہ توفیق دیتا ہے حق کی طرف راہ پانے کی اوس شخص کو جو کہ جہوٹا ہے اپنے اس دعوی مین کہ اللہ اسکو قریب کردینگے طرف اللہ کے اور کفار ہے یعنی اوسنے کفر کیا ہے بسبب اسکے کہ اونکو معبود ٹہیرایا ہے اور اونکو شرکا قرار دیا ہے واسطے اللہ پاک کے اس لیے کہ وہ گمراہ کرنیوالا ہے بصیرت کا غیر قابل ہے راہ پانے کا کیونکہ اوسنے فطرت اصلی کو بگاڑ ڈالا ہے بسبب اصرار و استمرار کرنے کے گمراہی مین کفار صیغہ مبالغہ ہے دال ہے اس بات پر کہ ان لوگون کا کفر غایت کو پہونچا ہوا ہے حضرت حسن و اعرج نے کذاب کو مثل کفار کے بصیغہ مبالغہ پڑہا ہے اور یہ قرارت حضرت انس سے بہی مروی ہے یہ جملہ تعلیل ہے حکم مذکور کی جملہ لو اراد اللہ الآیہ مقرر و مؤکد ہے ابطال قول مشرکین کا کہ ملائکہ دختران خدا ہین جسکا ذکر سابق مین ہو چکا ہے اس لیے کہ یہ جملہ متضمن ہے اس بات کو کہ حق مین اللہ پاک کے ولد کا ہونا علی الاطلاق محال ہے پس اگر اللہ چاہتا کہ کرلے اولاد تو البتہ کرلیتا اولاد کا حقیقۃً ممتنع ہوتا اور یہ ہین نہ آتا مگر یا یہ طور کہ چن لیوے اوس شے سے جسکو پیدا کرتا ہے یعنی اختیار و پسند کرلے اپنے خلق کے جملے سے جس شے کو کہ چاہے اوسکا پسند کرنا کیونکہ اوسکے سوا کوئی موجود نہین ہے مگر وہ اوسکا مخلوق ہے اور یہ ٹہیک نہین ہے کہ مخلوق خالق کی اولاد ہو کیونکہ باہم اونمین مجانست نہین ہے اب کچہہ باقی نہین رہا مگر یہ کہ اوسکو چن لیوے غلام کرکے جسطرح کہ بجاے اتخاذ کے اصطفا کے ساتھہ تعبیر کرنا اس بات کا فائدہ دیتا ہے پس معنی آیت کے یہ ہوئے کہ اگر وہ چاہتا

کہ کرے اولاد تو اوس سے واقع ہوتی ایک شے جو کہ اتخاذ ولد سے نہ ہوتی بلکہ وہ جو ہوتی سو
یہی چن لینا واسطے اپنی بعض مخلوقات کے اسی لیے اللہ پاک نے اپنے نفس مقدس کی
اتخاذ ولد سے علی الاطلاق تنزیہ فرمائی پس ارشاد فرمایا سبحانہ یعنی تنزیہ و تقدیس ہے واسطے
اوسکے اولاد کر لینے سے یہ تو تنزیہ ہوئی بحسب ذات پھر اپنی تنزیہ فرمائی بحسب صفات پس
فرمایا ھو اللہ الواحد القہار یعنی وہ مستجمع ہے ساری صفات کمال کا متوحد ہے اپنی
ذات مین سوا اوسکا کوئی مماثل نہین ہے قاہر ہے اپنی ساری مخلوقات کا اور جو ذات پاک
ان صفتون کے ساتھہ متصف ہے اوسکے حق مین وجود اولاد کا محال ہے کیونکہ ولد اپنے
والد کا مماثل ہوتا ہے حالانکہ اللہ پاک کا کوئی مماثل نہین ہے اس آیت کریمہ مین اشارہ
ہے طرف قیاس استثنائی کے اوسکا صغریٰ و نتیجہ دونون محذوف ہین دونون کی تقریر یہ ہے
لکنہ لم یتخذ فلم یرد اتخاذ الولد یعنی اللہ پاک نے اتخاذ ولد نہین کیا غیر اوسکے جسکی شان مین مشرکون
نے کہا ہے کہ وہ ابن اللہ ہے یعنی مین ہین ایک تو ملائکہ دوسرے حضرت عیسیٰ تیسرے حضرت
عزیر علیہم السلام اور نفی اونکے اقرار سے واسطے باقی خلایق کے شامل ہے پس اوسنے
اتخاذ ولد نہین کیا تامل پھر جب اللہ پاک نے یہ بات ذکر کی کہ وہ منزہ ہے اولاد سے
بایں طور کہ وہ واحد قہار ہے تو بعد اسکے اپنی وہ صفتین ذکر کین جو اوسپہ دال ہین پس ارشاد فرمایا

خلق السمٰوٰت والارض بالحق یکور الیل علی النہار ویکور النہار علی الیل
وسخر الشمس والقمر ط کل یجری لاجل مسمی ط الا ھو العزیز الغفار ○ خلقکم من
نفس واحدۃ ثم جعل منہا زوجہا وانزل لکم من الانعام ثمنیۃ ازواج ط
یخلقکم فی بطون امہٰتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمٰت ثلث ط ذٰلکم اللہ ربکم لہ
الملک ط لا الٰہ الا ھو ج فانی تصرفون ○ بنایا آسمان اور زمین ٹھیک لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو
رات پر اور کام لگائے سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہرائی مدت پر سنتا ہے
وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا بنایا تمکو ایک جی سے پھر بنایا اوسی سے اوسکا جوڑا اور اتارے
تمہارے واسطے چوپایون سے آٹھہ نر مادہ بناتا ہے تمکو مان کے پیٹ مین طرح پر طرح بنانا
تین اندھیرون کے بیچ وہ اللہ ہے رب تمہارا اوسکا راج ہے کسی کی بندگی نہین سوائے

او سکے پہ کہان سے پھیرے جاتے ہو ف لپیٹتا ہے یعنی ایک پردہ سا چلا آتا ہے
تو اُنہین پڑتا ف ایک پیٹ ایک رحم ایک جھلی و جھلی ساتھہ نکلتی ہے انتہی ف
حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہ خالق ہے اون چیزون کا جو آسمانون مین
ہین اور زمین مین اور جو اُنکے درمیان مین ہین اور وہ مالک ہے ملک کا اور اوسمین تصرف کرنیوالا ہے
بدلتا رہتا ہے اوسکی رات کو اور دن کو تکویر لیل و نہار کے یہ معنی ہین کہ اونکو کام مین لگا رکھا ہے
ایک دوسرے کے پیچھے چلتے رہتے ہین سستی نہین کرتے اونمین سے ہر ایک دوسرے
کو تیز طلب کرتا رہتا ہے کقولہ تعالی وتبارک یغشی الیل النہار یطلبہ حثیثا یعنی ہین اُس
قول کے جو حضرت ابن عباس و مجاہد و قتادہ و سدی وغیرہم سے مروی ہے لاجل مسمی کے
یہ معنی ہین کہ ایک مدت تک جو کہ اللہ کے نزدیک معلوم ہے پھر وہ قیامت کے دن پوری
ہو جاوے گی ہو العزیز الغفار کا یہ مطلب ہے کہ وہ باوجود اپنی عزت و عظمت و کبریا کے بڑا بخشنے
والا ہے اوسکو جسنے اوسکی نافرمانی کی ہے پھر اوسنے توبہ کی اور اوسکی طرف رجوع ہوا خلقکم من
نفس واحدۃ کا یہ مطلب ہے کہ باوجود اسکے کہ تمہاری جنسین صنفین زبانین رنگ مختلف ہین تمکو
ایک نفس سے پیدا کیا یعنی حضرت آدم علیہ السلام پھر بنایا اوسی سے اوسکا جوڑا یعنی حضرت
حوا علیہا السلام کقولہ تعالی یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ
وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء قولہ تعالی وانزل لکم من الانعام
ثمانیۃ ازواج یعنی اوپیدا کئے واسطے تمہارے چوپایون کی پشت سے آٹھہ زیادہ یہ وہی
ہین جو کہ سورۂ انعام مین مذکور ہین ثمانیۃ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین ومن
الابل اثنین ومن البقر اثنین الآیہ قولہ تعالی یخلقکم فی بطون امہاتکم خلقا من بعد خلق
یعنی مقدر کیا تمکو تمہاری ماں کے پیٹ مین ایک خلق بعد ایک خلق کے ہوتا ہے ایک تمہارا اول
تو نطفہ پہ ہوتا ہے خون بستہ پہ ہوتا ہے گوشت کا ٹکڑا پھر پیدا کیا جاتا ہے تو ہوتا ہے گوشت
اوپر ہڈیان اوپر پٹھے اور رگین اوپر پہونکی جاتی ہے اوسمین روح تو ہو جاتا ہے ایک اور خلق فتبارک
اللہ احسن الخالقین قولہ تعالی فی ظلمات ثلاث یعنی رحم کے اندھیرے مین اور شیمہ کی
تاریکی مین شیمہ وہ جھلی ہے جو کہ مثل پردے کے اوپر بچاؤ کے ہوتی ہے بچے پر اور اندھیرے

ف پہنچاتا ہے ف پیچھے لگا آتا ہے ف ۱۲ ف پیچھے پھیرا جاتا ہے ف ۱۲ ف بچے کو بچاتا ہے ف ۱۲ ف اور اوسی سے بنایا اوسکا جوڑا ف ۱۲ ف ۱۲ ف ۱۲

پیٹ کے حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و ابو مالک و ضحاک و قتادہ و سدی و ابن زید نے
اسی طرح کہا ہے ذلکم اللہ ربکم یعنی یہ ذات جسنے آسمانون کو اور زمین کو اور ما بینہما کو پیدا کیا اور
تمکو اور تمہارے باپ دادون کو بنایا یہی رب ہے اوسکے واسطے ملک و تصرف ہے ان
سب مین لا الہ الا ہو یعنی وہ ہے کہ لائق نہین ہے عبادت مگر واسطے اوسی وحدہ لاشریک لہ
کے فانی تصرفون یعنی پھر تم کیونکر پھیرے جاتے ہو اوسکے ساتھہ اوسکے غیر کو تمہاری عقلون کو کہان
لیجاتے ہین ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اوسنے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا ہے
ساتھہ حق کے یعنی اونکو باطل و بے کار و بے فائدہ نہین بنایا ہے اور جس ذات پاک کی خلق
عظیم اوسکی خلق ہو محال ہے کہ اوسکے واسطے کوئی شریک ہو یا جورو یا اولاد پھر آسمان و زمین مین
اپنے تصرف کرنے کی کیفیت بیان کی ارشاد فرمایا یکور اللیل علی النہار الآیہ تکویر لغت مین یہ ہے کہ
ڈالدینا بعض شے کا بعض پر جب کوئی شخص متاع و سامان کو ایک دوسرے پر ڈالدے تو محاورۂ عرب
مین یون کہین گے کہ کوّر المتاع اسی معنی سے کورالعمامۃ ہے پس تکویر اللیل علی النہار کے معنی ڈھانکنا
رات کا ہے دن کو یہانتک کہ اوسکی روشنی جاتی رہے اور تکویر النہار علی اللیل کے معنی ڈھانکنا دن کا ہے
رات کو یہانتک کہ اوسکی تاریکی چلی جاوے اور یہی معنی ہین اس آیت کے یغشی اللیل النہار یطلبہ
حثیثا قتادہ وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے ضحاک نے کہا یعنی ڈالتا ہے رات کو دن پر اور دن
کو رات پر یہ معنی قریب قول اول ہین کسی نے کہا معنی آیت کے یہ ہین کہ جو رات سے کم ہوا وہ دن
مین داخل ہوا اور جو دن سے کم ہوا وہ رات مین داخل ہوا یہی معنی ہین اس آیت کے یولج اللیل
فی النہار و یولج النہار فی اللیل منتہی نقصان کا نو گھڑیان ہین اور منتہی زیادت کا پندرہ ساعت
کسی نے کہا معنی یہ ہین ہذا یکرّ علی ہذا و ہذا یکرّ علی ہذا کرور امتابعۃ یعنی رات حملہ کرتی ہے دن پر اور
دن حملہ کرتا ہے رات پر پے در پے حملہ کرنا راغب نے کہا تکویر شے اوارت اوسکی ہے
یعنی گردش دینا اوسکا اور ملانا اوسکے بعض کا بعض پر مثل کورالعمامۃ انتہی یعنی جس طرح کہ پگڑی کے
پیچ ایک دوسرے پر ملاے جاتے ہین کسی نے کہا تکویر لفّ و لیّ ہے یعنی لپیٹنا اور موڑنا حضرت
ابن عباس نے یکور کی تفسیر تحمل کی ہے بالجملہ یہ تکویر جو اس آیت مین مذکور ہے اس سے اشارہ کیا
ہے طرف چلنے سورج کے اپنے مطالع مین اور گھٹنا رات اور دن کا اور بڑہنا دونون کا امام رازی

۵۱ اوڑہانا ہے رات پر دن کو اور دن پر رات کو اور ڈالتا ہے دن کو رات پر اور رات کو دن پر ۱۲
۵۲ داخل کرتا ہے رات کو دن مین اور دن کو رات مین ۱۲

رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ نور و ظلمت دو لشکر ہین بڑے اور ہر دن یہ اوسپر اور وہ اسپر غالب ہوتا ہے پھر اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ اوسنے سلطان نہار و سلطان لیل کو مسخر کیا ہے مراد سورج چاند ہین پس فرمایا وسخر الشمس والقمر یعنی اوسنے دونون کو اپنے حکم کا مطیع و منقاد کیا ہے ساتھ طلوع و غروب کے واسطے منافع عباد کے پھر اس مسخر کرنے کی کیفیت ذکر فرمائی کہ اونکو کسطرح مسخر کیا فرمایا کل یجری لاجل مسمی یعنی ہر ایک چلتا رہتا ہے اپنے فلک مین یہانتک کہ دنیا تمام ہو اور یہ قیامت کا دن ہے اجل مسمی پر پوری گفتگو سورۂ یس مین گزر چکی ہے الا ھو العزیز الغفار کلمۂ الا حرف تنبیہ ہے یعنی آگاہ و ہوشیار باش اس جملے کو اوسکے ساتھ اس لیے شروع کیا ہے کہ منظور ظاہر کرنا کمال اعتنا و اہتمام کا ہے ساتھ مضمون جملۂ مذکورۂ کے معنی یہ ہین کہ اے بندہ ہوشیار ہو جاؤ خواب غفلت سے جاگو پس اللہ وہی ہے غالب ستر کرنیوالا اپنی خلق کے گناہون کا ساتھ مغفرت کے پھر اللہ پاک نے اپنی عجیب قدرت و بدیع صنعت سے ایک اور نوع بیان کی پس ارشاد فرمایا خلقکم من نفس واحدۃ ثم جعل منہا زوجہا نفس سے مراد حضرت آدم اور زوج سے مراد حضرت حوا علیہما الصلوۃ والسلام ہین کلمۂ ثم ذکر فرمایا تاکہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ پیدا کرنا حضرت حوا کا مترتب ہے حضرت آدم کے پیدا کرنے پر اور وہ اس سے متاخر ہے کیونکہ وہ حضرت آدم سے پیدا کی گئی ہین اور عطف یا تو مقدر پر ہے اور وہ مفہوم ہے نفس کی فراء و زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے خلقکم من نفس خلقہا واحدۃ ثم جعل منہا زوجہا یعنی پیدا کیا تمکو ایک نفس سے ایسا نفس کہ پیدا کیا اوسکو ایک پھر بنایا اوس سے اوسکا جوڑا یہی جائز ہے کہ واحدۃ کے معنی پر عطف ہو ای من نفس انفردت بالایجاد ثم جعل الخ رہی یہ بات کہ عطف ثم کے ساتھ خلق کو پیرایۂ جعل مین ادا کیا اور لفظ خلق نہ فرمایا سو مقصود اس سے یہ بات بتانا ہے کہ حضرت حوا کے پیدا کرنے کو حضرت آدم کی پسلی سے زیادہ تر دخل ہے اسمین کہ وہ ظاہر باہر نشانی زوال ہو کمال قدرت پر کیونکہ حضرت آدم کا پیدا کرنا تو اللہ پاک کی عادت پر ہے جو کہ مستمر ہے اوسکے خلق مین اور بی بی حوا کا پیدا کرنا صفت مذکور پر اوسکے ساتھ عادت جاری نہین ہوئی ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے کسی انثی کو کسی مرد کی پسلی سے نہین پیدا کیا ہے سوا اونکے اسکی تفسیر سورۂ اعراف مین پورے طور پر گزر چکی ہے پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت باہرہ

واضعال قاہرہ سے ہوکہ دال ہین ماذکر پر ایک اور نوع بیان کی پس ارشاد فرمایا وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج یہ جملہ معطوف ہے خلقکم بالانعام کے پیدا کرنے کو انزال کے پیرایہ مین اس لیے ادا فرمایا کہ مروی یون ہے کہ اللہ تعالی نے انعام کو جنت مین پیدا کیا پھر اونکو زمین کی طرف اوتارا پس اس صورت مین انزال حقیقۃ ہوگا جسطرح کہ اس آیت مین فرمایا گیا ہے وانزلنا الحدید فیہ باس شدید اس لیے کہ حضرت آدم علیہ السلام جسوقت زمین کی طرف اوتارے گئے تو لوہا اونکے ساتھہ نازل کیا گیا یہ بھی احتمال ہے کہ نسبت انزال کی انعام کی طرف مجازًا ہو اسواسطے کہ چوپائے چونکہ زندہ نہین رہ سکتے مگر نبات سے اور نبات کی زندگی اسی پانی سے ہوتی ہے اور پانی آسمان سے اوتارا جاتا ہے تو چوپائے گویا کہ آسمان سے اوتارے گئے کیونکہ اونکے سبب کا سبب منزل من السماء ہے اس قسم کی تعبیر کو تدریج کہتے ہین اسی باب سے یہ آیت ہے قد انزلنا علیکم لباسا اور جسطرح اس شعر مین سبب پر اطلاق کیا ہے

اذا نزل السماء بارض قوم	رعیناہ وان کانوا غضابا

چونکہ نبات کا سبب پانی ہے اس لیے رعی کی نسبت پانی کی طرف کردی ہے حالانکہ مراد چرانا گھاس کا ہے نہ پانی کا کسی نے کہا کہ انزل بمعنی انشأ و جعل ہے یا بمعنی اعطی ہے کسی نے کہا کہ خلق کو انزال قرار دیا اس لیے کہ خلق جو ہوتی ہے سو بسبب ایک امر کے ہوتی ہے جو کہ آسمان سے نازل ہوتا ہے ثمانیہ ازواج وہی ہین جو آیۂ انعام مین مذکور ہین جسکا ذکر سابقا ہوچکا ہے مراد اثنین سے چارون جگہہ نر و مادہ ہین زوج وہ شے ہے جسکے ساتھہ دوسرا اوسی کی جنس کا ہو جو اوسکے ساتھہ مزاوجت کرے اور دونون سے نسل کا حصول ہو پس لفظ زوج کا مفرد پر بولا جاتا ہے جبکہ اوسکے ساتھہ دوسرا ہو اوسی کے جنس کا جو اوس سے منفک نہو اور اون سے نسل حاصل ہو اور اسی طرح لفظ زوج کا اثنین پر بھی بولا جاتا ہے پس وہ مشترک ہے اور یہان مراد اطلاق اول ہے اس آیت کی تفسیر سورۂ انعام مین گزر چکی ہے پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت بدیع سے ایک اور نوع ذکر کی ارشاد فرمایا یخلقکم فی بطون امہاتکم خلقا من بعد خلق ثلث ظلمات ذلکم اللہ ربکم لہ الملک لا الہ الا ہو فانی تصرفون ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضی لعبادہ الکفر وان تشکروا یرضہ لکم ولا تزر وازرۃ وزر اخری ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم تعملون انہ علیم بذات الصدور واذا مس الانسان ضر دعا ربہ منیبا الیہ ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعو الیہ من قبل وجعل للہ اندادا لیضل عن سبیلہ قل تمتع بکفرک قلیلا انک من اصحاب النار امن ہو قانت آناء اللیل ساجدا وقائما یحذر الاخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب قل یا عباد الذین آمنوا اتقوا ربکم للذین احسنوا فی ہذہ الدنیا حسنۃ وارض اللہ واسعۃ انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا لہ الدین وامرت لان اکون اول المسلمین قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی فاعبدوا ما شئتم من دونہ قل ان الخاسرین الذین خسروا انفسہم واہلیہم یوم القیامۃ الا ذلک ہو الخسران المبین لہم من فوقہم ظلل من النار ومن تحتہم ظلل ذلک یخوف اللہ بہ عبادہ یا عباد فاتقون والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوہا وانابوا الی اللہ لہم البشری فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہداہم اللہ واولئک ہم اولوا الالباب افمن حق علیہ کلمۃ العذاب افانت تنقذ من فی النار لکن الذین اتقوا ربہم لہم غرف من فوقہا غرف مبنیۃ تجری من تحتہا الانہار وعد اللہ لا یخلف اللہ المیعاد الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ زرعا مختلفا الوانہ ثم یہیج فتراہ مصفرا ثم یجعلہ حطاما ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ اولئک فی ضلل مبین اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ ذلک ہدی اللہ یہدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد افمن یتقی بوجہہ سوء العذاب یوم القیامۃ وقیل للظالمین ذوقوا ما کنتم تکسبون کذب الذین من قبلہم فاتاہم العذاب من حیث لا یشعرون فاذاقہم اللہ الخزی فی الحیوۃ الدنیا ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ولقد ضربنا للناس فی ہذا القرآن من کل مثل لعلہم یتذکرون قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلہم یتقون ضرب اللہ مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون ورجلا سلما لرجل ہل یستویان مثلا الحمد للہ بل اکثرہم لا یعلمون انک میت وانہم میتون ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذ جاءہ الیس فی جہنم مثوی للکافرین والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون لہم ما یشاءون عند ربہم ذلک جزاء المحسنین لیکفر اللہ عنہم اسوء الذی عملوا ویجزیہم اجرہم باحسن الذی کانوا یعملون الیس اللہ بکاف عبدہ ویخوفونک بالذین من دونہ ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد ومن یہد اللہ فما لہ من مضل الیس اللہ بعزیز ذی انتقام ولئن سألتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ قل افرءیتم ما تدعون من دون اللہ ان ارادنی اللہ بضر ہل ہن کشفت ضرہ او ارادنی برحمۃ ہل ہن ممسکت رحمتہ قل حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون قل یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ویحل علیہ عذاب مقیم انا انزلنا علیک الکتاب للناس بالحق فمن اہتدی فلنفسہ ومن ضل فانما یضل علیہا وما انت علیہم بوکیل اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون قل للہ الشفاعۃ جمیعا لہ ملک السموات والارض ثم الیہ ترجعون واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یؤمنون بالاخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ہم یستبشرون قل اللہم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ انت تحکم بین عبادک فی ما کانوا فیہ یختلفون ولو ان للذین ظلموا ما فی الارض جمیعا ومثلہ معہ لافتدوا بہ من سوء العذاب یوم القیامۃ وبدا لہم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون وبدا لہم سیئات ما کسبوا وحاق بہم ما کانوا بہ یستہزءون فاذا مس الانسان ضر دعانا ثم اذا خولناہ نعمۃ منا قال انما اوتیتہ علی علم بل ہی فتنۃ ولکن اکثرہم لا یعلمون قد قالہا الذین من قبلہم فما اغنی عنہم ما کانوا یکسبون فاصابہم سیئات ما کسبوا والذین ظلموا من ہؤلاء سیصیبہم سیئات ما کسبوا وما ہم بمعجزین اولم یعلموا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ان فی ذلک لآیات لقوم یؤمنون قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم العذاب بغتۃ وانتم لا تشعرون ان تقول نفس یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ وان کنت لمن الساخرین او تقول لو ان اللہ ہدانی لکنت من المتقین او تقول حین ترای العذاب لو ان لی کرۃ فاکون من المحسنین بلی قد جاءتک آیاتی فکذبت بہا واستکبرت وکنت من الکافرین ویوم القیامۃ ترای الذین کذبوا علی اللہ وجوہہم مسودۃ الیس فی جہنم مثوی للمتکبرین وینجی اللہ الذین اتقوا بمفازتہم لا یمسہم السوء ولا ہم یحزنون اللہ خالق کل شیء وہو علی کل شیء وکیل لہ مقالید السموات والارض والذین کفروا بآیات اللہ اولئک ہم الخاسرون قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا الجاہلون ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ والسموات مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالی عما یشرکون ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون واشرقت الارض بنور ربہا ووضع الکتاب وجیء بالنبیین والشہداء وقضی بینہم بالحق وہم لا یظلمون ووفیت کل نفس ما عملت وہو اعلم بما یفعلون وسیق الذین کفروا الی جہنم زمرا حتی اذا جاءوہا فتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم آیات ربکم وینذرونکم لقاء یومکم ہذا قالوا بلی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکافرین قیل ادخلوا ابواب جہنم خالدین فیہا فبئس مثوی المتکبرین وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا حتی اذا جاءوہا وفتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا سلم علیکم طبتم فادخلوہا خالدین وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوا من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین وترای الملائکۃ حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربہم وقضی بینہم بالحق وقیل الحمد للہ رب العالمین

تمکو پیدا کرتا ہے تمہاری ماؤن کے پیٹون مین اس پیدایش کی انسان کے ساتھ تخصیص کیون فرمائی حالانکہ آیمین تو انسان وحیوان دونون مشترک ہین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ عاقل کو غیر عاقل پر تغلیب دی ہے دوسرے یہ ہے کہ انسان کو باقی خلق پر شرف ہے خلقا مصدر بمعنی مخلوق ہے فعل مذکور کا من بعد خلق اوسکی صفت ہے ای خلقا کائنا من بعد خلق یعنی پیدا کرتا ہے تمکو پیدا کرنا ایسا پیدا کرنا کہ کائن ہے بعد ایک پیدا کرنے کے قتادہ وسدی نے کہا کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر عظم پھر لحم ابن زید نے کہا یہ معنی ہین کہ پیدا کیا تمکو پیدا کرنے کر تمہاری ماؤن کے شکمون مین بعد پیدا کرنے تمہارے کے آدم کی پشت مین فی ظلمات ثلاث یعنی تین تاریکیون مین مجاہد وغیرہ کا قول گزر چکا ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ ظلمت مشیمہ کی اور ظلمت رحم کی اور ظلمت رات کی ابو عبیدہ نے کہا کہ ظلمت مرد کی پشت کی اور ظلمت عورت کے شکم کی اور ظلمت رحم کی رحم تو بدن کے اندر ہے اور مشیمہ رحم کے اندر ہے ابن الاعرابی نے کہا کہ جس شے مین بچا ہوتا ہے اوسکو مشیمہ وغلاف وکیس کہتے ہین مشیمہ کی جمع مشیم بحذف ہاء مشایم آتی ہے اور غیر انسان کی مشیمہ کو سلی بولتے ہین جملہ یخلقکم الخ مستانفہ ہے مقصود اوس سے بیان ہے اطوار مختلفہ کا جو کہ انسان کے خلق مین ہوتے ہین جنکو وہ متضمن ہے قولہ تعالیٰ ذلکم اشارہ ہے طرف اللہ پاک کے باعتبار اوسکے افعال سابقہ کی اور اسم شریف اللہ اوسکی خبر ہے اور ربکم خبر دیگر اور لہ الملک تیسری خبر لا الہ الا ھو چوتھی خبر یعنی یہ ذات پاک جسکے افعال بدیعہ کا ذکر ہوا اللہ ہی تمہارا پروردگار ہے ملک حقیقی دنیا و آخرت مین اوسی کا ہے اوسمین اوسکے غیر کی کسی طرح کی شرکت نہین ہے نہین ہے کوئی معبود مگر وہ فانی تصرفون یعنی جب وہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہے تو پھر تم کیونکر اوسکی عبادت سے پھرتے ہو اور اوس سے اوسکے غیر کے عبادت کی طرف کسطرح رجوع ہوتے ہو یا یہ معنی ہین پھر تم کیونکر پھیرے جاتے ہو راہ حق سے بعد ایسے بیان شافی کافی کے جبکہ اللہ پاک نے اون نعمتہ کا ذکر کیا کہ جنکا اوسنے اپنے بندون پر انعام فرمایا اور اپنی بدیع صنع وعجیب فعل سے اونکے واسطے وہ کام بیان کیے جو کہ ہر عاقل پر اس بات کو واجب کرتے ہین کہ اوسپر ایمان ہی لے آئے تو بعد اوسکے یہ دھمکی دی اور اپنی بے نیازی بیان فرمائی ان تکفروا فان اللہ غنی

عنکم ولا یرضی لعبادہ الکفر ج وان تشکروا یرضہ لکم ولا تزر وازرۃ وزر اخری ط

ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم تعملون ط انه علیم بذات الصدور ○ و
اذا مس الانسان ضر دعا ربه منیبا الیه ثم اذا خوله نعمة منه نسی ما کان
یدعوا الیه من قبل وجعل لله اندادا لیضل عن سبیله ط قل تمتع بکفرک قلیلا ج انک
من اصحاب النار ○ اگر تم منکر ہو گیے تو اللہ پرواہ نہین رکھتا تمہاری اور پسند نہین کرتا
اپنے بندون کی منکری اور اگر حق مانو گے تو اوسے تمہارے لیے پسند کریگا اور نہ اوٹھاویگا کوئی
اوٹھانے والا بوجھ دوسرے کا پھر تمکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے تو وہ جتاویگا تمکو جو کرتے
تھے مقرر اوسکو خبر ہے جیون کی بات کی اور جب لگے انسان کو سختی پکارے اپنے رب کو رجوع
ہو کر اوسکی طرف پھر جب بخشے اوسکو نعمت اپنی طرف سے بھول جاوے جو پکارتا تھا اوس کام
کو پہلے سے اور ٹھیرا وے اللہ کی برابر اورون کو تا بہکاوے اوسکی راہ سے تو کہدیجیو برت لے ساتھ
اپنی منکری کے تھوڑے دنون تو ہے آگ والون مین انتہی ف اللہ پاک طرف سے اپنی
ذات مقدس کے خبر دیتا ہے کہ وہ اپنی ماسوا مخلوقات سے غنی و بے نیاز ہے کما قال موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید
صحیح مسلم مین ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو اگر اول تمہارے اور آخر تمہارے
اور انس تمہارے اور جن تمہارے ہوتے فاجر تر دل پر کسی مرد کے تم مین سے تو کم نہ کرتا یہ
میرے ملک سے کسی شے کو لا یرضی لعبادہ الکفر کا یہ مطلب ہے کہ اللہ اپنے بندون کے
واسطے کفر کو نہ محبوب رکھتا ہے اور نہ اوسکا امر فرماتا ہے وان تشکروا یرضه لکم یعنی اور
اگر شکر کروگے تو اوسکو تمہارے واسطے محبوب رکھے گا اور زیادہ دیگا تمکو اپنے فضل سے
ولا تزر وازرة وزر اخری یعنی نہ اوٹھائیگا کوئی نفس طرف سے کسی نفس کے کچھ بلکہ ہر کوئی
مطالبہ کیا جاے گا ساتھ کام اپنے نفس کے انه علیم بذات الصدور کا یہ مطلب ہے
کہ اوس سے کوئی پوشیدہ شے مخفی نہین ہے واذا مس الانسان الآیہ کا یہ مطلب ہے
کہ حاجت کیوقت تضرع وزاری کرتا ہے اور اللہ وحدہ لاشریک لہ سے فریاد رسی چاہتا ہے
کما قال تعالیٰ واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ فلما نجاکم الی البر
اعرضتم وکان الانسان کفورا اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہان یون فرمایا ہے

ل اگر تم منکر ہو گیے تو اللہ پرواہ نہین رکھتا تمہاری اور پسند نہین کرتا اپنے بندون کی منکری اور اگر حق مانو گے تو اوسے تمہارے لیے پسند کریگا اور نہ اوٹھاویگا کوئی اوٹھانے والا بوجھ دوسرے کا پھر تمکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے تو وہ جتاویگا تمکو جو کرتے تھے مقرر اوسکو خبر ہے جیون کی بات کی ۲ اور جب لگے انسان کو سختی پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اوسکی طرف پھر جب بخشے اوسکو نعمت اپنی طرف سے بھول جاوے جو پکارتا تھا اوس کام کو پہلے سے اور ٹھیرا وے اللہ کی برابر اورون کو تا بہکاوے اوسکی راہ سے تو کہدیجیو برت لے ساتھ اپنی منکری کے تھوڑے دنون تو ہے آگ والون مین انتہی ف اللہ پاک طرف سے اپنی ذات مقدس کے خبر دیتا ہے کہ وہ اپنی ماسوا مخلوقات سے غنی و بے نیاز ہے کما قال موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید صحیح مسلم مین ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو اگر اول تمہارے اور آخر تمہارے اور انس تمہارے اور جن تمہارے ہوتے فاجر تر دل پر کسی مرد کے تم مین سے تو کم نہ کرتا یہ میرے ملک سے کسی شے کو لا یرضی لعبادہ الکفر کا یہ مطلب ہے کہ اللہ اپنے بندون کے واسطے کفر کو نہ محبوب رکھتا ہے اور نہ اوسکا امر فرماتا ہے وان تشکروا یرضه لکم یعنی اور اگر شکر کروگے تو اوسکو تمہارے واسطے محبوب رکھے گا اور زیادہ دیگا تمکو اپنے فضل سے ولا تزر وازرة وزر اخری یعنی نہ اوٹھائیگا کوئی نفس طرف سے کسی نفس کے کچھ بلکہ ہر کوئی مطالبہ کیا جاے گا ساتھ کام اپنے نفس کے انه علیم بذات الصدور کا یہ مطلب ہے کہ اوس سے کوئی پوشیدہ شے مخفی نہین ہے واذا مس الانسان الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ حاجت کیوقت تضرع وزاری کرتا ہے اور اللہ وحدہ لاشریک لہ سے فریاد رسی چاہتا ہے کما قال تعالیٰ واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ فلما نجاکم الی البر اعرضتم وکان الانسان کفورا اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہان یون فرمایا ہے

ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعو الیہ من قبل یعنی راحت و آسودگی کی حالت مین
اوس دعا و تضرع کو بھول جاتا ہے کما قال تعالیٰ واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا
او قائما فلما کشفنا عنہ ضرہ مر کان لم یدعنا الی ضر مسہ قولہ تعالیٰ وجعل للہ انداد ا
لیضل عن سبیلہ یعنی عافیت کے حال مین اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اور اوسکے
واسطے انداد ٹھیراتا ہے پس جس شخص کا یہ حال و طریقہ و مسلک ہے اوس سے یون کہدے کہ تمتع
بکفرک قلیلا انک من اصحاب النار یہ ایک تہدید شدید و وعید اکید ہے کما قال سبحانہ
قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار و قال تعالیٰ نمتعہم قلیلا ثم نضطرہم الی عذاب غلیظ
کذا فی ابن کثیر و فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اگر تم کفر کروگے تو بیشک اللہ غنی ہے
تم سے یعنی وہ تمہارا محتاج نہین ہے نہ تمہارے ایمان کا اور نہ اسکا کہ تم اوسکی عبادت کرو اسلیے
کہ وہ تو غنی مطلق ہے اور باوجود اسکے کہ کفر کافر کا اوسکو ضرر نہین دیتا ہے جسطرح کہ ایمان مومن کا اوسے
نفع رسان نہین ہے پھر بھی وہ پسند نہین کرتا ہے واسطے کسی کے اپنے بندون مین سے کفر کو اور نہ
اوسکو محبوب کہتا ہے نہ اوسکا امر فرماتا ہے اور نہ اوسکے ساتھ فعل راضی کا کرتا ہے بانیطور کہ
اوسمین اذن دیوے اور اوسپر قرار پذیر رکھے اور اوسکے فاعل کو ثواب دیوے اور اوسکی مدح
کرے بلکہ خفگی کرنے والے کا فعل کرتا ہے بانیطور کہ اُس سے منع فرماتا ہے اور اوسپر وعید کرتا ہے اور اوسکے
مرتکب کو عقاب فرماتا ہے اگرچہ وہ اوسکے ارادے سے ہے کیونکہ کوئی شے اوس سے
خارج نہین ہوتی ہے ابو السعود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عدم رضا ساتھ کفر اپنے بندون کے بسبب
اونکی منفعت و دفع مضرت کے ہی واسطے رحمت کے اونپر ہے اس لیے کہ وہ اوس سے ضرر پذیر
ہوتا ہے انتہی المفسرین نے اس آیت مین اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ اپنے عموم پر ہے
اور کفر اللہ پاک کو پسندیدہ نہین ہے بر ہر حال چنانچہ ظاہر یہی ہے یا خاص ہے اور معنی یہ ہین کہ پسند نہین
کرتا ہے واسطے اپنے مومن بندون کے کفر کو تخصیص کی طرف حضرت ابن عباس حبر امت رضی اللہ
عنہما گئے ہین اور عکرمہ و سدی وغیرہما نے اسپر اونکی متابعت کی ہے پھر اس آیت مین ایک اور
اختلاف کیا ہے پس ایک قوم نے کہا کہ وہ کرتا ہے اللہ پاک کفر کا فرکا اور اوسکو پسند نہین کرتا ہے
دوسرون نے کہا کہ نہ اوسکا ارادہ کرتا ہے نہ اوسکو پسند فرماتا ہے اس قسم کے امر کی تحقیق مین

طول طویل گفتگو ہے جو لوگ اس آیت کی تخصیص کے قائل ہین اور ارادے کے ثبت ہین مع عدم رضا سو اونہون نے اوس بات سے استدلال کیا ہے جو کہ قرآن شریف کی بہت سی آیتون مین ثابت ہوئی ہے کہ اللہ پاک گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا اور وما تشاءون الا ان یشاء اللہ اور اسکی مثل قرآن شریف مین بہت سی آیتین ہین جو اسکے معنی کے مؤدی ہین حضرت ابن عباس نے ان تکفروا الآیہ کی تفسیر مین فرمایا ہے یعنی وہ کفار کہ نہین ارادہ کیا اللہ نے کہ پاک کرے اون کے دلون کو تو وہ کہین لا الہ الا اللہ پر فرمایا ولا یرضی لعبادہ الکفر یا اوسکے مخلص بندے ہین جنکے حق مین فرمایا ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان سو لازم کردے اونکو شہادت لا الہ الا اللہ کی اور محبوب کردیا اوسکو طرف اونکی اخرجہ ابن جریر پس کلمۂ عباد لفظ مین عام معنی مین خاص ہوگا کما قال تعالیٰ عینا یشرب بہا عباد اللہ مراد بعض عباد ہین عکرمہ نے کہا پسند نہین کرتا ہے واسطے اپنے مسلمان بندون کے کفر کو قتادہ نے کہا واللہ نہین پسند کیا اللہ نے واسطے کسی بندے کے اوسکی نماز کو اور نہ اوسکو امر کیا ساتھ اوسکے اور نہ بلایا اوسکو طرف اوسکے لیکن پسند کیا واسطے تمہارے اپنی طاعت کو اور امر کیا تمکو ساتھ اوسکے اور منع کیا تمکو اپنی معصیت سے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ وہ پسند نہین کرتا ہے واسطے اپنے بندون کے کفر کو تو یہ بیان کیا کہ وہ پسند کرتا ہے واسطے اون کے شکر کو پس ارشاد فرمایا وان تشکروا یرضہ لکم یعنی اور اگر تم شکر کروگے تو پسند کرے گا واسطے تمہارے شکر کو جس پر وان تشکروا سے دلالت کی گئی ہے یعنی وہ ثواب دیگا تمکو شکر پر اللہ تعالیٰ نے اونکے لیے شکر کو صرف اسواسطے پسند فرمایا ہے کہ وہ سبب ہے اونکی سعادت کا دنیا و آخرت مین کما قال سبحانہ وتعالیٰ ولئن شکرتم لازیدنکم نہ اس لیے کہ وہ اوس سے منتفع ہوتا ہے ابو جعفر وغیرہ نے باسکان ہاے یرضہ پڑہا ہے اور ابن ذکوان وغیرہ نے اشباع ضمہ کیا ہے ہا پر اور باقی قرا نے اختلاس کیا ہے یہ سب قرا تین سبعیہ ہین پھر یہ بات بیان فرمائی کہ کفر کافر کا اصلا سرایت نہین کرتا ہے اوسکے غیر مین پس فرمایا ولا تزر وازرۃ وزر اخری یعنی نہ اوٹھائے گا کوئی نفس اوٹھانے والا گناہ کا بوجھ دوسرے نفس کا اس آیت کی تفسیر پورے طور پر اول گزر چکی ہے پھر تہدید شدید فرمائی ثم الی ربکم مرجعکم الآیہ یعنی پھر طرف رب تمہارے کے ہے

۱ اوہم یہ نہ ہو کہ ہم کو بیوقوف جانے ۱۲ منہ
۲ وہ کافر ہیں ۱۲ منہ
۳ یعنی ان میں ایمان نہیں آتا ۱۲ منہ
۴ یعنی جس سے پہلے ہی ان کے حق مین اللہ کے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ان کو دوزخ مین جانا ہے گا ۱۲ منہ
۵ یعنی ایسے بندے جو کفر و شرک سے بچتے ہین ۱۲ منہ
۶ یعنی ان کو کسی کی گمراہی وان کے نہ ماننے سے کچھ نقصان نہین پہنچتا ۱۲ منہ

رجوع تمہارا سو وہ تمکو خبر دے گا اوس خیر و شر کی جو تم کرتے تھے پھر اس خبر دینے کی یہ علت ذکر فرمائی کہ انہ علیم بذات الصدور یعنی وہ تمہارے اعمال کی تمکو خبر دیگا اس لیے کہ وہ تو جانتا ہے اوس شے کو جسے دل چھپاتے ہین پھر جسکو ظاہر کرتے ہین اوسکو کس طرح نہ جانے گا غرض یہ ہے کہ اوسکے نزدیک ظاہر و مخفی سب برابر ہے پھر اللہ پاک نے کافر کے تذبذب کا ذکر فرمایا واذا مس الانسان ضر دعا ربہ منیبا الیہ مراد انسان سے کافر ہے اور ضر سے مراد مطلق ایذا و تکلیف کوئی سے ہو کیونکہ لفظ مطلق ہے تو کوئی معنی نہین ہین کہ کسی فرد خاص کے ساتھہ اوسکی تقیید کرین اور مس اعراض مین مجاز ہے اور جواب اذا کا دعا نخ ہے یعنی جسوقت لگے کافر آدمی کو کوئی ضرر اوسکے جسم مین یا مال مین یا اہل مین یا اولاد مین بلا رو مرض ہو یا فقر یا خوف یا شدت و سختی تو پکارے اپنے رب کو اوسکی طرف رجوع ہو کر اور اوس سے فریاد رسی چاہکر دفع مین اوس بلا کے جو اوس پر نازل ہوئی اور جس مردے یا زندے یا بت وغیرہ کو اول پکارتا تھا اور اوس سے فریاد رسی چاہتا تھا راحت و آرام مین اوسکو چھوڑ کر اس لیے کہ وہ جانتا ہے اس بات کو کہ یہ سب اوسکے کشف ضر پر قادر ہونے سے علحدہ ہین ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعو الیہ من قبل جب کوئی شخص کسی شخص کو کسی شے کا مالک کردے تو محاورے مین یون بولتے ہین کہ خولہ الشے یعنی اوسنے مالک کردیا اوس کو اوس شے کا تخویل کا استعمال جزا مین نہین کیا جاتا ہے بلکہ ابتداے عطیہ مین یعنی پھر جسوقت عطا کرے اور مالک بنائے اوسکو کسی نعمت کا اپنی طرف سے تو بھول جاے اوس ضر کو جسکے دور کرنے کی طرف اللہ کو پکارا کرتا تھا قبل اسکے کہ عطا کرے اوسکو وہ شے جو اوسے عطا کی کسی نے کہا کہ بھول جاے اوس دعا کو جسکے ساتھہ تضرع و زاری کیا کرتا تھا یا بھول جاے اپنے رب کو جسکو پکارتا تھا اور اوسکی طرف تضرع کرتا تھا پھر اس سے شرک باللہ کی طرف بڑھ جاتا ہے یہ معنی ہین اس قول کے وجعل للہ انداد ا یعنی اور ٹھیرائے واسطے اللہ کے شریک بتون سے یا غیر بتون سے فریاد رسی چاہی اونسے اور اونکو پوجے سدی نے کہا کہ مراد انداد ہین رجال سے بہروسا کرے اونپر اپنے سارے کامون مین لیضل عن سبیلہ یعنی تاکہ بہکاوے لوگون کو اللہ کی راہ سے جو کہ اسلام و توحید ہے جمہور نے بضم یا اور ابن کثیر و ابو عمرو نے بفتح یا پڑھا ہے یہ دونون سبعیہ ہین اور حرف لام واسطے

عاقبت کے ہے یعنی چونکہ خود گمراہ ہونا یا دوسرے کو گمراہ کرنا دونون نتیجے تھے اوسکے انداد
ٹھیرانے کے اس لیے اسکی تعلیل اون دونون کے ساتھ ٹھیک ہوگئی اگرچہ وہ غرض نہین ہین مطلب
یہ ہے کہ انجام فعل کی تشبیہ دی گئی علت غائی سے جو کہ فعل کے واسطے ہوتی ہے اسبات
مین کہ علت غائی مترتب ہوتی ہے فعل پر پس انجام فعل مین لام علت کا استعمال کیا گیا بطریق استعارہ
تبعیہ کے جسطرح کہ اس آیت مین ہے فالتقطه آل فرعون ليكون لهم عدوا وحزنا اسیطرح
یہان ہے کہ بت پوجنے والون نے بتون کو اللہ پاک کا شریک اس لیے نہین ٹھیرایا تھا کہ خود
گمراہ ہون یا دوسرے کو گمراہ کرین لیکن چونکہ اوسکا انجام یہی ہوا تو گویا اونکو اسی واسطے شریک ٹھیرایا تھا
پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ جو اس صفت کا ہے اوسے
یہ تہدید سنائین تمتع بكفرك قليلا ای تمتعا قلیلا اور مانا قلیلا یعنی برت لے اپنے کفر کے ساتھ
تھوڑا برتنا یا تھوڑے دنون کیونکہ دنیا کا برتنا تو قلیل ہی ہے گو ہزار برس ہی کی عمر کیون نہو زجاج نے
کہا کہ اس کا لفظ لہ امر کا لفظ ہے اور معنی اسکے تہدید و وعید ہین اسمین خبر دینا ہے اس بات کی
کہ کفر ایک نوع کی تشہی ہے جسکی کوئی سند نہین ہے اور نا امید کرنا ہے کافرون کو آخرت مین تمتع
اوٹھانے سے اسی لیے اسکی یہ علت ذکر فرمائی کہ انك من اصحاب النار بطریق استیناف
واسطے مبالغے کے یعنی تیرا مصیر و رجوع تو عنقریب آگ کی طرف ہونے والا ہے اور تو اوسکا ملازم
ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کو اوسکے لوگون مین سے معدود ہوگا یہ علت ہے قلت تمتع کی اور اسمین ایک
نہایت عظیم الشان تہدید ہے کسی نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی حق
مین عتبہ بن ربیعہ کے کسی نے کہا شان مین ابو حذیفہ مخزومی کے کسی نے کہا عام
ہے ہر کافر کے بارے مین قواعد شریعت غرا سے یہی زیادہ تر موافق ہے بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے
اخلاص عبادت کا اپنے واسطے امر کیا اور یہ بیان فرمایا کہ دین خالص نہین ہے مگر اوسکے واسطے
اور جنہون نے اوسکو چھوڑ کر اور حمایتی ٹھیرائے ہین اونکو یہ تہدید کی کہ وہ فیصلہ کریگا درمیان اونکے اور
موحدون کے اور اپنی الوہیت کے دلیلین ذکر کین یہانتک کہ یون فرمایا ذلكم الله ربكم اور اسکے ساتھ
الوہیت یعنی استحقاق عبادت کو اور ربوبیت بمعنی مالکیۃ کو مبدأ پر قصر کیا یہ وہی ذات ہے جسکے یہ افعال
ہین تو یہان یہ امر بیان کیا کہ کفار کے طریقے باہم متناقض ہین اس لیے کہ جسوقت اونکو سمجھنی لگتی ہے

۱۲ پھر اوسنے اپنا پیرو اوسکو فرعون کی
آل والون سے کہا ہو اونکا
دشمن اور اپنا غم خوار ۱۲
۱۲ اس لیے کہ جب کفر مین مبتلا
ہوئے تو گویا کفر مین مبتلا کرنے
والے اور تقویت کرنے والے
رفیق ہوئے ساتھ اوس شخص
کے جسکا کفر پر خاتمہ
ہوا معلوم ہوا کہ نیز نیک
کی کیا صحبت ۱۲ منہ

تو اوسکا دفع اللہ پاک سے طلب کرتے ہین کیونکہ وہ جانتے ہین کہ سختی کو وہی دور کرتا ہے اور بت ضرر و نفع رسان نہین ہین اور سیدا کل کا نہین ہے مگر اللہ اور جب اللہ پاک اوس سختی کو اوسسے دور کر دیتا ہے تو رجوع کرتے ہین طرف پوجنے بتون کے بسبب اسکی کہ باطل وہم اور فاسد خیال اونکی مقتضاے عقول سے کھینچا کھانچی کرتے ہین مقتضاے عقل یہی ہے کہ سب حالات مین اللہ ہی کی طرف التجا کی جاے سو وہ مذبذب ہو رہے ہین ایک شے پر جمتے نہین ہین پھر جب اللہ پاک مشرکون کی صفتین ذکر کر چکا اور یہ بات کہ وقت دفع ہونے مکروہات کے حالت اختیار مین غیر اللہ کو پکڑتے ہین تو بعد اسکے ہونین محققین کے احوال کی شرح بیان کی پس ارشاد فرمایا اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

بھلا ایک جو بندگی مین لگا ہے گھڑیون رات کی سجدہ کرتا اور کھڑا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کے مہر کی تو کہہ کوئی برابر ہوتے ہین سمجھ والے اور بے سمجھ وہی سوچتے ہین جنکو عقل ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ عزوجل فرماتا ہے کیا وہ شخص جسکی یہ صفت ہے مثل اوس شخص کے ہے جسنے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور اوسکے واسطے اندادہ ٹھیرائی برابر ہین ہوتے ہین نزدیک اللہ تعالی کے کما قال تعالی لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ اور آنجگہ یون فرمایا امن ہو قانت آنا ء اللیل ساجدا و قائما یعنی اپنے حال سجود مین اور اپنے حال قیام مین اسی لیے اس آیت سے استدلال کیا ہے اوس شخص نے جو اس طرف گیا ہے کہ قنوت صرف خشوع ہے نماز مین تنہا قیام نہین ہے جسطرح کہ اور لوگ اس طرف گیے ہین یعنی تنہا قیام کو بغیر لحاظ خشوع کے قنوت کہتے ہین ثوری نے عن فراس عن الشعبی عن مسروق عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ قانت مطیع ہے اللہ عزوجل کا اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابن عباس و حسن و سدی و ابن زید نے کہا کہ اناء اللیل جوف اللیل ہے ثوری نے عن منصور روایت کیا ہے کہ یہ قنوت درمیان مغرب و عشا کے ہے حضرت حسن و قتادہ نے کہا کہ آنا ء لیل اول و اوسط و آخر شب ہے قولہ تعالی يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ

ع ۹ ۱۵

ف وہ جو ایسا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ اللہ کا مطیع ہے اور وقت عبادت کے اللہ کی طرف متوجہ ہے اور وہ بیچارہ ہے کہ

یعنی اپنے عبادت کے حال مین ڈرنے والا اور امیدوار رحمت کا رہتا ہے عبادت مین خوف
و رجا کا ہونا ضروری ہے اور بوقت حیات مین خوف ہی غالب ہو اسی لیے اللہ پاک نے ضد
آخرت کو اول ذکر کیا ہے اور بعد اوسکے رجائے رحمت کو پھر جب احتضار کا وقت ہو تو چاہیئے
کہ رجا ہی غالب ہو خوف پر جیسا کہ امام عبد بن حمید نے حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص پر داخل ہوئے اور وہ
حالت موت مین تھا تو آپ نے اوس سے فرمایا تو اپنے آپ کو کیسا پاتا ہے تو اوسنے عرض کیا
مین امید رکھتا ہون اور ڈرتا ہون پس آپنے فرمایا نہین جمع ہوتی یعنی رجا و خوف دل مین کسی
بندے کے مثل اس موطن مین یعنی وقت موت کے مگر عطا فرماتا ہے اوسکو اللہ عزوجل وہ شے
جسکی امید رکھتا ہے اور امن دیتا ہے اوسکو اوس شے سے جس سے ڈرتا ہے وسر واہ
الترمذی والنسائی فی الیوم واللیلۃ وابن ماجہ من حدیث سیار بن حاتم عن
جعفر بن سلیمان بہ وقال الترمذی غریب وقد سر واہ بعضہم عن ثابت عن انس
عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرسلا ابن ابی حاتم نے یحیی بکار سے روایت
کیا ہے کہ اونہون نے سنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہ پڑھتے تھے امن ہو قانت انا ء
اللیل الآیہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہین حضرت ابن عمر نے
جو یہ فرمایا سو بسبب کثرت نماز امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بسبب اونکی قرارت کے یہانتک
کہ اونہون نے بہت وقت قرآن شریف ایک رکعت مین پڑہا ہے جسطرح کہ ابو عبید نے اس کو
اوسنے روایت کیا ہے اور شاعر نے کہا ہے ؎

ضحوا باشمط عنوان السجود بہ		یقطع اللیل تسبیحا وقرآنا	

امام احمد نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے سو آیتین پڑہین ایک رات مین تو لکہا جاوے گا واسطے
اوسکے قنوت رات کا وکذا اسر واہ النسائی فی الیوم واللیلۃ قولہ تعالی قل ھل یستوی
الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی کیا برابر ہو گا یہ شخص اور وہ شخص جو اس سے قبل ہے
اون لوگون مین سے جنہون نے انداد ٹھیرائی واسطے اللہ کے تاکہ گمراہ کرین اللہ کی راہ سے

ع ۵ لگاس روایت مین غیر ذوی العقول کی جگہ ذوی العقول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اس کا جواب نظام ۱۲ از صحیح مسلم اللہ تعالیٰ ۵۲

یعنی قرآن کی آیتون کو پڑہنے والی ایسے شخص کی جسکے سیاہ و سفید بال سر کے بہت سے تھے اور اوسمین سجدے کی علامت تھی اور وہ رات کو قیام کرکے قرآن شریف پڑہکر رات قطع کیا کرتا تھا یہ شعر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کا ہے ۱۲ منہ

انما یتذکر اولوا الالباب یعنی ان دونون مین فرق وہی شخص جانتا ہے جسکو عقل ہے واللہ اعلم

ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ امن ہو قانت الآیہ اوس کلام کے تتمہ سے ہے جسکے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہنے کا امر کیا گیا ہے معنی یہ ہین کیا یہ کافر خوبتر ہے حال ومآل مین یا وہ شخص جو کہ قیام کرنیوالا ہے ساتھ طاعات اللہ کے راحت وتکلیف مین رات کی گھڑیون مین استمرار ودوام کرنے والا ہے اوسپر قصر کرنے والا نہین ہے اللہ پاک کے پکارنے پر وقت نزول عذاب وسختی کے اوسپر حضرت حسن وغیرہ نے[۱] اس بات پر دلالت کیا ہے اور نافع وغیرہ نے[۲] بہ تخفیف اول کی بنا پر کلمہ ام داخل ہے من موصولہ پر اور میم اول دوسرے میم مین ادغام کی گئی ہے اور ام متصلہ ہے اور اوسکا معادل محذوف ہے ای الکافر خیر ام الذی ہو قانت کسی نے کہا کہ منقطعہ مقدر بل وہمزہ ہے ای بل امن ہو قانت کالکافر اور دوسرے کی بنیاد پر ہمزہ واسطے استفہام کے ہے اور استفہام تقریری ہے اور مقابل اوسکا محذوف ہے ای امن ہو قانت کمن کفر فراء نے کہا کہ اس قرات مین ہمزہ ندا کا ہے اور کلمہ من منادی ہے مراد اوس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جنکو قل تمتع بکفرک قلیلا کہنے کا حکم ہوا ہے تقدیر یہ ہے یا من ہو قانت قل تمتع الخ کسی نے کہا تقدیر یہ ہے یا من ہو قانت انک من اصحاب الجنۃ جو لوگ ہمزے کو ندا کا کہتے ہین اونمین سے فراء ہین ابوحیان نے اسکو ضعیف کہا ہے اور کہا کہ یہ بات اپنے ماقبل وما بعد سے اجنبی ہے ابوحیان سے پہلے ابوعلی فارسی اس تضعیف کی طرف جا چکے ہین اور ابوحاتم واخفش نے اس قرات پر اصل ہی سے اعتراض کیا ہے حالانکہ یہ اعتراض بے وجہ ہے کیونکہ جب روایت ثابت ہو چکی تو درایت باطل ہو گئی اسجگہ **قانت** کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے پس کسیںنے تو کہا کہ مطیع ہے کسیںنے کہا خاشع یا اپنی نماز مین قیام کرنے والا کسیںنے کہا کہ داعی لربہ نحاس نے کہا کہ اصل قنوت کی طاعت ہے پس جو کچھ اوسمین کہا گیا ہے وہ سب طاعت مین داخل ہے

اناء اللیل اناء جمع ہے انی بالکسر وبالقصر کی جیسے معا کی جمع امعاء آتی ہے کسی نے کہا کہ واحد اسکا انو ہے محاورے مین بولتے ہین مضی من اللیل انیان وانوان یعنی رات کی دو گھڑیان گذرگئین مراد اناء لیل سے رات کی ساعات واوقات ہین کسی نے کہا رات کا جوف کیونکہ یہ مقبول وقت ہے[۵]

دلا بسوزکہ سوز تو کار ہا بکند		نیاز نیم شبے دفع صد بلا بکند	

[۱] یعنی ابن کثیر وحمزہ ویعقوب وکسائی ۱۲ منہ
[۲] یعنی ابن عامر وابوبکر ۱۲ منہ
[۳] یہ شعر حضرت حافظ شیراز قدس سرہ کا ہے ۱۲ منہ

کسی نے کہا کہ مغرب وعشا کے درمیان کا وقت ہے کسی نے کہا کہ اول واوسط وآخر شب
انمین سے بعض قول اول گزر چکے ہین ساجدا و قائما منصوب ہین بنا بر حال یعنی قانت
ہے رات کی گھڑیون مین اس حال مین کہ جمع کرنے والا ہے درمیان سجدے کے اور
قیام کے نماز مین سجود کو قیام پر اس لیے مقدم کیا کہ عبادت مین اوسکو زیادہ تر دخل ہے یہ آیت
اس پر دال ہے کہ قیام لیل کو دن پر ترجیح ہے اور وہ اوس سے افضل ہے اس لیے کہ رات
زیادہ تر ساتر ہے تو ریا سے زیادہ تر دور ہوگی اور اس لیے کہ رات کی تاریکی فکر کو جمع کرتی ہے
اور نگاہ کو اشیا کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتی ہے اور جب دل اشیا خارجیہ مین مشغول
ہونے سے فارغ ہوجاے گا تو مطلوب اصلی کی طرف رجوع ہوگا وہ یہی خشوع ہے نماز مین اور
پہچاننا اوسکا جسکے واسطے نماز پڑہتا ہے کسی نے کہا اس لیے کہ رات وقت خواب کا اور مظنہ
راحت کا ہے تو اوسکا قیام نفس پر زیادہ شاق ہوتا ہے تو ثواب بھی اوسمین اکثر ہوتا ہے قرطبی نے
ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے جو شخص یہ محبوب رکھے کہ آسان کردی اللہ اوس پر
وقوف کو قیامت کے دن تو چاہیے کہ دیکھے اوسکو اللہ رات کی تاریکی مین یحذر الآخرۃ محل
نصب مین ہے بنا بر حال یعنی اس حال مین کہ ڈرتا ہے عذاب آخرت سے یہ قول سعید بن جبیر
ومقاتل کا ہے ویرجو رحمۃ ربہ یعنی پس جمع کرتا ہے درمیان خوف ورجا کے یہ دونون جمع نہین
ہوتے کسی شخص کے دل مین مگر اوسنے مراد پائی کہا ہے کہ یہان عبارت محذوف ہے تقدیر
یہ ہے کمن لا یفعل شیئا من ذلک جسطرح کہ سیاق کلام اسپر دال ہے یعنی کیا وہ شخص جو یہ کام کرتا ہے
مثل اوس شخص کے ہے جو انمین سے کچھ نہین کرتا ہے کسی نے کہا کہ اسجگہ رحمت سے مراد
مغفرت ہے کسی نے کہا جنت یہ آیت اسپر دال ہے کہ جانب رجا اکمل واولی ہے اسکی کہ
اللہ پاک کی طرف نسبت کیجاے اول گزر چکا ہے کہ حضرت ابن عمر نے یہ آیت پڑہی اور کہا کہ
یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مین ایک روایت مین اونسے یہ ہے کہ حضرت عثمان کے حق مین
نازل ہوئی ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شان
مین نازل ہوئی ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اونسے
ایک اور بات کہین جسکے باعث حق باطل سے ظاہر ہوجاے پس فرمایا قل ھل یستوی

الذین یعلمون الآیۃ یعنی تو کہہ کیا برابر ہوتے ہین وہ لوگ جو یہ جانتے ہین کہ جس بعث وثواب
وعقاب کا اللہ نے وعدہ کیا ہے وہ حق ہے اور وہ لوگ جو اسکو نہین جانتے ہین یا یہ یعنی ہین کہ جو لوگ جانتے ہین اُس
شے کو جسکو اللہ تعالی نے اپنے رسولون پر نازل فرمائی ہے اور وہ لوگ جو اوسکو نہین جانتے
ہین یا مراد علماء وجہال ہین ہر شخص جسکو عقل ہے وہ یہ بات جانتا ہے کہ درمیان علم وجہل کے
اور عالم وجاہل کی برابری نہین ہے زجاج نے کہا یعنی جسطرح کہ برابر نہین ہوتے ہین وہ لوگ
جو جانتے ہین اور وہ لوگ جو نہین جانتے ہین اسی طرح مطیع وعاصی برابر نہین ہوتے ہین کسی نے
کہا کہ مراد الذین یعلمون سے وہ لوگ ہین جو اپنے علم پر عمل کرتے ہین کیونکہ اوس سے نفع لینے
والے وہی ہین اس لیے کہ جسنے عمل نہ کیا تو وہ مثل جاہل کے ہے کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے
آیت کو عمل سے شروع کیا اور علم سے ختم فرمایا اس لیے کہ عمل باب مجاہدات سے ہے اور علم
باب مکاشفات سے اور یہ غایت ہے پس جب انسان کو یہ حاصل ہوگیا تو اسنے دلالت کی
اوسکے کمال فضل پر انما یتذکر اولوا الالباب یہ جملہ بمنزلہ کلام مامور بہ نہین ہے بلکہ اللہ پاک کی
طرف سے ہی ابتدا کرنے کے ساتھ اون قوارع مذکورہ کے جو کہ کفر ومعاصی سے زاجر ومانع
ہین مقصود اس سے بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ قوارع اور زجر کرنیوالی کافرون کے دلون مین
اثر نہین کرتی ہین اس لیے کہ اونکی عقلین مختل ہین یعنی یہ ہین کہ اللہ کے وعظ ونصیحت سے وہی نصیحت
پذیر ہوتے ہین جو کہ اصحاب عقول صافیہ وقلوب نیرہ ہین اور وہی اوہین تدبر وتفکر وغور کرتے ہین
یہ لوگ مومنین ہین نہ کفار کیونکہ وہ اگرچہ اسکے مدعی ہین کہ اونکی عقلین ہین لیکن وہ کالعدم ہین پھر جب
اللہ پاک نے مساوات کی نفی کے درمیان عالم وجاہل کے اور یہ بات بیان فرمائی
کہ نصیحت پذیر وہی ہوتے ہین جو کہ عقل والے ہین تو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ
اوسکے مومن بندون کو یہ حکم دین کہ اوسکے تقوی وایمان پر جمے رہین پس ارشاد فرمایا قل یا عباد
الذین امنوا اتقوا ربکم للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وارض اللہ واسعۃ
انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب ○ قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا
لہ الدین ○ وامرت لان اکون اول المسلمین ○ تو کہہ اے بندو میرے جو
یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے جنہون نے نیکی کی اس دنیا مین اونکو ہے بھلائی

اور زمین اللہ کی کشادہ ہی ٹھیرنیوالون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ اُن گنت تو کہہ مجھکو حکم ہی کہ بندگی کرون اللہ کو نیکی کرکر
اوسکی بندگی اور حکم ہی کہ مین ہون سب سے پہلے حکم بردار انتہی ف اللہ پاک اپنے مومن بندون کو امر فرماتا
ہے کہ اوسکی طاعت و تقوی پر مستمر و دائم رہین جن لوگون نے اس دنیا مین نیک عمل کیا اونکے واسطے
بھلائی ہے اونکی دنیا و آخرت مین وارض اللہ واسعۃ کی تفسیر مین مجاہد نے کہا پس تم اوسمین ہجرت
کرو اور جہاد کرو اور بتون سے الگ ہوجاو شریک نے عن منصور عن عطاء روایت کیا ہے
کہ جسوقت تم اوسکی معصیت کی طرف بلائے جاؤ تو بھاگ جاؤ یہ آیت پڑہی الم تکن ارض
اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا اوزاعی نے کہا کہ صابرون کے واسطے نہ تولا جاے گا نہ ماپا
جاے گا انما یغرف لہم غرفا یعنی اونکو تولپ بہر بہر کر اجر دین گے ماپ تول کا کیا ذکر ہے
ابن جریج نے کہا مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ ہرگز اونکے عمل کا ثواب اونپر حساب
نہ کیا جاے گا ولیکن وہ تو اوس پر زیادہ دیے جائین گے سدی نے کہا انما یوفی الصابرون
الآیہ یعنی جنت مین قولہ تعالی انی امرت ان اعبد اللہ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ مجھے تو یہی حکم ہے
کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے واسطے اخلاص عبادت کرون قولہ تعالی وامرت لان اکون اول
المسلمین سدی نے کہا یعنی من امۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان
فاتح یہ ہے یعنی اے وہ لوگ جنہون نے سچی کی اللہ کی توحید ڈرو اپنے رب سے باین طور
کہ اوسکی طاعت کرو اوسکے معاصی سے بچو اوسکے حکمون کا امتثال کرو اوسکے لیے خالص ایمان
لاؤ شرک کا کی اوس سے نفی کرو اور مراد یہ ہے کہ تو اونسے یہ میرا قول بعینہ کہدے پھر جب
اللہ پاک نے مومنون کو تقوی کا امر کیا تو جو فائدے اس تقوی مین ہین وہ اونکے واسطے بیان
کیے ارشاد فرمایا للذین احسنوا الآیہ یعنی جن لوگون نے نیک عمل کیے اس دنیا مین بروجہ اخلاص
اونکے واسطے ایک حسنۂ عظیم ہے یعنی جنت فی ہذہ الدنیا متعلق ہے احسنوا سے کسینے
کہا کہ حسنۃ سے اس بنا پر کہ وہ بیان ہے حسنہ کے مکان کا تو معنی یہ ہون گے کہ واسطے اونکے
جنہون نے نیکی کی عمل مین حسنہ ہے دنیا مین ساتھ صحت و عافیت و ظفر و غنیمت کے قول اول
اولی ہے پھر جب کہ بعض بندون پر اپنے وطن مین طاعات و احسان کا کرنا مشکل تھا تو جو کوئی
ایسا ہو اللہ پاک نے اوسکو ہجرت کا ارشاد کیا پس فرمایا وارض اللہ واسعۃ یعنی اللہ کی زمین

ل
کیا نہین زمین اللہ کی کشادہ
کہ وطن چھوڑ جاؤ وہان ۱۲

کشادہ ہے اور اوسکے بہت سے شہر ہین پس چاہیے کہ جس جگہ اوسکو اللہ کی طاعت اور
اوسکے حکم پر عمل کرنا اور اوسکی نہی سے بچنا ممکن ہو وہان ہجرت کرجاوے جیسا کہ انبیا وصالحین کا طریقہ
ہے کیونکہ تفریط مین اصلا اوسکے لیے کوئی عذر نہین ہے سورۂ نسا مین ہجرت پر پورے
طور پر کلام گزر چکا ہے کسی نے کہا کہ اسجگہ مراد ارض سے زمین جنت ہے اللہ پاک نے اوسکی
کشادگی مین اور اوسکی نعیم کی فراخی مین اونکو رغبت دلائی ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے جنۃ[۵۱]
عرضہا السموات والارض کبھی جنت کا نام ارض رکھا جاتا ہے قال تعالی وقالوا الحمد للہ
الذی صدقنا وعدہ واورثنا[۵۲] الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء قول اول اولی ہے
کسی نے کہا یہ یعنی ہین کہ مکے سے کوچ کرجاؤ اور شہرون کو اوٹھ جاؤ اور انبیا وصالحین کی پیروی
کرو اونکی ہجرت کرنے مین طرف غیر بلاد کے تاکہ اپنی نیکی پر اور نیکی اور اپنی طاعت پر اور طاعت
زیادہ کرین اس مین آمادہ کرنا ہے ہجرت کرنے پر اوس شہر سے جسمین معاصی ظاہر ہوتے ہین
کسی نے کہا جو کوئی کسی شہر مین معاصی کا امر کیا جاوے تو اوسے چاہیے کہ وہانسے بھاگ
جاوے پھر جب کہ اللہ پاک نے وہ ثواب بیان کیا جو کہ نیکی کرنے والون کے لیے ہے
جبکہ وہ نیکی کرین اور اسمین یہ امر ضروری تہا کہ فعل طاعت پر اور شہوات سے نفس کے روکنے پر صبر ہو
تو صبر کی فضیلت اور اوسکی عظیم قدر کی طرف اشارہ کیا پس ارشاد فرمایا انما یوفی الصابرون
اجرھم بغیر حساب یعنی جو لوگ کہ صبر کرتے ہین اپنے وطن چھوڑنے پر اور اپنے کنبے
قبیلے کی مفارقت پر اور اللہ کی طاعت مین اور زیادہ نیکیان کرنے مین جو بلاؤن کی برداشت
کرتے ہین اور محنت ومشقت اوٹھاتے ہین انہین کو انکے صبر کے مقابلے مین اوسکی کہینچتے
مین انکا ثواب بہرپور بے حساب دیا جائے گا یعنی اوسکے حصر پر کوئی حصر کرنے والا قادر نہوگا
اور نہ کوئی حساب کرنے والا اوسکے حساب کی طاقت رکھے گا اگرچہ وہ اللہ پاک کے نزدیک
معلوم وشمار کیا ہوا ہے عطار نے کہا کہ نہ عقل اوسکی طرف راہ پائے گی اور نہ وصف وبیان
کو اوس تک رسائی ہوگی مقاتل نے کہا کہ اجر اونکا جنت ہے اور اونکے ارزاق اوس مین بغیر
حساب ہین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہر مطیع کے واسطے ماپا جائے گا
ماپ کر اور تولا جائے گا تول کر مگر صابرین فانہ یحثی لہم حثیا یعنی اونکو لپین بہر بہر کر دیا جائے گا

۵۱ جنت اور آسمان کا پھیلاؤ ہے اور اسکی اور زمین کی ۱۲ ۵۲ اور وہ ہمارے
لئے اللہ کا کیا حق نہ کیا ہم سے
اپنا وعدہ اور وارث کیا ہمکو
اس زمین کا کہ ہم بہشت مین
سے جہان چاہین ۱۲

مروی ہے کہ بلا والے لائے جائینگے تو نہ اونکے واسطے ترازو کھڑی کی جاے گی اور نہ
اونکے لیے دفتر کھولا جاے گا اور بٹہا جاے گا اونپر اجر بیہانتک کہ دنیا مین عافیت والے
تمنا کرینگے کاش اونکے جسم مقراضون سے کترے جاتے بسبب اوس فضل کے جسکو اہل بلا
لیجائینگے نکتہ جملہ للذین احسنوا حسنۃ سے امر بتقوی کی یعنی اس امر کا امتثال واجب ہے
اس لیے کہ جنہون نے احسان کیا اون کے واسطے ایک بڑا حسنہ ہے رہی یہ بات کہ
احسنوا فرمایا اتقوا نہ کہا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ تقوی احسان کے
باب سے ہے اور دونون باہم ایک دوسرے کو لازم ہین پھر اسی تقوا سے مامور ہونے مین رغبت
دلانے کو انما یوفی الصابرون فرمایا اور انما یوفی المتقون نہ کہا اس لیے کہ مقصود آگاہی بخشنا ہے
اس امر پر کہ متقی لوگ فضیلت صبر کے حائز ہین جسطرح کہ فضیلت احسان کے جامع ہین کیونکہ تقوی
مستلزم ہے احسان و صبر کو باوجود اسکے کہ صبر مین زیادہ آمادہ کرنا ہے مصابرت و مجاہدہ پر
مہاجرت کی مشقتون کے تحمل کرنے مین بہر حال آیۂ کریمہ دال ہے اسپر کہ صابرین کے
اجر و ثواب کی نہایت نہین ہے کیونکہ جو شے حساب کے تحت مین داخل ہوتی ہے تو وہ
متناہی ہوتی ہے اور جو حساب کے نیچے داخل نہین ہے تو وہ غیر متناہی ہوتی ہے اور یہ ایک
فضیلت عظیم و منقبت جلیل ہے جو شخص کہ اللہ پاک کے ثواب مین راغب اور اوسکے پاس
کی خیر مین طامع ہے یہ فضیلت اوس سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ صبر کا بہرہ وافر لے اور اپنے
نفس کو اوسکے نمایے سے بانہے ہے اور اوسکی قید سے مقید کرے کیونکہ جزع و بے صبری کرنا
اوس قضا کو تو رد نہین کرسکتا ہے جو کہ نازل ہو چکی ہے اور جو خیر مسلوب ہو چکی اور اوس کو پہنچ
نہین لاتا ہے اور نہ جو مکروہ واقع ہو چکا ہے اوسکو دفع کرسکتا ہے اور جسوقت عاقل اس بات
کا خوب تصور کرے گا جیسا کہ حق ہے تصور کرنا اور خوب سمجھ لیگا جیسا کہ حق ہے سمجھنے کا تو
یہ جان لیگا کہ صبر کرنے والا اوس بلا پر جو اوس پر نازل ہوئی اوسکو یہ اجر عظیم مل چکا اور اس خیر عظیم سے
بہرہ مند ہو گیا اور غیر صابر پر قضا نازل ہو چکی وہ چاہے یا نہ چاہے اور باوجود اسکے اوس سے
وہ اجر عظیم فوت ہو گیا کہ جسکا نہ اندازہ کیا جاتا ہے نہ اوسکے نہایت تک رسائی ہوتی ہے تو اوسنے
اپنی مصیبت کے ساتھ ایک اور مصیبت ملائی اور اسکو سوا ے جزع و فزع کے اور کچھ ہاتھ نہ لگا

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اری الصبر محمودا وعنه مذاهب	فکیف اذا مالم یکن عنه مذهب
هناك یحق الصبر و الصبر واجب	وما کان منه للضرورة اوجب

پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ اول اونکو خبر دین توحید و اخلاص کی جسکا خود اونکو امر کیا گیا پس ارشاد فرمایا قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا له الدین یعنی مجھے یہ حکم ہے کہ اللہ کی عبادت کرون ایسی عبادت جو کہ شرک و ریا و غیرہ سے خالص ہو مقاتل نے کہا کہ کفار قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کون شے تجھے باعث ہوتی ہے اوس شے پر جسکو تو ہمارے پاس لیکر آیا ہے کیا تو نظر نہین کرتا ہے طرف ملت اپنے باپ اور دادا اور سرداران قوم کے کہ وہ لات و عزیٰ کو پوجتے ہین کہ تو اوس ملت کو اختیار کرے اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اس آیت کے معنی اول سورت مین گزر چکے ہین پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ دوبارا اونکو اسکی خبر دین کر اونکو اس بات کا حکم کیا گیا ہے کہ وہ اول ہون اون لوگون کے جنہون نے اطاعت و انقیاد و گردن کی پس فرمایا وامرت لان اکون اول المسلمین یعنی مجھے حکم ہے واسطے اس بات کے کہ مین ہوؤن اول اسلام لانے والون کا اس امت سے اور آپ ایسے ہی تھے کیونکہ آپ ہی نے پہلے پہل اپنے آبا کے دین کی مخالفت کی اور توحید کی طرف دعوت فرمائی معنی اولیت کے سبقت بحسب الزمان ہین پس مراد سبقت سے سبقت بحسب دعوت ہے کیونکہ افضل یہ بات ہے کہ شخص اپنے غیر کو کسی نیک عادت کی طرف بلائے تو اول خود اپنے نفس کو اوسکی طرف دعوت کرے اور اوس سے خوگر ہو یہانتک کہ غیر مین اثر کرے جیسا کہ انبیا و صالحین کا طریقہ ہے بخلاف ملوک و متجبر لوگون کے کہ وہ اپنے غیر کو اوس بات کا حکم دیتے ہین جسکو آپ نہین کرتے اس لیے باطن مین اوسکا اثر نہین ہوتا ہان ظاہر مین بخوف جور و ظلم فی الجملہ ہوتا ہے حرف لام تعلیل کا ہے ای امرت بما امرت به لاجل ان اکون کسی نے کہا کہ زائدہ ہے واسطے تاکید کے دلالت اولی پھر اللہ پاک نے آپ کو امر کیا کہ سہ بارہ اونکو خبر دین اپنے ڈرنے کی عذاب سے بر تقدیر عصیان کے پس ارشاد فرمایا قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم ○

قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی ○ فاعبدوا ما شئتم من دونہ ○ قل ان الخسرین
الذین خسروا انفسہم واھلیہم یوم القیامۃ ط الا ذلک ھو الخسران المبین ○
لھم من فوقہم ظلل من النار ومن تحتہم ظلل ط ذلک یخوف اللہ بہ عبادہ ط
یا عباد فاتقون ○ یعنی تو کہدے مین ڈرتا ہون اگر حکم نہ مانون اپنے رب کا ایک بڑے دن کی
مار سے تو کہدے مین اللہ کو پوجتا ہون نری کر کر اپنی بندگی اوسکے واسطے اب تم پوجو جسکو چاہو اوس کے
سوائے تو کہدے بڑی مار سے وہ جو ہار بیٹھے اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن سنتا ہے
یہی ہے صریح ٹوٹا اونکے واسطے اوپر سے بادل ہین آگ کے اور نیچے سے بادل اوس چیز
سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندون کو اے بندو میرے تو مجھسے ڈرو انتہی ف
حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ حالانکہ تو اللہ کا
رسول ہے بیشک مین ڈرتا ہون اگر نافرمانی کرون اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب
سے مراد روز قیامت ہے یہ ایک شرط ہے اور معنی اسکے تعریض کرنا ہے اپنے غیر کو بطریق
اولی و اخری قل اللہ اعبد الآیہ یہی تہدید ہے اور اونسے بری ہونا ہے قولہ تعالی قل ان الخاسرین
الآیہ کا یہ طلب ہے کہ پورا ٹوٹا پانیوالے وہی ہین جنہون نے زیان کیا اپنی جان کا اور اپنے
گھر والون کا قیامت کے دن یعنی ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پھر اونکو کبھی ملنا نہین ہے
خواہ اونکے گھر والے جنت کی طرف جائین اور وہ خود آگ کی طرف یا یہ کہ سب کے سب ناریون
بسائے جائین لیکن اونکو نہ جمع ہونا ہے نہ کسی طرح کا سرور ذلک ہو الخسران المبین یعنی ظاہر و واضح
زیان کاری یہی ہے پھر اللہ تعالی نے اونکا حال بیان کیا جو کہ دوزخ مین ہوگا فرمایا لھم من فوقھم
ظلل الآیہ کما قال سبحانہ وتعالی لھم من جھنم مہاد ومن فوقھم غواش وکذلک نجزی
الظالمین وقال تعالی یوم یغشاھم العذاب من فوقھم ومن تحت ارجلھم ویقول
ذوقوا ما کنتم تعملون قولہ تعالی ذلک یخوف اللہ بہ عبادہ یعنی یہ امر جو بالفرض ہونیوالا ہے
اسکو صرف اس لیے بیان فرمایا ہے کہ اپنے بندون کو اس سے ڈرائے تاکہ وہ محارم
و مآثم سے باز رہین یا عباد فاتقون یعنی اے بندو میرے ڈرو میرے باس وسطوت و عذاب
و نقمت سے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے تو کہہ مین ڈرتا ہون اگر نافرمانی کرون

ف
اونکے نیچے سے آگ کے بادل اور اوپر سے بادل ہین آگ کے یہ اونکے واسطے سایبان اور ہم یون
بتلاتے ہین اپنے بندون کو تاکہ وہ ڈرین ہمارے قہر سے اے بندو میرے پس ڈرو مجھسے ف
عذاب اوپر سے اور نیچے سے یہ اونکو پہنچے گا جو اللہ کو پوجنا چھوڑ کر شیطان کو پوجینگے جیسا
کہ ہم نے بیان کیا ہے ۱۲

اپنے رب کی باین طور کہ اوسکے واسطے اخلاص عبادت کو اور اوسکی توحید کو اور ترک شرک
کی طرف دعوت کرنے کو اور شرک والون کو گمراہی کی طرف منسوب کرنے کو چھوڑدون یعنی یہ سب
کرکے اپنی رب کی اگر نافرمانی کرون تو مین ڈرتا ہون روز قیامت کے عذاب سے اکثر مفسرین
نے کہا ہے معنی یہ ہین کہ مین ڈرتا ہون اگر مین نافرمانی کرون اپنے رب کی باین طور کہ شرکین
نے جو مجھے غیر اللہ کے پوجنے کی طرف بلایا ہے اسمین اونکا کہنا مان لون ابو حمزہ یمانی وابن سیب
نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک
وما تاخر اس آیت مین دلیل ہے اسپر کہ امر واسطے وجوب کے ہے کیونکہ اس سے
قبل یہ ہے کہ انما امرت ان اعبد اللہ پس مراد اسی امر کا عصیان ہے اور اسمین زجر ہے
غیر کو معاصی سے کیونکہ جب خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اپنی جلالت قدر و شرف طہارت
ونزاہت بمنصب نبوت کے تریسان و پرہیزان ہون معاصی سے تو آپ کا غیر تو بطریق اولی
اسکا مستحق ہے پھر اللہ پاک نے چوتھی بار اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ
کفار و مشرکین کو یہ خبر دین کہ اونہون نے امر کا امتثال کیا اور اوسکے حکم کے مطیع و منقاد ہوئے
اور اوسکی عبادت کی اور اوسکے واسطے دین کا اخلاص کیا ابلغ و اکد وجہ پر واسطے اظہار اپنے تصلب
و درشتی کے دین مین اور واسطے قطع کرنے اونکی طمع خالی کے اور واسطے تمہید اونکی تہدید
کے پس ارشاد فرمایا قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی تقدیم نام مبارک اللہ کے مشعر ہے
اختصاص کے یعنی تو کہہ اللہ ہی کو مین پوجتا ہون نہ اوسکے غیر کو نہ تو بطور استقلال اور نہ بطریق
شرکت اس حال مین کہ خالص کرنے والا ہون واسطے اوسکے اپنے دین و عبادت کو باین طور
کہ وہ اللہ ہی کے واسطے ہے شرک و ریا وغیرہ کی اوسمین کچھ ملونی نہین ہے اسکی تحقیق اول
سورت مین گزر چکی ہے امام رازی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین پھر اگر کوئی کہے کہ قولہ تعالے
انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا لہ دینی اور قولہ تعالی قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی مین تکرار کے کیا معنی
ہین تو ہم کہین گے کہ یہ تکرار نہین ہے کیونکہ اول مین تو اسکی خبر دی ہے کہ وہ مامور ہین اللہ پاک
کی طرف سے ساتھہ ایمان و عبادت کے اور دوسرے مین یہ خبر دی ہے کہ اونکو اسکا امر کیا
گیا ہے کہ نہ پوجین کسی کو سوا اللہ پاک کے قولہ تعالی فاعبدوا ما شئتم من دونہ یہ امر ہے

۱۵ تا معان کرے تجھکو اللہ جو
ترکہ ہوگیا ہے تجھسے اگلا اور
پیچھے رہا ہے ۱۲

واسطے تہدید کے اور تقریع و توبیخ و سرزنش کے یعنی تم پوجو اوس شے کو جسکا پوجنا چاہو اوس کے
سوا جسطرح کہ اس آیت مین ہے اعملوا ما شئتم اس آیت مین یہ خبر دی ہے کہ وہ اللہ تعالی
کو نہین پوجتے ہین کسی نے کہا کہ یہ امر اپنی حقیقت پر ہے اور آیت سیف سے منسوخ ہو گیا ہے
والاول اولی قولہ تعالی قل ان الخاسرین الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کامل ہار بیٹھنے مین وہ
لوگ ہین جو ہار بیٹھے اپنی جانین اور اپنے گھر والے قیامت کے دن بایںطور کہ اپنی جانون
کو ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے واسطے آگ مین بسایا اور وہ حورین جو اونکے لیے تیار کی گئین
تھین اگر ایمان لاتے اونکو نہ پہونچی اس لیے کہ جو کوئی آگ مین داخل ہوا تو اوسنے زیان کیا اپنی
جان کا اور اپنے گھر کا اہلی جمع ہے اہل کی اصل مین اہلون ہے یا اہلین مراد اہلیہم سے آخرت
کے گھر والے ہین کسی نے کہا کہ اونکی بیبیان اور خادم کسی نے کہا کہ اونکے گھر والے
جو دنیا مین تھے کیونکہ اگر وہ اہل نار ہی تھے تو مقرر اونکو ہار بیٹھی جیسے اپنی جان ہار بیٹھی اور اگر وہ اہل جنت سے
تھے تو بھی وہ اون سے ایسے جاتے رہے کہ بعد اوسکے کسی طرح کا رجوع نہین ہے
زجاج نے کہا کہ مراد اس سے کفار ہین کیونکہ اونہون نے اپنی جانون کا خسران کیا بسبب
تخلید کے نار مین اور اپنی اہل کا خسران کیا اس لیے کہ مومنین کے داخل ہونے کی جگہ مین
داخل نہین ہوئے جنکے واسطے گھر والے ہین جنت مین حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ لوگ
کفار ہین جنکو آگ کے واسطے پیدا کیا دنیا اونسے زائل ہو گئی اور جنت اونپر حرام کی گئی دوسرا لفظ
اونکا یہ ہے کہ اہلیہم من اہل الجنۃ کانوا اعدوا لہم لو اطاعوا اللہ فغبنوہم جملۃ الا ذلک
ھو الخسران المبین مستانفہ ہے واسطے تاکید ماقبل کے حرف تنبیہ سے جو اوسکو
شروع کیا سو منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ یہ خسران و زیان جو اونپر نازل ہوا عظمت و بزرگی
سے اوس غایت کو پہونچا ہے کہ اوس سے فوق کوئی غایت نہین ہے اسی طرح خسران
کو جو معرف باللام ذکر فرمایا اور اوسکو موصوف بمبین کیا سو اسپر دال ہے کہ
انکا خسران افراد خسران سے فرد کامل ہے نہ کوئی خسران اوسکی برابری کرتا ہے نہ کوئی عقوبت
اوسکے لگ بھگ ہوتی ہے اول تو اللہ پاک نے بطریق ابہام اس خسران کو ہولناک
کیا بعد اوسکے یہ خسران و بلاے بے درمان جو اونپر نازل ہوئی اوسکو بیان فرمایا کہ وہ یہ ہے

لهم من فوقهم ظلل من النار ومن تحتهم ظلل مراد ظلل سے آگ کے اطباق
ہین یعنی اونکے لیے اونکے اوپر سے آگ کے طبق و سایہ وقات اور بڑے بڑے ٹکڑے
ہین کہ اوپر دہک رہے ہین ظلل جمع ہے ظلہ کی ظلہ وہ ہے جو سایہ کرے ابر ہو یا چتری
یا اور کوئی شے آگ کے اطباق پر جو ظلل کا اطلاق کیا سو بطور اس سے ٹھٹھا کرنا نہین ہے وہ
وہ تو جلانے والے ہین اور ظلہ گرمی سے بچاتا ہے غرضکہ اونکے اوپر اور نیچے نار کے
طبق ہین اوپر کے تو مثل چتر کے ہین اور نیچے کے مانند بچھونے کے نیچے کے اطباق
کا نام ظلل رکھا یا تو اس لیے کہ احد الضدین کا نام دوسرے پر اطلاق کر دیا یا تحتانی ظلہ چونکہ ایذا
و حرارت مین فوقانی ظلہ کے شابہ تھا اس لیے بسبب مماثلت و مشابہت کے اوسکو بھی
ظلہ کہدیا یا اسواسطے کہ نیچے کا طبقہ سایہ کرتا ہے اون دوزخیون پر جو اسکے نیچے ہین کیونکہ نار
کے کئی طبقے ہین ہر طبقے مین کفار کے طوائف مین سے ایک طائفہ ہے ذلك يخوف الله به عباده خبر یعنی یہ بیان کفار کے عذاب کا نار مین جسکا ذکر ہوا ڈراتا ہے اللہ
اس سے اپنے مومن بندونکو تاکہ اوس سے ڈرین تو اوس سے بچین یہ معنی ہین یا عباد فاتقون کے یعنی اے
میرے بندو پس بچو ان گناہون سے جو کہ ایسے عذاب کے موجب ہوئے کفار پر و تخصیص
عباد کی ساتھ مومنین کے یہ ہے کہ غالبًا قرآن شریف مین اطلاق لفظ عباد کا اونپر آتا ہے کسینے
کہا کہ مراد کفار و اہل معاصی ہین کسی نے کہا کہ مسلمین و کفار کو عام ہے والذين اجتنبوا
الطاغوت ان يعبدوها وانابوا الى الله لهم البشرى ج فبشر عباد ۝ الذين
يستمعون القول فيتبعون احسنه ط اولئك الذين هدىهم الله واولئك
هم اولوا الالباب ○ اور جو لوگ بچے شیطانون سے کہ اونکو پوجین اور رجوع ہوئے
طرف اللہ کے اونکو ہے خوشخبری سو تو خوشی سنا میرے بندون کو جو سنتے ہین بات پھر چلتے
ہین اوسکے نیک پر وہی ہین جنکو راہ دی اللہ نے اور وہی ہین عقل والے ف چلتے ہین
اوسکے نیک یعنی حکم پر چلنا کہ اوسکو کرتے ہین منع پر چلنا کہ اوسکو نہین کرتے اوسکا کرنا نیک
ہے اور اوسکا نہ کرنا نیک ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے
اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت شان مین زید بن عمرو بن نفیل و ابو ذر و سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

کے نازل ہوئی ہے صحیح یہ ہے کہ وہ اونکو اور اونکے غیر کو شامل ہے اون لوگون مین
سے جو کہ بتون کے پوجنے سے بچے اور رحمن کے پوجنے کی طرف رجوع ہوئے سو یہ
وہ لوگ ہین جنکو خوشخبری ہے دنیا کی زندگی مین اور آخرت مین پیر اللہ عزوجل نے فرمایا فبشر
عباد الذین الآیہ یعنی پس خوشخبری دی اونکو جو کہ سنتے ہین بات کو یعنی اوسکو سمجھتے ہین اور جو شے
اوسمین ہوتی ہے اوسپر عمل کرتے ہین جسطرح کہ اللہ پاک نے حضرت موسی علیہ السلام سے فرمایا
جبکہ اونکو توریت دی فخذها بقوة وامر قومك یاخذوا باحسنها اولئك الذین هدهم
الله واولئك هم اولوالالباب یعنی جو لوگ اس صفت کے ساتھ متصف ہین وہی
ہین جنکو اللہ نے ہدایت کی دنیا و آخرت مین اور وہی ہین صحیح عقل والے اور فطرت مستقیم والے

ف ۔ وہ مول مع اپنے ماتحت کے مبتدا ہے اور لہم البشری خبر طاغوت بنائے مبالغہ
ہے مصدر مین جیسے رحموت و عظموت مراد اوثان و شیطان ہین مجاہد و ابن زید نے کہا کہ طاغوت
شیطان ہے ضحاک و سدی نے کہا کہ اوثان کسی نے کہا کاہن کسینے کہا ایک اسم عجمی ہے مثل طالوت
وجالوت کے کسی نے کہا کہ اسم عربی ہے مشتق ہے طغیان سے مگر اسمین قلب ہے
بتقدیم لام بر عین مختار مین کہا ہے کہ طاغوت واحد و جمع پر اطلاق کیا جاتا ہے اور مذکر و مؤنث
دونون طرح مستعمل ہوتا ہے جیساکہ مصباح مین ہے اخفش نے کہا کہ طاغوت جمع ہے یہ بھی جائز
ہے کہ واحد مؤنث ہو نسفی نے کہا کہ طاغوت سے مراد شیاطین ہین فعلوت کا وزن ہے طغیان
سے مثل ملکوت و رحموت کے مگر اسمین قلب ہے بتقدیم لام بر عین اطلاق کیا گیا ہے شیطان
پر یا شیاطین پر اس لیے کہ طاغوت مصدر ہے اور اسمین مبالغات ہین وہ یہ ہین کہ ایک تو نام رکھنا
ہے ساتھ مصدر کے گویا عین شیطان طغیان ہے دوسرے اسکی بنا بنائے مبالغہ ہے
کیونکہ رحموت کے معنی ہین رحمت واسعہ اور ملکوت کے معنی ہین ملک مبسوط تیسرے قلب ہے
اور وہ واسطے اختصاص کے ہے اس لیے کہ اسکا اطلاق نہین ہوتا ہے غیر شیطان پر اسجگہ
مراد اوس سے جمع ہے اور کسی نے الطواغیت پڑہا ہے انتہی تفسیر طاغوت کی پورے
طور پر سورۂ بقرہ مین گزر چکی ہے معنی یہ ہین اور وہ لوگ جنہون نے اعراض کیا طاغوت کے
پوجنے سے اور اللہ عزوجل کے ساتھ اپنی عبادت خاص کی ان یعبدوها محل

ف ۔ یہ کہ اونکو اور اونکے غیر کو شامل ہے اون لوگون مین سے جو کہ بتون کے پوجنے سے بچے

نصب مین ہے بنا بر بدل اشتمال طاغوت سے گویا یون فرمایا کہ اجتنبوا عبادۃ الطاغوت
یعنی اجتناب کیا پوجنے سے طاغوت کے وانابوا الی اللہ معطوف ہے اجتنبوا پر یعنی اور
بالکل رجوع ہوئے طرف اللہ کے اور متوجہ ہوئے اوسکی عبادت پر اعراض کر کے ماسوے
اللہ سے لھم البشریٰ یعنی اونکے واسطے ہے خوشخبری ثواب جزیل کی جو کہ بہشت عنبر سرشت
ہے یہ خوشخبری یا تو رسولون کی زبان پر ہے یا فرشتون کی زبان پر وقت حضور موت کے یا وقت
بعث کے یا اللہ پاک کی طرف سے اس لیے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے تحیتھم یوم یلقونہ
سلام اس سے کوئی مانع نہین ہے کہ اللہ کی طرف سے ہو اور فرشتون کی طرف سے کیونکہ
اللہ تعالی کا فضل واسع ہے کسی نے کہا کہ اونکے واسطے خوشخبری ہے دنیا مین بایین طور کہ
اونکے اعمال صالح کی اونپر تعریف کی جاتی ہے اور وقت رکھنے کے قبر مین اور آخرت مین وقت
نکلنے کے قبر سے اور وقت وقوف کے واسطے حساب کے اور وقت گزرنے کے
پل صراط پر اور وقت داخل ہونے جنت کے اور جنت مین پس ہر موقف مین ان مواقف سے
اونکو بشارت حاصل ہوگی ساتھ ایک نوع کے خیر و راحت و روح و ریحان سے قولہ تعالی فبشر
عباد الذین الآیہ مین مراد عباد سے عموم ہے پس جو لوگ موصوف باجتناب طاغوت و انابت
الی اللہ ہین تو وہ بدخول اولی ایمن داخل ہین کسی نے کہا کہ مراد اس سے وہی موصوف باجتناب
اوثان و انابت الی اللہ ہین پس مقام تھا ضمیر کا مگر وصف مالبعد کے ملانے کے واسطے بجاے
ضمیر اسم ظاہر رکھا ہے معنی یہ ہین پس خوشی سنا میرے بندون کو جو کہ سنتے ہین قول حق کو کتاب
اللہ و سنت رسول اللہ صلعم سے پھر پیروی کرتے ہین اوسکے احسن کی یعنی محکم کی اور اوسپر عمل
کرتے ہین سدی نے کہا کہ اتباع کرتے ہین بہتر اوس شے کا جسکے ساتھ حکم کئے جاتے
ہین پھر عمل کرتے ہین اوس شے کے ساتھ جو اوسمین ہے کسی نے کہا یہ وہ شخص ہے
کہ سنتا ہے حسن و قبیح کو پھر حسن کو تو بیان کرتا ہے اور قبیح سے باز رہتا ہے تو اوسکو بیان نہین
کرتا کسی نے کہا کہ سنتے ہین قران کو اور غیر قرآن کو پھر اتباع کرتے ہین قرآن کا کسی نے کہا کہ
سنتے ہین رخصتون کو اور عزیمتون کو پھر اتباع کرتے ہین عزیمتون کا اور چھوڑتے ہین رخصتون کو
کسی نے کہا کہ عفو کو لیتے ہین اور عقوبت کو ترک کرتے ہین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

۱۲ ۱ تحیتھم اوس سے ملاوفی کہ جسکا اوس سے ملنے کا سلام ہے

مروی ہی کہ سعید بن زید و ابوذر و سلمان اتباع کرتے تھے جاہلیت مین احسن القول و الکلام لا الہ الا اللہ کا اوسکو کہا اسپر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل فرمائی پھر اللہ پاک نے ان لوگون کی یہ تعریف کی اولئک الذین ھداھم اللہ الآیہ یعنی یہی لوگ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے انکو حق کی طرف پہونچایا اور یہی صحیح عقل والے ہین کیونکہ اونہون نے اپنی عقلون سے نفع پایا اور اونکے ماسوا لوگون نے اپنی عقلون سے نفع حاصل نہ کیا ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ فبشر عبادی الآیہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک منادی بھیجا تو اوسنے یہ ندا کی کہ جو کوئی مرا اس حال مین کہ شریک نہین کرتا ہے ساتھ اللہ کے کسی شے کو تو وہ جنت مین داخل ہو پس وہ قاصد حضرت عمر کے سامنے آیا تو اونہون نے اوسکو پھیر دیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ مین اس سے ڈرا کہ لوگ بھروسا کرلین گے تو عمل نہ کرینگے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر جان لیتے لوگ قدر میرے رب کی رحمت کی تو البتہ بھروسا کر لیتے اور اگر جان لیتے قدر میرے رب کے غصے کی اور اوسکی عقاب کی تو البتہ صغیر جانتے اپنے اعمال کو اس حدیث کی اصل صحیح مین ہے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ مین اشارہ ہے طرف اثبات اتباع کے اور ترک تقلید کے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے متبعین کی یون ثنا فرمائی ہے کہ وہ مہد مین ہے اور اونکا نام اولی الالباب رکھا اور تقلید کی نہ تعریف کی نہ اوسکے اہل کی کسی جگہ قرآن کریم مین بلکہ اوسکی اور اوسکے اہل کی کئی جگہ مذمت کی ہے چنانچہ بارہا اسکا ذکر کیا گیا ہے کذا فی فتح البیان غرضکہ یہ ذکر تو اون لوگون کا تھا جنکے حق مین سعادت سابق ہو چکی تھی پھر اللہ پاک نے اونکا ذکر کیا جنکے واسطے شقاوت سابق ہو چکی اور سعادت سے محروم ہوئے پس ارشاد فرمایا افمن حق علیہ کلمۃ العذاب ط افانت تنقذ من فی النار ع بھلا جس پر ٹھیک ہو چکا عذاب کا حکم بھلا تو خلاص کریگا آگ مین پڑے کو انتہی یعنی فاللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا پھر وہ شخص جسکو اللہ لکھ چکا ہے کہ وہ شقی ہے تو قادر ہے اسپر کہ اوسکو چھڑائے اوس گمراہی و ہلاک سے جسمین وہ ہے یعنی بعد گمراہ کرنے اللہ کے کوئی اوسکو ہدایت نہین کرسکتا ہے اس لیے کہ من یضلل اللہ فلا ھادی لہ ومن یھد

فلا مضل له یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو اوسکے لیے کوئی ہادی نہین ہے اور جسکو وہ ہدایت
کرے تو اوسکو کوئی گمراہ کرنے والا نہین ہے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان مین ہے
کہ کلمۂ من موصولہ ہے محل رفع مین بنا بر ابتدا اور خبر محذوف ہے ای کمن سیخاف او فانت
تخلصہ او تاسف علیہ یعنی کیا پھر وہ شخص کہ ثابت ہوا اوسپر کلمہ عذاب کا مثل اوس شخص کے ہے
جو کہ ڈرتا ہے یا پھر تو اوسکو چھڑائے گا یا تو اوسپر افسوس کرے گا یہی احتمال ہے کہ من شرطیہ
ہو اور جواب اوسکا افانت تنقذ من فی النار پس حرف فا فاے جواب ہے داخل ہوا ہے
جملۂ جزا پر اور ہمزۂ انکار واسطے تاکید معنی انکار کے اعادہ کیا گیا ہے سیبویہ نے کہا بسبب
طول کلام کے استفہام کی تکرار کی گئی ہے فراء نے کہا معنی یہ ہین کیا پھر تو چھڑائے گا
اوسکو جسپر ثابت ہوا کلمہ عذاب کا اسجگہ مراد کلمۂ عذاب سے یہ آیت ہے جسمین اللہ تعالی نے
ابلیس سے خطاب کیا ہے لاملأن جهنم منك ومن تبعك منهم اجمعين وقوله
لمن تبعك منهم لاملأن جهنم منكم اجمعين کسی نے کہا مراد یہ قول ہے
اللہ پاک کا ہو لا ازید فی النار ولا ابالی معنی آیت کے تسلی دینا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو اس لیے کہ آپ اپنی قوم کے ایمان لانے پر حریص تھے پس اللہ پاک نے آپ کو
اعلام کر دیا کہ جس شخص پر قضا سابق ہو چکی ہے اور اللہ کا کلمہ اوسپر ثابت ہو چکا ہے اللہ کا
رسول صلعم قدرت نہین رکھتا ہے کہ اوسکو آگ سے خلاصی دی باین طور کہ اوسکو مومن کر دے
عطا نے کہا مراد ابولہب ہے اور اوسکا بیٹا اور وہ لوگ جو آپ کے کنبے کے ایمان سے
متخلف رہے آیت مین مجاز ہے باطلاق سبب وارادہ مسبب اور تنبیہ ہے اسپر کہ
جس شخص پر عذاب کا حکم کیا گیا ہے وہ مثل اوس شخص کے ہے جو کہ نار مین واقع ہے اور
آپ کا کوشش کرنا اوسکے بچانے مین طرف ایمان کے سعی کرنا ہے اوسکے چھڑانے مین آگ
سے اصل کلام یہ ہے افانت تهدی من هو منغمس فی الضلال یعنی کیا پھر تو ہدایت کریگا اوسکو
جو کہ ڈوبنے والا ہے گمراہی مین پس نار کو ضلال کی جگہہ رکھا واسطے رکھنے مسبب کے
موضع سبب مین بسبب قوت اوسکی امر کے پھر مجاز کے عقب مین وہ شے لائی گئی جو اوس کے
مناسب ہے یعنی لفظ تنقذ بعوض تهدی کے تو یہ ترشیح ہوئی مجاز کی یا مختصر طور پر یون کہو کہ جو شخص

۱۷ جسکو ہم نے دوزخ سے اور دوزخیون
کی راہ سے چھڑایا اوس سے
سارے ۱۲ ۵۲ ہو چکی
کہ جو دوزخ کی راہ چلایا ہو دوزخ
دوزخ تم سب کے ۱۲

مستحق عذاب کا ہے اوسکو مثل اوس شخص کے ٹہیرایا جو کہ عذاب مین ہے اور اوس کے بلانے
کو طرف ایمان کے قائم مقام کیا اوسکے نکالنے کے عذاب سے بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے
سابق مین یہ ذکر کیا کہ اہل شقاوت کے واسطے اونکے اوپر سے طبق ہین نار کے اور اونکے
نیچے سے طبق ہین تو استدارک کیا اون سے اون لوگون کا جو کہ اہل سعادت سے

ہین پس فرمایا لکن الذین اتقوا ربہم لہم غرف من فوقہا غرف مبنیۃ تجری من
تحتہا الانہر ط وعد اللہ لا یخلف اللہ المیعاد ○ لیکن جو ڈرتے رہے اپنے
رب سے اونکو ہین جنہ کے اوپر اور جنہ کے چنے ہوئے اونکے نیچے چلتی ہین ندیان وعدہ
ہوا اللہ کا اللہ خلاف نہین کرتا وعدہ انتہی ف یہ وہی لوگ ہین جنکو یا عباد فاتقون کا خطاب
کیا گیا اور صفات فاضلہ کے ساتھہ وصف کیے گیے وہ صفات جنکا شمار کیا گیا اور سابق مین
جو یا عبادی الذین امنوا اتقوا ربکم الآیہ مذکور ہے اوسکے مخاطب بہی ہین کسی نے کہا کہ لکن
استدارک کے لیے نہین ہے کیونکہ اس سے قبل نفی نہین آئی ہے بلکہ یہ اضراب ہے
ایک قصے سے طرف دوسرے قصے کے جو کہ پہلے کے مخالف ہے یعنی یہ ہین لیکن وے لوگ
جو ڈرتے رہے اپنے رب سے اونکے واسطے منازل ہین جنت مین بلند اونکے اوپر اور
منازل وہ اونسے بہی زیادہ تر بلند یہ اس لیے ہے کہ جنت درجے ہین بعض درجے بعض کے
اوپر اور وہ درجے چنے ہوئے ہین مثل چنائی منازل کے اپنی پختگی اساس اور قوت چنائی مین
اگرچہ دنیا کی منازل بنسبت اونکے کچہہ کم نہین ہین بہتی ہین نیچے سے اون فوقانی تحتانی غرفون
کی نہرین اسمین اونکی بہجت و تازگی کا کمال ہے اور اونکے رونق کی زیادتی ہے نصب وعد اللہ
کا اس بنا پر ہے کہ مفعول مطلق مؤکد ہے مضمون جملہ کا اس لیے کہ لہم غرف اس معنی مین ہے
کہ وعدہم اللہ ذلک یعنی اللہ پاک نے ان غرفون کا اونسے وعدہ کیا ہے وعدہ کرنے کر
مطلب یہ ہے کہ پکا وعدہ ہے پہر جملہ لا یخلف اللہ المیعاد سے اس وعدہ کی اور تقریر و تثبیت
فرمائی یعنی اللہ تعالی خلاف نہین کریگا اوس خیر و شر کا جسکا اوسنے دونون فریق سے وعدہ کیا
ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
بیشک اہل جنت دیکہینگے غرفون والون کو اپنے اوپر سے جسطرح کہ دیکہتے ہین کوکب دری غابر کو

ایک معنی غابر کے یہ ہین کہ ذاہب
ماضی یعنی جانے والے اور آنے والے کو
کوکب دری وہ ستارہ ہے جو کہ مشرق
کی طرف ہو یعنی پورب مین
روشنی فی نفسہ کم ہو مگر وہ اوس جانب
مین چمکتا ہوا دکہائی دیتا ہے ایک روایت
مین غابر ہے غور سے اور اوسکا
لفظ ہے غربی جانب مین
یہانتک کہ دیکہنے سے دور
ہوتا ہے قرنی اسی سے
یہان ہے غرفون کی دوری
کا اشارہ

یعنی چمکتے تارے باقی کو افق مین مشرق سے یا مغرب سے واسطے تفاضل اوس شے کے
جو درمیان اونکے ہے پس صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ تو منازل ہین انبیا کے نہ پہونچیگا
اونکو غیر اونکا فرمایا بلی یعنی کیون نہین قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے وہ مرد جو ایمان
لائے اللہ پر اور تصدیق کی مرسلین کی متفق علیہ کذا فی فتح البیان ف حافظ ابن کثیر کہتے
ہین پہر اللہ پاک نے طرف سے اپنے نیکبخت بندون کے خبر دی کہ اونکے واسطے غرفی ہین جنت
مین یعنی اونچے اونچے محل اونکے اوپر سے اور غرفے چنے ہوئی طبق اوپر طبق کے چنے ہوئے
محکم و مضبوط و مزین بلند عبد اللہ ابن امام احمد رحمہما اللہ تعالی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین البتہ
غرفے ہین دکھائی دیتا ہے اونکا بطون اونکے ظہور سے اور اونکا ظہور اونکے بطون سے
یعنی اونکا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آتا ہے پس ایک اعرابی نے عرض کیا
یارسول اللہ وہ کسکے واسطے ہین آپنے فرمایا لمن اطاب الکلام واطعم الطعام وصلی باللیل
والناس نیام یعنی واسطے اوس شخص کے جسنے اچھی بات کی اور کھلایا کھانا اور نماز پڑہی رات کو
اور لوگ سوتے ہین رواہ الترمذی من حدیث عبد الرحمن بن اسحاق وقال
حسن غریب وقد تکلم بعض اہل العلم فیہ من قبل حفظہ امام احمد نے ابو مالک
اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
بیشک جنت مین البتہ غرفے ہین دکھائی دیتا ہے ظاہر اونکا اونکے باطن سے اور باطن
اونکا اونکے ظاہر سے تیار کیا ہے اونکو اللہ نے واسطے اوس شخص کے جسنے کھانا
کھلایا اور نرم بات کی اور پے در پے روزے رکھے اور نماز پڑہی اس حال مین کہ لوگ سوتے ہے
ہین تفرد بہ احمد من حدیث عبد اللہ بن معانق الاشعری عن ابی مالک
الاشعری رضی اللہ عنہ بہ امام احمد نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اہل جنت البتہ
دیکھین گے غرفے کو جنت مین جسطرح کہ تم دیکھتے ہو تارے کو آسمان مین ابو حازم کہتے ہین جو کہ
سہل سے راوی ہین پہر مین نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی تو نعمان نے کہا

مین نے سنا ابوسعید خدری کو وہ یون کہتے تھے جیسے تم دیکھتے ہو تارے کو جو کہ افق شرقی
مین سے یا غربی مین اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث ابی حازم واخرجاہ
ایضا فی الصحیحین من حدیث مالك عن صفوان بن سلیمان عن عطاء
بن یسار عن ابی سعید رضی الله عنه عن النبی صلے الله علیه وآله وسلم امام احمد
نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے بیشک اہل جنت البتہ دیکھینگے جنت مین اہل غرف کو جسطرح تم دیکھتے
ہو کوکب دری غارب فی الافق طالع کے بیچ تفاضل اہل درجات کے پس صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
وہ تو نبی ہین تو آپ نے فرمایا ہان قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اور قومین جو ایمان
لائین اللہ پر اور تصدیق کی رسولون کی رواہ الترمذی عن سوید عن ابن المبارك
عن فلیح به وقال حسن صحیح امام احمد نے ابوالمدلہ مولی ام المومنین رضی اللہ
عنہا سے روایت کیا ہے کہ ابوالمدلہ نے سنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو وہ کہتے تھے
کہ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جس وقت آپ کو دیکھتے ہین تو ہمارے دل نرم ہوجاتے ہین
اور ہم اہل آخرت سے ہوتے ہین پر جسوقت ہم آپ سے جدا ہوتے ہین تو دنیا ہمکو پسند آتی
ہے اور ہم سونگھتے ہین عورتون کو اور اولاد کو آپ نے فرمایا اگر تم ہوتے ہر حال پر اوسی حال
کے جسپر تم میرے پاس ہو تو البتہ مصافحہ کرتے تم سے فرشتے اپنی ہتیلیون کے ساتھ اور
البتہ زیارت کرتے تمہاری تمہارے گھرون مین اور اگر تم گناہ نہ کرتے تو البتہ لاتا اللہ عزوجل
ایک قوم کہ وہ گناہ کرتی تاکہ اونکو بخشے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم سے جنت کا حال بیان
فرمائین کیا ہے اوسکی بنا آپ نے فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی
اور گارا اوسکا مشک اذفر ہے اور کنکریان اوسکی موتی اور یاقوت اور مٹی اوسکی زعفران جو شخص اوسمین
داخل ہوگا تو نعمت مین رہے گا محتاج نہوگا اور ہمیشہ جیے گا اور مرے گا نہین پرانے نہونگے
اوسکے کپڑے اور فنا نہوگی اوسکی جوانی تین آدمی ہین کہ اونکی دعا رد نہین کی جاتی ہے امام عادل
اور روزہ دار یہانتک کہ افطار کرے اور دعا مظلوم کی اوٹھائی جاتی ہے ابر پر اور کہولے
جاتے ہین واسطے اوسکے دروازے آسمانون کے اور فرماتا ہے رب تبارک وتعالیٰ

کما تری الکوکب الدری الغارب فی الافق الطالع لتفاضل ما بینهم فی الدرجات قالوا یا رسول الله تلك منازل الانبیاء لا یبلغها غیرهم قال بلی والذی نفسی بیده رجال آمنوا بالله وصدقوا المرسلین

سہ کوکب دری غارب فی الافق طالع کے بیچ تفاضل اہل درجات کے یعنی جیسا کہ تم دیکھتے ہو تارے کو جو کہ غارب ہوتا ہے افق مین طالع ہوتا ہے اسی طرح اہل غرف کو دیکھینگے اہل جنت اہل درجات کے نیچے سے یعنی اہل درجات اعلیٰ کے اہل درجات ادنیٰ کو دیکھینگے جیسے تم دیکھتے ہو کوکب دری کو جو کہ غارب ہوتا ہے افق مین یا طالع ہوتا ہے افق مین اور ابھی افق پر طالع ہے یا غارب ہے افق مین اور ابھی افق پر ہے اور اسکے درمیان مین بہت فاصلہ ہے اسی طرح اہل درجات اعلیٰ کے اہل درجات ادنیٰ سے بہت فاصلہ پر ہونگے ۱۲ منہ

سہ ۲ اذفر ۱۲ منہ

قسم ہے مجھے اپنی عزت کی البتہ مین مدد کرونگا تیری اگرچہ بعد ایک وقت کے ہو دسروی
الترمذی وابن ماجہ بعضہ من حدیث سعد ابی مجاھد الطائی وکان ثقۃ
عن ابی المدلہ وکان ثقۃ بہ قولہ تعالیٰ یتجری من تحتھا الانھار یعنی چلینگی نہرین درمیان غرفون کے
جسطرح چاہینگی اور جہان چاہینگی وعد اللہ یعنی یہ جو ہمنے ذکر کیا ایک وعدہ ہی کہ اللہ نے اوسکا وعدہ فرمایا ہی اپنے مومن
بندون سے ان اللہ لا یخلف المیعاد یا الجملہ جسکا اللہ پاک نے جنت کا ذکر کیا اور اوسکا ایسا وصف فرمایا جو کہ
اوسکی طرف رغبت وشوق کا موجب ہوتا ہی تو اوسکے بعد دنیا کا ذکر کیا اور اوسکا ایسا وصف فرمایا جو کہ بس سے نفرت وبیزاری کی کا باعث
ہوتا ہے پس اوسکی سرعت زوال وقرب اضمحلال مین اوسکے واسطے ایک تمثیل ذکر کی سمع اسکے کہ
اللہ پاک کی قدرت باہرہ وصنعت بدیعہ کے انواع سے اوسمین ایک نوع کا ذکر ہے پس ارشاد
فرمایا الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ زرعا
مختلفا الوانہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یجعلہ حطاما ان فی ذلک لذکری
لاولی الالباب ○ تو نے نہین دیکھا کہ اللہ نے اوتارا آسمان سے پانی پس چلایا وہ پانی
چشمون مین زمین کے پھر نکالتا ہے اوس سے کھیتی کئی کئی رنگ بدلتی اوسپر پھر آئی تیاری
پر تو تو دیکھے اوسکا رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اوسکو چورا بیشک اسمین نصیحت ہے عقلمندون کو
انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اصل پانی کی زمین مین آسمان سے ہے کما قال عزوجل
وانزلنا من السماء ماء طھورا پس جب آسمان سے پانی اوتارا تو اوسکو زمین مین مستو
کیا پھر اوسکو گردش دیتا ہے زمین کے اجزا مین جسطرح چاہتا ہے اجسب حاجت چھوٹے
بڑے چشمے کرکے اوسکو نکالتا ہے اسی لیے یون فرمایا ہے فسلکہ ینابیع فی الارض یعنی پھر چلایا
وہ پانی زمین کے چشمون مین ابن ابی حاتم نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
روایت کیا ہے کہ نہین ہے زمین مین کوئی پانی مگر وہ نازل ہوا ہے آسمان سے لیکن گہین
ہین زمین مین وہ اسکو غائر وعمیق کردیتی ہین پس وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا فسلکہ ینابیع فی الارض پس
جس کسی کو یہ بات خوش کرے کہ کہا ہی میٹھا ہو جاوے تو چاہیے کہ اوسکو چڑہالے اسی طرح
سعید بن جبیر وعامر شعبی نے کہا ہے کہ جو پانی زمین مین ہے اوسکی اصل آسمان سے ہے
دوسرا لفظ سعید بن جبیر کا یہ ہے کہ اصل اوسکی ثلج سے ہے یعنی برف سے تبرنہ پہاڑون پر

ع ۱۲ ۱۶

لہ اور اشارا ہے اس بات کی طرف کہ اللہ پاک نے جو کچھ ذکر کیا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ اوسکا فقط کون مرتبہ قابل التفات نہین ہے بلکہ وہ تو ہے ہیچ اور پوچ محض ہے یعنی زمین کی کھیتی پانی کو ظاہر کردیتی ہین اور جلد اوسکو کھو بیٹھتی ہین پانی یا مومنین کے اعمال پاکیزہ جنکی اصل پانی ہے ظاہر ہوتے ہین اور جلد زائل ہوجاتے ہین کھیتی سے اور زمین سے لیکن زمین کھیتی کو پھر پیدا کرتی ہے اور اعمال صالحہ کو پھر پیدا نہین کرتی ہے اور اعمال صالحہ سے اوپر ثمرات باقیات صالحات کے ہیں جو کہ ہمیشہ رہینگے واللہ اعلم ۱۲ منہ

جمع ہوجاتا ہے پہر اونکی تہ مین ٹہیرتا ہی پہر اونکے نیچے سے چشمے پہوٹ نکلتے ہین قولہ تعالی ثم یخرج بہ زرعا
مختلفا الوانہ یعنی پہر نکالتا ہے اوس پانی سے جوکہ آسمان سے اوترا ہی اور اوس پانی سے جوکہ زمین سے
نکلا ہے کہیتی جسکی شکلین اور مزے اور بو اور منافع مختلف ہین ثم یہیج فتراہ مصفرا یعنی پہر
وہ کہیتی بعد اپنی تروتازگی و جوانی کے کہول ہوتی ہے تو تو دیکہے اوسکا رنگ زرد کہ خشکی
اوس سے مختلط ہوئی ہے ثم یجعلہ حطاما یعنی پہر وہ ہوجاتی ہے خشک ریزہ ریزہ
ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب یعنی بیشک اسمین البتہ نصیحت ہے واسطے
اون لوگون کے جو نصیحت پذیر ہوتے ہین پس عبرت لیتے ہین اور سمجہتے ہین کہ دنیا بہی
اسی طرح سبز و تر و تازہ خوبصورت ہوتی ہے پہر بڑہیا بدصورت ہوجاتی ہے اور جوان قوی
حسین جمیل بڑا بوڑہا کمزور ہوجاتا ہے اور بعد اس سب کے موت ہے پس سعید وہ شخص ہے کہ اوسکا
حال بعد اسکے طرف خیر کے ہو اللہ پاک اکثر حیات دنیا کی مثل بیان فرمایا کرتا ہے
ساتہہ پانی کے جسکو آسمان سے نازل کرتا ہے پہر اوس سے کہیتیان اور میوے اوگاتا
ہے پہر بعد اسکے وہ ریزہ ریزہ ہوجاتی ہین کما قال سبحانہ وتعالی واضرب لہم مثل الحیوٰۃ
الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض فاصبح ہشیما تذروہ
الریاح وکان اللہ علی کل مقتدرا الکذا فی ابن کثیر

برزمینے کہ ہمی مے گزری ساکن رو	کہ عیون ست وخطوط است وقدود ست وخدود
اینہمہ چشمۂ خورشید جہان افروزست	کہ ہمین تافت برآرا مگہ عاد و ثمود

ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ سماء سے مراد سحاب اور ماء سے مراد مطر
یعنی آب باران سلکہ کے معنی ہین ادخلہ واسکنہ ینابیع سے مراد عیون و سالک و مجاری
و رکایا یعنی چشمے اور راہین اور کنوین ینابیع جمع ہے ینبوع کی ماخوذ ہے نبع الماء ینبع سے اور ینبوع
کہتے ہین پانی کے چشمے کو اور وہ زمین کی دراڑین جنسے پانی اوبلتا ہے یا خود آب جاری
معنی یہ ہین کہ اوتار السد نے ابر سے یا آسمان سے پانی پہر داخل کیا اور ٹہیرایا اوسکو زمین مین اور
کردیا اوسکو اوس مین چشمے بہتے ہوئے یا کردیا اوس کو ینابیع مین یعنی
اون جگہون مین جنسے پانی اوبلتا ہے پس دوسرے معنی کی بنا پر ینابیع منصوب ہے

ل اور بنا و نمو کما موت دنیا کی نمونہ کا کہ جسے پانی اوترا ہی آسمان سے پہر اوسکا زمین سے سبزہ نکلا اوس سے کہیتیان اور میوے پہر وہ کاٹکر بھوسا ہوا اور ہوا اوسکو اڑا لیجاتی ہے اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے ۱۲

نزع خافض یعنی فی ینابیع اصل مین تھا پہر کلمۂ فی کو حذف کر دیا تو منصوب ہو گیا یا کر دیا اوسکو بہتا ہوا
پانی زمین مین مقاتل نے کہا یہ معنی ہین پہر کر دیا اوسکو کنوین اور چشمے زمین مین ثم یخرج بہ زرعا
مختلفا الوانہ صیغہ مضارع کا واسطے حاضر کرنے صورت اخراج کے ہے یعنی پہر نکالتا رہتا
ہے بسبب اوس پانی کے زمین سے کھیتی جسکے رنگ مختلف ہوتے ہین کوئی زرد کوئی
سبز کوئی سپید کوئی سرخ یا مراد الوان سے اصناف ہین یعنی کوئی گیہون ہے کوئی جو ہے
کوئی چنا ہے کوئی جوار ہے انکے سوا اور اقسام کے حبوب وغیرہ لفظ زرع کا شامل ہے
اون سب اشیا کو جو اگائی جاتی ہین یہانتک کہ مقات یعنی گیلا چارا جانورون کا ہیج کہتے ہین
خشک ہونے سو کہنے کو جبکہ روئیدگی کا سوکھنا پورا ہو جاے اور اپنی اوگنے کی جگہہ سے
اوسکے منتشر ہونے کا وقت آپہونچے تو اوسوقت محاورے مین یون بولتے ہین کہ ہاج
النبت یہیج ہیجا جوہری نے کہا ہاج النبت ہیجا بولتے ہین جبکہ روئیدگی خشک ہو جاے
اور جس زمین کی روئیدگی سوکھہ گئی یا زرد پڑ گئی تو اوسکو ارض ہایجہ کہتے ہین اہاجت الریح النبت
یعنی ہوا نے روئیدگی کو سوکھا دیا مبرد کہتے ہین اصمعی نے کہا ہے کہ ہاجت الارض تہیج
بولتے ہین جبکہ اوسکی روئیدگی پشت پہیرے یعنی جاتی رہے کہا اور اسی طرح ہاج النبت
ہے حطام کہتے ہین شے تفتت و تکسر کو یعنی ریزہ ریزہ ہونے والی ماخوذ ہے
اس محاورے سے کہ جب لکڑی خشکی کے مارے ریزہ ریزہ ہو جاے تو کہتے ہین تحطم العود
اور جب جانور بڑی عمر کا ہو جاے تو اوسکو حطمہ بولتے ہین حطم متعدی بحرکت ہوتا ہے پس
کہتے ہین حطمتہ حطما من باب ضرب فانحطم اور حطمتہ تشدید مبالغہ ہے جمہور نے
ثم یجعلہ کو برفع پڑہا ہے ماقبل پر معطوف کیا ہے اور ابو بشر نے بنصب باضمار ان اسکی
کوئی وجہ نہین ہے یعنی یہ ہین پہر وہ کھیتی سوکھہ جاتی ہے تو تو دیکھے اوسکو بعد اوسکے
سبزی و تروتازگی کے اور حسن و رونق کے زرد کہ اوسکی سبزی جاتی رہی اور تازگی زائل ہو گئی
پہر اوسکو کر ڈالتا ہے ریزے ریزے ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب یعنی یہ پانچ فعل
بکثاذکر ہوا بیشک اسمین البتہ تذکیر ہے واسطے صحیح عقل والون کے کیونکہ یہی لوگ اشیا کو اونکی
حقیقت پر سمجھتے ہین پہر فکر کرتے ہین اور عبرت لیتے ہین اور جانتے ہین کہ حال حیات دنیا کا

سرعت انقطاع اور قرب التمام ہونے مین اور اوسکی ہجت و رونق و نضارت کے جانے
مین مثل اس کھیتی کے ہے پس جب تفکر و اعتبار اس بات کے جاننے کا اونکو نتیجہ دیگا
تو وہ اوس سے دہوکا نہ کھائین گے اور نہ اوسکی طرف مائل ہونگے اور نہ دار نعیم دایم وحیات
مستمرہ ولذت خالصہ پر اوسکو اختیار کرینگے اور اس بات مین اونکو کوئی شک باقی نہ رہیگا کہ اللہ
پاک بعث وحشر پر قادر ہے کیونکہ جو اسپر قادر ہوا وہ اوسپر ہی قادر ہے کسی نے کہا یہ ایک مثل
ہے کہ اللہ پاک نے اسکو بیان فرمایا ہے واسطے قرآن شریف کے اور واسطے صدور
من فی الارض کے معنی یہ ہین کہ اللہ نے اوتارا قرآن پر اوسکو داخل کیا مومنین کے دلون
مین پھر نکالتا ہے اوس سے دین کو جسکا بعض افضل ہے بعض سے سو مومن تو زیادہ
کرتا ہے ایمان ویقین کو اور جسکے دل مین مرض ہے تو وہ خشک ہوتا ہے جسطرح کھیتی خشک
ہوتی ہے وہذا بالتغییر اشبہ منہ بالتفسیر یعنی بنسبت تفسیر کے اسکو زیادہ تر مشابہت ہے
تغییر سے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ اسمین نصیحت ہے واسطے عقل والون
کے تو شرح صدر کا ذکر کیا واسطے اسلام کے اس لیے کہ کامل انتفاع اسی شرح صدر سے
حاصل ہوتا ہے پس ارشاد فرمایا افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور
من ربہ فویل للقسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ ط اولئک فی ضلل مبین ○
اللہ نزل احسن الحدیث کتبا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین
یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ط ذلک ھدی اللہ
یھدی بہ من یشآء ط ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد ○ بھلا جسکا سینہ کھولدیا
اللہ نے مسلمانی پر سو وہ اجالے مین ہی اپنے رب کی طرف سے سو خرابی ہے اونکو جنکے
دل سخت ہین اللہ کی یاد سے وہ بڑے بہرتے ہین بیشک صریح اللہ نے اوتاری بہتر
بات کتاب آپسمین ملتی دوہرائی ہوئی بال کھڑے ہوتے ہین اوس سے کھال پر اون لوگون کے
کہ ڈرتے ہین اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہین اونکی کھالین اور اونکے دل اللہ کی یاد پر یہی راہ
دینا اللہ کا اسطرح راہ دیتا ہے جسکو چاہے اور جسکو راہ بھلا دے اللہ اوسکو کوئی
نہین سمجھانیوالا ف کتاب آپسمین ملتی یعنی خوبی مین کوئی آیت کم نہین دوہرائی ہوئی

یعنی ایک مدعا کئی طرح سے تقریر کیا انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین افمن شرح اللہ صدرہ الآیہ یعنی کیا پھر وہ شخص جسکا سینہ اللہ نے کھولدیا واسطے اسلام کے سو وہ ایک روشنی پر ہے اپنے رب کی طرف سے برابر ہوتا ہے یہ اور وہ شخص جو کہ سخت دل ہے حق سے دور پڑا ہوا ہے ہرگز نہین کما قال تعالی اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ یعنی اونکے دل نرم نہین ہوتے وقت ذکر اللہ کے اور نہ خشوع و عاجزی کرتے ہین نہ یاد رکھتے ہین نہ سمجھتے ہین وہ ہین صریح گمراہی مین قولہ تعالی اللہ نزل احسن الحدیث الآیہ یہ مدح ہے طرف سے اللہ عزوجل کے اپنی کتاب قرآن عظیم کی جو کہ نازل کی گئی ہے اوسکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مجاہد نے کہا یعنی سارا قرآن متشابہ شانی ہے قتادہ نے کہا آیت متشابہ ہوتی ہے آیت کے اور حرف متشابہ ہوتا ہے حرف کے ضحاک نے کہا تردید قول سے ہے یعنی ایک بات بار بار کہی تاکہ اپنے رب تبارک وتعالی سے سمجھین عکرمہ وحسن نے کہا کہ دوہرایا اللہ نے اسمین قصصا کو حسن نے اتنا زیادہ کہا کہ سورت مین ایک آیت ہوتی ہے اور دوسری سورت مین ایک آیت جو اوسکے مشابہ ہوتی ہے عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ مثانی سے مراد مکرر ہے حضرت موسی وحضرت صالح اور انبیا علیہم السلام کا ذکر قرآن مین بہت جگہ بار بار کیا ہے سعید بن جبیر کا لفظ مثانی کی تفسیر مین حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ بعض قرآن بعض کی مشابہ ہوتا ہے اور بعض اوسکا رد کیا جاتا ہے بعض پر یعنی ایک آیت دوسری آیت پر محمول ہوتی ہے بعض علما نے کہا ہے اور سفیان بن عیینہ سے بھی مروی ہے کہ معنی متشابہا مثانی کے یہ ہین کہ سیاقات قرآن شریف کے کبھی تو ہوتے ہین ایک معنی مین سو یہ تو متشابہ سے ہین اور کبھی ہوتے ہین ساتھ ذکر کرنے شے کے اور اوسکی ضد کے جیسے ذکر مومنین کا پھر کافرین کا اور جیسی صفت جنت کی پھر نار کی اور جو اوسکے مشابہ ہے سو یہ مثانی سے ہے کقولہ تعالی ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم وکقولہ تعالی کلا ان کتاب الفجار لفی سجین الی ان قال کلا ان کتاب الابرار لفی علیین

ل جملہ ایک شخص کو سو دو تمام ہوتے اور کسی کو سو دو کیا اور دی اوکو روشنی کہ پہنچتے ہے اوسکے دل مین اور اوسے اوسکا حال معلوم ہوتا ہے اور جسکا حال سے بالکل بیخبر ہے اوسکا دل سخت ہے ف

۱۲

وقال تعالی هذا ذکر وان للمتقین لحسن مآب الی ان قال وان للطاغین لشر مآب
اسکی مثل اور سیاقات سویہ سب مثانی سے ہین یعنی دو معنون مین اور جب سارا سیاق ایک معنی مین ہو بعض
بعض کے مشابہ ہو سو یہ متشابہ ہے اور یہ متشابہ اوس متشابہ سے نہین ہے جو اس آیت
مین مذکور ہے منہ ایات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابھات قولہ تعالے
تقشعر منہ جلود الذین الایہ یہ صفت ہے ابرار کی وقت سننے کلام جبار و مہیمن و عزیز و
غفار کے بسبب اوس وعد و وعید و تخویف و تہدید کے جسکو اوس سے سمجھتے ہین مارے
خوف و خشیت کے پہر زم ہوتے ہین اونکے چمڑے اور دل اللہ کی یاد پر بسبب اوس رحمت
و لطف کے جسکی امید و آرزو رکھتے ہین سو یہ لوگ اپنے غیر کے مخالف ہین کئی وجہ سے اونکے
غیر ہی فجار ہین ایک وجہ یہ ہے کہ انکا سننا تو تلاوت آیات کا ہے اور اونکا سننا نغمات
ابیات کا ہے اصوات قینات سے دوسری یہ ہے کہ جب انپر رحمن کی آیتین پڑہی جاتی
ہین تو ادب و خشیت و ہیبت و محبت و فہم و علم سے سجدہ کرتے اور روتے ہوئے گر پڑتے
ہین کما قال سبحانہ و تعالے انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت
علیھم اٰیاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون الذین یقیمون الصلوۃ ومما
رزقناھم ینفقون اولئک ھم المومنون حقا لھم درجات عند ربھم و
مغفرۃ ورزق کریم وقال تعالی والذین اذا ذکروا بایات ربھم لم یخروا علیھا
صما وعمیانا یعنی اونکے سننے کے وقت اونسے متشاغل و لاہی و غافل نہین ہوتے ہین
بلکہ اونکی طرف کان لگائے اونکے معانی کو سمجھتے جانتے ہوتے ہین پس اسی لیے جو اونکے
ساتھ عمل کرتے ہین اور اونکے پڑہتے وقت سجدہ کرتے ہین سو بصیرت سے نہ جہل و ناوانی
سے اور اپنے غیر کی متابعت سے تیسری وجہ یہ ہے کہ وقت سماع آیات کے ادب کا لزوم کیے
ہوتے ہین جسطرح کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے کہ وقت سننے کلام اللہ تعالی کے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت سے بال کھڑے ہو جاتے تھے اونکے چمڑون پر پہر زم ہو جاتے
سو اونکے دلون کے طرف ذکر اللہ کے وہ زبردستی چیختے چلاتے نہ تھے اور نہ تکلف
کرتے تھے ساتھ اوس شے کے جو اون مین نہ تھی بلکہ اونکے پاس ثبات و سکون و ادب

۵۱ یہ ایک ہی ذکر ہے جو پہلے کلام و قرآن و وعد و وعید و تخویف و تہدید کے سننے سے اونکے دلون مین ہوا تھا اب اونکے سننے سے اونکے دلون مین ہوا ۱۲
۵۲ یعنی اونکے چمڑے اور دل نرم ہو کر یکبارگی اور دوسری دفعہ کی طرح نہین ۱۲
۵۳ یعنی گانے والی عورتون کی طرح ۱۲
۵۴ ایمان والے تو ایسے ہوتے ہین
۵۵ اور وہ جو ایسے نہین ہوتے سو اونکا ایمان کامل نہین ہوتا ۱۲
۵۶ یعنی جب اونکے پاس اللہ تعالی کا کلام پڑہا جاتا ہے اونکے
۵۷ اور وہ جو ایسے نہین ہوتے سو اونکے
۵۸ اونکی بیماری اونکے سب کی باتین

وخشیت سے اوسقدر رہتا جسمین اونکے ساتھہ کوئی ملحق نہین ہوسکتا ہے اسی لیے اونکو یہ رتبۂ
عالی نصیب ہوا کہ رب اعلی نے دنیا و آخرت مین اونکی مدح فرمائی عبد الرزاق نے کہا ہمکو حدیث
کی معمر نے کہا قتادہ رحمہ اللہ تعالی نے یہ آیت پڑہی تقشعر منہ الآیہ کہا یہ نعت ہے یعنی صفت ہے
اولیاء اللہ کی اللہ عزوجل نے اونکی یہ صفت کی ہے کہ بال کھڑے ہوجاتے ہین اون کی
کھالون پر اور روتی ہین اونکی آنکھین اور چین پڑتے ہین اونکے دل طرف ذکر اللہ کے اونکی
یہ صفت نہین کی کہ اونکی عقلین جاتی رہتی ہین اور اوپر غشی طاری ہوتی ہے یہ جو ہے سوا اہل
بدع مین سے ہے اور یہ شیطان کی طرف سے ہے سدی نے کہا تم تلین جلود ہم و قلوبہم
الی ذکر اللہ ای وعد اللہ بقولہ تعالی ذلک ہدی اللہ الآیہ یعنی یہ صفت ہے اوس شخص کی جسکو
اللہ نے ہدایت کی اور جو شخص اسکے برخلاف ہے تو وہ اونمین سے ہے جنکو اللہ تعالی
نے گمراہ کیا ومن یضلل اللہ فمالہ من ہاد ف فتح البیان کا بیان شارح صدر یہ ہے کیا پھر وہ
شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع و فراخ کردیا ہے واسطے قبول حق کے اور اوسکو کھولدیا
ہے واسطے راہ پانے کے طرف راہ خیر کے سدی نے کہا وسع کردیا اوسکے سینے کو
واسطے اسلام کے واسطے خوش ہونے کے ساتھہ اسلام کے اور واسطے چین پکڑنے
کے طرف اوسکے شرح صدر بلا سلام عبارت ہے کامل کرنے استعداد سے واسطے
اسلام کے اس لیے کہ سینہ جگہ ہے قلب کی کون قلب جو کہ منبع ہے روح کا کون روح
جس سے متعلق ہوتا ہے نفس جو کہ قابل ہے واسطے اسلام کے پس کھلنا سینے کا
مستدعی ہے دل کے کھلنے کا ہمزہ و فامین کلام ویسا ہے جیسا کہ افمن حق علیہ کلمۃ
ہے کلمۂ من مع اپنے ماتحت کے مبتدا ہے خبر اوسکی محذوف ہے تقدیر یہ ہے کمن قسی قلبہ
وطبع اللہ علیہ وحرج صدرہ فلم یہتد اس خبر محذوف پر یہ قول دال ہے فویل للقاسیۃ قلوبہم یعنی
یہ ہین کیا پھر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع کردیا ہے واسطے اسلام کے سو اوسنے
اوسکو قبول کرلیا اور اوسکی چال چلا پس وہ بسبب اس وسیع کرنے کے بیان و بصیرت یقین
و ہدایت پر ہے طرف سے اپنے رب کے وہ اوسپر اوسکا افاضہ کرتا ہے مثل اوس شخص
کے ہے جسکا دل سخت پڑگیا اور اللہ نے اوسپر مہر لگادی اور اوسکا سینہ تنگ ہوگیا

بسبب اوسکے سوء اختیار کے سو وہ گمراہی کی اندھیریون مین اور جہالت کی بلاؤن مین ہوگیا
قتادہ نے کہا کہ نور اللہ کی کتاب ہے اسی کے ساتھ اخذ کیا جاتا ہے اور اسی کی طرف انتہا کیا
جاتا ہے **زجاج** نے کہا تقدیر آیت کی یہ ہے افمن شرح اللہ صدرہ کمن طبع علی قلبہ فلم یہتد
لقسوتہ یعنی کیا پھر وہ شخص جسکا سینہ اللہ نے کھولدیا مثل اوس شخص کے ہے جسکے دل پر مہر
کی گئی سو اوسنے راہ نہ پائی بسبب اوسکی سختی کے حضرت **ابن عباس** رضی اللہ عنہما نے
فرمایا من شرح اللہ صدرہ للاسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین **ابن مردویہ** نے حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ آیت پڑہی ہم نے
عرض کیا یا نبی اللہ کیونکر ہے کھلنا اوسکے سینے کا آپنے فرمایا کہ جسوقت نور دل مین داخل ہوا
تو وہ کھل گیا اور فراخ ہوگیا ہمنے عرض کیا پھر اسکی علامت کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا
الانابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والتاھب للموت قبل نزول
الموت یعنی رجوع ہونا طرف گھر ہمیشگی کے اور جدا ہونا دھوکے کے گھر سے اور تیار ہونا واسطے
موت کے قبل نزول موت کے واخرج ابن مردویہ عن محمد بن کعب القرظی مرفوعا
مرسلا **حکیم ترمذی** نے نوادر الاصول مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ ایک شخص نے عرض کیا یا نبی اللہ ای المؤمنین اکیس یعنی کون شخص مومنون کا زیادہ تر دانشمند
ہے آپنے فرمایا اکثر اونکا ازروے ذکر کے واسطے موت کے اور خوبتر اونکا واسطے اوسکے
ازروے تیاری کرنے کے اور جسوقت داخل ہوا نور دل مین تو وہ فراخ و وسیع ہوگیا پس صحابہ
نے عرض کیا یا نبی اللہ اسکی کیا نشانی ہے فرمایا الانابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار
الغرور والاستعداد للموت قبل نزول الموت واخرجہ عن ابی جعفر عبد اللہ
بن المسور عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحوہ وزاد فیہ ثم قرأ
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام **قولہ تعالی** فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ
فسّر اردہ زجاج نے کیا عن ذکر اللہ کما تقول اتخمت عن طعام اکلتہ ومن طعام اکلتہ یعنی
یہ ہین کہ اونکے دل غلیظ و جافی و سخت ہوگئے ہین قبول سے ذکر اللہ کے قسوۃ وہ جمود
وصلابت ہے جو دل مین حاصل ہوتی ہے محاورے مین بولتے ہین قسی القلب جبکہ

دل سخت ہو جاوے قلب قاسی یعنی سخت دل جو کہ نرم نہین ہوتا ہے کسی نے کہا معنی یہ
ہین من اجل ذکرہ الذی من حقہ ان تشرح لہ الصدور وتطمئن بہ القلوب یعنی اونکے دل سخت
ہین بسبب ذکر اللہ کے جسکے حق سے یہ بات ہے کہ اوسکے واسطے سینے کھل جائین
اور اوس سے دل چین پکڑین یعنی یہ ہین کہ جسوقت اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو منقبض ہو جاتے
ہین والاول اولی جس شخص نے عن ذکر اللہ پڑہا ہے یہ قرارت اوسکی تائید کرتی ہے یعنی جسوقت
اونکے نزدیک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے یا اوسکی آیتین پڑہی جاتی ہین تو اونکے دلون کی سختی اوڈ بہتی
ہے کقولہ تعالیٰ فزادتھم رجسا الی رجسھم کسی نے کہا کہ نفس جب خبیثۃ الجواہر
کدرۃ العنصر قبول حق سے دور ہوتا ہے تو اوسکا سننا ذکر اللہ کو سوا سختی وکدورت کے اور کچھ
اوسکو زیادہ نہین کرتا ہے جیسے سورج کی گرمی کہ موم کو تو نرم کرتی ہے اور نمک کو بستہ کر دیتی ہے
سو اسی طرح قرآن شریف وقت اوسکے سننے کے مومنین کے دلون کو تو نرم کرتا ہے اور کافرون
کو سوائے قسوت وسختی کے اور کچھ نہین بڑہاتا مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
نہین مارا گیا کوئی بندہ ساتھ کسی عقوبت کے کہ وہ بزرگتر ہو دل کی سختی سے اور نہین خفا ہوا اللہ کسی
قوم پر مگر کہینچ لی اونسے رحمت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مت کثرت کرو کلام کی بغیر ذکر اللہ کے پس تحقیق کثرت کلام کی بغیر
ذکر اللہ کے سختی ہے واسطے دل کے اور تحقیق دور تر لوگون کا اللہ سے قلب قاسی ہے یعنی
دل سخت ودرشت اخرجہ الترمذی وابن مردویہ وابن شاہین فی الترغیب فی الذکر
والبیہقی فی الشعب قولہ تعالیٰ اولئک فی ضلال مبین یعنی یہ لوگ جنکے دل سخت ہین
ظاہر وواضح گمراہی مین ہین پھر اللہ پاک نے اپنی کتاب عزیز کے بعض اوصاف ذکر فرمائے
اللہ نزل احسن الحدیث یعنی اللہ نے نازل کی بہترین حدیث مراد قرآن شریف ہے
جسمین کہ باقی احادیث سے کفایت ہے قرآن شریف کا نام حدیث اس لیے رکھا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کو اوسکے ساتھ حدیث کیا کرتے تھے اور اونکو خبر دیتے تھے اوس شے
کی جو اوسمین سے اونپر نازل ہوتی تھی اسمین بیان ہے اسکا کہ احسن قول جسکا سابق مین ذکر ہوا ہے
وہ قرآن شریف ہے اسم مبارک اللہ کو مبتدا ٹھیرایا اور نزل اوسکی خبر قرار دی سو اسمین تفخیم شان ہے

۵ سو ہاتھ پہلی گنتی کا گنتی کا ۱۲

احسن الحدیث کی یعنی اللہ پاک جو کہ مستجمع جمیع صفات کمال ہے اوسنے اس احسن حدیث
کو نازل کیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ احسن الحدیث بڑی معظم و مکرم شے ہے قرآن شریف کو جو
موصوف باحسن حدیث فرمایا سو واسطے دو وجہ کے ہے ایک تو لفظ کی جہت سے
ہے کیونکہ قرآن افصح واجزل وابلغ کلام سے ہے اور شعر کی جنس سے نہین ہے اور
نہ جنس خطب و رسائل سے بلکہ وہ ایک ایسی نوع ہی کہ اپنے اسلوب وطرز مین سب کی مخالفت
ہے دوسرے معنی کی جہت سے ہے کیونکہ قرآن ایک ایسی کتاب مبارک ہے کہ تناقض
واختلاف سے منزہ و مبرا ہے اور مشتمل ہے اخبار ماضین وقصص اولین واخبار غیوب کثیرہ
و وعد و وعید و جنت و نار وغیرہ پر کتابا بدل ہے احسن الحدیث سے یا حال ہے اوس سے
متشابھا صفت ہے کتابا کی یعنی اللہ نے نازل کی خوبترین حدیث وہ کون ہے ایک
کتاب ہے ایسی کتاب جسکا بعض مشابہ ہے بعض کے حسن واحکام وصحت معانی وقوت
مبانی مین اور اوسکے پہونچنے مین طرف اعلی درجات بلاغت کے اور دلالت کرنے مین
منافع عامہ پر قتادہ نے کہا کہ مشابہ ہے بعض اوسکا بعض کو آیتون مین اور حرفون مین کسی نے
کہا کہ مشابہ ہے اللہ کی کتابون کو جو کہ انبیاء اللہ پر نازل کی گئی ہین مثانی دوسری صفت ہے
کتابا کی جمع ہے مثنی بضم میم و فتح ثا سے مثلثہ ونون مشدد کی یا مثنی بفتح میم وتخفیف نون کے
برخلاف قیاس کیونکہ قیاس مثنیات ہی ماخوذ ہے تثنیہ بمعنی تکریر سے یعنی ایسی کتاب کہ
دوہرائی جاتے ہین اوسمین قصے اور مکرر ذکر کیے جاتے ہین اوسمین مواعظ واحکام کسی نے
کہا کہ قرآن دوہرایا جاتا ہے تلاوت مین پس اوسکا سامع ملول نہین ہوتا ہے اور نہ قاری
اوسکے پڑھنے سے اوکتاتا ہے جمہور نے مثانی بفتح یا سے تحتیہ پڑھا ہے اور ہشام
نے ابن عامر سے اور یشر نے بسکون یا واسطے تخفیف کے اور واسطے ثقیل جاننے
اوسکی تحریک کے یا اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی ای ہو مثانی حضرت ابن عباس
نے فرمایا کہ قرآن سارا مثانی ہی ایک قول انکا اول گزر چکا ہے تیسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ کتاب اللہ
مثانی ہے مثنی فیہ الامر مرارا یعنی دوہرایا گیا اوسمین امر بار بار امام رازی نے مثانی کے معنی
بیان کرنے مین فرمایا ہے کہ اکثر چیزین جو قرآن مین مذکور ہین متکرر ہین جوڑے جوڑے جیسے

امر و نہی عام و خاص مجمل و مفصل احوال سموات و ارض جنت و نار نور و ظلمت لوح و قلم ملائکہ و شیاطین
عرش و کرسی وعد و وعید رجا و خوف مقصود اس سے بیان ہے اس بات کا کہ ہر شے
ماسوے حق کے زوج ہے اور فرد احد حق الذات ہی ہے اس کلام مین جو تکلف و بعد مقصود
تنزیل سے ہے وہ مخفی نہین ہے اب رہی یہ بات کہ کتاب تو واحد ہے اوسکی صفت
مثانی جمع کیونکر آئی سو اسکی یہ وجہ ہے کہ کتاب ایک جملہ ذات تفاصیل ہے اور تفاصیل شے
کے وہی جملہ شے ہے دیکھ ہیچ کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ کہتے ہو قرآن اسباع و اخماس و سُوَر
و آیات ہے پس اسی طرح کہتے ہو کہ احکام و اقاصیص و مواعظ مکررات ہے نظیر اسکی تمہارا
یہ قول ہے کہ انسان عروق و عظام و عصاب ہے یا یون کہو کہ مرکب ہے بنا بر تمیز متشابہا سے
جسطرح کہتے ہو کہ رایت رجلا حسنا شمائل ای متشابہۃ مثانیہ یعنی ایسی کتاب کہ اوسکے مثانی متشابہ
ہین مطلب یہ ہے کہ جو چیزین بار بار قرآن مین مذکور ہین وہ باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہین

شان نزول اللہ نزل الآیہ کا یہ ہے کہ ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ ہمسے حدیث بیان فرماتے
اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ابو السعود نے کہا مروی ہے کہ ان الصحابۃ ملوا ملۃ فقالوا
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدثنا حدیثا حسنا فنزلت والمعنی ان فیہ سندوحۃ عن سائر الاحادیث
انتہی جملہ تقشعر منہ جلود الذین الآیہ صفت ہے کتاب کی یا اوس سے حال ہے
اگرچہ وہ نکرہ ہے لیکن صفت سے اوسکو تخصیص حاصل ہوگئی ہے یا مستانفہ ہے مقصود
اوس سے بیان کرنا اوس تاثر کا ہے جو اوسکے سامعین کو وقت اوسکے سننے کے حاصل
ہوتا ہے اقشعرار کہتے ہین تقبض کو یعنی سکڑنے کو بسبب کسی کا چمڑہ خوف کے مارے سکڑ جاے
اور جمع ہو جاے اور اوسکے بال کھڑے ہو جائین تو اوسوقت محاورے مین یون بولتے ہین کہ اقشعر
جلدہ یعنی اوسکی کھال سکڑ گئی اسی معنی سے قشعریرہ ہے معنی یہ ہین ایسی کتاب ہے کہ مضطرب
ہوتے ہین حرکت کرتے ہین سکڑتی ہین اوسکے سننے سے کھالین اون لوگون کی جو کہ اپنے
رب سے ڈرتے ہین اور پکڑ لیتی ہے اونکو کپکپی زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ جب ذکر کیجاتی ہین
آیتین عذاب کی تو بال کھڑے ہو جاتے ہین اوس سے کھال پر اون لوگون کے جو اللہ سے

ڈرنے والے ہین پہر نرم ہوتی ہین کہالین اونکی اور دل اونکے جبکہ ذکر کی جاتی ہین آیتین رحمت
کی قشعریرہ ایک تغیر ہے کہ پیدا ہوجاتا ہے انسان کی کہال مین وقت وعید وخوف وخشیت
کے واحدی نے کہا یہ قول ہے سارے مفسرین کا کسی نے کہا کہ جلود سے مراد قلوب
ہین لیکن قول اول اولی ہے واسواسطے کہ قلوب کا ذکر تو مابعد مین موجود ہے کسی نے کہا یہ معنی
ہین کہ جبکہ قرآن غایت جزالت وبلاغت مین ہے پہر وہ جسوقت اپنا عجز اوسکے معارضہ ومقابلہ
سے دیکھتے تو واسطے اوسکے اعظام کے اور واسطے تعجب کے اوسکے حسن وبلاغت سے
اونکے بدن پر بال کھڑے ہوجاتے تلین کو متعدی بالی کیا ہے اس لیے کہ یہ متضمن
ہے ایک فعل کو جو کہ متعدی بالی ہوتا ہے گویا یون کہا گیا کہ تسکن وتطمئن الی ذکر اللہ لینۃ غیر منقبضۃ
یعنی پہر ساکن ہوتے ہین چین پکڑتے ہین طرف ذکر اللہ کے نرم ہوکر اور مفعول ذکر اللہ کا محذوف
ہے تقدیر یہ ہے الی ذکر اللہ رحمتہ وثوابہ وجنتہ بسبب اوسکے معلوم ہونے کے حذف کیا گیا
حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا مین نے اپنی مان
اسماء سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح کرتے تھے جبکہ قرآن پڑہتے
تو کہا کہ وہ ویسے تھے جیسے کہ اللہ نے اونکی صفت کی ہے اونکی آنکھین بہتی تھین اور بال اونکے
چمڑون پر کھڑے ہوتے تھے مین نے کہا کہ کچھ لوگ یہان ہین جسوقت وہ اوسکو سنتے ہین
تو پکڑ لیتی ہے اونکو اوسپر غشی پس اسماء نے فرمایا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اہل عراق مین کی ایک شخص پر جنون کی گزر کیا وہ گر پڑا تھا تو فرمایا اسکا کیا حال
ہے لوگون نے کہا کہ اوسپر جسوقت قرآن پڑہا جاتا ہے یا وہ ذکر اللہ سنتا ہے تو گر پڑتا ہے پس حضرت ابن عمر نے فرمایا بیشک
ہم البتہ ڈرتے ہین اللہ سے اور گر نہین پڑتے یہ بہی اونسے مروی ہے کہ شیطان داخل ہوجاتا ہے جون مین
ایک اونکے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کام نہ تھا حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ کی پاس
اون لوگون کا ذکر کیا گیا جو کہ پچھاڑے جاتے ہین جبکہ اونپر قرآن پڑہا جاتا ہے تو فرمایا درمیان
ہمارے اور اونکے یہ شرط ہے کہ بیٹہے ایک اونکا گہر کی پشت پر اپنے دونون پالون پہیلائے
ہوئے پہر اول سے آخر تک اوسپر قرآن پڑہا جاوے پس اگر وہ اپنی جان پہینکدے تو وہ
سچا ہے نکتہ اول تو تنہا ذکر جلود کا کیا پہر دوبارا اوسکے ساتھ قلوب کو قرین کیا اس لیے

کہ محل خشیت کا دل ہے تو اوسکا ذکر متضمن ہوگیا ذکر قلوب کو کسی نے کہا کہ مکاشفہ مقام رجا مین کامل تر ہوتا ہے اوس سے مقام خوف مین اسواسطے کہ خیر مطلوب بالذات ہے اور خوف مطلوب نہین ہے اور جسوقت خوف حاصل ہوا تو اوس سے چمڑے پر بال کھڑے ہوگئے اور جب رجا حاصل ہوگئی تو قلب نے اوسکی طرف چین پکڑا اور چمڑا نرم پڑگیا بعض عارفین نے فرمایا ہے اذا نظروا الی عالم الجلال طاشوا واذا لاح لہم عالم الجمال عاشوا قولہ تعالی ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء یعنی یہ کتاب جو موصوف بصفات مذکورہ ہے ہدایت ہے اللہ کی ہدایت کرتا ہے اوسکے ساتھ جسکا ہدایت کرنا چاہتا ہے اپنے بندون مین سے کسی نے کہا کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف خشیت عذاب اللہ و رجاے ثواب اللہ کے جو اللہ نے ان لوگون کو بخشے و من یضلل اللہ فما لہ من ھاد یعنی اور وہ شخص جسکے دل کو اللہ تاریک و سخت و غیر قابل کرے واسطے حق کے تو نہین ہے واسطے اوسکے کوئی ہادی کہ ہدایت کرے اوسکو طرف حق کے اور چھڑائے اوسکو گمراہی سے جمہور نے من ہاد بغیر یا پڑہا ہے اور ابن کثیر و ابن محیصن نے یا پہر جب اللہ پاک نے سخت دل والون پر ایک حکم لگایا دنیا مین یعنی گمراہی کا تو اونپر ایک اور حکم لگایا آخرت مین یعنی عذاب کا پس ارشاد فرمایا افمن یتقی بوجھہ سوء العذاب یوم القیمۃ ط وقیل للظلمین ذوقوا ما کنتم تکسبون ○ کذب الذین من قبلھم فاتھم العذاب من حیث لا یشعرون ○ فاذاقھم اللہ الخزی فی الحیوۃ الدنیا ج ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ○ بہلا ایک وہ جو روکتا ہے اپنے مونہہ پر برا عذاب دن قیامت کے اور کہے گا بے انصافون کو چکھو جو تم کماتے تھے جھٹلا چکے ہین اونسے اگلے پہر پہونچا اونپر عذاب جہان سے خبر نہ رکھتے تھے پہر چکھائی اونکو اللہ نے رسوائی دنیا کی جیتی اور عذاب آخرت کا تو اور بڑا ہے اگر یہ سمجھ رکھتے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے کیا پہر وہ شخص جو روکتا ہے اپنے مونہہ پر برا عذاب اور توبیخ کیا جاتا ہے پہر اوس سے اور اوسکی مثل اور ظالمون سے یون کہا جائے گا کہ چکھو جو تم کماتے تھے مثل اوس شخص کے ہے جو کہ آئے گا قیامت کے دن بے خوف ہوکر کما قال عزوجل افمن یمشی مکبا

ف بہلا ایک پیرایہ اوسنے پایا جو پیرایہ پہلی راہ پایا وہ پیرایہ پہلی راہ پایا ایک پیرایہ پہلی راہ پایا

علی وجهه اهدی ام من یمشی سویا علی صراط مستقیم وقال تعالے یوم یسحبون فی النار علی وجوهم ذوقوا مس سقر وقال تبارک وتعالی افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی امنا یوم القیامة اس آیت مین احد القسمین کے ساتھہ دوسری قسم سے اکتفا کیا ہے مثل اس شعر کے ؎

فما ادری اذا ایممت ارضا		ارید الخیر ایهما یلینی	

یعنی الخیر او الشر قولہ تعالی کذب الذین من قبلهم الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ گزشتہ امتین جو رسولونکی جھٹلانیوالی تہین اللہ تعالی نے اُنکو ہلاک کردیا بسبب اُنکے گناہونکے اور نہ تہا واسطے اُنکے اللہ کے عذاب سے کوئی بچانیوالا قولہ تعالی فاذاقهم الله الخزی فی الحیاة الدنیا یعنی پہر اللہ تعالی نے اُن کو چکہائی رسوائی زندگی دنیا مین بسبب اُس عذاب کے نکال کے جو اُنپر نازل کیا اور مومنین کی اُنسے تشفی کردی پس چاہیے کہ مخاطب لوگ اس سے بچتے رہین کیونکہ انہون نے تو اشرف رسل وخاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی ہے اور وہ سخت عذاب جو اللہ عزوجل نے اونکے واسطے آخرت مین تیار رکہا ہے وہ زیادہ تر بڑا ہے اوس عذاب سے جو دنیا مین اونکو پہونچا اسی لیے یون فرمایا ولعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمون ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ استفہام انکاری ہے بیان اسکا اور اس حرف فا کا اول گزر چکا ہے کلمہ من مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے اس لیے کہ مقام سے معلوم ہوتی ہے معنی یہ ہین کیا پہر وہ شخص جسکا یہ حال ہے کہ بچاتا ہے اپنے نفس کو ساتھہ ہونے اپنے کے کون مونہہ جو کہ اوسکا اشرف اعضا ہے بُرے عذاب سے قیامت کے دن کیونکہ اوسکے ہاتھہ تو گردن کی طرف بندہے ہوئے ہونگے مثل اوس شخص کے ہے جو کہ بے خوف ہے ان باتون مین سے کوئی بات اوسکو پیش نہین آتی ہے اور نہ اوسکو بچانے کی حاجت ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کیا پہر وہ شخص جو بچاتا ہے اپنے مونہہ سے بُرے عذاب کو مثل اوس شخص کے ہے جو داخل ہوتا ہے جنت مین عطا وابن زید نے کہا کہ وہ پہینکا جاے گا مشکین بندہا ہوا آگ مین پس اول شے جسکو آگ چہوئی گی اوس کے بدن مین سے اوسکا مونہہ ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا اوسکو لیجائینگے طرف آگ کے مشکین بندہا ہوا پہر اوسکو اوسمین پہینکدینگے پس اول اوس شے کا جس کو

۵۱ یسحبون فی النار علی وجوههم ذوقوا مس سقر یعنی گہسیٹے جاوینگے آگ مین اوندہے منہ پہر کہا جاویگا چکہو مزہ دوزخ کا ۱۲ ۵۲ مطلب یہ ہے کہ جو شخص آگ مین ہمیشہ پڑیگا وہ اس سے دن قیامت کے ۱۲

آگ چھوئی گئی اوسکا مونہہ ہے مجاہد نے کہا کہ کھینچا جاے گا اوسکے مونہہ کے بل آگ مین اخفش نے کہا معنی یہ ہین کیا پھر وہ شخص جو بچا ئیگا اپنے مونہہ سے بُرے عذاب کو افضل ہے یا وہ شخص جو سعید و نیکبخت ہوا پھر اللہ پاک نے اوس بات کی خبر دی جسکو دوزخ کے داروغہ کفار سے کہین گے وقیل للظالمین الآیہ یہ جملہ معطوف ہے یقی پر ای ویقال لہم ماضی کا صیغہ اس لیے ہے کہ تحقیق پر دلالت کرے اہم ظاہر بجاے ضمیر اسواسطے رکھا کہ منظور تسجیل ظلم کی ہے اوپر اور اشعار ہے اس بات کا کہ ذوقوا کے امر کی علت یہی ظلم ہے عطا نے کہا ذوقوا ما کنتم تکسبون کے یہ معنی ہین کہ چکھو تم بدلا اوس شے کا جسکو تم کماتے تھے اسکی مثل یہ آیت ہے ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ذوق کے معنی کئی جگہ گزر چکے ہین پھر اللہ پاک نے اسسے اگلے کفار کی خبر دی فرمایا کذب الذین من قبلہم الآیہ یعنی جھٹلایا اون کافرون نے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمعصر کفار سے پہلے تھے اپنے رسولونکو پھر آیا اونکو عذاب اوس جہت سے جس سے عذاب کے آنے کا خیال نہین کرتے تھے یعنی اوسوقت آیا کہ وہ بے خوف اور غافل تھے اللہ کی عقوبت سے بسبب اونکی تکذیب کے پھر اللہ تعالیٰ نے اونکو چکھائی ذلت و خواری زندگی دنیا مین ساتھ مسخ و خسف و قتل و قید و جلاے وطن وغیرہ کے اور البتہ عذاب آخرت کا بہت بڑا ہے اس لیے کہ وہ غایت شدت مین ہے مع اوسکے دوام کے اگر وہ ہوتے اون لوگون مین سے جو کہ اشیا کو جانتے ہین اور اونمین فکر و غور کرتے ہین اور اپنے علم کے مقتضا پر عمل کرتے ہین تو البتہ وہ ایمان لاتے یا تکذیب نہ کرتے مبرد نے کہا یقال لکل ما نال الجارحۃ من شے قد ذاقتہ ای وصل الیہا کما تصل الحلاوۃ والمرارۃ الی الذائق لہما کہا اور خبری کہتے ہین مگر وہ کو ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل لعلہم یتذکرون ع قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلہم یتقون ○ ضرب اللہ مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون ورجلا سلما لرجل ط ھل یستویٰن مثلا ط الحمد للہ ط بل اکثرھم لا یعلمون ○ انک میت وانہم میتون ○ ثم انکم یوم القیٰمۃ عند ربکم تختصمون ○ اور ہمنے بیان کی لوگون کو اس قرآن مین سب چیز کی ع ۱۰ ۱۷

۵۱ یہ سب جو ہم نے کا مونہہ سے تک اپنے واسطے اب چکھو تم دنیا کی کا بدلا ۱۲

۵۲ یعنی ہم وہ شے جو عضو کو پہونچتی ہے تو اوسکے واسطے اون سے تم یا ان کہ اوس عضو نے اوس شے کو چکھا یعنی وہ شے اوسکو پہونچی گئی جسطرح کہ شیرینی و تلخی اوسکے چکھنے والے کی طرف پہونچتی ہین ۱۲

کہاوت کہ شاید وہ سوچین قرآن سے عربی زبان کا جسمین کجی نہین کہ شاید وہ بچ چلین اللہ نے
بتائی ایک کہاوت ایک مرد ہے کہ اوسمین کئی شریک ضدی اور ایک مرد ہے پورا ایک
شخص کا کوئی برابر ہوتی ہے انکی کہاوت سب خوبی اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ سمجھ نہین رکھتے
بیشک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی مرتے ہین پھر مقرر تم دن قیامت کے اپنے رب کے آگے
جھگڑو گے ف ایک غلام جو کئی شخص کا ہو کوئی اوسکو اپنا نہ سمجھے تو اوسکی پوری خبر نہ لے
اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو وہ اوسکو اپنا سمجھے اور پوری خبر لے یہ مثال ہے اونکی جو ایک
رب کے بندے ہین اور جو کئی رب کے بندے ف کافر سنکر ہون گے کہ ہمکو کسینے
حکم نہین پہونچایا پھر فرشتون کی گواہی سے اور آسمان زمین کی اور ہاتھ پاؤن کی گواہی
سے ثابت ہوگا انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے ولقد ضربنا للناس
فی ہذا القرآن الایہ یعنی البتہ مقرر بیان کیا ہمنے واسطے لوگون کے اس قرآن مین ساتھ بیان کرنے
مثلون کے شاید وہ سوچین اس لیے کہ مثل ذہنون کے طرف معنی کو قریب کر دیتی ہے
کما قال تعالی ضرب لکم مثلا من انفسکم یعنی بیان کی واسطے تمہارے مثل کہ جانتے ہو
تم اوسکو اپنی جانون سے وقال عزوجل وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا
العالمون قولہ تعالی قرانا عربیا غیر ذی عوج یعنی یہ ایک قرآن ہے کہلی ہوئی عربی زبان مین
جسمین کسی طرح کی کجی وانحراف نہین ہے اور نہ کسی طرح کا التباس بلکہ وہ ایک بیان و وضوح و
برہان ہے اللہ پاک نے جو اوسکو ایسا کیا اور نازل فرمایا سو اسی لیے کہ شاید وہ بچکر چلین اُس
وعید سے جو اوسمین ہے اور جو وعدہ اوسمین ہے اوسپر عمل کرین پھر اللہ پاک نے فرمایا وضرب
اللہ مثلا الایہ یعنی اللہ نے بیان کی ایک مثل ایک غلام مشترک ہے کئی شریکون مین وہ اوسمین
جھگڑتے ہین اور ایک غلام سالم وخالص ایک شخص کا ہے اوسکے سوا کوئی اوسکا مالک نہین
ہے کیا یہ دونون برابر ہوتے ہین مثل مین یعنی یہ اوسکے برابر نہین ہے اسی طرح وہ مشرک ہے
کہ پوجتا ہے معبودون کو اللہ پاک کے ساتھ اور مومن مخلص جو کہ نہین پوجتا ہے مگر اللہ وحدہ
لاشریک لہ کو پس یہ کہان اور وہ کہان حضرت ابن عباس ومجاہد وغیرہ احد نے کہا ہے کہ یہ آیت
مثل بیان کی گئی ہے واسطے مشرک ومخلص کے چونکہ یہ مثل نہایت ظاہر و باہر وجلی و واضح تھی

ل بجائے تو کہ ایک کہاوت تمہارے اندر سے ۱۲ ۵۲ اور یہ کہاوتین بھی ہم لوگون کیواسطے اور انکو بھی سمجھتے ہی ہین جو کچھ سمجھ سے ۱۲

اس لیے اللہ تعالی نے فرمایا الحمد للہ یعنی سب تعریف اللہ کو ہے اسپر کہ حجت اونپر
قائم ہوگئی بل اکثرھم لایعلمون یعنی بلکہ اکثر اونکے جانتے نہین ہین پس اسی لیے اللہ کے
ساتھ شرک کرتے ہین قولہ تعالی انک میت وانھم میتون یہ آیت اون آیتون مین سے
ہے جنکے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وقت وفات شریف حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے استشہاد کیا یہانتک کہ لوگون نے آپ کی وفات مبارک کا یقین کیا مع اس
آیت کے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل
انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی
اللہ الشاکرین یعنی آیت کے یہ ہین کہ تم عنقریب منتقل ہوگے اس دار فنا النشان سے اور
جمع ہوگے آخرت مین نزدیک خالق انس وجان کے اور جس توحید وشرک مین تم دنیا مین ہو
اسمین جھگڑوگے روبرو اللہ عزوجل کے پھر وہ تمہارے درمیان چکوتی کریگا اور حق کو کھولدیگا
وہ بڑا فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے پس مومنین مخلصین موحدین کو تو نجات دیگا اور کافرین
جاہدین مشرکین کو عذاب کریگا پھر یہ بات ہے کہ اگرچہ سیاق اس آیت کا حق مین مومنون کافرون
کے ہے اور ذکر اونکے خصومت باہمی کا دار آخرت مین لیکن یہ شامل ہے واسطے ہر دو جھگڑنے
والون کے دنیا مین کیونکہ دار آخرت مین اونپر خصومت کا اعادہ کیا جاے گا ابن ابی حاتم
نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت ثم انکم یوم القیامۃ
الآیہ نازل ہوئی تو حضرت زبیر نے کہا کیا مکرر کی جائے گی ہم پر خصومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے فرمایا ہان حضرت زبیر نے کہا مقرر امر اب تو البتہ سخت ہے اسی طرح امام احمد
رحمہ اللہ تعالی نے سفیان سے اسکو روایت کیا ہے اونکے نزدیک اتنا زیادہ ہے
اور جب نازل ہوئی آیہ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم تو حضرت زبیر نے کہا اے رسول اللہ
کون سی نعیم ہے کہ ہمسے اوسکا سوال ہوگا حالانکہ ہمارے نعیم تو یہی اسودان ہین یعنی کھجور اور
پانی آپ نے فرمایا خبردار بیشک یہ عنقریب ہوگا اس زیادت کو ترمذی وابن ماجہ نے حدیث
سفیان سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا حسن ہے نیز امام احمد نے عن
عبداللہ بن الزبیر عن ابیہ روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت انک میت الآیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۱ اور محمد تو نہیں رسول سے پہلے اور رسول سے بہت رسول پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تم پھر جاؤ گے اوندھے پاؤن اور جو کوئی پھر جاوے اوندھے پاؤن وہ نہ بگاڑے گا اللہ کا کچھ اور اللہ ثواب دیگا بھلا ماننے والون کو ۱۲ ۱۲ ہم تو پھر جینگے تم سے اون آدم کی حقیقت ۱۲

پر نازل ہوئی تو زبیر نے عرض کیا ای رسول اللہ کیا مکرر کی جائے گی ہمپر وہ شے جو درمیان ہمارے
تھی دنیا مین مع خواص ذنوب کے تو آپنے فرمایا ہان البتہ مکرر کیجائیگی تمپر یہانتک کہ ادا کیا جائیگا
طرف ہر صاحب حق کے حق اوسکا زبیر نے عرض کیا واللہ بیشک امر البتہ سخت ہے سرواہ
الترمذی من حدیث محمد بن عمرو بہ وقال حسن صحیح امام احمد نے عقبہ بن عامر
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول دو
خصم قیامت کے دن دو پڑوسی ہین تفرد بہ احمد نیز امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے قسم ہے
اوس ذات کی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے البتہ جھگڑین گے حتی کہ دو بکریان ابہمین کہ ایک نے
دوسری کو سینگ مارا تفرد بہ احمد رحمہ اللہ تعالی مسند مین حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا دو بکریون کو کہ ایک دوسری کو
سینگ مارتی ہین پس آپنے فرمایا کیا تو جانتا ہے کس شے مین ایک دوسری کو سینگ مارتی
ہین اے ابو ذر مین نے عرض کیا نہین آپنے فرمایا لیکن اللہ تعالی جانتا ہے اور عنقریب فیصلہ
کریگا درمیان اونکے حافظ ابو بکر بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لایا جائیگا امام جائر خائن قیامت کے دن
پہر اوس سے رعیت جھگڑے گی پہر وہ اوسپر فتح دیے جائین گے تو اوس سے کہا جائے گا
کہ بند کر ایک رکن یعنی جانب کو ارکان جہنم سے پہر کہا ہے کہ اغلب بن تمیم راوی حافظ نہین ہے
علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے ثم انکم یوم القیامہ الآیہ کی تفسیر مین یہ ہے کہ جھگڑیگا
صادق کاذب سے اور ظالم مظلوم سے اور مہتدی ضال سے اور ضعیف متکبر سے ابن مندہ
کا لفظ حضرت ابن عباس سے کتاب الروح مین یہ ہے کہ جھگڑین گے لوگ قیامت کے دن
یہانتک کہ جھگڑے گی روح ساتھہ جسم کے پس روح جسم سے کہے گی کہ تو نے کیا اور جسم روح
سے کہے گا کہ تو نے امر کیا اور تو نے زینت دی پہر اللہ تعالی ایک فرشتے کو بھیجے گا کہ درمیان اونکے
فیصلہ کرے تو اون سے کہیگا کہ بیشک مانند مثل تمہاری ایک آدمی اپاہج آنکھون والے کے ہے اور
دوسرا ضریر یعنی ضعیف البصر نابینا دونون ایک باغ مین داخل ہوئے پس اپاہج نے اندہے سے کہا

کہ مین یہان میوے دیکھ رہا ہون لیکن مین اون تک پہونچ نہین سکتا تو اندہے نے اوس سے
کہا کہ تو مجھپر سوار ہو جا پہر تو اونکو لے پس وہ اپاہج اوسپر سوار ہو گیا پہر اوسنے میوے لیے
پس اُنمین سے کون متعدی وظالم ہے تو روح وجسم کہین گے کہ دونون پس فرشتہ اون سے
کہے گا کہ مقرر تمہین نے اپنی جانون پر حکم کیا یعنی جسم روح کیواسطے مثل سواری کے ہے اور
روح اوسپر سوار ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
کہا نازل ہوئی یہ آیت اور ہم نہین جانتے تھے کہ کس شے مین اوترے ثم انکم یوم القیامۃ الآیہ ہمنے
کہا کہ ہم کس سے جھگڑینگے دو سیان ہمارے اور اہل کتاب کے کوئی خصومت نہین ہے
پہر کس سے ہم جھگڑین گے یہانتک کہ فتنہ واقع ہوا تو حضرت ابن عمر نے کہا یہ وہ شے ہے
کہ جسکا ہمارے رب عزوجل نے ہمسے وعدہ کیا ہے کہ ہم اوسمین جھگڑین گے رواہ النسائی
عن محمد بن عامر عن منصور بن مسلمۃ بہ ابو العالیہ نے ثم انکم یوم القیامۃ الآیہ مین کہا ہے
یعنی اہل قبلہ ابن زید نے کہا یعنی اہل اسلام واہل کفر ہم اول ذکر کر آئے ہین کہ صحیح عموم ہے
واللہ سبحانہ اعلم ف فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے کہ حرف لام لقد مین تو طیہ قسم کا ہے
ای واللہ لقد اور ضربنا بمعنی جعلنا واوجدنا وبینا ہے تحقیق مثل کی اور کیفیت اوسکی ضرب کی کئی
جگہ گزر چکی ہے من کل مثل کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے قرآن شریف مین وہ کل مثلین بیان
کی ہین جنکی طرف لوگ اپنے امر دین مین محتاج ہین یہ مراد نہین ہے کہ ساری مثلین بیان کی ہین پس
اسجگہ من کل مثل ایسی ہے جیسے کہ اس آیت مین کلمۂ من شیے ہے ما فرطنا فی الکتاب من
شئے یعنی وہ شے جسکی طرف لوگ اپنے امر دین مین حاجتمند ہین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ گزشتہ
امتون کا ہلاک کرنا جو ہمنے ذکر کیا ہے وہ مثل ہے واسطے اِن لوگون کے لعلہم یتذکرون یعنی
شاید وہ نصیحت پزیر ہون تو عبرت لین قرآنا عربیا منصوب ہے بنا بر حال کلمۂ ہذا سے اور یہ حال موکدہ
ہے اسکو حال موطئہ بھی کہتے ہین اس لیے کہ حقیقت مین حال عربیا ہے اور قرآنا اوسکا توطیہ ہی
جیسے جاءنی زید رجلا صالحا اخفش نے اسی طرح کہا ہے یہی جائز ہے کہ بنا بر مدح منصوب
ہوای امدح قرآنا عربیا زجاج نے کہا کہ عربیا منصوب بنا بر حال ہے اور قرآنا تاکید ہے غیر ذی
عوج یعنی ایسا قرآن عربی ہے کہ اوسمین کسی طرح کا اختلاف نہین ہے لوجہ من الوجوہ ضحاک نے

لہ
یہ قوسین یعنی ہے کے بعد کی کوئی
ہے ۱۲

کہا غیر مختلف سخاس نے کہا جو کچھ اوسکے معنی مین کہا گیا ہے خوبتر اوسمین کا قول ضحاک ہے
کسی نے کہا غیر متضاد کسی نے کہا غیر ذی لبس یعنی اوسمین کسی طرح کا التباس و شبہہ نہین ہے
کسی نے کہا غیر ذی لحن یعنی اوسمین کسی طرح کی غلطی و خطا نہین ہے کسی نے کہا غیر ذی شک

کما قال الشاعر ۵

	وقد اتاک یقین غیر ذی عوج	من الالٰہ وقول غیر مکذوب	

حضرت ابن عباس نے فرمایا غیر مخلوق کسی نے کہا کہ معنی اوسکے صحیح و مستقیم و درست و راست
نہین سمجھے جاتے ہین اور ملتبس نہین ہوتے بخلاف اسکے جو کہ باطل ہے یعلمہم یتقون دوسری
علت ہے بعد اول علت کے وہ یعلمہم یتذکرون ہے یعنی تاکہ وہ بچین کفر و کذب سے کسی نے
کہا کہ یہ علت ہے یعلمہم یتذکرون کی پس اول سبب ہے ثانی مین پھر اللہ پاک نے واسطے تذکیر
و ایقاظ کے امثال قرآنیہ مین سے ایک اور مثل ذکر کی فرمایا ضرب اللہ مثلا یعنی بیان کی اللہ نے
تمثیل ایک حالت عجیب کے ساتھہ دوسرے کی جو اوسکے مثل ہے پھر اوس مثل کا بیان کیا
فرمایا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون کسائی نے کہا کہ نصب رجلا کا اس لیے ہے
کہ مثلا کی تفسیر ہے کسی نے کہا کہ منصوب بہ نزع خافض ہے ای ضرب اللہ مثلا برجل کسینے
کہا کہ رجلا مفعول ہے اول اور مثلا مفعول ثانی اول مفعول کو اس لیے مؤخر کیا کہ جو اوسکا تتمہ
ہے اوس سے وہ متصل ہو جاے سورۂ یٰسین مین اسکی تحقیق گزر چکی ہے جملہ فیہ شرکاء محل
نصب مین صفت ہے رجلا کی تشاکس کہتے ہین تخالف کو اصل اسکی سوء و عسر خُلق ہے یعنی بدخلقی
یہی تخالف و تشاجر و تخاصم کا سبب ہوتا ہے فراء نے کہا متشاکسون بمعنی مختلفون ہے کسینے
کہا متنازعون مبرد نے کہا متعاسرون ماخوذ ہے شکس یشکس شکسا فہو شکس سے جیسے عسر یعسر عسرا
فہو عسر شکس بکسر کاف ہی قیاس ہے جوہری نے کہا تشاکس اختلاف ہے کہا اور رجل شکس بتسکین
کاف بھی بولتے ہین ای صعب الخلق یعنی مرد سخت خلق یہ مثل ہے اوسکی جسنے اللہ کے ساتھہ
شرک کیا اور بت سے معبودون کو پوجا پھر فرمایا و رجلا سلما لرجل یعنی اور ایک مرد خالص ہے
واسطے ایک مرد کے یہ مثل ہے اوسکی جو اللہ وحدہ لاشریک لہ کو پوجتا ہے جمہور نے
سلما کو بفتح سین و لام پڑہا ہے اور سعید بن جبیر و عکرمہ و ابو العالیہ نے بکسر سین و سکون لام اور

۵ کسی نے قرآن شریف کی جو مدح کہا ہے کہ تیرے پاس مجھ کی طرف سے یقین آیا ہے کہ جو کسی کی طرح کی کجی نہین ہے اور جھوٹی بات سے جھوٹ نہین ہے اس شعر سے بات نکلی کہ یقین کا مقابلہ کیا ہے جو ذی عوج سے اور مقابل یقین کا شک ہے تو معلوم ہوا کہ عوج شک ہے اور بعضا وی نے اس قول کو پسند نہین کیا اسواسطے کہ یہ تخصیص عام ہے ساتھہ بعض اول عوج کے کیونکہ عوج یقین کا شک ہے اور عوج بالکسر بمعنی اعتدال ہے اور بالکسر کسی کے ساتھہ مختص ہے اور بالفتح اس کا مطلق ہے ۱۲ منہ

حضرت ابن عباس وغیرہ[۱] نے سالمًا بالف وکسر لام اسم فاعل سلم لہ فہو سالم کا اس قرارت کو ابو عبید نے اختیار کیا ہے کہا اسواسطے کہ سالم بمعنی خالص ضد ہے مشترک کی اور سلم ضد حرب ہے یہاں کوئی موقع نہین ہے اسکا یون جواب دیا ہے کہ حرف کے جب دو معنی ہون تو حمل نہ کیا جائے گا مگر اوسپر جو اونمین سے اولی ہوگا پس سلم گو حرب کی ضد ہے لیکن اوسکے ایک اور معنی ہین بمعنی سالم آتا ہے سلم لہ سے جب کوئی شے کسی کے واسطے خالص ہوتی ہے تو بولتے ہین سلم لہ کذا دوسرے یہ ہے کہ ابو عبید نے جس بات کے ساتھ الزام دیا ہے وہی سالم مین بھی اوسکو لازم آئے گی اس لیے کہ محاورے مین یون بولتے ہین شے سالم یعنی اوسمین کوئی آفت وبیماری نہین ہے ابو حاتم نے قرارت اولی کو اختیار کیا ہے **حاصل** یہ ہے کہ قرارت جمہور کی بناء وصف بالمصدر پر ہے واسطے مبالغے کے یا بنا بر حذف مضاف ای ذا سلم اور اسی کے مثل سعید بن جبیر وغیرہ کی قرارت ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رجلا سلما الرجل کے یہ معنی ہین کہ اوسمین کسی کا کچھ نہین ہے یعنی پورے کا پورا ایک ہی شخص کا ہے پھر **اللہ پاک** نے وہ بات بیان کی جو دال ہے اسپر کہ درمیان دونون مردون کے بڑا تفاوت ہے پس فرمایا **ھل یستون** یا مثلا یہ استفہام انکار و استبعاد کا ہے یعنی یہ ہین ہرگز برابر ہوتا ہے یہ شخص جو خدمت کرتا ہے ایک جماعت شرکا کی جنکی عادتین مختلف اور قصد متباین ہر ایک اونمین کا اس سے خدمت لیتا ہے سو تھکتا ہے اور رنج و مشقت مین پڑتا ہے ہر طرح کی ایذا اوٹھاتا ہے اس پر طرہ یہ کہ ہر ایک اونمین کا اوسکی خدمت سے راضی نہین اور یہ شخص جو ایک کی خدمت کرتا ہی اوسکے سوا کوئی اوس سے نزاع نہین کرتا جب اوسکی اطاعت کرتا ہے تو اوس سے خوش ہوتا ہے اور جسوقت اوسکی نافرمانی کرتا ہے تو اوسکو معاف کر دیتا ہے پس بیشک درمیان ان دونون کے وہ ظاہر و باہر اختلاف ہے کہ اوسکے ہوتے کوئی عاقل اپنے مونہہ سے اونکی برابری کا حرف نہین نکال سکتا ہے کیونکہ اونمین کا ایک تو عالی سے عالی منازل مین ہے اور دوسرا ادنی سے ادنی درجے مین پڑا ہوا ہے **نصب** مثلا کا بنا بر تمیز ہے جو کہ فاعل سے محول ہے اس لیے کہ اصل یہ ہے ہل یستوی مثلہما یعنی کیا برابر ہوتی ہے اونکی حالت وصفت ہرگز نہین رہی یہ بات کہ تمیز کو مفرد ذکر کیا نہ تثنیہ سو اسکی یہ وجہ ہے کہ اصل تمیز مین افراد ہے اس لیے کہ وہ مبین ہوتا ہے جنس کا سیبویہ نے کہا کہ تمیز اسواسطے

[۱] یعنی نافع و حمزہ و ابو بکر و ابن ذکوان و یعقوب

مفرد لایا گیا کہ اول اوسپر اقتصار کیا گیا ہے ضرب اللہ مثلا مین کسی نے مثلین پڑہا ہے
نواب رجلین کے حالین سے مطابق ہوگا جملۂ الحمد للہ معترضہ ہے مقصود اس سے
ماقبل مین جو نفی استوار استفہام انکاری سے مفہوم ہوتی ہے اوسکی تقریر و تاکید ہے اور آگاہ
کرنا ہے موحدون کو اس بات پر کہ اونکو جو مزیت و شرف حاصل ہے وہ صرف اللہ کی توفیق
سے ہے اور اس پر کہ یہ توحید ایک نعمت عظیم و موہبت جسیم ہے اون پر واجب کرتی ہے
اس بات کو کہ اللہ تعالی کی حمد و عبادت پر مداومت و استمرار کرین بالجملہ اللہ پاک نے اول تو درمیان
شخصین مذکورین کے عدم استوا پر وجہ مذکور بیان کیا پھر جملۂ معترضہ سے اوسکی تقریر کی بعد اوسکے
اوس سے اضراب و انتقال کر کے فرمایا بل اکثرہم لا یعلمون یعنی بلکہ اکثر لوگ مراد مشرک ہین اوسکو
نہین جانتے ہین باوجود اوسکے کمال ظہور و وضوح کے پھر وطۂ شرک و ضلال مین گرتے ہین
واحدی و بغوی نے کہا کہ مراد اکثر سے کل ہے انتہی فتح البیان و فتح القدیر مین کہا ہے
ظاہر خلاف ہے اوس بات کی جو ان دونون نے کہی اس لیے کہ مومنین باللہ جانتے ہین
توحید مین جو رفعت شان و علو مکان ہے اور جانتے ہین کہ شرک اوسکا مماثل و مساوی نہین ہے
بوجہ من الوجوہ کسی وصف مین اوصاف سے اور جانتے ہین کہ اللہ سبحانہ اس نعمت پر مستحق
حمد کا ہے اور حمد اوسکے ساتھ مختص ہے انتہی کاتب حروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ
واحدی و بغوی کی غرض یہ ہے کہ ضمیر اکثرہم کی مشرکین کی طرف راجع ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اکثر
مشرک امور مذکورہ کو نہین جانتے ہین اور بعض جانتے ہین حالانکہ کل مشرکین نہین جانتے اگر جانتے
تو شرک کیون کرتے پس اس لیے یہان کلمۂ اکثر بمعنی کل ہے جیسا کہ محاورۂ عرب مین آیا کرتا
ہے اور فتحین کے اعتراض کا یہ منشا ہے کہ ضمیر اکثرہم کی عموم ناس کی طرف راجع ہے
اور مراد اکثر سے کل مشرکین ہین تو معنی یہ ہوئے کہ آدمیون مین سے جو مشرک ہین وہ امور مذکورہ
کو نہین جانتے ہین اور جو مومنین باللہ و بالرسل ہین وہ اونکو جانتے ہین واللہ اعلم و علمہ اتم
بالجملہ پھر اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دی کہ لامحالہ موت
اونکو پائے گی اور مشرکین کو پس فرمایا انک میت وانھم میتون کافر لوگ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی وفات کا انتظار کرتے تھے سو اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ موت اون سب کو عام ہوگی

۵۱ اس لیے کہ کل اکثر ہم یا بعض اضراب انتقالی ہے کل کی طرف سے مقام تسلیم ہے

تو انتظار کرنے کی اور شماتت فانی کے ساتھ فانی کے کچھ معنی نہین ہین قتادہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ذات مبارک کی موت کی خبر دی گئی اور اون لوگون کو بھی اون کے مرنے کی اطلاع دی گئی یا وجہ اس خبر دینے کی اعلام کرنا ہے صحابہ کو اس بات کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پائین گے بعض صحابہ کو یہ اعتقاد تھا کہ آپ انتقال نہ فرمائین گے اسکے ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ اسکے عقب ہین جو خصام یوم القیامہ کا ذکر آتا ہے اوس کے واسطے تمہید و توطیہ ہو جاوے یعنی قولہ تعالیٰ ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون معنی یہ ہین کہ اے لوگو تم سب تمہارے مومن و کافر قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے اون مظالم مین جو تمہارے آپسمین ہین کسی نے کہا کہ مراد جھگڑنا محق و مبطل کا ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین ای محمد تو جھگڑے گا اونسے اور اونپر حجت قایم کریگا اس کی کہ تو نے اونکو رسالت پہونچادی اور اونکو ڈرا دیا اور وہ تجھسے جھگڑین گے یا مومن کافر سے اور ظالم مظلوم سے جھگڑے گا **نسائی** وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا البتہ مقرر ہم ٹھیرے ایک مدت ہمارے زمانے سے اور ہم یہ خیال کرتے تھے کہ یہ آیت ہم مین اور اہل کتاب مین جو ہمسے قبل ہین نازل ہوئی ہے یہانتک کہ مین نے دیکھا کہ بعض ہمارے مارتے ہین وجوہ بعض کو تلوار سے تو مین پہچان گیا کہ یہ ہمارے حق مین نازل ہوئی ہے **بخاری** نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ ہو پاس اوسکے کوئی مظلمہ واسطے اپنے بھائی کے آبرو کا یا مال کا تو چاہیے کہ معاف کرا لے اوسکو آج کے دن قبل اسکے کہ نہو کوئی دینار اور نہ کوئی درہم اگر ہے اوسکے واسطے کوئی عمل صالح تو لیا جاوے گا اوس سے بقدر اوسکے مظلمہ کے اور اگر نہین ہین اوسکے واسطے حسنات تو لیے جائین گے اوسکے صاحب کے سیات سے پھر وہ اوس پر لادی جائین گے **مسلم** نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کیا تم جانتے ہو کون ہے مفلس صحابہ نے عرض کیا مفلس ہم مین وہ شخص ہے کہ جسکے واسطے نہ درہم ہے نہ متاع تو آپ نے فرمایا بیشک مفلس وہ ہے کہ آویگا قیامت کے دن نماز و زکوۃ و روزہ لیکر اور آویگا کہ مقرر گالی دی اسکو اور بہتان لگایا اسکو اور مال کھایا اس کا

اور خون بہایا اسکا اور مارا اس کو پھر دیا جاے گا یہ اوس کے حسنات سے اور یہ اوس کے حسنات سے پھر اگر فنا ہو جائین گے اوسکے حسنات قبل اسکے کہ ادا کیا جاے جو اوسپر ہے تو لیا جائیگا اونکی خطایا سے پھر وہ اوسپر ڈالے جائین گے پھر وہ ڈالدیا جاے گا آگ مین سعید بن منصور نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو ہم کہتے تھے کہ رب ہمارا ایک ہی اور دین ہمارا ایک ہے اور نبی ہمارا ایک ہے پھر یہ خصومت کیا ہی پھر جب صفین کا دن ہوا اور حملہ کیا بعض ہمارے نے بعض پر تلوارون سے تو ہمنے کہا ہان وہ یہی ابراہیم سے مروی ہے جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو لوگون نے کہا ہم کیونکر جھگڑین گے حالانکہ ہم تو بھائی ہین پھر جب حضرت عثمان قتل کیے گئے تو کہا کہ یہ ہماری خصومت ہے جمہور نے میت و میتون کو بتشدید پڑہا ہے اور ابن محیصن وغیرہ نے[۱] مائت و مائتون اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے بھی اسکو پڑہا ہے بعض مفسرین نے اس قرارت کو مستحسن کہا ہے اسواسطے کہ موت آپ کی اور اونکی زمانہ مستقبل مین ہے حالانکہ استحسان کی کوئی وجہ نہین ہے اسواسطے کہ جمہور کی قرارت بھی اس معنی کے مفید ہے فراء و کسائی نے کہا کہ میت تبشدید وہ ہے جو مرا نہین اور آیندہ مرے گا اور میت تخفیف وہ ہے جو مر چکا اور روح اوس سے مفارقت کر گئی خلیل نے کہا کہ ابو عمرو نے یہ شعر پڑہا ہے

وتسالنی تفسیر میت ومیت	قل دونک قد فسرت ان کنت تعقل
فمن کان ذا روح فذلک میت	وما المیت الا من الی القبر یحمل

سمین نے کہا درمیان قرار کے کسی طرح کا خلاف نہین ہے اسکی مثل کے تثقیل مین بالجملہ پھر اللہ پاک نے مختصمین مین سے ہر فریق کا حال بیان کیا پس ارشاد فرمایا فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذ جاءہ ط الیس فی جھنم مثوی للکفرین ○ والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون ○ لھم ما یشاءون عند ربھم ط ذالک جزؤا المحسنین ○ لیکفر اللہ عنھم اسوا الذی عملوا ویجزیھم اجرھم باحسن الذی کانوا یعملون ○ پھر اوس سے ظالم کون جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہونچے اوس پاس کیا نہین دوزخ مین ٹھیراؤ منکرون کا اور جو لایا سچی بات اور سچ مانا جسنے اوسکو وہی لوگ ہین ڈر والے اونکو وہ ہے جو چاہین اپنے رب کے پاس یہی بدلا نیکی والون کا

[۱] یعنی ابن ابی عبلہ و عیسی بن عمر و ابن ابی اسحاق و یعقوب و ابو حاتم

الجزء الرابع والعشرون

تا آتارے اللہ اونسے برے کام جو کیے تھے اور بدلے مین دے اونکو نیک بہتر کامون کا جو کرتے تھے ف یعنی اگر نبی نے جھوٹ خدا کا نام لیا تو اوس سے بڑا کون اور اگر وہ سچا تھا اور تمنے جھٹلایا تو تمسے بڑا کون ف جو سچ لایا وہ نبی جسنے سچ مانا وہ مومن انتہی ف مشرکون نے جو اللہ تعالی پر افترا کیا اور اوسکے ساتھ اور معبود ٹھیرائے اور دعوی کیا کہ فرشتے دختران خدا ہین اور اوسکے واسطے اولاد ٹھیرائی تعالی اللہ عن قولہم علوا کبیرا اور باوجود اسکے سچی بات کو جھٹلایا جبکہ اونکے پاس آئے زبان پر رسل علیہم الصلوۃ والسلام کی سو اللہ پاک اونکو مخاطب کر کے یون فرماتا ہے فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذ جاءہ یعنی پھر کون زیادہ تر ظالم ہے اوس سے جسنے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا حق بات کو جبکہ اوسکے پاس آئے مطلب یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہین ہے کیونکہ اس نے جمع کیا درمیان دونون طرفون باطل کے اللہ پر جھوٹ بولا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی باطل کے قائل ہوئے اور حق کو جھٹلایا اسی لیے اللہ عزوجل نے اونکو یہ وعید سنائی الیس فی جھنم مثوی للکافرین یعنی کیا نہین ہے دوزخ مین ٹھیرا ؤ منکرین جاحدین مکذبین کا مطلب یہ ہے کہ جنکے یہ اوصاف ہین اونکو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ مین رہنا ہے نعوذ باللہ منہا پھر اللہ عزوجل نے فرمایا والذی جاء بالصدق یعنی اور جو لایا سچی بات مجاہد وقتادہ وربیع بن انس وابن زید نے کہا کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین سدی نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام ہین اور صدق سے مراد حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ والذی جاء بالصدق وہ شخص ہے جو لا الہ الا اللہ لایا وصدق بہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ربیع بن انس نے والذین جاؤا بالصدق پڑہا ہے یعنی انبیاء وصدقوا بہ یعنی اتباع لیث بن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت کیا ہے والذین جاء بالصدق وصدق بہ کہا کہ اصحاب قرآن مؤمنین قیامت کے دن آئین گے پس کہین گے یہ وہ شے ہے جو تم نے ہمکو دی سو عمل کیا ہمنے اوسمین ساتھ اوس شے کے جسکا تم نے ہمکو امر کیا یہ قول جو مجاہد سے مروی ہے شامل ہے کل مومنین کو کیونکہ مومنین حق کہتے ہین اور اوسپر عمل کرتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھکر مستحق ہین اسکے کہ اس آیت مین داخل ہون اس تفسیر کی بنا پر اس لیے

کہ آپ صدق کو لائے اور رسولون کی تصدیق کی اور ایمان لائے اوس شے پر جو اونپر نازل کیگئی
طرف سے اون کے رب کے اور مؤمنین سب کے سب ایمان لائے اللہ پر اور اوس کے
فرشتون پر اور اوسکی کتابون پر اور اوس کے رسولون پر عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے
کہا والذی جاء بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور صدق بہ مسلمان ہین اولئک ھم
المتقون حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ وہی لوگ ہین جو کہ شرک سے بچے لھم ما یشاءون
عند ربھم یعنی واسطے اونکے وہ شے ہے جسکو چاہین گے نزدیک اپنے رب کے
یعنی جنت مین جب طلب کرینگے تو پائین گے ذالک جزاء المحسنین الآیہ جیساکہ اللہ عزوجل
نے دوسری آیت مین فرمایا ہے اولئک الذین نتقبل عنھم احسن ما عملوا ونتجاوز عن
سیئاتھم فی اصحاب الجنۃ وعد الصدق الذی کانوا یوعدون کذا فی ابن کثیر
ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اوس سے بڑھکر کوئی ظالم نہین ہے جسنے اللہ پر جھوٹ
بولا باین طور کہ مدعی ہوا اس بات کا کہ اللہ کے اولاد ہے یا اوسکا شریک ہے یا اوس کے
جو رو ہے تعالی اللہ عن ذلک اور تکذیب کی حق کی جبکہ اوسکے پاس آیا کلمۃ اذ ظرف ہے کذب
بالصدق کا یعنی قرآن کو جھٹلایا وقت اوس کے آنے کے مطلب یہ ہے کہ اوس کے
سنتے ہی جھٹلانے لگا بدون توقف کے اور بغیر فکر وغور کے کہ سوچ سمجھکر حق و باطل مین تمیز کرتا
جیساکہ اہل انصاف کا طریقہ ہے کہ جس بات کو سنتے ہین اوس مین فکر کرتے ہین نہ یہ کہ
سنتے ہی بغیر غور کے تکذیب کرنے لگے مراد صدق سے وہ شے ہے جسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر تشریف لائے یعنی توحید کی طرف بلانا فرائض شرائع کے ساتھ قایم ہونے
کا امر کرنا محرمات شرع سے منع کرنا بعث ونشر کی خبر دینا اور اوس ثواب کی جو مطیع کے لیے
اللہ تعالے نے تیار رکھا ہے اور اوس عذاب کی جو عاصی کے واسطے
مہیا کیا ہے قرآن شریف ان سب امور کا جامع ہے پس قرآن شریف کا
جھٹلانا ان سب کا جھٹلانا ہے پھر اللہ پاک نے ان افترا کرنے والون صدق و راستی
کے جھٹلانے والون کو باستفہام تقریری یہ تہدید سنائی الیس فی جھنم مثوی للکافرین مثوی
کہتے ہین مقام کو ماخوذ ہے ثوی بالمکان اذا اقام یہ ثوی ثواء و ثویا سے مثل مضی یمضی مضاء و

لہ
وہ لوگ ہین جنسے ہم قبول
کرینگے تم سے اچھے کام جو
کیے ہین اور معاف کرینگے
ہم اونکی بدکرداریان
کہ اونکے بہشتیون مین ہونگے
یہ وعدہ ہے سچا جو وعدہ کیا جاتا تھا ۱۲

مضیا کے ابو عبید نے حکایت کیا ہے کہ اثوی بھی بولتے ہین اصمعی نے اسکا انکار کیا اور کہا ہم اثوی کو نہین پہچانتے ہین بالجملہ یہ اللہ پاک نے فریق مومنین مصدقین کا ذکر فرمایا والذین جاء بالصدق و صدق بہ موصول مبتدا ہے اور اولئک ہم المتقون خبر ہے مراد اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے متبعین ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ الذین جاء بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدق بہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہین اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے مجاہد نے کہا کہ الذی جاء بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور صدق بہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہین بعض قول اول گزر چکے ہین کسی نے کہا کہ یہ عام ہے ہر اوس شخص مین جسنے دعوت کی طرف توحید اللہ کے اور راہ بتائی اوس شے کی جسکو اللہ نے اپنے بندون کے لیے شروع فرمائی ابن جریر نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور فتحین مین بھی اسی قول کو پسند فرمایا ہے قرات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والذین جاؤا بالصدق و صدقوا بہ اسی کی مؤید ہے اور لفظ الذی جیسا کہ قرات جمہور مین واقع ہوا ہے گو مفرد ہے لیکن معنی اوسکے جمع ہین اس لیے کہ مراد اوس سے جنس ہے چنانچہ اولئک ہم المتقون اسی بات کو مفید ہے یعنی جو لوگ موصوف باوصاف مذکورہ مین وہی متصف ہین ساتھ تقوی کے جو کہ عنوان نجات ہے ابو صالح نے صدق تخفیف پڑہا ہے اسے صدق بہ الناس یعنی لوگون کو سچے طور پر پہنچایا جیسا نازل ہوا یا صدق بہ کے یہ معنی ہین کہ آپ بسبب نزول قرآن کے صادق ہوئے آپکا صدق اوسکے سبب سے ظاہر ہوا اس لیے کہ قرآن آپ کا معجزہ ہے اور معجزہ اللہ کی طرف سے نبیون کی تصدیق ہوتا ہی فتح البیان مین بعد نقل کل قولون کے فرمایا ہے کہ سب صحیح ہین علمانے کہا ہے عربیت مین بہتر یہ ہے کہ جاء و صدق دونون فعل ایک فاعل کے ہون اس لیے کہ اگر غیر ہون گے تو یہ تغایر اس بات کو چاہے گا کہ الذی کو مضمر مانین حالانکہ یہ جایز نہین ہے اور اس بات کو کہ فاعل کو مضمر کرین بدون تقدم ذکر کے اور یہ بعید ہے غرض کہ ان صادقین مصدقین کے واسطے آخرت مین جو ثواب ہے اللہ پاک نے اوسکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا لہم ما یشاؤن عند ربہم یعنی اونکے واسطے ہر وہ شے ہے جسکو چاہین گے درجے بلند کیے جائین گے مضرتین دور ہون گی گناہ مٹا دیے جائین گے منافع اونکو ملین گے اور جس شی کو

لہ یعنی بھی و کوئی کا خلاف ہے

وہ چاہین گے فوراً اونکے پاس آجائے گی یہ جو فرمایا اسمین ترغیب عظیم وتشویق بالغ ہے ذلك
مبتدا ہے جزاء المحسنین خبر یعنی یہ جزا جسکا ذکر ہوا جزا ہے اون لوگون کی جنہون نے اپنے
اعمال مین احسان کا برتاؤ کیا صحیح مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ احسان
یہ ہے کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اوسے دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اوسے نہین دیکھتا ہے
تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے بالجملہ متقیون کے واسطے جو ثواب اونکے رب کے پاس ہے
اوسمین سے جو شے غایت ہے اللہ پاک نے اوسکا ذکر کیا پس فرمایا لیکفر اللہ عنہم اسوأ
الذی عملوا یعنی تاکہ اوتارے اللہ اونسے بدتر عمل کو اونکے اعمال سے جو کیے تھے کیونکہ
مضر کا اونسے دفع کرنا یہ بزرگتر ہے اون امور کا جنکی وہ امید رکھتے ہین اس لیے کہ اللہ تعالے
نے اون کے واسطے وہ عمل بخشدیا جو کہ اونکے اعمال سے بدتر تھا تو جو اوس سے کم درجے کا
ہے اوسکو تو بطریق اولی بخشا حرف لام متعلق ہے یشاؤن سے یا محسنین سے گویا یون کہا گیا
کہ اونہون نے احسان واخلاص کیا واسطے تکفیر کے یعنی گناہ مٹانے کے یا متعلق ہے محذوف
سے ای یسر لہم ذلک لیکفر الخ یعنی سہل وآسان کردیا اونکے لیے یہ ثواب تاکہ مٹاوے اللہ
الخ جمہور نے اسوء بصیغہ اسم تفضیل پڑہا ہے اور تفضیل اپنے باب پر ہے یعنی وہی ہین کہ جب
بدتر کو بخشا تو کمتر کو بطریقہ اولی بخشا غرضکہ بڑے چھوٹے سب گناہ بخشدیے کسی نے کہا کہ تفضیل
اپنے باب پر نہین ہے بلکہ اسوء بمعنی سیئی ہے تو اس اعتبار سے اسوء اونکے سارے
معاصی کو اور احسن اونکے سارے حسنات کو عام وشامل ہوگیا ابن کثیر نے ایک روایت مین اسوأ
بروزن اجمال پڑہا ہے یہ جمع ہے سوء کی پھر جب اللہ پاک نے وہ شے ذکر کی جو اسپر دال ہے
کہ مغفرتین اونسے دور کردین تو وہ شے ذکر فرمائی جو دال ہے اسپر کہ بزرگترین منافع اونکو عطا فرمایا
پس ارشاد کیا ویجزیہم اجرہم باحسن الذی کانوا یعملون اضافت احسن کی طرف مابعد کی
اضافت مفضل الی المفضل علیہ کے باب سے نہین ہے بلکہ اضافت شے الی بعضہ کے باب سے ہے
واسطے قصد توضیح کے بدون اعتبار تفضیل کے اور جسطرح اسوء عام ہے اونکے سارے معاصی کو
اسی طرح احسن شامل ہے اون کے جمیع حسنات کو اور اگر یہ تاویل نہو تو نظم قرآنی اسکی مقتضی نہوگی
کہ فقط اونکے قبیح سیئات کو مٹاوے گا اور فقط افضل حسنات پر اونکو جزا دیگا مقاتل نے کہا کہ

جزا دے گا اونکو ساتھ محاسن کے اونکے اعمال سے اور بدلا نہ دے گا اونکو ساتھ ساوی کے
الیس اللہ بکاف عبدہ ط ویخوفونک بالذین من دونہ ط ومن یضلل اللہ فما لہ
من ھاد ۝ ومن یھد اللہ فما لہ من مضل ط الیس اللہ بعزیز ذی انتقام ۝ و
لئن سالتھم من خلق السمٰوٰت والارض لیقولن اللہ ط قل افرءیتم ما تدعون
من دون اللہ ان ارادنی اللہ بضر ھل ھن کشفت ضرہ او ارادنی برحمۃ ھل
ھن ممسکت رحمتہ ط قل حسبی اللہ ط علیہ یتوکل المتوکلون ۝ قل یٰقوم اعملوا
علٰی مکانتکم انی عامل ج فسوف تعلمون ۝ من یاتیہ عذاب یخزیہ ویحل
علیہ عذاب مقیم ۝ انا انزلنا علیک الکتٰب للناس بالحق ط فمن اھتدٰی
فلنفسہ ج ومن ضل فانما یضل علیھا ج وما انت علیھم بوکیل ۝ کیا اللہ بس
نہین اپنے بندے کو اور تجھکو ڈراتے ہین اونسے جو اوسکے سوا ہین اور جسکو راہ بھلاوے
اللہ تو کوئی نہین اوس کو راہ دینے والا اور جسکو راہ دکھاوے اللہ
اوسکو کوئی نہین بھلانے والا کیا نہین ہے اللہ زبردست بدلا لینے والا اور جو تو اونسے پوچھے
کسنے بنائے آسمان اور زمین تو کہین اللہ نے تو کچھ بھلا دیکھو تو جنکو پوجتے ہو اللہ کے سوا
اگر چاہے اللہ مجھپر کچھ تکلیف وہ ہین کہ کھولدین تکلیف اوسکی ٹالی یا وہ چاہے مجھپر مہر وہ ہین
کہ روکدین اوسکی مہر تو کہہ مجھکو بس ہے اللہ اوسی پر بھروسا رکھتے ہین بھروسا رکھنے والے
تو کہہ اے قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہہ مین بھی کام کرتا ہون اب آگے جان لوگے کس پر آتی ہے
آفت کہ اوسکو رسوا کرے اور اوترتی ہے اوس پر مار سدا کی ہمیشہ اوتاری ہے تجھپر کتاب
لوگون کے واسطے سچے دین کے ساتھہ پھر جو کوئی راہ پر آیا سو اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا
سو یہی کہ بہکا اپنے برے کو اور تجھ پر اونکا ذمہ نہین ف تجھکو ڈراتے ہین یعنی توبتون کو نہین مانتا
تو وہ تجھپر غضب ہونگے کچھ تیرا برا کر دینگے سو جسکی مدد پر اللہ ہو اوسکا برا کون کر سکے ف
وہ دنیا مین یا آخرت مین انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے کیا اللہ کافی
نہین ہے اپنے بندے کو بعض نے عبادہ پڑہا ہے یعنی اللہ کفایت کرتا ہے اوس شخص
کو جسنے اوسکو پوجا اور اوسپر توکل کیا فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ

ع ۱۰

لہ محاسن بمعنی اعمال اور ساوی بمعنی اعمال ۱۲ منہ

علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے فلاح پائی اوس شخص نے جو ہدایت کیا گیا طرف اسلام کے
اور ہوئی گزران اوسکی کفاف[۵] اور اوسپر قناعت کی رواہ ابن ابی حاتم ورواہ الترمذی والنسائی
من حدیث حیوۃ بن شریح عن ابی ھانی الخولانی بہ وقال الترمذی صحیح قولہ تعالیٰ
ویخوفونک بالذین من دونہ یعنی مشرکین جہالت وگمراہی کے طور پر ڈراتے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور دھمکاتے ہین اپنے بتون سے جنکو وہ پکارتے ہین اللہ کے
سوا اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا ومن یضلل اللہ الی قولہ بعزیز ذی انتقام یعنی اللہ پاک
بڑا غالب اور منیع الجناب ہے جسنے اوسکی بارگاہ عالیجاہ پر تکیہ کیا اور اوسکے باب عالی کی طرف
پناہ پکڑی اوسپر کوئی ظلم نہین کرسکتا ہے کیونکہ وہ تو ایسا عزیز ہے کہ اوس سے بڑھکر کوئی عزیز نہین
ہے اور نہ کوئی اوس سے زیادہ تر سخت انتقام لینے والا ہے اون لوگون سے جنہون نے
اللہ کے ساتھ کفر و شرک کیا اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عناد و دشمنی کی قولہ تعالیٰ
ولئن سالتھم الآیہ سے مراد وہ مشرکین ہین جو یہ اقرار کرتے تھے کہ ساری اشیا کا خالق اللہ
ہی ہے اور باوجود اس اقرار کے اوسکے غیر کو اوسکے ساتھ پوجتے تھے اونمین سے
جو اونکا نہ برا کرین نہ بھلا اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا قل افرایتم الآیہ یعنی وہ ضرر و نفع مین سے
کچھ بھی طاقت نہین رکھتے ہین ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مرفوعاً روایت کیا ہے تو نگاہ رکھ اللہ کو تو وہ تجھکو نگاہ رکھیگا تو نگاہ رکھ اللہ کو تو اوسے پائیگا
اپنے روبرو پہچان کر اللہ کی طرف رخا مین یعنی راحت و آرام مین تو وہ تجھے پہچانے گا شدت مین
جب تو سوال کرے تو سوال کر اللہ سے اور جبوقت تو مدد مانگے تو مدد مانگ اللہ سے
اور جان رکھ کہ امت اگر جمع ہو جائین اسپر کہ تجھے ضرر پہونچائین ساتھ اوس شے کے جسکو
اللہ تعالیٰ نے تجھپر نہین لکھا ہے تو وہ تجھکو ضرر نہ پہونچائین گے اور اگر وہ جمع ہو جائین اسپر
کہ نفع پہونچائین تجھکو ساتھ کسی شے کے جسکو اللہ نے تیرے واسطے نہین لکھا ہے تو وہ
نفع نہ پہونچائین گے تجھکو صحیفے سوکھ گئے اور قلم اوٹھا لیے گیے اور عمل کر واسطے اللہ کے
ساتھ شک کے یقین مین اور جان رکھ اس بات کو کہ صبر کرنے مین اوس شے پر جسکو تو مکروہ رکھتا ہے
خیر کثیر ہے اور بیشک نصر ساتھ صبر کے ہے اور بیشک کشایش ساتھ کرب کے ہے اور بیشک

[۵] یعنی بقدر حاجت ۱۲

ساتھہ تنگی کے آسانی ہے قولہ تعالیٰ قل حسبی اللہ الآیہ یعنی تو کہدے بس ہے مجھکو اللہ اور اوسی پر مین نے توکل کیا اور اوسی پر چاہیے توکل کرین توکل کرنے والے جیسا کہ حضرت ہود علیہ السلام نے کہا جبکہ اونکی قوم نے کہا ان نقول الا اعتراك بعض الهتنا بسوء قال انی اشهد الله واشهدوا انی بریء مما تشرکون من دونه فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون انی توکلت علی الله ربی وربکم ما من دابة الا هو آخذ بناصیتها ان ربی علی صراط مستقیم ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے جو شخص یہ دوست رکھے کہ ہووے قوی تر لوگون کا تو چاہیے کہ توکل کرے اللہ تعالے پر اور جو کوئی یہ دوست رکھے کہ ہووے غنی تر لوگون کا تو چاہیے کہ ہووے ساتھہ اوس شے کے جو کہ اللہ عزوجل کے ہاتھہ مین ہے زیادہ تر بہروسا کرنے والا اوس سے ساتھہ اوس شے کے جو اوسکے ہاتھون مین ہے اور جو کوئی یہ دوست رکھے کہ ہووے اکرم لوگون کا تو چاہیے کہ اللہ عزوجل کا تقوی رکھے قولہ تعالیٰ قل یا قوم اعملوا علی مکانتکم الآیہ یعنی اے قوم تم عمل کرو اپنے طریقے پر یہ تہدید و وعید ہے مین عمل کرنے والا ہون اپنے طریقے و راہ پر فسوف تعلمون الآیہ یعنی تم عنقریب جان لوگے اسکا انجام و وبال کہ کسکو آوے گا عذاب جو اوسے ذلیل و خوار کرے گا دنیا مین اور نازل ہوگا اوسپر عذاب دایم و مستمر کہ جس سے اوسکو کوئی مفر نہوگا یہ عذاب روز قیامت مین ہے اعاذنا اللہ منہ ف قولہ تعالیٰ انا انزلنا علیک الکتاب الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ ہمنے اوتارا تجھپر قرآن واسطے ساری خلق کے انس و جن سے ساتھہ حق کے تاکہ تو اوس سے اونکو ڈرائے پھر جو راہ پر آیا سو اپنے بھلے کو یعنی اسکا نفع اوسی کے نفس کی طرف راجع ہوگا اور جو بہکا سو یہی کہ بہکا اپنے برے کو یعنی اسکا وبال اوسی کی جان پر پڑے گا اور نہین ہے تو اوپر وکیل یعنی تو اسپر نہین مقرر کیا گیا ہے کہ وہ راہ پا جائین تجھپر تو یہی پہونچا دینا ہے اور ہمپر حساب ہے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے جمہور نے عبدہ بافراد پڑہا ہے اور حمزہ و کسائی نے عبادہ بجمع اول کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین یا جنس عباد اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدخول اولی اوسمین داخل ہین اور دوسرے کی بنیاد پر مراد انبیا علیہم السلام ہین یا مومنین یا دونون

ع ۵

ہم بڑی کمی کرتے ہین کہ تجھکو پیغمبر کیا ہے کی اور سے تاکہ تو ہمکو بڑی طرح بولائین گواہ کر تا ہون اللہ کو اور تم گواہ ہو کہ مین بیزار ہون اونسے جنکو تم شریک کرتے ہو اوسکے سوا ہمہ ہی کہ ہمہ ہی قوی تین سب ملکیت ہمکو ہی قدرت تمہین نہین ہم اوسکی اللہ ہی ہے ہم اوپر کہ ہمارا کوئی اختیار نہین چلتا ہم اوسکے ہاتھہ مین ہے ہم اوپر کہ ہمارا اوسکے سوا کوئی حمایتی نہین ہے ہم اوپر کہ ہمارا اوسکے سوا کوئی مددگار نہ

ابو عبید نے اول کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ بعد کو ویخوفونک مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے اللہ کافٍ یا یکفی عبدہ نہ فرمایا حالانکہ منظور کفایت الٰہی کی خبر دینا ہے بلکہ اس مضمون کو استفہام انکاری کے پیرایہ مین ادا کیا سو مقصود اس سے اللہ پاک کی کفایت بڑے مبالغے سے ثابت کرنا ہے گویا وہ کفایت ایسی کھلی ہوئی ہے کہ کسی سے اوسکا انکار مین نہین آتا ہے کسی نے کہا کہ عبد وعباد سے مراد بالعموم مسلم و کافر ہین جبائی نے کہا کہ اللہ کافی ہے اپنے بندون مومن اور بندہ کافر کو مومن کو تو ساتھ ثواب کے اور کافر کو ساتھ عقاب کے کسینے بکافی عبادہ باضافت پڑہا ہے اور کسی نے یکافی بصیغہ مضارع قولہ تعالیٰ ویخوفونک جائز ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر حال اس لیے کہ معنی یہ ہین کیا کافی نہین ہے تجھکو اللہ اس حال مین کہ وہ تجھے ڈراتے ہین اپنے معبودون سے جنکو وہ پوجتے ہین اونہون نے کہا تھا البتہ تو باز رہے ہمارے معبودون کے برا کہنے سے یا البتہ تجھے اونسے پہونچے گا فساد عقل یا جنون گویا معنی یہ ہین کہ وہ تجھے کافی ہے ہر حال مین یہانتک کہ اس حال مین ہی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مستانفہ ہو قولہ تعالیٰ ومن یضلل اللہ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس شخص پر اوس کی گمراہی کے ساتھ قضا ثابت ہو چکی یہانتک کہ وہ زائل ہو گیا اللہ تعالیٰ کی کفایت سے واسطے اپنے بندۂ مکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اوسکو ڈرایا ایسی شے سے جو نہ نفع پہونچائے نہ ضرر تو اوسکے واسطے نہین ہے کوئی ہادی کہ اوسے ہدایت کی راہ بتائے اور گمراہی سے اوسکو چھڑائے اور جسکو اللہ ہدایت کرے تو نہین ہے اوسکے لیے کوئی گمراہ کرنے والا کہ ہدایت سے اوسکو نکالے اور ضلالت مین اوسے ڈالے الیس اللہ بعزیز ذی انتقام یعنی کیا نہین ہے اللہ غالب و قاہر ہر شے پر بدلا لینے والا جو کہ بدلا لیتا ہے اپنے نافرمانون سے ساتھ اوس عذاب کے جسکو اونپر ڈالتا ہے اور اوس تازیانۂ عقاب کے ساتھ جسکو اون پر نازل کرتا ہے اسم جلیل کو جو بجاے ضمیر کہا سو منظور اس سے مضمون کلام کی تحقیق ہے اور پیدا کرنا مہابت و خوف کا ہے قولہ تعالیٰ ولئن سألتہم الآیہ اللہ پاک نے ذکر فرمایا کہ جب مشرکون سے کوئی پوچھے کہ خالق کون ہے تو اقرار کرینگے اور کہین گے کہ وہ اللہ سبحانہ ہے اس لیے کہ اوسکے تفرد بالخالقیت پر واضح و ظاہر برہان ہے باوجود اسکے کہ بتون کو پوجتے ہین

اور اللہ کے سوا اور معبود ٹھیرانے مین اسمین بڑی سے بڑی دلیل ہے اسپر کہ وہ ایک سخت غفلت
اور عظیم جہالت مین تھے اس لیے کہ جب وہ یہ جان چکے کہ اونکا خالق اور جنکو اللہ کے سوا پوجتے
ہین اونکا خالق اللہ پاک ہی ہے تو خالق کل کے غیر کو پوجنا اور اسنے خالق کے ساتھ عبادت
مین مخلوق کو شریک کرنا اس بات کو اونکی عقلون نے کیونکر مستحسن جانا حالانکہ اونکی یون ذکر کیا
جاتا ہے کہ اونکی عقلین اچھی ہین اور اونکا ادراک و فطنت کامل و تام ہے لیکن جبکہ اونھون نے
اپنے پرکھون کی تقلید کی اور اونکے ساتھ حسن ظن کیا تو مقتضائے عقل کو چھوڑ دیا اور جو بات
محض جہل تھی اوسپر عمل کیا پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
حکم دیا کہ بعد اس اعتراف و اقرار کے اونکو توبیخ و تہدید کرین پس ارشاد فرمایا قل افرایتم ما
تدعون الآیہ ضر سے مراد شدت و بلا ہے رحمت سے مراد نعمت و رخا ہے جمہور
نے کاشفات و ممسکات کو دونون جگہہ باضافت پڑہا ہے اور ابو عمرو نے بہ تنوین ابو عبید
و ابو حاتم نے ابو عمرو کی قرارت کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ کاشفات اسم فاعل استقبال
کے معنی مین ہے اور جو ایسا ہوتا ہے تو اوسکی تنوین اجود ہوتی ہے حضرت حسن و عاصم نے
بھی اسی طرح پڑہا ہے معنی یہ ہین تو کہہ تم مجھے خبر دو اپنے ان معبودون کی کہ آیا وہ قدرت رکھتے
ہین اوس ضرر کے دور کرنے کی جسکا اللہ نے میرے ساتھ ارادہ کیا یا اوس رحمت کے
روکنے کی جسکا اوسنے میرے ساتھ ارادہ کیا باین طور کہ وہ خیر مجھ تک نہ پہونچی مقاتل نے
کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونسے سوال کیا تو وہ ساکت ہوئے
کسیسے کہا یہ بولے کہ وہ دفع نہین کرتے ہین کسی شے کو اللہ کی قدر سے لیکن شفاعت کرتے
ہین پس یہ آیت نازل ہوئی قل حسبی اللہ الآیہ یعنی تو کہہ کہ کافی ہے مجھکو اللہ اپنے سارے
کامون مین جلب نفع و دفع ضر مین اوسی پر اعتماد کرتے ہین اعتماد کرنے والے نہ اوسکے
غیر پر پھر اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اونکو تہدید کرین اور یہ
وعید سنائین قل یا قوم اعملوا علی مکانتکم الآیہ یعنی تو کہہ اے قوم تم عمل کرو اپنی حالت پر
جسپر تم ہو اور جیسے ہوئے ہو انی عامل ای علی حالتی التی انا علیہا چونکہ ماقبل
سے یہ لفظ معلوم ہوتا ہے اس لیے یہان سے حذف کر دیا ہے یعنی مین عمل کرتا ہون اپنی حالت پر جسپر مین ہون

اور جما ہوا ہون مکانت بمعنی مکان ہے پس عین سے استعارہ کیا گیا ہے واسطے معنی کے
جسطرح کہ کلمہ ہنا وحیث کا استعارہ کیا جاتا ہے واسطے زمان کے حالانکہ دونون واسطے
مکان کے ہین فسوف تعلمون الآیہ یعنی عنقریب تم جان لوگے کس پر آتا ہی عذاب جو اوس کو
ذلیل وخوار کرے گا دنیا مین پھر اوسوقت ظاہر ہوجاے گا کہ وہ باطل پر ہے اور اوسکا خصم
حق پر مراد اس سے دنیا کا عذاب ہے اور وہ قتل وقید وقہر وذلت جو اوپر نازل ہوئی پھر عذاب
آخرت کا ذکر فرمایا ویحل علیہ عذاب مقیم یعنی اور نازل ہوگا اوسپر عذاب دایم ومستمر دار آخرت
مین یہ وہی عذاب نار ہے عذاب کی طرف جو مقیم کی نسبت کی سو یہ یا تو مجاز ہے ظرف مین
یا اسناد مین اصل اسکی یہ ہے مقیم فیہ صاحبہ یعنی ایسا عذاب کہ ہمیشہ رہے گا اوسمین صاحب اوسکا
بالجملہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشرکین کا اصرار کرنا کفر پر گران گزرتا تھا تو اللہ پاک نے
آپکو خبر دی کہ اونکو صرف بیان کی تکلیف دی گئی ہے نہ اسکی کہ جو گمراہ ہوا ہے اوسکو ہدایت کردین
پس ارشاد فرمایا انا انزلنا علیک الآیہ یعنی ہمنے نازل کی تجھپر کتاب واسطے لوگون کے اور
واسطے بیان اوس شے کے جسکے ساتھہ مکلف کیے گیے ہین اس لیے کہ وہ مناط ہے
اونکے مصالح کا اونکی معاش ومعاد مین سو وہ واسطے سارے لوگون کے ہے کافۃ اسواسطے کہ
تیری رسالت بھی ایسی ہی ہے بالحق حال ہے فاعل سے ای محقین یا مفعول سے ای متلبسا
بالحق وما انت علیہم بوکیل یعنی تو اونکی ہدایت کے ساتھہ مکلف ومخاطب نہین ہے بلکہ تجھپر تو
صرف یہی پہونچا دینا ہے اور تو اوسکو کرچکا یہ آیتین آیت سیف سے منسوخ ہین بعد اس کے
اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اونسے قتال کرین یہانتک کہ وہ
لا الہ الا اللہ کہین اور احکام اسلام کے عامل ہون پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت بالغہ وصنعت
عجیبہ کے انواع سے ایک نوع ذکر کی پس فرمایا اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم
تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی
ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون ○ ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل
اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون ○ قل للہ الشفاعۃ جمیعا لہ ملک السموات
والارض ثم الیہ ترجعون ○ واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یؤمنون

بالاخرۃ ج واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون ○ اللہ کھینچ لیتا ہے
جانین جب وقت ہو اونکے مرنے کا اور جو نہین مرین اونکی نیند مین پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر
مرنا ٹھیرایا ہے اور بھیجتا ہے دوسرون کو ایک ٹھیرے وعدے تک البتہ اسمین پتے
ہین اون لوگون کو جو دھیان کرین کیا اونھون نے پکڑے ہین اللہ کے سوا کوئی سفارش والے
تو کہہ اگر چہ اونکو اختیار نہو کسی چیز کا اور نہ بوجھہ تو بھی تو کھہ اللہ کے اختیار ہے سفارش ساری اوسیکا
راج ہے آسمان و زمین مین پھر اوسی کیطرف پھیرے جاؤگے اور جب نام لیجئے اللہ کا نزارک
جاوین دل اونکے جو یقین نہین رکھتے پچھلے گھر کا اور جب نام لیجئے اوسکے سوا اورون کا
تبھی وہ لگین وہ خوشیان کرنے ف یعنی نیند مین ہر روز جان کھینچتا ہے پھر بھیجتا ہے
یہی نشان ہے آخرت کا معلوم ہوا کہ نیند مین بھی جان کھینچتی ہے جیسے موت مین اگر نیند مین کھینچکر
رہگئی وہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جسکو ہوش کہتے ہین اور ایک جان جس سے
دم چلتا ہے اونپھنین اوچلتی ہین اور کھانا ہضم ہوتا ہے وہ دوسری ہے وہ موت سے
پہلے نہین کھینچتی ف یعنی اللہ کے روبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے نہ تمہارے
کہے سے جب موت آوے کسی کے کہے سے عزرائیل نہین چھوڑتا ہے انتہی ف حافظ
ابن کثیر کہتے ہین کہ اللہ تعالی اپنی ذات پاک کی خبر دیتا ہے کہ وہ متصرف ہے وجود مین ساتھہ اوس
شے کے جو چاہتا ہے اور وہی جانون کو بڑی وفات دیتا ہے اون نگہبان فرشتون کے
واسطے سے جنکو بھیجتا ہے وہ اونکو بدنون سے قبض کر لیتے ہین اور وفات صغری وقت سونے
کے ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے وھو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما
جرحتم باللنھار ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی ثم الیہ مرجعکم ثم ینبئکم بما کنتم
تعملون وھو القاھر فوق عبادہ ویرسل علیکم حفظۃ حتی اذا جاء احدکم الموت
توفتہ رسلنا وھم لا یفرطون اللہ پاک نے اس آیت مین دونون وفات کا ذکر فرمایا صغری
کا پھر کبری کا اور یہان کی آیت مین کبری کا ذکر کیا ہے پھر صغری کا اور اسی لیے یون فرمایا ہے
اللہ یتوفی الانفس الآیہ اسمین دلالت ہے اس پر کہ روحین ملاء اعلی مین جمع ہوتی ہین چنانچہ اس
باب مین حدیث مرفوع وارد ہوئی ہے جسکو ابن مندہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور صحیح

لہ اور وہی ہے کہ لگا دیتا ہے تمہارا جی رات کو اور جانتا ہے جو کچھ کمائے ہو دن کو پھر جگا دیتا ہے تمکو دن کو تاکہ پورا کیا جائے وعدہ جو ٹھہرایا ہے اوسکی طرف پھر تمکو اوسی کی طرف پھرنا ہوگا پھر جتا دیگا تمکو جو کرتے ہو اور وہی کا حکم غالب ہے اپنے بندون پر اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان یہانتک کہ جب پہنچے کسی کو موت اوسکو پہنچا لیوین ہمارے بھیجے ہوئے لوگ اور وہ قصور نہین کرتے ۱۲

بخاری و مسلم مین حدیث عبید اللہ بن عمر عن سعید بن ابی سعید عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت ٹھکانا پکڑے ایک تمہارا طرف اپنے
بستر کے تو چاہیے کہ جھاڑے اوسکو اپنے داخلہ ازار سے پس بیشک وہ نہین جانتا ہے
اوس شے کو جو خلیفہ ہوئی ہے اوسکے اوسپر پھر چاہیے کہ کہے باسمك ربی وضعت
جنبی وبك ارفعه ان امسكت نفسی وانا رحمها ان ارسلتها فاحفظها بما
تحفظ به عبادك الصالحين یعنی ساتھ نام تیرے کے رب میرے رکھی مین نے
اپنی کروٹ اور تیرے ساتھ اوسکو اوٹھاؤن گا اگر تو روک رکھے میری جان تو تو اوسکو رحم کرنا
اور اگر تو چھوڑے اوسکو تو نگاہ رکھنا ساتھ اوس شے کے جسکے ساتھ تو نگاہ رکھتا ہے
اپنے نیک بندون کو بعض سلف نے کہا ہے کہ قبض کرتا ہے مردون کی روحون کو
جبیکہ وہ مرتے ہین اور زندون کی روحون کو جبیکہ وہ سوتے ہین پس زندون مردون کی روحین
ایک دوسری کو پہچانتی ہین اوتنا پہچاننا جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے پھر روک رکھتا ہے اون روحون
کو جنپر موت جاری کی ہو کہ مرچکین اور بھیجتا ہے دوسری روحون کو ایک مدت مقرر تک سدی
نے کہا اپنی بقیۂ اجل تک حضرت ابن عباس نے کہا روک رکھتا ہے مردون کی جانون کو
اور بھیجتا ہے زندون کی روحون کو اور غلطی نہین کرتا ہے ان فی ذلك لآيات لقوم يتفكرون
قولہ تعالیٰ ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء الآیہ اللہ پاک مشرکون کی ذم فرماتا ہے اس بات مین
کہ اونہون نے سفارشی ٹھیرائے ہین اللہ کے سوا یہ سفارشی بت ہین جنکو اونہون نے اپنی
طرف سے ٹھیرالیا ہے بدون کسی دلیل و برہان کے جو اونکو اس طرف راہ بتائی حالانکہ
وہ کسی کام کے مالک نہین ہین بلکہ اونکو تو عقل نہین ہے جس سے سمجھین اور نہ کان جس سے
سنین اور نہ آنکھ جس سے دیکھین بلکہ وہ تو جماد ہین اونکا حال تو حیوان سے بھی کہین بدتر ہے
پھر فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان لوگون سے کہدے جنہون نے زعم کیا ہے
کہ جنکو اونہون نے پکڑا ہے وہ اونکے لیے سفارشی ہین نزدیک اللہ کے اور خبر دی اونکو کہ
سفارش اللہ کے پاس نفع نیگی مگر واسطے اوسکے جسکو وہ پسند کرے اور اوسکے واسطے
اذن دے اوسی کے واسطے ہے ملک آسمان و زمین کا یعنی اس سب مین وہی متصرف ہے

۱۲ منہ

اس بارے الاقارہ وصایشہ
من دخل یعنی تقدیر کے اندر
کپڑے سے جھاڑے اسکی وجہ
قرین حدیث مخرجہ مین
لکھی ہے

اور پھر اوسی کی طرف پھیرے جاؤ گے یعنی قیامت کے دن پھر وہ درمیان تمہارے فیصلہ کریگا
اپنے عدل سے اور ہر ایک کو اوسکے عمل کی جزا دیگا پھر اللہ پاک نے دوسرے طور پر شرکون کو
کی مذمت فرمائی واذا ذکر اللہ وحدہ یعنی جسوقت کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ اشمأزت
قلوب الذین لا یومنون بالاخرۃ مجاہد نے کہا انقبضت یعنی تو منقبض ہوجاتے ہین دل
اونکے جو نہین مانتے ہین آخرت کو سدی نے کہا نفرت یعنی نفرت کرتے ہین قتادہ نے
کہا کفرت واستکبرت امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے استکبرت یعنی اونکے
دل کفر و استکبار کرتے ہین کما قال تعالی انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون
یعنی جب اونسے کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ تو تکبر کرتے ہین متابعت سے اور اوسکے واسطے
مطیع و منقاد ہونے سے پس اون کے دل قبول نہین کرتے ہین خیر کو اور جو کوئی خیر کو قبول
نہین کرتا ہے تو قبول کرتا ہے شر کو اسی لیے اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے واذا ذکر الذین
من دونہ یعنی اور جسوقت ذکر کیا جاتا ہے اونکا جو اوسکے سوا ہین مراد اصنام واندادہین قال
مجاہد اذا ہم یستبشرون تبھی وہ خوش ہوتے ہین ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالی
قبض کرتا ہے روحون کو وقت حاضر ہونے اونکی اجلون کے اور نکالتا ہے اونکو بدنون
سے اور وفات دیتا ہے اون نفسون کو جنکی اجل حاضر نہین ہوئی ہے اپنی نیند مین اسمین التفات
کیا ہے پس کسی نے یون کہا کہ قبض کرتا ہے اونکو تصرف سے مع باقی رہنے روح کے
جسم مین فراء نے کہا معنی یہ ہین اور قبض کرتا ہے اون نفوس کو جو نہین مرے وقت
پورے ہونے اونکی اجل کے کہا اور کبھی اونکی توفی اونکی نیند ہوتی ہے پس اس بنا پر تقدیر یہ
ہوگی والتی لم تمت وفاتھا نومھا یعنی جو نفوس نہین مرے اونکی وفات اونکی نیند ہے زجاج
نے کہا ہر انسان کے دو نفس ہین ایک تو نفس تمیز کا ہے یہ وہ ہے جو اوس سے
مفارقت کرتا ہے جبکہ سوتا ہے تو وہ بے عقل ہوجاتا ہے دوسرا نفس حیات ہے یہ
جب زائل ہوتا ہے تو اوسکے ساتھ نفس زائل ہوجاتا ہے اور سونے والا سانس لیتا ہے
قشیری نے کہا کہ اس قول مین بعد ہے اس لیے کہ آیت سے مفہوم یہ بات ہے
کہ نفس مقبوضہ دونون حال مین ایک شے ہے اسی لیے یون فرمایا ہے فیمسک التی

لہ وہ سزا کہ اونسے تکبر کیا تھا کی کہ بعض کی بعض سے نہین ہوسکتی کہ بعض کو کرے

قضے علیہا الموت پس اوسکو نہین پہیرتا ہی طرف بدن کے ویرسل الاخری اور بہیجتا ہے
نفس تایم کو طرف اوسکے بدن کے وقت بیدار ہونے کے الی اجل مسمے یعنی اوسوقت
تک جو اوسکی موت کے واسطے مقرر کیا گیا ہے یہ غایت ہے جنس ارسال کا قول زجاج
کے مثل ابن انباری نے بہی کہا ہے سعید بن جبیر نے کہا ان اللہ یقبض ارواح
الاموات اذا ماتوا وارواح الاحیاء اذا ناموا فتتعارف ما شاء اللہ ان تتعارف فیمسک التی قضی علیہا
الموت ویرسل الاخری فیعیدہا یہ قول بعینہ وہی ہے جو بعنوان بعض سلف اول گزر چکا
ہے اولی یہ ہے کہ یون کہین کہ وفات دینا نفوس کا نیند کی حالت مین باین طور ہے کہ احساس
کو زائل کر دیتی ہین اور احساس پر آفت حاصل ہو جاتی ہے محل حس مین پہر روک رکہتا ہے
اون نفوس کو جنپر موت جاری کی اور نہین پہیرتا ہے اونکو طرف اون جسمون کے جنمین وہ بنے
اور چہوڑ دیتا ہے دوسرے نفوس کو بامیطور کہ اون کے احساس کو اونپر اعادہ کر دیتا ہے
کسی نے کہا معنی یتوفی الانفس حین موتہا کی بنا بر حذف مضاف ہین ای عند موت اجسادہا
حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ایک نفس ہے اور ایک روح ہے درمیان
اونکے مثل شعاع شمس کے ہے پس وفات دیتا ہے اللہ نفس کو اوسکی نیند مین اور چہوڑ رکہتا
ہے روح کو اوسکے جوف مین وہ تقلب کرتی رہتی ہے اور زندہ رہتا ہے پہر اگر اوس کو
یہ ظاہر ہوا کہ اوسے قبض کرے تو روح کو قبض کر لیتا ہے تو وہ مر جاتا ہے اور اگر اوسکی اجل
کو تاخیر دیتا ہے تو نفس کو اوسکے مکان کی طرف پہیر دیتا ہے جو اوسکے جوف سے ہے
اخرجہ ابن المنذر وابن ابی حاتم دوسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ زندون کی
روحین اور مُردون کی روحین خواب مین ملتی ہین پہر وہ آپسمین ایک دوسری سے پوچہہ پاچہہ کرتی
ہین جو اللہ چاہتا ہے پہر روک رکہتا ہے اللہ مُردون کی روحون کو اور چہوڑ دیتا ہے زندون
کی روحون کو طرف اونکے جسمون کے ایک مدت مقرر تک غلطی نہین کرتا ہے ساتہہ کسی شے
کے اونمین سے اخرجہ عبد بن حمید وغیرہ تیسرا لفظ اونکا یہ ہے ہر نفس کیواسطے
ایک سبب ہے جسمین وہ جاری ہوتا ہے پہر جب موت اوسپر جاری کی تو وہ سو گیا یہانتک کہ وہ
سبب منقطع ہو جاتا ہے اور وہ نفس جو اپنی نیند مین نہ مرا تو وہ چہوڑ دیا جاتا ہے اخرجہ عبد

بن حمید عقلا نے نفس و روح مین اختلاف کیا ہے کہ آیا وہ ایک شے ہین یا دو شے گفتگو
اس باب مین بغایت طویل ہے اس باب کی کتب مولفین معروف و مشہور ہے اظہر یہ ہے
کہ دونون ایک ہی شے ہین آثار صحیحہ اسی پر دال ہین جمہور نے قضے کو بصیغہ معروف پڑہا ہے
ای قضی اللہ علیہا الموت حمزہ وغیرہ نے بصیغہ مجہول ابو عبید و ابو حاتم نے قرارت اولی کو اختیار
کیا ہے اس لیے کہ اللہ یتوفی الانفس سے موافق ہے ان فی ذلک یعنی یہ توفی و امساک
و ارسال نفوس جسکا ذکر ہوا بیشک آیتین لایات البتہ عجیب و بدیع نشانیان ہین جو اللہ پاک
کی قدرت باہرہ پر دلالت کرتی ہین لیکن ان نشانیون کا ایسا ہونا اسکو ہر ایک نہین سمجھتا ہے
بلکہ لقوم یتفکرون یعنی ایسے عجیب و غریب نشانیان اون لوگون کے واسطے ہین جو آیتین غور
و فکر کرتے ہین سوچتے سمجھتے ہین اور اس سے استدلال کرتے ہین اللہ سبحانہ کی توحید
و کمال قدرت پر پس بیشک اس توفی و امساک و ارسال مین ایک موعظت عظیم ہے واسطے
متعظین کے اور ایک تذکرہ بلیغہ ہے واسطے متذکرین کے **مناسبت** اس آیت
کے ماقبل سے یہ ہے کہ جب اللہ پاک نے اول یہ بات بیان کی کہ راہ پانا اور گمراہ ہونا اسکا
نفع و ضرر اوسی کے واسطے ہے جو کہ راہ پائے اور گمراہ ہوئے تو یہ بات ذکر کی کہ ہدایت
و ضلال حاصل نہین ہوتے ہین مگر طرف سے اللہ تعالی کے پس فرمایا اللہ یتوفی الانفس حین موتہا
الآیہ ہدایت کو مثل ٹہیرائی حیات و بیداری کی اور ضلال کو مثل قرار دی موت و نیندکی سو جسطرح
کہ حیات و بیداری و موت و نوم نہین حاصل ہوتی ہین مگر اللہ تعالی کی تخلیق و ایجاد سے اسی طرح
ہدایت و ضلال ہی حاصل نہین ہوتی ہین مگر طرف سے اللہ پاک کے یا یون کہو کہ ایک اور حجت ذکر فرمائی
اس بات کے ثابت کرنے مین کہ وہ معبود ہے عالم کا تاکہ دلالت کرے اس بات پر کہ وہ عبادت
کا زیادہ تر حق دار ہے ان بتون سے جو کہ محض جماد ہین قولہ تعالی ام اتخذوا من دون اللہ
شفعاء کلمہ ام منقطعہ مقدر بل و ہمزہ سے یعنی بلکہ کیا ٹہیرائے ہین کفار قریش نے اللہ کے
سوا اور معبود سفارشی کہ وہ اونکے واسطے سفارش کرین گے نزدیک اللہ کے اللہ پاک نے
اپنے رسول صلی اللہ علیہ و اللہ و آلہ وسلم کو حکم دیا کہ تم ادنے یون کہو او لو کانوا لا یملکون شیئا
و لا یعقلون ہمزہ واسطے انکار و توبیخ کے ہے اور حرف واو واسطے عطف کے محذوف تقدیر

یعنی کیا ان وثنون کے پاس کچھ اختیار ہے اور وہ عقل رکھتے ہین

ای الشفعون ولو کانوا الخ اور جواب لو کا محذوف ہے وان کانوا بہذہ الصفۃ تتخذونہم شفعا یعنی کیا وہ سفارش کرین گے اور اگر وہ ہون اس صفت کے کہ مالک نہون کسی شے کے اور نہ سمجھتے ہون کسی شے کو اشیا سے کیونکہ وہ تو جماد ہین اونکو کسی طرح کی عقل نہین ہے تو بھی تم اونکو شفیع ٹھیراؤ گے مطلب یہ ہے کہ وہ کسی شے کے مالک نہین ہین اشیا سے شفاعت بدخول اولی اسمین داخل ہوگی بتون کے واسطے واونون کی جمع ذکر فرمائی حالانکہ وہ مختص ہے سانہ عقلا کے اس لیے کہ کفار اونکے حق مین یہ اعتقاد رکھتے تہے کہ وہ عقل رکھتے ہین ماقبل سے اسکا لگاؤ یہ ہے کہ اس سے قبل یون فرمایا ہے ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون یعنی توفی وامساک وارسال جو مذکور ہوا اسمین نشانیان ہین واسطے سوچنے والون کے سو کفار سے تم اسکی طمع چھوڑ دو کہ وہ اونمین فکر کرین گے تو اللہ کی کمال قدرت وحکمت پر استدلال کر کے اوسکے امر وحکم کی منقاد ومطیع ہون گے اور اونکی فرط جہالت کی طرف نظر کرو کہ کہانتک پہونچی ہے اونہون نے تو مارے جہل ونادانی کے ایسون کو اللہ کے نزدیک سفارشی ٹھیرایا ہے جو کہ کسی شی کے مالک نہین ہین اور نہ عقل رکھتے ہین بلکہ وہ تو محض جماد ہین پس جب ان کی حماقت اس درجے کی ہے تو ان سے کیا خاک اسکی امید ہوگی کہ یہ آیات الٰہی مین فکر کرین گے اور اگر اللہ یتوفی الانفس الآیہ کو یون قرار دین کہ یہ واسطے استدلال کے ہے اسبات پر کہ عاقل پر یہ واجب ہے کہ ایسے معبود کو پوجے جو کہ اس قدرت وحکمت کے ساتھہ موصوف ہو اور بتون کو نہ پوجے جو کہ جمادات محض اور بے شعور بحت ہین قدرت وحکمت کا کیا ذکر ہے تو ام اتخذوا الآیہ کا لگاؤ ماقبل سے یون ہوگا کہ یہ جواب ٹھیرے گا کفار کے اعتراض کا جسکو اونہون نے سابق دلیل پر باین طور وارد کیا تہا کہ ہم بتون کو باین اعتقاد نہین پوجتے ہین کہ وہ معبود ضار ونافع ہین ہم تو اون کو صرف اس لیے پوجتے ہین کہ وہ اون شخصون کی مورثین ہین جو کہ اللہ کے نزدیک مقربون مین سے تہے سو ہم اونکو اس غرض سے پوجتے ہین کہ وہ اکابر اللہ تعالے کے پاس ہمارے سفارشی ہوجائین پس اللہ پاک نے اسکا یہ جواب دیا ام اتخذوا الایہ بیان جواب کا یہ ہے کہ یہ کفار یا تو ان بتون کے پوجنے سے اونکی شفاعت مین طمع کرتے ہین یا اون شخصون سے امیدوار شفاعت ہین جنکی یہ بت مورثین ہین اول تو بالبداہۃ باطل ہے کیونکہ صدور شفاعت کا

جماد سے متصور نہین ہے کون جماد جو کسی شے کا مالک نہین ہے نہ عقل رکھتا ہے اور دوسرے
شق بھی باطل ہے اس لیے کہ روز قیامت ایک ایسا دن ہے کہ اوسمین کوئی بھی کسی شے کا مالک
نہین ہے تو شفاعت پر کوئی قادر نہوگا مگر اللہ کے اذن سے پس حقیقت مین شفیع اللہ ہی ہوگا
جو کہ اوس شفاعت مین اذن دیگا تو اوسکے غیر کی عبادت مین مشغول ہونے سے اوسی کی عبادت
مین اشتغال کرنا اولی ہے چنانچہ یہی مراد ہے اس آیت سے قل للہ الشفاعۃ جمیعا یعنی تو
کہدے کہ اللہ ہی کے واسطے ہے شفاعت ساری پس کسی کے واسطے اوسمین سے کچھ بھی
نہین ہے مگر یہ کہ اوسکے اذن سے ہو واسطے اوس کے جسکو وہ پسند کرے کما قال تعالی من ذا الذی
یشفع عندہ الا باذنہ وقال تعالی ولا یشفعون الا لمن ارتضی نصب جمیعا کا بنابر
حال ہے شفاعت کی تاکید جو اوس کلمے کے ساتھ کی جسکے ساتھ دو اور دو سے زیادہ
کی تاکید کی جاتی ہے سو اس لیے کہ شفاعت مصدر ہے واحد و تثنیہ و جمع پر بولا جاتا ہے
پھر اللہ پاک نے ماقبل کی تقریر و تاکید فرمائی اور اپنی وسعت ملک کا وصف کیا پس ارشاد
فرمایا لہ ملک السموات والارض یعنی اوسی کا ہے ملک آسمانون اور زمین کا مطلب یہ
کہ اونکا اور جو اونمین ہے اوسکا وہی مالک ہے جسطرح چاہتا ہے اس سب مین تصرف کرتا ہے
اور جو کچھ ارادہ کرتا ہے وہ کر ڈالتا ہے پس وہ سارے ملک کا مالک ہے کسی کو یہ قدرت
نہین ہے کہ بدون اوسکے اذن و رضا کے بول سکے ثم الیہ ترجعون یعنی پھر بعد بعث کے
اوسی کی طرف پھیرے جاوگے نہ طرف اوسکی غیر کے پس اوسوقت بھی اوسی کا ملک ہوگا پھر
اللہ پاک نے اون کے اعمال قبیحہ مین سے ایک اور نوع ذکر فرمائی واذا ذکر اللہ
وحدہ الآیہ یعنی جسوقت تو ذکر کرے اکیلے اللہ کا باین طور کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ تو ظاہر
ہوتے ہین آثار نفرت اون کے دلون مین اور چہرون مین اور جب بتون کا ذکر کیا جاتا ہے
تو فرح و بشاشت کے آثار ظاہر ہوتے ہین اونکے دلون مین اور چہرون مین یہ بات دال ہے
اونکی کمال جہالت و حماقت پر اس لیے کہ اللہ تعالی کا ذکر اور اوسکی توحید ہر خیر کا اور کنجی ہے
ہر سعادت کی اور ذکر بتون کا جو کہ خسیس و ردی جمادات ہین سر ہے ساری جہالتون حماقتون کا
پس اللہ وحدہ کے ذکر سے اونکی نفرت اور ان بتون کے ذکر سے اونکی خوشی قوی ترین دلائل ہیں

۵۱ کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اوسکے پاس مگر اوسکی اذن سے ۱۲
۵۲ اور وہ سفارش جس سے وہ راضی ہو ۱۲

جہل غلیظ وحمق شدید پر وحدہ کا نصب بنا بر حال ہے نزدیک یونس کے اور بنا بر مصدر نزدیک خلیل وسیبویہ کے اشمأز از لغت مین بمعنی نفور ہے ابو عبیدہ نے کہا اشمازت نفرت مبرد نے کہا انقبضت اول کے قائل قتادہ اور ثانی کے مجاہد ہین بمعنی متقارب ہین مؤرج نے کہا انکرت ابو زید نے کہا اشماز الرجل ذعر من الفزع مناسب مقام تفسیر اشمازت کے ساتھ انقبضت کے ہے اشمأز از اصل مین از ور ار ہے مشرکون سے جب کہا جاتا لا الہ الا اللہ تو منقبض ہو جاتے تھے جیسا کہ اللہ پاک نے اونسے نقل فرمایا ہے واذا ذکرت ربک فی القرآن وحدہ ولوا علی ادبارہم نفورا حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے اشمازت قست ونفرت یعنی سخت ہوتے ہین اور نفرت کرتے ہین دل ان چار آدمیون کے جو کہ ایمان نہین لاتے ہین آخرت پر ابو جہل بن ہشام و ولید بن عقبہ وصفوان وابی بن خلف اور جب ذکر کیے جاتے ہین وہ لوگ جو اوسکے سوا ہین لات وعزی وغیرہما من الاصنام اذا ہم یستبشرون یعنی تبھی وہ خوش ہو جاتے ہین یہ بسبب دو امر کے ہے ایک تو اونکا فرط افتتان بتون سے دوسرا بھول جانا اونکا حق اللہ کو اللہ پاک نے ان دونون مین خوب ہی مبالغہ کیا کہ غایت کو پہونچ دیا اسواسطے کہ استبشار یہ ہے کہ آدمی کا دل سرور سے بھر جاے یہانتک کہ اوسکے چہرے کا چمڑہ اوسکے لیے منبسط ہو جاے اور اشمأز از یہ ہے کہ غضب وغم سے بھر جاے یہانتک کہ اوسکے چہرے کا چمڑہ منقبض ہو جاے کلمہ اذا جو کہ اذا ذکر اللہ مین ہے عامل اوسمین فعل مابعد ہے یعنی اشمازت اور اذا ذکر الذین کے اذا مین وہ فعل عامل ہے جو کہ اذا فجائیہ مین عامل ہے تقدیر یہ ہے فاجئوا الاستبشار وقت ذکر الذین من دونہ یا الجملہ جبکہ کفار کے متمردون نے قبول نہ کیا دعا الی الخیر کو جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر اونکے پاس آئے اور کفر پر جمے رہے تو اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امر کیا کہ اپنے کام کو اللہ پاک کے حوالے کرین اور اوس سے دعا کے ساتھ التجا کرین پس ارشاد فرمایا قل اللھم فاطر السموٰت والارض عٰلم الغیب والشہادۃ انت تحکم بین عبادک فی ما کانوا فیہ یختلفون ○ ولو ان للذین ظلموا ما فی الارض جمیعا ومثلہ معہ لافتدوا بہ من سوء العذاب یوم القیٰمۃ ط وبدا لھم

لہ گلشن از جرجانی ۱۲ منہ صلعم لہ اور جب ہنومان کا ذکر کیا جاتا ہے تو قرآن مین اسکے سبب کا اکیلا کہا جانا ابی بن خلف کی بیہودہ بیہودگی ۱۲

من الله مالم یکونوا یحتسبون ○ وبدا لهم سیات ما کسبوا وحاق بهم ما کانوا
به یستهزءون ○ تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمان و زمین کے جاننے والے
چھپے اور کھلے کے تو ہی فیصلہ کرے اپنے بندون مین جس چیز مین وہ جھگڑ رہے تھے اور اگر
گنہگارون کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین مین ہے سارا اور اتنا ہی اور اوسکے ساتھ دے ڈالین
اپنی چھڑوائی مین بُری طرح کی مار سے دن قیامت کے اور نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سے جو خیال
نہ رکھتے تھے اور نظر آئے اونکو بُرے کام اپنی جو کمائے تھے اور الٹ پڑا اون پر جس چیز پر ٹھٹھا
کرتے تھے انتہی ف اللہ پاک نے اول مشرکون کی یہ نسبت کی کہ وہ شرک کو دوست
رکھتے ہین اور توحید سے نفرت کرتے ہین بعد اسکے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو امر فرمایا کہ تو دعا کر اللہ وحدہ سے جسنے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور غیر مثال سابق پر اون کو
بنایا عالم الغیب والشہادت یعنی تو جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا انت تحکم بین عبادک
فیما کانوا فیہ یختلفون یعنی تو ہی عنقریب فیصلہ کرے گا درمیان اپنے بندون کے جسدن کہ اونکا
معاد و نشور ہوگا اور اپنی قبرون سے اوٹھ کھڑے ہون گے اوس بات مین جسمین وہ جھگڑتے
تھے دنیا مین مسلم نے اپنے صحیح مین ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کیا ہے
کہا مین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس شے
کے ساتھ شروع فرماتے تھے اپنی نماز کو جبکہ قیام کرتے رات کو تو کہا جسوقت آپ قیام کرتے
رات کو تو اپنی نماز کو یون شروع فرماتے تھے اللھم رب جبریل ومیکائیل واسرافیل
فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا
فیہ یختلفون اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تھدی من تشاء
الی صراط مستقیم امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہے اللھم فاطر السموات
والارض عالم الغیب والشہادۃ انی اعھد الیک فی ھذہ الدنیا انی اشھد
ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک فانک
ان تکلنی الی نفسی تقربنی من الشر وتباعدنی من الخیر وانی لا اثق الا برحمتک

ف اے اللہ پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے جاننے والے چھپے اور کھلے کے ۱۲

فاجعل لی عندك عهدا توفینیه یوم القیامة انك لاتخلف المیعاد مگر اللہ عزوجل اپنے فرشتون سے فرمائیگا قیامت کے دن کہ بیشک میرے بندے نے مقرر مجھسے ایک عہد کیا ہے سو تم پورا کرو اوس سے وہ عہد یہ اللہ اوسکو جنت مین داخل کردے گا انفرد بہ الامام احمد نیز امام احمد نے ابوعبدالرحمن سے روایت کیا ہے کہا نکالا واسطے ہمارے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک کاغذ اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو سکھاتے تھے کہ ہم یون کہین اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ انت رب کل شیء والہ کل شیء اشھد ان لا الہ الا انت وحدك لاشریك لك واشھد ان محمدا عبدك ورسولك والملائکۃ یشھدون اعوذبك من الشیطان وشرکہ واعوذبك ان اقترف علی نفسی اثما او اجرہ الی مسلم ابوعبدالرحمن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سکھاتے تھے عبداللہ بن عمرو کو اور یہ کہ کہین اسکو جبکہ ارادہ کرین سونے کا تفرد بہ احمد ایضاً نیز امام احمد نے ابوراشد حبرانی سے روایت کیا ہے کہا مین آیا پاس عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پھر مین نے اون سے کہا آپ ہمسے بیان کرین اوس شے کو جو آپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تو اونھون نے میرے آگے ایک صحیفہ نکالا یہ کہا یہ وہ شے ہے جو میرے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھی پس مین نے اوسمین نظر کی تو ناگاہ اوسمین یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے سکھائین وہ شے جسکو مین کہون جبکہ صبح کرون اور شام کرون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونسے فرمایا ای ابوبکر تو کہہ اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ لا الہ الا انت رب کل شیء وملیکہ اعوذبك من شر نفسی وشر الشیطان وشرکہ او اقترف علی نفسی سوءا او اجرہ الی مسلم ورواہ الترمذی عن الحسن بن عرفۃ عن اسمعیل بن عیاش بہ وقال حسن غریب من ھذا الوجہ نیز امام احمد نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے امر کیا کہ مین کہون جبکہ صبح کرون اور شام کرون اور جبکہ اپنے بستر پر آؤن رات کو اللھم فاطر السموات والارض الخ قولہ تعالی ولو ان للذین ظلموا الخ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہو واسطے مشرکون کے وہ ساری شے جو زمین مین ہے اور اوتنے ہی

۵۱ سہیل راوی نے کہا خبر دی مجھکو القاسم بن عبدالرحمن ان عونا اخبرہ ان عبداللہ بن مسعود کان یقول ما فیکم احد الا وھی تقبل او تدبر ثلاث ما منھن سہیل کہتے ہین کہ مین نے ذکر کیا اسکا عمر بن عبدالرحمن سے تو ذکر کیا کہ عمر نے اس طرح کی روایت بیان کی ہے تو ہم کو ہوا شک ہم کو کہ کون مین قول ابن مسعود کی ہے یہ مین نہین سمجھتا کہ کونسی ہے وہ تین مین اس دن کو پیچھے کی طرف پھرنا یہ بہت مشہور ہے کہ کوئی چوپایہ تک بادجودیکہ وہ تین مین ایام مطیع ہین ۱۲ منہ

۵۲ اے پیدا کرنے والے آسمان و زمین کے جاننے والے چھپے اور کھلے کے ۱۲ منہ

۵۳ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمان و زمین کے جاننے والے چھپے اور کھلے کے ۱۲ منہ

اوسکے ساتھ اور تو البتہ فدیہ مین دے اوسکو بُرے عذاب سے جسکو اللہ تعالی نے اوسکے واسطے واجب کیا ہے قیامت کے دن اور باوجود اسکے قبول نہ کیا جائے گا اونسے فدیہ اگرچہ دو ہوزمین بھر سونا جیسا کہ دوسری آیت مین ہے وبدا لھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون یعنی ظاہر ہوا اون کے واسطے اللہ کیطرف سے وہ عذاب وہ نکال جو نہ اون کے دل مین تھا نہ اونکی حساب مین وبدا لھم سیئات ما کسبوا اور ظاہر ہوئی واسطے اونکے جزا اون محارم وماثم کی جو اونہون نے دار دنیا مین کمائی تھی وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون یعنی احاطہ کرلیا اونکا اوس عذاب وہ نکال نے جسکے ساتھ دنیا مین ٹھٹھا کیا کرتے تھے کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان کا بیان یہ ہے **اللھم** کی اصل یا اللہ ہے حرف یا حذف کیا گیا اور اوسکے عوض مین حرف میم لایا گیا بسبب اوسکے قرب کے حروف علت سے اور مشدد کیا گیا تاکہ مثل معوض عنہ کے دو حرف پر ہوجاے اسی لیے حرف یا اور اللھم دونون جمع نہین کیے جاتے ہین پس کلام فصیح مین یا اللھم نہین بولتے مین رہا یہ قول ؎

انی اذا ما حدث الما		اقول یا اللھم یا اللھما	

جو مسموع ہوا ہے سو ضرورت شعری سے ہے کما قالہ الکرخی **فاطر** کے معنی مین مُبدع یعنی پیدا کرنیوالا بغیر مثال سابق کے **غیب وشہادۃ** دو شے ہے جو غائب ہے اور دوشے جو مشاہدہ کی ہوئی ہے فاطر وعالم کا نصب بنا بر ندا ہے یعنی یا فاطر ویا عالم قولہ تعالی انت تحکم بین عبادک الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ تو جزا دے گا نیک کو اوسکی نیکی کی اور بد کو اوسکی بدی کی پس اس سے ظاہر ہوجائیگا وہ شخص جو کہ حق پر ہے اور وہ جو باطل پر ہے اور اوسکے نزدیک خلاف مختلفین کا اور تمام خصومتین کا رفع ہوجائے گا حاصل اس یہ ہے کہ جس بدایت وگمراہی مین بندے اختلاف کررہے ہین تو ہر ایک کو اوسکے عمل کا بدلا دیکر فیصلہ کردے گا کسی نے کہا یہ محاکمہ ہے طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے مشرکون کی طرف اللہ تعالی کے ابن مسیب نے کہا مین نہین پہچانتا ہون کوئی ایسی آیت کہ وہ پڑہی جاے پھر اوسکے نزدیک دعا کی جاے مگر وہ مقبول ہو سوا اس آیت کے ربیع بن خثیم قلیل الکلام تھے یعنی بہت ہی کم بات کرتے تھے اونکو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دی گئی لوگون نے کہا کہ اب وہ کلام کرینگے

پس اونہون نے اس سے زیادہ نہ کہا کہ آہ وقد فعلوا اور یہ آیت پڑہی اللھم فاطر السمٰوات الآیہ یہی مروی ہے کہ اونہون نے بعد اسکے یہ کہا کہ قتل کیا گیا وہ شخص جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی گود مین بٹہاتے تھے اور اوسکا موہنہ اپنے موہنہ پر رکہتے تھے **بالجملہ** جب اللہ پاک نے کفار کی طرف سے یہ بات نقل فرمائی کہ اللہ کے ذکر کے وقت تو منقبض ہوتے ہین اور وقت ذکر بتون کے خوش ہوتے ہین تو لیعد اسکے وہ شے ذکر کی جو دال ہے اونکی شدت عذاب اور عظمت عقوبت پر پس فرمایا ولوان للذین ظلموا الآیہ اس آیت کی تفسیر سورہ آل عمران مین گزر چکی ہے قولہ تعالیٰ وبدا لھم من اللہ الآیہ یعنی اللہ تعالیٰ کی اقسام عقوبات وسخط وشدت عذاب سے اون کے واسطے وہ شے ظاہر ہوئی جو اونکے حساب مین نہ تہی اور نہ وہ اپنے جی مین اوسکی بات کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ ایسے ایسے سخت عذاب مین مبتلا ہوئے جس کا خطرہ تک اون کے دل مین نہین گزرا تہا نعوذ باللہ الرحیم الرحمن من عذابہ وعقابہ آمین اون کے واسطے ایسی وعید عظیم وتہدید بالغ ہے جسکی کوئی غایت نہین ہے **مجاہد** نے کہا اونہون نے عمل کیے جنکو وہم کیا کہ وہ نیکیان ہین پس ناگاہ وہ سیئات تھے اسی طرح سدی نے بہی کہا ہے **سفیان** ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ویل لاہل الریا ویل لاہل الریا ویل لاہل الریا زیدہ آیتہم وفضحتہم یعنی خرابی ہے واسطے اہل ریا کے یہ اونکی آیت ہے اور اونکا قصہ ہے **حکایت** عکرمہ بن عمار کہتے ہین کہ محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی موت کے وقت سخت گہبرائے تو اون سے کہا گیا یہ کیا گہبراہٹ ہے کہا مین کتاب اللہ کی ایک آیت سے ڈرتا ہون وبدا لھم من اللہ الآیہ پس مین اس سے ڈرتا ہون کہ ظاہر ہو واسطے میرے وہ شے جسکا مین خیال نہین کرتا تہا قولہ تعالیٰ وبدا لھم سیئات ما کسبوا یعنی ظاہر ہوئے واسطے اون کے بادتمال اونکے شرک اور اللہ کے دوستون پر ظلم کرنا **کلمہ ما** احتمال ہے کہ مصدریہ ہو اسے سیئات کسبہم یعنی برائیان اونکے کسب کی یہ بہی احتمال ہے کہ موصولہ ہو اسے سیئات الذی کسبوہ یعنی برائیان اوس شے کی جسکو کمایا جبکہ اون کے نامہ اعمال پیش کیے جائین گے اور وہ اونپہ مخفی تھے یا اوس کا عقاب وحاق بھم الآیہ یعنی گہیر لیا اونکو اور نازل ہوئی اونپر وہ شے جس سے ٹٹہا کیا کرتے تھے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انذار ہے جسکے ساتہہ آپ اونکو ڈرایا کرتے تھے

مطلب یہ ہے کہ جس عذاب کا آپ اونکو خوف دلایا کرتے تھے وہ اونپر نازل ہوگیا فاذا مس
الانسان ضر دعانا ثم اذا خولناہ نعمۃ منا قال انما اوتیتہ علی علم بل ھی فتنۃ
ولکن اکثرھم لا یعلمون ○ قد قالھا الذین من قبلھم فما اغنی عنھم ما کانوا یکسبون ○
فاصابھم سیات ما کسبوا والذین ظلموا من ھؤلاء سیصیبھم سیات ما کسبوا
وما ھم بمعجزین ○ اولم یعلموا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ان فی
ذلک لایت لقوم یؤمنون ○ ع جب لگے آدمی کو کچھ تکلیف ہو پکارے پھر جب ہم
بخشیں اوسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہے یہ تو مجھکو ہے کہ آگے سے معلوم تھی کوئی
نہیں یہ جانچ ہے پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے کہہ چکے ہیں یہ بات اونسے اگلے پھر کچھ کام
نہ آیا اونکے جو کماتے تھے پھر پڑیں اونپر برائیاں جو کمائیں تھیں اور جو گنہگار ہیں اونمیں سے اونپر
بھی آپڑینگی ہیں برائیاں جو کمائی ہیں اور وہ نہیں تھکانے والے اور کیا نہیں جان چکے کہ
اللہ پھیلاتا ہے روزی جسکو چاہے اور ماپ کر دیتا ہے البتہ اسمیں ہیں نشانیاں اون لوگوں
کو جو مانتے ہیں ف آگے سے معلوم تھی یعنی قیاس یہی چاہتا تھا کہ یوں ہو اللہ کی قدرت
کا قائل نہو یہ جانچ ہے عقل اوسکی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے وہی عقل رہتی ہے
اور آفت آپہونچتی ہے ف یعنی عقل دوڑانے میں تدبیر کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا پر ایک
کو روزی کشادہ ہے ایک کو تنگ جان لو کہ عقل کا کام نہیں انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
کہتے ہیں کہ اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے انسان کے کہ تکلیف کی حالت میں اللہ عزوجل
سے تضرع و زاری کرتا ہے اوسکی طرف رجوع ہوتا ہے اوسکو پکارتا ہے اور جسوقت اللہ تعالے
نے اپنی طرف سے کوئی نعمت اوسے بخشی تو باغی طاغی سرکش ہوتا ہے اور کہتا ہے انما اوتیتہ
علی علم یعنی وہ تو مجھے صرف اس لیے ملی ہے کہ اللہ تعالی میرا استحقاق اوسکے واسطے
جانتا ہے اگر میں اللہ تعالی کے نزدیک خصوص یعنی برگزیدہ و پسندیدہ نہوتا تو وہ یہ نعمت
مجھے نہ بخشتا قتادہ نے کہا علی علم علی خیر عندی اللہ عزوجل نے فرمایا بل ھی فتنۃ یعنی بات
ایسی نہیں ہے جیسی اوسنے خیال کی بلکہ ہم نے تو اس نعمت کا انعام اوسپر صرف اس لیے
کیا ہے کہ اوسکو جانچیں اوس شے میں جسکا ہمنے اوس پر انعام کیا ہے دیکھیں اطاعت کرتا ہے

یا نافرمانی باوجود ہمارے علم کے جو اول ہمکو اسکا ہو چکا ہے سو یہ نعمت تو ایک جانچنا ہے لیکن
اکثر اونکی اسبات کو نہین جانتے ہین اسی لیے کہتے ہین جو کچھہ کہتے ہین اور دعوی کرتے
ہین جو کچھہ کرتے ہین ان سے پہلے اگلی امتون مین سے بہت لوگ یہی بات کہہ چکے ہین
اور یہی زعم و دعوی کر چکے ہین فما اغنی عنهم ما کانوا یکسبون الآیہ یعنی پر ٹھیک نہوئی اونکی
بات اور نہ نفع دیا اونکو اونکے جمع کرنے نے اور اوس شے نے جسکو کماتے تھے پس
پہونچین اونکو برائیان اوس شے کی جو کمائی تھی قولہ تعالیٰ والذین ظلموا من هؤلاء الآیہ یعنی
اور وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا ان مخاطب لوگون مین سے عنقریب انکو پہونچین گی برائیان اوس
شے کی جو انہون نے کمائی ہے جسطرح کہ اونکو پہونچین اور نہین ہین وہ تھکانے والے جسطرح
کہ اللہ پاک نے قارون کی طرف سے خبر دی ہے کہ اوسکی قوم نے اوس سے کہا لا تفرح
ان اللہ لا یحب الفرحین وابتغ فیما اتاک اللہ الدار الآخرۃ ولا تنس نصیبک
من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ
لا یحب المفسدین قال انما اوتیته علی علم عندی اولم یعلم ان اللہ قد اهلك
من قبله من القرون من هو اشد منه قوۃ واکثر جمعا ولا یسئل عن ذنوبهم
المجرمون وقال تعالیٰ وقالوا نحن اکثر اموالا واولادا وما نحن بمعذبین قولہ تعالیٰ
اولم یعلموا ان اللہ یبسط الرزق الآیہ یعنی کیا نہ جانے یہ بات کہ اللہ فراخی کرتا ہے
روزی کی ایک قوم پر اور تنگی کرتا ہے اوسکی دوسرون پر بیشک اسمین البتہ عبرتین اور حجتین
ہین واسطے اون لوگون کے جو مانتے ہین ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے
الانسان سے مراد اس جگہہ جنس انسان سے ہے باعتبار اوسکے بعض افراد یا غالب
افراد کے کسی نے کہا مراد اس سے فقط کفار ہین لیکن قول اول اولی ہے انسان کی جنس
پر حمل کرنے سے اوسکا خصوص سبب مانع نہین ہے اسواسطے کہ اعتبار عموم لفظ کا
ہوتا ہے بلحاظ وفاے حق نظم قرآنی ودفاے بہ لول نظم فرقانی معنی یہ ہین کہ غالب نوع انسان
کی شان یہ ہے کہ جسوقت اوسکو کوئی تکلیف آلگتی ہے مرض ہو یا فقر یا کچھہ اور تو اوسکے
رفع و دفع مین اللہ پاک کو پکارتا ہے اوسکی طرف تضرع کرتا ہے پھر جب اوسنے کوئی نعمت

لہ اولم یعلموا ان اللہ کو نہین جانتے
اوسنے نوازے اور پوچھتے کو
اللہ نے جیاس سے پیدا کر
دیتا ہے اور بہلا ئی کو جسے
اور نہ چاہے تو الی ملک
والے کو بیاتے نہین جو الی
ہے ایک ہم سے سو یہ
پاس ہے کیا نہ جانا کہ اللہ
کیا چکا ہے اوس سے
پہلے کو تی قومین جو اوس سے
زیادہ کہتے تھے زور اور زیادہ
مال کا جمع اور پوچی کی تین گھڑی
سے اوسکی گناہ ۱۲ ۵۲ اور کیا نہ
گیا کہ زیادہ ہے مال اور اولاد
اور ہم آفت بھیجتے ہین ۱۲

اوسکو عطا کی ایسی نعمت جو اوسکے پاس سے ہوتی ہے تو کہتا ہے انما اوتیتہ علی علم یعنی منی بوجوہ
المکاسب یعنی یہ نعمت مجھے صرف اس لیے ملی ہے کہ مین کمائیون کے طریقے خوب جانتا ہون
یا علی خیر عندی یعنی بسبب کسی خیر وخوبی کے جو میرے پاس ہے یا علی علم من اللہ فضلنی یعنی بسبب
کہ اللہ میری فضیلت کو جانتا ہے جیسے حضرت حسن نے فرمایا علی علم علمنی اللہ یا یعنی بسبب علم کے
جسکو اللہ نے مجھے سکھایا ہے کسی نے کہا یعنی ہین مقرر ہین نے جان لیا کہ جب مین
یہ دیا گیا دنیا مین تو بیشک میرے لیے اللہ تعالی کے نزدیک کوئی مرتبہ ہے کسی نے کہا
کہ اگر یہ نعمت دیرینہ مندی سے ہے مال مین تو یون کہتا ہے کہ یہ میری کی کوشش سے حاصل ہوا ہے
اور اگر صحت وعافیت ہے نفس مین تو کہتا ہے کہ یہ بسبب فلان علاج کے حاصل ہوئی ہے
ان باتون مین تناقض قبیح ہے اس لیے کہ جب وقت عاجز ومحتاج تھا تو سب امور کی نسبت
اللہ پاک کی طرف کی تھی اور سلامت وصحت کے حال مین اونکو اللہ تعالی کی طرف سے قطع
کرکے اپنے کسب نفس کی جانب منسوب کیا پس اللہ پاک نے اوسکے قول کو رد
کیا فرمایا بل ھی فتنۃ یعنی وہ شے جو مینے تجھے عطا کی اس سبب سے نہین ہے
جو تو نے بیان کیا بلکہ وہ تو تیرے واسطے آزمایش اور جانچ ہے تیرے حال کی کہ تو شکر کرتا ہے
یا ناشکری سے پیش آتا ہے ولیکن اکثر لوگ اسکو نہین جانتے ہین کہ یہ اونکے واسطے اللہ
کی طرف سے استدراج ہے اور امتحان ہے شکر کا یا ناشکری کا جو اونکے پاس ہوا ہے فتنۃ
مین جو ضمیر نکر آئی باوجود اسکے کہ نعمت کی طرف راجع ہے سو اس لیے کہ نعمت یعنی انعام
کسی نے کہا کہ ضمیر راجع ہے طرف ما کے جو انما مین ہے اور وہ موصولہ ہے والاول اولی قرار
نے کہا کہ ھی ضمیر مؤنث لائی گئی بسبب تانیث فتنہ کے اگر بل ہو فرماتا تو بھی جائز ہوتا نحاس
نے کہا کہ ھی کی ضمیر راجع ہے طرف عطیہ کے ای عطیۃ فتنۃ قد قالھا الذین من قبلھم
یعنی یہ کلمہ جو اونمون نے کہا مراد انما اوتیتہ علی علم ہے اسی کو اون لوگون نے کہا ہے جو
ان سے پہلے تھے جیسے قارون وغیرہ اس لیے کہ قارون نے یون کہا تھا انما اوتیتہ علی
علم عندی قولہ تعالی فما اغنی عنھم ما کانوا یکسبون اول کا کلمہ ما نافیہ ہے اور دوسرا
موصولہ یعنی نہین کفایت کی اونسے اوس متاع دنیا نے جو اونمون نے کمائی کچھ مطلب یہ ہے

کہ اوسمین سے کچھہ بھی اونکے کام نہ آیا یا کلمۂ ما استفہامیہ ہے یعنی کیا کفایت کی اون سے اوس شے نے جو کماتے تھے مطلب یہ ہے کہ وہ کچھہ کام نہ آئی فاصابھم سیئات ما کسبوا ای جزاء سیئات کسبھم یعنی پہونچی اون کو جزا اونکے کسب کی برائیون کی یا یہ معنی ہین کہ پہونچین اون کو برائیان کہ وہ جزا ہین اون کے کسب کی جزا کا نام سئیات رکھا اس لیے کہ وہ واقع ہے مقابلے مین اون کے سیئات کی پس یہ از قبیل مشاکلت کے باب سے ہوگی کما قال تعالے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا اسمین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ اون کے سارے اعمال ایسے ہی ہین پھر اللہ پاک نے وعید سنائی اون کافرون کو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصر مین تھے پس ارشاد فرمایا والذین ظلموا من ھؤلاء الآیہ حرف سین واسطے تاکید کے ہے یعنی جن لوگون نے ظلم کیا ہے ان کفار موجودین سے ضرور اونکو پہونچیگی برائیان اوس شے کی جو اونہون نے کمائی دنیا مین اونکو قحط و قتل و قید و قہر پہونچی دما ھم بمعجزین یعنی نہین ہین وہ فوت ہونے والے اللہ پر بلکہ اونکا مرجع اسی کی طرف ہے وہ جو عقوبت پہنچیگا اون کو کربگا اولم یعلموا مین ضمیر راجع ہے طرف اون لوگون کے جو قائل ہین انما اوتیتہ علی علم کے اور ہمزہ استفہام کا ہے اور واو واسطے عطف کے ہے محذوف پر ای اقالوا ولم یعلموا اولم یغفلوا ولم یعلموا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر یعنی کیا یہ کلمہ کہا یا کیا غافل ہوگئے اور نہ جانا اس بات کو کہ اللہ فراخی کرتا ہے رزق کی جسکے واسطے فراخی کرنا چاہتا ہے بطور آزمایش کے اور تنگی کرتا ہے جسپر تنگی کرنا چاہتا ہے بطور امتحان کے اگرچہ اول کے واسطے کوئی حیلہ و تدبیر و قوت نہو اور دوسرا قوی اور ہوشیار بڑا مدبر ہو کسینے کہا یقدر کے یہ معنی ہین کہ اوسکی روزی بقدر قوت کے کرتا ہے مقاتل نے کہا کہ اللہ نے اونکو وعظ کیا تاکہ عبرت لین اوسکی توحید مین یہ جب ہوا کہ سات برس کے بعد اوپر پانی برسا پس فرمایا اولم یعلموا ان اللہ الآیہ پس کوئی قابض و باسط نہین ہے مگر اللہ تعالی اس پر یہ بات دال ہے کہ ہم فراخی و تنگی رزق مین لوگون کو مختلف دیکھتے ہین تو ضرور ہے کہ اسکی کوئی حکمت و سبب ہو یہ سبب آدمی کی عقل و جہالت نہین ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ عاقل قادر تو سخت تر تنگی مین ہے اور جاہل ضعیف نہایت درجے کی فراخی مین ان فی ذلک لآیات لقوم یؤمنون یعنی بیشک اس فراخی و تنگی رزق مین جسکا ذکر ہوا البتہ بڑی بڑی دلالتین اور

۱۲ اور بڑی کا بدلا برائی اور یہی ہے

نشانیان ہین واسطے اونکے جو اللہ تعالی پر ایمان لاتے ہین مؤمنین کو اسلیے خاص کیا کہ آیات سے نفع پانیوالے
اور اونہین فکر و غور کرنیوالے وہی ہین پھر جب اللہ پاک نے وعید ذکر کی تو بعد اسکے اپنی رحمت وسیعہ و مغفرت
خصوصہ کا ذکر کیا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ بندون کو اسکی خوشخبری دین پس ارشاد فرمایا قل یعبادی
الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ط انہ ھو الغفور
الرحیم ○ وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون ○
واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم العذاب بغتۃ وانتم لا
تشعرون ○ ان تقول نفس یحسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ وان
کنت لمن الساخرین ○ او تقول لو ان اللہ ھدانی لکنت من المتقین ○
او تقول حین تری العذاب لو ان لی کرۃ فاکون من المحسنین ○ بلی قد جاءتک
آیتی فکذبت بہا واستکبرت وکنت من الکفرین ○ کہدے اے
بندو میرے جنہون نے زیادتی کی اپنی جان پر نہ آس توڑو اللہ کی مہر سے بیشک اللہ
بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان اور رجوع ہو
اپنے رب کی طرف اور اوسکی حکم برداری کرو پہلے اس سے کہ آوے تمپر عذاب
پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آوے گا اور چلو بہتر بات پر جو اوتری تمکو تمہارے رب سے پہلے اس سے
کہ پہونچے تمپر عذاب اچانک اور تمکو خبر نہو کہین کہنے لگے کوئی جی اے افسوس اسپر کہ مین نے
کمی کی اللہ کی طرف سے اور مین تو ہنستا ہی رہا یا کہنے لگے اگر اللہ مجھکو راہ دیتا تو مین ہوتا ڈرنیوالون
مین یا کہنے لگے جب دیکھے عذاب کسی طرح مجھکو پھر جانا نبی تو مین ہون نیکی والون مین کیون
نہین پہونچ چکے تھے تجھکو میرے حکم پھر تو نے اونکو جھٹلایا اور غرور کیا اور تو تھا منکرون مین
ف جب اللہ تعالی نے اسلام غالب کیا تو کافر دشمنی مین لگے تھے سمجھے کہ برحق اللہ
اسطرف سے ہے اور بچتا ئے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہوتے کہ اب ہماری مسلمانی کیا
قبول ہوگی دشمنی کی لڑائی لڑی جانمین ماری تب اللہ نے یہ فرمایا ایسا گناہ کوئی نہین جس کی
توبہ اللہ قبول نہ کرے ناامید مت ہو توبہ لاؤ اور رجوع ہو بخشے جاؤگی مگر جب سر پر عذاب آیا یا
موت نظر آنے لگی تب کی توبہ قبول نہین انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت کریمہ ملائی ہے

سارے عاصیون کو کافر وغیر کافر کو طرف توبہ وانابت کے اور خبر دیتی ہے اس بات کی کہ
اللہ پاک سارے گناہون کو بخشدیگا واسطے اوس شخص کے جسنے اون سے توبہ کی اور
اون سے رجوع ہوا گو وہ کیسی ہی ہوئے ہون اور کثیر ہون اور اگرچہ مثل جھاگ دریا کے ہون
اور اس آیت کو غیر توبہ پر حمل کرنا ٹھیک نہین ہے اس لیے کہ مشرک نہین بخشا جاتا ہے
واسطے اوسکے جسنے اوس سے توبہ نہین کی ہے امام بخاری نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ اہل شرک مین سے کے بکثرت قتل وزنا کر چکے تھے
وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے پھر عرض کیا کہ بیشک
یہ بات آپ کہتے ہین اور جسکی طرف آپ ہمکو بلاتے ہین البتہ وہ خوب ہے اگر آپ ہمکو یہ خبر دین
کہ جو کچھ ہم نے کیا ہے اوسکے واسطے کوئی کفارہ ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی والذین
لا یدعون مع اللہ الھا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون
اور یہ آیت اور بھی قل یا عبادی الآیہ وھکذا اخرجہ مسلم وابوداؤد والنسائی
من حدیث ابن جریج عن یعلی بن مسلم عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما یہ مراد اول آیت سے قولہ تعالی الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا
الایہ ہے امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
روایت کیا ہے ثوبان کہتے ہین میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے
سنا ہے فرماتے تھے مین دوست نہین رکھتا ہون کہ میرے واسطے دنیا وما فیہا ہو بعوض اس آیت کے
یا عبادی الذین اسرفوا الی آخر الآیہ پس ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر وہ شخص جسنے شرک
کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے پھر فرمایا الا ومن اشرک اس کلمے کو تین بار فرمایا اخرجہ
الامام احمد یعنی شرک توبہ سے معاف ہو جاتا ہے نیز امام احمد نے عمرو بن عنبسہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بڑا بوڑھا اپنے عصا پر تکیہ لگائے ہوئے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی طرف آیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ بیشک میرے واسطے غدرات وفجرات
ہین سو کیا میرے لیے مغفرت کی جاوے گی پس آپ نے فرمایا کیا تو گواہی نہین دیتا ہے
اسکی کہ لا الہ الا اللہ اوسنے عرض کیا کیون نہین اور مین گواہی دیتا ہون اسکی کہ بیشک آپ اللہ کے

۵۱ اور وہ یہ ہین یکارتے نہین ساتھ اللہ کے اور نہین قتل کرتے جان کو جسکو حرام کیا ہے اللہ نے مگر بحق اور نہین زنا کرتے ۱۲

۵۲ کہے تو نہین کی اور یقین کیا اور کیا جو کچھ کہا ہے ۱۲

رسول ہین پس آپنے فرمایا کہ مقرر تیرے نذرات و فجرات بخشے گئے تفرد بہ احمدؒ نیز

امام احمد نے اسمار بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ پڑہتے تھے انہ[۵۱] عمل غیر صالح اور مین نے آپکو سنا کہ فرماتے تھے یا عبادی الذین الآیۃ ولا یبالی انا ہو الغفور الرحیم و رواہ ابو داؤد والترمذی من حدیث ثابت بہ **پس** یہ سب حدیثین دال ہین اسپر کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بخشدیتا ہے یہ سارے گناہ سب توبہ کے اور اس نہ توڑنے سے کوئی بندہ اللہ کی رحمت سے اگرچہ ہو سکے گناہ عظیم و کثیر ہون اس لیے کہ رحمت و توبہ کا دروازہ واسع ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الم[۵۲] یعلموا ان اللہ ہو یقبل التوبۃ عن عبادہ وقال عزوجل ومن[۵۳] یعمل سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما اور اللہ جل و علا نے حق مین منافقون کے فرمایا ہے ان[۵۴] المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لہم نصیرا الا الذین تابوا واصلحوا وقال جل جلالہ لقد[۵۵] کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ وما من الہ الا الہ واحد وان لم ینتہوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منہم عذاب الیم پھر اللہ پاک نے فرمایا افلا[۵۶] یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم وقال تعالیٰ ان[۵۷] الذین فتنوا المومنین والمومنات ثم لم یتوبوا **حضرت حسن بصری** رضی اللہ عنہ فرماتے ہین اس کرم وجود کو تو دیکھو کہ انہون نے تو اللہ کے اولیا کو قتل کر ڈالا اور وہ انکو بلاتا ہے طرف توبہ و مغفرت کے **آیتین** اس باب مین بہت سی ہین **صحیحین** مین حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ ایک شخص نے ننانوے جانین مار ڈالی تھین پھر وہ نادم ہوا اور عابدین بنی اسرائیل مین کے ایک عابد سے سوال کیا کہ آیا اوسکے واسطے توبہ ہے تو اوسنے کہا وہ کون ہے جو حائل ہو درمیان تیرے اور توبہ کے پھر اوسکو امر کیا جانے کا طرف ایک گاؤن کے کہ اوسمین اللہ کی عبادت کرے پس اوسنے اوس گاؤن کا قصد کیا تو اثنائے راہ مین اوسکو موت آگئی پھر رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اوسمین جھگڑے پس اللہ عزوجل نے

۵۱ اوسکے کلام مین ناکارہ ۱۲
۵۲ کیا جان نہین چکا کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندون سے ۱۲
۵۳ اور جو کوئی کرے گناہ یا ظلم کرے اپنے اوپر پھر بخشش مانگے اللہ سے بخشدیوے اللہ کو بخشنے والا مہربان ۱۲
۵۴ منافق جہان سب سے نیچے درجے مین آگ کے اوہ ہاگز نہ پاویگا تو اوسکے واسطے کوئی مددگار مگر جو توبہ کی اور سنوار لیا کام اپنا ۱۲
۵۵ بیشک کافر ہوئے جنہون نے کہا اللہ ہے تین مین کا ایک اور بیخبر ہین کہ معبود نہین مگر ایک معبود اور اگر باز نہ آوین گے جو بات کہتے ہین البتہ پہونچیگا انکو جو منکر ہوئے ہین انمین سے دکھ مارنے والا ۱۲
۵۶ پھر نہین توبہ کرتے اللہ کی طرف اور مانگتے اوسسے بخشش اور اللہ بخشنے والا مہربان ۱۲

۵۷ جنہون نے بیکار ڈالا مسلمان مرد اور مسلمان عورتون کو اور نہ توبہ کی ۱۲

امر کیا کہ ناپین اوس مسافت کو جو درمیان دو زمینون کے ہے اونمین کی جس زمین کی طرف زیادہ تر قریب ہو تو وہ اوسی سے ہے پس اوسکو زیادہ تر قریب پایا طرف اوس زمین کے جسکی طرف اوسنے ہجرت کی بالشت بہر بہر اوسکو جنت کے فرشتون نے قبض کیا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے سینے سے دور ہو گیا تھا وقت موت کے اور اللہ تبارک و تعالی نے نیک شہر کو امر کیا کہ قریب ہو جاے اور اوس شہر کو حکم دیا کہ دور ہو جاے یہ معنی ہین حدیث کے حافظ ابن کثیر کہتے ہین ہمنے اس حدیث کو بلفظہ دوسری جگہہ لکھا ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے یا عبادی الآیہ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے اوس شخص کو جسنے یہ زعم کیا ہی کہ مسیح اللہ ہی ہے اور جسکا یہ زعم ہے کہ مسیح اللہ کے فرزند ہین اور جسکا یہ زعم ہے کہ عزیر اللہ کے فرزند ہین اور جسنے یہ زعم کیا ہے کہ اللہ فقیر ہے اور جسنے یہ زعم کیا ہے کہ اللہ کا ہاتھہ مغلول ہے اور جسکا یہ زعم ہے کہ اللہ ثالث ثلاثہ ہے اللہ تعالی ان لوگون سے فرماتا ہی افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم پھر توبہ کی طرف بلایا اوس شخص کو جو بات مین ان سب سے بڑہ کر ہے جسنے یون کہا انا ربکم الاعلی اور کہا ما علمت لکم من الہ غیری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ جس شخص نے ناامید کیا اللہ کے بندون کو توبہ سے بعد اسکے تو مقرر اوسنے انکار کیا اللہ عزوجل کی کتاب کا لیکن بندہ قادر نہین ہے کہ توبہ کرے یہانتک کہ اللہ تعالی رجوع کرے اوسپر طبرانی نے بطریق شعبی سنید ین شکل سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہ وہ فرماتے تھے کہ عظیم تر آیت کتاب اللہ مین یہ ہے اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم الآیہ اور جامع تر آیت قرآن مین خیر و شر کی یہ ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان اور اکثر آیت قرآن مین از روے فرح کے سورہ غرف مین یہ ہے قل یا عبادی الآیہ اور سخت تر آیت کتاب اللہ مین از روے تعریف کے یہ ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب پس مسروق نے سنید سے کہا کہ تو نے سچ کہا اعمش نے عن ابی سعید عن ابی الکنود روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک واعظ پر گزرے اور وہ لوگون کو وعظ و نصیحت کر رہا تھا تو فرمایا اے وعظ کرنے والے تو کیون لوگون کو ناامید کرتا ہے پھر یہ آیت پڑہی قل یا عبادی الآیہ رواہ ابن ابی حاتم

۵۱ کہون یعنی تم سے کہ تم اللہ پاس اور گناہ بخشوانے اور اللہ ہی بخشنے والا مہربان ۱۲ ۵۲ تم ہون رب تمہارا سب ۱۲ ۵۳ مجھکو معلوم نہین تمہارا کوئی حاکم میرے سوا ۱۲ ۵۴ اللہ ایسے کے سوا کسی کی بات نہین ہی سب کا مانو والا ۵۵ حکم کرتا ہے انصاف کو اور بھلائی کو ۱۲ ۵۶ اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے کرے بھاگنا ۱۲ روزی دے اوسکو جہانسے اوسکو خیال نہو ۱۲

ذکر احادیث نفی قنوط (۱) امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے اگر تم خطا کرتے یہانتک کہ بھر دیتی تمہاری خطا مابین آسمان و زمین کو پھر تم مغفرت مانگتے اللہ تعالے سے تو البتہ وہ مغفرت کرتا واسطے تمہارے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین محمدؐ کی جان ہے اگر تم خطا کرتے تو البتہ لاتا اللہ عزوجل ایک قوم کو وہ خطا کرتی پھر مغفرت مانگتی اللہ سے پھر وہ اونکو بخشتا تفرد بہ احمد (۲) امام احمد نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے کہا جبکہ اونکو وفات حاضر ہوئی سفر مین چھپاتا تھا تم سے ایک شے جسکو مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اگر یہ بات نہوتی کہ تم گناہ کرتے ہو تو البتہ اللہ تعالی عزوجل پیدا کرتا ایک قوم کو کہ وہ گناہ کرتی پھر وہ بخشش کرتا واسطے اونکے ھکذا رواہ الامام احمد واخرجہ مسلم فی صحیحہ والترمذی جمیعا عن قتیبۃ عن اللیث بن سعد بہ ورواہ مسلم من وجہ اٰخر عن محمد بن کعب القرظی عن ابی صرمۃ وھو الانصاری صحابی عن ابی ایوب رضی اللہ عنہما بہ (۳) امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کفارہ گناہ کا ندامت ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر تم گناہ نہ کرتے تو البتہ لاتا اللہ تعالی ایک قوم کو کہ وہ گناہ کرتی پھر وہ مغفرت کرتا واسطے اونکے تفرد بہ احمد (۴) عبد اللہ بن امام احمد نے عن ابی جعفر محمد بن علی عن محمد بن الحنفیہ عن ابیہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان اللہ تعالی یحب العبد المفتن التواب ولم یخرجوہ من ھذا الوجہ یعنی بیشک اللہ تعالی دوست رکھتا ہے اوس بندے کو جو بسبب گناہ کے فتنے مین ڈالا گیا اور بہت توبہ کرنے والا ہے (۵) ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالی سے روایت کیا ہے کہ ابلیس لعنہ اللہ تعالی نے عرض کیا یا رب تو نے تو مجھے نکالدیا جنت سے بسبب آدم کے اور مین اوسکی طاقت نہین رکھتا ہون مگر ساتھہ تیرے سلطان کے فرمایا پس تو مسلط ہے عرض کیا یا رب مجھے زیادہ کر فرمایا نہین پیدا کیا جاے گا واسطے اوسکے کوئی بچا مگر پیدا

کیا جاے گا واسطے تیرے مثل اوسکے عرض کیا یارب مجھے زیادہ کر فرمایا مین کرونگا
اون کے سینے کو مسکن واسطے تمہارے اور تم جاری ہوگے اون سے جگہہ جاری
ہونے خون کی عرض کیا یارب مجھے زیادہ کر فرمایا اجلب علیهم بخیلك ورجلك
وشاركهم فی الاموال والاولاد وعدهم وما یعدهم الشیطان الا غرورا
پھر حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا یارب مقرر تو نے اوسکو مسلط کر دیا مجھپر اور مین
ممتنع نہونگا مگر ساتھہ تیرے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا نہین پیدا کیا جاے گا واسطے تیرے
کوئی ولد مگر مین تعین کرونگا اوس پر اوس شخص کو جو اوسے محفوظ رکھیگا برے ساتھیون سے عرض
کیا یارب مجھے زیادہ کر فرمایا ایک نیکی کی دس نیکیان یا زیادہ دونگا اور بدی ایک یا اوسکو مٹا دونگا
عرض کیا یارب مجھے زیادہ دے فرمایا توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے جبتک کہ روح جسم مین ہے
عرض کیا یارب مجھے زیادہ دے فرمایا یعبادی الذین اسرفوا الخ الرحیم (۴۶) محمد بن اسحق نے
کہا کہ نافع نے عن عبد اللہ بن عمر عن عمر رضی اللہ عنہما اپنی حدیث مین روایت کیا ہے فرمایا ہم کہتے
تھے نہین ہے اللہ قبول کرنے والا اوس شخص سے جو فتنے مین ڈالا گیا صرف کو نہ عدل کو یعنی
فرض کو نہ نفل کو نہ توبہ کو پہچانا اونہون نے اللہ کو پھر رجوع ہو گیے طرف کفر کے بسبب کسی بلا کے
جو اونکو پہونچی کہا اور وہ اسکو کہا کرتے تھے واسطے اپنے نفوس کے کہا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو اللہ تعالی نے اون کے بارے مین اور ہمارے قول
کے بارے مین جو اونکے واسطے اور ہمارے نفوس کے لیے تھا یہ آیت نازل فرمائی یاعبادی
الذین اسرفوا الخ تالا تشعرون حضرت عمر فرماتے ہین پس مین نے اسکو اپنے ہاتھہ سے ایک صحیفے مین لکھا اور
ہشام بن العاص کی طرف اوسکو بھیجا کہا پھر ہشام نے کہا جبکہ وہ میرے پاس آئے تو مین
اوسکو پڑھنے لگا ذی طوی مین اوسکو لیکر اوسپر چڑھتا تھا اور آواز کرتا تھا اور اوسکو سمجھتا نہ تھا یہانتک
کہ مین نے کہا الٰہی تو اوسکو مجھے سمجھا دے کہا پھر اللہ عزوجل نے میرے دل مین یہ القا کیا
کہ وہ جو نازل کی گئی ہے سو ہم مین اور اوس بات مین جو ہم کہتے تھے حق مین اپنے نفوس
کے اور کہی جاتی تھی ہمارے بارے مین کہا پھر مین رجوع ہوا طرف اپنے اونٹ کے
تو اوسپر بیٹھا پھر مین جا ملا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدینے مین پھر اللہ تبارک وتعالی نے

۱۲ بکا یا لا وہم آپنے سوار اور پیادے اور شریک ہو اونکے مال اور اولاد مین اور وعدہ دے اونکو اور نہین وعدہ دیتا اونکو شیطان مگر دغا بازی

آمادہ کیا اپنے بندون کو طرف مسارعت کے توبہ کی طرف پس فرمایا وانیبوا الی ربکم واسلموا
لہ الخ یعنی تم رجوع ہو جاؤ طرف اللہ کے اور اوسکے مطیع ومنقاد ہو جاؤ قبل اسکے کہ آوے
تمکو عذاب پھر تم مدد نہ کیے جاؤ یعنی مبادرت کرو ساتھ توبہ وعمل صالح کے قبل حلول نقمت
کے اور پیروی کرو بہتر اوس شے کی جو اوتاری گئی طرف تمہارے اپنے رب سے یہ قرآن
عظیم ہے پہلے اس سے کہ آوے تمکو عذاب اچانک اور تمکو شعور نہو یعنی ایسی جگہ سے
کہ تمکو علم نہو اور شعور نہو پھر اللہ عزوجل نے فرمایا ان تقول نفس الآیہ یعنی قیامت کے دن حسرت
کریگا مجرم جسنے توبہ وانابت مین تفریط کی ہے اور تمنا کرے گا کہ کاش وہ ہوتا محسنین مخلصین
مطیعین اللہ عزوجل سے قولہ تعالی وان کنت لمن الساخرین یعنی میرا عمل جو دنیا مین تھا سو
یہی عمل ٹھٹھا کرنے والے کا نہ یقین کرنے والے نہ تصدیق کرنے والے کا قولہ تعالے
او تقول لو ان اللہ ھدانی لکنت من المحسنین یعنی تمنا کرے گا اسکی کہ کاش عود کیا جاے طرف
دنیا کے تا کہ نیک عمل کرے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے کہ اللہ پاک نے خبر دی اوس بات کی جسکو بندے کہنے والے ہین قبل اس کے
کہ کہین اور اون کے عمل کے قبل اسکے کہ کرین فرمایا اللہ پاک نے ولا ینبئک مثل خبیر
ان تقول نفس تا المحسنین پس عزوجل نے خبر دی ہے کہ اگر پھر لائے جاتے تو بھی
ہدایت پر قادر نہوتے پس فرمایا ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ وانھم لکاذبون امام احمد
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کل اہل نار دیکھین گے اپنے ٹھکانے کو جنت سے تو کہین گے لو ان اللہ
ہدانی پس اوپر حسرت ہوگی فرمایا اور کل اہل جنت دیکھین گے اپنے ٹھکانے کو نار سے تو
کہین گے لولا ان اللہ ہدانی فرمایا پس اون کے واسطے شکر ہوگا ورواہ النسائی من
حدیث ابی بکرین عیاش بہ جبکہ جرم والون نے دنیا کی طرف پھر آنے کی تمنا کی
اور تصدیق آیات اللہ واتباع رسل اللہ پر حسرت وافسوس کیا تو اللہ پاک نے فرمایا بلی قد
جاءتک اٰیاتی الآیہ یعنی اے بندے ندامت کرنے والے اوس شے پر جو تجھسے
صادر ہوئی مقرر میری آیتین تیرے پاس آئین دار دنیا مین اور میری حجتین تجھپر قائم ہوئین سو تو نے

۵ اور اگر ہم یہ بیان نہ کرتے تو ہی منع ہوتا اور وہ جھوٹ بولتا پارہ ۱۲

اونکو جھٹلایا اور اونکی پیروی کرنے سے تو نے تکبر کیا اور تو تھا اون کے منکرون سے ف
فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ جمہور نے یا عبادی کو باثبات یا پڑھا ہے وصل و وقف
مین اور ابو بکر نے عاصم سے روایت کیا ہے کہ وہ وقف کرتے تھے بغیر یا اور دونون
سبعیہ مین لا تقنطوا کو جمہور نے بفتح نون اور ابو عمرو و کسائی نے بکسر نون پڑھا ہے رحمت
سے مراد مغفرت ہے معنی یہ ہین اے میرے بندو جنہون نے افراط کیا اپنی جانون پر کفر
مین یا معاصی مین اور کثرت کی اونمین نا امید مت ہو اللہ کی مغفرت سے اس آیت کریمہ مین انواع
معانی و بیان سے کئی اشیاے حسن ہین ایک یہ ہے کہ اللہ پاک اپنے بندون پر متوجہ
ہوا اور بحرف یا اونکو ندا فرمائی دوسرے یہ ہے کہ باضافت تشریف اونکو اپنی طرف مضاف
کیا تیسرے یہ ہے کہ تکلم سے غیبت کی طرف التفات کیا من رحمۃ اللہ فرمایا چوتھے
یہ ہے کہ اسماے حسنیٰ مین سے اجل و بزرگتر اسم کی طرف رحمت کی اضافت فرمائی پانچوین
یہ ہے کہ ان اللہ مین بلفظہ اسم ظاہر کا اعادہ کیا کذا ذکرہ السمین حضرت عبد اللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم
نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ارجی آیت ہے کتاب اللہ سبحانہ مین یعنی سب آیتون سے بڑھکر بندون کو
امیدوار مغفرت کرتی ہے اس لیے کہ مشتمل ہے اعظم بشارت پر کیونکہ اول تو بندون کو اپنی ذات
مقدس کی طرف منسوب کیا واسطے قصد اونکے تشریف اور مزید تبشیر کے پھر اونکا یہ وصف کیا
کہ معاصی مین مسرف اور ذنوب کے مستکثر ہین پھر ان کثرت سے گناہ کرنے والون کو نہی کی
کہ رحمت سے نا امید مت ہو پس جو گنہگار کہ مسرف نہین ہین تو اون کے واسطے تو قنوط سے
نہی بطریق اولیٰ اور بفحواے خطاب ہوگی کسی نے کہا یہ آیت عام ہے حق مین ہر کافر کے
جو کہ توبہ کرتا ہے اور مومن عاصی کے بارے مین جو کہ توبہ کرتا ہے پس اوسکی توبہ اوسکے
گناہ کو مٹا دیتی ہے مراد اس سے تنبیہ ہے اس بات پر کہ عاصی کو لایق نہین ہے کہ
یہ گمان کرے کہ اوسکو عذاب سے کوئی خلاصی نہین ہے کیونکہ جو کوئی یہ اعتقاد کرے گا
تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہوگا اس لیے کہ گنہگارون مین سے کوئی نہین ہے
مگر جب وہ توبہ کرے گا تو اوسکا عقاب زائل ہو جاے گا اور مغفرت و رحمت والون سے
ہو جاے گا حق یہ ہے کہ یہ آیت توبہ کے ساتھ مقید نہین ہے بلکہ اپنے اطلاق پر ہے

بایحمایہ جبکہ گنہ گار بندون کو ناامیدی سے نہی کی تو اونکو خبر دی اوس شے کی جو قنوط کو رفع
دفع کردے اور قنوط کی جگہہ رجاء و اُمید کو رکھدے اور وہ بات ذکر کی جسکے بعد کوئی شک باقی
نہ رہی اور نہ اوسکے سننے کے وقت کوئی گمان دل مین چہپے پس فرمایا ان اللہ یغفر الذنوب
یہ الف ولام جو جمع پر داخل ہوا ہے سوا اسنے اوسکو جنس کیواسطے کردیا کون جنس جو کہ مستلزم ہے
اپنے افراد کی استغراق کو پس یہ اس قوت مین ہے کہ بیشک اللہ بخشدے گا ہر گناہ کو کوئی سا ہو کر
وہ گناہ جسکو نص قرآنی نے خارج کردیا ہے یعنی شرک کما قال تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان
یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشآء پھر یہ مغفرت ہر گناہ کی جو کہ جمع معرف بلام جنسی
سے معلوم ہوئی اور جسکی خبر اپنے بندون کو دی اسپر ہی کفایت نہ کی بلکہ بالتصریح اپنے قول مبارک
سے اوسکی تاکید فرمائی جمیعاً یعنی سارے گناہون کو بخشدے گا پس کیا کہنا ہے اس بشارت
پر نضارت کا جسکے واسطے مومنون کے دلون کی کلیان کہلتی ہین کون مومن جو کہ اپنے پروردگار
سے نیک گمان رکھنے والے ہین اپنی رجاء و امید مین صادق و راست باز ہین قنوط و ناامیدی کے
لباس کو اوتارنے والے ہین بدگمانی کے چھوڑنے والے ہین اوس ذات پاک کے ساتھہ
جسکے نزدیک کوئی گناہ کچھہ بڑی شے نہین ہے اور نہ وہ اپنی مغفرت و رحمت کے ساتھہ بخل کرتا
ہے اپنے بندون پر جو کہ اوسکی طرف متوجہ ہونے والے ہین طلب مین عفو و درگزر کے پناہ
پکڑنے والے ہین اوسکی اپنے گناہون کی مغفرت مین اور کیا خوب و مرغوب ہے وہ
علت جس سے اس مضمون کی تعلیل بیان فرمائی ہے یون فرماکر کہ انہ ہو الغفور الرحیم
یعنی وہ سارے گناہون کو بخشدے گا اس لیے کہ وہ تو کثیر و عظیم و بلیغ و واسع المغفرۃ و الرحمت
ہے نہ اوسکی مغفرت کی کوئی حد ہے نہ اوسکی رحمت کی کوئی نہایت اسی جگہہ سے فی الجملہ سمجہانے کو

شیخ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے ؎

اگر در دہد یک صلائے کرم	عزازیل گوید بہ نصیبے برم

دیکھو اپنی کثرت مغفرت و رحمت کو اس مختصر جملے مین کیسی دھوم دھام سے بیان فرمایا ہے
اول تو غفور و رحیم دونون صیغے مبالغے کے جنسے موسلا دہار مغفرت و رحمت کا مینہ برس رہا ہے
پھر جملہ اسمیہ جو کہ دوام و ثبات و استمرار پر دال ہے پھر اوسکی تاکید کلمۂ ان سے جو کہ مضمون جملے کی

۵۱ اللہ یہ مغفرت بخشنا کہ ایسا کہ شک نہین اور اوس سے پرے بخشنا ہے جسکو چاہے ۱۲

تحقیق کو محقق کر رہا ہے پر ضمیر فصل جو کہ تاکید و حصر کو بتا رہی ہے اور اعادہ اون دو صفتون کا جنکو آیت سابقہ متضمن ہے اب جو کوئی اس تفضل عظیم و عطاے جسیم و فضل عمیم و رحم وسیع کا انکار کرے اور یہ خیال مین لائے کہ اللہ پاک کے بندون کا اوسکی رحمت سے ناامید کرنا اولی تر ہے اونکو اوس شے سے جسکی اللہ سبحانہ نے اونکو بشارت دی تو مقرر اوسنے بڑے سے بڑے شطط کا ارتکاب کیا اور قبیح سے قبیح غلطی کی کیونکہ خوشخبری دینا اور ناامید نہ کرنا اللہ پاک کی کتاب عزیز مین مواعید الٰہی اسی کو لیکر آئے ہین اور اسی مسلک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار فرمایا ہے دیکھو آپ کا فرمان واجب الاذعان ہے یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا یعنی آسانی کیجو مشکل مین مت ڈالیو خوشی سنائیو نفرت مت دلائیو جیسکہ تمہارے واسطے یہ بات قرار پا چکی تو اب یہ سمجھو کہ اس آیت مین اور اس کریمہ مین کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک یہ الآیہ جمع یہ ہے کہ ہر گناہ کوئی سا ہو سوا شرک باللہ کے مغفور ہے واسطے اوس شخص کے جسکے لیے اللہ تعالی بخشنا چاہے علاوہ اسکے یون کہہ سکتے ہین کہ اللہ پاک کا ہمکو یہ خبر دینا کہ وہ سارے گناہون کو بخشدیگا دال ہے اسپر کہ وہ اون سب کا بخشنا چاہتا ہے اور یہ اسکو مستلزم ہے کہ وہ مسلمانون مین کے سب گناہگارون کے واسطے مغفرت چاہتا ہے اب باین حیثیت دونون آیتون مین کچھ تعارض باقی نہ رہا رہا اس آیت کا مقید کرنا ساتھ توبہ کے اور یہ کہ مغفور نہ ہون گے مگر تائبون کے گناہ جسکا مفسرون کی ایک جماعت نے زعم کیا ہے اور اسکے مدعی ہوئے کہ یہ اس لیے کہا ہے کہ درمیان آیتون کے جمع ہو جاے سو یہ جمع ہے درمیان ضب ونون کے اور ملاح وحادی کے وعلے نفسہا براقش تجگنے اگر یہ بشارت عظیم مقید بتوبہ ہوتی تو اوسکے واسطے کوئی ایسا عمدہ موقع نہوتا اس لیے کہ بسبب توبہ کے تو اللہ تعالی مشرک کے شرک کو بھی بخشدیتا ہے باجماع مسلمین اور اسی لیے یون فرمایا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک یہ الآیہ پس اگر توبہ مغفرت مین قید ہوتی تو شرک پر نص کرنیکا کوئی فائدہ نہوتا حالانکہ اللہ پاک نے تو یون فرمایا ہے وان ربک لذو مغفرۃ للناس علے ظلمہم واحدی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین سارے مفسرون نے کہا ہے کہ یہ آیت حق مین ایک قوم کے نازل ہوئی ہے جو اس سے ڈرے کہ اگر وہ مسلمان ہو جائین تو اونکی واسطے

ظلم ۲ پ ۱۲ ۲ ضب گوہ کے مانند ایک جانور ہے اور نون مچھلی ہے اور ملاح کشتی چلانے والا اور حادی اونٹ ہانکنے والا براقش ایک کیڑا کا نام ہے وہ کاٹنے مین قوی ہے رات کو بہوتی کی آواز سنکر اوسکی آواز سے معلوم کیا پر وہ سارے قبیلے کو لوٹ مار کر چلے گئے براقش مثل ہو گئی کسی ایسے واقعہ پر کہ شخص اپنی مراد کا آپ باعث ہوا ہو اسکے حق مین یہ مثل بولی جاتی ہے کیونکہ تاویل ہو کہ مین اپنا مصداق ہوا ۱۲ منہ

وہ بڑے بڑے گناہ نہ بخشے جائین جنکو کر چکے ہین جیسے شرک وقتل نفس وہ دشمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شوکانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین ہمنے مانا کہ آیت انھین کی شان مین اوتری ہے پر کیا ہوا اسواسطے کہ اعتبار تو عموم کا ہے جسپر وہ مشتمل ہے نہ خصوص سبب کا چنانچہ یہ بات درمیان اہل علم کے متفق علیہ ہے اگر آیات قرآنی واحادیث نبوی اپنے اسباب نزول ووروود کے ساتھ مقید ہوتی اور انسے آگے نہ بڑہتی تو اکثر تکالیف واحکام شرعی امت سے مرتفع ہوجاتے گو کل نہوتے حالانکہ لازم بالاجماع باطل ہے تو ملزوم بھی اوسکے مثل باطل وفی السنۃ المطہرۃ من الاحادیث الثابتۃ فی الصحیحین وغیرھما فی ھذا الباب مالو عرفہ المطلع علیہ حق معرفتہ وقدرہ حق قدرہ علم صحۃ ماذکرناہ وعرف حقیۃ ماحررناہ قالہ الشوکانی رحمہ اللہ تعالی ابن ابی حاتم وابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وحشی جسوقت اسلام لایا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر الآیہ وحشی اور اوسکے ساتھیون نے کہا کہ مقرر ہمنے اس سب کا ارتکاب کیا ہے اس پر اللہ تعالی نے قل یاعبادی الآیہ اوتاری بخاری نے ادب مفرد مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا نکلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گروہ پر اپنے اصحاب کے اور وہ ہنس رہے تھے اور بات چیت کرتے تھے تو آپنے فرمایا قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اگر تم جانتے جو مین جانتا ہون تو البتہ ہنستے تم تھوڑا اور البتہ روتے بہت پھر آپ تشریف لیگئے اور لوگون کو رولایا اللہ تعالی نے آپ کی طرف وحی بھیجی اے محمد تو کیون ناامید کرتا ہے میرے بندون کو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹ کر تشریف لائے پھر فرمایا اشرادا وسددا وقاربوا ابن مردویہ بیہقی نے اپنی سنن مین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی حق مین اوس شخص کے جو مفتون ہوا ابن جریر نے ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی سے روایت کیا ہے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کون آیت زیادہ تر وسیع ہے تو لوگ ذکر کرنے لگے آیتون کا قرآن سے من یعمل سوءا ویظلم نفسہ الآیہ اور مثل اسکے پس حضرت علی رضؓ نے فرمایا نہین ہے قرآن مین

زیادہ تر وسیع یا عبادی الآیۃ سے صحیحین مین بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اوس شخص
کی حدیث طویل ہے جسنے کہا تھا کہ مجھکو ہوا مین بہت بڑا دینا اور سنن ابی داود مین رجلین متحابین
کی حدیث ہے ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے
سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ فرماتے تھے اللہ عزوجل نے فرمایا ہے اے
ابن آدم بیشک تو جبتک مجھے پکارے گا اور مجھسے امید رکھے گا تو مین بخشونگا واسطے
تیرے اوپر اوس شے کے جو تجھسے ہوگئی اور مین پروا نہین کرتا ہون اے ابن آدم اگر
پہونچ جائین تیرے گناہ عنان آسمان کو پھر تو مغفرت مانگے مجھسے تو مین مغفرت کرون واسطے
تیرے اور مین پروا نہین کرتا ہون اے ابن آدم اگر تو آئے میرے پاس قراب زمین بہ خطایا
لیکر پھر تو مجھسے ملے اس حال مین کہ شریک نہ کرے تو ساتھ میرے کسی شے کو تو البتہ آؤن
مین تیرے پاس قراب زمین بہ مغفرت لیکر حنانا بمعنی سحاب ہے اور قراب الارض بضم القاف
ہو مالیقارب مل رہا بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے بندون کو یہ بشارت دی کہ وہ سارے گناہ بخشدینگے
تو اونکو امر کیا کہ اوسکی طرف رجوع ہون باین طور کہ طاعات بجالائین اور معاصی سے بچین پس ارشاد
فرمایا وانیبوا الی ربکم یعنی رجوع ہو طرف اپنے رب کی اسمین وہ شے نہین ہے جو اوپر
دال ہو کہ اول آیت کو توبہ کے ساتھ مقید کرین نہ تو بمطابقت اور نہ بتضمن اور نہ بالتزام جو بات
اسمین ہے غایت اوسکا یہ ہے کہ بندون کو اوس بشارت عظمی کی خوشی سنائی پھر اونکو خیر کی
طرف بلایا اور شر سے اونکو ڈرایا علاوہ اسکے یون کہہ سکتے ہین کہ یہ جملہ مستانفہ ہے اون
کفار کو خطاب کیا ہے جو اسلام نہین لائے بین بالدلیل اس قول کے واسلموا لہ اول تو
مسلمانون کو ترغیب دی ساتھ اول آیت کے اور اونکو خوشخبری دی بعد اوسکی کفار کو تحذیر کی اور اونکو ڈرایا گو یہ بات بعید ہے لیکن
ممکن ہے کہ اوسکی قائل ہون اور معنی ظاہر کی بنا پر ہین کہ اللہ پاک نے اپنے بندون کے واسطے ان
باتون مین جمع کیا کہ اونکو بشارت عظیم دی اور اپنی طرف رجوع ہونے کا امر فرمایا اور اپنے واسطے
اخلاص کرنے کا حکم دیا اور اپنے امر و حکم کے لیے مطیع و خاضع و فروتن ہونے کا امر کیا
اور قولہ تعالی من قبل ان یاتیکم العذاب یعنی پہلے اس سے کہ آوے تمکو عذاب دنیا کا
چنانچہ قولہ تعالی من قبل ان یاتیکم اسی عذاب دنیا کو مفید ہے پس اسمین وہ شے نہین ہے

جو دال ہو اوس بات پر جسکا زعم کرنے والون نے زعم کیا اور جس سے ناامید ہونیوالون نے
اور ناامید کرنے والون نے تمسک فرمایا ہے والحمد للہ رب العالمین ثم لا تنصرون یعنی پھر
تم منع نہ کیے جاو اوس عذاب سے اگر تم توبہ نہ کرو قبل نزول عقاب کے قولہ تعالی
واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم احسن سے مراد قرآن شریف ہے یعنی حلال جانو
اوسکے حلال کو اور حرام جانو اوسکے حرام کو اور قرآن سارا احسن ہے حضرت حسن نے فرمایا
ملتزم ہو اوسکی طاعت کے اور بچو اوسکے معاصی سے تنازن کا لفظ یہ ہے لازم کرو اللہ کی
طاعت کو اور بچو اوسکی معصیت سے اسواسطے کہ نازل کیا گیا ہے قرآن یہ ذکر قبیح کا تا کہ
اوس سے بچو اور ذکر احسن کا تا کہ اوسکو اختیار کرو اور اوسکو بوعبیدی نے کہا احسن وہ ہے
جسکے ساتھ اللہ نے امر کیا ہے اپنی کتاب مین ابن زید نے کہا مراد محکمات آیتین ہین اور
سونپو علم متشابہ کا طرف اوسکے عالم کے کسی نے کہا پیروی کرو ناسخ کی نہ منسوخ کی کسی نے
کہا عفو کی نہ انتقام کی ساتھ اوس شے کے جسمین انتقام لایق ہے کسی نے کہا پیروی
کرو احسن اوس شے کی جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اخبار امم ماضیہ سے اسی کی
مثل یہ آیت ہے الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ حضناوی نے کہا کہ احسن
ما انزل قرآن ہے اسواسطے کہ ہمارے رب کی طرف سے بہت کتابین نازل کی گئی ہین
احسن اونکا قرآن ہے بیضاوی کا لفظ یہ ہے القرآن او المامور بہ دون المنہی عنہ او العزائم دون
الرخص او الناسخ دون المنسوخ ولعلہ ما ہو انجی واسلم کالانابۃ والمواظبۃ علی الطاعۃ انتہی بیان اس کا
یہ ہے کہ مراد احسن ما انزل سے احسن اوس شے کا ہے جو اوتاری گئی بنی آدم پر اس بنیاد پر
کہ خطاب بنی آدم کو ہے معنی یہ ہین اتباع کرو احسن وحی کا یا احسن کتاب کا جو نازل کی گئی طرف
تمہارے اور یہ کل قرآن ہے یہ ایک معنی ہوئے دوسرے معنی یہ ہین کہ مراد احسن قرآن سے
وہ مامور بہ ہے جو اوسکے ضمن مین ہے اس لیے کہ مامور بہ لامحالہ احسن ہے منہی عنہ سے
تیسرے معنی یہ ہین کہ مراد احسن قرآن سے عزیمتین ہین اس لیے کہ وہ احسن ہین رخصتون سے
چوتھے یہ معنی ہین کہ احسن سے مراد ناسخ ہے کیونکہ ناسخ ہمارے حق مین احسن ہے پھر
اس احتمال کو ترجیح دی کہ احسن قرآن سے مراد وہ شے ہے جو کہ ظاہر تر ہے پہونچانے مین

۵۱ سورۃ زمر ۲۳ رکوع ۱۲ آیتین

طرف نجات وسلامت کے کیونکہ یہ شے فائدے مین اکثر و شامل ہے جیسے انابت اور
طاعت پر مداومت کذا فی شیخزادہ قولہ تعالی من قبل ان یاتیکم العذاب بغتۃ وانتم
لا تشعرون یعنی انابت و اسلام و اتباع احسن ما انزل کو قبل اس کے کہ آجاے تمپر
عذاب اچانک اس حال مین کہ تم اوس سے غافل ہو اور تمکو اوسکا شعور نہو کسی نے کہا یہ معنی
ہین کہ تم اچانک مرجاؤ تو عذاب مین پڑو لیکن قول اول اولی ہے اس لیے کہ جو عذاب اونکو
ناگہان آئے گا وہ عذاب دنیا مین ہے ساتھ قتل و قید و خوف و قہر و قحط سالی کے نہ عذاب
آخرت کا اور یہ موت کیونکہ آنے کی نسبت اسکی طرف نہین کی گئی ہے پھر اللہ پاک نے کفار سے
تین قول نقل فرماے پہلا قول یہ ہے ان تقول نفس الآیہ بصریون نے کہا تقدیر یہ ہے
حذار ان تقول کوفیون کی تقدیر یہ ہے لئلا تقول مبرد نے کہا بادروا خوف ان تقول او حذرا
من ان تقول زمخشری کی یہ تقدیر ہے کراہۃ ان تقول ابن عطیہ نے کہا وانیبوا من اجل ان
تقول ابو البقا و حوفی نے کہا انذرناکم مخافۃ ان تقول حلبی نے بعد نقل بعض تقادیر مذکورہ
کے کہا کہ انیبوا کے ہوتے ہوئے اس عامل کے اضمار کی کچھ حاجت نہین ہے زجاج
نے کہا خوف ان تصیر الی حال تقولون فیہا یا حسرتی نفس نکرہ لایا گیا اس لیے کہ مراد اس
سے بعض انفس ہین یعنی نفس کافرہ جو کہ متمیز ہے ساتھ لحاج و اصرار شدید کے کفر مین یا سارنہ
عذاب الیم کے کسی نے کہا کہ مراد اوس سے تکثیر ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے
علمت نفس ما احضرت یعنی نفوس کثیرہ مراد کفار ہین اور مومنین عاصین جمہور نے
یا حسرتا بالف پڑہا ہے یاے متکلم مضاف الیہ کو الف سے بدل لیا ہے اصل مین
یا حسرتی ہے اور ابن کثیر نے وقف مین یا حسرتاہ بہاے سکتہ اور ابو جعفر نے یا حسرتی
بیا بنا بر اصل حسرۃ کہتے ہین ندامت و پشیمانی و غمگین و محزون ہونے کو اوس شے پر جو فوت
ہوگئی علی ما فرطت مین کلمہ ما مصدریہ ہے ای علی تفریطی و تقصیری فی جنب اللہ ای
فی طاعتہ قالہ الحسن معنی یہ ہین کہ رجوع ہو طرف اپنے رب کے ناگہان عذاب آنے
سے قبل واسطے خوف اس بات کے کہ کہا کرے کوئی کافر یا عاصی و مومن کہین ای ہاے حسرت
و ندامت ہماری کمی و تقصیر کرنے پر اللہ کی طاعت مین ہاے رنج و غم کے حسرت و ندامت کو

۵۱ جان لیوے جی جو ڈرے بھجاوے پیچھے ہو ۱۲

پکارین گے کہ اُو کمبخت ندامت تو کہ بہر گئی یہ تو تیری حضوری کا وقت ہے اس سے بڑہکر اور کون وقت حسرت کا ہوگا کہ کام کرنے کا وقت نکل گیا اور تدارک مشکل ہوگیا اب تو تو ہی مونس وہمدم ہے ہم ہین اور تو ہے تیرے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مصاحب وغمخوار اور حسرت و ندامت بزبان حال یون کہی ؎

چھپے بلبل نالان کے نہی ہنس کر	اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

نعوذ باللہ من جمیع ما کرہہ اللہ اللھم اغفرلنا وتب علینا ووفقنا لصالح الاعمال قبل الموت وارزقنا التدارک قبل الفوت آمین یا مجیب الداعین آمین **جنب وجانب** دونون بمعنی جہت شے ہین جو کہ محسوس ہو اطلاق جنب کا طاعت پر مجاز باستعارہ ہے باین طور کہ طاعت کو جہت سے تشبیہ دی وجہ شبہ یہ ہے کہ طاعت وجہت کو اپنے اپنے صاحب سے تعلق ہوتا ہے پس طاعت کو اللہ کے ساتھ تعلق ہے جسطرح کہ جہت کو اپنے صاحب سے تعلق ہے **ضحاک** نے کہا فی ذکر اللہ مراد ذکر سے قرآن شریف ہے اور اوسپر عمل کرنا ہے **ابو عبیدہ** نے کہا فی ثواب اللہ کسی نے کہا فی حق اللہ یا فی امر اللہ یا فی ذات اللہ **فراء** نے کہا جنب بمعنی قرب وجوار ہے یعنی فی قرب اللہ وجوارہ اسی معنی سے والصاحب بالجنب ہے یعنی اس قول کی بنا پر یہ ہین ای حسرت میری اوس شے پر کہ تقصیر کی مین نے اللہ کے قرب وجوار طلب کرنے مین مراد بہشت عنبر سرشت ہے ابن اعرابی بھی اسی کے قائل ہین **زجاج** نے کہا اوس طریق مین جو کہ اللہ کا طریق ہے اوسکی توحید سے اور اقرار کرنے سے ساتھ نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی بنا پر جنب بمعنی جانب ہے یعنی تقصیر کی مین نے اوس جانب مین جو کہ پہونچادے طرف رضا اللہ تعالی کے محاورے مین بولتے ہین انا فی جنب فلان یعنی مین فلان کی رضا مین ہون اور فلان لین الجانب والجنب ہے یعنی راضی ہے پھر کہا ہے کہ فرطت فی جنبہ وجانبہ یعنی فلان نے تقصیر کی فلان کے حق مین یہ باب کنایہ سے ہے جملہ وان کنت لمن الساخرین محل نصب مین ہے بنا بر حال ضمیر فرطت سے یعنی مین نے تقصیر کی اللہ کے حق مین اس حال مین کہ مین نہین تھا مگر اونمین سے جو کہ ٹھٹھا کرتے ہین اللہ کے دین سے

۵ اوپر والے کے بقیہ سے ۱۲

دنیا مین اور اوسکی کتاب ورسول ومومنین سے قتادہ نے کہا اوسکو کفایت نہ کی اس بات نے کہ اللہ کی طاعت کو ضایع کیا یہانتک کہ اہل طاعت سے سخریہ کیا پھر دوسرا قول نقل فرمایا او تقول لوان اللہ ھدانی لکنت من المتقین یعنی اگر اللہ مجھے اپنے دین کی راہ بتاتا تو البتہ ہوتا اونمین سے جو کہ شرک ومعاصی سے بچتے ہین یہ قول اونمین کھوٹی حجتون سے ہے جنکے ساتھہ مشرک حجت پکڑتے ہین اور اون باطل بہانون سے ہے جنکے ساتھہ وہ بہانہ کیا کرتے ہین جسطرح کہ اس آیت مین ہے سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اٰباؤنا پس یہ ایک حق کلمہ ہے جس سے باطل مراد لیتے ہین انکا مادہ ہی ناقابل تمنا ورنہ انسے کیا دشمنی تھی اگر بجاے قول مذکور یون کہتے تو بجا تھا ؎

ہرچہ ہست از قامتِ ناسازِ بے اندام ماست	ورنہ تشریفِ تو بر بالاے کس کوتاہ نیست

ابو منصور نے کہا یہ کافر زیادہ تر عارف ہے اللہ کی ہدایت کا معتزلہ سے اور اسی طرح سے یہ کفار جنہون نے اپنے اتباع سے یون کہا لو ھدانا اللہ لھدیناکم ولیکن اونسے ہم سے اختیار ضلالت وغوایت جانا تو ہمکو مخذول وبے مدد چھوڑ دیا اور توفیق نہین دی معتزلہ کہتے ہین بلکہ اونکو ہدایت کی اور توفیق عطا فرمائی لیکن وہ راہ یاب نہوئے پھر اللہ پاک نے اونکا تیسرا قول نقل فرمایا او تقول حین تری العذاب لوان لی کرۃ فاکون من المحسنین یعنی یا کہے جبکہ عذاب کو دیکھے کہ اگر میرے واسطے پھر جانا ہوتا طرف دنیا کے تو مین ہوتا اونمین سے جو کہ اللہ پر ایمان لاتے ہین اوسکی توحید کرتے ہین اپنے اعمال مین احسان واخلاص کا برتاؤ رکھتے ہین نصب فاکون کا یا تو اس لیے ہے کہ کرۃ پر معطوف ہے اسواسطے کہ وہ مصدر ہے یا اس سبب سے ہے کہ جواب ہے تمنی کا جو کہ لوان لی کرۃ سے مفہوم ہوتی ہے کلمۂ او کے ساتھہ تعبیر کی اس لیے کہ منظور اس بات کا بتانا ہے کہ نفس ان قولون سے خالی نہوگا مارے تحسر وتحیر وتعلل وبہانہ جوئی کے ساتھہ اوس بات کی جسکے تحت مین کسی طرح کا فائدہ نہین ہے تو اب کلمہ او واسطے تنویع کے ہوگا یعنی اوسدن نفس جو باتین کریگا سو اس سے اونکی قسمین بتانا منظور ہے یہی صحیح ہے کہ او مانعۃ الخلو ہو تو اب جمع جایز ہوگی یعنی ان باتون مین سے کوئی بات ضرور کہے گا یا سب کہے گا پھر اللہ پاک نے اپنا جواب ذکر کیا جو اس نفس متمنی کو دیگا

۱۲ اب یہ کہین گے کہ اگر اللہ ہمکو ہدایت کرتا تو ہم پرہیزگار ہوتے ہم اور تم برابر ہوتے پ ۱۲

کون نفس جو کہ بدون علت کے زبردستی بہانہ جوئی کرتا ہے پس ارشاد فرمایا بلی قد جاءتک
اٰیاتی الآیہ یعنی یہہ اللہ کی طرف سے اوسکو کہا جائیگا بلی الخ گویا نفس کافرہ نے کہا کہ اللہ نے مجھے
ہدایت نہین کی تو کہا جائیگا کیون نہین مقرر آئین تیرے پاس میری آیتین راہ بتانی تجھکو مراد آیات
سے تنزیلی آیتین ہین یعنی قرآن شریف پہر تو نے اونکو جھٹلایا وہ یہ قول ہے اوسکا کہ وہ اللہ کے
پاس سے نہین ہین اور تو نے تکبر کیا اوپر ایمان لانے سے اور تہا تو باوجود اس تکذیب واستکبار
کے اونمین سے جو کہ انکار کرنے والے ہین اللہ کا اللہ پاک نے جا تک وکذبت واستکبرت
وکنت مین مذکر کا خطاب ذکر فرمایا اس لیے کہ نفس کا اطلاق مذکر ومؤنث پر ہوتا ہے مبرد نے
کہا عرب لوگ کہتے ہین نفس واحد یعنی انسان واحد یا اوسکی تذکیر باعتبار اوسکے شخص کافر ہونے
کے ہے جمہور نے ان جگہون مین بفتح تا پڑہا ہے اور حمیدی وابوحیوہ ویحیی بن یعمر نے سب مین
بکسر تا یہ قرارت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور اونکے صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ
اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم کی ہے اور ابن کثیر سے بہی مروی ہے ویوم القیمۃ
ترى الذين كذبوا على الله وجوهہم مسودۃ ط اليس في جهنم مثوى
للمتكبرين ○ وينجي الله الذين اتقوا بمفازتهم لا يمسهم السوء ولا هم
يحزنون ○ الله خالق كل شيء ز وهو على كل شيء وكيل ○ له مقاليد
السموت والارض ط والذين كفروا بايات الله اولئك هم الخسرون ○
اور قیامت کے دن تو دیکہے اونکو جو جہوٹ بولتے ہین اللہ پر اونکے مونہہ سیاہ کیا نہین
دوزخ مین ٹہکانا غرور والون کو اور بچاوے گا اللہ اونکو جنہون نے ڈر رکہا اونکے بچاو کی
جگہہ نہ لگی اونکو برائی اور نہ وہ غم کہاوین اللہ بنانے والا ہے ہر چیز کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے
اوسی کے پاس ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی اور جو منکر ہوئے ہین اللہ کی باتون سے وہ
جو ہین وہی ہین ٹوٹے مین پڑے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک
خبر دیتا ہے روز قیامت کی کہ اوسمین کتنے مونہہ تو سیاہ ہون گے اور کتنے مونہہ سفید اہل
فرقت واختلاف کے مونہہ تو سیاہ پڑ جائین گے اور اہل سنت وجماعت کے چہرے
سفید براق ہون گے اور اسجگہ اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے ویوم القیامۃ ترى الذين كذبوا

ع ۶ ۱۱ ۳

علی اللہ یعنی قیامت کے دن تو دیکھیگا اون لوگون کو جو اپنے اس دعوی مین جھوٹے
ہین کہ اللہ کے واسطے شریک واولاد ہے اون کے مونہہ بسبب اون کے
کذب وافترا کے سیاہ ہون گے قولہ تعالے الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین
یعنی کیا دوزخ کافی نہین ہے غرور والون کو از روے قید خانے اور جاے رجوع کے
اونکے واسطے اوسمین رسوائی وذلت وخواری ہے بسبب اونکے تکبر وتجبر کے اور
بوجہ اونکے انکار کرنے کے حق کے لیے منقاد ہونے سے ابن ابی حاتم نے
عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نے فرمایا ہے بیشک متکبر لوگ حشر کیے جائین گے قیامت کے دن مشابہ چیونٹیون
کی صورتون مین آدمیون کے ہر قسم کی ذلت وخواری اونپر چڑھی ہوگی یہانتک کہ داخل
کیے جائین گے ایک قید خانے مین آگ کے ایک وادی مین جسکو بولس کہتے ہین
آگون کی آگ سے اور پلائی جائین گی پیپ سے اہل نار کے اور طینۃ الخبال سے قولہ تعالی
ویبنی اللہ الذین اتقوا بمفازتھم الآیہ یعنی نجات دیگا اللہ اون لوگون کو جنہون نے
ڈر رکھا بسبب اوس سعادت وفوز کے جو اون کے واسطے سابق ہو چکی ہے
نزدیک اللہ کے نہ لگی کی اونکو برائی قیامت کے دن اور نہ وہ غم کھاوین گے یعنی فزع اکبر
اونکو غمگین نہ کرے گا بلکہ وہ بے خوف ہون گے ہر خوف وگھبراہٹ سے دور ہون گے
ہر شے سے پانے والے ہون گے ہر خیر کو قولہ تعالی خالق کل شیء الآیہ یعنی اللہ پاک خالق
ورب ومالک ہے سارے اشیا کا اور اونمین تصرف کرنے والا ہے اور ہر شے
اوسکی تدبیر وقہر وحفظ کے تحت مین ہے قولہ تعالی لہ مقالید السموات والارض
مجاہد نے کہا کہ مقالید فارسی مین مفاتیح کو کہتے ہین یعنی کنجیان اسی طرح قتادہ وابن زید وسفیان
بن عیینہ نے بھی کہا ہے سدی نے کہا کہ لہ مقالید السموات والارض کے
یہ معنی ہین کہ اللہ کے واسطے ہین خزانے آسمانون کے اور زمین کے معنی دونون
قول کی بنا پر یہ ہین کہ کامون کی باگین اللہ تبارک وتعالی کے ہاتھ مین ہین اوسی کے لیے
ملک ہے اور اوسی کے واسطے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اسی لیے اللہ جل وعلا نے

۵۷ فتنہ دجال کے فساد سے اور افعال واہیہ اور اقوال باطلہ سے طینۃ الخبال کی تفسیر عصارہ اہل نار سے کی گئی ہے یہی دوزخیون کا پسینہ یا پیپ ہے ومنہ حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

یون فرمایا ہے والذین کفروا بایات اللہ اولئک ھم الخاسرون یعنی اور وہ لوگ جو منکر ہوئے اللہ پاک کی حجتون برہانون کے ذہی ٹین ٹوٹا پانے والے ابن ابی حاتم نے اسجگہ ایک نہایت غریب حدیث روایت کی ہے حالانکہ اوسکی صحت مین نظر ہے لیکن ہم اوسکو ذکر کرتے ہین جیسے اونہون نے ذکر کی ہے وہ کہتے ہین کہ عبید اللہ بن عمر نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لہ مقالید السموات والارض کی تفسیر پوچہی تو آپنے فرمایا اے عثمان کسینے تیری قبل مجھسے اسکا نہین پوچہا آپنے فرمایا تفسیر اسکی یہ ہے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ ولا قوۃ الا باللہ الاول والاخر والظاہر والباطن بیدہ الخیر یحیی ویمیت وھو علی کل شئ قدیر اے عثمان رض جو اسکو کہے جسوقت کہ صبح کرے دس بار تو وہ چھ خصلتین دیا جائیگا اول اونکی تو یہ ہے کہ حراست کیا جائیگا ابلیس سے اور اوسکے لشکرون سے دوسری یہ ہے کہ دیا جائیگا ایک قنطار اجر سے تیسری یہ ہے کہ بلند کیا جائیگا واسطے اوسکے ایک درجہ جنت مین چوتھے یہ ہے کہ بیاہ کیا جائے گا حورعین سے پانچوین یہ ہے کہ بارہ فرشتے اوسکے پاس حاضر ہونگے چھٹے یہ ہے کہ دیا جائیگا اجر سے مثل اوس شخص کے جسنے پڑہا قرآن و توریت و انجیل و زبور کو اور واسطے اوسکے مع اسکے اے عثمان اجر سے مثل اوس شخص کے ہے جسنے حج کیا اور اوسکا حج قبول کیا گیا اور عمرہ کیا پہر اوسکا عمرہ قبول کیا گیا پہر اگر اوسی دن مر گیا تو ہر کی جائیگی اوپر ساتھہ طالع شہدا کے رواہ ابو یعلی الموصلی من حدیث یحیی بن حماد بہ مثلہ وھو غریب وفیہ نکارۃ شدیدۃ واللہ اعلم ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ قیامت کے دن دیکھیگا تو اون لوگون کو جنھون نے جھوٹ بولا اللہ پر یا منظور کرا اوسکے واسطے شریک کے اور جو رو اور اولاد مونہہ اونکے سیاہ ہونگے س لیے کہ عذاب نے اونکا احاطہ کیا ہوگا اور بسبب غضب و لقمت اللہ کے جسکا وہ مشاہدہ کرینگے جملہ وجوہہم مسودۃ محل نصب مین ہی بنا بر حال خفش نے کہا کہ تری عامل نہین ہے وجوہہم مسودہ مین یہ جو ہے سو مبتدا و خبر ہے اولی یہ ہی کہ تری اگر بصری رویت سے ہی تو جملہ وجوہہم مسودہ حالیہ ہوگا اور اگر قلبی رویت سے ہی تو تری کا مفعول ثانی ٹھیریگا قولہ تعالی الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین مین استفہام واسطے تقریر سیاہ ہونے اونکے چہرون کے ہی اور اوسکی تعلیل ہے گویا یون کہا کہ اونکے

ف فتح البیان

ل قنطار کیا رہ سو اوقیہ کا ہوتا ہے کسی نے کہا چالیس ہزار دینار کا اور قنطار مقنطرہ بارہ ہزار دینار پہنچتے ہین ایک قول یہ بھی ہے کہ ایک پل کی کمال ہم تک ایک قنطار ہے کذا فی مجمع البحار ۱۲ منہ

ل اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے کذا فی مجمع البحار ۱۲ منہ

ل یعنی طالع ۱۲ منہ

چہرے سیاہ ہونگے اسلیے کہ اونکے واسطے جہنم مین قرارگاہ اور جاے قیام ہے کہ کہتے ہین بطرح حق و نمط ناس
کو جیسا کہ صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہے غرضکہ جو لوگ اللہ پاک کی طاعت و عبادت سے تکبر کرتے ہین اور حق کو
نہین مانتے اور لوگون کو حقیر جانتے ہین اونکی قیام گاہ جہنم ہے اور نجات دیگا اللہ اون لوگون کو جو شرک و معاصی
سے بچے حرف با بمفازتہم مین محذوف سے متعلق ہے اور وہ حال ہے موصول سے اسی تلبسین
بمفازتہم یعنی نجات دیگا اونکو اللہ جہنم سے اس حال مین کہ وہ متلبس ہون گے ساتھہ مکان فوز اپنی کے جو کہ جنت ہے
ہے بامیطور کہ اوسمین رکھی جائین گے جمہور نے بمفازتہم کو بافراد پڑہا ہی بنا بر مصدر میمی فوز کہتے ہین ظفر مند ہونے کو
ساتھہ خیر کے اور نجات اسکے شر سے سیرد نی کہا مفازہ بروزن مفعلہ ہے فوز سے اور فوز بمعنی سعادت ہے اور
اگر مفازہ جمع کیا جاے تو بہتر ہے جیسے سعادت و سعادات کہتے ہین یعنی یہ ہین کہ نجات دے گا اونکو اللہ ساتھہ
فوز اونکی کے یعنی ساتھہ نجات اونکی کے نار سے اور ساتھہ فائز ہونے اونکی کے جنت سے حمزہ و کسائی و ابو بکر نے
بمفازاتہم بجمع پڑہا ہے مفازہ کو جمع کیا باوجود اوسکے مصدر ہونے کے بسبب اختلاف انواع کے کیونکی کہا کہ یہان
مضاف محذوف ہی تقدیر یہ ہے بدوائی مفازاتہم او باسبابہا اور مفازہ بمعنی منجاۃ ہے کسی نے کہا اسکی کچھہ
حاجت نہین ہی اسلیے کہ مفازہ سے مراد فلاح ہے اور جملہ لا یمسہم السوء اور جملہ ولا ہم یحزنون
مفسر ہین بمفازتہم کے گویا کسی نے کہا کہ اونکا مفاز کیا ہے سو یہ ہو سکا جواب ہے کہ مفازہ اونکا یہ ہے کہ
نہ چہوئے گی اونکو برائی اور نہ وہ غم کہائین گے کسی نے کہا کہ یہ دونون جملی محل نصب مین ہین بنا بر حال الذین
اتقوا سے یعنی اللہ اونکو نجات دیگا اسحال مین کہ دور کیجائیگی اونسے برائی اور غم کسی نے کہا کہ حرف با بمفازتہم
مین بسببیہ ہے یعنی نجات دیگا اونکو اللہ بسبب اونکی فوز کے مع اسکے کہ برائی اون کو نہ لگے گی اور نہ
غم اونکے دلون کی طرف پہونچیگا اسواسطے کہ وہ راضی ہوے اللہ کے ثواب سے اور امن مین ہوے اوسکے
عقاب سے پہر جبکہ اللہ پاک نے وعد و وعید مین کلام کو طول دیا تو دلائل الہیت و توحید کیطرف عود کیا پس فرمایا
اللہ خالق کل شئ وھو علی کل شئ وکیل یعنی اللہ سبحانہ پیدا کرنیوالا ہے ہر شے کا اون اشیا سے جو کہ موجود
ہین دنیا و آخرت مین کوئی سی شے ہو بدون فرق کے ایک شے مین اور دوسری شے مین اسمین رد ہی معتزلہ و
ثنویہ پر جو کہ قائل ہین اسکے کہ اللہ تعالی شر کا اور افعال عباد کا خالق نہین ہی حالانکہ اللہ تعالی نے کل شے کو
شامل کیا ہے واسطے شر و خیر و کفر و ایمان کے پہر فرمایا کہ وہ ہر شے پر وکیل ہے یعنی ہر شے مین متولی تصرف
کا وہی ہے سارے اشیا اوسی کی طرف سپرد کی گئی ہین سو وہ اونکے حفظ و تدبیر کے ساتھہ قائم ہے بدون

۵ یعنی یہ ہے کہ اللہ پاک کرنیوالا ہر چیز کا اور وہ ہر چیز پر وکیل ہے پس جو شخص اللہ کی توحید و عبادت کو چھوڑ کر شرک و معاصی مین مبتلا ہوا ہے وہ اونہی باطل کرنیوالون مین سے ہے جو کہ اللہ کی توحید و عبادت کو باطل کرتے ہین اور اللہ کے ساتھہ شرک کرتے ہین اور اللہ کی توحید و عبادت کو ترک کرتے ہین اور اللہ کے ساتھہ شرک کرنیوالے کو اللہ کی توحید و عبادت کو ترک کرنیوالے پر ترجیح دیتے ہین اور اللہ کی توحید و عبادت کو ترک کرنیوالے کو اللہ کی توحید و عبادت کرنیوالے پر ترجیح دیتے ہین اور اللہ کی توحید و عبادت کرنیوالے کو اللہ کی توحید و عبادت کرنیوالے پر ترجیح دیتے ہین اور اللہ کی توحید و عبادت کرنیوالے کو اللہ کی توحید و عبادت کرنیوالے پر ترجیح دیتے ہین

کسی مشارک کے جملۂ له مقالید السموات والارض مستانفہ ہی مثلاً کسینے کہا کہ وہ ہر شے پر وکیل کیونکر ہے
سو یہ اسکا جواب ہے کہ اوہی کے واسطے کنجیان ہین آسمانون کی اور زمین کی یہ کلام یا بکنایہ سے ہی اسلیے کہ
حافظ و مدبر خزانون کا وہی شخص ہوتا ہے جو کہ اونکی کنجیون کا مالک ہوتا ہے پس یہ کنایہ ہے ثبوت تمکن و
تصرف سے ہر شے مین جو کہ مخزون ہے آسمان و زمین مین اور ظاہر ہے کہ جملۂ اولی ہے جملۂ مراد مقالید سموات و
ارض سے کنجیان ہین آسمان و زمین کی اور کنجیان رزق و رحمت کی جیسا کہ مقاتل و قتادہ وغیرہما نے کہا ہے
حضرت ابن عباس نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے کہ مفاتیحہا لیث نے کہا کہ مقالید بمعنی خزانہ ہی معنی آیت کے
یہ ہین کہ اوہی کیواسطے ہین خزانے آسمانون کے اور زمین کے ضحاک و سدی بھی اسی کے قائل ہین کسینے
کہا کہ خزائن سموات کے سطر ہے اور خزائن زمین کے نبات کسی نے کہا کہ مقالید سموات و ارض یہ کلمے ہین
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و سبحان اللہ و بحمدہ و استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و یوسف قاضی کا لفظ
اونکی سنن مین اور ابو الحسن القطان و ابن السنی و ابن مندہ و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ کا لفظ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ ہی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و سبحان اللہ والحمد للہ و استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الاول
والآخر والظاہر والباطن بیدہ الخیر یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئے قدیر اسکے اور کئی طریق
ہین حضرت عثمانؓ سے اسکے سوا اور کئی قول ہین اس قول کی بنیاد پر معنی یہ ہین کہ اللہ کیواسطے یہ کلمے ہین
انکے ساتھ اوسکی توحید و تمجید کیجاتی ہے اور یہ کنجیان ہین خیر سموات و ارض کی جو کوئی ان کلمون کو کہے
تو اوس خیر کو پہونچے مقالید کا واحد مقلید یا مقلاد ہے یا اسکے لفظ سے اسکا کوئی واحد نہین ہے مثل
اساطیر کے اور اقلیدہ و اقالید بھی کہتے ہین یا اس کلمے کی اصل فارسی ہے بنا بر اوس قول کے جو کہا ہے
کہ جمع ہے اقلیدہ معرب اکلید کی جوہری نے کہا کہ اقلید مفتاح ہے پھر کہا کہ جمع مقالید ہے قولہ تعالے
والذین کفروا بآیات اللہ اولئک ہم الخاسرون یعنی جن لوگون نے کفر کیا ساتھ قرآن کے اور
باقی آیتون کے جو کہ دال ہین اللہ پاک پر اور اوسکی توحید پر وہی ہین کامل خسران و زیان مین اس لیے
کہ وہ بسبب اس کفر کے آگ کی طرف گئے محلی نے کہا کہ یہ جملہ متصل ہے وینجی اللہ الخ سے
اور جو کچھہ انکے درمیان مین ہے وہ کلام معترض ہے حفناوی نے کہا یعنی یہ اوپر مخاطب ہے عطف
احد المتقابلین بر دیگر اگرچہ معطوف جملۂ اسمیہ ہی اور معطوف علیہ جملہ فعلیہ سو یہ اختلاف صحت
عطف کو مانع نہین ہے غایت اسکا یہ ہے کہ حسن عطف سے خالی ہے انتہی شیخزادی رحمہ اللہ تعالی کے

بیان کا حاصل یہ ہے کہ اصل کلام یوں ہوا نجی اللہ المتقین بمفازتہم والذین کفروا اولئک ہم الخاسرون یہ عطف ہے احد المتقابلین کا دوسرے پر اسلیے کہ احد الجملتین کی مفردات دوسری کی مقابل ہین بمعنی کی جہت سے یہ دو جملے جبکہ یہ بات بیان کرنیکو لائی گئی کہ اللہ تعالیٰ اہل تقوی و اہل کفر مین سے ہر ایک کو جزا دے گا موافق اونکے افعال کے تو درمیان انکے وہ جملہ معترضہ لایا گیا جو اسبات کی تاکید کرتا ہی کیونکہ جب اللہ تعالے ہر شے کا خالق ہوا اور ساری اشیا اوہی کیطرف موکول ہوئین اور خزائن سموات و ارض کا وہی مالک ہوا تو اس سے یہ لازم آیا کہ اللہ تعالی افعال مکلفین پر مطلع ہے اور اونپر جزا دینے والا ہی رہی یہ بات کہ ینجی اللہ الذین اتقوا جملہ فعلیہ ہی اور والذین کفروا جملہ اسمیہ اور اسمیہ کا عطف فعلیہ پر حسین نہین ہے سو اسکا یہ جواب ہے کہ مقتضی ظاہر کا یوں تہا کہ ویہلک الکافرین کہا جاتا مگر ایسا نہ کہا اور طرز کلام کو بدلا واسطے دو نکتون کے اول نکتہ یہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اسبات پر کہ متقیون کو جو بھلائی پہونچی سو وہ طرف سے اللہ تعالیٰ کے ہے بسبب اوسکے فضل و رحمت کے اور کافرون کو جو برائی پہونچی سو وہ طرف سے اونکی جانون کے ہے اس لیے کہ اونہون نے اپنے بہرہ و نصیب کا خسران و زیان کیا بسبب اپنی سوء اختیار کے اور دوسرے نکتہ کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بوجہ اپنی غایت کرم کے وعدہ متقین کی تصریح فرمائی اور اپنی ذات مقدس کی طرف اوسکی نسبت کی اور وعید کفار کی تصریح نہ فرمائی اپنی طرف نسبت کرنیکا کیا ذکر ہے دوسرا قول یہ ہے کہ والذین کفروا متصل ہے قولہ تعالی اللہ خالق کل شئی الایہ سے یعنی اللہ تعالی کا کمال قدرت و حکمت ایسا ہی کہ آسمان و زمین مین اوہی اکیلے کا تصرف ہی اور وہی اونکا حافظ و نگہبان ہے اور جو لوگ اسکے منکر ہون تو وہی بین کامل زیانکار پہر اگرچہ مقالید السموات والارض کنایہ ہوگا اللہ پاک کی قدرت سے تو ایات اللہ سے مراد دلائل قدرت الہی ہونگی اور اگر مقالید کی تفسیر حدیث مذکور کے ساتھ کیجائیگی تو مراد آیات اللہ سے کلمات توحید و تمجید باری تعالیٰ ٹہیرین گے یا الجملہ جبکہ کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بت پوجنے کی طرف بلایا جسپر وہ قایم تہے تو اللہ پاک نے آپکو امر فرمایا کہ اونسے یون کہدو قل افغیر اللہ تامروئی اعبد ایہا الجہلون ○ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک ط لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین ○ بل اللہ فاعبد وکن من الشکرین ○ وما قدروا اللہ حق قدرہ ق والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموت مطویت بیمینہ ط سبحنہ وتعلے عما یشرکون ○

تو کہہ اب اللہ کے سوا کسی کو بتاتے ہو کہ پوجون اے نادانون اور حکم ہو چکا ہے تجھکو اور تجھسے اگلون کو اگر تو نے شریک مانا اکارت جاوینگے تیرے کیے اور تو ہوگا ٹوٹے مین آیا نہ بلکہ اللہ ہی کو پوج اور رہ حق ماننے والون مین اور نہین سمجھے اللہ کو جیسا کچھ وہ ہے اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اُسکے دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہین اُسکے داہنے ہاتھ مین وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتاتے ہین ف اللہ کے فرمائے موافق اللہ کا داہنا ہاتھ کہیے اور بانوانہ کہیے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین قل افغیر اللہ الآیہ کے سبب نزول مین وہ روایت ذکر کی ہے جو کہ ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مشرکون نے اپنے جہل و نادانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا طرف پوجنے اپنے معبودون کے اور وہ آپ کے ساتھ اُنکے معبودکو پوجین اسپر یہ آیت نازل ہوئی تا من الخاسرین یہ آیت مثل اس آیت کے ہے ولو اشرکوا لحبط عنہم ما کانوا یعملون قولہ تعالیٰ بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین کا یہ مطلب ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے واسطے اخلاص عبادت کر تو اور وہ لوگ جنہون نے تیری پیروی کی ہے اور تجھے سچا مانا ہے قولہ تعالیٰ وما قدروا اللہ حق قدرہ الآیہ یعنی مشرکون نے قدر نہ کی اللہ کی جیسا کہ حق ہے اوسکی قدر کرنے کا جبکہ اُسکے ساتھ اُسکے غیر کو پوجا حالانکہ وہ ایسا عظیم ہے کہ اُس سے بڑھکر کوئی عظیم نہین ہے اور قادر ہے ہر شے پر مالک ہے ہر شے کا اور ہر شے اُسکے قہر و قدرت کے تحت مین ہے مجاہد نے کہا کہ قریش کے بارے مین نازل ہوئی ہے سدی نے کہا کہ تعظیم نہ کی اُسکی جیسا کہ حق ہے اُسکی تعظیم کرنیکا محمد بن کعب نے کہا اگر وہ اُسکی قدر کرتے جیسا کہ حق ہے اُسکی قدر کرنیکا تو اُسکی تکذیب نہ کرتے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ ما قدروا اللہ حق قدرہ کفار ہین جو کہ اُس کی قدرت پر ایمان نہ لائے کہ اُسکو اُنپر قدرت ہے پس جو کوئی اُسپر ایمان لائے کہ اللہ ہر شے پر قدیر ہے تو مقرار ہوا نے قدر کی اللہ کی جیسا کہ حق ہے اُس کی قدر کرنیکا اور جو اُسپر ایمان نہ لائے تو اُس نے قدر نکی اللہ کی حق قدرہ اِس آیت کریمہ کے متعلق بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین طریق اسمین اور

لہ اور اگر وہ بھی شرک کرتے البتہ ضائع ہوتا جو کچھ کیا تھا انہون نے

اسکے مثل اور آیتون مین مذہب سلف کا ہے وہ یہی انکا اقرار ہے جیسے وہ آئی ہین بدون تکییف کے اور بغیر تحریف کے بخاری نے تفسیر ماقدروا اللہ حق قدرہ مین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک حبر آیا احبار سے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر کہا اے محمد بیشک ہم پاتے ہین یعنی اپنی کتاب مین کہ اللہ عزوجل رکھے گا آسمانون کو ایک انگلی پر اور زمینونکو ایک انگلی پر اور درختون کو ایک انگلی پر اور ماء وثریٰ کو ایک انگلی پر اور باقی خلق کو ایک انگلی پر پھر کہیگا مین ہون بادشاہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہانتک کہ ظاہر ہوگئین آپ کی کچلیان واسطے تصدیق قول حبر کے پھر آپنے یہ آیت پڑہی ماقدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ الآیہ ورواہ البخاری ایضا فی غیر ھذا الموضع من صحیحہ والامام احمد ومسلم والترمذی والنسائی فی التفسیر من سننہما کلھم من حدیث سلیمان بن مھران الاعمش عن ابراھیم عن عبیدۃ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ بنحوہ ۲ - امام احمد نے عن علقمہ عن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ ایک شخص آیا طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل کتاب مین سے پس کہا اے ابوالقاسم کیا تجھکو پہونچی ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ اٹھائیگا خلایق کو ایک انگلی پر اور آسمانون کو ایک انگلی پر اور زمینون کو ایک انگلی پر اور درختونکو ایک انگلی پر اور آب وثریٰ کو ایک انگلی پر کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہان تک کہ ظاہر ہوگئین آپکی کچلیان کہا اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی وماقدروا اللہ الی آخر الآیہ وھکذا رواہ البخاری ومسلم والنسائی من طرق عن الاعمش بہ ۳ - امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے گزر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ جلوس فرما تھے پس کہا اے ابوالقاسم تو کسطرح کہتا ہے جس دن کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ رکھے گا آسمان کو اسپر اور اشارہ کیا انگشت سبابہ سے اور زمین کو اسپر اور پہاڑون کو اسپر اور باقی خلایق کو اسپر ہر ایک مین اپنی انگلیون سے اشارہ کرتا تھا کہا پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی وماقدروا اللہ حق قدرہ الآیہ وکذا رواہ الترمذی فی التفسیر عن عبداللہ بن

عبدالرحمن الدارمی عن محمد بن الصلت عن ابی جعفر عن ابی کدینۃ یحیی
بن المهلب عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی مسلم بن صبیح به وقال حسن
صحیح غریب لانعرفه الامن هذا الوجه ۴ - پھر بخاری نے حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو کہ فرماتے تھے قبض کرے گا اللہ تعالیٰ زمین کو اور لپیٹے گا آسمان کو اپنے
دہنے ہاتھ مین پھر فرمائے گا مین ہون بادشاہ کہان ہین زمین کے بادشاہ تفرد به من
هذا الوجه ورواه مسلم من وجه اخر ۵ - بخاری نے دوسری جگہ عن نافع
عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ بیشک اللہ تبارک
وتعالیٰ قبض کرے گا قیامت کے دن زمینون کو ایک انگلی پر اور ہونگے آسمان اس کے
دہنے ہاتھ مین پھر فرمائے گا مین ہون بادشاہ تفرد به ایضا من هذا الوجه ورواه
مسلم من وجه اخر ورواه الامام احمد من طریق اخری بلفظ اخر
ابسط من هذا السیاق واطول عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ۶ حضرت ابن عمر
کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی ایک دن منبر پر وما قدروا
اللہ تا یشرکون اور آپ یون اشارہ فرماتے تھے اپنے ہاتھ سے ہلاتے تھے اسکو آگے
لیجاتے تھے اسکو اور پیچھے لاتے تھے اسکو تمجید کرتا ہے رب اپنے نفس کی مین جبار
ہون مین متکبر ہون مین بادشاہ ہون مین عزیز ہون مین کریم ہون پس منبر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو لیے ہوئے کانپا یہانتک کہ ہمنے کہا کہ البتہ وہ آپ کو گرادے گا وقد
رواه مسلم والنسائی وابن ماجه من حدیث عبدالعزیز بن ابی حازم
زاد مسلم ویعقوب بن عبدالرحمن کلاهما عن ابی حازم عن عبید اللہ بن
مقسم عن ابن عمر رضی اللہ عنهما به نحوه لفظ مسلم کا عبید اللہ بن مقسم سے اس
حدیث مین یہ ہے کہ اس نے نظر کی طرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ کیسی حکایت
کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہا کہ پکڑیگا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے آسمانون کو اور
اپنی زمینون کو اپنے ہاتھ مین اور فرمائے گا مین ہون بادشاہ اور قبض کرتے تھے اپنی

اُنگلیون کو اور کشادہ کرتے تھے اُنکو مین بادشاہ ہون یہانتک کہ نظر کی مین نے طرف منبر کے کہ وہ ہلتا تہا اپنے اسفل کی شے سے یہانتک کہ البتہ مین کہتا تھا کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر گرنیوالا ہے ۷۔ بزّار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی منبر پر وما قدروا اللہ حق قدرہ یہانتک کہ پہونچے سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون کو فقال المنبر ہکذا فجاء ودذہب ثلاث مرات واللہ اعلم یعنی پس منبر یون ہوگیا پہر آیا اور گیا تین بار مطلب یہ ہے کہ تین بار منبر آگے کو آیا پہر پیچہے ہوگیا وقد رواہ الامام الحافظ ابو القاسم الطبرانی من حدیث عبید بن عمیر عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما وقال صحیح ۸۔ طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ سے فرمایا مین پڑہنے والا ہون تمپر آیتون کو آخر سورۂ زمر سے پس جو کوئی تم مین سے روئے گا تو واجب ہوگی اُسکے واسطے جنت پہر آپنے اُن کو پڑہا پاس سے وما قدروا اللہ حق قدرہ کے آخر سورت تک سو ہم مین سے بعض تو روئے اور بعض نہین روئے پہر جو نہ روئے اُنہون نے عرض کیا یا رسول اللہ البتہ مقرر رہنے جہد کیا کہ ہم روئین سو نہ روئے پس آپنے فرمایا لواب مین اُنکو پڑہتا ہون تمپر فمن لم یبک فلیتباک یعنی اب جسکو رونا نہ آئے تو چاہیے کہ رونے کی صورت بنائے ہذا حدیث غریب جدًّا اس سے بڑہکر غریب وہ حدیث ہے ۹ جسکو طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین خصلتین ہین کہ مین نے اُن کو غائب کردیا ہے اپنے بندون سے اگر اُن کو دیکہہ لیتا کوئی شخص تو نکرتا کوئی بُرائی کبھی اگر مین کہولدیتا اپنا پردہ پھر وہ مجہے دیکہہ لیتا یہانتک کہ یقین کرلیتا اور جان لیتا کہ کسطرح مین کرون گا اپنے خلق کے ساتھ جبکہ مین اُنکے پاس آؤن گا اور قبض کرون گا آسمانون کو اپنے ہاتھ مین پہر قبض کرون گا زمینون کو پہر کہون گا مین بادشاہ ہون کون ہے وہ جسکے واسطے ملک ہے سوا میرے پہر مین اُنکو دکہاؤن گا جنت اور وہ شے جو مین نے

اُنکے واسطے اُسمین تیار کر رکھی ہے ہر خیر سے پھر وہ اُسکا یقین کرینگے اور دکھاؤنگا اُنکو
ناراور وہ شے جو مین نے تیار کر رکھی ہے واسطے اُنکے اُسمین ہر شر سے پھر وہ اُسکا یقین کرینگے
ولیکن عمداً مین نے اسکو اُن سے غائب کر دیا ہے تاکہ مین جانون کہ وہ مجھے کیسا جانتے ہین
اور مقرر مین نے اُسکو اُنکے واسطے بیان کر دیا ہے وھذا اسناد متقارب وھے نسخۃ
تروی بھا احادیث جمۃ واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے
کہ ہمزہ واسطے استفہام انکار توبیخی کے ہے اور حرف فا واسطے عطف کے ہے مقدر پر
جسطرح کہ اسکے نظائر مین ہوتا ہے اور غیر منصوب ہے اعبد سے اور اعبد معمول ہے تامرونی
کا بر تقدیر اَنْ مصدریہ کے پھر جب وہ حذف کیا گیا تو اُس کا عمل باطل ہو گیا اصل یہ ہے
افتامرونی ان اعبد غیر اللہ قالہ الکسائی وغیرہ یعنی کیا پھر تم مجھے امر کرتے ہو بعد مشاہدہ کرنے
اِن نشانیون کے جو کہ دال ہین اللہ کی انفراد و توحید پر اِس بات کا کہ مین پوجون اللہ کے غیر کو
یہ بھی جایز ہے کہ غیر منصوب ہو تامرونی سے اور اعبد اُس سے بدل اشتمال ہو اور اَن
بھی اُسکے ساتھ مقدر ہو یہ بھی جائز ہے کہ غیر منصوب ہو فعل مقدر سے اے اقصد منی
غیر اللہ اے عبادۃ غیر اللہ اذا عبد غیر اللہ اعبد جمہور نے **تامرونی** پڑھا ہے باین طور
کہ نون رفع کو نون وقایہ مین ادغام کیا ہے مع اُس اختلاف کے جو اُنکے درمیان ہے حرف یا
کے فتح مین اور اُسکے ساکن کرنے مین اور نافع نے تامرونی بنون خفیفہ و فتح یا اور ابن
عامر نے تامرونني بنون مشدد ادغام و سکون یا **حضرت ابن عباس** رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسطرف بلایا کہ اُنکو مال عطا کرین
تو وہ سب سے بڑھکر غنی ہو جائین مکے مین اور نکاح کر دین اُن کا جس عورت سے وہ چاہین اور
روندین اُن کی ایڑی کو یعنی سب اُنکے فرمان بردار ہو کر اُنکے پیچھے اردلی مین چلین پھر قریش
نے آپ سے کہا اے محمد یہ سب تیرے واسطے ہے اور تو باز رہے ہمارے معبودونکے
بُرا کہنے سے اور نہ ذکر کرے تو اُن کا بُرائی سے آپ نے فرمایا یہانتک کہ مین دیکھون کہ کیا
آتا ہے میرے پاس طرف سے میرے رب کے پس اللہ نے وحی لایا قل ایہا الکافرون الی آخر
السورۃ اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی قل افغیر اللہ تامنی الخاسرین اخرجہ

ابن مردویہ حرف لام لقد مین اور لئن مین دال ہے قسم مقدر پر اے واللہ لقد و اللہ
لئن اور نائب فاعل اوحی کا الیک ہے کسی نے کہا کہ نائب فاعل اُسکا جملۂ قسم ثانی مع اپنے
جواب کے ہے اے اوحی الیک ہذا الکلام یعنی لئن اشرکت الخ کسی نے کہا کہ نائب فاعل
محذوف ہے سیاق اُسپہ دال ہے اے اوحی الیک التوحید اور حرف لام لیحبطن اور لتکونن
کا واقع ہے جواب مین قسم ثانی کے اور قسم ثانی مع اپنے جواب کے جواب ہے قسم اول کے
اور جواب شرط کا محذوف ہے اسواسطے کہ قسم کا جواب اُسپر دال ہے معنی یہ ہین قسم
ہے اللہ کی البتہ مقرر وحی کی گئی طرف تیرے اور طرف اُن رسولون کے جو تجھسے پہلے تھے
قسم ہے اللہ کی البتہ اگر تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالفرض شرک کرے گا تو البتہ اکارت
جائے گا تیرا عمل اور البتہ تو ہوگا ٹوٹا پانیوالون سے اب رہی یہ بات کہ جنکی طرف لئن
اشرکت الخ کی وحی کی گئی ہے وہ ایک جماعت ہین یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ سے
پہلے کے پیغمبر تو لئن اشرکت بصیغہ مفرد کیونکر درست ہوگا بلکہ ظاہر یہ تھا کہ لئن اشرکتم بصیغہ
جمع کہا جاتا سو اسکا یون جواب دیا ہے کہ یہان تقدیم و تاخیر ہے اصل عبارت یہ ہے
اوحی الیک لئن اشرکت الخ والی الذین من قبلک مثلہ یعنی تیری طرف وحی کی گئی ہے
کہ اگر تو شرک کرے گا تو اکارت جائے گا تیرا عمل اور ہوگا تو خاسرین سے اور وحی کی گئی
ہے طرف ہر ایک کے اُنمین سے کہ اگر تو نے شرک کیا الخ جسطرح کہ ایک جماعت یون
کہے کہ کسانا الامیر حلۃ تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ امیر نے ہم مین سے ہر ایک کو جوڑا پہنایا
اسی طرح یہان بھی ہے لو اب معنی ٹھیک ہو گیے مقاتل نے کہا معنی یہ ہین کہ
وحی کی گئی طرف تیرے اور طرف نبیون کے جو تجھسے پہلے تھے ساتھ توحید کے اور توحید
بدلالت سیاق یہان سے محذوف ہے پھر کہا لئن اشرکت یا محمد لیحبطن عملک یہ خطاب خاص
ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غرضکہ اللہ پاک کو شرک کی مذمت اور شدت بیان کرنا
منظور ہے سو اسکو بپرائیہ تعریض مین ادا کیا خطاب تو فرمایا پیغمبرون کو اور مراد اُنکے سوا اور
لوگ ہین اس لیے کہ اللہ پاک نے پیغمبرون کو شرک سے معصوم رکھا ہے اس طرز خاص
پر بیان کرنے سے مقصود بندون کو ڈرانا ہے شرک سے کیونکہ جب شرک موجب حبط

اعمال انبیا ہے بطور فرض وتقدیر تو اُنکے سوا اُنکی امتون کے اعمال کو تو بطریق اولی حبط کردیگا کسی نے کہا یہ خاص ہے ساتھہ انبیا علیہم السلام کے اِس لیے کہ اُنسے شرک کا صادر ہونا بزرگتر ہے گناہ مین بہ نسبت اُنکے غیر کے لیکن قول اول اولی ہے یعنی خطاب انبیا کو بطور تعریض ہے اور مراد اُنکی اُمتین ہین جو کوئی اُنمین سے شرک کرے گا اُسکے عمل باطل ہوجائینگے مگر یہ آیت شرک پر مرنیکے ساتھہ مقید ہے جسطرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے ومن یرتد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم بالجملہ پھر اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی توحید کا امر کیا پس ارشاد فرمایا بل اللہ فاعبد اسمین رد ہے مشرکون پر اس جہت سے کہ اُنہون نے آپ کو بُت پوجنے کا امر کیا تہا وجہ رد کی وہ قصر وحصر ہے جسکا اسم مبارک اللہ کا مقدم کرنا فائدہ دیتا ہے یعنی اُنکی ایک مت سُن تو تو اکیلے اللہ ہی کو پوج زجاج نے کہا کہ اسم مبارک اللہ منصوب ہے اعبد سے یعنی اُسکا مفعول مقدم ہے کہا اسمین درمیان بصریون کوفیون کے کسیطرح کا اختلاف نہین ہے فرار نے کہا کہ باضمار فعل منصوب ہے کسائی سے بھی مثل اسکے مروی ہے یعنی فعل ناصب اسکا اعبد محذوف ہے جسکی تفسیر اعبد مذکور کررہا ہے والاول اولی زجاج نے کہا کہ حرف فا فاعبد کا واسطے مجازاۃ کے ہے اخفش نے کہا کہ زائد ہے عطاء ومقاتل نے کہا کہ فاعبد کے معنی وحّدہ ہین یعنی تو اللہ کی توحید کر اسواسطے کہ عبادت اللہ کی صحیح نہین ہوتی ہے مگر ساتھہ اُس کی توحید کے خطیب نے کہا کہ بل اللہ فاعبد معطوف ہے مقدر پر جسپر سیاق کلام دال ہے اے فلا تشرک بل اللہ فاعبد یعنی تو شرک مت کر بلکہ اللہ ہی کو پوج وکن من الشاکرین کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک نے جو تجہپر یہ انعام فرمایا کہ توحید کی طرف اور اپنے دین کی طرف بلانے کی تجھے ہدایت کی اور رسالت کے ساتھہ تجھکو اختصاص بخشا سو تو اس انعام کا شکر ادا کر وما قدروا اللہ حق قدرہ یعنی نہین پہچانا مشرکون نے اللہ کو جیسا کہ حق ہے اُسکے پہچاننے کا مبرد نے کہا کہ تعظیم نہ کی اُسکی جیسا کہ حق ہے اُسکی عظمت کا جبکہ شریک کیا اُسکے ساتھہ اُسکے غیر کو ماخوذ ہے اس قول سے کہ فلان عظیم القدر اللہ پاک نے جو مشرکون کو اس وصف کے ساتھہ موصوف کیا سو اس لیے کہ اُنہون نے غیر اللہ کو پوجا اور اُسکے رسول

۵۱ اور اگر کوئی پیغمبر تم مین اپنے دین سے پھر جاویگا تو اُسکے سب عمل ضائع ہوجائینگے ۱۲ منہ ۵۲ رد ما ورد من عبادۃ الصنم کانہ قال لا تشبہ ما ورد بعبادۃ جبل ان عبادۃ فاعلہ قبیح فحذف الشرط وجعل تقدیم المفعول عوضا منہ کذا فی الکشاف ۱۲ منہ ۵۳ ابو البقا نے یہی کلمات مبرد کے قائل ہین ۱۲ منہ ۵۴ اسے ما قدروا عظمتہ حق تعظیمہ کذا قالہ البیضاوی قدر تخفف وتشدید بمعنی مکن لکن تقدیر کے معنی چونکہ زجاج ہین اطراف معرفت وعلم کے اس لیے تقدیر بمضاف کی ضرورت ہوئی یعنی اندازہ نہ کیا اسکی عظمت کا جیسا کہ حق ہے اُس کی عظمت کا ۱۲ منہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ وہ بھی شرک مین اُن کی مثل ہوجائین حضرت حسن وابوجیفہ وعیسیٰ
بن عمر نے قَدَّرُوا بہ تشدید دال پڑہا ہے پھر اللہ پاک نے اپنی عظیم قدرت وجلالت شان پر
آگاہی بخشی ارشاد فرمایا والارض جمیعاً قبضتہ یوم القیامۃ قبضہ لغت مین وہ شے ہے
جسپر آدمی اپنی ساری ہتیلی سے قبضہ کرے یعنی مٹھی بھر اللہ سبحانہ اپنی قدرت عظیم کی خبر
دیتا ہے کہ ساری زمین باوجود اپنی عظمت وکثافت وطول وعرض کے اُسکے مقدورین مثل
اوس شے کے ہے جسپر قابض اپنی ہتیلی سے قبضہ کرتا ہے یہ یون سمجھو کہ مثلاً کسی شے
مین کسی شخص پر تصرف آسان ہو اگرچہ وہ اُس شے پر قبضہ نکرے مٹھی مین نہ پکڑے اُسکے
حق مین تم کہو کہ وہ شے اُسکے ہاتھ مین ہے اُسکے قبضہ مین ہے مطلب یہ ہے کہ اُسمین
تصرف کرنا اوسپر سہل ہے اُسکے نزدیک اُسکی کچھ ہستی نہین ہے اسیطرح والسموات مطویات
بیمینہ کو سمجھو کلمہ ارض کا گو بظاہر مفرد ہے مگر مراد اُس سے ساتون زمینین ہین جمیعاً کا کلمہ اسکی
گواہی دیتا ہے کیونکہ اس تاکید کا داخل کرنا حسین نہین ہوتا ہے مگر جمع پر اسیطرح لفظ سموات
کا بھی اسکا شاہد ہے اور اس لیے کہ یہ جگہ جائے تعظیم ہے تو تعظیم مبالغے کی مقتضی ہوتی ہے
قبضہ کے دو معنی آتے ہین ایک معنی تو یہ ہین کہ ایکبار مٹھی بھرنا یہ معنی مصدری ہین دوسرے
معنی یہ ہین کہ مٹھی بھر شے کو کہتے ہین یہان دونون معنی کا احتمال ہے اول کی بنا پر قبضتہ کے
معنی ذوات قبضتہ ہین یعنی ساتون زمینین اُسکے یکبار مٹھی بھرنیکی چیزین ہین کہ اُنکو ایکبار
مٹھی بھرنے مین قبض کرلے گا مطلب یہ ہے کہ ساری زمینین مع اپنی عظمت وفراخی کے
نہ پہونچین گی مگر ایک قبضہ کو اُسکے قبضات سے گویا ایک ہتیلی سے ایکبار اُنکی مٹھی بھریگا
اور دوسرے معنی کی بنا پر معنی ظاہر ہین یعنی ساری زمینین کُل کی کُل بقدر اُس شے کے ہین
جسکو ایک ہتیلی سے قبض کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سب بمقدار مٹھی بھر کے ہین ارض
کو سموات پر اس لیے مقدم کیا کہ اُسپر رہتے بستے ہین اُسکی حقیقت کو جانتے پہچانتے ہین
روز قیامت کا خاصکر کے ذکر فرمایا گو اُسکی قدرت دار دنیا کو بھی عام وشامل ہے سو صرف
اسواسطے کہ اُس دن دعوی منقطع ہوجائین گے کما قال تعالیٰ ولا[۵۱] الامر یومئذ للہ وقال
مالک یوم الدین اور اسی لیے حدیث شریف مین یون فرمایا ہے ثم یقول انا الملک

[۵۱] اور حکم اُس دن اللہ کا ہے ۱۲ منہ
[۵۲] مالک انصاف کے دن کا ۱۲ منہ

این ملوک الارض یعنی پر فرمائے گا مین ہون بادشاہ کہان ہین زمین کے بادشاہ مطویات ماخوذ ہے طے سے طے ضد نشر ہے طے لپیٹنا نشر پھیلانا ہے کما قال تعالے یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب یمین کا ذکر واسطے مبالغے کے ہے کمال قدرت مین جسطرح کہ آدمیون سے کوئی شخص لپیٹتا ہے اپنے سید ہے ہاتھ سے اُس شے کو جسکا لپیٹنا اُسکے مقدور اور قابو مین ہوتا ہے یمین کا لفظ کلام عرب مین کبھی بمعنی قدرت و ملک آتا ہے اخفش نے کہا بیمینہ کے معنی ہین فی قدرتہ مثل قولہ تعالی او ما ملکت ایمانکم اے ما کانت لکم قدرۃ علیہ یہ معنی نہین ہین کہ ملک سیدے ہاتھ کے لیے ہے بائین ہاتھ اور باقی جسم کے واسطے نہین ہے اسی معنی سے یہ آیت ہے لاخذنا منہ بالیمین اے بالقوۃ والقدرۃ مراد طے سے یہ نہین ہے کہ کھڑے ہین کہنیچا کہانچی ہوئی ہے محنت و مشقت اُٹھا رہے ہین اُس سے تو مراد یہی اُنکا فنا و ذہاب ہے محاورۂ عرب مین بولتے ہین قد انطوی عنا ما کنا فیہ وجاز نا غیرہ یعنی جس حال مین ہم تھے وہ جاتا رہا اور اُسکے سوا اور حال ہمپر آیا جملۂ والارض جمیعا قبضتہ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی تعظیم نہین کی اُسکی جیسا کہ حق ہے اُسکی تعظیم کا حالانکہ وہ متصف ہے ساتھ اس صفت کے جو کہ دال ہے کمال قدرت پر جمہور نے قبضتہ کو برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا کی اور حضرت حسن نے بنصب ابن خالویہ نے اسکی یون توجیہ کی ہے کہ بنا بر ظرفیت منصوب ہے اے فی قبضتہ جمہور نے مطویات کو برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا کی اور جملہ محل نصب مین ہے بنا بر حال مثل جملۂ ماقبل کے کلمۂ بیمینہ متعلق ہی مطویات سے یا حال ہے مطویات کی ضمیر سے یا خبر ثانی ہے اور عیسی و جحدری نے بنصب مطویات پڑھا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ السموات معطوف ہے الارض پر اور قبضتہ خبر ہے الارض والسموات کی اور مطویات حال ہے یا مطویات منصوب ہے فعل مقدر سے اور بیمینہ خبر خازن نے کہا کہ یمین ہمارے نزدیک بمعنی جارحہ نہین ہے وہ تو صرف ایک صفت ہے کہ اُسکے ساتھ توقیف آئی ہے پس ہم اُسکا اطلاق کرتے ہین اُس طور پر جسپر وہ آئی ہے اور ہم اُسکی کیفیت بیان نہین کرتے اور ہم باز رہتے ہین وہانتک جہان ہمکو کتاب اللہ

۵۱ جسمین ہم پیرو ابن عثیمین کو پیرو ہین ۱۲ منہ

۵۲ یا بائین ہاتھ کا مال ہے ۱۲ منہ

۵۳ تو ہم نے اُس کا داہنا ہاتھ ۱۲ منہ

اور اخبار ماثورہ صحیحہ نے باز رکھا ہے یہ مذہب ہے اہل سنت وجماعت کا کثر اللہ سواد ھم
سفیان بن عیینہ نے کہا ہر وہ شے جسکے ساتھ اللہ نے اپنے نفس کا وصف کیا ہے
اپنی کتاب مین سو تفسیر اُسکی تلاوت اُسکی ہے اور سکوت ہے اُس سے انتہی **مقصود**
اس آیت سے اشارہ کرنا ہے طرف اس بات کے کہ جو اس دامین آسمان وزمین کے باقی
رکھنے کا متولی ہے وہی قیامت کے دن اُنکی تخریب کا متولی ہے یہ امر اسپر دال ہے کہ
ایجاد واعدام پر اُسکو پوری قدرت ہے اور اسپر کہ وہ غنی ہے علی الاطلاق کیونکہ جسوقت وہ
زمین کے خراب کرنے کا قصد کرے گا تو اُسکو قبض کر لیگا اور اُسکو زائل کر دیگا اور آسمانونکے
تخریب کا ارادہ کریگا تو اونکو مثل لپیٹے ہوئے کاغذ کے جمع کر دے گا کچھ حدیثین اس باب
کی اول گزر چکی ہین وفی الباب احادیث وآثار تقتضے حمل الآیۃ علی ظاہرہا من دون تکلف
تاویل والاتعسف بقال وقیل **پھر اللہ پاک** نے اپنے نفس مقدس کی تنزیہ فرمائی
سبحانہ وتعالی عما یشرکون یعنی وہ پاک اور برتر ہے اُن معبودون سے جنکو مشرک لوگ
اُسکے واسطے شریک ٹھیراتے ہین باوجود اس قدرت عظیم وحکمت باہرہ کے **بالجملہ** جبکہ
اللہ پاک نے آسمان وزمین کے فنا ہونیکا ذکر کیا تو نفخ صور کا ذکر فرمایا ونفخ فی الصور فصعق
من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ھم
قیام ینظرون ○ واشرقت بنور ربھا ووضع الکتب وجایٔ بالنبیین
والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون ○ ووفیت کل نفس ما عملت
وھو اعلم بما یفعلون ع ○ اور پھونکا گیا نرسنگا پھر بیہوش ہوگر اجو کوئی ہے آسمانون مین
اور زمین مین مگر جسکو اللہ نے چاہا پھر پھونکا گیا دوسری بار پھر تبھی وہ کھڑے ہو گیے دیکھتے اور
چمکی زمین اپنے رب کے نور سے اور لادیا دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہوا انمین
انصاف سے اور اُنپر ظلم نہوگا اور پورا ملا ہر جی کو جو کیا اُسنے اور اُسکو خوب خبر ہے جو کرتے ہین
ف۱ ایکبار نفخ صور سے عالم کے فنا کا دوسرا ہے زندہ ہونیکا پھر تیسرا ہے بیہوشی کا بعد
حشر کے چوتھا خبردار ہونیکا اسکے بعد اللہ کے سامنے ہوجاوین گے ف۲ گواہ ہر وقت
کے نیک لوگ احوال بتاوین گے بُرون کی بُرائی اور بھلونکی بھلائی جو دیکھتے تھے ف۳

یعنی گواہ آتے ہین اُنکے الزام دینے کو نہین تو اللہ پر کیا چھپا ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تبارک وتعالیٰ خبر دیتا ہے روز قیامت کی اور اُن بڑی بڑی نشانیون کی اور ہولناک زلزلون کی جو اُسمین ہونگے پس قولہ تعالیٰ ونفخ فی الصور تا من شاء اللہ سے مراد دوسرا النفخہ ہے اور یہی نفخہ صعق ہے اور اسی سے آسمان وزمین والون مین کے زندہ لوگ مرجائین گے مگر وہ جنکو اللہ چاہیگا جیسا کہ حدیث مشہور صور مین یہ بات مصرح ومفسر آئی ہے پھر باقیونکی روح قبض کیجاے گی یہانتک کہ سب مرنیوالو کے پیچھے ملک الموت مرینگے اور تنہا رہجائیگا حی قیوم جو کہ اول تھا اور وہی باقی رہیگا ساتھ دوام وبقا کے اور فرمائیگا لمن الملک الیوم تین بار پھر آپ ہی خود کو جواب دیگا تو فرمائیگا للہ الواحد القہار مین وہ ہون جو تنہا تھا اور مقدر ومقہور کیا مین نے ہر شے کو اور حکم کیا فنا کا ہر چیز پر پھر سب سے اول حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کریگا اور اُن کو حکم دیگا کہ صور مین دوسری پھونک پھونکین یہ تیسرا النفخہ نفخۃ البعث ہے فرمایا اللہ عزوجل نے ثم نفخ فیہ اخری فاذا ھم قیام ینظرون یعنی وہ زندہ ہوجائین گے بعد اسکے کہ ہڈیان اور ریزے ریزے ہوگیے تھے روز قیامت کے ہولون کو دیکھتے ہونگے کما قال تعالیٰ فانما ھی زجرۃ واحدۃ فاذا ھم بالساھرۃ وقال عزوجل یوم یدعوکم فتستجیبون بحمدہ وتظنون ان لبثتم الا قلیلا وقال تعالیٰ ومن ایاتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ ثم اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون امام احمد نے یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا ایک شخص کو کہ اُسنے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ تم کہتے ہو قیامت قایم ہوگی فلان فلان مدت تک حضرت عبداللہ نے فرمایا البتہ مقرر قصد کرلیا مین نے کہ حدیث نکرون تم کو کسی شے کی مین نے تو صرف یہ کہا ہے کہ عنقریب تم دیکھو گے بعد ذرا سی مدت کے ایک امر عظیم کو پھر حضرت عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نکلیگا دجال میری امت مین پھر وہ آنمین ٹھیرے گا چالیس نہین جانتا ہون کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس برس یا چالیس رات پھر بھیجیگا اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوۃ والسلام کو گویا وہ عروۃ بن مسعود ثقفی ہین پھر وہ غالب ہونگے

۵۱ سورہ نمل کی ایک جگہ کی سے پہلے ہی وہ آسمان وزمین مین ۱۲ منہ

۵۲ جسمین تمکو بلائیگا پھر پھر اوگے ۱۲ منہ

۵۳ اور اُسکی نشانی یہ ہے کہ آسمان زمین اُسکے حکم سے پھر جب پکارے گا تمکو ایکبار زمین سے تب ہی تم نکل پڑوگے ۱۲ منہ

پس ہلاک کردیگا اُسکو اللہ تعالیٰ پھر ٹھیرینگے لوگ بعد اُسکے سات برس نہین ہوگی درمیان دو آدمیونکے عداوت پھر بھیجیگا اللہ تعالیٰ ایک سرد ہوا شام کی طرف سے پھر باقی نہ رہیگا کوئی جسکے دل مین ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر وہ ہوا اُسکو قبض کرلیگی یہانتک کہ اگر ہوتا ایک اُن کا کسی پہاڑ کے جگر مین تو البتہ وہ اُسمین داخل ہوتی حضرت عبداللہ نے کہا کہ مین نے سُنا ہے اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور باقی رہجائینگے بدلوگ خفت مین پرندونکی اور عقلونمین درندونکے نہ پہچانین گے کسی نیک بات کو اور نہ بُرا جانینگے کسی بُری بات کو متمثل ہوگا اُنکے واسطے شیطان تو کہیگا الا تستجیبون یعنی تم کیون نہین کہا مانتے ہو پھر اُنکو بت پوجنے کا حکم دیگا تو وہ اُنکو پوجین گے وھم فی ذلک دارٌّ وافرٌ اھم حسن عیشھم یعنی اس حال مین اُنکی روزی فراخ اور گزران اچھی ہوگی پھر پھونکا جائیگا صور مین تو نہ سُنیگا اُسکو کوئی الا اصغیٰ لیتًا و یرفع لیتًا[۵۱] یعنی مگر جھکائے گا گردن کے ایک جانب کو اور اُٹھائیگا دوسرے کو پہلے پہل جو اُسکو سُنے گا وہ ایک شخص ہوگا جو اپنے حوض کی اصلاح و درستی کرتا ہوگا تو وہ بیہوش ہوجائیگا پھر کوئی باقی نہ رہیگا مگر وہ بیہوش ہوگا پھر بھیجے گا اللہ تعالیٰ یا نازل کرے گا ایک باران گویا وہ طل[۵۲] ہے یعنی شبنم یا ظل نعمان راوی نے شک کیا ہے تو اُس سے لوگون کے جسم اوگین گے پھر اُسمین اور پھونک پھونکی جائیگی تو ناگاہ وہ کھڑے ہوئے دیکھتے ہونگے پھر کہا جائیگا اے لوگو آؤ طرف اپنے رب کے وقفوھم انھم مسئولون یعنی ٹھیراؤ اُن کو اُن سے پوچھ ہوگی کہا پھر کہا جائے گا نکالو بعث نار کا یعنی اُن لوگون کو الگ کرو جو دوزخ مین بھیجے جائین گے کہا پھر کہا جائے گا کہ کسقدر تو کہا جائے گا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو ننانوے فیومئذ تبعث الولدان شیبًا[۵۳] یعنی اُسدن مبعوث ہونگے بچے بڈھے ویومئذ یکشف عن ساق[۵۴] یعنی اُس دن پنڈلی کھولی جائیگی الفرد باخراجہ مسلم فی صحیحہ بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے کہ آپنے فرمایا درمیان دو نفخون کے چالیس ہین لوگون نے کہا اے ابوہریرہ چالیس دن کہا مین انکار کرتا ہون کہا چالیس برسین کہا مین انکار کرتا ہون کہا چالیس مہینے کہا مین انکار کرتا ہون اور بوسیدہ ہوجائے گی ہر شے

[۵۱] صغون کی گردن کے کتنے مین مطلب ہے کہ گھٹنے والا صوت دوسرے کے سر سے بیہوش ہوجاتا ہے تو شرک کی نسبت ہوش ہوجاتا ہے پس جو کہ گردن کے ایک جانب کو اور اُٹھاتا ہے دوسری جانب کو جو کہ جھکاتا ہے اُسکا ہی حال ہوتا ہے اُسکا دل پہلے جاتا ہے پھر ہوش جاتا ہے ظاہر ہوتا ہے وہ ہی ہے کہ اُسکا سر ایک جانب کو گرتا ہے اور دوسری جانب کو اٹھتا ہے اصغیٰ کی نسبت اُسکی طرف فعل کی نسبت فعل اختیاری کے کی گئی ہے ۱۲ منہ

[۵۲] اصح بطلان محمد ہے اس لیے کہ اور حدیثون مین کمی الرجال یا بمعنی شدت ہوگی کہ ہر ایک مرد کو چالیس عورتین ملینگی ۱۲ منہ

[۵۳] کشف ساق یعنی ظاہر ہونا شدت ہول کے کہ ہر ایک جوان بوڑھے ہوجائے گا قال تعالیٰ یوما یجعل الولدان شیبا منہ

انسان سے مگر عجب[۵۱] ذنب اُسکی اُسی مین خلق مرکب کیجائے گی ابو یعلی نے عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام نے اِس آیت کا پوچھا ونفخ فی الصور الآیہ وہ کون ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے نہین چاہا کہ اُنکو بیہوش کرے کہا وہ شہدا ہین گردن مین لٹکائے ہونگے اپنی تلوارین گرد عرش اُسکے کے لینے کو آئین گے اُن کو فرشتے قیامت کے دن یاقوت کی عمدہ اونٹنیان لیے ہوئے جنکے نمار نرم تر ہونگے حریر سے درازی اُنکے قدمون کی درازی ابصار رجال کی ہوگی[۵۲] سیر کرینگے جنت مین کہین گے وقت دراز ہونے سیر کے یہچلو ہمکو طرف ہمارے رب کے تاکہ ہم دیکھین کسطرح فیصلہ کرتا ہے درمیان اپنے خلق کے ہنسی گا اُن کی طرف معبود میرا اور جسوقت ہنسا طرف کسی بندے کے کسی مقام مین تو اُسپر کچھ حساب نہین ہے رجالہ کلھم ثقات الا شیخ اسمعیل بن عیاش فانہ غیر معروف واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم قولہ تعالیٰ واشرقت الارض بنور ربھا یعنی روشن ہوجائے گی زمین جسوقت کہ حق جل وعلا تجلی فرمائیگا واسطے خلایق کے فصل قضا کیلیے ووضع الکتاب یعنی اور رکھی جائیگی کتاب قتادہ نے کہا کہ کتاب اعمال کی ووضع بالنبیین یعنی اور لائے جائین گے نبی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ گواہی دین گے امتون پر اِس بات کی کہ اُنہون نے اللہ کی رسالتین اُنکو پہونچا دین والشہداء یعنی اور لائے جائین گے گواہ فرشتون مین سے جو کہ نگہبان تھے بندونکے اعمال خیر وشر پر وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون یعنی فیصلہ کیا جائے گا درمیان اُنکے عدل سے اور اُنپر ظلم نہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے[۵۳] ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بھا وکفی بنا حاسبین وقال تعالیٰ[۵۴] ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما اسی لیے یہان یون فرمایا ہے ووفیت کل نفس ما عملت الآیہ یعنی ہر نفس کو پورا دیا جائے گا بدلا اُسکے خیر وشر کا جو اُسنے کیا ہے اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کر رہے ہین **فائدہ** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اس آیت مین نفخ فی الصور سے پہلا نفخہ مراد ہے اور صور وہ نرسنگا ہے جسمین اسرافیل علیہ السلام پھونکین گے اسکا بیان کئی بار گزر چکا ہے

۵۱ نفخ بین وسکون جیم بمعنی بڑی ہے اسفل پشت مین زوبک قرن کے تقریبی سے کہا کہ اُسکے طول بقدر ۷۰ ہاتھ ہے ۱۲ منہ

۵۲ یعنی جیسی دوڑ آدمی کی نگاہ جاتی ہے اُتنی ہی دور اُنکا قدم پڑیگا ایسے تیز دوڑینگے ۱۲ منہ

۵۳ اور رکھین گے ہم ترازو مین انصاف کی قیامت کے دن پس ظلم نہوگا کسی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا رائی کے دانے کے برابر تو ہم اُسے لے آوینگے اور ہم ہین حساب کرنیوالے ۱۲ منہ

۵۴ اللہ ظلم نہین کرتا بقدر ذرہ کے اگر نیکی ہو تو اُسکو دونا کرتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا اجر دیتا ہے ۱۲ منہ

کہا ہے کہ حضرت اسرافیل کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام بھی ہونگے اسلیے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان صاحبی الصور بایدیھما اوفی ایدیھما قرنان یلاحظان النظر حتی یومران اخرجہ ابن ماجہ یعنی بیشک دو صاحب صور انکے ہاتھون مین دو قرن ہین ملاحظہ کر رہے ہین نظر کا یہانتک کہ امر کیے جائین ابوداؤد مین حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحب صور کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اُسکے سیدھی جانب جبرئیل اور اُسکے بائین طرف میکائیل علیہما السلام ہونگے قرطبی نے اسکو ذکر کیا ہے صَعِق کے یہ معنی ہین کہ آسمان وزمین والونکی عقلین زائل ہوجائینگی پھر وہ غش کھاکر گر پڑینگے کسی نے کہا کہ مرجائین گے واحدی کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے کہ مرجائین گے خوف اور گھبراہٹ اور شدت آواز سے اہل سموات وارض جمہور نے صور بسکون واو پڑہا ہے اور قتادہ و زید بن علی نے بفتح واو جمع صورۃ کے استثنا الامن شاء اللہ مین متصل ہے اور مستثنیٰ حضرت جبرئیل وحضرت میکائیل وحضرت اسرافیل وحضرت ملک الموت علیہم السلام ہین کسی نے کہا کہ رضوان وحاملین عرش معلیٰ وخازنین جنت ونار اور حورعین ہین کسی نے کہا کہ تنہا باری تعالےٰ یہ قول حضرت حسن کا ہے اسمین نظر ہے اس جہت سے کہ من فی السموات ومن فی الارض فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جنکا استثنا کیا ہے وہ آسمان وزمین والون سے ہین کیونکہ استثنا متصل ہے اور باری تعالیٰ حیز ومکان سے پاک ہے ہان حضرت حسن کے قول کی بنا پر یہ بات متعین ہوگی کہ استثنا منقطع ہو کسی نے کہا کہ مستثنیٰ زبانیہ ہین کسی نے کہا کہ عقارب وحیات اہل نار ہین یہ دونون قول اول جو مذکور ہوا ہے اُسمین آگیے بخاری ومسلم وغیرہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہود کے ایک شخص نے مدینہ کے بازار مین کہا قسم ہے اُس ذات کی جسنے برگزیدہ کیا موسیٰ کو بشر پر پس انصار کے ایک شخص نے اپنا ہاتھ اُٹھایا پھر اُسکو تماچہ مارا اور کہا کیا تو یہ کہتا ہے حالانکہ ہم مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین پھر مین نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ونفخ فی الصور الی قولہ ینظرون پس مین اول

اُن لوگون کا ہوؤنگا جو اپنے سر اُٹھائین گے تو ناگاہ مین کیا دیکھون گا کہ موسیٰ پکڑ نیوالے ہین
ایک پایہ عرش کے پایون سے سو مین نہین جانتا ہون کہ اُنہون نے مجھسے پہلے اپنا سر اُٹھالیا
یا وہ اُنمین سے تھے جنکا اللہ نے استثنا کیا ہے اور شہدا کی حدیث اول گزر چکی ہے جس کو
ابو یعلی نے اور دارقطنی نے اَفراد مین اور ابن منذر و حاکم نے اور اُسکو صحیح کہا اور ابن مردویہ و بیہقی نے
شعب مین مرفوعاً روایت کیا ہے اور سعید بن منصور و عبد بن حمید نے قول ابو ہریرہ سے
یعنی موقوفاً حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ اُنہون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الا من شاء اللہ کا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جبریل و میکائیل و ملک الموت
و اسرافیل و حملۃ العرش ہین اخرجہ الفریابی و ابن جریر و ابو نصر السجزی فی الابانۃ
ابن منذر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت موسےٰ
علیہ السلام ہین اسواسطے کہ وہ اس سے پہلے بیہوش ہو چکے تھے یہان ایک اشکال
ہے جسکو بعض سلف نے وارد کیا ہے وہ یہ ہے کہ نص قرآنی تو اسپر دال ہے کہ یہ استثنا
بعد نفخۂ صعق کے ہے یعنی نفخۂ اولیٰ جسمین وہ لوگ مرجائین گے جو روے زمین پر باقی رہے ہونگے
اور حدیث متقدم اسپر دال ہے کہ وہ نفخۂ بعث ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت
موسیٰ اُن مین سے ہون جو کہ منجملۂ انبیا نہین مرے سو یہ احتمال باطل ہے بسبب صحت اُنکی
وفات کے قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ یہ صعقہ فزع ہو بعد نشر کے جبکہ زمین و آسمان
شق ہو جائینگے پس آیتین اور حدیثین باہم متوافق ہو جائینگی قرطبی نے کہا اسکو وہ بات رد
کرتی ہے جو حدیث شریف مین وارد ہوئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے
ہونگے سو یہ جو ہوگا سو وقت نفخۂ بعث کے ہوگا اور نیز یہ ہے کہ چار نفخے ہو جائینگے حالانکہ
ثقات نے اُسکو نقل نہین کیا ہے شہاب نے کہا پس جس شخص نے صعق کو اوس
غشی پر حمل کیا ہے جو کہ ایک نفخ سے ہوگی بعد نفخۂ بعث کو اسطے ڈرانے اور رعب ڈالنے کے
سو اُسکا کلام مردود ہے بسبب اُس بات کے جسکو تم پہچان چکے ہو منجملۂ امر غریب یہ بات
ہے کہ بعض نے نفخون کو بسبب حدیث ابو ہریرہ رضی کے پانچ ٹھیرایا ہے وقد سمعنا ممن
زاد فی الطنبور نغمۃ ولم نسمع ممن زاد فی الصور نفخۃ یہ ایک مثل ہے یعنی ہمنے

یہ تو سنا ہے کہ کسی نے طنبور مین نغمہ زیادہ کیا اور اُس شخص کو نہین سنا جسنے صور مین نفخہ زیادہ کیا
قرطبی نے کہا جو بات اشکال کو دور کرتی ہے وہ ہے جو ہمارے بعض مشائخ نے کہی
ہے کہ موت عدم محض نہین ہے بہ نسبت انبیاء و شہداء کے کیونکہ وہ تو زندہ موجود
ہین گو ہم اُنکو نہین دیکھتے ہین پھر جسوقت نفخۂ صعق پھونکا جائیگا تو جو لوگ آسمان و زمین مین ہین
وہ سب بیہوش ہوجائینگے اور غیر انبیا کا صعق تو موت ہے اور انبیا کا صعق غشی ہے پھر
جب نفخہ بعث کا ہوگا تو جو مر گیے ہین وہ زندہ ہوجائین گے اور جنپر غشی طاری ہوگئی تھی
وہ افاقہ پاجائین گے اسی لیے صحیحین مین واقع ہوا ہے پس مین اول اُن لوگونکا ہونگا
جو افاقہ پائین گے کیفیت نفخ صور مین جو حدیثین وارد ہوئی ہین وہ بہت سی ہین اُس مقام
مین سلیمان جمل نے ابن الوردی وغیرہ سے وہ اقوال ذکر کیے ہین جو کہ صور کی صورت و ہیئت
و تعداد نفخات مین آئے ہین تفسیر سے اُنکو کچھ تعلق نہین ہے قولہ تعالیٰ ثم نفخ فیہ اخری
جائز ہے کہ اخری محل رفع مین ہو اس بنا پر کہ نائب فاعل ہو نفخ کا اور وہ صفت ہے مصدر
محذوف کی اے نفخ فیہ نفخۃ اخری یہ بھی جائز ہے کہ محل نصب مین ہو اور نائب فاعل کلمہ
فیہ ہو فاذا ھم قیام ینظرون یعنی پھر پھونکی جائیگی صور مین اور پھونک تو ناگاہ ساری خلق
اپنے پاؤن پر کھڑی ہوئی دیکھتی ہوگی اُس شے کو جو اُس سے کہی جائیگی یا انتظار کرتی ہوگی اُسکا
اُستثنا اسمین بھی لحاظ کیا گیا ہے اسواسطے کہ جو نہین مرے ہین جیسے حور عین تو اُن کے
واسطے یہ نہین کہا جائیگا آیت کریمہ اسپر دال ہے کہ نفخ دو ہین ایک تو موت کا اور دوسرا بعث
کا جمہور اسپر ہین کہ تین ہین اول فزع کا جیساکہ فرمایا ہے ونفخ فی الصور ففزع دوسرا موت کا تیسرا
اعادے کا جمہور نے قیام بر رفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے اور ینظرون محل نصب مین ہے بنا بر
حال زید بن علی نے قیاما بنصب پڑہا ہے بنا بر حال اور خبر ینظرون ہے اور حال مین عامل وہ
شے ہے جس نے اذا فجائیہ مین عمل کیا ہے کسائی نے کہا جیسے تم کہتے ہو خرجت فاذا زید
جالسا قولہ تعالیٰ واشرقت الارض بنور ربھا اشراق بمعنی اضاءت ہے یعنی روشن
ہوئی جسوقت سورج روشن ہوتا ہے تو بولتے ہین اشرقت الشمس اور جب طلوع ہوتا ہے تو
کہتے ہین شرقت اور مراد ارض سے عرصات قیامت ہے یعنی وہ جدید زمین جسکو اللہ تعالیٰ

اُسوقت ایجاد کرے گا تاکہ لوگ اُسپر حشر کیے جائین دنیا کی زمین اُس سے مراد نہین ہی بنو ربہا حضرت حسن وغیرہ نے کہا بعدل ربہا ضحاک نے کہا بحکم ربہا معنی یہ ہین کہ زمین روشن ہوجائیگی بسبب اُس عدل کے جسکو اللہ تعالیٰ درمیان زمین والون کے قایم کرے گا اور بسبب اُس حق کے جسکے ساتھ اُنمین فیصلہ فرمائیگا پس عدل تو نور ہے اور ظلم تاریکیان ہین کسی نے کہا یہ اُسوقت ہوگا کہ رب تبارک وتعالیٰ تجلی فرمائیگا واسطے فصل قضا کے درمیان اپنی خلق کے پس باہم ایک دوسرے کے مخالفت نکرینگے اور نہ جھگڑینگے اُسکے نور مین جسطرح کہ مخالفت وجھگڑا نہین کرتے ہین سورج مین جبدن کہ ابر نہو صاف روشن دن ہو کسی نے کہا کہ اللہ پاک ایک نور پیدا فرمائیگا قیامت کے دن روے زمین پر اُسکو ڈھانکدیگا تو زمین اُس سے روشن ہوجائیگی یہ نور نور آفتاب ومہتاب کے سوا ہوگا اُس سے کوئی مانع نہین ہے کہ نور اپنے حقیقی معنی پر حمل کیا جاے اسلیے کہ اللہ سبحانہ تو نور السمٰوات والارض ہے[۵۱] جمہور نے اشرقت بصیغۂ معروف اور حضرت ابن عباس و ابو الجوزاء و عُبَید بن عُمَیر نے بصیغۂ مجہول پڑہا ہے قولہ تعالیٰ ووضع الکتاب کسی نے کہا کہ مراد کتاب سے لوح محفوظ ہے قتادہ نے کہا کہ مراد وہ کتابین اور صحیفے ہین جنمین بنی آدم کے اعمال ہین پس کوئی تو اپنے دست راست مین لینے والا ہے اور کوئی دست چپ مین مقاتل نے بھی اسیطرح کہا ہے کسی نے کہا کہ یہ وضع اس باب سے ہے کہ محاسب کتاب محاسبہ کو اپنے روبرو رکھتا ہے یعنی رکھی جائیگی کتاب واسطے حساب کے وجی بالنبیین کا یہ مطلب ہے کہ انبیاء علیہم السلام لائے جائینگے طرف موقف کے پھر وہ پوچھے جائینگے اُس شے سے جسکے ساتھ اون کی اُمتون نے اُنکو جواب دیا والشہداء یعنی اور لائے جائینگے گواہ جو کہ گواہی دین گے اُمتون پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے جیسا کہ اس آیت مین ہے[۵۲] وکذلک جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس کسی نے کہا مراد شہداء سے وہ لوگ ہین جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین شہید کیے گیے ہین پس وہ گواہی دین گے قیامت کے دن واسطے اُس شخص کے جس نے اللہ کے دین سے دفع کیا ہے یہ قول سُدی کا ہے کسی نے کہا کہ مراد فرشتگان حافظین اعمال ہین کما قال تعالیٰ

۵۱ اسکی تفصیل سورۂ نور مین گزری ہے نور کے معنی مفسر کے ہین اور اہل حقایق نے نور سے مراد وجود لیا ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

۵۲ اور اسیطرح کیا ہے تکوانت معتدل کم ہو تو بتانوالے لوگون پر ۱۲ منہ

وجاءت کل نفس معہا سائق وشہید یہ قول ابن زید کا ہے حضرت ابن عباس سے
مروی ہے کہ نبیین سے مراد رسل ہین اور شہدا سے مراد وہ لوگ ہین جو گواہی دینگے واسطے اُنکی
رسالت پہونچانیکے نہ ہوگا اُنمین کوئی لعّان نہ طعّان یعنی لعن وطعن کرنیوالے گواہ نہون گے دوسرا
لفظ اُن کا شہدا کی تفسیر مین یہ ہے کہ گواہی دینگے رسالت کے پہونچانیکی اور امتونکے
جھٹلانیکی اُنکو جبکہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ وہ ہر حق والے کو اُسکا حق پہونچائیگا تو
اس مضمون کو چار عبارتون مین ادا فرمایا پہلی عبارت یہ ہے وقضی بینہم بالحق یعنی درمیان
بندونکے عدل وصدق کے ساتھ فیصلہ کیا جاے گا دوسری یہ ہے وھم لا یظلمون
یعنی اس حال مین کہ اُنکے ثواب سے کچھ کم نکیا جائیگا اور نہ جس عقاب کے وہ مستحق ہین اُسپر
کچھ زیادتی کیجائے گی آیت کو نفی ظلم کے ساتھ ختم کیا جسطرح کہ اثبات عدل کے ساتھ اُسکو
شروع فرمایا تھا تیسری عبارت یہ ہے ووفیت کل نفس ما عملت یعنی پورا دیا جائیگا
ہر نفس جزا خیر وشر کی جو اُسنے کیا ہے چوتھی یہ ہے وھو اعلم بما یفعلون یعنی وہ خوب
جانتا ہے اُس شے کو جو وہ کر رہے ہین دنیا مین نہ کسی کاتب وحاسب کا محتاج ہے نہ کسی
گواہ وشاہد کا نیازمند اس لیے کہ وہ تو اُنکے افعال واعمال کی مقادیر وکیفیات کا عالم ہے پس
بھول چوک کا اُسپر داخل ہونا ممتنع ہے کذا قال القرطبی قرطبی نے کہا اور باوجود اسکے پہر نامۂ اعمال
اور گواہ گواہی دینگے واسطے الزام حجت کے انتہی یعنی کتاب جو رکھی جائیگی اور انبیا وشہدا
لائے جائین گے سو صرف واسطے کامل کرنے حجت کے اور قطع کرنے عذر ومعذرت کی غرضکہ
اس سب سے اجمالاً یہ معلوم ہوا کہ ہر نفس کو اُسکی کمائی کا بدلا پورا پورا ملیگا پہر اللہ پاک نے اسکی
تفصیل ذکر کی پس ارشاد فرمایا وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا ط حتی اذا جاءوھا
فتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم ایت ربکم
وینذرونکم لقاء یومکم ھذا ط قالوا بلی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکفرین ○
قیل ادخلوا ابواب جھنم خلدین فیہا ج فبئس مثوی المتکبرین ○ اور
ہانکے گیے جو منکر تھے دوزخ کو جتھے جتھے یہانتک کہ جب پہونچے اُسپر کھولے گیے اُسکے دروازے
اور کہنے لگے اُن کو داروغہ اُسکے کیا نہ پہونچے تمنے تم پاس رسول تم مین کے پڑھتے تمپر

لہ اور دیا ہر ایک جی اُسکے ساتھ ہے ایک ہانکنے والا اور ایک احوال بتانیوالا ۱۲ منہ

باتین تمہارے رب کی اور ڈراتے تھکو اس تمہارے دن کی ملاقات سے بولے کیون نہین
پر ثابت ہوا حکم عذاب کا منکرون پر حکم ہوا کہ پیٹھو دروازون مین دوزخ کے سدا رہنے کو اسمین
سو کیا بری ہے جگہ رہنے کی غرور والون کو انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک
خبر دیتا ہے اشقیای کفار کے حال کی کہ وہ کیونکر ہانکے جائین گے طرف نار کے اور وہ
جو ہانکے جائین گے سو سخت ہانکنے کر ساتھہ زجر و تہدید و وعید کے کما قال تعالی یوم ۵۱ یدعون
الی نار جھنم دعا یعنی وہ دھکے دیے جائین گے دھکے دینے کر اور باوجود اسکے وہ
پیاسے ہونگے کما قال عزوجل یوم ۵۲ نحشر المتقین الی الرحمن وفدا ونسوق المجرمین
الی جھنم وردا اور وہ اس حال مین اندھے بہرے گونگے ہونگے انمین سے بعض
اپنے موںہہ کے بل چلین گے کما قال تعالی ۵۳ ونحشرھم یوم القیامۃ علی وجوھم عمیا
وبکما وصما ماواھم جھنم کلما خبت زدناھم سعیرا قولہ تعالی حتی اذا جاؤھا
فتحت ابوابھا یعنی یہانتک کہ جسوقت وہ پہونچے اسپر تو بیجرد انکے پہونچنے کے طرف
جہنم کے کھولے جائین گے انکے لیے دروازے اسکے جلدی سے تاکہ انکے واسطے
عقوبت کی جلدی کیجائے پھر اسکے داروغہ زبانیہ فرشتون مین کے جوکہ سخت خو اور سخت قوی
ہین بطور ڈانٹنے دھمکانے کے انسے کہین گے الم یاتکم رسل منکم الآیہ یعنی کیا نہین
آئے تمہارے پاس رسول تمہاری جنس کے جنسے بات چیت کرنے پر اور انسے اخذ کر زیر
تم قادر تھے یتلون علیکم ایات ربکم پڑہتے تمپر باتین تمہارے رب کی یعنی قایم کرتے تمپر
حجتین برہانین صحت پر اس شے کی جسکی طرف انہون نے تمکو بلایا وینذرونکم لقاء یومکم
ھذا یعنی اور ڈراتے تمکو اس دن کی برائی سے پس کفار انکو جواب دینگے بلی یعنی مقررہ ہمارے
پاس آئے اور ہمکو ڈرایا اور برہانین حجتین ہمپر قایم کین ولکن حقت الآیہ یعنی ہمنے انکو جھٹلایا اور
انکی مخالفت کی بسبب اس شقاوت سابقہ کے جسکے ہم مستحق تھے جب تو ہمنے میل کیا حق
سے طرف باطل کے جسطرح کہ اللہ عزوجل نے انکی طرف سے دوسری آیت مین خبر دی ہے
کلما ۵۴ القی فیھا فوج سألھم خزنتھا الم یاتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا نذیر فکذبنا
وقلنا ما نزل اللہ من شیئ ان انتم الا فی ضلال کبیر وقالوا لو کنا نسمع او نعقل

۵۱ جسمین ڈالے جائین گے
۵۲ جس دن ہم اکٹھا کرلاوینگے پرہیزگاروں کو رحمن کے پاس مہمان بلائے اور ہانک لیجاوین گے گنہگارون کو دوزخ کی طرف پیاسے ۱۲ منہ ۵۳ اور اکٹھا دین گے ہم ان کو دن قیامت کے اوندھے منہ پر اندھے اور گونگے اور بہرے ٹھکانا ان کا دوزخ ہے جب بجھنے لگے گی بھڑکتے اور دین گے ۱۲ منہ ۵۴ جس میں ایک دل پوچھے گا انسے داروغون نے کیا پہونچا تمکو کیا ڈر نہین پہونچا تمکو ڈرانے والا بولین گے ہان پہونچا ہمپاس ڈرانے والا پر ہم جھٹلایا اور کہا کہ نہین اتارا اللہ نے کچھ یہ تم ہو بڑے بہکاوے مین اور کہین گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے دوزخ والون مین سو اقبال کرینگے اپنے گناہ کے اب

ملکنا فی اصحاب السعیر فاعترفوا بذنبہم فسحقا لاصحاب السعیر مطلب یہ ہے کہ دوزخی
اپنی جانون پر ملامت کرنیکو لوٹ پڑے اور پشیمان ہوئے اپنے گناہ کا اقرار کرلیا اب دور دفع ہون
دوزخ والے اور نقصان وزیان مین پڑین اور اس جگہہ اللہ پاک نے یون فرمایا قیل ادخلوا ابواب
جھنم خالدین فیھا یعنی ہر شخص جو انکو دیکھیگا اور انکے حال کو جانیگا تو وہ آپنے اس بات
کی گواہی دیگا کہ وہ عذاب کے مستحق ہین اسی لیے اس قول کی نسبت کسی قائل معین کیطرف
نہین کی بلکہ اسکو مطلق چھوڑا تاکہ یہ اطلاق اسپر دال ہو کہ آپنے اس بات کا شاہد ہونا کہ وہ اوس
عذاب کے مستحق ہین جسمین وہ ہین بسبب اس حکم کے ہے جو کہ عادل وخبیر نے دیا ہے اور
اسی لیے اللہ جل جلالہ نے یون فرمایا قیل ادخلوا الآیہ یعنی انسے کہدیا گیا کہ تم داخل ہو دوزخ
کے دروازون مین درانحال کہ تم ہمیشہ ہمیشہ اسمین رہنے بسنے والے ہو تمہارے واسطے
نہ اسمین کیطرح کا نکلنا ہے نہ تم کو وہان سے کیطرح کا زوال ہے فبئس مثوی المتکبرین سو
تمہارا کیا برا مصیر ہے اور کیا برا مقیل ہے یعنی دوزخ نہایت درجہ بری پہرانے کی جگہہ اور
لیٹنے کی جگہہ ہے بسبب اسکے کہ دنیا مین تمنے تکبر کیا اور حق کی پیروی کرنے سی باز رہے
سو اسی نے تم کو پہونچایا طرف اس عذاب کے جسمین تم ہو پس یہ کیا برا حال ہے اور
کیا برا آل وانجام ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ کافر لوگ جہنم کیطرف
درشتی وسختی سے ہانکے جائینگے اس حال مین کہ وہ متفرق جماعتین ہونگی بعض
پیچھے بعض کے ابو عبیدہ واخفش نے کہا زمرا کے یہ معنی ہین کہ جماعتین متفرق ہونگی
بعض انکے پیچھے بعض کے زمر کا واحد زمرہ ہے زمرہ مشتق ہے زمر سے زمر کہتے
ہین آواز کو چونکہ جماعت غالبا آواز سے خالی نہین ہوتی ہے اسلیے جماعت وگروہ کا نام
زمرہ رکھدیا یہ کلمہ حتی وہ ہے جسکے بعد جملے حکایت کیے جاتے ہین اذا جاؤھا
فتحت ابوابھا یعنی کفار جہنم کی طرف سختی سے ہانکے جائینگے گروہ گروہ کرکے یہانتک
کہ جسوقت وہ اسکے پاس پہونچین گے تو اسکے دروازے کہولے جائین گے تاکہ اوس مین
داخل ہون یہ سات دروازے ہین اس سے پہلے بندتھے سورۂ حجر مین اس کا بیان
گزر چکا ہے وقال لھم خزنتھا الآیہ خزنہ جمع ہے خازن کی جیسے سدنہ جمع ہے

ساؤن کی منکم سے مراد من انفسکم و من جنسکم ہے یو ملکم سے مراد وقت شدت ہے سارا روز قیامت مراد نہین ہے زمخشری نے کہا کہ استعمال یوم وایام کا اوقات شدت مین مستفیض آیا ہے یعنی استعمال یوم وایام کا سختی کے اوقات مین محاورہ عرب مین مشہور و معروف ہے مطلب یہ ہے کہ وقت داخل ہوتے دوزخ کے توبیخ و سرزنش کرنیکو فرشتے کفار سے کہین گے کیون جی کیا تمہارے پاس رسول نہین آئے تم مین کے تمہاری جنس کے کہ پڑھتے تمپر آیتین تمہارے رب کی جنکو اُسنے تمپر نازل کیا اور ڈراتے تمکو اس شدت کے وقت کے ملنے سے جسمین تم پہونچے ہو پس کفار اعتراف و اقرار کا جواب دینگے اور جس جھگڑے کے ساتھ دنیا مین بہانہ جوئی کیا کرتے تھے اُسپر قادر نہونگے کیونکہ حال کھل گیا جہل و باطل کی رات گزر گئی حق و یقین کا دن روشن ہو گیا اسی لیے یون کہا بلی یعنی بیشک رسول اللہ کی آیتین لیکر ہمارے پاس آئے اور اُس عذاب سے ہمکو ڈرایا جسکی ہم ملاقات کرینگے ولیکن ثابت ہوا کلمہ عذاب کا کافرون پر مراد کلمے سے یہ آیت ہے لأملأن جهنم من الجنة والناس اجمعين رہی یہ بات کہ علینا نہ فرمایا علی الکافرین کہا اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہ مین رکھا سو منظور بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ جو عذاب کے مستحق ہوئے سبب اسکا اُن کا کفر ہے پھر جب اُنہون نے یہ اقرار کیا تو اُنکے واسطے کہا گیا فرشتون کیطرف سے جو کہ اُنکے عذاب پر موکل و مقرر ہین ادخلوا ابواب جہنم الآیہ یعنی تم داخل ہو جہنم کے دروازون مین جو کہ تمہارے واسطے کھولے گئے ہین تاکہ تم اُسمین داخل ہو اس حال مین کہ تمہارا خلود اور ہمیشہ رہنا اُسمین مقدر کیا گیا ہے خالدین حال مقدرہ ہے فبئس مثوی المتکبرین مخصوص بالذم محذوف ہے اے بئس مثواہم جہنم اور الف ولام جنسی ہے اور یہان بھی اسم ظاہر یعنی متکبرین کو بجاے مثواکم کے رکھا سو اس سے بھی مقصود بیان کرنا اُن کے کفر کا سبب ہے کہ جسکی وجہ سے وہ عذاب کے مستحق ہوئے وہ سب کفر ہی اُن کا تکبر کرنا ہے اتباع حق سے ثوی یعنی اقام ہے اور مثوی یعنی جاے اقامت اسکی تحقیق کئی جگہہ گزر چکی ہے جبکہ اللہ پاک نے اول کافرون کا اور اُنکے ہانکنے کا حال بیان کیا طرف جہنم کے تو بعد اُسکے متقی لوگون کا اور اُنکے ہانکنے کا حال ذکر کیا طرف جنت کے پس ارشاد فرمایا وسیق الذین

لہ ساؤن یعنی خادم ہنکاتے ہوئے لے جاتے ہین دوزخ جنون سے اور اوندھے منہ اسکے ۱۲ منہ

اتقوا ربهم الى الجنة زمرا ط حتى اذا جاءوها وفتحت ابوابها وقال لهم
خزنتها سلم عليكم طبتم فادخلوها خلدين ○ وقالوا الحمد لله الذى
صدقنا وعده واورثنا الارض نتبوا من الجنة حيث نشاء ج فنعم
اجر العملين ○ وترى الملئكة حافين من حول العرش يسبحون بحمد
ربهم ج وقضى بينهم بالحق وقيل الحمد لله رب العلمين ○ اور ہانکے گیے
جو ڈرتے رہے تھے پروردگار اپنے سے بہشت کو جتھے جتھے یہانتک کہ جب پہونچے اُسپر
اور کہولے گیے اُسکے دروازے اور کہنے لگے اُنکو داروغہ اُسکے سلام پہونچے تمپر تم لوگ
پاکیزہ ہو پیٹھو اُسمین سدا رہنے کو اور وہ بولے شکر اللہ کا جسنے سچا کیا ہمسے اپنا وعدہ
اور وارث کیا ہمکو اس زمین کا گھر پکڑ لین بہشت مین سے جہان چاہین سو کیا خوب نیگ ہے
محنت کرنیوالون کا اور تو دیکھے فرشتے گھر رہے ہین عرش کے گرد پاکی بولتے ہین اپنے
رب کی خوبیان اور فیصلہ ہوا ہے اُن مین انصاف کا اور یہی بات ہوئی کہ سب خوبی ہے اللہ کو
جو صاحب ہے ساری جہان کا ف اُنکو حکم ہے کہ جہان چاہین رہین لیکن ہر کوئی وہی جگہہ چاہیگا
جو اُسکے واسطے رکہی ہے ق فرشتون مین فیصلہ یہ کہ ہر ایک اپنے قاعدے پر ایک
تدبیر بولتا ہے پہر اللہ تعالی ایک کی بات جاری کرتا ہے وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق یہ
ماجرا اب بھی ہے اور قیامت مین بھی انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے حال سے سعدای
مؤمنین کے جبکہ وہ ہانکے جائین گے نفیس وعمدہ اونٹنیون پر وفد ہوکر طرف جنت کے ایک
جماعت بعد ایک جماعت کے اوّل مقرب لوگ ہونگے پہر ابرار نیک لوگ پہر
وہ جو اُن سے قریب ہین پہر وہ جو اُن سے متصل ہین ہر گروہ ہمراہ اُن لوگون کے ہوگا
جو اُسکے مناسب ہین انبیا ہمراہ انبیا کے اور صدیق لوگ اپنے امثال کے ساتھ اور شہدا اپنے
اشباہ کے ہمراہ اور علما اپنے ہمسرون کے ساتھ ہر صنف مع صنف کے ہر گروہ بعض اُسکا
بعض کے مناسب ہوگا یہانتک کہ جب وہ پہونچین گے طرف دروازون جنت کے بعد
مجاوزت صراط کے تورو کے جائین گے ایک پل پر جو کہ درمیان جنت و نار کے ہے پہر بدلا
لیا جائیگا واسطے اُنکے اُن مظلومونکا جو درمیان اُنکے تھے دنیا مین یہانتک کہ جب پاک

الربع ۵ ع ۵

ف وفدہ قوم ہے جو حج کو شہرون مین وارد ہوتی ہے حج ہے وافدکی اور وافدہ ہے جو بادشاہون اور امیرون کے پاس آتا ہے واسطے ملاقات کے اور طلب عطا کی اور وافد رسول و ایلچی کو بھی کہتے ہین یہان یہ مراد ہے کہ وہ بتعظیم و اکرام کے ساتھ لائے جائین گے جسطرح کہ معزز لوگ بادشاہون کے پاس اعزاز و اکرام سے آتے ہین ۱۲ منہ

صاف کردیے جائین گے تو اُن کو اذن دیا جائیگا دخول جنت مین حدیث صورین وارد ہوا ہے کہ مومنین جسوقت پہونچین گے طرف دروازون جنت کے تو مشورہ کرین گے حق مین اُس شخص کے جو کہ اذن مانگے واسطے اُنکے دخول مین پس قصد کرینگے آدم کا پھر نوح کا پھر ابراہیم کا پھر موسیٰ کا پھر عیسیٰ کا پھر حضور محمد صلی اللہ وسلم علیہم اجمعین کا جسطرح کہ اُنہون نے عرصات قیامت مین کیا وقت طلب شفاعت اپنے کے طرف اللہ عزوجل کے جبکہ آئے گا واسطے فصل قضا کے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف ظاہر ہو جاوے سارے بشر پر ساری مقامات مین صحیح مسلم مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین اول شفیع ہون جنت مین مسلم کے ایک لفظ مین یون ہے انا اول من یقرع باب الجنۃ امام احمد نے عن ثابت عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے آؤن گا مین دروازہ جنت پر قیامت کے دن پھر دروازہ کھولنے کی درخواست کرونگا تو خازن کہیگا تو کون ہے مین کہون گا محمد کہا پھر وہ کہیگا تیرا ہی مجھکو حکم ہوا تھا کہ نہ کھولون واسطے کسی کے قبل تیرے رواہ مسلم بسندہ عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ به ۳- امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول زمرہ جو داخل ہوگا جنت مین صورتین اُنکی چاند کی صورت پر ہونگی بدر کی رات مین نہین تھوکین گے وہ اُسمین اور نہ وہ ناک سنکین گے اُسمین اور نہ پاخانہ پھرین گے اُسمین برتن اُنکے اور کنگھیان اونکی سونا اور روپا ہے اور عود دان اُنکی اُلوہ ہے اور پسینا اُن کا مشک ہے اور واسطے ہر ایک کے اُنمین سے دو بیبیان ہین جنکی پنڈلی کا گودا دکھائی دیگا گوشت کے ورے ماری حسن کے اُنکے آپسمین نہ کسیطرح کا اختلاف ہوگا اور نہ کسیطرح کا تباغض دل اُنکے ایک دل پر ہونگے تسبیح کرینگے اللہ تعالیٰ کی صبح و شام رواہ البخاری ومسلم باسانیدھما وکذا رواہ ابوالزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴ حافظ ابویعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول زمرہ جو جنت مین داخل ہونگے چاند کی صورت پر بدر کی رات مین

ابن کثیر کا لفظ اس
بگھیرون پر خنہ استغنا عم ال
اللہ عزوجل ان باتی تفضل الفضاء
پس ممکن ہے کہ فہم یا تی کی ترجیح ہو
ہر واحد کے طرف رسول کرام منکرین
مین سے علیہم الصلوۃ والسلام مطلب
یہ ہوا کہ جسطرح اول دہلہ مین فصل
قضا کے واسطے ہم پر رسول کے
پاس جاوینگے کہ وہ اس کام کو واسطے
آسکے ہمارے ہمین اور آخر مین سب سے
پاس حاصل کرکے حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس تاکہ آپ
فصل قضا کے باب مین شفاعت
فرماوین اسجسطرح کا واقعہ شفاعت
اسیطرح دخول جنت کے باب
مین بھی ہوگا واللہ سبحانہ اعلم ۱۲
از صحیح مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
شریف کا لفظ وطا بخطون فیہا ہے فقط
بالضم یا سیل من الضم کذا فی صحیح البخاری
فی القاموس ما یسیل من الانف
صحاح مین کہا ہے الخ طیبی فی شرح
بضمتین والتشدید بالفتح
یا لضم ایضا جواب عود
کذا فی الصحاح ۱۲ منہ

اور وہ لوگ جو اُنسے متصل ہین روشنی پر اُس تارے کے جو کہ نہایت درجہ روشن ہو آسمان مین پیشاب نکرینگے اور نہ پاخانہ پھرینگے اور نہ تھوکین گے اور نہ ناک سنکین گے کنگھیان اُنکی سونا ہے اور پسینا اُن کا مشک ہے اور عود دان اُنکی الوہ ہے اور بیبیان اُنکی حور عین ہین یعنی بڑی آنکھون والی عورتین جنکی آنکھون کی سپیدی وسیاہی گہری ہوگی اخلاق اُنکا ایک شخص کے خلق پر صورت پر اپنے باپ آدم کے ساٹھ گز طول مین واخرجہ ایضا من حدیث جریر

۵ زہری نے عن سعید عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے فرمایا کہ داخل ہوگا جنت مین میری امت سے ایک زمرہ وہ ستر ہزار ہونگے روشن ہونگے چہرے اُنکے مثل روشن ہونے چاند کے شب بدر مین پس عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے پھر عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ سے یہ دعا کرین کہ وہ مجھے اُنمین سے کردے تو آپ نے فرمایا اے اللہ تو اسکو کردے اُنمین سے پھر کھڑا ہوا ایک شخص الضارین کا پھر عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ تعالی سے یہ دعا کرین کہ وہ مجھے کردے اُنمین سے تو آپنے فرمایا سبقک بہا عکاشۃ یعنی عکاشہ اُس کلمے کے ساتھ تجھسے سبقت کر گیا اخرجاہ

وقد روی ھذا الحدیث فی السبعین الفا یدخلون الجنۃ بغیر حساب البخاری ومسلم عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما وجابر بن عبد اللہ وعمران بن حصین وابن مسعود ورفاعۃ بن عرابۃ الجہنی وام قیس بنت محصن رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ۶ بخاری ومسلم نے عن ابی حازم عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ داخل ہونگے جنت مین میری امت سے ستر ہزار یا سات لاکھ پکڑنیوالا ہوگا بعض اُنکا بعض کو یہانتک کہ داخل ہوگا اول اُن کا اور پچھلا اُن کا جنت مین چہرے اُنکے صورت پر چاند کے شب بدر مین ۷ ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مین نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو کہ فرماتے تھے وعدہ کیا مجھسے میرے رب عزوجل نے کہ داخل کرے گا جنت مین میرے امت سے ستر ہزار کو ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار جنپر نہ کسیطرح کا حساب ہے نہ عذاب اور تین لپین میرے رب

عزوجل کے بیٹوں سے وکذا رواہ الولید بن مسلم بسندہ عن ابی امامۃ ورواہ
الطبرانی عن عیینۃ بن عبد السلمی ثم مع کل الف سبعین الفا ویروی
مثلہ عن ثوبان وابی سعید الا تماری ولہ شواھد من وجوہ کثیرۃ
قولہ تعالی حتی اذا جاءوھا وفتحت ابوابھا الآیہ یہان جواب اذا کا مذکور نہین ہوا
تقدیر جواب یہ ہے سعدوا وطابوا وسروا وفرحوا بقدر کل مایکون لہم فیہ نعیم معنی یہ ہین کہ جسوقت
متقی لوگ جنت کے پاس آئین گے اور یہ امور ہونگے یعنی اُنکے اکرام و تعظیم کے لیے جنت
کے دروازون کا کھولنا اور ملائکہ خازنین جنت کا بشارت و سلام و ثنا کے ساتھ اُنکا استقبال
کرنا جسطرح کہ داروغۂ نار توبیخ و سرزنش و ملامت کے ساتھ کفار کا استقبال کرینگے پس جب
یہ سب امور ہونگے تو متقی لوگ سعید و بہرہ مند و شادان و فرحان ہونگے بقدر ہر اُس شے
کے جسمین اُنکے واسطے نعیم و راحت و عیش ہوگا جبکہ اس جگہہ جواب اذا کا حذف کیا جائیگا
تو رجاء و امید مین ذہن ہر طرف جائیگا اور جس کسی نے یہ زعم کیا کہ وفتحت ابوابہا مین واو
ثمانیہ ہے اور اس سے اسپر استدلال کیا کہ جنت کے دروازے آٹھ ہین تو مقرر اُسنے البعاد نجمہ
کیا اور نزع مین اغراق رہا جنت کے آٹھ دروازے ہونا سو یہ صحیح حدیثون سے مستفاد ہوتا
ہے امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی خرچ کرے زوجین اپنے مال سے اللہ کی راہ مین تو وہ
بلایا جائے گا دروازون سے جنت کے اور واسطے جنت کے دروازے ہین پس جو شخص ہوگا
نمازوالون سے تو وہ بلایا جائیگا دروازۂ نماز سے اور جو کوئی ہوگا صدقہ و خیرات کرنیوالونسے تو بلایا جائیگا دروازۂ صدقہ
سے اور جو کوئی ہوگا جہاد والونسے تو بلایا جائیگا باب جہاد سے اور جو کوئی ہوگا روزی والونسے تو بلایا جائے گا باب الریان
سے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ما علی احد من ضرورۃ دعی من ایہا
دعی فہل یدعی منہا کلہا احد یعنی نہین ہے کوئی ضرورت وحاجت اُس شخص پر جو کہ سارے
دروازون سے بلایا جائے اسواسطے کہ اگر وہ ایک دروازے سے بلایا گیا تو اُسکا مقصود
حاصل ہوگیا مقصود یہی جنت مین داخل ہونا ہے اور باوجود اسکے کہ اُسپر کوئی ضرورت اسکی
نہین ہے کہ سب دروازون سے بلایا جاے پہر آیا کوئی ایسا ہے کہ وہ سب سے بلایا جائیگا

تو آپنے فرمایا ہان اور مین اُمید کرتا ہون اسکی کہ تو اُنمین سے ہووے رواہ البخاری ومسلم من حدیث الزھری بنحوہ صحیحین مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین آٹھ دروازے ہین اُنمین سے ایک دروازہ ہے نام رکھا جاتا ہے رَیان داخل نہونگے اُسمین مگر روزہ دار لوگ صحیح مسلم مین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے تم مین سے کوئی کہ وضو کرے پھر مبالغہ کرے یا پھر کامل کرے وضو کو پھر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ مگر کھولے جائینگے واسطے اُسکے آٹھون دروازے جنت کے داخل ہو جون سے دروازے سے چاہے حسن بن عرفہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے فرمایا کنجی جنت کی لا الہ الا اللہ ہے ذکر جنت کے دروازونکی فراخی کا نسأل اللہ الکریم من فضلہ العظیم ان یجعلنا من اھلھا بکرمہ العمیم آمین صحیحین مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل شفاعت مین مروی ہے پس فرمائیگا اللہ تعالی اے محمد داخل کر اُس شخص کو جسپر کسیطرح کا حساب نہین ہے تیری امت سے دروازۂ راست سے اور وہ شریک ہین لوگون کے دوسرے دروازون مین قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے بیشک مابین دو کواڑون کے کواڑون جنت سے مابین دو بازو دروازے کے البتہ جیسا کہ درمیان مکہ وہجر کے ہے یا ہجر و مکہ کے اور ایک روایت مین مکہ و بصری ہے ۲ صحیح مسلم مین عقبہ بن عمرو ان سے مروی ہے کہ اُنہون نے لوگون کو خطبہ سنایا تو اُسمین کہا اور البتہ مقرر ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ مابین دو کواڑون کے جنت کے کواڑون سے چالیس ۴۰ برس کی راہ ہے اور البتہ آئیگا اُسپر ایک دن اور وہ پُر ہوگا مارے ازدحام کے ۳ مسند مین عن حکیم بن معاویہ عن ابیہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ ۴ عبد بن حمید نے عن ابی سعید رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ مابین دو کواڑون کے جنت مین البتہ چالیس ۴۰ برس کی راہ ہے قولہ تعالی وقال لھم خزنتھا سلام علیکم طبتم یعنی

پاک ہوے تمہارے اعمال واقوال اور پاکیزہ ہوئی تمہاری سعی وکوشش اور پاک ہوئی تمہاری
جزا جسطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر فرمایا اس بات کا کہ ندا کیجاے درمیان مسلمانون
کے بعض غزوات مین کہ بیشک جنت مین داخل نہوگا مگر نفس مسلمہ ایک روایت مین مومنہ ہی
قولہ تعالیٰ فادخلوھا خالدین یعنی داخل ہو جنت مین داخل کہ ہمیشہ رہنے والے ہو
اُسمین مومنین وہان سے نقل کرنا نہ چاہین گے اور جب جنت مین وہ ثواب وافر وعطاے عظیم
ونعیم مقیم وملک کبیر معاینہ کرینگے تو اُسوقت یون کہین گے الحمد للہ الذی صدقنا
وعدہ یعنی سب خوبی ہے اُس اللہ کو جسنے سچا کیا ہمسے وہ وعدہ جو اپنے رسل کرام کی زبانپر
کیا تھا جسطرح کہ دنیا مین اُنہون نے یہ دعا کی تھی ربنا واٰتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا
تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد وقالوا الحمد للہ الذی ھدانا
لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا
بالحق وقالوا الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور الذی احلنا
دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیھا نصب ولا یمسنا فیھا لغوب قولہ
واورثنا الارض الآیہ ابو العالیہ وابو صالح وقتادہ وسدی وابن زید نے کہا کہ مراد ارض
سے ارض جنت ہے پس یہ آیت مثل اس آیت کے ہے ولقد کتبنا فی الزبور
من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون اسی لیے اُنہون نے یون
کہا ننتبوأ من الجنۃ حیث نشاء یعنی جہان ہم چاہتے ہین نزول کرتے ہین سو کیا خوب
اجر ہمارا اجر ہے اپنے عمل پر اصحیحین مین من حدیث الزہری عن انس رضی اللہ عنہ قصہ
معراج شریف مین مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا داخل کیا گیا مین جنت مین
تو ناگاہ اُسمین گنبد ہین موتیون کے اور ناگاہ مٹی اُسکی مشک ہے ۲ عبد بن حمید نے
حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ابن صائد سے جنت کی مٹی کا پوچھا تو اُسنے کہا درمکۃ بیضاء مسک خالص یعنی سیدہ سفید
مشک خالص ہے تو آپ نے فرمایا اُسنے سچ کہا وکذا رواہ مسلم بسندہ عن ابی
سعید رضی اللہ عنہ یہ ۳ نیز مسلم نے حضرت ابو سعید رضی سے روایت کیا ہے کہ

ابن عمائد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت کی مٹی کا پوچھا تو آپ نے فرمایا درمکتہ بیضاء مسک خالص ۴- ابن ابی حاتم نے وسیق الذین اتقوا الآیہ کی تفسیر مین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہانکے گیئے یہانتک کہ پہونچے طرف دروازون جنت کے تو اُنکے نزدیک ایک درخت پایا جسکے تنہ کے نیچے سے دو چشمے نکل رہے ہین پہر اُنمین سے ایک کی طرف قصد کیا پہر اُس سے طہارت کی تو تازگی نعیم نہر جاری ہوئی پہر بعد اسکے نہ کبھی اُنکی چمڑی غبار آلود ہوئی اور نہ اسکے پیچھے اُنکے بال کبھی پریشان ہوئے گویا اُنھون نے تیل لگایا پہر قصد کیا طرف دوسرے چشمے کے گویا اُنکو اُسکا علم کیا گیا تو اُس سے پیا سو اُنکے شکمون مین رنجش یا خس وخاشاک جو کچھ تہا اُسکو دور کر دیا اور جنت کے دروازون پر فرشتون نے اُن کا استقبال کیا یہ کہتے ہوئے کہ سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین اور ہر غلمان نے اپنے صاحب کا استقبال کیا اُسکے گرد پہر رہے ہین جسطرح کہ بچے اپنے رشتہ دار قریب کے ساتھ کرتے ہین جو کہ سفر سے آیا ہو تو خوش ہو جا مقرر اللہ نے تیرے واسطے کرامت سے ایسا ایسا تیار کر رکہا ہے مقرر اللہ نے تیرے لیے کرامت سے ایسا ایسا مہیا کر رکہا ہے اور ایک غلام اُسکے غلمان سے جا رہا ہے طرف اُسکی بیبیون کے جو کہ حورعین مین سے ہین تو کہہ رہا ہے یہ فلان شخص ہے اُس کا نام لیکر جو دنیا مین تہا سو وہ کہتے ہین تو نے اُسکو دیکہا ہے تو وہ کہتا ہے ہان پہر خوشی اُنکو برانگیختہ کریگی یہانتک کہ وہ نکل آئین گے دروازے کی دہلیز تک کہا پہر وہ آئیگا تو کیا دیکہتا ہے کہ تکیے صف بصف لگے ہوئے ہین آبخورے رکہے ہوئے ہین مسندین بچھی ہوئی ہین کہا پہر وہ نظر کریگا طرف تاسیس اپنے بنیان کے تو کیا دیکہتا ہے قدا سس علی خبدل اللؤلؤ بین احمر و اخضر و اصفر و ابیض و من کل لون پہر اپنی نظر اُٹہائیگا طرف اُسکی چھت کے سو اگر یہ بات نہوتی کہ اللہ نے اُسکو اُسکے لیے مقدر کیا ہے تو البتہ قریب ہوتا کہ اُسکی بینائی کو لیجائے وہ تو البتہ بجلی سا ہے پہر نظر کریگا اپنی بیبیونکی طرف جو کہ حورعین مین کی ہین جنکی بڑی بڑی آنکہین نہایت درجہ گہری سیاہی و سپیدی پہر تکیہ لگا کر بیٹہے گا کسی چھپر کھٹ پر اپنے چھپر کھٹون سے پہر کہیگا الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ الآیہ پہر ابن ابی حاتم نے مسلمہ بن جعفر

۵ یعنی اپنے مکان کی دیواروں بناوٹ کی دیکھے گا کہ انکو کس طرح بنایا ہے ۵۲ یعنی اُسکی دیواروں کو مون اور موتیون کے

بجلی سے روایت کیا ہے کہا مین نے سُنا ابو معاذ بصری کو وہ کہتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے جسوقت وہ نکلین گے اپنی قبرون سے تو استقبال کیے جائینگے یا لائی جائینگی اونٹنیان جنکے پَر ہونگے اور اُنپر سونیکے کجاوے ہونگے جسسے اُنکی جوتیون کے نور ہوگا جو کہ چمک دمک رہا ہوگا ہر قدم اُن کا درازی نگاہ ہوگا پہر وہ پہونچین گے طرف ایک درخت کے جسکی جڑ سے دو چشمے اُبل رہے ہونگے تو اُنمین کے ایک سے تو پئین گے تو وہ دھو ڈالیگا اُس میل کچیل کو جو اُنکے شکمون مین ہوگا اور دوسرے سے نہائین گے پہر بعد اسکے نہ اُنکے چمڑے غبار آلود ہونگے کبھی اور نہ اُنکے بال اور جاری ہوگی اُنپر تازگی نعیم کی پہر وہ پہونچین گے یا پہر آئینگے جنت کے دروازے پر تو ناگاہ ایک حلقہ ہے یاقوت سرخ کا سونے کے پتّرون پر پہر وہ اُس حلقے سے اُس چھوٹے پتر پر ضرب لگائین گے تو اُسکی ایک جھنکار سُنائی دیگی اے علی پہر پہونچ جائیگی ہر حور کو یہ بات کہ اُسکا خاوند آگیا پہر وہ بھیجے گی اپنے قیم کو یعنی داروغہ کارکن کو تو اُسکے واسطے کھولیگا یعنی دروازہ پہر یہ جب اُسکو دیکھیگا تو اُسکی لیے گر پڑیگا مسلمہ کہتے ہین مین گمان کرتا ہون ابو معاذ کو کہ اُنہون نے کہا ساجد یعنی یہ مومن اُس داروغہ کو دیکھہ کر سجدے مین گریگا پہر وہ اُس سے کہیگا کہ تو اپنا سر اُٹھا کیونکہ مین تو یہی تیرا قیّم ہون تیرے کام پر مقرر کیا گیا ہون پہر وہ اُسکے ساتھہ ہو جائیگا اور اُسکے پیچھے پیچھے چلیگا۔ پہر اُس حور کو عجلت برانگیختہ کریگی تو وہ موتی و یاقوت کے خیمونسے نکل آئیگی یہانتک کہ اُس سے معانقہ کریگی پہر کہیگی تو میرا دوست ہے اور مین تیری دوست ہون اور مین وہ ہمیشہ رہنے والی ہون کہ نہین مرونگی اور وہ آسودہ ہون کہ مفلس نہونگی اور وہ خوش رہنے والی ہون کہ خفا نہ ہونگی اور وہ اقامت گزین ہون کہ کوچ نکرونگی پہر وہ داخل ہوگا ایک ایسے گہر مین جسکی بنیاد سے اُسکی چھت تک ایک لاکھہ گز کا فاصلہ ہے بنا اُس کی موتیونکے تختے پر تہہ بہ تہہ زرد و سبز و سُرخ جنمین سے کوئی تہرا اپنے ساتھی کا ہمشکل نہین ہے اُس گہر مین ستّر تخت ہین ہر تخت پر ستّر گدیلے ہین ہر گدیلے پر ستّر بیبیان ہین ہر بی بی پر

شہر حلتے ہین محلون کے اندر سے اُسکی پنڈلی کا گودا دکھائی دے رہا ہے پورا کریگا جامع اُن سب کا ایک رات کی مقدار مین تمہاری راتون سے یہ نہرین ہین اُنکے نیچے سے بہ رہی ہین نہرین ہین مارغیر آسن کی کہا صاف پانی کی جسمین کچھہ کدورت نہین ہے اور نہرین ہین دودہ کی جسکا مزہ نہین بگڑا کہا جو نہین نکلا ماشیہ کے تھنون سے اور نہرین ہین شراب کی لذت ہے پینے والون کو کہا جسکو نہین نچوڑا آدمیون نے اپنے قدمون سے اور نہرین ہین عسل مصفے کی کہا جو نہین نکلا مہوکے شکمو نسی چنے گا میوی پہر اگر چاہیگا تو کھڑی ہوکر اور اگر چاہیگا تو بیٹھکر اور اگر چاہیگا تو تکیہ لگاکر پہر یہ آیت پڑہی ودانیۃ علیہم ظلالھا وذللت قطوفھا تذلیلا پہر چاہیگا کہانا تو آئینگے اُسکے پاس سفید پرندے کہا اور بسا اوقات کہا کہ سبز کہا پہر وہ اپنے بازو اُٹھائین گے تو کہائے گا اُنکے پہلو سے جس قسم کا کہانا چاہیگا پہر وہ اُڑیگا تو چلا جائیگا پہر داخل ہوگا فرشتہ تو کہیگا۔ سلام علیکم ان تلکموا الجنۃ اورثتموھا بما کنتم تعملون اور اگر ایک بال حور کے بالون سے گر پڑے زمین مین تو البتہ روشن کردے سورج اُسکے ساتھ سیاہی ہو نور مین یہ حدیث غریب ہے اور گویا مرسل ہے واللہ اعلم قولہ تعالیٰ وتری الملائکۃ حافین من حول العرش الآیہ جبکہ اللہ پاک نے اپنے حکم کا ذکر کیا اہل جنت و نار مین اور یہ بات بیان کی کہ اُسنے ہر ایک کو اُس جگہ مین اُتارا ہے جو اُسکے لایق و صالح و مناسب ہے اور وہ اسمین ایسا عادل ہے کہ جور نہین کرتا ہے تو اپنے فرشتونکی خبر دیکہ وہ عرش مجید کے گرد گھیرنیوالے ہین تسبیح کرتے ہین اپنے رب کی حمد کے ساتھہ متلبس ہوکر اور اُسکی تمجید و تعظیم و تنزیہ و تقدیس کرتے ہین نقائص و جور سے اور قضیہ فیصل ہوچکا اور امر جاری کیا گیا اور ساتھہ عدل کے حکم ہوچکا اسی لیے اللہ عزوجل نے یون فرمایا وقضی بینہم یعنی درمیان خلائق کے حق کے ساتھہ فیصلہ کیا گیا پہر فرمایا وقیل الحمد للہ رب العالمین یعنی سارا کون بولا اُسکے ناطق اور بہایم واسطے اللہ رب العالمین کے ساتھہ حمد کی اُسکے حکم و عدل مین اور اسی لیے قول کی نسبت کسی قائل کی طرف نہین کی بلکہ اُسکو مطلق چہوڑا تو اسنے اسپر دلالت کی کہ ساری مخلوقات نے اُسکے واسطے شہادت دی ساتھہ حمد کے قتادہ نے کہا کہ اللہ پاک نے خلق کو شروع کیا ساتھہ حمد کے اپنے اِس

۵۱ ابن کثیر کا لفظ اس جگہ یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ان کا دودھ ہوتا ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

۵۲ اور جبکہ جنتی اُنمین اُسکی جزا دینے اور پورا کرنے کے بعد ہونگے ۱۲ منہ

۵۳ یہ جنت کی وراثت ہوئی اُسکے بدلہ اپنے کام ہونیکا ۱۲ منہ

قول مین الحمد للہ الذی خلق السموات والارض اور اختتام کیا ساتھ حمد کے اپنے اس قول مین
وقضی بینہم بالحق وقیل الحمد للہ رب العالمین کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ
ہے کہ سیق الذین اتقوا الآیہ کے یہ معنی ہین کہ ہانک لائے متقی لوگون کو فرشتے ہانکنا
اعزاز و تشریف و تکریم کا مراد اس سوق سے اُن کا جلد لانا ہے طرف دار کرامت و رضوان
کے جسطرح کہ اُس شخص کو لاتے ہین جسکا اکرام و اعزاز کیا جاتا ہے اُن لوگون مین سے جو کہ
بعض ملوک کے پاس واسطے زیارت و طلب عطا کے آتے ہین اور اول سوق جو
دوزخیون کے بارے مین گزر چکا ہے مراد اُس سے اُن کا ہانکنا ہے طرف عذاب کے
ساتھ ذلت و خواری کے جسطرح کہ قیدی کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے جبکہ اُسکو قید کی
یا قتل کیطرف ہانک لیجاتے ہین ان دونون ہانکنے مین بڑا فرق ہے وہ کہان اور یہ
کہان وہ تو عذاب نیران کی طرف ہے اور یہ روضۂ رضوان کی طرف یہ سوق جو دونون
جگہہ لایا گیا منجملۂ بدائع انواع بدیع ہے وہ یہ ہے کہ اللہ پاک ایک کلمہ حق مین کفار کے
لاتا ہے تو وہ دال ہوتا ہے اُنکی ذلت و عقاب پر اور وہی کلمہ بعینہ مومنون کے حق
مین لاتا ہے تو وہ دلالت کرتا ہے اُنکے اکرام و اعظام پر ساتھ حسن ثواب کے فسبحان
من انزلہ معجز المبانے متمکن المعانی عذب الموارد والمثانی کسی نے کہا کہ کلام
بنا بر حذف مضاف ہے اے سیقت مراکبہم یعنی اُن کی سواریان ہانکی گئین کیونکہ وہ
نہین لائی جائین مگر سواریون پر سوار جیسا کہ حدیثون مین وارد ہوا ہے معنی زمر کے اوّل
گزر چکے ہین یعنی گروہ گروہ لائے جائینگے مثلاً اہل نماز علیحدہ اور اہل صوم جدا اور اہل صدقہ
الگ اسیطرح اور اعمال صالحہ والے جواب اذا کا محذوف ہے مبرد نے کہا تقدیر
یہ ہے سعدوا و فتحت یعنی یہانتک کہ جسوقت وہ جنت کے پاس آئین گے تو بہرہ مند
کیے جائینگے اور اُسکے دروازے کہولے جائین گے زجاج نے کہا قول میرے نزدیک
یہ ہے کہ جواب محذوف ہے برین تقدیر کہ حتی اذا جاؤہا وکانت ہذہ الاشیاء التی ذکرت
وخلوہا یعنی یہانتک کہ جب وہ آئین گے جنت کو اور یہ چیزین ہونگی جنکا ذکر ہوا تو وہ اُس مین
داخل ہونگے پس جواب دخلوہا ہے اور اس لیے حذف کیا گیا کہ کلام مین اُسپر دلیل ہے

اخفش وکوفی اسکے قائل ہین کہ جواب فتحت ہے اور حرف واو زائد ہے بصریونکے نزدیک یہ
قول خطا ہے اسواسطے کہ واو حروف معانی سے ہے تو وہ زاید نہ ٹھیرایا جائے کسی نے کہا
کہ زیادتی واو کی اسپر دلیل ہے کہ دروازے اُنکے لیے کھولے گیے قبل اسکے کہ وہ آئین
بسبب اُنکی کرامت وعزت کے اللہ تعالی پر تقدیر یہ ہے حتی اذا جاؤہا وابوابہا مفتحۃ یعنی
یہانتک کہ وہ آئے اُسکو اور اُسکے دروازے کھلے ہوئے تھے بدلیل اس آیت کریمہ کے
جنات عدن مفتحۃ لھم الابواب اور اہل نار کے قصے مین واو اسواسطے حذف
کیا گیا کہ وہ ٹھیرائے گیے نار پر اور بعد اُنکے ٹھیرنے کے اُسکے دروازے کھولے گیے
واسطے ذلیل کرنیکے اور ڈرانے کے نحاس نے اِس کے معنی ذکر کیے ہین منسوب کرکے
طرف بعض اہل علم کے نحاس نے کہا مین نہین جانتا ہون کہ اُس سے پہلے کسی نے اسکی
طرف سبقت کی ہو اس قول کی بناپر واو حالیہ ہوگا بتقدیر قد کے اے جاؤہا وقد فتحت
لھم الابواب کسی نے کہا کہ واو ثمانیہ ہے عرب کی یہ عادت تھی کہ عدد مین یون کہا کرتے
تھے خمسۃ ستۃ سبعۃ وثمانیۃ اسکا بیان سورۂ برات مین پورے طور پر گزر چکا ہے اور سورۂ
کہف مین بھی جنت کے آٹھ دروازے ہونے مین صحیحین وغیرہما مین حدیثین وارد
ہوئی ہین کتاب مثیر ساکن الغرام الی روضات دار السلام تالیف سیدنا
ابو الوفا الصدیق صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالی احوال جنت مین احسن واجمع کتب
ہے یہ کتاب بزبان عربی ہے مطبوع ہوکر دست بردطلبۂ علم ہوچکی ہے بعد اسکے بنظر نفع
عام ایک کتاب اُردو مین ہادی القلب السلیم نام اسی باب مین تالیف فرمائی یہ
بھی عجب منور کتاب ہے طبع ہوکر مطبوع خاص وعام ہوئی جزاہ اللہ تعالی خیر الجزا بالجملہ
پھر اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ جنت کے خزانچی مومنون پر سلام کرینگے پس ارشاد
فرمایا وقال لھم خزنتھا سلام علیکم یعنی سلامتی ہے تمکو ہر آفت سے بعد اسکے
اب کوئی مکروہ تمکو پیش نہ آئیگا طبتم پاک رہے تم دنیا مین شرک ومعاصی کے چرک سے
میلے کچیلے نہوئے مجاہد نے کہا طبتم بطاعۃ اللہ کسی نے کہا بالعمل الصالح معنی ایک ہین
کسی نے کہا طاب لکم المقام یعنی پاکیزہ ہوا واسطے تمہارے مقام کسی نے کہا طابت

لہ ای بان یکون کھول دروازے مرنیکے واسطے دروازے ۱۲ منہ

حالکم وحسنت یعنی اچھا ہوا تمہارا حال دخول جنت کو سبب ٹھیرایا طیب وطہارت سے
اسلیے کہ وہ گھر ہے طیبین کا اور جاے اقامت ہے طاہرین کی اللہ سبحانہ نے ہر میل کچیل سے
اُسکو مطہر کیا ہے اور ہر گندگی سے اُسکو پاک صاف فرمایا ہے سو اُسمین داخل نہوگا مگر وہی
جو اُسکے مناسب اور اُسکی صفت کے ساتھ موصوف ہوگا مقاتل نے کہا جبکہ جہنم کے
پل کو قطع کرچکینگے تو ایک پل پر روکے جائینگے جو کہ درمیان جنت ونار کے ہے پھر
بدلا لیا جائیگا واسطے بعض کے بعض سے اُن مظالم کا جو اُنکے آپسمین تھے یہانتک کہ
جسوقت پاک صاف کردیے جائین گے تو رضوان ورضوان کے اصحاب اُنسے یون کہینگے
سلام علیکم بخاری نے اس حدیث قنطرہ کو اپنے جامع صحیحین مین بروایت ابوسعید خدری
رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے یہ حدیث نہایت طویل ہے فادخلوھا خالدین یعنی اب
تم داخل ہو جنت مین درانحال کہ مقدر کیا گیا ہے تمہارا ہمیشہ رہنا اُسمین پس اہل جنت اسوقت
کہینگے الحمد للہ الآیہ یعنی سب خوبی ہے اللہ کو جس نے سچا کیا ہمسے اپنا وعدہ بعث کا
اور جنت کے ساتھ ثواب دینے کا اپنے اس قول مین وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ تلك الجنة التی نورث من
عبادنا من کان تقیا اور جسنے وارث کیا ہمکو ارض کا مراد ارض سے زمین جنت ہے یہ
قول قتادہ وابوالعالیہ کا ہے گویا وہ اُنکے غیر سے اُنکی طرف آگئے سو وہ اُسکے مالک
ہوگیے اور اُسمین تصرف کیا جسطرح کہ وارث تصرف کرتا ہے اُس شے مین جسکا وہ وارث
ہوتا ہے پس اس معنی کی بنا پر کلام مین مجاز ہے کسی نے کہا وہ وارث ہوئے اُس زمین
کے جو اہل نار کیواسطے تھی اگر وہ مومن ہوتے اکثر مفسرین نے یہی کہا ہے اس قول کی
بنیاد پر وراثت اپنے حقیقی معنی پر ہے کسی نے کہا کہ مراد ارض سے ارض دنیا ہی اور کلام مین
تقدیم وتاخیر ہے جملہ نتبوأ من الجنة حیث نشاء حال ہے اور نا کی ضمیر سے یعنی
وارث کیا ہمکو زمین جنت کا درانحال کہ ہم ٹھیراتے ہین اُسمین منازل ومقامات سے جو چاہتے ہین
جہان چاہتے ہین اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ کوئی شخص اپنے غیر کے مکان کو پسند کرلیگا اسواسطے کہ
جنت مین تو ہر ایک کو ایسی فراخ وحسین وحاجت سے زیادہ جنت ملیگی کہ بیان سے باہر
ہے سو وہ اپنی ہی جنت سے جہان چاہیگا ٹھکانا پکڑیگا اپنے غیر کے جنت کیطرف اُسے حاجت

نہوگی کسی نے کہا کہ امت محمدی سب امتونسے پہلے جنت مین داخل ہوگی سو یہ لوگ جہان چاہینگے اُتریںگے یعنی اُنمین سے ہر ایک کو اختیار دیا جائیگا واسطے اُسکی تکریم کے کہ جہان چاہے اُترے اگرچہ وہ اختیار نہ کریگا مگر اُس شے کو جو اُس کے لیے قسمت کی گئی ہے رہین اور امتین سو وہ داخل ہونگی بعد امت محمدی کے تو وہ اُن مکانونمین اُتریںگے جو اُس سے بچے ہونگے کرخی نے کہا کہ جنت دو قسم کی ہی ایک تو جسمانی جنتین اُنمین احتمال مشارکت کا نہین ہے دوسری روحانی جنتمین اُنکا حصول ایک کے واسطے مانع نہین ہی اُنکے حصول سے واسطے دوسرونکی فنعم اجر العاملین مخصوص بالمدح محذوف ہی اے فنعم اجر العاملین الجنتہ یہ قول تتمہ قول اہل جنت سے ہی یعنی وہی جنت والی کہتے ہین کہ جب ہماری عیش کا یہ حال ہی کہ ہم جہان چاہتے ہین اُترتے ہین جس مکان مین چاہتے ہین رہتے ہتے ہین کسیطرح کی روک ٹوک نہین ہی سو کیا خوب مزدوری ہے اُنکی جنہون نے دنیا مین نیک کام کیے یہ بہشت عنبر سرشت کسی نے کہا کہ یہ قول اللہ پاک کے قول سے ہی جبکہ اللہ سبحانہ نے مومنین کے درجات عالیات کا ذکر کیا جو اُنکو عطا ہوئی تو بعد اسکے اُن اہل کرامات کا بیان کیا جنکو عبادات سے کوئی شے باز رکھنے والی نہین ہے پس خطاب کو اشرف خلق کیطرف پھیر کر ارشاد فرمایا وتری الملائکۃ حافین من حول العرش اسواسطے کہ اس رویت کا حق سوا آپکے اور کسی سے ادا نہین ہو سکتا ہی یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھی گا تو اُن فرشتون کو اس حال مین کہ وہ احاطہ کرنیوالے گھیرنیوالے قیام کرنیوالے ہونگے ساتھ جمیع حقوق کے جو اُنپر ہین عرش کی جوانب سے جنکا احاطہ کرنا ممکن ہوگا پر بسبب اُنکے احاطہ کرنیکی تسبیح وتمجید وتقدیس کی آواز سنائی دیگی کلمہ من نے یہ بات سمجھائی کہ فرشتے باوجود اپنی اُس کثرت کے جسکا شمار سوا اللہ عزوجل کے اور کوئی نہین کرسکتا ہی عرش کے گرد کو نہ بھرینگے یہ قول ولی ہے بیضاوی کے اس قول سے کہ کلمہ من زیادہ ہی اخفش بھی اسی کے قائل ہین کہ زائد ہے یا کلمہ من ابتدای غایت کا ہی یعنی ابتدا فرشتون کے احاطہ کرنیکی گرد عرش سے وہانتک ہے جہانتک اللہ پاک نے چاہا ہی معنی یہ ہین کہ اُس دن دیکھنے والا اُنکو باین صفت دیکھے گا حافین جمع ہی حافّ کی قالہ الاخفش حاف کہتے ہین محدق بالشی کو یعنی جو کوئی کسی شے کا احاطہ کرنیوالا ہو تو وہ اُسکا حاف ہے ماخوذ ہے حفت بالشی سے یہ جب کہوگے کہ تم اُس شے کا احاطہ کروگے اور یہ ماخوذ ہے حفاف سے حفاف بمعنی جانب ہے فراء نے کہا کہ حافین کا واحد نہین ہے اُسکے لفظ سے زمخشری نے بھی فراء کی پیروی کی ہی گویا ان دونون نے یہ خیال کیا کہ واحد حاف نہین ہو سکتا ہی اسلیے کہ حفوف

احداق واحاطہ شبی ہے اور یہ محقق نہین ہوتا ہے مگر جمع مین جملہ یسبحون بحمد ربہم محل نصب مین ہے بنا برحال حافین کی ضمیر سے یعنی وہ گھیرنیوالے ہین گرد عرش سے اس حال مین کہ تسبیح کرنیوالے ہین اُسکی حمد کے ساتھ متلبس ہوکر مطلب یہ ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کہتے ہین کسی نے کہا کہ یسبحون کے یہ معنی ہین کہ نماز پڑھتے ہین گرد عرش کے اپنے رب کے شکر کے واسطے یہ تسبیح تلذذ کی ہے تسبیح تعبد کی نہین ہے کیونکہ اُس دن تکلیف زایل ہوجائیگی اور یہ اس بات کو مشعر ہے کہ اُن کا ثواب بعینہ یہی تسبیح ہے اور اسنے یہ بات بھی سمجھادی کہ درجات ولذات علیین کا منتہے استغراق ہے اللہ سبحانہ کی صفات مین اللھم ارزقنا آمین وقضی بینہم بالحق یعنی فیصلہ کیا گیا درمیان سارے عباد وخلایق کے ساتھ عدل کے باین طور کہ بعض جنت مین اور بعض نار مین داخل کیے گیے کسی نے کہا درمیان انبیا کے جو کہ لائے گیے ساتھ شہدا کے اور درمیان اُن کی امتون کے کسی نے کہا درمیان فرشتون کے باین طور کہ اُنکو اُنکے منازل مین قائم کیا موافق اُنکے درجونکے والاول اولی وقیل الحمد للہ رب العالمین قائل اس کے مومنین ہین اُنہون نے اللہ کی حمد کی اسپر کہ اُسنے فیصلہ کردیا درمیان اُنکے اور اہل نار کی ساتھ حق کے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے وآخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین کسی نے کہا کہ اسکے قائل فرشتے ہین انہون نے اللہ پاک کی حمد کی اسپر کہ اُسنے حکم مین عدل کیا اور اسپر کہ اوس نے درمیان اپنے بندون کے حق کے ساتھ فیصلہ کیا **اللہ سبحانہ** نے اس آیت کو حمد کے ساتھ شروع کیا اور اسی کے ساتھ ختم فرمایا مقصود اس سے آگاہی بخشنا ہے اس بات پر کہ ہر کام کی بدایت ونہایت مین اُسکی حمد کرنا چاہیے اور جبکہ پہلے حمد تو صدق وعدہ پر اور جنت کے وارث کرنے پر ہے اور یہ حمد حق کے ساتھ فیصلہ کرنے پر ہے تو اب اسمین کسیطرح کی تکرار نہین ہوئی **حضرت** ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر آخر سورہ زمر پڑھا تو منبر نے دو بار حرکت کی ذکرہ القرطبی رحمہ اللہ تعالی **ف** قولہ تعالی وتری الملائکۃ حافین الآیہ مین دو احتمال ہین یا تو یہ قول واسطے شرح احوال ملائکہ کے ہے ثواب مین اور واسطے بیان اس بات کے کہ اُن کا دار ثواب جوانب واطراف عرش معلی ہے بعد شرح ثواب بشر کے اور بیان کرنے اس امر کے کہ اُن کا دار ثواب جنت ہے

پس قولہ تعالیٰ یسبحون بحمد ربہم اس بات کو مشعر ہوگا کہ اُنکا ثواب بعینہ یہی تحمید و تسبیح ہے اور بزرگترین درجات ثواب استغراق عقول عباد ہے درجات تنزیہ و منازل تقدیس ہین اور قولہ تعالیٰ وقضی بینہم بالحق کے یہ معنی ہونگے کہ فیصلہ کیا گیا درمیان فرشتونکے ساتھ حق کے یہ بات بتانے کو کہ وہ باب معرفت و طاعت ہین درجات مختلف و مراتب متفاوت پر ہین اور ہر ایک اُنمین کا اپنے مرتبے سے آگے نہین بڑہتا ہے جو اُسکے واسطے مقرر کردیا گیا ہے پھر جب درمیان اُنکے حق کے ساتھ فیصلہ کیا گیا تو اُنہون نے کہا الحمد للہ رب العالمین یعنی سب خوبی اللہ رب العالمین کو ہے اسپر کہ اُسنے درمیان ہمارے حق کے ساتھ فیصلہ کیا یہان ایک نکتۂ نفیس ہے وہ یہ ہے کہ جب فرشتون نے متقی لوگون کو باین قول خطاب کیا کہ سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین تو متقیون نے اسوقت یہ کہا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ یعنی حمد ہے اللہ کو جسنے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا جو باین لفظ کیا تہا کہ لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ بخلاف فرشتونکے کہ اُنکے درمیان جبکہ حق کے ساتھ فیصلہ کیا گیا تو اُنہون نے یون کہا الحمد للہ رب العالمین بسبب اس فیصلے کے اللہ کی حمد نہ کی بلکہ اسواسطے اُسکی حمد کی کہ وہ رب العالمین ہے اور یہ اس بات کو مشعر ہے کہ باب معرفت مین اُنکا طبقہ بلند تر ہے کیونکہ جس شخص نے منعم کی حمد کی بسبب اُسکی انعام کے جو اُسکی طرف پہونچنے والا ہے تو حقیقت مین اُسنے منعم کی حمد نہین کی اُسنے تو صرف انعام کی حمد کی رہا وہ شخص جسنے اُسکی حمد کی بسبب اُسکی صفات کمال و علو شان و کبریا کی سو بیشک باب معرفت مین اُسکا استغراق اکثر ہے دوسرا احتمال یہ ہے کہ وتری الملائکۃ الآیۃ تتمۂ شرح ثواب متقین سے ہے بیان اسکا یہ ہے کہ یون کہین جبکہ متقیون نے الحمد للہ الذی صدقنا الآیۃ کہا اور اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ جنت مین اللہ کی حمد کے ساتھ مشغول ہین تو اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ جسطرح متقیونکا حرفہ جنت مین اشتغال ہے ساتھ اس تحمید کے سو اسیطرح ملائکہ حافین حول العرش کا حرفہ اشتغال بتسبیح و تحمید ہے پھر فرمایا وقضی بینہم بالحق یعنی فیصلہ کیا گیا درمیان بشر کے حق کے ساتھ کذا افادہ العلامہ محی الدین شیخزادہ رزقہ اللہ حسنی وزیادہ والحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ کہ سورۂ زمر کی تفسیر محلۂ امیر گنج مین سیوم ماہ ربیع الاول قریب نصف شب یکشنبہ تمام ہوئی اللہ سبحانہ قبول فرمائے اور آیندہ لکھنے کی توفیق عطا کرے اللہم اغفر لنا وتب علینا وارحمنا واحسن عواقبنا فی الامور کلہا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا و

لہ نہ ڈرو نہ غمگین ہو اور خوش ہو جنت کی ۱۲

مولانا محمد وعلی آلہ واصحبہ واشباعہ عدد ما علمت وعدد ما علمت وعدد ما علمت والحمد للہ اولا وآخرا وظاہرا وباطنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ غافر

اس سورت کو سورۃ المؤمن اور سورۃ الطول بھی کہتے ہین اسکی پچاسی آیتین ہین کسی نے کہا بیاسی قالہ القرطبی یہ سورت مکی ہی حضرت حسن وعطاء وحضرت جابر وعکرمہ کے قول مین حضرت حسن نے فرمایا مگر قولہ تعالیٰ وسبح بحمد ربک اسواسطے کہ نمازین مدینے مین نازل ہوئی ہین حضرت ابن عباس وقتادہ نے کہا مگر دو آیتین مدنی مین نازل ہوئی ہین وہ یہ ہین ان الذین یجادلون فی ایات اللہ اور وہ آیت جو اسکے بعد ہے وکذالک حقت علیہ السیوطی فی الاتقان وفی لباب الاصول فی اسباب النزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اتاری گئی حم المومن مکے مین اخرجہ ابن مردویہ واخرج ایضا عن ابن الزبیر مثلہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ساتون حوامیم نازل کی گئین مکے مین اخرجہ ابن الضریس والنحاس والبیہقی فی الدلائل حضرت عمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نازل ہوئین حوامیم ساری مکے مین اخرجہ ابن مردویہ والدیلمی **فضیلت** ۱ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہین مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بیشک اللہ نے عطا کین مجھکو سات حوامیم بجاے تورات کے اور عطا کین مجھکو الراآت طواسین تک بجاے انجیل کے اور عطا کین مجھکو وہ جو درمیان طواسین کے ہین حوامیم تک بجاے زبور کے اور فضیلت دی مجھکو ساتھ حوامیم ومفصل کے نہین پڑہا انکو کسی نبی نے قبل میرے اخرجہ محمد بن نصر وابن مردویہ ۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین بیشک واسطے ہر شے کے ایک لباب ہے اور بیشک لباب قرآن کا آل حم ہی اخرجہ ابو عبید فی فضائلہ ۳ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ حوامیم دیباج قرآن ہین اخرجہ ابو عبید وابن الضریس وابن المنذر والحاکم والبیہقی فی الشعب ۴۔ دوسرا لفظ آنکا یہ ہے اذا وقعت فی آل حم وقعت فی

۱ درمیان بالکر رہتی ہے کہ دون بکر کہ درمیان مراد ہے سان ذہنت ۱۲ منہ

روضاتٍ دمثاتٍ[۵۱] آتانق فیھن اخرجه ابو عبید ومحمد بن نصر وابن المنذر
یعنی جسوقت مین واقع ہوتا ہون اُن سورتون مین جنکے اول مین حٰم ہے تو مین واقع ہوتا ہون
نرم زمین کے چمنون مین اُن سے خوش ہوتا ہون اور اُنکے محاسن وخوبیون سے لذت لیتا
ہون ۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حوامیم
دیباج قرآن ہین اخرجه ابو نعیم وابو الشیخ والدیلمی ۶ خلیل بن مُرّہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حوامیم سات ہین اور دروازے دوزخ
کے سات ہین آئینگی ہر حٰم اُنمین سے تھیرکی ایک دروازے پر اِن دروازون سے کہے گی
اے اللہ مت داخل کر اس دروازے سے اُس شخص کو جو مجھپر ایمان لاتا تھا اور مجھکو پڑہتا تھا
اخرجه البیهقی فی الشعب ۷ سعد بن ابراہیم کہتے ہین کہ حوامیم کا نام عرائس رکھا جاتا ہے یعنی
دولہنین ہین رواه الدارمی فی مسنده[۵۲] ۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص پڑہے حٰم المؤمن الیہ المصیر تک اور
آیۃ الکرسی جبکہ صبح کرے تو وہ محفوظ رہیگا بسبب اُنکے یہانتک کہ شام کرے اور جو کوئی اُن کو
پڑہے جبکہ شام کرے تو محفوظ رہیگا بسبب اُنکے یہانتک کہ صبح کرے اخرجه ابو عبید
وابن سعد ومحمد بن نصر وابن مردویه والبیهقی فی الشعب ۹ حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ان مثل[۵۳] القرآن کمثل رجل انطلق یرتاد لاھله منزلا ثم
ب[۵۴] اثر غیث فبینما ھو یسیر فیه ویتعجب منه اذ ھبط علی روضات دمثات
فقال عجبت من الغیث الاول فھذا اعجب واعجب فقیل له ان مثل الغیث
الاول مثل عظم[۵۵] القرآن وان مثل ھؤلاء الروضات الدمثات مثل آل حم
فی القرآن رواه حمید بن زنجویه واورده البغوی یعنی مثل قرآن کی مانند مثل اُس
شخص کے ہے کہ چلا تلاش کرتا ہے واسطے اپنے گھر والون کے منزل کو پس اُسنے گزر کیا
بارش کے اثر پر سو وہ اِس اثنا مین کہ اُسمین جارہا تھا اور اُس سے تعجب کرتا تھا کہ ناگاہ اُترا نرم
زمین کے چمنون پر تو بولا کہ مین نے تو اول بارش سے تعجب کیا تھا سو یہ تو اُس سے بھی نہایت
درجہ خوب ہے پس اُس سے کہا گیا کہ اوّل بارش کی مثل تو مثل ہے اکثر قرآن کی اور مثل ان

۵۱ مکان دمث جاسے رقم ۱۲ منہ
۵۲ مسند کے لفظ کا لفظیہ ہے کان یقال لہ العرائس علی ما رواہ ابو عبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ تعالیٰ فی فضائل القرآن کذا فی ابن کثیر ۱۲ منہ
۵۳ خازن بن ان مثل صاحب القرآن ہے اور یہ اسکے ہوا کے ہوا ہے ۱۲ منہ
۵۴ شاید اثر غیث کر اور ہو گا ۱۲ منہ
۵۵ عظم بضمتین وسکون ظا بمعنی معظم ہے ۱۲ منہ

نرم زمین کے چمنوں کے مثل ہے حم کی قرآن مین ۱۰ ابو عُبَید کہتے ہین ہمکو حدیث کی اشجعی نے کہا ہمکو حدیث کی مسعر بن کدام نے اُس شخص سے جسنے اُنکو حدیث کی کہ ایک شخص نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک مسجد بنا رہے ہین تو اُن سے کہا یہ کیا ہے فرمایا ابنیہ من اجل آل حم یعنی مین اُسکو بناتا ہون واسطے آل حم کے شاید یہ مسجد جو حضرت ابو الدرداء نے بنائی وہی مسجد ہو جو اُنکی طرف منسوب ہے اندر قلعہ دمشق کے اور شاید اُسکا حفظ و صیانت اُنہین کی برکت سے اور اُس شے کی برکت سے ہو جس کے واسطے وہ بنائی گئی کیونکہ یہ کلام اُنکا دال ہی نصر علی الاعدا پر جسطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض غزوات مین اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اگر تم شب خون مارے جاؤ گے مین تو کہیو حٰمٓ لا ینصرون ایک روایت مین لا تنصرون ہی ۱۱ ۔ بزّار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی پڑھے آیۃ الکرسی اور اول حم المومن کو تو وہ بچایا جاے گا اُس دن ہر برائی سے پھر بزّار نے کہا لا نعلمہ یروی الا بھذا الاسناد و رواہ الترمذی من حدیث الملیکی وقال تکلم فیہ بعض اھل العلم من قبل حفظہ ف بعض سلف نے جنمین سے ابن سیرین رضی اللہ عنہ ہین مکروہ رکھا ہے اس بات کو کہ حوامیم کہین اور جو کہا جاے سوا آل حم ہی کما رواہ ابو عبید علے ماذکرہ الحافظ ابن کثیر جوہری نے فرمایا کہ آل حم کئی سورتین ہین قرآن شریف مین آپ رہا قول عامّہ کا الحوامیم سو یہ کلام عرب سے نہین ہے اسی کے حریری بھی قائل ہین درۃ الغواص مین ابو عبید نے کہا کہ الحوامیم علی غیر قیاس ہی اولی یہ ہے کہ ذوات حم جمع کیجاے انتہی پس مجموع اخبار و آثار و اقوال سے معلوم ہوا کہ ان سات سورتون کا نام حوامیم رکھا جاتا ہے اور آل حم بھی اور ذوات حم بھی کہتے ہین تو اُنکے تین استعمال ثابت ہوئے بخلاف اُس شخص کے جس نے اول کا انکار کیا ہی ۔ لیکن یہ انکار ٹھیک نہین ہی اس لیے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مین اور صحابہ کے کلام مین وارد ہوا تو اب انکار کی کیا وجہ ہے گو خلاف قیاس ہو اور اُسکو زبان عوام ٹھیرائا تو نہایت درجے کی بے ادبی ہی بلکہ اخص الخواص کا لفظ افصح ہے واللہ اعلم ۔

---

۵۱ کہا ہے کہ اس کے معنی ہین اللہم لا ینصرون فرو اس سے جم سے دعا ہوتی فرو ہے اگر دعا فرمایا لا ینصرون کی جگہ کہ وہ سورت جسکے اول مین تم ہی سی کی ایک بڑی شان ہے پس تنبیہ کی اس بات پر کہ اُس کا ذکر بسبب شرف اُسکے تنزل کرنیوالے کے اُس قسم سے ہے جسکے ساتھ ثوت چاہی جاتی ہے طلب نزول نصر پر اللہ تعالی کے کسی نے کہا کہ لا ینصرون کلام من نفی ہے گویا جس وقت یہ آیۃ فرمایا کہ تم ہو کی نے کہا کہ جب ہم کہین گے تو کیا ہو گا پس فرمایا کہ لا ینصرون یعنی تم کو مدد دی جاتی ہے کہ ذاتی الجمع الخ

۵۲ اسکا بیان جواب باب سے کہ غیر حرف کے معنی مین ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حٰمٓ ۝ تنزیل الکتٰب من اللہ العزیز العلیم ۝ غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول ط لآ الٰہ الا ھو ط الیہ المصیر ۝ اُتارا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرتا سخت مار دیتا مقدور کا صاحب کسی کی بندگی نہین سوائے اُسکے اُسی کی طرف پھر جانا ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ فرماتے ہین کہا ہے کہ حم ایک اسم ہی اللہ عزوجل کے اسماے اس باب مین ایک بیت پڑہی وہ یہ ہے ۵

یذکرنی حم والرمح شاجر	فھلا تلا حم قبل التقدم

اور حم اُس حدیث مین وارد ہوا ہے جسکو ابوداؤد و ترمذی نے من حدیث الثوری عن ابی اسحٰق عن المسلب بن ابی صفرہ روایت کیا ہے کہا مجھے حدیث کی اُس شخص نے جس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے ان بُیّتم اللیلۃ فقولوا حم لا ینصرون یہ اسناد صحیح ہے ابو عُبید نے اختیار کیا ہے کہ یون روایت کی جاے فقولوا حم لا ینصروا یعنی اگر تم اُسکو کہو گے تو وہ مدد نہ دیے جاؤ گے لا ینصروا کو فقولوا کی جزا ٹھیرائی ہے **قولہ تعالیٰ** تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم یعنی اُتارنا اس قرآن کا طرف سے اللہ کے ہی جو کہ عزت و علم والا ہے پس اُسکی بارگاہ عالیجاہ کا کوئی قصد نہین کر سکتا ہے اور نہ ذرہ اُس سے مخفی رہ سکتا ہے گو اُسکا حجاب گاڑہا ہو **غافر الذنب وقابل التوب** یعنی بخشدیتا ہے اُس گناہ کو جو گزر چکا ہے اور توبہ قبول کرتا ہی آیندہ مین جبکہ اُسکی طرف رجوع ہوا اور اُسکے سامنے عاجزی و فروتنی کرے **شدید العقاب** یعنی سخت مار دینے والا ہے اُسکو جس نے تمرد و سرکشی کی اور دنیا کو اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکمون سے باغی و سرکش ہوا کما قال تعالیٰ نبّیٔ عبادی انی انا الغفور الرحیم وان عذابی ھو العذاب الالیم اللہ پاک قرآن شریف مین اکثر جگہ ان دو وصفون کو یکجا ذکر فرمایا کرتا ہے تاکہ بندہ درمیان خوف و رجا کے رہے **ذی الطول** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہی کہ مراد طول سے سعت

ف اسکا بیان ہے کہ جنگل جس کے دن جب کوئی شخص محمد بن طلحہ یا حم کہا تو وہ کہتا کہ اُسکو نہ مدد کیا گیا یعنی اس قسم دیا ہوا ہون تحکوحم کی یہانتک کہ یہ شعر پڑہا اُسپر حمد کیا پھر کہا قتل کرڈالا اور یہ شعر انشا کیا کہ تجھے حم نے مدد دی ہے اس حال مین کہ زندہ مختلف ہو رہا ہے پھر کیون نہ پڑہے قبل اسکے کہ شقی کہنے کے کسی نے کہا کہ اُسکی مدد نہ دیے جاؤ گے یہ آیت ہے قل لا اسألکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ وجہ استدلال کی یہ ہے کہ اُسنے حم کو واؤ سے دیا ہے تو ایسے ہوتے کہ وہ آیت نہیں ہوتی فتح الباری ۱۲ منہ ۵۲ جزا دیتا ہے ہم سے بندہ کو کہ ہین ہون اصل بخشنے والا مہربان اور یہ ہی کہ میری مار وہی دکھ کی مار ہے ۱۲ منہ

۵ حاشیہ محمد الہی پر لکھا ہے وقیل حم من اسماء اللہ الحسنیٰ ابن عباس فان صحیحا وان کان حم ھو اسم اللہ تعالیٰ فھو اسمہ بحذف مضاف ۱۲ منہ

وغنا ہے یعنی فراخی غنا والا ہے اسیطرح مجاہد و قتادہ نے بھی کہا ہے یزید بن الاصم نے کہا مراد خیر کثیر ہے عکرمہ نے کہا ذی المن ہے یعنی منت واحسان والا ہے نیز قتادہ نے کہا ذی النعم والفواضل ہے معنی یہ ہین کہ اپنے بندون پر تفضل و مہربانی کرنیوالا ہے اُنپر منت رکھنے والا ہے ساتھ اُن منتون یا نعامون کے جنمین وہ ہین جنمین سے ایک کی شکر کے ساتھ قیام کرنیکی بھی طاقت نہین رکھتے ہین وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا الآیہ ۵

از دست و زبان کہ بر آید	کز عہدۂ شکرش بدر آید
بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش	عذر بدرگاہ خدا آورد

قولہ جلت عظمتہ لا الہ الا ھو الیہ المصیر یعنی اُسکی ساری صفات مین کوئی اُسکا نظیر نہین ہے پس نہ سوا اُسکے کوئی معبود ہے نہ کوئی رب ہے اُسی کی طرف مرجع و مآب ہے سبکی سب اُسی کے پاس پھر کر جاوینگے تو وہ ہر عامل کو اُسکے عمل کا بدلا دیگا اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ابو بکر بن عیاش کہتے ہین مین نے سنا ابو اسحق السبیعی کو وہ کہتے تھے کہ ایک شخص آیا طرف حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پھر عرض کیا یا امیر المؤمنین مین نے قتل کیا ہے پھر کیا میرے واسطے کوئی توبہ ہے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب اور فرمایا عمل کر اور نا امید مت ہو رواہ ابن ابی حاتم واللفظ لہ وابن جریر ابن ابی حاتم نے یزید بن الاصم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ذو باس اہل شام سے تھا یعنی لڑائی والا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا پھر اُنہون نے اُسکو گم پایا تو فرمایا ما فعل فلان بن فلان یعنی اُسکا کیا حال ہے پس لوگون نے عرض کیا یا امیر المؤمنین تتابع فی ھذا الشراب یعنی وہ شراب بہت پینے لگا ہے کہا پھر حضرت عمر نے اپنے منشی کو بلایا تو فرمایا لکھ من عمر بن الخطاب الی فلان بن فلان سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ھو غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ الا ھو الیہ المصیر پھر اپنے اصحاب سے فرمایا دعا کرو اللہ سے

واسطے اپنے بھائی کے اِس بات کی کہ وہ اُسکے دل کو متوجہ کردے اور اللہ اُسپر رجوع ہو پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان اُس شخص کو پہونچا تو وہ اُسکو پڑھتا تھا اور اُسکی تکرار کرتا تھا اور کہتا تھا غافر الذنب وقابل التوب مقرراً اُسنے ڈرایا اپنے عقوبت سے اور مجھسے وعدہ کیا کہ سیری مغفرت کریگا **اور حافظ ابونعیم** نے حدیث جعفر بن برقان سے اس کو روایت کیا ہے اور اتنا زیادہ کیا پس وہ اپنی جان پر اُسکی تکرار کرتا رہا پھر رویا پھر باز رہا تو اچھی طور پر باز رہا پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اُسکی خبر پہونچی تو فرمایا اسیطرح اب تم کیا کرو جبکہ دیکھو اپنے کسی بھائی کو کہ اُسنے کوئی لغزش کی فسددوہ ووثقوہ وادعوا اللہ لہ ان یتوب علیہ ولا تکونوا اعوانا للشیطان علیہ یعنی اُسکو راہ صواب بتاؤ اُسکو راست ودرست کرو اور اُسکو مضبوط وپختہ کرو اور اُسکے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ اُسپر رجوع ہو اور مت ہو مددگار شیطان کے اُسپر مطلب یہ ہے کہ وعظ ونصیحت مین میانہ روی کرین افراط وتفریط سے بچین سرزنش وملامت وسخت کلامی سے پیش نہ آئین ورنہ بجاے نفع کے ضرر نقد وقت ہے **ابن ابی حاتم** نے ثابت بُنانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سواد کوفہ مین پس مین داخل ہوا ایک باغ مین کہ دو رکعت نماز پڑھون پھر مین نے حم المؤمن شروع کی یہانتک کہ پہونچا لا الہ الا ہو الیہ المصیر کو پس ناگاہ میرے پیچھے ایک شخص بغلۂ[۵۱] شہباء پر سوار ہے اُسپر مقطعات[۵۲] یمنیہ ہین پھر اُسنے کہا کہ جب تو کہے غافر الذنب تو یون کہہ یا غافر الذنب اغفرلی ذنبی یعنی اے بخشنے والے گناہ کے تو میرا گناہ بخشدے اور جب تو کہے وقابل التوب تو یون کہہ یا قابل التوب اقبل توبتی یعنی اے قبول کرنیوالے توبہ کے تو میری توبہ قبول کر اور جب تو کہے شدید العقاب تو یون کہہ یا شدید العقاب لا تعاقبنی یعنی اے سخت عقاب والے تو مجھکو عقاب مت کر کہا پھر مین نے پھر کر دیکھا تو کسی کو نہ دیکھا پھر مین دروازے کی طرف نکلا تو مین نے کہا کہ تمپر سے کوئی شخص گزرا ہے جسپر مقطعات یمنیہ تھے لوگون نے کہا کہ ہم نے کسی کو نہین دیکھا پس لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ الیاس تھے ثم رواہ من طریق اخری عن ثابت بنحوہ ولیس فیہ ذکر الیاس واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ جمہور نے **حٰمٓ** کو باشباع فتحہ

۵۱ یعنی خچر جسکی پیدائش پہلی پدر غالب ہو گویا لائق ہو ۱۲ منہ

۵۲ یعنی جدا جدا ہجے جانیوالے حروف تہجی کے جیسے ا ب ت ث ج ح خ الیاس ہے ۱۲ منہ

حا پڑہا ہے اور حمزۂ وکسائی نے بامالۂ محضہ وابوعمرو نے بامالۂ بین بین اور جمہور نے بسکون میم مثل باقی حروف مقطعہ کے اور زہری نے بضم میم اس بنا پر کہ خبر ہے بتداے محذوف کی یا حم مبتدا اور ما بعد اُسکا خبر اور عیسی بن عمر ثقفی نے بفتح میم یہ قرارت دو وجہ کی محتمل ہے ایک یہ ہے کہ فعل مقدر سے منصوب ہے اے اقرا حم یعنی پڑہ تو حم کو اور غیر منصرف جو ہوا سو بسبب علمیت وتانیث کے یا بسبب علمیت وشبہہ عجمہ کے اس لیے کہ عربی اوزان مین فاعیل کا وزن نہین ہے بخلاف عجمی کے کہ اُسمین یہ وزن ہے جیسے قابیل وہابیل دوسرا احتمال یہ ہے کہ اُسکا فتحہ بنائی حرکت ہی واسطے تخفیف کے جیسے اَیْنَ وکَیْفَ اور ابن ابی اسحٰق وابوالسماک نے بکسر میم پڑہا ہے بسبب التقاے ساکنین کے یا بتقدیر قسم کی جمہور نے حرف حا کا میم سے وصل کیا ہے اور ابوجعفر نے بقطع پڑہا ہے حم کے معنی مین اختلاف ہے سو کسی نے تو کہا کہ ایک اسم ہے اسماے الٰہی سے قالہ ابوامامہ یا ایک اسم ہے اسماے قرآن شریف سے قالہ قتادۂ ضحاک وکسائی نے کہا کہ اسکے معنی قُضِیَ ہین اور اسکو بمعنی حُمَّ تصریف یا ہے یعنے قضے ووقوع کسی نے کہا مفاتیح خزائنہ یعنی حم کنجیان ہین اللہ پاک کے خزانون کی کسی نے کہا کہ اسم اللہ الاعظم ہے کسی نے کہا کہ اسماے الٰہی کی ابتدا ہے جیسے حمید وحکیم وحلیم وحنّان اور جیسے مالک ومجید ومنّان ومتکبر ومصور ومومن ومہیمن کسی نے کہا اسکے معنی ہین حمّ امر اللہ یعنی قریب ہوئی نصر اللہ کی واسطے اپنے دوستون کے اور نزدیک ہوا انتقام اُسکا اپنے دشمنون سے یہ سب ایسا تکلف ہے کہ اسکے واسطے کوئی موجب نہین ہے اور نہ اُس کی طرف کوئی مضطر کرنیوالا ہے حق یہ ہے کہ اس سورت کا شروع کلمہ اور اسکے مثل اور شروع کے کلمے اُس متشابہ مین سے ہین جس کے معنی کا علم اللہ ہی کو ہے چنانچہ فاتحۂ سورۂ بقرہ مین اسکی تحقیق خوب ہوچکی ہے مہلب بن ابی صفرہ سے مروی ہے کہ مجھے حدیث کی اُس شخص نے جس نے سُنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے خندق کی رات کو ان اُتیتم اللیلۃ فقولوا حم لا ینصرون اخرجہ الترمذی والحاکم وصححہ وابوداؤد وابن مردویہ وابو عُبَید وابن سعد وابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق فی المصنّف حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

لہ اول روایت جو گزر چکی ہے ان یُنصَرُون مجہول یعنی لا یُنصَرُون ماضی معلوم اور یہان ان یُنصَرُوا مضارع معلوم ہے یعنی اگر تمہارے پاس دشمن آئین واللہ اعلم ۱۲ منہ

وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک تم ملو گے اپنے دشمن سے تو چاہیے کہ ہو شعار[۱] تمہارا حم لا ینصرون
اخرجہ ابن ابی شیبۃ والنسائی والحاکم وابن مردویہ **قولہ تعالے**
تنزیل الکتاب خبر ہے حم کی اس تقدیر پر کہ وہ مبتدا ہو یا یہ خبر ہو مبتدا ے
محذوف کی اے ہذا تنزیل یا مبتدا ہے خبر اسکی **من اللہ** ہے رازی نے کہا
کہ مراد تنزیل سے منزل ہے یعنی بیشک قرآن شریف اُتارا گیا ہے اللہ کے پاس سے
اُسپر جھوٹ باندھا گیا نہین ہے **العزیز العلیم** ایسا اللہ کہ منیع ہے بسبب اپنے
سلطان و غلبے کے غالب و قاہر ہے اپنے ملک مین بڑا جاننے والا ہے اپنے خلق کو
اور اُس شے کو جو وہ کہتے ہین اور کرتے ہین پس یہ تہدید ہے واسطے مشرکون کے اور
بشارت ہے واسطے مؤمنون کے **غافر الذنب** یعنی بخشنے والا ہی مؤمنین
کے گناہون کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ستر کرنیوالا ہے گناہ کا واسطے
اُس شخص کے جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے **وقابل التوب** اور قبول کرنیوالا ہے
رجوع ہونیوالون کی توبہ کا حضرت ابن عمر نے فرمایا اُس شخص سے جو لا الہ الا اللہ کہتا ہی
توب و ثوب و اوب مصدر ہین معنی رجوع مین باہم ایک دوسرے کے بھائی
ہین **اخفش** نے کہا کہ توب جمع ہے توبہ کی جیسے دوم[۵۲] جمع ہے دومہ کی حرف واو اس
وصف مین اس لیے داخل کیا ہے کہ اس بات کا فائدہ دے کہ مذنب تائب کے واسطے
دو باتین جمع کیجاتی ہین اوسکی توبہ قبول کرنا اور اُسکے گناہ کا مٹانا قالہ العمادی یا واسطے تغایر
دونون وصفون کے واو لایا گیا اس لیے کہ کبھی اُنکے اتحاد کا وہم کیا جاوے قالہ البیضاوی
شدید العقاب حضرت ابن عمر نے فرمایا واسطے اُس شخص کے جو لا الہ الا اللہ
نہین کہتا ہے یا یہ معنی ہین کہ سخت عقاب والا ہے مخالفون اور کافرون پر کسی نے کہا کہ قبول
کرنیوالا توبہ کا ہے واسطے اپنے دوستون کے اور شدید العقاب ہے واسطے اپنے دشمنون
کے کسی نے کہا کہ قابل توبہ ہے شرک سے اور شدید العقاب ہے واسطے اُسکے جو اُسکی
توحید نہین کرتا ہے **ذی الطول** یعنی صاحب فضل ہے عارفون پر یا غنی و
بے نیاز ہے سارے عالمون سے اصل طول کی انعام و تفضل ہے یعنی صاحب انعام

[۱] مراد شعار سے وہ علامت ہے جس سے باہم ایک دوسرے کو پہچانتے ہین لڑائی مین جیسے فوج مین اول ہوتا ہے ۱۲ منہ
[۵۲] دوم جمع دومہ یعنی گول ۱۲ منہ

وتفضل ہے اپنے بندون پر حضرت ابن عباس و مجاہد کا قول ذی الغنا والسعۃ گزر چکا ہی
اسی معنی سے یہ آیت ہے ومن لم یستطع منکم طولا اے غنیً وسعۃً جوہری
نے کہا کہ طول بالفتح منّ ہے اسی معنی سے ہے جبکہ کوئی شخص کسی پر منت واحسان کرتا
ہے تو محاورے مین بولتے ہین طال علیہ ویطول علیہ محمد بن کعب نے کہا ذی التفضل حضرت
ابن عمر نے فرمایا ذی الغنا ماوردی نے کہا کہ منّ وتفضل مین فرق یہ ہے کہ من تو عفو
ہے گناہ سے اور تفضل احسان غیر مستحق ہے اللہ سبحانہ علی الدوام ان صفات سے ہر ایک
کے ساتھہ موصوف ہے پس ان مین سے اضافت مشتق کی واسطے تعریف کی ہے
مثل صفت اخیرہ کے سیبویہ نے کہا ان صفتون مین تین وجہ ہین ایک یہ ہی کہ کل صفات
ہین واسطے اسم پاک اللہ کے دوسری یہ ہے کہ سب بدل ہین اسواسطے کہ اضافت انکی
غیر محضہ ہے تیسری یہ ہے کہ غافر و قابل تو نعت ہین اور شدید العقاب بدل ہے انتہی
بیان اسکا یہ ہے فرّاء نے کہا کہ غافر و قابل و شدید کو مثل نعت کے ٹھیرایا واسطے معرفہ کے
حالانکہ وہ نکرہ ہین یعنی انکی اضافت لفظی ہے لیکن یہ جایز ہے کہ انکی اضافت معنوی ٹھیرائی
جائے جیساکہ سیبویہ نے کہا کہ ہر وہ شے جس کی اضافت غیر محضہ ہے جائز ہے کہ وہ
محضہ قرار دیجاے اور اُس سے معرفون کی صفت کیجاے مگر صفت مشبہہ رہے کوئی لوگ
سو انہون نے کسی شے کا استثنا نہین کیا بلکہ صفت مشبہہ کو مثل اسم فاعل کے ٹھیرایا
اس بات مین کہ اُسکی اضافت محضہ ٹھیرانا جائز ہے اور یہ وہان ہے کہ اُس سی کوئی مخصوص
زمانہ مراد نہو پس اس جگہ شدید مین جایز رکھتے ہین کہ اُسکی اضافت محضہ ہو اور سیبویہ کے
قول کی بنا پر اُسکی تاویل مشدّد کے ساتھہ کرنا ضروری ہوگا زجاج نے کہا کہ یہ تینون صفات
مجرور ہین بنا بر بدل اُنسے یہ بھی مروی ہے کہ انہون نے غافر و قابل کو تو مجرور بنا بر صفت
ٹھیرایا ہے اور شدید کو مجرور بنا بر بدل بالجملہ پھر اللہ پاک نے وہ شے ذکر فرمائی جو دلالت کرتی ہی
اسپر کہ وہ واحد ہے اور وہی مستحق عبادت کا ہے پس ارشاد فرمایا لا الہ الا ھو الیہ المصیر
یعنی نہین ہے کوئی معبود مگر وہ اور اُسکی طرف پھر جانا ہے پہلے دن مین نہ طرف اُسکے غیر کے
حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ کفار قریش اللہ تعالی کی توحید نہین کرتے تھے سو اُسنے اپنے

نفس کی توحید کی اُسیکی طرف مصیر ہی اُس شخص کا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہی سو وہ جنت مین داخل ہوگا اور مصیر اُس
شخص کا جو لا الٰہ الا اللہ نہین کہتا ہی تو وہ داخل ہوگا نار مین جملہ لا الٰہ الا ہو مستانفہ ہی یا حال لازمہ ہی ابو البقا نے کہا کہ
صفت ہے ابن عادل نے کہا کہ یہ قول اپنے ظاہر کی بنا پر فاسد ہی اسلیے کہ جملہ معرفونکی صفت نہین ہوتا ہی یہ ممکن ہی کہ اُنکی
مراد یہ ہو کہ وہ صفت ہے شدید العقاب کی کیونکہ وہ اُنکے نزدیک اضافت سے معرفہ نہین ہوتا ہی کرخی نے کہا کہ الیہ المصیر
مین بھی یہی احتمال ہین جو جملۂ ماقبل مین تھی اور یہ بھی جائز ہی کہ حال ہو جملۂ ماقبل سے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ قرآن شریف
اللہ کی کتاب ہے اُسکو اسلیے نازل کیا ہی کہ اُس سے راہ پائین تو اُن لوگونکا حال ذکر فرمایا جو اُسمین جھگڑتے ہین بقصد اُسکے
باطل کرنیکے پس ارشاد کیا ما یجادل فی آیات اللہ الا الذین کفروا فلا یغررک
تقلبہم فی البلاد ○ کذبت قبلہم قوم نوح والاحزاب من بعدہم ص
وہمت کل امۃ برسولہم لیاخذوہ وجادلوا بالباطل لیدحضوا بہ الحق
فاخذتہم فکیف کان عقاب ○ وکذلک حقت کلمت ربک ع
علی الذین کفروا انہم اصحب النار ○ الذین یحملون العرش و
من حولہ یسبحون بحمد ربہم ویؤمنون بہ ویستغفرون للذین
امنوا ج ربنا وسعت کل شیء رحمۃً وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا
سبیلک وقہم عذاب الجحیم ○ ربنا وادخلہم جنت عدن التی
وعدتہم ومن صلح من اباۂم وازواجہم وذریتہم ط انک
انت العزیز الحکیم ○ وقہم السیات ط ومن تق السیات یومئذ
فقد رحمتہ ط وذلک ہو الفوز العظیم ○ وہی جھگڑتے ہین اللہ کی باتون
مین جو منکر ہین سو تو نہ بہک اُسپر کہ چلتے پھرتے ہین شہرونمین جھٹلا چکے ہین اِن سے پہلے
قوم نوح کی اور کتنے فرقے اُن سے پیچھے اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول پر کہ
اُسکو پکڑ لین اور لانے لگے جھوٹے جھگڑے کہ اُس سے ڈگاوین سچا دین پھر مین نے
اُن کو پکڑا تو کیسی ہوئی میری سزا دینی اور ویسی ہی ٹھیک ہو چکی بات تیرے رب کی منکرون
پر کہ یہ ہین دوزخ والے جو لوگ اُٹھا رہے ہین عرش کو اور جو اُسکے گرد ہین پاکی بولتے ہین
اپنے رب کی خوبیان اور اُسپر یقین رکھتے ہین اور گناہ بخشواتے ہین ایمان والون کے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وقف لازم
ع ۹ ۶

اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے تیری مہر اور خبر مین سو معاف کر اُنکو جو توبہ کرین اور چلین
تیری راہ پر اور بچا اُنکو آگ کی مار سے اے رب ہمارے اور داخل کر اُن کو ہمیشے کے باغون مین
جنکا وعدہ دیا تو نے اُنکو اور جو کوئی نیک ہو اُنکے باپون مین اور عورتون مین اور اولاد مین بیشک
تو ہی ہے زبردست حکمت والا اور بچا اُن کو برائیون سے اور جسکو تو بچاوے برائیون سے
اُس دن اُسپر مہر کی تو نے اور یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد پانی ف یعنی آشنائیان رکھتے
ہین سردارون سے اسکا اندیشہ نکر ف یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو ملتی ہے اپنے عمل سے
جورو بیٹا اور مان باپ کام نہین آتا لیکن تیری حکمتین ایسی بھی ہین کہ ایک کے سبب سے کتنون
کو اعلیٰ درجے پہونچا دے اپنے عمل سے زیادہ اور بدلا ہوا اپنے ہی عمل کا وہ عمل یہ کہ آرزو
رکھتے ہون کہ ہم بھی اُسی کی چال چلین یہ نیت قبول پڑ جاوے ف یعنی تیری مہر ہی ہو
کہ برائیون سے بچے اپنے عمل سے کوئی نہین بچ سکتا تھوڑی بہت برائی سے کون خالی
ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دفع نہین کرتے ہین حق کو اور نہ اُسمین
جھگڑتے ہین بعد بیان و ظہور برہان کے مگر وہی لوگ جو کہ اللہ تعالیٰ کی آیتون کا اور اُسکی برہانون
حجتون کا انکار کرنیوالے ہین سو نہ دھوکا دے تجھکو اُنکا چلنا پھرنا شہرون مین یعنے شہرونکے
اموال و نعیم و تازگی و رونق ہین کما قال تعالیٰ لا یغرنک تقلب الذین کفروا
فی البلاد متاع قلیل ثم ماواھم جھنم و بئس المھاد و قال تعالے
نمتعھم قلیلا ثم نضطرھم الی عذاب غلیظ پھر جن لوگون نے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم مین سے اُنکو جھٹلایا تو اسباب مین اللہ پاک نے اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کی کہ تجھکو اگلے انبیا علیہم السلام کا اقتدا کرنا چاہیے کیونکہ اُنکو اُنکی
امتون نے جھٹلایا اور اُنکی مخالفت کی اور اُن مین سے ایمان نہ لائے مگر تھوڑے پس فرمایا کہ
جھٹلایا اُنسے پہلے قوم نوح نے یہ پہلے رسول ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا منع کرتے
تھے بتون کے پوجنے سے اور کتنے فرقون نے تکذیب کی اُن سے پیچھے اور ہر امت نے
حرص کی اپنے اپنے رسول کے قتل پر ساتھ ہر ممکن کے اور بعض نے تو اپنے رسول کو
قتل ہی کر ڈالا اور مکر کیا شبہے ڈال کر کہ واضح و جلی حق کو اُس سے، دکرین ابو القاسم طبرانی ذ

ا تو نہ سمجھے اسکو جو نہ جانے
ہین کافر شہرون مین
ہین یہ فایدہ ہے
تھوڑے اسمین ہر ایک کا
شبہے کا دفع ہے
اور یہ بھی تیاری
ہے ۱۲ منہ
ع کافر
چلاوے تجھکو مہر
اُن کا تھوڑا
دنون تک ہے
بلا دین کے مراد شہر
ہے ۱۲ منہ

عن عکرمہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ جو کوئی اعانت کرے کسی باطل کی تاکہ پھسلاوے اُس سے کسی حق کو تو مقرر بری ہوا اُس سے ذمہ اللہ تعالیٰ کا اور ذمہ اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قولہ تعالیٰ فاخذتھم فکیف کان عقاب یعنی پھر مین نے اُنکو ہلاک کر ڈالا ان بڑے بڑے گناہون پر جو اُنھون نے کیے تجھے سو کیسا پہونچا تجھکو میرا عذاب کرنا اُن کو اور میرا دکھال اُنپر مقرر وہ نہایت سخت اور درد دہندہ تا قتادہ نے کہا کان شدیدا واللہ یعنی قسم ہے اللہ کی وہ بغایت سخت تھا قولہ تعالیٰ وکذالک حقت کلمۃ ربک الآیہ یعنی جیسا کلمہ عذاب کا اگلی امتونکے کافرون پر ثابت ہوا ویسا ہی اِن لوگون مین کے جھٹلانے والون پر ثابت ہوگا بطریق اولیٰ جنھون نے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری تکذیب کی ہے کیونکہ جنھون نے تجھے جھٹلایا اُن پر تیرے غیر کی تصدیق کا کچھ وثوق واعتماد نہین ہے واللہ اعلم قولہ تعالیٰ الذین یحملون العرش ومن حولہ الآیہ اللہ پاک خبر دیتا ہے ملائکہ مقربین کی جو کہ چار فرشتے عرش کی اُٹھانیوالے ہین اور اُسکے گرد کے ملائکہ کروبین اِس بات کے کہ وہ جمع کرتے ہین درمیان تسبیح کے جو کہ دال ہی نفی نقائص پر اور تحمید کی جو کہ مقتضی ہے اثبات صفات مدح کی ویؤمنون بہ کے یہ معنی ہین کہ اُسکے واسطے عاجزی وفروتنی کرتے ہین اور اُسکے رو برو ذلیل وفرمان بردار رہتے ہین اور بخشش مانگتے ہین واسطے مومنین اہل زمین کے اُن لوگون مین سے جو کہ غیب پر ایمان لائے ہین پس اللہ پاک نے اپنے مقرب فرشتون کو مقرر کیا ہے اسپر کہ مؤمنون کے واسطے دعا مانگین پیٹھ پیچھے اور چونکہ پس پشت دعا مانگنا ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خصائل سے ہی اس لیے جو مؤمن اپنے بھائی مومن کے لیے پس پشت دعا مانگتا ہے تو فرشتے اُسکی دعا پر آمین کہتے ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ثابت ہوا ہے کہ جسوقت مسلمان اپنے بھائی کے واسطے پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین اور تیرے واسطے ساتھ مثل اُسکی کے امام احمد نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدق امیۃ بن ابی الصلت فی شیئ من شعرہ فقال ۵

نرحل وثور تحت رجل یمینہ	والنسر للاخری ولیث مرصد

فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صدق فقال ۵

والشمس تطلع كل آخر ليلة	حمراء يصبح لونها يتورد
تأبى فما تطلع لنا في رسلها	إلا معذبة وإلا تجلد

فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صدق وهذا اسناد جيد یہ حدیث اسکی مقتضی ہے کہ حاملین عرش معلی آج کل چار ہین پھر جب روز قیامت ہوگا تو وہ آٹھ ہوجائین گے کما قال تعالیٰ ویحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية یہان ایک سوال ہے وہ یہ ہے کہ کیا جمع ہے درمیان اُس شے کے جو اس آیت سے اور اس حدیث کی دلالت سے سمجھی جاتی ہے اور اُس حدیث کی جس کو ابوداؤد نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین تہامہ کے بطحا مین ایک جماعت مین جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پس اُنپر سے ایک بدلی نے گزر کیا تو آپنے اُسکی طرف نظر کی پھر فرمایا تم اسکا کیا نام رکھتے ہو لوگون نے عرض کیا سحاب فرمایا اور مُزن عرض کیا اور مزن فرمایا اور عنان عرض کیا اور عنان ابوداؤد نے کہا ولم أتقن العنان جیدًا فرمایا کیا تم جانتے ہو دوری مابین آسمان و زمین کی عرض کیا ہم نہین جانتے ہین فرمایا دوری اُنکے مابین کی یا ایک یا دو یا تین اور ستر برس کی ہے پھر آسمان اُسکے اوپر ہے اسیطرح یہانتک کہ سات آسمان کا شمار کیا پھر ساتوین آسمان کے اوپر ایک دریا ہے مابین اُس کے اسفل و اعلیٰ کے ویسا فاصلہ ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے دوسرے تک ہے پھر اُسکے اوپر آٹھ اوعال ہین یعنی پہاڑی بکری درمیان اُنکے کھرون کے اور گھٹنون کے ویسا فاصلہ ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کی دوسرے تک ہے پھر اُنکی پشت پر عرش ہے - درمیان اُسکے اسفل و اعلا کی مثل اُس مسافت کی ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے ہے دوسرے تک پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اُسکی فوق ہے ثم رواه ابوداود والترمذي وابن ماجه من حديث سماك بن حرب به وقال الترمذي حسن غريب یہ حدیث شریف اسکی مقتضی ہے کہ حاملین عرش آٹھ ہین جیسا کہ شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حملۂ عرش آٹھ ہین چار تو اُنمین سے یون کہتے ہین سبحانك اللهم وبحمدك لك الحمد على حلمك بعد علمك اور چار یہ کہتے ہین سبحانك اللهم

۵ یعنی سورج طلوع ہوتا ہے حرارت کے ساتھ اور مغرب مین غروب ہوتا ہے سرد ہوکر تو اس کا رنگ مین سرخ ہوجاتا ہے کہ اس کو دیکھ سکین اور اگر ایسا نہ ہوجاتا تو اسکی گرمی سے ہلاک ہوجاتے یہ معنی طلوع ہونے کے ہمارے خطابات سے نہین طلوع ہوتا ہے پھر وہ نہین طلوع ہوتا ہے اپنی ذات سے بلکہ واسطے ہمارے کیا ہوا اور مین مگر غلاب کیا ہوا یعنی زبردستی مگرا رہا ہوا یعنی زبردستی سے مین اس کو طلوع کرتے ہین اس کی حرکت فسری سے طبعی

۵ ایک جگہ کا نام ہے اس مین بطحاء نام ہے جسمین سنگ ریزے ہون جگہ کو کہتے ہین جو کہ مکہ مین ہے ہون یہ جگہ مکہ سے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اور وہ جماعت مسلمان تھی لفظ بطحا کا بجمع البحارین سے مسلمان ہوئ

وبحمدك لك الحمد على عفوك بعد قدرتك اور اسی لیے وہ کہتے ہین جبکہ
مغفرت مانگتے ہین واسطے مؤمنین کے ربنا وسعت کل شئ رحمة وعلما یعنی اے
رب ہمارے تیری رحمت سمالیتی ہے اُنکے گناہون اور خطاؤن کو اور تیرا علم اُنکے سارے
اعمال واقوال وحرکات وسکنات کو محیط ہے فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلك
یعنی پس تو درگزر فرما گناہگارون سے جبکہ وہ توبہ وانابت کرین اور باز رہین اُس کام سے جسمین
وہ تھے اور پیروی کرین اُس شے کی جسکا تو نے اُنکو امر کیا ہے یعنی نیکیون کا کرنا اور برائیونکا
چھوڑنا وقهم عذاب الجحیم اور دور رکھہ اُنکو عذاب جحیم سے یہ وہی عذاب دوزخ
ہے یا درد دہندہ ربنا وادخلهم جنات عدن الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ انھی جمع کر تو درمیان
اُنکے اور اُنکے مان باپ اور بیبیون اور اولاد کی تاکہ اس سے اُنکی آنکھین ٹھنڈی ہون بسبب
جمع ہونے کے اُن مکانونمین جو ایک دوسرے سے لگے ہوئے ہون کما قال تبارک وتعالی
والذین[۵۱] امنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم وما التناهم
من عملهم من شئ یعنی برابری کردی ہم نے درمیان سب کے منزلہ ودرجے مین تاکہ
اُنکی آنکھین ٹھنڈی ہون اور کم نہین کیا ہم نے عالی کو یہانتک کہ وہ برابر ہوجانے کے بلکہ
ناقص عمل والے کو ہم نے بلند کردیا سو ہمنے اُسکو برابر کیا کثیر عمل والے سے براہ تفضل ومنت کے
ہماری طرف سے سعید بن جبیر کہتے ہین جسوقت مؤمن جنت مین داخل کیا جائے گا تو
وہ پوچھے گا اپنے باپ بیٹے بھائی کا کہ وہ کہان ہین تو کہا جاے گا کہ وہ تیرے طبقے کو
نہین پہونچے عمل مین تو کہے گا کہ مین نے جو عمل کیا تھا سو واسطے اپنے اور اُنکے پھر وہ
اُسکے ساتھ ملا دیے جائین گے درجے مین پھر سعید نے یہ آیت پڑہی تا الحکیم مطرف
بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ناصح ترین بندگان خدا واسطے مومنون کے ملائکہ
علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین پھر یہ آیت پڑہی اور اغش[۵۲] بندگان خدا واسطے مومنون کے شیاطین ہین
انك انت العزیز الحکیم یعنی بیشک تو تو بڑا غالب ہے نہ کوئی تیری ممانعت کرسکتا ہے
نہ تجھپر غلبہ جو تو نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا اور تو اپنے شرعی وقدری افعال واقوال
مین بڑی حکمت والا ہے وقهم السیئات یعنی اور تو اُنکو بچالے برائیان کرنے سے یا

۵۱ اور جو یقین لائے اور ان کی اولاد نے پیروی کی ایمان سے ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور ان کی اولاد کو نہ گھٹائیں گے ان کے عمل سے کچھ ہر شخص اپنی کمائی کے ہاتھ گروی ہے

۵۲ یعنی جب سب جنت مین داخل ہوجائینگے تو ہر ایک کے درجے مین برابر کردیا جائیگا

اُنکے وبال سے جن سے وہ واقع ہوگیے ہین ومن تق السیئات یومئذ فقد رحمتہ
اور جسکو تو بچالیگا بُرائیون سے قیامت کے دن تو مقرر تو نے اُسپر لطف کیا اور اُسے نجات
دی عقوبت سے وذلك هو الفوز العظیم اور یہی ہے بڑی مراد ملنی ف
فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ اللہ کی آیتون کے دفع کرنے مین اور اُنکے جھٹلانے مین
اُنمین طعن کرکے نہین جھگڑتے ہین مگر کفار مراد جھگڑنا ہے ساتھ باطل کے اور ساتھ قصد
کرنیکے طرف پہلانے حق کے جسطرح کہ اس آیت مین ہے وجٰدلوا بالباطل
لیدحضوا به الحق تنبیہ رہا اس لیے جھگڑنا کہ حق کا واضح ہونا چاہین اور ملتبس
اور مشتبہ شی کو واضح کرین مشکل کو حل فرمائین دشواریات کو کھولین معانی کا استنباط کرین اور جو لوگ
حق سے مائل ہو رہے ہین اُنکو اُن سے روکرین اور التباس کو دور کرین اور راجح و مرجوح محکم و
متشابہ سے بحث کرین اور جن متشابہات قرآن سے اہل باطل دلیل پکڑتے ہین اُنکو دفع کرین
اور جھگڑکر اُن کو محکم کی طرف پھیر لائین سو یہ امور منجملہ بزرگترین عبادات ہین جنکے ساتھ قربت
چاہنے والے قربت چاہا کرتے ہین اور بہترین اُن چیزون کے ہین جنمین مجاہدہ و کوشش
کرنیوالے مجاہدہ کیا کرتے ہین اور اسی بات پر اللہ پاک نے اہل کتاب سے پکا عہد لیا ہے
پس فرمایا ہے واذ اخذ الله میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننه للناس ولا
تکتمونه اور فرمایا ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدیٰ من بعد
ما بینٰه للناس فی الکتاب اولئك یلعنهم الله ویلعنهم اللاعنون اور
ارشاد فرمایا ولا تجادلوا اهل الکتاب الا بالتی هی احسن خلاصہ یہ نکلا کہ جدال
دو قسم ہے ایک جدال تو تقریر حق مین ہے اور ایک جدال ہی تقریر باطل مین سو پہلا جدال
تو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حرفہ ہے اسی باب سے وہ جدال ہے جسکو اللہ پاک نے
طرف سے قوم نوح علیہ السلام کے نقل فرمایا ہے یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا
رہا دوسرا جدال سو وہ مذموم ہے اس آیت مین وہی مراد ہے پس جدال کفار کا اللہ پاک
کی آیتون مین یہ ہے کہ قرآن شریف کی شانمین کبھی تو کہتے یہ سحر ہے کبھی کہتے کہ شعر ہے کبھی کہتے کہ کاہنونکا
قول ہے کبھی کہتے کہ اگلونکی کہانیان ہین کبھی کہتے کہ اُسکو تو کوئی بشر سکھاتا ہے اُنکی مثل

ف اور لاسف کے جھگڑے جھگڑنے سے کہ اس سے وہ بچا لیا ہے اور جسکو اللہ نے بچالیا ہے اُس سے
ف اور جب اللہ سے اور اوروں سے اور ربانی سب اوروں سے کہ اُن سے بیان کرو گے
ف اور جو لوگون پاس اور چھپاؤ گے جو چھپانے کے قابل ہین اور اُن کو
ف جو چھپاتے ہین جو چھپانے کے قابل ہین اور اُن کو
ف صاف صاف اور راہ سمجھانے کے بعد اس کے کہ ہم نے کتاب مین لوگون کو
ف کھول کھول کر بیان کیا ہے لوگون کے واسطے کتاب مین سے
ف لعنت دینے والے اور
ف اور جھگڑا کرو
ف کتاب والون سے مگر
ف اُسطرح جو جو بہتر ہو اور
ف اس نے تو
ف جھگڑے اور بحث

اور اقوال سیوطی کہا کرتے تھے کما ذکرہ الخطیب **عبد بن حمید** و ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بیشک جدال قرآن مین کفر ہے نیز اُن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مرا یعنی جھگڑنا قرآن مین کفر ہے اخرجہ ابوداؤد وغیرہ **حضرت عبد اللہ بن** عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ مین دوپہر کے وقت آیا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک دن پس آپ نے دو آدمیونکی آواز مین سُنی کہ اُنہون نے اختلاف کیا کسی آیت مین تو آپ نکلے آپکے چہرۂ مبارک مین غصہ معلوم ہوتا تہا پھر فرمایا انما اھلك من كان قبلكم باختلافهم في الكتاب اخرجه مسلم یعنی تم سے اگلے لوگ جو ہلاک ہوئے سو بسبب اُنکے اختلاف کے کتاب مین **ابو العالیہ** نے کہا دو آیتین کیا سخت تر ہین اُن لوگون پر جو جھگڑتے ہین قرآن مین ایک تو یہی آیت ہے اور دوسری یہ آیت وان الذین اختلفوا في الكتاب لفي شقاق بعيد **تنبیہ** مجمع البحار مین المراء فی القرآن کفر کی شرح مین کہا ہے مراد یہ ہے کہ قصد کرے تکذیب قرآن کا ساتھ قرآن کے تاکہ بعض کو بعض کے ساتھ دفع کرے پس لایق یہ ہے کہ کوشش کرے موافق کرنے مین دو متخالف کے ایسے طور پر کہ عقیدۂ سلف کے موافق ہو پھر اگر یہ اُسکو میسر نہو تو چاہیے اُسکو اللہ تعالے کے سپرد کرے اسکے سوا اور قول بھی لکہی ہین والتوفیق بید اللہ سبحانہ اللھم وفقنا لما تحب وترضی آمین **بالجملہ** جو لوگ کہ اللہ تعالی کی آیتون مین باطل کے ساتھ جھگڑتے ہین جبکہ اُنپر کفر کا حکم لگایا تو اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منع کیا اس سے کہ کفار کو جو حظوظ دنیوی حاصل ہین سو اُن مین سے کسی شے کے ساتھ دہوکا کہائین پس ارشاد فرمایا فلا یغرك تقلبهم في البلاد یعنی یہ کافر جو شام و یمن کے شہرون مین چلتی ہوئی تجارتین کرتے ہین اور کمائیان اور نفع حاصل کرتے ہین اور مال جمع کرتے ہین اور سالم و غانم جاتے آتے ہین سو یہ بات تجھکو دہوکا نہ دے کیونکہ یہ تو عنقریب عذاب کیے جائین گے گو اُنکو مہلت دیگئی ہی پر چھوڑ نہین دیے جائین گے زجاج نے کہا دہوکا نہ دے تجھکو سلامتی اُنکی بعد اُنکے کفر کے کیونکہ انجام اُنکا ہلاک ہی ابو السعود نے کہا یہ تسلی ہے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے اور وعید ہے کفار کو اور حرف فا واسطے ترتیب نہی کے ہے یا وجوب انتہا کے ماقبل
پر وہ یہی حکم لگانا ہے اُنپر ساتھ کفر کے کون کفر جس سے بڑھکر اللہ کے نزدیک کوئی شی مبغوض
نہین ہے اور نہ اُس سے زیادہ تر کھینچنے والی خسران دنیا و زیان آخرت کی کوئی چیز ہے زادہ نے
کہا کہ یہ جواب ہے شرط مقدر کا اے اذا تقرر عندک ان المجادلین فی آیات اللہ کفار فلا یغرک الخ
یعنی جبکہ تیرے نزدیک یہ بات قرار پا چکی کہ اللہ کی آیتون مین جھگڑنے والے کافر ہین تو اب
تجھے دھوکا نہ دے اُنکا مہلت دینا اور چلنا پھرنا بلاد شام و یمن مین نافع تجارتین لیکر کیونکہ وہ
عنقریب پکڑے جائین گے جیسے اُن سے اگلے پکڑے گیے جمہور نے فلا یغرک
کو بفک ادغام پڑھا ہے اور زید بن علی و عُبَید بن عمیر نے بادغام پھر اللہ پاک
نے ان سے اگلون کا حال بیان کیا اور ذکر کیا کہ یہ لوگ تکذیب مین اُنہین کی چال چلے ہین
پس ارشاد فرمایا کذبت قبلھم قوم نوح یعنی جھٹلایا مکے والون سے پہلے نوح کی قوم
نے نوح کو والاحزاب من بعدھم اور جھٹلایا اُن گروہون نے جو جتھی بنگئے تھے
رسولون پر بعد قوم نوح کے جیسے عاد و ثمود وغیرہ اپنے اپنے رسول کو وھمت کل
امۃ برسولھم لیاخذوہ یعنی ہر ے جھٹلانے پر بس نہ کیا بلکہ
ہر امت نے ان جھٹلانے والی امتون مین سے قصد کیا اپنے اپنے رسول کے
ساتھ جو اُسکی طرف بھیجا گیا کہ اُسپر قابو پائین تو اُسے قید کرین اور اُس کو عذاب و ایذا
و ضرر پہونچائین اور جو چاہین اُسکے ساتھ کرین قتادہ و سُدی نے کہا لیقتلوہ یعنی تاکہ اُسے
مار ڈالین اَخذ کبھی بمعنی اہلاک آتا ہے مثل قولہ تعالیٰ ثم فاخذتھم فکیف کان نکیر اور عرب
لوگ اسیر یعنی قیدی کا اخیذ نام رکھتے ہین اور اَخذ بمعنی اَسر آتا ہے وجادلوا بالباطل
لیدحضوا بہ الحق یعنی اور جھگڑے اپنے رسول سے ساتھ باطل بات کے تاکہ
زائل کردین اُس سے حق کو اسی معنی سے مکان دحض ہے اے مزلقۃ و مزلۃ اقدام یعنے
وہ جگہ جہان پانون پھسلتے ہین اور باطل کو داحض کہتے ہین اس لیے کہ وہ زائل ہوجاتا ہے
پھسلجاتا ہے جمتا نہین ہے یحیی بن سلام نے کہا جدال کیا نبیون سے ساتھ شرک
کے تاکہ باطل کرین اُس سے ایمان کو فاخذتھم فکیف کان عقاب یعنی پھر پکڑا مین نے

ان جھگڑنیوالون کو ساتھ باطل کے سو کیسا ہوا میرا عقاب جس کے ساتھ مین نے اُنکو عقاب کیا عقاب اصل مین عقابی ہے وصل و وقف مین کسرے پر کفایت کر کے یا متکلم حذف کی گئی ہے اِس لیے کہ اِس آیت ہے وکذلك حقت کلمة ربك علی الذین کفروا حقت کے معنی ہین وجبت و ثبتت و لزمت جب کوئی شے لازم و ثابت ہو جاتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین حق الشئ جمہور نے کلمة مفرد پڑہا ہے اور نافع و ابن عامر نے کلمات بجمع مراد کلمہ سے وعید ہے معنی یہ ہین کہ جسطرح واجب و ثابت و لازم ہوئی وعید عذاب کی اگلے جھٹلانیوالی امتون پر اُسیطرح ثابت ہوئی وعید تیرے رب کی اُن لوگون پر جنھون نے تیرا انکار کیا اور تجھسے باطل کے ساتھ جھگڑے اور قصد کیا اُس شے کا جس کو نہ پہونچے چنانچہ اضافت اسم رب کی طرف ضمیر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس بات کی خبر دیتی ہے اِس لیے کہ یہ اضافت اِس بات پر آگاہ کرنیکو لائی گئی ہے کہ وجوب کلمۂ عذاب کا کفار پر منجملۂ احکام تربیت الٰہی ہے جس کے جملے سے مدد کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اُنکے دشمنون پر اور اُن کو عذاب کرنا ہے کما افادہ ابوالسعود اور جملۂ انھم اصحاب النار تعلیل ہے اخفش نے کہا لانھم او بانھم یعنی کلمہ عذاب کا اُنپر اس لیے ثابت ہوا کہ وہ نار کے مستحق ہین یہ بھی جایز ہے کہ محل رفع مین ہو بنا بر بدل کلمہ سے محلی اسی کے قائل ہین یا تو بدل الکل من الکل ہے بنظر لفظ کلمہ ربک کے اور بنظر اتحاد اُسکے مدلول کے ساتھ مدلول بدل کے صدق مین یا بدل اشتمال ہے بنظر اسکے کہ معنی اُسکے وعید کرنا اللہ تعالی کا ہے اُنکو اپنے اِس قول سے لاملئن جہنم یا اللہ کا حکم ازلی اُنکی شقاوت کا بیضاوی کا مختار بھی یہی قول ہے پھر جو لوگ کہ پاک کی آیتونمین جھگڑتے ہین جبکہ اُنپر کفر کا حکم لگایا اور اِس کا کہ اللہ کا کلمہ اُنپر ثابت ہوا جو کہ موجب ہے اُنکے عذاب کا بسبب اُنکے کفر کے تو بعد اس کے فضیلت بیان کی اُن لوگون کی جو کہ آیات الٰہی کو مانتے ہین باین طور کہ اشرف طبقات مخلوقات جو کہ حاملین عرش معلی اور اُسکے گرد حافین ہین یہ لوگ اُنکی شفاعت کرنیوالے ہین نزدیک اللہ کے اور اُس سے اُنکے حق مین بہت چیزین طلب کرتے ہین جنکا بیان آتا ہے پس ارشاد فرمایا الذین یحملون العرش ومن حوله مبتدا ہے اور خبر اسکی یسبحون بحمد ربھم و یومنون به و یستغفرون

للذین امنوا ہے اور جملہ مستانفہ ہی واسطے تسلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لایا گیا ہے یہ بات بیان کرکے کہ یہ جنس فرشتون مین کی جو اُنکے طبقات مین اعلیٰ ہین اور وجود مین اُن سے اول ملاقی ہین اپنے تسبیح و ایمان کے ساتھ مغفرت مانگنے کو واسطے اُن لوگون کے جو کہ اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لائے ہین اور اونکی تصدیق کی ہے **آیہ ۷ دلیل** ہے اس بات پر کہ ایمان مین مشترک ہونا واجب ہے کہ سب سے بڑھکر داعی ہو طرف نصیحت بچشمہ قدت کے گو جنسین متباعد ہون اور مکانون کا بُعد ہو **دیکھو** انسان خاکی بنیاد اور فرشتے نوری نژاد پھر اُنکا مکان یہ خاکدان فنانشان اور اُن کا مکان عرش برین رب رحمٰن یہ کہان وہ کہان لیکن چونکہ باہم ایمان کے شرکت ہے اس لیے اللہ پاک کی تسبیح و تحمید کے ساتھ بنظر خیر خواہی و شفقت ایمانی مومنون کے واسطے رب العرش العظیم سے مغفرت کی دعا کرتے ہین **شمر بن حوشب** نے کہا گویا فرشتے بنی آدم کے گناہ دیکھتے ہین اور اُنکے لیے مغفرت مانگتے ہین کسی نے کہا یہ استغفار مقابلے مین اُنکے اس قول کے ہی اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء پس جب اوّل یہ بات اُن سے صادر ہو چکی ہے تو اُنھون نے اُسکا یہ تدارک کیا کہ اُنکے لیے مغفرت مانگتے ہین اور یہ مثل تنبیہ کی ہی واسطے اُنکے غیر کے پس واجب ہی اُس شخص پر جو کسی کے حق مین ایسی کوئی بات کہے جسکو وہ مکروہ سمجھتا ہے تو اُسکے واسطے استغفار کرے ذکرہ الخازن قولہ تعالیٰ ومن حولہ محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ معطوف ہے الذین پر مراد اس سے وہ فرشتے ہین جو کہ تہلیل و تکبیر کہتے ہوئے عرش کا طواف کرتے ہین یہ کرّوبین ہین کسی نے کہا کہ محل نصب مین ہی اس بنیاد پر کہ عرش پر معطوف ہے لیکن ظاہر و اولیٰ قول اول ہی ہے معنی یہ ہین کہ وہ فرشتے جو عرش معلی کو اُٹھائے ہوئے ہین اور اسیطرح وہ فرشتے جو گرد عرش کے ہین تنزیہ و پاکی بولتے ہین اللہ کی اُسکی حمد کے ساتھ متلبس ہو کر اُسکی نعمتون پر اور ایمان لاتے ہین اللہ پر اور بخشش مانگتے ہین اللہ سے واسطے اُسکے مومن بندون کے غرض کہ اللہ پاک نے دونون فریق کی طرف سے یہ خبر دی کہ وہ افعال مذکورہ کرتے ہین **تسبیح** تو منزہ کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا اُس شے سے جو اُسکے لایق نہین ہے اور **تحمید** اقرار کرنا ہی اس کا کہ وہ منعم ہی علی الاطلاق پس تسبیح عبارت ہے نعوت جلال سے جو کہ تنزیہ ہے اُسکی ذات کی

اُس شے سے جوکہ موجب ہو کسی حاجت و نقصان کی اور تحمید عبارت ہے صفات اکرام سے اور یہ صفات ثبوتیہ ہین جن کے سبب سے وہ حمد کا مستحق ہی پس یسبحون بحمد ربہم قریب ہی اس آیت کے تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام تسبیح کو اصل اور حمد کو حال ٹھیرایا اس لیے کہ حمد تو اُنکے حال کا مقتضا ہے نہ تسبیح کیونکہ حمد ثنا کرنا ہے اُس کی صفات اکرام کے ساتھ اور یہ اُسکی صفات ثبوتیہ ہین اور فرشتے اغلب احوال مین ان صفات کے ساتھ اُسکا وصف کرتے ہین اور اُسکی حمد کرتے ہین اور نعوت جلال کے ساتھ جو اُسکا ذکر کرتے ہین جوکہ تنزیہ ہی اُسکے ذات کی عما لا یلیق بہ سے سو اُسی وقت جبکہ اُن کو حاجت ہوتی ہے رد کرنے کی اُس شخص پر جوکہ اُسکا وصف کرتا ہے ساتھ اُس شے کے جو مؤدی ہوتی ہے طرف مالا یلیق بہ کے یا ظاہر ہوتی ہی اُنکو وہ شے جو دال ہوتی ہی اُسکے کمال عظمت پر پھر اگر کوئی کہے کہ یومنون بہ کا کیا فائدہ ہی باوجود اسکے کہ کسی پر اُنکا ایمان بالسہ مخفی نہین ہے خصوصاً بعد اسکے کہ اُنکی طرف سے یہ خبر دی ہی کہ یسبحون بحمد ربہم کیونکہ تسبیح و تحمید مین مشغول ہونا نہین ہوتا ہی مگر بعد ایمان باللہ کے تو اسکا یہ جواب ہے کہ یہ واجب نہین ہے کہ کلام خبری فقط واسطے فائدہ دینے نفس حکم کے یا لازم حکم کے ہوتا ہے بلکہ وہ کبھی اور غرضون کے لیے بھی ذکر کیا جاتا ہے اس جگہ حکمت ظاہر کرنا ایمان کے شرف و فضل کا ہے اور اُسمین رغبت دلانا جسطرح کہ کئی جگہ قرآن شریف مین انبیا علیہم السلام کا ایمان و صلاح کے ساتھ وصف کیا ہے باآنکہ اُن کا ایمان و صلاح کسی پر مخفی نہین ہے اللہ پاک نے بعد ذکر ہر نبی کے یون فرمایا کہ انہ من عبادنا المؤمنین و انہ لمن الصالحین واسطے ظاہر کرنے اُنکے شرف کے وجہ اظہار کی یہ ہے کہ اُنکی صفات جمیلہ مین سے ایمان کا خاص کر کے ذکر کرنا مدح کے مقام مین دلیل واضح ہی اُسکے شرف و فضل پر بہ نسبت اُنکے باقی اوصاف کے باوجود اسکے کہ اُنکے ساری اوصاف شریف ہین جیساکہ کہا ہے اوصاف الاشراف اشراف الاوصاف اور جبکہ مقام مدح مین اُسکی تخصیص ذکر فی دلالت کی اُسکے شرف پر تو اہل ایمان کے وصف کرنے نے ساتھ ایمان کے دلالت کی اُنکی تعظیم پر حالانکہ اس آیت کا لانا واسطے تعظیم اہل ایمان کے ہی جیساکہ گزر چکا ہے اس جہت سے کہ اشرف طبقات مخلوقات مبالغہ کرتی ہین اُنکی محبت و نصرت مین اور اُنکے لیے دعا

ل ہی ہی اس کا نام کو بتر سے رب کے جو زندگی کہتا ہی تعظیم دال ۱۲ منہ

کرنے مین ساتھ مغفرت و خلاص کے عذاب جحیم سے دوسری حکمت اُن کی
طرف سے ایمان کے خبر دینے مین یہ ہے کہ آگاہ کرنا ہے اِس بات پر کہ حاملین عرش اور
حافین حول عرش جو اپنے رب کو پہچانتے ہین سو صرف نظر و استدلال سے نہ بطریق
معائنہ و مشاہدہ کے جیسا کہ فرقۂ مجسمہ نے زعم کیا ہے جو اسکے قائل ہین کہ اللہ تعالیٰ
متمکن ہے عرش پر کیونکہ جب اللہ پاک نے بطور مدح و ثنا کے اُنکی طرف سے یہ خبر دی کہ وہ اللہ تعالےٰ
کے وجود پر ایمان لاتے ہین اپنے دلون سے تو اِس سے یہ بات سمجھی گئی کہ اُنکا ایمان اللہ تعالےٰ
پر جو ہے سو برہان کی رو سے ہی نہ مشاہدہ و عیان سے اور وہ محجوب ہین اس سے کہ اپنے
ابصار سے اُسکا ادراک کرین اور اگر بات ویسی ہوتی جیسی مجسمہ نے خیال کی ہی تو حاملین عرش
اور حافین حول عرش اُسکا مشاہدہ و معاینہ کرتے پس یہ کہنا ٹھیک نہوتا کہ وہ ایمان لاتے
ہین اُسپر اپنے دل سے بلکہ یہ جائز نہوتا کہ اُن کا وصف کیا جاے مگر ساتھ مشاہدہ و عیان
کے اور اگر اُن کا ایمان اُس تصدیق پر محمول ہوتا جو کہ متفرع ہے مشاہدے پر تو بھی اُنکا
ایمان اللہ تعالیٰ کے وجود پر مدح و ثنا کا موجب نہ ہوتا اِس لیے کہ کسی شے حاضر مشاہد کے
وجود کے ساتھ اقرار کرنا مدح و ثنا کا موجب نہین ہے پس جب اللہ پاک نے اُنکا ایمان
اللہ تعالیٰ پر بر طریق مدح و ثنا و تعظیم ذکر کیا تو اسنے دلالت کی اسپر کہ وہ ایمان لائے اللہ تعالیٰ
پر برہان سے نہ یہ کہ اُنہون نے اُس کا مشاہدہ کیا ہے اس حال مین کہ وہ حاضر جالس ہی دہان
امام رازی نے اِس قول کو صاحب کشاف سے نقل کیا پھر فرمایا اللہ رحم کرے صاحب کشاف پر اگر خلل
نہوتا اوسکی کتاب مین مگر یہ نکتہ تو البتہ شرف و فخر کے واسطے یہی اُسکو کافی ہوتا بعد اسکے کہا
مقرر ثابت ہوئی ہے یہ بات کہ کمال سعادت منوط ہی ساتھ دوام کے ایک تو تعظیم واسطے امر
اللہ تعالیٰ کے دوسرا شفقت اللہ کے خلق پر اور یہ واجب ہے کہ اول مقدم ہو ثانی پر پس یسبحون
بحمد ربہم ویومنون بہ تو مشعر ہے تعظیم امر اللہ تعالیٰ کو اور یستغفرون للذین آمنوا مشعر ہی شفقت
کو اللہ تعالیٰ کے خلق پر اِس آیت کریمہ سے بہت سے علما نے حجت پکڑی ہے اسپر
کہ ملک افضل ہی بشر سے کیونکہ یہ آیت اسپر دال ہے کہ جب فرشتے فارغ ہوئے اللہ تعالےٰ
کے ذکر سے ساتھ تقدیس کے تو مشغول ہوے مغفرت مانگنے مین واسطے مومنون کے

لہ اگرچہ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نکتہ مذکورہ بالا نقل کرنے کے بعد یہ کہا ہے کہ اگر یہ نکتہ مذکورہ بالا اصل غرض پر مبنی ہے اصل غرض پر مبنی نہین ہے اور اوسکی روایت کا اوسکی اوسکی اس وجہ سے ہے پس اس وجہ سے قابل قبول نہین ہے یہ نکتہ قابل قبول نہین ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

بغیر اسکے کہ مقدم کرین استغفار کو واسطے اپنے نفوس کے یہ اسپر دال ہے کہ وہ اپنے
واسطے مغفرت مانگنے سے مستغنی ہین کیونکہ اگر وہ اسکی محتاج ہوتے تو اول اپنے نفوس کے لیے
مغفرت مانگتے اسواسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ابداء بنفسک یعنی تو
اپنے نفس سے شروع کر اور اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یون امر فرمایا
ہے واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات اور جبکہ اللہ تعالی نے
آنکے استغفار کا اپنے نفوس کیواسطے ذکر نہین فرمایا باوجود اس کے کہ خواص بشر عوام
کا کیا ذکر ہے نیازمند استغفار ہین کما قال تعالی واستغفر لذنبک تو ظاہر ہوا کہ ملک افضل ہی
بشر سے واللہ اعلم **مختار** ہمارے نزدیک یہ ہی کہ خواص بنی آدم یعنی مرسلین افضل ہین جملہ
ملائکہ سے اور عوام بنی آدم سوا انبیا علیہم السلام کے افضل ہین عوام ملائکہ سے اور خواص ملائکہ
افضل ہین عوام بنی آدم سے **پھر یہ آیت کریمہ** دال ہے حصول شفاعت بطرف سے
ملائکہ کے واسطے گنہگار مؤمنین کے اس لیے کہ قولہ تعالی ویستغفرون للذین آمنوا دال ہے
اسپر کہ وہ استغفار کرتے ہین واسطے کل مومنین کے اور یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ صاحب
کبیرہ مؤمن ہی پس واجب ہوا دخول اسکا تحت مین شفاعت واستغفار ملائکہ کے جو کہ طلب
مغفرت ہی اور مغفرت ذکر نہین کیجاتی ہے مگر ساتھ ساقط کرنے عذاب کے گنہگار مؤمن سے اور یہ قول
فرشتون کا کہ فاغفر للذین تابوا اسکے معنی واللہ اعلم یہ ہین کہ مغفرت کر واسطے اُن لوگون کے
جنہون نے توبہ کی کفر سے اور پیروی کی راہ ایمان کی کذا افادہ شیخزادہ رحمہ اللہ تعالی حاملین
عرش کی صورت وعظمت والفاظ تسبیح وصفت عرش اور اُسکے بُعد وغیرہ مین احادیث وآثار
وارد ہوئے ہین چنانچہ بعض اول گزر چکے ہین سوا اعتماد اُنمین سے اُنہین پر ہے جو کہ صحیح
مین وارد ہوئے ہین **بالجملہ پھر** اللہ پاک نے اُنکی استغفار کی کیفیت بیان کی پس ارشاد فرمایا
ربنا وسعت کل شی رحمة وعلما یہان قول مقدر ہے اور وہ محل نصب مین ہے
بنا بر حال فاعل یستغفرون سے اے یقولون یا قائلین ربنا الخ اور نصب رحمة وعلما کا بنا بر
تمییز کے ہے جو کہ فاعل سے منقول ہے اصل یہ ہی وسعت رحمتک وعلمک کل شیئ پھر یہ
ترکیب اپنی اصل سے زائل کی گئی واسطے مبالغے کے وصف کرنے مین اللہ پاک کے

ساتھ رحمت و علم کے رحمت کو علم پر اس لیے مقدم کیا کہ اس جگہ رحمت مقصود بالذات ہے
کما قالہ البیضاوی یعنی اس واسطے کہ یہ مقام مقام استغفار ہے ورنہ علم تو از روے ذات
کے متقدم ہے معنی یہ ہین کہ حاملان عرش برین وغیرہم مغفرت مانگتے ہین واسطے مومنون
کے اس حال مین کہ کہتے ہین یا کہنے والے ہین اے رب ہمارے سمایا ہے تیری رحمت
وعلم نے ہر شے کو فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلك وقہم عذاب الجحیم یعنی
جبکہ تیری رحمت وعلم وہر شے کو سمائے ہوئے ہی تو علم اس کا مقتضی ہی کہ تجھے اپنے بندون
کے اعمال کی خوب خبر ہے اور رحمت عفو و درگزر کی مقتضی ہے سو تو اپنی رحمت سے بخشدے
اُن لوگون کو جنہون نے اپنے گناہون سے یا شرک سے توبہ کرلی ہے گو اُنپر اور گناہ ہون
اور پیروی کی تیری راہ کی یعنی بُرائیان چھوڑکر نیکیان کین یا شرک ترک کرکے دین اسلام اختیار
کیا موحد و مخلص ہوئے اور محفوظ رکھ اُنکو دوزخ کے عذاب سے اور کردے درمیان اُنکے
اور اُسکے بچاؤ بایں طور کہ لازم کرے تو اُنکو استقامت اور پوری کرے تو اُنپر اپنی نعمت کیونکہ تو نے
اسکا وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی ایسا ہوگا تو اُسکو تو دوزخ کے عذاب سے بچائے گا اور تیری نزدیک
بات بدلی نہین جاتی ہے گو یہ جایز ہے کہ تو چاہے کرے اور ساری خلق تیری غلام و ملک
ہے کسی کا تجھپر کچھہ زور نہین ہے اور نہ کسی طرح کا حق ہے چونکہ دفع ضرر مقدم ہے جلب نفع پر
اس لیے اول عذاب جہنم سے بچانے کی اُنکے لیے دعا کی پھر جنت مین داخل کرنیکی وہ مانگی پس
کما ربنا وادخلہم جنات عدن التی وعدتہم یعنی اے رب ہمارے اور داخل کر
اُنکو رہنے بسنے کی باغون مین جنکا تو نے اُنسے وعدہ فرمایا ہے یہ جملہ معطوف ہے وقہم پر اور
پرتا جملۂ دعائیہ کو مکرر لاکر بقصد مبالغہ معطوف و معطوف علیہ کے وسط مین ذکر کیا ہے اہل مومنین
کے لیے دعا کی پھر اُنکے اقارب کے واسطے دعا مانگی اسواسطے کہ آدمی کا پورا سرور جب ہی
ہوتا ہے کہ جس عیش و آرام مین وہ ہے اُسی مین اُسکے اقارب بھی ہون پس کما و من
صلح من اٰبائہم وازواجہم وذریاتہم مراد صلاح سے اس جگہ ایمان لانا ہی
اللہ تعالی پر اور عمل کرنا ہے اُس شے کے ساتھ جسکو اُسنے مشروع کیا ہے پس جس کسی نے
یہ کیا تو مقرر وہ لایق ہوا واسطے دخول جنت کے و من صلح معطوف ہے اد خلہم کی ضمیر

منصوب پر یعنی اور داخل کر اُسکو جو نیک ہوا اُنکے باپون اور بیبیون اور اولادمین سے یہ بھی
جایز ہو کہ معطوف ہو وعدتہم کی ضمیر منصوب پر یعنی داخل کر اُنکو جنات عدن مین جنکا تو نے
وعدہ کیا ہے اُن سے اور اُس سے جو نیک ہوا اُنکے باپون اور بیبیون اور اولادمین سے
فراء و زجاج نے کہا کہ عطف من صلح کا دو جگہ سے ہے اگر چاہے تو ادخلہم کی ضمیر پر کر چاہے تو
وعدتہم کی ضمیر پر کر ابو السعود نے کہا کہ اولی قول اول ہے اِس لیے کہ اُسکی بنا پر اُنکے واسطے
داخل کرنے کی دعا کرنا صریح ہے اور دوسرے قول کی بنیاد پر ضمنی ہے اور صریح ضمنی سے
بہتر ہوتا ہے کچھ بھی ہو مطلب یہ ہے کہ درمیان اُنکے اور اُنکے باپون وغیرہم کے مساوات
کر دے تاکہ اُن کا سرور پورا ہو **جمہور** نے صلح بفتح لام صلح یصلح فہو صالح باب دخل ونصر
سے پڑھا ہے اور ذریاتہم بجمع اور ابن ابی عبلہ نے بضم لام صلح فہو صلیح سے اور عیسی نے
ذرتہم بافراد **بالجملہ** پھر فرشتون نے اپنی دعا کی یہ علت ذکر کی کہ انک انت العزیز الحکیم
یعنے ہم نے جو تجھسے امور مذکورہ کی دعا کی تیرے نزدیک اُنکی کچھ بھی ہستی نہین ہے اس لیے
کہ بیشک تو تو بڑا ہی غالب وقاہر وزبردست اور بڑا حکمتون والا ہے تیرے قبضے سے کوئی
شے خارج نہین ہے اور تو جو کچھ کرتا ہے حکمت کے موافق کرتا ہے اور اسی جملے سے وعدے
کا وفا کرنا ہے **پھر اور دعا کی** وقہم السیئات وقایہ کے معنی ہین محفوظ رکھنا بچانا
جب کوئی شخص کسی کو نگاہ رکھے تو محاورے مین یون بولتے ہین وزاہ یقیہ وقایۃً
اے حفظہ قتادہ نے کہا وقہم مایسوءہم من العذاب یعنی بچا اُن کو اُس عذاب سے جو اُن کو
برا لگتا ہے **سیئات** کے معنی عقوبات ہین یا مضاف مقدر ہے ای جزاء السیئات
پس مطلب یہ ہوا کہ بچا اُن کو اُنکے اعمال بد کی جزا سے اب اگر کوئی کہے کہ اِس معنی مین اور
وقہم عذاب الجحیم کے معنی مین کچھ فرق نہین ہے تو تکرار بلا فایدہ ہوگی تو کہین گے کہ وقہم عذاب الجحیم
تو خاص دعا ہے اُن کے محفوظ رکھنے کی عذاب جہنم سے اور وقہم السیئات دعا ہے اُنکے
محفوظ رکھنے کی سارے عقوبات سے یعنی عذاب جہنم وعذاب قبر ومواقف قیامت وحساب
وپل صراط وسوال وغیرہ سو یہ تعمیم بعد تخصیص ہے دوسرا یہ جواب ہے کہ وقہم عذاب الجحیم
تو دعا ہے واسطے اصول کے یعنی وہ لوگ جنہون نے توبہ کی شرک سے اور اتباع کیا راہ اسلام

کا اور وقہم السیئات دعا ہے واسطے اتباع کے یہ لوگ آباء و ازواج و ذریات ہین یا مراد سیئات سے معاصی ہین دنیا مین پس فرشتون نے اول تو اللہ پاک سے یہ بات طلب کی کہ عذاب جحیم سے انکو بچائے پھر یہ درخواست کی کہ ثواب کا انپر تفضل فرمائے تو یون کہا واد خلہم جنات عدن پھر یہ بات چاہی کہ دنیا مین اُن کو اعمال فاسد و عقائد باطل سے محفوظ رکھے پھر اس حفاظت کے طلب کرنے کی یہ علت ذکر کی کہ دنیا مین اُن سے محفوظ رکھنا سبب ہے رحمت کا آخرت مین باین طور کہ عذاب جحیم سے بچانا اور جنات نعیم مین پہونچانا پس کہا ومن تق السیئات یومئذ فقد رحمتہ پس سیئات سے بچانے کو شرط ٹھیرایا واسطے فائز ہونے اُس رحمت کے جو کہ نعمت غیر منقطع ہے مقابلے مین اعمال منقطع کے اور ملک عظیم ہے مقابلے مین اعمال حقیر کے یومئذ مین تنوین عوض ہے اُس جملہ سے جو کہ عبارت مین موجود نہین ہے بلکہ سیاق سے نکلتا ہے تقدیر یہ ہے یوم اذ تدخل من تشاء الجنۃ ومن تشاء النار المسببۃ عن السیئات رہو یوم القیامۃ کسی نے کہا تقدیر یہ ہے یوم اذ اتوا اخذ بنا اور جواب مَن کا فقد رحمتہ ہے معنی یہ ہین او جسکو تو بچائے سیئات سے جسدن کہ تو داخل کرے جنت مین جسکو چاہے اور نار مین جسکو چاہے کون نار جس کے سبب سیئات ہین یا جس دن تو مواخذہ کرے سیئات سے تو مقرر تو نے اُسپر رحم کیا اپنے عذاب سے اور داخل کیا اُسکو جنت مین وذلک ھو الفوز العظیم یعنی یہ جنات عدن مین داخل کرنا اور سیئات سے بچانا جسکا ذکر ہوا یہی ہے وہ ظفر جس کے مثل کوئی ظفر نہین ہے اور وہ نجات ہے جسکے برابر کوئی نجات نہین ہے کیونکہ منقطع اعمال کے بدلے مین وہ عیش و آرام پایا جو کبھی منقطع نہو اور حقیر و بے حقیقت اعمال کے عوض مین وہ ملک عظیم ملا جسکے کُنہ جلالت و بزرگی کی طرف عقول کو رسائی نہین ہے **بالجملہ** جو بات کہ ایمان کے فضل پر اور اہل ایمان کی تعظیم پر دلالت کرتی ہے وہ یہان تمام ہوئی چونکہ مقصود اُسکے ذکر سے کفر کی رذالت اور اہل کفر کی خواری بیان کر کے توبیخ و سرزنش کرنا اُن لوگون کا تھا جو کہ اللہ پاک کی آیتون مین جھگڑتے ہین اس لیے اُنکے احوال کی شرح کی طرف رجوع کیا اور بیان فرمایا کہ قیامت مین اپنے گناہون کا اقرار کرین گے اور اسکا کہ وہ عذاب کے مستحق ہین اور سوال کرینگے کہ دنیا کی طرف پھر بھیجے جائین تاکہ تلافی مافات

کرین حالانکہ یہ ممکن نہوگا پس ارشاد فرمایا ان الذین کفروا ینادون لمقت اللہ اکبر من
مقتکم انفسکم اذ تدعون الی الایمان فتکفرون ○ قالوا ربنا امتنا
اثنتین واحییتنا اثنتین فاعترفنا بذنوبنا فھل الی خروج من سبیل ○
ذلکم بانہ اذا دعی اللہ وحدہ کفرتم ج وان یشرک بہ تؤمنوا ط
فالحکم للہ العلی الکبیر ○ ھو الذی یریکم ایتہ وینزل لکم من السماء
رزقا ط وما یتذکر الا من ینیب ○ فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین
ولو کرہ الکفرون ○ جو لوگ منکر ہین اُنکو پکار کر کہین گے اللہ بیزار ہوتا تمہاری زیادہ
اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تمکو بلاتے تھے یقین لانے کو
پھر تم منکر ہوتے تھے بولے اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہمکو دو بار اور زندگی دے چکا
ہمکو دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہون کے پھر اب بھی ہے نکلنے کو کوئی راہ یہ تم پر
اسواسطے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوئے اور جب اُسکے ساتھ شریک
پکارے تو تم یقین لانے لگے اب حکم وہی جو کرے اللہ سب سے اوپر بڑا وہی ہے تمکو دکھلاتا
اپنی نشانیان اور اُتارتا تمہارے واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے جو رجوع رہتا ہو
سو پکارو اللہ کو نری کر کر اُسکے واسطے بندگی اور پڑے بُرا مانین منکر ف ۱ یعنی آج تم اپنے
جی کو پھٹکارتے ہو دنیا مین جب کفر کرتے تھے اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا اُسی کا بدلا
آج پاؤ گے ف ۲ پہلے مٹی تھے یا نطفہ تو مردے ہی تھے پھر جان پڑی تو جی پایا پھر مرے
پھر جئے یہ ہوئین دو موتین اور دو حیاتین انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک
خبر دیتا ہے طرف سے کفار کے کہ قیامت کے دن وہ پکارے جائین گے اس حال مین کہ
آگون کے گھر ائیون مین یا درشتون مین جلتے تپتے ہونگے اور یہ پکارنا بعد اس کے ہوگا کہ
اللہ تعالی کے عذاب مین سے اُس عذاب کے مباشر و ملاقی ہوئے ہونگے جسکی کسی کو
طاقت نہین ہے تو اسوقت اپنی جانون کو بغایت مبغوض رکھین گے اور اُنسے نہایت
بیزار ہونگے بسبب اُن بدعملون کے جنکو اول کر چکے ہین اور جو آگ مین داخل ہونیکے سبب
ہوئے ہین پس اسوقت فرشتے اُنکو خبر دین گے اور باواز بلند پکار کر اُنسے یون کہین گے کہ

اللہ تعالیٰ کا تم سے بیزار ہونا دنیا مین جبکہ ایمان تمپر پیش کیا جاتا تھا پھر تم منکر ہوتے تھے سخت تر تھا
اے معذب لوگو تمہارے مبغوض رکھنے سے اپنی جانون کو آج کے دن اس حالت مین
قتادہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہی البتہ مقت اللہ تعالیٰ کا اہل ضلالت کو جبکہ پیش کیا گیا
اُن پر ایمان دنیا مین پھر اُنھون نے اُسکو چھوڑا اور انکار کیا کہ اُسکو قبول کرین زیادہ تر بڑا اُس سے
جو اُنھون نے اپنی جانون کو مقت[۵۱] کیا جبکہ اللہ کے عذاب کا معاینہ کیا قیامت کے دن اسیطرح
حضرت حسن بصری و مجاہد و سُدی و زر بن عبید اللہ ہمدانی و عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم و ابن جریر طبری
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے بھی کہا ہی قولہ تعالیٰ قالوا ربنا امتنا الآیہ **ثوری** نے بسند خود
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے
کیف[۵۲] تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون
اسیطرح حضرت ابن عباس و ضحاک و قتادہ و ابو مالک نے بھی کہا ہی اور یہی صواب ہے
جسمین کسیطرح کا شک و شبہہ نہین ہے **سُدی** نے کہا کہ موت دیے گیے دنیا مین
پھر زندہ کیے گیے اپنی قبرون مین پھر خطاب کیے گیے پھر مارے گیے پھر زندہ کیے گیے
قیامت مین **ابن زید** نے کہا زندہ کیے گیے جبکہ اُنپر میثاق لیا گیا آدم علیہ السلام کی
پشت سے نکالکر پھر اُنکو پیدا کیا ماں کے رحم مین پھر اُنکو مارا پھر جلایا قیامت کے دن یہ دونون
قول سدی و ابن زید کے ضعیف ہین اسواسطے کہ انکو اپنے قولون کی بنا پر تین بار زندہ کرنا
اور تین بار مارنا لازم آئے گا صحیح حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس اور اُنکے تابعین کا
قول ہے **مقصود** اس سب سے یہ ہے کہ کفار رجعت کا سوال کرینگے اس حال مین کہ وہ
ٹھیرے ہوئے ہونگے روبرو اللہ عزوجل کے عرصات قیامت مین کما قال تعالیٰ ولو تریٰ[۵۳]
اذ المجرمون ناکسوا رؤسہم عند ربہم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا
انا موقنون پس اُن کا سوال قبول نہوگا فرمایا اللہ پاک نے ولو تریٰ[۵۴] اذ وقفوا علی النار
فقالوا یا لیتنا نرد ولا نکذب بآیات ربنا ونکون من المؤمنین بل بدا لہم
ما کانوا یخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکاذبون
پھر جسوقت وہ آگ مین داخل ہونگے اور اُسکا چھونا اور اُسکی آواز سنین گے اور اُس کی موگریان

۵۱ یعنی مبغوض سمجھا گیا اللہ تعالیٰ تم سے بیزار ہوا تم سے مبغوض سمجھے گئے
۵۲ اسسے اور اگلے فقرہ سے ظاہر ہوا کہ تم مردہ پیدا ہوئے پھر تمکو جلایا پھر تمکو مارا پھر جلاویگا
۵۳ اور اگر تو دیکھے جب مجرم سر جھکائے ہونگے اپنے رب کے پاس آکر عرض کرینگے
۵۴ اور اگر تو دیکھے جسوقت منکر ہونگے دوزخ پر پھر کہینگے اے رب ہمارے
پاس لوٹا دیا جانا ہمکو دنیا مین پھر نہ جھٹلائینگے آیات تیری اور ہونگے ایمان لانیوالون مین
۵۵ اور اگر تو دیکھے جسوقت وہ روکے ہوئے ہونگے اپنے رب کے پاس کہینگے کیون نہین ہم ایمان لائے
تھے پہلے اور اگر پھیر دیے جائین تو پھر وہی کرین جو منع ہوا تھا اُنکو اور وہ جھوٹے ہین

اور طوق بیڑیان اور اسی قسم کے ساز و سامان عذاب کے مہیا پائین گے اور آگ کا مزہ چکھین گے
تو اور بھی زیادہ ترجعت کا سوال کرینگے درانحال کہ اُسمین چیختے چلاتے ہونگے کہین گے
ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من
تذکر وجاءکم النذیر فذوقوا فما للظالمین من نصیر ربنا اخرجنا منہا فان
عدنا فانا ظالمون قال اخسئوا فیہا ولا تکلمون اور اس آیت کریمہ مین سوال
مین تلطف کیا اور مطلب سے قبل ایک مقدمہ بطور تمہید پیش کیا وہ یہ ہے کہ ربنا امتنا
اثنتین واحییتنا اثنتین یعنی اے ہمارے پروردگار تیری قدرت بغایت بڑی ہے کیونکہ تو نے تو
ہمکو زندہ کیا بعد اسکے کہ ہم مردی تھے پھر ہمکو مارا پھر جلایا سو تو قادر ہے اُس شے پر جس کو تو
چاہی اور اب مقرر ہم اپنے گناہون کے معترف ہوئے اور ہم اپنی جانون کا بُرا کرنیوالے تھی
دنیا مین اب کیا نکلنے کی کوئی راہ ہے یعنی اب کیا تو ہماری یہ بات ماننے والا ہے کہ ہمکو
دنیا کی طرف پھیر لیجاے کیونکہ تو تو اسپر قادر ہے تاکہ ہم عمل کرین سوا اُسکے جو کرتے
تھے اب اگر ہم پھر وہی کرین جسمین ہم تھے تو مقرر ہم ظالم ہین پس اُن کو یہ جواب ملے گا کہ تمکو
دنیا کی طرف پھر جانے کی کوئی راہ نہین ہے پھر اس منع کی یہ علت بیان کی کہ تمہاری خو خصلتین
حق کو نہین مانتی ہین اور نہ اسکی مقتضی ہین بلکہ وہ تو اُس کو پھینکتی دور کرتی ہین اسی لیے یون
فرمایا ذلکم بانہ اذا دعی اللہ وحدہ کفرتم وان یشرک بہ تؤمنوا یعنی تم
تو ایسے ہی ہو گے کہ تم دار دنیا کی طرف پھیر لیجائے جاؤ کما قال تعالیٰ ولو ردوا لعادوا لما
نہوا عنہ وانہم لکاذبون قولہ تعالیٰ فالحکم للہ العلی الکبیر یعنی اللہ ہی حاکم ہے
اپنی خلق مین ایسا عادل ہی کہ بالکل جور و ظلم نہین کرتا ہے تو وہی جسکو چاہتا ہے راہ بتاتا ہے
اور جسکو چاہتا ہے بہکاتا ہے جسپر چاہتا ہے رحم کرتا ہے جسکو چاہتا ہے مار دیتا ہی لا الہ
الا ہو قولہ تعالیٰ ھو الذی یریکم ایاتہ کا یہ مطلب ہی کہ وہی ظاہر کرتا ہے اپنی قدرت کو
واسطے اپنے خلق کے ساتھ اُن بڑی بڑی نشانیون کے جو کہ دال ہین اپنے خالق و مبدع
و منشی کے کمال پر جنکا وہ مشاہدہ کرتے ہین اُسکے علوی سفلی خلق مین وینزل لکم من السماء
رزقا یعنی اور وہی اُتارتا ہے واسطے تمہارے آسمان سے پانی جس سے نکالتا ہے وہ

کھیتیان اور میوے جن کے رنگ و مزہ و بو و شکل کا اختلاف جس سے مشاہدہ کیا جاتا ہے
حالانکہ جو پانی اُنکی پیدائش کا سبب ہے وہ ایک ہی ہے پس اُسنے اپنی قدرت عظیم سے
درمیان ان چیزون کے تفاوت کردیا ہے وما یتذکر الا من ینیب یعنی عبرت نہین
لیتا ہی ان چیزون سے اور فکر نہین کرتا ہے نہین اور نہین استدلال کرتا ہے اُن سے اپنے
خالق کی عظمت پر مگر وہی جو رجوع کرنیوالا ہوتا ہے طرف اللہ تبارک وتعالی کے پھر مسلمانون
کو مخاطب کرکے فرمایا فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون یعنی
مشرکون کا تو وہ حال ہی جو سُن چکے اور اللہ پاک کی وہ قدرت و منت ہے جو مذکور ہوئی
سواے مسلمانو تم اللہ وحدہ کے واسطے دعا و عبادت خالص کرو اُسی کو پوجو اُسی کو پکارو
اور مشرکونکی راہ روش سے اُنکی مخالفت کرو امام احمد نے ابوالزبیر محمد بن مسلم بن مدرس مکی
سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے پیچھے ہر نماز کے
جبکہ سلام پھیرتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد
وھو علی کل شئ قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد
الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل والثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین
ولو کرہ الکافرون کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہلیل کرتے تھے ان کلمون
سے پیچھے ہر نماز کے ورواہ مسلم وابوداؤد والنسائی من طرق عن ھشام
بن عروۃ وحجاج بن ابی عثمان وموسی بن عقبۃ ثلاثتھم عن ابی الزبیر
عن عبداللہ بن الزبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول فی دبر کل صلوۃ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وذکر تمامہ
صحیح مین حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فرمایا کرتے تھے بعد فرض نمازون کے لا الہ الا اللہ وحدہ الخ ابن ابی حاتم نے
عن ابن سیرین عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا کہ تم
دعا کرو اللہ تبارک وتعالی سے اور تم یقین کرنیوالے ہو اجابت کے یعنی قبول کرنے کا یقین کرکے
دعا کیا کرو اور جان رکھو کہ اللہ قبول نہین کرتا ہے دعا کو قلب غافل لاہی سے فتح البیان

کا بیان فاتح یہ ہے کہ جب اللہ پاک نے اصحاب نار کا ذکر کیا اور اسکا کہ کلمہ عذاب کا اُنپر واجب وثابت ہوا تو اُن کا احوال بیان کیا بعد دخول نار کے پس ارشاد فرمایا ان الذین کفروا ینادون واحدی کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے کہ کفار جبکہ اپنے اعمال دیکھین گے اور اپنے نامۂ اعمال مین نظر کرینگے اور دوزخ مین داخل کیے جائین گے اور اپنی جانون کو مبغوض رکھین گے بسبب اپنے بد اعمال کے تو جسوقت اللہ کے عذاب کا معاینہ کرینگے تو ایک پکارنے والا اُن کو پکار کر یون کہے گا کہ البتہ مبغوض رکھنا اللہ تعالی کا تمکو دنیا مین بزرگتر تھا تمہارے مبغوض رکھنے سے اپنی جانون کو آج کے دن یا مبغوض رکھنے بعض تم ہمارے بعض کو آج اخفش نے کہا کہ حرف لام لمقت کا لام ابتدا ہی واقع ہوا ہے بعد نادون کے اس لیے کہ معنی اسکے یقال لہم ہین اور ندا قول ہے کلبی نے کہا کہ ہر انسان اہل نار مین کا اپنے نفس سے کہے گا مقتک یا نفسی یعنی مبغوض رکھا مین نے تجھکو اور بیزار ہوا مین تجھسے اسی میرے نفس اسپر فرشتے اُن سے کہین گے اور وہ آگ مین ہونگے البتہ مقت اللہ کا تمکو جب کہ تم دنیا مین تھے سخت تر تھا تمہاری مقت سے اپنی جانون کو آج حضرت حسن نے فرمایا دیے جائین گے اپنی کتاب پھر جب نظر کرینگے طرف اپنے گناہون کے تو مبغوض رکھین گے اپنی جانون کو پس پکارے جائین گے البتہ مقت اللہ کا تم کو دنیا مین جبکہ تم بلائے جاتے تھے طرف ایمان کے پھر تم کفر کرتے تھے بزرگتر تھا تمہارے مقت سے اپنی جانون کو جبکہ تم نے معاینہ کیا آگ کا کلمہ اذ ظرف منصوب ہے مقدر محذوف سے جسپر مقت مذکور دال ہے اے مقتہ تعالی ایاکم وقت دعائکم کسی نے کہا کہ وہ محذوف اذکروا ہے کسی نے کہا اُسے مقت کا ظرف ہے جو اول مذکور ہو چکا ہے مقت کہتے ہین اشد بغض کو یہان مراد اُس سے اُس کا لازم ہے وہ لازم یہی اللہ تعالی کا اُنپر غیظ وغضب ہے اور اونکی تعذیب قالہ ابو السعود کرخی نے کہا مراد اُس سے اس جگہ شدا نکار وزجر ہے فتکفرون کا یہ مطلب ہے کہ پھر تم اصرار واستمرار کرتے تھے کفر پر اپنے نفوس امارہ کی پیروی کرنے کو اور اُنکی خواہش کی طرف دوڑنے کو اور اپنے دوستون گمراہ کرنیوالون کی اقتدا کرنے کو اور اپنی

اگلے پرکھون کی پیروی کرنے کو اور اُنکی رایون کے محبوب سمجھنے کو پھر اللہ پاک نے
اُس بات کی خبر دی جسکو وہ دوزخ مین کہین گے پس فرمایا قالوا ربنا الخ دونون اثنتین صفت
ہین مصدر محذوف کی اے امتنا اماتتین اثنتین واحیتنا احیاتین اثنتین اسکی تفسیر مین جو
تین قول ہین سو وہ اول گذر چکے ہین حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ تم مٹی تھے قبل
اسکے کہ تم کو پیدا کرے سو یہ ایک مرنا ہے پھر تم کو زندہ کیا دنیا مین پس یہ ایک حیات ہے
پھر تمکو مارے گا تو تم رجوع کیے جاؤ گے طرف قبرون کے سو یہ دوسرا مرنا ہے پھر تم کو
اُٹھا کھڑا کرے گا قیامت کے دن پس یہ دوسری حیات ہے تو یہ دو موتین اور دو حیاتین
ہوئین کقولہ تعالیٰ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم الآیہ پھر
اللہ پاک نے اُن کا اعتراف ذکر کیا بعد اسکے کہ وہ نارمین پہونچ گیے بسبب اُس شے
کے جسکی تکذیب کی دنیا مین پس اُنکی طرف سے حکایت کرکے ارشاد فرمایا فاعترفنا
بذنوبنا یعنی اب ہم نے اقرار کیا اپنے گناہون کا جنکو ہم دنیا مین کر آئے ہین مراد رسولونکا
جھٹلانا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اُسکی توحید کو چھوڑنا ہے پس وہان اقرار کیا جہان کہ اقرار اُنکو
نفع نہ دے گا اور اُس جگہ نادم ہوئے جس جگہ ندامت اُنکو نفع نہ دیگی مطلب یہ ہی کہ جب
اُنہون نے دیکھا کہ مارنا اور جلانا اُنپر مکرر واقع ہو چکا ہے تو جانا کہ اللہ تعالیٰ دوبارا پیدا کرنے پر
قادر ہے جسطرح کہ اول بار پیدا کرنے پر قادر ہے پس اب اقرار کرلیا اور اپنے اس اقرار کو اس
بات کے کہنے کا مقدمہ ٹھیرایا کہ فھل الی خروج من سبیل یعنی پھر کیا ہی واسطے
ہمارے نار سے نکلنے کی اور دنیا کی طرف پھر جانے کی کوئی راہ کہ ہم اپنے رب کی اطاعت
کرین اور اُس سے خلاصی پاجائین یا اسکے ورے ناامیدی واقع ہی تو نہ نکلنا ہے نہ
اُسکی طرف کوئی راہ ہی یہ اُس شخص کی بات ہی جسپر یاس و ناامیدی غالب ہوگئی اور وہ
جو یہ بات کہین گے سو متحیر ہوکر اسی کے مثل وہ قول ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُنکی طرف سے
اور جگہ نقل فرمایا ہے فھل الی مرد من سبیل چونکہ اُن کا یہ کہنا حیران ہوکر ہے اسلیے
موافق اُسکے اللہ پاک نے اُنکو یہ جواب دیا ذلکم بانہ اذا دعی اللہ وحدہ کفرتم
بہ الآیہ ذلکم مرفوع ہی اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اے الامر ذلکم یا مبتدا ہے

خبر اُسکی بانہ الخ ہے اے ذلکم العذاب الذی انتم فیہ کائن بسبب انہ اے الشان یعنی یہ عذاب جسمین تم پڑے ہو بسبب اس کے کہ شان یہ ہے کہ جس وقت پکارا جاتا دنیا مین اللہ اکیلا تو اُسکا غیر تو تم اُسکے منکر ہوتے اور اُسکی توحید کو ترک کرتے اور اگر شریک کیا جاتا اسکا ساتھ اُس کے غیر اُسکا تمون سے یا غیر تمون سے تو تم ایمان لاتے شریک کرنے پر اور اُسکی تصدیق کرتے اور اُس کی طرف بلانے والے کا کہا مانتے پس اللہ پاک نے اُن سے وہ سبب بیان کر دیا جو اسپر باعث ہوا کہ اُنکی درخواست نار سے نکلنے کی قبول نہوئی وہ سبب یہی ہے کہ اللہ کے ساتھ اُسکے غیر کو شریک کرتے تھے عبادت مین جسکا سرد ما ہے اور اللہ کی توحید کو ترک کرتے تھے یہان عبارت مین حذف ہے تقدیر یہ ہے فاجیبوا بان لاسبیل الی الرد ذلک لانکم کنتم اذا دعی اللہ وحدہ الخ یعنی اُنہون نے جو دنیا کی طرف پھر آنے کا سوال کیا تھا سو اُن کو یہ جواب دیا گیا کہ کوئی راہ نہین ہی طرف پھر جانے کی اس لیے کہ تمہارا تو یہ حال تھا کہ جسوقت پکارا جاتا اللہ اکیلا الخ فالحکم للہ العلی الکبیر یعنی پس حکم اللہ اکیلے کے واسطے ہی نہ اُسکے غیر کے اور اُسی نے تمپر حکم کیا ہے ہمیشہ نار مین رہنے کا اور اُس سے نہ نکلنے کا پس عذاب کرنا اُسکا تمکو عدل نافذ ہے اور اُسکا سلطان برتر ہے اس سے کہ اُسکا کوئی مثل ہو اُسکے ذات و صفات مین پس اُسکی قضا رد نہین کی جاتی ہی اور وہ بڑا ہے اس سے کہ اُسکا کوئی مثل ہو یا اُسکی کوئی جورو ہو یا لڑکا یا شریک پس اُسکی جزا حد نہین کی جاتی ہے کہا ہے کہ فرقۂ حروریہ نے اپنا قول لاحکم الا للہ اسی آیت سے لیا ہے قتادہ نے کہا جبکہ حروراء والے نکلے تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا یہ کون ہین عرض کیا گیا کہ محکمین ہین یعنی یون کہتے ہین کہ نہین ہے حکم مگر واسطے اللہ کے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کلمۃ حق ارید بہا الباطل یعنی یہ ایک حق بات ہی ارادہ اُس سے باطل کا کیا گیا ہے ھو الذی یریکم اٰیاتہ الایہ یعنی جس ذات پاک نے اپنے عدل سے کفار پر نار مین ہمیشہ رہنے کا حکم لگایا ہے اور جسکی صفت علی کبیر ہے وہی ہے جو اپنی توحید کی دلیلین اور اپنی قدرت کی نشانیان تمکو دکھاتا ہی وہ یہی ہوا و بادل و رعد و برق ہے اور اسکی مثل اور نشانیان اور اتارتا ہے واسطے تمہارے روزی مراد رزق سے پانی ہے اس لیے کہ وہ سبب ہے ارزاق کا اس جگہہ اللہ پاک نے

اظہار آیات وانزال ارزاق کو جمع کیا اس لیے کہ اظہار آیات سے تو قوام ہے ادیان کا اور ارزاق
سے قوام ہے ابدان کا اور یہ آیات وہی تکوینی نشانیان ہین جنکو اللہ پاک نے اپنے آسمانون
مین اور زمین مین رکھا ہے اور اُن اشیا مین جو زمین و آسمان مین ہین اور اُن مین جو اُنکے
درمیان مین ہین جمہور نے ینزل کو بہ تشدید پڑہا ہے اور ابو عمرو و ابن کثیر نے بہ تخفیف
نکتہ چونکہ آیات مذکورہ کا دکھانا اور پانی کا آسمان سے نازل کرنا متجدد و مستمر رہتا ہی اس لیے
دونون جگہ صیغہ مضارع کا ذکر فرمایا ہے جو کہ تجدد و استمرار پر دال ہی قولہ تعالی وما یتذکر
الا من ینیب یعنی وہ کملی کملی نشانیان جنکا ذکر ہوا اُن سے نصیحت پزیر نہین ہوتا ہی
اور توحید و صدق وعدہ و وعید پر اُن سے استدلال نہین کرتا ہے مگر وہی جو کہ رجوع کرتا ہی
طرف طاعت اللہ تعالی کے بسبب اُس شے کے جسکو اللہ کی آیتون مین نظر و غور کرنے سے
حاصل کرتا ہی اور وہ جو توبہ کرتا ہے شرک سے اور رجوع ہوتا ہے طرف اللہ کے اپنے سارے
کامون مین اس لیے کہ جو معاند ہے وہ نہ اُن مین غور کرتا ہے نہ نصیحت پزیر ہوتا ہے پھر
جبکہ اللہ پاک نے وہ دلیلین ذکر کین جنکو اپنی توحید و تفرید پر قایم کیا تو اپنے بندون کو امر فرمایا
کہ اُسکو پکارین اور اُسکے واسطے دین کو خالص کرین پس ارشاد فرمایا فادعوا اللہ مخلصین
لہ الدین الآیہ یعنی جب دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے تو اب
تم اُسکو پکارو اُسکے واسطے دین کو خالص کرکے یا جبکہ بات ویسی ہے جیسی ذکر کی گئی کہ
نصیحت پزیر ہونا اُسی کے ساتھ خاص ہے جو کہ انابت کرتا ہے اور رجوع ہوتا ہے طرف طاعت
اللہ تعالی کے تو تم اُسے اکیلے کو پکارو اس حال مین کہ خالص کرنے والے ہو اُسکے لیے
عبادت کو جسکا اُسنے تم کو امر فرمایا ہی گو کافر لوگ اُسکو مکروہ رکھین پس تم اُنکی کراہت کی طرف کچھ
التفات مت کرو اور اُنکو چھوڑ دو کہ وہ اپنی غیظ مین مرین اور اپنے حسرت و افسوس مین ہلاک ہون
تم ہرگز اُنکا کچھ خیال مت کرو تم اُسی کو خالص کرکے پوجو کیونکہ مستحق عبادت کا وہی یکتا و بہتا ہی
پھر اللہ پاک نے اپنے اور اوصاف ذکر فرمائے رافیع الدرجات ذو العرش ج
یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق ○
یوم ھم بارزون ۚ لا یخفی علی اللہ منھم شیء ۭ لمن الملک الیوم ۭ للہ الواحد القھار ۝

الیوم تجزی کل نفس بما کسبت ط لا ظلم الیوم ط ان اللہ سریع الحساب ○
وانذرھم یوم الآزفۃ اذ القلوب لدی الحناجر کاظمین ط ما للظلمین
من حمیم ولا شفیع یطاع ○ یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور ○
واللہ یقضی بالحق ط والذین یدعون من دونہ لا یقضون بشیء ط
ان اللہ ھو السمیع البصیر ع ○ صاحب اونچے درجون کا مالک تخت کا اُتارتا ہے
بھید کی بات اپنے حکم سے جسپر چاہے اپنے بندون مین کہ وہ ڈراوے ملاقات کے
دن سے جس دن وہ لوگ نکل کھڑے ہونگے چھپی نہ رہی گے اللہ پر اُنکی کوئی چیز کس کا راج
ہے اُس دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دبانے والا بدلا پاوے گا ہر جی جیسا کما یا ظلم نہین آج
بیشک اللہ شتاب لینے والا ہے حساب اور خبر سنا دی اُن کو اُس نزدیک آنیوالے دن کی
جسوقت کہ دل پہونچین گے گلون کو تو دبا رہے ہونگے کوئی نہین گنہگارون کا دوست
اور نہ سفارشی جسکی بات مانی جاوے وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینون مین
اور اللہ چکاتا ہے انصاف اور جنکو پکارتے ہین اُس کے سوائے نہین چکاتے ہین کچھ
بیشک اللہ جو ہے وہی ہے سنتا دیکھتا انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ خبر دیتا
ہے اپنی عظمت و کبریائی کی اور اپنے عرش عظیم کے ارتفاع کی جو کہ اُسکی ساری مخلوقات کے
اوپر ہے مثل سقف کے کما قال تعالیٰ من اللہ ذی المعارج تعرج الملائکۃ والروح
الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ اسکا بیان
آئے گا کہ یہ مسافت مابین عرش کے ہے ساتوین زمین تک قول مین ایک جماعت کے
سلف و خلف سے اور انشاء اللہ راجح تر یہی قول ہو غیر واحد نے ذکر کیا ہے کہ عرش یاقوت
سرخ کا ہی وسعت اُسکی دو قطر کے مابین کی پچاس ہزار برس کی راہ ہی اور اوپر اُسکی ساتوین زمین
سے پچاس ہزار برس کی راہ حدیث او عال مین وہ بات گزر چکی ہے جو اسپر دال ہی کہ ارتفاع
اُسکا ساتون آسمانون سے بہت کچھ ہی قولہ تعالیٰ یلقی الروح من امرہ الآیہ مثل اس آیت
کے ہی تنزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا
انہ لا الہ الا انا فاتقون و کقولہ تعالیٰ وانہ لتنزیل رب العالمین

ع ۱۱ ۲ روح ۷ ۱۲ ۱۲ ۱۲

نزل به الروح الامین علی قلبك لتكون من المنذرین اور اسی لیے اللہ
عزوجل نے یہان یون فرمایا ہی لینذر یوم التلاق علی ابن ابی طلحہ نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یوم التلاق ایک نام ہے روز قیامت کے ناموں
سے اللہ تعالی نے اپنے بندون کو اُس سے ڈرایا ہے ابن جریج نے کہا کہ حضرت ابن
عباس نے فرمایا ہے کہ ملین گے اُسمین حضرت آدم اور اُن کا آخر لڑکا ابن زید نے کہا کہ
اُسمین بندے ملین گے قتادہ وسُدی وبلال بن سعد وسفیان بن عیینہ نے کہا کہ
ملین گے اُسمین آسمان والے اور زمین والے قتادہ وسُدی نے کہا کہ ملین گے
اُسمین آسمان والے اور زمین والے اور خالق وخلق میمون بن مہران نے کہا کہ ملی گا
ظالم ومظلوم اور کبھی یون کہا جاتا ہے کہ یوم التلاق اِس سب کو شامل ہے اور شامل ہی اسکو
کہ ہر عامل عنقریب ملے گا اُس خیر وشر سے جو اُسنے کیا ہے جیسا کہ دوسرون نے کہا
ہے قولہ جلّ جلالہ یوم ھم بارزون الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ وہ سب ظاہر اور
کھلے ہونگے کوئی شے اُن کو نہ چھپا لے گی نہ اُنپر سایہ کرے گی اسی لیے یون فرمایا یوم ہم
بارزون لایخفی علی اللہ منہم شئے یعنی سب کے سب اُسکے علم مین برابر ہونگے قولہ تبارک
وتعالی لمن الملك الیوم للہ الواحد القھار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث
مین گزر چکا ہے کہ اللہ تعالی لپیٹ لیگا آسمانون کو اور زمین کو اپنے ہاتھ مین پھر فرمائے گا
مین ہون بادشاہ مین ہون جبار مین ہون متکبر کہان ہین بادشاہ زمین کے کہان ہین جبار
کہان ہین متکبر حدیث صور مین ہے کہ اللہ عزوجل جسوقت قبض کرلیگا اپنی ساری خلق
کی روحون کو پھر باقی نرہے گا سوا اُس وحدہ لاشریک لہ کے تو اُسوقت فرمائیگا لمن الملك
الیوم تین بار یعنی کس کا ملک ہے آج پھر آپ ہی اپنے آپ کو جواب دے گا یہ کہہ کر کہ
للہ الواحد القھار یعنی اُسی اکیلے نے مقہور کرلیا ہے ہر شئے کو اور اُس پر غالب ہوا
ہے محمد بن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے آگے
ایک ندا کرنیوالا یہ ندا کریگا یا ایھا الناس اتتکم الساعۃ یعنی لوگو آنی تم کو قیامت
پس اسکو زندے مردے سُن لین گے کہا اور نازل ہوگا اللہ عزوجل طرف آسمان دنیا کے

اور فرمائے گا لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار **قولہ** حَقَّتْ کَلِمَتُہٗ الیوم تجزی کل نفس بما کسبت الآیہ اللہ تعالی خبر دیتا ہے اپنے عدل کی جسکا برتاؤ اپنے خلق کے فیصلے مین کریگا کہ وہ ظلم نہیں کرے گا ذرہ برابر خیر سے نہ شر سے بلکہ جزا دے گا بعوض ایک نیکی کے اُس کے دس گنے کے اور بعوض ایک بدی کے ایک اسی لیے یون فرمایا کہ لاظلم الیوم یعنی آج کسیطرح کا ظلم نہین جیساکہ صحیح مسلم مین حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب عزوجل سے حکایت فرماتے ہین کہ اُس نے فرمایا اے میرے بندو بیشک مین نے حرام کیا ہے ظلم اپنے نفس پر اور ٹھیرایا مین نے اُسکو درمیان تمہارے حرام کیا ہوا سو تم باہم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو یہانتک فرمایا اے میرے بندو وہ جو ہین سو تمہاری اعمال ہین احصا کرتا ہون مین اُنکا تمپر پھر مین بھر پور دونگا تمکو وہ پس جو کوئی پاوے کسی خیر کو تو چاہیے حمد کرے اللہ تبارک وتعالی کی اور جو کوئی پاوے غیر اُسکا تو ملامت نکرے مگر اپنی جان کو **قولہ** عزوجل ان اللہ سریع الحساب یعنی جلد حساب لیگا سارے خلایق سے جسطرح کہ حساب لیگا ایک نفس سے کما قال جل وعلا ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ وقال جل جلالہ وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر **قولہ** تعالی وانذرھم یوم الآزفۃ یوم الآزفہ ایک نام ہے اسماے قیامت سے بہ سبب اُسکے قریب ہونیکے یہ نام رکھا ہے کما قال تعالی ازفت الآزفۃ لیس لھا من دون اللہ کاشفۃ وقال تعالی اقتربت الساعۃ وانشق القمر وقال جل جلالہ اقترب للناس حسابھم وقال سبحانہ وتعالی اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ وقال تعالی فلما رأوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا الآیہ **قولہ** تبارک وتعالی اذ القلوب لدی الحناجر کاظمین قتادہ نے کہا آٹھیرین گے دل گلون مین مارے خوف کے سو وہ نہ تو نکلین گے اور نہ رجوع کرینگے طرف اپنی جگہہ کے عکرمہ وسدی وغیر واحد نے بھی اسیطرح کہا ہی کاظمین کے معنی ہین ساکتین یعنی وہ خاموش ہونگے کوئی بات نکرے گا مگر اُسکے اذن سے کما قال تعالی یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا ابن جریج نے کہا باکین یعنی وہ روتی ہونگی **قولہ** تعالی ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع یعنی جنہون نے اپنی جانون پر شرک کرکے ظلم کیا ہے اُنکے واسطے نہ کوئی

اون کا ناتے والا ہے کہ اُن کو نفع پہونچائے اور نہ کوئی سفارشی کہ اُنکے بارے مین سفارش کرے بلکہ ہر بھلائی سے اُنکے سارے اسباب ورشتے ٹوٹ چکے قولہ تعالیٰ یعلم خائنۃ الاعین الآیہ اللہ عزوجل اپنے کامل پورے علم کی خبر دیتا ہے جو کہ ساری چیزون کو گھیرے ہوئے ہے بڑے رتبے کی ہون یا چھوٹے درجے کی بڑی ہون یا چھوٹی باریک ہون یا باریک سے باریک اُسکے علم سے کچھہ بھی باہر نہین ہے تاکہ لوگ اُسکے علم کا حذر کرین جو اُنمین ہے پھر اللہ تعالیٰ سے شرمائین جیسا کہ شرمانے کا حق ہے اور تقویٰ رکھین اُس کا جیسا کہ حق ہے تقویٰ رکھنے کا اور پاس ولحاظ کرین اُسکا مثل لحاظ رکھنے اُس شخص کے جو یہ جانتا ہے کہ اللہ اُسے دیکھہ رہا ہے کیونکہ وہ تو چور آنکھہ کو جانتا ہے گو وہ آنکھہ ظاہر کرے امانت کو اور جانتا ہو اُن چھپی باتون کو جن پر سینون کی پوشیدگیان لپٹی ہوئی ہین حضرت ابن عباس نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے یہ وہ شخص ہے کہ داخل ہوتا ہے گھر والون پر اُنکے گھر مین اور اُنمین خوبصورت عورت ہوتی ہے یا اُسپر اور اُن پر خوبصورت عورت گزر کرتی ہے پس جب گھر والے غافل ہوتے ہین تو وہ شخص اُس عورت کی طرف دیکھتا ہے پھر جب وہ ہوشیار ہوجاتے ہین تو اپنی نگاہ اُس سے نیچی کرلیتا ہے پھر جب وہ غافل ہوتے ہین تو دیکھتا ہے پھر جسوقت وہ ہوشیار ہوتے ہین تو پست کرلیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ مطلع ہوچکا ہے اُس کے دل سے اسپر کہ اُسنے یہ بات دوست رکھی ہے کہ کاش وہ مطلع ہوتا اُس عورت کی شرمگاہ پر ابن ابی حاتم نے اسکو روایت کیا ہے ضحاک نے کہا کہ خائنۃ الاعین غمز ہے یعنی آنکھہ سے اشارہ کرنا ہے اور آدمی کا یہ کہنا ہے کہ مین نے فلان شے دیکھی حالانکہ اُسنے نہین دیکھی یا مین نے نہین دیکھی حالانکہ دیکھی ہے حضرت ابن عباس کا دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے آنکھہ سے اُسکی نظر کرنے مین کہ آیا وہ ارادہ کرتی ہے خیانت کا یا نہین اسیطرح مجاہد وقتادہ نے بھی کہا ہے حضرت ابن عباس نے وما تخفی الصدور کی تفسیر مین فرمایا ہے اللہ جانتا ہے اس بات کو کہ جب تو اُس عورت پر قادر ہوگا تو آیا اُس سے زنا کریگا یا نہین سدی نے کہا اللہ تعالیٰ جانتا ہے اُس وسوسے کو جسے سینے چھپاتے ہین قولہ تعالیٰ واللہ یقضی بالحق یعنی اللہ حکم کرتا ہے ساتھہ عدل کے اعمش نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ

قادر ہے اسپر کہ جزا دے بعوض نیکی کے نیکی اور بدلے بدی کے بدی ان اللہ ہو السمیع البصیر
جس شے کے ساتھ حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر کی ہے مثل اس آیت کے ہے
لیجزی الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنی قولہ تعالیٰ والذین
یدعون من دونہ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جن اصنام و اوثان و انداد کو وہ پکارتے ہین
اللہ کے سوا نہین مالک ہین وہ کسی شے کے اور نہ وہ حکم کرتے ہین ساتھ کسی شے کے
بیشک اللہ اپنے خلق کی باتین سننے والا ہے انکو دیکھنے والا ہے پس جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے
اور جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے ان سب مین حاکم عادل وہی ہے ف فتح البیان کا بیان مع
توضیح یہ ہے کہ رفیع الدرجات مرفوع ہے اس بنا پر کہ دوسری خبر ہے مبتدائے مقدم کی اے
ہو الذی یریکم آیاتہ وہو رفیع الدرجات اسیطرح ذو العرش تیسری خبر ہے یہ بھی جایز ہے کہ دونون
خبرین ہون مبتدائے محذوف کی رفیع صیغہ صفت مشبہہ ہے بمعنی مرتفع اس بنا پر درجات سے
مراد اللہ پاک کی صفات جلال و کمال ہونگی یعنی اسکی صفتین عظیم ہین اور وہ مرتفع ہے بسبب اپنی
عظمت کے صفات جلال و اکرام مین اور اپنی وحدانیت مین مستغنی و بے نیاز ہے اپنے کل ما سوا
سے اور ساری خلق اسکی محتاج ہے یہ بھی احتمال ہے کہ رفیع بمعنی رافع ہو اس بنا پر درجات سے مراد
حضرات انبیاء و اولیاء کے درجات ہونگے جنت مین اور درجات فرشتون کے یعنی انکے چڑھنے
کی جگہین اور مراتب مخلوقات کے علوم و اخلاق فاضلہ مین اور ارزاق و آجال مین کلبی و سعید بن جبیر
نے کہا کہ رفیع السموات السبع یعنی درجات سے مراد ساتون آسمان ہین ذو العرش کے یہ معنی ہین کہ
اللہ تعالیٰ عرش کا مالک و خالق ہے اور اسمین تصرف کرنیوالا ہے اسکو پیدا کیا ہے مطاف واسطے
فرشتون کے اور اسکو اپنے آسمانون کے اوپر رکھا ہے بالجملہ رفیع الدرجات سے اللہ پاک کا
علو صمدیت بتانا منظور ہے بطور معقول کے کون علو جو کہ دال ہے اسکے متفرد ہونے پر الوہیت
مین اس لیے کہ رفیع بمعنی مرتفع ہے اور درجات سے مراد اسکے صفات کمال ہین جو کہ جملہ معقولات
سے ہین پس جس ذات پاک کے صفات کمال و جلال ایسے مرتفع و بلند ہین کہ انکے ورے کوئی
کمال ظاہر نہین ہوتا ہے تو ٹھیک نہین ہے کہ اسکے ساتھ شرک کیا جائے اسیطرح ذو العرش سے
اسکی علو صمدیت پر آگاہی بخشنا مقصود ہے بطور محسوس کے اسواسطے کہ عرش جنس اجسام محسوسہ

لہ تا وہ
بد لا دیوے
برائی والونکو
اُنکے کیے کی
اور بدلا دے
بھلائی والون
کو بھلائی کا ۱۲ منہ

سے ہے اور اصل ہے عالم جسمانی کا پس جو ذات پاک کہ ایسے خلق عظیم کا خالق و مالک و مدبر ہے لائق نہین ہے کہ کسی کو اُسکے ساتھ شریک کرین اُن دونون صفتون سے معلوم ہوا کہ اِن کا موصوف علی الشان عظیم السلطان ہے پس اُسی کے واسطے عبادت و اخلاص لائق و واجب ہے **اور اگر درجات** سے مراد مراتب مخلوقات ہون تو رفیع بمعنی رافع ہوگا اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا و اولیا کے درجے جنت مین بلند کیے ہین اور علوم و اخلاق فاضلہ و ارزاق و آجال مین خلق کے درجے بلند فرمائے ہین اور فرشتون مین سے ہر ایک کیواسطے ایک درجہ معین ٹھیرایا ہے جیساکہ ملائکہ کی طرف سے نقل فرمایا وما منا الا لہ مقام معلوم اور علما مین سے ہر ایک کے لیے ایک درجہ معین قرار دیا ہے کما قال تعالیٰ یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات اور اجسام مین سے ہر نوع کیواسطے ایک درجہ معین کیا ہے سو بعض کو تو ارضی سفلی کدر کیا اور بعض کو فلکی علوی روشن بنایا ہے اور بعض کو جو اہر عرش و کرسی سے اور اگر درجات سے مصاعد ملائکہ مراد لیے جائین یہانتک کہ عرش کو پہونچین تو دونون احتمال ہین کہ رفیع بمعنی رافع و مرتفع ہو یعنی وہ بلند کرنے والا ہے جا ہاے صعود ملائکہ کو یا اُسکے ملائکہ کے صعود کی جگہین مرتفع ہین اسیطرح اگر درجات سے مراد سموات مراد لین تو بھی رفیع بمعنی رافع و مرتفع ہو سکتا ہے یعنی اُسنے آسمانون کو بلند کیا ہے یا اُسکے آسمان بلند ہین جیساکہ سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ وہ ایک آسمان ہے اوپر ایک کے اور عرش اُنکے اوپر ہے غرض کہ جو ایسے عظیم الشان باہر البرہان کام کرنے والا ہے وہی عبادت و اخلاص کا مستحق ہے جملہ یلقی الروح محل رفع مین ہے اِس بنا پر کہ چوتھی خبر ہے مبتداے متقدم کی یا خبر ہے مبتداے مقدر کی مقصود اِس سے یہ بات بتانا ہے کہ جسطرح جسمانیات اُسکے زیر تسخیر ہین اسیطرح روحانیات بھی اُسکے امر کے مسخر ہین اِس لیے کہ ماسوا اللہ پاک کایا تو جسمانی ہے یا روحانی سو اللہ تعالیٰ نے اِس آیت مین بیان فرما دیا کہ دونون قسمین اُسکی زیر تسخیر مسخر ہین جسمانی مین تو سب سے بڑا عرش معلی ہے سو ذو العرش فرما کر بتا دیا کہ وہ کل عالم اجسام پر مستولی ہے اور یلقی الروح الخ سے اسپر آگاہی بخشی کہ روحانیات بھی مثل جسمانیات کے اُسکے امر کے مسخر ہین دوسری بات یہ ہے کہ بعد تقریر توحید کے نبوت کی تمہید شروع فرمائی روح سے مراد وحی ہے وحی کا نام روح اِس لیے رکھا ہے کہ لوگ

۵۱ اور ہم مین سے ہر ایک کا ایک مقام معلوم ہے ۱۲ منہ

۵۲ اللہ اونچا کرتا ہے اُنکے جو ایمان لائے تم مین سے اور جنکو دیا گیا علم درجے ۱۲ منہ

بسبب وحی کے موت کفر سے زندہ ہوتی ہین جسطرح کہ ابدان ارواح سے زندہ ہوجاتے ہین اسکی
مثل یہ آیت ہے وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا یعنی مراد روح سے وحی ہے
کسی نے کہا کہ مراد روح سے حضرت جبریل علیہ السلام ہین جسطرح کہ اس آیت مین ہے نزل
به الروح الامین علی قلبك وکما قال تعالی نزل روح القدس من ربك بالحق
قولہ تعالی من امرہ متعلق ہے یلقی سے یہ بھی جایز ہے کہ مخذوف سے متعلق ہو کر حال ہو اے
کائنا من امرہ او ناشئا او مبتدأ من امرہ اور حرف من واسطہ ابتدا سے غایت کے ہے یا بیان
ہے روح کا جسکے معنی وحی کے ہین یا صفت ہے روح کی اے یلقی الروح الکائن من امرہ یا حرف
من سببیہ ہے اے من اجل امرہ و بسبب امرہ اور مراد امر سے قول ہے جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے
یا مراد اس سے قضا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس ہین کما فی الخازن علی من یشاء من عباده
سے مراد انبیا علیہم السلام ہین لینذر یوم التلاق جمہور نے بصیغۂ معروف و نصب یوم
پڑہا ہے اور فاعل اللہ پاک ہے یا رسول یا من یشاء اور منذر بہ یعنی جس شے سے ڈرایا وہ محذوف
ہے اے لینذر العذاب یوم التلاق یعنی وہی اللہ پاک جسکی قدرت و عظمت و منت و توحید مذکور
ہوئی ڈالتا ہے وحی ایسی وحی جو کہ اسکے قول یا قضا سے ہے جسپر چاہتا ہے اپنے بندون
مین سے تاکہ ڈراوے اللہ یا رسول اس عذاب سے جو کہ ملاقات کے دن ہوگا حضرت ابی اور
ایک جماعت نے بصیغۂ معروف و رفع یوم پڑہا ہے بنا بر فاعلیت مجازاً یعنی تاکہ ڈراوے
یوم التلاق حضرت ابن عباس و حسن و ابن سمیع نے بتاے فوقیہ اس بنا پر کہ فاعل ضمیر مخاطب
ہے یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ضمیر راجع ہو طرف روح کی اسلیے کہ روح کی تانیث جایز ہے اور یمانی نے
بیاے تحتیہ بصیغۂ مجہول و رفع یوم بنا بر نیابت فاعل اور یوم التلاق کو ابن کثیر نے باثبات یا وقف
و وصل ہین اور قالون نے باثبات وصل ہین بخلاف عنہ اور ورش نے وصل مین باثبات اور باقی
قرا نے وقف و وصل ہین بحذف پڑہا ہے فاسی نے شرح شاطبیہ مین اسکی توجیہ ذکر کی ہے
اسکی مراجعت کیجاے کذا ذکر الکرخی یوم التلاق کی وجہ تسمیہ مین جو اقوال ہین وہ اول گذر چکے ہین
ایک یہ ہے کہ اسمین عابدین و معبودین ملین گے قالہ ابو العالیہ و مقاتل کسی نے کہا کہ اولین و آخرین
ملین گے کسی نے کہا کہ جزا اعمال کی اور عمل کرنے والے ملین گے قولہ تعالی

۵۱ اسی لیے ہم نے تیری طرف بھیجا ہے ۵۲ اپنے حکم سے ۵۳ اپنے بندون پر ۵۴ اپنے پاک فرشتون کو جس پر چاہا

یوم ھم بارزون کا یہ مطلب ہے کہ جسدن وہ نکلنے والے ہونگے اپنی قبرون سے نہ چھپائیگی
اُن کو کوئی شے نہ پہاڑ نہ کوئی ٹیلہ نہ کوئی بنا اس لیے کہ زمین تو اُسدن ایک برابر میدان ہوگی اور
اُن پر کچھ کپڑے نہ ہونگے وہ تو ننگے کھلے ہوئے ہونگے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے
کہ حشر کیے جائینگے ننگے بدن ننگے پاؤن بے ختنہ یوم بدل ہے یوم التلاق سے
بدل الکل من الکل اور یوم ظرف مستقبل ہے مثل اذا کے مضاف ہے طرف جملۂ اسمیہ کے حالیہ
اخفش پر اور حرکت یوم کی حرکتِ اعراب ہے بنا بر مشہور کسی نے کہا کہ حرکت بنا ہے چنانچہ کوفی اسمیں صرف
گیے ہین کلمۂ یوم یہان اور سورۂ ذاریات مین جدا لکھا جاتا ہے اصل یہی ہے جیسا کہ سمین نے
کہا ہے اور مثل اسکے شرح جزریۂ شیخ الاسلام مین بھی ہے اس لیے کہ کلمۂ ہم تو مرفوع بابتدا
ہے تو مناسب قطع ہے اور ان دو کے ماسوی جیسے یوم ھم الذی یوعدون اور حتی
یلاقوا یومھم موصول ہے اسواسطے کہ انمین ھم مجرور ہے تو مناسب وصل ہے ابن
عطیہ نے کہا کہ یوم منصوب ہے لا یخفی علی اللہ سے کسی نے کہا کہ منصوب باضمار اذکر ہے
لیکن قول اوّل اولی ہے اور جملۂ لا یخفی علی اللہ منھم شیئ مین تین وجہ ہین ایک یہ ہے
کہ مستانفہ ہے اُنکے خروج کے بیان کو لایا گیا ہے یعنی اُنکی ذات واحوال و اعمال سے کوئی
شے اللہ سے مخفی نہین رہے گی کون اعمال جو کہ دنیا مین کر چکے ہین دوسری یہ ہے کہ بارزون
کی ضمیر سے حال ہے یعنی وہ قبرون سے نکلینگے اس حال مین کہ اللہ تعالی پر اُنسے کوئی
شے مخفی نہ ہوگی تیسری یہ ہے کہ کلمۂ ہم کی دوسری خبر ہے قولہ تعالی لمن الملک خبر مقدم ہے اور
الملک الیوم مبتدائے مؤخر ہے اور جملہ مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے
کہا کہ اُس دن جو خلائق خارج ہوگی تو اُس سے اُسوقت کیا کہا جائیگا سو یہ اُسکا جواب ہے کہ یون کہینگے کہ
آج کس کا ملک ہے مفسرین نے کہا ہے کہ جب سارے آسمان و زمین والے ہلاک ہو جائینگے
تو رب تبارک و تعالی یہ فرمائیگا پھر اُسی کوئی جواب نہ دیگا تو وہ ہی خود کو جواب دیگا فرمائیگا للہ الواحد القھار
یہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے ہو للہ حضرت حسن نے فرمایا وہی سایل اور وہی مجیب
جبکہ کوئی اُسے جواب نہ دیگا تو وہی خود کو جواب دیگا کسی نے کہا کہ اللہ پاک ایک منادی کو حکم دیگا
کہ اُسکی ندا کرے تو اہل محشر کے مؤمن و کافر کہینگے سمعنا الواحد القھار کسی نے کہا کہ اُس منادی

کو یہ جواب اہل جنت دین گے اہل نار نہ دینگے افادہ از مخشری کسی نے کہا یہ حکایت ہی اُس بات کی جسکے ساتھہ زبان حال ناطق ہوگی اُسدن بسبب منقطع ہونے دعاوی مبطلین کے جسطرح کہ اِس آیت مین ہے وما ادراك ما يوم الدين ثم ما ادراك ما يوم الدين يوم لا تملك نفس لنفس شيئا والامر يومئذ لله قرطبی نے کہا کہ یہ قول وقت فنائے خلق کے ہوگا کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ درمیان دو نفخون کے اسکو فرمائے گا اور بعد چالیس برس کے خود کو جواب دیگا قولہ تعالیٰ اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم ان الله سريع الحساب تتمۂ جواب سے ہی بنا بر اُس قول کے کہ جواب دینے والا خود اللہ پاک ہے رہا وہ قول کہ مجیب سارے بندے ہین یا بعض سو اسکی بنیاد پر کلام مستانف ٹھیریگا واسطے بیان اُس بات کے جسکو اللہ تعالیٰ بعد اُنکے جواب کے فرمائے گا یعنی آج بدلا دیا جائیگا ہر نفس ساتھہ اُس شے کے جو اُسنے کی ہے دنیا مین خیر و شر سے کسیطرح کا ظلم نہین ہے آج کسی پر اُنمین سے باین طور کہ اُسکے ثواب سے کچھہ کم کیا جاے یا اُسکے عقاب مین کچھہ زیادتی کیجاے بیشک اللہ سریع الحساب ہے یعنی اُس کا حساب سریع ہے کیونکہ اُسکو اسمین فکر و غور کرنے کی حاجت نہین ہے جسطرح کہ اور لوگ اسکے حاجتمند ہوتے ہین اِس لیے کہ اُسکا علم تو ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے تو اُس سے تو ذرہ بھر بھی غائب نہین ہوتا ہے سرعت حساب مین کہا ہے کہ دنیا کے دنون مین سے بقدر آدھے دن کے ساری خلق کا حساب لیلے گا اسواسطے کہ اللہ پاک کو ایک حساب دوسرے حساب سے باز نہین رکھتا ہے وہ تو ایک وقت مین ساری خلق سے حساب لیلے گا بسبب ایک حدیث کے جو اس باب مین وارد ہوئی ہے عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جمع کرے گا اللہ ساری خلق کو قیامت کے دن بصعید واحد بارض بیضاء کانہا سبیکۃ فضۃ یعنی ایک میدان مین زمین سفید کے گویا وہ تنکیا ہے چاندی کی جسمین کبھی اللہ کی نافرمانی نہین کی گئی پس پہلی بات جو کرے گا یہ ہے کہ ندا کرے گا ایک منادی لمن الملک الیوم الی قولہ الحساب پھر اول جس شے کے ساتھہ ابتدا کیجاے گی خصومات سے وہ خون ہین یہ اثر اُس قول کا مؤید ہے جو اول گذر چکا ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ل اور یہی کہا ہے کہا تم ہی کہا ہے کہا ہے ون الاضافت کا جو دن بعلا نکرہ کے کوئی بھی کی جی کا کچھہ اور حکم اُس دن الاضافت کا ہے ۱۲

کو حکم دیا کہ اُسکے بندون کو ڈرائین پس ارشاد فرمایا وانذرھم یوم الآزفۃ مراد روز قیامت ہے بسبب اُسکے قرب کے یہ نام اُسکا رکھا ہے محاورے مین بولتے ہین ازف فلان ؓ او الرحل اے قرب یازف ازفا من باب تعب وازوفا ونا وقرب کسی نے کہا کہ یوم الآزفہ موت کے حاضر ہونے کا دن ہے لیکن قول اوّل اولی ہے زجاج نے کہا قیامت کو آزفہ اسلیے کہا گیا کہ وہ قریب ہے گو لوگون نے اُسکے امر کو بعید سمجھا ہے جو شے ہونیوالی ہے تو وہ قریب ہے قولہ تعالی اذ القلوب لدی الحناجر یعنی جبکہ دل مارے خوف کے اپنی جگہہ سے زائل ہوجائین گے اور اوپر کو چڑہ آئین گے یہانتک کہ حنجرہ کو پہونچین گے اور اُنکے حلق سے ملجائین گے پھر نہ تو وہ نیچے کو عود کرینگے کہ سانس لینے سے راحت پائین اور نہ وہ نکل جائین گے کہ مرکر راحت پاجائین کما قال تعالی وبلغت[۱] القلوب الحناجر جو کلمہ حناجر جمع ہے حنجور کی جنجور وزن دعمی ہین مثل حلقوم کے ہے یا جمع ہے حنجرہ کی حنجرہ بھی بمعنی حلقوم ہے کاظمین کے معنی ہین مغمومین مکروبین ممتلئین غما یعنی غم و بیقراری سے بھرے ہونگے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ جسوقت دل لوگون کے نزدیک حناجر کے ہونگے اُن کی حالت غم مین قتادہ نے کہا کہ واقع ہونگے دل اُنکے حناجر مین مارے خوف کے پھر وہ نہ تو نکلینگے اور نہ اپنی جگہہ مین عود کرینگے کسی نے کہا کہ یہ تو نہایت گھبراہٹ کی خبر دی ہے یعنی یہ بات حقیقۃ نہین ہے بطور مجاز کے غایت درجے کی گھبراہٹ کو اس عبارت مین ادا کیا ہے جسطرح کہ ہندی محاورے مین بولتے ہین کہ کلیجا مُنہ کو چلا آتا ہے اَب رہی یہ بات کہ کاظمین حال ہے قلوب سے تو کا خمتہ ہوتا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ کاظمین باعتبار اہل قلوب کے کہا ہے اِس لیے کہ معنی یہ ہین اذ قلوب الناس لدی حناجرہم یعنی جبکہ دل لوگونکے نزدیک اُنکے حلق کے ہونگے پس کاظمین حال ہوگا ناس سے کسی نے کہا کہ یہ حال ہے قلوب سے اِس حال کو بصیغۂ جمع مذکر سالم جو کہ عقلا کے ساتھہ خاص ہے اِس لیے ادا کیا ہے کہ قلوب کی طرف وہ شے نسبت کی گئی ہے جو کہ عقلا کی طرف منسوب ہوتی ہے تو اُسکو عقلا ہی کی جمع مین ادا کیا پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ اُس دن کافرون کو کوئی نفع نہ پہونچائے گا پس فرمایا ما للظالمین من حمیم یعنی نہوگا واسطے ظالمون کے کوئی قریب و محب جو اُنکو نفع پہونچائے حمیم تیرا وہ تیرا قریب و رشتہ دار ہے

[۱] اور پہنچے دل گلون تک ۱۲ منہ

جسکے کام کا تو اہتمام کرتا ہے ولا شفیع یطاع اور نہ کوئی سفارشی کہ اُنکے واسطے شفاعت کرنے مین اُسکی بات مانی جائے کلمہ یطاع محل جر مین ہے اِس بنا پر کہ صفت ہے شفیع کی کرخی نے کہا کہ حقیقت اطاعت کی یہان نہین بن سکتی ہے اسلیے کہ مطاع رتبے مین فوق مطیع ہوتا ہے تو اسکا مقتضا یہ ہے کہ شفاعت کرنیوالا فوق ہو اُس شخص سے جسکے پاس شفاعت کیجاتی ہے حالانکہ یہ بات یہان محال ہے کیونکہ اللہ پاک کے فوق کوئی شے نہین ہے تو اب یہ مجاز ہوگا اور معنی یہ ہونگے ولا شفیع یشفع یعنی نہ کوئی ایسا شفیع ہوگا جسکو شفاعت مین اذن دیا جائے یا اوسکی شفاعت قبول کیجائے محلی نے کہا کہ اِس وصف کا کوئی مفہوم مخالف نہین ہے اسلیے کہ اُنکے واسطے تو اصلا کوئی شفیع نہین ہے یعنی نہ مُطاع نہ غیر مُطاع پھر اللہ پاک نے اپنے شمول علم کا ذکر کیا کہ وہ ہر شے کو عام و شامل ہے گو وہ شے نہایت درجے کے خفا ہی مین کیون نہو پس فرمایا یعلم خائنۃ الاعین یہ جملہ ایک اور خبر ہے ہو الذی پر یکم کی یا چوتھی خبر ہے اُس مبتدا کی جسکی خبر رفیع و مابعد رفیع ہے اسکے سوا اور قول بھی ہین لیکن ظاہر قول اول ہے خائنۃ مصدر ہے مثل عافیہ و عاقبہ کے یعنی جانتا ہے آنکھون کی خیانت کو وہ خیانت یہی چوری نظر سے دیکھنا ہے طرف اُس شے کے جسکی طرف نظر کرنا آدمی کو حلال نہین ہے مُورّج نے کہا آمین تقدیم و تاخیر ہے اے یعلم الاعین الخائنۃ یعنی اضافت صفت کی ہے طرف موصوف کے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھون کو کسی نے کہا کہ اضافت بمعنی مِن ہے اے الخائنۃ من الاعین یعنی آنکھون مین سے جو آنکھ خیانت کرنے والی ہے اُسکو جانتا ہے قتادہ نے کہا خائنۃ الاعین الہمز بالاعین فیما لا یحب اللہ یعنی آنکھ سے اشارہ کرنا اُس شے مین جسکو اللہ تعالی محبوب نہین رکھتا ہے سُدی کا لفظ انہ الرمز بالعین ہے سفیان نے کہا کہ نظر بعد نظر ہے فراء بھی اسی کے قائل ہین اوّل اولی ہے اور مجاہد بھی اُسی کے قائل ہین ابو داؤد و نسائی و ابن مردویہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب فتح مکہ کا دن ہوا تو امن دیا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوگون کو مگر چار مردون کو اور دو عورتون کو اور فرمایا کہ قتل کرو اُن کو اگرچہ اُنکو پائو لٹکتے ہوئی کعبے کے پردون سے اُنمین سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہے سودہ چھپ گیا نزدیک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

لہ اصل قول فراء کا یہ ہے کہ خائنۃ الاعین النظرۃ الثانیۃ وما تخفی الصدور النظرۃ الاولی ۱۲ منہ

وآلہ وسلم نے لوگون کو بلایا طرف بیعت کے تو حضرت عثمانؓ اسکو لیکر آئے پھر عرض کیا یا
رسول اللہ آپ بیعت کرین عبد اللہ سے تو آپنے اپنا سر مبارک اٹھایا پھر تین بار اسکی طرف نظر کی
ہر بار اسکی بیعت سے انکار فرماتے تھے پھر اس سے بیعت کی پھر اپنے اصحاب پر متوجہ ہوے
تو فرمایا کیا نہ تھا تم مین کوئی مرد رشید کہ کھڑا ہو طرف اسکے جبکہ اسنے دیکھا تھا مجھے کہ مین نے
روک لیا اپنا ہاتھہ اس کی بیعت سے پھر اسے قتل کر ڈالے تو صحابہ نے عرض کیا کون چیز
معلوم کراتی ہے ہمکو یا رسول اللہ وہ شے جو آپکے جی مین ہے کیون نہین اشارہ فرمادیا آپنے
ہماری طرف اپنی آنکھ سے پس آپنے فرمایا بیشک شان یہ ہے کہ لایق نہین ہے واسطے
کسی نبی کے کہ اسکے واسطے خائنۃ الاعین ہو وما تخفی الصدور یعنی اور جانتا ہی اللہ تعالے
اُن چھپی باتون کو جنکو دل چھپاتے ہین اور وہ اللہ کی نافرمانیان جنکو وہ پوشیدہ رکھتے ہین یا امانت
وخیانت واللہ یقضی بالحق یعنی اللہ فیصلہ کرتا ہے ساتھہ حق کے تو جزا دے گا ہر ایک
کو ساتھہ اس شے کے جسکا وہ مستحق ہے خیر و شر سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ یعلم خائنۃ الاعین فرمایا جبکہ اسنے نظر کی طرف اس عورت کے تو وہ ارادہ کرتا ہے
خیانت کا یا نہین وما تخفی الصدور فرمایا کہ جب وہ قادر ہوگا اسپر تو آیا اس سے زنا کرے گا یا نہین
کیا خبر نہ دون مین تم کو اس آیت کی جو بعد اسکے ہی واللہ یقضی بالحق اللہ قادر ہے اسپر کہ جزا دے
ساتھہ نیکی کے نیکی کی اور ساتھہ بدی کے بدی کی اخرجہ ابن ابی حاتم والطبرانی فی الاوسط
وابو نعیم فی الحلیۃ والبیہقی فی الشعب **قولہ تعالی** والذین یدعون من دونہ
لا یقضون بشیء یعنی وہ لوگ جنکو مشرکین پکارتے ہین اللہ کے سوا نہین فیصلہ کرتے ہین
ساتھہ کسی شے کے کیونکہ وہ تو نہ کسی شے کو جانتے ہین اور نہ کسی چیز پر قدرت رکھتے ہین پھر وہ
کسطرح شریک ہو سکتے ہین اللہ پاک کے جو کہ فیصلہ کرتا ہے ساتھہ حق کے اور جسکا علم وسیع اور
قدرت تام ہے یہ بطور ٹھٹھے کے فرمایا ہے کہ لا یقضون بشیء اس لیے کہ جو شے قدرت کے ساتھہ
موصوف نہین ہوتی ہے جیسے جماد اسکے حق مین یون نہین کہتے ہین کہ یقضی یا لا یقضی جمہور
نے یدعون بیاے تحتیہ پڑہا ہے ضمیر راجع ہے طرف ظالمین کے ابو عبید و ابو حاتم نے اسکو
اختیار کیا ہے نافع و شیبہ و ہشام نے بتاے فوقیہ اس بنا پر کہ ظالمین کو خطاب کیا ہی دونون

قراءتین سبعیہ ہین پھر اللہ پاک نے اپنے علم تام وقضاے بالحق کی تقریر وتاکید وتعلیل ذکر فرمائی ان اللہ ھو السمیع البصیر یعنی اللہ پاک جو آنکھون کی خیانت کو اور دلون کی چھپی باتون کو جانتا ہے اور حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اس لیے کہ وہ تو بڑا سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے سننے اور دیکھنے کی چیزون سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ شے بھی اوسپر مخفی نہین ہے اسمین ظالمین اور مشرکین کو وعید وتہدید بھی ہے کہ وہ اُنکے اقوال وافعال کو سنتا دیکھتا ہے اور اُن کو اُنپر عقاب کرے گا اور اُنکے معبودون کی طرف اشارہ ہے کہ وہ نہ سنتے ہین نہ دیکھتے ہین نرے جماد بے حس وحرکت ہین ایسون کا پوجنا کیا ۵

آن بُت کہ گہ از چوب وگہ از سنگ تراشی	بگذار خدائے کہ بصد رنگ تراشی

بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے احوال آخرت سے اُن کو ڈرایا تو بعد اُسکے احوال دنیا سے اُن کو ڈرانا شروع کیا پس ارشاد فرمایا اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین کانوا من قبلھم ط کانوا ھم اشد منھم قوۃ وآثارا فی الارض فاخذھم اللہ بذنوبھم ط وما کان لھم من اللہ من وّاق ○ ذٰلک بانھم کانت تاتیھم رسلھم بالبینٰت فکفروا فاخذھم اللہ ط انہ قوی شدید العقاب ○ کیا پھرے نہین ملک مین کہ دیکھتے آخر کیسا ہوا اُنکا جو تھے اُنسے پہلے وہ تھے اُنسے سخت زور مین اور جو نشان چھوڑ گیے زمین مین پھر اُنکو پکڑا اللہ نے اُنکے گناہون پر اور نہ ہوا اُنکو اللہ سے کوئی بچانیوالا یہ اسپر کہ اُن پاس آتے تھے اُنکے رسول کھلی نشانیان لیکر پھر منکر ہوئے پھر پکڑا اونکو اللہ نے البتہ وہ زور آور ہے سخت مار دینے والا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ لوگ تیرے رسالت کے جھٹلانیوالے پھرے نہین ملک مین کہ دیکھتے آخر کیسا ہوا اُنکا جو ان سے پہلے تھے یعنی انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی جھٹلانیوالی امتین جو عذاب ونکال اُنپر نازل ہوا باوجود اسکے کہ وہ زور مین ان سے سخت تر تھے اور نشانیان چھوڑنے مین وہ بڑے بڑے مکانات ومحل اور گھر زمین مین نشان چھوڑ گیے جنپر اُنکو قدرت نہین ہے کما قال عزوجل ولقد مکنٰھم فیما ان مکنّٰکم فیہ وقال تعالیٰ وآثارا فی الارض وعمروھا اکثر مما عمروھا یعنی باوجود

۵ اور ہم نے مقدور نہین دیے تھے اُنکو جو ہمنے مقدور نہین دیے ہین اُمتون کو اور دین اُنکے پاس رسول وہ معجزے

اس قوت عظیم و باس و شوکت شدید کے اللہ تعالیٰ نے اُن کو پکڑا بسبب اُنکے گناہونکے
وہ گناہ یہی اُن کا انکار کرنا تھا اپنے رسولونکا و ما کان لھم من اللہ من واق یعنی کسی نے
اللہ کے عذاب کو اُن سے دفع نہ کیا اور نہ کسی پھیرنے والے نے اُسکو پھیرا نہ کسی بچانے والے
نے اُنکو بچایا پھر اُنکے پکڑنے کی علت ذکر کی اور اُنکے گناہ جنکے وہ مرتکب ہوئے پس
فرمایا ذلک بانھم کانت تاتیھم الآیہ یعنی یہ پکڑ اسپر ہوئی کہ انکے رسول کھلی کھلی دلیلین
پکی پکی برہانین لیکر اُنکے پاس آتے تھے سو اُنھون نے باوجود اس بیان و برہان کے انکار
کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنکو ہلاک کر ڈالا اور ملیا میٹ کر دیا و للکافرین امثالھا یعنے جو اب کے کافر و
منکر ہین اُنکی بھی یہی گت ہونی ہے ان اللہ قوی شدید العقاب بیشک اللہ
بڑے زور والا اور سخت دباؤ والا ہے اور اُس کا عقاب نہایت سخت درد دینے والا ہے
اعاذنا اللہ تبارک و تعالیٰ منہ آمین ف ہمزہ استفہام کا ہے اور حرف واو واسطے عطف کے
ہے فعل محذوف پر اے اغفلوا ولم یسیروا اور فینظروا یا مجزوم ہے اس بنا پر کہ معطوف ہے
یسیروا پر یا منصوب ہے بجواب استفہام کیف خبر مقدم ہے کان کی اور عاقبۃ اُسکا اسم ہے
اور جملہ محل نصب مین ہے بنا بر مفعولیت ینظروا سے عاقبت بمعنی حال و صفت ہے یا بمعنی
مآل و انجام کار کانوا اشد منھم قوۃ و اثارا بیان ہے تفاوت کا جو کہ درمیان کفار مکہ کے اور
اگلی امتون کے ہے و اثارا معطوف ہے قوۃ پر آثار جمع ہے اثر کی اثر کہتے ہین نقش قدم کو
مراد وہ نشانیان ہین جو آدمی اپنے بعد چھوڑ جاتا ہے جیسے مکانات وغیرہ جمہور نے منھم پڑھا
ہے اور ابن عامر نے منکم بنا بر التفات غیبت سے طرف خطاب کے جملہ کانوا ہم الخ جواب ہے
کیف کا حرف واو اُس کا اسم ہے او اشد اُسکی خبر اور کلمۂ ہم ضمیر فصل ہے یہان ضمیر فصل
درمیان معرفہ و نکرہ کے واقع ہوئی ہے حالانکہ وہ واقع نہین ہوتی ہے مگر درمیان دو معرفون
کے سو اسکی یہ وجہ ہے کہ یہان اشد نکرہ مشابہ معرفہ ہے اس جہت سے کہ الف و لام کا داخل
ہونا اُسپر ممتنع ہے اسلیے کہ جو افعل تفضیل مقرون بمن ہوتا ہے اُسپر الف و لام داخل نہین
ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک مکے والون کو اپنے غیر سے عبرت لینے کا ارشاد کرتا
ہے کیونکہ عاقل وہی ہے جو کہ اپنے غیر کے حال سے عبرت لیتا ہے پس فرماتا ہے کیا غافل

ہو گیے اور پھرے نہین زمین مین کہ دیکھتے کیسا ہوا حال یا مآل ان سے اگلی امتون کا جنہون نے
اپنے رسولون کی تکذیب کی جیسے عاد و ثمود اور اُنکے مثل اور امتین وہ سخت تر تھے اِن کفار
حاضرین سے از روے قوت و زور کے اور از روے آثار کے زمین مین اونہون نے مضبوط
مضبوط قلعے بنائے بلند بلند محفوظ مکان اور پختہ پختہ محل اُٹھائے اور آدمیون کے شمار مین
اور ساز و سامان دنیا مین نہایت درجہ اِن سے بڑھکر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اُنپر عقاب نازل کیا
اور اُن کو ہلاک کر ڈالا بسبب اُن کے گناہون کے اور جھٹلانیکے اپنے رسولون کو اور نہین تھا
واسطے اُنکے اللہ سے کوئی بچانیوالا کہ عذاب کو اُن سے دفع کرے اور اُنکو بچائے یہ اونکا
پکڑنا اور ہلاک کرنا اس سبب سے تھا کہ آتے تھے اُنکے پاس رسول اُنکی کھلی کھلی حجتین اور ظاہر
ظاہر معجزے لیکر سو اُنہون نے اُسکا انکار کیا جسکو وہ لیکر اُنکے پاس آئے آخر اللہ تعالیٰ نے
اُن کو پکڑا بیشک اللہ زبردست ہے جو چاہتا ہے وہ کر ڈالتا ہے کوئی شے اُسکو عاجز نہین
کرتی ہے سخت عقاب والا ہے واسطے اُسکے جس نے اُسکی نافرمانی کی اور اُسکی طرف رجوع
نہوا کذا فی فتح البیان یہ تو ہلاک شدہ امتون کا ذکر بالاجمال تھا پھر اللہ پاک نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا تاکہ اُس سے عبرت لین پس ارشاد فرمایا ولقد ارسلنا موسیٰ بآیٰتنا

وسلطٰن مبین ۝ الی فرعون وھامٰن وقارون فقالوا ساحر کذاب ۝

فلما جآءھم بالحق من عندنا قالوا اقتلوا ابنآء الذین اٰمنوا معہ واستحیوا

نسآءھم ط وما کید الکٰفرین الا فی ضلال ۝ وقال فرعون ذرونی اقتل موسیٰ

ولیدع ربہ ج انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظھر فی الارض الفساد ۝

وقال موسیٰ انی عذت بربی وربکم من کل متکبر لا یؤمن بیوم الحساب ع ۳ ۷ ۸

اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیان دیکر اور کھلی سند فرعون اور ہامان اور قارون پاس پھر
کہنے لگے یہ جادوگر ہے جھوٹا پھر جب پہونچا اُن پاس لیکر سچی بات ہمارے پاس سے
بولے مار رہیے اُنکے جو یقین لائے ہین اُسکے ساتھہ اور جیتی رکھو اُنکی عورتین اور جو
داؤ ہے منکرون کا سو غلطی مین اور بولا فرعون مجھکو چھوڑو کہ ماردالونین موسیٰ کو اور پڑا پکارے
اپنے رب کو مین ڈرتا ہون کہ بگاڑے تمہاری راہ یا نکالے ملک مین خرابی اور کہا موسیٰ نے

مین پناہ لیچکا ہون اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین نکرے حساب کا دن ۳
ف۱ قارون تہا بنی اسرائیل مین لیکن مرضی مین موافق تہا فرعون والون کے اور اُنہین کی
دولت سے کماتا تہا مال ف۲ فرعون نے کہا مجہکو چہوڑ دو شاید اُسکے ارکان مشورہ نہ دیتے
ہونگے مارنے کا اِس سے کہ معجزہ دیکہکر ڈر گیے تہے کہین اسکا رب بدلا نہ لے ف۳
جسکو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو قوم نے جہٹلایا سو اِس بارے مین اللہ پاک اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے اور اُن کو خوشخبری دیتا ہے کہ انجام نیک اور نصرت دنیا و
آخرت مین اُنہین کو ہوگی جسطرح کہ حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کا ماجرا گزرا اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ
نے کہلی کہلی نشانیان اور واضح واضح دلیلین دیکر اُن کو بہیجا اسلیے یون فرمایا یا بتانا وسلطان
مبین سلطان سے مراد حجت و برہان ہے طرف فرعون کے یہ قبطیون کا بادشاہ تہا دیار
مصری مین اور ہامان کے یہ شخص اُسکی مملکت مین اُسکا وزیر تہا اور قارون کی یہ اُسکے وقت مین
سب لوگون سے بڑہکر تہا مال و تجارت مین پہر اِن سب نے کہا کہ موسیٰ جادوگر جہوٹا ہے یعنی
اُن کی تکذیب کی اور اُن کو ساحر و مجنون و ملمع کار و کذاب ٹہیرایا اِس بات مین کہ اللہ تعالیٰ نے
اُنکو بہیجا ہی یہ آیت مثل اِس آیت کے ہے کذٰلک ما اتی الذین من قبلہم من رسول
الا قالوا ساحر او مجنون اتواصوا بہ بل ہم قوم طاغون پہر جب موسیٰ علیہ السلام اُنکے
پاس آئے برہان قاطع لیکر اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو کہ دال تہی اسپر کہ اللہ عزوجل نے اُن کو
بہیجا ہے طرف اُن کے تو کہا کہ مار ڈالو اُنکے بیٹون کو جو اُسکے ساتہہ ایمان لائے ہین اور
زندہ رکہو اُنکی عورتون کو یہ دوسرا حکم ہے طرف سے فرعون کے ذکور بنی اسرائیل کے قتل کا تہا
اول حکم سو وہ اس لیے تہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وجود سے احتراز ہو یا واسطے ذلیل
کرنے اِس قبیلۂ بنی اسرائیل کے اور واسطے کم کرنے اُنکے عدد کے یا واسطے دونون کامون
کے اور دوسرا حکم قتل کا سو واسطے علت ثانی کے ہے اور واسطے ذلیل کرنے اِس قبیلے کے
اور تاکہ نامبارک سمجہین موسیٰ علیہ السلام کو اور اسی لیے اُنہون نے یون کہا اوذینا من قبل
ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا قال عسیٰ ربکم ان یہلک عدوکم ویستخلفکم

۱۴۱

فی الارض فینظر کیف تعملون قتادہ نے کہا یہ امر ہے بعد امر کے اللہ عزوجل نے فرمایا
وما کید الکافرین الا فی ضلال یعنی نہین ہے مکر و قصد اُن کا جو کہ کم کرنا بنی اسرائیل کے
عدد کا ہے تاکہ وہ اُنپر منصور نہون مگر وہ جانے والا اور ہلاک ہونیوالا ہے غلطی مین وقال
فرعون ذرونی اقتل موسیٰ یہ عزم ہے فرعون ملعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے قتل پر یعنی اپنی قوم سے کہا تم مجھے چھوڑو یہانتک کہ مین تمہارے واسطے اسکو مار ڈالون
ولیدع ربہ یعنی چاہیے کہ وہ پکارے اپنے رب کو مین اُسکی کچھ پروا نہین کرتا ہون یہ بات
غایت جحد[1] و تجہم و عناد مین ہے قولہ قبحہ اللہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان
یظہر فی الارض الفساد یعنی فرعون ڈرتا ہے اس بات سے کہ موسیٰ علیہ السلام لوگون
کو گمراہ کردین گے اور اُنکے رسوم و عادات کو بگاڑ ڈالین گے یہ ویسی بات ہے جو شل
مین کہتے ہین کہ صار فرعون مذکرا یعنی فرعون واعظ بن گیا کہ موسیٰ علیہ السلام سے لوگون پر خوف
کرتا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی یہ بات پہونچی کہ ذرونی اقتل موسیٰ
تو اُنہون نے کہا مین نے پناہ لی اللہ کی اُس کے شر سے اور اُسکے اَمثال کی شر سے
اسی لیے یون کہا انی عذت بربی وربکم من کل متکبر لا یؤمن بیوم الحساب
یعنی مین پناہ لیچکا ہون اپنے رب کی اور تمہارے رب کی اے مخاطب لوگو ہر تکبر کرنیوالے
سے جو کہ حق سے تکبر کرتا ہے اور مجرم ہے ایمان نہین لاتا ہے روز حساب پر اسی لیے حدیث
شریف مین حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جس وقت کسی قوم سے خوف کرتے تو فرماتے اللھم انا نعوذ بک من شرورھم و
ونذ - رء بک فی نحورھم یعنی الٰہی ہم پناہ مین تیری اُنکی بدیون سے اور ہم دفع کرتے ہین
ساتھہ تیرے اُنکے سینون مین ف بایاتنا باعتبار متعلق کے حال ہے موسیٰ سے اے
متلبساً بہا اور آیات سے مراد وہی نو نشانیان ہین جنکا ذکر کئی جگہہ ہو گیا ہے سلطان مبین
یعنی واضح و روشن حجت مراد توریت شریف ہے کسی نے کہا کہ مراد اس سے خود وہی آیات ہین
اور عطف بسبب تغایر عنوانین کے ہے یا اس سے مراد اُن مین کی بعض مشہور نشانیان ہین
جیسے ید بیضاء و عصا اُنکے اعتناء و اہتمام کے واسطے علیحدہ کرکے اُنکو ذکر کیا ہے باوجود

[1] جحد انکار عناد دشمنی اور حق کو جانکر بوجھکر پھر اُس سے انکار کرنا اور اُس کی دشمنی کرنا ۱۲ منہ

اسکے کہ آیات کے تحت مین وہ مندرج ہین معنی یہ ہین کہ البتہ مقرر بھیجا ہمنے موسیٰ کو اس حال
مین کہ وہ لیے ہوئے تھا ہماری نشانیون کو اور حجت واضح کو طرف فرعون وہامان وقارون کے
خاصکر کے ان تینون کا ذکر اسلیے کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی عداوت مین مدار تدبیر کا انہین پر تھا
اسواسطے کہ مکذبین موسیٰ علیہ السلام کے سردار یہی تھے پس فرعون تو بادشاہ تھا اور ہامان
وزیر اور قارون صاحب اموال وکنوز[۵] فقالوا ساحر کذاب پس بولے کہ جادوگر جھوٹا ہے
اُس شے مین جسکو اُنکے پاس لیکر آیا ہے قائل اس قول کا فرعون اور اُسکی قوم ہے رہا قارون
سو اُسنے یہ بات نہین کہی تو اب کلام مین تغلیب ہوگی اسیطرح قالوا اقتلوا مین بھی کہین گے
کما قال الخطیب الخ خطیب نے کہا کہ فرعون وہامان وقارون اور انکے ساتھ والون نے حضرت
موسیٰ کے حق مین کہا کہ ساحر ہین اس لیے کہ اُنکے مقہور کرنے سے عاجز ہوئے قارون کے
سوا جو لوگ تھے سو اُنہون نے تو اول وآخر بالقوہ وبالفعل یہ بات کہی رہا قارون سو اُسنے
آخر کو کہی بیان کیا گیا ہے کہ وہ کفر پر مطبوع ومخلوق ہوا تھا اگرچہ اول ایمان لے آیا اور یہ قول
اُسکا تھا گو بالفعل اُسوقت اُسنے نہین کہا پس اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ ہمیشہ
اُسی کا قائل رہا کیونکہ اُس سے اُسنے توبہ نہین کی پھر فرعون والون نے حضرت موسیٰ کو کذاب
کہا موصوف بکذب کیا اس خوف سے کہ لوگ کہین اُنکی تصدیق نکرلین ابو السعود نے کہا ساحر
کذاب کے یہ معنی ہین کہ جو معجزے اُسنے ظاہر کیے اُسمین تو جادوگر ہے اور یہ دعوے کہ
رب السموات نے اُسکو بھیجا ہے اُسمین جھوٹا ہے قولہ تعالیٰ فلما جاءھم بالحق من عندنا
الآیہ یعنی پھر جب آیا اُنکے پاس حق لیکر ہمارے پاس سے مراد ظاہر وواضح معجزے ہین تو
بولے مار ڈالو بیٹے اُن لوگون کے جو اُسکے ساتھ ایمان لائے قتادہ نے کہا کہ یہ قتل غیر
ہے قتل اوّل کا اسواسطے کہ وقت پیدا ہو جانے حضرت موسیٰ کے فرعون لڑکونکے قتل سے
رُک گیا تھا پھر جب اللہ پاک نے حضرت موسیٰ کو رسول کرکے بھیجا اور فرعون نے معلوم کیا کہ جو بات
واقع ہونی تھی وہ واقع ہو چکی تو مارے غیظ وغضب کے بنی اسرائیل پر قتل کو عود کیا سو وہ حکم دیتا
تھا لڑکون کے قتل کا اور لڑکیون کے چھوڑنے کا اسی کے مثل یہ قول ہے فرعون[۵] سنقتل
ابناءھم ونستحیی نساءھم معنی یہ ہین کہ تم عود کرو اُنپر اُس شے کو جو تم اول کیا کرتے تھے یہ خیال

[۵] یعنی بہت کثرت مال و خزانہ کے وہی نسل بادشاہ کے تھا ۱۲ منہ

کرکے کہ بسبب اِس قتل کے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کی مدد کرنے سے باز رکھے گا
اور یہ گمان کرکے کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے ہاتھ پر اُنکے ملک جانے کا نجومی و کاہنون نے حکم
لگایا ہے سو اللہ پاک نے طرح طرح کے عذاب اُنپر نازل کرکے اُنکو اِس سے مشغول کردیا وہ عذاب
یہی مینڈک و چیچڑیان اور خون اور طوفان تہا یہانتک کہ مصر سے نکلے پہر اُنکو اللہ تعالیٰ نے غرق
کردیا استحیوا نساءہم کے یہ معنی ہین کہ باقی رکھو اُنکی بیٹیون کو واسطے خدمت کے قولہ تعالیٰ
وما کید الکافرین الا فی ضلال یعنی نہین ہے مکر کافرون کا مگر زیان و نقصان اور ضایع
ہونے مین اور وبال مین اِس لیے کہ وہ بیکار جائے گا اور اُن سے کسی شے کو دفع نکرے گا
اور جس عذاب کا اللہ عزوجل نے ارادہ کیا ہے وہ اُنپر نازل ہوگا اور لوگ ایمان لانے سے
باز نہین گے گو اُنکے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے بلکہ لامحالہ قدر مقدور و قضاے مُبرم اُنپر
نافذ ہوگی الف ولام الکافرین کا یا تو واسطے عہد کے ہے یعنی وہی کفار مذکورین یا جنسی
ہے یعنی جنس کفار یہ ہون یا اُنکی مثل اور کفار مذکورین بدخول اولی اسمین داخل ہونگے یہی یہ بات
کہ کید ہم نہ کہا بلکہ بجاے ضمیر اسم ظاہر رکھا سو منظور اِس سے اُنکی ذم کرنا ہے ساتھ کفر کے اور خبر
دینا ہے علت حکم کی مطلب یہ ہے کہ اُنپر جو یہ حکم لگا یا کہ اُن کا مکر زیان مین ہے سو اُس کی
علت یہی اُن کا کفر ہے جملۂ مذکورہ معترضہ ہے فرعون والون کے باطل باتون کے نقل
کرنے کے اثنا مین اُسکو لائے ہین سو مقصود اُس سے یہ ہے کہ جس بات کو اُنہون نے
ظاہر کیا ہے اُس کے بالکل باطل و مضمحل ہونے کا بیان جلدی سے ہوجاے اگر یہ قصہ نہ ہوتا
تو جب اُنکی ساری باتین نقل ہوچکتین اُنکے آخر مین یہ جملہ ذکر کیا جاتا پہر اللہ پاک نے فرعون لعین
کی اور باطل بات نقل فرمائی وقال فرعون ذروني اقتل موسیٰ یعنی فرعون بولا مجھے چہوڑو
کہ مین اُسے مار ڈالون اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کو حضرت موسیٰ کے قتل سے
لوگ منع کرتے تھے جب تو اُسنے کہا کہ مجھے چہوڑو سو بعض نے کہا ہے کہ فرعون کے خاص
لوگون مین سے کچھہ لوگ تھے کہ اُسکو قتل سے روکتے تھے اِس روکنے مین تین وجہ ہین ایک
یہ ہے کہ شاید اُنمین وہ شخص ہو جو حضرت موسیٰ کے صادق ہونے کا معتقد ہو سو وہ حیلہ گری
کرتا ہو فرعون کے منع کرنے مین اُنکے قتل سے دوسری وجہ یہ ہے حضرت حسن نے

فرمایا کہ فرعون کے مصاحبون نے اُس سے کہا کہ تو اُسکو مت قتل کر وہ تو یہی ایک کمزور جادوگر ہے اور وہ ہمارے جادو پر غالب نہین ہو سکتا ہے پھر اگر تو اُسکو مار ڈالیگا تو لوگون پر شبہہ داخل کریگا لوگ کہین گے کہ وہ حق پر تھا یہ لوگ اُسکے جواب سے عاجز ہوئے تو اُسے مار ڈالا تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ حیلہ گری کرتے تھے فرعون کے روکنے مین اُنکے قتل سے اسلیے کہ فرعون کا دل حضرت موسیٰ کے ساتھہ مشغول رہے قبطی قومون کی تادیب و تنبیہ کیواسطے فارغ نہو کیونکہ امرا کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے دل کو کسی خارجی خصم کے ساتھہ مشغول رکھتے ہین یہانتک کہ خود پر اُس بادشاہ کے لوٹنے سے امن مین ہو جائین کذا ذکرہ الخطیب ابو السعود نے بعد ذکر وجہ دوم کے کہا ہے کہ ظاہر حال یعنین سے یہ ہے کہ اُسنے اس کا یقین کر لیا تھا کہ وہ نبی ہین اور جو کچھہ وہ لائے ہین حق ہے لیکن وہ اِس سے ڈرتا تھا کہ اگر اُنکے قتل کا قصد کرے گا تو جلد ہلاک کر دیا جاے گا اور یہ جو اُسنے کہا کہ ذرونی اقتل موسیٰ سو صرف اس بات کا وہم ڈالنے اور مانع کرنے کو کہ موسیٰ کے قتل سے وہی لوگ اُسکو مانع ہین اگر وہ نہوتے تو ضرور ہی اُسکو قتل کر ڈالتا باوجود اسکے کہ اُسکو نہین منع کیا مگر اُسی ہولناک خوف نے جو اُسکے جی مین بسا ہوا تھا اور یہ جو کہا ولیدع ربہ سو یہ تکلف دلیر بنتا ہے اور بے پروائی ظاہر کرتا ہے حالانکہ سب لوگون سے بڑھکر حضرت موسیٰ سے خائف ہے یعنی چاہیے کہ پکارے اُس شخص کو جسکا دعوی کرتا ہے کہ اُسنے ہماری طرف اُسکو بھیجا ہے تو چاہیے کہ وہ اُسکو قتل سے منع کرے اگر وہ اسپر قادر ہے مطلب یہ ہے کہ یہ بات تم کو ہول مین نہ ڈالے کیونکہ حقیقۃً اُسکا کوئی رب نہین ہے بلکہ انا ربکم الاعلی یعنی مین ہون تمہارا رب سب سے بڑا پھر لعین نے وہ علت ذکر کی جسکے واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا قصد کیا پس جبک مارا انی اخاف ان یبدل دینکم یعنی بیشک مین ڈرتا ہون اگر اُسکو قتل نکرون اِس بات سے کہ بدل دے تمہارے دین کو جسپر تم ہو وہ یہی غیر اللہ کا پوجنا ہے اور داخل کرلے تم کو اپنے دین مین جو اللہ وحدہ کا پوجنا ہے او ان یظھر فی الارض الفساد یا ڈالدے زمین مین درمیان لوگون کے خلاف و فتنہ جس شے کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعوت کی اُسکے ظاہر ہونے اور پھیلنے کو زمین مین اور لوگون کے اوسطرف راہ پانے کو لعین نے فساد ٹھیرایا حالانکہ فساد

وہی ہے جسپر وہ اور اُسکے تابعین ہین معنی یہ ہین کہ ان دو امر سے ایک کا یا دونون کا واقع ہونا ضروری ہے اول معنی کی بنا تو کوفیین و یعقوب کی قرارت پر ہے انہون نے وان یظہر با و پڑہا ہی جو کہ واسطے ابہام کے ہے اور دوسری معنی کی بنیاد باقی قرار کی قرارت پر ہے انہون نے وان یظہر بدون الف پڑہا ہے نافع وابن کثیر وابو عمرو نے انی کو بفتح یا اور نافع وابو عمرو وحفص نے یظہر بضم یا و کسر ہا باب افعال سے پڑہا ہے اور ضمیر اسمین راجع ہے طرف حضرت موسیٰ کے او الفساد کو منصوب بنا بر مفعول بہ اور باقی قرار نے بفتح یا و ہا و رفع فساد بنا بر فاعلیت علامہ نسفی نے قرارت ضم یا و نصب دال کو اولیٰ کہا ہے واسطے موافقت یبدل کے حافظ ابن کثیر نے تین قرارتین ذکر کی ہین ایک تو اوکی دوسری واو کی تیسری بضم دال فساد جبکہ لعین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کی دہمکی دی تو انہون نے کہا انی عذت بربی الآیہ یعنی اُس ملعون کی شدت کے دفع کرنے مین اور کچھہ نکیا مگر یہ کہ اللہ عزوجل کے ساتھہ پناہ چاہی ہر اُس شخص سے جو کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والا ہے اللہ پر ایمان لانے سے اور غیر مومن ہی بعث و نشور پر اور اللہ تعالیٰ پر بہروسا کیا سو بالضرور اللہ پاک نے اُن کو ہر بلا سے محفوظ و مامون رکھا کل متکبر کی عموم مین فرعون بدخول اولی داخل ہے فرعون کا نام نہ لیا بلکہ اُس کا ذکر ایسے وصف کے ساتھہ کیا جو اُسکو اور اُسکے غیر کو عام ہے جو کہ جبارون مین سے ہین سو دو واسطے ایک تو استعاذہ کا عام کرنا مقصود ہے دوسری قساوت و جرأت علی اللہ تعالیٰ کی علت بتانا منظور ہے اُسکی علت یہی تکبر ایمان سے اور عدم ایمان بعث پر نافع وغیرہ[۱] نے عذت کو بادغام ذال باقی قرار نے باظہار پڑہا ہے وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ آتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینٰت من ربکم ط وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ ج وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ط ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب ○ یٰقوم لکم الملک الیوم ظاہرین فی الارض ز فمن ینصرنا من باس اللہ ان جاءنا قال فرعون ما اریکم الا ما اری وما اہدیکم الا سبیل الرشاد ○ اور بولا ایک مرد ایماندار فرعون کے لوگون مین جو چہپاتا تہا اپنا ایمان کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد

[۱] یعنی ابو عمرو و قرہ و کسائی ۱۲ منہ

کو اسپر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا ہے تم پاس کھلی نشانیان تمہارے رب کی اور اگر وہ
جھوٹا ہوگا تو اُسپر پڑے گا اُس کا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تمپر پڑے گا کوئی وعدہ جو دیتا ہے
بیشک اللہ راہ نہین دیتا اُسکو جو ہو بے لحاظ جھوٹا اے قوم میری تمہارا راج ہے آج چڑھ رہی ہو
ملک مین پھر کون مدد کرے گا ہماری اللہ کی آفت سے اگر آگئی ہم پر کہا فرعون نے مین وہی
سوجھاتا ہون تم کو جو سوجھا مجھکو اور وہی راہ بتاتا ہون جسمین بھلائی ہے ف یعنی اگر جھوٹا ہی
تو جسپر جھوٹ بولتا ہے وہ سزا دے رہیگا شاید سچا ہو تو اپنا فکر کرو انتہے ف حافظ ابن کثیر
کہتے ہین مشہور ہے کہ یہ مرد مومن قبطی تھا فرعون کے لوگون مین کا سدی نے کہا کہ فرعون کے
چچا کا بیٹا تھا اور کہتے ہین یہ وہی ہے جس نے نجات پائی ہمراہ موسیٰ علیہ السلام کے ابن جریر
نے اِسی قول کو اختیار کیا ہے اور جو شخص اِس طرف گیا ہے کہ وہ اسرائیلی تھا اُسکے قول کو رد کیا
ہے اس لیے کہ فرعون اُسکی بات سے منفعل ہوا اور اُسکو سُنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے قتل سے رُک گیا اور اگر وہ اسرائیلی ہوتا تو قریب تھا کہ اُسپر جلد عقوبت کیجاتی اِس سبب سے
کہ وہ اُنمین کا تھا ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایمان
نہ لایا فرعون کے لوگون مین سے سوا اس مرد کے اور فرعون کی بی بی کے اور اُس شخص کے
جس نے یہ کہا یا موسیٰ ان الملاء یاتمرون بک لیقتلوک رواہ ابن ابی حاتم
یہ شخص اپنا ایمان چھپاتا تھا اپنی قوم قبط سے سو اُسنے ظاہر نہ کیا مگر اس دن جبکہ فرعون نے
کہا ذرونی اقتل موسیٰ پس اُس شخص کو پکڑا غصے نے واسطے اللہ عزوجل کے افضل جہاد
کلمہ عدل کا ہے نزدیک سلطان جائر کے یعنی بادشاہ ظالم چنانچہ یہ بات حدیث شریف مین
ثابت ہوئی ہے نہین ہے عظیم تر اِس کلمے سے نزدیک فرعون کے کوئی کلمہ وہ کلمہ یہی
اُس کا کہنا ہے اتقتلون رجلا الآیہ اللھم مگر وہ جسکو بخاری نے اپنی صحیح مین عُروہ بن زُبیر
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا مین نے کہا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما
سے تو مجھے خبر دی سخت ترشے کی جو مشرکون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ کی عبداللہ نے کہا اِس اثنا مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے صحن مین
نماز پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ عُقبہ بن ابی معیط آیا تو اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مونڈھا

لہ ا
موسیٰ کو مار ڈالنے کا مشورہ کرتے ہیں تم کو بھی مار ڈالیں ۱۲ منہ

پکڑا پھر آپ کا کپڑا آپ کی گردن مبارک مین مڑوڑا پھر زور سے آپ کا گلا گھونٹا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو اُسکا مونڈھا پکڑا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسکو دفع کیا پھر کہا اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم الفرد بہ البخاری من حدیث الاوزاعی قال وتابعہ محمد بن اسحق عن ابراھیم بن عروۃ عن ابیہ بہ

ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اُن سے کسی نے پوچھا کیا سخت تر ہے اُس شے کا کہ دیکھا تو نے قریش کو کہ پہونچے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسکو یعنی وہ ایذا بتاؤ جو سب سے بڑھکر اُنہون نے آپ کو پہونچائی ہو تو عمرو نے کہا کہ ایک دن آپ نے اُنپر گزر کیا پس اُنہون نے آپ سے کہا تو ہمکو منع کرتا ہے اس سے کہ ہم پوجین اُس شے کو جسے ہمارے باپ دادے پوجتے چلے آئے تو آپ نے فرمایا مین وہی ہون پھر وہ آپکی طرف کھڑے ہوئے تو آپ کے مجامع[1] ثیاب کو پکڑا پس مین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کو گود مین لیے ہوئے تھے آپ کے پیچھے سے اور وہ اپنی بلند تر آواز سے چلاتے تھے اور اُنکی آنکھین بہ رہی تھین اور کہہ رہے تھے یا قوم اتقتلون رجلا یہانتک کہ ساری آیت سے فارغ ہوئے وھکذا رواہ النسائی من حدیث عبدۃ فجعلہ من مسند عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قولہ تعالی وقد جاءکم بالبینات من ربکم یعنی تم کیونکر مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اسوجہ سے کہ وہ یون کہتا ہے کہ رب میرا اللہ ہے حالانکہ وہ قایم کرچکا واسطے تمہارے دلیل اُس شے کی سچائی پر جسکو وہ لیکر تمہارے پاس آیا ہے حق سے پھر اُس نے تنزل کیا اُنکے ساتھ بات چیت کرنے مین تو یون کہا وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ الآیہ یعنی جبکہ ظاہر نہو تم کو صحت اُس شے کی جسکو وہ لیکر تمہارے پاس آیا ہے تو پوری عقل و رائے و حزم و دور اندیشی کی یہ بات ہے کہ تم اُسے اور اُسکی جان کو چھوڑ دو تو اُسے ایذا نہ دو کیونکہ اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اللہ پاک عنقریب اُسکو جزا دے گا اُسکے جھوٹ پر ساتھ عقوبت کے دنیا و آخرت مین اور اگر وہ سچا ہوگا اور تمنے اُسے ایذا دی تو پہونچے گا تم کو بعض اُس شے کا جس کا تم کو وعدہ دیتا ہے کیونکہ وہ تو تمکو وعید سناتا ہے کہ اگر تم نے اُس کی مخالفت کی عذاب کی دنیا و آخرت مین پس منجملہ جائز

[1] یعنی وہ جامہ جو پاجامہ کے اوپر پہنا جاتا ہے ۱۲ منہ

تمہارے نزدیک یہ بات ہی کہ وہ سچا ہو تو اس بنا پر لائق یہ ہے کہ تم اُسکو مت چھیڑو بلکہ تم تو اُس کو اور اُسکی قوم کو چھوڑ دو وہ اُن کو دعوت کرے اور وہ اوس کی پیروی کرین اسیطرح اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے خبر دی ہے کہ اُنہون نے فرعون سے اور اُسکی قوم سے مواعدت طلب کی کہ تم ہم سے تعرض مت کرو ہمکو چھوڑ دو ولقد فتنا قبلهم قوم فرعون وجاءهم رسول كريم ان ادوا الي عباد الله اني لكم رسول امين وان لا تعلوا علي الله اني اتيكم بسلطان مبين واني عذت بربي وربكم ان ترجمون وان لم تؤمنوا لي فاعتزلون اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے فرمایا تھا کہ وہ اُنکو چھوڑ دین کہ بلائین اللہ کیطرف اللہ کے بندونکو اور اُن کو کچھہ ایذا نہ پہونچائین اور درمیان اُنکی اور اُنکے جو ناتا ہی اُسکو ملائین اس بات مین کہ اُنکو ایذا نہ پہونچائین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی قل لا اسالكم عليه اجرا الا المودة في القربى یعنی تم مجھے ایذا مت پہونچاؤ اُس قرابت مین جو میرے اور تمہارے درمیان ہے پس تم مجھے مت ستاؤ اور چھوڑ دو درمیان میرے اور لوگون کے اور اسی بنیاد پر صلح حدیبیہ واقع ہوئی اور وہ ایک فتح مبین تھی یعنی اُس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح کر دیا قولہ تعالیٰ ان الله لا يهدي من هو مسرف كذاب یعنی اگر یہ شخص جو دعوی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے بھیجا ہے طرف تمہاری جھوٹا ہوتا جیسا تم خیال کرتے ہو تو اُس کا حال کھلا ہوا ہوتا اُسکے اقوال واحوال مین ہر ایک کو ظاہر ہو جاتا پس وہ نہایت درجے کے اختلاف واضطراب مین ہوتے حالانکہ ہم اسکے حال کو درست اور اسکی راہ کو راست دیکھتے ہین اور اگر وہ مسرفین کذابین مین سے ہوتا تو تم جو اُسکے حال اور کام کو درست دیکھہ رہے ہو اللہ تعالیٰ اُسکو اسکی طرف کبھی راہ نہ بتاتا پھر اُس مرد مومن نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا کہ اللہ کی نعمت اُن سے زائل ہو جائے گی اور اُسکا عذاب اُن پر نازل ہوگا پس کہا یا قوم لكم الملك اليوم ظاهرين في الارض یعنی اللہ تعالیٰ نے تمپر یہ انعام کیا ہے کہ تم کو اِس ملک مین حکومت و بادشاہت اور بڑی جاہ دی ہے تمہارا حکم سب پر خوب غلبے سے چلتا ہی پس تم اللہ تعالیٰ کا شکر اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر کے اِس نعمت کو نگاہ رکھو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اگر تم نے تکذیب کی اُسکے رسول کی فمن ينصرنا

۵۱ اور جان لیجئے کہ جس وقت ہم نے پہلے فرعون کی قوم کو دریا مین غرق کیا اُن پاس رسول عزت والا کہ آیا اُنکے کہ دو میرے بندے کہ مین تمہارے پاس امانتدار ہون پیچھا چھوڑ دو میرا کہ مین بھاگ جاؤن اُسکے مقابل مین اور نہ اٹھاؤ مجھپر ہاتھ اور مین تمہارے پاس ایک سند کھلی اور مین پناہ لے چکا ہون اپنے اور تمہارے رب کی اس سے کہ مجھپر سنگسار کرو اور اگر تم یقین نہین کرتے مجھپر تو الگ ہو جاؤ مجھ سے پارہ ۲۴ منہ

۵۲ تو کیسا ہین یہ لوگ کہ نہین ڈرتے اس پر کہ پہونچے اُنکو مثل عذاب قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی پارہ ۲۴ منہ

من باس الله ان جاءنا یعنی یہ لشکر فوجین تمہارے کچھہ کام نہ آئین گی اور نہ کسی شے کو ہمسے دور کرین گے اگر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھہ کسی بُرائی کا ارادہ کرے گا غرضکہ اِس مرد صالح و نیک و راہ یاب و دانشمند نے جو کہ فرعون سے بڑھکر مستحق بادشاہی کا تھا جس بات کا مشورہ دیا فرعون نے اُسکو رد کرکے اپنی قوم سے کہا ما اریکم الا ما اری یعنی مین تم سے وہی کہتا ہون اور اُسی بات کا مشورہ دیتا ہون جسکو اپنی جان کیواسطے پسند کرتا ہون یہ بات فرعون نے جھوٹ کہی کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی صدق و راستی کو خوب جانتا تھا اُس رسالت مین جسکو وہ لیکر آئے تھے اُنھون نے یون کہا تھا لقد علمت ما انزل ھؤلاء الا رب السموات والارض بصائر اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا پس اُسنے اپنے اِس قول مین کہ ما اریکم الا ما اری جھوٹ بولا اور افترا کیا اور اسد تبارک وتعالیٰ کی اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اپنی رعیت کی خیانت کی اور اُن سے فریب کیا اور اُنکی خیر خواہی نہین کی اور اسیطرح اُسکا یہ قول ہی وما اھدیکم الا سبیل الرشاد یعنی نہین بلاتا ہون مین تم کو مگر طرف راہ حق وصدق و ہدایت کے اسمین بھی اُسنے جھوٹ بولا اگرچہ اُسکی قوم نے اُسکی اطاعت و پیروی کی اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے فاتبعوا امر فرعون وما امر فرعون برشید اور فرمایا واضل فرعون قومہ وما ھدی

حدیث شریف مین آیا ہے نہین ہے کوئی امام کہ مرے جسدن کہ مرے اِس حال مین کہ وہ خیانت کرنیوالا ہے اپنی رعیت کی مگر نہ سونگھیگا بو جنت کی حالانکہ اُسکی بو البتہ پائی جاتی ہے پان سو برس کی راہ سے واللہ سبحانہ وتعالیٰ ہوالموفق للصواب **فرجل** کو جمہور نے بضم جیم اور اعمش وعبدالوارث نے بسکون جیم پڑہا ہے یہ لغت ہے تمیم ونجد کا اور کسی نے بکسر جیم پڑہا ہے لیکن لغت اول فصیح ہے حضرت حسن ومقاتل وسدی نے کہا ہے کہ یہ شخص قبطی تہا فرعون کے چچا کا بیٹا اور اِسی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھہ نجات پائی اور یہی مراد ہے اِس آیت مین وجاء رجل من اقصی المدینۃ یسعی قال یاموسی الآیہ کسی نے کہا کہ بنی اسرائیل مین کا تہا اور آل فرعون سے نہ تہا یہ قول اِس آیت کے خلاف ہے کیونکہ اسمین صریح من آل فرعون موجود ہے اسپر طرہ یہ ہے کہ اِس قول کے بنانے کو یون

۵۱ تو جان چکا ہے کہ یہ چیزین کسی کے نفعین آتی ہین نہ آسمان و زمین کے صاحب نے سوجہ اپنکو اور ہماری انکھون مین فرعون تو کیا جاتا ہے ۱۲ منہ

۵۲ اور اُنکے منکر ہوگئے اور اُنکو یقین جان پر تہا تہے اپنے جی مین بے انصافی اور غرور سے ۱۲ منہ

۵۳ پہر پتہ لگے کہ مین فرعون کی اور تمین بات فرعون کی پتہ پتہ چال رکہتی ۱۲

۵۴ اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سوجہایا ۱۲ منہ

۵۵ اور ایا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا کہا اے موسیٰ ۱۲ منہ

تکلف کیا کہ آیت مین تقدیم وتاخیر ہے تقدیر یہ ہے وقال رجل من بنی اسرائیل یکتم ایمانہ من آل فرعون قشیری نے کہا جس نے اِس شخص کو اسرائیلی ٹھیرایا اُسکے قول مین بُعد ہے اِس لیے کہ محاورۂ عرب مین کتمہ امرکذا بولتے ہین اور کتمہ منہ نہین کہتے کما قال سبحانہ ولا یکتمون اللہ حدیثا دوسری بات یہ ہے کہ فرعون ایسا نہ تھا کہ بنی اسرائیل سے ایسی بات کی برداشت کرے اس شخص کے نام مین اختلاف ہے سوکسی نے تو کہا حبیب ابو اسحق سے بھی یہی مروی ہے کسی نے کہا شمعون صحیح تر یہی ہے جیسا کہ مبہمات القرآن مین ہے کسی نے کہا حزقیل حضرت ابن عباس اور اکثر علماء اسی کے قائل ہین ابن المنذر نے بھی یہی کہا ہے وہب نے کہا کہ جبریل نام تھا انکے سوا اور اقوال بھی ہین بالجملہ مؤمن صفت اول ہے رجل کی اور من آل فرعون دوسری صفت اور یکتم ایمانہ تیسری صفت اور استفہام اتقتلون رجلا مین واسطے انکار کے ہے اور ان یقول ربی اللہ موضع نصب مین ہے بہ نزع خافض ای لان یقول اور کراہۃ ان یقول زمخشری نے کہا اے وقت ان یقول اسکو یون رد کیا ہے کہ نحویون کی نص اسکے خلاف پر ہے امام تاج الدین بن مکتوم نے کہا کہ ابن جنی نے اسکو جائز کہا ہے جواب تو ایک بڑے نحوی نے اسکو جائز کہا لیکن قول اول اولیٰ ہے ربی اللہ کے یہ معنی ہین کہ وہ تمہارا ہی رب ہے نہ تنہا اُسی کا رب ہے اسمین اشارہ ہے طرف توحید کے اور یہ اُس مرد مؤمن کی طرف سے ایک انکار عظیم ہے گویا یون کہا کیا تم مرتکب ہوتے ہو ایسے فعل زشت کے جو کہ قتل کرنا ایک نفس محترم کا ہے بدون فکر وتامل کے اُسکے حال مین اور بغیر اطلاع پانے کے کسی سبب پر جو کہ اُسکے قتل کا موجب ہو اور تمہارے واسطے اُس فعل بد کے ارتکاب مین کوئی علت نہین ہے مگر کلمۂ حق وہ یہی اسکا قول ہے کہ ربی اللہ جملہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی اور حال یہ ہے کہ وہ لا چکا تمہارے پاس واضح واضح معجزے اور ظاہر ظاہر دلیلین اپنی نبوت پر اور صحت رسالت پر مطلب یہ ہے کہ اپنی بات کے صحیح کرنے کو ایک بینہ حاضر نہین کیا دلیل لیکن وہ تو بینات لایا اور کے پاس سے جسکی طرف ربوبیت منسوب ہوتی ہے غرض اُس کی اِس کہنے سے سچ سچ اُتارتا ہے اپنی قوم کا اِس طرف کہ رب العالمین کا اقرار کرلین بزّار وابو نعیم نے فضائل صحابہ

۵۱ اور بعضون نے کہا کہ یہ دوسرے ایک بات ۱۲ منہ

۵۲ یا تو مفعول یعنی بجلاے ہے کو یا مستفہم کی حرکت مین واقع ہوا یا قائل کے قول سے کہ کوفی البصرہ ۱۲ منہ

رضی اللہ عنہم مین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
اُنھون نے فرمایا لوگو تم مجھے خبر دو کون ہے شجاع تر لوگون کا عرض کیا کہ آپ فرمایا بیشک
نہین مبارزہ کیا مین نے کسی سے مگر مین نے اُس سے بدلا لیا ولیکن تم تو مجھے خبر دو
اشجع الناس کی عرض کیا ہم نہین جانتے ہین پھر کون ہے فرمایا ابوبکرؓ مین نے دیکھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور پکڑا آپ کو قریش نے فھذا یجنبہ وھذا یتلتلہ یعنی پس
ایک تو آپ کے پہلو مبارک مین مار رہا ہے اور ایک جھنجھوڑ رہا ہے اور وہ کہہ رہے ہین کہ
تجھی نے معبودون کو ایک معبود کر ڈالا ہے فرمایا پس قسم ہے اللہ کی نہین قریب ہوا ہم مین
سے کوئی مگر ابوبکر یہ مار رہا ہے اور یہ آ رہا ہے اور یہ جھنجھوڑ رہا ہے ہلا رہا ہے اور ابوبکر کہہ رہے
ہین تمہارا برا ہو کیا تم مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس سے کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے پھر
اُنھون نے بلند کی ایک چادر جو اُنپر تھی پھر رونے یہانتک کہ اُنکی داڑھی تر ہو گئی پھر فرمایا یعنی
حضرت علی نے مین تم کو قسم دیتا ہون کیا مومن آل فرعون بہتر ہے یا ابوبکر پس لوگ چپ رہے
تو فرمایا تم کیون نہین جواب دیتے ہو پس قسم ہے اللہ کی البتہ ایک گھڑی ابوبکر کی بہتر ہے مثل
مؤمن آل فرعون سے وہ تو ایک مرد تھا کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور یہ ایسے مرد ہین کہ اپنے
ایمان کو ظاہر کیا بالجملہ پھر اُس مرد مؤمن نے اپنی قوم کے واسطے تلطف کیا دفع کرنے مین حضرت
موسیٰ علیہ السلام سے اور بطریق تقسیم اُن پر حجت قایم کی پس کہا وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ
الآیہ یہ ایک ایسا کلام ہے کہ غایت انصاف و عدم تعصب سے صادر ہوا ہے اسی لیے تردید
کی دو شقون سے اُنکے کاذب ہونے کی شق کو مقدم کیا ہے معنی یہ ہین کہ اگر وہ جھوٹا ہو گا تو
اُسکے جھوٹ کا ضرر اُسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہو گا تو پہونچے گا تم کو بعض اُس عذاب کا جس کا
تمکو وعدہ دیتا ہے عاجلاً مراد دنیا کا عذاب ہے یہ عذاب بعض ہے مطلق عذاب کا جو کہ شامل
ہے عذاب دنیا و عذاب آخرت کو اس عذاب سے جو اُنکو ڈرایا سو صرف واسطے قصر کرنے کے
اُس عذاب پر جو کہ ظاہر تر احتمال تھا نزدیک اُنکے اور یہ قول اُسکی طرف سے شک نہین ہے
کیونکہ وہ تو مومن تھا جیسا کہ اللہ پاک نے اُسکو موصوف بایمان کیا ہے اور مؤمن شک نہین
کرتا ہے یا یون کہو کہ بعض کا لفظ جو اُسنے کہا بطور تنزل و تلطف کے ہے واسطے مبالغہ

کرنیکے انکی نصیحت [illegible] لیہ السّلام کی طرف مائل ہونے کی اُسے تہمت
نہ لگائین مطا [illegible] ی حالت مین اگر کل نہ پہونچا تو کم سے کم بعض تو پہونچیگا
خاصکر جبکہ تم [illegible] ے ساتھہ پیش آؤ ابو عُبیدہ و ابو الہیثم نے کہا کہ بعض
اس جگہہ بمعنی س [illegible] پہنچے گی تمکو کل وہ شے جسکا تم کو وعدہ دیتا ہے ابو عُبیدہ نے
اس کی سند مین لبید کا یہ شعر پڑہا ؎

تَرَّاكُ اَمكنةٍ اذا لم اَرْضها	او يَرتبط بعض النفوس حمامها

یعنی کل النفوس کسی نے اِس قول پر اعتراض کیا دوسرے نے اُس کا یہ جواب دیا کہ لغت عرب
مین بعض بمعنی کل مستعمل ہے جسطرح کہ شاعر کے قول مین ہے ؎

قد يُدرِك المتأنّي بعض حاجته	وقد يكون مع المستعجل الزَّلَل

کسی اور نے کہا ہے ؎

ان الامور اذا الاحداث دَبَّرها	دون الشيوخ ترى في بعضها خللا

ان دونون شعرون مین دعوی مدعی پر دلیل نہین ہے بلکہ کلمۂ بعض اپنے معنی پر ہے رہی لبید
کی بیت سو بعض النفوس سے مراد خود اُس کا نفس ہے نسفی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ تفسیر البعض
بالکل مُزَیَّف انتہی یعنی تفسیر بعض کی کُل کے ساتھہ کھوٹی ہے سچ کہتے ہین کوئی ضرورت اس طرف
ملجی نہین ہے کہ بعض کا کلمہ جو آیت مین ہے اُسکو کُل پر محمول کرین کیونکہ اُس مؤمن کی مراد تو
تنزل ہے قوم کے ساتھہ اور اُنکے وہم مین یہ بات ڈالنا ہے کہ وہ حضرت موسی کی صحت
نبوت کا معتقد نہین ہے چنانچہ یکتم ایمانہ اسی بات کا مفید ہے اہل معانی نے کہا ہے کہ مومن کا
قول مظاہرت فی الحجاج کی بنا پر ہے گویا اُسنے یون کہا کہ کم سے کم جو شے اُسکے صدق مین
ہوگی وہ یہ ہے کہ پہونچے گا تمکو بعض عذاب جسکا تمکو وعدہ دیتا ہے اور اُسکے بعض مین تمہاری
ہلاکی ہے تو گویا جو بعض سے حاصل ہے وہی کل سے حاصل ہے لیث نے کہا کہ بعض اس
جگہہ زاید ہے یعنی پہونچے گی تمکو وہ شے جسکا تم کو وعدہ دیتا ہے کسی نے کہا کہ حضرت موسی
علیہ السّلام نے اُنکو ثواب [illegible] پس جب اُنھون نے کفر کیا تو اُنکو عذاب
پہونچے گا اور یہ بعض ہے اُس شے کا جس کا اُن کو وعدہ دیا کلمۂ یک دونون جگہہ اصل

ہین یکن سے نون کو واسطے تخفیف کے حذف کردیا ہے بسبب کثرت استعمال کے جیساکہ
سیبویہ نے کہا ہے قولہ ان اللہ لا یھدی من ھو [illegible] کذاب تتمۂ کلام مرد مومن
سے ہے اُسنے یہ اور حجت ذو وجہین اُنپر قائم کی ہے ایک وجہ [illegible] ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام
مسرف وکذاب ہوتے تو اللہ تعالیٰ اُن کو بینات کی طرف راہ نہ بتاتا اور نہ معجزات سے اُن کی
تائید فرماتا دوسری وجہ یہ ہے کہ جب وہ ایسے ہوتے تو اُنکو اللہ تعالیٰ بے مدد چھوڑ دیتا اور
ہلاک کرڈالتا پس تمکو اُنکے قتل کی کوئی حاجت نہین ہے مسرف وہ ہے جو معاصی پر مقیم ہوتا
ہے اور بکثرت گناہ کرتا ہے کذاب سے مراد مفتری ہے پھر اُس مومن نے اپنی قوم کو
ملک وسلطنت یاد دلائی جسمین وہ تھے پس کہا یا قوم لکم الملک الیوم ظاھرین فی الارض
تاکہ اللہ پاک کا شکر ادا کرین اور اپنے کفر مین بڑھتے نجائین یعنی اے میری قوم تمکو ملک حاصل
ہے آج اِس حال مین کہ تم لوگون پر غالب ہو اور تم کو اُنپر غلبہ وعلو حاصل ہے زمین مصر مین بادشاہی
کر رہے ہو فمن ینصرنا من باس اللہ ان جاءنا غرض اُسکی اِس بات سے قوم کو ڈرانا
ہے اللہ کے عذاب سے اور اُسکے عذاب نازل کرنے سے اُنپر یعنی اگر وہ بسبب شومی کفر
کے تمپر عذاب اُتارے تو پھر کون ہے کہ ہمکو اُسکے عذاب سے روکے اور اُسکے آنے کے وقت درمیان
ہمارے اور اُسکے حائل ہوجائے اور یہ جو اُسنے ملک وغلبے کی نسبت اُنکی طرف کی جو کہ اُنکو
مسرور کرتا ہے اور اللہ کے عذاب کا آنا جو کہ اُنکو مغموم ومہموم کرتا ہے اسمین اپنے نفس کو اُنکے
جملے مین داخل کیا سو منظور اِس سے اُنکے دلون کا خوش کرنا ہے اور اُنکو اسپر آگاہی
بخشنا ہے کہ وہ خیر خواہی وسعی وکوشش کرنے والا ہے اُس شے کے حاصل کرنے مین جو
اُن کو نفع دے اور دفع کرنے مین اُس شے کے جو اُنکو ضرر پہونچائے اور ہلاک کردے تاکہ
وہ اُسکی نصیحت وخیر خواہی ودل سوزی سے اثر پذیر ہون پھر جب فرعون نے اس
مرد مومن کی صحیح نصیحت وخیر خواہی کی تقریر سنی تو ایک مرا وغہ لایا جس سے اپنی قوم کے دل
مین یہ وہم ڈالتا ہے کہ وہ اُنکے واسطے غ[illegible] کہ کا ناصح ومراعی ہے اور اُنکو وہی راہ
چلاتا ہے جسمین اُنکے نفع کا کھینچ لا[illegible] ن کرتا ہے اِسی لیے یون کہا
ما اریکم الا ما اری اے ما اشیر علیکم ا[illegible] ی نفسی قالہ ابن زید یعنی مین تمکو اُسی بات

لہ یعنی روباہ بازی ۱۲ منہ

کا مشورہ دیتا ہون جسکو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہون یہ تفسیر مآل معنی کی ہے اور وہ تفسیر
جو ہر لفظ کے مطابق ہے وہ ہے جو ضحاک نے کہی ہے ما اعلمکم الا ما اعلم من الصواب یعنی
مین تم کو نہین بتاتا ہون مگر وہ صواب جسکو مین جانتا ہون مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قتل ہے رؤیۃ
اس جگہہ قلبی اعتقادی ہے بصری عینی نہین ہے پس دو مفعول کی طرف متعدی ہے دوسرا
مفعول الا ما اری ہے قولہ وما اھدیکم الا سبیل الرشاد یعنی مین تم کو ہدایت نہین
کرتا ہون اور نہ تمکو بلاتا ہون اس راے سے مگر طرف راہ حق و ہدایت کے جمہور نے رشاد کو
بتخفیف شین پڑہا ہے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بہ تشدید شین اس بنا پر کہ صیغۂ
مبالغہ ہے مثل ضرّاب کے نحاس نے کہا کہ یہ قرارت لحن ہے یعنی خطا ہے اسکی کوئی وجہہ
نہین ہے پھر مرد مومن نے اپنی قوم کے وعظ و نصیحت کرنے کی اور انکے ڈرانے کی
تکرار کی کہ کہین انپر وہ عذاب نازل نہو جو ان سے اگلون پر اتر چکا ہے پس اللہ پاک نے
اس کی طرف سے حکایت فرمائی وقال الذی اٰمن یٰقوم انی اخاف علیکم مثل
یوم الاحزاب ۝ مثل دأب قوم نوح وعاد وثمود والذین من بعدھم
وما اللہ یرید ظلما للعباد ۝ ویٰقوم انی اخاف علیکم یوم التناد ۝ یوم
تولون مدبرین ۝ ما لکم من اللہ من عاصم ج ومن یضلل اللہ فما لہ
من ھاد ۝ ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینٰت فما زلتم فی شک
مما جاءکم بہ ط حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ط
کذٰلک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب ۝ صلے الذین یجادلون فی اٰیٰت اللہ
بغیر سلطٰن اتٰھم ط کبر مقتا عند اللہ وعند الذین اٰمنوا ط کذٰلک یطبع اللہ
علی کل قلب متکبر جبار ۝ وقال فرعون یٰھامٰن ابن لی صرحا لعلی اَبلغ الاسبابَ
اسباب السمٰوٰت فاطلع الی اٰلہ موسیٰ وانی لاظنہ کاذبا ط وکذٰلک زُیّن لفرعون
سوء عملہ وصُدّ عن السبیل ط وما کید فرعون الا فی تباب ۝ اور کہا اس
ایماندار نے اے قوم میری مین ڈرتا ہون کہ آوے تمپر دن ان فرقون کا سا جیسے رسم پڑی قوم
نوح کی اور عاد اور ثمود کی اور جو انکے پیچھے ہوئے اور اللہ بے انصافی نہین چاہتا بندون پر

ع ۱۰ ۹

اور اے قوم میری مین ڈرتا ہون کہ تمپر آوے دن ہانک پکار کا جسدن بھاگوگے پیٹھہ دیکر کوئی
نہین تمکو اللہ سے بچانے والا اور جسکو غلطی مین ڈالے اللہ تو کوئی نہین اسکو سمجھانے والا
اور تم پاس آچکا ہے یوسف اس سے پہلے کہتی باتین لیکر پہر تم رہے دہوکے ہی مین اُن
چیزون سے جو وہ لایا یہانتک کہ جب مرگیا کہنے لگے ہرگز نہ بھیجیگا اللہ اسکے بعد کوئی رسول
اسیطرح بہکاتا ہے اللہ اسکو جو ہو زیادتی والا شک کرتا وہ جو جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بغیر
کچھہ سند کے جو پہونچی ہو انکو انکو بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہان اور ایمانداردن کے یہان
اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے سرکش کے اور بولا فرعون اے ہامان بنا
واسطے میرے ایک محل شاید مین پہونچون رستون مین آسمانونکے پہر جہانک دیکھون موسیٰ
کے معبود کو اور میری اٹکل مین تو وہ جھوٹا ہے اور اسیطرح بھلے دکھائے تھے فرعون کو اُسکے
بُرے کام اور روکا گیا راہ سے اور جو داؤ تھا فرعون کا سو کچھنے کیا اسلئے ف ہانک پکار کا
دن اُن پر آیا جسدن غرق ہوئے قلزم مین ایک دوسرے کو پکارنے لگے ڈوبتے مین یہ
اُسکو کشف سے معلوم ہوا ہوگا یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسیطرح آتا ہے ف حضرت
یوسف علیہ السلام کی زندگی مین قائل نہوئی بعد اُنکی موت کے جب سلطنت مصر کا بندوبست
بگڑ گیا تو کہنے لگے یوسف کا قدم اُس شہر پر کیا مبارک تھا ایسا نبی کوئی نہوگا یا وہ انکار یا یہ اقرار
یہ ہی زیادہ گوئی ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ عزوجل خبر دیتا ہی
طرف سے اس مرد صالح مؤمن کے جو کہ فرعون والون مین کا تھا کہ اُسنے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ
کے عذاب سے ڈرایا جو کہ دنیا و آخرت مین ہوگا پس کہا اے میری قوم مین ڈرتا ہون تمپر مثل
یوم احزاب سے یعنی وہ لوگ جنھون نے اللہ تعالیٰ کے رسولون کی تکذیب کی زمانۂ قدیم مین
جیسے قوم نوح علیہ السلام اور عاد و ثمود اور وہ جھٹلانے والی امتین جو اُنکے بعد ہوئین کیسا اُنپر اللہ کا عذاب
نازل ہوا اور کسی پہیر نیوالے نے اُسکو اُن سے نہین پہیرا اور نہ کسی روکنے والے نے اُسکو اُن سے
روکا اور نہین ہے اللہ کہ ارادہ کرے ظلم کا واسطے بندون کے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو اُنکو ہلاک
کیا سو بسبب اُنکے گناہون کے اور بسبب اُنکے جھٹلانے کے اُسکے رسولون کو اور بسبب
اُنکی مخالفت کے واسطے امر اللہ تعالیٰ کے پس اُسنے اپنی قدر اُن مین نافذ کردی پہر کہا

اے میری قوم مین ڈرتا ہون تمپر روز تناد سے مراد روز قیامت ہے اسکی وجہ تسمیہ مین کئی قول ہین
۱ بعض نے کہا اُس کا نام یوم التناد اس لیے رکھا کہ حدیث صور مین یون آیا ہے کہ جسوقت
زمین ہلائی جائے گی اور ایک قطر سے دوسرے قطر تک شق ہوجائے گی اور موج مارے گی
اور کانپے گی پھر لوگ اِس کی طرف نظر کرین گے تو جائین گے بھاگے ہوئے بعض بعض کو
پکارتا ہوگا ۲ ۔ دوسرون نے کہا جنمین سے ضحاک ہین بلکہ یہ اُس وقت ہوگا کہ جہنم لائی جائیگی
تو جائین گے لوگ اُس سے بھاگتے ہوئے پھر فرشتے اُنکے سامنے آئین گے تو مقام محشر
کی طرف اُن کو پھیر لیجائین گے وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا والملك علیٰ ارجائها وقال تعالیٰ
یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض
فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان ۳ ۔ حضرت ابن عباس و حضرت حسن و ضحاک
سے مروی ہے کہ انہون نے یوم التناد یہ تشدید دال پڑھا ہے ماخوذ ند البعیر اذا تردی و ذہب
سے ۴ ۔ کسی نے کہا کہ میزان کے پاس ایک فرشتہ ہوگا جسوقت بندے کا عمل تولا جائیگا
پھر وہ بھاری ہوگا تو فرشتہ اپنی بلند آواز سے ندا کرے گا خبردار فلان فلان کا بیٹا مقرر ایسا سعید
و نیکبخت ہوا کہ بعد اُسکے کبھی شقی و بدبخت نہوگا اور اگر اُس کا عمل ہلکا ہوا تو ندا کرے گا کہ مقرر
شقی ہوا فلان بن فلان اِس ندا کی وجہ سے روز قیامت کا نام یوم التناد رکھا ہے ۵ ۔ قتادہ نے
کہا کہ ہر قوم اپنے اعمال کے ساتھ ندا کیجائیگی ندا کرینگے اہل جنت اہل جنت کو اور اہل نار اہل نار کو ۶ کسی نے
کہا اسلیے یوم التناد نام رکھا ہے کہ اہل جنت اہل نار کو یون ندا کرینگے کہ قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل
وجدتم ما وعد ربكم حقا قالوا نعم اور اہل نار اہل جنت کو یون پکاریگے افیضوا علینا من الماء او مما رزقكم الله قالوا
ان الله حرمهما علی الكافرین اور اعراف والے اہل جنت و اہل نار کو ندا کرین گے جیسا کہ
سورۂ اعراف مین مذکور ہے بغوی وغیرہ نے یہ بات پسند کی ہے کہ اُس کا نام یوم التناد اس
سبب کی وجہ سے رکھا ہے یہ قول حسن و جید ہے واللہ اعلم قولہ تعالیٰ یوم تولون مدبرین
یعنی جسدن تم پیٹھ پھیرو گے چلتے بھاگتے ہوئے کما قال تعالیٰ كلا لا وزر الی ربك
یومئذ المستقر اسی لیے اللہ عزوجل نے یون فرمایا ہے مالكم من الله من عاصم
یعنی نہین ہے واسطے تمہارے کوئی منع کرنے والا کہ اللہ کے باس و عذاب سے تمکو منع کرے

۵۱ اور فرشتے ہین اُس کے کنارون پر ۱۲ منہ
۵۲ اے فرشتون کے اوطاف السمٰوٰت کے اگر تم سے ہوسکے کہ نکل بھاگو آسمان اور زمین کے کنارون سے تو نکل بھاگو نہین نکل سکین گے بے سند ۱۲ منہ
۵۳ ردی ایک قسم کی چال کا نام ہے اور جب شتر تیز چلتا ہے اور بدکتا ہے اُسوقت بولتے ہین کہ تردی البعیر
۵۴ یعنی قیامت کے دن لوگ اس بڑے دن کا نام یوم التناد رکھینگے ۱۲ منہ
۵۵ یعنی قول سے متعلق نہین کہنے کی بات قول سے متعلق ہے اگر یہان حرف واو ہوتا تو تم تمنا ۱۲ منہ
۵۶ یعنی جسدن تم پیٹھ پھیرو گے چلتے بھاگتے ہوئے کما قال تعالیٰ کلا لا وزر الی ربك یومئذ المستقر اسی لیے اللہ عزوجل نے یون فرمایا ہے مالكم من الله من عاصم یعنی نہین ہے واسطے تمہارے کوئی منع کرنے والا کہ اللہ کے باس و عذاب سے تمکو منع کرے

ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو نہین ہے کوئی ہدایت کرنیوالا
اُسکو سوا اُسکے قولہ تعالیٰ ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات کا یہ مطلب ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے مصر والون مین ایک رسول بھیجا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے
یعنی حضرت یوسف علیہ السلام یہ اہل مصر کے عزیز اور رسول تھے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ
کی طرف بلاتے تھے ساتھ عدل کے سو مصر والون نے اُنکی اطاعت نہ کی مگر بوجہ وزارت اور
جاہ دنیوی کے اِسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ حتی اذا
ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا یعنی تم نا اُمید ہو گیے تو تمنے کہا طمع کرکے
کہ ہرگز نہ بھیجے گا اللہ بعد اُسکے کوئی رسول یہ بات اُنھون نے بسبب اپنے کفر و تکذیب کے کہی تھی
کذلک یضلل اللہ من ھو مسرف مرتاب یعنی مثل تمہارے اِس حال کے ہوتا ہے
حال اُس شخص کا جسکو اللہ گمراہ کرتا ہے بسبب اُسکے حد سے بڑھنے کے اپنے افعال مین اور
بسبب شک کرنے اُسکے دل کے پھر اللہ عزوجل نے فرمایا الذین یجادلون فی
آیات اللہ بغیر سلطان اتاھم یعنی جو لوگ کہ دفع کرتے ہین حق کو باطل سے اور جھگڑتے
ہین حجتون سے بغیر کسی دلیل وحجت کے جو اُنکے پاس ہو طرف سے اللہ تعالیٰ کے پس بیشک
اللہ عزوجل سخت بغض رکھتا ہے اس بات پر اِسی لیے یون فرمایا ہے کبر مقتا عند اللہ
وعند الذین اٰمنوا یعنی اور مؤمنین بھی اُس شخص کو مبغوض رکھتے ہین جسکی یہ صفت ہے کیونکہ
جسکی یہ حالت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اُسکے دل پر مہر لگاتا ہے سو وہ بعد اُسکے نہ کسی نیک بات کو
پہچانتا ہے نہ کسی بُری بات کو بُرا سمجھتا ہے اِسی لیے اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہے کذلک یطبع اللہ
علی قلب کل متکبر جبار یعنی اسیطرح اللہ مہر کرتا ہے ہر دل پر اُس شخص کے جو کہ حق کی
پیروی کرنے سے تکبر و سرکشی کرتا ہے ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے اور
شعبے سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ ان دونون نے کہا ہے کہ انسان جبار نہین ہوتا ہے
یہانتک کہ دو جانون کو قتل کرے ابو عمران جونی و قتادہ نے کہا ہے کہ جبارون کی
نشانی ہے قتل کرنا بغیر حق کے واللہ تعالیٰ اعلم وقال فرعون یاھامان ابن لی
صرحا الآیہ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے فرعون کے تمرد و سرکشی اور اُسکے افترا کی جو اُسنے حضرت

موسی علیہ السلام کی تکذیب مین کیا وہ یہ ہے کہ اُسنے اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ اُسکے واسطے
ایک صرح بنائی صرح کہتے ہین بلند اونچے محل کو یہ محل پکی ہوئی اینٹون سے بنایا تھا جیسا
کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے اوقد لی یاھامان علی الطین فاجعل
لی صرحا اسی لیے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مکروہ رکھتے تھے یعنی
سلف صالح پکی اینٹون سے گھر بنانے کو اور اسکو کہ اپنی قبرون مین اُسے لگائین رواہ
ابن ابی حاتم سعید بن جبیر و ابو صالح نے کہا کہ ابواب السموات سے مراد آسمانون کے
دروازے ہین کسی نے کہا کہ آسمانون کی راہین اور یہ جو کہا فاطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ کاذبا
اُسکے کفر و تمرد کی باتون مین سے ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی تکذیب کی اس بات مین
کہ اللہ عزوجل نے اُنکو اُسکی طرف بھیجا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وکذلک زین لفرعون
سوء عملہ وصد عن السبیل یعنی اسیطرح بھلے دکھائے تھے فرعون کو اُسکے بُرے کام
اور روکا گیا راہ سے یعنی بسبب اُسکے کرنے کے اس کام کو جس سے اُسنے چاہا کہ اپنی رعیت
کے جی مین یہ وہم ڈالے کہ وہ ایسی شے بناتا ہے جس سے حضرت موسی علیہ السلام کی
تکذیب کی طرف پہونچ جائے گا اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا وما کید فرعون
الا فی تباب حضرت ابن عباس و مجاہد نے کہا الا فی خسار یعنی نہین ہے مکر فرعون کا مگر نقصان
وزیان مین ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ مثل یوم الاحزاب سے مراد مثل یوم عذاب
الاحزاب ہے یعنی وہی مرد مومن اپنی قوم سے کہتا ہے مین تمپر ڈرتا ہون اگلی امتون کے
روز عذاب سے جو کہ اپنے نبیون پر جمع ہو گئی تھین کہ کہین ویسا عذاب کا دن تمپر نہ آجائے
یوم الاحزاب فرمایا ایام الاحزاب نہ کہا باوجود اسکے کہ احزاب جمع ہے سو اسکی یہ وجہ ہے
کہ احزاب کی جمع لانے نے یوم کی جمع لانے سے بے نیازی کر دے اور احزاب پر جو عذاب
نازل ہوا سو کچھ ایک دن مین سب پر نازل نہین ہوا بلکہ دنیا کے مختلف و مترتب دنون مین
اُترا پھر مرد مومن نے احزاب کی تفسیر کی تو کہا مثل داب قوم نوح الآیہ یعنی مثل حال قوم نوح وغیرہ
کے یا مثل اُن کی عادت کے تکذیب پر قایم رہنے مین یا مثل جزا اُس کفر و تکذیب کے جس پر
وہ تھے وما اللہ یرید ظلما للعباد کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک بغیر گناہ کے بندون کو عذاب

لہ اسکی جگہ اسکے ہامان ہم اسکو واسطے ہم اسکے لیے ہم بنایم اسکو واسطے ایک محل ۱۲ منہ

وعقاب نہین کرتا ہے اور نہ انہین کے ظالم کو بدون انتقام کے چھوڑتا ہے یا جسقدر عذاب کے وہ مستحق ہین اُسپر زیادہ نہین کرتا ہے یا اُن کو ہلاک نہین کرتا ہے مگر بعد حجت قایم کرنے کے اُپر مطلب یہ ہے کہ اُن کا ہلاک کرنا عدل تہا اِس لیے کہ وہ بسبب اپنے اعمال بد کے مستحق ہلاک ہو چکے تہے اس آیت مین بہ نسبت وما ربک بظلام للعبید کے مبالغہ زیادہ ہے اِس جہت سے کہ اسمین ارادۂ ظلم کی نفی کے ہے اور کلمۂ ظلم کو نکرہ ذکر کیا ہے پس جو ذات پاک کہ کسی قسم کے ظلم کے ارادے سے مبرا ہے تو ظلم کرنے سے تو بطریق اولیٰ مبرا و منزہ ہوگا معتزلہ نے جو یہ تفسیر کی ہے کہ اللہ ارادہ نہین کرتا ہے واسطے بندونکے کہ وہ ظلم کرین سو بعید ہے کیونکہ اہل لغت نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے سے کہے لا ارید ظلمک تو اُسکے یہ معنی ہین کہ مین ارادہ نہین کرتا ہون اسکا کہ تجہپر ظلم کرون بالجملہ اول مرد مومن نے عذاب دنیا سے ڈرایا پہر اپنے وعظ و نصیحت مین زیادتی کی اور عذاب آخرت سے خوف دلایا پس کہا ویا قوم انی اخاف علیکم یوم التناد جمہور نے تخفیف دال و حذف یا پڑہا ہے اصل مین تنادی ہے بروزن تفاعل ندا سے محاورے مین بولتے ہین تنادی القوم یعنی بعض نے بعض کو پکارا حضرت حسن وغیرہ نے باثبات یا پڑہا ہے بنا بر اصل اور حضرت ابن عباس و ضحاک و عکرمہ نے بہ تشدید دال بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ یہ لحن ہے یعنی خطا ہے اس لیے کہ ماخوذ ہے تندید سے یہ جب بولتے ہین کہ کوئی شخص گزر کرے اپنے مونہہ پر بہاگتا ہوا تحاس نے کہا یہ بات غلط ہے اور قراءت حسن ہے بنا بر معنی تنافی ضحاک نے اسکے معنی مین کہا ہے کہ جسوقت جہنم کا چیخنا سنین گے تو ندا ہربا یعنی بدکین گے بے تک بہاگین گے پہر نہ آئین گے کسی طرف کو اطراف زمین سے مگر پائین گے فرشتون کی صفون کو تو لوٹ آئین گے طرف اُس بگہہ کے جسمین تہے پس وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا یوم التناد اور جمہور کی قراءت پر معنی یہ ہین کہ بعض بعض کو پکارین گے یوم التناد مین جو اقوال ہین وہ اول گزر چکے ہین ایک اور قول یہ ہے کہ اُسمین ہر قسم کے لوگ اپنے اپنے امام و پیشوا کے ساتہہ پکارے جائین گے دوسرا یہ ہے کہ ندا کی جائیگی جسوقت کہ موت ذبح کی جائے گی اے اہل جنت خلود ہے بلا موت اور اے اہل نار خلود ہی بلا موت

۵۱ اور تیرا رب ایسا نہین کہ ظلم کرے بندون پر ۱۲ منہ

۵۲ یعنی بتشدید دال یعقوب دال کو ضم دیتا ہے ۱۲ منہ

تیسرا یہ ہے کہ مومن ندا کرے گا ھاؤم اقرؤا کتابیہ یعنی آؤ جی میرا نامۂ اعمال پڑھو اور کافر ندا کرے گا یالیتنی لم اوت کتابیہ یعنی اے کاش مین اپنی کتاب نہ دیا جاتا قولہ یوم تولون مدبرین بدل ہے یوم التناد سے یا منصوب ہے بتقدیر اعنی اور عطف بیان نہین ہو سکتا اس لیے کہ وہ معرفہ اور یہ نکرہ یعنی یوم التناد وہ دن ہے جسدن تم پیٹھ پھیرو گے اِس حال مین کہ تم رجوع ہونیوالے ہو گے موقف سے طرف نار کے یا بھاگنے والے ہو گے نار سے اِس حال مین کہ عاجز کرنے والے نہو گے قتادہ و مقاتل نے کہا کہ رجوع ہونے والے ہو گے طرف نار کے بعد حساب کے پھر اُس مومن نے اپنی تہدید کی یہ تاکید کی کہ مالکم من اللہ من عاصم یہ جملہ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی تم نار کی طرف جاؤ گے اِس حال مین کہ اللہ کے عذاب سے تمہارا کوئی بچانے والا نہو گا کہ تم کو اُس سے بچاے پھر اپنی قوم کی قوت ضلالت و شدت جہالت پر تنبیہ کی تو یون کہا ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو اُسکے واسطے کوئی ہادی نہین ہے کہ اُسے ہدایت کی راہ بتائے ہاد کو باثبات و حذف یا پڑھا ہے وقف مین اور وصل مین بحذف یا مع اُسکے حذف کے خط مین بھی کما فی الجمل قولہ تعالیٰ ولقد جاءکم یوسف من قبل الآیہ مومن آل فرعون کے تتمۂ وعظ سے ہے کسی نے کہا کہ منجملۂ قول موسیٰ علیہ السلام ہے لیکن قول اول اولیٰ ہے مرد مومن اُنکی قدیم سرکشی اُنکو یاد دلاتا ہے جسکو وہ انبیا پر اول سے کرتے چلے آئے ہین کہتا ہے کہ تم تو پرانے متمرد و سرکش ہو موسیٰ علیہ السلام سے پہلے یوسف علیہ السلام ظاہر ظاہر معجزے واضح واضح نشانیان لیکر تمہارے پاس آئے یعنی تمہارے باپ دادو نکے پاس چونکہ ابناء سرکشی مین مثل آباء کے تھے اسلیے آباء کی طرف آنیکو ابنا کی طرف آنا ٹھیرایا پس تم یعنی تمہارے باپ دادے ہمیشہ رہے شک مین اُن نشانیون سے جنکو وہ لیکر تمہارے پاس آئے اور اُنپر ایمان نہ لاے یہانتک کہ جب یوسف علیہ السلام مر گیے تو تم نے یعنی اسلاف نے کہا کہ ہرگز نہ بھیجے گا اللہ بعد اُنکے کوئی رسول پس یوسف علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا اُن کی حیات مین اور بعد اُنکی موت کے اُن رسولون کے ساتھ کفر کیا جو اُنکے بعد ہونگے اور یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ اُنپر حجت کی تجدید نکرے گا یہ بات صرف بطور تشہی و تمنی کے کہی بدون

۱۴۶

کسی حجت و برہان کے تاکہ اُنکے لیے یہ ایک بنیاد ہو جائے تکذیب رسل مین جو اُنکے بعد آئین گے اور یہ بات اُنکی طرف سے یوسف علیہ السلام کی رسالت کا کچھ اقرار نہین ہے بلکہ اُن کی رسالت مین جو اُنکو شک تھا اُسکے ساتھ اُنکے بعد کے رسولون کی رسالت کی تکذیب کو ملانا ہے ہذا حاصل ما افادہ الخطیب والخازن **یوسف** مین تین قول ہین ایک **قول** یہ ہے کہ حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام ہین محلی نے کہا عمر الی زمن موسیٰ انتہے یعنی یوسف بن یعقوب زندہ رہتے چلے آئے زمانہ موسیٰ کلیم اللہ تک سلیمان جمل نے کہا کہ یہ بات محلی کے سوا کسی اور مفسر نے نہین کہی بعد جستجو کے انتہا کی بات جو پائی گئی وہ یہی ہے جو شہاب نے نقل کی ہے باین قول کہ بعض تواریخ مین ہے کہ وفات یوسف علیہ السلام کی چوسٹھہ برس قبل موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ہوئی قاری نے کہا صحیح یہ ہے کہ جسکی عمر بڑی ہوئی وہ فرعون موسیٰ علیہ السلام ہے اُس نے حضرت یوسف کو پایا اور جیا یہانتک کہ موسیٰ علیہ السلام اُس کی طرف بھیجے گیے چار سو چالیس برس کی اُسکی عمر ہوئی انتہیٰ سیوطی نے تحبیر مین کہا ہے کہ یوسف بن یعقوب ایک سو بیس برس زندہ رہے اُنکے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان چار سو برس کی مدت ہے انتہے کسی نے کہا کہ وہ کوئی اور فرعون ہے بالجملہ اس قول کی بنا پر کہ یوسف سے مراد یوسف بن یعقوب ہین بناے مراد رویاے یوسف علیہ السلام ہوگا کما قالہ ابن جریج کسی نے کہا کہ مراد اُن کا یہ قول ہے اادخلوا[۵۱] باب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار دوسرا قول یہ ہے کہ مراد یوسف سے یوسف بن افرائیم[۵۲] بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام ہین یہ یوسف حضرت یوسف کے پوتے ہوئے قبطیون مین بیس برس نبی رہے تیسرا قول یہ ہے کہ نقاش نے ضحاک سے حکایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف ایک رسول بھیجا جن سے جسکو یوسف کہتے تھے[۵۳] علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ قول اول اولیٰ ہے بالجملہ غرض مرد مومن کے کلام مذکور سے وعظ و نصیحت ہے اپنی قوم کو کہ دیکھو کیا کھلی گمراہی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام رسول ہو کر آئے تو تمہارے پر کہے اُنکے منکر ہوئے اور جب وفات پائی تو بے دلیل کوری تمنا کر کے کہدیا کہ اُنکے بعد کوئی رسول

۵۱ بمالکے معبود جدا جدا بہتر یا اللہ اکیلا زبردست ۱۲ منہ

۵۲ کذا فی فتح البیان و فتح القدیر و جلالین مطبوع مصر مین ابراہیم ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

۵۳ یہ قول نہایت غور ہے کہ رسول ہی نام ہے تین تین سو برس کے تین رسولون کے ۱۲ منہ

نہ آئے گا اسی لیے یون کہا کذالک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب یعنی مثل اس گمراہ کرنے تمہارے کے جو کہ ظاہر باہر ہے گمراہ کرتا ہے اللہ اُس شخص کو جو کہ حد سے بڑہنے والا ہے معاصی مین کثرت کرنیوالا ہے گناہون مین یا شرک کرنیوالا ہے شک کرنیوالا ہے اللہ کے دین مین اور اُسکی وحدانیت و وعد و وعید مین قولہ تعالیٰ الذین یجادلون الآیہ مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ یہ بھی منجملۂ کلام مرد مومن ہے اِس بنیاد پر محل نصب مین ہوگا بنا بر بدل کلمۂ مَن سے اور جمع لانا باعتبار معنی مَن کے اور مفرد لانا ضمیر ہو کا باعتبار لفظ مَن کے ٹھیرے گا یا اِس بنا پر کہ بیان ہے لفظ مَن کا یا اُسکی صفت ہے یا باضمار اعنی منصوب ہے یا محل رفع مین ہی اِس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے ہم الذین اور بغیر سلطان متعلق ہے یجادلون سے اور اتاہم صفت ہے سلطان کی معنی یہ ہین کہ مرد مومن کہتا ہے کہ مسرف مرتاب وہ لوگ ہین جو کہ جھگڑتے ہین باطل کرنے مین اللہ کی آیتون کے بغیر کسی حجت واضح و برہان ساطع کے جو اُنکے پاس آئی ہو یہ صفت فرعون مین اور اُسکی قوم مین موجود تھی تو چاہیے تہا یون کہتا کہ تم مسرف و مرتاب ہو اللہ کے معجزون مین بے دلیل جھگڑتے ہو لیکن چونکہ مرد مومن کو اُن کا نصیحت کرنا اور اُنکے دلون کو اپنی طرف مائل کرنا منظور تہا اس لیے خطاب ترک کر کے اُنکے حال کو پیرایۂ اسم غائب مین اور بطور عموم ادا کیا تاکہ نصیحت پذیر ہون اور اپنے حال مین غور کرین خیر خواہ خوش تقریر بلیغ ناصحون کا یہی طریقہ ہوتا ہے ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران	گفتہ آید در حدیث دیگران

اور سنی طریقہ بھی یہی ہے دیکھو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وعظ فرماتے تو بابال اقوام فرمایا کرتے تھے کسی شخص خاص کو خطاب نہ فرماتے بالجملہ یہان یہ سوال ہو سکتا ہے کہ مسرف مرتاب لوگون کا کیا حال ہے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سو یہ اُسکا جواب دیا کبر مقتا عند اللہ وعند الذین اٰمنوا کبر مین دو احتمال ہین یا تو مراد اُس سے تعجب و استعظام ہے یا مراد ذم ہے مثل کلمۂ بئس کے اور ضمیر راجع ہے طرف مَن کے باعتبار لفظ یا طرف جدال کے جو کہ بجادلون سے سمجھا جاتا ہے یعنی وہ مسرف مرتاب لوگ بڑے ہین یا بڑے

ہین ازروے بغض کے یا بڑا ہے یا بُرا ہے جدال اُن کا براہ بغض کے مطلب یہ ہے کہ بڑا ہے یا بُرا ہے بغض اُن کا یا اُنکے جدال کا نزدیک اللہ کے اور نزدیک مؤمنین کے اللہ پاک کا اُن سے بغض کرنا تو اُنکی ذم کرنا اور اُنکو لعنت کرنا اور اُنپر عذاب نازل کرنا ہے اور مومنین کا بغض یہ ہے کہ اُن سے سخت تر بغض رکھنا اور نہایت درجہ اُن سے کراہیت کرنا ہے کذلك یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار یعنی جیسے ان مسرف مرتاب مجادل لوگون کے دلون پر نہایت محکم و مضبوط گمراہی کی مہر لگائی ہے کہ باوجود روشن دلیلون کے بے دلیل اُنکے باطل کرنے مین جھگڑتے ہین ویسے ہی اللہ مہر لگاتا ہے ہر دل پر متکبر جبار کے دوسرا قول یہ ہے کہ الذین یجادلون ابتداے کلام ہی طرف سے اللہ پاک کے مومن کا کلام مرتاب تک تمام ہوگیا اس بنا پر الذین مبتدا ہے اور کبر خبر بنا بر حذف مضاف اے جدال الذین یجادلون کبر مقتا محلی نے اسکو اختیار کیا ہے اور ابو حیان نے نہر مین اسکو اولی کہا ہے جمل نے کہا یہ اولی و احسن ہے اُن دس اعرابون کا جنکو سمین نے ذکر کیا ہے قاضی نے اسکو بلفظہ بجوزا دا کیا ہے یا خبر بغیر سلطان ہے تقدیر یہ ہے الذین یجادلون فی آیات اللہ کائنون او مستقرون فی غیر سلطان اتاہم اور فاعل کبر کا کذلک ہے اے کبر مقتا مثل ذلک الجدال القبیح اب یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار کلام مستانف ٹھیرے گا غرض اس سے اُس شے کا بتانا ہے جو کہ اُنکے جدال کے موجب ہوئی وہ شے یہی اللہ پاک کا مہر کرنا ہے اُنکے دلون پر پس بجاے علی قلوبہم کے علی کل قلب متکبر جبار کہا اِس لیے کہ تکبر و تجبر کی اُنپر تسجیل ہوجائے اور مہر لگانے کی علت معلوم ہوجاے اُنکی جدال کا موجب تو مہر کرنا ہوا اور مہر کرنے کی علت اُن کا تکبر و تجبر ہوا تکبر و تجبر نکرتے تو مہر نہوتی اور مہر نہوتی تو جدال نکرتے اِس سے معلوم ہوا کہ جس دل مین تکبر و تجبر گھر کرلیتا ہے اُسپر گمراہی کی مہر لگ جاتی ہے پھر کوئی خیر اُسمین گھسنے نہین پاتی تو اُس کا یہی دہندا ہوتا ہے کہ بے دلیل اندھا دہند اللہ پاک کی کھلی باتون مین جھگڑتا رہتا ہے ابن جریج نے کہا کہ الذین یجادلون سے مراد یہود ہین فتح القدیر وغیرہ مین ایک یہ وجہ لکھی ہے کہ الذین مبتدا اور یطبع خبر لیکن اسکی توجیہ سمجھ مین نہین آتی واللہ اعلم جمہور نے یون پڑھا ہے کہ قلب کو

متکبر کی طرف مضاف کیا ہے ابو حاتم و ابو عُبید نے یہ قرارت پسند کی ہے تقدیر یہ ہے کذلک یطبع اللہ علی کل قلب کل متکبر دوسرے لفظ کل کو بسبب دلالت اول کے حذف کر دیا ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک جمیع متکبرین جبارین کے دلون پر مہر کر دیتا ہے ابو عمرو وغیرہ[۵۱] نے یہ تنوین قلب پڑہا ہے اس بنا پر کہ متکبر صفت قلب ہے پس قلب سے مراد جملہ ہوگا اس لیے کہ قلب محل تکبر ہے اور باقی اعضا اس باب مین اُسکے تابع ہین یہ دونون قراتین سبعیہ ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے علی قلب کل متکبر پڑہا ہے زمخشری کے نزدیک دوسری قرارت کی تقدیر یہ ہے علی کل ذی قلب متکبر صفت کو صاحب قلب کے واسطے ٹھیرایا ہے[۵۲] شیخ نے کہا کہ اعتبار حذف کی طرف کوئی ضرورت داعی نہین ہے صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین بلکہ یہان حذف کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ حذف ماننے سے دونون قراتین باہم موافق ہو جائینگی[۵۳] اس لیے کہ دونون مین موصوف ایک ہو جائے گا یعنی صاحب قلب بخلاف عدم تقدیر کے کہ ایک مین تو موصوف قلب ہوگا اور دوسرے مین صاحب قلب اسیطرح جمل نے بھی کہا ہے محلی فرماتے ہین کہ کلمہ کل کا دونون قرارتون کی بنا پر واسطے عموم ضلال کے ہے سارے قلب کو یعنی گمراہی نے اُسکے دل کے سارے اجزا کو گھیر لیا ہے کوئی جگہہ اُسمین قابل ہدایت پانیکے باقی نہین ہے عموم قلوب کے واسطے نہین ہے یعنی افراد قلوب کے عموم کے لیے نہین ہے حفناوی نے اسپر یون اعتراض کیا کہ یہ کاریگری تو کل کو نکالنا ہے اُسکے موضوع سے وہ یہ ہے کہ کل جب داخل ہو نکرہ پر مطلقا یا معرفہ مجموع پر تو عموم افراد کے لیے ہوتا ہے اور جب داخل ہو معرفۂ مفرد پر تو عموم اجزا کے واسطے ہوتا ہے اور اس جگہہ نکرہ پر داخل ہوا ہے تو حق اُسکا یہ ہے کہ عموم افراد کے لیے ہو نہ عموم اجزا کے جیسے کہ شارح راہ چلے ہین فیلتامل اگرچہ قاعدہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حفناوی فرماتے ہین لیکن چونکہ یہان لفظ کل قلب پر داخل ہوا ہے اور اس سے پہلے طبع کا ذکر ہے اس لیے مفہوم طبع اسی کا مقتضی ہے کہ عموم اجزاے قلب مراد ہو کیونکہ جب کسی دل پر گمراہی کے ساتھہ مہر کر دی گئی تو وہ گمراہی اُسکے سارے اجزا کو عام ہو گئی اب کوئی جزو ایسا نہ بچا کہ ہدایت کے قابل ہو واللہ اعلم بالجملہ جب

۵۱ یعنی ابن محیصن و ابن ذکوان من اہل الشام ۱۲ منہ

۵۲ شاید شیخ سے مراد ابو حیان ہین واللہ اعلم ۱۲ منہ

۵۳ اسی طرح حضرت ابن مسعود رض کی قرارت سے بھی توافق ہو جائیگا ۱۲ منہ

فرعون نے مرد مومن کا وعظ سنا تو اسکے قبول سے اعراض و نفرت کی اس لیے کہ اسکے دل پر تو گمراہی کی مہر ہو چکی تھی اور اپنے تکبر و تجبر کی طرف رجوع ہوا اور کہا یا ھامان ابن لی صرحا یعنی او ہامان بنا میرے لیے ایک قصر مشید محل محکم و پختہ جسطرح کہ اسکی تفسیر سورۂ قصص میں گزر چکی ہے کسی نے کہا صرح سے مراد بنائے ظاہر ہے جو کہ ناظرین پر مخفی نہ رہے گو وہ دور ہو اسی معنی سے یہ ہے کہ جب کوئی شے ظاہر ہوتی ہے تو محاورے میں بولتے ہیں صرح الشیٔ یعنی وہ شے ظاہر ہوئی مصباح میں ہے الصرح بیت واحد یعنی مفرد اطولا ضخما تمیمی نے کہا صرح قصر ہے یا صحن خانہ یا بلاط[۵۱] جو کہ شیشے سے بنایا جاتا ہے اصل اسکی تصریح سے ہے اور تصریح بمعنی کشف ہے لعلی ابلغ الاسباب شاید میں پہونچوں اسباب کو یعنی راہوں کو ایک آسمان سے طرف دوسرے آسمان کے قتادہ و زہری و سدی و اخفش نے کہا کہ اسباب سے مراد ابواب ہیں یعنی اسکے دروازے جو کہ اسکی طرف موصل ہیں اسباب السموات بیان ہے اسباب کا اس لیے کہ شے جب ابہام کیجاتی ہے پھر تفسیر کی جاتی ہے تو نفوس میں زیادہ تر جمتی ہے اور اسکی شان کی زیادہ تر فخامت و بزرگی ہوتی ہے یا بدل ہے اسباب سے اخفش نے اس آیت کی تفسیر کے وقت زہیر کی یہ بیت پڑھی ؎

ومن ھاب اسباب المنایا ینلنه	ولو رام اسباب السماء بسلم

یعنی جو کوئی ڈرے موتوں کے اسباب سے تو وہ اسکو پہونچیں گے اگرچہ قصد کرے آسمان کے دروازوں کا سا تھ زینے کے مطلب یہ ہے کہ اسباب بمعنی ابواب ہے کسی نے کہا اسباب سموات وہ امور ہیں جنسے تمسک کیا جاتا ہے نسفی نے کہا اسباب سے مراد طرق و ابواب ہیں اور وہ شے جو انکی طرف موٴدی ہو اور ہر شے جو تجھے کسی شے کی طرف پہونچا دے تو وہ اسکی طرف سبب ہے مثلاً رسی ڈول سبب ہیں پانی بھرنیکے قلم دوات کاغذ سبب ہیں لکھنے کے فاطلع الی الٰہ موسیٰ جمہور نے رفع پڑھا ہے ابلغ پر عطف کیا ہے اس بنا پر یہ داخل ہے ترجی کے تحت میں معنی یہ ہیں کہ شاید میں پہونچوں اسباب سموات کو اور شاید میں مطلع ہوں بعد اسکے یعنی معبود موسیٰ کے طرف نظر کروں اور اسکے حال پر اطلاع پاؤں اعرج سلمی وغیرہ[۵۲] نے بنصب پڑھا ہے اس بنا پر کہ جواب ہے ابن لی کے امر کا یہ رائے ہے بصریوں کی

[۵۱] بلاط وہ پتھر جن کو فرش گھر کے صحن میں بچھاتے جاتے ہیں ۱۲ منہ

[۵۲] یعنی عیسیٰ بن عمر و حفص ۱۲ منہ

یا بنا برجواب ترجی جیسا کہ ابو حیان وغیرہ نے کہا ہے اور یہ رائے ہے کوفیون کی نحاس نے
کہا نصب کے معنی خلاف معنی رفع ہین اس لیے کہ نصب کے یہ معنی ہین کہ جب مین اسباب
کو پہونچون گا تو مطلع ہو جاؤن گا اسکے سوا اور کچھ بھی کہا ہے اسمین دلیل ہے اس بات پر
کہ فرعون بڑا ہی جاہل تھا اور حقائق اشیا کے سمجھنے سے نہایت ہی دور پڑا ہوا تھا وانی
لاظنہ کاذبا یعنی اور بیشک مین البتہ گمان کرتا ہون موسی کو جھوٹا اس دعوی مین کہ اسکا
ایک معبود ہے میرے سوا مستوی عرش پر فوق سموات یا رسالت مین جسکا وہ دعوی کرتا
ہے فرعون نے جو یہ بات کہی سو واسطے طمع کاری و مکاری کے اور خلط ملط کرنیکے اپنی
قوم پر ورنہ وہ تو جانتا پہچانتا اعتقاد رکھتا تھا حقیت الٰہ کا اور اس کا کہ وہ کسی جہت مین نہین
ہے لیکن اُسنے اپنی قوم پر خلط ملط کرنے کا ارادہ کیا اس لیے کہ اسکو وسیلہ کرے اُن کے
باقی رہنے کا کفر پر سو گویا وہ یون کہتا ہے کہ اگر معبود موسی کا موجود ہوتا تو اُسکے واسطے کوئی
محل ہوتا اور اُسکا محل زمین ہوتی یا آسمان اور جبکہ اُسکو زمین مین نہ دیکھا تو اب یہ باقی رہا کہ وہ
آسمان مین ہو اور آسمان کی طرف پہونچ نہین سکتے ہین مگر زینے کے ذریعہ سے کذا قالہ الخفاجی
یہ تو سن چکے اب ذرا شیخ محی الدین محشی بیضاوی شریف کا بیان واضح سنو تاکہ مطلب آیت کا
ذہن مین خوب جم جائے فرماتے ہین اگر پہلے ہی سے یون کہدیا جاتا کہ لعلی ابلغ اسباب السموات
تو مقصود پورا ہو جاتا مگر فرعون نے اول تو اسباب کا ذکر کیا بطور ابہام پھر اسباب السموات
سے اُنکو واضح کیا واسطے دو فائدون کے اول فائدہ تو تفخیم شان اسباب ہے جن کے پہونچنے
کی اُسنے آرزو کی ہے اس لیے کہ ایضاح شے کا بعد اُسکے ابہام کے جو ہوتا ہے سو واسطے
اُسکی شان کے اعتنا و اہتمام کے اور اُسکی جلالت قدر پر آگاہ کرنے کے دوسرا فائدہ مشتاق کرنا
سامع کا ہے طرف معرفت اسباب کے کیونکہ نفس جس شے کو نہین پہونچا ہے اُسکی طرف بغایت
آرزو مند ہوتا ہے سو اسباب کا ذکر مبہم کیا تاکہ اسباب سے جو مراد ہے اُسکی معرفت کی طرف
ہامان کا نفس مشتاق ہو پھر اُنکی توضیح کردی تاکہ اُن کا وارد کرنا ایسے نفس پر ہو جو کہ بیدار
ہوشیار و مشتاق ہو چکا ہے طرف اُنکی معرفت کے تو جو اُنکے وارد کرنے سے مقصود
ہے وہ حاصل ہو جائے اور فرعون نے جو ہامان کو قصر بنانے کا حکم دیا سو ظاہر یہ ہے

کہ اوسنے کچھہ یہ قصد نہین کیا کہ وہ اُسکے واسطے کوئی بناے رفیع بنائے جس سے وہ
آسمان کی طرف چڑھے کیونکہ فرعون اُن دیوانون مین سے نہ تہا جو بالبداہت اسکے امتناع
کو نہین جانتے ہین ورنہ اللہ پاک کی طرف سے یہ بات صحیح نہوتی کہ وہ اُسکی طرف کوئی رسول
بہیجے اور اُسپر ایمان لانے کا اور اُسکے حکم کی بجاآوری کا اُسکو مکلف کرے اور اُسکی طرف سے
یہ حکایت فرمائے کہ اُسکی طبیعت سخت ہے اور اسراف مین اُسکو علو ہے اور ہمارا یہ کہنا کہ
اِس بات کا امتناع بالبداہت معلوم ہے سو اِس لیے کہ ہر کوئی بالبداہت اِس بات کو جانتا ہے
کہ بشر کی قدرت مین یہ امر نہین ہے کہ وہ ایسا محل بنائے جو بلند تر ہو بلند تر جبال سے اور
جو شخص نظر کرے طرف آسمان کے اُس پہاڑ کے نیچے سے جو کہ بلند ترین جبال ہے
پھر آسمان کی طرف نظر کرے اُس پہاڑ کی چوٹی سے تو وہ آسمان کی نسبت مین اپنی طرف
کسیطرح کا تفاوت نہ پائے گا یا اِس طور کہ ایک حالت مین تو آسمان اُسکی طرف زیادہ تر قریب
ہو بہ نسبت اُسکے دوسری حالت مین باوجود اِس علم کے عاقل کیونکر اسکا قصد کرے گا کہ
ایک ایسا مکان بنائے جس سے آسمان کی طرف چڑہ جائے حالانکہ وہ عقلا مین سے تہا
تو اب اسکی کوئی وجہ نہین ہے کہ اُسکی طرف ایسے قصد کی نسبت کی جائے اگرچہ بعض مفسر
اسطرف گیے ہین کہ فرعون نے محل بنانے کا قصد کیا اور اُسکے بنا کی کیفیت مین ایک
طویل حکایت ذکر کی ہے چونکہ یہ قول بعض کا بغایت بعید تہا اِس لیے قاضی بیضاوی رحمہ اللہ
تعالی نے اسکی توجیہ مین دو وجہین ذکر کی ہین اول یہ ہے کہ مراد فرعون کی صرح سے رصد ہے
جائے بلند ہین اور اسباب سے مراد تارے ہین جو کہ اسباب سماوی ہین جن سے توصل کیا جاتا
ہے طرف اطلاع کے حوادث ارضی پر اور اُسکا مطلع ہونا الہ موسی پر سو اس سے یہ مراد ہو کہ مطلع
ہوا اسپر کہ آیا اُسنے موسی علیہ السلام کو بہیجا ہے یا نہین دوسری وجہ یہ ہے کہ فرعون فرقۂ
دہریہ مین سے تہا دہریہ ایک فرقہ ہے اگلون مین کا یہ لوگ صانع مدبر عالم قادر کے منکر
ہین اور خیال کرتے ہین کہ عالم ہمیشہ سے اسیطرح موجود چلا آیا ہے بدون اِس کے کہ نسبت
کیا جاے طرف کسی صانع کے جو کہ خارج ہو مجموع من حیث ہو مجموع سے اور مثلاً حیوان نطفہ
سے اور نطفہ حیوان سے ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے نہ طرف کسی نہایت کے یہ لوگ زندیق ہین

اور فرعون انہین مین سے تہا غرض اُسکی اِس کلام سے شبہے کا وارد کرنا ہے نفی صانع مین جو کہ معبود عالم ہے تقریر اُسکی یہ ہے کہ ہم نہین دیکھتے ہین ایسی شے کو جسپر حکم لگائین کہ وہ الٰہ عالم ہے پہر کیونکر ہم حکم کرین اُس شے کے وجود کا جسکو ہم نے نہین دیکہا ہم جو اُسکو نہین دیکھتے ہین سو اس لیے کہ اگر وہ موجود ہوتا تو آسمان مین ہوتا اور جو شے آسمان مین ہے اُسکو زمین والے نہین دیکھہ سکتے مگر آسمان پر چڑہنے سے اور آسمان کی طرف چڑہنے کی ہم کو کوئی راہ نہین ہے تو اب ہم کو کوئی راہ نہین ہے طرف دیکھنے اُس معبود کے جو کہ رب ہے موسیٰ کا اور حکم کرنا اُسکے وجود کا نہین ہے مگر بسبب تقلید ایک شخص کے جسکو ہم جانتے نہین ہین کہ آیا وہ سچا ہے یا جہوٹا پہر فرعون نے مبالغہ کرنا چاہا اِس امر کے بیان کرنے مین کہ آسمان کی طرف چڑہنا ممکن نہین ہے پس اُسنے ہامان کو حکم دیا کہ اُسکے لیے ایک محل بنائے جس سے وہ آسمان کی طرف چڑہے تاکہ معترف ہو اپنے عاجز ہونے کا اُس سے باوجود اسکے کہ وہ اقدر اہل الارض ہے تو آسمان کی طرف چڑہنے کا امتناع ثابت ہو جاے اور اس سے یہ ظاہر ہو جاے کہ الٰہ عالم کی معرفت کی طرف وصول بطریق رویت و احساس ممتنع ہے حالانکہ یہ شبہہ فاسد ہے کیونکہ طریق علم کے تین ہین حس سلیم و خبر صادق و نظر عقل اور یہ بات کہ حس کا اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف طریق ہونا ممتنع ہے اِس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ اُسکی معرفت مطلقاً ممتنع ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے یہ بات بیان کردی کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کیطرف جو راہ ہے سو وہ یہی نظر و استدلال ہے ساتھہ آثار کے کما قال ربکم و رب آبائکم الاولین وقال رب المشرق والمغرب مگر فرعون نے بسبب اپنے خبث و مکر کے اس سے تغافل کیا اور جاہلون کی طرف یہ شبہہ ڈالا کہ جب اِس معبود کے احساس کی طرف راہ منتفی ہے تو واجب ہے اُس کی نفی کرنا اور تکذیب اُس شخص کی جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اُسکی طرف سے رسول ہے وکذلک زین لفرعون سوء عمله وصد عن السبیل وما کید فرعون الا فی تباب یعنی جسطرح کہ شیطان نے فرعون کو یہ بات اچہی کر دکہائی کہ جاہلون کے گمراہ کرنے کو قول مذکور کہا اسیطرح اُسکو اُسکا بُرا کام اچہا کر دکہایا یعنی شرک و تکذیب اور ہدایت کی راہ سے اُسکو روکا پس وہ گمراہی مین بڑہتا رہا اور طغیان و سرکشی پر

۵۱ کما صاحب تمہارا اور صاحب تمہارے اگلے باپ دادون کا ۱۲ منہ

۵۲ کما رب مشرق اور مغرب کا ۱۲ منہ

جارہا اور نہین تہا مکر فرعون کا آیات موسیٰ علیہ السّلام کے باطل کرنے مین مگر خسار و ہلاک مین
حضرت ابن عباس نے فرمایا تباب بمعنی خسران ہے یعنی نقصان و زیان اسی معنی
سے تبت یدا ابی لھب ہے جمہور نے صد کو بفتح صاد و دال پڑہا ہے یعنی روکا فرعون
نے لوگون کو راہ ہدایت سے اور کوفیون نے بضم صاد بصیغہ مجہول ابو عبید و ابو حاتم نے اسکو
اختیار کیا ہے شاید وجہ اختیار کی یہ ہو کہ زین مین جو قرار کا اجماع ہے صیغۂ مجہول پر سو یہ
اسکے مطابق ہے یہ دونون قراءتین سبعیہ ہین یحییٰ بن وثاب و علقمہ نے صِد بکسر صاد
پڑہا ہے اور ابن ابی اسحٰق و عبدالرحمن بن ابی بکر نے بفتح صاد و ضم دال مسنون اس بنا پر کہ مصدر ہی
معطوف ہے سوء عملہ پر اے زین لہ الشیطان سوء العمل والصّد مزین شیطان ہے بسبب
اپنے وسوسے کے کقولہ تعالیٰ وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن السبیل
یا اللہ پاک ہی کما قال تعالیٰ وزینا لھم اعمالھم فھم یعمھون معتزلہ نے چونکہ تزیین و
صد کی نسبت کرنے کا اللہ پاک کی طرف انکار کیا تو کہا کہ مزین وصاد شیطان ہی ہے اور ہم
یون کہتے ہین کہ اگر مزین فرعون کیواسطے شیطان ہی ہو تو شیطان کیواسطے مزین اگر اور شیطان
ہو لا الی النہایہ تو شیاطین مین تسلسل لازم آئے گا یا دور حالانکہ یہ باطل ہے اور جب یہ باطل
ہوا تو واجب ہوا انتہا اسباب و مسببات کا طرف واجب الوجود کے اور اللہ ہی حقیقی فاعل
ہے اور آیت مذکورہ مین جو شیطان کی طرف نسبت تزیین کے کی ہے سو باین اعتبار ہے کہ
اسکو دخل ہے بسبب اسکے وسوسے کی غرضکہ مرد مومن نے پہر تذکیر و تحذیر کی طرف رجوع
کیا جسطرح کہ اللہ پاک نے اسکی طرف سے یہ حکایت فرمائی ہے وقال الذی اٰمن یٰقوم
اتبعون اھدکم سبیل الرشاد ○ یٰقوم انما ھذہ الحیوٰۃ الدنیا متاع و
ان الاٰخرۃ ھی دار القرار ○ من عمل سیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلھا و
من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فاولٰئک یدخلون الجنۃ
یرزقون فیھا بغیر حساب ○ اور کہا اُس ایمان دار نے اے قوم میری راہ چلو پہونچا دونگا
تمکو نیکی کی راہ پر اے قوم یہ جو زندگی ہی دنیا کی سو برت لینا ہی اور وہ گہر جو پہلا ہی وہی ہی ٹہیرا ؤ کا گہر جنمی کی ہی برائی
تو وہی بدلا پاویگا اسکے برابر اور جینے کی ہی بہلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکہتا ہو سو وہ لوگ جاوینگے

ف ۵۱ گئے گا ہاتھ ابی لہب کے ۱۲ منہ
ف ۵۲ اس بنا پر کہ صد قاصر ہے یا وہ تو روکا راہ ہدایت سے اس بنا پر کہ صد لازم ہو لازم کا مصدر صد و د ہے کما فی الفتحی ۱۲ منہ
ف ۵۳ اور بہلے دکہلائے ہین کہ شیطان نے انکے کام بہلا دکہائے ہین ان کو راہ سے ۱۲ منہ
ف ۵۴ ان کو بہلے دکہلائے ہین انکے کام بہلا دکہائے ہین ۱۲ منہ

بہشت مین روزی پاوینگے وہان بیشمار انتہی ف مرد مومن اپنی قوم کے لوگون سے جو کہ متمرد وسرکش ہوئی اور دنیا کی زندگی کو اختیار کر بیٹھے جبار اعلیٰ کو بھول گیے کہتا ہے اے قوم تم میری راہ چلو مین تم کو پہونچا دون نیکی کی راہ پر نہ جیسا کہ فرعون نے اپنے اس کہنے مین جھوٹ کہا وما اھدیکم الا سبیل الرشاد پھر انکو بے رغبت کیا دنیا مین جسکو وہ آخرت پر اختیار کر بیٹھے اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول کی تصدیق سے ان کو باز رکھا پس کہا اے قوم یہ دنیا کی زندگی تو قلیل زائل فانی ہے عنقریب جاتی رہیگی مضمحل ہوجائے گی اور آخرت جو ہی سو وہی جاؤ کا گھر ہے جس کو نہ کسی طرح کا زوال ہے نہ اس سے کسی نوع کا انتقال نہ اس سے اور کہین کوچ بلکہ یا تو نعیم ہے یا جحیم اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے کہ جس نے کی ہے برائی تو وہی بدلا پاوے گا اسکے برابر یعنی اسکی مثل ایک اور جسنے کی ہے بھلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جاوین گے بہشت مین روزی پاوین گے وہان بیشمار یعنی جزا کے ساتھ اس کا اندازہ نہ کیا جاوے گا بلکہ اللہ عزوجل اسکو ایسا بہت سا ثواب دے گا جسکو نہ تمام ہونا ہے نہ بڑنا واللہ تعالیٰ ہوالموفق للصواب کذا فی ابن کثیر اللہ پاک ہمکو تم کو عمل صواب کی توفیق دے صواب یہ ہے کہ عمل موافق سنت کے ہو اور اخلاص کے ساتھ ہو اس سے خاص اللہ پاک کی ذات مقصود ہو ریا وسمعہ یا اور کوئی غرض نہو ایسے عمل کا ثواب بیحساب ملتا ہے اللھم وفقنا آمین ف اولیٰ یہ قول ہے کہ یہ آیت منجملہ قول مرد مومن ہی کے ہے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول سے ہی اتبعون مصحف مین بدون یا واقع ہوا ہے اور اسیطرح ابوعمرو ونافع نے وقف مین بحذف یا اور وصل مین باثبات یا پڑھا ہے اور یعقوب وابن کثیر نے وصل ووقف مین باثبات یا باقی قرار نے وصل ووقف مین بحذف یا اثبات وحذف یا دونون قرارت سبعیہ ہین یہ اثبات وحذف تو بنظر لفظ ہے اور رسم مین محذوف ہی ہے اس لیے کہ یا آت زواید سے ہے پس جسنے یا کو ثابت رکھا ہے تو بنا بر اصل ہے اور جس نے حذف کیا ہے سو اس لیے کہ وہ مصحف مین محذوف ہے رشاد کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بہ تشدید شین پڑھا ہے چنانچہ عنقریب فرعون کے قول مین گذر چکا ہے معنی یہ ہین اے قوم تم میرا اقتدا کرو دین مین اور عمل کرو میری نصیحت پر پہونچا دون گا تم کو راہ ہدی وصواب پر

ل اور وہی راہ بتاتا ہون جسمین بھلائی ہے ۱۲ منہ

رشاد ضد ہے غی کی غی بمعنی گمراہی ہے اسمین تعریض شنیعہ بتصریح ہے طرف اسکے کہ فرعون اور اُسکی قوم جس طریق پر ہین وہ گمراہی کی راہ ہے متاعٌ کی تنوین واسطے تقلیل کے ہے یعنی اے قوم یہ جو زندگی دنیا کی ہے سو ایک ذراسی برتنے کی شے ہے جس سے چند دن برت لیا جاتا ہے پھر وہ منقطع وزایل ہوجاتی ہے پس اُسکی طرف جھکنا اصل ہے شر کی اور منبع ہے فتنون کا اور سر ہے ہر بلا و آفت کا اور پچھلا گھر وہی ہے گھر استقرار و ثبات کا پس اُس سے کسی طرح کا انتقال نہین ہے کیونکہ وہ تو دایم ہے منقطع نہوگا اور مستمر ہے زائل نہوگا اور باقی بہتر ہے فانی سے بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا سونا فانی ہوتی اور آخرت خزف باقی تو بھی آخرت دنیا سے بہتر ہوتی پھر کیونکر بہتر نہوگی حالانکہ دنیا تو خزف فانی ہے اور آخرت سونا باقی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دنیا ایک جمعہ ہی آخرت کے جمعون سے سات ہزار برس کا ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک حیات دنیا ایک متاع ہے اور نہین ہے اُسکی متاع سے کوئی شے افضل صالح عورت سے کہ جب تو نظر کرے طرف اُسکے تو وہ تجھے خوش کردے اور جب تو اُس سے غایب ہو تو وہ تیری حفاظت کرے اپنی جان و مال مین من عمل سیئۃ الخ منجملۂ کلام مرد مؤمن ہے یعنی جو کوئی کرے وار دنیا مین کوئی گناہ گناہون سے کوئی سا گناہ ہو تو وہ جزا نہ دیا جائیگا مگر مثل اُسکے اور عذاب نہ کیا جائے گا مگر بقدر اُسکے ظاہر شمول آیت کا ہے ہر اُس شے کو جسپر اسم سیئہ اطلاق کیا جاتا ہے کسی نے کہا کہ شرک کے ساتھہ خاص ہے حالانکہ اسکی کوئی وجہ نہین ہے اور جس نے کیا کوئی عمل صالح مرد ہو یا عورت اور وہ عمل صالح کرنیوالا مومن بھی ہو یعنی ایمان لانے والا اللہ پر اور اُس شے پر جسکو اُسکے رسول لائے تو یہ لوگ جنہون نے جمع کیا درمیان ایمان و عمل صالح کے داخل ہونگے جنت مین رزق دیے جائینگے وہان رزق واسع بغیر اندازہ و محاسبہ کے مقاتل نے کہا کہ اُنپر کسیطرح کا مواخذہ نہوگا اُس خیر مین جو اُنکو جنت مین عطا کی جائے گی کسی نے کہا کہ عمل صالح سے مراد لا الہ الا اللہ ہے جمہور نے یدخلون کو بفتح یاے تحتیہ بصیغۂ معروف پڑھا ہے اور ابن کثیر وغیرہ[۵] نے بصیغۂ مجہول یہ دونون سبعیہ ہین پھر مرد مومن نے مکرر اپنی قوم کو اللہ پاک کیطرف

[۵] یعنی ابن محیصن و ابو عمرو و یعقوب و ابوبکر عن عاصم ۱۲ منہ

بلایا اور اپنے ایمان کی تصریح کی اور اگلی راہین نہ چلا وہ یہ تہین کہ اپنی قوم کے وہم مین یہ بات ڈالتا تہا کہ وہ اُنہین مین سے ہی اور اُنکے وعظ و نصیحت کے درپے جو ہوا ہے سو صرف اِس خوف سے کہ جس بات کی موسیٰ علیہ السّلام اُنکو وعید سُناتے ہین کچھ اُسمین سے کہین اُنکو پہونچ جاے جسطرح کہ اپنی قوم سے دوست آدمی کہتا ہے اُنکو ڈراتا ہے اُس شے مین واقع ہونے سے جسمین واقع ہونے کا اُنپر خوف کرتا ہے ایکی بار ایسا نہ کیا بلکہ اپنے ایمان کا ذکر بتصریح کر دیا پس کہا

ویٰقوم مالی ادعوکم الی النجوٰۃ وتدعوننی الی النار ○ تدعوننی لاکفر باللہ

واشرک بہ مالیس لی بہ علم وانا ادعوکم الی العزیز الغفار ○ لاجرم انما

تدعوننی الیہ لیس لہ دعوۃ فی الدنیا ولا فی الاخرۃ وان مردنا الی اللہ وان

المسرفین ہم اصحب النار ○ فستذکرون ما اقول لکم واُفوض امری

الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد ○ فوقٰہ اللہ سیاٰت ما مکروا وحاق بال فرعون

سوء العذاب ○ النار یعرضون علیہا غدوا و عشیا ج ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا

آل فرعون اشد العذاب ○ اور اے قوم مجہکو کیا ہوا ہے بلاتا ہون مین تم کو بچاؤ کی طرف اور تم بلاتے ہو مجہکو آگ کی طرف تم بلاتے ہو مجہکو کہ منکر ہوؤن اللہ سے اور شریک ٹہیراؤن اُسکا جسکی مجہے خبر نہین اور مین بلاتا ہون تم کو اُس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف آپ ہی ہوا کہ جسکی طرف مجہکو بلاتے ہو اُسکا بلاوا کہین نہین دنیا مین نہ آخرت مین اور یہ کہ ہمکو پہر جانا ہے اللہ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے ہی ہین دوزخ کے لوگ سو آگے یاد کروگے جو مین کہتا ہون تم کو اور مین سونپتا ہون اپنا کام اللہ کو بیشک اللہ کی نگاہ مین ہین سب بندے پہر بچا لیا موسیٰ کو اللہ نے بُرے داؤن سے جو کرتے تہے اور اُلٹ پڑا فرعون والون پر بُری طرح کا عذاب آگ ہے کہ دکہا دیتے ہین اُنکو صبح اور شام اور جسدن اُٹہے گی قیامت داخل کرو فرعون والون کو سخت سے سخت عذاب مین ف اپنے اوپر دہر کر کہا اُنکو سُنایا ف یہ عالم قبر کا حال ہی کافر کو اُسکا ٹہکانا دکہایا جاتا ہے اور قیامت کو اُسمین پیٹہے اور مومن کو بہشت انتہے ف مومن کہتا ہے کیا حال ہی میرا مین تو بلاتا ہون تم کو طرف نجات کے مراد پوجنا ہے اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کا اور سچا جاننا ہے اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جسکو اُسنے بھیجا ہے اور تم بُلاتے ہو مجہکو

طرف آگ کے تم بلاتے ہو مجھکو کہ منکر ہون اللہ کا اور شریک ٹھیراؤن اُسکا جسکی مجھے خبر نہین یعنی بے جانے بوجھے بدون کسی دلیل کے اور مین تم کو بلاتا ہون طرف اُس ذات پاک کے جو کہ باوجود اپنی عزت و غلبہ و کبریا و بزرگی کے بخشدیتا ہے گناہ اُس شخص کا جو اُسکی طرف رجوع ہو سدی و ابن جریر نے کہا کہ لاجرم بمعنی حقاً ہے ضحاک نے کہا لاکذب علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے بلی ان الذی تدعونی الیہ من الاصنام والانداد لیس لہ دعوۃ فی الدنیا ولا فی الآخرۃ یعنی ہان سچی پکی بات یہ ہے کہ بیشک جن بتون شریکون کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اُنکا بلانا نہین دنیا مین نہ آخرت مین مجاہد نے کہا الوثن لیس لہ شئے یعنی بت کیواسطے کچھ بھی نہین قتادہ نے کہا یعنی بت نہ نفع دیتا ہے نہ ضرر سدی نے کہا جواب نہین دیتا ہے اپنی پکارنیوالے کو نہ دنیا مین نہ آخرت مین مطلب یہ ہے کہ نکما بیکار ہے کسی مصرف کا نہین یہ آیت مثل اس آیت کے ہے ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء و کانوا بعبادتھم کافرین وان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم قولہ تعالیٰ وان مردنا الی اللہ یعنی اور پکی بات ہے یہ کہ بیشک پھر جانا ہمارا طرف اللہ کے ہے دار آخرت مین پھر وہ بدلا دیگا ہر ایک کو اُسکے عمل کا اور اسی لیے یون کہا وان المسرفین ھم اصحاب النار یعنی اور پکی بات ہے یہ کہ زیادتی والے وہی ہین دوزخ کے لوگ یعنی ہمیشہ رہنے والے اُسمین بسبب اپنی زیادتی کے وہ زیادتی یہی ہے کہ اللہ عزوجل کے ساتھہ شرک کیا پس آگے تم یاد کروگے جو مین کہتا ہون تم کو یعنی آیندہ تم جان لوگے سچائی اُس بات کی جسکا مین نے تمکو امر کیا اور جس سے مین نے تم کو نہی کی اور تمہاری خیر خواہی کی اور کہولکر تم سے بیان کردیا اور تم اُسکو یاد کروگے اور پشیمان ہوگے وہان جہان تمکو پشیمانی نفع نہ دیگی اور مین سونپتا ہون اپنا کام اللہ کو اور اُسپر بھروسا کرتا ہون اور اُس سے مدد چاہتا ہون اور تم سے قطع کرتا ہون اور تم سے دوری اختیار کرتا ہون بیشک اللہ پاک خوب دیکھنے والا ہے سارے بندون کو پس وہ راہ بتاتا ہے اُسکو جو راہ بتانے کا مستحق ہے اور بھٹکاتا ہے اُسکو جو بھٹکانیکے لائق ہے حجت بالغہ و حکمت تامہ و قدر نافذ اُسی کو ہے پھر بچالیا اُسکو اللہ نے بُرے داؤن سے جو کرنے تھے یعنی دنیا

لہ اور اُس سے بہکا کون جو پکارے اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ پہنچے اُسکی پکار کو دن قیامت تک اور وہ اُنکی پکار سے بیخبر ہین اور جب اکٹھے کیے جاوینگے لوگ سب ہونگے اُنکے دشمن اور ہونگے اُنکے پوجنے سے منکر اور جب پڑھی جاتی ہے اُنپر آیتین ہماری کھلی کھلی تو کہتے ہین جو منکر ہوئے حق سے جب پہنچا اُنکو تمہاری پکار ہے یہ جادو کھلا ۱۲

و آخرت مین دنیا مین تو یون کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھہ اُسکو نجات دی اور آخرت مین
یون کہ جنت عطا فرمائی اور اُلٹ پڑا فرعون والون پر بُری طرح کا عذاب وہ یہی اُنکا ڈوبنا ہے دریا
مین پھر وہان سے نقل کرنا ہے طرف دوزخ کے اسلیے کہ اُن کی روحین پیش کی جاتی ہین
آگ پر صبح و شام قیامت قایم ہونے تک پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو اُنکی روحین اور جسم
آگ مین جمع ہو جائینگے اِسی لیے یون فرمایا ہے اور جسدن قایم ہوگی قیامت داخل کرو
فرعون والون کو اشد عذاب مین یعنی ایسا عذاب جو کہ سخت تر ہے درد و الم مین اور بزرگتر ہے
دکال مین اہل سنت کثرہم اللہ تعالیٰ نے جو استدلال کیا ہے عذاب برزخ پر قبور
مین سو یہ آیت یعنی قولہ تعالیٰ النار یعرضون علیہا غدوا و عشیا اس باب مین ایک
اصل کبیر ہے لیکن یہان ایک سوال ہے وہ یہ ہے کہ بیشک یہ آیت مکی ہے اور اس سے
استدلال کیا ہے عذاب قبر پر برزخ مین امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے کہ ایک یہودی عورت اُن کی خدمت کیا کرتی تھی پس نہین کرتین حضرت عائشہ طرف
اُسکے کوئی نیکی مگر وہ اُن سے کہتی وقاک اللہ عذاب القبر یعنی اللہ تمکو عذاب قبر سے بچاے
مطلب یہ ہے جب وہ اُسکے ساتھہ کچھہ احسان کرتین تو وہ یہی دعا دیتی تھی حضرت عائشہ
فرماتی ہین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھپر داخل ہوئے تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
آیا ہے واسطے قبر کے کوئی عذاب قبل روز قیامت کے آپنے فرمایا نہین کس نے اس کا
زعم کیا عرض کیا کہ اس یہودیہ نے مین نہین کرتی ہون طرف اسکے کوئی نیکی مگر وہ کہتی ہے وقاک اللہ
عذاب القبر آپنے فرمایا جھوٹ کہا یہود نے اور وہ اللہ پر بڑے جھوٹ باندھنے والے ہین نہین
ہے کوئی عذاب ورے روز قیامت کے پھر آپ ٹھیرے بعد اسکے جسقدر چاہا اللہ نے کہ ٹھیرین
پھر آپ نکلے ایک دن دوپہر کے وقت اپنا کپڑا اوڑھے ہوئے سُرخ ہو رہی تھین آپکی دونون آنکھین
اور اپنی بلند آواز سے ندا فرماتے تھے کہ قبر مثل ٹکڑون اندھیری رات کے ہے اے لوگو اگر تم جانو جو
مین جانتا ہون تو رو بہت اور ہنسو تھوڑا اے لوگو پناہ مانگو اللہ کے ساتھہ عذاب قبر سے پس
بیشک عذاب قبر کا حق ہے وھذا اسناد صحیح علی شرط البخاری و مسلم ولم یخرجاہ
امام احمد کا دوسرا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ ایک یہودی عورت نے

اُن سے سوال کیا تو اُنھون نے اُسکو دیا پس اُسنے اُن سے کہا وقاک اللہ من عذاب القبر تو
حضرت عائشہ نے اُسکو اوپر اسمجھا پھر جب اُنھون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو
آپ سے عرض کیا پس آپنے فرمایا نہین حضرت عائشہ نے کہا پھر ہم سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بعد اسکے اور بیشک شان یہ ہے کہ وحی کی گئی طرف میرے کہ بیشک تم
مفتون ہوتے ہو اپنی قبرون مین وھذا ایضا علی شرطھما پس کہتے ہین پھر کیا جمع ہے درمیان
اس حدیث کے اور اسکے کہ آیت مکی ہے اور اُسمین دلالت ہے عذاب برزخ پر سو اسکا یہ جواب
ہے کہ آیت اسپر دال ہے کہ روحین صبح و شام آگ پر پیش کی جاتی ہین برزخ مین اور اُس مین
اس بات پر دلالت نہین ہے کہ ارواح کا دردمند ہونا اس دردمندی کا اتصال اُنکے جسمونکے
ساتھہ ہوتا ہے جو کہ قبرون مین ہین کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ روح کے ساتھہ مختص ہو اب رہا حصول
اسکا واسطے جسم کے برزخ مین اور دردمند ہونا جسم کا بسبب تالم روح کے سو اسپر دال نہین ہے مگر
سنت جو کہ احادیث مرضیہ مین مذکور ہے جنکا ذکر آگے آتا ہے کبھی یون کہتے ہین کہ یہ آیت
جو دال ہے سو صرف عذاب کفار پر برزخ مین اور اس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ مومن عذاب
کیا جاے اپنی قبر مین بسبب کسی گناہ کے اسکی ادلہ مین سے ایک یہ حدیث ہے جو امام احمد نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنپر داخل ہوئے
اور اُنکے پاس ایک عورت تھی یہود کی اور وہ کہہ رہی تھی کیا تو نے جانا کہ تم مفتون ہوتے ہو اپنی
قبرون مین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرائے اور فرمایا انما یفتن یہود یعنی مفتون تو
یہود ہوتے ہین حضرت عائشہ نے کہا پس ہم کئی رات ٹھیرے پھر آپنے فرمایا خبردار بیشک تم
مفتون ہوتے ہو قبرون مین حضرت عائشہ نے فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد
اسکے پناہ مانگتے تھے عذاب قبر سے وھکذا رواہ مسلم بسندہ عن الزھری بہ
کبھی یون کہتے ہین کہ یہ آیت دال ہے عذاب ارواح پر برزخ مین اور اس سے یہ نہین لازم آتا
ہے کہ وہ متصل ہو ساتھہ جسمون کے جو کہ اپنے قبرون مین ہین پھر جب اس باب مین بخصوصہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی تو آپنے اُس سے پناہ مانگی واللہ سبحانہ وتعالی اعلم
بخاری کا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ ایک یہود یہ اُنپر داخل ہوئی تو کہا

نعوذ باللہ من عذاب القبر پس حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عذاب قبر کا پوچھا تو آپنے فرمایا ہان عذاب قبر کا حق ہے حضرت عائشہ نے فرمایا پھر مین نے نہین دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد اسکے کہ کوئی نماز پڑہی مگر پناہ مانگی عذاب قبر سے پس یہ حدیث دال ہے اسپر کہ آپنے مبادرت فرمائی طرف تصدیق یہودیہ کے اس خبر مین اور اُسپر تقریر کی اور سابق حدیثون مین یہ ہے کہ آپنے اُسکا انکار فرمایا یہانتک کہ آپکے پاس وحی آئی پس شاید یہ دونون دو قضیے ہون واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم حدیثین عذاب قبر کی بہت سی ہین **قتادہ** نے غدوا وعشیا کی تفسیر مین کہا ہے صبح وشام جب تک کہ دنیا باقی رہیگی اُن کی توبیخ وسرزنش کیواسطے اور اُنکے ذلیل کرنے کو اُن سے کہا جائے گا اے آل فرعون یہ تمہارے منازل ہین **ابن زید** نے کہا وہ اُسمین ہین آج یعنی اُنکو صبح لیجاتے ہین اور شام کو لیجاتے ہین یہانتک کہ قیامت قائم ہو **ابن ابی حاتم** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بیشک شہیدون کی روحین سبز پرندون کے جوفون مین ہین چرتی ہین جنت مین جہان چاہتی ہین اور بیشک مومنین کے بچون کی روحین چڑیون کے جوفون مین ہین چرتی ہین جنت مین جہان چاہتی ہین پھر بسیرا لیتی ہین طرف قندیلونکے جو کہ عرش مین لٹکی ہوئی ہین اور بیشک روحین آل فرعون کی سیاہ پرندونکے جوفون مین ہین صبح کو جاتی ہین جہنم پر اور شام کو جاتی ہین اُسپر سویہی اُن کا عرض آورسدی نے بھی اسیطرح کہا ہے **حدیث** اسرا مین بروایت ابوہارون عبدی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروی ہے اُسمین فرمایا ہے پھر مجھے لیگیے طرف ایک خلق کثیر کے خلق اللہ سے کچھ مرد تھے ہر مرد اُن مین کا شکم اُس کا مثل خانہ سطبر کے بند ہے جکڑے ہوئے طوقون سے آل فرعون کی گذرگاہ پر اور آل فرعون پیش کیے جاتے ہین آگ پر صبح وشام اور جسدن قیامت قایم ہوگی داخل کرو آل فرعون کو سخت تر عذاب مین اور آل فرعون مثل اُن اونٹون کے ہین جنکو چراگاہ مین چرنے کو چھوڑتے ہین ہاتھ پانون مارتے ہین پتھرون پر اور درختون پر اور عقل نہین رکھتے **ابن ابی حاتم** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین فرمایا نہین احسان کیا کسی محسن نے مسلم ہو یا کافر مگر اللہ تعالیٰ اُسکو ثواب دے گا کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہے ثواب دنیا

اللہ کا کافر کو تو فرمایا اگر اُسنے صلۂ رحم کیا یا کوئی صدقہ دیا یا کوئی نیکی کی تو ثواب دے گا اُس کو اللہ
تبارک وتعالیٰ مال واولاد وصحت اور مثل اسکے ہم نے عرض کیا پھر کیا ہے ثواب دینا اُس کا آخرت
مین فرمایا عذابا دون العذاب یعنی عذاب کی کمی ہوگی اور یہ آیت پڑھی ادخلوا آل فرعون اشد العذاب
ورواہ البزار فی مسندہ عن زید بن اخرم ثم قال لا نعلم لہ اسنادا غیر ھذا
ابن جریر نے حماد بن محمد فزاری بلخی سے روایت کیا ہے کہا مین نے اوزاعی کو سُنا اور اُن سے
ایک شخص نے پوچھا پس کہا اللہ تجھپر رحم کرے ہم نے پرندون کو دیکھا ہے کہ وہ دریا سے
نکلتے ہین لیتے ہین ناحیۂ بحر غرب کو سپید گروہ گروہ ہوکر نہین جانتا ہے اُنکی گنتی کو مگر اللہ عزوجل
پھر جب شام ہوتی ہے تو لوٹتے ہین مثل اُنکے سیاہ قال وفطنتم الی ذلک قال نعم یعنی
تم نے اِس بات کو جانا ہے اُس شخص نے کہا ہان اوزاعی نے فرمایا بیشک یہ پرندے انکے
پوٹون مین آل فرعون کی روحین ہین پیش کیے جاتے ہین آگ پر صبح وشام پھر وہ لوٹتے ہین اپنے
گھونسلون کی طرف اِس حال مین کہ اُنکے پر جل چکے اور سیاہ ہوگیے ہین پھر رات کو سفید پر اُنپر
اُگ آتے ہین اور سیاہ جھڑجاتے ہین پھر وہ صبح کو جاتے ہین آگ پر غدوا وعشیا پھر لوٹ آتے
ہین طرف اپنے گھونسلون کے سو یہ اُن کا طریقہ ہے دنیا مین پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالےٰ
فرمائے گا ادخلوا آل فرعون اشد العذاب کہا اور کہتے تھے کہ وہ چھ لاکھ آدمی لڑنیوالے تھے امام احمد
نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
بیشک ایک تمہارا جبکہ مرتو پیش کیا جاتا ہے اُسپر ٹھکانا اُسکا صبح اور شام اگر وہ اہل جنت سے
ہے تو اہل جنت سے اور اگر وہ اہل نار سے ہے تو اہل نار سے پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے
یہانتک کہ اُٹھاوے تجھکو اللہ عزوجل طرف اُسکے قیامت کے دن اخرجاہ فی الصحیحین
من حدیث مالک بہ کذا فی ابن کثیر فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ ندائے
ثانی مین حرف عطف کو ترک کیا اس لیے کہ وہ تفصیل ہے اجمال اوّل کی اور یہان حرف عطف
ذکر کیا اسواسطے کہ یہ ندا ویسی نہین ہے کیونکہ یہ کلام اول وثانی کے مباین ہے پس اسمین واو
عاطفہ کا لانا حسین ہوا اسی کے مثل زمخشری نے بھی فرمایا ہے یا قوم مالی مین ندا کے مکرر
لانے کا یہ فائدہ ہے کہ قوم کے ہوشیار کرنے مین اور خواب غفلت سے اُنکے بیدار کرنے مین

زیادتی ہوجاے اور اسمین یہ ہے کہ مرد مومن آل فرعون سے ہے اور وہ اُسکی قوم ہین معنی یہ ہین
کہ تم مجھے اپنی خبر دو کہ یہ کیسا حال ہے کہ مین تو تمکو بلاتا ہون اس طرف کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاکر اور
اُسکے رسولون کا کہا مانکر آگ سے بچو اور جنت مین داخل ہو اور تم مجھے بلاتے ہو طرف آگ کے
بسبب شرک کے جسکو تم مجھسے چاہتے ہو کسی نے کہا معنی یہ ہین مالکم ادعوکم جیسے تو کہتا ہے مالی
اراک حزینا اے مالک پھر دونون بلانے کی تفسیر کی پس کہا کہ تم بُلاتے ہو مجھکو کہ مین منکر
ہوؤن اللہ کا اور شریک کرون اُس کے ساتھہ اُس شے کو جسکا مجھے کچھہ علم نہین یعنی جس کے
شریک ہونیکا واسطے اللہ کے مجھکو کسی طرح کا علم نہین مراد نفی علم سے نفی معلوم کی ہے بالکل
مراد معبود ہے اُسکی عبادت کا کیا ذکر ہے دوسرا تدعونني بدل ہے پہلے سے بطور بیان کے
جملۂ فعلیہ مین اسپر دلالت ہے کہ اُن کا بلانا باطل ہے اُسکے واسطے کوئی ثبوت نہین ہے اور
انا ادعوکم مین جملۂ اسمیہ اس لیے ہے کہ اُسکی دعوت کے ثبوت و تقویت پر دال ہو معنی یہ ہین اور
مین بلاتا ہون تم کو طرف اُس ذات مقدس کے جو کہ غالب ہے اپنے کام پر اور اپنے انتقام
لینے مین کافرون سے اور بڑا بخشنے والا ہے مومن و تائب کے گناہ کو لا جرم کی تفسیر سورۂ ہود
مین گزر چکی ہے جَرَمَ فعل ماضی بمعنی حق ہے اور حرف لا جو اسپر داخل ہے واسطے نفی و رد کرنے اُس
شے کے ہے جسکا اُنہون نے دعویٰ و زعم کیا ہے فاعل اس فعل کا قولہ انما تدعونني اليه
ليس له دعوة في الدنيا ولا في الآخرة ہے یعنی تمہارا مجھکو بلانا اور تمہارا دعوی و خیال
مردود ہے حق و واجب و ثابت یہ بات ہے کہ بیشک جس شے کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اُسکے
واسطے کوئی بلانا نہین دنیا مین نہ آخرت مین مطلب یہ کہ اسکی دعوت کا بطلان حق و واجب ہے زجاج نے کہا معنی یہ
ہین نہین ہے واسطے اُسکے قبول کرنا کسی دعا کا جو نفع دے کسی نے کہا نہین ہے اُسکے لیے
کوئی بُلانا جو اُسکے واسطے الوہیت کا موجب ہو کلبی نے کہا نہین ہے واسطے اُسکے کوئی شفاعت کلمۂ
ما بمعنی الذی ہے تو اُسکا حق یہ تھا کہ نون سے جدا لکھا جاتا جیسا کہ قاعدہ ہے لیکن مصحف امام
مین نون کے ساتھہ ہی لکھا ہوا ہے جیسا کہ ابن جزری نے اس طرف اشارہ کیا ہے وان مردنا
الی اللہ معطوف ہے انما پر یعنی اور حق و واجب یہ بات ہے کہ بیشک ہمارا مرجع و مصیر یعنی پھر جانا
طرف اللہ کے ہی اول تو مرکر پھر آخر کو مبعوث ہوکر پس وہ جزا دیگا ہر ایک کو اُس خیر و شر کی جس کا

وہ مستحق ہے وان المسرفین ھم اصحاب النار بھی اسی پر معطوف ہے یعنی اور حق و واجب یہ بات ہے کہ بیشک کثرت سے کرنیوالے معاصی اللہ کے وہی ہین دوزخ کے مصاحب قتادہ و ابن سیرین نے کہا کہ مراد مسرفین سے مشرکین ہین مجاہد و شعبی نے کہا کہ سفہا کثرت سے ناحق خونریزی کرنیوالے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے عکرمہ نے کہا کہ جبارین متکبرین ہین کسی نے کہا وہ ہین جو کہ اللہ پاک کے حدود سے آگے بڑھے مسرفین ایک ایسا کلیہ ہے کہ یہ سب معانی اسمین داخل ہین پھر جب مرد مومن وعظ کرتے کرتے یہانتک پہونچا تو اپنی بات کو ایک خاتمہ لطیف سے ختم کیا پس کما فستذکرون ما اقول لکم یعنی اب آیندہ تم یاد کروگے اس بات کو جو مین تم سے کہتا ہون جبکہ تمپر عذاب نازل ہوگا اور جان لوگے کہ مین نے تمہارے وعظ و نصیحت مین مبالغہ کیا یہ ایک عجیب مجمل مبہم کلام ہے اس ابہام و اجمال مین وہ تخویف و تہدید ہے جو مخفی نہین ہے قولہ وافوض امری الی اللہ کلام مستانف ہے یعنی مین توکل کرتا ہون اللہ پر اور اپنا کام اسکو سونپتا ہون کہتے ہین یہ اسنے جب کہا کہ اسکو ایذا دینے کا ارادہ کیا مقاتل نے کہا کہ یہ مومن پہاڑ کی طرف بھاگا تو اسکو طلب کیا پس اسپر قابو نپایا کسی نے کہا کہ قائل اس قول کے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہین والاول اولی ان اللہ بصیر بالعباد بیشک اللہ پاک بندونکے خوب خبر ہے حق کو مبطل سے جانتا ہے فوقاہ اللہ سیئات ما مکروا یعنی جس برے مکر کا اسکے ساتھ ارادہ کیا اور جس طرح طرح کے عذاب کرنے کا اپنے مخالف کے ساتھ قصد کیا اللہ پاک نے اس سب سے اسکو بچالیا قتادہ نے کہا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ غرق سے اللہ تعالیٰ نے اسکو نجات دی وحاق بآل فرعون سوء العذاب یعنی احاطہ کیا آل فرعون کا برے عذاب نے اور اسپر نازل ہوا کسائی نے کہا جب کوئی شے نازل و لازم ہو تو محاورے مین بولتے ہین حاق یحیق حیقاً وحیوقاً کلبی نے کہا کہ ڈوبے دریا مین اور داخل ہوئے آگ مین مراد آل فرعون سے فرعون اور اسکی قوم ہے اسکی تصریح نہ کی اس لیے کہ قوم کے ذکر سے اسکے ذکر کا استغنا ہوگیا کیونکہ وہ قوم سے بڑھکر عذاب کا مستحق تھا یا مراد آل فرعون سے خود فرعون ہے قول اول اولی ہے اس لیے کہ دنیا مین وہ سب غرق کے ساتھ عذاب کیے گیے اور آخرت مین آگ کے ساتھ معذب ہونگے آول اللہ پاک نے سوء العذاب کو مجمل ذکر کیا پھر اسکو بیان فرمایا النار یعرضون علیھا غدوا و عشیا

پس رفع النار کا بنا بر بدل ہے سوء العذاب سے کسی نے کہا خبر ہے مبتدائے محذوف کی یا مبتدا ہے
خبر اسکی یعرضون ہے لیکن اول اولیٰ ہے اور اسی کو زجاج نے راجح کہا ہے آخیر کی دو وجہ پر جملہ
مستانفہ جواب ہوگا سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ سوء العذاب کیا ہے سو یہ اسکا جواب ہے کہ النار
کسی نے النار کو بہ نصب پڑھا ہے بر تقدیر فعل جسکی تفسیر یعرضون کرتا ہے من حیث المعنی اے
یصلون النار یعرضون علیہا یا بنا بر اختصاص فراء نے جو بھی جائز کہا ہے اس بنا پر کہ عذاب سے
بدل ہو معنی یہ ہین کہ پیش کیجاتی ہین روحین انکی نار پر صبح و شام انکے مرنے سے لیکر قیامت قایم
ہونے تک عرض سے مراد ان کا جلانا ہے آگ سے محاورے مین یون ہے کہ جسوقت امیر قیدیون
کو تلوار سے قتل کرے تو اسوقت کہتے ہین عرض الامیر الاسارٰی علی السیف مطلب یہ ہے کہ
ان دو وقتون مین آگ سے انکو عذاب کیا جاتا ہے اور انکے مابین مین یا تو اور جنس کے عذاب
سے معذب ہوتے ہون یا ان کو چھٹی ملتی ہو یہ بھی جائز ہے کہ صبح و شام سے مراد دوام ہو بعض
اہل علم نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ بمنہ وکرمہ آمین
وبہ قال مجاہد و عکرمۃ و محمد بن کعب کلہم صاحب فتح البیان و ترجمان القرآن رحمہ اللہ المنان نے
کتاب ثمار التنکیت فی شرح ابیات التثبیت مین اسکی خوب تحقیق فرمائی ہے جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء
ورحمہ رحمۃ واسعۃ پھر جمہور اس طرف گیے ہین کہ یہ عرض برزخ مین ہے کسی نے کہا کہ آخرت مین فراء
نے کہا کہ آیت مین تقدیم و تاخیر ہوگی اے ادخلوا آل فرعون اشد العذاب النار یعرضون علیہا
غدوا و عشیا حالانکہ اس تکلف کی طرف کوئی ملجی نہین ہے اسواسطے کہ قولہ تعالیٰ ویوم تقوم الساعۃ
ادخلوا ال فرعون اشد العذاب مین واضح دلالت ہے اسپر کہ یہ عرض جو ہی سو برزخ مین
ہے یعنی جسدن قیامت قایم ہوگی تو فرشتون سے کہا جائے گا کہ داخل کرو آل فرعون کو اشد العذاب
مین مراد عذاب نار ہے کیونکہ یہ زیادہ تر سخت ہے اس عذاب سے جسمین وہ تھے کسی نے کہا کہ مراد
انواع عذاب ہین بعض انواع بعض سے سخت تر ہین سوائے ان نوعون کے جن کے ساتھ وہ
معذب ہوتے تھے جب سے کہ غرق کیے گیے حمزہ و کسائی و نافع و حفص نے ادخلوا بقطع ہمزہ
و کسر خا پڑھا ہے یہ قراءت بر تقدیر قول ہے جیسا کہ ترجمہ مین گزرا ہے باقی قراء نے ادخلوا بہمزۂ
وصل پڑھا ہے دخل یدخل سے اسمین امر ہے آل فرعون کو دخول کا بتقدیر حرف ندا اے ادخلوا

یاآل فرعون اشد العذاب یعنی داخل ہوا سے آل فرعون سخت سے سخت عذاب مین بالجملہ جبکہ اللہ
پاک نے آل فرعون کے قصے کو آیت مذکور پر ختم کیا اور اُسمین احوال اہل نار کا بیان آگیا تو بعد اُسکے
اُن مناظرون کا قصہ ذکر فرمایا جو درمیان رؤسا و اتباع کے ہونگے پس ارشاد کیا واذ یتحاجون
فی النار فیقول الضعفوا للذین استکبروا انا کنا لکم تبعا فھل انتم مغنون عنا
نصیبا من النار ○ قال الذین استکبروا انا کل فیھا ان اللہ قد حکم
بین العباد ○ وقال الذین فی النار لخزنۃ جھنم ادعوا ربکم یخفف عنا یوما
من العذاب ○ قالوا اولم تک تاتیکم رسلکم بالبینٰت ط قالوا بلٰی ط قالوا
فادعوا ج وما دعٰؤا الکٰفرین الا فی ضلٰل ○ ع اور جب آپسمین جھگڑینگے آگ مین ۱۳ ع ۵ ۱۰
پھر کہین گے کمزور غرور کرنیوالون کو ہم تھے تمہارے پیچھے پھر کچھ تم ہمپر سے اُٹھالوگے
حصّہ آگ کا کہین گے جو غرور کرتے تھے ہم سب ہی پڑے ہین اُسمین اللہ فیصلہ کرچکا بندون
مین اور کہین گے جو لوگ پڑے ہین آگ مین دوزخ کے داروغون کو مانگو اپنے رب سے کہ ہمپر ہلکا
کرے ایک دن تھوڑا عذاب وہ بولے کیا نہ آئے تھے تم پاس تمہارے رسول کھلی نشانیان
لیکر کہین گے کیون نہین بولے پھر پکارو اور کچھ نہین پکارنا کافرون کا مگر بھٹکنا ف یعنی اب
جگہہ نہین رہی کہ کوئی کسی کے کام آوے ف۲ دوزخ کے فرشتے کہین گے سفارش کرنی
ہمارا کام نہین ہم تو عذاب پر مقرر ہین سفارش کام ہے رسولون کا سو رسولون سے تم برخلاف
رہے تھے انتہیٰ ف اللہ پاک خبر دیتا ہے اہل نار کے باہم حجت کرنے کی نار مین اور اُنکے
جھگڑنیکی فرعون اور اُسکی قوم بھی اُنکے جملے سے ہین پس اتباع کہین گے اپنے پیشواؤن اور سردارون
اور بڑون سے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے یعنی دنیا مین جس کفر و گمراہی کی طرف تم نے ہمکو بُلایا ہمنے
اُسمین تمہاری اطاعت کی سو کیا تم ہو دفع کرنے والے ہم سے کوئی حصّہ آگ کا کہ اُسکو ہمسے اُٹھالو
تو وہ کہین گے کہ ہم سب اُسمین ہین یعنی ہم تمسے کچھہ نہ اُٹھائین گے ہمکو تو وہی عذاب و نکال
کافی ہے جو ہمارے پاس ہے اور جسکو ہمنے اُٹھایا ہے اللہ تو فیصلہ کرچکا بندون مین یعنی اُسنے
ہم مین عذاب بانٹ دیا بقدر اُسکے جسکا ہم مین سے ہر ایک مستحق ہے کما قال تعالیٰ لکل ضعف
ولکن لا تعلمون اور جب دوزخیون نے یہ بات جان لی کہ اللہ عزوجل اُنکی دُعا نہ سُنے گا اور

ل دونون کردونا چہارم نہین جانتے ۱۲

نہ قبول کرے گا بلکہ وہ تو یون فرما چکا کہ اخسئوا فیہا ولا تکلمون تو خازنون سے جو کہ مثل داروغون کے ہین واسطے اہل نار کے یہ سوال کرینگے کہ وہ اُنکے واسطے اللہ تعالی سے دعا کرین اس باب مین کہ کافرون سے عذاب کی تخفیف کرے گو ایک ہی دن کی ہو تو خازن لوگ اُنپر رد کر کے یون کہین گے کیا تم یہ کہتے ہو اور نہین آتے تھے تمہارے پاس رسول تمہارے بینات لیکر یعنی کیا حجتین قائم نہین ہو چکین تمپر دنیا مین رسولونکی زبان پر کہین گے کیون نہین فرشتے کہینگے پھر تم پکارو یعنی اب خود تم اپنے واسطے دعا کرو ہم تو نہ تمہارے واسطے دعا کرین نہ تمہاری بات سُنین نہ تمہارے خلاصی کو دوست رکھین اور ہم تو تم سے بیزار ہین پھر ہم تمکو یہ خبر دیے دیتے ہین کہ تم پکارو یا نہ پکارو دونون برابر ہین نہ تمہاری دعا قبول ہوگی نہ تم سے تخفیف کیجائیگی اسی لیے فرشتون نے یون کہا اور نہین ہے پکارنا کافرون کا مگر ضلال مین یعنی جانے مین مقبول و مستجاب نہوگا بیکار جائے گا کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ کلا اذ ظرف ہے اذکر محذوف سے متصوب ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے کہ نار مین کفار کے باہم جھگڑنیکا وقت اپنے قوم سے ذکر کر پھر اللہ پاک نے اِس جھگڑنے کو بیان فرمایا کہ وہان یون جھگڑینگے ضعیف کمزور تابع لوگ کہین گے اُن لوگون سے جنہون نے انبیا کیواسطے فرمانبردار ہونے اور پیروی کرنے سے تکبر کیا یہ لوگ کفر کے سردار ہین کہ ہم تو تمہارے تابع تھے سو تم نے ہمکو لیکر لوگون پر تکبر کیا اب کیا تم دفع کروگے ہم سے کوئی حصّہ آگ کا یا اُسکو ہمارے ساتھ اُٹھاؤ گے تبع جمع ہے تابع کی جیسے خدم جمع ہے خادم کی یا مصدر ہے کہ اسم فاعل کے موقع مین واقع ہوا ہے یعنی تابعین یا بنا بر حذف مضاف ہے اے ذوی تبع یعنی صاحب پیروی بصریون نے کہا ہے کہ تبع واحد و جمع دونون ہوتا ہے کوفی کہتے ہین کہ جمع ہی اسکا واحد نہین ہے نصیبا کا نصب فعل مقدر سے ہے جسپر مغنون دال ہے اے ہل تدفعون عنا نصیبا یا خود مغنون عامل ہی اس بنا پر کہ حاملون کے معنی کو متضمن ہے اے ہل انتم حاملون معنا نصیبا آ من النار صفت ہی نصیبا کی اے نصیبا کائنا من النار جملہ قال الذین استکبروا انا کل فیہا مستانفہ جواب سوال مقدر ہے گویا کسی نے کہا کہ مستکبرین نے ضعفا کو کیا جواب دیا سو یہ اُسکا جواب ہے کہ انھون نے کہا ہم سب اسمین ہین جہنم ورنے کل کو برفع پڑھا ہے بنا بر ابتدا اور فیہا اُسکی خبر ہے اور جملہ خبر ہے

لہ ۱۲ منہ
اسمین اور پچھلی
تین لونکو ۱۲
اول آیت مین جو
تمہید ذکر کی گئی ہے
وہی بیان ہے
اور جب فقد وایہ
معطوف ہوگا تو
اذکر کا معمول
ہوگا بلکہ ظرفون
کا ظرف تمیز ہوگا
اے بعرضون
علی النار فی ہذہ
الاوقات کلہا
۱۲ منہ

انّ کی یہ قول اخفش کا ہے ابن سمیفع وعیسیٰ بن عمر نے کلاً بہ نصب پڑہا ہے کسائی وفراء نے کہا
کہ نصب اس بنا پر ہے کہ اسم انّ کی تاکید ہے بمعنی کلنا اور تنوین عوض ہے مضاف الیہ سے کسی نے
کہا کہ منصوب بنا بر حال ہے ابن مالک نے اسکو ترجیح دی ہی معنی یہ ہین کہ بیشک ہم اور تم جمیعاً جہنم
مین ہین پہر ہم کیونکر تمسے دفع کرین اور اگر ہم قادر ہوتے تو ہم اپنی ہی جانون سے دفع کرتے بیشک اللہ
فیصلہ کر چکا ہے درمیان بندون کے باین طور کہ ایک گروہ جنت مین ہے اور ایک گروہ دوزخ
مین سواب کوئی کسی سے کچھہ دفع نہین کر سکتا ہے پس اسوقت تابعین کو متبوعین سے یاس
حاصل ہوگا تو سب کے سب خزنۂ جہنم کی طرف رجوع کرینگے اُن سے سوال کرینگے جیسا کہ اللہ پاک
نے ذکر فرمایا ہے وقال الذین فی النار الآیہ یعنی وہ کافر امتین جو نار مین ہین اُنکے متکبر ضعیف
سب ملکر خزنۂ جہنم سے کہین گے تم پکارو اپنے رب کو کہ ہلکا کرے ہم سے ایک دن عذاب سے
مراد یوم سے یہ ہے کہ کچھہ عذاب بمقدار ایک دن کے ایام دنیا سے کیونکہ آخرت مین نہ رات
ہے نہ دن خزنۃ جمع ہے خازن کی یہ وہ فرشتے ہین جو تعذیب اہل نار کے منتظم ہین یہ بات
کہ لخزنتہا انکہا لخزنۃ جہنم کہا سو اس لیے کہ جہنم کے ذکر مین تہویل وتفظیع ہے یا اسواسطے
کہ نار مین جو اُن کا محل ہے اُسکا بیان کرنا منظور ہے کیونکہ جہنم بعید تر نار کا ہے تہ مین ماخوذ
ہے اس قول سے کہ جس کنوئین کی تہ بعید ہوتی ہے اُسکو بئر جہنام بولتے ہین اور جہنم مین بڑے
عاتی طاغی سرکش کافر ہین پس شاید جو فرشتے ان لوگونکے عذاب پر مقرر ہین انکی دعا زیادہ تر
قبول ہوتی ہو بسبب اُنکے زیادہ قرب کے اللہ پاک سے سو اسواسطے اہل نار نے اُن سے دعا
طلب کرنیکا قصد کیا جملۂ قالوا اولم تک تاتیکم رسلکم بالبینات مستانفہ جواب سوال
مقدر ہے اور استفہام واسطے تقریع وتوبیخ کے ہے یعنی فرشتون نے توبیخ وسرزنش کرکے
اُنکو جواب دیا کیون جی کیا نہین آتے تھے تمہارے پاس رسول تمہارے کھلی نشانیان لیکر
قالوا بلی یعنی بولے کیون نہین وہ اُنکو لیکر ہمارے پاس آئے سو ہم نے اُنکو جھٹلایا اور ہم
نہ اُنپر ایمان لائے اور نہ اُن واضح حجتون پر جنکو وہ لیکر آئے پہر جب اقرار کیا تو خازنین جہنم نے
اُنسے ٹھٹا کرکے کہا فادعوا یعنی جب بات یون ہے تو خود تم پکارو کیونکہ ہم دعا نہین کرتے
ہین اُسکے واسطے جو اللہ کا منکر ہوا اور اُسکے رسولون کو جھٹلایا بعد اسکے کہ واضح دلیلین لیکر آئے

پھر انکو یہ خبر دی کہ انکی دعا کچھ نفع نہ دیگی پس کہا وما دعاء الکافرین الا فی ضلال اے فی
ضیاع وبطلان وخسار وتبار والعدام یعنی دعا کافرون کی ضائع وباطل ومنعدم ہے اسمین اُن کو
نا اُمید کرنا ہے قبول دعا سے کسی نے کہا کہ یہ آیت اللہ پاک کے قول سے ہے اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دیتا ہے یہ قول مابعد کے ساتھ زیادہ تر مناسب ہے اور اسی پر عملی
وشہاب بھی چلے ہین انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم
الاشہاد ○ یوم لا ینفع الظٰلمین معذرتھم ولھم اللعنۃ ولھم سوء الدار ○
ولقد اٰتینا موسی الھدیٰ واورثنا بنی اسرآءیل الکتٰب ○ ھدی و
ذکریٰ لاولی الالباب ○ فاصبر ان وعد اللہ حق واستغفر لذنبك وسبح
بحمد ربك بالعشی والابکار ○ ان الذین یجادلون فی اٰیٰت اللہ بغیر
سلطٰن اتٰھم ان فی صدورھم الا کبر مّا ھم ببالغیہ ج فاستعذ باللہ ط
انہ ھو السمیع البصیر ○ ہم مدد کرتے ہین اپنے رسولونکی اور ایمان والونکی دنیا کے
جیتے اور جس دن کھڑے ہونگے گواہ جس دن کام نہ آوینگے منکرون کو اُنکے بہانے اور اُنکو
پھٹکار ہے اور اُنکو بُرا گھر اور ہمنے دی موسیٰ کو راہ کی سو جہہ اور وارث کیا ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب
کا سمجھاتے اور سمجھاتے عقلمندون کو سو تو ٹھیرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ
اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیان شام کو اور صبح کو جو لوگ جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بغیر
کچھہ سند کے جو پہونچی ہو اُنکو اور کچھہ نہین اُنکے جی مین غرور ہے کہ کبھی نہ پہونچین گے اُس تک
سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ ہے سُنتا دیکھتا ف۱ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم دن مین سو سو بار استغفار کرتے گناہ سے ہر بندے سے قصور ہے اُسکے موافق ہر کسی کو
ضرور ہے استغفار ف۲ غرور یہ کہ اس پیغمبر سے ہم اوپر ہین یہ ہو نا نہین انتہی ف حافظ ابن کثیر
کہتے ہین ابو جعفر ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے انا لننصر رسلنا الآیہ کی تفسیر مین ایک سوال وارد کیا ہی
پس کہا ہے کہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ بعض انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تو اُنکی قوم نے بالکل
مار ہی ڈالا جیسے حضرت یحییٰ وحضرت زکریا وحضرت شعیا علیہم السلام اور بعض اپنی قوم کے درمیان
سے نکل گیے یا تو ہجرت کر کے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام یا طرف آسمان کے جیسے حضرت

عیسی علیہ السلام تو اب دنیا مین نصرت کہان ہوئی پہر اسکے دو جواب دیے ایک یہ ہے کہ خبر عام
خارج ہوئی اور مراد اُس سے بعض ہین کہا اور یہ بات لغت مین جائز ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد
نصرت سے اُنکے واسطے بدلا لینا ہے اُس سے جس نے اُنکو ایذا دی اور برابر ہے کہ یہ بدلا لینا
اُنکے حضور مین ہو یا اُنکی غیبت مین یا بعد اُنکی موت کے جیسا کہ حضرت یحییٰ و حضرت زکریا و حضرت
شعیا علیہم السلام کے قاتلون کے ساتھ کیا کہ اُنکے دشمنون سے اور پہر اُس شخص کو مسلط کیا جس نے
اُن کو ذلیل کیا اور اُنکے خون بہائے اور ذکر کیا ہے کہ نمرود کو اللہ تعالیٰ نے عزیز مقتدر کا پکڑنا
پکڑا رہے وہ لوگ یہود مین سے جنہون نے حضرت مسیح علیہ السلام کے سولی دینے کا قصد کیا
سو اُنپر اللہ تعالیٰ نے روم کو مسلط کیا پس اُنہون نے اُنکی اہانت کی اور اُنکو ذلیل کیا اور اللہ تعالیٰ
نے روم کو اُنپر غالب فرمایا پہر یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام قیامت سے قبل عنقریب امام
عادل و حکم مُقسط ہو کر نازل ہونگے تو مسیح دجال کو اور اُسکے لشکرون کو جو کہ یہود سے ہونگے
قتل کرینگے اور خنزیر کو قتل کرینگے اور صلیب کو توڑینگے اور جزیہ موقوف کرینگے پہر قبول
نکرینگے مگر اسلام اور یہ ایک نصرت عظیم ہے بزمانۂ قدیم و جدید اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاری ہے
اپنے خلق مین کہ وہ اپنے مُومن بندون کو دنیا مین نصرت دیتا ہے اور جسنے اُنکو ایذا دی ہے
اُس سے اُنکی آنکھون کو ٹھنڈا کرتا ہے دیکھو صحیح بخاری مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے مَروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے
من عادیٰ لی ولیا فقد بارزنی بالحرب یعنی جسنے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو مقرر وہ
میرے مقابلے مین آیا لڑنیکو دوسری حدیث شریف مین آیا ہے انی لآتأر لاولیائی
کما یثأر اللیث الحرب یعنی بیشک مین البتہ خون کا بدلا طلب کرتا ہون واسطے اپنے اولیا
کے جسطرح کہ شیر طلب کرتا ہے لڑائی کو اسی لیے اللہ عزوجل نے قوم نوح و عاد و ثمود و اصحاب
و قوم لوط و اہل مدین کو ہلاک کر ڈالا اور اُنکی مثل اور لوگ جنہون نے رسولون کی تکذیب کی اور حق
کے مخالف ہوئے اور اللہ پاک نے اُنمین سے مومنون کو بچا لیا تو اُنمین سے کسی کو ہلاک نہ کیا اور کافرون کو عذاب کیا
پہر اُنمین سے کسیکو نچھوڑا السُدّی نے کہا اللہ عزوجل نے کبھی کوئی رسول نہین بھیجا طرف کسی
قوم کے کہ وہ اُسے قتل کرین یا مومنون مین سے کسی قوم کو کہ حق کی طرف بلاتے ہون تو

مار ڈالے جائین پھر وہ قرن جاتا رہے یہانتک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بھیجے واسطے اُنکے اُس شخص کو جو اُنکی مدد کرے پھر اُنکے خون طلب کرے اُس سے جس نے اُنکے ساتھ دنیا مین یہ کیا کہا پس انبیاء ومومنین دنیا مین قتل کیے جاتے تھے اور وہ اُسمین منصور ہوتے تھے اور اسیطرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپکے اصحاب کو نصرت دی اُس شخص پر جس نے آپکی مخالفت کی اور آپسے عداوت اور دشمنی کی اور آپکو جھٹلایا پھر آپ ہی کا بول بالا کیا اور آپ ہی کے دین کو سارے دینون پر غالب فرمایا اور آپکو اپنے قوم کے درمیان سے مدینۂ نبویہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا اور وہان آپکے واسطے انصار واعوان کر دیے پھر بدر کے دن مشرکون کے مونڈے[۱] ہے آپ کو عطا کیے پھر آپ کو اُنپر نصرت دی اور اُن کو ذلیل وخوار کیا اور اُنکے مونڈھے[۲] لوگون کو قتل اور سردارون کو قید کر لیا پھر اُنکو طوق زنجیرون مین ناتھ کر ہانک لائے پھر اُنسے فدیہ لیکر اُنپر منت رکھی پھر ذرا سی مدت کے بعد مکے کو آپ پر مفتوح کر دیا تو آپکی چشم مبارک اپنے شہر سے ٹھنڈی ہوگئی یہ شہر وہی بلد محرم وحرام ومشرف ومعظم ہے پھر اللہ پاک نے آپکے سبب سے اُسکو چھڑایا اُس کفر وشرک سے جو اُسمین تھا اور یمن کو آپکے واسطے فتح کر دیا پورا جزیرۂ عرب آپ کا مطیع ومنقاد ہوگیا اور جوق جوق لوگ اللہ کے دین مین داخل ہو گیے پھر اللہ پاک نے آپکو اپنی طرف مقبوض کیا واسطے اُس کرامت عظیم کے جو اُسکے پاس آپکے لیے مہیا تھی پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم کو آپکے بعد خلفا قایم کیا تو اُنہون نے آپکی طرف سے اللہ عزوجل کا دین پہونچایا اور اللہ تعالیٰ کی بندون کو اللہ سبحانہ کی طرف بلایا اور بلاد ورساتیق واقالیم مدائن وقریٰ وفلوات فتح کیے یہانتک کہ دعوت محمدیہ مشارق ومغارب زمین مین پھیل گئی پھر یہ دین متین تا قیام قیامت ہمیشہ قایم ومنصور وظاہر وغالب رہیگا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیاۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد یعنی اور قیامت کے دن نصرت اعظم واکبر واجل ہوگی مجاہد نے کہا اشہاد ملائکہ ہین قولہ تعالیٰ یوم لا ینفع الآیہ بدل ہے یوم یقوم الاشہاد سے اور لوگون نے یوم کو برفع پڑہا ہے گویا یوم لا ینفع سے یوم یقوم الاشہاد کی تفسیر کی ہے یعنی یوم یقوم الاشہاد وہ دن ہے جسمین نفع نہ دیگی ظالمون کو مراد مشرکین ہین معذرت اُنکی یعنی اُنسے کوئی عذر مقبول نہوگا اور نہ کچھ فدیہ اور اُنکے واسطے لعنت ہے یعنی دور کرنا اور

[۱] یعنی اُنکو مطیع کر دیا ۱۲ منہ
[۲] یعنی سر اور وہ لوگ ۱۲ منہ

بھگانا رحمت سے اور واسطے اُنکے بُرا گھر ہے یعنی آگ قالہ السدی نار بئس منزل اور بُری خوابگاہ ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لہم سوء الدار سوء العاقبۃ یعنی بدانجام ہدیٰ سے مراد وہ ہدایت و نور ہے جسکو دیکر اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا واورثنا بنی اسرائیل الکتاب یعنی ہم نے اُنکے واسطے نیک انجام کیا اور فرعون کے بلاد و اموال و حواصل و زمین کا اُن کو وارث بنایا بسبب اس کے کہ اُنہون نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طاعت پر اور اُسکے رسول موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع پر صبر کیا اور جس کتاب کے وہ وارث کیے گیے یعنی توریت شریف اُسمین ہدیٰ و ذکریٰ ہے واسطے اولی الالباب کے یعنی اُنکے لیے جن کی عقول صحیح و سلیم ہین قولہ عزوجل فاصبران وعد اللہ حق یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صبر کر بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے ہم نے تجھسے وعدہ کیا ہے کہ ہم عنقریب تیرا بول بالا کرینگے اور تیرے واسطے اور اُنکے جنہون نے تیری پیروی کی انجام نیک ٹھیرائین گے اور اللہ خلاف وعدہ نہین کرتا ہے یہ بات جسکی ہم نے تجھے خبر دی حق ہے اسمین کسیطرح کا شک و شبہہ نہین ہے قولہ تعالیٰ واستغفر لذنبك یعنی مغفرت مانگ اپنے گناہ کی یہ امت کو آمادہ کرنا ہے استغفار پر عشی سے مراد اواخر نہار و اوائل لیل ہے اور ابکار اوائل نہار و اواخر لیل ہے قولہ تعالیٰ ان الذین یجادلون الآیہ کے یہ معنی ہین کہ بیشک وہ لوگ جو دفع کرتے ہین حق کو باطل سے اور صحیح حجتون کو رد کرتے ہین فاسد شبہون سے بغیر کسی برہان و حجت کے جو اللہ پاک کی طرف سے ہو نہین ہے اُنکے سینون مین مگر تکبر حق کی پیروی کرنے پر اور حقیر جاننا اُس شخص کو جو کہ اُس حق کو اُنکے پاس لایا حالانکہ حق کے پست کرنے اور باطل کے بلند کرنیکا جو وہ قصد کرتے ہین ہرگز اُنکو حاصل ہونیوالا نہین ہے بلکہ حق ہی بلند ہوگا اور اُن کا قول و قصد پست پس تو پناہ مانگ ساتھ اللہ کے ایسی لوگون کے حال سے بیشک وہ بڑا سُننے والا دیکھنے والا ہے یا اِن جیسے مجادلین کے شر سے پناہ مانگ جو کہ جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بدون کسی دلیل کے یہ تو تفسیر ابن جریر کا بیان ہے کعب و ابو العالیہ نے کہا کہ ان الذین یجادلون الآیہ یہود کے حق مین نازل ہوئی ہے ابو العالیہ نے کہا یہ اس لیے ہے کہ یہود نے یہ دعویٰ کیا کہ دجال اُنمین سے ہے

اور وہ اُسکی وجہ سے زمین کے مالک ہونگے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امر فرمایا کہ فتنۂ دجال سے پناہ مانگیں اور اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا فاستعذ باللہ الآیہ اور یہ قول غریب ہے اسمیں تعسف بعید ہے یعنی دور کا تکلف گو ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب میں اسکو روایت کیا ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ف فتح البیان کا بیان قابل یہ ہے کہ جملۂ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا استانفیہ ہے طرف اللہ پاک کے موصول محل نصب میں ہے معطوف ہے رسلنا پر یعنی البتہ ہم فتح دیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور فتح دیتے ہیں اُن لوگوں کو جو اُنکے ساتھ ایمان لائے مطلب یہ ہے کہ ہم اُن کو غالب و قاہر کرتے ہیں اُنکے دشمنوں پر زندگی دنیا میں بایں طور کہ اللہ پاک نے اُن کو خوگر کر کیا ہے اسکا کہ اُن کا انتقام لیتا ہے اُنکے دشمنوں سے ساتھ قتل و سلب و اسر کے کسی نے کہا ساتھ غلبہ و قہر کے کسی نے کہا ساتھ حجت کے کسی نے کہا یہ ان انتقام لیتا ہے کہ دشمنوں کا بالکل استیصال کر دیتا ہے اگرچہ بعض وقت بطور امتحان اللہ عزوجل کی طرف سے دنیا میں مغلوب ہو جاتے ہیں اور انجام نیک اُنہیں کو ہوتا ہے جسطرح کہ اللہ پاک نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کی نصرت فرمائی جبکہ وہ قتل ہوئے اس لیے کہ اُنکے بدلے ستر ہزار کو قتل کیا اور جسطرح کہ حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی نصرت فرمائی کہ اُنکی شہادت کے بدلے بھی ستر ہزار کو قتل کیا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص رد کرے اپنے بھائی کی آبرو سے تو رد کرے گا اللہ اُسکے مونہہ سے جہنم کی آگ کو قیامت کے دن پھر یہ آیت پڑھی انا لننصر الآیہ اخرجہ احمد والترمذی وحسنہ وابن ابی الدنیا والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی الشعب واخرج ابن مردویہ من حدیث ابی ہریرۃ مثلہ قولہ تعالیٰ ویوم یقوم الاشہاد سے مراد روز قیامت ہے زید بن اسلم نے کہا کہ اشہاد ملائکہ و نبیین و مومنین ہیں مجاہد و سدی نے کہا کہ ملائکہ ہیں گواہی دینگے واسطے انبیا کے رسالت پہونچانیکے اور امتوں پر تکذیب کی کسی نے کہا کہ ملائکہ حافظین گواہی دین گے بنی آدم پر اُن اعمال کی جو اُنہوں نے کیے اور اسیطرح جوارح و اعضا اُنپر گواہی دین گے اُس کام کی جو کیا زجاج نے کہا اشہاد جمع ہے شاہد کی جیسے صاحب و اصحاب نحاس نے کہا کہ باب فاعل کا نہیں ہے کہ افعال پر جمع کیا جاے اور نہ اُسپر قیاس کیا جاتا ہے لیکن جو اس سے سنا ہوا آیا

لہ قتل یا رد والسلب یا ذوسامان چھین لینا اس قید کرنا وغیرہ

ہے وہ اُسی مسموع پر ادا کیا جائے گا پس اِس بنا پر اشہاد جمع شہید کی ہوگی جیسے شریف و اشراف
بالجملہ اللہ پاک رسولون کی اور مومنین کی مدد کرتا ہے دنیا مین اور قیامت کو قیامت مین مدد کرنیکے
یہ معنی ہین کہ اُنکو جنت مین داخل کرے گا اور اپنی کرامتون سے اُن کا اکرام فرمائے گا اور کفار کو
اُنکے اعمال کا بدلا دیگا پھر لعنت کرے گا اور دوزخ مین داخل کردے گا یہ معنی ہین یوم لاینفع
الآیہ کے کہ لعنت تو دوری ہے رحمت سے اور سوء دار دوزخ ہے معذرت جو اُنکو نفع نہ دیگی
سوا اسلیے کہ وہ ایک عذر باطل و بہانہ بیکار و شبہہ مہمل ہے جمہور نے تنفع بتاے فوقیہ
پڑہا ہے اور ناتع اور کوفیون نے بیاے تحتیہ اور لغت مین یہ سب جایز ہے نکتہ اللہ پاک
نے جو بیاے وفی الآخرۃ کے یوم یقوم الاشہاد فرمایا سو اس لیے کہ منظور اس بات کا بتانا
ہے کہ بادشاہ عظیم جبکہ اپنے بعض اولیاے دولت کو حاضرین و جمع کثیر کے روبرو باکرام
و تعظیم خاص کرتا ہے اور خلعت عنایت فرماتا ہے تو اسمین زیادہ تر لذت و بہجت ہوتی
ہے بہ نسبت اُسکے کہ تنہائی مین اعزاز و اکرام کرے اشہاد سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کہ
قیامت کے دن اعمال عباد کی گواہی دیگا ملائکہ و انبیاء و مومنین مین سے فرشتے تو کرام کاتبین
ہین جو مشاہدہ کیا اُسکی گواہی دینگے اور انبیاء اس لیے حاضر ہونگے کہ امتون پر تصدیق و
تکذیب کی گواہی دین قال تعالیٰ فکیف[۱] اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک
علی ہؤلاء شہیدا اور مومنین بھی لوگون پر گواہی دینگے قال تعالیٰ وکذلک[۲] جعلنکم
امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا پھر
اللہ پاک نے یہ بیان فرمایا کہ قیامت کے دن انبیا کی تکریم و تشریف یون ہوگی کہ اُسمین اُنکے
دشمنون کو تین امر حاصل ہونگے ایک تو یہ کہ بالکل اُن کا عذر مقبول نہوگا دوسرا یہ کہ لعنت
اُنہین مین منحصر ہوگی اسی لیے لہم اللعنۃ فرمایا ہے لعنت و مراد اہانت و اذلال ہے تیسرا یہ ہے کہ سوء دار
یعنی جہنم مختص اُنہین کے ساتھہ ہوگا مقصود اکرام انبیا سے زمانہ اہانت اعدا مین تعظیم
ثواب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام ہے اس لیے کہ بضدھا تتبین الاشیاء سفیدی
کی خوبی سیاہی کے مقابلے مین خوب نظر آتی ہے بالجملہ چونکہ نصر انبیاء و مومنین کا ذکر
ہو رہا ہے اسلیے اُسکی ایک نظیر بھی ذکر فرمائی ولقد اٰتینا موسی الہدیٰ الآیہ یعنی البتہ

[۱] پھر کیا حال ہوگا جب بلاوینگے ہم ہر امت مین سے گواہ کہنے والا اور بلاوینگے تجھکو ان لوگون پر احوال بتانیوالا ۱۲ منہ
[۲] اور اسیطرح کیا ہمنے تمکو امت معتدل کہ تم ہو گواہ لوگون پر اور ہو پیغمبر تمپر گواہ ۱۲ منہ

مقرر دی ہمنے موسیٰ کو ہدایت مراد ہدی سے توریت و نبوت ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے
انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور مقاتل نے کہا ہدی ضلالت سے یعنی توریت اور وارث کیا ہمنے
بنی اسرائیل کو کتاب کا یعنی بعد اُس ذلت کے جسمین وہ تھے کتاب سے مراد توریت ہے وارث
کرنیکے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے جب موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی تو بعد اُنکے وہ
بنی اسرائیل مین باقی رہی اور خلف سلف سے اُسکے وارث ہوتے چلے آئے کسی نے کہا
مراد کتاب سے ساری کتابین ہین جو کہ بعد موت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انبیای بنی اسرائیل
پر نازل کی گئین ہدی و ذکری یا تو مفعول لہ ہین یعنی ہمنے اُن کو وارث کیا کتاب کا واسطے
ہدایت کرنیکے اور یاد کرنے کے یا دونون حال ہین بمعنی اسم فاعل یعنی دالا ان کہ وہ کتاب ہادی
و مذکر و مرشد ہے واسطے سلیم عقل والونکے فرق درمیان ہدی و ذکری کے یہ ہے کہ ہدی تو
وہ شے ہے جو دلیل ہو کسی دوسری شے پر اسکی شرط سے یہ نہین ہے کہ یاد دلائے کسی اور
شے کو جو معلوم تھی پہر وہ بھلادی گئی اور ذکری وہ شے ہے جو اس قسم کی ہوتی ہے انبیا علیہم السلام
کی کتابین انہین دو قسمون پر مشتمل ہین کیونکہ بعض تو فی نفسہ دلائل ہین اور بعض مذکر ہین اُس
شے کے جو اگلی کتب الٰہیہ مین ہے فاصبر مرتب ہے انا لننصر رسلنا پر اور لقد اٰتینا موسیٰ الہدیٰ
مثل جملۂ معترضہ ہے نصرت رسل کے بیان و تاکید کیواسطے لایا گیا ہے گویا یون کہا کہ جب تو
نصرت رسل کو جس چکا جسکا ہمنے وعدہ کیا اور جو کچھ ہمنے موسیٰ کے ساتھ کیا کہ ہمنے اُسکو اسباب
ہدایت کے اور فرعون پر نصرت پانیکے دیے اور بعد اُسکے بنی اسرائیل مین اُسکی ہدایت کے آثار
باقی رکھے تو اب تو اس بات کو جان رکھ کہ بیشک اللہ تعالیٰ تجھکو نصرت دینے والا ہے جیسی
اُن کو نصرت دی اور صبر کر مشرکون کی ایذا پر کیونکہ انجام نیک تیرے واسطے ہے بیشک اللہ کا
وعدہ جو اپنے رسولون سے کیا ہے حق ہے اُسمین کچھ خلاف نہین ہے اور نہ اُسکے وقوع
مین کچھ شک ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے وانا لننصر رسلنا اور اس آیت مین ولقد
سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم
الغالبون کلبی نے کہا کہ آیت قتال نے آیت صبر کو منسوخ کر دیا پہر اللہ پاک نے آپ کو
استغفار کا حکم دیا ارشاد فرمایا واستغفر لذنبك کہا ہے کہ مضاف محذوف ہے اے

۵۱ ہم نے
اُتاری توریت
اُسمین ہدایت
اور روشنی ۱۲ منہ
۵۲ اوپر یہ
ہو چکا ہادا حکم
اپنے بندون
کے حق مین
بجواہون بین
بیشک ہم نہین
کو مدد ہوتی
ہے اور ہمارا
لشکر جو ہے
بیشک وہی
زبردست ہے ۱۲
منہ

لذنب امتک یعنی مغفرت مانگ واسطے گناہ اپنی امت کے کسی نے کہا کہ ذنب سے مراد
صغائر ہین اُس شخص کے نزدیک جو کہ صغائر کو انبیا پر جائز رکھتا ہے اور جو شخص صغائر کو اُنپر
جائز نہین رکھتا تو اُسکے نزدیک یہ امر مجرد تعبد با ستغفار ہے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کرنا کہ اس استغفار کی عبادت سے اور زیادہ ثواب ملے یہ اِس لیے ہے کہ اللہ پاک تو آپکے
اگلے پچھلے سب گناہ بخش چکا ہے وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار کے یہ معنی ہین
کہ ہمیشگی کر اللہ کے تنزیہ پر اُسکی حمد کے ساتھ متلبس ہوکر شام وصبح مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ
تسبیح کے ساتھ حمد کر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ سبحانہ ساری برائیون
سے پاک اور ساری خوبیونکے ساتھ موصوف ہے پس جمیع نقصانون سے اُسکو مبرا منزہ
سمجھنا اور اُسکی پاکی بولنا تسبیح ہے اور کل کمالات کے ساتھ اُسکا وصف کرنا حمد ہے بحمد اللہ
نہ کہا بحمد ربک فرمایا اِس لیے کہ اُسکی ربوبیت علت ہے حمد کی کیونکہ جو منعم حقیقی ہے جسکی
تربیت شب وروز ہر لمحہ پورے طور پر سارے عالم کے عموماً اور خواص کی خصوصاً ہو رہی
ہے اُسکی حمد تو ضروری ہے اور موجب مزید انعام واکرام ہے پس جب اُسکا انعام دوام
ہے تو تسبیح وحمد بھی مدام چاہیے کسی نے کہا کہ مراد پانچون نمازین ہین عشی تو بعد زوال
سے ہوتی ہے اسمین چار نمازین ہین اور ابکار فجر سے زوال تک اسمین ایک نماز فجر ہے
کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ نماز پڑھ ان دو وقتون مین نماز عصر کی اور فجر کی یہ قول حضرت
حسن وقتادہ کا ہے کسی نے کہا کہ یہ دو نمازین ہین دو رکعت تو صبح کو اور دو رکعت عشیہ کو یہ نماز قبل
فرض ہونے نماز پنجگانہ کی تھی بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے مجادلین فی آیات اللہ پر رد کرنے کے
ساتھ ابتدا کی تھی اور کلام بعض بعض کے ساتھ بترتیب متقدم یہانتک متصل چلا آیا تو اب
اُس علت پر تنبیہ فرمائی جو کہ اُس مجادلے پر کفار کو باعث ہوتی ہے پس ارشاد فرمایا ان الذین
یجادلون الآیہ یعنی جو لوگ جھگڑتے ہین اللہ کی آیتون مین مراد قرآن شریف ہے بغیر کسی
ظاہر دواضح حجت کے جو اللہ پاک کی طرف سے اُنکے پاس آئی ہو نہین ہے اُنکے دلونمین
مگر تکبر حق سے جو کہ آمادہ کرتا ہے اُنکو تیری تکذیب پر ایسا تکبر جسکو وہ پہونچنے والے نہین
ہین زجاج نے بباغیہ مین مضاف محذوف مانا ہے اسے بالغے ارادوتہم فیہ یعنی نہین پہنچنے والے

ہین اپنے ارادے کو اُس تکبر مین وہ ارادہ یہی تعاظم وریاست وتقدم ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو یہ ہونا نہین غیر زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے بالغی کبر ہم ابن قتیبہ نے کہا یعنی تکبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور طمع اسکی کہ اُنپر غالب ہون حالانکہ وہ اُسکو پہونچنے والے نہین ہین کسی نے کہا کہ مراد تکبر سے امر کبیر ہے یعنی نبوت طلب کرتے ہین یا طالب ہین کسی امر کبیر قتل وغیرہ کے کہ جسکو تجھے پہونچائین اور وہ اسکو نہ پہونچین گے مجاہد نے کہا معنی یہ ہین کہ اُنکے سینون مین ایک عظمت ہے کہ وہ اُسکو پہونچنے والے نہین ہین مجادلہ کو جو بغیر سلطان اتاہم کے ساتھ مقید کیا باوجود اسکے کہ اُس سلطان کا آنا محال ہے سو منظور اس بات کا بتانا ہے کہ امر دین مین جو کلام کرنیوالا ہے ضرور ہے کہ اُسکا استناد سلطان مبین کیطرف ہو مراد اس آیت کریمہ سے مشرکین ہین کسی نے کہا یہود ابو العالیہ اسی کے قائل ہین کعب نے کہا کہ یہود کے حق مین نازل ہوئی امر دجال کے باب مین جسکا وہ انتظار کرتے ہین ابو السعود فرماتے ہین ہر مجادل کے حق مین عام ہے گو مشرکین مکہ کے بارے مین نزول ہوا ہی بالجملہ جب اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی فرمادی کہ جھگڑنیوالے اپنی مراد کو نہ پہونچین گے تو اب آپ کو حکم دیا کہ اُنکے شرون سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگین پس فرمایا فاستعذ باللہ الآیہ یعنی ملتجی ہو طرف اللہ کے اُنکے شر وکید ومکر سے جو تجہیز کرتے ہین بیشک اللہ خوب سُننے والا ہے اُنکی باتون کو اور خوب دیکھنے والا ہے اُنکے کامون کو ان مین سے اُسپر کوئی چیز شے چھپی نہین ہے چونکہ امر بعث ونشر اُن امور مین سے تھا جنمین کافر لوگ جھگڑتے تھے اور جنکا انکار کرتے تھے بلکہ اُنکے ہر جھگڑے کی بنا اسی پر تھی اس لیے اللہ پاک نے بعث کے حق ہونے پر حجت قایم کی پس ارشاد فرمایا لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس ولکن اکثر الناس لا یعلمون ○ وما یستوی الاعمیٰ والبصیر والذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت ولا المسیٓء ط قلیلا ما تتذکرون ○ ان الساعۃ لاٰتیۃ لا ریب فیھا ولکن اکثر الناس لا یؤمنون ○ وقال ربکم ادعونی اَستجب لکم ط ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین ع ○ البتہ پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا بڑا ہے لوگون کے بنانیسے

لہ دوسرا لفظ مجادلہ کا ہے الا کہ ای عظمۃ فریش ۱۲ منہ

لیکن بہت لوگ نہین سمجھتے اور برابر نہین اندہا اور دیکھتا اور نہ ایماندار جو بھلے کام کرتے ہین اور نہ بدکار تم تھوڑا سوچ کرتے ہو تحقیق وہ گھڑی آنی ہے اُسمین دھوکا نہین ولیکن بہت لوگ نہین مانتے اور کہتا ہے تمہارا رب مجھکو پکارو کہ پہونچون تمہاری پکار کو بیشک جو لوگ بڑائی کرتے ہین میری بندگی سے اب پیٹھین گے دوزخ مین ذلیل ہوکر ف یعنی دوسری بار پیدا ہونا محال جانتے ہین ف ۲ یعنی ایک دن چاہیے کہ انکا فرق کہلے ف ۳ بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا نہ مانگنا غرور ہے اگر دنیا نہ مانگے تو مغفرت ہی مانگے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پکار کو پہونچتا ہے سو برحق بات ہے مگر یہ نہین کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کرے اُسکی مرضی موافق مالک ہے اپنی خوشی کرتا ہے انتہی ف اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے اسپر کہ وہ دوہرا ویگا خلائق کو قیامت کے دن اور یہ کام اُسپر سہل اور آسان ہے باین طور کہ اُس نے آسمانون کو اور زمین کو بنایا اور ان کا پیدا کرنا بڑا ہے لوگون کے اول بار اور دوبارا بنانے سے پس جو ذات پاک اُسپر قادر ہوا ہے تو وہ اُس سے ادنی پر بطریق اولی واخری قادر ہے کما قال تعالے اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض ولم یعی بخلقھن بقادر علی ان یحیی الموتی بلی انہ علی کل شئ قدیر اور یہان یون فرمایا لخلق السموات والارض الآیہ یعنی اکثر اسکو نہین جانتے ہین سو اسی لیے اِس حجت کو سوچتے نہین ہین جسطرح کہ بہت سے عرب تھے اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو بنایا ہی اور استبعاد وکفر وعناد کی راہ سے معاد کا انکار کرتے تھے حالانکہ جس بات کا اقرار کر چکے وہ اولی تھی اُس سے جس کا انکار کیا پھر اللہ پاک نے فرمایا وما یستوی الاعمی الآیہ یعنی جسطرح برابر نہین ہوتا ہے اندہا جو کسی شے کو نہین دیکھتا ہے اور بصیر جو کہ دیکھتا ہے اُس شے کو جس تک اُسکی نگاہ پہنچتی ہے بلکہ اِن دونون مین بڑا فرق ہے اسیطرح برابر نہین ہوتے ہین مومنین نیکوکار اور کفار بدکردار کیا کم سوچ کرتے ہین بہت سے لوگ پھر فرمایا بیشک قیامت آنیوالی ہے یعنی ہو پڑنیوالی ہے اُسمین کچھ شک نہین ہے لیکن اکثر لوگ اُسکی تصدیق نہین کرتے بلکہ اُسکے ہونے کو جھٹلاتے ہین مالک اہل یمن کے ایک شیخ قدیم سے راوی ہین کہ وہ وہان سے آیا اُسنے کہا مین نے یہ سُنا ہے کہ قیامت جب قریب ہوگی تو لوگون پر بلا سخت ہوگی اور سورج کی

ل کیا نہین دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور نہ تھکا اُنکے بنانے مین وہ سکتا ہے کہ جلاوے مردے کیون نہین وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ منہ

گرمی سخت ہوجائیگی واللہ اعلم اخرجہ ابن ابی حاتم اللہ سبحانہ کے فضل وکرم کو تو دیکھو کہ اُسنے اپنے بندون کو اپنی دعا کی طرف بُلایا اور اُنکے واسطے دعا قبول کرنیکا ضامن ہوا پس فرمایا ادعونی استجب لکم جسطرح کہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے یا من احب عبادہ الیہ مسألہ فاکثر سوالہ ویا من ابغض عبادہ الیہ من لم یسالہ ولیس احد کذالك غیرك یا رب یعنی اے وہ ذات کہ سب سے بڑھکر محبوب بندہ اُسکو وہ جسنے اُس سے مانگا پھر خوب ہی مانگا اور اے وہ ذات کہ سب سے زیادہ مبغوض بندہ اُسکو وہ جسنے اُس سے نہ مانگا اور اے میرے رب تیرے سوا کوئی ایسا نہین ہے اسی معنی مین کوئی شاعر کہتا ہے ؎

اللہ یغضب ان ترکت سوالہ		وبنی آدم حین یسئل یغضب	

یعنی اللہ تو خفا ہوتا ہے اگر تو اُس سے مانگنا چھوڑ دے اور بنی آدم سے جب کوئی مانگے تو خفا ہوتا ہے قتادہ کہتے ہین کعب احبار نے کہا ہے کہ اس امت کو تین چیزین ایسی ملی ہین کہ اس سے پہلے کسی امت کو نہین ملین مگر نبی کو جسوقت اللہ تعالی کسی نبی کو بھیجتا تھا تو اُس سے فرماتا کہ تو گواہ ہے اپنی امت پر اور تمکو اُسنے گواہ بنایا ہے لوگون پر اور اُس سے کہا جاتا تھا کہ دین مین تجھپر کچھ حرج نہین ہے اور اُسنے اس امت کیواسطے یون فرمایا وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور اُس سے کہدیا جاتا تھا ادعنی استجب لك یعنی تو مجھسے دعا مانگ مین تیرے واسطے قبول کرونگا اور اُسنے اس امت سے فرمایا ہے ادعونی استجب لکم رواہ ابن ابی حاتم اللہ عزّ وجلّ نے فرمایا ہے چار خصلتین ہین ایک اُنمین سے واسطے میرے ہے اور ایک واسطے تیرے اور ایک درمیان میرے اور تیرے اور ایک درمیان تیری اور میرے بندون کے پس وہ خصلت جو واسطے میرے ہے سو تو پوجے مجھکو شریک نکرے میرے ساتھ کسی شے کو اور وہ خصلت جو تیرے واسطے ہے مجھپر سو جو کوئی خیر تو کریگا مین تجھے اُسکی جزا دونگا اور وہ جو درمیان میرے اور تیرے ہے سو تجھسے دعا ہے اور مجھپر قبول کرنا اور وہ جو درمیان تیرے اور میرے بندون کے ہے سو تو پسند کر واسطے اُنکے وہ شے جو تو پسند کرتا ہے واسطے اپنے نفس کے رواہ الحافظ ابو یعلی عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ

لہ اور نہین رکھی تم پر دین مین کچھ حرج ۱۲ منہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما یروی عن ربہ عز وجل نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان الدعاء ھو العبادۃ یعنی بیشک دعا عبادت ہی ہے پھر یہ آیت پڑہی اوعونی تا داخرین رواہ الامام احمد وھکذا رواہ اصحاب السنن الترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن ابی حاتم وابن جریر کلھم من حدیث الاعمش بہ وقال الترمذی حسن صحیح ورواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن جریر ایضا من حدیث شعبۃ عن منصور والاعمش کلاھما عن ذر بہ وکذا رواہ ابن یونس عن اسید بن عاصم بن مھران حدثنا النعمان بن عبد السلام ثنا سفیان الثوری عن منصور عن ذر بہ ورواہ ابن حبان والحاکم فی صحیحھما وقال الحاکم صحیح الاسناد امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص دعا نہین کرتا ہے اللہ عزوجل سے تو وہ اوسپر خفا ہوتا ہے تفرد بہ احمد وھذا اسناد لا باس بہ امام احمد کا دوسرا لفظ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ ہے من لم یسأل اللہ یغضب علیہ یعنی جو شخص سوال نہین کرتا ہے اللہ سے تو وہ خفا ہوتا ہے اُسپر حافظ ابو محمد حسن بن عبد الرحمن رامہرمزی نے محمد بن سعید سے روایت کیا ہے کہا جبکہ محمد بن مسلمہ انصاری مرے تو ہمنے اُسکے درائیہ سیف[۱] مین ایک خط پایا بسم اللہ الرحمن الرحیم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان لربکم فی بقیۃ ایام دھرکم نفحات فتعرضوا لہ[۲] لعل دعوۃ ان توافق رحمۃ فیسعد بھا صاحبھا سعادۃ لا یخسر بعدھا ابدا یعنی بیشک واسطے تمہارے رب کے تمہارے زمانے کے بقیہ ایام مین رحمت کی ہوائین ہین سو تم اُن سے تعرض کرو یعنی اُنکے سامنے آؤ شاید کوئی دعا اگر کسی رحمت کے موافق پڑجائے تو اُسکے سبب سے دعا والا ایسا سعادتمند ہوجائے کہ بعد اُس سعادت کے پھر کبھی زیان کار نہو قولہ تعالی ان الذین یستکبرون الآیہ یعنی جو لوگ تکبر کرتے ہین میرے دعا توحید سے وہ عنقریب داخل ہونگے ذلیل وحقیر ہوکر جسطرح کہ امام احمد نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

[۱] اصل میں اسیط ہے کتب لغت مین تلاش کیا نہ ملا واللہ اعلم یہ کیا ہے قرائن سیف تو البتہ ہونا ہے جسمین تلوار میان وغیرہ اُس وقت مین رکھتے ہین یا شاید وہ کوئی بہی ذوالید یعنی گیہو ہے اور بکاسے کی آخر کاری مین جو چمڑا لپیٹتے ہین اُس کو بہی ذوالید کہتے ہین اسی مناسبت سے بقفہ شخص مین جو چمڑا لپیٹتے ہین اُسکو بہی ذوالید کہتے ہون واللہ اعلم ۱۲ منہ

[۲] اصل مین اسیط ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ حشر کیے جائینگے تکبر کرنیوالے قیامت کے دن مثل چھوٹی چیونٹیون کے آدمیونکی صورتون مین چڑہتی ہوگی اُنپر ہر شے ذلت سے یہانتک کہ داخل ہونگے ایک قید خانے مین جہنم کے اندر جسکو بولس کہتے ہین چڑہے گی اُن کو آگون کی آگ پلائے جائین گی طینۃ الخبال دوزخیون کے پنجوڑ سے ابن ابی حاتم نے وُہیب بن وَردسی روایت کیا ہے کہا مجھے ایک شخص نے حدیث کی اُسنے کہا مین ایک دن جارہا تھا ارض روم مین پس مین نے ایک ہاتف کو سنا کسی پہاڑ کی چوٹی سے اور وہ کہہ رہا ہے یا رب عجبت لمن عرفك كيف يرجو احدا غيرك يا رب عجبت لمن عرفك كيف يطلب حوائجه الى احد غيرك یعنی اے میرے پروردگار پالن ہار مین تعجب کرتا ہون اُس شخص سے جسنے تجھے پہچانا وہ کیونکر امید رکھتا ہے کسی سے تیرے سوا اے میرے رب مین تعجب کرتا ہون اُس شخص سے جس نے تجھے پہچانا وہ کیونکر طالب ہوتا ہے اپنی حاجتون کا طرف کسی کے سوا تیرے کہا پہر مین چلا پہر طائہ کبریٰ آئے کہا پہر دوبارا اُسنے کہا یا رب عجبت لمن عرفك كيف يتعرض لشئ من سخطك يرضى غيرك یعنی اے میرے رب مین تعجب کرتا ہون اُس شخص سے جس نے تجھے پہچانا وہ کیونکر تعرض کرتا ہے واسطے کسی شے کے تیری خفگی سے راضی کرتا ہے تیرے غیر کو وہیب نے کہا وہ طائہ کبریٰ یہی کلمہ ہے کہا پہر مین نے اُسکو پکارا کہ تو کیا جنون مین کا ہے یا انسانون مین کا اُسنے کہا بلکہ مین انسانون مین کا ہون تو مشغول کر اپنے نفس کو ساتھ اُس چیز کے جو تجھے نفع دے اُس شے سے جو تجھکو فائدہ نہ دے کذا فی ابن کثیر فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ پہلے پہل بدون سبق مادہ کے آسمان وزمین کا پیدا کرنا اعظم ہے نفوس مین اور بزرگتر ہے سینون مین لوگون کے دوبارا پیدا کرنے سے اِس لیے کہ زمین و آسمان کا جرم بڑا ہے اور بدون ستون کے قرار پزیر ہین اور افلاک تارون کو لیے چلتے ہین بدون کسی سبب کے اور زیادہ تر دشوار ہے باعتبار لوگون کی عادت کی کامون کے کرنے مین کہ بڑی شے کے بنانے مین چہوٹی چیز کے بنانے سے مشقت زیادہ ہوتی ہے گو بہ نسبت اللہ پاک کے بڑی چہوٹی چیز کے بنانی مین کچہہ تفاوت نہین ہے پس جب ایسی ایسی بڑی بڑی چیزین اللہ پاک کے بنائے رات دن دیکہہ رہے ہین پہر کیون بعث کا انکار کرتے ہین اور

اُس شے کے زندہ کرنے کا جو کہ ہر طرح آسمان وزمین سے کمتر ہے کما قال تعالیٰ اَولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علے ان یخلق مثلھم بلی وھو الخلاق العلیم یحییٰ بن سلام نے کہا یہ آیت حجت قایم کرنا ہے منکرین بعث پر یعنی آسمان وزمین کا پیدا کرنا اکبر ہے لوگون کے دوبارا پیدا کرنے سے ولیکن اکثر لوگ یعنی کفار مکہ نہین جانتے ہین اللہ تعالےٰ کی عظیم قدرت کو اور اس بات کو کہ کوئی شے اُسکو عاجز نہین کرتی ہے پس وہ تو مثل اندہے کے ہین اور جو شخص اسکو جانتا ہے وہ مثل بینا کے ہے اسی لیے یون فرمایا وما یستوی الاعمی والبصیر الآیہ چونکہ اللہ پاک نے جدال بالباطل کا ذکر فرمایا اس لیے مبطل ومحق کی ایک مثال بیان فرمائی کہ اندہا اور دیکھتا دونون برابر نہین ہوتے ہین اندہا وہ ہے جو باطل کے ساتھہ جھگڑتا ہے اور دیکھتا وہ ہے جو حق کے ساتھ جدال کرتا ہے یا اعمے وہ ہے جو کہ اپنے مبدا ومعاد مین حق کے پہچاننے سے غافل ہے اور بصیر وہ ہے جو ان دونون کے پہچاننے مین بصیرت والا ہے اور اسی لیے اعمیٰ کو مقدم ذکر کیا ہے کیونکہ ماقبل مین جو نفی نظر وتامل کی فرمائی ہے اُسکے مناسب اعمی ہے اور بعد اسکے جو والذین امنوا وعملوا الصالحات ولا المسیٔ مین مومنین کو مقدم کیا سو دو وجہ سے ایک تو قرب بصیر کا دوسرے اُن کا شرف مسیٔ کا مقابل محسن ہوتا ہے محسن نیکوکار کو اور مسیٔ بدکار کو کہتے ہین یعنی اور برابر نہین ہوتا ہے وہ شخص جو ایمان لاکر اور نیک کام کرکے نیکوکار ہوا ہے اور وہ شخص جو کفر ومعاصی کرکے بدکار ہوا ہے یہان تقابل اعمی کا ہے بصیر سے اور محسن کا مسیٔ سے تقابل تین طریق پر آیا کرتا ہے ایک طریقہ یہ ہے کہ مناسب کے قریب وہ شے آئی جو اُسکے مناسب ہو جیسے یہ آیت ہے کہ بصیر کی مناسبت سے محسن کو اُسکے بعد ذکر کیا جسطرح کہ اعمی کو لا یعلمون کی مناسبت سے بصیر پر مقدم کیا ورنہ مایستوی البصیر والاعمی والمحسن ولا المسیٔ ہوتا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونون متقابل متاخر ہون جیسی یہ آیت ہے مثل الفریقین کالاعمے والاصم والبصیر والسمیع تیسرا یہ ہے کہ اول کا مقابل مقدم اور آخر کا مقابل مؤخر کیا جاے جیسے یہ آیت ہے وما یستوی الاعمے والبصیر ولا الظلمات ولا النور اور یہ سب تفنن ہے بلاغت مین کلمہ لا کو جو والمسیٔ مین زیادہ کیا سو اس لیے کہ جب کلام بسبب طول کے طویل ہوگیا تو محسن کا قسیم دور جا پڑا پس کلمہ لا کو تاکید

۱ کیا جسنے بنایا آسمان وزمین نہین سکتا کہ بنا دے ایسے آدمی کو نہین اور وہ ہے اصل بنانیوالا سب جانتا ۱۲ منہ ۲ مثال دونون فرقون کی جیسے ایک اندھا اور بہرا اور ایک دیکھتا اور سنتا ۱۲ منہ ۳ اور برابر نہین اندہا اور دیکھتا اور نہ اندھیرا اور اجالا ۱۲ منہ

کے لیے اُسکے ساتھ عود کردیا کلمۂ لا جو درمیان دو فاعل فعل استوار کے واقع ہوتا ہے اسمین
دو مذہب ہین اخفش کا یہ مذہب ہے کہ زائد ہوتا ہے جہان کہین واقع ہوا اور اسپر یون استدلال
کیا ہے کہ فعل استوار کا مثبت ہو یا منفی نہین ہوتا ہے مگر درمیان دو کے یا زیادہ کے اور
اِسی جہت سے اسکے فاعل پر عطف اور اُسکے اسناد حرف تثنیہ کے یا جمع کے لازم ہوئی
ہے اور دو متقابل مین سے ہر ایک کی طرف اُسکے اسناد تنہا درست نہین ہے اس لیے کہ
تنہا اُس کا قیام محال ہے پس اگر یون کہا جائے کہ لا یستوی زید ولا عمرو تو واجب ہے کہ لا
زائد تصور کیا جائے اور جمہور اس طرف گیے ہین کہ وہ زاید نہین ہے بلکہ اُسکو اس لیے
لاتے ہین کہ فائدہ دے نفی مساواۃ ہر ایک کا دو متقابل مین سے واسطے دوسرے کے
اُن معانی و اوصاف مین جو اُسکے ساتھ خاص ہین اور آیت مین نفی مساواۃ محسن کی مسیئ سے
مراد ہے اُس حقارت و خواری مین جسکا وہ مستحق ہے اور نفی مساواۃ مسیی کے محسن سے اُس
فضل و کرامت مین جو اُسکے واسطے ہے گویا یون کہا گیا کہ نہین برابر ہوتا ہے وہ مومن جس نے
عمل صالح کیا اور مسیئ اور نہ مسیئ اور مومن برابر ہوتے ہین اگر کوئی کہے کہ معطوف و معطوف علیہ
مین مغایرت ہوتی ہے حالانکہ یہان اعمی و بصیر اور محسن و مسیئ بالذات متحد ہین پس عطف
والذین کا کیونکر صحیح ہوگا تو کہین گے کہ گو باعتبار ذات متحد ہین لیکن بحسب وصف متغایر ہین
اول تو بصیر کا اعمی پر عطف فرد بر فرد کر کے دونون کے برابری کی نفی کی پھر مجموع دو وصفون کا
اور جو اُسپر عطف فرد بر فرد کر کے معطوف ہے مجموع اعمی و بصیر پر عطف کیا عطف شفع شفع
کر کے تو اُسنے یہ فائدہ دیا کہ جسطرح فرد فرد برابر نہین ہین اسیطرح شفع شفع برابر نہین
کہ مجموع ثانی مغائر ہے مجموع اول کا بحسب وصف گو بحسب ذات متحد ہین کیونکہ مجموع غافل
و مستبصر وہ بعینہ مجموع محسن و مسیئ ہے مگر بحسب وصف متغائر ہین اسواسطے کہ جن دو گروہ
کے درمیان برابری کی نفی کی گئی اُنکی تعبیر اولاً تو اعمی و بصیر کے ساتھ کی اور ثانیاً بیرایۂ مومن
و مسیئ فاجر مین اونکو ادا کیا اور باہم اسکے تغایر نہین ہے مگر بحسب وصف اس بناپر کہ مقصود
بوصفین اولین مغایر مقصود بوصفین اخیرین ہے یا یون کہین گے کہ ایک شفع تو دال ہے وصف
مقصود پر صریحاً اور دوسرا تمثیلاً قولہ تعالی قلیلا ما تتذکرون کو جمہور نے بیاے تحتیہ پڑہا ہے

ابو حاتم و ابو عبید نے اسکو اختیار کیا ہے اس لیے کہ اسکے قبل و بعد کلام کی بنا غیبت پر ہے
خطاب پر نہین ہے اور ضمیر راجع ہے طرف ناس کے جنکا ذکر ولکن اکثر الناس لا یعلمون مین ہے
یا طرف کفار کے جو کہ ان الذین یجادلون سے سمجھے جاتے ہین قلیلا صفت ہے مصدر محذوف
کی اور کلمہ ما واسطے تاکید معنی قلت کے ہے یعنی اگرچہ وہ یہ جانتے ہین کہ تبصر غفلت سے بہتر ہے
اور یہ دونون برابر نہین ہین اور اسیطرح عمل صالح بہتر ہے عمل فاسد سے مگر وہ اسکو بہت ہی کم سوچتے
ہین مراد یہ ہے کہ بالکل نہین سوچتے کوفیون نے بتاے فوقیہ پڑہا ہے بنا بر خطاب بطور التفات
اسکا فائدہ بہ نسبت اور وجہ کے تمامتر ہے اور مقام سے بھی اسکو زیادہ تر مناسبت ہے کیونکہ مقام
توبیخ مین غیبت سے خطاب کی طرف مائل ہونا دال ہوتا ہے درشتی شدید و انکار بلیغ پر کما قال الکرخی
دیکھو وما یستوی الاعمی الآیہ مین کیا تفنن و حسن ادا ہے مضمون صرف اتنا ہے کہ اعمی و بصیر و محسن
و مسیئی برابر نہین ہین اول تو لا یعلمون کی مناسبت سے اعمی کو مقدم کیا پھر بصیر چونکہ والذین آمنوا کی
مناسب تھا اس لیے اوس سے متصل اسکو ذکر فرمایا چنانچہ اول اس طرف اشارہ ہو چکا ہے
پھر محسن کو والذین آمنوا وعملوا الصالحات کے پیرایہ مین ادا کیا گویا محسن کے معنی سمجھا دیے کہ محسن
وہ ہے جو اسپر ایمان لائے اور اعمال صالح کرے عمل صالح وہ ہے جو سنت کے موافق اور
خاص خدا کیواسطے ہو ریا و سمعہ سے پاک صاف ہو معنی محسن کے تو یہ ہوئے اور لفظ محسن کا مسیئی
کے مقابلے سے خود معلوم ہو گیا پھر والذی آمن و عمل صالحا نکہا بلکہ بصیغۂ جمع فرمایا سو شاید اس لیے
کہ ایمان و عمل [illegible] شے ہے کہ اسکو سب کرین کوئی اس سے باز نہ رہے کیونکہ اسپاک
کے سوا جو [illegible] ہی مخلوق ہے اور مخلوق کا کام یہی ہے کہ اپنے خالق پر ایمان لائے
اور اسکے مطیع ہو صالحات کی جمع لانے سے معلوم ہوا کہ محسن کی شان یہ ہے کہ بکثرت اعمال صالح
کرے ولا المسیئی کے اختصار کو دیکھو کہ بجاے ولا الذین کفروا و عملوا السیئات یا ولا الذین اساؤا
بالکفر والمعاصی کے یہ ایک لفظ مفرد کس حسن و خوبی کے ساتھ کام دے رہا ہے دوسری یہ ہے
کہ برائی کے ذکر مین قصر اور بھلائی کے بیان مین طول بہتر ہوتا ہے پھر اعمی اول مین اور مسیئی آخر
مین واقع ہوا اور بصیر و محسن وسط مین و خیر الامور اوساطہا و کما قیل ع وکلا طرفی قصد الامور ذمیم
واللہ سبحانہ و تعالی اعلم بأسرار کلامہ وحسن النسجامہ وفوق البشر قاصر عن بلوغ مرامہ فالاولی ان نقول

ماقالہ الملائکۃ الکرام سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ونصلی ونسلم علی سیدنا سید العرب والعجم وعلی آلہ الکرام وصحبہ العظام بالجملہ ان الذین یجادلون الآیہ کی شان نزول مین ابو العالیہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین یہود حاضر ہوئے پہر عرض کیا کہ دجال ہم مین سے ہوگا آخر زمانے مین اور ہوگا اُسکے امر سے پہر اُسکے امر کی عظمت بیان کی اور کہا وہ ایسا ایسا کرے گا اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہا وہ نہ پہونچے گا اُس شے کو جو کہے گا فاستعذ باللہ پس اپنے نبی کو امر فرمایا کہ فتنۂ دجال سے پناہ مانگین البتہ پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا بڑا ہے دجال کے پیدا کرنے سے اخرجہ عبد بن حمید وابن ابی حاتم قال السیوطی بسند صحیح دجال کے ذکر وصفت مین اور اسمین کہ رسولون نے اپنی امتون کو اُس سے ڈرایا اور آخر زمانے مین نکلے گا اور وہ امور جو اُس سے واقع ہونگے اور یہودی لوگ اُسکے پیرو ہونگے اِس سب مین بہت سی صحیح حدیثین وارد ہوئی ہین جسطرح کہ صاحب فتح البیان رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حج الکرامہ فے آثار القیامہ مین اسکی خوب تحقیق فرمائی ہے یہ جگہ اُن سب حدیثون کے ذکر وبسط کی نہین ہے سارے اہل سنت ومحدثین وفقہا دجال کے قائل ہین بخلاف اُسکے جس نے اُسکا انکار کیا ہے اور اُسکے امر کو باطل کہا ہے خوارج وجہمیہ و بعض معتزلہ مین سے جُبّائی اور اُسکے موافق لوگ مخالف ہین اسمین کہ اُسکا وجود تو صحیح ہے لیکن یہ دعوی کیا ہے کہ جو اشیاء وہ لائیگا وہ مخاریق وخیالات ہین اُنکی کوئی حقیقت نہین ہے اخبار صحیحہ متواترہ اِس قول کو خوب دفع ورد کرتے ہین خازن نے اس جگہ فی الجملہ بسط کیا ہے غرضکہ اول اللہ پاک نے لخلق السموات الآیہ سے بعث کا جواز وقوع ذکر کیا پہر وما یستوی الاعمی والبصیر الآیہ سے یہ بات بیان فرمائی کہ حکمت اُسکی وقوع کی مقتضی ہے کیونکہ جب اعمی وبصیر ومحسن ومسیئ برابر نہین ہین تو چاہیے کہ اُنکے واسطے ایک ایسا حال ہو جسمین اُن کا تفاوت ظاہر ہو جاوے وہ حال ہوگا مابعد بعث مین پہر بعد اسکے یہ بیان کیا کہ قیامت ضرور ہی آنیوالی ہے پس فرمایا ان الساعۃ لآتیۃ الآیہ یعنی اُسکے آنے مین اور اُسکے حصول وقیام مین کسیطرح کا شک نہین ہے اِس لیے کہ اُسکے شواہد واضح ہین اور اُسکے وعدۂ وقوع پر سارے رسولون کا اجماع ہے اور جزا کا ہونا ضروری ہے تاکہ خلق کا پیدا کرنا خاصتہً فنا کیواسطے نہو ولیکن اکثر لوگ اُسپر ایمان نہین لاتے ہین اور نہ

اُسکی تصدیق کرتے ہین اسلیے کہ اُنکے افہام وعقول حجت کی ادراک سے قاصر وضعیف ہین مراد اکثر الناس سے کفار منکرین بعث ہین پھر جب اللہ پاک نے یہ بیان فرمایا کہ قیامت قایم ہونا حق ہے اور اُسمین کسیطرح کا شک وشبہہ نہین ہے تو اپنے بندون کو وہ شے بتائی جو کہ وسیلہ ہے سعادت کا دارخلود مین پس اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ اُسکی طرف سے حکایت کرین اُس چیز کی جسکی پہونچانیکا اُنکو حکم دیا ہے اور وہ یہ ہے وقال ربکم ادعونی استجب لکم یعنی فرمایا تمہارے پروردگار نے جس نے تمکو پیدا کیا اور انواع واقسام کے انعام کیے اور جسکی تم ہر دم محتاج ہو کہ میری توحید وعبادت کرو مجھے ایک جانو اور مجھی کو پوجو مین تمہاری عبادت قبول کرون گا اور تم کو بخشون گا اور تم کو ثواب دون گا چونکہ حکمت وقوع قیامت مین یہ تھی کہ نیک وبد کو موافق اُسکے عمل کے جزا دیجاے اس لیے بندون کو حکم دیا کہ اچھے عمل کرین تاکہ اچھی جزا ہو اور سرسب طاعتون کا توحید وعبادت الٰہی ہے اور بیان کیا کہ جو لوگ اُسکی عبادت سے تکبر کرتے ہین اُنکی بُری جزا ہے پس فرمایا ان الذین یستکبرون عن عبادتی الآیہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے کہ یہان مراد دعا سے توحید وعبادت ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر دعا سے مراد مطلق عبادت نہوتی تو بعد مین بجاے عن عبادتی کے عن دعائی فرماتا جب ایسا نہ کیا بلکہ لفظ عبادت ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور جب عبادت کو دعا کے پیرایہ مین ادا کیا تو برعایت مشاکلت اثابت کو استجابت کے لباس مین ادا فرمایا دوسری دلیل حدیث نعمان بن بشیر الدعاء ہو العبادۃ ہے جس کا ذکر اول ہو چکا ہے تیسری یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے وحدونی اغفر لکم چوتھی جریر بن عبداللہ نے فرمایا ہے وحدونی دوسرا قول یہ ہے کہ مراد دعا واستجابت سے ظاہر معنی ہین یعنی سوال وتضرع وقبول کرنا دعا کا لیکن وعدہ قبول دعا کا مقید بمشیئت ہے استجب لکم کے یہ معنی ہین کہ قبول کرونگا اگر مین چاہونگا کما قال تعالیٰ فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء اب یہ بات رہی کہ اس قول کی بنا پر ظاہر یہ تھا کہ عبادتی کی جگہہ عن دعائی ہوتا سو اسکے دو جواب ہین ایک یہ ہے کہ جو تکبر دعا سے باز رکھنے والا ہے اُسکو قایم مقام اُس استکبار کی ٹھیرایا جو کہ عبادت سے روکنے والا ہے واسطے مبالغے کے گویا ایک دوسرے کو مستلزم ہے کیونکہ جس نے کریم منان کے احسان ماننے سے تکبر کیا تو اُسنے اُسکی عبادت وطاعت سے بھی تکبر کیا دوسرا یہ بھی ہو سکتا

لہ یہ کہ پکارنا ہے جسکو پکارنے سے اُسکا جواب ہو

ہے کہ مراد عبادت سے دعا ہی ہو دعا کی تعبیر عبادت کے ساتھ اسلیے کی تاکہ معلوم ہو جائے کہ دعا
ایک باب ہے ابواب عبادت سے جیسا کہ وارد ہوا ہے الدعاء مخ العبادہ کیونکہ دعا تو یہی تضرع
وزاری کرنا ہے روبرو باری تعالیٰ کے مع اظہار افتقار واستکانت اور عبادت سے یہی مقصود ہوتا
ہے اور یہی اسمین ایک بڑی عمدہ شے ہے فتح البیان مین فرمایا ہے کہا ہے کہ قول اول اولیٰ ہے
اِس لیے کہ کتاب عزیز کے اکثر استعمالات مین دعا بمعنی عبادت ہی صاحب فتح البیان فرماتے ہین بلکہ قول ثانی اولیٰ
ہے اسواسطے کہ حقیقۃً وشرعاً دعا کے معنی یہی طلب کے ہین پھر اگر اُسکا استعمال اسکے غیر مین کیا گیا
تو وہ مجاز ہے علاوہ یہ ہے کہ دعا فی نفسہ باعتبار اپنے حقیقی معنی کے خود ایک عبادت ہے
بلکہ مخ عبادت ہی جیسا کہ ترمذی اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین بروایت حضرت انس بن مالک
رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ الدعاء مخ العبادۃ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ افضل عبادت دعا ہے اور بخاری نے ادب مفرد مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کونسی عبادت افضل ہے تو
فرمایا کہ دعا مرد کے واسطے اپنے نفس کی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
مرفوعاً روایت کیا ہے کہ دعا استغفار ہے اور امام احمد وابو یعلی وطبرانی نے حضرت معاذ بن
جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نفع نہین دیتا ہے حذر قدر سے ولیکن دعا نفع دیتی
ہے اُس شے سے جو نازل ہوئی اور اُس شے سے جو نازل نہین ہوئی پس لازم پکڑو دعا کو چونکہ
دعا ایک نعمت عظیم وموہبت جسیم ہے اِس لیے اللہ پاک نے اپنے بندون کو امر فرمایا ہے کہ
اُس سے دعا کرین۔ اور اُنکو قبول دعا کا وعدہ دیا ہے اور اُسکا وعدہ حق ہے اور اُسکے نزدیک
بات بدلی نہین جاتی ہے اور نہ وہ خلاف وعدہ کرتا ہے پھر خود اُسی نے تصریح فرمائی کہ یہ دعا
باعتبار اپنے معنی حقیقی کے جو کہ طلب کے ہین اُسکی عبادت سے ہے پس فرمایا ان الذین الآیہ
یعنی بیشک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہین میری عبادت سے عنقریب داخل ہونگے جہنم مین ذلیل ہوکر
یہ ایک سخت وعید ہے اُسکو جس نے دعا کرنے سے تکبر کیا اور اسمین ایک لطف عظیم واحسان
جلیل ہے اس لیے کہ جسنے خیر کا طلب کرنا اور شر کا دفع چاہنا اُس سے ترک کیا اُسکو ایسی سخت وعید
سُنائی اور ایسی عقوبت عظیم کے ساتھ اُسکو معاقب کیا سواے اللہ کے بندو تم اپنی مرغوبات کو متوجہ

کرو اور اپنے کل مطالب مین ماعتماد کرو اُس ذات پاک پر جس نے اُنکے متوجہ کرنیکا اپنی طرف تمکو امر کیا ہے اور اُسپر اعتماد کرنے کا تمکو ارشاد فرمایا ہے اور عطاے مطلب کے ساتھ دعا قبول کرنے کا تمہارے واسطے ضامن ہوا ہے سو وہ تو ایسا کریم مطلق ہے کہ پکارنیوالی کی پکار کو پہونچتا ہے جبکہ وہ اُسکو پکارے اور جو کوئی اپنے محتاج الیہ امور دنیا و دین اُسکے فضل عظیم و ملک واسع سے نہین مانگتا ہے تو اُسپر خفا ہوتا ہے الٰہی سیدی مولائی بیشک تو ایسا ہی ہین اپنے سارے امور دین و دنیا تجھی سے مانگتا ہون تو اُن کو اپنے فضل و کرم سے اچھی طرح پورا کر دے اور اپنے غیر کا محتاج مت کر اللھم اکفنا بحلالک عن حرامک واغننا بفضلک عن سواک آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحبہ وبارک وسلم جمہور نے سیدخلون کو بصیغۂ معروف اور ابن کثیر وابن محیصن وورش وابو جعفر نے بصیغۂ مجہول پڑھا ہے بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے اپنے بندون کو اپنی عبادت پر آمادہ کیا جو کہ دنیا و آخرت مین اُنکی سعادت و بہبودی کی موجب ہے تو بعد اس کے اپنے وجود باوجود و کمال قدرت و وفور رحمت و حکمت بالغہ پر دلائل ذکر کیے تاکہ یہ زیادہ تر داعی ہون اُن کو طرف اُس کی عبادت کے پہر یہ دلائل یا فلکی ہین یا عنصری سو فلکی دلائل سے ابتدا کی پس ارشاد فرمایا

اللہ الذی جعل لکم الیل لتسکنوا فیہ والنہار مبصرا ط ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون ○ ذٰلکم اللہ ربکم خالق کل شی ء لا الٰہ الا ھو فانی تؤفکون ○ کذٰلک یؤفک الذین کانوا بایٰت اللہ یجحدون ○ اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا والسمآء بنآء وصورکم فاحسن صورکم ورزقکم من الطیبٰت ط ذٰلکم اللہ ربکم ج فتبٰرک اللہ رب العٰلمین ○ ھو الحی لا الٰہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین ط الحمد للہ رب العٰلمین ○ اللہ ہے جس نے بنادی تمکو رات کہ اُسمین چین پکڑو اور دن دیا دکھاتا اللہ تو فضل رکھتا ہے لوگون پر لیکن بہت لوگ حق نہین مانتے وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر چیز بنانے والا کسی کی بندگی نہین اُسکے سوا پہر کہان سے پہیرے جاتے ہو اسیطرح پہیرے جاتے ہین جو لوگ رہتے ہین اللہ کی باتون سے منکر ہوئے اللہ ہے جس نے بنادی تم کو زمین ٹھیراؤ اور آسمان عمارت اور صورت بنائی تمہاری پہر اچھی بنائین صورتین تمہاری اور روزی دی تم کو ستھری چیزون سے وہ اللہ ہے رب تمہارا

وقف لازم

سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا وہ ہے زندہ رہنے والا کسی کی بندگی نہین اُسکے سوائے سو اُسکو پکارو نرے کر کر اُسکی بندگی سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا

ف سب جانوردن سے انسان کی صورت بہتر اور روزی ستھری ہے انتہی ف اللہ پاک اپنی خلق پر اس انعام کی منت رکھتا ہے کہ اُسنے اُنکے واسطے رات بنائی جسمین وہ چین پکڑتے ہین اور دن مین جو معاش کمانے کو چلتے پھرتے محنت و مشقت اُٹھاتے ہین اُس سے راحت پاتے ہین اور دن کو روشن بنایا تاکہ اُسمین چلین پھرین کاروبار کرین اطراف زمین مین سیر و سیاحت کو جائین صناعت و پیشہ پر قدرت پائین بیشک اللہ تو بڑا فضل رکھتا ہے لوگونپر کہ اُنکے دین و دنیا کے کام درست کرنیکو ایسی دو چیزین بنائین لیکن بہت لوگ اللہ کی نعمتون کا شکر بجا نہین لاتے ہین پھر فرمایا ذٰلکم اللہ الآیہ یعنی جس نے یہ کام کیے وہ اللہ واحد احد تمہارا رب خالق اشیا ہے جس کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ رب ہے پھر تم کیونکر اُسکے سوا بتون کو پوجتے ہو جو کہ کسی شے کو پیدا نہین کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کیے ہوئے تراشے ہوئے ہین کسی نے خوب کہا ہے۔ کل تراشے ہوئے بت آج خدا ہوتے ہین۔ قولہ تعالی کذلک یوفک الذین الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جسطرح یہ لوگ غیر اللہ کو پوجکر گمراہ ہوئے اسیطرح ان سے اگلون نے افترا و بہتان کیا بلا دلیل و برہان غیر اللہ کو پوجا بلکہ بمجرد جہل و ہوا و طغیان اور اللہ پاک کی حجتون کو اور آیتون کو جھٹلایا پھر فرمایا اللہ وہ ہے جس نے تمہارے واسطے زمین کو قرار بنایا یعنی قرارگاہ مثل بچھونے کے کہ تم اُسپر زندگانی کرو اور اُسمین تصرف کرو اُسکے اطراف مین چلو پھرو اپنی مصالح حاصل کرو اور پہاڑون سے اُسکو جما دیا تاکہ تمکو لیکر ہل نجائے اور آسمان کو عالم کے واسطے ایک محفوظ چھت بنایا اور صورت بنائی تمہاری پھر اچھی صورتین بنائین تمہاری یعنی تم کو حسین تر شکلون مین پیدا کیا اور کاملتر صورتین تم کو عطا کین احسن تقویم مین اور روزی دی تمکو طیبات سے یعنی پاک چیزین کھانے پینے کی دنیا مین تم کو عطا کین پس ذکر کیا کہ گھر پیدا کیا اور رہنے بسنے والے بنائے اور روزیان بنائین پس وہ خالق و رزاق ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ مین ارشاد فرمایا ہے یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات

لہ لوگونکی گرد اپنے اصل کی طرف بنایا کہ گوبر سے اگلون کو شامل ہے بنایا کہ کاری پاکھو برسے بنا دیا کہ زمین کھونا اور آسمان عمارت اور آثار آسمان سے پانی برسنا نکلے اس سے نبوت کہ انسان تمہارا سورۂ تغابن اور کوئی اور فہم جانتے ہو ۱۲ منہ

سر نر قالکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتو تعلمون اور اس جگہہ بعد خلق ان چیزون کے یون فرمایا ذلکم اللہ ربکم فتبارک اللہ رب العالمین یعنی جس نے یہ سب کام کیے وہ اللہ ہے رب تمہارا سو وہ برتر و پاک و منزہ و مبرا ہے رب ہے کل جہان والون کا پھر فرمایا ہو الحی لا الہ الا ہو یعنی وہ زندہ ہے ازل و ابد مین ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے نہ اُسکا کوئی نظیر ہے نہ ہمسر فادعوہ مخلصین لہ الدین یعنی پس تم پکارو اُسکو اس حال مین کہ اُسکو ایک کہنے والے ایک جاننے والے اقرار کرنے والے ہو اس بات کا کہ نہین ہے کوئی معبود مگر وہ الحمد للہ رب العالمین ابن جریر نے کہا کہ ایک جماعت اہل علم کی حکم کرتی تھی اُس شخص کو جو کہ لا الہ الا اللہ کہے اس بات کا کہ بعد اسکے الحمد للہ رب العالمین کہے واسطے عمل کرنیکے اس آیت پر پھر بسند خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے تو چاہیے کہ بعد اُسکے کہے الحمد للہ رب العالمین وذلک قولہ تعالی فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمد للہ رب العالمین ابو اسامہ وغیرہ نے عن اسمعیل بن ابی خالد عن سعید بن جُبیر روایت کیا ہے کہا جسوقت تو پڑھے فادعوہ مخلصین لہ الدین تو کہہ لا الہ الا اللہ اور اُس کے بعد کہہ الحمد للہ رب العالمین پھر یہ آیت پڑھی امام احمد نے بسند خود روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بعد ہر نماز کے کہتے جبکہ سلام پھیرتے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شی قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہلیل کرتے تھے ساتھ ان کلمون کے بعد ہر نماز کے ورواہ مسلم وابو داؤد والنسائی من طرق عن ہشام بن عروۃ وحجاج بن ابی عثمان وموسی بن عقبۃ ثلاثتہم عن ابی الزبیر عن عبد اللہ بن الزبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول فی دبر الصلوۃ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ وذکر تمامہ کذا فی ابن کثیر

ف چونکہ اوّل اللہ پاک نے اول آیت مین بندون کو امر فرمایا کہ اُسکی عبادت کرین اُس سے دعا مانگین تو بعد اُسکے بعض دلائل آفاقی ذکر فرمائی جو کہ دال ہین اُسکے وجود و توحید و قدرت تام و فضل عام پر پھر چونکہ دعا کو رات سے زیادہ تر مناسبت ہے اس لیے رات کا ذکر مقدم کیا پس

فرمایا اللہ الذی جعل لکم اللیل الآیہ یعنی تم اللہ ہی کو پوجو اُسی کو پکارو اُسی سے دعا مانگو کیونکہ اللہ تو وہ ہے جس نے اپنی قدرت و فضل و انعام سے تمہارے واسطے رات بنائی تاکہ اُسمین چین پکڑو حرکتون سے جو کہ معاش کی طلب مین دن کو کیا کرتے ہو اس لیے کہ اُسکو تاریک و سرد بنایا ہے جس کے مناسب راحت ظاہری ہے بسکون و خواب جو کہ چھوٹی موت ہے اور راحت حقیقی ساتھ عبادت کے جو کہ دائمی حیات ہے اور دن کو روشن بنایا تاکہ اُسمین اپنی حاجات کو دیکھو اور طلب معاش مین چلو پھرو نکتہ ظاہر یہ تھا کہ والنہار لتبصروا فیہ ہوتا مگر یون نہ کہا بلکہ النہار مبصرا فرمایا دیکھو ایک تو اسمین مبالغہ ہے اس لیے کہ نسبت ابصار کی نہار کی طرف مجازی ہے کیونکہ فی الحقیقت ابصار واسطے اہل نہار کے ہے دن مین دیکھتے ہین دن نہین دیکھتا ہے مبالغہ یہ ہوا کہ گویا دن کو ایسا روشن بنایا کہ مارے روشنی کے وہ خود دیکھتا ہے دوسرے اختصار اور باوجود اختصار کے لتبصروا فیہ کا مضمون نہایت خوبی و مبالغہ سے ادا ہو گیا تیسرے تغیر اسلوب کلام کی اسلوب بدلنے سے تازگی و خوبی بڑھجاتی ہے غرضکہ رات اور دن عجب دو نعمتین ہین کہ دین و دنیا کے سارے کام انہین مین ہوتے ہین کاروبار عالم کے یہ دو بڑے ظرف ہین قدرت یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی ضد بنایا ایک تاریک دوسرا روشن پھر فرمایا ان اللہ لذو فضل علی الناس یعنی بیشک اللہ البتہ صاحب فضل و مہر ہے لوگون پر اپنی بے حد و بے شمار نعمتون کا اُنپہ تفضل و انعام فرمایا کرتا ہے لمفضل یا المتفضل نہ فرمایا اسلیے کہ منظور فضل کی تعظیم ہے یعنی ایسے بڑے عظیم الشان فضل والا ہے کہ اُسکے مثل کوئی فضل نہین ہے یہ مضمون باوجود اختصار کے اور ترکیب سے ادا نہین ہو سکتا ہے بالجملہ اگر کوئی کہے کہ اللہ پاک کی تو یہ نعمتین اور یہ فضل پھر لوگون کا کیا حال ہے تو فرمایا ولکن اکثر الناس لا یشکرون یعنی لیکن اکثر لوگ ان نعمتون کا شکر نہین کرتے ہین اور اُنکے مقر نہین ہوتے اُن کا شکر نکرنا دو طرح ہے یا تو نعمتون کے کافر و منکر ہین بسبب جہل منعم کے جیسے کفار کیونکہ جو کوئی اسکا معتقد ہوگا کہ یہ نعمتین اللہ کی طرف سے نہین ہین وہ کیونکر اُسکا شکر کرے گا مثلاً دہریے کہ افلاک کو واجبۃ الوجود کہتے ہین اور عالم سفلی کی نعمتون کو اُنکی طرف منسوب کرتے ہین یہ لوگ باوجود اس اعتقاد کے منعم حقیقی کا شکر کیونکر کرینگے یا ناشکری یون ہوتی ہے

کہ یہ جانتے ہین کہ کل عالم اللہ کا بنایا ہوا ہے مگر کثرت سے اللہ کی نعمتون مین مستغرق ہو رہے ہین مارے کثرت نعمتون کے اُنکی قدر سے غافل ہو گیے ہین اِس سبب سے اون کا شکر نہین کرتے ہین یہ لوگ جاہل ہین اکثر الناس فرمایا اکثر ہم نکہا کہ ناس کی تکرار نہوتی سو اسکی یہ وجہ ہے کہ اس تکرار مین تخصیص کفران نعمت کی ہے ساتھ اُنکے اور وہی ہین کہ اللہ کے فضل کا انکار کرتے ہین اور اُسکا شکر بجا نہین لاتے جیسا کہ اِس آیت مین فرمایا ہے اِنّ الانسان لکفور و قولہ تعالی اِنّ الانسان لظلوم کفار قاعدہ یہ ہے کہ اسم ظاہر معرف باللام کا بجاے ضمیر رکھنا مفید اختصاص حکم ہوتا ہے ساتھ اُسکے ذلکم اللہ ربکم خالق کل شئ لا الہ الا ھو یعنی یہ ذات معلوم جو متمیز ہے ساتھ افعال خاصہ کے جنمین اُسکا کوئی شریک نہین ہے موصوف بہ الہیت و ربوبیت و خلق کل شی ہے اور اُسکا کوئی شریک نہین ہے جمہور نے خالق کو برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ خبر بعد خبر ہے اور زید بن علی نے بنصب بنا بر اختصاص کل شی پر وقف لازم ہے یہ شبہہ دور کرنیکو کہ مابعد شے کے صفت نہین ہے پھر جب وہ شے بیان کردی جو کہ دلالت کرتی ہے موصوف بصفات مذکورہ کے وجود پر تو فرمایا فانی تؤفکون یعنی جب یہ تقریر واضح بیان ہو چکی تو اب کیونکر تم کو درست ہو سکتا ہے کہ تم اُسکی طاعت و عبادت سے پھرو اور اُسکے غیر کو پوجو پھر بیان کیا کہ یہ گمراہی کچھہ انہین لوگون کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ وہ تو ثابت ہے حق مین ہر اُس شخص کے جس نے اللہ کی آیتون کا انکار کیا اور اونکو سوچا سمجھا نہین اور نہ اُن سے استدلال کیا اُس بات پر جو کہ باب اعتقاد و عمل مین حق ہے اور طلب حق و خوف عاقبت سے بیٹھہ رہا پس ارشاد فرمایا کذلک یؤفک الذین کانوا بآیات اللہ یجحدون یعنی مثل اِس پھرنے کے پھرے وہ لوگ جو کہ اللہ کی آیتو کا انکار کیا کرتے تہے اور اُسکی توحید کے منکر ہوتے تہے کیونکہ وہ سب حق سے پھرے اور حق کے ساتھ متزین ہونے سے محروم ہوئے اِس بدلے مین کہ آیتون کا انکار کیا اور اُنکی تکذیب کی اور اُن سے استدلال کرنا چوڑدیا یؤفک فعل مضارع یہان بمعنی ماضی ہے حکایت حال ماضی کے واسطے اور اُسکی صورت مستحضر کرنیکے لیے لایا گیا ہے مراد یہ ہے کہ انہم جمیعا افکوا افکا مثل افکہم قدیما پھر اللہ پاک نے ایک اور نوع ذکر کی اُن نعمتون مین سے جنکا اُنپر انعام کیا مع اسکے کہ

لہ بیشک انسان ناشکر ہے ۱۲ منہ

۵۲ بیشک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکر ہے ۱۲ منہ

اسمین دلالت بھی ہے اُسکے کمال قدرت وتفرد بالیت پر پس ارشاد فرمایا اللہ الذی جعل لکم
الارض قرارا الآیہ یعنی اللہ وہ ہے جس نے بنادی تمہارے واسطے زمین جاے قرار
جسمین تم زندہ رہتے ہو اور اُسی مین مرتے ہو باوجود اسکے کہ وہ غایت ثقل مین ہے اور سوائے
قدرت الہی اُسکا کوئی تھامنے والا نہین ہے دوسری نعمت وقدرت یہ ہے کہ بنایا آسمان
کو ایک سقف قایم ثابت باوجود اسکے کہ وہ افلاک ہین مدت دراز سے تارون کو لیے پھرتے
ہین جن سے رات اور دن تاریکی وروشنی پیدا ہوتی ہے پھر بعض وہ نعمتین ذکر کین
جو کہ نفوس عباد سے متعلق ہین ارشاد فرمایا وصورکم فاحسن صورکم یعنی پیدا کیا تم کو
حسین تر صورت مین کسی حیوان کو تم سے خوبتر نہین پیدا کیا کسی نے کہا کہ نہین پیدا کیا تمکو اوندہا
مثل چوپایون کے کہا ہے کہ ابن آدم قایم معتدل پیدا کیا گیا کہا تا ہے اور لیتا ہے اپنے ہاتھ
سے اور غیر انسان اپنے موںھ سے تناول کرتا ہے زجاج نے کہا کہ تم کو کل حیوان سے حسین تر
بنایا جمہور نے صورکم کو بضم صاد اور اعمش وابورزین نے بکسر صاد پڑہا ہے جوہری نے کہا
صور بکسر صاد ایک لغت ہے صور بضم صاد مین پھر فرمایا اور روزی دی تم کو طیبات سے
مراد مستلذات ہین کہانے پینے کی چیزون سے جو کہ غیر روزی دواب سے ہین ذلکم اللہ
ربکم یعنی یہ ذات پاک جو موصوف باوصاف جلیلہ ہے اللہ ہے رب تمہارا فتبارک اللہ
رب العلمین یعنی پس کثیر ہوئی خیر وبرکت اللہ کی جو کہ رب ہے جہان والون کا ھو الحی لا الہ
الا ھو یعنی وہ ایسا باقی رہنے والا ہے کہ فنا نہوگا متفرد ہے ساتھ الوہیت کے یہ ترکیب مفید
حصر ہے اور اسمین اشارہ ہے طرف علم تام وقدرت تامہ وکامل کے فادعوہ الآیہ سو تم اُسکو پوجو اس حال مین
کہ خالص کرنیوالے ہو واسطے اُسکے طاعت وعبادت کو شرک سے الحمد للہ رب العلمین قرانی
کہا یہ خبر ہے اور اسمین اضمار امر ہے مراد یہ کہ خبر بمعنی امر ہے یعنی تم حمد کرو اللہ کی ایک قول یہ ہے کہ
فادعوہ کی حال مقدر کا مقولہ ہے یعنی فادعوہ قائلین الحمد للہ رب العلمین اسکا موید قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جسکا
ذکر ہو چکا ہے اس بنا پر منجملۂ کلام مامورین بعبادۃ ہوگا یہ بھی جایز ہے کہ اللہ پاک کے کلام سے ہو
اس بنیاد پر کہ جملۂ مستانفہ ٹھیرے اللہ تعالی نے بذاتہ اپنی ذات کی حمد کے واسطے ذکر کیا ہو پھر
اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ مشرکون کو اس بات کی خبر دین کہ اپنے

غیر کی عبادت سے اُنکو نہی کی ہے اور توحید کا اُن کو امر کیا ہے پس ارشاد فرمایا قل انی نھیت
ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ لما جآءنی البینٰت من ربی وامرت ان
اسلم لرب العلمین ○ ھو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم
یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا ج ومنکم من یتوفی من قبل
ولتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم تعقلون ○ ھو الذی یحی ویمیت ج فاذا قضی
امرا فانما یقول لہ کن فیکون ○ تو کہہ مجھکو منع ہوا کہ پوجون جنکو تم پکارتے ہو سوائے
اللہ کے جب پہونچی ہیں مجھکو کھلی نشانیان میرے رب سے اور حکم ہوا کہ تابع رہون جہان کے
رب کے کہ وہی ہے جسنے بنایا تمکو خاک سے پھر پانی کی بوند سے پھر لہو کی پھٹکی سے پھر نکالتا ہے تمکو طفل پھر جب تک پہونچو
اپنے زور کو پھر جب تک ہو جاؤ بوڑھے اور کوئی ہے تم مین کہ پہلے لیا پہلے اس سے اور جب تک کہ پہونچو
لکھے وعدے کو اور شاید تم سمجھو وہ ہی جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب حکم کرے کسی کام کو
تو یہی کہے اُسکو کہ ہو وہ ہو جاتا ہے ف یعنی اتنے احوال تم پر گزرے شاید ایک حال اور
بھی گزرے وہ مر کر جینا انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ای محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تو ان مشرکون سے کہہ دے کہ اللہ عزوجل منع کرتا ہے کہ اصنام وانداد وافنان
مین سے کوئی اُسکے سوا پوجا جائے اور یہ بات کہ اُسکے سوا کوئی مستحق عبادت کا نہین ہے سو
اپنے اس قول مین بیان فرمائی ہو الذی خلقکم من تراب الآیہ یعنی وہ اللہ وحدہ لاشریک لہ
ہی ہے جو تم کو ان حالتون مین لوٹتا پوٹتا ہے اُسی کے امر و تدبیر و تقدیر سے یہ سب کچھ ہوتا
ہے قولہ تعالیٰ ومنکم من یتوفی من قبل کا یہ مطلب ہے کہ کوئی تو تم مین کا مر جاتا ہے پہلے اس سے
کہ موجود ہو اور اس عالم کی طرف نکلے بلکہ اُسکی ماں اُسے ادھورا گرا دیتی ہے اور کوئی صغیر مر جاتا
ہے کوئی جوان ہو کر کوئی ادھیڑ ہو کر قبل بڑھاپے کے مرتا ہے کما قال تعالیٰ لنبین لکم ونقر
فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی اور اس جگہ یون فرمایا ہے ولتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم
تعقلون ابن جریج نے کہا تذکرون البعث یعنی شاید تم یاد کرو بعث کو پھر فرمایا ہو الذی یحی و
یمیت یعنی جلانے مارنیکے ساتھ وہی متفرد ہے اُسکے سوا کوئی اسپر قادر نہین ہے فاذا قضی
امرا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی اُسکی مخالفت و ممانعت نہین کر سکتا ہے بلکہ جو کچھ اُسنے چاہا

وہ ضرور ہی ہوگیا ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مشرکین جو اپنے معبودون کا پوجنا تجھسے چاہتے
ہین سو تو اس بارے مین اُنپر رد کرکے کہدے کہ مجھے تو نہی عام کی گئی ہے ساتھ براہین عقول کے
اور نہی خاص ساتھ دلائل نقول کے اس سے کہ مین اُنکو پوجون جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا مراد
اصنام ہین پھر وجہ نہی کی یہ بیان کی جبکہ آچکے مجھکو بینات میرے رب سے مراد ادلۂ عقلیہ و
نقلیہ ہین کیونکہ یہ واجب کرتی ہین توحید کو اور مجھے یہ حکم ہے کہ مین تابع رہون رب العالمین کا
ساتھ انقیاد و خضوع و عاجزی کے یا اخلاص کے پھر بعد اس کے ایک دلیل ذکر کی اُن دلیلون
سے جو کہ دال ہین توحید پر فرمایا وہی ہے جس نے بنایا تمکو یعنی تمہارے اول باپ آدم کو مٹی سے
جو کہ مستلزم ہے اُسکی ذریت کے بنانے کو مٹی سے پھر نطفہ سے پھر علقہ سے اسکی تفسیر کئی
جگہہ گزر چکی ہے پھر نکالتا ہے تم کو طفلا مراد اطفال ہے مفرد اس لیے کہا کہ طفل اسم جنس ہے
مفرد و جمع دونون پر بولا جاتا ہے یا باین معنی کہ نکالتا ہے ہر ایک کو تم مین سے طفل پھر تاکہ پہونچو
اپنے اشد کو یعنی اُس حالت کو جسمین قوت و عقل جمع ہوتی ہے تیس برس سے لیکر چالیس تک
اشد کا بیان پہلے طور پر انعام مین گزر چکا ہے تقدیر یہ ہے تاکہ تم بڑے ہو ذرا ذرا کرکے پھر تاکہ
پہونچو غایت کمال کو پھر تمکو باقی رکھتا ہے تاکہ تم ہو شیوخ بضم و کسر شین دونون سبعیہ ہین کسی نے
شیخا باضافہ پڑھا ہے مثل طفلا کے شیخ وہ ہے جو چالیس سے بڑھ گیا یعنی مراتب عمر انسان کی مان
کے شکم سے نکلنے کے بعد تین ہین ایک تو طفولیتہ یہ نمو و زیادت کی حالت ہے یہانتک کہ کمال
اشد کو پہونچے بغیر ضعف کے پھر بعد اسکے قوت کم ہوتی جاتی ہے یہ عمر شیخوخت کی ہے من قبل
کے یہ معنی ہین کہ تم مین پھرلیا کسی کو قبل اشد اور قبل شیخوخت سے ولتبلغوا اجلا مسمی اور تاکہ پہونچو سبکے سب
موت کو یا روز قیامت کو حرف لام تعلیل کا ہے یا عاقبت کا ولعلکم تعقلون اور تاکہ بوجھو اپنے رب کی
توحید کو اور اُسکی قدرت بالغہ کو اپنی پیدایش مین ان مختلف حالتون پر اجل مذکور تک ہو الذی یحیی و
یمیت کا یہ مطلب ہے کہ جلانے مارنے پر وہی قدرت رکھتا ہے پھر جب حکم کرے کسی کام کا اُن
کامون مین سے جنکا ارادہ کرتا ہے تو یہی کہتا ہے اُس سے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتا ہے بدون اسکے
کہ کسی شے پر اشیا سے اصلا متوقف ہو ابو السعود نے کہا ہے کہ کن فیکون تمثیل ہے واسطے تاثیر
قدرت الٰہی کے مقدورات مین وقت تعلق اُسکے ارادے کے ساتھ اُسکے اور تصویر ہے ترتب

ط ضم والی تا و حفص و ابو عمرو و ابن کثیر و یعقوب و ہشام مین باقی فتح کسر کم بالائی ۱۲ منہ

مکونات کی اُسکی تکوین پر بغیر اسکے کہ وہان کوئی آمر و ماموریہو پہلا حرف قا اس بات کے بتانے کو ہے
کہ مابعد اسکا اسکے ماقبل کے نتائج سے ہے ماقبل یہی تہا کہ احیاء و اماتت اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے
اسکے معنی کی تحقیق بقرہ وغیرہ مین گزر چکی ہے پہر جو لوگ کہ اللہ تعالی کی آیتون مین جھگڑتے ہین اُنکے
احوال سے تعجب دلایا پس ارشاد فرمایا الم تر الی الذین یجادلون فی آیٰت اللہ ط انی یصرفون ۝
الذین کذبوا بالکتٰب وبما ارسلنا بہ رسلنا ۚ فسوف یعلمون ۝ اذ الاغلل فی
اعناقہم والسلسل ط یسحبون ۝ فی الحمیم ۙ ثم فی النار یسجرون ۝ ثم
قیل لہم این ما کنتم تشرکون ۝ من دون اللہ ط قالوا ضلوا عنا بل لم نکن
ندعوا من قبل شیئا ط کذلک یضل اللہ الکفرین ۝ ذلکم بما کنتم تفرحون
فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تمرحون ۝ ادخلوا ابواب جہنم خلدین
فیہا ط فبئس مثوی المتکبرین ۝ تو نے نہ دیکہے جو جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین
کہان سے پھیرے جاتے ہین جنہون نے جھٹلائی یہ کتاب اور جو بہیجا ہمنے اپنے رسولون
کے ہاتھہ سو آخر جان لینگے جب طوق پڑے ہین اُنکی گردنون مین اور زنجیرین گہسیٹے جاتے
ہین جلتے پانی مین پہر آگ مین اُنکو جہونکتے ہین پہر اُنکو کہا جاوے کہان گئے جنکو تم شریک
بتاتے تہے اللہ کے سوائے بولے ہم سے چوک گئے کوئی نہین ہم تو پکارتے نہ تہے پہلے
کسی چیز کو اسیطرح بچلاتا ہے اللہ منکرون کو یہ بدلا اُسکا جو تم ریجھتے پھرتے تہے زمین مین ناحق
اور اُسکا جو تم اتراتے تہے پیٹہو دروازون مین دوزخ کے سدا رہنے کو اُسمین سو کیا بدٹھکانا
ہے غرور والون کا ف اول منکر ہو چکے تہے کہ ہمنے شریک نہین پکڑا اب گہبرا کر مُنہ سے
نکل جاویگا پہر سنبہل کر انکار کرینگے تو وہ انکار انکا اللہ نے بچلا دیا اس حکمت سے انتہی ف
حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تو تعجب نہین کرتا
ہے ان لوگون سے جو کہ اللہ کی آیتون کو جھٹلاتے ہین اور حق مین باطل کے ساتھ جھگڑتے
ہین اُنکی عقلین کیونکر پھیری جاتی ہین ہدایت سے طرف گمراہی کے جنہون نے تکذیب کی کتاب
کی اور اُس ہدایت و بیان کی جسکو دیکر اللہ پاک نے اپنے رسولون کو بھیجا سو آخر جان لینگے یہ
ایک تہدید شدید و وعید اکید ہے واسطے ان لوگون کے کما قال تعالی وَیْلٌ یومئذ للمکذبین

جبکہ طوق پڑے ہونگے اُنکی گردنون مین اور زنجیرین یعنی زنجیرین متصل ہونگی طوقون سے زبانیہ فرشتون کے ہاتھون مین گھسیٹین گے اُنکو اُنکے مونھ کے بل کبھی تو طرف جلتے پانی کے اور کبھی طرف جحیم کے اسی لیے یون فرمایا ہے یسحبون فی الحمیم ثم فی النار یسجرون کما قال سبحانہ تعالی ھذہ جھنم التی یکذب بھا المجرمون یطوفون بینھا وبین حمیم ان اور بعد ذکر زقوم کھانیکے اور حمیم پینے کے اللہ پاک نے فرمایا ہے ثم ان مرجعھم لالی الجحیم و قال عزوجل واصحاب الشمال ما اصحاب الشمال فی سموم وحمیم وظل من یحموم لا بارد ولا کریم یہانتک کہ فرمایا ثم انکم ایھا الضالون المکذبون لاکلون من شجر من زقوم فمالئون منھا البطون فشاربون علیہ من الحمیم فشاربون شرب الھیم ھذا نزلھم یوم الدین وقال عزوجل ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم کالمھل یغلی فی البطون کغلی الحمیم خذوہ فاعتلوہ الی سواء الجحیم ثم صبوا فوق راسہ من عذاب الحمیم ذق انک انت العزیز الکریم ان ھذا ما کنتم بہ تمترون یعنی یہ بات اُن سے کہی جائیگی بطور تقریع و توبیخ و تحقیر و تصغیر و تہکم و استہزا کے ابن ابی حاتم نے یعلی بن منیبہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل اُٹھائیگا ایک بدلی واسطے اہل نار کے سیاہ باریک اور کہا جائیگا اے اہل نار تم کیا شے طلب کرتے ہو تو وہ اُس سے دنیا کے بدلی کو یاد کرینگے سو کہین گے ہم چاہتے ہین سرد پانی پینے کا پھر وہ بدلی اُنپر طوقین برسائی گی اُنکے طوقون مین اور بڑھ جائین گے اور زنجیرین اُنکی زنجیرون مین زیادہ ہوجائین گی اور انگارے کہ دہکاوینگے اُنپر اگ کو یہ حدیث شریف غریب ہے قولہ تعالی ثم قیل لھم الآیہ یعنی اُن سے کہا جائیگا کہان ہین وہ بت جنکو تم پوجا کرتے تھے اللہ کے سوا آیا وہ تمہاری مدد کرتے ہین کہین گے وہ تو ہمسے جاتے رہے سو ہم کو نفع نہ پہونچایا بلکہ ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو یعنی اُنکے پوجنے کا انکار کرجائینگے کما قال تعالی ثم لم تکن فتنتھم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کذلک یضل اللہ الکافرین قولہ تعالی ذلکم بما کنتم تفرحون الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے اُن سے کہین گے یہ شے جسمین تم ہو مبتلا ہے تمہارے رہنے پر دنیا مین ناحق اور تمہارے تکبر اور اترانے پر داخل ہو جہنم کے دروازون مین سدا رہنے کو اُسمین فبئس

مثوی المتکبرین یعنی سو کیا بُری منزل وخوابگاہ ہے کہ جسمین ذلت وعذاب سخت ہے واسطے اُسکے جسنے اللہ کی آیتون سے اور اُسکی دلیلون حجتون کی پیروی کرنے سے تکبر کیا واللہ اعلم ف قولہ تعالی الم تر الی الذین الآیہ سے مراد تعجب دلانا ہے اُنکے احوال زشت وآرائے رکیک سے اور تمہید ہے اُس مضمون کی جو اُسکے بعد آتا ہے کہ اُنہون نے کل قرآن کی اور باقی کتب وشرائع کی تکذیب کی اور اسپر جو وعید مرتب ہوئی ہے غرض یہ ہے کہ اس آیت کے ذکر سے دو فائدے مقصود ہین ایک تو اُنکے حال بد سے مخاطب کو تعجب دلانا دوسرا تمہید بیان مابعد کے جسطرح کہ سابق مین جو ان الذین یجادلون الآیہ گزرا ہے اُس سے اس امر کا بیان منظور تہا کہ اُن کا جدال ایک ایسی بناے فاسد پر متبنی ہے کہ وجود کے تحت مین داخل نہین ہوسکتا ہے نری خالی تمنا ہے اب اس تقریر کی بنا پر اسمین کسیطرح کی تکرار نہین ہے معنی یہ ہین دیکھہ تو طرف ان لوگون کے جو کہ مکابرہ ومجادلہ کرتے ہین اللہ کی آیتون مین ایسی آیتین کہ واضح وجلی ہین خود پر ایمان لانے کو واجب کرتے ہین اُن مین جدال کرنے سے زاجر ومانع ہین کیونکر وہ اُنسے پھیرے جاتے ہین باوجود اسکے کہ اُنپر متوجہ ہونیکے باعث باہم ایک دوسرے کے ممد ومعاون ہین اور موانع اُن سے بالکل منتفی ہین اور جو دلیلین کہ اُن کی صحت پر اور اسپر کہ وہ خود فی نفسہ موجب توحید ہین دال ہین سو وہ قایم ہین یہ حاصل ہے ابوالسعود کا اب کہو کہ باوجود اس سب کے آیتون مین جہگڑنا اور اُن سے پھرنا بڑے تعجب کی بات نہین ہے تو پھر کیا ہے نسفی نے کہا کہ اس سورت مین تین جگہہ ذکر جدال کا ہوا ہے سو جائز ہے کہ حق مین تین قومون کے ہو یا تین بتون مین یا تکرار واسطے تاکید کے ہو ابن زید نے کہا کہ یہ مجادلین مشرکین ہین بدلیل قول مابعد الذین کذبوا بالکتاب الآیہ یعنی اس لیے کہ مکذب کتاب وغیرہ مشرکین ہین قرطبی نے کہا اور اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ قدریہ مین نازل ہوئی ہے ابن سیرین کہتے ہین اگر یہ آیت قدریہ مین نہین اُتری تو پھر مین نہین جانتا ہون کہ کن لوگون کے حق مین نازل ہوئی اسکا یون جواب دیتے ہین کہ اللہ پاک نے ان مجادلین کا ایسی صفت کے ساتھہ وصف کیا ہے جو کہ دال ہے برخلاف قول اکثر مفسرین مذکورین کے یون فرمایا ہے کہ اُنہون نے تکذیب کی کتاب کی حالانکہ یہ ایک ایسا وصف ہے کہ فرقہاے اسلام سے کسی فرقے پر اسکا اطلاق صحیح نہین ہے بالجملہ موصول ثانی یا تو محل جر مین ہے اس بنا پر کہ نعت ہے موصول اول کی یا اُس سے بدل ہے

ف اکثر علماء بفحوے قدریہ اس بات کو قرائن سے جانتے ہین کہ کسکے حق مین نازل ہوئی اسکا یون جواب دیتے ہین کہ قدریہ وہ لوگ ہین جو کفار سابقین مین سے ہین پس یہ جواب کافی نہوگا اور یہ بھی جائز ہے کہ مراد قدریہ اسلامی ہون اور تکذیب کتاب کا وصف اُنمین اس آیت کا ہے جب آیات کثیرہ مین نقض مسئلہ تقدیر واقع ہے اور قدریہ نے بھی اس مسئلہ کو نہ مانا تو مکذب کتاب ہوے ۱۲ از مصحح اللہ تعالی

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر ذم اور مراد کتاب سے یا تو قرآن ہے یا جنس کتب منزلہ
من عند اللہ اور وبما ارسلنا بہ رسلنا معطوف ہے بالکتاب پر اور مراد اس سے وہ شے ہے جس کی
وحی کی گئی طرف رسولون کے غیر کتاب سے اگر الف ولام الکتاب مین واسطے جنس کے ہو یا باقی
کتب اگر کتاب سے مراد قرآن ہو غرضکہ پہر اللہ پاک نے وہ وعید شدید ذکر کی جو کہ جدال فی آیات اللہ
وتکذیب کتاب پر مرتب ہے پس فرمایا فسوف یعلمون اذ الاغلال فی اعناقہم الآیہ کلمۂ اذ متعلق
ہے یعلمون سے یعنی یہ مجادلین مکذبین عنقریب جان لین گے انجام بد اپنے کام کا اور وبال
اپنے جدال وتکذیب وکفر کا وقت ہونے طوقون کے اُنکی گردنون مین یا اذ متعلق ہے اذکر
محذوف سے یعنی ذکر کر اُن سے وقت اغلال کا تا کہ ڈرین اور منزجر ہون سلاسل جمع ہے سلسلہ
کی بمعنی زنجیر راغب نے کہا تسلسل الشئ اضطرب کا نہ تصور منہ تسلسل متردد فترد د لفظہ تنبیہ علی
تردد معناہ وما رسلسل متردد فی مقرہ والسلاسل معطوف ہے الاغلال پر تقدیر یہ ہے اذ الاغلال
والسلاسل فی اعناقہم یہ بھی جائز ہے کہ سلاسل مرفوع ہو اس بنا پر کہ مبتدا ہو اور خبر اُسکی محذوف
اس لیے کہ فی اعناقہم اُسپر دال ہے یعنی والسلاسل فی اعناقہم یہ بھی جایز ہے کہ خبر اُس کی
یسحبون فی الحمیم ہو بحذف عائد اے یسحبون بہا فی الحمیم یہ بات جمہور کی قرارت پر ہے جو کہ برفع
سلاسل ہے حضرت ابن عباس وحضرت ابن مسعود وعکرمہ وابو الجوزاء نے بنصب سلاسل
پڑہا ہے اور یسحبون کو بفتح یا بصیغۂ معروف اس صورت مین سلاسل مفعول مقدم ہوگا یعنی اور
سلاسل کو کھینچین گے حمیم مین بعض نے سلاسل کو بجر پڑہا ہے فراء نے کہا یہ قرارت محمول
ہوگی معنی پر کیونکہ معنی یہ ہین اعناقہم فی الاغلال والسلاسل زجاج نے کہا معنی اس قرارت پر یہ
ہین وفی السلاسل یسحبون ابن انباری نے اسپر یون اعتراض کیا کہ یہ بات عربیت مین جائز
نہین ہے محل یسحبون کا اس تقدیر پر کہ سلاسل معطوف ہو اغلال پر اور اس تقدیر پر کہ مبتدا ہو
اور خبر اُسکی فی اعناقہم نصب ہے بنا بر حال یا کوئی محل نہین ہے بلکہ کلام مستانف جواب ہے
سوال مقدر کا سحب کہتے ہین سختی سے کھینچنے کو اسی معنی سے لفظ سحاب ہے اس لیے کہ
ہوا اُسکو کھینچتی ہے یا اسواسطے کہ وہ پانی کو کھینچتا ہے حمیم وہ پانی ہے جو انتہا کو پہونچا ہو گرمی مین
کسی نے کہا بمعنی صدید ہے یعنی پیپ کسی نے کہا جہنم کسی نے حمیم کے معنی کو کیا بلیغ عبارت

ہین ادا کیا ہے الماء الحار الذی یکسب الوجوہ سوادا والاعراض عارا والارواح عذابا والاجسام نارا اسکی
تفسیر اول گزر چکی ہے سجر محاورے مین بولتے ہین سجرت التنور ای اوقدتہ یعنی جھونکا مین نے
تنور کو وسجرتہ ملأتہ بالوقود یعنی پر کر دیا مین نے اُسکو ہیزم سے اسی معنی سے البحر المسجور ہے ای المملوء
پس ثم فی النار یسجرون کے یہ معنی ہونگے کہ آگ اُن سے دہکائی جائیگی یا اُنسے پُر کی جائیگی مراد
یہ ہے کہ طرح طرح کے عذاب سے معذب ہونگے اور ایک باب سے طرف دوسرے باب کے نقل
کیے جائینگے مجاہد و مقاتل نے کہا توقد بہم النار فصاروا وقودہا یعنی دہکائی جائیگی اُن سے آگ
تو وہ اُسکے ایندہن ہو جائین گے حضرت ابن عباس نے اِس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ
گھسیٹے جائین گے جلتے پانی مین تو منضج ہو جائیگی ہر چیز جو اُنپر ہوگی کھال و گوشت اور رگین یہانتک
کہ یہ سب آجائے گا اُسکی ایڑی مین یہانتک کہ گوشت کافر کا بقدر اُسکے طول کی ہوگا اور طول اُس کا
ساٹھ گز کا ہوگا پھر دوسری کھال پہنایا جائے گا پھر کھینچا[۱] جاے گا جہنم مین حضرت عبداللہ بن عمرو
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذالاغلال تا یسجرون پڑہا
پھر فرمایا کہ اگر رصاصہ مثل اسکے اور اشارہ فرمایا طرف ایک کھوپری کے یعنی اگر کوئی سیسے کا گولہ مثل
کھوپری کے چھوڑا جائے آسمان سے طرف زمین کے حالانکہ پانسو برس کی راہ ہے تو البتہ وہ
پہونچ جاے گا زمین کو قبل رات کے اور اگر وہ چھوڑا جاے زنجیر کے سر سے تو البتہ وہ پہلے چالیس
برس رات اور دن قبل اسکے کہ پہونچے اصل اُسکی کو یا اُسکے قعر کو اخرجہ احمد والترمذی
وحسنہ والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی البعث والنشور قولہ تعالیٰ
ثم قیل لھم الآیہ صیغہ ماضی کا اِس لیے فرمایا کہ تحقق پر دال ہو معنی یقال لہم ہین اور کلمہ این ما
سے جدا لکھا جاتا ہے جیسا کہ جزری نے اس طرف اشارہ کیا ہے معنی یہ ہین کہ پہر زجر و توبیخ کے واسطے
اُن سے کہا جائیگا کہان ہین وہ شرکا جنکو تم پوجتے تھے اللہ کے سوا مراد اصنام وغیرہ ہین کہین گے
وہ تو جاتے رہے غایب ہو گیے ہم سے اور ہم نے اُن کو گم کیا سو ہم اُن کو نہین دیکھتے ہین
پہر اس بات سے اعراض کیا اور اس طرف منتقل ہوئے کہ اُنکے عدم کی خبر دی اور اسکے کہ
اُنکے لیے کوئی وجود نہین ہے پس کہا بلکہ ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے کسی شے کو یعنی ہم کسی
چیز کو پوجتے نہ تھے یہ بات جب کہی کہ جس گمراہی و نادانی مین تھے وہ اُنپر کھل گئی اور ظاہر ہو

[۱] اصل بن
ہم زنجیر فی الجحیم
ہے اس کے
با معنی بن کے
جلایا جائیگا
جہنم مین گے
ظاہر بحر فی الجحیم
معلوم ہوتا
ہے یا البحر
فی الجحیم واللہ اعلم
۱۲ منہ

ہوگیا کہ وہ ایسی شے کو پوجتے تھے جو نہ دیکھتی ہے نہ سُنتی ہے نہ ضرر پہونچاتی ہے نہ نفع اور یہ کچھ اُنکی طرف سے وجود اصنام کا انکار نہین ہے جنکو وہ پوجتے تھے بلکہ اُنکی طرف سے اقرار ہے اسکا کہ اُنکا پوجنا اُنکو باطل و بیکار تھا جسطرح کہ محاورے مین تم کہتے ہو کہ حسبتہ شیئا فلم یکن یعنی مین نے فلان چیز کو خیال کیا تھا کہ وہ ایک شے ہے سو وہ شے نہ تھی یعنی کوئی معتدبہ شے نہ نکلی محلی نے بل لم نکن ندعوا الآیہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ اُنہون نے انکار کیا اپنے پوجنے کا اُنکو پھر وہ بت حاضر کیے گیے یعنی اُنکے پاس تو اُنکو دیکھ لیا اللہ پاک نے فرمایا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم اے وقودہا انتہی لیکن یہ بات کہ انکار عبادت کا کیا بعید ہے مقام حساب مین اور روبکاری رب العالمین مین اسی لیے ابوالسعود نے کہا کہ معنی یہ ہین بلکہ ظاہر ہوگئی ہمکو یہ بات کہ ہم نہین پوجتے تھے کسی شے کو بسبب اُنکے پوجنے کے جبکہ آج ہمپر یہ ظاہر ہوگیا کہ وہ کوئی شے معتدبہ نہ تھی کذلک یضل اللہ الکافرین یعنی مثل اس گمراہی رسوا کرنے والی اور حد سے بڑھی ہوئی کے گمراہ کرتا ہے اللہ کافرون کو جبکہ اُنہون نے پوجا ان بتون کو جنہون نے اُنکو آگ کی طرف پہونچا دیا اور یہ بھی بطور توبیخ و سرزنش کے اُن سے کہا جائیگا کہ ذلکم بما کنتم تفرحون الآیہ اشارہ ہے طرف اضلال کی جو کہ یضل سے معلوم ہوتا ہے یا طرف عذاب کے یعنی یہ گمراہ کرنا یا عذاب اس سبب سے ہے کہ تم دنیا مین اللہ کے معاصی اور اُسکے رسولونکی اور کتابونکی مخالفت کرکے فرح و سرور کا اظہار کرتے تھے کسی نے کہا بسبب اسکے کہ تم مال و اتباع و صحت و عافیت سے خوش ہوتے تھے کسی نے کہا بوجہ اسکے کہ تم بعث و عذاب کا انکار کرکے مسرور ہوتے تھے کسی نے کہا کہ مراد فرح سے اس جگہ بطر و تکبر ہے اور مرح سے مراد زیادتی ہے بطر مین مجاہد وغیرہ نے کہا ہے تمرحون کے معنی ہین تبطرون و تاشرون ضحاک نے کہا کہ فرح تو سرور ہے اور مرح عدوان ہے مقاتل نے کہا مرح بطر و خیلاء ہوئی کسی نے کہا کہ مرح اشد ہے فرح سے مطلب یہ ہے کہ انتہا درجے کی خوشی مرح ہے اور یہی موجب تکبر کی ہوتی ہے ادخلوا ابواب جھنم خالدین فیھا اللہ پاک نے فرمایا ہے لھا سبعۃ ابواب لکل باب منھم جزء مقسوم یعنی داخل ہو تم جہنم کے ساتون دروازون مین جو کہ تمہارے واسطے بانٹے گیے ہین اس حال مین کہ تمہارے لیے ہمیشہ ہمیشہ کا رہنا اُسمین مقدر کیا گیا ہے فبئس مثوی المتکبرین سو کیا برا ہے ٹھکانا و مسکن و مقام دائمی ہے اُن کا جو کہ حق سے تکبر کرنیوالے ہین وہ مادی جہنم ہے نعوذ باللہ منہا ظاہر

۵۱ اور جو کچھ کہ ہو بیچ ہم اور اسکے سو اجھوٹا ہے وہ دوزخ مین ۱۲ منہ ۵۲ اسکے سات دروازے ہین ہر دروازہ کے اُن مین ایک فرقہ رہتا ہے ۱۲ منہ

یہ تھا کہ مدخل کہا جاتا لیکن اُسکو مشوی کے پیرایہ مین اس لیے ذکر کیا کہ اُنکا دخول بطور خلود ہے کما قالہ ابوالسعود حسین نے کہا کہ مدخل اسواسطے نہین فرمایا کہ دخول دائم نہین ہوتا ہے دائم جو ہوتا ہے سو وہ ثوار ہے پس اسی لیے اُسکو مخصوص بذم کیا گو دخول بھی مذموم ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا حکم دیا واسطے اُنکی تسلی کے پس ارشاد فرمایا فاصبر ان وعد اللہ حق ہ فاما نرینك بعض الذی نعدھم او نتوفینك فالینا یرجعون ○ ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منھم من قصصنا علیك ومنھم من لم نقصص علیك ط وما کان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ ج فاذا جاء امر اللہ قضی بالحق وخسر ھنالك المبطلون ○ اللہ الذی جعل لکم الانعام لترکبوا منھا ومنھا تاکلون ع ولکم فیھا منافع ولتبلغوا علیھا حاجۃ فی صدورکم وعلیھا وعلی الفلك تحملون ○ ویریکم ایتہ ہ فای ایت اللہ تنکرون ○ سو تو ٹھیرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر کبھی ہم دکھا دین تجھکو کوئی وعدہ جو اُنکو دیتے ہین یا بھر لین تجھکو پھر ہماری طرف پھرے آوین گے اور ہم نے بھیجے ہین بہت رسول تجھسے پہلے کوئی اُنمین ہین کہ سُنایا تجھکو اُنکا احوال اور کوئی ہین کہ نہین سنایا اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے پھر جب آیا حکم اللہ کا فیصلہ ہوگیا انصاف سے اور ٹوٹے مین آئی اُس جگہہ جو ٹے اللہ ہے جس نے بنا دیے تم کو چوپائے تا سواری کرو کنھون پر اور کنھون کو کھاتے ہو اور تم کو اُن مین بہت فایدے ہین اور تا پہونچو اُنپر چڑھکر کسی کام تک جو تمہارے جی مین ہو اور اُن پر اور کشتی پر لدے پھرتے ہو اور دکھاتا ہے تم کو اپنی نشانیان پھر کون کون نشانی اپنے رب کی نہ مانو گے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا امر فرماتا ہے کہ جس نے قوم مین سے اُنکی تکذیب کی اُسپر صبر کرین پس بیشک اللہ تعالی عنقریب پورا کرے گا تیرے واسطے وہ نصر وظفر تیری قوم پر جسکا اُسنے تجھسے وعدہ کیا ہے اور انجام نیک تیرے واسطے کریگا اور اُنکے واسطے جنھون نے تیری پیروی کی دنیا و آخرت مین پھر یا تو ہم تجھکو دکھا دین گے کوئی وعدہ جو ہم اُنکو دیتے ہین یعنی دنیا مین اور اسیطرح واقع ہوا کیونکہ اللہ پاک نے مؤمنین کی آنکھین مشرکین کے کبراء وعظما سے ٹھنڈی کردین بدر کے دن ہلاک کردیے گیے پھر اللہ تعالے

ع ۱۰ ۱۳

نے مکہ کو آپ پر فتح کر دیا اور باقی جزیرۂ عرب کو آپ کی حیات شریف مین مفتوح کر دیا قولہ تعالیٰ او نتوفینک
الآیہ یعنی یا ہم تجھکو وفات دینگے پھر وہ ہماری ہی طرف لوٹکر آئین گے یعنی پھر ہم انکو عذاب سخت
چکھائین گے آخرت مین پھر آپکی تسلی کے واسطے فرمایا ولقد ارسلنا رسلا الآیہ جسطرح کہ سورۂ
نسا مین بعینہ اسیطرح فرمایا ہے یعنی اُن مین سے وہ رسول ہین جنکے اخبار و قصون کی ہم نے
تیری طرف وحی کی وہ قصے جو انکو اپنی قومون کے ساتھ پیش آئے کہ کسطرح اُنکی تکذیب کی پھر انجام
نیک اور نصرت رسولون کے واسطے ہوئی اور اُنمین سے وہ ہین جن کے قصے ہم نے تجھسے بیان
نہین کیے یہ رسول بہ نسبت مذکورین کے بکثرت کثیر اکثر ہین چنانچہ سورۂ نسا مین اس بات پر
تنبیہ گزر چکی ہے وللہ الحمد والمنۃ قولہ تعالیٰ وما کان لرسول الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کسی ایک
رسول کے واسطے یہ بات نہین ہوئی کہ اپنی قوم کے پاس کوئی خارق عادات بات لائے یعنی معجزہ
مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس باب مین اُس کو اذن دے تو یہ دلالت کرے اُسکے صدق پر اُس شے
مین جسکو وہ لیکر قوم کے پاس آیا ہے پھر جب آیا امر اللہ کا یعنی اُسکا عذاب و نکال مکذبین کا احاطہ
کر نیوالا تو فیصلہ ہو گیا انصاف سے یعنی مومنین کو بچا لیا اور کافرون کو ہلاک کر ڈالا اسی لیے یون
فرمایا وخسر ہنالک المبطلون یعنی نقصان مین آئے وہان جھوٹے قولہ تعالیٰ اللہ الذی جعل
لکم الانعام الآیہ اللہ پاک اپنے بندون پر منت رکھتا ہے اس انعام عظیم کی کہ اُسنے اُنکے
نفع کے واسطے انعام بنائے یعنی اونٹ اور گائے اور بکریان سو انمین سے کوئی تو اُن کی سواری ہے
اور کسی کو کھاتے ہین پس اونٹ پر تو سوار ہوتے ہین اور اُسکا گوشت کھاتے ہین اور دودھ دوہتے
ہین اور اُسپر بوجھ لاد کر دور دراز ملکون کا سفر کرتے ہین اور گای کا گوشت کھاتے ہین دودھ پیتے
ہین اور بیلون سے کھیتی کرتے ہین اور بکری کا گوشت کھاتے ہین دودھ پیتے ہین اور ان سب
کے صوف اور بال اور پشم کاٹے جاتے ہین پھر ان سے اثاث و جامہ اور برتنے کی چیزین بنائی جاتی
ہین چنانچہ سورۂ انعام و سورۂ نحل وغیرہ مین کئی جگہہ اسکی تفصیل بیان کی گئی ہے اسی لیے اللہ
عزوجل نے اس جگہہ یون فرمایا ہے لترکبوا منہا ومنہا تاکلون الآیہ قولہ تعالیٰ ویریکم
الآیہ یعنی اللہ تعالیٰ تم کو دکھاتا ہے اپنی حجتین برہانین آفاق مین یعنی زمین و آسمان مین اور خود
تمہاری جان مین پھر کون کونسی اللہ کی نشانیون کا انکار کرو گے یعنی اُسکی نشانیون مین سے کسی شے

کے انکار پر تم قادر نہو گے مگر یہ کہ معاندہ و مکابرہ کرو ہٹ دھرمی کرکے نہ مانو فتح البیان کا بیان
مع توضیح و اضافہ یہ ہے پس تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے یعنی اُسکا وعدہ اُنسے انتقام
لینے کا ضرور ہونیوالا ہے یا تو دنیا مین یا آخرت مین اسی لیے یون فرمایا فاما نرینك
بعض الذی نعدھم یعنی پھر کبھی ہم دکھاوین تجھکو دنیا مین بعض اُس عذاب کا جسکا ہم اُنکو
وعدہ دیتے ہین ساتھ قتل و قید و قہر کے کہ اُنکو مقتول و مقید و مقہور کردین او نتوفینك
معطوف ہے نرینك پر یعنی یا ہم تجھکو وفات دین قبل نازل کرنے عذاب کے اُنپر پھر وہ
ہماری ہی طرف لوٹ کر آئینگے قیامت کے دن تو ہم اُنکو سخت تر عذاب کرین گے کلمۂ اِمّا
مرکب ہے اِن اور ما سے نون کو میم مین ادغام کردیا ہے مبرد و زجاج کے نزدیک کلمۂ ما زائدہ ہی
اصل اِنْ نِرْکَ ہے اور فعل کے آخر مین نون تاکید کا ملگیا ہے اب یہان دو آلے تاکید کے جمع ہین
ایک تو ما زائد اول فعل مین یہ تو تاکید کرتا ہے شرط کی دوسرا آلہ نون آخر فعل مین یہ تاکید کرتا ہے
فعل شرط کی اِن تاکیدون سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک آپ کو عذاب کفار کا ضرور دنیا مین دکھائیگا
چنانچہ بدر کے دن دکھادیا کہ کفار قتل ہوئے اور قید کیے گیے اور مقہور ہوئے رہی یہ بات
کہ او نتوفینك معطوف ہے نرینك پر تو دو شرطین ایک جزا مین مشترک ہوئین وہ جزا فالینا یرجعون
ہے پس اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ دونون شرطون مین سے ہر ایک سبب ہو واسطے
جزاے مذکور کے وہ جزا یہی اللہ کا انتقام لینا ہے اُنسے آخرت مین حالانکہ پہلی شرط کا اس جزا
کے واسطے سبب ہونا معقول نہین ہے کیونکہ دنیا مین روبرو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن کو
عذاب کرنا کیونکر سبب ہو سکتا ہے واسطے انتقام لینے اللہ تعالی کے اُنسے آخرت مین اور اگر فالینا
یرجعون کو صرف شرط ثانی کا جواب ٹھیرائین تو اول شرط بغیر جواب کے رہی جاتی ہے سو اسکا یہ جواب
دین گے کہ شرط اول کا جواب محذوف ہے اے فذاک اور دوسرے کا جواب فالینا یرجعون ہے
لو اب بے کھٹکے دونون کے جواب ٹھیک ہو گیے یعنی اگر ہم تجھکو دکھاوین بعض عذاب جسکا ہم اُنکو وعدہ
دیتے ہین تو فبہا اور اگر ہم تجھکو وفات دین قبل اُنکی تعذیب کے دنیا مین تو وہ ہماری ہی طرف لوٹ کر آئینگے
قیامت کے دن پھر ہم اُن کو سخت سے سخت عذاب کرین گے قاضی صاحب مرحوم نے بعد اسی قسم
کی تقریر کے فرمایا ہے ہو سکتا ہے کہ فالینا یرجعون دونون شرطون کا جواب ہو باین معنی کہ اگر ہم اُنکو

عذاب کرین تیری حیات مین یا اُنکو عذاب نکرین تو ہم اُنکو آخرت مین سخت تر عذاب کرینگے مطلب یہ ہے
کہ دنیا کا عذاب بہ نسبت عذاب آخرت کے ہیچ ہے یہان عذاب ہو یا نہو وہان کا عذاب جو سخت تر
ہے وہ تو ضرور ہی ہوگا قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ تجھسے پہلے ہمنے
بہت رسول و نبی بھیجے طرف اُنکی قومونکے اُن مین سے بعض کی خبر تو ہمنے تجھے قرآن مین دی اور اُس
ایذا و تکلیف کی جو اُنکو اپنی قومون سے پیش آئی یہ رسول پچیس ہین اور اُنمین سے وہ ہین جنکی خبر ہمنے
تجھے قرآن مین نہین سُنائین اور نہ اُس قصے کا علم ہمنے تیری طرف پہونچایا جو درمیان اُن کے
اور قومون کے گزرا محلی نے ذکر کیا ہے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار نبی مبعوث فرمائے
چار ہزار تو بنی اسرائیل مین سے اور چار ہزار باقی لوگون مین سے انتہی محلی نے تو بلفظ روی ذکر کیا
ہے اور صاحب کشاف نے اسکو بلفظ قیل کہا ہے طیبی نے کہا صحیح وہ ہے جو ہمکو روایت کیگئی
ہے امام احمد سے بروایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ انبیا کی گنتی
کتنی ہے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول ان مین سے تین سو پندرہ ہین جمّاً غفیراً ذکرہ الکرخی
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ومنہم من لم نقصص علیک کی تفسیر مین فرمایا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے ایک غلام حبشی کو مبعوث فرمایا سو یہ منجملہ اُنکے ہے جنکا قصہ حضور محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر نہین کیا ہے اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ قولہ تعالےٰ
وما کان لرسول الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ راست و درست نہین ہوا واسطے کسی رسول کے
اُن مین سے یہ کہ لائے کوئی معجزہ جو دال ہو اُسکی نبوت پر مگر ساتھ اذن اللہ کے نہ خود اپنی طرف
سے اس لیے کہ معجزات عطایا ہین اللہ تعالیٰ نے اُنکو بانٹ دیا ہے درمیان اُنکے موافق اپنے
مقتضاے حکمت کے مثل بانٹنے باقی چیزون کے اُنکو کوئی اختیار نہین ہے اختیار کرنے مین
بعض معجزات کے اور مستبد و مستقل ہونے مین ساتھ لانے اُس معجزے کے جسکی فرمائش کیگئی
اس لیے کہ رسول تو بندے مربوب ہین یعنی تو بھی مثل اُنکے ہے سو تو اسپر قادر نہین ہے کہ کوئی
قصے لے آئے معجزات مین سے مگر اللہ کے اذن سے پس یہ ردّ ہے قریش پر معجزات کے بارے
مین جنکی اُنہون نے آپ سے فرمایش کی تھی جیسے اُن کا یہ قول ہے کہ تو ہمارے واسطے صفا کو
سونے کا کردے قولہ تعالیٰ فاذا جاء امر اللہ الآیہ کے یہ معنی ہین کہ پھر جب آیا امر اللہ کا یعنی وہ وقت

جو معین تھا واسطے اُنکے عذاب کے دنیا مین یا آخرت مین تو فیصلہ کیا گیا ساتھ حق کے درمیان رسولون
کے اور اُنکے جھٹلانے والون کے پس نجات دی اللہ نے اپنی قضاے حق کے ساتھ اپنے
عباد محقین کو اور زیانکار ہوئے اُسوقت مبطل جو کہ پیروی کرتے تھے باطل کی اور اُس کے
ساتھ عمل کرتے تھے محلی نے کہا پھر جب آیا امر اللہ کا ساتھ نزول عذاب کے کفار پر تو قضا کی گئی
درمیان رسولون کے اور اُنکے مکذبین کے ساتھ حق کے اور خاسر ہوئے وہان مبطل یعنی قضاۓ
وخسران ظاہر ہوا واسطے لوگون کے اور وہ خاسر تھے ہر وقت مین قبل اسکے یعنی اسلیے کہ اس قضاۓ
وخسران کا حکم تو پہلے سے ہو لیا تھا بلکہ ازل مین لکھا چکا تھا لیکن ظہور اُسکا اب ہوا کرخی نے
کہا کہ اس آیت کو مبطلون سے ختم کیا اور سورت کو کافرون سے ختم فرمایا اِس لیے کہ یہان تو متصل
ہے قضی بالحق سے اور نقیض حق کا باطل ہے اور وہان متصل ہے ایمان غیر نافع سے اور
نقیض ایمان کا کفر ہے تو جو کلمہ جس جگہہ کے مناسب تھا اُسکو وہین ذکر فرمایا قد اُلحن اوائک
یا سیدی و مولائی پھر اللہ پاک نے اپنے بندون پر احسان جتایا ایک نوع کا اپنے انواع نعم سے
جنکا شمار نہین ہو سکتا ہے پس ارشاد فرمایا اللہ ہے جس نے پیدا کیے تمہارے واسطے انعام
زجاج نے کہا انعام اس جگہہ خاصۃً اونٹ ہین کسی نے کہا کہ ازواج ثمانیہ یعنی شتر و گاؤ و میش
و بز لیکن ظاہر قول اول ہے اِس لیے کہ جو منافع آگے مذکور ہین وہ سب اونٹ مین پاۓ
جاتے ہین پھر اس اجمال کی یہ تفصیل فرمائی لترکبوا منہا و منہا تاکلون کلمۂ من دونون جگہہ
تبعیض کا ہے کسی نے کہا ابتداے غایت کا مراد ابتدای رکوب و ابتداے اکل ہے لیکن
قول اول اولیٰ ہے معنی یہ ہین تاکہ تم بعض پر تو سوار ہو اور بعض کو کھاؤ اور واسطے تمہارے
اُن مین اور منافع مین سوا سوار ہونے اور کھانے کے جیسے و بر و صوف و شعر اور مسکہ اور گھی
اور پنیر اور دودھ اور نسل وغیرہ آور تاکہ پہونچو اُنپر حاجت کو جو تمہارے سینون مین ہے مجاہد و
مقاتل و قتادہ نے کہا کہ لادے پھرتے ہین تمہارے بوجھہ ایک شہر سے طرف دوسرے شہر
کے سورۂ نحل مین اسکا بیان پورے طور پر گزر چکا ہے آور اُنپر اور کشتیون پر لدے پھرتے ہو
یعنی اونٹون پر تو خشکی مین اور کشتیون پر دریا مین کسی نے کہا کہ اس جگہہ مراد حمل علی الانعام سے
لادنا بچون اور عورتون کا ہے اُنپر ہو دجون مین اور یہی بعید ہے اسکے جدا کرنے مین رکوب

سے اور جمع کرنے مین درمیان انعام کے اور فلک کے اِس لیے کہ باہم اُنکے پوری مناسبت ہے یہانتک کہ اونٹون کا نام سفائن البر رکھا گیا ہے اسکی نظیر یہ آیت ہے سورۂ نحل مین والانعام خلقها لكم فيها دف ء ومنافع ومنها تاكلون ولكم فيها جمال الآیہ لیکن یہ اُس سے زیادہ ترجامع ہے قولہ تعالیٰ ویریکم ایاته الآیہ یعنی دکھاتا ہے تم کو اللہ اپنی دلالتین جو کہ دال ہین اُسکے کمال قدرت و وحدانیت پر پھر کونسی آیت کا اللہ کی آیتون سے انکار کروگے کیونکہ وہ تو سب کی سب ایسے ظاہر و باہر ہین کہ کوئی منکر و جاحد اُنکا انکار و جحد نہین کرسکتا ہے اسمین اُنکے واسطے ایک بڑی تقریع و توبیخ ہے کلمۂ امّی کی تذکیر اُسکی تانیث سے زیادہ تر مشہور ہے اسی لیے فایتہ آیات اللہ نہین فرمایا کیونکہ تفرقہ درمیان مذکر و مؤنث کے اسماے جامدمین مثل حمار و حمارہ کے غریب ہے اور یہ تفرقہ امّی مین اور بھی زیادہ غریب ہے بسبب اُسکے ابہام کے نصب امی کا تنکرون سے ہے عامل پر جو اُسکو مقدم کیا ہے سو اس لیے کہ اُسکے واسطے صدر کلام ہے پھر اللہ پاک نے اُنکو ارشاد کیا کہ اُسکی نشانیون مین اعتبار و تفکر کرین پس فرمایا

افلم يسيروا في الارض فينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم كانوا اكثر منهم واشد قوة واثارا في الارض فما اغنى عنهم ما كانوا يكسبون ○ فلما جاءتهم رسلهم بالبينت فرحوا بما عندهم من العلم وحاق بهم ما كانوا به يستهزءون ○ فلما راوا باسنا قالوا امنا بالله وحده وكفرنا بما كنا به مشركين ○ فلم يك ينفعهم ايمانهم لما راوا باسنا سنت الله التي قد خلت في عباده ج وخسر هنالك الكفرون ع ○ کیا پھرے نہین ملک مین کہ دیکھتے آخر کیسا ہوا اُن سے پہلون کا وہ تھے اُنسے زیادہ اور زور مین سخت اور نشانیون مین جو چھوڑ گیے ہین زمین پر پھر کام نہ آیا اُنکو جو وہ کماتے تھے پھر جب پہونچے اُن پاس رسول اُنکے کھلی نشانیان لیکر ریجھنے لگے اُسپر جو اُنکے پاس تھی خبر اور الٹ پڑے اُن پر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے پھر جب دیکھی اُنہون نے ہماری آفت بولے ہم یقین لائے اللہ اکیلے پر اور چھوڑین جو چیزین شریک بتاتے تھے پس نہ تھا کہ کام آوے اُنکو یقین لانا اُن کا جس وقت دیکھ چکے ہمارا عذاب رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آتی ہے اُس کے بندون مین اور خراب ہوئے اُس جگہ منکر انتہی ف حافظ ابن کثیر

ل اوپر چوبیس بناد پیغمبر کو اُنمین چودہ رسول ہے اور کتنے قائد اور بعضون کو کہا ہے اور کوئی کو نہین لوقتیہ ۹ ع ۷ ۱۴

کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اگلی امتون کی جنہون نے زمانۂ قدیم مین رسولون کی تکذیب کی اور کیا کچھ سخت عذاب اُنپر نازل ہوا باوجود اسکے کہ قوی اُنکے سخت تھے اور بہت کچھ نشانیان زمین پر چھوڑ گیے اور مال جمع کیے پھر یہ سب کچھ اُنکے کام نہ آیا اور نہ ذرہ برابر اللہ کا عذاب اُن سے روکیا یہ اِس لیے ہوا کہ جسوقت رسول کھلی کھلی نشانیان اور پکی پکی حجتین اور سرشکن برہانین لیکر اُن کے پاس آئے تو اُن کی طرف التفات نہ کیا اور نہ اُنپر متوجہ ہوئے اور جو علم اپنے خیال مین اُنکے پاس تھا اُسکے ساتھ اُس علم سے مستغنی ہوئے جسکو رسول لیکر اُنکے پاس آئے مجاہد کہتے ہین یون کہا کہ ہم تو اُن سے بڑھکر عالم ہین ہم ہرگز مبعوث نہ ہونگے اور نہ ہرگز ہم کو عذاب کیا جائے گا سدی کہتے ہین خوش ہوئے اُس علم سے جو اُنکے پاس تھا بسبب اپنی جہالت کے پھر اُنپر اللہ تعالی کے عذاب سے وہ عذاب آیا جسکے مقابلے کی اُنکو کچھ طاقت نہوئی وحاق بہم یعنی گھیر لیا اُن کو اُس شے نے جس کا ٹھٹھا کرتے تھے یعنی تکذیب کرتے اور اُسکے وقوع کو بعید جانتے تھے فلما راوا باسنا الآیہ یعنی پھر جب معاینہ کیا اپنے اوپر وقوع عذاب کا تو بولے ہم ایمان لائے اکیلے اللہ پر اور منکر ہوئے اُس شے کے جسکو اُسکے ساتھ شریک کرتے تھے یعنی اللہ عزوجل کی توحید کے اور طاغوت کے منکر ہوئے لیکن ایسی جگہہ جہان کہ لغزشون سے درگزر نہین کی جاتی ہے اور نہ عذر و معذرت نفع دیتی ہے یہ ویسی بات ہے جو فرعون نے کہی جبکہ غرق نے اُسکو آلیا امنت انہ لا الہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل وانا من المسلمین اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین یعنی پھر اللہ پاک نے وہ ایمان اُس سے قبول نہ کیا کیونکہ وہ اپنے نبی موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا قبول کر چکا تھا جبکہ اُنہون نے یون دعا کی تھی واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم اسیطرح اللہ سبحانہ نے یہان فرمایا فلم یک ینفعہم ایمانہم لما راوا باسنا سنت اللہ التی قد خلت فی عبادہ یعنی یہ اللہ کا حکم ہے اُن سب لوگون مین جنہون نے وقت معاینۂ عذاب کے توبہ کی کہ وہ قبول نہین ہوتی ہے اور اسی لیے حدیث شریف مین آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالی قبول کرتا ہے توبہ بندے کی جب تک کہ اُسکو غرغرہ نہین لگا ہے پھر جب اُسکو غرغرہ لگ گیا اور روح حلق مین پہونچی اور فرشتے کا معائنہ کر لیا تو اب اسوقت توبہ نہین ہے اِسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وخسر ہنالک الکافرون ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ افلم یسیروا معطوف ہے

۵۱ یقین جانا ہین نے کہ کوئی معبود نہین مگر جسپر یقین لائے بنی اسرائیل اور مین ہون حکم بردارون مین ۱۲ منہ

۵۲ اب یہ کہنے لگا اور توبہ حکم رہا پہلے اور رہا بگڑنے والون مین ۱۲ منہ

۵۳ اور سخت کر اُنکے دل کہ ایمان لاوین جب تک دیکھین دکھ کی مار ۱۲ منہ

مقدر پرای اعجزوا فلم یسیروا فی الارض یعنی کیا عاجز ہو گیے سو پھرے تہین زمین کے اطراف ونواحی
مین تو دیکھتے اپنے سر کی اور دل کی آنکھون سے کہ کیسا ہوا انجام انسے اگلی امتون کا جنہون نے
اللہ کی نافرمانی کی اور اپنے رسولون کو جھٹلایا کیونکہ جو آثار ونشانیان اُنکے شہرون اور گھرون مین
موجود ہین وہ بتا رہی ہین اُس عقوبت کو جو اُنپر نازل ہوئی اور اُس بد انجام کو جسکی طرف وہ گیے پھر
اللہ پاک نے بیان کیا کہ یہ اُمتین اِن لوگون سے بڑھی ہوئی تہین کثرت وقوت مین پس فرمایا
کانوا اکثر منہم الآیہ یعنی وہ تھے اکثر ان سے گنتی مین اور سخت تر قوت مین مطلب یہ ہے کہ
اُنکے جسم ان سے قوی تر تھے اور مال مین بھی ان سے بڑھے ہوئے تھے اور اُنکے آثار ونشانیان
بھی زمین مین ان سے ظاہر تر تہین بڑی بڑی عمارتین اور پانی کے حوض اور قلعی گڑھیان پختہ ومضبوط
اور کتیبان جملہ کانوا الخ کلام مستانف ہے منظور اس سے بیان کرنا ہے اُنکے ابتدائی حال کا اور
انجام کار کا سو اُنکا آغاز تو یہ ہے کہ گنتی شمار مین کثیر تھے اور بڑے مالدار وولتمند تھے اور جسمون
کی قوت مین نہایت زبردست گنتی کی کثرت تو اخبار ونقل سے معلوم ہوتی ہے اور قوت اُنکی
آثار سے پائی جاتی ہے جو زمین مین باقی ہین اور انجام اُن کا یہ ہوا فما اغنی عنہم ما کانوا
یکسبون ہو سکتا ہے کہ پہلا کلمہ ما نافیہ ہو یا استفہامیہ اغنی کا مفعول اور دوسرا موصولہ یا
مصدریہ اغنی کا فاعل ای لم یغن عنہم او ای شیٔ اغنی عنہم مکسوبہم او کسبہم یعنی پھر نہ کفایت کی اُنسے
اُس شے نے جسکو کماتے تھے یا اُن کے کمانے نے یا کس شے کی کفایت کی اُن سے
اُنکے کمائے ہوئے نے یا اُنکے کمانے نے مطلب یہ ہے کہ یہ کثرت عدد وشدت قوت
وفراخی مال وکثرت ساز وسامان اُنکے کچھہ کام نہ آئے فلما جاءتہم رسلہم بالبینات
الآیہ کا مطلب یہ ہے کہ پھر جب آئے اُنکے پاس رسول اُنکے واضح واضح حجتین اور ظاہر ظاہر
معجزے لیکر تو کافرون نے فرح وسرور ظاہر کیا ساتھ اُس شے کے جو اُن کے پاس تھی اوس
قسم سے جس کے علم ہونیکا دعوی کرتے تھے مراد زائل شبہے اور حق سے مائل دعوی اور فاسد
فنون اور کاسد علوم ہین اُن سب امور کو جو علم کے پیرایہ مین ادا کیا سو یا تو اس لیے ہے کہ اُنسے
ٹھٹھا کیا ہے یا بنا بر اُنکے اعتقاد کے کہ وہ اپنے خیال مین اُنکو علم اعتقاد کرتے تھے ورنہ انسے
اور علم سے کیا نسبت کسی نے کہا کہ مراد اس علم سے علم احوال دنیا ہے نہ دین کا علم جسطرح

کہ اس آیت مین ہے یعلمون ظاہرا من الحیاۃ الدنیا نسفی نے کہا یا مراد علم سے غلاسفہ
و دہریہ کا علم ہے کیونکہ یہ لوگ جسوقت اللہ کی وحی کو سنتے تو اسکو دفع کرتے اور بہ نسبت
اپنے علم کے علم انبیا علیہم السلام کو صغیر و حقیر سمجھتے تھے سقراط سے مروی ہے کہ اُسنے
حضرت موسی علیہ السلام کا حال سُنا اور اُس سے کہا گیا کاش تو اُنکی طرف ہجرت کرتا تو بولا
کہ ہم تو ایک قوم مہذب ہین سو ہم کو اُس شخص کی احتیاج نہین ہے جو ہمکو مہذب کرے
یا یہ مراد ہے کہ خوش ہوئے اُس علم سے جو نزدیک رسولون کے تھا خوش ہونا ضحک و
استہزا کا گویا یون کہا کہ استہزا کیا ساتھ بینات کے اور ساتھ علم وحی
کے جسکو وہ لائے خوش ہوتے اتراتے ہوئے انتہی کسی نے کہا کہ الذین فرحوا بما عندہم
من العلم سے مراد خود رسول ہین یہ یون ہے کہ جب رسولون کو اُنکی قوم نے جھٹلایا تو اللہ
پاک نے اُن کو یہ خبر دی کہ وہ کافرون کو ہلاک کرنیوالا اور مومنون کو نجات دینے والا ہے
تو وہ اس سے خوش ہوئے وحاق بہم ما کانوا بہ یستہزءون یعنی گھیر لیا اُنکو اُنکے
جزاے استہزا نے فلما راوا باسنا الآیہ کا یہ مطلب ہے پھر جب معاینہ کیا ہمارے
عذاب کا جو دنیا مین اُنپر نازل ہوا تو کہا ہم ایمان لائے اکیلے اللہ پر اور منکر ہوئے اُس شے
کے جسکو ہم اُسکے ساتھ شریک کرنیوالے تھے مراد وہ بت ہین جنکو پوجا کرتے تھے پھر نفع نہ
دیا اُنکو اُنکے ایمان نے وقت معاینہ کرنے ہمارے عذاب کے اِس لیے کہ یہ وہ ایمان نہین
ہے جو اپنے صاحب کو نفع دیتا ہے کیونکہ وہ ایمان جو نفع دیتا ہے سو ایمان اختیاری
ہے نہ اضطراری ایمان فاآت فما اغنی سے لیکر یہانتک چار ہین سو پہلے کا حرف فا تو بیان کرتا
ہے انجام اُنکی کثرت و شدت قوت کا یعنی انجام اُسکا خلاف و ضد ہوا اُسکے جسکی اُس سے اُمید
رکھتے تھے اُمید اسکی نفع کی تھی سو نفع اُسپر مترتب نہوا بلکہ عدم نفع مترتب ہوا جیسے محاورے
مین بولتے ہو کہ وعظتہ فلم یتعظ یعنی مین نے اُسے نصیحت کی سو اُسنے نصیحت قبول نہ کی
اور دوسرا اشارہ کرتا ہے [illegible] کی تفصیل کا جسکا ابہام و اجمال کیا گیا تھا اور تیسرا نزی تعقیب کے
لیے ہے اور اُسکے مابہ [illegible] یلہ مین اُسکے ماقبل کا واقع بعد اُسکے اس لیے کہ مضمون فلما
جاءتہم الخ کا یہ ہے کہ اُنہون نے کفر کیا تو گویا یون کہا گیا فکفروا ثم لما راوا باسنا آمنوا اور چونکہ

لہ جلالین
ہین اور پہلا پرونیا
کا چھپا ۱۲ منہ

واسطے عطف کے ہے آمنوا پر گویا یون کہا گیا فامنوا فلم ینفعہم اس لیے کہ نافع ایمان اختیاری ہی قولہ تعالے سنت اللہ التی قد خلت فی عبادہ یعنی طریقہ اللہ کا جو جاری ہو چکا ہے اُسکے بندون مین مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے ساری امتون مین یہ طریقہ جاری کر رکھا ہے کہ اُنکو ایمان نفع نہین دیتا ہی جبکہ اُنہون نے دیکھلیا عذاب کو سورۂ نسا و سورۂ توبہ مین اسکا بیان پورے طور پر گزر چکا ہی نصب سنتہ اللہ کا اس بنا پر ہے کہ مصدر موکد ہے فعل محذوف کا مثل وعد اللہ کے اور جو اسکے مشابہ مصادر مؤکدہ ہین کسی نے کہا کہ بنا پر تحذیر منصوب ہے یعنی حذر کرو اے مکے والو اللہ کے طریقے سے جو کہ اگلی امتون مین جاری ہو چکا ہی قول اول اولیٰ ہے قولہ تعالیٰ وخسر ھنالک الکافرون یعنی اور زیانکار ہوئے اُسوقت کافر یعنی وقت دیکھنے اُنکے کو اللہ کے باس و عذاب کو یہ معنی اس بنا پر ہین کہ ہنالک اسم اشارۂ مکانی استعارہ کیا گیا ہے واسطے زمان کے جیسا کہ اول گزر چکا ہے کما قالہ ابو السعود سیمین نے کہا اسکی حاجت نہین ہے بلکہ اپنی اصل پر اسکا باقی رکھنا صحیح ہے یعنی یہ معنی ہو سکتے ہین کہ جس جگہہ اللہ کا عذاب آیا اُس جگہہ کافر خاسر ہوئے مطلب یہ ہے کہ ہلاک کر دیے گیے دنیا و آخرت سے محروم ہوئے زجاج نے کہا کہ کافر خاسر ہے ہر وقت مین لیکن ظاہر ہوتا ہے واسطے اُنکے خسران اُن کا جبکہ وہ عذاب دیکھتے ہین واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بمرادہ و اسرار کتابہ وہو علام الغیوب وستار العیوب الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر سورۂ مومن بفتم ماہ رجب حرام ۱۳۱۳ھ شب چہارشنبہ قریب نصف شب محلۂ امیر گنج مین تمام ہوئی اور اسکے تمام ہونے سے جلد دوازدہم تفسیر ترجمان القرآن کی پوری ہوئی اب انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ فصلت سے جلد سیزدہم شروع ہوگی الٰہا سیدا باریا اسکو قبول فرما اور آیندہ لکھنے کی قوت دے فانک انت القوی العزیز لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللھم انی ضعیف فقونی فی رضاک واجرنی من خزی الدنیا وعذاب الآخرہ اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا واغفر لنا وتب علینا بجاہ سیدنا ومولانا سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم آمین وانا العبد الراجی رحمۃ ربہ الباری ذوالفقار احمد النقوی البوفالی عفا اللہ عنہ ماجناہ ووفقہ لما یحبہ ویرضاہ اللھم اغفر لصاحب الترجمان مغفرۃ ظاہرۃ وباطنۃ لا تغادر ذنبا واعطہ الدرجات العلی فی الجنۃ آمین والحمد للہ اولا وآخرا وظاہرا وباطنا۔

بالخیر

فہرست جلد دوازدہم ترجمان القرآن

صفحہ	سورت	صفحہ	سورت	صفحہ	سورت	صفحہ	سورت	صفحہ	سورت
۲	سورۃ یٰسین	۱۱۴	سورۃ الصافات	۲۵۳	سورۃ ص	۳۶۷	سورۃ الزمر	۵۱۳	سورۃ غافر

صحت نامہ جلد دوازدہم

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۶	۱۴	بمرادہ	بمرادہ بہ	۲۴	۱۰	کی جن میں فرمایا ہے	نے کہا	۴۷	۲۳	سجدہ کو	سجدے کی آیت کو اپنی اس قول سے ختم کیا ہے
〃	۳	مستعیم	مستقیم	〃	۱۷	ای انا	ای ان				
۸	۷	فالحاق	فالحق	۲۷	۲	تقید	تقیید				
〃	〃	منی	+	〃	۹	اورطیر	اورطیر	۴۸	۳	یلسلونك	یسئلونك
۱۰	۴	کاسر	کاسہ	۲۹	۶	قوم کی	قوم کو	〃	۷	فصلناہ	فصلناہ
۱۳	۱۰ احاشیہ	نہ چھوٹی	نہ چھوٹی چھوٹی	۳۱	۱۰	غالش	غاشّ	〃	۲۲	غُرُر	غُرَر
〃	۱۰	امّا	امام	۳۳	۹	تبارکہ ومضافہ	بتارکہ ومطافہ	۵۱	۱	خیر	خبر
۱۵	۱۳	سرابیل	سرابیل	۳۶	۱۴	اعلینا	علینا	۵۴	〃	کرتاہے	کرلیتا ہی
〃	۱۵	چاہتی لاذقان		۳۹	۱۰	حسرۃ	حَسْرَۃ	۵۷	۴	فکر	فکبر
〃	۲۱	وتسلکم	السلکم	۴۲	احاشیہ	بنانے	بنائے	۵۹	۳	ذرا	ذَرَاً
۱۶	۱	غطینا	ای غطّینا	〃	۱۰	احینا	احیینا	۵۹	۲۰	سفنا	سفنا
〃	احاشیہ	لگادی	لگادیے	〃	〃	مینہ	میتہ	۶۱	۹	پائے	پالے
〃	۸ احاشیہ	شیطان	شیطان پہرو رہی اوسکا ساتھی	۴۳	۲ احاشیہ	فالفجر وفجرہ	فالفجر وفجرتہ	〃	۱۱	سوا	سو
				〃	۲۰	ای عمل	ای من عمل	۶۴	۵	باتفاق	باتفاق
۱۸	۷	اجیا	کوئی اچھا	۴۴	۲۱	تبھی	تبھی یہ	۶۵	۴	فسینسرہ	فسنیسرہ
〃	۹	گیاہر	گیاہے	۴۵	۲۲	مخلوقات	مخلوقات کیونکہ وہ تو ساری مخلوقات	〃	۲۰	ہکائے	ہنکالے
۱۹	۲ احاشیہ	سے الغیر	مع الغیر					۶۸	در حاشیہ ۶	سہراہتے	سراہتے
۲۰	۵	قالوا	قالوا ۵	۴۶	۱۵	سواذن	سواوسکواذن	۷۰	۱۱	حقیقت	حقیقۃً
〃	۱۴ احاشیہ	آسمان	آسمان اور	〃	۲۳	کہ سورج	کہ بیشک سورج	〃	۲۱	حاضر	حاضر کیے
۲۴	احاشیہ	اور پہر	پہر	۴۷	۸	انخفاض	انخفاض	۷۱	۳	یوم	یوم ۵۱

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۷۱	احاشیہ	وہی	وہ ہے
۷۲	۱۱	قرحون	فرحون
〃	۱۳	بکر	بکارت
۷۳	۵ حاشیہ	ابی الانیا	ابی الدنیا
۷۴	۹	ہبر	ہُبَیرَہ
۷۵	۱۱	اللین	اللبن
〃	۱۶	انکے	اونکے
۷۶	۳ حاشیہ	جتھون	چتھون
〃	۱۴	تیمنی	یتمنیٰ
۷۹	۲	عشق	عُنُق
۸۰	۴	زمادت	زیادت
۸۲	۱۶	اوسکی ان	اوسکی ران
۸۴	۵	مضینا	مضیّا
۸۵	۱۱	اوسپر	اسپر
〃	۲۳	جفن	نہ جفن
۸۶	۱۱	یتردون	یترددون
〃	۲۳	لاضللناہم	لاضللناہم
۸۸	۸ حاشیہ	۵۴	۵۲
〃	۱۶	ازدل	ارذل
۹۰	۱۱	تمثل	تمثّل
〃	۱۶	اخی بن	اخی بنی
۹۲	۷ حاشیہ	بجرم	یجرم
۹۳	۱۳	ذکر	الاذکر
۹۶	۶	ابوابوفا	ابوالوفا

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۹۶	۱۷	کلمۂ عذاب	کلمہ عذاب
۹۹	۱۴	لغلم	نعلم
۱۰۰	۱	اَوَّلَ	اَدَلّ
〃	۷	دینگے	دینگی اور اوسپر
۱۰۱	۱۹	تنسی	تسلّی
〃	۲۱	تنہی	نہی
۱۰۲	۱۰	تہی	تہی
۱۰۴	۲ حاشیہ	للغفرۃ	المغفرۃ
〃	۵ حاشیہ	یان	بان
۱۰۵	احاشیہ	کانہا	کانہما
۱۰۹	۱۴	روش	روشن
۱۱۰	۵	ولارض	والارض
〃	۱۹	تقدین	تقدیر
۱۱۱	۱۰ احاشیہ	شبیہ	یشبہ
〃	۱۵ احاشیہ	حذیفتہ	حُذَیفہ
〃	۱۸ احاشیہ	الکبراء	الکبریاء
۱۱۲	۱۵	صیغہ	بصیغۂ
۱۱۴	۱۳	آئتین	آیتین
سورۃ الصافات			
۱۱۵	۷	یادکر	یادکرکز
۱۱۶	۵	عذراو	عذراو
۱۲۱	۳	الرجیم	رجیم
〃	۴ حاشیہ	شیطانونکو	شیطانون کی
〃	۲۰	حدیف	حدیث

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۲۲	۱۲	حفض	خفض
۱۲۴	۶	یاکو	بابر
۱۲۶	۱۸	یایہ	یہ یا
۱۲۷	احاشیہ	سبکے	اوسکے
۱۲۸	۷	اشیاہم	اشباہم
〃	۱۴	خبت	خبث
۱۲۹	۱	اسمین	السّمین
〃	۹	ضربتہ	ضربۃ
۱۳۰	۸	اکی	کی
۱۳۴	۱۰	وللتہ	دَللتہٗ
〃	۱۵	لذایقون	لذایقون
〃	۲۲	چکہتا	چکہنا
			خصیف
		الدابہ	الدابۃ
۱۳۹	۱۰	اویاہم	اوباہم
۱۴۰	۸	سالخ	سانخ
〃	۱۳	جواب ریا	جواب دیا
۱۴۱	۳	امین	اسمین
〃	۱۶	۔کلمہ	یہ کلمہ
۱۴۲	۳	قصرت	قصرٰت
〃	۱۲	لاعباد	الاعباد
۱۴۳	۶	حدیث	یہ حدیث
۱۴۵	۲۰	آبان	اَبَان
۱۵۳	〃	لله	الله

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۵۸	۱۲	فرخی	فراخی
۱۵۹	۱۴	اللذان	اللذات
۱۶۲	۱۵	خطوظ	حظوظ
۱۶۵	۲	لھم	لھم علیھا
۱۶۷	۱۳	اگراوس سے	آگ سے
۱۶۸	۷	یا استعارہ	یا استعارہ
〃	۱۳	الابشل	بشرا
〃	۱۶	مشرقی	مشرفی
۱۷۰	۱۸	اکثرھم	اکثر
۱۷۲	۲۲	وھو الحافظ	وقال الحافظ
۱۷۴	۱۱	یہی ذریت	بھی ذریت
۱۷۵	۱	وقال	قال قال
۱۷۹	۱۶	چاہتی	چاہتی ہو
۱۸۴	حاشیہ	ترکوہ للسنۃ	ترکوہ السنۃ
۱۸۶	۱۹	کے ہے	کے ہین
۱۸۸	۳	بلبنی	یبنی
۱۹۲	۱۶	اقران	اَقْرَنْ
۱۹۳	۳ حاشیہ	بخاے	بجاے
〃	۴ حاشیہ	اخرجہ	اَخْرَجَہ
〃	۱۹ حاشیہ	سبع	بسبع
〃	۲۰ حاشیہ	سنۃ	سنۃ
۱۹۴	۱۴	والاخرین	والاٰخرین
۱۹۶	۲۱	دنبہ	ایک دنبہ
۱۹۷	۱۵	جواوسکی	جواسکے
۱۹۷	۱۲	ابی الھذیل	ابن ابی الھذیل
۱۹۸	۵	ای	اسی
۱۹۹	۶ حاشیہ	السمع	اسمع
〃	۸	مقطوع	مقطوع بہ
〃	۱۳ حاشیہ	تتلک	تتلک
۲۰۰	۶	اوسکو	اسکو
۲۰۱	۲۳	مغلوطتہ	مغلوطۃ
۲۰۴	۱۸	امری	آسری
〃	〃	تحتیہ	تحتیہ
۲۰۵	۹	جزعک	جزعک
۲۰۶	۴ حاشیہ	صرف	حرف
۲۱۱	۱	مبشریہ	مبشربہ
۲۱۲	۲۳	کرچکا	کرچکا کہ
۲۱۴	۹	دشمنون	اونکی دشمنون
〃	۲۲	ڈ	ڈ
〃	۲۳	منلم	سلم
۲۱۵	۲۱		لہ یسع فی حضرت الیاس کو
۲۱۶	۱۸	جئنا	جئنا
۲۱۹	۱	تفضیل	تفضیل
〃	۱۴	تخلیہ	تحلیہ
۲۲۰	۶ حاشیہ	کرتا ہے	کرنا ہے
۲۲۱	۱۷	ہوتا	ہونا
۲۲۵	۲ حاشیہ	نحن	تحن
〃	۱۰	الدیار	الدُّبّاء

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۲۵	۱۵	او	لو
۲۲۶	۱	بسیاف	یساف
〃	۱۵	پر	پھر
۲۲۷	۲	زبیر	زُہیر
〃	۳	کعب یہ	کعب بہ
〃	۱۴	خاین	حاین
۲۲۸	۲	المدحضین	المدحضین
〃	۳	ادحصہا	اَدْحَضَہا
۲۳۱	۲	یمعنی	بمعنی
〃	۸	دختون	درختون
۲۳۲	۷	نخمین	تخمین
〃	۹	اورالسد	اسد
〃	۱۰	نجییر	تخییر
〃	۱۵	نے ساتھ	کے ساتھ
۲۳۴	۷	عظمۃ	عظمتہ
〃	۱۴	بیٹان	بیٹیان
〃	۱۵	باالبنین	بالبنین
۲۳۶	۳	بنایا	یابنایا
〃	۱۲	باستفنا	باستفتا
۲۳۹	۱۰	افتتۃ	افتتہ
۲۴۴	۱۹	ہمارے	اگر ہمارے
۲۴۵	۱۶	گیون کی	گیون کی[1]
۲۴۶	۲ حاشیہ	مسای	مساحی
۲۵۱	۶	قول	تَوَلّ

[1] یہ نظام قاضی کی نقل مین کچھ خلط ہوگیا ہے حضرت یسع کا امر کرنا حضرت الیاس کو صحیح نہین معلوم ہوتا واللہ تعالیٰ اعلم ازصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۵۲	۱۸	نسبت	نسبت
″	۲۳	انجام	انجام
		سورۃ ص	
۲۵۳	۱۳	النجاس	النحاس
۲۵۵	۱۹	ماخوذای	ماخوذہے
۲۵۶	۲۱	بخشاہے	بخشناہے
۲۵۸	۳	غرہ	غرۃ
″	۱۴	نزولاوفرار	نزولاًوفراراً
۲۵۹	۱۳	کہ من	اورمن
″	۱۵	بہب	بہت
″	۲۳	راع	راغ
۲۶۰	۷ حاشیہ	فتعرفن	فلتعرفن
″	۱۸	عجبوا	عجبوا
″	۲۲	اورنہین	اونہین
″	۲۳	یہ ہے	یہ بھی ہے
۲۶۱	۶		اکان[۱]
″	۲۰	رکہا	کہا
۲۶۳	۵	الوضع	الموضع
۲۶۵	۳	لعی	معنی
″	۷	اندفاغ	اندفاع
۲۶۶	۲	یعنی	معنی
″	۶	رحمۃ	رحمۃ
″	۸	الاحزاب	الاحزاب
۲۶۷	۳ حاشیہ	تنگ	تُنگ

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۶۷	۱۲ حاشیہ	اَنک	اَتک
″	۲۳	اس باب	اَسباب
۲۶۹	۶	کیونکر	کیونکہ
″	۲۲	اس باب	اَسباب
۲۷۶	احاشیہ	چُھٹی	چِٹھی
۲۷۹	۸	علیاء	علیاء
۲۸۱	۶	من واحد	واحدمن
۲۸۲	۱۱	الخطاب	الخطاب[۵]
۲۸۵	۲۱	اسنادہ	واسنادہٗ
۲۹۰	۳	حُمیر	عُمیر
″	۵	مانگتے	مانگنے
″	۱۲	خطبہ	خطیبہ
۲۹۱	۲	اوسوقت	اسوقت
″	۱۰	ہیبت	ہیئت
۲۹۲	۵	لِزلفیٰ	لَزُلفیٰ
۲۹۶	۱	قربت	قرب
۲۹۷	۱۰	نکوینی	تکوینی
″	۱۷	کا	کالمفسدین
۲۹۸	۵	اونکی معاد	اپنی روز معاد ونشور کے دن
۳۰۱	۱۲		روح اللہ[۵۲]
۳۰۳	۱۱	شہر	شہرو
۳۰۴	۱۲	بمعنی	جید بمعنی
۳۰۷	۹	پہونچین	پونچین

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۰۸	۲۱	حساب	حساب[۴۲]
۳۰۹	″	ضُخر	صُخر
۳۱۴	۵ حاشیہ	اندن	راندن
″	۱۰	جہونٹ	جہوٹہ
۳۱۸	۱۹	ہکذالخ	∴
۳۲۴	۲۰	اونکے	اوسکے
۳۲۸	احاشیہ	ڈرتا ہے	ڈرتا ہے
۳۲۹	۲ حاشیہ	روایۃ	روایۃ
″	۱۲	اول	اولیٰ
۳۳۰	۲۲	بخشا	بخشے
″	۲۳	گہروآل	گہروالے
۳۳۱	۶	وسکے	اوسکے
۳۳۲	۵	حاجت	رغبت
۳۳۳	۱۳	متکئین	متکئین فیہا
۳۳۴	۳	آنکہون	اورآنکہون
″	احاشیہ	فصل	فضل
″	۹	ہم	ہمّ
۳۳۵	۲۰	جنت مین	جنت
″	۲۱	رہینگے	رہی گی
۳۳۷	۱۵	یہ	ہے
۳۴۰	۸	مصتحۃ	مفتحۃ
۳۴۱	احاشیہ	محیصن	محیصن
۳۴۳	۱۷	ہوئی	وہُوی
″	۱۷ حاشیہ	مصح	مصح

[۱] کیا اونکو جب ہم نے کہا کہ جاؤ ایک مرد کو دیکھو اگر وہ تم کو ڈرتا پاؤ تو اور تو بخشی سکے جو کوئی دیتین لاوے کہ اوسکو بلا پوچھے اپنے بس کی پہان کہتے گا تو کہ جادو ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں ۱۲

[۲] یعنی نزول رحمت الٰہی اور اپنے بندون کے اوپر بندون کے شیرین تر ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ صحیح سلامہ تعالیٰ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

صدیق حسن خان
تفسیر ترجمان القرآن جلد ۱۱ و ۱۲

لائبریری
جامعہ محمدیہ